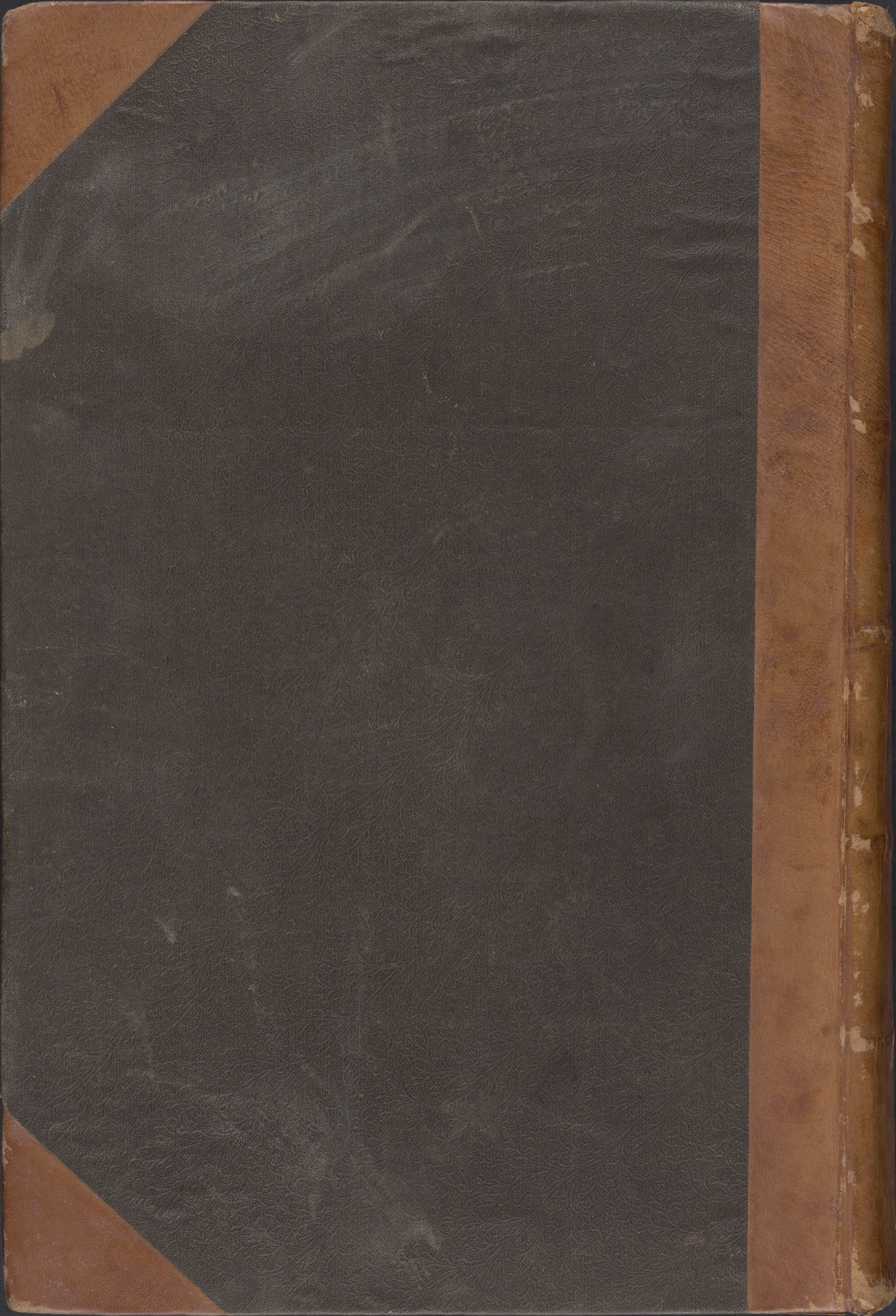




طلسم فتنہ نور افشاں

جلد دوم

۲۰

طلسم فتنہ نور افشاں جلد دوم

۹۳۵ ۲۵

VI

n-Swad
ing. The first
ed by the Congre
ducts is the Simpl
ed down suddenly
throwing about 2,0
employment.

Apart from this
mills have been clos
or earlier owing to
sion as a result of
number of unemp
stands at 25,000.
pears gloomier w
that the managem
group of mills hav
that the entire
closed from Aug
others are consi
from Sept. 1.

PEACE
DETR

Bombay 'V

The peace pa
at Yervada rece
the Congress 'v
After a brief
council' unanim
the present par
mental to the
pendence in w
now engaged.



طلسم فتنہ نور افشاں

جلد دوم

۳۰/-

20

TILISM

FITNA-I-

NOOR

AFSHAN

VOL.

II



بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و آسمان

انیس شبہای فراق عاشقان جلیس بیت الحزن دلفگاران داستان امیر حمزہ صاحبقران کی جان

موسوم بہ



جلد دوم

جسکو بصرف زر کثیر مطبع سر آمد داستانگویان استاد سخنوران منشی احمد حسین صاحب قمر نے بعبارت فصیح تصنیف فرمایا

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں حسن و خوبی چھپا

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و آسمان

انیس شبہای فراق عاشقان جلیس ہیبت الحزن دلفگاران داستان امیر حمزہ صاحبقران کی جلد

موسوم بہ



جلد دوم

جسکو بصرف زر کثیر مطبع سرآمد داستانگویان استاد سخنوران منشی احمد حسین صاحب قمر نے بعبارت فصیح تصنیف فرمایا

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں حسن و خوبی چھپا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خالق زمین و زمان رب دو جہان اکثر اس فقرے کو جا بجا دیکھا کتب ہاے معتبر مین لکھا ہی رب دو جہان مگر خالق لیل و نہار
ہمارا پروردگار اپنے کلام فیض انجام مین ارشاد فرماتا ہی الحمد للہ رب العالمین ترجمہ لفظی یہ ہی جمیع حمد ثابت ہی واسطے اللہ
کے کہ رب ہی تمام عالموں کا اس لفظ جمع سے یہ ثابت ہوا کہ بہت سے عالم ہین عالمین کا لفظ استعمال ہوا تفسیر مین بھی
مفسرین تحریر فرماتے ہین کہ رب اکبر نے ایک لاکھ چوبیس ہزار عالم پیدا کیے سبحان اللہ کیا وسعت قدرت ہی تحریر مفسرین
سے کھل گیا کہ جسطرح ایک مکان وسیع مین قندیلین لٹکائی جائین اُسی طرح اُس کارساز نے مثل قندیلون کے درجے
قرار دیے ایک ایک عالم ایک ایک قندیل مین بسا ہی جس عالم کو ہم جانتے ہین یعنے انسان حیوان مور و مار جنات
پریزاد دیوزاد شیران صحرا و نہنگان دریا و طائران ہوا یہ سب بمشیت رب دو جہان بانی بناے انس و جان ایک ہی عالم
قرار دیا گیا اُسی طرح ایک قندیل مین آپ بھی ساکن ہین جب اُس رب اکبر خالق بحر و بر نے پیدائش کو اسقدر وسعت
دی کہ ایک ایک قندیل مین ایک ایک عالم قرار پایا ایک کو ایک نہین جانتا اور یہ بھی تحریر مفسرین و محدثین سے
ظاہر ہوا کہ جس عالم مین آپ بسے ہین یہ عالم سب عالمون سے چھوٹا ہی اس چھوٹے کی وسعت کو جو ہمنے خیال کیا
تو طائر وہم و خیال بھی نہین پہونچ سکتا ہی ادنے اسی ایک مثال یہ ہی کہ جنات و پریزاد کا نام سنتے ہین نہین معلوم وہ
کہان ہین اور ظہور اُنکے طریقون سے پائے گئے یعنے اکثر نے لکھا کہ جو مکانات کہنہ مدت ہاے مدید سے خالی پڑے
ہین اُسمین جنات رہتے ہین یہ تو کتابون مین لکھا دیکھا اور ظہور یہ پایا کہ اکثر بعض کے سر پر جنات آتے ہین اپنا رنگ
جماتے ہین عجائب و غرائب خبرین سناتے ہین مگر کیا قدرت ہی کہ وہ تو ہمکو دیکھتے ہین اور ہم اُنکو دیکھنے کی لیاقت
نہین رکھتے حکماؤن نے لکھا ہی کہ وہ قوم آتشی ہین ہم خاکی اُنکو پروردگار نے سب طرح کا اختیار دیا ہی وہ جو
صورت چاہین بنجائین خواہ انسان یا حیوان مگر ہم نہین پہچان سکتے اُنکو یہ اختیار ہی ہم اُنکے دیکھنے مین ایسے
مجبور و لاچار ہین مگر قربان جناب اشرف انبیا کیا پیغمبر برحق صاحب اختیار جاننے والا ہر نیک و بد کا خلق فرمایا
کتاب معجزات مین بھی دیکھا کہ افسر جنیان نے بھی ہمارے پیغمبر سے مسئلے پوچھے کُل زبانون کے سمجھنے کا اُس خالق نے

اختیار دید یا ہی پردہ ہاے مخفی نگاہ جہان بین سے اُٹھ گئے یہ بھی دیکھا کہ جن وانس وحوش وطیور ومار جائر براے حل مشکل بخدمت فیض درجت مین حاضر ہوے آپنے اُن مشکلون کو حل کیا جواب شافی دیے کہ گریان ونالان آئے او رخوش وخرم واپس گئے پس ایسے پروردگار کی صفت مین زبان کھولنا سراسر جہل ونادانی ہے اسکی صنعت کو کون شخص پہونچ سکتا ہے کیا اُسکی صفت مین لکھون کوئی ایسا لفظ نہین ملتا کہ اُسکی صفت مین لکھون بس اتنا کافی ہے نظم

بودن آنرا ہمیشہ بود از تو | بود و نابود را وجود از تو | آفرینش رقم کشیدۂ تست | ہرچہ چیزیست آفریدۂ تست
در بینائی بہ فہم عالمیان | ورنہ گنجے بہ وہم آدمیان | آدمی کیست خاک بے سروپا | کو نداند خداے را چو خدا
سخن آنجا کہ از خدا او دست | لاف دانش دلیل نادادست | آنکہ خود را شناخت نتواند | آفرینندہ را کجا داند
آنکہ در کار خویش گم باشد | دم عبث ازوے استثم باشد | عقل کو صد ہزار رنگ آمیخت | از خجالت بہ پاے پس بگریخت
ہرچہ اندر جہان بدارد کس | ہمہ دانند کان تو دانی و بس | ساختی از قضا جریدۂ راز | بستی از کاف و نون پر و پرواز
ہمہ ہستی ز ملک تا ملکوت | یک رقم زان جریدۂ جبروت | تو بدی و نہ بود این ہمہ چیز | ہم توانی و کس نماند نیز
گر کسے چون تو پایدار بود | بندہ کی آفریدگار بود | ہرچہ نتوان ز پادشاہی کرد | گر دہی و مکینی و خواہی کرد
گردنی ہرچہ در جہان ناید | آن چنان نیست چنین کہ می باید

اصل یہ ہے کہ انسان ضعیف البنیان صفت اس پیدا کرنے والے کی کیا لکھ سکتا ہے جب تصور کیا تو آگ سنتہ ہے کہ اپنے معبود کو کیونکر پہچانے بہتر ہے کہ اُسکو خالق جانے

نعت جناب حبیب خدا اشرف انبیا صلعم

درود کامل اپنے حبیب پر رب اکبر نے نازل کیا اپنے پروردگار کو پیغمبر مختار نے پہچانا کیا مرتبے پروردگار نے دیے کل مذہب والونکو معجزے دکھائے کیا کیا راز دنیا سمجھائے کیا سیاہ قلب تھے کہ راہ پر نہ آئے جنکو ہدایت با سعادت ہوئی فورا زنگ کفر آئینۂ دل سے اُسکے دور ہوا قلب کو سرور ہوا کلمہ پڑھا اعتقاد نبوت دل مین آیا لکھا ہے کہ ایک دن ایک عرب صحرائی قوم کا صیاد ایک موش صحرائی کو آستین مین چھپا کر براے مناظرہ ومکالمہ حاضر خدمت ہوا حضرت سے تکرار کرنے لگا ہر مرتبہ اُسکا یہی قول تھا کہ آپکو پیغمبر کسنے بنایا آپ جواب مین فرماتے تھے جس خدا نے تجھکو ایک قطرۂ نجس سے یہ صورت زیبا عطا فرمائی اُسنے مجھکو بھیجا ہے کہ تم سب کو ہدایت کرون راہ ضلالت سے نکالون تا بہ چشمۂ ہدایت پہونچاؤن جب وہ معقول ہوا تو اُسنے غصے مین کہا آپکی نبوت پر کون گواہ ہے حضرت نے فرمایا اوّل تو وہ شاہد ہے کہ جس موش صحرائی کو تونے گرفتار کیا دوسرا گواہ جس نخل کے سائے مین تو کھڑا ہے یہی شاہد ہے کہ خدا واحد ہے یہ فرماکے ارشاد ہوا کہ اے موش صحرائی میری نبوت پر گواہی دے وہ موش بے زبان آستین سے اُس جوان کی زمین پر گرا بفصاحت آواز دی اے صیاد یہ حبیب رب اکبر فرستادۂ حاکم بحر وبر ہے اگر تو اعتقاد نبوت نہ کریگا تو مین تجھکو ہلاک کرونگا شکر ہے پروردگار کا کہ مین معتقد نبوت ہون خدا کو وحدہٗ لاشریک جانتا ہون اپنے پیدا کرنے والے کو خوب پہچانتا ہون اب حضرت نے اُس نخل کو آواز دی اے نخل بحکم باغبان قضا وقدر میری نبوت پر گواہی دے نخل اپنے مقام سے دوڑا یہ آواز اُس سے آئی تھی کہ اے مرد صیاد یہ پیغمبر برحق ہین فرستادۂ رب مطلق ہین اگر تو اعتقاد نبوت نہ کریگا تو مین تجھکو ہلاک کرونگا اور ایک شاخ اُسی نخل کی بلند ہوکر سر پر صیاد کے پہونچی شاخ سے بھی یہی آواز آتی تھی اے صیاد اپنے نفس پر بیداد نہ کر یہ حبیب رب اکبر ہین برحق پیغمبر ہین صیاد خوف سے بیہوش ہوگیا حضرت نے بخلق ومحبت سر صیاد کا اپنے زانوے اقدس پر رکھ لیا

جب اُسنے آنکھ کھولی سر اپنا زانوے اقدس حبیب رب اکبر پر پایا سر کو فخر سے عرش اعلیٰ پر پہونچایا خُلق و اعجاز محمدی کو دیکھکر گرد پھرتا تھا کہتا تھا سبحان اللہ جو آپکی نبوت مین فرق کرے وہ کافر ہی دین حقیقت خدا سے باہر ہی حضرت نے بہ خلق محبت کلمہ تعلیم کیا صیاد کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا موش صحرائی آستین مین رکھلے دعائین دیتا ہوا اوصاف حضرت زبان پر جاری ایک ایک سے یہی کہتا تھا کہ آج مین نے سلطنت کونین پائی حقیقت مین پروردگار نے ایسا احسان کیا کہ پیغمبر برحق رازدار مطلق کو ہماری ہدایت کے واسطے بھیجا اُنکے اوصاف حمیدہ اخلاق پسندیدہ کی کون صفت کرسکتا ہی اصل تو یہ ہی باقی سب نقل ہی یہی تقاضاے عقل ہی نظم در نعت

سرخیل پیمبران محمد	وی خاتم انبیای مرسل	شد فتوی دین ز تو مکمل	ای دُرّ یتیم بحر سرمد
تو شمع تو خاتم النبیین	ای چشم چراغ اہل بینش	مقصود توئی ز آفرینش	ای قاضی شرع و مفتی دین
از نورِ تو شد کرم آدم	چون روزی آدم این نمک شد	شائستۂ سجدۂ ملک شد	قائم بطفیل تست عالم
نعلینِ تو ہر دو لام و اللیل	آمد حرمت حریم بطحا	فراش رہ تست دم مسیحا	شاہ قرشی و ہاشمی خیل
ہر مرغ مدینہ جبرئیلے	برو رگت ای رسول یثرب	موسیٰ بعصای خویش حاجب	ہر خادم خوان تو خلیلے
گر خاک درت کند بے تر	باغ ارم از نسیم کویت	خوشبو چو بنفشہ تار مویت	خضر آمدہ نیز سوے آن جو
روح القدس ست خاصیت جوے	خورشید زہ ہر ذرۂ اتاج	با مہرۂ سبحۂ تو محتاج	از بوے خوش نسیم آن کوے
کز کاہکشان ربا یداو کاہ	گردید ستون دین عصایت	شد پردہ سرای حق روایت	یک کاہ ربا ز سبحات ماہ
ماہ نو آسمان راز تست	ای بلبل گلشن فصاحت	وی طوطی بیشۂ بلاغت	محراب بروے جذب ساز تست
کار بلغا ہم از تو فیروز	خواہی چو خلاصی خاکساران	آزادئی چو ما ہزاران	از تو فصحا فصاحت آموز

قلم دو زبان صفت رب اکبر

مین عاجز و سرگردان عقل و فہم حیران و پریشان کسکی مجال ہی کہ صفت حبیب رب اکبر خاتم پیغمبران بیان کرسکے

منقبت جناب حیدر کرار وصی احمد مختار زوج زہراے نامدار غالب کل غالب علی ابن ابی طالب

سبحان اللہ جیسا نبی ویسا خدا نے وصی عطا کیا اگر ذات بابرکات جناب حیدر صفدر کنندۂ درخیبر قاضی بازو کبوتر والد ماجد شبیر شبر برودۂ دنیا پر نہوتے تو جناب فاطمۂ زہرا صلواۃ اللہ علیہا کا کوئی ہمسر دنیا مین نہ تھا کہ جسکے ساتھ شادی ہوتی ذات حیدر صفدر بر پردۂ دنیا مین ظہور قدرت رب اکبر ہی ایک روز جناب علی مرتضی وصی حبیب خدا قاتل اشقیا رازدار رموز کبریا بر سر منبر وعظ فرما رہے تھے ناگاہ ایک کبوتر مثل باد صرصر گھبرایا ہوا آیا آستین ید اللہ نامدار مین آکے پوشیدہ ہوا نظم بند

زبان حال سے گویا ہوا کہ یا مولا	بچایا شیر سے سلمان کو آپنے بخدا	حواس خمسہ پریشان ہین مجھے [illegible]	بچائیے مجھے پنجے سے باز کے آقا
	کہ بر و بحر پہ جاری ہی حکم عام ترا	تو وہ علی ہی کہ مشکل کشا ہی نام ترا	
یہ تذکرہ تھا کہ جو آگے باز بھی پہونچا	اسی طرح سے ہوا مدح خوان شیر خدا	پہ روز تکو جو ڑکے دست ادب کی طرح کہا	کہ بچے مرتے ہین فاقے سے یا امام ہدا
	دو روز بعد میسر شکار آیا ہے	ہمارا قوت خدا نے یہی بنایا ہی	
بغیر حکم ترے مین لگاؤن ہاتھ اگر	ابھی ابھی مرے پر سوختہ ہون یکجا	مگر یہ سنتا ہون احوال حیدر صفدر	کرے سوال گرسنہ اگر کوئی آکر
	خدا کے خوف سے سب عضو تھرتھراتے ہیں	خود آپ کرتے ہین فاقے اسے کھلاتے ہین	
بہ بت کعبہ یقین جانیو تم ای آقا	کہ آج ہی مرے بچون پہ تیسرا فاقا	ہون نام آپکا سلطان ہل اتی سنتا	عطا کرو مجھے میری غذا برائے خدا

سوال فونٹ کیا ہو آج رو کیجے | حسنین نہایت کا صدقہ دو مری دیکھیے

جناب شاہ مردان شیر یزدان قدرت پروردگار حیران تھے کہ اگر کبوتر کو باز کے حوالے کیا یا اگر باز اپنی خوراک سے باز رہا مشکل ہو ارشاد فرمایا کہ ای قنبر کارد لاؤ جب چھری حضرت کے ہاتھ میں آئی فرمایا ای باز بیت خدا نے خدمت عقدہ کشائی دی مجھکو ٭ جہان کا گوشت ہو منظور کاٹ دون تجھکو ٭ باز بھی باز نہ آیا عرض کی مجھکو تم سینہ عطا فرمائیے حضرت نے فرمایا ای باز بیت خدا گواہ کہ بھوکا نہ ٹالدون تجھکو ٭ اگر کہے تو کلیجہ نکالدون تجھکو ٭ جب باز نے اُس شاہباز اوج ولایت کو سینے کے گوشت کے تراشنے پر آمادہ پایا کبوتر تڑپ کے آستین سے نکلا باز و کبوتر گرد پھرتے تھے اور عرض کرتے تھے ٭ بیت ٭ مطیع حکم امام امم فرشتے ہین ٭ یہ باز ہی نہ کبوتر ہی ہم فرشتے ہین ٭ شہرۂ عدل و فیض سنکر آئے تھے جو سنا تھا اُس سے زیادہ پایا ٭ بیت ٭ مصنف قمر مدح حیدر لکھون کیا مجال ٭ زبان ملایک ہی اسجابہ لال ٭ کیونکہ رب اکبر نے اپنا ہاتھ قرار دیا عین اللہ بھی لقب ہی ٭ نظم دیگر

گر دلش گلشن توحید برو ننشو نما	شاہ مردان کہ زبیم غضبش مادر چرخ	مدح ایماق عرب جان عجم شاہ نجف
شہر یاری کہ ز نسیان کفش پیر فلک	کردہ پر گوہر انجم صدف پشت دوتا	اگر از مردہ بود حاملہ زاد خنثا
تو کامی بشکر خندہ فروشد حلوا	صبح پوشید ز خدام ورت خلعت نور	یاد خلقش اگر از خاطر حنظل گذرد
شمع پروانہ گل و بلبل توحید علیست	دو جہان را شدہ خود قبلہ و خود قبلہ نما	تا قیامت زر خورشید وہد بند قبا
کہ من ہم غلام در حیدر رم	زخاک درش چشم من را فروغ	قمر فخر بر اوج خود می کنم
		زاعجاز وصفش سخن را فروغ

تم خاک راہ در بوتراب | بہ آن ور شود چہرۂ آفتاب

سبب تصنیف طلسم ہذا

حقیر ایک روز اپنے غریب خانے پر حاضر تھا کہ پیام خواہش انجام پہونچا کہ امیر جلیل کاملوں کے کفیل گوہر دریا سخا سرو خرامان بوستان لطف و عطا انجم تابان ملک لیاقت رنگ و بوے گل حدیقۂ مروت جناب فیض مآب منشی پراگ نرائن صاحب نے بقدر روانی طلب فرمایا دماغ مصنف عرش پر پہونچا یا ارشاد ہوا کہ تمنے جلد ہفتم ہوشربا مین اشتہار دیا تھا کہ بعد ختم ہوشربا طلسم فتنۂ نور افشان شروع کرونگا فوراً تصنیف فرمائیے حقیر نے فوراً ارشاد فیض بنیاد کو قبول کیا ایک جلد لکھکر حاضر خدمت ناظرین کی اب یہ دوسری جلد شروع کی آرزو یہی ہی کہ بہت جلد تمام کرون اُمید ناظرین والا قدر سے یہ ہی کہ جلد اول کو مطبع فیض منبع سے ہاتھون ہاتھ خرید فرمالین کہ پھر تیسری جلد بھی حاضر خدمت کرون جسطرح ہوشربا بقدر دانی خرید فرمایا ہی اُسی طرح اس طلسم کو بھی ہاتھون ہاتھ خرید فرماوین کہ حوصلہ مصنف کا بڑھے اور جناب منشی صاحب موصوف اور بھی کتابین حقیر سے لکھوائین اور ہر ایک شکل بھی اب مطبع ہذا مین بہ تکلف طبع ہوگا زیادہ فی نیاز

دو کلمۂ داستان شوکت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران بعد قتل ابلیس پہونچنا سر حد سالوس شعبدہ باز پر اور مقابلہ سالوس شعبدہ باز سے باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا

خمسہ عوض ساقی نامہ

بہر سو آتے ہین سب مشتاق و خواہان بہار | سب سے بڑھ گیا جنگل ہی شوکت و شان بہار | جمع ہین سب سازو سامان تھے جو شایان بہار

گل کھلے ہین موسم گل مین ہی سامان بہار	عندلیبونکو ہی لازم شکر احسان بہار		
اب گئی فصل خزان تھا جسکے ہاتھون دل دو نیم	موسم گل نے کیا گلزار کو باغ نعیم	فیض پہونچے جسسے کیا خاطر مین اسکے خوف و بیم	
چاہیے غنچے بلائین لین تصدق ہو نسیم	طشت گل مین دھوئے شبنم پاے مہمان بہار		
آئی ہی فصل بہاری ہر چمن ہی میکدا	سرو ہین یا شیشہ ہاے مے دھرے ہین جا بجا	غنچہ ہی گل سبو آمین نہین ہی شک ذرا	
گل ہی ساغر بادہ ہی شبنم تو ساقی ہی صبا	میکدہ ہی صحن گلشن بہر مستان بہار		
فصل گل آئی بڑھا جوش جنون کیونکر نہو	ہوگیا حد سے سوا جوش جنون کیونکر نہو	بڑھتے بڑھتے بڑھ گیا جوش جنون کیونکر نہو	
جوش مستی سے ہوا جوش جنون کیونکر نہو	نشتر فصاد کا نشا ہی بہر مرغان بہار		
فصل گل ہی مظہر انوار صنعت ہی چمن	نام غم جسجا نہین وہ جاے عشرت ہی چمن	لایق نظارۂ اہل بصیرت ہی چمن	
رقص کبک و نغمۂ بلبل سے جنت ہی چمن	نرگس و گل کا لقب ہی حور و غلمان بہار		
فصل گل ہی رشک سے شمشاد کے گھر مین آج	کیا بیان ہو جو ادا ہٹ ہی گل سوسن آج	گل شگفتہ کیون نہون زر رکھتے ہین دامن مین آج	
دور ہی باد صبا کا ہر روش گلشن مین آج	تختۂ گلشن بنا ہی تخت سلطان بہار		
باغ سے صحرا تلک صحرا سے تا کوہسار	رحمت عالم ہوئی کیا سرد ہی باد بہار	برگ گل تک سرخ ہین اور شاخ سے تا کوہسار	
آجکل فصل بہاری نے دیا ہی اشتہار	پھول پھل کیا خار تک ہین زیر فرمان بہار		
کثرت گل سے بڑھا باد بہاری کا غرور	راستہ ملتا نہین صحن چمن مین دور دور	دامن دست قیامت بھی کرے اب تو قصور	
خرمن گل ہر روش ہی اور وہ پھر بھی وفور	حرص کا دامن بنا ہی آج دامان بہار		
خوف بیگانہ نہین اور ہی نہ کچھ رشک رقیب	بلبلون کے واسطے یہ فصل گل بھی ہی عجیب	مثل جنت باغ مین باہم ہین عشاق و حبیب	
عندلیبون کو گلون سے ہی ہم آغوشی نصیب	وصل اب بے واسطہ ہی بہر مرغان بہار		
کوچ گلشن سے خزان کا ہی چمن مین جا بجا	چہچہانا عندلیبونکا نہین بے فائدا	ہی مبارکبادی کی مرغان گلشن مین صدا	
مژدۂ فصل بہاری لایا ہی پیک صبا	بول بالا ہی چمن مین شور مرغان بہار		
توبہ بیوقت سے ہی ناک مین رعنا کا دم	جان و ایمان کیا کیا ہی سخت تر اسنے ستم	بزم حیرت ہی جہان اب مجھکو بے روے صنم	
فصل گل مین توبہ مے سے ہی رعنا کو الم	ہون اسی خوف و رجا مین اک مین حیران بہار		

بہرہ فتاحان ممالک باطل پرستان و سیاحان منازل عجائب و غرائب ساحران حمال جنگ صاحبقران بصد عظم و شان یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف راقمان حکایت پر فن ؎ می نگارد لطف سیر چمن ؎ سابق مین تحریر کر چکا ہون کہ صاحبقران نے ملک ابلیس پرستان فتح کیا مع لشکر ظفر اثر روانگی بھی لکھ چکا ہون کہ اسی روانگی مین ملکۂ فیروزہ سامان سواری صاحبقران دیکھکر مائل ہوئی کہ اسکا ذکر کر چکا ہون جوش عشق مین صاحبقران کے ملازمون کی طرفداری بھی کی آخر چالاک سے صلاح کرکے براے تلاش صاحبقران روانہ ہوئی ہین یہ تو ملحوظ ناظرین والا تمکین رہے مگر ایک ذکر اور کیا جاتا ہی کہ ابلیس خود پرست کئی بھائی ہین سب بھائیون نے جا بجا دعوی خدائی کیا ہی کہ ہر اک کا ذکر وقت پر ہوگا ایک بھائی اسکا سالوس مردار خوار کہ قلعۂ گلشن حصار پر خدائی کرتا ہی کئی ملک اسکے قبضے مین ہین بیخوف خدائی کرتا ہی ایک دن اپنے محل مین داخل ہی کہ زوجہ اسکی ملکہ گلشن شمیم پہلو مین اسکے نازنینان مہ جبین زہرہ جبینان مہر تمکین حسینان لالہ عذار و مہ جبینان گلرخسار حاضر خدمت ہین ناچ ہو رہا ہی ایک رقاصہ خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار پر بہار گا رہی ہی آتش کی غزل ہی آگ لگا رہی ہی نظم

ہواے دور مے خوشگوار راہ مین ہی	

خزان چمن سے ہی جاتی بہار راہ مین ہی
شباب تک نہین پہونچا ہی عالم طفلی
نہ کوئی شہر نہ کوئی دیار راہ مین ہے
طریق عشق کا سالک ہی واعظو نکی بسن
شہید ناز کا تیرے مزار راہ مین ہی

گدا نواز کوئی شہسوار راہ مین ہی
ہنوز حسن جوانی یار راہ مین ہے
طریق عشق مین ای دل عصائے آہ ہی نذر
ٹھگو تمے کہنے کا کیا اعتبار راہ مین ہی
تھکین جو پانون تو چل سر کے بل نہ ٹھہر

بلند آج نہایت غبار راہ مین ہی
عدم کے کوچ کی لازم ہی فکر ہستی مین
کہین چڑھاؤ کسی جا اُتار راہ مین ہی
جگہ ہی رحم کی یار ایک ٹھوکر اسکو بھی
گل مراد سے منزل مین خار راہ مین ہی

سالوس کا اسوقت دماغ تر ہی گلشن نسیم سے استلذاذ کر رہا ہی کہ آسمان پر برق چلی ابر سیاہ شق ہوا دیکھا تخت پر ایک عورت تخت پر بلند بالا چھوٹی چھوٹی آنکھین کالے کالے گال اُنپر اکثر جابجا خال جس سے یہ ظاہر ہی کہ چیچک نکلا چھتہ ہی یا یہ گمان ہمارا ہے کہ گوبر پاولے مارے ہین دہانہ چوڑا جس سے کسی اور شی کی فراخی معلوم ہوتی ہی قد کو سرو چمن کیونکر کہون تشبیہ مین بہت حیران ہون اصل یہ ہی کہ قد دلجو سا ٹھو کا لٹھا ہی کمر بھی بہت گندہ ہی اور چوڑا کا تو ذکر مناسب نہین ہی سرین کا ذکر کرتا ہون تشبیہ دُھمری ہی کاندو کے مالے کی مہری ہی ران وہ کہ جسکو دیکھکر حیران

تشکل بھونڈی سی ہی کما مڑا ہی بھد بیل نقشا
تنگ پیشانی ہی اور بھیر کا جیسے دیدا

بار آدم دار ہی یا چند کے سر مین سودا
ناک چپٹی ہی اُسے کا نگڑے بیس پہانوا

رنگ روپھیکا ہی چہرے پہ ذرا نور نہین
داغ چیچک کے ہین یہ خانۂ زنبور نہین

ہی دہانہ جو دریدہ تو زبان سخت دراز
پہ چھوٹی گردن ہی گلا بو لنگا بہت بد آواز

کچھ بناوٹ ہی نہ انداز نہ عشوہ ہی نہ ناز
طبع اقدس ہو نہ کیون گندہ بغل سے ناساز

ہاتھ تراشیدہ چکندا ہی تو دو ہاتھ ہین چوب
پنجہ انگشت نما جیسے پریشان جاروب

سینہ بدقطع سپاٹ اور بہت نا زیبا
فاختہ اُلو کی قسم کہتے کمان ہی چھڑیا

گول محرم نہین اور بند ہی ڈھیلا اُسکا
گرتی پڑتی سے ہی لٹکی ہوئی ڈھلم ڈھلا

پیٹ ہی پیٹھ سے مانند سپاٹ اور کرخت
ناف اُبھری ہوئی گھونگی سے زیادہ ہی سخت

کولے تنبیڑ سے سپاٹ اور بہت ناہموار
ذکر کرنے سے ہی اک چیز کے اب نفرت و عار

اور پستی کا سر ہون کی گردن کیا اظہار
بن مین اژدر کے ہو جس شکل سے بانبی کا غار

زن مریدون کے لیے راہ زن ایجا ہی نہان
جان کے لالے ہین اور بال کا مفقود نشان

ران پر گوشت نہین اور نہ اسپر مچھلی
بجہ جنی کی طرح کج ہی کڑی ہی ایڑی بھی

ساق پر بل ہین اور سخت ہی جیسے لکڑی
انگلیان پانون کی بدوضع ہین ٹیڑھی ٹیڑھی

پاؤن مین چکر ہی تو مانند فلک کج رفتار
نام پیارے مر جائی کے بیڑا ہا ہزار

خاک صورت پہ دا کا بھی نہین نام کو نام
ہی سراپا وہ مخنث کی طرح بد اندام

رنڈی بن سے ہے نہ خود کام کو کچھ لوچ نہ کام | نام ہرجائی کا آوارہ ہے اب طشت از بام

ایک پہ بند نہیں لاکھوں سے انکار نہیں
ایسی بدکار جہان مین کوئی مردار نہیں

اسطرح کی عورت بدخو بدصورت تخت اُتر کر سامنے سالوس کے آئی سالوس کو دیکھ کر ہنس پڑی وہ بولے بدآئی
کہ سالوس ایسے مردار خوار نے منہ پھیر لیا اُسنے قریب آکے کہا کیون بھائی صاحب آپنے مجھکو نہین پہچانا سالوس
اپنی جان سے تنگ ہی چاہتا ہی یہ مجھسے بات نہ کرے ایسی عورت کا ٹھہرنا بہتر نہین ہی جب سالوس نے یہ کہا
کہ تم جاؤ جب تو یہ عورت رونے لگی کہا ارے گدھے تونے مجھکو نہین پہچانا ایسی بے اعتدالی کی باتین کرتا ہی تیرا
جو بھائی تھا ابلیس خودپرست وہ جہنم واصل ہوا میٹھے بیٹھے شامت آئی مسلمانون سے لڑائی پڑی قلعہ سواد لنگا
لوٹا قلعہ ابلیس پرستان پر برسون جھگڑا رہا مگر صاحبقران صاحب عظم وشان عیار انکا بلائے روزگار
کیا طرار و فرار خنجر گذار زود رفت نے کوئی بات اٹھا نہین رکھی مگر ہوا کا کیا کر سکتا ہی بیلک جھپکنے مین صورت بدلی
کیسا ہی انتظام کرو اُسکے آنیکو کوئی روک نہین سکتا جتنا زیادہ انتظام کرو اتنا ہی جلد آوے سالوس نے کہا
بھائی صاحب یہ تمنے کیا بیان کیا کلیجے پر میرے چھری چل گئی مین نے اُس بھیا کو اپنا نائب بنا کے بھیجا تھا وہ جا کے
خداوند بن بیٹھا یاد تو مجھکو آیا نام تمھارا بھول گیا ہون اپنا نام فرمائیے اُسنے کہا بھڑوے لگا ہون مین مجھکو کہا ٹ
جاتا ہی خبردار مجھے ہاتھ نہ لگانا بھڑوے نام بھول گیا وہ بھی یہی کہتا تھا کہ مین نے نائب بنا کے بھیجا وہ مالک
بن بیٹھا نام میرا خبیثہ بدکار میرے حسن کا شہرہ ابلیس پرستان مین شہرہ ہی مجھے لوگ دور دور سے دیکھنے آتے ہین
بھائی صاحب تمھارے جان دیتے تھے رات بھر پائنتی بیٹھے رہتے تھے سالوس نے سب حال پوچھا خبیثہ نے رو رو کر
سب حال بیان کیا اور یہ بھی کہدیا کہ لاشہ اسکا لیکر ملازم بھاگے ہین اسی طرف آجائین تو عجب نہین مین تو اُسوقت
بھاگی کہ جب مین نے خبر پائی کہ خداوند نے چولہ بدلا شہر مین ہلڑ تھا مرنا اُس نامرد کا ایسا تھا کہ کسی کو آرام نہ تھا
شہر والے نام لے لے کے روتے تھے کہ ایسا خداوند عادل منصف مارا گیا سالوس نے کہا اے خبیثہ میرے مشیر قدرت
کی ہمیشہ سے ممانعت ہی کہ مسلمانون سے کسی حال مین بگڑی نہ آنکا ناگر قدرت سمجھ گئے یہی تقدیر ہمنے نوے ہزار
برس پیشتر کی تھی کہ ابلیس ہاتھ سے مسلمانون کے مارا جائے یہ بھی ہمنے کتاب مین لکھا دیکھا ہی کہ آخر مین مسلمان
قلعہ گلشن حصار پر آکے قصد کرینگے کہ قدرت سے لڑین قدرت اُن سب کو جانور بنا دینگے قدرت کے ہاتھ سے
کوئی زندہ نہ بچیگا اگر اُدھر ہی اُدھر وہ لوگ چلے گئے قدرت دخل نہ دینگے اور اگر ادھر آئے اور ذرا بھی سرکشی کی
تو دیکھ لینا جو کچھ قدرت اُنکا حال کرینگے جنکو خود پیدا کیا اُنکا مارنا مشکل کیا مشکل ہی خبیثہ نے کہا اے سالوس
تیرے بھائی کو بھی خدائی پر بڑا گھمنڈ تھا آخر مین یہ تھا کہ جان چھپانی دشوار ہو گئی تھی مگر مسلمانون نے پیچھا
اُسکا نہ چھوڑا آخر کو قتل کیا اے سالوس میرا کہین ٹھکانا نہ تھا اسوجہ سے مین چلی آئی مین نہین چاہتی کہ تیرا
بھی گھر برباد ہو یہ تو خوب جانتی ہون کہ صورت دیکھکر تو مر گیا ہوگا مجھے تیرا خیال بھی نہین تو لاکھو منت خوشامد
کریگا اور مین بات بھی نہین سنونگی اصلی جو ضرورت ہی لڑکے بالے کھیلنے آتے ہین اُنسے مطلب نکل جائیگا تمھارے
بھائی صاحب نے بھی پیار مین میرا نام لونڈون گھیری رکھا تھا وہ بھی تین تین دن جب منتین کرتے تھے جب
اصلی مطلب حاصل ہوتا تھا اور لڑکے دو دو پیسے کی ریوڑیون مین جمع ہو جاتے تھے جب وہ کھیلنے آتے تھے مین دو پیسے
کی ریوڑیان کھلا کے مطلب دُنیا کر لیتی تھی دس پانچ سے جب نوبت پہونچی اور انکو پیسے کی ریوڑیان منگوا دین

خوش ہو گئے بلکہ پوچھا کرتے ہین آج وہ بات نہوگی آج ریوڑیان کم منگائی ہین تو تجھکو گھر مین رکھکر بہت پچھتائیگا خالہ تیری
گلشن سحر بند جو ہی اُس سے خوب مزا ملتا ہوگا ارے مزا یہ ہی کہ ہر بات مین لطف ہو سر بھی تیرا اسمین داخل ہو جاے
تجھکو معلوم ہو کہ کسی چھری مین مین گیا ہون اور یہ جورو تیری ہاے واے کر کے تجھکو راضی کرتی ہوگی جسدن مجھسے سابقہ
پڑ جائیگا تو جانیگا کہ دنیا مین ایسی بھی عورتین ہوتی ہین مین تجھکو اپنا فرزند سمجھونگی مگر دیکھو خبردار مسلمانون سے بگڑی
نہ الجھانا کوئی ایسی تقدیر کر دے کہ مسلمان خبر نہ پاوین راستہ روک دے سالوس نے کہا او فاحشہ کیا بیہودہ بکتی ہی
مین نے تیرے واسطے پلٹن اور رسالے بڑے بڑے جوان تیار کر رکھے ہین تیرے ٹکڑے اڑا دینگے رات رات بھر وہ تجھکو
سونے نہ دینگے تیری کیا شامت ہی سراسر حماقت ہی کہ تجھ ایسی مردار سے ارادہ کرون تجھ ار ولی اتر وا دونگا مین ابھی
جا کر مسلمانونکی تدبیر کرتا ہون وہ جھوٹا دعوی خدائی کر بیٹھا ہی اگند و بندہ تھا مجھسے بچکے مسلمان کہان جا سکینگے برباد
زود رفت مہتر تیز رفتار کمند انداز نشاط قدرت کی کیا بات ہی اُسکی عیاری نہین کرامات ہی قدرت نے بڑے بڑے فخر اُسکو
دیے ہین سو پریزادان زر در گوش مرصع پوش ہر وقت قصر مین مصروف عیش و نشاط رہتی ہین اپنے کھیل ہی مین
خبر آیندہ و گذشتہ ہنس ہنس کے سب بیان کرنا انھین کا کام ہی اسی مکان کا قصر پریزادان نام ہی مین نے سنا ہی کہ
اُس جھوٹے نے ایک مکان موسوم بہ قصر پریزادان بنوایا ہی کنیزان سامری کو انھین جگہ دی اسی مکان کی وہ
نقل ہی وہ کنیزین نہایت مغرور عقل و فراست سے دور اُلٹی سیدھی خبرین بیان کیا کرتی ہین یہ تو خاص
پہلو نشینان سامری ہین عقل و فراست حسن و جمال سے بھری ہین ہر کلام اُنکا لطف دنیا سے خالی نہین ہی ہر وقت
ترقی عیش و نشاط ہی دمبدم ترقی انبساط ہی اول تو نشاط قدرت سب کو گرفتار کر لائیگا ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا جمشید
کہ وہ جھوٹا مغرور و دغاباز تھا لیکن برادر شعبدہ باز تھا اُسکا خون بالا بالا نہ جائیگا ایسا رنگ لائیگا کہ مسلمانونکو
جان بچانا دشوار ہو جائیگی یہ کہکے زوجہ کو آواز دی صاحب اس چھنال کے واسطے ایک مکان رہنے کا مقرر کرو
یہ بیوہ ہوکے آئی ہی خبیثہ نے کہا تیری جورو بیوہ ہوگی میرے کئی شوہر ہین لاکھ جیتے رہین کہ مجھکو سرفراز کرتے
ہین مین بھی اُنکی خاطر کرتی ہون بیوہ وہ ہو کہ جسکو مرد ممکن نہ ہو سالوس نے کچھ جواب نہ دیا گلشن سحر بند
نے الگ اک خانہ باغ تھا کہا بی بی تمھارے واسطے یہ مکان تجویز ہوا ہی خبیثہ نے کہا مین الگ ہی مکان چاہتی
ہون میرے مکان مین ہر وقت چہل پہل رہیگی لڑکے کھیلا کرتے ہین اُنسے بڑے مطلب نکلتے ہین اس زبان دراز
کو کون جواب دے گلشن نے کہا ہان بی بی سچ کہتی ہو اس مکان مین تمھارے کوئی نہ آئیگا کنیزین بھی لوگی یا اکیلی
رہو گی خبیثہ نے کہا ہاے دشمن اکیلے رہین میرے گھر مین ہر وقت شور رہتا ہی ایک کی ایک آواز نہین سن سکتا ہی
مکان مین کنیزون کا کیا کام ہی لڑکے سبطرح کا کام کر لیتے ہین جس محلے مین رہتی تھی وہان سناٹا پڑ گیا ہوگا لڑکے
بیچارے مارے مارے پھرتے ہونگے یہان بھی چار دن مین ویسا ہی رنگ جما لونگی تیلی تنبولی کے لڑکے آکے
جمع ہو جائینگے جب لطف اٹھائینگے خود دوڑ کے آئینگے ارے وہ مجھکو سونے نہین دیتے دو پہر کو بھی دروازے پر
غل مچاتے ہین کوئی نانی کوئی خالا الامان کہتا ہی آٹھ پہر یہی ہلڑ رہتا ہی یہ کہکے اٹھی اسی باغ مین جا کے بیٹھی پشت کا
دروازہ کھولدیا کھٹیان بانٹنے کے حیلے سے لڑکونکو جمع کر لیا سالوس محل سے نکلا نکلتا ہوا دربار مین آیا تخت پر
آکے بیٹھا تیز رفتار کمند انداز چار ہزار شاگردون سے در دولت پر حاضر ہی تمام وزرا امرا منتظر تھے کہ آج تشریف
کیون نہین لائے سالوس جیسے ہی تخت پر آکے بیٹھا تیز رفتار نے آگے سجدہ کیا دست بستہ عرض کی آج کیا باعث
تھا کہ قدرت دن چڑھے تشریف لائے سالوس قہقہہ مار کے ہنسا کہا اے تیز رفتار تمتو قدرت کے رازدان ہو

بھائی صاحب ہمارے قلعۂ ابلیس پرستان برباد گئے جہنم مین پہونچے زود رفت بھی جہنم واصل ہوا قدرت کی نافرمانی
کرکے یہ ثمرہ اُسکو حاصل ہوا مسلمانون نے گھیر کر مارا بچیا سے کچھ نہ بن پڑا ابھی ابھی بھابی صاحب بی حبشیہ بدکار
تشریف لائی ہین انھین کے آنے کی وجہ سے قدرت کو دیر ہوئی عجب طرح کی فاحشہ عورت ہی کسی نے اُسکا نام بھی
خوب بدکار رکھا ہی تھوڑی دیر تک وہ میرے پہلو مین بیٹھی وہ بوے بد اُسکے جسم نجس سے آتی ہی کہ قدرت کی طبیعت
گھبراتی ہی اُسنے سب حال مقابلہ مسلمانان بیان کیا کوئی عمرو عیار ہی بڑا مکار غدار ہی اُسنے تمھارے بھائی صاحب کو
مارا بڑے بڑے معرکے پڑے مگر ابلیس مکار دعوی خدائی سے باز نہ آیا اگر وہ خداوند ہوتا تو مارا کاہیکو جاتا جھوٹا مکار
دغاباز شعبدہ ساز کچھ سحر سیکھ لیا اُسپر نازیہ ہوا کہ خداوند بن بیٹھا اگر خداوند نہ بنتا دعوی نیابت رکھتا اچھا ہوتا قدرت نے
بھی فرمایا تھا کہ شہر ابلیس پرستان مین جاکے خدائی ہماری ظاہر کرو اُسکو یہ غرور ہوا کہ وہ چار شعبدون کے بھروسے
پر خداوند بن بیٹھا ای شاطر قدرت تو جانتا ہی کہ مسلمان کون ہین حمزۂ نامدار سپہ سالار قدرت ما بدولت ہی بڑے
بڑے سرکشونکو اُسکے ہاتھ سے قتل کرایا ہمکو ڈھونڈھتا پھرتا ہی جسدن قدرت کو پہچان جائیگا فوراً سجدہ کریگا
عیار یہ سنکے بہت ہی غصے مین آیا کہا یا خداوند ابلیس نے دعوی خدائی کیا اس وجہ سے جہنم مین گیا میرے بھائی نے
کیا خطا کی کہ آپنے اُسے قتل کرادیا سالوس خوب قہقہہ مار کے ہنسا کہا اُنکی یہ خطا تھی کہ اُنکو کیون خدا جانا اُسکو
کیون سجدہ کیا قدرت کو یہ بھی اختیار ہی کہ پھر اُنکو زندہ کر سکتے ہین ذرا دریافت تو کرو کہ مسلمان کہان ہین فوراً
حمزہ کو گرفتار کرکے لاؤ حمزہ ہمارے سامنے آوے اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانے فوراً سجدہ کرے قدرت اُسکو
نہال کردین بڑے بڑے سرکشونکو اُسنے مارا قدرت نے اُسکو پردۂ قاف مین بھی بھیجا تھا دیو زاد بھی اُس سے
نہ لڑسکے تمام سرکشان قاف اُسی کے ہاتھ سے مارے گئے قدرت نے دیو عفریت کو اُسکے ہاتھ سے قتل کرایا آخر کو
سمندر مین ہزار دست بھی مارا گیا ملکہ آسمان پری کے ساتھ اُسکی شادی کرائی اٹھارہ برس پردۂ قاف
مین آوارہ رکھا جب قدرت کے دل مین آیا پردۂ دنیا مین بلالیا نوشیروان کی سلطنت اسکے ہاتھ سے متوالی انجاب ایسا
شخص اُسی کی تیغ بیدریغ سے مارا گیا ایک بچیا جھوٹا کاذب دعوی خدائی کرکے ملک باختر مین خداوند بن بیٹھا ہاتھ سے
حمزہ کے بھاگا بھاگا پھرتا ہی اب قدرت اپنا جاہ و جلال دکھائینگے اپنے بندے کو راہ پر لگائینگے وہ بھی آجتک
اسی جستجو مین ہی ہمیشہ اسی آرزو مین ہی کہ اپنے پیدا کرنے والے کو دیکھون جابجا اُسنے جھوٹے خداوند دیکھے اُنکو
مٹاتا ہوا چلا آتا ہی قدرت سے کیا انکار کریگا دیکھتے ہی سجدہ کریگا پہچان جائیگا کہ میرا پیدا کرنے والا یہی ہی
تیز رفتار نے کہا آپ بہت سچ فرماتے ہین تیز رفتار نے کہا مین ابھی جاتا ہون جسدن قدرت تقدیر معقول
کرین سالوس نے کہا نوے ہزار برس پیشتر تقدیر کر چکے ہین کہ میرے ہاتھ سے سبکا خاتمہ ہوگا اگر حمزہ نے
سجدہ کیا جانو کہ بڑی آفت سے بچا اگر کہین انکار کیا تو آتش قہر مین سبکو جلادونگا مثل نقش قدم چشم زدن مین
مٹادونگا تیز رفتار طرف شاگردون کے پلٹا کہا جلد خبر لاؤ کہ مسلمانونکا لشکر کس مقام پر ہی دس پانچ شاگرد
گئے اور بہت جلد پلٹ کر آئے عرض کی یا خداوند یہان سے بارہ کوس پر صحراے بوقلمون مین لشکر مسلمانان آرہا ہی
مگر بڑی جلدی ہی کہ طلسم نور افشان تک جائین سالوس نے کہا ای مہتر تم آج ہی جاؤ جسطرح ہو سکے حمزہ کو
ابھی لاؤ تیز رفتار نہایت چست و چالاک عیار بیباک سنتے ہی بانہاے عیاری سے آراستہ ہوا فوراً طرف
لشکر صاحبقران کے روانہ ہوا یہان وہ وقت ہی کہ صاحبقران نے کئی منزلون کے بعد جو یہ صحراے پر فضا
پایا کہ گل خود رو سے جنگل نمونۂ گلشن ہی پہاڑ مثل گلدستے کے بڑے بڑے اُسپر درخت ہواے عیسی دم مسیح نفس

چہل پہل ہی طائرونکی زمزمہ سرائی قریب شام درختو نپر البسیر البنا چشمے موج مار رہے ہین موجون کا پیچ و تاب ہر حباب چشم
معشوق کا خواب کنارہ اُسکا کنار عدم ہی بلبل پہلوے گل مین پھول کو میٹھی ہی زمزمہ سرائی کر رہی ہی صاحبقران نے
فرحت تازہ سرور بے اندازہ جو اس صحراے پرفضا مین پایا ارشاد ہوا کہ خواجہ ایک ہفتے کا مقام مشہور کر دو کئی
دن سے جا بجا ٹہرتون پھرے اُجاڑ جنگل طے انشاء اللہ اب یہان سے بڑھکے سرحد نور افشان پر ٹھہرینگے ہمارا
دوست کہتا ہوگا کہ بُرے وقت مین سچ ہی کوئی کسی کا شریک نہین ہوتا ہی ہر چند کہ اُن بیچارون کو کوکب کے
قید کرنے سے آرام نہین ملا ایک نہ ایک جھگڑا رہا ایرج و نور الدہر و قاسم معرفت تاجرون کے خبر پائی کہ انھون
نے ہنگامے بپا کر دیئے مگر چونکہ فتاح طلسم نہ تھے آخر کو پھنسے مگر ملک تو ساحرون کے برباد ہوے اب یہ لوگ قید مین
کیسے گھبراتے ہونگے عمرو نے کہا ای شہریار مین نے خبرین پائی ہین کہ ان شیرون نے جاکے زمین ہلا دی مگر مقدمہ
سحر و ساحری سے مجبور تھے آخر مین خرابی ہوئی یہ بھی سنا ہی مین نے کہ یہ چارون لڑکے جو ہوشربا سے آئے
انھون نے بھی خوب جنگ کی لشکر ساحران بھی انکے ہمراہ تھا تین لڑکے پکڑے گئے مگر ایرج کے فرزند کا نشان
نہین ملتا اسی تہلکے مین اُنکے گھوارے چھوٹ گئے کسی اور اقلیم مین پہونچے ایک لڑکا موسوم بہ سکندر زرین پوش
زرین علم کوئی بادشاہ ہی کہ اُسکا سلطان زرین پوش زرین علم لقب ہی شجر پرستی اُسکا مذہب اُسکے ساتھ وہ
جوان آیا جادوگر بھی اُسکے ساتھ بڑے بڑے تھے اُنکو ساتھ لیکر لڑا اُسی کو تصور کرتے ہین کہ شاید وہی ایرج
کا فرزند ہی یہ بھی سنا کہ شاپور نے بڑی بڑی عیاریان کین مگر سحر العجائب و مصر الغرائب کے سحر سے لاچار ہوا
اُسنے جاکے نام کر دیا لاشہ ہاے ساحران سے میدان بھر دیا اب خدا حضور کو بخیر و خوبی وہان تک پہونچائے
تو لطف ہوگا دربار مین سب سردار حاضر ہین سب کا یہی قول ہی کہ جب حضور کے قدوم میمنت لزوم پہونچینگے تو وہ
سحرام گھبرا جائینگے افسوس ہی کہ ایسا بادشاہ عالیجاہ مبتلاے قید ہو سحرامونکا صید ہو اب انشاء اللہ حضور کا
پہونچنا باعث سب کی تقویت کا ہوگا مگر تیز رفتار ایک بڑھیا بنا ہوا بھیک مانگتا پھرتا ہی ڈر کے مارے کسی سے
کچھ نہ پوچھا صاحبقران زمان نے پہر رات گئے دربار برخاست کیا صاحبقران تو داخل محل ہوے مگر بہرام
گرد بن خاقان چین جو بارگاہ صاحبقران سے نکلا سب سردارونکو گھیرے ہوے ایک ایک سے کہتا
ہی کہ یارو انشاء اللہ اب سرحد طلسم نور افشان مین پہونچینگے بڑے بڑے معرکے پڑینگے سحر العجائب و مصر الغرائب
عمرو کو خوب جانتے ہین نام سنکر کانپینگے تیز رفتار سمجھا یہی صاحبقران ہین جب اپنی بارگاہ مین بہرام داخل
ہوا تیز رفتار نے بارگاہ بھی عمدہ دیکھی گرد بارگاہ کے پھرنے لگا ایک مقام پر دیکھا کوڑا بہت سا پڑا ہی اُسکے خیال
مین یہی آیا کہ یہی بارگاہ صاحبقران ہی وہین سے بیٹھکر نقب کھودنا شروع کی پہر رات رہے بارگاہ بہرام مین
دہانہ نقب کا توڑا تڑپ کے نکلا شمع گل کی قریب آکے بہرام کو بیہوش کیا پشتارہ باندھکے اُسی نقب کی راہ سے
لے نکلا خوشی خوشی صبح ہوتے ہوتے بارگاہ سالوس مین پہونچا پشتارہ سامنے سالوس کے ڈالدیا کہا لیجے
آپکے سپہ سالار حضرت کو پکڑ لایا حکم ہوا آہنگرون کو بلاؤ مسلسل کرکے بہرام کو ہوشیار کیا بہرام نے جو ہاتھ
اُٹھایا خانہ زنجیر مین غل ہوا بہرام بل کرکے اُٹھا اس دربار کفر مدار کو دیکھا ایک شخص کریہ منظر پچاس گز کا قد
تاج کلان سر پہ مثل دیو خونخوار تخت پر وہ مکار بیٹھا ہی گرد امیر وزیر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین ایک عیار کو اپنے
قریب پایا بہرام نے پکارکے آواز دی سلام میرا اُسپر ہو جیوکہ جو پروردگار کو وحدہٗ لاشریک جانتا ہو اپنے
پیدا کرنے والے کو پہچانتا ہو سالوس قہقہہ مار کے ہنسا کہا او حمزہ منم سالوس مردارخوار تجھکو ہمنے حمزہ صاحبقران

بنایا خیال تو کر کہان کہان پہونچایا پردہٴ قاف تیرے ہاتھ سے فتح کرایا مشتمش و دمامہ تیرے ہاتھ سے مارے گئے
سامری تیرے ہمعصر نہو سکے اب قدرت کو سجدہ کرو ورنہ ابھی سنگ سیاہ کردونگا بہرام نے کہا او بیحیا مکار شعبدہ باز
حیلہ ساز حمزہ تو کسکو سمجھا ہی مین اک ادنیٰ اُسکا غلام ہون مجھ ایسے ہزارہا شاہ و شہریار اُس عالی وقار کی
خدمت مین حاضر ہین میرا نام بہرام ہی یہ خیر اپنے آقا کا ادنیٰ غلام ہی سالوس بہت ہنسا کہا او حمزہ کیون ڈرتا ہی
کیون اپنا نام چھپایا ہی قدرت تجھکو قتل نہ کرینگے خطا معاف کردینگے ہر چند کہ تجھسے بڑی خطا ہوئی برادر قدرت
کو مارا وہ دغاباز جھوٹا تھا بیجا دعوی خدائی کیا قدرت نے خود چپکے چپکے تقدیر کر کے اُسکو مٹایا نام تیرا ہوا بہرام
نے کہا وہ اگر مکار تھا تو تو حیلساز ہی وہ ساحر تھا تو شعبدہ باز ہی سالوس نے کہا کیون یارو تم مین کوئی پہچانتا ہی
کہ یہ حمزہ نہین ہی حقیقت مین اسکا بہرام لقب ہی اکثر پہچاننے والے دربار مین موجود تھے اُنھون نے بھی یہی کہا
کہ حقیقت مین یہ حمزہ عرب نہین ہی جب متفق ہوکے سب نے یہی کہا تو سالوس نے کہا کیون ای تیز رفتار ایسا
دھوکا کھایا کہ افسر اعلیٰ کو نہ پہچانا خیر اسکو قید کرو تیز رفتار نے کہا خیر مین پھر جاتا ہون بنتا ہی تو آج حمزہ کو
لاتا ہون بہرام کو تو قید کیا مصاحبون مین سالوس کے اک جادوگر ہی کہ نام اُسکا مسطور بن سفاک ہی اُسکے
نام حکم ہوا مسطور بہرام کو لیکر بیرون بارگاہ آیا اک مکان مین قید کیا سو ساحرون سے بعہدہٴ نگہبانی بیٹھا
تیز رفتار سمت لشکر صاحبقران گیا مگر صاحبقران صبح کو بارگاہ مین آکے بیٹھے کہ ملازمان بہرام روتے ہوئے
آئے عرض کی ای شہریار ہمارے آقا کو کوئی پھیرا لیگیا امیر نے بہ نگاہ قہر طرف خواجہ کے دیکھکر فرمایا کیون خواجہ
یہ کیا غفلت ہی جانتے ہو کہ تمام عالم کے ساحر ہمارے نام کے دشمن ہین اسقدر غفلت کرنا مناسب نہین جاکر دریافت
کرو بہرام کا پتہ لگاؤ رہا کر کے اُسے لاؤ مجھے بہت ملال ہی بہرام کا بڑا خیال ہی آتشخو شعلہ مزاج مردان عالم کے سرکا
تاج اب بہرام ملازم نہین ہی مین اپنے عزیزون مین شمار کرتا ہون پچاس برس گذرے کہ برائے خیر خواہی
سلطنت اپنی چھوڑ کے ہمارا ساتھ دیا کیا خدانخواستہ وہ محتاج ہی یہ محبت ہمارے ساتھ رہتا ہی یہ جفائین وہ
سہتا ہی عمرو چپکا ہی اٹھا دل سے کہتا ہی کہ آجکل تو کسی سے مقابلہ بھی نہین یہان کسنے ایسا کام کیا بارگاہ بہرام
مین آکر نقب کو دیکھا نقب سے نکل کے اس مقام پر آئے جہان اُسنے نقب دی یہ سب حال دیکھکر عمرو چہار طرف
جنگل مین دوڑا دوڑا پھرتا ہی یہی خیال ہی کہ ای عمرو افسوس پتہ بھی نہ ملا اس سوچ مین اک نخل کے سائے مین
آکر بیٹھے مگر صورت اپنی اک راہگیر کی بنالی ہی حیران حیران چہار جانب دیکھ رہے ہین کہ ایک طرف سے گرد اڑی عمرو
نے دیکھا اک عیار قطورہٴ زربفتی پہنتا ہوا سقرلاتی لگائے ہوئے ادھر آتا ہی جب قریب پہونچا عمرو نے آواز دی بابا
لات و منات تمھارا بھلا کرین یہ مسافر غریب زاد راہ پاس نہین رہا کچھ دلوایئے کہ آج سرا مین جاکے
بسر کرون تیز رفتار پلٹ پڑا جیب مین ہاتھ ڈالکے دو روپے نکالے کہا یہ تو سردست حاضر ہی اگر مین اُدھر سے
بامراد پلٹا تو خوش کردونگا عمرو نے کہا بابا مراد کا نام بتاؤ کہ مین لات و منات سے دعا کرون غریب کی دعا
جلد قبول ہوتی ہی تیز رفتار نے کہا ای مسافر مین عیار ہون خداوند سالوس کا بھائی میرا اخترز و درفت
تھا وہ اک عیار کے ہاتھ سے مارا گیا خداوند ابلیس نے چولا بدلا مین اپنے بھائی کے خون کا بدلا لینے گیا تھا دھوکا
کھایا حمزہ کے نوکر کو چورالایا وہ چین کا شاہزادہ تھا اب حمزہ کو لینے جاتا ہون اگر اُسکو لیکر آیا وہ بڑا بادشاہ عالیجاہ ہی
جو اُسکے جسم پر جواہرات ہونگا وہ سب تجھکو دیدونگا عمرو نے کہا داتا تیرا کام ہو جاے لات و منات تیرے
دل کی آرزو پوری کرے یہ سنکے تیز رفتار تو اُدھر گیا عمرو اسی کے شکل بنکے طرف قلعے کے چلا پتہ سب تیز رفتار سے

پوچھ لیا تھا اندر قلعے کے تشریف لائے دیکھا شہر آباد و رونق پاکیزہ بازارین آراستہ مگراشیا شہر مین سب جادو گری کی تھین ہر گھر مین گوگل جل رہا ہی کہین مرچین جل رہی ہین کہین بچہ ہاے خوک ذبح ہو رہے ہین عمرو قید خانے کی تاک مین دربار بھی نہ گیا جو راہ مین ملا اُسنے سلام کیا عمرو سلام سبکا لیتا ہوا قریب زندانخانہ پہونچا مسطور بن سفاک نے اُٹھکر سلام کیا اور پوچھا کیون اُستاد کیا گذری خواجہ نے کہا صاحبو بڑی مشکل ہی مین نے دعوی کھایا عوض مین حمزہ کے بہرام کو لایا اب وہان سب ہوشیار ہوگئے کئی سو شاگردان عمرو نامدار براے حفاظت صاحبقران مقرر ہوے ہین اور ہزار شاگردون کو ہمراہ لیکر عمرو قلعے مین آیا ہی مجھکو خوف ہی کہ تم یہان بیٹھے رہجاؤ وہ عیار کسی گوشے سے نقب لگاکر بہرام کو لیجاے میری مشقت ضائع ہو پانچ روپے مجھسے لو اک بتلا شراب کا لاؤ ہم بھی پئین تم بھی سب مل کے پیو مین بہرام کا پشتارہ کہین اور لیجاکر چھپا دون مسطور خوش ہوگیا روپیہ لیکر بھاگا کہتا ہوا آج اُستاد نے بڑی پرورش کی بھٹی پر سے بتلا لایا کہا دیکھیے استاد مین بہت سستی شراب لایا ہون عمرو نے بتجیل بتلے کا منھ کھولکر بیہوشی ملائی سب سے کہا لو یارو پیو سب نگہبان گھڑے پینے لگے مسطور کو دو جام پلائے چپکا بیٹھا ہی کبھی اُچک پڑتا ہی ساتھ والون نے پوچھا کیون افسر صاحب مزاج کیسا ہی مسطور نے کہا مجھکو کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی اک کالا سا آدمی بھی سامنے کھڑا ہی عمرو نے کہا اُسکو مارو مسطور جھلا کر اُٹھا کہا او کالے یہان کہان آیا ہی کیون کھڑا ہی کیا شراب پیےگا یا جوتیان کھائیگا ہمارے اُستاد نے آج ہمکو شراب پلائی مست ہو رہے ہین ساری مستی تجھپر اُتار دینگے تجھکو جوتیان مارینگے میان مسطور کو نشے مین معلوم ہوا کہ کالا آدمی خود جوتا لیے کھڑا ہی پاؤن سے جوتا اُتار کے چلے کہتے ہوے کیون بے برابری کرتا ہی لڑنے پر مرتا ہی اُٹھتے اُٹھتے دھم سے گرا سب نگہبان کہکر دوڑے ارے ارے ہمارے افسر کو کیا ہوا کیا شراب بہت پی گئے اب منھ کے بھل گرے ہم بھی دیکھ رہے ہین کہ لات و منات سامنے کھڑے ہین شراب گرگڑا کے مانگتے ہین ہم اُنھین ایک قطرہ نہین دینگے یہ کہتا ہوا جو اُٹھا منھ کے بھل گرا تھوڑی دیر مین سب بیہوش ہوے عمرو نے میان مسطور کو اُلٹا لٹکایا اُن سو کو بھی آراستہ کیا ایک کے ہاتھ مین جوتی باندھ دی ایک کو بشکل بندر بنایا ایک کو بندر والا قرار دیا کہ وہ سونٹا ہاتھ مین لیے بیٹھا ہی بندر سرنگون کلیجہ خون کسی کو رنڈی بنایا پہلو مین تماش بین کو سلایا سبکو بنا کر خواجہ قیدخانے کے اندر آئے بہرام کو دیکھا سر زنجیر پر سر کو خم کیے ہوے رو رہا ہی عمرو نے کہا اے بہرام کیون ملول ہو مین آپہونچا تمھاری مشکل آسان کیے دیتا ہون ابھی تمکو قتل کرتا ہون بہرام گھبرا گیا عمرو نے تلوار گلے پر رکھدی بہرام گھبرا گیا عمرو نے کہا کچھ خون بہا دو گے بہرام نے کہا یہان میرے پاس کیا ہی عمرو نے کہا جب لشکر مین پہونچنا تب دینا منھ سے تو کچھ کہو بہرام خوش ہوگیا کہا خواجہ اب کیون ڈراتے ہو جو کہوگے وہ دونگا عمرو نے دو ہزار کا تمسک لکھوایا پشتارہ بہرام کا باندھکے نکلا راہ مین جو ملا اُسنے پوچھا اُستاد کیا لیے جاتے ہو عمرو نے کہا عیاران اسلام آگئے ہین کہ درہ کوہ مین جاکر بہرام کو چھپا دون ایسا نہو وہ لوگ لیجائین کئی شاگرد بھی ہین یہ عیاری دن دہاڑے کی سامنے سے کوتوالی کے چبوترے کے گذرے یاران جادو کوتوال شہر ہی اُسنے پکار کے پوچھا مہتر تیز رفتار پشتارہ کہان لیچلے عمرو نے کہا میان کوتوال صاحب بڑی مصیبت مین ہین پیسے کا بہت نقصان ہی اب اسوقت کچھ روپے کی ضرورت ہی تمھارے پاس اگر ہو تو دیدو قدرت سے دلوادونگا جسقدر دوگے اُسکا دونا دلوا دونگا کوتوال نے کہا آمدنی کے دو ہزار روپے رکھے ہین عمرو نے کہا جلد لاؤ وہ دو ہزار لیکر نذر زنبیل کیے

کوتوال نے کہا میان تیز رفتار صاحب یہ روپے کہان غائب ہوگئے عمرو نے کہا قدرت نے فرشتے میرے ساتھ کردیے ہین
وہ ہر چیز چھپا دیتے ہین شکل فرد دورون کے میرے ساتھ کردیے ہین بڑی جفا سہتے ہین سب نے کہا ای تیز رفتار تمہارا
برا مرتبہ ہی راہ مین خواجہ مہاجنون سے بھی تحصیل کرتے ہوے کسی سے موتی لیے کسی سے نگینہ جواہر کے کسی سے نقد
روپیہ اگر کسی سے کچھ نہو سکا لباس لیلیا انگوٹھیان اتروالین اسطرح پر لیتے دیتے خواجہ قلعے سے نکلے تیز رفتار
لشکر مین صاحبقران کے پھر اب اسنے صاحبقران کو اچھی طرح پہچانا بہت فکر کی مگر دن کو کوئی ایسا پہلو
نہ ملا کہ صاحبقران پر اچھی طرح سے دست انداز ہوتا سوچا کہ دن کو کیا ہو سکیگا اب پہچان چکا رات کو آکر لیجاؤنگا
مایوس پلٹا ہوا آرہا ہی خیال مین گذرا وہ غریب مسافر ہمارا انتظار راہ مین کررہا ہوگا اُس مقام پر آیا مسافر کو نہ پایا
چہار جانب دیکھنے لگا کہ طرف سے قلعے کے زنگ کی آواز آئی دیکھا میری شکل کا ایک آدمی پشتارہ بدوش چلا آتا ہی
آواز دی تو کون عمرو نے کہا منم مہتر تیز رفتار تیز رفتار نے کہا آخر مین کون ہون عمرو نے کہا تو تو ہی ہی مین مین ہی
ہون اب کیون تو تو مین مین کرتا ہی سنو مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری عمرو بن امیہ ضمری دیکھ بہرام
کو لیے جاتا ہون اب جو لشکر مین آوگے خوب جوتیان کھاؤگے تیز رفتار نے لپک کر نیمچہ مارا عمرو نے خم ہوکر خالی دیا اک
دھول ماری تیز رفتار منہ کے بل گرا عمرو نے کلاہ لے لی جست و خیز کرتا ہوا نکل گیا تیز رفتار نے پیچھا کیا گرد
کو بھی نہ پہونچا لاچار پلٹا عمرو تو بہرام کو لیکر لشکر مین آیا صاحبقران نے خلعت دیا عمرو نے تمام کیفیت ظاہر کی
الغرض میان تیز رفتار جو شہر مین آئے جدھر سے نکلتے ہین کوئی کہتا ہی دو ہزار لیگئے تھے دلوائیے کوئی کہتا ہی میرے
نگینے یاقوت کے دلوائیے کوئی کہتا ہی اشرفیان دکھانے کے نام سے لے گئے تھے وہ تو لائیے تیز رفتار حیران ہی
کہ مین ان لوگون کے پاس نہین آیا یہ کیا کہتے ہین گھبرا کے جواب دیا صاحبو تم کچھ دیوانے ہوے ہو کیسی اشرفیان
کیسے نگینے مین تمہارے پاس کب آیا سب دوکاندار دوکانون سے کود پڑے کہا مہتر صاحب یہ آپکو کیا ہوگیا ہی
ابھی تھوڑا ہی زمانہ گذرا ہی آپ فرماتے ہین مین کچھ نہین جانتا ہون سب دوکانداروں نے تیز رفتار کو گھیر لیا ہر چند
یہ کہتا ہی مین نہین جانتا دوکاندار اور زیادہ بگڑتے ہین کہ نرسنگہ پھنکا کوتوال صاحب آئے کوتوال نے بڑھکے کہا مہتر صاحب
دوکاندار تو جھوٹے ہین مجھسے جو آپ دو ہزار روپے لے گئے ہین اُسکی تو رسید لائیے اب تو تیز رفتار بہت حیران
ہوا کہتا ہی کوتوال صاحب آپکو کیا ہوگیا ہی کوتوال نے کہا مجھسے تو ایسی باتین نہ کیجیے ورنہ قانون خیانت
مجرمانہ مین آپکی مشکین باندھکے روانہ کردونگا یہ رقم سرکاری ہی حبہ حبہ آپکو دینا پڑیگا مکان پہ اشتہار لگ جائیگا
اور سزا سے جسمی بھی ہو تو عجب نہین تیز رفتار نے کہا آپکو اختیار ہی مگر مین ان باتون کو نہین جانتا شاید کہ
سارہان زادہ میری شکل بنکر یہ حرکتین کرگیا مین سب صاحبون کو دونگا مگر قید خانے پر تو چلو وہان مسطور
بن سفاک پر کیا گذری اُسنے کیا دھوکھا کھایا سب دوکاندار کوتوال تیز رفتار کو گھیرے ہوے قید خانے
پر آئے دیکھا سب ننگے لڑ رہے ہین جوتی پیزار چل رہی ہی مسطور بن سفاک الٹا ٹنگا ہوا توبہ کررہا ہی تیز رفتار
نے کہا ارے کمبختو کیون لڑ رہے ہو سب تیز رفتار کو مارنے دوڑے کہتے ہوے او بےغیرت تو نے شراب
پلاکے ہم سبکو بےعزت کیا ننگا ڈال کے چلا گیا اب خبر لینے آیا ہی ہم قدرت کے سامنے تجھکو ذلیل کرینگے اب
مسطور نے آواز دی یارو ذرا مجھکو تو کھولدو مین مہتر صاحب سے سمجھ لونگا سب نے مسطور کو اتارا مسطور
چھوٹتے ہی تیز رفتار پر جا پڑا گریبان مین ہاتھ ڈالدیا دوکانداروں نے کہا مہتر صاحب ابھی لایق ہین
اسنے کہا مجھکو خدمت خدا او نہ مین لیچلو کوتوال نے کہا وہان تو ضرور چلنا ہوگا دو ہزار روپے کون مجھے دیگا

سرکاری رقم نہین رک سکتی مسطور کا گریبان مین تیز رفتار کے ہاتھ سب دوکاندار دُہائی دیتے ہوے کوتوال بھی باطن
ہو رہا ہی کہتا ہی مین قدرت کے سامنے انکی خدمت کرونگا ایسی ضرورت بیان کی کہ مین نے آمدنی سرکار کی دیدی فریاد و
الغیاث کا غل ہوا سالوس مردار خوار تخت پر بیٹھا تھا ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی یا خداوند عجب
سحر کہ ہی قید خانہ شکست ہوا نیا بند و بست ہوا مگر تیز رفتار کو سب دوکاندار و کوتوال و مسطور بن سفاک
یہی کہ رہے ہین کوئی اُس سے روپیہ مانگتا ہی کوئی کہتا ہی کہ حضرت آپ مجھسے اشرفیان لے گئے تھے تیز رفتار سب سے
انکار کر رہا ہی مسطور بن سفاک آمادہ ہی کہ میر صاحب کو ذلیل کرون سب لیے ہوے تیز رفتار کو چلے آتے ہین
سالوس گھبرا کے باہر نکل آیا دیکھا کہ تیز رفتار بہ عجب آفت ہی صدہا دوکاندار گھیرے ہوے اپنے مال کے دعوے
کر رہے ہین تیز رفتار ایک ایک کا منھ دیکھتا ہی کہتا ہی یارو مین تو تمھارے پاس نہین آیا سالوس کو دیکھ
فریاد کرنے لگا یا خداوندا مجھے اس آفت سے بچائیے مین تو لشکر حمزہ مین گیا تھا کہ موقع پاؤن تو حمزہ کو لاؤن اُن
مین عمرو سے مقابلہ پڑا وہ تنبھڑ کے نکل گیا مین قورخ مین آ رہا یہ سب روپے مانگتے ہین مین انکے پاس نہین گیا
آپ تو قدرت ہین انصاف فرمائیے دوکاندارون نے فریاد کی یا خداوندا اسنے ہمین لوٹ لیا سرکار کا کارندہ
تھا کیونکر نہ دیتے ہمارا روپیہ دلوائیے ورنہ ہم لوگ اپنی جان دیدینگے یہ نقصان نہ سہینگے سالوس پریشان کہ
کہ مین کیا کرون آخر کہا تم سب صاحب ٹھہر جاؤ مابدولت قصر یزدان مین جاتے ہین ابھی تقدیر دیکھ کے
آتے ہین یہ کہکے بجا کا تیز رفتار حیران سب کے بیچ مین سر جھکائے کھڑا ہی سالوس قصر یزدان کے اندر
آیا تین سو پریزادان دُر در گوش مرصع پوش ناچ رہی ہین ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی ایک ایک پریزاد ہے تیرا
ہی آپسمین دھول دھپا چل رہا ہی جیسے ہی سالوس کو دیکھا ایک نے کہا لو خداوند آئے دوسری نے کہا کیا
سحر کا گذرا تیسری نے کہا ہوا مجھسے پوچھو چوتھی نے کہا ساربانزادہ جوتا لگا گیا بہرام کو چھڑا لیگیا یہان تیز رفتار کو
ناحق کی آفت مین پھنسا گیا تیز رفتار سراسر بیخطا قدرت کو سرکاری روپیہ دینا لازم ہی دوکاندار بھی سب سچے ہین
بیشک انکا نقصان ہوا عمرو تیز رفتار کی شکل بنکے سب سے تحصیل کرکے لے گیا یہ جواب سن پریزادون سے یہ سن
سالوس اُلٹا پلٹا آکے تیز رفتار کو رہا کرایا کہا قدرت نے یہی تقدیر لکھی تھی کہ آج شاطر قدرت پر یہ جفا ہو جسمین
ہوشیار رہے آیندہ ایسی غفلت نہ کرے دوکاندارون کو خزانے سے روپیہ منگوا کے دیا کئی لاکھ روپیے کا
نقصان ہوا جب سب دوکاندار چلے گئے سالوس نے کہا کیون اے شاطر قدرت کوئی ایسی غفلت کرتا ہی عیاری کے
نام پر مرتا ہی عیار ساربان زادہ ہی تھوڑی دیر مین کیا قیامت برپا کر گیا تمکو پھنسا بھی گیا اپنا کام بھی کر گیا
اب سمجھکے کام کرنا قدرت نے بڑے اُسکو اختیار دے دیے ہین سردارون نے کہا یا خداوند ساربان زادے کی
کیا مجال ہی کہ اگر عیاری کرے آپ طبل جنگی بجوائیے ہم سر میدان ہمہ تیغے آگ برسا دینگے ایک ایک قطرہ آب
کو ترسا دینگے مبہوت آسمان سیر جھلا کے اٹھا کہا یا خداوند مسلمانون کی یہ حقیقت ہوئی کہ آپکے عیار جا کے
بیفائدے کے جھگڑے بڑھائے آپ میرے نام پہ طبل جنگی بجوا دیجے مین کل سبکو پکڑ لاؤنگا جو افسر اعلی ہی آپ
انھین کی خدمت کرونگا میدان مین ہمنا ٹھہرنا دشوار کر دونگا سالوس نے کہا اے مبہوت مین نے سنا ہی
کہ بھائی صاحب خوب خوب لڑے بڑے بڑے معرکے پڑے آخر ایسے عاجز ہوے کہ بھاگ گئے طلسم بقراط مین
گئے حمزہ نے وہان بھی پیچھا نہ چھوڑا طلسم بقراط کو بھی جا کے شکست کیا اس جھوٹے کا بند و بست کرا دے انھو
کہ سحر کرنے مین کوئی خرابی ہو مبہوت نے کہا آپ ملاحظہ فرمائینگے جو کچھ سامان ہوگا سالوس نے حکم دیا

لشکر تیار ہو فوراً لشکر تیار ہوا آپ تخت پر سوار ہوا تین لاکھ ساحر ساتھ لیکر مقابلۂ لشکر صاحبقران مین آیا صاحبقران
نے نکل کے بارگاہ سے دیکھا کہ سالوس مردار خوار بڑے زور شور سے میدان مین آیا بارگاہ زربفتی استادہ ہوگئی
سامان جابجا ہو رہا ہی ساحران غدار اپنے اپنے خیمے مین داخل ہوے سحر تیار کر رہے ہین مگر سب سے زیادہ
تیز رفتار بیقرار ہی کہتا ہی یارو کیا کہون سار بان زادے نے بڑا قلق دیا ایسے طور سے بہرام کو لے گیا کہ مجھکو تو
بہت ہی صدمہ ہی مگر آج رات کو سار بان زادے کی فکر کرونگا جب اسکو مارلونگا حمزہ کو پکڑ لاؤنگا سار بان زادے
کی زندگی مین دشوار ہی کہ حمزہ پکڑا جاے دن تو اسی باتون مین گذرا وہ وقت آیا کہ شہنشاہ انجم سپاہ کی عملداری
ہوئی فوج انجم نے جابجا اپنے پہرے بٹھائے کوتوال ماہ تابان واسطے طلائے کے اٹھا فوج آفتاب تابان کو باکل
شکست ہوئی فوج شعاع وضیا لیکر بھاگا قلعۂ مغرب مین جاکے چھپا سالوس تخت پر بیٹھا ہوا شراب خواری
کر رہا ہی مبہوت آسمان سیر سحر تیار کرکے آیا ہی دم بدم عرض کر رہا ہی کہ یا خداوند طبل جنگی بجوائیے صبح کو میرا تماشا
دیکھیے قیامت برپا کرونگا لاشہ ہاے مسلمانان سے کوہ و دشت بھر دونگا سالوس نے کہا نقارۂ جنگی پر
چوب پڑی ہرکارے جو بام جاسوسی لگے ہوے تھے خبرین لیکے بھاگے یہان صاحبقران بارگاہ مین جلوہ
فرما ہین بہرام کے آنے سے بہت خوشی حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی خواجہ عمرو کو بہت بھاری خلعت ہوا ہی مرغ
زرین بنے ہوے بیٹھے ہین کہ ہرکارے سامنے آکے پہونچے ہاتھ اٹھاکر دعا و ثناے بادشاہی بجالائے شعر

مدامت بخت و دولت ہمنشین باد ❊ دعاے صبح خیرات قرین باد ❊

شہریار عالم کی عمر دراز رہے سالوس نے طبل
جنگی بجوایا مبہوت آسمان سیر شیران سلطنت مین سے سالوس کے ہی اسنے اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا ہی خوب
سحر تیار کرکے بیٹھا ہی اسکو اپنے سحر کا بڑا دعوی ہی امیر نے کہا خواجہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی
بجے عمرو فوراً آیا نقارخانۂ سکندری مین قلابہ چینی وکبابہ چینی داروغۂ نقارخانہ عمرو کو دیکھکے اٹھے دو دو اشرفیان
ہاتھ پر رکھکے نذر دین خواجہ ہنسے فرمایا مین جانتا ہون کہ اپکی آمد کم ہی اور خرچ زیادہ ہی لیکن اگر نہ لونگا تم
رنجور و ملول ہوگے یہی خیال ہوگا کہ ہماری نذر قبول نہوئی یہ کہکے چارون اشرفیان اٹھائین طبل سکندر
پر ڈال دیا شعر

زنقارہ آواز آمد عجیب ❊ کہ نصر من اللہ فتح قریب ❊

تمام لشکر مین خبر ہوئی کہ طبل جنگی بجگیا کل
لشکر ساحران سے مقابلہ ہی دیکھین کل گردون دون انقلاب کیا دکھائے کلمون تاج دولت کسکے سر پر رکھے اور خاک
مذلت کسکے سر پر ڈالے دیکھین کل تخت سلطنت کسکے واسطے ہی اور تختۂ تابوت کسکے واسطے ہی ہر طرف یہی
ہنگامہ ہی بھائی سے بھائی دوست سے دوست مل رہا ہی ہر ایک کو یہی قلق ہی کہ کل کی لڑائی مین زندہ بچ جائین
تو بڑی بات ہی ساحرون سے لڑائی عجائب وغرائب دکھائینگے تلوار کی زد پر نہ آئینگے لشکر کفار مین ساحران غدار
مکاران بدکار خوش بیٹھے ہین یہی چرچے ہو رہے ہین کہ مبہوت بلا کا ساحر ہی میدان مین جاکے زمین ہلا دیگا
مسلمانون کو مثل نقش قدم مٹا دیگا مال مسلمانان خوب لوٹینگے حمزہ بڑا صاحب دولت ہی ابھی قلعۂ ملبیس سنان
لوٹکر آئے ہین بڑے بڑے قلعے فتح کیے وہ سب مال مسلمانون کے قبضے مین ہی ہماری تقدیر کا ہی مبہوت کا سحر زور
پکڑیگا ہم سب جا پڑینگے مال سارا لوٹ لینگے مسلمانون کو امان نہ دینگے چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا نظم

علم آفتاب نکلا جب ❊ فوج انجم ہوئی گریزان سب
شہ خاور سپہر گرد ہوا ❊ رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا میدان چرخ سے اکبار ❊ شہ انجم سپاہ رو بفرار

سالوس سوار ہوا مبہوت آسمان سیر گینڈے
پر سوار اسباب سحر سے آراستہ تین لاکھ ساحرون سے آگے بڑھا ہوا ادھر سے لشکر صاحبقران بصد عظم و شان

میدان کارزار مین آکر پہونچا امیر چالیس قدم آگے بڑھے ہوے پشت اشقر پر سوار خواجہ رکاب پر ہاتھ ڈالے ہوے
امیر چالیس قدم آگے بڑھکے بمرتبۂ صاحبقرانی ٹھہرے صفین جمنے لگین میمنہ میسرہ قلب وجناح ساقہ وکمینگاہ
طرفین سے آراستہ ہوئین نقیبون نے نکلکر آواز دی کہان ہی رستم کہان ہی سام کہان ہی برزو کہان ہی بیژن کون
دلاور نامدار ہی کہ نکلے اپنے باپ دادا کا نام روشن کرے اور نام رستم واسفندیار کا مانند حرف غلط کے مٹادے اور
بہت سے اشعار عبرت آثار پڑھے کہ بہادر جھومنے لگے ہر ایک کا یہی قصد تھا کہ جاکر لڑین بڑھ بڑھ کر نام دشمنون کا
مٹائین کہ مبہوت آسمان سیر نے گینڈہ صف سے نکالا سامنے قدرت کے آیا دست بستہ عرض کی یا خداوندا اجازت
میدان سالوس نے اجازت دی گینڈے کو بڑھاکے مبہوت میدان مین آیا عجائب وغرائب سحر کے دکھائے پکارکے
آواز دی اے فرقۂ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے مگر سوائے صاحبقران کے اور کسی کو نہین چاہتا جو لشکر
کا افسر بہادر بہتر سے بہتر ہو وہ میرے مقابلے مین آئے یہ سنکر صاحبقران نے فرمایا خواجہ میدان قرق کرو اور
کوئی نہ نکلے میرا خود ہی قصد تھا اب وہ خود مجھکو پکارتا ہی عمرو نے کلاہ نمدی کو اچھالا ہر ایک اس سے آگاہ ہوا
کہ خود صاحبقران نکلینگے سب سردار پیدل ہوکر آئے صاحبقران سب سے رخصت ہوکر سوار ہوے گھوڑا
طرارے بھرتا ہوا جیسے ہی سامنے مبہوت کے پہونچا اُسنے چند دانے ماش کے نکالکر مارے شعلہ ہاے آتش امیر پر
گرے مگر امیر گرم و سرد عالم کو دیکھے ہوے اس آگ کو کب مانتے ہین اسم اعظم پڑھا آگ سرد ہوئی گرد برد ہوئی اب تو پھر کیا
بلکہ مبہوت ہوگیا حیران تھا کہ شعلہ ہاے آتش نے حمزہ کو نہ جلایا گھوڑا بھی چمکا خاک نہوا سحر کرتا ہوا بڑھا جو سحر
اُسنے کیا امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ سحر باطل ہوا سحر کو دفع کرتے ہوے قریب اس بیچارے کے پہونچے اُسنے نیزہ مارا
امیر نے نیزہ خالی دیا اپنا نیزہ اٹھایا داہنی بغل سے وبائین بغل سے پیچ وتاب دیتے ہوے مثل آہ عاشقان وکاکل
معشوقان سینۂ پرکینہ اُس بیچارہ کا تاکا اس کن سے نیزہ مارا کہ سینے پر اُس بیچارے کے پڑا مہرۂ پشت کو توڑکر پار گذرا
مبہوت گینڈے سے زمین پر گرا تڑپ تڑپ کے کام تمام ہوا سنگباری برف باری ہوئی بعد عرصۂ دراز آواز آئی
کشتی مرا نام من مبہوت آسمان سیر بود معدان جادو بھائی اسکا میدان مین آیا صاحبقران پر برس پڑا مگر اسم اعظم
کے سبب سے تاثیر نہوئی جب تو یہ جھلاکے قریب پہونچا تیغہ سحر کا ہاتھ مارا عمرو کے منہ سے نکلا کہ اے امیر
ہوشیار ہوجائیے امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی وہ تلوار مارکے پلٹا امیر نے خبردار خبردار کرکے ہاتھ تلوار کا
مارا کہ اُس بیچارے کے دو ٹکڑے ہوے مگر عمرو نے جو اپنے آقا کو ہوشیار کرکے آواز دی تھی تیز رفتار کو بہت ناگوار ہوا
پکارکر آواز دی او ساربان زادے تین روپے کے پیادے لڑائی مین دخل دیتا ہی میرے سامنے تو آ دیکھون تو
کیسا عیار ہی عمرو بھی جا پڑا اُدھر سے تیز رفتار آیا آپسمین تلوار چلنے لگی عمرو نے کمر کو بنا کے سر پر ہاتھ مارا تیز رفتار
کا سر زخمی ہوا چاہا سر کاٹ لون شاگردان تیز رفتار جا پڑے یہ سمجھے کہ اکیلا ہی گھیر کے مار لینگے عمرو نیچہ پکڑ کے
غول پر جا پڑا تیز رفتار کو تو وہ لوگ بچالے گئے مگر تین ہزار عیار نے عمرو کو گھیرا چہار طرف سے نیچہ پڑتا تھا مگر عمرو
اسی تیور سے لڑتا تھا کسی کا وار خالی دیا کسی کا سپر پر گانٹھا کسی کے سامنے ختم ہوے کہین ٹھٹکے مگر انتشار ہی کہ اب
کہان تک بچونگا شاگردان عمرو نے جو دیکھا مقتدا ابو الفتح کہ اس سے ماموں کا یہ حال نہ دیکھا گیا بیقرار ہوکر آپڑا
گلباد وتگباد و یزک خطائی اسطرح چالیس شاگرد جو ساتھ موجود تھے سب آپڑے مگر گھر گئے شاگردان
تیز رفتار بہت ہین دس دس نے ایک ایک کو گھیر لیا عمرو جست کرکے ایک ٹیکرے پر آیا دس پانچ کو بانون سے
مارا کچھے سے تیر مارے اُن سب نے آواز دی یارو وہان چلکے اسے مار لو سب ٹیکرے پر چڑھنے لگے دو چار کو تو عمرو نے گرایا

آخر وہ سب چڑھ آئے اب خواجہ کو بہت مشکل ہوئی سو عیاروں نے آنکے گھیرے پر گھیرا ابھی ہنگامہ ہی کہ ساربان زادے
کو مارلو عمرو نے بیقرار ہوکر دعا کی صحرا سے گرد اٹھی شیر کے دھڑکے کی آواز آئی دیکھا عمرو نے کہ صاحب بندہ گرفتار
نذر کردہ بزرگان مہتر قران بیقرار چلا آتا ہی استاد کو جو اس بلا مین مبتلا دیکھا دور ہی سے نعرہ کیا یا شیدای کفاران

بچیاو نابکاران پر دغا نعرۂ قران
بمیدان اژدر آتش فشانم

سر طلع السیر چون باد بہاری
منم مہتر قران شیر ژیانم

جہان سر ہنگ ور خنجر گذاری
اگرچہ مہتر قران گرا ایک تہلکہ ڈالدیا

جس مقام پر عیاروں کو ٹھہرے دیکھا اسی مقام پر جا پڑا مارکے سب کو بھگا دیا عمرو نے دیکھا کہ مہتر قران اکیلا
ہزاروں سے لڑ رہا ہی جسنے نیچہ مارا بغدا آگے کر دیا نیچہ ٹوٹا اوپر سے بغدا مار دیا اگر بغدا سیدھا پڑا دو ٹکڑے ہوے
اگر اُلٹا پڑا کاسۂ سر پاش پاش دوسرے پہلو سے بھی گرد اُڑی خواجہ عمرو دیکھنے لگے دیکھا برق فرنگی تڑپتا ہوا
چلا آتا ہی استاد کو جو گھیرے ہوے دیکھا پتلون جاکٹ کو سنبھالتا ہوا ادھا کمر سے نکالا منھ سے لگا کر پی گیا

فتنے مین کرچ کھینچی نعرہ کیا نعرۂ برق
غلام عمرو و مہتر ذی حشم
بہر جا گذشتم بود الامان

منم برق رفتار و صحرا گذار
ز کرم نگون گشت چرخ اثر ستم

منم یکہ لیکن گمان بر ہزار
ز عیاری من شود در جہان

غول پر عیاروں کے آپڑا اب تو خواجہ کی کمر مضبوط ہوئی بلندی سے
نیچہ کھینچ کو دا پچاس عیار مہتر قران نے مارے پچاس برق نے قتل کیے عمرو کے ہاتھ سے ڈیڑھ سو بیک بچہ
مارا گیا ابو الفتح و گلباد و گلباد نے صفون مین تہلکہ ڈالدیا چار پانچ سو ہو بیک بچے مارے گئے شاگردان
تیز رفتار بھاگے قران و برق و عمرو نے پیچھا کیا حقہ ہاے آتشبازی مارے کئی سو کے منھ جلے کچھ گڑھوں مین
گرے کچھ خارستان مین پامال ہوے درختوں سے سر ٹکرا کے ایسے نڈھال ہوے شاگردوں نے اُٹھا کے تیز رفتار
کو ہوادار پر ڈال لیا تھا اسنے جو دیکھا کہ پانچ سو بیک بچہ مارا گیا اب انکے قدم نہین تھمتے ہر چند پکارتا ہی یارو
تم بہت ہو وہ اب بھی کم ہین سب نے کہا استاد تم تو پڑے رہو یہ کالیا جو کنڈا ایسے ٹکڑا ہی شیر صحرائی ہی عجب
کیفیت دکھائی ہی اب قدم نہین تھمتے آپ کی محبت مین آپڑے آپ تو زخمی ہو گئے اگر نہ اُٹھا لیتے تو ساربان زادہ
قتل کرڈالتا یہ کہکے سب بھاگے عمرو نہ رکتا تھا قران نے ہاتھ پکڑ لیا کہا استاد بس آپ کے آقا کا یہ طریقہ نہین ہی
بھاگے کا پیچھا نہین کرتے عمرو زخمی بھی ہوا تھا کہا ای قران تمھارا کیونکر آنا ہوا جواب دیا کہ استاد مین
سو رہا تھا عالم خواب مین آپکو اسطرح گھیرے ہوے دیکھا اک بزرگ نے فرمایا ای قران اپنے کو جلد گلشن
حصار پر پہونچاو ورنہ عمرو کو زندہ نہ پاؤگے عمرو نے قران کو گلے سے لگا لیا برق سے پوچھا تم کیونکر آئے برق نے
کہا استاد آپ تو صاحبقران کے ساتھ چلے آئے اک سوداگر نے آکر خبر دی کہ ملکہ حیرت جادو عقاب ار سوار
بادشاہ پردۂ ظلمات کے ساتھ خروج کرکے نکلین اک مقام پر قید ہو گئین ملکہ صرصر رونے لگین غلام جو انکے
ساتھ گیا خلیفہ چالاک بھی پہونچے جاکر انکو رہا کر دیا کئی مقام پر ایسے ہی معرکے گذرے صرصر کو گھر بھیجدیا
چالاک اسکے تعقب مین گئے ہین عہد کرکے کہ جب تک حیرت کو قبضے مین نہ کرونگا پیچھا نہ چھوڑونگا غلام
پلٹا راہ مین شب کو خواب دیکھا کہ استاد سے بڑے عیار سے مقابلہ ہی استاد اکیلے ہین جن بزرگ نے نشان دیا
پتہ اُنسے پوچھکر شکر ہی کہ غلام وقت پر پہونچا شریک جنگ ہوا عمرو سبکو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے صاحبقران
نے عیاروں کو خلعت دیا قران و برق کے آنے سے بہت خوش ہوے مگر تیز رفتار کو عالم غشی مین لیے ہوے
شاگرد اسکے بارگاہ سالوس مین آئے سالوس نے دیکھا تیز رفتار کے سر پر زخم کاری ہی جراحون کو بلایا

تیز رفتار کے ٹانکے لگانے جارہے ہین یہ تڑپ رہا ہے کبھی کہتا ہے یا خداوندا مین اس زخم سے جانبر نہونگا جراح عرض
کر رہا ہے استاد اسقدر نہ گھبرایئے یکایک دربارگاہ پر ہلڑ ہوا سب نے دیکھا آگے آگے اک نازنین چہاردہ سالہ
نہایت چست و چالاک بیباک قنطورۂ زربفتی پہنے بہ سقرلاتی سے آراستہ بھولی بھولی صورت گاتی بندھی
ہوئی سینے پر ابھار دو نیچے برائے قتل عاشقان شمشیر ابروے خمدار سے زیادہ تیز چال مین چالاکی آمیز پشت
پر دو سو عیار بچیان بالباس عیاری سے درست نہایت چالاک و چست جست و خیز کرتی ہوئی اس معشوق
خوبرو نے آکے سالوس کو سجدہ کیا گرد پھرین تیز رفتار تو چیخ رہا تھا مگر اس نازنین کے آنے سے خاموش ہوا
حیران حیران دیکھ رہا ہے اس مہجبین نے بلنگر سلام کیا قدمون پر تیز رفتار کے بوسہ دیا کہا بابا جان یہ کیا معرکہ
گذرا تیز رفتار نے کہا اے نور نظر اے پارۂ جگر عمرو سے مقابلہ ہوا اچھا صاحب تمھارے قلعہ ابلیس پرستان
پر مارے گئے اب یہان آنکر ساربان زادے نے قیامت برپا کر دی میدان مین صاحبقران نے بہت سے
ساحر مارے ساربان زادہ صاحبقران کو ہوشیار کرتا جاتا تھا مجھکو ناگوار ہوا مین جا پڑا ساربان زادے
سے مقابلہ ہوا نتیجہ کھا بڑا شاگرد میرے خوب لڑے مگر اسکا شاگرد مہتر قران وقت پر آیا حقیقت مین شیر دشت
نبرد ہے اسکے سامنے مجمع عیاران گرد ہے دوسرا شاگرد اسکا برق فرنگی بھی آگیا نسیم سحر نگاہ اسکا نام ہے بیٹی
تیز رفتار کی کہا بابا جان مین بھی حال سنکر حاضر ہوئی مجھکو خبر ملی قلعہ شگوفہ پر بیٹھی تھی کہ ایک تاجر نے خبر
پہونچائی کہ قلعہ گلشن حصار پر مجمع عالم ہے عمرو عیار نے آکر مہتر تیز رفتار کو گھیرا ہے مجھکو تاب نہ آئی آخر
دو سو کنیزون کو لیکر حاضر ہوئی ہون آپ تو اپنا علاج کرین کنیز سمجھ لیگی کالیا بچھو رہا تا نتیا ان تینون
کی فکر ہو جائیگی سب کی مشکین باندھ باندھ کے حاضر کرونگی کنیز جاتی ہے جاکے صاحبقران کو بھی اطلاع کر دون
آج ہی رات کو سرداران صاحبقران کو پکڑ لاؤنگی مگر قدرت کو بھی آمادہ کر دو ایک ہفتے مین سبکو لے آؤنگی
ایک دن مین سب کو قتل کرین ایک بھی زندہ بچکر نہ جانے پائے تیز رفتار نے کہا اے نور نظر عیاری کرنیکی نسبت
تمکو اختیار ہے مگر حمزہ سے کہنے کی کیا احتیاج ہے مین بھی دو چار روز مین صحت پاکر شراکت کرونگا یہ سنکے
نسیم سحر نگاہ نے عرض کی اب آپ تکلیف نہ فرمائین آرام کرین میرا آنا لطف سے خالی نہوگا پہلے تو یون
عیاریان کرون کہ سر میدان عمرو سے مقابلہ ہو دیکھیے گا سر میدان کیا قیامت برپا کرتی ہون اگر سر میدان
اس ساربان زادے کو نہ مارا تو نام اپنا نسیم سحر نگاہ نہ پایا سب دام محبت مین پھنسے یہ کہکر الگ ہوئی
چمک کر بارگاہ سے نکلی کچھ کنیزون سے بھی اشارہ کیا بالباس عیاری سے آراستہ ہوکر اپنے کام مین مصروف
ہوئی مگر خواجہ عمرو جو لشکر مین آئے چونکہ عیارون مین گھر گئے تھے زخم بھی اوچھے اوچھے کھائے ہین
زخم ذری ہوئی خواجہ عمرو شفاخانے مین گئے قران و برق کو بارگاہ مین لیٹین ان دونون نے بستر سے
لگائے شب کو صاحبقران نے ابوالفتح وغیرہ سے کہا میرا یار وفادار زخمی ہے طلائے پر خیال رکھنا سب نے
عرض کی غلام موجود ہین مگر تیز رفتار انتہا کا زخمی ہو گیا ہے اب دو چار روز مین آئیگا امیر حمزہ خاموش
ہوگئے پہر رات گئے دربار برخاست کیا عیار تو اس دھوکے مین رہے کہ تیز رفتار زخمی ہے نسیم سحر نگاہ
کی خبر نہین پائی شام سے جاکر اپنے اپنے مقام پر سوئے جب عیار فلک چہارم یعنے نیر اعظم عیاران انجم سے
شکست کھاکر بھاگا داخل قلعۂ مغرب ہوا مہتر برق رفتار ماہ تابان عالیوقار عیاران کواکب کو ساتھ لیکر
فلک اول پر مصروف کسب ہوا شعر شب آمد سانہ کار عشق بازان ۔ شب آمد راز دار عشق بازان ۔ نسیم

وس عیار بچیان لیکر مثل ستارۂ سحری چمکی بصورت مبدل جب کنارے پر لشکر اسلام کے پہونچی وسون عیار بچیون کو
اپنے ساتھ سے رخصت کیا کہا سرداران حمزہ کو چراکر لاؤ مین فکر مین حمزہ کی جاتی ہون اگر پنجہ قابض ہوا تو لاتی
ہون پھرتی پھراتی قریب بارگاہ حشامی پہونچی طلایہ داروں سے پوچھ لیا تھا معلوم ہوا کہ اسی بارگاہ مین
امیر آرام فرماتے ہین پشت پر سے آکے سراچہ چاک کیا دیکھا کہ امیر سو رہے ہین چمک کے قریب آئی بکانٹے سے
دوشالہ ہٹایا ایک شیر کو دیکھا کہ پڑا سو رہا ہے نقچے مین داروے بیہوشی رکھی مگر صاحبقران کے دیدۂ ظاہری
بند ہین دیدۂ باطنی وا ہین خواب مین دیکھا کہ معشوق طرحدار یعنی ملکہ مہر نگار کچھ کپڑے میلے پہنے ہوئے چہرہ
اداس عالم یاس صاحبقران نے جو بعد عرصۂ دراز اپنے معشوق کو دیکھا جسکی محبت مین تباہ و برباد رہے
زانو پر دم نکلا جوش محبت مین فقیر بنکے بیٹھے نو مہینے عقابین پر قفس آہنی مین قید رہے اس معشوق طرحدار
کو دیکھکر بیقرار ہو گئے ملکہ مہر نگار نے آہ کی عرض کی ای شہریار آپکا داغ ابتک دل پر ہے کیا گزارش کرون آرام
نہین آتا دل بیقرار رہتا ہے زوبین ملعون نے ایسا ظلم کیا کہ کنیز کو کچھ نہ بن پڑا خیال عصمت آیا جام زہر پی لیا
صاحبقران بے اختیار رونے لگے فرمایا کہ ای ملکۂ عالم سنئے چاہا تمھارے بعد دنیا کو ترک کرین مگر ای ملکۂ عالم
کسیطرح دنیا نے ہمارا دامن نچھوڑا بعد نو مہینے کے قید سے چھوٹے وہی نوشیروان سے جھگڑا ملک ترکستان
مین وہ پہونچا ہمین بھی جانا پڑا علم شاہ کی جدائی کا داغ اٹھایا اور بیٹو عمرو بن حمزہ کی جدائی نے ضعیف کر دیا
قلب مین طاقت نہ رہی روح کو راحت نہ رہی آنکھو کی بصارت کم ہو گئی آج تمکو دیکھا کیا کہین دل چاہتا ہے کہ دم بھر
ہمارے پاس بیٹھو کچھ حکایت و شکایت ہو گذرے ہوئے فسانون کا ذکر کرین مہر نگار نے ٹھنڈی سانس
بھری کہا ای شہریار خدا آپکو سلامت رکھے آپ فرائش راہ دین اسلام ہین آپکے ہفت اقلیم مین نام ہین میری
کیفیت سنکر کیا کیجیے گا کیا بیان کرون آجتک آپکا فراق دل کو جلاتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے یہ کیفیت میری ہے قطعہ

ہجر مین بھی زیست کیونکر جا ہو	جان دادۂ شوخ بیوفا ہون	ہین غیر مرے نکلنے سے خوش	گویا کہ مین ان کا مدعا ہون
آگ کر گئی باد گرم جوشی	مین آتش مردہ سے جلا ہون	کیا شکوۂ جفائے آسمان کا	مین آپکو دور کھینچتا ہون
دشمن سے ہی چشم مہربانی	محروم نگاہ آشنا ہون	اس نام کے صدقے جسکی دولت	مومن رہون اور بتونکو چاہون

صاحبقران نے فرمایا ای ملکۂ عالم تمھارے فراق نے دل کو توڑ دیا لطف زندگی جاتا رہا مہر نگار نے کہا بہت بجا
ارشاد فرمایا آپکو معشوقان پریچہرہ سے صحبت ہے مگر ذرا ہوشیار ہو جیے عیار بچی آپکو بیہوش کیا چاہتی ہے امیر نے
آنکھ کھولی دیکھا اک سیاہ پوش کفچہ ہاتھ مین لیے ہوئے برابر دماغ کے لگا چکا ہے منھ سے پھونکا چاہتا ہے امیر نے
الٹا ہاتھ مارا کفچہ اسکے ہاتھ سے نکل گیا ٹیک کر پنجہ اسنے جست کی صاحبقران للکار کے اٹھے مگر وہ سراچہ پھاڑ
کر نکل گئی امیر نے جو نعرہ کیا خادم دوڑے طلایہ پر عبد الجبار پھر رہا تھا اسنے ابلق گھوڑے کو دوڑا کر جالیا
نسیم سحر نگار نے جب دیکھا کہ حمزہ کو گرفتار کر نہ سکی سبکی نگاہون سے اپنے کو بچا کر اک نخل کے سایہ مین ٹھہری
دیکھا ایک چہرے سے سردار کہ ثابت ہے افسر اعلیٰ ہے تاج شہریاری سر پر چہار قبۂ شہنشاہی در بر گھوڑا عربی
زیر ران تیغہ کھنچا ہوا ہاتھ مین گھوڑے کو اڑاتے ہوئے جاتا ہے نسیم نے دیکھا ایک مرتبہ تو ہوا گئی چمکی رنگ و
روغن عیاری کا لگا کے برق کی صورت بنی دوڑی ہوئی سامنے آئی عبد الجبار نے کہا خیر تو ہے آتا نے بھی نعرہ
کیا مین واسطے خبر کے جاتا ہون نسیم نے کہا تم تو ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو ذرا گھوڑے سے اترو عبد الجبار
گھوڑے سے اترے نسیم نے کہا جو سیاہ پوش صاحبقران کو چرانے گیا تھا وہ سامنے بیٹھا صورت بدل رہا ہے

چلو ہم تم چل کے پکڑ لین عبدالجبار آگے بڑھے نسیم نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے عبدالجبار پلٹے لسنے حلقے کمند کے
ڈالنے کے بعد حباب مارکے بیہوش کیا پشتارہ باندھکے لے بھاگی ملازمان عبدالجبار جو آئے تو انھون نے دیکھا
کہ گھوڑا ہمارے آقا کا کوتل کھڑا ہی گھبرا گئے پشتارہ باندھنے کا نشان پایا روتے پیٹتے خدمت صاحبقران مین
آئے صاحبقران اُٹھے تھے کہ خواجہ عمرو بھی شفاخانے سے آئے برق و قران بھی دوڑے امیر خواجہ سے
فرماتے ہین عدم مین بھی جاکر ملکہ نے ہمکو فراموش نہین کیا خوب ہین آکر ہوشیار کر گئین مگر ای خواجہ یہ تیز رفتار تو
نہ تھا ذرا جو گوشۂ نقاب ہٹتا تجلی چمک گئی یقین ہی کوئی عورت تھی عمرو نے کہا غلام نے ابھی تک کسی عورت کی خبر
نہین سنی یہ ذکر تھا کہ ملازمان عبدالجبار روتے ہوے آئے عرض کی ای شہریار ہمارے آقاے نامدار کو کوئی چرا کے
لیگیا ابھی ہمسے جدا ہوے مرکب آنکا کوتل کھڑا ہی پشتارہ باندھنے کا نشان ملا ہی عبدالجبار کے بھائی روتے
ہوے آئے کہا حضور عبدالقہار کے یہان نقب لگی ہوئی ہی کوئی چرا لیگیا کہ ملازمان بہرام آئے عرض کی کہ راجہ جیا
ہای بہرام کو بھی کوئی لیگیا سات سردارون کی خبر آئی امیر نے فرمایا ای خواجہ یہ کیا غضب ہوا تمنے حفاظت نہ کی عمرو
نے کہا بڑا دھوکا ہوا مین اب جاتا ہون برق و قران نے کہا استاد آپکے زخم بے لطف ہین غلامان جانباز جاکے
دریافت کر لائینگے عمرو نے کسی کو حکم نہ دیا خود دیکھ و تنہا لشکر روانہ ہوا ادھر نسیم صبح کو دربار مین سالوس کے آئی سات
کنیزین سات سردارون کو لیکر حاضر ہوئین عبدالجبار کو لیکر نسیم آئی تیز رفتار بھی خبر سنکر دربار مین آیا نسیم نے
عرض کی یا خداوند قدرت نے تقدیر برجستہ نہ کی مین نے آج ہی لشکر حمزہ سے چراغ کر دیا تھا مین حمزہ کو گرفتار
کرنے گئی تھی مگر اُسکی آنکھ کھل گئی لاچار وہان سے بھاگی راہ مین عبدالجبار کو لیا حکم ہوا ساتون سردارون کو
قید کرو نسیم نے کہا مین پھر جاتی ہون اگر بنتا ہی تو ساربان زادے کے چوتا لگاتی ہون یا اُسکو لاتی ہون یا امیر کی
کرتی ہون یہ کہکے چلی اک صحرا مین آکر ٹھہری شاخ نخل پہ ہاتھ رکھے ہوے کھڑی ہی سوچ رہی ہی کہ کس صورت سے
لشکر امیر مین جاؤن اُدھر سے خواجہ عمرو آتے تھے اب جو نگاہ عمرو کی پڑی اک نازنین حور پیکر سیمین بر غنچہ دہن رشک
چمن سرو قد خورشید خد لیکن سرو قد کیونکر کہون اک نخل بے سر و پا اس سے قد معشوق کی مثال بقول ریاض النسا

واے بر شاعران نادیدہ	غلطی را بجو د پسندیدہ
سرو را قد یار بخوانند	سرو چوب بیست ناتراشیدہ

حقیقت مین عجب جملہ تھا قطب نے اس اعتراض کو قبول کیا لیکن حقیر عرض کرتا ہی کہ قد معشوق کو نخل سرو سے
کیا مثال ہی اصل مین یہ حال ہی جسطرح معشوق سے کسی کو پھل نہین ملتا اُسی طرح سرو بھی جو بے ثمر ہی یہی
مثال کا اثر ہی نکتہ باریک ہی اب کسکو تشکیک ہی حقیقت مین ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار خنجر ابرو خال
ہند و چشم جادو خوش رو خوشخو نظم

کہون قد دلجو کو سرو سہی	سراپا کا اُسکے کرون کیا بیان	کرون نظم ہی قاتل عاشقان
سخن سنج شیرین ادا لاجواب	نگر کلک قدرت سے تشبیہ دی	حسینون مین وہ ماہ رو بیحجاب
	دہن غنچۂ گلشن دلبری	نگاہون مین ظالم کے شوخی بھری

بقول مصنف انکھڑیان رہزن نگاہ یار بھی شمشیر ہی ٭ ہر اشارے مین ہمارے قتل کی تدبیر ہی ٭ عمرو نے
کلیجہ پکڑ لیا ہاتھ پانون مین رعشہ آیا لب پر آہ سرد دل مین درد چہرہ بھی زرد قلب گردیدہ ہوش و حواس باختہ
دل کا عجب نقشہ ہی قلب کو بیقراری آنکھون سے آنسو جاری بے اختیار لیکار اٹھا بیقرار ہو کے کہنے لگا نظم

آنکھ سے ہوتا ہی ظاہر جو ہمارے دل مین ہی	پردہ محمل یہ کہتا ہی کوئی محمل مین ہی	کچھ تو لگی ہی تہ کی آہون [illegible]
دم نہین لینے کا جب تک دم ترے بسمل مین ہی	سیکڑون کی خاک تک لے ڈالیے یہ دل [illegible] ہی	کس خبر آبا [illegible] اپنے آپ [illegible] ہی

نزع مین کسکی رکاوٹ کا تصور ہی چلا | سانس بھی چل چل کے رکجاتی ہی کس مشکل مین ہی | عمرو نے جو یہ اشعار پکار کر پڑھے اُس
غارتگر دین نے پلٹ کے دیکھا کہا او ساربان زادے دیکھ اپنی جان کی خیر منا کیون سامنے آتا ہی یہ بھی تیری
عیاری ہی اگر خود گرفتار ہوا کہیگا کہ مین عاشق تھا اسیر طرۂ گیسو ہوا مارا گیا تو ذبیح خنجر ابرو ہوا اگر زیر کیا تو مشہور
کریگا تجھ ایسے مین نے سیکڑون عیار مار ڈالے میرا نام نسیم سحر لگاد قطعہ لنگار میرا مسکن ہی اشتہار عام دیچکی ہون
جو مجھپر عاشق ہو سر میدان مقابلہ کرے اگر وہ زیر کرے مین اُسکی کنیز ہون اور اگر مین غالب آئی فورًا قتل
کر ڈالونگی اگر دم عشق کا بھرتے ہو سر میدان مقابلے مین آو اگر زیر کیا تو بیشک کنیز ہون عمرو نے کہا کہ ای
جان جہان و ای آرام دل مشتاقان ای سرو باغ رعنائی ای غنچۂ نو دمیدۂ حدیقۂ زیبائی میری کیا مجال ہی
کہ تمھارے سامنے نام عیاری کا لون رومال سے ہاتھ باندھکے قدمون پر گردن یہ سر حاضر ہی اپنے ہاتھ سے
کاٹ لو بار اُترجاے بقول ناسخ ادب تا چند ای دست ہوس قاتل کے دامن کا ۔ سنبھل سکتا نہین اب بوجھ
ہمسے اپنی گردن کا ۔ نسیم نے کہا کیون بیہودہ بکتا ہی خبردار میرے قریب نہ آنا عمرو آہ کرتا ہوا بڑھا جیسے ہی
قریب پہونچا اُسنے کہا دیکھ کون آتا ہی ذرا عمرو کی پلک جھپکی اُسنے حلقہ ہاے کمند مارے عمرو نے چاہا کہ
جست کرون اُسنے جھٹکا مارا عمرو گرا اُسنے حباب مار کے بیہوش کیا پشتارہ باندھکے لے بھاگی دل مین بہت
خوش ہی کہ آج مین نے خاتمہ لشکر اسلام کا کر دیا عمرو ایسے عیار کو پکڑا کالیے بھوریے کی کیا حقیقت ہی
نہایت پھولی ہوئی کبھی دل سے کہتی ہی اُسنے ہزارون عیار شاگرد کیے لاکھون جادوگر مارے آج پشتارہ
اسکا میرے دوش پر ہی دربار خداوند مین لیچلون فورًا اسے قتل کرون عیاری کا تو خاتمہ ہوا اب امیر کا
گرفتار کرنا رہا کہانتک ہوشیاری کرینگے دوسرے تیسرے دن پھنسینگے اس جوش و خروش مین چلی آتی ہی
کبھی دل سے کہتی ہی باباجان بہت خوش ہونگے اسی ظالم کے ہاتھ سے وہ زخمی ہوے ابھی تک زخم اُنکا
خشک نہین ہوا وہ بھی یہی چاہینگے کہ فورًا قتل کیا جاے مہلت نہ پاے کوئی کوس بھر راستہ طی کیا تھا
کہ طرف سے قلعۂ سالوس کے گرد اُڑی نسیم نے دیکھا کہ گلشن نامے کنیز بہرام کو چراکے جولانی بھی دوپٹے کو
سنبھالتی چلی آتی ہی آواز دیتی ہوئی ای ملکۂ عالم غضب ہوگیا شاید آپنے ساربان زادے کو گرفتار کرلیا
اُسنے جواب دیا پشتارہ میرے دوش پر ہی تجھکو کیونکر معلوم ہوا کنیز نے کہا واری ساربان زادے کا شاگرد
کالیا لشکر مین گھس پڑا کئی سو کنیزون کو مارا اب لڑتا ہوا طرف دربار خداوندی کے چلا ہی خداوند بھاگ
کے قصر پیرزادان مین گئے ہین آپکے باباجان اُٹھے تھے سر کے ٹانکے ٹوٹے لڑکھڑا کے گرے شاگرد انکو بچا
بچاکے سنبھال رہے ہین کالیا کہتا ہی تیز رفتار کو قتل کرونگا آپ پشتارہ مجھے دیجیے مین کسی درۂ کوہ مین
چھپا دون آپ چلکر کالیے کی گردن لیجیے سواے آپکے کسی سے نہ دبیگا گلشن نے نسیم کو ایسا گھبرا دیا کہ
اُسنے پشتارہ دیدیا کنیز نے کہا ملکۂ عالم طرف شہر کے چلیے نسیم طرف شہر کے چلی کنیز کو دیکھا پھرا کا راستہ چھوڑ
کے طرف لشکر امیر کے جاتی ہی نسیم نے پکار کے آواز دی اری اُدھر کہان جاتی ہی اُسنے جواب دیا کیا بیہودہ
بکتی ہی کسی کو پہچانتی بھی ہی ہم اُدھر جائینگے یہ کہکے نعرہ کیا نعرہ برق منم برق رفتار و خنجر گذار ۔ منم یکہ
لیکن گران بر ہزار ۔ نسیم دوڑی کہتی ہوئی کہ او ظالم غضب کیا اُسنے جواب دیا اُستانی اب نہ آنا ورنہ تم
بہت پچھتاؤگی اپنے چھوٹون سے لڑائی ہم ایک ادنی آپکے شاگرد ہین نسیم جھلا کر رہگئی سمجھی کہ ہوا بگڑی برق
تھوڑی دور جب نکل آیا پشتارہ کھولکر اُستاد کو ہوشیار کیا عمرو خفا ہوتے ہوے اُٹھے کہا کیون بے تونے

کا ہی اسکو مجھکو چھپنا دل نازک کو ملک کے صدمہ پہونچا یا معشوقہ تھی نہین معلوم کس خیال سے لیے جاتی تھی مجھکو کیا
پڑی تھی کہ دوڑا گیا یہ کہکر اُدھر ہی چلے برق نے ہاتھ پکڑ لیا کہا اُستاد بس لشکر مین چلیے وہ قتالۂ عالم پھر آپکو
پکڑ لیجاتی تھی زبردستی خواجہ کو ادھر پھرا خواجہ لشکر مین آئے مہتر قران نے خبر سنی تھی یہ بھی بعد الیک چلے
تھے دیکھا برق اُستاد کے ساتھ ساتھ مگر اُستاد پھولے ہوئے برق کو برا بھلا کہتے ہوئے اپنے بڑھکے پوچھا
اُستاد کیا ہوا جواب دیا کہ بیٹا کیا کہون مجھے اس بھورئیے کا آنا بہت ناگوار ہوا میرا معشوق میرا پشتارہ
لیے جاتا تھا اسکو کیا پڑی تھی اور کسنے کہا تھا جو پشتارہ اُس سے چھین لیا کیسا اُسکے دل پر صدمہ پہونچا
ہوگا قران دیکھتا ہی کہ اُستاد مبہوت ہو رہے ہین برق کو سامنے اُستاد کے گردن پکڑکے دوڑا دیا قران
خوشامد کرتے ہوئے ساتھ ہوئے بارگاہ صاحبقران مین آئے قران نے تمام کیفیت بیان کی امیر نے
فرمایا خواجہ حقیقت مین برق نے برا کام کیا عمرو رونے لگا کہا آقا آپ کیا جانیے یہ بڑا نالائق ہی عیاری
کرنے پر مرتا ہی یہ نہ سمجھا کہ معشوق کے دل نازک پر صدمہ پہونچیگا علاوہ ازین میرے مقدمے مین دخل

نہ ہوین میری جان اُسیر جانی ہی آقاے نامدار میری تو یہ کیفیت ہی نظم	مائیم و دیدہ کہ قطرہا در دم است
در دیدہ دجلہ کہ گہرہا در دم است ۔ صبح امید من نفشاند نقاب خویش	شادم بفعام غم کہ سحرہا در دم است

صاحبقران نے دیکھا عمرو مبہوت ہو رہا ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی اچھی کہو تو بری سمجھتا ہی بمحبت
فرمایا کہ خواجہ اپنے کو سنبھالو اگر یہی حال ہی تو غضب ہوگا عمرو نے کہا ای آقاے نامدار و مولاے قدر شناس
شعر حضرت ناصح جو آئین دیدہ و دل فرش راہ ٭ پر کوئی مجھکو سمجھادے کہ سمجھائینگے کیا ٭ امیر نے
فرمایا کہ خواجہ تمھارے بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ بلاے روزگار نہایت مکارہ و غدارہ ہی اُس سے بچنا
چاہیے اگر گرفتار کرکے لیجاتی فوراً قتل کر ڈالتی اسوقت اگر برق نہ پہونچتا تو وہ لے گئی تھی عمرو نے کہا
یہ تو عین آرزو ہی دل کو یہی جستجو ہی کہ اُسکے ہاتھ سے قتل ہو جاؤن اگر تڑپ تڑپ کے مرے قبر سے پشت نہ لگیگی
یہی حسرت رہیگی زخم خنجر ابروے شمار کھائے ہین اسکی کسکو خبر ہی دلبر ہمارے اٹھا ہی امیر نے مہتر قران سے فرمایا
کہ یہ ہماری حفاظت اب کیا کرینگے اپنے ہی کو بچالین تو بڑی بات ہی اسکے تو تیور بدلے ہوئے ہین ہوش و حواس
گم ہین مزاج برہم ہی مگر تم خیال رکھنا یہ فرما کر قران و برق کو خلعت دیا ارشاد کیا خلعت حفاظت جان عمرو
ہی ہر وقت خیال رکھنا قران نے سر جھکا لیا عرض کی حضور نے بڑا بار عظیم ہمارے سر پر رکھا جہانتک ہمسے
ہو سکیگا انکو بچائینگے اپنی جان دینگے خواجہ عمرو بیقرار ہوکر اٹھے ہر چند امیر نے روکا عمرو نے کہا مین جستجوے
محبوب مین جاتا ہون اگر پا جاؤن قدمو پر گر پڑون عرض کرون کہ یہ سر حاضر ہی آپ زیادہ کوشش نہ کرین
مین آپکی تکلیف نہین چاہتا یہ کہتا ہوا عمرو روتا پیٹتا ہوا چلا قران و برق الگ الگ نکرہ مین چلے عمرو
پلٹ پلٹ کے ان دونو کو گالیان دیتا ہی اور کہتا ہی میرے ساتھ کہان آتے ہو اگر میرے ساتھ آؤگے بہت
پچھتاؤگے مین اپنے کو ہلاک کر ڈالونگا قران و برق الگ ہوے عمرو اکیلا جنگل مین چلا شعر عاشقانہ پڑھتا
چلا جاتا ہی کہ اک طرف سے آواز رونے کی آئی یہ آواز آتی تھی کہ او ظالم خنجر مار دے یہ کیا ستم کرتا ہی عمرو اُس
آواز کی جانب متوجہ ہوے دیکھا اک مقام پر اک نخل ہی اُس نخل مین ایک نازنین مہ جبین رسیون سے
بندھی ہوئی ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون خال چہرۂ شب بانظیر ظلمات بامثل شب ہجر عاشقان باسیہ
مثال دون ایسے سیاہ رو کو کیا کہون بقول سعدی تو گوئی تا قیامت زشت روئی ٭ بر وختم است بر یوسف

کھولی وہ ہاتھ مین اُس زنگی کے کوڑا ہی یہی کہہ کہکے کوڑے مار رہا ہی کہ کیون او ظالم مکان پر تیرے نگہبان
عزیز و اقارب بچاتے تھے ہمکو نہ آنے دیتے تھے اب آج تیرے مددگار کہان ہین میرا وصل قبول کر ورنہ مار
مار کے کھال گرا دونگا اُس نازنین کا بلکنا چیخین مار مار کے رونا ہر کوڑے پر یہی آواز ہی کہ او ظالم خنجر مار دے
سر کاٹ لے مگر مین عصمت کو ہاتھ سے نہ دونگی تیرا کہنا نہ مانونگی زنگی ظلم کر رہا ہی اور آنکھین اُس نازنین
کی آنکھون سے نسیم سحر نگاہ کی بہت موافقت رکھتی ہین وضع طرح بھی بہت مشابہ ہی عمرو کا کلیجہ منھ کو
آگیا قالب تھرا گیا آواز دی او نامرد بے درد یہ کیا ستم کرتا ہی اُسنے جو پلٹ کے عمرو کو دیکھا آواز دی او
نالایق تجھے کیا مطلب ہی ہماری معشوقہ ہی جسسے یہ انکار اسکی یہی سزا ہی عمرو نے سر سے گوپھن کھولا اور
سوا پانچ سیر کا سنگ تراشیدہ و خراشیدہ کلہ گوپھن مین پتھر دیکر مارا یقین تھا کہ زنگی کا سر اُڑ جائے زنگی تو
بھاگا مگر یہ کہتا ہوا کہ او ناتھے تجھسے سمجھونگا کہین تو ملو گے زنگی تو چلا گیا عمرو قریب اُس نازنین کے آیا
دیکھا تمام جسم سے سراپے خون کے جاری ہین سر کھلے پڑے بیہوش ہو گئی ہی عمرو نے قریب آکے رسیان کاٹین
اُس نازنین کو ہوش آیا کہا ای شخص تو کون ہی کہ جو اس غربت مین تو نے ساتھ دیا عمرو نے کہا ای نازنین
تو کون ہی یہ کیا معرکہ تھا اُسنے کہا سامنے جو یہ قریہ ہی یہان کا جو زمیندار ہی مین اُسکی دختر بلند اختر ہون
یہ غلام نمکخوار پرورش کردہ میرے باپ کا بردہ مدت سے عاشق تھا اکثر اپنے پیغام دیے مین نے کئی مرتبہ
ٹال دیا اور کہا کہ خبردار اب جو کبھی ایسا ذکر کریگا مین باپ سے کہدونگی آج سب مرد کمین صحبت مین گئے تھے
یہ بچہ کو تھے پر چڑھ گیا سوتے مین مجھکو اٹھا لایا اسی طرح مگر لات و منات نے تجھکو مہربان کیا اب احسان
یہ ہی کہ مجھکو گھر پہونچا دے مان باپ میرے بہت کچھ تجھکو دینگے عمرو نے ہاتھ پکڑا وہ نازنین چند قدم چلکر گر پڑی
بسبب زخمہاے جسم چلا نہین جاتا جب کئی مقام پر یہ نازنین گر پڑی تو رونے لگی کہا ای شخص تو نے جان بچا دی
لات و منات کو میری زندگی منظور نہین ہی اگر تجھسے ہو سکے کوئی سواری بلا لادے اتنی عرض مین کرتی ہون
تیرے پھیرا آئیگا مجھکو دیکھا جائیگا مجھکو اپنے کاندھے پر سوار کرے جو تو کہیگا وہ مان باپ میرے دینگے مین تو
اب اس حال مین ہون کہ میرا قدم نہین اٹھتا عمرو لاچار ہوا بیٹھ گیا وہ نازنین کاندھے پر سوار ہوئی عمرو
تھوڑی دور بیک چلا تھا کہ معلوم ہوا گلے مین کسی نے پھانسی ڈالدی عمرو نے گھبرا کر کہا ارے یہ کیا اُس نازنین
نے گلے مین حلقہ ہاے کمند ڈالے آواز دی او ناعیار اسی منھ پر دعوی عیاری کرتا ہی نہین معلوم تجھ احمق نے
دامہ و شمش کو کیونکر مارا صد ہا عیار اسی منھ پر زیر کئے نسیم ملکہ سحر نگاہ عمرو نے چاہا کچھ کہون اُسنے کود کے
جھٹکا مارا کمندین گلے مین پڑ چکی تھین عمرو گرا اُسنے حباب مار کے بیہوش کیا پشتارہ باندھکر لے بھاگی صحراے
ہول خیز و وحشت انگیز اڑی ہوئی جاتی ہی آتے آتے صحرا مین ایک مقام دیکھا معلوم ہوتا ہی کہ اہالیان قریہ
نے نالے پر پل گلی بنایا ہی اُسکے قریب پہونچکے نسیم کا دل دھڑکا پکار کر آواز دی او کالے مین نے دیکھ لیا
نکل آ کیون چھپا ہوا بیٹھا ہی پتھر مارونگی سر اُڑ جائیگا حقیقت مین مہتر قران جھاڑی مین بیٹھے ہین خیال
مین گذرا کہ قران شاید اسنے مجھکو دیکھ لیا نکل کے مقابلہ کرو پھر خیال مین آیا کہ شاید دھوکھا دیتی ہو دو کے
نسیم نے اپنی ہوا باندھی تین آوازین دین بعد اُسکے پتھر مارا قران کے پانون کے پاس وہ پتھر آکے گرا اب
قران کو یقین کامل ہوا کہ اسنے دیکھ لیا دوسرا پتھر جو نسیم نے مارا وہ دور جا کر گرا فقط دل دھڑکنے کا علاج
کر رہی ہی اسطرح باد ہوائی پانچ چار پتھر مارے جب تو مہتر قران خاموش ہوے نسیم سوچی دل دھڑکنے کا یہی

باعث ہوا کہ برق سے دھوکھا کھایا تھا یہان اب کون ہی جست کرکے بیچ کمندون کے آئی قران نے شیر کی آواز
دی نسیم رکی قران نے جھٹکا مارا نسیم گری قران نے جھپٹ کے حباب مارا اب دل لگی سوجھی خواجہ عمرو کو اُکڑون بٹھایا
نسیم کے دونون پانون عمرو کی گود مین رکھدیے اور دونون ہاتھ خواجہ نے سینے پر نسیم کے رکھدیے دونون
ہاتھون مین دو فتیلے لیے ایک ناک مین خواجہ کی اور ایک ناک مین نسیم کی خواجہ کو چھینک آئی عمرو کی ناک سے جو
قطرات گندیدہ گرے منھ پر نسیم کے پڑے نسیم کو چھینک آئی خواجہ ہاے جان جہان کہکر لپٹ گئے قران نے
نسیم کو سلام کیا کہا استانی صاحب یہ کیا حرکت ہی استاد کو خدا نے خیمہ بارگاہ سب کچھ مرحمت فرمایا ہی وہان چلکر
آرام کیجیے نسیم نے جھلا کر دونون پیر کھینچے دولتی سینے پر عمرو کے ماری اور آپ تڑپ کے نکلی قران کو برے بھلے
کلمات کہتی ہوئی کہ بھلا او کافر یہ تو نے مجھکو ذلیل کیا تجھسے سمجھونگی یہ کہکر نکل گئی عمرو نے کہا کیون او کافر یہ میری
معشوقہ مجھکو اس مقام پر لائی تھی تو کیون سامنے چلا آیا اسکو ملال گذرا قران نے کہا استاد آپکو لیے جاتی تھی عمرو
نے کہا آپکی بلا سے آپنے کیون دخل دیا یہ کہکر اُدھر ہی چلے قران نے ہاتھ پکڑ لیا کہا اب خیمے مین اپنے چلیے اُسطرف
نہ جائیے پکڑ کر بیجائیگی دشمنون کو قتل کر ڈالیگی ہاتھ پکڑ کے اُستاد کو کھینچا اسطرح لشکر مین لائے یہ خبر امیر تک
پہونچی اُنھون نے اپنے سامنے بلا کے فرمایا کہا خواجہ یہ کیا حماقت ہی براے خدا اُس قتالۂ عالم سے بچو عیاری
کرو گرفتار کر لاؤ تمھاری شادی اُسکے ساتھ کر دین عمرو بھڑ چین کر جواب دیا مین ہرگز اس سے عیاری نہ کرونگا
معشوق کا رنج دینا مجھکو گوارا نہین ہر وقت یہی آرزو ہی کہ وہ سر میرا کاٹ لے اسمین بھی یہ خیال ہی کہ بہت
نازنین کو اُسکے صدمہ نہ پہونچے جون جون امیر سمجھاتے ہین وہ وہ ولولہ انکا زیادہ پاتے ہین عمرو یہ کہکے اُٹھا
کہ آقاے نامدار غلام اسی جستجو مین جاتا ہی کہ جہان کہین ملے سر قدمون پر رکھدون عرض کرون یہ گنہگار حاضر ہی
ہر چند انکو روکا مگر یہ نہ رکے قران و برق کنارے کنارے انکی دور رہتے ہین کہ خواجہ عمرو نہ دیکھ سکین
مگر خواجہ نسیم کی تلاش مین جھپٹے ہوئے جا رہے ہین اک مقام پر صحرا مین آکے پہونچے نہایت صحراے خوشگوار
قطعہ ارگل خودرو سے نمونہ بہار طائران خوش الحان بہ زبان بے زبانی تعریف ایزد منان مین رطب اللسان
نہرین موج مار رہی ہین موج ہاے آب شمشیر لاجواب کبھی مچھلیان اُبھرتی ہین نہنگان خون آشام سر نکالکر
قدرت ناخداے عالم کو ملاحظہ کرتی ہین دم انکی الفت کا بھرتی ہین کسی جانب آہوان وحشی
کالی کالی آنکھین گردش کرتے ہوے کرچیالین بھرتے ہوے کسی بیشے سے دھڑوکے ببر شیر کے آواز
آرہی ہی زمین تھرا رہی ہی جانور بھاگے چلے جاتے ہین طائران صحرا ابھی اُڑ رہے ہین نسیم عنبر شمیم کس لطف سے
چل رہی ہی اُسکی ادا سے کیفیت نکل رہی ہی جوانان چمن سبز پوش خضر گم گشتگان جادۂ فرحت کو راستہ
بتانے مین اکڑ رہے ہین نرگس کی آنکھون مین ڈورے پڑ رہے ہین سوسن صد زبان اپنی زبان مین تعریف
باغبان قضا و قدر کر رہی ہی عمرو کھڑا ہوا کیفیت قدرت باغبان قضا و قدر کو دیکھ رہا ہی ہر مرتبہ یاد محبوب مین
دل بھرا آتا ہی دو پہر رات گذر گئی ہی بغیر زلف لیلاے شب کمر سے گذر چلی ہی رات بھی اٹکھیلیان کر رہی ہی
صحرا اوج پر ایک طرف سے عمرو نے دیکھا ایک نازنین جست و خیز کرتی ہوئی آتی ہی عمرو کی نگاہ پڑی تو
اُسی مہ جبین کو پایا جست و خیز کرتی ہوئی آتی ہی عمرو نے دیکھتے ہی آواز دی ای باعث تسکین مشتاقان اے روح
روان عاشق زار ادھر بھی دیکھو ہم تو نوبت بہ جان و کارد با استخوان ہین تم خبر بھی نہین لیتین آج جو تمنے ٹھانا ہو
کیا ہی کہین مردون مین نہ جانا ورنہ اپنی جان دیدونگا نسیم جھپٹ کے جا پڑی کھینچکر مارا عمرو نے سر جھکا دیا

کہا ای نسیم مین تیرا وارنہ روکونگا خوف کرتا ہون کہین کلائی پر ورم نہ آجائے اپنی جان دیتا ہون اس الفت کا یہ انجام نہ سمجھے تھے خیال تو کر ہمنے تجھکو معشوق مشہور کیا اپنے زلف مسلسل مین پھنسایا ذرا خیال تو کر نظم

این ہمہ مشتری و گرمی بازار نداشت
یوسفے بود ولے ہیچ خریدار نداشت

نرگس غمزہ زنش این ہمہ بیمار نداشت
سنبل پر شکنش ہیچ گرفتار نداشت

اول آنکس کہ خریدار شدش من بودم
باعث گرمی بازار شدش من بودم

عشق من شد سبب خوبی و رعنائی او
داد رسوائی من شہرۂ زیبائی او

بسکہ کردم ہمہ جا شرح دل آرائی او
شہر پر گشت ز غوغاے تماشائی او

این زمان عاشق سرگشتہ فراوان دارد
کی سر و برگ من بے سر و سامان دارد

ای جان جہان کہانتک جفاے محبت اٹھاؤن کیا اپنا حال دل سناؤن ہر وقت بیقراری پاس پہونچنے کی انتظاری ہی نظم

ای گل تازہ کہ بوے ز وفا نیست ترا
خبر از سرزنش خار جفا نیست ترا

التفاتے باسیران بلا نیست ترا
ما اسیر تو و اصلا غم ما نیست ترا

رحم بر بلبل بے برگ و نوا نیست ترا
بر اسیر غم خود رحم چرا نیست ترا

فارغ از عاشق غمناک نمی باید بود
جان من این ہمہ بیباک نمی باید بود

ہمچو گل چند بروے ہمہ خندان باشی
ہمرہ غیر بگلگشت گلستان باشی

آن زمان یاد گران دست و گریبان باشی
جمع تا جمع نباشند پریشان باشی

زان بیندیش کہ از کردہ پشیمان باشی
یاد حیرانی ما آری و حیران باشی

ما نباشیم کہ باشد کہ جفاے تو کشد
بجفا سازد و صد جور براے تو کشد

شب بکاشانۂ اغیار نمی باید بود
ہمہ جا با ہمہ کس یار نمی باید بود

ہمرہ غیر بگلزار نمی باید بود
غیر را شمع شب تار نمی باید بود

تشنۂ خون من زار نمی باید بود
تا باین مرتبہ خونخوار نمی باید بود

من اگر کشتہ شوم باعث بدنامی تست
موجب شہرت بیباکی و خودکامی تست

نسیم نے آواز دی او ساربان زادے کیون زبان کو فرے دیتا ہی کبھی یہ دن نصیب نہوگا عمرو نے کہا ای جان جہان حقیقت مین کیونکر دلکو سمجھاؤن لاکھ طرح سے چاہتا ہون ٹھہرون مگر دل نہین مانتا میان آتش صاحب کیا خوب فرماتے ہین نظم

سزا ہی اپنی جو دے یار ہجر کا جھٹکا
بچھڑا سے نہین چھٹتا زبان کا چسکا

طریق عشق مین مارا پڑا جو دل بھٹکا
یہی وہ راہ ہی جسمین ہی جان کا کھٹکا

شب وصال کی گستاخیون کا ہی کھٹکا
علاج ہی نہین کچھ تیرے نام کے رٹکا

کسی کے سر مین ہوا درد منھ مرا جھٹکا
کسی کے پانون مین موچ آئی مین نے سر پٹکا

گیا ہی باد بہاری نے بلبلون کو ست
ہمیشہ خواب ہی دیکھا کیے چھپرکھٹ کا
کھون جو عرش برین بھی تو کہ نہین سکتا
زیادہ طرۂ گیسو سے شملہ کو لٹکا
پری سے چہرے کو اپنے وہ نازنین دکھلا
نہ مین نے پیروی غول کی نہ مین بھٹکا
چمن کی سیر مین سنبل سے پہلوانی کی
اُٹھائیگا مجھے کیچڑ مین نشۂ تلچھٹ کا
بس اپنی مستی کو گردش ہی چشم ساقی کی
یہی جو شرم ہے ای بت ہی طرۂ گھونگٹ کا
کلاہ کج کا ہی طرہ قبائے چپان پر
اسی گڑھی مین تو جی چھوٹتا ہی جیوٹ کا
نہ پھول پھیلکے بالائے سرو ای قمری
یہ منھ چڑھاتے ہین گیسوے یار گھونگھٹ کا
عجیب بھول بھلیان ہی غفلت ہستی
خراب کرتا ہی آتش زبان کا چسکا

ہلوا ہی پھول گئے ہر گل شراب کا مٹکا
شب فراق مین اُس غیرت مسیح بغیر
بہت بلند ہی پایا ترے چھپرکھٹ کا
شب وصال مین کھولے قبائے یار کے بند
حجاب دور ہو ٹوٹے طلسم گھونگٹ کا
شراب پینے کا کیا ذکر یار نے تیرے
چڑھا کے پیچ یہ اُن گیسوون نے دی پٹکا
کبھی تو ہوگا ہمارے بھی یار پہلو مین
ہمارا پیٹ نہین ہی شراب کا مٹکا
سرائے یار مین پہونچینگے ہم لگا کے کمند
جوان آج نہین ہی تری سجاوٹ کا
اُٹھائی ہی تری رنگین ادائیون نے نیند
چڑھے جو بانس کے اوپر یہ کام ہی نٹ کا
یہ جانتے تو تمھین ہم نہ باندھنے دیتے
جسے کہ راہ ہوئی اُس سے خوب ہی بھٹکا

نہ بوریا بھی میسر ہوا بچھانیکو
اُٹھا اٹھا کے مجھے درد دل نے پٹکا
خدا نے دی ہی تجھے ای صنم فضیلت حسن
کمر سے کھینچکے پٹکے کو ہنسنے دے پٹکا
مطیع نفس نہ اللہ نے کیا مجھکو
پیا جو پانی بھی مین نے تو حلق مین اٹکا
شراب صاف نہ باقی رہے تو ای ساقی
کبھی تو قصد کریگا زمانہ کروٹ کا
خدا کو حشر کے دن منھ دکھائیگا تو کیا
بلند بام سے رتبہ ہی اُسکے چوکھٹ کا
نہ تیغ عشق کے منھ چڑھو دلا خدا سے ڈر
عرس کے دل کو ہی مہندی کے چور کا کھٹکا
پری سے چہرے کے اوپر نہین ہین لہراتے
کمر کے ساتھ لپیٹے گا ناف کو پٹکا
عجب نہین ہی جو سودا ہو شعر گوئی سے

نسیم نے کہا او دیوانے وحشی تونے دیوان کے دیوان یاد کر لیے ہین مین اسکو نہین سنتی یہ کہکے بچہ مارا عمرو ڈیڑھ پہر سے پرخالیان دے رہا ہی اور ہر مرتبہ یہی کہتا ہی ای شہنشاہ خوبی ای رنگ و بوے گل حدیقۂ محبوبی مین چاہتا ہون آپ تلوار کھینچین مین سر جھکادون آپ ہاتھ لگائیے سر کٹکر زمین پر گرے روح کو راحت قلب کو قوت آنکھون مین بصارت حاصل ہو ای جان جہان تسکین دل ہو میری تو جان جاتی ہی ملکہ نیچے مار رہی ہین عمرو اپنی ہی کہے جاتا ہی اُسنے جھلا کر جواب دیا او بھڑوے جو منھ سے کہتا ہی بجا نہین لاتا ہی خاصی طرح روک رہا ہی جان بچانے کو ہوش آگیا وار روکتا ہی تو نے یہ بھی ایک فقرہ بنایا ہی اپنے کو عاشق قرار دیتا ہی ایک مقام پر ملکہ نے بچہ روک کر خود حلقے کمند کے مارے گردن و کمر مین ساربان زادے کے پڑے یہ ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ وقت شب ہی لیلی شب پردۂ محمل فلک سے یہ تماشہ دیکھ رہی ہی مجنون ہاے نخل صحرا اس تماشے پر وجد کر رہے ہین کہ عاشق و معشوق مین کس لطف سے مناظرہ و مجادلہ ہو رہا ہی عمرو نے چاہا حلقہ ہاے کمند سے نکلون جست کی چونکہ سائے مین نخل کے تھا شاخین بھی طرفداری کرتی تھین حسن کے سبب شیدا ہین نخل سے آثار محبت پیدا ہین پتے براے عمرو کف افسوس ملتے ہین شاخین ہاتھ بڑھاتی ہین کہ ساربان زادے کو پکڑین آخر وہی ہوا کہ شاخ سے ایک شاخ یہ نکلی کہ شاخ کی ٹھوکر لگی عمرو گرا نسیم نے باطمینان پشتارہ باندھا برق دور سے دیکھ رہا تھا تڑپ گیا اک کنیز کی شکل بنکر تیار ہوا پکار کر آواز دی کی ای ملکۂ عالم یہ کنیز حاضر ہی کیا خوب کارنمایان کیا اب جلدی نکل چلیے برق جلدی مین جس کنیز کی شکل بنا ہی اسکا نام بھی نہین جانتا ہی ملکہ نے ہنسکر کہا ارے کیا مطلب ہی شگوفہ تیرا نام ہی کنیز نے جواب دیا حضور ہان ملکہ نے کہا خبردار میرے پاس نہ آنا یہ کہکے پتھر مارا اور آواز دی او نالایق مین نے پہچانا برق لاچار ہوکے بھاگا

مگر برق تڑپ رہا ہی کہ افسوس اُستاد گرفتار ہوگئے تین مرتبہ راہ مین کنیز بنکر گیا ایک مرتبہ یہ بھی سوال کیا کہ اُستاد مجھے دیدیجیے ایسا نہو کوئی عیار آجائے تو خرابی ہو مگر اُسنے للکارا او بہو رپے اُستاد کے گرفتار ہونے سے بہت بیقرار ہی اب انکی رہائی غیر ممکن ہی ابھی جا کے تیر باران کرتی ہون سر تنکو لیگا لاشہ سیہار رکھا جائیگا اب مہلت نہ پائینگے کئی مرتبہ یہ کیا مگر اس قتالہ نے پہچان لیا یہانتک ساتھ آیا کہ کنارے اک جھیل کے سو کنیزین ملکہ کی جمع ہین شکار ماہی مین مصروف ہین کماہی حال سے واقف نہیں ہین ماہیت سے کیونکر آگاہ ہون اتنا سن لیا کہ ساربان زادہ پکڑا گیا ڈگنین چھوڑ چھوڑ کے سب کنیزین دوڑین تعریفین کرتی ہوئی ای بادشاہ اقلیم عیاری ای گوہر بے بہاے بحر طراری کیا کہنا آپنے کمال کیا برق نے دیکھا کہ گلشن نامے کنیز نہیں رہی جھٹ پٹ گلشن کی شکل بنکر سامنے آیا پکار کر کہا ملکہ عالم دیکھیے لشکر مین تلوار چلنے لگی معلوم ہوتا ہی شاید ساربان زادے کے آگئے لڑائی ہو رہی ہی آپکے والد بھی زخمی ہوگئے ہین پشتارہ مجھے دیجیے نسیم بڑھی تھی کہ پشتارہ دیدون دفعتًا سامنے سے گلشن پیدا ہوئی وہین سے اُسنے آواز دی نسیم نے نیچہ مارا کہا او لنگوٹے دس مرتبہ میرے سامنے آیا اور مین نے پہچانا اپنی بغیرتی دکھلا رہا ہی دمبدم میرے سامنے آتا ہی نیچہ اسکے سر ایسا پڑا کہ سر زخمی ہوا بھاگا سر سے خون بہتا ہوا گلشن نے بھی تیر مارا آواز دی او لنگوٹے میری شکل بنکر آیا ہین خوب وقت پر آئی وہ پتھر بھی برق کے پاؤن پر پڑا صدمۂ عظیم پہونچا اب برق بھاگا اور دور سے دیکھا کہ خواجہ کو درخت سے باندھ دیا نسیم نے آواز دی تیر و کمان جلد لاؤ عمرو کو ہوشیار بھی کردیا عمرو ہاے واے کر رہا ہی نسیم سحر نگاہ کہتی ہی او ساربان زادے یہ کیا بیہودہ بکتا ہی عمرو کہتا ہی ای جان جہان میری جان تمہیر نثار ہی اپنے ہاتھ سے اک تیر مار دو یا صف مژگان کو جنبش دو کہ دل شبک ہو روح نہ تڑپیگی قلب کو قوت ہوگی مین نے جان اپنی تمہیر نثار کی ہی چاہتا ہون میری لاش کو دفن کردو کفن بھی نہ دینا ٹھوکر نہ لگانا دو بارہ نہ جلانا شعر خالق اُس رشک مسیحا کو سلامت رکھے ٭ ہین اگر جان بھی دونگا تو ضرر کیا ہوگا ٭ یہی آرزو تھی کہ تمھارے ہاتھ سے قتل ہون وہ آرزو آج دل کی پوری ہوتی ہی تیر و کمان اوٹھاؤ سینے پر بٹھلا کے لگاؤ یہی دل کی خوشی ہی ہمیشہ سے یہی آرزو ہی مدت سے یہی جستجو ہی مگر نسیم سحر نگاہ آمادہ ہی کہ تیر اندازون کو بلاؤ تیر و کمان لاؤ اس ساربان زادے کے سینے پر نشانے لگاؤ ایک ہنگامہ برپا ہی واضح رہے کہ بیچ مین نہر آب ہی اس پار باغ کنیزان اُس پار صحراے ویران اکثر جانوران درندوں کی آواز آتی ہی شیر بھیڑیے پھرتے ہوئے معلوم ہوتے ہین اکثر کنیزین ڈرجاتی ہین مگر برق جو بھاگا پاؤن مین بھی چوٹ لگی ہی سر بھی زخمی ہی روتا ہوا جاتا ہی اُدھر سے مہتر قران جستجو مین عمرو کی نکلے تھے کہ اُستاد پر کیا گذری کہ دیکھا برق تڑپتا ہوا چلا آتا ہی سر سے خون جاری ہی پاؤن سے لنگڑاتا ہی زبان پر یہ کلمہ جاری ہی ہاے اُستاد یہ کیا ستم ہوا تجھ سا اُستاد کہان پائینگے قران نے پوچھا برق خیر تو ہی برق نے جو قران کو دیکھا دوڑ کر لپٹ گیا چیخین مار کے رونے لگا کہا خلیفہ کیا کہون عجب معرکہ گذرا زبان سے بیان نہیں کرسکتی اصل تو یہ ہی

بوسم لب و دیوار و گزیدن نتوانم	نومیدی ما گردش ایام ندارد	روزے کہ سیہ شد سحر و شام ندارد
کز نکہت گل جامۂ احرام ندارد	کز مستی دلم حوصلۂ گام ندارد	مفرست بطوف حرم دست تنگیم
قاصد خبر آورد و دہان خشک ندانم	ہر قطرۂ شبنم ز گہر قصان بہوہ نیست	دیوانگی شوق سر انجام ندارد
	ظرف قدحش رشحۂ پیغام ندارد	بے نقش وجود تو سراپاے من از صحف

چون بستر خوابست کہ اندام ندارد
بلبل بچمن عگر و پروانہ بمحفل
زان رشک کہ سوز جگر خام ندارد

گر دیدہ نشانہا ہدف تیر بلاہا
شوقست کہ در وصل ہم آرام ندارد
غالب کہ بہ است از غزلم مصرع استاد

آسائش عنقا کہ بجز نام ندارد
تلخست رگ ذوق کبابے کہ بسوزد
بادام صفائے گل بادام ندارد

استاد کو نسیم پکڑ لے گئی مین نے بیقراری مین عیار یان کین مگر ایسی ڈھونڈہی ہوئین کہ وہ پہچان گئی اُس کنیز کی شکل بنکر گیا کہ جسکا نام نہ جانتا تھا ملکہ شگوفہ کیکر آواز دی مین بول اُٹھا یہی پہچانے جانیکا باعث ہوا جچھ مرتبہ مین کنیز بن بن کے گیا آخر مین بصورت گلشن کنیز کے گیا وہ بھی کمبخت اُسیوقت آگئی وہ گلشن ایک باغ مین وہ حرح کی ہی ایک اباغ مین ملکہ نے نیچے سے زخمی کیا اُس حرامزادی نے پتھر ماردیا پاؤن مین چوٹ لگی بمشکل یہانتک آیا ہون یہ سنکر مہتر قران ہنس دیا پھر آنکھون سے آنسو جاری ہوے کہا کہ بڑا غضب ہوا استاد اِس عشق مین اپنی جان پر کھیلے ہم ابتک اِسکو عیاری سمجھے تھے اب معلوم ہوا کہ وہ عاشق صادق ہین اِس عشق مین اپنی جان دی اب مین جاتا ہون اگر عیاری بن پڑی تو بہتر ورنہ بعدہ پکڑ کے اُڑنے لگونگا وہ بھی دوسری عیارہ بہیان ہین فنون سپاہ گری سے ماہر ہین جان بچانا دشوار ہوگی مگر ہو لطف زندگی جاتا رہا بعد ایسے اُستاد کے زندہ رہنا بیکار ہے بزرگان دین نے جب مجھکو نظر کردہ کیا یہ بھی ارشاد فرمایا کہ خدمت مین عمرو کی حاضر رہنا تمکو یاد ہوگا کہ جب شہر زرائل پر طہماس کی بہ عیتین ہوئین اور مین نقابدار بنکر آیا اور تمکو اُٹھالیا صاحبقران لشکر مین نہ تھے جب تشریف لائے اور یہ حال سُنا اپنے پہلو مین ونگل دیتے تھے مگر مین نے عرض کی کہ بحکم بزرگان دین خدمت مین اُستاد کی حاضر رہونگا مین نے عہدہ جلیل نہ قبول کیا آج فلک نے یہ گردش دکھائی مین کیونکر گوارہ کرون کہ اُستاد مارے جائین مین سنکر خاموش رہون انشاء اللہ اگر اُستاد کو اُسنے مارا تو آج لشکر سالوس مین قیامت نہ برپا کردی تو نام اپنا مہتر قران نہ پایا یہ کہکے قران روتے ہوے چلے خیال مین آیا کہ اے قران کیا کرون برق سے جا کہ چلکر دیکھون تو استاد پر کیا گذری صورت بدل کے ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہرا دیکھ رہا ہے کہ نسیم کرسی پر بیٹھی ہے تیر و کمان ہاتھ مین قتل زود رفت کا معاملہ دریپش ہے کہتی ہے کیون او ظالم تو نے چچا جان کو مارا دیکھ اُسکا کیا بدلا ہوتا ہے عمرو اُسوقت بھی کہتا ہے نظم

واغ نو تو مے ہم جان و دل کباب را
تا گرفت دست من دامن آفتاب را
جان زدلم گرفتہ دل زکفم ربودہ
صرف دو دیدہ کردہ رفت قطرہ خون ناب را

رونق تازہ میدہم گلکست خراب را
مرہم زخم سینہ روشنی دو دیدہ
بہر خدائے بر فگن از رخ خود نقاب را

خون جگر فشاندہ ام در رہ جستجو ئے
گرم غضب چہ میکنی نرگس نیمخواب را
مخفی فرو منہ تو دل الفت ہمپر وقت

نسیم ہنس دی کہا او سار بان زادے اب موت تیری قریب آپہونچی یہ کیا بکتا ہے اور رکچھ ہوا ہنوز بان کا مزا تو نکال لے گھوڑے کو دیوان کے دیوان یاد ہین ارے شگوفہ ذرا سچ یہ تو پوچھ کہ تیرے مددگار کہان ہین ایک شاگرد تیرا معقول ہے اُسکو خدمت مین شرف حصول ہے برق فرنگی چھ مرتبہ آیا مین ہر تبہ پہچان گئی اب مجھے کون دھوکھا دے سکتا ہے بڑا عیار طرار تیرا شاگرد بلکہ تیرا استاد بس کالیا ہے وہ آج نہ آیا آتا تو احوال معلوم ہوتا مگر آگئی آج قضا نہین ہے تجھکو قضا گھیرے ہوے تھی پکڑا آیا چچا کا خون رنگ لایا تمکو گرفتار کرایا برق یہ سب دیکھ رہا ہے نخل کی آڑ پکڑے کھڑا ہے اس فکر مین ہے کہ حلیفہ کیا عیاری کرین اپنی جان بچائینگے یا اپنی جرأت دکھائینگے بعدہ کھینچکر آپڑینگے اب تیر بھی چلا ہی چاہتے ہین دو چار کنیزین شکار ماہی مین مصروف ہین جھیل کے کنارے بیٹھی ہین اور سب کنیزین نیمچہ ہاے برہنہ لیے کھڑی ہین بعضو نکے

ہاتھون مین تیر وکمان اشارے کی منتظر کھڑی ہین کہ حکم دین خطانہ کرین تیر مارین مگر عمرو کو کچھ تردد نہین جوش عشق مین یہی فرمارہے ہین

اشعار

ہائی ہائی نہ یاد واقفت نخستیہ ترجا بودہ	گوئی کہ ہان وفا کہ وفا بودہ است شرط	ازی ہمین ز جانب ما بودہ است شرط
گفتی بہ عشق آہ رسا بودہ است شرط	گفتی زباد رفت چہا بودہ است شرط	بس نیست اینکہ میگذرد در خیال ما
غالب بنالہ کہ تعلی خون دل بنوش	لب بر لبت نہادن وجان دادن آرزو	در عرض شوق حسن ادا بودہ است شرط
	از بہر باد وبرگ و نوا بودہ است شرط	برق ہمین رہا ہی سرمن ہا ہی دل

مین کہتا ہی کہ اُستاد ہوش مین نہین ہین حقیقت مین دلسے عاشق ہین کیا جوش وخروش ہی اس حال مین بھی کہ درخت سے بندھے کھڑے ہین دشمن تیر وکمان لیے موجود ہین مگر اُنکو کچھ انتشار موت کا نہین اب بھی شعر عاشقانہ پڑھے جاتے ہین نسیم نے آواز دی پچاس کنیزین الگ ہو جائین تیر وکمان لیکر میرے پہلو مین آئین جب میرا تیر چلے پچاس تیر برابر چلین کہ تمام جسم اسکا مشبک ہو جاے پھر تیر لگانے کی ضرورت نہ رہے یکایک صحرا سے گرد اُڑی دھڑوکے کی شیر کے آواز آئی اب سب نے دیکھا کہ ایک شیر ببر اٹھارہ ہاتھ کا دُم کو علم کیے ہوے مُنہ کو مثل قعر بلا کھولے ہوے جھیل کی جانب آتا ہی اک کنیز ڈگن لیے بیٹھی تھی شیر نے دھڑوکا مارا کنیز گری شیر نے قریب پہونچکے کنیز کو چیر ڈالا اس پار والیان گھبرا گئین مگر شیر اُس کنیز کو مار کر جست جا کرتا ہی چار کنیزونکو اسپار آکے مار اجسکو پکڑا چیر ڈالا کسی کو تھپڑ مارا سر اُڑ گیا اب مجمع کی جانب چلا نسیم اٹھکر بھاگی کنیزون کی جان پر بنی کوئی گھبرا کر درخت پر چڑھ گئی کوئی جست کرکے غار مین گری کوئی بھاگی چلی جاتی ہی کوئی پانیون مین اُلجھکر گری ہاتھ مُنہ ٹوٹا کوئی جا کر کنوین مین گری نسیم سحر لگاہ بحال تباہ دور جا کر ٹھہری اک نخل کی آڑ پکڑے دیکھنے لگی جب کنیزون کو شیر بھگا چکا جھومتا ہوا قریب عمرو کے آیا پنجہ مار ارسیان کمند مین ٹوٹین عمرو خوف جان سے بیہوش ہو گیا شیر نے گردن پکڑکے اپنی پشت پر لاد لیا دھڑوکے مارتا ہوا طرف صحرا کے نکل گیا نسیم نے کہا لو صاحبو عمرو کی قضا شیر کے ہاتھ سے تھی دیکھو پانچ چھ کنیزون کے لاشے پڑے ہین جسپر اُسکا ایک ہاتھ پڑ گیا خاتمہ ہو گیا سانس بھی نہ لی کئی چیر کر پھینکدین یہ نیا شیر جنگل مین آیا ہی آجتک ہمنے نہین دیکھا تھا آج نگاہ پڑی جب تو ہرن اس جنگل مین نہین آتے اور کوئی شیر اس جنگل مین نہین ہی اتنا بڑا شیر ہماری نظر سے نہین گذرا دیکھو صاحبو خداوندا بلیس تباہ ہوے مارے گئے چچا جان کو بھی اس ظالم نے مارا مگر قدرت نے بر وقت چولا تبدیل کرنے کے یہ تقدیر کی ہوگی کہ سارباں زادہ بہ ذلت شیر کے ہاتھ سے مارا جاوے یہ شیر جنگل مین جا کر چیر پھاڑ کے کھا جائیگا سب کنیزین کہتی ہین واری حقیقت مین عجب حسرت مین عمرو کی موت آئی شیر چیر پھاڑ کر ٹکڑے اُڑا دیگا نسیم کو بھی افسوس ہوا اتنا مُنہ سے نکلا کہ میرا جاننے والا تھا اُسنے دلبرانہ جان دی مرتے مرتے اُسکی پلک نہ جھپکی نسیم تو طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئی برق ہاے اُستاد کہتا ہوا روتا چلا جاتا ہی جی مین کہتا ہی کہ اگر وہ ظالم تیراندازی کرتین نیچہ پکڑکے جا پڑتے دس پانچ کو قتل کرتے اپنی بھی جان دیتے اے برق یہ کیا غضب ہوا شیر اُستاد کو اُٹھا لیگیا قران بڑے بہادر تھے ہم یہ سمجھے تھے کہ اُستاد کو بچا لائینگے کچھ جرات دکھائینگے مگر کچھ بھی نہو سکا افسوس شیر کے ہاتھ سے اُستاد کی قضا لکھی ہوئی تھی اب ہم لشکر مین جا کر کیا منہ دکھائین صاحبقران پوچھینگے میرے یار وفادار پر کیا گذری تو ہم کیا جواب دینگے اُس بیقراری مین کبھی درگاہ خدا مین عرض کرتا ہی اے خالق بے نیاز بعد ایسے اُستاد مہربان کے زندہ رہنا بیکار ہی افسوس اُستاد نے کیا کیا کارنمایان کیے کیسے کیسے کافر مارے اگرچہ جسم لطیف تھا لیکن کثیف ہوا اور اے معبود اگر اب بھی تو اُستاد کو بچالے تو کیا تیری

عنایت سے بعید ہی ابھی دعا برق کی ختم نہوئی تھی کہ دیکھا سامنے سے مہتر قران و عمر چلے آتے ہین برق تو گھبرا گیا یہ نگاہ غور دیکھتا ہی کہ ای برق یہ میرا قصور ہی یا خیال ہی یا اصل مین اُستاد آتے ہین قران نے آواز دی ای برق کیون مثل آئینہ حیران ہو تمھارا ابھی کمال ظاہر ہوا تھ گئے کی کھال بنائی مین نے شیر کی کھال بنائی مگر البتہ زور و قوت کا کام تھا برق نے دوڑ کے قران کے ہاتھ چوم لیے کہا سبحان اللہ کیا بات ہی یہ عیاری نہین کرامات ہی حقیقت مین سوا اس عیاری کے کوئی اور رنگ نہ تھی قران نے کہا ای برق جسوقت تو نے مجھے بیان کیا مین بھی مایوس ہوا کہ یہان پر جا کر کیا کرون کیونکہ اُستاد نذر کر دی ہفت یغیران ہین اُسی کا باعث تھا کہ میرے ذہن مین یہ عیاری آئی کھال نکال کر جسم پر آراستہ کی شکر ہی کہ سب بات بن پڑی جو ارادہ کیا وہی ہو گیا مگر خواجہ قران کو برا بھلا کہتے ہوے چلے آتے ہین یہی کہتے ہین او کمابیے تجھکو خدا غارت کرے دلکی یہی آرزو تھی کہ معشوق کے ہاتھ سے قتل ہو جاؤن تو کون بچانے والا تھا تو نے کیون بچایا ہاے غضب یہ کیا ہوا اُسکی کنیزون کو اُسکے سامنے مار کیا قلب پر اُس نازنین کے صدمہ گذرا ہوگا مین اُسکے قلب کا صدمہ نہین چاہتا اب مین تنہائی پا کے چلا جاؤنگا تمکو خبر نہ معلوم ہوگی قران کہتا ہی برق سنتے ہو اُستاد کیا ارشاد فرماتے ہین عمرو کہتا ہی یارو تم کیا جانو جو ہمارے دل پر گذرتی ہی ہمارا ہی دل جانتا ہی اصل تو یہ ہی نظم

نکل گئی غم کے مارے جان افسوس
پھنسکے کہتا ہی وہ کہ ہان افسوس
آگئی باغ مین خزان افسوس

میرے مرنے سے بھی وہ خوش نہوا
مرکے ہم غیر چھوٹے نہ کبھی
تھا عجب کوئی آدمی مومن

جی گیا ہوں مین بر اُنکا ان افسوس
تو نے الفت کا امتحان افسوس
مر گیا کیا ہی نوجوان افسوس

کھا گیا جی غم نہان افسوس
شکوہ آزار غیر کا جو کرون
گل داغ جنون کھلے بھی نہ تھے

قران نے دیکھا کہ اُستاد مبہوت ہو رہے ہین بہ مشکل لشکر مین لائے قران و برق عمرو کو لیکر بارگاہ مین آئے قران و برق نے سب کیفیت بیان کی کہ وہ تو قتالۂ عالم آمادہ تھی کہ انکے دشمنو نکو قتل کر ڈالون اور یہ مبہوت ہو رہے تھے حضور انکو روکین امیر عمرو کو جون جون سمجھاتے ہین وہ وہ یہ روتے ہین کہتے ہین آقاے نامدار خدا آپکو سلامت رکھے مین کیا کرون میرا دل نہین مانتا ہی مین نے ہر چند اپنے دل کو سمجھایا مگر دل نہین مانتا وہی صورت زیبا طلعت جہان آرا میری آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی صاحبقران عمرو کو سمجھا رہے ہین کل عیار جمع ہین ابوالفتح وغیرہ عرض کر رہے ہین کہ ارشاد ہو تو اُسکی مشکین باندھ کر لائین سر میدان پکڑ لین آپکے ساتھ نکاح کر دین عمرو گالیان دیتا ہی کہ یارو تمکو میرے مقدمے مین کیا دخل ہی مین معشوق کو ملول کرون مرا احوال سنیے کہ نسیم سحر نگاہ جو خوشی خوشی بارگاہ سالوس مین آئی تیز رفتار موجود ہی یہی ذکر ہو رہا ہی کہ نسیم سحر نگاہ کہ بڑی کلہی تیز رفتار کہہ رہا ہی حضور اُسنے صدہا عیارون کے سر کاٹ کے پھینکدیے اُسکے قلعے پر صدہا سر رکھا ہی بڑے بڑے عیار عاشق ہو کر آئے مگر اُسکے ہاتھ سے مارے گئے اب عمرو کا بچنا دشوار ہی کہ نسیم نے آکر سالوس کو نذر دی کہا یا خداوند عمرو کا خاتمہ ہوا شیر بچا سالوس پوچھ رہا ہی نسیم بیان کر رہی ہی مگر یہ بھی کہتی ہی کہ عیار بے نظیر تھا جوش عشق مین مارا گیا مین آمادہ قتل تھی وہ بے نفس رہا تھا باتین عشق و عاشقی کی کرتا تھا یہ خبر نہ عرض کرونگی کہ وہ اپنے ہوش مین نہ تھا اُسی جوش و خروش مین شیر صحرائی نے آکر اُسکو کھا لیا اٹھا کر لیگیا کہ سامنے سے ہر کارے آئے کافرون کو بد دعا دی

ای سرت سبز تا خزان بچرند	سلطنت طبل تا سگان بدرند	اگر زآتش ہزار رنگا رنگ	بر سر تو موکلان بزنند

خداوند کی عمر کہتا ہی ہو یہ خدائی تباہ ہو تیمر وا اپنے آقا کے سامنے ہتھیار و رہا ہی مہتر قران نے شیر بنکر عیاری کی اپنے اُستاد کو چھڑا کر لیگیا ملکہ عالم کو داغ دے گیا قران کو بڑا بھاری خلعت ملا سب سمجھاتے ہین عمرو نہین مانتا کہتا ہی مین جا کر

ملکہ کے قدمون پر گرونگا خواہ وہ سر کاٹین خواہ وہ بخشین بقول آتش شعر اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا
سر تسلیم خم ہی جو مزاج یار مین آئے ؛ یہ خبر سنکر ملکہ نسیم کو سناٹا آگیا کہا صبا جو غضب کر گیا وہ ظالم نے عیاری
کی کہ جو ذہن مین نہ آئی تھی مگر یا خدا او مذاب آپ طبل جنگی لونڈی کے نام پر بجوائیے سر میدان ساربان زادے
کو قتل کرونگی دیکھیے گا کیا گذرتی ہی تیز رفتار نے بھی کہا سالوس بھی منع کرتا ہی مگر نسیم نہین مانتی تیز رفتار
کہتا ہی ای نور نظر سر میدان مقابلہ نہ کرو اسنے جواب دیا آپ دخل نہ دین اگر مین نے سر میدان سر اسکا نہ کاٹا
تو نام اپنا نسیم سحر نگاہ نہ رکھا اگر قدرت میرے نام پر طبل جنگی نہ بجوائینگے مین اپنا لشکر الگ کر کے طبل جنگی بجواونگی
مجھے بڑی کد ہی سر میدان ساربان زادے کو قتل کرون سالوس مجبور ہوا نام پر نسیم کے طبل جنگی بجا ہرکارے
لشکر اسلام کے جو امر جاسوسی موجود تھے خبرین لیکر بھاگے دربار صاحبقران مین آکر پہونچے سب عیار
بھی جمع ہین خواجہ کبیدہ بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے آکے دعا دی شعر مین نقش پائے تو قانون شفا بود ؛ بود آنہ
مقدم تو حاجت ہر چند روا باد ؛ شہریار عالم کی عمر دراز رہے ملکہ نسیم سحر نگاہ نے اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا
کل اسکا ارادہ ہی کہ نکلکر استاد سے مقابلہ کرے عمرو نے کہا آقا میری مشکل آسان ہوگئی کل میدان مین
قدمون پہ سر نثار کرون امیر نے فرمایا ای خواجہ ہوش مین آؤ عمرو نے کہا ای آقاے نامدار مین جسدن سے
پیدا ہوا خدمت اقدس مین رہا جو کچھ امورات سرزد ہوے سب صاحب اُس سے بخوبی آگاہ ہین مگر کل میدان
مین آبرو کا جویا ہون امیر نے فرمایا مین تمکو تخت پر سوار کر کے بھیجونگا تمھارے پایۂ تخت پہ ہاتھ رکھونگا کل
فوج عیاران و سرداران تمھارے ساتھ ہوگی طبل سکندری بجتا ہوا ماہی و مراتب کو جلوہ ملیگا اور جو کہو عمرو
نے کہا الصدق ہو جاؤن اسی آبرو کا مشتاق تھا امیر نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی الفضل ابندی طبل جنگی بجے
مگر آج ہمارے یار وفادار کے نام پر طبل جنگی بجے اسوقت بھی شاگردون نے عرض کی کہ استاد ہم آپکی صورت
بنکے لڑین انشاء اللہ استانی کو گرفتار کر کے لائین آپکے ساتھ شادی ہو خانہ آبادی ہو عمرو نے کہا
مجھے منظور نہین مین آپ میدان مین جاؤنگا ہر چند سردارون نے عیارون نے کہا مگر عمرو نے کسی کا کہنا نہ مانا
صاحبقران نے فرمایا صبح کو سب سامان ماہی و مراتب در دولت پہ حاضر رہے تخت یاقوت نگار آراستہ
ہوا سپہر عمرو کو سوار کر کے اور مقبل کو حکم دیا ایک خیمے مین دو لاکھ روپے نقد اور ایک درج جواہر
رکھدیا جائے ہر چند لوگون نے پرسش کی ہر ایک نے کوشش کی مگر امیر نے اسکا سبب نہ بتایا مال جمع ہوگیا
جسوقت کہ عیار طرار نیر اعظم تمام عالم کی گشت کر کے داخل قلعۂ مغرب ہوا اور شہنشاہ انجم سپاہ بصد
شوکت و جاہ لشکر کواکب کو ساتھ لیکر بصد کروفر تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ فگن ہوا تمام عالم روے
ماہتاب سے روشن ہوا لشکرون مین تیاریان ہونے لگین ہر چند کہ شاگردان عمرو سب بیقرار ہین مگر
میدان مین کہین گڑھے کہین کنوان کھدوایا کہین غار بنایا اُدھر کنیزان نسیم نے بھی میدان کو اپنے طور سے
آراستہ کیا چار پہر رات گذری ستارۂ سحری آسمان پر چمکا فوج سلطان انجم سپاہ نے شکست کھائی لشکر
کواکب کو شکست جو ہوئی نیر اعظم بصد شوکت و حشم میدان چرخ نیلی پر جلوہ فرما ہوا یعنے شہنشاہ زرین
آفتاب نے سپر زرین آفتاب کو پشت پر لگایا نیزۂ خطوط شعاعی کو ہاتھ مین لیکر تیغۂ مہر کو حمائل کر کے توسن
فلک پر سوار ہو کر برائے تماشائے جنگ عیاران میدان گاہ جہان مین جلوہ فرما ہوا اُدھر سے سالوس
خود سوار ہوا بڑا اشتیاق ہی جنگ نسیم کا مشتاق ہی تیز رفتار خوشی خوشی دو ہزار پیک بچہ کو ساتھ لیے ہوے

جانب آکر ٹھہرا ایکایک بوے خوش آئی سترہ سو نقارے پر چوب پڑی علمہاے زنگاری کے پھرہرے کھلے سب دیکھنے لگے دیکھا ملکہ نسیم سحر نگاہ تخت پر سوار دو سو کنیزین قنطورہاے زربفتی دوپٹا وہ ہاے سقرلاتی سے آراستہ جوڑے بھاری پہنے ہوے اسباب بہاے عیاری ذات پر آراستہ کمند ین درست چالاک و چست نسیم سحر نگاہ چونکہ عمرو کو اپنا عاشق جان چکی ہی دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے سرخ لباس زیب جسم پھولون کے گہنے مین لدی ہوئی طرہ کان مین چھپکا موتیے کا زیب سر دولھن بنی ہوئی سپر و شمشیر آگے رکھا ہوا توبڑا پتھرون کا بائین ہاتھ مین روشن چوکی بجتی ہوئی شہنا نواز بھیرو ین کے سرون مین گھلے ملے آکر سالوس کو سلام کیا سجدہ بھی ہوا سالوس نے کہا ای گوہر بے بہاے دریاے حسن و جمال ای نیر تابان فلک شوکت و جلال قدرت نے تقدیر مضبوط کی تم آج عمرو پر غالب آؤ گی آج قدرت نے وہ تقدیر کی ہی کہ جس سے مقابلہ کرو فتحیاب ہو قدرت کو بڑا خیال ہی تیز رفتار ہاتھ باندھے کھڑا ہی یہی کہ رہا ہی کہ یا خداوند قدرت خوب جانتے ہین کہ یہی بقیۂ عمر حقیر ہی مین نے اپنی جان مٹا کے سب فن اسکو بتاتے ہین قدرت بھی خیال رکھین اگر آج اسنے سار بان زادے کو مارا چراغ لشکر اسلام گل کر دیا کوئی ایسا عیار نہین ہی سار بان زادہ بڑا مکار و غدار ہی یہ ذکر تھا کہ طرف سے لشکر اسلام کے گرد اڑی نوبت نقارے کی آواز آئی سب دیکھنے لگے دیکھا آگے آگے تخت خواجہ عمرو تخت یاقوت نگار پر سوار گرد عیاران نامدار صاحبقران پشت اشقر پر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالے ہوے جب صاحبقران قریب تخت موجود ہین کسکی مجال ہی کہ سر نگون نہو یہ بھی جانتے ہین کہ جو کوئی خلاف حکم صاحبقران کریگا سزا پائیگا جملہ سردار سوار پیدل پشت تخت پر خواجہ عمرو بھی دولھا بنے ہوے بھاری سہرہ سر پر صاحبقران اسکو سنبھالے ہوے طبل سکندری پر چوب پڑتی ہوئی خواجہ نے اگلی رسم کو رونق دی ہی یعنے گلنار پائجامہ پہنے ہوے رومال ہاتھ مین سر پر بڑا سا پگڑ پھولون کی بدھیان زیب جسم مہتر قران پہلو مین برق تڑپتا ہوا مگر خواجہ مثل دولھا کے اگر کوئی کلام کرتا ہی تو جواب نہین دیتے سر ہلا دیتے ہین عیار بھی سب دریاے آہن مین غوطہ مارے ہوے حلقہ ہاے کمند بازوون پر توبڑے تیر ہائین ہاتھ پر قرولیان چلتی ہوئین حقہ ہاے آتشبازی کا دنادن تماشا تمام میدان دھوان دھار ہو رہا ہی مگر خواجہ عمرو جھلا کے فرماتے ہین یا صاحبقران برات مین یہ جھگڑا کیسا عیارونکو ہٹا دیجیے امیر فرماتے ہین یہ سب تمھارے شاگرد ہین آمادۂ جانبازی حیلہ سازی انکا کام ہی عیار انکا نام ہی سبطرح تیار ہو کر آئے ہین اگر خدا نخواستہ تمھارے دشمنون پر کوئی افتاد پڑے انسے نہ دیکھا جائیگا ایک ایک انمین جانبازی کریگا لشکر دشمن کو مٹا دیگا عمرو کہتا ہی آقا براے خدا میرا سر تو ضرور کٹے گا قدمون پر محبوب جانی یار جاودانی کے گریگا کوئی صاحب دخل نہ دین وہ اپنے ہاتھ سے سر کاٹے اگر مسیحائی فرماے عین عنایت نہ خیال رکھے تقاضاے مہر و محبت اسمین کوئی صاحب دخل نہ دین میرے خلاف ہو گا یہ کہکے عمرو نے عیارون کو اپنے پاس سے ہٹوا دیا دور جا کر سب کھڑے ہوے لشکر آراستہ ہونے لگے صفین جمین نسیم سحر نگاہ نے جو اس رنگ مین عمرو کو دیکھا ساتھ والیون سے کہا کیا مسخرہ ہی بھڑوا دولھا بنکے آیا ہی عروس مرگ سے اسکو ہمکنار کرونگی کیا زندہ چھوڑ دونگی کہ نقیب نقابت کو نکلے اشعار عبرت آثار پڑھنے لگے چونکہ نقیبونکو بھی ظاہر ہی کہ خواجہ عمرو نسیم پر عاشق ہین ویسے ہی اشعار شروع کیے اور بجوش و خروش مین کہتے تھے عشق گل و بلبل کے شہرے ہین نظم

رحم کن رحمی کہ در ہجر تو نتوان زیستن	جان تو ئی تا چند می بایست بیجان زیستن	خضر ہمراہ و حیات دوست نتوانند شدن

جملہ بار دوش بودن جملہ احسان زیستن
آہ ازین عیاری کس چون نیفتد در غلط
آہ ازین عیشے کہ ہست از جان مہمان زیستن

بس کہ کوری قدر وصل اندر عدم نشناختم
دل چو کافر داشتن بارخ مسلمان زیستن
گشت صہبائی ہم از تکلیف چشمش مے پرست

باید اکنون چارہ ناچارم بہجران زیستن
تا تو باشی در بر ما زندہ مے باشیم ما
چیست تقوی چون بود دائم بمستان زیستن

جب نقیبون نے یہ اشعار پڑھے خواجہ کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے امیر ملاحظہ فرما رہے ہین کہ عمرو کی بجلی گری ہوئی ہی زار زار مثل ابر گریان مثل برق تپان سب حال عمرو دیکھکر افسوس کر رہے کہ وہ ظالم آمادہ قتل ہی اور انکا یہ حال ہی دیکھیے میدان مین کیا گذرے یکایک نسیم سحر نگاہ بصد شوکت وجاہ عروس شب اول بنی ہوئی تخت سے کود ی صاف معلوم ہوا کہ بجلی چمکی آنکھون مین سب کے چکاچوند آگئی سالوس بھی حیران حیران جمال بیمثال نسیم کو دیکھ رہا ہی ملکہ جست وخیز کرتی ہوئی گاتی بجاتی ہوئی سینے پر ابھار نیچہ ہلالی ہاتھ مین سیماب وشی بات بات مین سامنے سالوس کے آئی پایہ تخت کو بوسہ دیا دست بستہ عرض کی یا خداوند اجازت میدان مگر تقدیر مضبوط کرکے اجازت دیجیے یہ کنیز سار بان زادے کا سر لائے دیکھیے کیا سوانگ بن کے آیا ہی بھڑوا دولہا بنا ہی امیر نے اپنے عیاری کی بڑی شوکت بڑھائی ہی دیکھو تاج پہنا یا ہار کیسا زینت پھولون مین لدا ہوا ہے رومال منھ پر رکھے کسی سے بات نہین کرتا اگر کوئی کچھ بات کرتا ہی تو سر ہلا دیتا ہی زبان سے جواب نہین دیتا ہی سب اسکا غرور نکال دونگی سر سنگوڑے کا کاٹ لونگی آج چراغ عیاری لشکر اسلام گل کر دونگی آپکی عنایت سے اپنی عیاری کا غل کر دونگی کنیز کسی فن مین عاجز نہین باباجان نے جو کچھ تعلیم کیا اپنی طبیعت سے بہت کچھ ایجاد کیا بڑے بڑے عیار دور دور سے آئے دعوے کر کرکے لیکن ہاتھ سے کنیز کے مارے گئے اب تو مدت سے کسی نے دعوی عشق نہین کیا یہ نیا عاشق بنا ہی قضا آئی ہی موت اسکو کھینچکر لائی ہی سالوس چہرۂ زیبائے نسیم دیکھکر اُف اُف کر رہا ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی کبھی وزرا سے کہتا ہی قدرت کا جی چاہتا ہی کہ اسکے پیٹ مین نور قدرت اُتار دین تیز رفتار نے سر جھکا لیا عرض کی یہ تو ظاہر ہی کہ کوئی اسپر غالب نہ آئیگا عیاری مین کامل واکمل ہی قدرت نے تقدیر کی اب کسکی مجال ہی جو اسپر غالب آئے آخر قدرت کے ساتھ شادی مین کرو دیگا اس جنگ کو تو فتح کرے سالوس خوش ہو گیا مثل گل شگفتہ ہوا کہا ای شہنشاہ خوبی تمکو یہ قدرت کے سپرد کیا میدان مین جاؤ قدرت نے تقدیر مضبوط کر دی نسیم جست وخیز کرتی ہوئی میدان مین آئی خوب سطح شوری دکھائی کھڑے ہو کر لشکر اسلام کو دیکھا معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو تخت پر بیٹھے ہین مگر خاموش امیر اشقر سے اُتر پڑے ہین چپکے چپکے خواجہ سے فرما رہے ہین کہ فلان خیمے مین دو لاکھ روپے نقد اور ایک درج جواہر رکھا ہی یہ تم لوگے یا تو یہ بولتے نہ تھے یا گھبرا کے جواب دیا کہ کیا مین آپکے کہنے سے گردن تابی کرونگا جیسا ارشاد ہوا امیر نے فرمایا ایک شی تمسے خریدتے ہین عمرو نے کہا آقا میرے پاس کیا ہی جان میری موجود ہی قدمون پر آقا کے نثار کرتا امیر نے چپکے سے کہا دو گھڑی کے واسطے تمھارا عشق خریدتے ہین عمرو نے جھلا کر کہا حمزہ کیا بکتا ہی عشق ایسی چیز ہی کہ بیچا جائے کیا شی تجھے دون امیر نے کہا دو گھڑی کے واسطے ہوش مین آجاؤ عیاری کرکے اسکو گرفتار کرو سب جگہ دھوم ہو جائیگی کہ عمرو نے کیا عیاری کی ہمارا نام ہو تمھارا کام ہو عمرو نے کہا آقا مین تو غلام ہون آپنے خزانے سے روپیہ میرے نام پر نکلوایا اب تو یہ تصدق ہو چکا امیر نے فرمایا یہ واہیات باتین نہ بنائیے ہمین منظور ہی کہ ہم صدقہ خزانے مین داخل کرین اور جو تم اقرار کرو تو تمکو صدقے تصدق سے کیا کام ہی ہمارا روپیہ ہی ہم لٹا دینگے یا کسی اور کو دیدینگے عمرو نے کہا آپکی لیاقت سے بعید ہی کہ میرے نام کا روپیہ نکالا قرضدار

سُن پائینگے مجھے بہت تکلیف دینگے امیر نے کہا مین یہ مہملات نہین سنتا بیت المال کا خزانہ جمع رکھا ہی اسمین سے
قرضدارونکو دیجیے مین بخدا ایک پیسہ نہ دونگا جب تک اقرار مضبوط نہ کروگے عمرو لاچار ہوا چپکے سے کہا آقا
آپ ایسی شی فرماتے ہین کہ جو مجھکو زبان سے کہتے شرم آتی ہی امیر نے کہا شرم کو بالائے طاق رکھیے اقرار کرنا
ہوگا کیجیے ورنہ مین روپیہ بھیجدون عمرو نے کہا آپکی ریاست سے بعید ہی کہ مجھکو نہ دین امیر نے کہا بخدا ایک
حبہ نہ دونگا آپ دو گھڑی کے واسطے عشق کیون نہین بیچتے ہوش مین آجاؤ ایسی عیاری کرو کہ تمام عالم
مین شہرہ ہو ناظم نظم کرین نثار کتابون مین لکھین عمرو نے کہا آقا یہ تو بہت دشوار ہی امیر نے کہا تو روپیہ
بھی ملنا مشکل ہی تمھارے سامنے سب روپیہ لٹادونگا بازار کے شہدے لوٹ لیجائینگے تمکو پیسہ نہ ملیگا
بعد تکرار بسیار جب امیر چلے یہ کہکے کہ مین روپیہ لٹانے جاتا ہون عمرو نے دامن پکڑ لیا کہا آقا ذرا ٹھہر جائیے
جلدی کیا ہی امیر نے کہا تمھارا کیا اجارہ ہی ہم اپنا روپیہ لٹانے جاتے ہین تمکو کیا دخل ہی اب اگر تم اقرار نکروگے
مین ابھی روپیہ لٹادونگا ایک پیسہ اسمین سے داخل خزانہ نہوگا سب بازاری لوٹ لینگے جب تو یہ لاچار ہو
اور دیکھا کہ امیر نہین مانتے تب چپکے سے کان مین کہا کہ مین نے دو گھڑی کے واسطے عشق بیچا مگر برائے خدا
کسی سے اسکا ذکر نہ کیجیے گا ورنہ بدنام ہوجاؤنگا امیر نے کہا نہین مگر معاملہ پختہ ہو عمرو نے کہا آپکے قدمونکی
قسم مین ہوش مین آکر عیاری کرونگا مگر روپیہ تو مین اپنے پاس رکھلون امیر نے کہا اسکو چھونے نہین پائیگے
جسوقت نسیم کو لیکر آؤ خیمہ سمیت روپیہ لے لو کوئی عذر نہ کریگا اور بے کام کیے اگر اُس روپیے کی طرف نگاہ
اُٹھا کر دیکھیے گا آنکھ پھوڑ دونگا آخر عمرو نے اقرار کامل کیا عمرو نے ہاتھ پر ہاتھ مارا امیر نے خوب تختگی کر کے عمرو
کو پھر تخت پر بٹھایا یہان نسیم نے میدان مین خوب جست وخیز کی جب خوب پسینے پسینے ہوئی دونون لشکر
تعریفین کر رہے ہین تب اُسنے تھم کر آواز دی او ساربان زادے تین روپے کے پیادے آج تو خوب دولہا
بنکے آیا ہی خوب سامان بنایا ہی یہ تو ہمکو خوب معلوم ہوا کہ آج تیری قضا لیکر آئی ہی اگر دعوی عیاری ہی تو
آکر مقابلہ کر تیرے ہاتھ سے کلیجے مین آبلے پڑ گئے خواجہ عمرو نے اشارہ کیا تخت زمین پر رکھا گیا خدمتگار نے
گھیتلا جوتا زردوزی زمین پر رکھا خواجہ نے بہ آہستگی اُسکو پہنا رومال منہ پر رکھے ہوئے پھولونکا
زیور جسم پر آراستہ ہی آہستہ آہستہ رومال منہ پر رکھے ہوئے طرف میدان کارزار کے چلے نسیم نے جو اسطرح
عمرو کو آتے ہوئے دیکھا جھلا گئی اک پتھر کلہ گوپھن مین دیکر مارا خواجہ بیٹھ گئے پتھر سر پر سے نکل گیا نسیم کو اور
زیادہ غصہ آیا کہ ساربان زادہ بڑا مکار ہی یہ بھی ظاہر کرتا ہی کہ عشق مین بیقرار ہون کسطرح سے پتھر کو بچایا
ایسے کو مین کیونکر کہون کہ یہ مبہوت ہی یہ سب اسنے فریب بنایا ہی یہ سوچکر دوسرا پتھر مارا عمرو خم ہوگیا پتھر
پھر خالی گیا اُس سنگ دل نے تیسرا پتھر کلہ گوپھن مین دیا عمرو نے آواز دی ای ملکۂ عالم دیکھو لو میرے پاس
کوئی حربہ نہین ہی کمندین پھینکدین سینہ سپر کرکے آیا ہون مجھے قریب آنے دو ہاتھ گلے مین حمائل کرون تم پنجہ مارو
سر کٹ کے گرے گردن تابی نکرونگا بعد مرنے کے بھی عشق کا دم بھرونگا مگر نسیم نے نہ مانا تیسرا پتھر مارا عمرو نے
یہ بھی خالی دیا گیارہ بارہ پتھر اس صنم زیبا نے لگائے عمرو نے خالی دیے جب تو پنجہ پکڑ کے نسیم دوڑی عمرو نے
پکار کر آواز دی مین قریب آتا ہون سر قدم اقدس پر جھکاتا ہون جان جائے مگر حوصلہ تو نکلے ہوس لیکر پردۂ
دنیا سے نہ جاؤن میرا حوصلہ تو نکل جائے نسیم نے للکارا او ساربان زادے دیکھ تیرا حوصلہ نکالے دیتی ہون
امیر بھی دیکھ رہے ہین کہ عمرو کے ہاتھ مین نہ پنجہ ہی نہ سپر ہی کمند تک پاس نہین ارکین سینہ سپر کیے ہوئے جاتا ہی

دیکھیے کیونکر بچتا ہی سرداروں نے عرض کی آقا آپنے کچھ عمرو کو سمجھا دیا ہی امیر فرماتے ہین کیا کہوں مین نے تو بہت کچھ
سمجھا دیا ہی جو اُسکے خیال مین رہے سب صاحب دیکھ رہے ہین وہی حرکات لغو ہو رہے ہین دیکھیے کیا ہو تمام
سردار عیار نگران ہین مثل آئینہ حیران ہین ہر شخص کو یہی تردد ہی کہ عمرو کے پاس کوئی حربہ نہین دیکھیے کیونکر
بچتا ہی سب سے زیادہ مہتر قران و برق تڑپ رہے ہین برق کہتا ہی ہاے استاد نے میرا کہنا مانا نہین تو
مین اُسکی شکل بنکر مقابلہ کرتا جھکائیان دیدے کے اُستانی کو عاجز کر دیتا مگر ہاے استاد غضب کر رہے ہین
عمرو جھکا ہوا ہاتھ باندھے ہوے سامنے چلا آتا ہی یہی قول ہی کہ ای ملکۂ عالم مجھے قریب آنے دو محروم نہ رکھو
ہاتھ سینے سے حائل ہوں آپکا نیمچہ پڑے عاشق کا سر گرے معشوق کو تکلیف نہ پہونچے سر جھکائے ہوے جیسے ہی
قریب پہونچا اُس قتالۂ عالم نے نیمچہ مارا عمرو نے سر آگے کر دیا اُسکا نیمچہ پڑا سر کٹ کے گرا کوئی اِس سر سے آگاہ
نہوا کہ کیا یہ معرکہ گذرا لاشہ زمین پر تڑپنے لگا اُدھر لشکر مین صاحبقران کے غریو بلند ہوا ہر طرف سے
ہاے عمرو کی صدا آتی تھی زمین تھرّاتی تھی قران و برق سر پیٹ رہے ہین اُسوقت نسیم کو اک جوش ہوا
دل مین کہتی ہی ہاے مین نے کیا غضب کیا عاشق صادق کو مارا بیشک یہ میرے اوپر دل سے عاشق تھا
مین نے ایسے عاشق کو مٹا دیا یہ کہکر جھکی بے اختیار آواز دی ای عاشق صادق افسوس ہی کہ تو حسرت
لیکر پردۂ دنیا سے گیا تیرا حوصلہ نہ نکلا افسوس ہی عدم کے جانے والے پلٹ نہین سکتے ہین مین تیری روح کو شاد کرتی
ہوں جو دل مین حوصلہ ہو نکال لے حقیقت مین اب مجھکو معلوم ہوا کہ تو عاشق صادق تھا مین نے نیمچہ مارا جوش
محبت مین تو نے میری تکلیف گوارہ نہ کی مین سمجھی تھی کہ تو خم ہو کر بچ جائیگا الحمد للہ خاطر ناظرین و الاقدام رہے
کہ نیمچہ جو اُسنے مارا تو سر کٹ کے زمین پر گرا لاشہ تڑپ رہا ہی سر بریدہ سے فوارہ خون کا نکل رہا ہی جیسے ہی نسیم
جھکی وہ قطرات خون منہ پر پڑے ارے کہکے لڑکھڑائی دھم سے گر کر بیہوش ہوئی مردہ اُٹھا اور نعرہ ہوا نعرۂ عمرو

کون اُستاد عیاران عالم
بہر کشور بلاے جان گفتار

سراپا دانش و عقل مجسم
عمرو آن شاہ عیاران عیار

یہ باغ دین زمکرش آب داری
جہان سر ہنگ و خنجر گذاری

سب نے دیکھا وہ سر جو نکلے گرا موم کا بنا ہوا تھا سر
اصلی چھپا تھا اب سر اصلی ظاہر ہوا دو ڈھاٹے ہوے دھن کا پشتارہ لیکر بھاگے عیار بچیان جو دو سو
تھین خنجر کھینچکر دوڑ پڑین گلشن تیز رو جو سب کی افسر ہی اُسنے نعرہ کیا یارو یہ ساربان زادہ
جانے نہ پائے غضب کا مکر کیا ملکہ کو دھوکا دیا جیسے ہی گلشن دوڑی چاہا عمرو پر جا پڑے عمرو تو بھاگا
قران بیچ مین آگیا گلشن نے حلقے کمند کے مارے قران نے ہاتھ گلے پر اپنے رکھ لیا حلقہ ہاے کمند گردن و
کمر مین لیے اور کہا ای ملکۂ عالم مین تو تمھارا مشتاق تھا آرزوے دل نکلی آرزو کی طلی مگر بڑے افسوس
کی بات ہی کہ اُستاد معشوق پر چہرہ پائین شاگرد محروم رہین یہ کہکے گلشن کو گود مین اُٹھا لیا یاسمن جھٹی
چپٹ تڑپ کر جا پڑا جان جہان کہکر گود مین اُٹھا لیا لے بھاگا کسی نے گلعذار کو لیا کوئی شگوفہ پر آپڑا کسی نے
غنچہ دہن کا بوسہ لیا کوئی شمشاد سے لپٹا کوئی صنوبر قد کا شیفتہ ہوا کوئی ماہ رخسار کا فریفتہ ہوا
کنیزون پر لوٹ پڑ گئی تیز رفتار ٹھٹھرا دیکھ رہا ہی بیٹی کے فراق مین آنکھون سے آنسو جاری کنیزان ملکہ سب
لٹ رہی ہین شاگردان عمرو ایک ایک پر دست انداز ہین اپنی اپنی عیاری پر سبکو ناز ہین بہر بھر کے
نوچے مین سب عیار بچیون کو گرفتار کر لیا صاحبقران تو نہال ہوگئے عیاری پر عمرو کی تعریفین کرتے
ہوئے فرماتے ہین یارو تمنے دیکھا ہمارے یار وفادار نے کیا کام کیا لشکر کو ساتھ لیکر خوشی خوشی پلٹے

عمرو نے بارگاہ حشمانی مین آکر سامنے صاحبقران کے پشتارہ ڈالدیا کہا آقا روپیہ لائیے مال بہا دلوائیے امیر نے فرمایا کہ ذرا
نسیم کو ہشیار کرو نسیم کو ہشیار کیا عمرو نے فرمایا ای سمنبری پری پیکر انصاف کر کہ تجھکو ہمارے یار وفادار نے کیونکر
گرفتار کیا ساٹھ برس گذرے ہین کہ خواجہ صدہا عیار طرار مکار جنکو اپنی عیاری کے دعوے تھے اُن سبکو زیر کر چکے تھے
مگر آج کی عیاری کا ڈھنگ جملہ عیاریون سے نرالا تھا تجھکو بھی کچھ اعتبار ہوا کچھ ذہن مین آیا کہ انھون نے کیسی عیاری
کی نسیم قدمون پر صاحبقران کے گر پڑی کہا ای شہریار اصل یہ ہی کہ کبھی یہ عیاری نہ دیکھی تھی نہ سنی تھی حقیقت مین
کیا بات ہی عیاری نہین کرامات ہی کیا کمال کیا کہ سر کٹوایا کوئی اس سر سے آگاہ نہوا کیا کسی کی مجال ہی کہ خواجہ عمرو
کو کوئی گرفتار کرسکے ای شہریار کئی سو عیار شاہان جہان کا مجھپر عاشق ہوکر آیا مگر میرے ہاتھ سے گرفتار ہوا مین نے
انکے سر کاٹے اور پھینکدیے کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ میری عیاری کا جواب دے مگر خواجہ نے مجھکو بہ عیاری گرفتار کیا مین
انکی عیاری کی معتقد ہون چاہین قتل کرین یا جان بخشی فرمائین مگر شکر کرتی ہون پیدا کرنے والے کا کہ ایسے کے ہاتھ سے
گرفتار ہوئی کہ جسکا شہنشاہ عیاران لقب ہی اب اطاعت نہ کرنا بڑا غضب ہی مین دل و جان سے اطاعت مذہب
کو اسلام قبول کرتی ہون خواجہ کنیزون مین منسوب فرمائین اگر ارشاد فرمائین تو لشکر سالوس کو ایک ہفتے
کے اندر مٹا دون ایک زندہ نہ رہے سالوس مردار خوار کو تخت سلطنت سے تختۂ تابوت پر پہونچاؤن عمرو نے
کہا ای شہنشاہ خوبی ای غنچۂ باغ محبوبی ہمارے مذہب مین عورت پر جہاد ساقط ہی پردہ پوشی ہمارا طریقہ ہی
تمکو لازم ہی کہ اب کلمہ پڑھو سالوس پر لعنت کرو انشاء اللہ اُسکا بھی مثل ابلیس فیصلہ ہو جائیگا اُسی شیطان
کے پاس یہ بھی جائیگا مہتر صاحب کی بھی خدمت کرونگا مگر ہمارے سردار جو تمنے قید کیے ہین کنیزین تمہارے ساتھ
کی چرا کے لے گئی ہین اُنکی کوئی تدبیر لازم ہی نسیم نے کہا وہی جو کنیزین یہان سے لے گئی ہین وہی سبکی سب
انکو لے بھی آئینگی یہ کہکے نسیم نے بخوشی کلمہ پڑھا صاحبقران کو بڑی خوشی ہوئی مہتر قران کا عقد گلشن کے
ساتھ ہوا برق نے یاسمن کو پسند کیا ان سب کے عقد امیر نے بہ ساعت سعید و وقت حمید کے پڑھے مگر نسیم نے
شب کے وقت گلشن سے کہا وہ بصورت مبدل سات کنیزون کو ساتھ لیکر گئی اول ہی رات کو قیدخانے سے
سبکو لے آئی بوقت سحر خدمت صاحبقران نامور مین حاضر کیا امیر نے بڑا بھاری خلعت نسیم کو دیا خواجہ نے
شب کو ملکہ نسیم سے گوہر مراد حاصل کیا نسیم بخوشی لشکر صاحبقران مین رہنے لگی جن جن عیار بچیون کے شادی
ساتھ عیاران نامور کے ہوئی وہ عیش کرتے ہین مگر سالوس صبح کو دربار مین آکر بیٹھا تیز رفتار روتا ہوا آیا اسوقت
دربار ساحران غدار سے بھرا ہوا ہی ایک ایک ساحری عہدہ ہی تیز رفتار نے کہا یا خداوند مین تو لٹ گیا بیٹی سے
چھوٹ گیا سنا ہی وہ گیسو بریدہ خوشی خوشی خدمت مین ساربان زادے کی حاضر ہی بلکہ اُسنے دعوی کیا تھا کہ اگر حکم ہو
تو مین کنیزونکو لیکر عیاری کرون جن جن سردارون کو چرا کر لائی تھی رات کو کنیزین اُسکی اُن سبکو قیدخانون سے
لے گئین غلام کو بڑا قلق ہی اگر انصاف فرمائیے تو میرا حق ہی کہ جان اپنی مٹا دون ساربان زادے کو گھس کر مار دون
اُس گیسو بریدہ کا سر کاٹ کر لاؤن سب عیار بچیون کو مٹا دون مگر امیر نے عیاری کرنا اُسکا قبول نہین فرمایا یہ سب
خبرین عیارون نے مجھکو پہونچائین کہ امیر نے فرمایا ہمارے مذہب حق مین جہاد عورتون پر ساقط ہی عورتون پر پردہ
لازم ہی حکم ناطق ملے کہ ساربان زادے کو گرفتار کرون سالوس نے کہا ای ساحران نامی و ای سرداران گرامی
اب تم سبکی کیا صلاح ہی میرے نزدیک اسی مین فلاح ہی کہ مسلمانون کے مٹانے کی تدبیر کیجائے بچیون آپ بار
وزیر نامدار کہ سب ساحرون مین زبردست ہی اپنے سحر پر اسکو بڑا دعوی ہی اپنے مقام سے اٹھا عرض کی یا خداوند

آپکے لشکر سے اور لشکر مسلمانان سے پانچ کوس کا فاصلہ ہی میرے نزدیک یہ بہتر ہی کہ راستہ مسلمانون پر بند کیا جاے تا بہ
قلعہ نہ آسکین در بند آخر مین اپنے اوپر قبول کرتا ہون کہ ایسا شعبدہ بناؤن اگر ہزار برس تک مسلمان قصد کرین
عمر بھر کوشش کرین تو ان مقامون سے نہ گذر سکین سالوس نے کہا اگر تمھاری یہ رای ہی تو بہت مناسب ہی
وہ تدبیر کرو کہ اُنپر غالب ہون زندہ بچکر جانے نہ پاوین اُنکو شکست ہو ہم صورت فتح دیکھین جیجون نے عرض
کی غلام نے وہ تدبیر کی کہ مسلمانونکا راستہ بند ہو اتنے عرصے مین ہم آپ سب ملکر سحر تیار کرین ایک دن مین سب کو
سنادین جب چار لاکھ جادوگر ایک مقام سے سحر کریگا تو زمین کے طبقے ہل جاوینگے پھر مسلمان کیونکر امان پاوینگے
حمزہ کی تدبیر بھی مین کرونگا یہ بھی خبر زبانی تیز رفتار کی معلوم ہوئی کہ حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا خداے نادیدہ کے
نام کچھ ایسے اُسکو معلوم ہین کہ اُنکو ہر وقت ورد زبان رکھتا ہی اسی وجہ سے سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا اُسکی بھی تدبیر
غلام کریگا اور اتنے عرصے مین سب صلاحین درست ہو جائینگی اُنکا زور گھٹائینگے اور اپنا سحر بڑھائینگے اسی حیلے
مین اُنپر غالب آئینگے اسی رای کو سب نے قبول کیا جیجون اٹھا افلاک جادو کو حکم دیا در بند اول تیار کرو
بیباک سے کہا تم در بند ثانی پر جاکے نشانی کرو مسواک سے کہا تم در بند دوم ہو تیسرا در بند تمکو ملا حکاک
کو چوتھا در بند سپرد کیا تمک پاسق سے کہا تم مزا سحر کا دکھانا خفاش جادو چھٹے در بند پر مقرر ہوا ساتوان
در بند کہ جو مقام آخر ہی اُسکو جیجون نے قبول کیا جو جو جسنے شعبدہ بنایا ہی ان سبکا ذکر فرداً فرداً عرض کرونگا
یہ ساحران غدار اپنے اپنے مقام پر گئے اپنے اپنے سحر بنائے ایسے ایسے در بند قائم کیے کہ جنکا فتح ہونا کسی طرح
ممکن نہو مگر امیر اپنی بارگاہ مین جلوہ فرما ہین قسیم کے مسلمان ہونیکی بڑی خوشی ہی کئی دن جشن رہا ایک کو ایک
کی خبر نہ رہی چوتھے دن امیر جشن سے فارغ ہو کر بیرون بارگاہ تشریف لائے دیکھا ابر تیرہ و تار آسمان پر گھرا ہی ابر
کی تاریکی سے راستہ نہین معلوم ہوتا امیر نے عمرو کو بلایا کہا خواجہ دیکھو ساحرون نے راستہ بند کیا اب قلعہ نہین
معلوم ہوتا یہ ابر بڑے زور و شور سے حائل ہی جب راستہ نہ سوجھے گا عیار اور ہرکارہ کیونکر جائیگا عمرو یہ معاملہ
دیکھکر گھبرایا عرض کی ای شہریار طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ سالوس جنگ سے عاجز آیا اب اُسنے ساحرون کو
بھیجکر راستہ بند کرایا ہی مگر انشاء اللہ تدبیر ہو گی ہم آپکو ساتھ لیکر اس عجائب و غرائب پر چلینگے جب آپ اسم اعظم
پڑھینگے روشنی ہو جائیگی سحر دفع ہوگا انشاء اللہ کل سوار ہوجیے صاحبقران یہ باتین کر رہے ہین کہ اُس
اندھیرے سے نوبت نقارے کی آواز آئی سب دیکھنے لگے کہ ایک ساحر عجیب بشکل مہیب آگ آہوے
وحشی پر سوار پچاس ہزار ساحر پشت پر اسباب سحر سے آراستہ روارو ہی کرتے ہوے اُسی تاریکی سے نکلے
سامنے لشکر کے اُترے مگر وہ ساحر جو سبکا افسر تھا اُسنے اپنے رہوار کو بڑھایا اک قرنا اُسکے ہاتھ مین تھی اپنی
صف سے آگے بڑھا سامنے لشکر اسلام کے کھڑا ہوا قرنا اُسکے ہاتھ مین ہی سامنے کھڑے ہو کر آواز دی یا امیر
ذرا سامنے آئیے تو احوال معلوم ہو امیر نے اشقر بڑھایا لشکر سے چند قدم نکلے تھے کہ اُس ساحر نے قرنا کو پھونکا
اک صداے مہیب پیدا ہوئی کہ اہالیان لشکر اسلام کے دل ہلنے لگے عمرو لشکر سے الگ گلیم اوڑھے یہ معاملہ کھڑا
دیکھ رہا ہی کہ اُس قرنا سے اک طائر پیدا ہوا اُڑتا ہوا قریب سر صاحبقران کے آیا گرد سر کے پھرنے لگا سات
چرخ مارے پھر وہ طائر بھاگا اُس ساحر نے اک شیشہ جھولی سے نکالا مگر شیشہ نہایت صاف و شفاف تھا
اُس شیشے کا منھ کھولکر آواز دی طائر زنبیل مار کر شیشے مین اُتر آیا بہرام نے امیر سے پوچھا کیون شہریار مزاج کیسا ہی
امیر نے فرمایا دلکو انتشار ہی خود بخود دل گھبراتا ہی یہی دل چاہتا ہی کہ طرف صحرا کے نکل جاؤن بہرام نے عرض کی

اسم اعظم تو یاد کیجیے امیر نے سوچا زبان مین لکنت تھی مزاج کی عجب کیفیت تھی ہر چند سوچا مگر اسم اعظم یاد نہ آیا تب امیر
نے فرمایا اسم اعظم بند ہو گیا اس ساحر نے لشکر اُسی مقام پہ چھوڑا شیشے کو لیکر آہو کو مہمیز کیا طرف صحرا کے نکل گیا نظر
مردم سے غائب ہوا یہ لشکر ساحران اُسی مقام پر اُتر پڑا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ ہمارے مقابلے مین آئے
ہین تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ صحرا سے پھر گرد اُڑی ایک پہلوان زنجیر سے کمر بند تھی ہوئی پشت گینڈے
پر سوار ساٹھ ہزار ملازم پشت پر بڑے کر و فر سے آکر پہونچا لشکر ساحرون کو پشت پر کیا آپ آگے بڑھکر اترا ایک
بارگاہ استادہ ہوئی اُسمین داخل ہوا معرکہ یہ ہی کہ افلاک اسکا بھائی مہتاب کہ اس مہتاب کو مہتاب سحر بند
کہتے ہین اسنے افلاک کے سامنے دعوی کیا ہی کہ مین اسم اعظم حمزہ بند کرون اور عفریت صحرائی پہلوان زبردست
کہ جسکا آج زور و طاقت مین عدیل و نظیر نہین ہی یہ جاکر حمزہ سے لڑیگا مشکین باندھکر لائیگا لشکر کی تدبیر اور ہی
رنگ سے ہو جائیگی یہ صلاح پوری ہوئی مہتاب سحر بند اسم اعظم بند کر کے لے گیا عفریت مقابلے مین آیا بارگاہ مین
اپنی داخل ہوا امیر رنجیدہ کبیدہ اسم اعظم بند دل درد مند سردارون سے فرما رہے ہین ای برادر رو ہر وقت سب
ہوشیار رہنا میرا اسم اعظم بند ہوا کیا تعجب ہی کہ اور کچھ فکر کرے معلوم ہوا فلک بر سر گردش ہی ہمارے مٹانے کی
کوشش ہی سردار بھی سب رنجیدہ کبیدہ بیٹھے ہین عمرو بھی سر نگون حیران ہی کہ اسم اعظم کیونکر بند ہوا اب کیونکر بحال
ہوگی وہ ساحر طرف صحرا کے چلا گیا نہین معلوم کہان جاکر مخفی ہوا کہان جاکر تلاش کرون اس تک کیونکر جاؤن
یہ ذکر تھا کہ صدائے طبل جنگ بد رنگ گوش اقدس صاحبقران مین پہونچی صاحبقران نے سر اُٹھاکر فرمایا
خواجہ دریافت تو کرو یہ طبل جنگی کیسا بجا ہی عمرو نے عرض کی ہرکارے گئے ہین خبر لیکر آیا چاہتے ہین یہ ذکر تھا
کہ ہرکارے آکر پہونچے ہاتھ اُٹھاکر دعائے ثنائے بادشاہی بجالائے شعر

گل سرخ تا بد چو روشن چراغ ۔ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ
نگین سعادت بنام تو باد ۔ ہمہ کام عالم بہ کام تو باد

شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز گداز ہو عفریت پہلوان جو مقابلے مین آیا ہی اُسنے طبل جنگی بجوایا کل سرکار
سے مقابلہ کریگا صاحبقران نے فرمایا خواجہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے خواجہ اُٹھے
نقار خانۂ سکندری مین آئے طبل سکندری پر چوب پڑی اشعار

نہ ناہید مریخ گرد این سوال ۔ چو بر طبل اسکندر آمد دوال
جہان را اگر روز آخر رسید ۔ سرافیل صور قیامت دمید
بگفتا کہ طبل اسکندر است ۔ کہ زاو از او گوش گردون کرست

سبکو معلوم ہوا کہ کل عفریت
سے مقابلہ ہی آلات حرب و ضرب درست ہونے لگے سوار و پیدل چاک و چست ہونے لگے دونون
لشکرون مین تیاریان رہین جب کہ کوتوال شب یعنی ماہتاب ان گشت عالم کر کے داخل قلعہ مغرب ہوا و شہنشاہ
اقلیم فلک چہارم یعنے آفتاب عالمتاب فوج شعاع و ضیاء کو لیکے تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا غل ہوا ع
سحر ہو گئی لو سحر ہو گئی ؛ عفریت صحرا نشین سب لشکر کو ہمراہ لیکر بڑے دھوم سے میدان مین آیا یہ عہدہ
سپہ سالاری ٹھہر آمد آمد لشکر صاحبقران کی ہوئی تمام سرداران نامی و پہلوانان گرامی ہمراہ رکاب
سعادت انتساب عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے پشت پر سر خیل وفاداران مقبل وفادار ایک جانب
بہرام نامدار ایک جانب عبد الجبار حلبی و عبد القہار حلبی و کرتیس سپہ گردان و نعمان بن منظر و منظر شامی
و عامر شاہ رودباری و سیف ذو الیدین و طوق حران گرد و ابو المعجن گرد دونون بھائی علمداران
لشکر اسلام ایک بھائی لشکر کے علم اژدہا پیکر کو کاندھے پر لیے ہوے چھتیس سنتے کھلے ہوے خواجہ بزرجمہر نے

اس علم کو اس ترکیب سے بنایا ہی کہ جب شقے کھلتے ہین شکون مین ہوا بھرتی ہی صداے یا صاحبقران آتی ہی
اس جاہ و حشم سے صاحبقران اعظم وارد میدان کارزار ہوے کافر آمد صاحبقران دیکھکر حیران ہوگئے
امیر چالیس قدم آگے بڑھکے بمرتبۂ صاحبقرانی ٹھہرے صفین درست ہونے لگین نقیب نکلے گو یون کے
لڑکے گوری گوری صورتمین گنگنا گنگنا کے یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

نشنیدا از غرور چہ گویم نصیب را
بلبل گرفتہ خو بقفس از نسیم باغ
پوشیدہ دار روے ملائک فریب را

گل گل شگفتہ شد دلم از ذوق آلہ ہا
آن سوہر دلبشور میاور غریب را
واقف خیال قابض ارواح میکنند

گفتم نسیمے ز در او دل امشب حبیب را
از من ہزار عشق رسد عندلیب را
تاب نظارۂ تو کجا آرد آدمی
خو کردگان درد محبت طبیب را

تمام بہادر جھومنے لگے غریو بلند ہوا عفریت مغرور عقل و فراست سے دور گینڈے کو بڑھا کر میدان مین آیا
سلح شوری دکھانے لگا جب خوب عرق عرق ہوا دونون پیشانی سے یون پسینہ ٹپکا جیسے دو کالی گھٹا مین
برستی ہین گینڈے کو روکا لشکر اسلام کو بنگاہ حیرت دیکھنے لگا دیکھا ایک ایک بہادر از میخ میل تا میخ موزہ
غرق دریاے آہن شعر چنان مرد خود را زآہن گرفت ٭ کہ مژگان او شکل سوزن گرفت ٭ پکار کر آواز دی ای
فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو مجھسے نکلکر مقابلہ کرے شعر گران ہر کہ را بار سر بر تن است ٭ حکیم
علاجش بدست من ست ٭ مگر صاحبقران کے سوا اور کسی کو نہین چاہتا امیر نے خواجہ سے کہکر میدان کو
قرق کرایا سبکو معلوم ہوگیا کہ صاحبقران میدان مین جائینگے سب سردار پیدل ہو کر قریب رکاب آئے
ہر ایک کا یہ قول تھا کہ ہم میدان مین جائین امیر نے سبکو رو کا ایک ایک سے بغلگیر ہوئے دوبارہ پشت
مرکب پر سوار ہوئے شعر چو شیرے کہ گیرد برآہو کمین ٭ بہ جست از زمین و برآمد بہ زین ٭ بپشت مرکب پر
پٹری جمائے ہوے نیزہ ہاتھ مین جرأت بات بات مین مرکب کو اڑایا گھوڑا بگدھر یان کرتا ہوا سامنے
عفریت کے پہونچا عفریت نے جو جمال جہان آراے صاحبقران کو دیکھا دنگ ہوگیا جھک جھک کے
سلام کرنے لگا پوچھا آپکا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی کیا آپ میرے مقابلے کو آئے ہین مین یہ سمجھا ہون کہ
آپ اصلاح کے واسطے آئے ہین امیر نے فرمایا تو نے جسکو بلایا وہی تیرے مقابلے مین آیا عفریت نے کہا ای
حمزہ مین حیران ہون کہ آپ میرے مقابلے مین آئے اگر تلوار رکھدون تو آپ کی کلائیان ٹوٹ جائین ہین
بڑے بڑے پہلوان مارے میرے نام کے جھنڈے گڑے ہین اگر میرا قدم درمیان مین نہو تا شیران صحرا و
نہنگان دریا دن دہاڑے اگر کھا جاتے بندگان خدا امان نہ پاتے امیر نے فرمایا کیون غرور کی باتین کرتا ہی
غرور تجھکو زیبندہ نہین غرور خاص واسطے پروردگار کے زیبندہ و سزاوار ہی انسان کی کیا حقیقت ایک
قطرۂ نجس سے پیدائش اسکا غرور کرنا سراسر حماقت ہی اگر وہ رحیم و کریم حکیم و علیم غرور کرے تو زیبندہ ہی
تو اسکا ایک گندہ بندہ ہی بیت مرا و را رسد کبریا و منی ٭ کہ ملکش قدیم ست و ذاتش غنی ٭ کسکی مجال ہی کہ ذات
اقدس الہی کو پہچانے اسکا دامن قدرت دراز ہی ہر قدرت مین اسکے راز ہی بہ فصاحت و بلاغت جو امیر نے
تقریر کی عفریت دنگ ہوگیا جمال جہان آرا کو بحیرت دیکھ رہا ہی کبھی کہتا ہی یا امیر آپ مجھسے مقابلہ کیجیے
امیر نے فرمایا اب یہ باتین واہیات موقوف کر زبان نیزہ و شمشیر سے کام لے اُسنے نیزہ اٹھایا امیر پر مارا
امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا عفریت سے نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایک مقام پر امیر
نے نیزے کو کاٹھکر تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے اُس مغرور کے نکل گیا نیزہ بھر آب خجالت مین غرق ہوا اب غرور

فرق ہوا غصے مین قبضے پر ہاتھ ڈالا آواز دی او حمزہ تو نے غضب کیا دو دریاے لشکر دیکھ رہے ہین نیزے کو میرے ہوائی کیا اب زندہ نچھوڑونگا یہ تلوار اگر پہاڑ پر مارون تا بہ بیخ کاٹون پہاڑ کو جڑ سے اکھیڑلون رستم سامنے آئے تو زال بنا دون سہراب کو قتل کرون یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا تیغہ لنگر دار جوان طاقت دار امیر نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اُسنے گریبان مین ہاتھ ڈالا امیر عفریت لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی بصد درشتی ہونے لگی عفریت اپنی جان لڑا رہا ہی اب صاحبقران نے وہ وہ پیچ باندھے کہ عفریت دنگ ہو رہا ہی اپنی جان سے تنگ ہو ہو کر دل سے کہتا ہی کیونکر جان بچیگی کوئی پیچ نہ پڑ جاے لڑتے لڑتے چار پہر دن تمام ہوا آفتاب بارنگ زرد و لرزان و ترسان آشیانۂ مغرب مین جاکر چھپا و شاہ زنگبار با فوج ثوابت و سیارگان سپہر نیل گون فلک پر جلوہ فرما ہوا عفریت امیر کو ٹوک کر کھڑا ہوا ہر چند کہ بہت خستہ ہو رہا ہی مگر ضبط کرکے کہا یا صاحبقران آپ مجھسے جو لڑے دن واسطے لڑائی کے شب واسطے آرام کے اب جاکر آرام فرمائیے کل پھر مقابلہ کیجئے امیر نے فرمایا ای عفریت میرا یہ دستور نہین یا تو مجھکو زیر کریگا یا مین تیری مشکین باندھکر بٹھاؤنگا ہر چند عفریت نے کہا امیر نے نہ مانا پھر کشتی ہونے لگی دونون لشکرون سے روشنی آئی تمام میدان نورانی و منور ہوا دونون جوان اسیطرح لڑ رہے ہین چار پہر رات کشتی ہوئی اُدھر فوج ثوابت و سیارگان نے لشکر شعاع و ضیا سے شکست کھائی شاہ انجم سپاہ بحال تباہ زندان مغرب مین داخل ہوا اور شاہ زرین آفتاب بصد رعب و داب چرخ نیلی پر آیا احوال روشن ہو گیا کہ عفریت الجھ الجھ کے لڑ رہا ہی صاحبقران نے جی چھڑوا دیے ہین دل سے کہتا ہی جان بچے تو پھر اسکے مقابلے مین کبھی نہ آؤن کیونکر اپنی جان بچاؤن پہر دن رہے کشاکش کے زور ہونے لگے صاحبقران عفریت کو ریل کرلے دوڑے چالیس قدم پھرا کر گرا دیا دونون گھٹنے اُس کافر کے آشنا زمین ہوے چاہا کہ لنگر قائم کرے امیر نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ امیر

بیک نعرہ زد بہر فضل مصاف ... کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف
یکے نعرہ زد آن کہ شکستن بدر ... کہ آہن دل بادریدہ جگر

زمین کانپی امیر نے عفریت کو اٹھا لیا سر سے بلند کیا زمین پر دے مارا چارون شانے چت گرا امیر نے چھاتی پر چڑھکے مشکین باندھلین خواجہ کے حوالے کیا عمرو نے حباب مار کر بیہوش کیا شتارہ باندھا لاکے بہرام کے سپرد کیا بہرام نے مسلسل کرکے قید خانے مین رکھا امیر نے دوسرے دن دربار سجا اس مغرور نے کہا مین مسلمان نہونگا خواہ قتل کیجیے خواہ چھوڑ دیجیے مین خداوند سالوس کو برحق جانتا ہون جاگتی جوت کا خداوند ہی بندون پر بڑا مہربان رہتا ہی امیر کو افسوس ہوا بہرام سے کہا اسکو قید کرو پھر سمجھایا جائیگا انشاء اللہ راہ پر آ جائیگا عفریت کو قید خانے مین قید کیا دوسرے دن امیر نے دیکھا رہی ساحر جو اسم اعظم بند کر لیگیا تھا آسمان سے اُڑتا ہوا آیا کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوکر وہی قرنا جو اُسکے ہاتھ مین تھی اُسکو بجانے لگا جون جون اُسکی صدا بلند ہوتی تھی اہل اسلام نابینا ہونے لگے پہر بھر کے عرصے مین اسقدر قرنا کو پھونکا کہ تمام لشکر نابینا ہوگیا عمرو و تو کلیم اور عکر بھاگا ایک گوشے مین کھڑے ہوکر یہ سب معرکہ دیکھا صاحبقران بسبب حرز ہیکل کے محفوظ رہے اور سب نابینا ہو گئے اس ساحر نے اپنے لشکر کو آواز دی پچاس ہزار ساحر کمر باندھ کر لشکر اسلام پر آ گرے اُن اندھون کو قتل کرنے لگے امیر نے جو ہنگامہ دیکھا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام لشکر نابینا ہوگیا عمرو جو بھاگا تھا ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہرا اُس بیقراری مین واسطے صاحبقران کے رونے لگا اگر امیر نے جو یہ معرکہ دیکھا ساحرون پر جا پڑے بسبب حرز ہیکل کے لڑنے لگے جس ساحر پر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہو گئے امیر تو ساحرون سے لڑ رہے ہین مگر ماہتاب ہر مرتبہ قرنا کو پھونکتا ہی کہ صاحبقران بھی نابینا ہو جائین

صاحبقران ساحرون سے لڑ رہے ہین کئی سو ساحرون کو مارا مگر بلوہ ساحرونکا نہین رکتا ماہتاب اپنے سحر کے
زور مین کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی عفریت نے جو دیکھا کہ میرے نگہبان اندھے ہو گئے ٹٹول رہے ہین اس بیحیا نے
قید توڑ ڈالی ایک جمعدار کی تلوار اٹھا لی اندھون کو یہ بیحیا قتل کرنے لگا وہ نابینا ٹٹولتے ہین یہ پشت پر سے
ہاتھ تلوار کا مار دیتا ہی اُن نابیناؤن کے سر کٹ کٹ کے گرتے ہین ایک طرف سے ناموس کے رونے کی آواز آئی پلٹ کے
اس بیحیا نے دیکھا دروازے پر کہاریان چوبدارنیان نابینا سر پیٹ رہی ہین کبھی ناموس شاہنشاہی کے
رونے کی آواز آتی ہی یہ جو اس بیحیا نے آواز مستورات کی سنی یہ بیحیا اسی جانب تلوار کھینچکے چلا سپاہی جو راہ مین
موجود تھے مگر نابینا ہو گئے ہین وہ لوگ چاہتے ہین کہ ہم طرف ناموس کے اسکو نہ جانے دین مگر وہی ٹٹول کے
روکتے ہین یہ نامرد کترا کے نکل جاتا ہی یہانتک کہ قریب دردولت کے پہونچا کنیزون کو جو آواز مرد کی معلوم ہوئی
وہ بھی رونے لگین یہ ملحوظ رہے کہ خواجہ اک نخل کے نیچے کھڑے ہین مگر اُس بیقراری مین اک نے نکال کے بجارہے
ہین حال حسرت پر اپنے لشکر کے بیتاب و بیقرار ہو رہے ہین کبھی روتے ہین کبھی دور سے حال لشکر دیکھتے ہین
کہ مہتاب جادو قرنا بجا رہا ہی سحر بھی کرتا ہی مگر حیران ہی کہ کیا سبب ہی صاحبقران پر سحر تاثیر نہین کرتا ہی
ہر چند سحر کرتا ہی مگر صاحبقران کی شمشیر زنی موقوف نہین ہوتی شیرانہ و نہنگانہ لڑ رہے ہین جسکو ہاتھ مارا اسکے دو
ٹکڑے کیے حضرت سہیل کو جنبش ہی صدا نعرۂ عفریت کی بھی آئی طریق سے معلوم ہوا کہ اُس عہد شکن نے قید توڑ ڈالی
مصروف جنگ جدل ہی آواز کے طریقے سے معلوم ہوا کہ طرف خیمۂ ناموس کے جاتا ہی بڑی کدوکاوش کر رہے
ہین کہ یہ کیا غضب ہوا اپنے کو اُس بیحیا تک پہونچاؤن ناموس کو اسکے ظلم سے بچاؤن کہ ایسا نہو خدانخواستہ
خیمۂ ناموس مین گھس جائے بڑا ستم یہ ہی کہ آواز قرنا کان مین عورتون کے بھی پہونچی ہی وہ بھی نابینا ہو گئی ہین
کف افسوس مل رہی ہین کیا ستم ہوگا اگر وہ نامرد قریب اُن دست و پا شکستون کے پہونچا وہان کون ہی
قلعۂ فو والامان حصار مین جو ناموس ہین وہان زبیدۂ شیرگیر دختر باتوقیر و ملکہ گردیہ بانو والدۂ ماجدۂ شاہزادہ
بدیع الزمان موجود ہین وہ شیرنیان ایسی ہین کہ اُسکو چیر کر پھینکدین یہ جتنے ناموس دست و پا شکستہ مبتلاے
زندان بلا ہین انہین سے کون ایسا ہی کہ اس بیحیا سے مقابلہ کرے ای معبود حقیقی مین وہان تک پہونچ جاؤن
اُن بیبیون کو اس آفت سے بچاؤن کیونکر وہان تک جاؤن اسطرح صاحبقران زمان لڑ رہے ہین کہ زبان
شمشیر سے الامان کی آواز آتی ہی زمین تھراتی ہی عفریت دربارگاہ ناموس پر بیخوف لڑ رہا ہی یہی خیال ہی کہ ان
عورات کو قبضے مین کرون قضاے کار عفریت لڑتا ہوا بیخطر پہلی ڈیوڑھی پر سامنے لال پری کے پہونچ گیا
ہر مرتبہ ارادہ کرتا ہی کہ اندر گھس جاؤن کنیزین کہاریان چوبدارنیان ہر چند کہ نابینا ہین مگر خیرخواہ دولت
ہین صف باندھکر کھڑی ہو گئی ہین ایک نے ایک کا ہاتھ تھام لیا شانے سے شانہ ملا ہوا سینے سپر کر دیتی ہین
یہ بیحیا کلمات سخت بھی کہتا ہی اسی فکر مین ہی کہ انکو مار کر نکلجاؤن اُسوقت نقابدار زمین پوش جسکے سر پر
باز سفید سایہ فگن رہتا ہی صحرا مین شکار کھیل رہا تھا کہ ایک آہو پر گھوڑا اُٹھایا وہ ہرن کنارے پر لشکر کے
پہونچا غلغلہ آدمیونکا سنکر چوکڑی بھولا نقاب دار نے تیر مارا آہو گرا نقابدار نے گھوڑے سے کود کر آہو کو
بقربانی پہونچایا کہ کان مین صداے گریہ و زاری یارب یا مستغیثا کی پہونچی عیار نقابدار کہ مثل ہمزاد کے ساتھ
پہونچا ہی پلٹ کر اُس سے فرمایا دیکھو تو یہ کیا سحر کہ ہمارے عورتون کے بھی رونے کی آواز آتی ہی عیار جھپٹ کے گیا
یک نظر واپس آیا عرض کی ای شہریار غضب ہوا اسم اعظم صاحبقران کا بند ہو گیا ماہتاب جادو نے سحر کرکے

سبکو نابینا کیا ہی لشکر ساحران لیکر لشکر صاحبقران پر آپڑا ہی سوار و پیدل نابینا ہین سبکو بہ عجلت قتل کر رہا ہی دوسری یہ آفت ہی کہ عفریت صحرا نشین نامی پہلوان صاحبقران نے کل اُسکو زیر کیا مگر وہ مسلمان نہین ہوا اُسنے جو سبکو نابینا دیکھا قید توڑ ڈالی نگہبانون کو مار کے تا بہ بارگاہ ناموس پہونچا ہی چاہتا ہی پردہ دری کرین خیمہ ہاے ناموس کے گھس جاؤن یہ سُنکر نقابدار کانپنے لگا مرکب سے جست کی اُسی مقام پر چھوڑا پیدل چلا چھپتا ہوا اُس مقام پر آیا جہان عفریت صحرا نشین لڑ رہا ہی دور سے آواز دی او نامرد مردان عالم کے پاپوش کی گرد خبردار آگے نہ بڑھنا جیسا صاحبقران نے تیرے ساتھ کیا اُسکا بدلہ پایا جب مسلمان نہوا تھا قتل کر ڈالتے مگر وہ محترم مجسم خلق مجسم ہین یہی باعث تھا خیال مین آیا ہوگا کہ ایسے بہادر کو قتل نہ کرون اُسیکا عوض ملا اب آگے نہ بڑھنا عفریت نے پلٹکر اک نقابدار کو دیکھا ہر چند کہ نقاب چہرۂ منیظر پر ہی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ ماہتابان لکہ ابر مین پنہان ہی خود زرین سر پر زرہ سونے چاندی کی کڑیون کی پہنے ہوے آستینین چڑھاتا ہوا نابیناؤنکو بچاتا ہوا سامنے اس ملعون کے پہونچا نقابدار بہادر نے نہ سپر پر نظر کی نہ تیغ الالی پر توجہ کی سامنے جیسے ہی پہونچے اُسنے تلوار کا وار کیا بےخوف وخطر اُس غیر نر نے بازو کو بچا کر بایان ہاتھ کلائی پر ڈالدیا ایک جھٹکا مارا کہ تلوار اُسکے قبضے سے نکل گئی نقابدار نے ایک طمانچہ مارا اسم اعظم بھی پکار کر پڑھا جسکے کان مین صدا پہونچی وہ بینا ہوا عورات نے پردے سے دیکھا کہ ایک طمانچے مین عفریت زمین پر گرا نقابدار نے بےخوف و خطر چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھلین در دولت ناموس شہنشاہی سے اس نامرد کو کھینچتا ہوا قریب خیمۂ زندانخانہ لایا کھڑے ہوکر اسم اعظم پڑھا سب نگہبان بینا ہوگئے کہا او صاحبو یہ ملعون بڑا مکار ہی تمہارا گنہگار ہی اسکو اپنے قبضے مین کرو قید آہن پہنادو مین جا کر صاحبقران کے شریک ہوون آقا تمہارے یکہ و تنہا لڑ رہے ہین پچاس ہزار ساحرون سے معرکے پڑ رہے ہین ہر چند کہ مین گیا اور میری شراکت کیا مگر کسیقدر تو انھین تسکین ہو جائیگی عیار جا کر مرکب نقابدار کا لایا عفریت کو قید کرا کے پشت مرکب پر سوار ہوئے شعر

چو شیر یکہ گیرد برآہوے کین ❖ بجست از زمین وبرآمد بہ زین ❖

بازِ سفید سرِ اقدس پر سایہ فگن جس مقام پر امیر گھر رہے ہین وہان پر نقابدار پہونچا نعرہ کیا منم نقابدار زرین پوش حاکم بحر و بر صاحبقران نامور امیر نے پلٹ کر دیکھا کہ نقابدار بہادر آستین رومال کیے ہوئے صف ساحران کو درہم و برہم کرتا ہوا آتا ہی سمت دست راست صاحبقران کے آگے شمشیر زنی کرنے لگا صاحبقران نے فرمایا ای نقابدار بہادر آج بڑے وقت پر آکے تمنے شراکت کی ہم بہت ممنون اور مشکور ہوئے نقابدار نے عرض کی میری کیا مجال ہی کہ آپ کی شراکت کر سکون اسوقت قضا و قدر نے مجھکو یہان پہونچایا لشکر اک جنگل مین ہی ایک آہو کے تعاقب مین آیا وہ قریب لشکر آکر شکار ہوا مین نے یہ ہنگامہ سنکر عیار کو روانہ کیا عیار نے عجب خبر وحشت اثر سنائی کہ عفریت نامے پہلوان قید توڑکر قریب خیمۂ ناموس پہونچا چاہتا ہی ناموس شاہنشاہی مین گھس جاؤن نیاز مند آپکا وہان پہونچا اُسکو قید کرکے زیر کرایا اب خدمت عالی مین آیا صاحبقران بہت خوش ہوئے فرمایا ای نقابدار بہادر آج تمنے ایسا احسان کیا ناموس کی بچانا وہان تک لڑتے ہوئے جانا کیا کہون تم وہ شی مانگتے ہو جسکا دینا ناممکن ہی بخدا اگر اس احسان کے بدلے مین سر مانگتے تو حاضر کرتا نقابدار نے کہا اسکا خیال نہ فرمائیے اگر خدا نے مجھکو صاحبقران بنایا ہی تو تو بانے بھی پہونچ جائینگے اُسکا نام مسبب الاسباب ہی یہ کہکے اسم اعظم بہ آواز بلند پڑھنے لگا جون جون یہ اسم اعظم پڑھتے ہین سرداران نابینا بینا ہوتے جاتے ہین صاحبقران نے الفاظ کو سنا بخوبی ظاہر ہوا کہ

محترم و محتشم صاحب اسم اعظم ہی جو سوار بینا ہوا تلوار پکڑ کے لڑنے لگا ہر چند کہ صداے قرنا بلند ہی ماہتاب جادو
چمک چمک کے سحر کر رہا ہی دم مکاری کا بھر رہا ہی جسطرف سحر کیا پرے کے پرے بیکار کر دیے مگر وہ باز سفید
جو سر پہ نقابدار کے سایہ فگن ہی جو سوار پیدل کہین گرا اُسکو اپنے عکس مین لیا سایہ ڈال دیا منقار مار دی جسپر
منقار لگائی وہ ساحر جلکر خاک ہوا ساحر کا قصہ پاک ہوا عیار نقابدار زیر شکم مرکب چھپا ہوا پشتی بانی کر رہا ہی
جو ساحر پشت پہ آیا اُسے خنجر مار دیا کسی کے حلقہ ہاے کمند مارے کسیکو حباب مار دیا ہزارہا بندگان خدا
بینا ہو کر لڑنے لگے عیار نقابدار نے دیکھا سحر ساحر کا مہلت نہین دیتا اگر آواز اسم اعظم سے وہ بینا ہوئے
پھر آواز قرنا سے نابینا ہو گئے یہ بھی صاحبقران سے پوچھا حضور اسنے اسم اعظم بند کر دیا ہی صاحبقران
نے سر ہلا دیا عیار طرار زیر شکم مرکب سے جدا ہوا صورت بدلکے طرف ماہتاب جادو کے چلا ماہتاب جادو
ایک نخل کے نیچے کھڑا ہوا قرنا بجا رہا ہی اُسکی آواز نے سوار و پیدل کو پریشان کر دیا ہی لاشہ ہاے
مسلمانان سے میدان کو بھر دیا ہی عیار بصورت مبدل یعنے ایک ساحر کی صورت بنکر قریب ماہتاب
کے آیا ماہتاب کبھی قرنا بجاتا ہی کبھی جھولی سے آتش کے دانے نکال کے طرف سوار و پیدل کے پھینکتا ہی
اُن آتش کے دانون کی یہ تاثیر ہوتی ہی کسی پہ برف گرتی ہی کسی پہ پانی برستا ہی کسی کے اوپر شعلۂ آتش
گرا جلکر خاک ہوا کئی ہزار بندگان خدا کو مار چکا ہی جوش مین سحر کر رہا ہی کہ ایک خدمتگار پہونچا اُسنے کہا اے
شہنشاہ ساحران آپنے خوب سحر کیا مگر یہ نقابدار کون ہی کسی بڑے گرو کا مونڈا ہوا ہی آپ کے سحر کو یہ
باطل کرتا ہی یہ طائر جو آسمان پہ اڑتا ہی اسنے بہت سے ساحر جلا دیے کبھی منقار مار دیتا ہی کبھی پرونکا سایہ کرتا ہی
اسکی تیزی نے بڑی خرابی کی ہی اس طائر کو مار لیجیے اس طائر کو دیکھکر ہوش اُڑتے ہین جسطرف اُڑا ہوا جاتا ہی
قیامت برپا کرتا ہی خدمتگار نے جو اسطرح مہتاب جادو سے کہا مہتاب نے پلٹ کر دیکھا خیال مین آیا خدمتگار
خیر خواہ ہی طائر کے مارنے کے لیے کہتا ہی اک کارد جھولی سے نکالی اُسپر اسنے اسم سحر پڑھا خدمتگار برابر کھڑا ہی
جیسے ہی اُسنے کارد پھینکی عیار نے حلقہ کمند کے گلے مین مہتاب جادو کے ڈالدیے ارے کہکے بیٹھا عیار نے خنجر مارا
ماہتاب کا شکم چاک کیا ایک جھولی مین شیشہ اسم اعظم تھا پچھاڑ کر اسکو بھی توڑ ڈالا مہتاب کا مرنا اندھیرا ہو گیا
سنگباری برف باری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام مین مہتاب جادو وہ داب جو روشنی ہوئی سب بینا ہوئے
اہالیان لشکر اسلام نے ساحرون کو گھیر لیا تلوار چلنے لگی ساحر اپنے افسر کے مرنیکی آواز سنکر بدحواس ہو گئے
کل ساحران غدار طائران وحشی بنکر بھاگنے لگے مگر سحر کرتے ہوئے جاتے ہین باز سفید اُنپر جاتا ہی جسکو پکڑ لیا
گردن دبادی پنجون سے ٹانگین پکڑ کے چیر ڈالتا ہی طائرون کو بھاگنے نہین دیتا آخر الامر الامان کر کے
سب ساحر بھاگے کچھ مارے گئے کچھ گرفتار ہوئے کچھ اُسی ہوش مین جھیل مین جا کر گرے چاہتے تھے جان بچائین
کنوین مین گرین مگر باز سفید کا سامنا ہو عیار نے بھی تیر اندازی کی کوئی تیر خطا نہ کرتا تھا جسکے لگے تو وہ سینہ پہ پڑا
کمر و پشت کو توڑ کر پار گذرا تھوڑے ہی عرصے مین لڑائی فتح ہوئی صاحبقران زمان فتح و فیروزی پلٹے دیکھا
سامنے سے نقابدار زرین پوش بصد جوش و خروش خون کی چھینٹین جسم پر کہنی سے خون ٹپکتا ہوا جیسے کوئی
ہولی کھیل کر نکلتا ہی صاحبقران کو بڑھکر مبارکباد دی عرض کی یہ فتح حضور کو مبارک ہو صاحبقران نے
فرمایا آجکی لڑائی تمھاری کوشش سے فتح ہوئی ماشاء اللہ کیا کارنمایان کیا ہی نقابدار نے عرض کی اب مین رخصت
ہوتا ہون صاحبقران نے فرمایا دو چار زخم جو تمھارے جسم پہ پہونچے ہین مجھکو بہت شاق ہوا نقابدار نے

عرض کی یہ خدمتگزاری عین سعادت ہی حضور کی شوکت و جلالت ہی باتین کرتے ہوئے صاحبقران نقابدار کو خیمہ مین
لائے مقام صدر پر جگہ دی باتین ہونے لگین زخم دوزی کرائی پٹیان مرہم کی جسم پر چڑھائین نقابدار
شکریہ ادا کرتا ہی اب نگہبانان زندانخانہ نے بھی آکر شکریہ ادا کیا نقابدار کہتا جاتا ہی یہ بھی کوئی بات ہی ہم سنین یا
یا اپنی آنکھ سے دیکھین کہ ناموس شاہنشاہی پر یہ جفا ہو اور خدمتگزاری نہ کرین ہر مرتبہ نقابدار زرین پوش
یہی عرض کرتا ہی کہ اسکا ذکر نہ کیجیے میری کیا مجال ہی کہ آپ پر احسان کرون وقت پر آگیا شریک جنگ ہوگیا
مگر امیدوار ہون کہ اپنے نیازمند کو محروم نہ فرمائیے بانے عنایت کیجیے امیر نے فرمایا ای نقابدار بہادر
بانہاے صاحبقرانی سر کے ساتھ ہین جو میری پشت زمین سے لگائیگا وہ بانے صاحبقرانی کے پائیگا ای نقابدار
مین پردۂ قاف گیا کچھ قبرین وہان پائین قبر سہراب یل پر پہونچا فاتحہ پڑھا غنودگی ہوئی وہ شیر بیشۂ جرات
یکہ تاز میدان جلالت خواب مین آیا گلے پر اُسکے خنجر رستم کا نشان تھا نہایت حیران و پریشان تھا عرض کی ای
شہریار آپ پردۂ قاف جاتے ہین دیوزادونسے مقابلہ پڑیگا نیچہ میرا موجود ہی لیتے جائیے دیو کشی مین کام آیگا
گرشاسپ نے سپرد کی مگر رستم جو خواب مین آئے فرمانے لگے یا صاحبقران مین مردہ ہون مین کیا حاضر کرون
مگر آپ کے حق مین دعا کرتا ہون کمان جو میری قبر پر رکھی ہی سوا من کا تیر اسمین جوڑتا تھا یہ تیر دل سنگ کو توڑتا تھا
یہ کمان آپسے اُٹھ نہ سکیگی آپکے کس کام کی ہی پڑی رہنے دیجیے ای نقابدار بہادر مجھپر کہنا رستم کا بہت شاق ہوا بیدار ہوکر
وہ کمان گران اُٹھائی چونکہ اُسوقت نہایت غصہ تھا کمان اُٹھالی بعنایت پروردگار کمان توڑ کر قبر رستم پر
چڑھا دی اور یہ کلمہ کہا کہ ای رستم ابھی گھنی ہوئی کمان پر یہ غرور تھا تمھاری لیاقت سے بہت دور تھا یہ کہکے
مین نے فاتحہ پڑھا پھر غنودگی ہوئی پھر رستم خواب مین آئے مگر عذر کرتے ہوئے یا صاحبقران زمان
معاف فرمائیے میرے منھ سے کلمۂ ناجائز نکلا آپ موید من اللہ ہین بسم اللہ آپ پردۂ قاف تشریف لیجائیے
خدا آپکو مظفر و منصور فرمائے مگر مین نے دیو سفید کو مارا تھا چالیس من سونیکی خلخال اُسکے پانون مین تھی اُسکو
مین نے قریب درۂ کوہ کے دفن کر دیا ہی وہ آپکی خدمت مین حاضر کرتا ہون غازیون کو تقسیم فرمائیے گا مین نے جو بدا
اب تو مین پردۂ قاف جاتا ہون بقول بعض ظریفان کہ غازی تھان پر ہنہنا رہے ہین دیکھیے اُنسے کب مجھسے
ملاقات ہو ای نقابدار رستم بہت بہت عذر کرتے رہے مین وہان سے رخصت ہوا اِن اِن مصیبتون سے
یہ بانے پائے ہین کچھ اشیا کوہ سراندیپ پر ملے کب ہو سکتا ہی کہ بے زمد کیے کوئی مجھسے یہ بانے لے لے مگر
مین موجود ہون میرے آپکے امتحان ہو جائے نقابدار نے کہا مین ہمیشہ سے عرض کرتا ہون کہ مجھسے اور
حضور سے مقابلہ نہو اور کسی طور سے امتحان ہو جائے امیر نے فرمایا مجھے کسی پر بھروسہ نہین ہی ای نقابدار
مین اسوقت بھی موجود ہون جسطرح آپ کے مزاج مین آئے اُسطرح امتحان کر لیجیے اگر مین غالب آؤن آپکو رونق
بارگاہ بناؤن اگر آپ غالب آئین بانہاے صاحبقرانی لیجیے مین کسی گوشۂ عافیت مین جا کر بقیہ عمر بسر کرون
اول تو مین نے یہ سنا ہی جناب اشرف انبیا مبعوث ہوئے قریش نہایت دشمن ہین چاہتے ہین نور خدا کو مٹائین
دشمنون کی آبرو بڑھائین مین جا کر خدمت مین مصروف ہون شرف آخرت حاصل کرون دنیا کے امورات دیکھ چکے
اب تو یہ کیفیت ہی رباعی
خم آگیا قد مین ابرو کی صورت
اب نکلے عضو گیسو دل کی صورت
غم کھایا جوانی کا یہانتک [illegible]
سب گر گئے دانت انسوونکی صورت
مصنف صاحب نے بھی کیا خوب رباعی فرمائی ہی رباعی موافق مضمون مقام ہذا
طفلی کے تو دن تھے عیش اُٹھانیکے لیے
آیا تھا شباب رنگ لانے کے لیے
دو نون ہوے ای عمر یہ رخصت ہمسے

پیری آئی ہی ساتھ جانے کے لیے | نقابدار رونے لگا کہا ای شہریار برلے خدا ایسے کلمات زبان معجز بیان
سے نہ ارشاد فرمائیے میرا کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہی خدا آپکو سلامت رکھے آپ فراش راہ دین اسلام ہین مین تو اب
رخصت ہوتا ہون یہ کہکر نقابدار اُٹھا صاحبقران کے ہاتھ چومے گرد پھرا پشت مرکب پر سوار ہوا عیار کو
اپنے ساتھ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوا ناظرین کو یاد ہوگا کہ حقیر نے تحریر کیا ہی کہ خواجہ عمرو حال بربادی
لشکر اسلام دیکھکر نفل بجا بجا کے دعائین مانگ رہے ہین بعد عرصہ دراز ایک بلندی پر چڑھکر دیکھا کہ لشکر اسلام
فتحیاب ہوا جب صورت عیش دیکھی سجدہ شکر پروردگار کیا مگر خواجہ عمرو حیران کہ یہ جو راہ مین ابر چھایا
ہوا ہی شکر ہی کہ مہتاب تو مارا گیا مگر تاریکی کا کچھ ضرر نہوا کیونکر راستہ کھُلیگا اسی سوچ مین تھا کہ کان مین
آواز آئی خواجہ سلامت اسطرف تشریف لائیے اب یہ اور حیران گلیم اوڑھلی پردہ کرکے آواز دی یہ پیر غلام
حاضر ہی آپ کون صاحب ہین نام نامی ارشاد فرمائیے تو اپنے کو ظاہر کرون ورنہ کسی غار مین جا کر چھپون
مین تو سالوس کا معتقد ہون خداوند لقا کا یار ہون بچپن مین ایک خطا ہوگئی قدرت نے مجھکو جلاد ساحران
بنا دیا خود ساحرون کو مارتے ہین مجھے ناحق بدنام کیا اگر وہ ملک الموت کو حکم نہ دین مین کیونکر قتل کرسکتا
ہون آواز آئی باتین نہ بنائیے ایسا نہو کوئی در انداز چلا آئے تو جان بچنا مشکل ہوگی شکر ہی کہ اسوقت
سنا تھا ہی مین خاص آپکی گرفتاری کو آئی تھی مگر آپ بڑے صاحب نصیب ہین آپکی ذات نے مجھکو بیقرار کردیا
خانہ دل غم والم سے بھر دیا خواجہ حیران سامنے درہ کوہ کے آئے دیکھا ایک نازنین مہجبین نہایت حسین
سرو قد خورشید خد بقول شاعر نظم

جہان راستی چاہیے راستی | کجی جس جگہ چاہیے وان کجی
تبسم حیا ناز شوخی غرور | ہر اک اپنے موقع سے وقت ضرور

زلفین عنبرین عارض انور پر پڑی لہرا رہی ہین صاف ظاہر ہی کہ چشمہ خورشید مین مار سیاہ کا گذر ہوا خال ہند وچشم جادو غنچہ دہن سیم تن
رشک چمن گلبدن خال سیاہ چہرہ انور پر خال خال ہین اگرچہ ہین تو باعث ترقی حسن وجمال ہین صراحی
سا گلو سینے پر اُبھار معلوم ہوتا ہی دو ستانین قلب عاشق کو توڑکر پار گذر جائینگی یا حباب دریاے حسن
کہون ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار اشارے تیر دلدوز جگر پرسوز عاشق کو نشانہ بنائین اس کمان کا تیر کبھی
خطا نہین کرتا چلاچلا کے عاشق مرتا ہی کبک رفتار شیرین گفتار زنار پستان موے میان بلکہ کمر چست ارادہ
درست عمرو حیران جمال محو دیدار ہوا مگر پیشانی پر ایک ٹیکہ سیندور کا مانگ مین بھی سیندور کی یہ سیدھی
لکیر ہی یا پردہ ظلمات مین شفق کا دھوکا ہوتا ہی بقول شاعر شعر نہین ہی مانگ مین سیندور کی یہ سیدھی لکیر
سپہر پہ رکھی ہی قاتل نے خون بھری شمشیر ٭ دیگر جو ٹیکا صندل کا ہی جبین پر تو پاس ابرو کے خال بھی ہے ٭
سپہر خوبی یہ بدر بھی ہی سہیل بھی ہی ہلال بھی ہی ٭ خواجہ جمال عدیم المثال کو اُس نازنین کے دیکھکر حیران
ہوگئے گلیم سر سے اُتاری سامنے اُس مہجبین کے آئے اُسنے کہا خواجہ اصل کیفیت یہ ہی کہ خداوند سالوس کا
وزیر اعظم چیچون جادو اُسنے سالوس کو یہ صلاح دی کہ نسیم سحر نگاہ مسلمان ہوگئی اُسدن بڑا تردد ہوا
سارے شہر مین ہنگامہ تھا چیچون نے سحر کرکے ہفت دربند سحر کے تیار کرائے ہین کہ آپکو اور صاحبقران
کو راستہ نملے قلعے تک نہ آسکین میرا نام ملکہ یاسمن گلگون پوش ہی جب باپ نے محل مین آکر یہ سب
سانحہ بیان کیا کہ سات جادوگرون نے سات دربند بنائے ہین دربند آخر پر جہان آپ تاریکی دیکھتے ہین
لکہ ابر چھایا ہوا ہی اسکا مالک افلاک جادو اُسی کے سحر نے یہ اندھیرا ڈال رکھا ہی یہ ہنگامے اُسی کی

رائے تھی جو ماہتاب جادو نے اگر اسم اعظم بند کیا عفریت صحرائی مقابلے مین آیا شکر ہی آپ کے خدا کا مین اُنکی تلاش مین نکلی تھی نسیم سحر نگاہ کے ساتھ مین نے پرورش پائی ہی ساتھ کھیل کے بڑی ہوئی ہون جب مین نے یہ خبر سُنی کہ اُسکو آپ گرفتار کر کے لے گئے اور ماہتاب نے اسم اعظم بند کر لیا عفریت صحرالنشین مقابلے مین گیا ہی باپ سے کہکے آئی کہ مین سار بان زادے کو پکڑے لاتی ہون مگر آپکا گانا سُنکر عاشق ہوئی ہون ولیکن محبت اسلام پڑ گئی اب آپسے عرض کرتی ہون کہ صدہا ساحر آپکی تلاش مین نکلا ہی ہر ایک کو ناگوار ہی کہ نسیم کو آپ پکڑکے لے گئے بڑے بڑے شاہ اُسکے خواہان وصل تھے مگر آجتک اُسنے کسی کو قبول نہین کیا مین برائے گرفتاری آئی تھی دام مین علم موسیقی کے پھنسی اب آپکی خیر خواہ ہون فکر ہی کہ اسم اعظم امیر حمزہ کا کھل گیا عفریت پھر قید ہوا ہا مین بر صحرا کے ایک باغ ویران ہی افلاک جادو نے اُسی مقام پر قیام کیا ہی وہ باغ وہین رہتا ہی ہر وقت سحر کی تیاری مین مصروف ہی دفع ہونا تاریکی کا اُسکے قتل پر موقوف ہی اگر آپ نے اُسکو مارا در بند اوّل فتح ہوا مین بھی وقتاً فوقتاً مدد کو آؤنگی راز و نیاز بتاؤنگی مگر اب زیادہ ٹھہرنا میرا مناسب نہین یاسمین گلگون پوش سمجھا کر خواجہ کو مثل ستارۂ سحری چمکی نظرون سے غائب ہوئی مگر خواجہ ہائے واے کرتے رہگئے ولولہ جنون کلیجہ خون آنکھون مین آنسو بھرے ہوے لشکر مین آئے صاحبقران بارگاہ مین جلوہ فرما تھے عمرو سامنے آیا جھککر سلام کیا امیر نے دیکھا خواجہ اُداس عالم یاس رنگ رو متغیر سرد و متحیر ہونٹ خشک آنکھون مین تری حواس مین ابتری امیر نے فرمایا ای خواجہ خیر تو ہی آج مین تمکو بہت پریشان پاتا ہون عمرو نے کہا خدا آپکو سلامت رکھے پروردگار عالم نے اپنا فضل کیا کہ ماہتاب جادو مارا گیا اسم اعظم کھلا مگر ای شہریار سات دربند سحر کے درست ہوے ہین اب آپکو افلاک جادو کی فکر کرنا واجب و لازم ہی امیر نے فرمایا تمھارے ہوش و حواس مین خلل معلوم ہوتا ہی رنگ رو متغیر ہی عمرو نے کہا اِسکی کیا کیفیت عرض کرون

نظم

عاشق بیچارہ گہ غافل گہے فرزانہ است
آرزو در دل گرہ گرد دپئے دنیا و دین

قطرۂ این بادہ گہ مینا گہے پیمانہ است
عشق ہستی سوز آخر پا بہ معشوقی کشد

تا گرفتاری تو شد گہ گنج و گہ ویرانہ است
پی بصانع می بریم از ہرچہ آید در نظر

در رہ سالک گہے دہ است گاہی فاختہ است
گاہ باشد سادہ لوح و گاہ گرد مرغ

عاشق ثابت قدم گہ شمع و گہ پروانہ است
ور خیالش دل گہی جان و گہی جانانہ است

خانۂ چشم گہے مسجد گہے بتخانہ است
مستی و مخموریم بست و گشاد خاطر است

خاطر عارف گہے آئینہ گاہے شانہ است
حال دل ہر دم دگرگون است از امید و بیم

اسطرحپر عمرو نے یہ اشعار پڑھے کہ صاحبقران نے فرمایا کیا پھر کہین عاشق ہوے تمھاری باتون سے یہی معلوم ہوتا ہی عمرو نے کہا آپ کے حل مشکل کے واسطے کسی پر عاشق بھی ہوتا ہون کسی کا معشوق بھی بنتا ہون اب سر دست یہ فکر ہی کہ یہ تاریکی جو چھائی ہی راستہ نہین سوجھتا ہی سات دربند تیار ہوگئے ہر دربند پر ساحر زبردست بادۂ سحر و ساحری سے مست یہ تاریکی سحر افلاک جادو سے ہی آپ سے عرض کرنے آیا تھا اُسی کی فکر مین جاتا ہون یہ بھی واضح رہے کہ ایک معین و مددگار مل گیا ہی اُسی نے رہبری کی یہ نشان بتلایا اگر خدا نے بخیر وہان تک پہونچایا سر لیکر آتا ہون یا جان دینے جاتا ہون ای آقاے نامدار عجب طرح کی مشکل ہی کہ اُدھر والے ہمارے لشکر مین آتے ہین ہم اُنکے قلعے تک نہین جانے پاتے اس ضمن مین یہ سب تدبیر ہوگئی عیّار بھی اُسکا تیز رفتار کمند انداز میری فکر مین ہی امیر نے فرمایا خواجہ حقیقت مین تمھارے ہاتھ سے کار نمایان ہوے عیّاری کو بڑے لطف سے زیر کیا اب ساحرون کو تمسے دعویٰ ہی

بڑے بڑے شاہان نامی اُسپر عاشق تھے تمھارے ساتھ شادی ہوگی تمھارے شاگردون نے مجھسے کہا تھا کہ صدہا ساحر اُستاد کی تلاش مین نکلے ہین تم اب دو چار روز یہین نہ جاؤ بارگاہ مین میرے پاس بیٹھو جو کچھ خدا کو منظور ہوگا وہ ہوگا عمرو نے عرض کی خدا آپ کو سلامت رکھے میرا جانا ضرور ہی برق فرنگی نے جو یہ حال سُنا تڑپکر اپنے مقام سے اُٹھا کہا کیون اُستاد افلاک جادو کہان رہتا ہی عمرو کے منھ سے نکل گیا اسی صحرا مین ایک باغ ویران ہی اُسی مین بیٹھا ہی سحر بنایا کرتا ہی برق نے کہا مین سمجھ گیا یہ کہکے پیچھے ہٹا عمرو نے کہا ارے بھوریے کہان جاتا ہی اگر مین جانتا کہ تو بیٹھا ہی تو کبھی ذکر نہ کرتا عیاری تو تو کیا کریگا تجھے عمر بھر عیاری نہ آئیگی مگر اُسے ہوشیار کر دیگا برق نے کہا اُستاد مین وہان نہین جاؤنگا تڑپتا ہوا باہر نکلا خواجہ عمرو پکارا کیے برق نے جواب بھی نہ دیا یہ تو سُن ہی چکا تھا طرف صحرا کے چلا چاہتا ہی جانے ہی سرکاٹ لون جست و خیز کرتا ہوا صحرا سبزہ زار سے گذر کر قریب درۂ کوہ کے پہونچا دیکھا باغ کا دروازہ کھلا ہی کچھ خدمتگار باہر آتے ہین برق اک جھاڑی مین چھپکر بیٹھا ایک خدمتگار کسی کام کو جاتا تھا برق نے اُسکا پیچھا کیا اک مقام پر جاکر آواز دی بھائی خدمتگار صاحب کہان جاتے ہو غریبون کی بھی اک بات سُن لو خدمتگار نے پلٹ کر دیکھا اک مرد سپاہی صورت سے فلاکت ظاہر ہی میلی سی پشت پر ایک سپر کہ جسکی سیاہی تک اُڑ گئی ہی بجائے علی بنا کے بان بندھا ہی تین پھول گر گئے ایک پھول وہ بھی مُرجھایا ہوا تلوار نیام مین جسکی کوتھی گر گئی پیلا نکلا ہوا ایک پھٹا دوپٹہ کمر مین بندھا ہوا ٹکر ٹکر کرتے چلے آتے ہین خدمتگار نے پوچھا میان سپاہی صاحب کیا کہتے ہو بھائی صاحب کسکے نوکر ہو خدمتگار نے کہا بھائی کیا کہین میان افلاک جادو مصاحب خدا وند پہلے دربند پر حاکم ہین آسمان سحر کا بنایا ہی مسلمانو نے راستہ بند کیا ہی ہم لوگ بھی اسی باغ ویران مین رہتے ہین گھر جانا نہین ملتا جورو کے دیکھنے کو ترستے ہین بچے وہان بلک رہے ہین برق نے باتون مین لگا کر خدمتگار کو بیہوش کیا اسکو تو کنارے ڈالدیا کپڑے اُسکے اُتار کے آپ پہنے اُسیکی شکل بنکر طرف باغ کے چلا مگر دل مین یہ خیال آئی برق بہت جلدی کی جسکی شکل بنے اُسکا نام نہین معلوم ہی یہی سوچتا ہوا در باغ پر آیا ایک نے پکارا بھائی خدا بخش کہان گئے تھے جب برق نہ بولا اُسنے آکر کاندھے پر ہاتھ رکھکر کہا آج کیا ماجرا ہی بات نہین کرتے ہو جواب بھی نہین دیتے ہو اب برق کو یقین ہوا کہ ہمارا نام خدا بخش ہی یہ سوچتا ہوا اندر آیا دیکھا اک باغ ویران روش پڑی شکست شاخین دست تمنا پھیلے بتہ نہین اکثر درخت گر پڑے ہین جا بجا ویرانہ معلوم ہوتا ہی مگر سامنے بارہ دری مین روشنی ہی برق نے ایک سے پوچھا شہنشاہ ہمارے بارہ دری مین تشریف رکھتے ہین اُسنے کہا بھائی آج تو معرکۂ عظیم پڑا تھا مہتاب غروب ہوے ایک نقابدار نے آکر مارا ماہتاب کا ستارہ گردش مین آیا ورنہ اُسنے لشکر اسلام کا خاتمہ کر دیا تھا خبر جو ہمارے آقا افلاک جادو کو پہونچی سحر تیار کر رہے ہین سب رفیق بھی حاضر ہین اُنکا ارادہ ہی کہ کل مین ایسا سحر کرون کہ مسلمان اپنی جان سے بیزار ہون سر ٹکرا ٹکرا کے مرین برق فرنگی ہان ہان کرتا ہوا بارہ دری مین آیا دیکھا افلاک جادو مسند پر بیٹھا ہی آگے اسباب سحر رکھا ہی اسمائے سحر پڑھ رہا ہی دو پتلیان سنہری دست راست و دست چپ کو بیٹھی ہین کچھ باتین بھی کر رہی ہین برق سامنے آکر کھڑا ہوا فکر مین ہی کہ پانی وغیرہ مانگین تو مین افلاک جادو کو مارون افلاک جادو نے سر اُٹھا کر کہا ارے پانی لاؤ آبدار چلا برق نے اُسکا پیچھا کیا دیکھا خدمتگار صراحی و گلاس لیے آتا ہی برق نے آواز دی بھائی جلد لاؤ شہنشاہ خفا ہوتے ہین سحر تیار کرنے مین ہرج ہوتا ہی آج صبح تک ایسا سحر تیار ہوگا کہ مسلمان آپسمین لڑین بھائی کو بھائی قتل کرے

باپ کو بیٹا مارے یہ کہکے گلاس و صراحی اُس سے لے لی حاضر حاضر کہتا ہوا دوڑا آبدار تو باہر گیا برق گلاس و صراحی
لیے ہوے اندر پہونچا بہ تعجیل تمام گلاس کو پانی سے مملو کیا خداوند حاضر ہی کہکے جھکا افلاک جادو نے ہاتھ بڑھایا
کہ پانی لیکر پیون دست راست والی پتلی ہنسی افلاک جادو نے کہا کیون ملکہ عالم بیوقت ہنسی کی کیا وجہ ہے
پتلی نے کہا مجھے ہنسی اسپر آئی کہ کیا لنگوٹے کا دیدہ دلیر ہی اپنی آبرو کا بھی خیال نہ کیا مثل مشہور ہی کہ قطرے
کا چوکا اگر گھڑے ڈھلکاے تو کیا ہوتا ہی برق فرنگی آگیا پانی نہ پیجے گا ورنہ پیا تو پانی مشکل ہوگی یہ لنگوڑا بڑا
گستاخ ہی سینہ سپر کیے کھڑا ہی افلاک جادو یہ سنتے ہی طرف برق فرنگی کے لپٹا کہا ارے تو کون ہی برق نے
دیکھا پہچانا گیا نیمچہ کھینچکے جا پڑا نعرہ کیا نعرہ برق شعر منم برق رفتار و خنجر گذار ہم یگہ لیکن گران بہزار افلاک پر
نیمچہ مارا افلاک ختم ہوا پہلو مین مہلیل جادو بیٹھا تھا اُسکو خنجر مارا پشتک اُسکا چاک ہوا اُسکے مرتے ہی اندھیرا ہوا
برق کود کے نکل گیا افلاک نے غل مچا کر کہا ارے یارو تم سب دیکھا کیے مہلیل کو قتل کرکے نکل گیا ابھی یہین ہوگا
کچھ خادم خدمتگار دوڑے لینا لینا کہتے ہوے چلے برق فرنگی جا کر اک غار مین چھپ رہا یہ کہہ رہا ہی کہ کئی خادم
صحرا مین دوڑے دوڑے پھر رہے ہین ایک سے ایک یہی کہتا ہی کہ حقیقت مین برق فرنگی اسم بامسمی ہی جب
اُسنے دیکھا کہ افلاک جادو کو پانی نہ پلا سکا مہلیل جادو کو مار کر نکل گیا یارو یہ وہ عیار ہین جو ساحران ہوشربا
سے لڑے افراسیاب جادو ایسے ساحر زبردست سے لڑے آخر کو طلسم فتح لیا اب وہ کاہیکو ملیگا قضاے کا
خواجہ عمرو ایک گنوار کی شکل بنے ہوے بڑا سا لٹھ کاندھے پر دھرے ہوے اُسپر لوہا چڑھا ہوا دھوتی بھی
باندھے ہوے دیکھا چند ساحر دوڑے دوڑے پھر رہے ہین عمرو نے پکار کر ایک سے پوچھا گسیان تم کسے
ڈھونڈھ رہے ہو خدمتگار نے کہا ٹھاکر صاحب برق عیار آیا تھا ایک جادوگر کو مار کے نکل گیا ہم اسی کو
ڈھونڈھ رہے ہین دل مین کہتا ہی عمرو اس بھورے نے وہی کیا جو مجھے خوف تھا مزاج مین کمبخت کے
جلدی ہی مگر شکر ہی کہ پکڑا نہین گیا خدمتگارون سے کہا یہان کہان ڈھونڈھتے ہو ہمارے گانون مین جا کر
چھپا ہی مین نے بھی دیکھا ایک انگریز بہت تیز بھاگا ہوا دھنوا پاسی کے گھر مین جا کر چھپا ہی مین نے کھیت کے
دیکھنے کو اُسکو بھیجا تھا اگر مین جانتا کہ میان افلاک جادو کا چور ہی تو مین اُسے پکڑ لیتا تم لوگ گانون مین
جاؤ جہان ببول کے پیڑ ہین پرانی گڈھیا کا ہارہ وہان دھنوا پاسی کا گھر ہی سیدھے چلے جانا جاتے ہی پکڑ لینا
خدمتگار تو اُسطرف گئے خواجہ عمرو اُسی گنوار کی شکل بنے ہوے ٹہلتے ہوے در باغ پر آئے چند صاحب بعہدۂ
نگہبانی بیٹھے ہین برق فرنگی کا یہ بھی ذکر کر رہے ہین عمرو سنتا ہوا اندر باغ کے آیا نگہبانون نے کہا ٹھاکر صاحب
کہان چلے عمرو نے کہا صاحب ہمنے سنا ہی کہ ہمارے میان افلاک صاحب اس باغ مین آکر بسے ہین ہمارے
خداوند ہین ہم بھی اُنکے خیرخواہ ہین برق فرنگی ہمارے گانون مین جا کر چھپا ہی ہرچند کہ خدمتگار گئے ہین مگر
اُنکو دم دیکر نکل جائیگا خود مالک چلین تو ہم گرفتار کرا دین نگہبان خاموش ہوے خواجہ اندر آئے باغ ویران
کی قطع دیکھتے ہوے بارہ دری مین پہونچے افلاک کو جھک کر سلام کیا افلاک نے پوچھا کیون ٹھاکر صاحب
اسوقت آنیکا کیا باعث ہوا کہا گسیان ذرا اُٹھیے کچھ حال عرض کرینگے آپکا دشمن ہمارے گانون مین چھپا ہی
آپ ذرا چل کر کھڑے ہو جائیے ہم گرفتار کر دین خدمتگار دھوکھا کھائینگے برق فرنگی کو نہ پائینگے افلاک سب اسباب
وہین چھوڑ کر اُٹھ کھڑا ہوا کہا ٹھاکر صاحب تمکو دولت دنیا سے مالامال کر دونگا اسوقت اُس عیار نے ایسی تیزی
کی کہ مین نے تو کون کہا اُسنے نیمچہ مارا مین تو بچا چاہتا تھا کہ سحر کرون اُسنے مہلیل کو خنجر مار دیا مہلیل بیچارہ مارا گیا اگر ہوت

اُسکو گرفتار کیا سنتا ہون عمرو کا شاگرد رشید ہی عمرو کا بازو ٹوٹ جائیگا مین نے وہ تدبیر کی ہی کہ صبح کو مسلمانون
مین تلوار چلیگی اور چند تصویرین ہین وہ تدبیر مین گڑھ رہا ہون مراد تو خاص یہ ہی کہ یہ قوم سب غارت ہو گیا
غضب کیا خداوند الطبیس کو مار اہتر زود رفت ایسا عیار یون حقیر ہو کر مارا گیا یہان بھی ہنگامہ پڑا ہی عمرو
ہان ہان کرتا ہوا افلاک کو اپنے ہمراہ لیچلا اور ساحرون نے قصد کیا افلاک نے کہا کیا ضرورت ہی مین اکیلا سمجھ لونگا
دوسری پتلی بول اٹھی ای افلاک کہان جاتے ہو بیکار دوڑے دوڑے پھرنا تم افسر اعلیٰ ہو ہم تمھارے نگہبان
ہین ہمارا دل دھڑکتا ہی عمرو تو صحن باغ مین دمبدم آتا ہی میان افلاک صاحب جلد آئیے وہان پتلی نے جو یہ کہا
افلاک کھٹکا بارہ دری سے کود کر یہ کہکے چلا کہ ہم سمجھ لینگے پتلی نے کئی بار منع کیا افلاک کھٹک تو ضرور گیا مگر
گنوار کے ساتھ چلا اب جو خواجہ باہر لیکر اسکو نکلے دیکھا تیور پر بل پڑے ہوے ہین ہر مرتبہ بنگاہ غور عمرو کو
دیکھتا ہی یہ بھی کہا کہ ٹھاکر صاحب تمنے بڑی مہربانی کی کہ رات کو یہانتک آئے عمرو نے کہا جلد چلیے ایسا نہو وہ
نکلجاے افلاک آگے بڑھا عمرو چلا سمجھتا ہی مین نکلجاؤن تیور اسکے دیکھکر پریشانی ہوئی دل مین خیال ہی کہ اسکے
دل مین شک پڑ گیا خدا خیر کرے افلاک نے دیکھا گنوار آگے بڑھا جاتا ہی پکار کر کہا ٹھاکر صاحب ٹھہر جاؤ ہم بھی تو
تمھارے ہی ساتھ چلتے ہین عمرو نے کہا گسیان مین آگے بڑھون ہن پڑے تو اُسکو پکڑ لون افلاک نے دیکھا یہ
نکلجائیگا ایک ماش کا دانہ پھینکا عمرو چھپٹ کے چلا تھا کہ منھ کے بھل گرا پکار کر آواز دی گسیان یہ کیا آپنے
مجھپر سحر کیون کیا افلاک نے کہا تمکو کنیز سامری نے منع کیا تھا دل مین میرے شک آگیا ہی مین تیرا امتحان
کرلون آزردہ نہونا یہ کہکے ایک دستک دی برق چمک کر گنوار پر گری رنگ و روغن اڑ گیا صورت اصلی ظاہر
ہوئی افلاک نے جھپٹکر دوڑا کہ او ساربان زادے مین نے پہچانا میرے سحر نے مجھکو خبر دی تھی تم ہی لوگون کے
خوف سے یہان اس باغ ویران مین آکر بیٹھا یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا یہ کہتا ہوا تلوار کھینچی ہوئی عمرو نے دیکھا کہ
موت قریب آگئی گھبرا کے طرف آسمان کے دیکھا عرض کی کہ ای معبود حقیقی میرے تیرے وعدہ ہو چکا ہی کہ جبتک
تین مرتبہ اُس بری چیز کا خیال نہ کرون نہ آئے مین نے تو ابھی تک ذہن مین خیال بھی نہین کیا پھر کیون ملک الموت
دکھلائی دیتا ہی ای معبود مہلت دے اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے عمرو ملک بلک کے دعا کر رہا ہی افلاک خنجر
پکڑے ہوے آتا ہی کہ قریب پہونچکر سر کاٹ لون اسکو مارا گویا حمزہ کو قتل کیا کہ پشت سے آواز آئی ای شہنشاہ
کیا کہنا مین بھی اسی جستجو مین نکلا تھا خداوند سالوس کی قدرت کے نثار ہون وہ کیا بیٹھے بیٹھے تقدیر گڑھتے ہین کہ
اپنی جگہ سے بیٹھے ہین بیٹھے بیٹھے فرمایا اڑ جعفری ساون آیا مجذوب کی بڑ کا مزہ کلام حماقت انجام قدرت سے
نکلتا ہی مین سمجھ گیا دشمن گرفتار ہوا میرے بھائی کو اسنے مارا ہی مین اسکو قتل کرون دل ٹھنڈا ہو مہتر زود رفت
ایسے تھے کہ اس ظالم نے انکو عاجز کر دیا آخر سنتا ہی کہ تشہیر کرایا افلاک نے پلٹ کر دیکھا تیز رفتار کمند انداز آتا ہی
عیار خداوند حیست و چالاک ہاتھون مین بیباک خنجر کھینچے ہوے افلاک خوش ہو گیا کہا ای شاطر قدرت حقیقت مین
خداوند کو ہر وقت خیال ہی کیا شوکت و جلال ہی دس کوس سے بیٹھے بیٹھے بتلا دیا انھین کے واسطے یہ بات ہی بھلا
مقدرات قدرت مین کون دخل دے سکتا ہی نہین معلوم فقیر کیا ڈالتا ہی کیا نکالتا ہی ای تیز رفتار کیا قصد ہے
تیز رفتار نے کہا ای شہریار آپ کے سحر کی دھوم ہی کیا اب بنایا اسطرف عیاران اسلام نہین جا سکتے اور تو سب
مہمل ہین مگر تم کامل و اکمل ہوا افلاک پھول گیا تیز رفتار نے کہا ایک ہاتھ اس ساربان زادے کا تو لگا کر
تڑپا کے راہی ملک عدم کرونگا نمک حرام اسکے زخمون پر چھڑکونگا یہ کہتا ہوا قریب آیا ہاتھون کو چاہا اور گردن پھیر اکہا

ای شہنشاہ ساحران قدرت بھی تمہاری تعریفین کرتے ہین آج صبح کو فرمایا کہ ساربان زادہ ہاتھ سے افلاک کے بڑا جائیگا
اور مسلمان تباہ ہو جائینگے وہی آگے آنکھون سے دیکھا آپ ہی کے ہاتھ سے ساربان زادے کی قضا ہی یہ کہکے الگ ہوا کہا
دیکھیے وہ ابر تیرۂ و تار اُٹھا خود خداوند تشریف لاتے ہین افلاک پلٹا جیسے ہی پلٹا تیز رفتار نقلی نے حلقے کمند کے گردن
مین ڈالدیے ارے کہکے افلاک پلٹا برق نے حباب مارا اور نعرہ کیا نعرۂ برق منم برق رفتار و خنجر گذار ٭ منم یکہ لیگین گران
بہ ہزار ہا پیٹ کر خنجر مارا افلاک کا شکم چاک قصہ پاک اندھیرا ہو گیا عمرو نے رہائی پائی ساحران افلاک دوڑے یہ جو آواز سنی
کشتی مرا نام سن افلاک جادو بولا عمرو نے کہا ای برق بھاگ برق افلاک کی انگوٹھیان اُتارنے لگا عمرو نے پائجامہ کھینچ لیا مگر
سمنکال جادو کہ افلاک کا مصاحب قدیم ہی بلکہ ندیم ہی اُسنے بڑھکر سحر کیا عمرو و برق دونون گرفتار ہوگئے زمین نے دونون
کے پانون تھام لیے سمنکال تلوار پکڑ کر اُٹھا کہا ارے ظالمو تمنے غضب کیا کل ماہتاب غروب ہوا آج افلاک پر آفت آئی
فلک نے گردش دکھائی اب تم دونون کو قتل کرونگا چاہتا ہی کہ عمرو و برق پر جا پڑے کہ پہلو سے آواز آئی او ساحر
کیا کرتا ہی خبردار قتل نہ کرنا دیکھ قدرت کیا تحریر فرماتے ہین کیا تو قدرت کو دو سمجھا ہی تمام عالم کے حال سے آگاہ ہین
پلٹ کر جو دیکھا ایک ساحر شیر سوار نہایت سیہ فام ایک کاغذ ہاتھ مین شیر دوڑاتا ہوا اسی جانب آتا ہی جسطرف
منھ پھیرنیکا ارادہ کرتا ہی گھونسا پڑا کہ شیر تھرا گیا رانون مین مسلا کہ پسلیان شیر کی ٹوٹنے لگی ہین اسی جانب آتا ہی
اور طرف منھ نہین پھیر سکتا ہی قریب سمنکال کے پہونچا کاغذ ہاتھ مین دیا شیر سے کودا شیر کی جان بچی طرف صحرا کے
بھاگا سمنکال نے سربمہر کاغذ کے مہر خداوندی پائی خط سنسکرت مین سن کٹے ہوے خوش ہو گیا کہ قدرت نے مجھکو
نامہ لکھا پلٹ کے پوچھا میان ساحر صاحب ہمنے تمکو کبھی دربار خداوندی مین نہین دیکھا ساحر نے کہا او گدھے تو
ہمکو کیا پہچانیگا ہم صحراے ہوسناک مین رہتے ہین مجھ ایسے ہزارون بندے جا بجا پرورش پاتے ہین ہم مددگار
خداوند کہلاتے ہین جب کوئی رنج و ملال ہوتا ہی ہم براے مدد آتے ہین قدرت کو آفتون سے بچاتے ہین اسوقت
انھون نے یہ نامہ لکھکر پھینکدیا فرشتون نے ہمارے صحرا مین پہونچا دیا صحرا یہان سے چالیس ہزار کوس پر ہی ایک
چشم زدن مین یہان پہونچے دیکھ پڑھ تو اسمین لکھا کیا ہی کچھ باتین راز خداوندی کی ہین تجھکو اب طرۂ پیغمبری ملیگا
غنچۂ آرزو کھلیگا سمنکال پھولا نہین سماتا بجا بجا کر رہا ہی جا بجا کاغذ کو کھولون دیکھا جلدی مین بند نہین کیا ایکطرف سے
تہ لگادی ہی جیسے ہی سمنکال نے تہ کو کھینچا کاغذ سے بیہوشی اُڑی پہلو سے نعرۂ قران ہوا

منم مہتر قران شیر زبانم ٭ بمیدان اژدر آتش فشانم
سریع السیر چون باد بہاری ٭ جہان سرسنگ در خنجر گذاری

بعدہ مارا سمنکال کا سر
پھٹ گیا سمنکال مرا برق و عمرو رہا ہوے ایک طرف کو بھاگے قران ایکطرف نکل گئے ملازمان افلاک و سمنکال
اُدھر نے سمنکال کی سنکر باغ سے دوڑے آئے دیکھا افسرون کے لاشے پڑے ہین یہان صاحبقران کنارے
پر لشکر کے کھڑے ہوے اُس ابر تیرۂ و تار کو دیکھ رہے ہین اپنے سردارون سے فرماتے ہین اس راہ تاریک سے
کیونکر گذر ہوگا نہین معلوم ہمارے یار وفادار پر کیا گذری سرداران نامی عرض کر رہے ہین ای شہریار حقیقت مین
خواجہ کو بڑے انتشارات ہین آٹھ پہر اسی فکر مین پھرتے ہین کہ ان دربندون کو مٹاؤن راستہ کھولون سالوس
سے سامنا پڑے یہ باتین تھین کہ خواجہ آکر پہونچے امیر کو سلام کیا سب کیفیت بیان کی امیر نے سجدۂ شکر پروردگار
کیا اور یہ بھی آنکھون سے دیکھا کہ ابر سیاہ غائب ہوا روشنی ظاہر ہوئی دیکھا کچھ روئی کے گالے زمین پر اڑتے پھرتے ہین
عمرو تو پھر تدبیر مین روانہ ہوا مگر ملازمان افلاک لاشہ افلاک کا ایک چارپائی کے اوپر ڈالکے روتے ہوے طرف شہر کے
چلے راہ مین ایک پہاڑ پر سیماب نے ایک بنگلہ بنوایا ہی یہ حاکم دربند ثانی ہی کہ کان مین رونے کی آواز آئی سر اُٹھا کر دیکھا

کچھ ساحر ایک لاشہ لیے چلے آتے ہین ہیباک نے اپنے ملازمون سے کہا کہ جاکر دریافت کرو یہ کسکا لاشہ ہی ملازم گئے اور پلٹ کے آئے عرض کی آپ کے بھائی صاحب افلاک جادو مارے گئے اُنکے ملازم لاشہ لیے ہوے خدمت خداوند مین جاتے ہین ہیباک پہاڑ پر سے اُترا بھائی کے لاشے کو رکھوایا ارتھی ہوائی پر سمن آئے لکڑیون کا انبار لگا یا ارتھی کو جلا کر خاک کر ڈالا غصے مین کہا یارو معلوم ہوتا ہی کہ ہم مین سے کوئی شریک مسلمانان ہوا آخر یہ راز کیونکر کھلا کسنے خبر دی ہمارے باغ مین کیونکر پہونچا مگر خیر سمجھا جائیگا یہ کہکر اپنے بنگلے پر آیا تیاری مین سحر کی مصروف ہوا اُسنے قلعہ سنگین پہاڑ مین بنوایا ہی کہ کوئی گذر نہ کر سکے کسکی مجال ہی کہ اُس قلعے سے گذر کر سکے سب دیوار و در قلعے کے سحر سے مملو مگر خواجہ صاحبقران اُس سے رخصت ہو کر ایک صحراے سبزہ زار مین آئے ایک نخل کے سایے مین بیٹھ گئے فی الحال یاد مین ملکہ یاسمن گلگون پوش کی یہ اشعار بہار یہ گانا شروع کیے

اشعار

کیے ہین ہوش بھی گم عشق مین گم کردہ راہی سے
یہان بلبل کی آنکھی ہی بگڑی جگلا ہی سے
شہادت حسرت دیدار کی دی میری آنکھون نے
کیا جو کام اُسنے ہین بڑا اقبال شاہی سے
لگانے ہو جب آنکھون مین تم اپنے پھیل جاتا ہی
کری بازو کی مچھلی کی نگہ ایک نگاہی سے
اِدھر بہکا کے دل لایا وہین تھی منزل مقصد
بہت سے شکوے کرنا تھا کسی کی کم نگاہی سے
چلے آتے ہین دل مین عرش پر بھی پہونچے ہین
بدل جاتے کہین عالم کشی عالم پناہی سے
نگاہ شوق بھی اپنی تڑپ دل کو دکھا دیتی
جھپکتی ہی ابھی آنکھ ابر رحمت کی سیاہی سے

وہ دن کو آینگے ثابت ہی خواب صبحگاہی سے
کہ بربادی سے منزل پوچھتا ہون گمرہاہی سے
دکھا دی خود نگر انگڑائی اُس مخمور نے لیکر
کیا قتل اُن نگہ نے دو گواہون کی گواہی سے
لڑائے یار کی چشم کرم کیونکر نگہ ہمسے
بنا ہی کیا یہ کاجل بخت عاشق کی سیاہی سے
کسی کو قتل کرکے آنکا بھولا ہین یہ کہتا ہی
بہت سی راہین پیدا ہو گئین گم کردہ راہی سے
بچھڑ ا یار کا نسب بند ہی باب اثر شاید
بتون نے پوچھلی ہی راہ محبوب الٰہی سے
ہمین منظور ہی اظہار کرنا دل کے چھالون کا
تماشا تھا جو باہم صید رہتے مرغ و ماہی سے
اجابت پاتون چھپائی ہی استقبال مین جسکے

اگر شاخ برگ آیا ہی فوارہ مین جو پہلی کو اہی سے
گدائی ہمسری کرتی ہی اپنی بادشاہی سے
دہن کا راز سنہین کھل گیا میر جماہی سے
فغان و آہ کے یہ حضرت عشق آپ تھے یاد
یہان آنکھون ہی خود بھی ہی جسم بگیا ہی
نہا کر تمنے دریا مین لگے کھلوا دیے لاکھون
جو مجرم ہی وہ تمھرے کام آسے کیا عذر خواہی سے
شب وصل ای فلک جل مارتے مین ہو گئی آخر
نہ سر گرانے جا سکتے تھے آہ صبحگاہی سے
خدا وہ بادشاہ حسن بن بیٹھے تو بہتر ہی
لکھینگے یار کو خط پھوٹنے والی سیاہی سے
چمک پیدا کرین ای ہیکشو داغ سیہ کاری
جلال اچھا تو ہی تم ہاتھ اُٹھاؤ اُس دعا ہی سے

خواجہ یہ اشعار گا رہے تھے ملکہ یاسمن گلگون پوش کی باتون مین رشتہ محبت جتارہے تھے علم موسیقی مین خواجہ عمرو ڈوبا ہوا ہی کہ ملکہ بھی اگر موجود ہوتین عمرو نے کہا ای ملکہ عالم مین نے اسوجہ سے آپکی خواہش کی آپکو تکلیف دی کہ بعنایت پروردگار گردش افلاک کو توڑا باغ ویران مین جاکر اُسکو بڑی بڑی آفتادین پڑین مگر انجام بخیر ہوا برق بھی پہونچا قران کا بھی بعدہ چلا بہر نوع وہ مارا گیا اب فرمائیے آگے کیا کیفیت ہی در بند ثانی پر جان فشانی کرنی اُنکی بھی گردن لون ملکہ نے کہا اب خبر مشہور ہوئی ہی کہ افلاک کے مرنے کی خبر تا بہ سالوس پہونچی اُسپر سر دربار حکم دیا کہ عمرو کو تلاش کرو صدہا جادوگر آپکی تلاش مین نکلا ہی تیز رفتار عیار بھی فکر مین نکلا ہی سب سے زیادہ مفہوم تیز رفتار خلیفہ تیز رفتار کا بہت جستجو مین ہی آج مین نے خبر پائی کہ مفہوم تیز رفتار ہفت در بند سے گذرا ہی انھین جنگلون مین میری ملاقات اُسنے کی یہ کیفیت ہی کہ مجھے آٹھ پہر آپکا خیال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی مین آپکو یہ تعویذ دیتی ہون جسوقت مجھسے ملاقات منظور ہو جس مقام پر اسکو آگ دکھائیے گا فوراً مجھکو خبر ہو جائیگی مین اُسیوقت موجود ہونگی یہ صحرا جو سامنے معلوم ہوتا ہی اسکے پائین پر کوہ رنگار رنگ ہی اُسپر ہیباک نے بنگلہ ڈالا ہی جیسون جادو جو سب کا حاکم ہی اُسکو بھی نامہ لکھ بھیجا ہی کہ افلاک مارا گیا ہماری تمھاری خبر کسی دغا باز نے عمرو سے کہدی سب ساحر

ہوشیار رہین سب سے زیادہ بیباک گھبرا رہا ہی بہت طریقے سے اپنے کو بچائیگا مجھکو اُسکے سامنے جانا ہے گا آیندہ در بند بہت سخت
ہین یہ کہتیر بھی ضرور شراکت کریگی اس بیباک نے راستہ روکنے کو قلعۂ سنگ بنایا ہی یہان سے کئی فرسنگ ہی کیا
مجال کہ بے مرے اُسکے طائر بھی گذر سکے. بخوبی عمرو کو سمجھا کر ملکہ یاسمن تو رخصت ہوئین خواجہ عمرو فکر مین بیباک
کی چلے جب صحرا کو طے کیا سامنے کوہ کے پہونچے دیکھا بالاے کوہ ایک ساحر مہیب الشکل عجیب تنہا بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی
جیسے ہی عمرو سایۂ نخلستان مین پہونچے طائر جو درختون پر بیٹھے تھے عمرو کو بنگاہ غور دیکھکر اپنے اپنے مقام سے اُٹھتے
مثل انسان کے آواز دی ای بیباک جادو دوڑو ساربان زادہ آگیا بیباک اپنے مقام سے اُٹھا خواجہ گلیم اوڑھکے
بھاگے طائر غل مچاتے پھرتے ہین ہر طرف یہی ہنگامہ ہی ساربان زادہ آیا طائر چیختے پھرتے ہین جب عمرو اُس صحرا سے
بھاگ کر ایک غار مین جا کر چھپا تب طائر چپ ہوے بیباک جو پہاڑ سے اُترا صحرا مین چہار جانب گولے مارتا پھرتا
ہی اگر کسی مسافر کو آتے جاتے دیکھا گولہ مار دیا یا برق چمکا دی مسافر بیچارہ مر کے گرا صدہا بیگناہونکو قتل کیا پھرتے
پھرتے سرحد سے نکلا طائر تو انھین درختون پر ہین جو درخت دامنۂ کوہ مین واقع ہین اب جو بیباک سرحد سے
نکل آیا کان مین رونے کی آواز آئی کوئی صدا دے رہا ہی یا سامری جمشید ملک الموت کو حکم دے اب مجھسے ایسی
کشاکش نہین اُٹھو سکیگی کیا سخت جان ہون کوئی شیر بھیڑیا بھی نہین آیا اسطرح کی آواز دردناک تھی کہ بیباک
بیتاب ہوگیا اُسی آواز پر چلا ایک نخلستان مین دیکھا کوئی عورت یا مرد پلنگ پوش اوڑھے ہوے بیخ نخل سے
لپٹا ہوا صدائے دردناک سے رو رہا ہی مگر صدا ایسی دلپر نشتر پڑتا ہی ہر کلمہ تیر دلدوز آواز مین سوز بیباک نے قریب
جاکے پلنگ پوش ہٹایا کہا ای گرفتار دام مصیبت ای آوارۂ دشت کربت و غربت کس مصیبت مین تو گرفتار ہی
جیسے ہی پلنگ پوش منھ سے ہٹا پلٹ کر اُسنے دیکھا ایک ماہرو خوشخو سمن بو خال ہندو چشم جادو سراپا خوب معشوق
مرغوب نازنینان کا اُبھار حسن پر بہار بیباک دیکھکر بیقرار ہوگیا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا یہ بھی دیکھا کہ کان بھی نچے ہوے
خون بہ رہا ہی ناک سے بھی قطرات خون بہ رہے ہین صاف ظاہر ہی کہ کسی نے بتے نوچ لیے چہرہ اُداس عالم یاس
دوپٹہ آب روان کا ٹکڑے ٹکڑے پاجامہ اطلس کا مگر خار خار خون سے کپڑے گلنار اُس نازنین نے منھ پھیر لیا
اور کہا کہ ای شخص اگر تجھسے ہو سکے تو ایک ہاتھ تلوار کا مار دے ہمین اس کشاکش سے چھڑا دے آج تیسرا دن ہی
کہ اس صحرا مین ماری ماری پھرتی ہون کوئی شیر بھیڑیا بھی نہ آیا کہ مجھکو کھا جاتا ای شخص تو کون نرم دل ہی کہ جو مجھسے
حال پوچھتا ہی مین اپنا کیا حال کہون شعر مین کیا بتاؤن تجھے کون خستہ تن ہون مین * غریب و بیکس و بے یار و بے وطن
ہون مین * دیگر * بلبل چمن نہ گل نو رسیدہ ہون * اس موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون شعر چہ گویم از سر و سامان
خود عمریست چون کاکل * سیہ بختم پریشان روزگارم خانہ بر دوشم * مین خورشید بازرگان کی بیٹی ہون میرا
شوہر نامرد مجھکو بیاہ کر لیچلا تھا یہان اگر قزاقون نے گھیرا شوہر نامرد پہلے ہی بھاگ گیا مجھے ہر قزاق نے
گھیر ا زیور سارا چھین لیا یہ کہکر ہاتھ دکھلائے کلائیان بلور سی نیلی ہو رہی ہین صاف ثابت ہوتا ہی کہ کسی سنگدل
نے ہاتھ مروڑ کے کڑے اُتارے ہین ناک سے نتھ نوچی ہی کان سے بجلیان بالیان ایسے ظالم پر بجلی گرے یہ حال پر ملال
دیکھکر بیباک کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا ای شہنشاہ ملک خوبی وای آفتاب عالمتاب فلک محبوبی میرے ساتھ
پہاڑ پر چلو سختی نہ گذرے گی آنکھون سے خدمت کرونگا زخمون مین پٹیان چڑھاؤنگا نازنین نے کہا ای شخص تو مجھ
ایسی بستر قدمی کو اپنے مقام خاص پر نہ لیجا شوہر کے ساتھ شادی ہوئی گھر تک نہ لیجا سکا جدائی ہوئی اب
نہین معلوم آپ کے واسطے کیا ہو بڑا احسان یہ ہی کہ ایک ہاتھ لگا دیجیے مین کشاکش سے چھوٹ جاؤن یہ بڑا احسان

ہوگا اب کشاکش نہین اُٹھائی جاتی تین دن اسی صحراے ہول خیز وحشت انگیز مین گذرے نہ مونس نہ غمخوار مجبور ولاچار موت بھی اپنے قابو مین نہین ہی اب تو یہ کیفیت ہی

نظم

گرچہ گردیدست پابر آبلہ / میگزرم ہمچنان از دست دل
دل مرا چون دشمنان از پا فگن / الغیاث ای دوستان از دست دل
گشتہ ام در دیدۂ مردم سبک / زیست بر من شد گران از دست دل
اشک درہم خنہا افگندہ ست / در زمین و آسمان از دست دل
دل بگیر از دست من کافتادہ ام / در عذاب جاودان از دست دل
دل بفریاد و فغان از دست تو / من بفریاد و فغان از دست دل
میکند ہر لحظہ تکلیف قفس / میگذارم آشیان از دست دل
میرسانم گوشۂ اسمنے ہم / گر مرا بودی امان از دست دل
رنگ عشق ست آنکہ گردیدست زاغ / دل ز دست جان و جان از دست دل
دل پئے ابرو کمان ورفت جان / تیر غم را شد نشان از دست دل

سیروم بہر سود وان از دست دل / ہو کنان پویان کنان از دست دل
ہا پچو اشکم نیست دست اختیار / گشتہ ام مطلق عنان از دست دل
میخورد دل خون من زان میکشیم / نالہ ہاے خون چکان از دست دل
تا بہ زانو پاے در گل ماندہ ام / سر بسر کوے بتان از دست دل
دل گرفتہ رفتہ بودم از درت / آدم اکنون بجان از دست دل
گفت از دست کہ مینالی چنین / ای شفیق و مہربان از دست دل
عرض دارم دوستان از شنبو ید / داستان در داستان از دست دل
در سر سوداے زلفش نقد جان / میگذارم آشیان از دست دل
باز ابر دیش کشیدم ناتوان / پشت طاقت من کمان از دست دل
میروم منزل بمنزل در رہش / چون جرس زاری کنان از دست دل
واقف از حالم چو شد گفت او بخدا / ای مسلمانان فغان از دست دل

اسطرح سے یہ اشعار پڑھے کہ بیباک بلاک. گیا کہا بس اپنی باتون سے میرا دل ٹکڑے ہوتا ہی گذری ہوئی باتون کا ذکر کرنا اپنے چاہنے والے کا دل دکھانا کیا ضرور ہی اب تو قلب ناصبور ہی بیباک جادو تو یہ چاہتا ہی کہ اپنے مقام پر لیجاؤن وہ مقام بستہ ٹھہری نازنین نے پیر پھیلا دیے کہا صاحب مجھسے اُٹھا نہین جاتا کیونکر اپنا ذکر نہ کرون جدائی مین عزیز و اقارب کے خنجر دل پر چل رہے ہین ہر استخوان بدن سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین اگر مہربانی فرماتے ہو تو ذرا بیٹھ جاؤ درد دل زار تو سن لو ہم تو نوبت بجان و کارد بہ استخوان ہین ہوش و حواس درست نہین ہین بات کا کرنا ناگوار ہی مگر اسوقت تمھاری مہر و وفا نے لطف دکھایا ہی یہی دل چاہتا ہی کہ تمسے باتین کرین یہ کہکے دونون ہاتھ گورے گورے اُٹھائے کنگنا کے کہا کہ کیون او موے مونڈی کاٹے تونے جادو کی بھری ہوئی نگاہون سے سحر کردیا ہی چاہتا ہی کہ تیرے گلے مین اپنے دونون ہاتھ ڈالدون تجھکو ذبح کرون تیری بوٹیان کاٹون مین نے آجتک ایسا سحر بیان مرد وانہ دیکھا تھا باتون مین رام کرلیا اور کسی بات کی مجھسے امید نہ رکھنا وہ بصورت غنچۂ گل ہی مجھسے تیرا بار نہ اُٹھیگا اسطرح جو محبت آمیز باتین اُس نازنین نے کین اب تک تو بیباک جادو کھٹک رہا تھا مگر اب بیٹھ گیا گھُل مل کے باتین کرنے لگا یہ بھی اسکے دل کو یقین ہوا کہ مجھپر مائل ہوگئی ہی تیغ ابرو کی گھائل ہوگئی ہی بیٹھتے ہی چاہا تھا گلے مین ہاتھ ڈالدون لپٹ جاؤن اُس نازنین مہر تمکین نے ہاتھ جھٹک دیا کہا کہ یہ گنوارپن مجھکو اچھا نہین معلوم ہوتا یہ کہکر اپنا پلنگ پوش اوڑھ لیا بیباک جادو بنگاہ غور دیکھنے لگا صاف معلوم ہوا کہ کوئی شئی منھ سے لگا کے پی گئی منھ کو پونچھ کے چہرے کو کھولدیا بیباک جادو نے کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان یہ تمھاری بغلمین کیا چیز ہی اُسنے مسکرا کے جواب دیا کہ شیشۂ می ہی اسی نے تین دن سے میری جان بچائی ہی اُن نگوڑے جلادون نے کان نوچے ہتے تیغ کے اُتار لیے زخمون مین درد ہوتا تھا مین نے خیمے سے بھاگتے وقت درج جواہر پر نظر نہ کی مگر ایک گلابی شراب کی اُٹھالی اُسی نے میری جان بچالی جسوقت درد زیادہ ہوتا ہی ایک چلو پی لیتی ہون درد مین ذرا راحت ہوجاتی ہی تین دن سے اسطرح

بسر کر رہی ہون شراب پی پی کر دن رات کاٹے تمھارے تیور مجھکو بد معلوم ہوتے ہین مین اور بات نہ مانونگی اگر
مجھکو اپنے مقام پر بھی لیچلو اپنی خالہ بہن بنا کر رکھو مین بہ محبت تمھاری پرورش کرونگی سر سہلاؤنگی پیچا کھاؤنگی
بیباک ہنستا جاتا ہی کہتا ہی ای جان جہان و آرام دل مشتاقان جو کہوگی مین قبول کرونگا نازنین نے مسکرا کے
کہا مین دکھادونگی مزہ اسکا چکھا دونگی بیباک نے کہا مین سب طرح حاضر ہون مگر مین تو دیکھون اب گلابی
مین کتنی شراب ہی مین قرابہ حاضر کرونگا نازنین نے مسکرا کے کہا مین دکھا دونگی پینے کا نام نہ لینا یہ کہکے
بغل سے گلابی نکالی بیباک جادو نے دیکھا بہت ہی قلیل شراب ہی بیباک جادو نے کہا صاحب
ہم اسکا مزہ چکھین دیکھین شراب تمھاری کیسی ہی نازنین نے کہا مین نے پہلے ہی کہدیا تھا تمنے شراب کے
دیکھتے ہی پاؤن پھیلائے بیباک جادو نے کہا مین تو قرابہ حاضر کرنیکو کہتا ہون بلکہ بہاڑ پر چلو
بارہ دری مین چلکر بیٹھو شراب کے پتلے کے پتلے رکھے ہوے ہین اسباب عیش و نشاط حاضر ہی مین
اکیلا ایسے مقام پر رہتا ہون کہ کوئی کنیز وغیرہ بھی نہین ہی مکان بالکل خالی ہین ہم تم بیٹھکر خوب مزے
کرین یہ کہکے اُٹھنے لگا نازنین نے دیکھا شکار ہاتھ سے جاتا ہی دامن پکڑ لیا کہا لے تیری خوشی مجھکو دل اور
جان سے منظور رہی تیری باتون کے کرنے سے دل کو سرور ہی لے شراب پی لے مگر مجھکو نہ ستانا چند
قطرے پیکر نہ بلبلانا اُسنے منھ کھول دیا نازنین نے وہ گلابی اُنڈیل دی اور شیشہ ہاتھ سے پٹک کے
رونے لگی کہا تمنے تو بھاڑ سا منھ کھولدیا ساری شراب پی گئے بیباک جادو کو شراب پیتے ہی یہ معلوم ہوا
کہ سلاخ آہن کلیجے مین اتر گئی گھبرا کے کہا صاحب اس شراب مین کیا تھا کوئی مجھکو آسمان لیے جاتا ہی کلیجہ
پیرا منھ کو آتا ہی نازنین نے کہا صاحب نئی شراب پیکر اب یہ باتین بناتے ہو اُٹھکر ٹہلو نشہ اُتر جائے قلب
تسکین پائے بیباک جادو اُٹھا گھبرا کے ٹہلنے لگا بیہوشی اپنا کام کرچکی تھی لڑکھڑا کے گرا اُس نازنین نے
نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ ضمری نامدار نعرۂ عمرو

عمرم کہ کلہ از سر قیصر ببرم
تیغ و سپر و سبو و ساغر بہ برم
رنگ از رخ بہتنک بد اختر بہ برم
در محفل سروران چو گردم ساقی

عمرو نے خنجر مارا سر بیباک جادو کا جدا ہوا اسکا مرنا قیامت برپا
ہوئی پہاڑ سے سنگ گرا طائر فریاد کرکے درختون سے اُڑے درخت جل جل کے گرنے لگے قلعہ سنگین
کی عمارتین منہدم ہوئین آسمان سے آگ برسی قضائے کار بیباک کا تیسرا بھائی سفاک جادو
پہلوے قلعہ سنگین مین ایک نخل سایہ دار ہی وہان اسنے یہ شعبدہ بنایا ہی کہ دو صحرائے خون دونون گرس
اور لالہ زار کے سحر سے آراستہ کردیے ہین کہ جو اسطرف آئیگا نرگس نگاہ ڈالیگی لالہ زار سے خون برسیگا
آخر مین گرفتار ہوگا سفاک جادو اپنے مقام پر بیٹھا ہی کہ اسنے یہ آفت دیکھی کہ قلعہ سنگین اپنے مقام
سے گرا صد ہا طائر آوازین دے رہے ہین ہائے بیباک جادو ہائے بیباک جادو ارے غضب
کیا ہمارے افسر کو مار ڈالا سفاک جادو گھبرا کے اپنے مقام سے اُٹھا بازو و پر سحر کیا پر و پرواز پیدا
ہوے اُڑتا ہوا بلند ہوا دور سے دیکھا سنگ بیباک جادو کا گرا پہاڑ ہل رہا ہی پتھر سر ٹکرا رہے ہین
طائران صحرا غل مچا رہے ہین بد حواس ہوگیا سمجھا کہ بیباک کو کسی نے مارا یہ سب چیزین اُسکے سحر کی
مٹ رہی ہین یہی اُسکے مرنے کی علامت ہی دیکھتا ہوا چلا آتا ہی سایہ نخلستان مین دیکھا لاشہ بیباک
کا پڑا تڑپ رہا ہی ایک شخص دُبلا پتلا تا نتیا بیباک کے کپڑے اُتار رہا ہی سفاک جادو تصویر تو عمرو

ای دیکھ چکا ہی سمجھا کہ ساربان زادے نے میرے بھائی کو مارا وہین سے نعرہ کیا باش او ساربان زادے
اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگا خواجہ نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک ساحر مہیب بشکل عجیب سر پیٹتا ہوا
چلا آتا ہی چاہا گلیم اوڑھکر نکل جاؤن مگر سفاک نے سحر کیا کہ خواجہ عمرو فوراً لڑکھڑا کے منہ کے بھل گر پڑا
مثل مرغ بسمل کے پھڑکنے لگا سفاک جادو تیغ کھینچے ہوئے آپڑا لاشہ جو اپنے بھائی کا خاک و خون مین
غلطان دیکھا بیقرار ہوگیا پکارتا تھا کہ ای بھائی سفاک اُٹھو مین نے تمھارے قاتل کو پکڑا اپنے ہاتھ سے
قتل کرو ہاے تم ایسا بھائی کہان سے پاؤنگا میری تمھاری محبت کے جا بجا چرچے ہوتے تھے دیکھنے والے
کہتے تھے یہ دونون بھائی سفاک و مہیاک جادو لیلی مجنون ہین آج تمھارا ساتھ چھوٹا فلک نے مجھکو یون
لوٹا عمرو حیران حیران دیکھ رہا ہی کبھی دل سے کہتا ہی کہ یہ اب رونے پیٹنے سے فراغت پائیگا میرے قتل کی
فکر کریگا طرف آسمان کے دیکھ رہا ہی کبھی عرض کرتا ہی ای معبود حقیقی اس ظالم کے ہاتھ سے بچانا سفاک جادو
طرف خواجہ عمرو کے پلٹا کہا او ساربان زادے تو نے ایسے جوان رعنا کو مارا قلعے کا چراغ گل ہوگیا اب
مین تجھکو کس عذاب سے قتل کرون یہ کہکے تلوار کو سنگ چٹانے لگا اُسوقت عمرو کی بیقراری گریہ و زاری
پکار رہا ہی ای معبود بچالے لطف سے

خداست مالک افلاک و واقف اسرار
میان میکدہ و دیر و مسجد و محراب
کسیکہ سائل درگاہ ایزدی باشد
کہ ہست ہستی از اینان چو نقش بر آب
ز جسم نازک انسان برند جان حزین
نشاند ہر کہ نجاست ز دل چشم پر آب
برفت عمر جوانی ز دست ما ہندی

ز کار بستہ کشاید خدا ز ہر سو باب
خداست کاشف اسرار و فاتح ابواب
خدا ز خاک بر آورد جوہر انسان
جناب حضرت حق آورد رخ از ہر باب
نہ رفت آنکہ بدنیا گذاشت نام نکو
کشند از ین گل رعنا دم اخیر گلاب
رود بساحل اُمید مشکل است اخیر
ستادہ ایم برای دو روز پا بہ رکاب

کہ ہست خالق اکبر مسبب الاسباب
کنند پیش خدا سجدہ بندگان خدا
خدا ز آب برون کرد گوہر نایاب
چرا بنقش و نگار جہان شود مغرور
نہ مرد آنکہ ازو باقی است نیک خطاب
رود بخاک ز آلایش زمانہ پاک
فتد چو کشتی عمر عزیز در گرداب

صفت پروردگار خلاق لیل و نہار
کر رہا ہی کبھی بلکتا ہی کبھی تڑپتا ہی قضاے کار ملکہ یاسمن گلگون پوش اپنے باغ مین ٹہل رہی ہی مگر بدحواس
دل اُداس کنیزین ہر مرتبہ عرض کرتی ہین واری آپ کو بہت پریشان پاتے ہین خیر خواہان دولت
حضور کا یہ حال پر ملال دیکھکر گھبراتے ہین ملکہ یاسمن گلگون پوش کچھ جواب نہین دیتی ہین کہ ایک
کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی واری مین باہر گئی تھی مین نے عجب قیامت برپا دیکھی وہ قلعہ جو پتھر کا
بنا تھا وہ خود بخود گر پڑا اُدھر جنگل مین آگ جل رہی ہی کچھ طائران ہوائی غل مچاتے تھے یہ بھی آواز میرے
کان مین آئی کشتی مرا نام من مہیاک جادو بود پھر مین نے ایک ساحر کو دیکھا سر پیٹتا ہوا دوڑا جاتا ہی اُسکی
زبان پر یہ کلمہ جاری تھا کہ ہاے میرے بھائی کو کسنے مارا بڑے غصہ مین تھا کیون حضور یہ کیا معرکہ
گذرا یہ سُنکر ملکہ گھبرا گئین کہا مین دریافت کرنے جاتی ہون یہ کہکے ملکہ یاسمن گلگون پوش مثل ستارۂ سحری
کے آسمان پر چمکی دیکھا حقیقت مین پہاڑ پر سے جنگل گر پڑا پہاڑ ٹکرا رہا ہی قلعہ سنگین بھی اُڑ گیا تمام صحرا مین اُٹ
سناٹا سا پڑا ہی دیکھتی بھالتی اُس مقام پر پہونچی اب یہ معرکہ دیکھا کہ عمرو تو پڑا زمین پر لوٹ رہا ہی
سفاک جادو تلوار کو سنگ چٹا کر ہاتھ رگڑکر بار بار دیکھتا ہوا کلمات سخت و سُست زبان پر جاری
او ساربان زادے تیری بوٹیان کاٹ کر کھا جاؤن ایسے شیر جوان کے مرجانے کے بعد کیونکر اپنے دل کو

لستیکین دون عمرو کا ہاتھ جوڑنا کبھی یہ کہنا ای سفاک تم ایسا ساحر میری نگاہ سے نہین گذرا مین نے تمھارے بھائی
بیباک جادو کو نہین مارا میرا شاگرد برق فرنگی آگے اِسکو مار گیا مین نے لاشہ پڑا دیکھا چونکہ محتاج ہون
کپڑے اُتار لیے اس خطا پر جو آپ کے مزاج مین آئے وہ مجھکو سزا دیجیے وہ لباس حاضر ہی مجھسے لے لیجیے بلکہ مجھکو
ملازم رکھ لیجیے مین سب ساحرون کو عیاری کر کے مارون آپ کو خداوند سفاک بناؤن آپ کیا خوب خدائی
کیجیے گا مجھ ایسا مشیر آپ ایسا خداوند صاحب تقدیر سفاک جادو کہتا ہی ارے او ظالم ساربان زادے
تین روپے کے پیادے تیری باتین مجھکو زہر معلوم ہوتی ہین توبہ کرنیکی جگہ ہی کہ خداوند سالوس تو چولہ
بدلین اور رہین اُنکے مقام پر ہم خدائی کرون عمرو نے عرض کی ای شہنشاہ ساحران اور ملک مین تشریف
لے چلیے جہان آپکو منظور ہو وہان آپکی خدائی چمکا دون مین مشیر قدرت بنون کیا لطف سے انتظام ہو میرا
کام ہو آپکا نام ہو سفاک جادو کہتا ہی او ساربان زادے کیون باتون مین دھوکھا دیتا ہی یاسمن نے
دیکھا کہ سفاک جادو عمرو کو قتل کیا چاہتا ہی عمرو کی بیتابی بیقراری سے ملکہ یاسمن گلگون پوش کا دل ہل گیا
چھوٹی سی ہاتھ والا کارد سحر نکالی اپنے خون سے اُسکو رنگین کیا اسم سحر پڑھ کے کارد کھینچ ماری نعرہ بھی کیا انم ملکہ
یاسمن گلگون پوش سینے پر جو اُس ساحر کے کارد آگے پڑی پشت سے گذر کر پار گذری سفاک جادو اُٹھا اور
گرا سنگباری برف باری ہونے لگی جو مقام اِسنے بنائے تھے وہ سب مقام منہدم ہونے لگے عجائب و غرائب
جلکر خاک ہوے عمرو اُٹھا ملکہ نے آگے کہا خواجہ عمرو یہ کیا غضب ہوا خدا نے بڑا فضل کیا کہ مین نے کنیز کی زبانی
سُنا کہ بعد مرنے بیباک جادو کے سفاک جادو بقہر و غضب تمام گیا ہی شکر ہی کہ مین وقت پر پہونچی عمرو نے
کہا ای ملکۂ عالم حقیقت مین عجب وقت پر تمنے آکے مدد کی اگر دس منٹ تم اور نہ آتین تو ہمکو زندہ نہ پاتین مگر
جوش محبت مین عمرو ہاتھ ملکہ کے چومنے لگا ملکہ نے سر جھکا لیا کہا خواجہ بہت سمجھکے جانا چونکہ دربند عجب مقام ہی
وہان کے حاکم کا مسواک جادو نام ہی بڑا منہ زور ہی سحر و ساحری مین شہرۂ آفاق ہی خواجہ وہان بہت سمجھکے
جانا مجھے ہر وقت تمھارا خیال رہتا ہی یہ بھی آپکو یاد رہے کہ مسواک جادو مدت سے میرے نام پر مرتا ہی ایک دن
سامنے خداوند کے باپ سے میرے اُسنے کہا تھا کہ یاسمن گلگون پوش کو میرے ساتھ منسوب کیجیے باپ نے
میرے جواب سخت دیا خداوند نے بھی منع کیا کہ ای مسواک تو آگاہ ہی کہ بڑے بڑے شاہون نے پیغام
دیے مگر جیحون جادو نے قبول نہین کیا تو کیا سمجھکے ایسی بات منہ سے نکالتا ہی اُسدن سے وہ مایوس ہوا
مگر مخفی پیروی کیا کرتا ہی کنیزون کو میری ہزار ہا روپے دیے یہ کسی کنیز کی مجال نہ تھی کہ مجھسے کہ سکے وقت پر
مین بھی آؤنگی یہ کہکر ملکہ رخصت ہوئین مگر اب احوال دربار خداوند سالوس کا عرض کیا جاتا ہی کہ یہ بیچیا
مطمئن ہو کر بیٹھا کہ جیحون جادو نے کیا دریا دلی دکھائی کہ ساتھ دربند بنائے اب تو مسلمانون کے آنیکا
راستہ موقوف ہوا ساربان زادہ بھی نہ آسکیگا تیز رفتار عیار بھی دربار مین خوش بیٹھا ہوا ہی یہی کہ رہا ہی کہ
یا خداوند اب تو اطمینان سے برس چھ مہینے آرام فرمائیے جسدن حکم ہوگا اُسی دن ساربان زادے کو مین
جاکے پکڑ لاؤنگا یہ ذکر تھا کہ اوّل افلاک جادو کے مرنیکی خبر آئی کہ افلاک جادو مارا گیا سالوس
نے کہا ای تیز رفتار افلاک جادو کے مرنیکی خبر کسنے سنائی افلاک جادو تک ساربان زادہ کیونکر پہونچا
سب نے متفق ہو کے یہی کہا کہ کوئی ہم مین کا شریک ہو گیا ہی اُسنے ساربان زادے سے سب حال
بیان کیا ہوگا جب تو افلاک جادو مارا گیا دوسرے دن خبر پہونچی کہ بیباک جادو و سفاک جادو

دونون قتل ہوئے مسواک جادو نے عرض کی یا خداوند مین بھائی ہمارے مارے گئے اب مین تدبیر کرتا ہون مین نے دیوار آہنی تیار کرکے راستہ بند کیا ہی ایک ابر سیاہ بھی آسمان پر آراستہ کر دیا ہی اگر سامری جمشید قصد کرین وہ بھی ادھر نہ آسکین مگر یہ بھی غلام کو معلوم ہوتا ہی کہ ساحر زبردست ضرور کوئی ساربان زادے کے ہمراہ ہی بعد مرنے بیباک جادو کے سفاک جادو خبر سنکر پہونچا کسی ساحر یا ساحرہ نے اسکو مارا ورنہ اُسنے ساربان زادے کو پکڑ لیا تھا مگر آسمان سے آگ برسی کار دستخر نے اُسے ہلاک کیا اِسکی جستجو کیجیے کہ کون صاحب درپے آزار ہین سالوس کے ہوش اُڑ گئے کہا کیون تیز رفتار ہین تقدیرین تیز کرتا ہون کون تدبیر کرکے مٹا دیتا ہی جو تقدیر کرتا ہون وہ مٹجاتی ہی تیز رفتار نے عرض کی یا خداوند مفہوم جادو اپنے خلیفہ کو مین نے روانہ کیا ہی وہ اسی جستجو مین ہی ایک ساحرہ کو اُسکے ساتھ کیجیے قتیل جادو کہ قرابت دار سالوس ہی یہ کہنے اٹھی کہ مفہوم جس مقام پر کہیگا یا قصد بھی کریگا وہان پہونچونگی اب مین اسی فکر مین رہونگی کہ مسواک جادو کو بچاؤن حقیقت مین بُرا سامان کیا ہی میرے نوکر نے مجھکو خبر دی کہ اُسنے دیوار آہن بنا کر سد باب کیا قتیل جادو عرض کرتی ہی کہ اب مین مسواک جادو ہی کی فکر کرونگی تین بھائیون کو مار چکا اب مسواک جادو کا بھی رشتۂ حیات باقی نہ رہیگا مسواک جادو پر بھی عمرو کا دانت ہی مفہوم جادو و قتیل جادو دونون اس فکر مین نکلتے ہین کہ انکا ذکر وقت پر کیا جائیگا مگر خواجہ عمرو خدمت امیر عالیشان حمزۂ صاحبقران زمان مین جو آئے دیکھا لشکر مین ہنگامہ ہی سرداران نامی جابجا تڑپ رہے ہین عمرو نے پوچھا خیر تو ہی یارو یہ کیا معرکہ ہی ابوالفتح سے ملاقات ہوئی ابوالفتح نے عرض کی ماموں جان آپ کہان تھے یہان تو قیامت برپا ہو گئی آپکی صورت بنکر آسیب جادو آیا اور صاحبقران زمان کو کہ وہ تو آپ کے مشتاق تھے گھل مل کے باتین کرنے لگے وہ صاحبقران زمان کو باتین کرتا ہوا باہر لایا فقرہ دیا کہ اسم اعظم پڑھیے امیر نے اسم اعظم پڑھا جھولی مین اُسکی اک طائر تھا اُسنے طائر کو چھوڑا طائر نے گرد صاحبقران زمان کے چرخ مارا اسطرح ہوا ہنگ نکل گیا مقبل بھی تیر و کمان لیکر دوڑا مگر وہ قندیل فلک ہو چکا تھا تیر نے بھی خطا کی مین دور تک اُسکے تعاقب مین پہونچا مگر نہین معلوم وہ کہان گیا صاحبقران زمان خاموش بارگاہ مین جلوہ فرما ہین عمرو نے کہا ای ابوالفتح یہ بڑا غضب ہوا مین نے جاکے افلاک جادو حاکم دربند اول کو اور بیباک جادو حاکم دربند دوم کو اور سفاک جادو حاکم دربند سوم کو مارا اب قصد ہوا تھا کہ صاحبقران زمان کو ساتھ لیکر فکر مین مسواک جادو حاکم دربند چہارم کی جاؤن یہ اسم اعظم پڑھکر آگے بڑھینگے چوتھے دربند کو یون مٹا دینگے اب دو فکرین واجب و لازم ہوئین مسواک جادو کی بھی فکر کرون اور آسیب جادو کو بھی ڈھونڈھون ابوالفتح نے کہا ماموں جان مین بھی فکر مین آسیب جادو کی جاتا ہون عمرو اندر بارگاہ کے آیا صاحبقران زمان کو سلام کیا صاحبقران نے فرمایا خواجہ تمنے سنا اسم اعظم پھر بند ہو گیا اُسنے میرے بھی گرفتار کرنیکا ارادہ کیا تھا مگر مین نے نعرہ کیا وہ نکل گیا اب تم بتلاؤ کہ تمنے کیا کیا عمرو نے تمام کیفیت بیان کی کہا حضور اب یہ دوسری فکر لاحق ہوئی کہ آسیب جادو کو ڈھونڈھون براے قتل مسواک جادو جاتا ہون صاحبقران نے فرمایا خواجہ عمرو تمنے یہ بھی خبر سنی ہی کہ جب سے یہ ساحر ارہنگئے ہین تب سے تو سالوس نے کئی سو ساحر تمھاری فکر مین بھیجے ہین جابجا ساحر ڈھونڈھتے پھرتے ہین اور جیحون جادو بے آبرو کہ نہایت ساحر زبردست ہی اسی کی صلاح سے دربند بنے ہین اُسکا یہ ارادہ ہی کہ پہلے تلاش کرکے

عمرو کو مارون زبانی تمھارے شاگردون کے معلوم ہوا کہ جیحون جادو کئی مرتبہ لشکر مین بھی آچکا ہی ایک ایک سے
پوچھتا تھا ساربان زادہ کہان ہی کسی نے کچھ نہین بتلایا اب تم دو چار روز میرے پاس رہو بعد اس تہلکے کے پھر تمکو
اختیار ہی عمرو نے کہا ای آقاے نامدار اب تساہل بیکار ہی یا تو ان چارون دربندو نیز میری جان جائیگی یا انشاءاللہ
ان سب کو مارونگا یہ کہکر کان مین امیر عالیشان حمزۂ صاحبقران زمان کے منھ لگادیا عرض کی ای شہریار دختر
جیحون جادو کہ وزیر سالوس بداختر ہی ملکہ یاسمن گلگون پوش جان و دل سے پیروی کر رہی ہی یہ مقدمہ ملحوظ
ناظرین والا مقام رہے کہ خواجہ عمرو نے حال ملکہ یاسمن گلگون پوش کا کہا کہ شاید وقتاً فوقتاً مین کہین گرفتار
ہو جاؤن اور وہ صاحبقران کو خبر پہونچائے صاحبقران زمان نہ سمجھین کہ یہ خبر دینے والا کون ہی دوسرے
یہ کہ بارگاہ سلیمانی صاحبقران لشکر ظفر اثر مین چھوڑ آئے ہین یہان بارگاہ حشتامی استادہ ہی بارگاہ سلیمانی
کے واسطے یہ فخر ہی کہ ساحر نہین آسکتا طائر بنکر قبے پر نہین بیٹھ سکتا عیار سراپچہ نہین چاک کر سکتا بارگاہ حشتامی
مین یہ باتین نہین ہین صاحبقران زمان بارگاہ حشتامی مین جلوہ فرما ہین عمرو سرگوشی کر رہا ہی کہ ابوالفتح نے
عرض کی کہ ایک طائر ہفت رنگ قبۂ بارگاہ حشتامی پر بیٹھا ہی مین جو ادھر سے نکلا منقار مین طائر کی یہ پرچہ
کاغذ کا تھا یہ کہکر اسنے پرچہ کاغذ کا پھینکا کہ ای شخص اگر تو عمرو کا دوست ہی تو یہ پرچہ عمرو کو پڑھوا دینا یہ کہکر
وہ طائر اڑ کے چلا گیا پرچہ مین اٹھا لایا عمرو نے کہا وہ نازنین مہ جبین ملکہ یاسمن گلگون پوش ہوگی پرچے
کو جو کھولکر دیکھا حقیقت مین طرف سے ملکہ یاسمن گلگون پوش کے تحریر تھا ای شہنشاہ اقلیم عیاری ای ہژبر
دشت طراری دربار مین خداوند سالوس کے ہر ایک کی زبان پر یہی کلمہ جاری ہی کہ کوئی ہم مین سے شریک مسلمانان
ہوا بہت سے ساحر تمھاری اور میری تلاش مین نکلے ہین خبردار خبردار فکر مین مسواک جادو کی نہ جانا
اور آسیب جادو نے اسم اعظم جو بند کیا ہی فلان جانب جو صحراے خارستان ہی وہان اسنے ایک تالاب
بنایا ہی اسی کے اندر چھپ کے بیٹھا ہی ابھی وہان بھی جانیکا ارادہ نہ کرنا مجھسے ملاقات کے بعد آپ کو اختیار ہی
مگر مسواک جادو کے مرحلے پر بہت بڑا سامان مہیا ہی عمرو نے وہ پرچہ پڑھکر صاحبقران زمان کو سنایا
صاحبقران نے فرمایا مین بھی یہی فہمائش کرتا ہون کہ اب دو چار روز چپ ہو کر بیٹھو عمرو نے کہا مین آج ہی
مقام پر مسواک جادو کے جاؤنگا آپکا اقبال یاور ہی اور طالع مددگار ہی تو اسکا سر لاتا ہون یہ کہکر عمرو اٹھا
خود صاحبقران زمان نے روکا عمرو نے نہ مانا باہر نکل آیا کہ سامنے سے برق فرنگی تڑپتا ہوا آیا کہا استاد
مسواک جادو نے آج جلسہ آراستہ کیا ہی رقص کرنیوالے گانے والے شعرا کاملین چلے آتے ہین مین نے اسکی
زبان سے سنا تھا کہ وہ کہتا تھا مین بھائی میرے مارے گئے اس جشن کے بعد مین تلاش مین خواجہ عمرو کی
نکلونگا ایک دن مین ڈھونڈھ کے لے آؤنگا بھائیون کے خون کا بدلہ لونگا مین جا کر عیاری کرتا ہون آپ
بارگاہ حشتامی سے نہ نکلیے گا خدمت مین صاحبقران کی تشریف رکھیے عمرو نے کہا خبردار تو جانیکا ارادہ
نہ کرنا کبھی کوئی عیاری تو نے کی بھی ہی جو آج عیاری کریگا یا عیاری کے نام ہی پر جان دیتا ہی برق فرنگی سر جھکا
کے خاموش ہوا مگر دل مین یہ ہی کہ آج اس جلسے مین چلکے ضرور عیاری کیجیے خواجہ عمرو نے ذرا منھ پھیرا تھا کہ
برق غائب ہوا عمرو نے دیکھا برق غائب ہوا پھر سامنے سے مہتر قران آئے عمرو نے کہا ای قران یہ
بھوریا اپنی تیزی پر مرتا ہی کمبخت کو عیاری مین ذرا دخل نہین ہی اب دربند مسواک جادو پر گیا ہی عیاری
تو نہ کریگا اسکو ہوشیار کر دیگا مجھکو مشکل پڑیگی مہتر قران نے کہا استاد برق فرنگی کمال کرتا ہی عمرو نے کہا تم دونون

حماقت زدہ ہو جاؤ ہٹو میرے سامنے سے خبردار میری مدد کو کسی مقام پر نہ آنا قران نے سر جھکا لیا خواجہ عمرو
صورت بدل کے چلے مگر برق فرنگی کا حال سنیے کہ تڑپتا ہوا جاتا ہے یہی جلدی ہے کہ جا کر عیاری کرون مسواک کی
گردن لون اسی خیال مین جاتا تھا دیکھا ایک بہلی آتی ہے جوڑی بیلون کی بہت معقول گاڑی بان سرخ پگڑی
باندھے ہوے چار نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین اس گاڑی مین سوار ہین بیچ مین ایک نازنین
گلنار پوش طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ گلنار پوش ناچنے والی ہے یہ تینون ساز بجانیوالی ہین برق فرنگی
اک نخل کی آڑ پکڑ کر ٹھہرا ہے گاڑی بھی اسی مقام پر کھڑی ہوئی اس نازنین چہاردہ سالہ نے آواز دی ارے گاڑی
روک لے جب گاڑی رکی تو اسنے کہا امی جان لٹیا مین پانی دیجیے مین پیشاب سے مہلت کرون وہان دربار
شاہنشاہی مین شاید مہلت نہ ملے دوسری عورت جسکا تیس چالیس برس کا سن تھا اسنے کہا اری گلشن
مثل مشہور ہے کہ وقت غمکار کے کتیا ہگاسی ویسا ہی تو نے بھی کیا چوبدار تو یہ کہ گیا کہ جلد آؤ تو دیر لگا رہی ہے
اسنے کہا امی جان پیشاب پیرا نکلا جاتا ہے عرصے سے دبائے بیٹھی ہون کہانتک ضبط کرون یہ کہکے بہلی سے اتری
ٹہلتی ہوئی لٹیہ ہاتھ مین لیے ہوے پاینچون کو سنبھالتی ہوئی اپنے سائے کو دیکھتی ہوئی زلفین عارض انور
پر بل کرتی ہوئین عارض انور گلاب کے پھول لب اطہر مین مسیحائی ہر ادا مین رعنائی زیبائی جب ہنس دیتی ہے
سپیدی براقی دانتون کی برق گراتی ہے کہ خرمن ہوش و حواس عاشقان کو جلاتی ہے اک نخل کے سائے مین
آئے واسطے پیشاب کے ٹھہری پیشاب سے فراغت کرکے اٹھی برق فرنگی نے حلقہ ہاے کمند مار دیے
اسکو بیہوش کیا گوشے مین لاکے لباس اتار لیا اسکی شکل بنکر قریب بہلی کے آیا مان نے کہا اری گلشن تو
بہت دیر لگاتی ہے برق فرنگی بہلی پر سوار ہوا کہتا ہوا امی جان تمنے تو حیران کر دیا یکے ہی جاتی ہو
تمھاری بک بک نے مجھے بہت پریشان کیا ہے جب وقت ناچنے کا آئیگا سمجھا جائیگا تم کیون بک بک
کرتی ہو اس گانیوالی کا نام گلشن اور اسکی مانکا نام گلعذار ہے بہلی والے پر تاکید ہے جلدی جلدی چل
میان مسواک جادو نے کہلا بھیجا ہے کہ ذرا سویرے سے آنا ہمین دیر ہو گئی برق فرنگی کہتا ہے کہ آپ
امی جان کیون گھبراتی ہین چلکر مین محفل مین رنگ باندھ دونگی مگر اور باتون سے مجھے بچانا ایسا نہو میان
مسواک جادو دانت لگا بیٹھین اور بات مین نہ مانونگی گلعذار ہنس دیتی ہے ساتھ والیون سے کہتی ہے بہن
صنوبر و شمشاد گلشن بہت بھولی ہے باتین بھی اس نگوڑی کی ذرا انوکھی ہوا ارے وہان بہت طائفے
ہین تیرے لینے کو تو سب تے سب آجائینگے تجھے بھی بس ایک غزل گانا پڑیگی اسطرح باتین ہو رہی ہین
اب جو اس مجمع عام مین بہلی پہونچی کوئی کھنکارکے آواز دیتا ہے کیا معشوق پر جفا چست و چالاک ہے
کوئی پکارتا ہے ارے میان جانیوالے ذرا ادھر بھی دیکھنا کیا انکھڑیان ہین ایک کہتا ہے عارض انور کو تو
دیکھو پھول سے دونون گال ہین ابرو رشک ہلال ہین آنکھین بعینہ چشم غزال ہین برق بھی سب کو
جواب دیتا ہوا جاتا ہے کسی کو انگوٹھا دکھا دیا کسی کو اشارہ کیا کسی کو جھڑک دیا کسی کو جواب دیا تو اپنی
صورت تو دیکھو تجھسے کیا آنکھ ملائین ایسونکو منھ لگائین ذرا الگ سے باتین کرو قریب نہ آؤ دارو غہ
ارباب نشاط نے آگے الگ ایک خیمے مین اتروایا برق بیٹھا ہے تماشبین چلے آتے ہین بی گلعذار کو سلام
کرتے ہین کہتے ہین بی گلعذار مزاج تو اچھا ہے آپکی صاحبزادی کا مزاج کیسا ہے آج بہت دنون کے بعد تمکو
دیکھا برق فرنگی تڑپ کے جواب دیتا ہے مزاج تو بہت اچھا ہے خانصاحب آپ فرمائیے کہ آپ کیسے رہے

آنکھون مین کھائے جاتے ہو کنارے آکر بیٹھو مجرے کا وقت آئے تو سُننا دو چار غزلین مین نے نئی نئی بھی یاد کی ہین وہ آج سامنے میان مسواک جادو کے گاؤنگی یہ ذکر ہو رہا تھا کہ چوبدار آکے پہونچا کہا بی گلگشن صاحب چلیے مسواک جادو نے یاد فرمایا ہی جلسہ خوب جما ہوا ہے بی لذت بخش خوب گاتین بڑے بڑے رنگ جمائے خوب خوب مزے دکھائے بی مشتری کے بہت خریدار تھے کیا کیا تانین لگائی ہین بی سیمبر کو پہروں دیگار عالم نے کیا آداز دی ہی دھومن بھی بتانے مین طاق ہین شہرۂ آفاق ہین مگر ان سب کے پیچھے تمھارے مجرے کے لیے حکم دیا ہی برق فرنگی تڑپ کے اٹھا زیور کا صندوقچہ آیا سب زیور جسم پر آراستہ کیا پھولونکی بدھیان موتیے کا چھپکا بی گلگشن پھولون مین لدی ہوئین ساز بجانے والیان بھی ساتھ ہوئین اس کر و فر سے صحبت مین مسواک جادو کی آئین سب ساحران نامی و سرداران گرامی دربار مین موجود ہین مسواک جادو کہہ رہا ہی بھائیو آج سب صاحبون سے آخری ملاقات ہی تین بھائی ہمارے مارے گئے جتمار ہماری بھی فکر مین ہونگے پار واسی واسطے مین نے یہ جلسہ قرار دیا کہ آپ سب صاحبون سے ملاقات ہو جائے نہین معلوم گردش فلک کیا دکھائے سب ساحر جواب دے رہے ہین کہ اے مسواک تم ساحر زبردست ہو تم تک عیار کسی طرح نہین آسکتے ہم سب تمھاری مدد کے واسطے موجود ہین کہ گلگشن نے آکے سلام کیا مسواک نے نگاہ اٹھا کر دیکھا برق نے سینہ اُبھار کے بحسرت نگاہ کی مسواک جادو تڑپ گیا ساتھ والون سے کہا یار وہ آنکھین ظالم کی قاتل ہین کلیجے پر چھریان چل گئین کیا قد و قامت ہے نہایت خوبصورت ہی برق نے کھڑے ہو کے گت ناچنا شروع کی دونون سارنگیان کس لطف سے بج رہی ہین طبلے کے ٹکڑے بند ہو رہے ہین مجیرون کی جھنکار خوب لطف سے گت ناچ النظم

ناچی گت استہزا ز دو ماہ لقا ماہ تابان پہ چھا گیا بادل	وجد کرنے لگا نزد و ادا جسکی جانب بتا کے سکول	سر پہ رکھا الٹ کے جب آنچل جان اُسنے سسک سسک کر دی

گت ناچنے کے بعد یہ غـزل آبرو لکھنوی کی شروع کی غزل

اپنی شامت مین مبتلا ہی دل	غم کے حناط فقط بنا ہی دل	مائل زلف ہو گیا ہی دل
نظر آتا ہی اسمین روے صنم	صاف آئینہ بنگیا ہی دل	اُس پری پر جو آ گیا ہی دل
انکی زلفون مین پھنس گیا ہی دل	تم جو بگڑے تو اور دیکھو لطف	پیچ پر پیچ اب اٹھائیگا
سیر دونون جہان کی ہی اسمین	جام جمشید سے سوا ہی دل	اپنے سینے سے بھی خفا ہی دل
پھر اسی زلف مین پھنسا ہی دل	چاک کر کے جو تونے پھینکدیا	ہاے چھوٹا ہی جس سے مر گئے
جب ہی بیمار عشق سے پرہیز	پھر وہ کس درد کی دوا ہی دل	بیقراری کی یہ سزا ہی دل
دہن اپنا بڑا ہوا ہے دل	سچ ہی ایسا کسی حسین کا نہین	ہی زمین پر وہ نقش پا جسکا
کوئی ارمان اب آ نہین سکتا	حسرتون سے یہ بھر گیا ہی دل	جیسے ہتے حضور کا ہی دل
انکا پیکان دوسرا ہی دل	جگر اچھا سہی اُسیکو لو	کیون نہ سینے سے ہم لگائے رہین
اب چھٹا تو چھٹا میگا کبھی	میرا مدت کا آشنا ہی دل	ہنسے مانا اگر برا ہے دل
ایک مہندی ہی دوسرا ہی دل	کیون رہے داغ ہجر ہمسے جدا	دونون پستے ہین دو رہین ملکے
ٹھنڈی سانسین ہماری کیا ہین	صفت غنچہ کھل گیا ہی دل	کیا اسی واسطے بنا ہی دل
		اب جگر بھی اسی طرف کو چلا

عشق مین جسطرف گیا ہی دل
تم کہو کیون کہ لے لیا ہمنے
اِس ستمگر پہ آگیا ہی دل

خوفناک ایسی ہی مری شب ہجر
ہمتو کہتے ہین دید یا ہے دل

کہ جگر سے لپٹ گیا ہی دل
آبرو کیون تڑپتے پھرتے ہو

لفظ دل جو ردیف مین ہی اسکو بتانا شروع کیا مسواک جادو سے آنکھین ملا ملا کے جب سینے پر ہاتھ رکھا چہرہ اُداس ہوا جب مسواک جادو سے آنکھ ملادی ٹھنڈی سانس بھری جون جون برق تبلاتا ہی مسواک جادو گھبراجاتا ہی جب آنکھ ملاتا ہی برق اشارہ کرتا ہی اشارون مین وعدے ہونے لگے کبھی انگوٹھا دکھادیا کبھی اقرار کرلیا تمام اہالیان محفل دنگ گلشن کے گانے پر محفل کا عجب رنگ ہی کہنے والے اِنکی امّی جان سے کہ رہے ہین بی گلعذار خوب تعلیم دلوائی گلعذار جواب دیتی ہی آپ سب صاحبون کی عنایت و مہربانی ہی گلشن برق جہندہ صحبت مین ناچ رہی ہی دورہ باندھ رہی ہی کبھی داہنے کبھی بائین گاتے گانے پہر رات گئے مسواک جادو سے اشارون مین تخلیے کا وعدہ ہوا گلشن نے بھی قبول کیا اب زمانہ قریب ہی مسواک جادو سے گلعذار سے پیغام سلام کرلیا ہزار روپے کا توڑہ بھجوا دیا اشارون مین کلام ہورہا ہی مگر قریب ہی کہ مسواک جادو اپنے مقام سے اُٹھے اور گلشن کو اپنے ساتھ لیجائے کہ دربارگاہ پر ہنگامہ ہوا ایک چوبدار نے بڑھکر مسواک جادو سے کہا مفہوم صبا رفتار و قتیل جادو حاضر ہین مفہوم کو خداوند نے اس امر کے واسطے بھیجا ہی کہ شاید کوئی عیار تمھاری محفل مین آئے تو یہ تیز رفتار کے خلیفہ ہین یہ پہچان لینگے عیار کو آپکی صحبت مین دخل نہو گا مسواک جادو نے حکم دیا کہ بلالو برق فرنگی پریشان ہوا اگر پیشواز پہنے کھڑا ہی سب اہالیان محفل اشارے کر رہے ہین بی گلشن ایک غزل اور ہماری خاطر سے گاؤ حقیقت مین تمھاری کیا آواز ہی گانے مین تمھارے سوز و گداز ہی سب کو بیقرار کردیا خانۂ دل غم و الم سے بھر دیا برق فرنگی مفہوم کا حال سنکر سنّاٹے مین ہی کسی کو جواب نہین دیتا جی مین کہتا ہی دیکھیے اب کیا ہو پہلو تہی کر رہا ہی کہ موقع ملے تو اب یہان سے نکل جاؤن مگر چوبدار نے جو جاکر کہا آگے آگے مفہوم صبا رفتار پشت پر قتیل جادو اسنے بھی باہر سنا کہ آج جلسہ ہی مفہوم جادو سے کہا ہم بھی جلسے مین شراکت کرینگے جیسے ہی مفہوم جادو اندر آیا مسواک جادو کو جھک کر سلام کیا مسواک نے کہا ای مفہوم جادو بیٹھ جاؤ دیکھو گلشن کیا قیامت برپا کر رہی ہی کیا خوب بتاتی ہی وہ غزل گائی دل ردیف تھا دل پر تیر مارے کلیجہ مشتبک ہو رہا ہی مفہوم جادو نے پلٹ کے دیکھا نگاہ ملتے ہی برق کو پہچانا مگر برق فرنگی بھی آمادہ ہی جب آنکھ ملی جھک کر سلام کیا کہا خلیفہ صاحب اچھے رہے کہو اُستاد کا مزاج کیسا ہی مفہوم جادو اس دلیری پر حیران ہی کہ برق فرنگی کیا بلا کا عیار ہی بڑا طرار و فرار ہی زبان نہین رکتی ہے مقراض چل رہی ہی کبھی کہا میان مفہوم جادو بیٹھ جاؤ گانا سنو تم تو ایسے حیران حیران مجھکو دیکھ رہے ہو کہ گویا آنکھون مین کھاجاؤ گے دیوانہ بنا ؤگے سب اہالیان محفل نے کہا کہ خلیفہ جی بیٹھو اسوقت گلشن کے گانے کا عجب رنگ ہی کانون مین آواز بھری ہوئی ہی یہی جی چاہتا ہی کہ یہ خاموش نہون مفہوم نے کہا ارے صاحبو آپ لوگ کیا جانین مین کس فکر مین ہون میرے اُستاد رنج و ملال مین آٹھو پہر اسی خیال مین تین ورہ بند تو فتح ہوگئے کیسے کیسے ساحر مارے گئے ہمدونکی فکر ہی آٹھ پہر دربار خداوندی مین یہی ذکر ہی آپ لوگ جلدی نہ کرین جو کچھ ہو رہا ہی وہ آپ سب صاحبون پر ظاہر ہو جائیگا برق فرنگی سمجھ گیا کہ اب مفہوم جادو بیری فکر مین ہی جھپٹ کے قریب آگئے ہاتھ پکڑ لیا آنکھ ملا کر کہا میر صاحب کیون غصہ کرتے ہو دیکھو سنا شہنشاہ کیا کہتے ہین جیسے ہی مفہوم جادو نے پلٹ کے دیکھا برق فرنگی نے ایک دھول سر پر لگائی نعرہ کیا اوبچیا مین

پہلے ہی سمجھ گیا کہ تونے مجھکو پہچانا پشت پر اک لات ماری مفہوم جادو منھ کے بھل گرا قتیل جادو پہلو مین کھڑی ہے
اُسکو خنجر مارا وہ نعرہ کر کے گری برق فرنگی نعرہ کرکے بھاگا نعرہ برق تمم برق رفتار و خنجر گذار ہم یکہ لیکن گران
بہ ہزار بارگاہ مین ہلڑ ہوا برق فرنگی اندھیرے مین بھاگا گلعذار حیران ہو گئی کہ یہ کیا معرکہ گذرا سر پیٹنے لگی
پکارتی ہے ارے صاحبو یہ کیا ہوا میری بچی کہان گئی مسواک جادو جھلا کے اپنے مقام سے اُٹھا واہ مہتر صاحب
تمنے اگر خوب جلسہ درہم و برہم کر دیا مفہوم نے کہا مین ابھی لاتا ہون یہ کہکے جھپٹا برق فرنگی نے باہر بھی آکے
ایک جادوگر کو مارا یہان بھی ہنگامہ ہوا ہاہی ارے برق فرنگی نکل گیا جل دے گیا پکڑنا جانے نہ پائے برق
نے جنگل مین جا کر اپنے کو ایک غار مین گرا دیا اُسی غار مین چھپ رہا مگر مفہوم جادو جو غصّے مین نکلا دیکھا بھاگتا
دوڑتا ہوا جاتا ہے جو کوئی راہ مین ملا اُس سے پوچھا ادھر بھاگا ہوا کوئی انگریز گیا ہے زنانے کپڑے پہنے ہوے
ہے جنگل مین ڈھونڈھتا ہوا جاتا ہے اُدھر سے خواجہ عمرو ایک گنوار کی صورت بنے ہوے دیکھتے بھالتے چلے
آتے ہین سامنے سے دیکھا ایک عیار دوڑتا ہوا آتا ہے گھبرا کے بدحواس کبھی کھیت والون کو دیکھتا ہے اپنی
کھیت پر کسان زراعت کی حراست کر رہے ہین کوئی پانی بھر رہا ہے کوئی اپنے کھریان پر کھڑا ہے ایک ایک
سے بڑھ بڑھ کے مفہوم جادو پوچھتا ہے کہ یارو اسطرف سے کوئی انگریز بھاگا ہوا گیا ہے کسیکا منھ ڈھلایا ہے
کسی پر حلقہ ہاے کمند مار دیے ہین خواجہ عمرو نے جو اس عیار کو اس بدپشانی مین دیکھا بس سمجھ گئے کہ ہمارے
بھوریے نے کوئی عیاری کی یہ اُسی کی فکر مین نکلا ہے پکار کر آواز دی مہتر صاحب جو پوچھیے ہم بتا دین ہم بھی
خداوند سالوس کے بندے ہین مفہوم جادو دوڑ کے قریب آیا کہا بھائی برق فرنگی عیار شاگرد خواجہ عمرو
بن امیہ ضمری نامدار گلشن کی شکل بنکے دربار مین مسواک جادو کے پہونچا گا بجاکے خوب ستار پنار نگ جمایا
مین نے اُسے پہچانا مجھے دھول مار کے بھاگ گیا ہے قتیل جادو کو قتل کر گیا اُسی کی جستجو مین نکلا ہون خواجہ عمرو
نے کہا مہتر صاحب مین نے ابھی دیکھا زنانے کپڑے اُتارتا ہوا پیشواز کو اُسنے پھاڑ کر ابھی اس گڑہیا مین پھینکدیا
ہے مین نے ایک لٹھ مارا بایان پانون اُسکا ٹوٹ گیا لنگڑاتا ہوا بھاگا وہ سامنے جو زرعہ نخلستان کا ہے اُسمین جا کے
گرا ہے پانون کو باندھ رہا ہے مین اس فکر مین کھڑا تھا کہ ایک آدمی اور آجائے تو مین جا کے پکڑ لون مگر اب
آپ تشریف لے آئے ہین بہت ہی بہتر اور مناسب ہوا ہم اور آپ دونون ملکے اُسکو پکڑے لاتے ہین یہ
جو مفہوم جادو نے سُنا کہا چلو بھائی تمنے بڑا احسان کیا مگر تمنے اُسکے پانون مین لٹھ کسواسطے مارا گنوار نے
کہا مین اُس سے کہتا تھا یہ پیشواز مجھکو دیدے اُسنے وہ پیشواز مجھکو نہ دی گڑہیا مین پھینکدی مجھکو غصہ آیا
مین نے لٹھ مار دیا پانون اُسکا ٹوٹا مگر ایسا تیز ہے کہ بھاگ کر نکل گیا ہم تم دونون ملکے گھیر لینگے لیکن اُسکے
قریب نہ جانا خنجر کھینچا ہوا اُسکے ہاتھ مین ہے بلا کا عیار ہے بڑا طرار و فرار ہے مفہوم جادو نے کہا میرے سامنے
زبان نہ ہلا سکیگا اب راہ مین گنوار نے پوچھا محفل مین کیا رنگ گذرا مفہوم جادو نے بیان کیا گلشن ناچنے والی
کی شکل بنکر گیا خوب رنگ جمایا اب اُسنے مسواک جادو کو اشارون مین راضی کر لیا تھا تنہائی مین جانیکو مچھا
کہ مین پہونچا میرے منھ سے دو چار باتین ایسی نکل گئین کہ وہ سمجھ گیا ظالم کی گستاخی تو دیکھو میرا ہاتھ پکڑ کر کہا
مہتر صاحب بیٹھو مزاج تو تمھارا اچھا ہے پھر کہا دیکھو بادشاہ کیا کہتے ہین مین اُدھر پلٹا اُس ظالم نے میرے ایک
دھول ماری قتیل کو خنجر مارا جب وہ مر گئی اُسکے مرنے سے اندھیرا ہوا اُسی اندھیرے مین وہ اپنی جان بچا کے
بھاگا اُسی کی جستجو مین جاتا ہون گنوار ہان ہان کرتا ہوا قریب زرعے کے لایا کہا دیکھو وہ سامنے بیٹھا ہے

مفہوم جادو نے کہا مجھکو نہین معلوم ہوتا گنوار نے کہا تمکو کیا معلوم ہو آنکھون کے آگے ناک ہی کیا خاک سوجھے
ایک پتھر مارو کہ سر اسکا پھٹے مفہوم جادو نے سر سے گوپھن کھولا پتھر نکال کر کلّہ گوپھن مین دیا جیسے ہی اُسنے
چاہا کہ مارو ون خواجہ عمرو نے حلقے کمند کے گردن مین مفہوم جادو کی ڈالدیے جھٹکا مارا مفہوم جادو منہ کے
بل گرا حباب مارو یا مفہوم جادو بیہوش ہوا عمرو نے مفہوم جادو کو برق فرنگی کی صورت بنایا آپ
بصورت مفہوم بنکر کھڑا ہوا پشتارہ لیکر چلے مگر تنتے ہوئے جیسے ہی قریب جلسے کے پہونچے لوگون نے دریافت
کرنا شروع کیا مہتر صاحب کیا گذری عمرو نے کہا پکڑ لایا بھلا مین بہروپیے کا بچہ چھوڑتا خوب تلوار چلی مگر مین نے
پکڑ لیا سب لوگ پوچھتے ہوے پیچھے پیچھے چلے آتے ہین مسواک جادو دربار مین بیٹھا تھا جلسہ درہم برہم
ہوا اب ناچ گانا کیسا قبیل جادو کا لاشہ اُٹھانیکی تدبیر ہورہی کہ مفہوم نقلی سامنے سے آکر پہونچا جھک کر
سلام کیا مسواک نے کہا ای مفہوم جادو تمنے بڑا کمال کیا کہ اس ظالم کو گرفتار کر کے لائے سامنے ستون
مین اس ظالم کو باندھدو عمرو نے مفہوم جادو کو ستون سے باندھدیا مسواک جادو نے کہا ارے
ہوشیار کرو عمرو نے کہا حضور مین ڈرتا ہون یہ بڑے مکار کا شاگرد ہی یہی کہیگا کہ مین مفہوم صبار فتار ہون اب
مجھے اچھی طرح پہچان لیجیے دیکھیے چہرے پر میرے خال ہی پیشانی پر داغ ہی مسواک جادو نے کہا کیون اتنا
بیہودہ بکتا ہی ہمارے ساتھ تمنے پرورش پائی ہم پہچان نہین سکتے وہ کہے گا تو اُسکے کہنے سے کیا ہوتا ہی تو
ہوشیار کر خواجہ عمرو نے اُسے ہوشیار کیا آنکھ کھلتے ہی مفہوم صبار فتار نے دیکھا فہم مین آیا یہ کیا ہوا مسواک
تخت پر بیٹھا ہی سب ساحر جمع ہین ایک ارتھی تیار ہوئی ہی قبیل جادو کے لاشہ اُٹھانیکی تدبیر ہورہی ہے
مفہوم صبار فتار چاہتا ہی کہ بولون مگر گلے مین گیند عیاری کا پھنسا ہی غین غین کرنے لگا عمرو نے دوڑ کے
ایک طمانچہ مارا او نالایق تونے مجھکو دھول ماری قبیل جادو کو قتل کیا اب گونگا بہرا بنتا ہی اور خدمتگار بھی
قریب آگئے کسی نے لات ماری کسی نے گھونسا مارا کسی نے جوتی ماری مفہوم صبار فتار کا منہ سوج گیا
سر جھکا کے خاموش ہوا مسواک جادو نے کہا ای مہتر مفہوم صبار فتار اسکو تو بحسرت قتل کرینگے مگر اس
ظالم نے اپنا رنگ جمایا ایسا ایسا گایا وہ صورت زیبا بنا کر آیا تھا کہ اسوقت تک وہ صورت زیبا آنکھو کے
سامنے پھر رہی ہی عمرو نے کہا حضور آپ نے گانا نہین سُنا جو جو باتین سارہ بان زادے کی مشہور ہین وہ
سب آج آپ کو دکھاؤنگا گانا سُنیے دیکھیے گانا اسکا نام ہی یہ کہکے سازندون سے اشارہ کیا ساز درست کرو
ساز درست ہوے بالحان تمام یہ غزل گانا شروع کی

غزل

وعدہ کا دو اسکو جو تمہین پہچانتا نہو
وہ رنج گیا کہ جس سے نہ راحت ہو عشق مین
تیوری نہ بدلے روٹھ نہ جائے خفا نہو
دنیا سے کھوئے دیتی ہی ای جستجوے یار
لیکن مرون تو جی کے اُمید وفا نہو
کچھ تو خدا لب مجھے دیکھا ہی جان طلب
ہی ہم جدا اگر مین بھی جو دل کو جدا نہو

حسرت کی آنکھ سے مری آنکھو خدا بچائے
وہ درد کیا جو دل کے تڑپ کی دوا نہو
میری زبان بھی کاٹ کے لیجا پیام بر
اچھا سلوک کر ن ہی تیرا برا نہو
کیا رشک ہی کہ ہجر مین خود چاہتے ہین ہم
ای یار بد دعا ہی سہی گو دعا نہو
چھیڑ یگے یہان کہ آتی نہین شوخیان ہمین

کہتے ہو بت ہون مین نہین میرے خدا نہو
بہتر ہی مرتے دم بھی اگر سامنا نہو
معشوق ہی نہین ہی جو عاشق سے بے سبب
تجھسے وہان پیام جو میرا ادا نہو
پیغام مرگ وعدہ خلافی تری سہی
نالہ بھی نوش یار تک اپنا رسا نہو
خلوت مین آج اُسنے کیا ہی طلب ہمین
کچھ تو جلال اُنکو ستم کا بہانا ہو

یہ غزل اس طرح سے خواجہ عمرو نے گائی کہ مسواک نے موتیون کا مالا اپنے گلے سے اُتار کے خواجہ عمرو کو

پہنا دیا کہا ای مفہوم صبا رفتار سبحان اللہ تمھارا کیا کہنا خدا اور ناسا لوس کی قسم ہی کہ برق فرنگی کے گانے مین
یہ کیفیت نہ تھی خواجہ عمرو نے کہا اب دوسرا کمال دیکھیے ساربان زادے کو اپنے اس کمال پر بہت بڑا ناز ہی
سر سے شراب پلانا ہاتھون سے بنانا پانوٴن سے ناچنا منھ سے گانا امیدوار ہون کہ آج کلید میخانہ مجھکو
عطا ہو سب کو شراب پلاؤن ساقی گری کرون مسواک جادو نے بخوشی کلید میخانہ حوالے کر دی کہا
ای مفہوم صبا رفتار تمھارے آنے سے جلسے کی رونق ہو گئی تم ایسا گاتے کہ ہم برق فرنگی کا گانا بھول گئے
اب اُس صورت کی یاد ہی عمرو نے کہا وہی صورت بنکر آؤن مسواک نے کہا ای مفہوم ساقی گری تو کرلو
مجھے یقین نہین آتا عمرو نے کہا ابھی دیکھیے یہ کہکے میخانے مین گھسا آواز دی یارو ہم ساقی ہوے اب کوئی
باقی نہ رہے سب شراب کو خراب کیا خوب بیہوشی ملائی پتلے قرابے سب لوگ اٹھا کر لے چلے سو گلابیان
الماس نگار اُنمین مرارغوانی کھٹرے اُنکے تمامی سے باندھے جس رنگ کی گلابی اُس رنگ کی شراب
کشتی مین لگا کے لائے باہر نوکرون مین تو شراب چلنے لگی اب یہان جلسے مین کئی سو ساحر جمع ہین عمرو جو شراب
لیکر آیا مسواک نے کہا دیکھو صاحبو آج تو مفہوم صبا رفتار وہ کمال کر رہا ہی کہ یہ باتین انکے اُستاد مین
بھی نہ تھین دیکھو کس سلیقے سے شراب لایا ہی اگر دیکھیے تو زاہد کی بھی رال ٹپک پڑے عمرو نے بصورت
مفہوم پیشواز پہنی بھاری دوپٹہ اوڑھا سامنے کھڑے ہو کے گت ناچنا شروع کی جھک کر جام بلورین
بھرا جام کو سر پر رکھا ٹھوکرین لیتے ہوے توڑے لگاتے ہوے سامنے مسواک کے آئے جھک کے
عرض کی ایسے شاہون کو سر سے شراب پلانا چاہیے مسواک نہال ہو گیا اور انعام دیا جام بے اندیشۂ
انجام پی گیا اب تو عمرو نے دورہ باندھا ہر شخص اپنی حقیقت کے موافق انعام و اکرام دے رہا ہی مفہوم
بشکل برق بندھا ہی دورۂ شراب دیکھ دیکھ کے تحسین کرتا ہی کبھی سر ہلاتا ہی کہ یارو خراب نہ ہو مگر عمرو نے
چار خدمتگار پاس برق نقلی کے کھڑے کر دیے ہین اپنے سر اٹھایا اور اُن چارون خدمتگارون نے جوتے
مارے جی مین کہتا ہی کہ اپنی جان بچاؤ یہ تو ظاہر ہی کہ ساربان زادہ سب کو بیہوشی پلا رہا ہی بیرون بارگاہ
ہنگامہ گرم ہی خادم خدمتگار رسیلے قراول میر شکار شراب لے لے کے خوب خوب گا بجا رہے ہین تانین بڑی
بڑی اڑا رہے ہین کوئی گاتا ہی کوئی اٹھکر دوڑا بیہوش ہو کر گرا کوئی صاحب جوش مین نشے کے اٹھے گر
سر جھکا لیا دوسرے نے پوچھا کیون سر جھکایا کہا بھائی آسمان کی ٹکر نہ لگ جائے اسقدر جھکے کہ منہ کے بل
گر پڑے رنڈیون نے پاجامے اتار کے پھینک دیے ننگ خاندان ننگی اٹھ کر دوڑین گر گر کے بیہوش ہو گئیں
یہان دربار مین عمرو نے سب کو شراب پلائی قریب مفہوم کے آئے کہا لو تم بھی ایک جام پی لو مفہوم نے
انکار کیا عمرو نے ایک طمانچہ مارا طمانچہ مارنے سے مراد یہ تھی کہ گھائی مین حباب بیہوشی تھا مفہوم صبا رفتار
بیہوش ہوا اب تو دربار مین دست درازیان ہونے لگین کمیدان نے کہا میان رسالہ دار صاحب آپ کس
فکر مین ہین آپکی جورو بہنین دروازے پر کھڑی ہین آپکو بلا رہی ہین رسالہ دار جھلا کر اٹھے بیہودہ بکتے
ہوے اور کہتے ہوے کہ حرامزادون نے مجھے ذلیل کیا اب زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے اٹھے اور دھم سے گرے
بیہوش ہوے کمیدان بھائی بھائی کرکے اٹھے یہ بھی گرے ایک نے کہا مین جاتا ہون میرے گھر سے خبر آئی ہی
آپکا لڑکا ماندہ ہو گیا ہی ہائے ہائے فرزند کہکر اٹھے گر کر بیہوش ہوے ایک نے بیٹھے بیٹھے کہا تمھاری ناک کٹوا
آئے جاتا ہی وہ اٹھ کر دوڑے گر کر بیہوش ہوے ساری محفل مین ہنگامہ ہی رنڈیون کی بیقراری سازندے

سارنگی بجانے والے سارنگی توڑ کی مگر ہاتھ پر ہاتھ پھیر رہے ہین طبلہ بجانے والا جو تڑ بجا رہا ہی مجیرے بجانے والیان
کف افسوس مل رہا ہی ناچنے والیان پائجامے اتارے اپنی نائکہ سے دوڑ کر لپٹ گئین ہائے امی جان کہکر بیہوش
ہو گئین مسواک جادو نے جو ہنگامہ دیکھا غصے مین تیغہ لیکر کھڑا ہوا کہا یارو تمنے میری محفل کو بازار بنا رہا ہی کیا
ہلڑ کر رہے ہو جیسے ہی اٹھکر چلا ارے کہکر اراب تو عمرو نے نعرہ کیا نعرہ عمرو

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
جہانگیر عالم کا عیار ہون

ترا شندۂ ریش کفار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو

زمانے کا مکار عیار ہون
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
دوندہ جہانگرد و طرار ہون

عمرو نے بچہ کھینچکر سر مسواک جادو کا کاٹا ہنگامۂ عظیم برپا ہوا آواز آئی کشتی مرا
نام مین مسواک جادو بود جب روشنی ہوئی عمرو اسباب لوٹنے لگا قتل بھی کرتا جاتا ہی اور اسباب محفل
بھی لوٹ رہا ہی یہان تو یہ رنگ ہی مگر دو کلمے داستان سالوس مردار خوار کے عرض کیے جاتے ہین کہ تخت
نخوت پر بیٹھا ہی تیز رفتار عیارہ اپنی کرسی پر ہی سب ساحر زبردست ونگلو بیٹھے ہین اتفاق سے جیجون بھی آیا ہوا ہی
سامنے دیوار پر تصویر قتیل جادو کی لگی تھی خود بخود تصویر ہل گئی سالوس مردار خوار نے کہا ارے غضب
ہوا قتیل جادو جسکا نام تھا کسی نے اسکو قتل کر ڈالا یہ کہکے اٹھا کہا اے تیز رفتار مین قصر پریزادان مین
جاتا ہون پریزادون سے دریافت کرون کہ قتیل جادو کو کس ظالم نے قتل کیا دوڑا ہوا قصر پریزادان
مین آیا دیکھا کہ تین سو پریزادان در در گوش مرصع پوش مصروف چنگ و رباب ہین تانین پڑ رہی ہین ایک

پری زاد یہ غزل گا رہی ہی غزل
خوش بساطے بر سر بازار دل وا کردہ ام
گردش چشم تو بسازد شکار آئینہ را
چون نگیرد اشتہم از گلبرگ حیرانی گلاب
کردہ ام از دل نظرگاہ بہار آئینہ را

داد ذوق شراب بے خمار آئینہ را
کردہ شرمندہ نقش و نگار آئینہ را
دل نباشد یاد او در دیدہ پیدا ہست
زان گداز دل بود زان چہرہ کار آئینہ را

کردہ خوش جام سرشار نگار آئینہ را
شوخی مژگان بہر کارت مگر دام پرست
شمع خلوت میکنم شبہائے تار آئینہ را
نو خطان گاہے چراغے مد شوخی لازم است

سالوس مردار خوار جھوم کے کہنے لگا عیش اور جشن انھین کے واسطے ہے
انکو پہر خوشی مین مسرور رہتی ہین جیسے ہی سالوس مردار خوار کو پریزادون نے آتے دیکھا ایک نے کہا خداوند
تشریف لاتے ہین دوسری نے کہا کسی ضرورت سے آتے ہونگے تیسری نے کہا بوا مجھکو بات کا بڑھانا
نہین آتا صاف صاف کہدون قدرت کی خدائی تو خوب روشن ہی جو کچھ فرماتے ہین وہی تقدیر خدائی
ہی قتیل جادو کو برائے گرفتاری ساربان زادہ روانہ کیا تھا برق فرنگی کے ہاتھ سے وہ قتل ہوئی
اسکے دریافت کرنے کے واسطے قدرت تشریف لائے ہین ساربان زادے نے مسواک جادو کو بھی
مارا اب ساربان زادہ دربار لوٹ رہا ہی سیکڑون ساحران نامی و سرداران گرامی کے سر کاٹ ڈالے
دربار فربلہ فضا یان بنا ہی میان مفہوم صبا رفتار کی مشکین بندھی ہین ستون سے بندھے ہوے
ہین اگر ان پر سے کوئی تدبیر کیجیے سالوس یہ خبر سنکر طرف بارگاہ کے روانہ ہوا دربار مین آیا پکار کر آواز دی کہ
قدرت نے تقدیر کی فرشتگان آسمانی نے خبر پہونچائی کہ قتیل جادو و مسواک جادو دونون ہاتھ سے
عمرو کے قتل ہوے کوئی ایسا ہو کہ ابھی عمرو کو پکڑ لے مشکین باندھکے میرے سامنے لائے گلنار جادو جو مین
مسواک جادو کی دربار مین بیٹھی ہی یہ خبر سنکر اٹھی عرض کی یا خداوند لونڈی کا قلب الٹ گیا چار بھائی
مارے گئے ہین جاکے ساربان زادے کو لاؤنگی سالوس مردار خوار نے حکم دیا گلنار جادو پر پروانہ

پیدا کرکے چلی اسوقت پہونچی کہ عمرو نے ہزارون ساحرون کو قتل کیا مال و اسباب پر جال الیاسی ڈالتے ہین ہر مرتبہ یہی
آواز خواجہ دیتے ہین ای جال جنجال ہو کر یہ کوئی شی بچنے نہ پائے خزانے پر جاکے گرے تین ہزار توڑے
روپیون کے چنے ہوے ہین اسپر جال پڑ رہا ہی خزانے ہین گڑھا پڑ گیا چار چار انگل مٹی بھی اٹھالی خواجہ
عمرو فرماتے جاتے ہین کہ یہ مٹی بھی کام کی ہی جس مقام پر روپیہ رکھا جاتا ہی مٹی مین ضرور تاثیر آجاتی ہی یہ بھی
بنیا ریون کے ہاتھ جاکر بیچ لینگے کہ آسمان پر آکر گلنار جادو چمکی آواز دی خبردار او ساربان زادے ارے
او تین روپے کے پیادے تو نے میرے بھائیون کو مارا انکا بدلا لونگی عمرو نے چاہا جست کرکے نکلجائین
مگر گلنار جادو نے وہین سے آواز گیر دی پاؤن زمین نے تھام لیے گلنار جادو زمین پر آئی خواجہ عمرو
کا ہاتھ پکڑ لیا کہا او ساربان زادے اب بتلا کس عذاب سخت سے تجھکو قتل کرون عمرو نے کہا یہ مجھکو نہین
نہین آپ مجھکو کیا قتل کرینگی مجھسے خطا تو ہوئی کہ مین نے آپکے بھائیون کو مارا مگر وہ اسی لایق تھے
بدکار بدصورت ای ملکۂ عالم ذرا انصاف فرمائیے یہ سب کام آپکے قدرت کرتے ہین مجھکو ناحق کو بدنام
کیا اگر وہ ملک الموت کو حکم نہ ہین تو میری مجال ہی کہ مین کسی کو قتل کرسکون فرشتون کی معرفت مجھسے
کہلا بھیجا کہ ان جادوگرون کو قتل کر ڈالو خداوند کی بات کا کچھ اعتبار نہین تمکو تو یہ کہکر روانہ کیا کہ عمرو کو
گرفتار کرو مجھسے ابھی فرشتہ رحمت نے آکے کہا کہ گلنار آتی ہی اسکو بھی قتل کر ڈالنا مگر مجھے تمھارے حسن پر
رحم آتا ہی کہ ایسی نازنین مہ جبین مہر تمکین کو قتل کرون مروت سے بعید ہی ورنہ ملک الموت اپنے مقام سے
چل چکے ہین نے ٹھہرو کہکر پھیرا ورنہ وہ ابتک تمھاری روح قبض کر لیتے بہتر یہ ہی کہ مجھکو چھوڑ دو نہین تو پھر
ملک الموت سے کہدونگا قدرت مجھکو دل و جان سے پیار کرتے ہین انکا مطلب یہ ہی کہ ان سب کو قتل
کرون نئی دنیا کو آباد کرون مجھکو ناحق بدنام کیا یہ سنکر گلنار جادو نے کہا خواجہ سچ کہتے ہو تمھارے پاس
فرشتۂ رحمت آیا تھا خواجہ عمرو نے کہا ابھی تو گیا ہی میرے پاؤن کھولدو مین ابھی دکھلا دون سامنے کھڑا
کہہ رہا ہی خواجہ عمرو حکم قدرت ہی گلنار جادو کو قتل کرو گلنار جادو کو بڑا غصہ آیا کہا عجب طرح کی بات ہی
مجھے رہ رہ کے غصہ آتا ہی قدرت کو دنیا کا اجاڑنا منظور ہی اسطرح حیلہ نکالا ہی اسنے فوراً عمرو کے پاؤن
کھولدیے عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم دیکھو سامنے فرشتہ رحمت کھڑا کہہ رہا ہی اور ادھر دیکھیے فرشتہ رحمت سے
اور ملک الموت سے لڑائی ہو رہی ہی ملک الموت کہتا ہی روح قبض کرون فرشتہ رحمت کا منع کرتا ہے
ملک الموت نے ہاتھ بڑھایا ہی خبردار فرشتۂ رحمت کی روح نہ قبض کرنا یہ حال عجائب و غرایب سنکر
گلنار جادو پلٹی کہ خواجہ یہ جھگڑا کس مقام پر ہو رہا ہی عمرو نے کہا وہ دیکھو کوٹھے پر لوٹ پوٹ ہو گئی
ملک الموت نے مارا فرشتۂ رحمت رو رہا ہی ہاتھ جوڑتا ہی میری روح نہ قبض کرنا لو قدرت بھی تشریف لائے
ملک الموت کے دھول ماردی ملک الموت بھی رونے لگا کہتا ہی آج سے اب کسی کی روح قبض نہ کرونگا
لو قدرت کو دونون لپٹ گئے قدرت کی داڑھی نوچ ڈالی قدرت نے منھ پھیر لیا کہتے ہین دنیا کو شاد
حشر برپا کرونگا گلنار پلٹی کہ بڑا تماشا ہو رہا ہی جیسے ہی پلٹی عمرو نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے ارے
لٹکے بیٹی عمرو خنجر بکف کھڑا تھا خنجر مارا گلنار جادو کا شکم چاک قصہ پاک مرتے ہی گلنار جادو کے ایک ابر
سیاہ اٹھا نیرنگ جادو دوسری بہن گلنار جادو کی ایک صحرا مین شکار کھیل رہی تھی چند طائر شکار کیے ایک
پہاڑ پر آکے بیٹھی آتش سحر سے بھون بھون کے کھا رہی ہی یکایک کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من گلنار جادو

ہائی ہائی ہوا کیسے اُٹھی میری بھولی بہن کو کسنے مارا تڑپ کے اُسی آواز کی جانب چلی خواجہ عمرو گلنار جادو کو مارکے کپڑے
اُسکے اُتار رہے ہین کہ نیرنگ جادو و آسمان پر چڑھی سر جھکا کے دیکھا دربار مسواک جادو کا مزبلۂ قصابان بنا ہی
ور خزانہ پر لاشہ گلنار کا پڑا تڑپ رہا ہی ایک شخص عجیب الخلقت کپڑے گلنار جادو کے اُتار رہا ہی پکارکے
آواز دی او ظالم کیا کرتا ہی وہین سے ایک گولہ مارا خواجہ عمرو لڑکھڑا کے گرے نیرنگ جادو نے آکے
عمرو کی مشکین باندھ لین خواجہ ہان ہان کرنے لگے کہا ای ملکہ عالم کیا کرتی ہو مین عمرو عیار ہون خداوند کے
حکم سے یہان آیا ہون دیکھو کہین قتل نہو جاؤ نیرنگ نے کہا او ظالم مجھکو سب حال تیرا معلوم ہی کیون باتین
بناتا ہی قدرت کو کیا غرض ہی تیرے واسطے تدبیر ہو رہی ہی چار دربند تو نے مٹا دیے تجھکو قدرت کے سامنے
لیے چلتی ہون خواجہ اب تو نیرنگ جادو کی منتین کرنے لگے ہاتھون کو جوڑنے لگے ملکہ چھوڑدو نیرنگ جادو نے
ایک نہ مانی مشکین باندھ لین کشان کشان لیچلی دربار مین آئی مسواک جادو کا لاشہ پڑا ہی مگر جب خواجہ
نے عیاری کی تو مسواک جادو تو مارا گیا جیحون جادو جو جلسے مین آیا تھا یہ حال مفہوم دیکھکر چلا گیا اپنے
دربند پر اسنے جو تدبیرین کی ہین اُنکا ذکر کیا جائیگا لاشۂ مسواک کو دیکھکر نیرنگ بہت روئی ایک تخت سحر بنایا ہی
لاشہ مسواک جادو اور گلنار جادو کا ڈال لیا ایک تخت پر آپ سوار ہوئی چاہتی ہی کہ مین تخت اُڑا کر لے چلون
لیکن ملکہ یاسمن گلگون پوش باغ مین اپنے ٹہل رہی ہین مگر گھبرائی ہوئی کہ نہین معلوم خواجہ نے کیا کیا
پھر سوچین کہ خود چلون چلکے دیکھون کہ دربار مین مسواک جادو کے کیا کیفیت ہی یہ سوچکر مثل ستارۂ سحری
چمکین راہ کو طی کرتی ہوئی چلی آتی ہین اسوقت پہونچین کہ نیرنگ جادو خواجہ کو تخت پر سوار کر چکی ہی مگر
لاشے بھی دونون اسنے اُٹھا لیے قصد کر رہی ہی کہ سحر کرکے چلون خدمت مین خداوندگی اس دشمن کو
پہونچا دون دو بھائی جو اور باقی ہین اُنکو اطلاع کر دون کہ ساربان زادے نے چار دربند برباد
کیے اب تم دونون بھائی خبردار رہنا کہ یاسمن گلگون پوش آکر پہونچی یہ بھی معاملہ دیکھا کہ عمرو کی
مشکین بندھی ہوئی ہین نیرنگ جادو ساحرۂ زبردست ہی چہار جانب دیکھ رہی ہی کہ یاسمن نے جو
یہ کیفیت دیکھی کہ خواجہ عمرو کو گرفتار کیا ہی کلام سخت کر رہی ہی دل بیقرار ہو گیا سمجھی کہ غضب ہوا اسم سحر کا
پڑھکے گولا جو مارا آواز آئی کہ او نیرنگ ہوشیار ہو جا نیرنگ جادو نے جو سر اُٹھا کر دیکھا تو گولا آتے ہو
معلوم ہوا قصد یہ ہوا کہ اسکو روکون سب طرح روکتی ہی مگر گولہ نہ رکا سینۂ پر کینہ پر آکے پڑا پشت کو توڑ کر
پار گذر گیا یاسمن گلگون پوش نے آکے خواجہ سے ملاقات کی نذر فتح دربند مسواک جادو دی اور کہا کہ
خواجہ مبارک ہو اب جلدی نکلجاؤ مین بھی جاتی ہون ساحرونکا تار بندھ گیا نہین معلوم سالوس کیا کرتا ہی
اتنے عرصے مین دو جادوگرنیان آئین گلنار کو تو مین نے تنہا دیکھکر مارا جادوگرنی کو تمنے قتل کیا اب مین
دربند نمکپاش کی خبر لونگی عمرو نے کہا انشاء اللہ ای ملکہ اسکو بھی قتل کرونگا مگر یہان ٹھہرنا کسیطرح مناسب
نہین ہی یاسمن گلگون پوش پر پرواز پیدا کرکے نکل گئی خواجہ بھی لوٹ مارکے نکلے سالوس مرد ازخود
خوش بیٹھا ہی یہی کہہ رہا ہی کہ مین نے زبانی فرشتگان مقرب کے دریافت کر لیا ہی یہین سے بیٹھے بیٹھے
قدرت تقدیر کرتے ہین مگر بھائی یہ مسواک جادو مارا گیا ساربان زادہ بڑے غضب کا عیار ہی بڑا
مکار ہی یہ کہکر حکم دیا کوئی ساحر تیز رو جاکر دیکھے گلنار جادو پر کیا گذری اقلیم جادو دس ہزار ساحر
لے کے چلا آکے دیکھا دربار مین مسواک جادو کے ہزار ہا لاشے پھڑک رہے ہین مگر سب کے سب

برہنہ رنڈیون کے کپڑے زیور ندارد ایکطرف لاشۂ گلنار پڑا ہی ایک جانب لاشۂ نیرنگ جادو منہ جھلسا ہوا اقلیم جادو نے سب کے لاشے اُٹھائے سامنے سالوس مردار خوار کے لے کے آیا مفہوم کو عالم بیہوشی مین لایا اُسکو ہوشیار کیا مفہوم پایۂ تخت سے لپٹ کے خوب رویا کہا یا خداوند آپ نے کیا خوب تقدیر کی ہی عمرو نے مجھکو مکاری سے پکڑا میری صورت بن کے سارے دربار کو مارا گلرنگ و نیرنگ کا حال مجھکو نہین معلوم خزانے پر جانے کے قتل ہوئین بروقت قتل عمرو نے مجھکو بیہوش کر دیا تھا اب میری آنکھ کھلی مین نے قدرت کو دیکھا کہ اب قدرت تقدیر ہاے معقول کرین ساربان زادہ شہر مین آجائیگا عرض کرتا ہون کہ زمین ہلا دیگا ساربان زادہ بمثل عیار ہی ہم برابر آرو فرار ہی تھوڑی دیر مین برق فرنگی عیاری کرکے گیا عمرو آپہونچا مجھکو گنوار بنکے پکڑ لیا یہ سب معرکے گذرے سالوس مردار خوار نے حکم دیا کہ ان سب لاشون کو لیجا کر جلاد و جہنم مین پہونچادو مالک دربند ششم کو بلاؤ قدرت اُسکو آگاہ کرین کہ آٹھ پہر حفاظت کرے اپنا بیگانا کوئی نہ آنے پائے ساحر دوڑے ہوگئے تھوڑی ہی دیر کے عرصے مین نمک پاش کو بلا کے لائے اُسی وقت نمک پاش جادو خدمت خداوند سالوس مردار خوار مین آیا سالوس نے کہا اے نمک پاش تمنے کچھ سنا احوال تمکو معلوم ہوا چار دربند برباد ہوے تمام ساحران نامی و سرداران گرامی مارے گئے کس کس حسرت سے اُنکے دم نکلے سب کے سب قدرت کے قوت بازو تھے زینت پہلو تھے ساحران زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست اُن سب نے سامان حفاظت کیے مگر نہ بچے تم اب جو جو سامان کہو وہ سب سامان مہیا کر دین مگر قدرت کے سر کی قسم یہ دریافت کرو کہ ہم مین سے کون ایسا شریک مسلمانان ہو گیا ہی کہ جو اس راز و نیاز مخفی سے ساربان زادے کو آگاہ کر دیتا ہے اُس ساحر سے بلا کے کہا جو نمک پاش کو بلا کے لایا ہی کہ انتظام جادو تمھارا نام ہی تم اُنکے دربند پر موجود رہو آمد و رفت کا ساحرونکی انتظام کرو کسی غیر آدمی کو نہ آنے دینا ہر وقت موجود رہنا نمک پاش جادو نے کہا اے انتظام کیا مین کسی بات مین پایۂ کمی کا رکھتا ہون ساربان زادے کا آنا کیسا مین خود جا کے اُسکو لاتا ہون انتظام جادو نے کہا میرا آپ کے ہمراہ چلنا ضرور ہی دونون ساحر دربار سالوس سے رخصت ہو کر فکر مین خواجہ عمرو کی چلے ملکہ یاسمن گلگون پوش نے جب خواجہ عمرو سے جدائی کی اپنے باغ مین آئین اپنی حسرت پہ بیٹھکر زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگین کنیزین ہان ہان کرکے دوڑین پوچھا کیون ملکۂ عالم اسوقت مزاج کیسا ہی ملکہ نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا کیا بیان کرون عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی فلک در پئے آزار ہی بندہ مجبور و لاچار ہی اب یہ کیفیت ہی نظم

کوئی خوش چشم یاد آتا ہی تب آنسو نکلتے ہین — جو ٹھہرا ہین ہمارے سامنے آہو نکلتے ہین
جو دل اُمڈا ہی ہمسے ضبط گریہ ہو نہین سکتا — کہ پیہم اب ہماری آنکھ سے آنسو نکلتے ہین
میان بزم گریان شمع رہتی ہی فقط شب بھر — مری آنکھون سے تو آٹھون پہر آنسو نکلتے ہین
جو آہین باد صرصر کی طرح کرتا ہون فرقت مین — تو مثل آب باران آنکھ سے آنسو نکلتے ہین
جدا تمنے کیا جسطرح اپنے تیر کا پیکان — کہ چشم زخم سے اب خون کے آنسو نکلتے ہین
گمان بدلی کا ہوتا ہی اگر اُٹھتا ہی درد دل — یقین بارش کا ہوتا ہی اگر آنسو نکلتے ہین
ہین وہ دیوانہ گریان ہون جسدم فصد کھلتی ہی — تو رگ سے قطرۂ خون کے عوض آنسو نکلتے ہین

اگر یہ ہر بن مو سے مرے آنسو نکلتے ہین	پسینا کب تپ فرقت مین مجھے گریبان کو آتا ہی
مگر ہان اُسکے بدلے آنکھو سے آنسو نکلتے ہین	نہین ای آبرو دل سے نکلتا کوئی بھی ارمان

کنیزین قدمون پر گر پڑین عرض کی ہم غمگسار خیر خواہ دولت ہین جو ارشاد ہو بجا لائین کہا صاحبو مین نے بیٹھے بٹھائے ایک سودا مول لیا اُسنے مجھکو اس بلا مین ڈالا جس روز صاحبقران کا لشکر آیا مجھے حکم خداوند سالوس عر دار خوار ہوا کہ جاکر تلاش کرو دیکھو ساربان زادہ کہان ہی اگر ملے تو پکڑ لاؤ مین جو گئی تو لشکر اسلام مین تلاطم تھا عتاب جادو نے جھاکے قرنا بجاکے سب کو نابینا کیا خواجہ عمرو اُسی بیقراری مین ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہوئے دستئے طور سے بجا رہے تھے اُس گانے نے دلکو کھینچ لیا جو ہو سکا وہ خدمتگزاری بھی کی اب نہین احوال معلوم کہ کیا گذری حاکم دربند نجم سے سامنا ہی چار دربند تو انھون نے فتح کیے اب پانچوین دربند پر دیکھیے کیا گذرے کمپاش جادو بلاے روزگار ہی کوئی اتنی خبر لا دے کہ دربار مین کیا گذری دو کنیزین واسطے خبر کے گئین تھوڑی دیر مین پلٹ کے آئین اور عرض کی کمپاش اور انتظام جادو براے گرفتاری خواجہ گئے این حکم خداوندی ہی جہان ملین گرفتار کر لاؤ فوراً قتل کرین مفہوم صبا رفتار عیار بھی گیا ہی ان سب کا یہی قصد ہی کہ جہان ساربان زادہ ملے اُسے پکڑ لائین یہ سنتے ملکہ یاسمن گلگون پوش گھبرا گئین کنیزون نے کہا واری آپ کو تو بیکار انتشار ہی کہا صاحبو مین نہین چاہتی ہون کہ عمرو گرفتار ہوے مین جاکے عمرو کو آگاہ کرون یہ کہکر پر پروانہ پیدا کرکے چلی خواجہ عمرو اُس معرکے سے نکلے چلے تھے اول برق فرنگی سے ملاقات ہوئی برق نے کہا استاد کیا گذری عمرو نے کہا بیحام تم بڑے حرافہ ہو عیاری کو بگاڑ دیتے ہو نہین معلوم کس مصیبت سے عیاری کی اور جاکے مسواک جادو کو مارا برق نے کہا استاد مین سب کچھ دیکھ رہا تھا اگر مین عیاری کرکے نہ بھاگتا تو آپ عیاری کیونکر کرتے مفہوم صبا رفتار کو کیونکر پاتے جب مفہوم صبا رفتار کو آپ نے گرفتار کیا ہی تب عیاری ہوئی عمرو نے کہا ابے واہی ہی ہین اور بہ تدبیر سے گیا تو نے نہین دیکھا مگر یہ تو بتلا تیرے منھ مین کیا ہی جب تو وہان سے بھاگا تھا تو ایک رنڈی غل مچاتی تھی کہ بھورا میرے پانون کے چھلے لے گیا بتا وہ چھلے کیا ہوے برق نے کہا استاد اُس ملک کی عورتین پانون مین چھلے نہین پہنتین عمرو نے ایک طمانچہ ملا برق کے منھ مین چھلا تھا گر پڑا عمرو نے کہا کیون بچی یہ کہان سے آیا برق نے کہا استاد یہ اسکا نہین ہی چلیے سنار سے پچھوا دون یہ چھلے مین نے خود بنوائے ہین عمرو نے اٹھا لیے برق چیخا پیٹا خواجہ کب مانتے ہین لڑتے بھڑتے سامنے امیر عالیشان حمزۂ صاحبقران زمان کے آئے صاحبقران زمان نے فرمایا خواجہ کیا ہی کہا حضور یہ بھورا بڑا چور ہو گیا ہی اس سے فرمایئے کہ لشکر مین جائے یہان رہیگا تو مین اسکو مار ڈالونگا صاحبقران زمان نے فرمایا خواجہ تمھارا قوت بازو ہی عمرو نے کہا اسکو عیاری بالکل نہین آتی جاکے معاملہ خراب کر دیتا ہی آپ کے اقبال سے چار دربند فتح ہوئے مگر ایک بڑی مشکل یہ ہی کہ اسیب جادو جو آپکا اسم اعظم بند کرکے لے گیا ہی اُسکا کہین پتہ نہین ملتا ہی یہ ذکر تھا کہ مقبل نے جھکے عرض کی ابھی اک طائر قبہ بارگاہ پر آکے بیٹھا تھا یہ آواز دیکر چلا گیا کہ خواجہ مین نے عیش و آرام کو بالکل ترک کر دیا خواجہ ہمسے ملاقات کرین عمرو بیقرار ہو کر نکلا ایک گوشے مین آکے تعویذ کو آگ دکھائی ملکہ یاسمن گلگون پوش آکر موجود ہوئین اور کہا کہ ای خواجہ عمرو مین آٹھ پہر اسی فکر مین ہون

که اسم اعظم کا پته لگاؤن مگر اب در بندون پر بڑے ہنگامے ہین انتقام جادو او رمعصوم صبا رفتار آپ کی
تلاش کو نکلے ہین کئی سو ساحرون کو حکم ہوا ہی که سار بان زادے کو تلاش کرو اس بات کی مجھے بڑی
فکر ہی مگر آسیب جادو کے مقدمے مین عرض کرتی ہون که سامنے جو صحرا ہی اسکے پہلو مین صحراے
خارستان ہی آسیب جادو نے وہان جا کر مسکن کیا ہی جسطرح ہو اپنے کو وہان پر پہونچایئے کسی تدبیر سے
اسکو قتل کیجیے تو اسم اعظم امیر کشور گیر ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان رہائی پائے اُسنے بہت بڑا
سحر کیا ہی گرد اُسکے صحراے خارستان ہی ہر زبان خار سے یہی آواز آتی ہی فلان آیا اور فلان آیا آپ
کیونکر وہان جائینگے عمرو نے کہا ملکه مشکل تو بڑی ہی مگر جسطرح بنتا ہی مین جاتا ہون یه کہکر خواجه عمرو نے
ملکه یاسمن گلگون پوش کو رخصت کیا آپ خیمۂ صاحبقران مین آئے عرض کی حضور اب یہان سے
کوچ کرین چار در بند ویران ہوئے قریب دریا چلکے اُترین وہان سے سرحد نمکیاش جادو قریب ہی
راسته نه ملیگا صاحبقران زمان نے کہنے سے اپنے یار وفادار خواجه عمرو بن اُمیه ضمری نامدار کے لشکر کو
تیار کرایا بارگاہین لدین صاحبقران زمان چلے خواجه عمرو ایکطرف کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہین
اس خیال مین که لشکر صاحبقران زمان جائے تو مین تلاش مین آسیب جادو کی جاؤن برق
بھی ایک گوشے مین کھڑا دیکھ رہا ہی که اُستاد جائین تو مین بھی انکے تعاقب مین چلون که آسمان سے ایک
پنجه گرا کمر مین خواجه کی پڑا عمرو چیخا که آقا دوڑیے مجھکو کوئی لیے جاتا ہی ارے پہچاننے والے مجھکو تو کیون
لیے جاتا ہی حمزه صاحبقران کو لیجا کچھ مراد حاصل ہو اگر مردم خوار ہی تو خبردار میرا گوشت نه کھانا مین
اول مین نامرد تھا جب جوان ہوا لاکھ چیخا بیٹا باپ نے شادی کر دی جب بیوی کے پاس گیا تو اُسنے
ایک لات ماری کہا او نامرد تو نے کسواسطے شادی کی اُسی غیرت مین مین نے سوا سیر سنکھیا کھالی وہ
سب ہضم ہوگئی رات کو جا کے ٹکڑے اڑا دیے بی بی صاحب چیختی ہین ارے ننگوڑے عمرو کو چھوڑدے
کیا میری جان لیگا مین نے ایک نه سُنی تو بھاگی میرے رگ و ریشے مین سنکھیا بھری ہوئی ہی تجھے مین ایسا
آدمی بتلا دون که سب گوشت ہی گوشت ہی ہڈی کا جسم مین کہین مطلق نام نہین وہ پہلوان عادی ہی
مجھ غریب کے لیجانے سے کیا فائدہ امیر حمزه صاحبقران آواز عمرو کی سنکر دوڑے مقبل تیر و کمان
لیکر چلا مگر وہ پنجه لیکر عمرو کو غائب ہوگیا امیر حمزه صاحبقران زمان نے بڑا افسوس کیا برق
سُن چکا تھا که صحراے خارستان مین آسیب جادو ہی تڑپ کے دوڑا صحرا کو طے کرکے قریب صحراے
خارستان پہونچا دیکھا ایک جنگل ویران کف دست میدان جا بجا درخت جلے ہوئے شاخین
ندارد پتّون کا پته نہین ٹنڈ و کے جا بجا کھڑے ہوئے ہین بونڈلے گرد کے اُٹھ رہے ہین دھوپ
تھرّاتی ہوئی معلوم ہوتی ہی برق فرنگی بڑھا یه بھی دیکھا کانٹے جا بجا پڑے ہین لیکن یه جانتا نه تھا که یه
کانٹے زبان ہنکے میرا نام لینگے برق فرنگی تڑپ کے چلا جیسے ہی اس صحراے خارستان مین آیا کانٹون
نے آواز دی برق فرنگی عیار آیا ہی اے نگہبانان دشت ویران گوشون مین چھپے ہوئے زاغ و
زغن بنے ہوئے کیا بیٹھے ہو دوڑو اس صدا کے سنتے ہی سب دوڑے برق فرنگی بھاگا جب
سرحد سے نکل گیا تب وہ آواز آنا موقوف ہوئی برق فرنگی گھبرایا که اب کیا کرون یه تو اس فکر مین ہی
که ذکر اسکا وقت پر کیا جائیگا مگر خواجه عمرو کا حال سنیے که آسیب جادو اپنے مقام پر بیٹھا ہی اس صحراے

ویران کا وہی منتظم ہی آگے دیوار آہنی بنائی ہی اپنے واسطے ایک مکان وسیع تجویز کرکے اسمین فروکش ہی سحر اپنا
کر رہا ہی مگر یکہ و تنہا خادم تک اپنے پاس نہین رکھتا کہ آسمان پر اسنے دیکھا چند تخت جلتے ہین انپر چند ساحر
بیٹھے ہین اسنے پکار کر آواز دی ارے بھائی جانے والو کہان سے آتے ہو اور کسطرف جانے کا ارادہ
رکھتے ہو ہمسے بھی آکے ملاقات کرتے جاؤ نام ہمارا آسیب جادو ہی وہ ساحر تخت پر سے اُترے
نمکپاش جادو و انتظام جادو و مفہوم صبار فتار آسیب جادو نے جوان سب کو دیکھا بڑی
خاطر سے پیش آیا پوچھا ای نمکپاش جادو کہان گئے تھے نمکپاش جادو نے کہا کیا مزے کی بات ہے
قدرت نے ہمکو بلایا تھا انتظام جادو اور مفہوم صبار فتار کو میرے ساتھ کیا ہی کہ جاکے دربند خیمہ
پر انتظام کرو انتظام جادو نے کہا ای آسیب جادو تمنے کیا کیا آسیب جادو نے کہا مین ساربان زادے
کی صورت بنکے لشکر مین حمزہ صاحبقران کے گیا اسم اعظم صاحبقران زمان کا بند کر لایا یہ دیکھو میرے پر
شیشہ رکھا ہی انتظام جادو نے کہا ای نمکپاش جادو تم تو اپنے مقام پر چلو مین ساربان زادے کو گرفتار
کیے لاتا ہون مفہوم جادو نے کہا مین بھی جاتا ہون اگر ساربان زادہ مل گیا تو پکڑے لاتا ہون نمکپاش
تو اپنے مقام پر گیا کہ اسکا ذکر وقت پر کیا جائیگا انتظام جادو پر پرواز پیدا کرکے مفہوم صبار فتار
باسہاے عیاری سے آراستہ ہو کے چلا انتظام جادو اسوقت پہونچا کہ خواجہ کنارے کھڑے تھے انتظام
نے جو عمرو کو کھڑے دیکھا تڑپ کے گرا اٹھائے لے گیا سامنے آسیب جادو کے لایا کہا لیجیے یہ ساربان زادہ
حاضر ہی آسیب جادو و انتظام جادو سے آکے لپٹ گیا کہا بھائی آسیب جادو تمنے کیا کارنمایان کیا ہی
خواجہ بیہوش تھے آسیب جادو نے سحر مین اپنے پھنسا کے عمرو کو ہوشیار کیا اب جو خواجہ عمرو کی آنکھ کھلی
دیکھا دو ساحران زبردست ایک مقام پر بیٹھے ہوے سحر کر رہے ہین عمرو نے جھک کے سلام کیا کہا اعلی اعلی
مراتب رہین قربان سالوس کے جیسا مجھسے ارشاد فرمایا وہی سامان مین نے آنکھون سے دیکھا حیران ہو کے
انتظام جادو کو دیکھا اور کہا ای شاہنشاہ ساحران آپ نے وہ کمال کیا کہ کسی سے نہو سکتا آپ ایسا
جری اور بہادر میری نگاہ سے نہین گذرا مین نے عنظلی آباد مین سترہ لاکھ ساحر وہان تھے ابلیس فن زن
مالک بن زرد ہشت یہ بڑے ساحران نامی تھے مگر ان سب کو کتے کی موت مارا اب مجھپر کھلا کہ آپ
فخر ذات خداوند سالوس مردار خوار کے تھے ورنہ میری کیا مجال تھی جو مین ایسے ساحرون کو مار سکتا
یہ جو ساحر یہان مارے گئے اسکی شکایت مجھسے بجا ہی ای شاہنشاہ ساحران انصاف فرمائیے قدرت
نے زمین و آسمان بنایا تمام عالم مین یہ مصرع مشہور ہی مصرع بے رضاے تو مگی برگ نجنبد ز درخت جب
ایک پتہ خلاف اُنکے حکم کے نہین ہل سکتا تو میری مجال ہی کہ مین بدون حکم خداوندی کسی کو قتل کرون جب
قدرت ملک الموت کو حکم دیتے ہین تب مین انکو مارتا ہون میرا ناحق کو حیلہ ہو جاتا ہی اصل مین قدرت
قتل کرتے ہین ای شاہنشاہ ساحران قدرت نے مکرر فرمایا کہ اب اس دنیا کو ویران کرونگا حشر برپا کرونگا
نئی دنیا پھر سے پیدا کرونگا میرے نام کا حیلہ لگا دیا دلائل ساربان زادے کے سنکے انتظام جادو نے
کہا کیون ای آسیب جادو باتین ساربان زادے کی سنتے ہو حقیقت مین سچ کہتا ہی آسیب جادو
نے کہا کیون خواجہ تمھارا اعتقاد کیا ہی عمرو نے کہا کیا پوچھتے ہو جسنے تمکو پیدا کیا اسی نے ہمکو بھی پیدا کیا
جو تمھین رزق دیتا ہی وہی رازق ہمارا بھی رزاق ہی یہ ہمارا اعتقاد ہی نام پیدا کرنے والے کا بخوبی ہمکو یاد ہی

بہتر یہ ہی کہ مجھکو رہا کر دو قدرت فرما چکے ہین سر حمزہ کا کاٹ کر لاؤن یہ کہکر عمرو نے چند اشعار گائے انتظام جادو و آسیب جادو جھومنے لگے کہتے تھے خواجہ حقیقت مین بڑے کامل و اکمل ہو عمرو نے کہا میری تعریف نکرو یہ سب پیدا کرنے والے کی حقیقت ہی آج کمال میرا دیکھنا کہ مین حمزہ صاحبقران زمان کو گرفتار کر کے لاؤنگا خالی اسم اعظم بند کرنے سے کیا فائدہ ہوا اُس شخص کو قتل کیجے جسکی ذات سے سارے فساد ہین ہماری حمزہ نے یہ قدر کی کہ تین روپے کا مہینہ ہمکو دیتے ہین اور اُسمین سے بھی غیر حاضری کاٹ لیتے ہین فی مرکب یک منت جو مقرر ہی وہ سائیس بھلا کب دینے والے ہین اگر وقت کے اوپر پہونچگئے تو چھٹانک آدھ پاؤ دانے مل گئے ورنہ وہ کب دیتے ہین بیبیان بیچاری گھر گھر کی پتیلیان مانجتی ہین کہین سے دو روٹیان ملگئین بعضے دن یہ بھی نہین ملتا اُن بیچاریون کے اوپر نگاہ بد ڈالتے ہین وہ صاحبان عفت و عصمت و حرمت و طہارت ہاتھ باندھ کے منت خوشامد سے اپنے کو بچاتی ہین میان انتظام جادو صاحب ہماری اس طریقے پر اوقات بسر ہوتی ہی کس سے اپنا حال کہین اس ملک مین آئے تھے کہ یہان قدرت رہتے ہین نوکری کرینگے اور یہان سے چار پیسے پیدا کرینگے یہان آتے ہی آفت برپا ہوئی لڑائی ہونے لگی مین نے بھی دس پانچ کو مار ڈالا آج ایک قدر دان ملا ہی اب سب مشکلین آسان ہو جائینگی اگر میری قدر کیجیے تو ایک دن مین لشکر حمزہ تباہ کر دون قدرت کی بھی گردن لون اور تم دونون بادشاہ بن بیٹھو شاہ ہفت کشور بنا دون ایک بھائی دعوی خدائی کرے ایک بھائی بادشاہ بنکر بیٹھے جو بادشاہ سرکشی کریگا مین رات کو جاکر اُسکا سر کاٹ کے لے آؤنگا نہین تو مجھکو خدمت مین خداوندی کی لیچلو اُنسے بھی عرض کر دونگا کہ جو خطائین مجھسے ہوئی ہین وہ معاف فرمایئے اپنا عیار بنائینگے مزے اُٹھائینگے ورنہ میری پاپوش سے جوتیان کھائینگے ای شہنشاہ آسیب جادو و انتظام جادو مین تمھارا تو تابعدار ہون تم مجھکو گرفتار کر لائے بڑا آپ نے دل کیا مین نے اپنے قدر دان کو نو پایا اب میرا حوصلہ تو نکلیگا فاقون سے تو چھوٹونگا انتظام جادو نے کہا خواجہ جو تم کہتے ہو مین اقرار کرتا ہون کہ قدرت سے تمھاری خطا معاف کرا دونگا اپنے پاس تمکو وزیر اعظم بنا کر رکھونگا دس ہزار روپیہ مہینہ دونگا دس ہزار کا نام سنکر خواجہ بہت ہنسے کبھی چیخین مار کے روئے اور کبھی کہتے ہین کیون ای انتظام جادو اُنتیسوین دن تنخواہ مجھے ملا کریگی پھر تو ان روپیون کے خرچ کرنیکا مجھے اختیار ہی انتظام جادو نے اشارے سے کہا ای آسیب جادو کبھی اس کمبخت نے روپیہ کاہیکو دیکھا ہی ایک غریب آدمی ہی مشہور تھا کہ عمرو بڑا روپیے والا ہی یہ تو بیچارا محتاج مفلوک ہی اسکو عمرو بناؤنگا رتبہ اسکا بڑھاؤنگا بیشک اگر اسنے اطاعت کی کل ممالک مین ہماری عملداری ہو جائیگی عمرو نے ہنس کے کہا آپ میرے ساتھ مسخرا پن نہ کیجیے قید سے رہا کر دیجیے آئین بائین شائین نہ بتلایئے کچھ گانا بھی سناؤن خوب سارا اپنی کر دون آج ہی رات کو حمزہ کو پکڑ کے لاؤن انتظام جادو نے پانون عمرو کے کھولدیے خواجہ اُٹھ کر کھڑے ہوئے اُچھلنے کودنے لگے گنگنا گنگنا کے یہ اشعار سامنے آسیب جادو و انتظام جادو کے دُھن مین ڈوبے ہوئے بھیرون کے سرون مین تانین مارنا شروع کین اشعار

برق طور و جلوۂ دلدار دونون ایک ہین　　چشم حق بین سے جو ہو دیدار دونون ایک ہین
شرم کے انکار اور اقرار دونون ایک ہین　　تیرے ہونٹھ اور پردۂ اسرار دونون ایک ہین
مہرومہ دو ہین دم دیدار دونون ایک ہین　　رنگ کچھ ہی ہو پہ صورت وار دونون ایک ہین

ہوگیا قابو تو ہم تم یار دونون ایک ہین
اب کرو انکار یا اقرار دونون ایک ہین

کفر و دین کے ہر گھڑی جھگڑے تمھارے واسطے
مل گئے جب تم تو بے تکرار دونون ایک ہین

مدعا سنکر ذرا دل مین تامل کیجیے
میرا مطلب آپکا انکار دونون ایک ہین

وان قیامت سون کا ہی تمکنت یان خیال اونکا جفا
فلسفی اور ہم طبیعت دار دونون ایک ہین

کب تلون سے تمھارے ہی مجھے امید وصل
تم کرو انکار یا اقرار دونون ایک ہین

عاشقی مین جب اٹھانے لیلے کی نوبت آگئی
آئنہ ہو یا کہ روے یار دونون ایک ہین

او قدر انداز شادی مرگ اسی کو کہتے ہین
خندۂ زخم اور لب سوفار دونون ایک ہین

تیرا پھرنا قاتل عالم ہی او طفل حسین
باڑھ قدکی اور چھری کی دھار دونون ایک ہین

پھر گئے ملنے کے لیے ناداں زمانہ چاہیے
گردش بخت و نگاہ یار دونون ایک ہین

کیا بھروسہ ہمکو تیرا غیر کو کیا آسرا
تیری فصد سے جب ہوے ناچار دونون ایک ہین

ترک مطلب کی جو سوجھی رنج و راحت غلط
طالع خوابیدہ اور بیدار دونون ایک ہین

قتل کر کے مجھکو اپنے منھ کی رونق دیکھیے
آئنہ اور آپ کی تلوار دونون ایک ہین

ذرۂ خاک در جانان ہو یا ہم ناتوان
وہکے زیر سایۂ دیوار دونون ایک ہین

خُم کی جانب دیکھتا ہی کیا تو مجھکو دیکھ
ظرف مین ای ساقی سرشار دونون ایک ہین

تیرے کوچے مین پری رو جب پھسل کر گر پڑے
ہم ضعیف اور سایۂ دیوار دونون ایک ہین

غیر مین ہم مین دوئی ہرگز نہین تو دیکھ اگر
چاہنے والے ترے ای یار دونون ایک ہین

اپنے مطلب سے کوئی غافل نہین ہرگز صفیر
عاشقون مین سادہ و پرکار دونون ایک ہین

اس رنگ سے خواجہ عمرو نے یہ غزل گائی کہ انتظام جادو و آسیب جادو تڑپنے لگے انتظام جادو نے کہا خواجہ تمنے تو ذبح کر ڈالا عمرو نے کہا آپ نے ابھی کیا دیکھا ہی آپ کو خوب راضی کرونگا بعد مدت کے آج ایک قدردان ملا غنچۂ آرزو کھلا کیونکر خوشی نہ کرون انتظام جادو نے موتیون کا مالا اُتار کے خواجہ کے گلے مین ڈالدیا خواجہ عمرو نے کہا ایسی چیزین مجھکو نہ دیجیے میرے دروازے پر بھی شیشہ موتی والا آتا ہی لڑکیان دوڑ دوڑکے پکاتی ہین گڑیون کے واسطے دھیلے دھیلے پیسے پیسے لیتی ہین مین یہ نہین لونگا مجھے نقد دو آنے دلوائیے انتظام نے ہنسکر کہا خواجہ عمرو صاحب یہ مالا ہزار روپے کا ہی عمرو حیران ہوکے دیکھنے لگا کہا کیا یہ اب مجھکو دیدالا ہین اب اسکو نہ دونگا یہ اپنی جورو کو پہناؤنگا یہ کہونگا دوپٹہ اوڑھنا چھوڑ دے کیون صاحب اگر دوپٹہ اوڑھیگی تو موتیون کا مالا کون دیکھیگا یا بیچ ڈالونگا جسدن ہزار روپیہ گھر مین لیکر جاؤنگا لڑکے بالے سب دوڑ پڑینگے مین سب کو بانٹونگا بڑی جورو کو سب روپیہ دونگا انتظام جادو نے کہا خواجہ بڑی جورو کون ہی عمرو نے بگڑ کے کہا آپ میری جورو کا نام نہ پوچھیے ورنہ مین آپکی مان کا نام پوچھونگا مجھکو ڈھیلا ڈھالا نہ جانیے گا آپ کے پڑوس مین ہنگامہ ڈالدونگا محلے مین ایک نہ بچیگی انتظام جادو نے کہا خواجہ آزردہ نہو مین نے اندسخن مین پوچھا عمرو نے کہا صاحب یہ باتین مجھکو نہین آتین آپ شراب پیجیے یہ کہکے گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی اپنے ہاتھ سے اٹھائین الٹ پلٹ کے بیہوشی ملادی جام لبریز کر کے سر پر رکھا انتظام جادو کے سامنے سر جھکایا کہا ایسے بادشاہون کو سر سے

شراب پلانا چاہیے انتظام جادو جھٹ پٹ شراب پی گیا دوسرا جام آسیب جادو کو دیا اسنے بھی وہ جام بے
اندیشۂ انجام پی لیا عمرو نے ایک دو تانین اور لگائین کہ دونون لڑکھڑا کے گرے عمرو محفل کا اسباب لوٹنے لگا
اب ارادہ یہ ہی کہ اسباب لوٹ لون تو سر دونون کے کاٹون شیشہ اسم اعظم کا شکست کرون مفہوم صبار فتار
لشکر اسلام مین گیا لشکر اسلام یہان سے کوچ کر گیا تھا اسنے لوگون سے دریافت کیا لوگون نے کہا لشکر
اسلام یہان سے کوچ کر گیا عمرو کو کوئی پکڑ کے لے گیا یہ دریافت کر کے وہان سے پلٹا یہی دل مین خیال ہی
کہ شاید انتظام جادو پکڑ کے لے گیا چلو چلکے دیکھین اگر ایسا ہوا تو خوب بات ہوئی دل سے باتین کرتا ہوا
قریب مکان کے پہونچا پشت مکان پر آکے کمند ماری دیوار پر چڑھ گئے جو دیکھا تو وہ معرکہ دیکھا مفہوم
نے نعرہ کیا او ساربان زادے خبردار کیا کرتا ہی چلاتا ہوا دم سے کودا عمرو کو بڑا افسوس ہوا کہ ان
دونون کو نہ قتل کر سکے جیسے ہی مفہوم صبار فتار برابر آیا عمرو نے کہا مہتر صاحب بڑے بیحیا ہو مفہوم
نیمچہ کھینچکر جا پڑا عمرو و مفہوم صبار فتار سے نیمچہ چلنے لگا مگر مفہوم صبار فتار اپنی جان سے تنگ ہو رہا ہی
عمرو سے لڑ نہین سکتا ہر مرتبہ یہی یقین ہوتا ہی کہ ابکی ہاتھ مین سر میرا اُڑ جائیگا دب دب کے لڑ رہا ہی عمرو
برس پڑا زبان سے بھی کلمات نادرست کہتا جاتا ہی ہر مرتبہ یہی گمان ہوتا ہی کہ بہ تعجیل اسکو قتل کرون مگر
مفہوم صبار فتار نے اپنے دل مین سوچا کہ ساربان زادے کے ہاتھ سے تو مارا جائیگا ساربان زادے پر
غالب نہ آئیگا انتظام جادو کو یا آسیب جادو کو جگا دون یہ ساحر زبردست ہین گرفتار کر لینگے یہ سوچکے
لڑتا ہوا پیچھے ہٹا جیسے ہی عمرو نے نیمچہ مارا مفہوم صبار فتار نے خالی دیکر آسیب جادو پر حباب دافع بیہوشی
مار دیا آسیب جادو کی آنکھ کھلی دیکھا انتظام جادو بیہوشی کے حال مین پڑا ہی مفہوم صبار فتار سے
اور عمرو سے نیمچہ چل رہا ہی جیسے ہی آسیب جادو نے آنکھ کھولی ویسے ہی مفہوم صبار فتار نے کہا
اس ساربان زادے پر جلدی سے سحر کر دیجیے عمرو نے چاہا جست کر کے نکلجاؤن آسیب جادو نے
سحر کر دیا کہ عمرو لڑکھڑا کے گرا مفہوم صبار فتار تو جلا ہوا ہی جلدی سے اسنے انتظام جادو کو جگا دیا اب
تو انتظام و آسیب جادو دونون عمرو کی صورت دیکھکر جھلا رہے ہین کہ رہے ہین ای مفہوم صبار فتار
تمنے بڑا کام کیا ورنہ ساربان زادے نے ہم دونون کو مار لیا ہوتا مفہوم صبار فتار نے فوراً خنجر کمر سے
نکالا سنگ چٹانے لگا آسیب جادو و انتظام جادو کہ رہے ہین ای مفہوم صبار فتار اس ظالم کو
جلدی قتل کرو کیا ظالم نے باتین بنائین ہماری نوکری کرتا تھا تمام عالم مین ہماری عملداری کرائے دیتا تھا
عمرو نے کہا یون تو آپکو اختیار ہی صاف تو یہ ہی کہ میان مفہوم سے مجھسے دشمنی ہی مین نے انکے استاد کو بھی
خوب ذلیل کیا میان زود رفت میرے ہاتھ سے مارے گئے تھے شراب مین یہی بیہوشی ملاکے رکھ گئے تھے
میری تلاشی لے لیجیے اگر بیہوشی میرے پاس نکل آئے تو مین گنہگار ہون مفہوم کہتا ہی صاحبو تم اسکے کہنے
پر نہ آنا اس سے بات نہ کرو یہ سب کو قتل کروا لیگا بڑا زبان آور عیار ہی اسکو قتل کیا گویا سب لڑائی
فتح ہوئی ہم اور استاد ملکر ایک دن مین حمزہ صاحبقران کو پکڑ لائینگے لشکر کا تباہ کرنا کچھ بات نہین ہی
آپ لوگ ایک سحر مین غیر ساحرون کو تباہ کر سکتے ہین اسی کے انتظام سے لشکر اسلام بچا ہوا ہی ماہتاب
نے کیا کارنمایان کیا تھا کہ اسم اعظم بند کر لیا قرنا بجاتا ہوا لشکر پر جا پڑا اتحفا نا بینا ؤ نکو قتل کر رہا تھا عفریت
نے قید توڑی صد ہا نابینا ؤ نکو قتل کیا مگر حضور ان مسلمانون کی مدد آسمان سے پیدا ہوتی ہی نقابدار زرین پوش

آیا اُسپر سحر نا ثہر نہ کرتا تھا ماہتاب جادو بیچارہ یون مارا گیا ورنہ اُسدن کل لشکر کا خاتمہ تھا یہان تو یہ باتین ہین
قتل عمرو کی گھاتے ہین مگر اپنے باغ مین بیٹھے بیٹھے ملکہ یاسمین گلگون پوش گھبرائی بارہ دری سے روتی ہوئی
نکلی زبان پر یہ اشعار عبرت آثار نظم

جوے خون آرم برون از دل بسوے چشم خویش
بیمروت این دل من زاہن و فولاد نیست
نالہ کمتر کن زغم مجنی و رین دیر کہن

ای دل اندر عشق داد نالہ و فریاد نیست
در محبت محنت من کمتر از فرہاد نیست
چند ترک عشق را تعلیم خونریزی کنم
شادمانی و غم ایام را بنیاد نیست

پادشاہ عشق را آئین و رسم داد نیست
تا بکی در آتش ہجران شکیبائی کنم
شحنۂ عشق است او را حاجت استاد نیست

کنیزین گھبرائین عرض کی واری ہم
آپکو اس پریشانی مین پاتے ہین خیرخواہان دولت ہین یہ حال پر ملال دیکھکر گھبراتے ہین ملکہ نے کہا ارے
صاحبو مین اپنی کیفیت کیا بیان کرون گرفتار دام حسرت و یاس ہون اسی سبب سے زیادہ بدحواس ہون
خدا اس شخص کو دشمنون سے بچائے حال دل کا کہہ نہین سکتی خاموش بھی رہ نہین سکتی خموشی ہی مین کچھ مزہ
ملتا ہی غنچۂ خاطر نہین کھلتا نظم

پرواز ما بہال و پرے بے تعلق است
آئینہ ہما نشود استخوان ما
جائیکہ خاک معرکہ برباد میرود
داغ تو بود اختر ہفت آسمان ما
فیض ہوائے شوق جہانگیر بسکہ ہست
ورز ہنگ آئینہ جلوۂ سرو روان ما

از بسکہ خوردہ نیش خموشی بیان ما
گیرد اگر ہوائے قفس آشیان ما
ہر شش چو آتش از دل فولاد میجہد
گردی کہ برنخاست ز آستان ما
الفت بہر دیار کہ باشد غریب نیست
پرواز میکند چو ہما استخوان ما

خون شد برنگ غنچہ زبان در دہان ما
کس در حیات ما نشد آگہ براز ما
بازو ز ضعف قبضہ گرفت از کمان ما
شد استخوان سینہ سطرلاب امتحان
وحشت بجان رسیدہ ز دست زبان
رفتار رنگ یافتہ ہر نقش پا اسیر

اسطور سے ان اشعار کو ملکہ نے پڑھا کہ کنیزین رونے لگین ملکہ نے فرمایا مین نے
ابھی ابھی سنا ہی کہ خواجہ عمرو تلاش مین آسیب جادو کی گئے وہ مقام بہت خوفناک ہی اور آسیب جادو بڑا
ساحر زبردست ہی مصاحبان قدرت مین کوئی ایسا شعبدہ باز نہین ہی ایسا نہو کہ کسی بلا مین وہ جا کے
پھنس جائین ایک جان کے ہزار دشمن ہین مین نے کہا تھا کہ ابھی آسیب جادو کی فکر نہ کرنا اُنھون نے میرا
کہنا نہ سنا معلوم ہوتا ہی وہ گئے دل نرد و منزل خبر دیتا ہی کہ کسی بلا مین پھنسے ہین اگر تم مین سے کوئی اتنا کرے
کہ صحراے خارستان مین قصر آسیب جادو ہی وہان جائے دیکھے کہ آسیب جادو کیا کر رہا ہی ایک کنیز
گل اندام نامے کہ رفیق قدیم ہی اسنے عرض کی واری مین ابھی جا کے خبر لاتی ہون آپ نے جو دو چار اچھر بتائے
ہین وہی یاد ہین ابھی سحر کر کے بلند ہوتی ہون یہ کہکے گل اندام نے سحر کیا مثل ستارۂ سحری بلند ہوئی اُس
مقام پر جا کے چلی کہ سر صحراے خارستان بتاب جو نگاہ اُٹھا کے دیکھا کہ عمرو کو قتل کیا چاہتے ہین مگر جب
مفہوم صبا رفتار نے قتل مین عمرو کے دیر کی تو انتظام جادو نے کہا ای مفہوم تم کیا قتل کرنے سے ڈرتے ہو
مین ابھی جلاد کو بلاتا ہون یہ کہکے ایک دشنگ دی آواز دی ای دود جادو جلد موجود ہو گوشۂ قصر سے
ایک ساحر سیہ فام تیغہ برہنہ ہاتھ مین غصہ بات بات مین آ کے انتظام جادو کو سلام کیا پوچھا کیون حضور
اسوقت کیون غلام کو یاد کیا ہی انتظام نے کہا اس ساربان زادے کا سر کاٹ لے یہ دشمن ساحران سے
سر بندۂ جادوگران ہی اور باج ستانندۂ ریش کافران اپنا نام رکھا ہی سر اسکا کاٹ کے پھینکدو گوشت
تمھین حلال ہی تم کھا لو چاہو کباب لگاؤ چاہو خام کھاؤ سبطر چہر تمھارا حصہ ہی ناحق کا قصہ ہی دود جادو
خوش ہو گیا جھک جھک کے سلام کرنے لگا تبھی عمرو کے ہاتھ پانون ٹٹولتا ہی کہتا ہی ای شہنشاہ گوشت توبہت

کم ہی نری ہذیان ہین مین کیا کھاؤن منھ مین چھچھ جائینگی انتظام جادو نے کہا ای دود جادو تو مردود بارگاہ خداوندی ہی سینے ہزار ہا ساحر مارے وہ ہیر بنے ہوے اسکے ساتھ ہین اُن سب کے گوشت کا مزہ ملیگا تو فقیل تو کر دود کہتا ہی حضور ہذیان دیکھکر میرا دل پسگیا مگر آپکا دشمن ہی کھاجاؤنگا یہ تو مجھے بتا دیجیے کہ دم و شمشم کو کسنے مارا انتظام جادو نے کہا ای دود جادو مین نے اسی واسطے تمکو بلایا ہی کہ تمھارے اُستاد شمشم کا یہی قاتل ہی تمکو بڑا ثواب ہوگا روح اُستاد کو کیا راحت پہونچیگی ہر چند کہ جہنم مین پڑے ہین وہان جل رہے ہونگے ہر اعضا سے شعلے نکل رہے ہونگے فرشتگان عذاب اُنسے خبر دینگے کہ تمھارے شاگرد نے تمھارے قاتل کو مارا جب یہ خبر سنینگے تو کیسے خوش ہونگے کہ آج میرے شاگرد نے میرے قاتل کو مارا سب ساحرون کی روحین خوش ہونگی ہلہ بہر جائیگا ابھی مقدمے مین سامری و جمشید لکھ گئے ہین کہ عمرو کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی آج تمنے احکام جمشیدی کو مٹا دیا کہ ساربان زادے کو قتل کرتے ہین بڑے بڑے نجومیون نے حکم لگائے ہین وہ سب جھوٹے ہین عمرو نے جو یہ حال دیکھا کہ میری عجب ظالم کے ہاتھ سے موت آئی کہ جو آدم خوار ہی ای کریم کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے نظم

خدا ہستی باقلیم خداوندی خداوندا
چہ در شہر و چہ در قریہ چہ در کوہ و چہ در صحرا
تو رزاقے تو خلاقے خدائے جملہ آفاقے
توئی در ابتدا ملجا توئی در انتہا منشا
تو سلطانے تو رحمانے تو منانے تو سبحانے
تو موجودی بہر خانہ تو مقصودی بہر یکجا
توئی حاضر بہر محفل توئی ناظر بہر منظر
عطا پاشی خطا پوشی کرم گستر کرم فرما
توئی اول توئی آخر توئی ظاہر توئی باطن

توئی شاہنشہ ملک شہنشاہی شہنشاہا
توئی اشرف توئی اعلیٰ توئی والی توئی مولا
تو ہستی والی عقبے تو ہستی مالک دنیا
تو در عظمے تو در لمے تو در عجبے تو در حجے
حبیب غریبانی چہ در سرما چہ در گرما
چو بو در گل تو پنہانی نہان در جسم چون جانی
توئی ساکن بہر مسکن توئی قائم بہر ماوا
توئی حاکم شریعت را توئی رہبر طریقت را
نباشد صورتے خالی ز نورت در جہان اصلا

جہان محکوم فرمانت چہ در چپ و چہ در بالا
توئی واحد توئی یکتا توئی دانا توئی بینا
تو مطلوبے تو مرغوبے تو محبوب خوش اسلوبے
تو در روحے تو در جانے تو در جسمے تو در اعضا
بہر مسجد تو مسجودی بہر بتخانہ معبودی
چو زر مخفی بہر کانے چو گوہر در تہ دریا
تو غفاری تو ستاری تو دلداری تو غمخواری
بہ صحرائے حقیقت ہادی برحق توئی حقا

گل اندام کنیز نے آسمان سے یہ معرکہ دیکھا اُلٹی پلٹی مگر آنکھون سے آنسو جاری تھر تھر کانپتی ہوئی یاسمن گلگون پوش صحن باغ مین کھڑی ٹہل رہی ہی اُف اُف کر رہی ہی کنیزون سے کہتی ہی کیا کہون اسوقت اُس کا دل و اتلس یہ بڑی مصیبت ہی ولیر رنج و الم کی شدت ہی جی چاہتا ہی گریبان چاک کرون طرف صحراے نجد کے نکل جاؤن کنیزین کہتی ہین واری خدا نہ کرے دشمنون کو حضور کے رنج و ملال پہونچے وہ بھی خیر و عافیت سے ہونگے گل اندام بھی آتی ہوگی یہ ذکر تھا کہ گل اندام روتی ہوئی ہچکی لگی ہوئی بات تک منھ سے نہین نکلتی ہی پہونچی ملکہ نے کہا ای گل اندام براے خدا جلد بیان کر ورنہ میرا دم پھڑک کے نکل جائیگا تیری بیقراری نے دم اُلٹا دیا گل اندام نے ضبط کر کے کہا واری کیا عرض کرون اس حال مین مین نے خواجہ عمرو کو دیکھا ہی کاش کہ مین اندھی ہوتی یہ حال مصیبت مآل نہ دیکھتی آسیب جادو و انتظام جادو تو بہت خوشی کر رہے ہین مفہوم صبا رفتار عیار بھی موجود ہی لیک جادوگر لنگوٹا نکالا کوٹلا کہ اگر رات کو سامنے آجاے تو آدمی کا دم نکلے بارے دم نکلجاے کسی چہرے سے مثال نہین دے سکتی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ آدم خوار ہی ہاتھ پاؤن خواجہ کے ٹٹول رہا ہی کہتا تھا نری ہڈیان ہین خدا اُس لنگوڑے کو موت دے بھڑوے آدم خوار پر بجلی گرے یہ سنکر

ملکہ یاسمن گلگون پوش نے منہ پیٹ لیا کہا گل اندام بڑا غضب ہوا خواجہ عمرو گرفتار ہوگئے ابھی جاتی ہون مگر آسیب جادو بلائے روزگار ہی میری آرزوے دل تو پوری ہوگئی اُنکے ساتھ جان تو دونگی لڑونگی مرونگی گل اندام نے کہا مین بھی چلون ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا صاحب کسی کا کام نہین ہی مین خود ہی جاتی ہون یہ کہکے پر پرواز پیدا کیے اُڑتی ہوئی چلین اُسوقت پہونچین کہ دو دو جادو نے کوئلے کا خط گردن پر کھینچا ہی تیغہ برہنہ ہاتھ مین لیے ہوئے شلنگین لگا رہا ہی کبھی کہتا ہی اے آقاے نامدار اے انتظام عالیوقار آپ نے قدرت سے پوچھ لیا ہی ایسا نہو قدرت کہین کہ ہمارے سامنے زندہ کیون نہ لائے خواجہ گھبرا کے کہتے ہین یارو مجھے سامنے قدرت کے لیچلو مین دیکھتے ہی اُنکو سجدہ کرونگا وہ خطا معاف کر دینگے تم لوگ ناحق مجھکو قتل کرتے ہو مین قدرت کا لنگوٹیا یار ہون بچپنے مین مجھسے ایک خطا ہو گئی تھی وہ قدرت کو یاد بھی نہوگی وہ ایسی بات ہی کہ مین زبان سے کہہ نہین سکتا قدرت ضرور معاف کر دینگے ان باتون پر عمرو کے مفہوم صبا رفتار و انتظام و آسیب ہنس رہے ہین آوازے کس رہے ہین یہ حال جو ملکہ نے دیکھا ہاتھ جھٹکا دیے دو دو مردود کے دو ٹکڑے ہوے مرنے سے اسکے اندھیرا ہوا اُسی اندھیرے مین یاسمن تڑپ کے گری عمرو کی کمر مین پنجہ ڈالے اُڑی یہ بھی منظور ہی کہ مجھے کوئی دیکھ نہ لے اگر باپ سن پائیگا فوراً مجھکو ڈھونڈھکے قتل کریگا پھر مجھے اپنی جان کا بچانا دشوار ہو جائیگا اتنا کہکے بلند ہوئی ہی آسیب نے جو دیکھا کہ آسمان سے برق گری جلاد کے دو ٹکڑے ہوے اُف اُف کرتا ہوا اُٹھا منہ سے اسکے شعلے نکلے چمکے اُس روشنی مین اسنے دیکھا کہ ملکہ یاسمن گلگون پوش دختر جیحون بصد جوش و خروش عمرو کو لیے جاتی ہی للکارا او مکارہ او گیسو بریدہ تجھے ساربان زادے سے کیا مطلب ہی یہ کہکے زمین پر دو ہتڑ مارا ملکہ یاسمن ابھی تو بلند ہوئی تھی یا لڑکھڑا کے زمین پر گر پڑی عمرو پنجہ سے چھوٹا اب تو انتظام و آسیب نے مل کے سحر کیے قصد کیا ملکہ کو گرفتار کرین اسوقت یاسمن مثل برق جہندہ تڑپ رہی ہی لکہ ہاے ابر کڑک رہے ہین آسیب جادو و انتظام جادو اپنے کو بچاتے ہین ملکہ پر جب سحر کرتے ہین کانپ جاتی ہی عمرو الگ پڑا ہوا تڑپ رہا ہی ہر مرتبہ یاسمن یہی چاہتی ہی کہ عمرو کو لیکے نکل جاؤن اب اپنے باغ مین بھی نہ جا سکونگی گھر بار بالکل چھوٹا راز کھل گیا مگر بلا سے سحر النور رہیگی یہ بھی مصیبت سہینگے مگر ممکن نہین ہی جب طرف عمرو کے جاتی ہی آسیب دو ہتڑ مار دیتا ہی کبھی گولا سحر کا پھینکا کبھی ماش کے دانے پھینک مارے جھونکا ہوا کا چلا ملکہ الگ ہو جاتی ہی عمرو کے پاس نہین پہونچتی ہی مفہوم صبا رفتار عیار اک نخل کی آڑ پکڑ کے چھپ گیا ہی یہ سب معرکہ دیکھ رہا ہی کہ آسیب و انتظام کو ملکہ نے عاجز کر دیا ہی کئی زخم کھائے ہین ان دونون کو بھی زخمی کیا مگر کشتی نہین بجلی ہی کہ چمک رہی ہی مفہوم پشت پر ملکہ کی آیا حلقے کمند کے مار دیے جو وہ حلقے یاسمن کی گردن و کمر مین پڑے چاہا کہ پلٹون برق بنکر نکلون اسنے جلدی سے حباب بیہوشی مار دیا ملکہ یاسمن بھی گری مفہوم نے بہ تعجیل زبان مین سوزن دیا اب آسیب تعریفین کرنے لگا اے مفہوم بڑا کام کیا یہ ظالم ہمسے گرفتار نہوتی تڑپ تڑپ کے نکل جاتی شاگرد کیسے تم تو تیز رفتار کے اُستاد ہو گیا اسوقت کار نمایان کیا ہی عمرو نے جو دیکھا کہ یاسمن کی زبان مین سوزن دیا گیا عمرو بیقرار ہو گیا اشارے سے کہا اے شہنشاہ اقلیم خوبی اے اختر آسمان محبوبی تجھکو میری کیونکر خبر ہوئی عاشق و معشوق مین باتین ہونے لگین آنکھون سے آنسو دونون کے جاری ہین یاسمن گلگون پوش نے بیقراری مین یہ اشعار پڑھے اور اشارون مین جواب دیا کہ اے خواجہ نہ پوچھو جو ہمپر گذری یہ عالم تھا نظم

نوید التفات شوق دادم از بلا جان را
پرستارم جگر در باخت یارب در دل اندازش
چنان گرم است بزم از جلوۂ ساقی که پنداری
ندارم شکوہ از غم با ہجوم شوق خرسندم
قضا از نامہ آہنگ دریدن ریخت در گوشم
بتن چپید بازم از نم خون نابہ پیراہن
بجرم تاب ضبط نالہ با من داورے دارد
ہنوز آئینہ ہا مے پذیرد عکس صورتہا
تکلف بر طرف لب تشنۂ بوس و کنارستم
بہستی گر بہ جنت بگزری زنہار نفریبی
چمن سامان تبے دارم کہ دارد وقت گلچیدن
باندازِ صبوحی چون بگلشن تربت آرائی
کباب نو بہار اندر تنور لالہ میسوزد
چہ دود دل چہ موج رنگ در ہر پردہ از ہستی
بشبہا پاس ناموست زخو بشم بد گمان دارد
ز مستی محو پاکوبی بود ہر گرد باد اینجا
رسیدنہا ے منقار ہما بر استخوان غالب

کمندِ جذبہ طوفان شمر دم موجِ طوفان را
زمیستابی بزخم سر نگون کردن نمکدان را
گداز جوہر نظارہ در جام ست مستان را
ز جا بر داشت جوش دل ہمانان داغِ ہجران را
ز لیشت ناخنم نستر دہ نقش روے عنوان را
خراش سینہ سطر بخیہ شد چاکِ گریبان را
ز شوخی می شمار و زیرِ لب دزدیدن افغان را
چو ناصح خندہ زد اندر دل افشردیم دندان را
ز راہم باز چین دام نوا ز شبہاے پنہان را
سراپے در ز مستی تشنۂ دیدار جانان را
خرامے کز اداے خویش پر گل کردہ دامان را
بہ بدنہاے رنگ گل شفق کردہ گلستان را
چہ فیض از میزبان لا ابالی ہفتہ مہمان را
خیالم شانہ باشد طرۂ خواب پریشان را
ز شور نالہ میر بزم تنگ در دیدہ دربان را
رواج خانقاہست از کفِ خاکم بیابان را
پس از عمرے بیادم داد رسم و راہ پیکان را

دونون کو حسرت و یاس اشارون مین باتین ہو رہی ہین آسیب و انتظام و مفہوم پھولے ہوے بیٹھے ہین انتظام کہتا ہی یارو آسمان پھٹ پڑے زمین شق ہو جائے خواہان ہی کہ باپ قتل ہو یہ پیروی کر رہی ہی کیون ملکہ تمکو کیا غرض تھی جو ساربان زادے کو چھڑانے آئین جلاد کو بھی قتل کیا یہ ہنگامہ ڈالدیا مگر واہ مہتر صاحب تمنے کیا کار نمایان کیا کہ اس ظالم کو گرفتار کیا ورنہ بڑی مشکل پڑتی کیون ملکہ یاسمن گلگون پوش بڑے میان بھتے چھچھون جادو نے تمکو اسی واسطے تعلیم کیا تھا کہ طارزان خداوند بر سحر کرو ملکہ یاسمن پسینے پسینے محجوب شرمسار زبان مین سوزن مجبور و لاچار کچھ جواب نہین دیتی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے دل آداس ہی عالم یاس ہی کبھی خواجہ سے اشارہ ہی کہ عمرو یہ طعن و تشنیع سُنی آسیب جھلا کر اٹھا کہ مین ابھی اس گیسو بریدہ کو قتل کرتا ہون عمرو کو رہا کر کے یہی لیے جاتی تھی انتظام نے ہاتھ پکڑ لیا کہا بھائی اسکا قتل کرنا بہتر نہین ہی عمرو کو تو اسی کے سامنے قتل کرو جسکو یہ رہا کرنے آئی تھی اسکا مددگار اسی کے سامنے قتل ہونا بہتر ہی جسکو یہ رہا کرنے آئی تھی اور انکو مسلسل مطوق کر کے انکے باپ کے پاس روانہ کیا جائے مگر کوئی ساحر معقول تجویز ہو کہ وہ جا کے اُنسے کہے آپکی صاحبزادی در پئے آزار ساحران ہین چاہتی ہین کہ ملک آباد رہے ساحر مارے جائین خداوندی خدائی مٹے مسلمانون کا قبضہ ہو دیر و بتکدے گُندھ مین مسجدین بنین ہر مقام پر ذکر خداے نادیدہ کا ہو میان چھچھون بہت خوش ہوگئے کہ صاحبزادی بلند اقبال نے کیا خوب سوچا ہی اعتقاد مین بھی فرق آگیا خداوند سامری بالکل جھوٹے ہین مسلمانون کا خداے نادیدہ بہت اچھا اور بہت سچا ہی آسیب جادو نے کہا

کیون ملکۂ عالم اب اسوقت آپ کے خداے نادیدہ کہان ہین ہماری آہکی نگاہون سے کیون پنہان ہین اگر یہ منظور ہو کہ اپنے خداوند سے کچھ باتین کرین ابھی دربار مین چلے جائین جو کہنا ہو کہہ لین اگر ضد کرین ابھی تقدیر گرائین سارہبان زادہ کہتا تھا کہ قدرت نے یہ سوچا تھا کہ اس دنیاے آباد کو برباد کرین حشر برپا ہو اسکے بعد بیس ہزار برس دنیا ویران پڑی رہے تب کہین دنیا پھر آباد ہو ہم لوگون نے ابھی تقدیر بدل دی یہی ساحر ہون یہی وزیر امیر مسلمانونکا خاتمہ ہوجاے روح روان مسلمانان عمرو مکار گرفتار ہوا ابھی قتل ہوتا ہی شاید آپکا خداے نادیدہ آکر بچالے کوئی اور بھی مددگار کہین نہ کہین چھپا ہوا ہوگا انتظام نے کہا بھائی آسیب ان باتون سے کیا فائدہ ملکہ کی قید پاس جیجون کے روانہ کرو عمرو کے قتل کرنیکی تدبیر ہو آسیب نے کہا ہمارا معتبر کامل بیابان جادو ہی منتظم صحراے خارستان مین اُسے بلواتا ہون وہ عجب طرح کا ساحر ہی جلا کی حرکت ہی یعنے سارہبان زادے کو قتل کرے اور ان ملکہ صاحب کو لیکر پاس جیجون کے جائے وہ واقف کار کامل ہی مہمان جیجون کا دوست بھی ہی خوب سمجھا کر کہیگا یہ بھی صلاح دیگا کہ ایسی بیٹی کو قتل کر دو بی یاسمن کا زندہ رہنا اچھا نہین ہی مفہوم و انتظام نے اس بات کو قبول کیا جھولی سے قلم سحر نکالا ایک پرچہ کاغذ کا لکھا کہا بھائی انتظام دیکھو مین نے یہ انتظام کیا ہی ساحر نہین مقرر کیے اب یہ نامہ بیابان جادو کے پاس پہونچ جائیگا جو مین تحریر کرونگا اُسپر کاربند ہوگا دیکھو ابھی آتا ہی یہ کہکے کاغذ پر لکھا ای بیابان جادو ملکہ یاسمن گلگون پوش و عمرو عیار کو ہمنے گرفتار کیا جلد آؤ بی یاسمن کو انکے باپ تے پاس پہونچاؤ یہ تمھارا ہی کام ہی بھائی انتظام و مفہوم صبا رفتار عیار بھی موجود ہین جلد آؤ یہ کاغذ لیکر ہاتھ پر رکھا آواز دی ای طائر طلسمی یہ نامہ پاس بیابان جادو کے پہونچاؤ ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا نامہ منقار مین لے لیا نامہ لیکر چلا اس نامہ دار کا ذکر کیا جائیگا مگر ملکہ نے طرف خواجہ کے دیکھا اشارہ تھا کہ لو خواجہ ہمارے تمھارے قتل کی تدبیر ہو گئی ہم یہ نہ سمجھے تھے کہ ہمارا تمھارا وقت موت قریب آگیا اب چند ساعتین زندگی مین باقی ہین عمرو کی بھی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے یقین ہی کہ اب دم بھر مین قتل ہونگے عمرو نے ٹھنڈی سانس بھری اُس بیقراری مین یہ اشعار عبرت آثار دہن مین عشق کے نکل گئے

اشعار

کہ منزہ ز کفر و دین دیدم
راہ پیران خود ہمین دیدم
نور حق بھر آفرینش دیدم
ماہ و خور را بہ بر زمین دیدم
جلوۂ ذات نازنین دیدم
باہمہ ذات ہمنشین دیدم

عشق شد رہبر ہمہ دنیا
در گذشتیم ز وصف در موصوف
ہر صفاتے بذات محو شدہ ست
گوہر بے فناست گوہر عشق
چشم عالم ز زیر تا بالا
احمد از پرتو جمال حبیب

عشق با کفر و دین قرین دیدم
چشم معنی چہ ذات بین دیدم
وصف آن ذات خود ازین ہم
کہ درین چشم چون نگین دیدم
پیشانی و جبہہ بر زمین دیدم
نور محبوب راستین دیدم

عشق را رہنما یقین دیدم
گر تو فانی شوی بخویش روی
عشق از کل کائنات گذشت
چون گذشتم من از خیال جہان
من طفیل فنا بہ صفحۂ عشق
حسن آن مہ کہ عکس اوست دو کون

عمرو نے ترکیہ جو یہ اشعار پڑھے ملکہ تو رونے لگی انتظام و آسیب نے کان بند کر لیے کہا یار دیوانہ سنو یہ ظالم کا سحر ہی جو کانہ سنیگا مبہوت ہو جائیگا مفہوم نے کہا بکنے دو ہم ایسے مہملات کو کب سماعت کرتے ہین بکتا ہی بکنے اب اسی واسطے گاتے ہین کہ ہم لوگ سنکر محو ہو جائین انکا گانا سنین یہ ہم سبکو قتل کرین اور سارہبان زادے تیرے لیے جلاد اب آتا ہی بیابان جادو اب آکے قتل کریگا لیکن اب حال برق فرنگی کا بھی بیان کرنا واجب و لازم ہوا کہ برق جب کئی مرتبہ اُس صحراے خارستان مین گیا اور کانٹون نے آواز دی کہ برق فرنگی عیار آگیا ہی ای

انگبا مان صحرا آگاہ ہو جاؤ زاغ وزغن دوڑے برق بھاگ کر ایک غار مین چھپا جب ارادہ کرتا ہی دل کانپتا ہی دلسے
کہتا ہی اے برق یہان سے کیونکر گذرون بموجب نشان کے جب اس صحرائے خارستان سے گذرون تب مکان
پر آسیب کے پہونچون یہان کانٹے دامن سے اُلجھتے ہین اس مکر مین بڑے ذلیل و خوار ہوے ان کانٹون سے
گذرنا دشوار ہی نئی تدبیر ہی ہر ایک خار صحرا دامنگیر ہی غار مین بیٹھا دل سے باتین کر رہا ہی کہ آسمان پر اک برق
چمکی دیکھا اک طائر اُڑا ہوا آسمان پر سے آیا وہی نخل جو جلے ہوے کھڑے ہین اُنمین سے ایک نخل کی شاخ پر بیٹھا
نقش انشان کے آواز دی اے بیابان جادو آسیب کا نامہ لیکر آیا ہون اسی طرح سے تین آوازین دین نامہ منقار
سے گرا دیا اب تو برق کے کان کھڑے ہوے بغور دیکھنے لگا ریگ صحرا مین ایک جوش پیدا ہوا ذرے
اُبلنے لگے ریگ صحرا سے کانٹے نکلنے لگے جب کانٹونکا بہت انبار ہوا تب کانٹونکے اندر سے ایک ساحر نے
سر نکالا بالونکا جوڑا بندھا ہوا کلاہ سیاہ سر پر جھولی بائین ہاتھ پر کانٹون سے نکلکر وہ کاغذ اُٹھا لیا کاغذ کو
پڑھکر فناری عمرو کا حال دیکھکر بہت خوش ہوے اُنھین کانٹون سے لباس فاخرہ نکالا بہت معقول اور
بھاری قبا تاج مرصع کار سر بند ایک بادلے کی جھولی بائین ہاتھ پر ڈال لی اُسمین تمام اسباب سحر بھر لیا کھڑے
ہوکر چہار جانب دیکھنے لگا برق نے کنارے آکر رنگ روغن عیاری کا نکالا ایک ساحر کی شکل بنکر تیار ہوا ایک
کاغذ لکھکر ہاتھ مین لیا دوڑا ہوا سامنے بیابان کے چلا گر پکارتا ہوا میان بیابان جادو ذرا ہمسے ملاقات
کرلو قدرت کا ہم نامہ لیکر آئے ہین یہی ارشاد ہوا تھا کہ بے تکلف صحرائے خارستان مین نہ جانا ورنہ زبان
خار ذلیل و خوار کریگی بیابان نے جو سُنا کہ ساحر میرا نام لیکر پکارتا ہی آواز دی بھائی میرے پاس آؤ مین یہان
موجود ہون برق نے کہا آپ میرے پاس آئیے مین وہان نہین آؤنگا قدرت نے آپ کے کمال ارشاد فرما دیے
ہین کہ ہماری اقلیم مین ایک ساحر نامی و گرامی ہی ہر چند کہ اس اقلیم مین لاکھون جادوگر رہتے ہین مگر اُس وحید
عصر کو بیابان جادو کہتے ہین ایسے ایسے کلمات تمھاری تعریف مین فرمائے کہ ہم حیران ہوگئے ہم نجانتے تھے
کہ اس ملک مین ایسے ایسے مقبول بارگاہ سامری وجمشید ہین تمھاری لیاقت مین بڑے بڑے بھید ہین اب
بیابان جادو پھول گیا کہا بھائی ساحر صاحب تمھارا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی تمھارے چہرے سے جلالت
و شرافت و سخاوت پائی جاتی ہی اگر تم مقبول بارگاہ خداوندی ہوتے تو میرے پاس کاہیکو بھیجے جاتے قدرت کا
یہی طریقہ ہی کہ مقبول کو مقبول کے اور مردود کو مردود کے پاس روانہ فرماتے ہین برق بھی خوب تعریفین کرتا ہی
اے بیابان قدرت طرہ بیغیری تمکو عطا کرینگے اپنا مقرب کرینگے اے بیابان تو اس نامے کو پڑھو دیکھو اس نامے
مین کیا لکھا ہی بھائی مین تو صحرائے نیلی رواق مین بیٹھا تھا ایک آہوے وحشی نے آکے خبر دی کہ قدرت
یاد فرماتے ہین کوئی بڑی ضرورت ہی میان بیابان کے پاس یہ بھیجنا ہوگا کئی ہزار کوس پر وہ صحرا ہی چشم زدن مین
سامنے قدرت کے پہونچ گیا طناب زمین کی کھینچ لین قدرت کو سلام کیا قدرت نے یہ نامہ دیا کہ ہمارا رفیق شفیق
ساحر زبردست کہ ہمنے سب علم اُسکے دل مین بھر دیے ہین اے بھائی یہ نامہ اُسکو پہونچا دو مین نے دست قدرت کو
بوسہ دیا یہ نامہ لیکر یہان آیا بارہ ہزار کوس ایک دم بھر مین طی کیے بیابان جادو نے نامہ ہاتھ مین لیا خوب
چوما چاٹا سر پر رکھا آنکھون سے لگایا چاہا نامے کو کھولون برق پہلو سے نکلکر کھڑا ہوا ہی جیسے ہی اُسنے لفافہ کو
کھولا نامے کو کھینچا اُسمین سے دھوان نکلا ارے کہکر بیابان جادو بیہوش ہوکے گرا برق نے لپٹ کے خنجر مارا
سر کاٹ کے پھینکدیا صحرا مین اندھیرا ہوا سنگباری برف باری ہونے لگی تمام صحرا کے کانٹے جلے موجہ ریگ بھی

موقوف ہوا اب برق نے اُس نامے کو پڑھا جو طائر دے گیا تھا آسمین جو یہ نام لکھا دیکھا کہ خواجہ عمرو اور ملکہ قید ہوگئے آگے عمرو کو قتل کرو ملکہ کی قید لیکر جیحون کے پاس جاؤ برق کے ہوش اُڑ گئے کہ اُستاد قید ہوئے رنگ و روغن عیاری کا نکالا بیابان کی صورت بنا اُسی طرح جھولی کاندھے پر ڈالی اُسی کا سا لباس پہنا برق فرنگی جست و خیز کرتا ہوا چلا یہاں آسیب و انتظام و مفہوم خوشیان کر رہے ہین ملکہ پر طعن و تشنیع عمرو پر دمبدم بدعت عمرو اپنی جان سے بیزار مرنے پر تیار عاشق و معشوق کے اشارے دلون مین تاثیر کر رہے ہین عمرو کو بڑی بیقراری ہی خانہ باغ سامنے ہی مفہوم کے منھ سے نکلا او ساربان زادے دیکھ باغ مین کیا جوش بہار ہی عمرو نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی بے اختیار منھ سے نکل گیا

نظم

سیر گلزار سے مجھکو خفقان ہوتا ہی
ظاہری بازی ایام ہی باطن سے خلاف
جلوہ گر رات کو خورشید کہان ہوتا ہی
ابر و بارے قوت ہی خزہ کوساری
تن نازک مین رگ گل کا نشان ہوتا ہی
صورت کعبہ دکھاتے ہین جو طاق ابرو
حسن رہتا نہین گلزار خزان ہوتا ہی
چشم تر عالم نیرنگ دکھاتی ہی مجھے
سایہ سر پر سے دبے پانون روان ہوتا ہی

روے گل کو رخ رنگین سے ترے کیا نسبت
دانہ ہوتا ہی عیان دام نہان ہوتا ہی
باتین کرتا ہون نگاہون مین پریزادون سے
تیر کے واسطے سب زور کمان ہوتا ہی
حسن کو داغ لگا دیگی یہ سیر گلزار
چاہ زمزم وہ زنخدان کا کنوان ہوتا ہی
جذبہ دل سے اُلٹتا ہی نقاب رخ یار
برج آبی مہ رہنے کا مکان ہوتا ہی
جلے نامرد نہین بزم مین اپنے آتش

آتش نالہ بلبل سے دھوان ہوتا ہی
قد صنوبر کا یہ بوٹا سا کہان ہوتا ہی
وعدہ شب نہ کرا ای مہر لقا جھوٹ نہ بول
دیدہ شوق سے یان کار زبان ہوتا ہی
فرش گل پر وہ نزاکت سے نہین سو سکتے
آپ پہ حور بہشتی کا گمان ہوتا ہے
حسرت انجام جہان گذران ہی غافل
پردہ غیب کا احوال عیان ہوتا ہی
زیر دیوار جو ٹھہرون تو حسد سے میرے
مصرعہ تیغ کے مطلب کا بیان ہوتا ہی

دونون گرفتار دام مصیبت موت قریب راحت دور قلب ناصبور دشمن مسرور دوست رنجور سب سے زیادہ مفہوم صبار فتار خوش ہی جب انتظام کہتا ہی ای مفہوم تمنے کیا کار نمایان کیا ہی مفہوم ہین ہین کرتا ہی کہتا ہی آپکی عنایت اور سنا میان آسیب قدرت نے میرے واسطے تقدیر کر دی ہی سو برس تک کوئی بھی مجھکو مار نہین سکتا ملک الموت روح نہین قبض کر سکتے ہین قدرت نے تقدیر مضبوط کر دی ہی اب وہ تقدیر شکست نہین ہو سکتی یہ باتین ہو رہی تہین کہ سامنے سے بیابان جادو ہنستا ہوا رقص کرتا ہوا جست و خیز مین بے نظیر خوشی کی تدبیر آتے ہی آسیب کو جھک کے سلام کیا انتظام کے قدمون کو بوسہ دیا مفہوم سے لپٹ کے خوب ہنسے اور کہا ای آسیب جادو مین اپنے مقام پہ بیٹھا تھا قدرت تشریف لائے مگر گھبرائے ہوے مین نے پوچھا قدرت کا مزاج کیسا ہی قدرت نے کہا ای بیابان جادو مبارک ہو دشمن گرفتار ہوے عمرو عیار و ملکہ یاسمن گلگون پوش دختر جیحون نے دشمنی پر کمر باندھی ہی مین نے اُسے قید کرا دیا جا کر قتل کرو عورت کو گرفتار کرکے پاس جیحون کے لیجاؤ اُس سے کہنا کیون او مگھرام قدرت نے تیرے ساتھ کیا کیا جو تیری بیٹی نے ساربان زادے کے ساتھ دوستی کی مسلمان ہو کر بیٹھی قدرت کو بُرا کہتی ہی قدرت حکم دیچکے ملک الموت اپنے مقام سے چل چکا مگر یہ بھی ارشاد فرمایا کہ انتظام و آسیب و مفہوم کی پانچ سو برس کی عمر بڑھائی ایک ایک جام شراب کا میرے ہاتھ سے پیو خوب خوب خوشیان کرو اپنا نام اصلی قدرت بتلا گئے کہ اس نام کو پڑھنا آسیب نے کہا وہ نام کیا ہی کہا آج تو قدرت نے اپنی ولدیت بتلا دی خلوند سالوس بن دیوس بن قحی جوس بن خناوس بن اصل السوس ساکن قلعہ افسوس نانا کا اُنکے نام اشکبوس دولت دنیا سے مایوس بندہ سدوس بن

اصطقوس بن

استطو تھو دوس سنت کا نحوس جسوقت یہ سب القاب پڑھونگا اور جام شراب پر دم کرد ونگا شراب حلق سے اُترتے ہی پردہ ہاے حجاب آنکھون سے اٹھ جائینگے فرشتگان مقرب کو دیکھینگے مجھکو تو طرہ پہنیری طلا مین نواب قدرت کے ساتھ آسمان پر جاؤنگا انکی جورو خدائی کو دیکھونگا میرے اُنکے لڑاؤ لڑگی لہنکا الٹ دونگا کل کا تکڑا دیکھونگا یہ کہتا ہی اور بیابان نقلی ہنستا ہی کہتا ہی اے آسیب و انتظام میرے مرتبے سے تم ابھی آگاہ نہین ہوے اپنے مرتبے کا مرتبہ شناس آپ ہون خداوند سالوس کا باپ ہون یہ نظم میرے لیے سزاوار ہی نظم

منم در جمله موجودات پیدا / منم در کسوت آدم هویدا
مرا عارف بتحقیق تر شناسد / که گوهر آشنا شد مرد بینا
منم دریا و هر موجیکه بینی / نمودار یست آن از عین دریا
بنزد من چه کفرست و چه ایمان / چه دین مومن و چه راه ترسا
گهی بصورت مجنون و لیلی / گهے ظاهر شدم بر شکل حوا
نمودارم بهر شکلے که بینی / چه در اسما و چه در جمله اشیا
چو احمد در همه موجود یکتا / یکے بین شد بفضل حق تعالی

منم خرمن دگر کس نیست موجود / که ظاهر گشته ام در جمله اشیا
هر آن ذره که در کون و مکانست / زتاب من شده خورشید سیما
منم خورشید تابانم که هر صبح / کنم هر ذره را خورشید آسا
گهی بر صورت آدم پدیدم / گهے بر صورت وامق و عذرا
گهے دریا شدم آبی نمودم / گهے چون کوه گشتم گاه صحرا
زکج بینی دو بیند مرد احول / نه بیند راست بینا مرد یکتا

برق کی یہ باتین سنکر آسیب و انتظام و مفہوم بہت خوش ہوے کہا بھائی عجب مژدہ جانبخش لائے ہو دل خوش ہوگیا ہم جانتے تھے ہمین نے تحسین اطلاع کی سبحان اللہ کیا مرتبہ ہی کہ قدرت نے تمکو آگاہ کیا اب کسی کی کیا حقیقت رہی آسمانون کی سیر کیا کروگے برق نے کہا سب سے پہلے شراب منگائیے مین قدرت کے نام پڑھون قدرت کے نام مین کیا تکلف ہی کیا کیا لفظین طلائی ہین واہ رے مصنف تیری ظرافت کو اہل نظر سمجھینگے اگر جلدی کرنا واجب و لازم ہی قدرت کے نام کی تاثیر ہی حباب لب دریا ہی کبھی ابھر آئے کبھی ٹوٹ گئے وہی قدرت کے مزاج کی صورت ہی کن کن ساحرون کو قتل کرایا کہ اُنکے مرنیکا اب تک افسوس ہی یہ دربند والے ساحر قدرت سے پوچھکے آئے تھے کتے کی موت مارے گئے اب میان نمکپاش سے مقابلہ پڑیگا عمرو تو مارا جائیگا نمکپاش کے مقام پر کون جائیگا اب عیاری کون کریگا مسلمانون کا تو خاتمہ ہوا عمرو مارا جاتا ہی اور سب کا مار لینا مشکل نہین ہی یہ عیار تھا مکار و غدار تھا اسکے مرتے ہی حمزہ بھاگ جائیگا آسیب دوڑکر قرابہ اُٹھا کر لایا برق نے جھپٹ کر قرابہ لیا الٹ پلٹ کرنے لگا خوب بیہوشی ملائی مفہوم کا تقاضا ہی کہ میان بیابان پہلے جام ہمین دینا آسیب کہتا ہی مین بیابان کا افسر ہون انتظام کا قصد ہی کہ پہلے جام ہم پائین تینون بلبلائے ہوے ہین خواجہ عمرو نے جو بیابان کو تڑپتے دیکھا خوش ہوگئے ملکہ سے کہا اے ملکہ عالم یہ بیابان جادو نہین ہی میرا بھوریا شاگرد ہی آپہونچا مجھے یہ گمان نہ تھا مگر وہ حافظ حقیقی مالک تحقیقی سرپر موجود ہی ہم اُسکے بندے ہین وہ ہمارا معبود ہی مگر برق نے جام شراب لبریز کیا کہا میان آسیب تم جانتے ہو کہ مجھکو گانے کے نام سے نفرت تھی مگر قدرت نے لگے پر میرے ہاتھ پھیر دیا خوش آواز ہوگیا علم موسیقی مین اُستاد ہوگیا جام لبریز کیا گنگناکے یہ غزل گائی کہا بھائی ذرا دل لگا کے سنو خوب ہی تعریف کرو نظم

لب تو آفت در افزود رنگ و بوے شراب / که غنچه در نظر آید مرا سبوے شراب
توان شناختن از آه گرم عاشق را / چو می پرست که رسوا شود ز بوے شراب
چو دلکش است بر ویش اشارهٔ ابرو / چنانکه جنبش موجے بود بروے شراب
صراحی می و طنبور و تو ام اند بهم / بغیر زمزمه حیف است گفتگوے شراب

اگر تلاش کنی نشۂ بدست آید
سخن چو صاف شود خوش دماغ میسازد

کہ تاک ریشہ دواند بہ جستجوے شراب
چنانکہ شعر تو عالی گرفتہ خوے شراب

اس رنگ سے برق نے اس غزل کو گایا کہ مفہوم تڑپ گیا کہتا ہی کہ ای بیابان جادو تم نظر کردۂ سالوس ہوگے اب حقیقت مین لمھی چوس ہوے برق سلام کرتا ہی کہتا ہی کہ آپکی عنایت آپکی شفقت مگر جام تو پیجیے مفہوم نے جام پیا جام پیتے ہی پھڑکنے لگا آنکھون مین لال ڈورے نشۂ وحشت کے طبیعت مین جودت ہوئی ہے دوسرا جام اپنے بھر کے میان انتظام کو دیا کہا حضور آپ بڑے جادوگر ہین بہتر سے بہتر ہین ایک سانس مین جام پیجیے گا ایسا نہو سانس ٹوٹے رشتۂ حیات ٹوٹ جائیگا انتظام نے ڈگڈگا کے جام شراب کا پیا تیسرا جام میان آسیب کو دیا کہا آپکی عمر ہزار برس بڑھیگی آخر مین قدرت نے فرمایا تھا تم سب کے آخر ہوگے راز دنیا سے بخوبی ماہر ہوگے ہر بات کا خیال رکھنا ایسا نہو خیال کے واسطے کوئی خرابی ہو ایسا نہو کہ خیال کو ذلت ہو خیال کے شریک ظاہر ہو آسیب نے دونون ہاتھون سے جام لیا تہ آسیب تو آہی چکا ہی جام پی گیا رند وقدح بھی نہ کی برق نے ان سب کے بھسلانے کو آگ لگا نیکو آتش کی غزل گانا شروع کی غزل

ساقی ہون تیس روز سے مشتاق دید کا
افسانہ ہی سنا کیے ہم روز عید کا
شیدا ہے حسن یار کس اقلیم مین نہین
شیرین کلام اپنا ہی تو شہر یار کا
حجت دہان یار مین کیونکر نہ کیجیے
یہ حال عاشقو نکا ہی جو زر خرید کا
بندۂ قبلۂ یار کے عقدے ہون لاکھ قفل
قیمت وہ ہی جو مول ہو مال فرید کا
سودائیون کو حاکم ظالم سے ڈر نہین
ہر آیہ ہی فصیح کلام مجید کا
شادی بحل سے بھی ہوتا ہی دلکو غم
کوچے مین تیرے ڈھیر ہو تیرے شہید کا
صورت کو تیری دیکھنے آتے ہین فرقہ بین
حیران کار رکھتی ہی قطع و برید کا
دیوانہ زلف یار کی زنجیر کا ہی دل
آتش فراق یار مین بدر رہی تزید کا

دکھلا دے جام مے مین مجھے چاند عید کا
افسانہ سنیے یار کا ذکر اُسکا کیجیے
محبوب ہی وہ یار قریب و بعید کا
مریخ کا ہی ظلم و ستم کس شمار مین
منظور ہی ثبوت ہمین نا پدید کا
آرائش اُنکی قتل کرے ہمکو بیگناہ
گستاخ ہاتھ کام کرینگے کلید کا
اپنی طرف اُن ابروونکے رخ کو پھیر لے
داغ جنون ہر ایک نگین ہی حدید کا
کنج قفس مین پہونچی صبا لیکے بوے گل
اندوہ طفل جمعہ کو ہوتا ہی عید کا
موسی کیطرح ہمکو بھی دیدار کا ہی شوق
رخ پر اُنھین یقین ہی شکل سعید کا
بیجرم تیغ عشق سے دل ہو گیا ہی قتل
رہتا ہی صدمہ روح کو قید شدید کا

موقع ہوا نہ اس رخ روشن کی دید کا
مقصود نہ ہی مری گفت و شنید کا
حاضر ہی مانگے جو کوئی دولت فقیر کی
پیر فلک کو رتبہ ہی تیرے مرید کا
لیتا ہی بوسہ دیکھے وہ سیمین عذار دل
در کار مہندی گندھنے کو ہو خون شہید کا
دل بیچتے ہین عاشق بیتاب لیجیے
اللہ زور دے جو کمان کی کشید کا
اُس رخ پہ ابروونسے مسون کو سمجھ نہ کم
خط آگیا بہار چمن کی رسید کا
قاتل رہا کرو گی شب جمعہ روشنی
آنکھون کو حوصلہ ہی تجلی کے دید کا
چسپان بدن سے یار کے ہو کر قبا نہ
سینہ مرا مقام ہی مرد شہید کا
خونریز جسقدر کہ ہو اس سے عجب نہین

اس لطف سے برق نے اس غزل کو گایا کہ آسیب تعریفین کرتے اپنے مقام سے اٹھا کہا ای بیابان حقیقت مین میری آنکھون سے پردے اٹھ گئے قدرت آئے ہین ای مفہوم لینا انکی ٹانگ لینا سب سے پہلے مفہوم اٹھا پکارا یا خداوند سالوس ولد لمھی چوس بنت دلوس آئیے مفہوم کے بعد آسیب بھی اٹھا انتظام بھی ناچتے ہوے چلے تینون کے تینون برابر چلے لڑاکھڑا لڑاکھڑا کے گرے اب تو برق نے نعرہ کیا خنجر پکڑ کے چلا نعرۂ برق منتشم برق رفتار و خنجر گذار * منم کیہ لیکن گران برہا ہزار

گہ مین ردِ فق فوج اسلام ہون صبا سے بھی دو گام آگے بڑھون	اسی فن مین مین خاص خود کام ہون حقیقت مین مین برق چالاک ہون	اگر دوڑنے کا ارادہ کرون دونده جہان گرد بیباک ہون

نعرۂ شیرانہ کرکے مستر برق فرنگی نے جھپٹ کر ایک خنجر مفہوم پر مارا کہ سر اڑ گیا خواجہ کہتے ہین پہلے ہے مجھے بچھرا دے انتظام کو قتل کر برق نے کسوت عیاری سے مفہوم کی اشرفیان نکال لین کمر مین رکھین خواجہ نے کہا ابے مین نے دیکھا میرا بھی اسمین حصہ ہی برق نے دو اشرفیان دکھلا دین عمرو نے کہا ابے گدھے مین نے یہین سے بیٹھے بیٹھے گن لین پندرہ اشرفیان ہین جو دہ مجھے دو خیر تم بھی ایک لے لو برق کب مانتا ہی کہتا ہی استادونین اشرفیان تھین دو مین نے تمکو دیدین ایک مین نے لی یہ کہکے آسیب کو خنجر والا یاسمن کی زبانی سے سوزن نکالا انتظام کے پیٹ مین خنجر مار دیا تینون کو مار کے بھاگا ہر چند خواجہ کہتے ہین ابے ٹھہر جا برق نے مفہوم کی اشرفیان آسیب کی کلاہ انتظام کے ہاتھ سے انگوٹھیان لین یہ چیزین لیکر بھاگا خواجہ عمرو پکارتے رہتے یہان آندھی سیاہ چلی دو ساحر زبردست مارے گئے پیر آوازین دے رہے ہین کشتی مرا نام سن آسیب جادو وانتظام جادو بد عمرو نے ملکہ سے کہا تم تو نکل جاؤ تمہارا ٹھہرنا اب بہتر نہین ہی کہ جلد سے قلعۂ گلشن حصار کے ایک آندھی سیاہ اٹھی یاسمن نے کہا خواجہ بھاگو باپ میرا آتا ہی شاید انکو خبر ہو گئی عمرو ایک طرف ملکہ ایک طرف برق تو پہلے ہی نکل گیا اور عمرو کہ یہ گذرا کہ ججون برائے ملاقات خداوندی آیا دربار مین آکے دریافت کیا وزرا نے کہا قدرت قصر پریزادان مین گئے ہین یہان سالوس جو دربار پریزادان مین آیا پریزادین ہنس رہی ہین ایک نے کہا قدرت پھر تشریف لاتے ہین دوسری نے کہا قدرت تجھ سے قابو پرست ہین تیسری نے کہا اسوقت کیون تشریف لائے چوتھی نے کہا بوا غضب ہو گیا آسیب جادو وانتظام جادو ونسام بر آسیب کے مارے گئے پانچوین نے کہا بوا مجھسے سنو عمرو کی عیاری بیکار ہوئی بیچ کا حال کھونگی برق نے آکر سبکو مارا بیابان جادو کو بھی قتل کیا ماریٹ کر سب نکل گئے سالوس سر پیٹتا ہوا بارگاہ مین آیا ججون کو بیٹھے ہوے پایا کہا ای ججون جلد خبر لو مقام پر آسیب جادو وغیرہ جادو اگر کھڑے ہین تو عمرو و برق دونون کو پکڑ لاؤ ججون بقہر و غضب تمام چلا عمرو و برق جا چکے تھے آکے دیکھا مقام پر آسیب کے آگ برس رہی ہی پیر غل مچا رہے ہین ہنگامہ گیرودار بلند ہی ججون نے اُکے تاریکی سحر کی دفع کی دیکھا تو لاشۂ آسیب وانتظام تڑپ رہا ہی ایکطرف مفہوم کا سر کٹا پڑا ہی تینون کے لاشے برہنہ عمرو سب کے کپڑے اتارکے لے گیا ننگ خاندانون کو برہنہ چھوڑ گیا ججون زمین پر آیا ایک تخت سحر بنایا شیشۂ اسم اعظم بھی دیکھا کہ ٹوٹا پڑا ہی ججون نے لاشۂ آسیب وانتظام و مفہوم کا اٹھایا بڑی دیر تک اس مقام پر کھڑے ہو کر رو دیا کہتا تھا بڑے جادوگر مارے گئے آخر تخت لیکر اڑا یہان سالوس گھبرایا ہوا پھر رہا ہی کبھی اندر بارگاہ کے جاتا ہی کبھی باہر آتا ہی وزرا امرا حیران کہ آج قدرت کو کیا ہوا ہی پیٹ پکڑے پھر رہے ہین کبھی گھبراکر فرماتے ہین بڑا غضب ہوا بڑے جادوگر مارے گئے انتظام وآسیب کیسے ساحران زبردست تھے وہ یون کے کی موت مارے گئے قدرت کے دل کو کیونکر آرام آئے اس ججون بیچارے نے اسی صلاح بتلائی کہ ہفت دربند تیار کرو اسوجہ سے کیسے کیسے ساحر مارے گئے یہ آسیب بھی زینت بارگاہ قدرت تھا ایسے کا قتل ہونا شاق ہی یہ باتین تھین کہ ججون جادو چلا چلا کے روتا ہوا دریا آنسوؤنکا آنکھون سے جاری لاشے لیے ہوے آکر سامنے پہونچا سالوس نے پکار کر پوچھا ای قوت بازو دشمن نکل گئے کہا یا خداوند وہان کسی کا نشان بھی نہین ہی بڑی گستاخی

دی کہ لاشونکو برہنہ چھوڑ گئے تیز رفتار نے جو لاشہ مفہوم کا دیکھا بہت رویا کہا یا خداوند اسکے مرنیکی تدبیر کیونکر ہوئی آپ
فرما چکے تھے کہ ہمنے عمر جاوید عطا کی اب مفہوم کو کوئی قتل نکر سکیگا سالوس شرمایا جھلا کر جواب دیا او بیحیا راز قدرت کی
باتین قدرت سے پوچھتا ہی قدرت نے جو مناسب سمجھا وہ کیا تیرے باوا کا کیا اجارہ ہی ابھی قدرت تقدیر کر دیگی
تو بھی مارا جائیگا تیز رفتار منتین کرنے لگا یا خداوند زمانہ انقلاب کا ہی آجکل ایسی بات نہ فرمائیے آسیب و انتظام
کے عزیز روتے پیٹتے حاضر ہوے کہتے تھے یا خداوند ان بندون کو اپنے جلا دیجیے سالوس نے کہا قدرت تقدیر کر چکی
جب مسلمان تباہ ہو جائینگے اسدن قدرت سبکو زندہ کریگی اس زمانے مین خود قدرت دست پاچہ ہو رہے ہین
پتلے کا بنانا اور روح کا پھونکنا نہایت کار دشوار ہی سب خاموش ہو گئے حکم ہوا لاشونکو لیجا کر پھونکدو کتاب مین
وجہ قتل انکی لکھدو تاریخ بھی درج ہو جب قدرت زندہ کرینگی فکر کرینگے تو ضرورت ہوگی یہ خبر جو سب جگہ منتشر ہوئی
کہ آسیب و انتظام قتل ہوے مفہوم مع تیز رفتار مارا گیا ہر چند عزیزون نے انکے کوشش کی کہ انکو زندہ کردو
قدرت نے قبول نہین فرمایا نمکپاش اپنے مقام پر آکر بیٹھا انتظام و مفہوم کا منتظر ہی کہ چند ساحر دوڑے ہوے
آئے عرض کی ای شہنشاہ مقام پر آسیب کے جاکر انتظام و مفہوم قتل ہوے نمکپاش نے گھبرا کر پوچھا تمکو یہ خبر
کیونکر معلوم ہوئی انھون نے عرض کی ہم ایک ضرورت سے اپنے گھر گئے تھے دیکھا کہ قتل کا ہنگامہ گرم ہی دریافت کیا
اور خود جاکر دیکھا لاش آسیب و انتظام و مفہوم کی پھونکی جاتی ہی سارے قلعے والے روتے تھے کہ وہ ساحر
آج مارے گئے کہ جنکا قتل ممکن نہ تھا اپنی آنکھون سے ہمنے لاشونکو دیکھا نمکپاش پوچھتا ہی ارے کسنے مارا اور
کیونکر قتل ہوے انھون نے کہا کہ یہ ہماری مجال نہ تھی جو ہم دریافت کرسکتے مگر یہ سنا کہ قتل ہوے خداوند نے
لاشہ جلانیکا حکم دیا ہی کسی کے چہرے پر بحالی نہ تھی برہمن خوش تھے بجلے کیتے ہوے جاتے تھے کہ ایسے دو چار اور بچے
مرین تو ہم آباد ہو جائین نمکپاش گھبرا کے اٹھا دربار مین سالوس کے آیا دیکھا سالوس سرنگون تمام اہل دربار
خاموش بیٹھے ہین نمکپاش نے آکر سجدہ کیا عرض کی یا خداوند یہ کیسی تقدیر کردی سالوس تو شرمندہ بیٹھا تھا
جھلا کر بول اٹھا کہ قدرت تقدیر کر چکی کہ اب تم بھی قتل ہوگے نمکپاش کانپنے لگا دست بستہ عرض کی یا خداوند
ایسا تو نہ فرمائیے عمرو سب جگہ چھپ چھپ کے جاتا ہی ہمنے سنا ہی کہ وہ یہ کہتا پھرتا ہی کہ قدرت کو اب نئی دنیا آباد کرنی
منظور ہی ان سبکو قتل کر ڈالینگے اصل مین قدرت کو یہی منظور ہوا ہم سب پرانے جادوگر اس ملک سے نکل جائین
اور کہین جاکر بسین جان تو بچے ان پرانے ساحرون نے حضور کی کیا خطا کی ہی سالوس نے کہا کہ اسوقت قدرت
تو غصے مین بیٹھے ہین تو قدرت کو شرمندہ کرتا ہی اے باران برف بار تم نمکپاش کے ساتھ تین لاکھ فوج لیکے جاؤ
حمزہ کو اس دربند پر روکو آگے نہ بڑھنے دو قدرت تم سبھون کے واسطے یہان سے تقدیر ہارے معقول کرینگے
کیا عجب ہی کہ اسی دربند پر سب مسلمان مارے جائین باران برف بار تین لاکھ فوج تیار کرکے نمکپاش کے
ساتھ ہوا نمکپاش نے راہ مین باران برف بار سے کہا بھائی تم قدرت کی الٹی ملٹی باتین سنتے ہو کبھی ہان فرماتے ہین
کبھی نہین کہتے ہین باران برف بار نے کہا اصل تو یہ ہی کہ مسلمانون نے قدرت کو دست پاچہ کر دیا ہی آجتک یہ
پتہ نہ لاما کو قدرت ہین اپنی پشت کی بھی خبر نہین رکھتے اتنا نہین بتلا سکتے کہ وہ کون شخص ہی جو سارہان زادے
کو نام بتلا دیتا ہی کہ فلان ساحر نے یہ کام کیا اپنی جان بچاتے ہین ہم سبکو پیش کرتے ہین حمزہ کا اسم اعظم کھل گیا
کیونکر اسکو روکا جائیگا سبکو قتل کرتا ہوا سامنے قلعے کے پہونچا تو پھر کچھ کسی سے ہرگز نہ ہو سکیگا اپنی اپنی جانین
خود بچاؤ قدرت کے کلام پر مغرور نہ رہو یہ صلاحین کرتے ہوے قلعے پر نمکپاش کے پہونچے نمکپاش نے ایک

ایسا قلعہ بنایا ہے کہ کستا ہے قلعہ کلان بے میرے مرے نہ مٹے گا کوئی نہ گذر سکیگا اگر فروکش ہوے یہان تدبیرین اب
ہونے لگین یاران برق بار ایک خیمے مین داخل ہے اسم اعظم بند کرنیکی تدبیر کر رہا ہے نمکپاش سے کہہ رہا ہے کہ
اے نمکپاش اگر میرا قابو چلیگا تو مین اسم اعظم حمزہ بند کر دونگا اور پاس اپنے بھائی اژدران اژدر سوار بادشاہ
طلسم مینوسواد کے چلا جاؤنگا وہ طلسم قدیم ہے بھائی میرا مدت سے وہان کا مالک ہے سلطنت طلسم مینوسواد کرتا ہے
نمکپاش نے کہا بھائی جو مناسب ہو وہ کرو مین تو قتل آسیب سنکر گھبرا گیا ہون میرے ہوش نہین درست
ہین یہان تو یہ چرچے ہو رہے ہین یاران برق بار تدبیرین کر رہا ہے ایک نامہ بھی اسنے اپنے بھائی اژدران
اژدر سوار کو لکھ بھیجا ہے کہ اگر ہو سکے مین اسم اعظم بند کرتا ہون تم کسی حیلے سے حرز ہیکل حمزہ کی لیجاؤ تو پھر لشکر کا
ہم خاتمہ کر لینگے یہان صاحبقران ایک صحراے سبزہ زار مین فروکش ہین دربار مین سب سردار جمع ہین کہ حمزہ کو
اسم اعظم یاد آیا خوش ہوکر سردارون سے کہا مین سجدہ شکر پروردگار کرتا ہون شاید خواجہ نے جاکر آسیب جادو
کو مارا یہ ذکر تھا کہ خواجہ عمرو بھی آکر پہونچے مگر بڑبڑاتے ہوے امیر نے فرمایا خواجہ عمرو خیر تو ہے عمرو نے کہا اب
یہ فرمائیے برق فرنگی کہان ہے آج مار ڈالونگا اشرفیان کلاہ آسیب کی لباس انتقام کا انگوٹھیان چھلے مفہوم
کے لیکے بھاگا ہے صاحبقران نے فرمایا بیٹھو تو تم تو ایسے گھبراے ہوے ہو آخر برق وہان کیونکر پہونچا کچھ حال
بیان کرو عمرو نے کہا اتفاق سے انکے ہاتھ سے ایک کام بن پڑا ورنہ وہ کیا جانین کہ عیاری کسے کہتے ہین مجھکو بھائی
انتقام جادو یہان سے لیگیا آسیب کے مقام پر پہونچایا مین نے باتون مین ان سبکو راضی کیا شراب پلا کے
بیہوش کر لیا قصد ہوا کہ قتل کر دون مفہوم عیار آگیا اُسنے آکر انکو بیدار کیا مین پھر گرفتار ہوا اب تدبیر ہونیلگی
کہ عمرو کو قتل کرو ہمارا یہین وہ مددگار وقت پر پہونچا جلاد کو مارا قصد ہوا مجھے لے نکلے مفہوم عیار نے کمندین
مار کے اسکو گرفتار کیا اب دونون کے قتل کی تیاری ہوئی اس بھورئیے نے نہین معلوم بیابان جادو کو کیونکر
پایا مار لیا اسکی شکل بنکر آیا بس اتنا کیا کہ بشکل بیابان آسیب و انتقام و مفہوم صبا رفتار کو مارا بڑا کام ہوا
کون جادوگر کو مار سکتا ہے اس بات پر مفہوم کی اشرفیان نکال لین آسیب کی کلاہ لی انتقام کی قبا اتار لی وہان سے
بھاگ آیا جہان پاؤنگا سزاے معقول دونگا آپ اپنے یہان سے اسکا نام کاٹ دیجیے کہین اور جاکے
نوکری کرین جیسی عیاری انھون نے کی میرے شاگردون کے شاگرد ایسی عیاری کرتے ہین بھیا احمق اپنے
نزدیک انھون نے بڑا کام کیا اب پھولے نہ سماتے ہونگے امیر نے فرمایا خواجہ تمہارا قوت بازو ہے بہت جلد وہ
عیاری کرتا ہے اگر وہ بیابان کو مار کے نہ پہونچتا تو تمہارا خاتمہ ہوا تھا عمرو نے کہا مجھے کون مار سکتا ہے وہ بیچارہ
کیا مجھے بچائیگا آپ بھی اسکی طرفداری کرتے ہین یہ ذکر تھا کہ برق فرنگی بھی آکے پہونچا دیکھا صاحبقران سے
اُستاد باتین کر رہے ہین چاہا پلٹ جاؤن عمرو نے دیکھ لیا پکار کر آواز دی میان بھورئیے ادھر آئیے حمزہ
بلاتے ہین آپکا نام کاٹ دیا وہ اشرفیان وہ کلاہ وہ قبا سب دیجیے جتنے دن کی آپکی تنخواہ نکلتی ہو وہ لیجیے اور جائیے
برق نے بنگاہ یاس طرف صاحبقران کے دیکھا صاحبقران نے اشارہ کیا اور فرمایا کیون گھبراتا ہے تیرا نام کون
کاٹیگا برق نے جھک کر اُستاد کو سلام کیا عمرو نے منھ پھیر لیا کہا بس اب زیادہ خوشامد نہ کیجیے وہ مال جو آپنے چرایا ہے
وہ حاضر کر دیجیے ورنہ مین مارے کوڑون کے آپکی کھال اُدھیڑ دونگا برق نے کہا اُستاد وہ اشرفیان تو پیتل کی تھین
مین نے پھینکدین جو آپکو دی وہ سونے کی تھی اُسکو بھنا کر کچھ مجھے دیدیجیے عمرو نے اُٹھکر ایک طمانچہ مارا امیر نے ہان ہان
کر کے روک لیا فرمایا کہ خواجہ بس اب جانے دو وہ اسباب اس سے کسی نے چھین لیا عمرو نے کہا آپ اُسکے طرفدار ہین

خزانۂ شاہی سے منگا دیجیے صاحبقران نے بمشکل خواجہ کو سمجھایا برق قدمون پر گرا عمرو نے کہا بھلا اچھا سمجھونگا یہ ذکر تھا
کہ ہرکارے لشکر اسلام کے آگے پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی یہانسے بارہ کوس پر قلعۂ نمکپاش جادو ہی تین لاکھ
فوج لیکر باران برف بار اسم اعظم بند کرنیکی تدبیر کر رہا ہی یہ بھی ہم غلامون نے خبر پائی ہی کہ طلسم مینو سواد کا بادشاہ
اژدران اژدر سر اس باران برف بار کا بھائی ہی یقین ہی وہ بھی اسکی مدد کو آئے یا وہانسے بھی کچھ مدد آئے
تو عجب نہین ہی عمرو نے عرض کی اب حضور یہان سے کوچ کرین انشاء اللہ لڑتے بھڑتے تا بہ قلعۂ گلشن حصار بھی
پہونچ جائینگے صاحبقران نے حکم دیا لشکر تیار رہو اسیوقت لشکر تیار ہوا نقارۂ سکندری پر چوب پڑی کوچ
کرکے صاحبقران مع لشکر ظفر اثر تیسرے دن سامنے قلعۂ نمکپاش کے پہونچے نمکپاش و باران برف بار
بیٹھے ہین یہی صلاح ہو رہی ہی کہ کس ترکیب سے مقابلہ کرنا ہوگا کہ طبل سکندریہ پر چوب پڑی ہرکارون نے آکے
عرض کی کہ لشکر صاحبقران آپہونچا نمکپاش و باران برف بار باہر نکل آئے دیکھا لشکر مسلمانان بڑے کروفر سے
آکر پہونچا بارگاہ حشامی استادہ ہوئی لشکر صاحبقران فروکش ہوا عمرو کو جو نمکپاش نے ساتھ دیکھا صورت
خواجہ کی دیکھکر کانپنے لگا باران برف بار سے کہا اسی ظالم نے گھر کے گھر ویران کردیے باران برف بار نے کہا ای
نمکپاش نہ گھبراؤ مین سب سے پہلے اسی کی تدبیر کرونگا نمکپاش نے کہا مین طبل جنگی بجواتا ہون باران برف بار
نے کہا طلسم سے بھی مدد ہوگی یقین ہی میرا بھائی آئے اور مین بھی شام کو تدبیر کرونگا دن کو یہ کیجیے طبل جنگی بجوا دیا ہرکارے
جو لشکر اسلام کے بام جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر خدمت صاحبقران مین آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی ای
شہریار نمکپاش نے طبل جنگی بجوا دیا کل اسکا ارادہ ہی کہ سر میدان آکر مقابلہ کرے امیر نے فرمایا کہ خواجہ ہمارے
لشکر مین بھی کہدو نقیبل بازو ہی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل سکندریہ پر چوب پڑی عمرو و برق یہ کہکر نکلے کہ ہم ذرا
خبر تو لائین کہ باران برف بار کیا کر رہا ہی دونون عیار نکلکر روانہ ہوئے صاحبقران زمان براے ملاحظۂ لشکر
نکلے لشکر کو دیکھتے پھرتے ہین قریب اشقر دیوزاد کھڑے ہوئے ہین داروغہ سے تاکید فرما رہے ہین کہ اب
کیا باعث ہی جو ہمارا اشقر دیوزاد دبلا ہو رہا ہے جو جو اشیا درکار ہون وہ سرکار سے لو ہم اشقر کو مثل اپنے
فرزند کے جانتے ہین کہ دیکھا سامنے سے گرد اڑی دیکھا خواجہ عمرو گھبرائے ہوئے چلے آتے ہین پکارکر آواز
دی آقا ذرا میرے پاس کنارے آئیے مجھے کچھ عرض کرنا ہی صاحبقران قریب عمرو کے آئے عمرو باتین کرتا ہوا
صاحبقران کو قریب ایک نخل کے لایا عرض کی ای شہریار مین نے ابھی سنا ہی کہ باران برف بار نے اسم اعظم
حضور کا بند کرلیا ہی ذرا پڑھیے تو آپکو یاد ہی یا نہین صاحبقران اسم اعظم پڑھنے لگے عمرو نقلی نے ایک طائر
ہاتھ سے چھوڑا اس طائر نے گرد سر صاحبقران کے چرخ مارا امیر نے پلٹ کے دیکھا عمرو نے جست کی پر ہوا
پیدا کرکے بھاگا آواز دی منم باران برف بار دیکھو حمزہ یون اسم اعظم بند کرتے ہین صاحبقران منہ دیکھکر رہگئے
باران برف بار نکل گیا مقبل نے بڑھکر عرض کی شہریار کیا ہوا امیر نے فرمایا باران برف بار بشکل عمرو آیا
اسم اعظم بند کرکے لے گیا مقبل خاموش صاحبقران سر جھکائے ہوئے بارگاہ مین آئے عمرو پلٹ کر آیا
لشکر مین سنا کہ باران برف بار میری شکل پر آیا تھا اسم اعظم صاحبقران کا بند کرکے لیگیا عمرو خدمت مین
صاحبقران کی آیا عرض کی ای شہریار یہ کیا ہوا امیر نے فرمایا اسم اعظم بند ہوا باران برف بار تمہاری شکل
بنکر آیا اسم اعظم بند کرکے لے گیا عمرو پریشان ہوا عرض کی ای شہریار مین تا بہ لشکر نمکپاش نہ پہونچنے پایا تھا
مین نے راہ مین یہ حال سنا کہ اسم اعظم بند ہوگیا پریشان ہوکر پلٹ آیا اب مین فکر مین جاؤن یہان باران کی تدبیر

کرون امیر نے فرمایا خواجہ زبانی ہرکارون کی معلوم ہوا کہ وہان بڑے انتظام ہو رہے ہین فی الحال نہ جاؤ پروردگار مالک ہی
جو اسکے نزدیک مناسب ہوگا وہی ہوگا عمرو تو انتظام لشکر کرنے لگا شام کا وقت ہی صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے ہین
سب سرداران نامی و پہلوانان گرامی حاضر ہین کہ پہلوان عادی نے ہیکل لالا کا غذ ہاتھ مین دیا مراد اسکاغذ سے یہ ہی
کہ بعد سال بھر کے ایک دن صاحبقران کا طلائے کی گشت کا ہی تا ہی صاحبقران نے دیکھتے ہی کاغذ پر صاد
بنا دیا اور مقبل سے اشارہ فرمایا مقبل تیاری کرو ہم تمکو انتظام طلایہ کرینگے بہرام وغیرہ نے عرض کی آج حضور ہرگز
تکلیف نہ فرمائین غلامان جانباز انتظام کرینگے صاحبقران نے فرمایا یہ غیر ممکن ہی بعد سال بھر کے یہ خدمت اہالیان
لشکر کی میرے سپرد ہی مین اسمین تامل نہ کرونگا مین اس خدمت کو فخر عظیم جانتا ہون ہر چند سردارون نے
سمجھایا صاحبقران نے نہ مانا سر شام نماز سے مہلت کی خاصہ تناول فرما کے اشقر پر سوار ہوئے عمرو نے کہا مین
ساتھ رہونگا امیر نے عمرو و مقبل کو ساتھ لیا بازار بزازان و بازار صرافان و مقام تاجران کا انتظام کرتے ہوئے کنارے
پر لشکر کے ٹھہرے مقبل سے فرمایا ذرا بڑھکر خبر لو مقام تاجران کا انتظام واجب و لازم ہی مقبل نے فراموش کیا کوئی
گلابی نہین لگائی امیر نے فرمایا خواجہ میخانے مین جاؤ وہان سے ایک گلابی لاؤ عمرو اسطرف گیا صاحبقران تنہا رہے
پشت اشقر سے اترے زین پوش بچھا کر بیٹھ گئے لشکر دشمن کو دیکھ رہے ہین یہی خیال ہی کہ شاید لشکر دشمن سامان
شبخون نکرے اس مقدمہ کو دیکھ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی ایک فقیر کو دیکھتے ہین شنجرفی کپڑے پہنے ہوئے جھولی
بائین ہاتھ پر مگر ایک کلاہ زرین پہنے ہوئے کچھ مونگون کے مالے گلے مین جس وضع سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ شخص کوئی
جلیل لباس مین فقیرون کے آیا ہی پکار کر اسنے آواز دی ای آفتاب آسمان عربستان ای زلزلہ قاف ثانی سلیمان آپ کے
فیض و سخا کا شہرہ عالم مین پہونچا ہی یہ حقیر بادشاہ قلعہ بہار فقیر ہو کر آپ ہی کی تلاش مین نکلا ہی راہ خدا یہ سوال
کرتا ہون میرا ایک فرزند نوجوان صحرا مین شکار کو گیا سایہ مین کسی بھوت پلید کے پھنسا دیوانہ ہو گیا ہی قید آہن
پہنا کر ایک مقام مین بند کر کے آیا ہون کاہنون نے مجھکو خبر دی کہ آپ کے پاس ایک تحفہ نایاب ہی یہی سب نے کہا کہ تھوڑی
دیر کے واسطے حرز ہیکل صاحبقران آئے اور دھوکر پانی اسکو پلایا جائیگا تو یہ جوان صحت پائیگا آج ایک مہینہ بھر
مجھکو گذرا کہ شہرون شہرون آپکو تلاش کرتا ہوا اسوقت یہان خبر پائی امیدوار ہون کہ چند ساعت کے واسطے
حرز ہیکل غلام کو مرحمت ہو کہ مین پانی پلا کر فوراً پلٹ کر آؤن خدمت مین حاضر کرون یہ راہ خدا کا سودا ہی ورنہ
جوان بیٹے کے غم مین تڑپ تڑپ کے مر جاؤنگا صاحبقران نے جو ذکر نام خدا کا سنا بتقاضاے مروت ٹھہر گئے
فوراً حرز ہیکل اتار کے دیدی اس شخص نے ہیکل ہاتھ مین لیکر کہا باش او حمزہ منم اژدران اژدر سر بادشاہ مینوسواد
بھائی صاحب نے جو مجھکو لکھا تھا وہ مین نے کیا بس اتنا کہکے امیر پہ سحر کیا امیر تھرا کے گرے چاہا اسنے کہ کمر مین امیر کی
پنجہ دیکر اڑون کہ سامنے سے کچھ سوار و پیدل نمودار ہوئے حاضر باش ناظر باش کہتے ہوئے چلے آتے تھے امیر
کا مرکب جو کوتل دیکھا وہین سے آواز دی آقا آپ کیا کر رہے ہین اژدران اژدر سر ہیکل لیکر گھبرایا ہوا تھا امیر کو
چھوڑ کر بھاگا صحرا مین جاکر غائب ہوا امیر زین پوش پر گرے سوارون نے جب آواز سنی گھوڑے اڑا کر قریب آئے
امیر کو ایڑیان رگڑتے ہوئے دیکھا او آہ کر رہے ہین سوار رونے لگے کہتے تھے آقا یہ کیا ہوا کہ عمرو و مقبل آئے
یہ معاملہ دیکھکر گھبرا گئے عمرو نے سب سے پہلے حرز ہیکل پر نگاہ کی گلے مین امیر کے حرز ہیکل نہ پائی عمرو نے کہا ای مقبل
غضب ہوا کوئی دشمن آیا حرز ہیکل لے گیا صاحبقران کو اٹھا کر ہوادار پر ڈالا بہرام وغیرہ نے جو یہ خبر سنا اپنے
اپنے خیمون سے نکلکر دوڑے راہ مین آکر دیکھا صاحبقران ہوادار پر آہ آہ کر رہے ہین کبھی گھبرا کر فرماتے ہین خواجہ میرا

سر کاٹ لو مجھسے صبر نہین ہوتا کلیجے مین آگ جل رہی ہی قریب ہی کہ روح قالب سے نکل جاے عمرو دمبدم دعائین پڑھکر دم کرتا ہی
مگر آمد و شد نفس کی کم معلوم ہوتی ہی خاک اڑا رہا ہی کہتا ہی یارو غضب ہوا حرز ہیکل کوئی لے گیا سحر بھی کر گیا اسم اعظم بند
پہلے ہی سے دردمند تھے حرز ہیکل بھی گئی روتے پیٹتے بارگاہ حشتامی مین آگے پہونچے عمرو حیران و پریشان کہتا ہی
یارو اب مین کیا کرون اسم اعظم بند ہوگیا حرز ہیکل پر یون افتاد پڑی اب یہ تو دریافت کرون کہ آخر حرز ہیکل کون لے گیا
برق بھی حیران چپ کھڑا ہی کبھی گھبرا کے کہتا ہی استاد مین جاؤن جا کے دریافت کرون خواجہ جھڑک دیتے ہین کہ ابے
تو کیا خاک دریافت کریگا کس سے دریافت کریگا تو اس مقدمے مین دخل نہ دینا ورنہ کام بگڑ جائیگا اپنے اپنے طور پر سب سردار بھی
کہ رہے ہین عمرو خاموش حیرت کا جوش کچھ کہ نہین سکتا بہرام کہتے ہین خواجہ کچھ تدبیر بتاؤ کیا فکر کرین عمرو کہتا ہی کیا
بتاؤن مین تو بہت حیران ہون کہ کیا تدبیر کرون مقدمۂ اسم اعظم تو مشہور ہی کہ باران برف بار مکر کرکے اسم اعظم لے گیا مگر
حرز ہیکل پر کیا گذری یہ ذکر بارگاہ مین ہو رہا ہی ہر خرد و کلان بیقراری پر صاحبقران کی رو رہا ہی جب آنکھ کھولتے ہین
آہ کرکے فرماتے ہین خواجہ میرا کلیجہ پھنک رہا ہی تم میرا سر کاٹ لو کہ مین کشاکش سے نجات پاؤن عمرو بیقراری پر امیر کی
زانو چھپٹا ہی بارگاہ مین یہ کیفیت تھی کہ سامنے سے مترقان روتے پیٹتے آئے عرض کی استاد بڑا غضب ہوا کرب غازی
واسطے شکار کے کہین صحرا مین آئے تھے ایک ہرن کا تعاقب کیا یہان سے بارہ کوس پر اک صحرا ہی وہان ٹھہرے اپنے عیار
کے انتظار مین کھڑے تھے کہ منوش تبردار معتقد مذہب سالوس مردار خوار بھی واسطے شکار کے نکلا تھا اسکو جو
معلوم ہوا کہ یہ جوان کرب غازی عزیز دار صاحبقران زمان ہی بارہ ہزار فوج سے ٹوٹ پڑا سنتے ہین خوب تلوار چلی
آخر سنا کہ زخمی ہوکر گرے منوش نے از روے ہوے کے گرفتار کرالیا آٹھ دن اپنے قلعے مین رکھا علاج کیا بار بار
سمجھا کہا سالوس کو سجدہ کرو وہ نذر کردۂ بزرگان کلمات سخت کہنے لگا سالوس پر لعنت کی اسنے چاہا قتل کرون مگر
وزیرون نے صلاح دی یہان قتل کرنا مناسب نہین خدمت مین خداوند سالوس کی لے چلیے منوش تبردار بارہ ہزار
سوارون سے قید کرب غازی لیے ہوے آتا ہی دو کوس پر مین نے قید کو دیکھا تھا اب قریب آگئے ہونگے گروہ
شیر بیشۂ جرأت بڑی تکلیف مین ہی یہ سنکر عمرو نے کلیجہ پکڑ لیا سر زمین پر دے مارا کہا یارو انقلاب فلک دیکھتے ہو کہ
دمبدم صدمات عظیم پہونچ رہے ہین یہ کیا اتفاق تھا کہ وہ شیر بیشۂ جرأت گرفتار پنجۂ تقدیر ہوا عمرو کے رونے پر سردار
ہلک گئے مگر بہرام تلوار ٹیک کر اٹھا کہا خواجہ آپ کیون گھبراتے ہین مین ابھی چھڑا کے لاتا ہون تبردار کی کیا لیاقت ہی
مگر بہرام نے باہر نکل کر قرنا کرائی دو ہزار سوار تیار ہوکر سامنے بہرام کے آئے پشت مرکب پر سوار ہوکے چلا یہان منوش
قید کو لیے ہوے چلا آتا ہی کہ بہرام پہونچا آواز دی او ملعون مردان عالم کے ساتھ مکر کیا یہ کہکر نعرہ کیا فوج پر
جا پڑا نعرہ کیا نعرۂ بہرام رستم گرد بہرام خاقان چین × کہ از ہیبت من بلرزد زمین × نہنگانہ پلنگانہ بہرام آتا ہوا
چلا اسکے ساتھ بارہ ہزار سوار ہی ہر چند کہ صاحبقران کا عجیب حال ہی مگر عمرو بھی اگر شریک جنگ ہوا کرب کو دیکھا
مسلسل مطوق آنکھون مین حلقے پڑے ہوے چہرے پر زردی نہایت تکلیف مین وہ شاہزادہ سر جھکائے ہوے
بیٹھا ہی عمرو بیقرار ہوگیا تیغ کھینچکے خود بھی لڑنے لگا بہرام کے دو ہزار سوار بارہ ہزار مین گھر گئے جہان انکے دو کرتے تھے
ادہر دو ہزار آپہنچے سوکر پانچ سو نے گھیر لیا بہرام ساتھ والون کو چھڑا کے کہ منوش پر جاے یا کرب غازی کی فکر
کرے حیران حیران لڑ رہا ہی منوش نے یہ معرکہ دیکھا کہ بہرام بڑے زور و شور سے لڑتا ہوا آتا ہی دو پہلوانون کو اشارہ
کیا اس جوان کو ٹوک کر مار لو وہ پہلوان گینڈے بڑھائے چلے ایک نے بہرام کو ٹوکا بہرام نے چاہا اسپر جا پڑون دوسرے
نے پشت پر سے تیغہ مار دیا سر بہرام کا زخمی ہوا ان دونون نامردون نے چاہا کہ سر اس شیر کا کاٹ لین کمیدان

رسالہ وار جا پڑے سینے اپنے سپر کر دیے گلے دم شمشیر پر رکھے مگر اپنے افسر کو بچایا برابر زیادہ باعث خرابی ہوا قریب ہو کہ
لشکر بہرام شکست کھائے یا بھاگے بہرام نے بیقرار ہو کر دعا کی کہ صحرائے گرداوری نقابدار زرین پوش بصد جوش و
خروش آکر پہونچا باعث یہ ہوا کہ یہ شیر صحرا اپنی شکار کھیل رہا تھا عیار نے خبر سنائی کہ بہرام قتل ہوا چاہتا ہے نقابدار
گو تاب نہ آئی صرف پانچ سو سوار مسلح کر کے اپنے ہمراہ لیے اسوقت آکر پہونچا کہ یہاں لشکر پر شکست بھاگنے کا بندوبست
نقابدار نے وہین سے نعرہ کیا باشید ای کفاران بجیا وای نابکاران پر دغا خبردار تلوار کھینچ کے گرا باز سفید سا نگین
جوان تیغزن آتے ہی کمان کیانی دوش سے اتاری پانچ سو جوانون نے تیر بچلہ کمان مین پیوست کیے تیر مارے پانچ سو
جوان سہم کر گرے کمانین پھینک کر بھاگے نیزے ہاتھ مین لیے انکی وار نیزون کے کیے پانچ سو سوار نیزون سے مارے
اب تلوار کھینچ کر جا پڑے جب تلوار اٹھائی پانچ سو تلوارین بلند ہوئین نقابدار نے ہاتھ مارا پانچ سو بر تین جلین پانچ سو
جوان او رواصل جہنم ہوئے پندرہ سو جوان جو مارے گئے پندرہ سو گھوڑے کوتل ہنہنا کر بھاگے نقابدار شیرانہ
اڑتا ہوا آتا ہے مینوش نے دیکھا کہ نقابدار نے تہلکہ ڈالدیا انھین دونون سردارون کو اشارہ کیا کہ اسے بھی قتل کرو
ایک جوان نے آگے ٹوکا نقابدار نے اسکو لیا دوسرے نے چاہا پشت پر سے تلوار مارے عیار نقابدار نے بچھ کے
پالٹ کا ہاتھ مارا گھوڑے کا پانون کٹا سوار منہ کے بھل گرا عیار نے خنجر سے اسکا سر کاٹا جسنے روبرو سے حملہ کیا تھا
نقابدار نے اسکی تلوار چھین کر کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا اٹھا کر طرف آسمان پھینکا چور رنگ ہوا اسکو کیا مینوش نے
دور سے یہ سحر کہ دیکھا گھبرا گیا خود گینڈا بڑھا کر چلا نقابدار نے ڈانٹا او مینوش مدہوش کہان جاتا ہے مردان عالم سے
مقابلہ کر تونے غضب کیا کہ مذکر کردہ بزرگان دین کو مکر سے پکڑا یہ بہادرون کا شیوہ نہین ہے بیشک تو نامرد ہے مردان عالم
کے سامنے آ اسنے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر لگا تھا الجھاوے مین سے ہاتھ نکال کر نعرۂ تکبیر
ہاتھ مارا کہ مینوش کے مع راکب و مرکب دو ٹکڑے ہوئے عمرو نے پکار کر آواز دی نقابدار بہادر سبحان اللہ لطف

بڑہی تیغ کی تعریف نہیں ہو سکتی	پڑ گئی جیکر دشمن پہ اگر یہ اکبار	واہ رے کاٹ کہ جو زخم عنا ظر ہوتا	ایک اک جز کے ہزار ہے ہو جاتے چار

نقابدار نے جھکر کے سلام کیا عمرو قریب نقابدار کے آیا رکاب پر ہاتھ رکھکے کہا ای شیر بیشۂ جرأت مرحبا صد مرحبا عین
وقت پر تمنے آکر مدد کی صاحبقران زمان کا عجیب حال ہے اسم اعظم بند ہوا کوئی حمزہ ہیکل مانگ کرلے گیا بارگاہ مین
بیہوش پڑے ہین جب آنکھ کھولتے ہین آہ آہ کرتے ہین ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین اس پریشانی مین تھا کہ یہ خبر آئی
لشکر بعد و حصر موجود ہے مگر بہرام جلدی مین دو ہزار سوار لیکر چلے آئے ان بجیاؤن نے اس شیر کو بھی مکر سے زخمی کیا
نقابدار کہتا ہے کہ مین کیا مدد گر و نگا میری کیا حقیقت ہے یہ سب سامان تصدق سے صاحبقران کے ممکن ہوا عمرو
گل ملکر نقابدار سے باتین کر رہا ہے کہ عیار نے آکر ایک دھکا دیا کہا او ساربان ڈاوے ہمارے آقا کے پاس سے
ہٹ عمرو زمین پر گرا کوسنے لگا کہا میان عیار صاحب جوان ہی مر گئے عیار نے کہا آپکی بلا سے اب تو بڈھے ہو نگے
نقابدار گل لشکر کو اپنے لیکر نکل گیا عمرو نے آکر کرب کو رہا کیا گھوڑے پر سوار کر کے کرب کو لشکر مین لائے
سب سردارون نے کرب کے ہاتھ چومے کسی نے قدمونکو بوسہ دیا کرب بارگاہ مین آئے دیکھا سب سردار پریشان
رو رہے ہین پوچھا والله نامدار یہ کیا معرکہ ہے عمرو نے رو رو کر یہ تمام کیفیت بیان کی کرب نے قبضے پر ہاتھ ڈالدیا
کہا آپ اسمین تدبیر کرین مین برائے رہائی اسم اعظم و حمزہ ہیکل جہان حکم ہو وہان جاؤن عمرو نے کہا مین جاتا ہون دیکھو
انشاء اللہ دریافت کر کے آتا ہون یہ کہکے عمرو چلا باہر نکلکر صورت بدلی بصورت مبتذل بارگاہ سالوس مین آیا
ہاران برف بارہ بیٹھا ہے سالوس تخت پر بیٹھا ہے یہی ذکر ہو رہا ہے کہ رات کو کوئی آکر حمزہ ہیکل صاحبقران لے گیا

پہلو مین صالوس کے دیوس وزیر اعظم مقرب بارگاہ پایہ اول ہی کہا ای باران برف بار اب اس ذکر سے کیا فائدہ اور
اشارے سے بھی کہا کہ ذکر نہ کرو یا خداوند لشکر مین حکم دیجیے کل سویرے لشکر اسلام پر چڑھائی ہو جو خوف تھا وہ
نکل گیا اب چلکر سب لشکر کو مار لینا دیوس کے اشارے سے معلوم ہوا کہ یہ ملعون رازدان ہی عمرو چپکا کھڑا ہی اس
فکر مین ہی کہ اسی سے راز پوچھون دیوس بیٹھے بیٹھے گھبرایا کہتا ہی یا خداوندا اب مہلت نہ دیجیے گا غلام ذرا اپنے خیمے مین
جاتا ہی سحر تیار کرون حضور میری راے کے پابند رہین جو مین کہون اسی طرح پر کام ہو کل لشکر اسلام کا خاتمہ ہی
ایک زندہ نہ بچیگا حمزہ کو پکڑ کر قتل کر ڈالین اب وہ بھی مثل اوروں کے ہین اسم اعظم بند ہوا حرز ہیکل چھین لی جیسے ہی دیوس
اٹھکر چلا عمرو نے پیچھا کیا جب وہ اپنے خیمے مین گیا عمرو نے فوارے آگے رنگ روغن عیاری کا لگایا ایک چوبدار کی شکل بنکر
دروازے پر آکے آواز دی ای وزیر اعظم مجھے کچھ عرض کرنا ہی دیوس نے بلا لیا خواجہ عمرو سامنے پہونچے دیوس
نے پوچھا کیون مردے صاحب اسوقت آنیکا کیا باعث ہوا عمرو نے کہا ای وزیر اعظم قدرت تو کچھ ڈھیلے سے
ہین ہر وقت ناچ راگ رنگ کے طالب ہین اتنا بھی نہین دیکھتے کہ اب مسلمانون پر وقت ہی جھٹ پٹ انکو مٹا دینا
دشمن کا کام تمام کرین ساربان زادہ ایسا عیار وہان موجود ہی وہ ضرور فکر کریگا اسم اعظم ہاتھ لاکر بچا لیگا دیوس
نے کہا مردے صاحب تم مطمئن رہو ہمنے وہ تدبیر کی ہی کہ اگر ساربان زادہ ہزار سال جگر ماریگا اسم اعظم و حرز ہیکل کا پتہ نہ
ملیگا سر پٹک پٹک کر مر جائیگا مردے نے کہا حضور اسکی کیا وجہ کہ پتہ نہ ملیگا باران برف بار موجود ہین انکے مرنے سے
اسم اعظم کھل جائیگا دیوس نے کہا باران برف بار نے خوب انتظام کیا ہی طلسم ہفت سواد اسکا بھائی وہان کا بادشاہ ہی
اژدران اژدر سر وہی فقیر بنکر آیا حرز ہیکل صاحبقران کی لے گیا باران برف بار نے یہ کمال کیا اسی کو جا کر شیشہ
اسم اعظم کا دیدیا اب وہ شیشۂ اسم اعظم کا اور حرز ہیکل لیکر طلسم مین پہونچا اب کون ایسا ہی کہ طلسم جا کر توڑے اسم اعظم چھڑاوے
حرز ہیکل کو لائے عمرو نے کہا کیون وزیر اعظم طلسم کے جانیکا راستہ کیا ہی دیوس نے کہا مردے صاحب بائین پر جو
صحراے نیرنگ ہی اسکی پشت پر کوہ فلک شکوہ ہی جب اس کوہ کی سختی طے کرے تب صحراے خارستان ملے بارہ کوس تک
صحراے خارستان ہی شجر سے شجر شاخ سے شاخ ہم آغوش انسان کیا اک طائر بھی اسمین نہین جا سکتا ہی جب اس
جنگل کو کوئی کاٹے بارہ کوس کا صحرا تمام کرے تب بارہ کوس اور آگے دربند اول ہی کہ اسکو دربند نرگستان
کہتے ہین جنمین نرگس سامنے بنے ہوے ہین کوئی ساحر یا غیر ساحر سامنے نرگستان کے پہونچے جب ان
پھولون پر نگاہ ڈالیگا جلکر خاک ہو جائیگا اسکے آگے دربند لالہ زار ہی اسکے لیے بھی یہی صفت ہی کہ جسکی نگاہ ان
پھولون پر پڑیگی لالہ زار سے شعلہ ہاے آتش نکلینگے اس شخص کو جلا کر خاک کر دینگے ساربان زادے کو دونون دربند
سے گذرنا فکر پوچ ہی طے کرنا مشکل ہی جب لوح طلسم پائے تب طلسم تک پہونچے پس میان مردے کسی کی کیا مجال ہی کہ ان
سختیون کو طے کرے اور اسم اعظم اور حرز ہیکل لائے ہم زیادہ تامل نہ کرینگے قدرت کی راے پر کاربند نہ رہینگے
لشکر ساحران تیار کر کے کل ہی جا پڑینگے مسلمانون کو قتل کرینگے صاحبقران کو پکڑ لائینگے قدرت سے پوچھنے کی
بھی ضرورت نہین ہی فوراً قتل کر ڈالینگے بڑے بڑے صدمے اٹھا چکے ہین بڑے بڑے ساحر مارے گئے
جنکا مثل اب ناممکن ہی بندہ نہ بر کون کون ساحر قتل ہوے کل کا ذکر ہی کہ آسیب و انتظام قتل ہوے
اب انکا مثل کہان ممکن ہوگا مردہا درست ہی کہ رہا ہی باتین کرتے کرتے خاصدان کھینچا کہا ای وزیر اعظم
گلوری تو نوش فرمائیے یہ کہکے گلوری کھلا دی دیوس گھبرا گیا کہا مردے صاحب میرا دل گھبراتا ہی عمرو نے کہا
ٹھہر کر ٹہلیے دیوس اٹھا اٹھتے ہی گر کر بیہوش ہوا عمرو نے دماغ پر دیوس کے پٹی بیہوشی کی چڑھا دی اٹھا کر زنبیل مین رکھ لیا

دیوس کی شکل بنکر تیار ہوے خدمتگار نے انکو آواز دی سب اندر آئے سب نے پوچھا حضور ابھی مر رہا آیا تھا عمرو نے جھلاکے
جواب دیا تم لوگ نابینا ہوا ابھی تو پردا رگیا ہی راز خداوندی کی باتین نہ پوچھو سب چپ ہوے عمرو نے کہا ہمارے جواہرات
کے صندوقچے لاؤ اُسی وقت صندوقچے آئے عمرو نے وہ بھی نذر زنبیل کیے عمرو نے کہا خبر تو لاؤ تیز رفتار کہان ہی خدمتگار گئے تھوڑی دیر
مین دوڑے ہوے آئے عرض کی حضور مفہوم خلیفہ جو اُنکا مارا گیا اُنکو بڑا قلق ہی تین سو پیک بچے ساتھ لیکر نمکپاش کے مقام پر
گئے ہین کہ وہان عمرو ظہور آئیگا کل سے وہ تشریف نہین لائے اب تو خواجہ اٹھکے دربار مین سالوس کے آگے ساحران غدار سے
دربار بھرا ہوا ہی سب ساحر یہی کہہ رہے ہین کہ یا خداوند طبل جنگی بجائیے لشکر مسلمانان پر چلین حمزہ جہانسے لڑتا ہوا چلا ہی
قلعہ جات لوٹے مال خوب خوب قبضے مین کیے بڑا خزانہ ساتھ ہی سب چلکے لوٹ لین غازیان فوج کو جل کے ٹوک لین کہ دیوس نقلی آگے
پہونچا پکار کر کہا بھائیو مجھسے زیادہ اسکو فکر ہوگی ابھی مین نے جاکر کتاب سامری کو کھولکر دیکھا علم کہانت کا بھی میرے سب
صاحبون کو حال معلوم ہی بہت سی مشکلین خیال مین کرکے نقشہ تیار کیا صاف معلوم ہوا کہ چالیس دن کے اندر جو کام کرینگے بڑا نقصان
ہوگا اکتالیسوین دن مسلمانونکا خاتمہ کرینگے اگر دن ہوگا دن کو جا پڑینگے رات ہوگی تو آگ برسا دینگے اب مسلمانون کا مارنا کتنی
بڑی بات ہی ہم براہ خیر خواہی عرض کرتے ہین چالیس روز تک جو ساحر بربادی مسلمانان کا خیال بھی کریگا تو کسی ایسی بلا مین
مبتلا ہوگا کہ جان بچانا دشوار ہوگی چالیس روز بالکل اسکا ذکر بھی نہ ہو اور مین بھی ایک مقام پر جاتا ہون سحر تیار کرونگا
عین وقت پر آجاؤنگا آتے ہی آگ برسا دونگا پانی کا دریا بہا دونگا جسوقت تم سب لوگ دیکھنا کہ گرد لشکر اسلام دریا
حائل ہوا بلوہ کر کے چلے آنا مجھکو بارگاہ حمزہ مین پاؤگے سر حمزہ کا کاٹ کر پھینکدونگا یہ کیا حماقت ہی کہ قید کر مین ایسے دشمن کو
بارگاہ خداوندی مین لانا اچھا نہین ہی ایک ہی سحر مین سب کے سر اڑ جائینگے اور حمزہ کو تو اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا سب نے
کہا اے وزیر اعظم آپکی بات کا جواب نہین دے سکتے چالیس روز بہت ہوتے ہین ایسا نہو کہ عمرو کوئی تدبیر کرلے کہا بس چپ رہو
عمرو کا نام نہ لو یہ بھی سنا ہی کہ جہان اُسکا نام لیا اُسکو خبر ہو جاتی ہی جہان دوبارہ نام لیا اُس محفل کی طرف وہ منھ پھیر کے
بیٹھتا ہی جہان سہ بارہ نام لیا لاکھو روکنے والے ہون مگر وہ اُس دربار مین آتا ہی اُسکا آنا قہر خداوندی ہی کوئی مار جائیگا
کوئی اٹھا لیجائیگا اسباب کیسا بوریا تک نہ بچیگا محفل کے فرش تک لیجاتا ہی سب نے کہا آپکو اختیار ہی کہا بس جو ہمنے کہا ہی جو
اسکے خلاف کریگا گنہگار سرکار خداوندی ہوگا اور سالوس سے کہا یا خداوند یہ سردار کمیدان رسالہ دار مصاحب ہین
آپ خدا بنے بیٹھے ہین انکو تو پھر نوکری ملجائیگی مگر آپکو خدائی کیونکر ملیگی خیر خواہ اب ایسے مقام پر جاتا ہی کہ چالیس
دن سلام کو بھی نہ آئیگا تصویر آپکی میرے پاس موجود ہی اسے سجدہ کرلیا کرونگا ہرج نہوگا یہ کہکے عمرو اٹھا سب نے
کہا وزیر اعظم مقام تو بتلاؤ کہان جاکے بیٹھو گے عمرو نے پلٹ کے جھڑک دیا کہ صاحبو چپ رہو تمکو جتلاکے بتلاؤن کہ عمرو وہین
آکے پہونچے مجھکو قتل کرے خبردار اگر کوئی یہ ذکر بھی کریگا کہ وزیر اعظم کہین سحر تیار کرنے گئے ہین تو آکے اُسکو قتل کرونگا
یہی مشہور کرو کہ وزیر اعظم گھر مین تشریف رکھتے ہین برآمد نہین ہوتے اسکے سوا اگر کسی نے کچھ کہا تو زبان کٹوا ڈالونگا
سالوس بھی چپکا دیکھا کیا کچھ نہ بولا خواجہ نکلکر سامنے سب کے طرف صحرا کے گئے کسکی مجال ہی کہ پوچھے کہ آپ کہان جاتے ہین
وہ رنگ جما دیا کہ سب خاموش ظاہر ہین عمرو صحرا مین آیا وہانسے کترا کر شام ہوتے ہوتے لشکر مین آیا مگر ہوش اڑے ہوے
ہین کہ صحرا کیونکر طی ہوگا بروقت شام عمرو لشکر مین آیا دیکھا بارگاہ مین وہی قیامت برپا ہی عمرو نے خواجہ زادونکو بلایا اور
اُنسے کہا ملاحظہ فرمائیے کہ طلسم مینو سواد کا کون فتاح ہی اُس منازل عجائب و غرائب کا کون سیاح ہی خواجہ زادون نے تختہ رمل
پر قرعہ نقرہ کو پھینکا ثابت کرنے لگے بعد عرصہ دراز سر اٹھایا عرض کی اس طلسم کو وہ فتح کریگا کہ جو نذر کردہ بزرگان ہو
صاحب جاہ و وقار ہو ہم سردار وہم عیار ہو بڑی بڑی مشکلین اس طلسم مین پڑینگی تار نا نیکہ عیاری ہنو سائی الطلسم تک

وشوار ہی مدعیب سے ہوگی یہ کلمہ سنکر کرب نامدار اپنے مقام سے اُٹھے عرض کی یہ سب نشان خواجہ زادون نے غلام کے
بتلائے خواجہ عمرو نے مجھکو عیاری بتلائی عہدۂ سپہ سالاری پروردگار نے دیا جہان جیسا موقع ہوگا ویسا کرونگا
عمرو نے پہر رات گئے کرب کو ساتھ لیا دوپہر بجتے بجتے قریب اُس پہاڑ کے پہونچے درۂ کوہ مین گذر کر عمرو نے ایک
صحراے خارستان دیکھا شاخ سے شاخ بیخ سے بیخ ملحق کانٹے بڑے بڑے زبانین دراز مقام سوز و گداز عمرو
نے اشیاے عیاری بیہوشی و حباب بیہوشی کچھ شیرینی کا پشتارہ تیار کرکے کرب کو دیا کہا ای فرزند اگر خدا فضل کرے
اور اس صحراے خارستان سے گذر جاؤ اور در بند نرگس پر رسائی ہو خبردار نگاہ نہ ڈالنا پشت پھیر کر کھڑے ہونا
اور کچھ باتین کان مین کہین کہ انکا ذکر وقت پر ہوگا خواجہ عمرو تو کرب سے رخصت ہوے یہ کہکر کہ بیٹا تمکو خدا کے
سپرد کیا پروردگار تمکو مظفر و منصور کرے مگر ای فرزند مقدمہ طلسم ہی سبطرح کے عجائب و غرائب پیش آینگے مصیبت
صاحبقران کا خیال رکھنا کرب نے عرض کی پروردگار مالک ہی خواجہ کرب سے رخصت ہوے کرب نے ایک تبر
اپنے پاس سے نکالا اپنے آقا کا نام لیکر نخل پر تبر مارا نخل کٹ کے گرا ایک قدم کرب نے بڑھایا جب ایک نخل کاٹا تب
ایک قدم بڑھایا پہر بہر مین بڑی جرأت کی ہاتھ سے قطرے خون کے ٹپکنے لگے ایسے کسلمند ہوے خوف ہوا کہ اب اگر
نخل کاٹونگا بیہوش ہوکر گرونگا پلٹ کے پشت پر دیکھا دس نخل کٹے دس قدم راستہ کٹا خیال مین گذرا کہ اس نخلستان
کے کٹنے مین عمر نوح چاہیے پہر بہر مین اپنی جان دیدی دس قدم راستہ طی ہوا طلسم مین پہونچنے سے یاس ہوئی نہر سے
تجدید وضو کرکے اسی مقام پر بیٹھ گئے دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے بلک بلک کر رونے اپنے آقا کا واسطہ
دیا آوازدی ای کریم و رحیم یہ صحراے خارستان کیونکر طی ہو تو مسبب الاسباب ہی تیرے نزدیک ذراسی بات ہی کسی طرح
اس صحراے خارستان سے گذر جاؤن نظم

ما از ادیب غم الف آہ خواندہ ام
زمینیان قسمتی دل بیمار میکنم

درد دل بہ پیش تو اظہار میکنم
در گوشہ می نشینم و تکرار میکنم
واقف بہ کنج میکدہ ہا شب ہا روز(؟)

کارم بجان رسیدہ بناچار میکنم
میگویمش کہ میرسد از آسمان مسیح
اظہار غم بہ صورت دیوار میکنم

روتے روتے کرب غازی بیہوش ہوگئے دیدۂ ظاہری بند تھے دیدۂ باطنی وا ہوے عالم خواب مین ایک بزرگ کو دیکھا
فرماتے ہین ای نذر کردۂ بزرگان تمھارے آقا نے مجھکو بھیجا ہی مین اس صحرا سے تمکو نکالدونگا سامنے دربند نرگس کے پہونچ
جاؤگے اور ایک یہ کاغذ بھی تمکو دیتا ہون بطور مکتوب تا نہ ملنے لوح کے اس مکتوب سے کام نکلجائیگا مگر دربند نرگس و
لالہ زار سے گذرنا تمھاری راے پر موقوف ہی خواہ بہ عیاری خواہ بہ سرداری یہ فرماکر ایک کاغذ دیا ہاتھ تھام کے صحرا سے نکالدیا
کہا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی خدا حافظ جتنا ہمکو حکم ہوا تھا بجالائے آیندہ تمھین اختیار ہی کرب کی آنکھ کھلی دیکھا ستارۂ سحری
آسمان پر چمک چکا ہی وقت اول نماز ہی خاص وقت راز و نیاز ہی کرب نے نماز پڑھی کاغذ کو کمر مین رکھا کہ ابھی کاغذ
کا وقت نہین ہی بعد ان دربندون کے کاغذ کام آئیگا جو کچھ وہ بزرگ تعلیم فرما گئے ہین وہ سب یاد ہی دور سے دیکھا برق چمکتی ہوئی معلوم
ہوتی ہی سمجھے کہ دربند نرگستان ہی سفید پھول چمک رہے ہین اُدھر سے منھ پھیر ار خ طرف صحرا کے کیا ایک ڈھیلا اٹھا کر چمن
مین پھینکا نخل کی آڑ پکڑ کر دیکھنے لگے وہ ڈھیلا جو چمن مین گرا اک شور برپا ہوا طائر غل مچانے لگے پھولون سے شعلہ ہاے
آتش نکلے پہلو مین چمن کے اک بنگلہ بنا ہوا تھا اسمین نرگس جادو بیٹھا ہی اسنے جو یہ غل سنا کھونٹی دار کھڑاون پہنکر بنگلے سے
باہر نکلا دیکھا چمن مین آفت برپا ہی پھولون سے آگ نکل رہی ہی ٹہلتا ہوا چمن مین آیا دیکھا اک ڈھیلا پڑا ہی اچھلتا ہی اور
گرتا ہی حیران ہوا کہ یہان ڈھیلا کسنے پھینکا ڈھیلے کو اٹھا کر الگ پھینکدیا آپ ٹہلتا ہوا چلا کہ دیکھون یہ ڈھیلا کسنے پھینکا ہی یک
کوئی کیونکر پہونچا مرون سے کہتا ہی کسکی مجال ہی کہ صحراے خارستان سے گذر سکے اور کسی جانب سے کوئی آ نہین سکتا اگر کوئی آفت دو(؟)

ہوتا معلوم ہوجاتا کسی نے یہ ڈھیلا پھینکا نہین پہلے ہی سے پڑا تھا یہ دل سے سوچتا ہوا صحرا مین ٹہلتا ہوا چلا ہر طرف دیکھتا ہی
کہ کان مین آواز آئی یا خداوند سامری وجمشید کیا قدرت ہی اب تو رحم کیجیے فاقون سے مرتا ہون کاشکے دم نکل جاے
فاقے سے آپکا بندہ نجات پائے یہ آواز سنکر کان کھڑے ہوے اُس آواز کی جانب متوجہ ہوا دامن کوہ مین آگے دیکھا
ایک کٹھری اوڑھے ہوے کوئی مریض پڑا ہی مکھیان بھنک رہی ہین نرگس قریب پہونچا اک ٹھوکر ماری کہا ارے تو کون
ہی یہان کیونکر آیا ہی اُس مریض نے کٹھری اپنے اوپر سے اُٹھائی ٹھنڈی سانس بھر کے کہا ای بندۂ سامری اس ٹھوکر
لگانے سے کیا فائدہ ہوا یہ کہکر کٹھری جو اپنے منھ پر سے اُٹھائی اک بوے بد آئی کہ دماغ نرگس کا اُلٹ گیا اسنے دیکھا کہ تمام
جسم آبلہ دار زخم بڑے بڑے اُنگلیان گل کر گرگئی ہین ہتیلیان سوجی ہوئین پانو پر ورم اُنگلیان پانو کی گرگئی ہین جہان
اسنے ٹھوکر ماری اسقدر خون و پیپ گرا ہی کہ اک تھالا بنا ہوا ہی زخم پھٹ گیا نرگس اس بیمار کو دیکھکر تھرا گیا کہا ای
بیمار معاف کر قہر سامری سے خوف واجب و لازم ہی مجھے بد دعا نہ دینا مجھسے بڑی خطا ہوئی کہ مین نے ٹھوکر ماری
مین نے دیکھا کہ زخم تیرا پھٹ گیا یہ کہکر جیب سے دو اشرفیان نکالین کہا او مریض واسطے علاج کے تجھکو دیتا ہون جس کسیکو
تو دیدیگا وہ تیرا علاج کریگا روپیہ بڑی چیز ہی مریض نے دونون ہاتھ دکھائے کہ بابا کیونکر لون ہاتھونکا تو یہ حال ہی
کیونکر لون اگر آپ دیتے ہین بغل مین جھولی ہی اُسمین ڈالدیجیے سامنے گانون ہی گرتا پڑتا وہان چلا جاؤنگا کوئی بندۂ خدا
ترس کھاکر کام بھی کردیگا نرگس جھکا بغل جو مریض نے اُٹھائی وہ بڑے بڑے زخم پڑے ہین خون ٹپکتا ہوا آبلے تمام
جسم مین منھ پھیر لیا اشرفیان جھولی مین ڈالنے لگا کٹھری ہاتھو مین لپٹی معلوم ہوا اُسمین لاسہ لگا ہی ارے کہکے ہاتھ کھینچا فقیر نے
دونون پانون کھینچ کے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے ہاتھو مین تو کٹھری لپٹی ہوئی ہی چاہتا ہی اسکو چھڑاؤن ممکن نہین
گلے مین پھانسی پڑگئی بیمار نے ایک جھٹکا مارا نرگس منھ کے بل گرا نعرہ ہوا انتم فتنۂ دین سترہا اسلام گرب نوجوان مذکور
نرگان اب بیمار اپنے مقام سے اُٹھا نہ زخم ہی نہ کہین خون و ریم تھا چہرہ آفتاب عالمتاب سطوت و شوکت ہمراہ رکاب
نرگس نے چاہا تڑپون حباب مار کے بیہوش کیا خنجر مارا نرگس کے دو ٹکڑے ہوے شعلہ ہاے نرگس بھڑک کر چمنہاے
نرگس پر گرے چمنہاے نرگس و بنگلہ سب دہر دہر جلنے لگے سنگباری برف باری خوب ہوئی بعد عرصۂ دراز آواز آئی کشتیم
نام مین نرگس جادو مالک در بند اول طلسم ہفت سواد بود گرب نے لاش نرگس کی الگ پھینکدی رنگ و روغن عیاری
لگاکر نرگس کی شکل بنکر تیار ہوے اب پلٹ کے دیکھا چمنہاے نرگس وغیرہ سب جل گئے دو ترنگ آگ لگی ہوئی معلوم ہوتی ہی
سمجھے کہ وہ در بند لالہ زار ہی نرگس کی شکل بنکر اسی جانب چلے راستہ طی کر کے قریب پہونچے منھ پھیر کر کھڑے ہوے پشت
اودھر کردی رخ طرف صحرا کے اسیطرح ایک ڈھیلا اُٹھا کر پھینکا ڈھیلا جاکر چمن لالہ زار مین گرا شعلے بھڑکنے لگے آواز گیر و دار
بلند ہوئی لالہ زار جادو اپنے بنگلے مین بیٹھا ہی اُٹھا دل سے کہتا ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی آج چمن مین یہ کیسا حملہ ہی بنگلے
کے باہر آکے نگاہ غور دیکھا مونچھو پر تاؤ پھیرنے لگا اپنے بھائیصاحب نرگس جادو کو دیکھا کہ پیٹھ پھیرے کھڑے مین
سنسان ہوگیا جی مین کہتا ہی کہ ای لالہ زار ہمارے سحر مین یہ کمال ہی کہ بھائی نرگس جادو منھ پھیرے کھڑے ہین نگاہ مین دیکھتے
نگاہ ڈالین جلکر خاک ہوجائین کیا میرا سحر ہی میرے سحر پر کسکی مجال ہی کہ دست انداز ہو یہ کہکر ٹہلتا ہوا قریب آیا آواز دی
بھائیصاحب اسوقت کدھر چلے کیون منھ پھیرے کھڑے ہو میرے پاس آؤ سحر نہین تاثیر کریگا نرگس نقلی نے کہا تمہین میرے
پاس آؤ حقیقت مین بھائی نرگس بلا کا سحر بنایا ہی آنکھون مین اترا جاتا ہی معلوم ہوتا ہی شعلہ بھڑک کر گریگا قلب و جگر کو جلائیگا
اتنی دور سے منھ پھیرے کھڑا ہون اُسپر گرمی معلوم ہوتی ہی ثانی سامری و جمشید ہو مین شکر کرتا ہون کہ میرے بھائی کو خداوندان
نے یہ سحر دیا سحر مین یہ گرمی منھ پھیرنے پر گرمی تاثیر کر رہی ہی دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی لالہ زار قریب آکے پہونچا دیکھا نرگس

گھبرائے ہوئے ہین لالہ زار نے پوچھا کیون بھائی خیر تو ہی کہا بھائی عجب طرح کا معرکہ گذرا مین اپنے بنگلے مین بیٹھا تھا کہ
چمن نرگس مین شور پیدا ہوا مین گھبرا کے بنگلے سے نکلا دیکھا مین نے عمرو عیار چالیس پیک بیچے ساتھ جست وخیز کرتا ہوا
چلا آتا ہی مین نے وہین سے للکارا اُنتالیس کو مین نے مارا ایک گولہ سحر کا ایسا مارا کہ سب کے سر کٹ گئے مگر عمرو ہوا بنگیا
اسطرح بھاگا کہ ہوا بھی پیچھے رہگئی دربند نرگس سے نکل آیا اب آکر اس زرغے مین چھپا ہی مین نے دور سے دیکھا ڈر کے مارے
قریب نہین گیا مین نے کہا اپنے بھائی کو بلا لاؤن دونون بھائی ملکر سحر کرین تب تو نہ بھاگ سکیگا دیکھیے میان اژدر
اژدر سر جا کر اسم اعظم وحرز ہیکل لائے یہ آفت برپا ہوئی کہ عیارونکا تانتا لگ گیا لالہ زار نے کہا بھائی تم کیون اتنا
گھبراتے ہو اُس ساربان زادے کی کیا مجال ہی کہ ہمارے سامنے جست وخیز کرے ایک ہی سحر ایسا کرون کہ زمین
اسکو نگل جائے یہ سحر کیسا کہ زمین پاؤن بتائے جس جگہ کھڑا ہو وہی زمین نگل جائے درخت سے برق گرے دو
ٹکڑے کر دے جو کہو وہ ہو جائے آسمان سے تلوار گرے زمین سے شعلہ پیدا ہو موج ہوا تلوارین خالی ہوا کا جھونکا
چلے کہ کلیجہ خون ہو جائے مجھکو بتلاو کہ وہ سامنے بیٹھا ہی تم اسقدر کیون گھبراتے ہو مین تو ایک سحر مین دس ہزار
عیارونکا مقابلہ کرتا ہون تم کیون گھبرائے ہوئے ہو نرگس لالہ زار کو ساتھ لیے ہوئے چلے مگر کہتے ہوئے
بھائی سمجھکر سحر کرنا ایسی جست کرتا ہی کہ درختون کو پھرا جاتا ہی ہوا بنتا ہی اور کچھ کچھ سحر بھی جانتا ہی لالہ زار نے
کہا اگر وہ چار انچھر جانتا ہی تو ہمارے سامنے کب چل سکتے ہین ہم موروثی ساحر ہین علم سحر کے نکات سے ماہر ہین
اگر شاید وہ کوئی سحر کرے وہی سحر زنجیر بنکر اُسکے گلے مین پڑے نرگس باتین کرتے ہوئے چلے آتے ہین ایک
کوس بھر لگا کر لائے لالہ زار نے کہا بھائی اب مجھسے چلا نہین جاتا میرے پاؤن تھک گئے نرگس نے کہا وہ سامنے
جو زرغہ نخلستان کا ہی اسمین بیٹھا ہی دیکھو مین نے دیکھا لہنگا پہن رہا ہی وہ دیکھو چنری نکال رہا ہی عورت بن رہا ہی
مجھے تو معلوم ہوتا ہی ادھوانگ کا سوانگ بن رہا ہی لالہ زار نے کہا کس مقام پہ ہی نرگس نے کہا تم تو ایسے بیوقوف
ہو بیتون مین چھپا ہی تم اپنی ناک کٹوا ڈالو اس وجہ سے تمکو نہین معلوم ہوتا ہی لالہ زار نے کہا مین دیکھ تو لون
نرگس نے کہا تمہین نہ سوجھیگا مین دیکھ رہا ہون حسین عورت کی صورت بنا کھڑا ہی تمکو نہین معلوم ہوتا ہے
نرگس نے کہا ایک گولہ جھولی سے نکالو اُسکو سحر کرکے پھینکو مگر یہ کہدو کہ ساربان زادے کے پاؤن زمین
تھام لے قریب جاینگے تو بھاگ جائیگا پھر ہاتھ نہ آئیگا لالہ زار نے گولہ جھولی سے نکالا کلوا بھیرون کا نام
لینے لگا کبھی سامری وجمشید کو پکارتا ہی نرگس پیچھے ہٹکر کھڑے ہوئے ہین کہتے ہین بھائی چھوڑنا نہین
وہ سحر ہو کہ جا کر لپٹ جائے کھینچتا ہوا تمھارے سامنے لائے لالہ زار کہتا ہی بھائی یہ سحر سامری ہی اسکے
رگ وریشے مین شوخی بھری ہی میرا جو سحر ہی وہ بےمثل وبے نظیر ہی برق گریگی دھوان نکلیگا پانی برسیگا شور
بلند ہوگا غنا خیمن مار سیاہ بنکر لپٹ جائینگے خنجر بنینگے کسیطرح بچ نہ سکیگا خود دوڑا ہوا آکر گلا دم شمشیر پر
رکھیگا موت کا مزہ چکھیگا یہ تمھارا سحر نہین ہی کہ انتالیس مرے ایک بچ گیا میرے سحر سے چالیس ہزار ہوتے
تو سب گرفتار بلا ہو جاتے لشکر کے لشکر تباہ کر دیتا ہون نرگس کہہ رہا ہی بھائی کیا کہنا اگر مین ڈھیلا ڈھالا ہون
میرا بھائی تو چاق وچست ہی اب ہم تم ملکر لشکر اسلام پر چلینگے مسلمانون کا مال لوٹینگے لالہ زار نے اسم سحر پڑھکے
گولے کو چرخ دیا جیسے ہی گولے کو اسنے پھینکا حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے ارے کہکر لالہ زار لیٹا آواز دی
او بھیا منم کرب نامدار حباب مار دیا لالہ زار منھ کے بھل گرا چھاتی پر چڑھکے سر کاٹ لیا لالہ زار کے مرنے پر بڑی
آفت برپا ہوئی جھمہائے لالہ زار جلے بنگلہ جلکر خاک ہوا کرب نے سجدۂ شکر بدرگاہ کردگار کیا دونون دربند وکو

مثل کے اک مقام پر آگے ٹھہرے ایک تالاب بنا ہوا تھا اُسپر آئے کاغذ کو گھر سے نکالا ملاحظہ کیا اُسمین مرقوم تھا کہ ای فتاح طلسم وای سیار این عجائبات اگر پروردگار فضل کرے نرگس جادو و لالہ زار جادو قتل ہون یہ اسم جو حاشیۂ مکتوب پہ مرقوم ہے اسکو ایک سو ایک مرتبہ ورد کرو پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو مگر بدون ملاحظۂ مکتوب کوئی کام نہ کرنا تمام اہالیان طلسم تمھاری جان کے دشمن ہین کرب غازی نے اسم حاشیۂ مکتوب پڑھنا شروع کیا آفتاب اقبال نے طلوع کیا جب تعداد مذکور تمام ہوئی ایک آندھی چلی چند حبشنین اک بارگاہ زربفتی لیکر آئین اُسکو استادہ کیا چند کنیزین اور آئین یکایک آسمان سے ہولے سرد عیسی دم مسیح نفس چلی دیکھا ایک تخت پر ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین نہایت حسین دریاے جواہر مین غرق ایک مسند رقیحی ہاتھ مین تخت آکر اُترا وہ نازنین ٹھمکتی ہوئی اری غنچہ دہن نسرین و نسترن دریافت تو کرو اس صحرا مین کہین طلسم کشا صاحب تشریف لائے ہین ذرا یہان بلا کے لاؤ کنیزین تلاش کرنے نکلین خود جا کے مسند پر بیٹھی ایک کنیز نہایت شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ سامنے کرب غازی کے آئی پھولے پھولے گال پائچون کو سنبھالے ہوئے واسطے سلام کے جھکی دست بستہ عرض کی ہماری ملکۂ عالم آپکو یاد فرماتی ہین کرب غازی بموجب ہدایت کاغذ اُٹھ کھڑے ہوئے ساتھ اُس کنیز کے چلے آگے بارگاہ مین پہونچے وہ نازنین ماہ پیکر واسطے استقبال کرب غازی کے اُٹھی جھک کر سلام کیا عرض کی

شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ✽ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ✽

کرب غازی کے سراپا پر اُس مہ جبین کی نگاہ پڑی گلرنگ شوخ و شنگ چست و چالاک بیباک کبک رفتار شیرین گفتار خال ہندو خنجر ابرو چشم جادو نظم

وہ تھا نمود نور کا سراپا
آنکھیں استاد سامری تھیں
بینی کے قریب لب تھے ابرو

ایسا نہیں حور کا سراپا
نشے میں شباب کے بھری تھیں
شہباز نے واکیے تھے بازو

وہ صبح جبین تھی صبح جنت
دنبالۂ کب آنکھیں سرمے کا تھا

ہر چین تھی موجۂ لطافت
بیمار کے ہاتھ میں عصا تھا

کرب غازی نے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا بیساختہ منہ سے یہ اشعار پہ بہار نکل گئے نظم

عمر کے دن کٹ گئے تلوار سے
عشق بازی سیکھیے اغیار سے
لادے اک جنگل مجھے بازار سے
جرم ثابت ہو گیا انکار سے
ہاتھ باندھے ہیں وہ بت زنار سے

زہ کھنچے ہی نگاہ یار سے
جابجا نشتر ہیں جاری ہیں تنے
لاغری سے زندگی مشکل ہوئی
ذکر اشک غیر میں رنگینیاں
چھڑکے ہی کان ملاحت لون کیا

موت سو جھی نرگس بیمار سے
پوچھے ہونگے دامن کہسار سے
ہے گران تر جان جسم زار سے
ہے خون آئی تری گفتار سے
خود لپٹ جا سینۂ افگار سے

قید ہو کر ہم بچے آزار سے
گر نہ کھیلیں جان پر جی ہار دیں
کر علاج جوش وحشت چارہ گر
عشق میں ناصح بھی ہے کیا مدعی
یہ دعا کرتا ہوں مومن وصل کی

اُس نازنین نے سر جھکا لیا گورے گورے ہاتھ پتلی پتلی اُنگلیان اُسنے ہاتھ باندھ کر عرض کی ای شہریار لونڈی مدت سے مشتاق تھی ہر وقت یہی خیال تھا کہ طلسم کشا صاحب تشریف لائینگے یہی قصد تھا کہ خدمت بابرکت مین حاضر ہو جائینگے آج کنیز اپنے مقام پر بیٹھی تھی بی نرگس تو بڑی دیدہ باز ہین ہنستی ہوئی میرے سامنے آئین کہا حضور مبارک ہو در بند نرگس و لالہ زار رفع ہوئے طلسم کشا صاحب صحراے آتشبار مین آگئے ہین مین تو جانتی ہون آپ ہی کا انتظار کر رہے ہین کنیز کی تو یاد مین حضور کے یہ کیفیت تھی عجب مصیبت تھی بقول شاعر نظم

غیر عشقت رہ نمی بیند دل بیتاب را
کی بگیرد دامن خورشید عالمتاب را
اضطراب دل ز عاشق کم نمیگردد ظہیر

بیستون باید کہ بندد راہ این سیلاب را
ہر کہ نبود در نمازش بر جبین چین ریاست
کی توان آرام دادن موجہ سیماب را

شبنم بہ دست و پا اگر نباشد جذبہ
بینما بندش ز چین بوریا محراب را

کنیز نے جو سنا کہ آپ تشریف فرما ہوئے ہیں پھر میرے دل کو کب آرام آتا کہ حاضر ہوئی مگر امیدوار ہوں کہ اگر شفقت فرمائی ہے تو یہی شفقت ہمیشہ

حرف رہے ایسا نہو کہ کچھ اس مین فرق پڑے کرب نے کہا فرق ہونیکی کیا بات ہی ای سرو رواں باغ خوبی و ای اختر درخشان
آسمان محبوبی عنایت بہ حرف ہو نیکے کیا معنی اپنے نام نامی سے ہمکو آگاہ کرو اُسنے عرض کی میرا نام عاشق طلسم کشا
مشہور ہی کنیز پر طعن و تشنیع بھی ہوتی ہی عزیزون نے طعنے دیے کہ تو اُنپر عاشق ہوئی کہ جو نام کے دشمن ہین ایمان
کے رہزن ہین ای شہریار یہ بھی المجوفار ہے کہ مین نے سامری و جمشید پر لعنت کی مذہب خداے نادیدہ کا اختیار
کیا اگرچہ آپکی خدمت مین نہ پہونچی تھی مگر وہ پیر اعتقاد جم گیا کہ سامری و جمشید ساحر تھے مذہب خداے نادیدہ کا
ٹھیک ہی وہ کافر ہی کہ جسکو اسمین تشکیک ہی اسطرح باتون مین رنگ جمایا کہ کرب غازی گلچین گلشن جمال کی کرتے
ہین ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین یہی چاہتے ہین کہ تخلیہ ہو تو اس سے گوہر مراد حاصل کرون وہ نازنین بھی طرز
معشوقانہ لگاؤ کر رہی بقول شاعر شعر جنبش تیغ نگہ سے جب کیا بسمل مجھے ؛ ہنس کے قاتل نے کہا یہ ناز معشوقانہ تھا
کبھی زانو پر ہاتھ رکھدیتی ہی کبھی چاہتی ہی گلے مین ہاتھ ڈالدون پھر شرما کے رک جاتی کبھی ہنسنا کبھی مسکرانا کبھی ترسا کے
انگوٹھا دکھانا کرب غازی پر محویت بڑھتی جاتی ہی جب باتون مین دل لگا چکی دیکھا اب یہ میرے قبضے مین ہے
کنیزون کو آواز دی ارے کمبختو آج عجب روز سعید ہی بلکہ بہتر از عید ہی ایک مہمان عزیز نے سرفراز کیا اسباب
عیش و نشاط مہیا کرو مہمان عزیز کی خاطر ہو کنیزین دوڑین گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لا کے رکھین
اس مہ جبین نے اپنے ہاتھ سے ایک جام بھرا بحبہ نگارین پر رکھکر سامنے کرب غازی کے پیش کیا عرض کی ای
شہریار یہ تحفہ حقیر ہی شعر بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ؛ چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند ؛ اس جام کو نوش فرمائیے
تو کنیز کو تسکین ہو اس نازسے اس پری پیکر نے یہ شعر پڑھا کرب غازی کا دل تو بیقرار ہی مگر تصور نقاہت صاحبقران
آنکھون کے آگے پھری یاد آگیا کہ صاحبقران جب آنکھ کھولتے ہین آہ آہ کرتے ہین اور بار ارشاد فرماتے ہین کہ یارو
میرا سر کاٹ لو مجھسے اب تکلیف نہین اٹھ سکتی عمرو کا بلکنا سردارونکا تڑپنا محلات کے رونے کی آواز ناموس کا تڑپنا
تڑپ تڑپ کے آواز دینا ارے یارو ہمکو تو خبر کرو کہ ہمارے وارث پر کیا گذری کنیزون کا دوڑ دوڑ کے آنا اور
روتے ہوے پلٹ جانا یہ سب باتین خیال مین آئین آنکھون مین آنسو بھر آئے کلیجہ ہل گیا خیال مین آیا ای کرب
اس صورت ظاہری پر مانوس ہونا اور آقاے نامدار کی جان کا خیال نہ کرنا سراسر حماقت ہی خدا انکو سلامت رکھے
انکی ذات والا صفات سے بحر الفیض جاری ہی فراش راہ دین اسلام سخی فیاض جری بہادر تمام عالم انکے فیض سے
بہرہ یاب ہی دل کو سنبھالنا چاہیے اسقدر خیال بندھا ہر چند ضبط کیا ضبط نہو سکا آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے
اُس نازنین حور تمکین مہ جبین نے نور شاہزادے کے دیکھے کہ یا تو کرب غازی خوش خوش بیٹھے تھے یا دفعتًا ایسے
کدر ہوے کہ آنکھون سے آنسو ٹپکنے لگے گھبرا کے کہا کیون ای شہریار مین اسوقت حضور کو بہت پریشان
پاتی ہون اسوجہ سے گھبراتی ہون شاہزادے نے انتظار مین کچھ جواب نہ دیا مکتوب دیکھنے کے طالب ہوے
حسرت و یاس دلپر غالب ہوئی ہاتھ بڑھا کے کاغذ کمر سے نکالا اُس نازنین نے جام تو زمین پر رکھدیا طریقے
سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ قصد رکھتی ہی اب اس محفل سے نکلجاؤن ہرگز ٹھہرنیکا ارادہ نہ کرون مگر شاہزادے نے
ملاحظہ کیا نوشتہ پایا ای جوان خبردار اگر شراب اسکے ہاتھ سے پی لی تمام جسم پانی ہوکے بہ جائیگا سب حوصلہ دل کا
دل ہی مین رہجائیگا یہی لوحدار جادو ہی یہ جو صندوقچی اسکے ہاتھ مین ہی اسی مین لوح طلسم ہی تو سوادی اور
لوحدار جادو اسکا نام ہی یہی جام شراب کا اسپر پھینک مارو دیکھو کیا انجام ہوتا ہی اگر اسکے خلاف کیا گرفتار دام
بلا ہو جاؤگے اپنی غفلت کی سزا پاؤگے کرب غازی نے وہ جام اٹھا لیا کہا لو صاحب شراب پیتے ہین تم اب

کہان چلین جانے کا تو ارادہ نہ کرو بیٹھو کرب نے جو جام اُٹھایا اُس نازنین نے ہاتھ باندھکر عرض کی دیکھیے جو
مین عرض کرتی تھی شاید خیال محال تھا آپ کے دل مین ملال تھا مین تو برائے خدمتگزاری حاضر ہون اگر
آپکی خوشی نہین ہی مین آپ کے ہجر مین تڑپ تڑپ کے مرجاؤنگی مگر مین سخت جان ہون کاہیکو مہلت پاؤنگی
ہجر کی طولانی راتین کنیزون سے آپ کے ہجر کی باتین مجھے بہت شاق ہی دل تروہ منزل آپ کے جمال عدیم المثال
کا مشتاق ہی یہ کہکے چاہا کہ نکلجاؤن کرب نے سنگ صبر دل پر رکھکر تکلیف آقائے نامدار کا خیال کیا جام اُس
نازنین پر پھینک مارا اُسنے ایک چیخ ماری بدن سے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے لوحدار جلنے لگی قطرات
شراب جو جسم پر پڑے صاف ثابت ہوتا تھا کہ تودۂ باروت مین کسی نے چنگاری آگ کی ڈالدی ہر سرمو
اور ہر بن مو سے اسقدر شعلے نکلے کہ جلنے لگی کرب نے منھ پھیر لیا حال ظاہری پر خیال نہ کیا بعد تھوڑی
دیر کے جب وہ نازنین جل کر گری کرب نے جو نگاہ اُٹھاکر ملاحظہ فرمایا ایک ساحرہ سیہ فام بدانجام جھریان
مُنہ پر پڑی ہوئین چہرے کی ایک ایک جھری سطر مکاری تین خم کمر مین ہر خم کمر خم کمان تھا ہمیشہ تیر تدبیر نشانے پر
پہونچتا ہی کبھی نشانہ خالی نہین جاتا کرب کو تو خدا نے بچایا پہلو مین اُس نازنین کے وہ صندوقچی کہ جسمین لوح
رکھی تھی پڑی ہوئی تھی مکتوب تو حکم دیچکا ہی کہ اسی مین لوح طلسم ہی کنیزین گھبرائین پیٹ رہی ہین پکارتی ہین
کہ اوچڑ و مردوے کی محبت مین اپنی جان کھوئی مسلمانون کی ذات سے کسکو مزہ ملتا ہی ہم پہلے ہی منع کرتے تھے کہ دیکھو
وہان نجانا ہمارا کہنا نہ مانا اگر ہمارا کہنا مانتی تو یہ لال سی جان کیون جاتی یہ کہکر جو قریب اسکی لاش کے جاتی ہین بجائے
خون کے شعلۂ آتش نکلتے ہین کئی کنیزین جلکر گرین آخر اب بھاگ گئین کرب غازی نے مکتوب کو ملاحظہ کیا لکھا
پایا اب اسکا بچپانہ کرو لوح طلسمی پر قبضہ کرو فتاحی طلسم مین مصروف ہوا چاہیے کو جلد لشکر ظفر اثر مین پہونچاؤ ایسا نہو
کہ صاحبقران کو زندہ نہ پاؤ یہ سُن فوراً کرب نے جھپٹ کر صندوقچی کو اُٹھایا اُسے کھولا دیکھا تختی یاقوت احمر کی حرف
اسپر الماس کے پیشانی پر مرقوم ہی لوح طلسم ہوشربا ہو کرب خیمے سے باہر نکلے اک شعلۂ جوالہ بھڑک کر گرا خیمہ بھی
جلنے لگا اک بونڈلا گرد کا لاش مین لوحدار کی لپٹا اُڑا اُڑکر طرف آسمان کے لیچلا اُس لاش کے ساتھ رونے کی
آوازتی یہی صدا آتی تھی کہ افسوس لوحدار نے اپنی لال سی جان کھوئی عاشق ہو کر گئی تو کیا انجام ہوا کرب
اس کیفیت کو ملاحظہ فرمایا کیے بعد تھوڑی دیر کے باہر تشریف لائے اک چشمے پر آکے وضو فرمایا دوگانہ شکریہ کا
بجا لائے اب باطمینان تمام لوح کو ملاحظہ کیا تو لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم و ای سیاح این عجایب و غرایب اگر
پروردگار فضل کرے اور لوح طلسمی حاصل ہوا سم جو حاشیۂ لوح پر مرقوم ہی اسکو پڑھکر پڑھو ملک سفرقرارشاہ
آتا ہی وہ آسکے تمکو راستہ طلسم کا بتائیگا کرب غازی نے تو ایک نخل کے سائے مین بیٹھکر اسم مرقومۂ حاشیہ لوح
پڑھنا شروع کیا مگر اثر دران اثر در سر خاص طلسم مین تخت سلطنت پر بیٹھا ہی مشیر و وزرا امیر سب دربار مین جمع ہین
یہی چرچے ہو رہے ہین کہ اب تو خداوند سالوس مردار خوار نے مسلمانون کو مار لیا ہوگا لشکر صاحبقران
کا خاتمہ کر دیا ہوگا کیون یارو بھلا کسکی مجال ہی کہ ہم تک آسکے شیشہ اسم اعظم کا رکھا ہی حرز بیکل میری جھولی
مین ہی کون ایسا مرد جلیل ہی کہ صحرائے خارستان کو طی کرے دربند نرگس و لالہ زار فتح ہو پھر لوح
کیونکر ملے اگر کوئی آئے تو بھٹک کر مرجائے دربند نرگس پر آفت مقام لالہ زار پر داغ مصیبت سے
لوح طلسمی نہ ملسکے تڑپ تڑپ کے مرے یہان کے سب صحرا خراب ہین کسکی مجال ہی کہ اس طلسم کے فتح کرنیکا
ارادہ کرے اگر کرور فوج لیکر آئے سب تباہ ہو جائے آرام نہ پائے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر رونیکی آواز

آئی سب دیکھنے لگے ایک غبار آسمان سے اُترا وہ غبار شق ہوا اُسمین لاشہ لوحدار جادو کا دیکھا اژدران اژدر سر
گھبرا گیا کہا ارے یارو بتاؤ لوحدار کو کسنے قتل کیا لوح کیا ہوئی یہ ذکر تھا کہ دس پانچ کنیزین لوحدار جادو
کے مرنے کے بعد ہی فوراً بھاگی تھین ہانپتی کانپتی ہوئی آکر پہونچین عرض کی اے شہریار طلسم کشا آپہونچا لوحدار کو
اُسنے بڑے لطف سے مارا ہمارے ساتھ کی کئی سو کنیزین جو ملکۂ عالم کے ہمراہ تھین وہ بھی سب جل کر خاک ہوگئین
ہم چند کنیزین بہ بنی اپنی جانین بچاکے بھاگی ہین طلسم کشا نہایت جری و بہادر ہی لوحدار جادو نے بہت بڑا
دام مکر پھیلایا تھا طلسم کشا مبہوت ہو کر خود بخود ہوشیار ہوا نہین معلوم یہ فعل کسنے تعلیم کر دیا کہ جام شراب کا
اُسنے ملکہ پر پھینک مارا وہ جام شراب اُنکے واسطے باعث خرابی تھا جل کر خاک ہوگئین کنیزین دوڑ کے لپٹنے لگین
جو کنیز قریب ملکۂ عالم کے گئی وہ جل کے خاک ہوئی ہم اتنی کنیزین بمشکل بچی ہین اب اے شہریار بہت جلد آپ کوئی
ایسی تدبیر بے نظیر کیجیے کہ طلسم کشا آگے نہ بڑھ سکے ورنہ طلسم کشا جوان یکتا اصل طلسم مین داخل کریگا اُسکی ہوشیاری
سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ ہر مقام پر بجرأت لڑیگا ہزار دو ہزار سے بند نہین صاحب شوکت ولیاقت ہی اُسکے چہرے
سے صاف ہویدا و ظاہر ہی کہ فنون سپاہ گری سے بخوبی ماہر ہی حسن مین طاق ہی شہرۂ آفاق ہی بڑا چست و چالاک ہی
قیامت کا بیباک ہی اژدران اژدر سر یہ سُنکر گھبرا گیا کہا یارو تم سب ساحران زبردست اسوقت میرے دربار
مین جمع ہو مجھے بتلاؤ کہ طلسم کشا کو اس صحرائے خارستان سے کسنے نکالا نرگس جادو و لالہ زار جادو کو کسنے
مل کے قتل کرایا لوحدار جادو کیون لوح لیے ہوے پاس طلسم کشا کے چلی گئی سبھون نے ہاتھ باندھکر عرض کی
حضور ملکہ لوحدار جادو اپنے باغ مین بیٹھے بیٹھے گھبرا گئین ہم سب سے فرمانے لگین کہ ہمارا دل گھبراتا ہی مین اسوقت
صحرا کی سیر کو جاؤنگی جسقدر بارگاہین لیکر آئین آپ تخت پر سوار ہوئین وہین پہونچ گئین جہان طلسم کشا موجود تھا
بڑے لطف سے طلسم کشا سے ملاقات ہوئی عشق و عاشقی کی گھات ہوئی لوحدار جادو طلسم کشا کو لگاکے اپنی بارگاہ
مین لائین دام کلام مین پھنسا لیا تھا مگر طلسم کشا نے اپنی کمر سے ایک مکتوب نکالکر پڑھا اور پھر رکھ لیا گویا وہی
مکتوب اُسکا راہبر تھا انجام اُسکے پڑھنے کا بُرا ہوا کہ طلسم کشا نے وہ جام ملکہ پر پھینک مارا اژدران اژدر سر نے
پکارا کہ یارو طلسم کشا کی جلد فکر کرو اگر طلسم کشا اصل طلسم مین آگیا پھر کسی کے بنائے کچھ نہ بنیگا کئی سو ساحر یہ کہکر اٹھے
کہ حضور قدم نہ بڑھانے دینگے طلسم مین طلسم کشا کو نہ آنے دیجئے آپ اپنے مقام پر بیٹھین اژدران اژدر سر
نے اُن سب ساحران نامی و گرامی کو خلعتہاے فاخرہ سے سرفراز کیا کہا یارو دولتہاے دنیا سے نہال کر دونگا
سلطنت و ملک و مال جو مانگو گے وہ دونگا میان باران برف بارنے یہ آفت میرے سر لگائی اپنے طلسم مین مزے کرتا تھا
عیش و عشرت مین مصروف تھا رنج کا نام نہ تھا غم والم سے کام نہ تھا اب طلسم کشا لوح پا گیا کسکے روکے سے رکیگا ایسا
نہو کہ وہ لڑتا بھڑتا باغ ویران تک جائے وہان وہ ظالم قید ہی اگر اُسکو چھڑا لیا ہم سبکو جان بچانا دشوار ہو جائیگی
وہ سبکا دشمن ہی کاہن نجومی جو جمع تھے سب نے کہا حضور اصل یہ ہی کہ اُسکو بمشکل قید کیا اُسکے وزرا امرا بجا
قید ہین لوح طلسم کشا کو خبر دیگی اگر اُسنے اُسکو چھڑایا وہ طلسم کشا کو خاص طلسم پر لائیگا یہ بھی کاہنون نے عرض کی اے
شہنشاہ طلسم منیو سواد آپ کیون چھپاتے ہین مفصل نام فرمائیے قیدی کے بارے مین ہمنے حکم لگایا ہی مفصل
عرض نہین کر سکتے اژدران اژدر سر نے اک آہ کی غم سے اپنی حالت تباہ کی کہا یارو اصل یہ ہی کہ خود کردہ را
علاجے نیست ملک اخضر سبز پوش بادشاہ سابق یہان کا تھا وہ باغ ویران مین قید ہی جب مین نے مکرانی پکڑ باندھی اور طلسم پر
قبضہ کیا مگر اُسکو گرفتار کیا اُسکا ملک و مال لیا وزرا امرا کہتے تھے اُسکو قتل کیجیے مین نے نہ مانا وہی خرابی درپیش ہی اگر وہ رہا ہوگیا تو

قلعے پر لڑائی پڑیگی اژدران اژدر سر نے کہا سمجھا جائیگا مگر کئی سو ساحرون کو روانہ کیا کہ جہانتک ہو سکے باغ ویران تک جانے دینا
ساحر یہ کہکر چلے حضور باغ ویران کیا ہم گرفتار کرکے حضور کے سامنے لانے مین مگر یہ خیال رہے کہ فوراً قتل کروا لیجے گا اژدران اژدر
نے کہا بابا وہین اگر طلسم کشا کو پا جاؤن تا تامل کیا فوراً قتل کرون مین نام سے طلسم کشا کے جلتا ہون یہ ماہرو کسی نے نہ دیکھا یا طلسم
خارستان ہے کیونکر گذرا نرگس و لالہ زار کیونکر پڑے گئے لوحدار جادو کیون دوڑی گئی اے طلسم کشا نے لوح پائی سب نے کہا
حضور مشہور ہے کہ طلسم کشا کی مدد غیب سے ہوتی ہے انسان کا یہ کام نہ تھا کہ صحرائے خارستان کو طے کرے اُنکے خدا نے نادیدہ نے
اس پار پہونچایا نرگس و لالہ زار کی قضا قریب آئی تھی اس فکر مین کہ طلسم کشا کو مارو نگی اُسکا خیال نہوا طلسم کشا غالب آیا
لوح لے لی اژدران اژدر سر اس فکر مین مگر کوکب غازی نے جو اسم حاشیہ لوح پر تھا صحرا سے گرد اڑی دیکھا چند فراش خاص
دربان ایک بارگاہ زربفتی لیے ہوے آئے اسی صحرا مین بارگاہ استاد کی بعد تھوڑے عرصے کے ایک محافہ سامنے سے پیدا ہوا
ناظر بچکانے شملے سرون پر کوڑے ہاتھون مین محافے کو گھیرے ہوے کئی سو کہاریان بھاری لہنگے آنچل پلو کے دوپٹے کنگن
کڑے بجلیان بالیان پہنے ہوے گرد محافے کے محافہ رواروی کرتا ہوا آتا ہے کہ پشت سے رونے کی آواز آئی ایک جوان
تاجدار کو دیکھا تاج ڈھلکا ہوا لباس پارہ پارہ محافہ جب بارگاہ مین اُترا وہ جوان زیر محل ٹھیکا گریبان پر کبھی ہاتھ ڈالتا ہے
کبھی آہ کرتا ہے کبھی وجد مین آکر یہ اشعار عاشقانہ ورد زبان ہوے مین نظم

پھاڑ کر آنکھیں جسے دیکھا گریبان چاک تھا
یون تو تیرے تیر کے نخچیر تھے سب خوش نصیب
صاحب کیفیت اپنے سلسلے مین تاک تھا
مردم دیدہ تر اور روکے جب کرتے تھے ذکر
رونے روتے مر گیا جو بحر مین تیراک تھا
چشم نامحرم کو برق حسن کر دیتی تھی بند
حلقۂ دام محبت رشتۂ فتراک تھا
جاے اب اُس مست کو ملتی ہے انگوری شراب
طفل اشک ایک ایک مست نشۂ تریاک تھا
رات بھر تھا چشم غول آنکھوں مین اپنے سر چڑھا
خاک مین وہ ملگیا جو جسم آتش خاک تھا

عالم ایجاد بھی طرف طلسم خاک تھا
وہ بلند اقبال تھا جو بستۂ فتراک تھا
بوے گل کیطرح گرد راہ دکھلائی نہ دی
اشک جو تھا دانۂ تسبیح خاک پاک تھا
دیدۂ عارف سے جب دیکھا تو یہ روشن ہوا
دامن عصمت تر آلودگی سے پاک تھا
جسم گل کھائے ہوے ساعد کے چھلو نکلے تھے
اعتقاد پاک سے جو خوشہ مین تاک تھا
عالم تشبیہ مین کہتا صنوبر کس کو مین
شہر بھی بے یار اک صحرائے وحشتناک تھا

سامنے جو پڑ گیا دیوانہ بیباک تھا
کاسۂ گردون تھا مٹی کا سہ مٹی چاک تھا
اینڈتا تھا تیرے مستون کیطرح سے باغ مین
یار کا گلگون نسیم صبح سے چالاک تھا
پار اُترا صاف بحر بیکنار عشق سے
مظہر نور الٰہی حسن مشت خاک تھا
صید بندی کا مجھے جب شوق تھا اے شہسوار
غیرت صبح بہار اُس آستین کا چاک تھا
جب نظر آتا تھا تصور لالہ رویون کا ہمین
یار کا بوٹا سا قد موزون تھا وہ کا واک تھا
کرگئی جب روح مرجع کیطرف اپنے رجوع

وہ جوان کبھی تڑپتا ہے کبھی پھڑکتا ہے جب سے وہ محافہ اُترا ہے وہ جوان اسی پریشانی مین ہے کنیزین جو دروازے پر حاضر ہین وہ اسکو آکر ہٹاتی ہین اور کہتی ہین ارے ظالم چپ رہ ملکہ عالم کو تیری آواز بری معلوم ہوتی ہے بد مزاج ہو رہی ہین یہ جواب دیتا ہے جا کر اُس معشوق سرکش سے عرض کرو کہ اقبال شاہ کی جان جاتی ہے اب رحم فرماؤ اپنے عاشق صادق کو سامنے بلاؤ یک نظر سے خوش گذرے ایک نظر دیکھنے کے طالب ہین حسرت و یاس ہم پر غالب ہین اور کیا بیان کرین نظم

از نالہ خبری دل سخت تو دریتیم
و عرض شوق تاب نیاری درنگ را
در بزم مے بجام زمرد نخوردہ
کاندازہ آورد رقم خشم وجنگ را

ای روی تو بجلوہ در آوردہ رنگ را
در عطسہ شرر مفگن مغز سنگ را
داغم کہ در ہواے سر اِین گسست
سنجید بدشت جلوہ داغ پلنگ را
چون آبگینہ بہ جگر در شکستہ ایم

نقش تو تازہ کردہ بساط فرنگ را
از نعمہ لوح عرض بدا منتظر، تو
در خون من زناز فرو بردہ جنگ را
جوی کشاد شست ترا تا نماندہ آب
آن چشمہ چشمہ لذت زخم خدنگ را

درگوشۂ خندہ زاندوہ بے کسی | آن برہشکستہ خلوت دلہائے تنگ را | غالب زعاشقی بہ ندیمی رسیدہ ام
نازم شگرفکاری بخت دو رنگ را

ہرچند کنیزین سمجھاتی ہین پر اُس جوان کی سمجھ مین کچھ نہین آتا بیقراری بڑھتی جاتی ہی کرب
حیران حیران اُس شخص کو دیکھ رہے ہین کہ صحراسے نوبت نقارے کی صدا آئی کرب غازی اب سنبہلکے بیٹھے دیکھا پانچسو
علم آگے آگے مگر علمہاے زرنگار علمدار ہاتھیون پر سوار علمہاے زرنگار کے پھریرے کھلے ہوے پھریرون پر تعریف الٰہی و
نعت رسالت پناہی مرقوم آمد فوج کی دھوم بعد علمدارون کے بارہ ہزار جوان مسلح و مکمل ایک تاجدار جلیل ایک تخت پر
سوار تاج شاہی بر سر چار قبۂ شہنشاہی در بر موتیون کے مالے گلے مین پڑے ہوے چتر بال ہما کا سر پر گردش مین تاجدار نے آکر
اُسی بارگاہ کے آگے تخت سے اُتر رفقا و امرا سے اشارہ کیا وہ سب بارگاہ مین گئے وہ تاجدار خرامان خرامان سامنے کرب کے آیا
بطریقۂ اسلام سلام کیا کرب کو جواب دینا واجب ہوا اُس بادشاہ نے فرمایا ای طلسم کشا ای جوان یکتا آپ یہان صحرا مین کیون
تشریف رکھتے ہین بارگاہ مین تشریف لیچلیے اتفاق سے آج ہم مذہب سے ملاقات ہوئی ہی چند ساعت سرفراز فرمائیے یہ بھی واضح ہو
کہ مین خیرخواہ دولت ہون کچھ عرض کرونگا براہ خیرخواہی قبول و عدم قبول کا حضور کو اختیار ہی کرب اُٹھ کھڑے ہوے وہ بادشاہ
استقبال کرکے کرب غازی کو بارگاہ مین اپنی لایا مقام صدر پر جگہ دی آپ تخت پر نہ بیٹھا کرسی پر بیٹھا تخت پر غاشیہ ڈالدیا
ساقی بچے کو اشارہ کیا ساقی بچے نے کرب کو جام دیا کرب نے ہاتھ روکا اُس بادشاہ نے دست بستہ عرض کی حضور تامل نہ فرمائے
مین مرد مسلمان ہون کرب نے بلاتکلف جام نوش کیا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا تو اُس بادشاہ نے کہا ای شہریار
یہ تو ظاہر ہی کہ آپ عزیزدار صاحبقران زمان کے ہین کرب نے کہا عزیزدارون کے بڑے مرتبے ہین مین چاکران کمترین سے
ہون مگر اُنکو خدا سلامت رکھے سرفراز فرمایا کلاہ فخر نیاز مند کو عرش اعلیٰ پر پہونچایا اپنی دختر بلند اختر سے منسوب کیا پروردگار
نے فرزند سعادت مند عطا فرمایا جسکا لقب ہی شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی صف شکن تیغ زن صاحب
شوکت و شان نبیرۂ صاحبقران مجھکو ایسا سرفراز کیا مین نے اپنے بخت کی رسائی پر ناز کیا اُس بادشاہ نے کہا یہ
امورات ہم بخوبی جانتے ہین آپ کو اچھی طرح پہچانتے ہین مگر عرض یہ ہی کہ آپ نے اس طلسم کو کیا سمجھ کے قصد کیا
کرب نے فرمایا ہمارے آقاے نامدار مولاے قدر شناس فلک اساس صاحبقران زمان کا اسم اعظم و حرز ہیکل اژدران
اژدر سر لایا اب ہمپر واجب ہوا کہ اس طلسم کو شکست کرین اسم اعظم و حرز ہیکل لیکر خدمت صاحبقران مین جائین خواہ جان
رہے خواہ جان جائے اسکا تردد نہین اُس بادشاہ نے کہا ای شہریار آگاہ ہو جیے کہ مین کیا کہتا ہون ہرگز طلسم کا قصد نہ کیجیے
لوح کے ملنے پر ناز نہ فرمائیے لوح آپ کے قبضے سے نکل جائیگی کئی سو ساحر آپ کی تلاش مین نکلے ہین کس کس سے اپنے کو
بچائیے گا کسی مقام پر ضرور دھوکا کھائیے گا کرب نے کہا اپنی جان جانیکا ملال نہین بچنے کا خیال نہین خواہ جان جائے
خواہ جان رہے مگر تابہ اژدران اژدر سر جائینگے اگر اُسکو اپنی جان بچانا منظور ہو اسم اعظم و حرز ہیکل ہمارے حوالے کردے
ہم فوراً پلٹ جائین طلسم سے ہمین کیا کام ہی ورنہ ضرور لڑتے بھڑتے جائینگے اُس بادشاہ نے کہا آپ مجھکو کیا سمجھتے ہین مین اژدران
اژدر سر کا وکیل نہین ساحرون کا کفیل نہین مین اس حوالی کا بادشاہ ہون مین نے جو خبر پائی کہ عزیزدار صاحبقران واسطے
فتاحی طلسم کے تشریف لائے ہین مین براے خیرخواہی حاضر ہوا یہ چاہتا ہون کہ آپ کو تکلیف نہ پہونچے جہانتک ہو سکے
پلٹ جائیے یہان کے ساحر بڑے زبردست ہین اور مکار بھی ہین بڑی بڑی فکرین کرینگے دام مکر پھیلائینگے آپ کے دشمنونکو
پھنسائینگے کرب نے فرمایا خدا مالک ہی جو کچھ ہو ہمکو تابہ طلسم جانا واجب و لازم ہی مگر ای بادشاہ آپ نے مہربانی فرمائی جو
تقاضاے محبت تھا وہ صرف کیا مگر مین مجبور ہون فتاحی طلسم پر مامور ہون کجا عزیمہ یا ختر کجا مقام گلشن حصار رہان
سالموس خدائی کرتا ہی ایک پہلوان نے مجھکو قید کیا اس حوالی مین لایا بہرام نے جاکر مجھکو چھڑایا مین نے اگر یہ حال

صاحبقران کا دیکھا فتاحی طلسم میرے نام نکلی خواجہ بزرجمہر کے بیٹے کہ جنکی زبان سے کبھی خلاف نہین نکلا اُنھون نے فرمایا کہ تمھارے نام فتاحی طلسم ہی اُسی شمار پرمین آیا صحراے خارستان سے گذرا نرگس و لالہ زار کو قتل کیا خدا نے یہانتک پہونچایا لوح ملی کل آرزو کی کھلی اب انشاء اللہ داخلہ طلسم مین ہوگا شاہ نے کہا ای شہریار غلام کو سرفراز شاہ کہتے ہین بلکہ اہالیان طلسم میرے دشمن ہین کہ مین مرد مسلمان وہ ساحری و جمشید پرست بادۂ کبر و نخوت سے مست اکثر اُنھون نے چاہا کہ سرفراز شاہ کی سلطنت مٹا دین مگر بعنایت خدا ممکن نہین ہوا مین تو فقط براے خیر خواہی حاضر ہوا خدا وہ وقت دکھائے کہ آپ طلسم شکست کرین اژدران اژدر سر قتل ہو اہل اسلام کی عملداری ہو مین حضور کی رہبری کرونگا کرب نے کہا کیون ای سرفراز شاہ یہ شخص جو دیوانہ وار دروازے پر بیٹھا ہی یہ کون شخص ہی سرفراز شاہ نے کہا اُسکو سامنے بلوا کر دریافت فرمائیے صاحبان سرفراز شاہ گئے اُس دیوانے کو بلا کر سامنے کرب کے لائے کرب نے فرمایا ای جوان تیرا کیا نام ہی اُس جوان نے ایک ٹھنڈی سانس بھری دامن کرب کا تھام لیا اور یہ قطعہ پڑھنے لگا **قطعہ**

وام داریم از خندۂ صیاد مینخواہیم ما
گرچہ از جنبش نگاہ شوخ ہم ناشاد است
ای گرفتاران سبار کباد مینخواہیم ما

ور تمنای تو ناز صد گلستان میکشیم
التفاتے ہر چہ بادا باد مینخواہیم ما

در محبت از جنون امداد مینخواہیم ما
خندہ از گل جلوہ از شمشاد مینخواہیم ما
از نگاہ بے منصب آتش پرستی یا فقیم

اس درد سے یہ اشعار اُس کشتۂ ابرو نے پڑھے کہ کرب بیقرار ہو گیا فرمایا ای حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو یہ کلمات تیرے سنے نہین جاتے اپنا نام نامی ظاہر کر اُس جوان نے کہا **نظم**

منم کہ داغ محبت باغ و بوستان من ست
بہر کجا کہ روم یار ہمزبان من است
نہان شد دیدۂ مردم ز تیر مژگانت
نواے بلبل شوریدہ از فغان من ست

بجای مغز محبت در استخوان من ست
مرا زمانۂ وصل تو گرچہ دور انداخت
ہزار زخم بر این جان ناتوان من ست

منم کہ درد جدائی و محنت دوری
خیال روے تو در دیدہ میہمان من ست
بہ مین بہ نالہ زارم کہ در چمن **مصحفی**

ای شہریار ملکہ دُردانہ پری کہ بادشاہ جوالی طلسم ہی ملک سرفراز شاہ اُسکی مدت کرتے ہین مین بیٹا ملک خورشید شاہ کا ہون حالات طلسم سنکر یہانتک آیا ملکہ دُردانہ پری قریب بحر بوقلمون شکار ماہی مین مصروف تھین مجھ بدنصیب نے دیکھ لیا اُنھین سے بجری کی نہین گنتی ہین دل کو یہ اندھیر ہی کہ خاک بیابان چھانتا ہون اکثر ملک سرفراز شاہ سے کہا مگر محبوب تک خبر نہین پہونچی جب تک شربت وصل سے سیراب نہونگا تڑپ تڑپ کے مرونگا آپ اُس مجلس کے عزیز دار ہین کہ جسکا لواے شوکت از پردۂ دنیا تا بہ پردۂ قاف سرفرازی فرماش راہ دین لقب ہا یا آپ میری سفارش کرین کہ دُردانہ پری مجھکو قبول کرے کرب نے اُس جوان کا حال ابتر دیکھکر سرفراز شاہ سے بہ محبت کہا سرفراز شاہ نے کہا مین اکثر خدمت مین ملکہ کی عرض کر چکا ہون اُنھون نے کبھی جواب باصواب نہین دیا یہی فرمایا کہ وہ مرد دیوانہ ہی ہمین ایسے دیوانے سے رسم منظور نہین کرب نے کہا ای سرفراز شاہ ہماری جانب سے کہو سرفراز شاہ نے کہا بحکم حضور جاتا ہون یہ کہکر سرفراز شاہ خیمے مین گیا تھوڑی دیر کے بعد پلٹ کے آیا کہا ای شہریار مین نے بہت کہا وہ نہین کہتی ہین بیچ ہو آپ کا نام لیا تو یہ جواب دیا کہ کیا مین طلسم کشا کی لونڈی ہون وہ اپنی خیر منائین یہ طلسم ہیئو سوا وہی ہزار طرح کا فساد ہی ہزار ہا مکار و حیلہ ساز مین بڑے بڑے یہان نشعبدہ باز ہین مجھے کیا ضرورت ہی ایک دیوانے سے پیوند کرون مفت بیٹھے اپنے کو درد مند کردن کرب کو بہت ناگوار ہوا فرمایا کہ ای سرفراز شاہ ملکہ سے کہدو کہ ہم اُس آفت مین مبتلا ہین کہ پلک جھپکانا دشوار ہی ہمارے آقا کا اسم اعظم بند ہوکر یہان آیا حمزہ سے کلی بھی مکارے آیا پہلے اُس بچہ کو سزا دے لین پھر پلٹ کر تجھسے بھی سمجھینگے سرفراز شاہ نے سر جھکا لیا کہا ای شہریار آپ کو اختیار ہی اقبال شاہ تو قدمون سے کرب غازی کے لپٹ گیا کبھی گرد پھرتا ہی کبھی قدمون سے لپٹ جاتا ہی کبھی محبت مین دُردانہ پری کے یہ اشعار پڑھتے **نظم**

لگے خدنگ جب اس نالہ سحر کا سا
اگر نہ ہوگا نقشہ تمہارے گھر کا سا
یہ جوش یاس تو دیکھو کہ اپنے قتل کے وقت
ٹھیرا نہ رتبہ ہوا کیوں شگاف در کا سا
یہ ناتوان ہوں کہ ہوں اور نظر نہیں آتا
ہمارا حال وطن میں ہوا سفر کا سا
دل ایسے شوخ کو مومن نے دے دیا کہ جو ہے

فلک کا حال نہ ہو گیا مرے جگر کا سا
کرے نہ خانہ خرابی تری ندامت جور
دعائے وصل نہ کی وقت تھا اثر کا سا
ذرا ہو گرمی صحبت تو خاک کر دے چرخ
مرا بھی حال ہوا تیری ہی کمر کا سا
خبر نہیں کہ اسے کیا گیا پر اس در پر
محب حسین کا اور دل رکھے شمر کا سا

نجاؤنگا کبھی جنت میں میں نہ جاؤنگا
کہ اب غم میں ہی جوش چشم تر کا سا
لگے ان آنکھوں سے ہر وقت دل صد چاک
مرا سرور ہی گلخندہ شرر کا سا
جنون کے جوش سے بیگانہ وار ہیں احباب
نشان پا نظر آتا ہے نامہ بر کا سا

گرب نے فرمایا ای شیفتہ وادی مودت وای آوارہ دشت وحشت اتنا صبر کر کہ مین طلسم سے واپس آؤن ضرور تیری شادی ساتھ قمر روانہ پری کے کرونگا سرفراز شاہ نے کہا حضور یہ امر تو ناممکن ہے گرب نے فرمایا ممکن ہو جائیگا لو خدا حافظ اب ہم واسطے فتاحی طلسم کے جاتے ہیں سرفراز شاہ نے کہا مین بھی ساتھ چلونگا مین حضور کی آمد کا مشتاق رہونگا راستہ بتلا کر چلا آؤنگا یہ کہکے سرفراز شاہ گرب کے ساتھ ہو لیا چلا جب اسی تالاب پر پہونچے دیکھا سر تالاب پر لکھا ہے کہ یہ زندان طلسم مینوسواد ہے سرفراز شاہ نے کہا بسم اللہ اس قصر مین داخل ہو جیسے ہی راہ طلسم مینوسواد ہے مگر برائے خدا قدم بقدم لوح دیکھیے گا بڑے بڑے ساحر آپکی تلاش مین نکلے ہیں ایک ایک سے اپنے کو بچائیے گا بے لوح دیکھے قدم نہ اٹھائیے گا گرب اسی قصر مین داخل ہوے مگر حیران کہ سرفراز شاہ نے کیسی ہدایت کی زندان طلسم مین جاتا ہون جب اندر قصر کے پہونچے دیکھا ایک تخت آہن بچھا ہوا ہے گرب نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا اس تخت کو اٹھاؤ دہنہ نقب پیدا ہوگا گرب نے تخت اٹھایا دہنہ نقب پختہ کا ظاہر ہوا گرب بسم اللہ کر کے نقب مین داخل ہوے جب نقب سے سر بدر کیا دیکھا ایک صحرائے سبزہ زار لواح دلکشا طایران نغمہ سرا درختوں پر نغمہ سرائی کر رہے ہیں دم محبت باغبان قضا و قدر کا بھر رہے ہیں ایک جانب دیکھا نرگس شہلا مصروف دیدہ بازی سوسن صد زبان کی غمازی گل خود رو سے جنگل نمونہ گلشن ہے نسیم باغ صاحبان ذوق و شوق کی رہزن ہے کوڑیالا کھلا ہوا اصاف ثابت ہے کہ فرش زمردین پر جال مروارید پڑا ہوا ہے ہر سمت عندلیبان خوشنوا مصروف زمزمہ سرائی پھولون کی رعنائی زیبائی صبا نشہ بادہ محبت سے لڑکھڑاتی ہے ہر بینائے شجر سے سر ٹکراتی ہے ہر گل کا کٹورہ شراب شبنم سے معمور کیفیت انتظار مین عجب سرور سنبل نے زلف عنبرین کو درست کیا کاکل چہرے پر لہراتی ہوئی اپنی رعنائی دکھاتی ہوئی گرب غازی اس صحرائے سبزہ زار کو دیکھتے ہوے تھوڑی دور بڑھے تھے کہ سامنے سے گرد اڑی دیکھا خواجہ عمرو دوڑے ہوے چلے آتے ہیں دور ہی سے پکار کر آواز دی ای فرزند ماشاء اللہ بڑا کام کیا تمھاری لیاقت کا بڑا نام ہوا مگر مین تمکو تلاش کرتا ہوا آیا ہون ذرا لوح مجھکو دو گرب نے بہ دزدیدہ نگاہ لوح کو دیکھا اسمین نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم یہ سہاروق جادو بڑا مکار ہے خبردار ہرگز لوح نہ دینا گرب نے لوح گلے سے اتاری کہا لیجیے آپ ہی کے واسطے لوح ہمنے حاصل کی ہے سہاروق خوشی خوشی قریب آیا کہ عمرو کی صورت پر گرب نے دھوکا کھایا اب لوح لیکر بھاگ جاؤنگا جیسے ہی یہ قریب آیا لوح کو دیکھ چکے تھے مطمئن ہو رہے تھے ہاتھ اسکا تھام کر ایک طمانچہ مارا طمانچہ جو پورا پڑا سر اسکا اڑ گیا لاشہ زمین پر تڑپا آواز آئی کشتی مرا نام مین سہاروق جادو بود گرب غازی آگے بڑھے صحرائے سبزہ زار کو طے کرتے ہوے جاتے ہیں کہ رونے کی آواز آئی ملتفت ہو کے دیکھا پانچ چار جادوگر سہاروق کا لاشہ لیکر چلے گر آواز دیتے ہوے او طلسم کشا تو نے ہمارے افسر کو مارا آخر ہم لوگون کے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا بڑی ذلت پائیگا یہ سہاروق سو جادوگرون کا افسر تھا یقین ہے جب اسکا لاشہ پہونچیگا اژدران اژدر سر کو بڑا صدمہ ہوگا بہت جادوگر تمھاری فکر مین آئینگے بڑے بڑے دھوکے دینگے کس کس کے

مگر سب بچ گئے آخر سمجھے گئے کرب غازی نے پلٹکر آواز دی او بھیا دیکھا گئے ہو جنگلی بیگل بنا رہا تھا خدا انکو سلامت رکھے
اُنھون نے سب کچھ تعلیم کر دیا ہی یہ ذکر تھا کہ وہ جادوگر غائب ہوے اور ایک گرد اُڑی کرب نے دیکھا اسد میر افرنگ گھوڑے
پر سوار گھوڑے کو دوڑائے ہوے آتا ہی وہین سے پکارتا ہوا قبلہ و کعبہ ٹھہر جایئے بڑا غضب ہوا ساحرون نے سحر کر دیا ہے
صاحبقران کا عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی سب سرداروں نے صلاح کی ہی کہ تمھو ہی دیر نے واسطے لوح لاؤ
اسکا دھوکر پانی پلایا جائے تو قلب تسکین پائے اگر اسکے خلاف ہوگا صاحبقران کو زندہ نہ پاؤ گے بہت پچھتاؤ گے
کرب نے فوراً لوح پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم وای سیار این عجائبات عیوق جادو ساروق کا بھائی ہی
اسکو خبر دار لوح نہ دینا جیسے ہی وہ کرب کے قریب آیا کرب نے کہا بیٹا لوح لو مگر گھوڑے سے اُتر و ممنون ہوا کے گھوڑے
پر سوار ہو عیوق تو اس خوشی مین پھاند پڑا کہ کرب نے دھوکا کھایا سلام کرتا ہوا لایئے لوح جلد لایئے کرب نے دیکھا کہ
لوح پر ہاتھ ڈالا مگر اتارا ابھی نہین جیسے ہی عیوق قریب آیا ہنسکر کہا لو فضل و مہر لعم بھی آتے ہین جیسے ہی وہ پلٹا کرب نے
حلقہ ہائے کمند گلے مین ڈالدیے جھٹکا مارا عیوق ارے کہکے زمین پر گرا کرب نے اسکو بھی خنجر سے مارا آواز آئی کشتی مرا نام مین
عیوق جادو ہو گیارہ جادوگر اسی طرح سے سامنے کرب کے آئے کوئی مقبل کی صورت بنکر آیا کوئی الفضل مہر لعم سرداران
صاحبقران کی صورت بنکر سامنے کرب کے آئے کرب نے ان سب کو مار بعد قتل کرنے ان سب کے یہ تیرہ لاشے
خدمت مین اژدران اژدر کے پہونچے وہ ہر ایک سے کتنا ہی ہشیاری طلسم کشائی دیکھتے ہوا ایک سے بھی دھوکا نہ کھایا
تیرہ جادوگر پلی دربار مارے گئے ہرن سردار صاحبقران کی صورت بنکر گیا اژدران اژدر سر خاموش بیٹھا ہی متحیر متردد وزیر ا
کہتے ہین آپ نہ گھبرایئے کبھی وہ گھبرائے کہتا ہی میری کیا شامت تھی کہ بھائی صاحب نے خط لکھا مین دوڑا گیا حمزہ نے اپنے خدا کا
نام سنتے ہی حرز ہیکل کو حوالے کیا مین تولا کر پچھتایا تیرہ جادوگر ملدے جا چکے یار و اب خبر لو کہ مرحلہ ہوشیار جادو پر کیا گذری
چونکہ مصیبت ہائے صاحبقران کرب کی آنکھون کے نیچے پھر رہی ہین قدم قدم پر لوح کو ملاحظہ فرماتے ہین مال سے آگاہ
ہین سامنے ایک باغ کے پہونچے دیکھا دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی بسم اللہ کہکر اندر آئے دیکھا باغ تا لی بہشت پھولون سے
پھلا ہوا سب طرح کے پھول درختون مین آراستہ بلبلین پھولوگل پر بیٹھی ہین یہ غزل گا رہی ہین **نظم**

پروانہ نگاہ تو مستانہ بہار
دیوانہ سراپا مستانہ بہار
خوابین اسیر شوخی افسانہ بہار

دور از شکست باد خزان این طلسم سالار
عمرش دراز باد کہ مارا بہان شکست

ہر سایہ گلست و پر بخانہ بہار
در سایہ تو جلوہ دیوانہ بہار

دیوانہ خطت دل دیوانہ بہار
بہ خاک سگ شد سر زنجیر بے گل
فارغ ز گفتگوی دل حیرت شعار ما

حقیقت مین چہار جانب جوش بہاری گلچین و صیاد کی بدنصیبی باغ مین آنیکا حکم نہین باغبان
بہار عصائے نرگس بدست باغ پر موجود صیاد کو جو آتے دیکھا وور باش کی صدا دی کرب نوجوان یہ تماشا دیکھتے ہوے
چلنے ہین روش پٹری کو طے کر رہے ہین کہ سامنے سے بارہ دری کا پردہ اُٹھا وہ پردہ پردۂ حجاب تھا آگے آگے ایک نازنین
مہ جبین پشت پری سو کنیزین اُنسے باتین کرتی ہوئی کہ صاحبو تمنے دیکھا اسوقت بادشاہ بلا وجہ مجھپر خفا ہوے اپنی طبیعت
اپنا مزاج کیونکر دل کو چین پڑے تم لوگون کو یاد ہوگا جب تاجر تصویر لایا مین نے سودا خرید لیا آج تک اُسی مین مبتلا ہون
میری خوش نصیبی کہ اب وہی طلسم کشا ہوکر آئے ہین مین تو اپنے ساتھ لیکر دربار مین جاؤنگی میان اژدران اژدر کو قتل
کراؤنگی مگر تُنے ہین بگڑین مجھے انکی نوکری نہین منظور کنیزین گواہی دیتی ہوئی آئی ہین کہ واری آج آپ نے بہت بڑا کام کیا کوئی
بادشاہ سے ایسے کلام بلند ہی کنیزون کے کہنے سے معلوم ہوتا ہی گل اندام خوبرو نام ہی ایک کنیز نے کہا دیکھیے حضور وہ تشریف
لائے ہین آپ کے باغ پر بہار کی سیر کر رہے ہین ہر چند کہ حسن ظاہری کو دیکھکر کرب بھی بےچین ہو گئے مگر دامن صبر دست استقلال
سے نہین چھوڑا بہ نگاہ دزدیدہ لوح کو دیکھ لیا مطلب سے آگاہ ہوے یہ بھی سمجھ گئے کہ یہ صورت ظاہری ہی دھوکا دینا

ہمکو منظور ہی اُس نازنین نے بارہ دری سے اُتر کر مودب سلام کیا گورے گورے ہاتھ اُٹھا کر عرض کی تشریف لائیے کنیزون کو بطور گواہی پیش کیا کہ دیکھیے ابھی آپ کے واسطے بادشاہ سے بڑی سخت گفتگو ہوئی یہ کنیز آپ کی نہین دبی ذکر یہ نکلا کہ مین بیٹھے بیٹھے آپ کے ہجر مین گھبرائی گلچہرہ کنیز نے مجھسے پوچھا آپ کا مزاج آج کیسا ہی مین نے ٹھنڈی سانس کھینچی یہ تو یقین تھا کہ آپ سر کولی کو ان بھجیا ویگی آ گئے عالم یاس مین مین نے یہ اشعار پڑھے اشعار

بزم مین باہم ہجوم ذرہ و پروانہ ہی
پاؤن مین کانٹے چبھے ہین پیرہن ہے جال جال
مشک دانہ ہی مری تسبیح کا جو دانہ ہے
رہتی ہے محفل مین حائل ورنہ یان فانوس شمع
پنجۂ خورشید تیرے گیسوؤن کا شانہ ہی
بعد مر جانے کے عاشق بھی نہین رہتے ہین پاس
ہی بغل مین شیشہ مے ہاتھون مین پیمانہ ہی

دل خیال چشم مست یار سے میخانہ ہی
باغ مین جو گل ہی تیرے عشق مین دیوانہ ہی
دم نہین پاتے کسی مین تیری صورت دیکھ کر
سوے جانان شمع ہی اپنی نگہ پروانہ ہی
لے گئے وحشت نہ اس وحشت سرا سے کون کون
لو لگی بالین شمع مردہ پر پروانہ ہے

کون سا خورشید آج اپنا چراغ خانہ ہی
داغ سودا جو نظر آتا ہی اک پیمانہ ہی
مین نے ڈالا ہی جو دورا لوے زلف یار کا
بزم خوبان جوشش حسرت سے اک بتخانہ ہی
اسقدر ہوتا نہین دست حنائی کا اثر
مثل مجنون گل ہمارا حال بھی افسانہ ہی
اس زمین مین ناسخ اب مستانہ پڑھیے چند شعر

بادشاہ صاحب ان اشعار پر بگڑے فرمانے لگے کیون ملکہ گل اندام خوبرو آج کل عشق و عاشقی کا بڑا چرچا ہی مین نے صاف کہدیا مین تو طلسم کشا پر عاشق ہون بادشاہ سے بہت تکرار ہوئی اس صحبت سے ہی کھٹکے اُٹھ آئی کہ مجھے نوکری منظور نہین شکر ہی کہ آپ آ گئے اب آپ میرے ساتھ اُنکی صحبت مین چلیے وہ جلے ٹلے کرتے ہوے جاتے آپ کو بڑی تکلیف ہوئی مین سامنے جا کر اُنکے کہدونگی کہ جسپر عاشق تھی وہ آ گئے تخت پر سے اُٹھکر بھاگ نکلے کرب بھی اسکی باتون پر پسیے جاتے ہین مگر دل سے یہی قول ہی کہ مصیبت صاحبقران کی خیال کرو اسکے حسن ظاہری پر تصور نہ ہو اپنے دام کلام مین پھنسانا چاہتی ہی اپنے بادشاہ کی خیر خواہی کو خوب نباہتی ہی ہان ہان کرتے ہوے بارہ دری مین تشریف لائے مسند پر اُسنے جگہ دی آپ خوشی خوشی پہلو مین آ کر بیٹھی کرب ہوشیار بیٹھے ہین کہ اُسنے دست بستہ عرض کی مین نے سنا تھا کہ علم موسیقی کا بڑا شوق ہی مین نے اپنا ہزار ہا روپیہ صرف کیا اس علم کو بھی حاصل کر لیا ایک غزل تو میری زبان سے سنیے کرب نے کہا بسم اللہ مین تو نہایت مشتاق ہون اُس مہ جبین نے اپنی ساتھ والیون کو اشارہ کیا اُنھون نے فوراً ساز درست کیے مہ جبین نے گنگنا کے یہ غزل نہایت ناز سے گائی غزل

لن ترانی پردہ دار طور نیست
از غبار م آسمان ہا ساختند
در قیامت بوالہوس معذور نیست
دیدہ ام سیر دو عالم مے کند
از نگاہت ہیچکس مخمور نیست
تا چہ خواہد کرد دل با چشم او
دیدہ دار د تماشا کور نیست

پاکبازان را نشان دیگر است
بیش ازین افتادگی مقدور نیست
تخم حسنت در جہان پاشیدہ اند
یکسر مژگان تماشا دور نیست
گر شود خاک آب گوہر مے شود
خانۂ آئینہ ہم معذور نیست
از برائے چشم بیمارش اسیر

جلوہ از چشم دل مستور نیست
ہر کہ سر بازی کند منصور نیست
توبہ کی دار د خلاف شرع دل
حرص اگر باشد گناہ مور نیست
نشہ در عالم سراسر سیر و د
ساغر دل کاسۂ فغفور نیست
چون نگل نسبت کند روے ترا
شربتے چون شیرۂ انگور نیست

یہ غزل جو اُس مکارہ نے گائی کرب نے دیکھا مکان گردش کرنے لگا دل پر ایک سے ہم وہول طاری قلب پر بیقراری دل خواہش کرتا ہی کہ اسکا گانا سنے چلیے کرب نے بمشکل لوح کو دیکھا حرفون پر نگاہ قائم نہوتی تھی مگر یہ نوشتہ پایا کہ لوح کو اسکے جسم سے مس کر دو ورنہ گانا سنتے سنتے مبہوت ہو جاؤ گے کرب نے فوراً گلے سے لوح کو اُتارا اُس مکارہ کی جو نگاہ پڑی ہاتھ باندھکر کہا کیون صاحب لوح کیون اُتارتے ہو مین آپ کو ابھی دربار شاہی مین لیے چلتی ہون شیشہ اسم اعظم پینے

ہاتھ سے لوٹ رونگی خنجر بکل اُنکی جھولی سے نکال کر دیدونگی کرب ایسے مبہوت تھے کچھ جواب نہ دیا ہر چند کہ گانا نگے ویرونہ مین
اگر احکام لوح کے پابند ہین بہ تعجیل لوح اُتار کر کہا ملکہ دیکھو یہ کیا لکھا ہی وہ ارے کہکر ہٹی کرب نے لوح اُسکے جسم سے مس کر دی
لوح کا جسم سے مس ہونا اُسکا چلا کے رونا بجاے اشک کے آنکھون سے شعلے نکلے مثل ہیمۂ خشک جلنے لگی ہر عضو جسم سے
چنگاریان آگ کی نکلنے لگین کنیزین چاؤن چاؤن کر کے اُٹھین ارے ظالم یہ تو نے کیا کیا ایسی معشوقۂ خوبرو کو جلا دیا ہم کہتے
تھے مسلمان سخت دل ہوتے ہین اس کمبخت نے زبردستی اپنی جان دی بعض نے کرب پر سحر بھی کیا کرب نے لوح کو چمکایا
وہ سحر اُسکا الٹ کر اُسی کے سینے پر پڑا اُسکے جلنے سے اندھیرا ہو گیا سنگ باری زر فشاری ہونے لگی کرب بحکم لوح تلوار کھینچکر
کنیزون پر جا پڑے سو دو سو قتل ہوئین دس بیس جو بچین کھینچ کھانچکر لاشہ اُسکا اُٹھایا پر پرواز پیدا کر کے بھاگین اب کرب نے
اُسی مکان کو دیکھا نہ عندلیبان خوشنوا کی زمزمہ سرائی ہی نہ وہ رعنائی نہ وہ زیبائی حسن مکان مین داخل ہوکر گھر کی دھنیون سے
پٹا ہوا ٹیڑھی ٹیڑھی دھنیان دیوارین خام ٹوٹی گر رہی ہی ویران اُجاڑ مکان نظر آیا کنیزین کہ جو لاشے پڑے رہگئے ہین بوڑھی
بوڑھی عورتین جھریان جسم پر پڑی ہوئین کپڑے میلے کچیلے کالی کالی صورتین بھوے کی مٹی کی مورتین لاحول پڑھکر مکان سے
نکلے باغ کی ویرانی دیکھکر باغ سے باہر نکل آئے ایک گوشے مین آکر لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ یہ اسم اس تعداد سے اس مقام
پر بیٹھکر پڑھو آسمان سے طائر اسرار طلسمی آئیگا تمکو اپنی پشت پر سوار کر کے باغ ویران مین لیجائیگا وہان بادشاہ سابق قیدی
اُسکا نام ہی اخضر سبز پوش اژدران اژدر سر نے قید کیا ہی اُسکو جا کر رہا کرو وہ تمہارا ساتھ دیگا تب اژدران اژدر سر
سے مقابلہ پڑیگا کرب نے جھیل پر آکر تجدید وضو کی تڑپنا پھڑکنا صاحبقران کا یاد ہی دل مائل فریاد ہی اکثر دل سے کہتے ہین
کہ نہین معلوم آقاے نامدار پر کیا گذری آب و دانہ بالکل ترک تھا آہ آہ کرتے تھے خدا ہمکو اُنکی خدمت مین پہونچاے جا کر اُنکو
زندہ پائین تو بہت بہتر ہو وضو کر کے اسم مذکور کو تعداد پڑھا اور ادھر اسم تمام کیا تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک طائر ہفت رنگ
اُترتا ہوا زمین پر گرا کرب نے جو اس طائر کو دیکھا نہایت خوبصورت کرب کو بہ نگاہ حسرت دیکھتا ہی ٹہلتا ہوا قریب چلا آتا ہی
کرب نے اسکو دیکھکر لوح پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا یہی طائر اسرار طلسمی ہی بسم اللہ اسپر سوار ہو کرب نے دامن گردانے وہ
طائر خوشی ہوتا ٹیک کر زمین پر بیٹھ گیا آنکھون سے اشارہ کرتا تھا جسکا مفہوم یہ تھا کہ بسم اللہ میری پشت پر سوار ہو جیسے کرب
باطمینان اُسکی پشت پر سوار ہوے طائر نے پر پرواز پیدا کیے اُڑ کر چلا راہ مین مثل انسان کے گویا ہوا ای شہریار خدا نے یہ دن
دکھایا کہ آپ میری پشت پر سوار ہوے آج میرا دماغ عرش اعلیٰ پر پہونچا باغ ویران مین آپ کو پہونچاؤن مگر جنگ عظیم واقع
ہوگی ای شہریار بہت ہوشیاری کے ساتھ کام کیجیے گا اگر اخضر سبز پوش کو رہا کر لیا بہت جلد طلسم فتح ہو گا کرب طائر سے باتین
کرتے ہوے وہ طائر اسقدر بلند ہوا کہ برابر کہکشان فلک کے پہونچا اب مائل بہ پستی ہوا دور سے کرب نے دیکھا ایک
باغ وسیع مگر ویران روش پڑی ٹوٹی ہوئی درخت گرے ہوے سب پتے تلف افسوس شاخین دست تمنا دروازے پر اُس
باغ کے بارہ ہزار ساحر بیٹھے ہین حربہ ہاے سحر ہاتھ مین ہی ذکر کر رہے ہین کہ طلسم کشا اسطرف ضرور آئیگا آہن پوش جادو
جو سب کا افسر ہی وہ کہتا ہی یارو ہمنے چارون طرف سے باغ کو گھیر لیا طلسم کشا کس طرف سے آئیگا اور اگر قصد کیا ہمارے ہاتھ
سے مارا جائیگا مگر طائر نے کرب سے کہا یہ لوگ سب باغ کو گھیرے ہوے ہین مین آپ کو لیکر بیچ باغ مین اُترتا ہون آپ اُترتے
ہی اخضر کو رہا کر لیجیے پھر کچھ مشکل نہین اور اگر قبل یہ لوگ پہونچ گئے تو بڑی لڑائی پڑیگی کرب نے کہا اچھا مجھے بیچ باغ مین اُتار
طائر کرب کو لیکر طرف وسط باغ کے متوجہ ہوا ایک نخل شکستہ ہی اُسمین ایک قفس لٹکا ہوا ہی اُسمین ایک مرد پیر دہن پہ قفل
مار سیاہ حال تباہ تاج ڈھلکا ہوا لباس پرزے پرزے حسرت جہانگیر نہایت پریشان سرنگون بیٹھا ہی مگر اُس پریشانی مین چہار
جانب دیکھتا ہی جیسے کوئی کسی کا مشتاق ہوتا ہی ایک گوشے مین لاکر طائر نے کرب کو اُتارا کرب چست و چالاک ہو کر طرف

قفس کے چلے آہن پوش نے بیٹھے بیٹھے ساحرون سے کہا اسوقت میرا خود بخود دل گھبراتا ہی یون کہا ئیے طلسم کشا پر مدد
خدائے نادیدہ کی ہوئی ہی ہم تم سب باغ کو گھیرے بیٹھے ہین اگر وہ آسمان سے اُتر آئے طائر سحر طلسمی شریک ہو جائے ذرا
اندر چلکر دیکھ لین سب نے کہا حضور فقط آپ کا خیال خام تصور نا تمام ہی آسمان سے کیونکر آسکتے ہین مگر حفاظت ضرور ہی
قلب ہمارا ابھی ناصبور ہی آہن پوش اسباب سحر سنبھالتا ہوا اندر باغ کے آیا وہ وقت ہی کہ کرب قریب قفس کے پہونچے
ہین چاہتے ہین قفل قفس شکست کرین کہ آہن پوش کی نگاہ پڑی ایک جوان خورشید جمال صاحب جاہ و جلال قفل کو
کھول رہا ہی چلا کر آواز دی او جوان کیا کرتا ہی ارے تجھکو یہان کسنے پہونچایا یا اندر باغ کے کیونکر آیا یہ کہکر اسنے گولہ مارا جھونکا
ہوائے تند کا چلا کہ کرب پاس سے قفس کے ہٹ گئے اب آہن پوش نے آواز دی سب ساحر اندر گھس آئے لینا لینا کہکر
دوڑ پڑے کرب نے تیغ سکندری کھینچا مجمع ساحران پر جا پڑے ایک ہاتھ مین بجائے سپر کے لوح اسکو گردش دیتے
جاتے ہین جسپر عکس پڑا جل گیا جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے چار جانب سے وہ ساحر سحر کر رہے ہین مگر کرب
غازی نہایت شوکت و جرأت سے لڑ رہے ہین گرد لاشون کے انبار ہیچ ہین شیر بیشہ صاحبقران عالی وقار شیرانہ
جنگ کر رہے ہین جب کئی سو ساحر واصل جہنم ہوئے تو آہن پوش نے آواز دی یارو کیا کرتے ہو یہ جوان طلسم کشا جوان
و شوکت مین یکتا اسپر سحر تاثیر نہ کریگا تیر و تفنگ و تلوار و خنجر سے لڑو یارو تم بارہ ہزار ہو ایک جوان کو جسطرح چاہو مارلو
سب ملکر ایک مرتبہ ٹوٹ پڑو گرفتار کرلو پھر سیخ کباب لگا کے کھاؤ اژدران اثر در سب کو عہدہ ہائے جلیل دیگا ایک
ایک کو عہدہ افسری ملیگا غنچہ آرزو کھلیگا آہن پوش نے جو یہ ترغیب دی ساحرون نے حربہ ہائے سحر پھینکے نیزہ و
تیر و تلوار و خنجر و گرز لیکر کرب پر گرے کرب ہمہ تن چشم بنے ہوئے لڑ رہے ہین جسنے وار کیا کبھی خالی دیا کسی کو تلوار پر گانٹھا
مگر جب لوح چمکی اس ساحر کی آنکھ جھپکی اوپر سے ہاتھ تلوار کا مارا ساحر کے دو ٹکڑے ہوئے صدہا جادوگر مارے
لاشے اُنکے گرد پڑے ہین آہن پوش غل مچاتا ہی ارے یارو چہار طرف سے ٹوٹ پڑو طلسم کشا کو گرفتار کرلو بچنے نہ پائے
ہر چند یہ چیختا ہی مگر ساحر کانپ رہے ہین آہن پوش نے آواز دی کہ ارے یارو یہ تو دریافت کرو یہ جوان باغ مین
کیونکر آیا چند جادوگر چار جانب دوڑنے لگے یہ آواز سنکر طائر کے ہوش اُڑے ہین مگر اپنے کو زرغۂ گلستان مین چھپائے ہوئے
ہی ایسا نہو کہ کوئی مجھکو دیکھ لے جو ساحر ڈھونڈھکر پلٹتا ہی کہتا ہی اے افسر کسی کا پتہ نہین معلوم ہوتا کہ یہان اس جوان کو کون لایا یہ
سنکر آہن پوش کہتا ہی کوئی لایا کہ نہ لایا مگر گرفتار کرلو بڑے غضب کی بات ہی کہ بارہ ہزار مین ایک جوان لڑ رہا ہی کس
زور و شور سے معرکہ پڑ رہا ہی صدہا ساحر مارے گئے مگر افسوس ہی کہ کوئی اسپر دست انداز نہین ہوتا ایک ساحر نے پکار کر
کہا آپ ہمارے افسر ہین ساحر بھی بڑے نامور ہین تنخواہ بھی ہمسے زیادہ پاتے ہین آپ کیون نہین جرأت دکھاتے ہین ہم تو
اپنی جان لڑا رہے ہین آپ یہی فرما رہے ہین گرفتار کرلو آپ کیون نہین سامنے آتے یہ جو ایک ساحر نے بطور طعن کہا
آہن پوش کو بڑا غصہ آیا ہو ہو کرتا ہوا بڑھا سب ساحر خود ہٹ گئے جنگ سے عاجز ہو رہے تھے غلغلہ پڑگیا ہمارے
افسر صاحب جاتے ہین اب طلسم کشا زندہ نہ بچے گا آہن پوش تیغ کھینچے ہوئے پہلے ماش کے دانے مارے وہ تفناق
کی شی تھی کیا تاثیر کرتے گرد پھر کے گر پڑے گولہ مارا وہ شق ہوا لوح کا جو عکس پڑا اسی کے سینے کی جانب چلا بمشکل اپنے کو بچایا
آخر ناچار ہو کے تلوار کا وار کیا مگر برس پڑا کرب ڈیڑھ پیترے پر وار اسکے خالی دے رہے ہین جب اسنے پانچ سات
ہاتھ تلوار کے مارے کرب نے آواز دی او نامرد ایک وار ہمارا ابھی تو قبول کر آہن پوش فرار کا تھا کہ کرب نے
ہاتھ تلوار کا مارا اور لوح بھی چمکائی آہن پوش کی آنکھون مین اندھیرا آیا گھبرا کے سپر سحر کو اٹھا دیا مگر آئینۂ شمشیر مین جلوہ
عروس مرگ دکھائی دیا دل سے کہتا ہی نام اسکا سپر ہی اگر ایک پر بھی ہوتا اُڑ جاتا وار نہ روکتا کیا جانتا تھا اس جوانکو

نہ ڈالتا تلوار تڑپ کر گری لوح کا بھی عکس پڑا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر سے بڑھکر سراسر گلے و جبڑے کو کاٹا گلوے مثل
قطرۂ آب صندوق سینہ سے بمثال سیماب شرمگاہ کے پھاٹک کو ویران کر گئی تلوار نے زمین پر بوسہ دیا گر داڑھی لاشہ
آہن پوش گر کر تڑپنے لگا آندھی سیاہ اٹھی آسمان سے آگ برسنے لگی صدا ہا ہو کی بلند ساتھ والے دردمند کوئی ہائے
افسر کہکے روتا ہی کسی کی زبان پر ہائے آہن پوش ہی کسی کو بیقراری کا جوش ہی بعد عرصہ دراز روشنی ہوئی آواز آئی گشتی ہوا نام میں
آہن پوش جادو بود اخضر سبز پوش دیکھ رہا ہی قفس مین بند ہی مگر تعریفین کر رہا ہی ای شہریار سبحان اللہ ماشاء اللہ
کس زور و شور سے اسکو قتل کیا تمام ساحر بھاگ گئے کرب نے بڑھکر قفل قفس توڑا ملک اخضر سبز پوش کے جسم پر عکس
لوح کا ڈالا تمام قید جسم کی ٹوٹ کر گری قفل مار آتشین دہن پر لگا تھا وہ مار سیاہ ہر مرتبہ زبان نکالتا ہی کرب نے لوح کو
مس کیا وہ مار بھی مردہ ہو کر زمین پر گرا ملک اخضر نے رہائی پائی قفس سے نکلا نکلتے ہی قدمون کو بوسہ دیا گر دیکھا عرض
کی ای شہریار لوح بھی خبر دیگی مگر زبانی بھی عرض کرتا ہون دو سال کا زمانہ گذرا یہ اژدران اژدر بہ سر مدار الہام تھا ایک
دن تخت پر بیٹھے بیٹھے میری زبان سے نکل گیا حقیقت مذہب نہین معلوم ہوتی سامری و جمشید کا مذہب سراسر باطل ہی
مثل ہمارے وہ بھی ساحر تھے علم نیرنج و شعبدہ سے بخوبی ماہر تھے دعوی خدائی کیا یہ لوگ ناحق کہتے ہین جو لا تبدیل کیا
وقت موت آیا مر گئے سارا دعوی باطل ہوا اس دعوی نامعقول سے کیا حاصل ہوا سنتا ہون کہ مذہب خداے نادیدہ مذہب
حق ہی خداے نادیدہ خداے برحق ہی اسکا کوئی ہادی نہین ملتا کیون صاحبو مین کیا کرون دین حق تک کیونکر پہونچون
سب خاموش ہو رہے کسی نے کچھ جواب نہ دیا اس بیحیا قالو پرست نے اپنے مقام پر جلسہ کیا سب سے کہا لو صاحبو یہ مذہب
قدیم سے پھر گیا ہمارے باپ دادا کیا بیوقوف تھے کہ مذہب سامری و جمشید مین مصروف تھے ایسے ایسے کلمات کہکر اسنے
سب کو ملا لیا مجھکو سوتے مین پکڑا تمام طلسم پر قبضہ کر لیا جب سے مین یہان قید ہون ایک دن بہت تڑپا پکار کر رویا
پیٹا خداے نادیدہ سے التجا کی بزرگان دین شب کو خواب مین آئے آپ کی تصویر مجھے دکھائی ارشاد فرمایا ای محبوس زندان
مصیبت نہ گھبرا یہ جوان رعنا آئیگا تجھکو قید سے چھڑائیگا آج کی تاریخ کا بھی پتہ دیا تھا مین حیران حیران دیکھ رہا تھا شکر ہی
کہ خدا نے آپ کو پہونچایا مین دل سے مطیع اسلام ہوا چند ساعت حضور ٹھہرین مین ساتھ والون کو جمع کر لاؤن تو آپکو
ساتھ لیکر لشکر کشی کرون چلکر اس نمکحرام کو سزا دون یہ کہکر آواز دی چند ساحر پریشان حال بال سر کے بڑھے ہوئے چہرے
اداس ہوئے ریش دراز چہرے سے ظاہر سوز و گداز دو سال سے قید تھے حاضر حاضر کہکے سامنے آئے اخضر نے کہا یارو
آپ معین و مددگار کی خدمت کرو مین حاضر ہوتا ہون ان لوگون نے فرش بچھایا کرب غازی کو باطمینان بٹھایا کہ طائر
اسرار طلسمی ٹہلتا ہوا آیا کرب نے دیکھا وہ طائر تڑپا حیوانیت دفع ہوئی دیکھا ایک جوان رعنا نہایت خوبصورت
نیک سیرت جھک کر کرب کو سلام کیا تصدق ہوا کہا آپ کے تصدق سے جامۂ انسانیت پایا اسی آہن پوش
نے مجھے جانور بنایا تھا آپ کے تصدق سے یہ شرف حاصل ہوا کہ پھر جامۂ انسانیت مین آیا خدا نے یہ دن دکھایا
یاقوت جنی میرا نام ہی ملک اخضر سے ملاقات تھی بادشاہ پردۂ چہارم قاف ہون براے ملاقات اخضر آیا یہان
یہ انقلاب دیکھا کہ بادشاہ قید ہو گئے اژدران اژدر بہ سر کی سلطنت تھی وہ مکر سے بخاطر پیش آیا مجھکو گرفتار کر کے
طائر بنا دیا طائر اسرار طلسمی نام رکھا جو کوئی براے فتح طلسم آتا تھا اسکو دھوکے دیتا تھا بلا مین پھنسا دیتا تھا مگر آپکے
صاحب لوح ہو کر طلب کیا مین بھی بشارت سے مشرف ہوا تھا شکر ہی کہ آج اسکا ظہور ہوا دل کو سرور ہوا یہان تو کرب
بادل یاقوت جنی سے باتین کر رہے ہین چند خادم حاضر ہین مگر آہن پوش کا لاشہ لیکر جو ملازم بھاگے خدمت مین
اژدران اژدر بہ سر کے آئے یہ تخت پر بیحواس بیٹھا ہی کہ ملازمون نے آکر لاشہ آہن پوش کا سامنے رکھدیا اژدران اژدر بہ

پوچھا ارے یہ کیا ہوا کہا حضور طلسم کشا باغ ویران مین پہونچا خوب تلوار چلی مگر یہ نہ ثابت ہوا تمام باغ ہملوگون سے
گھرا ہوا تھا کہ طلسم کشا کیونکر پہونچا آخر کار افسر اعلی ہمارا مارا گیا ہم سب نے فرار برقرار کیا یہ کمال کیا کہ لاشہ افسر کا
نہین چھوڑا بہ مشکل اُٹھا لائے اب طلسم کشا نے اخضر سبز پوش کو رہا کیا ہوگا اب نہین معلوم کیا کر رہا ہی اژدران نے
کہا ایک ساحر مخفی جائے دیکھے کہ اُس باغ مین کیا رنگ ہی ایک جادوگر بحکم اژدران اژدرسر چلا طائر کی شکل بنکر باغ
مین آیا دیکھا کہ طلسم کشا مقام صدر پر بیٹھے ہین اور یاقوت حبشی دست بستہ باتین کر رہا ہی پانچ چار جادوگر ملازم اخضر خدمت
مین حاضر ہین وہ جادوگر وہان سے بھاگا آکر اژدران سے عرض کی حضور طائر اسرار طلسمی ملگیا اب تو انسان بنا ہوا بیٹھا
ہی باتین کر رہا ہی پانچ چار جادوگر ملازم اخضر حاضر خدمت طلسم کشا ہین اخضر کا پتہ نہین اسوقت طلسم کشا اکیلا ہی اگر
ملکر مارلو تو ہوسکتا ہی اژدران اژدرسر اپنے مقام سے اُٹھا سفاک خونریز بیباک تیز رو دلالان سرخ پوش
دماہیار سحر طراز دہن تنگ حیلہ ساز یہ سب افسران فوج ہین حکم دیا کہ لشکر تیار کرو جہانتک ہوسکے غیر ساحر زیادہ ساتھ
رہین اسوجہ سے کہ طلسم کشا کے قبضے مین لوح ہی غیر ساحر جو لڑ بھڑ کے گرفتار کرلین تو ہوسکتا ہی سحر اُس جوان پر تاثیر نکریگا
بہت جلدی کرو اُسی وقت تین لاکھ ساحران غدار تیار ہوے اژدران اژدرسر سپہ سالاران مذکور کو ساتھ لیکر بعد
کروفر سوار ہوا یہان کرب نامدار مع یاقوت حبشی وملازمان ملک اخضر باغ مین بیٹھے ہین یاقوت سے ذکر حمزہ
صاحبقران کر رہے ہین یاقوت کہتا ہی ای شہریار مصیبت صاحبقران سنکر کلیجہ خون ہوگیا ایسے جری وبہادر پر یہ
مصیبت وقت کی بات ہی کرب فرماتے ہین ای یاقوت ایک ایک دم مجھکو زیر دم شمشیر گذرتا ہی جی چاہتا ہی پر پرواز
پیدا کرون اپنے کو خدمت مین صاحبقران کی پہونچاؤن ہر چند کہ خواجہ عمرو نے خوب انتظام کردیا ہی لیکن اگر
کہین سیالوس طبل جنگی بجوائے تو وہان سب جان دینے والے ہین سحر کا کون جواب دیگا دم بھر مین لشکر پامال ہوجائیگا
صاحبقران کے نام کے سب دشمن ہین یہی چاہتے ہین اُنکو گرفتار کرکے قتل کرین اس بات سے بھی خوب آگاہ
ہین کہ سوائے صاحبقران کے کوئی صاحب اسم اعظم نہین ہی اُنکی جان کا خیال ہی یاقوت حبشی عرض کرتا ہی ای
شہریار جہانتک ہوسکے جلدی کیجیے دیر کرنا آپ کو مناسب نہین کہ اب عرصہ کرنے مین نہایت درجہ خرابی درپیش ہوگی
کرب فرماتے ہین ملک اخضر کے آنے کی دیر ہی وہ آئے اور مین لشکر کشی کرون یہ ذکر تھا کہ ابر سیاہ اُٹھا رعد کی گرج
برق کی چمک علمہاے سیاہ کے نشان چمکے یاقوت نے کہا ای شہریار معلوم ہوتا ہی آپ کے تنہا ہونے کی خبر شاید
اژدران اژدرسر کو پہونچ گئی اُسی کی آمد کا نشان ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ فوج بھی بہت ہمراہ ہی لاکھون ساحر
آتا ہی کرب نے فرمایا اسکا کیا خوف ہی مرنے پر آمادہ ہوکر آئے ہین جان کر جان دینگے اپنا خون اپنی گردن پر لینگے
مگر ای یاقوت یہ دعا کرو کہ ثابت قدم کو رہے جرأت رہین ہزار طرح کی جفا سہین مگر قدم پیچھے نہ ہٹین سینہ سپر کرین
اُٹھ کھڑے ہوکر مرین یہ فرماکر کمر باندھی یاقوت سے کہا تم تو کنارے ہوجاؤ وہ ابر سامنے آکر پھٹا دیکھا اژدران اژدرسر
تخت پر سوار گرداگرد تین لاکھ ساحران غدار کرب نامدار نے بھی نعرۂ شیرانہ کیا آواز دی با شیدای کفاران پر دغا
منم ہنر پیشہ جنگ وجدال منم یکہ تاز میدان قتال سکندر شوکت دارا سطوت رستم ہیبت زال جلالت سہراب خدم
فغفور حشم جوان حجازی شاہزادہ کرب غازی نظر کردۂ بزرگان صاحب شوکت وشان برہم زن کافران قاتل
کفاران بدعہد شکر عفریتان سپہ سالار لشکر صاحبقران تیغ سونتا ٹوٹ کھینچکر جا پڑے مگر انتظار ہی کہ ای کرب نامدار اس
ناہنجار سے کیا گذریگی اژدران اژدرسر نے دیکھا کہ یکایک جو ڈیڑھ لاکھ ساحرون نے سحر کیے کرب نے لوح کو
گردش دی اُن حربہ ہاے سحر پر جو عکس پڑا وہ حربے پلٹے اُن نامردون کے سینون پر پڑے توڑ کر سینون کو پار کرنے

کئی ہزار ساحر ایک مرتبہ گر کے مرے ہنگامۂ عظیم برپا ہوا کشتی مرا کی آوازیں آنے لگیں آندھیاں سیاہ اٹھیں پتھر برسے نخل باغ کے جلنے زمین تپنے لگی آسمان سے آگ برسی اژدران اژدر سحر گھبرایا آواز دی یارو شہر جادو سحر کا کام ہوتا تو زمین ہلا دیتا آسمان کو کھینچکر زمین پر لاتا طبقات زمین آسمان پر پہونچاتا مگر سحر کا نام نہ تو طلسم کشا کے پاس لوح موجود ہی سحر بالکل نابود ہی تیر و تلوار و گرز و کمان نیزہ لیکر لڑو بلوہ کرکے پکڑ لو سحر اس جوان پر تاثیر نہ کریگا پھر بھر میں لاشہ ساحران سے میدان بھر دیگا دیکھو چند ساعت میں کئی ہزار جادوگر مارے گئے لاشے تڑپ رہے ہیں یہ کالی آندھیاں جو چلے ساحروں کے اٹھیں زمین سے شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہیں نخلہائے چنار مثل شمع کافوری جل رہے ہیں یہ جو اژدران اژدر سحر نے پکار کر کہا ڈیڑھ لاکھ غیر ساحر کہ وہیں سے درست کرکے لایا تھا حربہ ہائے جنگ اُنکے پاس موجود تھے تلواریں کھینچکر کرب پر جا پڑے نیزوں نے زبانیں نکالیں ڈانڈیں لچکیں صاف ظاہر تھا کہ ناگنیاں تڑپیں عقاب تیر اڑے تلواروں نے جوہر دکھائے خنجر چمکے باجے بج رہے ہیں زمین و زمان گرج رہے ہیں کرب شیر دل نے لوح کو گلے میں پہنا گرد اسپر کا ہاتھ میں لیا تیغہ کھینچکر جا پڑے مگر تردد ہی کہ ای کرب غازی اس جنگ کا کیا انجام ہوگا ڈیڑھ لاکھ غیر حملہ کر رہا ہی کس کس کا وار روکو کس کسکو لوٹو کون جس نے نیزہ مارا سنان نیزہ کو پھل سے اُڑایا گھاٹ سے ڈانڈ کو کاٹا زیر گلہائے سپر غنچہ بنے ہوئے طائران تیر پر کھولکر گر رہے ہیں شاہزادہ اُنکو قلم کرتا ہی مگر کمان تک قلم کرے جب دس ہزار تیر چلے ایک دو پڑھی جاتے ہیں کرب نامدار اس گروہ سے لڑ رہے ہیں کہ کفار ننگ اپنی جان سے تنگ جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے لاشوں کے انبار یکایک آفتاب عالمتاب اس جنگ کو دیکھکر بارنگ زرد لرزاں ترساں آشیانۂ مغرب میں جاکر چھپا و شہنشاہ ماہتاباں مع فوج ثابت و سیارگان سپہر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا ملاحظۂ جنگ میں مصروف ہوا ایک جوان پر یہ بلوہ ستاروں کو بھی ثابت ہی کہ جوان رشک ماہ تاباں ان بیدادگروں کے ہاتھ سے نہ بچیگا اژدران اژدر سحر لڑائی میں اپنی جان لڑا رہا ہی چودھویں رن مہتاب میں روشن ہوگئیں کرب نے ایک نخل کی آڑ پکڑی بیخ نخل کو پشت پر کیا تیغۂ برق تاب چہرے پر عتاب جب کافروں نے حملہ کیا اُنپر جا پڑے مگر جب بڑھے ہر چند کہ اپنے کو بہت بچایا مگر دو چار زخم ضرور کھائے بیقرار ہوکر طرف آسمان کے دیکھا پکار اُٹھے ای معبود حقیقی اس بلائے عظیم سے بچائے کل کافروں کا مجمع بلوہ ہی سوائے تیرے کون مدد کرنیوالا ہی تو وحدہ لاشریک ہی یہی اعتقاد ٹھیک ہی تو کریم کارساز و بندہ نواز ہی نظم

نیست ذات جز صفات و رجہان	ای ز تو مقصود کل کائنات	ذات تو موجود در جملہ صفات
اہل معنی راست ظاہر این نکات	نیست ہرگز بے صفات ہیچ ذات	آمدہ در صورت آدم پدید
در ہمہ اشیا حقیقت رابدان	گر بدائے خویش را در اصل کار	بر تو گردد آشکارا این واردات
تا شود آسان بتو ہر مشکلات	زانکہ مشہود ست در ہر شاہدات	اندرین کثرت ہمہ وحدت نگر
	در حقیقت حق احمد مطلق است	اے ہمہ مقصود کل کائنات

شاہزادہ ملک ملک کے دعائیں کر رہا ہی رات کی تاریکی فوجوں کی کثرت اپنے ساتھ لشکر مصیبت دہشت یاقوت بیگی گوشے میں چھپا ہوا یہ سب معاملہ دیکھ رہا ہی جب بلوہ فوج کا ہوتا ہی تڑپ جاتا ہی پکارتا ہی ای پروردگار ای ارحم الراحمین اس شیر نر کو بلوے سے ان روباہ خصلتوں کے بچائیے یکہ و تنہا فوج کفار کا ہجوم رسم و راہ بیہان کی نامعلوم ای کریم تو مدد کر ابھی بیٹھے ہوئے کیسے خوشی خوشی باتیں کر رہے تھے یکایک یہ بلا نازل ہوئی باعث بیتابی دل ہوئی نظم

بے برگ شد زباد خزان شاخسار حیف	باشد صحبت گل و بلبل ہزار حیف	ای تیر یار تیر گذشتی ز پہلویم
بشکستی آن قدر کہ نکنم جان نثار حیف	ہمراہ بوالہوس چہ قدر کرم میخورد	دامن کشان گذاشت ازین خاکسار حیف

ای آنکہ برگریستیم خندہ میزنے صورت نہ بستہ است زما ہیچ کار حیف	با وجود دل نثر الفتادہ است کار حیف ہمچون حنا اگرچہ فتادم بزپاے او	خجلت زروی خانۂ نقاش میکنیم نگذشت واقف از سر خونم نگار حیف

قطرات خون جسم سے کرب نامدار کے ٹپک رہے **یاقوت جنی** یہ حال شاہزادے کا دیکھکر چیخین مار مار کر روتا ہی
قوم آتشی ہی اپنے کو چھپا دیا ہی کبھی پکار اٹھتا ہی فلان بیحیا نے نیزہ مارا اپنے کو بچا یے **کرب** جھپٹکر نیزے کو قلم کرتے
ہین تلوار کو گھاٹ پر روکتے ہین جب کوئی وار شاہزادے پر آتا ہی **یاقوت** تڑپ جاتا ہی شب بھر اسی طور سے تلوار
چلی بوقت سحر شاہزادہ نامور نے گھٹنے ٹیک دیے اس قدر زخمی ہوا مگر تیور وہی شیر کے جسنے قدم بڑھایا سر اڑا دیا
کئی سو ساحر یون بھی مارے اب کرب کو یاس ہوئی کہ موت لیکر آئی تھی ارادہ فتاحی طلسم موت کا پیام تھا ورنہ یہان
آنا کیا کام تھا فلک کج رفتار نے لشکر سے یون جدا کیا پہلوان گرفتار کرکے بیچلا **بہرام و لقا بدار** نے اگر چہ اپنا تقابلا
کے بار احسان سے سر نہین اٹھا سکتا **صاحبقران** کا وہ حال دیکھا کلیجے پر چھری چل گئی اسوقت تک معرکہ تکلیف
صاحبقران آنکھون کے نیچے پھر رہا ہی اپنی جان کا کچھ خیال نہین نہین معلوم آقاے نامدار پر کیا گذری ہوا گر وہان
ساحرون نے بلوہ کیا کون روکیگا **عمرو** سر پیٹ پیٹ کر اپنی جان دیگا عیار کی کا لڑائی مین کیا کام ہی افسوس خاندان
صاحبقرانی تمام ہوا حقیقت مین ہر کمالے را زوالے یہانتک پروردگار نے فضل کیا کہ لواے شوکت از پردہ دنیا
تا بہ پردۂ قاف پہونچا پردۂ دنیا مین **ملک باختر** پر قبضہ کیا کفار کو بھگایا **زبرجد نگار** پر قبضہ ہوا **ساحر مشمش** بھی
مارا گیا جس مقام پہ گئے فتحیاب ہوے یا فلک نے یہ گردش دکھائی یہ انقلاب ہوا ہمکو موت کھینچکر یہان لائی کفار کا دعوی
بیجا نہ تھا ہمارا وقت زوال آگیا ہم یہان قتل ہوے وہان لشکر **صاحبقران** تباہ ہو جائیگا **سالوس** دیوث کی خوب آ
بن پڑیگی شاہزادہ دل سے یہ باتین کرتا ہی آنکھون سے آنسو جاری دل سے بیقراری کبھی نالہ و زاری شاہزادہ بہت بتوار
ہی مگر اپنی خدا کی تعریف کر رہا ہی تو لایق صفت ہی اگر ہر موے جسم زبان ہو تب بھی نہ بیان ہو اسقدر کافی ہے **نظم**

حمدیکہ ہمچو بحر کرم بیکران بود
چندانکہ مستزاد کنی بیش ازان بود
حمدیکہ چون عماری عزت کند روان
بر تختگاہ ملک قدم سایبان بود
حمدیکہ چون زحیطۂ جان سر برون کشید
جولانگہش بساحت لا امکان بود
حمدیکہ نہ ملک کند آشنائے انس و جان
کان مصعد محامد قدوسیان بود
لا احصی ست تحفۂ خاصان در آنجناب
آنشا سیاز قدس کہ عرش آشیان بود
چشمت چو نیست پردہ زریح کو بر افگند
در صد ہزار پردۂ دیگر نہان بود
سد وجود بشکن اگر مرد این رہے
جز وی نبود و تا بہ ابد ہمچنان بود

حمدیکہ شکر نعمت ہر دو جہان بود
حمدی بدان مثابہ کہ ادراک کنہ آن
بر منکب ملائکہ حکمش روان بود
حمدیکہ ظل رافتش ار بر کسے فتد
ہر تار موی بر تن ازان صد زبان بود
حمدیکہ چون زبان دہش زیور بیان
بل خود بذات خود متصدی آن بود
الحمد یا قصیکہ بگو بندہ بندگان
این گفتگو چہ لایق آن آستان بود
او بی نشان محض چہ جوئی از دلستان
صاحب نظر کجاست کہ او خود عیان بود
حقا کہ گوشتے تو بجای نمیرسد
ورنہ ہزار سالہ رہ اندر میان بود
از مطلع وجود چو نور قدم بتافت

حمدیکہ در لقاعف ذرات کائنات
برتر ز پایۂ خرد خردہ دان بود
حمدیکہ در ہواے ہویت ہماے وار
پر بستہ مقاصد خود کامران بود
حمدیکہ چون قدم کشد از ضیق کن فکان
تحسین قدسیان ہمہ نعم البیان بود
با وانشار بارگہ قدس کبریا
کی در خور خداے حق عزوشان بود
در اوج کبریاش مگس ست بال عجز
ہر ذرہ بر خدائی او صد نشان بود
آنراکہ پردہا ز نظر برگرفتہ اند
گر یک نفس ز جانب او ہر زمان بود
او بود در ازل متوحد کہ در وجود
از ظلمت حدوث چہ نام دلستان بود

کرب کی بیقراری پریشانی شباب مین موت کا سامنا کبھی اہل و عیال کی یاد آتی ہی اور زیادہ طبیعت گھبراتی ہی اس
مصیبت مین وہ رات بہیبت شمشیر مردان عالم سے کٹی اب کرب غازی نے حال اپنا ابتر پایا یاقوت بھی خون کے
آنسوون سے رو رہا ہی اب کرب کو یقین ہوا اژدران اژدر سر سامنے چیخ رہا ہی کہ ارے منحوسو دو دو سو ملکر لپٹ
جاؤ لوح چھین لو اب کیون دیر ہی اسوقت کرب نے اپنی حسرت پر مایوس ہو کر طرف آسمان کے دیکھا آسمان
پر ابر سرخ نمایان ہوا نہایت رعنا زیبا طائران خوش الحان زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوے یاقوت نے اسوقت
پکار کر کہا ای شہریار مبارک ہو تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا دعا قبول ہوئی سعادت حصول ہوئی کرب نے آواز کا
جواب دیا کہ ای دوست صادق وای محب واثق اپنا تو حال ابتر ہی ہم کیا خوشی کرین بقول شیخ سعدی شعر امید بستہ
بر آمد وے چہ فائدہ زان * امید نیست کہ عمر گذشتہ باز آید * اٹھتے ہین تو دل بیٹھا جاتا ہی ہاتھ دستگیری نہین کرتے اور
پاؤن مین دعوی ثابت قدمی نہ باقی رہا دل پریشان کیا کرین کس سے بیان کرین کہ اپنی کیا کیفیت ہی افسوس یہ ہی
کہ اسم اعظم صاحبقران نہ چھڑایا حرز ہیکل بھی نہ ملی جب لاشہ ہمارا پہونچیگا یقین تو ہی کہ اس عالی وقار کو صدمہ بڑا ہوگا
اب وہ ابر یاقوت نگار سر پر فوج کفار کے آکر لہرایا ایک دناٹے کی آواز آئی کہ زمین تھرائی کئی ہزار ساحرون کے
کلیجے پھٹ گئے یکایک ابر شق ہوا سب نے دیکھا ملک اخضر سبز پوش بصد جوش و خروش پشت پر ساٹھ ہزار جوان
علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے کئی سو نقارے بجتے ہوے یہ معرکہ جو ملک اخضر سبز پوش نے دیکھا
دل ہلگیا نعرہ کیا کہ او بکرام بد انجام تو نے غضب کیا کہ طلسم کشا کو اکیلا جانکر گھیر لیا یہ غلام انکا آپہونچا یہ کہکے ساتھ
والون کو آواز دی یارو لینا اپنے جان بخش آقا کو ان نامردون کے ہاتھ سے بچاؤ ساٹھ ہزار ساحر گولے سرنج نارنج
لیکر گرے جسپر گولہ مارا اسکا سر پھٹ گیا کسی پر نیزہ مار دیا کسی کو قتل کیا اپنے کو انکے حربے سے بچایا اخضر سبز پوش
نے جھولی سے گچھا پیکان کا نکالا رشتہ توڑ کر پھینک مارا تیر برسنے لگے جسپر تیر پڑا وہ خطا شعار سہمکر گرا چلا نہ سکا
گوشہ گیر لحد ہوا ہزارہا واصل جہنم ہوے ایک ہی سحر مین بلوے بھیاؤن کے گم ہوے اخضر لڑتا بھڑتا طرف اژدران
اژدر سر کے چلا للکارتا ہوا او بکرام بد انجام اب تیرا وقت آخر ہوا تو نے بڑا غضب کیا میرے آقا زخمی ہوے اب مین
کیا تجھکو زندہ چھوڑونگا تیرے قتل سے منہ موڑونگا اژدران اژدر سر شرماجاتا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی مجھسے بڑی
خطا سرزد ہوئی مین نے اس پیر زمین گیر کو کیون قتل نہ کیا قید رکھنے کا مزا اٹھایا آج قید سے چھوٹ کر اسنے آفت
برپا کی اگر انجام یہ جانتا تو جسدن قید کیا تھا اسی دن مار ڈالتا مشیرون وزیرون نے منع کیا آخر اسکا مزا پایا مجھکو
بکرام کہتا ہی کیا مین اسکا نوکر تھا مین مدت کا بادشاہ ہون مگر جب یہ بکرام کہتا ہی میرا دل ہل جاتا ہی ہر بار سر جھوٹ
ہی مین اسکا نوکر نہ تھا یہ خود میرا نوکر رہا مگر اخضر نے صفین درہم و برہم کر دین کئی ہزار ساحر مارے پرے کے پرے
ویران کر دیے یہ کہتا ہی اور چاہتا ہی بھاگ کر نکل جاؤن مگر بلا کی تلوار چل رہی ہی ملازمان اخضر نے بھی زمین ہلا دی
قید مین رہے بڑے بڑے ظلم سہے اب جو قید سے رہائی پائی جان لڑا رہے ہین دس پانچ ملازمان اخضر نے
آکر کرب کو اٹھایا شاہزادے کو اٹھتے ہی غصہ آیا کمر ہمت کو مضبوط باندھا ہاتھون سے فرمایا وقت دستگیری
ہی پیرون سے کہا ثابت قدمی کا زمانہ آگیا دل سے کہا ٹھہر جا بت پرستون کو قتل کرین کئی فرسنگ تک جا کر
لڑین اپنے کو چالاک و چست کیا ارادہ درست کیا لوح کو سینے سے مس کیا ہاتھ پاؤن مین طاقت آئی دل پر جو ایک
ہول و بیم طاری تھا لوح کے مس کرتے ہی وہ دفع ہوا مصروف جنگ ہوے اژدران اژدر سر نے جو کرب کو
جنگ کرتے دیکھا بہت گھبرایا فوج کو اشارہ کرتا ہی ارے نامردو تمنے اتنا تامل کیا کہ وہ جوان پھر اپنے مقام سے

اُٹھا اب بھی گھیر کر مار لو مہلت نہ دو اخضر نے سحر کیا کہ آگ برسی کئی ہزار ناری جلے اُسی جوش و خروش مین قریب اژدران اژدر سر کے پہونچا ملازمان اژدران روکنے لگے جو قریب آیا اخضر نے ایک طمانچہ مار دیا ایک ہی ساحر اُسی مقام پر مارے لڑتا بھڑتا شیرانہ جنگ کرتا ہوا برابر اژدران کے پہونچا اژدران نے ہاتھ تیغہ سحر کا مارا ملک اخضر نے بہ نگاہ تُند اشارہ کیا برق چمک کر گری قریب تھا سر اژدران کا اُڑ جائے مگر اُسنے اپنے کو سحر کر کے بچا یا اخضر نے اوپر سے ہاتھ تلوار کا مارا سر اژدران کا زخمی ہوا ہائے کہکر اژدران نے اپنے کو گرا دیا لوٹ مار کر بھاگا اخضر نے چاہا دوڑ کر پکڑلون اژدران پر پرواز پیدا کر کے بلند ہوا اہالیان فوج کو آواز دی یارو نکل چلو سب بد نصیب ہو طلسم کشا کو نہ مار سکے اب قلعے پر چلکے انتظام کرونگا تدبیر لوح کر لونگا طلسم کشا کو زندہ نہ چھوڑونگا اسکے بلند ہوتے ہی ہزارون جادوگر پر پرواز پیدا کر کے بلند ہوے اب لوتا نتا بندھگیا جو بلوے سے نکلا بھاگا تھوڑے ہی عرصے مین سب جادوگر بھاگ کر نکل گئے کرب نامدار سائے مین نخل کے کھڑے ہین جھوم رہے ہین اخضر نے اگر شانہ تھام لیا عرض کی حضور نے بڑی تکلیف اُٹھائی اگر یہ جانتا تو حضور کو تنہا چھوڑ کر نہ جاتا کرب نے فرمایا تقاضائے مشیت اسی طرح تھا اخضر نے حکم دیا بارگاہ استادہ ہوئی کرب کو لیکر بارگاہ مین آیا اپنے ہاتھ سے بیٹھکر زخمدوزی کی پٹیان مرہم کی چڑھائین عذر کرتا ہی ای شہریار مجھے اسوجہ سے دیر ہوئی کہ جا بجا میرے ملازم قید تھے مین نے سب کو جا کر قید سے چھڑایا شب بھر اسی کام مین مصروف رہا ابھی قصد آنیکا نہ تھا مگر صبح کو خود بخود دل گھبرایا ساتھ والون سے کہا یارو چلو تب غلام روانہ ہوا شکر ہی کہ سرکار کو زندہ پایا اب حضور صحت پائین تو قلعہ طلسمی پر چڑھ چلین وہان بڑے مقابلے پڑینگے تمام تحفہ جات طلسمی اُس بدکردار کے قبضے مین ہین اُنپر اُسکو بڑا ناز ہی اُنکو برو ہنگام صرف کریگا کرب نے فرمایا خدا مالک ہی اخضر کو تو یہ انتظار ہی کہ شاہزادہ صحت پائے تو کوچ کرین وہان اژدران جو شکست کھا کر بھاگا قلعہ طلسمی مین آیا زخمدوزی کی تمام افسران فوج جمع ہوے اژدران اژدر سر نے کہا یارو تمنے دیکھا کیا وقت پر یہ پیر زمین گیر پہونچا اگر چند ساعت نہ آتا طلسم کشا کو قتل کر لیتے یارو تم مین سے کسی نے صلاح نہ دی کہ اُسکا ملک و مال لیا زندہ نہ رکھو قتل کر ڈالو اگر قتل ہو جاتا آج یہ آفت کاہیکو ہوتی فلک نے بڑی گردش دکھلائی اسی انتشار مین اژدران اپنے محل مین آیا زوجہ اسکی میمونہ جادو نام میمونہ صورت مین بندریا اُچکتی پھاندتی ہوئی دوڑی زخم جو سر کا اپنے شوہر کے دیکھا چلا کے کہا ارے میرے شوہر کو کسنے زخمی کیا ہی جب تلوار پڑی ہوگی خون سر سے بہت نکلا ہوگا میرے شوہر مین طاقت نہ رہیگی اب راتون کے معاملے کیونکر ہونگے جب مرد مین طاقت نہوگی کیا کر سکیگا تڑپ تڑپ کے رہجائیگا اژدران نے کہا او بندریا کیا بیہودہ بکتی ہی مین لڑائی پر گیا تھا ارے خیلہ وہ بڈھا چھوٹ گیا میمونہ نے کہا تیرا باپ تو کسے بڈھا کہتا ہی مین نہین سمجھی مین تو یہ سمجھی تھی آج دن کو آیا ہی کچھ سٹ پٹ معاملہ ہوگا یہ نگوڑا زخمی ہو کر آیا ہی اژدران اژدر سر نے کہا صاحب بیٹھے بیٹھے میری شامت آئی یاران پر غبار بھائی صاحب نے مجھکو نامہ لکھا دیدی شامت کہ مین دوڑا گیا جا کر حریف سکل حمزہ کی چھین لایا اُسپر یہ آفت برپا ہوئی کہ کرب نامدار واسطے فتاحی طلسم کے آیا ملے شکست ہوے ملک اخضر کو اُسنے رہا کر لیا مین نے خبر پائی کہ طلسم کشا باغ ویران مین اکیلا ہی یہان سے فوج لیکر جا پڑا رات بھر تلوار چلی وہ اکیلا تین لاکھ فوج سے لڑا بھڑا معرکہ بڑا مگر یہ نہو سکا کہ گرفتار کر لیتے صبح کو وہ پیر زمین گیر آگیا اُسنے آکر زمین ہلادی اس قیامت کا سحر ہی کہ لاکھ جادوگر مارے گئے ما بدولت زخمی ہوے آخر چلے آنا مناسب جانا اب وہ قلعہ طلسمی پر چڑھ آئیگا کچھ بن نہین پڑتا ہی کیا تدبیر کرون کدھر بھاگ کر نکلجاؤن بڈھا تو ہر اکیا کرسکتا ہی تحفہ جات طلسمی صرف کرون تو زمین ہلادون مگر طلسم کشا صاحب لوح ہی جب وہ لوح کو جنبش دیگا اُسکا عکس پڑا اور سحر بھولا

اگر لوح میرے قبضے سے طلسم کشا کے نکل جاتی دس لاکھ ساحر بھی ہوتے تو مین اُنسے نہ ڈرتا مگر جب لوح کا خیال آتا ہی قلب
تھرا جاتا ہی کہ مین نے کیا غضب کیا لوح طلسمی یون ضایع ہوئی اگر مجھکو خبر ہوتی پہلے ہی سے لوحدار جادو کو بلا لیتا
ہر وقت آنکھون کے سامنے حاضر رہتی میمونہ بھی رو رہی ہی نسیمین طلیسمین مصاحب ہمرازین سب مصروف گریہ وزاری
ہین ہر ایک کا یہ قول ہی کہ واری اب طلسم کشا کا گرفتار ہونا بہت مشکل ہی یاقوت ایسا رازدار بھی اُنسے ملگیا اور طلسم کشا
کا دل مضبوط ہوا گویا راہ بتانے والا ملا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی سب دیکھنے لگے دیکھا ایک تخت پر ایک جوان
نہایت حسین پہلو مین ایک نازنین دونون نے آکر اژدران کو سلام کیا اژدران سلام لیکر رونے لگا وہ جو عورت
ساتھ آئی ہی اُسنے جلدی دوپٹہ سے آنسو پاک کیے کہا بابا جان آپ کیون روتے ہین مین نے شکارگاہ مین خبر پائی کہ آپنے
شکست کھائی وہ بڈھا چھوٹ گیا جیسی آپ نے غفلت کی اُسکا یہ انجام ہوا اژدران نے کہا ای فرزند یہ نجانتا
تھا کہ یہ بڈھا یون رہائی پائیگا مجھسے لڑنے آئیگا اب کوئی تدبیر ایسی ہو کہ لوح قبضے سے طلسم کشا کے نکل جائے مین
تحفہ جات طلسمی صرف کرون گھیر کر سب کو مار لون شمشاد جادو اسکی دختر ہی اور وہ جوان غلام ترکی اسکا آشنا ہی
ہر وقت اسی کو ساتھ رکھتی ہی جواب دیا ای والد نامدار طلسم کشا کا لشکر آنے دیجیے اگر مین نے لوح نہ چھین لی اور طلسم کشا
کو نہ گرفتار کر لائی تو نام میرا شمشاد جادو نہ رہیگا آپ قتل اخضر کی فکر کیجیے طلسم کشا کا خیال بھی نہ کیجیے یہ کہکے بابا
کو بہت مطمئن کیا خوب سمجھا دیا کہ آپ جا کر تحفہ جات وغیرہ نکلوائیے ملک اخضر کی فکر آپ کریجیے گا طلسم کشا کو مین لے آؤنگی
لوح سمیت حاضر خدمت کرونگی اژدران اژدر سر بیٹی کی یہ بات سنکر پھول گیا خوش ہو گیا باہر ہنستا ہوا آیا وزرا امرا سے کہا
لو صاحبو مبارک ہو میری بیٹی نے سب کی جان بچائی طلسم بچ گیا وزرا نے کہا ای شہریار کیا کیفیت ہوئی خیرخواہان دولت کو
تو آگاہ کیجیے اژدران نے کہا میری بیٹی شمشاد جادو مدت سے لوگ بدنام کرتے تھے کہ غلام ترکی سے پھنسی ہی مین نے
کبھی دخل نہین دیا آج اُسکو غصہ آیا اُس غلام ترکی کو وہ بھائی کہتی ہی حال بربادی طلسم سنکر کانپنے لگی سحر بھی اسکا قیامت
کا ہی اُسنے وعدہ کیا کہ مین طلسم کشا کو مع لوح لے آؤنگی اُسکا کہنا خالی نہ جائیگا سب نے کہا حضور کوئی وجہ بھی بیان کی
اژدران نے کہا مین نے لاکھ پوچھا اُسنے نہین بتلایا یہی کہا وقت پر دیکھیے گا کوئی ترکیب تو اُسکے ذہن مین آگئی
ہوگی سب نے کہا خداوند سامری و جمشید ایسا ہی کرین جلد وہ ساعت آئے کہ طلسم کشا گرفتار ہو کر ہمارے سامنے
آئے اپنے ہاتھ سے قتل کرین اُسکے بغض و حسد سے دل بھرے ہین اب وقت پر موقوف ہی دن تو ان باتون مین کٹا شمشاد
جب باہر آتی ہی ہر ایک سے دریافت کرتی ہی کہ لشکر مسلمانان آیا یا نہین یہی خبر پہونچتی ہی کہ ابھی نہین آیا تیسرے دن
اژدران اژدر سر تخت پر بیٹھا ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے کافرون نے کافر کو مدد جادی

قطعہ

ای حسرت سبز تا خران بجہند	شکست طبل تاسگان بدربند	گرز آتش ہزار رنگ آر رنگ	بر سر تو موکلان برنہند

شہریار عالم کی عمر کوتاہ ہو قلعہ طلسمی جلد تباہ ہو آمد لشکر مسلمانان شروع ہی میان یاقوت حبشی مقدمۃ الجیش
لشکر قرار پائے ہین بادشاہ طلسم کشا کو لیکر آئے ہین یہ سنکر اژدران باہر نکل آیا ایک بلندی پر آکر بیٹھا دیکھا بعد
تھوڑی دیر کے صحرا سے گرد اُڑی دیکھا یاقوت حبشی گھوڑے پر سوار خود آہنی بر سر زرہ سونے چاندی کی
کڑیون کی زیب جسم انور سلاح جنگی جسم پر آراستہ اتالا بارگاہ کا جھگڑون بہرا ہوا ناک تک کی صدا بلند ہی بارہ
ہزار جوان پشت پر اس لطف سے اتالا بارگاہ کا آکر پہونچا یاقوت حبشی نے بارگاہ استادہ کرائی جا بجا اور بارگاہ نیچے
نشان دیے نخل صحرا کے کٹوا اُڑا دیے اسکے بعد گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا سب نے ملک اخضر سبز پوش تخت پر
سوار چار اژدر آتش فشان تخت مین کسے ہوئے پشت پر ستر ہزار ساحر و غیر ساحر ساتھ ہین مگر سب جوانان نامدار

آمادۂ حرب و پیکار کرب غازی کو دیکھا پشت مرکب صبا رفتار پر بصد کر و فر سوار لوح طلسمی گلے مین سلاح جنگی ذات
پر آراستہ تیغۂ ہلالی زیب کمر سپر فولادی پشت پر دامن سپر مین پھول بھرے ہوے بائین ہاتھ پر کمان کیانی صاف
ظاہر ہی کہ ماہ تابان برج قوس مین آگیا ہزار تیرون کا ترکش مثل دُم طاؤس لٹکتا ہوا تیر دل دوز اسمین بھرے ہوے چند
پیکان تیر ترکش سے باہر نکلے ہوے صاف ظاہر تھا کہ ماران سیاہ نے بانبی سے منھ نکالا ہی اس جاہ و حشم سے آگے
بڑھے ہوے نقیب آوازین لگاتے ہوے شعر ملا لو جوالو بڑھے جائیو ٭ دو جانب سے باگین لیے جائیو ٭ یہ جاہ
و جلال دیکھکر اژدران ٹھہر گیا پیشانی پر پسینہ آگیا اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا یہان تو بارگاہین استادہ ہوئین کرب
داخل بارگاہ ہوے ملک اخضر نے کہا اے یاقوت جنی آج کی شب بہت سخت ہی انتظام معقول کرنا واجب و لازم
ہی غمخوارون کی جانب سے کوتاہی نہوا اژدران اژدر سر آج رات کو بڑی قیامتین برپا کریگا یقین ہی کچھ ساحر بھی
آئین اپنا اپنا رنگ جمائین تو عجب نہین یاقوت نے کہا جو مناسب وقت ہو وہ کیجیے اخضر نے چار سو ساحر
چھانٹ کر گرد بارگاہ مقرر کیے کرب غازی سے عرض کی آج کی رات بڑا اژدر دہی لوح لینے کی فکر کیجائیگی حضور
جاگتے رہین کتاب تواریخ حال شاہان حضور کے پاس رکھے دیتے ہین اسی کو ملاحظہ فرمائیے گا کہ اسکے حیلے سے
حضور نہ سوئین کرب نے قبول کیا جواب دیا کہ اے ملک اخضر اب ایک لمحہ میرے اوپر برابر ایک ایک سال
کے گذرتا ہی جب خیال کرتا ہون معیت صاحبقران کا یہی خیال آتا ہی کہ یہ ہفتہ کیونکر گذرا ہوگا اب وہ دانہ ترک
جب آنکھ کھلی آہ آہ کرتا آنکھون کے نیچے پھرتا ہی مین شب بھر بیٹھکر بسر کرونگا پلک نہ جھپکاؤنگا اخضر اندر یہ انتظام
کرکے باہر آیا یاقوت جنی کو دروازے پر مقرر کیا کہ تم کرسی بچھا کر بیٹھو مین بہ شکل طاؤس قبہ بارگاہ پر جاکر بیٹھتا
ہون منقار سے بارگاہ مین سوراخ کرونگا شہریار کو دیکھے بھی جاؤنگا یہ بھی انتظام رہیگا کہ اگر کوئی ساحر آسمان سے
آئے پہلے مجھی سے مقابلہ پڑے شہریار تک نجانے دونگا زمین پر جو کوئی آئیگا اُسکو تم دیکھنا اگر آواز دوگے مین بھی
آجاؤنگا اس انتظام کو سب نے قبول کیا یاقوت دروازے پر بیٹھا ملک اخضر بشکل طاؤس قبہ بارگاہ پر
آکے بیٹھا منقار سے بارگاہ مین سوراخ کرلیا دمبدم پکارتا جاتا ہی اے شہریار ہوشیار رہیے گا کبھی یاقوت کو
آواز دی اے یاقوت خبردار رہنا کبھی طلایہ دینے والون کو صدا دی یارو ہوشیار رہو غافل نہونا مگر اژدران
اژدر سر جب اپنے دیکھا لشکر طلسم کشا بصد کر و فر آیا اور فروکش ہوا میمونہ نے آکر سلام کیا شمشاد نے بھی آکر
سلام کیا پوچھا کیون باباجان خیر تو ہی آج آپ بہت پراگندہ ہین اژدران نے کہا بیٹا بڑے زور و شور سے لشکر
طلسم کشا کا آیا ہی مگر اُس بڈھے نے بڑا سامان کیا ہی آپ قبہ بارگاہ پر بیٹھا ہی یاقوت جنی دربار کا پر چار سو جادوگر
چیدہ گرد بارگاہ پھر رہے ہین انسان تو کیا ہوا بھی نہین جاسکتی شمشاد نے کہا آپ جاکر بارگاہ مین بیٹھیے مین تو اپنے
کو پہونچاؤنگی یہ کہکر لشکر اژدر سے باہر نکلی جو منظور ہوا ویسا سامان اپنے اوپر تیار کیا اپنے ہی راے پر لباس پہنا
زیور و جواہرات جسم پر آراستہ کیا صورت بھی بہت خوبصورت بنائی کنارے پر لشکر کے آکے دونون پاؤن زمین
مین مارے نقب سحر لگاتی ہوئی چلی یہان تین پہر رات اسی ہنگامے مین صرف ہوئی پہر رات باقی ہی کہ جھونکا ہوا کے
سرد کا چلا اخضر کی آنکھ بند ہوگئی قبہ بارگاہ پر سر رکھکے سوگیا کرب غازی بارگاہ مین بیٹھے ہین شمعہاے مومی و
کافوری روشن ہین کتاب تواریخ کبھی دیکھی کبھی بند کردی یکایک سامنے سے دیکھا کہ فرش چاک ہوا زمین سے
ایک شعلہ نکلا کرب نے قبضے پر ہاتھ ڈالا شعلے نکلتے نکلتے شمع نکلی اب جو بنگاہ غور دیکھا تو ایک پنجۂ نگارین مین
وہ شمعدان حسبت کرکے ایک نازنین سمبر زمین سے نکلی دونون آنکھون سے دریا اشکون کا جاری ہچکی لگی ہوئی

صاف ثابت ہوتا تھا کہ مشاطۂ تقدیر نے موتیون کا سہرا چہرے پر آراستہ کیا یا صدف کا منہ کھلا ہی گوہر آبدار اشک متصل جاری و دوپٹہ ڈھلکا ہوا دریاے جواہر مین غوطہ زن زیور پھولون کا زیب جسم نہایت حسین و مہ جبین و شمعدان ہاتھ سے رکھدیا مثل ہلال شب اول واسطے سلام کے خم ہوئی ہاتھ باندھکر کھڑی ہوئی عرض کی شعر سر بکف پیش لوای قتل اگر آمدہ ام ❊ سایۂ رحمتی دما بہ پناہ آمدہ ام ❊ ای شہریار والاقدر روای آسمان جلالت کے بعد اصل کیفیت یہ ہی کہ یہ کنیز سایۂ دامن دولت مین حاضر ہوئی ہی کرب اسکی صورت زیبا دیکھکر بیقرار ہو گئے زانو بدنے لگے بہ محبت فرمایا صاحب بیٹھ جاؤ بیٹھکے حال کہو تسلیم کرکے بیٹھی عرض کی اصل کیفیت یہ ہی کہ یہ کنیز بیٹی ہی اژدران اژدرسر کی شمشاد گل اندام میرا نام ہی جب والد آپ سے باغ ویران مین لڑنے گئے تو مین بھی گئی تھی جمال جہان آرا سرکار کا دیکھکر مائل ہوئی اُس دن سے آب ودانہ ترک ہی آٹھ پہر پڑی رویا کرتی ہون والد شام کو روتے ہوے محل مین آئے آپ کے نزول اجلال و ورود اقبال کی خبر دی اور گھبرا کر یہ کہا کہ اب مین کیا کرون مین تو شیفتۂ جمال سرکار تھی مین نے کہا ای والد نامدار ایک بڑی مشکل ہی کہ آپ نے بادشاہ سابق کو قید کیا صاحبقران کی حرز ہیکل مانگ کر لائے بدعہدی آپ کی مشہور ہوئی اب اگر آپ مسلمان ہون اور مال طلسمی دین دل سے اطاعت طلسم کشا کی کرین تو مین جاکر شہریار سے طلب کرون باپ نے میرے کہا کہ مجھے سب کچھ منظور ہی مگر غرور سلطنت کا دل سے نہین جاتا مجھکو کرب غازی گر بادشاہ کرین مین اسواسطے حاضر ہوئی ہون کہ خراج دیتا ہی مسلمان ہوتا ہی مگر سلطنت دینے کا قصد نہین سرکار کیا فرماتے ہین یا تو حضور اس فیصلے کو قبول کرین ورنہ یہ سر حاضر ہی اسکو کاٹ لین کہ بار بیری گردن سے اُتر جائے بقول ناسخ

ادب تاجدار ای دست ہوس قاتل کے دامن کا ❊ سنبھل سکتا نہین اب بوجھ ہمسے اپنی گردن کا ❊

یہ کہکے تلوار کھینچی ہاتھ مین کرب کے دی کہ ہاتھ لگائیے کرب نے فرمایا ای سرو روان حدیقۂ خوبی ای غنچۂ نودمیدۂ گلزار محبوبی جو کچھ کہ تو نے کہا یہ سب مجھکو منظور ہی مگر ایک بات مین عذر ہی کہ یہ سلطنت ملک اخضر کی ہی باپ نے تمھارے بجبر و قہر قبضہ کیا سالہا سال اُسکو قید کیا یہ تو مین وعدہ کرتا ہون کہ ملک اخضر بھی خطا معاف کریگا کیا مجال کہ تامل کرے ہمارے مذہب کا یہ طریقہ ہی جو گذرا وہ گذرا خطا معاف کرنا ہوگی ہمارے آقاے نامدار نے اُسکی خطا معاف کی جسنے نو مہینے پنجرے مین قید کیا نئے طور کی بدعتین ہوئین وہ گرفتار ہو کر آیا اُسکی خطا معاف کی جب اژدران مسلمان ہوگا پھر اخضر کی مجال نہین کہ اُسپر دست ظلم دراز کرے مگر البتہ ایک امر مین تامل ہی کہ سلطنت اخضر کو ملیگی اب تمھارے باپ کو یہ مناسب ہی کہ اُسکی نیابت قبول کرین ورنہ میرے ساتھ چلین صاحبقران سے کہکر الگ ایک ملک دلواؤنگا وہان سلطنت کرین جو جو تُمنے کہا مین نے سب قبول کیا اُسنے قدمون کو بوسہ دیا اُن گورے گورے ہاتھون سے سر سے پاؤن تک بلائین لین کہا مین تصدق و قربان ہو جاؤن مین نے تو اپنے باپ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ شہریار گوہر بحر سخا ہی جرأت وہمت مین بھی یکتا ہی جو عرض کرونگی ضرور قبول کرینگے مین کیا شکر ادا کرون کہ میرے کہنے کو قبول کیا مین آپ اپنے باپ کو خوشی خوشی خدمت مین لاؤنگی مع مال طلسمی حاضر ہونگے یہ باتین کرکے دل کو شاہزادے کے اپنے قبضے مین کیا پاؤن شاہزادے کے اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھ لیے پاؤن دبانے لگی کرب شب بھر کے جاگے ہوے پاؤن سے اُسکی بھی پامال ہو چکے تھے اس لطف سے اُسنے پاؤن دبائے کہ شاہزادے نے مسند پر سر رکھا آنکھ بند ہو گئی ادھر یہ سوئے اور فتنۂ خوابیدہ بیدار ہو گیا اس ملعونہ نے جھولی سے مقراض نکالی پہلے بسرعت سے رشتۂ لوح کا کاٹا لوح جب قبضے مین آچکی دو دانے ماش کے مارے ہاتھ پاؤن شاہزادے کے کرخت ہو گئے سوتے سوتے بیہوش ہوے اسنے پشتارہ شاہزادے کا باندھا اُٹھا کر کاندھے پر لگایا اُسی طرح نقب سحر مین آئی

ہوئی کرب کوے بھاگی سر بارگاہ پر یکایک اخضر کی آنکھ کھلی رات بھر اسکا یہی شیوہ رہا کہ ہر مرتبہ کرب غازی کو پکارتا تھا آنکھ کھلتے ہی گھبرا گیا سر جھکا کر دیکھا مسند خالی پائی ایک شمع کافوری روشن ہی شمعدان بھی اُسی مقام پر رکھا گیا اخضر نے ایک چیخ ماری ای یاقوت جنی غضب ہوا آقا کو کوئی لیگیا سب کو داغ دیگیا یاقوت ہائے آقا کہکر دوڑا پردہ اُٹھا کر بارگاہ مین آیا اخضر نے اپنے کو بارگاہ سے گرا دیا دیکھا نقب سحر لگی ہی اخضر کے چیخ مارنے پر بھی سردار دوڑ پڑے سب پوچھتے ہین ای اخضر کیا معرکہ گذرا اخضر نے کہا یارو مین تھوڑی دیر سو گیا مین سویا فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا کوئی آقائے نامدار کو لیگیا اب جو آنکھ کھلی مقام مسند خالی پایا ای یاقوت تم فوج لیکر آؤ مین نقب مین جاتا ہون شاید لیجانے والا نقب مین ملجائے اگر شہر ہو تو جا پڑون جان دے دون مگر یارو بڑا غضب کیا فقط ذرا پلک جھپکی تھی اتنے عرصے مین آنیوالا آیا اور شاہزادے کو لیگیا نہین معلوم کیا فقرہ دیا وہ شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان ہمت ہم سردار وہم عیار اُسنے کیونکر فقرہ قبول کیا مجھکو یارو بڑا تردد ہی مگر آج اپنی جان دو نگا اور آقا کو لاؤنگا یہ کہکے نقب مین پھاندا یاقوت جنی نے باہر نکلکر لشکر ساحران وغیرہ ساحران تیار کیا مگر ملک اخضر جو چلا نقب کو چھاتا ہوا سحر کرتا ہوا منھ سے اُف کردی ایک شعلہ بھڑکتا ہوا کہ اُس شعلے نے نقب تاریک کو روشن کیا اس طرح ملک اخضر جاتا ہی مگر شمشاد جادو جو کرب نامدار کو لیکر چلی جب یہ اپنے باپ سے رخصت ہو کر چلی تھی تو وہین سی کنیزوں کو جنگل مین چھوڑا تھا اور باپ سے اسنے کہ آئی تھی کہ آپ میرا انتظار کیجیے گا اژدران اژدر سر تہل رہا ہی لشکر بھی سب تیار ہی جیسے ہی شمشاد جادو نقب سے نکلی جب کنیزون کے پاس پہونچی کنیزون نے پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم کیا کیا شمشاد نے جواب دیا ارے کیا پوچھتی ہو کام تو کر لائی مگر وہ زخم کاری کھایا کہ دل کی یہ کیفیت ہی

نظم

جوش وحشت مین دلا چاک تھوڑا چاہیے
شیشہ مے کے جگر پہلو مین پھوڑا چاہیے
کر چکا ہون صرف سب گنج مضامین بلند
پاؤن مین شمشاد کے سونے کا توڑا چاہیے
یار کو خط لکھنے بیٹھا ہون تو دفتر ہو گیا
آج کے طوفان کا طوفان جوڑا چاہیے
کیا ہوئین وحشی کہ رستا ہی سنگ جانا گو دھیان
دامن تر اب تو اے ساقی نچوڑا چاہیے
ہم کہین کو جاتے ہین کہتی ہی دنیا کی ہوس
عشق مین ناسخ بشر کو ضبط تھوڑا چاہیے

فصل گل مین موج کو گل کا کوڑا چاہیے
فرقت ساقی مین آتا ہی خیال ای سیکشو
عرش کے دروازے کا اب قفل توڑا چاہیے
خط مین وہ مضمون ہی پڑھتے جسے ٹوٹے کمر
شوق کہتا ہی کہ اور اک بند جوڑا چاہیے
ایک خط لیجائیگا تو جلد وہ پھر آئیگا
شہر بھی کوئی جوابئے جھنجھوڑا چاہیے
دشت وحشت مین کہان ہوش و حواس و عقل و دل
توسن عمر روان کی باگ موڑا چاہیے

زخم خندان جام خندان کے بدل ہون ہجر مین
شیشہ مے آبلہ ہی اسکو پھوڑا چاہیے
دھوئیے پائے حنائی آ کے جو باغ مین
نامہ بر کہتا ہی انعام ایک توڑا چاہیے
ڈرنے ڈرنے گریے ہین ایک ایک آنسو گر
قاصد اشک حباب کا اب مجکو جوڑا چاہیے
پڑھ چکے زاہد نمازین منھ بنتا ہی نہین
ای جنون اس قافلے کا ساتھ چھوڑا چاہیے
اگر گیا وحشت وہ تیری بیقراری دیکھکر

کنیزون نے کہا واری یہ تو ہماری سمجھ مین نہین آیا کیا ارشاد فرمایا یہ تو پہیلی تھی اس مطلب کو کون سمجھے شمشاد جادو نے ایک آہ کی کہا صاحبو کیا کہون اگر ذکر کرتے ہین راز عشق کھلتا ہی اگر ضبط کرون کلیجہ جلتا ہی شعر دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد ❊ وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد ❊ مین جو ہو بھی اس ظالم کو بیٹھے ہوے دیکھا غزال چشم شیر خشم سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری عارض انور خط زیبا کمال قدرت کی گلکاری بالعصف ایمان کہون اُسپر تفسیر جڑھی ہی ابروے خمدار کی صفائی بڑھی ہی پیشانی لوح نور مسکرانا برق طور سراپا کی کیا تعریف کرون نقو دزرین سر بہت جس سے بانکپن ظاہر ہوتا ہی عاشق خوب اُس راز ونیاز سے ماہر ہوتا ہی کس کس اعضا پر نگاہ کرون کبھی آہ کبھی واہ بہرا خوب معشوق ہر دل مرغوب شیر جوان صاحب شوکت وشان کلام کی معجز بیانی ہر لفظ مین سحر بیانی

اگر ہنس دیے گوہر دندان کھل گئے برق چمک گر گری خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا سب جسم توں کو خاک مین ملا دیا مگر والد نامدار کا فرمانا ایسا تھا یہ بھی ارشاد ہوا تھا کہ اگر یہ طلسم کشا زندہ بچا تو ایک ساحر کا نام اس قلعے مین نہ باقی رہیگا یہ بھی خیال تھا کہ یہ سب بیگناہ مارے جائینگے ہاتھ سے اس قتال عالم کے مہلت نہ پائینگے ایسی راز و نیاز کے باتین کر رہی تھی کہ اتنے مین دل دھڑک رہا ہی کلیجہ مثل مرغ بسمل پھڑک رہا ہی مین تو دل و جان سے اس ظالم پر عاشق ہوئی جی چاہتا ہی ہوشیار کر کے چھوڑ دون لیکن یہ ابھی تلوار کھینچے گا قیامت برپا ہوگی بڑا ڈر یہ ہی کہ وہ بڈھا آتا ہوگا اگر وہ آگیا تو جان بچانا دشوار ہوگا مدت کے بعد رہا ہوا ہی ہمارے باپ نے اسکا ملک و مال لوٹا ہی اور باپ کا ہمارے قول ہی جان رہے یا جائے مگر مذہب بزرگون کا نہ چھوڑونگا اس ظالم کا بھی یہ قول ہی کہ جو مسلمان نہو ہماری عملداری سے نکل جائے جان بچاکر ٹل جائے اور ہمارے والد نامدار مذہب خدائے نادیدہ کو برا جانتے ہین کنیزون نے کہا یہان سے تو نکل چلیے اگر ایسا ہی تو جب آپ کے والد قتل کا ارادہ کرین کسی حیلے حوالے سے بچا لیجیے گا ٹھنڈی سانسین بھرتی ہوئی شمشاد چلی کنیزین چار طرف سے گھیرے چاؤن چاؤن کرتی ہوئی ہر ایک کا یہی قول ہی کہ واری بڑی مشکل ہوئی اسکے قتل کرنے مین بھی جان کا ضرر ہی اگر رہا کر دین نہین معلوم کیا کرے کسکو خبر ہی مگر حضور آپ کی باتون کا ہمارے دل پر اثر ہی اگر اسکو ہوشیار کرتے تو ذرا اسکی باتین سنتے شمشاد نے کہا یہ وقت امتحان ہی یہ ظالم سحر بیان ہی بات کی اور جان لیگئی ہم تو دردمند ہین یہ خود پسند ہین ایک جادوگر نے خبر دی تھی کہ مسلمان اپنے مذہب سے نہین پھرتے اور ونکو مسلمان کہتے ہین یہ لوگ دو سو خداوندون کو برا جانتے ہین سخن ناشنو ہین کسی کی کب مانتے ہین اژدران اژدر سر لشکر مین ٹہلتے ٹہلتے لب پر لشکر کے چلا آیا ہی کئی سو ساحر اسکے ساتھ ہین ایک ایک کا یہی قول ہی کہ اگر ملکۂ عالم کا بچہ قابض ہوگا اور طلسم کشا کو نے آمین فورا قتل کیجیے گا تا دل دم بھر کا نہو ملک اخضر سے بڑا معرکہ پڑیگا وہ پیر زمین گیر جان دیگر لڑیگا اژدوان اژدر سر نے باتین کرتے کرتے کنیزون کی جو آواز سنی کہا یارو چپ رہو شاید پری نور نظر آئی ہی کنیزین باتین کر رہی ہین اسکے بھی بولنے کی آواز آتی ہی سب چپ ہوے اژدران اژدر سر گوش بر آواز ہوا کان مین ٹپّی کی آواز جو آئی پکار کر آواز دی ای نور نظر پارۂ جگر کہو کیا لیا لوح ملی طلسم کشا دستیاب ہوا شمشاد کو جواب دینے کو دل نہ چاہتا تھا جوش عشق مین جواب دیا نظم

نہ چھوڑیگا چھری اگر اسکو ای قاتل نہ ہین لڑکا
شفق اپنی مجھے دکھلا رہا ہی نور کا ٹڑکا
عجب محبوب باشوکت ہی ای دنیا ہی تو
شعاع مہر ہر اک تار ہی مشعل کے گودڑ کا
بلند و پست عالم کا بیان تحریر کرتا ہون
اگر کی بو دھوان دیتا ہی اس قلب انگلے کا
خزان کے جور سے ایمن بہار فکر رنگین ہی
اسے گلچین کا اندیشہ نہ کسے صیاد کا ڈھڑکا
نگاہ حسن تمکین آگے کہان تھی دل جلا انکو
قفس کی تیلیان ٹوٹینگی یہ طائر اگر پھڑکا
لیے رہتا ہی زر مٹھی مین مجھے مول لینے کو
وگرنہ یار کا گھوڑا تو ہاتھی سے نہین بھڑکا

دغا دار دون کے خون کا داغ کیا دھبا ہی خنجر کا
زوال حسن ہی عاشق کنارہ کرتے جاتے ہین
صدائے خندۂ گل ہی سواری کا تری گرکا
زلیخا کو دکھاتا ہی آسمان تصویر یوسف کی
قلم ہی شاعرون کا یا کوئی رہرو ہی بہر کا
روا رکھ کلفت ایام مین بھی قدر نیکو کی
چمن کا اپنے مدت سے کھلی پتا نہین گھر کا
بہار عالم پیر یک رکھتا ہی مزاج اپنا
سمجھ عاشق شیدا مجھے وہ شعلہ و بھڑکا
نہ سے قبل فلک رفعت سے تھا وہ لسکہ وابستہ
وہ بلبل ہون کہ طفل غنچہ کا مجھپر ہی دم بھرکا
سمجھ لیتے ہین مطلب اپنے اپنے طور پر سارے

شراب لالہ گون سے ساقیا جام صبوحی بھر
بہار باغ ہوئی ہی خزان موسم ہی جب بت خنجر کا
جو چاہے سینہ روشن تو سوز عشق پیدا کر
یہ دل دیوانہ ہی جسکا پری پیکر ہی وہ لڑکا
سبک سمجھو نہ آہ عاشق شیدا کو بیدردو
پھٹے کپڑون مین بھی انکو سمجھ لے لعل گودڑ کا
گل و بلبل کی حالت پر بجا ہی گریۂ شبنم
جوانو تم مین جوان بڈھو تم مین بڈھا اگر تم مین پر کا
دل وحشی کی بیتابی کریگی چاک سینے کو
کمیت خامۂ مضمون سوار سے ہت بھڑکا
ہماری قبر سے شاید کہ بوے شیر آتی ہی
اثر رکھتی ہی آتش کی غزل مجذوب بڑ کا

یہ اشعار جو شمشاد جادو نے اپنے باپ کے جواب میں پڑھے اژدران نے آواز دی او گیسو بریدہ یہ کیا تو نے
جھک مارا ہم پوچھتے ہیں کہ طلسم کشا کو لائی یا نہیں لائی تو نے یہ شعر کیسے پڑھے بڑکا و بھڑکا اس سے کیا مطلب ہی شمشاد
ہوش میں آگئی ایک طمانچہ اپنے منھ پر مارا کان مروڑے پکار کر کہا حضور میں اور خیال میں تھی طلسم کشا کو مع لوح لائی
آپ نہ گھبرائے گا ہائے اس ظالم کو قتل کر ڈالیے یہ سنکر اژدران اژدر سیر دوڑا ادھر سے شمشاد چلی قلعہ طلسمی
کے باہر لشکر فروکش ہی جس ساحر نے اپنے مقام پر سنا کہ شمشاد جادو طلسم کشا کو مع لوح پکڑ لائی خوشی خوشی دوڑا
کنارے پر لشکر کے جماؤ ہو گیا کوئی کہتا ہی ہم طلسم کشا کو دیکھیں کوئی کہتا ہی ارے تلوار ماردین کوئی کہتا ہی نیزہ پیٹ
میں بھونک دوں ان کلمات کو سنکر شمشاد کا کلیجہ ہلا جاتا ہی کہتی ہی صاحبو تمھیں کیا جلدی ہی ابھی دو چار دن میں قتل
کرینگے ہم اس جوان کو اپنے باغ میں رکھینگے ہٹو ہٹو کہکر اژدران قریب آیا کہا ارے تجھے کیا ہو گیا ہی یہ کیسی باتیں دیوانہ
وار وحشی مثال کرتی ہی رفقا یہ سچ کہتے ہیں ستارہ زمین میں اُتار کر رکھو دو اور اب میری تو یہ راے ہی کہ اسکو قتل
کر کے قلعہ طلسمی چھوڑ دوں بھاگ کر طرف صحرا کے نکل چلوں وہ بڑھا ضرور آئیگا آئے قلعہ سے اپنا سر پٹکے اپنی وہ
سلطنت لے ہماری جان بچے دشت نوردی کر کے جان بچیگی جس مقام پر جی چاہیگا ملک آباد کرینگے میں ساحر زبردست
ہوں دعوی خدائی کرونگا وہ عجائب و غرائب دکھاؤنگا کہ لاکھوں آدمی سجدہ کرینگے یہ ذکر تھا کہ سامنے سے نعرہ
ہوا او بدکردار میں آ پہونچا منم ملک اخضر سبز پوش مہتر اسی میں ہی کہ ستارہ طلسم کشا کا حوالے کر دے اژدران
نے کہا ارے شمشاد بھاگ اپنے کو قلعے میں پہونچا کسی گوشے میں جا کر چھپ رہنا طلسم کشا کو کسی کنوئیں میں جا کر
ڈال دے تڑپ تڑپ کے مر جائیگا شمشاد پر پرواز پیدا کر کے اڑی اخضر نے سمجھا کیا یہ بھی سحر کر کے بلند ہوا
شمشاد چاہتی ہی کہ میں اپنے کو قلعہ میں داخل کروں اخضر نے جب گولہ مارا اندھیرا سا آنکھوں میں شمشاد کے
آیا قلعہ نہیں سوجھتا پلٹ کر اخضر سے سحر کرتی ہی اخضر سحر کو روک لیتا ہی پکار کر آواز دی ای والد نامدار جلد آئیے پیر مین گیر
نے مجھکو گھیرا ہی میں قلعے میں نہیں جا سکتی مجھکو اگر قلعے میں پہونچا دے ایسا جوش ہوا کہ راستہ قلعہ طلسمی کا فراموش ہوا
اژدران فوج لیکر چلا تھا کہ آواز آئی منم یاقوت جنی سات ہزار فوج سے آگرا ساحران فوج کو قتل کرنے لگا مگر
بالاے آسمان سے ملک اخضر نے آواز دی ای یاقوت کیا کرتا ہی وہاں لڑنے سے کیا فائدہ اپنے کو مجھ تک
پہونچا شاہزادہ ہمارا شمشاد کے قبضے میں ہی طرح لینے سے معلوم ہوا لوح بھی اسی کے پاس ہی یہ سنکر یاقوت
فوج کو لیکر لڑتا ہوا چلا یاقوت کو دیکھکر اژدران گھبرا گیا اب حیران ہی کہ یاقوت جنی کو روکوں یا بیٹی کی مدد کو
جاؤں کئی ہزار کنیزیں شمشاد کو بچا رہی ہیں شمشاد دستگی بھرتی ہی دل سے کہتی ہی طلسم کشا کو کہاں لیجاؤں نظر سے
باپ کی چھپاؤں ارے کلیجے میں چھپا لوں میں تو ہمیشہ سے عشق کے نام سے جلتی تھی جو کوئی میرے سامنے عشق کا
ذکر کرتا تھا میں ہنستی تھی کہ یہ شخص دیوانہ کیوں ہو گیا آج وہی سامنا میرے واسطے ہو گیا جی چاہتا ہی یہ شخص قتل نہو
اگر یہ قتل ہو گیا زندہ نہ بچونگی دل چاہتا ہی اگر کوئی مقام تنہائی کا ملتا اس ظالم کا دامن پکڑ لیتی اور یہ اشعار پڑھتی بصد حسرت

جان من سنگدلی دل بتو دادن غلط است
روی تیر کردہ بروی تو نہادن غلط است
چشم امید بروے تو کشادن غلط است
رفتن اولی است بکوی تو ستادن غلط است
بسر راہ تو چون خاک فتادن غلط است
جان شیرین بتمنای تو دادن غلط است

چون نمالی کہ غم عاشق زارت باشد ٭ چون شود خاک بران خاک گذارت تا نیم

دلی ہست کہ می دانم و تدبیری نیست
خون دل رفتہ ز دامانم و تدبیری نیست
ہمچو زلف تو پریشانم و تدبیری نیست
از برای تو پریشانم و تدبیری نیست
از غمت سر بگریبانم و تدبیری نیست
چہ توان کرد کہ حیرانم و تدبیری نیست

شرح درماندگی خود بکہ تقریر کنم | عاجزم چارۂ من چیست چہ تدبیر کنم

نخل نوخیز گلستان جہان بسیارست
ترک زرین کمر و موی میان بسیارست
گل این باغ بسی سرو روان بسیارست
جان من ہمچو تو غارتگر جان بسیارست
بالب ہمچو شکر تنگ دہان بسیار است
نہ کہ غیر از تو جوان نیست جوان بسیارست

دیگری این ہمہ آزار بعاشق نہ کند | قصد آزردن یاران موافق نہ کند

مدتی شد کہ دل آزارم و شیدائی تو
خون دل از مژہ می بارم و شیدائی تو
بکمند تو گرفتارم و شیدائے تو
از برای تو چنین زارم و شیدائی تو
از غم عشق تو بیمارم و شیدائی تو
چہ توان کرد دل آزارم و شیدائی تو

تا بکی از ستم و جور تو دلخون باشم | از مژہ خون جگر ریزم و محزون باشم

من آنطور کہ شرمندہ شوم از خوبت
سخنے گویم و شرمندہ شوم از رویت
نہ کنم بار دگر یاد ز قد دل جویت
دست بر دل نہم و پای کشم از کویت
دیدہ پوشم ز تماشای رخ نیکویت
گوشہ گیرم و من بعد نیایم سویت

بشنوی پند من قصد دل آزردۂ خویش | ورنہ بسیار پشیمان شوی از کردۂ خویش

کنیزین کہتی ہین آپ کو کیا سودا ہی آپ کے ہوش درست نہین خود ساحرہ ہو کر دوسرے کے سحر مین پھنس گئین یہ کیا ہوا ہمکو بڑی پریشانی ہی ایسا نہو آپ کے والد سے بگاڑ ہو جائے وہ تو کہتے ہین اس ظالم کو جلدی قتل کرو آپکا یہ حال ہی اسکا انجام کیا ہوگا دیکھے اخضر نے سو کنیزون کو مار ڈالا اژدران فوج سے لڑ رہا ہی کئی مرتبہ اسنے پکارا کہ بابا جان آکر میری مدد کرو مجھے اخضر کے ہاتھ سے بچاؤ گھبرا کے اژدران جواب دیتا ہی بیٹا کیونکر تم تک آؤن تمھارے تعقب مین فقط اخضر ہی میرے مقابلے مین سارا لشکر ہی یاقوت جنی بڑا دشمن سخت نکلا اس نے تو پریشان کر دیا صدہا خیمے جلا دیے بڑے بڑے افسر مارے گئے ہائے مین نے کیا بلا اپنے سر لی میان یاران بر قبا رو ہان چین کر رہے ہونگے ہماری جان پر یہ مصیبت ہی نہ روے رفتن نہ راہ ماندن کہان تک لڑون ملازمان اخضر جان لڑا رہے ہین ہمارے ملازم جان بچانے مین کئی افسر میرے شریک لشکر اخضر ہو گئے شاہین جادو اسی کے سامنے یہ معرکہ گذرا کہ مین نے اخضر کو پکڑ کر قید کیا تھا اس دن بھی اس ظالمہ نے یہی کہا تھا کہ آپ نے برا کیا اپنے دشمن کو یون قید کیا عفو تقصیرات کرائیے پھر انھین تخت پر بٹھائیے اسدن تو مین نے جھڑک دیا تھا آج انکی بن پڑی ہی دیکھو جا بجا نعرے کرتا پھرتا ہی کہ منم ملازم اخضر سبز پوش پرانے نمکخوار ہین اب آپ آج جو رہا ہو اسب صاحب دیکھین کہ جا کر قدمون پر اخضر کے گرا اُسنے گلے سے لگا لیا اب پشت پر اخضر کے لڑ رہا ہی جب سحر کیا ہزار دو ہزار کو مارا اُسکی وجہ سے کئی سو امرا وزرا بھی شریک ہوے اخضر بہت خوش لڑ رہا ہی دمبدم نعرہ ہی کہ منم بادشاہ ممالک طلسم مینو سواد جسکو اپنی آبرو بچانے کی آرزو ہو وہ آکر میرا شریک ہو جائے بعد فتح طلسم پھر مین کسی کی اطاعت نہ قبول کرونگا اس آواز دینے سے بہت سے افسر شریک ہوے برابر اخضر کے آگ شمشیر زنی کی شمشاد نے راستہ پیدا کیا چاہتی ہی قلعے مین جاؤن کسی گوشے مین جا کر چھپون کہ اخضر نعرہ کرکے گرا کئی کنیزون کو مار کے برابر شمشاد کے پہونچا دیوار قلعہ پر قدم جمایا شمشاد نے اخضر کی کلائی پر ہاتھ ڈالکر چاہا ریش پکڑلون اخضر نے تلوار کو ہاتھ سے چھوڑ دیا ایک طمانچہ شمشاد کو مارا شمشاد ڈگمگا کے گری پشتارہ کرب پشت سے الگ ہوا آواز دی ای شاہین شہریار کو لینا شاہین نے دوڑ کر کرب نا ہنجار کو سنبھالا شمشاد نے خنجر اخضر پر مارا اخضر اسکے وار کو کب مانتا ہی کلائی پکڑ کے خنجر چھینلیا وہی خنجر اسکی کوکھ پر مارا شکم چاک قصہ پاک جھولی مین ہاتھ ڈالکر لوح نکال لی وہ لوح گلے مین کرب کے پہنا دی کرب کے گلے مین جو لوح آئی سحر اترا ہوشیار ہوے دیکھا ہنگامہ گیر و دار

بلند ہی ملک اخضر شیرانہ لڑ رہا ہی چہار جانب سے اخضر پر ساحرون کا ہجوم ہی کرب نے نعرۂ شیرانہ کیا آواز دی منم
فتنۂ دین ستون اسلام کرب نوجوان نظر کردۂ بزرگان اژدران نے نعرۂ کرب کی جو صدا سنی تھرا گیا کہا لو یارو
غضب ہوا فہمشاد کے مرنے کی بھی آواز آئی کرب کے نعرے کی آواز سنی ساتھ والون سے کہا لو یارو طلسم کشا اب
چھوٹ گیا وہ نعرۂ شیر کی آواز آئی دیکھو زمین تھرائی اب ہمارے تمھارے بچنے کی کون صورت ہی ہزار دن لمیدان
سالہ دار فریاد فریاد کرتے ہوے پیچھے اخضر کے چلے آتے ہین عرض کرتے ہین ہماری خطا معاف کیجیے اگر اخضر نے
کسی پر غصہ کیا کرب غازی نے آواز دی لیاقت و مروت سے بعید ہی جو پناہ مانگے اسکو پناہ دو ورنہ ہمین تمسے ملال
ہوگا اخضر ٹھہر جاتا ہی اُن لوگون کو جواب دیتا ہی یارو مین نے تمھارا عذر قبول کیا طلسم کشا کو سلام کرو میرا تمھارا
دونون کا مالک ہی راہ جہاد کا سالک ہی اِنکے مذہب کی کیا تاثیر ہی دشمن کو بھی دوست جانتے ہین ضعیفی مین انجام
بیر انجیر ہوا اس مذہب طیب و طاہر کا مطیع ہوا اب میرا مرتبہ رفیع ہوا مگر کرب لڑتے ہوے قریب علمدار کے پہونچے
لپک کر علمدار کو مارا علم فوج سرنگون ہوتے ہی کافرون مین بھگدر پڑ گئی جا بجا بھاگنے لگے اژدران نے چاہا
مین بھی نکل جاؤن کہ شیر کے نعرہ کے آواز آئی ہلشکر دیکھا طلسم کشا قریب آگیا کئی سحر کیے مگر وہ سب بیکار ہوے
کرب تلوار کھینچے چلے اژدران نے سحر کرکے پر پرواز پیدا کیے اُڑکر بلند ہوا کرب نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ
بادشاہ طلسم ہی اگر یہ نکلگیا فساد بہم پا کریگا علاوہ ازین اسکا قتل کرنا واجب و لازم ہی کرب نے جلدی مین فرمان
سے کمان ترکش سے تیر یازدہ مشتی زرنگ خدنگ سفتہ سوفار زمردین پیکان عقاب پر بحر کمان مین پیوست کرکے تاک کر
مارا کہ سینۂ پرکینۂ اژدران پر پڑا مہرۂ پشت کو توڑ کر پار گذرا مرنے سے اژدران کے اندھیرا ہو گیا سنگباری و
برفباری ہونے لگی بعد عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرا نامم من اژدران اژدر سر بوجاد و گرون نے دیکھا کہ مالک ہمارا
مارا گیا چادر ہلانے لگے گھانس منھ مین دبائے کہتے تھے ہم آپ کی گؤ ہین کرب نے تلوار کو روکا ہر ایک کو اشارہ
کیا اخضر کے قدمون پر گرو ملک اخضر سب کو دامن پناہ دے رہا ہی شکایت ہاے گذشتہ درپیش مین ملحوظ رہے کہ
جب اژدران کو مارا حرز بکل صاحبقران اسکی جھولی مین تھی وہ کرب نے گلے مین پہنلی وزرا امرا سے پوچھا شیشہ
اسم اعظم کہان ہی عرض کی اندر بارگاہ کے ہی کرب اندر بارگاہ کے تشریف لائے اخضر کو تخت پر بٹھایا اخضر
نے قدمونکو بوسہ دیا کہ آپ کے صدقے سے یہ سلطنت میسر ہوئی کرب نے فرمایا ای اخضر جلدی تیاری کرو
نہین معلوم ہمارے آقاے نامدار پر کیا گذری اگر خدا نخواستہ کوئی چشم زخم اُنپر ہو گیا تو منھ دکھانے کے جگہ
نہ ہیگی افتاد کو انسان دور نہ سمجھے نہین معلوم چشم زدن مین کیا ہوتا ہی فلک انقلاب دکھاتا ہی انسان کو کیا پیش آتا
ہی آدمی کو مناسب ہی کہ چند دن کی زندگی پر غرور نہ کرے حیات چند روزہ ہی زیست کا کیا اعتبار ہی دنیا ناپائدار
ہی بقول شیخ سعدی نظم

درخت قد صنوبر خرام انسان را
ولی امید بقائش چنانکہ دانی نیست
مباش غرہ و غافل چو پیش سر درپیش
کہ بیوفائی دور فلک نہانی نیست
اگر ممالک روی زمین بدست آری
کہ خانہ ساختن آئین کاروانی نیست

خوش است عمر دریغا کہ جاودانی نیست
مدام رونق نوباوۂ جوانی نیست
دوام پرورش اندر کنار مادر دہر
کہ در طبیعت این گرگ گلہ بانی نیست
مدام باد بہاری وزید در آفاق
بہای دولت یکروزہ زندگانی نیست
اگر جہان ہمہ کام ست و دشمن اندلی

بس اعتماد برین پنجروز فانی نیست
گلی ست خرم و خندان و تازہ و خوشبوی
طمع مکن کہ دروبوی مہربانی نیست
چہ حاجت ست عیان را باستماع و بیان
کہ باز در عقبش آفت خزانی نیست
دل ای رفیق برین کاروانسرای مبند
بدوستی کہ جہان جای کامرانی نیست

چو بت پرست بصورت چنان شدی مشغول
که پای بند غنا را جز این جهانی نیست
عمل بیار و علم بر مکش که مردان را
که کنج خلوت صاحبدلان مکانی نیست
مخور جوی ادبان کاو تخم کالیشان را
علی الخصوص مران دوست را که ثانی نیست

که دیگرت خبر از لذت معانی نیست
نگاهدار زبان تا بدوزخت نبرند
رہی سلیم تر از کوی بی لسانی نیست
کف نیاز بدرگاه بی نیاز برآر
امید خرمن اقبال آن جهانی نیست
زمین طبع بلاغت گرفتی ای سعدی

جهان ز دست بداوند دوستان خدای
که از زبان تو اندر جهان زیانی نیست
طریق حق برو و هر چه باکه خواهی باش
که کار مرد خدا جز خدای خوانی نیست
ملن که حیف بود دوست بر خود آزردن
سپاسدار که جز فیض آسمانی نیست

ملک اخضر رونے لگا کہا ای شہریار حقیقت مین دنیا ایسا ہی مقام ہی جو آیا حسرت و یاس لیکر گیا کس کو دنیا سے عیش ملا سکندر ایسا بادشاہ خالی ہاتھ اپنے سب کو دکھاتا تھا کہ دیکھلین مصرع ہاتھ خالی آئے ہین اور ہاتھ خالی جائینگے جب ایسے بادشاہ پر یہ گذری تو اور کسی کی کیا حقیقت ہی غلام فوراً سامان کرتا ہی حضور نے ایسا حال بیان کیا کہ قلب اُلٹ گیا یہ کہکر ملک اخضر نے اُسی وقت فرنا کرائی مال طلسمی چھکڑون پر بار ہوا کرب غازی نے حرز ہیکل گلے مین ہیکلی شیشہ اسم اعظم کا توڑ ڈالا کوچ کر کے چلے لشکر بہت تھا مگر پچاس ہزار آدمی ساتھ لیے دس ہزار ساحر چالیس ہزار غیر ساحر کرب اخضر کا چلنا قبول نہ کرتے تھے مگر اخضر نے عرض کی مین صاحبقران کی قدمبوسی کر کے چلا اٰؤنگا کرب نے کہا صاحبقران قبول نہ فرمائینگے ایک شب بھی نہ رہنے دینگے صاحبقران سوائے خدا کے کسی کی مدد نہین چاہتے یہ باتین کرتے ہوئے دو منزلہ سہ منزلہ کرتے ہوئے جاتے ہین مگر اب حال لشکر صاحبقران عرض کیا جاتا ہی تیسرے دن باران برقبار نے کہا کہ یا خداوند حمزہ کی برابر خبر ہوتی ہی کہ حمزہ تڑپ رہا ہی اژدران بھائی میرا سحر کر گیا ہی کہ آہ آہ کرتے ہین جب آنکھ کھلتی ہی فرماتے ہین یارو مجھکو قتل کرو اس کشاکش سے چھڑاؤ اب مجھسے صبر نہین ہو سکتا تین دن گذرے ہین آپ دیوانہ بند دل دردمند سالوس جواب دیتا ہی ای باران برقبار وزیر اعظم دلوس منع کر گیا ہی وہ بھی صحرا مین سحر تیار کر رہا ہوگا باران برقبار نے جواب دیا کیا ہم اُسکے سحر کے محتاج ہین ایک سحر ایسا کرون مسلمان ٹکرا ٹکرا کے مرین آسمان سے آگ برسے ہر ایک مسلمان قطرۂ آب کو ترسے کہیے تلوارین برسین فرمایے خنجر برین اگر حکم ہو زمین کو حکم دون شق ہو جائے سب مسلمان سما جائین ارشاد ہو آسمان پھٹ پڑے سب دب جائین جب وہ آئیگا سب کا خاتمہ دیکھ لیگا اُسکے آنے کی کیا ضرورت ہی وہ دیوانہ تھا ایک فقرہ چھوڑ کر چلا گیا یہ بھی نہ بتلا گیا کس صحرا مین جا کر بیٹھیگا کہان سحر تیار کریگا یہ ذکر تھا کہ دربند نمکپاش سے تیز رفتار عیار پلٹکر آیا سالوس نے پوچھا تیز رفتار دربند نمکپاش پر کیا کیفیت ہی تیز رفتار نے کہا ابتک تو خیریت ہی باران برقبار نے کہا یا خداوند وہان عمرو کیونکر جاتا یہان تو حمزہ کی جان پر بنی ہی اس فکر مین ہوگا کہ مجھکو گرفتار کرے یہ تو اُسکو حال معلوم نہین کہ اسم اعظم و حرز ہیکل طلسم مینو سواد مین پہونچا تیز رفتار نے کہا یہ آپ سے کسنے کہا کہ چالیس دن طبل جنگی نہ بجوایئے باران نے کہا میان دلوس صاحب یہ حکم لگا گئے ہین تیز رفتار نے کہا مین جانتا ہون کہ عمرو عیار نے تدبیر کی کہ دلوس کو پکڑ لیا سب کو یہ فقرہ دیگیا دلوس اب پلٹکر نہ آئیگے اُلٹی آپ فکر نہ کیجیے باران برقبار نے کہا ای تیز رفتار آج ہم خداوند کا کہنا نہ مانینگے طبل جنگی بجوا کر کل مسلمانون پر جا پڑینگے ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے مگر ذرا دلوس کے گھر پر تو جاؤ تیز رفتار تو تلاش دلوس مین نکلا باران برقبار نے طبل جنگی بجوایا عمرو خدمت مین صاحبقران کی حاضر ہی کہ جاسوس آکر حاضر ہوئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی اُستاد تیز رفتار عیار آیا اُسنے سب کو ہوشیار کیا اور یہ کلمہ سر دربار کہا کہ میرے ہوتے سے عمرو عیاری کر گیا دلوس کو اصل بنکر

چالیس دن کی مہلت لی باران برفبار نے طبل جنگی بجوادیا کل اسکا ارادہ ہی لشکر اسلام پر حملہ کرے عمرو نے سر
پیٹ لیا کہا لو یارو غضب ہوا بار سحر کو بچپاؤن کے کون اُٹھائیگا نہین معلوم ہمارے کرب پر کیا گذری ایک صحرائے
خارستان ایسا بیچ مین تھا کہ جسکا برسون مین طی ہونا دشوار ہی اُسکا معین و مددگار پروردگار ہی بیچ مین ایسے ایسے
دربند ہین کہ جہان کمند وہم و خیال بھی نہین پہونچتی اب خدا خیر کرے مگر ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید
ربانی طبل جنگی بجے افسوس اب مجھسے کچھ نہو سکا فلک نے اپنی گردش دکھائی لشکر اسلام مین بھی طبل جنگی بجا تمام
لشکر مین خبر پہونچی سارے لشکر مین ہلچل پڑگیا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ یارو سحر کی لڑائی ہوگی ہم سب بیکار ہین مگر
عمرو نے حکم دیا کہ گرد بارگاہ حشامی کے چار خندقین کھودو کہ صاحبقران تک کوئی نہ آسکے مبارک بیلدار نے
چار خندقین تیار کین عمرو نے ہر ایک خندق پر دس دس ہزار تیر انداز مقرر کیے ہین خود دیوانہ وار وحشی مثال پھرتا
ہی کچھ بن نہین پڑتا رات کو کئی مرتبہ لشکر کفار مین گیا کہ اگر بن پڑے تو سالوس کو جاکر مار ڈالون تیز رفتار کے عیار
جا بجا چھپے ہین جہان گئے عیارون نے ڈکا تیز رفتار نے ہولی کہدیا ہی اپنا بیگانہ کوئی قریب بارگاہ خداوندی
نہ آنے پائے باران برفبار کو بھی بچاتا عمرو آج شب کو ضرور فکر اسکی کرینگا عمرو کئی صورتین بدلکر گیا مگر کہین ٹھہر
نہ پایا نہ باران برفبار کو پایا نہ سالوس تک جاسکے ناچار ہو کر پلٹ آئے وہ وقت آیا کہ عابد شب زندہ دار
ماہ نے تسبیح انجم کو سجادہ فلک پر رکھکر سر بسجود مغرب رکھا شاہ زرین آفتاب نے سپر زرین کو پشت پر لگایا نیزہ خطوط
شعاعی کو ہاتھ مین لیا تیغ مہر کو حمائل کرکے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا یہان عمرو نے رات بھر خاک اُڑائی جسوقت
صبح ہوئی چہرہ فق ہو گیا رنگ رو متغیر تمام عیارون کی صف الگ جمائی ہی مہتر قران و برق سے کہا ای فرزندو
آج معاملہ جانبازی ہی صاحبقران کا یہ حال ہی ساحرون سے مقابلہ کرب غازی واسطے فتاحی طلسم کے گئے ہین
نہین معلوم اُنپر کیا گذری مین اُنہی مقام پر چھوڑکر آیا تھا اور جس طریقے سے اُس شیر نے قصد کیا اُس رنگ سے یہ
ثابت ہوتا تھا کہ دس برس مین یہ صحرا قلم ہوگا مین دور سے پلٹ پلٹ کے دیکھا کیا کہ جب وہ ایک درخت کاٹتا تھا
تب ایک قدم اُٹھاتا تھا خیال کرتا ہون کہ اگر یہی طریقہ رہا تو شاید شب بھر مین پچاس قدم سو قدم رہروی کرے
اگر ہزار دو ہزار دو در کار گذار ہوتے ہتو شاید دس پانچ دن مین وہ صحرا قلم ہوتا بعد اسکے دو سختیان دربند
نرگس و لالہ زار ایسی کی ہین جب تک مدد غیبی نہ ہو ممکن نہین کہ اُس سے انسان گذر سکے اور سختیان طلسم
کی کیا بیان کرون یہ سب صاحبون پر ظاہر ہی کہ کرب غازی کو مین نے پرورش کیا اپنا فرزند قرار دیا عیار بنایا
بنا مین وہ کسی مقام پر رہنے والا نہین ہی مگر وہ بات کہ جو اختیار سے باہر ہو اُس مین انسان کیا کرسکتا ہی ہمسے
یہ کہدیا کہ اب مقابلہ لشکر کفاران مین چلتے ہین بڑے بڑے ساحرون سے مقابلہ ہی یہ بھی مین خبر پا چکا کہ لوگ
گرفتار کرنے مین صاحبقران کے بہت کد و کاوش کرینگے اس امر مین از حد کوشش کرینگے کہ جہانتک ہو سکے
صاحبقران کے دشمنون کو پکڑ لین مین نے خندق پر تیر انداز مقرر کیے ہین وہ خطا نہ کرینگے اپنی زندگی مین تا بہ
بارگاہ حشامی نہ جانے دینگے آپ لوگون سے یہ کہا جاتا ہی ماشاءاللہ پانچ ہزار عیار موجود ہین جسوقت اُنکے
سحر ہون اپنے کو ہٹانا سحر سے اپنے کو بچانا جب وہ لوگ آپڑین اُسوقت ایسے طور سے آنا وہ حقہ آتشانہ چلین
کہ ساحر بے جان جائین لشکر ساحران اُلٹ جائے نعرے بھی ساحرون کے نام سے کرنا یعنی کہنا منم قران جادو منم
برق جادو گلباد جادو کیا تعجب ہی کہ لشکر کفار کے پانون اُٹھ جائین اور اہل اسلام فتح پائین قران و
برق نے عرض کی استاد آپ ملاحظہ فرمائینگے حقیقت مین اپنے کو بہت بچائینگے ہم سب عیار جاکر درہ ہاے کوہ مین

چھپتے ہین ہر وقت آکر شریک ہونگے عمرو نے ان سب کی راے پر آفرین کی پانچ ہزار بیباک بچے جاگزیدہ ہاے کوہ
مین مخفی ہوے اب عمرو لشکر کو بہ انتظام لیکر طرف میدان کارزار کے چلا ادھر سے دیکھا تو آمد آمد لشکر کفر و نفاق کی
نمکپاش جادو اپنے قلعے پر سے دیکھ رہا ہی ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ چوتھے در بند پر یہ ہنگامہ ہی خداوند
سالوس و باران برفبار لشکر کشی کر کے یہان آئے ہین جیحون جادو کہ اوسکی صلاح سے سب کام ہوا ہی وہ
ساتوین در بند کا حاکم ہی وہ تو بہ اطمینان اپنے مقام پر بیٹھا ہی وہ یہ جانتا ہی کہ مجھ تک کوئی نہ آسکیگا حکاک جادو
چھٹا در بند ہی نمکپاش نے ایک قلعہ مختصر بنایا ہی اور ایک دیوار آہن قرار دی ہی گویا راستہ روکا ہی اوسی کے آگے
اب یہ سب فکر ہی وہ تو اپنے مقام پر مطمئن بیٹھا ہی نمکپاش کو بڑی خوشی ہی کہ یہ سعادت میرے واسطے ہوئی کہ قدرت
میرے در بند پر تشریف لائے اپنے قلعہ مختصر سے یہ سب معاملہ دیکھ رہا ہی تیز رفتار عیار اپنے باغ سے سب بچونکو
لیکر جست و خیز کرتا ہوا پہلے میدان کارزار مین آکر پہونچا پہلو مین میدان کارزار کے ایک چھوٹا سا باغ انہون کا تھا سب
عیارون کو اپنے ساتھ لیکر اوس باغ مین بہ باغی ٹھہرا یہان ٹھہرنے سے ایک مراد حاصل ہی چونکہ عیار طرار بلاے
روزگار ہی سب عیارون کو اسنے عقب نخلستان مین ٹھہرایا ہی خود کھڑا ہوا تماشا آمد لشکر اسلام کا دیکھ رہا ہی عمرو نے
بہرام کو سب کے آگے کھڑا کیا ہی جملہ سردار متردد و متوحش پریشان چلے آتے ہین مگر کمر ہمت باندھے ہوے آمادہ
مرگ و مہیاے قضا ایک ایک جوان جرأت مین یکتا آکر میدان کارزار مین ٹھہرے کہ باران برفبار بڑے
زور و شور سے ساٹھ ہزار ساحرون کو اپنے ساتھ لیے ہوے آیا سب کے آگے بڑھکر کھڑا ہوا عمرو نے دیکھا باران
برفبار اپنے ساتھ والون کا انتظام کر رہا ہی کہ گرد عظیم بلند ہوئی سب نے دیکھا سالوس مردار خوار تخت نکبت پر
سوار تاج نخوت سر پر تمام امرا و زرا چہار جانب سے اوسکے تخت کو گھیرے ہوے بڑے زور و شور سے میدان مین
آکر پہونچا یہ کبر و نخوت لشکر اسلام کو دیکھ رہا ہی باران برفبار کبھی آگے بڑھتا ہی کبھی دوڑکر پاس تخت کے آتا ہی
کبھی عرض کرتا ہی یا خداوند جنگ شروع کرون عمرو سارے لشکر کو لیکر آیا ہی مگر اب ساربان زادہ معلوم نہین ہوتا
نہین معلوم کس مقام پر جا کے ٹھہرا ہی کہ اوسکا پتہ نہین معلوم ہوتا اگر حکم ہو مین ہی میدان کارزار مین پہونچون مبارز
طلبی کرون یا بلوہ کرون اول ہی سے بلوہ شروع ہو سارا لشکر بلوہ کروے سالوس نے کہا جیسا تمہاری راے
مین آئے قدرت تو تقدیر مضبوط کر چکے کہ آج مسلمانون کا خاتمہ ہی جسطرح چاہو مار لو یہ سنکر باران برفبار پھول گیا
صفون کو آراستہ کر کے میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی آج ساربان زادہ کہان ہی سامنے آوے مجھے کچھ
اوس سے کہنا ہی خواجہ عمرو گلیم اوڑھے کھڑے تھے گلیم اوتار کر آواز دی کیا کہتا ہی باران برفبار نے کہا خواجہ
تمنے دیکھا قدرت کو یہ منظور نہ تھا کہ تم سب کو مٹائین مگر تمنے ایسے ظلم کیے قدرت کو ستایا اب قدرت کو بھی غصہ آیا
قدرت نے تقدیرین مضبوط کر دین اب بہتر اس مین ہی کہ امیر کو ہمارے حوالے کرو قدرت کچھ چشم نمائی کرینگے یہ ہم
تمسے وعدہ کرتے ہین کہ قتل نہونے دینگے تم لوگ جسطرف چاہو چلے جاؤ اگر حمزہ نے سجدہ کیا وہی مرتبہ سپہ سالاری
ملیگا عمرو نے آواز دی او بیحیا کیا بکتا ہی اگر تم ہمکو سلطنت کونین دیدو تو ایک موے جسم صاحبقران نہ دون
انشاء اللہ اسم اعظم بھی صاحبقران کا کھلا چاہتا ہی اور حرز ہیکل بھی آتی ہی خبر مفصل ملی کہ وہ بھالی تیر انگار جعلساز
شعبدہ باز حرز ہیکل صاحبقران سے مانگ لیگیا یقین کامل ہی کہ راہ خدا پر سوال کیا ہوگا وہ فیاض مجمع خلق حسنا
جرأت و ہمت مین یکتا اوسنے حرز ہیکل حوالے کر دی اوسپر یہ غرور یہ گمان نہ کھنا کہ ہم تمہاری جنگ سے عاجز
ہین سب آگاہ ہین کہ صدہا ملک ساحران صاحبقران نے فتح کیے ہزارہا ساحر بلکہ لاکھون مطیع اسلام ہوے

سب کو یہی خواہش رہی کہ صاحبقران حکم دین تو ہم اگر شریک جنگ ہون مین نے سب جگہ نامے روانہ کر دیے اسقدر ساحر آئینگے کہ گاؤ زمین بار نہ سنبھال سکیگی تو کیون گھبراتا ہی چشم زدن مین سب حال کھلا جاتا ہی باران یا تو اس واسطے میدان مین آیا تھا کہ مبارز طلبی کرون یا عمرو سے یہ جو سنا کہ ساحر سب مدد کو آئینگے گھبرایا ہوا خدمت سالوس مین آیا کہا یا خداوند عمرو نے سب ساحرون کو نامے لکھے ہین تیز رفتار نے کہا ای باران کیون گھبراتا ہی عمرو سب کو ڈراتا ہی ساحر کبھی نہ آئینگے باران کسی قدر مضبوط ہوا نقیبون کو اشارہ کیا نقبا ے بلند آواز میدان مین آئے عمرو نے بھی شاگردون کو اشارہ کیا گویو نمے لڑکے گوری گوری صورتین لٹ پٹے پیچ سر پر بندھے ہوے ایک نے سرود چھیڑا پانچ سات نے آوازین ملا کر یہ اشعار عبرت آثار پڑھنا شروع کیے نظم

آیہا الناس جہان جای تن آسانی نیست
حیوان را خبر از عالم انسانی نیست
روی اگر چند پری چہرہ و زیبا باشد
سو شنا نرا بحقیقت شب ظلمانی نیست
طاعت آن نیست کہ بر خاک نہی پیشانی
مرد اگر ہست بجز عالم ربانی نیست
خانہ پر گندم و یکجو نفرستادہ بہ گور
بانگ و فریاد بر آری کہ مسلمانی نیست
آن کس از دزد بترسد کہ متاعی دارد
گر جہان جملہ بلرزد غم ویرانی نیست
حاصل عمر تلف کردہ و ایام بہ لہو
بہ عمل کار بر آید بہ سخندانی نیست

مرد دانا بجہان داشتن ارزانی نیست
وار و ترتیب از پیر طریقت بستان
نتوان دید در آئینہ کہ نورانی نیست
پنجہ دیو بہ بازوی ریاضت بشکن
صدق پیش آر کہ اخلاص بہ پیشانی نیست
یا تو ترسم نہ کند شاہد روحانی روی
غم مرگت چو غم برگ زمستانی نیست
آخری نیست تمنای سر و سامان را
عارفان جمع نہ کردند و پریشانی نیست
یک نصیحت ز سر صدق جہانی ارزد
گذرانیدہ بجز حیف و پریشانی نیست

خفتگان را خبر از زمزمۂ مرغ سحر
کادمی را نبلز ملت نادانی نیست
شب مردان خدا روز جہان افروزست
کاین کبیر یگی طاہر جسمانی نیست
عالم و عابد و صوفی ہمہ طفلان رہ اند
کالتماس تو بجز لذت نفسانی نیست
بری مال مسلمان و چو مالت ببرند
سر و سامان ازین بی سر و سامانی نیست
ہر کرا خیمہ بصحرای فراغت زدہ اند
مشغول ار در غم فائدہ جانی نیست
سعدیا گرچہ سخندان و مصالح گوئی

اسطرح اشعار عبرت آمیز حیرت خیز جو نقیبون نے پڑھے اہل اسلام تو آمادہ مرگ مہیاے قضا ہین مگر راضی بہ رضا ہین آنکھون سے آنسو ہر ایک کی جاری ہوے موت آنکھون کے سامنے پھرنے لگی ہر ایک کا یہی قول تھا حقیقت مین شیخ سعدی بڑا شخص تھا چھوٹی سی کتاب پندنامہ جسکو کریما کہتے ہین جملہ امور تصنیف فرما کر آخر مین فرماتے ہین شعر منہ دل برین دہر ناپایدار ✤ ز سعدی ہمین یک سخن یاد دار ✤ مراد یہ ہی کہ اس زال بیوفا سے دل نہ لگاؤ سوائے خرابی کے کچھ حاصل نہوگا جو زیادہ ملک چلا اُسکو اسنے دھوکا دیا کون خوش دنیا سے گیا شرابی کبابی زناکار یہ تو ظاہر ہو کہ یہ گنہگار ہین مگر زاہدان نیک طینت کو اس پہلو مین پھنسایا کہ عبادت کرکے اُنکے دل مین غرور آیا جو لوگ تارک نماز ہین اُنپر طعن تشنیع ہی کیونکر کہین کہ اُنکا مرتبہ رفیع ہی اُسکی رحمی ہمارے گناہون سے بہت زیادہ ہی ہر کس و ناکس بہ سفر ملک عدم آمادہ ہی عرصہ دراز تک یہی ذکر رہے کہ باران برقبار میدان مین نکلا پکار کر آواز دی اے عمرو کسی کو بھیج عبد الجبار حلبی مرکب باد رفتار کو حرکت دے بڑھا کر سامنے خواجہ عمرو کے آیا عرض کی خواجہ اجازت میدان ہم آقاے نامدار کے برائے رفیق ہین جانتے ہین کہ ساحر کا کچھ نہ کر سکینگے اپنے آقا کے نام پر جان دینگے عمرو نے بہت روکا مگر عبد الجبار گھوڑے کو بڑھا کر میدان کارزار مین پہونچا باران برقبار نے دیکھا کہ ایک بادشاہ پیر تاج سر پر رکھے ہوے اشعار رجز پڑھتا ہوا کہ جسکا ماحصل یہ تھا منم عبد الجبار حلبی جرأت میری تمام عالم پر آئینہ ہین بڑھاپے مین جرأت لائق معاینہ ہی

باران نے چند دانے ماش کے پھینک مارے عبدالجبار کے گھوڑے نے جست کی ہرچند یہ چاہتا ہی گھوڑے کو
روکوں مگر کب نہین رکتا عبدالجبار کو لیے ہوے دوڑا دوڑا پھرتا ہی کبھی جست کرتا ہی کبھی الف ہوتا ہی چاہتا ہی کہ
راکب کو اپنی پشت سے گرا دون بھاگ کر طرف صحرا کے نکلجاؤن عبدالجبار کی سپر کہین گری تلوار کمر سے نکل گئی کمان
مین خم آیا تیر سہم کر ترکش مین مخفی ہوے عبدالقہار نے جو بھائی کا یہ حال دیکھا بدون اجازت عمرو گھوڑا بڑھا دیا
باران طرف عبدالجبار کے متوجہ تھا عبدالقہار نے اس خطا شعار کو تیر مارا اس بیچارے کا شانہ نشانہ ہوا بازو سے
جو اسکے خون ٹپکا بیدم ہو گیا غصے مین کانپا ایک دوہتڑ زمین پر مارا عبدالقہار کے گھوڑے نے عبدالقہار
کو پشت سے گرا دیا یہ بیچارہ زمین پر گر کر تڑپا گھوڑا طرف صحرا کے بھاگ گیا مگر باران کے ملول ہونے پر ملازمان
عبدالجبار و عبدالقہار قہقہہ مار کر ہنسے باران نے خفیف ہو کر آواز دی یا خداوندان مین مغلوب کرتا ہون مجھسے
صدمہ نہین اٹھتا مین سب کو قتل کرتا ہون یہ کہکر ساٹھ ہزار ساحرون کو اشارہ کیا اہل اسلام کو مارو ساٹھ ہزار
ساحر لینا لینا کہکر اہل اسلام پر جا پڑے ملازمان عبدالجبار و عبدالقہار نے آکر اپنے شاہون کو اٹھایا مگر
ساحرون نے سحر کرنا شروع کیا کسی نے گولہ پھینکا کسی نے ترنج مار دیا سب کے آگے بڑھکر باران برفبار نے سحر کیا
آسمان سے آگ برسنے لگی ہزارون تلوارین گرین تیز رفتار کھڑا ہوا یہ معاملہ دیکھ رہا ہی اہل اسلام پیچھے ہٹنے لگے
ہزارون مارے گئے سیکڑون زخمی ہوے درہ کوہ سے جو مہتر قران نے یہ معرکہ دیکھا کہ باران برفبار سحر کرتا ہوا
طرف خندقون کے جاتا ہی اپنے ساتھ والون سے کہتا ہوا کہ مین جا کر حمزہ کو پکڑ لاؤن مہتر قران نے ابوالفتح سے
پکار کر آواز دی ہان یارو اب یہ وقت ہی باران برفبار نے بڑی قیامت برپا کی ہی دیکھو خندق پر بھی لوگ پامال
ہو رہے ہین ادھر سے تیر چل رہے ہین اہالیان خندق نے گھٹنے ٹیک دیے تیر بچر کمان مین پیوست گیے
اگر انکے تیر چل گئے دو چار سو ساحر گرے اگر انکا سحر چلگیا تو وہ لوگ لڑکھڑا کر گرے کمان ہاتھون سے چھوٹ گئین
تیر الٹے پلٹے اپنے تیر کا خود نشانہ ہوے مہتر قران پانچ ہزار بیک بچے کو ساتھ لیکر درہ کوہ سے نکلا ایک ایک
عیار نے پانچ پانچ حقہ ہاے آتشبازی ہاتھ مین لیے قران نے نکلکر نعرہ کیا منم قران جادو گلیا دنے
بھی کہا منم گلیا دو جادو ہر عیار نے یہی نعرہ کیا تیز رفتار نے دور سے دیکھا عیارون نے قریب آکر حقہ ہاے
آتشبازی داغے ساحرون نے دیکھا یہ دغا باز کہان سے آئے پچیس ہزار حقہ جو ایک بار پڑا زمین و آسمان
آتش بہار ہو گیا آگ برسنے لگی بارہ چودہ ہزار جادوگر جلکر گرے وہ اس آگ کو آتش سحر سمجھتے تھے یہ آگ
اصلی تھی ساحرون کے خرمن حیات کو جلایا ہزارہا جل جلکر مرے مگر مہتر قران حقہ ہاے آتشبازی مارتے
ہوے سامنے باران برفبار کے پہونچے دیکھا اسنے کہ اس ساحر نے آگ کے طوفان اٹھا دیے لاشون کے
انبار لگا دیے آنکھ ملا کر باران برفبار سے آواز دی او نامرد کہان جاتا ہی یہ کہکر ایک گولہ پھینکا باران نے
حقیر جانکر گولے پر طمانچہ مارا گولہ پھٹا پانی کی چھینٹین اڑین وہ چھینٹین جو منھ پر پڑین آہ کر کے گرا مہتر قران نے
جھپٹ کر بغدہ مارا باران کا سر پھٹ گیا اتنے بڑے ساحر کا مرنا تمام میدان مین اندھیرا چھا گیا اندھیرے
مین عیارون کی خوب بن پڑی کسی کو کمند مار دی کسی کو حباب مار کے بیہوش کیا کسی کو حقہ آتشبازی مارا گرنے
گرتے خنجر مار دیا جتنے ساحر انکے بڑھے ہوے تھے اور خندقون پر لڑ رہے تھے عیارون نے ان سب کو مار کر
گرا دیا افسرونکو جو مارا انکے مرنے کی آواز آئی تاریکی مین کشتی مرا کشتی مرا کی صدائین آنے لگی بعد عرصہ دراز کے روشنی
ہوئی چند ساحر جو باقی رہگئے انھون نے اپنے افسر کلان کا بھی لاشہ دیکھا اور ساتھ والون کے لاشے دیکھے چار دن

خندقین لاشون سے بھر گئین باقی جو ساتھ تھے وہ بھاگے ہر چند بعض افسر غل مچاتے ہین مگر قدم اُٹھا کوئی رک سکتا ہے عیارون نے پیچھا کیا جسکو جہان پایا مارا سالوس نے دیکھا ساحر بھاگے چلے آتے ہین عیاران اسلام نے ستھراؤ کر دیا تمام میدان لاشون سے بھر دیا جب یہ سب بھاگ کر سامنے سالوس کے پہونچے فریاد کرنے لگے کہ یا خداوند دیکھیے فوج ساحران براے مدد مسلمانان آئی ساٹھ ہزار مین سے ہم دو چار بہ مشکل بچے افسر اعلی مارا گیا ملاحظہ فرمایئے سب افسر چیدہ و منتخب مارے گئے جو جو نامی ساحر خندق پہ پہونچ گئے تھے وہی قتل ہو بعض کہنے مین یا خداوند آپ نے تو تقدیرین مضبوط کی تھین کہ سب مسلمان مارے جائین اُسکے برعکس ہوا کہ یاران برقبار مارا گیا ہم سبھون کی کمر شکستہ ہوئی تیز رفتار نے کہا یا خداوند مسلمانون نے بڑا دھوکا دیا مہتر قران عمرو کا خلیفہ ہے وہ دیکھیے برق فرنگی جوان یک رنگی تدبیر سے لڑ رہا ہے مین نے سب کو پہچان لیا ہے انمین کوئی ساحر نہین بہانہ کسی نے سحر کیا حقہ ہاے آتشبازی داغے آپ کے ساتھ دغا کی ایک ساحر کو حکم دیجیے وہ جا کر سب کو مارے ان عیارون سے خوف نہ کرے یہ سب غیر ساحر ہین سالوس نے فرمایا کہ دیکھو ابھی جا کر قدرت سمجھے لیتے ہین ایک سحر مین سب کو پیوند خاک کرونگا چشمزدن مین قصہ پاک کرونگا کہ پہلو سے ماران جادو بھائی یاران برقبار کا نکل پڑا کہا قدرت تکلیف نہ فرمائین غلام جاتا ہے سب کی مشکین باندھکر لاتا ہے تیز رفتار بہت پیچ کھاتا ہے عیار جب پلٹ کر آئے عمرو نے چاہا پلٹون کہ یکایک پھر بلوہ ہوا ماران جادو پچاس ہزار ساحر ساتھ لیکر صف سے بڑھا اور پکار کر آواز دی بھلا او ساربان زادے تیر اگر ہم سمجھے عیارون کو ساحر بنا کو بھیجا یہ کہکر کچھ روئی کے گالے اُڑائے ساتھ والون نے بھی اسباب سحر نکالے روئی کے گالے آسمان پر پہونچے ابر بنکر برسنے لگے جسپر قطرہ گرا الٹ کر زمین پر آیا ہاتھ پاؤن بیکار ہوے مہتر قران نے چاہا عیارون کو لیکر بڑھون پانی نے وہ طغیانی کی کہ موسلہ دھار ابر برسنے لگے ہزارون عیار بھی گرے مہتر قران بھاگ کر ایک غار کی جانب چلے تھے ماران نے جاتے ہوے دیکھا ایک دستک دی مہتر قران کے پاؤن زمین نے تھام لیے مہتر قران ٹھیر رہے ہین یقین کامل ہوا کہ آج موت کا وقت قریب آیا اگر کسی ساحر نے آکر ہاتھ باندھ لیا ہی ہماری موت ہی لطف زندگی فوت ہے آنکھون سے آنسو جاری ماران جادو نے پکار کر آواز دی لو یارو جو ساحرون کے رفیق بنکر آئے تھے مین نے اُنکو بھی گرفتار کر لیا پاؤن زمین نے تھام لیے سر کاٹ لو کچھ ساحر طرف مہتر قران گئے چلے کچھ ساحر صلاح کرکے طرف خندق کے متوجہ ہوے ماران نے بھی اشارہ کیا خندقین جو ساربان زادے نے تیر اندازون سے روکی ہین انمین کے لاشون سے خندقین بھر دو ایسے سحر کرو کہ یہ خطا شعار تیر اندازی نہ کر سکین سب ساحرون نے چہار طرف سے بلوہ کیا سالوس نے اور فوج روانہ کی ماران جادو سب کے آگے سحر کرتا ہوا جاتا ہے خندق والون نے تیر مارے کئی سو ساحر گرے ماران نے بڑھکر سحر کیا اہالیان خندق منھ کے بل گرنے لگے ہزارون آدمی خندق مین گرے جو گرا بیکار ہوا ہاتھ پاؤن کرخت ہو گئے خندق سے نکل نہین سکتے دو مین سحر مین سب اہالیان خندق کو اسنے بیکار کر دیا عمرو دور چھپا کھڑا ہے اب جو یہ معرکہ دیکھا کہ ماران جادو اہالیان خندق کو بیکار کرکے قریب بارگاہ حشامی پہونچا اب اندر گھس جائیگا صاحبقران کو گرفتار کرینگا پھر کچھ نہ بن پڑیگا پکار کر آواز دی اہالیان لشکر آگاہ ہو جاؤ کہ ماران جادو بڑھکر قریب بارگاہ حشامی پہونچگیا خندقین جو مین نے کھدوائی تھین سب تیر اندازون نے خطا کی خندق مین گرے دیکھو چلا رہے ہین بد بخت ماران بیہوش کرکے ہو دنکو قتل کر رہا ہے اب قریب صاحبقران پہونچا چاہتا ہے یہ سنکر تمام غلام و سپاہی

سوار جو جو جہان جہان باقی تھے دوڑ پڑے سینے اپنے سپر کر دیے دم شمشیر پر گلے رکھے تلوار تھے موت کے بڑے پچھے مگر ماران جادو تیغہ سحر ہاتھ مین لیے ہوے جسکے دوڑ کر ہاتھ مارا دو ہوکر گرا مرتے مرتے آواز دی کہ شکر ہی خالق بے نیاز کا کہ حق نمک سے اپنے آقا کے ادا ہوا سر میرا مالک پر فدا ہوا کل خیر خواہان دولت جان دے رہے ہین سحر کی برقین گرتی ہین کسی کا سر اڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا سامنے بارگاہ حشامی کے ستر اوپر کئی ہزار ہا بلینا ہ مارے گئے مگر مرنے والون کی یہی صدا ہی کہ ہم اپنے آقا پر نثار ہوے تیغین گذرین نمک کھایا کھا کر آرام اٹھایا آج جو جان نہ دی بڑی حماقت کی بات ہی اپنے آقا پر جان نثار کرنا لیا کرامات ہی ایک دن ضرور مرینگے اپنے آقا پر نثار ہوے آج زندگی جاوید پائی دولت کونین ہاتھ آئی اب یہی چاہتے ہین کہ جان اپنی دین ای معبود قدم ہمارے تھمین رباعی ای دل ز زمانہ رسم احسان مطلب ✤ وز گردش دوران سر و سامان مطلب ✤ درمان طلبی درد تو افزون گردد ✤ با درد بساز ہیچ درمان مطلب ✤ کوئی دعا کرتا ہی کوئی لڑ بھڑ کر مرتا ہی عمرو در دولت بارگاہ حشامی پر کھڑا ہوا آقا کو دیکھ رہا ہی آنکھون سے آنسو جاری لب پر دعا کہ ای سامع الدعوات رفیع الدرجات ای مالک بے نیاز اس آفت ناگہانی سے بچالے دیکھین اب کیونکر جان بچتی ہی بڑی آفت برپا ہی عمرو پچھاڑین کھا رہا ہی ناموس مین جو یہ خبر پہونچی کہ صاحبقران قتل ہوا چاہتے ہین شاہزادیون نے وے مشکین زلفین عنبرین کھول دیے بعض سجدے کر رہی ہین بعض پکارتی ہین ای رب کارساز ای مالک بے نیاز ہمارے مالک کو بچالے روز سیاہ نہ دکھانا کنیزین بڑھ بڑھ کر جاتی ہین خبر لیکر آتی ہین کہ بارگاہ حشامی کی پہلی ڈیوڑھی پر اسقدر خیر خواہ مارے گئے کہ تل رکھنے کی جگہ نہین جو زندہ ہین وہ جان دینے پر آمادہ ہین کوئی ایسا نہین کہ اسوقت جان نہ لڑائے ہر شخص بخوشی راضی ہی کہ جان اپنی دیدے صاحبقران پر کچھ زوال نہ آنے پائے حقیقت میں صاحبقران خلق مجسم ہین اپنے خادمون سے یونہین جھک جھک کر ملتے کہ خدمتگار مرنے پر آمادہ ہین دروازے پر ناموس کے چوبدار نیان قلماقنیان کہاریان صفین باندھے کھڑی ہین امیدوار کہ اگر ساحر ادھر آئین ہم بھی اپنی جانین دین ساحران غدار ناموس صاحبقرانی مین نہ جاسکین مگر ایک ایک کا یہ قول ہی کہ یہ وہ بیبیان ہین جنکو چشم فلک نے بھی نہین دیکھا آج اُنکے واسطے یہ سامان ہی کہ ساحران کریہ منظر خیمے مین آنے کا قصد کرین خدانخواستہ بیبیون کو دیکھین ہمارا مر ہی جانا بہتر ہی کہ ہم لوگ اس بربادی کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھین اُسوقت لشکر اسلام مین تلاطم برپا ہی ہر خرد و کلان دعا کر رہا ہی بعضے کہتے ہین یار و اب وقت اجل قریب ہی نہ مرنے والا بے نصیب ہی خوب چلن کیے بطفیل امیر نام ہوے نظم

ملا این ہیچ رو نقدر یابی
یہ گشتی و پیمان شتابے
نہ ننہ اجل ز فصلے
ور جس آفتاب و مہتابی
ور بہ نیروے ابن خطابی
زر خالص کنی لعلابے
سوائی کہ غنچہ بر تابے

تا کی این باد کبر و آتش خشم
تو بیازی نشستہ در جیب چشم
تو چراغی نہادہ بر رہ باد
ور بمشرق روی بسیاحی
در شجاعت شریک قارونی
ور بمردی زیاد در گذری

شرم بادت کہ قطرہ آبی
سیر و دیر چرخ بر تابے
خانۂ در قمر بسیلابے
ور بمغرب روی بجلالی
در لقوت عدیل سہرابی
ور بشوخی چو برق بشتابی

الکیہ بیچارہ رفت در خوابی
فصل گشتی و پیمان طفلی
تا درین گلہ گوسفندی ہست
گر برفعت سپہر و کیوانے
ور بتمکین ابن عفانے
ور بسیر شود کہ سنگ سیاہ
ملک الموت بر حیلہ و فن

عجب ہنگامہ لشکر اسلام مین برپا ہی ہر شخص آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہی مگر راضی برضا ہی عمرو پیٹ رہا ہی کہ صاحبقران کی آنکھ کھلی ضبط کر کے فرمایا خواجہ کیون روتے ہو آج ہمارے

لشکر میں کیا ہنگامہ ہی عمرو نے کہا آقا ساحرون نے بلوہ کیا ہی خیر خواہان دولت جان دے رہے ہیں صاحبقران نے فرمایا خواجہ میرا سر کاٹ لو مثلہ مجھکو اس ضعیفی میں بے عزت ہونے دو بیچارا ساحران غدار آکر لاشہ اُٹھا لیجائین اسم اعظم بند حرز ہیکل بھی گلے میں نہین ہی ہاتھ پاؤن میرے بے طاقت ہین ورنہ اُٹھ کے جاتا لڑ بھڑ کر جان دیتا اب مجبور و ناچار ہون مگر تمھاری مدد کا امیدوار ہون برائے خدا خواجہ مجھکو ذلت سے بچا لو سر کاٹ لو اب تامل نہ کرو نہین تلوار اُٹھا کر میرے ہاتھ مین دو کہ مین اپنا گلا آپ کاٹ لون میرا خون میری گردن پر رہے کوئی میرے واسطے گنہگار نہوان باتون کو سنکر عمرو سر پیٹ رہا ہی ماران جادو قریب بارگاہ آکر پہونچا سب نگہبانون پر سحر کر دیا اور کہا دیکھو نکلکر تم سب کو قتل کرونگا پہلے حمزہ کا سر کاٹ لاؤن پھر آکر تم سب سے سمجھون یہ کہکر اسنے پردہ اُٹھایا عمرو نے جو ماران جادو کو دیکھا نیمچہ مارا ماران نے سپر سحر کو آگے کر دیا نیمچہ جو سپر سحر پر پڑا سپر نے نیمچے کو پکڑ لیا عمرو نے گھبراکر نیمچہ چھوڑ دیا ماران نے اُسی سپر کا طلسم عمرو پر ڈالدیا عمرو کے ہاتھ پاؤن بیکار ہوئے نیمچہ چمکاتا ہوا طرف صاحبقران کے چلا آواز دیتا ہوا کہ بس او حمزہ اب کدھر جائیگا امیر نے جو ماران جادو کو آتے ہوئے دیکھا ہر چند کہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ تھا آج چھٹا دن ہی کہ آب و دانہ بند ہی مگر یہ کہکر اُٹھے او نامرد قریب تو آ میرا مردہ بھی تجھپر بھاری ہی وہ تو جانتا ہی کہ حمزہ کا جسم بحس و حرکت ہی ماش کا دانہ پھینکا کہ اور ہاتھ پاؤن بیکار کرون ناظرین کو یاد ہوگا کہ کرب نے شیشہ اسم اعظم کا توڑ ڈالا تھا صاحبقران کے جسم مین خود بخود طاقت آئی اسم اعظم بھولا ہوا یاد آیا صاحبقران اسم اعظم پڑھنے لگے ماران جادو نے بڑھکر چاہا امیر کا ہاتھ پکڑ لون امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اسم اعظم پڑھکر ایک طمانچہ مارا ماران جادو کا سر اُڑ گیا قران سحر مین ماران کے پھنسا ہوا اُٹھا پاؤن چھوٹے صاحبقران تلوار لیکر باہر نکلے جتنے ملازمان صاحبقران سحر مین ماران کے مبتلا تھے سب یہ اشعار پڑھتے ہوئے چلے نظم

طوطی کجاست چو تو دلاویز در سخن
لیکن سخن کجاست جواب از تو در سخن
در باغ دہر چو تو نہالے کجاست ہست
سوگند خوردہ ام کہ دگو ہم دگر سخن
مدح جمال یار نگفتن نمے توان
مارا زجان کجا کہ کنم خوب تر سخن
اندر زبان ملک نہ گنجد بیان عشق
شاید کہ زین غزل بنویسد بہ سخن

تو نیست دہان و شہد لسان و شکر سخن
وصف لب تو شہد و شکر بے مناسبت
سوسن زبان و غنچہ دہان است در سخن
ای یاد دلبرے دلارام بگذرے
مدحت کجا بگنجد درین مختصر سخن
جز عشق ہر چہ ہست ہمہ ہیچ و صنعت است
ار رے ز نور عشق بود بہتر سخن

فرصت آنکہ بر سخنت آفرین کنند
آب حیات با دم عیسی است در سخن
جز نعت زلف و خال کہ آسائش است
بگوے حال ما و بگو این قدر سخن
وصف جمال دوست نہ گنجد بہ زبان
کاندر بیان عشق بود بہتر سخن
چون احمدی حدیث سخن میکند بیان

امیر نے بارگاہ سے نکل کے نعرہ کیا نعرۂ امیر حمزہ صاحبقران

امیر عرب ختم روزگار
بن کافران از جہان پاک کرد
بحکم خدا البتہ شمشیر چار
سر سرکشان ہمہ در خاک کرد
کی تیغ صمصام دمقام نام
کی تیغ غضب بلے دو الحجام

نعرۂ صاحبقران کی صدا تمام لشکر مین پہونچی جسکے کان مین صدا گئی خوش ہوگیا ہر ایک کی زبان پر یہی جاری ہی کہ آقا کے نعرے کی آواز آئی اُدھر سے مرنے کی ماران کے صدا بلند ہوئی تھی مگر نعمان جادو وکوہان جادو دربارگاہ پر کھڑے سحر کر رہے تھے کہ صاحبقران برآمد ہوئے صاف ثابت تھا کہ ماہ تابان اپنے برج سے نکلا یا گوہر بے بہا درج سے چہرے پر نقاہت ہاتھ پاؤن مین رعشہ نعمان نے بڑھکر تیغہ سحر کا مارا امیر نے اسم اعظم پڑھکر تیغ سحر

تیغہ عقرب پر رو کا جواب مین ہاتھ مارا کہ نعمان کے دو ٹکڑے ہوے کوہان ہاے بھائی کہکے دوڑا
صاحبقران پر سحر کی بوچھار کردی اب امیر پر سحر نہین تاثیر کرتا وہان شیشہ ٹوٹا یہان اسم اعظم چھوٹا اسم اعظم
باآواز بلند پڑھنے لگے خاصہ نہ کھانے کا ضعف چہرے پر ظاہر مین مضطر و تشنہ مگر دل مین قوت آگئی نعرے سے
صاحبقران کے زمین تھرا گئی قریب بارگاہ حشامی لاکھون ساحرون کا جماؤ تھا اُن لاکھون ساحرون مین
تلوار صاحبقران مثل برق چمک رہی ہی لڑائی مین مصروف جسکے خرمن حیات پر گری اُسے جلا دیا مگر لالچی
ساحر لوٹنے کی خوشی مین قریب بارگاہ حشامی آگئے تھے اسی امر کے مشتاق تھے کہ صاحبقران قتل ہون
تو مال لوٹین بعضون نے لڑائی کا ارادہ بھی نہین کیا مال لوٹنے لگے ملازمان صاحبقران بیکار ہو چکے تھے
مال بہت لٹ گیا اب جو ساحرون کو انتشار ہوا الغرض جان کی بن گئی مال کیسا مال پھینکا بعضے لڑائی مین مصروف
بعضے بھاگ گئے کہتے ہوے کبھی تقدیر قدرت کی پختہ نہین رہتی ہی آج تو بڑی تقدیر پختہ کی تھی رات سے اُسے
پختہ کر رہے تھے وقت پر پہنی ہوئی ہمیشہ سے یہی دیکھتے چلے آتے ہین قدرت کا یہی جاہ و جلال مسلمانون نے
مٹا یا خوب تقدیرین بگھارا کرتے ہین اب کچھ نہین بن پڑتا روز یہی شعبدہ رہتا ہی کہ تقدیر بنی ہوئی بگڑ گئی ہم تو
قدرت کے منھ پر یہی کہینگے بعضے جو دل و جان سے معتقد ہین وہ کہتے ہین بھائی چپ رہو اسی اعتقاد نے
یہ خرابی کی اپنی زبان سے کہنا کیا ضرور ہی قدرت نے جو مناسب جانا وہ کیا جو قدرت کرین اُسے دیکھو صابر و
شاکر رہو خفا مین سہو منھ سے کچھ نہ کہو یہ بھی تو اکثر فرمایا کہ بندے اچھی طرح ہماری یاد نہین کرتے اسی وجہ سے
قدرت کو ناگوار ہی کہ پرانے بندون کو مٹا دین نئی دنیا آباد کرین سالوس نے جو دیکھا کہ یا تو ساحر جے ہو ہو کے
سحر کر رہے تھے مسلمانون پر تباہی تھی یا مسلمان کلمہ پڑھکر اُٹھے ساحرون پر جا پڑے خواجہ عمرو نے
بھی نیمچہ کھینچا مہتر قران وغیرہ جو سحر مین جا بران کے پھنسے ہوے تھے یہ بھی سب رہا ہوے رہا ہوتے ہی
حقہ ہاے آتشبازی چلنے لگے عیارون نے آگ برسادی مگر آتشبار جادو و آبیار جادو دونون بھائی
کھڑے سحر کر رہے ہین ایک آگ برساتا ہی دوسرا ابر سحر بناتا ہی پانچ سات کوس کے گرد مین تباہی صاحبقران کے
ضعف سے روا روی مین فرق ہی پسینے مین غرق جہان تک اسم اعظم پڑھنے کی آواز جاتی ہی وہ لوگ بچے ہوے
کھڑے ہین جہان پر نہین پہونچتی وہان آگ برس رہی ہی ابر سحر برس رہا ہی جسپر قطرہ پڑا بیہوش ہو کر گرا کوئی آگ
سے جلا کوئی پانی مین ٹھنڈا ہوا سالوس نے سب ساحرون کو حکم دیدیا کئی لاکھ جادوگر آپڑے اکیلے
صاحبقران کدھر کدھر جائین ابر سحر کی طغیانی اہل اسلام کے چہرون پر پریشانی مقبل وفادار غلام
صاحبقران عالیوقار بارہ ہزار تیراندازون کو ساتھ لیے ہوے پشت پر صاحبقران کے لڑتے ہوے
چلے آتے ہین جب ان لوگون نے تیراندازی کی ہزار دو ہزار واصل جہنم ہوے صاحبقران لڑتے لڑتے
بسبب ضعف و نقاہت کے سائے مین ایک نخل کے ٹھہر گئے فرمایا خواجہ اشقر لاؤ اب بسبب ضعف کے
میرا قدم نہین اُٹھتا بلوہ ساحرون کا بہت ہی یہ تو بخوبی یقین ہوا کہ کرب جا کر طلسم پر غالب آیا تمنے جو بیان کیا
تھا کہ ہمنے روانہ کر دیا ہی خدا نے اسکو مظفر و منصور کیا اگر اُسنے شیشہ نہین توڑا تو مجھکو اسم اعظم کیونکر یاد آیا
یہ تو یقین ہی کہ چل چکے ہونگے کرب ایسا سعادتمند ہی کہ وہ رکا نہ ہوگا منزلین طی کرتا ہوا آتا ہوگا مگر ابھی وہ
نہین پہونچے لاکھون ساحرون کا بلوہ ہی مجھسے ضعف سے نہین چلا جاتا ہاتھ پانون مین رعشہ ہی دیوانہ بن
قندس نے اُسی جنگ مین مرکب لا کر پہونچایا صاحبقران پشت اشقر پر سوار ہوے کچھ فواکہات وغیرہ

عمرو نے بہت کیے چھاگل سے جام آب دیا امیر نوش فرما کر پڑھے ساحر سحر کر رہے ہین دم نہین لینے دیتے اگر دس مارے گئے تو بیس آکر موجود ہو گئے صاحبقران نے بلوہ ساحرون کا دیکھکر دست دعا بلند کیے لگا اُٹھے نظم

تا ابد یارب ز تو من لطفها دارم امید
بیوفائی کردہ ام از تو وفا دارم امید
نا امیدم از خود و از جملۂ خلق جہان
زانکہ من از رحمت بی منتہا دارم امید
ہم تو دیدی من جفا کردم تو پوشیدی ز لطف
بہر ہر ذرہ ز تو فضل خدا دارم امید
روشنی چشم من از گریہ کم شد ای حبیب
بعد ازین گشتن از و من لطفها دارم امید

از تو گر امید برم از کجا دارم امید
ہم فقیرم ہم غریبم بیکس و بیمار و زار
از ہمہ نومیدم اما از تو بسیارم امید
ہر کسی امید دارد از خدا و جز خدا
ہم تو میدانی کہ از تو من چہا دارم امید
ہم بدم بد گفتہ ام بد ماندہ ام بد کردہ ام
این زمان از خاک کوہت تو بیا دارم امید

از ستم عمر کسی چون دشمنان دشمن مگیر
یک قدح زان شربت دار الشفا دارم امید
منتہای کار تو دانم کہ آمد زین سبب
لیک عمری شد کہ از تو میدارا دارم امید
ذرہ ذرہ چون خلا گرداندم خاک لحد
با وجود این خطاها من عطا دارم امید
محی میگوید کہ خون من حبیب من بریخت

صاحبقران کا بیتاب ہو کر یہ دعا کرنا تھا کہ تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا لقدرت سبحان لم یزل و عز برے بدل از پردہ بیابان گردے برخاست شعر از دامن دشت کوہ و ہنگ گردے برخاست تو تیا رنگ ٭ از دامن دشت آن غبارے ٭ رخسارہ نمود شہر یارے ٭ سب نے دیکھا کہ قبہ دین ستون اسلام کرب نوجوان سلاح طلسمی زیب جسم ایک بادشاہ عالیجاہ تخت پر لباس زمردنگار زیب جسم ملک اخضر سبز پوش اسم پشت پر ساٹھ ہزار سوار و پیدل دس ہزار ساحر حربہ ہاے سحر ہاتھ مین لیے ہوے تخت کو گھیرے ہوے گئی سی چمک اِمال طلسمی کا لدا ہوا اندلس صبا رفتار عیار کرب نامدار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے سواروی کرتے ہوے آتے ہین جڑھکر عیارون نے خبر دی کہ جلد آپ کو پہونچایے ہر چند کہ صاحبقران کو اسم اعظم یاد آیا مگر ساحرون کا بڑا بلوہ ہی زخمی ہو رہے ہین کرب نے گھوڑا بڑھا کر وہین سے نعرہ کیا نعرہ کرب کرب پر حرب نامور نامدار ٭ لطف کردہ شاہ دلدل سوار ٭ اخضر نے عرض ہی کی حضور تامل کرین مین ساحرونکو دیکھ لونگا کرب کو کب تاب تھی گھوڑا اُڑا کر صف کفار پر جا پڑے حربہ کل گلے مین ہی اسوجہ سے کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے ملک اخضر تاج کو کج کرکے تخت سے کودا دس ہزار ساحرون کو آواز دی ہان یارو حربہ ہاے سحر چلین ہمارے آقا کے آقاے نامدار پر بلوہ ہی دل کو اُنکے آگاہی تھی راہ مین کسی مقام پر مقام نہین کیا ہر منزل مین یہی فرماتے تھے کہ یار و رات کو بھی نہ اُترو چلے ہی چلو وہ فرمانا اُنکا درست ہوا شکر ہی کہ وقت پر پہونچے یہ کہکر اخضر نے گولہ مارا دس ہزار سحر برابر سے چلے اخضر کے سحر آئے تو مشعلہ ڈالدیا آگ کو بجھایا پانی کو خشک کیا کئی ہزار آتشین اُڑکے مرے آتشبار جادوگری سے طرف اخضر کے پلٹا قریب آکر ہاتھ تیغہ سحر کا مارا اخضر بادشاہ طلسم مینو سواد صدہا طرح کے سحر یاد بلا تکلف آتشبار کی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا غصہ مین ایک طمانچہ مارا کہ سر اُس خود سر کا اُڑ گیا آب بی آب بار جادوگر تو کالا او بے آبرو اپنے نزدیک تو نے بڑا کام کیا کہ دریاے سحر بنایا یہ دریا وہی ہی کہ ایک سحر مین ہزار دریا خشک کردیا آبیار نے بڑھکر اخضر پر کئی سحر کیے اخضر نے بہ آسانی اُن سحرونکو دفع کیا اسنے گولہ مارا اخضر نے ایک دھنک دی وہ گولہ اُلٹا پلٹ کر سینے پر آبیار کے پڑا پشت کو توڑکر پار گذرا اندھیرا ہو گیا صدا مین ہیبت ناک آئین افسران نامی کے مرنے کی آواز جو سالوس نے سنی گھبرا گیا تیز رفتار برابر پایۂ تخت کے ہی کہا ای تیز رفتار انسال تقدیرین سب ٹھنی ہین تقدیر پلٹے جاتی ہی تدبیر مسلمانون کی بن پڑی ہی اب قدرت کیا کرین بڑے

بڑے نامی گرامی ساحر مارے گئے آج تو ساحرون کا خاتمہ ہو گیا اب قدرت کیا تقدیر کرین تیز رفتار نے کہا
اب سوائے تقدیر برگزیدہ کے اور کوئی چارہ نہین جو جو صلاح کی وہ سب بیکار ہوئی مسلمانون کے مکر کو دیکھیے کہ طلسم
کو جا کر فتح کیا وہان جا کر اسم اعظم کو چھڑایا عقل نہین کام کرتی کہ صحرائے خارستان کیونکر طے کیا ایک ہفتے مین
گئے طلسم فتح کرکے آ پہونچے شریک جنگ ہوے یہ جو بڑھا ساحر تھا چار لڑ رہا ہی غلام نے دریافت کیا یہ بادشاہ
سابق طلسم مینو سواد ہی اژدر ان اژدر سر اسکا وزیر اعظم تھا اُسنے نمک حرامی کرکے اسکو قید کیا طلسم کشا نے جا کر
اسکو رہا کیا طلسم پر خوب لڑائیان ہوئین اب پلٹ چلیے دربند چہارم و پنجم و ششم و ہفتم باقی ہی سب سے زیادہ
یہ گمان ہی کہ حجون جادو جسنے یہ صلاح کرکے دربند درست کرائے اُنکے دربند پر معرکہ عظیم پڑیگا اتنے عرصے مین
کرب داخضر نے فوج کفار کو درہم و برہم کر دیا عمرو نے ہر چند کد و کاوش کی کہ اگر تیز رفتار آئے تو اُس سے
مقابلہ کرون مگر تیز رفتار اپنے مقام سے نہ ٹلا مقابلے مین عمرو کے نہ آیا جب ساحر ہزارہا مارے گئے میدان
مین لاشون کا کھیت ہوا سالوس نے طبل امان بجوایا جب طبل بازگشت پر چوب پڑی کرب نے آکر امیر
کی قدمبوسی کی خزر سکل نذر گذرانی ملک اخضر کو پیش کیا صاحبقران نے ملک اخضر کو بہت بھاری خلعت
دیا سب سردارون سے ملے صاحبقران نے فرمایا ای کرب نامدار بڑا کار نمایان تمھاری ذات سے سرزد
ہوا اب تم اپنے کو خدمت مین بادشاہ کے پہونچاؤ اس طلسم کے تم فتاح تھے اس وجہ سے قید ہو کر آگئے
بادشاہ کو انتشار ہوگا کہ کرب غازی واسطے شکار کے گئے تھے واپس نہ آئے ملک اخضر کو طرف طلسم کے
رخصت کرو ملک اخضر نے تو بڑہ پھیلا دیے نہایت عجز کیا کہ حضور سے اتنے بڑے ساحر سے مقابلہ ہی غلام
اگر یہان رہیگا بہت کام آئیگا صاحبقران نے قبول نہ فرمایا بہت خلعت و انعام دیکر ملک اخضر کو روانہ
کیا صاحبقران داخل بارگاہ ہوے کرب نامدار بھی رخصت ہو کر طرف غروب یہ باختر کے گئے ملک
اخضر جب رخصت ہوا کسی طرح صاحبقران نے اسکا ٹھہرنا گوارا نہ کیا راہ مین اپنے ساتھ والون سے کہتا
تھا کہ کیون صاحبو ایسے جلیل بھی کسی کی نگاہ سے گذرے ہین کہ اتنے بڑے ساحر سے مقابلہ مجھ ایسا غلام
ہو چکا اور رہنا میرا قبول نہ فرمایا اور ابھی صاحبقران کو بڑے بڑے کام درپیش ہین چار دربند قلعہ سالوس
پر ہے اور اُس سے کہ جسنے دعوی خدائی کیا ہو نہین معلوم کیا کیا عجائب و غرائب اُسنے قبضے مین کیے ہین
سب نے کہا حقیقت مین صاحبقران اپنے پروردگار پر تکیہ رکھتے ہین اتنی بڑی لڑائی کس آسانی سے
فتح ہوئی مگر مسلمان بھی بہت قتل ہوے خداوند نے اپنے مقام سے جنبش نہ کی دربند والے بھی آئے تھے مقابلہ کرنے کو
اخضر نے کہا آتشبار دآببار کو مین نے مارا بڑے ساحران زبردست تھے انکا مثل نہ تھا اگر وہ خود مقابلے کو
آتا نہین معلوم کیا ہنگامہ برپا ہوتا آمد کرب نامدار کو دیکھکر ڈر گیا یہ ذکر کرتے ہوے خوشی خوشی آکر داخل قلعہ
مینو سواد ہوے خوشی سے رہنے لگے مگر اخضر نے کہا صاحبقران کو بعد قتل سالوس مقابلہ طلسم نور افشان
منظور ہی ہر کارے مقرر کردو کہ جب صاحبقران طلسم نور افشان پہ جائین اُسوقت ہمکو خبر ملے تو ہم بھی جا کر
شرکت کرین اخبار نویس نے اُسی وقت سے بڑے بڑے ساحران نامی و گرامی مقرر کیے کہ ذکر اسکا وقت پر
لکھا جائیگا مگر سالوس بعد پلٹنے کے مقام پر نمکپاش کے آیا کہا ای خیر خواہ دولت قدرت کا ٹھہرنا یہان پر
مناسب نہین قدرت اپنے قلعے پر جائینگے تمکو مناسب ہی اپنے دربند کا خیال رکھنا نمکپاش نے کہا مین نے
بڑے بڑے انتظام کیے ہین آج بھی غلام نے سب تماشا دیکھا یہ نہین ہوسکا کہ مین بھی جنگ مین شریک ہوتا

مجھے اپنے دربند سے کام ہے اسی کی حفاظت مین میرا نام ہے رات ہی کو سالوس روسیاہ طرف اپنے قلعے کے بھاگا صبح کو صاحبقران دربار مین آکر بیٹھے خواجہ عمرو و مہتر قران و برق و جملہ عیاران نامی حاضر خدمت ہوئے امیر نے خوشی مین فرمایا میری منزل کھولی ہوئی مین نے یہ چاہا تھا کہ اپنے کو بتعجیل طلسم نور افشان مین پہونچاؤن کوکب کی رہائی کی تدبیر کرون نہین معلوم کہ اُسپر کیا گذری افسوس اسماعیل قید ہو جائے اب جلد یہان فکر کرو کہ سالوس سے مہلت پاؤن مین مصروف کار اصلی ہون مین نے گیا قصد کیا تھا کہ ابلیس سے مقابلہ کرون سالوس سے یہ جھگڑا پڑا عمرو نے کہا اب مین فکر مین جاتا ہون قران و برق نے کہا استاد ہم بھی ساتھ چلین عمرو نے کہا مین کسی کو اپنے ساتھ نہین لیجاتا نہ کوئی صاحب ارادہ کرین قران و برق الگ ہوئے خواجہ بلہ و تنہا صورت تبدیل کر کے طرف دربند نمکپاش کے چلے مگر ملکہ یاسمن گلگون پوش اپنے باغ مین بیٹھی ہین یہ بھی خبر انکو ملی کہ لشکر خداوند سالوس برائے مقابلہ صاحبقران گیا ہے ملکہ یاسمن گھبرا گئین کنیزون سے کہا خبر لاؤ اول کنیزون نے یہ سب خبرین پہونچائین کہ اسم اعظم صاحبقران بند ہوا حرز ہیکل کوئی مانگ لیگیا اُس شب کو ملکہ کی بیقراری شب بھر نیند نہ آئی تڑپ تڑپ کے رات کاٹی صبح کو اور پریشانی سنی کہ اب لشکر صاحبقران پر خداوند کا بلوہ ہے آٹھوین دن انتشار مین بیٹھی ہین کنیزین سمجھاتی ہین ملکہ فرماتی ہین نہین معلوم خواجہ عمرو پر کیا گذری تم سمجھوٗن سے خبرین مفصل پہونچائین جب صاحبقران پر اتنا بڑا انتشار ہو گا عمرو کیا کر رہا ہو گا ہم پہ تو یہ مصیبتین گذر رہی ہین کون زندگی کی صورت ہے اپنے حال پرملال پر بڑی حیرت ہے نظم

وہ پھر کے آپ تو آتا اگر جواب نہ تھا
ہجوم غم شب فرقت مین سد راہ نہ تھا
جو راہ میکدہ زاہد ہمین بتا دیتا
سنبھالتا مجھے ایسا یہ انقلاب نہ تھا
دیے ہین غم ہمین کتنے وہ یاد کیون رکھے
کہ صبح ہو گئی تھی اور آفتاب نہ تھا
اُسی سے آنکھ لڑائے برے تماشائی
دیے تھے ہمنے دل اتنے کہ کچھ حساب نہ تھا
اُٹھا دیا جو خرابا تیون نے محفل سے
ابھی تو پرسش اعمال بھی حساب نہ تھا
نگاہ یار ہی پہچاننا تو مشکل ہے

پیام بر تھا الٰہی ہر اسباب نہ تھا
رقیب فاتحہ آکر پڑھے غضب آیا
گناہ بھی ٹھہرتا اگر ثواب نہ تھا
بتون کے عشق مین دونون جہان کا نقصان ہوا
ہمارے داغ تھے پوسونگے یہ حساب نہ تھا
اُٹھا کے رنج بچارا یہ کوے یار مین دل
ادھر تو حشر مین بھی روئے آفتاب نہ تھا
تمھارے حسن کا شوخی نے پردہ فاش کیا
خدا نخواستہ مین تارک ثواب نہ تھا
ہماری آنکھون پہ بھی باندھی نہ تھی پٹی
جلال لطف سے خالی کبھی عتاب نہ تھا

ارادہ کرتے تو جان حزین نکل جاتی
لحد مین ہمپر ابھی تک تو کچھ عذاب نہ تھا
گرا مین کوچہ جانان مین سر کے بل چلکر
کسی سے ایک خدائی کو اجتناب نہ تھا
یہ کم ہوا تھا سیاہی مین شام فرقت کی
بہشت مین تو ابھی کوئی عذاب نہ تھا
تمھارے تیر وکے پیکان تو جگر مین لگی
یہ رنگ چھپنے ہی والا تہ نقاب نہ تھا
گناہ ہوئے جو کچھ اگیا مین روز حساب
اگر تمھین کو دم قتل کچھ حجاب نہ تھا
یہ اشعار عبرت آثار حسرت انگیز

درد آمیز پڑھکر خوب روئی کنیزون سے عرض کی واری غنچہ دہن خبر کوئی ہے یہ بھی خبر سُنی کہ خواجہ نے دو عیار یہان کہین کہ ساحر نام سے خواجہ کے کانپتے ہین ملکہ نے کہا خدا اُنکی جان ساحرون سے بچائے سب اُنکی جان کے دشمن ہین اُسی شخص کا کام تھا کہ از کاشمیر تا کاشغر غلغلہ آباد و زبر جد نگار و فرعون تک ہنگامے ڈالدیے لاکھون ساحر مارے انھین کے ڈر سے ممشمنش دریائے قلزم مین جا کر چھپا مگر وہان بھی آبرو نہ بچی دریا مین گھسکر اُسکو مارا اس ملک پر خدا اُسکی جان و آبرو بچائے دو دن اسی تردد مین ملکہ نے کاٹے کہ یکایک نقارے کی آواز کان مین آئی کنیزون سے کہا ارے خبر تو لو یہ نوبت نقارے آمد خداوند کے نشان

ہین اتنا تو ثابت ہو کہ کیونکر تشریف لائے لئی کنیزین دوڑی ہوئی گئین تھوڑی دیر مین ہانپتی ہوئی آئین عرض کی
واری مبارک ہو قدرت شکست کھا کر آئے ہین مین نے تیز رفتار سے پوچھا اُسنے جلدی مین اتنا کہا کہ
ایسی لڑائی پڑی کہ چار سو افسران نامی مارے گئے فوج کا کیا شمار طلسم مینو سواد فتح ہوا وہان کا بھی بادشاہ
اکر برا صاحبقران کے سپہ سالار ہین کرب نامدار اُنھین نے جا کر طلسم فتح کیا بی بی مین چلا گئے نہین کچھ
کہہ سکتی قدرت دربند نمکپاش سے بھاگ کر آئے ہین اب دربندون کی تدبیرین ہو رہی ہین کہ چارون دربند
پر ایسی سختی ہو کہ مسلمان یہان کے قلعے تک نہ آسکین اب یہ تدبیرین ہونگی آپ تو جان بچا کر بھاگ آئے
ملکہ کا خوشی سے رنگ سرخ ہوگیا کہا خداے نادیدہ کا بڑا فضل ہوا یہ بڑی قیامت کی لشکر کشی تھی ساحرون
کی سرکشی تھی اور واری مین نے سُنا کہ اہل اسلام نے بڑے صدمے اُٹھائے مگر انجام بخیر ہوا کہ فتح پائی
ساحرون نے شکست کھائی واری تعجب کی بات ہے کہ چار سو افسر مارے گئے اب نمکپاش جادو کے
دربند پر بڑے ہنگامے ہین راستہ بند کیا ہی ملکہ نے دیکھکر آواز دی کہ مین براے ملاقات خواجہ عمرو جاتی
ہون اگر ملاقات ہو جائے تو مبارکباد دون کہون کہ خواجہ بڑی فتح پائی سالوس ہی لگے گیا تھا کہ دربند
نمکپاش پر بڑا مزا ہوگا ایک ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یاران برقبار کو بڑا دعوی تھا ہاتھ سے صاحبقران
کے واصل جہنم ہوے کنیزین بھی خوشیان کر رہی ہین خوشی مین ملکہ نے اپنے کو خوب آراستہ کیا دریاے جواہر
مین غوطہ مارا پھولون کا زیور بھی زیب جسم کیا پر پرواز پیدا کر کے سحر کرتی ہوئی جاتی ہین جدھر سے نکل جاتی
ہین اگر شجر کے سائے مین آگئین تو شجر نے شاخون سے ہاتھ پھیلا دیے کہ یہ محبوب چند ساعت میرے
سائے مین ٹھہرے جب سائے سے نکل جاتی ہین پتون سے کفِ افسوس ملتا ہی کہ ایسی گلعذار میرے سائے
سے نکل گئی پھولون کا زیور جو زیب جسم ہی عندلیبان خوشنوا پہلوے گل سے کنارہ کرلی ہین جانتی ہین کہ
اس گلبدن کے گرد پھرین عشق گل مین کیا مزا ہی گوش گل مشہور ہی مگر ہماری فریاد نہین سنتے یہ دیکھنے کے لائق ہین
گل سے عذار چہرہ پُر بہار سرو قد غنچہ دہن سیمبر رشک قمر ایسی معشوق مرغوب پر کیون نہ جان دین ہمنے
عشق گل چھوڑا اس رشک چمن کا ساتھ دیا ملکہ آتے آتے ستارہ بنی ہوئی جاتی ہی دربند نمکپاش پر دیکھا
مسند پر نمکپاش بیٹھا ہی کئی سو ساحر گرد ہین صلاح گرفتاری عمرو ہو رہی ہی ملکہ تو ایک پہاڑ پر جا کر ٹھہری
ہی یہی خیال ہی کہ آج فتح ہوئی ہی خواجہ لشکر مین انتظام کر رہے ہونگے شاید ادھر سے نکلینگے تو بلا لون گی
آرزو ہی کہ اگر اُنکو پاؤن تو ایک غزل مبارکباد کی گوا کر اُنکے سلون ہارے کیا آواز ہی گانے مین عجب سوز و
گداز ہی خداے گانے مین تاثیر عطا کی ہی طائر مست ہوتے ہین آہوان صحرا کر چھالین بھرتے ہوے آتے ہین
شیر کچھار سے نکل پڑتے ہین اور ایک لطف ہوتا ہی کہ پہلوے باز مین عصفور پہلوے شیر مین آہو ایسے مبہوت
ہوتے ہین کہ یہ جانور گرد پھیرا کرتے ہین باز شکار سے باز آتا ہی شیر دھڑوے مار کر گھبراتا ہی بس سوچ مین
وہ گلبدن زیر نخل بیٹھی ہی وہ بہار اُسوقت رشک وہ ہزار چمن ہی وہ نخل نخل وادی ایمن ہی لیکن نمکپاش
مجمع ساحران مین یہی صلاح کر رہا ہی کہ صاحبو اب تو مشہور ہوگیا کہ عمرو نے دلیس بنکر سب راز و نیاز
دریافت کیے کرب کو واسطے فتاحی طلسم مینو سواد کے بھیجا سارے فساد عمرو ہی کی ذات سے ہین اگر
عمرو گرفتار ہو اور مار ڈالا جائے حمزہ سے کسی مقدمے مین کچھ نہ بن پڑیگا ساحرون نے کہا ہم جائین عمرو
کو ڈھونڈھ کر پکڑ لائین نمکپاش نے کہا تم سے کسی سے نہ بن پڑیگا مین خود ہی جاتا ہون یہ کہکے اٹھا اسباب سحر

تمام جسم پر آراستہ کیا سب کو نہین چھوڑ کر پر پرواز پیدا کیے اُڑتا ہوا لشکر اسلام مین آیا اُسوقت عمرو خدمت مین صاحبقران کی ہی تلاش مین نمکپاش کی عمرو گیا تھا راہ سے پلٹ آیا صاحبقران کی بارگاہ مین گیا صاحبقران نے بھی اس جنگ مین بہت زخم کھائے تھے بعد ایک ہفتے کے خاصہ کھایا زخمون پر پٹیان مرہم سلیمانی کی چڑھین امیر چھپر کھٹ پر آکے لیٹے ہین خواجہ عمرو واسطے عیادت کے آئے امیر سے باتین ہونے لگین اُسوقت صاحبقران کو ناموس کا خیال آیا فرمایا کہ خواجہ عرصہ دراز ہوا خبر نہین معلوم شاہزادیون کا کیا رنگ ہی عمرو نے کہا نامہ تو آیا تھا ملکہ مہر گوہر تاجدار نے کس ذوق و شوق سے آپ کو لکھا تھا کہ اگر جہاد سے مہلت ہو تو دو چار دن کو یہان تشریف لایے دور افتادہ ہجران دیدہ آفت کشیدہ آپ کے اشتیاق مین تڑپتے ہین امیر نے فرمایا خواجہ کیا لکھون اگر کوئی جاتا تو اتنا لکھ بھیجتا

بیت قاصد اسی ہی پیغام ہمارا کہنا ⁂ اے بت وعدہ فراموش ترا کیا کہنا ⁂ خواجہ آج آٹھ دن کے بعد کھانا کھایا ہے گین کھنچ رہی ہین زخمون مین درد ہی اگر تمھارے خلاف نہو دو چار اشعار پڑھو مگر اپنے طریقے مین عمرو نے یہ اشعار عاشقانہ بنا بنے صاحبقران زمان کے اپنے الحان مین گانا شروع کیے نظم

چال سے توڑا گلوں کی ڈالیاں ہو جائینگی
ہیرے ہودے کی عجب مالیاں ہو جائینگی
آئی ورزش یاد جب آئیگی یہ رونگا ہنر
جال دیوار صنم کی جالیاں ہو جائینگی

ان گلوں کی اے کمر پامالیاں ہو جائینگی
سخت ہی مجکو کہو گے اختلا گا تم اگر
ہیرے اشکوں سے زمین مین نالیاں ہو جائینگی
یہ مثل مشہور ہی دیوانہ را ہوی بس است

سنکے جیوا ئیگا الکدن زیور گوش صنم
مصر کی ڈلیاں تمھاری گالیاں ہو جائینگی
طائر دل روزن دیوار مین ہو گا اسیر
جھکیاں اے لو مجھکو تالیاں ہو جائینگی

صاحبقران ان اشعارون کو سنکر آبدیدہ ہوے فرمایا اب تو خواجہ دو چار روز تامل کرو اب راستہ لیونگا کھلیگا ہماری تو یہ رائے ہی کہ زخم صحت پائین تو اشقر پر سوار ہو کر اسم اعظم پڑھتے ہوے چلین ہر در بند پر لڑائی پڑے یونہین لڑتے ہوے تا بہ قلعہ سالوس پہونچین یہ تو مکار نے بڑا مکر کیا کہ راستہ بالکل بند کر دیا عمرو یہ کہکر اُٹھا کہ کوتوالی چبوترے پر جاکر بندوبست کرون کئی دن سے سب معاملہ خراب پڑا ہوا ہی جہان مین ذرا غافل ہوا چورون کی خوب بن پڑتی ہی سنا ہی کہ صدہا جیب کٹ گئین کئی نقبین تاجرون کے یہان دی گئین صبح کو وہ روتے پیٹتے ہوے آئے یہان سے دو کوس پر ایک گاؤن ہی وہان جاکر مین نے چورون کو گرفتار کیا مال سب اُنکے گھرون سے نکلا چورون کو قید خانے بھجدیا مگر اور ابھی دس پانچ چور باقی ہین صاحبقران نے تو آرام فرمایا خواجہ عمرو بارگاہ حشامی سے نکلکر بیرون بارگاہ آئے کوتوالی چبوترے کا انتظام کیا برق سے کہا بیٹا ذرا بڑھکر در بند نمکپاش کی تو خبر لاؤ خدا کے لیے جاتے ہی عیاری نہ کر بیٹھنا برق فرنگی تڑپتا ہوا چلا مگر نمکپاش جو مالوس پلٹا جابجا ٹھہرتا ہوا جاتا ہی دل سے کہتا ہی ساتھ والون سے کیا کہونگا عمرو مجکو نہ ملا قریب اُس کوہ کے پہونچا جہان ملکہ یاسمن گلگون پوش یاد مین خواجہ کے ٹہل رہی ہین نمکپاش کی آسمان سے نگاہ پڑی دیکھا ایک نازنین مہ جبین بر سر کوہ زیر نخل ٹہل رہی ہین مگر شعلۂ جوالہ آفت کا پرکالہ سہی قد آفتاب طلعت ماہ صورت خال جو عارض انور پر خال خال ہین باعث ترقی حسن و جمال ہین صاف ثابت ہوتا ہی کہ ماہ تابان پر ستارے جڑے ہوے ہین لباس عمدہ دریاے جواہر مین غرق بدھیان پھولوں کی آڑی ترچھی پڑی ہوئی ہین صاف ظاہر ہی کہ رشک چمن معشوق گلبدن غنچہ دہن سیم تن مگر مثل آہوے وحشی ایک مقام پر قدم نہین ٹکتا نمکپاش آتا آیا جب

سامنے پہونچا تو پہچانا کہ دختر جیحون جادو ملکہ یاسمن گلگون پوش ہے جمال جہان آرا دیکھکر گیا اور
جھک جھک کے سلام کرنے لگا ملکہ نے کہا ای نمکپاش کیون گھبرائے ہوئے ہو کہان سے آتے ہو چہرہ
اداس غبار پڑا ہوا ہے بجائے تمہارے فرزند کے ہون مجھکو سلام کرتے ہو کیون ٹھنڈی سانسین بھرتے ہو نمکپاش
کے ہوش درست نہ تھے اسی جوش محبت مین ہاتھ باندھکر یہ اشعار دلفگار پڑھنے لگا بند مسدس

چند صبح آیم و از خاک درت شام روم
صد دعا گویم و آزردہ بدشنام روم
از سر راہ تو چون خاک بناکام روم
دور دور از تو من تیرہ سرانجام روم
بسر راہ تو آیم نشوی رام روم
بود ز بہرہ کہ ہمراہ تو یک گام روم
کس چرا این ہمہ سنگین دل و بدخو باشد
جان من این روشی نیست کہ نیکو باشد

از چہ با من نشوی یار چہ می پرہیزی
کیست مانع ز من زار چہ می پرہیزی
یار شو با من بیمار چہ می پرہیزی
سر حدیثی کنی اظہار چہ می پرہیزی
حرف زن ای بت خونخوار چہ می پرہیزی
بکشا لعل شکربار چہ می پرہیزی
نہ ترا گفت کہ با من ز وفا حرف مزن
چین بر ابرو زن و یکبار بما حرف مزن

در دمن کشتہ شمشیر بلا می داند
عاشقی ہمچو منت نیست خدا می داند
سوز من سوختہ داغ جفا می داند
مسکنم ساکن صحرای فنا می داند
پاکبازم ہمہ کس طور مرا می داند
ہمہ کس حال من بی سر و پا می داند
چارہ من کن و مگذار کہ بیچارہ شوم
سر خود گیرم و از کوی تو آوارہ شوم

از سر کوی تو با دیدہ تر خواہم رفت
گلہ این بار چہ ہر بار دگر خواہم رفت
چہرہ آلودہ بخون ناب جگر خواہم رفت
گر نہ رفتم ز درت شام سحر خواہم رفت
تا نظر میکنی از پیش نظر خواہم رفت
روی باز آمدنم نیست اگر خواہم رفت
از جفای تو من زار بتر رفتم رفتم
لطف کن لطف کہ این بار بسر رفتم رفتم

یہ بند جو نمکپاش نے سامنے ملکہ کے بیقرار ہو کر پڑھے ملکہ نے مسکرا کے کہا چچا جان یہ آپ کیسی باتین کرتے
ہین میرے باپ جیحون سے آپ سے کیسی ملاقات ہے اگر انکو خبر ہوگی تو وہ کیا فرمائینگے آپ کو کچھ شرم نہ آئیگی
کیا جواب دیجیے گا اپنے کو بدنام کیجیے گا دیکھیے سمجھ کر کلام کیجیے ضبط کو کام فرمائیے اپنے ہوش مین آئیے
مین ابھی جا کر ابا جان سے کہدونگی مین ان واہیات باتون کو نہین جانتی نمکپاش قدمون پر گر پڑا کبھی
ہاتھ باندھتا ہے اب تو صاف صاف کہنے لگا ای جان جہان میری جان جائیگی تمھارے کیا ہاتھ آئیگا اگر
اسوقت میرا کہنا مانو دولت دنیا سے نہال کر دونگا بھائی صاحب سے خطا معاف کرا لونگا قدرت سے کھلکر
نسبت پختہ کرا دونگا میری تمہاری شادی ہو جائیگی ملکہ فرماتی ہین بس بس ذرا سنبھلو ہوش مین آؤ دیکھو یہ
کیا واہیات باتین کرتے ہو نمکپاش نے کہا مین کیا کرون میرا دل قابو مین نہین بدون شربت وصل جان
نہ بچیگی نمکپاش نے کمرے سے ڈلائی کھولی ڈلائی بچھا کر کہا جان جہان بیٹھو تو جاؤ ملکہ یاسمن پریشان
کہ یہ کیا ہوگا یہ تو پیچھا نہین چھوڑتا جھاؤ کا کانٹا ہو کر میرے پیچھے پڑا ہے ناچار بیٹھ گئین کہا دیکھو چچا جان
ان واہیات باتون سے ہاتھ اٹھاؤ والد بہت آزردہ ہونگے اور قدرت کو ہمارے مقدمے مین کیا دخل ہے

کیا کسی کی شادی زبردستی کردینگے اکثر وزرا امرا کے پیغام آئے مگر والد نے میرے منظور نہ کیا یہی فرمایا کرتے ہین کہ اپنی بیٹی کی شادی کسی بادشاہ جلیل کے ساتھ کرونگا ساحر بھی ہو حسین و جمیل بھی ہو نمکپاش نے کہا ملکہ کیا مین بدصورت ہون سحر تو میرا قدرت خوب جانتے ہین اکثر آپ کے والد سے امتحان ہوے سحر مین زیادہ ٹھہرا خدمت مین خداوند سالوس کی کوئی میرا مقابلہ نہین کر سکتا جب ملکہ بگڑنے لگین تو نمکپاش سوچا کہ یہ آہوے وحشی سے یون رسم نہو گا کوئی سحر ایسا کردون کہ اسکا قلب اُلٹ جائے یون مطلب دل حاصل کرون میری زندگی مین تو ہوش نہ آئیگا یہ سوچ کر اب صلح کی باتین کرنے لگا کہا ای فرزند کہان سے آتی ہو اسوقت یہان ٹھہرنے کا کیا باعث ہی ملکہ نے کہا ای عم نامدار یہ سا تون دربند میرے والد کی صلاح سے بنے ہین دربند عمرو نے لڑبھڑ کر فتح کیے قدرت سے بھی لڑائی پڑی تھی قدرت نے شکست کھائی بھاگ کر اپنے قلعے پر گئے مجھکو بھی بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ عمرو کو پکڑ لاؤن اسی فکر مین لشکر عمرو مین گئی عمرو کو نہین پایا اسی فکر مین بیٹھی تھی کہ عمرو ادھر آئے تو اُسے گرفتار کرون اب مین آداب عرض کرتی ہون رخصت ہونگی نمکپاش کے دل مین تو مکر بھرا ہوا ہی کہا اچھا بی بی ذرا اور ٹھہر جاؤ اب مین نے اپنے کو سنبھال لیا قدرت کے سامنے یہ تقریب کرونگا تمھارے باپ کی خواہش سے یہ کام ہوگا ملکہ نے کہا آپ کو اختیار ہی مگر والد کو اسمین کیا دخل ہی مین تو نامنظور کرونگی مگر نمکپاش نے باتون مین لگا کے چند پھول ملکہ کو سنگھا دیے جیسے ہی بو پھولونکی اُس گلبدن کے دماغ مین پہونچی چہرہ سرخ ہوا آنکھون مین لال ڈورے وحشت کے آئینۂ رخسار پر مثل آئینہ حیرانی بصورت زلف پریشانی عرصہ دراز تک خاموش رہی نمکپاش چھیڑے جاتا ہے کہ ملکہ کچھ باتین کرو ملکہ نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا صاحب بڑے تعجب کی بات ہی سالہا سال گذرے کہ ہم تمپر مائل ہین تم کبھی ہمارے مکان پر بھی نہین آئے اتفاق سے آج ملاقات ہو گئی کیون صاحب جو ہم یہان نہ آتے تو تم سے آج بھی ملاقات نہ ہوتی نظم

جان در غمت از جہان برآمد
یک غم ز تو رائگان برآمد
دیرا کہ از و نشان برآمد
ہر طعنہ کہ از زبان برآمد
ای جان جہان کہ جان برآمد

تو جان و جہان مباش ای یک
ہم خانہ بسر کہ شد غم تو
گویی کہ اگر چہ ہست کا مم
دل خون شدہ در فراق جانان
از زبان مفردش الوری را

مقصود تو از میان برآمد
زود آکہ ز خان و مان برآمد
ناکام دل فلان برآمد
از دیدۂ این و آن برآمد
از بار جہے گران برآمد

دل در ہوست ز جان برآمد
سود یست تمام اگر دلی را
و انکس کہ فروشود نگویت
لیکن ز زبان این و نشت
تشنید ستی چنان تو آن مرد

یہ اشعار جو اُس آرام جان عاشقان نے پڑھے یاقوت لب کو جنبش ہوئی جان دینے کی کوشش ہوئی نمکپاش بلائین لینے لگا ملکہ نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کہا صاحب سنو خواہ اپنے مکان پر چلو خواہ ہمارے باغ مین چلکر صحبت آرا ہو دیکھو تو کیسا باغ آراستہ ہی غنچہ ہاے نو دمیدہ سرو لب جو تشنیدہ عندلیبان خوشنوا کی زمزمہ سرائی گلہاے رنگارنگ کی رعنائی و زیبائی زلف سنبل کا پیچ و تاب نرگس کی آنکھون کا خمار لاجواب سوسن صد زبان کی زبان درازی صبا کی اٹھکھیلیان گلون سے حیلہ سازی اُس پیڑون پر صبا کا اٹھکھیلیان کرنا بلبل کا محبت گل مین دم بھرنا قمریون کی بسر سرو لب جو کوکو فاختہ قلندر مشرب دلق خاکستری زیب جسم کی صدا حق سرہ سارا باغ پر بہار عندلیبان خوشنوا کی پکار صاحب کیفیت

حاصل ہوگی تسکین دل ہوگی ہر وقت سامان عیش و نشاط مہیا رہتا ہی عشق و محبت کا دریا بہتا ہی ساقیان سیمین ساق مطربان خوش آواز ہر وقت صداے سوز و گداز وہان آپ کو لطف اُٹھیگا یہ مقام صحرا اچھا ہی بات کرنا بھی سنگدلی سے پہاڑ ہی جہان تک نگاہ جاتی ہی تمام صحرا اُجاڑ معلوم ہوتا ہی نمکپاش نے کہا مین ابھی سامان عیش و نشاط لایا یہ کہکر پر پرواز پیدا کرکے کسی بھٹی پر گیا وہان سے دو گلابیان شراب کی کچھ کابلی شرکچھ بھلکیان کچھ پتون مین گلوریان ڈال ہونٹھ اُسین پڑی ہوئی سونٹھ لا کے وہ سب ملکہ کے سامنے رکھدیا ملکہ نے کہا واہ نمکپاش تمھاری شیرین زبانی مین نمک بھی شریک ہی کل سامان عیش و نشاط ٹھیک ہی مگر افسوس ایسی بے سامانی کا مقام ہی کہ دل پریشان ہوتا ہی ہمارے باغ مین ہوتے ساقیان گلرخسار جام بھربھر کے سامنے لاتے عاشق و معشوق لطف اُٹھاتے یہ کلمہ سنکر نمکپاش بھی گھبراگیا چہار جانب دیکھنے لگا کہ ساقی کہان سے لاؤن بہ تعجیل دو مین جام پلاؤن لطف زندگی اُٹھاؤن کہ صحرا سے ایک صدا آئی کہ دل بیقرار ہوگیا ملکہ یاسمن و نمکپاش طرف صحرا کے دیکھنے لگے گلستان صحرا مین سے ایک لڑکے کو دیکھا طفل دوازدہ سالہ چہرہ آفتاب عالمتاب انگرکھا رنگین پہنے ہوے اُسمین اطلس کی گوٹ مشروع کا پاجامہ زردوزی کا بھاری جوتا جس سے صاف یہ معلوم ہوتا ہی کہ مانجھا پہنے ہوے ہی کنگنا ہاتھ مین مثل ستارۂ سحری چمکتا ہوا ڈفلی ہاتھ مین یہ غزل بہ سوز و گداز گاتا ہوا چلا آتا ہی

غزل

پہونچ ہی جائینگے گھر مین نزار ہم بھی ہین
مثال سایۂ دیوار یار ہم بھی ہین

رقیب ہی نہین عاشق ہی یار ہم بھی ہین
تمھارے وصل کے امیدوار ہم بھی ہین

جو نامہ لے کے چلا نامہ بر تو دل نے کہا
ٹھہر کہ عازم کوے نگار ہم بھی ہین

فقط تجھی پہ نہین کوہ غم گرا اے دل
بلا نصیب شب انتظار ہم بھی ہین

ہٹا نا ہم کو نہ اے پاسبان رقیب کی طرح
پڑے ہوے پس دیوار یار ہم بھی ہین

ہے مری شمع لحد سے یہ قول شبنم کا
تمام شب ترے ساتھ اشکبار ہم بھی ہین

اگر مین آپ رقیبون کے خوف سے بے کس
تو دل کی وجہ سے بے اختیار ہم بھی ہین

نجوم سے یہ مرے داغہاے دل کا ہی قول
جو بیحساب ہو تم بے شمار ہم بھی ہین

ہدف رقیب ہی تیر مژہ سے اُنکے نہین
مثال سرمۂ دنبالہ دار ہم بھی ہین

جو اُس نے میرے دل مضطرب پہ رکھا ہاتھ
صدا جگر نے یہ دی بیقرار ہم بھی ہین

بروز حشر جو میخوار ہم سے کھنچتے جائین
تو پارسا یہ کہین بادہ خوار ہم بھی ہین

نہ بوسہ مانگیے محفل مین آبرو اُن سے
کہینگے غیر کہ امیدوار ہم بھی ہین

ملکہ یاسمن گلگون پوش نے کہا اے نمکپاش بڑے خوش نصیب ہو دیکھو گویا آتا ہی نمکپاش نے کہا مین لایا یہ کہکر تڑپ کے گرا پنجہ کمر مین دیکر اُٹھا لایا لاکے بٹھا دیا لڑکے کی جو آنکھ کھلی دیکھا ایک نازنین مہ جبین اور ایک ساحر زبردست دونون بیٹھے ہین اسباب عیش و نشاط رکھا ہی گھبرا کے رونے لگا کہا صاحب مجھے یہان کیون اُٹھا لائے یہ وقت میرے چار پیسے حاصل کرنیکا ہی آپ کھوتے ہین یہان مجھے کیون لائے اس وقت بھٹی پر جاتا ہون وہان والے سب شراب پلاتے ہین ایک ایک پیسہ سب

دیتے ہین باپ کو مجھے برسے گر پڑا گھر کی روٹی میرے سر ہی چپکہ لگ گئے چاہئین بیٹے کا یہ حال ہی کہ جب
پیسے لے لیتا ہی تب جنبش دیتا ہی کیونکر بسر اوقات ہو نمکپاش نے جیب سے دو روپیہ نکالکر پھینکے اور کہا میان
تمھارے والد کا کیا نام ہی کہا حضور باپ کا نام تان رسخان سارے شہر مین جنکے شہرے ہین ماں نے
سمجھا دیا ہی کہ بیٹا چار پیسے پیدا کر کے لاؤ تمھاری شادی ہو جب تک دلھن کا دودھ نہ پیو گے تیار نہو گے
نانی اماں بوڑھی ہو گئی ہین مگر اب بھی چار آشنا گھڑے رہتے ہین کسی سے انکار نہین کرتین اب بھی دو پیسے
روز کی مسی لگاتی ہین اسی پر دانت ہی کہ کوئی نوجوان آئے میرے دام مین پھنسے اسکو جلاؤن منھ پھیر کے
لیٹون وہ منت کرے خوشامد کرے مین اس بات کو نہ مانون یہ سب باتین میرے گھر مین رہتی ہین اماں جان
ابھی نوجوان ہین وہ نہین کسی سے بولتین جو کسی نے کہا بھی تو انھون نے کہدیا کہ میرے سر مین درد ہی
دیکھو لو رنگ زرد ہی نانی صاحب کی وجہ سے بڑی چہل پہل رہتی ہی ان باتون پر دونون عاشق و معشوق
خوب ہنسے ملکہ نے کہا صاحب یہ گویے کا لڑکا تو بالکل بیوقوف ہی نانی انکی بڑی فیاض ہی اب بھی
انکے آشنا آتے ہین نمکپاش نے کہا صاحبزادے کوئی غزل گاؤ لڑکے نے کہا صاحب مین بغیر
لیے نہین گاتا اور یہ جو چینی کے ٹکڑے آپ نے دیے میری ماں نے مجھکو سمجھا دیا ہی یہ مین نہ لونگا مجھے
پیسہ دیجیے میرا گانا بہت قیمتی ہی جب ایک پیسہ لیتا ہون تو ایک چیز گاتا ہون نمکپاش نے کہا
پیسے کہاں سے لاؤن لڑکا اٹھا کہ صاحب مین نہ گاؤنگا امی جان نے منع کر دیا ہی نمکپاش ناچار
ہو کر اٹھا ایک روپیہ بھنا لایا جیسے ہی پیسہ پھینکا اب تو لڑکا شگفتہ ہو گیا گنگنا کے ڈفلی کو بجا کے
کس خوش الحانی سے یہ غزل گائی

نظم

گلی کش عوض آب نشوید ز اشک
خاکم از نقش کف پای تو گلپوش مباد
غیر گردیده به بیدار تو محرم دارد
صرف پیرایۂ آن گردن و آن گوش مباد
رہرو بادیۂ شوق سبکسار انست
جوشد از پردہ دگر خون سیاوش مباد

نیم از زمزمہ یاد تو خاموش مباد
محرم جلوۂ آن صبح بناگوش مباد
وعدہ گر دیدہ وفا طرہ پریشانی را
فارغ از اندہ محرومی آغوش مباد
ہر کرا رخت نمازی نبود از نم مے
بار سر نیز درین مرحلہ بر دوش مباد
ہمہ گر میوۂ فردوس بخوانت باشد

غیر مثال تو نقش ورق ہوش مباد
ہوس چادر گل گر نہ خاکم باشد
یارب امشب بدرازی خجل از دوش مباد
گہری کش نظر از ہمت پاکان نبود
جای در حلقۂ زندان قدح نوش مباد
مفتیان بادہ عزیزست عزیز بخاک
غالب آن ابنۂ بنگالہ فراموش مباد

ملکہ یاسمن گلگون پوش و نمکپاش تڑپ گئے اب نمکپاش نے ہر بات پر پیسہ پھینکنا شروع کیا
لڑکا پیسہ لیتا ہی ٹوپی بھاری سر سے اتاری کچھ اسمین رکھتا ہی کچھ نیفے مین کچھ انگرکھے کے دامن مین باندھتا
جاتا ہی گلابی کھینچکر اپنے آگے رکھ لی کہا مین بھی شراب پیون آپ کو بھی پلاؤن دونون عاشق و معشوق
بہت خوش ہین لڑکے نے شراب کو الٹ پلٹ کیا جام لبریز کر کے چند اشعار مضمون شراب کے پڑھے
نمکپاش مسرور ہو رہا تھا لڑکے نے جام بھرا جیسے ہی سامنے نمکپاش کے لایا نمکپاش نے
ہاتھ بڑھا دیا جام ہاتھ مین لیا چاہا منھ سے لگاؤن بازو پر پتلہ سنہرا بندھا ہوا ہی پتلے نے سر ہلایا نمکپاش
دیکھنے لگا پتلہ مثل برق کے تڑپا مثل انسان کے آواز دی ای نمکپاش خبردار شراب نہ پینا نمکپاش
نے شراب نہ پی نگاہ قہر برق پر ڈالی رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا برق نے دیکھا غضب ہوا کہ رنگ و
روغن چہرے کا اڑ گیا چاہا تلوار کھینچکر چاہے دون نمکپاش نے ایک دوہتھڑ مارا برق منھ کے بل زمین پر گرا

زمین نے پانوں تھام لیے ملکہ نے گھبرا کر کہا ارے صاحب یہ کون ہی نمکپاش نے کہا یہ شاگرد رشید عمرو ہی
میرے قتل کرنے کو آیا تھا یاسمن کوسنے لگی کہ اس نگوڑے موے مونڈی کاٹے کو سامری جمشید غارت
کرین نگوڑا میرے وارث کو قتل کرنے آیا تھا ابھی کہ قتل کرون نمکپاش نے کہا اسکو گرفتار کر کے سامنے قدرت
کے لیجاؤنگا اسکی بڑی تلاش ہی قدرت بہت خوش ہونگے عمرو نے بڑے بڑے کام کیے سنتا ہون یہ بھی
شریک رہا اسنے بڑے بڑے کام کیے شاگردان عمرو مین برق مشہور ہی اگر یہ قتل ہوا عمرو کا زور نصف
رہجائیگا دیکھو ظالم کس طریقے سے بھولا بنکر آیا کوئی اسکو پہچان سکتا تھا جسدن سے مین دربند پر آیا مین نے
یہ انتظام کر دیا کہ کوئی مجھکو زہر شکمی نہ کھلا پلا سکے جیسے ہی مین نے جام ہاتھ مین لیا پتلا سامری کا انجام
سمجھ گیا پہلے اسنے سر ہلایا مین سمجھ گیا کہ کچھ فتور ہی اسنے صاف صاف کہدیا کہ شراب نہ پینا مگر جی مین کہتا
ہی کہ اے نمکپاش وصل مین عرصہ ہوا اس ظالم نے عیاری کر کے جھگڑا ڈالدیا لاؤ اسکو قتل کر ڈالون یہ
کہکے تلوار کھینچکر اٹھا یاسمن نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ہان ہان صاحب یہ کیا اپنے ہاتھ سے کیون قتل کرتے ہو
تمنے تو کہا تھا کہ خداوند کے سامنے لیجا کر قتل کیا جائیگا نمکپاش نے کہا صاحب ہمارے تمھارے
مطلب مین دیر ہوتی ہی ایسا مقام سناٹے کا کہان ملیگا یاسمن نے کہا اگر یہ منظور ہی تو نگوڑے کو جلد
قتل کرو نمکپاش تلوار لیکر اٹھا اسوقت برق کا تڑپنا پھڑکنا کہ اے برق یہ کیا جانتا تھا کہ اس بلا مین
پھنس جاؤنگا دیکھیے اب جان کیونکر بچتی ہی اور بڑی حیرانی یہ ہی کہ یہ معشوقہ استاد نمکپاش سے اسقدر
راضی ہی کہ ٹکی پڑتی ہی خود خواہش کرتی ہی یہ کیا معمہ ہی سمجھا کہ شاید نمکپاش نے کوئی سحر کر دیا کہ یہ حسین
اسکے دام مکر مین پھنسی ہی نمکپاش چاہتا ہی کہ اٹھکر قتل کرون کہ دیکھا سامنے سے تیز رفتار عیار خداوند
جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی تیز رفتار کو دیکھکر نمکپاش نے آواز دی اے پیک طرار و اے شاطر قدرت کہان
آتے ہو کہان جاؤگے تیز رفتار جست کر کے بالاے کوہ آیا نمکپاش کو جھک کر سلام کیا برق
کو دیکھکر نہال ہوگیا کہا اے شاہنشاہ ساحران یہ بھوریا آکر کیونکر پھنسا آج تو آپ نے لشکر اسلام کا خاتمہ
کر دیا اسکا کوئی مثل لشکر عمرو مین نہین ہی برق عیار اسکا نام ہی عمرو کا قوت بازو زینت پہلو آپ نے
بڑا کام کیا کیا بنکر آیا تھا نمکپاش نے کہا گویے کا لڑکا بنا ہوا تھا وہ کمبخت نے غزلین گائین کہ دل
بیقرار کر دیا اسکو کوئی نہ پہچان سکتا میرے سحر نے مجھکو خبر دی تب مین نے پہچانا مین نے تدبیر کرلی تھی
کہ کوئی مجھکو بیہوشی نہ پلا سکے جب تو مین نے اسکو پکڑ لیا ورنہ اسنے مار لیا ہوتا تیز رفتار نے ایک لات ماری
برق منھ کے بل گرا کہا کہ او پاجی ہمارے شاہنشاہ کو مارنے آیا تھا برق لات کھا کے تڑپ گیا
تیز رفتار نے کہا حضور عمرو کی نے نوازی مشہور ہی آج حضور کو نئے طور سے نے سناؤن یہ کہکے کمر سے نے نکالی
نمکپاش سے آنکھ ملا کے نے بجانے لگا یہ غزل نئے طور سے گائی

غزل

لی مرغ جان نے تن سے نکل کر چمن کی راہ　　بھولے گا کیا غریب مسافر وطن کی راہ
چھنتا ہی حسن جسم صنم پیرہن کی راہ　　مہتابی چھوٹتی ہی ہر اک موے تن کی راہ
روکونگا جان بیکسی مین اس تیغزن کی راہ　　رکھتا ہی جو زمین پہ قدم بانکپن کی راہ
دل پر ہوا اشرفی کی طرح نقش پا کا نقش　　بیٹھے تمھارا اسکے چلو کر چلن کی راہ
بھولی جو یاد لب تو بندھا زلف کا خیال　　لی خضر دل نے غلک مین سے ختن کی راہ

آگے مرے دھری ہین شب بھر گلابیان / دیکھا کیے مین ساقی پیمان شکن کی راہ
وہ گل سوار ہو کے گیا ہی ادھر سے کیا / پھولون مین ہو بسی ہوئی سارے چمن کی راہ
اللہ رے عداوت صیاد و پہر جفا / کرتا ہی بند موسم گل مین چمن کی راہ
ای باغبان مین آؤن گا دیوار پھاند کر / پچھتائے گا جو بند کرے گا چمن کی راہ
مجھ ناتوان کو رخنۂ دیوار ہے بہت / صیاد بند کرتا ہی ناحق چمن کی راہ
مرنے کے بعد بھی ہین وہی بیقراریان / دل کی تڑپ کو دیکھیے چاک کفن کی راہ
سوفار کی روش سے جو منھ ہی کھلا ہوا / نکلی ہے جان عاشق بیکس دہن کی راہ
صیاد بکتا ہی بلبل کا واسطہ / کر مخلصی کی کوئی اسیر چمن کی راہ
مدت سے ڈوب مرنے کی ہی اس کنوئین مین چاہ / ملتی نہین ہی یوسف دل کو ذقن کی راہ
بعد فنا مقیم سرائے لحد ہین ہم / مرتے ہی ہمنے ڈھونڈھ نکالی وطن کی راہ
دربان روکتا ہی تو روکا کرے ہمین / پیدا کرینگے اور ترے انجمن کی راہ
ای نور خادمون سے نجف مین کہونگا مین / بتلا دے کوئی روضۂ شاہ زمن کی راہ

گلوری سے ہر مرتبہ دھوان نکلتا ہی کئی مرتبہ نمکپاش نے کہا ای عیار کامل و اکمل یہ ڈبے سے دھوان کیسا نکلتا ہی تیز رفتار نے کہا آپ خوب جانتے ہین آتشخو شعلہ مزاج ہون میرے دل سے دھوان نکلتا ہی اسکا خیال نہ فرمایئے گانا سنیے اسقدر ڈبے سے بیہوشی اڑائی چونکہ مقام کھلا ہوا ہی بلندی پر بیٹھے ہین اس وجہ سے عرصۂ دراز مین تاثیر ہوئی بیٹھے بیٹھے نمکپاش گھبرایا کہا ای تیز رفتار آج تو ایسے تم گائے ہو کہ دیکھو پونے دو سو خداوند آگئے خداوند سالوس بھی آگئے دیکھیے جھوم رہے ہین محفل مین آنیکا ارادہ ہی خداوند سالوس کو تو ضرور یاد ہی تیز رفتار نے کہا بلایئے نمکپاش نے سر اٹھا کر دیکھا آواز دی یا خداوند آئیے میرے وصل مین دیر ہوئی ہی تیز رفتار نے کہا اٹھکر بلایئے وصل نصیب نہوگا بدنصیب ہو موت کے قریب ہو نمکپاش ہاتھ ہلاتا ہوا اٹھا منھ کے بل گرا تیز رفتار نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو کزان استاد عیاران عالم + سراپا دانش و عقل مجسم + بباغ دین و مکرش آبیاری جہان سرہنگ در خنجر گذاری + بہر کشور بلائے جان کفار + عمرو آن شاہ عیاران عیار + چونکہ معشوق کو اس سے باتین کرتے دیکھا عمرو جل گیا ہی لپٹ کر خنجر مارا نمکپاش کا سر اڑ گیا ملکہ یاسمن بیہوش ہوگئی برق کلاہ نمکپاش کی لیکر بھاگا لیکن عمرو اپنے ہوش مین نہ تھا ملکہ کا سر اپنے زانو پر رکھا دل سے کہتا ہی اگر ہوشیار ہو کر ایسے ہی کلمات کرے تو ابھی سر کاٹ لون اس ہرجائی کو ابھی قتل کرون کہ ملکہ کی آنکھ کھلی سر زانو پر عمرو کے دیکھا ملکہ عمرو سے لپٹکر رونے لگی کہا خواجہ بڑا کمال کیا میری آبرو بچالی مین خاص آپ کی تلاش مین نکلی تھی اس پہاڑ پر آکر ٹھہری یہ بچیا آکر مجھپر عاشق ہوا مین نے کلمات سخت لیے اس ظالم نے دھوکا دیکر سحر کر دیا میر القلب الٹ گیا خواجہ حقیقت یہ ہی کہ برق بھی وقت پر پہونچا مگر آپ کو کیونکر احوال معلوم ہوا برق نے ایسا رنگ جمایا تھا کہ اگر سالوس ہوتا نہ پہچان سکتا مگر اسکے سحر نے اسکو خبر دی برق پکڑ گیا مین تو اپنے ہوش مین تھی مگر خواجہ تمکو کیونکر خبر ہوئی عمرو نے کہا مین نے نخلستان کی آڑ سے دیکھا کہ تم نمکپاش سے باتین کر رہی ہو برق زمین پر تڑپ رہا ہی اسوقت

غصے مین ہوش درست نہ تھے جلدی مین تیز رفتار کی صورت بنکر چلا آیا اُسی سے باتون مین پوچھ لیا کہ اصلی
کچھ کھلا پلا نہین سکتا تب مین نے نی سے بیہوشی اُڑائی نئے طور سے ملعون کو مارا اگر مین جاکر لشکر کو لاؤن دیوار
آہن گر گئی ہوگی عرصہ دراز تک پہاڑ پر صحبت رہی ملکہ کو فراق ناگوار تمہارا روانی ہوئی رخصت ہوئین خواجہ
طرف لشکر کے چلے مگر دربند ہمکلپاش پر یہ معرکہ گذرا کہ کئی سو ساحر جمع تھے انتظار ہمکلپاش کر رہے تھے
ہمکلپاش جب یہان مارا گیا ایک آندھی سیاہ چلی مکان گرا دیوار آہن اڑا اگر گری کئی سو ساحر مرے
انکے مرنے کی صدا بلند ہوئی اوباش جادو برادر ہمکلپاش دربند ہم بلا جاکر اپنے مقام پر بیٹھا ہی
کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے کافرون نے کافر کو بد دعا دی قطعہ

ای فخر بہا نبانی و فاسا قطاز و
کوہر بہن داری و راسا قطاز و
روزان و شبان زحق تعالی خواہم
مرکب وحدت خدا و باسا قطاز و

شہر یاری عمر کو تا وہ ہو حال بھی تباہ ہو اس وقت غلام واسطے خبر گئے دربند ہمکلپاش ہر گئے تھے
وہ یہ کہکر نکلے کہ مین عمرو کو پکڑنے جاتا ہون یکایک آندھی سیاہ چلی دیوار آہن گری قصر انکا بنا یا ہوا گرا
نہین معلوم ہمکلپاش کہان مارے گئے ہاے بھائی لکھا اوباش اُٹھا روتا ہوا مقام دربند پر آیا وہان
سناٹا پایا دیکھا دیوار آہن گر گئی تمام مکان اُنکے بنائے ہوئے گرے پڑے ہین وہان سے روتا ہوا
چلا پہاڑ پر نگاہ پڑی دیکھا لاشۂ ہمکلپاش پڑا ہی رو رو کر لاش کو اُٹھایا اپنے مقام پر آیا ارتھی بنائی لاش
کو جلایا اپنے مقام پر بیٹھا ہی مگر یہان عمرو نے آکر صاحبقران کو خبر دی صاحبقران نے اسی وقت
لشکر تیار کیا یہان اوباش بیٹھا دیکھ رہا ہی کہ طبل سکندر پر چوب پڑی لشکر صاحبقران بڑے کروفر
سے آیا اُسی صحرا مین صاحبقران آکر فروکش ہوے اب اوباش گھبرایا ایک عرضی سالوس کو لکھی
کہ یا خداوند جو تھا دربند برباد ہوا کسی نے پہاڑ پر ہمکلپاش کو مارا ہمکلپاش کے مرنے سے مزا زندگی
کا نہ رہا کچھ تدبیر فرمائیے سالوس نے جو اس عرضی کو پڑھا غصے مین کانپنے لگا کہا لو یارو ہمکلپاش
بھی مارا گیا اتفاق سے جیحون جادو واسطے سجدے کے آیا تھا یہ بھی بیٹھا ہی ہمکلپاش کے مرنے
کی خبر سنکر جوش مین آیا کہا یا خداوند نہین معلوم یہ بڑے بڑے ساحر کیا کرتے ہین جو ہاتھ سے عیارون کے
مارے جاتے ہین خبر جسوقت میرے دربند پر آئینگے مزا اٹھائینگے اب تو قدرت میان اوباش کے
لیے کچھ تدبیر کرین سالوس نے کہا مین تقدیر پر رکھا کہ اوباش کے ہاتھ سے سب مسلمان مارے
جائینگے ای شاطر قدرت تم براے حفاظت اوباش جاؤ جاکر تدبیر کرو ای تیز رفتار قدرت تقدیر ین
مضبوط کرینگے تم جاکر عمرو کو پکڑلاؤ اوباش کے حوالے کرو قدرت یہان سے سلطان ساحران
کو روانہ کرتے ہین یعنی معمور جادو کہ وہ جاکر قیامتین برپا کریگا یہ کہکر سالوس خود اٹھا قصر یزدان
مین آیا پکار کر آواز دی ای معمور جادو تجھکو قدرت نے سلطان ساحران قرار دیا جلد حاضر ہو
سب نے دیکھا پہلوے قصر یزدان سے ایک ساحر دیو خصال عفریت مثال ہیئت اژدر رنج کا
قد و قامت دیو ہی کہ قالب انسان مین سمایا ہوا ہی کالی کالی صورت آسیب سیتلا کے داغ بڑے
چھتے کی چھتی ہوتی ہی تقدیر بدصورتی تہ اسکے رولی ہی ابرو خنجر ظلم و بدعت آنکھین جام منیانہ
حسرت وہین غار و قاحت گلو صراحی مینا ئہ جہالت شانے درخت کے ٹھنے سینہ کچھوا کا چبوترہ
دونون پاؤن ستون قصر ظلمات سیاہی بھی ظلمات کی چہرے کی سیاہی سے بال سر کے ریشۂ برگ

مقہور بارگاہ رب صمد جھومتا ہوا سامنے سالوس کے آیا قدمون کو بوسہ دیا ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا کہا
یا خداوند کیا ہوا جو آج غلام کو طلب فرمایا مین نے سنا بڑے بڑے ہنگامے بڑے مسلمان جا بجا لڑے سنا
بڑے بڑے ساحر مارے گئے بڑے تلاطم ہوئے سالوس نے کہا اے معمور جادو چار دربند ویران ہوئے
قدرت نے سد باب مسلمانان کیا تھا اب دربند اوباش پر مقابلہ ہی تم وہان جاؤ جاکر اوباش کی شرکت
کرو اسم اعظم حمزہ بند کردو اگر بن پڑے کسی تدبیر سے حرز ہیکل بے لو عمرو کو گرفتار کرو سب طرح پر اوباش
کی مدد کرنا واجب ولازم ہی اسکا جوان بھائی مارا گیا مین نے خلعت ماتم پرسے کا بھیجدیا معمور نے کہا
یا خداوند یہ سب باتین کتنی بڑی بات ہی جاتے ہی عمرو کو پکڑ لاؤن حمزہ کا اسم اعظم بند کرون حرز ہیکل بھی
چھین لون ایک سحر مین لشکر حمزہ کو تباہ کردون عمرو کو جاتے ہی اسیر کرکے اوباش کے حوالے کردون
یہ کہکے پر پرواز پیدا کرکے اڑا طرف دربند اوباش کے روانہ ہوا اوباش جادو غم مین اپنے بھائی کے
بیٹھا ہی ساحر جمع ہین کہ رہا ہی کہ لو یارو لشکر مسلمانان اس دربند کی سرحد مین آگیا آج ہی سحر کرکے ہٹا دونگا
مگر حمزہ مالک اسم اعظم ہی سحر تاثیر نہ کریگا مجھکو نفرت ہوگی پھر کیا صورت ہوگی یہ ذکر تھا کہ برق آسمان
پر چمکی دیکھا سب نے ایک ساحر دیو خصال جھومتا ہوا آیا اوباش کو نامہ سالوس کا دیا اوباش نے
نامہ پڑھا یہی مضمون لکھا تھا کہ اے اوباش نہ گھبرانا نگہبان قصر یزدان کو تمھارے لیے بھیجا ہی اسکی
کسی بات مین دخل نہ دینا یہ لڑائی فتح کردیگا لاشہ ہاے مسلمانان سے جنگل بھر دیگا اوباش نے کہا آپکو
اختیار ہی معمور نے کہا مین ابھی جاتا ہون عمرو کو گرفتار کرکے لاتا ہون یہ کہکے سحر سے صورت اپنی بدلی
ایک گنوار کی شکل بنکر طرف لشکر اسلام کے چلا اسوقت خواجہ عمرو کنارے لشکر اسلام کے کھڑے ہین
انتظام لشکر کر رہے ہین یہ بھی انتشار ہی کہ چوریان بہت ہوئی ہین چورون کی بھی تاک کر رہے ہین سامنے
سے دیکھا ایک گنوار آتا ہی مگر لشکر کو بغور دیکھتا ہوا آتا ہی خواجہ نے بھی نگاہ ڈالی مگر دزدیدہ نگاہ سے
دیکھ رہے ہین دیکھنے والا جانے ادھر نہین دیکھتے خواجہ ایک سپاہی کی شکل بنے کھڑے ہین کہ معمور جادو
قریب خواجہ کے آیا مثل گنوارون کے سلام کیا خواجہ نے اُسی کے طور سے جواب دیا یہ بھی ملحوظ رہے
کہ معمور جب اوباش سے رخصت ہوا تو اپنے ہاتھ سے ایک گلدستہ سحر کا بنا کر رکھ آیا تھا جب عمرو سے
صاحب سلامت ہوئی معمور نے کہا میان سپاہی صاحب یہ کسکا لشکر ہی آج ہم بھی اپنے گانون سے
نکل آئے ہمارے گانون مین آج بازار ہوتی ہی خیال مین آیا جاکر اس لشکر کی سیر کرآئین مگر جسدن سے
لشکر آیا ہمارے گانون والون نے بڑا نفع پایا جو مال بنیے لیکر آتے ہین بک جاتا ہی ہمارے گانونکے قریب
صحرا ہے خطا ہی جو بکوا دو تو ہم دو چار نامے وہان سے لائین یقین ہی بڑے نفع اُٹھائین عمرو نے کہا
ضرور لانا اسطرح سیدھی سیدھی باتین معمور خواجہ سے کیا کیا آخر باتین کرتے کرتے پوچھ ہی بیٹھا کہ عمرو عیار
کہان ہی عمرو نے کہا تمھین عمرو سے کیا کام ہی گنوار نے کہا مین نے سنا ہی کہ وہ منظور دگا صاحبقران
ہین انسے اسوقت ملاقات کرتے جو شئی لاتے وہ صاحبقران تک پہونچا دیتے اُنسے بھی ملاقات
کررکھین عمرو کو پہلو ملا یہ تو دل مین سمجھ گیا ہی کہ یہ کوئی عیار یا ساحر ہی میری تلاش مین آیا ہی یہ زندہ بچکر
نہ جانے پائے کہا چلو ہم خواجہ عمرو سے ملاقات کرادین بھنگیڑن کی دکان پر بیٹھے ہین یہ وقت اُنکے
وہین تشریف رکھنے کا ہی بڑی مہربانی فرماتے ہین مجھ حقیر کے مکان پر آتے ہین معمور جادو ساتھ چلا

عمرو باتین کرتا ہوا ایسے جاتا ہی کوئی پہلو ایسا نہین پاتا کہ جہان اسکو قتل کرے برق فرنگی ایک گوشے
سے دیکھ رہا ہی کہ اُستاد کسی سے باتین کرتے ہوے جاتے ہین جھپٹ کر پشت پر آیا ایک بغل کی آنکڑ کے
حلقہ کمند کا مارا معمور پلٹا برق نے جھٹکا مارا وہ منہ کے بھل گرا برق نے حباب مار کے خنجر مار دیا
عمرو ہان ہان کرکے دوڑا ارے یہ تو نے کیا کیا مگر مرتے ہی اُسکے اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نامن
معمور جادو بود عمرو حیران ہو گیا برق کو ملتفت کہا ارے یہ تو نے کیا حرکت کی برق نے کہا کہ یہ تو مین
آپ کے تیور سے پہچان گیا کہ آپ اسکی تاک مین ہین یہ بھی سمجھتا تھا کہ آپ کا پنجہ اسپر قابض نہین ہوتا
تا کہ لشکر اسلام مین ہلڑ ہوا یہ خبر سنکے صاحبقران دوڑتے ہوے آئے دیکھا ایک جادوگر کا لاشہ پڑا ہی اور
ہزارون آدمی جمع ہین خواجہ اُسکے کپڑے اُتار رہے ہین برق سے فرماتے ہین آپ نہ ہاتھ لگائیے
برق کہتا ہی استاد آپ کو مشقت پڑتی ہی مین اسکے کپڑے اُتار دون خواجہ ہاتھ نہین لگانے دیتے
استاد شاگرد مین لڑائی ہو رہی ہی کہ صاحبقران نے پوچھا خواجہ یہ کیا ہوا عمرو نے کہا دربندہ او باش
سے تدبیر شروع ہو گئی یہ جادوگر آیا تھا یقین تو یہ ہی کہ میری فکر مین بھیجا گیا ہو مین یہ بھی حال دریافت
کر لونگا اب مرنے پر اسکی صورت بھی بدلی اصلی صورت ظاہر ہوئی خواجہ نے صاحبقران سے سب
حال بیان کیا اور کہا اے شہریار میان برق کو منع کر دیجیے انکے مزاج مین بڑی تیزی ہو گئی ہی اور اپنے
نام کی یہ پیروی کرتے ہین مین بارہا انکو منع کر چکا ہون ایک روز یہ میرے ہاتھ سے ذلیل ہونگے
صاحبقران نے فرمایا خواجہ اُسنے کیا بُرا کیا دشمن کو جھٹ پٹ مارا عمرو نے کہا آپ بھی اُسکے
مزاج سے موافقت کرتے ہین میرے معاملے مین دخل نہ دیا کرین امیر نے فرمایا بھئی برق تم الگ
عیاری کیا کرو برق نے کہا بہت خوب اب ایسا ہی ہوگا عمرو نے اُسی وقت رنگ و روغن عیاری
کا لگایا معمور کی صورت بنکر تیار ہوے طرف دربندہ او باش کے چلے یہان او باش جادو بیٹھا
ہی لیکایک گلدستہ بنایا ہوا معمور کا جلا او باش نے سر پیٹ لیا کہا لو یار غضب ہوا کسی نے معمور
کو قتل کیا تیز رفتار نے کہا نہ قتل ہوتا تعجب ہی ناواقف لشکر مسلمانان مین گئے تلاش کرنا عمرو ایسے
ظالم کا مثل ناواقف کسی سے پوچھا ہوگا عمرو نے گردن لی قتل کر ڈالا اب مین جاتا ہون او باش
نے ایک باغ بنایا ہی یہی گویا سد باب کیا ہی جو اس راہ سے گذریگا گلہاے زنگار رنگ و شگوفہاے
بوقلمون آراستہ کیے ہین جو کوئی اُنکے سامنے سے گذریگا اُنسے صدا پیدا ہوگی کہ فلان شخص جاتا ہی
تیز رفتار او باش سے کہکر اُترا کوس بھر راستہ طے کیا تھا کہ دیکھتا ہی سامنے سے میان معمور چلے
آتے ہین تیز رفتار دل مین اپنے خوش ہوا آنکھین بھی دیکھکر پہچانا وہان گلدستے کا جلنا بھی دیکھ آیا
تھا جھک کر سلام کیا خواجہ نے جو تیور تیز رفتار کے دیکھے بُرے پائے گئے چوکنا ہو رہا ہی کبھی ادہر
دیکھتا ہی کبھی ذہن مین یہ سوچتا ہی کہ ساربان زادہ ہوشیار نہ ہو جائے فوراً نکل جائیگا خواجہ بھی کسی قدر
ہوشیار ہو رہے ہین تیز رفتار باتین کرتا ہوا چلا اب راہ مین عجب طور سے باتین ہوتی ہوئی آتی ہین خواجہ
تو اس فکر مین ہین کہ ذرا بھی غافل ہو تو حلقہ ہاے کمند مار دون اور تیز رفتار بھی اسی فکر مین ہی تیز رفتار نے
پوچھا کہ اے شہنشاہ ساحران عمرو ملا یا نہین عمرو نے کہا مہتر صاحب عمرو کا ملنا بہت دشوار ہی عمرو
ہر وقت چست و چالاک عیاری مین بیباک ہی گئی سی پلک بچے شاگرد وہ بھی جابجا پھرتے ہین ذرا سی کوئی

بات گذری وہ خبر بتلا دیتے ہین کہ اس وضع کا ایک شخص ابھی داخل ہوا یہ باتین کرتے کرتے تیز رفتار نے
کہا وہ دیکھیے قصر مین سامنے سب ساحر بیٹھے ہین جیسے ہی عمرو نے منھ پھیرا تیز رفتار نے حلقہ ہاے کمند
مارے خواجہ کی گردن و کمر مین پڑے چاہا جھٹکا مارون عمرو نے جست کی حلقہ ہاے کمند سے الگ جا گرا
تیز رفتار کے منھ سے یہ بھی نکل گیا کہ او ساربان زادے اب کہان جائیگا عمرو نے کہا او بچہ مین پہلے ہی سمجھ گیا
تھا کہ تو مجھکو پہچان گیا دونون سے تیغچہ چلنے لگا نہ خواجہ چوٹ کھاتے ہین نہ تیز رفتار مگر او باش اپنے
مقام پر بیٹھے بیٹھے گھبرایا ساتھ والون سے کہا یارو ایک اُفتاد ابھی پڑ چکی ہی کہ معمور ایسا ساحر مارا گیا
ایسا نہو کہ تیز رفتار بھی مارا جائے یا گرفتار ہو مین ذرا خبر لون یہ کہکے اُڑتا ہوا چلا صحرا مین پہونچا تھا کہ کچھ
کان مین آواز آئی سر جھکا کر دیکھا خواجہ عمرو و تیز رفتار آپس مین جنگ کر رہے ہین او باش نے وہین سے
چند دانے ماش کے مارے کہ خواجہ لڑکھڑا کر گرے آواز دی مہتر صاحب مشکین اس ساربان زادے کی
باندھ لو تیز رفتار نے خواجہ کی مشکین باندھ لین او باش بھی زمین پر آیا اب کشان کشان خواجہ کو لیچلے
تیز رفتار تو کہتا ہی کہ خدمت خداوند مین لیجانا چاہیے او باش کہتا ہی مین خود صاحب اختیار ہون علاوہ
ازین معمور ایسا ساحر مارا گیا اُسکے معاوضہ خون مین اسکو قتل کرنا چاہیے برق گوشے سے یہ سب معاملہ
دیکھ رہا ہی اور دیکھا اسنے کہ استاد پکڑے گئے ایک ساحر اور ایک عیار چلا آتا ہی سوچتا ہی کس صورت پر جاؤ
تیز رفتار کی پشت پر اُستاد کا لشتارہ بندھا ہی او باش نے کہا مہتر صاحب ہمارے مقام پر چلو
تیز رفتار نے کہا مین نہ جاؤنگا آج مدت کے بعد اس ظالم کو پایا خدمت مین خداوند کی لیجاؤنگا یہ کہکے
صحرا کیطرف چلا ہر چند او باش نے کہا تیز رفتار نے نہ مانا او باش اپنے دربند کیطرف روانہ ہوا
جب برق نے دیکھا او باش چلا گیا بہ تعجیل رنگ و روغن عیاری کا لگا کر او باش کی شکل بنکر تیار ہوا
تیز رفتار ایک نخل کے سائے مین جا کر ٹھہرا خواجہ منت و خوشامد کر رہے ہین فرماتے ہین اے تیز رفتار
تجھ ایسا عیار میری نگاہ سے نہین گذرا مین تیرا شاگرد ہوتا ہون مجھے چھوڑ دے تیز رفتار کہتا ہی او
ساربان زادے تو نے مہتر زود رفت کو مارا بازو میرا ٹوٹ گیا مین تجھے زندہ چھوڑونگا یہ تیز رفتار
نے دیکھا میان او باش آتے ہین مگر آنکھین ملتے ہوے جس سے ثابت ہوتا ہی کہ آنکھون مین خاک پڑگئی
تیز رفتار دیکھتے ہی کھٹک گیا برق قریب آیا کہا اے تیز رفتار مین نہین جانے دونگا لشتارہ ہمارے
مقام پر لیچلو وہان چلکر قتل کرین ہمرے جاؤ ایسا نہو راہ مین کوئی اُفتاد پڑے اور یہ مکار و غدار چھوٹ
جائے تو مجھکو بڑا قلق ہوگا مین اسکے گرفتار ہونے کو مہم عظیم جانتا ہون تیز رفتار نے دیکھا کہ او باش
آمادہ ہی کہ فساد کرون لشتارہ نہ لیجانے دون اسنے لشتارہ تختۂ سنگ پر رکھدیا اور کہا اے او باش الگ
رہو مین لشتارہ نہ دونگا خداوند اسکے متلاشی ہین جس روز سے دربند بنے اور لڑائیان دربندون پر ہین
ساحران نامی قتل ہوے قدرت کا یہی قول ہی کہ جسطرح بنے عمرو کو گرفتار کرکے میرے پاس لاؤ
مین نے بڑے بڑے صدمے اُٹھائے ہین میرے مقدمے مین تقدیر قدرت نے مضبوط کی تھی اب مین
اسکو سامنے قدرت کے جا کر قتل کرونگا برق نے دیکھا کہ یہ خوشی سے لشتارہ نہ دیگا یہ بھی تنہا ہی مین بھی
اکیلا ہون یہ سوچ کر باتین کرتے کرتے کہا دیکھو صحرا سے کون آتا ہی جیسے ہی تیز رفتار پلٹا برق نے
حلقہ ہاے کمند مار دیئے تیز رفتار نے سبک ہو کر جست کی حلقہ ہاے کمند سے نکل گیا خواجہ مہر نشم

اشارہ کرتے ہین کہ بیٹا برق کیا کہنا میرے حلقہ ہائے کمند کاٹ دے برق جھپٹ جھپٹ کے لڑ رہا ہی بجلی
چمک رہی ہی دونون عیار طرار فرار برق نے لڑتے لڑتے ایک مقام پر بیٹھکر پالٹ کا ہاتھ مارا تیز رفتار
جست کرکے پیچھے ہٹا برق نے لپک کر نیمچہ عمرو پر مارا حلقہ ہائے کمند کٹے خواجہ لوٹ مار کر سیدھے ہوے
اب تیز رفتار نے دیکھا یہ دونون مجھکو پکڑ لینگے طرف صحرا کے بھاگا عمرو نے حقۂ آتشبازی مارا تیز رفتار
کے منھ پر پڑا اسکا منھ جھلسنا بال وغیرہ بھی جلے جسم پر آبلے پڑ گئے مگر صحراے خارستان مین بھاگ کر نکل
گیا خواجہ و برق پلٹے عمرو نے کہا ای برق اگر تیری خوشی ہو تو دربند اوباش پر چلو بڑی کیفیت ہو جائے
مین تجھکو اپنی صورت بناؤن اور مین بشکل تیز رفتار بنکر پشتارہ باندھکرے چلون وہان چلکر عیاری کرون
اگر خدا چاہے تو دربند فتح ہو جائے اور خالی نہ بیٹھین برق نے کہا بسم اللہ خواجہ نے برق کو اپنی شکل
بنایا اور آپ بشکل تیز رفتار نے پشتارہ پشت پر لیکر چلے یہان اوباش اپنے تخت پر بیٹھا ہی ساحرون سے
ذکر کر رہا ہی یار واسوقت تیز رفتار نے سراسر خلاف کیا پشتارہ لے گیا ایسا نہو کہ راہ مین کوئی افتاد پڑے
یہ ذکر تھا کہ صحراے گرد اڑی دیکھا تیز رفتار پشتارہ بدوش آتا ہی مگر گھبرایا ہوا غبار چہرے پر کپڑے پھٹے
ہوے اور بہت جلدی جلدی آتا ہی اپنے ساتھ والون سے اوباش نے کہا دیکھو میان تیز رفتار پٹے
معلوم ہوتا ہی راہ مین شاگردان عمرو ملگئے اب ادھر بھاگ کر آیا ہی کہ تیز رفتار بالاے قصر پہونچا اوباش
نے کہا ای تیز رفتار خیر تو ہی آخر ہمارا ہی کہنا ہوا کچھ افتاد پڑی کیون پٹے ہمنے پہلے ہی کہا تھا خواجہ
نے کہا آپ نے حقیقت مین سچ کہا تھا مین کوس بھر پہونچا تھا مجھکو معلوم ہوا کئی سو شاگردان عمرو صحرا
مین مخفی بیٹھے ہین مجھکو عقل سے دریافت ہوا مین پلٹ پڑا اب یہ منظور ہی کہ جلسہ آراستہ کرو بیٹھکر خوشی کرین
ناچین گائین شراب پیین عمرو کے گوشت کے کباب لگاکر کھائین قلب کو خنکی حاصل ہو تسکین دل ہو سر
اسکا کاٹ کر خدمت مین خداوند کی لیجائین اوباش نے کہا جو تمھاری خوشی مہتر صاحب تم تو زبان قدرت
ہو جو قدرت فرماتے ہین آپ اس بات مین دخل دے سکتے ہین تمھاری صلاح پر احکام خداوندی جاری
ہوتے ہین جسطرح تمھاری مرضی ہو وہ کرو تیز رفتار نے کہا جلسہ آراستہ کرو بیٹھکر شراب پیین گائین اسی
خوشی مین اس ساربان زادے کو قتل کرین اوباش نے کہا تمھارا گھر ہی خادمون کو آواز دی شراب و کباب
لاؤ مہتر صاحب کا حکم پورا کرو عمرو نے کہا شراب میخانے سے مین خود لاؤنگا یہ کہکر میخانے مین گھس گئے
شراب کو خراب کیا بیہوشی ملائی کئی سو کنٹر الماس نگار اسمین مئے ارغوانی بھر کے کشتی مین لگاکر صحبت مین لائے
ساقی بچے کشتیان کباب کی لیکر حاضر ہوے بلکہ اوباش کہ رہا ہی کس سلیقے سے مہتر صاحب نے
شراب لاکر رکھی ہی اگر زاہد صد سالہ ہو رال ٹپک پڑے خواہش ہو پیین جس رنگ کی گلابی ہی اسی رنگ
کی شراب سے اسے مملو کیا ہی تیز رفتار نے کہا ای اوباش شاید تم لوگ یہ سمجھے ہو کہ جو کچھ عمرو کو آتا
ہی مین ان کمالات سے عاجز ہون مین نے کبھی علم موسیقی پر توجہ نہین کی اس ہفتے مین صرف مین نے
تان تورخان کا لڑکا میرے پڑوس مین رہتا ہی شام کو چبوترے پر بیٹھکر غزلین گایا کرتا ہی سب
محلے والے جمع ہو جاتے ہین مین نے بھی دل لگاکر سنا شاید تانین بھی گلے مین اتر آئین ہون مگر قدرت
کی بھی کرامت اسمین شریک ہی مین نے ایک دن عرض کی یا خداوند مجھے گانا آجائے قدرت تو مسخرے ہین
بہت ہنسے فرمانے لگے یہ کتنی بڑی بات ہی گلے پر میرے ہاتھ رکھدیا فرمایا کہ لے مین نے تجھکو علم

موسیقی دیا رات کو گھر مین جا کر جو بیٹھا بی بی ڈھول بجا کر گا رہی تھی مین بھی اُنکے ساتھ شریک ہوا اڑکے گے سہرے خوب خوب گائے پھر سُہاگ ایسے ایسے گائے کہ سب محلے والیان تعریف کرتی تھین شیخ کلو کی بی بی بہت خوش ہوئین کہنے لگین بھیا تیز رفتار تم ایسا گاتے ہو سب عورتون کو شرمندہ کر دیا اُسدن سے فورا مجھے بھی خیال ہی آپ تو سنیے قدرت نے مسخرہ بن تو نہین کیا ہی قدرت اسقدر جھوٹ بولے کہ اب قدرت کی بات کا یقین نہین آتا مسلمانون کے بارے مین کہا گیا ہین تمھارے مین اُسکا ظہور اُلٹا ہوا فرمانے تھے مسلمان غارت ہو جائینگے چار در بند فتح ہو گئے کیسے کیسے ساحر مارے گئے کہ جنکا عدیل ممکن نہین برق فرنگی بیچارے کو ستونون سے باندھ دیا ہی کباب کھاتے جاتے ہین ہڈیان برق پر پھینک پھینک کر مارتے ہین کہ او ساربان زادے تونے مہتر زود رفت کو قتل کیا جسکا مثل ہمین ہی اب آج ہمارے ہاتھ سے کیونکر بچیگا اس عذاب الیم سے تجھکو قتل کرینگے کہ تیرے حال پر ماہیان دریا و مرغان ہوا گریہ کرین ہم کو ترس نہ آئے یہ کہکے ایک ساحر سے کہا سیدھا سیدھا ٹھیکا تو چھیڑ و دیکھو قدرت نے ہمکو علم موسیقی مرحمت فرمایا دیکھین کمال ملا یا نہین یہ کہکے یہ غزل شروع کی

غزل

ور داکہ مرا کرد غم یار پریشان
با یار سراسیمہ و بے یار پریشان
برہم زن امر باد صبا طرۂ او را
اوراق مرا این ہمہ مگذار پریشان
در سلسلۂ زلف تو ام نام نہادند
آن نیز شد از حسرت دیدار پریشان

زان گونہ کہ شد خاطر اغیار پریشان
زان روز کہ اُفتاد مرا کار بآن زلف
جمعی نتوان کرد بیکبار پریشان
کردیم بہ افسانۂ و افسون دل خود جمع
آشفتہ سیہ روز گرفتار پریشان
واقف چہ دہیم شرح پریشانی خود را

رحم است بران عاشق بیچارہ کہ باشد
او ضایع شد آشفتہ و اطوار پریشان
ای زلف تو شیرازۂ جمعیت دلہا
تا مہر تو سازیم دگر بار پریشان
من بودم و یک خاطر جمعی زد و عالم
واللہ پریشانم و بسیار پریشان

اس دھوم سے اس غزل کو خواجہ نے گایا او باش پھڑک گیا مثل مرغ بسمل تڑپتا تھا کل اہالیان محفل تعریفین کر رہے تھے کسی کی زبان سے صدائے آہ کوئی واہ کہتا تھا عمرو نے اسی غزل کو کئی طرح سے گایا لفظ پریشانی پر بال اپنے کھولدیے سامنے وہی باغ ہی عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائیان کر رہے ہین سنبل پر پیچ و تاب جو سامنے ہی اُسکو بھی خواجہ بتاتے جاتے ہین ایک لفظ پریشانی کو ہزار طرح بتایا او باش کہتا ہی ای تیز رفتار حقیقت مین قدرت نے تمکو یہ علم مرحمت فرمایا ہی عمرو نے اُسی خوشی مین جام شراب لبریز کیا پہلے او باش ہی کو دیا جیسے ہی او باش نے جام ہاتھ مین لیا پتلا صورت سامری کا جو بازو پر بندھا ہی معلوم ہوا اس سر سے آگاہ ہوا سر ہلایا او باش اس جوش مین تھا کچھ خیال نہ کیا چاہا جام لبون سے لگاؤن جب تو اُس پتلے نے آواز دی ای او باش کیا کرتا ہی جام شراب نہ پینا اسنے گھبرا کر منھ پھیرا عمرو برابر ایک جادوگر کے بیٹھا ہی اُسکو خنجر مارا وہ گرا اندھیرا ہو گیا عمرو دھم سے کوٹھے پر سے پھاندا اُسی اندھیرے مین نکل گیا برق نے آواز دی استاد مین رہا جاتا ہون ہاے مجھے چھوڑ چلے او باش نے اُٹھکر ایک طمانچہ مارا برق نے کہا بھلا حرامزادے تجھسے سمجھونگا او باش جھلا کر اُٹھا کہا یارو جہان جائیگا وہین جا کر لاؤ اُنکا ای مغموم جادو جا کر برق کو قید کر جب تک مابدولت آتے ہین یہ کہکے او باش تلاش مین عمرو کے چلا مغموم نے سحر کیا رنگ و روغن چہرے سے برق کے اُڑ گیا یا تو بشکل عمرو بنا تھا اب اپنی صورت پر ہوا مغموم کشان کشان لے چلا

برق رونے لگا کہا دیکھو بھائی مغموم عمرو مجھکو پھنسا کر چلا گیا مین تو سراسر بیگناہ ہون عمرو ہمارا نہ ہی اگر اُسکا کہنا نہ مانتا صاحبقران سے کہکر میری تنخواہ کٹوا لیتا ابھی دو ماہ جرمانہ مین کٹ چکا ہی اگلی مرتبہ ہلاک کراتا اس ڈر کے مارے اُسکا کہنا منظور کیا اگر یہ صورت نہ بنتا میرے لیے خرابی تھی کیون ای شہنشاہ ساحران اب جان کیونکر بچی مغموم خدمتگارون مین نوکر ہی اسکو جو شہنشاہ ساحران کہا چھوٹ گیا کہا ای برق بڑے رتبہ شناس ہو میرا املاک و مال چھوٹا سحر بھی مجھکو خوب آتا ہی یہان آکر خدمتگار و نہین نوکر ہوا کیا کرون اوقات بسر کرتا ہون برق نے کہا میرے پاس کچھ روپیہ ہی ایک ساحر کو قتل کیا تھا اُسکی کلاہ مین کچھ لال لال لگا تھا مینے وہ نگینے بھی نوچ لیے وہ بھی دیکھو ایک صراف کو دکھائے تھے وہ پانچ سو روپیہ قیمت دیتا تھا مغموم نے کہا ای برق صراف جواہر کی قیمت کیا جانے جوہری کو دکھانا چاہیے مین دیکھون قیمت تمکو بتلا دونگا برق نے کہا کنارے چلیے مین سب چیزین دکھا دون اگر میری سفارش کر کے جان بچا لو تو خداوند سالوس کو سجدہ کرون عمرو کو گرفتار کر کے لا دونگا حمزہ کا سر کاٹ لاؤنگا ایک دن مین لڑائی فتح کرا دون مغموم برق کا ہاتھ پکڑے ہوے دل سے باتین کرتا ہوا ایک گوشے مین لاکر برق کو ٹھہرایا کہا ای برق لاؤ وہ نگینے دکھاؤ برق نے کہا سحر اُتارو ہاتھ قابو مین آئے علاوہ ان نگینون کے اور بہت سی چیزین میرے پاس ہین مغموم سوچا قیدی کی بات کو کون سنیگا برق کے ہاتھ پاؤن کا سحر اُتار لیا سمجھا کہ میرے سامنے سے بھاگ کر کہان جائیگا برق کے ہاتھ پاؤن مین جان آئی جیب سے ایک پڑیا نکال کر دی مغموم نے کھولکر اسکو دیکھا بڑے بڑے نگینے یاقوت احمر کے دو نگینے الماس کے مغموم نے کہا اور بھی ایسے ہین برق نے کہا ایسے تو بہت سے ہین یہ لال لال جو رکھا ہی اتنا بڑا میرے پاس ہی کہ آٹا اُس سے وزن کیا کرتا ہون مغموم نے کہا اسکا کسی سے ذکر نہ کرنا مین تمکو رہا کر دونگا اب لو اوباش فکر مین عمرو کی گیا ہی برق نے کہا آپ مجھکو جانے دیجیے مین عمرو کو فوراً پکڑ لاؤنگا میرے ہاتھ سے سارہان زادہ بچکر کہان جائیگا کئی پڑیان نکال کر دین اوباش نے کہا وہ نگینہ نکالو جس سے تم آٹا تولتے ہو برق نے ایک بڑا ڈبہ نکالا کہا لیجیے اڑھائی پاؤ کا اسمین یاقوت احمر کا نگ ہی مغموم نہال ہو گیا جی مین کہا اڑھائی پاؤ یاقوت احمر جس سے یہ ظالم آٹا وزن کرتا ہی لاکھون روپیہ کو بکیگا کہا ای برق فرنگی ہم ڈبہ کھولکے دیکھون برق نے کہا اسکو کھولیے نہین ایک بنیے نے کہا تھا کہ ہوا لگنے سے اسکا رنگ گھٹتا ہی مغموم نے کہا بھائی بنیا بقال اسکی قدر کو کیا جانے اسکی قدر سے جوہری آگاہ ہوتا ہی کہین یاقوت کا بھی رنگ گھٹتا ہی مین قدرت سے کہکر تمھاری خطا معاف کرا دونگا میان اوباش کی کیا حقیقت ہی قدرت کے سامنے کسکی مجال ہی جو بات کر سکے ہم خدمتگار ہین سب کچھ کہ لیتے ہین نہین رات کو جب چپ ہو جاؤنگا تمھاری سفارش کرونگا کہ برق فرنگی آپ کو سجدہ کرتا ہی برق نے کہا دل سے تو مین اُنھین کو مانتا ہون خدائے نادیدہ کا نام برائے نام لیتا ہون مغموم نے کہا تمھارا اعتقاد بھی ہمپر کھل گیا ہم تمھارے واسطے وہ سامان کرین کہ قدرت کے پہلو نشین کہلاؤ شاطر قدرت لقب ملیگا مگر مین ڈبہ ضرور کھولونگا برق نے کہا آپ کو اختیار ہی کھولیے مغموم نے ڈبہ لیکر زور کر کے جو کھولا اُسمین سے بیہوشی اُڑی ارے کہکر مغموم گرا بیہوش ہوا برق نے ڈبہ لیکر اپنی کمر مین رکھا اپنے جواہرات کی پڑیان لیکر اپنے

تو بڑے مین رکھین انگوٹھیان چھلّے مغموم کے اُتار لیے برہنہ ڈالکر ایک تلوار کا ہاتھ مارا میان مغموم کے دو ٹکڑے
ہوئے برق تو اُسی اندھیرے مین بھاگا یہان ساحر جو قصر مین بیٹھے تھے اُنھون نے سنا کہ مغموم کے مرنیکی
آواز آئی ہی غل مچا رہے ہین گھبرا کے دوڑے دیکھا لاشہ مغموم تڑپ تڑپ کے سرد ہوا ننگ خاندان کا
لاشہ برہنہ پڑا ہی ایک سے ایک کہتا ہی یارو یہ کیا ہوا برق فرنگی مار کر نکل گیا مغموم کی ارتھی بنائی مگر اوباش
جو تلاش مین خواجہ عمرو کی نکلا تھا غصے مین جاتا ہی خواجہ عمرو ایک زرغۂ نخلستان مین چھپکر بیٹھے تھے اُدھر
اوباش جنگل مین دوڑا دوڑا پھر رہا ہی خواجہ زرغۂ نخلستان سے نکلے فکر مین اسکے گرفتار کرنے کے چلے اوباش
نے جس کسی راہ گیر کو آتے ہوئے دیکھا پوچھا تم کون ہو کہان جاتے ہو اُس راہ گیر نے جواب دیا ہم یہین کے
رہنے والے ہین اوباش نے جھلا کر کہا جاؤ کسی پر سحر کر دیا کسی کا منھ جھلا دیا اسطرح امتحان کرتا ہوا جاتا ہی عمرو
نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا نکالا مہتر نیرنگ کہ تیز رفتار کا شاگرد رشید ہی اُسکی شکل بنکر
خواجہ سامنے سے اوباش کے نکلے اوباش نے پکارا مہتر نیرنگ کہان سے آتے ہو نیرنگ نقلی نے
جھک کر سلام کیا کہا حضور اُستاد راہ مین ملے منھ جھلسا ہوا کپڑے پھٹے ہوئے مین نے حال پوچھا اپنی مصیبت
کو خیال کر کے رونے لگے فرمایا ای نیرنگ عمرو نے مجھکو بہت ذلیل کیا برق اُسکے شاگرد نے مجھپر حقّہ
آتشبازی کا مارا دیکھو بدن مین آبلے پڑ گئے ای شہنشاہ ساحران مجھکو بڑا ملال ہوا مین تلاش مین عمرو کی
آیا ہون کنارے پر لشکر کے گیا عمرو کو سب کے سامنے لوکا تیچہ چلا مین نے اسکو زخمی کیا ایک تیچہ اُسکے
پاؤن پر مارا ایڑی اُسکی کٹ گئی لنگڑاتا ہوا ایک غار مین جا کر چھپا ہی مین اب چلا تھا کہ کسی ساحر کو جاکر
بلا لاؤن بڑی بات ہی کہ آپ مل گئے چلیے آپکو بتا دون مین نے چونکہ اُسکی ایڑی کاٹی مجھسے جلا ہوا ہی آپ
اتنا سحر کر دیجیے کہ اُسکے ہاتھ پاؤن بیکار ہو جائین مین چھاتی پر چڑھ کے مشکین باندھلونگا اوباش نے
کہا ای مہتر عمرو میرے قصر سے بھاگا ہی اگر اسوقت تمنے گرفتار کرا دیا دولت دنیا سے نہال کر دونگا
مجھکو بڑا صدمہ پہونچا کہ تیز رفتار عیار بنکر وہ آیا مین پہلے ہی کھٹکا تھا لیکن اب تم یہ بتاتے ہو مین تمھارے
ساتھ چلتا ہون نیرنگ نے کہا سحر تو تیار کر لیجیے اوباش نے کہا ایک چھو مین اچھو ہو جائیگا میرے
ہاتھ سے بچ سکتا ہی نیرنگ نقلی اوباش کو اپنے ساتھ لگا کر لیچلا ایک درخت کے پاس پہونچ کر جھکا
کہا ای اوباش وہ دیکھو سامنے عمرو بیٹھا ہی زخم بھی ایڑی کا اچھا ہو گیا وہ تو صورت بدل رہا ہی لنگا
پہنا وہ چندی اوڑھی ناک مین بڑی سی نتھ پہن رہا ہی اوباش نے کہا بھائی مجھکو نہین معلوم ہوتا ہی
ساربان زادہ کہان بیٹھا ہی نیرنگ نے کہا کسی کو رات کو رتوندی آتی ہی آپ کو دن کو دلتوندی آتی ہی
سامنے بیٹھا ہی کہان کہان کرتے ہین فقط ذرا سی پتون کی آڑ ہی تمھاری نزدیک وہی پہاڑ ہی ایک گولہ
اسم سحر کا پڑھکر پھینک مارو پاؤن اُسکے زمین تھام لے مین جاکر سر کاٹ لون اوباش نے کہا بھائی
مجھکو ہاتھ پاؤن کچھ نہین معلوم ہوتا نیرنگ نے کہا جلد سحر کرو اوباش نے گولہ سحر کا کمر سے نکالا نیرنگ
کے کہنے سے اسم سحر پڑھا کلوا بھیرون نارسنگہ کے نام لیے دو قدم بڑھکر چاہا گولہ مارون عمرو نے
بڑھکر حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے اوباش نے چاہا پلٹون عمرو نے جھٹکا مار دیا اوباش منہ کے
بھل زمین پر گرا خنجر مارا اوباش کے دو ٹکڑے ہوئے ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا عمرو نے کپڑے اُتار لیے
فرار بر قرار کیا طرف اپنے لشکر کے چلے یہان اوباش کے مقام پر جو ساحر بیٹھے تھے یکایک اُنھون نے دیکھا

دیکھا

باغ جلنے لگا آسمان سے آگ برسی باغ جلکر خاک ہوا سب عمارتین منہدم ہوگئین بیرون نے آواز دی کشتی مرا نام ہی اوباش جادو ہو جب مکان سب گر ے باغ جلا یا تو یہ ساحر جلانے شعلسانے ہین مغموم کے مصروف تھے باغ جلا رستہ صاف ہوا عمرو نے جاکر صاحبقران سے کہا صاحبقران نے اُسی وقت لشکر تیار کیا عمرو سبکو لیکر چلا حکاک جادو مالک دربند شسم ہر ا ہمین اسنے اندھیرا کردیا ہی ایک طرف ایک بنگلہ بنا ہی اُسمین بیٹھیا ہی یکایک ایک ہوائے گرم چلی بنگلے سے سر نکالکر دیکھا طرف دربند اوباش کے روشنی معلوم ہوتی ہی ملازمون کو آواز دی ارے دریافت تو کرو ملازم حکاک کے چلے تھے کہ دیکھا کئی ہی ساحر ڈھونڈھ ڈھانڈھ کے لاشہ اوباش کا بھی لے آئے ایک چارپائی پر لاشہ اوباش کا ایک چارپائی پر لاشہ مغموم لادے ہوے روتے پیٹتے چلے آتے ہین حکاک بنگلے سے اُترا کہا یارو یہ کیا ہوا کہا حضور ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ یہ کیونکر مارے گئے عمرو گرفتار ہوکر آیا برق بھی گرفتار ہوا اور پھر آقا بھی مارے گئے کس بات کو عرض کرین حکاک افسوس کر رہا تھا کہ طبل سکندری پر چوب پڑی آمد لشکر صاحبقران ظاہر ہوئی حکاک جادو حیران حیران دیکھ رہا ہی لشکر صاحبقران اُسی صحرائے سبزہ زار مین آکر اُترا بارگاہ حشامی استادہ ہوئی خواجہ عمرو نے بارگاہین استادہ کرائین کوتوالی چبوترے کا انتظام کرکے ایک گوشے مین آکر تعویذ دبایا ہوا ملکہ یاسمن گلگون پوش کا جو عمرو کے پاس ہی اسکو آگ دکھائی ملکہ کو خبر ہوئی ایک بچہ سحر کو حکم دیا وہ بچہ خواجہ کو اُٹھاکر باغ مین ملکہ کے لایا عمرو نے دیکھا ملکہ صحن خانہ مین تشریف رکھتی ہین گرد اُسکے کلیسین اسباب عیش ونشاط مہیا ملکہ برائے استقبال اُٹھین خواجہ عمرو کو مقام صدر پر جگہ دی عمرو نے تمام کیفیت بیان کی اب چھٹے دربند پر جاکے اُترے ہین حکاک جادو سے مقابلہ ہی ملکہ نے کہا خدا آپ کو مظفر ومنصور کرے حقیقت مین بڑے بڑے جھگڑے ہین ساتوین دربند پر حیحون جادو ہمارے والد بابدا تشریف رکھتے ہین شب کو جو مین برائے سلام گئی سلام کیا فرمایا کہ بی بی تمکو کچھ خبر ہی ہم کس آفت مین مبتلا ہین قدرت فرماتے ہین ہمارے گھر کا وہ کون شخص ہی جو ہمارے گھر کا راز و نیاز ظاہر کردیتا ہی ملکہ مین نے خیال کیا تو مجھکو حیران حیران دیکھتے تھے کئی مرتبہ آنکھ ملا کر یہ کلمہ فرمایا کہ مین در انداز کا حال کھول دونگا مین جانتی ہون کچھ شگنی والد نے پائی عمرو نے کہا ملکہ تم میرے لشکر مین چلو ایسا نہو وہ بیچیا آگاہ ہو جائے ملکہ نے کہا خواجہ میرے نکل جانے مین ہزارون آفتین ہین اول تو اتنا بڑا جادوگر ماہر راز خداوندی مقبول بارگاہ قدرت صاحب لیاقت وشوکت جسوقت یہ بات مشہور ہو جائیگی کہ حیحون جادو کی بیٹی ساتھ عمرو کے نکل گئی تلاش کرکے مجھکو مار ڈالیگا پھر آپ کو خبر بھی نہ ملیگی عمرو نے کہا بلا سے مگر تمھارے واسطے کوئی خرابی نہو ملکہ نے کہا اسوقت اتفاق سے آپ کا آنا ہوا آپ تو ہمیشہ دورافتادگان کو یاد نہین کرتے آج میری خوش نصیبی کہ آپ نے سرفراز فرمایا کوئی غزل گائیے یہ کہکے دو چار کنیزون کو بلایا کہا ارے آج خدا نے فضل کیا خواجہ عمرو تشریف لائے ہین ساز درست کرو بیٹھکر غزل سنو یقین تو ہی کہ تم بھی انصاف کرو کنیزون نے ساز درست کیے خواجہ نے بخاطر ملکہ یہ چند اشعار گائے

غزل

کون کہتا ہی قد آرو ے تابان مین تھا
حیف ہی شب کو قریب بزم جانان مین تھا
کیون اڑا لائی صبا مٹی مری بربادگی

کب جنون مین مایل چاک گریبان مین تھا
کب چکورو کی طرح اُس مہ پہ قربان مین تھا
طالب دیدار کو کیونکر نہ دکھلاتے وہ شکل
خاک پا یار تھا گرد بیابان مین نہ تھا

کب پریشان صورت زلف پریشان مین تھا
لوٹتا مین بھی جرے جام مئے گلرنگ کے
عذر کیون کرتے وہ کچھ موسی عمران مین تھا
کسطرح دیتے وہ بوسہ روے سیمین کا مجھے

طالب مہر و وفا تھا زر کا خواہاں میں نہ تھا
کیوں ہوا ناخوش جو بوسہ مصحفِ رخ کا لیا
مثلِ موسیٰ طالبِ دیدارِ جاناں میں نہ تھا
عشق مجھکو بھی کنوئیں جھنکواتا یوسف کیطرح
ایک پروانہ کچھ اے شمعِ شبستاں میں نہ تھا

آشنا کب صورتِ بلبل رہے فریاد سے
کوئی اُس کافر سے پوچھے کیا مسلماں میں نہ تھا
داغ بر دل صورتِ لالہ تھا پر کسکے لیے
شکر ہے عاشق چاہِ زنخداں میں نہ تھا
دیکھکر اُس غیرتِ یوسف کی صورت چاند نے

کونسی شب تھی جو ہجرِ گل میں نالاں میں نہ تھا
ایک فقرے میں اُلٹ دیتا وہ چہرے سے نقاب
تجھ پہ نثار فتنہ گر اے ماہِ تاباں میں نہ تھا
جان دی اپنی پتنگوں نے بھی تیرے عشق میں
آئنے کی شکل کب اے نورِ حیراں میں نہ تھا

ملکہ کی آنکھوں سے آنسو جاری تمام کنیزیں رطب اللسان تعریفیں کر رہی ہیں کہتی ہیں خواجہ حقیقت میں تمہارا مثل نہیں ہماری ملکہ کو مدت سے گانے کا شوق ہے کیسے کیسے گویے گانے والے آئے گائنیں کیسی کیسی ڈومنیاں کامل اکمل آئیں مگر یہ آواز کان میں نہیں پڑی خواجہ ملکہ سے تنہائی میں باتیں کر رہے ہیں اختلاط ظاہری بھی ہوتا جاتا ہے کبھی بوسہ بازی کبھی سینے پر ہاتھ رکھدیا کبھی جان جہان کہا مگر حکاک جادو جب لشکر صاحبقران زمان کا آگیا بارگاہ استادہ ہوئی لشکر میں گھما گھم ہونے لگی تو حکاک گھبرایا ہوا پہلے جیجون کے پاس آیا کہا اے وزیر اعظم لشکر صاحبقران کا دربند ششم پر آگیا آپ کیا فرماتے ہیں طبل جنگی بجواؤں خود میدان میں نکلوں یا عمرو کی تلاش کروں جیجون نے کہا بھائی جو بن پڑے وہ کرو اول تو تمہیں سامری جمشید سلامت رکھیں مثل اُن سب کے تمہیں زوال نہ آئے قدرت آج کل تقدیریں اُلٹی پلٹی کرتے ہیں وہ وہ ساحر مارے گئے کہ جنکا مثل جوانی گلشن جہان میں نہیں ہے اگر تمہارے بعد مسلمانوں نے میرے دربند پر آنے کا قصد کیا جو کچھ کرونگا وہ دیکھنے والے دیکھ لینگے اور سننے والے سنلینگے حکاک جیجون کے پاس سے اُٹھا خدمت میں خداوند سالوس کی آیا سالوس نے کہا تم جاؤ ہم تین لاکھ فوج تمہارے دربند پر روانہ کرینگے افسر بڑا ساحر کرکے بھیجینگے کہ آگ برسائے پانی کا دریا بنائے ہزاروں آفتیں برپا کرے مسلمانوں کو بچنا مشکل ہو حکاک مژدہ پاکر پلٹا یہ تو اطمینان ہے کہ اب قدرت فوج بھیجینگے ساحر بھی زبردست آئیگا وہ یقین ہے خوب لڑیگا مگر عالم یاس ہے یہ بڑا انتشار ہے کہ ساربان زادہ میری فکر کریگا اُڑا ہوا چلا آتا ہے کہ طبلے کی آواز کان میں آئی جھانک کر دیکھا باغ میں ملکہ یاسمن کے نیا گل پھولا ہے عمرو یاسمن سے بوس و کنار کر رہا ہے کنیزیں گا رہی ہیں آگ لگ گئی وہیں سے نعرہ کیا او کمبو بریدہ اب آج کھلا کہ تو راز کہ دیتی ہے ساربان زادہ کو پہلو میں بٹھایا ہے عمرو نے جو حکاک کو آتے ہوئے دیکھا جھٹ زنبیچہ جست کی گلیم اوڑھ کر غائب ہوئے حکاک نے گولہ مارا ملکہ یاسمن نے اُسے کاٹا شعلے بھڑک کر کنیزوں پر گرے دس کنیزوں کے سر پھٹے ملکہ نے اپنے کو بمشکل بچایا کنیزیں بھاگنے لگیں حکاک نے آواز دی او مستانیو کہاں جاتی ہو تمنے بھی قدرت کو خبر نہ پہونچائی کہ اس کمبو بریدہ نے گھر قدرت کا برباد کر دیا ملکہ بھی سحر کر رہی ہیں مگر حکاک سحر کو ملکہ کے نہیں مانتا جب سحر کیا حکاک نے دفع کر دیا اپنے کائنات کے سحر کہ بنا ہی کنیزوں پر ایسا سحر کیا کہ بھاگ نہ سکیں کوئی منہ کے بل گری کوئی جلنے لگی کسی نے ناچار ہو کر بغل پہ ہاتھ رکھدیا سحر سے حکاک نے چھوٹنے لگی کوئی پکارتی ہے میں جلی کوئی پکارتی ہے آج میرے کلیجے میں آگ لگ گئی دو سو کنیزیں ایک حال میں ملکہ برابر سحر کر رہی ہیں اُسکا سحر روکتی ہیں اپنا سحر کرتی ہیں جب دس پانچ سحر چلے وہ باغ جو رشک بہار تھا نرگس کی آنکھیں پتھرا گئیں سنبل نے بال کھولدیے سوسن کی زبان بند سرو پابگل درختوں کے پتے گر گئے شاخیں مثل دست شکستہ ہیں کف افسوس مل رہے ہیں چمن پامال رنگت پھولوں کی متغیر یا تو عالم بہار تھا

یا وہ جھونکے ہواے گرم کے چلے عندلیبان خوشنوا کے آشیان اُجاڑ گلچین وصیاد کی بن پڑی ہی صیاد چاہتے ہین
کہ عندلیبان خوشنوا کو گرفتار کرین جا بجا دام مکر پھیلا دین گلچین نے پھولون سے دامن بھر لیا درختون پہ
تبر غم چل رہے ہین قصر جو آراستہ وپیراستہ تھے اُنمین سناٹا نہ رعنائی ہی نہ زیبائی ہر طرف یہی ہلڑ ہی کہ باغ پر بہار
مین خزان آئی ہواے مختلف چل رہی ہی ہر شاخ ہری بھری جل رہی ہی خزان کا جھونکا چلگیا باغ پر بہار
جلگیا چمن ویران صیاد وگلچین نگہبان جب حکاک نے دیکھا کہ مین نے سب کنیزون کو پابند کیا باغ ویران
ہوگیا مگر ملکہ لڑ رہی ہی خیال ہی اگر بھاگ کر نکل جاؤن یہ ملعون جاکر باپ سے کہیگا یا لڑ بھڑ کر مر جاؤن یا اسکو
قتل کرون اور کوئی صورت بہتری کی نہین اس خیال پر لڑ رہی ہی کئی زخم کھائے مگر سامنے سے نہین ٹلتی جب
حکاک نے دیکھا کہ ہر سحر سے یہ اپنے کو بچاتی ہی سینہ سپر ایک طور پر لڑ رہی ہی سر کا ایک بال توڑا اُسپر اسما
سحر پڑھے خون بھی اپنا اُس بال پر ڈالا خوب اُسکو سحر بند کرکے ملکہ یاسمن پر پھینک مارا وہ چنڈال بال زنجیر بنکر
گلے مین ملکہ یاسمن کے پڑا لڑکھڑا کے گری آنکھین پتھرا گئین زبان بند دل دردمند حکاک بڑھا کہ سر کاٹ لو
ملکہ چہار جانب آنکھین پھاڑ کر دیکھتی ہی کہ خواجہ کہان گئے افسوس اسوقت مین ہماری خبر نہ لی اپنی کنیز کو اس
آفت مین چھوڑا ہماری محبت سے یون منہ موڑا آنکھون سے آنسو جاری زبان سے بول نہین سکتین سکتے کا عالم
حکاک تیغۂ آبدار کھینچے ہوے کلمات سخت زبان پر کہ ارے تونے دھگڑے کو پہلو مین بٹھایا کچھ باپ کی بھی آبرو
کا خیال نہ آیا باپ تیرا وزیر اعظم دستور معظم خداوند کا رازدان صاحب شوکت وشان اُسکی بیٹی ایسی آوارہ جسوقت
سنیگا خنجر اپنے پیٹ مین مار لیگا تونے خوب گل کھلایا ملکہ شرم سے سرنگون کلیجہ خون حیران پریشان چاہتی ہی کہ
دم نکلجائے یہ جفا قلب کیونکر اُٹھائے پروردۂ مہد ناز ونعم اُسپر یہ غم والم جیسے ہی حکاک تیغہ کھینچکر چلا راہ
مین دو چار کنیزین جو ملین کسی کو ہاتھ تلوار کا مارا کسی کو آتش سحر سے جلایا کسی کو پانی مین ٹھنڈا کیا کوئی جواب
دینے والا نہین جو چاہا وہ کیا کون روکے کون ٹوکے ملکہ تڑپ رہی ہی طرف آسمان کے نگاہ لبون پر آہ
ایک طرف سے بجلی چمکی آواز آئی اے میان حکاک ذرا ادھر آؤ میری تو بات سنو اس موے مونڈی
کاٹے نے مجھے ہاتھ تلوار کا مارا انگوڑے کے ہاتھ کٹین اسپر بجلی گرے اسکے بچے مرین حکاک نے پلٹکر دیکھا
ایک کنیز نہایت حسین وجمیل جوڑا بالون کا کھلا ہوا عارض انور پر گیسو ہلتے ہین صاف ظاہر ہی کہ دونون وقت
ملتے ہین کان نچے ہوے بجلیان بالیان کسی نے نوچ لین ناک سے کیل اُتار لی کہ ناک بھی زخمی ہو رہی ہی
دوپٹہ ڈھلکا ہوا پائچے ہاتھ سے چھوٹے ہوے زمین مین لٹکتے ہوے شانے سے خون جاری دوڑتی ہوئی
پکارتی ہوئی آتی ہی اے میان حکاک ذرا میری بات سنو اس نگوڑے کو لینا یہ جانے نہ پائے مجھے تلوار مار کر
بھاگا کا میرے حسن وجمال پر بھی رحم نہ آیا ارادہ گیر مجھکو دیکھکر ٹھہر جاتے ہین پھول سامنے عارض کے شرماتے ہین حکاک
اس لٹ پٹی وضع کو دیکھکر مر گیا کہا ارے کیا ہوا دوڑ کر کمر سے لپٹ گئی نرم نرم شکم صاف وشفاف گورے گورے
گال حکاک بیچین ہو گیا اُسنے کہا مین بھی ملکہ کی کنیز ہون جب تمنے آکر سحر کیا مین بھی بھاگی درختون کی آڑ مین چھپی
جب تمنے ملکہ کو گرا دیا مین سمجھ گئی کہ یہ مستانی پکڑی گئی اب نکلکر میان حکاک سے ملاقات کرون جو میرے دلبر
ہی وہ کہون ایک شخص دبلا پتلا تانبا انگڑے کو مرچیا حسن کہون یا شمشاد بوستے مثال دون دوڑا ہوا میرے
قریب آیا کان نوچ لیے ناک سے کیل نکال لی مین نے چاہا غل مچاؤن مجھے مار کے بھاگا حکاک نے کہا
ارے وہ کہان ہی کہا حضور وہ سامنے جھنجھی مین چھپا ہی جانتا ہی ادھر کون آئیگا حکاک نے مسکرا کر کہا

کیون صاحب تمھارا کیا نام ہی اُس نازنین نے ڈھیلے ہاتھ سے ایک طمانچہ مارا کہا دور ہو نگوڑے اس وقت مین مجھ
کمبخت کا نام پوچھتا ہی گلبدن میرا نام ہی تجھے کیا کام ہی چلکر اُس ڈبلے کو پکڑ لے حکاک نے کہا وہ شخص عمرو
عیار ہی اُسی کی ذات سے سارے فساد ہین بڑے بڑے مگر اُس ظالم کو یاد ہین ابھی چلکر گرفتار کرونگا اگر عمرو
عیار کو مارا لڑائی کو فتح کیا گلبدن ہنستی ہوئی لگاوٹ کی باتین کرتی ہوئی تھوڑی دور آگر کہا وہ دیکھو سامنے بیٹھا ہی
حکاک نے کہا مجھے نہین معلوم ہوتا کہا ارے احمق تو گولہ سحر کا پھینک اور یہ کہدے کہ ای زمین عمرو کے
پانون پکڑ لے مگر دیکھو صاحب اُسنے مجھے زخمی کیا ہی مین ایک تلوار ضرور مارونگی حکاک خوش ہی کہ کیا معشوقہ
ملی جب گلبدن نے کہا کہ گولہ پھینکو حکاک نے گولہ جھولی سے نکالا مگر یہ کہتا جاتا ہی کہ ای گلبدن مجھے کچھ
نہین معلوم ہوتا گلبدن نے چٹکی لیکر کہا ارے اندھے تو نہین دیکھتا تو کیا نقصان ہی مین تو دیکھ رہی ہون
حکاک نے گولہ پھینکا گلبدن نے پیچھے ہٹ کر حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے حکاک نے چاہا پلٹون
حباب بیہوشی ماردیا حکاک بیہوش ہوکے گرا عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
دوندہ جہان گرد طرار ہون

ہوے مرکے سے کانپتا ہی جہان
سبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم
جہانگیر عالم کا عیار ہون

تراشندۂ ریش کفار ہون
اڑادون صبا کے بھی مین ہوش کو

زمانے کا مکار و غدار ہون
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

خنجر مارا حکاک کا سر اُڑ گیا مرتے ہی اسکے ملکہ کو ہوش
آیا گنبد بیضۂ قید سے چھوٹین فصل خزان گئی باغ مین بہار آئی طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے عندلیبان خوشنوائی چہچہے
چشمک زنی نرگس شہلا کی آنکھون پر پھولون کی عینک لگانے اُٹھکر خواجہ کے ہاتھ چوم لیے کہا خواجہ تمنے بڑا
کمال کیا مین تو گھبرائی تھی کہ خواجہ کہان چلے گئے اگر یہ بچیا مجھکو گرفتار کرکے پاس جیجون کے لیجاتا باپ
میرا ایسا صاحب غیرت ہی مجھے تو جلا کر خاک تمام کرتا تعجب نہ تھا کہ اپنی بھی جان دے دیتا خواجہ نے
کہا خدا نے فضل کیا اب مین جاکر صاحبقران کو سوار کراتا ہون یہ فرماکر خواجہ لشکر مین آئے چلتے چلتے
ملکہ نے یہ بھی کہدیا کہ خواجہ خبردار جب ہمسے ملاقات کرلینا تب طرف جیجون کے جانا جیجون نے علاوہ دریاے
سحر کے اور بھی بہت سے شعبدے بنائے ہین مین سب دریافت کرکے آپ سے کہونگی خواجہ عمرو ملکہ سے رخصت ہوکے
لشکر مین صاحبقران کے آئے صاحبقران سے سب کیفیت بیان کی صاحبقران نے اُسی وقت لشکر تیار کیا
خود پشت اشقر پر سوار ہوے طرف دربند ہشتم کے چلے دربند ہفتم پر پہونچنا امیر کا و حالات دربند ہفتم کہ جیجون
بڑا ساحر زبردست ہی طرف سے ساکوس کے بھی انتظام کامل ہونا و گرفتاری صاحبقران و حالات دربند وقت تحریر ہوگی

دو کلمۂ داستان شوکت بیان شاہزادۂ سکندر روین پوش زرین علم آنا شمس جادو کا طرف سے سحر العجائب و مصر الغرائب کے و مقابلے و عیاریان عیار سکندری و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا خمسہ عوض ساقی نامہ موافق مضمون مقام

رہے وہ لب کہ ہی جس لب پہ گفتگو تیری
رہے وہ چشم کہ جسکو ہی جستجو تیری
رہے وہ جان کہ جویا ہو چار سو تیری
خوشا وہ دل کہ ہو جس دل مین آرزو تیری
خوشا دماغ جسے تازہ رکھے بو تیری

لہو کا نام بھی باقی نہین رہا تن مین
مگر ہی داغ محبت کا قلب روشن مین
مقام ہوگا کسی دن کے بعد مدفن مین

یقین ہی نکلیگی جان اپنی آگے گردن
سنا ہی جا ہی قریب رگ گلو تیری

جو تو ہی پاک تو عاشق کا دل بھی طاہر ہی
دوئی کا دخل نہین اک زمانہ ماہر ہی
وہ ناتوان ہون کہ مجھسے پھول بار خاطر ہی
وہ گل ہو نہین کہ قرار رنگ جس سے ظاہر ہو
وہ غنچہ ہون کہ بغل مین ہی جسکی بو تیری

ہوا ہی چار عناصر کا اجتماع محال
گیا ہی رفو ہوا ان کے شش جہت مین ملال
ترے فراق مین ہر سو ہی ہی فکر وصال
پھرے ہین مشرق و مغرب سے تا جنوب و شمال
تلاش کی ہی صنم ہمنے چار سو تیری

عدم سے جانب ہستی بحال زار آیا
کبھی کو ڈھونڈھنے تیرا گناہگار آیا
خیال جلوہ عارض کا لاکھ بار آیا
شب فراق مین اک دم نہین قرار آیا
خدا گواہ ہی شاہد ہی آرزو تیری

ترے بغیر نہ ادنا زمین قرار آیا
نہ زیر چرخ نہ زیر زمین قرار آیا
مریض عشق کو بھی ہی کہین قرار آیا
شب فراق مین اک دم نہین قرار آیا
خدا گواہ ہی شاہد ہی آرزو تیری

چمک ہی دلمین ہمارے بھی نور عرفانی
کہ یہ بھی ایک نشانی ہی دین و ایمانی
ان آینوں کی صفت کیا مجال انسانی
پڑھا ہی ہمنے بھی قرآن قسم ہی قرآن کی
جواب ہی نہین رکھتی ہی گفتگو تیری

پہونچکے حال مرا کہیو میرے یوسف سے
ہزار جان فدا کہیو میرے یوسف سے
نہ کھول بند قبا کہیو میرے یوسف سے
مری طرف سے صبا کہیو میرے یوسف سے
نکل چلی ہی بہت پیرہن سے بو تیری

بلند پائے ہین مضمون ڈھونڈھکر شاعر
فلک کی سیر کیا کرتے ہین اکثر شاعر
مآل کار سے رہتے ہین باخبر شاعر
فرشتے بھی مجھے کہتے ہین بشر شاعر
یقین ہوا ملک الموت مین ہی خو تیری

مآل کار نہ تقدیر سے ہوا ثابت
نہ کوششون سے نہ تدبیر سے ہوا ثابت
اگر ستارون کی تاثیر سے ہوا ثابت
یہ گردش فلک پیر سے ہوا ثابت
قوی ضعیف کو کرتی ہی جستجو تیری

تسلی اٹھو تمھارا عتاب کھوئیگی
ضرور عاشقون سے اجتناب کھوئیگا
دعائے توبہ کا سارا ثواب کھوئیگی
شراب شرم و حیا و حجاب کھوئیگی
دکھائیگا ہمین کیفیتین سبو تیری

بہائے شام سے آنسو برنگ شبنم صبح
سفیدی آنکھونکی دکھلا رہی ہی عالم صبح
وہ طول رات کا وہ انتظار وہ غم صبح
شب فراق مین ای رفو وصل تا دم صبح
چراغ ہاتھ مین ہی اور جستجو تیری

شبیہ عاشق و معشوق کے فلک پہ عیان
ہی آسمان و زمین مین یہ شعلہ نور افشان
یہ حسن و عشق کے جلوے ہین دیکھ او نادان
جو ابر گریہ کنان ہی تو برق خندہ زنان
کسی مین خو ہی ہماری کسی مین خو تیری

تلاش رنج ہی عاشقکو لاکھ محزون ہی
بیان کیا کرون سودازدہ یہ مضمون ہی
کمال لیلی پردہ نشین پہ مفتون ہے
یہ چاک جیب کے حق مین دعائے مجنون ہی
نہو وہ دن کہ درستی کرے رفو تیری

حزین وہ ہی تو یہ محزون برائے مجنون ہی
زبان لیلی غمگین پہ ہائے مجنون ہی
غبار وادی وحشت قبائے مجنون ہی
یہ چاک جیب کے حق مین دعائے مجنون ہی
نہو وہ دن کہ درستی کرے رفو تیری

تباہ رہتے ہین تیرے ہی خاطر ای شہ حسن
برائے نذر دل و جان ہی حاضر ای شہ حسن
ضیائے حسن سے ہوویگا ظاہر ای شہ حسن
کسی طرف سے تو نکلیگا آخر ای شہ حسن
فقیر دیکھتے ہین راہ کو بکو تیری

یہ منھ تو چاند سا دھونا فقط بہانا تھا
یہ مجھسے شرم کہ بلبل سے رخ چھپانا تھا
پھر آتے باغ مین گلگشت کو جو آنا تھا
ہمین مین صبح کو جا کر نہ منھ دکھانا تھا
برنگ آئینہ حیران ہی آرزو تیری

تعجب اسکا ہی کیا گر چمن معطر ہے — کہ ذکر یار سے ہر انجمن معطر ہی — فقط نہ غنچے کا نازک دہن معطر ہی
دماغ اپنا بھی ای گلبدن معطر ہے — صبا ہی کے نہیں حصے مین آئی بو تیری
مثال طبع زکی تو ہی رستم میدان — مقابلہ کرے تجھسے کوئی مجال کہان — جو کند ذہن ہین کٹتے ہین سنکے تیر بیان
زمانے مین کوئی تجھسا نہین ہے سیف زبان — رہیگی معرکے مین الغرض آبرو تیری

چہرہ ہنگامہ پردازان میدان جانبازی و سرفروشان معرکہ سرفرازی اس داستان شوکت بیان کو اسطرح تحریر فرماتے ہین شعر راقمان کلام ورد آغاز + می نگارند این فسانہ راز + شاہزادہ سکندر زرین پوش زرین علم مشہور بفرزند سلطان زرین پوش عیار انکا جواہر خنجر زن بلاے روزگار قیامت کا پرکالہ اژدر فتح کرکے در باغ ملکہ سوسن گوہر پوش پر آکر فروکش ہوے مگر ذکر کر چکا ہون کہ یہ سب خبرین سحر العجائب و مصر الغرائب کو پہونچین شمس جادو کو حکم دیا کہ تین لاکھ ساحر لیکر بر سر سکندر جاؤ سکندر و ملکہ سوسن کو گرفتار کرکے لاؤ شمس جادو تین لاکھ ساحر لیکر چلا سکندر اپنے مقام پہ فروکش ہین شب کو باغ مین بسر کرتے ہین دن کو سردارون مین آکر بیٹھتے ہین جواہر سے روز یہی صلاح ہوتی ہی کہ بر سر طلسم نور افشان چلو ملکہ سوسن رو کتی ہین کہتی ہین ای شہریار مین ایک سحر عمدہ تیار کرلون تو پھر چلنا ہوگا آج ملکہ سوسن تشریف لائین سلطان زرین پوش تخت پر بیٹھے ہین دنگل شوکت پر شاہزادہ سکندر و ملکہ سوسن کرسی جواہر نگار پر جلوہ فگن جواہر خنجر زن اپنی کرسی پر یہی صلاحین ہو رہی ہین کہ کل یہان سے کوچ کرین لبعنایت خداوند شجر جلال شاخ نخل کو قلم کرین قیدیون کو چھڑائین نمکحرامون کو سزا دین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی ای شہریار شمس جادو فرستادہ سحر العجائب و مصر الغرائب آپہونچا یقین ہی کل حضور کے مقابلے مین آجائیگا اور آج ہی پہونچ جائے تو عجب نہین ملکہ سوسن نے کہا یہ دوسرا مقابلہ شروع ہو گیا سکندر نے کہا کیا مضایقہ ہی بعنایت خداوند شجر اسکو بھی قتل کرینگے تیسرے پہر کا دربار ہی کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی سکندر و سوسن و سلطان و جواہر بارگاہ سے نکل آئے دیکھا گرد عظیم اڑی لکہ ہاے ابر کڑکتے ہوے اس زور و شور سے لشکر آیا تمام میدان ساحران غدار سے معمور ہو گیا شمس جادو تخت سے اترا لشکر سکندر کو دیکھتا ہوا داخل بارگاہ ہوا ساتھ والون سے کہتا ہوا شاہان طلسم نے مابدولت کو کیا سمجھ کے بھیجا ہی یہان میرا ہمسر کون ہی بلی سوسن کو بھی یہ لیاقت ہی کہ مابدولت سے مقابلہ کرین یا سحر کو روکین ملکہ سوسن مجھسے کیا لڑسکین گی ایک ہی سحر مین جی چھوٹ جائیگا بکتا جھکتا داخل بارگاہ ہوا ملکہ سوسن نے جو شمس جادو کو دیکھا سکندر سے کہا ای شہریار حقیقت مین یہ بڑا ساحر زبردست ہی دربار مین سحر العجائب و مصر الغرائب کے نہایت آبرودار ہی اور بڑا مکار و غدار ہی جب سحر العجائب و مصر الغرائب نے سلطنت نور افشان لینے کا قصد کیا صلاح کار اول یہی ملعون تھا اسنے کشادہ پیشانی کہا خبردار اب خراج نہ دیجیے گا اگر مجھکو حکم دیجیے مین جاکر کوکب کو پکڑ لاؤن سلطنت بھی انکی مٹاؤن در بدر خاک بسر کرونگا مگر ان دونون نمکحرامون نے جواب دیا کہ اسکی کیا ضرورت ہی سامری و جمشید سزا دینگے چندے کے بعد یہ انقلاب ہوا کوکب بیچارے آوارہ ہو کر یہین پہونچے ان بیحیاؤن نے ظلم و بدعت سے قید کیا جواہر نے کہا آپ گھبرائین مین آج ہی رات کو اسکو گرفتار کر لاؤنگا یہ صلاح کرکے آگے بارگاہ مین بیٹھے جواہر واسطے عیاری کے چلا کہ اسکا ذکر کیا جائیگا شمس جادو بکبر و نخوت دربار مین آکر بیٹھا ساتھ والون سے کہا ہی مین کس سے کل لڑونگا

اس چھوکری کو ایک سحر میں دیوانہ کر دونگا لاشہ ہاے شجر پرستان سے میدان بھر دونگا یہ کہکے بکبر و نخوت
علم دیا طبل جنگی بجے کل ہی لڑائی کو فیصلہ کرکے چلا جاؤنگا شب کو یہان نہ رہونگا مفت مین دیر ہوتی ہی مین بھی
کس جنگ پر آیا جو مین جانتا کہ صرف ایک چھوکری ہی تو مین کاہیکو آتا کسی اپنے شاگرد یا ملازم کو بھیجدیتا اسی وقت
طبل جنگی پر چوب پڑی شاگردان جواہر خبر لیکر بھاگے سامنے شہنشاہ کے آکر دعا و ثناے بادشاہی بجالائے
عرض کی شمس جادو نے طبل جنگی بجوادیا اس ملعون کو بڑا غرور ہی کہتا ہی میرے سحر کا کون جواب دیگا ملکہ نے
فرمایا میدان مین حال کھلجائیگا سکندر نے حکم دیا بحکم خداوند شجر ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ
ندمی گڑگڑائے ساحر وغیر ساحر تیاری کرنے لگے مگر جواہر خنجر زن پھرتا پھرا اتا اٹھتا بیٹھتا قریب بارگاہ شمس
پہونچا لوٹ مار کر سراپچے سے لپٹا سراپچہ چاک کیا دیکھا شمس جادو پڑا ہوا سو رہا ہی شمع ہاے مومی و کافوری
روشن ہین جواہر اندر آیا جھپٹ کے قریب پلنگ کے پہونچا کانٹے سے دوشالہ ہٹایا لچے مین داروے بیہوشی
رکھکر قریب دماغ کے لگا دی اُسنے اوپر کی سانس کھینچی دماغ مین بیہوشی پہونچی چھینک مار کر بیہوش ہو گیا
جواہر نے جلدی مین پشتارہ باندھا خطا کیا ہوئی کہ سوزن دینا بھول گیا پشتارہ باندھنا غنیمت ہوا اسی طرح
سراپچے سے نکلکر بھاگا وقت وہ ہی کہ ستارۂ سحری جھمک چکا جواہر بھاگا ہوا بد حواس گرتا پڑتا لشکر مین
اپنے پہونچا سب شاگرد اُستاد اُستاد کہکر دوڑے کیسے استاد کسے لائے جواہر نے کہا افسر لشکر شمس جادو
کو لایا شمس کے گرفتار کرنے مین مہر و وفا کا کام تھا بہت مغرور ہو گیا تھا جاتے ہی مشکین باندھ لین شاہزادہ
سکندر دربار مین آچکے ہین سلطان زرین پوش تخت پر ملکہ سوسن کرسی پر یکایک بلڑ ہوا ملکہ نے پوچھا
ارے کیسا بلڑ ہی ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی حضور مبارک ہو ہمارے مہتر صاحب اس کمسنی مین کمال کرتے
ہین لشکر شمس مین پہونچے شمس کو باندھ لائے یہ سنکر سوسن اُچھل پڑی کہا ارے بڑا کام کیا اے شہریار
فوراً اسکو قتل کیجیے اب مہلت نہ دیجیے اگر یہ بچگیا تو بڑی آفت برپا کریگا یہ ذکر تھا کہ جواہر آگیا پہونچا پشتارہ
بدوش کلاہ کج کیے ہوے جواہر کو بڑی خوشی ہوئی جیسے ہی سوسن نے دیکھا کہا اے جواہر کیا کار نمایان
کیا ہم تمھاری کیا صفت کرین سارا لشکر تمھاری تعریفین کرتا ہی ماشاء اللہ جرأت اسی کا نام ہی جو کہکر گئے
تھے وہی کیا جواہر نے شمس کو ستون سے باندھا سب افسر اپنے اپنے مقام پر تھے یہ جو خبر سنی سب دوڑے
ہوے بارگاہ مین آئے ایک ایک کو یہی حیرت ہی کہ جواہر نے اسکو کیونکر گرفتار کیا جسنے آکر دیکھا شمس جادو
کو ستون سے بندھے ہوے دیکھا سب خوشیان کرنے لگے ملکہ سوسن نیچہ ہلالی ہاتھ مین غصہ بات بات مین
سکندر نے کہا اے جواہر اسے ہوشیار تو کرو اپنے حال زار کو دیکھے غرور تو اسکے سر سے نکلے جواہر نے بڑھکر
شمس کو ہوشیار کیا آنکھ کھلی اب جو اسنے نگاہ غور دیکھا سلطان زرین پوش تخت پر سکندر کو برسر
دنگل ملکہ سوسن کو کرسی جواہر نگار پر پایا تمام دربار ساحرون سے معمور افسران فوج کہ رہے ہین او بچیا تجھکو
تو بڑا غرور تھا دیکھو خداوند شجر کی قدرت کیا سرسبز و شاداب کرتے ہین تم ایسے صاحبان غرور کو بیتاب کرتے
ہین مگر شمس نے دیکھا پھری زبان مین سوزن نہین ہی سکندر نے نگاہ اُٹھاکر آواز دی اے شمس جادو کیا
افسوس کی بات ہی کہ اپنے بادشاہ کو تمنے قید کر لیا کچھ افسوس نہ آیا اب ہم چلکر اُن مغرورون کو سزا دینگے
تو شجر پرست ہو جا تیری خطا معاف کر دینگے اس بیحیا نے غصے مین جواب دیا او طفل بے ادب خداوند شجر
کیسے خداوند لات و منات سامری و جمشید سب مین چھوٹے خرمل خرمل لوٹا لوٹا جھوٹک جھوٹا

اُنکو یاد کرو ورنہ ابھی قیامت برپا کرونگا تمھارا عیار مجھکو ڈرلایا بڑا کمال کیا جواہر کی جو نگاہ پڑی کہ مین نے سوزن
نہین دیا کود کر ایک سمت بھاگا مگر شمس نے جو اسم سحر پڑھکر زور کیا سب قید ٹوٹ کر گری سوسن نے کہا
اے شہریار غضب ہوا انیسین جلیسین ملکہ کی دوڑین مگر اسنے مٹھی خاک کی لیا اُٹھا کر پھینکا پتھر برسنے لگے کئی سو
کنیزین کئی سو غلامان جانثار کے سر پھٹے بہت سی کنیزین زخمی ہوکر گرین ملکہ سوسن اُٹھکر سحر کرنے لگین پتھر برسنا
موقوف ہوئے کئی سو ساحر جب مر کر گرے شمس جادو نے ایک ساحر کی تلوار اُٹھالی لڑتا ہوا باہر چلا ہر چند
ملکہ سوسن نے سحر کیے بھلا سوسن کے سحر کو کب مانتا ہی اشارون سے دفع کرتا ہوا جاتا ہی باہر نکلگیا ملازمان
سکندر نے بلوہ کیا کسی نے گولی کسی نے ترنج کسی نے نارنج مارا تیر تفنگ بھی چلے تبرے چلے شمس کسی کو
نہین مانتا دو سو ساحر اسپر سحر کر رہے ہین مگر یہ آسانی دفع کردیتا ہی لیکن ارادہ یہی ہی کہ اڑ بھڑ کر نکل جاؤن
کل سمجھ لونگا کنارہ لشکر سکندر پر پہونچا چار پانچ سو ساحران سکندر مارے گئے کئی خیمے بھی سحر سے جلا دیے
لاشے ساحرونکے لوٹ رہے ہین سوسن نے بڑھ بڑھکر سحر کیے مگر شمس نے رکا پلٹکر آواز دی او چھوکری کیون گھبرا
ہی کل تجھسے سر میدان سمجھ لونگا آج تو یہ اُستاد ہوئی اب وہ تدبیر کرون کہ قریب کوئی پلنگ کے بھی نہ آسکے
یہ کہکے پر پرواز پیدا کیے اڑ پھڑکے نکل گیا جب یہ اپنے لشکر مین پہونچا ساحر حضور حضور کہکر دوڑے کیون شہنشاہ
یہ کیا معرکہ گذرا بڑی تکلیف سرکار نے اُٹھائی جب ہمکو خبر ہرکارون نے پہونچائی ہم لوگ بھی تیار ہوکے چلے
شمس نے کہا کوئی ضرورت نہین جیسا مین نے دھوکا کھایا تھا ویسا عیار چوک گیا مابدولت کی زبان مین سوزن
نہین دیا پھر مجھکو کون روک سکتا ہی لڑ بھڑ کر نکل آیا میرے خیمے کی کوئی حفاظت نہ کرے آج وہ عیار آکے
تو مزہ ہو شام کو اسنے پھر طبل جنگی بجوایا سکندر کے لشکر بھی مین طبل جنگی بجا جواہر اس رات کو بھی تدبیرین کرتا
ہوا قریب دو پہر رات گئے کے پاس سراپچے کے پہونچا دیکھا سناٹا پڑا ہی طلایہ والے اور مقام پر ہین گرد بارگاہ
شمس کوئی نہین جواہر نے بڑھکر سراپچہ چاک کیا اندر بارگاہ کے آیا چاہا قریب پلنگ کے جاؤن زیر پلنگ سے
ڈھڑوکے کی غیبی آواز آئی جواہر پیچھے ہٹا مگر عکس جو اسکے جسم کا ہی دیکھا ایک شیر ببر ڈکارین لیتا ہوا نکلا
طرف جواہر کے چلا جواہر کودکے بھاگا کئی مرتبہ جواہر نے قصد کیا کبھی زیر پلنگ سے شیر نکلا کبھی اژدر
آتش فشان نکلا جب رات کم باقی رہی جواہر ناچار و مجبور طرف اپنے لشکر کے چلا کنارے پر شاگرد ملے انھون نے
پوچھا اُستاد کیا ہوا جواہر نے کہا یارو آج اُس ملعون نے تدبیر کرلی جب مین نے قصد کیا شیر نکلا اژدر آیا آخر
ناچار ہوکر پلٹ پڑا کچھ نہوسکا بڑا ساحر زبردست ہی ایسے پر پنجہ قابض ہونا بہت دشوار ہی علاوہ مکار و غدار کے
صاحب اقبال بھی ہی سیکڑون ساحر مین نے مارے سوزن دینا بھول گیا نہین تو کل ہی اسکا خاتمہ کردیا
تھا کہ ورد می کی ستارۂ سحری آسمان پر چمکا دیکھا لشکر طرف میدان کارزار کے جانے لگے اُدھر سے لشکر
ساحران بھی میدان کارزار مین آتا ہی ملکہ سوسن طاؤس پر سوار ہوکر چلین سلطان زرین پوش تخت پر
سوار سکندر پشت مرکب پر مگر جب شمس سو کے اُٹھا ساحرون نے آکر سلام کیا شمس نے کہا رات کو
بھی عیار آیا تھا چار پانچ مرتبہ اُسنے قصد کیا کیا مجال تھی کہ برابر میرے پلنگ کے آتا یہ کہکے ہزبر آتش
پر سوار ہوا میدان کارزار مین پہونچا صفین جمین میمنہ و میسرہ و قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ طرفین سے آراستہ
و پیراستہ نقیبان بلند آواز میدان کارزار مین نکلے نقیب سوز و گداز اشعار عبرت آمیز پڑھنا شروع کیے آوازین
ذیل کی یہ اشعار پڑھنے لگے اشعار

صاحبا عمر عزیز است غنیمت دانش
گوی خیری که توانی ببراز میدانش

چیست دوران ریاست کہ فلک با ہمہ قدر
ہیچ جز و سست بقامی دہن خندہ اش
مقبل امروز کند در دول خویش دوا
ہر کہ با نوح نشیند چہ غم از طوفانش
دولتت باد کہ از روی حقیقت پری
مشک دار و نتواند کہ کند پنہانش

حاصل آنست کہ دائم نبود دورانش
دہنی شیر بمادر ندہد مادر دہر
کہ پس از مرگ میسر نشود درمانش
معرفت داری و سرمایہ بازرگانی
دولت آنست کہ محمود بود پایانش

جای گریہ است برین عمر کہ چون غنچہ گل
تا بخندان نبود بار دگر پیشانش
دست در دامن مردان زن و اندیشہ مکن
چہ بہ از نعمت باقی بدہ و بستانش
خوی سعدی است نصیحت چکنم گر نکند

یہ اشعار عبرت آثار جو نقیبون نے پڑھے تمام بہادر جھومنے لگے یہی
ہر ایک کا قصد ہی کہ لڑین بھڑین مر جائین نام پیدا کرین شمس نے اپنا ہنر برآتشین بڑھایا پکار کر آواز دی
ای فرقہ فتحیہ پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو مجھسے نکلکر مقابلہ کرے گلعذار وزیرزادی ملکہ سوسن کی اپنے
طاؤس کو بڑھا کر سامنے سلطان کے آئی اجازت طلب کی سلطان نے اجازت دی جیسے ہی یہ
سامنے شمس کے پہونچی شمس نے آواز دی کہ او چھوکری بی سوسن نے آئین تجھکو تیل ماش سمجھا گلعذار نے
گولہ جھولی سے نکالکر مارا شمس نے آنکھ سے اشارہ کر دیا گولہ ملٹکر آگئی سحر اسنے کیے مگر شمس نے اشارے
کرکے دفع کر دیے گلعذار نے کارد سحر جھولی سے نکالی چھری پھینک ماری شمس نے ہاتھ مین روک لی
ہاتھ مین لیکر اسم سحر کا پڑھا گلعذار کو وہ کارد کھینچ ماری گلعذار کے سینے کو توڑکر پار کر دی گیارہ کنیزین ملکہ
سوسن کی نکلین ہاتھ سے شمس کے ماری گئین شام کو اس بجیانے ہنر برآتشین کو مہمیز کیا پکار کر آواز دی
ای سوسن گل کہان میرے ہاتھ سے جاؤگی میان سکندر میرے ہاتھ سے کیونکر بچینگے ملکہ سوسن رنجیدہ
وکبیدہ ملٹین سکندر سے کہتی ہوئی ای شہریار وہ کنیزین آج قتل ہوئین جنپر مجھکو ناز تھا مین کہتی تھی میرا کہنا
کرین نشین ہوا خدا اسکے شر سے ہمکو آپ کو بچائے سکندر نے کہا مین خود نکلکر کل مقابلہ کرونگا سوسن نے کہا ای
شہریار مین آپ کو نہ جانے دونگی آپ نے دیکھا یہ گیارہ کنیزین کہ جنکو مین نے جان دیکر تعلیم کیا تھا وہ کسطرح
قتل ہوئین مگر دیکھا آپ نے کہ اسنے کس آسانی سے انکو قتل کیا کسی کے سحر نے تاثیر نہین کی یہ کنیز نکلکر کل مقابلہ
کرینگی دیکھین تقدیر کیا دکھائے خداوند سحر اپنا رحم کرین کہ مین اسپر غالب آؤن جواہر بڑی جانبازی کر رہا ہی
روز اول جواہر نے بڑا دھوکا کھایا سوزن دینا بھول گیا آپ نے دیکھا کسطرح لڑتا بھڑتا نکلا سب ساحرون
سحر کیے کسی کے سحر کو اسنے نہ مانا مین کیونکر قبول کرون کہ آپ میدان مین نکلین میری بنائی ہوئی ہیکل فقط آپ کے
گلے مین ہی کنیزون کے سحر اس سے زیادہ تھے لیکن ہان دھوکا کھا جائے اور آپ کے دست حق پرست سے
حربہ پڑے تو شاید اس ملعون کے دو ٹکڑے ہون سکندر نے کہا ای ملکہ عالم مین تمکو بہت مکدر پاتا ہون تمھاری
پریشانی سے بہت گھبراتا ہون ملکہ نے کہا مین نہ قبول کرونگی کہ آپ میدان کارزار مین جائین کوئی سبب خداوند سحر
پیدا کر دیگا میان تو ملکہ و سکندر و سلطان رنجیدہ کبیدہ داخل بارگاہ ہوئے ملکہ کو اپنی کنیزون کا بڑا صدمہ رہا
مگر خاموش بیٹھی ہین اب دو کلمے داستان باغ ویران کے عرض کیے جاتے ہین جسدن سے سلطان و سکندر
قیدخانے سے نکل گئے نسیم آتشخو و شاہین و گلشن رویا کرتے ہین ایک دن نسیم بیٹھے بیٹھے گھبرائی خیالی تصویر
جوشتاہزادی کی آنکھون کے آگے پھری یہ اشعار دل آویز پڑھنے لگی نظم

تمھاری ابتدا ٹھہرے ہماری انتہا ٹھہرے
بھروسا لگا تیغ کا دم شکر ٹھہرے یا گلا ٹھہرے

قیامت ہو جو ہم بیتاب مرکے بیوفا ٹھہرے
دعا جلاد کو دونگا وہ چاہے دغا ٹھہرے

کہ پہلے ہی کام آخر ہے جب سامنا ٹھہرے
کوئی جالے ابھی لاش اپنی مدفن مین اٹھہرے
ابھی ہو سامنا قاتل تڑپین نیم جان دم بھر

نو اتیغ ادا کا وار چلتا ہی قضا ٹھہرے
تمہین سب جان کہنے مین ہمین سب جسے آشنا ٹھہرے
چاہئے اب اپنی روزن پھر پہ کیسے آشنا ٹھہرے
بہت جلد اضطراب عشق کی طی ہو گئی منزل
وہ رخصت ہو رہے تھے مہر تسلی جا بجا ٹھہرے
وہ کیون شرمندہ ہو کس بات پر بھی ہو آنکھ اُنکی
کبھی ایسا نہین ہوتا وہ زاہد کی دعا ٹھہرے

قلق دل کا دعا کو کار گر ہوتے نہین دیکھا
جدائی کو بسی باقی ہی پھر ہم تم جدا ٹھہرے
خدا و بت کو اپنا کر لیا شیخ و برہمن نے
دمین تحریک کی پھر شوق نے جب مدعا ٹھہرے
یہ کسکو بت پرست اور بت پرست اپنا سمجھتے ہین
جفا مین شوخیان ٹھہرین ستم ناز و ادا ٹھہرے
جہان ٹھہرے ہوے تھے طالب دیدار محشر مین

دعا جب مضطرب خوب ہوا تو پھر اسمین کیا ٹھہرے
نہ آنکھون مین تھمے آکر نہ مژگان پر رکے آنسو
ہمین اک رہ گئے کوئی ہمارا بھی خدا ٹھہرے
کہا کچھ دل سے کچھ کچھ لنظر کو مہری سمجھایا
کسی کے بھی نہ ٹھہرے جب وہ عالم آشنا ٹھہرے
ہمیشہ تو یہ مینش وہان مقبول ہوتی ہی
جلال امیدوار وصل یار اُنسے جدا ٹھہرے

مان نے آنسو پونچھے کہا بیٹا کیون روتی ہو ہمنے اسواسطے شاہزادے کا ساتھ نہ دیا تھا کہ وہ ہمسے یون چھوٹ جائینگے مگر بی بی اتنا ہم کہتے ہین وہ شیر بیشۂ جرأت گوہر بے بہاے دریاے شوکت ایسا بیوفا نہین ہی کہ تمہین فراموش کرے کل ہی شاخسار جادو یہی ذکر کرتی تھی کہ سوسن جو عاشق ہو کر لیگئی ہی سو ساحری پہلوان اُس شاہزادے کے ہاتھ سے مارے جا چکے یہی قصد ہی کہ لشکر لیکر یہان آئین ہملوگون کو قید سے چھڑائین یہی قدرت خداوند تعجب ہی کہ خیر ہم مبتلاے رنج و مصیبت ہین وہ تو مائل راحت ہین مگر تمہین ضرور یاد کرتے ہونگے ہماری بھی فکر مین ضرور ہونگے یہ ذکر تھا کہ شاخسار جادو اپنے مکان سے گھبرائی نکلی کنیزون سے پکار کر آواز دی ارے جلد تیاری کرو اقلیم جادو بادشاہ ملک کامیاب شاہون کی ملاقات کو آتا ہی ابھی حکم ہوچکا ای شاخسار اسکو استقبال کرکے ایک شب باغ ویران مین دعوت کرو دوسرے دن لاکر ہمسے ملاؤ پانچ سو کنیزون لباس وغیرہ پہنکر تیار ہوئین شاخسار جادو بھی جوڑا بھاری پہنکر زیور جواہرات جسم پہ آراستہ کرکے باغ ویران سے نکلی بعد دو گھڑی کے نوبت نقارے بجے شاخسار پہلے آگے پہونچی ایک قصر مین لاکر اقلیم جادو کو اُتارا اقلیم جادو مرد نوجوان تیس برس کا سن و سال اسکا ساتھ دس ہزار فوج ہمراہ باغ ویران بہت وسیع مقام ہی شاخسار جادو نے بڑا انتظام کرکے لائی ہی تو بڑا کارگزارون کو حکم دیا کارگزاران شاخسار نے کھانے کی تیاری کا انتظام شروع کیا اقلیم جادو مسند پر آکر بیٹھا شاخسار سے پوچھا ملکہ یہ کیا مقام ہی شاخسار نے کہا یہ قید خانہ ہی اصل مین لوگ کوکب روشن ضمیر بادشاہ سابق قید ہین اور وہ لوگ قید ہین کہ جن لوگون نے دعوی طلسم کشائی کیا وہ گرفتار ہوے ہین ایک قیدی ابھی نکلگیا ہی لیکن کمسن ہی مگر بڑا صاحب ارادہ ہی ہماری منھ بولی بہن یہان دعوت مین آئین اُس جوان کو رہا کرکے لے گئین لڑائیان پڑی ہوئی ہین اکثر ساحر اُس نوجوان کے ہاتھ سے مارے بھی گئے پھر قصد ہوا تھا کہ مین خود لشکر کشی کرون مگر شاہان حال کو نہ گوارا ہوا اور ساحر بھیجے فی الحال شمس جادو اُنکی سرکوبی کو گیا ہی کچھ خبر نہین آئی کہ کیا گذری وہ بائین پہ جو کمرہ ہی اسمین اُنکی معشوقہ ملکہ نسیم آتشخو اور اُس جوان کے خسر خوشدامن کہ اپنا مذہب قدیم کو چھوڑا یہ سب قید ہین مگر جسدن سے وہ شاہزادہ چھوٹ گیا اُن تینون صاحبون کا اب دوا نہ ترک ہو گیا نسیم آتشخو جو معشوقہ ہی ہر وقت یاد مین اپنے عاشق کے رو رہا کرتی ہی اقلیم نے جو نام نسیم آتشخو کا سنا دل پر تاثیر ہوئی کہا ای شاخسار ان قیدیون کو ذرا ہم بھی دیکھین شاخسار چونکہ ایک چوٹ اُٹھا چکی ہی باتون مین ٹال دیا کہا ان قیدیون کی کشش نہین جو جس مقام پر ہی وہ اُسی مقام پر بہتر ہی شاہان طلسم کو ان قیدیون کی احتیاط ہی اقلیم خاموش ہو رہا دو گھڑی کے بعد اس جلسے سے اُٹھا کہ ذرا جاکر زندان خانے کی سیر کرین اس فکر نے دل گھبراتا ہی شاخسار تو اپنے کام مین معروف ہی مگر اقلیم جادو

مصاحبون کو ساتھ لیکر اٹھا جابجا ٹہلنے لگا پھرتے پھرتے اس کمرے کی جانب گیا جس کمرے مین نسیم الشیخ کہ ہر وقت غمگین ومغموم بیٹھی رہتی ہی سرنگون کلیجہ خون رنگ رو متغیر آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کپڑے میلے بدن مین ناخن بڑھے ہوے آنکھونمین حلقے چہرے پر زردی شاہین وگلشن ایک جانب بیٹھے ہین مگر اقلیم نسیم کو دیکھکر بیقرار ہو گیا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا دور سے چاہا نسیم سے کچھ اشارے کرون نسیم عاشق جمال سلکندر ہی اگرچہ اسنے اپنے کو بہت سج دھج سے دکھلایا مگر نسیم نے آنکھ نہ ملائی عرصۂ دراز تک اقلیم ٹھہرا رہا مگر کچھ مدعا حاصل نہ ہوا شاخسار نے پکار کر کہا ای شہریار تشریف لائیے گائنین حاضر ہین گانا سنیے اقلیم ناچار پلٹ آیا مگر چپ سناٹے مین دل سے باتین کر رہا ہی کہ ای اقلیم کیا ہوگا مین اس قصہ مین کیون آیا بڑا قصور ہوا دل ناصبور ہوا لاکھ لاکھ دل کو سمجھاتا ہون دل نہین مانتا کبھی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی دل سے یہ باتین کر رہا ہی کہ افسوس یہ کیا ہوا **نظم**

نایدبزبان شکوہ وبیرون روداز دل	آتش بدمے آب تسلی شود و من	راہیست کہ در دل فتد از خون رود از دل
خواہم کہ غم از کلبہ من گرد برآرد	تاخواہش بیہودن ہامون روداز دل	خون گردم ازان لف کہ جیحون رود از دل
بیرنگ نگاہش چہ بافسون روداز دل	باہمن سخن ارستے او ہام سرآید	سیل آمد و جولانی زود در جبر فروشد
دلطیع دگر رہ ندہم ہیچ ہوس را	گرحسرت اشراق فلاطون روداز دل	کم خرمی فال ہمایون رود از دل
تارفتن مہر تو دل چون روداز دل	زان شعر کہ در شکوہ خوے تو سرایم	گیرم ز تو شرمندہ آزرم نباشم
غالب بود کشت مراپارہ ابری	جز درد و فغانی کہ بگردون روداز دل	لفظم بزبان ماند و مضمون رود از دل

کسی بات پر دل قرار نہین پکڑتا گائنین گا رہی ہین اقلیم خاموش بیٹھا رہا کچھ کسی کو جواب نہ دیا جب پہر رات گذری تو شاخسار سے کہا اب آرام فرمائیے منزلون سے تھکے ماندے آئے تمھاری خاطر سے اتنے عرصے گانا بھی سنلیا شاخسار اپنے مقام پر گئی اقلیم پلنگ پر تڑپا کیا جب اسنے دیکھا قصر مین سناٹا ہر طرف ہو گیا اپنے مقام سے بیتاب ہو کر اٹھا یہان ملکہ نسیم کو دن رات دونون برابر ہین ملکہ رات کو اور زیادہ بیقراری ہوتی ہی شب ہجر کی درازی بیقرار بیٹھی ہوئی مان باپ عاشق جمال پریشانی کا بیٹی کی خیال خود بھی اٹھ بیٹھے ہین فرمارہے ہین بیٹی آرام کرو ملکہ نسیم فرماتی ہین حضور آرام کہان آرام وچین شاہزادے کے ساتھ گیا ای والد نامدار بڑا یہ خیال ہی کہ تینون بیچ کرائی مین انکو نا سحر وساحری مین دخل نہین رکھتے میہان سے ساحر غدار گئے ہین خداوند سحر انکو دشمنون کے ہاتھ سے بچا مین مگر البتہ عیار انکا بڑے روزگار ہی لیکن وہ بیچارہ کیا کریگا سحر وہ بھی نہین جانتا نہنسے سفر مین اکثر کہا کہ دو چار منتر سحر کے یاد کر لیجیے انکو سحر کے نام سے نفرت بڑی جواہر کہتا تھا کہ مین دو چار انچھر سیکھلو نگا اسکا بھی موقع نہ آیا یہ باتین جو اقلیم نے سنین ٹہلتا ہوا بلا تکلف کمرے مین چلا آیا شاہین بلند پرواز کو جھک کر سلام کیا ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا کہا آپ ہمارے بزرگ ہین جو ہم کہین اسکو قبول کیجیے مین نے گھر بار سب چھوڑا لشکر سے بھی منھ موڑا ملکہ نسیم پر میری جان جاتی ہی اگر آپ مجھکو سرفراز فرمائین تو مین تینون صاحبونکو نکال لیچلون شاہین وگلشن نے کچھ جواب نہ دیا نسیم نے ضبط کر کے فرمایا ای شاہزادے کیا مضایقہ ہی قید سے نکالو جو کہوگے ہم قبول کرینگے یہ سنکر اقلیم جامہ وسنال ہو گیا شاہین اشارون سے نہین کر رہے ہین نسیم سر جھکائے ہین زبان سے کچھ جواب نہین دیتین اقلیم نے فورًا شاخہاے نخل توڑ کر ایک تخت سحر بنایا شاہین وگلشن نسیم کو اسپر سوار کیا آپ بھی تخت پر بیٹھا سحر کیا کہ تخت چلا نسیم نے کہا ای اقلیم کہان لیے چلتے ہو اسنے کہا اپنے قلعے مین تو اب نہین جاسکتا سحر العجائب ومصر الغرائب لشکر کشی کر کے فساد برپا کر یگی طرف

صحرا کے نکل چلیں اگر راہ میں کوئی زمیندار وغیرہ ٹوکیگا سمجھا جائیگا کسی کو یہ حکم ٹھہرنیکے نسیم نے سر جھکا کر کہا جہاں آپ کے
مزاج میں آئے وہاں چلیے ہم آپ کے ہمراہ ہیں جو گذریگی جھیلینگے جان پر بھی تمہاری محبت میں کھیلینگے شاہین نے ہاتھ
بیٹی کے زانو پر رکھا اشارے سے پوچھا ای نور نظر کیا منظور ہی نسیم نے اشارے سے کہا ای والد نامدار جس مقام پر یہ
ٹھہریگا اور زبان سے سوزن نکالیگا سمجھ لونگی شاہین بھی خاموش ہو رہا یہ یقین ہوا کہ میری دختر بلند اختر کو وہی
خیال ہی جو کسی حیلے سے رہائی تو پائیں یہ باتیں کرتے ہوے چلے جاتے ہیں یہ تو ملکہ نسیم سمجھتی ہی کہ یہ کسی
مقام پر ٹھہرے اور فساد ہو ارادت قلیل باقی ہی کہ ایک پہاڑ دکھائی دیا اقلیم نے کہا اس مقام پر ٹھہرئیے پھر
اپنے ملک کو چلیے اور کہیں جانے سے کیا فائدہ میں اپنے ملک سے بھی فوج بلاؤنگا نئی بھرتی بھی جاری کرونگا
اگر شاہان طلسم نے ہم سے تعرض کیا تو کیا ہم انسے لڑنے میں تامل کرینگے چراغ سلطنت گل کرینگے شاہین بھی
ہاں ہاں کرتا ہوا گلشن بھی ہاں میں ہاں ملا دیتی ہی پہاڑ پر آکر ٹھہرے اقلیم نے خوشامد کے مارے اپنی کمر سے
ڈلائی کھولکر بچھا دی یہ نہ سمجھا تھا کہ ہوا بدل جائیگی پہلے نسیم ہی کی زبان سے سوزن لیا نسیم نے رہا ہوتے ہی
اپنے ماں باپ کی زبان سے سوزن نکالا اب یہ ممنون رہا ہو کر بیٹھے شاہین مرد جہاں دیدہ ہی کہا ای اقلیم جادو
تمہارا احسان ہوا کہ ہمکو قید خانے سے نکال لائے ہم تمہارے ممنون و مشکور ہوے یہ نہیں چاہتے کہ تم سے
فساد بھی ہو اب ہم ایک بات کہیں جو قبول کرو نہ قبول کروگے تو پچھتاؤگے سر پر ہاتھ دھکر روؤگے اقلیم
نے کہا فرمایے شاہین نے کہا عمر بھر ہم تمہارے احسان سے گردن تابی نہ کرینگے مگر جو خیال خام تمہارے ذہن میں
ہو اسکو دل سے دفع کرو چلکر شاہزادہ سکندر کی رفاقت قبول کرو دیکھو تو کیا شیر دلیر ہی سطوت و صولت رعب و
دبدبہ تہور و شجاعت مثل چاکران کمترین حاضر خدمت ایسے جوانمرد کسی نگاہ سے گذرے ہونگے یہ سنکر اقلیم کے
تیور پر بل پڑا غصے میں کانپنے لگا کہا ای شاہین میں نے تو ساری جفا اسواسطے اٹھائی اپنی دختر نیک اختر
کی شادی میرے ساتھ کر دیجیے عمر بھر آپ کی تابعداری کرونگا کبھی اس غلام سے گردن تابی نہوگی نسیم نے کہا ای
اقلیم بس چپ رہو ایسی بیہودہ باتیں منہ سے نکالو ورنہ بہت ذلیل ہوگے ارے ہمنے اس شاہزادے کیواسطے
وہ جفائیں اٹھائیں گھر بار چھوٹا قید کے صدمے اٹھائے کیا کہیں جو کچھ دل میں ہی محبت اس شیر بیشۂ جرأت کی ہماری
آب و گل میں ہی اگر رفیق بنکر اس شاہزادے کا رہیگا بڑی لیاقت حاصل ہوگی اقلیم جھلا کر اٹھا کہا ای ملکہ عالم
میں کیا کسی سے کم ہوں شاہین گلشن کو قتل کرونگا تمکو جبراً لیجاؤنگا یہ کہکے اسنے نسیم پر گولہ مارا نسیم نے ہرائی
اپنی کو سنبھال کر وہی گولہ اٹھا کر مارا اقلیم نے اسکو دفع کیا شاہین کو بہت ناگوار ہوا بیچ میں آگیا کہا او اقلیم
کیا کرتا ہی اب اگر تونے سحر کیا زبان کاٹ ڈالونگا میرے سامنے نسیم پر سحر کرتا ہی اگر اسکے گولہ پڑ جاتا اقلیم نے
شاہین پر ہاتھ تلوار کا مارا شاہین بلند پرواز بلاے روزگار کلائی پر ہاتھ ڈال کر تلوار چھین لی اسی تلوار کا ہاتھ
مارا اقلیم کے دو ٹکڑے ہوے کہا بیٹا نسیم اب چلو چلکر شاہزادے سے ملاقات کریں خداوند شجر نے قید سے رہائی
دی بقول اسکندر رخشندہ خداوند شجر کی سرسبزی و شادابی ہی ناحق کی بیتابی ہی مگر بی بی ایک امر ہم سمجھائے
دیتے ہیں غصے کو کام نہ فرمانا سوسن جانبازی کرکے شاہزادے کو لیگئی اتفاق سے اسوقت شاہزادے کو
ہمارا تمہارا خیال نہ رہا حقیقت میں اس غریب نے بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائی ہیں تم بی بی سوسن سے رشک
نہ کرنا نسیم کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے کہا حضور یہ مصیبت تو مجھسے نہ اٹھیگی جاتے ہی بی بی سوسن سے
فساد ہوگا گلشن نے بھی گلے میں ہاتھ ڈال دیے کہا بی بی ہمارے تمہارے حقوق ہیں نو مہینے پیٹ میں رکھا

اپنا خون پلا کے پرورش کیا کچھ اس مقدمے میں سختی نہ کرنا ہمپر احسان ہوگا وہ بھی شاہزادے کی گمہبان ملکہ نسیم نے
ایک ٹھنڈی سانس بھری جوش اشتیاق شاہزادہ سکندر نے یہ اشعار دردانگیز حسرت خیز پڑھنے لگی نظم

ستم کیا ہے جدائی نے تیغ قاتل کی
کہ لوٹی جاتی ہے شوخی نگاہ قاتل کی
نگہ کو اڑکے ہو گردش وہ آنکھوں میں رہین
رقیب دیکھیں گرمی بجھے ہوئے دل کی
غبار جس سے بنتا تھا اک نیا صحرا
ہوئی تھی ایک گھڑی عمر بھر میں مشکل کی

رگ گلو میں تڑپ دیکھتا ہون بسمل کی
ہمین گذر گئے یا بیقراریان دل کی
جگہ بدل نہین سکتی ہے آنکھ کے تل کی
تمام ہمکو تری آزمائشون نے کیا
فلک نے تاک ہماری بھی آہمین شامل کی
چمک رہا ہے یہ داغ شب فراق جلال

وہ دیکھو لی ہے روش اضطراب بسمل کی
تمام ہو گئے خود یا تمام منزل کی
کہو لوگل ہو چراغ آہ سرد سے انکا
نہ آئی بار ہنوز امتحان کامل کی
وہ آنجاتے نہ دم ٹوٹتا یہ آسانی
فلک پر آنکھ جھپکتی ہے ساری محفل کی

ملکہ گلشن نے اشک پاک کیے کہا بی بی یہ بات کا محل و موقع ہے اسوقت مین اگر تمنے جا کر کچھ فساد لیا شاہزادہ
بھی تو سوسن سے محجوب ہو رہا ہے صاحبان ظرف تنکا اُتارنے کا احسان مانتے ہین نہ کہ وہ شاہزادے کو قید خانے
سے رہا کر کے نیکی کچھ خوف نہ کیا لیا یہ خیال نہوگا کہ سحر العجائب و مصر الغرائب شاہان طلسم نور افشان
مین کسی نے آجتک اُس طلسم پر ہاتھ نہین ڈالا اور بندہ وہ سخت بندھے مین سنا ہے کہ کوکب روشنضمیر صفت مین اپنے
طلسم کے سامنے صاحبقران کے عرض کرتے تھے کہ حضور ہمارا طلسم بڑا وسیع ہے لوح طلسم معدوم ہے جیسے
جہانگیر نے لوح پائی اور پھر کوکب کو وہ لوح حاصل ہوئی جیسے ایسے مقام پر بھی ہے کہ جہان کوئی جا نہین سکتا
ساحر زبان ہلا نہین سکتا عرصہ دراز تک بھی پا نہین رہین شاہ مین نے کہا بی بی اب جلورات بھی قلیل باقی ہے
شمس جادو بڑا ساحر زبردست ہے سوسن اُس سے مقابلہ نہ کر سکیگی اگر خداوند سحر نے چاہا تو میرے اسلیے
رو و قدح ہوگی دیکھنا کیا گذرتی ہے خداوند سحر اگر چاہے تو بھاگتا پھرے گلشن نے کہا صاحب مین سحر بھی
ضرور کرونگی مگر بی بی ہماری بات یاد رکھنا اس حسن سے سوسن سے ملنا کہ شاہزادہ بھی خوش ہو جائے سب مین
مشہور ہو جائے کہ یہ دونون بہنین ہین مگر نسیم نے کہا بہت خوب ایسا ہی ہوگا شاہ مین نے نہر بر آتشین تیار کیا
ملکہ گلشن نے اژدہا بنایا اسپر سوار ہوئین ملکہ نسیم نے طاؤس زرین بال تیار کیا تینون کے سحرون سے
ایک ابر آتش فشان آراستہ ہوا اُسمین چھپ کر طرف باغ سوسن کے چلے اب حال لشکر سکندر کا سنیے
کہ یہان طبل جنگی بج چکا جواہر نے رات بھر کوشش کی مگر پاس شمس کے نہ پہونچا جب گیا شیر و اژدر کا سامنا
ہوا خوف سے جان کے پلٹ آیا جب ستارہ سحری چمکا جانب رنجیدہ کبیدہ اپنے لشکر مین آیا شاگردون نے
پوچھا جواہر نے رو رو کر بیان کیا کہ مین نے لاکھ تدبیرین کین مگر پاس شمس کے نہ پہونچ سکا ناچار پلٹ آیا
کہ دیکھا سامنے سے سواری سلطان زرین پوش کی آگئی شاہزادہ سکندر بھی آکر پہونچے ایک طرف سواری
ملکہ سوسن کی مثل باد بہاری چہار جانب کنیزین زیور گل مین لدی ہوئین اسباب سحر جسم پر آراستہ ملکہ کے
بھی ابروون پر بل پڑا ہوا اُدھر سے آمد آمد لشکر کفر و ضلالت کی ہوئی شمس جادو نہر بر آتشین پر سوار گرد ساحران
ناہنجار علمہائے سیاہ کے پھریرے کھلے شمس جادو نہر بر آتشین کو بڑھائے ہوئے اپنے سحر پر ناز کرتا ہوا اسطرح
دونون لشکر میدان کارزار مین آکر پہونچے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی گیت کڑکا کہکے شمس جادو
للکارتا ہوا نورون پر چڑھا ہوا میدان مین آکر عجائب و غرائب سحر کے دکھانے لگا للکار کر آواز دی ای سحر پرستان
کل تو نے بارہ جادوگرنیون کو شہ پایا آج بھی جس جسکی قضا ہو آوے منم ملک الموت جان شمس پرستان

درمیان سکندر کہان ہین سب رنگ جرأت آئینہ ہو گا ملکہ سوسن کا قصد تھا کہ سکندر نے گھوڑا اُڑایا سامنے سلطان
کے آئے پایہ تخت پر ہاتھ رکھا عرض کی ای والد نامدار اجازت میدان سلطان مثل آئینہ حیران بشکل زلف پریشان
حیران حیران بیٹے کی شکل کو دیکھنے لگا کہا ای نور نظر وای پارۂ جگر کیونکر اجازت دون اتنا بڑا ساحر زبردست جسنے
گل گیارہ جادوگرنیون کو مارا سکندر نے کہا جو کچھ ہو وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی مین چاہتا ہون حجاب کر کے
جان نہ جائے مین ضرور مقابلے مین جاؤنگا آپ ملاحظہ کرینگے جب برق شمشیر چمکی آنکھ جھپک جائیگی سارے
سحر بھول جائیگا ملکہ سوسن نے کہا ای شاہزادہ والاقدر آپ تامل فرمائین مین جا کر مقابلہ کرتی ہون یہ کہکے
شاہزادے کا دامن پکڑ لیا کہا ای شہریار آپ ہرگز نہ جائین یہ کہکر جا کر لڑیگی جو کچھ گذر یگا آپ ملاحظہ فرمائینگے
سکندر نے کہا ای سوسن میرا جانا ضرور ہی تم ہمارے بعد جانا یہ کہکر باپ سے اجازت لی مرکب کو اُڑا دیا گھوڑا
طرارے بھرتا ہوا چلا سکندر سامنے شمس کے آکر پہونچے اُسنے جب جمال جہان آرا کو دیکھا دنگ ہو گیا پکار کر
آواز دی او طفل ابھی چندے اور پڑھو فنون سحر کے کبھی سیکھو تب میرے مقابلے مین آؤ سکندر نے کہا کیا بکتا ہی وہ
بکتا ہی شمس نے سحر کیا بسبب حرز ہیکل کے تاثیر نہ کی سکندر نے تیر مارا اُس بدشعار نے برق چمکائی تیر کٹ کر زمین
پہ گرا شمس نے قہقہہ مارا کہا او جوان ای منھ پر ماہ دولت کے مقابلے مین آیا ہی سکندر نے بڑھکر نیزہ مارا
شمس نے سحر کر کے سنان نیزہ کو اُڑا دیا مگر شمس جب سحر کرتا ہی سکندر کے جسم تک وہ حربہ نہین پہونچتا جب
تو شمس پیچھے ہٹا ایک سحر کر دیا گھوڑا جو سکندر کا طرارے بھر رہا تھا ایک مقام پر جم گیا آگے نہین بڑھتا
شمس نے طرف آفتاب کے دیکھکر ایک دستک دی آواز دی مجھکو دریافت ہو جائے کیا باعث ہی کہ سکندر پر سحر تاثیر نہین
کرتا ضو سے نیر اعظم کے ایک طائر پیدا ہوا مثل انسان کے اُسنے آواز دی ای شمس جادو سکندر کے گلے مین ہیکل
پڑی ہی بی سوسن نے سحر سے بنا دی ہی یہ سنکر اُسی طائر کو شمس نے اشارہ کیا ہیکل کی تدبیر تو کر مین سکندر کو
حیران کرون لیکن ایک اِسکے مار ڈالنے سے کیا فائدہ ایسا عاجز ہو کہ خود اپنی جان دے وہ طائر زمزمہ سرائی کرتا ہوا
سامنے سکندر کے آیا مثل انسان کے پکار کر آواز دی ای شاہزادہ سکندر زرین پوش زرین علم ای صاحب
شوکت وحشم یہ جرأت ولیاقت کیون دکھاتے ہو چار دن کے لیے کیون بھولے جاتے ہو دنیا ناپائدار ہی یہان
کی شوکت ولیاقت کا کیا اعتبار ہی دارا ایسا بادشاہ ہاتھ سے سکندر کے مارا گیا اور دارا آپ ہمین لڑکے مری
وہ تدبیر ارسطو بھی مراد تو یہ ہی کہ دنیا کے نقش ونگار بالکل بیکار ہین اگر عمر ہزار سال کی ہوگی آخر وہ بھی فنا ہوگا کبھی اپنے
پیدا کرنے والے کا خوف کرو لڑائی کو اسقدر طول نہ دو بندگان خدا مارے جائینگے ان سب کے خون تمھاری
گردن پر ہونگے خیال تو کرو بندہ میسک

	ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر یعنی وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر		ہمنے دیکھا ہی تواریخ مین ای اہل نظر وجہ ہو اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر	

زاد رہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و دراز است و ما بیخبریم

اسی واسطے اپنے ہاتھ کفن سے باہر نکال دیے کہ صاحبان نظر دیکھین اتنا بڑا بادشاہ جلیل بندگان خدا کا کفیل اس
حسرت و یاس سے ہر دو دنیا سے جائے اپنے پروردگار کی عبادت کرو آٹھ پہر اُسکی یاد مین رہو اسطرح جو
اس طائر نے یہ شعر پڑھے وہ کلام حسرت پڑھے کہ شاہزادہ مبہوت ہو گیا حیران حیران طائر کو دیکھ رہا ہی اور

کبھی فرماتا ہی اے طائر کیا غضب کے شعر سنائے کلیجہ منہ کو آگیا قلب ٹھہر گیا طائر اور زیادہ جوش و خروش سے شعر پڑھتا
جاتا ہی جب شاہزادہ خوب اسکی جانب متوجہ ہوا تب وہ طائر کڑک کے گرا گلے سے سکندر کے ہیکل اُتار لی شمس کو
آواز دی اے شہنشاہ ساحران مین نے ہیکل لے لی اب جو سحر کیجیے گا وہ تاثیر کریگا وہ منقار مین ہیکل کو دبائے ہوے
آسمان پر جاکر غائب ہو گیا شمس نے چند دانے ماش کے پھینکے گھوڑا اسکندر کا طرارے بھرنے لگا کبھی الف ہوتا ہی
کبھی چاہتا ہی کسی نخل سے اپنے کو رگڑ دون ہر طرح پر اپنے راکب کو پامال کر ڈالون سکندر اپنے کو بمشکل بچاتے ہین
شمس کھڑا ہوا ہنس رہا ہی آوازے کس رہا ہی سوسن نے جو یہ معرکہ دیکھا شاہزادے کی ناچاری شمس کی سرکشی
اپنے طاؤس کو صف سے نکالا آواز دی او نامرد غیر ساحر یہ شعبدہ یہ لیکر گولہ مارا شمس نے اشارہ کیا گولہ کٹ کے
زمین پر گرا شمس نے ایک دستک دی شعاع نیر اعظم سے ایک برق چمکی زمین پر گری کسی شی کو ضرر نہ ہوا مگر
سوسن کا سر زخمی ہوا شمس یہ کہتا ہوا کہ او کمبخت بریدہ سری بھی یہ لیاقت ہی کہ ما بدولت کے مقابلے مین آئی ہی سوسن
نے کئی سحر کیے شمس نے دفع کر دیے پھر ایک مقام پر دستک دی برق چمک کر سوسن پر گری شاید نشانہ ہوا
کنیزون نے جو اپنے مالک کو زخمی دیکھا دوڑ پڑین شمس ہنسا کہا واہ ان چند جادوگرنیون پر بڑا ناز ہی ایک سحر مین ہلاک
کو شادر لگا تمھاری کیا حقیقت ہی یہ کہکر ایک گولہ مارا وہ گولہ پھٹا آگ برسنے لگی ساٹھ ہزار ساحر وغیر ساحر
چلے تھے کہ جا کر شمس کو مارلین وہ سب اس بلا مین مبتلا ہو گئے کسی پر شعلہ آتش گرا کسی پر حیرت کا جوش چپ کھڑا
ہی کسی پر سحر نے یہ تاثیر کی کہ دیوڑا دوڑا پھر رہا ہی بالکل بھول گیا کہ مین کسواسطے آیا تھا بعضے آپسمین لڑ رہے ہین
یہی مراد ہی کہ شمس پر جا پڑین مگر سحر سے مجبور ہین شمس نے سکندر پر تو یہ سحر کیا کہ ہیکل اُنکے قبضے سے نکل گئی سر
برق سحر سے زخمی ہوا تیر گر رہے ہین تمام خانہائے زرہ خون سے معمور گھوڑا لیے ہوے دوڑ دوڑا پھرتا ہی اسقدر
شور و طغیان کر رہا ہی یہی چاہتا ہی کہ اپنی پشت سے اُس یکہ تاز میدان جلالت کو گرا دے ملکہ سوسن اس رنگ مین
پھنسی ہین کہ طاؤس زرین بال پر سوار سر و شانہ زخمی جھولا سحر کی بازو سے گرگئی زبان مین لکنت نہین ہوسکتا کہ سحر کرین
طاؤس ایک مقام پر لیے ہوے ملکہ کو کھڑا ہی تمام لشکر کا حال عرض کیا شمس کھڑا سحر کر رہا ہی لشکر حیران و پریشان
تباہ ہو گیا کچھ طرف صحرا کے بھاگ گئے کچھ آپسمین لڑ رہے ہین کچھ حیران حیران طرف آسمان کے تکتے ہین کوئی
صحرا کی تعریف کر رہا ہی لشکر بھر مین کسی کو فکر نہین کہ شمس پر سحر کرین اپنے مالک کو بچائین سکندر آفت
مین گھوڑے کو سنبھال رہے ہین شمس پریشانی پر ان سب کی ہنستا ہی آوازے کستا ہی ماش کے دانے پھینکے
جاتا ہی آپسمین جو ملازمان سوسن لڑ رہے ہین کہتا ہی بی سوسن تمھارے لشکر والے کیا خوب لڑ رہے ہین
دیکھو بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو للکارا باپ کی تلوار نے کیا صفائی دکھائی جوان بیٹے کی تصویر مثالی
سوسن کی پریشانی سکندر کی حیرانی سکندر اسوقت ملول و حزین دل سے کہہ رہا ہی کہ یا خداوند سحر مین معتقد ہون
کیسی باد خزان چلی گلزار لشکر کی یہ کیفیت ہی ملکہ سوسن کی یہ صورت اب کیونکر فتح نصیب ہوگی معلوم ہوا وقت تباہی
قریب آگیا فلک نے کیا سامان دکھایا یکایک شمس نے اپنے ساحرون کو اشارہ کیا کہا یارو دیکھا اسی منھ پر یہ
لوگ بادشاہ طلسم نور افشان پر چڑھ کر جانے مین سودائے خام تھا بادشاہ طلسم نور افشان کا ایک ایک
غلام اگر چاہے تو لشکر دارا کیقباد کو روک لے انکی کیا حقیقت ہی مگر ہان ذکر سنتے ہین کہ طلسم کشائے اصلی آئیگا
کاہنون نے نجومیون نے حکم لگائے ہین کہ اُس پر سحر تاثیر نہ کریگا عیار ایسا اُسکے ساتھ ہوگا کہ جسکی موت کسی ساحر
کے ہاتھ سے نہین ہی مگر اس حکم کو ہم مٹائینگے پہلے اُسی عیار کو قتل کرینگے کہ حکم سامری و جمشید مٹے

ہان یاروان سب لوگون کو مار لو اہالیان لشکر شمس ان بیچارون پر چلے یہ تو سب مجبور و ناچار ہو رہے ہین شمس کے سحر سے
ہوش مین نہین جسکے جسنے گولہ مارو یا سر پھٹ گیا کسی پر ہاتھ تلوار کا مارا صد ہا ساحر اسطرح مارے گئے سکندر نے
جو یہ حال دیکھا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اہالیان فوج جنپر ہم یہ محبت کرتے ہین کہ دھوپ مین سفر کرنا گوارا نہین کرتے اُنپر
یہ جفا ہیکس ہیں جسطرح جسنے چاہا قتل کیا اپنے ہاتھ پاؤن کی بالکل خبر نہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے اپنے
اہالیان فوج کے قتل ہونے سے شاہزادہ بہت بیقرار ہی اسوقت حکیم ایرج نوجوان کا آنکھون کے نیچے پھرا جہان ن
سب کچھ فرمایا تھا یہی نصیحت کی تھی کہ ای شاہزادہ والا قدر جب کبھی دشمنون پر کوئی مصیبت پڑے تم اعتقاد مذہب شجر پرستی
رکھتے ہو یہ کہکر دعا کرنا کہ ای پیدا کرنے والے ہمکو اس مصیبت سے بچالے کیا عجب ہی دریاے رحمت الٰہی جوش مین
آئے اور اُس مصیبت سے نجات پاؤ یہ جو شاہزادے کو خیال آیا بے اختیار طرف آسمان کے دیکھکر آواز دی ای
پیدا کرنے والے سب تیرے بندے ہین اس مصیبت سے انکو بچالے ملک ملک کے سکندر دعا کر رہا ہی پس سکندر کا
ملک کے دعا کرنا کہ ابر آتش فشان آسمان پر پیدا ہوا انار ہا طائر زر سے سرائی کرتے ہوے ابر سے موتی برستے ہوے
کس دھوم سے ابر آتش فشان پیدا ہوا وہ ابر پیا سنے آکے پھٹا سکندر نے دیکھا شاہین بلند پرواز پر ملکہ
گلشن سحر طراز ایک جانب معشوق خوش رو ملکہ نسیم الشجر طاؤس زرین بال پر سوار جیسے ہی نگاہ پڑی سکندر کو دیکھا
کہ زرد اور بیقرار گھوڑا لیے دوڑا دوڑا پھر رہا ہی ملکہ سوسن کو بیہوش مبتلاے بلا سر و شانہ زخمی طاؤس ایک مقام
پر جما کھڑا ہی سحر کرنے کا نام نہین لشکر سیار اقتل ہو رہا ہی ملکہ نسیم نے مسکراکر فرمایا کہ ای والدنا مدار ذرا ملاحظہ فرمائیے
یہ طلسم نور افشان فتح کرنے کیونکر جاتے ایک ساحر شمس جادو بے مہر و بیوفا سحر العجائب و مصر العجائب کا
چیلا اُسکے سحر نے یہ کیفیت کردی تمام لشکر بیکار ہو رہا ہی شاہزادہ فرط مصیبت مین رو رہا ہی بی سوسن کی زبان بند
جھولی سحر کی زمین پر پڑی ہی سحر کیونکر کرین ای منھ پر یہ دعوی کہ قید خانے سے شاہزادے کو لے بھاگین ایک
ساحر کا سحر نہ روک سکین شاہین نے کہا بیٹا طعن و تشنیع کا وقت نہین ہی شراکت کرو گلشن نے کہا بی بی ہم
تمکو سمجھا چکے حسد و بغض کو دل سے دور کرو اب مدد کرو ملکہ تم خاص جاکر سوسن کو بچاؤ شاہین نے کہا مین جاکر
شمس سے مقابلہ کرتا ہون اس ملعون نے بڑا دعوی کیا ہی یہ کہکے شاہین بڑھا آواز دی کہ او شمس خبردار
ہوشیار ہو جا ہوا خواہان سکندر زرین پوش زرین علم آپہونچے اُدھر نسیم نے جاکر سحر کیا مسکرائین ہوا سے نہ کا
جھونکا چلا ہاتھ پاؤن مین سوسن کے طاقت آئی ایک شعلہ لہرا پیدا ہوا اُسنے جھولی سحر کی اُٹھا کے سوسن کو
دی اور کان مین بھی آواز آئی بی سوسن صاحب اب تمھاری زبان نہ بند ہوگی لشکر شمس پر جا پڑو ملکہ سوسن
نے آنکھین کھولدین جھولی لیکر بائین ہاتھ پر ڈالی پہلے یہی سحر کیا کہ لشکر والے ہوش مین آئین اپنے کو دشمن سے
بچا مین آسمان پر اشارہ کیا لکہ ہاے ابر آگر بہے جسکے سر پر قطرہ پڑا اُسکو ہوش آگیا یا تو بھائی کو قتل کرتا تھا یا دشمن
پر جا پڑا اپنے حال پر افسوس کیا اس غصے مین جاکر صف دشمن کو تہ و بالا کر دیا لشکر سکندر اس دھوم سے لڑا
کہ صف لشکر شمس کو تہ و بالا کر دیا میدان کو لاشون سے بھر دیا شمس سے اور شاہین سے مقابلہ پڑا شاہین نے
للکارا او نامرد اب تو سحر کر اُن بیچارون پر بڑا حوصلہ بڑھاتا تھا غیر ساحرون کو ڈراتا تھا اب سحر کر تو جانین شمس نے
ایک دستک دی ایک ابر آسمان پر اُٹھا اس ابر سے نیر اعظم پیدا ہوا نیر اعظم نے وہ گرمی دکھائی کہ زمین
تپنے لگی نخل جلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے لگے شاہین کی یہ کیفیت ہوئی کہ پسینے پسینے پیشانی سے پسینہ ٹپک رہا
ہی برابر چند ساعت مبہوت ہو شمس سمجھا کہ اب مین نے مبہوت کرلیا اب اسکو قتل کرون تیغہ سحر لیکر بڑھا شاہین نے

ایک گولہ زمین پر مارا ایک دھماکا ہوا دھواں زمین سے نکلا دھوئیں نے جا کر آفتاب شمس کو گھیر لیا اور سیاہ کر دیا چھن چھن کی آواز آئی وہ آفتاب زمین پر گرا سب نے دیکھا ایک لوہے کا توا ہے شمس یہ سحر کر کے روسیاہ ہوا ملکہ گلشن سحر لشکر کفار پر کر رہی ہیں جب انکا سحر چل گیا دوسی ساحر کر گئے چار سو بجلی گری ہزار ہا آگ برسی خیمے جلنے لگے ہر طرف سے آوازیں آنے لگیں کشتی مرا نام من فلان کشتی مرا نام من فلان شمس و شاہین نے جو دیکھا کہ ہزارہا ملازم شمس مارے گئے اور توا آہن کا زمین پر گرا اور سحر بنا یا ہوا شمس کا لخت لخت ہو گیا جو دیکھے وہ جانے کہ یہ سحر شمس کا تھا توے کو آہن کے آفتاب بنایا تھا ہر چند کہ سوسن نے ملکہ نسیم گلشن خو کو دیکھا چمک چمک کے سحر کر رہی ہے ہزار ہا جادو گر سوسن نے مارے دل پر خوف طاری ہے شمس کے اوپر نہیں جاتی الگ الگ سحر کرتی پھرتی ہے مگر ملکہ نسیم نے دیکھا جب کوئی ساحر لشکر سکندر پر سحر کرتا ہے شاہزادے کا گھوڑا اسی جگہ تھم جاتا ہے مثل نقش قدم جم جاتا ہے ہنگامہ بلند ہے ساحر ہونکنے مرنیکی آوازیں آتی ہیں شمس و شاہین میں خوب تلوار چلی دونوں اپنے کو بچا بچا کے لڑ رہے ہیں اپنا سحر کیا اسکا سحر دفع کیا دو گھڑی کامل آپسمیں تلوار چلی اتنے عرصے میں نسیم و گلشن و سوسن نے لشکر شمس کو شکست دی ملکہ نسیم کے سحر سے جھونکے ہوا کے چل رہے ہیں لشکر پر جا کر دستک دی ہزار کروں ساحروں کے قلب الٹ گئے ملکہ کے حسن کی تعریف کرنے لگے اسی جوش میں شعر عاشقانہ پڑھنے لگے اشعار لونہ

لال کرتی پر تمہارے چوٹ ہے
گو بظاہر آنکھ سے وہ اوٹ ہے
صورت فرہاد سر پھوڑوں نہ کیوں
لوٹ میں اسپر وہ مجھ پر لوٹ ہے
دیکھیں ملی ہو مرحلہ کیا عشق کا
قلب میں کھوٹوں کے ہوئی کھوٹ ہے

دل برنگ مرغ بسمل لوٹ ہے
کہکشاں کو دیکھ کر کہتا ہوں میں
بات جو انگی ہے اک سر چوٹ ہے
وصل کی شب بیحجابی چاہیے
آج فوج غم کا دل میں کوٹ ہے

سنتے ہیں شہرگ سے بھی ہے وہ قریب
اس قمر کے پائچے میں گوٹ ہے
دونوں جانب سے برابر عشق ہے
ای پری آنکھوں کا پردہ اوٹ ہے
نور اسنے کس طرح پن سے کہا

خود اپنے گلے کاٹتے ہیں ملکہ نسیم مسکرا دیتی ہے اس مسکرانے پر برق چمکتی ہے خرمن ہوش و حواس جلتے ہیں سوسن نے جو نسیم کے یہ زور و شور دیکھے بڑھ کر ایک سحر کیا کہ چار سو جوان تالیاں بجانے لگے اچھلتے ہیں کودتے ہیں نسیم نے ملتفت ہو کر دیکھا مسکرا کر کہا ہوا کیا کہنا یہ سحر آپ ہی کیواسطے تھا سوسن نے اور سحر کو زور دیا اب کی جو دستک دی بجلی چمکی گرد ان ساحروں کے پھری وہ سب ٹھہرائے گھو کی آنکھوں سے آنسو بہے بعض خاموش رہے چپ رہنے میں انکو مزے ملتے ہیں دل ہی دل میں معشوق کی صفت کر رہے ہیں دم محبت کا ملکہ کی بھر رہے ہیں ایک انمیں سے پکار اٹھا اے شہنشاہ اقلیم حسن و جمال اے ماہ آسمان کمال ہماری تو یہ کیفیت ہے قطعہ

خط کے آنے میں اگر پیک صبا نے دیر کی
ہے غضب آنے میں کیوں بیباک قضا نے دیر کی

جان حبیب خانۂ تن سے ہوئی بیگانہ وار
دم بھر آنے میں جو اس ناآشنا نے دیر کی

مصحف عارض نہ دیکھا وقت لب پن آگیا
ہائے کیا تاثیر میں میری دعا نے دیر کی

کاش وہ بت کوئی ٹھوکر میری تربت کو لگا دے
حشر کرنے میں قیامت ہے خدا نے دیر کی

عید قربان ہے گلا کاٹوں میں اب اپنا شتاب
کیوں گلے لگجانے میں اس دلربا نے دیر کی

خشک غم سے ہو گیا میرا بدن مثل قلم
بھیجنے میں خط کے جو اس بیوفا نے دیر کی

دل مرا بے چین ہے کہو راستے ای قاصد شتاب
کیا سبب آنے میں کیوں اس دلربا نے دیر کی

جان آپہونچی ہی ہونٹھون تک ابھی وہ دل مین ہی
حسرت اقبال مین ہم خانہ ویران ہو گئے
خاک پہونچی کوے جانان کو کہ آپہونچی گھٹا
رہ گئے رکھے ہوئی ہی خشک شیشے مین شراب
رنج دیتے ہین مجھے ناسخ یہ دجالان شہر

ضعف سے کیا میری آہ نارسا نے دیر کی
حسب تقدیر کی بوم نے جلدی ہما نے دیر کی
کیا ہماری خاک اڑانے مین ہوا نے دیر کی
میکشو کیا ساقی رنگین ادا نے دیر کی
کیا ظہور قائم آل عبا نے دیر کی

ملکہ نسیم ہنسی اور پکار کر فرمایا ای ملکۂ عالم کیا کہنا سحر اسکا نام ہی واہ واہ واہ کیا کہنا اول کا سحر آپ کی توسعت
پیرایہ تو سحر ایسا ہی کیا اب کی سحر نے بڑا مزا دیا دشمنون کے کلیجے پھٹ گئے ملکہ سوسن نے ہاتھ ماتھے پر رکھا نسیم بھی
جھک پڑین ملکہ سوسن نے کہا آپ کے سامنے کوئی سحر کر سکتا ہی آپ کے سحر نے عجب کیفیت دکھائی سارے
لشکر کو تباہی سے بچا لیا سوسن و نسیم مین یہ باتین راز و نیاز کی ہو رہی ہین سکندر کو بڑا تردد ہی نسیم آتشخو نام ہی
ایسا نہو آتشخوئی دکھائے انکے بگڑ جائے تو باعث خرابی ہو جواہر قریب شاہزادے آیا سکندر نے کہا ای
جواہر تم رنگ جنگ دیکھ رہے ہو نسیم و شاہین گلشن کو باغبان قضا و قدر نے وقت پر پہونچا یا مگر سنتے ہو کہ
سوسن و نسیم مین کیا باتین ہو رہی ہین ایسا نہو آپس مین بگڑ جائے تو بڑی خرابی ہو جواہر نے کہا غلام دیکھ رہا ہی
شاہین کو بڑی کد ہی کہ ملکہ نسیم آتشخو سوسن سے غصہ نہ کرین وہ ہر دم منتی کو لوٹتے جاتے ہین ہر بات پر رو گئے
جاتے ہین سکندر نے کہا ای جواہر اسکا بڑا خیال رہے مین ملکہ سوسن کا بھی مشکور ہون مگر نہین معلوم ان
تینون صاحبون نے کیونکر رہائی پائی خداوند سحر جانین کیا سبب ہوا جواہر نے کہا مجھے طریقے سے معلوم ہوتا ہی
کہ ملکہ نسیم کا حسن عابد کش زاہد فریب ہی کوئی عاشق ہو کر انکو نکال لایا آپ کی فتح خداوند سحر کو منظور تھی وقت پر
پہونچ گئے مگر نسیم نے قریب سکندر کے پہونچکر گلے سے موتیون کا مالا اتارا گلے مین شاہزادے کے پہنا دیا مگر
منھ اپنا پھیر لیا سکندر نے کہا بھی کہ ملکہ عالم نے وقت پر آکے مدد کی ورنہ سب کا خاتمہ تھا تب ملکہ نے دور
جا کر کہا بی سوسن نہ ر کتین اب تو جھک جھک کے سحر کر رہی ہین دیکھیے انکے عاشق سر ٹکرا رہے ہین سکندر نے
جواہر سے اشارہ کیا جواہر نے پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم سوسن باعث رہائی شاہزادۂ والا قدر ہی
کیونکر انکا پاس نہ کرین ملکہ نسیم نے کہا ہمارے خدا نے ہمکو رہا کیا ہم کسی کے ممنون و مشکور نہین مگر اب
شہر یار سے کہیے آپ مجمع ساحران پر بلا خوف جا پڑین اب آپ پر کسی کا سحر تاثیر نہ کریگا مگر وہان شاہین و
شمس سے انتہا کے سحر ہوے ہزارہا درخت جلے زمین تپی شاہین نے قریب پہونچکر ہاتھ تلوار کا مارا سر
شمس کا زخمی ہوا آہ کر کے گرا سامنے سے شاہین کے بھاگا سکندر جو غول پر ساحرون کے جا پڑے اول
ساحرون نے سحر کیے جب سحر نے تاثیر نہ کی نیزہ و تیر و تفنگ و تلوار سے لڑے سکندر نے کئی زخم کھائے ایک
ملعون نے پشت پر سے آکے ہاتھ تلوار کا مارا سر پر شاہزادے کے زخم کاری آیا یقین ہوا کہ مین گھوڑے
سے گر پڑونگا اس بیحیا کو مارا مگر تلوار نیام انتقام مین رکھی ہاتھ گھوڑے کی گردن مین ڈالدیے منھ سے بھی
نکل گیا ای مرکب جلیل اب تیرا اب لڑنے کے قابل نہین ہی اگر ہو سکے لیکے نکل حقیقت مین مرکب عربی قوم کا
اصیل اپنے راکب کو کفیل مجمع ساحران سے لیے نکلا اشتلین و دولتیان مارتا ہوا طرف صحرا کے لیکر روانہ ہو گیا
یہان شمس شکست کھا کے بھاگا شاہین نے کئی کوس تک پیچھا کیا آخر گلشن نے آکر شوہر کو روکا کہا
صاحب بس وہ بھاگ کر دور نکل گیا شاہین نے پلٹکر بارگاہین خزانے کفار کے قبضے مین کیے مگر جواہر دیتا ہوا

سامنے آیا کہا ای شہریار شاہزادے کا پتہ نہین معلوم ہوتا شاید لڑتے لڑتے گرفتار ہو گئے یہ سنکر شاہین گھبرا گیا کہا یارو وہ اس لشکر کا افسر ہی اسکا لشکر مین نہونا بڑی خرابی کی بات ہی جواہر نے کہا مین تلاش کرونگا شاہین دلگشن نسیم سوسن لڑائی کو فتح کرکے پلٹے بارگاہ مین آکر داخل ہوے ایک کرسی پر ملکہ نسیم ایک پر سوسن ایک کو ایک وزدیدہ نگاہ سے دیکھ رہی ہی نسیم اپنے جی مین کہتی ہی کہ شاہزادہ اس عورت پر کیا مایل ہوا ہی اس بات سے یہ ثابت ہوا کہ سفلہ مزاج ہر جائی ہی مین اسکو اپنی بات کا کیا اعتبار ہی مگر ای نسیم اسنے احسان بھی تو بہت بڑا کیا کہ قید سے چھڑایا ہی مین تو عشق و عاشقی سے نفرت ہو گئی کہ جواہر حاضر ہوا کہا ای ملکہ نسیم مین آپ کو بہت ملکدر پاتا ہون نسیم نے کہا ای جواہر تم تلاش مین شاہزادے کی جاؤ ہمارے رنج و خوشی کو نہ دیکھو یہ معاملہ یون گذرا کہ اقلیم جادو کو شاخسار نے براے دعوت بلایا اسکو ہماری جانب توجہ ہوئی وہ ہمکو رات کو لے نکلا کو کشمیر لاکے ٹھہرایا امیر تو اب یہ قول ہی غزل

ہمنے تو کہا ترک محبت نہ کرینگے
ہم اسکی بھی اب تمسے شکایت نہ کرینگے
وہ ہمسے پئے وصل ہون راضی کہ نہ راضی
گر غیر کو چاہو گے تو الفت نہ کرینگے
کرتا ہی ہمارا جو گلہ غیر سنو تم
اب آج سے نالے شب فرقت نہ کرینگے

اب تم کہو ہم غیر سے الفت نہ کرینگے
دل تمسے تمنا کرے یہ بات جدا ہی
ہاتھونکو بھی ہم جوڑ کے منت نہ کرینگے
یہ سنکر فقط چھیڑ انکو تیرے کہا تھا
ہم اُسکی کبھی تمسے شکایت نہ کرینگے

جا ہم گروا غیار نے کھو ضد سے ہماری
یہ خود کبھی ہم خواہش وصلت نہ کرینگے
کرتے ہین محبت ہم اسی شرط پہ تمسے
تو یہ کسی معشوق سے الفت نہ کرینگے
گر اسپہ وہ روٹھے ہین تو کھاتے ہین قسم ہم

جواہر نے ہاتھ باندھے عرض کی ملکہ عالم جب احسان کیا اسکی فراموشی کی تدبیر نہ کیجیے مین براے تلاش شاہزادہ والاقدر جاتا ہون کوئی ملال کی بات نہ آپنے پائی شاہزادے کے مزاج خلاف ہوگا نسیم نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا جواہر سامنے ملکہ سوسن کے آیا کہا حضور یہ تینون صاحب آپکے مہمان ہین مہمان کی خاطر واجب ولازم ہی ملکہ سوسن نے جواب دیا مہمان تو سب صاحب سلطان زرین پوش کے ہین وہ سب کی خاطر کرینگے مین کس شمار مین ہون مین میزبان نہین جواہر نے کہا یہ باتین تو خلاف ہین براے خدا ضرور خیال فرمائیے گا سوسن نے کہا مین آنکھون کو فرش کرون اپنے ہاتھ سے کھانا پکاؤن مثل کنیزان کمترین خدمت مین حاضر رہون جواہر نے کہا اسقدر ترقی بھی مناسب نہین وہ کیجیے جو طریقہ مہمان نوازی ہی جواہر براے تلاش سکندر چلا اب حال سکندر کا عرض کیا جاتا ہی کہ سکندر کو جو گھوڑا لیکر چلا تو ڈھائی پہر کامل بھاگا ہوا چلا آیا ہاہوے دلیران کی صدا کان مین بھری تھی ایک صحراے سبزہ زار مین آکر ٹھہرا صبح کا وقت صحرا مین سناٹا پتون پر گھاس کے منھ ڈالدیا ایک چشمے سے پانی پیا بدن کو جنبش دی شاہزادہ لپٹ زین سے بروے زمین گرا گھوڑے نے گھٹنے ٹیک دیے زبان سے زخم کو چاٹتا ہی مگر شاہزادہ بیہوش ہی آخر مرکب چرنے لگا عادان کوہ پیکر قزاق اس صحرا کا حاکم ہی بالاے کوہ قلعہ ہی مگر ایک قافلہ لوٹ کر آیا ہی زیر کوہ لشکر اترا ہی اسوقت سیر کو نکلا تھا دس پانچ رفیق ساتھ دور سے ایک رفیق نے گھوڑے کو دیکھا کہا ای شہریار ایک مرکب کوہ سرین کوہ کفل باگین لٹی ہوئی زین ڈھلکا ہوا لختے خون کے جمے ہوے مگر کیا عمدہ مرکب ہی ایک نے کہا دیکھیے زیر نخل سوار بھی اسکا پڑا ہی ستارہ سحری چمک رہا ہی عادان ملتا گھوڑے کو رفیقون نے گھیرا عادان بر سر بالین شاہزادہ آیا جمال جہان آرا دیکھکر عاشق ہو گیا سر کا زخم کاری مگر قبضہ ہاتھ مین جما ہوا عادان نے کہا نئی بات ہوئی بالقول شخصے چور کے گھر مور پڑی حوالی مین قزاقون سے اس شہر کو گھیر لیا گیا ہی سر دل خوب لٹا دیکھیو مال سب موجود ہی مگر اسکا زخمی ہو کر جان پر کھیلا مال نہین دیا پلنگ منگوایا گود مین اُٹھا کر شاہزادے کو پلنگ پر ڈال لیا گھوڑا بھی ساتھ لے لیا

زیر کوہ اسکا لشکر اترا تھا بارگاہ استادہ تھی بلا بہ ہزار قزاق اترے ہوے ہین بڑا کاروان لوٹا مال آپسمین بانٹ چکے ہین بارگاہ مین شاہزادے کو پہونچا یا جراحون کو بلایا جراحون نے زخم کو دھویا ہاتھ کو جب سینکا تب قبضہ ہاتھ سے چھوٹا جراحون نے زخمدوزی کی پٹیان مرہم کی چڑھادین ایک پلنگ پر شاہزادے کو لٹایا نرم نرم تکیے رکھدیے کرسی بچھاکر خود بیٹھا رومال ہاتھ مین لیا مگس رانی کرنے لگا جب شاہزادے کی آنکھ کھلی دیکھا ایک جوان معقول سپاہی وضع رومال ہاتھ مین لیے مگس رانی کر رہا ہی خیمہ نہایت تکلف سے آراستہ سکندر اٹھنے لگے عادان نے کہا اے شیر بیشۂ جرأت ایسا نہو کہ ٹانکے ٹوٹ جائین سکندر نے قبول نہ کیا عادان نے اپنے ہاتھ سے اٹھاکر تکیہ پشت پر لگا یا پہلے یہی سکندر سے پوچھا کہ آپ سے کس مقام پر لڑائی ہوئی کون لوگ تھے جنھون نے آپ کو زخمی کیا مگر آپ نے بڑا کمال کیا مال اپنا بچایا جان جانے مین کچھ باقی نہ رہا تھا سکندر نے کہا ای برادر یہ لڑائی بڑی دور پڑی قلعۂ ملکہ سوسن گوہر پوش پر بحر العجائب و مصر الغرائب نے فوج بھیجی تھی ساٹھ ستر ہزار آدمی اسطرف تھا ادھر فوج قلیل چار پہر تلوار چلی ساحرون سے مقابلہ تھا اسوجہ سے مین انتہا کا زخمی ہوا گھوڑا اسطرف نکال لایا ہزار ان عادان نے جو سنا کہ اس جوان کو ہوش آیا چالیس سرداران نامی گرامی باتین سننے کو دوڑے آئے ایلنے پوچھا آپ کو شاہان نور افشان سے کیا ملال ہی سکندر نے کہا انھون نے بڑی نمکحرامی کی اصل یہ ہی کہ بڑی خامی کی اپنے بادشاہ کو قید کر لیا جب ہمکو یہ خبر پہونچی اخبار مین یہ سب مضمون دیکھا بہت ناگوار ہوا کہ اپنے شاہ کے ساتھ یہ حرکت وہ نمکحرام لایق سزا ہین مین گیا ادمین اور اور معرکے پڑے انکے بیان کرنیکی کوئی ضرورت نہین آخر زخمی ہوا گھوڑا اسطرف لے آیا اب تم اپنے نام نامی سے ہمکو آگاہ کرو کہ تمنے احسان فرمایا یہ مشقت تمنے ناحق قبول کی ہمکو اسی مقام پر رہنے دیا ہوتا کوئی علاج کر دیتا عادان نے عرض کی یہ آپ کا کفش خانہ ہی اگر مین دم بھر کو کہین چلا جاؤن ٹھیریے گا نہین ابھی آتا ہون یہ کہکے عادان روانہ ہوا مصاحبان عادان بیٹھے ہوے بخوشامد باتین کر رہے ہین ایک نے کہا ای شہریار حقیقت مین آپ نے بڑا کام کیا مگر اب شاہان طلسم نور افشان کو آپ سے بڑی کد ہوگی سکندر نے کہا کیا کر سکتے ہین ایسا کرینگے تو انکو ہی ملال کبھو ہوگا اگر عنایت خداوند شامل حال ہوئی تو ہم لشکر کشی کرکے جا رہینگے پہر طلسم نور افشان لڑائیان پڑینگی ایک سردار نے عرض کی کہ اگر مناسب وقت ہو تو بارگاہ مین تشریف لیچلیے سکندر اٹھ کھڑے ہوے ان سب سردارون کے ساتھ بارگاہ مین آئے مقام صدر پر بیٹھے رفیقون نے گاینون کو بلایا گانا شروع ہوا جام مے ارغوانی گردش مین آیا صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی ایک نازنین یہ غزل گانے لگی غزل

روح کو آرام دم بھر باغ رضوان مین نہین
چاک کچھ معیوب یوسف کے گریبان مین نہین
دیکھنا کل آپ سے کوئی نہ رکھیگا قدم
ایک قطرہ چشمہ بہر درخشان مین نہین
ہی جو پون ملک وہ طبع پاک کو مضمون غیر
آج ای اطفال کوئی سنگ دامان مین نہین
کیا ہوا گر شعر ناسخ مین عقیدے کے خلاف

خاک اپنی بعد مردن کوے جانان مین نہین
خوش قد دنکی خاک یہ اٹھتی ہی بر سرو قد
آج جانیکی اجازت جس گلستان مین نہین
سبزہ خط ہو گیا سر سبز ایسا کسطرح
وصل کا مضمون شاہان نے لیا مین نہین
آبلے ورزش سے تیر دست نگین ہین ہیچ
آیۂ منسوخ کیا موجود قرآن مین نہین

کیا ہوا ثابت جو کہتے جسم جانان مین نہین
گرد باد ای اہل غفلت اس بیابان مین نہین
تیرے رخسار عرق آلود سے نسبت ہی کیا
بوند پانی کی تیرے چاہ زنخدان مین نہین
ہو گیا مر تے ہی میرے سرد بازار جنون
کون کہتا ہی کہ ہوئی دست مرجائین نہین
عادان کے رفیق جمع ہین اس

محفل مین شاہزادہ مثل شمع ہین مسکرا مسکرا کے سب سے باتین کر رہے ہین کہ عادان آکر پہونچا عادان بھی آکر بیٹھا شاہزادے کی باتین اسے بہت پسند ہین چھیڑ چھیڑ کے عادان باتین کر رہا ہی کہ دیکھا ایک ہرکارہ دوڑا ہوا آیا

گھبرایا ہوا عادان کے کان مین کچھ کہا عادان گھبرا کر اٹھا بیرون بارگاہ گیا پھر جو اندر آیا ہتھیار لگانے لگا ساتھ والے بھی مسلح ہوے مگر سب گھبرائے ہوے عادان نے ایک مرتبہ قریب آکر شاہ ادیب سے کہا مین کچھ عرض کیا چاہتا ہون مین نے اور بہی کچھ چاہا تھا مگر میری تقدیر مین نہ تھا اسقدر غلام کو قلق ہی کہ لایق عرض کے نہین سکندر نے کہا ای برادر کہو ہم بھی مشتاق ہین کہ خدا کوئی ایسا زمانہ کرے کہ ہم تمکو اپنے مقام پر بلائین جو کچھ ممکن ہو پیشکش کرین عادان رونے لگا کہا کیا عرض کرون ہمہ بارہ ہزار آدمی نوبت بجان وکار وبہ استخوان مین آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہے ہین سکندر نے گھبرا کر کہا آخر ای عادان کچھ کہو تمھاری باتون سے قلب الٹا جاتا ہی خدا نہ کرے کہ ہمارا مجبور و ناچار ہو عادان نے کہا ای شہریار یہ بائین پر دھانک کا جنگل ہی آپ ادھر نکلے مین ملک صندلان خودسر اسکی اسپ مین نے لوٹ لی ہی کئی مرتبہ لشکر لیکر آیا میر قلعہ بالا ہے کوہ ہین وہان جا کے بیٹھ رہا کئی دن وہ گھیرے ہوے پڑا رہا آخر پہاڑ سے سر ٹکرا کر چلا گیا اور ہم لوگ قزاق کھلکر لڑائی سے آشنا نہین اسطرح لوٹ لیتے ہین کہ وہ دس ہزار ہین ہم آٹھ ہزار ہو چکے کچھ خاک اڑائی کچھ تیر مارے کچھ بندوقین مارین وہ مسافر گھبرا گئے ہمنے انھین مار لیا اور لوٹ بھی لیا اور یہ بادشاہ لاکھ فوج لیکر آیا ہی خود بھی بڑا بہادر ہی اس حوالی مین کوئی اسکا ہم نبرد نہین ہی جس جگہ پر جا کے لڑا اسکو سر کر لیا شاید اسنے ہرکارے مقرر کر رکھے تھے یہ خبر اسکو پہونچ گئی کہ چار دن سے لشکر زیر کوہ اترا ہوا ہی اسنے آکر ایسے طریقے سے گھیر لیا کہ اب کوئی ٹھکانا نہین مگر آپ اکیلے ہین کوئی نہ روکیگا آپ درختون کی آڑ پکڑ کر نکل جائیے بعد آپ کے جانیکے ہم بھی سوار ہو کر ایک طرف جا گرینگے جو مارے جاینگے وہ مارے جائینگے جو نکل جائینگے بالائے کوہ پہونچینگے یہ واضح رہے کہ جب پہاڑ پر پہونچ گئے اگر دو لاکھ آدمی ہمکو آکر گھیرین تو پھر اُنسے بھی ہم منھ نہ پھیرین سکندر نے ہنسکے کہا ای عادان عندلان خودسر کو دو سر ہی آپ بیٹھیے مین جاتا ہون ابھی اُنکی مشکین باندھکر تمھارے سامنے لیے آتا ہون ہٹ جانا کیسا عادان نے کہا ای شہریار وہ بڑا زبردست ہی دوسی من کا تیغہ باندھتا ہی کرگدن مست پر سوار ہوتا ہی گھوڑا اسکو سواری نہین دیتا پشت پر جس مرکب کی ہاتھ رکھتا ہی اسکی کمر ٹوٹ جاتی ہی اگر پیدل چلتا ہی تو زمین تھراتی ہی بڑے بڑے پہلوان اسنے مارے اس حوالی کو بالکل اسنے پاک کر دیا مجھپر بسبب پہاڑ کے زور نہین چلا جب وہ آیا مین پہاڑ پر چڑھ گیا وہان سے توپین مارین ہزار دو ہزار مارے گئے وہ پلٹ گیا سکندر نے کہا اگر اسکی طاقت تمھارے دل مین سمائی ہوئی ہی ہم جاکر اس سے مقابلہ کرتے ہین اگر مارے گئے یا اسنے ہمکو گرفتار کیا اسوقت تمکو اختیار باقی ہی خواہ بھاگنا خواہ لڑنا ہم اپنے سامنے کوئی حرکت نہ کرنے دینگے بھاگنا مردان عالم کیواسطے سخت بعید ہی عادان رونے لگا کہا ای شہریار مین آپکا عاشق ہون مین یہ سوچا تھا کہ حضور اب غسل صحت کرینگے اسدن تخت پر بٹھاؤنگا مین مثل چاکر کمترین حاضر خدمت رہونگا یہ بارہ ہزار جوان جو حاضر خدمت ہین ایک ایک جوان دس دس پر غالب ہی ان بارہ ہزار کو ساتھ لیکر مین نے اکثر پچیس ہزار کو لوٹ لیا ایک ایک ان مین جنگ دیدہ کار آزمودہ ہی سکندر نے کہا ہم اس فکر مین ہین کہ تجسے قزاقی ترک کرائین جو ملک ہمنے فتح کیے جو پسند کرو وہ ملک تمکو دیدین عادان نے کہا سلطنت یا فقیری تو جب کرینگے جب جان بچیگی اب تو جان کی پڑی ہی سکندر نے کہا کیون گھبراتے ہو یہ کہکر خود سر پر رکھا زرہ جسم مین پہنی تیغہ ہلالی زیب کمر کیا آراستہ ہو کر کہا ہمارا مرکب لاؤ اسوقت قزاقون مین غل ہو رہا تھا کہ ای شہریار آپ کیا کرتے ہین سکندر نے کسیکو جواب نہ دیا جب دیکھا کوئی قزاق مرکب تیار نہین کرتا خود گھوڑے پر زین ڈالا تنگ مرکب موافق مرضی کے کسا تاکہ حریف پر عرصہ تنگ کرے پشت مرکب پر سوار ہوے شعر چو شیرے کہ گیرد بہ آہو کمین بجست از زمین و بر آمد بزین

اب جو قزاقون نے جمال جہان آرا کو دیکھا سطوت و صولت رعب و دبدبہ تہور و شجاعت و جرأت مثل چاکران کمترین ہمراہ
ہین چہرے سے ثابت ہی کہ آسمان جرأت کے ماہ ہین عادان ہمراہ رکاب ہو لیا بارہ ہزار قزاق مسلح و مکمل ہو کر مرنے
پر آمادہ ہوے تلوارین کھینچے ہوے اس جوان نے اپنے ساتھ ہم سب کی جان لی لاکھ فوج سے دن دہاڑے
کیونکر لڑ سکینگے ہم تو رات کے مرد ہین دور سے تیر مارے حریف کو گھبرا دیا لوٹ لیا یہ ٹوک ٹوک کے لڑنا ہم قزاقون کا
کام نہین ہی یہ جوان بڑا ضدی معلوم ہوتا ہی بعض نے کہا ابھی صاحبزادے ہین دو چار مقام پر لڑے حوصلہ بڑھا
ہوا ہی صندلان خودسر کو دیکھکر ہوش اُڑ جائینگے ہاتھ جوڑنے لگینگے یہی کہینگے میری خطا معاف کرین تو ایک
مرد مسافر ہون زخمی ہوکر اسطرف نکل آیا وہ بھی بادشاہ جلیل ہی عاشق ہوکر اپنے ساتھ لیجائیگا کسی پلٹن رسالے کا
کمیدان رسالہ دار کر دیگا مصاحبون مین رکھیگا اُسکی صحبت مین رونق رہیگی ہم لوگون کو تباہ کرنے آئے تھے
سکندر ان باتون کو سنتے ہوے چلے آتے ہین عادان گینڈے پر سوار ہوکر برابر شاہزادے کے آتا ہی کبھی
گھبرا کر کہتا ہی اے شہریار میرا دل نہین چاہتا کہ آپ صندلان خودسر کے مقابلے مین جائین سکندر فرماتے ہین
اے عادان آؤ تو ذرا تماشا دیکھنا دیکھو تو کیا گذرتی ہی یہ باتین کرتے ہوئے اُردو میدان کارزار ہوے صندلان خودسر
اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا ہرکارون نے اسکو خبر دی کہ عادان قزاق مع کل فوج کے میدان کارزار مین آیا اسنے
حکم دیا لشکر مین قرنا ہو سب لشکر آراستہ ہو دیکھو تو آج ان قزاقون کو کیسی سزا دیتا ہون آپ سلاح ذات پر آراستہ
کرنے لگا دوش مین کاتیغہ کمر سے لگایا نیزہ وہ ہاتھ مین لیا کہ سنان اُسکی دل کوہ کو توڑے تارے کا ذخت تھا کہ جبین
سنانین اُٹھائین آراستہ کر لی ہین گرگدن مست پر سوار ہوا پشت پر لاکھ فوج فوج کے افسر اکڑتے ہوے ایک سے
ایک زبردست افغان کرگدن سوار کل فوج کا افسر برابر بادشاہ کے تیغہ تولتا ہوا ڈورا کھولتا ہوا کہتا
ہوا چلا آتا ہی اے شہنشاہ آج تو غلام کو حکم دیجیے کہ جاکر اس قزاق کی مشکین باندھ لاؤن جسدن آپ کی ارسال
لُٹی ہی حضور اُسدن مین نے رنج سے کھانا نہین کھایا مگر کیا کرون یہ لوگ پہاڑ پر تھے کچھ زور نہ چلا آج تو بڑی
دلیری کی ہی کہ دن دہاڑے تیار ہوکر آئے ہین ہرکارے نے عرض کی حضور آپ کے ڈر سے عادان کانپ رہا
ہی مگر ایک جوان اُنکے یہان مہمان ہی کہین سے زخمی ہوکر یہان آگیا وہ سب کو مردوا بنا کر لایا صندلان
نے کہا وہ کون ہی ہرکارے نے عرض کی کہ غلام نے دریافت کیا تھا سکندر زرین پوش زرین علم نام ہی
بڑے بڑے معرکون مین لڑا ہی قزاق چاہتے تھے بھاگ کر نکل جائین مگر وہ سب کو تسکین دیکر میدان کارزار مین
لایا ہی صندلان نے سر اُٹھا کر دیکھا اب جو نگاہ جمال جہان آرائے سکندر پر پڑی حیران ہو گیا کہا ہی
افغان اگر یہ جوان میرے پاس چلا آئے تو مین عہدۂ وزارت دون کل فوج کا سپہ سالار کرون سکندر
فوج قزاقان لیے ہوے میدان کارزار مین آئے اُدھر سے صندلان خودسر گینڈے پر سوار آگے بڑھا ہوا
افغان کرگدن پر سوار عقب مین صفین جمی ہین نقیب نقابت کرتے ہٹے افغان کرگدن سوار نے عرض کی مین جاکر
مقابلہ کرون اگر یہ جوان نکلے تو اسکی مشکین باندھکر لاؤن صندلان خودسر نے افغان سے کہا ایک شرط پر
مین تمکو اجازت دیتا ہون کہ اگر یہ جوان مقابلے مین نکلے تو خبردار خبردار قتل نہ کرنا ما بدولت کو بڑا ملال ہوگا افغان
نے کہا حضور مین جاکر تو نہین گھوڑے سے اُتار لونگا چرخ دیتا ہوا آپ کے سامنے لے آؤنگا آیندہ حضور کو
اختیار ہی یہ کہ کبر و نخوت سے افغان کرگدن سوار نکلا میدان مین آکر سلح شوری بھی نہ دکھلائی پکار کر آواز دی
اے عادان قزاق اپنے مہمان کو بھیجو ہم اُسکے بہت مشتاق ہین خبر بھی سنی ہی کہ بڑے جری بڑے بہادر ہین تم تو سمجھا کر

میدان مین لائے ہین عادان نے چاہا مین خود نکلون سکندر نے مرکب اپنا بڑھایا کہا ای برادر جو وعدہ کر چکے
ہین اسکا ادا کرنا واجب و لازم ہی بمشکل عادان رکا سکندر نے گھوڑا بڑھایا مرکب عربی زیر ران صبا رفتار
برق وش کوہ سُرین کوہ کفل گلے مین سنہری ہیکل تین ٹھیکون مین سامنے افغان کے پہونچے تگاور زن ہوے
پانچ قدم کر گردن مست افغان کا دو مین قدم مرکب باد رفتار شاہزادہ سکندر ہٹا افغان جمال جہان آرا
دیکھکر حیران ہو گیا گھبرا کر پوچھا آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی آپ جسکے یہان مہمان رہے وہ نہایت نا قدر ہی
گویا اُسکے لشکر مین غدر ہی آپ کو اُسنے کیون نکلنے دیا خود میدان مین نہ آیا سکندر نے کہا وہ نہ مانتا تھا مین زبردستی
آیا ہون افغان نے کہا ای جوان تو نے بڑی گستاخی کی کہ ہمارے شاہ کے مقابلے مین آیا اسکو گوارا نہ تھا مگر ای
جوان حربہ تو کرلے تیرے دل مین حوصلہ نہ رہے سکندر نے کہا او مغرور عقل و فراست دور ہو اپنا یہ دستور نہین جب
تیرے حربے سے بچینگے ہم بھی اپنا حربہ کرینگے افغان نے نیزہ مارا سکندر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ
چلنے لگا دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایک مقام پر سکندر نے نیزہ افغان کا گانٹھا اب جو تھپیڑا دیا نیزہ اُسکے
ہاتھ سے نکل گیا افغان کو بڑا قلق ہوا نیزہ بکھر آب خجالت مین غرق ہوا منھ پر ہوائیان اُڑنے لگین آواز دی
او جوان تو نے مجھکو میرے آقا سے شرمندہ کرایا مین وعدہ کرکے آیا ہون شاہ نے ارشاد فرمایا کہ اس جوان کو زندہ
لانا لیکن اب تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا دو دریاے لشکر دنگ ہو رہے ہین کہ تو نے نیزے کو بیرے ہوائی کیا مجھکو
بڑا قلق گذرا یہ کہکر قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا نیام انتقام سے تلوار نکالی تیغہ لنگردار جوہردار صاف ظاہر تھا کہ اژدہا
غار سے بل کرکے نکلا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا سکندر نے بہ آسانی باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا افغان
نے گریبان مین ہاتھ ڈالا دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی ایک مقام پر افغان نے دوڑا ساتون
قدم پر لا کر بکہ مارا بایان گھٹنا شاہزادے کا آشنا زمین ہوا افغان نے کمر مین ہاتھ ڈال کے زور کیا جنبش
چاہا لنگر اُکھیڑون ممکن نہوا تھک کر ہاتھ ہٹا لیا کہا ای جوان اب مین تیرے زور کا مشتاق ہون سکندر نے
دونون بازو پکڑ کے سینے مین سارا اپنا بل کرکے دوڑا اپر جسپر افغان چاہتا ہی کہ مین اپنے کو روکون رک نہین سکتا
پندرہ مین قدم پر لا کے بکہ مارا کہ دونون افغان کے گھٹنے آشنا زمین ہوے چاہا تڑپ کر لنگر قائم کرون
حریف زبردست کب لنگر قائم کرنے دیتا ہی سکندر نے دونون ہاتھ ستون کیے کہا یا خداوند بحر و بر سبز و شاداب کرنا
مجھکو تم حاصل ہو تسکین دل ہو یہ کہکر زور جو کیا پہلے زور مین تا بہ کمر دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین
اُس ہیچو رستم کو سر سے بلند کیا اُسنے چاہا پنجاون مین پانون اڑا کر کھڑا دونون پیچ کرون شاہزادے نے داہنا
قدم آگے بایان قدم پیچھے رکھا چرخ دینا شروع کیا مثل طاؤس آتشبازی چرخ کھانے لگا اُٹھاکر زمین پر
مارا اُسنے چاہا ہونٹھے کی کھا کر سنبھلون شاہزادے نے ایک ٹھوکر ماری افغان چارون شانے چت
شاہزادہ سینے پر آیا گندہ زانو دبا کر فرمایا شناخت مین خداوند بحر کی کیا کہتا ہی افغان نے کہا ای جوان مین
سر میدان ذلیل بھی ہوا اب مذہب جد و آبا کا ترک کرون یہ کبھی مجھسے نہوگا شاہزادہ غصے مین اُٹھا ایک ہاتھ
سر کے نیچے ایک ٹھوڑی پر رکھکر بکہ مارا سر خرخرے گردن سمیٹ کی صندلان نے جو یہ دیکھا جلبلا آواز دی
اس جوان کو مار لو بڑے بڑے پہلوان کو اسنے مارا لشکر مین کوئی اسکا ہمسر نہ تھا تمام لشکر چلا شاہزادہ سکندر نے
جو گھٹا کفر کی آتے ہوے دیکھی نیام انتقام سے تیغہ ہلالی کھینچا نعرہ شیرانہ کیا نعرہ سکندر منم سکندر منم مالک
تخت و تاج ٭ زترک فلک می ستانیم باج ٭ اگر تیغ کین برکشم از غلاف ٭ تزلزل فتد در میان مصاف ٭

چو نیزہ کنم سمت دشمن روان * یلان سکندر الامان الامان * منم ستم بزم کین و فساد * منم تیغ میدان ظلم و عناد *
لقب یافتم شاہ مردین علم * علمہاے دشمن قلم یک قلم * عادان قزاق نے جو یہ معرکہ دیکھا بیقرار ہوکر بڑا
یار وفا نہ مہمان کو بچاؤ بارہ ہزار قزاق تلوارین کھینچکر جا پڑے دونون لشکر آپسمین مل گئے تلوار چلنے لگی مگر
سکندر رزمجو صفون کو درہم و برہم کرتے ہوے طرف صندلان خود سر کے جاتے ہین صندلان خود سر کو
بھی یہی خیال ہے کہ جا کر اس جوان سے لڑون اپنے جوان کا بدلا لون جانبین کے نقیب بڑھ بڑھکر یہ اشعار پڑھتے
ہین بقول شیخ سعدی

نظم

سر فروتنی انداخت پیری اندر پیش
ستیزہ در فلک ساعد توانائے
که اعتماد کند بر مواہب نعمت
تباہ ترشکنی ہر چہ خوشتر آرائی

دریغ روز جوانی و عہد برنائی
پس از غرور جوانی و دست بالائی
رہی زمانہ ناپائدار عہد شکن
کہ ہمچو طفل بہ بخشے و باز بربائی
بعمر خویش کسی از تو کام برنگرفت

نشاط کودکی و عیش خویشتن رائی
دریغ بازوی سرپنجگی کہ بر پیچید
چہ دوستی است کہ با دوستان نمیپائی
برادران گسلی ہر چہ خوب تر بندی
کہ در شکنجہ ناکامیش نفرسائی

یہ اشعار نقیب پڑھ رہے ہین مرنے والے مر رہے ہین سینے سپر کر دیے لاشہ ہاے دشمن سے میدان بھر دیے
ہر طرف تلوار چل رہی ہے تیر پیغام قضا لیکر آتے ہین نیزے سرکشی دکھاتے ہین برق شمشیر کی چمک کمانون کی
کڑک گرزان سرکوب کے تڑاقے عجب ہنگامہ ہے صندلان خود سر نگاہ غور دیکھ رہا ہے کس دھوم دھڑکے سے
شاہزادہ لڑ رہا ہے جس پہلوان نے لوکا اسپر جا پڑے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے تلوار جھیلی کمر مین
ہاتھ دیا اُٹھا کر طرف آسمان کے پھینکا جو رنگ ہوائی قلم کیا حیران ہے صندلان کہ لڑکا بلاے روزگار ہے
کس زور و شور سے لڑ رہا ہے مخلوبہ مین مقابلہ کا مزہ نہوگا اگر میرے اسکے تنہائی مین مقابلہ پڑے تو مزہ ہو خود
اسکو زیر کرونگا مرا سپہگری مین طاق شہرہ آفاق ہے مگر مجھسے کیا لڑیگا اگر مجھسے مقابلہ پڑیگا زیر کرونگا طرف
وزرا کے متوجہ ہوا کہا صاحبو افغان سا پہلوان میرا مارا گیا قلق تو بہت ہے چاہتا ہون آج ہی اس
نوجوان کا نام مٹا دون مگر اس وقت مخلوبہ مین مزہ نہوگا رات کو طبل جنگ بجواکر بہ اطمینان مابدولت اس سے لڑینگے
وزرانے بھی صلاح دی کہ یہی مناسب وقت ہے حکم دیا صندلان خود سر نے طبل بازگشت پر چوب پڑی
صندلان نے کہا یارو یہ تو دریافت کرو کہ کس قدر لوگ ادھر کے اور کتنے لوگ اُدھر کے مارے گئے کئی ہی
نوجوان تو مین نے اپنے ہاتھ سے قتل کیے اخبار نویس نے پرچہ دیا کہ پچاس ہزار سوار پیدل آپ کے قتل ہوے
اُنکے لشکر کے ہزار جوان مارے گئے اُس جوان نے ایسی تدبیر کی تھی جس پلٹن پر آیا کمیدان کو مارا جس رسالے پر
آیا رسالہ دار کو قتل کیا صندلان خود سر کو سناٹا آگیا دل مین کہتا ہے کہ اے صندلان خود سر یہ جوان بڑا صاحب
جاہ و جلال ہے یہ بھی کھلگیا آسمان خوبی کا ماہ کمال ہے صندلان پلٹا اپنے خیمے مین آیا شاہزادہ سکندر مع عادان
قزاق افسر قزاقان داخل بارگاہ ہوے عادان نے اب تو بخوف بارگاہ و زیر لفظی استادگرائی دولین
جو ڈر تھا وہ سب نکلگیا شاہزادے کو لاکر مقام صدر پر جگہ دی تعریفین کر رہا ہے کہ اے شہریار کس زور و شور
سے آپ نے افغان کو مارا اُن لوگون کے لگ لگ گئے صندلان خود سر کبیدہ دل پلٹا اے شہریار بڑی خوشی
یہ ہے کہ اُسی طرف سے طبل امان بجا آپ کے غلام ایک مدت سے لڑ رہے تھے کسی نے کسی مقام پر کمی نہین کی
آپکے ساتھ والونکے مزاجون نے بڑی نہین کی سکندر نے فرمایا کیا کہون اُسنے ایسا جلد طبل امان بجوایا
دل کا ارمان دل ہی مین رہا صندلان خود سے مقابلہ نہ پڑا مین نے کئی مقام پر لوکا مگر وہ ہر مرتبہ ہٹ گیا

اور طبل امان نہ بجواتا تو کیا کرتا سپاہی اُسکے بیدل ہو چلے تھے تھوڑی دیر اور لڑتا شکست فاش ہوتی بھاگنے کی
تلاش ہوتی سکندر نے کہا بعنایت خداوند شیحر کل وہ خود نکلکر لڑیگا عادان دمبدم قدمون کو بوسہ دیتا ہی
عرض کرتا ہی غلام کا دل نہین چاہتا کہ حضور صندلان خودسر سے مقابلہ کرین غلام اُس سے لڑے حضور
میرے پشت و پناہ رہین سکندر نے کہا ای عادان یہ کبھی نہوگا اگر اُسنے طبل جنگی بجوا کر لیکارا ہمارا قانون
ہی کہ جو جسکو لیکارے وہی نکلے یہ ناممکن ہی کہ وہ ہمکو لیکارے اور ہم نہ نکلین ای عادان اسکے ملک کا
کیا نام ہی اُسنے کہا حضور اسکے قلعے کو قلعہ لالانیہ کہتے ہین سکندر نے کہا اُسی کے ملک کو لو اور قزاقی ترک کرو عادان
لتا ہی ای شہریار یہ بہت مشکل ہی یہان تو یہ باتین ہو رہین ہی عادان نے جلسۂ عیش و نشاط آراستہ کیا صندلان خودسر جو
پلٹا بارگاہ مین اگر بیٹھا مگر خاموش دل سے باتین کر رہا ہی کہ کیون ای صندلان کل کیا ہوگا کل اس جوان سے مقابلہ
ضرور پڑیگا اصل تو یہ ہی کہ وہ بلاے روزگار ہی ہر چند کہ خرد ہی مگر گرز ہی ریزہ ہی مگر پر ستیزہ ہی اس سوچ مین بیٹھا ہوا ہی
عیار اسکا نیرنگ حیلہ ساز انتظام لشکر کرکے حاضر آیا مالک کو دیکھا سر نگون بیٹھے ہین دست بستہ عرض کی ای پہلوان
دوران وای گرشاسب جہان آپ کیون خاموش بیٹھے ہین ہر چند کہ آپ کو آج بڑے بڑے ملال پہونچے افغان
کا مارا جانا لشکر کا شکست کھانا یہ سب جدے ہو جاینگے کل سرکار اس نوجوان کو پکڑ لائینگے یہ سنکر صندلان نے اُسی
غم سے حالت اپنی تباہ کی عیار نے کہا ای شہریار میرا پوچھنا بڑا خلاف گذرا صندلان نے کہا ای نیرنگ تو نے
دیکھا کہ یہ جوان تازہ وارد عادان کے پاس کہان سے آگیا چست و چالاک جوان بیباک سپاہگری مین طاق
شہرۂ آفاق افغان کا اُٹھا لینا اور گردن کھینچکر پھینکدینا کیا چھوٹی بات ہی اور سردارون کو جو رنگ ہوائی قلم
کیا لڑائی ایسی پڑی پچاس ہزار سوار و پیدل مارے گئے کروڑہا روپیہ کے خیمے جلے مال لٹا نیرنگ نے کہا یہ
تصدق فرق حضور تھا اسقدر سرکار کو ملول پاتا ہون بہت گھبراتا ہون یہ کہنا تھا کہ صندلان آنکھون مین آنسو بھر
لایا کہا ای نیرنگ مجھے اس جوان سے بڑا خوف ہی ایسا نہو مجھکو گرفتار کرکے لیجائے تیور تو اُسکے دیکھو کہ
لڑتے لڑتے قلب فوج مین جا پڑا علمدار کو مع علم قتل کیا کبھی یہ قوت کسیکی دیکھی ہی معلوم ہین بھی خوب لڑا جس پہلوان
نے لوکا اُسی پر جا پڑا کسی سے اُسنے منھ نہین پھیرا الشعلہ جوالہ ہی نیرنگ نے کہا مین بہ عیاری اُسکو پکڑ لاؤن
صندلان یہی چاہتا تھا جوش حماقت مین کہ نہ سکتا تھا یہ جو اُسنے کہا خوش ہوگیا گلے سے موتیون کا مالا اُتارکر
پہنا دیا اور کہا دولت دنیا سے نہال کردونگا دامن مدعا گل آرزو سے بھردونگا نیرنگ نے کہا کچھ اسکی
احتیاج نہین مین مدت سے سرکار کا نمکخوار ہون اُسی وقت بانہایت عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوا فقیر
بنکر لشکر عادان مین آیا پھرتے پھرتے پشت بارگاہ سکندر پر پہونچا تمام قراقون کا پہرہ ہی ایک نخل کی
آڑ پکڑ کر نیرنگ نے نقب کھودی دو پہر سے زیادہ شب گذر چلی تھی کہ اسنے کھود کر نقب کا عین بارگاہ مین پورا
دیکھا کہ شاہزادہ سو رہا ہی بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ ہی شمع ہاے مومی و کافوری روشن عطر کی شیشیے
منھ کھلے ہین کہ دماغ جان معطر و معنبر کر رہی حاضر باش و ناظر باش لیکار رہے ہین نیرنگ کا دل کانپا
مگر اپنے کو مضبوط کرکے قریب سکندر کے آیا آہستہ سے دوشالہ ہٹایا ایک برق چمک گئی حیران جمال محو دیدار تھا
دارو بیہوشی برابر دماغ کے لگا ہی دی اسوقت شاہزادہ خواب مین ملکہ نسیم سے باتین کر رہا ہی نسیم نے اُن
کو دیکھا کہا کیون صاحب ہماری مشقت کا یہی بدلا تھا تمھارے قید خانے سے آنے کے بعد سالین قید خانے کی
تڑپ تڑپ کے کٹین والدین کا خفا ہونا میرا ایک پلک کے رونا آپ کا نام لیکر رو سکتی تھی مرنے پر اختیار نہ تھا

جان نہ کھو سکتی تھی یا ایک نئے شخص سے یہ محبت کیون صاحب کیونکہ دل ملگیا خداوند شجیر نے یہی نقد یہ بیگی تھی یہی
کہا کرتے تھے

نظم

بتون کا شوق سے دل دوستدار ہو جائے
شریک حال دل بیقرار ہو جائے
بغل مین ہیر جو رہا اسی کے پہلو مین
ادھر ادھر ستم روزگار ہو جائے
علاج اسکی تڑپ کا ہی کیا بتاؤن تمھین
الٹ پلٹ تو یہ سنگ مزار ہو جائے
ستم ہی غیر جو ان پر نثار ہو جائے
مری طرف مرا پروردگار ہو جائے
وہ تیری بزم سے کیونکر اٹھے یہ آسانی
کسیکا تو دل اپنے اعتبار ہو جائے
سفید ہو چکی تھین رات کو مری آنکھین
جو دل تسلیون سے بیقرار ہو جائے
کمال عاشق کامل یہ ہی کہ ملتے ہی آنکھ
اسیلئے اڑے کوئی جان ہار ہو جائے
کبھی جگر کو بھی اے درد عشق دے توفیق
جو رنج اٹھائے سبب زیر بار ہو جائے
ستانے آتے ہین وہ آج ہم غریبون کو
اگر نہ صبح شب انتظار ہو جائے
اچھال دے نہ اگر اضطراب دل پس دفن
جلال وہ بت بیگانہ یار ہو جائے

اس حسرت و یاس سے ملکہ نے یہ شعر پڑھے کہ شاہزادے کی بھی آنکھون مین آنسو بھر آئے فرمایا اے سرو خرامان باغ دلبری و اے گوہر یکتائے بحر دلداری خود مری بخداوند شجیر کہ تمہارے نام پر جان جاتی ہی مگر انصاف کرو کہ اسکا بھی گھر بار چھوٹا تمام اہالیان طلسم اسکے دشمن ہوے سحر العجائب و مصر الغرائب اسی فکر مین ہونگے کہ اسکے دشمنون کو قتل کرین دشمن کو قتل کرنے کی لفظ پر ملکہ نسیم نے اپنا منھ سپیٹ لیا کہا صاحب تمہاری باتون سے محبت سوسن کی ٹپکتی ہی شاہزادے نے کہا نہین ملکہ جو تمسے راز و نیاز ہی وہ ملکہ سوسن سے ابتک ممکن نہین ہوا علاوہ ازین ہم تمہارے سامنے ملکہ سوسن سے کہینگے کہ مہمان کا اپنے ہر وقت خیال رکھا کرو عاشق و معشوق مین دفتر شکایت کے کھلے ہوے تھے کہ نیرنگ نے بیہوشی دی ملکہ نے پشت پھیری شاہزادے کے منھ سے نکلا خداوند شجیر کے سپرد کیا اب ہمارے آپکے دربار مین ملاقات ہوگی یہ کہکے شاہزادہ بیہوش ہوا جب شاہزادے نے یہ کہا کہ ہمارے آپکے دربار مین ملاقات ہوگی نیرنگ ڈرگیا کہ اس شبہے کیا کہا شاید یہ شاہزادہ بیہوش نہین ہوا بیہوش ہوئے پر عرصہ دراز تک دور کھڑا رہا جب یقین کامل ہوگیا کہ سکندر بیہوش ہی تب اسنے پشتارہ باندھا اسی طرح سہولت مین لگا گرتا پڑتا اٹھتا بیٹھتا لشکر سے نکلا اب اسنے میدان پکڑا عادان قزاق کہ عاشق جمال سکندر ہی خود طلایہ پھر رہا ہی طلایہ پھرتے پھرتے خیال مین آیا ذرا شاہزادے کو دیکھ لون جیسے ہی اندر آیا اندھیرا دیکھکر گھبرایا پکار کر آواز دی ارے یارو یہ بارگاہ ہمارے شاہزادہ سکندر شوکت کی ہی اندھیرا پڑا ہوا ہی جلد روشنی لاؤ جب قزاق مشعلین لیکر پہونچے دیکھا اسنے پلنگ خالی پڑا ہی ایک تو چیخ ماری کہ یارو غضب ہوا میرے شاہزادے کو کوئی چرالیگیا چونکہ قزاقی کرتا ہی پیشۂ عیاری سے بخوبی آگاہ ہی پیرے کو دیکھا کہا یارو یہ نیرنگ کا کام ہی کیونکہ نیرنگ کی قضا آئی ہی اگر گھس کے بارگاہ مین جسدن اسکے نہ مارا تو اپنا نام عادان قزاق نہ رکھا اور اگر راہ مین ملگیا پشتارہ شاہزادے کا لاتا ہون یہ کہکر پشت مرکب پر سوار ہوا تین طرف اور قزاقون کو بھیجا نشان نقش پاکو دیکھکر ایک طرف آپ چلا نیرنگ عیار پشتارہ سکندر کا لیے ہوے لشکر سے نکلا بھاگا بھاگ چلا جاتا ہی تین کوس چلکر اب طرف اپنے لشکر کے چلا ہی راہ مین تھک گیا قریب ایک کوہ کے پہونچا نہر پانی کی جاری تھی پشتارہ اسنے تختۂ سنگ پر رکھا پانی پی کر اپنے کو درست کرنے لگا کہ پشت سے گرا کے کی سم مرکب کی صدا بلند ہوئی عادان کی نگاہ پڑی کہ نیرنگ عیار کھڑا انچل رہا ہی پشتارہ شاہزادے کا تختۂ سنگ پر رکھا ہی بیقرار ہوگیا ضبط نہو سکا پکار اٹھا او نیرنگ خبردار آگے نہ بڑھنا او نامرد کوئی ایسی حرکت کرتا ہی میرے مہمان کو لیے جاتا ہی اسی مین خیر ہی کہ پشتارہ رکھکر چلا جا ورنہ قسم ہی خداوند لات و منات کی زندہ نہ چھوڑونگا نیرنگ نے پتھر مارا عادان نے خالی دیا گھوڑے پر سے کود پڑا اس خیال مین ایسا نہو گھوڑا

بارا جائے پیدل تیغہ کھینچکر دوڑا نیرنگ نے پانچ چار تیر مارے عادان نے خالی دیے جب نیرنگ نے دیکھا
عادان قریب آپہونچا خنجر کھینچکر سکندر کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا کہا اے عادان اب اگر آگے بڑھا تو مین سر کاٹ کر
سکندر کا پھینک دونگا پھر جو گذرے گی جھیلو نگا تمسے لڑونگا اب عادان تحسین کرنے لگا اے نیرنگ کیا غضب
کرتا ہے ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ نیرنگ تو سینے پر سکندر کے بیٹھا ہے عادان کھڑا تحسین کر رہا ہے
مگر صندلان خود سر جب اسنے عیار کو روانہ کیا فکر مین رات بھر نہین سویا اور اب وہ وقت ہے کہ سکندر نیر اعظم
راہ ظلمات شب کو طے کر کے چرخ زبرجدی پر برآمد ہوا رفیقان ضیا و شعاع کو ساتھ لایا ہے دنیا کی عملداری ہوئی
سلطان انجم سپاہ بحال تباہ داخل قلعۂ مغرب ہوا جب ستارۂ سحری چمکا صدائے مرغ سحر کان مین صندلان کے آئی
گھبرا کے بارگاہ سے نکلا سلاح ذات پر آراستہ مین پشت مرکب پر سوار رہا تلاش مین اپنے عیار کے چلا اسوقت آکر
پہونچا کہ جو حال عرض کر چکا ہون کہ عادان ہاتھ باندھے کھڑا ہے نیرنگ کہتا ہے یہان سے چلے جاؤ یا دور کھڑے
ہو میرے قریب آؤ گے تو سر کاٹ کر سکندر کا پھینکدونگا عادان منت خوشامد کر رہا ہے کہ یونہی گرد کا اڑنا دیکھا
نیرنگ نے کہ صندلان خود سر نیزہ ہلاتا ہوا گھوڑا چمکاتا ہوا سامنے سے پیدا ہوا مگر اور طرف جاتا ہے نیرنگ
نے پکار کر آواز دی اے آقائے نامدار اسطرف تشریف لائیے بموجب ارشاد سکندر کو لایا ہون مگر عادان نے
مجھکو گھیرا ہے صندلان ادھر پلٹا عادان نے توک دیا کہا اے صندلان اسی منھ پر دعوی جرأت افغان
کو قتل ہوتے دیکھکر جی چھوٹ گیا عیار کو بھیجا صندلان گھوڑے سے کود پڑا قریب آکر عیار سے کہا ہٹ جا
اس جوان کو ہوشیار کر دے مین دو دو توکی مشتین باندھ لونگا صندلان کو عادان نے ایسا طعنہ دیا کہ اسکو بہت
ناگوار ہوا دل سے کہتا ہے دونون کو زیر کر لونگا عیار نے کہا اے شہریار یہ مہتر نہین سکندر ہے ہوشیار ہو کر قیامتین
بپا کریگا صندلان نے نہ مانا کہا تجھے کیا دخل ہے میرے سامنے دونون کی کیا حقیقت ہے نیرنگ نے
سینے پر سے اتر کر سکندر کو جواب مار دیا سکندر کی آنکھ کھلی عادان قریب آیا سکندر نے پوچھا اے عادان
یہ کیا معرکہ ہے عادان نے سب کیفیت بیان کی کہا حضور صندلان خود سر آپ کے مقابلے کیواسطے کھڑا
ہے آپ سے مقابلے کا مشتاق ہے سکندر کمندین توڑ کر اٹھا عادان نے اپنا مرکب واسطے سواری کے دیا
سکندر نے سلاح عادان کے اپنے جسم پر آراستہ کیے مرکب پر سوار ہو کر سامنے صندلان کے آئے فرمایا اے صندلان
مین تو تیرے مقابلہ کا بہت مشتاق تھا مرکب چمکایا نیزہ ہلایا صندلان بھی گھوڑے کو چمکا کر مقابلے
مین آیا نیزہ چلنے لگا عادان کھڑا دیکھ رہا ہے کہ طرف سے قلعۂ لالانیہ کے گرد اڑی سرداران فوج نے لشکر کو
آراستہ کیا اور کہا یارو جلد چلو بادشاہ خود تشریف لے گئے ہین ایسا نہو اس لڑکے سے لڑائی پڑ جائے پانچ ہزار سوار و
پیدل آکر پہونچے سکندر نے کہا اے صندلان تمھارے مددگار آگئے صندلان بہت جھلایا افسرون سے کہا تم
کیون آئے ان سب نے کہا حضور ہو سکتا ہے کہ آپ تشریف لائین اور ہم اپنے کو نہ پہونچائین اور بھی فوج آتی ہے ذرا
فرو کر کے ساٹھ ہزار پیدل و سوار آکر پہونچے صندلان نے سب سے کہا الگ کھڑے رہو اس فوج کے آنے سے
عادان پریشان ہے افسوس کر رہا ہے کہ ہمارے ملازم نہ آئے ایسا نہو یہ لوگ بلوہ کر دین اکیلا یہ شیر کس کس سے لڑیگا
کہ طرف سے پہاڑ کے بھی گرد بلند ہوئی بارہ ہزار قزاق مسلح و مکمل نیزے چمکاتے ہوئے گھوڑے اڑاتے ہوئے
آکر پہونچے اب عادان خوش ہو گیا چہرے پر اسکے بحالی آئی ایک مرکب پر آپ بھی سوار ہوا تلوار ہاتھ مین لیکر
کھڑا ہوا آمادہ ہے کہ اگر وہ لوگ آئین تو مین بھی صفین درہم و برہم کر دون ابھی لاشہ ہائے اہالیان لالانیہ سے

میدان بھر دون مگر سب خاموش تماشا دیکھ رہے ہین مہمان شاہزادے نے ہاتھ سے صندلان کے نیزہ نکالا صندلان
مثل شیر خشمناک گونجا کہا ای جوان تونے غضب کیا دو دریا ے لشکر دیکھ رہے ہین تونے نیزے کو میرے ہوائی کیا
مگر اب یہ تیغ بید ریغ ہی جسکا حلال مہمات مردان عالم لقب ہی میری ضرب قہر خداوندلات ومنات ہی اگر بہادر ہی
ہاتھ مارون تا بہ بیخ کاٹون سکندر نے فرمایا ای صندلان بس کلمات غرور زبان سے نہ نکال جسطرح نیزے
کو دیکھ بھال لیا جوہر تلوار کے بھی کھلجائینگے صندلان نے تلوار کا ہاتھ مارا سکندر نے مرکب مہمیز کیا سپر کو سر پر کھینچا
جب تلوار اسکی قریب سر کے آکر جھکی بےخوف کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا چاہا تلوار چھینلون صندلان نے گریبان مین ہاتھ ڈالدیا
دونون جوانون کے مرکب زمین پر بیٹھ گئے جانبین سے بہادرون نے آواز دی ای بہادرو بار تمھارا گاو زمین
سنبھالیگی بے زبان ہلاک ہو جائینگے دونون پشت ہاے مرکب سے کودے صندلان وسکندر سے کشتی ہونے لگی
دونون لشکر دیکھ رہے ہین کوئی کسی مقام پر کمی نہین کرتا جب سکندر نے پیچ باندھا صندلان کو حال زور
سکندر کھلا دل سے کہتا ہی اس چھوکرے نے رگ و ریشے مین زور بھرا ہی فولاد کا پتلہ ہی کسی مقام پر کمی نہین کرتا
دن بھر ایک طور پر کشتی ہوئی ناگاہ آفتاب تابان بارنگ زرد لرزان ترسان آشیانۂ مغرب مین جاکر چھپا وا آمد آمد
شاہ زنگبار کی مکمن زنگبار سے شروع ہوئی اعلام نور ظہور پڑھنے لگے نظم

ذرۂ انجم بھی نکلے اندر سے
کہکشان پہ ہوا وہ جلوہ گر
ماہ نے ہونیون کو راکھ کیا
اور بھبوت اُسکا اپنے منھ پہ ملا
شاہ خاور چلا سما پر سے
مشعل نور ہاتھ مین لیکر

جب شام ہوئی صندلان سکندر کو روک کے کھڑا ہوا کہا ای جوان کیا کہنا تو
مجھسے خوب لڑا مگر دن واسطے لڑائی کے رات واسطے عیش وآرام کے ہی کل پھر مقابلہ ہوگا سکندر نے کہا اپنا یہ دستور
نہین بدون زیر وزبر کیے حریف کے ہم میدان سے نہین پلٹتے صندلان نے کہا کیا مین ڈر کے پلٹتا ہون
دن بھر لڑتے ہوے گذرا کچھ کھایا نہین کچھ کھانا کھانا چاہیے سکندر نے کہا منگائیے صندلان نے اشارہ
کیا خوان میوے کے کاسے دودھ کے آکر موجود ہوے صندلان نے دو تین کاسے پیے دو چار پھلکے میوے کے
کھائے سکندر کو دیکھا تو نہین ٹہل رہے ہین صندلان نے کہا ای شیر بیشۂ جرأت و ای یکہ تاز میدان جلالت
اگر آپ کے یہان سے کچھ کھانے کو نہین آیا تو یہ نوش فرمائیے سکندر نے کہا ہماری عادت نہین کھانے کے
واسطے لخت دل پینے کیواسطے خون جگر صندلان نے بھی جام پھینکدیا کہا ای جوان لوگ مجھکو بدنام کرینگے
کہ بھوکا پیاسا رکھکر شاہزادے کو پکڑ لیا سکندر نے کہا تم کھاؤ ہماری عادت نہین صندلان نے کہا ای جوان
پلٹ جا شب کو اندھیرے مین ہماری تمھاری جانبازی کون دیکھیگا سکندر نے کہا بادشاہ ہو حکم دو روشنی ہو جائے
صندلان نے حکم دیا اُسی وقت روشنی ہوئی اُدھر سے عادان نے ٹھاٹھ بندی کرائی اسقدر روشنی ہوئی کہ
اگر سوئی ڈال دیجیے تو اُٹھا لیجیے صندلان وسکندر سے پھر کشتی ہونے لگی وقت شب ہی فراش مہتاب نے
فرش چاندنی کا بچھایا آسمان بھی با این پیرانہ سالی بک چشمہ ماہتاب کو آنکھ پر لگا کر واسطے تماشاے کشتی دو دلون
بہادرون کے میدان گاہ جہان مین جلوہ فرما ہی تارے نہین ہین فرشتگان آسمان نے اپنی آنکھین لگا دی ہین
دونون شیر ایک طور پر لڑ رہے ہین دونون لشکر تعریفین کر رہے ہین استادان سخنور نے بیان کیا ہی کہ دو شبانہ
روز ایک طور پر کشتی ہوئی صندلان نے کوئی طریقہ اُٹھا نہین رکھا مگر سکندر پر پنجہ قابض نہوا پھر دن بچھلا
باقی ہی کہ صندلان نے کہا ای جوان آج تیسرا دن ہی کہ ہمارے تمھارے رد و قدح ہو رہی دونون لشکر بیخود و
خواب مین تماشا دیکھنے والے بیتاب ہین ایک زور آخر کرتا ہون یہ کہکے دونون مونڈھے پکڑ کے سینے مین

سر اڑا یا اور ریل کرکے دوڑا شاہزادہ دم کے بھروسے پر اور قدم کے شمار پر سات قدم ہٹ کر آیا صندلان نے ہلہ مارا
بازیان گھٹنا شاہزادے کا آشنا بزمین ہوا ہر چند صندلان نے روکا مگر سکندر نے لنگر اپنا قایم کیا صندلان نے
کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا قریب تھا کہ انگلیون سے قطرے خون کے ٹپک پڑین کنپٹیان شق ہو جائین مگر لنگر سکندر
مین حرکت نہ پائی تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا کہا ای جوان اب تیرے زور کا مشتاق ہون سکندر تڑپ کر اُٹھے دونون
مونڈھے پکڑ کے ریل کرکے دوڑے اکیس قدم ریل کر لائے وہان پیر لا کر ہلہ مارا دونون گھٹنے صندلان کے آشنا بزمین
ہوے چاہا تڑپ کر لنگر قایم کرے حریف زبردست کب لنگر قایم ہونے دیتا ہی دونون ہاتھ ستون کیے کمر زنجیر مین
ہاتھ ڈالکر یا خداوند شجر کہکر زور کیا پہلے زور مین تا بہ گھٹنا دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند
کیا چاہا زمین پر مارین کہ صندلان نے آواز دی ای شاہزادہ والاقدر ورای آسمان جلالت کے بدر جسکو سر سے
بلند کیا اُسکو زمین مذلت پر نہین پھینکتے مین دل سے اطاعت قبول کرتا ہون شاہزادے نے ہاتھ سے رکھدیا
صندلان قدمون پر گرا کہا ای شہریار جو آپ کے مذہب مین آئے کیا کیے سکندر نے کلمۂ شجر تعلیم کیا صندلان
بصدق شجر پرست ہوا اپنے فوج والون کو پکار کر آواز دی یارو مین نے اطاعت کی جسکو شجر پرستی قبول کرنا ہو
وہ میرے ملک مین رہے ورنہ قلعۂ لالانیہ سے نکل جائے سب افسران فوج نے آواز دی جو مذہب آپ نے قبول
کیا ہم بھی مطیع ہوے بڑے اعزاز واکرام سے صندلان خود سر شاہزادہ سکندر کو اپنے قلعے مین لایا خبر قلعے مین
پہلے پہونچی تھی کہ صندلان کو ایک جوان نے زیر کیا تمام اہالیان شہر براے تماشا آئے تمام شہر کا ہجوم تھا
صندلان کی بیٹی ملکۂ گل اندام پریچہرہ محل مین بیٹھی تھی فنون سپاہگری کا بہت ذوق وشوق ہی حسین وجمیل
اپنی جرأت پر یہ خیال تھا کہ جو کوئی مجھکو زیر کرے اُسکے ساتھ شادی کرون یہ جو کنیزون نے آکر خبر دی کہ
آپ کے والد کو ایک جوان نے زیر کیا ملکہ کے ہوش اُڑ گئے کہا ارے تمنے دیکھا کنیزون نے عرض کی واری
تمام شہر مین ہلڑ ہی آپ کے والد اُس جوان کو لیکر آتے ہین ملکہ نے کہا ہماری سواری لگا دو محافۂ زرین آراستہ
ہو کر آیا ناظر کو حکم دیا چوک مین جو مکان شاہی ہی اُسکو جلد آراستہ کرو ناظر نے جا کر مکان خالی کرایا ملکہ اُسمین
آکر داخل ہوئین کمرے مین چلمنین پڑ گئین ملکہ ملاحظہ کر رہی ہین کہ دیکھا تمام فوج جنگی سامنے سے گذری سر جھکائے
دیکھ رہی ہین کہ اپنے باپ کو دیکھا دامن گردانے چوب وچماق ہاتھ مین اہتمام کرتے ہوے سامنے سے گذرے
اُسکے بعد دیکھا ایک جوان مثل ماہ تابان رشک یوسف کنعان غزال چشم شیر خشم آتش رخسار بے دود سبزہ ابھی
آغاز نہین ہوا ہی زلفین چلیلی تا بہ دوش بل کر رہی ہین سپر فولادی پشت پر بدر کمال کے مثال ہی کیا جاہ وجلال ہی
تمام افسران فوج چہار جانب سے گھیرے ہوے نگاہ جو جمال جہان آرا پر پڑی بے اختیار زبان سے آہ
نکلی گردن ڈھلکی ہوئی مُردے کی کیفیت کنیزون نے جو ہلڑ کیا سر شاہزادے کا اُٹھ گیا جمال بے مثال پر نگاہ پڑی
ایک نازنین پریچہرہ وسمن بر رشک قمر حور پیکر بقول شاعر شعر زلف معنبر برمہ رویت نیم شب است وادی حو
جاہ صبح در کف عشقت دامن یوسف دست زلیخا ۔ شاہزادے کو بھی پسینہ آگیا ٹھہر نہ سکے کلیجے پر ہاتھ
رکھ لیا ٹھنڈی سانسین بھرتے ہوے تا بہ دارالامارۂ شاہی پہونچے ملکہ کو یہان کنیزون نے اُٹھایا مگر دیکھا
رنگ رو متغیر ہی چپ خاموش دریاے حیرت کا جوش نرگس نامے کنیز نے دست بستہ عرض کی مزاج کیسا ہی
حضور کو بہت متردد پاتی ہون بہت گھبراتی ہون ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کے فرمایا کیا کہون نظم

اسی کا فیض تھا زاہد جو یون خراب ہوا	نگاہ مست کو تیری بڑا ثواب ہوا
دعاے وصل کا دیکھو اثر الٹا	

مین نا امید ہوا غیر کامیاب ہوا
کچھ اُنسے کہنے کو تھے ہم کہ یاس نے روکا
بیان کر نہین سکتا ہون جو عتاب ہوا
ٹھہر سکا نہ کوئی دل مین آکے وعدہ بھی
ہری تلاش مین کیا کیا کوئی خراب ہوا
جلال دونون یہ بید بید بمروت ہین

ابھی تو شب ہی کو دیکھا تھا بزم مین اپنی
سوال کرنے سے پہلے ہمین جواب ہوا
ستم ہوا کہ وہ بے پردہ ہو گئے سر بزم
جگر کو رشک سے پیدا وہ اضطراب ہوا
ہم آج چرخ کو پاتے ہین بیقرار بہت
کسی کا حسن ہوایا مرا شباب ہوا

تم ایسے بھول گئے کیا مین کوئی خواب ہوا
لکھا تھا انکو کہین مہربان مین خط مین
نگاہ شوق کو اپنی خود اک حجاب ہوا
دکھا دیا جو اثر جذب دل نے سلطانا
مگر کہین کوئی ناکام کامیاب ہوا

نرگس نے عرض کی واری مین آپ سمے لو نہین کبھی جیسے کسیکو بیہوشی مین ہوش آتا ہو ملکہ نے فرمایا کیا سبب پوچھتی ہو یہ اشعار یاد تھے مین نے تیرے سامنے پڑھدیے کنیز خاموش ہو رہی ملکہ کا عجیب حال ہو مگر چونکہ جبری و بہادر ہو ضبط کرکے خاموش ہو رہی اب دل سے باتین ہو رہی ہین سوچتی ہو اے گل اندام پریچہرہ یہ کیا ہو گا او دل خانہ خراب یہ تونے کیا کیا کہ اس بلا مین مجھے پھنسایا کہتی ہو مین کیون دیکھنے گئی کیونکر کہون کہ بابا جان کو اسنے زیر کیا جوان خوبصورت ہو محبت سے اُنھون نے اطاعت کی ہو گی شہر مین لے آئے سنتی ہون مذہب بھی تبدیل ہوا ایمان پونے دو سو خداوندون کی خدائی وہان صرف خداوند وحدت مین یہ بھی کوئی اُنکے بھائی ہونگے مذہب بدلنا اطاعت قبول کر لینا بڑے تعجب کی بات ہو مگر میرے ساتھ حضرت عشق نے یہ کیا کیا نام سنا کرتی تھی مگر اب آنکھون سے دیکھا نظم بطور مسدس

عشق وہ سم ہے مرے مار جو لے اسکا نام
اسکی تاثیر کو سب جانتے ہین خاص و عام
اژدہا دیکھے تو ہو جائے وہین کام تمام
اسکا آغاز ہے انسان کا جو ہے انجام
خون سیاہی ہو دم تحریر جو عشق نظر آئے
خاک کاغذ ہو قلم سوکھ کے کانٹا بنجائے

گاہ دریا مین نظر آتا ہے وہ بنکے بھنور
کشمکش جذب رہ شوق سے ہے آٹھ پہر
موج بنکر کبھی قلزم مین یہ آتا ہے نظر
کبھی طوفان کیطرح جاتا ہے یہ سر سے گذر
ہو مین ناکام دم تشنہ دہانی عشاق
ایسا ترسائین نہ مانگین کبھی پانی عشاق

بیقرار اسنے ہی سیماب کو کر ڈالا ہے
اشک نیسان کو نیا اسنے گہر ڈالا ہے
سم کا الماس مین قاتل نے اثر ڈالا ہے
سینۂ سنگ مین آتش کا شرر ڈالا ہے
ہے یہی کاہربا اور اثر مقناطیس
ورنہ ہے کون سلیمان کہان کی بلقیس

چاشنی قند مین اپنی کبھی دکھلاتا ہے
گہ نمک مین نمکین شور یہ بن جاتا ہے
اور کبھی زہر ہلاہل مین یہ کڑواتا ہے
ذائقہ بنکے ہر اک چیز مین در آتا ہے
مشک مین عطر مین گل مین یہی بو دیتا ہے
بنکے خنجر کبھی عاشق کا لہو پیتا ہے

راگ مین سحر کی دکھلاتا ہے گاہے تاثیر
طوق بنتا ہے گلے کا کبھی پا کی زنجیر
دم کاکل مین یہ دل کو کبھی کرتا ہے اسیر
تیر مژگان سے کبھی کرتا ہے ظالم نخچیر

گاہ صورت کبھی سیرت مین یہ در آتا ہی
دل عشاق کو ہر طرح سے لیجاتا ہے

اب دیکھیے یہ ظالم میرے ساتھ کیا کرتا ہی اسی سوچ مین ملکہ کو دن بھر گذرا مہمان شاہزادہ سکندر کو صندلان شہر عظم وشان سے بارگاہ مین لایا تخت سلطنت سے غاشیہ ہٹایا کہا آپ تخت پر جلوہ فرما ہون مین آپکی سپہ لاری کرونگا سکندر نے فرمایا ہمارا یہ دستور نہین ایک دوست ہمکو ملے ایسے مہاور آجتک نہین دیکھنے مین آئے یعنی نبیرہ صاحبقران شاہزادہ ایرج نوجوان اُنھون نے فرمایا کہ ہمیشہ سپاہگری کا دم بھرنا سلطنت کسی کی نہ لینا تاج بخش رہنا تاج گیر نہ بننا لہذا تاج و تخت تمکو مبارک رہے ہمکو خداوند سحر نے تاج بخش بنایا ہی ہم تاج گیر نہین ہین بڑی دقت سے صندلان کو سکندر نے تخت پر بٹھایا آپ ڈنگل زرین پر آکر جلوہ فرما ہوے ایک قصر معقول واسطے رہنے سکندر کے تجویز کیا اُمین شاہزادے کا چھپر کھٹ بچھوایا ہی شاہزادے نے بعد بخاست بار آرام کیا لاچ کرسی پر رکھے ہین خود زرین ایک میز پہ رکھ خادم بھی جا بجا سو رہے ہین جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری گل اندام جو بیقرار ہو رہین لباس شب روی اپنے جسم کو آراستہ کیا یعنی کالے کپڑے پہنے جیسے ماہ تابان پردہ ظلمات مین آ گیا ہی اسطرح ملکہ واسطے دیکھنے شاہزادے کے چلین خیال مین یہ ہی کہ چلکر دور سے جمال تو دیکھ لینگے اسی خیال مین کمند مار کر ملکہ کوٹھے پہ آئین دور سے دیکھا شاہزادہ سوتا ہی خادم خدمتگار سب خواب مین ہین اسپہ لپیٹ قریب پلنگ کے آئین دو پٹہ آب روان کا شاہزادے کے چہرے پر تھا شاہزادے نے کروٹ لی ملکہ غرفے کے پیچھے چھپین خیال مین آیا ایسا نہو شاہزادہ بیدار ہو مجھے دیکھلے تو بڑا غضب ہو دور سے دیکھا کہین کہ ایک خدمتگار نے کروٹ لی ملکہ کو خوف ہوا کہ یہ خادم بیدار نہو گھبراکر چلین خیال مین آیا ای گل اندام افسوس یہ مشقت کی اور محروم چلے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے آستین مین منہ ڈال چھپا خود شاہزادے کا اٹھا لیا اس تصور مین کہ یہ ظالم یہ تو سمجھیگا کہ کوئی اس مقام پر آیا تھا سمجھ جائینگے کہ جسکا ہے دل چرایا ہی اُسنے ہمارا خود چرا لیا یہ سوچ کر خود زرین لیکر سینے سے لگایا اُسی طرح اُترین محروم ومغموم محل خاص مین آئین مینہ آتی رہ رہ کر طبیعت گھبراتی ہی کبھی یہ تصور افسوس ایسی مشقت کی اور محروم پھر آئے اب کیا کرین یہ تو اس سوچ مین ہی مگر صبح کو شاہزادہ جو بیدار ہوا پہلے سب سے آکر صندلان نے سلام کیا شاہزادہ اُٹھا دیکھا خود نہین ہی پریشان ہو کر فرمایا ای صندلان ہمارا خود نہین معلوم ہوتا صندلان نے سوچ کی یہ تو مکان خاص ہی کوئی غیر یہان نہین آسکتا وزرا امرا حاضر ہوے سب نے عرض کی حقیقت مین یہ مقام خاص ہی یہان کون آسکتا ہی خدمتگار گھبرا گئے صندلان اور خود دلایا وہ خود شاہزادے نے پہنا مگر دل کو انتشار کہ ای سکندر خود ہمارا کون لیگیا گویا سر کاٹ لیا خاموش بیٹھے رہے صندلان نے محل مین آکر ذکر کیا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا جب کئی مرتبہ صندلان نے کہا تو ملکہ گل اندام نے مسکرا کر جواب دیا کیسے مرد سپاہی ہین کہ کوئی خود لیگیا گویا سر لیگیا ای والد نامدار یہ ذکر اُنسے ضرور کر دیجیے گا صندلان اس مراد کو نہ سمجھا جب بارگاہ مین آیا شاہزادے کو انتشار مین پایا کہا ای شہریار مین محل مین جو گیا مین نے آپکے خود کا ذکر کیا خداوند سحر نے مجھے بیٹا نہین دیا مگر دختر میری ملکہ گل اندام یہ گوہر ہی کہ بڑے بڑے بادشاہون نے خواستگاری کی ابتک علام نے شادی نہ کی ایک امر اور بھی واقع ہی کہ اُسنے اشتہار عام دیا ہی کہ جو مجھکو زیر کرے وہ میرے ساتھ شادی کرے اگر مین غالب آؤنگی تو اُسکو قتل کرونگی کئی شاہزادے عاشق ہو کر آئے زیر ہو کر اُسکے ہاتھ سے مارے گئے مین شادی نہین کر سکتا مجھکو بھی اُسکے قول کا خیال ہی اُسنے ایک بات کہی اور یہ بھی تاکید کر دی تھی کہ شاہزادے سے ضرور کہنا اگر غلاف تاج

تو عرض کرون شاہزادے نے فرمایا کیسے صندلان نے کہا اُس نے یہ کلمہ کہا کہ کیسے مرد سپاہی ہین کہ کوئی خود لیگیا اور
خبر نہوئی گویا سر کاٹ کر لیگیا شاہزادے نے سر جھکا لیا فرمایا ای صندلان ملکہ نے بہت بجا ارشاد کیا خیال بھی اُس
نہ جسین کا غمزدہ ہی جسکو جوکب مین دیکھا تھا آج شب کو جو سکندر سوتے قصد یہ ہی کہ جاگون وہ دزد مکار ضرور آئیگا آج ضرور
گرفتار کرونگا دو پہر رات گذر گئی مگر کچھ نہ معلوم ہوا لیکن شاہزادہ تڑپ رہا ہی کہ اب تک وہ دزد مکار نہین آیا ملکہ کو
جب زیادہ وحشت ہوئی سہ پہر رات باقی رہی نیند لب آتی ہی رہ رہ کر طبیعت گھبراتی ہی آخر لباس شب روی زیب جسم
کیا چاندنی مین کہین لگا چالاک و چست ہو کر نیمچہ ہلالی زیب کمر کیا سپر فولادی پشت پر ڈالی باغ سے نکلین گلی و کوچہ
طی کرکے قریب قصر کے پہونچین بکمند عماری قصر پہ آئین دیکھا شاہزادہ تڑپ رہا ہی شاہزادے نے بھی آہٹ پائی نگاہ
غور دیکھا ایک سیاہ پوش گوشے مین کھڑا ہی سلاح کی جانب دیکھ رہا ہی شاہزادے نے نعرہ خواب کو بلند کیا ملکہ سمجھی
سکندر سوتے ہین بڑھکر ملکہ نے تلوار شاہزادے کی اُٹھائی شاہزادے نے جست کی اور نعرہ کیا او دزد خبردار
کہان جاتا ہی ملکہ کا جی تو یہی چاہتا تھا کہ ٹھہر جاؤن گلچینی گلشن جمال کی کرون مگر شرم دامنگیر صاحب جاہ و توقیر
جب یقین ہوا کہ شاہزادہ قریب آ جائیگا بلندی کا خیال نہ کیا سپر زیر پا دیکر کوٹھے سے کود پڑین شاہزادہ بھی پھاند
پڑا ملکہ نے وہی نیمچہ جو شاہزادے کا اُٹھا لیا تھا جھٹک دیا نیام دور جا کر گرا وہی نیمچہ مارا شاہزادے نے
دستانہ مار دیا نیمچہ چھوٹ کر زمین پر گرا شاہزادے نے جھک کر نیمچہ اُٹھا لیا ملکہ نے جو اتنی مہلت پائی کوچے مین
ہو کر نکل گئین سکندر پریشان نیمچہ لیکر پلٹے مہمان آواز سے شاہزادے کے سب ملازم جاگ پڑے ہین شاہزادے
کو دیکھکر حیران ہوے عرض کی ای شہریار چور کو گرفتار کیا سکندر نے کہا مین اپنی عاقبت پر بہت محجوب ہون دزد
نیمچہ مارا مین نے دستانہ مار دیا نیمچہ گرا مین اُٹھانے لگا دزد نکلگیا خادم خاموش ہوے شاہزادہ دربار مین آیا
صندلان سے بھی ذکر کیا صندلان بھی حیران کہ چور بڑا گستاخ ہی شاہزادہ بیٹھا ہی عادان قزاق ایک پہلو پر
کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی در دولت پہ ایک جوان حاضر ہی ایک نامہ لیکر آیا ہی فرمایا بلا لو دیکھا ایک نقابدار ایک
نامہ ہاتھ مین لیے ہوے نامہ ہاتھ مین سکندر کے دیا سکندر نے اُس نامے کو پڑھا لکھا تھا کہ ای شیر بیشۂ جرأت
و اے ماہ آسمان جلالت آپ کی جرأت و لیاقت اظہر من الشمس و ابین من الامس ہی کہ آپ نے صندلان ایسے
نامور پہلوان کو سر میدان زیر کیا کل آپ جب نیر اعظم برآمد ہو صحرا ہے ہفت رنگ مین آئیے نقابدار یاقوت پوش
آئیگا وہ آپ سے مقابلہ کریگا اگر آپ کو دعوی جرأت ہی ضرور تشریف لائیے گا اب جو شاہزادے نے سر اُٹھا کر دیکھا
نامہ دینے والا چلا گیا صندلان نے پوچھا ای شہریار اس نامے مین کیا لکھا ہی شاہزادے نے فرمایا ای صندلان
نامہ دینے والا کہان گیا لوگون نے کہا وہ نامہ دیکر چلا گیا شاہزادے نے فرمایا دروازے پر پکار دو کہ جو نامہ لایا
ہی ہمکو نامہ دیا وہ فعل سنئے بدل و جان قبول کیا نقیب نے دروازے پر آواز دی مگر نامہ شاہزادے نے جیب مین
رکھ لیا صندلان نے کچھ نہ کہا عادان نے بدل دہی پوچھا شاہزادے نے عادان سے بھی پوشیدہ رکھا
مگر بوقت آرام خادم کو بلا کر حکم دیا کہ گھوڑا ہماری سواری کیواسطے در دولت پر سویرے سے تیار رہے یہ کہکر
آرام فرمایا عادان کو بڑا تردد رہا شب بھر جاگا کیا دو گھڑی رات سے شاہزادہ اُٹھا عادان پڑا ہوا دیکھ رہا ہی
شاہزادے نے جا کر غسل کیا سلاح جنگی سے آراستہ ہو کر باہر برآمد ہوا پشت مرکب پر سوار ہوا ہمیشہ قراول میر شکار
حاضر تھے شاہزادے نے سب کو منع کیا یکہ و تنہا طرف صحرا کے روانہ ہوے ادھر عادان قزاق کو کب
چین تھا کہ شکر یہ بھی گھوڑے پر سوار ہوا دس قزاق لیکر چلا صندلان کو خبر پہونچی صندلان نے آکر پوچھا ای

عادان کہان جاتے ہو عادان نے کہا عجیب معرکہ گذرا کل جو نامہ پاس شاہزادے کے آیا اُسکا کچھ احوال نہین معلوم ہوا شاہزادہ آج یکہ و تنہا روانہ ہو گیا مین اُنھین کے تعقب مین جاتا ہون صندلان نے کہا مین بھی چلتا ہون یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہوا پچاس جوان ساتھ لیے عادان و صندلان چلے یہان شاہزادہ صحرا سے نخجیر گاہ مین پہونچکر ٹھہرا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا آگے آگے ایک نقابدار یاقوت پوش بصد جوش و خروش مادیان مشکین پر سوار سلاح جنگ سے آراستہ ہر چند نقاب چہرۂ بے نظیر پہ پڑی ہے مگر مانع حسن و جمال نہین ضو نور کی چہرۂ بے نظیر سے نکل رہی ہے نیزہ ہلاتا ہوا مادیان کو جھکاتا ہوا بارہ سو جوان ان نقابدار پشت پر نیزے اُن سبھون کے بھی ہاتھ مین مرکب جھکاتے ہوے چلے آتے ہین شاہزادے کو دیکھکر مادیان کو بڑھایا ہر چند کہ ہاتھون مین رعشہ ہے مگر ضبط کر کے نقابدار نے مادیان کو منہ کیا ایک ساتھ والے نے آواز دی آئیے شاہزادے نے گھوڑا بڑھایا نگار و چلی سات قدم مرکب نقابدار کا ہٹا تین قدم سکندر کا گھوڑا ہٹکر رہگیا نقابدار نے دیکھکر آواز دی نیزہ لگائیے سکندر نے کہا مین اپنے زمانے کا صاحبقران ہون مین پیش قدمی نہین کرتا نقابدار نے نیزہ مارا شاہزادے نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا کہ پشت سے گرد اُڑی نقابدار نے دیکھا صندلان خود سر عادان نامور سا ٹھ سوار پشت پر مسلح و مکمل دونون شیرون نے جو دیکھا کہ آقا ہمارا لڑ رہا ہے جمکر کھڑے ہوے مگر محجوب ہین کہ ہم فوج کم ساتھ لائے نقابدار کے ساتھ بارہ سو جوان مگر حیران ہین کہ یہ نقابدار کون ہے اگر ہم جانتے تو زیادہ فوج لیکر آتے مگر یہ دیکھنے لگے نقابدار کس زور و شور سے لڑ رہا ہے شاہزادہ بھی دنگ ہو رہا ہے ہر مرتبہ قصد کرتا ہے نیزہ لگا لدون مگر ممکن نہین ہوتا صندلان بھی تعریفین کر رہا ہے عادان کو وجد ہے مگر بعد چند ساعت کے سکندر نے نیزہ نقابدار کا ہوائی کیا نقابدار نے قبضۂ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا ہاتھ تلوار کا مارا سکندر نے داستانہ مار دیا نقابدار کی تلوار پٹ پڑی شاہزادے نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا نقابدار بھی کو داکشتی ہونے لگی پھر پھر نقابدار سکندر سے لڑا وہ پھر ڈھلتے ڈھلتے سکندر اُس نقابدار کو لے دوڑے انیس قدم پہ لاکر ملکہ مارا دونون گھٹنے نقابدار کے آشنا ئے زمین ہوے سکندر نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے ہی زور مین سر سے بلند کیا مگر ملکہ جو پڑا اسند نقاب چہرۂ منظیر سے اُٹھگیا صاف ثابت تھا کہ ابر سے ماہ تابان نکل آیا صندلان کی نگاہ پڑی اپنی بیٹی گل اندام کو دیکھا مگر شاہزادہ اُس ماہ تابان کو دیکھکر پسینے پسینے ہو گیا جسم تھرا گیا ہاتھ کانپا ملکہ ہاتھ سے چھوٹی مگر سکندر لہرا کے گرے بیہوش ہو گئے ملکہ نے فوراً اسند نقاب درست کر کے آپ کو پشت مرکب پر سوار کیا ملکہ تو روانہ ہو گئین شاہزادے کو آکر عادان نے اُٹھایا شاہزادہ حیران حیران چہار جانب دیکھنے لگا عادان نے پوچھا کیون شہریار مزاج کیسا ہے شاہزادے نے ٹھنڈی سانس کھینچی فرمایا اے یار وفادار کیا کہون عادان نے دست بستہ عرض کی مین سرکار سے یہ پوچھتا ہون کہ کل جو نامہ آیا اور آج صبح کو حضور نے آکر مقابلہ کیا نقابدار کی لیاقت تھی کہ آپ سے لڑسکتا ماشاءاللہ آپ نے اُٹھالیا بند نقاب اُٹھا حقیقت مین ایک آفتاب عالمتاب کو دیکھا پھر حضور بیہوش ہو گئے وہ حور پیکر آپ کے ہاتھ سے چھوٹتے ہی پشت مرکب پر سوار ہو کر چلی گئی اگر ہم کچھ حال سے آگاہ ہوتے سد رہ کئے نہ جانے دیتے مگر آپ نے ہمکو اس کوچے سے بالکل نابلد رکھا یہی خوف رہا ایسا نہو کہین خلاف مزاج حضور ہو اب پوچھتے ہین کہ کیا معرکہ تھا سکندر نے کہا اے دوست صادق کیا بیان کرون عجب معرکہ گذرا ہے جسکو تقریر مین بیان نہین کرسکتا تم ایسے خیر خواہ سے نہ کہونگا تو کس سے ظاہر کرونگا جس روز مین نے صندلان کو زیر کیا اور وہ مجھکو قلعہ مین لایا چوک مین آکر ایک ماہ پیکر کو دیکھا پہرون اُس حیرت مین رہا شب کو میرا خود چوری گیا

یہ بھی تیغ سنا کہ خود شمین چوری گیا سر کٹ گیا دوسرے دن وہ چور پھر آیا تلوار چرالی راہ مین جاکر مین نے تلوار چھینلی
نذر کے چہرے پر نقاب تھی تلوار چھوڑ کر نقابدار نکلگیا پھر نامہ اس مضمون کا آیا کہ ایک نقابدار یاقوت پوش آپ سے
مقابلہ کریگا مقابلہ ہوا العنایت خداوند شہر بین نے زیر کیا جمال جہان آرا دیکھا وہ جمال کہ جو چرخ مین دیکھا تھا
تاب نظارہ نہ لاسکا یہ نہ کھلا کہ وہ ظالم ماہ کس آسمان کا تھا سرو کسکے بوستان کا تھا گل کسکے گلستان کا تھا اس
انتشار مین ہون عادان نے کہا اگر خلاف رائے اقدس نہو تو مین صندلان سے پوچھون صندلان نے
بھی اس قاتل عالم کو دیکھا تھا شاہزادے نے فرمایا تمھین اختیار ہے مگر صندلان یہ سنکر دیکھیئے محل مین
جو آیا کنیزان ملکہ گل اندام نے عرض کی بیٹی کی اب شادی قرار دیجیے شاہزادی نے قبول فرمایا صندلان بیرون
محل آیا عادان چاہتا تھا کہ کچھ پوچھون کہ وزیر نے سینہ پر شاہزادے کے تیغ خوشبوئی لگایا عرض کی اے شہریار
جس نازنین کو آپ نے زیر کیا اُسکے ساتھ آپ کو منسوب کیا چہرہ شاہزادے کا خوشی سے سرخ ہوگیا اب یہی یقین
ہوا کہ صندلان خود سر کی دختر ہے صندلان نے موافق مذہب کے سیر کرنا شروع کی قضائے کار قلعہ لالانیہ
سے قریب بارہ کوس کے ایک قلعہ ہے کہ حاکم وہان کا ریحان فیلسوار نہایت زبردست ہے سلطنت اسکی خودمختار
کسیکو باج و خراج نہین دیتا اپنے قلعے مین بیٹھا ہے عرصہ دراز سے اس عزم پر بیٹھا ہے دل دادہ ہے کچھ تاجر آئے اُنسے
پوچھا کہان سے آئے ہو انھون نے کہا قلعہ لالانیہ سے آئے ہین سب مال فروخت ہوا اور بہت کچھ صندلان
نے ہمسے طلب کیا وہ ہم لیئے جاتے ہین ریحان فیلسوار نے پوچھا کیا کچھ تقریب ہے تاجرون نے عرض کی
اُنکی صاحبزادی کی شادی ہے ریحان نے گھبراکر پوچھا کسکے ساتھ اُس معشوق مرغوب کو تو مردے انکار تھا
کئی شاہزادے اُسکے عشق مین قتل کیے گئے اب یہ شادی کسکے ساتھ ہوتی ہے کون ایسا صاحب نصیب ہے
جو وصل سے اُس محبوب کے قریب ہے تاجرون نے تمام کیفیت سکندری کی بیان کی کہ چین سے زخمی ہوکر آئے
عادان نے مہمان کیا پھر صندلان کو زیر کیا ملکہ خود نقابدار یاقوت پوش بنکر لڑین زیر ہوئین شرط اُنکی پوری ہوئی
صندلان نے خود منسوب کیا تمہاری شادی کی ہورہی ہے ریحان کو یہ حال سنکر سنّاٹا آگیا رنگ متغیر ہوگیا
کچھ کسی سے نہ کہا اُٹھکر قصر مین آیا منھ ڈھکر رونے لگا ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا یاد مین ملکہ کے یہ اشعار زبان پر جاری تھے

عیسی سے نالہ درد دل کی خبر نہ کرتا
دیوار بھاند جاتا مین در گذر نہ کرتا
صندل کو مول لیکر کسکی بلا رگڑتی
یہ وہ فسون نہ تھا جو اپنا اثر نہ کرتا
ملجائے خاک مین گو سودا زدے بلا سے
انقلاب آدمی کی یہ جانور نہ کرتا
لکھتا جو نامۂ شوق اُس ہمبر کو آتش

ذکر درون خانہ بیرون در نہ کرتا
ند گر نگین سے ہرگز ہو نذر نہ کرتا
مین در دسر کے خاطر یہ دردسر نہ کرتا
آئینے مین پری سے چہرے کو دیکھے تو
زلف دراز اپنی تو مختصر نہ کرتا
عالم دکھائے اپنا وہ پنجہ حنائی
تحریر اسکو خامہ بے آب زر نہ کرتا

دربان یار مجھپر شفقت اگر نہ کرتا
اسم مبارک اُسکا جو نامور نہ کرتا
آنکھین دکھائین تو نے دیوانے ہوئے ہم
کیونکر بھلا محبت تمسے بشر نہ کرتا
بلبل کا عشق حسن گل سے نہین عجب تھا
میرے حواس خمسہ کو منتشر نہ کرتا

عیار ریحان کا ہمارے دوندہ

جو دربار مین آیا تو دیکھا بادشاہ تخت پر نہین ہے رفیقون سے پوچھا رفیقون نے کہا ابھی اُٹھکر خلوت مین گئے
ہین فلان کمرے مین تنہا بیٹھے ہین کسی رفیق کے جانیکا حکم نہین ہے ہمارے دوندہ یہ کہکر چلا معلوم ہوتا ہے
اس وقت کچھ مالک کو تردد ہے ایسے وقت مین نجانا کیا معنے یہ کہتا ہوا اندر آیا مالک کو دیکھا بیٹھے ہوئے رو رہے
ہین ہمارے دوندہ نے جھک کر سلام کیا قدمون سے لپٹ گیا عرض کی اے شہریار آج آپ کو سبب پریشان

پاتا ہون مزاج اقدس کیسا ہی ریحان بھرا ہوا بیٹھا تھا کہنے لگا ای یار وفادار ہوش وحواس درست نہین ہین ہمارے دوندہ
نے عرض کی کہ مین حضور کو عجیب حال مین دیکھتا ہون ریحان فیلسوار نے ایسی باتین دردآمیز حیرت خیز کین کہ
ہمارے دوندہ بھی رونے لگا کہا حضور نے عجیب طرح کی باتین کین مین اصل مطلب کو نہین سمجھا غلام کو سمجھائیے
غلام اسکا انتظام کرے خیرخواہ کس دن کے واسطے ہوتے ہین ریحان نے کہا ای یار صادق ملکہ گل اندام دختر
صندلان خود سر پر مدت سے عاشق ہون مین نے ایک مرتبہ پیام بھی دیا باپ نے اسکے جواب صاف دیا کہا کہ
اشتہار عام ہی جو صاحب دعوی عشق رکھتے ہون آکر مقابلہ کرین زیر کرین شادی کا اختیار ہی اور زیر ہوئے پر قتل
کیے جاینگے مین خاموش ہو رہا اس خیال مین کہ جب جی چاہیگا جاکر زیر کر لونگا شادی ہوجاییگی آج مین نے سنا
کہ کوئی جوان آیا اسنے عادان قزاق پر قبضہ کیا پھر صندلان کو زیر کیا شاید ملکہ سے بھی مقابلہ پڑا اب شادی
ہونے کو ہی قلعہ لالانیہ مین تیاری ہو رہی ہی ای ہمارے دوندہ اگر تو یہ کام کرے کہ کسی طور سے ملکہ کو چرالائے
نصف سلطنت دیتا ہون اور میری بیٹی گلچہرہ حسن مین بینظیر چہرہ طعنہ زن ماہ منیر اسکے ساتھ شادی کردونگا ہمارے دوندہ
خوش ہوگیا یہ بھی ملحوظ رہے کہ ایک دن اسے بھی کوٹھے پر گلچہرہ کو دیکھ لیا تھا فراق مین تڑپا کرتا تھا مگر خوف تھا
کہ ریحان مرد سپاہی ہی ایسا نہو مین ذکر کرون بادشاہ ہی بگڑ جائے اب جو ریحان نے خود کہا اسنے دست بستہ
عرض کی اگر حضور غلام کو فرزندی قبول فرماتے ہین تو پختہ طور سے اقرار فرمایئے ریحان نے مضبوط اقرار کیا
کہ فوراً بیٹی کی شادی کردونگا مین نے تجھکو اپنا فرزند کیا ہمارے دوندہ خوشی مین پھول گیا اسی وقت باسامان
عیاری لگاکر طرف قلعہ لالانیہ کے چلا یہان صندلان نے شہر خالی کردیا وزرا شاہزادے کے ساتھ ہے کہا
حضور قلعے مین رہین بیرون قلعہ جو باغ ملکہ گل اندام کا تھا اسمین خود آئے ملکہ کو لیکر رہے وہان سے مانجھا
بھیجا وزیران صندلان بڑی دھوم سے مانجھا لیکر آگئے شاہزادے کو مانجھا پہنایا ہمارے دوندہ اسوقت
آکر پہونچا کہ مانجھا پہنا کر شاہزادے کو لئے ہین در باغ پر جب پہونچے صندلان کھڑا ہوا ایک ایک سے پوچھتا ہی
شاہزادہ مانجھا پہنکر خوش ہوا وزرا العرض شاہزادے کے خلق کی کر رہے ہین ہمارے دوندہ نے جو دیکھا کہ
سواریان اتر رہی ہین ایک کہاری کی شکل بنکر یہ بھی داخل باغ ہوا دیکھا باغ بہشت آئین تمام چمن کھلا ہے گل سے
بھرے ہوئے طائر نغمہ سرائی کر رہے ہین باغ سرسبز وشاداب سنبل کو پیچ وتاب عارض گل پر خوشی سے
سرخی باغ کی رعنائی زیبائی ہمارے دوندہ سیر کرتا ہوا چلا شاہزادیان جابجا پھر رہی ہین ظاہر ہوتا ہی کہ باغ جنان مین
حوران بہشت پھر رہی ہین ہر ایک قصر بے قصور نازنینان ہمہ تن رشک حور دیکھتا بھالتا قریب ایک قصر کے پہونچا
دیکھا ملکہ گل اندام پریچہرہ کو لباس زعفرانی پہنا کر بٹھایا ہی گرد کنیزان ہمراز ہمارے دوندہ نے جابجا پھرنا شروع کیا
باورچی خانے مین جاکر پہونچا کھانے مین بیہوشی ملالی آبدار خانے مین پہونچا وہان کے گھڑون مین مشکون مین بیہوشی ملائی
یہ کام کرتا پھرتا ہی جب دوپہر رات گذر چکی سب کو کھانا تقسیم ہوا جس نے جہان کھانا کھایا بیہوش ہوا کوئی پانی
پیکر بیہوش ہوا پہر رات رہے بالکل سناٹا تھا ہمارے دوندہ حجلہ عروسی مین آیا ملکہ نے بھی وہی کھانا کھایا بیہوش
ہو تین سب کنیزین جابجا بیہوش پڑی ہین جمال ملکہ دیکھکر دنگ ہوگیا آنکھون مین اندھیرا آگیا اپنے کو سنبھالکر شاہزادی
باندھا لیکر چلا یہان کسیکو خبر بھی نہین ہمارے دوندہ دیوار باغ سے اترا اتر کر راستہ قلعہ ریحانیہ کا لیا اتفاقاً کار
جواہر خنجر زن شاہزادے کو ڈھونڈھتا ہوا آتا تھا کہ راہ مین خبر پائی کہ شاہزادہ قلعہ لالانیہ پر ہی اور شاہزادے
کی شادی ہو رہی ہی جواہر ایک نخل کے نیچے اتر ٹھہرا صبح کا وقت ہی منہ ہاتھ دھو رہا کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا ایک عیار

ایک پشتارہ باندھے ہوے ملکہ کا ہاتھ چادر سے باہر ہی تھا کہ نگارین خورشید نما جسمین کنگنا مثل ستارۂ سحری چمک رہا
ہے خیال مین گذرا ای جواہر شادی سے کسی عروس کو لایا ہے جب قریب پہونچا جواہر نے پکار کر آواز دی میان جانیوالے
ذرا ٹھہر جاؤ ہماے دوندہ نے کہا مین ٹھہر نہین سکتا ای شخص تیرا کیا کام ہے جواہر نیمچہ کھینچکر سد راہ ہوا کہا ای عیار
مین بھی ایک راہگیر ہون مگر بغیر مفصل حال پوچھے جانے نہ دونگا ہماے دوندہ نے دیکھا ایک مرد جاہل ہے اسکو اسوقت
یہی سوجھی اس سے حال چھپانے سے کیا نفع کہدو ہماے دوندہ نے کہا اصل کیفیت یہ ہے کہ مین ملازم ہون بادشاہ
قلعہ ریحانیہ کا وہ اس نازنین پر عاشق تھا یہ شاہزادی قلعہ لالائیہ کی ہے بیٹی صندلان خودسر کی گل اندام پیکر چہرہ
نام ہے ایک جوان سکندر نام وہان آیا اُسنے صندلان کو زیر کیا شادی ہونے کو تھی میرا مالک بھی اسپر بدرجۂ
عاشق تھا میرے مالک نے مجھکو حکم دیا مین گیا اس نازنین کو چرا لایا اب خدمت مین اپنے شاہ کے لیے جاتا ہون بس
ای شخص اب ہٹ جا جواہر نے کہا او نالائق مین اُس شیر کا عیار ہون جواہر اور ہماے دوندہ سے نیمچہ چلنے لگا جواہر
تھکا ماندہ ہماے دوندہ نے لڑتے لڑتے کمر تاکے سر پہ ہاتھ مارا مر جواہر کا سر زخمی ہوا لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوگیا
ہماے دوندہ اسقدر گھبرایا ہوا تھا کہ چل نکلا جب دور نکلگیا تو ذہن مین آیا کہ مین نے عیار کا سر کیون نہ کاٹ لیا
یہان جواہر جب بیدار ہوا زخم سر باندھا سوتا پیٹتا چلا یہان صبح کو قیامت برپا ہوئی صندلان گھبرایا یہ خبر سرکار رونق
شاہزادے کو پہونچائی شاہزادہ گھوڑے پر سوار ہوکر باغ مین آیا دیکھا قیامت برپا ہے صندلان گھبرا رہا ہے
شاہزادے کو جاتے دیکھا جھک کر رکاب پر ہاتھ رکھدیا کہا آپ نے کیون تکلیف فرمائی سکندر نے پوچھا یہ کیا
ماجرا گذرا صندلان نے عرض کی ای شہریار کوئی ملکہ کو چرا لیگیا صبح تک سب سوتے رہے اب جو آنکھ کھلی یہ حال دیکھا
شاہزادہ غصے مین کانپ گیا کہا ای صندلان قسم ہے خداوند سحر کی اگر معلوم ہو جائے کہ دریاے آتش مین حائل ہے تو اسکو
بھی جھیلکر جاؤن اور نہ معلوم ہونے پر تو مجبوری ہے صندلان سے شاہزادہ یہ باتین کر رہا ہے کہ سامنے سے دیکھا
جواہر خنجر زن گرد مین اٹا ہوا کپڑے پھٹے ہوے لباس تمام خون آلود سر سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہین
شاہزادے نے دیکھتے ہی آواز دی ای یار وفادار عجب وقت پر تمہارا آنا ہوا مگر تمہارا یہ کیا حال ہوا کسنے تمکو زخمی کیا تم
جواہر نے قریب آکر رکاب کو بوسہ دیا پوچھا ای شہریار کون چوری گیا سکندر نے تمام کیفیت از ابتدا تا انتہا بیان کی
اور کہا زعفرانی جوڑا پہنے گھوڑے پر فرمایا ای جواہر کیا کہون جو کچھ دل پر قلق ہے جس روز سے تم سب سے چھوٹا کوئی
ساعت چین نہین پایا یہ کہکر شاہزادہ رونے لگا جواہر نے اشک پاک کیے کہا حضور کیون اسقدر غمناک ہوتے
ہین غلام پتہ لگا لایا ہے غلام نے یہ زخم اُسی کے ہاتھ سے کھایا ہے یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہے کہ اسکو قلعہ
ریحانیہ کہتے ہین وہان کا بادشاہ ملک ریحان فیلسوار وہ بہت دنون سے ان ملکۂ عالم پر عاشق تھا اسکا عیار
ہماے دوندہ آکر چرا لیگیا راہ مین میرے اُسکے مقابلہ پڑا اُس خودسر کے ہاتھ سے یہ حقیر زخمی ہوا مگر حیات باقی تھی
کہ اُسنے توجہ نکی غلام پلٹ کے آگیا اب غلام جاکر تدبیر کریگا سکندر نے کہا مین جاتا ہون یا جان دونگا یا ملکہ کو لاؤنگا
جواہر نے کہا اتنا تامل فرمائیے کہ مین خبر لیکر آجاؤن پھر آپ کو اختیار ہے بمشکل جواہر نے شاہزادے کو روکا سر مین جواہر
کے ٹانکے دیے گئے پٹی مرہم کی چڑھائی گئی اُسی وقت طرف قلعۂ ریحانیہ کے روانہ ہوا اب سب کو خبر ہوئی کہ ہماے دوندہ
عیار ملکہ کو لیگیا صندلان نے شاہزادے کو سمجھایا ہر مرتبہ شاہزادہ فرماتا ہے کہ ای صندلان مجھکو نہ روکو مین جاکر قیامت
برپا کرونگا صندلان بوجہ احسن روکے ہے مگر شاہزادہ بیقرار ہے اب قلعۂ ریحانیہ کا حال سماعت فرمائیے کہ ملک
ریحان فیلسوار شب بھر انتظار مین رہا تمام وزرا امرا اپنے گھر گئے مگر ریحان اشتیاق مین بیٹھا رہا صبح ہوتے چڑھے

خبر سنی کہ ہمارے دوندہ آتا ہے گھبرا کر پوچھا کسطرح میرا عیار آتا ہے ہرکاروں نے کہا پشتارہ بدوش دریائے خون میں نہایا ہوا جس سے
معلوم ہوتا ہے کہ کہیں تلوار بھی چلی ریحان گھبرا گیا ٹہلتا ہوا باہر آیا کہ پشتارہ بدوش ہمارے دوندہ پہونچا پشتارے کو چادرے
میں چھپا لیا ہے جملہ اعضا ملکہ کے مخفی ہیں خون کی چھینٹیں بدن پر پڑی ہوئی ہیں ریحان نے پوچھا ارے یہ کیا ہوا ہمارے دوندہ
نے سب کیفیت بیان کی اور یہ بھی کہا کہ راستہ میں اسکا عیار ملا میں نے اسکو زخمی کیا وہ بیہوش ہو کر گرا میں نے کچھ خیال نہ کیا
ورنہ سر کاٹ لیتا یقین تو یہ ہے کہ مر گیا ہوا اتنا ضرور عرض کرونگا کہ یہ خطا مجھسے ہوئی کہ میں نے سر نہ کاٹا وہ ضرور جا کر خبر کہیگا
مگر غلام امیدوار ہے کہ جو حضور نے فرمایا ہے وہ ایفا فرمائیں غلام نے جان دیکر یہ کام کیا ریحان بھی گھبرایا ہوا تھا اور ہمارے دوندہ
بھی سر زد ہمارے دوندہ نے یہ جو کہا کہ وعدہ پورا کیجیے ریحان کو غصہ آیا کہا او پاجی پاؤں کی جوتی سر کو آتی ہے جو نقد
مانگیگا وہ تجھکو دونگا اسوقت میں نے جوش محبت میں کہدیا تو تین روپیہ کا پیادہ اپنی بیٹی کی شادی تیرے ساتھ کروں خبردار
اب یہ نام کبھی نہ لینا ہمارے دوندہ تو عیار مکار ہے سوچا کہ اب اگر کچھ کہونگا نہیں معلوم کیا کرے اگر قتل کا حکم دیا تو میں
کیا کرونگا کہا حضور غلام سے خطا ہوئی چونکہ حضور نے ارشاد فرمایا تھا اسوجہ سے میں نے عرض بھی کیا اب دل میں یہ ہے
کہ دغا دیکر ڈال کے ملکہ کو لونگا کہا حضور یہ جو چوک میں مکان سرکاری ہے آپ کنیزیں جلد روانہ کریں میں جا کر اسی مکان میں
انکو داخل کرتا ہوں ریحان نے کہا بہتر عیار نکلکر بھاگا بازار میں جو عیار اسکا ملا اسکو ساتھ لیا قلعہ ریحانیہ سے پانچ
کوس پر ایک چھوٹا سا قلعہ ہے اسکو قلعہ شاطران کہتے ہیں ستر سو یک بچہ اسمیں بستا ہے وہ سب اسکے شاگرد اور رہتا
ہیں سب عیاروں کو اپنے شہر سے سمیٹتا ہوا قلعہ ریحانیہ سے نکلا طرف قلعہ شاطران کے چلا راہ میں شاگردوں نے
پوچھا استاد یہ کیا معاملہ ہے ہمارے دوندہ نے کہا یارو میں مدت سے بادشاہ کی بیٹی پر عاشق تھا مگر بسبب خوف کے
کبھی زبان سے نہیں نکالا آج بادشاہ نے خوشی میں خود فرمایا کہ اگر تو ملکہ گل اندام کو خبر لاوے تو نصف ملک کی سلطنت
اور گلچہرہ کی شادی تیرے ساتھ کروں میں گیا اپنی جان دیکے ملکہ کو لایا اب اسوقت اور کچھ فرماتے ہیں میں بھی
جان دینے پر آمادہ ہوں بادشاہ سے خود لڑونگا جلد قلعے کو آراستہ کرتا ہوں میرے یہاں بھی ستر سو یک بچہ موجود
ہے اگر وہ مجبور لشکر کشی کرینگے یہی عرض کرونگا کہ مجھکو بغیر زندگی قبول کیجیے ملکہ کو بھیجیے خواہ اسمیں جان رہے خواہ جائے
سب نے کہا استاد بھلا وہ آپ سے کیا لڑینگے ہم سب عیار سب اسیروں کو پکڑ لائینگے خود بادشاہ کو بھی گرفتار کر لینگے
آپ کا کوئی کیا کر سکیگا ہمارے دوندہ بہت خوش ہوا عیاروں سے باتیں کرتا ہوا قلعہ شاطران میں آیا سب عیار
یہ حال سنکر دوڑے ایک مکان بہت عمدہ کنیزان رومی و چینی اسمیں داخل کرکے ملکہ عالم کو اس مکان میں رکھا مسند
بہت عمدہ بچھوا دی ملکہ کی جو آنکھ کھلی اپنے کو اس حال میں پایا مکان نیا کنیزیں نئی گھبرا کر پوچھا ارے میں کس مقام
پر ہوں غنچہ دہن یاسمن شعلہ رو نرگس خوشخو ہماری کنیزیں کہاں ہیں ان کنیزوں نے دست بستہ عرض کی حضور
نہ گھبرائیں ہمارے دوندہ عیار آپ کو خبر کرکے لایا مگر بادشاہ سے فساد ہو گیا آپ کو اس قلعے میں لا کے رکھا ہے اب
بادشاہ سے مقابلہ ہے ملکہ کے یہ سنکر ہوش اڑ گئے کہا ای گل اندام یہ کیا غضب ہوا بے اختیار رونے لگیں کہا میں
اپنے کو ہلاک کرونگی کنیزوں نے ہمارے دوندہ کو خبر کی کہ ملکہ اپنے کو ہلاک کرتی ہیں ہمارے دوندہ دوڑا ہوا
آیا ادب رکھوا دیا ہاتھ باندھکر عرض کی حضور نہ گھبرائیں میں آپ کو پاس شاہزادہ سکندر کے پہونچا دونگا ورنہ یہ غلام
غلامی میں حاضر ہے اور یقین ہے کہ سکندر بھی لشکر لیکر آئیں آپ نہ گھبرائیں میں آپ کو ریحان کے حوالے نہ کرونگا اگر بادشاہ
نے اپنی بیٹی کو نہ دیا تو دو چار ہزار کی جان جائیگی اس طور پر اسنے ملکہ کو سمجھایا کہ ملکہ خاموش ہوئیں علاوہ اسکے زور کیا
یہ بھی سمجھیں کہ اپنے کو اگر میں ہلاک کرونگی یہ کیا کریگا اور یہ بھی یقین کامل ہے کہ شاہزادہ ضرور آئیگا میاں ریحان کو

جان بچانا مشکل ہوجائیگا مگر ہمارے دونده اس قصر سے نکلکر بالاے قلعہ آیا قلعے کو آلات حرب وضرب سے خوب
آراستہ کیا ستر و سی ہنگ بجہ قنطورہاے زرلقبتی سے آراستہ جا بجا بھرے پہنچے ہین مگر ریحان نے اپنے کو جو آراستہ کیا
تاج پہنایا یہ تو اس ہوس مین نکلا کہ ہمارے دونده نے قصر شاہی مین ملکہ کو اتارا ہوگا جاکر مراد دلی حاصل کرون
جیسے ہی دروازے پر آیا چوبدار نے بڑھکر عرض کی حضور سے ہمارے دونده باغی ہوا مردہا سب خبر دریافت کرکے
آیا تھا مفصل بیان کیا کہ ہمارے دونده جاکر قلعے مین بیٹھا ہے ملکہ کو قصر سلطانی مین اتارا ریحان غصے مین کانپنے لگا
کہا یہ پاجی اپنے دل مین کیا سمجھا میری معشوقہ کو اپنے قلعے مین لیلیا بڑا داغ دیگیا ہے ہنک نہر پر سوار ہے سالار
کو بلاکر حکم دیا لشکر تیار کرو ہم ابھی قلعہ شاطران پر جائینگے اسی وقت ساٹھ ہزار سوار و پیدل طلب ہوے خود گھوڑے
پر سوار ہوا مگر چونکہ شام قریب تھی قلعے سے تین کوس نکلکر ٹھہر گیا کہا کہ اب رات کو جانے مین تکلیف ہوگی یہ لوگ اسکو
خبر پہونچیگی کہ شاہ نے سامان لشکرکشی کیا یہ کہکر اتر پڑا جواہر خنجر زن جو واسطے خبر کے آیا تھا اسوقت اگر پہونچا کہ لشکر
بادشاہ کا بیرون شہر اتر رہا ہے فقیر بنکر لشکر مین آیا حیران تھا کہ یہ کیا معرکہ ہے فقیر بنکے بازار مین بیٹھا فقیر جانکر لوگ
آنے لگے ہر شخص کا یہی قول ہے کہ بادشاہ قلعہ شاطران پر جاتے مین سبب جو دریافت کیا کہ ہمارے دونده اسنے
باغی ہوا اسی وقت اٹھکر بھاگا خدمت مین سکندر کی آیا عرض کی اے شہریار یہ معرکہ درپیش ہوا غلام کو نہایت
پس وپیش ہوا اسکندر نے کہا اب میرا جانا واجب ولازم ہے صندلان وعادان نے بہت بہت روکا مگر تیار ہو
نے نہ مانا صندلان وعادان نے کہا ہم بھی ساتھ چلینگے یہ کہکر بقہر وغضب تمام مرکب پر سوار ہوے
ہر چند صندلان نے کہا مگر دس ہزار سے زیادہ فوج کو ہمراہ نہ لیا یہ تو ادھر سے جاتے ہین وہان ریحان نے
جب باہر قلعے کے بارگاہ استادکرائی فوج کا تار بندھ گیا اسی نوے ہزار بھیا جمع ہوگئے یہ خبر ہمارے دونده
کو پہونچی اسنے ایک عیار کو عرضی دیکر روانہ کیا عیار نے لاکر عرضی ریحان کو دی ریحان نے وہ عرضی ہاتھ
مین منشی کے دی منشی نے وہ عرضی پڑھی مضمون یہ تھا کہ اے شاہنشاہ گیتی ستان والی پہلوان دوران
حضور انصاف کرین کہ مین نے تحریک کی تھی حضور نے خود براہ سرفرازی ارشاد فرمایا اب یک قلم انکار ہوا
غلام سے یہ گستاخی تو سرزد ہوئی مگر عرض پرداز ہون کہ مین نے بڑی حفاظت مین ملکہ عالم کو رکھا ہے جب
براے ملاقات گیا پردہ کراکے اوٹ رکھوادیا وہ بھی بہت گریان ونالان جان دینے پر آمادہ ہین مین نے
بہت سمجھایا ابھی تک وہ آہوے وحشی رام نہین ہوا اب اگر حضور سرفرازی بندہ نوازی فرمائین اپنے
غلام کو بفرزندی قبول کرین تو ملکہ حاضر ہے اور اگر غلام کی جان جانے کا وقت آگیا مین حضور سے مقابلہ ومجادلہ
ضرور کرونگا سنکر ریحان بہت چیخا غل مچایا یارو دیکھو اس نمک حرام کی سرکشی اب بھی وہی لکھتا ہے کج راے وزیر
جو بیٹھا ہے اسنے کہا اے شہنشاہ اب یہ مناسب ہے کہ الٹی آنتین انھین کے گلے مین پڑین جواب لکھ دیجیے کہ
اسوقت ہمنے غصے مین کہدیا اب تو ملکہ کو لیکر ہمارے پاس آ ہم اسی وقت تیری شادی کردینگے علاوہ
اس شادی کے مال ودولت تجھکو بہت کچھ دینگے اس محبوب خیالی یارجانی کو عماری مین سوار کرکے لے آ کچھ
خلاف وزیری نہوگی کج راے کی راے سے یہی جواب لکھ دیا جب نامہ ارجاچکا کج راے نے کہا حضور اگر وہ ملکہ کو لے آوے
ملکہ کو اپنے قبضے مین کیجیے پھر جو نام شادی کا لے جوتیان ماریے ریحان اس بات پر بہت خوش ہوا یہ جو نامہ ہمارے دونده
کو پہونچا ہمارے دونده نے عیارون سے کہا کہ سبحان اللہ بڑے کوئی عقلمند ہین جنھون نے یہ نامہ لکھا اپنے نزدیک
وہ استاد ہین مین انکو اپنا شاگرد جانتا ہون مین ایسے مہملات کب مانتا ہون ایک جواب اور لکھو کہ پہلے اپنی صاحبزادی کو

مجانے مین سوار کرکے میرے پاس بھیجدیجیے اول وصل کرلون بعد ملکہ کو دون یہ جو جواب آیا ریحان نے بگڑ کر اس وزیر
سے کہا دیکھ یہ لکھتا ہے ایسا کلمہ نالایق لکھا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ ابھی جاکر قلعہ کو لونگا اسی وقت لشکر تیار کرکے چلا ہمائے دوندہ
نے کنیزون کو بلایا جب کنیزین حاضر ہوئین اُنسے پوچھا ملکہ عالم کا کیا حال ہے کنیزون نے کہا حضور کیا عرض کرین آٹھ پہر
رویا کرتی ہین کسی وقت آنکھ رونے سے خالی نہین دو ہی دن مین چہرہ اُتر گیا ہمائے دوندہ خود اُٹھا گوشے مین
چھپکر سننے لگا کہ ملکہ تڑپ تڑپ کے یہ اشعار پڑھ رہی ہین

اشعار

مجھ مین ستم اُٹھانیکی طاقت کہان ہے اب
سجدے پہ سر قلم ہو دعا پر زبان کٹے
لب پر ہمارے غلغلۂ الامان ہے اب
وہ دن گئے کہ لاف وگزاف جہاد تھا

وحشت سے میری سارے احبا چلے گئے
گویا نہ وہ زمین ہے نہ وہ آسمان ہے اب
کہدین رقیب نے تری بے التفاتیان
مومن ہلاک خنجر ناز بتان ہے اب

قتل عدو مین عذر نزاکت گران ہے اب
آتا ہے گر تو آ کہ خالی مکان ہے اب
قتل عدو نے شوق شہادت مٹا دیا
ناصح ہمارے حال پہ کچھ مہربان ہے اب

ہمائے دوندہ ٹھہر گیا عیارون نے کہا
صاحبو سنتے ہو کیا جوش وخروش ہے ایسے کو کون قبضے مین کرسکتا ہے نام پہ سکندر کے اسکی جان جاتی ہے سنلو یارو نام شاہزادے
کا لیکر روتی ہے حقیقت مین یہ رو رو کر جان دیگی بادشاہ دیوانے ہوے مین یقین ہے جو کوئی اس سے نام وصل کا لیگا جان
دیدیگی یہ باتین کرتا ہوا بالاے قلعہ آیا کہ ریحان فیلسوار مع فوج پیدا ہوا کنگنڈے کو برچھا لگا کر آواز دی اے ہمائے دوندہ
تو نے مال دولت کو تکلیف دی اب بھی کہتا ہون کہ ملکہ کو لیکر چلا آ تیری خطا معاف کردونگا اور اگر مین نے قلعہ فتح کیا تو
ایک عیار بھی قلعہ شاطران مین نہ چھوڑونگا اُسنے جواب دیا کہ سرکار کو اختیار ہے ہم سب مرنے پر آمادہ ہین آپ کو منظور
ہو وہ کیجیے اب باتین نہ کیجیے یہ سنکر ریحان نے طرف فوج کے دیکھا سب نے کہا حضور اس قلعے کی کیا حقیقت ہے
اگرچہ چُٹکی چُٹکی خاک ڈالدینگے پاٹ دینگے آپ حکم تو دیجیے ریحان نے اشارہ کیا لینا اہالیان قلعہ جانے نپائین
سب فوج لینا لینا کہکے چلی خس وخاشاک کی ٹوکریان بالاے مرکب رکھ لین حداد ونجار ساتھ دیدبان نے ہمائے دوندہ
سے عرض کی اہالیان فوج چہار سمت سے نزد کاٹے چلے ہمائے دوندہ نے کہا اور آنے دو جب یہ لوگ قریب قلعہ
پہونچے تب اُسنے موشک پران یعنی ہوائی کو داغا عیار اسکے بلاے روزگار توپین جھکا جھکا کر فلاخن سنگ اندازون نے
پتھر مارے تیر اندازون نے تیر پھینکے جیسے کہ فوج ریحان بڑھی ہوئی آتی تھی یہ سب خرچ ہے جو ایک مرتبہ آکر پڑے
دس بارہ ہزار سوار اُڑ گئے گھوڑے ہنہناتے ہوے بھاگے ہر ایک کی زبان پر یہی سخن تھا کہ حضور آگ برس رہی
ہے کیونکر آگے بڑھین گوشت مٹی کی لڑائی ہے آخر ریحان فیلسوار پلٹ پڑا جب حملہ کیا دو چار ہزار مارے گئے شام تک
تین مرتبہ حملہ کیا کسی حملے مین تا بہ قلعہ نہ پہونچا آخر ریحان یہ کہکر پلٹا کہ اے ہمائے دوندہ یہ مین جانتا ہون کہ قلعے مین
زراعت نہین ہوتی نہ اسقدر غلہ جمع ہے ایک ہفتے مین مارے فاقون کے مر جاؤگے مین پیچھا نہ چھوڑونگا ہمائے دوندہ
نے کہا سمجھا جائیگا ادھر ریحان فیلسوار پلٹا مگر غمگین وملول ساتھ والون سے کہتا ہوا حقیقت مین کچھ زور نہین چلا
کیا کیا کد وکوشش کی مگر کچھ نہ بن پڑا شام ہو چکی ہے اہالیان فوج اُترنے لگے مگر قلعے کو چہار جانب سے گھیر لیا آب و
دانہ بند کیا ہمائے دوندہ پلٹکر اپنے مقام پر آیا نہایت پریشان ساتھ والون سے کہ رہا ہے یارو اگر ہفتہ گذرا اسیطرح
اہالیان قلعہ بیقرار ہو جائینگے سب جانین دینے پر آمادہ ہونگے لشکر کو دیکھ رہا ہے کہ ریحان جابجا مورچے قایم کر رہا ہے
بذات خود انتظام کر رہا ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی سب دیکھنے لگے جبکہ دامن گرد کا شگافتہ ہوا سب نے دیکھا سکندر آئے
آگے دس ہزار سوار پشت بر دست امت پرچندان خود بسر دست چپ بر جاودان ناسور ایک طرف یہی آکر اُترا
جواہر سے کہا سامنے قلعے کے جاؤ ہمائے دوندہ سے کہنا کہ عنایت خداوند شہزادہ چاہتے قلعے مین آکر کھائینگے

ہم مثل ان نامردون کے نہ رک جائینگے یا قلعے مین آئینگے یا لاشہ ہمارا خاک و خون مین غلطان ہوگا جواب گیا یکارگی
ہماے دوندہ سے کہا ہماے دوندہ نے کچھ جواب نہ دیا مگر ساتھ والون سے کہا ہی یارو یہ جوان گل نہ کریگا اس جوان
کے کہنے سے دل ہلگیا کیا تدبیر کرون عیارون نے کہا ہماری تو یہ راے ہی کہ ریحان کے تو آپ حریف ہوے شاہزادہ
سکندر سے ملجائیے جلد ہی فریاد کیجیے کہ بادشاہ کی بیٹی سے ہماری شادی ہو شاہ نے وعدہ بھی کیا تھا اب وعدے
کے خلاف فرماتے ہین اسطرح عیارون نے کہا کہ ہماے دوندہ کے خیال مین بھی آیا کہ یہ سب سچ کہتے ہین ہماے دوندہ
روتا ہوا قریب ملکۂ عالم حاضر ہوا عرض کی اے ملکۂ عالم جو مجھسے خطا ہوئی معافی کا امیدوار ہون مگر فریاد کرتا ہون بادشاہ
نے اپنے عہد کے خلاف کیا اب مجھکو کمزور جانکر دباؤ ڈالتے ہین حضور ہی ضرور دستگیری کرین کہ شاہزادے سے
فرمادین کہ بادشاہ کی بیٹی مجھکو ملے ملکہ نے کہا اے ہماے دوندہ اگر تو مجھکو شاہزادے سے ملادے تو مین تجھسے
وعدہ کرتی ہون کہ ضرور تمھاری شادی ساتھ گلچہرہ کے ہو جائیگی ہم جان و دل سے پیروی کرینگے اور شاہزادہ جو کہیگا
وہی کریگا ہماے دوندہ رات کو یکہ و تنہا قلعے سے نکلا اور دولت سکندر پر آیا وہ نشکرگاہ سالاری کے عادان
نامور بیٹھا تھا ہماے دوندہ نے آکر سلام کیا اور دست بستہ عرض کی کہ شاہزادے سے جاکر عرض کرو کہ ہماے دوندہ
در دولت پر حاضر ہوا امیدوار باریابی ہی عادان نے جاکر عرض کی شاہزادے نے فرمایا بلالو ہماے دوندہ آتے ہی
قدمون سے لپٹ گیا دست بستہ عرض کی کہ امیدوار ہون خطا معاف فرمائیے اب حضور قلعے مین تشریف لے چلین
ملکۂ عالم آپ کی بہت مشتاق ہین آج تین دن سے آب و دانہ ترک کیا ہی آٹھ پہر مصروف گریہ وزاری نام سنکر
ریحان کا خفا ہوتی ہین غلام حضور کی اطاعت کرتا ہے مگر فریاد لیکر آیا ہون کہ دختر شاہ پر عاشق ہون بسبب حجاب کے
کبھی عرض نہ کرسکا اب بے عرض کیے چارہ نہین مدت مدید گذری کہ دختر شاہ کو دیکھا تھا آج تک ضبط کیا جب بادشاہ نے اقرار
کیا مین نے جاکر جانبازی کی اب نہین ضبط ہو سکتا امیدوار ہون کہ اپنی داد کو پہونچون ہاتھ باندھے ہوے یہی عرض کرتا ہی
اس درد سے ہماے دوندہ نے باتین کہین کہ شاہزادے کی آنکھون مین آنسو بھر آئے ہماے دوندہ کو گلے سے لگا لیا فرمایا
اے ہماے دوندہ کیون گھبراتے ہو ہم تیری شادی ساتھ ملکہ گلچہرہ کے کرینگے مگر تم مذہب شجر پرستی قبول کرو یہ خداوند
سر سبز و شاداب ہین دیکھو کیا کیا سامان ظاہر ہوتے ہین غنچہ و گل ثمر لذیذ جان و دل کو عزیز برگ سبز شاخ تر میوہ بہتر سے بہتر کسی
شے مین بھی یہ قدرت ہی ہماے دوندہ اسی وقت شجر پرست ہوا جواہر کا شاگرد کرایا اسی وقت شاہزادہ سوار ہوا دو
رفیق ہمراہ یعنی عادان صندلان ہماے دوندہ آگے آگے جب شاہزادہ در قلعہ پر پہونچا ملازمان ریحان فصیل پر
دیکھ رہے تھے کہ قلعے کا پھاٹک کھلا سب عیار پرے جماکے نکلے شاہزادے سے قدمبوس ہوے شاہزادہ قلعے مین داخل
ہوا ملازمان ریحان نے ریحان سے سب کیفیت بیان کی ریحان باہر نکل آیا دیکھا کہ در قلعہ پر فوج سکندر اترتی
موج در موج لشکر کے سامنے پلٹنین رسالے فرکش ہوے شاہزادہ اندر قلعے کے داخل ہوا رفیقون نے ریحان کو خبر دی کہ
ہماے دوندہ سکندر کے شریک ہوا قلعے مین لیگیا ریحان نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا یارو بڑا غضب ہوا مین کل
اس جوان کو سر میدان قتل کرونگا دیکھو ہی کہ پھاٹک قلعہ کا کھلا ہوا ہی عیارون کی آمد و رفت ملازمان سکندر خوشی خوشی
در قلعہ پر پھر رہے ہین جب شاہزادہ پاس ملکہ کے پہونچا دیکھا ملکہ ملول و حزین شاہزادہ مثل گل کے شگفتہ ہو گیا ملکہ بھی
شگفتہ ہوئین کہا اے شہریار ہمکو اپنے بخت واژگون و طالع سرنگون سے یہ امید نتھی کہ آپ تک پہونچینگی ہماے دوندہ نے
بڑا احسان کیا کہ مجھکو بے قلعے مین لے آیا اس دشمن کے ہاتھ سے بچایا مگر ریحان جھلاتا ہوا اپنے مقام پر آکے بیٹھا
وزرا سے کہا کل مجھے سکندر کی خدمتگذاری واجب و لازم ہوئی طبل جنگی بجے اسی وقت اسکے لشکر مین طبل جنگی بجا

ہماے دوندہ نے شاہزادے کو خبر دی شاہزادے نے حکم دیا ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی بجے رات بھر تیاریان رہین صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے صفین آراستہ ہوئین ریحان نے اپنا گھوڑا نکالا میدان مین آیا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلکر مجھسے مقابلہ کرے مگر سواے سکندر کے اور کسی کو نہین چاہتا صندلان وعاد ان تڑپ کر رہگئے شاہزادہ مقابلے مین ریحان کے پہونچا بعد لگاورا آپسمین نیزہ چلنے لگا گیارھوین طعن مین سکندر نے نیزہ ریحان کا نکال دیا ریحان نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے بڑھ بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی پہر دن رہے شاہزادے نے ریحان کو زیر کیا سینے پر بیٹھکر فرمایا شناخت مین خداوند سنجری کی کیا کلام ہی ریحان نے دیکھا کہ غضب ہوا اب اگر انکار کرتا ہون جان جائیگی مکر سے اسنے مذہب قبول کیا خیال مین یہ ہو کہ اس شیر کو مکر سے مارونگا سکندر نے گلے سے لگا لیا زر نثار کرتے ہوے بڑے دھوم سے ریحان کو بارگاہ مین لائے مگر جب ملکہ نے یہ خبر سنی کہ ریحان و شاہزادے سے مقابلہ ہی ملکہ واسطے تماشا دیکھنے کے کوٹھے پر تھین جب شاہزادے نے ریحان کو زیر کیا ملکہ بہت خوش ہوئین سب کنیزین اُترگئین ملکہ چاہتی ہین کہ کوٹھے سے اُترین کہ ایک پنجہ گرا ملکہ کو اُٹھا لیگیا کنیزون نے غل کیا ہماے دوندہ روتا ہوا سامنے شاہزادے کے آیا کہا ای شہریار غضب ہوا نہین معلوم کیا کیفیت ہوئی محل مین کنیزین رو رہی ہین یہی غل ہی کہ شاہزادے کو خبر کرو شاہزادہ گھبرا کر اندر آیا دیکھا کنیزین رو رہی ہین شاہزادے نے پوچھا کیا ہوا کہا حضور ملکہ کو کوئی کوٹھے پر سے اُٹھا لیگیا شاہزادہ جواہر کو لیکر کوٹھے پر آیا نشان بھی نہ معلوم ہوا شاہزادے نے اپنا حال ابتر کیا جواہر نے عرض کی حضور نہ گھبرائین کسی ساحر کا یہ کام ہی غلام تلاش کر لیگا شاہزادہ مجبور رونا چار چپ ہو رہے کہتا ہوا پلٹا ای یار وفادار مجھے بڑا تردد ہی کہ ملکہ کو کون لیگیا دل چاہتا ہی گریبان چاک کرون دل کی تو یہ کیفیت ہی قطعہ

تو شہسوار گردی و من رہگذر شوم
من ہمچو شبنم از ہمہ تن بیخبر شوم
تو رقیب شراب گشی از لعت رقیب
من پردہ در بہ رنگ نسیم سحر شوم
تو نکتہ سنج طرز بلاغت شوی شہید

تو زخم تیر ناز شوی من جگر شوم
تو ہمچو شعلہ چہرہ فروزی بزم حسن
من غیرت کباب ز لخت جگر شوم
تو ہمچو برق جلوہ فروز چمن شوی
من دم بدم فداے چنین نکتہ ور شوم

تو ہمچو آفتاب کنی جلوہ در چمن
من وقف سوز و گریہ چو شمع سحر شوم
تو در قباے غنچہ نشینی چو بوی گل
من ہمہ سوختن بہ قفس مشت پر شوم

جواہر و سیدم عرض کرتا ہی ای آفتاب نامدار اس قدر حضور مایوس نہون ضرور ملکہ آپ سے ملیگی شاہزادہ باہر آیا ریحان نے لشکر تمام اپنا مین شامل کیا صندلان نے بہت حال اپنا ابتر کیا ریحان نے عرض کی اب حضور قلعے مین تشریف لے چلین شاہزادہ قلعے مین آیا دنگل زمین پر بیٹھا ریحان عرض کرنے لگا غلام چاہتا ہی وعدہ اپنا پورا کرے ہماے دوندہ لے ساتھ بیٹی کی شادی کرون شاہزادہ کمال خوش ہوا ریحان نے کسی سے حال دل نہین کہا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے محل مین آیا گلچہرہ دوڑکر لپٹ گئی کہا بابا جان آپ نے بہت بڑا غضب کیا مجھکو پیادے کے ساتھ منسوب کردیا مین اپنی جان دونگی مگر مین روپیے کے پیادے کے ساتھ شادی قبول نہ کرونگی ریحان نے جو بیٹی کو بہت بیقرار پایا گلے سے لگا لیا کہا بیٹا مین اس جوان سے زیر ہوا اگر کچھ بھی کہتا وہ مجھکو مار ڈالتا بھلا مین لات و منات کو چھوڑونگا کون ایسا بیوقوف ہی کہ پوجے دو سو خداوندون کو چھوڑے اور ایک شجر کا معتقد ہو بہت سے پیڑ ایسے ہین کہ انمین پھول پھل نہین آتے بہت سے کانٹے دار ہین انکو کیونکر خداوند کہین وہ تو خداوند خارخار ہین قدرت کے بدن پر کانٹے جیسے ہین صبح کو جبوری ہیرکی مین نے سودۃ الماس تیار رکھا ہی شربت مین ملاکر سکندر کو پلاؤنگا کلیجہ کٹ کٹ کر نکل جائیگا لشکر والون سے سمجھ لونگا گلچہرہ خوش ہوگئی کہا ای باپ مجھکو بڑا افسوس تھا اب کنیز کو تسکین ہوئی ریحان نے

باہر آکر بیابان ظاہری شروع کر دیا شب بھر بیداری رہی گلچہرہ جو رات کو سوئی دیدۂ ظاہری بند ہوئے دیدۂ باطنی وا ہوگئے وہ خواب دیکھا کہ عرصہ دراز تک رویا کی دیکھا دریچے آسمان کے وا ہوئے ایک تخت نور لعبد سرور بحکم رب غفور گرد فرشتگان مقرب سبوح قدوس ربنا ورب الملائکة والروح کی صدا بلند ہے ایک بزرگ کو تخت پر دیکھا واسطے سلام کے اُٹھی اُنھون نے فرمایا بائین جانب دیکھ اس جانب جو اس نازنین نے دیکھا ایک مکان آتش سے معمور ہے باغ عزیز اس مین جل رہے ہین گھبرا گیے اپنے منھ پھیر لیا فرمایا داہنے جانب دیکھ گلچہرہ نے ایک باغ بہشت آئین دیکھا مثل گل شگفتہ ہوگئی اُنھین بزرگ نے فرمایا کہ یہ باغ ہے اہل اسلام کا اس مکان آتش کا جہنم نام ہے اگر گل سکندر کو سودۂ الماس دیا گیا اسی مکان آتش مین تو داخل ہوگی اسوقت یہ عالم کفر مین ہے مگر نور نگاہ صاحبقران ہے اسکی حفاظت واجب لازم ہے یہ فرما کر وہ غائب ہوگئے گلچہرہ گھبرائی ہوئی اُٹھی ستارۂ سحری چمک چکا تھا گلچہرہ حیران کہ مین کیا کرون یہ سوچکر ایک گوشے مین آئی ایک نامہ بنام ہمارے دوندہ لکھا کہ صاحب تمکو مین نے اپنا دل سے شوہر قرار دیا جب باپ میرے شربت پلائین شاہزادے کو بجانا سودۂ الماس دیا جائیگا طلب اُنکا پاش پاش ہو جائیگا سوسن نامے کنیز کو بلا کر وہ نامہ دیا کہا یہ نامہ جاکر ہمارے دوندہ کو دینا کنیز باہر آئی یہان ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے ناچ ہو رہا ہے ایک نازنین حوروش یہ غزل گا رہی ہے غزل

ختم ہو مری طرف سے شور بھرے ہوئے
مینائے آسمان مین ہین اختر بھرے ہوئے
مے زہر مجھکو ہجر مین ساقی بجائے مے
چاہ ذقن مین دیکھے ہین اژدر بھرے ہوئے
اُسخط سبز ہودے کتابی کے وصف مین

خالی تجھے رقیب کو ساغر بھرے ہوئے
مدت سے انتظار ہے بادہ کش ہین ہولن
لازم ہو قسم نقلدان مین اخگر بھرے ہوئے
ایسی بری لگین غمزۂ خونفشان غیر
الماس ہمارے پاس ہین دفتر بھرے ہوئے

جوش حباب بادہ نہین خم مین ساقیا
بیٹھا ہون مثل چشم مین ساغر بھرے ہوئے
ایجان تیرے گیسوئے مشکین کے عکس سے
گویا مرے لہو سے ہین خنجر بھرے ہوئے

شاہزادہ گانے پر متوجہ انعام دیے ہا ہر وہ حوروش بھی جان لڑا لڑا کے گا رہی اور بیاری ہے کہ ریحان آگے بڑھا عرض کی آپ کے تصدق مین غلام کی بیٹی کی شادی ہوگئی سب آپ کی عنایت تھی ایک امر کی اور امیدواری ہے ہمارے خاندان کا دستور ہے کہ مالک کو اپنے ہاتھ سے ایک جام شربت پلاتے ہین تب یقین کامل دل کو ہوتا ہے کہ آقا ہمسے راضی ہوئے سکندر نے کہا لاؤ خوشی تمھاری ریحان تو دوڑا گوشے مین آکر قند کا شربت بنایا اسمین سودۂ الماس ملایا مگر ہمارے دوندہ لباس سرخ پہنے ہوئے پھر رہا ہے باغ باغ ہے جیسے واضح ہے کہ ایک کنیز نے آواز دی ٹھہر صاحب ٹھہر جائیے ہمارے دوندہ ٹھہرا اُس کنیز نے نامہ ہاتھ مین دیا کہا اسکو پڑھکر شاہزادے کے پاس جاکر ٹھہر والیا نہو مطلب ہو جائے ہمارے دوندہ نے اُس نامے کو پڑھا محبوب مطلوب کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا شعر قاصد الست جی یہ خامہ ہمارا کہنا ٭ ادب وعدہ فراموش ترا کیا کہنا ٭ مگر حیران ہوگیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ تھا کانپتا ہوا آیا پہلو مین آکر کھڑا ہوا مگر بہ بے قراری کرنے لگا سکندر نے کہا اے ہمارے دوندہ بیٹھ جاؤ تم تو شادہ ہو عجب شاہزادے کے کچھ عرض نہ کرسکا جواہر سے کہا اے مہتر مہتران ریحان جام شربت لیکر آئیگا ہر گز شاہزادے کو نہ پینے دینا اسمین سودۂ الماس شریک ہے یہ کہکر بیچارہ الگ ہوا جواہر آکر قریب شاہزادے کے ٹھہرا کہ ریحان جام شربت لیے ہوئے آیا مگر خوف سے کانپتا ہوا آکر سامنے شاہزادے کے شربت پیش کیا کہ حضور اسکو نوش کرین شاہزادہ صاف باطن ہاتھ بڑھا دیا جواہر نے جھک کر کان مین سب کیفیت عرض کی شاہزادے نے ریحان سے کہا تم سمجھدار آپ ہو بیٹی کے باپ ہو اب جام کو تمھین نوش کرو ہمے تمکو بخشا ریحان نے کہا مین تو یہ جام آپ کے نام زد کر چکا سکندر نے کہا کیا ہوا ہماری یہی خوشی ہے کہ تم پیو ریحان نے کئی مرتبہ کہا شاہزادے نے قبضے پر ہاتھ رکھکر کہا اے ریحان تم پیو اسکا ہاتھ تھر تھر کانپا جام زمین پر گرا اُتنا فرش سیاہ ہوگیا شاہزادے نے کہا او ملعون یہ کیا تھا ریحان نے تلوار کھینچکر ہاتھ مارا کہا او ظالم مذہب بھی لیتا ہے ناموس مین بھی

رخنہ اندازی کی شاہزادے نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا وہ لپٹ گیا شاہزادے نے تیسرے پیچ پر اُٹھا کر مارا چھاتی پر سوار ہوے
فرمایا اب شناخت مین خداوند شجر کی کیا کہتا ہی ریحان نے کچھ جواب نہ دیا شاہزادے نے سر ریحان کو سہ بار چیر ڈالا سب
اہالیان دربار اس راز سے آگاہ ہوے سب نے نام پر ریحان کے لعنت کی مگر شاہزادہ یاد مین ملکہ گل اندام کے ملول و حزین
ہمارے ڈھونڈھ کو اس قلعے کی حکومت وحی لشکر کو تیار کرکے ارادہ ہی کہ چلیں جواہر سے فرمایا کیون جواہر ملکہ کا پتہ نہ ملا
جواہر نے کہا اے شہریار غلام نے کاہنون سے پوچھا سب نے متفق عرض کرتے ہین ضرور سرکار سے ملاقات ہوگی اور ملکہ بخیر و عافیت
ملیگی مگر آپ جلد چلیے شاہزادے نے لشکر تیار کیا طرف قلعہ صندلان کے چلے ساٹھ ستر ہزار کا لشکر ساتھ ہی صندلان معاد
سپہ لار ہین مگر شاہزادہ یاد مین ملکہ گل اندام کی گریان و نالان کبھی یہ پڑھاتے ہین نظم

نخل امید زخون غنچہ خرم باشد
نروم از پی درمان و بمیرم زالم
بہتر آن گل کہ دران بوی وفا کم باشد

الف چسپان در بغل جنت کشایم کہ مدام
گرد و اخنس سر اعیسی مریم باشد
نہ کشد منت ہمدم ہمگی از غم مخفی

یاد ما کی کہ گلشن حلقہ ماتم باشد
رونق کارمن از اشک دمادم باشد
رنج بیہودہ چو بلبل مکش اے دل ہرگز
ہر کرا چشم پر از اشک پشت شبنم باشد

جواہر ہر منزل پر سمجھاتا ہی کہ حضور نہ گھبرائیں انجام بخیر ہی اب حال شمس جادو کا عرض کیا جاتا ہی کہ یہ جو شکست کھاکے بھاگا
یہی منظور ہی کہ خدمت مین شاہان طلسم کے چلون اور وہان سے مدد کامل لیکر آؤن ایک منزل پر اُترا تھا کہ دیکھا ایک جوان
پشت پر جو بیس ہزار ساحر یلج پہنے ہوے اسباب شاہی آراستہ اُس تاجدار نے جو اس لشکر پریشان کو دیکھا گھوڑا اُڑا کر
قریب آیا بہ تعجب پوچھا کہ تم لوگ کون ہو کہان سے آتے ہو یہ شکست فاش کہان اُٹھائی کس سے مقابلہ پڑا کون حریف
تھا ملازمون نے شمس جادو سے کہا کہ ایک تاجدار تشریف لائے ہین آپ کے لشکر کا حال پوچھ رہے ہین شمس باہر
نکل آیا اُس تاجدار کو بہ اعزاز بٹھایا اُس تاجدار نے شمس سے احوال دریافت کیا شمس نے تمام کیفیت رو رو کر بیان
کی اور یہ بھی بیان کیا کہ ملکہ سوسن جادو ایک قیدی کو رہا کر کے لیگئی اُسیر ہمکو شاہان طلسم نے بھیجا تھا اُس قیدی کے
تین مددگار اور زندان خانے مین قید تھے مین سب کو شکست دے چکا تھا قتل کیا چاہتا تھا کہ وہ تینون مددگار اُسکے
آگئے وہ تینون بڑے جادوگر زبردست تھے آئے اور آکر شریک ہوے مین لڑائی مین مصروف تھا لشکر بھی تھکا ماندہ ہو چکا
تھا شکست فاش کھائی اُس تاجدار نے پوچھا آپ کسکے ملازم ہین شمس نے کہا سحر العجائب و مصر الغرائب کا خدمتگزار ہون
بس یہ سنکر وہ تاجدار لپٹ گیا کہا آپ وہان نہ جائین اور ہمارے شاہزادون کو تکلیف نہ دین ہم ساتھ چلتے ہین سبکو گرفتار کرکے
آپ کے حوالے کردینگے ہم اُنھین شاہزادون کے خراج گزار ہین سہراب جادو میرا نام ہی یہ کہکر شمس کو سہراب اپنے ساتھ
لیگیا اپنے لشکر مین اُتارا ضیافت کا سامان دعوت کیا صبح کو اپنے ساتھ لیکر چلا پاس آکر قریب ایک کوہ کے اُترا سہراب و شمس ٹہل رہے
تھے کہ درہ کوہ سے صداے دردناک آئی یہ صدا معلوم ہوتی تھی کہ تیر دلدوز ہی تو وہ جگر پر پڑتا ہی مشبک کرکے نکل جاتا ہی آواز
تھی کہ اے پیدا کرنے والے حکم دے ملک الموت کو کہ قبض روح کرے اب یہ کشاکش ہمسے نہین اُٹھتی سہراب نے کہا اے
شمس یہ کون دردرسیدہ فریاد کر رہا ہی سنکر دل ٹکڑے ہوتا ہی اس آواز کو سنکر دل روتا ہی چلو چلکر دیکھین دونون ٹہلتے ہوے
قریب درہ کوہ کے پہونچے دیکھا درہ کوہ مین ایک قفس آہنی لٹکا ہی اُسمین ایک مہ جبین نہایت حسین آنکھون سے دو نہرین
جاری ہلک ہلک کے وہ کلمات کہتی ہی کہ طایران صحرا صدا اُسکی سنکر پریشان بیٹھے ہین طایرون کی بھی آنکھون سے آنسو
بہ رہے ہین شاید اُسمین یہی کہتے ہونگے کہ خدا کسیکو مبتلاے مصیبت نہ کرے سہراب و شمس بیقرار ہوگئے قریب قفس پہونچے
سہراب نے بڑھکر پوچھا اے حبیبہ اے قمر منظر کس ظالم سنگدل نے تجھکو قید کیا نام نامی تیرا کیا ہی وہ کون جلاد ہی جسنے اس طرح تجھکو
قید کیا مثل عندلیبان مثنوا قفس مین رکھا اُس ماہ پیکر نے دونون ہاتھون سے اپنا منھ چھپالیا اور جواب دیا جو فلک نے دکھایا وہ

دیکھا نام ونشان بتانے سے کیا فائدہ تم نامحرم ہو ہٹ جاؤ نامحرم سے بات کرنا گناہ عظیم ہے سہراب نے بڑھکر قفس اتار
لیا شمس نے کہا اے سہراب لاؤ قفس مجھکو دو تمھین تکلیف ہوگی سہراب نے کہا بھائی تکلیف کیسی جان میری اسکے نام پر
فدا ہی قدرت خداوند لات ومنات کہ یہ حسین مجھکو ملی اب مین اسکو اپنے قبضے مین کرونگا خاتون محل قرار دونگا شمس نے
کہا بھائی یہ تو ناممکن ہی پہلے میری نگاہ پڑی ہی اس محبوب پر مائل ہوا ہون مجھسے ضبط نہوسکیگا سہراب نے کہا او بیحیا تجھکو شرم
نہین آتی کیہم تو تیری مصیبت دفع کرنے چلے ہین کہ چلکر تیرے دشمن کو قتل کرین ہم جسپر عاشق ہون تو بھی اسپر عشق کا دم بھرتا ہی
خبردار اب اسکے عشق کا نام نہ لینا اگر یہ ذکر کریگا میرے ہاتھ سے سزا پائیگا شمس نے کہا اے سہراب یہ نہ کہنا مین نے حریفکے ہاتھ
سے اسوجہ سے شکست کھائی کہ تازہ دم وہ لوگ آئے مین خستہ وشکستہ تھا کیا مین کسی سے پایہ کم کار کھتا ہون سہراب نے
قفس زمین پر رکھدیا کہا او منحوس قفس کو ہاتھ تو لگا شمس چلا کہ قفس اٹھالون سہراب نے گولہ مارا شمس نے گولہ دفع کیا
گولہ جو پھٹا اس سے برق چمکی سر پر شمس کے گری سر اسکا زخمی ہوا زخمی ہوکر سہراب پر برس پڑا سہراب نے کچھ خیال بھی نہ کیا
دونون طرف سے سحر چلنے لگے وہ حسین دونون کو بحیرت دیکھ رہی ہی نہایت انتشار ہی دیکھیے ان دونون ساحرون سے کیونکر جان
بچتی ہی مگر لڑتے لڑتے سہراب نے ایک مقام پر تیغہ کھینچکر کہا او بیحیا نہ مانیگا تیری قضا ہی دامنگیر ہی معلوم ہوا تیرے قتل کی
تدبیر ہی اپنے جسم پر نشتر مارا خون لیکر دم شمشیر پر ملا ہاتھ تلوار کی اور زیادہ ہوئی خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا شمس نے سپر سحر کو اٹھا دیا سہراب
نے اسطرح کا سحر کیا تھا کہ سحر کی سپر کٹی شب فراق نہ تھی کہ نہ کٹتی وہان سے تڑپ کر گری یا تو یہ سپر پر چمکی تھی یا زمین پر تلوار نے لیا
دیا شمس جادو مارا گیا اندھیرا ہوگیا بڑی دیر تک سنگباری وبرفباری ہوئی بعد اسکے آواز آئی کشتی مرا نام من شمس جادو بود
سہراب نے لاشہ اسکا جنگل مین پڑا رہنے دیا قفس ہاتھ مین لیا لشکر مین آیا مگر غصے مین تیور پر بل پڑے ہوئے برہم وہ نازنین
ہاتھون سے منہ کو چھپائے ہوئے سر جھکائے ہوئے آنکھون سے دریا جاری تھر تھر کانپ رہی ہی ہمراہیان شمس نے پوچھا کیون
اے شہنشاہ ہمارے آقا کہان ہین اسنے جھلا کر کہا مین نے انکو مار ڈالا میری اطاعت کرو تو میرے لشکر مین رہو ورنہ نکل جاؤ
دو چار افسر قریب آئے کہا ہمین حضور آپکی اطاعت مین کیا عذر ہی مگر یہ تو کہیے کہ اس سے کیا خطا سرزد ہوئی کیون حضور نے قتل
کیا سہراب نے سب کیفیت کہی بھائیو مین قریب کوہ کے ٹہلتا تھا آج کل صحرا پر بہار ہی میرا دستور ہی کہ اکثر جنگل مین صحرا مین بسر
اوقات کرتا ہون یہ جو بیحیا گیا میرے معشوق کو دیکھکر عاشق ہوا مین نے منع بھی کیا میری شفقت کو خیال کر کہ مین نے تیرا
ساتھ دیا خاص تیرے ہی واسطے چلا ہون مگر اسنے کہنا نہ مانا اپنی ہی کہے گیا سحر کیا مین نے سحر دفع کیا ایک ہاتھ تلوار کا
مار دیا ایسا حقیر ساحر تھا کہ ایک وار نہ روک سکا اور بڑا دعوی تھا کہ مین مصاحبان شاہ مین سے ہون بڑے بڑے ساحران
نامی بڑے بڑے مصاحب بڑے بڑے وزیر کوکب کے ہاتھ سے افراسیاب کے مارے گئے شہنشاہ عجیب زرین علم
کہ علمدار لشکر کوکب تھا صاحب سطوت وشوکت کیسا ساحر زبردست تھا افراسیاب نے مارا ملکہ عنقا کاکل دراز
وغیرہ ایسے ایسے ساحران نامی مارے گئے اب ویسے ساحر ممکن نہین امدولت کو نہ کرگس بلا پا نہ مین گیا اب جو وہ مسلمان ہوگئے
سحر العجائب ومصر الغرائب نے مجھکو بلا کر گفتگو کی سب سے پہلے مین نے جواب دیا کہ طلسم پر قبضہ کرنا چاہیے
کوکب کو گرفتار کرایا لاچین قید ہوئے انکی سلطنت کے ہم باعث ہین سنلیا کہ وہان چند ساحر انسے باغی ہوے جلکر
چشمون مین منادی بنگئے سب یہ کیفیت سنکر خاموش ہوگئے سہراب نے ایک بارگاہ عمدہ تیار کرائی مسند وغیرہ آراستہ کرکے
ملکہ کا قفس رکھا تخلیہ کردیا ہاتھ باندھکر بیٹھا دمبدم یہی کہتا ہی اے شہنشاہ اقلیم خوبی واے سرو روان باغ محبوبی یہ بیان کرو
کہ وہ کون تھا جو تمکو اٹھا کر یہان لایا مین اسکو بھی ڈھونڈھکر قتل کرون ملکہ نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا کہ اے شخص تو جس
بات کا امیدوار ہی جو کچھ تیرے ذہن مین ہی وہ خیال خام اور تصور ناتمام ہی اگر تیرا جی چاہے مجھکو قتل کرڈال پرائے جادو

ایک ساحر ہی کہ وہ مجھکو اُٹھا لایا ہی درہ کوہ مین رہتا ہی اُسنے بھی ایسے ہی کلمات کہے تھے مین نے انکار کیا اور یہی اُس سے کہا کہ مجھکو قتل کر ڈال یہ تو مین خوب جانتی ہون کہ مین بدنصیب ہون جہان جاونگی نئی بات پیدا ہوگی مین یہ جانتی ہون کہ میری موت نزدیک ہی اب وہ جو اپنے مقام پر آئیگا قفس نہ پائیگا ضرور تلاش کریگا آپ سے اُسنے ضرور مقابلہ پڑیگا سہراب نے کہا مین اسکا خوف نہین کرتا اگر تمام عالم جمع ہوکر آئے تو مین اُنسے بھی مقابلہ کرون خوف نہو وہ کیا ہی یہان تلاش کرکے اُسکو مارونگا اور تمکو تو ضرور ہی کہ اس غلام کو اپنی غلامی مین قبول کرو خاص قوت بازو و زینت پہلو سحر العجائب و مصر الغرائب کا ہون تمام طلسم پر مجھکو اختیار ہی ملکہ نے سر جھکا کر جواب دیا ای شخص اگر تو بادشاہ روے زمین ہی تو مجھکو کیا کام مین جسکی پابند ہون اُسکی ہون سہراب نے کہا ای ملکہ عالم تم کسکی پابند ہو ملکہ نے منھ پھیر کر فرمایا ان جھگڑون سے تمھین کیا کام اگر تم ہماری جان کے طالب ہو قتل کرو برہم ہوکر یہ اُٹھا خادمون سے کہا قفس لٹکا دو جسوقت خواہش ہو آب و دانہ پہونچانا اگر مجکو نہ قبول کریگی قید مین مار ڈالونگا خادمون نے قفس لٹکا دیا اُسوقت ملکہ کی بیقراری و دریا اشکون کا آنکھون سے جاری یہ اشعار دلفگار زبان پر جاری تھے

نظم

کب سفر مین چین ہی اہل وطن کے واسطے
گل کی ہم تعریف سنتے ہین زبان خار سے
آنکھ اُٹھا کر گل کو مین نے بھی نہ دیکھا عمر بھر
گھر بھی ہی بیدار چشم روزن دیوار سے
میری قسمت مین نتھا داغ جدائی دیکھنا
کھینچتا ہی ای پری جو پوست جسم مار سے

جوش رقت کے سبب محروم ہون دیدار سے
جاے نامہ تیر آتے ہین پیاپی یار سے
ہی مقدر مین جلون داغ فراق یار سے
باغ عالم مین یہ نفرت ہی مجھے ہر دار سے
ہو کے مومن پر ہوا ہون برہمن کے عشق مین
روح رخصت ہو گئی پہلے وداع یار سے
چور کیا ناسخ مین دزدان معانی کو کہون

سی دیا آنکھون کو گویا آنسوون کے تار سے
حال غیر آگہ نہین کرتا ہی حسن یار سے
جانتا تھا جل بجھونگا شعلہ رخسار سے
جاگتا ہون کیا فقط مین انتظار یار مین
چاہیے سینا کفن کو رشتہ زنار سے
تیری زلفونکی بھی دیگا وہی ظلمونکی سزا
پھول لیجاتے ہین گلچین گلشن اشعار سے

اشعار پڑھتے مین سکندر کا بھی نام لیا خادمون نے جا کر سہراب کو خبر دی کہ حضور جس قیدی کو لی سو مین زندا نخانے سے نکال لائین اسکا نام ہی سکندر زرین پوش زرین علم اُنھین کا یہ نام لیکر روتی ہی یہ سنکر سہراب نے کہا یہ تو بہت بہتر ہی اب سکندر کو قتل کرونگا جب اُسکا معشوق مارا جائیگا بخوشی قبول کریگی گل اندام پریچہرہ کا قفس لیکر سہراب نے کوچ کیا مگر پیران جادو جو ملکہ گل اندام کو اُٹھا لایا تھا اسی جرم پر قید کیا تھا کہ ملکہ نے اسکا کہنا قبول نہ کیا سہراب قفس جو اُٹھا لایا پیران نے دن بھر شکار کھیلا شام کو جو پلٹا قفس کو ملکہ کے نہ پایا گھبرا کر درہ کوہ سے نکلا ایک جادوگر کا لاشہ پڑا ہوا دیکھا اسباب سحر جا بجا پڑے تھے حیران ہو گیا کہ یہ کون آیا قفس ملکہ کا لیگیا حیران ہو کر تلاش کو نکلا اُس مقام پر آیا جہان لشکر سہراب کا اُترا تھا دیہات والون سے پوچھا یہ لشکر کسکا تھا ان لوگون نے بیان کیا کہ یہان لشکر سہراب جادو مصاحب شاہان طلسم نور افشان کا اُترا تھا اسنے پوچھا کچھ یہ بھی آپ لوگون کو خبر ہی کہ کسی عورت کو وہ لائے تھے سب نے کہا یہ حال ہمکو نہین معلوم پیران جادو تلاش مین لشکر سہراب کے چلا بارہ کوس پر جا کر لشکر سہراب کا اُترا تھا رات کو یہ پہونچا صورت بدل کر پھرنے لگا ایک خدمتگار سے پوچھا تمھارے آقا کیا کرتے ہین خدمتگار نے کہا آجکل اُنکے مزاج کا حال نہ پوچھو معشوق پر زور نہین چلتا وہ غصہ ہملوگون پر اُتارتے ہین شام سے قفس لیے تخلیے مین بیٹھے ہین نہین معلوم کیا سوال و جواب ہوا وہان سے روتے پیٹتے نکلے ملازمون پر غصہ کر رہے ہین اسنے پوچھا اُس معشوق کو کہانسے لائے خدمتگار نے سب بیان کر دیا پیران جادو سب مطلب کو سمجھا خیال مین گذرا کہ سحر کرکے سبکو مبتلا ے بلا کردون جب یہ سب میرے سحر مین پھنس جائینگے قفس آکر لیجاونگا لشکر سے سہراب کے قریب ایک کوہ تھا اُسپر بیٹھکر سحر کرنا شروع کیا سہراب گنبد بارگاہ مین بیٹھا ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کسی سے بات نہین کرتا اگر کسی مصاحب نے دلدہی

اکر کے پوچھا بیقرار ہو کر یہ چند اشعار عبرت آثار درد آمیز مسرت خیز پڑھنے لگی نظم

اکنون ز سر و چہرہ را بخون آواز می کنم
از بسکہ کرشمۂ او چشم من تر است
بی اختیار سوی تو پرواز می کنم

بیشک بہشت در نظرم جلوہ می کند
نز قدرت مسیح دعوی اعجاز می کنم
از بس چشیدہ شربت ناز تراشہ

ناخن ہلال زدن بطرب ساز می کنم
نگاہ ہے کہ چشم بر سرخ او باز می کنم
ہر گہ مرا طلب کنی از حبس این قفس
از من نیاز ناگہ طلبی باز می کنم

سہراب بارگاہ سے نکل آیا دیکھا کچھ لکہ ہای ابر آسمان پر آئے نقیبون سے پکار وادیا کہ انتظام رکھو ابر گرندہ بہار برسا چاہتا ہی سپاہیون نے اپنے طور پر انتظام کیے جانورون کو مضبوط باندھا تھوڑی دیر مین ہوا سے سرد چلی مینھ برسنے لگا پانی نے نالون کے غواٹا مارا خیمے گرنے لگے صدہا خیمہ گر گیا سہراب جادو کبھی باہر آتا ہی کبھی بارگاہ کے اندر جاتا ہی کہتا ہی یا معبود پانی کا زور دمبدم بڑھتا جاتا ہی کہان بھاگ کر جائین کیونکر جان بچائین خبرین گذر رہی ہین کہ کئی سو آپ کے آدمی مر گئے یہ خبر سنکر اور زیادہ گھبرایا دو پہر رات تک تو خالی پانی تھا دو پہر رات گئے اس زور و شور سے بجلی چمکی کہ آنکھین سب کی بند ہو گئین اب جو آنکھین کھولکر دیکھا برف برسنے لگی کس زور و شور سے برف برس رہی ہی سلین کی سلین گر رہی ہین جابجا سفید پہاڑ بنگئے خیمے جابجا گرے صدہا آدمی دب کے مر گئے سہراب دوڑا دوڑا پھرتا ہی خزانے کو بچاتا ہی کبھی خیمے مین ملکہ کے آتا ہی جب بجلی چمکتی ہی ملکہ پکارتی ہین کہ ای معبود ایسی بجلی گرے کہ میرے دو ٹکڑے ہون مین اس کشاکش سے چھوٹون افسوس کیا تقدیر نے خرابی دکھائی کہان سامان شادی تھا یہ نامرادی نصیب ہوئی اب سوائے جان دینے کے کیا چارہ ہی نظم

زین بعد من و صبر کہ دلدار گرامیست
صد شعبہ از شہر تو کردیم سفر ہا ہم
واقف مکن اظہار پریشانی خود را

خون گشت دل از داغ جفای تو دگر ہم
سودی ندہد اشک شب آباد سحر ہم
بر بیخبری ای پسر از خویش دگر نہ
تا کی ز تو این طرہ شود در ہم و برہم

رحمی نہ نمودی بتو کردیم خبر ہم
عشقت نگشتہ از دل ما رخت اقامت
این چہرہ زیبا نہ نمائی بہ دیدہ ہم

سہراب ہر مرتبہ آکر کہتا ہی ملکہ گھبراتا نہین مین انتظام کر رہا ہون مگر برف کی شدت ہی لشکر کی عجب کیفیت ہی ہزار ہا بندگان سامری و جمشید ہلاک ہو چکے مینھ کی شدت بڑھتی جاتی ہی صدہا خیمے گر گر کر رہ گئے مال بھی بہت تباہ ہوا وہ خزانے میرے تباہ ہوئے ساری رات اسی تکلیف مین گذری صبح کو سہراب نے دیکھا میرا دل کانپ رہا ہی اور سب بیہوش پڑے ہین خود بھی لہراتا ہون یقین ہوتا ہی گر کے بیہوش ہو جاؤن لگا اپنے کو سنبھالتا ہی سحر جو اسنے پڑھا جسم مین قوت آئی ہاتھ پاؤن جو بیطاقت تھے اُن مین طاقت آئی چند لوگ جو قریب بیہوش پڑے تھے اُنپر جو اسنے سحر کیا وہ لوگ ہوشیار ہوے اب تو اسکو یقین کامل ہوا کہ یہ مقدمہ سحر کا ہی جون جون سحر کرتا ہی برف دفع ہوتی جاتی ہی جب تو جھلا کر بیرون لشکر نکلا کہ دیکھون کدھر سے یہ آفت برپا ہوئی دیکھا ایک کوہ کی طرف سے لکہ ہای ابر اٹھ اٹھ کے آتے ہین اپنے لشکر پر دو مین گولے مارے کہ لکہ ہای ابر گرنے لگے یا تو برف کے پہاڑ بنگئے تھے وہ برف غائب ہوئی اب یہ نشان پر لکہ ہای ابر کے چلا آتا ہی دامن صحرا مین آکر دیکھا پہاڑ پر ایک ساحر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی کبھی اٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی کبھی دستک دیتا ہی سہراب نے ڈانٹا او بیحیا تو کون ہی جو تونے میرے لشکر کو برباد کیا ہزار ہا بندگان سامری و جمشید مرے تجھے کیا فائدہ ہوا یلان جادو نے سہراب کو آتے ہوئے دیکھا یہ تو خبر مفصل سن چکا ہی قفس ملکہ کا بھی اٹھا لگیا ہی پہاڑ سے کود پڑا کچھ جان کا بھی خوف نہ کیا سہراب پر بس پڑا سحر کیے دو تین دین مگر سہراب کب مانتا ہی جو سحر ان جادو نے کیا سہراب نے دفع کر دیا جب سحر کہتے کرتے پران قریب آیا سہراب نے قبضے پہ ہاتھ ڈالا اسنے گولبار سہراب نے تلوار سے اختیارہ کیا گولہ کٹ کے گرا تلوار بگڑ کر پران پر جا پڑا پران نے پانچ چار ہاتھ تلوار کے مارے سہراب اپنے کو بچایا

جب چوتھے مرتبہ تلوار ماری کروہ پلٹا اٹھا دے سے ہاتھ نکالکر خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا پران جادو کے دو ٹکڑے ہوئے اسکے
مرتے ہی ابر وغیرہ غائب ہوا لشکر مین آکر دیکھا خاک اڑرہی ہی جنکو سمجھا تھا مرگئے وہ بیہوش پڑے تھے اُن سبکو اٹھایا سب نے
پوچھا حضور یہ کیا معرکہ تھا سہراب نے سب حال بیان کیا کہ پران جادو نے سحر کیا تھا مین نے جاکر اُسکو مارا ابر وغیرہ
دفع ہوا سامری وجمشید نے بڑی آفت سے بچایا بچانے مگرسے سحر کیا مین نے سامنے جاکے لوٹک کر مقابلہ کیا سب
تعریفین کرنے لگے چونکہ لشکر تباہی مین تھا اُسدن اور رات پھر اُسی مقام پر رہنا پڑا دوسرے دن سویرے کوچ کیا یہ تو
ادھر چلا مگر اب ذکر ملکہ سوسن ونسیم آتشخو وشاہین بلند پرواز وگلشن سحر طراز بیان ہوتا ہی دربار مین یہ سب بیٹھے ہین ملکہ محبت
ذکر کرتی ہین شاہین وگلشن دعائین مانگتے ہین کہ یا خداوند شجر ہمکو اُس شاہزادے سے بخیر وعافیت ملانا پھر سیارہ
نہ دکھانا ملکہ سوسن فرماتی ہین بڑے تعجب کی بات ہی کہ جواہر بھی گیا خبر لیکر نہ پلٹا نہین معلوم اُسپر کیا گذری ملکہ
نسیم نے منہ پھیر کر فرمایا جواہر عیار طرار خنجر گزار اپنے آقا کا خیرخواہ وہ ضرور شاہزادے کے پاس پہونچگیا ہوگا دلیل یوں
یہ ہی کہ اگر شاہزادے کو نہ پاتا تھکا ماندہ ہمارے پاس لوٹ آتا کل کیفیت بیان کرتا مگر تقدیر مین یہ پریشانی لکھی تھی رحمی
ہوکر کاہیلو نکل جاتے ہم لوگ مارے جاتے اُنپر زوال نہ آتا وہ افسر لشکر ہین اُنکا نہ ہونا باعث انتشار ہی دل خود بخود بیقرار ہی
یہ ذکر تھا کہ شاگردان جواہر دوڑے ہوئے آئے بعد دعا وثنا کے عرض کی سہراب جادو مع پچاس ہزار ساحران غدار برائے
مقابلہ حضور آپہونچا یہ بھی خبر پائی ہی کہ شمس جادو اسکو لیکر چلا تھا راہ مین کچھ آپسمین بگاڑ ہوا سہراب نے شمس کو
مار ڈالا مگر بڑا مغرور حیلہ ساز ہی اس فکر مین آتا ہی کہ سبکو گرفتار کرکے لیجاوے ملکہ سوسن کو سناٹا آگیا نسیم نے فرمایا آتا ہی تو
آنے دو دیکھا جائیگا گھبرانا کیسا بی بی یہ یاس کی باتین نہ کرو تم افسر لشکر ہو تمھاری پریشانی سے لشکر کو انتشار ہوگا اگر
شاہزادے کے آنے سے پیشتر اسنے طبل جنگی بجوایا لڑینگے مقابلہ کرینگے کیا خدانخواستہ قدم ہٹائینگے یا لڑتے لڑتے بھاگ
جائینگے ہرکاروں کو حکم دیا دہین موجود رہو جسوقت اسکا لشکر آکر پہونچے ہمین فوراً خبر ملے سوسن سے کہا نئے سحر تیار کرو
ہوم خانے کو زور دو سحر ایسے آراستہ ہون کہ جنکو حریف روک نہ سکے پردے بارگاہ کے اُٹھا دو ملکہ نسیم دیکھنے لگین سب کو
انتشار کہ دیکھین کیا ہوتا ہی ملکہ نسیم نے سب انتظام کرایا دن قلیل باقی ہی کہ صحرا سے گرد اڑی جلمہائے سرخ وسیاہ نمایان
ہوئے نوبت نقارے کی صدا کان مین آئی ملکہ ٹہلتی ہوئی بیرون بارگاہ آئین دیکھا سب لشکر آکر پہونچا بارگاہ زربفتی
استادہ ہوئی خیمے نصب ہونے لگے سامان سب ہورہا ہی سہراب بارگاہ مین آکر بیٹھا شراب پینے لگا جب دماغ بادہ ناب سے
گرم ہوا حکم دیا طبل جنگی بجے ہرکارے وہان ملکہ کے موجود تھے خبرین لیکر حاضر ہوئے بعد دعا کے سب خبر عرض کی کہ
سہراب نے طبل جنگی بجوا دیا ملکہ نسیم نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بعنایت خداوند شجر طبل جنگی بجے یہان بھی نقارہ
جنگی پر چوب پڑی تمام لشکر مین مشہور ہوا کل لشکر سہراب سے مقابلہ ہی تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر ستارہ
سحری آسمان پر چمکا دونون لشکر میدان کارزار مین آئے سہراب صف سے آگے بڑھکر کھڑا ہوا کئی سو افسر اسکی پشت
پر سہراب کو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی نخچیر جادو پہلو مین کھڑا ہی اُس سے کہا میدان مین جاکر عورتونکو لوٹ لے انکو پکڑکر خدمت
مین ما بدولت کی لاؤ سزا دون کہ پھر کبھی ایسا ارادہ نہ کرین شاہان طلسم نور افشان سے بغاوت ما بدولت کیساتھ
یہ اسباب شوکت یہان سلطان زرین پوش تخت پر ملکہ سوسن ایک جانب طاؤس زرین بال پر سوار رہتین ملکہ
نسیم ایک جانب ایک مرغ زرین پر سوار طرف میدان کے دیکھ رہی ہین ایک جانب ملکہ گلشن سحر طراز ایک عقاب بلند پرواز
پر سوار میدان کارزار کو ملاحظہ فرما رہی ہین شاہین بلند پرواز بعد سوز وگداز نعل آتشین پر سوار سب سے آگے بڑھا
کھڑا ہی افسران فوج کو تسکین دے رہا ہی کہ یارو ابھی تلوار چلنے اور وہ سحر ہو کہ زمین کانپ جائے خوب جمکر لڑنا روگردانی نہ کرنا

آفتاب نامدار نہیں ہیں آج خوب جانبازی چاہیے ای بھائیو دنیا ناپائدار ہی اس عیش چندروزہ کا کیا اعتبار ہی دیکھو شیخ سعدی کیا ارشاد فرماتے ہیں نظم

این پنج روز مہلت ایام آدمی
تا مجمل وجود بہ بینی مفصلی
عدویش و بادشہ نشنیدم کہ کردہ اند
با خویشتن بگور بجز دین خردلی
بعد از ہزار سال کہ نوشیروان گذشت
برخاک رو و خانہ نباشد معولی

دنیا نیرزد آنکہ پریشان کنی دلے
آزار مردمان نکند جز مغفلی
آن پنجہ کمان کش و انگشت خط نویس
بیرون ازین دو لقمہ روزی تناولی
از مال و جاہ و منصب دنیا و تخت و بخت
گویند ازو ہنوز کہ بود دست عادلی

زنہار بد مکن کہ نہ کردست عاقلی
باری نظر بحال عزیزان رفتہ
ہر بند او فتادہ بجائی و مفصلی
زان گنجہائے نعمت و خروارہائے مال
بہتر زنام نیک نہ کردند حاصلی
ای آنکہ خانہ بر رہ سیلاب می کنی

بھائیو اس سہراب کو بڑا گھمنڈ ہی دیکھو خود نہیں نکلا نخچیر جادو کو میدان میں بھیجا ہی میں جاکر اسکی گردن لونگا اسکو قتل کرونگا یہ ذکر تھا کہ نخچیر میدان میں آیا پکار کر آواز دی ای فرقہ شجر پرستا جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے شاہین نے اپنا ہمدم آتشین بڑھایا سامنے سلطان زرین پوش کے آئے عرض کی کہ اجازت میدان آپ کا خانہ زاد چاہتا ہی کہ جاکر اس ملعون کو جواب دے سلطان زرین پوش آنکھوں میں آنسو بھرے ہوے بیٹے کے ہونے سے بہت ملکدر ہیں فرمایا ای شاہین تمہیں سب نامداروں نے مجھے بادشاہ بنایا خداوند شجر اپنا فضل کرین کہ دو شنبہ جرأت شہسوار میدان جلالت بخیر و عافیت تشریف لائیں دل کو آرام ہو خداوند شجر کے تمکو سپرد کیا مگر شاہین نے کہا یہ تو ظاہر ہی کہ افسر لشکر کا میدان میں نہ ہونا باعث انتشار ہی مگر غلام ان جانبازوں کس دن کے واسطے حاضر ہیں حضور بلا خطہ کرینگے کہ کیا رنگ ہوتا ہی شاہزادے کے واسطے دل روتا ہی یہ کہکر شاہین سامنے نخچیر کے آیا زوجہ شاہین کی ملکہ گلشن عرض کر رہی ہی حضور شاہین بلاے روزگار ہی آپ کا غلام جان نثار ہی نخچیر جادو نے دیکھتے ہی شاہین کو ایک گولہ سحر کا مارا شاہین نے گولہ کاٹا آپس میں سحر ہونے لگے نخچیر نے ایک سحر کیا شیر سحر شاہین کا سوار ہو جست کی شاہین پشت شیر سے زمین پر گرا گرتے گرتے آواز دی کہ ای ساختہ تیسم ساحری و حشمت نخچیر کو کھالے شیر نے بڑھکر اسطرح کا ایک دھکا مارا تمام میدان کا زلزلہ آگیا جسکے سامنے نخچیر کے پہونچا ایک طمانچہ مارا نخچیر زمین پر گرا شیر نے نخچیر کو چیر ڈالا چیر پھاڑ کر کھا گیا اب شاہین الگ کھڑا ہی شیر شاہین کا گونج رہا ہی نخچیر کا بھائی تو قیر جادو نام سے بھائی کا بدلا لینے کو دوڑا ایک گولہ شیر پر مارا شیر نے وہ گولہ منہ میں لیلیا جو سحر توقیر نے کیا شیر نے اسکو کھا لیا جھلا کر جا پڑا اگر چیر پھاڑ کر شیر کو پھینکدوں شیر نے طمانچہ مارا اور چیر پھاڑ کر اسکو بھی کھا گیا پھر ذکار لی شاہین نے کہا ای سہراب تو میدان کارزار میں نکل تو سحر کا مزہ ملے غیظ آلود کھلے سہراب جادو دوپہر ڈھل چکی تھی کہ میدان میں آیا ایک گولہ مارا کہ شیر کا سر پھٹ گیا اب تو شاہین سامنے آیا آپس میں سحر چلنے لگے شاہین اکیلا اُن سب ساحروں پر جا پڑا دونوں لشکر آپس میں مل گئے مگر سہراب جادو گولہ ہاتھ میں غصہ بات بات میں بڑھکر سحر کیا زمین کانپ گئی ایسے دو چار سحر شاہین نے بھی کیئے کہ لشکر سہراب کا متفرق ہونے لگا ہزار طرح لشکر کو روکتا ہی پاؤں اُٹھے ہوے نہیں رُکتے شاہین نے بڑھکر علمدار کو مارا اب تو سہراب نے دیکھا کہ شکست فاش ہوئی ہو جاے غضب کا سحر ہو رہا ہی فرار کیا خزادہ سہراب کہنے لگا بارگاہیں سرنگوں ہمراہیان سہراب کا کلیجہ خون نسیم نے بڑھکر وہ سحر کیئے سیکڑوں کو دیوانہ کر کے مارا سوسن بھی سحر کر رہی ہی گلشن نے آگ برسادی مرنے سے جو ساحروں کے اندھیرا ہوتا ہی تو سوسن مشعلہاے سحر روشن کر دیتی ہیں ملکہ نسیم مسکراتی ہیں فرماتی ہیں کہ کیا سحر روشن ہوا اب بھیجا گیا سہراب بھاگا جاتا ہی شاہین و گلشن و نسیم و سوسن ان سب نکلے جو ملکہ سحر کے آگ برسادی سہراب نے کئی زخم کھائے خفیہ چلا جاتا ہی رکون لشکر قابو میں نہیں غل مچا تا ہی بادشہ و کمان بھاگے جاتے ہو ارے میں ابھی سحر سے عاجز نہیں ہوا میں شاہین

مروڑ لگا اسکو مار لونگا کوئی جواب نہین دیتا جب خیمے ٹٹے ملکہ سوسن نے آکر خیمون پر قبضہ کیا ایک خیمے سے کراہنے کی آواز آئی ملکہ سوسن اُس خیمے مین گئین دیکھا ایک نازنین مہ جبین چہرہ آفتاب عالمتاب مگر صدمات سے زرد ہو رہا ہی ہونٹھون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری پڑی ہوئی آہ آہ کر رہی ہی سوسن نے قریب آکر سر اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھا بشفقت فرمایا ای مہ جبین تو کون ہی کس بلا مین مبتلا ہی سہراب تمکو کہان سے لایا اُس نازنین نے ایک آہ کی کہا میرا حال نہ پوچھو لایق کہنے کے حال نہین ہی کس زبان سے بیان کرون کہ کون آفت زدہ ہون کس مصیبت مین مبتلا ہون کاشکے دم نکل جائے تو مہلت پاؤن نظم

لب رسیدن این جان زار نزدیک است
بیا کہ تفرقہ روزگار نزدیک است
بہ نیم گام بسر رفت عمر خضر مرا
خوش است خاطر من چون بہار نزدیک است

گمان مبر کہ شب ہجر یار نزدیک است
بخبر بر سر بالین من بیا ریدش
کہ گفتہ است رہ کوی یار نزدیک است

رجوع اہل دل ای نور دیدہ دور مرو
کہ جان سپردن این بیقرار نزدیک است
اگرچہ دور فتادہ است دل ز من واقف

ملکہ سوسن بھی چوٹ کھائے ہوئے ہین فراق محبوب کے صدمے اُٹھائے ہوئے ہین راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کاٹی ہین یہ اشعار سنکر رونے لگین کہا ای دلفگار رو اے دور ازیار مین سمجھی کہ تم کسی پر عاشق ہو مگر اُس معشوق محبوب کا کیا نام ہی مبتلائے بلا ہونے کا کیا باعث ہی اُس نازنین نے کہا حال طول طویل ہی فرصت قلیل ہی کیا بیان کرون اگر تلوار سے میرا سر کاٹ لو تو مجھپر احسان ہو اب یہ بار نہین سنبھلتا فراق یار ہی دل بیقرار ہی سر ہی جسم پہ بار ہی چشم اشکبار ہی شاہزادہ سکندر زرین پوش زرین علم ہمارے ملک پر پہونچے پہلے عادان قزاق کو زیر کیا پھر ہمارے باپ صندلان خودسر کو زیر کیا یہ خبر مشتہر ہوئی کہ ایک جوان نے صندلان کو زیر کیا شامت اعمال مجکو گھیرے ہوئے تھی شوق ہوا کہ چلکر دیکھنا چاہیے مین نے بھی کسی قدر فنون ساحری کو حاصل کیا تھا مین بھی اشتیاق مین آئی چوک مین مکان شاہی تھا اسمین آکر بیٹھی جب اُنکے جمال جہان آرا پر نگاہ پڑی عاشق ہوگئی مین نے اُنسے مقابلہ کیا زیر ہوئی شادی کا سامان درپیش تھا ریحان فیلسوار مدت سے میرے نام پر عاشق تھا اُسنے ہمارے دو دیدہ عیار کو بھیجکر چہرہ منگوایا عیار دو سواے سے فساد ہوا وہ مجکو اپنے قلعے مین لیگیا ریحان اسیر ہو آیا سکندر نے آکر اسکو بھی زیر کیا وہان سے مجکو پیران جادو اُٹھا لایا وہان سے اس ملعون نے مجکو پایا زور دیا گرفتار کر لایا تھا آج یہ ہون کہ شکست کھائی آج تمنے حال زار پوچھا دل بھر آیا تمہارا عشق کہدیا مگر یہی تمہارا احسان ہی کہ ایک ہاتھ تلوار کا مار دو کہ ہمارا خاتمہ کشاکش سے نجات پاؤن نظم

زلف رخصت ہو گئی آیا ہی خط رخسار پر
بے سبب جراح میرے زخم مین کیون چور ہی
ہیچ مین رکھتا نہین زنہار جز دشت عدم
کچھ نہ کچھ میری طرف سے اُسکے دل مین چور ہی

یار کی شیرین ادائی کا جہان مین شور ہی
جس جگہ تھا مار آگئے اب وہ جا مور ہی
شب سے دن کو ہوتی ہی گرمی مزاج مین سوا
توسن عمر رواں بھی کسقدر منہ زور ہی
رات دن تن پروری ناسخ سے دشمن پروری

نور جو انگلی کی ہی وہ مشک کی پور ہی
مین نے کب شمشیر قاتل سے چرایا تھا ہاتھ
پیری مین دونا جوانی سے جنونکا زور ہی
بے سبب مجھسے نہین آنکھین چراتا وہ صنم
گو نشست سارا الگیدان زنق دہان مور ہی

ملکہ سوسن نے گلے سے لگا لیا اور کہا ای شاہزادی حور پیکر مثل تمہارے ہم بھی ہجران دیدہ آفت کشیدہ ہین اُسی شیر بیشہ جرأت پر ہم بھی عاشق ہین وہ صاحب شوکت و لیاقت زخمی ہو کر لشکر سے نکلگیا یہ اُنھین کا لشکر ہی جسنے سہراب کو شکست دی یہ حال سنکر ملکہ گل اندام کے جسم مین طاقت آئی اُٹھ بیٹھین بلائین لین کہا بی بی تمہاری باتون سے لکو قوت روح کو راحت آنکھون مین بصارت ہوئی مگر کچھ آپ لوگون کو یہ بھی معلوم ہوا کہ اُس شیر پہ آخر کیا گذری ملکہ سوسن نے کہا کون خبر کرتا اُنکا عیار جواہر خنجر زن واسطے تلاش کے گیا وہ بھی بلند گئے آیا ملکہ سوسن و ملکہ گل اندام اُس خیمے مین یہ باتین کر رہی ہین مگر شاہین نے سہراب کا پیچھا نہ چھوڑا پانچ کوس پر جا کر ایک قلعہ ملا اُس قلعے کا حاکم حیران جادو

ہی سہراب نے چاہا قلعے مین حیران کے جاؤن حیران کو ہرکارون نے خبر دی کہ سہراب جادو مصاحب شاہان طلسم شکست
کھاکر آیا ہی اب قلعے مین آیا چاہتا ہی جیسا ارشاد ہو بجالائین آنے دین یا نہ آنے دین حیران نے کہا سہراب ایسے جنگ آزمانے
کیکے ہاتھ سے شکست کھائی ہے کہا حضور شاہین بلند پرواز و گلشن سحر طراز سکندر کے شریک ہین اُنھون نے یہ آفت
برپا کی کہ سہراب کو شکست حاصل ہوئی حیران خود نکل آیا دیکھا سہراب مع اپنی فوج کے بھاگا ہوا آتا ہی پشت پر سے
نعرۂ شاہین کی صدا بلند ہی حیران آئینہ دار حیران ہو برج قلعہ آیا پکار کر آواز دی ای سہراب قلعہ حاضر ہی آب و آذوقہ بھی
موجود ہی مگر وہ بڑے زبردست ہین کہ جنکے ہاتھ سے شکست تمنے کھائی قلعے کی اُنکے سامنے کیا حقیقت ہی دم بھر مین فتح
کر لینگے آب و آذوقہ جلا دین دیکھیے تعجب نہین سہراب نے کہا میرے تعقب مین چلے آتے ہین مین نے راستہ کاٹنا چاہا ہی کہ
یہ لوگ میرا پیچھا نہ کرین مگر مجھکو تو خوف ہی حیران نے سہراب کا استقبال کیا کہ شاہین نہر آتشین اُڑاتا ہوا پہونچا ہلکارون
نے شاہین کو خبر دی تھی کہ قلعۂ حیران جادو مین وہ لوگ بھاگ کر گئے ہین شاہین نے بڑھکر ایک گولہ مارا پھاٹک مین
قلعے کے اندھیرا ہو گیا حیران نے چو پلٹ کر دیکھا قلعے کے پھاٹک مین اندھیرا ہو گیا شعلہ ہاے آتش بھڑک گئے لگے اب کیونکر قلعے
مین جاؤن سینہ سپر کرکے باہر آیا کہا ای سہراب مین تو محصین لینے کو نکلا شاہین نے سحر کرکے دروازہ قلعے کا بند کر دیا سہراب
نے کہا اب لڑو یا تو اپنی جان دینگے یا حریف کو مار لینگے حیران و سہراب مجبور و ناچار سامنے لشکر شاہین کے آئے سحر کرنے
لگے شاہین نے نہر آتشین کو بڑھایا جسطرف سے نکلا اُس صف کو پامال کر دیا لاشون سے دامن قلعہ بھر دیا ایک طرف سے
گلشن و نسیم نے وہ سحر کیا خندق کے پانی نے جوش مارا اسقدر بڑھا کہ دریا بنگیا صدہا ڈوبنے لگے ملازمان حیران پانی مین
ٹھنڈے ہوگئے سر ساحرون کے مثل حباب تیتے پھرتے ہین اگر کوئی سردار گرا مچھلی نے منھ پھیلایا کہ ساحر کو نگل جاؤن مچھلی سے
اور سردار سے لڑائی ہونے لگی کوئی ماہیت سے آگاہ نہین جان و آبرو دونو کھو جاتی ہین دریا مین اُترتا ہی مگر شدت سے پیاس کی
ایک ایک قطرۂ پانی کو ترستا ہی آخر اسی دریا مین مچھلی بنکر تیرتے ہین دریا نے موج ماری صدہا کو ڈبویا نسیم کا سحر جھونکے ہوا کے
چل رہے ہین سیکڑون ناری جل رہے جب اشارہ کیا صدہا کے قلب اُلٹ گئے گریبان چاک کیے منھ پر خاک ملی جنگل مین
روتے پھرتے ہین بھائی نے بھائی کو مارا بیٹے نے باپ کو ہلاک کیا ہنگامۂ گیر و دار بلند حیران جادو در دمند دل سے کہتا ہی کہ مین
بیٹھے بیٹھے کیون عذاب مین پھنسا اب جان نہ بچیگی کدھر بھاگ کر جاؤن کبھی گھبرایا ہوا سہراب کے پاس آتا ہی کہتا ہی ای
سہراب اب کیا ہوگا تمھارا سحر تو جواب دیتا ہی لڑ رہے تھے کہ آسمان پر لکۂ ہاے ابر نمایان ہوے سابق مین تحریر کر چکا
ہون کہ سحر العجائب و مصر الغرائب نے عہد کیا ہی کہ ہر ہفتے مین گشت کو نکلتے ہین انکی جولانگاہ بڑی قلعۂ حیران پر لاکھون
ساحرون کا کھیت ہوا ہزارون ساحر تڑپ رہے ہین حیران جادو دیوانہ وار وحشی مثال پکارتا پھرتا ہی یارو لڑو بھڑو بھاگو نہین
حریف کو پکڑ لو شاہین نہ جانے پائے افسران فوج جان و دیدہ سحر کر رہے ہین مگر لشکر شاہین پر تاثیر نہین ہوتی شاہین و نسیم و
گلشن آگے بڑھے ہوے قیامت برپا کر رہے ہین بس سحر العجائب و مصر الغرائب نے ہوا مین سے آواز دی او شاہین کیا کرتا ہی تو
قید خانے سے بھاگا ہی مین تیری فکر مین تھا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا شاہین و نسیم و گلشن یہ صدا سنکر گھبرا گئے شاہین نے
کہا لو غضب ہوا خود شاہان طلسم آگئے سلطان فوج کے ساتھ ہین شاہین سے کہا کہ ای شاہین اگر بڑھے نکل چلو شاہین
نے کہا اب نکلنا دشوار ہی بھلا یہ بچا جانے دینگے دیکھو سحر العجائب نے سحر کیا اپنے غرور مین یہ بچا سحر نہین کرتے اشارہ کرکے
مطلب نکالتے ہین سحر العجائب نے پکار کر آواز دی ای شاہین بس اب آگے نہ بڑھنا او نسیم تو تو ہوا ہی بند رہے نہ چلنا ہمارے لشکر کو
تکلیف ہوتی ہی حیران کو آواز دی او حیران ہٹجا او سہراب ایسا لائق ہو کر گھبراتا ہی سحر نہین کرتا ہمت جا دیکھ ما بدولت کیا تماشا دکھاتے
ہین حیران و سہراب ہٹے سحر العجائب نے اٹھا کر ایک گولہ مارا آواز دی ای شاہین و نسیم و گلشن اُدھر آؤ ما بدولت طلب فرماتے ہین

تینون ساحرہ مبہوت ہو گئے چہرے سرخ ہاتھ پاؤن مین رعشہ سامنے سحر العجائب کے چلے آئے اسنے سہراب کو اشارہ کیا کہ اِن تینون کی زبان مین سوزن دو سہراب نے تینون کی زبان مین سوزن دیا قید کر کے ایک تخت پر ڈالدیا لشکر والون پر اشارہ کر دیا لشکر والے سب بیہوش ہو کر گرے سہراب سے کہا ان سبکو گرفتار کر کے حیران جادو کے حوالے کر دے کہا انمین جو اطاعت کرے اُسکو ملازم کرنا اور جو سرکشی کرے اُسکو قتل کرنا اسطرح بادشاہ نے اس معرکے کو فتح کیکے نسیم و گلشن و شاہین و سلطان زرین پوش کو قید کر کے تخت پر ڈال لیا دو گھڑی کے عرصے مین یہ سب کام کیا مگر چلتے چلتے حیران جادو نے عرض کی کہ ای شہریار مین نے خبر پائی ہی کہ سکندر لشکر کو لیے ہوے آتا ہی اُسنے کئی بادشاہون کو زیر کیا لاکھ فوج اُسکے ساتھ ہی سحر العجائب نے سہراب جادو کو حکم دیا کہ تم طرف صحرای گرد آباد کے آؤ اسی صحرا کے قریب بیشۂ معجوق ہی معجوق کو ہی پہلوان کو حکم دینا کہ سکندر سے مقابلہ کرے اُسکی مشکین باندھکے خدمت مین ما بدولت کی بھیجدے سہراب اُسیوقت طرف بیشۂ معجوق کے روانہ ہوا مگر خیال مین گذرا وہان پڑاؤ پر خیمے لگے تھے معشوقہ اُسکی مقام پر رہتی تھی چلکے اُسکو تو لون یہ سمجھ کے طرف پڑاؤ کے چلا یہان ملکہ سوسن و ملکہ گل اندام باتین کر رہی ہین اُسی خیمے مین بیٹھی ہین سوسن نے خبر فتح و ظفر دیکر ملکہ گل اندام کو شگفتہ کیا پریشان دیکھکر یہ بھی وعدہ کر لیا کہ ہم تمھین شاہزادۂ والا قدر سے ملا دینگے نہ گھبراؤ کہ یہ کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی ای غضب ہوا فلک نے انقلاب دکھایا سہراب جادو بھاگ کر قلعۂ حیران جادو پر پہونچا وہان شاہان طلسم آگئے سب کو قید کر کے لے گئے سحر العجائب نے سہراب جادو کو یہان روانہ کیا ہی وہ اِدھر آ رہا ہی یہ سنکے گل اندام نے عرض کی بی بی برائے خدا مجھکو قتل کر ڈالو وہ بچیا آگر پھر مجھسے وہی باتین کریگا اس سے تو مرجانا بہتر ہی اُس بچیا کا سامنا میرا نہو ملکہ سوسن گھبرا گئی اور تو کچھ نہ بن پڑا ایک تخت سحر تیار کیا اُسپر ملکہ سوسن و گل اندام سوار ہوئین سوسن کو تو سحر مین دخل ہی یہ تو تخت کو اڑاتی ہوئی ایک جانب کو روانہ ہوئین کہ اِنکا ذکر وقت پر کیا جاویگا سہراب جادو پہلے اپنے پڑاؤ پر آیا معشوق کو نہ پایا بہت رو یا پیٹا مگر مجبور و لاچار قہر درویش بر جان درویش صحرای گرد آباد مین آیا معجوق فیل تن کو خبر ہوئی استقبال کر کے سہراب کو لے گیا سہراب نے حکم سحر العجائب پہونچایا معجوق اُسی وقت ساٹھ ہزار فوج ساتھ لیکر تلاش مین سکندر کی روانہ ہوا اسکندر فوج ظفر موج کو مع صندلان و عادان کے ساتھ لیے چلے آتے ہین اِن سب کا ذکر وقت پر کیا جاویگا

دو کلمۂ داستان حیرت نشان ملکہ حیرت جادو کہ راہ مین فساد ہونا گلرنگ ساحرہ سے و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

ساقی مجھے آج تو چھکا دے ۔ اک جام شراب کا پلا دے
ہی زور پہ آج اوج خامہ ۔ مضمون مین لکھ رہا ہون نامہ

عیارون کا سما دکھاؤن ۔ اک رنگ کی داستان سناؤن
ساقی تجھکو ثواب ہوگا ۔ دشمن کا جگر کباب ہوگا

نشئہ مین وہ داستان سناؤن ۔ گلشن مین وہ رنگ بھر جاؤن
بلبل کو ہو رشک صبر گل پر ۔ معشوق مرا تو ہی سمن بر

رخ صورت ماہتاب روشن ۔ ہی چال مین رنگ کبک گلشن
آنکھین رشک غزال پرفن ۔ عالم ہی شباب کا وہ جوبن

سینہ جو ہی بحر حسن الفت ۔ اُسپر ہی حباب کی لطافت
یا درج گہر ہوئے نمایان ۔ نکلے ہین ابھر کے نار پستان

کیا ہوے کمر ہی چست و نازک
غنچہ ہی دہن تو دانت گوہر
ای توسن کلک ناز پرور
ہین راز سخن کے تجھ پہ ظاہر
ای بلبل گلشن بلاغت
چہرے سے ذرا نقاب اٹھا دے
ہو طائر حیرت نغمہ پرداز
روشن ہی قمر کلام تیرا

ہر عضو بدن درست و نازک
الماس کو رشک ہی مقرر
ای ماہ لقا و ای سمن بر
تو صنعت حسن سے ہی ماہر
ای سرو روان باغ الفت
روے زیبا مجھے دکھا دے
وی ساز طرب کے کلک آغاز
ہی ہند مین خوب نام تیرا

چوٹی جو گندھی ہوئی پڑی ہی
کیا اسکی بڑھا کے قدر لکھیے
ای شاہد عاشقان دلجو
ای کاتب دفتر فصاحت
ای کاتب و قران جانسوز
تحریر ہو نقشۂ معانی
لکھتا ہون فسانۂ فصاحت
ہر اہل کمال جانتا ہی

یا مارسیہ کی ناگنی ہے
اسکو خذف اسکو بدر کہیے
ای بلبل گلشن و سمن بو
ای ماہر راز عشق و الفت
ای راقم داستان جانسوز
محجوب ہو جس سے نقش مانی
ہو چست و درست عبارت
کامل کو کمال مانتا ہی

چہرہ سرفروشان معرکہ حیرت و دیدہ نازان میدان جلالت اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین
شعر مصنف سمند کلک من جولان و طرار ÷ چنین طی کرد راہ سحر و شوار ÷ سابق مین تحریر کر چکا ہون کہ
ملکہ حیرت جادو سب جھگڑون سے فراغت پا کے یعنے چالاک نے طلسم توڑا حیرت جادو کو طلسم سے چھڑایا مگر
حیرت جادو پھر عقاب کی شریک ہو گئی تخت پہنچی ساتھ عقاب کے طرف ہوش ربا کے چلی مہترین
مہتر چالاک بن عمرو عاشق صادق کہ امید وصل حیرت پر جان اپنی مٹا دی کیا کیا عیاریان کرکے رہا کیا ہی
جب ملکہ حیرت جادو کو پھر اوج شاہی پر دیکھا لاچار صورت بدل کے لشکر مین داخل ہوے کسی وقت صورت
بدل کے حیرت جادو کے دربار مین جاتے ہین دیکھ لیا دل کو آرام آگیا اگر کسی وجہ سے باریاب نہوے تو
روتے ہوے پلٹ آئے اس روز کھانا پانی بالکل ترک ہوا اگر باحتیاط پہونچے دیکھ لیا کہ وہ شمع شب افروز
انجمن خوبی و چراغ روشن مجالس محبوبی تخت پر جلوہ فرما ہی عقاب ابر سوار دنگل پر بیٹھا ہوا نگینہ اسکے
گلشن جمال کی کیا کرتا ہی جو جو اسنے ملکہ حیرت سے عہد کر لیے ہین مجال ہی جو انمین فرق آنے پائے جملہ امورات
مالی و ملکی راے پر حیرت جادو کے موقوف ہین تمام اہلیان لشکر حکم ملکہ حیرت پر مصروف ہین جون جون
ہوشربا قریب سنائی دیتا ہی حیرت کا دل دھڑکتا ہی جی مین کہا کرتی ہی کہ جس ناظم حمزہ کو چھیڑا جائیگا تو
امیر کو خبر ہو جائیگی امیر اسی ساربان زادے کو بھیجینگے غضب ہو جائیگا وہ آتے ہی مکر و غدر شروع کر دیگا
کیون ای حیرت کیا تدبیر ہو کہ ساربان زادے سے مقابلہ نہ پڑے عیار نہون ساحر چاہین لاکھون جمع ہون
مگر عیار نہون یہ ناممکن ہی ہر چند کہ مین نے وہ نشیب و فراز دیکھے ہین کہ اب میرے سامنے کوئی مکر نہین ہو سکتا
مگر عمرو وہ بلاے روزگار ہی کہ مین بیچاری کیا ہون بہرام فلک کے سامنے عیاری کرے ایک دن راہ مین
باقی ہی حیرت جادو بیرون بارگاہ آکر بیٹھی عقاب ابر سوار کہ اسنے سب کار دنیا ترک کر دیے ہین یہ بھی
دست بستہ حاضر ہی لشکر تمام اترا ہوا ہی چالاک بن عمرو بشکل خدمتگار ایک ستون کی آڑ مین چھپا ہوا روے
زیبائے حیرت دیکھ رہا ہی افسران فوج اپنے اپنے جھگڑے اپنی اپنی ضرورتین بیان کر رہے ہین حیرت جادو
حکم دیتی جاتی ہی امورات لشکر مین تو بمثل منتظم ہی ہمیشہ لشکر کی بادشاہت کی کہ ایک لکۂ ابر سیاہ طرف سے صحرا کے
ظاہر ہوا اگر رعد کی گرج برق کی چمک طاؤسان زرین بال پر سے پر ملائے زیر ابر آوازین لگاتے ہوے
رقص کرتے ہوے ساتھ ساتھ ابر کے چلے آتے ہین حیرت نے کہا ای عقاب کوئی بڑی ساحرہ آتی ہی یہ
کہکر سنبھل بیٹھی عقاب بھی سنبھل بیٹھا حیرت کو بھی خیال ہوا پاندان اپنا کھول لیا گلوری بنا کے اپنے منہ مین

رکھی ایک گیند یاقوت احمر کا نکال کے ہاتھ مین لے لیا کچھ اسباب سحر زیب جسم کیا عقاب کو بھی یہی خیال ہوا اسنے بھی کچھ
اسباب سحر اپنے پاس رکھ لیا چالاک بھی کھڑا دیکھ رہا ہی کہ وہ ابر قریب لشکر آکر پھٹا سب نے دیکھا تخت پر ایک
ساحرہ مگر ضعف سے سر جھکا ہوا جھریان تمام جسم پر گرد چار پانچ سو کنیزین پشت پر طاؤسان زرین بال کے
ہاتھو ہلاتی ہوئی جب ہاتھ ہلا دیتی ہین طائر زمزمہ سرائی کرتے ہین اسباب سحر پیدا ہوتا ہی وہ ساحرہ تخت پر
سے اتری کنارے پر لشکر کے ساحرون سے پوچھا کیون صاحبو یہ لشکر کسکا ہی عقاب نے حکم دیدیا ہی جس
مقام پر جو کوئی دریافت کرے کہ یہ لشکر کسکا ہی یہی کہنا کہ لشکر ملکہ حیرت جادو کا کوئی ہمارا نام نہ لے سب
ساحرون نے یہی کہا اُس ساحرہ نے گھبرا کے پوچھا حیرت جادو کون سبھون نے کہا بادشاہ طلسم ہوشربا
حسن مین لاجواب ساحرۂ یکتا بڑھیا نے کہا اسکا کیا باعث ساحرون نے کہا ہم باعث نہین جانتے بڑھیا
تخت سے کود ہی ٹہلتی ہوئی چلی لشکر کو دیکھتی ہوئی کنیزین پشت پر ایک ایک سے یہی پوچھتی ہوئی کہ یہ ساحر کیا
حیرت نے ملازم کیے ہین یا ملک ہوشربا کے ہین لیکن ہوشربا سے تو ایسے سامان سے نہین بھاگی تھین اتنا
لشکر ہمراہ نہ تھا آخر یہ لشکر کیونکر ممکن ہوا بعض نے کہا اصل مین لشکر عقاب ہی تب تو اُسنے غصے مین
کہا عقاب ابر سوار کون شخص ہی نہایت برہم ہو کر ضعیفہ نے پوچھا اس کہنے والے نے کہا بادشاہ پروزہ طلسمات
ساحر شمشش کا نواسا یہ سنکر وہ بڑھیا ٹھہر گئی اُس شخص کا ہاتھ بڑے زور سے پکڑ لیا وہ شخص کانپنے لگا کہا مفصل
بتا اب تو اُس آدمی نے تمام کیفیت پہونچنا حیرت کا اور لڑائی اور زوجۂ عقاب کا مارا جانا اور عقاب کا بی بی
حیرت کو پکڑنا مدتون حیرت جادو کا قید رہنا بمشکل تمام اُس سے بوعدۂ فتح طلسم ہوشربا راضی بوصل ہونا
و قتل قاتل افراسیاب پر بادشاہ ہونا حیرت کا اور کوچ کر کے چلنا اور راہ مین جھگڑے ہونا اب سب جھگڑون
سے فراغت کر کے کوچ طرف ہوشربا کے ہی کل اُس شخص نے بیان کر دیا یہ سنکر یہ بڑھیا کانپنے لگی اور کہا کہ حیرت
ایسی شخص ہی کہ جسکی عقاب مدد کرے عقاب کی کیا حقیقت ہی اُس شخص نے بچا کیلے ہاتھ چھڑا لیا اب یہ بڑھیا
بصد جوش و خروش طرف ملکہ و عقاب کے چلی کنیزون سے کہتی ہوئی کہ صاحبو عقاب بھڑوا کیا چیز ہی
حیرت جادو کے گھر کے نوکر اب بھی ایسے موجود ہین کہ عقاب ایسو نکو نوکر رکھین خاص سلطنت کی
وجہ مین خواہ بوجہ سحر و ساحری عقاب کیا منہ لیکر حیرت کو لے چلا ہی اور حیرت نے کیا سمجھ کے اُس
نالایق کو قبول کیا ملکہ عالم کو یہ مناسب نہ تھا مگر اب بھی بڑی خیر یہ ہی کہ تا بہ ہوشربا نہین پہونچے ہین کنیز
کو خبر ہو گئی ہی میرے ساتھ چلین مین سب سامان کرا دونگی یہ کہتی ہوئی غصے مین کف منہ مین بھرا ہوا لشکر کو آگے
دیکھتی ہوئی بھی لشکر کو دیکھکے ہنستی ہی کنیزون سے کہتی ہی واہ قدرت سامری و جمشید انھین ساحرون
کے بھروسے پر میان عقاب چلے ہین اُف کر دون تو سب کے سب جل کے خاک ہو جائین یہ کہتی ہوئی سامنے
ملکہ حیرت جادو کے آئی بہت ادب سے حیرت جادو کو سلام کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا عقاب کو بنگاہ
حیرت دیکھا جیسے کوئی مکھی اُڑاتا ہی اور حیران ہو کے پوچھا میان عقاب صاحب یہی ہین عقاب حیران
ہو گیا اک کرسی خالی تھی اُسکو کھینچکے بیٹھ گئی ملکہ حیرت جادو حیران عقاب پریشان کہ یہ ساحرہ کون ہی
حیرت جادو نے کہا مین نہین پہچانتی مگر بڑھیا ملکہ کے سامنے ہاتھ باندھے بیٹھی ہی حیرت جادو نے اشارہ کیا
ساقی بچے نے بڑھیا کو جام دیا بڑھیا نے جام پیا جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا تو دست بستہ عرض کی اے
ملکۂ عالم آپنے اس کنیز کو نہین پہچانا حیرت نے کہا مین نہین پہچانتی عرض کی اس کنیز کا نام گلرنگ جادو ہے

یہانسے صحراے ویران ہی اب تو اُس صحرا کو صحراے نرگستان کہتے ہین شہرۂ صحراے ویران نام تھا شہنشاہ
ہوشربا افراسیاب جادو وہیلو نشین سامری و جمشید نے مجھکو خلعت دیا اور ارشاد فرمایا کہ جاکے اُس صحرا کو
آباد کر واپنے نام کا شہر بناؤ مسافرونکو بڑی تکلیف پہونچتی ہی کنوین اور مسافر خانے جابجا بنواؤ کنیز نے
بارہ برس مشقت کر کے صحراے ویران کو آباد کیا صحراے نرگستان نام رکھا دیکھنے کے لائق ہی اب تو دل
چاہتا ہی وہان آنکھین فرش کیجیے دیہات قریات آباد ہوے ایک قلعہ بنوایا اُسکا نام قلعۂ گلرنگ رکھا ہی آج
اتفاق سے کنیز واسطے شکار کے نکلی اسطرف بھی نکل آئی حضور کے ورود اقبال و نزول اجلال کی خبر سنی برائے
قدمبوسی حاضر ہوئی حضور کہان تشریف لیے جاتی ہین یہ حالات سنکے حیرت جادو کی آنکھون سے آنسو ٹپک
پڑے کہا ای گلرنگ جادو اب تو ہمارا یہ حال ہے کہ جسکا ذکر کرنا محال ہے نظم

راحت وطن کی یاد کرین کیا سفر مین ہم
لکھتے ہین اک پری کو کچھ آوارگی کا حال
کیا چھوڑین سر تصور دیوار و در مین ہم
یکسان ہی شام غربت و صبح وطن اثر
کیون جلتے سایۂ شجر بارور سے ہم
جائین اثر جب ای رقم جذب اشتیاق
موٗمن نماز قصر کرین کیون سفر مین ہم

اسطرح خاک چھانتے پھرنے نہ دشت دشت
باندھینگے نامہ طائر مجنون کے پر مین ہم
ہی یاد رطب و یابس تقریر ناصحان
پائین فغان شب مین نہ آہ سحر مین ہم
دلی سے رامپور مین لایا جنون کا جوش
دیکھین زمام ناقہ کف نامہ بر مین ہم

پاتے تھے چین کب غم دوری سے گھر مین ہم
ہوتے جو پائمال کسی رہگذر مین ہم
تھین وحشت سے زیادہ تر اس کو مین سختیان
کیا بولین شکوۂ سفر و بحر و بر مین ہم
اُس گل کے غم مین پھولتے پھلتے تو کسکے
ویرانہ چھوڑ آئے ہین ویرانہ تر مین ہم
وصل بتان کے دن تو نہین یہ کہ ہو ہلال

حیرت جادو نے جو یہ اشعار پڑھے گلرنگ جادو بہت روئی کرسی سے
اٹھکر سر سے پانون تک بلائین لین عرض کی واری حضور کیون اسقدر رنجیدہ رہتی ہین کنیز مین اسقدر موجود ہین
زمین ہلا دینگی بڑا افسوس یہ ہیگا کہ بارہ برس مقابلہ رہا اور شہنشاہ نے اپنی کنیز کو نہ یاد کیا آجتک میان لاچین
کے یہانسے کوئی خراج لینے نہین آیا مین نے ہمیشہ سامان تیار رکھا کہ اگر کوئی خراج لینے آئے تو اُسکو فرو دکھاؤن اُس
مُدعی کو مزا چکھاؤن اگر وہ مجھسے خراج طلب کرتا مگر یہ بھی کنیز نے سُنا کہ میان لاچین سحر سے تو بہ کر کے بیٹھے اب
اُنکا مارنا جیسے ایک جانور کو ذبح کیا حیرت جادو نے کہا وہ تو بڑی بلا مین مبتلا ہین جاکے طلسم نور افشان مین
قید ہوے بڑی بڑی گوشہ نشین ہو رہی ہین سنتی ہون کہ خود صاحبقران چلے ہین ابھی تک بڑھیا ہنس ہنس کے
باتین کر رہی ہی بعد عرصۂ دراز کے بڑھیا نے حیرت جادو کو خوب خوب تسکین دی کہا واری اگر قاتلان شاہ
جاکے آسمان مین پوشیدہ ہون تو وہان سے لاکر ضرور قتل کرون اگر طبقات زمین مین محفوظ ہون تو طبقات
زمین کو کھود کے پھینکدون مسلمان اب بھلا کیا بچ سکتے ہین مین افسوس کرتی ہون کہ شہنشاہ بارہ برس مسلمانون سے
لڑے اور اپنی کنیز بے تمیز کو یاد نہ فرمایا مین دیکھتی کہ نگوڑا عیار کیونکر عیاری بیان کرتا ہی حیرت نے تھرا کر کہا ای
گلرنگ ارے واسطہ سامری و جمشید کا عیار کا نام نہ لینا مجھکو ڈر ہی کہ وہ کمبخت اچلا نہ آئے حیرت جادو
نے کہا اُس کمبخت کے نام کی تاثیر ہی جہان نام لیا بس وہین موجود ہوا پھر اُسکا آنا قہر سامری و جمشید ہی بڑھیا نے
کہا واری آپ تو اسقدر خائف ہین کہ جسکا بیان نہین عیار نہوا سامری و جمشید ہوگیا حیرت رو رو کر حال
فتح طلسم ہوشربا بیان کر رہی ہی بڑھیا کبھی روتی ہی کبھی ہنستی ہی کبھی افراسیاب جادو کی عقلمندی پر آوازے
کستی ہی عرصۂ دراز تک یہی جلسہ رہا جب یہ سب باتین ہو چکین تو گلرنگ نے کہا واری آپ بیٹھے آپ ہی کی سلطنت
ہی چلکر بادشاہ ہو کر بیٹھیے کنیز خدمتگذاری کریگی اور جو آپ نے تجویز کیا ہی وہی سب ہو جائیگا یہ بات سن کے

عقاب بحیرت طرف حیرت کے دیکھنے لگا حیرت نے کہا اے گلزنگ تمنے اپنی راسخ الاعتقادی صرف کی اب مین انکو ساتھ لیکر چلی ہون تمھارے مزاج مین آئے تم بھی چلو ہوشربا مین چلکے نمکحراموں کو قتل کرین پھر جیسی صلاح ہوگی ویسا کیا جائیگا گلزنگ کو اب غصہ آیا کہا واہ واہ کیا خوب آپنے قدردانی کی مین سوا آپ کے کسی اور کی نوکر ہوکر چلون مین آپ بادشاہ جلیل ہون جس فوج پر آپکو بہت بڑا گھمنڈ ہی اک اُف کرکے سب کو جلادون دیوانہ بنادون اس فوج کا کیا اعتبار اور جنکو آپ بڑا ساحر سمجھتی ہین یہ بیچارے میان عقاب ابر سوار جو بیٹھے ہین کوئی شعبدہ سحر دکھلائین میرے سامنے زبان کو ہلائین مجھے شہنشاہ نے تعلیم کیا آفات چہار دست کی مصاحب رہی ماہیان زمرد پوش سے ملاقات تھی ان سبھونکو سحر مین دیکھ بھال چکی ہون حضور انکے سحر نہ تھے کرامات سامری و جمشید کی تھی مارے جانا انکا مقام تعجب ہی مگر اتفاق سامری و جمشید سے کسی کے واسطے بقا مقرر نہین کی انتہا یہ کہ خود بھی مر گئے جب خود فنا ہوگئے تو کسی کے واسطے وہ بقا کیون چھوڑتے مگر یہ نادانون کی بات ہی انکا مرنا بھی کرامات ہی انھون نے چولہ تبدیل کیا اگر وہ مرجاتے تو زمین و آسمان کیونکر قائم رہتے کہین اور پیدا ہوے ہونگے ایک سو تیرہ مرتبہ جنم لینگے کبھی مسلمانون مین جملہ فرقون مین جائینگے کتاب مین لکھا ہی کہ ایک زمانے مین اک مقام ہی کہ نام اُسکا اجار گانون ہی اُسمین دھنوا پاسی رہتا ہی اُسکے یہان خرس بھی پلے ہوے ہین ایک مادہ خرس بھوری ہی اُسکے یہان سات بچے ہونگے انھین مین سامری و جمشید بھی پیدا ہونگے کسی کو کیا خبر ہی حالات انکی کرامات کے ہم جانتے ہین بس اب آپ میرے ساتھ آئین زیادہ تکرار نہ کرین نہین تو لونڈی کو ملال ہوگا میرا ملال اور ونکا باعث زوال ہوگا اب تو عقاب ابر سوار بھی بول اُٹھا کہا اے گلزنگ بس اب یاوہ گوئی نہ کر ملکہ حیرت جادو سے اور ہمسے اقرارنامے ہوچکے ہین سرکاری کاغذ آیا جسکو اسٹامپ کہتے ہین اُسپر اقرارنامہ لکھا گیا رجسٹری ہوگئی ہی میرے ہاتھ کا لکھا ہوا پاس ملکہ حیرت جادو کے موجود ہی ملکہ حیرت جادو کا لکھا ہوا میرے پاس موجود ہی وہ اقرار بھلا اب رد ہوسکتے ہین بی گلزنگ زیادہ غصہ نکرو اب ملکہ ہمارے ساتھ ہین اور ہمارے ہی ساتھ جائینگی اسکے خلاف ہرگز ہرگز نہین کرسکتی ہین ملکہ حیرت نے بھی آنکھون مین آنسو بھر کے کہا گلزنگ اب اس مقدمے مین دخل نہ دو جو تمنے کہا وہ کیا اب تم زیادہ اصرار نہ کرو ہم جاکے مقابلہ کرینگے ہوشربا کو ضرور لینگے اے گلزنگ تمسے اپنا کیا حال بیان کرین فلک نے ہمکو ایسا ویسا کہ جسکو ہم اپنی زبان پر نہین لاسکتے ہماری یہ کیفیت ہی

نظم

مانند خون شراب ہی یان اپنے دم کے ساتھ
زندہ ہین ہجر دوست مین عاشق نہ مردہ ہین
نیزے مین راستی ہی ہمارے ہی دم کے ساتھ
ہو دسترس تو پھینکیے دل پر سے وار کے
خونخواریان ہین صورت شمشیر دم کے ساتھ

اے دل ہو مست کشمکش کفر و دین سے چھوٹ
عالم اک اور بھی ہی وجود و عدم کے ساتھ
یون تیرگی ہی شمع کے ہمراہ ہجر مین
آئینہ سکندری بھی جام جم کے ساتھ
ناسخ نہ چھوڑیے کبھی راحت مین رنج کو

تا زندگی رہا ہی اگر جام جم کے ساتھ
میخانے بھی بنائے ہین دیر و حرم کے ساتھ
تلوار راست خم کوئی جیسے پرانی ہو
ہوتی ہی جسطرح سے سیاہی قلم کے ساتھ
اہل ستم ستم سے نہ باز آئینگے کبھی
دوزخ بھی ہمکو چاہیے باغ ارم کے ساتھ

گلزنگ جادو حیرت جادو کی باتونپر رو دیتی ہی کہتی ہی واری حسرت و یاس کے کلام نہ کیجیے سلطنت ہوشربا لیجیے قاتل شہنشاہ کا سر دو ایک جشن طلسم ہوشربا مین چلکے کرون کہ سب خراج گزار جمع ہون اُسوقت احوال کھلے حیرت جادو نے کہا نہین بوا گلزنگ تم جادو جی چاہے ہمارے ساتھ چلو نہ جی چاہے اپنی سلطنت کا کام کرو تو ہمارے دل کو یقین ہی اور تقویت رہتی ہی کہ اگر کوئی نیکی بدی ہوگی تو تمھارے پاس چلے آئینگے

وہان آکر آرام تو پائینگے گلرنگ نے کہا واری مین تو نہ مانونگی میان عقاب ابرسوار کے ساتھ آپ کو نہ جانے دونگی ایک کنیز کو اگر حکم دیدون تو اس لشکر کو تمام کردے یہ کہکے اپنے مقام سے اٹھی کہا واری دیکھیے مین سمجھاے جاتی ہون میان عقاب کی دم لونگی پر تو جونگی انکے ساتھ آپکو نہین جانے دونگی ذرا ہوشیار رہیے گا مگر اتنا عرض کرتی ہون کہ جب اس لشکر پر کوئی آفت آئے تو آپ الگ ہو جائیے گا اوّل تو مین خود خیال رکھونگی مجھے تو میان عقاب کو دیکھنا ہی کہ یہ کیسے ابرسوار ہین میرے نزدیک تو بالکل بیکار ہین بڑی دلیل یہ ہی کہ بعد سال بھر کے ایک مقام ہی کہ اُسکو غار افراسیابی کہتے ہین وہان سب ساحر آکر جمع ہوتے ہین اپنے اپنے سحر کو پختہ کرتے ہین مشرق اور مغرب جنوب اور شمال تک کے ساحر وہان آتے ہین بنگالے والے بھی وہان آئے کا نورو بیس والون نے بھی آکے امتحان دیا چالیس دن تک وہان ہنگامہ رہتا ہی اُس مجمع ساحران مین کبھی انکو نہین دیکھا اور جنسے وہان امتحان نہین دیا وہ عمر بھر ناقص رہا ہر چند ملکہ حیرت جادو نے سمجھایا مگر بڑھیا رنجیدہ ہو کے چلی گئی اپنے قلعہ گلرنگ سا مین آکے پہونچی مصاحبین اسکی آکے جمع ہوئین تین سو جادوگرنیان آزمودہ کار ایک ایک سحر مین طاق شہرۂ آفاق ایک ایک کو اپنے اپنے سحر پر ناز حسن مین اعجاز مگر جب سب جمع ہو چکین تو گلرنگ نے سب کیفیت بیان کی کہا صاحبو سنو جسکا تمنے نمک کھایا شہنشاہ ہوشربا مارے گئے زوجہ اسکی ساتھ عقاب ابرسوار کے جاتی ہی معتقدان شمشش کے طرف ظلمات کے بڑے مجمع ہین سرحد ہوشربا مین کوئی انکا نام بھی نہین جانتا اُسکے نواسے کو لیکر بی حیرت چلی ہین اُسنے اپنے سحر کے گھمنڈ مین اقرار کر لیا کہ مین ہوشربا فتح کرا دونگا قاتل افراسیاب کا سر دونگا حیرت بیچاری ہیتا مین تھی اُسنے اِن باتون کو غنیمت جانا مین نے کہا کہ آپ قلعۂ گلرنگ پر چلیے صحرائے زرستان مین دس کوس تک میری عملداری ہی دیہات وقریات آباد رعایا دل شاد مگر میان عقاب نے نہ مانا اور حیرت تو پرائے قبضے مین ہی اُسنے بھی مناسب نجانا فلان صحرا مین لشکر عقاب فروکش ہی سات لاکھ کا لشکر ہی تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ جا کر میان عقاب کو سزا دے لشکر کو مٹا دے مگر ذرا اپنے مالک کی زوجہ کا خیال رہے اسکی بارگاہ پر زوال نہ آنے پائے یہ سنکے موجۂ جادو اسکی کنیزونکی افسر ہی جوش مین آکے اپنے مقام سے اٹھی کہا حضور دیکھیے تو ملکۂ حیرت جادو کو خبر بھی نہ ہو وہ اپنی بارگاہ مین عیش کرین لشکر والے ایسی بلا مین پھنسین کہ اپنے مقام سے اٹھ نہ سکین اگر ارشاد ہو تو ایسا سحر کرون کہ آوارہ ہو جائین عقاب کا ساتھ چھوڑ دین گلرنگ نے کہا موجہ کیا تجھے بھی سحر آتا ہی میرے سامنے تو کبھی تونے سحر نہین کیا اُسنے عرض کی واری آپکی خدمت مین رہی ہون آپکی رسوئین والی کہلاتی ہون کھانا پکاتی ہون اب آپ ملاحظہ فرمایئے گا کہ کس رنگ کا سحر ہوتا ہی گلرنگ نے کہا بہتر ہی اچھا جاؤ ایسا نہو لشکر کوچ کر جاے میان عقاب ابرسوار کو جب مین نے للکارا جواب بھی نہ دے سکے بہت ترکیب سے سحر کرنا موجۂ جادو نے عرض کی حضور کو خبر پہونچیگی گلرنگ نے چند کنیزونکو حکم دیا صورتین اپنی بدل ڈالو مردانہ بھیس کرکے لشکر عقاب ابرسوار مین جاؤ جو سیر گذرے ہمکو خبر پہونچاؤ دس کنیزین صورتین بدلکر روانہ ہو گئین مگر موجہ جادو جوش مین اسباب سحر اپنے پاس لیکر بے پرواز پیدا کرکے لشکر عقاب ابرسوار مین آئی یہان عقاب ابرسوار حیرت جادو سے کہ رہا ہی کہ ملکۂ عالم اب یہان سے کوچ کرو ایسا نہو وہ جاکر کچھ آفت برپا کرے گلرنگ بہت غصے مین گئی ہی ملکۂ حیرت جادو نے جواب دیا کہ مین نے اسکو بہت سمجھا دیا ہی کئی دن کے بعد یہ مقام پر فضا ملا اب جو کوچ

کرینگے تو سوا ہوشربا کے کہین نہ ٹھہرینگے موجہ جادو اول اس لشکر مین آئی دور سے کھڑے ہو کر بارگاہ حیرت کو دیکھا
لشکر کو اپنی نگاہ مین کیا دو کوس پر اک پہاڑ تھا اُسپر آکے بیٹھی بچہ ہاے خوک ذبح کیے خون سے چوکا دیا کچھ روئی کے
گالے نکالے کچھ ماش کے دانے نکالے بہت سا اسباب سحر نکال کے رکھا سحر کرنا شروع کیا کبھی گولہ طرف آسمان کے
پھینکتی ہی کبھی کھڑی ہوتی ہی کبھی بیٹھتی ہی پکار پکار کے یہی کہتی ہی ای سحر سامری و جمشید اپنی تاثیر دکھانا خالی
پلٹ کے نہ آنا یہ کہکے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا برق چمکی کچھ ابر آیا کچھ پانی برسا کچھ شعلے گرے آگ پانی کی مینہانی مگر
اہلیان لشکر عقاب ابر سوار ساٹھ لاکھ کا لشکر ہی ایک طرف دس لاکھ جادوگر اُترے ہین افسران سب کا
سیران جادو کرسی بچھائے بیٹھا ہی پہر رات آچکی ہی دو ساحر دوڑے ہوے آئے کہا حضور یہ جو سامنے صحرا ہی
دس جادوگر واسطے رفع حاجت کے گئے تھے ابھی ایک شیر نکلا دسون کو کھا گیا سیران جادو نے بڑا افسوس کیا
کہا یارو خبردار جب تک سو پچاس اکٹھا نہو نا اب اُس جنگل مین نہ جانا کل صبح کو مین خود جاؤنگا سحر سے اُس
شیر کے کان پکڑکے لے آؤنگا اپنا مرکب اُسکو قرار دونگا کہ ایک پلٹن مین ہلڑ ہوا سیران جادو نے پوچھا خیر تو ہی
ایک ساحر دوڑا ہوا آیا کہا حضور بڑا غضب ہوا سانپ نے کمیدان صاحب کو کاٹا پڑے تڑپ رہے ہین اب
یہ سُنکے سیران جادو دوڑا آگے دیکھا کمیدان پڑے تڑپتے ہین مگر ایک کالا سانپ اُنکے چڈھے مین لپٹا ہی ایک
ساحر نے کہا کہ حضور جس سانپ نے کاٹا وہ بیٹھا زبان نکال رہا ہی سیران نے کہا ارے اسکو مار لو ایک نے
دوڑکر اُسپر لاٹھی ماری سانپ نے اپنے کو بچایا جست کرکے انکی پیشانی پر کاٹا وہ ہاے کہکر گرا سر پھٹ گیا ایڑیان
رگڑین کام تمام ہوا دوسرے ساحر نے تلوار کا ہاتھ مارا سانپ کا پھن کٹا اُس پھن نے جست کی تلوار مارنیوالے
کے گلوگاہ مین لپٹ گیا وہ بھی تڑپ کے گرا جسم جو مار سیاہ کا تڑپا جس پر اُسکے خون کی چھینٹ پڑی پانی ہوکر
بہ گیا پچاس جادوگر اُس ساحر کی وجہ سے مرے سیران جادو آنکھون مین آنسو بھرے ہوے اس پلٹن سے
نکلا ہی کہ رسالے سے رونے کی آواز آئی اُسنے پوچھا ارے یارو کیا معرکہ ہی ایک ساحر دوڑا ہوا گیا وہان سے
بدحواس آیا عرض کی حضور عجب سانحہ گذرا میان تھلیل خود سر جو رسالہ دار ہین ایک رنڈی پر عاشق ہوکے
رنڈی کو نوکر رکھ لیا تھا وہ ایک غلام ترکی سے پھنس گئی رسالہ دار صاحب نے جھلاکے غلام ترکی کو مار ڈالا وہ
غلام ترکی اک سوار کا غلام تھا اُس سوار نے آکے رسالہ دار کو مارا رسالہ دار کے عزیزون نے اُس سوار
کو مارا سوار کے عزیزون سے تلوار چلی دو سو جادوگر مارے گئے رسالے مین تہلکہ ہی اسوقت تو غدر ہوگیا
جسنے جسکو جہان دیکھا مار ڈالا اب بھی یہی آفت ہی سیران جادو یہ سنکر دوڑا ہوا آیا دیکھا سارے رسالے مین
تلوار چل رہی ہی سیران ہان ہان کرکے دوڑا دس لاکھ فوج کا افسر ہی ایک سوار نے بڑھکے کہا کہ میان سیران
آپ دخل نہ دیجیے لڑائی اور طرح کی ہی آپ دخل دینگے تو پچھتائینگے سیران نے اُسکو ڈانٹا اُسنے بڑھکر ہاتھ تلوار کا
مارا سیران کا سر زخمی ہوا سامنے پلٹن اُتری ہوئی تھی ہلڑ ہوا کہ افسر اعلی زخمی ہوا پلٹن والون نے سوارونکو تہ
تیغ کیا دوسرے رسالے مین خبر پہونچی کہ پیدلون نے سوارونکو مارا دو رسالے پلٹن پر آپڑے خوب آپس مین
لڑے ناگاہ خبر پہونچی کہ سوار پیادونکو قتل کر رہے ہین ہر چند سیران ہان ہان کرتا ہی ایک سپاہی نے دوڑکر
ہاتھ مارا میان سیران کا سر اُڑ گیا اب تو دس لاکھ مین بلوہ ہوا تلوار نیزہ تیر گولہ ترنج نارنج جو جسکو ممکن ہوا
چلنے لگا حیرت جادوگر کو تو اسکا خیال تھا یہ تو اپنے بارگاہ مین ہی عقاب خاصہ نوش کرکے اپنی بارگاہ مین
چلا ہی کہ خادمون نے بڑھکر عرض کی حضور دس لاکھ ساحرون مین بلوہ ہی صبح تک سب مر کر پڑ جائینگے سحر چل رہا ہی

کہ زمین کانپ رہی ہی تلوار ایسی چلی کہ خون کے دریا بہ گئے سب کیفیت خدمتگار نے عرض کی عقاب پلٹ پڑا اور
گھوڑے پر سوار ہوکے آگے جو دیکھا دس لاکھ ساحرون مین تلوار اور سحر چل رہا ہی لاکھون مارے گئے اور
جان بچاکے نکل گئے خیمے بارگاہین خالی پڑی ہین اہالیان لشکر و بازار خوف جان سے دوکانین کھلی ہوئی چھوڑ
کے بھاگ گئے دیہات والون نے دوکانداروں کو روک لیا وہ سب لٹ کے آئے دُہائی دے رہے ہین ہر طرف
صدا ہی کہ لٹ گئے عقاب ابر سوار لاکھ چخا لاکھ پیٹا کہ یارو یہ کیا غضب کرتے ہو آپسمین لڑکے مرتے ہو
کیا میرے لشکر کو بدنام کروگے ارے کئی لاکھ کا تعفیت ہو چکا کوئی جواب بھی نہین دیتا بعض گولے ترنج نارنج
لیکر طرف عقاب کے پلٹے گھوڑے کو چمکاکے بھگایا ایک مقام پر جو آگے پہونچا وہان بھی بیس ہزار آدمی سوار
اور پیدل اترے تھے رسالہ دار نے آج جلسہ کیا تھا سب افسرونکو خبر دی کہ ہمارے یہان آج جلسہ ہی سب
آکے جمع ہوے ایک نازنین گلنار پوش ناچنے کو کھڑی ہوئی گاتی جاتی ہی اور بتا بھی رہی ہی افسر بیٹھے بیٹھے بگڑے
شوم جادو کہ جسنے جلسہ کیا تھا اُس سے کہا یہ کیسا جلسہ ہی کہ یہ کسبی تمھاری طرف بتاتی ہی ہمارے طرف نہین
بتاتی ہی ہم اس کسبی کو سزا دینگے کمیدان نے کہا ہماری آشنا ہی دونون طرف سے افسر اُٹھے تلوار چلنے لگی فوج مین
خبر پہونچی اہالیان پلٹن نے سنا کہ ہمارے کمیدان کو رسالہ دار نے مارا رسالے پر جا پڑے بیس ہزار مین تلوار
چلنے لگی عقاب ابر سوار جدھر جاتا ہی کہین جلسے مین فتور ہوا تلوار چلی کہین حسن پرست جمع تھے کسی کسبی پر
نگاہ ڈالی اسکا باپ بگڑا غرض سب جمع ہوگئے حسن پرست کو مارا حسن پرست کے عزیز آئے وہ اسپر جا پڑے
عقاب جادو یہ بلوہ دیکھکے گھبرا گیا اسی پریشانی مین قریب بارگاہ حیرت جادو کے آیا حیرت کو بھی
کنیزون نے خبر دی کہ آج لشکر مین ہنگامہ ہی دس پانچ لاکھ مر کے گر چکے ہین حیرت جادو گھبرا کے باہر نکل آئی
وقت وہ ہی کہ جلاد فلک چہارم تیغہ مہر ہاتھ مین فوج ثوابت و سیارگان کو بھگاکے پلٹا سلطان انجم سپاہ
قلعہ مغرب مین جاکے محصور ہوا جلاد فلک تیغہ مہر حمائل کیے ہوے فلک نیلی پر جلوہ فرما ہوا حیرت جادو نے
دیکھا عقاب چلا آتا ہی مگر رنگ رو اُڑا ہوا حیرت کو دیکھکر کہا ملکہ عالم بڑا غضب ہوا بیس لاکھ جادوگران
مین وہ انقلاب ہی کہ کیا بیان کرون وہین سب کی بیان کین کہا کہ جابجا تلوار چل رہی ہی پانچ چھ لاکھ کے
قریب جادوگر خدمت سامری مین پہونچے اور جنگ نہین موقوف ہوتی ہین سب جگہ گھوڑا اُٹھا کے گیا
للکارا ڈانٹا خفا بھی ہوا کوئی میری نہین سنتا مین نہایت پریشان ہون مجھے خیال ہی کہ ایسا نہو سارے
لشکر مین ہنگامہ ہو جائے اور بلوہ دمبدم بڑھتا جاتا ہی حیرت جادو کے منہ سے نکلا ای عقاب جادو
مین کہ نہین سکتی صاف ظاہر ہوتا ہی رات بھر مین بیس لاکھ مین بلوہ ہونا خالی از عجائب و غرائب نہین ہے
معلوم ہوتا ہی گلرنگ نے جاکے کوئی شعبدہ کیا حقیقت مین اسنے آنکھین افراسیاب جادو کی دیکھی ہین
چار پہر مین بیس لاکھ مین بلوہ ہوا عقاب نے کہا بلوہ شب سے ہوا حیرت جادو نے منہ پیٹ لیا کہا کہ ای
عقاب تو اس کو کیا سمجھتا ہی ساحران ہوشربا نیرنگ اور شعبدے مین یکتا تھے سحر کرنے والے نے وہ
تدبیر کی کہ جسکا یہ ظہور ہی ایک خدمتگار سامنے کھڑا تھا اسنے دست بستہ عرض کی اگر ارشاد ہو تو مین جاکے
خبر لاؤن حیرت نے جو بنگاہ غور دیکھا آنکھون سے پہچانا کہ چالاک بن عمرو ہی مسکرا کے کہا اچھا جاؤ خبر لیکر
پلٹ آنا اگر کوئی ساحرہ سحر کرتی ہو تو ہاتھ نہ لگانا خدمتگار نے کہا یہ تو غلام سے نہوگا کہ غلام کو معلوم ہو کہ
ہمارے لشکر کی بربادی کی درپے ہی اور ہم اسکی گردن نہ لین حیرت نے کہا ارے کمبخت خالی شعبدے نے

تو یہ رنگ دکھایا میرے نزدیک موجہ نے یہ دل لگی کی ہی کہ یاسمین تو یہ رنگ ہی اگر گلرنگ بگڑ جائیگی تو کیا ہوگا خدمتگار
نے کہا جو عقل مین آئیگا وہ کیا جائیگا ان باتون مین خدمتگار نے حیرت کا ہاتھ بھی پکڑ لیا عقاب ابرسوار
گھوڑے سے اترا ہوا کہ رہا ہی ملکہ مین خود جاؤن خدمتگار کو ملکہ نے بائین ہاتھ سے طمانچہ مارا اور کہا الگ سے
بات نہین کرتا خدمتگار طمانچہ کھاکے بھاگا مگر بہت خوش یہ چالاک بن عمرو تھا کھارے آگے دو گلابیان شراب
کی ایک دونے مین کباب گرماگرم کچھ تھوڑا سا میوہ لیکر لشکر سے نکلا چہار جانب نگاہ اٹھاکر دیکھنے لگا دیکھا صبح کا
وقت قریب ہی ہوائے سرد چل رہی ہی طائر جابجا زمزمہ سرائی کر رہے ہین طاؤسان زرین بال رقصان قدرت
باغبان قضا و قدر کا سامان سب طرف رعنائی زیبائی مگر ایک پہاڑ کیطرف سے ہوائے گرم آتی ہی اسطرف کوئی
طائر بھی نہین جاتا خیال مین گذرا کہ اے چالاک جو کچھ ہی اسی طرف ہی اسطرف کوئی طائر بھی نہین جاتا رنگ و
روغن عیاری کا نکالکر ایک کنیز حسین کی صورت بنا ر وار دی کرکے چلا صحرا مین آکے ایک نخل پر چڑھا دیکھا
پہاڑ پر ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہی کبھی سر ہلاتی ہی کبھی ہاتھ چمکاتی ہی کبھی آگ برساتی ہی کبھی برقین گرتی ہین
اُسی پہاڑ پر ٹہل رہی ہی چالاک نے جو یہ معرکہ دیکھا نخل سے اترکے اُسی پہاڑ کی طرف چلا حیرت نے عقاب سے
کہا بس اب باطمینان اپنی بارگاہ مین جاکے بیٹھو یہ جو خدمتگار طمانچہ کھاکے گیا ہی بڑا تیز اور طرار معلوم ہوتا ہی یہ ضرور
جاکے کچھ کام کریگا عقاب ابرسوار اپنی بارگاہ مین آکے بیٹھا مگر منتشر حیرت جادو زیر سائبان زربفتی آکے
بیٹھی کرسی بچھی ہی گرد کنیزان ماہرو مگر گلرنگ جادو کا حال سنیے کہ یہ اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہوئی ہی دس کنیزین
واسطے خبر کے مقرر کی ہین وہ رات سے خبر پہونچا رہی ہین پہلے ایک شیر صحرائی نے دس ساحر مار ڈالے پھر مار
سیاہ نے پچاس آدمی مارے صبح کو کنیز نے آکے خبر دی کہ بیس لاکھ ساحرون مین ہنگامہ ہی اور جہان معرکہ پڑا
کسی وجہ سے ہوا گلرنگ جادو نے کہا صاحبو ایک میری لونڈی کے سحر کا تماشا دیکھا کیا خوب سحر کیا ہی اب
مین اسکو مصاحبون مین درج کرونگی جلد جاکے خبر لاؤ دیکھو بی حیرت جادو و عقاب ابرسوار کیا کرتے
ہین ایک نے آکے خبر دی کہ رات کو میان عقاب ابرسوار گئے تھے لات کھاکے بیٹھے آگئے ایک نے نہین سنی اچھا جاکے
اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہین انتہا کے منتشر ہین اسنے کہا تم جاؤ دیکھو بی حیرت جادو کیا کرتی ہین کنیزین خبر کو روانہ ہوئین
چالاک نے نخل سے اترکے اُس پہاڑ پر چڑھنا شروع کیا پکارکے آواز دی بی بی کیا کر رہی ہو واہ واہ کیا
کارنمایان کیا ہی تمھارا نام وزیرون مین لکھا گیا ملکہ تعریفین کر رہی ہین آج تو دربار مین تمھارے نام کا ہلڑ
ہی موجہ جادو نے جو یہ آواز سنی پلٹ کے دیکھا ایک کنیز نہایت حسین گلابیان شراب کی مثل دل پہلو مین
چھپائے ہوئے دونا کباب کا لٹکا اپنے ہاتھ مین ہنستی ہوئی آتی ہی ہنسی کے مارے لوٹی جاتی ہی موجہ جادو نے
کہا اے بوا کیا ہنسین کنیز کا ہنسنا نہین موقوف ہوتا موجہ جادو نے جھلاکے جواب دیا ارے مین نام تیرا
بھول گئی کنیز نے کہا یا ہمارے ساتھ کام کرتی تھین اب آپکو عہدہ وزارت ملا کاہیکو ہمسے ملیگا آپ تو بھول
جائیے گا ترکاری بنانے والی سر تراش جادو موجہ جادو نے کہا تمھین کیونکر آنیکا حکم ملا کہا ملکہ نے اپنے پینے
کی شراب بھیجی ہی میوہ عنایت فرمایا ہی ابھی خبر گذری ہی کہ میان عقاب نہایت پریشان اپنے خیمے مین بیٹھے ہین چھ سات
لاکھ جادوگر بھی مرکے گر چکے ہین بیس لاکھ ساحرون مین ہنگامہ ہی موجہ جادو نے کہا اری سر تراش جادو آج
تمام دن سارا لشکر اسی آفت مین مبتلا ہوگا بھائی کو بھائی قتل کرے تو سہی باپ کو بیٹا مارے تب سحر جانو میرا
تو جی چاہتا ہی کہ ایک شعبدہ کرون بی حیرت جادو کا طلب اکٹ جائے عقاب پر جا پڑین کنیز نے کہا نہین واری

نگ کا بھی پاس ضرور ہی اگر حیرت جادو و عقاب ابرسوار آپس مین لڑے تو بڑی خرابی ہوگی حال بھی کھل جائیگا
ملکہ حیرت پر وہ دباؤ ڈالیگا ایسا نہو کچھ انکے لیے باعث خرابی ہو آیندہ تمکو اختیار ہی لو ایک جام تو پیو کباب
گرما گرم مین بازار سے خرید کے لتی آئی ہون ٹھنڈے ہو جائینگے دانے انگور کے نوش فرمایئے رات بھر گذری بڑی
مشقت کی یہ کہکر جام لبریز کیا گنگنا کے ایک تان ماری موجہ جادو پھڑک گئی کہا سر تراش تو تو خوب گاتی ہی کنیز نے
کہا حضور جام تو نوش فرمائین بے راضی کیے آپکو نہ جاؤنگی یہ کہکر جام ہاتھ مین دیا کنیز نے دو تین شعر مضمون شراب
کے گائے موجہ جادو جوش مین شراب پی گئی اب تو کنیز نے مسخراپن کرنا شروع کیا انگور بھی کھلائے کباب بھی کھلا
کہتی جاتی ہی بی بی منھ بدمزہ ہوگا ایک کباب اور کھالو سب کباب کھلا دیے موجہ جادو گھبرا گئی کہنے لگی ہی سر تراش
کیا نشہ ہوا کنیز نے کہا ذرا آنکھ ٹیلیے موجہ جادو گھبرا کے اٹھی بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی چالاک نے سر کاٹ لیا سر
کٹنا موجہ جادو کا کہ اندھیرا چھا گیا کنیزین جو خبر لینے آئین انھون نے یک بیک دیکھا کہ ایک دنا ٹا ہوا وہ ساحر سب
جو لڑ رہے تھے تلوارین نیام انتقام مین کرکے رک گئے اسباب سحر جھولی مین رکھنے لگے ایک سے ایک کہتا ہی بھائی ہم تم
ایک ہی بادشاہ کے ملازم ہین لڑائی کیسی چھ لاکھ جادوگر کا کھیت ہوا یا تو لڑ رہے تھے یا آپس مین مل گئے جو مرے تھے
انکے واسطے افسوس کرنے لگے سب جمع ہوکے عقاب ابرسوار کے پاس آئے عقاب ابرسوار نے کہا کیون یارو یہ
کیا کیا کہا حضور سرکار کے خطاوار ہین بیوجہ آپس مین لڑے ناحق کو معرکے پڑے اخبار نویس نے پرچہ دیا کہ چھ لاکھ
جادوگر مارے گئے سیران جادو سب کا افسر مارا گیا عقاب ابرسوار حیران کہ یہ کیا معرکہ تھا یا تو یہ جنگ یا
ایسے سیدھے ہوے کہ ہاتھ جوڑتے ہین حیرت جادو کنیزون سے کہ رہی ہی کہ صاحبو اُس خدمتگار نے جاکے کار نمایان
کیا جو کنیزین گلرنگ کی واسطے خبر کے آئی تھین انھون نے یہ معاملہ دیکھا یہ خبر لیکے بھاگین سامنے گلرنگ جادو
کے آکے پہونچین کہا حضور عجب طرح کا معرکہ ہوا یا تو لشکر مین عقاب کے ہنگامہ تھا و بیدم لڑ رہے تھے یا یکایک
سب اصلاح پر آگئے ایک سے ایک ملنے لگا اپنے کشتون کے لاشون پر روئے افسر اعلی سے عذر کیا گلرنگ جادو
گھبرا گئی کہا موجہ جادو پر کوئی افتاد پڑی جلد جاکے خبر لاؤ کنیزین دوڑین پہاڑ پر جاکے دیکھا موجہ جادو کو
کہ مری پڑی ہی سر کوئی کاٹ کے لے گیا لاشہ بے سر پڑا ہی دو گلابیان شراب کی ایک دونا کباب کا لاشہ موجہ جادو
کا تڑپ رہا ہی جس سے ثابت ہوتا ہی کہ ابھی کوئی سر کاٹ کے لے گیا ہی لاشہ اٹھا کے موجہ جادو کا سامنے گلرنگ
کے لائین گلرنگ نے لاشے کو دیکھ کے نہایت غصہ کیا کہا جلد جاکے دریافت کرو کہ کسنے میری کنیز کو مارا کنیز نہین
میری قوت بازو تھی چند کنیزین واسطے خبر کے روانہ ہوئین گلرنگ نے یہ بھی کہدیا ہی کہ یہ ضرور دریافت کرنا کہ سر
اسکا کہان ہی یہان چالاک نے سر موجہ جادو کا سامنے ملکہ حیرت جادو کے ڈال دیا اب تو بخوف عقاب
کنارے ہوا حیرت جادو نے کنیزونکو دکھایا حکم دیا میان عقاب کو بلالو عقاب بھی آکے بیٹھا کہا لو ای عقاب
فساد برپا ہو گیا گلرنگ کسقدر بگڑی تھی اب تو اسکی کنیز قتل ہوئی سر موجہ جادو کا سامنے پڑا ہوا ہی عقاب اور
حیرت باتین کر رہے ہین تمام افسران فوج جمع ہین کچھ کرسیون پر بیٹھے ہین کچھ کھڑے ہین ہر ایک کہ رہا ہی خداوند
اس ظالم نے بڑی قیامت برپا کی چھ لاکھ جادوگر مارا گیا عجب عجب طرح کے فساد برپا ہوے چند کو شیر صحرائی نے
مارا پچاس آدمی بوجہ مار سیاہ ہلاک ہوے پھر تو جا بجا بلوے تھے ہر محفل مین فساد اٹھا عقاب نے کہا جتنی سحر
یہی تھی کہ مین نے رات کو کسقدر کد و کاوش کی جون جون منع کرتا تھا کسی نے جواب تک نہ دیا افسران فوج عرض
کر رہے ہین کہ حضور یہی دل مین تھا کہ جو بولے اُس سے لڑین بھائی نے بھائی کو باپ نے بیٹے کو مٹایا ملکہ گلرنگ سے

جاکے کنیزون نے سب کیفیت بیان کی اور کہا اسر موجہ جادو کا سامنے حیرت و عقاب ابرسوار کے پڑا ہی اور
یہی باتین ہو رہی ہین یہ سنکے ملکہ گلرنگ جادو غصے مین اٹھی کہا واہ واہ میری کنیز کا سر اور یون پڑا ہو یہ کہکے
اٹھی مگر بڑے غصے مین حیرت و عقاب بیٹھے ہوئے ہین کہ لشکر مین ہڑ ہوا کنیزون نے بڑھکے عرض کی گلرنگ
بڑے غصے مین آئی ہی اور یہ قول ہی کہ میان عقاب ابرسوار کی اب شامت آئی ہی کیا اب لشکر کو زندہ جانے دونگی
دیکھون یہ لشکر اب کیونکر جاتا ہی یہ ذکر تھا کہ دیکھا سامنے سے گلرنگ جادو بال کھلے ہوئے کمر تک لٹکتے ہوئے
لہنگا زمین مین لتھڑتا ہوا پاؤن پاؤن کرتی ہوئی چلی آتی ہی جیسے ہی عقاب سے آنکھ ملی آواز دی کیون او بیحیا
تونے میری کنیز کو قتل کیا پایا اسکا مزہ تجھکو چکھاؤنگی اور حیرت جادو کو پھر جھک کے سلام کیا کہا حضور یہ آپکی فرصت
سے فساد برپا ہوا اب بھی کچھ نہین گیا ہی میرے ساتھ چلیے جو جو وعدے میان عقاب نے کیے ہین وہ انسے نہ ہوسکینگے
لونڈی بجا لائیگی آخر بے ادبی تھی ہوئی میری کنیز کا قتل ہو جانا بالا بالا نہ جائیگا یہ خون رنگ لائیگا حیرت نے
کہا ای گلرنگ تو کیون فساد برپا کرتی ہی خیال کر تو نے چھ لاکھ آدمی قتل کرا ڈالے اگر یہ کنیز نہ قتل ہوتی تو سارا
لشکر قتل ہو جاتا گلرنگ جادو نے جواب دیا اگر آپ صلح چاہتی ہین تو قاتل کو موجہ جادو کے میرے حوالے
فرمایئے مین جاکے اسکی بوٹیان کاٹ کے کھاؤن کباب لگاؤن تا میرے دل کو قرار ہو عقاب نے چپکے سے ملکہ
حیرت جادو کے کان مین کہا ای ملکہ وہ خدمتگار کہان ہی حوالے کر دو کہ جھگڑا پاک ہو ایک آدمی کی وجہ سے
لاکھون کی جان بچتی ہی حیرت نے کہا وہ ایک خدمتگار تھا نہین معلوم کسطرف گیا اور اگر ہوتا بھی تو ممکن ہی
اسکو حوالے کر دین حیرت نے کہا ہمین نہین معلوم کس نے مارا گلرنگ جادو نے کہا بہت خوب آپکو فساد ہی
منظور ہی بہت مناسب ہی کیا کہون آپکا مجھکو بہت پاس ہی نہین تو ابھی سب لشکر کو تباہ کر دیتی حیرت جادو
نے اپنے سر کو جھکا لیا گلرنگ جادو نے سر موجہ جادو کا اٹھایا جسطرح آئی تھی اسی طرح پلٹ کے چلی گئی حیرت
نے کہا ای عقاب ابرسوار دیکھا تو نے کس ساعت سے تم اپنے ملک سے نکلے کہ راہ مین یہ بلال اٹھائے ہم
سمجھے تھے کہ ان راستون سے فراغت ہوئی اب سیدھے ہوشربا پہونچینگے مگر اب خداوند سامری و جمشید نے
یہ تقدیر کی ای عقاب ابرسوار تدبیر کرو گلرنگ جادو واپس جاکے فساد برپا کریگی دیکھا تمنے کس زور و شور سے
آئی اگر کوئی روکتا وہ ابھی آمادہ حرب و پیکار تھی سحر بر اپنے اسکو بڑا غرہ ہی اور غرہ بالکل اس بات پر ہی کہ اپنے
آنکھین شہنشاہ کی دیکھی ہین عقاب نے کہا مین کیا تدبیر کرون میری صلاح تو یہ ہی کہ جو کچھ کل گذرا وہ تو گذرا
تمام لشکر کا ستھراؤ ہوا کیا کیا افسر مارے گئے چلو کوچ کرکے نکل چلین ملکہ حیرت جادو نے بھی کہا کہ بہتر ہی عقاب
نے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو فرمانا ہوئی لشکر فوراً آراستہ ہوا ملکہ حیرت تخت پر سوار ہوئین عقاب مرکب پرند پر لشکر
کو پشت پر لیا طرف منزل کے روانہ ہوئے عقاب کا یہی حکم ہی جسقدر جلدی ہو سکے نکل چلو مگر لشکر گران بہیر و
بنگاہ خیمے بارگاہین لدے ہوئے کیونکر جلدی چلین سامان ماہی و مراتب چار کوس کے قریب لشکر نکلا تھا کہ صحرائے
سبزہ زار ملا ملازمون نے بڑھکے عرض کی اگر حکم ہو اسی مقام پر اتر پڑین مقام معقول ہی عقاب نے کہا کیسا معقول
اور نامعقول جہانتک ہو سکے نکل چلو یہ تو وارد ی کرتے ہوئے جاتے ہین مگر اب سنیے کہ گلرنگ جادو سر جو
کنیز کا لیکر آئی ارتھی بناکے اسکو جلایا ایک کنیز سے کہا جاکے خبر تو لا دو کہ لشکر مین عقاب ابرسوار کے کیا رنگ ہی
کنیز گئی اور دوڑی ہوئی تھوڑی دیر مین آئی عرض کی حضور لشکر عقاب کا کوچ کرکے چلا گیا یہ سنکے بڑھیا مثل ابر کے
گڑگڑائی کہا واہ یہ بھڑوا بھاگ کے نکل جائیگا یہ کہکے سر ہلاتی ہوئی مجمع ساحران سے نکلی ایک چیخ ماری کہ زمین تھرائی

پہلو سے ایک طائر ہفت رنگ پیدا ہوا گلرنگ جادو نے دیکھکر آواز دی ای طائر سامری جلد بیان سے جا جتنا راستہ طی کیا ہو بس اُسی قدر آگے واسطے کافی ہی طائر اُڑکر چلا لشکر عقاب ابرسوار جاتا ہی یہی چاہتا ہی عقاب کہ جسطرح ہو سکے نکل چلیے کہ اک ہوائے سرد چلی کچھ طائرون نے زمزمہ سرائی کی عقاب ابرسوار نے دیکھا کہ ایک طائر ہفت رنگ آسمان پر آکے لہرایا طائر نے اک چیخ ماری اک ابر آسمان پر آیا تھوڑی دیر مین دفع ہو گیا عقاب نے دیکھا جس راہ پر جاتے تھے ایک پہاڑ آگے حائل ہوا جہانتک نگاہ کام کرتی ہی پہاڑ ہی پہاڑ معلوم ہوتا ہی اہالیان لشکر نے بڑھکے عرض کی ای شہنشاہ اسطرف راستہ نہین یہ کوہ فلک شکوہ حائل ہی درے سب پہاڑ کے بند ہین کدھر سے راستہ چلین عقاب نے گھبراکے کہا اسی مقام پر اُترپڑو سب لشکر اُتر پڑا بارگاہ عقاب کی استادہ ہوئی جب ملکہ حیرت جادو تخت سے اُتری عقاب ابرسوار نے کہا ای ملکہ عالم یہ راستہ بالکل پاک و صاف تھا مگر یہ پہاڑ کہان سے آیا حیرت نے کہا ای عقاب ایسے ایسے ہزارون جھگڑے ہونگے فساد گلرنگ کا خالی از علت نہین ہی عقاب نے کہا ای ملکۂ عالم پھر مین کیا کرون ملکہ نے کہا تمھاری خاطر سے مین نہ گئی ورنہ مین اُسکے ہمراہ چلی جاتی عقاب ابرسوار رونے لگا کہا ای ملکۂ عالم مین تو غلام ہون مین نے تو آپ کے واسطے گھر بار اپنا چھوڑا سلطنت سے منھ موڑا عزیز و اقارب چھوٹے اگر آپکا ساتھ چھوٹ جائیگا تو مر جاؤنگا ہر وقت یہی خیال رہتا ہی کہ

ما نہ پڑے خلل کہین آپ کے خواب ناز مین
خون دل اپنا تھا مگر گونہ رخ طراز مین
خسرو عیش وصل یار جا لگی اور رکو ہلین
نغمۂ صور کا اثر نغمہ نے نواز مین
پردہ نشین کے عشق مین پردہ دری نہین
بیٹھے اُٹھے ہین مومن اب گر رہے شب نیاز مین

ہم نہین چاہتے کمی اپنی شب دراز مین
کیونکر نہ آج رات تک جاگے وہ جسکا دھیان ہو
اپنا جگر تو خون ہوا عشق کے امتیاز مین
اُنسے اب التفات کی غیر کو ہین شکایتین
ہوتی ہین بیجا بیان جان نہفتہ راز مین

اور ہی رنگ آج ہی عارض گلعذار کا
آ ہوے بیخواب مین نرگس سحر باز مین
بس تری بزم سوز مین ہین یہ دیا تین کہ ہی
سنکے مرا مبالغہ منت احتراز مین
یاد بتان مین لاکھ بار فرط قلق سے ہم بھی تھے

یہ شعر عقاب ابرسوار نے پڑھے منتین کرنے لگا کہا ای ملکہ عالم کسی کام کا نہ رہونگا مین نے گھربار اسی واسطے ترک کیا اگر آپکا فراق ہو گا مر جاؤنگا حیرت نے کہا نہ گھبراؤ جو کہا ہی وہی ہوگا مگر ای عقاب مین کیا کہون ایسے معرکے بڑے عیارون نے وہ وہ قیامت برپا کی ہی کہ اب کوئی معرکہ ذہن مین نہین آتا وہ عیاریان نہین تھین کراماتین تھین ضنعت کا مارا جانا عمرو ہی کا کام تھا کہ صنعت کو مارا عمرو ہی کا یہ کام تھا کہ وہانتک پہونچا کسی کی مجال نہ تھی کہ وہانتک پہونچے مگر عمرو ہی کا کلیجہ تھا لاکھون روپیکا سامان تیار کرکے لشکر گران لیکر آیا وہ ملاحظہ صنعت کو مارا اور کیا کیا کیفیتین بیان کرون جو جو حرکات اُس ظالم سے سرزد ہوے وہ لائق بیان نہین ہین عقاب اس فکر مین ہی ملکہ گلرنگ طائر کو بھیجکر طرف کنیزون کے پلٹی کہا کہ صاحبو سنا تمنے عقاب یہان سے بھاگا راستے مین روک دیا گیا تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ جاکے لشکر کو تباہ کرے اور عقاب ابرسوار کو پکڑ لائے یا ما بدولت خود تکلیف فرماوین سیماب جادو بیتاب ہوکے اُٹھا کہا ای ملکہ عالم غلام جاکے لشکر کو تباہ کریگا اور عقاب کو بھی پکڑ لائیگا گلرنگ جادو نے دیکھکر کہا روانہ باش سیماب جادو چلا ہر چند ساتھ والون سے پوچھا کیا ترکیب کروگے مگر اسنے کچھ نہ کہا اور روانہ ہوا جب ایک دو دوستون نے زیادہ کہا تو یہ بھی کہ گیا کہ موجب جادو کے قتل ہونے سے ایسا خائف ہون کہ خیال آتا ہی دیوار و در ہم گوش دارد یارو مجھسے یہ نہ پوچھو جو کچھ ہوگا وہ ظاہر ہو جائیگا اس ترکیب سے میان عقاب کو لاؤن کہ اُنکے فرشتوں کو خبر نہو لشکر کو یون تباہ کرون کہ نشان نہ باقی رہے کئی جادوگرون نے یہ بھی کہا کہ ہم بھی ساتھ چلین اس مغرور نے

کہا کسی کی ضرورت نہین ہی مین خود سمجھ لونگا گلرنگ جادو نے کہا ای سیماب مین تیرا خیال بھی رکھونگی یہ کہکر گلرنگ نے
ایک دستک دی ایک جوان سیہ فام حاضر حاضر کہتا ہوا گوشۂ بارگاہ سے سامنے آیا تب گلرنگ نے کہا ای موہوم
سیماب کا خیال رکھنا اچھا کہکے وہ جوان غائب ہوا سیماب روانہ ہوگیا قریب لشکر عقاب کے پہونچکر سوچا کہ
یہ تو دریافت کرلون کہ عقاب ابرسوار کس خیمے مین رہتا ہی صورت بدلکر لشکر مین پہونچا ٹہلتا ہوا ایک ایک سے
پوچھتا ہی کہ عقاب ابرسوار کس خیمے مین رہتے ہین کوئی جواب نہین دیتا بعض کہتے ہین کہ یہ کون حماقت زدہ ہی کہ
ہمارے بادشاہ کا نام لیتا ہی اسوجہ سے کوئی نہین بتلاتا ہی بازار بزازان مین آکر کھڑا ہوا اُدھر سے ٹہلتے ہوے میان
چالاک تشریف لائے ہین خدمتگار بنے ہوے گولے دار پگڑی زیب سر چینی ہوئی چپکن زیب جسم بھاری جوتا پشروع کا
پائجامہ دوکانداروں سے صاحب سلامت کرتے ہوے ایک دوکاندار نے کہا میان خدمتگار صاحب آج ایک شخص
پوچھتا پھرتا ہی کہ عقاب کہان رہتے ہین چالاک نے کہا کہان ہی دوکاندار نے کہا وہ سامنے کھڑا ہی چالاک یہ
جانتا تھا کہ قیامت برپا ہوگی قریب آکے سلام کیا پوچھا آپ کہان سے آتے ہین سیماب نے کہا میان خدمتگار صاحب
آپ کسکے نوکر ہین چالاک نے کہا مین خاص ملازم عقاب ابرسوار کا ہون آپ اپنا مطلب کہیے کیا بیکار ہو نوکری
اُنکی کروگے ابھی ایک خدمتگار پر خفگی ہوئی چھڑا دیا گیا وہ اسم خالی ہی مین چلکے آپکا نام لکھوا دون مگر ضمانت
دینا پڑیگی شاید اس گانون مین رہتے ہو کل بھی تم گیہون لے رہے تھے چالاک نے خلق و محبت سے باتین کین کہ
سیماب خوش ہوگیا کہ اس خدمتگار کی زبانی سب حال معلوم ہو جائیگا سیماب جادو نے کہا ہان بھائی مجھکو
نوکری کرنا منظور ہی شہنشاہ کس بارگاہ مین رہتے ہین خدمتگار نے ہاتھ پکڑ لیا کہا چلو مین بتلا دون اُنکے پلنگ کے
پاس پہونچا دون وہ بڑے خلیق ہین جو کچھ کہنا ہو خود کہہ دینا سیماب کو ساتھ لے لیا باتین کرتا ہوا خدمتگار اپنے ہمراہ
لے چلا لشکر سے باہر نکل آیا سیماب نے کہا ادھر کہان چلے خدمتگار نے کہا ادھر نخلستان سے پتہ بخوبی بتلا دون تم
خود دیکھ لینا پلنگ سامنے بچھا ہی آجکل گرمی زیادہ ہی زیر نخل آرام فرماتے ہین سیماب سے باتین کرتا ہوا قریب
نخل کے آیا ایک نخل کے نیچے کھڑے ہوکے کہا وہ سامنے دیکھو چھپر کھٹ بچھا ہی خدمتگار صف باندھے کھڑے ہین
مصاحب بھی سب دست بستہ حاضر ہین ملکہ بھی تشریف لائی ہین سیماب نے کہا بھائی مجھکو نہین معلوم ہوتا چالاک
نے بائین پر منہ اُٹھاکے کہا وہ دیکھو جیسے ہی سیماب نے اُدھر منہ اُٹھایا چالاک نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے اور
کہکے وہ پلٹا چالاک نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ چالاک

بعیاری من آنم چست و چالاک
بچشم دشمن اندازم کف خاک
نہ آید باد گرد تیز گامم
خلیفہ اولم چالاک نامم

حباب مار دیا منظور ہوا سیماب کو کشتہ کرون ای چالاک
یہی آکسیری خنجر کھینچکر چلا آواز آئی او جوان کیا کرتا ہی چالاک نے پلٹ کے دیکھا ایک جوان مہیب الشکل عجیب صحرا سے
پیدا ہوا چالاک کو دیکھ بھاگا اُس جوان نے آکے سیماب کو اُٹھا لیا مگر حلقہ ہاے کمند گلے مین سیماب کے پڑے ہوے
بیہوش و مدہوش سامنے گلرنگ کے لاکے پہونچایا کہا ای ملکۂ عالم ایک شخص اسکو قتل کرتا تھا مین اُٹھا لایا گلرنگ نے
کہا اُس قتل کرنے والے کو کیون نہ لایا موہوم نے کہا اتنی جلد بھاگا کہ مین گرفتار نہ کرسکا گلرنگ نے دیکھا حلقے کمند کے
گلے مین پڑے ہین جب دو چار چھینٹے پانی کے دیے تب سیماب کی آنکھ کھلی گھبرا گیا گلرنگ نے پوچھا ای سیماب
کیا معرکہ گذرا سیماب نے کہا حضور میرے ذہن مین آیا کہ بارگاہ عقاب دریافت کرون لشکر مین گیا دو چار سے
پوچھا اُنھون نے پتہ نہ بتلایا ایک خدمتگار آیا وہ مجھکو لگا کے درختون مین لے گیا کہا وہ سامنے چھپر کھٹ عقاب
کا بچھا ہی مین اُدھر پلٹا اُسنے اِدھر حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے نہین معلوم کیا کر دیا کہ مین بیہوش ہوگیا اب مین پھر

جاتا ہون بہت ہوشیار رہونگا کسی سے بات بھی نہ کرونگا میان عقاب کو پکڑ لاؤنگا لشکر کو تباہ کرونگا گلرنگ جادو
نے کہا ای سیماب اب تأمل کرو ایسا نہو مارے جاؤ سیماب نے نہ مانا سیماب جادو تو بارگاہ سے نکلکے چلا خیال ہین یہ کہ
دن کو آگ برساؤن رات کو عقاب کو پکڑ لاؤن کسی درخت پر چڑھکے ٹھہرون مگر مہتر چالاک جب اسنے دیکھا کہ جوان
سیہ فام سیماب جادو کو اُٹھائے گیا چالاک بھی چلا کہ جاکے دریافت کرون کہ اب سیماب کیا کر رہا ہی ایک سپاہی کی
شکل بنکر وہ روانے پرایا لوگون سے پوچھا میان سیماب کیا کرتے ہین ساحرون نے کہا بی گلرنگ سے باتین کر رہے ہین
بی گلرنگ جادو منع کرتی ہین کہ نہ جاؤ سیماب جادو نہین مانتا یہانتک کہ چالاک نے دیکھا کہ سیماب
اندر سے بل کرتا ہوا نکلا یہ بھی اسکو گھمنڈ ہی کہ مین سیماب ہون مجھکو کون کشتہ کرسکتا ہی چالاک نے دیکھا کہ سیماب
جاتا ہی آگے بڑھا جو صورت منظور ہی وہ صورت بنکر وہان بیٹھ رہا سیماب یہ سوچتا ہوا آتا ہی کہ اگر پہاڑ پر ٹھہرونگا
ڈھونڈھنے والا مجھکو تلاش کریگا بس درخت پر جاکے بیٹھون وہین سے چکارون سحر کرکے آگ برساؤن کہ
خوشبو دماغ مین آئی پلٹ کے دیکھا ایک مہاجنی گلنار ساری باندھے ہوے آب روان کا دوپٹہ لچکے کی تیلی اُمین
وی ہوئی ہاتھ مین ایک برنجی تھال اُسمین عطر کی شیشیان اُنکے منھ کھلے ہوے گرم گرم موہن بھوگ پھول ہار
دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے چھم چھم چلی آتی ہی عطر کی شیشیون کا منھ جو کھلا ہوا ہی خوشبو سے سارا صحرا
مہک رہا ہی سیماب نے جو پلٹ کے دیکھا ایک مہ پارہ ماہرو خوشچشم جادو خال ہندو لب مین مسیحائی چال ڈھال
مین رعنائی زیبائی آنکھ جو آنکھ سے اُس مہ جبین نے ملادی سیماب نے ایک آہ کی بے اختیار پکار اُٹھا شعر
تیر نگاہ مست تو وائی کجا نشست ٭ بر دل نشست و خوب نشست و بجا نشست ٭ بعد اسکے بے اختیار کہنے لگا نظم

از خوے تو عالم بہ جبین شعلہ شکار است
رنگین جبین گریۂ ما آئینہ زار است
بیہوشی ما در گرو جام و سبو نیست
چون شعلہ کلہ گوشہ مرا سایۂ خار است
ای عربدہ جو خیل سیاہ تو کم از کیست

ہر دو دل سوختہ بوے ز بہار است
از آمدن و رفتن قاصد چہ کشاید
کیفیت منصور ازین بادہ خمار است
ننگ عدم ست آنکہ نہ دل مردۂ عشق ست
ہر سرو سپہ داری و ہر لالہ سوار است

پیدا ست ولے ہر طرف از شبنم اشکے
مکتوب اسیران شکن زلف غبار است
تاج زر خفتان گل ارزانی گلشن
بے نور تو آئینۂ ما سنگ فرار است

اُس نازنین نے منھ اپنا ڈھانک لیا
طرف درۂ کوہ کے چلی سیماب خود کشتہ ہوگیا کہتا ہی جمال تو اسکا کیمیا ہی معشوق یکتا ہی چال کو دیکھتا ہی کبک رفتار
عربدہ جو آنکھین رشک چشم آہو مسکراکے جو ادھر دیکھا بجلی گری کہ خرمن ہوش و حواس جلادیا تھر تھر کانپتا ہوا
آگے سد راہ ہوا کہا او جانے والی ذرا ٹھہر جا نازنین نے ہنس کے جواب دیا کیا دن دہاڑے ڈاکہ پڑتا ہی سامری
و جمشید بی گلرنگ جادو کو سلامت رکھین اُنکی عملداری ہی جاکے کہدونگی تو تنڈیان کس جائینگی ٹھہر والی کو جانیگا
جاکے ٹھہر امیری دیورانی کے دردزہ اُٹھا ہی مین شوالے مین جاتی ہون ٹھاکرجی کو بھوگ چڑھاؤنگی دیورانی
کے واسطے دعا کرونگی جٹھانی تڑپ رہی ہوگی سب محلے والیان جمع ہین ابھی تو میٹھے میٹھے درد ہوتے ہین دیا کو بجھا
کے آئی ہون تو مجھے روکتا ہی ہٹ سامنے سے اس ناز و کرشمے سے یہ کلمہ کہا کہ سیماب مرگیا کشتہ تیغ ابرو ہوگیا
ہاتھ باندھنے لگا اُس نازنین نے کہا آخر کیا کہتا ہی سیماب نے کہا مین ملکہ گلرنگ جادو کا وزیر ہون سلطنت
ساری میرے ہی اختیار مین ہی ایک لمحہ بھر اس درۂ کوہ مین ٹھہر جاؤ اُس نازنین نے کہا تو میرا کیا کریگا اگر قدرت بھی
آئے تو آنکھے بھی کہنے سے نہ ٹھہرتی مگر اب ضرور ٹھہرونگی دیکھون تو میرا کیا کرتا ہی کیا شیر ہی جو مجھے کھا جائیگا سیماب
خوشامدین کر رہا ہی وہ نازنین درۂ کوہ مین آئی زمین مین بیٹھ گئی سیماب جادو نے دولائی کمر سے کھول کے بچھادی

کہا صاحب اسپر بیٹھو وہ نازنین بیٹھ گئی کہا مطلب تو کہو تمہارا کیا مطلب ہی مجھے تمنے کیون ٹھہرایا سیماب نے کہا
ذرا سا پرشاد ملنا چاہیے بازو پر سیماب کے ایک لوہے کا پتلہ بندھا ہی نازنین نے کہا کہ سب تو خیر یہ لوہے کا پتلہ
تمہارے بازو پر کیسا بندھا ہی اسنے کہا صاحب اسکا حال نہ پوچھو کہا مین کیون نہ پوچھون مین اسکو دیکھکے
ڈرتی ہون سیماب نے کہا مجھکو یہ پتلہ ملکہ گلرنگ جادو نے دیا ہی جو کوئی مجھکو بیہوشی کھلا کے بیہوش کرے
اسی کی تاثیر سے موہوم آپ ہو جائیگا وہ شخص مجھکو قتل نہ کریگا نازنین تخال ہاتھ مین لیکر اٹھی ایک اُلٹے ہاتھ سے
طمانچہ مارا کہا مین یہان نہ بیٹھونگی مجھکو دشمن جانتا ہی تو پھر کیون بٹھایا مجھے اسکو دیکھکر ڈر معلوم ہوتا ہی مجھے تو
یہ کھا جائیگا اپنے گھر مین جا کے اسکو بازو پہ باندھنا یہ کہکے چاہا اٹھون کہ سیماب نے کہا لو مین کھولے ڈالتا ہون
بیٹھ جاؤ یہ کہکے اسنے پتلہ کھول کے الگ رکھدیا نازنین ہنس کے بیٹھ گئی کہا سن او مورکھ بس دیکھ لے بات کرلے اور
کسی بات کا ارادہ نہ کرنا آٹھ دن ہوے میری شادی کو جب سیٹھ جی ارادہ کرتے ہین مین سارا گھر سر پر اٹھا لیا
کرتی ہون سیٹھ جی ہٹ جاتے ہین ابھی تک تو مین نے ہاتھ نہین لگانے دیا اور تیری تو ناک بھی بہت بڑی ہی ڈر کے
مارے میرا دم نکلا جاتا ہی تو تو مجھکو مار ہی ڈالیگا مجھسے کیونکر ضبط ہو سکیگا پانچ برس تامل کرو سیٹھ جی کی امانت ہی
پہلے اُنسے بات ہولے پھر تجھسے بھی سمجھا جائیگا اور ابھی میرا سن کیا ہی تین اور تین اور تین تو گن کے اسکو ایک جگہ
کرلے کچھ مہینے زیادہ ہونگے ان بھولی بھولی باتون پہ سیماب مرا جاتا ہی کبھی ہاتھ باندھکے کہتا ہی جان جہان مین
تو غلام ہون کہا ارے غلام تو اپنی گھر والی کا ہوگا سیماب دیکھتا ہی سینے پر دو سنانین ہین کہ دل کے پار ہوئی
جاتی ہین یا حباب دریاے نورین یا دو گیند بلور کے یا دو ڈبیان معجون مبہی کی ہین آخر اسنے کہا کہ او کمبخت تیرے
منھ سے تو بوے بد آتی ہی میرے پاس جو یہ ادھا ہی یہ تو ٹھاکر کے لیے ہی اور کہین سے شراب لا نشے مین تجھے
اختیار ہی اگر تیرا دل چاہے تو گلے پر چھری پھیر دینا بلکہ مین بھی بیہوش ہو جاؤنگی یہ کہکے نازنین نے اپنے منھ مین
طمانچے مارے کہا ارے کیا تو ساحر ہی جب سے تجھسے آنکھ ملی میرا بھی دل لگا کرتا ہی کیا تیری آنکھ مین موہنی ہی
یا کچھ منتر پڑھ رہا ہی آگ لگے تیرے منھ کو تیری خونی چتون میری جان لینے پر آمادہ ہین اب تجھکو اختیار ہی چاہے
جان لے سر کاٹ لے ایک بوتل شراب کی تو لا اس ادھے مین سے تو نہ دونگی اسنے کہا مین پوری گلابی لا دونگا پتلہ
فولادی کھول کے الگ رکھ چکا ہی نازنین نے کہا اچھا تو منھ کھول مین چھ ہتیائی بوتل تیرے منھ مین ڈالدون
تین حصے مین سے ایک حصہ مین پیون آدھی ٹھاکر جی کے لیے رکھونگی سیماب نے بہت خوب کہکے منھ کھولا بس
نازنین نے ساری بوتل اُسکے منھ مین انڈیل دی اور سر پیٹنے لگی کہا لو صاحب غضب کیا تمنے بھاڑ سا منھ کھولدیا
اب مین ٹھاکر کو کیا دونگی سیماب جادو نے گھبرا کے کہا میرے دل مین تو آگ لگ گئی کیسی شراب تھی نازنین نے
کہا ارے ٹھاکر کے نام کی تھی ذرا اٹھ کے ٹہل سیماب جادو اُٹھکے ٹہلنے لگا بیہوشی نے طمانچہ مارا دھم سے گر پڑا
نعرہ ہوا منم مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو پتلہ فولادی اُچھلنے لگا چالاک نے پیٹ کے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک
پتلہ فولادی اُچھلتا رہگیا چالاک مار کے اسکو بھاگا گالیان سنگ باری برف باری ہونے لگی چند ملازمان گلرنگ
ادھر صحرا مین سیر کو آئے تھے اُن سب کے کان مین آواز آئی گشتی مرا نام من سیماب جادو بود یہ کہتے ہوے دوڑے
ارے یہ کیسی آواز آئی دوڑ کے قریب درہ کوہ کے آئے دیکھا لاشہ سیماب جادو کا پڑا ہی کچھ ہار پھول پڑے
ہین اُن سب نے لاشہ اسکا اٹھایا خدمت مین گلرنگ جادو کی لائے گلرنگ جادو مصاحبون سے کہ رہی ہی
ذرا خبر لشکر عقاب ابر سوار کی منگاؤ سیماب جادو نے آفت برپا کردی ہوگی ابکی مرتبہ یہ بہت جھلا کے گیا تھا اسنے

آگ برسائی ہوگی سیماب عقاب کو بے کشتہ کیے نہ چھوڑیگا مصاحبین کہہ رہی ہین اُسنے دھوکا بھی بہت بڑا کھایا ہی اب وہ
کسی دھوکے مین نہ آئیگا یہ ذکر ہو رہا تھا کہ آواز رُونیکی آئی گلرنگ نے کہا ارے یہ کیا معاملہ ہی ایک ساحر نے عرض
کی کہ چند ساحر لاشہ سیماب کا لاتے ہین اُن ساحرون نے لاشہ سیماب کا آگے ملکہ کے لاکے ڈال دیا کہا حضور ہم واسطے
سیر کے طرف صحرا کے گئے تھے وہان ہمنے درہ کوہ مین اُنکا لاشہ پایا لاشہ اُٹھا لیا مگر قاتل اس مقام پر نہین ملا اور
نہ کسی کو پایا گلرنگ بہت جھلائی بھائی سیماب کا طیفور آتشخوار بھڑک کے اُٹھا کہا حضور سیماب کا مرنا مجھے بہت
شاق ہی غلام آپکا بہت مشتاق ہی کہ یہ خدمت میرے سپرد ہو اگر عقاب کو نہ پکڑ لاؤن تو مجھکو طیفور آتشخوار
نہ کہیے گا ہاے ایسا نوجوان اور یون مارا جاے گلرنگ نے کہا ای طیفور مین نے سیماب کا بہت بڑا صدمہ اُٹھایا
اب تم کوئی دخل نہ دو مین آپ جاکے کام کرونگی طیفور آتشخوار نے کہا مین نہ مانونگا اسباب سحر آراستہ کرکے اُٹھا ملازمان
عقاب بھی اس مقام پر حاضر تھے واسطے اس خبر کے بھیجے گئے تھے وہ یہ خبر فرحت اثر لیکر بھاگے بارگاہ مین حیرت
کی عقاب بیٹھا ہی کہہ رہا ہی کہ کیون حضور کیا کرون مین نے تو کوچ کیا تھا کہ نکل کے چلا جاؤن مگر اُسنے راستہ روک دیا
جیسا فرمایئے ناحق کو کانٹون مین اُلجھا ہون ملکہ کہہ رہی ہی ای عقاب اب گلرنگ سے ضرور مقابلہ پڑیگا تم حفاظت
اپنی ضرور رکھنا کہ ہرکارے آکے حاضر ہوے عرض کی حضور سیماب جادو واسطے بربادی لشکر حضور کے آیا تھا وہ
کوہ مین مارا گیا اب طیفور آتشخوار اُسکا بھائی چلا ہی عقاب ابرسوار نے کہا کیون ملکۂ عالم یہ کون ایسا عیار طرار ہی
کہ موجۂ جادو و سیماب جادو دونوکو مار ڈالا اگر وہ شخص میرے سامنے آئے تو اُسنے بہت بڑی خیر خواہی کی خلعت دون
حیرت جادو مسکرا کے چپ ہو رہی کہا صاحب تمھارا کوئی خدمتگار وغیرہ ہوگا دریافت کرو مین نہین جانتی کہ کون
شخص ہی عقاب یہ کہکے اُٹھا کہ طیفور آتشخوار میری تلاش مین نکلا ہی مین اپنے واسطے انتظام کرون خیمے مین اپنے
حصار کرکے بیٹھون ایسا نہ ہو دشمن آئے اور مجھپر دست انداز ہو عقاب یہ کہکر نکلا قریب بارگاہ کے آیا دل سے اپنے
سوچ رہا ہی کہ وہ کام کرون جو کسی سے نہ ہو سکے گرد خیمے کے ایسا حصار بناؤن کہ سامری و جمشید بھی نہ آسکین یہ
سوچتا ہوا جاتا ہی چند خدمتگار پشت پر کہ طیفور آتشخوار آسمان پر ٹھہرا عقاب ابرسوار کو جو دیکھا کہ باتین کرتا ہوا
جاتا ہی چند مصاحب ساتھ ہین ایک گولہ آہن کا نکال کے ساتھ والون پر عقاب کے مارا اُنپر آگ کے شعلے گرنے لگے
وہ سب اپنے کو بچا رہے ہین دو چار جل کے خاک ہوے طیفور تڑپکے عقاب ابرسوار پر گرا پنجہ کمر مین دیکر لے اُڑا
مگر عقاب ابرسوار بھی تو ساحر زبردست ہی خادم تو طرف ملکہ حیرت کے دوڑے مگر عقاب نے دیکھا ایک ساحر
کریہ منظر کمر مین پنجہ دیے ہوے چاہتا ہی لے جاؤن عقاب ابرسوار نے طیفور آتشخوار کو طمانچہ مارا طیفور نے
طمانچہ کھاکے منھ سے شعلۂ آتش چھوڑے عقاب پر بیہوشی طاری ہوئی یکہ دیگر طیفور لے اُڑا کچھ ایسے سحر کیا کچھ باعث تموج
ہوا عقاب بیہوش ہوگیا مگر دروازے پر ملکہ حیرت کے ساحرون نے غل مچایا ملکہ عالم دوڑیے حیرت گھبرا کے
نکل آئی دیکھا ایک ساحر بدصورت پنجہ دیے ہوے کمر مین عقاب کی عقاب بیہوش ہوگیا ہی کوئی سو گز بلند ہوا
حیرت کو کچھ نہ بن پڑا ہاتھ ہلا کر ایک طائر چھوڑا آواز دی ای طائر سامری اس ساحر کو لینا خبردار نہ جانے پائے
طائر نے قریب طیفور کے پہونچکے ایک چیخ ماری طیفور الٹ گیا عقاب پنجے سے چھوٹا سیکڑون ساحر دوڑے کہ اپنے
مالک کو روکین طیفور نے اپنے کو سنبھالا اور پکار کے آواز دی ملکۂ عالم آپ دخل نہ دین مین دشمن سرکاری کو لیجاؤنگا
یہ کہکر دوڑا عقاب ابرسوار کے چلا کہ عقاب کو لون ملکہ حیرت جادو نے آواز دی ای طائر سحر عقاب کو ہشیار کردے
طائر نے جھپٹ کر اپنا سایہ عقاب پر ڈالا عقاب کی آنکھ کھلی اُسنے دیکھا کہ صدہا جادوگر میرے ملازم میرے واسطے ہاتھ

پھیلائے کھڑے ہین اور ملکہ حیرت جادو سحر کر رہی ہین طیفور پھر توک کر چلا ہی کہ مین عقاب کو لون عقاب ہشیار ہو کر خود طیفور پر جا پڑا ان دونون مین سحر چلنے لگے اس قدر دونون نے منھ سے آگ چھوڑی کہ ایک گنبد آتشین تلے تیار ہوا اس گنبد آتشین مین دونون مثل برق تڑپ رہے ہین مگر عقاب بھی قیامت کے سحر کر رہا ہی اپنے قریب طیفور کو نہین آنے دیتا گنبد آتشین سے شعلے نکل رہے ہین عقاب نے مثل برق تڑپ کر سحر کیا کہ گنبد آتشین نابود ہوا عقاب زمین پر قائم ہوا طیفور بھی زور مین اپنے سحر کے زمین پر آیا دونون نے تلوارین کھینچین حیرت جادو کھڑی دیکھ رہی ہی ہزارون افسر جمع ہو گئے عقاب کے سحر کی تعریفین کر رہے ہین طیفور نے ایک گولہ عقاب کو مارا ایک گولہ افسران فوج پر پھینکا چالیس افسر مر کر گرے عقاب غصے مین مبہوت ہو کر تیغہ سحر کھینچکے طرف طیفور کے جا پڑا اگرچہ یہ بھی ساحر بیباک چست و چالاک جیسے ہی عقاب نے گولہ پھینکا یہ کہکر کہ یہ بیہوش ہو جائے طیفور نے گولہ تلوار سے کاٹا تیغے کا ہاتھ عقاب پر مارا عقاب نے سر آگے کر دیا تیغہ اسکے سر پر پڑا اچھن سے تلوار اڑ گئی خطا بھی سر پر نہ پڑا مگر طیفور برس پڑا پانچ چار تلوارین عقاب پر لگائین عقاب روکتا ہی ایک مقام پر عقاب نے تلوار کی باڑ ہو پر ہاتھ رکھا کچھ اسم سحر پڑھا پاسا فری کو لگکے ہاتھ مارا طیفور کے دو ٹکڑے ہوئے اندھیرا ہو گیا سنگباری برف باری ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من طیفور آتشخوار بود عقاب ابر سوار ہو چھو نیر تاؤ پھیرتا ہوا سامنے حیرت جادو کے آیا عرض کی حضور سیر سحر دیکھا حیرت نے ہنسکے کہا کیا کہنا لیکن افسوس کی بات ہی کہ جب اسنے تمھاری کمر مین پنجہ دیا تمنے بلندی پر جاکے اسکو طمانچہ مارا اُس کے سحر سے بیہوش ہو گئے آخر مین نے طائر سحر کو بھیجا کہا آپکا تو مین غلام ہون آپ پرورش نہ کرین تو کیونکر زندگی ہو یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین اُدھر گلرنگ اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہی ساحرون سے ذکر ہو رہا ہی کہ ناگاہ اِسکی انگلی کی نہر پر گلدستہ ہاتھ کا طیفور کے رکھا تھا وہ مرجھا گیا گلرنگ نے زانو پر ہاتھ مارا کہا لو صاحبو طیفور بھی مارا گیا کہ ہرکارے آگے پہونچے ہرکارون نے تمام کیفیت بیان کی کہ حضور طیفور عقاب کو لے نکلا تھا آخر مقابلہ پڑا عقاب نے طیفور کو مار لیا لاشہ اسکا کنارے پر لشکر عقاب کے پڑا ہی یہ سنکے گلرنگ جادو غصے مین کانپنے لگی کہا مجھکو ثابت ہوا کہ بی حیرت نے بھی سحر کیا اب مین انکی بھی فکر کرونگی کئی ساحرون نے چاہا کہ ہم جائین مگر چھیلانے نہ مانا کہا صاحبو انکا حوصلہ بڑھتا ہی یہ ساحر میرے ایسے مارے گئے کہ میرے قلب پر صدمہ پہونچا دیکھو ابھی جاکے آفت برپا کرتی ہون یہ کہکے اکیلی چلی ساحرون نے کہا حضور کا تو تنہا جانا مناسب نہین غلامان جانباز کس واسطے ہین غلام جاکے فکر کرین ورنہ لشکر کشی کیجیے پہلے میدان مین مقابلہ ہم کرین گلرنگ نے کسی کو جواب نہ دیا اکیلی چلی یہان عقاب اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی گرد بارگاہ کے حصار سحر کیا ہی لشکر اُترا ہوا ہی حیرت اپنی بارگاہ مین ہی کہ ابر تیرہ و تار آسمان پر آیا حیرت کے پاس کنیزین موجود ہین اُنسے کہا یہ مین آثار سحر گلرنگ کے پائے جاتے ہین ایک کنیز کو حکم دیا جاکے عقاب سے آگاہ کرو کہ یہ ابر سیاہ جو اُٹھا ہی یہ علامت سحر گلرنگ کی ہی معلوم ہوتا ہی وہ خود اپنے مقام سے اُٹھی کنیز نے جاکے عقاب سے کہا عقاب بارگاہ سے باہر نکل آیا ابر کو دیکھا پہن ہوتا جاتا ہی رعد کی گرج برق کی چمک بڑھتی جاتی ہی عقاب نے ایک گولہ اُٹھا کے مارا ابر کے قریب جاکے گولہ پھٹا ایک برق گولے پر گری گولے کے ہزار ٹکڑے ہوئے وہ ٹکڑے لشکر عقاب پر گرے جسکے سر پر ٹکڑا پڑا اُسکا سر پھٹ گیا ہزار جادوگر مر کر گرا صدائے فریاد فریاد بلند ہوئی افسرون نے بڑھکے عرض کی آپکے لشکر کے ہزار ساحر مرے عقاب نے جھلا کے دوسرا گولہ مارا مگر ابر پر تاثیر نہ ہوئی دو تین ہزار ساحر پھر اسی سے مرے ملکہ حیرت جادو نے جو یہ ہنگامہ سنا بارگاہ سے نکل آئین باہر نکل کے دیکھا عقاب ابر پر سوار ابر پر گولے مار رہا ہی مگر تاثیر

نہین ہوتی اُسکے عوض مین کئی ہزار ساحر لشکر عقاب ابر سوار کے مارے گئے ملکہ حیرت جادو نے کہا ای عقاب
یہ کیا کرتے ہو سب لشکر یونہین تباہ ہو جائیگا گلرنگ جادو ایسی نہین ہی کہ اُسکا سحر تمہارے دفع کیے سے دفع ہو
عقاب نے نشتر اپنی جھولی سے نکالا اپنی ران مین وہ نشتر مارا خون سے گولے کو رنگین کیا اسم سحر بہت سا پڑھا
اب وہ گولہ ابر پر مارا ابر پر جا کر پڑا ابر پھٹا اندر ابر کے دیکھا سب نے گلرنگ جادو تخت پر سوار کچھ سحر کر رہی ہی جو جو
سحر کرتی ہی ابر بڑھتا جاتا ہی گلرنگ جادو نے جو دیکھا کہ مین ظاہر ہوئی پکار کے آواز دی ای ملکہ عالم آپنے اِس گدھے
کو آگاہ کیا ورنہ یہ میرے سحر کو کیا پہچان سکتا ہی یہ کہکے گرگ کی گری ہاتھ چمکائے ہزارون برقین گرین آندھی سیاہ
چلی عقاب کی آنکھ بند ہوگئی اندھیرے مین ساحر سر ٹکرانے لگے کئی ہزار ساحر اُڑ گئے کئی ہزار گر کر بیہوش ہوگئے
رعد اسی زور سے گرجا کہ کئی ہزار کے کلیجے پھٹ گئے ابر لہرا کے چلا جس سے ثابت ہوتا تھا کہ یہ ابر کامل لشکر پر برس
ہو جائیگا آخر حیرت نے سحر کیا کہ ابر تختہ تختہ ہوا آندھی چلنا موقوف ہوئی کچھ پنجے سنہرے پیدا ہوے مثلے روشن کیے
روشنی ہوئی سب نے دیکھا کہ عقاب ندارد دس بارہ ہزار جادوگر مرے ہوے پڑے ہین حیرت پریشان ہوئی
ساحرون مین غریو بلند ہوا لشکر والے بیتاب ہوگئے دوڑے کہ حضور دریافت کرائین کہ ہمارے افسر اعلے کو کون
لے گیا حیرت حیران چار طرف دیکھ رہی ہی مراد یہ ہی کہ اگر چالاک نظر آئے تو اُس سے کہون کہ دریافت تو کرو
کہ عقاب پر کیا گذری مگر چالاک کو نہ پایا جی مین کہتی ہی کہ ای حیرت کب طلسم ہوشربا مین چالاک چلا گیا
آخر لاچار ہو کے اور ہرکارے بلائے کہا تم لشکر گلرنگ مین جاؤ جاکے دریافت کرو کہ عقاب کو کون لے گیا اور اگر
گلرنگ لے گئی تو کہان رکھا ہرکارے روانہ ہوے چالاک بن عمرو اُسی جلسے مین تھا اپنے کو نگاہ حیرت سے
الگ کیا مگر حیران تھا کہ ای چالاک کیا ہوگا حقیقت مین اگر عقاب کو گلرنگ پکڑ لے گئی تو بڑی خرابی ہوگی دل
یہ باتین کر کے چالاک بھی چلا صورت بھی تبدیل کر لی ایک سپاہی غریب کی شکل بنا ہوا لشکر گلرنگ مین آیا سنا
کہ چرچے جا بجا یہی ہو رہے ہین کہ دیکھو ملکہ عالم نے خود تکلیف فرمائی عقاب کو پکڑ لائین اسوقت دربار سجھا جاتا ہی
چالاک فوراً بارگاہ مین پہونچے جاکے دیکھا کہ عقاب قفس آہنی مین بند زبان مین سوزن مسلسل مطوق چہرہ اداس
عالم یاس گلرنگ جادو تخت پر بیٹھی ہی کل ساحران غدار بیٹھے ہین گلرنگ کہ رہی ہی کیون ای عقاب ابر سوار
سحر ما بدولت کا دیکھا ابھی مین نے سحر معقول نہین کیا جسوقت سحر کرونگی طبقے زمین کے ہلا دونگی اب بھی سرکشی سے
باز آ ملکہ حیرت کو سمجھا کے میرے ساتھ کر دے تو اپنے مالک کو جا کیون مصیبت مین پڑتا ہی مین سب کام کرونگی
عقاب بقہر و غضب تمام آنکھین نیلی پیلی کر کے اشارہ کرتا ہی جسکا مفہوم یہ ہی کہ کیا بیہودہ بکتی ہی کبھی ایسا نہوگا
جو مین نے وعدہ کیا ہی اُسکو پورا کرونگا قاتل افراسیاب کا سر دونگا ہوشربا مین عملداری کرادونگا تو میرا کیا
کر سکتی ہی جب عقاب سے جواب صاف پایا گلرنگ نے پلٹ کے سہیل جادو ایک ساحر بیٹھا ہی کہا کہ ای سہیل لو
اسکو تمہارے سپرد کرتے ہین مگر حفاظت بوجہ احسن کرنا غفلت نہ کرنا تمنے سنا ہوگا کئی ساحر نامی مارے گئے
سہیل جادو نے کہا حضور کیا مجال اب مین بھی دیکھتا ہون کہ اسکے قید ہونے کے بعد بی بی حیرت کیا کرتی ہین اگر
انھون نے اصلاح کی فبہا ورنہ مجھسے بے ادبی ہوگی گلرنگ نے کہا مین بھی یہی جانتی ہون کہ وہ میری بادشاہ
ہین اُنکو کوئی ملال مجھسے نہ پہونچے آئندہ انکو اختیار ہی سہیل جادو نے قفس اُٹھا لیا باہر نکلا چالاک بھی
پیچھے پیچھے چلا آتا ہی جب اسنے اپنے ساحرون کو جمع کیا ایک ساحر مفلوک جادو کی صورت بنکر سامنے سہیل کے
آیا جھک کے سلام کیا سہیل نے کہا ای ساحر تو کون ہی کیا غرض رکھتا ہی عرض کی حضور نوکری کے امیدوار ہین

کئی مہینے سے بیکار ہین سہیل نے کہا آؤ ہماری چوکی پہرے کی نوکری ہی ایک قیدی سرکاری ہمارے سپرد کیا ہی ہوشیاری سے
اچھی طرح پہرہ دینا چالاک نے کہا حضور آٹھ پہر جاگینگے ہم باہر کے رہنے والے ہین آٹھ پہر رہینگے سہیل نے ساتھ لے لیا چالیس
ساحر اور انکے چالاک بھی ساتھ ہولیا ایک باغ مین آیا قفس کو لٹکا دیا ساحرونکو مقرر کیا چالاک کا بھی نام لکھ لیا
ایک طرف کرسی بچھا کے بیٹھا چالاک دوڑ دوڑ کے سب کے کام کر رہا ہی چالاک تو اس حیرت مین ہی کہ عیاری کرون
عقاب کو چھڑاؤن اور حال بھی میرا ظاہر نہووے یہ تو اس فکر مین ہی مگر حیرت جادو بارگاہ مین آ کے مسند پر بیٹھی ہے
سب مصاحبان عقاب حاضر خدمت ہین عقاب بہ اعلان حکم دیچکا ہی کہ جو ملکہ حیرت جادو کا حکم نہ مانیگا وہ
گنہگار ہوگا کہ ہرکارے آ کے پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ حضور اول ملکہ گلرنگ جادو نے بعتاب خطاب کیا
مگر شہنشاہ نے جواب سخت دیے سہیل جادو و انکا مصاحب ہی انکے سپرد کیا ہی حیرت نے کنیزون سے کہا دیکھو
کیا مشکل ہی قید سہیل سے لے آنا کیا بڑی بات ہی لیکن گلرنگ تو یہ سب تدبیر میرے لیے کر رہی ہی کہ میرے واسطے
بہتری ہو مگر مین نے جو عہد کیا اسکی پابند ہون اور صاحبو یہ امید قوی مجھے نہ عقاب سے ہی نہ گلرنگ سے ہی
کہ مسلمانو نپر غالب آئے یا قاتل کو افراسیاب جادو کے قتل کر سکے اُس لشکر مین اُس ظالم کا گذر ہی جو ہوا بنکر آتا ہی
آنکھ ملی اور ساحر کو مارا کیونکر یقین کرون کہ کوئی جا کے اُسپر غالب آئے مین نے وہ صدمات دیکھے کہ جنکو زبان پر
نہین لا سکتی دلکی یہ کیفیت ہی کہ غزل

بے اثری نے کم کیا جادۂ کوئے مدعا
رہگئے عرش کے تلے نالۂ نارسا عبث
یہ بھی عجیب اتفاق یار ہوا شب فراق
عذر ہین داد خواہ سے حوصلۂ جفا عبث
سنتے ہین کب یہ باغبان نالۂ مرغ بوستان
کہتا ہی شوق اضطراب رہگئے دست و پا عبث
دیدۂ و دل جو روینگے آبرو اپنی کھوینگے
درد فراق کو طبیب کہتے ہین لا دوا عبث
رہتا ہی جسجگہ اثر جا نہ پھرے کبھی ادھر
سعی یہ مستعد ہوا بخت گرہ کشا عبث
کہدے کوئی کہ بیخبر مرکے بھی جیتے ہین بشر
کاہیکو جان جائیگی موت کا آسرا عبث
ہجر کا دن گیا عبث مر کے جیے تو کیا عبث
باب قبول مل چکا ڈھونڈھتی ہی دعا عبث
دعوی عشق و عاشقی اور رقیب واہ جی
روح و بدن مین تھا نفاق رکگئی قضا عبث
اس سے غرض اُسے کام ایک ہوا نہ اپنا رام
کان گلون کے ہر زمان کھولتی ہی صبا عبث
آنکھ کا یا قصور تھا شوق کا یا فتور تھا
نام مراد ہوئینگے عشق مین آشنا عبث
رہنے نہ دیگی جہان جان تیری نگہ کی برچھیان
ٹھوکرین کھائین عمر بھر آ کے جا بجا عبث
یار کی جستجو عبث وصل کی آرزو عبث
اہل وفا کی لاش پر ناز عبث ادا عبث
وصل کسی کا یا وصال دونون امر ہین محال
موت نے دی دغا عبث زیست نے کی وفا عبث
دیکھتے انکے حوصلے اور وفا نہ بڑھ چلے
مٹتے ہین میرے مدعی صورت مدعا عبث
جل گئے ہم نگاہ سے ڈر گئے آپ آہ سے
عشق صنم کو بھی سلام بندگی خدا عبث
ہجر مین ای توان و تاب دو نہ ابھی سے تم جواب
دل تو خطا سے دور تھا اسکو ملی سزا عبث
وصل نہین اگر نصیب ہمسے اجل تو ہی قریب
گوشۂ چشم مین نہان آکے ہوئی حیا عبث
میرے دل گرفتہ کا عقدہ کبھی نہ ہوگا وا
حسرت گفتگو عبث دید کی التجا عبث
جب شب ہجر آ گئی زیست کو کچھ بڑھا گئی
ہاتھ اٹھاؤ ای جلال آچکا پھر دعا عبث

کنیزون نے عرض کی واری بہت بجا ارشاد ہوا جو سوانحات آپنے ملاحظہ فرمائے اُنکے خیال سے دل کانپتا ہی بارہ برس
شہنشاہ مسلمانون سے لڑے کیا کوئی بات اُٹھا رکھی ہوگی سب ہی کچھ تو کیا ہوگا مگر واری شہنشاہ عقاب تو اب گرفتار
ہوگئے اسکا کیا بند و بست ہوگا حیرت نے چپکے سے کہا جسنے عیاریان کین ساحرون کو مارا یہ عیار طرار فرزند عمرو
نامدار چالاک عیار ہی وہ ضرور فکر مین رہائی عقاب کی گیا ہوگا گھڑی دو گھڑی مین خبر آتی ہی کہ عقاب کو
رہا کیا کنیزون نے کہا یہ تو خبر ہمنے پائی بھی ہی کہ عقاب کو جو گرفتار کر کے گلرنگ لے گئی دربار مین بہت سمجھایا مگر عقاب
نے نہ مانا سہیل جادو کوئی جادوگر ہی اسکو قید سپرد کر دی حیرت نے کہا بس تو سہیل جادو مارا گیا چالاک فورًا مار لیگا

یہان تو یہ ذکر ہی وہان چالاک ساحر بنا ہوا سب کی خدمتین کر رہا ہی دوڑ دوڑ کے جو سب کا کام کیا کسی کو حقہ بھر دیا اور کسی کو کوئی شی اُٹھا دی اب ساحرونکو بہت عزیز ہوا سہیل سے کہتے ہین کہ حضور یہ نیا ملازم میرے کام کا ہی چالاک کا یہ حال ہی کہ کام بھی کر رہا ہی بڑھ بڑھ کے پکارتا ہی اِدھر کوئی نہ آئے یہان شہنشاہ کا گنہگار قید ہی کبھی سہیل سے کہتا ہی جان نثار جادو آپ لگے جبکی ہمارا طریقہ یہ ہی کہ جس کام پر مامور ہوے اُس کام کو بلطف انجام دیتے ہین اگر خلاف آپ بھی آئینگے تو نہ آنے دینگے دیکھیے نیزہ نکو زہر سے آبدار کی دے لی یہ کلیجے پر دشمن کے ٹیکنگے کبھی خنجر لیکر قریب قفس کے جاتا ہی کہتا ہی کیون آنکھین نکال نکال کے دیکھتا ہی کیا تیرا کوئی معین آنیکو ہی کس کا انتظار کرتا ہی سر جھکا کر بیٹھ ورنہ آنکھین پھوڑ دونگا سہیل ہنس دیتا ہی کہتا ہی میان جان نثار اسکے قتل کا ابھی حکم نہین ہی کہا حضور آپ ملاحظہ فرماتے ہین کیا غلط سی آنکھین نکالتا ہی اسکی آنکھین پھوڑ دونگا سہیل بہت خوش ہوتا ہی جب رات ہوئی تو چالاک سامنے سہیل کے بیٹھا کہا حضور مجھکو رات کو عادت ہی جو آپ خفا نہ ہون تو مین ایک بھجن سامری و جمشید کا گاؤن میرا قاعدہ ہی کہ رات کو عبادت کرتا ہون اسوجہ سے جاگتا بھی رہتا ہون یہ کہکے اپنے پاس سے ایک دفلی نکالی پالتھی مار کے بیٹھے گنگنا کے جھومنے لگے آنکھین سرخ ہوئین سہیل نے کہا میان جان نثار سر اُٹھا اُٹھا کے کیا دیکھتے ہو کہا کہ حضور سامری و جمشید کے صدقے جاؤن ابھی کوئی بھجن صفت سامری و جمشید کا زبان سے نہین نکالا کہ سامری آ گئے دیکھیے آسمان کا بھی دروازہ کھلا ہی سامرن بھی دیکھ رہی ہین سامنے آئینگی تو لہنگا الٹ دونگا چھوٹی سامرن کو سجدہ کرونگا سہیل جادو مسکرا رہا ہی اور ساحرون سے کہتا ہی یہ جادوگر بڑا خوش مزاج ہی اسکی وجہ سے بڑی چہل پہل رہیگی چالاک نے بھجن گایا سہیل خوش ہو گیا کہا میان جان نثار خوب گاتے ہو کہا حضور یہ نشے پانی کا وقت ہی ایک جام شراب مل جائے اور ایک گانجے کا دم پڑے پھر حضور رنگ آنا نہین تو رنگ بندھے سہیل نے کہا گانجا تو لے آؤ شراب آیا چاہتی ہی ملکہ گلرنگ شراب بھیجا چاہتی ہین میان جان نثار اُٹھے کہا حضور ایک پیسہ ملے آج مین نے گانجے کا دم نہین لگایا ہی اب جان نثار جس سے کہتا ہی گانجہ لا دو وہ کہتا ہی کہ دوکان بند ہو گئی ہوگی چالاک نے کہا ہم آپ جا کے لیے آتے ہین یہ کہکر میان جان نثار گئے تھوڑی دیر مین آئے دیکھا تو ہتھیلی پر گانجا مل رہے ہین سہیل نے کہا میان جان نثار گانجا مل گیا چالاک نے کہا حضور ٹھیکے دار کے گھر پر جا کے لایا ہون حضور یہ گانجا ہی بڑے لوگونکا قول ہی بات بہت بے ڈول ہی جسنے نہ پی گانجے کی کلی ایسے بیٹے سے تو بیٹی بھلی حضور یہ گانجہ کہتا ہی کہ کھانسی کرون گُھر اکرون اسپر بھی نہ پیئے والا مرے تو کیا کرون مگر ہمارے واسطے تو ماء الحیات ہی گانجے کی کیا بات ہی سب دیکھ رہے ہین کہ میان جان نثار گانجہ بنا رہے ہین ہتھیلی پر رگڑے دے رہے ہین کبھی گنگنانے لگے اور کبھی کسی سے ٹہرا ہے کہ اتنے مین مشہور جادو کوتوال پتلہ شراب کا لیکر آیا کہا میان سہیل ملکۂ عالم نے شراب بھیجی ہی دوڑ کے جان نثار نے پتلہ اُتروا یا مُنہ کھول کے اُسمین بیہوشی ملائی اب تو جان نثار کودنے لگے شلنگین لگاتے ہین سہیل نے کہا میان جان نثار کیا خوشی ہی کہا حضور ایک ایک جام پیین پھر دم پڑے آسمان پر جاؤن ساحرون سے دو چار باتین ہوین حضور سامرن مجھے بہت چاہتی ہین گانجہ پینے سے خفا بھی ہین آج میرے انکے چوٹ چلیگی سہیل نے سبکو شراب تقسیم کی میان جان نثار سب کے حصے دیتے پھرتے ہین چپکے سے کہتے ہین میان افسر صاحب آپ دوہرا حصہ لیجیے بڑے آدمی کو شراب بہت چاہیے ایک ایک چلو مین اُلو نہ ہونگے سہیل نے کہا شراب بہت ہی کہا حضور رہنے دیجیے ہم آپ مل کے پینگے سہیل نے نصف پتلہ بانٹ دیا نصف اپنے سامنے رکھا گانجہ بھی تیار ہی ایک ایک جام سب کو پلایا اسکے بعد چلم گانجے کی بھری چھوٹی چھوٹی آگ رکھکے گڑ گڑا کے دم مارا حقہ آگے سہیل کے کر دیا کہا حضور بھی دم لگائین ابھی دوسری چلم موجود ہی ایک ایک گھونٹ گانجے کا سب کو پلایا سہیل نے کہا میان جان نثار

کچھ گاؤ گے سننی کیا خوب ہے غزل

اگر نہ ہاتھ مین اُس دلربا کے دل دیتے
تو یون خراب و پریشان ہوا نہ کرتے ہم
اگر جلاتے نہ اُس شعلہ رو کے عشق مین جی
تو دوڑے دوڑے قلق سے پھرا نہ کرتے ہم
نہ بھرتے دم جو کسی شعلہ رو کی خواہش کا
تو بیٹھے بیٹھے یہ یون جونک اُٹھا نہ کرتے ہم
نہ کرتے اُسکی برنگ حنا جو پابوسی
تو بات بات پہ یون رو دیا نہ کرتے ہم
اگر نہ دیکھتے وہ پیاری پیاری صورت آہ
تو دیکھ چیخ کو ہی ہو خدا نہ کرتے ہم
جو پہلے دن ہی سے دل کا کیا نہ کرتے ہم
تو دل پہ ہاتھ صدا دھر لیا نہ کرتے ہم
اگر نہ لگتی چپ اُس بدگمان کی شوخی سے
تو سوز آتش غم سے جلا نہ کرتے ہم
اُس آفت دل و جان پر اگر نہ مرجاتے
تو ٹھنڈی سانسین ہمیشہ بھرا نہ کرتے ہم
نہ ہوش کھوتے اگر اُس پری کی باتون پر
تو شکل برگ حنا یون پسا نہ کرتے ہم
نہ لگتی آنکھ تو دن رات سوتے ہی رہتے
تو ایک ایک کے منہ کو تکا نہ کرتے ہم
تو اب یہ لوگون کی باتین سنا نہ کرتے ہم
اگر نہ دام مین زلف سیہ کے آجاتے
تو بات بات پہ مضطر ہوا نہ کرتے ہم
نہ جاتے اُس بت ہرجائی کی گلی مین ہم
تو اپنے مرنے کی ہر دم دعا نہ کرتے ہم
اگر نہ آنکھ تغافل شعار سے لگتی
تو آپ ہی آپ یہ باتین کیا نہ کرتے ہم
اگر نہ ہنسنا ہنسانا کسی کا بھا جاتا
کسی کی چاہ نہ کرتے تو کیا نہ کرتے ہم
جو غم بتون کا نہوتا تری طرح مومن

سہیل تعریفین کر رہی ہی کہا جان نثار کیا کہنا جان نثار غزل مین ٹھمریان گا رہے ہین سب شرابین پی چکے گانے کے دم لگا رہے ہین نشہ مین بہوت بیٹھے ہین کہ سہیل نے کہا ای جان نثار کیا کہنا دل خوش کر دیا مگر خداوندھی آئے ہین چالاک نے کہا اُنکی ٹانگ لیجیے سہیل اپنے مقام سے اُٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا ارے کہکر گرا سب ساحر لینا لینا کہکر اُٹھے جو اُٹھا جہان سے اُٹھا تھوڑی دیر مین چالیسون جادوگر بیہوش ہوے چالاک نے پہلے سہیل کا سر کاٹا عقاب کی زبان سے سوزن لیا کہا حضور نکلیے عقاب قفس سے نکلا دیکھا لاشہ سہیل تڑپ رہا ہی چالیس جادوگر بیہوش پڑے ہین عقاب نے کہا ای خیرخواہ تیرا کیا نام ہی تو کون شخص ہی چالاک نے کہا میرا نام ظاہر ہوجائیگا عرض کرونگا یہ وقت نام ظاہر کرنے کا نہین ہی نکل چلیے عقاب نے کہا ان چالیسون کو زندہ کیون چھوڑا یہ کہکے ہاتھ ہلایا برقین گرنے لگین جسپر گری اُسکے دو ٹکڑے ہوے چالاک کہ رہا ہی حضور نکل چلیے ٹھہرنا اچھا نہین ہی عقاب نے نہ مانا قتل کر رہا ہی مگر گلرنگ جادوگرنی نے جب سہیل کو روانہ کیا تھا تو اُسکے ہاتھ سے ایک موتی درست کراکے اپنے موتیون کے مالے مین ڈال لیا تھا کہ جب سہیل پر کوئی اُفتاد پڑے یہ موتی ٹوٹے گلرنگ بیٹھی تھی کہ موتی ٹوٹا ملکہ نے زانو پر ہاتھ مارا کہا لو بڑا غضب ہوا سہیل جادو کو کسی نے قتل کیا یہ کہکر بلند ہوئی مگر نہایت بقہر و غضب سب طرحکے اسباب سحر ہاتھ مین اُسوقت آکر پہونچی کہ ساحرون کے مرنے کی صدا بلند تھی لاشہ سہیل تڑپ رہا ہی عقاب بیرون قفس تڑپ رہا ہی گلرنگ نے وہین سے للکارا او عقاب مین نے دیکھا اب تو کہان جائیگا عقاب نے چاہا سحر کرکے نکلون مگر گلرنگ نے پہلے تو چالاک کو آواز گیر دی اسکے پاؤن زمین نے تھام لیے عقاب کے پاس اسباب سحر تو نہ تھا سنگریزے زمین سے اُٹھانے چاہا گلرنگ پر پھینک مارون گلرنگ نے ایک دستک دی طرف آسمان کے دیکھا ایک چیخ ماری معاذاللہ ایک آفت برپا ہوگئی آندھی چلی برقین چمکین آگ برسنے لگی تاریکی ایسی ہوئی یہ ثابت ہوتا تھا کہ پردہ ظلمات ہی بلکہ تاریکی ظلمات کی بھی مات ہے زمین بھی کانپی سنگریزے عقاب کے ہاتھ سے چھوٹ گئے مثل شرابیون کے جھومنے لگا رنگ رو متغیر ہوا گلرنگ آسمان سے اُتری باسانی عقاب کو پکڑ لیا زبان مین سوزن دیا اب طرف چالاک کے

پلٹی خنجر کھینچکر پوچھا بتلا تو کون ہی چالاک نے ہاتھ باندھکر کہا آپ کا سپاہی جسنے ان سب کو مارا وہ تو بھاگ کر
نکلگیا حضور نے ملاحظہ نہین کیا گلرنگ نے کہا او بجبا مجھکو دھوکا دیتا ہی صاف صاف نام بتا جب
چالاک نے نہ بتایا یہی کہے گیا کہ آپ کا نوکر ہون آپ مجھپر بدعت نہ کرین یہان سہیل نے مجھکو نوکر رکھا تھا
سب کا خدمتگذار رہون اس عرصہ مین گلرنگ کی کنیزین بھی آگئین جب چالاک نے کچھ نہ بتایا ایک اور مقدمہ
ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ ملکہ حیرت نے ہرکارے واسطے دریافت خبر کے بھیجے ہین وہ بھی حاضر مین
یہ سب معاملہ دیکھ رہے ہین گلرنگ نے ایک دستک دی شعلہ بھڑک کر چہرے پر چالاک کے گرا رنگ وروغن
عیاری کا جلگیا دیکھا ایک شخص دبلا پتلا ناٹا سا آنکھین چھوٹی چھوٹی پوچھا ارے تیرا کیا نام چالاک نے کہا آپنے
میری صورت بدل دی میری اصلی صورت وہی ہی سحر کرکے جو چاہیے بنائیے گلرنگ نے کہا او نالائق تو چھپانے چلا
مین ظاہر کرتی ہون یہ کہکے ایک دستک دی ایک طائر خوشنوا سامنے آیا گلرنگ نے پوچھا ای طائر ساحری
بتا کہ اس شخص کا کیا نام ہی یہان آنے سے اسکا کیا کام ہی دیکھنے والون کے ہوش اڑے کہ طائر مثل انسان کے
گویا ہوا عقاب بھی یہ سب باتین سن رہا ہی طائر نے آواز دی ای ملکہ عالم اس ظالم سے خوف کیجیے یہ عیار طرار
خنجر گذار سب عیارون سے تیز چالاک بن عمرو ہی گلرنگ نے پوچھا اسکو عقاب کے بچانے سے اور ہمارے
ساحرون کے قتل کرنے سے کیا مطلب طائر نے کہا حضور یہ ملکہ حیرت پر عاشق ہی اسی جوش محبت مین
یہ کارہاے نمایان کر رہا ہی عقاب کو بھی ایک دن مٹائیگا آپ پر بھی دست انداز ہوگا اس دن اسکو اپنی
عیاری پر ناز ہوگا اگر آپ اپنی خیریت چاہتی ہین اسکو قتل کیجیے اسکا زندہ رہنا بہتر نہین آیندہ آپ کو اختیار ہی
یہ کہکے طائر غائب ہوا گلرنگ نے عقاب کی زبان مین سوزن دیکر قفس مین قید کیا ہی قریب آکر کہا میان
عقاب واہ واہ یہ سب معاملات آپ نے سنے ایک طریقہ سے یہ آپ کا بھائی ہی تمکو کیونکر گوارا ہوا
عقاب غصہ مین تھا کچھ جواب نہ دیا مگر دلمین کہتا ہی کہ جب قید سے رہائی پاؤنگا اس ظالم کے ٹکڑے اڑاؤنگا
بڑی میرے واسطے ذلت ہوئی ایک تین روپیہ کا پیادہ ساربان زادہ میرا رقیب مشہور ہو بڑے افسوس کی
بات ہی گلرنگ نے پکار کر آواز دی ارے تم مین کوئی ایسا ساحر ہی کہ شب بھر یہان حفاظت کرے عقاب
کو تو ابھی نہ قتل کرونگی مگر کل صبح کو چالاک قتل ہوگا ساحری جمشید کے احکام مٹانا منظور ہین کہ نہ عمرو کی کسی
ساحر کے ہاتھ سے قضا ہی نہ چالاک کی مین حکم ساحری مٹاؤنگی سرخنگ جادو صف مین سے نکلی کہا ای ملکہ عالم
لونڈی حفاظت کریگی چالیس کنیزین ساتھ لیکر سرخنگ جادو بیٹھی قفس عقاب کا لٹکا دیا چالاک کو ایک گوشہ
مین بٹھا دیا چالیس کنیزون کو لیکر براے حفاظت بیٹھی مگر ہرکارون نے یہ سب معرکہ دیکھا خبرین لیکر بھاگے ملکہ حیرت
بارگاہ مین بیٹھی ہی کہ ہرکارے آکر ہوپنچے کنیزین پوچھ رہی ہین کہ واری تردد تو آپ کا ظاہر ہی کہ عقاب ایسا
چاہنے والا قید ہوگیا دیکھیے انکے واسطے کیا ہوتا ہی حیرت نے ٹھنڈی سانس کھینچکر کہا صاحبو کسی کی بات
میری سمجھ مین نہین آتی اصل مین کیفیت یہ ہی دل پر ہجوم غم و حسرت ہی نظم

ورنہ لیلی ہی ہر اک محفل مین سمجھو تو کہون
میکدہ اور کعبہ مین کیا فرق ہی ای شیخ جی
عیش ہی دنیا کی جو محفل مین سمجھو تو کہون
تم جو پوچھو ہو سبب دل ہی کا سودا اسے

چشم کم سے خلق کو اپنے مین تکیا کرو
شیشہ ہی پتھر کی ہر اک سلمین سمجھو تو کہون
کرتے ہو ہر دم جو وصف چشمۂ آب حیات
جو تڑپ کا ہی مزا بسمل مین سمجھو تو کہون

قیس کی آوارگی ہی دل مین سمجھو تو کہون
زور ہی چمکا ہی مشت گل مین سمجھو تو کہون
جانتے ہو عیش تم دنیا مین جسکو سو نہین
آب ہی جو خنجر قاتل مین سمجھو تو کہون

کنیزون نے کہا واری آپ جو

فرماتی مین بجا ہی کہ سرکارون نے اگر دعا دی شعر روبیت پے شاہ لالہ گون بادہ اقبال زمان زمان فزون باد
ای ملکہ عالم حضور نے سنا ہوگا بیٹا خواجہ عمرو کا مہوشیار سہیل کو مار اعقاب کو رہا کرلیا ساحرون کو قتل کرنے لگے
گلرنگ جادو آگئی اسطرحکا سحر کیا کہ عقاب کو پکڑ لیا چالاک بھی گرفتار ہوے ایک خدمتگار کی صورت
بنے ہوے تھے ملکہ گلرنگ نے صورت مٹائی ہرچند پوچھا اُسنے نام ہرگز نہ بتایا گلرنگ نے ایک طائر طلب کیا طائر
نے سب کے ہوش اُڑا دیے صاف صاف نام بتایا گلرنگ نے پوچھا ای طائر ساحری اس شخص کے آنیکا کیا باعث
ہی میرے ساحرون کو کیون قتل کیا طائر نے کہا یہ شخص ملکہ حیرت جادو پر عاشق ہی عقاب متغیر ہوگیا سب
ساحرون مین بہی ذکر ہو رہا ہی کہ اب احوال کھلا کہ چالاک جوش محبت حیرت مین ساحرون کو قتل کرتا تھا یہ سنکر حیرت
کو سناٹا آگیا کہا پھر انجام کیا ہوا سرکارون نے عرض کی سرجنگ سردار خواص مصاحب ملکہ گلرنگ کے سپرد ہوے
ہین گلرنگ نے حکم دیا کل چالاک کو قتل کرنا چالیس جادوگرنیان لیکر برائے حفاظت بیٹھی ہو بیرون قلعہ میدان خونی
کی تجویز ہو رہی ہی حیرت کو خیال چالاک کا آیا کہ ای حیرت اگر چالاک کد و کوشش نہ کرتا تو ابتک شہر جلکر خاک
ہوگئی ہوتی یہان کیا کیا آفتین برپا ہوئین اُسی کا کلیجہ تھا کہ اُسنے جادوگرنیون اور جادوگرون کو مار اور نہ ابتک
آفت برپا ہوگئی ہوتی چلکے چالاک کو رہا کرنا چاہیے یہ سوچکر خاموش ہو رہی مگر بڑا خیال ہی کہ اگر دشمن اُسکے قتل
ہوگئے تو ای حیرت بڑی بدنامی ہوگی عمرو اپنے مقام پر کہیگا کہ میرا فرزند قتل ہوا حیرت نے خبر نہ لی صرصر
بھی نواب گواہ ہوگئی وہ بھی بیان کریگی کہ چالاک نے اپنی جان لگادی اور افسوس ہی کہ حیرت نے خبر نہ لی
تڑپ تڑپکر اُٹھا دن کاٹا مگر بڑا خیال کنیزون کا ہی کہ اگر یہ آگاہ ہوگئین تو عقاب سے ذکر کرینگی کنیزون کو بلاکر کہا
ہین ایک سحر تیار کرنے جاتی ہون اگر دیر ہوجائے تو تلاش نہ کرنا یہ کہکر حیرت خود روانہ ہوئی ستارہ بنکر آسمان پر
چمکی اُس مقام پر آکے دیکھا چالاک ایک گوشہ مین بیٹھا ہی ماران سیاہ سحر سرجنگ کے اسکے جسم مین لپٹے
ہوے ہین چالاک اپنی جان سے بیزار ہی جدھر منہ پھیرتا ہی ماران سیاہ منہ بڑھاتے ہین کہ چالاک کو کاٹین
چالاک کا تڑپنا منہ پھیرنا آنکھون سے اشک حسرت جاری اُس بیقراری مین یہ اشعار ورد زبان مین **نظم**

دلا بوقت سحر صبح را بخواب بگیر
چو ماہ نو قدح از دست آفتاب بگیر
نوید رحمت جنبش ز جام مے بشنو
نوای فیض و اثر از صدای آب بگیر
اگر عمارت دلہا کنی بہ از کعبہ است
عنان شاہد مقصود در شباب بگیر

ز شوق ذیل دعا ہاے مستجاب بگیر
چنانکہ ریختہ خون سیاوش اندر طشت
صریر باب بہشت از دم رباب بگیر
حضور خاطر فارغ سوال کن از چند
ز رشحۂ کرم از تو گلے در آب بگیر
ظہیر اگر تو بخشد نجات مے طلبی

صبوح کن چو موذن صلای صبح زند
تو انتقام ز کرشمۂ زشراب بگیر
صفیر چنگ کجا بر دولت زند ناخن
سراغ گنج ز کاشانۂ خراب بگیر
زمان شیب نیاید ز دست تو کارے
ز صدق و امن پیغمبر و صحاب بگیر

حیرت کا دل دکھ گیا عرصہ دراز تک کھڑی دیکھا کی یہ بھی ضرور خیال ہی کہ عقاب مجھکو نہ دیکھے وہین سے
کھڑے کھڑے سحر کیا جھونکا ہوا کا چلا سب کنیزون کی آنکھین بند ہوگئین سرجنگ بھی غافل ہوئی اسطرحکا
سحر کیا کہ عقاب کی بھی آنکھین بند ہوئین حیرت گوشے مین اُتری لہو و لعب مین قریب چالاک کے پہونچی چالاک
نے جو حیرت کو آتے دیکھا تڑپ کر یہ اشعار پڑھے **نظم**

فاختہ کا طوق مجھکو بہر گردن چاہیے
جان بلب سنکر مجھے آیا سیہ خانہ مین یار

بچ رہا ہی تیل جو بالون سے ڈ ڈالو ہمین
اور کوئی دم چراغ زیست روشن چاہیے

ناتوان ای سرو ہون کیا بار آہن چاہیے
ای صنم بہر چراغ زیست روغن چاہیے
اُس سہی قد کو ہوا میری طرح سودا وحشت

گردن قمری میں بھی اب طوق آہن چاہیے
کشت سبز چرخ جیسے جزو دانہ خال صنم
ہو زبان خار صحرا پر کہ دامن چاہیے
کون ہے میرے سوا پابند جو گھر کا نہیں
کاسۂ سر جام کا شیشہ کی گردن چاہیے
ہو زبان تیری مسی آلودہ تو تشبیہ کو
اس پری کو دانہ گوہر کی خرمن چاہیے
کوچۂ قاتل میں بھاگوں صحبت احباب سے
مجھکو بھی رہبر کے بدلے کوئی رہزن چاہیے

پر ہو جام زندگی بے یار بزم عیش میں
خوشۂ پروین ہو مجھکو سہ کا خرمن چاہیے
سیم و زر کی کسکو ہے تجھ سے طمع اے آسمان
جب نعم کیا روح کو بھی خانۂ تن چاہیے
اسقدر ہیبت ہمائی ابروے خمدار کی
منہ میں منچے کے بھی کوئی برگ سوسن چاہیے
میری قبر گانسے جو اشکوں کا لگا رہتا ہے تار
دوستوں کو کیا کروں مجھکو دشمن چاہیے
ذو الفقار حیدری کی خشک ہے ناسخ زبان

جائے تو اب مجھکو ساقی آب آہن چاہیے
ہیں تو عریاں وحشت وحشت کو گریبانی طلب
ہم ہیں سودائی ہمیں تھوڑا سا آہن چاہیے
ہوں وہ میکش جب بنا پتلا تو میں عرض کی
جوہروں کے تیغ و خنجر کو بھی جوشن چاہیے
خوشۂ پروین جو پچھے موتیوں کے ہیں تو کیا
کیا عجب رشتہ مقرر بہر سوزن چاہیے
دشت غربت میں وطن کو بیچلی پھر تو ہوس
بعد مدت اسکو تھوڑا خون دشمن چاہیے

حیرت نے ہاتھ سے اشارہ کیا چپ رہ کمبخت میں خاص تیرے واسطے آئی ہوں یہ کہکے سحر کیا کہ ماران سحر جسم چالاک سے گر گئے چالاک کے ہوش درست ہوئے ہاتھ پاؤں قابو میں آئے حیرت نے کہا میں جاتی ہوں بھاگ جا سامنے حیرت کے چالاک کنارے ہو گیا جب حیرت چلی گئی چالاک نے ایک کنیز کو بیہوش کیا اسکی شکل بنکر پڑ رہا حیرت چلی گئی یہاں سرجنگ بھی ہوشیار ہوئی چالاک بھی آنکھیں ملتے ہوئے اٹھے سرجنگ نے کہا ارے یہ کیا ہوا تھا سب نے کہا حضور خود بخود نیند آگئی سرجنگ نے کہا خبردار اب کوئی نہ سوئے سب جاگتے رہیں چالاک بھی سب کے ساتھ چوکی پہرا دے رہا ہے بڑھکر سرجنگ سے چالاک نے کہا ملکہ عالم آج کچھ شراب وغیرہ کا چرچا ہو گا رات بھر جاگنا ہے صبح کو میدان خونی میں چلکر اس ظالم کو قتل کرینگے اگر یہ چرچا ہو گا نیند آجائیگی اگر کچھ افتاد پڑیگی ہم سب بدنام ہونگے اگر مناسب ہو تو شراب منگائیے سرجنگ نے حکم دیا اچھا سوسن شراب لاؤ یہ کہکے سرجنگ نے کچھ روپے نکالے چالاک کو دیئے چالاک سمجھا سوسن میرا ہی نام ہے چالاک دوڑا ہوا گیا بھٹی پر سے شیشہ شراب کا خود ہی خرید کے بھی لایا خوب بیہوشی ملائی لا کے سب کو پلانا شروع کیا سب تعریفیں کر رہی ہیں کہ بی سوسن کیا خوب شراب لائی ہو چالاک گاتا بھی جاتا ہے نظم

اشتیم باز و بدست و شراب
خاک اور دہان بگرد و آب
ہیچو ماہ دو ہفتہ از مہتاب
رفتیم از دست مطرب بار باب
بجز ع والمنشوا این باب

لب ساغر چنان زنم بوسہ
عضو عضوم بہیت از مستی
راہ مستی گرفتہ جانب دوست
قوم تم نسبت لست کن پردہ

کہ درآرم حریف را از خواب
کاہلی ہا ہمہ شوند شتاب
سیر وم تا بر آرمش ز حجاب
طاقتم نیست گوش چنگ و رباب

آنکہ شب اد توبہ ام ز شراب
حزہ کز راح آتشین گیرم
طرفت لبریز کردم از بادہ
محو تر شوم ز خود ہمہ دم
ہر نظیری اگر بہ بخشاید

اس غزل نے اور رنگ لگا دی سرجنگ گانا سنتے سنتے اپنے مقام سے اٹھی کہا سوسن تمہارے گرد پھروں آؤ گلے سے لگا لوں یہ کہکے سرجنگ اپنے مقام سے اٹھی رقص کرتی ہوئی چلی سب کنیزیں بھی ناچنے لگیں دو دو قدم چلنا تھا کہ ایکدفعہ سب گریں چالاک خنجر پکڑ کر جھپٹا پہلے سرجنگ کا سر کاٹا عقاب کو پنجرے سے نکالا کہا چاہیے گر غلام پر ذرا انکا شفقت رہے اب تو غلام کو حضور نے پہچان بھی لیا عقاب قید سے ایسا گھبرایا جیسے ہی زبان سے سوزن لگا بھاگا کہ پھر کوئی آفت نہ آجائے چالاک نے اس مقام کو مزبلۂ قصابان بنا دیا جب سبکو قتل کر چکا ایک طرف نکلکر بھاگا بوقت سحر ملکہ گلرنگ نے میدان خونی کی تجویز کی چند ساحروں سے کہا تم چالاک کو لاؤ ساحر جو اس مقام پر آئے دیکھا قفس عقاب کا خالی پڑا ہوا ہے کنیزوں کے

مع سرجنگ لاشے لوٹ رہے ہین دریاے خون جاری وہ ساحر آئے پیٹتے بھاگے آکر گلرنگ سے کہا حضور کس کو
دار پر کھینچیے گا ابی سرجنگ قتل ہوگئین قیدی ندارد نگہبانون کے لاشے پڑے ہین یہ سنکر گلرنگ گھبرا گئی میدان حولی
کا سامان سنا یایہ کہتی ہوئی چلی کہ اب وہ کی فکر کرنی پڑی چالاک کو بھی لاؤن اور میان عقاب کی بھی گردن
لون کنیزون نے کہا واری ہمارے نزدیک تو بہتر یہ ہے کہ لشکر کشی کیجیے گلرنگ نے حکم دیا کہ لشکر کے واسطے
سامان تیار کرو یہان ملکہ حیرت بارگاہ مین ہین کہ دیکھا عقاب آگے پہونچا ملکہ حیرت نے کہا صاحب کیونکر
رہائی پائی عقاب نے کہا مجھکو چالاک نے چھڑایا حیرت نے کہا چالاک تو خود قید تھا اُسنے کیونکر چھڑایا
کہا نہین معلوم اُسنے کیونکر رہائی پائی مگر کنیز کی شکل بنکر سب کو شراب پلائی بیہوش کیا پہلے اُسنے سرجنگ کو مارا
مگر اے ملکہ عالم مین ایسا گھبرایا ہوا تھا کہ مجھکو کچھ خیال نہ آیا ورنہ چالاک کو پکڑ لیتا حیرت نے کہا یہ کیسی بات کہ اُسنے
تمھاری رہائی کے واسطے کوشش کی گرفتار ہوا تم اُسکو پکڑ لیتے عقاب نے کہا ملکہ عالم عجب معرکہ گذرا کہ مجھکو عرض کرتے
ہوے حجاب آتا ہے کہ اُسنے اول مرتبہ جو عیاری کی سہیل کو مارا اور قصد کیا کہ مجھے چھڑائے تو مجھکو اُسنے رہا کیا کسی طرح
گلرنگ کو خبر ہوگئی اُسنے آکے چالاک کو بھی پکڑا اور مجھے بھی گرفتار کر لیا چالاک اپنا نام نہ بتاتا تھا اُسنے طائر ساحر
کو طلب کیا سحر سے صورت تبدیل کی طائر سے پوچھا اسکا کیا نام ہے طائر نے کہا چالاک بیٹا عمرو کا اُسنے پوچھا اسکے
آنے کا سبب کیا ہوا طائر نے آپ کا نام لیا کہ ملکہ حیرت جادو پر عاشق ہے اور تجھے بھی یہی قتل کریگا تب اُسنے
سرجنگ کو مقرر کیا میرے دلمین تو یہی تھا کہ مین اُسکو پکڑ کر آپ کے سامنے لاؤن مارے کوڑون کے کھال اُڑا دون
حیرت نے بگڑ کر جواب دیا کہ کیون بیہودہ بکتے ہو یہ لوگ عیاران طرار ہین یہی انکا کام ہے کہ ایک کو لگا کر ایک کو
بنایا یہ بھی ایک عیاری ہے کہ یہ مشہور کر دیا کہ ہم حیرت پر مرتے ہین تصور کرو کہ اگر وہ نہوتا تو اب تک گلرنگ نے
تمھارا لشکر تمام کر دیا ہوتا خیر وہ جانبازی تو کر رہا ہے مگر تمھارا دشمنی کرنا بیکار ہے بکتا ہے بکنے دو وہم تک پہونچ بھی
نہین سکتا عقاب چپ ہو رہا حیرت بھی خاموش دلمین کہتی ہے این گل دیگر شگفت اے حیرت ایسا نہو کہ
چالاک گلرنگ کے لشکر مین جا کر گرفتار ہوجائے کیونکر اُسکو اطلاع کرون کہ ارے میانسے بھاگ جا اب عقاب
بھی اُسکا دشمن ہوا دلمین تاؤ پیچ کر رہا ہے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی اے شہریار ملکہ گلرنگ
جادو چھ لاکھ جادوگر لیکر چڑھ آئی نشان آمد لشکر ظاہر ہو رہے ہین حیرت نے پردے اُٹھوا دیے دیکھا ایک ابر
سیمابی بڑے زور و شور سے پیدا ہوا گلرنگ جادو تخت پر سوار پشت پر سات لاکھ جادوگرنیان بڑے زور و
شور سے اسباب سحر سب کے جسم پر آراستہ ساڑھے چار سو نقارہ بجتا ہوا علمہاے سیہ کے پھریرے کھلے ہوے
اُنپر تعریف لات و منات مرقوم آمد فوج کی دھوم گلرنگ کے تخت کو ہزارہا ساحر گھیرے ہوے حیرت ہنس
رہی ہے کہ گلرنگ کو نچلے بیٹھے یہ کیا سوجھی ہے بیوجہ آمادہ حرب و پیکار ہے عقاب بھی کہ رہا ہے اے ملکہ عالم مین غفلت
مین تھا کہ پکڑ لیا گیا ابی گلرنگ کی کیا مجال ہے کہ مجھپر دست انداز ہون طبقے زمین کے ہلا دون زمین کو آسمان پر پہونچا
دون چالاک صورت بدلکر لشکر مین آیا یہ سب معرکہ دیکھ رہا ہے حیرت کو دیکھنے ضرور آتا ہے اب اسکے خیمے
مین کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے کہ یہ فوج آکر گلرنگ کی مقابلہ مین اُتری عقاب نے بھی اپنا لشکر آراستہ کیا جب
گلرنگ بارگاہ مین داخل ہوئی سب جادوگرنیان جادوگر آکر بیٹھے اختر جادو کہ وزیرزادی اسکی ہے اُسنے
عرض کی حکم ہو تو طبل جنگ بجواؤن لشکر عقاب کا خاتمہ کرون گلرنگ نے کہا ہان کہا اے اختر مین حکم تو دیتی
ہون مگر سب ہشیار رہنا اختر جادو کے نام پر طبل جنگ بجا ہرکارون نے آکر عقاب کو خبر دی کہ ملکہ اختر

کے نام پر طبل جنگ بجا ہو کل حضور سے وہ مقابلہ کرینگی عقاب نے کہا ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے چالاک
بصورت سیلانی حاضر رہتا ہو خیال مین گذرا امیری پابوس کو کیا غرض ہو کہ مین کسی طرح کی کدو کوشش کرون یہ کیا خوب
بات ہو کہ جنکے واسطے مین جان لگاؤن اُنکو میرے نام سے دشمنی دونون لشکرون مین رات بھر تیاریان رہین
بوقت سحر اولاں اول عقاب جادو لشکر کو لیکر میدان کارزار مین آیا ملکہ حیرت تخت پر عقاب جادو پایہ تخت پہ
ہاتھ رکھے ہوے گرد تمام ساحران غدار گھیرے ہوے ایک جانب شاہین نیزہ باز ایک جانب طیاران بلند پرواز
ایک جانب شیدائے شعبدہ ساز سب کے آگے اختر جادو دریاے جواہر مین غوطہ زن سحر و ساحری مین یکہ فن
اور ہزارہا ساحران معدا تخت گلرنگ گھیرے ہوے کھڑے ہین جنکے جنکے افسر مارے گئے ہین چاہتے ہین میدان
مین جا کر لڑین اپنے افسر کا بدلا لین بڑے زور و شور سے لشکر اکٹھا صفین جمنے لگین میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ
دیکھکر وطرفین سے آراستہ پیراستہ ہوگئین نقیب بہ آواز بلند میدان کارزار مین یہ اشعار عبرت آثار
پڑھنے لگے

نظم

پیش ازان کز تو نیاید ہیچکار
گر نبے خلق ست دنیا یادگار
ای برادر سیرت زیبا بیار
تا بماند نام نیکت برقرار

بس بگردید و بگردد روزگار
اینکہ در شہنامہ ہا آوردہ اند
اہمہ رفتند و ماند شوخ چشم
شکر نعمت را نکو مسکین کہ حق

دل بدنیا در نہ بند و ہوشیار
رستم و اسکندر و اسفندیار
ہیچ نگر فکیم از ایشان اعتبار
دوست دارد بندگان حق گذار

ایکہ وقتت میرسد کاری بکن
تا بدانند این خداوندان ملک
صورت زیبای ظاہر ہیچ نیست
نام نیک رفتگان ضائع مکن

اسطرح نقیبون نے یہ اشعار عبرت آثار پڑھے کہ سب ساحر جھومنے لگے ہر ایک کا
یہی قصد تھا کہ میدان کارزار مین جائین لڑین ہمارے افسر جو مارے گئے اُنکا بدلا لین ساحرون مین غریو بلند کہ ملکہ
اختر جادو خود اپنا طاؤس بڑھا کر سامنے گلرنگ جادو کے آئی عرض کی ای ملکہ عالم اجازت میدان آج میان
عقاب کو معلوم ہو کہ ایسی ایسی بھی جادوگرنیان ہین گلرنگ نے آواز دی ای وزیر زادی جاؤ اختر جادو
اجازت لیکر طاؤس اُڑاتی ہوئی میدان کارزار مین آئی پکار کر آواز دی ای عقاب ابر سواد ملکہ گلرنگ کے
وعدے ہین اپنے مالک کی زبردستی کیا بیان کرون ادنی سی بات یہ ہو کہ مسلمانون نے طلسم ہوشربا کو فتح کیا
کل طلسم پر قبضہ کیا مگر ملکہ گلرنگ کا ایسا خوف تھا کہ کوئی ناظم صحرائی نرگستان مین نہین روانہ کیا اسی پر اسی
بات پہ تکرار ہو بہتر اسمین ہو کہ یا تو اطاعت ملکہ گلرنگ کی قبول کیجیے یا کسی کو بھیجیے کہ آکر مجھ سے مقابلہ کرے
عقاب نے پلٹ کر اپنے جانب دیکھا ملکہ سیمین عذار آسمان سیر نے اپنے مرغ زرین کو صف سے نکالا
آگے عقاب کو سلام کیا عقاب نے سیمین عذار کو دیکھا کہ کس سج دھج سے نکلی ہو لباس گلنار پہنے ہوے
زیور تمام جسم پر آراستہ جھککر ملکہ حیرت کو سلام کیا عقاب کہ رہا ہو دیکھو بی اختر کا کیا حال ہوتا ہو اب
بی اختر کا ستارہ گردش مین آئیگا ملکہ حیرت نے اجازت دی مگر فرمادیا کہ ای سیمین عذار اختر جادو بڑی ساحرہ
زبردست ہو اسباب سحر سے جھولی معمور نگاہین کیا سخت پڑتی ہین ذرا سمجھ کے اُس سے مقابلہ کرنا سیمین عذار نے
عرض کی کیا آپکی کنیز کسی سے کم رہیگی یا تو جان کو قدم اقدس پر نثار کیا یا سر لی اختر کا لائی سیمین عذار نے
مرغ بلند پرواز اُڑایا اختر نے جو سیمین عذار کو دیکھا پکار کر آواز دی تو ابھی بچی ہو یہ کہکے کچھ ہاتھ کے دانے
طرف آسمان کے پھینکے ایک ابر سیاہ گوشہ صحرا سے اُٹھا آکر سیمین عذار پر محیط ہوا اُس ابر سے تلوارین خنجر
برسنے لگے سیمین عذار نے جھولی سے پرچہ کاغذ سیاہ نکالا اُسکی سپر بنا کر سر پہ حائل کی وہ سپر فولادی بنکر
سر پر قائم ہوئی جو تلوار خنجر گرا سپر پہ لیا مگر پشت پہ اسکے جو لشکر کہ تھا کٹ کر کھڑا اہو سیمین عذار تو لب سے بچے

خنجر و تلوار سے بچ رہی ہے مگر وہ تلوارین لشکر پر جا کر گرین کئی ہزار سر کٹ کٹ کر گرے لشکر مین فریاد و فریاد کی صدا بلند ہوئی سیمین عذار کے افسرون نے آواز دی اے ملکہ عالم ملازم آپ کے پامال ہوتے ہین سیمین عذار نے یہ جو سنا غصے مین آ کر مرغ زرین کو تڑپایا مرغ بلند ہوا جب برابر ابر کے پہونچی پشت مرغ سے جدا ہوئی اس زور و شور سے گری کہ ابر کے ٹکڑے اڑا دیے ابر لخت لخت ہو کر غائب ہوا اب جو وہانسے آتی ہی للکار کر آواز دی کیون او اختر سحر تو نے دیکھا اختر نے جھولی سے ایک بیضہ سفید نکالا اُس بیضہ کو کاٹا کر پھینک مارا سیمین عذار پر آ کر ایک برج آتشین گرا اہلڑ ہوا عقاب بھی گھبرا گیا حیرت نے کہا بڑی قیامت کا سحر اختر نے کیا ہی سامری جمشید اسکو برج آتشین سے بچائین مگر سیمین عذار برج آتشین مین چھپ گئی آگ کا بھڑکنا شعلون کا کڑکنا مگر اندر برج کے ایک برق چمک رہی ہی عقاب نے کہا ابھی تک سیمین عذار بیہوش نہین ہوئی حیرت نے کہا مین دیکھ رہی ہون کہ مثل برق چمک رہی ہی حیرت نے کہا اے عقاب سیمین عذار نکلا چاہتی ہی یکایک وہ برج تھرایا اڑ اڑا کر گرا اندر سے اُسکے سیمین عذار نکلی مگر پسینے پسینے چند آبلے چہرے پر پڑے ہوئے چہرے پر بھی اُداسی عقاب نے کہا سیمین عذار نے بڑا صدمہ اُٹھایا اُسکے سحر کا کمال تھا جو اس بلاے گرم سے نکلی مگر سیمین عذار نے نکلتے ہی نشتر اپنی زبان پر مارا خون اُسکا ہاتھون مین لیکر مثل برق جھنڈ وہ یہ کہتی ہوئی اختر سحر کو روک ایک جھونکا ہواے گرم کا چلا اختر اُف اُف کرتی ہوئی جھپٹی گلنار سحر جو اُٹھایا دیکھا تو ایک شاخ نخل پر ایک طائر زمزمہ سرائی کر رہا ہی اور یہ اشعار عبرت آثار پڑھ رہا ہی

نظم

بہر گلگشت چمن مین ستم ایجاد آیا
بلبلو دام لیے دوش پہ صیاد آیا
یا الٰہی ہی بشر کیا کوئی غم کا پتلا
رنج وہ دل نے اُٹھایا کہ خدا یاد آیا
صید کو کنج قفس مین نہ پڑے کیونکر کل
نجد سے قیس تو کہسار سے فرہاد آیا
تو رہ رہ کے تاسف یہ مجھے آتا ہی

رنگ بھی جسنے نہ پایا تھا کہ صیاد آیا
عندلیبین لگین قمری کی روش دم بھرنے
رنج اُٹھانے کو سوے عالم ایجاد آیا
شوق کہتے ہین اسے شوق اسیری یہ ہی
آج صیاد بھی ظالم پئے بیداد آیا
روح خل کہنے لگی دیکھ کے صحرا مین مجھے
کیون عدم سے طرف عالم ایجاد آیا

کھولکر بال چمن مین وہ پریزاد آیا
سیر گلشن کو جو وہ غیرت شمشاد آیا
اے ہتو ہجر کی تکلیف کو کیا پوچھتے ہو
پاؤن پھیلا دیے خود مین نے جو جلاد آیا
ہون وہ دیوانہ کہ خدمت کے لیے صحرا مین
وامق و کوہکن و قیس کا اُستاد آیا

طائر نے اس طور سے زمزمہ سرائی کی اور اشعار عاشقانہ پڑھے کہ اختر حیران ہو گئی اُسی طائر کو تک رہی ہی پلک نہین جھپکتی مسکرا دیے جاتی ہی کبھی کہتی ہی اس طائر کو مین پالونگی خوب کسی نے پڑھایا کیون صاحبو یہ طائر کہانسے آیا اسکو دیکھکر میرے ہوش اُڑتے ہین پر پر زرے و ریت چالاک و چست سونے کا قفس اسکے واسطے بنواؤنگی اپنے سینے پر لٹکاؤنگی چار دن کے بعد لوگ اس طائر کو دیکھینگے پہچان نہ سکینگے جب اختر بہوت ہو کر ایسی باتین کرنے لگی صدا اے طائر پر دل و جان سے متوجہ ہی دھن مین جو طائر شعر گا رہا ہی سم پہ کبھی پاؤن پڑتا ہی کبھی آنکھ ملکتی کبھی ہاتھ چمکا دیا جب اسطرح اختر بہوت ہو چکی تب سیمین عذار نے وہ خون جو زبان کا ہاتھ مین تھا قریب آ کر آواز دی او اختر تیرا ستارہ گردش مین آیا اختر پلٹی چاہتی ہی کہ اپنے کو بچائے سیمین عذار نے خون پھینک مارا چہرے پر اختر کے خون پڑا ایک آہ کا نعرہ کیا کہ زمین تھرا گئی اختر بیہوش ہو کر زمین پر گری سیمین عذار نے کمر سے خنجر بلالی کھینچا سحر نے جو تاثیر کامل کی جھومکر پکار اُٹھی سحر اسکو کہتے ہین میرے سحر سے معشوقان آئینہ رخسار حیران رہتے ہین اختر تو زمین پر پڑی ہوئی ایڑیان رگڑ رہی ہی اودھر سیمین عذار خنجر کھینچکر چلی کہ اسکا سر کاٹ لون لشکر عقاب سے صداے تحسین و آفرین بھی بلند ہوئی حیرت نے بھی پکار کر کہا اے سیمین عذار کیا کہنا کیا معقول سحر کیا ہی ارے یہ سحر تو نے کہانسے سیکھا یہ سحر تو خاص ہوشربا

ہین وہی جانتے ہین جو ساحران یکتا ہین ای عقاب حقیقت ہین سیمین عذار نے کس لطف سے اختر کو مبہوت کیا
کیا اچھا طائر بنایا کہ اختر کے ہوش اُڑا دیے عقاب مونچھون پر تاؤ پھیرنے لگے کہتے ہین حضور یہ سحر مین نے تعلیم کیے
میرے خاندان کے یہ سحر ہین شہنشاہ شمس ایسے ایسے سحر ایجاد کیا کرتے تھے اکثر بطور سمجھانے کے کہا کرتے تھے
کہ جس ساحر پر سحر کرے پہلے تم اسکو مبہوت کر دے اُسکے لیے تدبیرین ہین مگر گلزنگ نے جو دیکھا اختر قتل ہوتی ہے
غصے سے چہرہ سُرخ ہو گیا کہا لو اور غضب دیکھو بی سیمین عذار اختر نامدار کو قتل کیا چاہتی ہین یہ کہکے مُنھ سے
دھوان چھوڑا سیمین عذار یا تو جیتی ہوئی جاتی تھی دھوئین نے اسکو گھیرا دھوئین کو دیکھکر گھبرائی چاہا کہ سحر کرے ن
گلزنگ نے ہاتھ ہلایا ایک برق گری کہ سیمین عذار کے دو ٹکڑے ہوے اختر کو ہوش آگیا چونک کر آواز دی
اور جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ آئے ہر یک نے کہا ای عقاب یہ بھی تم نے دیکھا سیمین عذار کو گلزنگ نے مارا سات
کنیزین سیمین عذار کی برائے مقابلہ اختر نکلین ان ساتون کو اختر نے مار ا شام کو پکار کر آواز دی ای عقاب تنتنے
ملازمان ملکہ گلزنگ کو دیکھا عقاب تو غصے مین خاموش مگر حیرت کے مُنھ سے نکلگیا کیا غرور کرتی ہو سیمین عذار
نے تیرا کیا حال کیا تھا گلزنگ نے اُسکو سحر کرکے مارا بس اختر پکار اُٹھی آپ میرے مقابلے مین آئیے حیرت
کو یہ سُنکر بہت ناگوار ہوا تخت سے کود پڑی عقاب ہان ہان کرتا ہوا دوڑا حیرت نے کہا ای عقاب ٹھہر جاؤ
اسکو دکھلا دین کہ سحر کیا چیز ہے سیمین عذار کو مار کر بہت مغرور ہوئی یہ کہکے تڑپکر میدان مین آئی آواز دی ہان بی اختر
تمھارا سحر دیکھین گلزنگ تو کانپکر رہگئی حیرت نے گلزنگ کو بھی اشارہ کیا کہ جب بی اختر کا ستارہ گردش مین آئے
تو تم بھی شریک ہونا یہ کہکر حیرت مسکرائی ہنستے ہی حیرت کے برق دندان چمکی درختون سے پھول برسنے لگے اختر
نے سحر کیا کہ پھول جلے پھولون کا جلنا کہ حیرت نے آواز دی ارے نسیم مر گئی ہوا اسکو مبہوت کر دے سامنے دیکھا گوشہ
گلستان سے ایک نازنین نہایت حسین دوپٹہ آب روان کا سنبھالے ہوے پائینچے ہاتھ پر چڑھائے ہوے مسکراتی ہوئی
سامنے اختر کے آئی جیسے ہی اُس نازنین نے اختر سے آنکھ ملائی اختر طرف نازنین کے متوجہ ہو گئی اُس نازنین
نے عارض پر ہاتھ رکھ کے بناز و غمزہ یہ غزل گائی غزل ناسخ

تمام رات چراغون سے جیسے داغ جلے
بنا طلسم کہا یا فراق ساقی نے
الٰہی آتش گل سے تمام باغ جلے
موا ہون ہجر شب تار فراق مین ناسخ

یہ پھُنک رہا ہو مرا جسم ہجر ساقی مین
شراب آگ ہوئی شیشہ ایاغ جلے
جلا جو صبح شب وصل مثل ماہ جبین
یقین ہے نہ مری قبر پر چراغ جلے

وہ لگ گئے تھے کہ آئے تھے ہم چراغ جلے
کہ مثل داغ جنون ہاتھ مین ایاغ جلے
فراق یار مین فصل بہار آتی ہے
کہ آفتاب کے مانند میرے داغ جلے

اس ناز و انداز سے اس غزل کو گایا
کہ اختر کے ہوش اُڑ گئے دل وہی کر گئے سننے لگی حیرت نے پکار کر آواز دی بی گلزنگ اختر کو بچاؤ گلزنگ
نے سحر کیا برق چمککر چلی تھی حیرت نے ہاتھ ہلا دیا وہ برق پلٹکر کنیزان گلزنگ پر گری چار کنیزون کے سر اُڑ گئے
اُس اندھیرے مین حیرت نے اُسی گانے والی کنیز سے اشارہ کیا اختر کا سر کاٹ لے اُسنے ایک نیمچہ مارا
کہ بی اختر کے دو ٹکڑے ہوے عقاب کے لشکر مین صدائے تحسین بلند ہوئی ہر ایک کا یہی قول تھا
ای ملکہ عالم کیا کہنا حیرت پلٹ پڑی گلزنگ نے رنجیدہ ہوکر طبل بازگشت بجوایا چالاک بن عمرو ایک کنیز کی
شکل بنا ہوا آنکھ جھکائے ہوے ہنستا ہوا اُلٹے حیرت کے پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے تعریفین حیرت کی کرتا ہوا ساتھ
ساتھ بارگاہ مین آیا گلزنگ بڑے غصے مین پلٹی کہتی ہوئی کہ لو صاحب آج بی حیرت سے بھی بگڑ گئی اب بی
حیرت کی بھی فکر کرو گی آج تو سر میدان اُنھون نے سحر کیا اختر ایسی ساحرہ بھی قتل ہوئی اب مجھکو معلوم ہوا کہ

فساد عظیم ہوگا اب مین بھی کوئی بات نہ اٹھا رکھونگی یہان حیرت جادو جو تخت پر آکر بیٹھی عقاب اپنی بارگاہ مین گیا چالاک
ہنس ہنس کے باتین کر رہا ہو چالاک نے ہنستے ہنستے زانو پر جو ہاتھ رکھا کہا حضور کیا خوب سحر کیا ہی حیرت نے ہاتھ
جھٹک دیا کہا خبردار الگ سے بات کیا کر کیا تیری کچھ شامتین آئی ہین تم لوگ تعریفین کرتے ہو مجھے انتشار ہی کہ
مین نے سر میدان کیون سحر کیا صاحبو انصاف تو کرو وہ جو کچھ کہتی ہی بیجا اسمین کیا ہی اُسکی یہی مراد ہی کہ میرے ساتھ چلے
ہو شہر بابر بھی قبضہ کرا دون مسلمانون کو بھی قتل کرون اسی بات پر وہ بگڑی کہ مین نے انکار کیا اخر تمنے ایسا غرور کیا
کیا مجھسے آنکھ ملائی کہ ضبط نہو سکا آخر جا پڑی وہ حرامزادی مجھ سے کیا لڑتی گلرنگ کو بھی زیر کر سکتی ہون یہی
ذکر تھا کہ دو کنیزین دوڑی ہوئی آئین فیروزی کپڑے پہنے ہوے برائے خبرگیری تھین آکر حیرت کے سامنے عرض
کی داری حضور نے سنا گلرنگ اپنے مقام پر فرما رہی ہین کہ بی حیرت سے بھی اب مقابلہ کرونگی سردارون کے
سمجھانے سے تین دنکی مہلت دی ہی کہتی ہین تیسرے دن طبل جنگ بجواؤنگی خود میدان کارزار مین نکلونگی دیکھونگی
حیرت کیا سحر کرتی ہی سر میدان ایسا سحر کرون کہ بی حیرت کو بھی معلوم ہو کہ سحر اسکا نام ہی حیرت نے کہا ہان جسما
حقیقت مین بڑی ساحرہ ہی میرا تو سحر کا نام لینے کو دل بھی نہین چاہتا گلچہرہ نے کہا واری وہ آپ کے سامنے کیا سحر
کریگی آپ خداوند ساحرہ ہین حیرت نے کہا کیا کہون چالاک کا ایسا حال کھلا نہین تو وہ بی گلرنگ کی چوٹیا لیتا
اسی تین دنکی مہلت مین خاتمہ تھا مگر عقاب کے کلمات سے ایسا خائف ہوا کہ اُسنے اپنے کو مخفی کیا گلچہرہ نے
دست بستہ عرض کی اگر حکم ہو تو مین جا کر چالاک کو بلا لاؤن جیسا آپ فرمائیے گا وہ بجا لائیگا تصور تو فرمائیے کہ آپ
کے واسطے اُسنے کیا کیا خاک چھانی یہانتک کہ طلسم بھی توڑا آپ نہ اُس سے آزردہ ہون حیرت نے کہا اے گلچہرہ
سنو عقاب نے سر دربار یہ کلمہ کہا کہ مین چالاک کو قتل کرونگا اُسکو بھی خوف پیدا ہوا گلچہرہ نے حیرت سے
آنکھ ملا کر جو بات کی حیرت نے شرما کے سر جھکا لیا اتنا کلمہ منھ سے نکلا کہ گلچہرہ اسوقت دربار سے جاؤ چالاک یہ
سمجھا کہ مجھے پہچان گئی ہاتھ باندھکر عرض کی غلامان جانباز ہمیشہ مصروف خدمتگذاری رہتے ہین اپنے مالک کے
واسطے کیا کیا جفائین سہتے ہین یہ کہکر سر قدمون پر رکھدیا حیرت نے بناز و غمزہ سر قدمون سے ہٹا دیا پہچان
تو گئی ہی مگر بسبب کنیزون کے کہا اے گلچہرہ زیادہ گستاخی نہ کرو اور چپکے سے یہ کہا کہ اب تمہارا چلا جانا ہی بہتر ہی
عقاب تمہارے حال سے بخوبی آگاہ ہوا گلچہرہ نے آنکھین قدمون پر ملکر کہا کنیز برائے جان نثاری حاضر ہی
حیرت نے کچھ جواب نہ دیا چالاک نکلا سمجھا کہ مراد حیرت کی یہ ہی کہ گلرنگ قتل ہو جائے معشوق کی خوشی کرنا
بھی واجب و لازم ہی یہان گلرنگ نے اپنے ساحرون سے کہا تم چند کس باغ مراد مین چلکر ٹھہرو مین چالاک
کی فکر کرتی ہون ایک کنیز شعبان نامے بیٹھی ہی اُسنے آواز دی داری حکم ہو تو مین لاؤن گلرنگ نے کچھ سوچکے کہا
اچھا لاؤ شعبان چلی بعد شعبان کے جانے کے گلرنگ بھی اپنے مقام سے اُٹھی سبھون نے دیکھا اپنے مقام سے
اُٹھتے اُٹھتے غائب ہو گئی چالاک لشکر عقاب سے نکلا ہی ایک گنوار کی شکل بنا ہوا ڈھال پٹکا باندھے ہوے
نخل کے سایہ مین اسی سوچ مین کھڑا ہی کہ اے چالاک لشکر دشمن مین کیونکر اور کس صورت سے جاؤن کیا تدبیر کرون کہ
گلرنگ پر پنجہ قابض ہو اسی سوچ مین کھڑا تھا کہ دیکھا لشکر گلرنگ سے ایک کنیز حسین جمیل دوڑی ہوئی آتی ہی چالاک
سمجھ گیا کہ یہ میری فکر مین ہی پہلے تو خیال نہین آیا کہ چھپ جاؤن پھر سوچا کہ اسکی گردن لون کنارے ہٹکر رنگ روغن جاری
کا نکالا ایک نوجوان کی شکل بنکر ٹہلتا ہوا سامنے آیا نگاہ شعبان کی پڑی آنکھین لڑین چالاک نے مسکرا کر کہا
کیون صاحب کہان جاتی ہو ہم تو عرصہ دراز سے تمہارے مشتاق کھڑے تھے ایک آپ سے پوچھ رہے تھے

کہ ملکہ عالم کب تشریف لائینگی مگر آپ تشریف لائین اب اسوقت دل خوش ہو گیا نظم

روز جودت ابر جانی یافتہ
یہ بہانت شیخ ثانی یافتہ
طعم آب زندگانی یافتہ

دہر رسیدہ قدر تو بر عالمے
باد از لطفت سبک روح آمدہ
سوسن آزادا اندر مدح تو

کو نشان از بی نشانی یافتہ
خاک از حلمت گرانی یافتہ
از طبیعت دہ زبانی یافتہ

اے ز لطفت جان امانی یافتہ
نہ سپہر از دور اول چون بدید
خصم جان از لب گوہر بار تو

شعبان ہنسی کہا صاحب تم مجھے پہچانتے ہو کہا صاحب مین روز یہان آیا نہین کرتا ہون شعبان بھی جوان رعنا طلب کی باتین کرتا ہی قوم کا جادوگر ہی کہا صاحب کل مین گلوریان لیکر آئی تم چلے گئے چالاک نے کہا دن بھر بھوکا پیاسا رہا آخر ناچار ہو کر چلا گیا آج تو آپ سویرے آئین شعبان بھی ہنسنے لگی چالاک نے کہا یہ مقام سرراہ ہی چلکے درۂ کوہ مین ٹھہرین اچھی طرح بیٹھ کے باتین کرین شعبان ساتھ ہوئی چالاک باتین کرتا ہوا چلا جب قریب درۂ کوہ پہونچا تو اپنی کمر سے چادرہ کھولا بچھا دیا شعبان اگر بیٹھی باتین ہونے لگین چالاک نے کہا ایک گلابی شراب کی لائین شعبان نے کہا خوشی تمھاری چالاک دوڑا بھٹی سے جاکر بوتل لایا کچھ کابی شرکچہ چالولا کے سامنے شعبان کے رکھے بیہوشی تو ملا ہی لایا ہی جام بھر کے شعبان کے سامنے پیش کیا کہا لو جان جہان ہو شعبان نے شرما کے نہین نہین کی چالاک نے جام منہ سے لگا دیا کہا لو صاحب پیو انکار کیسا اب کام ہو جائیگا شعبان پینے لگی پیتے ہی گھبرا گئی کہا کیون پیارے اس شراب مین کیا تھا چالاک نے کہا ہمین بھی کیا اپنی سردی کا زمانہ ہی مین کھاتا ہون تیرا یا ہمین گر گئی شعبان نے چلا کر کہا نگوڑے یہ تو نے کیا غضب کیا اب میری جان کیونکر بچیگی یہ کہکر اٹھی اٹھتے ہی لڑکھڑا کر گری چالاک نے خنجر مارا شکم چاک فقط پاک سر الگ جا کر گرا چالاک اُسکو مار کر درۂ کوہ سے باہر نکلا چاہتا ہی کہ نکلجاسے جہونکے ہوائے گرم کے چلے ہی بیزن بیزن نے آواز دی کشتی مرا نام ہی شعبان جادو بو کہ آسمان سے آواز آئی کہ او ظالم اب کہان جائیگا مین خاص تیرے ہی تلاش مین نکلی تھی چالاک نے دیکھا گلزنگ جادو جست و خیز کرتی ہوئی آتی ہی چالاک گھبرا گیا بھاگنے کا مقام نہین کدھر جا کر چھپے جست کی مگر گلزنگ نے سحر کیا پاؤن چالاک کے زمین نے پکڑے گلزنگ بھی جھپکی زمین پر آئی کہا کیون او ظالم مین جانتی تھی کہ تو شعبان کی ضرور گردن لیگا مین بھی اسی فکر مین نکلی تھی تو نے سرداروں سے میرے لشکر کو خالی کر دیا یہ کہکر گلزنگ نے سحر کیا کہ رنگ روغن منہ سے چالاک کے اڑ گیا صورت دیکھکر چلائی کہا تیرا ستیاناس جاوے کے تیر کے ابھی چلکر تجھکو قتل کرتی ہون کشان کشان لیچلی ادھر سے ہرکارے عقاب کے آتے تھے اُنھون نے دیکھا کہ گلزنگ چالاک کو کشان کشان لیے جاتی ہی پیچھے پیچھے چلے کہ دیکھین جاکر یہ کیا کرتی ہی گلزنگ بارگاہ مین آئی چالاک منتین کرتا ہی گلزنگ نہین مانتی کنیزون کو حکم دیا ایک دار استادہ کرو دار آکر استادہ ہوئی زنجیر پاؤن مین چالاک کے باندھی اُلٹا لٹکا دیا کوڑا لیکر کھڑی ہوئی اور اک کوڑا اُسنے پشت پر چالاک کے مارا چالاک بلک گیا سرداروں نے دوڑ کر گلزنگ کا ہاتھ پکڑ لیا کہا حضور کیون تکلیف کرین جلاد کو بلا لیجئے وہ قتل کرے گلزنگ کہتی ہی صاحبو ہٹ جاؤ کوڑے مار مار کر مار ڈالونگی یہان تو یہ رنگ ہی ہرکارے بھاگے عقاب تو اپنی بارگاہ مین ہی حیرت کنارے پر لشکر کے ٹہل رہی ہی چند کنیزین قریب ملکہ کو اپنے عظمت و شان کا خیال آیا کنیزون نے دیکھا اسوقت ملکہ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے یہ شعر پڑھنے لگین نظم

خیالمین بھی اگر خواب سے دوچار ہوا
تو بنکے چشم تر آئینہ اشکبار ہوا
کبھی مصائب دشت جنون نہ بھولونگا

شب فراق سے مین کیا ہی شرمسار ہوا
ہوا غبار مرا جسم جسکی فرقت مین
تمام نوک زبان ماجرائے خار ہوا

کبھی جو میرے لب خشک سے دوچار ہوا
وہ ذی سوار سنا ہی کہ شہسوار ہوا
تمام رو نگٹے مژگان بنے شب وعدہ

ہر ایک داغ بدن چشم انتظار ہوا
جو وصف لکھنے لگا مین خدنگ مژگان کے
برنگ زلف گریبان تار تار ہوا
کیا ہی مین نے اس انداز سے گریبان چاک
دہن دوات کا مثل دہان یار ہوا
ہوا ہون فرقت گل مین تو برگ گل ہو کفن
خبر کسے ہی کہ کب موسم بہار ہوا
غلام حیدر کرار ہون مین ای ناسخ

نہ وصل سے ہوے سرگرم جز صدائے فراق
تو خامہ صفحہ سے تازہ مشق یار ہوا
ملا نہین ہی یہ پیری مین مجھکو داغ فراق
کہ سینہ دشمن بیدرد کا فگار ہوا
یہی وظیفہ ہی دن رات مجھکو مستی مین
مرا برنگ رگ گل بدن نزار ہوا
تمام عمر پیا مین نے غم مین خون جگر
مرا عدو جو ہوا زیر ذوالفقار ہوا

شراب پی ہی کہان جو مجھے خمار ہوا
لبان شانہ کف پا جنون مین ہی گرفتار
ستارہ سحری دیدہ کا دوچار ہوا
جو وصف زلف کے لکھے قلم بنا افعی
چڑھاؤن جام کوئی نشہ کا اتار ہوا
شگوفہ تازہ جنون داغ عشق کا پھولا
جہا ئمین نام مگر زندہ با وہ خوار ہوا

یہ اشعار عبرت آثار پڑھ رہی تھین کہ سامنے سے ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی ای ملکہ عالم غضب ہوا چالاک گرفتار ہوگیا شعبان جادو کنیز بی بی گلرنگ کی تلاش مین چالاک کے کلی تھی چالاک نے شعبان کو جنگل مین مار ڈالا گلرنگ فکر مین آئی تھی گلرنگ نے چالاک کو پکڑ لیا دار پر کھینچا ہی کوڑے مار رہی ہی یقین ہی چالاک کا کام تمام ہو سب سردار گلرنگ کے روک رہے ہین کہ حضور جلاد کو حکم دیجیے اپنے ہاتھ سے تکلیف نہ کیجیے مگر وہ اپنے سرداروں کو یاد کرکر کے روتی ہی کہتی ہی کوڑے ہی سے مار مار کر مار ڈالونگی حیرت کا چہرہ متغیر ہوگیا پریشانی مین منھ سے نکلا صاحبو چالاک کے مرتبے سے کوئی آگاہ نہین عمرو کا فرزند رشید عمرو صاحبقران کا برادر شیر شریک ہی ایسے شخص پر کوڑے کے وار وہ اپنی جان دیدیگا حرامزادی نے ذرا سی بات کو اسقدر طول دیا یہ کہکے ستارہ سحری نکلا بلند ہوئی ہرکارے دوڑے ہوئے سامنے عقاب کے آئے سب خبر عرض کی اور یہ بھی کہا کہ حضور ملکہ حیرت جادو بڑے غصے مین وہان گئی ہین خداوند سامری جمشید خیر کرین یہ سنکر عقاب گھبرا گیا کہا صاحبو اگر حیرت پر کوئی افتاد پڑی تو اپنی جان دیدونگا یہ کہکر عقاب بھی چلا افسران فوج ابیل جادو و حیل جادو محیل جادو شبرنگ دریا بار سرمر میگون ابر سوار ایسے ہزار ہا افسر مت جانے پر چالیس لاکھ کا لشکر باقی ہی ملازم بھی چلے یہان گلرنگ جادو بہ شکل کرسی پر بیٹھی کہا تیر و کمان لاؤ مین اسکو اس حسرت سے مارون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اسکے حال پر گریہ کرین مجھکو ذرا رحم نہ آئے کنیز نے لا کر تیر و کمان حاضر کیا کہا تیر اندازون کو بلاؤ اپنے ہاتھ مین تیر و کمان لیکر بیٹھی بارہ سو غلام کمانہاے کیانی ہاتھ مین لیکر بارہ سو غلام پشت پر کھڑے ہوے چالاک کے جسم سے خون جاری زنجیرون مین بندھا ہوا پھڑک رہا ہی کبھی جھلا کر کہتا ہی او ملعونہ اگر بچگیا تو تجھکو اس ذلت سے قتل کرونگا کہ خوب یاد کریگی روح تیری جہنم مین تڑپیگی اور اگر موت لیکر آئی ہی تو از صدقہ پاپوش بچہ ایسی ملعونہ کے ہاتھ سے قتل ہوے مرتبہ بلند ہمکو حاصل ہوتا ہی روتا بھی جاتا ہی کبھی کہتا ہی ایک حسرت لیکر پردہ دنیا سے چلے قبر مین پشت نہ لگیگی نظم

قومی گروہ پیوند ناسور پشتش
نہ چشمے کہ بہرا ایم ہم ندارد
گلت را نوانر گست را تماشا
بہ بینے کہ ترکیب او غنم ندارد
نگہدار خود را و آئینہ بگزین

خوش است آنکہ با خویش جز غم ندارد
گرانما یہ زخمے کہ مرہم ندارد
بجوشش عرق رنگ و تاخت رویت
تو وا ابری بہار یکہ عالم ندارد
زبانم منباشد سیہ پوش زلفت
نگاہ تو مژہ وا سے خود ہم ندارد

وے خوشتر است آنکہ این ہم ندارد
سرابے کہ رخشند بو پیانہ خوشتر
گل از تازگی رنگ شبنم ندارد
چہ تا کس شمرد آنکہ خون ریخت مارا
کہ ہندو بدین گونہ ماتم ندارد
سخن نیست در لطف این قطعہ غالب

بہشت ہی ہو وہن کا دم مدار ہو | بلکہ اس حال پرملال چالاک کو دیکھکر دشمن بھی رو رہے ہین ہر ایک کا یہی قول
ہے کہ عجب عیار قتل ہوتا ہے گلرنگ نے تیر سحر کمان مین پیوست کیا بارہ سو تیر اندازون نے تیر سحر کمان مین پیوست کیے
صدا کشاکش کی بلند ہوئی اسوقت چالاک کی بیقراری اپنے خدا سے دعا مانگتا ہے الہی رحیم ان ساحرون کے
ہاتھ سے بچانے بہر جان کر جمال صاحبقران و بچون کے بارہ سو تیر چلے تیر ہدف مراد پر پہونچ چکے نشانہ خالی نہین گیا باب
در اجابت وا ہو چکا ہے جیسے ہی تیر قریب سینۂ بے کینہ چالاک پہونچے آسمان سے برق چمککر گری سب تیر کٹے پیکان
پلٹکر انھین کے سینہ پر پڑے کہ جنھون نے تیر پھینکے تھے بارہ سو ساحرون کے مرنے کی صدا بلند ہوئی گلرنگ نے
تو اپنے کو بچا لیا گلرنگ نے سر اٹھا کر آسمان پر دیکھا اور اتنا منہ سے نکلگیا کہ اپنے دھگڑے کے واسطے آئین آسمان
کو دیکھا ایک ستارہ چمک رہا تھا پکارکر آواز دی الامر فوق الادب معاف فرمائیے گا جیسے ہی اسنے گولہ مارا گر لا
الٹا پلٹکر اسی کے ساحرون پر پڑا کہ چالیس ساحر اور مر گئے گلرنگ نے ایک ترنج نکالکر ستارے پر مارا ستارا
پھٹا سب نے دیکھا حیرت جادو ہنس پر سوار ہاتھ ہلا رہی ہے گلرنگ نے یہ کہکر ڈانٹا کہ آخر چین نہ پڑا دوڑی آئین
حیرت نے آواز دی او فاحشہ کیا جھک مار رہی ہے جو ہمارے نام سے قتل ہو اسکو بچاتی ہین تجھ ایسی ملعونہ کے ہاتھ سے
قتل ہونے دین یہ کہکر حیرت جادوگر گلگری برق بنکر جو لشکر پر گری پچاس ہزار ساحر مارے آواز دی او گلرنگ
دیکھ ایسے مین خیر ہے کہ بھاگ کر نکلجا ورنہ قضا تیری قریب ہے غصہ مین گلرنگ نے آواز دی بی حیرت جادو آج مین
ہٹونگی آج آپ کو خدمت مین شہنشاہ کی بھیجونگی عقاب نے جو آکے آسمان سے یہ معرکہ دیکھا یہ بھی بلا تکلف لشکر پر گر پڑا
جو ملازم عقاب آیا لشکر پر ایسی زور و شور سے گرا کہ زمین تھرا گئی آسمان سے آگ برس رہی ہے دریاے سحر موج مار رہا
ہے تلوارین برس رہی ہین خنجر گر رہے ہین دریاے سحر سے مچھلیان نکلکر تڑپتی ہین جسکے سینہ پر پڑین توڑکر پار گذر گئین اور
نہنگان خون آشام دریاے سحر سے نکلتے ہین ہزارون کو نگلگئے سر ہزارون کے مثل کاسۂ حباب ترتے پھرتے ہین
عقاب نے بھی زمین ہلادی گلرنگ دیوانہ وار وحشی مثال حسرا فسر پر جا پڑی کسی کو خنجر سحر کا ہاتھ مارا سر اڑا دیا کسی کو
دو ہتڑ مارا کہ وہ غرق زمین ہو گیا کسی پر مثال بلاے آسمانی گری گردن پکڑ کر کھینچ لی کسی کو چیر پھاڑکر پھینک دیا مگر حیرت
نے جو پلٹکر دیکھا چالاک اسی طرح الٹا لٹکا ہے زنجیرین پاؤن مین بندھی ہین خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہو کوئی اسکا سر کاٹ
لے جان بخشی کا معاوضہ جان بخشی ہے ساتھ کی کنیزون سے کہتی جاتی ہے اگر اسنے ہمارے واسطے جان لگائی طلسم
توڑا ہم نے بھی تین روپیہ کے پیادے کے واسطے اپنے کو بدنام کیا برابر کی ساحرہ سے لڑ رہے ہین کنیزین کہتی
ہین حضور آپ نے کمال کیا ایسے معرکہ مین قدم رکھا گلرنگ جادو بلاے روزگار ہے دیکھیے اس حال مین بھی کس
زور و شور سے لڑ رہی ہے یہ کہتی ہوئی حیرت جا پڑی جاکے زنجیر کو کاٹا شانہ چالاک کا پکڑ لیا فرمایا دیکھ سنبھل یہ کہکے
ہاتھ سے چھوڑ دیا چالاک کود کر بھاگا جادوگر بنکر لڑنے لگا گلرنگ نے دیکھا بلا کی مغلوبہ ہو رہی ہے کل اہالیان فوج
عقاب اڑے پڑا او وفا ایسے نمک اپنے مالک کی الفت مین آپڑے ہین گلرنگ نے دیکھا ایک ساحر دبلا پتلا سحر سے
چھپتا پھرتا ہے کبھی پشت نخل پر چھپا کبھی بیٹھے کو لاشون مین گرادیا جب کوئی بڑا جادوگر سامنے آیا اسپر حلقہ ہاے کمند
مار دیے کسی پر حباب مارا کسی کی پشت پر خنجر مار دیا کسی پر گولہ پھینکا اسنے جو گولے پہ ہاتھ مارا گولا پھٹا پانی کے
قطرے نکلے وہ ساحر بیہوش ہو کر گرا اسنے خنجر سے سر کاٹ لیا گلرنگ نے اس لڑائی مین آواز دی یا سامری
یہ کون ہے جو اسطرح بڑے بڑے ساحرون کو پامال کرتا ہے کان مین آواز آئی یہ وہی چالاک بن عمرو ہے گلرنگ
ایک گوشے مین آکر ٹھہر رہی جیسے ہی چالاک نے ایک جادوگر پر حلقے کمند کے مارے قصد کیا کہ جادوگر کا شکم

چالاک کرے گلرنگ کر گرگری چالاک کی گردن لی جسطرح چھپکلی کو لٹکا لیتے ہین منظور ہوا الگ لیجا کر چیر ڈالون
چالاک چیخا کہ ای ملکہ عالم مجھے بچائیے گا حیرت نے پلٹکر دیکھا گلرنگ نے چالاک کو پکڑا ہی کھینچنے پہ ایک طمانچہ
مارا کہ گال چالاک کا سوجگیا عارض پر عارضہ ہوا حیرت نے ایک گولا مارا کلائی پر گلرنگ کے پڑا چالاک
چھوٹا جلدی سے چالاک نے اپنے کو مردون مین چھپایا گلرنگ حیرت کا گولا کھا کر زمین پر چوتڑون کے
بھل گری بڑی چوٹ آئی اسکو یقین ہوا کہ ہڈی ٹوٹ گئی ایک چیخ ماری کہ او حیرت آج یقین کامل ہوا کہ تو بھی بیر
مرتی ہے حیرت غصے مین جا پڑی اُدھر سے عقاب نے آکر گولا مارا اُدھر سے حیرت نے ہاتھ چمکایا پانچ
مین سے دونون کے گلرنگ ہٹی چالاک نے دیکھا گلرنگ بھاگی ہوئی آتی ہے حیرت و عقاب نے ایسے
گولے مارے کہ سر اسکا زخمی ہوا سر سے خون بہتا ہوا مگر اس حال مین بھی جو سامنے آگیا اُسکو پکڑا اور چیر ڈالا کسی پر
گھونسا مارو یا کسی کو لات کر کے چلا دیا کہ ایک حبشن نے قریب آکر کہا ملکہ عالم اب نہ گھبرائیے مین نے چالیس دیوان
کا گولا تیار کیا ہے اسے حیرت و عقاب پر مار دیجیے دونون زخمی ہو جائینگے کیا عجب ہے کہ دونون بیہوش ہو کر
گرین جیسے ہی گلرنگ کے آگے گولا آیا اُسنے ہتیلی پر رکھا کہا اپنا بھی سحر قائم کرون ہوا جو لگی گولا پھٹا اسقدر
دھوان نکلا کہ گلرنگ اُسی مین چھپ گئی لڑکھڑائی ارے کہکر چلی تھی کہ چالاک نے خنجر مارا نیچا کا جو سر کٹ
اندھیرا ہو گیا لاکھون ساحر گھٹ گھٹکے مرے چالاک نعرہ کر کے نکل گیا حیرت ایک غول پر گری ہوئی ہے کسی کو طمانچہ کسی کے
لات ماری یکایک کان مین آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین گلرنگ جادو وجود آخر ان سب نے لاشہ گلرنگ کا اُٹھایا ایک
جانب بھاگین عقاب نے دست بستہ عرض کی گلرنگ کو چالاک نے مارا حیرت نے کہا صاحب کمال کیا مگر چالاک
بھاگ کر اک نخل کی آڑ مین چھپا حیرت نے ہاتھ روکا عقاب لڑ رہا ہے ساحرون نے الامان الامان کی آواز دی
عقاب نے سب کو پناہ دی سب ساحر ساتھ ساتھ عقاب و حیرت کے قلعہ مین آئے تمام صحرا آباد ہوا
خیمے بارگاہین استادہ ہوئین ملکہ حیرت آکر داخل بارگاہ ہوئین خیر خواہان دولت نے آکر نذرین دین ملکہ حیرت نے
سب کو خلعت دیے عقاب جب آیا ملکہ حیرت کو مبارکباد دی حیرت نے کہا یہ سارے فساد تمھاری ذات سے
ہوے عقاب نے کہا مین تو آپکا حال سنکر آیا تھا بوجہ لڑائی ہوئی اب یہ فرمائیے کہ چالاک کہان گیا ملکہ
حیرت نے جھلا کر جواب دیا کہ مین کیا اُسکے ساتھ پھرتی ہون مین کیا جانون کہان گیا اب لشکر مین کیا رہیگا جب مشہور ہوا
کہ آپ دشمن ہوے تو وہ لشکر مین کیا رہ سکتا ہے عقاب نے کہا کیون مین نے کب کہا کہ چالاک میرے لشکر
مین نہ رہے حیرت نے کچھ جواب نہ دیا خاموش ہو رہی چالاک بعد فتح لڑائی کے دوکاندارون کے یہان سیر کری
کرتا رہا ایک ہفتہ عقاب ابر سوار صحراے زرگستان پر فروکش رہا گو وہ سکہ نام کا ملکہ حیرت کے جاری ہوا حیرت
سکہ جاری ہونے پر بہت روئی یہی کہتی تھی سکہ میرے نام پر جاری نہ کرو عقاب قدمون پر گرا کہا حضور مین نے سلطنت
حضور کے حوالے کر دی اب انکار نہ فرمائیے مین تو تابعدار ہون کارگزار ہون حیرت خاموش ہو رہی صحراے
زرگستان مین عملداری ہوئی ڈھنڈورا پٹا بعد ایک ہفتہ کے ملکہ حیرت نے صحراے زرگستان سے کوچ کیا اب انکو راہ مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان حیرت بیان زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران کہ برسر سالوس لشکر کشی کرکے در بند ہفتم پر چلے ہین حال فتح در بند ہفتم کا جسکا حاکم جیحون جادو ہے اور فتح ہونا در بند ہفتم کا باقی مضمون متعلقہ داستان ہذا خمسہ عوض ساقی نامہ

غسل میت تجھے جانان نے دیا میرے بعد　|　اور جنازے کے بھی ہمراہ رہا میرے بعد　|　قرض کیا کیا نہ ادا اُسنے کیا میرے بعد

قبر پر یار نے قرآن پڑھا میرے بعد | شرطِ اُلفت کی ملی مجھکو جزا میرے بعد

تھا حسینوں کے کبِ انداز کا مفتون عالم | میرے دم تک چمن دہر پہ ہار رشکِ ارم | قدرداں مجھ سا گیا جبکہ سوئے ملک عدم

ہوگیا سلسلۂ مہر و محبت برہم | نازنین بھولگئے ناز و ادا میرے بعد

خواب میں بھی کبھی عاشق نہ نظر آئینگے | ملکے ہاتھوں کو حسین دیکھنا پچھتائینگے | اُجڑی ہفت فلک پھر کسے دکھلائینگے

یاس و حرمان و غم و درد نہ بڑھ جائینگے | بیکسی کا نہیں لگنے کا پتا میرے بعد

شور بلبل کے عوض نالوں کی آئیگی صدا | خاک اُڑنے کے عوض بارش شبنم ہوجا | نخل سوکھینگے وہ صرصر کا چلیگا جھونکا

رنگ رخسار گل و لالہ دگرگوں ہوگا | نہ رہیگی یہ گلستاں کی ہوا میرے بعد

سخت مشکل ہے سرانجامی کارِ اُلفت | بے مرے کون اُٹھا سکتا ہے بار اُلفت | مجھ پہ بازی سے مگر رکھا مدار اُلفت

میں نہونگا تو نہو ویگا قمار اُلفت | کوئی بدنے کا نہیں شرط وفا میرے بعد

کا اجل سے ہوے جا بر میں لپٹی کی آتش | مثل رعنا کے ہو یہ مرجائے گر ملی آتش | کر دعا اُس سے ہو بہتر نہ کوئی شوخ آتش

قبر پہ فاتحہ کو آے وہ شوخ اے آتش | نیک توفیق دے اُسکو خدا میرے بعد

چہرہ فتح کنندگان دربند ہفتم سحر ساحری و برپا کنندگان علم شوکت عساکر افسونگری حال خیریت مآل صاحبقران بصد شوکت و شان یوں تحریر فرماتے ہیں شعر مصنف

واقفان کلام پر تاثیر | مینگارند داستان امیر

جب حکاک جادو کو عمرو نے باعمیں ملکہ یاسمن گلگوں پوش کے مارا ملکہ نے بڑی خوشی کی یقین تھا کہ اب حال ہمارا کھلیگا حکاک جادو جاکر جیحون سے کہیگا مگر خواجہ نے بڑی تکلیف سے اُسکو قتل کیا عمرو ملکہ سے رخصت ہوے لشکر میں آئے امیر سے کہا سوار ہو جیے صاحبقران اُسی وقت سوار ہوے مع جملہ سرداران نامی پہلوانان گرامی قریب دربند ہفتم آکر فروکش ہوے جیحون جادو کو خبر پہونچی کہ چھ دربند تباہ ہوے صاحبقران آپہونچے جیحون جادو گھبرایا ہوا خدمت میں سالوس کے آیا کہا یا خداوند آپ نے سُنا جو ہمنے تدبیر سوچی تھی وہ خلاف ہوئی وہ وہ ساحر مارے گئے جنکا مثل نہیں میں سمجھا تھا کہ سات برس حمزہ اسطرف نہ آسکیگا ایک مہینہ بھی نہیں گذرا عمرو نے عیاریاں کر کے سب کو مارا حکاک کے تو قتل ہونے کا تعجب ہوا آپ کا شاگرد کیسا مکار غدار ایسی بلا میں پھنسا کہ نکل نہ سکا آخر مارا گیا ملازم اُسکے صحرا سے لاش اُٹھا کر لائے ہیں اتنا ضرور عرض کیا جائیگا کہ اہتمام اب بوجہ احسن کیا جائے اہالیان جلسہ نے عرض کی جیسا ارشاد ہو اُسطرح اہتمام کریں کیا مجال دربند ہفتم سے مسلمان ایک قدم بڑھ سکیں جیحون نے کہا ایک بات کی تلاش واجب لازم ہے وہ کون شخص ہے جو تم میں سے شریک ہوا اُسکی تلاش چاہیے تا زمانیکہ وہ شخص قتل نہو گا جب تک کوئی بات نہیں بنیگی تیز رفتار عیار بیٹھا تھا تیز رفتار نے کہا اے جیحون شہر میں گھر گھر تلاش کر چکا ہوں مگر کہیں پتہ نہیں ملا ایک مقام دیکھنے کو باقی ہے وہاں حوصلہ نہیں پڑتا مگر اب وہاں بھی جاؤنگا طور تو وہاں کے بیرنگ ہیں اب اوقات مختلف پر دیکھنا چاہیے کہ عمرو وہانسے تو خبر نہیں لاتا جیحون نے کہا ہم براے انتظام جاتے ہیں اب ہمارا آنا غیر ممکن ہے یہ کہکے جیحون تو اپنے مقام پر آیا ایک قلعہ اسنے بنایا ہے کہ جسکو دیکھکر ہوش اُڑتے ہیں دیواریں نہایت بلند تھا ایک عظیم الشان خندق آگ سے معمور شعلۂ آتش سر بفلک کشیدہ جیحون نے آکر سات ہزار ساحر قلعے سے نکالے قلعے سے آگے بڑھ کے بارگاہ استادہ ہوئی بازاریں درست کرائیں ملکہ یاسمن گلگوں پوش کو جو خبر معلوم ہوئی کہ جیحون دربار خداوندی میں آیا تھا سرکار خداوند سے حکم ہوا ہے کہ فوجیں تیار کر کے بھیجی جائینگی خیال میں آیا شہنشاہ اقلیم عیاری سے بیان تو کر دوں کہ وہ اُسکی تدبیر کریں شمع و نامہ

کنیز سے کہا فوراً جاؤ خواجہ کو تلاش کرکے لاؤ شمعرو اُڑتی ہوئی چلی کہ دریافت کرون خواجہ لشکر سے نکلے تھے
کہ شمعرو نے دیکھا گھر مین پہنچ دیکر لے اُڑی ملکہ یاسمن صحن باغ مین پریشان ٹہل رہی ہو انتظار مین خواجہ کے کہ شمعرو
خواجہ کو لیے ہوے آئی ملکہ اُٹھ کھڑی ہوئی خواجہ کو ہشیار کیا خواجہ نے جو ملکہ یاسمن کو دیکھا مثل گل شگفتہ ہوگئے
پوچھا اس بندۂ بے زر کو کیون طلب فرمایا ملکہ نے کہا خواجہ ہر وقت ہمکو یہی خیال ہو کہ آپ کے واسطے کوئی خرابی
نہو اب وربند ہفتم کے منتظم والد نامدار ہین وربار خداوندی مین آئے تھے خداوند نے وعدہ فرمایا کہ تم جاکر لشکر
صاحبقران کو روکو لشکر واسطے مدد کے ہم بھیجینگے میرے خیال مین آیا آپ کو اطلاع کرون ایسا نہو کہ غفلت مین
آپ چلے جائین اور کوئی باعث خرابی ہو خدا نے فضل اپنا کیا خواجہ نے یہ سُنکر کہا مین سمجھ گیا حقیقت مین اگر آپ نہ بتاتین
تو مین ضرور جاتا جب خواجہ باتین کر چکے نگاہ یاس طرف یاسمن کے دیکھا کہا لو جان جہان رخصت ہوتے ہین
ملکہ نے چپکے سے دامن پکڑ لیا خواجہ بیٹھ گئے محبت کہا اگر خواجہ خلاف مزاج نہو تو ذرا کچھ اشعار گائیے خواجہ نے
فرمایا ای ملکہ عالم ایک سر ہزار سودے لشکر کا فراق بادشاہ کی قدمبوسی کا اشتیاق زن و فرزند کی جدائی تقدیر نے
کیا کیا تکلیف دکھائی ان وربندون کے فساد نے آقاے نامدار کو کیا کیا تکلیفین پہونچائین طلسم نور افشان کا جب
خیال آتا ہو قلب متفکر آتا ہی کہ افسوس کوکب کی قید کو ایک زمانہ گذرا خبرین معلوم ہوئین کہ ایرج و قاسم و نور الدہر
جاکر بڑے زور و شور سے لڑے جابجا معرکے پڑے اب یہی منظور ہی کہ جسطرح ہو سکے اپنے کو طلسم نور افشان مین
پہونچائیے وہ دن خدا دکھائے کہ کوکب کو چھڑائین ملکہ نے کہا خواجہ اسکا کیا اعتبار ہی نہین معلوم کب ملاقات ہو
فلک کیا گردش دکھائے تمام دنیا آپ کے نام کی دشمن ہو میری بھی اب فکر جابجا سے ہو رہی ہو آج سرور باد تیز رفتار
نے یہی کہا کہ یہ کون صاحب ہین جو یہان کی خبر بتا دیتے ہین یہ بھی تیز رفتار نے کہا کہ مین دریافت کرونگا لہذا
آج تو فیضیاب کیجیے جب ملکہ یاسمن نے بہت کہا تو خواجہ نے جوڑی دُف کی نکالی اور سامنے ملکہ کے یہ غزل شروع کی غزل

مین ہی مرتا نہین کچھ اس بت لاابالی پر
کہ درختون کی قناعت ہی فقط پانی پر
آتے جاتے تجھے دیکھون نہ ملے غیر کو یار
غش کرون کیون نہ بھلا جامۂ عریانی پر
وحشت غربت مین جو گمراہ پڑا پھرتا ہون
یہ غزل وال ہی ناسخ کی پریشانی پر

جان عالم کی نکلتی ہی ترے جانی پر
رکھدیا دل ترے آگے جو اُسے سرکا کر
کاش ہو جاؤن مین نوکر تری دربانی پر
غش مین موسیٰ کی طرح صاعقۂ طور گرا
کیا مین عاشق ہون کسی غول بیابانی کا

کیا ہوا اُس سرو خرامان کی غذا غیر شراب
رحم آیا مجھے آئینہ کی حیرانی پر
جز کفن مجھکو بدلنے کی نہین ہو حاجت
کیا تجلی ہو ترے چہرۂ نورانی پر
گرچہ ہو نظم مگر نثر کا ہوتا ہو گمان

خواجہ نے جو یہ غزل گائی ملکہ یاسمن خیال چھنگ وجد مین روپا کی ذکر
جیون وربندون کا ہو رہا ہو خواجہ فرمارہے ہین کہ ای ملکہ عالم اگر فلان مقام پر براے مدد نہ آتین تو وہ جادوگر
نہ مارا جاتا تمہاری ذات سے ہفت وربند پر بہت مدد پہونچی ملکہ تو خواجہ کی عیاریون کی تعریفین کر رہی ہین سر تیز
سبکرو شاگرد رشید تیز رفتار پھرتا پھرتا ادھر آیا تیز رفتار نے اس سے کہا تھا کہ ملکہ یاسمن کے باغکی ذرا خبر لینا
پھرتے پھرتے قریب باغ پہونچا کمند مارکر دیوار پر چڑھا غرفۂ نخلستان مین آکر چھپا عمرو کو جو بیٹھے دیکھا جلگیا اب منظور
ہوا سب باتین بھی سنون خواجہ نے غزل گائی اسنے سُنی سر دُھنا کیا کہتا ہو کہ عمرو کا گانا سحر ہو کیا خوش
آواز ہو گانے مین عجب سوز و گداز ہو بعد گانے کے اب باتین ہونے لگین ان باتون کو سُن رہا ہو جی مین کہتا ہو
یہ لچہ جادوگر اسی کی مدد سے مارے گئے اپنے باپ کے قتل کی درپے ہو اب جیون کی تدبیرین ہو رہی ہین خواجہ تو
باتین کر رہے ہین یاسمن یہ بھی کہتی ہین کہ خواجہ اس حال کو ظاہر کر سکے تو بیان کرو دیوار و در ہم گوش ہو رہ

اب آج تو مین نے آپ کو بُلا بھیجا چونکہ اس حال سے آگاہ کرنا تھا اب آئندہ ایسا اتفاق ہوگا سر تیز چاہتا ہی سب حال
سنلون تو جاؤن گانے کے خیال مین مست ہو رہا ہی گلشن نامے کنیز لوٹا ہاتھ مین لیکر بولائی ہوئی طرف چمن کے چلی نگاہ جو
اُٹھ گئی دیکھا پتّون مین ایک مرد چھپا بیٹھا ہی اُلٹی پھری آکر خواجہ سے کہا خواجہ چور آیا ہی پتّون مین چھپا بیٹھا ہی ملکہ نے
کہا کیون گلشن ہمارا کل شمعدان جاتا رہا تھا چور نے گھر تاک لیا عمرو نے کہا چپ رہو مین ابھی گرفتار کرتا ہون ملکہ نے
کہا صاحب اکیلے نہ جانا ایسا نہو نگوڑے کے پاس چھری تلوار ہو ملکہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی خواجہ پشت پر سے پہونچا اپنے
سائے سے بھی بچتے ہوئے پشت پر سے آکر حلقہ ہاے کمند مارے گردن و کمر مین سر تیز کے پڑے اب عمرو نے
نعرہ کیا او دزد و مکار اب کہان جائیگا سر تیز نے سبک ہو کر جست کی کہ حلقہ ہاے کمند سے نکلا عمرو تو سمجھ گیا کہ یہ عیار
طرار ہی اس سُبکی سے حلقہ ہاے کمند سے نکلا غیر عیّار کی کیا مجال ہی کہ حلقہ ہاے کمند سے نکل سکے اب سر تیز نے
تیغ کھینچا ملکہ یاسمن نے کہا خواجہ ہٹ جاؤ مین سحر کرتی ہون اسکے ہاتھ پاؤن بیکار ہو جائینگے تم مار لینا سر تیز نے
پکار کر آواز دی او کمینہ بریدہ مجھے سارہان زادہ کیا مار سکیگا منم سر تیز سبک چشم شاگرد رشید مہتر تیز رفتار عیار خداوند مین نے
آج سب باتین سُنین تو نے جو دربند فتح کرائے بڑے بڑے ساحران نامی قتل ہوئے سحر باپ کے سامنے کرنا یہ کہکے
تیغ عمرو کے مارا عمرو جست کر کے پیچھے ہٹا سر تیز بھاگا ملکہ یاسمن نے کہا خواجہ غضب ہی اگر یہ نکلگیا سب حال جاکر
جیپون سے کہیگا بلکہ خداوند کو بھی خبر ہو جائیگی عمرو جست کر کے اُسکے برابر ہو پہنچا سر تیز نے کمند دیوار پر ماری کمند کسی مقام پر
اُلجھی جست کر کے اُسنے دیوار کو پکڑا چاہا جست کر کے دیوار پر جاؤن مگر کیا مجال تھی عمرو نے لپک کر تیغ مارا پاؤن بایان
سر تیز کا کٹا ہاے کہکے دیوار سے گرا اب تو کنیزون نے بھی پہچانا کہا ملکہ بڑا غضب ہوا تھا بڑی دیر سے ہمارا آپ کا
حال سن رہا تھا سب باتین بے حیا نے سُنین ملکہ نے کہا وہ حافظ حقیقی سر پر موجود ہی سر تیز جو گرا گھٹنا اُسنے زمین پر
ٹیکا بیٹھے بیٹھے لڑنے لگا تیغ چمکاتا جاتا ہی عمرو نے ایک مقام پر بڑھ کے کمر کو تاکا اُسنے چاہا کمر کو بچاؤن عمرو نے کن
دیکر ہاتھ مارا کہ سر تیز کا سر اُڑ گیا سر اُس خود سر کا ٹکڑے ہو کے گرا ملکہ نے دوڑ کر خواجہ کے ہاتھ چوم لیے کہا خواجہ
بڑا کام کیا اگر یہ ملعون نکلجاتا بڑی آفت برپا کرتا چور نہین خاص خبر کے واسطے آیا تھا خواجہ نے کہا لاشہ تو اسکا باہر
پھیکدو خواجہ نے کپڑے سب اُتار لیے کسوت عیاری کو جو کھولا پانچ اشرفیان پچاس روپیہ بھی نکلے عمرو نے خنجر اُسکا
لیکر کمر سے لگایا اُسکے قبضے پر نام سر تیز کا لکھا تھا عمرو نے کچھ خیال نہ کیا روپیہ اشرفیان لیکر کمر مین رکھین کنیزون نے
لاشہ بیرون باغ شہتوت کے نخل تھے وہین ڈالدیا سر سینے پر رکھدیا خواجہ تو رخصت ہو کر گئے ملکہ یاسمن اسوجہ سے
فکر اب ہو رہی ہی کنیزون کو بھی باہر نہین جانے دیتی کنیزون کو کچھ گھبرایا بھی ہی یہ بھی خیال ہی کہ کوئی مجھسے آزردہ نہو مگر
تیز رفتار بوقت سحر دربارگاہ پر آیا شاگرد سب جمع ہوئے تیز رفتار نے کہا کل شام سے سر تیز گیا مین نے ایک جگہ
اُسکو بھیجا تھا پلٹکر نہین آیا ارے تلاش تو کرو شاگرد چلے دو کہین چار کہین پانچ عیار پھرتے پھراتے اسطرف آ نکلے
دیکھا لاشہ سر تیز کا بالکل برہنہ پڑا ہی سر کسی نے کاٹکر سینے پر رکھدیا ہی پانچون عیارون نے لاشہ سر تیز کا اُٹھایا
روتے پیٹتے سامنے تیز رفتار کے آئے تیز رفتار کا شاگرد رشید تھا بہت پریشان ہوا کہا صاحبو اسکا پتہ لگاؤ میرے
شاگرد کو کس نے مارا پھر سوچکر کہا صاحبو تمنے لاشہ کہان سے پایا سب نے کہا حضور ملکہ یاسمن کے دروازے پر جو نخل
شہتوت کے ہین وہان لاشہ پڑا تھا تیز رفتار نے کہا ایسا مرا شاگرد نہ تھا کہ کوئی اسکو مار لیتا طریقے سے معلوم ہوتا ہی
کہ عمرو کے ہاتھ سے مارا گیا سب نے کہا اُستاد وہ کیا شناخت ہی تیز رفتار نے کہا اول شناخت یہ ہی کہ کپڑے تک
اُتار لیے مگر میرا شاگرد کہین ایسا پھنسگیا کہ زور نہ چلا علاوہ اسکے عمرو نہایت طرار فرار ہی مین ہی ایسا ہون جو اس سے

لڑتا ہوں پڑا جو ہوا بارگاہ سے سالوس بھی نکل آیا سالوس نے کہا ارے تیز رفتار کیا ہوا تیز رفتار نے عرض کی خداوند میرا شاگرد رشید مارا گیا حضور سے آجتک عرض نہین کیا مگر اب بگستاخی عرض کرتا ہون میرا گمان یہ ہے کہ بی یاسمن عمرو سے ملگئین اُنھین کے در باغ سے لاشہ اُسکا آیا ہے اور مین نے اُس سے کہا بھی تھا کہ ذرا خبر ملکہ کے باغ کی لینا وہین دروازے پر باغ کے اسکا لاشہ بھی ملا عقل سے معلوم ہوتا ہے یہ واسطے خبر کے گیا وہان عمرو بیٹھا ہوگا اُسنے دیکھ لیا تلوار چلی مار لیا سالوس نے کہا چپ رہو وہ جیحون کی بیٹی ہے جیحون جادو کیسی کوشش کررہا ہے اگر وہ سُن لیگا تو بہت رنجیدہ ہوگا تیز رفتار نے کہا حضور مین دریافت کرونگا سالوس نے کہا ابھی دردولت پر اُسکے جاؤ جا کے باغ گھیر لو کہا یا خداوند وہان اب عمرو کا ہیکو آئیگا مگر طریقے سے دریافت کرونگا فوج بھیجنا مناسب نہین ہے دیکھیے مین دریافت کرتا ہون چالیس پیک بچے ساتھ لیے تلاش مین عمرو کے چلا اول دربند جیحون پر آیا دیکھا جیحون نہایت چست و چالاک ساٹھ ستر ہزار ساحران غدار فرو کش ہین خود بھی سحر تیار کررہا ہے تیز رفتار نے جیحون سے ملاقات کی جیحون نے پوچھا مہتر صاحب کہان چلے تیز رفتار نے کہا حضور کیا عرض کرون آج میرا ایک شاگرد مارا گیا پہلو میرا خالی ہوگیا اُسی کے قاتل کے تلاش مین نکلا ہون یہ کہکر بارگاہ سے جیحون کی نکلا ادھر سے تیز رفتار جاتا ہے خواجہ کا ارادہ تھا کہ دربند جیحون پر جاؤن راہ مین ایک مسافر کو جاتے ہوئے دیکھا ایک قزاق کی شکل بنکر اُسکو لوٹا مسافر لپٹا عمرو نے پتھر مارا سر اُسکا اُڑ گیا عمرو اُسکے کپڑے اُتارنے لگا نقد وجنس جو کچھ اُسکے پاس تھا لے لیا اُدھر سے تیز رفتار آتا تھا تیز رفتار نے پہچانا چالیس پیک بچے اسکے ساتھ ہین کہ تیز رفتار نے کہا چہار جانب سے گھیر کر مار لو چالیس پیک بچون نے گھیرا عمرو نے بھی خنجر کھینچا تیز رفتار سے آنکھ ملائی کہا او بھگوڑے حمایتیون کے بھروسے پر لڑتا ہے تو خود سامنے آ تو مزا لڑائی کا لے تیز رفتار نے کچھ جواب نہ دیا شاگردون کے نیچے تیر کمندین چلنے لگین عمرو نے جب جھپٹکر ہاتھ مارا کسی عیار کا سر اُڑ گیا کسی کا ہاتھ کاٹا پالٹ کا ہاتھ مار کر کسی کی ٹانگ اُڑا دی دس پیک بچے عمرو نے مار کر ڈالدیے بجلی بنا ہوا لڑ رہا ہے قضائے کار اسوقت ملکہ یاسمن گلگون پوش کنیزون کے ساتھ اپنے صحن باغ مین بیٹھی ہوئی کہہ رہی ہین کہ صاحبو خیال تو کرو ایک جان کے ہزار دشمن خدا اُنکی جان ان دشمنون سے بچائے ایسا نہو کسی مجمع مین عمرو پھنس جائے کہ اک کنیز نے عرض کی صبح کو پانچ چار عیار شاگردان تیز رفتار پھرتے ہوئے ادھر آئے لاش اُس عیار کی اُٹھاکر لیگئے سنتی ہون جب دربارگاہ خداوندی پر لاش پہونچی تیز رفتار بہت پریشان ہوا اپنے شاگرد کے واسطے رویا اور یہ بھی خبر پائی کہ فکر مین نکلا ہے یہ سنکر ملکہ نے آہ کی کہا صاحبو دعا کرو کہ خدا اُنکو دشمنون سے بچائے کس سے کہون کون جاکر کہے کہ یاسمن کا یہ حال ہے کہ زندگی محال ہے

نظم

جی نہ آبادی مین لگتا ہے نہ ویرانے مین
حشر تک جی مین ہے بیہوش رہون مین ساقی
یان لگا زخم تو وان درد اُٹھا شانے مین
بال توڑے تری زلفون کے نہ بیدردی سے
نہین اپنے مین مروت جو ہے بیگانے مین
یان تو بجلی بھی سنبھل جاتی ہے گرتے گرتے
خوف بدہضمی کا ناصح نہین غم کھانے مین

ہون وہ بیکس کہ نہ بستی مین ہون نہ [illegible]
کاش ہو بھر وے مری عمر کے پیمانے مین
کسطرح طائر دل ہو ترے چہرے پہ نثار
حسن مرہاتھ کے مانند ہو گر شانے مین
پارۂ شیشۂ دل نصب ہے ہر روزن مین
شمع کے شہر مین قدم کیا مرے ویرانے مین

ہے عجب رنگ کی وحشت ترے دیوانے مین
لا کے قلقل کیے شیشہ مجھے میخانے مین
نازکی سے ہوا قاتل مری حالت کا شریک
شمع و طاقت پرواز ہے پروانے مین
عشق مین دل نے چھپایا تو ہوا غیر کو رنج
کیجیے عیش زمستان مرے کاشانے مین
نوش کر شوق سے جی کھول کے صرفہ کیا ہے

ملکہ نے کنیزون سے کہا اگر ہو سکے تو خبر لاؤ دو کنیزین [illegible] ادھر ادھر دوڑانے

کپڑے پہنکر واسطے خبر کے چلین یہان خواجہ چالیسون کو جواب دے رہے ہین جسنے نیمچہ مارا روک کر اُسکو ایک
ہاتھ مارو یا دو ٹکڑے ہوگئے عمرو نے بارہ پیک نیچے مارے تیز رفتار کو للکارا کہ او نامرد تو سامنے نہین آتا یہ
چالیسون تیل مالش ہین یہ ہیچ سے کیا لڑینگے تیز رفتار غیرت مین آپڑا اکیلا عمرو سے لڑنے لگا سب کو منع کیا کہ خبردار
تم لڑائی مین دخل نہ دو مگر عمرو نے ایک مقام پر نیمچہ مارا سر تیز رفتار کے زخم آیا زخم کھا کے اُسکے منہ سے نکلا
یارو دیکھ رہے ہو اور عمرو مجھکو مارے ڈالتا ہو ایک شاگرد نے پشت پر سے عمرو کے ہاتھ مارا سر عمرو کا زخمی ہوا
روبرو سے تیز رفتار نے نیمچہ مارا عمرو نے اسکا نیمچہ تو خالی دیا اُسکو ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے تیز رفتار تو پیچھے
ہٹا کہ زخم سر باندھون باقی پیک نیچے پھر دو تہ پڑے خیال مین گذرا کہ خواجہ نکل چلو اب ٹھہرنا بہتر نہین ہو اب بھی
اسقدر یہ دشمنان خدا باقی ہین جان نہ چھوڑینگے عمرو نے نیمچہ ٹیک کر جست کی سب کے بیچ سے یون نکلا جیسے شرارہ
سنگ سے یا ہوائی گنج سطلے مینک سے نگاہ یا سینۂ عاشق سے آہ مگر ایک نخل کی ٹھوکر جو لگی خنجر کمر سے عمرو کے گرا عمرو نے
چاہا اُٹھون مگر عیار خنجر پر ٹوٹ پڑے عمرو نے دور جا کر پتھر مارا ایک کا سر پھٹا کسی نے تعاقب نہ کیا عمرو جست و خیز
کرتا ہوا نکل گیا یہان شاگردون نے خنجر اُٹھایا ایک نے کہا اُستاد یہ خنجر تو سرتیز کا ہو کچھ لکھا بھی ہو تیز رفتار نے
شاگرد کے ہاتھ سے خنجر لیا اب جو پڑھا نام سرتیز کا لکھا پایا کہا دیکھو یارو قول میرا کیسی تحسین ہو امین کہتا تھا کہ عمرو نے
سرتیز کو مارا اُس ننگ خاندان کا لاشہ جو برہنہ پایا تھا کھٹکا تھا کہ یہ عمرو ہی کا کام ہو دیکھو مسافر کو مارا اپنی ہولی
دھوتی بھی اُسکی نہ چھوڑی بھلا سرتیز کا لباس وہ کیونکر چھوڑتا یاد رکھو منہ سے کہہ نہین سکتا مگر یہ معرکہ باغ مین دختر
جیحون کے گذرا کنیزین دور نہ جا سکین لاشہ کھینچکر اُنھون نے نخلستان مین ڈالدیا کہ تم لوگ اُٹھا لائے مگر کنیز جو ملکہ
کی واسطے خبر کے چلی تھی وہ دربار گاہ سالوس پر آئی ان کنیز نے دیکھا تیز رفتار ہنستا ہوا آیا ایک سے کہتا ہوا میرے
شاگردو خنجر عمرو کے پاس سے لا کنیز نے بھی خنجر دیکھا تیز رفتار خنجر لیے ہوئے اندر بارگاہ سالوس کے آیا سجدہ کیا
پایۂ تخت کو بوسہ دیا کہا یا خداوند آپ کی تقدیر کا امیدوار ہون اور کان مین جھک کے سب کیفیتین بیان کین یہ بھی کہا
کہ میری عقل سے تو یہ معلوم ہوتا ہو کہ دختر جیحون ملگئی سب راز عمرو سے کہا دیجیے ورنہ بند کے حاکم کس آسانی سے
قتل ہوئے یہ ساحر ایسے تھے کسی کی چوٹ کھاتے مگر ایسے دباؤ مین پڑے کہ اُنکو کچھ بن نہ پڑا سالوس نے کہا خبردار
جب تک بات پکی نہو جیحون کے سامنے اُسکی بیٹی کا نام نہ لینا وہ بیٹی کو بہت چاہتا ہو فوراً بگڑ جائیگا یہی کلام لب پر
لائیگا کہ میری بیٹی کو بدنام کرتے ہو یہ نہو گا کہ اُسکو کچھ سزا دے تیز رفتار خاموش ہو رہا مگر خواجہ جو اُس
معرکے سے ملٹے خون پونچھتے ہوئے چلے آتے ہین لشکر مین آکر پہونچے صاحبقران نے جو اس حال مین دیکھا فرمایا
خواجہ خیر تو ہو عمرو نے سب حال کہا کہ خنجر آج کمر سے گر گیا اور اُس خنجر پر نام عیار کا مرقوم ہو اتنا ہم بھول گئے
کہ ملکہ سے کہتے لاشہ اُس بے حیا کا دور جنگل مین پھکوا دیجیے آج یہ خبر پائی کہ اب جا بجا یہی چرچا ہو کہ دختر جیحون
عمرو سے ملگئی صاحبقران نے کہا خواجہ تم جا کر ملکہ سے کہو میان چلی آؤ جب بدنامی ہوئی تو وہان رہنے سے
کیا فائدہ عمرو نے کہا اب کیونکر جاؤن یہ بھی تو خوف ہو کہ ایسا نہو ساحر وہان پہونچے ہون اگر دریافت ہو گیا
تو ملکہ کے واسطے بڑی بے لطفی ہوگی زخم دوزی کرا کے پٹی مرہم سلیمانی کی چڑھائی عمرو طرف لشکر جیحون کے چلا
مگر کنیزین جو ملکہ کی آئی تھین سب احوال دریافت کر کے بھاگین ملکہ پریشان پھر رہی تھی کہ کنیزون نے آکر سب کچھ بیان
کیا مگر یہ نہین کہا کہ تیز رفتار دمبدم آپ کا نام لیتا ہو خنجر کا بھی حال کہا ملکہ پریشان ہو گئین کہا صاحبو اب گل پھولا راز
کھلا کیونکر چھپاؤن مگر مین جا کر یہ عمرو سے تو اطلاع کرون کہ خواجہ اب میرے باغ مین آنے کا ارادہ نہ کرنا کنیزون نے

کہا تین عیار تیز رفتار کے پشت باغ پر پھر رہے ہیں باغبانون سے آپ کے پوچھا ایک کنیز نے کہا مجھے ایک عیار لالچ دیتا تھا کہ عمرو کے آنے کا وقت بتا دیں مین نے کہا کون عمرو ہم عمرو کو نہین جانتے ملکہ کو سنتا تا آگیا کہا صاحبہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہے فلک پیٹے آزار ہے کچھ سمجھ مین نہین آتا افسوس نظم

در حلقۂ سوہان نفسان جای ندارم
خود رشتۂ زند موج گہر گرچہ من اکنون
آن غیبت گریہ نفسے جگر آلاے ندارم
بگزار کہ از راہ نشینان تو باشم
در جلوہ سپاس انجمن آرائے ندارم
واعظ دم گیرائے خود آر و بمعنا فہم
گروائیہ من دیر رسد وائے ندارم

خاموشم و در دل ز ملالم اثری نیست
جز رعشہ بدست گہر آماسے ندارم
ناز تو فراوان بود و صبر من اندک
پائیکہ شوم جلہ پیمائے ندارم
بے بادہ خجالت کشم از باد بہاری
گوئی دل خود کامہ خود رائے ندارم

آنم کہ لب زمزمہ فرسائے ندارم
سر جوشش گداز نفسم لائے ندارم
گز روز فروغش خامہ ور افشا
تو دست و دلی داری و من پائے ندارم
خاشاک مرا تاب شرر چہرہ فروز است
صبح است و دم غالیہ تدائے ندارم
غالب سر کارم بگدائے بکریم ست

کنیزین کہتی ہین حضور آپ اپنے کو پریشان نہ کرین ہوش و حواس درست رہین بس اتنی تاکید ہر ایک پر رہے کہ کسی طرح دم دلاسا دیکر کوئی پوچھے کوئی کچھ حال نہ کہے تلاش تو اب ضرور ہو رہی ہے ملکہ نے کہا صاحبو تم ہوشیار رہنا مین تلاش مین خواجہ کے جاتی ہون مین انگوان سب باتون سے آگاہ کردون کہ خواجہ اب میرا راز کھلا چاہتا ہے تیز رفتار ہر وقت خلل کرتا ہے عیار گرد باغ کے پھرا کرتے ہین یہ بھی کہدون کہ جسطرح آپ اکثر چلے آتے تھے یہان آنے کا قصد نہ کیجیے گا ہر وقت گرد عیار پھرا کرتے ہین اب تو مجھکو در و دیوار سے خوف آتا ہے گلشن اگر سحر تیز کو نہ دیکھ لیتی وہ جا کر ضرور آتش افروزی کرتا مگر عنایت و مہربانی خدائے نادیدہ کی ہے وہی حفاظت کرنے والا ہے مین نے تو اب کوچۂ جہاد مین قدم ڈالا ہے یاسمن اسباب سحر اپنے جسم پر آراستہ کر کے چلی بلند ہو گئی دیکھتی بھالتی جاتی ہے یہ تو ادھر جاتی ہے مگر خواجہ صورت بدلے ہوئے لشکر جیحون مین آئے دیکھا لشکر جیحون ایک دریائے ذخار ہے ساٹھ ستر ہزار ساحر اُترے ہین سب ساحر اپنے اپنے خیمون مین سحر کر رہے ہین گوگل جلنے کی بو آتی ہے ہر جگہ جھنکا ٹپکا ہو رہا ہے یہی ہر ایک کا ارادہ ہے کہ کسی طرح سحر تیار کرین وقت پر کمی نہو خواجہ دیکھتے بھالتے دربارگاہ جیحون پر آئے دیکھا ساحر روک ٹوک کر رہے ہین کہ اندر سے شاگرد رشید تیز رفتار کا نکلا کہ اسکو تیز رفتار نے یہان مقرر کر دیا ہے عمرو کو کھڑے دیکھا پھر اسکو شک گذرا پکار کر آواز دی ای شخص ذرا ٹھہر جا مجھے تجھ سے کچھ پوچھنا ہے عمرو نے جو نگاہ ملائی تیور اسکے بُرے پائے وہ تو کہتا ہی آگے آیہ اور یہ پیچھے ہٹتے جاتے ہین مہمیز نے کہا ای شخص ہم تجھکو بلاتے ہین تو ہٹا جاتا ہے عمرو نے کہا ادھر نخل کے سایہ مین آئیے جو پوچھنا ہو پوچھیے وہ مقام در دولت شاہنشاہی ہے نہین معلوم آپ کیا پوچھیے مین کیا کہون مہمیز آگے بڑھا عمرو نخل کے سائے مین اگر ٹھہر گیا مہمیز نے قریب اگر پوچھا تو کون ہے کیا نام ہے عمرو نے کہا فتح دھڑیم خان رسالہ دار کا نوکر ہون گوشت لینے آیا ہون یہان مین نے لوگون کو دیکھا ٹھہر گیا دیکھیے وہ مرد جھیا جو جاتے ہین انھون نے بھی میرا نام و نشان پوچھا تھا میری تو رسالہ دار صاحب کے یہان ضمانت لگی ہے مہمیز ملیٹا عمرو نے ایک دھول ماری کلاہ سر سے گری ایک دولتی بھی ماردی مہمیز منہ کے بل گرا عمرو جست کر کے نکل گیا ساحر جابجا سے دوڑے کہ عمرو جاتا ہے عمرو جاتا ہے عمرو کترا کر ایک نخل کی آڑ مین آیا مہمیز سر سہلاتا ہوا اٹھ گیا شاگرد اسکے دوڑ کر آئے پوچھا اُستاد خیر تو ہے مہمیز نے کہا عمرو مجھکو دھول مار کر چلا گیا شاگردون نے کہا ہمکو بتلا دیجیے جابجا شاگرد دوڑے ہر طرف یہی غلغلہ ہے کہ عمرو آیا تھا کہ یاسمن اُڑتی ہوئی پہونچی ادھر والی صورت جگر اُتری در یافت

کیا تو معلوم ہوا کہ خواجہ ابھی آئے تھے صمہیر کو دھول مارکر چلے گئے ملکہ کو ہنسی آئی کہ خواجہ بڑے ظریف ہین اگر صمہیر
دس پانچ عیارون کو لیے پھر رہا ہے خواجہ عمرو بازار صرافان مین پہونچے دیکھا جوہریون کی دوکانین آراستہ بازار
کھلی ہوئی دوکاندار بیع وشرا پر تلے ہوئے منہ مین پانی بھر آیا کنارے آکر رنگ وروغن عیاری کا لگایا ایک تاجر
جلیل کی صورت بنکر تیار ہوئے گوری صورت بنکر کلاہ زرین سر پر قبائے اطلس زرانداود سلیمانی زیب جسم لعل ویاقوت کی
انگوٹھیان ہاتھ مین عصائے بادام کا ٹیکتے ہوئے سامنے ایک جوہری کے آئے وہ اٹھ کھڑا ہوا کہا خواجہ بازرگان آئیے
آپ تجر گیے چشمہ عینک گلے مین پڑا تھا اسکو لگاکر جوہری کی صورت کو دیکھکر ہنسے کہا بیٹا مجھکو پہچانا جوہری نے کہا خواجہ
صاحب نہین پہچانا عمرو نے کہا بیٹا خواجہ خورشید منظر نام ہے تم بہت چھوٹے سے تھے جب مین آیا تھا تمھارے باپ
تمکو گود مین لیکر نکلتے تھے ہم روز برفی لاتے تھے تمھین کھلاتے تھے جوہری بچے نے کہا آپ ہمارے بزرگ ہین
اسوقت تشریف لانے کا باعث کیا ہوا کچھ خرید وفروخت منظور ہے عمرو نے کہا بیٹا مین کاروان سے اپنے آگے
بڑھ آیا کاروان کل پہونچیگا تحویلدار بھی پیچھے رہگیا ایک جوڑی موتی کی ہے مزاج مین آئے خرید لیجیے جوہری نے
کہا مین دیکھون عمرو نے جیب سے ایک پڑیا نکالی اب جو پڑیا کو کھولا دو موتی برابر بیضۂ کبوتر کے رنگ ڈھنگ سنگ
چھوٹ پڑ رہی ہے جہان رکھدیا زمین سفید ہوگئی جوہری تحسین ہوگیا کہا آپ تو میرے دادا ہین جو فرمائیے حاضر کرون
عمرو نے کہا بیٹا مین تم سے کیا قیمت کہون جوہری نے کہا جب تک آپ نام نہ رکھیے گا ہم کیونکر قیمت لگائینگے عمرو نے
کہا بابا مین نہین جانتا ڈرتے ڈرتے جوہری نے کہا قیمت تو مین اسکی کیا دون اگر آپ کے خلاف ہو تو پچیس ہزار
روپیہ حاضر کرسکتا ہون خواجہ بہت ہنسے کہا بیٹا اگر مین قیمت نہین جانتا مگر اسکے ساتھ کی کوئی جوڑی تمھارے پاس
ہو تو مین تیس ہزار کو لیتا ہون جوہری نے کہا خواجہ صاحب معاف فرمائیے گا ان راز ونیاز کی باتون کے بعد
پینتیس ہزار پر طے ہوا لیکن اپنے کہتا ہے اسکو لاکھ روپیہ کو بیچونگا بڑا نفع ملیگا کہ اشرفیان دون کہ جواہرات خواجہ نے
کچھ اشرفیان لین کچھ جواہرات وہ بھی چاہتا ہے کہ یہ قیمت لیکر جلد جائین ایسا نہو کہ پھیر لین خواجہ نے کہا بیٹا اب تو چال
کھلا ایک گھر کا معاملہ ہے رنگ ڈھنگ سب بڑھتا رہے قدیمی بڑے جوہری نے کہا خواجہ صاحب وہ کیا بات ہے کہا
ایک چینی کا پیالا منگاؤ اُسمین پانی بھرو اُسمین ان موتیون کو رکھو سفید رومال مین وہ پیالہ لپیٹ لو دمبدم قدر بڑھیگا جوہری
خوش ہو گیا چینی کا پیالا لایا پانی بھرا خواجہ نے موتی اُسمین رکھدیے سفید رومالمین لپیٹ کر رومال اسکے ہاتھ مین
دیدیا کہا دیکھو رومال ہلنے نہ پائے یہ کہکے آپ تو روانہ ہوئے کہ چلکر اور کسی کی فکر کرین میان جوہری اسطرح بیٹھے
ہین کہ بدن کو جنبش نہو ایسا نہو نسخہ بگڑ جائے خواجہ تو جاکر دوسری صورت پر صراف کے یہان بیٹھے اشرفیان چکانے
لگے گھائی مین اشرفیان جراجرا کے پاس رکھتے جاتے ہین کبھی پھیر دیتے ہین کبھی پھر نکلواتے ہین یہان تو خواجہ یہ کر رہے ہین
وہ مہاجن جو پیالا لیے بیٹھا ہے صمہیر پھرتا ہوا اُسطرف آنکلا دیکھا میان جوہری صاحب چپ بیٹھے ہین صمہیر نے کہا لالہ صاحب
کوئی جوڑی موتی کی آئی مہاجن نے کہا حضور صاحب وہ جوڑی موتی کی دونگا کہ آپ خوش ہو جائینگے اُنھین موتیون کو
لیے بیٹھا ہون بات نہین کرسکتا ہون اسوقت جائیے اور وقت آئیے گا صمہیر ہنسنے لگا بے اختیار اسکے منہ سے
نکلگیا کہ کہین عمرو کا تو آپ تک گذر نہین ہوا نہ ہل سکتے ہو بات کرنے مین بھی انکار ہے آخر یہ کیا راز ہے مہاجن نے
کہا صاحب ایک سوداگر ایک نسخہ بتا گئے ہین موتیون کا قد بڑھ رہا ہے صمہیر نے کہا یہ عمرو ہی کے فقرے ہین ذرا
پیالا تو کھولیے جوہری نے کہا دیکھیے نسخہ نہ بگڑ جائے صمہیر نے کہا کھولو تو نسخہ بگڑ جائیگا معلوم ہوتا ہے عمرو تجھکو دھوکا
دیگیا کیا رقم لیگیا جوہری نے کہا حضور تیس ہزار روپے دیے ہین یہ کہکے رومال ہٹایا جھک جھک کے دیکھنے لگا

موتی نہین معلوم ہوتے کہا حضور ذرا آپ تو دیکھیے اسمین موتی نہین معلوم ہوتے نکھیان بھنکنے لگین مہمیز نے دیکھا پیالہ
خالی ہی شربت عمدہ بنا ہوا کہا اسکو چکھیے ذرا کلیجہ ٹھنڈا ہو مہاجن نے چکھا کہا حضور میٹھا میٹھا شربت ہی مہاجن تو سر پیٹنے لگا
مہمیز دیکھتا بھالتا چلا دور سے دیکھا ایک دوکان پر سپاہی وضع اشرفیان گن رہا ہی مہمیز سمجھا کہ یہ عمرو ہی پیک بچون سے
اشارہ کیا چار جانب سے گھیر لو چار طرف سے عیارون نے عمرو کو گھیرا عمرو بھی نیمچہ کھینچکر اٹھا عیارون سے نیمچہ
چلنے لگا دو سو پیک بچہ چار جانب سے آگیا مگر مہمیز نے دیکھا عمرو کسی کے روکے نہ رکیگا لڑتا بھڑتا نکلا جاتا ہی ایک
عیار سے کہا کہ جا کے جیحون کو خبر کر کہ ایک ساحر کو جلد بھیجین عمرو ہمارے روکے نہین رکتا مہاجن غل مچاتا ہی اجی مہر صاحب
آپ نے یہ کیا غضب کیا میرے گاہک کو گھیرا میری پچاس اشرفیان اُسکے پاس ہین کبھی پکارتا ہی میان سپاہی صاحب
میری اشرفیان تو پھینکدو۔ یچیے خواجہ کہتے ہین ابے اشرفیان کیسی یہان نقد جان پر بنی ہی میرے پاس اشرفیان
کہان ہین مسین چکھین پیک بچے مار کر عمرو نے ڈالدیے ایک برق ہی کہ تڑپ رہی ہی پیک بچہ بھیجا ہوا مہمیز کا پاس جیحون
کے پہونچا شبیہ جادو پہلو مین جیحون کے بیٹھا ہی کہا اے شبیہ جادو لینا شبیہ وہان سے تنتا ہوا چلا اُسوقت پہونچا
کہ عمرو چوک سے نکلکر ایک کوچہ کلان مین لڑتا بھڑتا پہونچا ہی کہ آہٹ ہوا شبیہ جادو آیا مہمیز نے پکار کر کہا یارو ہٹ جاؤ
عمرو نے دیکھا ایک ساحر سیہ فام سامنے سے دوڑا ہوا آتا ہی ماش کے دانے ہاتھ مین وہین سے آواز دیتا ہوا
یارو ہٹ جاؤ مین گرفتار کرون یہ کہتا ہوا سامنے آیا عمرو ساحر کو دیکھکر گھبرا گیا چاہا جست کر کے کوٹھے پر جاؤن کہ
شبیہ نے سحر کیا ماش کا دانہ پھینکا خواجہ لڑکھڑا کر گرے عیار چلے کہ گرفتار کرین جو قریب آیا عمرو نے نیمچہ مارا پاؤن زمین
نے پکڑے ہاتھ قابو مین تھے جب کئی کو عمرو نے نیمچہ مارا کسی کا پاؤن کٹا کسی کی ران پر پڑا مہمیز نے کہا اے شبیہ جادو
اسکے ہاتھ بھی تو بیکار کرو پانچ چار عیار زخمی ہوئے اب بھی ساربان زادہ باز نہین آتا شبیہ نے کہا تم ہٹ جاؤ
مین گرفتار کرون پیک بچے ہٹے دور سے دیکھ رہے ہین کہ شبیہ نے ایک دانہ ماش کا پھینکا عمرو کے ہاتھ سے
نیمچہ چھوٹ گیا شبیہ بڑھا کہ مین عمرو کی مشکین باندھ لون اُسوقت عمرو کی بیقراری دعا مانگ رہا ہی کہ پروردگار بچانا قضائے
کار ملکہ یاسمن نے جا کر خواجہ عمرو کو لشکر مین تلاش کیا سب طرف تلاش کیا مایوس ہو کر پلٹین سمجھین کہ خواجہ لشکر
جیحون مین ہونگے ستارہ سحری بنی ہوئی چرخ مارتی آسمان پر جو آئین لشکر مین جا بجا غل ہی کہ عمرو پکڑا گیا یاسمن بیقرار
ہو کر جھپٹین اُس مقام پر آ کر دیکھا چالیس پچاس لاشے زمین پر لوٹ رہے ہین ایک جانب مہمیز عیارون کو لیے کھڑا ہی
خواجہ زمین پر لوٹ رہے ہین ایک ساحر سحر کرتا ہوا جاتا ہی ملکہ یاسمن کے دل مین تاب نہ باقی رہی دیکھا کہ خواجہ
گرفتار ہو گئے سحر مین ساحر کے پھنسے ہین جیسے ہی شبیہ قریب پہونچا ملکہ یاسمن نے ہاتھ چمکایا برق کڑک کر گری شبیہ
کے دو ٹکڑے ہوتے اندھیرا ہوا ملکہ تو مار کر بلند ہو گئین یہان آواز آئی کشتی مرا نام ہی شبیہ جادو بود عمرو کے
ہاتھ پاؤن قابو مین آئے اُسی اندھیرے مین جست کی مہمیز کے سر سے کلاہ لی ایک عیار کو خنجر مارا جست و خیز کرتا ہوا
عمرو نکلگیا مہمیز نے جو لاشہ شبیہ کا دیکھا عمرو سامنے سے غائب ہو گیا کہا دیکھو یارو بیشک جسکو مین سوچتا ہون
وہی اسکی مددگار ہی مگر عیارون نے کہا خلیفہ صاحب جن پر آپ کا گمان ہی اُنکا نام سامنے جیحون کے نہ لیجیے گا
وہ بہت بگڑیگا کبھی تسلیم نہ مانیگا مہمیز وہان سے روتا پیٹتا لاشہ شبیہ کا لیے ہوئے قریب بارگاہ پہونچا سامنے جیحون
کے لا کے رکھدیا جیحون نے پوچھا ارے یہ کیا ہوا مہمیز نے کہا اے شہنشاہ عرض نہین کر سکتا حقیقت مین عمرو
بلاے روزگار ہی تیس عیار اُسنے مار کر ڈالدیے مین نے عیار کو آپکے پاس بھیجا یہان سے شبیہ پہونچا اُسنے سحر کیا عمرو
گرا شبیہ نے چاہا گرفتار کرون کہ آسمان سے بجلی گری شبیہ کے دو ٹکڑے ہوئے عمرو نکلگیا جیحون نے کہا اُس

سار بان زادے کے معین و یاور کا بھی حال کھلجائیگا سب ساحر ملکہ آنکی بھی فکر کرینگے مجھے شبیہ کے مارے جانے کا بڑا قلق ہوا مین ابھی جاکر عمرو کو لاتا ہون یہ کہکے جیحون اپنے مقام سے اُٹھا کہا اے ہمیز تم لشکر مین فکر کرو تلاش مین مصروف رہو جب تک عمرو نہ قتل ہوگا تب تک یہ فساد رفع نہوگا یہ کہتا ہوا پر پرواز پیدا کر کے چلا ہمیز لشکر مین تلاش کرتا پھرتا ہے عیارون سے کہا تم یہان تلاش کرو مین آگے بڑھ کے دیکھون صحرا مین جو آیا ایک نخل کے سائے مین کھڑا ہوا چہار جانب دیکھنے لگا خواجہ نے دور سے دیکھا خیال گذرا کہ چلکر یہان ہمیز کو لینا چاہیے ایک گنوار کی شکل بنکر آئے پکار کر کہا کہ او نالائق تو بردہ فروش ہے ہمیز نے کہا اے گنوار مین خداوند کا عیار ہون عمرو کی تلاش مین نکلا ہون عمرو نے کہا کل تو نے اسی مقام پر میرے لڑکے کے کپڑے اُتارے تھے آج تجھے نہ چھوڑونگا گاؤن مین کئی چوریان ہو چکی ہین مین اسی فکر مین تھا ہمیز نے کہا ٹھاکر صاحب کسی کو پہچانتے بھی ہو عمرو نے کہا لو پانچ مسافر آتے ہین جیسے ہی ہمیز پلٹا عمرو نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے رکھکر جھٹکا مارا ہمیز منہ کے بھل زمین پر گرا عمرو نے خنجر سے اسکا سر کاٹ ڈالا کپڑے اُتارنے لگے لاشہ پڑا ہوا ہمیز کا پھڑک رہا ہے اُدھر سے اُڑتا ہوا جیحون آتا ہے اُسنے دیکھا کہ عمرو نے ہمیز کو مارا کپڑے اُسکے اُتار رہا ہے غصے مین کانپا زمین پر اپنے تئین گرا دیا للکارا او ساربان زادے ستم جیحون جادو خواجہ نے جو جیحون کو دیکھا ہوش و حواس پراگندہ ہو گئے جیحون نے آکر ہاتھ مروڑ کے مشکین باندھین خواجہ کو سحر سے پکڑ لیا لیکر چلا عمرو بہت گھبرایا جیحون نے کہا او ساربان زادے سچ سچ بتلا دے کہ شبیہ جادو کو کس نے مارا مین تجھکو چھوڑ دونگا عمرو نے کہا اُسے خدا نے مارا اور تم بھی مارے جاؤ گے اب کیا بچو گے جیحون نے عمرو کی پشت پر ایک قبضہ مارا عمرو کی پشت سے خون جاری ہو گیا جیحون نے کہا اے عمرو اس خون کی کیا حقیقت ہے تمھارے جسم سے خون کا دریا بہاؤنگا عمرو روتا ہوا جیحون کے ساتھ ساتھ چلا آتا ہے جب عمرو کو لیکر اپنے لشکر مین پہونچا لشکر والے دوڑے پوچھنے لگے کہ شبیہ کیونکر قتل ہوا عمرو کہتا ہے مین نہین جانتا بازار مین ساحر جمع ہو رہے ہین ہر ایک یہی پوچھتا ہے حضور عمرو کو کہان پکڑا جیحون کہتا ہے یارو کیا کہون ایسا عیار مارا گیا کہ میرے دلکو قلق ہے ابھی اس ظالم نے ہمیز کو مارا ستم یہ ہے کہ کپڑے تک اُتار لیتا ہے وہ مہاجن دوڑے آئے جنکے موتی اور اشرفیان لیکر بھاگ گئے تھے کہتے ہین اے شہنشاہ ہمارا مال دلوا دیجیے ہمکو اس ظالم نے لوٹ لیا جیحون کہتا ہے یارو کیا بکتے ہو جسکا مال لیگیا پھر نہ پاؤ مین اسکو ابھی قتل کرتا ہون اس ظالم نے تو کلیجہ پکا دیا وہ وہ ساحر مار ڈالے کہ جنکا مثل اب ممکن نہوگا ابھی ہمیز عیار کو مارا تیز رفتار کیسا رونیگا اُسکا قوت بازو زینت پہلو تھا ہر ایک کا یہی قول ہے کہ جلد قتل کیجیے قریب اپنی بارگاہ کے آکر جیحون کرسی پر بیٹھا عمرو کو سامنے مثل گنہگارون کے بٹھا دیا عمرو سر اُٹھا کر دیکھتا ہے جتنے ساحر و غیر ساحر جمع ہین سب کا یہی قول ہے کہ عمرو کو جلد قتل کیجیے عمرو دیکھتا ہے کہ کوئی کلمہ خیر بھی بولنے والا نہین ہے ہر شخص دشمن جان تشنۂ خون جو سنتا ہے دوڑا آتا ہے چہار طرف سے ساحر دوڑے چلے آتے ہین یہی غل ہے کہ عمرو پکڑا گیا قضاے کار ملکہ یاسمین باغمین آکر اپنے پہونچی ہین کنیزون سے کہہ رہی ہین کہ مین نے اسوقت عمرو کو بچایا ساحر قتل کیا چاہتا تھا مین نے اُسکو مارا عمرو کو بچایا مگر بڑا غضب یہ ہے کہ خواجہ اُسی مقام پر ہین یہ ذکر تھا کہ اک کنیز روتی ہوئی آئی عرض کی واری غضب ہوا خواجہ عمرو گرفتار ہو گئے جیحون نے جاکر خواجہ کو گرفتار کیا یہ بھی سنا کہ خواجہ نے ہمیز کو مارا جیحون پہونچ گیا خواجہ کو پکڑ لایا ہے اب قریب اپنی بارگاہ کے جلاد طلب ہو رہے ہین عمرو بیٹھا رو رہا ہے حضور اب خواجہ کا بچنا دشوار ہے ملکہ کے ہوش اُڑ گئے کہا صاحبو غضب ہوا اگر عمرو گرفتار ہوا کل لشکر اسلام کو شکست ہوئی افسوس نظم

دل تاب ضبط نالہ ندارد خدای را	از ما مجوی گریۂ ناہای ہاے را
آید بچشم روشنئ ذرہ آفتاب	

بر ہر زمین کہ طرح کنی نقش پائی را
آشفتگی براوج فنا بال بستہ اند
شوق تو جادہ کرد رگ خواب پائی را
حسن بتان مو جلوہ ناز تو رنگ داشت
از پشت چشم بنگرم پشت پائی را
گر چشم اشکبار از دست و گر سینہ از دست
یارب کجا برم لب خنجر ستائی را

مشتاق عرض جلوہ خویش است حسن دوست
ای شعلہ داغ گرد و نگہدار جائے را
سر منزل رسائی اندیشہ خودیم
بیخود وبہ بوے بادہ کشیدیم لائے را
یارب بہ بال تیغ کہ پرواز میکند
باکیست داوری دل درد آزمائی را
غالب بریدم از ہمہ خواہم کزین سپس

از قرب چشم دادہ نگہ نارسائے را
درماندگیست پی سپر وادی خیال
درماگمست جلوۂ بی رہنمائے را
گوید تغافل تو کہ رو کردہ ام
تنگست دو سہ فرق بلندی گرائی را
مردم ز فرط ذوق و تسلی نمیشوم
کنجے گزینم و بہ پرستش خدائے را

کنیزون نے کہا واری گھبرائیے نہین سمجھ کے کام کیجیے ایسا نہو خواجہ قتل ہوجائین حضور کا قول مجھکو بہت پسند آیا عمرو ہی کی ذات سے لڑائی کا مزا ہو ورنہ صاحبقران ایک دن مین گرفتار ہوجاتے صاحبقران کے واسطے ہی شرف ہو کہ صاحب اسم اعظم ہین اُنپر سحر کسی کا تاثیر نہین کرتا ساسالوس نے کئی مرتبہ اسم اعظم بند کرالیا عمرو ہی ایسا تھا کہ اسم اعظم کو رہا کرالایا ورنہ اسم اعظم عمر بھر رہا نہوتا ملکہ یاسمن نے تمام اسباب سحر اپنے جسم پر آراستہ کیا بہ فکر رہائی عمرو چلی یہان وہ وقت ہو کہ دار مین عمرو کو لٹکا دیا ہو تیر و کمان لیے جیحون بیٹھا ہو عمرو پر بعتاب خطاب کر رہا ہو کہ کیون بے بھلا او ساربان زادے تونے مہیز کو کیون مار ڈالا عمرو نے کہا وہ میرا دشمن تھا اُسکو مارا آپکو باعث غصے کا کیا ہو آپ ایسا ساحر میری نگاہ سے نہین گذرا اگر آپ مجھکو نوکر رکھین تو آپکو خوب راضی کرون جیحون کہتا ہو او ظالم دیکھ اب تیرا خاتمہ کرتا ہون تیر و کمان اُٹھایا ہو چاہتا ہو کہ تیر مارون ساتھ والے روک دیتے ہین کہ حضور کیون تکلیف کرین کہ ملکہ یاسمن آکر آسمان پر کھڑی عمرو کا جو یہ حال دیکھا دل بے چین ہوگیا جی مین کہتی ہو اے یاسمن بعد خواجہ کے زندگی بیکار ہو یہ سوچکر سحر کرتی ہوئی ایک نخل کی آڑ پکڑی وہان سے سحر کرنا شروع کیا کوئی ساحر سنکے بل گرا جلاد کے دو ٹکڑے ہوئے جب جلاد مارا گیا جیحون نے نگاہ قہر و غضب دیکھا ملکہ نے دیکھا کہ باپ ہشیار ہوا جاتا ہو تڑپ کر گری کہ عمرو کو اٹھا لیجاؤن ایک گولا مارا اندھیرا ہوا اُس اندھیرے مین عمرو کو اُٹھایا بجلی جیحون نے جو دیکھا اندھیرا ہوا اک چیخ ماری کہ روشنی ہوئی اب تو سب نے دیکھا کہ ملکہ یاسمن گلگون پوش عمرو کی کمر مین پنجہ دیے ہوئے لیے جاتی ہو جیحون کی جو نگاہ پڑی جھلگیا آواز دی او گیسو بریدہ تجھے اس ساربان زادے سے کیا کام چھوڑ دے یاسمن نے چاہا کہ ڈنک کر نکلجاؤن اب تو جیحون نے گولہ مارا عمرو بھی ملکہ کے ہاتھ سے چھوٹا بالعبدہ ملکہ زمین پر گری ساحر دوڑے کہ گرفتار کرین ملکہ نے ہاتھ ہلایا برق چمکی چھپن ساحرون کے سر اُڑ گئے جیحون نے للکارا او نالائق یہ کیا کرتی ہو جب جیحون للکارتا ہو تو ملکہ کانپ جاتی ہو جیحون نے گولہ مارا یاسمن نے گولہ کاٹا اب تو جیحون جلگیا کہا کیون او گیسو بریدہ ہمنے اسی دن کے واسطے سحر سکھایا تھا کہ ہمارے سحر کو دفع کریگی یہ کہکے اک دستک دی دستک دیتے ہی جیحون کے زمین تھرائی زمین سے اک فوارہ پیدا ہوا وہ پانی جو منہ پر یاسمن کے پڑا زبان بند ہوئی لڑکھڑا کر گری اور ساحرون نے چاہا کہ گرفتار کرین جیحون نے کہا اُسکے پاس نہ جاؤ جو کچھ اس کمبخت نے کیا بہت خوب کیا مگر مین اپنے ہاتھ سے سزا دونگا یہ کہکے قریب آیا اور زبان مین سوزن دیا مشکین باندھین خواجہ کو بھی گرفتار کرلیا لیکر اپنی بارگاہ مین آیا کہا یارو عمرو کو تو قتل ہی کرونگا نہین معلوم اسنے کیا سحر کردیا کہ جو عمرو کی اسنے اطاعت کی مگر اسکو مارے کوڑون کے مار ڈالونگا مین بھی اپنی جان دونگا کسی کو اپنا منہ نہ دکھاؤنگا اُسوقت یاسمن کی حیرانی عمرو و ملکہ سے نگاہین چل رہی ہین دونون کی حسرت کی نگاہین لب پر آہین جیحون نے بارگاہ مین آکر حکم دیا دو بڑے بڑے گڑھے کھدواؤ دو دو من تیل دونون

مین ڈالو ایک مین اسکو ڈالدونگا ایک مین خود پھاند پڑونگا ملازم اُسی وقت کڑھاؤ لائے گولے تیار ہوئے تیل دونون مین
بھرا جانے لگا جیحون کہتا جاتا ہو دیکھو او نالائق جب یہ گرم ہوگا ایک مین تجھکو ڈالدونگا ایک مین خود پھاندونگا رفیقان
جیحون نے جو یہ معرکہ دیکھا آپس مین صلاح کی یارو یہ بڑا غضب ہوا جیحون بڑا دریادل ہو اپنے حکم سے کنارہ نہ کریگا جو
کہتا ہو وہی ہوگا ایک نے کہا برہوت جادو اسکا دادا سامنے جو قریہ ہو اُسمین رہتا ہو چلکر اُسکو خبر کرو سوائے اُسکے
اور کسی کا کہنا یہ ہرگز نمانیگا ایک ساحر یہان سے دوڑا برہوت جادو اپنے قصر مین بیٹھا ہو کہ ساحر نے آکر کلاہ دے
ماری کہا حضور بڑا غضب ہوا آج جیحون جادو نے بیٹی کو گرفتار کیا وہ عمرو سے ملگئی دو کڑھاؤ منگوائے ہین اُسمین روغن
بھروایا ہو کہتے ہین ایک مین یاسمین کو گراؤن ایک مین خود پھاندون برہوت یہ سُنکر گھبرا گیا کہا وہ کمبخت تو ابھی روکے
روٹی مانگتی تھی کچھ کنیزون نے مفساد کیا ہا غمین نیا گل پھلایا مین ابھی آتا ہون ارے ساحر تو پہلے جا مین بھی آیا ساحر
تو گیا برہوت گھر سے نکلا عصا ہاتھ مین لیے ہوئے سر ملتا ہوا پیر زمین گیر جلدی جلدی چلا جاتا ہو کہ سامنے سے ایک
چوبدار دوڑا ہوا آیا کہا حضور جلدی چلیے ایسا نہو وہان کام ہو جائے مجھے آپسے کچھ کہنا ہو اُس طور سے تدبیر کیجیے چوبدار نے
برہوت کا ہاتھ پکڑ اک گوشہ مین لایا سرگوشی کرنے لگا باتین کرتے کرتے اک حباب مارا کہ برہوت بیہوش ہوا برہوت
کو تو اک گوشہ مین ڈالدیا یہ چوبدار برہوت کی شکل بنکر چلا اُسی طرح کانپتا ہوا کراہتا ہوا کبھی کہتا ہو جیحون کی ذات سے کیا
کیا تکلیفین پہونچینگی اگر چھوکری سے ایسی خطا ہوئی تو کیا نقصان ہو اُسکی مان بڑھیا ہوگئی مگر اب بھی فولاد زنگی سے رسم
چلا جاتا ہو ان باتون مین کیا حرج ہو عورتین واسطے مردون کے مرد واسطے عورتون کے کیا بری بات کی علاوہ ازین
عمرو اک مشہور آدمی صاحبقران کا عیار اُسکے گانے پر مائل ہوئی ہوگی اُسکا تو گانا سحر ہو یہ کہتا ہوا در بارگاہ پر پہونچا
سب ساحرون نے جھککر سلام کیا کہا حضور جلد جائیے آگ روشن ہوگئی تیل گرم ہوا چاہتا ہو صاحبزادے آپکے تیار ہین
کہ پھاند پڑون برہوت نے کہا اُسکی کیا مجال ہو دو طمانچے کھائیگا آپ ہی راضی ہو جائیگا یہ کہکے اندر بارگاہ کے
پہونچا جیحون اُٹھ کھڑا ہوا کہا دادا جان آپنے کہان تکلیف فرمائی برہوت نے قریب آکر اک ٹھوکر ماری تیل سب چھلکے
مین گرا جیحون نے کہا دادا جان آپنے یہ کیا کیا برہوت نے کہا او نالائق اب تجھکو یہ اختیار ہوا ذرا سے دربند کا انتظام
کرکے اپنی جان دیتا ہو آوارہ کرنے والون کو قتل کر مصاحب ملازم موجود ہین جسکو چاہے قتل کر اپنی جان کیون دیتا ہو
چھوکری نے کیا کیا پہلے اپنی مانکی تو خبر لے کہ اس بڑھاپے مین سولہ آشنا ہین مین سبکو جانتا ہون اور تو کیا نہین جانتا
پرسون رات کو چور چور کا ہُلڑ ہوا وہ کون تھا بلال حبشی تھا تو نے ہرگز نہین سُنا یہ تیری مان دوڑی تھی کہتی ہوئی کہ چور تھا
جانے دو تو خاموش ہو کے بیٹھ گیا آج یہ غیرت آئی یہ کہکر دو طمانچے مارے کہا اب تو کنارے بیٹھ ہم انتظام کرلینگے پھر
عمرو کیا کرتا ہو اور یہ عمرو کیونکر رہائی پاتا ہو اب ہم حمزہ سے لڑینگے بھلا ان بڈھون کے سحر کو دیکھیے کھلے یاسمین کو اک
کوٹھری مین بند کردیا کہا بس یہ بیان تری رہے اور سب ساحرون کو حکم دیا کہ گرد عمرو کے بیٹھو خبردار کسی وقت ہٹنا نہین
جسوقت ہمارا جی چاہیگا قتل کرینگے یہ کمبیا کہ ابھی پکڑ لا ابھی قتل کرو الاسم اپنے طریقے سے قتل کرینگے جیحون کچھ دخل نہ
دے سکا اتنا تو کہا مصاحبون پر غصہ کرکے کہ دادا جان کو کس نے خبر کردی کسی نے جواب نہ دیا برہوت مسند پر
آکر بیٹھا کہا او بے غیرت سُن یہ عمرو عیار ہو جسنے ساحر مشمش کو مارا اور سامری جمشید جابجا لکھ گئے ہین کہ عمرو کی موت
کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہو آج آپ حکم سامری مانتے ہین ایسا شخص قتل ہوتا ہے پہلے جلسہ آراستہ ہو مینا
کی کُنجی ہمکو دو سب شکر شراب پیئنگا ناشنین نشہ کے جوش مین اس سیار بان زادے کو قتل کرین اور بوٹیان کاٹکر کباب
لگائین ایک کباب گرماگرم اسواسطے خداوند سامری کے بھیجین جیحون کو سوائے بت خوب کے کچھ بن نہین پڑتا چپ ہو

برہوت نے کنجی میخانے کی لی میخانے مین جاکر شراب کو الٹ پلٹ کیا اپنے طور پر درست کرکے آواز دی ہان یارو شراب پی جاؤ آج ہم ساقی ہوئے کوئی باقی نہ رہیگا سب ساحر دوڑے پیلے گلابیان قرابے سب اُٹھا اُٹھا کر لیجانے لگے سو گلابیان کشتیون مین لگا کر محفل مین لاکر رکھین جیحون نے کہا دیکھو دادا جان نے آنکھین سامری جمشید کی دیکھی ہین کس سلیقے سے شراب لائے ہین کہ جو نہ پیتا ہو اُسکا بھی جی چاہے کہ آج ضرور شراب پیجیے برہوت نے حکم دیا ہو کہ شراب دوکان دارون کو بھی دی جاے خبردار کوئی فرد بشر باقی نہ رہے جو نہ پیئے گا وہ سزا پائیگا شراب باہر تقسیم ہوگئی برہوت نے جیحون کا کان پکڑ اکہا اونالائق جہان سحر سیکھا وہان گانا بھی سیکھا ہوتا سامری سے کہا ہوتا گلے پر ہاتھ رکھدے چند سازندون کو بلاؤ سازندے حاضر ہوئے ساز ملا کے میان برہوت بھیرگا نے لگے کہا ہان یارو شراب پیو اور یہ غزل شروع کی

غزل

خشک لب پہ ہو ایاغ اپنا
جب نمک سے وہ ہو نہ داغ اپنا
یاد آتا ہی خانہ باغ اپنا
کیا معطر ہوا ہی دماغ اپنا

مے سے روشن رہے ایاغ اپنا
کسکی ہم جستجو مین نکلے تھے
ہر شب ہجر وادی وحشت
سور ہا جو لپٹ کے وہ گل تر

گل نہو ساقیا چراغ اپنا
نہین پاتے کہین سراغ اپنا
دیدۂ غول ہو چراغ اپنا
دل ہوا آج باغ باغ اپنا

ہجر مین تر ہوا دماغ اپنا
کیا ہو مرہم کو ہم دکھا تو ر
رات دن گل خون سے صحبت تھی
برگ گل صاف بنگیا پھاہا

اس رنگ سے برہوت نے یہ غزل گائی کہ جیحون جوش مین آیا برہوت کے گرد پھرنے لگا کہا دادا جان بیشک آپ مقبول بارگاہ سامری و جمشید ہین شراب چل رہی ہو باہر ساٹھ ستر ہزار ساحر اُترا ہو اور دوکان دارون کو بھی شراب ملی اپنے اپنے مقام پر پی رہے ہین باہر تو ہنگامہ گرم ہوگیا حلوائی دوکان پر بیٹھا ہو نشے مین شراب کے گھبرایا دوکان سے اُٹھا گھبرا کر کولے مین آگ کے پھاند پڑا زوجہ یہ کہکے اُٹھی کہ واہ واہ میان ہم بھی تمھارے ساتھ جلینگے یہ کہکر پھاند پڑی بیٹیا بھی پھاند امزدور بھی کودپڑے رنڈیان اپنے اپنے کمرے مین بیٹھی تھین نشے کے جوش مین نائکہ یہ کہکر اُٹھی کیون گنا بچھلی تم دونون کے تماش بین نہین آئے کچھ خرچی نہین ملی گنا نے کہا بی بی تمھارا آشنا بہت سخت مزاج ہو ہم بلانے جاتے ہین یہ سنکے نائکہ نے پاپجامہ اُتار کر پھینکدیا کمرے کے باہر ننگی دوڑی جاتی ہی توجیون نے کہا ہم بھی آتے ہین یہ بھی دونون دوڑین مگر پاپجامے اُتار ڈالے وہ تماش بین کہ مدت سے جان دیتے تھے بسبب غربت کے رسائی نہوتی تھی اُنھون نے جو یہ ہنگامہ دیکھا آکر گود مین اُٹھا لیا کھیت مین جا پڑے مطلب نہونے پایا تھا کہ بیہوش ہوئے بعض اہل ربط و ضبط جب نشہ ہوا تو اپنے مقام سے اُٹھے سوچے کہ نشہ کے عالم مین بازار کا پھرنا بہتر نہین نشے کے جوش مین اُٹھے تھوڑی دور چلے پاؤن لڑکھڑاتے ہین ہر مرتبہ رک جاتے ہین مگر راہ مین گانے کی عادت ہو بلی لذت بخش والی ٹھمری یاد آئی اُسکو گانے لگے گنگری کا مقام جو آیا اُسکے پیچھے جارہے اسطرح باہر والے بیہوش ہو رہے ہین پلٹنون مین تلوار چلگئی رسالے کے گھوڑے کھلگئے ہنہناتے پھرتے ہین رسالہ دار صاحب جو پکڑنے کو دوڑے گر کر بیہوش ہوے ہر سمت سے دھما دھم کی صدا آرہی ہی یہان محفل جیحون مین رسالہ دار نے طرف کمیدان کے دیکھا اُنھون نے پوچھا بھئی کیا دیکھتے ہو کہا کمیدان صاحب آپکی مونچھ پر کوا آبیٹھا ہی اُنھون نے کہا اس حرامزادے نے اڈا مقرر کیا ہی رسالہ دار نے کہا بیٹھے رہو مین پکڑے لیتا ہون اُنگلی بڑی بڑی مونچھین تھین ہاتھ بڑھایا مونچھ پکڑ کر جھٹکا مارا کمیدان نے کہا یہ کیا حرکت تھی رسالہ دار نے کہا چپکے کوا اُڑ گیا ورنہ ہمارے ہاتھ مین رہگئی ایک صاحب کو بادی کا عارضہ ہو آگے ڈھیر لگا ہوا ہا تھی مارے بیٹھے ہین اُنھون نے کہا بھائی تمھاری گود مین گتیا نے بچے دیے ہین اُنھون نے کہا اس حرامزادی نے کھٹ مقرر کیا ہو اُنھون نے کہا آپ چپکے بیٹھے رہیے مین مارے لیتا ہون اُٹھکے ایک لات ماری اُنھون نے کہا بھائی مارڈالا ہاے کہکر دونون بیہوش ہوئے محفل مین جیحون کی

ہنگامہ ہی ایک صاحب بیٹھے تھے خیمے کی جھالر کا اُنکے چہرے پر عکس پڑا دوست کو نشے مین کچھ اور سوجھی کہا بھائی سنتے ہو شاید
مار سیاہ تمھین کاٹنے آیا ہی مگر سر جھکائے بیٹھے رہو مین مارے لیتا ہون یہ کہکے اُٹھے پہلو سے اڑ جائی تلے کا جوتا لیا
سر پر اُنکے مارا اُنھون نے کہا واہ سر محفل جوتیان مارتے ہو دونون لڑے یہانتک جوتی پیزار ہوئی کہ دونون بیہوش
ہوئے بعضے نہایت بدمزاج محفل مین کھولے ہوئے بیٹھے ہین جو قریب بیٹھے ہوئے تھے پوچھا کیون بھائی کسپر غصہ ہی اُنھون
نے کہا آپ کو ہمارے مزاج کی خبر نہین ہی اُنھون نے کہا بھائی کیا ہوا اُنھون نے کہا دیکھو رنڈی ناچتی ہی ہمارے سامنے
نہین آتی ہم بگڑے لاتے ہین اُنھون نے کہا کہ امیر کی محفل مین گستاخی نہین چاہیے یہ کب مانتے ہین اُٹھے کھڑے ہوئے
اُٹھتے ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا اسطرح جو ہنگامہ ہوا جیحون نشے مین مست بیٹھا ہوا ہی اسنے کہا ہماری محفل مین کیا ہنگامہ
ہی برہوت نے کہا بڑے مصاحب بڑے شُہدے ہین جیحون اپنے مقام سے جھلا کر اُٹھا اُٹھتے اُٹھتے گرا برہوت نے
نعرہ کیا نعرہ برق سے منم برق رفتار و خنجر گذار + منم کہ لیکن گران بر ہزار + عمرو نے آواز دی ارے
مجھے پہلے کھولدے ہرچند برق نے چاہا کہ پہلے جیحون کو قتل کرون مگر خواجہ نے نہ مانا آخر برق نے عمرو کو کھولا عمرو پہلے
سب کے کوٹھری مین گیا ملکہ یاسمن کو زنبیل مین رکھا اب نکلے تو لوٹنے لگے ہرچند برق کہتا ہی اُستاد پہلے جیحون کو قتل
تو کر لیجیے لیکن عمرو کہتے ہین ابھی جلدی کیا ہی یہ تو ہمارا ہو چکا برق لوٹتا بھی جاتا ہی چہار طرف دیکھتا بھی جاتا ہی وہان کسی
کام کو سالوس قصر پر بیٹھا وہان مین گیا دیکھا پریزاد دین جھولا جھول رہی ہین اور بہی گیت گا رہی ہین کہ جیحون قتل ہوتا ہی
اور عمرو بارگاہ کو لوٹ رہا ہی سالوس یہ سنتے ہی گھبرا گیا اور بھاگا ہوا بارگاہ مین آیا پکار کر آواز دی یارو تم مین کوئی ساحر
تیز پر ایسا ہی عمرو نے بارگاہ جیحون کو لوٹ لیا برہوت بنکر برق نے سب کو شراب پلائی سب کو بیہوش کر لیا اب قتل
کیا چاہتا ہی کوئی جلد جا کر بچائے ورنہ جیحون زندہ نہ ملیگا سبک خیز جادو بہت اچھا کہکر اپنے مقام سے اُسمان مین
مین نقب دیتا ہوا اپنے مقام سے چلا یہان خواجہ و برق لوٹ رہے ہین خواجہ کو زیادہ دیر اسمین لگتی ہی کہ آپ تو
لوٹتے ہین اور برق کو منع کرتے ہین برق کب باز آتا ہی کسی کی انگوٹھی وہین زمین مین دبا دی عمرو نے پوچھا ہاتھ کھاد
کہا دیکھیے میرے ہاتھ مین کیا ہی آپ کو زیادہ بدگمانی ہی مین لوٹ کے کیا کرونگا سب کچھ تو آپ کی سرکار سے ملتا ہی مین
پیسہ کیا کرونگا ابھی تیسرا مہینا ہی صاحبقران نے تیس ہزار روپیہ واسطے میم صاحب کے لندن بھیجے میم صاحب نے
نوٹ بندھوائے اُسی کے محاصل سے اپنی بسر اوقات کرتی ہین ہر سال سرکار سے روپیہ جاتا ہی عمرو نے کہا بچا
بڑے حرامزادے ہو ہوشربا سے یہانتک ہم نے تین لاکھ روپیہ جمع کیا جا بجا لوٹنے گاڑ رکھا ہی کسی دن تو میرے
ہتے چڑھو گے اُستاد شاگرد مین یہ تکرارین ہو رہی ہین کبھی خواجہ دو تھپڑ مار دیتے ہین کبھی انگوٹھیان چھین لین کبھی زمین سے
کھود کے نکال لین کہ سبک خیز آ پہونچا ایک گوشے مین سر نکالا دیکھا جیحون تو بیہوش پڑا ہی کل اہالیان دربار بیہوش
ہین چند لاشے بھی پڑے ہین استاد شاگرد لڑ رہے ہین برق کہتا ہی کہ اُستاد آپ نے خوب قدردانی فرمائی
کہا ابے تو نے یہ کیا عیاری کی ایسی عیاری لونڈے کرتے ہین تجھے کبھی عیاری نہ آئیگی برق کہتا ہی یہان تو پہونچنا
بہت دشوار تھا مصاحبون مین ذکر ہوا کہ برہوت جادو اسکے دادا کو بلاؤ مین گیا جا کر برہوت کو بیہوش کیا برہوت
کی شکل بنکر آیا تیل بھینکا چوطون کو روغنی بنایا جب اپنا رنگ جمایا تب جا کے یہ سب بیہوش ہوئے اب آپ جا کر
جیحون کو قتل کیجیے ایسا نہو کوئی آ جائے عمرو کہتے ہین ابے تو بھاگ جا ڈر لوک مین دو چار پیسے کا روزگار تو کر لون
کل کو مہاجن پوچھینگے کہ خواجہ جیحون جادو ایسے افسر کو مارا کچھ دلوائیے مین کیا جواب دونگا برق کہتا ہی واہ اُستاد
آپ کسکے قرضدار ہین عمرو نے ایک طمانچہ مارا کہا ابے تجھے کیا تبا ہین حمزہ نے ہمین لوٹ لیا بیٹی کی شادی کی نادہی

باندھکر سوار کردیا اُسدن سے قرضدار ہوں سارا زمانہ جانتا ہی ایک تیرے نہ جاننے سے کیا ہوتا ہی سبک خیز نے آواز دی او ساربان زادے اب کہاں جائیگا خواجہ عمرو نے برق کو پکڑا تھا اب ہاتھ چھوڑا برق تو تڑپ کر نکلگیا بجلی تھا مگر خواجہ پر سبک خیز جا پڑا ایسا سحر کیا کہ خواجہ لڑکھڑا کر گرے سبک خیز نے جھپٹکر جیحون کو ہشیار کیا جیحون کی جو آنکھ کھلی دیکھا دربار مزبلۂ قصابان بنا ہی صدہا لاشہ تڑپ رہا ہی جیحون تیغہ کھینچکر چلا کہ عمرو کو قتل کردن سبک خیز نے ہاتھ پکڑ لیا کہ اتنا غصہ نہ کیجیے جیحون یوں جو پلٹا دیکھا جس کوٹھری میں ملکہ یاسمین گلگوں پوش کو قید کیا تھا وہ کوٹھری کھلی پڑی ہی جھلا کر کہا ای سبک خیز غضب ہوگیا یاسمین کا پتہ معلوم نہیں ہوتا سبک خیز نے کہا اسنے چرا لیا ہوگا جیحون نے کہا کیوں او ساربان زادے بتلا کہ یاسمین کہاں گئی عمرو نے کہا برق لیگیا ہوگا میں کیا جانوں وہ بڑا حرامزادہ ہی میں نہیں چاہتا تھا مجھکو رہا کردے وہ زبردستی گھس آیا قاتل ساحران اپنا لقب کیا جو کچھ فساد برپا ہوتے ہیں اُسی کی ذات سے ہوتے ہیں برق چوبدار بنا ہوا یہ سب باتیں دروازے پر کھڑا سن رہا ہی جیحون نے باران سحر برسایا اور بھی سب ساحر ہشیار ہوئے جسنے یہ معاملہ دیکھا گھبرا گیا برق نے بڑھکر بشکل چوبدار کہا حضور باہر کے سب دوکاندار اہالیان فوج بیہوش پڑے ہیں جیحون باہر نکلا باہر نکلکر باران سحر برساکر سب کو ہشیار کیا جو اُٹھا روتا پیٹتا اُٹھا ہر ایک کا یہی قول تھا کوئی کہتا ہی بھائی مارا گیا کوئی کہتا ہی بیٹا قتل ہوا سبک خیز سبکو ہشیار کرکے چلا گیا چوبدار بنا ہوا برق جیحون کے ساتھ ساتھ پھر رہا تھا ایک گوشے میں اگر رنگٹ روغن عیاری کا نکالا سبک خیز کی شکل بنکر تیار ہوا ایک نامہ طرف سے خداوند سالوس کے لکھ لیا دربار میں آیا کہا حضور مجھکو پھر آنا پڑا میں نے خداوند سے بیان کیا کہ بیٹی اُسکی قیدخانہ سے غائب ہوگئی قدرت نے یہ نامہ دیا ہی اور مجھے مقام بھی بتلا دیا ہی آپ کنارے چلیں تو میں آپ کو بتلا دوں سب کے سامنے کہنے کی بات نہیں ہی جیحون اُٹھا برق سے پوچھتا ہوا کہ بھائی سبک خیز تو بتاؤ اس ظالم نے میری بیٹی کو کہاں چھپا دیا بالکل پتہ نہیں ملتا بڑے غضب کی عیاری کی کہ سب کو بیہوش کردیا مگر تم خوب وقت پر پہونچے یہ کہتا چلا آتا ہی کہ مجھکو خداوند نے خبر دی میری کیا حقیقت تھی کہ میں آگاہ ہوتا یہ باتیں کرتا ہوا تخلیہ میں لایا اِدھر اُدھر کی باتیں کرکے حضور اسی سرحد میں آپکی بیٹی ہی وہ دیکھیے جو قصر کلان سامنے بنا ہی اُسی میں آپ کی بیٹی ہی جیحون پلٹا کہ کہاں ساربان زادہ کیونکر گیا وہ تو ساحرہ ہی رہا ہوتے ہی نکلجائی جیسے ہی جیحون پلٹا برق نے حلقۂ کمند کے گلے میں ڈالدیے جیحون نے چاہا پلٹوں برق نے حباب مارا جیحون بیہوش ہوا برق نے سوچا جو اسکو قتل کرونگا تو ہنگامہ ہوجائیگا سب ساحر دوڑ پڑینگے نکلنا مشکل ہوگا اُستاد رہجائینگے جیحون کو بتی دارو سے بیہوشی کی چڑھا کر ایک گوشے میں کھڑا کردیا جیحون کی شکل بنکر نکلا بارگاہ میں آیا سب ساحر کھڑے ہوگئے پوچھا سب نے حضور صاحبزادی کا پتہ لگا جیحون نے کہا تم لوگوں نے کیا بتایا تھا قدرت نے خود اپنے پاس اُسکو بلا لیا مگر اس ساربان زادے کے بارے میں مجھکو حکم ناطق آیا ہی یہی حکم ہی کہ اسکو ہمارے پاس بھیجدو یہ کہکر کہا کہ کیوں ای عمرو پاس قدرت کے جائیگا قدرت نے یاد فرمایا ہی عمرو نے جو آنکھ ملائی پہچانا کہ میرا جوہریار آگیا خوب ہنسے کہا بہت اچھا مجھکو خدمت میں خداوند کے بھیجیے برق نے کہا وہ خداوند بے مثل ہی خود چلے جانا یہ کہکے برق نے عمرو کو کھلوا دیا کہا لو خواجہ جاؤ عمرو نے سوچا کہ اگر میں نے یہ قبول کرلیا ساری بارگاہ یہ لوٹ لیگا اور مجھکو لگا نہ دیگا جیحون نقلی نے پوچھا اب نہیں جاتے ہو عمرو نے کہا میں آپ ہی کے ساتھ چلونگا اکیلا نہ جاؤنگا ایسا نہو قدرت خفا ہوں یہاں تو برق نے خواجہ کو رہا کیا چاہتا ہی یہ چلے جائیں تو جیحون کو قتل کروں مال بارگاہ کا خوب لوٹوں قضا سے کار ایک ساحر موسوم بہ رعد جو جیاد و ملازم قدیم جیحون کا پھرتا پھراتا قریب اُس بارگاہ کے آیا برق نے جہاں جیحون کو بیہوش کیا تھا جا وہ اُسی خیمہ میں پہونچا

دیکھا جیجون بیہوش پڑا ہی کہا ہی ہی یہ کیا ہوا یہ کہکے جیجون کو ہشیار کیا کہا آقا اُٹھیے یہ کیا معرکہ ہی ایک شخص آپ کی شکل پر
بیٹھا ہوا انتظام کر رہا ہی بس یہ سنکر جیجون جلگیا کہا نہین معلوم سبک خیز کون تھا مجھکو یہان بیہوش کر کے ڈالگیا معلوم
ہوتا ہی وہی برق فرنگی ہی کہ بہ شکل سبک خیز آیا مجھکو بیہوش کر کے یہان ڈالگیا آپ میری شکل بنکر عمرو کو رہا کر سکیا رہبر جادو
سے کہا تم کنارے ہو جاؤ مین ابھی جاکر آفت برپا کرتا ہون یہ کہکے اُس خیمے سے نکلا مگر رہبر جادو پہلے بارگاہ مین
آیا گھور گھور کے برق کو دیکھنے لگا برق نے کنکھیون سے دیکھا یہ ساحر مجھکو کیون تاک رہا ہی چپکے سے خواجہ سے
کہا معلوم ہوتا ہی اُستاد کوئی اُفتاد پڑی دیکھیے یہ ساحر مجھکو بنگاہ غور دیکھ رہا ہی خواجہ و برق سنبھلے تھے کہ ساحرون
کو نہ قتل کرین نکلجائین کہ سامنے سے جیجون کا نعرہ ہوا للکار کر آواز دی او دزد و بار یک اب کہان جائیگا برق و خواجہ
چاہتے ہین جست کرین کہ جیجون نے ایک دو منتر مارا دونون جست کرتے کرتے گرے سب ساحر لوٹ پڑے خواجہ
اور برق کو پکڑ لیا جیجون نے کہا یارو انھون نے ناک مین دم کر دیا دیکھو مین نے کس فطرت سے گرفتار کیا اب مین
قیامت برپا کرتا ہون تساہل مین کام بگڑتا ہی عمرو و برق کو اسنے ایک مقام پر قید کیا آپ غصے مین اُٹھکر سوم خانے
مین آیا ساحرو نسے کہا اپنے اپنے سحر کی تیاری کرو مین اب اسم اعظم حمزہ بند کرتا ہون میرے ہاتھ سے کہان بچکر
جائینگے یہ کہکر سحر تیار کیا ایک پتلا صورت کا صاحبقران کی بنایا سارے جسم مین سوئیان لگادین وہین جسم کو چھوڑ دیا
یہ سوچکر بروقت ضرورت یہان بھی سوئیان لگاؤنگا کچھ ونسے اسنے طبل جنگی بجوادیا ہرکارون نے جاکر خبر
صاحبقران سے کی کہ اے شہریار غضب ہوا خواجہ و برق پکڑ لیے گئے اب اُسنے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی
کہ لشکر معرکہ آرا ے نبرد ہو آتش کینہ و فساد دوبالا کرے باقی خیر و عافیت ہی صاحبقران کو گرفتاری عمرو و برق کا
بڑا صدمہ ہوا فرمایا اے مقبل کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی وبتائید ربانی طبل جنگ بجے یہان بھی نقارہ
رزمی گڑگڑایا یہان بھی ہر جنگ تیاریان ہونے لگین جیجون سحر تیار کر رہا ہی یہی مقصد ہی کہ پہلے اسم اعظم صاحبقران
بند کرونگا اُسکے بعد لشکر کو تباہ کرون چار پہر رات اسی ہنگامہ مین بسر ہوئی جیجون بقہر و غضب اُٹھا رہبر جادو
جسنے جیجون کو ہشیار کیا تھا مصاحب خاص ہی اور یہ کام جو اسکے ہاتھ سے ہوا اور زیادہ عزیز ہوا جیجون نے کہا
اے رہبر جادو جاکر دیکھ تو سارہ بان زادہ کیا کر رہا ہی مجھے ان لوگون سے بڑا خوف ہی ایسا نہو کچھ فریب کر کے نکلگیا ہو رہبرو آیا
دیکھا خواجہ سر جھکائے بیٹھے ہین رہبرو نے جو دیکھا کہا خواجہ بڑے مکر کیے اب زندہ نہ بچوگے تمھارے قتل کی تدبیر
ہو چکی ہمارے آقا میدان کارزار سے ملٹکر آئینگے تمھارے قتل کا حکم لگائینگے خواجہ رونے لگے کہا اے شہنشاہ ساحران
ذرا بیٹھ جائیے تو مین کچھ عرض کرون رہبرو کو رونے پر عمرو کے رحم آیا بیٹھ گیا عمرو نے کہا کیون حضور آپ کا نام
نامی کیا ہی اسنے کہا مجھکو رہبرو کہتے ہین کل مین نے جیجون کو ہشیار کیا عمرو نے چپکے سے کہا برق کی بات کا تو
ذکر نہ کیجیے مین نے نہین چاہا تھا کہ وہ اگر مجھکو رہا کرے مین تو مالک ڈھونڈھتا ہون اگر آپ سا مالک مجھکو دستیاب
ہو جائے تو ویسے خدمت کرون ہفت اقلیم کی سلطنت دلوادون میان سالوس کو مارون یہان کی سلطنت لون
حمزہ کو بھی ایک دم مین بنا دون اسی طرح جابجا ملک فتح کرادون ایک مہینے مین بادشاہ ہفت اقلیم کر دون رہبرو
بھی زبردست ساحر ہی فنون سحر و ساحری سے خوب ماہر ہی عمرو نے کہا آپ میری سفارش کیجیے رہا کرا کے اپنے ساتھ
رکھیے پھر میری کارگذاری دیکھیے رہبرو سے گھل مل کے باتین ہونے لگین عمرو نے جیب سے ایک ڈبہ نکالا کہا
شاہنشاہ ذرا اسکو دیکھیے اسمین اک شے مین نے نایاب پائی ہی جب آپ کو بادشاہ کرونگا تاج مین یہ موتی لگاؤنگا آپ
جوان بھی با شوکت ہین چہرے پر آپ کے امیری معلوم ہوتی ہی ذرا ڈبہ کھولکر دیکھیے یہ موتی کیسے ہین رہبرو نے

ڈبہ کھولا اُسمین سے دھوان نکلا ارے کمبخت بیہوش ہوا عمرو نے اُسکے کپڑے بھی نہ اُتارے بتی بیہوشی کی دماغ پر چڑھائی اپنی قید اُسکو پہنائی کہ برق بیدار ہوا برق نے کہا اُستاد مجھکو بھی لیتے چلیے جاؤ وگر مجھکو گمراہ کرو دیکھتے ہین عمرو نے کہا بیٹھے رہو تمکو رہا کر لینگے برق تو خاموش ہوکر رہگیا خواجہ عمرو بہ شکل رہبرو باہر نکلے سب نے پوچھا کہو قیدی کیا کہتا ہی عمرو نے کہا میدانِ کارزار سے پھر کر قتل کرینگے جیجون یہان تخت پر سوار ہوا فوج سب تیار اُسکے ساتھ ہوئی نوبت نقارے بجاتا ہوا چلا تھا کہ سامنے سے دیکھا رہبرو آتا ہی جیجون نے تخت روک لیا کہا کیون ای رہبرو قیدی اچھی طرح قید ہین عمرو نے کہا حضور اب کہان جا سکتے ہین دونون اُستاد شاگرد بیٹھے رو رہے ہین اُنکو بھی یقین کامل ہی کہ اب ہم زندہ نہ بچینگے جیجون نے کہا ای رہبرو آج میدان کارزار سے پلٹکر ان دونون کا خاتمہ کرونگا مگر افسوس ہی کہ بیٹی کا پتہ نہین ملتا نہین معلوم ہی کو میری کیا کیا افسوس مجھکو یہ ہی کہ عیارون کے کہنے سے مین نے بیٹی پر بدعت کی وہ کمبخت مجھ سے لڑی مین نے کیا کیا ظلم کیا اب نہین معلوم اُسپر کیا گذری رہبرو نے کہا حضور اگر میرا ایسا بیٹا ہو جائے تو مین سمجھاؤن ان مکارون نے اُنہین آوارہ کیا ورنہ وہ تو نہایت سلیس ہین رہبرو جیجون سے باتین کرتے ہوئے میدان کارزار مین آئے اُدھر سے دیکھا تو آمد آمد لشکر اسیر کی ہی رہبرو نے کہا حضور اگر حکم ہو تو مین جاکر حمزہ کو سمجھاؤن کیا تعجب ہی کہ راہ پر آئے خداوند سالوس کو سجدہ کرے جیجون نے کہا اچھا جاکر سمجھاؤ عمرو جھپٹ کر قریب صاحبقران کے آیا ظاہر مین پکار کر بعتاب خطاب کیا کہ حمزہ اب تیرے واسطے بہتر یہ ہی کہ مذہب خداے نادیدہ کو ترک کر تو نے وہی خداوند کی خدائی قبول کر ورنہ آج خاتمہ ہی اور زبان عربی مین یہ کہا کہ یا صاحبقران اسم اعظم سے ہوشیار رہیے امیر سمجھ گئے فرمایا کہ خواجہ اچھا عمرو بکتا جھکتا سامنے جیجون کے آیا کہا ای شہنشاہ ساحران حمزہ بڑا بے شعور ہی عقل وفراست سے دور ہی وہ نہین مانتا جیجون نے کہا سمجھا جائیگا حکم دیا صفین آراستہ کرو صفوف قتال جدال آراستہ و پیراستہ ہوئین نقبا نے بلند آواز بعد سوز و گداز یہ اشعار عبرت آثار لشکر کو سنانے لگے بہادرون کو جرات کے جوش آنے لگے نظم

روزیکہ زیر خاک تن ما نہان شود
باصد ہزار حسرت از انجا روان شود
شاید کہ یک دو روز دگر ماندہ عمر ما
کاحوال برچگونہ و حال از چسان شود
آمد شد بلا نکہ در وقت قبض روح
شیرین شہادت ما در زبان شود
تابوت و پنبہ و کفن آرند مردہ شوے
بعد از نماز بانرسر خانمان شود

وآنہا کہ کردہ ایم یکا یک عیان شود
فریاد از ان زمان کہ تن نازنین ما
وان یک دو روز بہر سود و زیان شود
تا آن زمان کہ چہرہ بگرد ز حال خویش
چون ابر گریم دیدہ ما خون فشان شود
فی الجملہ روح و جسم ز ہم مفترق شوند
اورا ودر کرآن ز گران تا گران شود

ہم عاقبت چو نوبت رفتن بود بعد
بر بستر فتادہ و نا توان شود
یاران و دوستان ہمہ در فکر عاقبت
وان رنگ زعفرانی ما زعفران شود
باید کہ در چشیدن آن جام زہرناک
مرغ از قفس برآید و در آشیان شود
آرند نفس تا لب گور و ہر کہ ہست

ان اشعار نے ساحرون کو مبہوت کردیا خانۂ دل غم و الم سے بھر دیا ہر ایک کا یہی ارادہ ہی جاکر لڑین بجز ین جان دین اپنے دشمن کو ستائین اپنے مالک کے سامنے سرخرو ہوکر جائین ہر طرف یہی ہنگامہ ہی کہ جیجون نے سکان سحر بند کو بلایا کچھ سحر اپنے پاس سے دیے کچھ باتین تعلیم کین کہا جاکر حمزہ کا اسم اعظم بند کرلے پھر مین بلوہ کرونگا سکان سحر بند میدان کارزار مین آیا عجائب و غرائب سحر کے دکھا کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان وای زرپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مگر مین سوائے حمزہ کے اور کسی کو طلب نہین کرتا جلد میدان مین آئین یہ سنتے ہی صاحبقران نے اشقر کو اڑایا سب سرداروں نے بڑے قدر دون

سے لپٹ گئے بہرام کہتا ہو آقا مین جاؤن امیر نے فرمایا ای برادران تم سب جانباز و سرفروش ہو مگر مجھکو تیرے
قانون مین فرق آتا ہو وہ میرا نام لیکر پکار رہا ہی یہ فرماکر صاحبقران نے اشقر کو بڑھایا سکان سحر بند آمادہ کھڑا
ہی چونکہ عمرو نے صاحبقران سے کہدیا ہو امیر اسم اعظم پڑھتے ہوئے آتے ہین سکان نے ایک گولہ مارا کہ
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا گولہ پھٹ کر زمین پر گرا امیر اسم اعظم پڑھتے ہوئے بڑھے سکان نے مٹھی سے
طائر چھوڑا جیسے ہی سکان نے طائر چھوڑا عمرو جیجون سے یکایک پٹکے بڑھا کہ حضور مین بھی اکر کو زور دون
پہلو مین آکے سکان کے کھڑا ہوا طائر نے جاکر گرد سر صاحبقران چکر مارا جیجون نے بھی آواز دی کہ ای
سکان ہوشیار ہو جا طائر نے جیسے ہی گرد سر صاحبقران چکر مارا زبان مین امیر کی لکنت آئی اسم اعظم فراموش
ہوا سکان نے اک شیشہ جھولی سے نکالا شیشہ مین طائر کو لیا امیر کا چہرہ اُداس ہو گیا عمرو نے کہا ای سکان
شیشہ مجھے دو تمکو ابھی مغلوبہ مین لڑنا پڑیگا سکان نے گھبرا کر عمرو کے ہاتھ مین شیشہ دیا عمرو نے اُس شیشہ کو پتھر پر دے
مارا جیجون کل فوج کو حکم دے چکا تھا کہ بلوہ کردو کل فوج اپنے مقام سے جنبش کر چکی ہی صاحبقران قریب سکان کے
پہونچ چکے تھے جیسے ہی اسم اعظم کھلا جھپٹ کر نیزہ سینہ پر سکان کے مارا پشت کو توڑ کر پار ہوگیا اور اسم اعظم پڑھتے ہوئے
فوج کفار پر جا پڑے کسکی مجال ہو کہ اب صاحبقران کو روکے اسم اعظم کو پڑھ کے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے
کیے فوج کفار مین تہلکہ ڈالدیا سرداران صاحبقران بھی جا پڑے مقبل وفادار بارہ سو تیر اندازون کو ساتھ لیکر
تیر اندازی کرنے لگا ہر وار مین دس ہزار بارہ ہزار کافر گرائے جیجون اپنے جوش سحر مین صاحبقران پر جا پڑا کہ
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر اسکو بھی زخمی کیا جیجون نے اپنے کو تخت سے گرا دیا پر پرواز پیدا کر کے بلند ہوا
وزیرون کو آواز دی طبل بازگشت بجواؤ طبل بازگشت پر چوب پڑی لشکر جدا ہوئے عمرو بہ شکل رہرو ہمراہ تخت
جیجون رہا جب اسکا منہ پھرا دو چار جادوگر کو مار لیا اب جب لشکر پلٹا تو جیجون نے پوچھا ای رہرو یہ کیا ہوا عمرو نے
کہا صاحب سکان تو عجب گدھے نکلے مین نے کہا شیشہ اسم اعظم کا مجھکو دو اُنھون نے شیشہ پتھر پر دے مارا
اسم اعظم حمزہ کا کھلگیا قریب تو سکان کے پہونچ ہی چکے تھے اُنھون نے نیزہ مارا سکان مارا گیا مغلوبہ کو آپ
حکم دے چکے تھے مگر مین نے اب یہ تدبیر کی ہی کہ سحر دیکر کل مجھکو بھیجیے مین اسم اعظم بھی بند کردونگا اور ونگا کسی کی صورت
بنکر حمزہ ہیکل بھی لیلونگا بس حضور لڑائی فتح ہوگی جب اسم اعظم حمزہ کا بند ہوا اور حمزہ ہیکل بھی ملی ایک گولے مین سارے
لشکر کا خاتمہ بھی کیا پھر فرمائیے لڑائی فتح ہونے مین کیا باقی رہا جیجون نے کہا ای رہرو ذرا حوصلے کی بات ہی
میرا ارادہ ہو کہ مین خود نکلون کہا حضور جب ہم ایسے جان نثار موجود ہون تو آپ کے نکلنے کی کیا ضرورت ہی یہ سب
باتین مجھ سے خوب بن پڑینگی اسم اعظم بند کر کے غائب ہو جاؤنگا کسی سردار کی شکل بنکر حمزہ ہیکل مانگ لونگا جب حمزہ
ہیکل بھی قبضہ مین آجائیگی گرفتار کر لونگا مجھ ایسا شہنشاہ اور مجھ ایسا وزیر باتدبیر جیجون نے کہا ای رہرو جو تو کہتا ہی اگر
یہ سب باتین بن پڑین تو لڑائی کو فتح کرلینا کیا بات ہی عمرو نے کہا جو کہتا ہون اُسکا دیکھ کر دونگا جیجون بہت خوش ہوا رہرو کا
ہاتھ پکڑے ہوئے بارگاہ مین آیا سکان کی حماقت کا بیان ہزار ہا جان کا نقصان یہی سب ذکر ہو رہے ہین جب محفل مین
بیٹھے عمرو نے کہا اب آج رات بھر جلسہ کیجیے صاحبزادی کا بھی سرکار کی ہمنے پتہ لگا لیا جیجون خوش ہو گیا عمرو نے
محفل کو جمایا سب سردار جمع ہوئے شراب کا عمرو نے نام بھی نہین لیا کہا حضور آج دفنی طرحسے بجاؤنگا خوب خدمت
سرکار کی کرونگا یہ بھی حکم دے دیا سازندے حاضر ہون جیجون کہتا ہی ای رہرو کیا خود گاؤگے یا ڈف بجاؤگے عمرو
نے کہا ذرا سنئے کل رات کو عجب معرکہ ہوا پڑا ہوا سو رہا تھا کہ ساحری صاحب خواب مین آئے میرے منہ سے

نکلگیا کچھ مجھے دیجیے فرمایئے مین تحفی وہی دی مجھے وہ دیدی اب جو مین غور کو خیال کرتا ہون تمام مدارج اُسکے ذہن مین آگئے
ایسی تو بجاؤن کہ تا یہ نورافشان ذکر ہو کہ رہبرو نے ایسی تو بجائی جیحون کہتا ہی تمکو تو کبھی اسکا خیال بھی نہین رہا عمرو
نے جوش مین کہا جب قدرت مرحمت فرمائین تو اب رنگ و رنگ کی کیا ضرورت سب وہین اُتر آیا کمال سے معمورہ
ہوگیا اس عرصہ مین عار تیار ہوئے سازنے کہا ہان میان رہبرو سنین عمرو نے گر سے نکالی آنکھ ملا کر جیحون سے گانا
شروع کیا اس ستار کو اس خوبصورتی سے بجایا کہ اہالیان محفل مست ہوگئے نظم مصنف بطور مسدس

غم مطرب بھیر سے قصۂ وا ابا دکرتے ہین	دل نالا نکلے نالون سے سبب شادی کرتے ہین	ترانے مثل بلبل ہم نے ایجاد کیے ہین
کسی محبوب کی بزم طرب کو یاد کرتے ہین	بر نکلے بہارے اُستخوان فریاد کرتے ہین	

اس بند نے عجب بند و بست کیا جیحون محبوب ہنسنے لگا کہتا تھا کہ اے رہبرو یہ کمال تمکو کیونکر آیا عرض کی سامری جمشید
ہوگئے اب اس کمال کا کیا پوچھنا سب اہالیان محفل وجد کر رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اے رہبرو کیا کہنا
ایک غزل تو اور گاؤ دل بیقرار کردیا جی چاہتا ہی تمھارے گرد پھرین ہمنے آجتک کبھی ایسا کمال نہ سنا تھا
دیکھو طائر آشیانو نسے پھڑک پھڑک کر گر رہے ہین گرد بارگاہ کے آہوان صحرا پھر رہے ہین دیکھو کہسار سے سبز
نکل آیا عمرو نے اہالیان محفل کی خوشی کرنے کو یہ اشعار عشق آمیز شور انگیز شروع کیے نظم

اُن لبون کی یاد مین داغ دل دیوانہ ہی
ہر روش مین جلوۂ باد صبا مستانہ ہی
ابر ہی صحن چمن ہی ساقی مستانہ ہی
نقد جان ہی اُسکی قیمت نقد دل بیعانہ ہی
ہر کسی نے کی فریب دوستی مین دشمنی
ہو چکا ہی بارہا آباد جو ویرانہ ہی
دیکھیے تھے کل جنھین آنکھون سے ہم اے غافلو
یہ یقین ثابت کسی پر کون صاحبخانہ ہی
نال کرتا ہی کبھی ورلاش کرتی ہی کبھی
چہرہ ہی اور آئینہ ہی زلف ہی اور شانہ ہی
جائے آئینہ ہی دل آئینہ زانو جدا
ایک دن اُنکے لیے بھی گوشۂ ویرانہ ہی
گرچہ بیداری مین اب ہین دیدۂ نظارہ بان
اسکی باتون پر نہ جاؤ ناسخ اک دیوانہ ہی

آتش یاقوت سے روشن چراغ خانہ ہی
ہر گوشے مین عیان اک لغزش مستانہ ہی
ہر طرف کو خندۂ برق و گل و پیمانہ ہی
کیا فقط مجھکو غم دنیا سے آزادی ملی
میری شمع قبر پہ موج ہوا پروانہ ہی
سرکشی ممکن نہین جبتک نہ چھلکے جام عمر
آج اُنکا اپنے کانون کے لیے افسانہ ہی
محفل اہل جہان کا ہی دلا کیا اعتماد
جو زچہ خانہ ہی وہ اک روز ماتم خانہ ہی
گور سے کانے ہوتے مین بگڑ کر خاک مین
اور عوض شانے کے ٹکڑے استخوان شانہ ہی
آج ہی جسکے قدم سے رونق باغ جہان
پھر کبھی یہ ماجرا اک خواب کا افسانہ ہی

پھر بہار آئی کہ ہر شاخ پر پیمانہ ہی
گردش چشم غزالان گردش پیمانہ ہی
میرے یوسف کی خریداری عزیزو ہی محال
چھٹ گیا تکلیف سے دنیا کی جو دیوانہ ہی
ہو نہ بستان شمع روشن ہر چراغ چشم غول
یہ خرابات جہان بھی روز ہی میخانہ ہی
بچہ اپنی خانۂ رنگین مین پنہان ہوگئی
نشۂ مے خواب آور غنا افسانہ ہی
آج گوا ہو جنیون شغل ہی تمسکو یہی
سبزہ ہی ہوتا ہی جس خاک مین جو دانہ ہی
شہر مرمین ہو گئے ہین آباد جنگل سے
کل ہی جنت بر رنگ سبزۂ بیگانہ ہی
اپنے کامون مین رہو مشغول تم اے غافلو

عمرو اس وجہ سے گانے کو طول دے رہا ہی کہ دسے بیہوشی اُڑا رہا ہی
مراد یہ ہی کہ نئے طور سے سب کو بیہوش کردن چہار جانب گردش بھی کرتا جاتا ہی دربار گاہ پر پردے ڈلوادیے
آدھی رات سب کی موقوف باہر والے سر ٹکرا رہے ہین کہتے ہین آج تو رہرو غضب کر رہا ہی عمرو ونی بجانے مین
بتا بھی رہا ہی کبھی شمع پر چند پروانے بیہوشی کے چھیکدے پھر رات رہے کل اہالیان دربار مبہوت ہوئے زمین
غلطی ہی نکل آئین ہر کس بیٹھا جھوم رہا ہی کوئی بند قبا سے کھیل رہا ہی یہ بند و بست ہی کہ آسمان پر جلون کسی نے
تلوار کھینچی کہ اپنی جان کی بھی حفاظت ہو شوکت بھی ظاہر رہے تلوار کھینچ لی دریا سے جوہر مین غرق لتعریفین

ہو رہی ہین کوئی کہتا ہی اے رہرو کیا کہنا کیا خوب کمال حاصل کیا ہی تمہارے کمال نے سب کا کمال مٹا دیا
پہر رات رہے دست درازیان ہونے لگین چھینکین بھی ہو رہی ہین ہر ایک کا یہی ارادہ ہی کہ اٹھین تلوار کھینچکر کسی
پر جا پڑین بعض رنڈی سے اشارہ کر رہے ہین آپ ہی اشارہ کرتے ہین آپ ہی بول اٹھتے ہین کہ کل ضرور
آنا ہمین تخلیہ مین بلانا جو کہو گی وہ دینگے یہ کہتے کہتے اٹھے کہ کل کیسا آج ہی چلو اٹھتے ہی گرے اسطرح پر ہر ایک
گرنے لگا محفل مین ہنگامہ پڑا بعض سر جھکائے بیٹھے ہین اگر کسی نے پوچھا کہا آسمان کی ٹکر نہ لگجائے یہ احتیاط ہی
بیوقوفی سے ارتباط ہی ججون بیٹھے بیٹھے گھبرایا کہا اے رہرو آج تو تم نے دل خوش کر دیا ہم بھی تمکو راضی کرینگے
عمرو نے کہا آج مین کیا چھوڑونگا انعام کے بدلے آپ کی جان لونگا ذرا اٹھکر ٹہلیے تو معلوم ہو جھلاکر ججون
نے کہا کیا کروگے عمرو نے کہا آپ کے ایک گدا لگاؤن اور بھاگ جاؤن ججون نے کہا میان کچھ دیوانے
ہوئے ہو عمرو نے کہا دیوانے آپ ہین ہم آپ کے باپ ہین ججون نے جھلاکر کہا کچھ احمق ہی عمرو نے کہا آپ
اٹھو تو ججون اٹھا یہ کہتا ہوا کہ دیکھون تو کیا کرتا ہی جیسے ہی ججون اٹھا بیہوشی تو اپنا کام کر چکی ہی دھم سے گرا
عمرو نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون
زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگرد طرار ہون
جہانگیر عالم کا عیار ہون

خنجر کھینچکر ججون کا سر کاٹ لیا
عمرو نے جاکر برق کو بھی خبر دی کہا دیکھو کوئی مال کو ہاتھ نہ لگانا برق نے کہا استاد مین کیا کرونگا جو کچھ پاؤنگا
آپ ہی کو دیدونگا اب تو خنجر و پنجہ چلنے لگا وہ مقام مزبلۂ قصابان بنگیا دریا سے خون جاری ہی اور خنجر
چل رہا ہی مرنے کی ساحرون کے صدا بلند آندھیان چل رہی ہین سنگ باری برفباری ہی خواجہ لوٹ رہے
ہین کسی کو الٹا لٹکا دیا کسی کو بندر بنایا کسی کو بندروالا بنا دیا کسی کو نازنین بنایا تماشہ بین کے پہلو مین سلا
دیا کچھ گل بوٹے بنائے کچھ لال مونہ درست کیے برق نے کہا استاد اب نکل چلیے عمرو نے خوب
بارگاہ کو لوٹا ججون کے مرنے سے قلعہ بھی گر گیا خواجہ عمرو تو دربار ججون اور لشکر ججون کو تباہ کر کے
نکل گئے مگر سالوس جو صبح کو اٹھا آنکھین ملتا ہوا قصر پری زادان مین آیا اسوقت پری زادان
در گوش نازنینان مرصع پوش ساز بجا رہی ہین غزلین ٹھمریان گا رہی ہین سالوس ایک کرسی پہ آکر
بیٹھا ایک پری زاد نے کہا خداوند آئیے دوسری نے کہا آئیے تو آئے وہ ایک نے کہا قدرت کو اپنی
پشت کی بھی خبر نہین ایک نے کہا لاکہ سمجھاؤ کچھ اثر بھی نہین ایک نے کہا لو اصل مطلب کی بات تو کہو ایک نے
کہا مین دراندازنہین ہون ایک نے کہا تم نہ کہو مین تو کہونگی مین کاہیکو خاموش رہونگی ایک نے کہا
کچھ خبر کہو خاموش نہ رہو اسی طرح سب باتین کر رہی ہین ہنستی جاتی ہین آوازے کستی جاتی ہین اور
سالوس چپ بیٹھا ہی جی مین کہتا ہی یہ پری زادین بڑی حرامزادیان ہین مابدولت کو کیا کیا کہتی ہین مگر
معشوقان پری چہرہ ہین انکی گالیان بھی مصری کی ڈلیان ہین ایک نے کہا خداوند کچھ آپ نے ججون جادو
کی بھی خبر منگائی سالوس نے کہا اسوقت اسی واسطے قدرت تشریف لائے ہین کچھ تقدیر بھی
کرینگے ایک نے ہنسکر کہا بجز و سے تیری تقدیر پھوٹی ہی ہر بات جھوٹی ہی ایک نے کہا یا خداوند جان ججون
غرق دریاے لعنت ہوئی آپ نے لاکھ بچایا کچھ نہ بن پڑی کسی کو بھیجیے خبر تو منگا لیجیے یا خود ٹہلتے ہوئے

جائیے اب فلک پر معرکے پڑینگے صاحبقران خاص اگر قلعے پر لڑینگے اب خدائی کا دعوی کرنے کا مزا ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا
سالوس گھبرا کے باہر نکلا دربار میں آیا مضمار وریا یار وزیر کو بلایا حکم دیا اے مضمار جلد کسی کو بھیجو دربند جیجون کی خبر
منگاؤ مگر قدرت تقدیر کر چکے کہ جیجون زندہ نہ ملیگا مضمار نے چند ساحرون کو روانہ کیا آ کے دیکھا قلعہ گر گیا جا بجا
اینٹون کے انبار بقول شاعر شعر ہمہ جا افتادہ بینی خشت در ویرانہ ✣ ہست فرد دفتر احوال صاحبخانہ
ہر طرف سناٹا ایک طرف آ کے دیکھا لاشہ جیجون خاک و خون میں غلطان ملازمون کے سر کٹے ہوئے پڑے ہیں بڑا
کمال یہ ہے کہ سب لاشے برہنہ لباس کسی کے جسم پر نہیں ساحرون نے لاشہ جیجون کا اٹھایا روتے پیٹتے خدمت سالوس
میں آئے سالوس نے کہا قدرت تو ارشاد ہی فرما چکے تھے کہ جیجون جہنم واصل ہوا اسکا مطلب حاصل ہوا وزرا امرا
افسوس کرنے لگے کسی نے کہا یا خداوند قدرت نے سب انتظام کیے جیجون کو نہ بچا سکے سالوس نے جھلا کر جواب دیا
یہ مغرور بہت ہو گیا تھا قدرت کو کسی کا غرور پسند نہیں آخر ملک الموت کو حکم دیدیا عمرو کے ہاتھ سے خاتمہ ہوا کچھ ساحر
جو بچے ہوئے آوارہ ہو گئے تھے وہ بھی روتے پیٹتے آئے بعضے عرض کی یا خداوند ہم نشہ میں بھاگ گئے تھے بعض نے کہا
خداوند ہم لوگ جا کر نالے میں گر رہے مگر جان بچ گئی سالوس نے کہا تمھارے واسطے قدرت نے تقدیر نہ کی تھی
اسوجہ سے جان بچ گئی جیجون کی بداعمالی سے سب ساحر مارے گئے قدرت نے تمکو بچا لیا مضمار نے عرض کی یا خداوند
اب انتظام لشکر کشی کیجیے مسلمان آیا چاہتے ہیں سالوس نے حکم دیا لشکر ساحران تیار ہونے لگا ساٹھ لاکھ ساحر
و غیر ساحر انکے افسر تیار ہو کر سامنے آئے عرض کی یا خداوند ساٹھ لاکھ ساحر و غیر ساحر تیار ہیں تیز رفتار عیار اپنے
سبک پیون کو لیکر آیا سالوس نے مجبور ہو کر حکم دیا لشکر باہر نکلے خود بھی تخت پر سوار ہوا اشترہ ہوا افشان نامی نے تخت
سالوس کو گھیر لیا نوبت نقارے بجتے ہوئے بیرون قلعہ آ کر اُترے یہان صاحبقران زمان گھبرا رہے تھے
سردارون سے فرما رہے تھے کہ نہیں معلوم خواجہ عمرو پر کیا گذری بوقت سحر کنارے لشکر کے ٹہل رہے ہیں
کہ دیکھا خواجہ عمرو و برق فرنگی سے لڑتے چلے آتے ہیں ہر مرتبہ فرماتے ہیں کہ تو نے رنڈی کے پانون سے
چھڑے اُتارے تھے وہ کیا ہوئے برق کہتا ہے آپ قاعدے سے تو یہان کے آگاہ نہیں مجھکو ناحق خفا ہوتے
ہیں یہان کا دستور یہی ہے کہ رنڈیان بازاری ایک ہی پانون میں چھڑے پہنتی ہیں خواجہ جھلا کر برق کو مارتے
ہیں برق ہنس دیتا ہے کہتا ہے استاد آپکو ناحق غصہ ہے میں نے جو کچھ پایا آپ کو دیا اب میرے پاس کیا ہے
صاحبقران بے اختیار پکار اٹھے اے عیار وفادار اے مونس و غمگسار تین دن کہان غائب تھے عمرو نے کہا
مبارک ہو دربند ہفتم بھی فتح ہوا مگر اس چھوکرے نے بہت تنگ کیا ہے سارا مال لوٹ لیا دیکھیے اب کیا کیا
قانون بتلاتا ہے صاحبقران نے خواجہ کو گلے سے لگایا برق کو بھی خلعت دیا خواجہ کو بھی خلعت ہوا جیسے
ہی برق نے چاہا خلعت پہنے ہوئے باہر نکلون خواجہ دروازہ روک کر کھڑے ہو گئے کہا خلعت تو اُتار دیے
اب پہنکر کہان چلے ارے بے وقوف یہ چیزین عطیۂ سرکاری عید کے دن اسکو پہنا اُتار رو لاؤ میں رکھ چھوڑون
برق نے خلعت اُتار کر دیا خواجہ نے لپیٹ کر زنبیل میں رکھا ملکہ یاسمن کو سامنے صاحبقران کے زنبیل سے
نکالا یاسمن نے نکلکر صاحبقران کو سلام کیا امیر نے بھابھی صاحب کہکر گلے سے لگا لیا خواجہ سے پوچھا
ان کا نام نامی عمرو نے عرض کی باپ اسکے جیجون جادو مارے گئے انکا ابتدا سے اعتقاد مذہب اسلام ہوا ہے
صاحبقران نے فرمایا اے یاسمن کلمہ پڑھو یاسمن نے عرض کی ابھی حضور سالوس سے معرکۂ عظیم پڑیگا ابھی کنیز کا
کلمہ پڑھنا مناسب نہیں ہے بعد اختتام جنگ مشرف ہونگی ملکہ یاسمن کو ایک بارگاہ ملی صاحبقران نے حکم دیا لشکر

تیار ہوا صاحبقران طرف لشکر سالوس کے چلے سالوس لشکر کو اپنے اُتار رہا ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی لشکر صاحبقران بڑے کر وفر سے آکر پہونچا سالوس کھڑا دیکھا کیا صاحبقران کا لشکر آکر اُترا مگر غصے مین سالوس کانپ رہا ہے کہ رہا ہے قدرت کو اب یہی منظور ہے کہ سپہ سالار کو غارت کرون یہ کہکے اک خالی بارگاہ مین جاکر پہونچا وہان بیٹھکر اک سحر تیار کیا شام کو بارگاہ مین آیا سب نے دیکھا قدرت پسینے پسینے رنگ متغیر فرماتے ہوئے مسلمانون کو بہت جلد غارت کرونگا مصاحبون نے عرض کی قدرت طبل جنگی بجوائیے کل سب جانباز ملکر سحر کرینگے زمین ہلا دینگے سالوس نے کہا آپ کوئی صاحب دخل نہ دین سب صاحبون کی جانبازی سحر سازی قدرت دیکھ چکے ہفت درہفت تیار کرنے مین قدرت کو بڑا حجاب ہوا جتنے ساحر دربندون پر حاکم ہو کر گئے سب نے غرور کیا قدرت نے سب کو مٹا دیا اور سب صاحبون کو آگاہ کرتا ہون جو صاحب غرور کرینگے اسی طرح غارت کرونگا قدرت کو کسی کا غرور پسند نہین قدرت کو سب طرحکا اختیار ہے یہ کہکے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے اُسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے لشکر اسلام کے جو حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے ہاتھ اُٹھاکر دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے نظم

تا ہست عقل واسطۂ انتظام دین — تا ہست علم قاعدۂ استوار شرع
بر مرکز مراد تو بادا مدار شرع — از آفتاب رائے تو بادا جمال علم

شہریار عالم کی عمر دراز رہے دشمن کو سوز وگداز رہے آج سالوس دن بھر ایک تنہا خیمے مین رہا شام کو وہان سے آیا بارگاہ مین بیٹھکر بہت لاف وگزاف بکا اب اُس بے حیا نے طبل جنگی بجوایا ہے کل اُسکا ارادہ ہے کہ نکلکر معرکہ آرائے نبرد ہو آتش کبر وعناد و فساد کو روشن کرے باقی خیر وعافیت ہے صاحبقران نے فرمایا کہدو خواجہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی وبتائید ربانی طبل جنگی بجے خواجہ عمرو بارگاہ حشامی سے اُٹھے قلابہ چینی وکباب چینی دونون داروغۂ نقارخانۂ سکندری نے خبر جو سنی آکر خواجہ کا استقبال کیا دو دو اشرفیان رومال پر رکھ کے نذر گذرانین خواجہ ہنسے فرمایا اے شہزادگان چین وماچین تمھاری آمد کم ہے خرچ زیادہ اگر نذر نہ لونگا تو رنجیدہ ہو گے جو تمھاری خوشی یہ کہکے چارون اشرفیان اُٹھاکر نذر زنبیل کین طبل سکندری پر دوال دیا نظم

چو بر طبل اسکندر آمد دوال — زناہید و مریخ کرد این سوال — جہان را مگر روز آخر رسید
بگفتا کہ خود طبل اسکندر است — کز آواز او گوش گردون کر است — سرافیل صور قیامت دمید

تمام لشکر مین مشہور ہوا کہ کل سالوس سے مقابلہ ہے جوانان بزدل کی پریشانی آئینۂ رخسارون کی حیرانی کہ مقام افسوس ہے ساحرون سے مقابلہ پڑیگا سحر کی لڑائی ہے تلوار کا کام نہین دیکھین کیا گذرتی ہے دوست سے دوست بھائی سے بھائی مل رہا ہے رباعی

فردا من کجا باشم کجا تو — ندانم باز گردد ملاقات — زمانی بسن تراجیم مسرا تو — بیا ای دوست با من باش امروز
برادران اصل کیفیت ہے رباعی — حیند آنکہ زخود غنیت ترم ہست ترم — ہر چند بلند پایہ تر نیست ترم — بعضے کہ رہے ہین اے
ہر لحظہ کہ ہشیار ترم مست ترم — زین طرفہ تر آنکہ از شراب ہستی

بڑے بڑے بہادر اسی خیال مین ہین کہ جان بچاکر نکلجائین بڑے افسوس کا مقام ہے کہ جب ساحر سحر کریگا ہاتھ پاؤن مین طاقت نہوگی تلوار خنجر کیونکر چلیگا سحر ساحران سے نخل حیات جلیگا جو بھاگنے والے ہین بیٹھے بیٹھے کمیدان صاحب نے پکارا ارے بدھو سائیس نے عرض کی فرمائیے کمیدان صاحب نے کہا ارے ہمارا گھوڑا تیار کرو ٹٹو بھی تیار رہے سائیس منہ لگا ہوا تھا دوسری شیطنت یہ کہ آنکھ سے کانا پوچھا حضور کیون گھوڑا تیار کراتے ہین کمیدان صاحب نے کہا جنگل مین شکار کھیلینگے شیر ببیرون نے بندگان خدا کا راستہ بند کیا ہے جاکر انکو مار دینگے سائیس نے کہا حضور جنگل مین شیر سے کیون لڑنے جائیے صبح کو دشمنون سے مقابلہ ہے دشمن پر تلوار چلیے کمیدان صاحب ہنسے فرمایا او گدھے ہم تیری بات خوب سمجھتے ہین ارے کانے تو چاہتا ہے

کہ میان مارے جائین ہم مال لیکر بھاگ جائین کیون میان کانے صاحب یہی آپکے دلمین ہی آپکی شیطنت کی
تاثیر ہمارے اب دلمین ہی بعض گھبرا کر اُٹھے آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے سامنے افسر کے آئے افسر نے
پوچھا کیون خانصاحب آپ مکدّر کیون ہو رہے ہین خانصاحب نے کہا حضور کیا عرض کرون گھر سے خط آیا
ہی چھوٹی بھاوج بہت ماندی ہو گئی ہی تین دن سے بخار نہین اُترا آج سُنا ہی کہ حکیم صاحب نے جواب دیدیا ہی خالہ اماں
نے لکھا ہی مجھکو جانا دو دن کے لیے ضرور ہی مگر یہ بھی سوچ رہا ہون کہ کل صبح کو لڑائی ہی ایسا نہو کوئی کہے کہ
خانصاحب بانکے تھے لڑائی سے مُنہ پھیر کر چلے گئے یہ واضح رہے کہ ضرور جاؤنگا اگر حضور مہلت نہ دین تو میرا استعفا
قبول کرین آپ کا نام لیکر اور کہین مانگ کھاؤنگے یہ کہکے افسر کی ہان نا کا انتظار نہ کیا گھوڑے پر سوار ہو کر چلے
گئے بعض نے کہا ہماری جورو ماندی ہو گئی ہم ضرور جائینگے اور کہین تین روپیہ پر نوکری کر کھائینگے نوکری تو کل بھی
جائیگی اگر جورو مرگئی تو کیا کرینگے ایسی جورو کہان ملیگی جب پاس بیٹھتی ہی تو مان کا مزا ملتا ہی پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر کھانا
کھلاتا حقّہ بھر کے مُنہ سے لگا دیتا شام سے چدریا اوڑھکر نکلجاتی ہی میرے واسطے کہین نہ کہین سے قورمے کی
فکر کر لاتی ہی مین اُسکی محبت پر دیوانہ ہون کمیدان نے کہا صاحب جائیے ایسا نہو آپکی جورو مرجائے آپکا باعث
تباہی ہو ایک نے کہا واہی ہی جورو کو ماسے مثال دیتا ہی اپنے اوپر عذاب لیتا ہی جاتا ہی جانے دیجیے ایسے کو
نہ روکیے لشکر مین ہنگامہ پڑا ہوا ہی صاحبقران زمان بارگاہ حشامی مین جلوہ فرما ہین کہ سامنے سے برق چمکی
دیکھا سالوس مردار خوار اک تخت پر سوار ہاتھ مین کچھ اشیاے سحر ایک شیشہ آگے رکھا ہوا اُس شیشے مین ایک
پُتلہ ماش کے آٹے کا اُسمین سوئیان لگی ہوئین آتے ہی اُسنے نعرہ کیا باش او حمزہ مین نے تجھکو کیا مرتبہ دیا
اپنا سپہ سالار بنایا تجھکو بر وہ قاف بھیجا ثانی سلیمان لقب دلوایا دیو عفریت کو تیرے ہاتھ سے قتل کرایا پیدہ دنیا
مین تیرے ہاتھ سے لقا کو شکست دلوائی اُسکی سلطنت ہفت اقلیم مٹائی لقا ایسے سرکش پر تجھکو غالب کرایا اُسکی خدائی کو مٹایا
اب یہ تجھکو حوصلہ ہوا کہ قدرت پر لشکر کشی کرکے آیا قدرت آج تجھکو قتل کرنے آئے ہین صاحبقران قبضہ پر تیغے کے ہاتھ
ڈالکر اُٹھے عمرو تو یہ کہکر بھاگا یا صاحبقران اسم اعظم سے ہوشیار رہیے گا صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوئے چلے سالوس
نے شیشہ مین جو پُتلہ ماش کے آٹے کا اُترا ہوا تھا اُسکی زبان پر سوزن ماردیا کچھ اسم سحر پکار کر پڑھا صاحبقران
کی زبان مین لکنت آگئی چند سردار جا پڑے کہ سالوس کو مارلین جو جو اس ارادے مین اٹھے تھے سالوس نے
وہی شیشہ چمکایا چار زنجیرین پیدا ہوئین سب سردارون کے گلے مین زنجیرین پڑین مثل گنہگارون کے لٹک گئے
صاحبقران اسم اعظم بند ہونے سے رُکے سالوس تخت اُڑاتا ہوا نکلگیا جس راہ سے نکلا جا بجا ملازمان صاحبقران
نے چاہا کہ روکین اسنے اُسی شیشہ کو چمکایا زنجیر پیدا ہوئی کبھی برق چمکی کسی کا سر اُڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا جسنے نیزہ
مارا اُسکا نیزہ پلٹکر اُسی کے سینے پر پڑا سینے کو توڑ کر پار گذرا اسطرح پامال کرتا ہوا جس پلٹن سے گذرا اسود وسو کو
ہلاک کیا جس رسالے کی جانب سے گذرا گھوڑے کوتل ہوئے سوار چلے تھے کہ اپنے مرکب پر سوار ہون
گھوڑون نے بدلگامیان کین طرف صحرا کے نکلگئے ہزارہا بندگان خدا پامال ہوئے اپنے قصر مین آکر پہونچا
جن سردارون کو گرفتار کرکے لایا تھا مضمار کو حکم دیا انکو قید کرو وہ بیچارے سب اسکے سحر مین مبتلا تھے اُن بیگناہون کو
قید کیا سالوس بارگاہ مین نہ بیٹھا اپنے قصر مین آیا جو مقام اُسکے سونے کا تھا وہان آیا گلستن سحر طراز زوجہ
سالوس کی قصر مین بیٹھی تھی کہا صاحب باہر جاؤ وہ باہر گئی مگر چھپ کے گوشے سے دیکھنے لگی دیکھا اسنے پلنگ ہٹایا
پائے کے نیچے گڑھا کھودا اُسمین شیشہ اسم اعظم کا رکھا مٹی برابر کرکے پلنگ پھر اُسی طرح بچھادیا اب ٹہلی کرتا ہوا باہر آیا

تمام رفقا امرا اور وزرا دوڑے یہ کہتے ہوئے کہ قدرت آج کہان تشریف لیگئے تھے آج بہت منتشر پائے ہین سالوس
نے کہا قدرت کا کلیجہ پک گیا ہفت در بند پر عمرو نے کیا کیا عیاریان کین قدرت نے کچھ دخل نہ دیا یہانتک کہ ہفت
در بند ویران ہوئے مسلمان لشکر کشی کرکے آگئے اب قدرت کو بہت ناگوار ہوا آخر قدرت نے خود جاکر اسم اعظم
حمزہ بند کیا عمرو تو بیچارہ کیا ہی اگر سامری و جمشید بھی آکر فکر کرین تو اسم اعظم کا مقام نہ ملے قدرت نے عرش اعلے پر
بھیجدیا اب اہالیان دنیا کیونکر پائینگے عرش اعلے پر بھی ایسے مقام پر رکھا کہ جہان کسی کا گذر نہین ہوسکتا قدرت
کی باتین قدرت ہی پر موقوف ہین مضمار آتش بار نے عرض کی آج قدرت نے کار نمایان کیا مگر غلام خیر خواہ
عرض کرتا ہی کہ قدرت نے حمزہ کو مہد عیش و راحت مین پرورش کیا شاید رسم آجائے یہ معرکہ غلام کے سپرد ہو
مجھے بھی اسم اعظم کا خوف تھا اب وہ سحر کرون ہرچند کہ حمزہ کے پاس ابھی حرز ہیکل موجود ہی حرز ہیکل حمزہ سے نہ
لی جائے اور اس بلا مین مبتلا کرون کہ اپنی جان دینے پر آمادہ ہو کل لشکر کو آفت مین پھنساؤن وہ آگ برساؤن
کہ سب جل جلکر مرین سالوس نے کہا کیا مضائقہ ہی اے مضمار یہ معرکہ تمھارے سپرد کیا قدرت نے تقدیر بھی مضبوط
کی تمھاری تلوار مین سب مسلمانون کا خون سپرد کردیا اب یہ تقدیر نہ ٹلیگی مضمار تیاری کرنے لگا ایک ہوم خانہ تیار
کرایا اُسمین آکر بیٹھا ستر ہزار ساحر کے افسرون کو بلاکر حکم دیا کہ تیار رہنا تمھارے ہی ہاتھ سے سب کو قتل کراؤنگا تم ہی
آگے بڑھنا مال و اسباب مسلمانان پر قبضہ کرنا حمزہ چپ کھڑا رہیگا افسرون کو یہ حکم دیکر یہ تو خواب خرگوش مین مبتلا ہوا
یہان جب سالوس اسم اعظم صاحبقران بند کرکے چلا گیا دربار مین سناٹا ہو گیا کئی سردار بھی گرفتار کرلیگیا ادھر
صاحبقران خاموش بیٹھے ہین زبان مین لکنت رنگ رو متغیر عمرو آیا آتے ہی صاحبقران سے پوچھا اے شہریار
کیا ہوا امیر نے فرمایا اسم اعظم بند کرلیگیا آج تو ملعون خود آیا تھا بہت غصے مین تھا خواجہ پریشان پریشان دربار
صاحبقران سے اُٹھے خیمے مین ملکہ یاسمن کے آئے یاسمن نے خواجہ کو بہت منتشر پایا پوچھا کیون خواجہ خیر تو
ہی عمرو نے کہا ملکہ بڑا غضب ہوا سالوس آیا تھا اسم اعظم صاحبقران بند کرکے لیگیا کئی سردار بھی گرفتار ہوئے ہرکارون
نے مجھکو خبر دی کہ اپنے دربار مین بیٹھا کہتا تھا کہ مین نے شیشہ اسم اعظم کا عرش اعلے پر پہونچا دیا ملکہ یاسمن نے کہا یہ
تو جھوٹ کہتا ہی عرش اعلے پر کہان جائیگا مگر معلوم یہ ہوتا ہی کہ کسی ایسے مقام پر رکھا ہی کہ جہان کوئی جا نہین سکتا
ایک امر عرض کرون ملکہ ناہید قمر طلعت سالوس کی بیٹی ہی نہایت حسین و جمیل حسن مین بے مثال ابرو رشک
ہلال چشم سیاہ رشک دیدہ غزال جملہ اعضا موزون میری ہم مکتب ہی یہ بھی مین نے خبر پائی ہی کہ میرے نکل آنے
کا اُسکو بڑا قلق ہوا اگر آپ کے نزدیک مناسب ہو تو مین اُسکے پاس جاؤن اور تعلیم بھی کرون دل اُسکا طرف سے
خداوند سالوس کے پھیرون عمرو نے کہا کہ جاؤ مگر خوب بچکے جانا اگر تمکو کوئی دیکھ لیگا تو باعث خرابی ہی ملکہ یاسمن
تو برائے ملاقات ملکہ ناہید قمر طلعت چلین مگر سابق مین حقیر نے تحریر کیا تھا کہ عفریت نامے پہلوان جسکو
صاحبقران نے زیر کیا تھا جس روز لشکر مین صاحبقران کے سب نابینا ہوئے ہین اُس روز اُسنے قید توڑی
نقابدار زرین پوش نے آکر اُسکو پھر زیر کیا لڑائی بھی بوجہ نقابدار فتح ہوئی تھی وہ قیدخانہ مین ہر زبانی سپاہیون
کے اُسنے یہ خبر سنی کہ اب قدرت نے کمر باندھی ہی آج اسم اعظم صاحبقران بند کرکے لیگئے کئی سردار بھی گرفتار
کرلیے دس ہزار اہالیان لشکر بھی پامال ہوئے مضمار دریا بار وزیر نے کل صبح کا مقابلہ بھی اپنے ذمہ لیا ہی دل
سے سوچا کہ اے عفریت یون ہی قیدخانے مین پڑے رہجاؤ گے کچھ اپنی تدبیر کرو بس اُسنے قیدخانہ مین غل مچانا
شروع کیا سپاہیون سے کہا مجھکو خدمت مین صاحبقران کی لیچلو مین نے ایک خواب دیکھا ہی اسوجہ سے

بہت پریشان ہون مین بصدق دلسے مسلمان ہونگا سپاہیون نے آکر صاحبقران سے کہا امیر نے کہا بلالو کہ
عفریت روتا ہوا دربار مین آیا آکر صاحبقران کے قدمون سے لپٹ گیا عرض کی ابھی ایک بزرگ میرے
خواب مین آئے مجھکو سب مطالب مذہب اسلام سمجھا گئے صاحبقران خوش ہو گئے کلمۂ طیبہ ارشاد کیا اسنے ظاہر
مین کلمہ پڑھا دلمین کینہ رکھ کے مسلمان ہوا صاحبقران نے ایک بارگاہ چند خادم براے خدمتگزاری عفریت
کو مرحمت فرمائے عفریت آکر اپنی بارگاہ مین بیٹھا اسی فکر مین کہ آج حمزہ کا سر کاٹ لون جب دو پہر رات گذر چکی
تیغہ لیکر اپنے مقام سے اٹھتا اٹھتا بیٹھتا پشت بارگاہ صاحبقران پر آیا سراچہ بارگاہ کا چاک کیا اندر آیا
قریب پلنگ کے پہونچا دو شالا روے زیباے صاحبقران سے ہٹایا تلوار کھینچکر پیترا بدلنے لگا منظور ہوا ایسا ہاتھ
مارون سر کاٹکر حمزہ کا براے نذر خداوند لیجاؤن یہ سوچکر اسنے ہاتھ تلوار کا مارا اسوقت صاحبقران کے دیدۂ
ظاہری بند تھے مگر دیدۂ باطنی وا تھے مہرنگار کو خواب مین دیکھ رہے تھے مہرنگار نے فرمایا کہ یا امیر ہوشیار
ہو جائیے کافر نے تیغہ مارا امیر نے آنکھ کھولکر دیکھا عفریت تیغہ رہا کر چکا امیر نے چاہا اپنے تئین پلنگ سے گرا دون
کروٹ لی سر کو بچایا تیغہ آکر ران پر صاحبقران کی پڑا تا بہ استخوان پہونچا امیر نے نعرہ کیا کہ یارو لینا عفریت
بیرون بارگاہ آیا گھوڑا کسی کا سواری کے واسطے لگا تھا اُس گھوڑے پر سوار ہوا تلوار ہلاتا ہوا چلا صداے نعرۂ
صاحبقران سنکر سب سردار دوڑے فرامرز عادمغربی نعرۂ صاحبقران کی صدا سنکر اپنی بارگاہ سے باہر آیا
عفریت کو دیکھا کہ تلوار برہنہ ہلاتا ہوا جاتا ہے فرامرز نے منع کیا کہ عفریت ٹھہر جا عفریت بھاگا فرامرز بھی
سامنے آیا عفریت تو پہلوان زبردست ہے اسکو ہاتھ مار دیا چند سپاہی چند سوار اسکے ہاتھ سے مارے گئے عمرو بھی
صداے صاحبقران سنکر چلائے پیچھا دوڑا ہوا آیا دیکھا عفریت تو آگے نکلگیا فرامرز دوڑا ہوا جاتا ہے اور چند پہلوان
اپنی اپنی بارگاہون سے نکل آئے مگر عفریت نکلگیا تھا کنارے پر لشکر کے آکر دیکھ رہے ہین کہ عفریت بھاگا چلا
جاتا ہے اپنے عیارون سے کہ رہے ہین ارے گھوڑا لاؤ ارے عیار گھوڑا لینے دوڑے عفریت نے
کوس بھر پر جاکر نعرہ کیا ارے مسلمانو جاکر حمزہ کی خبر لو میرے پیچھے کہان آتے ہو مین حمزہ کو مار آیا خاتمہ کر دیا
سردار رونے لگے کہ دیکھا عمرو گھبرایا ہوا آیا دیکھا سب سردار کنارے پر لشکر کے کھڑے ہین کف افسوس مل رہے
ہین کہتے ہین یارو غضب ہوا عمرو سے سب سردارون نے پوچھا تمنے آقا کو دیکھا عمرو نے کہا مین اندر بارگاہ
کے نہین گیا سب سردارون نے کہا خواجہ ہمسے کچھ نہو سکا ہم سب پیدل دوڑے وہ ملعون نکلگیا بڑی دور سے
ملعون کی آواز آتی ہے عمرو دوڑا کہا مین جاکے ملعون کو مارتا ہون یا اپنی جان دونگا اگر خدا نخواستہ صاحبقران
مارے گئے غضب ہوا مین لٹ گیا کسی کام کا نہ رہا یہ کہکے عمرو دوڑا صحرا مین آکر پہونچا دیکھا عفریت پوقدے پر
گھوڑے کو ڈالے ہوئے مونچھون پر تاؤ پھیرتا ہوا جاتا ہے یہ وجد ہے آپ ہی آپ بکتا ہوا جاتا ہے کہ آج مین نے اسکو
مارا کہ جسکا لواے شوکت از پردۂ دنیا تا بہ پردۂ قاف سرفراز ہے مجھکو اپنی جرأت پر ناز ہے گھسکر بارگاہ مین حمزہ کو مارا
بڑا اپنی جرأت پر اُسکو ناز تھا میری صورت دیکھکر گھبرا گیا حمزہ کا ہاتھ بھی نہ ہلسکا مین نے ہاتھ تلوار کا مار دیا حمزہ کے
دو ٹکڑے ہوئے لاشہ دریاے خون مین غوطے کھا رہا ہے عمرو نے جو سنا بلک گیا پکارکر آواز دی او ملعون مکار اب
تو زندہ نہ بچیگا مین آپہونچا عفریت نے جو عمرو کو دیکھا تیغہ خون آلود لیکر لپکا کہا دیکھ یہ تیرے آقا کا خون ہے جو تیغے
سے ٹپک رہا ہے عمرو کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا عاشق جمال صاحبقران ہے لاکھ روکا ضبط نہو سکا چیخین مار کر
رونے لگا کہا او عفریت تو نے وہ ستم کیا کہ اگر تیری بوٹیان کاٹون چیل کوون کو دون تو بھی بدلا نہو وہ آقا سے

نامدار صاحبقران عالی وقار مارا گیا ملکہ مہرنگار کو بیوہ کر دیا سب شاہزادیان چوڑیان توڑ ڈالینگی مین اپنی آنکھین
کہانسے لاؤنگا یہ کہتا ہو اور چیخین مار مار کر روتا ہی عفریت نے کہا اے عمرو کیون روتا ہی مین تجھے بھی قتل کرون تیرے
آقا کے پاس تجھے پہونچا دون عمرو نے ہانک کر دعا کی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا عمرو نے نقابدار سبز پوش بصد
جوش و خروش گھوڑے کو ڈالے ہوے آتا ہی دور سے سبز پوش نے ڈانٹا او نامرد مردان عالم کی پاپوش
کی گرد عیار پر کہان جاتا ہی ہم سے مقابلہ کر اگر خدانخواستہ تو نے صاحبقران کو مارا ہی تو تیرے قبیلے کو نہ چھوڑونگا گھر
مین گھسکر تیری زوجہ کو مارونگا اور خواجہ کو پکارکر آواز دی ای شہنشاہ اوج عیاری برائے خدا سچ سچ بتاؤ وہان
صاحبقران پر کیا گذری عمرو نے کہا مین نے اپنی آنکھ سے نہین دیکھا یہی بے حیا کہتا ہی نقابدار نے آکر تگاور
لگائی عفریت کو گرد برو کر دیا چھون پر گھوڑے کے جا رہا عفریت گرتے گرتے بچا بمشکل اپنے کو سنبھال کر
نقابدار پر ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار کی آنکھون سے آنسو جاری تھے آنکھون سے سوجھتا نہ تھا ہاے صاحبقران
کہکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک جھٹکا مارا تلوار چھینکر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالکے اٹھا لیا گھوڑے سے نقابدار کود اور
عفریت کو چیخ دیکر زمین پر مارا چھاتی پر چڑھکر فرمایا کہ او ملعون سچ بتا کہ تو نے صاحبقران کے ساتھ کیا
کیا ہی عفریت کانپ گیا رنگ رو متغیر ہاتھ باندھکر کہا اے نقابدار میری جان بخشی کر تو بیان کرون نقابدار
نے کہا بیان کر کیا عجب ہی کہ تیری جان بچ جائے عفریت نے کہا جب مین نے ہاتھ مارا صاحبقران جاگ پڑے
مگر ہاتھ میرا اُنکے گلوگاہ پہ نہین پڑا ران پر حمزہ کے تلوار پڑی مگر یہ مین نے دیکھا کہ صاحبقران اپنے خون مین
غوطے مارنے لگے مین نکلکر بھاگا پھر مجھکو خبر نہین کہ امیر پر کیا گذری نقابدار غصے مین کانپتا ہوا اُٹھا ایک پاؤن ملعون
پاؤن سے دبایا ایک پاؤن کو دونون ہاتھون سے تھام کر جھٹکا مارا پہلے جھٹکے مین تا بہ ناف دوسرے
جھٹکے مین تا بہ گلوگاہ تیسرے جھٹکے مین چیرکر پھینکدیا اور دوڑکر خواجہ سے لپٹکر خوب رویا کہا خواجہ خدا کے واسطے
مجھے دکھلاؤ کہ آقاے نامدار کا کیا حال ہی مین بھی چلکر دیکھون عمرو نقابدار کو ساتھ لیکر چلا چند قدم چلا تھا کہ سامنے سے
گرد اُڑی فوج برعاد مغربی و جمہور جہانسوز و بہرام گرد بن خاقان چین پانچ سات سردار بارہ چودہ عیار
چلے آتے ہین عمرو کو دیکھکر سب نے پکارا خواجہ کیا عفریت نکلگیا عمرو نے کہا نقابدار نے بڑا کام کیا بڑے
جوش و خروش مین اُس ملعون کو مارا عمرو نے بعجلت پوچھا ارے یارو کچھ آقا کی بھی خبر ہی عیارون نے کہا استاد
خیر و عافیت ہی تلوار اُس ملعون کی صاحبقران کی ران پر پڑی خون بہت نکلا اور سب طرح خیر و عافیت ہی خدا اُنکو
سلامت رکھے باتین کر رہے ہین بلکہ فرمارہے ہین کہ مین صبح کو میدان کارزار مین ضرور جاؤنگا میرے دل کو کیونکر
گوارا ہو کہ میرا لشکر میدان مین جائے اور مین نہ جاؤن خدانخواستہ میرے ملازمون پر کوئی افتاد پڑے تو قلب
کو قلق ہو یہ سنکر نقابدار پلٹ پڑا عمرو نے کہا اے بہادر جتنے صاحبقران پر احسان کیا چلکے ملاقات کر لو نقابدار
نے کہا خدا اُنکو سلامت رکھے بس یہی ہماری ہوس ہی زندگی چند نفس ہی عمرو نے کہا اے نقابدار مین چاہتا ہون
کہ صورت زیبا دکھا دیجیے نقابدار رونے لگا کہا خواجہ مجھ آوارہ وحشت او بار و مصیبت مین گرفتار کی صورت
کیا دیکھوگے منظور بارگاہ بزرگان جسکا نہ کوئی والی نہ وارث اُسکی صورت دیکھکر کیا کروگے عمرو بیقرار ہو گیا کہا
اے نقابدار تیری باتون سے دل ٹکڑے ہوتا ہی برائے خدا نام نامی بتاؤ صورت زیبا دکھاؤ نقابدار نے کہا یہ غیر
ممکن ہی عمرو نے چاہا دامن پکڑ لون نقابدار گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہو گیا عمرو کہتا ہوا پلٹا کہ ایسے شیر ایسے دلیر
صف شکن تیغ زن صاحب قوت و طاقت ہماری نگاہ سے نہین گذرے عمرو سردارون سے باتین کرتا ہوا داخل لشکر ہوا

سارے لشکر کو پریشان دیکھا یہی جا بجا ذکر ہے ہر ایک کو یہی فکر ہے کہ آقا کو ہاتھ سے عفریت کے خدا نے
بچایا ایسے مکار جعلساز دغاگاہ سے منہین گذرے وہ ملعون کیونکر مسلمان ہوتا شعر ہ آب کوثر و زمزم سفید
نتوان کرد * گلیم بخت کسانیکہ بافتند سیاہ * وہ سیاہ رو سیاہ قلب کیا مسلمان ہوجاتا مگر کیا جھٹ پٹ
عفریت کو مارا حقیقت مین ثانی صاحبقران ہو فرامرز کہتے ہین خواجہ یہ نقابدار اکثر لوگون کی مدد کو آیا
ہر ایک کی زبان سے اسکی تعریف ہی سنی مرحد سنجان مین بدیع الزمان و قاسم کی مدد کو آیا کرتا تھا کوئی جوان ایسا نہین
باقی جسکی اس نقابدار نے مدد نہ کی ہو صاحبقران شفاخانہ سلیمانی مین داخل ہین زخم مین ٹانکے لگائے گئے
پٹیان مرہم سلیمانی کی چڑھادین کارگزار بیٹھے ہوئے معروف خدمتگزاری ہین کہ عمرو آکر پہونچا صاحبقران نے
فرمایا خواجہ کہان دوڑے گئے تھے عمرو نے عرض کی جسوقت مین نے سنا کہ دشمنان حضور کو وہ ملعون
مارکر نکل گیا مین گیا تھا کہ جا کر اسکو مارون ای شہریار عجب طرح کا معرکہ دیکھا جب مین کنارے پر پہونچا سرداران
نامی و پہلوانان گرامی کو دیکھا کہ حیران حیران کھڑے دیکھ رہے ہین ثابت ہوا کہ بسبب پیدل ہونے کے
اسی مقام پر رہگئے ہین بڑھ نہ سکے جب سبھون کی زبانی یہ معلوم ہوا مین چھپتا اُس ہمیا کو دیکھا کہ غرور کرتا ہوا
جاتا ہو ناز کرتا ہو کہ مین نے صاحبقران کو مارا غلام کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا مین نے اسے للکارا اور
تیغۂ خونریز لیکر پلٹ پڑا مین پیچھے ہٹا خدا سے دعا کی کہ ای مالک بے نیاز اس مغرور کو سزا دے اتنی بڑی خطا
کرکے ٹلبلاتا ہی اُسوقت ای شہریار نقابدار سبز پوش آکر پہونچا احوال آپ کے قتل کا سنکر رونے لگا یون روتا
تھا کہ جیسے بیٹا سعادتمند باپ کے واسطے روتا ہی آخر یہ نوبت پہونچی کہ نقابدار اور عفریت سے مقابلہ پڑا
نقابدار نے اُسکو لڑنے بھی نہ دیا نیزہ توڑ ڈالا تلوار چھین لی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا چھاتی پر چڑھ کے قتل کر کے لاش کو
چیر کر پھینک دیا مین نے چاہا کہ اُسکا نام دریافت کرون مگر اُسنے ایسی باتین کہین کہ دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا
صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ جب اس نقابدار سے میرا مقابلہ ہوا اس محبت سے پیش آیا ہر چند کہ مقدمہ
نقابدار زرین پوش مین مجھکو بڑا انتشار ہی مگر خدا نے اپنا فضل شریک کیا آجتک سلسلہ محبت ملکہ مہرنگار کا وہی
باقی ہی خواب مین تشریف لائین آگاہ کیا کہ ہوشیار ہوجایئے مین نے آنکھین کھولکر اسکو بالین پر پایا تیغہ رکھے جکا
تھا مین نے چاہا اپنے کو پلنگ سے گرا دون تلوار ران پر پڑی جوان تو وہ نہایت طاقتدار تھا مین نے
للکارا ہاتھ اُسکا رک گیا ورنہ تیغہ کھاٹ سے پڑا تھا مع استخوان پاؤن کے دو ٹکڑے ہوتے مگر اُس حافظ
حقیقی نے بچایا ٹانکے وغیرہ دیے گئے صبح کو مین انشاء اللہ میدان کارزار مین ضرور جاؤنگا خواجہ عمرو نے
کہا ای شہریار مین فکر مین مضمار جادو کے تھا اسی تردد مین ساری رات گذری لشکر کفار مین نہ جا سکا اب صبح کو
دیکھیے کیا ہوتا ہی امیر نے فرمایا خواجہ خدا مالک ہی عمرو یہ باتین کر رہا تھا کہ مقبل نے آکر سلام کیا عرض کی غلام
نے سجادہ بچھایا ہی وقت اول نماز ہی چلکر نماز پڑھ لیجیے صاحبقران عصا تھام کر اُٹھے مسجد کے پاس مین
آئے نماز بخضوع و خشوع ادا کی دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات اُٹھا دیے دعائین مانگ رہے ہین
عرض کرتے ہین نظم

بندگان را ز بندگی شب و روز
با خودم داد و بیخودم مگذار
دور کن یاد خسروی از سرم

ای بصد لطف کار سازندہ
خواجگی بخش و بندگی آموز
بہ کرم رخت خواجگیم بسوز
برکن از خاک بندگی تبرم

بندہ را از کرم نوازندہ
آمدم بر در تو بیخود وار
بندہ ام خوان و بندگی آموز
بی نیازم کن از در ہمہ کس

جز بدرگاہ بے نیازی کو بس
ہمہ جا ترس خویش یارم دار
زاندہ شرع تلخ گردد کام
در قیامت کہ حشر کار بود
شرمسارم مکن میان ہمہ

آنچنان رہ بجوئیش کن یارم
بر در خویش نزد کارم دار
اولم کن بشہر بیتے سیراب
عاصی از کردہ شرمسار بود
از گناہ اثر در جہان کردم

گر تو یاد دگیرے نہ پروانہم
اندران تلخیم کہ در انجامم
کاخند ہم تلخی نیکیار وخواب
چون بصحرا نہی نہان ہمہ
زخستم داد دل ازان کردم

پروردگارا آج کے معرکے سے اپنے بندون کو بچانا مضمار نے بڑا دعوی کیا ہی تو نے ہمیشہ میری نازبرداری کی کس کس آفت سے بچایا فراش راہ دین اسلام بنایا امیر رو رو کے دعائین کر رہے تھے کہ پشت سے آواز آئی آمین امیر نے پلٹکر عمرو کو دیکھا امیر نے فرمایا خواجہ پورے شیطان ہو دعا بھی نہین کرنے دیتے عمرو نے کہا حمزہ کیون روتا ہی ہماری سلامتی کی دعا کر ہم تیری شکل بنا کر لڑنے کیلئے جاتے ہین لیکن خزانہ ہمارے سپرد کر دیجیے امیر نے فرمایا وہ حق غازیون کا ہی وہ کسی کو نہین مل سکتا کہ مقبل نے لاکر صندوق سلاح حاضر کیا امیر نے خود ہمہ دم سر پر رکھا زرہ داؤدی زیب جسم کی تیغہ صمصام و قمقام کمر مین سپر گرشاسپ نوجوان پشت پر اس سج دھج سے برآمد ہوئے دیکھا لشکر طرف میدان کارزار کے جاتا ہی صاحبقران پشت اشقر پر سوار ہوئے طبل سکندری پر چوب پڑی طوق حران گروہ جن گرد نے علم اژدہا پیکر کھولا اس شان و شوکت سے صاحبقران طرف میدان کارزار کے چلے دیکھا آمد آمد لشکر کفر و ضلالت کی ہی مالوس مکار تخت خدائی پر بصد زیبائی متمکن تمام سرداران کے تخت کو گھیرے ہوئے مضمار سب کے آگے بیٹھا ہوا ساٹھ لاکھ فوج پشت پر علم ہائے سیاہ الشان کفر و ضلالت بیرقین سیاہ کے پھریرے کھلے ہوئے ساحران غدار ملے ہوئے آمین کہتے ہوئے کہ آج لشکر اسلام کو لوٹ لو مضمار آتش بار وعدہ کر چکا ہی آگ برساویگا جب دونون لشکر میدان کارزار مین پہونچ چکے نظم

برآمد شد لشکر ہیبت اساس
خساک بہ گندرگاہ کین تختند

زمین در تزلزل فلک در ہراس
نقیبان خروشیدن انگیختند

حضیض زمین چون فلک اوج او
نہ رگ بر بزرگ سو بسو در نشان

سپہ پہ سپہ موج بر فوج بود
نہ در دل سکونت نہ در دیدہ خواب

میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ طرفین سے آراستہ و پیراستہ نقیبان بلند آواز نے معرکہ کارزار مین للکر آواز دی یارو یہ میدان کارزار ہی اپنے اپنے بزرگون کے نام روشن کرو نام رستم و اسفندیار کا مانند حرف غلط مٹادو نظم

وجہ ہو اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر
سفر دور و دراز ہست و ما بیخبر ہیم

ہانسنے دیکھا ہی تواریخ مین ای اہل نظر
یعنی وہ لکھتا تھا یہ دست تہی دکھلاکر

ہاتھ باہر رکھے تھے سکندر نے لحد سے باہر
زاد رہ ہیچ ندا ریم چہ تدبیر کنیم

بعضے گویئے کے لڑکے یہ اشعار عبرت آثار پڑھ رہے ہین قطعہ

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
شمع دم سا نشین یہ جسکے لیے باد صبا
لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج انکے غبار
اہ مہمانان عدم حال کہو کیا گذرا

نہ سکندر رہی نہ آئینہ حیرت افزا
سیکڑون قافلے راہی ہوئے اس منزل سے
جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم
جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا

نفس یاد سحر سے یہ صدا آتی ہی
گرد اڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا
کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین

اسطرح کے اشعار جو نقیبون نے پڑھے تمام بہادر جھومنے لگے

مضمار آتشبار نے اپنا گرز سحر پڑھا یا سامنے سالوس کے آیا کہا یا خداوند اجازت میدان سالوس نے
مضمار کو رخصت دی کہا اپنے یدِ قدرت کے سپرد کیا مضمار آتشبار میدان کارزار مین آیا للکار کر آواز دی ای
فرقہ خدا پرستان واے زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلکر مجھسے مقابلہ کرے رستم سرزمین مغرب فرامرز عاد بن فیل
نے اپنا مرکب نکالا اس جلدی مین کہ صاحبقران کا اسم اعظم بھی بند ہی رات کو زخمی بھی ہو رہے ایسا نہو جوش
جرأت ہین جا پہنچ سامنے صاحبقران کے آکر عرض کی حضور اجازت میدان صاحبقران نے فرمایا ای فرامرز
دل نہین قبول کرتا کہ تمکو میدان مین بھیجین ساحر زبردست سے مقابلہ ہی تم کیا کروگے عرض کی آپ کا اقبال اگر
ناچار صاحبقران نے اجازت دی فرامرز براے مقابلہ مضمار جاتا ہی ایک امر اور گذارش خدمت ناظرین کرنا
منظور ہی کہ ملکہ یاسمن حال بند ہونے اسم اعظم صاحبقران کا سنکر براے ملاقات ناہید قمر طلعت چلی تھین
کہ ناہید دختر سالوس ہی ناہید نے جبدن کے حال عمرو و صاحبقران سنا ہی ہر روز یہی خبرین آتی ہین
کہ فلان ساحر مارا گیا فلان در بند فتح ہوا جبدن یہ خبر سنی کہ جیحون جادو مارا گیا اور ملکہ یاسمن نکل گئین کنیزون سے
کہا صاحبو عجب طرح کا معاملہ ہی یہ بی یاسمن کو کیا سوجھی کہ مان باپ کو چھوڑ کر نکل گئین کنیزون نے کہا
واری باعث یہ ہی کہ وہ گانے پر عمرو کے عاشق ہو گئین اسی جوش مین نکل گئین ملکہ ناہید نے کہا واہ یہ کیا
حماقت تھی ہمکو یہ بڑا افسوس ہی کہ ہم اور بی یاسمن ہم مکتب رہے کوئی حال اُنکا ہمسے مخفی نہ تھا ہر بات کی
ہمسے صلاح کرتی تھین اس مقدمے کا کبھی ہمسے ذکر بھی نہ کیا اب بھی اگر ہمارے اُنکے ملاقات ہو تو
ہم اُنکی برائی کے خواہان نہونگے مگر اتنا پوچھینگے کہ بوا یہ تمنے کیا کیا کچھ تو وہ سبب بتلائینگی کنیزین کہ رہی ہین
کہ حضور یہ حال آپ سے کیونکر بیان کرین آٹھ پہر اسی فکر مین تھین کہ ہفت در بند تباہ ہون ساحر مارے جائین
خداوند سالوس کی خدائی مٹے ناہید کہ رہی ہین یہ تو اُنکی کیا مجال تھی خدائی کا مٹنا دشوار ہی میرے
باپ نے سب کو پیدا کیا اب اُن لوگونکی کیا حقیقت ہی کہ اپنے پیدا کرنے والے کو مٹا سکین جبدن دریا بھر
جوش مارےگا مسلمان کہان بچکر جائینگے ڈوب ڈوب کے مرینگے یہ ذکر تھا کہ آسمان پہ برق چمکی ملکہ ناہید نے
دیکھا بی یاسمن چلی آتی ہین کنیزون نے کہا لیجیے آپ کی ہمشیرہ صاحبہ آ پہونچین یاسمن نے آکر
ناہید کو سلام کیا ناہید نے اُٹھکر گلے سے لگا لیا کہا بوا بڑی بیمروت ہو تمنے ہمکو ایک بون فراموش
کیا یاسمن نے کہا واری مین تو مطعون ہو چکی تھی مجھکو خوف تھا کہ میرے آنے سے آپ بھی بدنام ہونگی
ملکہ ناہید نے کہا بوا ہمکو کون بدنام کر سکتا ہی ناہید یاسمن سے ہنس ہنسکر باتین کر رہی ہین کہ ایک
کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی واری مبارک ہو کل قدرت نے خود جاکر اسم اعظم صاحبقران بند کیا چار
سردار بھی گرفتار کر لیے مضمار آتشبار کے سب معاملہ سپرد ہوا آج میدان مین آگ برسائیگا ناہید تو خوش
ہوئی یاسمن کا رنگ رو متغیر ہو گیا ناہید نے پوچھا کیون بوا تم تو باتین کرتے کرتے چپ ہو گئین ہین تمکو
بہت پریشان پاتی ہون ملکہ یاسمن نے ٹھنڈی سانسین کھینچین کہا بوا کیا پوچھتی ہو ہماری عجب نوبت
ہی جینے کی اب کون صورت ہی یہ صحبت آخر تھی کہ تمسے ملنے کو آئے ہنسے کہا بوا کو دیکھ لین جو ہمپر گذری
اسکا ذکر تمسے کیا کرین ناہید نے کہا بوا کچھ تو بیان کرو تمنے تو ہمارے ہوش اڑا دیے کنیزون سے پوچھو ہم
ابھی تمھارا ہی ذکر کر رہے تھے ہمکو تمسے بڑی شکایت تھی تم آئین ہمپر بڑا احسان کیا مگر دیکھا ہمنے کہ تم خبر سنتے ہی
پریشان ہو گئین اگر ہم جانتی کہ تمکو انتشار ہو گا تو مین کنیز کو منع کر دیتی کہ ایسی خبر نہ بیان کر ملکہ نے کہا حضور مین

یہ سب خبرین سنکر آئی تھی مجکو سب احوال معلوم ہی صبح کو قیامت برپا ہوگی مضمار آتشبار نے وعدہ کیا ہی اُسی پیچ و تاب مین
بیقرار ہون اسم اعظم صاحبقران کا نہ ہوا یہ بھی خبر نہین کہ سالوس نے کہان جا کر رکھا ہی جن صاحب سے تعلق
ہی اُنکا ایک سر ہزار سودے سب جادوگر اُنہین کے دشمن ہین مگر حقیقت یہ ہی ایسی ایسی عیاریان کین کہ کافرون کو
تنگ کر دیا جیسون جادو کو ابھی مارا ہی تمام عالم ایک طرف تھا وہ اکیلا ایک طرف تھا مگر وہی کیا جو اُسکو منظور تھا
اُنکو پھر اُنہین کا خیال رہتا ہی حقیقت یہ ہی انقلاب کشیب و فراز عالم ہر وقت نیا رنگ دکھاتا ہی بقول شاعر نظم

غم نہین ثابت قدم کو گو جہان گردش مین ہی
سو روشب جام مہ و خورشیدیان گردش مین ہی
پا یا اُترے کیا سلامت بحر الفت سے کوئی
ہر گھڑی ہر وقت ہر دم ہر زمان گردش مین ہی
خال و چشم یار کی تعریف ہو سکتی نہین
ذرہ ذرہ ہو کے خاک عاشقان گردش مین ہی

قطب کو جنبش نہین ہی آسمان گردش مین ہی
تیغ ابرو جسقدر چاہے ہرتی پیدا کرے
سیکڑون گرداب اسکے درمیان گردش مین ہی
دائرے مین عشق کے جسنے کہ مارا ہی قدم
مملکت مین یہ زمین وہ آسمان گردش مین ہی
کشتہ گردون سے نکلے کس طرح سے ہو سکے

حیف ہی بے نشہ اس میخانے مین انسان گ
چشم فتان یار کی مثل فسان گردش مین ہی
کہ دیکھا ہیکا ترے سودا ہوا ہی ہمکو یار
صفحہ ہستی مین وہ پرکار سان گردش مین ہی
جستجو مین تیری انجم کی طرح ای ماہ حسین
ذرہ ہر گر ریزیکا آتش یہ مکان گردش مین ہی

ای ملکہ عالم ظاہر مین تو اب کوئی صورت فتح مسلمانان نہین مگر اُنکا خدا ہے نادیدہ ایسا برحق ہی کوئی صورت نکل آئیگی کہ
اُنکی جان بچ جائیگی فوج ساحران ذلت اُٹھائیگی ناہید نے کہا آپ کا بڑا اعتقاد پختہ ہی یاسمن نے کہا حضور مین بھی
دیکھتی چلی آتی ہون میرے نزدیک تو یہ مناسب ہی کہ آج کی چلکر لڑائی ملاحظہ فرمائیے جہان میدان کارزار ہی اُسی پہلو پر
ایک کوہ فلک شکوہ ہی اُسی پہاڑ پر چلکر ٹھہریے مقابلہ جنگ و جدل ملاحظہ فرمائیے ایسا ملکہ یاسمن نے اشتیاق دلایا
ناہید نے کہا اچھا بوا چلو دیکھین آج مسلمان مضمار کے ہاتھ سے کیونکر بچتے ہین ملکہ ناہید بھی تیار ہوئین پانچ چار
کنیزین ساتھ لین یاسمن نے کہا حضور ایک مقدمہ خیال مین رہے اگر خدا نخواستہ مین نے یہ دیکھا کہ لشکر اسلام کا خاتمہ
ہی یا دشمن صاحبقران کے گرفتار ہوے یا مارے گئے مجھے تاب نہ آئیگی مین جا کر لڑونگی مرونگی آپ ہمارا جنازہ
دیکھکر چلی آئیے گا ناہید نے کہا بوا درگور دشمنون کے ایسا ہو کہا حضور ہوگا تو سہی کہ میان مضمار کی آج شامت
آئی ہی قضا کھیل رہی ہی اس حسرت و یاس سے مارے جائینگے کہ ماہیان دریا وہ غافل ہوا اُنکے حال پر روئینگے ناہید
نے کہا اب تمھارے نزدیک خداوند سالوس بھی شکست کھائینگے یہ تو نہین ہو سکتا کہ پیدا کرنیوالا اپنے بندون کے
ہاتھ سے شکست کھائے یہ امر ناممکن ہی یاسمن نے کہا مین آپ سے تکرار نہین کرتی جو کچھ ہوگا ملاحظہ فرمائیے گا فتح
مسلمانون کی ہوگی اور میان سالوس نے دعوی بیکار کیا ہم اُسکو خدا ہی نہین جانتے سب باتین جھوٹی کہتا ہی
ناہید نے کہا بوا چپ رہو میرے باپ کو ایسی باتین نکہو مجکو برا معلوم ہوتا ہی واہ وا بوا جو منھ مین آیا کہ تمھین منھ مین لگام
نہین میرے تمھارے بگڑ جائیگی یاسمن ہنسنے لگین کہا بوا خفا نہو تمھین بتاؤ کوئی بات بھی میان سالوس کی سچی ہوئی
ہی ہزار ہا تقدیرین کر چکے جو کہتے ہین اُسکے خلاف ہوتا ہی ناہید نے کہا بوا چپ رہو یاسمن نے دیکھا ناہید رنجیدہ ہوئی
ہی ایک تخت پر دونون سوار ہوئین پانچ چھ کنیزون کو ساتھ لے لیا تخت اُڑاتی ہوئی چلین مگر کنارے کنارے
آبادی کا راستہ ترک کیا جدھر ویرانہ ہی اُسطرف جاتی تھین اُسوقت آگے یہ ہو رہی تھین کہ فرامرز عادی سعزلی مقابلہ مضمار مین
آیا ہی مضمار کو دل لگی سوجھی ایک سحر کیا کہ فرامرز کا گھوڑا اطرا کے بھرنے لگا مرکب چاہتا ہی راکب کو گرا دون دوڑا دوڑا
پھرتا ہی کبھی چاہتا ہی درخت سے رگڑ دون راکب کو پامال کرون ملکہ ناہید دیکھ رہی ہین کہتی ہین لو بوا دیکھو مضمار نے ہلکا سا
سحر کیا ہی یہ کوئی بڑا سحر نہین ہی مگر مرکب کو اُسکے دیوانہ بنا دیا خدا ے نادیدہ مدد کو نہین آتے ملکہ یاسمن نے کہا بوا

ابھی تماشا تو دیکھو مگر جمہور نے جو دیکھا کہ فرامرز کا گھوڑے پر اختیار نہین مضمار قہقہے مار رہا ہے منہ پھیرون کا ایک جانب
پڑا جھا ہے بہت ناگوار ہوا گھوڑے کو صف سے نکالا تیر بحر کمان مین پیوست کیا ایک نخل کی آڑ پکڑ کر تیر مارا مضمار نے
جو تیر کو آتے ہوئے دیکھا ہاتھ چمکا دیا برق گری تیر کے دو ٹکڑے ہوئے ناہید نے کہا لو بوا دونون کی بھی شامت
آئی مضمار نے جو تیر کا ٹکڑا اشارہ کیا تھے کا مسمار الی کے دانون کا پھینک مارا فرامرز و جمہور تو اس بلا مین مبتلا ہوئے
گھوڑے انکو لیے ہوئے دوڑے دوڑے پھرتے ہین لشکر پر دونون مہادرون کے آگ برسنے لگی ہزارون جل کر
خاک ہوئے مضمار کہہ رہا ہے سب ایک مرتبہ ملکر میرے مقابلے مین آؤ تو مزا دکھاؤن آج بے تباہ کیے نہ پلٹونگا
بہرام نے جو دونون مہادرون کو پریشان دیکھا یہ بھی نیزہ سنبھالکر بڑھے کہ جا کر اس ملعون کو ایک نیزہ مارون کہ
سینے کو توڑ کر پار گذر رہے مضمار نے انپر بھی سحر کر دیا تینون گھوڑے دوڑے دوڑے پھر رہے ہین کبھی الف ہو جاتے ہین
کبھی جست کرتے ہین عبد الجبار و عبد القہار و نعمان بن منذر و منظر شامی فرداً فرداً نکلے مضمار نے کسی کو قتل نہین کیا
سحر مین اپنے پھنسا لیا ہے لشکر مین آگ برس رہی دو پلٹنین ادھر جل گئین دو رسالے ادھر تباہ ہوئے نو سردار میدان مین
دوڑے دوڑے پھر رہے ہین گھوڑون کو کوڑے مارتے ہین گھوڑے اپنی حرکت سے باز نہین آتے ناہید
ہنستی جاتی ہے کہتی ہے لو بوا مسلمانون کی فتح ہو گئی لشکر مین صدائے فریاد والغیاث بلند ہے خرد و کلان دردمند مضمار کھڑا
ہنس رہا ہے اسی جوش مین پکار اٹھا یا صاحبقران آپ میرے مقابلے مین آئیے ہر چند کہ صاحبقران زہدا ہین
اسم اعظم بھی بند ہے مگر یہ کلمہ بہت ناگوار ہوا گھوڑے کو صف سے بڑھایا عمرو گلیم اوڑھے کھڑا ہے عرض کی آقائے
نامدار مولائے قدر شناس مضمار بر سر پرخاش ہے تباہ کرنے کی لشکر اسلام کے اسکو تلاش ہے امیر نے فرمایا خواجہ مین
یہ کلمات نہ سنونگا پہاڑ پر ناہید ہنس رہی ہین اور ملکہ یاسمن کو قلق ہے ہاتھ طرف آسمان کے اٹھا دیے پکار رہی ہین
اے سامع الدعوات اے رفیع الدرجات مشکل کو آسان کر ناہید اور زیادہ ہنسی کہا بوا کسے پکارتی ہو تمھارا خدائے
نادیدہ تو آسمان پر ہے آواز بھی نہ پہونچیگی ہمارے خداوند سے کہنا ہوتا کہہ دیتے وہ ابھی سن لیتے جواب بھی دیتے
مطلب حاصل ہوتا تمھارا خدا بہت دور ہے ناحق پکارتی ہو ملکہ نے جھلا کر جواب دیا تمھین اس مقدمے مین کیا دخل
ہے ہمارا خدا حاضر و ناظر ہے جو ہمارے دلمین آرزو ہے اسکو وہ جانتا ہے ملکہ نے ہمارے آوازے کستی ہو یہ بات ہنستی ہو
ناہید غور و دیکھ رہی ہے کہ دیکھا لشکر اسلام سے ایک گھوڑا کوہ سرین کوہ کفل گلے مین جواہرات کی ہیکل آنکھین رشک
دیدۂ غزال چتون شیر کی تھوتھنی مثل غنچۂ گل سوار کا جاہ و تحمل لگا جو پڑی ناہید کی دیکھا ایک شیر بیشہ جرأت یکہ تاز
میدان جلالت صاحب شوکت و لیاقت سخاوت و ہمت ناصیہ سے پیدا گھوڑا طرارے بھرتا ہوا آتا ہے ناہید قمر طلعت
جمال بمثال صاحبقران دیکھکر تھرا گئی پیشانی پر ٹھنڈا ٹھنڈا پسینا آیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا یاسمن صورت کو
ناہید کی دیکھ رہی ہین گھبرا کر ناہید نے پوچھا یہ بوا کون صاحب ہین یاسمن نے کہا یہ ہمارے آقائے نامدار
صاحبقران عالی وقار کل لشکر کے مالک ہین دیکھو جرأت اسکا نام ہے کہ اسم اعظم بند ہے رات کو زخم بھی کھایا مگر مضمار
نے جو نام لیکر پکارا غیرت نے تقاضا نہ کیا مقابلہ مضمار مین جاتے ہین خدائے نادیدہ مدد کریگا صاحبقران نے
اب چاہا گھوڑے کو مہمیز کرون گھوڑے نے چاہا طرارہ بھرون دشمن پر جا پڑون آنکھین ابل آئین نامین زمین پر پڑا
ہو گیا مثل ماہ لیے ہوئے طرارے بھر رہا ہے صاحبقران جھنجھلا کر رہ گئے ہین ناہید سطوت و صولت دیکھکر
تڑپی جاتی ہے کبھی گھبرا کر کہتی ہے بوا یہ تو بڑے حسین ہین یاسمن نے کہا بوا تم انکے حال سے آگاہ نہین ہو جرأت مین
کوئی انکا مثل نہین کبھی بوقت فرصت تمھارے سامنے بیان کرونگی حالات پردۂ قاف کے کس کس کو فر سے

وہاں گئے بڑے بڑے دیوزاد مارے تالی سلیمان لقب پایا اور بڑے بڑے سحر کے فتح کیے انکا کون ہمسر ہو مگر
سحر سے تو البتہ مجبوری ہے ورنہ اس ملعون کی کیا حقیقت ہے ایک طمانچہ ماروں تو سر اڑ جائے لیکن وہ ساحر ہے خدا
اپنی آبرو اس ملعون کے ہاتھ سے بچائے مضمار نے اس واسطے طلب کیا ہے کہ امیر کو میدان میں بلاؤں کسی حیلے سے
غضب کیا پہلوان پناہ نہ دوں پھر گرفتار کروں مگر جب صاحبقران صف سے نکلے ابھی میدان میں نہیں پہنچنے پائے
تھے کہ صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا نقابدار زریں پوش بصد جوش وخروش سرانور پر باز سفید جلوہ فگن گھوڑے
کو دوڑاتے ہوئے آتا ہے میدان میں آکر ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ زمین تھرا گئی آواز دی اے شہریار آپ تکلیف
نہ فرمائیے یہ غلام خدمتگزاری کے واسطے حاضر ہوا میں سن چکا ہوں کہ حضور کا اسم اعظم بند ہو گیا ہے غضب کو سرکار زخمی بھی
ہوئے جب تو غلام یکہ وتنہا پہونچا آپ کو تکلیف مناسب نہیں ہے طرف مضمار کے پلٹا آواز دی او جیا ملک الموت
تیری جان کا آ پہونچا کیوں گھبراتا ہے تیغ کو تولتا ہوا سامنے مضمار کے پہونچا مضمار نے سحر کیا نقابدار نے بفصاحت
وبلاغت اسم اعظم الہی پڑھا وہ سحر دفع ہو گیا مضمار بہت قہقہہ مار کر ہنسا کہا اے نقابدار تو نے بھی چند اسم سیکھے ہیں
یہ کہکر ایک گولہ پھینک مارا وہ گولہ پھٹ کر زمین میں گرا جب تو مضمار گھبرایا کچھ ماش کے دانے پھینکے وہ شکل بندوق کی
تھی کہ نقابدار کے پھر گر گرے نقابدار قریب پہونچا نیزہ اٹھایا مضمار پر مارا مضمار نے لاکھ سحر کیا مگر سینے پر مضمار کے پڑا
پشت کو توڑ کر پار گذرا نقابدار نے اکھیڑ کر زمین پر مارا استخوان چور چور آندھی سیاہ اٹھی سنگباری وپھر شباری ہونے لگی ملکہ
یاسمن نے کہا آپ نے دیکھا خدا ہے نادیدہ نے سنا کہ نہیں سنا سالوس نے غصے میں آکر حکم دیا ارے ایسے عیارو
نقابدار کو مار لو بڑے ساحر کو مارا ساٹھ لاکھ ساحر لیبا لینا کے دوڑ پڑے ادھر سے تمام غازیان دیندار و مجاہدان نمونہ
تیغ ہاے برقتاب چمکا کر لشکر کفار پر جا پڑے یہ سوار جنگجو گھوڑے لیے پھر رہے تھے مرنے سے مضمار کے
کسی کے بھی ہوش وحواس درست ہوئے چالاک چست تلواریں کھینچکر جا پڑے صاحبقران زمان ہر چند کہ زخمی تھے
مگر نعرہ کر کے جا پڑے نعرۂ امیر
کی تیغ عقرب بکفے ذوالحجام

امیر عرب ضیغم روزگار
بن کافران از جہان پاک کرد

بحکم خدا بستہ شمشیر جیار
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

کی تیغ صمصام وقمقام نام
ادھر نقابدار زریں پوش کی تیغ

زوال کھینچکر ابر فوج کفار پر گرا پرے کے پرے درہم وبرہم کر دیے عیاروں نے حقہ ہاے آتشباری مارے
سیکڑوں ساحروں کو جلا دیا نقابدار زریں پوش جس غول پر جا کر گرا ہلچل ڈالدیا افسروں کو تاک تاک کر مارا اڑتا پھرتا
طرف تخت سالوس کے جاتا ہے ساحر بڑھ بڑھکے رہ گئے ہیں باز سفید سر پر سایہ فگن ہے جس پر سایہ ڈالا وہ ساحر جلگیا
ہزاروں ساحروں کو باز نے بھی مارا اپنی حرکت سے باز نہیں آتا منہ سے شعلۂ آتش گرا رہا ہے نقابدار قلب فوج میں
جا کر ساحروں کو سحر فراموش ہو گیا سالوس کہتا ہے یارو سحر نہ کرو نقابدار کو گھیر کر مار لو ساحر نیزے تیر تلوار لیکر لڑتے ہیں
نقابدار ہمہ تن چشم بنا ہوا لڑ رہا ہے جب نیزے چلے سنانہاے نیزہ کو قلم کیا مگر ایک دو نیزے پڑ جاتے ہیں جسم سے
قطرے خون کے ٹپک رہے ہیں اول بڑھ کے نقابدار نے علم فوج قلم کیا پیشتر رو جادو بڑا ہی ساحر غدار تھا علم فوج
ہاتھ میں لیے ہوئے گردش دے رہا تھا جب نقابدار سے لڑا کچھ نہ بن پڑا واصل جہنم ہوا سالوس نے بڑھ کے بڑے
نے سحر کیے زمین ہل گئی آگ برسی دریا بہے آب نے بھی جوش مارا مگر نقابدار پر کسی نے تاثیر نہ کی اسم اعظم الہی ورد زبان
صاحب شوکت وشان رستم خصال سہراب جلال اسفندیار ہیبت دارا شوکت تمام کمال ذات میں جمع ہیں بلکہ
صاحبقران فرماتے ہیں نقابدار پلٹ جاؤ نقابدار عرض کرتا ہے سالوس کو قتل کر کے جاؤنگا حضور نہ تکلیف کریں
دیکھیے ران کے زخم سے قطرات خون ٹپک رہے ہیں صاف ظاہر ہے کہ ٹانکے ٹوٹ گئے امیر نے فرمایا

امیر لقا بدار ایسے اتفاق اکثر ہوتے ہیں اس حال میں تھی جو ساحر سامنے آیا امیر کے ہاتھ سے مارا گیا ملکہ ناہید دیکھ رہی
ہین جہان کسی ساحر نے امیر پر وار کیا ناہید نے گھبرا کر کہا لو بوا یاسمن غضب ہوا امیر نے اُسکا وار روک کر ہاتھ مارا
جب اُسکے دو ٹکڑے ہوئے اچھل پڑین کہا بوا تمنے بھی نہ دیکھا کس زور و شور سے اس ساحر کو مارا یاسمن کہتی ہی
بوا تمنے ابھی کیا دیکھا خدا انکو سلامت رکھے انھون نے شاہ ہفت اقلیم کو شکست دی لقا کو باختر سے بھگایا کس
کس نے اپر بلغر نہین کیا مگر بوا تمین میرے سر کی قسم خدا سے نادیدہ کی عنایت کو دیکھا کیسے وقت پر مدد ہوئی تم کہتی
تھین آسمان بہت دور ہی آواز ہماری پہونچی کیا جلد پروردگار نے مدد کی ناہید کہتی ہی ہان بوا ہوا تو ایسا ہی خدا انکو بچائے
مگر یہ لقا بدار کون ہی ہزارون ساحر مارے ساحرون کو دم نہین لینے دیتا ایک طرف خواجہ عمرو لڑ رہے ہین کبھی گلیم اوڑھ لی
کبھی اپنے کو ظاہر کیا حقہ آتشبازی پھینک مارا کسی پر حباب مار دیا کسی پر حلقہ ہائے کمند لگا جب کوئی ساحر مر کر گرا
مرے کی کمر ٹٹولنے لگے کسی کے کپڑے اُتار لیے اگر کمر مین روپیہ نہ پائے ایک لات ماردی کہا ابے دنی عمر بھر
نوکری کی ہمارے واسطے کچھ نہ رکھا یہ کہکے کپڑے اُتار لیے برق نے کہا اُستاد کپڑون مین خون بھرا ہی عمرو نے
کہا ابے چپ رہو گدڑی بازار مین بک جائینگے دھنوا دھوبی کو بلا لانا وہ جلدی دھولائیگا ملکہ ناہید نے کہا بوا یاسمن
یہ دُبلا پتلا ناٹا سا کون شخص ہی کہ لوٹتا پھرتا ہی کسی کے کپڑے بھی نہین چھوڑتا ملکہ یاسمن ہنس پڑین کہا بوا خواجہ عمرو
یہی ہین ناہید نے کہا اہا بوا تمتو موش صحرائی پہ عاشق ہوئین مر چیا جن ہی ناحق کا غلولہ ہو شیا یہی یاسمن نے کہا
بوا انکے کمالات سے آگاہ نہین ہوا اگر انکا گانا سنو تو بیہوش ہو جاؤ ہوش و حواس درست نہ رہین جنگل سے شیر
نکل آتے ہین آہوان صحرا سیر ہو کر آتے ہین طائران ہوا اتر آتے ہین اگر زندگی ہی تو ایک دن سنوائینگے ناہید نے کہا
ہم تو ضرور انکو اپنے گھر مین بلائینگے تم انکو بھی اپنے ساتھ لانا لیکن لقا بدار تھا جر ناخنک رستا نہ کرتا ہوا قریب
لشکر سالوس پہونچا سالوس نے ساحرون کو اشارہ کیا ساحر چہار طرف سے گرے مگر لقا بدار انکو کب مانتا ہی
کئی سو ساحر اُسی مقام پر مارے شعر اگر تیغ ادا یہ سجدہ بود * کہ آمد ہر سر کشان در سجود * زیر محراب شمشیر ہزار ہا سر
بسجود ہوئے کاسۂ سر کاسۂ گدائی ہو گرین کھاتے ہین طائران تیر اُڑ رہے ہین جسکے سینے پر پڑے توڑ کے
پشت کو پار گذرے ساحر اسپاہین لڑنے لگے لقا بدار اُن صفون کو برہم کر کے سامنے تخت سالوس کے پہنچا
سالوس نے تیغہ اُٹھایا کئی سحر کیے لقا بدار پر تاثیر نہوئی جو گولہ پھینکا باز سفید نے اُسپر پنجہ مارا گولہ پھٹ کر گرا
لقا بدار بڑی کد و کاوش کر کے قریب تخت آیا سالوس نے ہاتھ تلوار کا مارا لقا بدار نے تلوار کو تلوار پر روکا ثابت
ہوتا تھا برقین لپٹ گئین لقا بدار نے اُلجھاوے سے ہاتھ لگا لا خبردار خبردار کہکر مارا سالوس نے سپر سحر کو اٹھا دیا
آئینہ شمشیر مین جلوہ عروس مرگ دکھائی دیا دل تھراتا تھا یہی چاہتا تھا وار نہ رد کون ای سالوس کدھر بھاگا
نکلجاؤن دیکھیے اس ظالم سے کیونکر امان پاؤن مگر تیغ برقتاب جو تڑپ کر گرا اسپر سحر کے دو ٹکڑے ہوئے
پھول سپر کے مرجھائے سپر کٹی وہان سے تڑپ کر تلوار گری تاج سالوس کا کٹا سر یہ خود سر کے زخم آیا
اپنے کو تخت سے گرا دیا علم فوج قلم ہو چکا افسر بڑے بڑے مارے گئے سالوس کیوجہ سے ساحر لڑ رہے تھے
سالوس جو تخت سے گرا انکے پیر بھاگا ساحرون نے پشت دست کو کاٹ لیا ہر طرف یہی مل تھا یارو غضب ہوا
سر قدرت کا زخمی ہو گیا خون قدرت زمین پر گرا مگر قیامت نہ آئی بعضے کہتے ہین زمین کانپ رہی ہی دیکھو
غبار زرد اُٹھا ہی طائر چیخین مار رہے ہین درخت تھرا رہے ہین بعضے کہتے ہین سب جھوٹ ہی قدرت پا برہنہ
بھاگے جاتے ہین دعوی خدائی کر لیا کچھ ہو نہین سکتا فرماتے ہین ہین نے ان بندون کو پیدا کیا پھر کیون نہین

غارت کرتے صاف یہ ہی کہ نہین غارت کر سکتے آج اعتقاد مین سالوس پرستون کے فرق پڑ گیا بہت سے
صاحبقران کے ہو گئے جب سالوس پلٹکر اپنی بارگاہ مین آیا سرنگون کلیجہ خون چپ بیٹھا ہی مضطر و آشفتہ بارے
ہاتھ سے جانے کا بڑا قلق ہوا کہتا ہی ایسا قوت بازو نہیت پہلو ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست کہان ممکن
ہوگا بہر اخیر خواہ خدائی کی ہاتھ سے ہوتے گئے یہ کہکر نہایت گھبرایا ہوا وہان سے قصر پریزادان مین آیا دیکھا پریزادین رنگ کھیل رہی
ہین جیسے ہی سالوس کو دیکھا ایک نے کہا خداوند آئیے ایک نے کہا بہت دردمند ہین ایک نے کہا خود پسند
ہین ایک نے کہا ہو تشنہ سنا دوسری نے کہا ہو سنا کیسا مین دیکھا کرتی ہون تیسری نے کہا ہوا جو دیکھا ہو بیان
کرو چوتھی نے کہا ہین کیا غرض جو بیان کرین آج تو بڑا دن ہر روز نوروز خداوند سامری ہی آج اسرار سامری تشریف
لائینگے ہم سب کو سرفراز کرینگے ایک نے کہا ہو ابعد سال کے اسرار سامری آتے ہین ہم سبھون کے دل کے ارمان
نکلتے ہین شاہزادہ کہان ہوگا ایک نے کہا پہلے صبح کو قبر سامری پر جاتے ہین وہان جبینہ جلیسہ قبیحہ کچھ
کہہ بی نصیحت بی گلفشت یہ ساتون کنیزین دوازدہ اسرار سامری جمشید ہین پہلے شاہزادہ وہین جاتا ہی ان ساتون کو
راضی کرکے یہان آتا ہی انکا راضی ہونا کیا آٹھ پہر انکا یہ دستور ہی کہ قبر سامری پر بیٹھی رہتی ہین جو ادھر سے نکلا اسکو
ملا یا ساری ہنسادی کہا ہو جا تو کرلو وہ بھی خوشی خوشی تندوت کرتا ہی آٹھ پہر یہی شغل ہی اگر گھڑی بھر کو وہ ساتون کنیزین
قبر پر سے ہٹتی ہین قبر سامری کو جنبش ہوتی ہی جمشید کے رونے کی آواز آتی ہی ایک طائر خوش الحان آکر آواز دیتا ہی
اے کنیزان سامری تمھاری ذات سے مقام قبر سامری آباد ہی تمکو ارشاد قدرت کا یہ ہی فرما گئے تھے کہ اے رازداران
من اے نازنینان رشک چمن خبردار کوئی ساعت خالی نرہنا اس تمھارے فیض سے روح کو راحت ہوتی ہی قلب کو
قوت آنکھون کی بصارت بڑھتی ہی جسدن تم قبر پر نہوگی اسدن قبر اجڑ جائیگی کوئی سامری کا نام نہ لیگا سالوس
یہ سب باتین بیٹھا سن رہا ہی دل سے کہتا ہی اسرار سامری کا مین نے آج نام سنا وہ کون صاحب ہین جو آکر انکو
راضی کرتے ہین آج ہشیار ہونگا یہ ہی تماشا دیکھونگا سالوس اس فکر مین تھا کہ یکایک سب پریزادین جمکر کھڑی ہوئین
ہاتھ پھیلا دیے پکار رہی ہین آئیے آئیے ایک نے کہا خداوند بیٹھے ہین ایک نے کہا بیٹھے رہین ہمارا کیا حرج ہی
وہ بھی دیکھین شاید اپنی جوروکو یاد کرین ہم مین کسیکو ہاتھ نہین لگا سکتے ہین ان ایسون کو ہم کیا ہاتھ لگانے دین جان تک
بھی نہ جا سکینگے شش و پنج مین رہینگے لاچار ہو جائینگے جب کچھ نہو سکیگا آپ ہی شرمائینگے ہمارا شاہزادہ اسرار سامری
ہم سب کو راضی کرتا ہی کسی مقام پستی کا نام نہین سنانے سے اسکو کام نہین سالوس حیران بیٹھا ہی دیکھا کہ یکایک
چھت قصر کی شق ہوئی ایک برق چمکی کہ آنکھ سالوس کی بند ہو گئی اب جو آنکھ کھلی ایک جوان تاجدار کو دیکھا کہ تاج
پہنے ہوئے جوان رعنا چہرہ آفتاب عالمتاب ہاتھ پاؤن تیار آتے ہی ایک پریزاد کا ہاتھ پکڑ کے بیٹھنے پر ہاتھ
رکھا کسی کو گود مین اٹھا لیا کسی کے منہ سے منہ ملا یا کسی کے گلے مین ہاتھ ڈالدیا ایک نے کہا پھر اب دیر کیا ہی
اس جوان نے کہا مین تو مشتاق ہون سالوس نے دیکھا ان سب نے ساریان اتار کر پھینکدین اور یہ جوان
جا پڑا سب قاعدے سے لپٹین مشغول ہونے لگا یہ پریزادین کیسی ہنستی ہین جو فارغ ہو کر ہٹی اس جوان نے اسکی
پشت پر ہاتھ پھیرا کہا اے جان جہان راحت آرام دل مشتاقان خوب لطف ملا جب سب سے فراغت کر چکا چہرہ اسکا
مرجھا گیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا ایک گوشے مین آکر بیٹھا کہا جان جہان ذرا ٹھہر جاؤ میرے سر مین درد ہوتا ہی سب
پریزادین دوڑ پڑین کوئی پاؤن دباتی ہی کوئی پیٹ سہلاتی ہی کوئی منہ دھلاتی ہی کوئی تصدق ہوتی ہی کوئی اپنی
بدنصیبی پر روتی ہی کہتی ہی مین راضی نہین ہوئی اس جوان نے کہا آج اس قصر مین سناٹا کیون ہی مجھ میرا دل گھبراتا ہی

برباد ی کا سامان ہو گیا اس قصر مین کوئی غیر انسان ہی ایک پریزادے نے کہا خداوند سالوس یہین بیٹھے مین آج ان
عجائب و غرائب کو دیکھکر حیران ہو گئے منہ مین پانی بھر آیا ہو گا قلب تھرایا ہو گا جو روانگی پیدا کرتی ہین ایک حبشی
سے ہنسی تھین اسقدر اُسکو عاجز کیا کہ آخر وہ مر گیا اب تو اُسکا یہ حال تھا کہ پلنگ سے اُٹھا نہ جاتا تھا آخر اسی
غم مین مر گیا یہ سنکر وہ جوان ٹہلتا ہوا قریب سالوس کے آیا جھک کر سلام کیا بلکہ اسے سجدہ بھی کیا کہا یا خداوند
یہ آپ نے بیٹھے بیٹھے کیا آفت اپنے سر لی مسلمانون سے کیون بگڑی اُلجھا کی سب جگہ کے حال سنے ہین کہ مسلمان
جہانتک سرکشی کر گئے ہمارے دل مین داغ پڑے ہین ملک زبرجد نگار کہ دمامہ جادو نے کیا عمدہ مقام
بنایا تھا زبرجد شاہ کو خدا بنایا خود شیشہ قدرت بنی مسلمانون نے جاکر وہان آفت برپا کی اول مین تو یہ سامان ہوا
کہ مرزبان خراسانی بہادر لاثانی برسم ایلچگری گیا جاکر زبرجد شاہ کو سجدہ کیا شاہزادہ بدیع الزمان کہ روح روان
صاحبقران تھے وہ بھی جاکر زبرجد پرست ہوے برق فرنگی البتہ عیار گرفتار ہو گیا اُسنے بھی سجدہ کیا عمرو کو
اندر قلعے کے نہ آنے دیتا تھا مگر اُسی ساربان زادے نے وہ تدبیر کی کہ برق کو پکڑ لیگیا چین سے قلعے مین آتا تھا
پیر افتخار سے ملاقات کی خداوند کو پکڑ لیا جب زبرجد شاہ اُسکے قبضے مین آ گئے تو اب کیا باقی رہا خداوند کی شکل بنکر
دربار مین آتا تھا آخر امیر نے چاہ الماس کی تلاش کی دیوانہ ابو الغول ومہودا سے زنگی صاحبقران کے رہبر
ہوے تا بہ چاہ الماس لیگئے امیر کا اُس چاہ مین پہونچنا ہفت دربندون کو فتح کرنا آخر دمامہ سے مقابلہ پڑا عمرو نے
دمامہ کو بھی پکڑ لیا مار دیا ہر کہ اُس ملک کو بھی فتح کیا فرعونیہ الہا ملک فرعون شاہ جسکا شیر سلطنت ساحر شمس تھا
عمرو نے دریاے قلزم مین جاکر اُسکو مارا آپ کے بھائی صاحب میان ابلیس نے کیا کیا شعبدے دکھائے
آخر زندہ نہ بچے بھائی کے نام پر سالوس بول اُٹھا کہا اے اسرار ساحری وہ ایک پراگندہ بندہ تھا مین نے اسکو
نائب کر کے بھیجا تھا وہان جاکر مالک بن بیٹھا قدرت نے چپکے چپکے تقدیر کر کے اُسکو بھی غارت کر دیا اُس جوان نے
کہا بھلا ابلیس کو تو آپ نے غارت کیا اپنے کو تو بچائیے سالوس نے کہا اے مقرب درگاہ خداوند اب تمکو بھی عرض
کرنا چاہیے تو اپنے دو سو خداوندون کو راضی کرو سالوس نے جوان کا دامن پکڑ لیا کہا اے اسرار ساحری مین عہد یہ
کرتا ہون کہ اگر حمزہ مارا جائے عمرو قتل ہو میری خدائی بچے تو مین سامان پوجا پاٹ کا تیار کر کے قبر ساحری پر
جاؤنگا اور یہ بھی کرونگا خدائی خداوند ساحری و جمشید کی تمام عالم مین مشہور کرونگا کہ خدائی خداوند ساحری و جمشید
کی برحق ہی مین نائب قدرت ہون پیشکار بنکر کام کرون اُس جوان نے جواب دیا یا خداوند سالوس بڑی خواہش
آپ کرتے ہین ساحری و جمشید و لات و منات تو نے دوسرے خداوندون نے کیا کیا کد و کاوش کی مسلمانون کا
مٹنا دشوار ہی مگر ایک تدبیر ہی جو آپ سے ہو سکے وہ یہ ہی کہ ابلیس کی زوجہ خبیثہ بدکار نے آکر آپ کو اطلاع
دی آپ نے خبر دی مسلمانان سنی ہفت دربند کی صلاح ہوئی جو کچھ گذرا وہ سب جھگڑے بڑے ساحران مقرب
آپ کے مارے گئے آخر یہ دن ہوا کہ آپ نے شکست کھائی اب بہتر یہ ہی خبیثہ بدکار کے پاس جائیے
ظاہر مین بدصورت ہی مگر نام اُسکا خبیثہ بدکار ہی اُسنے کسی سے منہ نہین موڑا کوئی کا ہے سر کا نہین چھوڑا
بڑی مزے دار ہی اُسکی صورت ظاہری پر نہ جائیے اسکو جاکر گلے سے لگائیے منہ اپنا کالا کیجیے جب وہ راضی
ہو اور ہنسی خوشی تمسے باتین کرے تب اُس سے یہ خواہش کرو کہ ہم تمکو اپنی زوجۂ خاص بنائینگے کبھی تمکو اصل
امر کی تکلیف نہونے پائیگی اگر وہ قصد کرے تو کیا تعجب ہی کہ مسلمانون کو تباہ کرے اور حقیقت مین تمنے بڑا کام
کیا اسم اعظم صاحبقران بندکر لائے رکھا بھی ایسے مقام پر ہی جہان کوئی نہین جا سکتا ہی یہ کہکر وہ جوان

گھر سے گھڑے غائب ہوگیا سالوس اُٹھا اسی سوچ مین کہ چلکر اُس فاحشہ کو راضی کرون خسیسہ نے جو باغ رہنے کو لیا ہے چار طرف اُسکے دروازے ہین ہر دروازے پر کنیزین ریوڑیان بانٹ رہی ہین جہان لڑکے جمع ہوے اُنمین سے لڑکا اُنسے باتین کین ریوڑیان اپنے ہاتھ سے بانٹتی ہے دس پانچ کو لگا کے لے آتی ہے مطلب ہوتا ہے اسوقت لڑکے جمع ہین خسیسہ بدکار لڑکون کے راضی کرنے کو ڈھول بجا کے یہ غزل گا رہی ہے لڑکون کو لبھا رہی ہے غزل مومن دہلوی

سینہ کوبی سے زمین ساری ہلا کے اٹھے
یان تلک روئے کہ اسکو بھی رُلا کے اٹھے
گر نہو دل مین خیال نگہ خواب آلود
دل چرا بیٹھے وہ جب آنکھ چرا کے اٹھے
ہو عذاب غضب یلدا سے رہائی یارب
جس جگہ بیٹھ گئے آگ لگا کے اٹھے
سوزش دل سے ہوا کیا ہی مین پانی پانی
پاؤن کیا کوچے سے اُس ہوش ربا کے اٹھے

کیا علم دھوم سے تیرے شہدا لے کے اٹھے
ڈر سے کیونکر نہ دھوان ساتھ ہوا کے اٹھے
درد کیا کیا اثر خفتہ جگا کے اٹھے
گو کہ ہم صفحہ ہستی پہ تھے اک حرف غلط
زلف منھ سے کہین اُس مہر لقا کے اٹھے
مین دکھاتا تمھین تاثیر مگر ہاتھ مرے
وہ جو پہلو سے پسینے مین نہا کے اٹھے
شعر مومن کے پڑھے بیٹھ گئے اسکے لیے

آج اُس بزم مین طوفان اُٹھا کے اٹھے
شعلہ ہائے تپ غم سینہ جلا کے اٹھے
شمع کے چہرہ کا محفل مین جو مذکور ہوا
ایک اُٹھنے بھی نہ پائے تو اک نقش بٹھا کے اٹھے
اُف ری گرمی محبت کہ ترے سوختہ جان
ضعف کے ہاتھ سے کب وقت دعا کے اٹھے
ہے ہی مانند نشان کف پا بیٹھ گیا
خوب احوال دل زار سنا کے اٹھے

سالوس ٹھہر گیا کہ ایسا نہو شرمندہ ہو لڑکون کے کھیل مین مصروف ہے خسیسہ بدکار اُسی طرح کھیل مین مصروف رہی ایک کو گود مین بٹھا لیا ایک کو کاندھے پر چڑھا لیا ایک کو اصل شے کا ملاحظہ کراتی ہے ایک کو سینہ دکھاتی ہے لڑکون کے ساتھ کھیل مین مصروف جب لڑکا فارغ ہو کر ہنستا ہے تو کہتی ہے بیٹا تمنے تو کان کھجا دیا ہاے میرے ابلیس کو مسلمانون نے مارا اُسنے بڑی مشقت کر کے یہ بات پیدا کی تھی کہ چند ساعت تو ٹھنڈک پڑجاتی تھی لڑکون سے ایک لگی ہے اصل مطلب سے پریشان ہون ہاے کیا کرون بڑے بڑے جوان ڈھیل ہوتے تو کچھ مطلب حاصل ہوتا لڑکے بیچارے ہل ہل کے ہٹ جاتے ہین کمبختون کو سب باتین سکھاتا ہے پر اصل مقام نہین جانتے دالان سے کوٹھری کیطرف جاتی ہین ایسے گھبراتے ہین سو مرتبہ کمبختون کو منع کیا سمجھایا اپنے ہاتھ کو بھی تکلیف دیتی ہون مگر راستہ بھول جاتے ہین جب تو غار مین گرتے ہین نالے سے نکلے غار مین گرے میرے بچے سلامت رہین دل تو بہلتا ہے سالوس ٹہلتا ہوا سامنے آیا خسیسہ نے جو سالوس کو آتے دیکھا اُٹھ کھڑی ہوئی لہنگا ہٹا دیا کہا ذرا سجدہ تو کرو یہ تمھاری سجدہ گاہ ہے ابلیس تمھارے قبلہ گاہ تھے وہ تو سجدہ کرتے تھے تمھین کیا عذر ہے سالوس نے کہا اہی جان جہان واے آرام دل سالوس مین تو آج تیرا مشتاق ہو کر آیا ہون خسیسہ خوب قہقہہ مار کے ہنسی کہا بھڑوے نامرد مجھ ایسی معشوقہ کئی مہینے سے تیرے گھر مین ہے بن ٹھنی دیوارین پھاند کے رات کو چھپکر آئیگا مزے اڑائیگا میرا ابھی دل خوش ہو جائیگا ارے ناقدرے دیکھ تو ان لڑکون سے دل بہلاتی ہون خداوند سامری انکو سلامت رکھے چالیس لڑکے آج بھی مشرف ہوے بہت خوش ہوتے ہین انکار کرتی ہون تو روتے ہین نانی امان لپکے لیٹ جاتے ہین آج چھوٹا بہت مچلا ہی کہتا تھا نانی امان ذرا لہنگا ہٹا دو اور وہ چیز اپنی مجھکو دکھا دو مین نے بڑی مشکل مین مانا سمجھا بہت مشتاق ہو گیا ہے اور بڑا تو غوطے لگاتا ہے دل اسپار سے اُسپار تک جاتا ہے اُس سے کچھ کیفیت حاصل ہوتی ہے جیسا بڑا مشتاق ہے ایسے چالیس پچاس لڑکے ہوتے تو دل کو تسکین ہوتی تو آج کس خیال مین آیا ہے کچھ کہیگا کہ نہین سالوس نے کہا سب کو ہٹا دیجیے تو مین عرض کرون خسیسہ نے لڑکون سے کہا بیٹا کھیل آؤ جنگل سے پتیان توڑ لاؤ مین ریوڑیان منگا لون تو پھر بلاؤنگی ایک نے کہا نانی امان اسوقت کا

تو حصہ ویچے خسیبسہ نے دودور پوڑیان دیگر سب کو رخصت کیا دروازہ باغ کا بند کردیا کہا لے اب آدیر کیون کرتا
ہو کچھ ہو سکیگا کر خالی مجھے ستانے آیا ہی سالوس نے کہا آج راضی کرونگا سالوس خسیبسہ پر جا پڑا خسیبسہ
کبھی کہتی ہی چچا دیکھو جلدی نہ کرو ذرا عقل کو دخل دے کبھی کہتی ہی بیٹا راستہ نہ بھولنا وہ جو تمھاری گلشن ہی
اس سے کبھی یہ مزا نہ ملا ہوگا مگر تیری جورو بڑی نخرے باز ہی حیلہ ساز ہی در فیاضی باز ہی اُسکو اپنے اوپر ناز ہی
مین نے تو سبیل رکھی ہی یہ وقت پر باتین ہوتی جاتی ہین سالوس اپنی جان سے بیزار ہوے بد دماغ مین
آرہی ہی مگر کیا کرے اسرار ساحری نے سمجھا دیا ہی کہ ظاہر مین بد عنوانی نہو اُسکو راضی کرکے ہنسنا چند ساعت
مشغول رہا جب ہنسنے لگا تو خسیبسہ نے ایک طمانچہ مارا کہ جا نگوڑے تجھسے تو بیہے لونڈے خوب مصروف
ہوتے ہین انکار کرنے پر روتے ہین خیر تیری خوشی ہو گئی سالوس نے گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا تو تو ایک پری کی
شوخی اعضا مین بھری ہی مین نے اسم اعظم حمزہ بند کرلیا کل طبل جنگی بجوایا تھا شکست کھائی اب چاہتا ہون
تم دستگیری کرو چلکر مسلمانون سے لڑو میری خدائی کو بچاؤ خسیبسہ نے کہا ای سالوس اگر اسم اعظم حمزہ بند کرلیا
ہی تو بتلا کر شیشے کو احتیاط سے رکھا ہی مین ایسی تدبیر کرون کہ اول عمرو کو گرفتار کرادون پھر گرفتار کرا لشکر اسلام
کا کتنی بڑی بات ہی تو جاکر طبل جنگی بجوا مین وقت پر آؤنگی جب بجاؤ کر مسلمانون کو کھا جاؤنگی حمزہ کی حرز ہیکل بھی اگر
چھینلونگی سب تیرے کام کرونگی تیری خدائی قایم رہے مگر کبھی میرے مقدمہ مین دخل نہ دینا میرا ابھی چھین لیگا
دن کو لڑکے رات کو جوان جلمان رہتے ہین سب سے کے مطالب نکلتا ہی سالوس خوش خوش بارگاہ مین آیا منشیو
وزیر جمع تھے دیکھا سب نے کہ آج تو میان سالوس بہت خوشی خوشی آئے سہوان بر وندان سپہ سالار
جو بیٹھا ہی اُسنے عرض کی یا خداوند اب طبل جنگی بجوائیے مین حرز ہیکل چھینلونگا مشکین باندھکر لاؤنگا سالوس
نے کہا تم سب خاموش رہو قدرت نے اور تقدیر کی ہی آج میری بھاوج نے مجھسے وعدہ کیا ہی کہ سب مسلمانونکو
چبا کر چھینکدونگی یہ کہکر سالوس نے طبل جنگی بجوایا ہرکارے خبرین لیکر چلے مگر جب صاحبقران لڑائی فتح کرکے
پلٹے نقابدار زرین پوش سے ملاقات ہوئی نقابدار نے جھک کر سلام کیا صاحبقران نے فرمایا ای بہادر
آج تمنے ہمپر بڑا احسان کیا ای نقابدار بہادر اسم اعظم ہمارا بند ہوگیا اب دیر ہونا ہمپر بہت شاق ہی دل فتاحی
طلسم نور افشان کا بہت مشتاق ہی درمیان مین اس کے سے جھگڑا پڑگیا نقابدار نے دست بستہ عرض کی ہی
کیا مجال جو بندگان عالی پر احسان کرون دستور ہی کہ بہادر کی خبر بہادر لیتا ہی اسطرف گذر ہوا غلام کو خبر ملی
براے خدمتگزاری بندگان عالی حاضر ہوا شکر ہی کہ پروردگار نے وقت پر پہونچایا ساحر نے بڑا صدمہ ڈالا تھا
مگر اُسکی موت میرے ہاتھ سے تھی صاحبقران نقابدار کو اپنی بارگاہ مین لائے مقام صدر پر جگہ دی باتین
ہونے لگین سائی بیچے طلب ہوے ساقیان سیمین ساق مطربان خوش آواز نازنینان مہ جبین و مہ جبینان
مہر تمکین آئے محفل رقص و سرود شروع ہوئی نقابدار نے دست بستہ عرض کی ای شہریار اگر خلاف نہو تو
عرض کرون صاحبقران نے فرمایا کہیے نقابدار نے عرض کی حضور نے کوئی امتحان تجویز کیا کہ اگر امتحان
مین کامل آؤن تو مجھکو بانہاے صاحبقرانی ملین صاحبقران کے تیور پر بل پڑ گئے فرمایا ای نقابدار بہادر مین
تو کہ چکا ہون کہ جب جی چاہے مجھسے مقابلہ کرو اور مجھکو زیر کرو تو بانہاے صاحبقرانی ملین بے میرے
زیر کیے باتین نہ ملینگے یہ امید اپنے دل سے نکال ڈالیے اگر منظور ہو تو مین اسی وقت موجود ہون نقابدار نے
سر جھکا لیا کہا حضور مین تو یہ نہین چاہتا کہ سرکار سے بے ادبی کرون کچھ امتحان مقرر کیجیا میر نے فرمایا

ای نقابدار جب تمہارے دل مین آئے آمادہ ہوکر چلے آؤ ہمارے تمہارے امتحان ہو جائے نقابدار نے عرض کی ای شہریار اس زمانے مین ایرج نوجوان و نور الدہر کا بڑا زور و شور ہی ان دونون کو مجھسے لڑوائیے اگر دونون کو اُٹھالون تو غالب آیا اگر نہ اُٹھاؤن تو مغلوب صاحبقران نے فرمایا مین کسی پر دعوی نہین رکھتا ذات رب اکبر پر تکیہ ہی یا اپنے زور بازو و پہ ناز ہی نقابدار نے کہا مین اب نہ عرض کرونگا خواجہ عمرو اگر سامنے بیٹھے بحکم صاحبقران خواجہ نے یہ غزل شروع کی غزل

راز دلہا گل نہ گرد آخر سخن پیچیدہ است — غنچہ سان ایجاز با نہا در دہن پیچیدہ است
پیرہن پوشست از گرد رہش گویا نسیم — بوی گل امروز خوش در انجمن پیچیدہ است
کوہ کندن سخت چون دل کندن از دلدار نیست — زور عجز ست اینکہ دست کوہکن پیچیدہ است
طالب دیدار را آخر فغان خامشی ست — این صدا از سرمہ در کوہ یمن پیچیدہ است
تا گرہ بر ابروش از خشم و ناز افتادہ است — جوہر قبد از حسد بر خویشتن پیچیدہ است
بسکہ باشد عشق پیچان کردہ در پیچان اثر — شاخ و برگے بر درختان چمن پیچیدہ است
عکسہار اتنخص داشتن ندارد صورتے — غافل از معنے عبث بر او من پیچیدہ است
می شناسد ہر کہ بوے بردہ از لطف سخن — کلک عالی در ورق مشک ختن پیچیدہ است

نقابدار اُٹھا کہا غلام رخصت ہوتا ہی چند صاحبقران نے نقابدار کو روکا مگر نقابدار نے عرض کی ای شہریار بہت سے کارہاے ضروری ایسے ہین جنکو زبان پر لا نہین سکتا غلام پردہ قاف جائیگا صاحبقران نے فرمایا پردہ قاف سے کچھ سلسلہ ہی نقابدار نے عرض کی کل کا یہ بار غلام کا پردہ قاف ہی مین ہی زبانی ملکہ آسمان پری کے حضور کو دریافت ہوگا اکثر قہقہہ حبشی سے مقابلہ پڑتا ہی پردہ تاریک مارا یہ کہکر نقابدار پشت مرکب پر سوار ہوا روانہ ہوگیا جب نقابدار جا چکا صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ شوکت و شان نقابدار کو دیکھا عمرو نے کہا ای شہریار اصل یہ ہی کہ اس نقابدار کے مقدمے مین حیرانی ہی سامان شوکت و شان ملاحظہ فرمائیے صاحبقران فرماتے ہین حقیقت مین اس نقابدار نے جو سامان شوکت و لیاقت پیدا کیا اس طور سے آجتک کوئی نقابدار نہین آیا ہر ایک سردار یہی کہہ رہا ہی کہ حضور نقابدار نہایت لئیق ہی کس ادب سے آپ سے کلام کرتا ہی یہ ذکر تھا کہ چوبداران ہرکارون کی حاضر ہوئین ہاتھ اُٹھا کر دعاے شاہ بادشاہی بجا لائے شعر شام احباب تیرہ شمع طرب پر نور باد روے بدخواہت زغم ہمچون شب دیجور باد شہریار عالم کی عمر دراز ہو آج تو سالوس نے نیا فقرہ کیا ہی زوجہ ابلیس کے نام پر طبل جنگی بجا اب وہ ملعونہ بلقیس بہ نہین ثابت ہوا کہ یہ رہتی کہان ہی بہ ورقتل ابلیس نکل بھاگی میہان آکر ہوئی قصر یہ بڑا اون سے سالوس کو حکم ملا ہی کہ اُسکو لڑوا او یہ بڑے کارہاے نمایان کریگی ذرا حضور ہوشیار رہین صاحبقران نے حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین خواجہ عمرو تو تلاش مین خبیسہ کی نکلے صاحبقران ٹہلتے ہوے دربارگاہ پر آئے انتظام لشکر کو ملاحظہ فرما رہے ہین کہ دیکھا سامنے سے مقبل آتا ہی آتے ہی جھککر سلام کیا عرض کی مین کچھ عرض کرونگا ذرا حضور کنارے آئین صاحبقران نے مقبل کا ہاتھ پکڑ لیا باتین کرتے ہوے چلے ایک نخل کے سائے مین آکر مقبل ٹھہرا عرض کی غلام نے سنا ہی کہ سرکار کی خبر سنکر خبیسہ لیگئی امیر نے فرمایا ہین تو پہیلی بہتے ہون مقبل نے کہا ذرا اُتارئیے تو صاحبقران نے

حزر ہیکل اُتاری مقبل نے ہاتھ مین لیتے ہی کہا او حمزہ تو نے مجھکو نہین پہچانا مین خسیبسہ بدکار زوجہ ابلیس
سالوس جادو ہتی تھی صاحبقران کو پکڑے کچھ سردار بھی اُٹھے ہوئے اُدھر آگئے انہون نے للکارا خبردار
کیا کرتی ہے خسیبسہ ہیکل لے چلی تھی تڑپ کر بھاگی ہر چند کہ لوگ دوڑے مگر اُسکو نہ پایا سردارون نے آکے
صاحبقران کو اُٹھایا مثل مردے کے خاک پر پڑے تھے بیہوش وہ بیہوش عمرو یہ سنکر آیا ایک نخل کے
سائے مین مقبل کو بیہوش پایا مقبل کو اُٹھایا پوچھا اے مقبل کیا معرکہ گذرا عرض کی مجھکو آکر ایک شخص نے
بیہوش کیا راہ چلتے چلتے اُسنے زبان ہلادی مین بیہوش ہوگیا میری شکل بنکر وہ یہان آئی اُسنے حزر ہیکل لی
عمرو یہ سنتے ہی دوڑا خسیبسہ صحرا مین جھومتی ہوئی جاتی ہے ایک نخل کے سائے مین دیکھا کہ سالوس
کھڑا ہے خسیبسہ نے کہا یا خداوند آپ اسوقت یہان کہان سالوس نے کہا اے جان جہان مین نے خبر
پائی کہ تم لشکر اسلام مین گئی ہو اور حمزہ سے سامنا ہے ایسا نہو میری پیاری بھاوج کو حمزہ دبوچ بیٹھے
حمزہ بڑا شوقین ہے یہ وہ قاف مین جاکر آسمان پری سے عقد کیا وہان مین وہ وہ معشوقین ہین جو شاہزادی
ہمشکل و بےنظیر نہین انکو عقد کرکے لائے ایسا نہو میری بھاوج پر ہاتھ ڈالے تو مجھکو قلق ہوگا تمنے کہو جاکے
کیا کیا خسیبسہ نے کہا مین گئی اول مقبل کو بیہوش کیا اُسے بیہوش کرکے پاس حمزہ کے پہونچی سالوس نے
سینے پر ہاتھ رکھا خسیبسہ نے کہا ارے جنگل مین ہین تو تیرے کہنے سے باہر نہین ہون مگر تجھکو دعوی خدائی کا
ہے کوئی دیکھ لیگا تو بدنام ہو جائیگا او مجھے کیا میرا تو ہر وقت یہی کھیل ہے اسی کھیل سے لڑکون سے میل ہے
سالوس نے کہا قصر مین چلو شغل ہوگا دیکھون حزر ہیکل کیسی ہے سالوس نے ہیکل دیکھتے دیکھتے کہا ارے
دیکھو عمرو عیار آتا ہے خسیبسہ پلٹی منھ کا پھیرنا تھا کہ عمرو نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے خسیبسہ پلٹی عمرو نے
حباب مار دیا خسیبسہ بیہوش ہوئی عمرو نے چاہا سر کاٹ لون کہ آسمان سے آواز آئی او ساربان زادے
کیا کرتا ہے میری مدخولہ کو نہ مارنا ورنہ تجھے قتل کرونگا عمرو نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ سالوس آتا ہے حبت کی گلیم
اوڑھلی غائب ہوئے سالوس اُترا خسیبسہ کو ہوشیار کیا خسیبسہ نے اُٹھتے ہی سالوس کو ایک طمانچہ مارا
کہا بھڑوے تو نے مجھکو دھوکا دیا سالوس گال سہلا کے رہگیا کہا صاحب سنو تو مین نے کیا کیا مین نے
تجھکو بچا لیا عمرو خنجر برہنہ لیے موجود تھا کہ قتل کرے مین نے منع کیا مجھکو دیکھکر بھاگا آنکھون کے سامنے
سے غائب ہوگیا دونون باتین کرتے ہوئے پلٹے خسیبسہ نے کہا دیکھو مین صبح کو کیا کرتی ہون خواجہ
حزر ہیکل لیکر پلٹے آج راے ناظرین ہے کہ جب خسیبسہ کو خواجہ نے بیہوش کیا تھا حزر ہیکل اس سے لے چکے تھے
اب لشکر مین جو آئے یہان ایک ہنگامہ تھا سب بیٹھے رو رہے تھے صاحبقران تڑپ رہے تھے
عمرو نے آکر حزر ہیکل پہنائی عمرو سے اُنہون نے کہا ہیکل کیونکر لائے عمرو نے کہا اے شہریار مین نے جاکر عیاری
کی تب حزر ہیکل لی سالوس آکر خسیبسہ کو لیگیا اُسی ملعون نے بچا لیا مین اپنی جان بچا کر نکل آیا صاحبقران
مطمئن ہوکر بیٹھے مگر انتشار ہے کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے جب شام سے اُسنے یہ آفت برپا کی صبح کو ہنگامہ الہی
صاحبقران انتشار مین جاگتے رہے عمرو کو بھی خیال رہا کہ ایسا نہو کوئی افتاد پڑے تا بہ لشکر سالوس
نہ جاسکا جب رات کم باقی رہی تو عمرو طرف لشکر سالوس کے روانہ ہوا عمرو نے کسی سے پوچھا کہ ملکہ خسیبسہ
کس قصر مین تشریف رکھتی ہین اُس شخص نے کہا وہ سامنے باغ ہے جہان حبشیون کا ہنگامہ ہر دن بھر لڑکون کا
ہنگامہ رہتا ہے بی خسیبسہ دن کو لڑکون کو بلاتی ہین شب کو حبشیون سے دل بہلاتی ہین عمرو ٹہلتا ہوا اُسطرف آیا

دیکھا دروازہ باغ کا کھلا ہی حسیبہ صحن باغ مین بیٹھی ہی جو زنگی گیا فیضیاب ہو کر چلا گیا وہ آئے چار آئے
حسیبہ کسی سے انکار نہین کرتی جو حبشی آیا اُسنے جاکر سلام کیا حسیبہ نے کہا پیارے آؤ کئی دن سے
کہان تھے حبشی نے کہا کچھ یارون کو کھلواؤ تو حسیبہ نے کسیکو روپیہ دیا کسی کو مشت زر دلوائے کسیا
کسیکو کھانا کھلایا شراب سکو پلائی ہی شراب پلاکر مطلب حاصل کرتی ہی عمرو نے دیکھا اسکو مہلت نہین
کیونکر جاؤن ایک زنگی کی شکل بنکر عمرو باغ مین آیا بطور سب کے عمرو نے بھی سلام کیا حسیبہ نے
کہا میان بلال کہان تھے آج کئی دن کے بعد آئے عمرو نے کہا تمھاری فکر مین رہتے ہین بلکہ آج کل
بڑے مفلس ہین حسیبہ نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا عمرو گھبرایا کہ خدا خیر کرے دیکھیے اس ملعونہ سے جان
کیونکر بچتی ہی اُسنے ہاتھ پکڑ کے کھینچا فرش پر بٹھایا شراب کو اشارہ کیا کہ لو میان بلال شراب پیو
عمرو نے ایک گلابی اُٹھائی جیسے ہی خواجہ عمرو نے گھائی سے بٹوا دارو بیہوشی کی چاہا تھا
کہ ملاؤن کہ ایک تڑاقے کی آواز ہوئی گلابی ٹوٹی گلابی کے ٹوٹتے ہی حسیبہ نے آواز دی او ظالم
مین نے پہچانا اب کہان جائیگا عمرو جست کرکے بھاگا حسیبہ جھپٹی عمرو باہر باغ کے نکلا تھا پلٹکر جو
دیکھا کہ حسیبہ جھپٹی ہوئی آتی ہی اپنے کو ایک غار مین گرادیا حسیبہ ڈھونڈھ کے پلٹ گئی خواجہ
وہان سے بھاگے ہوئے لشکر مین آئے مقبل سے ملاقات ہوئی ایک طرف سے برق آتا تھا
برق نے کہا استاد خیر تو ہی عمرو نے کہا حسیبہ کا مارنا بہت دشوار ہی اول تو یہ کہ کوئی وقت اسکی فرصت
نہین دن کو لڑکے آتے ہین رات بھر زنگیون کا تانتا بندھا رہتا ہی مین زنگی بنکر پہونچا اُسکو خبر ہوگئی
برق نے کہا استاد کل اسکو مار لونگا عمرو نے کہا ارے دیوانہ ہوا ہی مہتر قران بھی آئے یہ حال سنکر
بہت گھبرائے کہا استاد مین بھی فکر مین گیا تھا مگر زنگیون کا تانتا بندھا تھا رات بھر زنگی آتے ہین
پر دل نے گوارا نہ کیا کہ زنگی بنکر جاؤن اُس بیسوا کا منھ کالا کرون اور اُسکا زنگیون سے بھی رازو نیاز
ہر وقت در پیش ہا نہ ہو اس فکر مین عیار کھڑے تھے کہ ستارہ سحری آسمان پر چمکا لشکر صاحبقران مین
اذان ہوئی سردار اپنے اپنے مقام سے اُٹھے جابجا نماز ہونے لگی نماز پڑھ پڑھ کے میدان کارزار کو روانہ
ہوئے عمرو دردولت پر صاحبقران کے آیا دیکھا صاحبقران نماز پڑھ رہے ہین عمرو آکر ٹھہرا جب
امیر بعد نماز سلاح پہنکر برآمد ہوئے تمام سردارون نے آکر سلام کیا صاحبقران پشت اشقر پر سوار
ہوئے علمداران لشکر اسلام طوق حران گروہ البو آہن گروہ چھپیسون شقے علم جہان پیکر کے امیر کے
سر پر کھولے لشکر اسلام مین یا صاحبقران یا صاحبقران کی صدا بلند ہوئی عمرو نے رکاب پر ہاتھ رکھا
صاحبقران جملہ سردارون کو ساتھ لیکر میدان مین آئے یکایک آمد لشکر کفر و ضلالت ہوئی سہالوس تخت
پر گرد ساحران غدار پشت پر حسیبہ پر کار پیدل لنگا زمین پر اُترا ہوا ایک جھولی بڑی سی گلے مین اُسمین
اسباب سحر بھرا ہوا پشت پر سات لاکھ ساحران غدار بجز نگ گھنٹے چلے آتے ہین لشکر جمے اُنھون نے
نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ بیٹے حسیبہ لشکر سے باہر آئی پکار کر کہا یا صاحبقران کسی کو بھیجیے امیر نے سر اُٹھایا
پہلو مین فرامرز عاد مغربی کھڑا تھا گھوڑا بڑھا کر سامنے امیر کے آیا عرض اجازت میدان امیر نے فرمایا اے
فرامرز کیا اجازت دون ساحرہ اپنے شعبدے دکھائیگی جرأت کس کام آئیگی عرض کی سر کو قدم اقدس پر نثار کردونگا
حریف پکارے ہم آواز نہ دین ناچار امیر نے اجازت دی حسیبہ جو اس جوان کو آتے دیکھا ہاتھ کو دیکھا معلوم ہوا ساحر نہین ہے

اب جاگو یاں تخل کے سایے مین کھڑی ہوئی طرف صحرا کے منہ کرکے ایک دستک دی پکار کر کہا اسے پرانے دھگڑے مدت سے تو نے مجھکو نہین دیکھا بیٹا اگر اُس چیز کو دیکھ تو تین مرتبہ یہ کہکر آواز دی صحرا سے ایک سوار پیدا ہوا گھوڑے پر سوار گھوڑا وہ کہ جسکے جسم مین سوا ہڈی کے گوشت کا نام نہین جان کہین سوکھا پتا پڑا ہوا دیکھتا ہے سر جھکا کر اٹھا جاتا ہے پتا کھالے نہین ہٹتا اُس مرکب پہ ایک سوار کپڑے بھی میلے کچیلے گھوڑے کو ڈال کر سامنے خسیسہ کے آیا جھک کر سلام کیا کہا آج پرانے آشنا کو کیون یاد کیا خسیسہ نے کہا میدان کارزار مین جا جو طرف سے مسلمانون کے نکلے اُنکو گرفتار کرکے میرے سامنے لا خبردار تامل نکرنا جو سامنے آئے اُسکو قتل کر خبردار قتل سے باز نہ آنا وہ سوار بہت اچھا کہکر اُسی گھوڑے کو دوڑاتا ہوا میدان مین آیا فرامرز اسکے مقابلے مین پہونچا فرامرز نے آواز دی او جوان حربہ کر ساحر نے نیزہ دکھایا فرامرز نے چاہا کہ نیزے کو نیزے کی سنان پر لون مگر ساحر نے گلوگاہ بچا کر نیزے کو توڑ ڈالا فرامرز نے قبضے پر شمشیر کے ہاتھ ڈالا تلوار کا ہاتھ مارا ساحر نے کچھ اشارہ کیا برق کڑک کر گری ہاتھ فرامرز کا زخمی ہوا سردار اسکو لیگئے پھر اسنے پکار کر آواز دی جو سردار لشکر صاحبقران سے نکلا زخمی ہوا دیکھا لشکر مین ہر طرف تلاطم ہے اور واسطے اپنے سردارون کے رو رہے ہین اس ساحر نے جسکو گرفتار کیا زیر نخل سامنے خسیسہ کے ڈالدیا سات جوان بیہوش پڑے مین خسیسہ نے کہا اسے بیوقوف حمزہ کو طلب کر حرز سحل چھینکر پکڑ لا جب تک افسر اعلی گرفتار نہوگا لڑائی فتح نہوگی اور ہمارے زیر مشق کا بھی حکم ہے کہ لڑائی فتح کرکے ملیون زیر مشق ہمارے بہت خوبصورت مین ہمنے فقط یہ حکم دیا ہے اُس ساحر نے آواز دی کہ افسر اعلی نکلے نہین تو ہم وہین آتے مین صاحبقران نے گھوڑا بڑھایا سب سردار بعد اشکبار رو رو پڑے آگے قدمون سے لپٹ گئے عرض کی ای شہریار ہم حضور کو نہ جانے دینگے امیر نے فرمایا وہ ہمارا نام لیکر پکارتا ہے مین کیونکر نہ جاؤن اس آخر وقت مین اپنے کو حقیر کرون مین اپنے پروردگار پر تکیہ رکھتا ہون اُسکی صفت میرے زبان سے بیان نہین ہو سکتی اگر ہر موے جسم زبان بنجائے اگر ہر موے جسم پہ ہزار ہزار زبانین ہون تو بھی شمہ صفت رب اکبر کہ بیان ہو قطعہ

آن صانع لطیف کہ بر فرش کائنات
از بہر عبرت نظر ہوشیار کرد
الوان نعمتی کہ نشاید سپاس گفت
احمال منتی کہ فلک زیر بار کرد
ابر آب داد بیخ درختان مردہ را
تا کمیت کو نظر سر اعتبار کرد
فضل خدای را کہ تواند شمار کرد
چندین ہزار صورت الوان نگار کرد
بر آفرید و بحر و درختان و آدمی
اسباب راحتے کہ نداخم شمار کرد
اجزاے خاک مردہ بتشریف آفتاب
شاخ برہنہ پیرہنش نو بہار کرد
توحید گوی او نہ بنی آدم اند و بس
تا نسبت آنکہ شکر یکے از ہزار کرد
ترکیب آسمان و طلوع ستارگان
خورشید و ماہ و انجم و لیل و نہار کرد
آثار رحمتی کہ جہان سر بسر گرفت
بستان میوہ و چمن و لالہ زار کرد
چندین ہزار منظر زیبا بیافرید
ہر بلبلی کہ زمزمہ بر شاخسار کرد

اُسوقت سواران نامی کی بیقراری عمرو کی اشکباری ہر ایک سردار کا یہی قول ہے کہ آقا میدان مین نہ جائین سات سوار زیر نخل بیہوش پڑے ہین ایک ایک اشارے مین بیہوش ہوے یہ سوار کوئی ساحر ہے کیا کیا سحر کررہا ہے سات سردارون کو دم بھر مین بیہوش کر لیا تمام سردار جو ملک کررونے صاحبقران نے بھی طرف آسمان کے دیکھا عرض کی پروردگار مشکل کو حل کر سوار نے گھوڑے کو مہمیز کیا آواز دی او حمزہ تو میدان مین نہ آئیگا مین وہین آؤن یہ کہکر گھوڑا بڑھایا چاہا لشکر اسلام پر جا پڑے جیسے ہی گھوڑے کو مہمیز کیا آسمان ایک تجلی گری کہ سوار کے دو ٹکڑے ہوے اندھیرا ہوگیا سنگباری و برفباری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا

نام میں شہسوار جادو بود لوگ حیران ہو گئے مگر خسیسہ نے اُس سوار کا مردہ دیکھا زیر نخل سے بڑھی مگر سپاہیون جو
جو بیہوش پڑے تھے اُنکو ہوش آگیا اپنے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر طرف لشکر اسلام کے چلے گئے خسیسہ نے
میدان میں آکر دیکھا آسمان پر ایک چھوٹا سا ٹکڑا ابر کا چھایا ہوا ہی اُسی میں سے برق گری کہ سوار کے دو ٹکڑے
ہوئے خسیسہ نے ایک گولہ مارا آواز دی ارے یہ کون گستاخ ہی کہ جسنے میرے چہیتے کو مارا اچھا پس پردہ سے
چھوٹی خسیسہ کا نگہبان تمھارے میرا کیا نقصان تھا مگر آج اور امتحان تھا ہائے میرا پیارا چھوٹی خسیسہ محروم
ہیگی یہ ٹھہری اب کیونکر بھیگی گولہ جا کر قریب ابر پھٹا دیکھا سب نے طاؤس زرین بال پر ایک آفتاب درخشان
ماہ تابان دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے ہاتھ ہلا رہی ہی عمرو کی جو نگاہ پڑی ملکہ برق جادو کو دیکھکر تڑپ گیا
صاحبقران سے عرض کی شہنشاہ ملکہ زبرجد نگار آ پہونچی برق جادو نے سوار کو مارا بندگان خدا کو آفت سے
بچایا دیکھیے سردار بھی لشکر مین آگئے مگر خسیسہ نے سر ہلا کر زمین پر ایک ٹکر ماری ایک برق چمکی زمین کانپی ملکہ
برق جادو زمین پر گری طاؤس زرین پران سے نکلگیا بلند نہ ہونے پایا جلکر گرا برق نے گرتے گرتے دونون ہاتھ
ہلائے کہ صدہا برقین خسیسہ پر گرین مگر خسیسہ نے سب برقون کو کاٹا اپنے کو بچایا منھ سے اُف کی ایک شعلہ
آتش کلان برق پر گرا برق نے طرف آسمان کے اشارہ کیا ایسا پانی برسا کہ شعلہ آتش کو بجھا دیا خسیسہ برق
سے سحر جلنے لگا ہر ایک نخل صحرا مثل شمع کافوری جلنے لگا معلوم ہوتا تھا چراغ روشن ہین پتون سے چنگاریان
نکلین شاخین کندہ جہنم سنگین صحرا کرہ نار تھا زمین سے بلند غبار تھا دونون کے سحر نے آگ برسائی پانی بھی بہایا
کئی ہزار آدمی اہل اسلام کے جلے مگر برق نے بڑھ بڑھ کے سحر کیا لشکر سالوس کے کئی ہزار آدمی جلکر خاک ہوئے
ہرچند کہ ساحر تھے مگر سبا آگ کر نہ نکل سکے سالوس بھی ظرافت کرتا ہی کبھی گولہ پھینکا کبھی ماش منتر وانے پھینکے کبھی
آگ برسائی کبھی دستک دی کبھی سر ہلایا کبھی ہائے کا نعرہ کیا کبھی کہتا ہی یارو میرا دل بیقرار ہی میری معشوقہ پر
آگ برس رہی ہی کیا فریب سے لڑ رہی ہی کیا کیا جواب دیتی ہی مگر برق دونون کو جواب دے رہی ہی جب سالوس
نے سحر کیا اسکو جواب دیا کبھی خسیسہ پر سحر کیا برق چمکائی آگ گرائی تعلیم کردہ ملکہ ماہ کسی مقام پہ رکتی نہین اور
دونون کے سحر کا برابر جواب ملتا ہی سالوس ہر چند چاہتا ہی اپنے سحر مین مبتلا کرون مگر برق بجلی بنی ہوئی ہی کبھی
زمین مین کبھی آسمان پر کبھی خسیسہ پر گری کبھی برق چمکتا یہ سالوس پہونچی ایک مقام پر خسیسہ نے زمین پہ ٹکر ماری
کہ زمین کانپی آواز دی ارے لینا میرے فریب دینا سبکو بھول گئے یہ جو خسیسہ نے کہا ایک جانور تڑپ کر زمین
سے نکلا اُسنے ایک چیخ مار کر برق کے سر پر سایہ کیا جیسے ہی اُسکا سایہ پڑا برق خاموش ہوئی کچھ منھ سے
نہ بول سکتی تھی خسیسہ نے ہاتھ ہلایا برق تڑپ کر گری سر ملکہ برق جادو کا زخمی ہوا برق نے زخمی ہو کر گورے
گورے ہاتھون سے ایک پھول نکالا اُس پھول کو خسیسہ پر پھینک مارا خسیسہ بھی بھول گئی چشم زدون کے لیے
سحر بھول گئی ایک تلوار گری کہ سر خسیسہ کا بھی زخمی ہوا اسنے خون اپنا دہی چلو مین لیکر برق پر پھینک مارا برق
نے اپنے کو بچایا کہ خون سے بچون اور تو سب زمین مین گرا چند قطرات خون اُس گورے گورے جسم پر پڑے
صاف ثابت تھا کہ ماہ تابان پردۂ شفق مین پنہان ہو گیا برق نے اُف کی منھ سے شعلۂ آتش نکلا وہ چادر
سرخ جلی مگر جا بجا جسم پر آبلے پڑ گئے خسیسہ نے پھر ایک دوہتھڑ زمین پہ مارا آواز دی ارے چھوٹی خسیسہ کے
نگہبان کہان گئے صحرا سے ایک خوک سوار پیدا ہوا ایسا حیرت ناک انتہا کا بیباک کالی صورت مثل شب دیجور
انسانیت سے دور منھ سے بوئے بد آتی ہی خوک کو دوڑا کر قریب خسیسہ کے آیا آواز دی کیون صاحب کیا ہی

خسیسہ نے اشارہ کیا برق جادو کو چیر پھاڑ کر کھا جا برق جادو نے جو خوک سوار کو آتے ہوئے دیکھا جسم پر آبلے پڑ چکے تھے نیم بسمل ہو رہی ہی اُس پریشانی میں آواز دی ارے ہماری خدمتگزارین کہان گئین ہمکو برسون ہوئے تمھاری خدمت کرتے ہوئے شراب پہونچائی کباب کھلائے زیور گل عمدہ پہنایا جواب نہ آیا یہ خوک سوار میرے قتل پر تیار ہی اسوقت برق بہت مجبور و ناچار ہی یہ جو برق نے ہنس ہنسکر کہا گوہر دندان کھلے بجلیان چمکین خسیسہ اپنے کو بچاتی ہی طرف سے صحرا سے آواز آئی حضور مین حاضر ہون اس خوک سوار مردار خوار کی کیا حقیقت ہی اب سب نے دیکھا ایک مہ جبین دریا سے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے پائچے سنبھالتی ہوئی مسکراتی ہوئی زبان پر یہ کلمہ ہی کہ حضور مین آ پہونچی آ کر خوک سوار کو للکارا آواز دی او بے دین و بد آئین اودھر کہان جاتا ہی جیسے ہی اُسنے آنکھ ملائی اس نازنین مہ جبین نے بصد ناز یہ غزل گائی غزل

چھپائے چھپتے ہین غنچے کسطرح جی کا حال
کہون فرشتون سے جو مجھسے درد دل کہون
بیان کر نہین سکتا کوئی کسیکا حال
مزاج رہتی ہی اکثر دل حزین سے مرے
کھلا نہ صبح شب غم کی کچھ ہنسی کا حال
کبھی خیال بھی اُسکا ادھر نہ آ نکلا
سمجھائے کوئی تو اُس سے کہین لگی کا حال

وہ اور پوچھتے دشمن کی دشمنی کا حال
کہ آدمی ہی تو سنتا ہی آدمی کا حال
یہ قاصد اُنسے نہ کہنا کہ اب مین نہین ہم
مین جانتا ہون ترے غم کی دل لگی کا حال
بہت فسانۂ لیلی سنا ہی مجنون سے
کہ دیکھتا شب فرقت کی بیکسی کا حال
بیان کرنے سے کچھ فائدہ نہوگا جلال

کسی سے کہتے نہین دل کی بیکلی کا حال
یہ مدعا ہی نہین مجھسے مدعی کا حال
کہا جو حال دل اُنسے تو ہنس کے کہا ہوا
وہ بدگمان نہون سنکے بیخودی کا حال
تڑپ بہا ہی ہو خندہ زن کہ نالو نیر
سنائے اب کوئی دیوانہ اس پری کا حال
عبث ہی آنسوؤن سے سوز عشق کا اظہار
وہ پوچھتے نہین دلسے ہمارے جی کا حال

اس سوز و گداز سے اُس مہ جبین نے یہ غزل گائی کہ خوک سوار مبہوت ہو گیا بتا بتا کے کبھی سینہ دکھایا کبھی جوبن بتایا چہرۂ زیبا دکھایا کہ خوک سوار پکارا سبحان اللہ جان جہان مین تو تابعدار ہون تمھاری خبر سنکر آیا خسیسہ سے مجھے کیا کام خسیسہ حقیقت ہی دیکھا اب تجھکو چھوڑونگی خسیسہ منھ نہ دکھائیگی ارے یہ حسن ظاہری ہی میرا حسن باطنی کیا کیا تجھکو مزے دیگی صحبتین اگلی یاد کر تجھکو راضی کیا قاضی کا خوف نہوا مگر تو نے اسوقت یون منھ پھیر لیا یون حسن ظاہری پر مغرور ہوتا ہی یہ تجھسے وفا نہ کریگی بڑی بیوفا ہی دیکھنے مین معشوق یکتا ہی لاکھ ہنسی ہنسی خوک سوار نے منھ نہ پھیرا اُسکو غم و الم نے اسکو گھیرا نازنین نے مسکرا کے آواز دی ارے مجھکو چاہتا ہی باپ کو بیٹا بناتا ہی مین بھی تجھسے راضی ہون تیرا جنازہ اپنے ہاتھ سے اُٹھاؤنگی تلوار کو گلے پر رکھ لے خوک سوار نے تلوار کمر سے نکالی قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا جان جہان جان دیتا ہون نازنین نے کہا ہنسکے کسکو مرتے نہین دیکھا ذرا تماشا دیکھین جلد اپنے کو ملعون و بدنام نہ کرو ورنہ مجمع عاشقان مین بدنام ہو جاؤگے محفل عاشقان مین نام نہ پاؤگے اس خوک سوار نے جوش مین آ کر تلوار گلے پر رکھی کہا لو صاحب مرتا ہون نازنین نے کہا دیر نکر مجھکو فرصت بہت کم ہی مزاج بھی اسوقت برہم ہی میرے حضور کا کیا حال ہی قلب پر حقیقت مین ہجوم غم و ملال ہی برق جادو نے بھی اُسکو اشارہ کیا نازنین نے مسکرا کے سینہ دکھایا خوک سوار کو پسینا آیا تلوار کھینچلی سر کٹ گیا قسمہ لگا رہا ایک آندھی سیاہ چلی اُس آندھی مین برق جادو لہرائی شمع سحری کی کیفیت تھی لہرا کر زمین پر گری اُسی نازنین نے دوڑ کر برق کو گود مین اُٹھا لیا لیکر روانہ ہو گئی عمرو کی طرف دیکھا آواز دی خواجہ نہ گھبرانا ملکہ ہماری سیر کو نکلی تھین اتفاق سے ادھر آگئین اب مین انکو چاہ الماس مین پہونچاؤنگی خسیسہ نے جو دیکھا یہ نازنین برق کو لیگئی ایک چیخ ماری کہ زمین تھرائی حسرت کر کے بلند ہوئی زمین پر گر کے بیہوش ہوئی چہرہ اُداس عالم یاس

رنگ رو متغیر سالوس نے جو اپنی منحولہ کا یہ حال دیکھا تڑپ کے گر گیا گود مین اُٹھا کر تخت پر ڈال لیا طبل بازگشت
کو حکم دیا مگر خسیسہ بیہوش و مدہوش تھی اپنے زانو پر سر رکھے ہوے خاک اُڑاتا ہوا اُلٹا کہتا تھا یارو حقیقت مین
مسلمانون کا خدا بڑا زبردست ہی آج خسیسہ اس غصے مین تھی ایک کو زندہ نہ چھوڑتی مگر دیکھو عین وقت پہ
بیمانجی دمامہ کی آگئی ہمارے ہی بزرگون نے اسکو بھی تسلیم کیا آج سحر نے برق کے عجب رنگ دکھایا یہ غور
ساحری تھا یہ کہتا ہوا داخل بارگاہ ہوا خسیسہ کا علاج کیا اسماے سحر پڑھے گلے مین ہاتھ ڈالدیے
پکارتا تھا صاحب آنکھین کھولو بڑے عرصے مین خسیسہ بیدار ہوئی اُٹھ بیٹھی کہا ارے سالوس کیون گھبراتا
ہی برق کا اس قیامت کا سحر تھا کہ کلیجہ جلگیا اگر مجھ ایسی ساحرہ نہوتی گلا کاٹ کر مرتی خوک سوار نے میرا کہنا نہ
مانا مین یہ چاہتی تھی نازو کرشمے دکھا کے اس گدھے کو مبہوت کردیا خانۂ دل غم و الم سے بھر دیا خیر آج تو مسلمان
بچ گئے مگر کل میرے ہاتھ سے کہان جائینگے اگر اب کبھی مقابلے مین یہ کمبخت برید آجائیگی آنکھ ملتے ہی
وہ سحر کرون کہ مثل خوک سوار گلا کاٹ کے مرجائے چھوکری ہی وہ سحر کیا جانے مگر آج اسکا شعبدہ کام کرگیا
خوک سوار کو خوب مارا اور نہ وہ خوک سوار برق کو چیر پھاڑ کر کھا جاتا زندہ نہ بچتی اس خوک سوار نے صدہا
آدمی کھائے ابلیس کے زمانے مین بھی یہ آتا تھا وہ بھی جانتے تھے کہ خسیسہ کا آشنا ہی مگر وہ مر گئے اور
خدائی خاک مین ملی کبھی میرے مقدمے مین دخل نہین دیا مین نے جو چاہا وہ کیا ایسا شوہر کسکو میسر ہوگا
اُسکے سر پہ کودون دلتی تھی وہ دخل نہ دیتا تھا سب طرح کی جفا اپنے سر لیتا تھا مگر اب جاکے سحر تیار کرتی
ہون سالوس تو نہ گھبرانا تیری خدائی کو پھر بحالی قائم کرونگی لاشۂ مسلمانان سے میدان کارزار بھرونگی
مزا یہی ہی کہ کوئی نہ بچے کل کا سحر قیامت کا کرونگی مزا دیکھنا آسمین اڑ اڑ کر برسینگے آتشبازی کا مزا دیکھنا
چہار جانب سے ابر تیرہ و تار چھا جائینگے لکہا ہاے ابر آئینگے مسلمان دیکھکر گھبرا جائینگے میرے سحر سے
امان نہ پائینگے عرصے تک خسیسہ نے منتیکر سالوس کو سمجھایا اب ساحر اسکی صورت کو دیکھکر کانپ رہے ہین
آپسمین کہتے ہین حقیقت مین یہ بلا ہی اسکے ہاتھ سے کوئی نہ بچیگا ایسی ساحرہ ہماری نگاہ سے نہین گذری
خسیسہ تو اپنے مقام پر گئی سالوس کو بہت مطمئن کرگئی ہی اُسی وقت سالوس نے حکم دیا طبل جنگی بجے
ہرکارے لشکر اسلام کے بھاگے صاحبقران ذکر لقا بدار کر رہے ہین کہتے ہین واقعی لقا بدار نے بڑا
سامان شوکت مہیا کیا ہی جو کچھ وہ کہتا ہی بجا ہے ہرکارے آکر حاضر ہوے دعا و ثنا سے بادشاہی بجا لائے
عرض کی شعشعۂ افلاک باد قدر تراز پر چرخ و ابلق ایام باد حکم تراز یر زین بادشہریار عالم کی عمر دراز ہے سالوس نے
پھر طبل جنگی بجوایا آج تو خسیسہ کے بڑے لاف و گزاف تھے یہ کہگئی ہی کہ ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی تیاریان
لشکر کفار مین ہو رہی ہین امیر نے فرمایا خواجہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی
بجے یہان طبل سکندری پر چوب پڑی تمام لشکر مین دھوم ہوگئی کہ کل پھر خسیسہ سے مقابلہ ہی آج بڑی خفیف
ہوگئی ہی کل بڑے زور کریگی ایسی فاحشہ ہماری نگاہ سے نہین گذری برق فرنگی نے خبر پائی کہ آج سو دیسے
طبل جنگی بجا ہی چلکر خسیسہ کی خبر لون بہروپ بھرے ہوے برق چلا میان خسیسہ دن بھر میدان کارزار مین رہی
بہرون رہے خسیسہ پر بوڑیون کا دونا ہاتھ مین لیکر دربار باغ پہ آئی دیکھا لڑکے جمع ہین بلڑ مچا رہے ہین
کوئی خالہ امان کہکر دوڑا کسی نے کہا نانی جان کہان تھین صبح کا بھی وقت خالی گیا ہم صبح کو بھی آئے
حصہ نہ ملا لڑکون نے خسیسہ کو گھیر لیا خسیسہ ہنتی آ رہی رے اندر تو جانے دو باغ مین چلکو بٹکے کہتے ہین

آج ہم تمہیں نہ چھوڑینگے ہمارا وہ برا حصہ وہ خسیبہ متشکل اندر باغ کے آئی برق نے رنگ و روغن عیاری
لگایا ایک لڑکے کی شکل بنا اسی غول مین یہ بھی آیا خسیبہ جیسے ہی آکر بیٹھی لڑکون کو ریوڑیان بانٹنے لگی
برق نے آگے بڑھکر ریوڑیان لین اور کہا خالہ امان آج وہ بات نہوگی خسیبہ نے برق کو ہاتھ پکڑکر
کھینچلیا کہا ارے اندر چل برق کو لیکر اندر آئی بارہ دری مین آکے لیٹ گئی برق چاہتا ہے اپنی جان
بچاؤن اور کام بھی کرون کہا جانی ذرا اُٹھ بیٹھو خسیبہ کہتی ہے ہوا رے آتا کیون نہین دیکھ نین نے زرد انفہ
کھول دبا سر ڈالدے برق نے کہا ایک بات سنئے خسیبہ لنگا سنبھال کر اُٹھی کہا بیٹا کیا کہتا ہے آج
تجھکو کیا ہوگیا اصل مطلب پر کیون نہین آتا برق نے کلیجے پر پتھر رکھلے خسیبہ سے آنکھ ملائی حباب مارا
ارے کنگل خسیبہ گرمی برق نے چاہا لیٹ کر خنجر مارون فوراً جو پلک جھپکی ایک طائر نخل پر بیٹھا تھا وہ تڑپکر
برق پر گرا ایک پر مارا کہ برق زمین پر تڑپنے لگا طائر نے خسیبہ سے منہ ملا کر منہ سے کچھ قطرے پانی کے
گرائے خسیبہ کی آنکھ کھلی برق کو دیکھا زمین پر پڑا ہے اور کہہ رہا ہے کہ نانی امان جانور نے مجھے گرادیا اب لیٹو
مطلب کرونگا خسیبہ نے اشارہ کیا برق پر ایک شعلہ گرا رنگ و روغن عیاری کا جلگیا خسیبہ نے
دیکھا برق فرنگی عیار ہے پتلون جاکٹ پہنے ہوئے کرچ ہاتھ مین کہا کیون موذی کاٹنے مجھکو قتل کرنے
آیا تھا اس باغ مین مجھے کون مارکر جا سکتا ہے یہ سب طائر میرے نگہبان ہین برق منتین کرنے لگا
کہتا ہے نانی امان مین آگاہ نہ تھا عمرو نے مار مار کر بھیجا ہے آخر ناچار ہوا آج تک ہو چکا مصیبت مین
پھنسا اب تو یہ کرتا ہون کبھی نہ آؤنگا مین عمرو کی شاگردی سے باز آیا خسیبہ کب مانتی ہے دونا ریوڑیان
لڑکون پر پھینک دیا کہا بیٹا یہ کھاؤ مین آئی ہون دیکھو یہ عیار مجھکو قتل کرنے آیا تھا اسکو جا کر صحرا مین
قتل کرون یا چیر پھاڑ کر کھا جاؤن سب لڑکے برق کو گالیان دینے لگے کہتے تھے یہ کون ہے ہمارے
مزے مین فرق ڈالا ریوڑیان لیتے خسیبہ پر چڑھتے خسیبہ نے لڑکون سے برق کو بچایا کمر مین پنجہ
ڈالکر لیے اُڑی صحرا مین ایک پہاڑ پر آئی سابق مین ذکر کیا تھا کہ ملکہ یاسمن و ناہید قمر طلعت دختر سالوس
کو لیکر ساتھ آئی تھی ناہید صاحبقران پر عاشق ہو گئی یاسمن اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہے کہ ایک طائر نے
ایک کاغذ پھینکا طائر کو اُڑ گیا یاسمن نے وہ کاغذ اُٹھایا یاسمین طرف سے ملکہ ناہید کے لکھا تھا کہ اے
ملکہ یاسمن فوراً ہمارے پاس آؤ کچھ تمسے کہنا ہے یاسمن نے اسباب سحر اپنے جسم پر آراستہ کیا اڑی ہوئی
چلی قریب اُس پہاڑ کے پہونچی اب جو یاسمن کی نگاہ پڑی دیکھا خسیبہ ٹہل رہی ہے برق پڑا ہوا
زمین پر تڑپ رہا ہے خسیبہ آگ روشن کر رہی ہے برق سے کہتی ہے او بھورے حضور کا تجھکو خوف نہ آیا
میرے باغ مین چلا آیا اب تیری بوٹیان کاٹکر کباب کھاؤنگی اب زندہ نہ چھوڑونگی برق تڑپ رہا ہے
یاسمن کا دل دُکھ گیا قریب آکر خسیبہ کے برق چمکائی گئی سحر کیے خسیبہ پر تاثیر نہولی خسیبہ نے
سر اُٹھا کر جو یاسمن کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ ارے تو نے اپنے باپ کو قتل کرایا یاسمن نے چاہا تڑپکر
نکلجاؤن خسیبہ نے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا یاسمن زمین پر گری اب اُٹھ نہین سکتی خسیبہ بہت خوش ہوئی
اب قصد ہوا کہ دونون کا سر کاٹون یاسمن کی پریشانی برق کی حیرانی دونون زمین پر تڑپ رہے ہین خسیبہ
تیغہ لیکر طرف یاسمن کے چلی کہ سر کاٹ لون کہ پہلوے کوہ سے آواز آئی ارے خبردار کسیکو قتل نہ کرنا دیکھ تو خداوند
نے کیا لکھا ہے خسیبہ نے پلٹ کے دیکھا ایک جوان سیہ فام شیر صحرائی پر سوار ایک کاغذ ہاتھ مین شہ کو

دوڑائے ہوئے آتا ہے خسیبسہ نے دیکھا کاغذ کے سرنامے پر بڑی سی مہر لگی ہوئی ہے خسیبسہ ٹھہر گئی وہ شیر سوار قریب آیا شیر سے کودا شیر تو طرف جنگل کے بھاگ گیا کاغذ خسیبسہ کے ہاتھ مین دیا دیکھا مہر سالوس کی ہے خوش ہو گئی کہ اسکو میرا خیال رہتا ہے نامہ دیکھا کہ جلدی مین بند نہین کیا نامہ کھولا اسمین سے دھوان نکلا ارے کہکر لڑکھڑائی قران نے نعرہ کیا فقرہ مہتر قران

منم مہتر قران شیر ژیانم
بمیدان اژدر آتش فشانم
سریع السیر چون باد بہاری
جہان سر سنگ و خنجر گذاری

بغدہ جو جھپٹ کر مارا سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے اندھیرا ہو گیا یاسمن پر پرواز پیدا کر کے ایک جانب چلی برق لو دو گز بھاگا مہتر قران ایک جانب روانہ ہوئے سالوس اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہے کہ آسمان پر ابر سیاہ چھایا رعد گرجا برق چمکی آواز آئی کشتی مرا نام مین خسیبسہ بدکار ہون سالوس گھبرا گیا کہا ارے یارو یہ کیا ہوا ذرا باغ مین جا کر دریافت کرو ساحر دوڑے ہوئے گئے جا کر دیکھا ہزارون لڑکے بیٹھے ہوئے رو رہے ہین باغ کے نخل جلے پڑے ہوئے ہین دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ برق نے آکر عیاری کی خسیبسہ یہ کہکر گئی تھی کہ اسکو جا کر قتل کرون ساحر ڈھونڈھتے ہوئے بر سر کوہ پہونچے دیکھا خسیبسہ کا تڑپ تڑپ کے کام تمام ہوا ہے پھٹا ہوا لاشہ پڑا ہے لاشہ اٹھا کے سامنے سالوس کے لائے سالوس بہت بیقرار ہوا کہا بھابھی صاحب عیارون نے تمکو بھی نہ چھوڑا آخر لاشہ خسیبسہ کا بڑے دھوم سے اٹھایا خبر صاحبقران کو بھی پہونچی مہتر قران کو بھاری خلعت ملا مگر ملکہ یاسمن باغ مین ناہید کے پہونچی صحن باغ مین ناہید ٹہل رہی ہے درختون سے متوجہ ہوکے یہ اشعار پڑھ رہی ہے اشعار

کچھ میری خبر تمہین ابھی ہے
نوبت یہ صبح کی بجی ہے
مندیل جو شیشے نے سجی ہے
تیری ابھی وہ پہر بجی ہے
لویا سلطان سباوجی ہے

آخر شب وصل ہو گئی ہائے
قصہ ہے اتنا ہی رات اسکا
ہے تو ہی غنی ہر ایک محتاج
بجھا ہاہو ہمارے داغ دلبر

رخصت کا تمہارا قصد ابھی ہے
رفتار مین جسقدر رکھی ہے
جو ہے تیرے آگے ملتجی ہے
ٹوپی جو تمہاری ملگجی ہے

دل برہمن ہے جسم مین نہ جی ہے
لی مین نے جو غم سے سینہ کوبی
لیا آمد محتسب ہے ساقی
اے روز فراق نیم جان ہون
ناسخ یہ فصاحت و بلاغت

ملکہ یاسمن اُتر مین ملکہ ناہید نے کہا بوا اب بھی ناحق آمین لوا ہماری تو لبون پر جان ہے کون سی ساعت تھی کہ تم ہمکو براے تماشاے جنگ لیگئین ہائے کیا تماشا دکھایا لبون پر دم آیا رات سے کھانا بالکل موقوف ہے کنیزین طعن کرتی تھین رات کو یہ حال تھا یہ الفاظ زبان پر تھے نظم

دارم خیال روے تو اندر نظر ہنوز
ای گریہ ہمتے کہ ز خونابہ جگر
من در ہوای وصل تو ام دربدر ہنوز

با آنکہ چشم من ز تمنا سفید شد
دارم ہزار حلقہ بر چشم تر ہنوز
مخفی اگرچہ خانہ خراب ہنر شدم

رفتی بہ پیش دیدہ و من بخبر ہنوز
دارم وداع دیدہ بہ رہ باد سحر ہنوز
خاک وجود من بغم ہجران بباد داد
دارم ہوای صحبت اہل ہنر ہنوز

یاسمن نے گلے سے لگا لیا کہا بی بی اسقدر نہ گھبراؤ اگر صاحبقران سے ملنے کی خواہش ہے اور یہی دل مین کاہش ہے صاحبقران سے بلطف ملاقات ہوگی اس کنیز پر بہت مہربانی فرماتے ہین اپنی زبان سے بھابھی صاحب فرماتے ہین ہم آپ کو لے چلینگے مگر بوا ایک کام کرو سالوس نے شیشہ اسم اعظم چھپایا ہے لوا اسکا پتہ لگاؤ صاحبقران کا اسم اعظم کھلے تو صاحبقران کو بڑی خوشی ہو ملکہ ناہید نے کہا اے یاسمن مین نے اتنی خبر اڑتی اڑتی پائی ہے کہ جب والد نامدار اسم اعظم بند کر کے لائے تو اپنی خوابگاہ مین گئے سب کنیزون کو بھی ہٹا دیا مگر سنتی ہون والدہ ماجدہ نے چھپ کر دیکھا مین انسے جا کر دریافت کرونگی اگر انسے احوال معلوم ہوا تو مین تمسے بیان کرونگی عرصہ دراز تک یاسمن و ناہید مین باتین رہین ناہید نے کہا ابھی جاتی ہون یہ کہکر یکہ و تنہا روانہ ہوئی مکان مین آکر پہونچی گلشن مین بیٹھی ہے بیٹی کو دیکھکر نہال ہو گئی گلے سے لگا لیا کہا کیون بی بی چہرہ کیون اترا ہوا ہے آج مین تمکو

بہت اُداس پاتی ہون ناہید نے کہا اے مادر مہربان مین نہ اُداس ہون تو کون اُداس ہو بابا جان پر کیا مصیبت ہے
مسلمان چڑھکر آئے خسیسہ نے دعویٰ کیا تھا وہ بھی قتل ہوئی اور شکست ہوتی جاتی ہے یہ تو فرمائیے کہ اسم اعظم
حمزہ بابا جان نے کہان رکھا ہے مین نے سنا ہے کہ ساربان زادہ تلاش مین نکلا ہے سامری و جمشید اُس نگوڑے
سے تھین جس بات کا ارادہ کرتا ہے اُسے کر لیتا ہے ذرا ابا جان کو بلائیے تو اُنسے کہون کہ اسم اعظم کو ایسے
مقام پر رکھیے کہ ساربان زادہ نہ پہونچ سکے نہین میرے سپرد ہو مین حفاظت کرون کیا مجال ہے کہ کوئی اُس
مقام پر آسکے ایسے مقام پر رکھون کہ ہوا بھی نہ جا سکے گلشن نے اُسی وقت ناظر کو حکم دیا کہ فرا خداوند کو تو
بلا لانا اُنکی پیاری بیٹی کچھ کہیگی سچ کہتی ہے کہ اگر عمرو تلاش مین نکلا ہے تو اُس شے کو چھپانا چاہیے ناظر کو اُدھر بھیجا
کہا بیٹا تمسے پردہ کرنا کیا ضرور مگر باپ نے تمھارے مجھسے پردہ کیا مجھکو بڑا قلق ہوا یہ سامنے جو قصر ہے اُس
چھپر کھٹ پہ آرام فرماتے ہین بڑی ہوشیاری کی پایہ چھپر کھٹ کا اُٹھا کر گڑھا کھودا اُسی کے نیچے شیشہ اسم اعظم
کو گاڑ دیا ناہید نے کہا جو آپ جانتی ہین تو آپ نے والد کو کیون بلایا اب آپ نے کہدیا ہے مین گرد اس
مکان کے پہرا کرونگی اگر طائر پرندہ بھی اس مکان کے گرد آئیگا اُسکو جلا کر خاک کردونگی یا مین خود چوکی پہرہ
دونگی کسی ملازم کا اعتبار نہ کرونگی گلشن کہتی ہے بیٹا سچ کہتی ہو اس مقابلے مین عجب طرح کا معاملہ ہے دوست دشمن
ہو جاتے ہین وہ وقت ہے کہ زمین پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی ہے بعضی بات کہتے ہوے غیرت آتی ہے ملکہ
یاسمن کا نکلنا باپ کو قتل کرایا اُسے افسوس نہ آیا ناہید خاموش کچھ خیال مین صاحبقران کے منہ سے نہین
کہتی کلیجہ دھڑک رہا ہے قلب پھڑک رہا ہے جی مین کہتی ہے اے ناہید اگر مجھکو شیشہ ملتا یہ نہ کوئی ظاہر کرتا کہ آپ کی
ملاقات کو آئی ہون مین شیشہ جا کر سامنے صاحبقران کے توڑتی فقط چند ساعت ٹھہرتی صاحبقران کا حال
مثل مردے کے تھا اگرچہ حرز ہیکل گلے مین ہے مگر اسم اعظم تو بند ہے اسم اعظم کا شیشہ ٹوٹتا اسم اعظم چھوٹتا صاحبقران
بڑا احسان مانتے آج کل ملکہ لشکر مین صاحبقران کے سبب بند ہونے اسم اعظم کے ہوگا یہ باتین تھین کہ
سالوس آیا ملح نخوت سر پر بیٹی کو بہت چاہتا ہے آتے ہی بیٹی کو گلے سے لگا لیا پوچھا مجھے کیون بلایا ہے مین
تمھین بہت پریشان پاتا ہون چہرہ اُترا ہوا ہے رنگ گل رخسار متغیر کہا بابا جان آپ کو صدمات پہونچ رہے
ہین چچا جان کی خبر بن چلی کہ بے قتل کیے مسلمانون نے اُنکا پیچھا نہ چھوڑا اور وقت ایسا عیار مارا گیا
وہی صورتین یہان بھی معلوم ہوتی ہین پھر فرمائیے میرے دل کو کیونکر آرام آئے آپ نے چچی امان کو
کیون گھر مین آنے دیا اُنھون نے بھی یہان آکر مفت اپنی جان دی مگر اُنکا مرنا تو بہت اچھا ہوا دن بھر
ہلتر رہتا تھا ان کے مجمع ہین یا صدہا جنبشی چلے آتے ہین نہین معلوم کیسا مزاج تھا اچھا ہوا قتل ہوگئین مجھے آپسے
یہ پوچھنا تھا کہ آپ نے اسم اعظم صاحبقران کہان رکھا ہے اُسکی حفاظت میرے سپرد کیجیے ایسے مقام پر
رکھون اور ایسی حفاظت کرون کہ طائر پرندہ وہانتک نہ آسکے عمرو دندے کی تو کیا مجال ہے کہ جا آسکے
سالوس خوب قہقہہ مار کر ہنسا کہا بی بی تم خاطر جمع رکھو مین نے ایسے مقام پر اسم اعظم رکھا ہے کہ ہوا بھی وہانتک
نہ جاسکے ناہید چپ ہو رہی سمجھی کہ مان سے تو مین پوچھ چکی ہون اب باپ کے سامنے زیادہ تکرار کرنے سے
کیا فائدہ ہے سالوس باہر انتظام کے واسطے گیا یہ بھی کہ گیا کہ بیٹا نہ گھبرانا ناہید اُٹھی اپنے باغ مین آئی
یاسمن بیٹھی تھی ناہید نے آکر کہا لو بوا مین حال اسم اعظم کا پوچھ آئی اب وقت مہلت سمجھکر کھود لاؤنگی مگر
بوا دل گھبراتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے آج خداوند کہ گئے ہین کہ میری جا کر طبل جنگی بجواؤنگا کہتے تھے کہ حرز ہیکل چھینا

ادہی ہوا کیا کہوں یہ باتیں سنکر میرا دل الٹ گیا کلیجہ پھٹ گیا میرے تو دل کی یہ کیفیت ہی بقول شاعر نظم

مین چاہتا نہیں دنیا مین عز و جاہ بلند
کہ اسکا ہاتھ ہی جون دست فساد خواہ بلند
الٰہی خیر ہو مجنون کی اب کہ یہ برپا
کرے ہی رتبہ شہر کثرت سپاہ بلند
اسی سے واعظ احمق کو پست فطرت جان
جو مرتبہ ہی تشاکل مہر و ماہ بلند
لیا ہی دل کو جو میرے تو اسکو مت کر تنگ
خدا وہ دن نہ کرے ہو جو میری آہ بلند

یہی کہ دونون جہان سے ہی نگاہ بلند
عجب نہیں کہ چھٹے ہی فلک سے فوارہ
کیا ہی لیلی نے کیون خیمہ سیاہ بلند
یہ چشم قد سے کسیکی ہی آشنا قمری
ہوا ہی گڑھ کے یہ منبر یہ خواہ مخواہ بلند
کرے ہی گردش دوران طرح ہندو لیلی
کہ ہووے ملک کی وسعت سے نام شاہ بلند

مگر تو مہر کو ای شعلہ خو ستاتا ہی
بڑی ہی اشک کے آنکی دل سے راہ بلند
ہجوم فوج خط اسکا نہ کیون بڑھا دے حسن
دکھا نہ سرو مجھے ہی مری نگاہ بلند
مگر غرور تو زنہار اسپہ ای نادان
ہر ایک شخص کو یان گاہ پست گاہ بلند
ترا بھی نالہ تو پہونچا ہی تا فلک سودا

دونون ہجران دیدہ آفت کشیدہ رو رہا ہیں یاسمن نے کہا ہوا ناہید اسم اعظم کی تدبیر کرنا ہین جا کر خبر تمھارے واسطے بھیجونگی سالوس طبل جنگی بجوانے کو کہہ گیا ہی ملکہ یاسمن تو طرف لشکر صاحبقران لے روانہ ہوئین ناہید فکر مین ہی کہ مین اسم اعظم کو لاؤن پاس صاحبقران کے پہونچاؤن مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی خدمت مین صاحبقران کے حاضر مین یہی عرض کر رہے ہین کہ ای شہریار ہوشیار رہیے گا سالوس فکر مین حضرت کی ہی صاحبقران کو خوب سمجھا کر عمرو تو فکر مین سالوس کی نکلا سالوس نے تیز رفتار سے کہا کہ ای تیز رفتار قدرت نے تو یہ کیا کہ اسم اعظم حمزہ بند کرا لایا اب رہا ہونا اسم اعظم کا بہت دشوار ہی سوائے قدرت کے اور کوئی مقام نہین جانتا اور جہ قدرت کو آگاہ نہین کیا اگر مجھسے ہو سکے تو صاحبقران کو پکڑ لا قدرت بھی فکر مین نکلینگے سہمان شعلہ زن وزیر بھی سیر اسی فکر مین گیا ہی اسی فکر مین کل سے وہ پھر رہا ہی مگر تابہ صاحبقران نہین پہونچا عمرو عیار ہر وقت حمزہ کے ساتھ رہتا ہی تیز رفتار نے کہا غلام جاتا ہی بن پڑتا ہی تو حمزہ کو لاتا ہون یہ کہکر تیز رفتار نکلا سالوس ساتھ والون سے کہ رہا ہی کہ حمزہ گرفتار ہو جائے تو ایک سحر مین لشکر کو غارت کر دون یہ کہکر خود نکلا طبل جنگی ابھی نہین بجوایا سہمان شعلہ زن وزیر سالوس بھی اسی فکر مین عقاب بنا ہوا کبھی لشکر صاحبقران مین جاتا ہی کبھی پلٹ کر اپنے لشکر مین آتا ہی تیز رفتار جنگل مین آ کے ایک جھنڈی مین بیٹھا سوچ رہا ہی کہ لشکر حمزہ مین کس صورت سے جاؤن کہ اسنے نیچے بیٹھے دیکھا عمرو آتا ہی خیال مین گذرا کہ نکلکر اس سے مقابلہ کرون یا اسکو پکڑ لون یا مارون مگر یہ بھی دیکھ چکا ہی کہ عمرو سو سو عیارون سے لڑا اور لڑکر نکل گیا مین اکیلا کیا کر سکونگا نہایت تردد مین ہی خواجہ بھی سر جھکائے چلے آتے ہین کہ سہمان بشکل عقاب آسمان پر اڑتا ہوا جاتا ہی اسنے جو عمرو کو دیکھا تڑپ کر آ پنجہ مین عمرو کو دبا لیے بھاگا خیال مین گذرا کہ لشکر مین نہ لیجاؤ کہ اسکا کوئی شاگرد آ جائے وہ اسکو چھڑا لے تو ملال ہوگا یہ سوچتا ہوا طرف صحرا کے چلا مگر تیز رفتار نے خود دیکھا کہ سہمان شعلہ زن عمرو کو پکڑ لیگیا شام ہو چلی ہی اول کی تاریخین ہین فراش ماہ تابان نے فرش چاندنی کا بچھایا ہی ذرہ ریگ بیابان ستارہ ہای آسمان سے ہمسری کر رہے ہین یہ تو خوب یقین ہی کہ سہمان شعلہ زن عمرو کو پکڑ لیگیا اور ایسے مقام سے لیگیا کہ کسی کو خبر بھی نہوئی کوئی شاگرد بھی عمرو کا آگاہ نہین ہوا یہ سوچکر اسنے رنگ و روغن عیاری کا نکالا عمرو کی شکل بنکر تیار ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا کنارے پہ آیا ابوالفتح وغیرہ سے ملاقات ہوئی پوچھا ماموں جان آپ کہاں سے آتے ہین تیز رفتار نے اشارہ کیا مجھسے بات نہ کرو مین ایک ضرورت مین ہون

ابوالفتح سمجھا کسی عیاری کی فکر مین ہے نگے تیز رفتار در دولت صاحبقران پر آیا صاحبقران اب تک انتظار مین تھے
کہ شاید لشکر سالوس مین طبل جنگی بجے کہ پہر رات آگئی اور طبل جنگی نہ بجا صاحبقران دربار برخاست کرکے باہر
تشریف لائے دیکھا کہ عمرو سر جھکائے چپکا کھڑا ہوا امیر نے پوچھا کیون خواجہ خیر تو ہے تیز رفتار نے اشارہ کیا
کہ اسوقت چلا کر کلام نہ کیجیے عیار سالوس آیا ہے آپ کنارے چلیے تو مین کچھ عرض کرونگا صاحبقران نے
سردارون کو رخصت کیا عمرو سے باتین کرتے ہوے چلے تیز رفتار لگا کر صاحبقران کو پشت پر ایک خیمے کی لایا
وہان پر سناٹا تھا باتون مین لگا کر صاحبقران کے گلے مین حلقے کمند کے ڈالدیے حباب مار کے بیہوش کیا پشتارہ
باندھکر لے بھاگا جب تیز رفتار صاحبقران کو لیگیا مقبل انتظار مین الگ کھڑا ہے جب عرصہ ہوا تو مقبل تلاش مین
چلا پشت پر خیمے کے آکر دیکھا تخت صاحبقران کا زمین پر پڑا ہے پشتارہ باندھنے کا نشان معلوم ہوتا ہے مقبل نے
پکار کر آوازدی اے عیاران اسلام عمرو کی صورت بنکر کوئی آیا خواہ کوئی جادوگر تھا یا عیار تھا ابوالفتح نے کہا
ساحر نہ تھا معلوم ہوتا ہے تیز رفتار صاحبقران کو بصورت ماموں جان لیگیا بڑی مشکل کی بات ہوئی کہ
برق و قران بھی دوڑے ہوے آئے ابوالفتح نے سب حال بیان کیا کہ تیز رفتار بصورت خواجہ عمرو آیا امیر کو
لیگیا برق نے کہا خلیفہ تمنے سنا قران نے کہا عقل یہ کہتی ہے کہ استاد کو بھی کسی نے گرفتار کرلیا جب تو وہ مخوث
خواجہ کی شکل بنکر آیا اور صاحبقران کو لیگیا تیز رفتار تو لیے ہوے صاحبقران کو جاتا ہے سہمان خواجہ کو لیکر صحرا مین
آیا ساتھ جنگل مین شہرا خیال مین آیا کہ عمرو کو ہوشیار کرکے قتل کرون کہ کان مین آواز دردناک آئی کوئی عورت
بلک کر روتی ہے اور کہتی ہے یا خداوند سامری و جمشید خدائی مین آگ لگی ہے میرا بچہ کیا ہوا تھا اگھر سوتا تھا آج تین
دن سے نہ پانی کی فکر ہے نہ کھانے کا ذکر ہے کہان جا کر اپنے بچے کو ڈھونڈھون کس سے کہون کون پتہ بتائے کون اس تک
پہونچائے سہمان نے پلٹ کر دیکھا ایک ضعیفہ کو دیکھا گوری گوری صورت جھریان پڑی ہوئین سفید اطلس
کا پاجامہ محمودی کی چادر آنکھون سے دریا جاری یہ کلمات زبان پر کہ تو ہی میرا عاشق تو ہی میرا معشوق میری
زندگی کا مزا گیا افسوس ہزار افسوس **نظم**

ور گوشش از قصہ من داستان رود
گل سید روقبا چو ازین گلستان رود
سرگرم عیب گشتنت ای یار خوب نیست
شل شرر شتاب ازین خاکدان رود
بر در گہش نشستہ ام امیدوار لطف
سود استم بجان من خستہ جان رود

ہرگز نمیرد و زنش تا کہ جان رود
آن گل بناز بالش خواب گران رود
زلفش چو منتشر شود از جنبش نسیم
دولت کہ آوری بہ کف رائگان رود
شاہ نجف کہ ہست درش قبلۂ مراد
نومید بندہ زین در دولت چسان رود

عاشق مجاز کوے تو ای مہربان رود
رفتن ز باغ دہر بود ماتم عظیم
آتش شود بلند بہ بالا دخان رود
چون شعلہ ہر کسی کہ کشد سر بہ آسمان
یابد مراد ہر کہ بران آستان رود
با ہم بہ بزم غیر رود گر زروے قہر

سہمان نے جو بڑھیا کو اس حال خراب سے دیکھا پکار کر کہا بڑی بی صاحبہ
خیر تو ہے بڑھیا اپنے ہوش مین نہین ہے کبھی درخت پر ٹکر ماری کبھی گر پڑی کبھی چیخی کبھی دونون ہاتھون سے منھ کو
پیٹنے لگی سہمان دوڑا بڑھیا چاہتی تھی کہ اپنا سر پتھر پر مارے سہمان نے ہاتھ پکڑ لیا کہا بڑی بی دیکھو سر پھٹ جائیگا
کہو تو کیا مصیبت گذری ہے سہمان نے ہاتھ پکڑ کے بشفقت پوچھا بڑھیا نے سر اٹھا کر دیکھا نگاہ غور دیکھکر بلائین لینے لگی
کبھی کہتی ہے بیٹا ذرا جھک جاؤ کہ مین پیار کرلون تجھکو کلیجے مین رکھلون آنکھون کے پردے مین چھپالون
میرے پیارے کہان تھے تین دن سے ماں کے بلکنے پر خیال نہ کیا سہمان کہتا ہے مین تو گھر مین تھا مائی صاحبہ
مفصل حال کہو ایسا نہو کلیجہ پھٹ جائے ذرا اپنے کو سنبھالو بڑھیا نے اپنے کو سنبھال کر کہا بیٹا تیری ہزار برس کی

عمر ہو میں نے اپنی ماں کی گود میں پرورش پائی شوہر میرا مرگیا چالیس اولادین تھین سب مرگئے دو مہینے کے اندر سب مرگئے
ایک بیٹا بچا میں محتاج نہین ہون ساحری وجمشید نے سب کچھ دیا ہی چالیس گاؤن ہین شکر اُن کھاتی ہون
اب وہی میری زندگی کا باعث تھا آج تیسرا دن ہی کہ اُسنے انتقال کیا میں تو روتے روتے بیہوش ہوگئی پڑوس کی
بموجب قاعدے کے لاشہ لیکئے جلا یا میں جو ہوشیار ہوئی ایک ایک سے کہتی تھی میرا بچہ کہان گیا اسی بیقراری
مین نکل آئی گلی گلی چھانتی پھرتی ہون کہین اُسکو نہین پاتی اسوقت تمکو دیکھا شباہت صورت میرے بچے سے ملتی ہی دلکو
تسکین ہوگئی اتنا چاہتی ہون کہ تم چلکر میرے گھر مین رہو چالیسون گاؤن لو رنڈیان بلاؤ تماشا دیکھو مگر میری
آنکھون کے سامنے رہو کچھ کنکر پتھر بیلی گھر مین زمین اشرفیان روپیہ میرا سب موجود ہی وہ لیکر خرچ کرو جوا کھیلو
شراب پیو جس بات مین تمھارا جی بہلے وہ بات کرو مین سب طرح راضی ہون فقط دیکھنے کی طالب ہون اور
مجھے کسی شی کی خواہش نہین کپڑا عمدہ پہنو کھانا اچھا کھاؤ جو تمھارے مزاج مین آئے وہ کرو میری آنکھون کے سامنے
سے نہ ہٹو فقط صورت دکھا کرو ونگی سہمان نے بڑھیا کو گلے سے لگا لیا کہا مادر مہربان اسوقت مجھے ایک کار
ضروری ہی مین بھی خداوند کا وزیر ہون تمام کارخانہ قدرت میرے سپرد ہی عمرو عیار کو لیکر آیا ہون وہ ہمارے
خداوند کا دشمن ہی اسکو قتل کرلون تو مین تمھارے ساتھ چلونگا تمھارے ہی پاس رہا کرونگا تمھاری بیقراری دیکھکر
گھبرا گیا بڑھیا نے کہا بیٹا تمنے مجھکو خوب راضی کیا مین بھی تمکو راضی کرونگی گھر بار تمھارے نام پر نثار ہی میرے
ساتھ تحصیلدار کے یہان چلو تمبر تمھارے نام کرادون سب زمین کا ایک پٹہ ہو وہ تمھارے گلے مین پڑا رہے
مجھے ٹکڑا روٹی کھلا دو گزی کا رکھا پہنا دو چاند سی دولھن بیاہ کے لاؤن پوتا گود مین کھلاؤن شادی بھی ایسی
جگہ کرون کہ لاکھ دو لاکھ کا جہیز ملے وہ دولھن ایسی ہووے کہ مجھکو تمکو راضی رکھے مگر مزاج ہو کسی کا دل نہ دکھائے محلے
مین دھوم ہوجائے کہ میرے بچے کی دولھن آئی لڑکے دروازے پر جمع رہین لونڈون گیری کھائے دیکھنے والونکے
منہ مین پانی بھر آئے یہ سہمان ہنستا جاتا ہی کہتا جاتا ہی ایک ذرا ٹھہر جائیے مین عمرو کو ہوشیار کرکے قتل کردون
کہا بیٹا تم کسیکو اپنے ہاتھ سے قتل نہ کرو کہ صورت پلید ہنگی تم جیسے تو مین کدھر کی ہونگی سہمان نے کہا مادر
مہربان ہم ساحر ہین ہمارا یہی کام ہی خداوند سالوس بچانگے بڑھیا نے کہا نگوڑا سالوس کون ہی مین تو اُس
بھڑوے کے جنے کو دیکھون ارے ساری جمشید خداوند ہین سالوس نگھی چوہس ولد ولیوس نبیرہ اسطو قدوس
یعنی قاموس بنت سدوس مادر طاؤس کو مجھے دکھادے مین یہ سب لفظین اسکو کہونگی سہمان نے کہا مادر مہربان
کیا خبر رہی وہ خداوند مشہور ہی سب اسکو سجدہ کرتے ہین مگر آج کل مصیبت مین مبتلا ہی مسلمانون نے برباد کرڈالا
ہی لیکن آج مسلمانون کا خاتمہ ہوتا ہی اُس شخص کو پکڑ لایا ہون کہ جسکے مقدمے مین ساحری و جمشید لگ گئے ہین
کہ عمرو کی قضا کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی آج مین خداوند کو جھوٹا کرونگا عمرو کو قتل کرتا ہون بڑھیا نے تپکر
ایک طمانچہ مارا کہا بھڑوے کے جنے تیرا باپ ہوتا تو تجھکو سزا دیتا مین بیوہ ہون جو چاہے باتین بنا مین تو
نہ مانونگی کہ تو اپنے ہاتھ سے عمرو کو قتل کرے مین نام سن چکی ہون یہ وہ ظالم ہی کہ جسنے سیکڑون جادوگرون کو
مارا برہم راکس بنکر تیرے سر پر چڑھیگا زندہ نہ چھوڑیگا تلا تو مین کسکی ہو کے رہونگی تلوار مجھے دے مین تو قبر مین پاؤن
لٹکائے بیٹھی ہون اگر برہم راکس بھی بنیگا تو کیا کرے تو تو میرا وارث موجود ہی علاقہ لیا چین کرنا کبھی ہمارے نام پر بھی
ہاتھ اُٹھا دینا دیکھو تو مین کیونکر قتل کرتی ہون ارے مین گاؤن کی رئیسہ ہون مین جو گھر سے نکلی دوسری عورتین اپنے
اپنے گھرون سے نکل پڑین وہ بھی آتی ہونگی یہ کہکر سہمان سے تلوار لی کہا ذرا تو ٹھہرے کو ہوشیار کر اب جو سہمان نے

ہوشیار کیا عمرو کی آنکھ کھلی اپنے کو سحر مین مبتلا پایا ایک بڑھیا جادوگر سے باتین کر رہی ہی بڑھیا نے تلوار چمکا کر
کہا کیون نگوڑے عیار مکار تیرا سر کاٹ لون سہمان سمجھا اب بڑی بی ہاتھ مار دینگی مگر بڑھیا نے ہاتھ جھکا جھکا
کے ہاتھ روک لیا تلوار تو کھینچی ہوئی ہاتھ مین ہی چار انگل کا پھٹا چیرا ہوا کئی مرتبہ عمرو پر جھکائی گھبرا کر کہا تو بیٹا غضب
ہوا سب گانون والیان آتی ہین ارے میری جٹھانی بھی ہی دیورانی بھی آگئی ساس بھی نکل پڑی پڑوسنین
سب ساتھ ہین سب روتی پیٹتی چلی آئی ہین سہمان پلٹا جیسے ہی اسنے منھ پھیرا تلوار تو بڑھیا کے ہاتھ مین تھی
ایک تلوار کا ہاتھ مارا نعرہ اپنے نام کا کیا نعرہ برق منم برق رفتار و خنجر گذار ہا منم بلکہ لیکن گران بہ ہزار
تلوار جو بڑی سہمان کا سر کٹ کے گرا اندھیرا ہو گیا خواجہ انکے اُٹھتے ہی کپڑے سہمان کے اتار لیے کمر ٹٹولنے لگی
برق نے کہا استاد جلدی نکل چلیے کوئی فکر معقول کیجیے آپکی صورت بنکر تیز رفتار صاحبقران کو چرا لیگیا مین تو
اُنہین کی تلاش مین نکلا تھا آپ کو جو گرفتار دیکھا میان سہمان کی گردن کی شکل ہی کہ ملعون کو مارا عمرو نے جو حال
گرفتاری صاحبقران سنا رنگ اُڑ گیا کہا ارے برق عیار سب مر گئے تھے برق نے کہا آپکی صورت پر
سب نے دھوکا کھایا حقیقت مین نزد و رفت کا بھائی ہی مجھکو یہ عیاری اُسکی بہت بھائی ہی بولتا نہ تھا بات نہ کرتا تھا
انہین فقرون مین صاحبقران کو لیگیا برق سے کہا تم جاؤ ہم جا کر اُسکی فکر کرتے ہین اگر لشکر مین پہونچگیا تو بیشک
مشکل ہوگی کیونکر تسکین دل ہوگی برق نے کہا مین بھی ساتھ چلون عمرو نے میان برق کے ایک دھول ماری
کہا ابے تو چلکر کیا کریگا مین سمجھ لونگا برق الگ ہوا مگر الگ الگ چلا کہ دیکھون اُستاد کیا عیاری کرتے ہین خواجہ
کنارے آئے رنگ روغن عیاری کا لگا کر ایک ساحر کی شکل بنکر تیار ہوے دوڑتے ہوے چلے اتفاقات
قضا و قدر کہ تیز رفتار لشکر سے صاحبقران کو لیکر نکلا ہی برابر ایک دره کوه کے پہونچا سوچ رہا ہی کہ کس طرف لیکر
جاؤن کہ آسمان پہ سناٹا ہوا پلٹکر دیکھا ایک جادوگر بھاگا ہوا آتا ہی تیز رفتار سوچا کوئی ہوگا ساحر نے پکارکر کہا
ای شخص تو کون ہی یہ پشتارے مین کیا بندھا ہی تیز رفتار نے کہا تجھے کیا مطلب ہاتھ صاحبقران کا کھلا
تھا ساحر نے کہا کیا تو بردہ فروش ہی کل سے بارہ چودہ لڑکے غائب ہو چلے ہین گانون مین غل پڑا ہوا ہی مان
و باپ اُنکے رو رو کر جان دیتے ہین تم روز آکر لڑکون کو پکڑ لے جاتے ہو تیز رفتار گھبرایا کہا بھائی مین بردہ فروش
نہین ہون خداوند سالوس کا عیار ہون تیز رفتار میرا نام ہی حمزہ کو پکڑ لایا ہون خدمت خداوند سالوس مین
لیے جاتا ہون یہ خداوند کا دشمن ہی بردہ فروشی سے کیا کام ساحر نے کہا مین نہ جانے دونگا جب تو تیز رفتار
بھی بگڑا کہا مینے تجھسے سب حال مفصل کہدیا اور پھر ہمکو روکتا ہی قدرت سے کہکر تقدیر کرا دونگا وہ جانور بنا دینگے
ساحر نے نیمچہ کھینچا کہا تجھپر سحر تو کیا کرون مگر کھٹک تلوار سے مار لونگا تیز رفتار نے پشتارہ رکھدیا نیمچہ چلنے لگا
تیز رفتار جانتا ہی کہ یہ ساحر کیا کریگا فنون سپاہگری کو یہ لوگ کیا جانین تیز رفتار نے دیکھا کہ ساحر بھی چوٹ کا
جواب دیتا ہی آنکھ جو مل گئی اب اسنے پہچانا پکار اٹھا کہ ارے عمرو عیار ہی عمرو نے کہا ای تیز رفتار خیر
اسی مین ہی کہ پشتارہ چھوڑ دو اور اپنی جان کو غنیمت جانو میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچوگے لڑتے لڑتے
تیز رفتار نے جھٹکر نیمچہ مارا عمرو نے جست کی اب جو زمین پر آیا وہان پہ کیچڑ تھی الجھکر گرا عمرو گرا تیز رفتار نے
جھپٹکر جاب مارا خواجہ بیہوش ہوے اب سوچا کہ دونون کو کیونکر لیجاؤن عمرو کا سر کاٹ لون نیمچہ لیکر چلا
تھا کہ پشت سے آواز آئی استاد یہ کیا کرتے ہو دیکھو قتل نہ کرنا قدرت گنہگار بنائینگے قدرت کا حکم ہی
کہ جب عمرو کو گرفتار کرو زندہ ہمارے سامنے لاؤ پلٹ کے دیکھا مہمیز میرا شاگرد دوڑتا ہوا آتا ہی اب

تیز رفتار ٹھہر گیا مہمیز قریب آیا کہا اُستاد یہ کیا معرکہ تھا تیز رفتار نے کل کیفیت بیان کی مہمیز نے کہا دیکھیے
قدرت بھی تشریف لاتے ہین جیسے ہی تیز رفتار پلٹا حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے جواب مار ابیہوش ہوا نوہ
کیا منم مہتر برق فرنگی اول عمرو کو ہوشیار کیا عمرو نے اُٹھکر گلے سے لگا یا کہا بیٹا برق بڑا کام کیا مگر تیز رفتار
کے ہاتھ مین انگوشیان تھین وہ کیا ہوئین برق نے کہا اُستاد آپ کو تو ناحق کا گمان ہی اس ملک والے تو
انگوشیان نہین پہنتے یہ کہکر بھاگا عمرو نے امیر کا پشتارہ زنبیل مین رکھا اب قصد ہوا تیز رفتار کا سر کاٹ لون
کہ دیکھا بارہ چودہ شاگرد تیز رفتار کے چلے آتے ہین اُنھون نے جو دیکھا کہ اُستاد بیہوش پڑے ہین عمرو سر
کاٹا چاہتا ہو نعرہ کرکے سب دوڑے عمرو نے دیکھا اب انسے لڑنا بیکار ہو امیر قبضے مین آ چکے یہ سوچکر عمرو
طرف لشکر کے چلا شاگردون نے تیز رفتار کو ہوشیار کیا خدمت مین سالوس کی آیا سب کیفیت بیان کی
سالوس نے بڑا افسوس کیا اور کہا ای تیز رفتار ذرا تلاش کر کوئی یہان والا ملگیا ابھی مین نے خبر پائی کہ عمرو
ذکر کر رہا تھا کہ اسم اعظم رہا کرکے لاؤنگا کوئی ہمارے لشکر والا شاید ملگیا ای تیز رفتار مین نے اسم اعظم ایسے
مقام پر رکھا ہی کہ جہان گنبد وہم و خیال بھی نہ پہونچے اس راز سے کسیکو آگاہ بھی نہین کیا پھر کیا سبب جو عمرو کو خبر
پہونچی تیز رفتار یہ سنکر باہر نکلا مہمیز اپنے خلیفہ سے کہا کہ ذرا خبر لگاؤ ہمارے ٹھہرنے والون سے کوئی ملگیا ہی
مہمیز چلا عمرو کا حال سنیے کہ خواجہ صاحبقران کو بارگاہ مین لائے ہوشیار کیا سب کیفیت بیان کردی اب
باہر جو آئے ایک طائر نے پرچہ گود مین گرایا طرف سے یاسمن کے مرقوم تھا کہ مجھکو ناہید نے بلوا بھیجا
حقیقت مین بہت بیقرار تھی مین نے باتون مین اُسکو بہلایا مگر برائے چند ساعت آپ بھی تشریف لائیے خواجہ
طرف باغ ناہید کے چلے مہمیز آتے صحرا مین ٹھہرا تھا دیکھا اسنے عمرو جاتا ہی حیران ہوا کہ عمرو کہان جاتا ہی دیکھتا
ہوا چلا خواجہ بخوف باغ مین ناہید کے آئے دیکھا ناہید رو رہی ہی کہتی ہی کہ ای یاسمن کالی راتین ہجر کی مجھکو کھائے
جاتی ہین اگر ملاقات ہوئی تو یہ عرض کرتی بقول شاعر نظم

کچھ گلے ہمسے بھی سنیے کچھ شکایت کیجیے
اس محبت سے ملا کوئی کہ ہم سوچا کیے
خضر فرماتے ہین ہمکو بھی ہدایت کیجیے
وہ مری گستاخیون پر قتل کرتے ہین مجھے
زہر کے مانند رگ رگ مین سرایت کیجیے
وصل مین وہ صوفیہ صاف کیے لیکن یہ موقع ملا
آپ کچھ تائید یا شاہ ولایت کیجیے

کچھ لڑائی آج دلبین اور اُس دلبر مین ہی
شکوۂ بیداد یا شکر عنایت کیجیے
یون نکالا چاہتا ہی آرزوے دل کو عشق
زخم کہتا ہی کہ مضطر تھا رعایت کیجیے
یون لگا لیتے ہین باتون مین لگا کہتا ہی شوق
ہائے تنہا یار کو دل کی شکایت کیجیے

جب نہ پہیے وصل مین اتنی عنایت کیجیے
بو لیے کسکی طرف کسکی حمایت کیجیے
پوچھ الفت کی راہ بو نسے ہین جو آگاہ ہین
یہ ارادہ ہی کہ تنگ اسکو نہایت کیجیے
ہر ارادہ تلخی غم کا تری ای ہجر دوست
ابتدا سے پھر بیان اپنی حکایت کیجیے
عشق بت چھوڑ دیے لی اے خدا ہو جا جلال

یہ اشعار سنکر یاسمن نے آہ کی کہا بوا لیا کہون جو دلپر گذر رہی ہی اس سے
بہتر یہ ہی کہ تڑپ تڑپ کر جان دین عشق کا کبھی نام نہ لین اگر خواجہ آتے ملاقات ہوتی تو اُنسے کہتے نظم

عنبرین قوس است گر ابروے تو
سرنگون شد پیش این ابروی تو
سرو در گلشن بپایت سر زند
سجدہ گاہ قدسیان شد کوے تو
عاشق بیچارہ خاقانی کجا

نافہ چین کا گل مہندوے تو
عاریت بگرفت ای گل در چمن
چون بہ بیند قامت دلجوے تو
با غزال وحشی صحرا شود
جان من بیرون رود از کوے تو

بر فلک قوس قزح ای رشک مہ
ناز کی نسرین ترا زانوے تو
از حرم صد درجہ باشد محترم
کی مماثل چشم بے آہوے تو
اسطرح حسرت کو یاس کی باتین

دونون شاہزادیان کر رہی ہین عمرو کو آتے ہوے دیکھکر دونون چپ ہوگئین ناہید نے کہا خواجہ آئیے خواجہ بیٹھے مگر مہمیز نے خواجہ کو آتے ہوے اس باغ مین دیکھا حیران تھا کہ یہان آنے کا عمرو کے کیا باعث ہی یہ سوچکر قریب باغ کے آیا کمند مارکر دیوار پر چڑھا دیکھا خواجہ عمرو بیچ مین بیٹھے ہین اور ملکہ ناہید کہہ رہی ہین کہ خواجہ فکر تو مین نے کی ہی اگر بن پڑا تو انشاء اللہ اسم اعظم کی تدبیر کرونگی مہمیز یہ دیکھکر جلگیا اول تو یاسمن کو دیکھکر دل سے یہی کہتا تھا کہ یہ خبیجون کی بیٹی یہان کیون آئی قمر طلعت اس سے کیون ملین اور نہ کہ عمرو کو بھی گھر مین بلایا اب تو یکبچو ناہید نے کہا خواجہ انشاء اللہ اسم اعظم کی رہائی ہوجائیگی یہ جو اس ملعون نے سنا صبر نہو سکا پکار اُٹھا او کمینو بدیدہ او ننگ خاندان تو نے اپنے گھر مین اس سار بان زادے کو جگہ دی جاکر خداوند سالوس سے کہتا ہون دیکھو بی ناہید تمھارا ابھی علاج ہوجائیگا گوشے مین بیٹھکر یہ رنگ جمایا دشمنون کو اپنے گھر مین جگہ دی دیکھو تو کیا سزا ہوتی ہی ملکہ نے جو مہمیز کو دیکھا کہا لو خواجہ غضب ہوا یہ مہمیز تیز رفتار کا خلیفہ ہی یہ جاکر سالوس سے کہیگا ہمارے در پے آزار ہوگا بس خواجہ للکارتے ہوے اُٹھے کہ او ملعون وہان سے کیون غل مچاتا ہی نیچے آ تو معلوم ہو مہمیز بھی جوش مین کود پڑا عمرو و مہمیز سے نیچہ چلنے لگا ملکہ تھر تھر کانپ رہی ہی مہمیز شور و شور سے لڑ رہا ہی کہ خواجہ دنگ ہو رہے ہین ہر چند چاہتے ہین کہ اسکو قتل کرون یا گرفتار کرلون لیکن ممکن نہین ہوتا قضائے کار شمیم جادو سالوس کا ملازم آسمان پر اُڑا ہوا جاتا ہی اسنے جو مہمیز و عمرو کو لڑتے ہوے دیکھا خیال مین گذرا کہ اسکی تو فکر ہی قدرت تلاش کرتے تھے تیز رفتار نے کئی مرتبہ اسکی کوشش کی دونون کو پکڑ کر لیچلون پھر سوچا کہ مہمیز تیز رفتار کا شاگرد ہی فقط عمرو کو لیچلون مہمیز کو بھی غنیمت ہو جاویگا تدبیرین کر رہا ہی مگر عمرو پر پنجہ قابض نہین ہوتا یہ بھی خوش ہو جائیگا تڑپ کر وہان سے نعرہ کرکے گرا نام شمیم جادو عمرو نے چاہا جست کرکے نکلون مگر اپنے مقام سے ہٹ نہ سکے شمیم نے پنجہ کمر مین دیا لے اُڑا مہمیز نے دیکھا عمرو کو شمیم لیگیا پکار کر آواز دی بی ناہید جاؤ قدرت سے اطلاع کرتا ہون ابھی آفت آتی ہی ناہید گھبرائی ملکہ یاسمن نے کہا مین اس ملعون کو پکڑ لاؤن یہ کہکر دوڑی قصد کیا سحر کرون مہمیز نے جست کی دیوار کے پار پہونچا ملکہ یاسمن دیکھکر رہ گئین مگر گرفتاری پر عمرو کی نہایت پریشان ہوئین کہا لو بوا ناہید سر قتل لشکر اسلام گرفتار ہوگیا اب راز کھلا اب اس معدمے کا چھپانا دشوار ہی جو تقدیر مین لکھا ہی وہی ہوتا ہی

نظم

اک شرر جائے جو تیرے تن مین تو پتھر جلجائے
تن بدن پھونک دیا ہی تپ فرقت نے مرا
کیون نہ پروانے کے مانند کبوتر جلجائے
دوست کہتے ہین اُسے ساتھ جو داغ مین
نالہ رنج و غم سے جو کوئی عاشق مضطر جلجائے
دودہ یہ لگائے آتش قد موزون تیرا
دیکھکر کاکل دلدار کا اژدر جلجائے

پر پروانہ ہی کیا شمع رخ جانان پر
کیا عجب ہی جو مرے جسم سے بستر جلجائے
ہو تیرا روے جہان سوز اگر عکس فگن
شمع کے جلتے ہی پروانہ نہ کیونکر جلجائے
جب نہ تب نالہ سوزان سے جلا خانۂ دل
دیجیے اس سے جو تشبیہ صنوبر جلجائے
آتشین چہرہ ہی شاہد مضمون ناسخ

آتش عشق وہ ہی جس سے سمندر جلجائے
گر فرشتہ بھی اگر جائے تو شہپر جلجائے
شمع سان شرح تپ غم سے ہی سوزان لب
ہی یقین خانۂ آئینہ ستمگر جلجائے
کھیل سمجھے وہ صنم جانکی آتشبازی
نہوا یہ کہ کسی غیر کا بھی گھر جلجائے
شجر طور کے مانند عصائے موسی
کیا عجب گرمئ اشعار کا دفتر جلجائے

دونون شاہزادیان خوب روئین آپس مین یہی صلاح ہی کہ کہین نکلجائین مگر مہمیز جیسے ہی باغ سے باہر نکلا خوشی خوشی جاتا ہی کہ جاکر خداوند سے عرض کرون کہ دیکھا جنگل سے اشعار عبرت خیز کی آواز آرہی کوئی یہ اشعار پر سوز و گداز پڑھ رہا ہی

نظم

گیرم بدست خویش ازان در بہار گل | تا بہ بیرون بہار زچوب در خار گل

تا کی ز دو انتظار نسیمی توان نشست
مرغ چمن علاج ندارد بجز بہار گل
بلبل بکام خویش فغان کن کہ نقد اشک

تا کی توان مقیم رہ انتظار گل
ہنگام گل گذشتہ و عالم چو گلشن ست
مخفی ز دیدہ کردہ نہانی نثار گل

خواہی ایاغ گیر و خواہی سبو ز اشک
بس نے ایاغ پاس کردہ درین روزگار گل

حیران ہو کر دیکھا کہ یہ کون گاتی ہے دیکھا
ایک عورت مگر نہایت حسین غبار چہرے پر ملا ہوا ایک نخل کے سایے میں بیٹھی ہے ہاتھ میں کوئی شے اسکو دیکھ دیکھ کر زیادہ روتی ہے اسطرح بیقرار ہوتی ہے کہ اسکی بیقراری پر دل سنگ آب ہو کیسا ہی سخت دل ہو مگر اسکو دیکھ کر بیتاب ہو مہمیز جھپٹ کر قریب آیا جھانک کر دیکھا میری تصویر لیے ہوے رو رہی ہے کبھی تصویر کو بوسہ دیتی ہے کبھی گلے سے لگا لیتی ہے کبھی کہتی ہے کیون صاحب تمکو کہاں ڈھونڈھیں کمبخت سوداگر یہ سودا ہمارے ہاتھ بیچ گیا ہنسے خود سودا خرید یا مہمیز ہنستا ہوا سامنے سے آیا جیسے ہی صورت دیکھی وہ نازنین اٹھی اٹھکر بلائین لینے لگی کہتی تھی میں لات و منات کے صدقے ہو جاؤن کہ انھون نے میری آرزو پوری کی تین دن ہوے گلیان چھانین کیونکہ تمھاری تصویر کا یہ مرتبہ ہے سوداگر بیچتے پھرتے ہیں لوگ بخواہش خریدتے ہیں مگر میں کیا صاحب نصیب ہون گھر سے آوارہ ہو کر نکلی اپنے دل کی آرام و چین کو ڈھونڈھ نکالا جسوقت سے اس صحرا میں آئی طپش و بیقراری دل کی بڑھ گئی حیران تھی کہ اب میری قضا آئی ہے مگر شاعر نے سچ کہا ہے شعر وعدۂ وصل چون شود نزدیک ٭ آتش شوق تیز تر گردد ٭ آؤ ذرا میرے پہلو میں بیٹھ جاؤ میرا دل تسکین پائے آنکھوں میں نور قلب میں سرور ہو کسی گوشے میں چلکر بیٹھو کہ سوز دل کم ہو مزاج کا برہم ہونا باعث خرابی ہے مگر ذرا میرے سینے پر ہاتھ رکھو یہ کیفیت کبھی نہ دیکھی ہو گی اب تمھارا ملنا غنیمت ہو اب میں اپنے خداوند کی بندی ہو جا کر دونگی سامری جمشید کو بھوگ دونگی لات و منات کو منت جاچڑھاؤنگی مہمیز خوش ہوتا ہے ہنستے ہنستے پوچھا کیون صاحب تمھارا نام نامی کیا ہے اس نازنین نے ہنسکر کہا صاحب مجھکو غنچہ دہن کہتے ہیں یہان سے پانچ کوس پر ایک قلعہ ہے کہ اسکو قلعۂ گلفروشان کہتے ہیں میں وہان کی شاہزادی ہون تمھاری تصویر ایک سوداگر سے خریدی دیکھتے ہی دیوانی ہوئی دو دن گھر میں تڑپی کنیزین ہنستی تھیں کہ بی بی کو کیا ہو گیا کاغذ کو دیکھ دیکھ کے روتی ہین آخر شب کو نکل بھاگی یہی خیال میں آیا کہ چلکر اپنے مطلوب کو ڈھونڈھیں کچھ تو ظالم کو رحم آئیگا بارے تمکو کھینچ کر سامری و جمشید نے یہان بھیجا اب میں سامری و جمشید کے نام کی عاشق ہوئی تمھارے نام پر جوتے بھی نہ مارونگی جاؤ میرے پاس سے ہٹکر بیٹھو سامری و جمشید تمکو غارت کرین ہم اسقدر بیقرار رہے تمنے ہماری خبر بھی نہ لی ایسے بیوفاؤن سے ملنے میں کیا فائدہ بس دیکھ لیا دل کو تسکین ہوئی یہ یقین ہو گیا کہ بدون حکم سامری و جمشید پتہ نہین ہلتا مہمیز ہاتھ باندھنے لگا کہا میں تو تابعدار ہون سر حاضر ہے کاٹ لو جو ہو سکے وہ کرو جب اسنے بہت منتین کین تب اس نازنین نے کہا خیر میں ایسے بیوفا سے نہ ملتی مگر تمھاری خوشامد سے مجبور ہو گئی یہ کہکر مہمیز کا ہاتھ پکڑ لیا کہا ذرا کنارے چلو میں کچھ کہونگی مگر اتنا کہے دیتی ہون الگ رہنا ہاتھ نہ لگانا میں اور بات نہین مانونگی مجھکو گنوارپن نہین پسند آتا وہ اور ہوتے ہونگے جنکو یہ نوچ کھسوٹ اچھی معلوم ہوتی ہے الگ بیٹھ کے چار باتین کرو ہم تمھین خوب راضی کرینگے یہ کہکے ہاتھ پکڑ کر زور سے کھینچا ایک طمانچہ بھی مارا کہا آؤ کنارے چلو ہم بھی اپنے کو قلعے میں کہو نچا ئین ماں باپ سب روتے ہونگے ہر ایک کو غم ہو گا یہی کہینگے لڑکی بھاگ کر بھاگ کر نکل گئی وزرا امرا بدنام کرینگے یہ سنکر مہمیز خوشی خوشی اٹھے کہتے ہوے کہ میں تو تابعدار ہون غلام ہون جو حکم کرو بجا لاؤن ایک نخل کے سائے میں آکر کمر سے کھول کے چادر بچھا دیا کہا بیٹھو ملکہ بیٹھین مہمیز چاہتا تھا کہ بات کرون کہ ملکہ نے کہا اوا ٹھ چل ہمارے قلعے میں وہان باغ ہے کنیزین ہین شراب و کباب سب ہی کچھ موجود ہے

ایسے مقام پر لاکے بٹھایا جہان ایک جام شراب بھی ممکن نہین مہمیز اُٹھکر دوڑا بھٹی پر سے ایک بوتل شراب کی لایا
کہا جان جہان یہ تو حاضر ہے اُس نازنین نے جام لبریز کیا کہا لو یہ دن نصیب ہوا ہمارے ہاتھ سے شراب پیو مہمیز نے
خوشی خوشی جام پیا دو جام پلائے گھبرا گیا کہا صاحب اس شراب مین کیا تھا کلیجے مین آگ جلنے لگی ملکہ نے کہا ذرا
اُٹھکر ٹہلو مہمیز اُٹھا لڑکھڑا کے گرا نعرہ ہوا شمشیر برق فرنگی سر کاٹکر لاشہ وہین ڈالدیا برق اسکو مارکر بھاگا خواجہ عمرو
کو شمیم جادو نے چلا ایک صحرا مین ٹھہرا اس امید مین کہ ڈراؤن دھمکاؤن شاید کچھ مال اس سے ملجائے عمرو بڑا
مالدار مشہور ہے یہ سوچکر ہوشیار کیا کہا کیون خواجہ دیکھا تمنے مین نے کیونکر تمکو گرفتار کیا قدرت نے حکم دیا تھا
کہ جو عمرو کو گرفتار کر کے لائیگا اُسکو دولت دنیا سے نہال کرونگا مین نے تجکو گرفتار کیا اگر تجھسے مجکو قلیل مال بھی
ملجائے تو تجکو نہ لے جاؤن عمرو نے کہا مہربانی آپکی حضور روپیہ تو میرے پاس بہت ہے جو آپ مانگیے مین دون
شمیم نے کہا دو ہزار روپیہ دو تو مین تمکو چھوڑ دون عمرو نے کہا دو ہزار تو بہت ہوتے ہین مین سو روپیہ حاضر کیا ہون
یہ لیجیے اور مجکو چھوڑ دیجیے جب تو شمیم خفا ہوا کہا ساربان زادے ہم تیری جان بخشی کرتے ہین تو ہم سے یہ باتین بناتا
ہے عمرو نے ڈر کر کہا دو ہزار دونگا مشکل پانچ سو روپیہ پر توڑ ہوا عمرو نے پانچ پانچ روپیہ دینا شروع کیے شمیم بہت خوش
ہو کہتا ہے خواجہ ایک مرتبہ حوالے کر دو عمرو نے کہا روپیہ الگ الگ رکھے ہین یہ روپیہ سب تنخواہ کے ہین ہشت
کہان سے آئے یہ کہکر ایک ڈبیہ نکالی کہا اسمین بھی کچھ ہے اسکو لیکر اپنے پاس رکھو اسمین بھی کوئی چیز ہے جب اسکو
دیکھوگے خوش ہو جاؤگے شمیم نے وہ ڈبیہ لی عمرو نے کہا اسکو ابھی کھولنا نہین ایک جانور اسمین سے نکلیگا بہت
چہلیان کریگا اگر کسی قدردان کے پاس لیجاؤگے لاکھون روپیہ تمکو دیگا اور راجہ بابو بہت دیکھنے آئینگے تماشا لگ جائیگا
جہان بیٹھ جاؤگے اسکی بدولت دس روپیہ کماؤگے پیسہ ٹکٹ لگا دینا بہت کچھ تمکو ملجائیگا شمیم نے کہا مین ذرا دیکھ لون
پھر جو بند کر دونگا بھوجہ نہ کھولونگا شمیم نے ڈبیہ کو کھولا اسمین سے دھوان نکلا شمیم بیہوش ہو کر گرا عمرو نے خنجر مار دیا شکم چاک
قصہ پاک عمرو نے کپڑے اتار لیے ایک جانب بھاگا مگر اب حال یاسمن و ناہید کا ملاحظہ فرمائیے وہ دونون
رو رہی ہین کہتی ہین کہ اب سالوس کو خبر ہوگی وہان سے فوج آئیگی لڑ بھڑ کر مر جاینگے سب اسباب اپنا نکالا
منظور ہے کہ اب باغ سے بھاگ جائین یون جان بچائین یاسمن نے کہا خدا خیر تو منگائیے ایک کنیز کو حکم دیا
کہ دردولت سالوس پر جاؤ دیکھو فوجین تیار ہو رہی ہونگی اگر فوج آئی ہو ہمکو پہلے خبر کرنا ہم بھاگ نکلینگے کنیز چلی
صورت بدلے ہوئے منہ چھپائے ہوئے دردولت سالوس پر آکے ٹھہری تیز رفتار ٹہل رہا ہی کہ رہا ہی کہ مین نے
مہمیز کو بھیجا برائے دریافت خبر وہ ابھی پلٹ کر نہین آیا ساحر کہ رہے ہین شمیم جادو کیسا غضب ہے خواجہ کتنے عرصے سے گیا
پلٹ کے نہ آیا یہ ذکر تھا کہ کچھ ساحر لاشہ مہمیز کا اُٹھا کر لائے تیز رفتار نے گھبرا کر کہا ارے لاشہ مہمیز کا
کہان پایا اسکو کسنے مارا انھون نے کہا ہمنے قاتل کو نہین دیکھا لاشہ انکا پڑا دیکھا اُٹھا لائے تیز رفتار جیب
گھبرا ہی کہ رہا ہی یارو یہ تو بڑے غضب کی بات ہی یہ ثابت ہوا کہ میرا مہتر کسکے ہاتھ سے مارا گیا اس سوچ مین تھا
کہ چند عیار لاشہ شمیم اُٹھا کر لائے کہا ارے یہ کیا ہوا کہا حضور ہم ادھر سے آتے تھے لاشہ جنگل مین پڑا دیکھا
اُٹھا لائے دردولت سالوس پر ایک ہنگامہ بپا ہی ہر ایک کا یہی قول ہی کہ یارو ایسی آفتین کبھی دیکھی نہین مہمیز
ایسا شخص تھا کہ اسکو کوئی مارے یا شمیم کہ پرکالہ آفت سیکڑون لڑائیان دیکھے تھے ہم نہین سمجھے کہ یون کسکی
موت مارا گیا سالوس نے جو یہ سنا گھبرا کے نکل آیا کہا ارے کیا ہی کیون غل مچاتے ہو قدرت کو بہت ناگوار ہوتا ہی
تیز رفتار نے کہا یا خداوند ہم ذلت مین گئے ہمارا زینت پہلو عیار خوشخو جانباز سرفروش سب عیارون کا افسر عیاری مین یکتا

سب سے بہتر ہو دیکا یک کس بلا میں پہنسکیا یون مارا گیا ضیغم جادو کا بھی لاشہ آیا ہی عیار کہتے ہین جنگل مین پڑا تھا
نہین ثابت ہوتا کہ کیونکر مارا گیا عیار بیچارے اسطرف جا نکلے لاشے بھی اٹھالائے ورنہ حقیقت تو یون ہی کہ
لاشون کو زاغ و زغن کھاتے یہ بیچارے اودھر پہونچگئے اٹھالائے یا خداوند ہمکو کے تقدیرین مضبوط کیجیے
اب تو آپ کی تقدیر ایسی جلدی پلٹتی ہی کیا کیا تقدیرین قدرت نے کین سب تقدیرین پٹ پڑین انھون نے کیا
خطا کی تھی جو قدرت نے انکو قتل کراڈالا سالوس نے کہا مجھکو اس تقدیر کی خبر نہین وہان ملکہ یاسمن ذنا ہید
خوف آمد فوج ساحران مین تڑپ رہی ہین کبھی بیقرار کبھی اشکبار کبھی زبان پر یہ اشعار عبرت آثار **نظم**

مجلس مین تا نہ دیکھو سکون یار کیطرف
تکتے ہین کب سے روزن دیوار کیطرف
شام فراق خواب عدم کا ہی انتظار
گل بھی نکلے عندلیب گرفتار کیطرف
دیکھو اشک لالہ گون رقیب اُسنے ہنس دیا
گذری نسیم آہ چمن زار کی طرف
کافر لگے نگاہ جو تو مومن کے مست ہو

دیکھے ہی مجھکو دیکھلے اغیار کیطرف
دہم و فغان غیر نے سینہ جلا دیا
آنکھین لگی ہین دولت بیدار کیطرف
ہو کیا قبول سجدہ شہیدان عشق کا
دیکھا نہ بہر سے دیدۂ خونبار کی طرف
اب رشک زخم یار پہ غش کرین کسے
دیکھا اپنے نقش رشتۂ زنار کی طرف

کتنا شعاع مہر نے حیران کیا ہمین
آتش لگی تھی کوچۂ دلدار کی طرف
اُسنے دکھا دکھا کے مجھے چھیڑ دیکھنا
ہون غورث سر جھکائے تو تلوار کیطرف
کھلا نگ نالہ ہو یہ نیا گل کھلا مگر
لی آکے موت نے بھی تو اغیار کیطرف

جسوقت در دولت پر ہنگامہ تھا کنیز آکر
پہونچی کنیز نے دیکھا کہ لاشہ ضیغم و نیم پڑا ہوا ہی سب عیار و ساحر رو رہے ہین کنیز نے پوچھا ارے ان دونون کو کسنے
مارا اُسنے کہا ابھی خدمتگار لاشے اٹھا کے لائے ہین جنگل مین لاشے پڑے تھے یہ نہ ثابت ہوا کسنے مار ڈالا اور
سالوس تو جھلاتا ہوا طرف قصر پہ بڑدان کے گیا کہ کنیز ان سامری کیا کہتی ہین کنیز خوشی خوشی پلٹی یہان
ناہید و طلعت بہت بیتاب تھین سب نے اسباب نکال کر تختون پر جمع کیا تھا بعضون کا قول تھا کہ ہم ملکہ
کے ساتھ نہ جائینگے کیا جنگلون مین پھر کر اپنی جان دینگے کہ کنیز ہنستی ہوئی آئی طرف آسمان کے ہاتھ اٹھائے
چتر چتر بلائین لین کہا مین خدا سے نادیدہ کے صدقے ہو جاؤن کیا پردہ پوشی کی ناہید نے کہا کس بیان
تو کرو کہا حضور دونون نگوڑے مارے گئے بارگاہ خداوند تک پہونچنے ہی نہ پائے دونون کے لاشے
ہٹے ہین انکے عزیز اپنا حال تباہ کر رہے ہین مگر ایک ساحر آیا ہی مغیلان فیل پیکر نام ہی وہ قدرت کے
سامنے دعوی کر رہا ہی کہ قدرت میرے نام پر فیل جنگی بجوا رہین مین سمجھ لونگا اُس بھیا سے مقابلہ کرنا گویا کانٹون مین
پھنسنا ہی خدا دشمن اہل اسلام کو اس کافر کے ہاتھ سے بچائے بلائے روزگار ہی سحر مین بڑا زبردست ہی ساتھ ہزار
ساحر لیکر آیا ہی ملکہ نے کہا خدا نے بڑا احسان کیا کہ ہمارا پردہ رکھلیا صاحبو اسباب رکھو ابھی بھاگنے کی
تدبیر نہ کرو خدا نے فضل کیا ملکہ ناہید تو اس حال مین ہی یاسمن رخصت ہوکر اپنے مقام پر گئی مگر سالوس جو قصر
پر بڑدان مین آیا دیکھا پریزادین سب کھیل رہی ہین اسوقت سازدرست ہین سب اُٹھی ہوئی گا رہی ہین
اگلے اشعار بہت پسند ہین یہ غزل مومن دہلوی کی زبان پر جاری **نظم**

مارے کچھ اس ادا سے تو آزار کم ہوا
معشوق سے بھی ہمنے نباہی برابری
صیاد ہی رہا ہین گرفتار کم ہوا
ذکر بتان سے پہلے سے نفرت نہین رہی

کچھ اپنے ہی نصیب کی خوبی تھی لیک مگر
وان لطف کم ہوا تو یہان پیار کم ہوا
ناکامیون کی کاہش بیجد کا کیا علاج
کچھ اب تو کفر مومن دیندار کم ہوا

سم کھا موئے تو درد دل زار کم ہوا
ہنگامہ محبت اغیار کم ہوا
آئے غزال چشم سدا میرے دام مین
بوسہ دیا تو ذوق لب یار کم ہوا

سالوس کنارے بیٹھا اشعار

سن رہا ہی سر دھن رہا ہی مین سی ناز نشان رخ حسین پریزادان ورد ورگوش مرصع پوش گا رہی ہین تیار ہی ہین آپسمین
بیباک چست و چالاک بعضی کہتی ہی کتاب تو بہت گی مگر بہت بڑی کتاب ہی حقیقت مین منشی احمد حسین صاحب
قمر نے پانچوین جلد سے قلم اٹھایا رہائی اسد غازی کی تو ایسی لکھی کہ قسم ہی ساحری و جمشید کی ہر وقت پڑھنے کے
وجد ہوتا ہی مضامین فراق پڑھکر دل روتا ہی عشق بہران وایرج کو ایسا لکھا نور دیا کہ دل غزے اٹھاتا ہی مگر
افسوس ہی مصنف صاحب بھی اب تاسف کرتے ہین کہ ابتدا سے مین نے اس طلسم کو نہ لکھا ورنہ ناظرین کو نہ
ملتا صدہا داستانین تصنیف کر دیہین کہ جو جو انسے بچین انکو لکھنے کی ہوس ہی بعد ختم ہو جانے یا یہ طلسم فتنۂ نور افشان
لکھا کیا تعجب ہی کہ پڑھنے والے جب اسکو پڑھین یقین تو یہی ہی کہ ہوشربا کو بھول جائین بعد ختم طلسم فتنۂ نور افشان
طلسم ہفت پیکر تحریر ہوگا عجیب طرح کے عجائب و غرائب اسمین مصنف صاحب تصنیف فرما چکے ہین اپنے کہا ہی سنا
ایک دن فرمائے تھے ہوا کیا کہون دل پر جہان چل گئین مین تو مصنف صاحب کی بلائین لیتی تھی اس زبان کے
اس بیان کے موجد ہین داستان سرائی کا خاتمہ کر دیا بعد طلسم فتنۂ نور افشان طلسم ہفت پیکر کو ملاحظہ کرینگے مصنف
صاحب کے مزاج مین خاکساری بہت ہی استادی زبان سے فرماتے تھے کہ طلسم ہفت پیکر جواب بوستان خیال
ہوگا انکا فرمانا ایسا ہی ہی اول تو بوستان خیال کو جو داستان سرائی سے الگ ہی طلسم ہفت پیکر لائق اسکے ہوگا
کہ جب بیٹھکر پڑھنے والے پڑھینگے صاف ثابت ہوگا کہ عمدہ داستان گو داستان کہہ رہا ہی ہر لفظ پر وجد ہوگا ایسے
نشان فرمائے کہ آٹھ پہر ہوا یاد کرتی ہون انکی جب روز تشریف لائینگے مین تو دست بستہ عرض کرونگی کہ طلسم ہفت پیکر
تصنیف فرمایئے اول تو کیا لطف ہی کہ جملہ سرداران صاحبقران کا اسمین ذکر ہی عیاریون کے تار باندھ دیے ہین
ملکہ گلگونہ صبا رفتار ایک عیار بچی لڑتی ہی کہ اسکی عیاریان کر اٹھتی ہین مگر ہر عیاری کا جواب خواجہ عمرو کا کام ہی
خواجہ پر وہ عاشق ہوتی ہی اس جوش عشق مین عجب عجب معاملے واقع ہوتے ہین نوجہ خواجہ کی ملکہ یاقوت ملک
بڑے دھوم سے اسکے مقابلے مین آئی ہین ان دونون کی مدح و قدح لائق ملاحظہ ناظرین والاعتمام ہی ایک نے
کہا ہوا خداوند بیٹھے ہین دوسری نے کہا ہمیشہ تشریف لاتے ہین ایک نے کہا ہوا دل بیتاب ہی خدائی قدرت
پا در رکاب ہی آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہے ہین سنگان خداوند خداوند کی نوبت پہ دور رہے ہین مگر قدرت الہی ان
گھبراتے ہین مغیلان فیل پیکر مالک کوہستان جس نے خارستان کو آباد کیا وہ ساٹھ ہزار ساحرون سے چل چکا ہی
آج ہی آجائیگا زمین ہلا دیگا قدرت جا کر آرام کرین کیا تعجب ہی عمرو کو بھی گرفتار کرے برق کو بھی بھاگنا
مشکل پڑیگا نام سے اسکے تڑپ جائیگا سالوس یہ مضمون سنکر اٹھا دربار مین آیا عذرا مرا آکر جمع ہوئے سالوس نے
کہا قدرت نے تقدیر کی ہی کہ ہمارا بندہ خاص الخاص خدمتگار با اخلاص سحر و ساحری مین بھیجا ہی خداوند خدائی
کا فیل اپنے مقام سے چل چکا ہی آیا ہی چاہتا ہی یہ ذکر تھا کہ ابر سیاہ آسمان پر پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک
ہزارہا طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوے ہر ایک طائر کی زبان پر یہی فقرہ ہی کہ مغیلان فیل پیکر آتا ہی
مسلمانون سے کہو بھاگین اپنی جان بچائین سالوس نے کہا وہ بندہ بہزور آ پہونچا اب مسلمانون کو جان بچانا
مشکل پڑیگی کدھر بھاگ کر جائینگے کام اسکا یہ ہی گرز مکل حمزہ کی لے لیگا لشکر اسلام کو کھڑے کھڑے شکست دیگا
اس سے کوئی مقابلہ نہ کر سکیگا سب ساحر کھڑے ہو گئے بڑے استقبال مغیلان فیل پیکر کے ابشتق ہوا سب نے
دیکھا ایک ساحر دیو خصال عفریت مثال تخت جواہر نگار پر سوار چار سو افسران نامی تخت کو گھیرے ہوے پہلون
تخت نخوت پر تاج تکبت بر سر زندہ کفر و کافری در برا آنکھین بھٹی بھٹی تیور پر بل پڑے ہوے کہ جنگو خنجر دست کہنا زیبا ہی

وہان فراخ سحر و ساحری مین نہایت گستاخ ساتھ ارنج کا قد و قامت ایک دیو ہی کہ قالب انسان مین سمایا ہوا ہی پشت پہ
ساٹھ ہزار ساحران خرس طینت میمون خصلت خر سہارے بادیہ ضلالت طائران پرند پر سوار رواروی کرتے ہوے
آتے ہین مغیلان تخت سے اترا تیز رفتار نے آکر اسکے ساتھ والون کو اُتروایا سب سے آگے بڑھے مغیلان
کے واسطے بارگاہ استادہ ہوئی مصاحبان سالوس اسکو لیکر اندر آئے سالوس کو بڑے ادب سے سجدہ کیا ہاتھ
باندھکر سامنے کھڑا ہوا عرض کی یا خداوند یہ کیا ہنگامہ ہی مجھکو خبر پہونچی کہ مسلمانون نے بہت سر اُٹھایا ہی کیا اس اقلیم کو
ہوشربا یا زبرجد لنگار یا فرعونیہ سمجھے ہین مگر مجھکو بڑا افسوس ہی کہ قدرت نے ہفت در بند بنوائے اس طریقے سے عجز
ثابت ہوتا ہی خیر انچہ گذشت گذشت غلام حاضر ہوا سالوس نے تمام کیفیتین بیان کین سن سن کر بک رہا ہی ایک ساحر
موسوم بہ زبان دراز مغیلان کا مصاحب وہمراز کھڑا ہوا کہ رہا ہی یا خداوند عیارون کی بوٹیان کاٹ کے کھاجاؤنگا
ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا عیار سب حقیر و ذلیل اُنکا مارنا کتنی بڑی بات ہی ایک خدمتگار نے غول سے نکلکر کہا میان
زبان دراز صاحب عیار بھی سب قوم کے شریف ہین آپ کلمات سخت نہ کہیے وہ بھی یہان حاضر رہتے ہین زبان دراز
نے کہا تجھے کیا دخل ہی خدمتگار نے کہا ہمین کیون نہین دخل ہی آپ نے ابھی عیارون کو نہین دیکھا زبان دراز نے
کہا ضرور ہو سامنے سے اسوقت مجمع سرداران ہی ایک سمت تیز رفتار بھی کھڑا ہی کہ زبان دراز نے کہا ہم اُنکو جوتیان
مارینگے خدمتگار نے کہا آپ خود جوتیان کھائینگے سراسر بیوقوف آپ ہین ہم آپ کے باپ ہین دیکھیے قدرت کیا
کہتے ہین جیسے ہی زبان دراز ملپٹا ایک دھول ماری چاہا اسنے کہ پلٹون خنجر مارا اشکم چاک قصہ پاک اور نعرہ کیا او
مغیلان عیارون کو دیکھا منم مہتر برق فرنگی جانتا تھا کہ جادوگر کے مرنے سے اندھیرا ضرور ہوگا اُسی اندھیرے مین
کہتا ہوا بھاگا منم مہتر برق فرنگی لینا لینا کہکر ساحر دوڑے برق اندھیرے مین نکلگیا ایک ساحر کو جاکر دروازے پہ
مارا جیسے ہی برق دروازے پہ ساحر کو مارکر بڑھا ہی ایک ساحر مضموم جادو اُسنے جھپٹ کر آواز دی ارے مین نے
پہچانا یہ کہکر وہ ستھرا مارا برق لڑکھڑا کے گرا مضموم چلا کہ برق کا سر کاٹ لون پہلو مین چوبدار کھڑا تھا اُسنے کہا میان
مضموم کیا کرتے ہو یہ عیار منظور نظر خداوند ہین انکو قتل کا حکم نہین ہی مضموم نے کہا تجھے کیا مردہے نے ایک
عصا مارا کہ میان مضموم کا بھی سر پھٹا اور نعرہ ہوا منم مہتر قران نظر کردہ بزرگان وہ ساحر مرا برق کے پاؤن مین طاقت
آئی اُٹھکر بھاگا منم مہتر قران ایک طرف نکل گئے مضموم کے مرنے کی خبر مغیلان کو پہونچی اسنے کہا یا خداوند اب
لبن جنگی بجوائیے صبح کو قیامت برپا کردونگا زبان دراز و مضموم کا مارا جانا مجھپر بہت شاق ہوا قدرت نے عیارون کو بہت
گستاخ کردیا اب مین زبان سے نہین کچھ کہتا کیا ضرور ہی کسی شریف کے کہنے سے فائدہ مگر وقت پہ سمجھلونگا تیز رفتار
نے دیکھا مغیلان کے منہ پہ ہوائیان اُڑنے لگی اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا ساتھ والون سے کہنا ہوا یارو ہوشیار
رہنا کوئی غیر اندر نہ آنے پائے انتظام رکھنا ضرور ہی اسوقت کی حرکت سے قلب ناصبور ہی غضب کر گیا سر دربار
ساحر کو مارا میرے تو ہوش درست نہین ہین مگر خبردار غفلت نہ کرنا سردارون نے کہا حضور قدرت نے آجتک
عیارون کو سزا نہ دی اُنھون نے بڑھ بڑھکے جسکو چاہا مارا اب آج کی حرکت پر سزا اے کامل ہونا چاہیے
اگر سزا نہوئی اور زیادہ گستاخ ہونگے بس طرہ یہ ہی کہ جب حضور انکو گرفتار کرکے لائین مارے کوڑون کے
کھال گرادین اور یہ بھی کہین کہ او نالایق تو نے سر دربار ہمارے سردار کو مارا اچھا تجھکو ہمارا خوف آیا بس پھر یہان
جائینگے کبھی گستاخی نہ کرینگے اگر گستاخی ہوئی سزا دیجائے نگہبان جابجا متعین ہوے ہر ایک کا یہی قول تھا
عیارون سے بچے رہنا یہان عیارون کا بڑا ہنگامہ ہی سر دربار زبان دراز کو مارا دروازے پہ مضموم قتل ہوا

خود آقا نے حکم دیا ہی ہوشیاری میں فرق نہ آئے خبردار یارو غفلت نہو جابجا نگہبان بیٹھے مگر مغیلان سالوس سے کہ گیا ہی کہ طبل جنگی بجوا دیجیے سالوس نے طبل جنگی بجوایا صاحبقران کو خبر ہوئی امیر نے بھی طبل جنگی بجوایا مغیلان سرداروں سے کہتا ہی کل ان مسلمانون کو مزہ دکھاؤنگا عیارون کا جو حال ہوگا وہ بھی ظاہر ہو جائیگا کوئی مکار میرے ہاتھ سے امان نہ پائیگا ڈھونڈھ کے قتل کرون وہ سزا دون کہ عمر بھر یاد کرین ایسے گستاخ ہوے قدرت کو بھی نہین مانتے بعضے کہ رہے ہین یارو جو کچھ کیا قدرت نے کیا مفت دربند کیون ہوا ئے عیار سمجھے گئے قدرت ہمسے ڈرتے ہین ہر دربند پر عیار مہو بجے ساحرون کو عیاریان کر کے مارا قدرت دیکھا کیے یہ نہوا کہ تقدیر کر کے سب کو جانور بنا دین یا ملک الموت کو حکم دین کہ سب کی روح قبض کرے قدرت کے یہ بھی اختیار مین نہین کیسے خداوند ہین ذرا ذرا سی بات پر دردمند ہین مغیلان اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا بک رہا ہی زبان دراز کا بھائی زنبور حیلہ ساز دروازے پر بارگاہ کے بیٹھا ہوا کہ رہا ہی کہ یارو میرے تو اعتقاد مین فتور پڑ گیا مذہب خداوند سالوس باطل ہی مین جبسے یہی سوچ رہا ہون کہ اگر صاحب اختیار ہوتے اسقدر کیون مجبور و ناچار ہوتے ایک عمار بن رو بہ کا پیادہ سامنے قدرت کے میرے بھائی کو قتل کر کے چلا گیا اور قدرت دیکھا کیے قدرت کو ناگوار ہوا عیار کے ہاتھ پاؤن شل ہو جاتے نکلکر نہ جا سکتا پھر اور کوئی ایسی حرکت نہ کرتا اب انکا حوصلہ بڑھا زنبور حیلہ ساز یہ باتین کر رہا تھا کہ ایک اور سپاہی مفلوک بنا بیٹھا ہی اُسنے کہا بھائی ہمتو مسلمان ہونگے زنبور نے کہا یون تو نہ کہو کوئی مشتری کرے ہماری بات مین فرق پڑے کسی ہو تو محل پر سمجھا جائیگا ابھی چپ رہو ان باتون کے کہنے کا موقع نہین ہی اُس سپاہی نے کہا اب اس سے زیادہ بدعت کیا ہوگی تمھارا بھائی مارا گیا ہمکو قلق ہوا اگر قدرت حکم دین ہم اُس انگریز کو ابھی پکڑ لائین مشکین باندھکر قتل کرین یہ کہکر کہا بھائی زنبور تم باہر سے ہوشیار رہنا دیکھو مشتری نہ کرنا مین ذرا اندر جاؤن دیکھون میان مغیلان کیا کاٹتے بور رہے ہین جاگتے ہین کہ سو رہے ہین زنبور نے کہا بھائی وہ حکم دیگئے ہین کہ کوئی غیر اندر نہ آنے پائے ایسا نہو کہ خفا ہون ارشاد فرمائین کہ تو اندر کیون آیا پہرے والون نے روکا اُس سپاہی نے کہا غیرون کے واسطے حکم ہی ہمارے واسطے کیا حکم دینگے یہ کہکر وہ سپاہی اندر گیا دیکھا مغیلان بیٹھا ہوا سحر پڑھ رہا ہی پاؤن کی آہٹ سنکر سر اُٹھایا اس مفلوک سپاہی کو دیکھکر کہا کہ یہان کیون آئے سپاہی نے جواب دیا کہ آپ کی حفاظت کے واسطے آئے ہین خیال مین آیا کہ دیکھین مالک ہمارا کیا کر رہا ہی اب ہمنے دیکھا حضور ہوشیار ہین ہمکو تسکین ہوئی مگر کیون حضور یہ کالا کالا پتلا آپ نے کیون بنایا ہی مغیلان نے کہا تجھکو کیا بتائین سپاہی نے کہا ہمکو غریب جانکر آپ یہ فرماتے ہین مین نے نعمت خان عالی کے پانچ سات شعر یاد کر رکھے ہین سناتا ہون آواز کو میری خیال نہ فرمائیے گا دھن پر تصور ہے مغیلان رک گیا

اس سپاہی نے یہ اشعار پڑھے نظم

دور شراب حسن تو ہر گز نشد تمام
شمعیست روئیت انہمہ پروانۂ تو اند
تاج شہی بہ پیش تو کشکول سائل است
در آرزوی گوہر یک دانۂ تو اند
عالی بکش صفیر غزل را کہ بلبلان

آنی کہ عاقلان ہمہ دیوانۂ تو اند
خوبان تمام ساقی میخانۂ تو اند
سحری دگر ز چشم فسونساز کردہ
شاہان ہمہ گدای در خانۂ تو اند
آنانکہ محرم اند ز خود چشم بستہ اند
محو خروش نالۂ مستانۂ تو اند

ارباب ہوش مست ز پیمانۂ تو اند
بیہودہ نیست گردش سیارگان مدام
این شیشہ ہای چرخ پریخانۂ تو اند
دلہا کہ چون صدف لب خواہش کشودہ اند
در فکر خویش مردم بیگانۂ تو اند
مغیلان نے کہا میان سپاہی

خوب گاتے ہو کہا حضور اول تو ساز نہیں آواز میں سوز وگداز نہیں ٹھیکرے لوٹ رہے ہیں مغیلان نے کہا
سچی تمنے دل بیچین کر دیا کوئی اور غزل گاؤ کہا حضور میں نے جو پوچھا ذراسی بات بتلانے میں آپ کو تکلف ہوا
فرمائیے یہ کالا پتلا کیوں بنایا مغیلان نے کہا یہ پتلا غائب ہو جائیگا حبشی بنکر حمزہ کے سامنے آئیگا لشکر اسلام
کو شکست دیگا حمزہ سے لڑیگا کچھ حیلہ کرکے حمزہ کو بیہوش کر لیگا اگر اسنے حمزہ کو پکڑ لیا اسکا مقام بڑی دور ہے اسکو
کون مار سکیگا عمر بھر حمزہ کو ملیگی سپاہی نے کہا حضور یہ کہاں جاکر رہیگا مغیلان نے کہا یہاں سے
دو کوس پر ایک صحرا ہے ویران ہے وہاں ایک نخل ببول کا ہے اُسپر جاکے یہ بیٹھ رہیگا یہاں سپاہی وہاں کون جائیگا
سپاہی نے کہا اگر اسوقت کوئی دوست حمزہ کا اسکو مٹانا چاہے تو کیونکر مٹیگا مغیلان نے کہا یہ جو پڑا سیندور
کی رکھی ہے اگر کوئی اس پتلے کی پیشانی پر لگا دے یہ میرا دشمن ہو جائے ہزارہا جادوگروں کو مار ڈالے سوائے
میرے کوئی اسکو مٹا نہ سکے سپاہی نے کہا بس حضور میں سمجھ گیا یہ کہکر باہر دوڑ گیا پھر جلدی پلٹ کر آیا کہا حضور آپکے
تو بس کا شہرا ہو رہا ہے ایک رنڈی منجھو نامے نائکہ سے چھپکر بھاگ آئی ہے دروازے پر کھڑی ہے کہتی ہے ذرا حضور کو
بلا لو میں ایک نظر دیکھ لوں مغیلان خوشی خوشی اُٹھا جیسے اسنے منہ پھیرا سپاہی نے بڑھکر پڑا سیندور کی اُٹھائی
پیشانی پر سیاہ پتلے کے لگا دی جیسے ہی سیندور پیشانی پر پتلے کی پہونچا پتلے نے ڈکار لی مغیلان پلٹا اسے جو
دیکھا تو وہ سیاہ پتلہ خم مار کر طرف میرے چلا اور پشت پر پتلے کے مثل برق فرنگی کھڑا ہے کہ رہا ہے ہاں بھائی لینا اب
مغیلان باہر بھاگا دروازے پر زنبور بیٹھا ہے کہا کیوں حضور کیا ہے مغیلان نے کہا بڑا غضب ہوا ہے میں نے تجھے
منع کیا تھا کہ کسی کو اندر نہ آنے دینا وہ مفلوک سپاہی برق فرنگی عیار تھا کمبخت نے جاکر دو چار شعر ایسے گائے
میں نے اس سے سحر کا حال بیان کیا اسنے وہی سیندور اسکے ماتھے پر لگا دیا جلدی بھاگ یہاں سے اب
وہ باہر آتا ہے زنبور نے چاہا بھاگوں اُسی پتلے نے بڑھکر زنبور کی گردن لی کہا ابے کہاں جاتا ہے سامری و
جمشید برق فرنگی کو سلامت رکھیں وہ چیز میری پیشانی پر لگائی کہ جس ہوش میں صدہا برس سے تڑپتا تھا
اب میں کیا ساحران مغیلان کو زندہ چھوڑونگا یہ کہکر زنبور کو چیر ڈالا مغیلان نے غل مچایا یارو لینا میرا سحر بگڑ گیا
اس زنگی بچے نے آواز دی کسکو لینا کسکو دینا ہم خود آتے ہیں یہ کہکر جھپٹا طناب خیمے کی پکڑ کر کھینچی خیمہ گرا
سو جادوگر دب کر مرے ہر طرف سے غول کے غول ساحروں کے دوڑے برق کہتا ہے بھائی مجھکو بچانا میں تمہارا
دوست ہوں ہمیشہ سے اسی فکر میں تھا کہ یہ نعمت تمکو پہونچاؤں زنگی بچے نے کہا بھائی برق جو تمکو کوئی ہاتھ
لگائے میں اُسکو کھا جاؤں پڑیا میں جو تھوڑا سیندور باقی ہے میرے منہ میں ڈالدے کلیجہ ٹھنڈا ہو جائے برق
نے وہ پڑیا منہ میں زنگی بچے کے اونڈیل دی زنگی بچا خوب ہنسا کہا بھائی برق تم شعر پڑھ رہے تھے میں
بیقرار تھا اگر جنگی شعر تمنے پڑھے اُنمیں کے پانچ چار شعر مجھکو بھی یاد ہیں کہو تو سناؤں برق نے کہا میں
ڈفلی بجاؤں تم گاؤ یہ کہکر برق نے کمر سے ڈفلی لگالی مٹک مٹک کے بجانے لگا زنگی بچے نے یہ شعر
یہ الحان پڑھے اشعار

میخواست ہمین زخدا شعلۂ حسنے
آئینۂ گل را خشت از زنگ بر آورد
از کسب تسلی نشود طالب دیدار
اژدر و ہم سفر گرد دستہ از زنگ بر آورد

ہر آہ کہ عاشق ز دل تنگ بر آورد
عشق آمد و آتش ز دل سنگ بر آورد
آیا چہ نوا بود کہ زد مطرب این کام
نتوان ز سبیل راز گل و سنگ بر آورد

چون شاخ گل از پا در خس رنگ بر آورد
محتاج بسر سبزی گلشن نشود باز
صد نغمہ بر آمد چو یک آہنگ بر آورد
خالی ز خس بر و دل پست بو نفس

گانے پر زنگی کے جلد بھا ساحر کتنے ہیں برق نے خوب تسخیر کر لیا

زنگی گاتا جاتا ہی اور ساحرون کو قتل کر رہا ہی کسیکو چیر کر پھینکا کسی کی تھپیڑ مار دیا کسی کے پانون توڑ ڈالے کسی کے گھونسا مارا خیمہ کا ستون پکڑ کر کھینچلیا ساحر گویے ترنج و نارنج ماش کے دانے زنگی کو مار رہے ہین زنگی پر تاثیر نہین ہوتی ہزارون کو پامال کر ڈالا مغیلان کھڑا ہوا سر پیٹ رہا ہی کہتا ہی یارو میری مشقت رائگان ہوئی یہان پر زنگی دوبارہ گا بہرق نے ڈفلی بجائی زنگی نے کہا بھائی برق یہ دو چار شعر اور سن لو خوش ہو جاؤ گے برق نے کہا بھائی سنتے ہین برق کا اشارہ کرنا تھا کہ زنگی نے پھر یہ اشعار پڑھنا شروع کیے نظم

بیٹھے ہوے رقیب ہین دلبر کے آس پاس — کانٹون کا ہی ہجوم گل تر کے آس پاس
اللہ ری دشمنی جو وہ گل سو یا رات بھر — کانٹے بچھائے غیر نے بستر کے آس پاس
عاشق غریب گرد ہین یون اُس نگار کے — محتاج جسطرح ہون تونگر کے آس پاس
پہلو سے بڑھ کے لطف نہین روبرو ہین ہی — بستر لگاؤ لگا ترے بستر کے آس پاس
شب کو جو آئے فرط خوشی سے بھر آگیا — شل ندرو اُس مہ انور کے آس پاس
دھوئے ہوے تھا جان سے جو ہاتھ غیر کو — آنے دیا نہ یار کے بستر کے آس پاس
غیرون کو خوف جان یہ ہوا وقت امتحان — آیا نہ کوئی یار کے خنجر کے آس پاس
کانٹون گا بس مین تیغ سے کوچے رقیب کے — آیا جو ای حسین ترے گھر کے آس پاس
چھوڑا نہ ایک پل بھی کبھی نورین نے ساتھ — دائم رہا ہین اُس مہ انور کے آس پاس

زنگی ناچتا ہی اور برق گرد پھرتا ہی کہتا ہی بھائی کیا ڈفلی بجاتے ہو دل بیقرار ہوتا ہی کچھ تم بھی گاؤ برق نے سر ہلایا کہا بس آپ ہی کا گانا کافی ہی زنگی پھر گانے لگا کیا کیا غزلین گا رہا ہی مگر قتل ساحران سے باز نہین آتا برق نے کہا ای زنگی اپنے کام سے غافل نہونا زنگی کہتا ہی دس برس تک تو اب اس طرح پر لڑونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا مغیلان کھڑا ہوا ایک سحر بنا رہا ہی گولے پھینکتا ہی وہ گولے پھٹکر پڑتے ہین صد ہا گولے پھینکے مگر کسی نے تاثیر نہ کی ساتھ والون سے کہتا ہی یارو مین کیا کرون مین چوک گیا بات بھر کی محنت و مشقت مین نے یہ سحر تیار کیا تھا یہی زنگی بچہ حرز ہیکل لے لیتا صاحبقران کو پکڑ لیتا لشکر اسلام کو پامال کرتا وہ تباہی میرے لشکر پر آئی وقایع نگار سے حکم دیا ارے یہ تو پرچہ لکھو کتنے لوگ مارے گئے ہرکارہ دوڑا ہوا گیا وقایع نگار سے بیان کیا اُسنے پرچہ دیا ہرکارے نے لاکر مغیلان کی خدمت مین حاضر کیا مغیلان نے پڑھا سترہ سو افسران کرسی نشین مارے گئے پندرہ ہزار ساحر و غیر ساحر مارے گئے مغیلان نے منھ پیٹ لیا کہا یارو غضب ہوا لشکر لون تباہ ہوا یہ وہ ساحر مارے گئے کہ جنکا عدیل و نظیر نہ تھا ایک ایک انمین سامری عہد جمشید زمان لایق امتحان لڑے بھڑے سحر سیکھے ہوے اُن ساحرون کا کٹنے کی موت مارا جانا میرے دل پر قلق ہی اور اس زنگی کو بھی ستاتے ہوے افسوس آتا ہی دو پہر سے شب تک باور کر چکی زنگی بچے کا ہنگامہ کم نہین ہوتا جو کوئی چاہتا ہی برق کو پکڑے تو زنگی گھس پڑتا ہی جس ساحر نے برق پر سحر کیا زمین نے پانون برق کے پکڑے برق نے تڑپکر پکارا بھائی صاحب مجھکو بچائیے زنگی بچہ تڑپکر وہین پہونچا اُس ساحر کو ڈھونڈھا چیر پھاڑ کر پھینکدیا اژدہا جو ہوا سالوس بھی بارگاہ سے نکل آیا مغیلان روتا ہوا سامنے سالوس کے آیا رو کر کہا ای خداوند بچائیے میرا سحر بگڑ گیا وہ سیندور جو ساحرن کی مانگ بھرنے کا تھا اُسکا ٹیکہ برق نے ماتھے پر اُسکے لگا دیا شور اُٹھا دیا اب وہ اس جوش مین ہی کہ سات ہزار ساحر مار

سترہ سو ساحران کرسی نشین مارے گئے لشکر میرا افسرون سے خالی ہوگیا کوئی افسر باقی نہ رہا وہ جو ساحران زبردست
تھے وہی بڑھ بڑھ کر لڑے آخر مارے گئے عجب میرا سحر اسپر تاثیر نہین کرتا تو ان بیچارون کی کیا حقیقت تھی اُس وقت
تک اُسکو یہ جوش وخروش ہی کہ جو ساحر برق پر سحر کرتا ہی اُسکو ڈھونڈھکر مارتا ہی ساحرون کے مرنے کی صدائین
بلند ہین تمام اہالیان لشکر دردمند ہین یہ سنتے ہی سالوس جھومتا ہوا آگے بڑھا کہا اے مغیلان اب یہ سحر
تمھارے قبضے مین نہ آئیگا مغیلان نے کہا اب میرا بھی اسپر سحر تاثیر نہین کرتا آپ ذرا سمجھ کر سحر کیجیے گا
سالوس نے کہا ہم خداوند ہین ہمنے سب چیزین پیدا کین اسکا مٹا دینا کیا مشکل ہی برق نے دیکھا سالوس نے
کچھ کلمات کہکر للکارا اُس زنگی نے بنگاہ حیرت طرف سالوس کے دیکھا سالوس نے ایسی آواز دی کہ زنگی تھرانے لگا
جب قریب پہونچا تو آواز دی او نامرد تونے سامری پرستون کو مارا کچھ خوف نہ کیا یہ سنکر وہ آتش قہر وغضب مین
بھلا وہ زنگی بچے کو کلمات سخت سننے کی کب تاب ہی سالوس پر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے سالوس
خالی دیتا ہی اُسکا وار اپنے جسم پر نہین لیتا جب پانچ سات تلوارین زنگی بچے نے سالوس پر لگائین ایک مقام پر
سالوس نے بقہر وغضب تمام آواز دی منم خداوند سالوس مردار خوار باطل کنندۂ مذہب سامری وہ سامران
کون فاحشہ تھی جسکے مانگ بھرنے کا سیندور یہ تاثیر کرے یہ کہکر کلائی پر ہاتھ ڈالا زنگی نے چیخ ماری سالوس
کو طمانچہ مارا ہاتھ بڑھایا کہ جھپٹیا پکڑلون زنگی چیخا سالوس نے سر ہٹایا جھپٹیا نہ پکڑنے دی سالوس نے ایک
طمانچہ مارا کہ سر زنگی کا اُڑ گیا جسم تمام جلنے لگا سنگباری برفباری ہوئی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من زنگ
سحر ساز بود مگر اے سالوس تونے غضب کیا مجھکو تو تونے مارا کام تمام کیا مگر تو بھی اسی مہینے مین بحسرت مارا جائیگا
کٹنے کی موت مریگا سالوس نے کہا یہ کون آوازین دیتا ہی ساحرون نے کہا دیکھیے شاخ نخل پر ایک زاغ بیٹھا ہوا
یہ لفظین کہ رہا ہی سالوس نے اشارہ کیا ایک برق گری کہ زاغ کے بھی دو ٹکڑے ہوے مگر جب نیرنگ مرا
برق اُسی اندھیرے مین بھاگ نکلا سالوس نے دیکھا تمام لشکر لاشون سے بھرا ہوا ہی مغیلان ہاتھ
اپنے باندھے ہوے سالوس سے حال کہتا چلا آتا ہی سالوس نے سحر کیا جھونکا ہوا کا چلا سب لاشے غرق زمین
ہوگئے خیمون کو کسی نے استادہ کر دیا اب ہنگامہ موقوف ہوا لشکر بھاگا ہوا پھر پلٹا مغیلان کو حکم دیا کہ اپنی بارگاہ مین
جا کر بیٹھو مگر ہوشیار رہنا یہ عیار بڑا غضب کر گیا مغیلان نے کہا دیکھیے کیا بدلا کرتا ہون یہ کہتا ہوا اپنی بارگاہ مین
آیا برق کنارے پر اپنے لشکر کے آیا ہی دیکھا خواجہ کھڑے ہین ہرکارے نے اسی حال کا پرچہ دیا ہی وہ پڑھ رہے
ہین جیسے ہی برق قریب آیا خواجہ نے کان پکڑ لیا کہا کیون بے برق تو یہ کیا عیاری کو خراب کرتا ہی
برق نے کہا اُستاد ساٹھ ہزار ساحر قتل کرائے سترہ سو ساحر کرسی نشین مارے گئے میان مغیلان کے
بھی چھوٹ گئے عمرو نے کہا اب وہ صبح کو قیامت برپا کریگا اُسپر اب کوئی عیاری نہ ہو سکیگی برق نے کہا اُستاد
مین ابھی جاتا ہون ابھی اُسکی مشکین باندھکر لاتا ہون عمرو نے ہاتھ پکڑ لیا کہا اب نہ جاؤ گرفتار ہو جاؤ گے
برق نے کہا خدا آپ کو سلامت رکھے آپ چھڑا لائینگے عمرو نے کہا مین تو ساحرون کے نام سے ڈرتا
ہون ذرا ایک سحر کرے ہاتھ پاؤن بیکار ہو گئے کچھ عیاری مکاری نہین چلتی خواجہ یہ باتین کر رہے تھے کہ ایک
طائر نے پرچہ گود مین خواجہ کی گرایا عمرو نے اُسکو پڑھا ملکہ یاسمن نے لکھا ہی کہ ذرا میرے پاس آیئے کچھ خبر بیان
کرنا منظور ہی خواجہ طرف باغ یاسمن کے چلے پشت باغ پر پہونچے کمند مار کے دیوار باغ پر
آئے دیکھا ملکہ ناہید قمر طلعت آئی ہین ملکہ یاسمن گلگون پوش کچھ باتین کر رہی ہین یہ اشعار زبان پر جاری نظم

فصل گل آئی ہوا پھر جوش پر سودائے دل
موج مے ہو ساقیا زنجیر مہر پائے دل

ہیں کواکب کے ستارے کہکشاں کی سیلیاں
چرخ اطلس ہی سنجاف دامن صحرائے دل

ہجر ساقی میں مرے آنسو نہیں ای میکشو
صاف جام چشم میں ہی بادۂ مینائے دل

عمر ہی کوتاہ کیا طی ہو سکے راہ دراز
کوچۂ گیسو سے اب پہلو میں کیونکر آئے دل

کب ہوا میری نظر بازی سے عالم مطلع
نو فلک ہیں پردہ ہائے دیدۂ بینائے دل

ابتدا اور انتہا موج ازل ہی اور ابد
کیا بتاؤں میں نشان ساحل دریائے دل

ہی جو دل اسمیں گذر رہتا ہی اس محبوب کا
اس لیے ہر ایک کی آغوش میں ہی جائے دل

تھا ادھر برگ خزاں کا شور ادھر زنجیر کا
جوش گل سے بیشتر ہی جوش پر سودائے دل

ڈر ہی جل جاوے نہ تنکے سے کہیں فانوس شمع
ہو گئی پالیدہ کیا عرش مدہ بالائے دل

کرتے ہیں بیہودہ مجھ پر خود پرستی کا گمان
دل مرا شیدا ہی تیرا کیوں نہو شیدائے دل

دل اگر وہ سر و مانگے تو صنوبر کی طرح
جزو جز اپنے سراپا کا وہیں ہی جائے دل

دوری صیاد میں مانند مرغان قفس
سینۂ صد چاک میں ہر دم نہ کیوں چلائے دل

منکران آسمان کے قول کو کر دیگی راست
رفتہ رفتہ ایکدن آہ فلک فرسائے دل

یاد آیا مجھکو مجنوں آپ مجنوں ہو گیا
دامن صحرا سے بھڑکی آتش سودائے دل

عمرو گھبرا کر سامنے آیا دوڑ کر ناہید کے آنسو پاک کیے کہا کیوں خیر تو ہی ناہید نے کہا خواجہ غضب ہوا میں نے جو برق کی عیاری کا حال سنا ایسی خوش ہوئی کہ خود ملاقات کو مغیلان کے گئی حقیقت میں برق نے بڑا کار نمایاں کیا بڑا سحر اسکا مٹایا ورنہ یہ جوان زنگی میدان میں آتا خواہ بہ مکر خواہ بہ جبر حرز ہیکل صاحبقران لے لیتا جس طرح اسنے ساحروں کو قتل کیا اس سے زیادہ بہ عجلت سے اہل اسلام کو قتل کرتا عمرو نے کہا یہ تو مجھے بھی معلوم ہی کہ اسنے بڑا سحر باطل کیا تھا ناہید نے کہا جب سالوس نے جوان زنگی کو مارا مغیلان نے جا کر دوسرا سحر تیار کیا مسرور جادو اسکا وزیر ہی اسکے سپرد کیا آپ کو خبر دیتی ہوں کہ ایک پہلوان میدان کارزار میں آئیگا صاحبقران کو پکاریگا فن کشتی میں حرز ہیکل لے لیگا یہ تو آپ بھی جانتے ہیں کہ حرز ہیکل قبضے سے صاحبقران کے گئی اور بیہوش ہوئے بیہوش ہوتے ہی ایک طائر آئیگا یہ حال نہیں کھلا کہ صاحبقران کو کہاں لیجائیگا لاکھ پوچھا اس ملعون نے نہیں بتایا مسرور جادو کو ان سب چیزوں کا حاکم کیا ہی بعد گرفتاری صاحبقران مسرور لشکر کو پامال کریگا یہ سحر تیار ہو گیا پہلوان بنا کر طرف صحرا کے روانہ کر دیا جب میں گئی ہوں تو مسرور کو تعلیم کر رہا تھا میں وہاں سے پلٹ کر خدمت میں خداوند سالوس کے بھی گئی وہ بھی خوشیاں کر رہے تھے اور فرماتے تھے کہ مغیلان بلائے روزگار ہی ایک سحر مٹا دوسرا سحر تیار کر لیا عنقریب سحر کریگا مغیلان کے ہاتھ سے جان مسلمانوں کی نہ بچیگی اس زنگی بچے کی کیا حقیقت تھی یہ پہلوان ہفت تن قوی من برائے بربادی مسلمانان تیار ہوا ہی مغیلان کو ناز ہی کہ مسرور آگ برسائیگا نہیں معلوم کیا کیا کریگا میں یہ خبر سنکر گھبرائی ہوا کے پاس آئی ساری کیفیت بیان کی ہوا نے کہا خواجہ کو بلا کر سب کیفیت بیان کرو اسواسطے آپ کو تکلیف دی عمرو نے بھی یہ سنکر ہوش اڑ گئے کہا ملکہ برق بڑا تیز ہی وہ پہنچ گیا ہی جاتے ہی عیاری کریگا پہلے لشکر میں جا کر حال دریافت کریگا میں اسکو ہائے رہتا ہوں ورنہ وہ قیامتیں برپا کرے اب نہ رکیگا میں بھی جاتا ہوں

یہ کہکر خواجہ عمرو باغ یاسمن سے نکلے طرف لشکر مغیلان کے چلے مگر برق جو لشکر مغیلان مین آیا دریافت کیا
تو لشکر مین مغیلان کے خوشی ہو رہی ہی برق نے ایک ساحرہ سے پوچھا اُسنے کہا بھائی کیا پوچھتے ہو کل ہی
مسلمانون کا خاتمہ ہی برق نے پوچھا کیا باعث اُسنے کہا مغیلان نے سحر تیار کیا آپ تو جاکے آرام فرمایا
مسرور جادو سب کا افسر ہنکر آیا ہی بارگاہ مین بیٹھا ہوا سب تدبیرین کر رہا ہی یہ سنکر برق چلا در بارگاہ مسرور پر
آیا سپاہی کو سلام کیا سپاہی نے پوچھا تم کون کہا میان سپاہی مین غریب آدمی ہون ذرا میان مسرور سے
اطلاع کردو کہ مین کچھ عرض کرونگا سپاہی اُسنے پوچھا کیا کام ہی برق نے ایک کاغذ لپٹا ہوا دیا کہا اگر ہمکو جانیکو
روکتے ہو تو یہ کاغذ جاکر ہاتھ مین میان مسرور کے دیدو وہ کاغذ سپاہی لیکر اندر گیا ہاتھ مین مسرور کے دیا
مسرور نے دیکھا طرف سے ایک غریب کے مرقوم ہی ایک دختر بلند اختر رکھتا ہون سامری نے آکر خواب
مین فرمایا کہ اس اپنی بیٹی کو خدمت مین مسرور کے حاضر کرو تصویر اُس مہ جبین کی منسلک عرضی ہذا ہی مسرور نے
تصویر کو جو دیکھا عجب نقشہ ہوا سناٹا آگیا خود تصویر تصویر تھا بقول مصنف شعر ہون تصویر مین ترے صورت تصویر کی
جسم بے حس ہی مرا ایک بیجان کی طرح ✽ مسرور مغرور کو سناٹا آگیا آنکھین قتال عالم حسن مین رشک حور ارم ابرو خنجر ظلم و
ستم قد قیامت حسن آفت ناز و ادا اشکل حیا کر ان کمترین حاضر خدمت مین مصور نے جا بجا آہ کھینچی ہی کبھی ہاتھ
کھینچا کبھی کہتا ہی کہ کیا تصویر کھینچون ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی مسرور نے گھبرا کر کہا کہ اُس شخص کو بلالو سپاہی نے
آکر کہا میان صاحب چلیے آپ کو ہمارے افسر بلاتے ہین برق اندر آیا مسرور کو سلام کیا مسرور نے کہا یہ کاغذ تمنے بھیجا
کہا حضور مین حکم سے سامری و جمشید کے لایا ہون رات کو اس فکر مین پڑا تھا کہ اس کمبخت کیواسطے کیا تدبیر کرون
ناگاہ سو گیا سامری و جمشید خواب مین آئے فرمایا کہ مسرور جادو کل لڑائی فتح کریگا یہ بطور نذر اُسکے خدمت مین
حاضر کرو مین بموجب حکم خداوند سامری و جمشید حاضر ہوا یہ تحفہ حاضر ہی مسرور نے کہا نام تمہارا کیا ہی کہا حضور ہنر فروش
کہتے ہین اور کثرت استعمال مین سرکوب بھی کہتے ہین حکم ہو تو اُسکو حاضر کرون مسرور نے کہا مین محافہ ساتھ کرون
دست بستہ عرض کی جب حضور کے گھر مین آوے تب محافے مین سوار کیجیے ابھی تو وہ اس حقیر کی لڑکی ہی ہاتھ
پکڑ لے آویگا غلام لاکے زیر نخل ٹھہرائیگا حضور کو تکلیف ہوگی جسقدر سامری و جمشید کا حکم ہی اُسقدر بجا لاؤنگا مسرور
نے کہا آپ جلد جائیے تصویر و عرضی اپنے پاس رکھلی جب برق چلا گیا تو مسرور مونچھون پر تاؤ پھیرنے لگا ساتھ والون
کہا صاحبو تمنے عنایت سامری دیکھی کیا مہ جبین حور پیکر ہی میری تو جان جاتی ہی خاتون محل قرار دونگا عنایت سامری و
جمشید شامل حال ہوئی فقط ارادہ کیا ہی کہ یہ حکم قضا تقسیم صادر ہوا یہ بیچارہ غریب کیا جانے سامری نے اس سے
خواب مین کہا وہ اسنے بھی بیان کر دیا ابھی لوگ اسکو خبر بھی نہین کہ مین نے کیا سحر تیار کیا ہی سامری و جمشید نے
ایک روز قبل سے اطلاع دی یہ سحر مقبول ہوا مغیلان کا مطلب حصول ہوا تھوڑی دیر کے بعد دیکھا وہی شخص
سر جھکائے ہوئے آنسو آنکھون مین بھرے ہچکی لگی ہوئی ہانپتا ہوا سامنے آیا اب کوئی دروازے پر نہین روک
سکتا بلا تکلف اندر چلا آیا رو کر کہا میرے ساتھ چلیے اُس بد نصیب کا ہاتھ پکڑ کر لے آئیے مسرور اُٹھا اُنکے آنسو
پونچھے کہا میان سرکوب کیون روتے ہو کہا حضور کچھ نہین بیٹی کا مقدمہ بڑا سخت ہوتا ہی میرے گھر پر آپ برات
لیکر آتے دروازے پر اندار دینا ہو دادا جان نے بنوایا تھا سیکڑون بھونریان پھر گئین یا تقدیر مین یہ لکھا تھا
کہ بیٹی کو ہاتھ پکڑ کر لے آئے اس سے بڑھکر کیا بیغیرتی ہوگی حضور اس سے یہ ثابت ہوا کہ سامری و جمشید یا گی
مین حضور آپ برا نہ مانیے گا میرا دل جلا ہی اسوجہ سے کہتا ہون اور بھی کچھ کہونگا مان لڑکی کی کوس رہی ہی

ہائی اُسکی کنووین مین گر پڑی خالہ نے سنکھیا کھالی دادی بھی اُسکی بیٹی نکل گئی حضور محلے مین مہلکہ پڑا ہی محلے والیون
نے پاپجامے اُتار کر پھینک دیے مین نے جو منع کیا اُنھون نے کہا یہی سانحہ لڑکی پر بھی گذر لیگا میان سرکوب اسکو
خلاف نہ جانو حضور مین چپ ہو رہا مسرور ہنسنے لگا سرکوب نے کہا اب ہنستا کیا ہی جوتیان مارونگا ساحری و
جمشید حرامزادے بھیا چچا ہاکہ گئے بڑائی آبرو کا خیال نہ کیا ایک بات آپ سے او کہے دیتا ہون اسکا سن
ابھی کم ہی مین دہن وتین آپ جو پوچھے مجھے حساب نہین آتا دو برس ابھی تامل فرمایئے گا غنچہ گل کی کیا حقیقت ہا بلبل
کا گھونسلا ہی پرسون تک تو وہ ننگی پھرتی تھی مسرور کہتا ہی آپ یہ کیا فرماتے ہین مین بڑی خاطر کرونگا خاتون
محل قرار دونگا یہ تو بے اعزاز باتین کرتا ہی مگر وہ غریب آدمی گالیان دے رہا ہی اور کہتا ہی کہ دیکھو امانت مین خلل
نہ آنے پائے نہین تو قیامت برپا کرونگا مسرور سر جھکا لیتا ہی کبھی کہتا ہی آپ کو کیا ہو گیا آپ کیسی باتین کرتے
ہین یہ باتین آپ کو سزاوار نہین ہین جیسا آپ فرماتے ہین ویسا ہی ہوگا مسرور ہر مرتبہ گلے لگا لیتا ہی اور کہتا ہی
مین محلے بھر کو امیر کر دونگا اور جس بات کو آپ کہتے ہین وہ بھی مین نے قبول کی مسرور کے ساتھ اور آدمی بھی
چلے میان سرکوب نے منع کیا کہ اور کوئی نہ آوے ساحری فرما گئے ہین کہ فقط دولہا ہی آوے مسرور نے اچھا
آپ نے کہان ٹھہرایا ہی کہا لشکر ہی مین ہی آپ تشریف تو لے چلین مسرور ساتھ ساتھ بارگاہ سے نکلا دیکھا میان
سرکوب باتین کیسے ہی جاتے ہین مسرور کے دل مین خیال آیا یہ شخص باتین بہت کرتا ہی کوئی عیار نہو اب اسنے
سحر تیار کر لیا پشت و پناہ سے ہوشیار تھوڑی دور چلکر قریب ایک درخت کے پہونچے مسرور نے کہا کہ
صاحب آپ کی صاحبزادی کہان ہین سرکوب نے کہا اُس نخل کے نیچے کھڑی ہی مسرور نے دیکھا ایک
عورت برقع اوڑھے کھڑی ہی قلیل سا چہرہ کھلا ہی معلوم ہوتا ہی ایک چاند نکلا ہوا ہی یا تصویر دیکھی تھی مسرور
بیتاب ہو گیا لمبا سا قد زیر نخل ٹہل رہی ہی مسرور جلدی جلدی چلا میان سرکوب پیچھے ہوے مگر کن انکھیون کے
مسرور دیکھتا جاتا ہی جیسے ہی قریب نخل کے مسرور پہونچا سرکوب نے پیچھے سے ہنسکر حلقے کمند کے گلے مین
جیسے ہی چاہا ڈالے مسرور نے کہا ارے کیا کرتا ہی برق کا ہاتھ کانپا حلقے کمند کے گلے مین نہ پڑے زیر نخل
جو عورت کھڑی تھی وہ بھی بھاگی مسرور نے پلٹکر سحر کیا سرکوب زمین پر گرے کہا او مسرور کیا کرتا ہی تو نے
علم ساحری مین خلل ڈالا مجھے کیون گرا دیا مسرور نے کہا تو نے حلقے کمند کے کیسے لگائے تھے عورت جو کھڑی
تھی وہ بھاگ کر کہان گئی سرکوب نے کہا آپ چلا کے بولے لڑکی کمسن تھی ڈر کے مارے بھاگ گئی مگر آپ
میرے پاؤن کھول دیں مین اب جا کر لے آؤن آپ کیون گھبراتے ہین میرے ساتھ بے لطفی نہ کیجیے ابھی بیقرار
ہو کر ساحری و جمشید سے عرض کرونگا ابھی حرامزادے دوڑے آئینگے نہ آئینگے تو جوتیان کھائینگے مسرور
نے دو دانے ماش کے مارے رنگ و روغن عیاری کا جل گیا دیکھا ایک انگریز پتلون جاکٹ پہنے ہوے
ٹوپی سر پر بوٹ سیاہ ڈٹا ہوا کریچ کمر مین مسرور نے ایک چیخ ماری کہ اے برق فرنگی ہای مصاحبان
مسرور دوڑے آئے سب نے دیکھا اب تو سب جادوگرون نے آ گھیر لیا سو دو ہی جادوگر آ کر جمع ہوے
کہ رہے ہین اسی نے زبان دراز کو مارا دلبری دیکھیے کیسی جلدی دوڑ آیا صرف اتنا مشہور ہوا تھا کہ مسرور
کو شغیلان نے سحر سپرد کیا ہی گل یہ خبر سنکر بھی یے لیگا صاحبقران کو بھی قتل کریگا مسرور نے کہا اسنے
لشکر مین آکر دریافت کیا مین ابھی اسکو قتل کرونگا مصاحب جی ہان ہان کرتے ہین مگر مسرور نے کھینچکر چلا اسوقت
برق کی بیقراری اشکباری دعا کرتا ہی کہ پروردگار بچائیو روز سیاہ مجھکو نہ دکھائیو اس کافر کے ہاتھ سے امان پاؤن

اسوقت ایک ہنگامہ ہی سیکڑون ساحر جمع ہین ہر شخص یہی کہتا ہی کہ اس ظالم کو جلد ہی قتل کیجیے برق رو رہا ہی تڑپ رہا
ہی مسرور چلا ہی کہ قتل کرون ہاتھ تلوار کا ماردون کہ سامنے سے تیز رفتار عیار خداوند سالوس کا پیدا ہوا
پکارتا ہوا ای مسرور ٹھہر جاؤ اگر اسکو قتل کروگے تو قباحت ہی قدرت مانگتے ہین فرماتے ہین ہمارا مغضوب
ہی ہم جہنم مین پھینکدینگے فرشتگان عذاب بھی حاضر ہوگئے ہین ارشاد ہی کہ انھین کی معرفت جہنم مین پھینکدو
بڑی خیر ہوئی کہ مین جلد آیا اگر تم قتل کرتے قدرت تمکو بھی جہنم مین پھینکدیتے بہت اچھی ساعت تھی مسرور
کانپنے لگا کہا ای شاطر قدرت یہ موجود ہی تیز رفتار نے کہا اپنا سحر تو اُتار لو مسرور نے سحر اُتارا تیز رفتار نے
پشتارہ باندھا سامنے مسرور کے مشکین جکڑ کر باندھین اور لیکر روانہ ہوا تھوڑی دور تک سامنے گیا جیسے
ہی آڑ ہوگئی طرف صحرا کے روانہ ہوگیا برق حیران ہی کہ تیز رفتار مجھکو ادھر کہان لیے جاتا ہی تیز رفتار نے
پشتارہ جنگل مین اُتار کر کہا بیٹا برق پہچانا مین عمرو برق قدمون سے لپٹ گیا کہا استاد بڑا احسان کیا آپ نے
جان بخشی کی عمرو نے کہا بیٹا مینے تمکو منع کیا تھا تمنے میرا کہنا نہ مانا کہا استاد ایسی عیاری بن پڑی تھی
کہ مین نے مار لیا ہوتا مگر کچھ کھٹک گیا مین راہ مین اُسکے تیور دیکھے صاف جس سے ثابت ہوتا تھا کہ دلمین
اسکے تردد پڑ گیا مین نے حلقے کمند کے لگائے اُسنے فوراً سحر کیا آخر مین گرفتار ہوا اگر آپ وقت پر پہونچے
عمرو نے کہا بیٹا اب تو نہ جانا برق نے کہا استاد بیٹے سکو مارے نہ چھوڑونگا عمرو نے برق کو چھوڑ دیا
برق نے قصد کیا ہی کہ مین جاؤن جا کر پھر کچھ عیاری کرون عمرو کے بھی یہی ذہن مین ہی کہ بن پڑے تو
جاؤن مسرور کی فکر کرون عیاری کرکے مسرور کو مارون کہ دیکھا شہنشاہ زرین آفتاب فوج ثوابت و سیارگان کو
بھگا کر مسرور و شادمان تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا عمرو نے دیکھا فوجین میدان کارزار کی جانب آتی ہین
لشکر صاحبقران بھی آرہا ہی برق ایک طرف پلٹا خواجہ بھی واپس ہوے یہان صبح کو مغیلان سے مسرور نے
جو حال عیاری برق و گرفتاری برق کا کہا تھا مغیلان ہنستا ہوا سامنے سالوس کے آیا پایہ تخت کو بوسہ دیا
دست بستہ عرض کی برق کو قدرت نے جہنم مین پھنکوا دیا تیز رفتار بھی تخت کے ساتھ ہی سالوس نے
گھبرا کر کہا کیسا برق اور جہنم مین پھینکنا کیسا مغیلان نے کہا مسرور نے برق فرنگی کو پکڑا تھا چاہتا تھا قتل کرون
کہ عین وقت پر یہان تیز رفتار پہونچے انھون نے کہا کہ قدرت مانگتے ہین اُسنے حوالے کردیا تیز رفتار نے کہا
او مغیلان یہ کیا کہتے ہو مین کہان گیا مین نے برق کو کہان لیا کہ ایک شاگرد نے تیز رفتار کے کہا مین نے
تو ابھی برق کو لشکر صاحبقران مین دیکھا تھا عمرو سے باتین کرتا ہوا عیارون کو ساتھ لیے ہوے آتا تھا تیز رفتار
نے کہا او مغیلان یہ بھی عیاری ہوئی صاف یہ ہی کہ جب تمنے قتل کا ارادہ کیا عمرو صورت بدل میری آیا اور برق
کو لیگیا مغیلان نے بھی قبول کیا کہا ای تیز رفتار سچ کہتے ہو یہ ذکر تھا کہ مسرور بھی سامنے سے آیا مسرور نے
مغیلان سے پوچھا مغیلان نے کہا بھئی مسرور یہ بھی عیاری ہوئی مسرور گھبرا گیا مغیلان نے تمام کیفیت بیان
کی اور کہا کہ زبانی ہرکارون کی معلوم ہوا کہ برق عیار لشکر اسلام مین موجود ہی مسرور نے کہا اسوقت سمجھونگا پہلے
حمزہ کا خاتمہ کرون سالوس تخت پر سوار ہی مغیلان پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے کہتا ہوا یا خداوند آج لشکر اسلام
نہین بچتا ایسی تدبیر معقول مسرور نے کی ہی کہ قدرت بہت مسرور ہونگے بکتے ہوے میدان کارزار مین پہونچے اُدھر سے
آمد آمد لشکر اسلام کی شروع ہوئی سب کے آگے صاحبقران زمان اسم اعظم کے بند ہونے سے چہرہ صاحبقران کا
اُترا ہوا ہی دل گلے مین مگر گھوڑے کو بڑھائے ہوے تشریف لاتے ہین خواجہ عمرو و برق اشقر کے ساتھ ساتھ ہین

ایک طرف عمر فران ایک جانب ابو الفتح و عمران حطائی و گلبلو و کلباد وغیرہ ایک سمت مقبل وفادار و بہرام
وغیرہ سب انتشار مین ہین اسم اعظم صاحبقران بند ہونے سے سب کو انتشار ہی ہر ایک سردار کو یہی خیال ہی کہ
ساحران غدار سے مقابلہ ہی اسم اعظم ابتک بند ہی دیکھین کیا صورت ہوتی ہی طبل سکندری پر چوب پڑتی ہوئی مگر عمرو برق
صاحبقران سے عرض کرتے ہوے کہ حضور کا تمام کارخانہ جنگ و جدل حمزۂ کل پر موقوف ہی مناسب ہی کہ حضور
حمزہ کل سے بہت ہوشیار رہین صاحبقران نے فرمایا خواجہ مین کیا کوئی ہوشیاری اٹھا رکھونگا آیندہ جو مرضی
پروردگار وہ ہونگی لشکر میدان کارزار مین آکر پہونچے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی گرکیٹ ارکا کہکر ہتھے مسرور
نے ارادہ کیا ہی کہ مین اپنے پہلوان کو بلاؤن اور وہ حمزہ سے مقابلہ کرے کہ صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا دامن
گرد کا شگافتہ ہوا آگے آگے بارہ علم نشان بارہ ہزار سوارون کا علمدارون کے بعد ایک جوان کوہ پیکر دیو ہیبت
عفریت صورت نہایت قوی تن قوای من گینڈے پر سوار تکبر و نخوت تمام علم کے پھریرون پر تعریف سالوس
مرقوم آمد لشکر کی دہوم وہ پہلوان گینڈے کو بڑھائے ہوے ابرون پر بل پڑا ہوا مثل ابر گرجتا ہوا فوج کو طرف
صحرا کے چھوڑا آپ گینڈے کو بڑھا کر قریب تخت سالوس آیا آتے ہی سجدہ کیا گرد ہو اعرض کی یا خداوند غلام کو
بڑی شکایت ہی حمزہ ایسے شخص سے مقابلہ پڑا ہی اور آپ نے مجھکو نہ لکھا ابتک مین خاتمہ کر دیتا مین نے سنا کہ قدرت
نے بڑی تکلیفین اٹھائین غلام واسطے شکار کے آیا تھا یہی بارہ ہزار سوار ساتھ تھے مین نے خبر سنی شکار گاہ سے
چل نکلا شکر ہی کہ وقت پر آ کے پہونچا آج شاید مقابلہ بھی ہی ابھی مشکین باندھکر افسر فوج کو لاتا ہون سالوس نے
کہا اے نعمان زرہ پوش قدرت نے فرصت نہین پائی نہین تو تمکو لکھا جاتا اور بھی چند سردارون نے عذر کیا
نعمان زرہ پوش نے کہا قدرت کا ارشاد میرے سر پر میری آنکھون پر مگر مجھکو میدان کارزار کی مہلت دیجیے کہ آج
کوئی میدان مین نہ نکلے بلکہ اگر کوئی ساحر نکلا تو میرے واسطے باعث بدنامی ہی ایسا نہو بندگان خداوند کہین
کہ نعمان زرہ پوش موجود تھا پھر ساحر سے قدرت نے کیون کہا اگر قدرت اجازت نہ دینگے تو مین ابھی
اپنے کو ہلاک کر دونگا میرے ہوتے کسی ساحر کا نکلنا باعث بدنامی قدرت ہی قدرت ملاحظہ فرمائینگے کہ حمزہ کو کس طرح
گرفتار کر کے لاتا ہون اگر حکم ہو تو سر لاؤن ورنہ زندہ گرفتار کر لاؤن مسرور نے بہت بہت کہا کہ اے نعمان زرہ پوش
ہمین نے بڑی بڑی تدبیر کی ہی آج کے دن ٹال کرو میرے نام پر قدرت تقدیر کر چکے ہین اب تمہارے نام
تقدیر کرنے مین تکلیف بھی ہوگی سالوس نے کہا قدرت یہی تقدیر کر دینگے کہ نعمان کی تلوار کے سب مسلمانونکا
خون سپرد کیا بڑی جد و کد سے نعمان زرہ پوش رخصت ہوا گینڈے کو اڑا کر میدان مین آیا سراپا دکھایا نیزہ ہلایا
پکار کر آواز دی اے فرقۂ خدا پرستان تمنے قدرت کو بہت ستایا اب قدرت نے تقدیر کی سب کا خون میری
تلوار کے سپرد کر دیا یا تو آکر حاضر ہو نہین تو حمزۂ عرب کا طالب ہون اور کوئی میرے مقابلے مین نہ آوے
یہ سنکر صاحبقران نے اشقر کو بڑھایا تمام سردار دوڑ کر لپٹ گئے عرض کی سرکار کا اسم اعظم بند ہی غلام جا کر مقابلہ کرے
صاحبقران نے فرمایا انشاء اللہ ان ایلچے بھیجاؤن پھر وہ بھی حمزہ کا بھاری پڑیگا سب کو سمجھا کر صاحبقران
نے اشقر کو بڑھایا عمرو ہمراہ رکاب نعمان نے جو صاحبقران کو آتے ہوے دیکھا گینڈے کو بڑھا کے گرز
سپر کا ہاتھ مین لیا جب لگاور چلی سب نے دیکھا تین قدم اشقر دیوزاد سات قدم گینڈا نعمان زرہ پوش کا ہٹا
نعمان نے جمال باکمال کو دیکھا کہا کیون حمزہ قدرت نے تجھکو اپنا سپہ سالار بنایا تمام ملک تیرے ہاتھ سے تسخیر
کرائے تو قدرت سے لڑنے آیا کچھ خوف نہوا صاحبقران نے فرمایا کیا بیہودہ بکتا ہی ہم ان تیری گیدڑ بھبکیون سے

نہین ڈرتا نعمان نے کہا ہر بہ تو کیجیے ورنہ بیہودہ سلسلہ طول بن رہجائیگا صاحبقران نے فرمایا تجھکو بڑا غرور ہی ہمارا یہ دستور نہین جب تیرے حربے سے پروردگار بچا لیگا ہم بھی حربہ کرینگے تقدم ہمارا دستور نہین نعمان زرہ پوش نے نیزہ اُٹھایا داہنی بغل سے اور بائین بغل سے پیچ و تاب دیتا ہوا مثل آہ عاشقان و کل کل معشوقان تاک کر سینۂ بے کینۂ صاحبقران پر نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا جھنکار یان آگ کی جھڑرین نیزہ بازی ہونے لگی نعمان جان دیے ہوئے لڑ رہا ہی جانتا ہی نیزہ صاحبقران کا نکالون مگر ممکن نہین ہوتا صاحبقران دیکھے بھالے نیزہ بازی کر رہے ہین دو گھنٹے کامل نیزہ چلا ایک مقام پر صاحبقران نے نیزہ کو وشگاف کیا ہین جیسے طائر نخل سے اُڑے امیر نے فرمایا ارے نعمان ہوشیار ہو جا مشت تیری کاسست ہی نعمان ہنسا کہا کہ جبتک خداوند سالوس نے کسی کو نیزہ فلک لیا نہین ہیدا کیا کہ میری مشت کی سستی کو دیکھے صاحبقران نے فرمایا دیکھ یہ کہکر گانٹھ کر نیزہ ایک تھپیڑا مارا ہرچند نعمان نے روکا نہ رک سکا نیزہ ہاتھ سے نکلگیا نعمان کے منھ پر ہوائیان اُڑنے لگین نیزہ پھر آب خجالت مین غرق کمال غصے مین تلوار پر ہاتھ ڈالا للکار کر آواز دی او حمزہ نازنہ کرنا نیزہ بازی خلال بازی ہے تیغہ برق مثال ہی ایک ہاتھ مین فیصلہ کرتا ہون حوالی نعمانیہ مین شمشیر زنی میری مشہور ہے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا اب کوئی میرے مقابلے مین نہین آتا صاحبقران زمان نے فرمایا او مغرور مخلِ فراست سے دور ابھی حال کھلجائیگا یہ سنکے خبردار خبردار کرکے تیغہ لنگردار جو ہردار بر سر صاحبقران عالی وقار دو دستی لگایا صاحبقران نے گرد اسپر کا سر پر کھینچا مگر جیتون تلوار کی دھار کے ساتھ لگی ہوئی ہی جب تک تیغہ دور ہٹا جب قریب سر انور صاحبقران پہونچا امیر نے او جھڑ سپر کی لگائی تیغہ نعمان زرہ پوش کا پٹ پڑا امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا قصد ہوا کہ تلوار نعمان زرہ پوش کی چھین لون اُسنے گریبان مین ہاتھ ڈالا لیٹے ہی دونون جوان گھوڑے و گینڈے سے کود کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران مثل آئینہ حیران صاحبقران نے دونون مونڈھے پکڑے ریل کرے زور سے نعمان زرہ پوش بھی جان لڑا رہا ہی اپ پلٹ نہین سکتا صاحبقران نے ہلکا مارا دونون گھٹنے نعمان زرہ پوش کے آشنائے زمین ہوے چاہا لنگر قائم کرے مگر صاحبقران نے دونون ہاتھ بیتون کیے کمرِ نحس مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

بحکم خدا بستہ شمشیر چار سر سرکشان جملہ در خاک کرد	یکی تیغ صمصام و صمقام نام	دگر تیغ عقرب یکی ذوالحسام	امیر عرب ضیغم روزگار زمین کافران از کیان پاک کرد

نعرہ کرکے صاحبقران نے زور کیا پہلے زور مین تا بہ لطینا دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین ہلہ دیا سر سے اُس خود سر کو بلند کیا چاہا تھا اُسنے بغلون مین پاؤن اڑا کر پیچ داؤن پیچ کرون مگر صاحبقران نے داہنا قدم آگے بڑھایا بایان قدم پیچھے ہٹا کے چرخ دینا شروع کیا نعمان زرہ پوش مثل طاؤس آتشبازی کے دست حق پرست صاحبقران پر چرخ کھانے لگا تول کر ہاتھ بند مین پہ مارا چاہا نعمان زرہ پوش نے کہ مونڈھے کی کما کہ سنبھلون صاحبقران نے ایک ٹھوکر ماری نعمان چارون شانے چت گرا کود کے صاحبقران چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کہ رب کی شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی تیرے سالوس نے زور بھی کچھ تقدیر کی تھی تقدیر اُسکی دیکھو پھوٹ گئی نعمان زرہ پوش نے بکبر و نخوت جواب دیا کہ یہ تو کبھی نہو گا لاکھ جانین میری نام خداوند سالوس پر نثار ہین ایسا خداوند مہربان کسکو ملتا ہی جادوگرون کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا امیر نے غصے مین ایک ہاتھ سر کے پیچھے رکھا ایک ہاتھ ٹھوڑی پر رکھکر ہلکا مارا گردن نعمان کی مع زرخود کے کھینچا چھینکدی جوش جرأت مین

جھپٹکر پشت اشقر پر سوار ہوئے نعرہ شیرانہ کیا اوسالوس بن یوس مردار خوار اور کسی کو بھیج جرأت و لیاقت
حمزہ کو دکھایہ کہتا تھا کہ مسرور دوڑ پڑا اپنے مقام سے پچیس قدم بڑھکر طرف صحرا کے ایک گولہ مارا
آواز دی اے معموم سحر بند آپ نے دیکھا کہ صحرا سے بونڈ لا گرد کا اڑا ایک کرگدن سوار مسلح و متمل نیزہ
ہلاتا ہوا میدان مین آکر پہونچا مسرور کو سلام کیا مسرور نے کہا جا کر صاحبقران سے مقابلہ کر
وہ پہلوان جھومتا ہوا صاحبقران پر جا پڑا سامنے پہونچکر نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر
لیا گیارھوین طعن مین صاحبقران نے نیزہ اسکا نکالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر
روکا جب امیر نے ہاتھ مارا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالدیا امیر نے گریبان پکڑا زمین پر اترے کشتی ہونے لگی
وہ پہلوان لڑ رہا ہے پیچ توڑ ہو رہے ہین چار گھڑی کشتی مین گذرے تھے کہ ایک مقام پر معموم نے حرز ہیکل
پر ہاتھ ڈالکر جھٹکا مارا امیر نے ایک طمانچہ مارا معموم زمین پر گرا مگر حرز ہیکل اُسکے ہاتھ مین آگئی چیا ہاکہ
اسیر جا پڑون مسرور نے سحر کیا امیر لڑکھڑا کر گرے اُس پہلوان نے زمین سے اُٹھکر مسرور کو حرز ہیکل
دی آپ گھوڑے پر بیٹھکر طرف صحرا کے روانہ ہوا مسرور نے کھڑے ہو کر ایک سحر کیا ایک حباب شیشے کا
صاحبقران پر گرا امیر تو اُسمین بند ہو گئے اب مسرور گولہ ہاتھ مین لیکر طرف لشکر اسلام کے بڑھا
جیسے ہی اسنے پہلا گولہ پھینکا عمرو و برق و قران و ابوالفتح چند عیار طرف صحرا کے بھاگے کہ اپنے کو
سحر سے بچائین مگر برق جو طرف صحرا کے بھاگا چونکہ نہایت تیز رو ہے جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہے کنوان
گڑھا کھائین خندق جھاڑی جھنڈی جو شے راہ مین ملی اُسکو فراگیا اس طرح بھاگا ہوا جاتا ہے مگر مسرور
نے جو گولہ مارا اُسکی یہ تاثیر ہوئی کہ ابر سیاہ آسمان پر آیا ابر سیاہ سے برقین گرنے لگین جسپر برق گری
اُسکے دو ٹکڑے ہوئے کچھ مینھ بھی ابر سے برسنے لگا جسپر بوندی پڑی بیہوش ہو کر گرا زمین پر ایڑیان
رگڑنے لگا مگر مسرور نے برق کو بھاگتے ہوئے دیکھا تڑپ گیا وہ مکر برق کا اسکو یاد آیا چھاتی پر ایک
گھونسا مارا کہ ہائے یہ ظالم ابھی زندہ ہے کیا غضب کا مکر ظالم نے میرے ساتھ کیا اُس نازنین کی صورت
ابتک آنکھون کے نیچے پھر رہی ہے دل مین کہتا ہے کیا صورت زیبا تھی اگر یقین کامل نہ ہوتا کہ برق
کسی کو بنا کر لایا تھا تو مہینون بیقرار رہتا اس ظاہر ہو جانے پر بھی دل کو داغ ہے بس پلٹ پڑا ابر کو
توڑ دیا کہ ابر سے موسلہ دھار پانی گرنے لگا ہزارہا بندگان خدا گرے اور بیہوش ہوئے برق
نے سیکڑون کو جلایا پانی مین ہزارہا ٹھنڈے ہوئے وہین سے جستجو کرکے قریب برق پہونچا برق
اور تیز بھاگا ایک آنبون کی بغیہ ہے اُس طرف جاتا ہے اس خیال مین کہ کسی درخت کی آڑ پاکر چھپونگا
کوس بھر لشکر اسلام سے نکل آیا برق نے ایک نخل کی آڑ پکڑی ہے مسرور نے کہا او مکار کہان بھاگکر
جائیگا پہلے تیرا کام تمام کرلون اگر تمام کو بھی کوئی مسلمان بچے تو مجکو مسرور نہ کہنا برق سمجھا کہ اُسنے
مجکو دیکھ لیا اب نکلکر لڑلو اگر اسکا وار چلا تو ہمارا خاتمہ ہے اگر ہمارا وار چلگیا تو اسکو مار لیا کچ کھینچی
جا پڑا منم برق فرنگی کہکے کرچ کا وار کیا بھلا مسرور اسکا وار کب کھاتا ہے اُف کرکے ایک دو ہتڑ زمین پر
مارا برق فرنگی لڑکھڑا کر گرا تڑپنے لگا مسرور نیمچہ کھینچکر چلا کہ ہاتھ مارون پشت سے آواز آئی کیا کرتا ہے
پلٹ کے دیکھا تیز رفتار آتا ہے جی مین کہتا ہے کہ یہ بھی کوئی عیار ہے پلٹکر آواز دی آیئے آیئے مین تو آپکا
بہت مشتاق تھا تیز رفتار سامنے آچکا سوچا کہ اگر جاؤنگا تو بھاگ نہ سکونگا گرفتار ضرور ہو جاؤنگا

ذرا اُرکا بس رُکتے ہی مسرور نے ایک دو پتھر مارا کہ او مکار ایک مرتبہ تو مین دھوکا کھا چکا ہون پھر تو
تیز رفتار بنکر آیا دو پتھر بھی زمین پر مارا یا سامری کہکے مُنھ سے شعلۂ آتش بھی چھوڑا وہ شعلہ آتش فوراً
تیز رفتار کے مُنھ پر پڑا رنگ و روغن عیاری کا جلگیا دیکھا خواجہ عمرو ہین ایک قہقہہ مارا کہ ساربان زادے
شاگرد کے قید ہونے پر تاب نہ آئی یہ نہ سمجھا کہ ایک مرتبہ تیز رفتار کی شکل پر دھوکا کھا چکا ہون پھر کیونکر
دھوکا کھاؤنگا مگر بیقراری مین دوڑ پڑا اب کہو میرے ہاتھ سے کیونکر بچوگے مین تو اسی فکر مین تھا کہ تشکر
کا تو خاتمہ کیا عیار بچ رہینگے تو فتور کرینگے خداوند سالوس خداوند برحق ہی اُسنے پہلے ہی فرمایا تھا کہ مین سب کا
خون تیرے سپرد کرتا ہون سچ ہے مین یہان لغمان زرد پوش بھاند پڑے قدرت کے تو مزاج مین لحاظ
ہی کہا دہ تقدیر کیجیے کہ جو تقدیر پلی ہوئے برق کی تو فکر مین مین تھا ہی مگر میان عمرو تم بھی ملے عمرو نے ہاتھ
جوڑ کر کہا ای مسرور سُن مین نادان نہین ہون ایک مرتبہ بشکل تیز رفتار تجکو دھوکا دیچکا تھا اس
صورت پر اسواسطے آیا کہ آپ مجکو پہچانین اور گرفتار کرین صدہا ملک ساحرون کے مین نے دیکھے مگر
آپ ایسا یکتا ساحر نہ دیکھا تھا آپ کی تابعداری کرنا چاہتا ہون اسوقت خاص اسواسطے آیا کہ آپ مجکو
گرفتار کرین مجھ ایسا غلام جو خدمت مین رہیگا ہفت اقلیم مین قبضہ کرا دونگا بلکہ کسی مقام پہ چلکے دعوی
خدائی کرنا مین نائب بنکر ڈھونڈھونگا لاکھون آدمی سجدہ کرینگے خدائی رونق پکڑیگی آپ کو معلوم ہوگا حمزہ
ایک مجاور زادہ مکہ ہی میں پہنچ اس مرتبے کو پہونچا یا ہفت اقلیم پر اُسکا قبضہ ہوا الغرض ایسے مردود کو بھگایا
اب طبل یکتائی بجا رہا ہی اور جب تک مین نہ شریک ہونگا اس فتح کو فتح نہ سمجھنا عیاران اسلام میرے
شاگرد اپنے اپنے ملکون کے افسر ہین سب عیاریان کرینگے مین جو آپ کی خدمت مین ہونگا تو سب کو
پہچانکر گرفتار کرا دونگا اسطرح عمرو نے یہ باتین کہین کہ مسرور کے دل مین مزا آگیا پھر عمرو نے کہا اے
مسرور ایک معشوقہ ایسی دون کہ چشم فلک نے نہ دیکھی ہو ناموس حمزہ باغ بیخزان ہی کیا کیا
پریزادان در در گوش مرصع پوش ہین اُمنین سے ایک شاہزادی معقول چنکر تجکو دونگا مسرور کے
مُنھ سے نکلا اُسکا نام کیا ہی عمرو نے کہا ملکہ مہر گہر تاجدار ہمشیرۂ ملکہ مہر نگار اکثر تمھارا ذکر کیا کرتی ہی
اور یہی اُسکا قول ہی کہ شوہر میرا جادوگر ہو کبھی شاید تمکو بھی دیکھا ہوگا یا تصویر کسی سوداگر سے
مول لی ہی تمھارے اُسکے خوب بنیگی ای مسرور میرا قتل کرنا بہتر نہین ہی ہزارون کام مجکو آتے ہین
آتشبازی ایسی بناتا ہون کہ گلہاے رنگارنگ پیدا ہون شمعین ڈھالتا ہون کہ روشنی اُسکی دیکھکر
آنکھون مین چربی چھا جائے روشن کرو تو یہ معلوم ہوئے کہ شعلے پر اُسکے ایک پری ناچ رہی ہی اور ہزارہا
کام کس کس کا ذکر کرون میرے حال آپ پر کھلجائینگے مین مدت سے حمزہ سے بیزار ہون مسرور کو
باتون سے عمرو کی ایسا مزا ملا ہنس ہنس کے کہتا ہی خواجہ سچ کہتے ہو دیکھو اپنے قول سے پلٹنا نہین مین بھی
تمھارا وہ مرتبہ کرونگا کہ شاہان عالم رشک کرین عمرو کہتا ہی بھلا حضور مردون کی بات مین فرق بھی
ہوتا ہی جو کہتے ہین وہ ہی کرتے ہین آپ کو خداوند بنا کر بٹھائین ہفت اقلیم مین عملداری ہو تب آپ
کہین کہ عمرہ رفیق ملا جس بادشاہ کے مقابلے مین جائیے گا اُسکو خراکرنے آؤنگا آپ کو لڑنے نہ دونگا
یہ باتین ہو رہی ہین کہ پشت سے آواز آئی کہ او مسرور پھر دھوکا کھاتا ہی ساربان زادہ باتین بناتا ہے
جلد قتل کر مسرور نے پلٹ کے دیکھا خداوند چلے آتے ہین مسرور نے جھککر سلام کیا سالوس نے کہا

اوگدھے احمق ساربان زادے کی باتون پر جاتا ہی ارے انھین باتون مین اسنے ملک کے ملک تباہ کر دیے بڑے بڑے ساحر مار گئے عنظلی آباد کہ جہان سترہ لاکھ جادوگر رہتا ہی اُس ملک کو اس ظالم نے تباہ کیا ارے اس سے بات کرنا بہتر نہین تو ایسا گھُل مل گے باتین کرتا ہی قدرت کو فرشتون نے خبر دی قدرت کو تردد ہوا کہ خود چلنا چاہیے آخر تیری محبت مین دوڑ آیا مسرور جھک جھک کے سلام کر رہا ہے کہ یا خداوند آپ نے بڑا احسان کیا کہ سرفراز ہوا سالوس برابر مسرور کے آیا کہا جب قدرت سے فرشتون نے آکر خبر دی تو قدرت نے پکار کر کہا کہ تو یار دغضب ہوا مسرور کو عمرو نے پھر باتون سے مسرور کیا یہ کہکر کہا تو غضب ہوا تیری محبت سب کے دل مین ہی خدا اُنھی بھی آتی ہن مسرور خوش ہو کر پلٹا جیسے ہی پلٹا سالوس نے نعرہ کیا نعرۂ قران

جہان سر بہاب در خنجر گذاری | سریع السیر چون باد بہاری
بمیدان اژدر آتش فشانم | منم مہتر قران شیر ز یانم

نعرہ کرکے بغدہ مار اسر پاش پاش ہوا لڑکھڑا کر گرا خواجہ عمرو و برق اُٹھکر بھاگے عمرو نے پلٹکر مسرور کی دھوتی کھینچلی کپڑے اُتار نے لگے سنگباری برفباری ہو رہی ہی حرز ہیکل جھولی سے مسرور کے نکالی جھولی تو اپنی زنبیل مین ڈال لی حرز ہیکل لیکر بھاگے یہان لشکر اسلام پر آگ برسنا بھی موقوف ہوئی مغیلان بھی جا پڑا تھا عمرو نے آکر حرز ہیکل صاحبقران کے گلے مین پہنا دی سب سحر مسرور کا دفع ہوا صاحبقران اُٹھے اور نعرہ کیا نعرۂ حمزۂ صاحبقران

امیر عرب ضیغم روزگار | بن کافران از جہان پاک کرد
بحکم خدا بستہ شمشیر چار | سر سرکشان جملہ در خاک کرد
بیلی تیغ صمصام و قمقام نام | بیلی تیغ عقرب بیلی ذو الحجام

صاحبقران کے جو نعرے کی صدا بلند ہوئی زمین کانپی مغیلان یا تو لڑ رہا تھا بیٹھا اُن کو قتل کر رہا تھا یا پلٹ کے دیکھا کہ صاحبقران لڑتے ہوئے آتے ہین اسنے سحر کیا پلٹکر امیر پر تاثیر نہ ہوئی گھبرا گیا کہتا ہی ارے یار و مسرور کو کسنے مار ا ساحرون نے آکر خبر دی برق و عمرو کو گرفتار کرنے گئے تھے لاشہ اُنکا نخلستان مین پڑا ہی چند ساحر گئے لاشہ مسرور کا اُٹھا کر لائے مغیلان نے دیکھا سر پھٹا ہوا لاشہ برہنہ ملا کہا یار و جسے عمرو مارتا ہی کپڑے اُتار لیتا ہی افسوس کر رہا تھا کہ صاحبقران قریب آکر پہونچے یہان جن سردارون پر مینہ برسا تھا بیہوش پڑے تھے مرتے ہی مسرور کے کلمہ پڑھتے ہوئے اُٹھے نعرے کرکے کفار پر جا پڑے ایک ایک نے دس دس ساحرون کو مار ا کسی پر نیزہ کسی پر تلوار ماری کسی ساحر کو لپٹ پڑے سر کھینچ لیا عمرو نے بھی عیارون سے اشارہ کیا ہان یار و تم کیون بیکار کھڑے ہو یہ حکم عیارون نے پایا حقہ ہاے آتشبازی کمر سے نکالے دنا ٹا دسنا ٹا حقہ ہاے آتشبازی کا بلند ہوا جب حقہ ہاے آتشبازی چلے دو ہزار ساحر جلکر رہگئے صاحبقران سے مغیلان سے مقابلہ پڑا مغیلان نے کئی سحر کیے مگر بسبب حرز ہیکل کے تاثیر نہ ہوئی مغیلان جھلا رہا ہی صاحبقران برابر پہونچے اُسنے ہاتھ تیغہ سحر کا مار ا امیر نے تیغہ عقرب سپر رد کا امیر نے اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکے وار کیا اُسنے سپر سحر اُٹھا دی سپر سحر کٹی تڑاپکر تلوار سر پر گری سر مغیلان کا زخمی ہوا اپنے کو گرا دیا طائر بنکر بلند ہوا آواز دی یار و ہٹ آو لشکر ساحران بھاگا سالوس نے حکم دیا کہ طبل بازگشت پر بھی چوب پڑے طبل بازگشت بجا لشکر صاحبقران علیحدہ ہوا سالوس پلٹا تھا کہ مغیلان آکر پہونچا سر زخمی خستہ و شکستہ حیران و پریشان سالوس نے پوچھا ای مغیلان یہ کیا ہوا کہا یا خداوند بڑا ملال اُٹھایا مسرور مار ا گیا بڑا رفیق میرا مرا ساحر زبردست جہان دیدہ کار آزمودہ اُسکا مرنا مجھپر بہت شاق ہوا جو اُسنے کہا تھا وہ کرکے دکھایا پہلوان تھا

صاحبقران سے لڑا حرز ہیکل لیکر دیکھیا مگر عیارون کا ایسا بچا کیا کہ وہان سے زندہ نہ پلٹا یا خداوند مرنا میسر ورنہ
بالا بالا نہ جائیگا یہ خون ضرور رنگ لائیگا ایک ہفتے کی قدرت سے مہلت مانگتا ہون اندر اسی ہفتے کے وہ سحر
تیار کرون پہلے حمزہ کو مار لون اب میرے ہاتھ سے یہ لوگ کہان جائینگے سالوس نے کہا قدرت بھی اب
تقدیرین مضبوط کرینگے تمکو آٹھ دن کی مہلت دی مغیلان تو جاکر ہونخانے مین داخل ہوا سحر تیار کر رہا ہے
صاحبقران جو پلٹکر آئے عمرو کو بہت بھاری خلعت ملا عمرو نے برق سے کہا بیٹا تلاش اسم اعظم کی ضرور
کرنا چاہیے برق نے کہا کچھ پتہ بھی لگایا ہے خواجہ و برق و قران تلاش مین اسم اعظم کی نکلتے ہین منظور ہے
کہ جاکر ناہید سے پوچھین صاحبقران کو خبر ملگئی کہ آٹھ روز طبل جنگی نہ بجیگا صاحبقران بھی مصروف
اہتمام لشکر ہوئے سب کو اس حال مین چھوڑو

دو کلمہ داستان سکندر زرین پوش زرین علم کہ سہراب جادو نے معجوق کوہ پیکر کو برائے مقابلہ سکندر روانہ کیا اس سے مقابلہ پڑنا معجوق کا راہ مین اپنی معشوقہ سرسر جادو کو خبر کرنا اُسکا وقت پر آنا اور پہونچنا سوسن و گل اندام کا وقت پر اور قتل ہونا سرسر کا اور شکست معجوق و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا - ساقی نامہ مصنف

بیا ساقیا جام صہبا بده — که جام ملبب بر ما بده
بیا ساقی ماه طلعت بیا — بیا صاحب جاه و شوکت بیا
ز دیدار رویت شوم بهره مند — بنویسم باوصاف او سطر چند
بیا ساقی ای ماهوش بے نقاب — ز مینائے گلگون بیار آفتاب
بُرخ ماه چرخ جلالت شعار — قدت سرو گلزار عز و وقار
سمن بو شکر لب دل آرام من — زہی مقدم عیش انجام من
منم قمری سرو بالائے تو — بیا بر سرم چشم من جائے تو
توئی رونق محفل عاشقان — توئی شمع بزم فصاحت نشان
بدل اشتیاق تو ای سیمبر — بہ ہجر تو بیتاب و غمگین قمر
دلم مثل ماہی تپد در فراق — ستم کرد این چرخ نیلی رواق
ز ہجر تو بیتاب ہجران نصیب — فرح دور شد وائے حرمان نصیب
بده ساقیا جام آتش فشان — که در بزم رندان شود امتحان
غبار درش سرمۂ چشم من — بہ پیش قدت پست سرو چمن
دہن غنچۂ گلشن دلبری — شکر لب سمن بر بصورت پری
دو ابروے او خنجر آبدار — نگاہت کند صید ہوش و قرار
ز رفتار قلب و جگر پائمال — بہر ہر قدم گشته سر پائمال
منم عندلیب گل روے تو — معطر دماغم ز خوشبوے تو
ز خود رفته ام ناز رفتار تو — منم محو دیدار و گفتار تو
منم مائل روے زیبائے تو — نہال بہشت است بالائے تو
قمر داستان جلالت شعار — رقم گشت از لطف جاه و وقار

چہرہ طے کنندگان مرحلہ ظلمات نشان جرأت و شوکت و مہمیز کنندگان مراکب صبا رفتار صولت و جلالت داستان
سکندر بعید گرد فریون تحریر فرماتے ہین شعر نویسم یکے قصۂ دلفریب + بگیرم ز عشاق صبر و شکیب + سابق
مین تحریر کرچکا ہون کہ شاہزادہ سکندر زخمی ہوکر ایک صحرا مین پہونچے عادان قزاق وہان کا حاکم تھا
اُسنے اپنے یہان رکھا پھر صندلان خود سر سے مقابلہ پڑا صندلان کو زیر کیا پھر عیار
ریحان ملکہ گل اندام دختر صندلان کو چھڑا لیگیا عیار سے بھی فساد ہوا سکندر نے آکر ان سب کو زیر کیا
ریحان قتل ہوا ہمامے دوندہ کو قلعہ کا حاکم کیا دختر ریحان کی شادی ساتھ ہمامے دوندہ عیار
کے ہوئی اب عادان قزاق و صندلان خود سر کو لیکر شاہزادے نے کوچ کیا راہ مین خبر ملی کہ

ملکہ نسیم آتشخو و شاہین بلند پرواز و ملکہ گلشن سحر طراز کو آکر سحر العجائب و مصر الغرائب گرفتار کر لیگئے یہ خبر سنکر شاہزادہ دو منزلہ سہ منزلہ کرتا ہوا چلا لیکن معجوق کوہ پیکر کو سہراب نے برائے مقابلہ سکندر روانہ کیا تھا وہ دولاکھ فوج سے منزلون کو طی کرتا ہوا آتا ہی ایک صحرائے سبزہ زار مین آکر فروکش ہوا بارگاہ مین اپنی بیٹھا ہی عیار اسکا صبائے صبادم حاضر خدمت ہی جام صحبت شراب و کباب مہیا کرے آبدیدہ ہوکر معجوق نے کہا ای صبائے صبادم کیا کرون افسوس ہی کہ ملکہ سرسر جادو کو خبر نہ ہوئی وہ ہمارے مکان پر جائیگی جب ہمکو نہ پائیگی کیسی ملول ہوگی ابھی بھی یہ کیفیت ہی نظم

جوش جنون نے زرد کیا جب ہرے ہوئے
خط پر جو آئینے مین پڑی ہی نگاہ یار
چہرے پہ سبزہ آہو مین کیا کیا ہرے ہوئے
آرایش انکے حسن کی موقوف کب ہوئی
کوچے مین یار کے ہین کبوتر ہرے ہوئے
دینے مین جام کے ہی تامل کا کیا سبب
تربت سے اپنی بید مولد ہرے ہوئے

ناقوس مین سے آئی صدا ای ہو اغفور
آہوئے چشم مست ہین سبزے چرے ہوئے
مہندی لگانے کا جو خیال آیا آپ کو
لوچے گئے درخت حنا جب ہرے ہوئے
وہ صید سخت جان ہون ہین جسپر ہزار بار
ساقی شراب سے ہین قرابے بھرے ہوئے

دو دن کی زندگی مین رہے ہم ہرے ہوئے
ہم سنگدل سے گئے جو خدا سے ڈرے ہوئے
شوق شکار جھکو جو ای ترک ہی سنا
سوکھے ہوئے درخت حنا کے ہرے ہوئے
کیا ہونگے لیکے خط کو مرے راہ مین تباہ
خالی ہوئے ہین تیرون سے ترکش بھرے ہوئے
بعد فنا بھی عشق کا آتش اثر رہا

صبائے صبادم نے عرض کی اگر حکم ہو مین جاکر ملکہ کو خبر کردون فورا تشریف لا مینگی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی صبائے صبادم نے دیکھا کہ ملکہ سرسر جادو تخت پر سوار بدحواس چلی آتی ہین عیار نے عرض کی لیجیے ملکہ عالم آگئین معجوق کھڑا ہو گیا کہا ای ملکہ عالم آئیے سرسر جادو ایک ساحرہ نوجوان گال پھولے ہوئے سینے پر بڑی بڑی چھاتیان ہوئی کمر پتلی ابھرا ہوا تخت سے اتری معجوق نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ملکہ عالم اسوقت تمھارا آنا باعث خوشی ہوا مین ابھی ذکر ہی کر رہا تھا سرسر نے منھ لٹکا لیا کہا صاحب ہم تمسے نہین بولتے تمنے ہمکو خبر نہ کی اور کوچ کرکے چلے آئے آج ہمکو بڑی تکلیف ہوئی تمھارے قلعے پر گئے دیکھا مکان ویران پڑا ہی ملازمون نے خبر دی کسی کے مقابلے کو گئے ہین حکم شہنشاہ آیا کہ جاکر سکندر کو گرفتار کرو معجوق نے کہا مجھے تردد ہی مجکو پہلے ہی خبر پہونچ چکی کہ وہ جوان نہایت زبردست ہی ہر چند کہ خورد ہی مگر گرد ہی ریزہ ہی مگر پر شیزہ ہی بڑے بڑے پہلوان اُسنے زیر کیے حکم شہنشاہ یہ ہوا ہی کہ اسکی مشکین باندھکر روانہ کرو ای جان من کوئی چارہ نہین سرسر نے کہا مین بھی چلون بروقت مقابلے کے اُسکا زور گھٹاؤن تمھارا زور بڑھاؤن سحر سے گرفتار کرا دون معجوق نے کہا اسکی کیا احتیاج ہی جاتے ہی مشکین باندھونگا مین نے بڑے بڑے پہلوان زیر کیے وہ تو ابھی صاحبزادہ ہی جنگ نا دیدہ میوۂ نارسیدہ اُسکا زیر کرنا کتنی بڑی بات ہی عیار نے اُسی وقت صحبت شراب و کباب مہیا کی دونون بیٹھکر شراب پینے لگے عیار سامنے حاضر ہی فرمایش سے سرسر جادو کی یہ اشعار پڑھ رہا ہی نظم

بیرون کشیم رخت کہ صحرا مبارک ست
در قتل ما مضائقہ خوبان چہ حاجت است
بیرون مرو ز دیدۂ من جا مبارک ست
یار عزیز باعث عمر دو بارہ است
در بر اگر کمند سراپا مبارک ست

بوے ز زلف یار بجان تیغ می کشد
مارا مبارک است شمارا مبارک ست
زخمی زدی کہ تا دم پیری کہن نشد
یوسف خریدن تو زلیخا مبارک ست
مسموم ست دیدن در انبائے روزگار

دیوانہ ایم شہر بما نا مبارک ست
ای دل بدزد شانہ کہ سودا مبارک ست
در چشم من نشینی و گردی شکار خلق
دست تو ای جوان چہ قدر ہا مبارک ست
عریان تنان عشق ز خاک حریم دوست
واقف گدائی در دلہا مبارک ست

دونون کے دماغ تر رات بھر جلسہ رہا صبح کو **معجوق** نے کہا اب تمکولات و منات کے سپرد کرتا ہون اسی ہفتے
عشرے مین پلٹکر آؤنگا پہلے تمھارے قلعے پر آکر ٹھہرونگا اُس جوان کو بھی لیتا آؤنگا سر پر جادو رخصت ہوئی
مگر چلتے چلتے کہگئی کہ ای **معجوق** اگر دیر لگیگی تو مین ضرور آؤنگی تمنے جو نام لیا دل کو تردد ہوتا ہی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے
معجوق نے کہا اسپر خیال نہ کرنا مجھسے فنون سپہ گری مین کوئی مقابلہ نہین کرسکتا مین نے بڑے بڑے پہلوان
زیر کیے سرپر نے کہا ای **معجوق** غرور نہ کرو مین نے اُس جوان کی بڑی تعریفین سُنی ہین کہ مدت سے وہ لڑ رہا ہے
بارہ برس کے سن مین ایک ساحرہ سے منسوب ہوا وہ بھی آکر یہان لڑی اب سُنا کہ گرفتار ہوگئی سحر العجائب
و مصر الغرائب خود کوشش کر رہے ہین سرپر یہ باتین کرکے روانہ ہوئی **معجوق** بھی سوار ہوا لشکر کو لیکر
چلا شاہزادہ سکندر چالیس کوس کی منزل کرگئے آئے ہین سب لشکر والے خستہ و شکستہ ہو رہے ہین کہ صحرا سے
گرد اُڑی دیکھا کہ ایک پہلوان قوی تن و قوی من گینڈے پر سوار پشت پر دو لاکھ اہالیان فوج مسلح و مکمل
اسی جانب آتا ہی آکر سامنے اُتر پڑا بارگاہ استادہ ہوئی یہ مغرور ٹہلتا ہوا داخل بارگاہ ہوا اصباے صبا دم
عیار سے کہا دیکھ تو یہی لشکر سکندر کا ہی بعد تھوڑی دیر کے عیار نے خبر دی کہ حقیقت مین یہی لشکر سکندر
ہی یہ سنکر **معجوق** خوش ہوگیا کہا یارو آج سفر میرا تمام ہوا کوئی سکندر کو اتنا پیغام پہونچادے یہ مجکو بڑا
خیال ہی کہ جوان کمسن ابھی اُسنے دنیا مین کیا دیکھا ہی اگر میری اطاعت کرے تو اپنے لشکر کا بادشاہ کردون
عیار نے کہا حضور نامہ دین مین جاؤن **معجوق** نامہ لکھوانے لگا کہ ایک جوان **کلک نیزہ باز** اپنے دنگل سے
اُٹھا کہا حضور غلام آپ کا جائیگا ایسے مقام پر عیار کے جانیکا کام نہین ہم طریقے سے کلام کرینگے باتون مین
سمجھا بھی دینگے اگر یون بھی نہ مانے تو کان پکڑکر لیتے بھی آئین عیار بیچارہ قاصد بنکر گیا تو کیا فائدہ ہم سب طرح
پر جواب معقول لائینگے ہمارے سامنے کیا جواب دیگا ہماری باتین سُنکر شرما جائیگا مین سمجھا کر لے آؤنگا
سرکار کُھولین یہ کہکے اُٹھا نامہ دوبلغے سے باندھ لیا بل کرتا ہوا چلا اپنے سامنے کسی کو موجود نہین جانتا یہان
شاہزادۂ سکندر بارگاہ مین جلوہ فرما ہین جواہر مگس پرانی کر رہا ہی کبھی ٹھنڈھی سانس بھرکر فرماتے ہین
کہ کیون جواہر مقدمۂ ملکہ نسیم آتشخو مین کیسی ہوا چلی جب خیال آتا ہی کیسے دل کے ٹکڑے ہوتے ہین کہ ملکہ پر
کیا گذری ہوگی اپنی تو یہ کیفیت ہے نظم

بخشید بہ یعقوب نبی روشنی چشم
در باغ خرد داغ جنون نشو و نما داشت
شد جنگ میان غم و شادی بسر ہم دو سہ شب
ہر صبح جہان تاب چو شامی ز رفقا داشت

سودای تو تا بر سر سودا زدہ جا داشت
زان نکہت پیراہن یوسف کہ صبا داشت
گر نالۂ من پردہ نشین بود ز تاثیر
شادی طرب شادی غم جانب ما داشت
مخفی بدل حوصلۂ صبر تو نازم

خورشید جہانم بجہان قبلہ نما داشت
بر باد گل روے تو دوش از گل اشکم
در پردۂ ہر پردہ دو صد پردہ کشا داشت
از دوست بد و نیک جہان چند شکایت
لیکن شیوہ نہ ایوب در آئین جفا داشت

جواہر کہ رہا ہی ای شہریار بقول شاعر اپنی فکر واجب و لازم ہی **فدای دوست بر جنازۂ دشمن چو بگذری +**
شادی مکن کہ بر تو ہمین ماجرا رود + اُن ظالمون سے مقابلہ ہی کہ جنکے سامنے رستم اور پیر زال برابر ہے
جب انھون نے ایک سحر کیا رستم و پیر زال دونون برابر ہوگئے **کوکب روشن ضمیر** کے ہمسر ہین انتہا
غرور یہ ہی کہ سحر نہین کرتے اشارون مین اُنکے کام ہوتے ہین ایتو انھون نے سحر کو خوب حاصل کیا ہے
تحفہ جات طلسمی دستیاب ہوئے سحر و ساحری مین نایاب ہوئے جس دن وہ بیچ کا قصد کرینگے اس دن مشکل
ہوگی جس دن وہ آ پڑینگے اُس دن کون جواب دیگا خبر معلوم ہوئی کہ ملکہ نسیم وغیرہ کو سحر کرنیکی نوبت

نہین آئی کہ گرفتار ہوگئین یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی یہ جو پہلوان ابھی آکے اُترا ہی اُسنے ایلچی بھیجا ہی بڑا پہلوان مغرور معلوم ہوتا ہی سکندر نے کہا آنے دو کلاک نیزہ باز اندر آیا بطریق سامری پرستون کے سلام کیا یہان کسی نے جواب بھی نہ دیا دنگل ملا اُسپر آکر بیٹھا سکندر کو بنگاہ ذلت دیکھ رہا ہے لوگون سے پوچھتا ہی آپ سب صاحب کے یہی یہ سالار ہین مگر عادان قزاق کو دیکھکر کانپ جاتا ہی لوگون سے پوچھتا ہی اس جوان کو تمھارے آقا نے زیر کیا ہی یہ آواز کان مین عادان کے پڑی عادان نے کہا اس جوان سے پوچھ ہم ایسے صدہا غلام ہین ہماری کیا حقیقت ہی کلاک چپ ہو رہا سکندر نے ساقی بچے کی طرف اشارہ کیا ساقی نے جام دیا کلاک نے جام کو پیا جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا تو پکار اُٹھا کہ منم نامہ دار منم نامہ دار یہ سُنکر سکندر نے فرمایا بھئی کسکا نامہ لائے ہو عرض کی پہلوان دوران گرشاسب جہان معجوق کوہ پیکر کا سکندر نے کہا کہ لاؤ مگر عادان سے نگاہ مل رہی ہی شاہزادہ نامہ پڑھنے لگا پہلے تعریف سامری و جمشید بعد ازان صفت شاہان طلسم اُسکے بعد اپنی تعریف مین ایسا پہلوان ہون اور اتنا بڑا جوان ہون اُسکے بعد لکھا تھا کہ ای شاہزادۂ سکندر تمسے بڑی خطا سرزد ہوئی کہ قیدخانے سے بھاگ گئے یہ چند مفلوک ساتھ لیکر جو چلے ہو انکا کیا بھروسا ایک للکار مین سب بھاگ جائینگے لہذا بہتر یہ ہی کہ ہمارے پاس چلے آؤ خطا بھی معاف کرا دینگے عہدہ بھی دلا دینگے کلاک نیزہ باز ہمارا پہلوان آتا ہے اسی کے ساتھ چلے آؤ اگر اسکے خلاف کیا تو مین بہت بُری طرح پیش آؤنگا ہاتھ سے سکندر کے نامہ عادان نے لے لیا کلاک نیزہ باز نے کہا ای جوان تو نے نامہ کیون ہاتھ مین لیا شاہون کا نامہ ہمکو ہر شخص دیکھ سکتا ہی عادان نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی جب سے بیٹھا ہو امجکو بنگاہ خیرہ دیکھ رہا ہی اُٹھ تو احوال معلوم ہو کلاک نیزہ باز نے اُٹھکر تلوار کا ہاتھ مارا عادان نے خالی دیکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کلاک لپٹ پڑا دیکھا کہ تقدیر کا لکھا آگے آیا دونون سے کشتی ہونے لگی عادان نے تیسرے پیچ پر اکھیڑ کر مارا کلاک دھم سے گرا چاہا سر کھینچ لون سکندر نے کہا ہان ہان عادان یہ کیا کرتے ہو تمھارا مہمان ہے اسکے ساتھ کوئی بے اعتدالی نہ کرنا عادان نے چھوڑ دیا عذر کرنے لگا کہا میان کلاک معاف فرمائیے گا تمھارا غرور ہمکو ناپسند ہوا اس وجہ سے یہ بات ہوئی تم ہمارے مہمان عزیز ہو کلاک کچھ جواب نہین دیتا سکندر نے نامہ لیکر اُسکی پشت پر جواب نامہ جنگ لکھا کلاک نیزہ باز کو دیدیا کلاک چپکا نکلا اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر سامنے معجوق کوہ پیکر کے آیا کہا حضور وہ لوگ تو بڑے سرکش ہین نامہ پڑھکر اُس جوان نے اشارہ کیا دس بیس آدمی مجکو لپٹ گئے مگر اُس جوان نے منع کیا مین نے بھی اپنی جان بچائی دیکھا کہ محل مناظرہ نہین ہی اُن لوگون مین یہ بات بدی ہوئی ہی ایک کو کوئی کچھ کہے تو سب شریک ہوجاوین یہ سُنکر معجوق مثل ابر گرگڑا یا غصے مین پیشانی پر پسینا آیا نامے کو دیکھکر اور زیادہ بگڑا کہا اُسنے جواب نامے کا جنگ کیا سمجھ کے لکھا سب نے کہا حضور قضا نے لکھوایا آپ نے تو اُسکے واسطے بہت بہتری تجویز کی تھی مگر قضا دامنگیر ہی معجوق نے غصے مین حکم دیا کہ طبل جنگی بجے اُسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے تو سکندر کے حاضر تھے خبرین لیکر پہونچے ہاتھ اُٹھاکر دعا ے نامدار رازی

نظم

تا بلبل طبع دارد آہنگ غزل — تا دل خواند قصیدۂ طول عمل
شمشیر تو پیش مصرعہ تیغ اجل — باشند ز بیاض گردن دشمن تو

شہریار عالم کی عمر دراز رہے معجوق بہت بلبلا رہا ہی طبل جنگی اُسنے

بجوا دیا عادان نے عرض کی غلام اُس سے مقابلہ کریگا اُتکی بھی گردن لیگا سکندر رنے فرمایا ای برادر اگر
اُسنے مجمل آواز دی تو تمکو اختیار ہی ورنہ بعنایت خداوند سنجر ہم مقابلہ کرینگے عادان نے عرض کی
یہ تو غلام پر بہت شاق ہی آپ ہر کس وناکس سے مقابلہ کرین غلامان جانباز کس دن کے واسطے ہین
سکندر رنے حکم دیا ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجے اب لشکرون مین تیاریان ہونے لگین معجوق کے یہان
بڑی تیاری ہی تمام سردار اسکے آپسمین کہہ رہے ہین کل ان سنجر پرستون کو قتل کرکے سب اسباب
لوٹینگے سُنا ہی کہ بڑا مال جمع کرکے آیا ہی لشکر سکندر بہت کم لشکر معجوق بہت کلاک نیزہ باز عرض کر رہا ہی
ای شہریار وہان تو دس بیس آدمی مجکو لپٹ گئے مین نے اپنی جان بچائی جو اس حال سے آگاہ ہو چکے ہین وہ
کہتے ہین یارو میان کلاک کی تقدیر کا لکھا پیش آیا نہ دس لپٹے نہ بیس لپٹے عادان قزاق نے انکو دے مارا
اُسی نے سکندر رکو سکندر رنایا ہی کلاک کہہ رہا ہی مین تو سکندر رسے لڑونگا وہ لڑکا ہی لڑکے
باندھ لونگا چار پہر رات گذر کر سکندر رزرین آفتاب عالمتاب نے راہ ظلمات کو بڑے تکلف سے طی کیا
تسخیر کرتا ہوا فوج ثوابت وسیارگان کو شکست دیکر مع فوج ضیا وشعاع چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا
تمام عالم کو روشن کیا جلوۂ رخسار شہنشاہ سے تمام میدان نورانی ومنور ہوا لشکر جانبین کے میدان
مین آنے لگے سکندر ربرآمد ہوئے کوتل مرکب قریب قریب سوار و پیدل فوج کے دل کے دل علمہای
زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے طبل وبوق بج رہے ہین کہ سکندر رنے دیکھا آمد آمد فوج معجوق کوہ پیکر
کی شروع ہوئی کلاک نیزہ باز نیزۂ خطی ہلاتا ہوا میدان کارزار مین پہونچا لشکر کو آراستہ کرنے لگا
کہ معجوق کوہ پیکر بھی آکر پہونچا قلب لشکر مین ٹھہرا جب صفین درست ہو چکین نقیبون نے نقابت کی
کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے کہ کلاک نیزہ باز نے اپنا گینڈا بڑھایا سامنے معجوق کے آیا دست بستہ عرض کی
اجازت میدان معجوق نے کہا تم نہ جاؤ تمہارے واسطے ایک مرتبہ صورت ذلت کی ہو بھی چکی ہی اب
تم میدان کارزار مین کسواسطے جاتے ہو کلاک نے کہا حضور مین لڑکے سے لڑونگا جب افسر کو زیر کیا
پھر اُس قزاق کی کیا حقیقت باقی رہی بمشکل معجوق نے اجازت دی کلاک نیزہ باز گینڈا اُڑاتا ہوا
نیزہ چمکاتا ہوا میدان کارزار مین آیا سلح شوری دکھا کر آواز دی سکندر رکہان ہی آکر ہمسے مقابلہ کرے
عادان نے گینڈا بڑھا کر عرض کی غلام کو اجازت ہو مین جاکر مقابلہ کرون اس جوان کی مشکین باندھکر
لاؤن حضور کو یاد ہوگا کل تیسرے پیچ پر مین نے اسکو مارا یہ تو نہایت بودا ہی سکندر رنے کہا وہ
میرا نام لیکر پکارتا ہی جانا میرا واجب ولازم ہی ہر چند سردارون نے کہا مگر سکندر رنے نہ مانا یہی
کہا کہ بعنایت خداوند سنجر جاکر اسکو پاس سامری وجمشید کے پہونچاتا ہون یہ فرما کر مرکب صف سے نکالا
کلاک نیزہ باز دیکھ رہا ہی کہ طرف سے لشکر سکندر رکے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک جوان کمسن آفتاب جمال
خورشید مثال پگڑی جمی ہوئی گھوڑے کو اڑاتا ہوا آتا ہی مرکب صبا رفتار کندا مثل ماہ نو کیے ہوئے اپنے
سوار کو اپنی پشت پر اس لطف سے لیے ہوئے رو مین آتا ہی اگر جام آب ہاتھ مین ہو قطرہ زمین پر نہ گرے
سُبکروی وہ کہ آنکھون مین پھرے اگر دامن گل پر قدم پڑے نشان نقش پا ثابت نہ ہو اگر کسی نے
دیکھ بھی لیا نشان سم پر شک ہو آفتاب تھا تیز روی مین انتخاب تھا اگر دریا مین روانی دکھائی سر حباب پر
قدم پڑے تو حباب نہ ٹوٹے نظم

وہ چہ مرکب چو برق یا بادے	طرفہ دیوانہ و پریزادے

خوش خرامے ز آب نازک تر | تیز گامے چو برق نازک تر | نرمے گوشش و نرمی کاکل
دستہ بید و دستہ سنبل

نیزہ ہلاتا ہوا خود سر برج اس کر و فر سے مقابلے مین کلاک کے آگے
وہ شیر بیشہ جرأت پہونچا آپس مین تگاور چلی چھ قدم گینڈا کلاک کا تین قدم مرکب سکندر کا پیچھے ہٹا بقول
شاعر عنان تگاور بہ دولت سپرد + نمودہ قوی دست راو دست برد + کلاک نے کہا ای جوان کل تیرے
رفیق نے مجکو ذلیل کیا آج تو میرے ہاتھ سے ذلیل ہوگا سکندر نے کہا او نامرد کل بھی تیری جرأت
کو دیکھ لیا کلاک نیزہ باز پیچھے ہٹا نیزہ مارا سکندر نے نیزے کو رد کا دونون مین نیزہ چل رہا ہے
سب تعریف سکندر کی کر رہے ہین لڑتے لڑتے ایک مقام پر سکندر نے نعرہ کیا او کلاک نیزہ باز
ہوشیار ہو جا کلاک نے اپنے کو سنبھالا سکندر نے اس کن سے نیزہ مارا کہ سینۂ پُر کینے پر کلاک کے پڑا
پشت کو توڑ کر پار گذرا اُٹھا کر زمین پر مارا استخوان چور چور معجوق نے جو یہ دیکھا تھرا گیا ایک چیخ ماری
کہ زمین تھرائی کہا یارو اس لڑکے نے مجکو بڑا صدمہ دیا میرا بڑا رفیق مارا گیا یہ کہکے گینڈا بڑھا یار رفقا
نے گھیر لیا سلیم کوہ پیکر و سالم اژدر و روشناد گردن سوار و بہزاد نیزہ دار و فولاد آہن پوش
و دیوس مردار خوار و دشکور کشیرہ چشم وغیرہ نے آگھیر لیا سب یہی عرض کرتے ہین کہ حضور نہ جائین
ہم جا کر دغا کرینگے کوئی کہتا ہے ایک گرز مین خاتمہ کرونگا کوئی کہتا ہے نیزہ اُسکے واسطے کافی ہے کوئی کہتا ہے خنجر
اُسکے خون سے گلنار کرونگا کوئی کہتا ہے دھوکا دیکر کشتی لڑونگا چیر پھاڑ کر پھینکدونگا معجوق نے کہا
یارو کیون اسقدر لاف و گزاف کرتے ہو ایسا وہ جوان نہین ہے کہ ہر کس و ناکس اُس سے مقابلہ کرے اگر زیر ہوگا
تو پھر ما بدولت ہی اُسکو زیر کرینگے یہ کہکر گینڈا بڑھا کے چلا حقیقت مین وہ قوی تن و قوی امن ہے کہ جب اسکا
گینڈا بڑھا زمین کانپنے لگی ہر سمت سے یہی آواز ہے اب اس لڑکے کی جان نہ بچیگی سکندر نے جو معجوق
کو آتے ہوئے دیکھا شگفتہ ہو کر گھوڑے کو بڑھایا آتے ہی تگاور زن ہوئے پانچ پانچ چار چار قدم گھوڑا
اور گینڈا ہٹ آئے معجوق نے گینڈے کو پھیرا جمال جہان آرائے سکندر پر نگاہ پڑی حیران جمال و محو دیدار
ہو گیا سراپا کو دیکھتا ہے کبھی کہتا ہے ای شیر بیشۂ جرأت و ای یکہ تاز میدان جلالت اگر تو میری اطاعت کرے
اپنے لشکر کا سپہ سالار کرون بلکہ ای جوان میرے لشکر مین بادشاہ نہین ہے تجکو تاج پہناؤن بادشاہ بناؤن
سکندر نے کہا ای معجوق کیا بیہودہ بکتا ہے اگر میری اطاعت کرے تو رونق بارگاہ عجم پرستان قرار دون
ای معجوق فلک سب کو گردش دکھاتا ہے خیال تو کر دارا و کیقباد کیا ہوئے کیسے کیسے سلاطین تھے گردش
افلاک نے پیپا کیے اس دنیا نے کسکے ساتھ وفا کی جتنے صاحبان لیاقت تھے شکایت کرتے ہوئے دنیا سے گئے نظم

اے نفس اگر بدیدۂ تحقیق بنگری
تو نیز بگذرا اے محلت برابری
دنیا زنیست عشوہ دہ و دلستان ولیکہ
این جرم خاک را کہ تو امروز بر سرے
ہاروت را کہ خلق جہان سحر از و برند
بانفس اگر برآئے دانم کہ شلری

در درویشی اختیار کنی بر توانگری
گر پنج نوبت بدر قصر میزنند
با کس بسر نمیبرد او عہد شوہری
آبستنی کہ این ہمہ فرزند زاد و کشت
در چہ فگند غمزۂ خوبان بساحری

ای بادشاہ وقت چو وقت فرا رسد
نوبت بدیگری بگذاری و بگذری
آہستہ رو کہ بر سر بسیار مردم است
دیگر کہ چشم دار داز دہر مادری
مردی گمان مبر کہ بپنجہ است و زور

اس فصاحت سے یہ اشعار سکندر نے سامنے معجوق کے پڑھے خوش بیانی
زبان کی سنکر اور زیادہ معجوق کو محبت ہوئی کہا ای نوجوان جی چاہتا ہے کہ تیری باتین سُنا کرون اگر

امتحان مین مجھسے برابر بھی رہیگا تیری قدر کرونگا سکندر نے کہا یہ میدان کارزار ہے زبان تیغ سے کام لو زیادہ لاف و گزاف نکرو فنون سپہ گری دکھاؤ معجوق نے نیزہ اٹھایا معجوق و سکندر سے نیزہ چلنے لگا دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ کس لطف کی نیزہ بازی ہو رہی ہے ہر چند کہ سکندر کو فنون سپہ گری خاندان صاحبقران سے ابھی نہین پہونچی مگر ذہین طبیعت دار جو استادان کامل نے بتایا اسمین ایجاد کیا ڈانڈ لڑ رہی ہین دو گھڑی کے بعد سکندر نے نیزہ معجوق کا نکالا نیزہ جو ہاتھ سے نکلگیا معجوق کو بڑا غصہ آیا مثل ابر گرگڑا ایا کمر سے تیغہ کھینچا ہاتھ مارا سکندر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا معجوق اپنی بوٹیان کاٹ رہا ہے جب سکندر نے کلائی پر ہاتھ ڈالا معجوق نے گریبان پکڑا گھوڑے سے پیٹ کے بل زمین پر بیٹھ گئے جانبین سے بہادرون نے آواز دی ای جوانان صاحبان شوکت و ای مردان بالیاقت کس لطف کے ساتھ زور ہو رہے ہین مگر یار تمھارے گاؤ زمین سنبھالیگی بے زبان مرجائنگے معجوق نے کہا ای سکندر کیا ارادہ ہے سکندر نے کہا کہ خداوند شجر نے ہاں تمکو تلوار و نیزے سے بچایا اب زور کا وقت آیا مناسب یہی ہے کہ ہمارے تمھارے کشتی ہو معجوق کو دہرا دل سے کہتا ہے آخر جوان کمسن ہے بازی لگا بدا کشتی مین رگڑ کر مار ڈالونگا سکندر نے کہا آئیے دونون کودے آپسمین کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین جوانان باشکوہ مثل آئینہ حیران ہین کہتے ہین کیا جوان بالیاقت ہے روی زمین بھی اپنا مثل نہین رکھتا معجوق ایسے پہلوان سے برابر لڑ رہا ہے یارو ہمکو تو رنگ بیرنگ معلوم ہوتا ہے ایک طور پر کشتی ہو رہی ہے مصنف عرض کرتا ہے واضح رای ناظرین والا مقام ہو کہ دن بھر ایک طور پر کشتی ہوئی غالب و مغلوب ثابت نہوا جبکہ آفتاب عالمتاب بارنگ زرد شکست خوردہ قلعۂ مغرب مین داخل ہوا اور شہنشاہ ماہ تابان نے اپنے جلوس سے تمام عالم کو روشنی بخشی معجوق شاہزادے کو روک کر کھڑا ہوا کہا ای سکندر تمنے بڑا کام کیا کہ مجھ ایسے جوان سے چار پہر لڑے مگر اب واسطے لڑائی کے ہے رات واسطے آرام کے اب کل پھر ہمارے تمھارے مقابلہ ہوگا سکندر نے کہا ای معجوق برسون ہمارے تیرے یونہین رہیگا تصفیہ نہوگا آج ہی فیصلہ کر کے جانا معجوق ہاتھ چھڑا کر الگ ہو گیا کہا مین رات کو نہین لڑتا میری عادت نہین سکندر نے پھر ہاتھ پکڑ لیا معجوق نے ہاتھ چھڑایا دور جا کر کھڑا ہوا کہا ای جوان بس اب مین نہ لڑونگا مجھے رات کے لڑنے کی عادت نہین ہے ہر چند سکندر نے چاہا کہ مقابلہ ہو مگر معجوق گینڈے پر سوار ہو کر طرف اپنے لشکر کے چلا گیا سکندر مجبور و ناچار پلٹے ساتھ والون سے کہتے ہوئے کہ یارو معجوق بھی مرد مردانہ و شیر فرزانہ ہے عادان نثار ہوتا ہے عرض کرتا ہے کہ ای شہریار اسکے جی چھوٹ گئے آپ نے کیسا کیسا چاہا مگر اسنے قصد نہ کیا عادان کو وجد ہے کہتا ہے مین نے ایسے شیر کی اطاعت کی سکندر نے کہا ای عادان خوشی اسوقت ہو کہ طلسم نور افشان پر پہونچین کوکب ہماری کوشش سے رہائی پائین اس دن ہماری مراد برآئے عادان کہتا ہے خداوند شجر آپ کو سر سبز و شاداب کرین آپ کو اس جرأت کا پھل حاصل ہو سب سردار دعائین دیتے ہوئے مع سکندر داخل بارگاہ ہوئے عادان کے منہ سے نکلا مین حضور کو متردد پاتا ہون شاہزادے نے کہا ای سرداران نامی دل گھبراتا ہے چاہتا ہون کہ اپنے کو ہلاک کرون نسیم آتشخو کا قید ہونا بہت شاق ہوا دل اسکے دیدار کا مشتاق ہے اصل کیفیت یہ ہے

نظم

فصلے از باب شکست رنگ انشا کردہ ام

بسکہ لبریز شکست زاندوہ تو سرتاپای من
میتوان راز درونم خواند از سیمای من

نالہ میروید چو خار ماہی از اعضای من
رفتم از کار و ہمان در فکر صحرا گردیم

جوہر آئینۂ زانوست خار پاے من
بسکہ ہامون از تب و تابم سراسر آتش گشت
درخم آن طرہ خالی دیدہ باشند جاے من
مدتے ضبط شرر کردم بپاس غم دے

دامنش در انتظار غیر و نالم زار زار
بر ہوا چون دود لرزد سایہ در صحراے من
خاطر منت پذیر و خوے نازک دادہ
خون چکیدن از اکنون از رگ خاراے من

واے من گر رفتہ باشد خواہشش از خوے کہن
زلف می آراید و از ناز یادم میکند
گر بہ بخشی شرمسارم ور نہ بخشی واے من

جواہر نے عرض کی حضور متردد کیون ہین غلام عرض کرتا ہی طلسم نور افشان آپ ہی کے ہاتھ سے فتح ہوگا سکندر نے کہا بھائی یہ بہت دشوار ہی جواہر آقا کو سمجھا کر باہر نکلا کہ طلایہ مقرر کرون اسکو گمان ہی کہ مجوق پھر طبل جنگی بجوا کر میدان مین آئیگا اور شاہزادے سے لڑیگا اور یقین ہی کہ زیر ہو کر اطاعت کرے جواہر تو اس خیال مین رہا مگر مجوق جو لشکر دربار مین گیا کھانا بھی نہ کھایا گوشے مین جا کر پڑ رہا عیار اسکا صبا رفتار صبا دم یہ بارگاہ مین پہونچا اس فکر مین کہ جا کر لشکر وغیرہ کا انتظام کرون آقا نے خاصہ نوش کیا مصاحبون نے کہا آج بارگاہ مین بیٹھے ہی نہین میدان کارزار سے جو پلٹے تخلیے کے خیمے مین گئے ہم لوگون سے بات بھی نہین کی صبا رفتار صبا دم اندر آیا دیکھا کہ مجوق بیٹھا رو رہا ہی اور یہی کلمہ زبان پر ہی کہ تمام عمر کی مشقت میری ضایع ہوئی افسوس ہی کہ مین اس لڑکے کے ہاتھ سے ایسا ذلیل ہوا کاش کہ کوئی میرا ہمسر ہوتا یہ تو بالکل ہی لڑکا ہی مین اس سے لڑکے پچھتایا کہ عیار پہونچا پوچھا کیون آقا کیسا مزاج ہی مجوق نے کہا کیا مزاج پوچھتا ہی ہم اپنی جان دینگے اب کسیکو اپنا منہ نہ دکھائینگے اس لڑکے سے اب لڑونگا تو زیر ہو جاؤنگا اے دوست غمگسار مین صدہا پہلوانون سے لڑا مگر یہ نوبت نہین پہونچی جو پیچ مین نے باندھا اُسنے ایسا توڑ کیا کہ مین عاجز ہو گیا اور توڑ مجھسے نہ بن پڑا ایسا سپاہی میری نگاہ سے نہین گذرا اگر کمسن نہ ہوتا تو مین اسکی اطاعت کرتا مین نے انگوٹھی ہیرے کی نکالی ہی وہی کھالونگا صبح کو مشہور ہو جائیگا کہ مجوق نے انتقال کیا میری بات رہجائیگی صبا رفتار صبا دم نے عرض کی کہ حضور ایسا نہ فرمائین مین سکندر کو پکڑے لاتا ہون قتل کر ڈالیے خواہ مطیع کیجیے مجوق نے گلے سے لگا لیا کہا اے یار وفادار اگر تو نے یہ کیا تو میری جان بچائی مین تجکو اپنی جان و مال کا مالک کر دونگا عیار نے کہا مین گیا اور لایا ہر چند کہ عیار اُسکا بہت تیز ہی اگر وہ ہوشیار ملا تو مشکل پڑیگی اور اگر وہ غافل ہو گیا تو مین گیا اور لایا یہ کہکے باہنہاے عیاری سے اپنے کو آراستہ کیا اور صورت بدلی کنارے لشکر سکندر کے پہونچا دو ایک شاگرد جواہر کھڑے تھے بڑھیا بن گیا تھا اُسنے عیارون کو دعا دی اور کہا بیٹا تمھارے اُستاد کہان ہین انھون نے مجھسے وعدہ کیا تھا کہ ہم تجکو شاہزادے کے سامنے لیچلینگے دو چار روپے تجکو ملجائینگے ایک نواسی یتیم ہی اسکا عقد درپیش ہی مین لشکر مجوق مین رہتی ہون وہ سب لات پرست ہین اور میرا مذہب شجر پرست ہی اُن لوگون نے جو سُن پایا ہی مجھسے بات نہین کرتے جس طرف سے نکلتی ہون سب پھبتی کہتے ہین یہ عورت شجر کی خداوند جانتی ہی عیارون نے کہا بڑی بی رات کو تو اُستاد سے ملاقات نہین ہو سکتی اب آرام فرمایا مگر بڑی بی صاحب تم صبح کو آنا تمکو بہت کچھ ملجائیگا خود اُستاد ہمارے فیاض ہین ایسا کچھ دینگے کہ تمھاری نواسی کا عقد بہت اچھی طرح سے ہو جائیگا یہ صبا رفتار نے سُنا سمجھا کہ میری ہوا بندھی اب اپنے سکندر کو پکڑ لونگا عیارون کو دعا دیکر پیچھے ہٹا قریب بارگاہ سکندر پہونچا دیکھا پشت پر بارگاہ کے سناٹا ہی چونکہ سن لیا کہ جواہر نے آرام کیا نقب کھودتا ہوا چلا پہر رات رہے مہرہ نقب کا بارگاہ سکندر مین اگر توڑا سر نکالکر دیکھا بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ شمعہاے مومی و کافوری روشن ہین لگنے کے

ہوئے روشن ہین بوے خوش آرہی ہی کہ دماغ جان معطر ہوتا ہی نقب سے یہ مکار نکلا پہلے پردلانے بیہوشی کے
اُڑا دے خادم جو چپی پر تھے وہ بیہوش ہوئے جھپٹ کے برابر چھپرکھٹ کے آیا کانٹے سے دوشالہ چہرۂ انور سے
ہٹایا دیکھا کہ چہرہ آفتاب عالمتاب ہی آتش رخسار ہے دود کسی چہرے سے نمود چہرہ منور دیکھکر گھبرا گیا اپنے کو
سنبھالکر بیہوشی کیفیے مین رکھی دماغ سے کفچہ لگا دیا شاہزادہ بیہوش و مدہوش ہوا باطمینان اس بیحیا نے
پشتارہ باندھا اُسی نقب سے لے نکلا مگر جواہر پڑا ہوا سو رہا ہی عالم خواب مین سلطان زرین پوش کو
دیکھا کہ فرما رہے ہین بیٹا اپنے بھائی سے ایسے بیخبر ہوئے دیکھو اُنکو عیار لیے جاتا ہی جلد خبر لے ورنہ بہت پچتائیگا
جواہر گھبرا کر اُٹھا جھپٹا ہوا قریب بارگاہ کے آیا شاگردون کو دیکھا پھر رہے ہین سوار حاضر باش ناظر باش
کی صدا دے رہے ہین حیران ہوا کہ ای جواہر یہان تو سامان معقول ہی شاگردون سے پوچھا یہان کوئی
آیا تو نہین ایک نے کہا کہ جس بڑھیا کو آپ نے بلایا تھا وہ ضعیفہ آپ کو تلاش کرتی تھی جواہر نے گھبرا کر کہا
کون مین کسی کو نہین جانتا یارو کچھ عیاری ہوئی شاگردون نے کہا بڑھیا تو پھر چلی گئی جواہر نے کہا وہ کوئی
مکار عیار تھا اُسکو اطمینان ہو گیا کہ جواہر خواب خرگوش مین مبتلا ہی یہ کہکے اندر آیا دیکھا اندھیرا پڑا ہی
قندیل روشن لیکر دیکھا پلنگ خالی پڑا ہی ایک طرف منہ نقب کا دیکھا اُسنے کہا یارو آقا کو عیار لے گیا ہاے
میرے سوتے ہی فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا یہ کیا غضب ہوا یہ کہکے نقب مین پھاند پڑا شاگرد چہار طرف دوڑے
جواہر نقب کو طے کر کے نکلا نشان نقش پا کو دیکھتا ہوا جھپٹا عیار نے ایک کوس بھر راستہ طے کیا تھا کہ پشت
سے آواز آئی او مکار کہان جاتا ہی عیار نے پلٹکر دیکھا جواہر خنجر زن مثل شعلہ جوالہ نیمچہ کھینچے ہوے جست و
خیز کرتا ہوا برابر پہونچا کہا او مکار اُس دیو خصال کو شرم نہ آئی فنون سپہ گری سے عاجز ہوا تیرے واسطے
یہ بہتر ہی کہ پشتارہ رکھدے اور اپنی جان بچا کر چلا جا ورنہ بجلال خداوند سنجر زندہ نہ بچیگا صبار فتار نے دیکھا
کہ یہ عیار کمسن ہی مین کیا اس سے کم ہون اکیلا ہی آیا ہی لڑائی مین مار لونگا پشتارہ رکھکر نیمچہ کھینچا جواہر
پر جا پڑا برس پڑا جواہر روک رہا ہی روکتے روکتے للکارا ارے مجکو وار نہ کرنے دیگا دیکھ اور لوگ
بھی آ گئے ہان یارو پشتارہ اُٹھا لو یہ سمجھا میری پشت پر کوئی آ گیا پلٹنا تھا کہ جواہر نے کمر کو تاک کر ہاتھ مارا کہ سر
کٹکر اس خود سر کا زمین پر گرا جواہر نے دوڑ کر پشتارہ اپنے آقا کا اُٹھایا ہر طرح کے بوسے لیتا ہی تلوون
کو آنکھون سے لگاتا ہی کبھی کہتا ہی یا خداوند سنجر آپ نے بڑا احسان کیا اپنے لشکر مین آیا دیکھا عادان
نے لشکر تیار کیا ہی لشکر مین ہنگامہ پڑ گیا سب کا یہی قصد ہی کہ لشکر معجوق پر جا پڑین اپنی جانین دین مگر
اپنے آقا کو چھڑائین کہ جواہر پشتارہ بدوش پہونچا عادان نے پوچھا بہت صاحب خیر تو ہی جواہر نے کہا
خداوند سنجر نے اپنا بڑا فضل کیا صبار فتار صبا دم عیار آقاے نامدار کو لیجاتا تھا مین نے راہ مین جاکر
مارا آقا کو اپنے لایا بارگاہ مین لاکر شاہزادے کو ہوشیار کیا سب کیفیت بیان کی کہا آقا معاف فرمائیے گا
مجھے معجوق سے یہ گمان نہ تھا اب وہ جنگ سے عاجز ہوا دیکھا جائیگا سکندر نے کہا ای جواہر مین بہت
بیقرار ہون جی چاہتا ہی کہ طلسم نور افشان پر چڑھ جاؤن ملکہ نسیم آتشخو اپنے مقام پہ کہتی ہوگی
کہ شاہزادے نے ہمکو فراموش کیا اور ای جواہر خنجر زن بخداوند سنجر اپنے دل کی یہ کیفیت ہی نظم

تازہ ہو دماغ اپنا تمنا ہی تو یہ ہی	اُس زلف کی بو سونگھیے سودا ہی تو یہ ہی	کھنچی نہین جلوائی مرے نامے نے کھینچ
پرواز کبوتر ہو جو عنقا ہی تو یہ ہی	کچھ سرو کا رتبہ ہی نہین قد سے ترے پست	شمشاد و صنوبر سے بھی بالا ہی تو یہ ہی

ملتا جو نہین یار تو ہم بھی نہین ملتے
اندھے بھی کہینگے کہ مسیحا ہی تو یہ ہی
بینا ہون جو آنکھین تو رخ یار کو دیکھین
لاحل جو مضمون مین معما ہی تو یہ ہی
معشوق و مے خانۂ خالی و شب ماہ
مے ہی تو یہ ہی اور جو مینا ہی تو یہ ہی

غیرت کا اب اپنی بھی تقاضا ہی تو یہ ہی
محشر کو بھی دیدار کا پردہ نہ کرے یار
نظارہ کے قابل جو تماشا ہی تو یہ ہی
گہ یاد صنم دل مین ہی گہ یاد الٰہی
عاشق کے لیے حاصل دنیا ہی تو یہ ہی
ثابت دہن یار دلیلون سے کر آتش

ای نور نظر معجزۂ حسن سے تیرے
عاشق کو جو اندیشۂ فردا ہی تو یہ ہی
مضمون دہن یار کا کیا فکر سے نکلے
کعبہ ہی تو یہ ہی جو کلیسا ہی تو یہ ہی
دل نے لیے ہی عشق تو دل عشق کی خاطر
نعمت کی جو شاعر کے لیے جا ہی تو یہ ہی

جواہر نے سر جھکالیا عرض کی ای شہریاران کانٹون سے تو نکلین طلسم نور افشان پر چلنا تو واجب و لازم ہی حضور لوح کی کوئی تدبیر نکل آتی ان ساحرون کا آپ کے ساتھ سے چھوٹ جانا بڑا غضب ہوا حضور اسکے مقابلے سے مہلت پائین تو مین لوح کی فکر کرون ملکہ نسیم وغیرہ کے ہونے سے بڑی قوت تھی سکندر نے کہا ای جواہر پہلے قید خانے ہی پر چلینگے جواہر نے عرض کی حضور مقدمات طلسم قواعد کے پابند ہوتے ہین اگر زندانخانے کا حکم ملیگا تو زندانخانے پر جانا ہوگا حضور یہ اختیار نہین ہی کہ جہان چاہیے وہان چلیے اسی واسطے لوح طلسمی کی تلاش ہی کہ لوح پتہ بتاتی ہی اُسی نشان پر جاتے ہین ساحر کے قتل کی صورتین تعلیم کرتی ہی ہرچند کہ مین بھی اس رمز سے بخوبی آگاہ نہین مگر جب سے حضور نے یہ ارادہ کیا مین نے ان باتونکو دریافت کیا یہان تو یہ چرچے ہو رہے ہین معجوق کوہ پیکر رات بھر انتظار مین اپنے عیار کے جاگا صبح ہوئی اب معجوق گھبرایا بیرون بارگاہ آیا شاگردان عیار نے آکر سلام کیا اسنے کہا یارو تمھارے اُستاد ایک کار ضروری کے واسطے لشکر مین سکندر کے گئے ہین ابھی تک پلٹکر نہین آئے ذرا بڑھکر دریافت تو کرو پانچ چار شاگرد چلے جنگل مین جاکر دیکھا اُستاد کا لاشہ پڑا ہی سیار ایک ٹانگ کاٹ لیگیا شاگردون نے رو رو کر لاش اُٹھائی معجوق ٹہل رہا ہی رفیق بھی ہمراہ ہین معجوق کوہ پیکر رفیقون سے اپنے کہہ رہا تھا کہ آج ہمارے دوست نے بڑے کام پر قدم مارا ہی سکندر کو پکڑنے گیا ہی رفقا کہہ رہے ہین حضور آپ کے عیار نے جس کام کا دعوی کیا ہی وہ ہوگیا حقیقت مین اسم بامسمی ہی ہوا ہی جو کہتا ہی وہی کرتا ہی کہ عیار روتے ہوئے لاش لیکر آئے معجوق نے گھبراکر کہا ارے یہ کیا ہوا عیارون نے کہا حضور نہین معلوم کس سے مقابلہ پڑا جنگل مین لاشہ پڑا تھا سیار ایک ٹانگ کاٹکر لیگیا عقل سے معلوم ہوتا ہی کہ اُستاد رات کو مارے گئے سیارون نے یہ فرصت پائی جب تو ٹانگ کاٹکر لیگئے ایسے بزرگ کی ٹانگ سیار کاٹ لیجائین بڑے تعجب کی بات ہی معجوق نے کہا جو ہوا سو ہوا لاش لیجاکر جلادو لاشہ عیار کا جلوا کر معجوق بارگاہ مین آکر بیٹھا انجمن مشاورت منعقد کیا کلام ہونے لگے معجوق تو کہتا ہی کہ آج رات کو نکلو بجائیو اس لڑکے پر لڑکے غالب نہ آؤنگا یہ تو فولاد کا پتلا ہی فنون سپہ گری مین طاق شہرۂ آفاق اور جسم مین کوٹ کوٹکر زور بھرا ہوا ہی مین اس سے کیونکر لڑون بعض کہہ رہے ہین حضور ہم مقابلہ کرین معجوق کہتا ہی جب مین نہ لڑسکا تو تم لوگ اسکا کیا کرسکوگے کلک نیزہ باز کو کس زور و شور سے اسنے مارا فنون نیزہ بازی مین اُسکو ناز تھا سکندر نے اُسکو نیزے ہی سے مارا آج رات کو لشکر تیار کرکے نکلچلین اور ایک نامہ شاہان طلسم کو لکھین کہ سکندر بڑا زبردست ہی اگر آپ کسی معقول ساحر کو بھیجدین البتہ یہ جوان گرفتار ہوگا اور فنون سپہ گری مین کسی سے یہ عاجز نہ آئیگا جب مابدولت سے برابر لڑا اور کسی کی کیا

حقیقت ہو تم سب میرے زیر کردہ ہو اب سب نے یہی صلاح دی کہ آج رات کو نکلچلین مگر لشکر سکندر مین
خبر نہ ہونے پائے شام کو دو دو سپاہی چار چار سپاہی طرف ہر اسکے روانہ ہونے لگے اپنی بارگاہ ابھی اسنے
نہین اکھڑوائی کہ جب رات کم رہیگی تب لدوادونگا سردار سوار ہوکے جاتے ہین بعضے گئے ہین اور بعضے
پھر رہے ہین مگر جواہر خنجر زن ایک فقیر کی شکل بنا ہوا کوڑی دکان مانگتا پھرتا ہی جابجا دریافت بھی کرتا ہی
اسکو بھی معلوم ہوا کہ معجوق جنگ سے عاجز آیا آج کوچ کرکے چلا جائیگا جواہر ایک مقام پر بیٹھا ہوا
روانگی سپاہیون کی دیکھ رہا ہی معجوق مسلح و مکمل اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی عیار رکے واسطے رنج کر رہا ہی
جب پہر رات گذری تو خیال مین آیا کہ اب بادولت بھی سوار ہو جا مین اٹھا صحن بارگاہ مین آیا چاہتا
ہی کہ بیرون بارگاہ جاؤن کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سرپر جادو بہاری جوڑا پہنے ہوئے گلوری کلے
مین دبی ہوئی مجلس حیران ہونٹون پر آراستہ بڑے ٹھاٹھ سے تشریف لائی معجوق ہنس پڑا پوچھا ملکۂ عالم
اسوقت کیونکر آنیکا اتفاق ہوا سرپر نے کہا ای معجوق خود بخود بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا رات کو خواب پریشان
بھی تمہارے مقدمے مین دیکھا خیال مین گذرا کہ جناب دو سردار دکسی مصیبت مین جاکر پھنس گیا آج
تین دن بھر روٹی کھانا بھی نہین کھایا تلاش کرتے کرتے یہان تک آئی تم اپنی خیر و عافیت بیان کرو معجوق تو گھبرایا
ہوا تھا بے اختیار رونے لگا کہا ای سرپر جادو تمہاری محبت سے مہر مادری کا مزہ ملتا ہی سرپر نے کہا مین بھی
اپنا فرزند جانتی ہون مجھے آٹھ پہر تیرا خیال رہتا ہی دو دن سے منہ مین اڑ کے ایک کھیل بھی نہین گئی مکان
کاٹے کھاتا تھا معجوق نے مقابلۂ سکندر کی سب کیفیت بیان کی کہا اب مین لاچار ہو کر جان بچاتا ہون اپنے
ملک پر سے جاکر شاہان طلسم کو ایک عرضی لکھونگا یہی تحریر ہو کہ کوئی ساحر زبردست بھیجو تو مطلب نکلے مین اس
لونڈے سے نہین لڑ سکتا ای سرپر کیا کہون فولاد کا پتلہ ہی گلگاب نیزہ باز کو ایک نیزے مین مارا کچھ زور بہ
نہ چلا سرپر نے کہا پھوڑے کیون گھبراتا ہی مین وہ تدبیر کرون کہ اگر رستم ہو تیرے سامنے پیرزال ہو جائے
تیرا زور بڑھے اسکا زور گھٹے فنون سپہ گری بھلادون ایک سحر مین زمین و آسمان ہلا دون تو مجھسے بخوبی آگاہ
نہین کل دیکھ لینا یہ موتیون کا مالا تو میرا پہنلے کیسا ہی زبردست ہوگا اسکے دل مین ہول پیدا ہوگا مین مردانے
کپڑے پہنکر تیرے ساتھ رہونگی ایسا سحر کرون کہ اسکے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آجائے فنون سپہ گری
فراموش ہو دریاے حیرت کا جوش ہو لشکر کو اپنے پھیر لیجانے کا قصد نہ کر طبل جنگی بجوادے صبح کو کل
سامان لے معجوق مثال گل شگفتہ ہو گیا پکار کر رفیقون کو آواز دی کہ یارو شراب و کباب لاؤ رفقا
نے کہا باہر تشریف لائیے کیا وعدے مین فرق آیا اور کچھ تجویز ہوئی معجوق ہنستا ہوا باہر آیا رفیقون
سے کہا اب کیا تردد ہی میری معشوقہ بلکہ مادر مہربان آگئی وہ بھی مجکو جوش محبت مین فرزند کہتی ہی پشت
پر محبت مین ہاتھ پھیرتی ہی اب شراب و کباب لیکر بیٹھون ذرا اسکے ٹکڑے اڑاؤن راضی ہو کر صبح کو
لشکر دشمن کو پامال کراؤنگا باطمینان ایک مقام پر بیٹھو مین طبل جنگی بجواتا ہون رفقا خوش ہوگئے آپسمین
صلاحین ہونے لگین کہ یارو معجوق کیا بغیرت ہی آشنا کو مان بنایا ہی اسپر بہت خوش ہی سب نے کہا میان
کچھ ہو لڑائی فتح ہو جائے فوراً دشمن شکست کھائے معجوق نے دو چار جام شراب کے پیے سرپر کو
بھی پلائے جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اور زیادہ بے شرم ہوا حکم دیا طبل جنگی بجے جواہر فقیر
بنا ہوا بیٹھا تھا کہ اسنے خبر سنی کہ طبل جنگی بجا دامن جھاڑ کر اٹھا خدمت سکندر مین آیا ہاتھ اٹھاکر دعا دی قطعہ

که تا سبزه روئیده باشد بباغ	گل سرخ تابد چو روشن چراغ
همه کار عالم بکام تو باد	نگین سعادت بنام تو باد

حضور کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو غلام کو بڑا تردد ہی یا تو معجوق
بھاگنے کی تدبیر کر رہا تھا بہت سے سوار و پیدل طرف جنگل کے روانہ بھی ہو گئے ابھی مین نے دیکھا لشکر مین
چہل پہل ہوئی طبل جنگی اُسنے بجوا دیا نہین معلوم اُسکو کیا تقویت ہوئی آپ کے مقابلے سے بہت گھبرایا ہوا تھا یہ
تقویت کاہیکی ہوئی نہین معلوم کیا راز و نیاز ہی مین جاکر دریافت کرون مگر آپ بھی طبل جنگی بجوا دیجیے عاد ان
نے کہا ای جواہر ہماری عقل مین یہ آتا ہی که کچھ مکر کریگا سکندر نے کہا دیکھا جائیگا کمد و ہمارے لشکر مین بھی
بعنایت خداوند سنجر طبل جنگی بجے یہان بھی طبل جنگی پر چوب پڑی لشکرون مین تیاریان ہونے لگین معجوق
ساتھ سرپر جادو کے عیش کر رہا ہی سرپر کہتی جاتی ہی نہ ٹھہر اگر مین بھی دیکھون که وہ جوان کیسا ہی معجوق
نے کہا کیا کہون حسن مین بیمثال ابرو رشک ہلال آنکھین بعینہ چشم غزال سرو قد خورشید خد جوان کمسن بانکا
ترچھا ایسی تعریف معجوق نے کی که سرپر جادو تڑپ گئی مگر خاموش ہی جی مین کہتی ہی صبح کو دیکھا جائیگا کسکی
فتح ہو کسکی شکست ہو دیکھیے کیا بند و بست ہو چار پہر رات یہی تیاریان رہین معجوق نے سرپر کی بہت
دلدہی کی اسمین منہ بھی کالا ہوا سرپر کہتی جاتی ہی بیٹا گھبراؤ نہین مین تمکو بہت اُداس پاتی ہون اور
گھبراتی ہون معجوق کہتا ہی مین نے اُس سے مقابلہ کیا اُس سے کشتی لڑا مگر کسی طرح اُسپر غالب نہ آیا
نہ نیزہ بازی مین عاجز آیا نہ شمشیر زنی مین اُسنے کمی کی آخر کشتی ہوئی کشتی مین بھی وہ جوان غالب رہا
فتح کا طالب رہا آخر تھککر مین ہی شام کو بیٹھا ای جان جہان وہ نہ مانتا تھا سرپر نے کہا اب میدان کارزار
مین سب حال کھل جائیگا یکایک ساحر ہو مخانۂ مشرق اپنے ہو مخانے سے بر آمد ہوا اسپر شعاع و ضیا تیار کر کے
تماشاے جنگ مین مصروف ہوا تمام عالم کو نورانی و منور کیا معجوق مسلح ہو کر باہر نکلا سب سردارون
نے دیکھا که ایک جوان کمسن بھی ساتھ ہی اُسکا ہاتھ پکڑے ہوئے معجوق ہنستا ہوا بارگاہ سے نکلا ایک
مادیان مشکین منگوا کر مادیان پر اُس جوان کو سوار کر لیا سب لشکر آراستہ رفقا گھیرے ہوئے علمہاے
سیاہ کے پھریرے کھلے ہوئے نقارے بجتے ہوے اس کر و فر سے خوشی خوشی میدان مین آیا سرپر جادو مردانہ
بھیس کیے ہوئے مادیان مشکین پر سوار ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہری اس فکر مین که دشمن آئے
اُسکا زور گھٹاؤن معجوق کا زور بڑھاؤن اس انتظار مین کھڑی ہی که صحرا سے گرد اُڑی آمد آمد
لشکر سکندر زرین پوش زرین علم شروع ہوئی اول ایک جوان کو دیکھا گینڈے پر سوار قوی تن قوی
سن سلاح جنگ جسم پر آراستہ فوج کا اہتمام کرتا ہوا چلا آتا ہی لشکر اس رنگ سے جمع ہوا که سب
جوانان تیغزن صف شکن سرپر جادو آراستگی لشکر دیکھکر پھڑک گئی جی مین کہتی ہی کیا لشکر آراستہ کیا ہی
کیا یہ افسر سلیقہ دار ہی تھوڑا سا لشکر اور یہ کر و فر عاد ان کو بنگاہ محبت دیکھنے لگی معجوق سے بھی پوچھا
که یہی افسر اعلی ہی معجوق نے کہا عاد ان قزاق اُسکا نوکر ہی یہ ذکر تھا که لشکر مین سکندر کے
کھلبلی ہوئی سب سردار گھوڑون پر سے اُترنے لگے کچھ سردار آگے بڑھے کمیدان رسالہ دار مؤدب
ہو کر کھڑے ہوئے سرپر جادو نے پوچھا اب یہ کیا ہو رہا ہی معجوق کو وہ پیکر نے کہا اُس لونڈے نے بڑے
قاعدے مقرر کیے ہین اب شاید وہ خود تشریف لاتے ہین سب سردار پیدل ہو کر سلام کرینگے اُسی کا
انتظام ہو رہا ہی سرپر بھی بنگاہ غور دیکھنے لگی دیکھا بیچ سے لشکر کے ایک آفتاب طالع ہوا سرپر جادو

بنگاہ غور دیکھ رہی ہی مرکب معلوم ہوتا ہی سوار پر نگاہ نہین ٹھہرتی سرپر نے آنکھین ملکے دیکھا ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال خود زرین سر پر عطر کی لپٹین آرہی ہین لباس زرین زیب جسم پہلو مین گردہ سپر کا مثل قرص قمر پہلو مین تیغۂ ہلالی حمایل خنجر بہت معقول زیب کمر مرکب بھی دریاے زلیور زرین غوطہ مارے ہوئے سونے کی ہیکل اُسپر نگینے جواہر کے جڑے ہوئے اس سج دہج سے شاہزادہ آیا سرپر کا یہ حال ہی کہ بیقرار ہوگئی کبھی کلیجے پہ ہاتھ رکھتی ہی کبھی کف افسوس ملتی ہی کبھی گھبرا کر کہنا کہ کیا جوان معقول ہی وہ بڑا صاحب نصیب ہی جو اس سے موصول ہی معجوق نے پلٹکر دیکھا کہ رنگ روے سرپر متغیر خود بخود ہاتھ مل رہی ہی اسنے گھبرا کر پوچھا کیون خیر تو ہی مین آپ کو بہت پریشان پاتا ہون سرپر نے ایک آہ کی یہ شعر پڑھنے لگی نظم

ابی نزد بر آتش دل دیدہ ای دریغ
شغلی گزیدہ ام کہ فراغت نماندہ است
بوے تر اگذار فتادا ست تا بباغ
ما را دماغ کسب سعادت نماندہ است
دل نیست کز خدنگ جفایت فگار نیست
در روزگار ہیچ حلاوت نماندہ است

گیرم بر تو قدر محبت نماندہ است
در مردم زمانہ مروت نماندہ است
تا گوہر وصال تو از دست دادہ ام
رنگی بروے گل ز خجالت نماندہ است
آمد دل از سیاحت آور دانخبر
شکر خدا کہ جاے شکایت نماندہ است

کم کن جفا بہ بندہ کہ طاقت نماندہ است
از نالہ چون خموش کنم گریہ سر کنم
در آستین جز اشک ندامت نماندہ است
بر فرق ما دگر مفگن سایہ ای ہما
کاسودگی ہیچ ولایت نماندہ است
واقف بجز خیال دہان شکر لبان

یہ شعر جو سرپر جادو نے پڑھے معجوق گھبرا گیا کہا کیون ای جان جہان آرام دل عاشقان خیر تو ہی سرپر کو ہوش آگیا کہا صاحب مینے یونہین شعر پڑھے کل دیوان دیکھ رہی تھی یہ غزل مجکو ایسی پسند آئی مین نے یاد کرلی دل مین آیا کہ تمھین بھی سنا دون تم کیون گھبرا گئے دیکھو لشکر آپہونچا سکندر اسی جوان کا نام ہی معجوق نے کہا ملکہ حقیقت مین سامری و جمشید نے گویا اپنے ہاتھ سے اس جوان کو بنایا ہی کیا تکلف کیا ہی اور بہت خوش وضع جوان ہی رنگین لباس کیا زیب دیتا ہی معجوق جون جون تعریفین کرتا ہی سرپر کا قلب اُلٹا جاتا ہی گھبرا کر جواب دیتی ہی اچھا صاحب خوبصورت ہوگا تمکو کیا ہم تم تو اسکے قاتل ہین یہ گورے گورے گال اسکے خاک مین ملا ینگے لباس پر اسکے خون بہے تب دل کو تسکین ہو معجوق چپ ہو رہا دل مین کھٹکا اور دل مین اپنے کہتا ہی ایسے جوان رعنا کو دیکھکر کیونکر عورت پسند نہ کرے اور عورت بھی یہ دیکھتے ہی مرگئی تڑپ رہی ہی ای معجوق دیکھیے کیا ہوتا ہی سرپر دل مین سوچ رہی ہی کہ کیا کرون کوئی ایسی تدبیر ہو کہ یہ جوان میری اطاعت کرے اگر یہ جوان قابو مین ہو کیا لطف زندگی اُٹھے میرے باغ مین ہواے سرد چل رہی ہو دور شراب کا کنیز مین حاضر ہون اسکا نشے مین بہکنا میرا اسکو سمجھانا پہلو مین اپنے بٹھانا بلائین لون خوشامد کرون اُس بات کا جب وقت آئے نثار ہو ہو جاؤن کیا مزہ ہو ابھی نادان ہی سحر سے عمدہ صورت بناکے دکھاؤن کبھی گود مین اسکے بیٹھ جاؤن کبھی دو برس کی بنکر اسکے کاندھے پر چڑھ بیٹھون کبھی صورت اصلی دکھا کر ڈراؤن اُس خوف مین اقرار وصل ہو پھر معاملہ اصل ہو یہان صفین جمنے لگین جب صفین آراستہ ہو چکین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہہ چکے معجوق نے کہا ملکہ عالم مین آپ میدان مین جاؤن سرپر نے کہا وہ جو رات کو مین نے تجکو موتیون کا مالا دیا تھا وہ واپس دے گلے مین جو تیرے رہیگا ہزار طرح کی جفا سے تجکو ڈر ہی ایسا نہ ہو وہ تجکو مارے معجوق نے کہا تمنے تو یہ کہا تھا کہ جب موتیون پر اُسکے نگاہ پڑیگی

دل مین دشمن کے ہول و بیم پیدا ہوگا فنون سپہ گری بالکل بھول جائیگا اب واپس مانگتی ہو سر ریجادو
نے ہاتھ بڑھاکر ایک موتی توڑ لیا اُسے جھول مین ڈالکر کہا ای معجوق اب میدان مین جا معجوق اس
پہیلی کو نہ سمجھا گینڈا بڑھا دیا سر ریجادو سحر کر رہی ہی مگر بنگاہ محبت سکندر رکو دیکھ رہی ہی آنکھ نہین پھرتی
دل سے وصل کی باتین کر رہی ہی کبھی بیقراری مین یہ بھی آپ بول اُٹھتی ہی اسکو دولہا بناؤن سہرا سر پہ
باندھون مین دلہن بنکر بیٹھون تب مزہ ہو معجوق نے میدان مین آکر نعرہ کیا کہ سکندر ر نکلے تو حال
معلوم ہو سب کو شکست دونگا کہ ایک نیزہ باز کے خون کا معاوضہ لونگا میرے ہاتھ سے بچنا بہت
دشوار ہی سکندر ر نے گھوڑا بڑھایا چاہا ہی خنجر زن بیقرار ہوکر قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہریار
آج تو میدان مین ہم لوگ نکلین عادادان الگ مچلا ہوا ہی یہی کہے جاتا ہی کہ حضور آج مین جاکر اس مغرور
کو سمجھاؤن سکندر ر نے کہا بھئی وہ ہمارا نام لیکر پکارتا ہی پھر شام کو بجا گیگا صرف چار پہر لگیگا جواہر
عرض کرتا ہی ای شہریار بیشک آپ ہی کا پایا مناسب ہی وہ بھی حضور کا طالب ہی خدا آپ کو اسپر غالب کرے
مگر میری کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ یہ کس بھروسے پر آیا ہی کیون للکارتا ہی سکندر ر نے کہا احوال کھلجائیگا
یہ کہکر سکندر ر نے گھوڑا اڑایا گھوڑا جرارہ بھر کر چلا ٹاپین مارتا ہوا دم سے چنور کرتا ہوا آتا ہی شعر
غل طائرون مین ہی کہ عجب راہوار ہی + تخت ہوا پہ آج سلیمان سوار ہی + شبدیز فکر بھی لگیا ڈھنگ چال کا
ہی باگ کہکشان کی دہانہ ہلال کا + سر ریجادو کا دل چاہتا ہی اپنے کو زیر قدم مرکب گرا دون پامال
ہو جاؤن مگر عشق سے منہ پھیرے یہ جوان ضرور میرے قدمون پہ گریگا احسان کرون احسان تو ضرور
مانیگا یہ سوچکر آگے بڑھی مالے کا موتی اسی واسطے نکال لیا جو سحر تھا وہ اسنے اُتار لیا معجوق کے
قتل پر آمادہ ہی دمبدم یہی ارادہ ہی کہ معجوق قتل ہو یہ جوان اس فوج کو شکست دے مین الگ رہون
بعد فتح جاکر اپنا احسان ثابت کرون یہ سوچ کر چپ ہو رہی یہان سکندر ر برابر معجوق کے پہونچے
تگاور چلی گینڈا اُسکا زیادہ ہٹا مرکب انکا تین قدم ہٹکر رہگیا سکندر ر نیزہ ہلاتا ہوا جو سامنے معجوق
کے آیا سر ریجادو اس آن بان پر مر گئی سنان نیزہ مژگان کلیجے کے پار ہوئی معجوق و سکندر ر سے
نیزہ چلنے لگا سر ریجادو چپ کھڑی ہی اب سحر نہین کرتی معجوق پکار پکار کے کہتا ہی ہمارے ساتھ والے
ہوشیار رہین سر ریجادو سنکر خاموش ہو جاتی ہی دل مین ہی کہ دیکھون جرأت سکندر ر کی کسقدر ہی
یہ بھی ظاہر ہو جائے کہ صاحب جرأت و ہنر ہی گیارھوین طعن مین سکندر ر نے نیزہ معجوق کا کانٹھا
تھپڑ امارا نیزہ ہاتھ سے معجوق کے نکلگیا ساتھ والون نے سکندر ر کے صدائے احسنت و آفرین
بلند کی سر ریجادو بھی پکار اُٹھی ای جوان کیا کہنا کس لطف سے نیزہ بازی کی گھوڑا ابھی کیا بگدھ ریان
کر رہا ہی نیزہ نکلتے ہی معجوق گھبرایا پلٹکر کہا او فاحشہ کیا بیہودہ بک رہی ہی سحر نہین کرتی جواہر نے
جو یہ فقرہ سُنا سکندر ر سے کہا ای شہریار کوئی ساحرہ ساتھ ہی اسی بھروسے پر یہ آیا ہی دیکھیے نیزہ
نکلتے ہی گھبرا گیا کلمہ حق بر زبان جاری اب نہ اسکو چھوڑیے گا سکندر ر تلوار کھینچکر جا پڑے معجوق نے
بھی جھلا کر ہاتھ تلوار کا مارا اور پھر پکار کر یہی کہا کہ ارے اب تو سحر کر نوبت تلوار کی آگئی سر ریجادو نے
کچھ خیال نہ کیا سکندر ر نے روک کر ہاتھ مارا معجوق نے سپر کو چھری کی پناہ کیا مگر جھلا کر آواز دی
او حرامزادی تیرا دھگڑا اُنکو قتل کرتا ہی آئینہ شمشیر مین مجکو جلوہ عروس مرگ دکھائی دیتا ہی سر ریجادو نے

کچھ خیال بھی نہ کیا سکندر کی تلوار پڑی کہ مع گینڈا معجوق کے چار ٹکڑے ہوئے سرپر نے فوج والون سے کہا
مار لو تمھارا افسر مارا گیا فوج والے جا پڑے انکو یہ گمان تھا کہ وہ لوگ کم ہین ہم زیادہ ہین غالب آئینگے
سکندر نے دیکھا گھٹا کفر کی آتی ہی تیغۂ ہلالی علم کرکے جا پڑا نعرۂ سکندر

سکندر منم صاحب تخت و تاج / زترک فلک میستانم باج
تزلزل فتد در میان مصاف / اگر تیغ کین برکشم از غلاف
بہر سو شود الامان الامان / زہر ضرب من در صف دشمنان
علمہاے دشمن شود سرنگون / صف لشکر دشمنان غرق خون
فلک در تحیر زپیکار من / منم شیردل پہلوان صف شکن

نعرۂ سکندر کی صدا بلند ہوئی سرپر جادو بنگاہ غور دیکھنے لگی دس بیس نے ملکر جو نیزے مارے کئی
نیزے جسم پر شاہزادے کے پڑے خون جو مثل فوارے کے بلند ہوا سرپر کا کلیجہ پھٹ گیا ایک سحر کیا
کہ لشکر معجوق پر آگ برسنے لگی جن لوگون نے نیزے کے وار کیے تھے انپر ہاتھ ہلا دیا برقین گرین وہ سب
جلکر خاک ہوگئے اہالیان لشکر سکندر پر ایسا سحر کیا کہ انکی جراتین بڑھین ایک ایک جوان نے دس دس
کو مارا لشکر معجوق نے شکست کھائی بھاگتے ہین کو بھاگ نہین سکتے معلوم ہوتا ہی پاؤن مین زنجیرین
پڑی ہین جو بھاگا منھ کے بھل گرا اوپر سے ملازمان سکندر نے ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے پہر بھر کے عرصے
مین سب اہالیان لشکر معجوق قتل ہوئے کتے کی موت مارے گئے سکندر نے خیمے بارگاہین لوٹ لین
سرپر الگ کھڑی دیکھا کی جواہر خنجر زن دیکھ رہا ہی سب اہالیان لشکر معجوق مارے گئے ایک جوان
ایک گوشے مین کھڑا تماشا دیکھ رہا ہی ہر مرتبہ بڑھکر شاہزادے سے اطلاع کرتا ہی کہ اے شہریار یہی ساحرہ
ہی میری عقل مین تو یہ آتا ہی کہ معجوق اسی کے بھروسے پر آیا تھا یہ آپ کو دیکھکر مایل ہوئی مایل ہوکر
اپنے لشکر معجوق تباہ کرایا اب کھڑی تماشا دیکھ رہی ہی سحر سے مرد کی شکل بنی ہی سکندر کہتے ہین
بھئی ہوگا لوٹ مار کر سکندر پلٹے جب اپنی بارگاہ مین داخل ہوئے لشکر والے سب آراستہ ہوکر بیٹھے سکندر
بمقام صدر پر سرپر نے کنارے آکر اپنے کو آراستہ کیا جوڑا بھاری پہنکر دریاے جواہر مین غوطہ مارا مسی
بھی لگائی سرمہ بھی لگایا صورت کو بنایا گلوری کلے مین دبائی بارگاہ مین شاہزادہ سکندر کے آئی جھککر
سلام کیا دعاے جان درازدی یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

تبسمی کن و بشکن بہانۂ دل ما
بسوم فروختہ خرمن ببرق ناکامی
زسجدہ باشی تا آستانۂ دل ما
زسادہ لوحی حیرت اسیر نومیدیم

حباب چشمۂ نزدیک راہ تفرقہ ایم
دمیدن و نہ دمیدن زدانۂ دل ما
زخویش بلبل پرواز چون گل از تہمت
کہ راہ گوش نداند فسانۂ دل ما

گداخت برلب حسرت ترانۂ دل ما
خراب سیل غبارست خانۂ دل ما
کہ در دل ست کہ در گرد شوق پنہانست
بشاخسار جنون آشیانۂ دل ما

شاہزادے نے حیران ہوکر طرف
سرپر کے دیکھا کہا نیکبخت کیا کہتی ہی یہ تیری پہیلی میری سمجھ مین نہین آئی سرپر جادو نے آنکھون مین
آنسو بھرکے جواب دیا نظم

اپنا جلوہ ذرا دکھا جانا
طوق گردن نے کیا جفا جانا
کیونکر ہو اُس تلک مرا جانا
مجکو یارون نے پارسا جانا

شوخ کہتا ہی بیحیا جانا
شوق نے دورباش اعدا کو
اُسکے اُٹھتے ہی ہم جہان سے اٹھے
پوچھنا حال یار ہی منظور
شکوہ کرتا ہی بے نیازی کا

دیکھو دشمن نے تمکو کیا جانا
اُسکی محفل مین مرحبا جانا
کیا قیامت ہی دل کا آجانا
مین نے ناصح کا مدعا جانا
تونے مومن بتون کو کیا جانا

شعلۂ دل کو ناز تابش ہی
لگے لگتا ہی دمبدم مجکو
گھر مین خود رفتگی سے دھوم مچی
مے نہ اُتری گلے سے جو اُس بن

شاہزادہ ہنس پڑا کہا

صاحب ذرا ہوش مین آؤ آپ سے باہر نہ ہو جاؤ پہلے اپنا نام نامی بتاؤ تشریف لانیکا سبب بتاؤ سریر نے کہا ای جوان میرے آنیکا سبب ظاہر ہی تیرا دل خوب اس امر سے ماہر ہی مین نے معجوق کو قتل کرایا لشکر کو اُسکے شکست دلائی آپ کی فتح ہوئی مجھسے اور معجوق سے کئی برس سے آشنائی تھی آپ کی خاطر سے مین نے اُسکو تباہ کرایا آپ پر مین عاشق ہون میرا وصل قبول کیجیے جو خواہش ہوگی پوری ہو جائیگی مین سحر خوب جانتی ہون اسوقت بصورت اصلی آئی اگر کہو تو ایسی خوبصورت بنون کہ چشم فلک نے وہ صورت نہ دیکھی ہو مجھے سب طرح کا اختیار ہی اور ای جوان رعنا مین اپنے ہوش مین نہین ہون یہ جو اشعار مین نے پڑھے میرے منہ سے نکلگئے بمشکل مین نے اپنے کو سنبھالا ہی جو سامان آپ کہینگے مہیا کر دونگی لشکر جتنا بڑا کہو ممکن کر دون سب کچھ ممکن ہی مین نے یہ سنا ہی کہ تمکو طلسم نور افشان فتح کرنے کی بڑی ہوس ہی مین وہان کی بھی راز دان ہون کیا کرون مجھسے ضبط نہین ہو سکتا **نظم**

آنسو نہین معلوم نکل آئے کدھر آج
کیا جلوہ گر دل ہی کوئی شمع تجلی
اللہ ری غفلت کہ نہین کل کی خبر آج
مضمون خط شوق مین ہین دل کی تڑپ کے
ای دل ہوئی جاتی ہی مہم عشق کی سر آج
کیا ضبط کے احسان ہین ای روز جدائی
کچھ میری طرف دیکھکے ہنستی ہی سحر آج
ای شوق چمن سچ تو یہ ہی تو نے کمی کی
آتے ہین نظر ایک جگہ شمس و قمر آج
لینے لگی تسنیم خرابات مین لہرین
کرتی ہی اشارہ مژۂ دیدۂ تر آج
کیا پھوٹ کے روئے ہین مرے پاؤن کے چھالے
چتون لہو کے دیتی ہی تو لاکھ مگر آج
ٹھکرائین جسے مست خرابات خوشا بخت
باہم نہین یا تو نہین ای درد جگر آج
دیکھین تو نہین دیکھتے کیونکر وہ ادھر آج
بنتے ہین پتنگے مری آہون کے شرر آج
حیرت کو مری دیکھ کے حیرت مین ہین وہ بھی
قاصد سے کہو کسکے ذرا باندھ کمر آج
سب وصل کے لطف اس نظر پھیرنے کھو کے
خود ڈھونڈھ رہا ہی مرے نالون کو اثر آج
جو گھر مین سنا کرتے تھے بیٹھے مرے نالے
لے اڑتے قفس کو یہی ٹوٹے ہوئے پر آج
آئی نہ شب ہجر نہ لیتا فلک آرام
رندون نے چھوڑا تھا کہین امن ترا آج
ای تاب و توان آپ مین کہدونگا کہ رخصت
پوچھی تھی ذرا چھیڑ کے تکلیف سفر آج
اللہ ری تڑپ مرغ گرفتار قفس کی
تقدیر تری لڑ گئی ای کاسۂ سر آج
فردائے قیامت کو اسے دیکھیگی کیونکر
کیا تھا کہ جو لی سینۂ سوزان کی خبر آج
کس پیچ و دے مین چھپتی ہی لگاوٹ کی نظر آج
کہتی ہی قیامت ترے کشتون کے سرہانے
پھرتی ہی نہین ہی مری جانب سے نظر آج
سر کاٹ کے قاتل کو دیے دیتے ہین اپنا
آئے بھی تو دکھائیے تم داغ جگر آج
شرمندہ کیا نالۂ شبگیر نے آخر
دل تھامے کھڑے ہین وہ سر راہگذر آج
روز سیہ ہجر ہی یارب کہ قیامت
گردش نہ تھمی تھی کبھی ظالم کی مگر آج
کہتا ہون جو مین ہجر مین طوفان نہ اٹھا
پہونچا دو اٹھا کر در دلدار سے گھر آج
کھل کھیلئی دل کو تری چشمک سر محفل
اڑتی ہوئی سنلی تھی رہائی کی خبر آج
دی جان ہی پا ملکے اس احتجاج
آئی نہ جلال آنکھ کو جب تاب نظر آج

اس سوز و گداز سے یہ اشعار پڑھے اور رونے لگی کہا ای سکندر میرے کہنے کو رد نہ کر نا مین تیری عاشق صادق ہون سکندر نے غصے مین جواب دیا او فاحشہ کیا بکتی ہی برا اپنے آشنا سے کیا سلوک کیا جو ہمپر عاشق ہو کر آئی ہی مین تو کبھی ایسی فاحشہ پر تھوکون بھی نہین یہ سنکر سریر جادو تھر تھر کانپنے لگی کہا او نا قدر یہ سب کچھ مین نے تیرے ہی واسطے کیا اور تو ہی مجکو طعن و تشنیع کرتا ہی بس اب بہتر اسی مین ہی کہ اُٹھکر قدم کو بوسہ دے جواہر کے جو تیور سریر کے برے دیکھے چاہا کہ جست کرکے نکلجاؤن قریب سے سکندر کے کھسکا سریر جادو کی نگاہ پڑی کہا او موش صحرائی کے بچے تو کہان چلا پہلے تری ہی گردن لونگی ساری آتش افروزی تیری ذات کی ہی تو نے اپنے افسر کو نہین سمجھایا احسان فراموش الٹا

تجھکو جواب دیتا ہی بہتر ابھی مین ہی کہ اسکو ابھی گرزنہ سارے لشکر کو ایک دم بھر مین تباہ کر دونگی جواہر نے
پکار کر کہا ای آقای نامدار ہم سب کی جان بچایئے سکندر نے کہا مجھے اس فاحشہ کی صورت سے نفرت ہوئی
عادان جو یہ باتین سنکر اپنے مقام سے اٹھا کہا او فاحشہ کیا بیہودہ بکتی ہی تو نے کیون اُسے
قتل کرایا اب اپنے معشوق جتانے آئی ہی سمریہ نے کہا جا تیری شامتین آ دین ارے تم سب کیسے نابینا ہو
احسان بھول گئے [illegible] تے لڑنے پر آمادہ ہو لڑائی مین میرا کیا کر لوگے ایک سحر مین تم سبھون کا خاتمہ ہو جائیگا
کوئی ہان مچا دیگا کہو تو پہلے تماشہ دکھا دون عادان نے ہاتھ اٹھایا کہ ایک طمانچہ مار دون سمریہ نے
اشارہ کیا ہاتھ خشک ہو گیا زمین نے پانون تھام لیے عادان تھر تھر کانپا اور شاہان عالیجاہ کھڑے ہوے
ہان ہان کرنے لگے کہ ای سمریہ کیا کرتی ہی سمریہ نے ماش کے دانے اٹھا کر پھینکے کمر تک سب زمین مین
غرق ہو گئے چہرے پر ہوائیان اڑتی ہین بید کانپ رہے ہین منھ سے بول نہین سکتے ہین بس سکندر کو غصہ آیا
کہا ارے بد اختر خطادار تو مین ہولت ان سبھون نے تیرا کیا لیا ہی مجبیر تجکو اختیار ہی سکندر نے یہ کہا اور
جھلا کر اُسکے قبضے پر ہاتھ ڈالا سمریہ جادو نے سحر کیا کہ تلوار سکندر کی کمر سے کھلکر گر پڑی ہاتھ پانون
بیکار ہو گئے جواہر خنجر زن بھی منھ کے بھل گرا اور آپ دنگل پر بیٹھ گئی سکندر کو سمجھاتی ہی کہ ای جوان
کیون اپنی جان [illegible] ہاے مین نے اپنے معشوق قدیم کو قتل کرایا تجکو میرے حال پر رحم نہین آتا دیکھ
ای سکندر [illegible] میرے دل کی حالت غیر ہی مین کیا کہکے دل کو سنبھالون کچھ مجکو بن نہین پڑتا نظم

دل بھی تڑپکا [illegible] دم کیطرح
نزع مین بھی نکلی نہ دم کیطرح
ظلم عدو کے بھی ترے یاد ہین
دیدہ و دل [illegible] حرم کیطرح
آہ کو سینے مین رہا اضطراب
اُنکے غضب مین ہی کرم کیطرح
آتی ہی بے یار جو لب پر ہنسی
نقش قدم اُٹھکے قدم کیطرح
آئی دل مردہ مین جو آرزو
دل مین رہی درد و الم کیطرح
شیخ تری ضد سے طواف کنشت
خون نکلتا نہین دم کیطرح
پانون کبھی کوچۂ جانان مین حیف
قتل کیا تیغ دو دم کیطرح

دونون کھنچے تیغ دو دم کیطرح
کوے مغان کے ہین گدا بادشاہ
بھول گئے تیرے ستم کیطرح
بخت مری سعی سے چکر مین ہی
رات بھر اکھڑے ہوے دم کیطرح
سنگ رہ دوست بنا ہون جو مین
وہ بھی رُلا جاتی ہی غم کیطرح
دور نہین ہی جو فلک روز ہجر
رہ گئی دل ہی مین عدم کیطرح
آپ ہی کاتب نہ بنا نامہ بر
فرض ہوا طوف حرم کیطرح
شوق اسے کھینچے ٹھہرتا نہین
رہ نہ گئے نقش قدم کیطرح
جاگ چکے بخت ہمارے جلال

حسرت دل رہگئی غم کیطرح
جشن کیا کرتے ہین جم کیطرح
راہزن کعبۂ مقصود ہین
سر کو بھی گردش ہی قدم کیطرح
پاتے ہین ہم بندہ نوازی کی شان
پوجتے ہین گبر صنم کیطرح
ہین جو جھکا کر گئے طی راہ عشق
ٹوٹ پڑے اپنے ستم کیطرح
یاد بھی آئی تو وہ تڑپا گئی
پانون نہ گھس جاتے قلم کیطرح
فصد بھی مجنون کو ہوئی جانکنی
ہاتھ مین مکتوب قلم کیطرح
کوچۂ قاتل کے دوراہے نے بھی
سوئے ہین یاران عدم کیطرح

سکندر نے کہا یہ بیہودہ باتین تو کرو نہین ہماری بارگاہ سے نکلجاؤ زیادہ پانون نہ پھیلاؤ تمھارا مطلب دل
نہ حاصل ہوگا سمریہ نے کہا مین تمکو زندہ چھوڑکر جاؤنگی یہ کہکر پردہ بارگاہ کا اٹھایا لشکر والون پر سحر
کرنے لگی جس غول پر ماش کے دانے پھینکدیے کوئی منھ کے بھل گرا کوئی پاگل ہوا کسی پر برق گری

کوئی جلکر خاک ہوا پلٹنون کی پلٹنین جلکر خاک ہوئین پرے کے پرے خاک مین ملا دیے رسالے بیکار کیے مرکب
پتھر کے بنا دیے اور سکندر کی بیقراری جواہر کی اشکباری جواہر اشارون مین کہہ رہا ہی ای شہریار اسکو دھوکا
دیجیے فقرہ دیکر مار لیجیے سکندر فرماتے ہین ہمارا یہ طریقہ نہین ہی جو زبان سے کہا وہ کہا اسکو اختیار ہے
خواہ قتل کرے خواہ بخشے سر پر جادو طرف عیار کے بقہر و غضب تمام دیکھتی ہی کہتی ہی نگوڑے تجکو جلا کر
خاک کرونگی تو انتہا کا مکار ہی یہ نہین سکندر کو سمجھاتا کہ میری اطاعت کرے نہ اطاعت کریگا تو بہت پچھتائیگا دیکھ
مجھ اکیلی نے لشکر کا کیا حال کیا کوئی اسمین اس لایق نہین ہی کہ چار قدم چلسکے یا تلوار کھینچے سب گرے
پڑے ہین سارے لشکر مین ہنگامہ سکندر کو کیسا قلق ہی اپنی بوٹیان کاٹتے ہین کہ کیا تدبیر کرون یہ مجکو
قتل کرے میرے رفیقون پر ہاتھ نہ ڈالے کئی مرتبہ یہی کہا مگر سر پر نے نہ مانا ہر طرح ستاتی ہی کبھی سردار دبیر
سحر کیا کبھی لشکر والون پر برقین چمکائین دس پانچ مرکب چھوڑ دیے ہین کہ وہ آپ مین نہین ہین جب سر پر
نے سب طرح پر ظلم و بدعت بھی کیے عجائب و غرائب دکھائے مگر سکندر راہی کیے گئے جواہر خنجر زن نے
کئی مرتبہ اشارے سے کہا کہ ظاہر مین قبول کیجیے باطن مین اسکو مار لیجیے گا شاہزادے نے کہا تم اسمین کچھ
دخل نہ دو جو اُس سے ہوسکے کرنے دو ہم اسکا کہنا نہ مانینگے معلوم ہوا قضا کو اسی حیلے سے آنا تھا یہ بھی
ایک بہانہ تھا سر پر جادو نے منت کی خوشامد کی قدمون سے لپٹ گئی کہتی ہی میرا کہنا قبول کیجیے کیون آپ
اپنے کو کسی بلا مین پھنساتے ہین طبیعت بگڑ جائیگی تو جانور بنا کر چھوڑ دونگی عمر بھر اُسی عالم مین رہو گے کبھی کہتی ہی
مجھے تیرے حال پر رحم آتا ہی یہ نہ جانتی تھی کہ تو ایسا جلاد و صاحب بیداد ہوگا میرا کہنا نہ مانیگا ای سکندر تڑپا تڑپا کر
مارونگی زندہ چھوڑ کر نہ جاؤنگی یہ تو مجھپر خوب ظاہر ہوا کہ تو سخن ناشنو ہی قضا تیری تیرے سر پر کھیل رہی ہی
خوب مین سمجھ چکی کہ تو سنگدل ہی بالکل جاہل و اجہل ہے نظم

تو شکست عہدی و رسم وفا چہ میدانی
خرد نکردہ سر از کعبہ سوے دیر مغان
تو در کشودن بند قبا چہ میدانی

دلت چو سنگ ندارد اثر ز نرمی لطف
تفاوت از بت ما تا خدا چہ میدانی
خبر نداشتہ از ناز و کار خود کردیم

تو سخت گیری و غیر از جفا چہ میدانی
تو قدر نالہ درد آشنا چہ میدانی
نگہ کمین تو دارد حیا چہ خواہد گفت
تو شوخی نگہ آشنا چہ میدانی

سکندر نے کہا ای سر پر تیرا خیال خام تصور ناتمام ہی اگر تیرا جی چاہتا ہی قتل کرنے کو بہتر ہی سکندر و
سر پر سے تکرار بڑھی سر پر جادو غصے مین اُٹھی سکندر کو مجھ سے الگ کیا گردن پر کوے کا خط کھینچا کہا
کیون ای سکندر اب کیا کہتا ہی جواہر خنجر زن بیقرار ہوکر دعائین مانگ رہا ہی کہ یا خداوند شجر
شاخ مراد ہری بھری رہے گل بوستان شہنشاہ زرین پوش کو بچا لے شاہزادے کو بھی نہایت پریشانی
جوانی کی موت آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی کبھی خیال ایرج نوجوان کہ ای سکندر افسوس اُس شیر سے
پھر ملاقات نہ ہوئی بڑے افسوس کی بات ہی اگر اُسکو خبر پہونچیگی تو یقین ہی بڑا قلق کریگا شاہزادہ بیقرار ہی
سر پر خنجر لیے کھڑی ہی کلمات سخت و سست کہہ رہی ہی سکندر اپنی جان سے بیزار ہی کمیدان و رسالہ دار سب
دیکھ رہے ہین اپنی بوٹیان کاٹتے ہین ہاتھ پاؤن بالکل بیکار مجبور و ناچار بیکس و بے بس سر پر خنجر لیکر
بڑھی کہ سر کاٹون مگر دل نہین چاہتا کلیجے پر گھونسے مارتی ہی کہتی ہی ہاے سر پر کہان سے ایسا ہاتھ لاؤن
جو اس ظالم کو قتل کرون جی چاہتا ہی اسکو کلیجے مین رکھ لون مگر ڈرانے کو خنجر لیکر دوڑتی ہی مگر پھر رکجاتی ہی
کبھی بلائین لیتی ہی ترقی عمر و دولت کی دعائین دیتی ہی کہتی ہی اد سکندر مجکو قتل کرکے مین زندہ نہ ہونگی

سکندر کچھ جواب نہین دیتے سر ہلا کر رہجاتے ہین اشارہ یہ ہی کہ تو کیون قتل مین دیر کرتی ہی سر بر جادو
کبھی ہٹجاتی ہی کبھی قریب آجاتی ہی اُسکی جھلا کر خنجر پکڑ کر دوڑی چاہا کہ قتل کرے آسمان پر برق چمکی سابق مین گزارش
کر چکا ہون کہ ملکہ سوسن گل اندام پریچہرہ کو ساتھ لیکر فرار ہوئی تھین پھرتے پھرتے تخت اس مقام پر آیا
نگاہ پڑی سوسن کی شاہزادے کو ایک ساحرہ قتل کیا چاہتی ہی تمام سردار بیکار پڑے ہین گل اندام
سے کہا لو بڑا غضب ہوا شاہزادے نے جاہ وجلال پیدا کیا حسن انکا باعث ترقی جاہ وجلال ہی اور اُسی
حسن سے زوال یہ کہکے تخت کو الگ کیا وہ ہوا پر ٹھہرانے لگا آپ نعرہ کرکے کودی گرتے گرتے ترنج مارا
کہ اسکے ہاتھ سے خنجر چھوٹکر الگ گرا سر بر نے پلٹکر دیکھا کہ ایک ساحرہ آفتاب مثال خورشید جمال
گالیان دیتی ہوئی اُتری کہ اس آفتاب حسن وجمال نے تیری کیا خطا کی ہی سر بر نے پلٹ کر آواز دی
ارے تو کون شاہزادے نے شرما کر سر جھکا لیا ملکہ سوسن نے سر جھکا کر کہا ارے ہم بھی اسی
باغ کے گلچین ہین یہ شیر بیشہ جرأت مہ جبین ہین ہو سکتا ہی کہ ہمارے سامنے انکے دشمنون کا کوئی رونگٹا
میلا کرے سر بر جادو نے گولہ مارا ملکہ سوسن نے چشم آہو نظیر سے اشارہ کیا گولہ بھٹکر گرا ملکہ سوسن
کو یہ بڑا خیال ہی کہ کوئی سحر شاہزادے پر نہ پڑجاے ایک طرف دیکھا کہ میان جواہر خنجر زن بھی پڑے
لوٹ رہے ہین پکار کر آواز دی ہتر صاحب تمکو کیا ہو گیا ہی جواہر نے کہا ای ملکہ عالم انہی ظالم کے
ظلم مین ہم بھی مبتلا ہین ملکہ سوسن نے سحر کیا کہ جواہر کے پانون زمین سے چھوٹے جیسے ہی جواہر نے
دیکھا کہ میرے پانون ہلکے ہوئے نیمچہ ٹیک کر جست کی باہر نکلگیا سر بر نے جو پلٹکر دیکھا نعرہ کیا او مکار
کہان چلا سوسن نے بڑھکر سینہ سپر کر دیا کہا او چھلو مجھ پر سحر کر جسکو خوبصورت دیکھا اُسپر ٹوٹ پڑین اپنے
دھگڑے کی مدد نہ کی اُسکو قتل کرا یا ہمارے ماہتابان کو پسند کر لیا تجھ ایسی فاحشہ کو یہ کب قبول کرتے ہین
تجھ ایسی بہت مرتی ہین تیرا مرنا دیکھنا منظور ہی سر بر نے جھلا جھلا کر سحر کیے سوسن دفع کرتی جاتی ہی
باہر والون پر بھی جب اشارہ کیا دس چھوٹ گئے پانچ چھوٹ گئے دو چار رفیق بھی رہا ہو کر باہر نکلے سر بر یہ
کیسی جھلاتی ہی کبھی کہتی ہی او گیسو بریدہ اس پیلے چمڑے پر بڑا ناز ہی انھین باتون مین تو نے اس
جوان کو لبھایا وہ بھی تیرے نام پر جان دیتا ہی چربی کا پتلہ معلوم ہوتی ہی سوسن نے کہا اری
کالی کلکتے والی کوا کھون کویل ہی کالے کوے کی جورو کہلاتی ہی آمون کی فصل مین بہت غل مچاتی ہی
مست ہو جاتی ہی میرے سامنے نخرے بگھارتی ہی وہ دھگڑا تیرے قابل تھا موٹا فنگا یہ شاہزادہ والا قدر
ہین آسمان حسن وجمال کے بدر ہین تجھ ایسیون پر کب تھوکتے ہین عاشق تن البتہ ہو گئے ہین تیرے
دھگڑے تو بہت ہونگے سنا ہی کہ راستہ بند کر دیا جو مسافر اُدھر سے نکلا اُسکو پکڑ لیگئی تیسرے دن وہ
بیچارہ الگنی پر ڈالنے کے قابل ہوا اب تیرا سب عیب دھو گیا ارے ہمنے اپنی جان لگا دی شاخسار جادو
مالک زندانخانہ طلسمی اُسکا خوف نہ کیا شاہان طلسم سے نہ ڈرے عشق وعاشقی کیسی اس شہریار کے
دعا گو ہین خداوند شجر انکو مظفر ومنصور کرے تجھ ایسی چڑیل کو انکے پاس سے دور کرے ایسی باتین
بھی آپسمین ہوتی جاتی ہین لیکن سر بر جادو اپنی جان دے رہی ہی زبان کاٹ لے اُسکا خون سوسن
پر پھینکا سوسن نے اُسکو بھی دفع کیا بڑے بڑے سحر کر رہی ہی سامری وجمشید کو پکارتی ہی ایک مقام پر
سر بر جادو نے جھولی مین ہاتھ ڈالا کالے کاغذ کا کترا ہوا ایک طائر نکالا اُسی تصویر کاغذی کو ہوا پر

اُڑا دیا چشم زدن مین وہ اصلی طائر بنکر سامنے سوسن کے آیا نغمہ سرائی کرنے لگا کبھی شعر پڑھتا ہی کبھی بلسان الانسان
آواز دیتا ہی کہتا ہی رباعی

ای گنج لحد کے رہنے والو افسوس
یاران وطن پھر نہ وطن ملتا ہی

راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری
کس سے پوچھین کہ تم پہ کیا کیا گذری
اسباب جہان سے دیکھ لے ای غافل

دیگر

کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری
جب خاک مین ہستی کا چمن ملتا ہی
مٹی ملتی ہے یا کفن ملتا ہی

ملکہ سوسن ذرا چپ ہوئی یقین کہ اس ملعونہ نے تیغہ سحر مارا ملکہ کا سر زخمی ہوا اب اسنے سائے مین پیچھے کے لیا ملکہ پیچھے ہٹتین یہ پیچھا نہین چھوڑتی سائے مین تلوار کے لیے ہوئے ہی ملکہ پیچھے ہٹتی جاتین ہین یقین ہی جب اسکا پنجہ پڑیگا سر اُڑ جائیگا سحر بھی سر پر نے کئی سیکھے طائر بھی بول رہا ہی منقار کھول رہا ہی ہر مرتبہ بھی آواز دیتا ہی اشعار

بعد مرنے کے یہ کھلا ہم پر
خاک کے نیچے خوب بستی ہی
ابر رحمت اگر نہین ای برق
بیکسی گور پر برستی ہے

جو جو یہ شعر پڑھتا ہی رنگ سوسن کا متغیر ہوتا جاتا ہی گھبرائی ہوئی ہین یقین ہی کہ اسکا پنجہ پڑا اور سر اُڑ گیا ہٹتے ہٹتے دس قدم ہٹ کے آئین سر پر جادو نے پیچھا نہین چھوڑا ایک طور پر سحر کر رہی ہی بڑا دل مین قلق ہی کبھی پکار کر کہتی ہی یا سامری و جمشید شعر رقیب یار کے گھر کے قریب رہتا ہی + نصیب اسکو الٰہی وصال یار نہ ہو + سوسن کا بیقرار ہونا زبان بند ہو گئی سحر فراموش ہوا دریاے حیرت کو جوش ہوا چراغ عقل خاموش ہوا ہر ایک پر سامنے سے روپوش ہوا ہر مرتبہ سر پر جادو چاہتی ہی کہ پنجہ ماردن سر اسر خود سر کا سر اُڑا دون ملکہ کبھی سپر سحر آگے کر دیتی ہین کبھی منہ پیٹ لیا کبھی دو ہتڑ زمین پر مارا کبھی سامری و جمشید کو پکارا کبھی سر پر کو غصے مین للکارا ہر مرتبہ یہی کلام ہی کہ او گیسو بریدہ الگ رہنا میرے قریب نہ آنا ورنہ بہت پچتائیگی زندہ بچکر نہ جائیگی وہ نہین مانتی سرکشی کر رہی ہی سحر کرنے سے نہین چوکتی ہر مرتبہ جواب دیتی ہی تیری قضا لیکر یہان آئی اب میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی تجھ ایسی ہزارہا جادوگرنیان مار ڈالین اب کیونکر بچے گی یہان کیون آئی مجکو بہت ناگوار ہی یہ گلے چاہا ہاتھ ماردن اُسوقت ملکہ کی بیقراری واشکباری بے اختیار ہوکر پکار رہی ہی ای پیدا کرنیوالے بچا لے یہ کنیز مفت مین قتل ہوتی ہی کہ دروازے سے آواز آئی کہ ای سر پریہ گھبرانا منم مبہوت جادو چیر پھاڑ کھا جاؤن منم فرستادہ سحر العجائب و مصر الغرائب حکم قضا شیم صادر ہوا کہ جاکر ہماری دوست سر پر جادو کو بچاؤ اُس نازنین کو چیر پھاڑ کر کھا جاؤ میرا کئی دن سے پیٹ نہین بھرا ہی آج پیٹ بھر کے گوشت اسکا کھاؤنگا سر پر نے پلٹکر دیکھا کہ ایک ساحر مہیب بشکل عجیب کالی کالی صورت سر پر نے کہا ارے تجھے کسنے بھیجا کہا اری اندھی نابینا شاہان طلسم نے حکم دیا ہی تو ہٹ مین ابھی اسکو کھا جاؤن اس ساحر کو دیکھکر سکندر کے آنسو ٹپک پڑے بیساختہ منہ سے نکلگیا کہ او ساحر پہلے مجکو کھالے اس بیگناہ پر ہاتھ نہ ڈالنا مبہوت نے کہا ارے دونون کو کھاؤنگا یہ سب سردار جو سحر مین قید ہین یہ سب میرے صید ہین ان سب کے خون پیونگا ایک دو کے خون سے میرا پیٹ نہین بھرتا تھا سر سامری بیر القب ہی اپنے خداوند شعر کو لا بڑا اُنھین کا تجکو خیال ہی سکندر بہتے کئی مرتبہ بیقرار ہوکر کہا کہ اگر شاہان طلسم نے حکم دیا ہی تو پہلے مجکو کھالے مین قید خانے سے بھاگا اس بچاری نے کیا کیا مبہوت جادو نے کہا ہم کچھ نہین جانتے پہلے اُسی کو کھائینگے یہ کہکے ساحر بڑھا قریب ملکہ سوسن کے پہونچا سوسن کی زبان بند تھر تھر کانپا آنکھین بند کر لین گھبراہٹ مین منہ سے یہ نکلا کہ لے کھالے کہ مین

اس کشاکش سے چھوٹون ساحرنے سر پر جادو سے آنکھین ملائین کہا کیون ری تو نے معجوق کو کیون مٹایا دھگڑے کا خیال نہ آیا سر پر ہاتھ باندھنے لگی کہا پہلے اسکو تو کھا جا پھر مین سبب بتادونگی وہ شاہان طلسم کو بُرا کہتا تھا ملک مٹانے پر آمادہ رہتا تھا تم مہلت پاؤ سب حال کہدونگی ساحر نے قریب سر پر کے آکر کہا دیکھو مالک بھی آپہونچے برسون کا راستہ کیونکر گھڑیون مین طی کرتے ہین تیرے مقدمے مین کچھ فرماتے ہین سر پر جادو ملتی پلٹتا تھا کہ ساحر نے حلقۂ کمند کے گلے مین ڈالدیے نعرہ کیا منم جواہر خنجر زن عیار پُرفن سر پر نے چاہا پلٹون اسنے لپٹ کر خنجر مار دیا سر پر کا شکم چاک قصہ پاک اندھیرا چھا گیا سنگباری برفباری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام سن سر پر جادو بود سب نے سحر سے رہائی پائی سکندر نے دوڑکر جواہر خنجر زن کو گلے سے لگا لیا کہا بھائی صاحب کیا کہنا سکندر نے ملکہ سوسن سے پوچھا آپ کا کیونکر آنا ہوا کہا ای شہریار فلک نے گردش دکھائی ایک ہفتہ اسی آوارگی مین گذرا شکر ہی کہ خداوند شجر نے وقت پر پہونچایا اشارہ کر کے کہا کہ آپ کی چہیتی کو بھی لائی ہون سکندر نے کہا کون ہماری چاہنے والی گرفتار پنجۂ تقدیر ہوئی کہا صاحب انکو تو مین نہین جانتی مگر بی گل اندام پریچہرہ نام ہی نام گل اندام سنکر مثل گل شگفتہ ہو گئے اسی وقت بارگاہ کو آراستہ کیا ملکہ سوسن نے تخت کو زمین پر اُتارا ملکہ گل اندام کو شاہزادے نے دیکھا احوال دریافت کیا سب کیفیت بیان کی سکندر نے کہا ای ملکہ سوسن تمنے بھی سُنا ہوگا کہ والد میرے دنسیم آتشخو وشاہین بلند پرواز وگلشن سحر طراز سب قید ہو گئے قلب پر میرے چھریان چل رہی ہین سویرے لشکر تیار رہو ہم طرف طلسم نور افشان کے کوچ کرینگے جواہر نے لشکر مین حکم پہونچایا پہر رات گئے لشکر تیار رہا شاہزادہ سویرے برآمد ہوا دونون شاہزادیون کو محافے مین سوار کیا آپ پشت مرکب پر سوار ہوا اس کروفر سے لشکر کو لیکر چلے ملکہ سوسن اکثر محافے سے نکلکر بلند ہو جاتی ہین آگے بڑھکر خبر دیتی ہین ایک ابر سوسنی بناکر سر پر سکندر کے سایہ فگن کردیا ہی اُسی کے سایے مین شاہزادہ جاتا ہی جب شام کو شاہزادہ کسی مقام پر فروکش ہوا کہا ای ملکۂ عالم آگے نہ بڑھ جایا کرو ایسا نہ ہو کسی بلا مین پھنس جاؤ ملکہ کہتی ہین ابھی طلسم دور ہی مگر یہان سب عملداری شاہان طلسم نور افشان کی ہی شام کو ایک دن ایک مقام پر لشکر فروکش ہوا ملکہ الگ خیمے مین ملکہ گل اندام ایک بارگاہ مین شاہزادہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی جواہر خنجر زن کہہ رہا ہی کہ ای شہنشاہ گیتی ستان رستم زمان ہمارے نزدیک بالکل یہ سفر بیکار ہی اول فکر لوح کرنا واجب ولازم ہی ای شہریار جب تک لوح طلسمی نہ ملیگی طلسم نور افشان پر جانا بیکار ہی شاہزادہ کہہ رہا ہی برادر پھر کسطرح لوح کی فکر کرون کسطرح تلاش ہو ملکہ نسیم وغیرہ کا قید ہونا بہت شاق ہی شاہین بلند پرواز اسی امر سے بھی آگاہ تھے اکثر ذکر کیا کرتے تھے کہ خواہش لوح طلسمی مین بڑے بڑے معرکے پڑینگے افسوس وہ بھی گرفتار ہو گئے یہ ذکر تھا کہ ایک لکہ ابر آسمان پر آیا ہوا ٹھنڈی چلنے لگی یا تو ہوا چلتی تھی یا مینھ برسنے لگا شاہزادہ گھبرا کر بارگاہ سے نکلا دیکھا لشکر مین تلاطم ہی سپاہی بیچارے بھاگے جاتے ہین خیمے اُکھڑ وائے ہین مگر پانی کا وہ زور ہی کہ خیمے نکل نہین سکتے لیکر نکلے اور ڈوبے دمبدم پانی کی ترقی ہی جو نکلا ڈوبا پانی جوش مار رہا ہی جنگل کا سناٹا رعد کی گرج برق کی چمک شاہزادہ پریشان کمر باندھے ہوئے اہتمام کرتا پھرتا ہی اس زور سے مینھ برسا کہ کبھی اسقدر نہ برسا تھا شاہزادہ گھبرایا ہوا خیمے مین ملکہ سوسن کے آیا

کہا ای ملکۂ عالم آج تو پانی نے آبرو بچانا مشکل کر دی ابر غم و الم دلون پر چھایا دمبدم بارش بڑھتی جاتی ہی
صدہا بندگان خدا نالون مین ڈوبے مقدمۂ صحرا کہین نشیب کہین فراز صدہا درخت گر پڑے ہر چند
کہ ملکہ سوسن بہت گھبرا رہی تھین مگر شاہزادے کے کہنے سے کان کھڑے ہوئے صحن مین اپنی
بارگاہ کے آئین ابر کو دیکھا چند قطرات آب نایاب ہاتھ پر لیے اُس پانی کو چکھا مُنھ اُٹھا کر
فرمایا ای شہریار یہ ابر اصلی نہین ہی یہ تو پانی سحر کا برس رہا ہی کسی مکار نے سحر کیا اُسکو ستانا
ہمارا منظور ہی اس وجہ سے یہ پانی برسایا مگر دیکھیے ابھی حال کھلا جاتا ہی ملکہ سوسن بارگاہ سے
نکلین اسم سحر پڑھا کہا شہریار ملاحظہ فرمایے گولہ طرف ابر کے پھینکا گولہ جا کر پھٹا ابر مین دناتا ہوا
پانی کا برسنا برق کا چمکنا رعد کا گرجنا موقوف ہوا یکار گر آواز دی ای باران اب سحر کرنے والے کو
ہمارے سامنے لا دیکھا پہلوے خیمۂ سوسن سے ایک جوان بلند بالا سیاہ کپڑے پہنے ہوئے سامنے
آیا عرض کی کیا حکم ہی فرمایا دیکھتین کولون مین پانی ٹھہر گیا جو لوگ ڈوب گئے تھے وہ بھی ظاہر ہوئے
اب سحر کرنے والا زور ڈال رہا ہی تمکو مناسب ہی کہ جا کر اُس سحر کرنے والے کو پکڑ لاؤ وہ جوان چلا
ملکہ نے نالون پر سحر کرنا شروع کیا جب گولہ جا کر پھٹا نالہ خشک ہو گیا ہوا جو زور مین چل رہی تھی
موقوف ہوئی سکندر کو بڑی حیرت ہوئی کہا ملکہ حقیقت مین ہم اس راز سے آگاہ نہ تھے ہمارے
آتے ہی یہ آفت برپا ہوئی خداوند شجر نے بڑی آفت سے بچایا ملکہ سوسن نے کہا دیکھیے وہ
اب آتا ہی اُس شخص کو بھیجا ہی جو آگ مین بھی نہ رُکے اگر وہ شخص قلعۂ آہن مین ہوگا تو یہ جا کر پکڑ لائیگا
اب مین فکر لوح بھی کرونگی ای شہریار جی چاہتا ہی کہ شاخسار جادو مالک باغ ویران کی ملاقات
کو جاؤن اور اُس سے کہون کہ تو ہماری شریک ہو لوح کا نشان بتلا کیا عجب ہی کہ وہ راضی ہو جاے
شاہزادہ ملکہ سوسن سے یہ باتین کر رہا ہی جوانسر خنجر زن بھی پشت پر خنجر بکف کھڑا ہی سب سردار اور
تمام اہالیان دربار نے دیکھا جس جوان کو ملکہ نے بھیجا تھا وہ ایک ساحر سیہ رو بدخو کا ہاتھ پکڑے
ہوئے اُس ساحر کی ناک سے پانی کے قطرے گر رہے ہین انگلیون سے بھی پانی کے قطرے گر رہے ہین
سامنے آیا سکندر نے ملکہ کو اشارہ کیا ملکہ نے اُس ساحر سے پوچھا ارے تو کون ہی تو نے ہمارے
لشکر کو غفلت مین کیون تباہ کیا وہ ساحر کانپنے لگا کہا حضور سامنے ایک قلعہ ہی کہ اُس قلعے کو
قلعۂ بت پرستان کہتے ہین عشاق جادو وہان کا حاکم و ناظم ہی اُسکو آپکے نزول اجلال
وورود اقبال کی خبر پہونچی اُسنے مجکو حکم دیا میرا نام آبریز جادو ہی مین نے آکر بلا تکلف سحر کیا مگر
آپ کا یہ ساحر مجکو پکڑ لایا اب مین حاضر ہون ملکہ نے اشارہ کیا اُس ساحر کے سر پر چٹکی خاک
کی ڈالدی اُس خاک نے آگ کی تاثیر دکھلائی کہ وہ ساحر جلکر خاک ہوا مگر اُس خاک سے
ایک طائر پیدا ہوا زقیلین مارتا ہوا قلعۂ بت پرستان مین آیا عشاق جادو تخت پر بیٹھا ہی
کہ طائر آکر پہونچا سب کیفیت سامنے عشاق جادو کے بیان کی عشاق غصے مین کانپنے لگا کہا
کہ بی سوسن کو بڑا گھمنڈ ہی ابھی جا کر گردن پکڑ کے لاتا ہون میرے قلعے کو کبھی کسی نے بنگاہ غیظ
نہین دیکھا آج البتہ یہ آفت آئی کہ میرا ساحر مارا گیا چاہا تخت سے اُٹھے کہ ایک نازنین جواہر پوش
پیدا ہوئی اُسنے عشاق سے کہا آپ کیون تکلیف فرمائین مین جا کر دیکھ بھال لونگی عشاق نے کہا

اچھا جاؤ وہ چلی گاتی دوپٹے کی باندھ لی کچھ اسباب سحر ہاتھ مین لیکر چلی یہان سکندر بارگاہ مین بیٹھے ہین ملکہ سوسن کرسی پر بیٹھی ہین کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیکھا ایک نازنین چہاردہ سالہ پردہ اُٹھاکر پیدا ہوئی ملکہ سوسن کو جھککر سلام کیا کہا حضور چلیے آپ کو عشاق جادو نے بلایا ہی ملکہ سوسن نے کہا مجھے جانے کی کیا ضرورت ہی عشاق جادو سے میرا آداب عرض کرنا کہنا کہ حضور تکلیف نہ فرمائین لشکرکشی کرکے میدان مین آئین حال کھلجائیگا جواہر پوش نے کہا مین تو آپ کو لیکر جاؤنگی ملکہ سوسن نے کہا او شفتل تیری بھی یہ حقیقت ہی کہ ہمکو گرفتار کرکے لیجائے بس شفتل کے کہتے ہی جواہر پوش کا چہرہ متغیر ہوگیا کان سے بجلی نکالکر پھینک ماری سیکڑون برقین ملکہ سوسن پر گرین ملکہ نے برقون کو کاٹا اپنے پاس نہ آنے دیا اُنھین برقون سے ایک برق کو اشارہ کیا اُسی مین سے ایک برق کڑکڑکر جواہر پوش پر گری اسکے دو ٹکڑے ہوئے اُسکا مرنا اور ہنگامہ برپا ہونا اُس ہنگامے مین ایک خوش گلو کی آواز آئی صاف ثابت ہوتا ہی کہ کوئی خوش آواز یہ غزل گا رہا ہی غزل

سیماب ہی پہلو مین مرے دل تو نہین ہی
نالہ مرا کہتا ہی کہ ہی عرش بریں یہ
اک آہ ہی کرلون کہ ہو شاید اُسے تاثیر
مرتا ہون ابھی گر ملے مدفن کو زمین یہ
کیون چھیڑتے ہو مجکو بُرا ہونے لگا کیون
اب مجھسے تو چھپتا نہین ای پردہ نشین ہی
بیدم سا پڑا تھا کوئی اُس کوچے مین اُسنے
جاکر کوئی دیکھو کہین مومن تو نہین ہی

اس دل نے ستایا مجھے غارت ہو کہین یہ
کچھ شور محبت کی تو لذت ہی نہ پوچھو
فرصت نہین اب ہی نفس بازپسین ہی
کیا یار کے آنے کی سُنی کچھ کہ اجل کی
ہی غیر کا نامہ نہ مرا خط جبین یہ
یان کا ہیکو وہ آنے لگا ای کشش دل
دروازے مین آجھانک کے دیکھا جو کہین ہی

معلوم رسائی ترے کالون تک اگرچہ
ہی آپ کے بھی حسن سے کتنا نگین یہ
حسرت سے کہا خضر نے دیکھ اُسکی گلی کو
کا ہیکی خوشی ہجر مین ہی جان حزین ہی
یا پردہ اُٹھا اور نہ کھلا شوق نہانی
تولا کھ کہے پر کبھی آتا ہی یقین یہ
اس رحم کے صدقے دہن گھبرا کے کہا ہان

جواہر پوش کے مرنے سے ایک ہنگامہ برپا ہوگیا سکندر نے دیکھا کہ جہان لاشہ جواہر پوش کا گرا تھا وہ لاشہ تو غائب ہوگیا ایک نازنین نہایت حسین تانین مار رہی ہے کہ بارگاہ ہلنے لگی تمام رفقا بھی اُسی کی جانب دیکھ رہے ہین بتاتی بھی جاتی ہی گاتی بھی جاتی ہی کبھی سینے پر اپنے ہاتھ رکھتی ہی کبھی مسکرانا کبھی سکندر سے نگاہ ملاکر گنگناتی ہی عجب راز و نیاز سے یہ غزل گائی غزل

خوشتر از فکر می و جام چہ خواہد بودن
از خط جام کہ فرجام چہ خواہد بودن
غم دل چند توان خورد کہ ایام نماند
رحم آنکس کہ بندہ ام چہ خواہد بودن
ہر دم از رہ دل حافظ بدف و چنگ و غزل

تا بہ بینیم سر انجام چہ خواہد بودن
بادہ خور غم مخور و پند مقلد مشنو
گو نہ دل باش و نہ ایام چہ خواہد بودن
دست رنج تو ہمان بہ کہ شود صرف بکام
تا جزای من بدنام چہ خواہد بودن

پیر میخانہ چہ خوش گفت معمائی دوش
اعتبار سخن عام چہ خواہد بودن
مرغ کم حوصلہ را گو سر خود گیر و برو
تا بہ بینم کہ بنا کام چہ خواہد بودن

جیسے ہی سکندر سے نگاہ ملاکر اُس نازنین نے یہ غزل گائی سکندر یہ کہکے اُٹھے کہ مین عاشق رخسار تیرا ہون جمال پر تیرے جان جاتی ہی مین تیرے ساتھ ضرور چلونگا سوسن اپنے مقام سے یہ کہتی ہوئی اُٹھین ای نازنین خطا معاف کرمین نہین جانتی تھی ورنہ ای جواہر پوش تیرے پیچھے ہو لیتے اب تو جو ہوا وہ ہوا اب ہم تمھارے کہنے کے خلاف نہ کرینگے ہمین فساد منظور نہین فساد بڑھانے سے کیا فائدہ یہ کہتے ہوئے شاہزادہ و ملکہ سوسن اُس نازنین کے ساتھ چلے اُس نازنین نے ان دونون کو ساتھ لیا سرداروں سے

پکار کر کہا آپ سب صاحبون کو حاضر ہونا ہوگا جیسے ہی اُس نازنین نے چاہا سکندر و سوسن کو ساتھ
لیکر نکلے کہ پہلو سے آواز آئی کہ لونڈی کو تو ساتھ لے لیجیے مجھے یہان چھوڑیے مین کسکے بھروسے پر
یہان رہونگی تڑپ تڑپکر مرجاؤنگی اس سوز و گداز سے یہ آواز آئی کہ دل بیچین ہوگیا یہ جو نازنین اپنے
ساتھ سکندر و سوسن کو لیکر چلی تھی ٹھہر گئی پکار کر آواز دی کون ہی جواب دیا حضور وزیرزادی
ملکہ سوسن کی مین یہان نہین رہ سکتی ہون مجھے ساتھ لیجیے وہ ساحرہ ٹھہر گئی اور آواز دی کہ آؤ
حکم تو مجھے انھین دونون کا ہی مگر تیرا چلنا بہت بہتر ہی دیکھا سب نے دروازہ کمرے کا کھلا ایک چاند کا
ٹکڑا کمرے کے اندر سے نکلا ایک نازنین شاید کوئی بارہ برس کا سن کھجوری چوٹی گندھی ہوئی اُسپر
دوپٹہ آب روان کا صاف ثابت تھا کہ دو مار سیاہ لپٹے ہوئے ہین گلے مین سونے کا طوق جسکو ماہتاب ان
پر فوق عارض انور چاند کے ٹکڑے چیچک کے داغ آسمان خوبی کے ستارے برق وش کمان ابرو
کی کشاکش تیر مژگان کی دلدوزی عارض انور کی آتش افروزی سینے پر نار پستان کا اُبھار
باغ حُسن کی بہار کس ناز و انداز سے کمرے سے نکلی کہ آنکھون مین سب کے چکاچوند آگئی وہ نازنین
جھپٹ کر قریب اُس ساحرہ کے آئی دو طرف دو زلفین کاکلین بناکر لٹکائی ہین صاف ظاہر ہی کہ
مار سیاہ بل کر رہے ہین چال قاتل عالم تیغ ابروے خمدار سے ہزارون بیدم سب حیران حیران
دیکھنے لگے کوئی آنکھین دیکھکر تعجب کرتا ہی کوئی چہرہ دیکھکر وجد مین ہی کوئی کہتا ہی کیا حُسن مین
صفائی ہی کوئی کہتا ہی ابروے پیشانی انور سے ماہ آسمان نے شکست کھائی ہی اُس نازنین نے بڑھکر
ہاتھ پکڑ لیا کہا ارے تجھے وزیرزادی کون کہتا ہی تو تو شہنشاہ اقلیم خوبی ہی مین تو تجھے آنکھون
مین بیٹھلون کاندھے پر اپنے سوار کرلون اُسنے مسکرا کر کہا اتنا بتا دو کہ وہان چلکر رہنا ہوگا
یا فوراً چلے آئینگے ویسا سامان کیا جاے اُس ساحرہ نے کہا بوا یہان سے جاکے آنا دشوار ہی
عشاق جادو بادشاہ عالیوقار ہی تا قید حیات اُسکی قید سے نکلنا مشکل ہی مین تمھارے
واسطے سفارش کرونگی اس کوشش مین جان لگا دونگی بادشاہ سے عرض کرنا واجب و لازم
ہی اُس نازنین نے کہا ان دونون گنہگارون کو یہین چھوڑو میرے ساتھ کمرے مین آؤ مین
دو جوڑے کپڑے کے تو لے لون اُسنے کہا اچھا چلو پھر کنکھیون سے اشارہ کیا سکندر و سوسن اسی
مقام پر ٹھہر گئے اسنے نازنین کا ہاتھ پکڑ لیا دونون باتین کرتے ہوئے کمرے مین گئین سکندر
نے سوسن سے کہا کیون ملکہ یہ نازنین کون تھی بڑی شوخ و شنگ ہی کیا تمھاری وزیرزادی
ہی ملکہ نے کہا مین تو اسکو جانتی بھی نہین ای شہریار کیا غضب کا سحر ہوا اب ہوش آیا تو
ہوش آنا بیکار ہوا سحر فراموش ہی طبیعت پر ہجوم غم و الم دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی
ہاتھ پاؤن مین رعشہ سر پھرتا ہی آنکھون سے نہین سوجھتا آپ کا چہرہ اچھی طرح نہین معلوم ہوتا
یقین ہی کہ لڑکھڑا کر گردن اپنے کو بمشکل سنبھال رہی ہون سکندر نے کہا یہی میری بھی
کیفیت ہی کہ زبان سے کہہ نہین سکتا نظم

بہ نامہرام مخند کہ آشفتہ خاطران
زان می کہ در محبت ہم دوستان خورند

دردو دعنت کہ ہمچو ہما استخوان خورند
موکز قلم گشند نے اندر بنان خورند
نیشکر آنچنان کہ نخورد کس ز دست دوست

برمن مبارک اند کہ مغز جان خورند
مست آنیم بصلح اگر گلہتی برسے
کازادگان ز دست مبارزستان خورند

جانی وصد کرشمہ مژگان چہ میکنیم
ترسیم کہ خام میوہ این بوستان خورند
ہر جا گلیست بہر نظیری طرب کبیست
این تیرہا تمام اگر بر نشان خورند
آزادگان بجاے رسیدند و ماہمان
کے بلبلان مست غم آشیان خورند
چشم ہزار تشنہ جگر در کمین نشست
زان رہروان کہ گرد پس کاروان خورند

اس طرح کے اشعار جو شاہزادے نے پڑھے ملکہ رونے لگی کہا ای شہریار بڑے کسی کامل واکمل کا سحر ہی وہ جواہر پوش تو فقط شعبدہ تھی اصل مین یہ ساحرہ ہی کہ جسنے ظاہر ہوتے ہی سب کو مبہوت کر دیا اب کیا ہو سکتا ہی کوئی اسم سحر کا یاد نہین آتا لاکھ تدبیرین کرتی ہون کوئی سحر نہین یاد آتا جس سے صاف گمان ہوتا ہی کہ اسکے سحر کا یہی طریقہ ہی جسپر جو پڑھ کر گئی اُسکو سحر بھلا دیا پھر جس طرح چاہا گرفتار کر لیا ہم آپ سے اُسکے دام مکر مین گرفتار ہوئے بالکل مجبور ولاچار ہوئے جس دن سے افراسیاب مارا گیا ہی آج ایسا سحر دیکھا عشاق جادو کوئی بڑا ساحر مدبر ہی اُسنے عجب طریقے سے سحر کیا دل پر قبضہ کر لیا نہین معلوم کونسی عورت ہی جسنے آکر ایسی ساحرہ پر اپنا رنگ جمایا اب باتین کرنے کو کمرے مین لیگئی ہی یہ ذکر تھا دونون عاشق ومعشوق رو رہے ہین اشکون سے مُنہ دھو رہے ہین کہ اسی کمرے مین دناتا ہوا ایک ابر تیرہ وتار چھایا آسمان سے آگ برسنے لگی ملکہ سوسن کو ہوش آگیا سحر یاد آیا شاہزادے کے بھی ہوش درست ہوئے سردار جو ہر طرف غل مچا رہے تھے ہوش مین آگئے آواز آئی کشتی مرا نام من ارغوان جادو بود دیکھا جواہر خنجر زن سر اُس پُرفن کا کاٹ کے کمرے سے باہر آیا سر قدمون پر سکندر کے ڈالدیا کہا حضور اُس ساحرہ کو مین نے مارا سکندر نے گلے سے لگا لیا ملکہ سوسن نے کہا ارے جواہر بڑا کام کیا کیا بلا کی ساحرہ تھی ہر طرح پر اپنا قبضہ کر لیا جواہر خنجر زن نے کہا حضور مین الگ سے دیکھ رہا تھا شکر ہی جو کیا وہ بن پڑا اب لشکر کو تیار کیجیے یہان سے نکلیے دمبدم نزول آفت ہوگا سکندر نے کہا جو مناسب ہو یہ باتین تھین کہ طرف سے صحرا کے گرد اُڑی سب نے دیکھا ایک بادشاہ ساحر وضع تاج سر پر اُسمین سے شعلہ ہاے آتش نکلتے ہوے دسون انگلیان مثل پنچپلاخے کے روشن پشت پر دس ہزار ساحران پرفن علمہاے سیاہ کے پھریرے کھلے ہوئے شعلہ ہاے آتش بھڑکتے ہوئے لکہ ہاے ابر کڑکتے ہوئے بہت بڑے جاہ وحشم سے آکر مقابل مین سکندر کے پہونچا عشاق نے اُترتے اُترتے معرفت ایک ساحر کے یہ کہلا بھیجا کہ ای سکندر ہمنے تو چاہا تھا کہ سہولیت مین تمکو گرفتار کرتے خدمت مین شاہان طلسم کے روانہ کرتے مگر تمنے جھگڑا ڈالا اب بھی ہم باز نہ آئینگے ضرور ہم تمکو خدمت مین شاہان طلسم کے بھیجینگے اگر سرکشی نہ کرتے با آبرو جاتے اب بہ ذلت روانہ کرونگا ساحر آکے سکندر سے یہ کہ گیا سکندر نے بھی جواب سخت دیا کہا کہ کہدینا کیا بیہودہ بکتا ہی جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا عشاق داخل بارگاہ ہوا سکندر نے اپنی بارگاہ مین سب سردارون سے یہ حال بیان کیا سب نے کہا یہان لڑائی ہوگی عشاق جادو بڑا زبردست ساحر ہی مگر عشاق جب اپنی بارگاہ مین آیا ارغوان جادو کا بڑا قلق ہی ساحرون سے کہ رہا ہی صاحبو تمنے دیکھا ان لوگون کی جانب سے کیسا مکر ہوا ہی شاہان طلسم کو کیا تحریر کرون مجکو غیرت آتی ہی مگر اب بے قتل کیے باز نہ آؤنگا سب کو ایک سحر مین گرفتار کرونگا مصاحب جواب دیتے ہین حضور غصہ نہ فرمایئے اپنے دلکو

سنبھالنے حکم ہوا طبل جنگی بجے سکندر کو خبر پہونچی یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا دونون لشکر نہایت کر و فر سے میدان کارزار مین آئے صفین جمنے لگین میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ جب صفین طرفین کی درست ہو چکین گرگیٹ کرہ کا کھکر ہٹے نقیبون نے نقابت شروع کی نظم

اگر تو ملک جہان را بدست آوردی
ہمہ بنصیبۂ میراث خوار خواہد بود
ترا بکنج لحد سالہا بباید خفت
دمیدہ بر سر خاک تو خار خواہد بود
نیاز مندی یاران ندارد ت سودے
بسا اسیر کہ فرمان گذار خواہد بود

ترا ز کوے اجل کے قرار خواہد بود
مباش غرہ کہ ناپایدار خواہد بود
ترا بتختہ و تابوت بر کشند از تخت
تن تو طعمۂ ہر مور و مار خواہد بود
بسا سوار کہ آنجا پیادہ خواہد شد
مگر عمل کہ ترا باز یار خواہد بود
بسا امام ریائی و پیشواے بزرگ

قرار گاہ تو دار القرار خواہد بود
بمال غرہ چہ باشی کہ یک دو روزی چند
گرت خزانہ و لشکر ہزار خواہد بود
اگر تو در چمن روزگار ہمچو گلے
بسا پیادہ کہ آنجا سوار خواہد بود
بسا امیر کہ آنجا اسیر خواہد شد
کہ روز حشر و جزا شرمسار خواہد بود

جب نقیب یہ اشعار عبرت آثار پڑھکر علیحدہ ہوئے مردان عالم کی آنکھون مین نشے آگئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ لڑین مرین سوسن مردانی شکل بنائے ہوئے ایک بادپای مشکین پر سوار کھتی چلی آتی ہین کہ ای شہریار اصل یہ ہی کہ عشاق جادو بڑا ساحر زبردست ہی دیکھیے کیا قیامت کا شعبدہ بھیجا تھا کہ اُسنے سب کو مبہوت کر دیا مگر جواہر نے بڑا کام کیا جواہر کہتا چلا آتا ہی ای شہریار کیا کہون خداوند شاپور شیر دل کو سلامت رکھین ایک دو گھڑی میرا اُنکا ساتھ ہوا تھا یہ فقرے اُس وقت تعلیم فرمائے تھے اگر زیادہ ساتھ ہوتا تو مین عیار ہو جاتا حقیقت مین عیار وہی ہین کہ ساحرون سے بالکل خوف نہین کرتے سکندر نے نام شاپور شیر دل کا سُنکر آہ کی کہا ای برادر شاہزادۂ ایرج نوجوان کا سمجھانا یاد آتا ہی مین تو اُنسے امتحان کرونگا اگر وہ مجھپر غالب آئے تو اطاعت کرونگا اور جو مین غالب آیا تو مین اپنے لشکر کا اُنکو بادشاہ کرونگا ایک ایک فقرہ اُنکا تا غیر دار سپہ گری کا تو اُن لوگون پر خاتمہ ہی کس جوش و خروش مین لڑتے ہین مرکے پڑتے ہین عمادان نے اتنے عرصے مین صفون کو آراستہ کیا عشاق نے لشکر بائین جانب دیکھا ایک ساحر موسوم بہ طاؤس بلند پرواز صف سے نکلا عشاق کو سلام کیا کہا ای شہنشاہ اجازت میدان آپ ملاحظہ فرمائینگے مرنا رغوان کا بالا بالا نہ جائیگا قیامت برپا کرونگا لاشہ ہاے شجر پرستان سے میدان کارزار بھر دونگا ارغوان کی رعنائی و زیبائی یاد آتی ہی گیا کار نمایان جاکر کیا عشاق نے کہا تم عیار سے ہوشیار رہنا طاؤس جادو نے کہا عیار میرا کیا کر سکتا ہی یہ کہکر طاؤس بڑھا پکار کر آواز دی ای فرقۂ شجر پرستان تمنے بڑی بے ادبی کی ہمارے شہنشاہ کو لشکر کشی منظور نہ تھی مگر اب تو مفصل سُن لیا کہ آپ لوگ طلسم نور افشان جانیکا قصد رکھتے ہین حکم قضا شیم شاہان نور افشان کا ہمارے پاس آگیا کہ جو بارادۂ فتاحی طلسم تمھاری طرف سے گذرے اُسکو گرفتار کر لینا سزا ایسے کہ ہر کس ناکس یہ کام نہ کرے یہ بھی حکم آگیا کہ طلسم کشاے اصلی آتے ہین مُبت خونریز کے نام حکم پہونچگیا کہ طلسم کشاے اصلی نہ آنے پائے اور آپ لوگون کے نام فتاحی طلسم نہین ہی آپ لوگ کیون کد و کاوش کرتے ہین اب بھی بہتر ہی کہ آکر عشاق جادو کی اطاعت کر دیا کسی کو میرے مقابلے مین

بھیجو عادان قزاق سب سے آگے بڑھا ہوا کھڑا تھا گینڈے کو لپٹے بڑھایا سامنے سکندر
کے آیا کہا ای شہریار اجازت میدان سکندر نے کہا ای عادان کسکے مقابلے مین جاؤ گے
کہا ای شہریار دیکھیے تو مین جا کر طاؤس کا کیا حال کرتا ہون وہ ساحر ہی تو مین قزاق دھوکے
دینا حریف کا مار لینا یہ تو ہمارا کام ہی دس ہزار پر دس سو جاتے ہین ایسا گھبرا دیتے ہین کہ دس ہزار
بھاگ جاتے ہین ہم لوٹ لیتے ہین ہزارون کو شکست دیتے ہین دیکھیے مین کس طور سے اسکو جا کر
مارتا ہون سکندر نے کہا مین نہین چاہتا کہ تم میدان کارزار مین جاؤ عادان نے کہا غلام
اپنے کو ہلاک کریگا ناچار شاہزادے نے اجازت دی عادان نے گینڈے کو مہمیز کیا گرز گران سر
کاندھے پر سامنے طاؤس کے آیا پکار کر آواز دی ای طاؤس جادو ہمکو تمسے کچھ کہنا ہی طاؤس
نے کہا آیے اس حیلے سے عادان قریب طاؤس کے پہونچا طاؤس نے کہا ای پہلوان دوران
ای رستم زمان اپنے آقا کو سمجھاؤ عشاق جادو سے میل کر لین عادان بھی کھل ملکر باتین
کر رہا ہی جو کچھ طاؤس نے کہا عادان کہتا جاتا ہی بہت خوب مین شاہزادے کو راضی کر دونگا
لیکن ایک بات کرو کہ لشکر شاہزادے کا تباہ نہ ہو طاؤس جادو نے کہا ہم عشاق کو سمجھا دینگے
وہ شاہان طلسم سے عذر کریگا آپ کی بغاوت تمام عالم مین مشہور ہو گئی شاخسار جادو جو نگہبان
بلغ ویران ہی وہ آپ کی بہت شاکی ہی بی سوسن کے نام تو یہ حکم ہی کہ سر کاٹ کر لاؤ عادان
نے کہا ای طاؤس خطا سب کی معاف ہو مقدمہ بغاوت بوجہ احسن صاف ہو یہ باتین کرتے
کرتے عادان نے کہا ای طاؤس تم آدمی بہت معقول ہو جو کہتے ہو وہ ہی کروگے مگر دیکھو تمھارے
بادشاہ کیا فرماتے ہین جیسے ہی طاؤس نے منھ پھیرا گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو
جو عادان کے کاندھے پر تھا بقوت تمام سر پر طاؤس کے مارا کہ سر طاؤس کا پاش پاش ہوا
اندھیرا ہو گیا عادان نے نعرہ کیا وہ مار قزاقون نے کلاہین اچھالین نعرے کیے ہمارے افسر نے وہ
مار لیا میان طاؤس کے ہوش اڑا دیے عادان نے بھی گینڈا مہمیز کیا بعد تھوڑی دیر کے آواز
آئی کشتی مرا نام مین طاؤس جادو بود اب سب نے دیکھا لاشہ طاؤس کا پڑا پھڑک رہا ہی یہ دیکھکر
عشاق جادو غصے مین کانپ گیا کہا اس قزاق نے بڑا فتور کیا ارے اسکو لینا جانے نہ پائے
مہمیز جادو رفیق عشاق اسنے اپنا گھوڑا بڑھایا کہا حضور طاؤس نے بڑا دھوکا کھایا یہ
کہکے مرکب بڑھایا سامنے عادان کے آیا پکار کر آواز دی ای عادان تمنے بڑا غضب کیا بڑا
فقرہ طاؤس کے ساتھ کیا اب دیکھون میرے ساتھ کیا کرتے ہو عادان نے کہا ای مہمیز ہم اس
بات کے متلاشی ہین کہ ہمارے آقا پر کوئی دست انداز نہ ہو لشکر تباہ نہ ہونے پائے یقین
تو یہ ہی کہ سحر العجائب و مصر الغرائب یہان آجاوین راہ مین ایک نامہ انکا پہونچا تھا اسمین
یہی حکم تھا کہ آکر در دولت پر حاضر ہو ورنہ ہم خود تمھارے مقابلے مین آئینگے جب عادان نے مہمیز
سے اسطرح باتین کین مہمیز کو بھی جواب دینا پڑا باتین ہونے لگین عادان اپنے دل مین
سوچا اسکو بھی مارا میرے دام مین تو آیا غصہ تو اسکا اترا یہ کہکے عادان نے کہا ای مہمیز
حقیقت مین لشکر مین عشاق کے تمھاری بڑی آبرو ہی تمھارا بادشاہ بھی نہایت نیک معلوم ہوتا ہے

مہمیز نے کہا اے عادان ہمارے بادشاہ کو بڑا پاس ہے صحبت مین جلتے ہین شاہان طلسم نے اکثر
خلعت دیے اگر اُنکی معرفت ملوگے بڑی آبرو ہوگی جو کہینگے وہ ہی بادشاہ قبول کرینگے ہرچند کہ
آپ کے شاہزادے نے بڑا غضب کیا شاخسار کو بڑا صدمہ دیا کہ قید خانے سے بھاگے آج تک
شاخسار شکایت کرتی ہے عادان نے ہاتھ باندھ کر کہا ہمین تو خطادار نہ بنائین ہمتو اب شاہزادے
کے شریک ہوے ہین اُنھین کے خوف سے اُنکا مذہب اختیار کیا اب عشاق کے طرف والے
گھبرا رہے ہین کہ مہمیز جادو کو کیا ہو گیا یہ کیون اُس سے باتین کرتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ عادان
نے پھر باتون مین لیا حقیقت مین یہی ہوا کہ عادان نے باتین کرتے کرتے گھبرا کر کہا دیکھو شاہان
طلسم آتے ہین وہ ابر کڑکا وہ برق چمکی وہ صحرا سبزہ زار ہوا مہمیز پلٹا مُنھ کا پھیرنا تھا کہ عادان
نے وہ ہی گرز گران سنگ سر پر مہمیز کے مارا کہ میان مہمیز ساری تی بگھیریان بھولے سر کے
ہزار ٹکڑے ہوے اور عادان نے نعرہ کیا وہ مارا قزاقون نے بھی ہلڑ کیے کہ ہمارا افسر صاحب
فتح و نصرت ہے خوب مکار کو مارا اب جو قزاقون نے ہنگامہ برپا کیا اور کلاہین بھی اُچھالین
نیزے چمکائے گھوڑے اُڑائے عشاق سے آنکھ ملا کر کہا کہ ایسے مکارون کو یونہین مارنا چاہیے
عشاق نے جھلا کر زانون پہ ہاتھ مارا کہا یارو کیا ستم ہے کہ دشمن سے جا کر یون میل کر لیتے ہو
اور اپنی جان دیتے ہو جو صاحب جائین سمجھ جائین عادان سے بات بھی نہ کرین جاتے ہی
اپنے سحر مین پھنسا لین یہ سُنکر ایک جادوگر دیوانہ صحرانشین کہ زنجیرین اسکی کمر مین بندھی ہوئین
ایک لنگر پاؤن مین اپنے زور بازو پر بڑا ناز ہے دیکھکر کہا اے بادشاہ مین قسم کھا کر جاتا ہون
آپ جانتے ہین کہ مین نے مدت سے سحر کو چھوڑ دیا کسی پہلوان کو دھوکا دیکے مارنے سے
کیا مطلب زور بازو مین کیا مین کسی سے کم ہون یہ کہکر جھومتا ہوا اژدہا زنجیرین ہلاتا ہوا غل و
شور مچاتا ہوا میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی او عادان تو نے دو ساحر مارے ہمارے
بادشاہ کو بڑا قلق ہے منم دیوانہ صحرانشین یہ کہکر پیدل دوڑا چوبدست دست زبردست سے
عادان کے لگائی عادان نے اپنے کو بچایا مگر سر گینڈے کا پھٹ گیا عادان کو دا چرخ
دیکر گرز مارا دیوانے نے خالی دیا اسقدر چوبدست چلی کہ چوبدست و گرز مین خم آگیا اُسی جوش مین
دیوانے نے چوبدست کو پھینکا دوڑ کر لپٹ پڑے دونون مین کشتی ہونے لگی مگر دیوانے نے عادان
کا جسم غربال کر دیا ناخون سے نوچتا ہے زرہ نوچکر عادان کی پھینکدی جسم سے عادان کے
خون جاری ہے مگر عادان نے ایسے گھونسے مارے کہ دیوانہ چیخین مارتا ہے عشاق کہ رہا ہے
کہ دیوانہ صحرانشین پر کچھ صدمہ گذرا جب تو چیخین مارتا ہے لوگ کہ رہے ہین حضور عادان قزاق
بھی پہلوان ہے بڑے لطف سے لڑ رہا ہے حقیقت مین عادان بھی کمی نہین کرتا ایک مقام پر دیوانے
نے چنگل مارا کہ عادان کے زخم شق ہوے بس عادان کو صدمہ جو پہونچا دونون مونڈھے
پکڑ کے دوڑا ہسکا مارا دونون گھٹنے دیوانے کے آشنا بزمین ہوے دیوانے کو صدمہ جو پہونچا
ایک حیلت ماری عادان نے حیلت کھا کر ایک گھونسا مارا شقیقہ اسکا شق ہوا دیوانے کو
چرخ آیا زمین پر گرا عادان تو فکر ہی مین تھا ایک ہاتھ سر کے نیچے ایک ٹھوڑی پر رکھکے

ہتہ مارا مع ترخرے گردن گھسیٹ لی اُستادان سخنور تحریر فرماتے ہین کہ بہر دن رہے دیوانہ مارا گیا عشاق نے چاہا کسی جادوگر کو بھیجون کہ سکندر نے حکم دیا طبل بازگشت بجے طبل بازگشت بجا سکندر پلٹے عشاق نے کہا یارو آج میرے تین رفیق مارے گئے شجر پرست سر سبز ہوئے عادان کس زور وشور سے میدان مین لڑا سکندر نے طبل امان بجوا دیا اب یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ کل نکلکر مقابلہ کرے مگر مشہور کر دیا جائے کہ فلان ساحر کل میدان کارزار مین نکلیگا یہ سُنکر اشفاق جادو وزیر اسکا صف سے چمکر نکلا پکار کر آواز دی ای سکندر آج تو تمکو فتح نصیب ہوئی منم اشفاق جادو چھپنے کے واسطے سوراخ مور و مار تلاش کرو کل ایک زندہ نہ بچیگا رات کو تیاری کرونگا صبح کو آکر سب کا خاتمہ کرونگا جو کچھ تمسے ہوسکے دام مکر پھیلاؤ یہ کہکے پلٹا ملکہ سوسن نے کہا ای شہریار ہر چند کہ آج عادان غالب آیا مگر کیا خوشی کی بات ہی جس ساحر نے للکارا ہی جب یہ نکلکر لڑیگا سحر کریگا ای شہریار کون جواب دیگا عشاق بڑا ساحر نامی ہی جس ساحر نے آج دعوی کیا یہ بھی بلاے روزگار ہی رات بھر سحر تیار کریگا صبح کو میدان مین آئیگا کنیز آٹھ پہر یہ دعا کرتی ہی کہ خداوند شجر آپ کو دشمنون کے ہاتھ سے بچائے ہماری تو عجب کیفیت ہی یہی کہا کرتے ہین نظم

ہم غریبون کو بھی ملجاتے ہین پیمانۂ عشق
قہقہے کرتا ہی کچھ آج تو دیوانۂ عشق
آہی رہتا ہی یہان کوئی نکوئی مشتاق
یہی کرتی ہی سدا پرورشِ خانۂ عشق
روح پرواز ہوئی کام نہ آئی زنجیر
دیکھو بے شمع کے جلجاتے ہین پروانۂ عشق
بند ہوجائیگا واعظ در توبہ لیکن
ہوکہ بیہوش جہان ہو وہ ہی فرزانۂ عشق
کب تصور سے ہی خالی دل خستہ ای دوست
سینۂ عاشق افسردہ ہوا خانۂ عشق

یارب آباد رہے صحبت میخانۂ عشق
رات کم آئی ہی آرام سے پھر سو رہنا
کب بھلا رہتا ہی خالی کبھی کاشانۂ عشق
نہ درخت اسکا ہی کوئی نہ کہین پھل اسکا
نہ رُکا قید بھی ہوکر ترا دیوانۂ عشق
سجدے ہوتے ہین ہزارونکے دم مستی شوق
وا رہیگا یونہین ہر دم در میخانۂ عشق
جب نظر آئے تو کھلجائے کہ کیا عالم ہی
ہر دم آباد رہا کرتا ہی ویرانۂ عشق
ای نسیم اب نہ محبت کی تمنا کرنا

یاد کیا آیا ہی مژدہ کہ جو رونا بھولا
سُن لو کچھ عاشق بیتاب کا افسانۂ عشق
اور خال ایسی نہین جیسی بشر کی ہی خال
ظاہر انجل و ثمر سے ہی بری انۂ عشق
حال کہتے نہین مرجاتے ہین عاشق خاموش
اب تو کعبے سے نہین کم در میخانۂ عشق
بیخودی عین خودی ہی جو سمجھ رکھتا ہی
صورتین اور ہی رکھتا ہی پریخانۂ عشق
کسکو بھی اسکے سوا منزل ویران مرغوب
ورنہ پھر لوگ کہینگے تمھین دیوانۂ عشق

شاہزادے نے فرمایا ای ملکہ سوسن ان اذکار سے کلیجہ دکھتا ہی اب عیش و راحت مین فرق آیا ساحرون کے مقابلے سے دم گھبرایا ملکہ سوسن نے کہا ای شہریار آپ نہ گھبرائیے مین مقابلہ کرونگی دیکھون یہ کیا کرتے ہین یہ کہتی ہوئی داخل بارگاہ ہوئی صداے طبل جنگ لشکر عشاق سے آئی سکندر نے جواہر سے کہا بھائی دریافت کرو یہ نقارہ کیسا بجا عرض کی یقین ہی کہ طبل جنگی بجا ہوگا وہی جادو جسنے دعوی کیا ہی کہ کل مقابلہ کرونگا اُسی کے نام طبل جنگی بجا ہوگا مگر شاگرد غلام کے سُنتے ہوے ہین یہ ذکر تھا کہ ہرکارے سامنے آئے ہاتھ اُٹھا کر دعاے جاندرا زدی شعر تا ہست جہان ترا بقا باد + کارت زجہان بمدعا باد + اشفاق جادو نے اپنے نام پر طبل جنگی بجوا دیا بیٹھا بلبلا رہا ہی یہ سُنکر جواہر خنجر زن اُٹھا کہا مین جاکر اسکی تدبیر کرتا ہون جواہر صورت بدلکر نکلا ایک شاگرد کو ساتھ لے لیا جو منظور ہوا صورتین دونون نے بنالین اشفاق بیرون بارگاہ ایک کرسی پر بیٹھا ہی لشکر والون کو

ترغیب دے رہا ہی کتنا ہی یار وکل کا مقابلہ ایسا ہو کہ شیجر پرست چل نہ پائین پامال ہو کے جائین تم بھی سب آراستہ رہنا جب مین سحر کرون اور اُنکے ہاتھ پانون بیکار ہون تم لوگ جا پڑنا مال و اسباب لوٹ لینا مگر خیال رہے کہ افسر اُنکا کسی جانب نکل نہ جاے جاتے ہی افسر کو گرفتار کر لینا اہالیان فوج نے کہا حضور ایسا ہی ہوگا ہم خود جلے ہوئے ہین یہ افسر جو مارے گئے ہمارے مہربان تھے اُنسے مطلب نکلتے تھے وہ خود شیجر پرستون کے دشمن تھے مگر میدان مین جاکر دھوکا کھا گئے کی موت مارے گئے ہم اُنکے خون کا بدلا لینگے شیجر پرستون کو قلم کرینگے اشفاق سے لوگ یہ باتین کر رہے ہین کہ دیکھا ایک ضعیفہ ایک عورت کا ہاتھ پکڑے ہوئے ایک جانب جاتی ہی اُس عورت کے چہرے سے گوشۂ ردا ہٹگیا معلوم ہوا کہ آفتاب عالمتاب پردۂ ابر سے نکلا اُس عورت نے مُنھ اپنا ڈھانک لیا اشفاق بیقرار ہوگیا ایک ساحر سے کہا کہ اس ضعیفہ کو سامنے بلالے ساحر گیا جاکر ضعیفہ سے کہا چل تجکو ہمارے آقا طلب کرتے ہین ضعیفہ نے کہا صاحب کیا کام ہی ساحر نے کہا یہ جو عورت تیرے ساتھ ہی اس سے کچھ پوچھینگے بڑھیا نے کہا تم اسکو پیچھے ہی رہنے دو مین تمہارے ساتھ چلتی ہون یہ کہکر بڑھیا تو چلدی اُس عورت کو وہ ساحر لیکر سامنے اشفاق کے آیا اشفاق اُٹھ کھڑا ہوا اپنے خیمے مین آیا وہ عورت پیچھے چلی آتی ہی خیمے مین آکر مسند پر بیٹھ گیا عورت سے کہا نیکبخت تو کون ہی وہ عورت بلک بلک کے رونے لگی کہا حضور کیا عرض کرون جو مجھپر مصیبت پڑی اصل تو یہ کیفیت ہی نظم

راحت سے جو تکلیف کی تاثیر بدل جائے
سرخی سے سواد جگر تیر بدل جائے
گر مجکو رلایا تو ہنساؤ بھی کوئی دم

غالب ہی جگر مین خلش تیر بدل جائے
ای جان کوئی مہر کوئی ہو مہ کامل
اب اور طرح پہلو تقریر بدل جائے

جاتے جو لہو ظلمت تقدیر بدل جائے
دو عارضون مین صورت تنویر بدل جائے

مین مہاراج بلورام کی بیٹی ہون ظلم گنج کی حاکم سلو کا تنے مین کاتل چلو کی نواسی یہ ضعیفہ جاکر وہان رہی محل مین آئے جانے لگی مجکو دم دیکر بھگا لائی یہ کہکر اُس نازنین نے روتے روتے گوشۂ ردا مُنھ سے ہٹا دیا اشفاق نے دیکھا کہ بجلی چمک گئی چہرہ آفتاب بھولی بھولی صورت نتھ پہنے ہوئے ڈوپٹہ آب روان کا نار پستان کا اُبھار کرتی آستینون دار گنگام کا لہنگا اُسمین گوٹہ پٹھا لگا ہوا اشفاق جادو مر گیا کہا مین تیرے گھر تجکو پہونچا دونگا تیرے ماں باپ سے ملا دونگا یہ کہتا تھا کہ وہ عورت قدمون سے لپٹ گئی عرض کرتی تھی چاچا مین تمری لونڈی ہون ہوری تمہاری سے ملاے دیو دو بہنین میری روتی ہونگی اشفاق نے کہا تیرا نام کیا ہی کہا مجکو مہارانی کہتے ہین اشفاق نے گلابی کھینچی جام لبریز کیا کہا لو مہارانی ایک جام تو پیو اسنے کہا کہ چاچا دارو تو ہمرے یہان کوئی نہین پیتا اس دارو سے پوجا کرتے ہین اس دن شراب پی جاتی ہی یا ٹھاکر کو چڑھاتے ہین پنچایت مین شراب دیجاتی ہی یہان نہ پنچایت ہی نہ مقام پوجے پاٹ کا پھر کیونکر پیین ٹھاکر جی خفا ہو جائینگے ایک دفعہ ہمارے چاچا نے بھی پی تھی وہ خداوند شیو اسکے نسے نکلکر بھاگ گئے آج تک اُنکا پتہ نہین ملا اشفاق ہنسنے لگا کہا ہمارے یہان کا یہ دستور نہین ہی ہر وقت پیتے ہین ذرا سی چکھ لو یہ سنتے ہی اُس مہ جبین نے جام لیا مُنھ سے لگایا تھوتھو کرکے رکھدیا کہا صاحب تم پیو اشفاق خوشی خوشی پیگیا پیتے ہی کلیجے مین آگ لگ گئی گھبرا کر کہا ارے اس شراب مین کیا تھا کلیجے مین آگ لگ گئی اُس نازنین کی بھی آنکھین سرخ ہوگئین محمودی کی چادر پھینک کے اُٹھی

چٹکیاں بجا کر گانے لگی نظم

گلو سے تا کمر گھٹ بڑھ رہی ہی میری سیل گریہ کی
کہاں سے نیند آئی مردم دیدہ نگہبان ہی
ارے بھاگی رخصت طلب ہی طاقت وحشت
اٹھا جلدی قدم وہ دیکھ آگے کوے جانان ہی
پری زنجیر پیرون طوق لپٹا آکے گردن مین
ہوا کے ساتھ گرد و نہر غبار تن پریشان ہی

بلا ہی کون جانبر ہو سکے آفت کا سامان ہی
کبھی طوق گریبان ہی کبھی زنجیر دامان ہی
دو رنگی سے نہین خالی تقاضاے تمنا بھی
کہانتک طے کرین ہم منزلون طول بیابان ہی
نظر پڑتی ہی جس شہر پر وہین آگ شعلہ روشن ہی
جنون میرا اسیر آرزو سامان زندان ہی

نقاط افعی رہزن تری زلفون کی افشان ہی
خیال یار کے بیٹھے ہین جو کیدار آنکھو مین
کبھی آنسو کی حسرت ہی کبھی حسلت کا ارمان ہی
ہزارون کوس سے دل کو یہی کہکے لائے ہین
تماشا دیکھ لے عاشق ترا سر و چراغان ہی
وہی رفعت ہی دیوانیکی تیرے بعد مردن بھی

اشفاق جادو ہلاک کیا گھبرا کر اٹھا کہ اسکو گلے سے لگالون اٹھتے ہی لڑکھڑا کر گرا نعرہ ہوا منم جواہر خنجر زن عیار سکندر رصعت شکن آستین چڑھا کر خنجر کمر سے کھینچا وہ لباس سب پھاڑ کر اسی مقام پر پھینکا خنجر مارا کہ اشفاق کے دو ٹکڑے ہوے خیمہ جلنے لگا دروازے پر جو ملازم حاضر تھے وہ دوڑے کہ ارے یارو کیا ہوا سراپچہ چاک کر کے جواہر بھاگا ملازمون نے آکر دیکھا کہ لاشہ اشفاق جادو کا تڑپ رہا ہی بیر غل مچا رہے ہین دم بھر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من اشفاق جادو بود ملازمون نے لاشہ اٹھایا عشاق جادو تخت پر بیٹھا ہی ساحرون سے کہ رہا ہی یارو اشفاق بلاے روزگار ہی صبح کو قیامت برپا کریگا کہ رونے کی صدا آئی گھبرا کر کہا ارے یہ کیا ہوا مشیرون نے کہا کچھ ساحر آپ کے ملازم ایک لاشہ لیے ہوئے آتے ہین دریاے خون بہ رہا ہے عشاق گھبرا گیا ساحرون نے لاکر لاشہ سامنے رکھا چادر ہٹائی دیکھا اشفاق جادو کا لاشہ تڑپ تڑپ کر سرد ہوا عشاق نے گھبرا کر کہا کہ ارے یہ کیا ہوا کہا حضور ایک ضعیفہ ایک عورت کو لیکر آئی بس پھر مرنے کی آواز آئی نہین معلوم کیا سبب کے اندر لیگئے تھے ہم جو اندر گئے ہمنے اُس عورت کو نہ پایا نہین معلوم کیا امر کہ تھا ہماری سمجھ مین نہین آیا عشاق بہت پریشان ہوا مشیرون نے کہا حضور کوئی عیار تھا وہ مار کر چلا گیا یہ کیونکر اسکو پاتے عشاق نے زانو پر ہاتھ مارا کہا یہ تو بڑے غضب کی بات ہی کہ اتنا بڑا ساحر یون مارا جاے بڑے افسوس کی بات ہی عیاری کا ہیکو کرامات ہی یہ سنتے ہی ایک ساحر موسوم بہ مرجان جادو زمرہ وزرا سے اُٹھا کہا اے شہنشاہ طبل جنگی بج رہی ہی چیاہے اگر مقابلہ نہ ہوا شجر پرست جانینگے ہمسے دب گئے اپنے دوست کے بدلے مین لڑونگا حضور تردد نکرین غلام سب انتظام کریگا عشاق نے کہا کیا مضایقہ ہی مرجان جادو باہر نکلا انتظام کر کے مومخانے مین آکر بیٹھا سحر تیار کرنے لگا جواہر خنجر زن ساحر کو مار کر خدمت سکندر مین آیا عرض کی اشفاق پرمین نے بڑی شفقت کی بیچا کو مارا یہ سنکر سکندر نے گلے سے لگا لیا کہا بھائی بڑا کام کیا کہ ہرکارے آکر موجود ہوے عرض کی اے شہریار اب مرجان جادو نے وہ ہی خدمت قبول کی ہی انتظام کر رہا ہی اب مومخانے مین گیا ہی جواہر بیقرار ہو کر پھر چلا صورت بدلے ہوئے لشکر عشاق مین آیا پھرنے لگا پھرتے پھرتے سامنے بارگاہ مرجان جادو کے پہونچا دیکھا خدمتگار دروازے پر حاضر ہین اندر بارگاہ کے شعلے بھڑک رہے ہین کبھی طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے نکلتے ہین قبہ بارگاہ پر بیٹھے ہین منقارین کھولین زمزمہ سرائی کی نمائش ہوئے جواہر کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک چوبدار کی شکل بنا گولے دار پگڑی سر پر جنبی ہوئی چپکن پہنے ہوئے مشروع کا پائجامہ بھاری جوتا عصا مرصع کا ہاتھ مین

دروازے پر آئے بلا تکلف اندر چلے خادموں نے کہا میان مردہے صاحب کہان جاتے ہو مردہے
نے کہا شہنشاہ نے بھیجا ہی کچھ عرض کرنا منظور ہی خادموں نے کہا ہم پوچھ لین یہ کہکے خادم اندر گئے
عرض کی ای شہریار مردہا بھیجا ہوا شہنشاہ کا آیا ہی دربارگاہ پہ موجود ہی امیدوار باریابی ہو مرجان
نے کہا بلالو مردہا اندر آیا مرجان نے کہا کیا ہی کہا حضور کچھ سرکار نے فرمایا ہی آپ سب کو ہٹاوین
مین تنہائی مین عرض کرونگا شہنشاہ نے یہی فرمایا ہی کہ کسی کے سامنے نہ کہنا مرجان نے سب سے
کہا ہٹ جاؤ سب ہٹے مرجان تنہار کیا کہا مردہے صاحب کہیے مردہے نے کان سے منھ لگایا کہا
حضور شہنشاہ نے فرمایا ہی ہم تم ملکر سحر کرینگے آگ لگا دینگے یہ باتین کرتے کرتے کہا دیکھیے شہنشاہ
کو چین نہ پڑا تشریف لاتے ہین مرجان پلٹا مردہے نے لپٹ کر خنجر مارا مرجان لڑکھڑا کر گرا مرجان
کا بھی سر کاٹ کے چوا ہر بھاگا خادم و خدمتگار دروازے پر جو حاضر تھے اندر آئے دیکھا لاشہ
مرجان کا پھڑک رہا ہی بیرون نے آواز دی کشتی مرا نام من مرجان جادو بود خادموں نے لاشہ
اُٹھایا سامنے عشاق کے لاے عشاق نے تاج دے مارا کہا یار و یہ تو بڑا غضب ہوا ایسا رفیق
شفیق مارا گیا مگر گریبان سحر چاک ہو چکا ہی صداے مرغ سحر بلند ہوئی اب تو عشاق یہ کہکر
سوار ہوا آج ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اس عیار نے مجکو بڑا صدمہ دیا ایسے ساحر مار گئے
کہ جنکا مثل ممکن نہین ہی اب مین خود سحر کرونگا قبقاب جادو وزیران سلطنت سے ہی صف سے
تڑپکر نکلا کہا ای شہنشاہ حضور کیون تکلیف کرین غلامان جانباز کس دن کے واسطے ہین مین
سحر کرونگا آپ کا نکلنا ہم پر شاق ہوگا عشاق جادو چپ ہو رہا قبقاب جادو انتظام کرتا ہوا
چلا ادھر سکندر ذیحشم کو اول ہی ہرکارون نے آکر خبر دی کہ اُستاد نے مرجان کو بھی مارا مرجان
کا مرجانا ہی اچھا ہوا یہان کی سکندر ذیحشم لشکر کو تیار کر کے ملکہ سوسن بھی ساتھ ہین میدان
کارزار مین آئے صفین جمنے لگین جب صفین آراستہ ہو چکین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے
قبقاب جادو نے اپنا اژدر بڑھایا سامنے عشاق کے آیا کہا حضور غیر ساحرون کو مار لینا یا
گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی عشاق نے کہا خوب سمجھ کر مقابلہ کرنا جہانتک ہو سکے پہلے افسر کو گرفتار
کرلو قبقاب نے کہا ایسا ہی ہوگا قبقاب میدان مین آیا پکار کر آواز دی ای سکندر ذیحشم
ثابت ہوا ہمکو کہ آپ بڑے صاحب اقبال ہین مگر یہان ساحرون سے مقابلہ ہی ہمارا بادشاہ
عشاق جادو شہنشاہ خوشخو بندگان سامری و جمشید مین کوئی ایسا مقرب نہین ہی اس سلطنت
و لیاقت پر لٹیا برہنی ہاتھ مین لیہا ننگے پیر شیوالے مین جانا ٹھاکر جی کو اپنے ہاتھ سے نہلانا
بھوگ بھی اپنے ہاتھ سے لگاتے ہین کئی مرتبہ لات و منات خواب مین تشریف لائے ہین
فرمایا کہ ای عشاق تو مقبول بارگاہ ہمارا ہی قدرت کو بہت پیارا ہی شاہان نور افشان نے
اس ملک کی حکومت دی سو کوس تک ہمارے آقا کی عملداری ہی آکے اطاعت کرو ہم سن چکے
کہ تم شہنشاہ طلسم کے بڑے خطاوار ہو قید خانے سے بھاگے اُسپر یہ زور و شور ادر جو اطاعت
مین کچھ تامل ہی تو کسی کو بھیجو سکندر نے قبضے پہ ہاتھ ڈالا چاہا کہ گھوڑا اُڑا اُون کہ ملکہ سوسن
نے بڑھکر رکاب پر ہاتھ رکھا کہا کیون شہریار کیا ارادہ ہی مین جاکر مقابلہ کرونگی وہ ساحر ہی

آپ کا جانا مناسب نہین ہی اگر خداوند سنجر کی عنایت شریک حال ہوئی تو مشکین باندھکر لاتی ہون یا سر کو قدم اقدس پر نثار کردنگی مردانی صورت بنی کھڑی تھی ادیان مشکین کو بڑھا یا قبقاب نے دیکھا ایک جوان کمسن خود زرین سر پر رکھے ہوئے جھولی بائین ہاتھ پر ادیان مشکین کو اڑاے ہوئے آتا ہی قبقاب نے جھولی سے گولہ نکالا طرف ملکہ سوسن کے پھینکا ملکہ سوسن نے گولہ کاٹا جب تو قبقاب جھلا یا ایک ترنج نکالا اُسپر خوب سحر کیا طرف ملکہ کے کھینچ مارا سب نے دیکھا کہ ہزارہا شعلہ ہاے آتش ملکہ سوسن پر گرے ملکہ یہ ثابت ہوتا تھا کہ ایک مکان آتش مین مع ہمرکب ملکہ بند ہو گئین اُسوقت سکندر کی بیقراری زانو پر ہاتھ مار کر پلٹے کہ جواہر خنجر زن سے کہین جواہر کو اپنے قریب نہ پایا چند شاگرد جواہر کے کھڑے تھے سکندر نے پوچھا آج تمھارے اُستاد کہان ہین سب نے کہا حضور ابھی تک تو اسی مقام پر تھے جب سے لڑائی سحر کی شروع ہوئی نہین معلوم اُستاد کہان گئے سکندر نے نگاہ اُٹھا کے چہار جانب دیکھا اپنے یار وفادار کو نہ پایا بنگاہ حسرت دیکھ رہے ہین کہ شعلہ ہاے آتش مین ملکہ چھپ گئین قبقاب جادو سحر کرتا ہی چلا جاتا ہی چاہتا ہی جا کر اس جوان کو نکال لون مشکین باندھکر سامنے اپنے آقا کے لیجاؤن سکندر بحسرت دیکھ رہے ہین اندر آگ کے ملکہ تڑپ رہی ہین جا ہتی ہین نکلون شعلہ ہاے آتش نکلنے نہین دیتے جدھر سے قصد نکلنے کا کرتی ہین شعلہ ہاے آتش روکتے ہین شاہزادہ بیقرار ہو جاتا ہی اور یہ کہتا ہی نظم

جبتک کہ تھا خیال رہا دل مین یار کے
جبتک کہ ذرہ سے حجاب بدن مین تھا
جلتا رہا ہون رشک عدو سے تمام رات
دو دن کو آشیانۂ بلبل چمن مین تھا

لب بستگی سے لطف عروسی سخن مین تھا
ظاہر ہوا تو مثل سخن انجمن مین تھا
اے اضطراب شوق تری عمر ہو دراز
مین مثل شمع شب کو تری انجمن مین تھا
کیا سر گذشت دہر کی مجکو خبر نسیم

مثل زبان کلام حجاب دہن مین تھا
مثل رقیب روح کو اُس سے خلش رہی
راحت سفر مین ہی نہ تحمل وطن مین تھا
کیون آتش غضب سے جلایا کہ باغبان
مین تو خیال دلبر گل پیرہن مین تھا

آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے ہر مرتبہ شاہزادہ چاہتا ہی کہ گھوڑے کو ڈالدون یکایک اُس آتش مین جنبش ہوئی ہواے سرد چلی طفلان غنچہ نے غون غان شروع کی دایہ ابر بہاری نے شیر شبنم پہونچایا گلہاے رنگا رنگ شگوفہ ہاے بوقلمون اپنا رنگ دکھانے لگے نرگس شہلا نے آنکھین کھولین سوسن صد زبان زبان درازی کرنے لگی سنبل پرپیچ وتاب نے زلف کا سیاہا دکھایا جوانان چمن اکڑنے لگے عروس چمن نے رنگ جمایا عندلیبان خوش الحان زمزمہ سرائی کرنے بلبلین پہلوے گل مین بیٹھکر مٹھین پکار رہی ہین اے مشتاقان صہباے محبت واے میوشان جام الفت نظم

طلسم عالم اسباب چند ساعت ہی
ٹپک رہی ہی صراحی بخوش کی ہی پکار
و ہک رہے ہین جو رخسار سرخ غنچون کے
سرور دیدہ سے کیفی ہی نرگس بیمار
بلند یون یہ دماغ برہنہ پائی ہی
کہ جسطرح لبس ہی سبز رغبت بیمار

جو ہو سکے سو ابھی ہو اُٹھا نر کھو زنہار
ہواے سرد سے بزم چمن ہوئی ہی گرم
برنگ مشعل روشن ہی عالم گلزار
زمین ہی سبزۂ خود رو سے فرش بوقلمون
طواف آبلہ کرتا ہی نشتر ہر خار
حذر حذر کی صدا دے رہے ہین حنا جوش

چھلک رہے ہین جام مے مہک رہے ہین سراج
شگفتہ گل ہین لبسان دہن دم گفتار
شراب حسن سے لالے کا جام ہی لبریز
بدل رہا ہی نئے رنگ چرخ مینا کار
امید بادہ مین توبہ شکن ہین یون مصروف
گھڑی گھڑی ہی زیادہ ترقی دیدار

اُمنڈ اُمنڈ کے ٹپکتا ہی ابرستی مین
چھپی حیا سے زمین زیر دامن کہسار

تڑپ تڑپ کے چمکتی ہین بجلیان ہر بار
ہوئی برہنہ تنون کو لباس کی حاجت

ہنگامۂ بہار نے تمام صحرا کو سبزہ زار کر دیا جس طرف دیکھو بلبلون کی پُکار ہی سحر سوسن سے جوش بہار ہی قبقاب بھی جھومنے لگا کبھی ہنستا ہی کبھی وسسکین دیتا ہی کہ وہ آگ شق ہوئی اب جو دیکھا اندر سے اُس قصر آتش کے ایک شعلہ جوالہ خوشبو خوشرو دریاے جواہر مین غوطہ زن رشک چمن دہن غنچہ سوسن قد سرو لب جو قمریان کو کو کرنے لگین قبقاب دیکھکر گھبرا گیا جابجا جسم پر ملکہ کے آبلے پڑے ہوئے مگر تڑپ کے نکلی پکار کر آواز دی او قبقاب کہان جاتا ہی اب جو اسنے آنکھ اُٹھائی جمال جہان آرا دیکھکر مبہوت ہوا اور یہ اشعار عاشقانہ بعد سوز پڑھنے لگا چونکہ ابر بھی آسمان پر آیا ہے نظم

بے صنم بھاتا ہی کسکو دیکھنا برسات کا
جوش گریہ تا فلک پہونچا ہجوم رنج سے
قہر ہی آفت ہی ہمکو دیکھنا برسات کا
کسکا دل ایسا دکھایا ہی کسی بیدرد نے
فصل سردی کی ہوئی موسم گیا برسات کا

فصل کوئی ہو مگر رونا ہمارا کم نہین
اشک تر ایسے بڑھے رتبہ گھٹا برسات کا
وہ نہ آئے کسقدر ہم راستہ دیکھا کیے
ہی جو اشک تر سے عالم جابجا برسات کا

سامنا ہونے نہ پائے ای خدا برسات کا
رہتا ہی بارہ مہینے سامنا برسات کا
بے صنم بھاتی ہی کب ای دل یہ فصل برشگال
اس ہوا مین ہو گیا عالم ہوا برسات کا
کم ہوا رونا تو ٹھنڈی سانس بھرتا ہون نسیم

بہار کے سامان ظاہر ہین طائران خوش الحان یہی پکار رہے ہین شعر تند و پرشور و سیہ مست زکہسار آمد + میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد + قبقاب جادو بھی جھوم رہا ہی ملکہ نے اشارہ کیا کیون برادر کیا ارادہ ہی کچھ جوش طبیعت زیادہ ہی قبقاب نے کہا مین تو غلام ہون جان پر بنی ہی تیر نشانہ ہو جائین یہی دل پر ٹھنی ہی ملکہ نے کہا جو کہو صاف صاف بیان کرو کہ ہم بھی سمجھین کہ تمھارا مدعا کیا ہی یہی کہے جاتا ہی کہ میری جان جاتی ہی ملکہ نے مسکرا کے کہا ادھر آؤ ہم تمسے کچھ کہینگے اب خاموش نہ رہینگے عشاق نے دیکھا کہ قبقاب ہاتھ باندھے ہوے سر جھکائے ہوئے طرف ملکہ سوسن کے چلا عشاق نے منہ پیٹ لیا کہا لو یارو سوسن نے بڑی زبان درازی کی قبقاب پر جوتیان پڑا چاہتی ہین اُدھر ہی جاتا ہی بطور اطاعت کے سر جھکائے ہوے ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے جب قریب جائیگا وہ اسکو قتل کر ڈالیگی وزرا نے کہا ہم جائین سحر سے سوسن کے قبقاب کو بچائین عشاق نے کہا تمھارے جانیکی کیا ضرورت ہی مین ابھی تدبیر کرتا ہون یہ کہکر دستک دی ایک جوان سامنے سے پیدا ہوا آئینہ اُسکے ہاتھ مین تھا کہا یہ آئینہ جا کر قبقاب کو دکھلا دے سارے سحر کی قلعی کھلجائیگی آئینہ دیکھکر قلب کو صفائی ہو گی بقول شاعر شعر شکل ہستی و عدم آئنہ دکھلاتا ہی + اسطرف دیکھیے سب کچھ ہی اُدھر کچھ بھی نہین + وہ جوان دوڑا قبقاب قریب ملکہ سوسن پہونچنے نہ پایا تھا کہ اسنے آئینہ دکھلایا قبقاب آئینہ دیکھکر بدحواس ہو گیا جسنے آئینہ دکھایا تھا وہ تو غرق زمین ہو گیا قبقاب نے آہ کا نعرہ کیا زمین پر گر کے ایڑیان رگڑنے لگا بعد تھوڑی دیر کے اُٹھا اب جو نشہ اُترا اپنے ساتھ والون کی جانب دیکھا سب قہقہہ مار کے ہنسے کہا ای افسر کیا دھوکا کھایا بی سوسن نے تمکو مبہوت کر دیا تھا وہ تو تمکو بھائی صاحب کہتی ہی تم معشوق بناتے ہو ایسے گھبرا جاتے ہو یہ سُنکر قبقاب جھلایا جھولی سے ایک گولہ نکالا پیشانی پر نشتر مارا پیشانی کے خون سے گولے کو رنگین کیا وہ گولہ ملکہ سوسن کے

پھینک مارا آواز دی کہ یا سامری و جمشید لینا یہ تو خاص سحر سامری ہی اس سحر کے رگ و ریشے
مین صنعت بھری ہی یہ نہ خالی جائیگا گولہ جا کر پھٹا ملکہ سوسن نے چاہا دفع کرون مگر کچھ نہ بن پڑا
گولے کے پھٹتے ہی چند طائر گولے سے نکلے زمزمہ سرائی مین یہ غل مچاتے تھے اور یہ غزل گاتے تھے نظم

بگڑے وہ لاکھ طرح مگر غل نہو سکا
لیکن ادا ترانۂ قلقل نہو سکا
اللہ رے جوش آپ کی بخشش کے بعد بھی
طعنون کا اُنکے مجھسے تحمل نہو سکا

مین اپنے صدقے ہان بھی تامل نہو سکا
ممکن نہین مرا دل پژمردہ شاد ہو
اشکون سے میری ترک تسلسل نہو سکا

گو ہچکیان رہین مجھے مینا کی یاد مین
مُرجھا گیا جو غنچہ وہ پھر گل نہو سکا
بگڑا ہوا مزاج سنبھلتا نہین نسیم

ملکہ نے سر اُٹھا کر اُن طائرون کو دیکھا طائرون سے نگاہ ملاتے ہی
ہوش اُڑ گئے اتنا تو کہا ہم تیرے سحر کا بڑا نام سنتے تھے مگر سب خلاف تھا یہ کہکر لڑکھڑا کر گری گرتے ہی
بیہوش ہو گئی لشکرون مین غل پڑا ہوا قبقاب بہت شرمندہ ہی تیغہ کھینچکر چلا کہ ملکہ کو قتل کرون اُسوقت
شاہزادے کی بیقراری لشکر کی اشکباری صاف ثابت ہوتا ہی کہ ستارۂ سحری زمین پر پڑا ہے
قبقاب بقہر و غضب تمام تیغہ پکڑ کر چلا اور زبان سے کلمات سخت و سُست کہ رہا ہی کہ او گیسو بریدہ
تو نے مجکو بڑا صدمہ دیا ملکہ بھی جو گری اول بیہوش ہو گئی اب ہوشیار ہی مگر اُٹھ نہین سکتی آنکھین
پتھرائی ہوئین جب اُٹھنے کا قصد کرتی ہی دل بیٹھا جاتا ہی قلب تھراتا ہی ہونٹھ بند ہو گئے سحر فراموش ہوا
دریاے حیرت کا جوش ہوا چہار جانب حیران حیران دیکھ رہی ہین کہ میرے ملازم کیون رو رہے ہین
عشاق نے کہا لو صاحبو دیکھو ہمارے ساحر نے کیا سحر کیا کہ سب نے دیکھا صحرا سے گرد اُڑی ایک
ساحر سیہ فام نیک انجام کمر کی تہمد باندھے ہوئے ایک ترسول ہاتھ مین اسی جانب آتا ہی
اتنے جلدی آیا کہ قبقاب قریب ملکہ سوسن کے پہونچ نہ چکا تھا کہ اُسنے بڑھکر نعرہ کیا کہ
او قبقاب کیا کرتا ہی مردان عالم سے مقابلہ کر شرم نہین آتی عورت کو قتل کرنے جاتا ہی اُسنے اپنے
سحر مین پھنسایا تھا تم تو رخصت ہو چکے ہوتے تمھارے بادشاہ نے بچایا اپنے سحر پر یہ ناز و نیاز یہ
کہکے قریب قبقاب کے پہونچا ایک گولہ ہاتھ مین تھا اُسکو چرخ دیتا ہوا آیا آنکھ ملا کر کہا او بیحیا
یہ وہ گولہ ہی کہ آسمان پر ماردون تو پار گذر جاے طبقے زمین کے ہلا دون سامری و جمشید ہون تو
دیوانہ بنا دون لیکن مین سحر کامل تجھپر نہین کرتا تو ایک حقیر ساحر ہی علم سحر و ساحری سے خاک ہر ہی
یہ کہکے وہ گولہ طرف قبقاب کے پھینکا قبقاب نے قصد کیا کہ اسکو یوان رد کرون کہ اسکے سینے
پر جاکر پڑے پشت کے پار گذر رہے جیسے ہی گولہ قریب آیا تھپکی ماردی گولے پر جو تھپکی پڑی گولہ
ٹوٹ گیا اُس سے قطرات آب نکلے وہ منھ پر قبقاب کے پڑے قبقاب ارے کہکر چرخ کھاکے گرا
اُس ساحر نے لپٹ کر خنجر مارا اور نعرہ کیا کہ منم عیار پرفن جواہر خنجر زن صف شکن صفدر عیار
شاہزادہ سکندر ملکہ سوسن کو ہوش آ گیا شاہزادے نے بہت تعریف کی بعد عرصہ دراز کے
آواز آئی کشتی مرا نام من قبقاب جادو بود سکندر نے دوڑ کر جواہر کو گلے سے لگا لیا کہا بھائی
کیا کار نمایان کیا طبل شادمانی بجنے لگے جواہر نے کہا ای شہریار زیادہ خوشی نہ کیجیے فلک حیلہ جو
آٹھ پہر مائل بیداد ہی صاحبان لیاقت پامال ہوتے ہین غلام صبح سے آج فکر مین تھا جب ملکہ
سوسن نے اسکو اپنے سحر مین پھنسایا مین دیکھ رہا تھا عشاق نے بڑا کمال لیا ادھر عشاق نے

چاہا میدان مین نکلون وزرا و امرا اپٹ گئے کہ حضور تکلیف نہ کرین اگر بندگان عالی پر کوئی افتاد پڑی ہم لوگ
کدھر کے ہونگے ہمکو کوئی دمڑی کو نہ پوچھیگا حضور کی ذات سے یہ ملک آباد ہی شاہان طلسم توجہ بھی
نہ فرمائینگے ناظم بھی اس ملک پر نہ آئیگا رعایا بھاگ نکلجائیگی عشاق خاموش ہو رہا کہا تم لوگونکی خوشی
اور دولت نہ جانے پائینگے تمہاری خوشی کرینگے مگر شجر پرستون کی جڑ کھود کر کل پھینکدینگے بڑے مکار و
حیلہ ساز ہین ہر حیلے سے بچنے کی صورت نکل آتی ہی مگر کہان جائینگے سحر تو بڑی چیز ہی ان کے واسطے
اشارے کافی ہین یہ کہتا ہوا طبل باز گشت بجوا کر پلٹا مگر بنہایت غصہ وزیرون کو حکم دیا لاشہ قبقاب کا
اُٹھوا کر جلا دو جہنم مین اس ناری کو پہونچا دو یہ کہتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا خادمون سے حکم دیا ہمارا
ہوا خانہ آراستہ کرو سب وزرا دیکھ رہے ہین تھوڑے عرصے مین خادمون نے عرض کی ہوا خانہ
تیار ہی عشاق ایک کھاروے کی دھوتی باندھکر ہوا خانے مین آیا وزرا سے کہا سکندر سے کہلا بھیجو
کہ ہمنے تمکو تین دن کی مہلت دی خوب تیاری کرلو بی سوسن سے کہو سحر تیار کرین آپ اپنے فنون
سپہ گری کو درست کرین چوتھے دن تمکو ہم گرفتار کر لینگے یہانسے ایک ساحر یہ خبر دینے چلا وہان
شاہزادہ سوسن کو ساتھ لیے ہوئے اپنے لشکر مین آکر پہونچا سب سردار مبارکباد دے رہے ہین
سب سے زیادہ عمادان کو خوشی ہی جواہر خنجر زن کی تعریفین ہو رہی ہین شاہزادے نے وسط لشکر
مین کرسی بچھوادی ملکہ سوسن اپنے خیمے مین چلی گئین سب سردار گرد بیٹھے ہین چرچے لشکر عشاق
کے ہو رہے ہین کہ بڑھکر مرد ہے نے عرض کی کہ ایک ساحر بطور ایلچی بھیجا ہوا عشاق کا آیا ہے
کہتا ہی کہ مین کچھ عرض کرونگا فرمایا بلا لو وہ ساحر سامنے آیا جھککر سلام کیا شاہزادے نے جواب سلام دیکر
اشارہ کیا موافق اسکے مرتبے کے کرسی ملی وہ احمق آکر بیٹھا ساقی بچے نے جام دیا جب دماغ اسکا بادہ
ناب سے گرم ہوا پکار کر آواز دی مجکو شہنشاہ عشاق نے بھیجا ہی ای شاہزادہ سکندر آپ کو
پیغام دیا ہی کہ ہمنے تمکو تین دن کی مہلت دی چوتھے دن تمہارا فیصلہ کرینگے آج قتل ہونا قبقاب کا
بہت ہمارے سرکار کو ناگوار ہوا خود تکلیف فرما رہے ہین وہ سحر آپ پر بھیجا جائیگا جو تدبیرین پڑے
کر رکھیے اسواسطے آپ کو اطلاع کی گئی کہ آپ اپنا انتظام کر رکھیے سکندر نے جواب دیا کہ ہمارا
انتظام خداوند شجر کے سپرد ہی وہی انتظام کرینگے دیکھو میان قبقاب نے مٹا دیا تھا مگر خداوند
شجر نے کیا وقت پر انتظام کر دیا یہ کہکے ایلچی کو رخصت کیا شاہزادہ طرف جواہر کے متوجہ ہوا
جواہر نے کہا حضور سحر بنانے دیجیے وقت پر معلوم ہو جائیگا ایلچی تو اُس طرف گیا سکندر
سرداروں سے بیٹھے باتین کر رہے ہین کہ کچھ لکہ ہائے ابر آسمان پر آئے سکندر نے کہا ای عمادان
دیکھا فلک نے انقلاب کیا ہی کہ کوئی وقت مہلت نہین پاتے اب تو تین روز کی فرصت ہی ہم واسطے
شکار کے جائینگے عمادان نے کہا حضور غلام بھی ہمراہ چلیگا سکندر نے کہا بہتر اُسی وقت بلبلون
کو حکم ہوا اسباب شکار درست ہونے لگا چار پہر رات گذر کر چار گھڑی رات رہے شاہزادہ برآمد ہوا
اسباب شکار حاضر تھا شاہزادہ سوار ہوا بھیلے قراول میر شکار ہمراہ ہوئے صبح ہوتے ہوتے صحرا مین پہونچے

طبل باز پر چوب پڑی اشعار راشد بر ہوا باز سیاہ پر	بجو در نالیدن آمد طبل باز جہان شد خالی از کبک و کبوتر	در آمد مرغ صید افگن بہ پرواز باز بہری جرہ و جانوران ہوائی

چھوٹے شکار ہونے لگا شاہزادہ بھی تیر اندازی کرتا پھرتا ہی پہر دن چڑھتے چڑھتے طائران ہوائی سے
صحرا کو خالی کردیا جواہر سے بلنگر فرمایا ای برادر طائران پرند کا شکار تو بہت کیا مگر کوئی آہو دستیاب
نہین ہوا جواہر نے عرض کی ہرکارے گئے ہین اس حوالی کی گنوار انعام کے مشتاق تلاش کرتے ہونگے
جسکو جہان آہو ملنگے وہ آکر عرض کریگا حضور محروم نہ رہینگے یہ ذکر تھا کہ دو گنوار دوڑے ہوئے
سامنے آئے عرض کی یہانسے تین کوس پر ایک دھانون کا کھیت ہی کہ اُسمین کئی سو آہو چر رہے ہین
شاہزادے نے دس بارہ سوار مع عادان ساتھ لیے اُس طرف کو چلے دور سے دیکھا ایک دھانون
کے کھیت مین کئی سو آہو چرا کر رہے ہین دس دس بارہ بارہ کے غول ہر غول مین ایک ایک نر باقی
مادہ ہاے آہو پھر رہے ہین نر مستیان کر رہے ہین شاہزادے نے چہار جانب سے کھیت کو گھیرا کہا
ہان بھائیو اپنا اپنا شکار تاک لو ایک ایک آہو ہر ایک نے تاکا نیزے سیدھے کیے لٹو بغل مین
دبائے گھوڑون کو مہمیز کیا اُڑا کے کہ سم مرکب کی جو صدا بلند ہوئی آہوان وحشی کرچھالین بھرکے
بھاگے ایک آہو کے پیچھے عادان نے بھی اپنا گھوڑا ڈالدیا تھوڑی دور جا کر سکندر نے آہو
کو صید کیا ایک آہو پر تیر جواہر نے بھی مارا ہر سوار نے اپنے اپنے شکار کو مارا لیکن عادان
نے جس آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالا تھا وہ آہو نہایت تیز رو تھا عادان اُسکے تعقب مین گھوڑا اڑائے ہوے
وہ آہو جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی عادان نے پانچ کوس پر آکر دیکھا کہ وہ آہو چوکڑی بھولا عادان
نے تیر مارا گھوڑے سے کودکے اُسکو ذبح کیا شکار بند سے باندھ لیا چاہا کہ چلے دیکھا کہ ایک آہو
بھی تیر پڑا ہوا الجھیاتا ہوا آتا ہی عادان نے اُسکو بھی تیر مارا وہ بھی گرا عادان نے گھوڑے سے
کودکر اُسکو بھی ذبح کیا چاہتا ہی کہ پشت مرکب پر سوار ہوکر روانہ ہوا کہ ایک نوجوان کو دیکھا
گینڈے پر سوار تیر وکمان ہاتھ مین اپنے شکار کی تلاش مین چوکنا چہار جانب دیکھتا ہوا
چلا آتا ہی اپنے شکار کو جو پڑا ہوا دیکھا اور عادان قزاق پر نگاہ پڑی وہین سے للکارا
کہ او اجل گرفتہ تونے ماہ دولت کے شکار کو شکار کیا کچھ خوف نہ آیا جب اس طرح کے کلمات
کہتا ہوا قریب پہونچا عادان نے کہا ای پہلوان دوران ای گرشاسب جہان اگر مین نے
آہو پر تیر مارا تو کیا خطا کی کیا صحرا مین کسی کا اجارہ ہی اُس جوان نے کہا ہان ہمارا اجارہ ہی
ہماری یہان عملداری ہی ہم یہان کے بادشاہ ہین کسکی مجال ہی کہ ہمارے صحرا مین شکار کھیلے
تمنے یہی بے ادبی کی کہ اس صحرا مین آکر شکار کھیلا دوسری بات یہ کہ ہمارے شکار کو شکار کیا
عادان نے کہا آپ غصہ نہ فرمائین مین نے بھی ایک آہو شکار کیا ہی دونون کو آپ ہی لیجائین
مین اور تلاش کرلونگا جوان نے آواز دی کہ تیری قضا ہی دامنگیر ہی خبردار ہو جا عادان بھی
پشت مرکب عربی پر سوار ہوا اس عرصے مین دیکھا کہ اور سوار بھی چلے آتے ہین پچاس ساٹھ سوار
آکر ٹھہر گئے اُس جوان نے نعرہ کرکے عادان پر نیزہ مارا نعرے مین آواز دی کہ منم فرید کوہی
ادھر کا کوہستان سب ماہ دولت کے قبضے مین ہی بڑے بڑے سرکش یہان رہتے ہین مگر اُن سب کو
مارا ایک ایک کو للکارا اب باسانی خراج آتا ہی کوئی کان بھی نہین ہلاتا ایسے لاف وگزاف
کرتا جاتا ہی اور نیزہ چل رہا ہی جب دس بارہ طعنین چلین اور کلمات لاف وگزاف اُسکی زبان سے

بہت نکلے عادان نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا فرید کوہی نے قبضے پر ہاتھ ڈالا دو تین ہاتھ عادان پر مارے
عادان نے رد کیے ایک مقام پر جھکائی دیکے ہاتھ مارا فرید کوہی نے اپنے کو بچایا پھیلہ سر پر
پڑا سر زخمی ہوا فرید نے دستانہ مارا قطرات خون چہرے پہ گرے عادان نے سلائے مین تلوار کی
فرید کو لیا قصد ہوا کہ ہاتھ مارون سر اسکا اُڑ جائے سوار جو پچاس ساٹھ کھڑے ہین فرید نے آواز دی
ارے نامردو تم دیکھ رہے ہو یہ جوان ہمکو قتل کیا چاہتا ہی تم اُسکو مار نہین لیتے ہو جلد قتل کرو
سوارون نے گھوڑے اُٹھا دیئے چہار جانب سے نیزے مارے گھوڑا عادان کا مارا گیا
کئی زخم بھی کھائے عادان گھوڑے سے گرا قصد ہوا کہ کسی سوار کو مار کر گھوڑا لون اُن سوارون
نے کمندین مارنا شروع کین چہار طرف سے حلقہ ہاے کمند جو پڑے عادان زخمی بھی ہوا ہی کمندون
مین پھنسکر گرا از روے بلوے کے سب لوگ ٹوٹ پڑے لیکن عادان نے گرتے گرتے کئی سوار مارے
آخر اُن سب نے حلقہ ہاے کمند مین عادان کو گرفتار کر لیا ہتھکڑیان پہنا دین دوہری بیڑیان
گلے مین طوق فرید کوہی جو سب کا افسر ہی وہ کہتا ہی بیچلو اگر لات و منات کو سجدہ کریگا تو خطا اُسکی
معاف ہوگی ورنہ فوراً قتل کرونگا اُسنے بڑی گستاخی کی ما بدولت کا سر زخمی کیا اُس مقام سے پانچ
کوس پر فرید کوہی کی بارگاہ استادہ تھی وہان لاکر دربار سجا کہا لات و منات کو سجدہ کر عادان
نے کہا لات و منات کون گدھے ہین مین تو خداوند شجر کا بندہ ہون اور بندۂ جرأت سکندر
زرین پوش زرین علم ہون میرا خون بالا بالا نہ جائیگا یہ خون رنگ لائیگا جسوقت خبر میرے آقا کو
پہونچیگی خون کے دریا بہا دیگا مین ہرگز تیرا مذہب قبول نہ کرونگا فرید نے کہا اچھا کر قید کرو کل صبح
کو دار پر کھینچین گے عادان تو یہان قید ہوا شاہزادہ سکندر شکار گر کے بیٹے صحرا مین ایک
مقام پر بارگاہ استادہ تھی اُسمین تشریف لائے سر اُٹھا کر دیکھا فرمایا ہمارا دوست صادق یار موافق
عادان قزاق کہان ہی جواہر نے کہا ای شہریار وہ ایک آہو پر گھوڑا ڈالکر گئے تھے پلٹکر
نہین آئے سکندر نے کہا بجا ہی جواہر اُسکی خبر لاؤ اگر اُسنے بخیر و عافیت آہو کو شکار کیا ہوتا
اب تک آجاتا شاید کوئی افتاد پڑی جواہر نے دو شاگردون کو حکم دیا کہ حال دریافت کرو
دونون یہ کہکر چلے کہ اُستاد ہم جاتے ہین ابھی خبر لیکر آتے ہین سکندر نے کہا جہانتک ہو سکے
خبر مفصل دریافت کرکے آنا ہرکارون نے عرض کی کہ ایسا ہی ہوگا ہرکارے چلے دوپہر
ڈھل چکی ہی پانچ چار کوس نکلگئے سائے مین ایک نخل کے بیٹھ رہے اور رات اُسی مقام پہ کاٹی
صبح کو پھر چلے نشان نقش پاے مرکب سے کچھ پتہ ملتا ہی اُسی نشان پر دیکھتے ہوے چلے ایک مقام
پر آکے دیکھا پانچ سات لاشے پڑے ہین اور گھوڑا عادان کا مرا پڑا ہی اب تو ہرکارے
گھبرائے چہار جانب دوڑے کاہ فروش جنگل مین گھانس چھیل رہے تھے اُنسے ہرکارون نے
پوچھا یہ سوار کسکے ہاتھ سے مارے گئے یہ لاشے کیسے پڑے ہین کاہ فروشون نے کہا کہ ایک
جوان نہایت قوی تن قوی ہیکل یہانتک آیا ایک آہو کو اُسنے شکار کیا دوسرا ہرن اور آیا وہ
ہرن شکار کردہ فرید کوہی کا تھا فرید سے مقابلہ ہوا اُس جوان سے بڑی خطا ہوئی فرید کو
زخمی کیا اُسکے ساتھ والے ٹوٹ پڑے مگر وہ جوان نہایت زبردست تھا گرتے گرتے کئی سوار

مارے اب فریدنے اُسکو قید کیا ہی فرید تو یہان کا بادشاہ ہی میمون اسی صحرا مین رہتا ہی یہانسے پانچ کوس پر اُترا ہی اُسنے کہا تھا میرا مذہب اختیار کرو مگر اس جوان نے کچھ ایسا کلام کیا کہ بادشاہ کو ناگوار ہوا حکم دیا ہی میدان خونی کی تیاری ہو رہی ہی صبح کو قتل کرینگے یہ سنکر ہرکارے گھبرائے کہ غضب ہوا اگر عادان قتل ہو گیا تو شاہزادہ ہمکو بھی سزا دیگا یہ سوچکر بھاگے رات ہو چکی ہے شاہزادہ سکندر بارگاہ مین بیٹھے ہین سب سردار حاضر ہین مگر شاہزادہ دمبدم فرماتا ہی کیون برادر کچھ حال عادان دریافت ہوا جواہر عرض کرتا ہی میرے شاگردان رشید گئے ہین خبر مفصل لیکر آئینگے اسی جستجو مین گئے ہین سب سردار کہتے ہین خداوند شجر آپ کو سلامت رکھے اپنے غلامون کا کسقدر خیال ہی بکاول نے آکر عرض کی کہ خاصہ تیار ہی سکندر نے کہا ہم کھانا نہ کھائینگے جب تک ہمارے سردار کا حال نہ معلوم ہوگا ابتو جواہر بھی گھبرا گیا نکلا زلف لیلاے شب کمر سے گذری ہی اور شاہزادہ اُسی طرح بے آب و دانہ بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ دونون ہرکارے آکر پہونچے پہلے دعا دی بعد اُسکے تمام کیفیت عادان کی بیان کی شاہزادے نے فرمایا جواہر ہمارا گھوڑا تیار کرو اُسی وقت مرکب تیار ہوا جب شاہزادہ پشت مرکب پر سوار ہوا اور تمام سردار کمیدان رسالہ دار تیار ہو کر آئے سکندر نے کہا کوئی میرے ساتھ آنیکا ارادہ نہ کرے مگر جواہر نے رکاب کو نہ چھوڑا کہا کہ غلام ضرور ساتھ رہیگا سکندر بقہر و غضب تمام اُسی جانب چلا دونون ہرکارے بطور رہبری ساتھ ہین شاہزادہ بگشت گھوڑے کو ڈالے ہوئے جاتا ہی یہان فرید کا ارادہ تو ہی کہ عادان کو قتل کرون جرأت پر عادان کے مایل ہوا کہتا ہی اگر یہ سردار میری رفاقت کرے تو کل فوج کا سپہ سالار کرون رات بھر کئی سردارون نے سمجھایا مگر عادان نے ہر ایک کو جواب سخت و سست دیا اور کہا اُس لونڈے سے کہنا تجھ ایسے نامردون کی مین اطاعت کرونگا سپہ سالاری کیا چیز ہی اگر کل سلطنت اپنی وہ دیدے تو بھی مین قبول نکرون مین نے اُسکی اطاعت کی ہے کہ جو شیر بیشہ جرأت و یکہ تاز میدان جلالت مشہور ہی شاہزادہ سکندر سخن گو بحر و بر جری بہادر صف شکن سخی و فیاض صاحب لیاقت و جرأت و ہمت مین ایسے نامردون کی رفاقت نہین کرتا سردارون نے آکر عرض کی کہ ای شہریار وہ جوان نہین مانتا آپ کو نامرد کہتا ہی اپنے سردار کی بڑی تعریفین کرتا ہی فرید کوہی نے کہا اُسکی قضا دامنگیر ہی دار استادہ ہو جلاد موجود رہین صبح ہوتے ہی قتل کا حکم دونگا نہین معلوم وہ جوان کہان ہی مین ڈھونڈھکر اُس سے بھی مقابلہ کرونگا یہ کہکے جھلاتا ہوا باہر نکلا دیکھا دار استادہ ہی جلادان خرس طینت و میمون بادیہ ضلالت شلنگین لگارہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی فرد سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست + مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست + فرید نے جو سامان میدان خونی کا دیکھا ایک کرسی پر آکر بیٹھا کہا اُس قیدی کو لاؤ عادان کو تمام رات قید خانے مین گذری مگر بل کر رہا ہی خانۂ زنجیر مین غل چاہتا ہی قید توڑ ڈالون داروغہ زندانخانہ آیا عادان کو کشان کشان لیچلا میدان خونی مین آکر عادان پہونچا مثل شجر بر ستون کے سلام کیا فرید کی جانب دیکھکر تھوک دیا کہ مین ایسے نامرد سے کلام نہین کرتا فرید نے کہا ای جوان تو کیون اسقدر غصہ کرتا ہی دیکھ مین تیرے قتل کی تدبیر کر رہا ہون

اگر تو اطاعت ہماری اختیار کرے وہ مرتبہ تیرا ہو کہ شاہان جہان رشک کرین تجکو اپنا قوت بازو زینت پہلو قرار دون جو تو مانگے وہ فوراً دون عمادان نے کہا یہ دولت مجھے خاک ہی مین نامرد کی اطاعت نہ کرونگا فرید نے جلاد کو اشارہ کیا جلاد نے ہاتھ پکڑ کر عمادان کو زیر تیغ بٹھایا گردن پہ کوئلے کا خط کھینچا پکارنا شروع کیا ای شہریار تیغہ بارہ دار ہی بازو پر قوت رکھتا ہون ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرتا ہون قتل کرتا میرا کام ہی چلانا میرا کام نہین ہی حکم اول ہی سمجھ بوجھ کر حکم دیجیے گا فرید ہر مرتبہ رکجاتا ہی رفقا سے اشارہ کرتا ہی ایک سردار اسکا شدید بلند آوازنامے بہایت بدمزاج آتشخو اُسکی جانب فرید نے اشارہ کیا کہا ای شدید تم اس جوان کو سمجھاؤ اسکا قتل ہونا مابدولت پر شاق ہی دل اسکی رفاقت کا مشتاق ہی ہزار بارہ کوس تک میری عملداری ہی ساٹھ ہزار جوانان جنگی ہمراہ رکاب رہتے ہین کمیدان رسالہ دار پیدل بیشمار خود بھی ایسا بہادر ہون کہ جسکا کوئی ہمسر نہین اسی کوہستان مین کیسے کیسے پہلوان مارے شیرون سے جنگل کو خالی کیا اب تو کوئی سرکش باقی نہ رہا شدید جھومتا ہوا سامنے عمادان کے آیا کہا ای جوان تو کیسا سخن ناشنو ہی ہمارا شاہزادہ رئیس اعلی بادشاہ کل کوہستان کا صاحب جلالت و لیاقت فرماتا ہی اور تو قبول نہین کرتا لات و منات کو سجدہ کر خداوند شجر کیسے ابھی برسے کا کگر پھینکد یا خداوند شجر کہان رہے خداوند لات و منات ہین عمادان نے کہا واہ کیا کہنا شجر کے پتلے آپ ہی اُنکو بنایا آپ ہی اُنکو سجدہ کیا ایسے خداوندون پر لعنت کرتا ہون خداوند شجر کی رعنائی و زیبائی و سرسبزی سے کیا پھل ملتا ہی غنچۂ آرزو کھلتا ہی فصل بہار مین پھول رنگارنگ کے کھلتے ہین دیکھو ہوا سے کیا شجر جھونکے لیتے ہین جب میلا ہو گیا پھر لباس سبز پہنا نہ کہ یہ بت انکو خداوند بنایا سواے لعنت کے اور کیا کہون لات و منات کو جو عمادان نے برا کہا شدید کانپنے لگا کہا ای جوان تو نے غضب کیا خداوند لات و منات کو برا کہا ایک سونٹا مارون کہ تیرا سر پھٹ جائے تیرے دانت توڑنا چاہئین اتنا بڑا کلمہ سخت براے لات و منات عمادان نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی دور بھی ہو شدید تو خود ہی جاہل مزاج ہی ہاتھ مین اسکے سونٹا تھا عمادان کے سر پر مارا عمادان نے سر کو تو بچایا مگر سونٹا شانے پر پڑا عمادان نے غصے مین آکر ہتہ مارا کہ ہتکڑی ٹوٹی گلے کا طوق مروڑ کر نعرہ کیا

نظم

بر سر دار فنا خانۂ غوغائے من
بشکنم این بند را وقت جنون منست
شعلۂ شمشیر سان شمع جگر سوز من
باک ندارم ز دار چوب ستون منست
گرمی بازار عشق از تف خون منست
خانۂ تاریک تنگ بستہ بہ زنجیر عشق

قید کو توڑ کر مثل تارہاے عنکبوت کے پھینکدیا شدید کے سر پر زنجیر پھر اکر ماری کہ شدید کا سر پھٹ گیا اُسی کی تلوار اُٹھائی نعرہ کرکے لڑنے لگا فرید نے آواز دی یارو اسکو مار لو عمادان سنبھلا ہوا لڑ رہا ہی پشت و پہلو سے ہوشیار کسی کو تلوار سے قتل کیا کسی پر قبضہ مار دیا کسی سے لپٹ پڑا اکھیڑ ماری ٹانگین چیر کر پھینکدیا مثل فیل مست جھوم رہا ہی فرید بھی گینڈے پر سوار ہوا آوازین دے رہا ہی کہ اسکو مار لو چار جانب سے فوج کا ہجوم ہی قتل کرو اس جوان کو بھی دھوم ہی عمادان چاہتا ہی کہ مین تا بہ فرید پہونچون لوہے کی دیوارین درست ہو گئی ہین جب عمادان حملہ کرکے بڑھتا ہی ملازمان فرید روکتے ہین جان دیتے ہین مگر تا بہ فرید عمادان کو نہین جانے دیتے

عادان دریاے فوج مین غوطہ زن ہی صدہا جوان عادان نے مارے ہین ہر مرتبہ پکارتا ہی کہ او فرید تو
کیسا پہلوان ہی یہ مقام امتحان ہی فرید منھ پر عادان کے نہین آتا دور سے غل مچا رہا ہی کہ ارے اسے مارلو
کمندون مین گرفتار کرو عیار اسکا حیران تیز رفتار ایک جانب حیران و پریشان کہہ رہا ہی کہ یارو
ایسے شیر دل نگاہ سے نہین گذرے کہ فرید نے آکر کہا کہ ای یار وفادار اپنے عیارون کو جمع کرو کمندین
مار کر گرفتار کرین یہ سنتے ہی حیران نے اپنے پیکپچون کو آواز دی تین سو عیار جمع ہو کر سامنے آئے
سوفار کمانکش ایک رسالہ دار ہی حیران نے کہا ای سوفار خطا نہ کرنا رسالہ اپنا ساتھ لیکر سیاہ
دکھاؤ نخلستان سے یہ جوان میدان مین آئے تو مین گرفتار کرون عادان نے بھی یہ سامان دیکھا کہ
تین سو عیار کمندین لیے ہوئے تیری فکر مین ہین جو نخل ملا اسکو پشت پر لیا کہتا بھی جاتا ہی کہ یا خداوند
شجر آپ میری پشت پر ہین ان مکارون سے مجکو بچائیےگا سوفار نے بڑھکر للکارا کہ او جوان کہان
جاتا ہی گویا شیر کو ٹوکا عادان مثل شیر غضبناک اسپر جا پڑا سوفار نے نیزے کو جنبش دی عادان نے
نیزہ اسکا توڑ ڈالا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا عادان نے کلائی پکڑ کر جھٹکا مارا تلوار سوفار کی چھین کر
پھینکدی کمر مین ہاتھ دیکر اٹھا لیا ہاتھ پر تول کر طرف آسمان کے پھینکا چو رنگ ہوائی قلم کیا دشمن
جرأت عادان کی تعریفین کر رہے ہین اب عادان لڑتے لڑتے سست ہوا نیزون کے زخم بہت
کھائے زرہ جسم مین نہین اگر ہزار نیزے چلے اپنے کو عادان بچاتا ہی مگر دو چار پڑ جاتے ہین عقاب تیر
اڑ رہے ہین ترکشون کے دہن کھلے ہوئے صاف ظاہر ہی کہ بانبی سے ماران سیاہ سر نکالے ہین
ایک بھیا نے پشت پر آکر نیزہ مارا شانے کو توڑ کر پار گذرا عادان نے بڑا کاری زخم کھایا
سنان کو بازو سے کھینچا خون کا پرنالہ شانے سے بہنے لگا تمام جسم مثل غربال چھنا ہوا ہی ضرب ہاے
نیزے سے جسم عادان فوارہ بنا ہی خون جو جسم سے زیادہ بہ گیا آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قالب
تھرایا دونون گھٹنے ٹیک دیے تلوار ہلائے جاتا ہی اب حیران عیار کمند اندازون کو لیکر چلا
عادان کمند اندازون کو دیکھکر گھبرایا بے اختیار پکار اٹھا کہ یا خداوند شجر دشمنون سے مجکو
بچائیے شاہزادہ سکندر گھوڑے کو رو مین ڈالے چلا آتا ہی صحرا مین جو آکر پہونچا آواز گیر و دار
بلند ہوئی فرمایا ای جواہر غضب ہوا آواز گیر و دار آتی ہی صاف ثابت ہی کہ عادان مارا گیا
افسوس صد ہزار افسوس ہین معاذ اللہ خون عادان مین ہزارون کو قتل کرونگا جواہر نے عرض کی کہ
آقا آپ نے غضب کیا اتنے بڑے لشکر پر تنہا چلے آئے میرے نزدیک تو یہ صلاح ہی کہ آپ
ٹھہرین تو مین کل لشکر کو لاؤن سکندر نے کہا ای جواہر اب فوج کا کیا کام افسران فوج نے
جب خواہش کی تو ہمنے منع کیا اب انکو طلب کرنا ایک عجز پایا جاتا ہی آپسمین سردار کہینگے کہ اب شاہزادے
نے ہمکو طلب کیا جواہر عرض کرتا ہی کہ ای آقاے نامدار آپ کے فیض و جرأت و عدالت کی دھوم ہے
کہ ہر خرد و کلان آپکے نام پر جان دیتا ہی یقین تو ہی کہ وہ لوگ خود آئین انکو چین پڑیگا اور
عادان کے بارہ ہزار قزاق وہ تو سب نہایت جنگ دیدہ کار آزمودہ ہین اپنے افسر کے
واسطے ضرور آئینگے سکندر نے کہا جواہر ذرا بڑھکر دریافت تو کرو یہ کیسا غلغلہ ہی جواہر جھپٹکر
ایک پہاڑ پر چڑھ گیا دور سے اسنے دیکھا کہ عادان زخمون سے چور چور کچھ زنجیرین اب بھی کمر مین

ٹپتی ہین بسبب زخمداری کے گھٹنے زمین پر ٹیک دیے ہین مگر ہاتھ تلوار کا برابر چلا جاتا ہی تین سے پیچھے
عیار لیے ہوئے آتا ہی جواہر نے ایک چیخ ماری کہا شہر یار غضب ہوا عادان تو لڑائی مین مصروف
ہی چور چور ہو کر گرا ہے قید تو اُسنے توڑ ڈالی مگر انتہا کا زخمی ہی سکندر نے گھوڑے کو مہمیز کیا
اُسوقت آکر پہونچے کہ کمندین لیکر عیار چلے ہین چاہتے ہین کمندین مارین سکندر نے وہین سے نعرہ کیا

باشید ای لات و منات پرستان نظم

اگر تیغ بر سنگ خارا زنم
تزلزل فتد در میان مصاف

سکندر منم مالک تخت و تاج
ز گاو زمین تیغ و بن بر کنم

ز ترک فلک میستانم باج
اگر بر کشم تیغ کین از غلاف

نعرہ کر کے شاہزادہ جا پڑا عیار تو پیچھے تھے حیران تیز رفتار آگے
بڑھا ہوا چاہتا تھا حلقہ ہاے کمند ماردن کہ سکندر روئینتن لڑتا بھڑتا برابر حیران کے پہونچا اُسنے
وہی حلقہ ہاے کمند شاہزادے پر مادیے شاہزادے نے مرکب مہمیز کر کے خالی دیے اور ہاتھ
تلوار کا مار دیا حیران کا سر اُڑ گیا لاشہ اس خود سر کا زمین پر گرا تمام عیار بھاگے غلغلہ کرتے ہوئے
کہ دیکھو یارو عادان کے واسطے اُسکا آقا خود آیا شاہزادہ لڑتا بھڑتا زخم کھاتا ہوا برابر عادان
کے پہونچا عادان کی آنکھین بند دل دردمند آواز دی کہ عادان ہوشیار ہو جاؤ وقت غفلت
نہین عادان نے آنکھین کھولدین آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری شاہزادہ
سکندر کو اپنے قریب پایا جسم مین طاقت آگئی اکڑتا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا جوش محبت مین گرد
پھرنے لگا کہتا تھا ای شہریار آپ کے آنے سے روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی تسکین دل
ہوئی اب زخمون کا کسکو خیال ہی خداوند تجھ آپ کو سلامت رکھین اپنے غلامون پر یہ پرورش ہمارے
بچا نیکی یہ کوشش کیونکر نہ غلام جان و دل سے نثار ہو سکندر نے عادان کو اپنی پشت پر لیا
شیرانہ و نہنگانہ و پلنگانہ لڑنے لگا ہر مرتبہ یہی قصد ہی کہ بڑھکر فرید کو مارون مگر صفین بندھی ہوئی ہین
پلٹنین سایے اپنے مجمع سے نکلنے نہین دیتے شاہزادہ بھی زخمی ہوا ہی کئی زخم کاری کھائے
کہ امید زندگی نہین ہی یقین ہی کہ گھوڑے سے گر پڑون شاہزادہ مایوس ہوا سکندر نے
طرف آسمان کے دیکھا ایمرج انکو تعلیم کر گئے ہین کہ ای فرزند جب کوئی مشکل ہو طرف آسمان کے منھ
کر کے یون دعا مانگنا کہ ای پیدا کرنے والے اس مصیبت کو دفع کر اسوقت جو سکندر کو خیال آگیا
پکار اُٹھا ای پیدا کرنے والے اس مصیبت سے بچالے نظم

خاک پایت چشمهٔ آب حیات
لفظ شیرین تو راح روح روح
راحت دلخستگان رمز نکات
ملجأ بیچارگان خاک درت
اے شب گیسوے تو روز نجات

گرد راهت توتیاے چشم دل
ذات تو مقصود جملہ کائنات
باد از قهر تو دائم بیقرار
هر زمانے در حیات و در ممات

اے شب گیسوے تو روز نجات
عقدهٔ زلف تو حل مشکلات
شربت تشنه دلان اقوال تو
کوه از حلم تو دائم با ثبات
احمد دیوانه را سوداے تست

کبھی پکارتا ہی ای خداے نادیدہ تو ہی میری مدد کر بلک کر جو دعا کی
تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اُڑی دیکھا بارہ ہزار قزاق ملازمان عادان بیقرار و
بیتاب گھوڑے ڈالے چلے آتے ہین اپنے سردارون کو جو اس حال پر ملال مین دیکھا اس زور و
شور سے آکر گرے پرے درہم و برہم کر دیے بارہ ہزار جوان آتے ہی قتل کیے سکندر نے

اتنی جو مہلت پائی نعرہ شیرانہ کرتے ہوئے برابر فرید کے پہونچے للکارا کہ او نامرد مین آ پہونچا تو نے میرے سردار کے ساتھ مکر کیا شیران دشت نبرد کو دیکھا ایک جوان نے قیامت برپا کردی فرید نے جھپٹ کے ہاتھ تلوار کا مارا سکندر نے تلوار کو تلوار پر روکا معلوم ہوا بجلیان لپٹ گئین شاہزادے نے اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا فرید نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا بخت سیاہ کا سامنا ہوا یا شب ہجر عاشقان برق شمشیر تڑپکر گری سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سر پر تلوار گری یا تو قبہ سپر پہ چمکی تھی یا زیر تنگ تلوار نے جاکر بوسہ دیا جواہر نے فرید کا سر کاٹکر نوک نیزے پر بلند کیا ہلڑ ہوا افسر مارا گیا تمام فوج مین چادرہلنے لگی الامان الامان کی صدا بلند ہوئی افسران فوج دست بستہ حاضر خدمت سکندر ہوئے عادان کو دیکھا کہ زیر سایۂ نخل بیہوش پڑا ہے شاہزادے نے آکر اسکو اُٹھایا فرید کی بارگاہ مین داخل ہوئے ملازمان فرید نے شجر پرستی اختیار کی شاہزادے نے بیٹھے بیٹھے فرمایا ای جواہر کچھ حال لشکر عشاق کا معلوم نہ ہوا ہمکو کئی دن گذر گئے ملکہ سوسن وہان یکہ وتنہا ہین ایسا نہ ہو عشاق کوئی سحر کرے بہت بڑا ساحر زبردست ہے اپنے دل کی یہ کیفیت ہے دمبدم حیرت ہے نظم

کس ضبط پر شرار فشان ہے فغان شمع
پروانہ کیا مجال کرے امتحان شمع
اتنا ہے بیکسون پہ تو جلاد کو بھی رحم
ہن بولے لوگ کرتے ہین قطع زبان شمع
داغ جدائی دُرِ دندان و روے و زلف
دیکھو نہ زندگی ہے سراپا زبان شمع
اک اور پڑھ وہ مومن شعلہ زبان غزل

اک برق تھی جو لال ہوتی زبان شمع
روشن ہے اہل بزم پہ شکوہ دلنشیم کا
روتی ہے شمع آپ سرگشتگان شمع
ہے تار گریہ تار نفس اہل سوز کو
ہے اشک شمع و شعلۂ شمع و دخان شمع
اُسکو بھی کوئی پردہ نشین ہی جلائے ہے
جلجائین جسکے رشک سے حاسد لبان شمع

دل گرمی فریب پہ بھی مین نثار ہون
اس بہکتی زبان پہ دیکھو بیان شمع
مجھ بیکنہ کے قتل مین کیون سوچ دیکھنا
یعنے روان شمع ہے اشک روان شمع
سب گرمی نفس کی ہین اعضا گدازیان
فانوس سے سُنا ہے یہ راز نہان شمع

جواہر نے عرض کی غلام قبل جاتا ہے مگر بعد میرے جانیکے حضور بھی جلد تشریف لائین اب عرصہ مناسب نہین اُس ظالم نے یہی کہا تھا کہ تین دن کی مہلت دیتا ہون وہ تین دن گذر گئے شاہزادہ اُسی وقت سوار ہوا عادان نے لشکر کو آراستہ کیا یہان ملکہ سوسن بجاے سکندر بارگاہ مین آکر بیٹھی ہین یہ خبر معلوم ہوئی کہ شاہزادے نے لڑائی کو فتح کیا فرید مارا گیا ملکہ کو بڑی خوشی حاصل ہوئی بارگاہ مین بیٹھی ہین کہ ہرکارے نے خبر دی کہ عشاق نے ایک جادوگر بھیجا ہے ملکہ نے فرمایا بلا لو وہ ساحر سامنے آیا کہا ہمارے شاہ نے پوچھا ہے کہ شاہزادہ کہان گیا ملکہ نے تمام کیفیت بیان کی ساحر نے کہا تو آپ کو ایک دن کی مہلت اور ملتی ہے اب طبل جنگی نہ بجیگا آپ لوگون سے بدلا لیا جائیگا یہ کہکر ساحر چلا گیا ادھر سوسن کو انتشار ہے کبھی بارگاہ کے اندر کبھی باہر کبھی گھبرا کر فرماتی ہین کہ شاہزادہ سحر سے بالکل ماہر نہین ایسا نہ ہو کہ عشاق کوئی سحر کرے کچھ کنیزون کو روانہ کیا کہ جاکر دریافت کرو شاہزادہ کیا کر رہا ہے عرض کرنا کہ تشریف لایے عشاق جادو آمادۂ حرب و پیکار ہے ایسا نہ ہو آپ کو راہ مین کوئی روکے کنیزون کو روانہ کیا خود باہر نکل آئین سب فوج جنگی تو چلی گئی چند شاگرد پیشہ جو اس مقام پر ہین وہ حاضر ہین اپنے اپنے مقدمات مین عرض کر رہے ہین ملکہ خاموش بیٹھی ہین آنکھون مین انکی تصویر شاہزادۂ سکندر کی پھر رہی ہے کہ کنیز نے بڑھکر عرض کی شاہزادہ بعظم و شان تشریف لاتا ہے ملکہ کیفیت

سواری کی دیکھنے کو اُٹھ کھڑی ہوئین کنارے پر لشکر کے آکر ٹھہرین دیکھا گرد اُڑی سب کے آگے شاہزادہ سکندر رزیر سایہ علم شیر پیکر عادان انتظام فوج کرتا ہوا فوجین جمی ہوئین نگاہ ملی ملکہ بھی مسکرائین شاہزادہ ہنسا ملکہ نے کہا شہریار شکر ہی کہ اپنے سپہ سالار کو آپ لیکر آئے لڑائی فتح ہوئی شاہزادہ گھوڑے سے کودا ملکہ کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالکر تمام نقل گذشتہ بیان کرتا ہوا آتا ہی ملکہ سوسن خوش ہین فرمایا شہریار آپ کے جانے کے بعد عجب عجب صدمات اُٹھائے نظم

خدنگ آہ سے تیر قضا کا کام لیتا تھا
عبث الفت بڑھی تمکو وہ کب بتاتا تھا دم تیر
بتاؤ کیا ترا مین گردش ایام لیتا تھا
رقیبون پر ہوئی کیا آج فرمائش جو ہر گز
نہ مجھکو چین دیتا تھا نہ آپ آرام لیتا تھا
مین اُسکی بزم مین مرہی کیونکر نہ مرجاتا
جو عہد دوستی وہ دشمن اسلام لیتا تھا

یہی حالت رہی آٹھون پہر تجھ بن کہ دم ٹوٹے
یہ مجھکو دیکھکر دشمن کلیجا تھام لیتا تھا
نہ کانٹون پر کوئی یون لوٹے جو مین بستر گل پر
کہ ہیرا عاشق خط زمرد فام لیتا تھا
نہ مانونگا نصیحت پر نہ سنتا مین تو کیا کرتا
کہ میرے سامنے اُس لب کے بوسے جام لیتا تھا

ہماری جان تجھ بن شب دل ناکام لیتا تھا
سحر تک شام سے دل صبح سے تا شام لیتا تھا
چھٹایا کیون مرا او ان ادا دن ہنسا ہم ہر
تجے بن کرو مین شب اے دشمن اندام لیتا تھا
سحر تک شام سے تجھ بن یہی حالت کبھی اپنے
کہ ہر ہر بات مین ناصح تمھارا نام لیتا تھا
اگر مومن ہی ہو مومن تو لے مین تو نہ مانونگا

شاہزادے نے فرمایا ای ملکہ عالم عجب طرح کے ساحر سے مقابلہ ہی حقیقت مین مشہور ہی کہ بہت بڑا کامل واکمل ہی دشمنی سے کوئی کہے کہ جاہل ہی زبانی ہرکارون کے خبر سنی کہ اسطرف بڑے بڑے ساحر تھے اسنے سب کو مارا ملک اُنکے لوٹ لیے اپنے قبضے مین کیے اب کوئی یہان اسکا ہمعصر نہین ہی شاہزادہ یہ باتین کرتا ہوا آتا ہی کل لشکر پشت پر ہی کہ لشکر مین ہلڑ ہوا کچھ لوگ آگے بڑھے آتے ہین کچھ سوار و پیدل ہٹے جاتے ہین کبھی صدائے واہ آتی ہی کسی طرف سے آہ کی صدا ہی عجب ہنگامہ ہو رہا ہی شاہزادے نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نازنین حور پیکر مہ منیر رشک قمر حسن مین بے مثال ابرو رشک ہلال نظم

بال زلفون کے پیچ کھائے ہوئے
تھی خرامان بڑی نزاکت سے
دیکھکر وہ جبین گمیان تاب
دست قاتل مین جیسے ہو تلوار
پاس آنکھون کے بینی پر ضو
جان گل جسپہ ہو فدا سو بار
دانت تھے یا عدن کے گوہر تھے
ماہی بحر حسن تھی وہ زبان
صاف اُس ماہ کی تھی گردن تھی
غیرت ماہ نو کلائی تھی
آئنہ تھا حلب کا وہ سینہ
ناف تھی بحر حسن کا گرداب
چیز جو آنکھ سے نہ آئے نظر
دل پہ چلتا ہی اپنے خنجر غم

پائنچے ہاتھ مین اُٹھائے ہوئے
زلف تھی اُسکی یا کہ دام بلا
مُنہ چھپاتا تھا شرم سے مہتاب
آنکھ سے شرم چشم نرگس کو
یون نمایان تھی جیسے شمع کی لو
لب تھے مسی ملے کہ وصل کی رات
چرخ خوبی کے یا وہ اختر تھے
واقعی تھا وہی یہ چاہِ ذقن
طور سینا پہ شمع روشن تھی
ہاتھ ایسے نظر نہ آئے کہین
نہ کدورت نہ جسمین تھا کینہ
اب ہی لازم یہی کمر کا حال
وصف اُسکا کرے بشر کیونکر
کیا خدا داد حُسن پایا تھا

سرو شرمندہ اُسکے قامت سے
مرغ دل جو پھنسا نہ پھر چھوٹا
یون نمایان تھے ابرو خمدار
تھے مژہ تیر قلب مونس کو
تھے عجب رنگ و بو کے وہ رخسار
یا نمایان تھا چشمہ ظلمات
تھا فصاحت کا گرچہ بحر وہان
جسمین یوسف نے کھینچے رنج و محن
حسن کی کیسی خود نمائی تھی
دیکھے لاکھون اگرچہ ماہ جبین
تھا شکم رشک مخمل و سنجاب
نہ بیان کر کہ ہی یہ بات محال
حسن پاؤن کا کسطرح ہو رقم
آپ حق نے اُسے بنایا تھا

بیچ سے لشکر سکندر کے یہ مہ جبین غارتگر عاشقان چلی آتی ہی جسپر نگاہ ڈالی دیوانہ ہو گیا کسی نے گریبان
چاک کیا کوئی سر پیٹنے لگا کوئی یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا تھا نظم

کہ ہر اپنے سے اجتناب ہمین
کیسی حیرت سے ای سکندر ہی
یاد ہے چشم نیم خواب ہمین
غیر سے ہر وہ گرم صحبت مو
سے بلا آج پیچ وتاب ہمین
اب کوئی کیا کرے علاج افسوس
ہے حرام آگ کا عذاب ہمین

بسکہ پردہ نشین پہ مرتے ہین
دیکھے ہے دیدۂ حباب ہمین
وہ جفاکش ہین ای فلک کہ کیا
کیون نہ غیرت کرے کباب ہمین
غیر کے واسطے نہ ہو بیتاب
موت نے بھی دیا جواب ہمین

عشق نے یہ کیا خراب ہمین
موت سے آے ہی حجاب ہمین
شب فرقت مین خاک جھپکے آنکھ
اُس ستمگر نے انتخاب ہمین
اسکی زلفون کی بو نسیم مین تھی
طعنہ دیتا ہی اضطراب ہمین
ای تپ ہجر دیکھ مومن ہین

کوئی تڑپ رہا ہی کوئی جان جہان کھلے غل مچا رہا ہی کسی نے گریبان
چاک کیا کسی نے ہاتھ پکڑ لیا کہ بھائی یہ کیا کرتے ہو اُسنے جواب دیا مطلع مصنف ثناگ
جامہ دری دیا س عزیزان کیسا + دامن یار سے چھوٹے تو گریبان کیسا + سکندر نے کہا ملکہ سوسن
یہ قتالہ عالم کون ہی ملکہ نے بڑھکر آواز دی ای مہ جبین یہ کیا ہنگامہ ہی اُسنے آنکھ ملا کر جھککر سلام کیا
اور دست بستہ عرض کی کہ زیادہ نہ چلیے شہنشاہ عشاق نے آپ کو بلایا ہی دربار مین آپ کی طلب ہے
تشریف نہ لیچلنا غضب ہی آنکھ ملا کر جو اُس نازنین نے سوسن سے یہ کہا سوسن نے جواب دیا
مین ابھی جاتی ہون یہ کہکر ملکہ سوسن نے پر پرواز پیدا کیے طرف بارگاہ عشاق کے چلین سکندر
نے آواز دی ملکہ کہان جاتی ہو سوسن نے پلٹ کر آواز دی یاد کوئی نہ کرو اپنے مقام پر بیٹھو ہمے
تم سے کیا کام ہم شاہان طلسم نور افشان کے ملازم ہین معرفت عشاق جادو کے جو جائینگے عزت و
آبرو پائینگے تمھارے پاس کیا ہی یہ سنکر شاہزادے نے گریبان پھاڑ ڈالا آواز دی ای ملکۂ عالم
تمھاری محبت سے یہ امید نہ تھی افسوس صد ہزار افسوس جو تقدیر مین تھا وہ ہوا نظم

ہمپہ جو جو کچھ ہوا سب آپ پر کھل جائیگا
کسکو رحم آئیگا مجپر کون انھین سمجھائیگا
فاتحہ پڑھیے کہ رکھنے کا نہین تیر نگاہ
قتل کے بعد ایک مدت تک انھین شرمائیگا
پاک دامن فیض ابر تیغ کرسکتا نہین
ایسی جاے مختصر کوئی کہان سے پائیگا
تو تقاضاے اجل سے جان لب پر ہی مگر
اشک آکر آنکھ مین کیا کیا ہمین شرمائیگا

بندہ پرور دیکھنا جب دل کسی پر آئیگا
تیغ زنگ آلودہ خنجر کند بازو ناتوان
اُنکو اس سے کیا غرض کوئی اگر مرجائیگا
منہ پہ گلگونہ لہو کا میرے ملکر شرم سے
رنگ خون قاتل کے پیراہن سے کیونکر جائیگا
جان جائیگی بلا سے ذبح پر راضی ہون مین
اور بھی کچھ دن ہمین وعدہ ترا ٹھہرائیگا

بخت بد دشمن فلک بیزار خویش و اقربا
مجکو مرنے کے لیے جلاد بھی ترسائیگا
کیون نہ صدقے ہون مین اپنے جرم بے تقصیر کے
دیدۂ جوہر بنام تیغ مین چھپ جائیگا
صدقے اُس دشنام کے جو آپکے منہ مین رہے
انکار الو تو بھلا سینے پہ میرے آئیگا
تار تک رکھتے نہین دامن کہان ہی ای نسیم

آگے آگے ملکہ سوسن پیچھے پیچھے شاہزادہ جواہر نے دوڑکر شاہزادیکا
دامن پکڑا شاہزادے نے پلٹ کر جواہر سے آنکھ ملائی جواہر بھی ساتھ ہو لیا ملکہ سوسن یا تو اُڑکر چلی تھی
یا اُتر پڑی شاہزادے کا ہاتھ پکڑ لیا آگے آگے سوسن اُنکے پیچھے شاہزادہ سکندر اُنکے پیچھے جواہر
اُنکے پیچھے سارا لشکر اس طرح سے دربار عشاق مین چلے عشاق جادو ہو مچانے سے ہنستا ہوا نکلا
سرداروں نے پوچھا ای شہنشاہ کیا طبل جنگی بجیگا عشاق ہنسنے لگا کہا مین طبل جنگی کسکے واسطے

بجواؤن وہ حریف سب آتے ہین سرکشی ہو چکی کنارے پر جاکے لشکر کے دیکھو کس شان سے تشریف لاتے ہین
سردار دوڑے ہوئے کنارے پر لشکر کے آئے عشاق جاکر تخت پر بیٹھا سرداران عشاق نے دیکھا
کہ آگے آگے ملکہ سوسن عقب مین سکندر گریبان دریدہ اُنکے عقب مین عیار پرفن جواہر خنجر زن مع تمام
اہالیان لشکر مع حماد ان قزاق سر جھکائے ہوئے چلے آتے ہین سردار پہلے آکر عشاق سے
کیفیت کہی عشاق نے کہا وہ عیار صاحب بھی ساتھ ہین انھون نے ہمارے ساحرون کو مارا اس
اختیار پر ہم دیکھا کیے جسوقت چاہتے گرفتار کر لیتے عشاق کے سامنے ملکہ سوسن و سکندر و جواہر
آکر حاضر ہوئے اہالیان لشکر عشاق نے فوج سکندر کو باہر ہی گرفتار کر لیا جب ہتھکڑیان بیڑیان
پہنائین تب انکو ہوش آیا زنجیرین پہنکر غل مچانے لگے سکندر و سوسن و جواہر سامنے عشاق
کے پہونچے جھککر سلام کیا ہاتھ باندھکر سوسن نے کہا اے بادشاہ ہم حکم کو آپ کے بجالائے فوراً
حاضر ہوئے عشاق نے کہا اے سوسن تمسے کیا خطا سرزد ہوئی عرض کی شاخسار مجکو مہمان لائی تھی
مین سکندر کو دیکھکر عاشق ہوئی قیدخانے سے نکال لائی بادشاہ نے جادوگر بھیجے صدہا ساحر ہمارے
ہاتھ سے مارے گئے عشاق کے ہاتھ مین قلم ہے جو جو جادوگر مارے گئے اُنکے نام لکھ رہا ہے مقام لکھے
اب سکندر سے پوچھا سکندر نے تمام حالات اپنے بیان کیے عشاق نے انکا بھی اظہار لکھا
جواہر سے بھی سب حال پوچھا تینون کے اظہار لکھکر آہنگر بلا کے مسلسل و مطوق کیا جب مسلسل کر چکے
تب انکو بھی ہوش آیا سر پٹکنے لگے سوسن نے کہا اے شہریار دیکھیے سحر اسکا نام ہے سکندر نے کہا
بدنصیب ہین صاحب اقبال نہین ہین عشاق نے کہا اے سکندر تم لوگون کا گرفتار کرنا کیا بات ہے
جسطرح صیاد طائر کو دام مین پھنساتا ہے مگر قواعد مین لکھا ہے کہ طلسم کشاے اصلی محترم و محتشم
صاحب اسم اعظم ہوگا جری و بہادر و عیار وہ اُسکے ساتھ ہوگا کہ جسکے ہاتھ سے لاکھون جادوگر
مارے گئے ہین اور مارے جائینگے اور تم لوگون نے دعوی باطل کیا ہے سکندر نے شرما کر سر جھکا لیا
کچھ جواب نہ دیا مگر عشاق نے ان سب کو تختون پر سوار کیا چالیس جادوگر ہمراہ کیے کہا خدمت مین شاہان طلسم
کے لیجاؤ چالیسون جادوگر لیے ہوئے علامت طلسم نور افشان پر پہونچے دیکھا آگ روشن ہے
عشاق نے ساحران واقف کار بھیجے تھے نامہ اُسی آگ مین ڈالدیا آتش سے ایک سنہرا
پنجہ پیدا ہوا نامے کو اُٹھا کر لیگیا سحر العجائب و مصر الغرائب دربار مین بیٹھے تھے کہ ایک
طائر نے نامہ لاکر سامنے ڈالدیا سحر العجائب و مصر الغرائب نے اُسکو پڑھا قہقہہ مار کر ہنسے
ساحرون کو حکم دیا کہ علامت پر جاؤ چالیس ساحر قید سکندر و سوسن وغیرہ لائے ہین اُنکو جاکر
لے آؤ چند جادوگر گئے طاؤس جو بالائے قلعہ بیٹھا ہے اُسکو آواز دی اے طاؤس طلسمی ان قیدیون کو
خدمت مین شاہان طلسم کے پہونچا دے طاؤس تڑپکر گرا سب کی آنکھین بند ہوگئین اب جو آنکھ کھلی
سب نے اپنے کو دربار سحر العجائب و مصر الغرائب مین پایا اُن ساحرون نے سلام کیا
سکندر نے بھی مثل شجر پر ستون کے سلام کیا سوسن سر جھکائے کھڑی رہی سحر العجائب نے کہا کیون
سوسن یہ تو نے کیا حرکت کی کہا جو ہین بڑا دہ کیا آپ کا جو جی چاہے وہ ہمارے ساتھ کیجیے شاہون
نے غصے مین حکم دیا کہ جلد جلادون کو بلاؤ ویسے ہی جلاد خنجر بکف آئے ایک کنگرہ قصر کا گرا لوگون نے کہا

حضور غضب ہوا کنگرۂ قصر گر پڑا دونون بھائیون نے کہا پاپوش سے آج زبان دراز کو ضرور قتل کرد ونگا جلاد سے کہا سوسن کا سر کاٹ لے جیسے ہی جلاد نے سوسن کا ہاتھ پکڑا ویسے ہی آسمان پر برق چمکی سب نے دیکھا کاہن طلسمی گھبرایا ہوا آتا ہے آتے ہی کہا اے شہریار آپ کیا کرتے ہین وہ ساقری و جمشیدی کو صدمہ پہونچا یا غلام گھبرا گیا ابھی طلسم مین انقلاب پڑ جائیگا بغل مین جو کتاب ہے تھا وہ سحر العجائب مصر الغرائب کو دکھائی دونون نے مضمون پڑھا صاف صاف مرقوم تھا کہ طلسم کشائے اصلی آپہونچا اندر اسی سال کے داخل طلسم ہوگا اے شاہان طلسم خبردار خبردار جبدن کسی قیدی کو اندر میعاد تین سال کے قتل کروگے وہ انقلاب ہوگا کہ بیٹھنا مشکل پڑ جائیگا سب کو باغ ویران مین قید کرو کاہن طلسم قیدیون کو لیکر طرف باغ ویران کے روانہ ہوگیا شاخسار بیٹھی ہر قیدی اپنے اپنے قصر مین ہین شاپور نے عرض کی اے شہریار دیکھیے سکندر نکل گئے تھے پھر گرفتار ہوئے ایرج سکندر کو دیکھکر بہت روئے ملکہ بران نے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا کہا صاحب میرا کلیجہ ملتا ہے خون عروق مین جوش مار رہا ہے جواہر کو دیکھکر شاپور بہت روئے کاہن نے شاخسار کے سپرد کیا سکندر نے دور سے دیکھا کہ ملکہ نسیم دشاہین وگلشن بھی قید ہین تمام باغ ویران قیدیون سے بھرا ہے ان سب کو اسی مقام پر چھوڑ گئے بدتعین شاخسار جادو کی لکھنا سب نہین سب قیدی نوبت بجان وکار دبا ستم ان ہین

دو کلمہ داستان حیرت بیان قہار قبیلہ و رعاشق بران کے پھر نکلنا اسکا بمدد جلیسہ آدمخوار ہمشیرۂ خبیثہ کرمخوار و باقی واقعات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا مجکو صہبائے عیش
یہی آرزو ہے یہی التجا
مجھے جام صہبا سے کیا کام ہے
شراب محبت سے سرشار ہون
کہ لطف سخن کا سناؤن مزا
زمانے کا کچھ اور ہی رنگ ہے
قلم سحر مضمون رہے جوش پر
یہی بلبل کلک کو فکر ہے
اٹھائے جب پیلے سے رنج و تعب
برادر جو یوسف کے دشمن ہوئے
لڑائی جھگڑائی کے سامان ہوئے
نمک ریزہ دلہائے آوارگان

ملی بعد مدت کے پھر جام عیش
شراب صفا کا ساغر پلا
تو امیکشی مین عبث نام ہے
سمجھنا نہ مجکو کہ بیکار ہون
نئی داستانون کا دور ہوا
کہ اس رنگ سے دل بہت تنگ ہے
بلے نخل الفت سے آخر ثمر
شراب محبت کا کیون ذکر ہے
ملا ہین شیرین کو الفت کب
جو تھے راہ خاص ہنر ہوئے
تو کیون مثل گیسو پریشان ہوئے
سخن سنج دوانئے شیرین بیان

ہوس ہے کہ دو چار ساغر پیون
یہی رند مشرب کو بھی تاک ہے
مجھے وصل ساقی کی ہے آرزو
نئے وصل کا پھر پلا مجکو جام
مرے ساقی حورو ش مہ لقا
کہین عیش و فرحت کہین رنج کا شور
ثمر باغ الفت کے ملتا نہین
اسی جام سے قیس مجنون ہوا
زلیخا کا یہ حال مرقوم ہے
بس اے ساقی حورو ش بیدرنگ
رہے عشق بازان شیرین سخن
خبر عشق و الفت کی دینے لگے

ترے نام سے ساقیا مست ہون
کہ ساقی مرا جست چالاک ہے
یہی تاک ہے اور یہی جستجو
کہ ساقی کی صحبت ہے مجکو کام
پلا پھر مجھے جام عشرت فزا
کہ ہے انقلاب زمانے کا دور
گل آرزو آہ کھلتا نہین
کہ فرہاد دوامق کا دل خون ہوا
کہ الفت کی عشاق مین دھوم ہے
دکھا دے مجھے جلد سامان جنگ
ہدایت شعاران غنچہ دہن
مزے خوان نعمت کے پینے لگے

چہرہ رہائی یافتگان زندان مصیبت و رہروان راہ خارستان صعوبت داستان حیرت بیان قہار قبیلہ و بوران زیب قرطاس فرماتے ہین شعر مصنف مرصع نگاران شیرین بیان چنین میںنگارند این داستان

سابق مین تحریر کرچکا ہون کہ خبیثہ کرمخوار مالک مرحلہ طلسم نوبہافشان قہار فیلزورکو لے بھاگی تھی جا بجا لڑائیان ہڑین شاہان طلسم جاکر گرفتار کرلائے خبیثہ کی خطا معاف ہوئی اسنے عذر کیا تھا کہ اب ایسی خطا مجھسے نہوگی قریات ویران آباد کرونگی اب مرتکب خطا و گناہ نہونگی پس خبیثہ نے جاکر یہی کیا کہ قریات جو زنگیون سے بھرے تھے اُن قریات و دیہات مین گنوار ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر بسائے تمام قریات آباد کیے ہر طرف جاتی ہے گنوارون کو دم دلاسا دیکر لاتی ہے اطراف مین بساتی ہے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ خبیثہ اپنے قصر مین بیٹھی ہے کہ بہن اسکی جلیسہ آدمخوار تخت پر سوار براے ملاقات آکر بیٹھی خبیثہ نے صحبت شراب و کباب راست کی شراب ناب کی کئی بوتلین منگائین کابلی مٹر بہت سے آئے تھے انکو منگائے اب دورہ شراب کا چل رہا ہے کابلی مٹر اور دال موٹھ کے پھنکے لگائے جارہے ہین یہانتک کہ دونون کو خوب نشے ہوے اس عالم عیش و طیش مین خبیثہ کو جو کچھ یاد آیا بے اختیار آنسوون کا دریا بہایا جلیسہ نے کہا کیون بہن اسوقت مزاج کیسا ہے کس کے واسطے اسقدر پھوٹ پھوٹ کر روتی ہو خبیثہ نے جواب دیا بہن کیا بیان کرون اسوقت مجکو اپنا عاشق یاد آیا اگر وہ اسوقت ہوتا تو مجکو اس عیش کا مزہ ملتا ہاے میرا قہار فیلزور قیدخانہ مین بیٹھا ہوگا میرا بچہ مجکو یاد کرکرکے روتا ہوگا جلیسہ نے کہا بہن یہ کس کا ذکر ہے تمکو کسکی فکر ہے خبیثہ نے کہا بہن کیا کہون ایک شاہزادہ بہمن سیاہ قبا کا بیٹا اقلیم سیاہ پوشان کا رہنے والا پہلوان قوی تن قوی من صف شکن تیغزن میرے دام تزویر مین پھنس گیا تھا مین اُسپر ہزار جان سے عاشق تھی وہ میرا دم بھرتا تھا اے بوا جھنوون مین نے اُسکے ساتھ عیش و عشرت کی ہے داد نشاط دی ہے اب مین اُسکی یاد مین تڑپتی ہون نہایت بیقرار رہتی ہون شب و روز فراق کی جفائین سہتی ہون جب اُسکا جوش محبت ستاتا ہے بیتاب ہوکر دل ہی دل مین کہتی ہون کہ چھوٹ جاؤن غم کے ہاتھون سے جو نکلے دم کہین خاک ایسی زندگی پر دہ کہین اور ہم کہین دن بھر اشکباری تمام رات اختر شماری رہتی ہے ندی آنسوون کی چشمۂ چشم سے بہتی ہے نظم

کہان بخت جاگا ہی سیل گریہ مین چڑھا دریا
ذرا احسن یوں لے ہو زمزمہ پرداز جیہ کر
ستم ای شدت گریہ سرایت خون سے بھر گئی
کسی کا ہاتھ ہر دم مار نا زانو پہ قہقہہ کر

نہ کیونکر بس تو ہی جاؤن کہ یاد آتا ہی رہ رہ کر
چلے آتے ہین یہ ڈوبے ہوے نکلے لاشے بہہ بہہ کر
نوید ای دل کہ رشک غیر سے چھوٹے ای ہمنے
رکھے رومال چشم خونفشان پر لاکھ تہہ کر
خدا کو مان اپنی راہ لے کعبہ کو جا مومن

وہ تیر اسکا آیا کچھ تجھے ہو تو ہمین کہہ کہہ کر
بہار باغ دو دن ہی غنیمت جان ای بلبل
ستم کا کردیا خوگر جفا و جور سہہ سہہ کر
لگی ہاتھی ہی مرے زانو پہ غم مرا ہی کہ یاد آیا
صنم خانہ مین کیا ہوئیگا ای گم گشتہ رہ بکر

ای بہن میرا علم نے تو یہ قصد کیا تھا کہ اُسکو روئین تن بناؤن کسی کا حربہ اُسپر تاثیر نہ کرے کچھ کام بھی کرچلی تھوڑی کسر رہگئی تھی اگر وہ پوری ہوجاتی پھر ساحر اُس سے مقابلہ نہ کرسکتے تقدیر مین یہ ذلت بدی تھی یہ مقامات ایسے نحس ہے کہ کوئی عامل و ناظم یہان رہ نہ سکتا تھا شاہان طلسم نے لاچار ہوکر میری خطا معاف کی وہ بیچارہ گنہگار قید ہے مین نے اکثر قصد کیا کہ بی شاخسار کو دھوکا دیکر اُسکو چھڑالاؤن کتب طلسمی کی جو سیر کی تو حال کھلا کہ اس طلسم کا وہ شخص فتاح ہے سارل عجائب و غرائب کا اور سیاح ہے وہ بڑا صاحب لیاقت ہوگا پرزور و طاقت ہوگا بڑے بڑے جو اس طلسم مین پہلوان مغرور ہین اپنے مقام سے نہین اُٹھتے وہ اپنے اپنے مقام سے اُٹھینگے طلسم کشاے اصلی سے لڑینگے آخر مارے جائینگے طلسم کشا کے ہاتھ سے امان نہ پائینگے بعض پہلوان مسلمان ہوجائینگے بس کد و کاوش بیکار ہے جواب انجام ہوا ہی پھر ہوگا جلیسہ یہ باتین

سناکی اسکے بیان سے دل کو قوت روح کو راحت حاصل ہوئی صبح ہوتے رخصت ہو کر چلی خیال مین یہ ذرا
چلو بہن شاخسار سے ملاقات کرتے چلین یہ سوچتی ہوئی قریب باغ ویران کے پہونچی شاخسار اب بڑی حفاظت
رکھتی ہی کہ کہین ایسا نہو کسی قیدی پر کوئی افتاد پڑے باعث خرابی ہو لیس قصر پر بیٹھی ہی چہار جانب دیکھ رہی ہی
تخت جلیسہ دیکھ کر اُٹھی کہا بوا الگ الگ جاتی ہو بڑی بے مروت ہو ذرا ہمارے پاس تو آؤ جلیسہ آدم خوار تو یہی
چاہتی تھی دل سے اسی بات کی خواہشمند تھی تخت بڑھا کر لائی اور تخت سے اُتری شاخسار نے ہاتھ پکڑ لیا ٹہلتی
ہوئی چلی قضاے کار اتفاقات روزگار پہلے گذر اُس طرف سے ہوا جس قصر مین گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ
مومنان سر پرست مسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان صاحبقران ابن صاحبقران شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان
والا شان سرنگون مسلسل و مطوق بیٹھے تھے اول نور الدہر و ایرج ایک ہی مقام پر قید تھے جب ان دونون
مین تکرار رہنے لگی ہوئین اور اکثر آمادۂ حرب و پیکار ہوے تب شاخسار نے نور الدہر کو الگ مکان مین رکھا
نور الدہر سرنگون کلیجہ خون اشتیاق ملاقات ایرج مین چہار جانب گھبرا گھبرا کر دیکھ رہے ہین جلیسہ کی جو
نگاہ پڑی گھبرا کے پوچھا اے ملکۂ عالم یہ کون شخص ہی اُسنے کہا یہ نبیرۂ صاحبقران ہین شاخسار تو دھوکا
اُٹھا چکی ہی دیکھا تو رنگ روے جلیسہ متغیر ہی اُسنے پوچھا کیون خیر تو ہی تمھارا مزاج کیسا ہی جلیسہ نے کہا
کچھ نہین شب کو صحبت مین خبیثہ کی رہی وہان شراب زیادہ پی اب بھی اُسی کا خمار ہی یا نشے کا اُتار ہی
شاخسار خاموش ہو رہی مگر جلدی آگے بڑھ گئی اب نگاہ پڑی کہ قہار فیلزور بیٹھا ہوا زنجیرین ہلا رہا ہی بلبلا رہا
ہی سیاہ درون تیرہ رو مگر قوی تن و قوی من اسکو دیکھ کر جلیسہ کی رال ٹپک پڑی ٹھہر کر پوچھا کیون
ملکۂ عالم یہ کون جوان ہی شاخسار خوب ہنسی اور کہا یہ وہی جوان ہی جسپر بی خبیثہ عاشق تھین اُنکے
مرحلہ پر اِسنے آفت برپا کی تھی آخر خبیثہ کے دام تزویر مین یہ پھنسا اور خود بھی اُسیر عاشق ہوا خبیثہ نے
تو بڑے بڑے زور مارے تھے چاہا تھا کہ اسکو رومین تن بناؤن جس سے یہ شاہان طلسم کو جا کر پکڑ لائے
مگر کچھ نہو سکا چونکہ مرحلہ جات خبیثہ کے خراب و خستہ تھے شاہون نے اُسکی خطا معاف کی اُسنے
جا کر مرحلہ جات پھر آباد کیے یہ بھی واقعہ ہی ایک دن ایرج نوجوان نے پکڑ کر اسکو دے مارا چھاتی پر چڑھ
بیٹھے چاہا تھا کہ اُسکی گردن کھینچ لین یہ چیخنے لگا کہ ارے یارو دوڑو مجھے ایرج مارے ڈالتا ہی مین پہونچی
جا کر مین نے سحر کیا پھر ایرج کو گرفتار کیا بوا دیکھنے مین تو یہ ایسا قوی تن و قوی من ہی لیکن دل کا بودا ہی
اور فرزندان حمزہ صاحبان شوکت و قوت ہین وہ کسی سے کب دبتے ہین ایک سحر سے تو وہ لاچار ہین
کہ وہ اُنکے مذہب مین حرام ہی جلیسہ یہ سُنکے خاموش ہو رہی مگر دل مین یہی خیال ہی کہ کسی طرح
قہار فیلزور کو یہان سے لے نکلون مگر حیران ہی اور تدبیر سوچ رہی ہی کہ شاخسار کیونکر غافل ہو کہ مین
اِسپر قبضہ کرون بظاہر خاموش مگر دل مین دریاے الفت کا جوش حیران و پریشان شاخسار سیر کراتی
ہوئی اپنے مقام پر لائی اور کہا بوا بیٹھو ذرا دم لو دو چار جام شراب کے پیو گانیون کو بلوائین عیش منائین
جلیسہ تو دل سے یہی چاہتی تھی کہا بوا جو خوشی تمھاری کیا تمھارے حکم سے مجکو انکار ہی شاخسار نے
صحبت عیش و جلسۂ آراستہ کی کنیزین اسکی سمن و یاسمن و غنچہ دہن و شیرین ادا و گلپیرہن و
نازک بدن وغیرہ وغیرہ حاضر ہوئین شراب و کباب حاضر کیا دور شراب چلنے لگا ایک کنیز شوخ و شنگ
موسوم بہ نیرنگ خوش رو خوش خو گلبدن الڑکپن کے دن سامنے بیٹھ کر ساز کو ملا کر بصد ناز و ادا یہ غزل گانے لگی غزل

نقاب منہ سے اُٹھائے اگر ہمارا چاند
فراز چرخ سے آغوش مین اُتارا چاند
نہ دیکھے سوے قمر پھر کبھی نظر بھر کر
زمین پہ ہو تری پاپوش کا ستارا چاند
اُٹھا نقاب کہ دل دیر سے تڑپتا ہی
کرے فراق کنار فلک گوارا چاند
ہلال بنکے فلک پر جو در بدر ہوتا ہی
ہزار طرح سے گھٹ بڑھکے بازی ہارا چاند
نسیم ایسی غزل یہ بلند و روشن ہی
کنار چرخ سے کرنے لگے نظارا چاند
دو نیم ہو تری تیغ نگاہ سے کٹ کر
دکھائی دے جو تجھے اے فلک ہمارا چاند
یہ نور عکس رخ یار سے ہوا حاصل
دکھادے حسن جہانتاب کا خدارا چاند
بہار نور قدم سے ترے منور ہون
سمجھ گیا تری ابرو کا کچھ اشارا چاند
چمک کے تیغ تبسم نے روشنی یہ دی
سُنے جو یار کے چہرے سے اُتارا چاند
فروغ رخ کے مضامین کنار فکر مین ہین
جو دیکھ پائے ذرا آنکھ کا اشارا چاند
فروغ حسن نے ایسی تجلیان بخشین
کہ اپنے سینہ مین آئینے نے اُتارا چاند
جو دیکھ لے کف پا یار کے قدم چومے
عجب نہین جو بنے روے سنگ خارا چاند
تمہارے حسن نے ہر داؤ مین اُسے جیتا
ہوا ہی سینہ مین دل کا ہر ایک پارا چاند

نیرنگ نے یہ غزل اسطرح دل لگا کر گائی کہ سمان بندھ گیا کسی کو ضبط کا یارا نہ رہا جلیسہ تو چوٹ کھائے ہوے ہی تڑپ گئی آنکھون سے آنسو جاری ہوے خوب روئی شاخسار نے گلے سے لگا لیا کہا بوا مین تمکو بہت بیقرار پاتی ہون آخر یہ ماجرا کیا ہی دل کا حال تو کچھ کہو مُنہ سے بولو جلیسہ نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچ کر کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا اور دل تھام کر یہ کہا بوا کچھ نہین اسوقت دل بہت گھبرایا اپنی تنہائی پر رونا آیا اپنا چاہنے والا جب سے مر گیا پھر کوئی وفادار نہ ملا جس سے محبت کرتی ہون وہ دشمن ہو جاتا ہی پایا ہوا اور مقصود ہاتھ سے کھو جاتا ہی اکثر قسمت آزمائی کی مگر نیکی کے بدلے بدی پائی اپنی قسمت سے ہمکو گلہ ہی تنہا زندگی بسر کرنا ہماری تقدیر مین بدا ہی کیا کیا پاپڑ بیلے غنچۂ مراد نہ کھلا افسوس آج تک کوئی چاہنے والا نہ ملا مین اپنے عاشق پادشاہ بخیر کو ہر دم یاد کرتی ہون اپنی جوانی اُسی کے عشق مین برباد کرتی ہون آٹھ پہر دل کو غم ہی قلب پر ہجوم الم ہی شاخسار نے کہا بوا تمکو سامری و جمشید صحت سے رکھین اب رنج و غم نہ کرو دل کو بہلاؤ اُٹھتی جوانی مین دل کو روگ نہ لگاؤ ہر دم آنسو نہ بہاؤ مرنے والے کو اب دل سے بھلاؤ جلیسہ نے ایسی ہی باتون مین لگایا شراب کی ترقی کی کنیزون کو بھی شراب پلانے لگی اسقدر شراب نوشی ہوئی کہ شاخسار کی آنکھین غلّہ سی نکل آئین غین غین کر کے بمشکل کہا بوا میرا حال نشہ سے ابتر ہی بس یہ کہکر بیہوش ہوئی کنیزین بھی عالم بدمستی مین باہم لڑنے لگین خوب جھونٹم جھونٹا اور اننا کلکل ہوئی آخر سب بیہوش ہو گئین جلیسہ اُٹھی اور دبے پانون اُس قصر مین آئی جہان قہار فیلزور بیٹھا تھا دیکھا کہ وہ اسوقت رو رہا ہی اور جو لوگ اُسکے قریب قید ہین اُنکو بھی رو رو کے جگایا جب دو چار اور جاگے اُنھون نے پوچھا اے شاہزادۂ اقلیم سیاہ پوشان آپ کیون اسقدر مکدر ہین قہار فیلزور نے کہا کہ اسوقت مین اپنی معشوقہ کو یاد کرتا ہون جو مثل مادر مہربان میری پیٹھ پر ہاتھ پھیر پھیر کے گرم کھانا کھلاتی تھی سرد پانی پلاتی تھی سوتے وقت ہاتھ پانون میرے دباتی تھی مادر مہربان کی کیفیت دکھاتی تھی وہ مجھ سے جدا ہوئی افسوس کبھی قید خانہ مین بھی مجھکو دیکھنے نہ آئی یہ کہہ رہا تھا کہ یکایک سامنے سے جلیسہ پہونچی دیکھا کہ قہار فیلزور اوروں سے باتین کر رہا ہی زنجیر ہلا رہا ہی جلیسہ نے سچ کہا کہ وہ سب بیہوش ہو گئے پھر سامنے قہار کے آئی اسنے ایک عورت کو دیکھا قد ہی کہ بڑا بانس پانئین ہین

کہ دل کی پھانس کاکی کلوٹی شیطان کی لنگوٹی ہتھیلیان جیسے چھاجوان پیٹ کمہار کا آنوان چوتڑ دونون
پہاڑ ٹانگین مثل تاڑ گندہ دہن فیلبدن ناف مدور دریاے وحشت کا بھنور ساق سیاہ آبنوس کے
کندے زیور کی جگہ کانون مین پیاز کے بندے انگلیان ٹیڑھی ٹیڑھی چہرے پر خال ہین یا سیاہ توے پر
زاغ بیٹھے ہین پیشانی تختۂ سنگ سیاہ زلفین دو دو آدھ مانگ مین سیندور بھرا ہوا لہنگا سنبھالتی ہوئی قہار کو
جھک کر سلام کیا مسکرائی دروازہ بدعت کا کھل گیا پوچھا کیون شاہزادۂ اقلیم سیاہ پوشان آپکا مزاج
کیسا ہی شاہزادے کا لقب سنکر قہار ہنس پڑا کہا ملکۂ عالم مین تو غریب و فقیر ہون اس ملک مین آیا بہت
حقیر ہوا آپکا نام نامی کیا ہی کہا صاحب مجکو جلیسۂ مردار خوار کہتے ہین جو لوگ مرجاتے ہین قبرون سے
انکے لاشے نکالتی ہون انکے گوشت کو بھون بھون کر کھاتی ہون بڑے بڑے مزے اٹھاتی ہون
اسی وجہ سے لوگ مجکو جلیسۂ مردار خوار کہتے ہین خبیثۂ کرم خوار میری ہمشیرہ ہین ارے او بچیا وہ
تیرے واسطے تڑپا کرتی ہی تیرے فراق مین شب و روز رویا کرتی ہی ارے اسکو تو بغیر تیرے چین نہین
آتا ڈاڑھین مار مار کے روتی ہی ارے بیحیا تیرے دل کو بھی کبھی خبر ہوتی ہی قہار نام خبیثہ کا سنکر رونے لگا
کہا وہ تو میری مادر مہربان ہین تمکو بھی اپنا مہربان جانونگا قید سے چھڑاؤ مجھے اس آفت سے بچاؤ
ایسا نہو کہ تڑپ تڑپ کر مرجاؤن اب دل بہت گھبراتا ہی جلیسہ نے کہا ایسا نہو کہ تو میرے ساتھ
بے وفائی کرے شاہان طلسم نور افشان سے دشمنی راہبرون سے رہزنی تمام طلسم دشمن میرا
ہو جائیگا خبیثہ بھی بھیر لشکر کسی کرینگی اسکے گانون ویران تھے وہ آباد ہوے گانون سے کہا یہ آسکی
گنوارون سے مقابلہ پڑیگا ایک ایک گنوار لڑیگا اگر تو نے مجھ سے دلی محبت کی سب بلائین جھیلونگی جان پر
کھیلونگی مین سحر مین خبیثہ سے زیادہ ہون اسکا سحر شعبدہ و عجائب و غرائب ہی میرا سحر دشمن کے مثانہ
کا طالب ہی کبھی کسی سے پلک نہین جھپکی تیرے اشتیاق مین اسوقت آئی ہون قہار منتین کرنے لگا
کہا ای جان جہان مادر مہربان خبیثہ سے زیادہ تجکو چاہونگا تیری اطاعت دل سے کرونگا جلیسہ
ہنس پڑی کہا اگر ایسا کریگا بہت آرام پائیگا راہ مین ایک طلسم پڑتا ہی کہ طلسم خنزیر اسے کہتے
ہین وہ ہی سد راہ طلسم نور افشان ہی اسکی لوح تجھے دلاؤنگی باز و کبوتر تیرے سر پر
ہونگی مرحلہ جات پر تیری مدد کرونگی جب سحر العجائب و مصر الغرائب چڑھ کر آئینگے دیکھا جائیگا
لوح طلسم کی وجہ سے کوئی تیرا کچھ نہ کر سکیگا یہ کہتی ہوئی جلیسہ قریب آئی قہار قدمون سے لپٹ گیا
خوب رویا پانون کو اسکے اپنے آنسوون سے دھویا جلیسہ نے کہا ای قہار صاف تو یہ ہی کہ وہ جوان حسین
جو اس قصر مین قید ہی نبیرۂ صاحبقران موسوم بہ نور الدہر بن بدیع الزمان دل و جان سے اسیر عاشق
ہون مگر یہ بھی سنا ہی کہ مسلمان ساحرہ کو قبول نہین کرتے اسوجہ سے دل کو نفرت ہی نہین تو مین اسکو قید سے
چھڑاتی یہ لوگ صاحب اقبال بھی ہین انکا خداے نادیدہ مدد کرتا ہی دشمن دوست ہوتے ہین مگر مین نے
تیرے واسطے معقول سامان تجویز کیا ہی دیکھ طلسم خنزیر تیرے ہاتھ سے کیونکر فتح کراتی ہون یہ کہکر
اشارہ کیا قید کٹ کر گر پڑی قہار تبل کرتا ہوا اٹھا جلیسہ نے اسکی کمر مین پنجہ دیا لیکر بھاگی سرحد زندانخانہ
سے نکلی ایک کوہ پر آگئے ٹھہری سبزہ زار کے قریب ایک چشمۂ آب تھا اسمین ہاتھ منھ دھوئے درختان میوہ دار
سے میوے توڑے آپ بھی کھائے اور قہار کو بھی کھلائے جب آسودہ ہوئی تو قہار سے کہنے لگی ای جان جہان و

ای آرام دل مشتاقان اس قید شدید سے تیرا عجب حال ہی کچھ تجھکو اپنی طاقتِ جسم کا بھی خیال ہی چہرہ زرد ہی ہاتھ پانون مین درد ہی اُٹھتا ہی تو اُٹھا نہین جاتا ہی ہر ہر کام پر لڑکھڑاتا ہی کوئی چیز ایسی مقوی کھا کہ تجھکو قوتِ دل حاصل ہو فتاحی طلسم اور مقابلۂ مرحلہ جات کے قابل ہو قہار نے کہا کہ مین تجھپر جان و دل سے قربان ہون ہر طرح تیرا تابع فرمان ہون جو کچھ تو کھلائیگی کھالونگا مطلق عذر نہ کرونگا جلیسہ اُٹھلا کر اُٹھی صحرا سے ایک خوک صحرائی پکڑ لائی اُسکو گلا گھونٹ کر مارا چھری سے اسکا پیٹ پھاڑا آنتین نکال کر آلائش انکی سونت کر ایک ظرف مین رکھی پہلے ایک اُنگلی بھر کے آپ چکھی پھر قہار سے کہا لے پیٹ بھر کر اسکو کھالے کہ گئی ہوئی طاقت عود کر آئیگی یہ آلائش تاثیر اکسیر دکھائیگی قہار نے کہا ای جانِ جہان یہ گوہ تو مجھسے کھایا نہ جائیگا اسکی سڑاہند سے کلیجہ منھ کو آئیگا مین ایسی طاقت سے درگذرا یہ غذاے مقوی و لطیف تو ہی کھا جلیسہ نے بیٹے پکڑ کے کئی طمانچے قہار کے منھ پر مارے دو دو ہتڑ پیٹھ پر لگائے اور کہا کہ واہ بیٹا اسی بوتے پر تنا پانی اسی منھ پر دعوے جہانبانی ابھی تو اس سے زیادہ مزے دار چیزین کھاؤ گے بھیا کھانا ہی تو کھالو ورنہ پچتاؤ گے جان جانی ہی طلسم خنزیر ہی اسکے فتح کی پہلی یہی تدبیر ہی جب قہار نے نہ مانا جلیسہ نے جھلا کر اسکو زمین پر پچھاڑا آپ سینہ پر چڑھ بیٹھی غذاے لطیف کے نوالے ٹھسانے لگی قہار توتے کی طرح گولیان گوہ کی نگلنے لگے پڑے پڑے مین ٹین کیا کیے جب غذا تمام ہوئی پانی مانگا جلیسہ نے الگ جا کر اُسی ظرف مین موتا بھر وہ ظرف لا کر قہار کو دیا اور کہا اس آبِ حیات کو پی جا قہار نے منھ کھولا غٹ غٹ پی گیا آب حلق سے اُترتے ہی اسکو ایک جوش آیا آبرو چڑھی سنبھل کر بیٹھا جلیسہ بھی خوش ہوئی کہا تو نے تاثیر آبِ حیات دیکھی لیکن اب قیامت برپا ہوگی شاخسار ہوشیار ہوتے ہی آفت برپا کریگی شاہانِ طلسم کو بھی خبر پہونچ جائیگی مقابلہ ہاے زوائد سے کیا فائدہ ہوگا اگر دس جادوگر مارے بیکار ہی بیس پیدا ہونگے ہان طلسم کے ٹوٹنے سے فوج جاہ و حشم و مال طلسمی دستیاب ہوگا قہار نے کہا آپکو اختیار ہی مین تو غلام ہون جو فرماؤگی بجالاؤنگا جلیسہ نے ایک تختِ سحر تیار کیا تخت کو اُڑاتی ہوئی چلی نگر آبادی کا راستہ چھوڑا جدھر ویرانہ ملتا ہی اُسی جانب تخت لیے جاتی ہی یہان صبح کو جو شاخسار اُٹھی قہار کو دیکھا کہ قید خانے مین نہین ہی نقش پاکی خاک اُٹھائی سحر کرکے پوچھا کان مین آواز آئی کہ جلیسہ مردار خوار قہار کو لے گئی یہ سنکر شاخسار بہت گھبرائی روتی پیٹتی سامنے سحر العجائب و مصر الغرائب کے آئی سر زمین پر دے مارا کہا ای شاہانِ طلسم مین نے بڑا دھوکا کھایا جلیسہ بہن خبیثہ کی رات کو میرے یہان آئی مین نے دعوت کی اُسنے اسقدر مجھکو شراب پلائی کہ مین بیہوش ہوگئی اُسنے سب کنیزون اور محافظون کو سحر سے بیہوش کر دیا اور قہار کو قید خانہ سے نکال لے گئی حضور مجھکو مہلت دین ابھی تلاش کر کے پکڑ لاتی ہون شاہون نے جواب دیا ای شاخسار خود تجھسے خطا ہوئی خود دھوکا کھایا سامری و جمشید لکھ گئے ہین کہ شاخسار نگہبان زندان طلسم رہے کہین باہر نہ جائے پس تیرا جانا بہتر نہین ایک نامہ خبیثہ کو لکھو کہ جا کر تلاش کرے اور کلمات سخت لکھو کہ تیری فاحشہ بہن جلیسہ نے یہ خطا کی قیدی کو قید خانے سے بھگا کر لے گئی شاخسار نے اسی وقت نامہ لکھا ایک ساحر تیز رو کو دیا کہا یہ نامہ خبیثہ کو دیکر چلا آ شاخسار زندان طلسم پر آکر قیدیون کی نگہبانی کرنے لگی خبیثہ کو جو یہ نامہ پہونچا آتش رشک و حسد سے جل گئی کنیزون سے کہتی تھی جلیسہ کی

شامت آئی ہے جو کمدو کوشش مین سنے کی ہے وہ کیا کرسکے گی ہاتھہ سے ساحران طلسم کے ماری جائیگی کچھ کنیزون کو
حکم دیا کہ سب مل کر تلاش کرو اگر ہمسے بیان کرو تو ہم اُسے گرفتار کرلائین سحر مین وہ بیشک مجھ سے زیادہ
جان دینے پر آمادہ ہے مگر شاہان طلسم کا اقبال لڑیگا ہر مقام پر جلیسہ کو شکست ہوگی خبیثہ نے چند
کنیزون کو واسطے خبر کے روانہ کیا اور آپ بھی کوشش پر آمادہ ہے لیکن جلیسہ جو قہار کو لیکر چلی مقام
طلسم خنزیر کی راہ دور دور رہا ہے تین شبانہ روز اُڑی ہوئی چلی گئی تیسرے دن دیکھکر کہا ای قہار تین دن
تین راتین بے آب و دانہ گذرے ابھی مقام طلسم دور ہے آؤ کسی مقام پر ٹھہر جائین جلیسہ نے قہار کو
زیر نخل سایہ دار ٹھہرایا کہا مین تیرے واسطے کچھ کھانے کی تدبیر کر لاؤن جلیسہ تو اُس طرف گئی قہار زیر نخل
ٹہل رہا ہے کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا کہ ایک پہلوان بلند بالا جیسے برگد کا ڈالا بدصورت خبیث سیرت
گینڈے پر سوار پشت پر چار ہزار جوان شکار کھیلتا ہوا چلا آتا ہے اُسکی نگاہ قہار پر پڑی دیکھا ایک جوان
قوی تن قوی من ہتھیار لگائے ٹہل رہا ہے مسرور قطرہ زن عیار سے کہا دریافت تو کر کہ یہ جوان
کون ہے اسکی صورت سے معلوم ہوتا ہے کہ کہین سے بھاگ کے آیا ہے شاہان نور افشان کے نامے
ہم لوگون کو پہونچ چکے ہین کہ جہان کوئی غیر شخص ملے اُسکو گرفتار کرلو مسرور سامنے قہار کے آیا صاحب
قوت دیکھکر گھبرایا برائے سلام جھکا قہار نے بہ کبر و نخوت تمام جواب دیا عیار چُپکا کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے
تیور سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ کہا چاہتا ہے مگر رعب مانع ہے قہار نے کہا ای سرہنگ یہ جوان کون ہے مسرور
نے کہا اسکو اکوان منارہ گردن کہتے ہین خراج گذار شاہان نور افشان ہے قہار پہلے تو کانپ
گیا پھر سوچا کہ یہ میرا کیا کریگا پہلے تو اسکو اپنا رفیق بناؤن بیساختہ بول اٹھا مین قہار فیلزور بیٹا بہمن
سیاہ قبا کا ہون برائے فتح طلسم نور افشان نکلا ہون مسرور نے جاکر اکوان منارہ گردن سے کہا
اکوان گینڈا مہمیز کر کے سامنے آیا کہا کہ او قہار تو تو باغ ویران مین قید تھا یہان کیونکر آیا قہار نے جواب
سخت دیا اکوان نے حکم دیا کہ ایک دوسرا گینڈا لاؤ اسکو دو یہ اُسپر سوار ہو کر ہمسے مقابلہ کرے ہم مشکین باندھ کر
خدمت مین شاہان نور افشان کے بھیجینگے اگر پیدل کو پکڑ کے روانہ کرینگے تو ہمارے واسطے سبکی
ہے ملازم نے گینڈا لا کر دیا قہار گینڈے پر سوار ہوا اکوان و قہار سے نیزہ چلنے لگا سولھوین سترھوین
طعن مین نیزہ اکوان کا قہار نے ہوائی کیا اُسنے قبضہ پر ہاتھ ڈالا قہار بخوف ہوکر لپٹ پڑا اسکے
اُسکے کشتی ہونے لگی قہار نے اُٹھا کر اُسے دے مارا چھاتی پر چڑھ کر کہا کہو شناخت مین
لات و منات کی کیا کہتا ہے اکوان قدمون پر قہار کے گرا سامری و جمشید کو چھوڑ کر لات
و منات پرست ہوا اکوان نے اُسی صحرا مین بارگاہ استادہ کرائی قہار کو لا کر داخل بارگاہ کیا
کھانا پانی شراب و کباب پیش کیا جلیسہ جو تھوڑی دیر کے بعد آئی دیکھا اِسنے کہ ایک عمدہ بارگاہ
استادہ ہے چار ہزار جوان فروکش ہین مرکب سوارون کے بندھے ہوئے ہین سائیس کاروبار مین
مصروف ہین جلیسہ کچھ پھل وغیرہ لیکر آئی تھی لشکر مین آکر پوچھا کہ یہ کس کا لشکر ہے سوارون نے
کہا یہ لشکر قہار فیلزور کا ہے ہمارے آقا اکوان منارہ گردن نے اطاعت قہار فیلزور کی
قبول کی جلیسہ بہت ہی خوش ہوگئی دل مین کہتی تھی کہ اب سب کام اسی طرح بن جائینگے قہار بڑا
صاحب اقبال ہے کیا جلد چار ہزار جوانون کا لشکر اس صحرا مین اسے دستیاب ہوا ہے غرض جلیسہ

اندر بارگاہ کے آئی قہار نے اپنے پہلو مین جگہ دی اکوان سے کہا یہ ہماری معشوقہ ہی ہمسکو قید خانہ سے
چھڑا کر لائی ہی اب طرف طلسم خنزیریہ کے جاتا ہون جب طلسم خنزیریہ شکست ہو جائیگا راستہ نور افشان
کا کھل جائیگا اکوان نے جلیسہ کی بھی خاطر کی شراب و کباب پیش کیا رات بھر عیش و عشرت
سے اُسی مقام پر رہے اب صبح کو قہار مع اکوان و جلیسہ طرف طلسم خنزیریہ کے روانہ ہوا
بعد قطع منازل و طی مراحل مرحلہ پیمائی کر کے ایک صحرائے ویران مین پہونچے آواز بوم و کرگس
کی آرہی ہی جھونکے ہوائے گرم کے چل رہے ہین دھوپ تھراتی ہوئی معلوم ہوتی ہی ببول کے پیڑ
شاخین جل گئین فقط ڈنڈ وکے باقی ہین سایے کا نام نہین ایک مکان پختہ سامنے بنا ہی اُسکے گرد خندق
خون کی روان ہی اُس خندق مین خون تازہ جوش مار رہا ہی ہزارون زاغ و زغن گرد اُس مکان کے
چرخ مار رہے ہین جلیسہ نے کہا اے قہار یہی طلسم خنزیریہ ہی اسکے فتح کی یہ تدبیر ہی کہ سامنے
جو پیڑ ببول کا لگا ہی وہان جا کر اُس درخت کے تلے چت لیٹ جا تمام جسم بالو سے چھپا لے فقط
مُنھ کھلا رہے اسکے بعد ایک سو چالیس مرتبہ یا اِبلیس یا خنزیر صدق دل اور اعتقاد کامل سے
پڑھ پھر حلق مین سُور کے تازہ گوشت کی ایک بوٹی رکھ لے اور مُنھ کھول دے یہان سے
بہ آواز بلند چیل چلہو چند مرتبہ کہونگی اور منتر پڑھونگی اب یہ تیرا کمال ہی کہ جب زغن جھپٹا مار کر گوشت
کی بوٹی لیجانے کا ارادہ کرے اُسوقت تو بوٹی کو نگل لینا اور چیل کے پنجہ کو دانتون سے مضبوط
پکڑ لینا جسوقت وہ چیل گرفتار ہو جائیگی بفصاحت و بلاغت داخلۂ طلسم کی تدبیر بتائیگی مگر پہلے
علامت دیکھ لو اور امتحان کر لو اب جلیسہ نے کہا کہ ایک گنہگار کو حکم دو کہ دیوارِ مکان چھو کر
چلا آئے یا مکان کے اندر چلا جائے اور دیکھ آئے کہ وہان کیا ہی بعد اُسکے یہ اسم پڑھنا
قہار نے چپکے سے کہا اے جانِ جہان اے مادرِ مہربان جسطرح تو مجھکو ہدایت کرتی ہی مین اُسی طرح کرونگا
اور لات و مناۃ کی مدد سے چیل ضرور پکڑ لونگا مگر اس ذلت سے چیل پکڑنے مین مین سب کے
سامنے شرماؤنگا جلیسہ نے کہا طریقۂ فتاحی طلسم مین کیا شرم جسطرح بانیان طلسم لکھ گئے ہین اُسکے
بموجب اگر عمل نہ کیا جائیگا طلسم کبھی شکست نہوگا قہار نے کہا اچھا پہلے گنہگار کو تو بھیجو الغرض ایک
گنہگار واجب القتل تجویز ہوا خندق پر پل بنا ہوا ہی کہا اے شخص تو جا اس مکان کو اندر سے دیکھ
چلا آ بعد دریافت احوال ہم تجکو رہا کر دینگے وہ گنہگار چلا کوّے چیلین آکر سدّ راہ ہوئین جلیسہ نے
پکار کر کہا ارے گنہگار خداوند ابلیس کا نام لے گنہگار نے ابلیس کا نام لیا سب زاغ و زغن
ہٹے یہ گنہگار قریب خندق کے پہونچا چاہتا تھا کہ پل کو طے کرے کہ زاغ و زغن نے غل مچایا او
آنے والے کیون اپنی جان دیتا ہی اپنا خون اپنی گردن پر لیتا ہی جیسے ہی اُس شخص نے پانون خندق
کے پل پر رکھا خون نے جوش مارا ایک حبشن کالی صورت گال پھولے پھولے قد تاڑ سا جسکی صفت مین
شاعر کہتا ہی کیا اچھی شال دیتا ہی سب اُسکو سرو کہتے ہین تو اُسکو تاڑ باندھ بہ بوسے کی گرہوس ہی تو گرد اُسکے
پاڑ باندھ بہ گلنار جوڑا پہنے ہوئے صاف ظاہر تھا کہ کسی نے خون کے تھالے مین کوئلہ ڈال دیا ہی زرد دانت نیلے
نیلے مسوڑھے نکالے ہوئے ہنستی کھلکھلاتی چیختی چلاتی نکلی پل پر آکر اُس جوان کا ہاتھ پکڑ لیا اسکے بعد
دو کنیزین نکلین اُنھون نے دو کرسیان لا کر رکھدین اور خندق مین کود کر غائب ہو گئین اُس

زنگمن نے گنہگار کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کرسی پر بیٹھو شراب و کباب کا چرچا ہو دماغ گرم ہو کسی بات کی نہ شرم ہو یہ کہکے اُس جوان کو زنگمن نے کرسی پر بٹھایا خالی بوتل ہاتھ مین تھی اُسی خندق سے شراب کو بوتل مین بھرا اور جام بھر کر پاس گنہگار کو دیا گنہگار نے کہا اسمین تو خون بھرا ہی زنگمن نے کہا ارے گدھے جام تو ہاتھ مین لے یہ شراب طلسم خیز ہی اسکے پینے کی یہی تدبیر ہی وہ گنہگار پی گیا پیتے ہی مست ہو گیا آپے سے گذر گیا مبہوت ہو گیا دست درازی کا ارادہ کیا زنگمن خندق مین کود پڑی گنہگار بھی ساتھ ہی اُسکے خندق مین پھاند پڑا زاغ و زغن چلّانے لگے غلغلہ کرنے لگے یہ اشعار پڑھنے لگے غزل

نہادہ خانۂ عمرم چو روبویرانی
تمام صرف جہالت ز روے نادانی
فغان کہ دست مرا قدرت تحرک نیست
گشتم بچشم حیا سرمۂ صفاہانی
رسید کار بجائے کہ سر زند بیخود
ز بہر گریہ کنم ساز و برگ پنہانی

دگرچہ سود ندارد نالۂ و پشیمانے
تباہ کردہ عمرم مرا بجاے کفن
کہ جیب عمر کنم پارہ از پشیمانی
غبار ظلم چنانم گرفت در آغوش
یسان نالہ ز دل راز ہاے پنہانی

دریغ و درد کہ نقد حیات را گردم
بس ست جامۂ حیرانی و پریشانی
کنون کہ چہرۂ مقصود دیدہ ام شاید
کہ نیست در نظرم آفتاب نورانی
بروے آتش دل میکنم کباب جگر

اس طرح زاغ و زغن نے آوازین دین کہ زمین کانپ گئی مکان چرخ مین آیا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا ایک زنگی تیغہ ہاتھ مین کھینچے ہوے اُسی گنہگار کا ہاتھ پکڑے ہوے خندق کے اس پار آیا پکار کر آواز دی ای آئندہ و روندہ ای دیکھنے والو اس حال عبرت مآل کے جو کوئی یہان آئیگا اُسکا یہی حال ہو گا خبردار پلٹ جاؤ وہ گنہگار بہت چیخا چلّایا رویا پیٹا مگر زنگی نے نہ مانا گنہگار کا سر کاٹ کر لاشہ اُسکا خندق مین پھینکدیا آپ بھی اُسی مین پھاند پڑا دو گھڑی کامل ہنگامہ دار و گیر بلند رہا بعد دو گھڑی کے وہ مکان ساکن ہوا اُسی طرح وہ زاغ و زغن چیخ مارنے لگے جہان تک نگاہ کام کرتی ہی سوائے اُس مکان کے کوئی مکان اور نہین معلوم ہوتا زاغ و زغن کا غلغلہ کرنا صداے عبرت خیز دینا وہی سنّاٹا وہی وشت و بیابان کا تماشا جلیسہ نے قہار سے کہا اب دریافت کرنا چاہیے کہ طلسم مین جانے کی اصلی صورت کیا ہی جو مین نے بتلایا ہی اُسی طرح زغن کو گرفتار کرو تب حال معلوم ہو گا اے قہار خبردار شرم نہ کرنا قہار نے کہا یہ سب لوگ ہٹجائین تو مین وہ کام کرون ورنہ سب لوگ مجھپر ہنسینگے جلیسہ نے کہا یہ سب دیکھینگے کہ تو نے اسطرح چیل کو گرفتار کیا تو کیا ہو گا اور تیرا جاہ و جلال سب پر ظاہر ہو گا انکا ہٹانا کچھ ضرور نہین ہی آپ لات و منات کا نام لیکر اور خداوند ابلیس سے دھیان لگا کر شوق سے طلسم مین جائین مین ان سب کی حفاظت کرونگی قہار تنتا ہوا چلا اُسی نخل کے نیچے آیا چت ہو کر لیٹا تمام جسم بالو مین چھپا لیا فقط منھ کھلا رکھا جلیسہ نے گوشت خوک کی بوٹی ہاتھ مین دیدی آپ الگ ہو کر چیل جلپہور کرنے لگی اِدھر قہار نے یا ابلیس بالخیر پر ایک سو چالیس مرتبہ کہکر وہ بوٹی منھ کے اندر رکھلی اور منھ کھول دیا جلیسہ نے منتر پڑھا اور کہا دیکھ قہار چیل بوٹی لیکر نکل نہ جائے ورنہ سارا کھیل بنا بنایا بگڑ جائیگا پھر گوہر مراد ہاتھ نہ آئیگا بڑی چالاکی سے یہ کام کرنا کسی کی شرم سے گھبرا نہ جانا ان سب پر تیری لیاقت اور عظمت ظاہر ہوگی کہ افسر ہمارا ایسا کامل ہی کون کہیگا کہ جاہل ہی میرے سحر کرنے کا یہان کام نہین ہی جب تو طلسم مین داخلہ کریگا مین بھی وقت پر آؤنگی تیرا بگڑا ہوا کام بناؤنگی قہار ناچار اُسی طرح پڑا رہا دل مین یا ابلیس پڑھنے لگا کہ یکایک زاغ و زغن نے قہار کے

گرد آکر چرخ مارا ایک زغن جو بہت گستاخ تھی وہ تڑپ کر گری جون ہی اسنے بوٹی پر پنجہ مارا فوراً قہار
نے بوٹی کو نگل کر پنجہ کو دانتون سے پکڑ لیا چیل تو پھر پھڑائی ادھر جلیسہ نے پکار کر کہا واہ بیٹا قہار
کیا کہنا اب ہاتھ سے پکڑ لے جرأت تو اپنی دکھا چکا قہار نے زغن کو گرفتار کیا جلیسہ نے بڑی تعریف
کی کہ بیٹا کسی کام مین کمی نہ کرنا یہ طلسم خنزیر ہے اسکے فتح کی یہی تدبیر ہے اسوقت زغن کھل کھلا کر مثل
انسان کے ہنسی کہا بیشک تو فتاح طلسم خنزیر ہے اے قہار جس راستہ سے گنہگار گیا تھا اگر اس راہ سے
لاکھ آدمی جائینگے تو بھی یہی حال ہوگا تجکو مناسب ہے کہ مجکو چھوڑ دے مین اڑکر جاؤن جس
درخت پر بیٹھون تو نے قوت وجرأت جو حاصل کی ہے اُس سے اُس درخت کو اکھیڑنا بلا خوف چلا جانا
پڑیگا خاص حوالی طلسم مین پہونچیگا وہان جاکر ایک ضعیفہ تجکو ملیگی خبردار اُسکے حکم سے انحراف نہ کرنا
جو وہ کہے بسر وچشم عمل مین لانا بعد اُسکے پتہ لوح کا ملیگا لوح لیکر فتاحی طلسم مین مصروف ہونا قہار
نے زغن کو چھوڑا چیل نے اُڑتے اُڑتے اسکے منہ پر بیٹ مارا جلیسہ نے پکار کر کہا ارے او قہار
اس گوہ کو نعمت غیر مترقبہ جان میرے کہنے کو دل سے مان ذرا اور پونچھ کے چاٹ لے دیکھ رتی بھر بھی
ضائع نہونے پائے سب تیرے پیٹ مین جائے قہار نے قہر درویش بر جان درویش جان کر سب گوہ
جا بجا سے پونچھ پونچھ کر چاٹ لیا جو کچھ جلیسہ نے کہا تھا وہی کیا اب وہ زغن ایک نخل پر جاکر بیٹھی ادھر
قہار کے تمام جسم مین اُس گوہ کے کھانے سے جو گنجی قوت حاصل ہوئی تن کر بل کرتا ہوا اُٹھا جلیسہ
سے کہنے لگا اے آرام جان اے مادر مہربان اب مین تمسے رخصت ہوتا ہون میرے واسطے اس طلسم
مین بڑی بڑی جفائین ہونگی دیکھین تقدیر کیا دکھاتی ہے یہ کہکر رونے لگا جلیسہ نے گلے سے لگایا بلائین
لین پشت پر دست شفقت پھیرا کہا تو جا مین بھی وقت پر آؤنگی تجکو چھوڑ کر کہان جاؤنگی قہار سب سے
رخصت ہوا جس نخل پر زغن بیٹھی تھی وہان پہونچا بڑھ کر دونے ہاتھ سے ہلہ مارا درخت چرچرایا
دوسرا ہلہ مارا درخت کو جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دیا جیسے ہی درخت گرا چیل نے آواز دی وہ مارا اب
جو قہار نے دیکھا ایک دہنہ نقب پختہ کا ہے جیسے ہی اسنے چاہا داخل نقب ہون ایک آواز ہولناک
کان مین آئی دیکھا ایک زنگی سیاہ روز ولیدہ مو موٹا تازہ اٹھارہ کا پٹھا آبنوس کا کُندا یہ کہکر نقب
سے نکلا او قہار لیٹ جا اور منہ کھول دے زغن نے آواز دی اے طلسم کشا یہی وقت جرأت ہے
جو کچھ زنگی کہے اُسکی تعمیل کر ورنہ اصول طلسم کشائی پورے نہونگے آخر قہار منہ کھول کے لیٹ
گیا زنگی نے اسکے حلق مین موتنا شروع کیا اب قہار کلیان بھر بھر موت کی پیے جاتا ہے مگر موت کی دھار
کسی طرح کم نہین ہوتی یہان اُسکی جان عاری ہے اور وہان جیسے چشمہ کی سوت جاری ہے آخر قہار گھبرا کر
اُٹھ بیٹھا اُٹھنا تھا کہ موت مین نہا گیا زنگی نے لات ماری کہ لیٹ جا قہار کھڑا ہو گیا آستینین چڑھا کر آمادۂ
جنگ ہوا کشتی ہونے لگی زنگی نے قہار کو دے مارا سینہ پر چڑھ بیٹھا لوہے کی سلاخ سے اسکا منہ
کھول کر پھر موتنے لگا اور کہا کہ او حرامزادے اگر ایک قطرۂ بول کا تو نے ادھر اُدھر بہایا اور باچھون کی
راہ سے گرایا تو یہ سلاخ تیرے حلق کے پار کر دونگا تیری نافرمانی کا بدلہ اسطرح لونگا اتنا بڑا جوان اور
یہ تن وتوش گھڑے بھر پانی کی سمائی پیٹ مین نہین طلسم کشا کو صاحب ہمت ہونا چاہیے یہ کم ظرف
کیا فتاحی طلسم کریگا جلیسہ ہنس رہی ہے پکار پکار کر کہتی ہے او قہار جرأت کو کام فرما اس موت کو

شیر مادر جان کر پیے جا ارے یہ طلسم خنزیر کا مدار المہام ہی شیدی بحر البول اسکا نام ہی یہ دھار
قیامت تک یون ہی رہیگی یہ ندی موت کی اسی طرح بہیگی ارے خداوند ابلیس کی دوہائی دے کہ
اس مصیبت سے رہائی ملے ادہر قہار نے ابلیس کا نام لیا ادھر بحر البول یہ کہتا ہوا چلا او لکانہ
جلیسہ آخر تو نے اپنے دھگڑے کو بچا دیا میرے پیچ کا توڑ اسکو بتا دیا خیر سمجھا جائیگا قہار اپنے
کیے کی آگے چل کے سزا پائیگا جب قہار کو نجات ملی اکڑو بیٹھ کر قے کرنے لگا خلط صفرا یا ہلدی کا
ڈہڈہا پانی یا گدھے کا زرد زرد موت پیٹ سے منہ کی براہ نکلنے لگا موت کی سڑھاند اور کھراند سے
تمام صحرا بم پولس بنگیا تھا پھر ایک ناک بند کیے بھاگا جاتا تھا اسکے بعد قہار روتا پیٹتا نقب مین داخل
ہوا جلیسہ نے جب دیکھا کہ قہار داخل نقب ہو چکا پر پرواز پیدا کر کے ایک طرف یہ بھی روانہ ہوئی
سبھون سے کہہ کے گئی صاحبو مجکو اسکی ہمدردی کرنا ہی مین طلسم کشا کی زوجہ ہون قواعد طلسم مین
لکھا ہی کہ زن وشوہر دونون لائق ہون رابطہ وضابطہ ہون اکوان ستارہ گردون اسی مقام پر اتر پڑا
مگر حرکات کو قہار کی دیکھ کر سب ہنستے ہین اکوان کہتا ہی ارے یارو ایسی طلسم کشائی مین
آگ لگے جسکے اول مین یہ یہ ذلتین پیش آئین دیکھیے آگے چل کے کیا گذرتی ہی جلیسہ چلتے چلتے
ان سب سے کہہ گئی ہی کہ اگر تم سب کو ہم دونون میان بیوی کے حالات دیکھنا منظور رہین تو اس
خیمہ مین بیٹھ کر دیکھنا یا ابلیس پڑھنا جو بات ہمپر گذریگی وہ سب تمپر ظاہر ہوگی اکوان اور ساری
فوج اسی خیمہ مین نگران ہین دیکھا ان سب نے کہ قہار نقب کو طی کر کے ایک صحرائے سبزہ زار
مین پہونچا وہان چارون طرف نگران تھا کہ ایک طرف سے رونے کی صدا آئی قہار طرف صدائے گریہ
کے متوجہ ہوا دیکھا کہ ایک ضعیفہ صد سالہ نہ پیٹ مین آنت نہ منہ مین دانت تمام جسم پر اسطرح
جھریان پڑی تھین جیسے کپڑے کی گوٹ پر اٹو ہوتا ہی گاڑھے کی چادر پایا اوڑھے ہوئے سوسی کا
لہنگا پہنے ہوئے اسمین پیوند لگے ہوئے کان مین جست کی بالیان پلہ چادر کا منہ پر رکھے ہوئے
نہایت بیقراری سے ہائے فرزند ہائے فرزند کہہ کر بے اختیار رو رہی ہی کس مایوسی سے
شدت غم والم مین جان کھو رہی ہی قہار نے قریب جا کر پوچھا ای مادر مہربان تم ایسی بیتابی سے
کیون رو رہی ہو کہ دل ٹکڑے ہوا جاتا ہی کیا مصیبت پڑی ہی اگر بیان کرو اور مجھسے ہو سکے تو حتی الامکان
مین تمھاری مدد کرون بڑھیا نے منہ کھولا قہار کی صورت دیکھکر دعائین دینے لگی بلائین
لینے لگی کہا لات ومنات کے صدقے ہو جاؤن میرا بیٹا اسی صورت کا مر گیا ہی آج تین دن
سے مین آوارہ پھرتی ہون قربان ہو جاؤن سامری وجمشید کے کہ وہی صورت مجکو پھر دکھا دی
ای فرزند میرے پاس رہا کر جان ومال سب تجپر نثار کرونگی دل سے تجکو پیار کرونگی قہار نے کہا ای
مادر مہربان اگر تمھارے پاس مال ہوتا تو تم اس خستہ حیثیت سے کیون بسر کرتین بڑھیا نے کہا ای فرزند
مین محتاج نہین ہون لات ومنات نے سب کچھ دیا ہی مین نے غم فرزند مین یہ حال اپنا کیا ہی مین
دال روٹی پیٹ بھر کے کھاتی ہون سامنے ایک جھونپڑا جو پڑی ہی وہی میرا عیش خانہ ہی جب سے
میرا فرزند مرا ہی اسکی یاد مین اکثر یہان آکر بیٹھا کرتی ہون بیٹا اب تم چلو صحبت عیش آراستہ کرون
اپنے بچے کو شراب پلاؤن کباب کھلاؤن الغرض بڑھیا اس منڈیا مین قہار کو اپنے ساتھ لیگئی کہا

نے دیکھا کہ کانس کے باندون سے ایک چارپائی بنی ہوئی ادوائین غدارو لپیٹنے والا لپیٹے گرگٹ جسمین سے لگ جائے تمام مکان مین کوڑے کرکٹ کا ڈھیر بڑھیا نے قہار کو اسی گھری کھاٹ پر بٹھایا ایک گوشے سے کھود کے کچھ پیسے کچھ کوڑیان نکالین باہر منڈھی کے گئی تھوڑی دیر کے بعد کانپتی لڑکھڑاتی ہوئی آئی مٹی کا ایک کورا لوٹا اسمین شراب ایک دونے مین کابلی مٹر لاکے سامنے رکھدیے کہا لو بیٹا پیو کابلی مٹر کھاؤ مین سب طرح سے خدمتگزاری تیری کرونگی میرا بچہ کسی طرح کی تکلیف نہ اُٹھائیگا کوئی بات کو ناچار نہ رہیگا قہار نے کہا اے مادر مہربان یہ شراب مین کاہے مین انڈیل کے پیون بڑھیا نے کہا چلّو لگا کر پی جنگل مین جام بے تشویش انجام کہان سے لے تو چلّو لگا مین پلاتی ہون قہار نے ناچار ہو کر چلّو لگایا بڑھیا نے آدھی شراب حلق مین انڈیل دی آدھی آپ پی کابلی مٹر آپ بھی کھائے اُسکو بھی کھلائے قہار کو نشہ ہوا بڑھیا نے پوچھا کیون فرزند اب تو تیرا دماغ تر ہوا پیٹ بھرا قہار نے سر ہلایا کہ ہان بڑھیا نے کہا بیٹا اب جا کر باپ کی خدمت کر کہ وہ تیرا منتظر ہے قہار نے کہا کہ باپ میرا کون ہے اور کہان ہے بڑھیا نے کہا میرے ساتھ چل مین ملاقات کرادون قہار ساتھ ہو لیا بڑھیا اسکو اسی منڈیا کے ایک گوشہ مین لیگئی وہان جاکر اسنے دیکھا کہ ایک بڈھا بیٹھا دو سو برس کا سن سن سی ڈاڑھی بھوین پلکین سب سفید سیاہ فام خشک اندام لاغر زار و نزار جیسے بانس کی پھنچی یا کلکے کپڑے کی دھجی ہاتھ پاؤن مین رعشہ بیٹھے بیٹھے سے لگا سر ہلتا مرض جذام مین مبتلا تمام جسم کے زخمون سے پیپ لہو بہتا ایک پھٹی کملی اوڑھے گھری زمین پر پڑا ہے بڑھیا نے بڈھے کے کان سے منھ لگا کر چیخ کے کہا اے منگریا کے باپ ہوش مین آؤ اُٹھ کے بیٹھو تمکو مبارک ہو لات و منات نے تمکو ایک بیٹا عطا کیا ہے بڑا غریب ذی ہمت پہلوان وہ تمہاری خدمت کو آیا ہے بڈھا یہ سنکر بڑی خوشی سے اُٹھ بیٹھا زرد زرد دانت نکال کر نیلی نیلی آنکھین پھاڑ پھاڑ کر جلی ہوئی لکٹی کی طرح سر ہلا کر کہنے لگا اری چڑیل کہان ہے کہان ہے قہار باوجود پہلوانی کے اُس بڈھے سے خوف زدہ ہو کر پیچھے ہٹا بڑھیا نے ڈھکیل کر بڈھے کے پاس بٹھا دیا اب تو بڈھے نے قہار کو گلے سے لگایا پھر بدست شفقت پھیرا پیار کرنے لگا بڈھے کے منھ سے جو سڑے ہوئے سنڈاس کی طرح بدبو کا بھپکا نکلا قہار کا جی متلایا اُواُو کرنے لگا بڑھیا نے پیٹھ پر دو ہتڑ مار کے کہا او ناخلف باپ کے منھ سے نفرت کرتا ہے ارے تجکو عطر خنزیر کی قدر کرنا چاہیئے بڑی رغبت سے سونگھنا چاہیے لے اب دیر نکر باپ کے زخمون کو زبان سے چاٹ کر صاف کر دے کہ اسکو گونہ آرام ملے قہار نے کہا اے مادر مہربان یہ تو مجسے کبھی نہو سکیگا مین مرجاؤنگا بس مجکو جانے دے اب کبھی یہان نہ آؤنگا بڑھیا نے کہا او حرامزادے سگ صحرائی زخمون کے چاٹنے سے انکار کرتا ہے میرے حکم کو نہین مانتا ہے کام چور نوالے حاضر شراب پی کابلی مٹر کھانے بھر بھر کے تجکو شرم نہین آتی ہے ذرا سا کام کرنے مین جان نکلی جاتی ہے قہار کو غصہ آیا اُٹھ کھڑا ہوا چلنے پر تیار ہوا اب بڑھیا کو بھی غصہ آیا جو کالی کلکتہ والی کی طرح لال لال آنکھین نکال کر قہار کے پٹے پکڑ کے ایک جھٹکا جو مارتی ہے قہار اڑا اڑا دھون زمین پر گرا پہلوانی کام نہ آئی قسمت نے زمین دکھائی بڑھیا نے دو چلتے ایسے رسید کیے کہ قہار کی آنکھون تلے اندھیرا چھا گیا اپنے انکار کی سزا پا گیا بڑھیا اسکا گلا پکڑ کے زمین پر

مثل سنگ مردہ کے گھسیٹتی ہوئی بڈھے کے پاس لائی اور ایک لات زور سے لگائی قہار تلملانے
لگا بڈھے نے اسکا گلا دبایا جب قہار کا کچھ بس نہ چلا مجبور ہو کر اُٹھ بیٹھا بڈھے کے زخم چاٹنے لگا بڑھیا سر پر
کھڑی ہی اس بات پر اڑی ہی کہ تمام زخمون کا پیپ لہو سب اسکے پیٹ مین جائے ایک قطرہ بھی زمین پر
تھوکنے نہ پائے جب سب زخم صاف ہو چکے بڑھیا نے مرہم کے پھاہے چڑھائے پٹیان باندھین بڈھے
کو شراب پلائی جب چار گھڑی دن باقی رہا بڑھیا نے قہار سے کہا بیٹا اپنے باپ کو کندھے پر چڑھا کے
جنگل کی سیر کرا لا تا کہ یہ وہان کی ہوا کھائے کچھ طبیعت بحال ہو جائے قہار انکار کرنے کا مزہ پا چکے تھے
اپنی طاقت کا امتحان بھی فرما چکے تھے فوراً بڈھے کو کندھے پر چڑھا لیا ذرا انکار نہ کیا بڑھیا ساتھ ساتھ
چلی ایک لکڑی ہاتھ مین لے لی جب کہین قہار ٹھہر جاتا ہی ذرا سستاتا ہی بڑھیا لکڑی پانون مین زور
سے مار دیتی ہی ٹٹو کیطرح ہنکا دیتی ہی اوپر سے بڈھا دھولین مارتا ہی دونون پانون سے ایڑ لگاتا ہی شام
ہوتے گھر مین لائی دروازہ مین ٹٹی لگائی منڈوے کا آٹا پانی مین گھولا نمک ملایا قہار کو مثل ستو
کے پلایا کھری کھاٹ اسکو سونے کے لیے دی آپ بڈھے کے پاس چلی گئی قہار کھٹیا پر پڑا روتا ہی
دل سے کہتا ہی رات زیادہ آلے بڑھیا سو جائے تو چل دون ان دونون خبیثون کے گلے گھونٹ
کے بدلہ لون جب آدھی رات ہوئی قہار نے چاہا کہ اُٹھون ہاتھ پانون ہلاؤن ہر چند زور کیا ہلا نہ گیا
آنکھون سے بھی سوجھائی نہ دیا بڑھیا نے وہین سے پکار کر کہا کیون بیٹا لکڑی لاؤن بھاگنے کا مزا
چکھاؤن قہار دم بخود ہو گیا مُردے کی طرح سو گیا صبح کو پھر وہی معمولی کام کا سامنا پہلے بڈھے
کے زخمون کا پیپ لہو چاٹنا سہ پہر کو کندھے پر سوار کر کے ہوا کھلانا شام ہوتے بڑھیا کی نگرانی مین واپس
آنا بھوکون مرنا بڑھیا قہار سے ایسے سخت کام لیتی ہی کھانے کو قدرے قلیل دیتی ہی جب یہ کہتا ہی تو کہتی
ہی او قہار تو کیسا شاہزادہ اقلیم سیاہ پوشان ہی ارے تو کیسا طلسم کشا ہی کیونکر طلسم کشائی کریگا ابھی
تو ایسے ایسے معرکے تجکو بہت پیش آئینگے تجھ ایسے بزدل سے کیونکر جھیلے جائینگے کبھی دلاسا دیتی ہی
اور کہتی ہی بیٹا تمھین تا بہ لوح دار جانا ہی ابھی بڑی بڑی جفائین اُٹھانا ہی کبھی پشت پر ہاتھ پھیرتی ہی
قہار روتا ہی تو بڑھیا آنسو پونچھتی ہی اور کہتی ہی بیٹا نہ رو اگلی سال کاہن طلسم نے وعظ کہی تھی یہ بھی
کہا تھا کہ اس سال مین طلسم کشا آئیگا سارے طلسم کو شکست کر کے مال طلسمی اپنے قبضہ مین
لائیگا ای فرزند مین حیران تھی کہ کون ایسا رابط و ضابط ہوگا مگر تجکو دیکھ کر مجکو اطمینان ہوا
لات و منات کی طرف سے تیرے لیے سب سامان ہوا بیشک تو بڑا جوانمرد ہی جرأت و ہمت
مین تو فرد ہی ایک روز بڑھیا نے قہار کو نہلا دھلا کے پلنگ پر بٹھایا یہ بہت رویا بڑھیا نے اُسکی
پشت پر دست شفقت پھیرا بڑی تسلّی دی اسنے کہا ای مادر مہربان میری زندگی کیونکر ہوگی اس
قید سے نجات کسطرح ملیگی بڑھیا نے کہا نہین بیٹا تم بڑے رابط و ضابط ہو پہلوان صاحب لیاقت
ایسے ہی ہوتے ہین قہار اسکی محبت کو غنیمت جان رہا ہی جی مین کہتا ہی دیکھیے اب انجام
کیا ہو بڑھیا نے ایک کالی ہنڈیا نکالی اُسمین ماش کی کھچڑی چڑھا دی کچھ سوکھی ٹہنیان
جنگل لائی جھونک جھانک کے کھچڑی پکائی ایک مٹی کی رکابی اُسمین پھپھوندی لگی ہوئی کھچڑی
نکال کر قہار کے آگے رکھی کہا لو بیٹا کھاؤ مین تمہارے لیے شراب لاؤن اپنے بچہ کو پلاؤن قہار نے

کہا ای مادر مہربان اب مین شراب نہ پیونگا شراب پینے سے مجکو حد سے زیادہ تکلیف ہوتی ہی بڑھیا نے کہا
بیٹا عیش زندگی اسی پر موقوف ہی یہ کہکے پیٹ سہلا سہلا کے قہار کو کھچڑی کھلائی کہا شراب لاؤن
اُسنے کہا ای مادر مہربان خوشی تمھاری بڑھیا دوڑی گئی کورے لوٹے مین شراب لائی جسمین کھچڑی
کھلائی تھی اُسی مین شراب پلائی کہا لے اب تو خوش ہوا تیرے واسطے ایک جام بھی ممکن کیا جب قہار
کو سرور ہوا بڑھیا نے کہا لو بیٹا اب کفران نعمت نہ کرنا اپنے باپ کے زخمون کو پیپ اور خون سے
صاف کرکے کندھے پر چڑھا کے خوشی خوشی ہوا کھلا لانا یہ کہکے قہار کا ہاتھ پکڑکے کہا بیٹا چلو معمولی کام
ہنسی خوشی انجام دو غرضکہ قہار کو سات روز اسی مصیبت مین گذرے آٹھوین روز بڑھیا کسی کام کو باہر گئی
ہی قہار منڈیا مین تنہا بیٹھا ہی سر پر ہاتھ رکھے رو رہا ہی کہ ذرا غنودگی ہوئی خواب مین دیکھا جلیسہ سامنے
کھڑی ہی کہتی ہی کیون حرامزادے ہماری نصیحت بھول گیا اپنی نانی دادی کے فریب مین بھول گیا
لات و منات کا جب تک نام لیا کریگا اسی طرح مصیبت مین رہیگا اے یا ابلیس ایک سو چالیس
مرتبہ صدق دل سے پڑھ اور منڈیا سے نکلکر پہلے راہ مین آج ہی بڑھیا کو مار ڈال تب لوح کا پتہ ملیگا تجکو خود
معلوم ہو جائیگا طائر طلسمی آئیگا سب حال تجکو بتا جائیگا اب دیر نہ کر اس جھیڑیا کو تو نے مقام راحت
جانا مین تیرے پاس آئی تھی گڑھیا کے کنارے جہان جنجال زنگی رہتا ہی اُسنے مجکو قید کر لیا تجھ تک
آنے نہ دیا تو سات دن سے یہان جفا اُٹھاتا ہی مین وہان مبتلاے مصیبت ہون تو اپنے کو بہت جلد
میرے پاس پہونچا قہار کی آنکھ کھل گئی شیطان کا نام پڑھنے لگا تعداد ختم ہوتے ہی منڈیا سے
باہر نکلا دیکھا بڑھیا سامنے سے گالیان دیتی ہوئی آتی ہی کہ او بیحیا نامرد سے یہ فعل تجکو کسنے بتایا یہ کہتی
ہوئی جیسے ہی اسکے قریب آئی قہار نے ابلیس کا نام لیکر ایک گھونسا سر پر مارا بڑھیا کا سر
پھٹ گیا آسمان سے آگ برسنے لگی آندھی سیاہ چلنے لگی آواز آئی کشتی مرا نام مین پیر انجادہ بود
بڑھیا کے مرتے ہی ایک زاغ سیاہ نخل پر آکے بیٹھا آواز دی او طلسم کشا ادھر جوان تھوڑا سامنے روانہ
ہو تھوڑی دور راستہ طی کرکے نہر آب دیکھیگا اُسمین غوطہ مارنا مقام پر جنجال زنگی کے پہونچے گا
تیری معشوقہ جلیسہ وہان قید سخت مین گرفتار ہی اُسکو جاکے بچا یہ کہکے زاغ سیاہ نے مُنہ سے ایک
پرچہ کاغذ کا گرایا آواز دی جب تک لوح دستیاب ہو اس مکتوب کی ہدایت پر کام کرنا قہار نے وہ پرچہ
اُٹھا لیا زاغ اُڑ گیا مگر یہ کہتا ہوا گیا ای شاہزادۂ اقلیم سیاہ پوشیان فتحی طلسم خنجر مبارک ہو طریقے سے
معلوم ہوتا ہی کہ تو ضرور طلسم فتح کریگا زاغ تو یہ کہتا ہوا چلا گیا قہار نے وہ پرچہ اُٹھا لیا اور چل نکلا تھوڑی
دور پر آکر دیکھا ایک گڑھیا مین صدہا کتے مرے ہوئے پڑے ہین بلیون کے لاشے پڑے ہوے ہین
وہ بوے بد آتی ہی کہ دماغ پھٹا جاتا ہی قہار نے کاغذ دیکھا لکھا تھا کہ جلد اسمین غوطہ مار غرق دریاے
لعنت ہو اور یہ بھی لکھا تھا کہ اگر دیر کریگا ایسی آفت مین پھنسے گا کہ تمام عمر رہائی نہ پاویگا ناچار ہو کر قہار
گڑھیا مین پھاند پڑا ایک کتے پر گرا اُسکی پسلیان آنتین سب گلے مین لپٹین قہار نوچتا ہی چلا
کبھی آنکھیں بند کرتا ہی کبھی کھولتا ہی پانی سیاہ حال تباہ کئی غوطے کھائے تہ پر جو پانی کے پہونچا
دیکھا زمین سیاہ تمام دنیا کا ملغوبہ جمع ہی بمشکل اُبھرتا ہی کبھی کتا سر پہ آگیا اُسکو نوچ کر پھینکا کبھی بلی
کے پیٹ مین سر گھس گیا سات غوطے کھائے آٹھوین غوطہ کے بعد جو سر نکالا تو دیکھا جلیسہ قید سخت

مین گرفتار ہی نہایت نالان و بیقرار ہی نوبت بجان کارسیدہ استخوان قہار نے آستین وغیرہ نوچ کر پھینکین
کاغذ دیکھا لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم مردار وریم خوار اور ناپاک و بدکردار جب تو مقام پر جنجال زنگی کے
پہونچے اور اپنی معشوقہ کو اس مصیبت مین دیکھے وہ تیری اصلی معشوقہ نہین ہی خبردار دھوکا نہ کھانا نام
ابلیس کا پڑھتا ہوا اُن سب پر جا پڑنا جب ایک دو کو قتل کریگا وہ زنگی کہینگے مکتوب ہمکو دیدے جلیسہ
تجکو دیکھتے ہی بیہوش ہو جائیگی تو اُسپر توجہ نہ کرنا کاغذ ہاتھ سے زمین پر ڈال دینا سب اس مکتوب کے لینے
کی خواہش مین لڑ لڑ کر اپنی جانین دینگے جنجال زنگی جو کل کا افسر ہی وہ باقی رہجائیگا اُس سے مقابلہ کرنا جہانتک
اُسکو قتل کرنا بعد جیسا موقع ہوگا پھر کاغذ کو دیکھنا بغیر کاغذ کے دیکھے ہوے کوئی کام نہ کرنا ورنہ ہمیشہ دھوکے
کھائیگا آخر ذلیل ہوگا یہ دیکھکر قہار نے نعرہ کیا یا شیدای زنگیان تیرہ دغا بانیان ظلم و جفا منم کاذب القول
نہر بحر البول اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاؤگے اپنے کیے کی سزا پاؤگے یہ کہکے تلوار کھینچ کر جا پڑا
دو زنگی قتل کیے مکتوب زمین پر ڈالدیا زنگی آپس مین لڑکر مرے جنجال زنگی سے اور قہار سے مقابلہ ہوا قہار
نے بزور شمشیر اُسے بھی قتل کیا اندھیرا ہو گیا آگ اور پتھر آسمان سے برسنے لگے آندھیان سرخ و سیاہ چلین
بڑے عرصہ کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من جنجال جادو بود جلیسہ کو جاکر قہار نے اُٹھایا حکم مکتوب کو
بھولا مکتوب کو نہ دیکھا جلیسہ کا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا جلیسہ نے اپنا حال دکھایا کہا دیکھ تیرے واسطے مین نے
یہ یہ جفا اُٹھائی قہار نے رو رو کر اپنی مصیبتین بیان کین اور کہا ای مادر مہربان اُس عالم مین بھی مین
تمکو نہین بھولا تمھاری شفقتین یاد کرکے روتا تھا جلیسہ نے کہا چپ رہ گذشتہ باتین نہ بیان کر لاؤ طلسم کشا
ہی تمام طلسم مین تیرے آنے کا ہنگامہ پڑا ہی اب تجکو لوح ملیگی مین سب تدبیرین بتاؤنگی ہر حال مین
تیرے کام آؤنگی جلیسہ قہار کا ہاتھ پکڑ کے کنارے گڑھیا کے لائی ایک منڈیا پڑی تھی اُسمین لا کو بٹھایا
کہا ارے جو تیرا حال تھا وہی میرے اوپر بھی گذرا قہار پھر رو رو کر اپنا حال بیان کرنے لگا جلیسہ نے
کہا او بھڑوے پھر تو نے وہی باتین کین ارے بیجا چپ رہ بدنام ہو جائیگا لوح طلسمی کیونکر پائیگا قہار
چپ ہو رہا جلیسہ نے کہا تو یہان تک کیونکر پہونچا کسنے ہدایت کی کیا لوح طلسم مل گئی قہار نے کہا ایک
زاغ سیاہ نے مجکو مکتوب دیا یہ بھی کہا کہ فتاحی طلسم خنزیر مبارک ہو بموجب حکم اس مکتوب کے مین نے
گڑھیا مین غوطہ مارا جنجال کو قتل کیا اُسی مکتوب مین سب احکام نکلے اب تو دیکھون کہ مکتوب مین کیا
لکھا ہی مجکو کیا کرنا چاہیے جلیسۂ نقلی نے تھرا کر کہا کہ وہ مکتوب مجھے دے مین تو دیکھون کہ وہ کاغذ کیسا
ہی قہار نے کاغذ دے دیا کاغذ جو جلیسۂ نقلی نے پایا ایک چیخ ماری کہ ای حرامزادے بیجا تو نے
میرے حقیقی بھائی کو مارا مین آنکھون سے دیکھا کیا بوجہ مکتوب کے تیرا کچھ کر نہ سکا منم بھونچال جادو
اب اگر ہزار جان تو رکھتا ہی ایک بھی سلامت لیکر نہ جائیگا قیامت تک اپنے افعال کی سزا پائیگا یہ کہکے
ایک دو ہتڑ زمین پر مارا قہار کو معلوم ہوا ایک مکان مین جو مثل قبر تیرہ و تاریک ہی قید ہون ہاتھ مین
ہتکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق بغلون مین خاردار لٹو بانہون مین جوڑے فولاد کے رانون
مین بھی جوڑے فولاد کے مکان وہ اندھیرا ہی کہ لشکر غم و الم نے گھیرا ہی کان مین آواز آئی ماندی تا دور
قیامت ہم اینجا ماندی قہار سر پر ہاتھ رکھکر رونے لگا اب خیال مین آیا کہ مکتوب نے یہ حکم دیا تھا کہ یہ
جلیسہ اصلی نہین ہی ہاے مجکو خیال نہ رہا اب رہائی کی کون صورت ہی بیٹھا ہوا رو رہا ہی سر پٹک رہا ہی دن بھر

اسی مصیبت مین رہا ہر چند کہ وہ مقام ایسا ہی کہ دن و رات مین تمیز نہین مگر طریقہ سے معلوم ہوا کہ اب رات ہوئی اب بھوک کے مارے بُرا حال ہی کبھی تڑپتا ہی کبھی آہ آہ کرتا ہی کبھی کہتا ہی ای سامری و جمشید خطا میری معاف کرو ہاے مین کس عذاب مین پھنس گیا اب کون آکر بچائیگا کون قید سے چھڑائیگا اس حال پر ملال مین قہار تھا کہ یاد نام ابلیس کی آئی فوراً نام ابلیس ایک سو چالیس مرتبہ پڑھا بعد ختم تعداد زمین شق ہوئی ایک نازنین کمسن حور پیکر غنچہ دہن رشک چمن آنکھین قتال عالم پیشانی لوح بلور عارض انور پُر نور چہرہ ماہ تابان قد سرو لب جو خال ہندو چشم جادو خوش رو خوشخو سمن بو برس پندرہ کا سن جوانی کی راتین مرادونکے دن نظم

جمالِ جہانگیر مین بے عدیل ۔ نہایت حسین اور بغایت جمیل
سراپا تو اسکا کہان ہو بیان ۔ مگر آزماتا ہون طبع روان
کہ حاصل ہو مانندِ زلفِ صنم ۔ رسائی سخن کو زسر تا قدم
عجب شکل اُسکی دلاویز تھی ۔ حیا ساتھ اُسکے بلاخیز تھی
قدِ ناز کا سرو و طوبی غلام ۔ نسیم چمن پائمالِ خرام
وہ گیسوے مشکین وہ مشکین کمند ۔ وہ سر حسن کا آسمان بلند
ہوا مانگ پر عاشقونکو گمان ۔ کہون راہ ظلمات یا کہکشان
جبین بدر تھی اور ابرو ہلال ۔ بہر چشم تھی اور مردمِ غزال
فقط دام دلہاے برنا و پیر ۔ مژہ تیر تھے چوب پیکانِ تیر
دہن ہیچ یاقوت دندان گہر ۔ زبان پارۂ لعل و کانِ دُرر
لب لعل حلواے قوت روان ۔ دم خندہ گلہاے رنگین فشان
ذقن اُسکا سیب بہشت برین ۔ نہین ترنج دبھی سے کہین
وہ چاہ ذقن سیب کے درمیان ۔ کسی حور کے دانت کا تھا نشان
وہ غبغب کہ تھی حوض کوثر کی نہر ۔ کہان وہ کہان آب حیوانکی لہر
صدف گوش تھے اور بناگوش مہ ۔ گلاس گلو از مہ حسن پر
وہ گردن کہ جو دستۂ عاج تھی ۔ صراحی گردن سے بے باج تھی

سینہ تختۂ بلورین حباب حسن کا اُبھار باغ خوبی پر بہار نکلی قہار کانپنے لگا اُس نازنین نے نکلتے ہی قہار کا سر سینہ سے لگا لیا کہا کیون دادا جان کس مصیبت مین ہو دام مین بھونچال کے پھنسے تم تو سر پر ہاتھ رکھے ہوے رو رہے ہو طلسم کیونکر فتح کروگے اور ای قہار حقیقت مین تو اس طلسم کا فتاح ہی جو جفائین تونے اٹھائین کسی بہادر کا کام نہ تھا تونے بڑی جرأت کی بادشاہ طلسم جو ہی سمنکال مردار خوار مین اُسکی بیٹی ہون جیفۂ آدم خوار میرا نام ہی جب تیری خبر گذری باباجان نے تیری تصویر مکان سے نکالی تیری صورت کالی کلوٹی دیکھکر مین عاشق ہو گئی مگر یہ بھی سنا ہی کہ تیری خالہ تیرے ساتھ ہی اگر تو دل سے میرا طالب ہی تو اب خبردار جلیسہ کا کبھی نام نہ لینا ورنہ تیرا منہ پھونک دونگی مکتوب تیرا مین چرا کر لائی ہون جب تو یہانسے رہائی پائیگا مین تیرے پاس آؤنگی اپنے باغ مین لیجاؤنگی وہین تدبیر کر کے تجکو لوح دلواؤنگی مگر راہ عشق مین ثابت قدم رہنا ایسا نہو تو فراموش کرے اور مجکو بھول جائے یہ بھی مجکو خبر گذری ہی کہ قہار سفلہ مزاج ہی جاہلون کے سر کا تاج ہی ایسا نہو جسوقت لوح ملے تو آپے سے باہر ہو جائے پھر میرا کچھ اختیار نہ رہیگا لیکن لوح تجہ سے چھنوا دونگی تو ہزار آفت مین پھنسیگا یہ کہکے مکتوب کمر سے نکالا پٹکے پکڑ کے قہار کے دو طمانچے بھی مارے کہا لے مین جاتی ہون مکتوب آتے ہی قید قہار کی گر پڑی پھر جیفہ نے کہا خبردار نام ابلیس کا پڑھے جانا اسی نام کی سب برکت ہی کہ مجکو خداوند نے تیرے پاس پہونچایا نہین تو نادان تم تڑپ کر مر جاتے کبھی اس قید سے رہائی نہ پاتے صبح کو تیغہ کھینچکر قید خانے سے نکلنا بھونچال جادوگر کو قتل کرنا قدم بقدم مکتوب کو دیکھتے جانا جو دوست دشمن سامنے آئے بے مکتوب کے دیکھے اُس سے بات نہ کرنا جب مین بھی آؤن تو مکتوب دیکھ لینا قہار اسکی باتون پر مرا جاتا ہی کبھی بلائین لیتا ہی کبھی صدقے قربان جاتا ہی جب چاہتا ہی کہ ہاتھ پکڑ کے پاس اپنے بٹھاؤن جیفہ ہٹ جاتی ہی کہتی ہی دیکھو بدحواس نہو

جب تک مین اپنی خوشی سے اجازت نہ دون تب تک مجکو ہاتھ نہ لگانا یہ کہکر اُسی طرح غرق زمین ہوکر جیفہ
غائب ہوئی بھونچال صبح کوبل کرتا ہوا آیا ایک لات ماری کہ دروازہ کھلا آوازدی او قہار کیا کرتا ہی بھوک کے
مارے مرگیا یا جیتا ہی قہار تیغہ کھینچکر باہر نکلا بھونچال کو کچھ بن نہ پڑا حیران ہی کہ یہ کیا ہو کہ گذرا نیزہ
ہاتھ مین تھا قہار کو مارا قہار نام ابلیس پڑھ رہا ہی نیزے کو توڑ کر پھینکدیا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا قہار نے روکا
اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر بھونچال پر تیغہ کا ہاتھ مارا کہ بھونچال کے دو ٹکڑے ہوے زمین کانپی قصر گر پڑا
گردھیا بھی خشک ہوگئی آسمان سے آگ برسنے لگی تھوڑی دیر یہ آفت رہی پھر آواز آئی کشتی مارا نام من بھونچال
جادو بود اب قہار نے تیغہ کو نیام مین کیا اکڑتا ہوا چلا تھوڑی دور چلا تھا کہ پہلوے نخل سے جیفہ آدم خوار پیدا
ہوئی وہی صورت وہی سیرت قہار اسکی صورت زیبا دیکھکر بلبلا گیا کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان ای
ماہ تمثال وای خورشید جمال ای تیر آسمان کمال وای آفتاب فلک جلال میری تمہپر جان جاتی ہی اُسنے بائین ہاتھ سے
اسکے ہاتھ پکڑے دہنے ہاتھ سے ایک طمانچہ مارا کہا اب سب مصیبتین تیری دور ہوئین بچہ بڑی قید سے
نجات پائی اب میرے ساتھ باغ مین چل دن عید رات شب برات ہوگی کوئی تکلیف سامنے نہ آئیگی یہ کہکے
اپنے ساتھ لیچلی جنگل مین دیکھا ایک قبر تازہ بنی ہی جیفہ نے قہار سے کہا مٹی اس قبر کی ہٹاؤ ہم تم چلکر شراب
پینگے کباب کیواسطے گوشت توڑے چلین قہار نے کہا ای جان جہان مُردے کا گوشت کس کام کا کہا ارے
بیچارہ ور سامری وجمشید مجکو اسی کے کباب بہونجاتے ہین مُردے کا گوشت نہایت عمدہ مزے دار خستہ بھربھرا
ہوتا ہی تو ایسی چیز کو بُرا کہتا ہی جلد مٹی ہٹا قہار نے تامل کیا اس نازنین نے دوپٹے کی گاتی باندھکر مٹی قبر کی
ہٹائی پڑے نکال کر بچھائے اُسی پر مردہ نکال کر رکھا کہا ارے قریب تو آ دیکھ تو کہان کا گوشت لون
قہار نے کہا مین تو اسکے کباب نہ کھاؤنگا اُسنے پٹے پکڑ کر ایک طمانچہ مارا کہا او بیحیا نامرد ازلی وابدی کافرحربی
ہمنے تیرے واسطے یہ جفا اُٹھائی باپ کے گھر سے مکتوب چرا کر لائی اب لوح تجکو دلوائینگے تو ایسی نعمت
سے انکار کرتا ہی یہ کہکے جیفہ نے چند بوٹے گوشت کے کاٹ لیے مُردے کو پھر قبر مین رکھکر پٹرے لگادیے
دوپٹہ آب روان کا تھا اُسمین وہ ٹکڑے باندھ لیے اُس سڑے ہوے گوشت سے پانی ٹپکتا ہوا بوے بد
آرہی ہی کہ دماغ پریشان ہوا جاتا ہی قہار ساتھ ساتھ اُس آدم خوار کے چلا آتا ہی تھوڑی دور چلی تھی کہ چند
کنیزین سامنے سے پیدا ہوئین مبارک مبارک کرتی ہوئی سامنے آئین کہنے لگین بی بی معشوق تو مبارک ہو
آپکے اسکے خوب بنیگی ایسے شیر دلیر کس کو ممکن ہوتے ہین کیا معشوق پری پیکر ہی جیفہ نے کہا صاحبو چپ ہو
یہ شعلہ مزاج ہی دیکھیے اس سے کیونکر بنے جو سامری وجمشید چاہینگے وہ کرینگے سب کنیزین گھیرے ہوے
جیفہ و قہار کو ساتھ لیے ہوے بنازو کرشمہ چلی آتی ہین چند قدم طی کرکے دیکھا ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش
عاشق کھلا ہوا ہی ہواے سرد آرہی ہی جیسے ہی قدم اندر رکھا قہار نے خوش ہوکر بند قبا کھول دیے
کنیزین قہار کی صورت دیکھ کر ہنستی ہین آپس مین کہتی ہین دیکھو یہ بھڑوا جمال ظاہری دیکھکر کیسا لٹو
ہوگیا ہی کیا خوش خوش چلا آتا ہی جب صورت اصلی دیکھے گا گھبرائیگا سر پیٹیگا ایک کہتی ہی بوا اب اسکے
ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا انکے دام مین پھنس گیا اور پھر انکی صورت اصلی وہ کیونکر دیکھے گا کیا یہ ایسی
نادان ہین جو اپنی اصلی صورت دکھائینگی اسیطرح ہمیشہ اپنے کو بنائے رکھینگی قہار باغ کو دیکھکر شگفتہ ہوگیا ہی دیکھتا
ہی چہار جانب گلہاے رنگا رنگ وشگوفہ ہاے بوقلمون نہرین جوش مار رہی ہین عندلیبان خوشنوا کی زمزمہ سرائی

باغ کی رعنائی و زیبائی ہر ہمت جوشش بہار طائرون کی پکار بلبل کے چہچہے چکور کے قہقہے بہار ولون کی خوشبو گوش کی گوگو

نظم

فضائے دلاویز و جنت نما
عجب دلنشین و عجب دلکشا

خجل کیون نہو جنت گردش آل
کہ ہی مطلع شمعہائے کمال

عجب آب نوشین ہین اسکے سرور
بجا ہی کہین گر شراب طہور

قلم وصف مین اسکے گہر ہو روان
بنے فیض سے اُسکے شیرین زبان

باین زیب و زینت ہی اُسکی زمین
کہ خم رشک سے جسکے چرخ برین

ہوا اُسکی مثل نسیم بہار
دلون کو کھلاتی ہی لیس و نہار

عجب کیا اگر ہو وہ آب حیات
کہ ہی آب جو اُس سے آب حیات

جبیغہ نے کنیزون سے کہا دے تمہارے یہان مہمان آیا ہوا ہی صحن باغ مین فرش بچھاؤ آگ تیار کرو گوشت لائی ہون کباب لگاؤ مہمان نوازی ضرور ہی آج باغ مین بڑی کیفیت ہی روز جشن و سرور ہی مگر دیکھو قہار ہمارے ساتھ بیمروتی نہ کرنا یہان اپنی خالہ جلیسہ کا نام نہ لینا مین سنے اپنے بزرگون کے قتل پر کمر باندھی ہی لوحدار کو بھی بلایا ہی وہ بھی آج ہی آئیگی کنیزون نے اُسی وقت صحن باغ مین فرش بچھایا شراب کی بوتلین لاکر رکھین قہار کو لاکر محفل مین بٹھایا قہار اس معشوقۂ پری چہرہ کو دیکھ دیکھکر پھولا جاتا ہی جی مین کہتا ہی ای قہار کیا معشوقہ طرحدار ملی کلی آرزو کی کھلی نہایت خوش خوش بیٹھا ہی جبیغہ اپنی بات پکی کیے جاتی ہی کہ ای قہار تو سفلہ مزاج ہی مین لوحدار کو بلوائی ہون وہ لوح لیکر آتی ہوگی تو بجبر لے لینا مگر دیکھو میرے ساتھ بیمروتی نہ کرنا قہار کہتا ہی ای جان جہان مین تمام عمر خدمتگذاری کرونگا بعد فتح طلسم تیرے ساتھ شادی ہوگی جبیغہ کہتی ہی میرا احسان ماننا اپنے قول پر قائم رہنا قہار کہتا ہی کہ ای جان جہان تمسے خلاف وعدہ کرنا خداوند ابلیس کو دھوکا دینا ہی جس دن تمکو نہ دیکھونگا جان سے گذر جاؤنگا تاب فراق نہین ہی جبیغہ ہنسے دیتی ہی جھٹ جھٹ اسکی بلائین لیتی ہی پھر گائن سے اشارہ کیا اُسنے جو قہار کو بہت بیتاب پایا ساز کو ملا یا گنگنا کر بعد تازہ ادا یہ غزل گائی

غزل

کیا ماجرا لکھون مین کہ تاب رقم نہین
یہ حادثہ نزول قیامت سے کم نہین

جا کر رہینگے عرش پہ ارباب لعنزیہ
آتا نظر وہ سلسلۂ ختم بخم نہین

یہ زندگانی اہل ہوس کو نصیب ہو
کوئی نہین جہان مین جو پامال غم نہین

ازبسکہ ہی جہان سے اُٹھ جانیکا خطر
مین نالہ ہائے صور صریر قلم نہین

ایسا گیا کہ یان فلک آنا محال ہی
اس جوف مین سمائے یہ ایسا الم نہین

پہونچا دیا ہی بیخودیون نے قریب مرگ
مین ناتوان سزائے جفا و ستم نہین

اہل زمانہ دیدۂ بادام کی طرح
اب حضرت مسیح کے بھی دم مین دم نہین

اُٹھی ہی نقش خوش قد محشر خرام کی
کہتے تھے ہم کہ اسکی طبیعت مین رم نہین

وحشت مری نگاہ سے ہو کیون نہ جلوہ گر
ای چارہ گر اب آپ مین آئے تو ہم نہین

بیداد دیکھ تازی ترک فلک نہ پوچھ
وہ آنکھ پھوڑ ڈالتے ہین جسمین نم نہین

قہار کا دماغ نشۂ شراب سے تر پہلو مین معشوق سیمبر شراب چل رہی ہی جام کا یہ انجام ہی کہ بے پانون چل رہا ہی ہر مینائے غنچہ رشک سے جل رہا ہی جبیغہ کا پھول پھول کر بیٹھنا ہر مرتبہ یہی کہے جاتی ہی کہ دیکھو صاحب میرے ساتھ بے وفائی نہ کرنا مین سنے لوحدار کو طلب کیا ہی اب تمکو لوح ملیگی ایسا نہو اپنے آپ سے باہر ہو جاؤ قہار لوح وغیرہ سب بھولا ہوا ہی جبیغہ پر جان دے رہا ہی دل مین کہتا ہی ای قہار ابتک جفائین سہین ایسی معشوقہ سیمبر کے ملنے کی امید کہان تھی سنتے تھے کہ طلسم مین بڑی بڑی عمدہ اشیا ہوتی ہین ایسی معشوقۂ عاشق مزاج حسینان جہان کے سر کی تاج اس سے بڑھکر کوئی عمدہ شئ نہوگی اب قہار نے کہا کہ مجھکو نشہ زیادہ ہی سو رہنے کو دل چاہتا ہی جبیغہ نے کہا صاحب ابھی ٹھہر جاؤ لوحدار آلیوے لوح حاصل کر لو پھر تو تمھارا اختیار ہی ناحق دل بیقرار ہی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ تخت پر ایک نازنین نہایت حسین ایک کاٹھ کی صندوقچی

ہاتھ مین اُسکو گلے سے لگائے ہوئے آکر پہونچی داخل صحبت ہوئی جیفہ اُٹھ کھڑی ہوئی کہا بوا لوحدار آؤ اُس
ساحرہ نے اُنگلی دانت کے نیچے دبائی کہا بوا مین لوحدار کا ہے کو ہون میرا تو مبہوت جادو نام ہی محبت مین
بزرگون نے بہت سے نام رکھے تھے اب یہ نام کبھی نہ لینا جیفہ نے کہا بوا خفا ہوئی پلٹ کے اُسنے قہار کو دیکھ
جیفہ سے پوچھا یہ کون صاحب ہین کہا یہ میرے معشوق ہین مبہوت نے کہا حضور آپ کو کچھ خبر ہی طلسم کشا
طلسم مین آگیا اکثر لوگ مارے گئے وہ لوگ جنپر کوئی نگاہ قہر نہ ڈال سکتا تھا جنجال زنگی کا مارا جانا نہر
فرحت افزا کا خشک ہوجانا یہ کیا تھوڑی بات ہی طلسم کمزور ہوگیا جنجال جادو وہ شخص تھا کہ جسنے دعوے
باطل کیا اُسکو حیران کرکے قتل کرڈالا آبرو مثالی اسطرح پریشان کرتا تھا آخر طلسم کشا پریشان ہوجاتا تھا لیکن وہ بھی قتل
ہوا طلسم کی کمر خم ہوگئی آپ کے اباجان کیسے تردد مین ہین آپکو عاشقی و معشوقی سوجھی ہی جیفہ نے گلے مین ہاتھ ڈال
دیے کہا بوا ہم جانتے ہین کہ دنیا ناپائدار ہی جو گھڑی چین سے گذر جائے اُسکو غنیمت جانو غم و الم کا خیال بھی نہ
کرو میرے ہاتھ سے ایک دو جام نوش کرلو یہ کہکے جیفہ نے جام بھرا لوحدار کو پلایا جام پی کر لوحدار اپنے
مقام سے اُٹھی کہا حضور ہم جاتے ہین اب نشہ شراب کا ہوگا طبیعت بے لطف ہوجائیگی جیفہ نے دوپٹہ
پکڑ لیا کہا بوا نشہ زیادہ ہوگا آرام کرنا اس مقام کو اپنا ہی گھر جانو بجبر بٹھایا ایک جام اور پلایا تب لوحدار نے
صندوقچی کو اُٹھاکر اپنے سینہ سے لگا لیا کہا جاتی ہون جیفہ نے پھر ہاتھ پکڑ لیا کہا مین نہ جانے دونگی قہار
کے چٹکی لی اشارہ کیا کہ اب لوح چھین لے ورنہ چلی جائیگی میرا بھی کہنا نہ مانیگی قہار اُٹھا ہاتھ پکڑ لیا
کہا ملکہ ابھی نہ جاؤ کیا جلدی ہی ہم تمہارے مشتاق تھے اس زور سے قہار نے ہاتھ پکڑا کہ لوحدار
نے کہا ارے کچھ دیوانہ ہوا ہی مجکو اپنا زور دکھاتا ہی دیکھو ملکہ اپنے دھگڑے کو منع کرو مین اُف کردونگی
یہ جلکر رہجائیگا قہار نے صندوقچی پر ہاتھ ڈالا لوحدار نے چیخ ماری کہ ارے اسے کیون چھوتا ہی اسمین
میرے پہننے کا زیور ہی قہار نے جھٹکا مارا صندوقچی چھین لی جیسے ہی صندوقچی چھین کر الگ ہوا ساحرہ تڑپکر
گری کہ قہار کو جلادون قہار نے بتعجیل صندوقچی کھولی سنا کرتا تھا کہ لوح الماس کی ہوتی ہی حروف اُسپر
یاقوت احمر کے ہوتے ہین بیش قیمت و بے بہا ہوتی ہی اب جو صندوقچی کھولی دیکھا کہ ایک کاٹھ کا ٹکڑا اُسپر
کالے کالے حروف لکھے ہین قہار نے گھبرا کر اُسی تختی کو اُسکے سامنے کر دیا اُسنے ہائے کہکر آواز دی او
جیفہ تو نے غضب کیا تمام اہالی طلسم تیرے دشمن ہوئے دھگڑے کے شوق مین مجکو گھر مین بلاکر تو نے
لوح چھنوادی جاکر تیرے باپ سے کہونگی یہ کہکر پر پرواز پیدا کرکے روانہ ہوئی قہار نے کہا کیون ملکۂ عالم
مسلمانون نے جو طلسم توڑے تختیان الماس کی حروف یاقوت احمر کے طلسمی نسخہ نایاب ہوتی ہی یہ کیسی تختی
صریح میری کمبختی ہی جیفہ نے کہا تم بڑے صاحب اقبال ہو کہ لوح بے زحمت مل گئی اس طلسم کی یہی لوح
ہی فائدے اسمین یہ ہین کہ کوئی تمہارے سامنے مکر نہ کرسکے گا کوئی تم پر غالب نہو سکیگا قہار نے لوح کو گلے مین
ڈال لیا جیفہ نے کہا صاحب اب بادشاہ طلسم کو خبر ہوجائیگی اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی یہانسے نکل چلو یہ جو
گئی ہی میرے باپ سے سب کیفیت بیان کریگی وہ فوج لیکر آئیگا بڑی آفت مچائیگا مگر جیفہ کا یہ حال ہی کہ تختی جو قہار
کی گردن مین ہلتی ہی وہ اُسکے سامنے سے اپنا منھ چھپائے لیتی ہی قہار نے خوشی مین جیفہ کو گلے سے لگا لیا
تمام عکس لوح کا اُسپر پڑا اب جو قہار دیکھتا ہی ایک بڑھیا مکر و فریب مین لاثانی پیر فلک کی نانی جھریان چہرہ
پر پڑی ہوئین کمر مین خم نہ منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت کالی جیسے اُلٹا توا صورت وہ ڈراونی کہ قہار

پیچ کے پیچھے ہٹ گیا جیفہ نے دوڑ کے پٹے پکڑ لیے اور دو طمانچے زور سے مارے اور کہا او حرامزادے قہار
دیکھ ہم دمبدم اسی لیے کہتے تھے تونے قسمین کھائین اقرار واثق کیا ارے بھیا تو نہ سمجھا کہ نام تو اسکا جیفہ ہی یہ
خوبصورت کیونکر ہوگی تو صورت ظاہری پر شیفتہ تھا میری سیرت باطنی تو اچھی ہی ارے میری شرکت سے طلسم جلد
فتح ہوگا ورنہ برسون مارا مارا پھریگا یہ کہکر ایک لات ماری کہ قہار اوندھے منہ زمین پر گرا اب سنبھل کر اُٹھا تو
ہی مگر چپ ہی دل سے کہتا ہی کہ مین کس مصیبت مین پھنسا اس طلسم بھر مین کوئی معشوقہ خوبصورت نہین ہی
اس حرامزادی نے بڑا دھوکا دیا جیفہ جو ناز و کرشمے کرتی ہی منھ پاس لاتی ہی قہار کا دماغ پھٹا جاتا
ہی ایسی بو سے بد آتی ہی منھ پھیر پھیر لیتا ہی جیفہ چٹکیان لیتی ہی کہتی ہی او بھیا دل سے کیا باتین کرتا ہی جن باتون
کا مجکو خوف تھا وہی باتین پیش ہوئین ہاے مردون کی ذات بیوفا ہی آرے او احسان فراموش
ابھی تو نے قول دیا ہی دم بھر مین طوطے کی طرح آنکھین پھیر لین جیسے ان تلون مین تیل ہی نہین یہ ذکر تھا کہ نوبت
نقارے کی صدا کان مین آئی دیکھا ایک ساحر سیہ فام تخت پر سوار درختون کے پتے سینکون سے جڑے
ہوئے یہ تاج سر پر رکھے ہوئے میلا لباس زیب جسم تخت کاٹھ کا پٹے اُسکے ٹوٹے ہوئے گرد دس ہزار ساحر
پُشت پر لسنے وہین سے نعرہ کیا منم سمنکال جادو بادشاہ طلسم خنزیر او جیفہ تو نے کیا غضب کیا اپنے
گھر مین طلسم کشا کو بلایا او مردار کو دھوکا دیا جیفہ باپ کو دیکھکر گھبرا گئی قہار سے کہا صاحب لوح کو گردش
دو تیغہ کھینچو کسی کا سحر تمپر تاثیر نہ کریگا سمنکال نے فوج کو اشارہ کیا طلسم کشا کو تم سب مل کر مار لو مین اُس
مردارخوار کو لیتا ہون اسی نے نہر فرحت افزا کو مٹایا جنجال زنگی کو قتل کرایا یہ کہکے تڑپ کے
گرا جیفہ نے چاہا بھاگون اُسنے چلو مین پانی لیکر پھینکا کہ جیفہ ٹھہر گئی پانی برسنے لگا یہ پانی کو دفع کر رہی ہی
کہ سمنکال تڑپ کر گرا کمر مین پنجہ دیکر جیفہ کو لے اُڑا دونون ٹانگین پکڑ کے چیر پھاڑ کے پھینکدیا اندھیرا
ہوگیا آواز آئی کُشتی مارا نام من جیفہ مردارخوار بود مگر سمنکال جیفہ کو مار کر بہت رویا پکارکر
آواز دی او قہار نابکار دیکھ مین نے اپنی بیٹی کو مار ڈالا تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا دس ہزار
ساحرون نے قہار کو گھیرا قہار اُن سب سے لڑ رہا ہی جب لوح کو گردش دیتا ہی ساحر اندھے ہوجاتے
ہین اُس لڑنے مین لوح پر نگاہ پڑگئی نوشتہ پایا لوح کو سر پر رکھ لے سب کی نگاہون سے مخفی ہوجائیگا سب جگہ
تلاش کرکے چلے جائینگے تو قریب باغ نمرودیہ کے پہونچیگا پھر لوح دیکھنا قہار نے لوح کو سر پر رکھ لیا یکایک
غلغلہ ہوا ای بادشاہ طلسم کشا نہین ملتا ہمارے بیچ سے لڑتے لڑتے غائب ہوگیا سمنکال نے سارے باغ کو چھان
مارا جب کہین پتہ نہ ملا آواز دی یارو چلو طلسم کشا طرف باغ نمرودیہ کے گیا ہی وہان گرفتار ہوجائیگا ادھر قہار نے
اطمینان سے لوح کو دیکھا لکھا تھا ای طلسم کشا تیری جرأت کے شہرے ہین دل کو اپنے حقیر نہ کرنا بہادر بنا رہ مصرعہ
بر سر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد ٭ اس درخت چنار کو اُکھیڑ دہنہ نقب خام کا پیدا ہوگا اُسمین کود پڑنا قریب
باغ نمرودیہ کے پہونچیگا قہار نے درخت اُکھیڑا دہنہ نقب مین داخل ہوا ایک صحرا مین پہونچا تھوڑی
دور گیا تھا دیکھا صدہا نازنینان مہجبین و حسینان مہر تمکین براے استقبال قہار آئین ایک نازنین جو
سب کی افسر تھی اُسنے آکر قہار کا ہاتھ پکڑ لیا کہا ہم سب آپکے تابعدار ہین اسواسطے آئے ہین کہ آپ کو باغ
گلگشت مین لیچلین اور آپنے جو صدمے اُٹھائے ہین اُسکا بدلا عیش و عشرت سے کرین قہار اُس نازنین
سے باتین اور کنایہ اشارہ کرتا ہوا چلا اُس نازنین نے یہ بھی کہا کہ ہم وہ ظاہر نما نہین ہین ہماری صورت اصلی ہی

نقلی نہین ہی جیسا ظاہر ویسا باطن تمکو جو سامنا جیفۂ مردارخوار سے پڑا ہی وہ یہان تصور نہ کرنا اب اُس نازنین نے قہار کو باغ مین لاکر مسند پر بٹھایا شراب چلنے لگی قہار بھی خوش خوش بیٹھا ہی جیسے ہی اُس نازنین نے جام بھر کے قہار کو دیا قہار نے چاہا پیوین کہ ایک آواز کان مین آئی او گدھے یہ جنتا نہین اُٹھا مین مگر تجکو عبرت نہوئی خبردار بے لوح دیکھے شراب نہ پینا قہار رک گیا اُس نازنین نے کہا کیون صاحب شراب مین کیا عیب ہی جو آپ رک گئے قہار نے باتون مین اُسکو لگایا اور دیدہ نگاہ سے لوح کو دیکھا لکھا تھا ای قہار خبردار شراب نہ پینا ورنہ پانی ہوکے بہ جائیگا فریب جادو اسکا نام ہی خاص اسی واسطے آئی ہی کہ لوح چھین لیجائے یہی جام اُسپر پھینک مار قہار حیران ہی کہ یہ آواز مجکو کسنے دی نظر اُٹھاکر جو دیکھا قصر کے سامنے ایک نخل ہی اُسپر ایک زاغ بیٹھا کہ رہا ہی خبردار شراب نہ پینا قہار نے وہی جام اُس نازنین پہ پھینک مارا شراب کا گرنا تھا کہ نازنین جلنے لگی کنیزون نے جھپٹ کر اُس زاغ پر سحر کیا زاغ زمین پر گرا دیکھا جلیسہ مردارخوار گرتے گرتے اصلی صورت پر آئی پکار کر آواز دی او قہار تجکو بچا قہار دوڑا لوح کو گردش دی کئی سو کنیزین اندھی ہوکر بھاگین تھوڑی دیر مین سناٹا ہوا جلیسہ اُٹھی کہتی ہوئی او گدھے تونے اسقدر دیر لگائی بادشاہ طلسم نے صدہا جادوگر تیری تلاش مین روانہ کیے ہین مین نے اپنے کو بمشکل یہان پہونچایا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ایک جادوگر یہ شعر پکارتا ہوا آتا ہی او جلیسہ حرامزادی تو نے غضب کیا اپنے باپ کو نمرود سے بچایا صدہا کو قتل کرایا دیکھو تو کس طرح تیرے ساتھ پیش آتا ہون جلیسہ نے کہا ای قہار لینا قہار بڑھا اُس ساحر نے سحر کیا قہار تو سحر دفع کرنے لگا وہ جلیسہ پر گرا جلیسہ لاکھ چیخی پیٹی مگر وہ ساحر پکڑ کر لے چلا جلیسہ چیختی ہی ارے قہار مجکو بچا باغ مین ایک قصر بلند ہی اُسکے تیسرے درجہ پر لیجاکر جلیسہ کو ذبح کرنے لگا قہار کا کلیجہ پھٹ گیا بحکم لوح اُسکو تیر سے مارا آواز آئی کشتی مرا نام من جابر جادو بود قہار نے جاکر جلیسہ کو اُٹھایا بارہ دری مین لاکر بٹھایا جلیسہ نے کہا مین اسی باغ مین رہونگی تو جاکر طلسم کو فتح کر مین نے یہ خبر سنی ہی کہ بادشاہ طلسم سامان لشکرکشی کر رہا ہی اگر تو دیر کریگا وہ چڑھ آئیگا مگر وہ یہان نہ مارا جائیگا پس تجکو تا بہ دارالامارۂ شاہی جانا ضرور ہی قہار نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا جلد باغ سے نکل ورنہ بلا نازل ہوا چاہتی ہی پھر جان بچانا مشکل ہوگا قہار باغ سے نکلا ایک نخل کے سایہ مین بیٹھکر بحکم لوح نام الہیٰ سو مرتبہ پڑھا کہ ایک زغن آسمان سے آئی اُسکی پشت پر قہار سوار ہوا زغن آسمان کی طرف چلی ایک مکان سیاہ سامنے تھا وہان لاکر قہار کو اُتارا زغن یہ کہکر اُڑ گئی کہ ای طلسم کشا ہشیار رہنا قہار نے جھک کر دیکھا اُس مکان مین ہزارہا بندگان خدا قید ہین ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوئے غل مچا رہے ہین قہار کو رحم آیا قصر سے اُترا کہ اُنکو جاکر رہا کرے دونو پہلو سے دو سو زنگی تلوارین ہاتھ مین لیے ہوئے قہار پر آپڑے لوح نے خبر دی کہ مرحلۂ شیاطین جادو دار و نہ زندانخانہ از طرف بادشاہ طلسم مدت سے مقرر ہی قہار نے بھی تلوار کھینچی بیچ مین اُنکے جا پڑا تلوار چلنے لگی شیاطین جادو جو سب کا افسر ہی وہ بڑھ بڑھ کے سحر کر رہا ہی بسبب لوح کے قہار پر سحر تاثیر نہین کرتا کچھ ساحر یہان سے بھاگے کہ چلکر بادشاہ سے اطلاع کرین چند ساحرون نے جاکر سمنکال جادو کو خبر دی کہ طلسم کشا فریب و جابر کو قتل کرکے مقام پر شیاطین کے آپہونچا تلوار چل رہی ہی کسی کا حربہ اُسپر اثر نہین کرتا سحر بیکار ہوتے ہین سرکار چلین تو کچھ بن پڑے اتنے مین ماہر آب بار اُڑتا ہوا آسمان سے آیا کہا ای بادشاہ آپ کس خواب خرگوش مین مبتلا ہین طلسم کشا نے سب طلسم درہم و برہم

کردیا شیاطین کے مقام پر لڑ رہا ہی جلد چلیے ورنہ نکل جائیگا یہ سنتے ہی ہمنکال سوار ہوا ماہر آببار کو حکم دیا
فوج ولشکر لیکر جا جسطرح بنے طلسم کشا کو قتل کر ماہر چلا سات ہزار ساحر قوی تن قوی من ساتھ لیے اُسوقت
پہونچا کہ شیاطین مارا جا چکا تھا آوازین مہیب آرہی ہین سنگباری برف باری ہو رہی ہی بارہ ہزار قیدی
شاہزادے وزیرزادے تاجر بچے اُفتادین اُٹھا کر طلسم مین سالہا سال سے قید تھے قہار نے جا کر سب کو
رہا کیا قید خانہ سے نکلا ایک قیدی نے کہا آپ کیواسطے یہان مرکب بھی ہی قہار نے جا کر وہ مرکب کھولا زین
قصر سے نکالا گھوڑے کو تیار کیا اسپر سوار ہوا ان سب کو پشت پر اپنی لیکر باہر نکلا کہ صحرا سے گرد اُڑی آواز
آئی او قہار کہان جاتا ہی غضب کیا تو نے شیاطین کو قتل کر ڈالا ساتھ والون سے کہا اسکو گھیر لو ساٹھ ہزار
جوانون نے چہار جانب سے قہار کو گھیر لیا سحر کرتے ہین مگر اثر نہین کرتا سحر اُلٹ کر اُنھین کے سینون پر پڑتا ہی دس
ہزار ساحر ہلاک ہوگئے یہ قیدی جو نکلے ہین یہ بھی لڑ رہے ہین جہان سحر مین پھنسے قہار نے لوح چمکائی اُنھون نے
رہائی پائی قہار لڑتا بھڑتا تا بہ ماہر پہونچا یہی سب کا افسر ہی جب دیکھا ماہر نے کہ سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا چاہا
تڑپ کر نکلون جا کر بادشاہ سے عرض کرون قہار قریب پہونچ گیا اور تیغہ مارا ماہر نے سپر سحر اُٹھائی تیغہ
برق تاب تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے ماہر مارا گیا اب قیدیون مین سے ایک نے کہا کہ آپ اپنے
کو تا بہ دار الامارۂ شاہی پہونچائین دیر نہ کرین ورنہ مشکل ہوگی قہار پشت پر سنبھل بیٹھا اور بمشقت تمام سامنے
قلعہ طلسمی کے پہونچا ایک طرف الوان منارہ گردن فرو کش تھا وہ بھی قہار کو دیکھکر دوڑا قلعہ پر
قہار نے حملہ کیا قلعہ سے آگ برسنے لگی ساتھ والے گھبراتے ہین قہار لوح چمکا کر اُنکو رہا کرتا ہی آخر سب کو
ٹھہرا کر آپ بڑھا برابر خندق کے پہونچا بحکم لوح گھوڑے کو خندق مین ڈال دیا اندر قلعہ کے نکلا ہمنکال
تخت پر سوار سب انتظام کر رہا تھا گوشۂ قلعہ سے قہار کی صدا آئی گھبرا گیا دیکھا قہار لڑتا ہوا آتا ہی
ہمنکال زمین پر گرا طائر بنکر چلا قہار نے بحکم لوح کمان کاندھے سے اُتاری تاک کر تیر مارا ہمنکال کے سینہ
سے پار گذرا بجاے خون جسم سے اُسکے شعلہ ہاے آتش نکلے ہزارون ساحر جل گئے اندھیرا ہو گیا بعد
عرصۂ دراز کے روشنی ہوئی آواز آئی کشتی مارا نام من ہمنکال جادو بادشاہ طلسم خنزیر بود تمام ساحر
چادر ہلانے لگے بڑے بڑے افسر ہاتھ باندھکر حاضر ہوئے قہار نے سب کو امان دی دار الامارۂ شاہی
مین آیا آکر بیٹھا تھا مال طلسمی نکل رہا ہی سلاح بھی اسکو ملے بندر کے کھال کی زرہ بوم کی کھال کی ٹوپی
قہار نہ پہنتا تھا افسرون نے کہا یہ حضور کے واسطے بانیان طلسم نے بنایا ہی یہی آپ کی شوکت ہی آخر
قہار نے یہ سب سامان پہنا بندر بنکر بیٹھا کہ چند ساحر دوڑے ہوئے آئے کہا حضور مبارک ہو ملکہ جلیسہ
تشریف لاتی ہین اور فوج طلسمی اُنکے ساتھ ہی باہر آئیے تماشا دیکھیے بڑی دھوم سے تشریف لاتی ہین قہار
باہر نکل آیا دیکھا آگے آگے جلیسہ منڈے تخت پر سوار پشت و پہلو پر دو ہزار ہیجڑے اور چار ہزار رنڈیان
ڈھولکین گلو مین پڑی ہوئین آپس مین لڑائیان ہو رہی ہین جلیسہ نے دیکھکر آواز دی کہ طلسم کشا سامنے
کھڑے ہین ڈھول بجا سب مل کر ہمیشہ دلبر سجان مبارک باشد گانے لگے اور ہیجڑے پکار رہے ہین واہ طلسم کشا
کیا تیری لیاقت ہی کس کس سے مقابلہ کیا ہم تو تمکو اپنا گرو جانتے ہین تم ہمارے مالک ہو سب تالیان
بجا رہے ہین خوشیان منا رہے ہین اب جلیسہ نے بڑھکر عرض کی ای طلسم کشا اب تیرا عظم و شان بڑھا ان
فوجون کو لیکر نور افشان پر چل یہ فوجین جہان جا پڑینگی کیا ٹلینگی ہیجڑون نے کہا میان طلسم کشا ہم کرتیان

اُٹھا اُٹھا کر دعا کرینگے نگوڑے دشمن مرجائینگے ایک کہتا ہی نگوڑا لنگور ہی ایک کہتا ہی میری جٹھانی نے خوب پھبتی کہی
میمون صحرائی چشم بد دور ہی قہار جھلایا مگر کچھ جواب نہ دیا چپ ہو رہا اتنا کہا کیا بیہودہ بکتے ہو خاموش رہو
ایک ہیجڑے نے بڑھکر ہاتھ پکڑ لیا کہا بیٹا چپ رہو غصہ نہ کرو تمنے ایسا کام کیا کہ جس سے ہم سب گھر اسے مین
آپکی تعریفین کرتے ہین قہار کہتا ہی اُن باتون کا ذکر نہ کرو مجھے برا معلوم ہوتا ہی جلیسہ کہتی ہی بیٹا تمھاری جرأت
کا ذکر ہی اب یہان سے کوچ کرو قہار کہتا ہی اس فوج سے کیا ہوگا ایک ہیجڑے نے بڑھکر کہا بھڑوے کے بچے
تو چل تو سہی سحر العجائب و مصر الغرائب کیا نگوڑے ہین تالیان بجا بجا کر بھگا دینگے آخر قہار سوار ہوا ایک
خوک صحرائی کسکر آیا اُسپر میان قہار کو سوار ہونا پڑا بیس ہزار ساحران غدار بارہ ہزار زنانے و ہیجڑے دو ہزار
چھکڑے مال و اسباب کے قہار خوک صحرائی پر سوار زرہ چرم میمون کی خود چرم بوم کا یہ قطع اپنی بنا کر نوبت و
نقارے بجاتا ہوا چلا شام کو جس مقام پر اُترتا ہی ہیجڑون زنانون مین وہ لڑائی ہوتی ہی کہ تمام قربانی و دیہاتی
دوڑ آتے ہین جب یہ لڑ لیتے ہین تب بیٹھکر کھانا پکاتے ہین قہار اندر بارگاہ کے عیش کے ساتھ بسر کرتا ہی اکثر
جلیسہ خوشی مین آکر قہار کے بیٹے پکڑ کے دو تین طمانچے لگاتی ہی کہتی ہی کہ او گدھے میری جوتیون کے صدقے
مین تجکو یہ دن نصیب ہوئے ایسی فوج دریا موج کسکو ملتی ہی اب مقابلہ ساحران غدار سے قریب ہی الغرض لشکر
اسکا آکر قریب ایک دربند کے اُترا کہ وہان کا حاکم مفہوم کلنگ سوار تھا بارہ ہزار سوار لیکر وہ نکلا قہار
سے مقابلہ پڑا قہار نے اُسکو زیر کیا چند لوگ یہان سے بھاگ کر پاس سحر العجائب و مصر الغرائب
کے پہونچے تمام کیفیت بیان کی کہا حضور قہار فوج ساحران لیکر بڑے زور و شور سے آیا ہی پہلوانون مین
اکوان منارہ گردن ساتھ ہی اُسکی بھی فوج ہی اتفاق سے اُسوقت شاخسار بھی سلام کو آئی ہی اُسنے
کہا حضور مین نے خبر پائی ہی کہ جلیسہ قہار کو طرف طلسم خنزیر کے لیے گئی ہی آپ آگاہ ہین کہ جلیسہ مدت کی
واقف کار ہی طلسم کے حالات سے ماہر ہی سحر العجائب و مصر الغرائب ہنسنے لگے کہا اے شاخسار تمھین
معلوم ہی فتاح طلسم خنزیر کے واسطے کیا کیا طریقے چاہیین آدمی کا کام ہی کہ اُن جفاؤن کو اُٹھائے اگر غیرت دار
ہو تو حال سنکر مر جائے بلکہ ہمنے تجویز کیا تھا کہ جب طلسم کشائے اصلی آئیگا اُنھین کو حکم دونگا کہ تم جاکر طلسم کشا
کو روکو جب راہ طلسم خنزیر پر آئیگا آپ رک جائیگا پہلی قید تو یہ ہی کہ ابلیس پرست ہو نماز و روزہ کبھی نہ
کیا ہو مسلمانون کے یہان جو لاحول پڑھا جاتا ہی وہ کبھی منھ سے نہ نکلے حمزہ ان قاعدون کو بھلا کاہیکو
قبول کرتا اگر یہ نہ کرتا تو اُنپر غالب نہ آتا حمزہ تڑپ تڑپ کے جان دیتا حمزہ و فرزندان حمزہ سب صاحب
غیرت ہین اُن سب صاحبون کو دیکھ چکا ہون صاحبان غیرت و ہمت حسین و جمیل صف شکن تیغ زن
ایک ایک اُنمین وحید عصر ہی دیکھو اس طلسم پر جو جو آئے کیا کیا قیامتین برپا کین ہم ہی ایسے تھے کہ اُنکو پکڑ لائے
میرا جی چاہتا ہی ایک شعبدہ کرون مشیران سلطنت نے پوچھا کیا سحر العجائب نے کہا میرا جی چاہتا ہی ایرج پر
سحر کرون کہ قلب اُسکا اُلٹ جائے بران کا تو عاشق ہی یہ کہکر روانہ کرونگا کہ قہار بران پر عاشق ہی تمسے
لڑنے آتا ہی اُسکو جاکر مارو ایرج جاکر اُسکو مار ہی ڈالیگا زندہ نہ چھوڑیگا وزرا نے کہا ایک بات کا خوف
ہی کہ اگر کسی کامل نے سحر اُتار دیا تو ایسا بپھریگا کہ گرفتار کرنا کیسا لڑائی پڑ جائیگی سحر العجائب کو سنا ٹا آگیا
آخر پلٹ کر آواز دی اے وفا شعار جاؤ اُس بچیا کو پکڑ لاؤ وفا شعار جادو بارہ ہزار سوار لیکر چلا
بادشاہ نے کہا فوج اور لے لو وفا شعار نے کہا حضور مین تنہا کافی ہون سحر العجائب نے کہا بے فوج

کا افسر کیسا ہمارا رفیق اور نہ جانے بیس ہزار فوج ساتھ کی یہان قہار مفہوم کلنگ سوار کو زیر کرکے
اُسی قلعہ مین اُترا واسطے شکار کے صحرا مین گیا جنگل کی ہوا جو گھوڑے نے کھائی فوراً گر پڑا منھ سے پانی
گرا مر گیا ملازمون سے کہا اگر کسی کا گھوڑا ممکن ہوتا تو ہم اُسپر سوار ہوکے چلے جاتے اُسکا گھوڑا اُسکو بھیجدیتے
ملازمون نے کہا یہان تو گھوڑا زمیندارون کے پاس نہین ہی اور ہی تو ایسی جگہ ہی کہ جہان سے ملنا ممکن نہین
قہار نے پوچھا وہ کون شخص ہی اُسنے کہا وہ دیوانہ ہی کہ اُسکو دیوانہ کوہی کہتے ہین اُسکے یہان اصطبل
آراستہ ہی کئی سو مرکب بندھے ہین قہار نے کہا ایک آدمی یہان سے جائے اُس سے کہے کہ ہمارا شاہزادہ
اس صحرا مین آیا تھا مرکب مر گیا یہ نہین معلوم مرکب گیا خواہش ہی ایک گھوڑا دو شکار رکھیں گے اور ایک گھوڑا
اور اسکے ساتھ اضافہ کرکے بھیجدینگے اس حیلہ سے ہمارے تمھارے ملاقات ہو تم ہمارے لشکر مین آنا ہم تمھارے
صحرا مین آیا کرینگے ایسی ایسی باتین سمجھا کر بھیجین ملازم نے جاکر اسیطرح دیوانہ کوہی سے کہا فرش چرمی بچھا ہی
بال فتیلہ فتیلہ چھوٹے ہوئے پانوٗن مین زنجیر بندھی ہوئی کمر مین لنگر پڑا ہاتھ پھیلا زنجیر ہلا رہا ہی ایک چوبدست
گران سنگ فولادی کئی سو من کی آگے رکھی ہی اُسکو بھی ہلا رہا ہی مرکب کئی سو سامنے بندھے ہین نوکر کنارے
چپکے سر جھکائے بیٹھے ہین کیا مجال ہی کہ جو کوئی بات کرے جس کسی کو منظور ہوا پکارا او گرگے یہ کام کردے
نوکر تھراتا ہوا وہ کام کرکے سامنے آیا اگر پسند آیا تو کچھ دیدیا ورنہ ایک چوبدست ماردی کہ پرا اٹھا ہو گیا
لاشے سامنے تڑپ رہے ہین بیٹھا ہوا غل مچا رہا ہی فرستادہ قہار جب پیام پہونچا چکا دیوانے نے سنکر
کہا وہ بے حیا کون ہی جو ہمسے گھوڑا مانگتا ہی اور مانگتا تھا تو خیر ہم دیدیتے کہتا ہی دو گھوڑے بھیجونگا کیا ہمکو
کوئی محتاج سمجھا ہی ہم اُس خردمنڈے کو سزا دینگے یہ کہکر چوبدست آہنی کاندھے پر رکھی نوکر کا ہاتھ
پکڑ لیا کہا او گرگے چل بتا دے کہ جو اپنے کو امیر جانتا ہی وہ کہان ہی ہم ابھی اُسکو خوب سمجھا دینگے
نوکر بہت خوب کہتا تھر تھر کانپتا ہوا چلا جب قریے سے باہر نکلے ایک نائی آتا تھا اُسنے جو دیوانے
کو آتے ہوئے دیکھا نائی کی خوشامد یہی ہی کہ اُسنے کسوت سے آئینہ نکالا بڑی صفائی کی کہ آئینہ دیوانے کے
ہاتھ مین دیدیا دیوانے نے جو آئینہ دیکھا منھ بنایا عکس نے بھی منھ بنایا جو حرکت دیوانہ کرتا ہی وہی
کیفیت عکس سے بھی ظاہر ہوتی ہی جھلا کے نائی کو ایک چوبدست ماری اور اپنے کو بھی دے مارا
کہا ہائے میرا بھائی قید ہو گیا ملازم قہار نے جو اتنی مہلت پائی بھاگا دیوانہ چوبدست لیکر دوڑا پکارتا
ہوا او گرگے ٹھہر جا جرأت دکھا قہار ایک نخل کے سایے مین کھڑا نوکر کا انتظار کر رہا ہی چند بہلو اول
پاس کھڑے ہین دیکھا نوکر دوڑتا ہوا آتا ہی اور پکارتا ہی آقا مجکو بچائیے قہار نے کہا ارے کیا آفت
برپا ہوئی دیکھا ایک دیوانہ ژولیدہ مو کمر مین لنگر پڑا ہوا زنجیرین بڑی بڑی پڑی ہوئین خانہ زنجیر مین غل
ہی گرد اُڑتی ہی قہار نے بڑھکر اپنے نوکر کو پشت پر لیا اور کہا او دیوانہ مفلوک ٹھہر جا اسنے کیا تیری خطا
کی ہی دیوانے نے کہا ارے خطا وار تو ہی تو نے ہمارے پاس کہلا بھیجا کہ ایک مرکب کے دو مرکب دینگے
تمام صحرا ہمارے قبضہ مین ہی شاہان طلسم نے یہ صحرا ہمکو بطور جاگیر دیا ہی بچے ہمارے پیدا ہوتے ہین ہم
اُنکو کھاتے ہین مزے اُڑاتے ہین تو کون ہی یہ کہکے ایک چوبدست ماری قہار نے سپر ابدل کے خالی دی
اب تو دیوانہ برس پڑا دم لینا مشکل کر دیا قہار نے جب دیکھا یہ کسی طرح نہین مانتا آڑا کھڑے ہوکر
کلہ چوبدست پر ہاتھ ڈالا کشاکش جو ہوئی دیوانے نے جھلا کر چوبدست کو چھوڑ دیا دوڑ کر ایک جنگل مارا

تمام لباس نوچ کر پھینکدیا قہارہ کے جسم سے خون جاری ہوا قہارہ بھی دوڑ کر لپٹ پڑا دونون مین جوتی پیزار ہونے لگی مگر دیوانے نے تمام بدن اسکا ناخونون سے نوچ ڈالا شانے پر ایک چلکت ماری بوٹے کا بوٹا نوچ لیگیا قہارہ تڑپ گیا ایک مقام پر دیوانے نے پھر ایک چلکت ماری قہارہ کی زبان سے آہ نکل گئی دیوانے نے کوہے پر لادکے جو مارا دھم سے لٹھے کا لٹھ گرا دیوانہ کود کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا قضاے کار جلیسہ مردار خوار جو صبح کو دربار مین آئی اسنے پوچھا شاہزادہ کہان گیا لوگون نے کہا واسطے شکار کے تشریف لیگئے ہین جلیسہ نے کہا غضب ہوا اس صحرا مین دیوانہ کوہی رہتا ہی ایسا نہو اُس سے مقابلہ پڑجائے وہ مارہی ڈالیگا زندہ نہ چھوڑیگا یہ کہکے اُسوقت پہونچی کہ دیوانہ قہارہ کی چھاتی پر چڑھا ہوا منہہ ہی منہہ گھونسے مار رہا ہی اور کہتا ہی کیون بے خرد منڈے ہمکو تھوڑا دیگا ساتھ والے سب بھاگ کر دور دور کھڑے ہوئے افسوس کر رہے ہین کوئی ڈر کے مارے قریب انکے نہین آتا جلیسہ نے جو یہ حال قہارہ کا دیکھا بلک گئی وہین سے ایک ماش کا دانہ پھینکا کہ دیوانہ سینے سے قہارہ کے اُچھل کے گرا قہارہ اُٹھکر چھاتی پر چڑھ بیٹھا دیوانہ ہرچند ہاتھ پانون ہلاتا ہی نہ قلب مین قوت نہ آنکھون مین بصارت نہ روح کو راحت عجب کیفیت ہی قہارہ دیوانہ کی مشکین باندھنے لگا جلیسہ سحر کرتی ہوئی آسمان سے اُتر آئی پکارتی ہوئی کہ ارے اسکی مشکین باندھ لے اس ظالم نے اس طرف کا راستہ بند کر دیا ہی کوئی مسافر راستہ نہین چلتا قہارہ نے کمر سے توڑا زنجیر فولادی کا کھولا قصد کیا دیوانے کی مشکین باندھون کہ صحرا سے گرد اُڑی جلیسہ نے کہا او قہارہ جلد اُٹھو یہان سے نکل چلین فوج ہیجڑون اور زنانون کی آراستہ کرین کوئی طرف سے شاہان نور افشان کے آتا ہی دیکھا تو حقیقت مین علمدار ظاہر ہوئے پھریرے علمہاے سیاہ کے کھلے ہوئے نشان کنز ظاہر و فاشعارہ کر گدن آتشین پر سوار پشت پر بیس ہزار ساحران غدار چونکہ مدتون سے قہارہ قید رہا ہی اور جلیسہ کو بھی سب پہچانتے ہین دیکھا دیوانے کی مشکین قہارہ باندھ رہا ہی جلیسہ سحر کر رہی ہی و فاشعارہ نے بڑھکر آواز دی او ملعونہ تجکو کچھ شاہان طلسم سے خوف نہ آیا اپنے باپ کو قیدخانہ سے لے نکلی وضع قہارہ کی دیکھکر سب ہنسنے لگے ہر ایک کا قول تھا یہمون صحرائی ہی بعض کہتے تھے چغد ہی بعضے کہتے تھے دیکھو بھیا و نالائق خوب تیار ہوا ہی و فاشعارہ نے وہین سے سحر کیا کہ دیوانہ تڑپ کر نکلا و فاشعارہ نے آواز دی ای دیوانہ کوہی خوف نہ کر نا مین آپہونچا دیوانے نے اُٹھتے ہی ایک چنگل مارا زخمون پر قہارہ کے جو زخم پڑے بلک گیا ایک چیخ ماری کہا او فاحشہ تجکو بچا جلیسہ نے سحر کیا و فاشعارہ نے روک لیا قہارہ سے اور دیوانے سے کشتم کشتا ہونے لگی و فاشعارہ جلیسہ سے سحر چلنے لگا جلیسہ سب کے سحر روک رہی ہی اور بڑی جانبازی کر رہی ہی و فاشعارہ نے جب دیکھا کہ میرے سحر کو جلیسہ پاس قہارہ کے نہین جانے دیتی اپنے سحر سے روک لیتی ہی بس اسنے دوڑ کر زمین پر ایک دوہتڑ مارا ایک طائر قوی الجثہ اُڑتا ہوا آیا قہارہ کی کمر مین منقار دیکر لے اُڑا جلیسہ نے دیکھا دیوانہ جھوم رہا ہی اور تالیان بجاتا ہی کہ وہ بھاگا وہ بھاگا جلیسہ نے جو دیکھا کہ طائر لیکر قہارہ کو بلند ہوا پر پر واز پیدا کر کے بلند ہوئی برق گرائی کہ طائر کے دو ٹکڑے ہوئے گرتے گرتے زمین پر نہ جانے دیا گمر مین قہارہ کے پنجہ دبا لے بھاگی اور پکار کر آواز دی او و فاشعارہ اب قلعۂ مغموم پر آئیگا تو مزہ اُٹھائیگا یہ کہکے نکل گئی

سب بیلے عقل اول بھی منتشر ہو چکے ہین وفاشعار نے آکر دیوانے کو گلے لگایا دیوانہ کہتا ہی آقا تمنے بڑا کام کیا ہاتھ پانٔون کا زور ہی جاتا رہا تھا وفاشعار نے کہا وہ باعث سحر تھا اب اپنے بیتے مین جاکر آرام کرو دیوانے نے کہا مین بھی ساتھ چلونگا اس گرگے کو ضرور مارونگا دیوانہ بھی ساتھ ہوا یہان جلیسہ قہارہ کو لیکر لشکر مین آئی سب نے دیکھا عجب حال ہی تمام بدن پاش پاش خون بہتا ہوا شانون کی بوٹیان کٹی ہوئین سب نے حال پوچھا قہارہ آہ آہ کرتا ہی بات نہین کی جاتی جلیسہ نے بیان کیا سب افسوس کرنے لگے پٹیان مرہم کی چڑھائی گئین جلیسہ نے کہا ابھی تمسے اور دیوانہ سے پھر مقابلہ پڑیگا مجھے ہرکارون نے خبر دی ہی کہ وہ بھی وفاشعار کے ساتھ آتا ہی قہارہ نے کہا اُسکے ناخونون سے سامری و جمشید بچائین ای بیوی امان وہ تو کاٹ کھاتا ہی جلیسہ نے کہا کیا حرج ہی مین سحر کرونگی تجکو بچاؤنگی ٹانکے بدن مین لگائے گئے ہین پٹیان مرہم کی بدلی جارہی ہین سوچ مین بیٹھا ہی کہ ہرکارون نے آکر عرض کی لشکر وفاشعار مع دیوانہ آپہونچا قہارہ نے کہا پردہ بارگاہ کا اُٹھادو پردہ اُٹھایا گیا دیکھا کہ دیوانہ آگے آگے شلنگین لگاتا ہوا چوبدست ہلاتا ہوا جس نخل پر چوبدست ماردی اڑا اڑا کر گرا کبھی اپنی پرچھائین سے لڑتا ہی اُسپر بھی چوبدستین مارتا ہی جب سایہ مین آتا ہی کہتا ہی دشمن بھاگ گیا مگر بڑا سخت جان ہی کہ مرتا نہین ساتھ والے سمجھدار ہین جب دھوپ آئی سایہ مین لے آئے اس طرح بہلاتے ہوئے لیے آتے ہین کہ گردن مست پر وفاشعار پشت پر بیس ہزار ساحر بجرنگ بجرنگ کرتے ہوئے چلے آتے ہین قہارہ گھبرا گیا جلیسہ نے کہا ابا میان اسقدر فوج کو دیکھکر گھبراتے ہو شاہان نور افشان کی اسقدر فوج ہی کہ اگر لڑائی پڑے اور لاکھ ساحر روز قتل ہون تب بھی دس برس تک لڑین یہ اُنکا ایک جاکر کمتر ہی قہارہ تھر تھرانے لگا جلیسہ نے دلاسا دیا اب لشکر وفاشعار کا اُترا دیوانے نے کہا رات کو طلایہ مین دونگا ہرچند وفاشعار نے منع کیا مگر دیوانہ کسکی مانتا ہی چار سو ساحر ساتھ لیکر طلایہ پھرنے لگا پہر دن رہے سے حاضر باش ناظر باش پکارتا پھرتا ہی وفاشعار نے نکل کر کہا ای دیوانہ گو ہی ابھی سے کیون تکلیف کرتے ہو طلایہ کا انتظام رات کو ہوتا ہی دیوانہ چوبدست لیکر دوڑا وفاشعار ہٹ آیا کہا اچھا بھائی تمکو اختیار ہی اب وفاشعار آکر بارگاہ مین بیٹھا شرابخواری کرنے لگا جب دماغ گرم ہوا حکم دیا طبل جنگی بجے نقارۂ رزمی گڑگڑایا ہرکارے قہارہ کی خبرین لیکر بھاگے قہارہ و جلیسہ سے عرض کی وفاشعار نے طبل جنگی بجوادیا دیوانہ طلایہ پھر رہا ہی آپ کے لشکر کو بنگاہ غضب دیکھ رہا ہی ہر مرتبہ یہی خوف ہوتا ہی کہ آہی پڑیگا جلیسہ نے بھی نوازش طبل جنگی کو حکم دیا قہارہ نے ساتھ والون سے کہا صاحبو انتظام کرو ایسا نہو دیوانہ رات کو لشکر پر شبخون مارے جلیسہ نے کہا تیرا جانا بہتر نہین ہی نہین تو مجکو بھی جانا پڑیگا مگر قہارہ نے نہ مانا وہی لباس سبز پہن کا پینگر گینڈے پر سوار ہوا الوان منارہ گردن کو ساتھ لیا لشکر کا آکر انتظام کیا بازار بزازان و بازار صرافان و مقام جواہر فروشان پر سوار مقرر کیے آپ لشکر کے کنارہ پر آکر ٹھہرا قہارہ اپنے لشکر سے بڑھا ہوا کھڑا ہی کہ اُدھر سے دیوانہ آتا ہی قہارہ کو دیکھکر جل گیا کہا کیون بے گرگے میمون صحرائی یہ کیسا لباس پہن کر آیا ہی قہارہ نے بھی نعرہ کیا منم قہارہ فیلزور کاذب القول نہر بحر البول کسی مقام پر جوان نہین رکے آخر شیدی صاحب بھی سر ٹیک کے بھاگ گئے دیوانے نے کہا واہ بے نامرد بے پہچتین ہو لیکن مگر تجکو شرم نہ آئی جھپٹ کر دیوانے نے چوبدست ماری قہارہ نے اپنے کو بچایا مگر گینڈے کا سر پاش پاش

ہو گیا قہارہ کو دا سوچتا ہی کہ اگر الگ الگ لڑتا ہون تو چوبدست سے نہ بچونگا اور اگر لپٹ کر لڑتا ہون تو یہ تمام بدن نوچ ڈالیگا اتنک پٹیان چڑھی ہوئی ہین ٹانکے ٹوٹ جائینگے مگر دیوانے نے دو چار چوبدستین لگائین جب دیکھا کہ یہ گالیان دے رہا ہی چوبدست پھینک کر لپٹ پڑا ایک چنگل جو مارا اور زخم جو غربال ہوئے قہارہ چیخنے لگا کہتا جاتا ہی کہ ارے چھوڑ دے چھوڑ دے دیوانے نے دو تین چٹکیان بھی مارین بوٹیان کاٹ کر پھینکدین قہارہ رونے لگا دیوانے نے اُٹھاکر دے مارا جلیسہ اپنے خیمے مین گھبرا رہی تھی اپنے ساتھ والون سے کہتی تھی صاحبو میری جان عجب مصیبت مین ہی جس بات کو منع کرتی ہون اُس بات کو نہین مانتا اپنی ہی کرتا ہی اب طلائیے پر گیا ہی نہین معلوم طلایہ پر اُس کمبخت پر کیا گذری کنیزین سمجھاتی ہین مگر جلیسہ اُس رنج و ملال مین رونے لگی اور یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی **نظم**

میرا دل بے سبب کب ہی اعتبار تنگ رو میرا
خبر کچھ اور دیتا ہی یہ لطف گفتگو میرا
نہین ممکن جو کچھ ممکن نہو مر جانے والون کو
رہیگا تا قیامت چاک سینہ بے رفو میرا
جسے سمجھے تھے اپنا لو اُسی کو مدعی پایا
غضب کیا کیا نہ لائیگا یہ جوش آرزو میرا
نہ دیکھین آنکھ اُٹھاکر اس طلسم چند روزہ کو
مناسب ہو رہے قائل خیال آبرو میرا
نہ چھوٹیگا چھڑائے سے ہزارون صورتین ہین کے
نہ لیگا نام بھولے سے بھی یار تند خو میرا

کسی کی جستجو مین ہی دل پر آرزو میرا
مہیا ہی مجھے سامان ہر دم بادہ نوشی کا
لب خنجر کا فاقہ توڑ دیتا ہی لہو میرا
ہوا ہون پاکدامن اُس ستمگر کی محبت سے
کسی کو کیا کہون دشمن مرا دل ہی عدو میرا
محبت کا تعلق مشتعق لے چھٹ نہین سکتا
کسی کی کیا رہے پروا اگر حامی ہو تو میرا
کبھی جو بات دل خوش کر دیا یار پریرو کا
بہار دامن جلاد دیکھیگا لہو میرا
نسیم اُس بر سے آتی اب مجھے ثابت یہ ہوتا ہی

پریشانی کے پہلو مین دل افگاری کی شکلین ہین
جو آنسو ہی تو ساغر چشم ہی دل ہی سبو میرا
امید بخیہ سے عاشق ہمیشہ پاک دامن ہین
یقین ہی دوست ہو جائیگا شرما کر عدو میرا
اُنھین رسوا کریگا مجکو نادم غیر کو دشمن
جدا ہونے مین مل جاتا ہی خنجر سے گلو میرا
اجازت تجکو دیتا ہون خوشی سے قتل کر لیکن
اُنھین یاد آئیگا برسون یہ طرز گفتگو میرا
تشفی کے لیے احباب کہدیتے ہین خاطر سے
بہت ابتر کریگی حال زلف مشکبو میرا

کنیزون نے آنسو پاک کیے کہا ملکہ عالم اب اسی کے ساتھ بسر کرنا ہی جلیسہ نے کہا میرا جانا ضرور ہی یہ کہکے پر پرواز پیدا کیے اُڑتی ہوئی چلی اُسوقت پہونچی کہ دیوانہ چھاتی پر چڑھا قہارہ کو گھونسے مار رہا ہی جلیسہ نے وہین سے سحر کیا کہ دیوانہ گرا دیوانے کی مشکین باندھ لین لاکے اُسکو قید کیا ساتھ والون کو لڑکر بھگادیا جلیسہ بھی پلٹی جلیسہ کا دامن پکڑکر قہارہ چیخین مار کر رونے لگا کہا صاحب اسوقت تو دیوانے نے مجکو ہلاک کر ڈالا جلیسہ آکر اپنے مقام پر بیٹھی قہارہ کی زخم دوزی کی پٹیان اور تازی چڑھائین سب بیٹھے ہوئے ہین کہ جلسۂ ثوابت و سیارگان برہم ہوا شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا **فرد** بزیر تختہ نرد آبنوسی ✤ نہان شد کعبتین سندروسی ✤ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا لشکر میدان کارزار کو جانے لگے دیوانہ قید خانہ مین غل مچا رہا ہی چاہتا ہی زنجیرین توڑ ڈالون مگر ممکن نہین ہوتا جلیسہ نے قہارہ فیلزور کو گینڈے پر سوار کیا کہتا تھا میدان کارزار کو نہ جاؤنگا مجھ مین طاقت نہین ہی جلیسہ نے کہا کہ تو افسر فوج ہی بے تیرے چلے لطف نہ ہوگا یہ دونون ایک مقام پر کھسر پھسر کر رہے ہین قہارہ تو کہتا ہی مین نہ جاؤنگا جلیسہ کہتی ہی ارے بیحیا بے دولہا کے کہین برات ہوتی ہی تیری نامردی پر زمین روتی ہی ناچار و مجبور ہو کر قہارہ سوار ہوا کس مساتا ہوا رنگ رو اُڑا ہوا جیسے ہی بارگاہ سے نکلے ہین کہ زمین کانپی آسمان تھرایا جب وفاشعارہ بارگاہ سے نکلا لوگون نے حال دیوانے کا

بیان کیا کہ حضور رات کو وہ قہار پر جا پڑا تمام بدن اُسکا نوچ ڈالا وہ وہ چٹکیین ماری ہین کہ قہار چیخنے
لگا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھا منہ ہی منہ دو تین گھونسے مارے وہ کہتا تھا ارے سینہ پر دو باؤنہ ڈالی
پشت فگار ہی یہ غریب مجبور و ناچار ہی زخمون کے ٹانکے ٹوٹے جاتے ہین اُسی وقت جلیسہ پہونچی
اُسنے سحر کیا قہار نے مشکین باندھ لین دیوانے کو لیجا کر قید کیا لشکر والے بھاگے یہ سنتے ہی
وفا شعار کانپنے لگا کہا اس فاحشہ نے میرا ابھی کچھ خوف نہ کیا بالاعلان کہتا ہون اور حکم دیتا ہون
کہ لشکر دشمن کا نہ بچنے پائے تمام ساحر لینا لینا کر کے جا پڑے تمام لشکر مین ہنگامہ ہوا وفا شعار نے
وہ گولے مارے کہ آسمان سے آگ برسی زمین سے پانی اُبلنے لگا ہر نخل مثل شمع کافوری جلنے لگا
ہزارون چیل کوّے ادھر کے ساحرون پر آ گرے ایک ہی حملہ مین کئی ہزار جوان مارے گئے
ہیجڑون زنانون نے جو یہ قیامت دیکھی ڈھول گلے مین ڈال ڈال کر نکلے کہا او وفا شعار گڑھی ہو گڑی
نگوڑے کو مار لیا ہی جانے نہ پائین کر تیان اُٹھا اُٹھا کر پکار رہے ہین ای لات و منات یا لوٹک لوٹا و
جھوٹک جھوٹا ای اُرل خرل ان نگوڑون کو غارت کر دیجیو بر سادوان نگوڑون کے کلیجے پھٹ جائین
اب انکو ہم زندہ نہ دیکھین ہم کنواریون کی دعائین قبول کر لو بوا محمودن مین دعا کرون تم آمین کہو ارے
تیرا ابھی تو کوڑا اپنڈا ہرا ہی بوا اچھوتی خانم تم کہان ہو دوڑو ان موون کی جمعیت مین چھوت لگا دو
ای بڑے پیر مین تمہاری کڑاہی کرونگی ہم اچھوتیون کو رے پنڈے والیون سدا سہاگنون کے آڑے
آؤ ان موون کو غارت کر جاؤ وفا شعار یا تو سحر کر رہا تھا ان ہیجڑون کا یہ ہنگامہ دیکھکر گھبرا گیا
اسلیے کہ یہ خاص طلسم خنزیر کی فوج ہی سحر مین طاق شہرۂ آفاق جس غول پر ڈھولکین بجاتے یہ کلمات
کہتے جاتے ہین بھگدر پڑ جاتی ہی جب کوئی انپر وار لگاتا ہی تو یہ منہ پھیر لیتے ہین پشت پر سہہ
لیتے ہین اور کہتے ہین او بھیا لڑنے والے گل نرگس کا تو نظارہ کر حربہ لگانے والا بیہوش ہو جاتا
ہی حربہ ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہی انپر اثر نہین کرتا اب جلیسہ نے کہا ای قہار بائین پر توجہ ادھنے پر مین جاتی ہون
ایک طرف قہار چلا ایک طرف جلیسہ مگر وفا شعار قید خانے کو تاکے ہوئے ور زندانخانہ پر پہونچا جہان دیوانہ قید
تھا نگہبانون سے آ کر لڑنے لگا ہزارون نگہبان مارے دیوانہ زنجیرین ہلا رہا ہی پکار کر کہتا ہی ای وفا شعار
مین نے اس سے بھاری بھاری زنجیرین سیکڑون توڑ ڈالی ہین یہ ہلکی زنجیرین کیون نہین ٹوٹتی ہین وفا شعار
نے کچھ پڑھکر دیوانے سے کہا کہ قید توڑ ڈال اب جو دیوانے نے ہکہ مارا ہتھکڑی طوق زنجیر مثل تار عنکبوت
توڑ کر پھینکدی جس خیمہ مین قید تھا اُسی کا ستون ہلاتا ہوا نکلا جسکے سر پر پڑ گیا سر پاش پاش ہو گیا قہار
کو ہرکارون نے خبر دی کہ دیوانہ چھوٹ گیا وہ سامنے سے لڑتا ہوا آتا ہی اُسکی چوبدست سے کوئی نہین بچتا ہی
چوبدست ہی کہ قہر لات و منات ہی اُسکا زور و ضرب کرامات ہی قہار اُسی طرف چلا دیوانہ پر دور سے
نگاہ پڑی دیکھا سیکڑون درخت اُکھیڑ ڈالے ہین خیمے کئی سو گرا دیے ہین چیخین مارتا ہوا کبھی اپنی پرچھائین
سے لڑتا ہی بس اتنی دیر ملازمان قہار مہلت پا جاتے ہین جب دیوانہ پلٹتا ہی سو دو سو کو مار کر ڈال
دیتا ہی قہار نے للکارا او دیوانے کیا غربا کو مارتا ہی میرے سامنے نہین آتا مشکین باندھنا بھول گیا
یہ سننا تھا کہ دیوانہ جھلا کر مثل شعلۂ جوالہ جا پڑا ہاتھ چوبدست کا مارا گینڈے کا سر پاش پاش ہوا قہار
سوچا کہ پیدل پا کر مجکو لپیٹ پڑیگا جان بچاؤن بھاگ کر نکل جاؤن یہ سوچکر بھاگا دیوانہ پیچھے دوڑا

لشکر مین شور ہوا طلسم کشا بھاگے زنانون نے جو یہ معرکہ دیکھا یہی گانے لگے قہار کہتا ہو او نالایقو طلسم کشا جوان یکتا تو مین ہون میری ذلت گاتے ہو وہ سب کہتے ہین ہم تو گانے والے ہین ہمارے گیت نرالے ہین طلسم کشا ہو کر کیون بھاگے ہمنے ابھی ابھی ٹھمری بنائی تمھارے سنانے کو گائی قہار گالیان دیتا ہو دیوانہ پیچھا نہین چھوڑتا ادھر سے جلیسہ سحر کرتی ہوئی آتی ہو کبھی آگ برساتی ہو کبھی پانی کو دفع کرتی ہو وفا شعار سے سب طرح کی علامتین پیدا ہین آگ پانی خنجر تلوار ین سب کچھ برستا ہو مگر جلیسہ اسکو مٹاتی ہو سحر تازہ بناتی ہو ملازمان وفا شعار کو جلاتی ہو کبھی جوش محبت قہار مین اشعار عبرت آثار پڑھتی ہو کبھی پکارتی ہو او قہار فیلتن ورز ذرا میری تو سن لے کہان جاتا ہو میری طرف تو دیکھو ظالم

وہ جو زندگی مین نصیب تھا وہی بعد مرگ رہا قلق
کسی کے خرام کی یاد مین تہ خاک بھی یہ رہا قلق
ہو یہ کب سے حالت جانکنی غرض اتنو جان پرآ بنی
یہ کہانکی جی کو بلا لگی مری ہائے کیونکہ ہو زندگی
شب ہجر روز وصال کی تری شوخیان جو نظر مین ہین
نہین چارہ میری اگر انھین نہین راہ دلمین تو کس لیے
غم ہجر یار کے ہاتھ سے شب و روز ہو نہین عذاب مین
شب وعدہ جذبۂ شوق سے ہوئی کشمکش یہ ستم ہوا
کہا جان بلب ہون جو آئے تو مری زندگی ہو تو یون کہا
یہ شرارتون کی شکایتین یہ جلانا غیر کا دیکھیو
نظر ابر پر جو کبھی پڑے تو خیال رونے کا آبندھے
یہی دین اگر ہو تو چھوڑ دو طرف اور صنم کے رخ اپنا کرو

یہ قلق ہو کیسا کہ ہو ستم گئی جان پر نہ گیا قلق
کہ زمین کو زلزلہ آگئے ہو جو اٹھائے عجب وہ ذرا قلق
یہ عذاب مرگ ہو یا تپش یہ خدا کا قہر ہو یا قلق
کوئی کیا جیے جو ہوا یک سا شب و روز و صبح و مسا قلق
کہون کیا تغیر حال دل کبھی تھا سکون کبھی تھا قلق
مجھے روتے دیکھ کے رو دیا مرا حال سنکے ہوا قلق
ہو ہمیشہ ایک نئی تپش ہو مدام ایک نیا قلق
کہ وہ آتے آتے جو تھم گئے تو کسی طرح نہ تھما قلق
ترے جلنے کی مجھے کیا خوشی ترے مرنیکا مجھے کیا قلق
کیے مجھسے وہ ترے ہاتھ سے نہین جنین مجکو سوا قلق
جو تپش کو برق کی دیکھیون تو مجھے یاد آئے ترا قلق
جسے مومن آپ کے واسطے ہو مثال قبلہ نما قلق

جب زنانون سحرون نے طعن و تشنیع کے اشعار پڑھے پشت سے دیوانے نے بھی آواز دی او نامرد کہان جاتا ہو اب گرگے تونے طلسم کو کیونکر توڑا ہوگا قہار غیرت مین آکر پلٹ پڑا دیوانے سے چوٹ چلنے لگی ادھر سے وفا شعار پہونچا ادھر سے جلیسہ لنگا پھڑکا کر کھڑی ہو گئی سب لوگ ہنستے ہین مگر یہ کب شرماتی ہو جواب دیتی ہو کہ اے نگوڑو مین تمھاری کب سنتی ہون وہ تدبیر کرون کہ اپنے بچے کو بچاؤن دیوانے اور قہار سے چکیت چلنے لگی ہر عضو بدن سے خون بہنے لگا قہار چیخین مارتا ہو کہتا ہو او جلیسہ مجکو بچا لے میری جان پر بنی ہو گینڈا مارا گیا مین اسپر سے کود پڑا تمام زخم پھٹ گئے مگر قہار اور دیوانے سے لپٹ ہو رہی ہو بدن سارا غربال ہو قہار کا عجب حال ہو پرانے جادوگرون کو پکارتا ہو ارے تم تو رفیق قدیم ہو کبھی کہتا ہو ارے اکوان منارہ گردن تو آکر اس ظالم سے مقابلہ کر مین نکل جاؤن اکوان کہتا ہو معاف فرمایئے مین بھی تو لڑ رہا ہون جلیسہ نے سحر کیا وفا شعار مکار نے سحر کو اسکے روکا اس سحر کی تاثیر جو ہوئی قہار رونے لگا پکارتا تھا ای جان جہان مادر مہربان مین دیوانہ ہو گیا جب مجبور ہوتا ہو چیخین مار مار کر روتا ہو کبھی کہتا ہو اب کیا ہوتا ہو مین تو مصیبت مین پھنس گیا اس دیوانہ سے کیونکر میری جان بچے جب چنگل مارتا ہو زخم اسکے پاش پاش ہو جاتے ہین چاہتا ہو بھاگون دیوانے نے ہاتھ پکڑ لیا

دو تین ٹکے مارے قہار بیٹھ گیا گھٹنون سے خون جاری ہوا دیوانے نے زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر زور اول مین تا بزانو دوسرے زور مین تا بسینہ تیسرے زور مین سر سے اُس خود سر کو بلند کیا اُلٹ کر مارا قہار نے چاہا مونڈھے کی کھا کر سنبھلون حریف زبردست کب سنبھلنے دیتا ہی اُدھر وفا شعار نے سحر کو جلیسہ کے روکا دیوانے نے بعد شوکت و شان قہار کی مشکین باندھ لین جلیسہ دیوانے پر گری کہ اسکو دو ٹکڑے کر ڈالون وفا شعار نے فوراً سپر سحر کو سد راہ کر دیا برق جہندہ نے سپر کو تو کاٹا مگر آگے کام نہ دے سکی سپر کو کاٹکر پابند ہو گئی جلیسہ ناچار ہو کر پلٹی مگر خاموش کھڑی ہی اتنا تو کہا ہاے میرا پیارا قید ہو گیا دیوانے نے قہار کو لیجا کر قید شدید مین ڈال دیا اب جلیسہ کڑک کڑک کے لشکر وفا شعار پر گرنے لگی میدان کو لاشہاے کفار سے بھرنے لگی وفا شعار نے دیکھا کہ سحر جلیسہ کا خالی نہین جاتا جب سحر کرتی ہی اور کڑک کر گرتی ہی دو دو سو کو مار لیتی ہی مہلت نہین دیتی جھولی سے ایک طائر نکالا اُسکے بازو پر کچھ لکھا تھا طائر کو چھوڑ دیا اتنا چلتے چلتے کہا کہ سامنے شاہان طلسم کے جا اور فوراً اُلٹ کر آ وہ تڑپتا ہوا روانہ ہوا اُسوقت سحر العجائب و مصر الغرائب اپنے تخت پر بیٹھے ہین کہ طائر کو دیکھکر ہوش اُڑ گئے طائر آ کر شانے پر سحر العجائب کے بیٹھا وزیر نے کہا حضور یہ کسکا سحر ہی سحر العجائب نے کہا ثابت ہو جائیگا کیون پوچھتے ہو جلدی کیا ہی یہ ثابت ہو گیا کہ ہنگامۂ عظیم برپا ہو گیا آفت تازہ کا سامنا ہوا کچھ نہ کچھ فساد پڑ گیا مگر طائر زمزمہ سرائی کر کے چپ نہوا یہ اشعار پڑھنے لگا **نظم**

منھ کو نہ سیا ناصح کی بخیہ گری الٹی
سائے سے مرے وحشت ای رشک پری اٹھی

بے پردہ پس چلمن یکبار تم آ بیٹھے
پر تجھکو کہان غیرت ای بے اثری اٹھی

یہ کون کہے اُس سے کی ترک وفا مین نے
یا خوش نگہی وہ کچھ یا بد نظری اٹھی

سجدہ نہ کہین کرنا مومن قدم بت پر
کعبے ہی مین ہوتی ہی بیہودہ سری اٹھی

لون مین بھی ابھی لئے کیون بیہودہ دری اٹھی
دل لیکے وفا کیسی پہ قول تو دینا تھا

ہی تاب نظر کسکو کیون جلوہ گری اٹھی
لو چھیڑے ہی نکہت کو گلہاے شبینہ کی

گر تو ہی ذرا ناصح پیغام بری اٹھی
کہتا ہی مرے آگے وہ مجھسے عدو غش ہی

تم اُٹھ گئے محفل سے ذکر آتے ہی مجنون کا
ای سیمتن آفت ہی تو مفت بری اٹھی

لازم تھا حذر مجھسے ناچیز کے نالون سے
اب تمسے بھی چل نکلی باد سحری اٹھی

کیا ہو گئی خود بینی اب غیر سے چشمک ہی
ہی ہی مری الفت سے ہی بیخبری اٹھی

اس طرح یہ اشعار پڑھے کہ سب حاضرین دربار گوش بر آواز تھے اسکے بعد اُس طائر نے آواز دی کہ ای شہنشاہ طلسم نور افشان وقت خرابی آ گیا یہ سال آخر طلسم ہی اب کچھ بنائے نہ بنیگا جو کچھ ہونا ہی وہ ہوگا سحر العجائب و مظہر الغرائب نے کہا ای بے ادب یہ تجھسے کون پوچھتا ہی اصل مطلب بیان کر کہ تو فرستادہ کسکا ہی اور کس کام کے لیے آیا ہی طائر نے بزبان فصیح کہا کہ ای شہنشاہ مین فرستادۂ وفا شعار ہون حضور جلیسہ نے قیامت برپا کر رکھی ہی آگ برسا کے ہزارون کو جلا دیا ہزارون کو پانی مین غرق کر دیا وفا شعار سے برابر لڑ رہی ہی وفا شعار کا سحر غالب نہین آتا وہ عاجز و پریشان ہی بہت بڑا سامان ہی حضور سے مدد مانگی ہی یا تو سرکار خود تکلیف کرین یا اور جو مناسب وقت ہو تدبیر فرمائین صد ہا کوس کے راستہ کو غلام طی کر کے آیا ہی بڑی مشقت اُٹھائی ہی سرکار جلد تدبیر کرین ورنہ وفا شعار آپکو زندہ نہ ملیگا جلیسہ کے ہاتھ سے کتے کی موت مارا جائیگا اتفاق سے خبیثہ کر مخوار برائے سلام آئی تھی سلام کر کے اُٹھی کہا حضور یہ آگ لونڈی کی لگائی ہوئی ہی یہ بیچا میرے گھر پر بطور دعوت کے آئی تھی مجھسے حال پوچھا مین نے قہار کی قوت و طاقت کا ذکر کیا قہار کی رعنائی و زیبائی سنکر وہ بیچا مبہوت

ہو گئی جاکے یہ حرکت کرگذری قہار کو زندانخانۂ طلسمی سے نکال لیگئی مگر سنتی ہون کہ طلسم خنجر پر فتح ہو گیا بڑی اُسنے
کوشش کی مگر لونڈی جاتے ہی مشکین باندھکر حرامزادی کو لاتی ہی کیسے زندہ لاؤن کیسے سر لاؤن وہ کیا سحر کریگی
جو کچھ سیکھا ہی وہ ہمین سے سیکھا ہی سحر العجائب و مصر الغرائب نے کہا جاؤ خبیثہ کر مخوار چلی ایک دیوتی
تھی کہ ہوا کو کاٹتی ہوئی جاتی تھی تمام دربار مین غلغلہ ہوا دیکھو خبیثہ وہ جاتی ہی سحر العجائب نے طائر کے
پر پر کچھ لکھدیا بعد جانے خبیثہ کے طائر بھی وہان سے اُڑا اور طرف وفاشعار کے آنے لگا اب اس طرف
کی جنگ کا حال سنیے کہ وفاشعار سحر کر رہا ہی دریاے فوج مین ڈوبا ہوا لڑ رہا ہی مگر جلیسہ لڑتی ہوئی سحر
کرتی ہوئی چلی جاتی ہی جسوقت سے کہ قہار پکڑا گیا ہی ایک خیمے مین لیجاکر دیوانے نے اُسکو قید کیا ہی جلیسہ
لڑتی بھڑتی تڑپ تڑپ کے گر رہی ہی غول کے غول جلا دیے ہزارون ساحر خاک مین ملا دیے اب اُس
خیمہ کے دروازہ پر پہونچی جہان قہار قید ہی دیکھا کہ قہار ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوئے زنجیرین اپنی ہلا رہا
ہی آنکھ ملتے ہی قہار رونے لگا کہا اے یار مہربان مجکو قید سے چھڑاؤ مجھپر بڑی مصیبت ہی جلیسہ نے کہا ارے
تیرے واسطے مین نے اپنی جان لڑا دی یہ کہکے نگہبانون پر جا پڑی نگہبان لاکھ لاکھ کوشش کرتے ہین سحر
بھی کر رہے ہین جلیسہ انکے سحرون کو کب مانتی ہی کہتی جاتی ہی او نامردو ہٹ جاؤ میرے سحر سے اپنے
کو بچاؤ سب کو قتل کرونگی میرا فرزند میرا معشوق قید ہی ارے وہ نگوڑا دیوانہ کو ہی کہان ہی جسکی وجہ سے
یہ سب فساد برپا ہوے نگہبان بھاگے جاتے ہین چند ساحرون نے جاکر وفاشعار سے اطلاع کی کہا
حضور جلیسہ لڑتی ہوئی تا بہ قہار پہونچی ہی رہا کیا چاہتی ہی وفاشعار پلٹا ہیجڑون زنانون نے تالیان بجا
کے آواز دی کڑی ہی کڑی ہوا ای ہی نگوڑا دم دبا کے بھاگا ہم نیکبختون کنواریون سے لڑنے آیا تھا وفاشعار
نے کچھ جواب نہ دیا اُسوقت آکر پہونچا کہ جلیسہ نے نگہبانون کو مار کر بھگا دیا چاہتی ہی کہ خیمے مین داخل ہون قہار
کو چھڑالون کہ پشت سے نعرہ ہوا انتم وفاشعار او جلیسہ خیمے مین نہ جانا جلیسہ پلٹ پڑی وفاشعار سے
سحر چلنے لگا مگر جلیسہ قیامت برپا کر رہی ہی جو سحر وفاشعار نے کیا جلیسہ نے دفع کر دیا جب وفاشعار
نے آگ برسائی جلیسہ نے زمین پر ایک ٹکر ماری اور ایک نعرہ کوہ شگاف کیا زمین تھرائی ایک برق سر پر
وفاشعار کے گری کہ سر اُسکا زخمی ہوا زخم کھاکر لڑکھڑایا جلیسہ جھوم کر بڑھی کہ سر وفاشعار کا کاٹ لون
ہمراہیان وفاشعار بیچ مین آگئے چاہتے ہین کہ اُسکو بچاکر لیجائین مگر جلیسہ ہٹنے نہین دیتی گئی سو جادوگر اُسنے
روند کر مارے بڑے بڑے افسر مارے گئے خون کے دریا بہ رہے ہین جلیسہ لڑ رہی ہی وفاشعار چھپتا پھرتا
ہی کہتا ہی یارو سحر سامری تاثیر نہین کرتا کہ یکایک آسمان پر سناٹا ہوا ایک ابر تیرہ و تار پیدا ہوا سب دیکھنے
لگے وہ ابر آکر لشکر وفاشعار پر ٹھہرا ایک دناٹا ہوا سب نے دیکھا ایک دیوتی ابر سے پیدا ہوئی للکار
کر آواز دی او فاحشہ بڑے مزے اُڑائے ہمارا بیان دل پر تاثیر کر گیا قہار نے جو خبیثہ کر مخوار کو دیکھا
پکار اُٹھا اے آرام دل عاشقان اے جان جہان مین وہی قہار ہون کہ جو تیرے ساتھ مصروف
عیش و عشرت ہوتا تھا جلیسہ نے بھی میرے واسطے بڑی مشقت اُٹھائی ہی بڑے بڑے ربط و ضبط کے
کام کیے ہین طلسم خنجر پر فتح کرا دیا دیکھو تجکو میرے سر کی قسم اسپر کوئی زوال نہ آنے پائے خبیثہ نے منہ پھیر
لیا جلیسہ پر کڑک کے گری جلیسہ نے جو خبیثہ کو دیکھا کانپنے لگی کہا بہن تمکو گوارا ہوگا کہ میرا بنا ہوا کام
بگاڑو خبیثہ نے کہا او مردار تو اتنی بڑی حرکت کرگذری شاہان طلسم نور افشان کے سترہ سو سرداران

نامی مطیع و منقاد ہین جنکو عجائب و غرائب سحر یاد ہین اگر مین نہ آئی تو کیا اور بہت سے جانباز موجود ہین
اگر تو نے طلسم خنزیرہ فتح کرا لیا تو شاہان نور افشان کا کیا نقصان ہوا وفاشعارہ نے چاہا کہ اب
اسی ہنگامہ مین جلیسہ پر جا پڑون جلیسہ نے ایک نعرہ کیا اور برق چمکائی کہ وفاشعارہ کا زخم سینہ
چوپارہ ہوگیا دریاے خون جاری ہوا ساحرہ اسکو اُٹھا کر لیگئے بس خبیثہ جلیسہ پر جا پڑی یہ معلوم ہوتا
تھا کہ دو دیونیان لڑ رہی ہین دونون کے قد بڑے بڑے بال کھلے ہوئے نیلی نیلی کرتیان آپسمین گھونسم
گھا سا چل رہا ہی جھوم جھاٹا ہو رہا ہی کبھی کڑک کر آسمان پر جاتی ہین لپٹی ہوئی زمین پر آتی ہین جب
زمین پر گرتی ہین زمین تھرا جاتی ہی پھر ہاتھی بنکر ٹکرین چلین بوٹے کے بوٹے کٹ کر آے دیکھنے والے
جلے جاتے ہین ایک مقام پر خبیثہ نے تڑپ کے جلیسہ کو ایک طمانچہ سحر مارا تڑاقے کی آواز بلند ہوئی
جلیسہ سست ہوکر الگ ہوئی مگر پھر لڑنے لگی دو زخم دونون نے برابر کھائے ہین کئی ہزار ساحر
وفاشعارہ کی طرف کے جلے جلیسہ و خبیثہ سے دو پہر کامل سحر چلا خبیثہ غالب نہ آئی عاجز ہو رہی ہی جو سحر کرتی
ہی اسکو جلیسہ دفع کر دیتی ہی صحرا مین شعلہ ہاے آتش بھڑک رہے ہین آسمان پر لکہ ہاے ابر کڑک
رہے ہین آگ برسی ہزارون ساحر جل کر خاک ہوئے خبیثہ گھبرا رہی ہی کہ کیا کرون دشمنین ہر مرتبہ بچتی ہی
کہ زاغ سامری آئے تو اُسکی معرفت پیغام شاہان نور افشان کو بھیجون وہان سے مدد آئے وہ شاہان طلسم
ہین کوئی تدبیر کرین کہ مین غالب آؤن جب دستک دیتی ہی جلیسہ سر ہلا دیتی ہی کہ نہ آنا یہان آئے اور مارے
گئے زاغ صورت دکھا کر پلٹ جاتا ہی خبیثہ کے ہوش اُڑتے ہین کبھی پکارتی ہی ارے تو اس سے کیون ڈرتا
ہی مین تجھے بچا لونگی ایک پیغام بھیجونگی زاغ نہین آتا ہی پہر دن پچھلا باقی ہی خبیثہ لڑ رہی ہی جلیسہ کہتی جاتی
ہی ارے تو میری بہن ہی ورنہ ابتک تجھکو جلا کر خاک کر دیتی اب خبیثہ اپنی جان سے عاجز ہی فقط اپنے بچانے
کے سحر کرتی ہی دل مین کہتی ہی جلیسہ بہت بڑی ساحرہ ہی طلسم خنزیرہ فتح کرنے سے اسکو بہت بڑا زور
پہونچا بیشک یہ شاہان نور افشان سے لڑتی ہی ہرچند کہ وہ شاہ ہین چرخ سلطنت کے ماہ ہین ہزارون
تدبیرین کر سکتے ہین عجائب و غرائب طلسم ایسے ہین کہ کوئی سر نہین اُٹھا سکتا وہ اسکو مار لیتے کہ استنے
مین وہی طائرہ بھیجا ہوا وفاشعارہ کا آسمان پر چمکا خبیثہ نے آواز دی ارے اسکو لیتا نہین اپنی جان
سے عاجز ہو چکی ہون بس وہ طائر تڑپ کر سر پر جلیسہ کے بیٹھ گیا لاکھ لاکھ جلیسہ نے روکا لیکن وہ
طائر نر کا سر پر بیٹھ ہی گیا بیٹھتے ہی جلیسہ نے ایک چیخ ماری کہا ارے بڑی دغا کی اگر پہلے سے جان
جاتی تو اسکا بھی توڑ کرتی افسوس ہی کہ پھر میرا سامنا تمکو امون کا ہوگا یہ کہتے کہتے بیہوش ہوگئی خبیثہ
نے مشکین باندھین زبان مین سوزن دی ایک تخت سحر پر ڈال لیا لیکر روانہ ہوئی وفاشعارہ کے
بارے مین حکم دے گئی کہ اسکا علاج کرنا لشکر قہار سب تباہ ہوگیا کچھ بچارے بھاگ کر درہ ہاے
کوہ مین گئے کچھ قریات مین پوشیدہ ہوئے کوئی کہین گیا کوئی کہین گیا وفاشعارہ نے ہوشیار ہوکر اپنی زخم دوزی
کرائی قہارہ کو مسلسل و مطوق کرکے آزرا اُبے پیلادا قید کو لیکر چلے سحر العجائب و مصر الغرائب پہنچے
ہین کہ اولان اول خبیثہ آکر پہونچی جلیسہ کی مشکین باندھے ہوئے زبان مین سوزن مگر جلیسہ بل کرتی
ہوئی کچھ خوف نہین شاہان طلسم نے کہا کیون او مکارہ یہ تو نے کیا کیا تو نے کچھ ہمارا خوف نہ کیا ہم تم
کو آتش قہر و غضب مین جلا دین جلیسہ نے جواب دیا او تکرامو کیا بیہودہ بکتے ہو جو تمسے ہو سکے قصور

نہ کروا ور تمہارے اختیار مین کیا ہی طلسم کشا اصلی آتا ہی اسکا ساتھ دینگے دونون بہت جھلائے قتل کا ارادہ کرتے ہین کاہن منع کرتا ہی کہ اب ظہور بڑا ہوا جاتا ہی رنگ بربادی سامنے آتا ہی پریشانی کا نقشہ اپنا رنگ جماتا ہی پھر انھون نے جھلا کر کہا بھلا حرامزادی دیکھو تو سہی ہم تیرے ساتھ کیا کرتے ہین جلیسہ نے پھر غصے سے کہا تم کچھ نہین کرسکتے ہو قید رہینگے چھٹینگے طلسم کشاے اصلی کا ساتھ دینگے تمکو اسوقت قتل کرینگے سحر العجائب و مصر الغرائب جھلائے چاہا قتل کو حکم دین مشیرون نے منع کیا کہ اسوقت بار قتل باعث خرابی ہی یہی باعث ہی کہ وہ آنکھ ملا کر کلام کرتی ہی جانتی ہی کہ میرے قتل پر آپ قادر نہین ہین قید کیجیے ظلم و بدعت بڑھا دیجیے اسقدر ان سب کو پراگندہ و پریشان کیجیے کہ یہ تڑپ تڑپ کر مرین یہ ذکر تھا کہ قید قہار فیلزور کی بھی آکر پہونچی قہار جو زنجیرون بلاتا ہوا قریب شہنشاہون کے آیا سب نے دیکھا خوب تیار ہوا ہی قسائی کا کتا بھولا ہوا ہی مثل ابلیس پرستون کے اسنے صاحب سلامت کی شاہان طلسم نے کہا کیون او بیحیا ایک مرتبہ جوتیان کھا چکا پھر دوبارہ تو نے یہ حرکت کی ہی شرط کہ تجکو جلا دین جلیسہ نے پلٹ کر قہار سے کہا اے قہار گھبرانا نہین مین تجکو پھر قید خانہ سے نکالونگی راستہ طلسم نور افشان کا کھول چکی طلسم خنجر پر شکست ہوا اب طلسم کشا بلاتکلف آئیگا جفا ہماری تقدیر مین تھی طلسم کشاے اصلی کیواسطے یہین آکر سب کو مسلمان کریگا تمکو اسوقت تک پہونچیگا زندانخانہ ٹوٹیگا ہم بھی چھوٹینگے جو چند روز کی تکلیف ہی وہ اٹھالینگے شاہان طلسم نے کہا چاہے ابھی طلسم برباد ہو جائے مگر ان دونون کو اسی وقت قتل کرینگے خبیثہ قدمون پر گر پڑی اور کہا اے شاہان طلسم آپکو ربط و ضبط بھی واجب و لازم ہی ضبط فرمایئے خبیثہ کو حکم ہوا ان دونون گنہگارون کو شاخسار کے پاس لیجا خبیثہ لیکر انکو شاخسار کے پاس پہونچی شاخسار نے جو جلیسہ کو دیکھا دوڑ پڑی دانتون سے بوٹیان کاٹنے لگی جلیسہ فریاد کرتی تھی اور کہتی تھی او بیحیا جو پھر چاہو بدعت کرو انجام مین سب قتل ہونگے تمکو آرام نہ ملیگا جو ظلم تیرا جی چاہے کرلے قہار و جلیسہ بھی قید ہوئے شاخسار نے ان دونون پر بدعت کو بڑھا دیا اب انکو اسی مقام پر چھوڑئیے

دو کلمہ داستان شوکت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان بیان ہوتے ہین کہ مغیلان کوہ پیکر سحر تیار کررہا ہی خواجہ و برق و قران تلاش مین اسم اعظم کے نکلے ہین و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا خمسہ عوض ساقی نامہ خمسہ

دل کٹے جاتے ہین میرے خامہ کی رفتار پر	آبداری ہی زبان کلک گوہر بار پر	کیون نہون اہل جہان کشتہ مرے اشعار پر
شعر کہتا ہون کسی کے ابروے خمدار پر	فخر نہین میرے قلم پر بارہ ہی تلوار پر	
سنگ اسود کا ادب واجب ہی ہر دیندار پر	کیا قدم رکھتا مین سنگ آستان یار پر	ناتوانی کا ہی احسان اس ضعیف و زار پر
غش مجھے آیا جو مین پہونچا در دلدار پر	پانون کے بدلے رکھا سر سایۂ دیوار پر	
میرے مرجانیکا صدمہ ہی دل دلدار پر	ہی ہجوم غم نہایت ساقی میخوار پر	صدقے میری روح اسکی چشم گوہر بار پر
میرے غم مین اشک ہین مژگان چشم یار پر	دار لبست تاک ہی گویا دو خمار پر	
شکل یوسف سے کہین پیاری ہی صورت یار کی	قیمت اس دل کی قدر بھاری ہی صورت یوسف کی ہی	نقد جان دینا خریداری ہی صورت یوسف کی ہی

کیا نرالی گرم بازاری مرے یوسف کی ہے ۔ پڑ گئی جب آنکھ اک بجلی گری بازار پر

ہے ستم آنکھیں اٹھانا مصحف رو کی طرف ۔ ہو گیا آشفتہ دل دیکھا جو گیسو کی طرف ۔ کسکی طاقت ہے جو دیکھے چشم جادو کی طرف

پنجۂ مژگان بڑھے جاتے ہین ابرو کی طرف ۔ ہاتھ کیا رکھتے ہین ترک چشم اب تلوار پر

تنگ اس گھر دونکے ہاتھونسے ہون مین مست و خراب ۔ میرے لائق یہ نہین صحبت الم ہین بیحساب ۔ سوز دل سے دل کباب اپنا ہے کیا کھاؤن کباب

کیا ہیون دور فلک مین ساقیا جام شراب ۔ قطرۂ شبنم نہین جمتا زبان خار پر

لاغری مین صورت مژگان ہے جسم خستہ حال ۔ پلکین تیری دیکھکر سوکھا ہون کانٹے کی مثال ۔ ہے عجب اسکا اپای رشک چمن سب کو کمال

اجب سے ہے مجھ ناتوان کو تیرے مژگان کا خیال ۔ خلق کہتی ہے ہوا ہے خار عاشق خار پر

طبع نازک مین خدا نے دی ہے رنگینی ہزار ۔ سینہ داغونسے چمن تن زخمونسے خارزار ۔ ہے اسی صورت سے میرا بھی نہان و آشکار

تند خو ظاہر مین ہون باطن مین ہون رنج و بہار ۔ جسطرح کانٹے لگے ہون باغ کی دیوار پر

حسن یوسف سبکو بھولا کون اب کرتا ہے یاد ۔ ہے وہ جنس بے بہا لینے مین سب ہین اسکے شاد ۔ اسنے جو کی رخسار کو کیا باہر آنے سے مراد

گھر مین ہے پر مین خریدار اسکے یوسف سے زیاد ۔ خود فروشی کب بھلا موقوف ہے بازار پر

رو نیوالا کب ہے مجھسا غرب سے لے تا بہ شرق ۔ ایکدم مین ہین زمین و آسمان اشکونمین غرق ۔ اپنے ہاتھون گریہ مین آپ یہ لایا ہے فرق

دیدۂ گریان سے ہیچشمی جو کی تو مثل برق ۔ کیا ہنسی آئی ہے مجکو ابر دریا بار پر

لنترانی کہکے تڑپاؤ نہ مجکو دمبدم ۔ مجکو منھ اپنا دکھا دو تمکو خالق کی قسم ۔ اب نقاب روے انور کا نہ اٹھنا ہے ستم

مجھسے روپوشی کا شکوہ سنکے بولا وہ صنم ۔ گرتی ہے بجلی خدا اکے طالب دیدار پر

حسن مین ہمشکل ہے میرا وہ رشک آفتاب ۔ ہو گیا سکتہ نہ لایا دیکھنے کی کوئی تاب ۔ چاند مہتابی بنا جسدم ہوا وہ بیحجاب

شب جو الٹی اسنے روے حیرت آگین سے نقاب ۔ چاندنی مثل سفیدی رہگئی دیوار پر

جیتے جی کب ہاتھ تیرے پاؤن تک پہونچا مرا ۔ آنکھونکو تلوونکی حسرت ہی رہی مین مر گیا ۔ آرزو ہے گور پر آ جا کبھی بہر خدا

لوح تربت کی جگہ شایان ہے تیرا نقش پا ۔ مر گیا ہون اے پری پیکر تری رفتار پر

کچھ نہ تنہا خار ہون اک دیدۂ اغیار مین ۔ ہے عداوت سب کو مجھسے کوچۂ دلدار مین ۔ اب سنا یہ بغض دور چرخ کجرفتار مین

بیٹھنے کا قصد کرتا ہون جو کوے یار مین ۔ سایہ چڑھ جاتا ہے مارے بخل کے دیوار پر

مست ہے سارا جہان آباد کی گفتار کا ۔ تا نہ آنے مین سبب رندون کو ہوا انکار کا ۔ شمع مینا سے پتا ہے خانۂ خمار کا

جان لے عالم کہ گھر ہے ناسخ میخوار کا ۔ چاہیے بوتل کے ٹکڑے ہون مری دیوار پر

چہرہ نقش بندان عبارت عیاری و منکسران ہندسہ حساب اختر شماری داستان جلالت عنوان کو اس طرح تحریر فرماتے ہین شعر مصنف راقمان فسانہ ہاے جلیس ٭ میگار رند واستان سلیس ٭ سابق مین تحریر کیا تھا کہ جب کئی ساحران مغیلان کوہ پیکر مارے گئے اور سحر انکے مٹے مسرور اسکے وزیر نے حرز ہیکل لے لی تھی اسکو قران نے مارا حرز ہیکل صاحبقران کو پہونچی مغیلان کوہ پیکر روتا پیٹتا پلٹا کہا یا خداوند آج ایسا ساحر مارا گیا کہ جسکا مثل نہ تھا اب مین خود سحر تیار کرتا ہون اگر بسبب حرز ہیکل حمزہ بچ بھی جائے تو سارا لشکر تو اسکا تباہ ہو جائیگا اول تو حمزہ پر وہ بلائین نازل کرون کہ خود حمزہ گھبرا جائے پریشان ہو خود حرز ہیکل اتار کر پھینکدے اگر بچ بھی گیا تو غم مین اپنے احباب کے سر ٹکرا کے مریگا یہ کہکے مغیلان داخل ہو مخانہ ہوا سحر تیار کرنے لگا کچھ ابر سحر بنائے آسمان پر

ہیجد بے کچھ پانی برساکے غرق زمین کیا یہ تو ان باتون مین مصروف ہو خواجہ تلاش مین اسم اعظم کی
نکلے ہین کہ پرچہ کاغذ کا گود مین گرا طرف سے یاسمن کے تحریر ہو کہ خواجہ جلد میرے پاس آئیے خواجہ تو
یہانسے چلے گو مغیلان کا احوال سنیے کہ تین دن جب اسکو بے آب و دانہ گذرے سحر تیار کر رہا ہو کہ
سالوس کا نامہ آیا اُسمین مرقوم تھا ای مغیلان یہ بھی دریافت کرو کہ ہماری طرف سے کون ملا ہو کون
خبر پہونچاتا ہو کوئی خبر ہمارے گھر کی نہین چھپتی اُس اضطرار مین مغیلان نے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا
آواز دی ای طائر طلسمی مجکو خبر دے قدرت کیا پوچھتے ہین زمین شق ہوئی ایک طائر پیدا ہوا کاندھے پر
آکر مغیلان کے بیٹھا مغیلان نے پشت و پہلو پر طائر کے ہاتھ پھیرا پوچھا ای طائر سامری خداوند
کیا فرماتے ہین یہ کیا راز ہو ہم لوگون مین سے کون مسلمانون کا دمساز ہو طائر نے قہقہہ مارا کہا ای
مغیلان کیا پوچھتا ہو صاحبزادیون نے گھر کے گھر برباد کیے ابلیس خود پرست ایسا خداوند کہ
جسکے اعتقاد سے ملک کے ملک معمور تھے وہ کس ذلت و رسوائی سے مارا گیا سوائے حسرت دیاس
کے کیا ہاتھ آیا بی ناہید قمر طلعت یاسمن گلگون پوش دختر جیحون ان دونون نے سب
راز کھولے ایک عمرو پر عاشق ہوئی ایک حمزہ پر جان دیتی ہو سراسر حماقت ہو حمزہ کبھی ساحرہ
کو قبول نہ کریگا جب سحر سے تائب ہون موافق اُنکے مذہب کے کلمہ پڑھین تب وہ شاید قبول کرین
ورنہ وہان تک گذر کہان مگر تمھاری بربادی کی صورت درپیش ہو اُنکو گرفتار کرو تب راز چھپے مغیلان
یہ خبر وحشت اثر سُنکر ایسا جھلایا کہ باہر نکل آیا اُسی حال مین خون خوک سے نہایا لختے خون کے
جسم پر جمے ہوئے صورت ہیبت ناک بھبوک سے شکم و پشت ملا ہوا سالوس اُٹھ کھڑا ہوا کہا ای
قوت بازو خیر تو ہو تم اسوقت اس حال سے کیون آئے ہو مغیلان نے کہا یا خداوند کیا غلام
سحر تیار کرے جو ہم ارادہ کرتے ہین پہلے مسلمانون کو خبر پہونچ جاتی ہو بی ناہید و یاسمن کو جلد
گرفتار کرائیے ایک صاحب عمرو پر عاشق ہین آپ کی صاحبزادی حمزہ پر جان دیتی ہین یہ سُنکر
سالوس شرما گیا سنجاب جادو کہ وزیران سلطنت سے ہو حکم دیا ای سنجاب جاؤ ان دونون کو
گرفتار کرکے لاؤ سنجاب بارہ ہزار فوج لیکر چلا یہ دونون شاہزادیان رو رہی ہین یاسمن
کہتی ہو کیون بُوا ناہید رہائی اسم اعظم کی کوئی صورت نہ ہوئی ناہید نے کہا بُوا وہان تک سلی
مشکل ہو مادر مہربان بڑی حفاظت کر رہی ہین وہان رسائی نہین ہوتی اب یہ سحر ایسا تیار ہوتا ہو
کہ اہل اسلام کا بچنا دشوار ہو خدا کرے خواجہ عمرو جلد آئین کہ اُنسے حال مغیلان کا بیان کیا جائے
اگر اُنسے ہوسکے تدبیر کرین ورنہ اس سحر مین سب کا خاتمہ ہو تڑپ تڑپکر مرینگے کیا لطف زندگی یاد کرینگے نظم

گو طوق پڑا بوجھ مگر تن نہین رکھتا
یہ اشک وہ موتی ہو کہ روزن نہین رکھتا
گلشن کیطرح داغ مین رکھتا ہون ہزارون
دانہ کی تمنا ہو وہ خرمن نہین رکھتا
اب کام پڑا اُس دل بیدرد سے ہمکو
خاصیت بُت ایک برہمن نہین رکھتا

کیا خوب گریبان ہو کہ دامن نہین رکھتا
وہ رنج اُٹھائے ہین کہ فردائے قیامت
ہا ہیرسے داغ ایک بھی گلشن نہین رکھتا
بنکر کمر یار نہان ہون مین نظر سے
بھولے سے بھی جو رغبت شیون نہین رکھتا
ہر لحظہ ہو اک گردش نو مثل تصور

ہین فوسوسہ رشتہ و سوزن نہین رکھتا
جینے کی تمنا بس مردن نہین رکھتا
ہو جاتے ہین آنسو مری آغوش مین دریا
تکلیف کی امید بھی دشمن نہین رکھتا
صحبت کو اثر ہو یہ یقین کیجیے کیونکر
مین ایک جگہ صورت مسکن نہین رکھتا

کب سینۂ سوزان مین بھڑکتے نہین شعلے جز شمع کوئی قامت روشن نہین رکھتا	اکس روز مین کیفیت گلشن نہین رکھتا اکروٹ بھی بدلنے کی نہین جا ہی نسیم آہ	ظلمت کدۂ دہر مین کیونکر ہنو ممتاز مرکر بھی مین آسایش مدفن نہین رکھتا

ایک لونڈی دوڑی ہوئی آئی عرض کی واری ذرا کوٹھے پر چلکے دیکھیے چہار طرف سے آپ کا باغ گھرا ہوا ہی سب طرف سے فوج آتی جاتی ہی ارے کیسی فوج یہ کہکے ملکہ دوڑی کوٹھے پر سے آکر دیکھا سنجاب جادو نے سارا باغ گھیر لیا ہی کوئی گوشہ نکلنے کا باقی نہین ہی بس ملکہ رونے لگی اُسی حالت مین کوٹھے سے اُتری کہا لو بوا ہماری بغاوت کھلگئی فوج نے گھیر لیا اب کہو کیا ارادہ ہی چپکے چلے چلین یا لڑین یاسمن نے کہا بوا دونون طرح خرابی ہی اگر لڑکر گئے نام رہیگا یونہین جانے مین اور زیادہ خرابی ہی خاص شہر مین سے لڑائی ہونا لڑنے مین یہ بھی گمان ہی لڑ بھڑ کر نکلجائین تا بصاحبقران پہونچین تقدیر رسائی کرے مگر اپنے بخت واژون و طالع نگون سے یہ امید نہین ہی کنیزین دیوارین کود کود کر بھاگنے لگین باہر جاکر گرفتار ہوجاتی ہین مگر بدحواسی ہی چالیس کنیزین کہ جو ثابت قدم تھین سحر سے بھی محرم تھین ٹھہر گئین کہا واری ہم آپ کے ساتھ ہین آپ جس سے لڑینگی ہم بھی اُس سے لڑینگے کہ ایک سوار نے دروازے سے پکارا کہ سنجاب جادو ارشاد فرماتے ہین ملکہ یاسمن و ملکہ ناہید کو خداوند نے طلب فرمایا ہی اگر لڑنے کا ارادہ کیا تو ہمکو قتل کرنیکا حکم ہی عرض کرو کہ آپ نور چکیدۂ خالص قدرت ہین آپ سے ہمین بے ادبی کرنا جائز نہین ہی اب حکم خداوندی ہمکو صاف صاف ملا ہی سنجاب جادو وزیر صاحب حکم صاف صاف لیکر آئے ہین ہم لوگ تامل نہ کرینگے ملکہ نے کہا وزیر جھک مارتا ہی ایک کنیز نے بڑھکر اشارہ کیا اُس سوار کا سر کٹکر گر پڑا اب تو فوج نے بلوہ کیا دونون نے گاتیان باندھین جو اندر آیا اُسکو مارا تیر سحر کے چلنے لگے نرگس شہلا نے آنکھین نکالین سنبل نے دام زلف مین پھنسایا چراغ لالہ روشن تھا شمع حیات عدو کو جلایا ہزار دن مر کر گرے دونون تڑپ تڑپ کر گر رہی ہین چالیس کنیزین دو شاہزادیان اتنے بڑے بلوے کو روکے ہوئے ہین جو جس غول پر گری مجمع کو درہم و برہم کردیا سنجاب جادو نے جو یہ دیکھا کہ چہارم لشکر تباہ ہوگیا کوئی ساحر مُنھ پر نہین چڑھتا دونون جھوم رہی ہین جسپر گرین اُسکے دو ٹکڑے کیے بجلیان ہین کہ کڑک رہی ہین اسنے ایک سوار کو حکم دیا کہ جاکر خداوند سے عرض کرو کہ نور چکیدۂ قدرت کا گرفتار ہونا مشکل ہی پانچ ہزار آدمی قتل ہوچکے ہین ابھی غلام نے سحر نہین کیا کیا حکم ہوتا ہی یا قدرت کچھ تدبیر کرین یا غلام بے ادبی کرے سوار پہونچا سالوس دربار مین ٹہل رہا ہی بیٹی کی محبت مین بیقرار ہی بعض سے کہتا ہی یار دمغیلان نے یہ بات تو بالاعلان کہی مجکو اُسنے ذلیل کیا اُس غصے مین حکم دیدیا مجکو اس بات کا یقین نہین آتا ہی اکثر شادی کے پیغام آئے اُسنے نامنظور کیا وہ تو مردوں کے نام سے جلتی ہی روکے روٹی مانگتی ہی اتنی بڑی گستاخی اُس سے کیونکر سرزد ہوئی لیکن اگر بگڑ جائیگی تو سب ساحرون کو مشکل پڑیگی اسکی مان نے اسکو بہت تعلیم کیا ہی یہ فکر تھا کہ سوار سامنے آکر پہونچا گڑگھبرایا ہوا اسکا بھائی مارا گیا ہی آنکھون سے آنسو بہتے ہوئے سینہ کوٹتا ہوا پکارتا ہوا یا خداوند غضب ہوگیا ہرچند ملکہ کو ہم لوگون نے سمجھایا لیکن وہ نہین مانتی ہین

فرماتی ہین مین لڑکر مرجاؤنگی مگر بذلت گرفتار نہ ہونگی پانچ ہزار آدمی مارے گئے چالیس کنیزون نے
ملکہ کا ساتھ دیا ہی مثل برق تڑپ رہی ہین مغیلان ہو محالے سے نکل آیا بکتا ہوا کلمات سخت
بمقدمہ ملکہ ناہید کہتا ہوا کہ ایسی بدکار کو بذلت سر دربار بلانا چاہیے جسنے ہمارے اور آپ کے
قتل پر کمر باندھی یہ اُسکو افسوس نہ آیا کہ اپنے باپ کو قتل کرانا چاہا تھا مین نے یہ بھی دریافت کر لیا
کہ ابھی میرے سحر کامل کی خبر افشا نہین ہونے پائی اگر یہ بچ جائیگی ضرور خبر پہونچائیگی مغیلان کی
سالوس خاطر بھی کرتا ہی دل تو بیقرار ہوگیا مگر خاموش ہی مغیلان سوار ہوا مغیلان کا چلنا
اور لشکر مین ہنگامہ ہوا سوار و پیدل تیار ہونے لگے ہر چند یہ کہتا ہی یارو تم سبھون کا کیا کام ہی
سوار و پیدل کہتے ہین اپنے افسر کو اکیلا نہ چھوڑینگے باغ کا مال لوٹینگے دختر خداوندی حقیقت
مین خود پسند ہی باغ مین بڑا روپیہ ہوگا لاکھ اسنے روکا مگر ستر ہزار ساحر تیار ہوکر اسکی پشت پر
چلے مغیلان اژدر آتش فشان پہ سوار ہوا لشکر لیکر چلا قضائے کار خواجہ عمرو جو طرف باغ ملکہ
کے چلے تھے خیال مین گذرا لشکر سالوس کو بھی دیکھ لین ایک فقیر کی شکل بنے ہوئے ہو حق کرتے ہوئے
لشکر مین دیکھا عجب مہلکہ ہی سوار و پیدل چلے جاتے ہین خواجہ عمرو نے ایک سے پوچھا بابا یہ
لشکر کہان جاتا ہی ایک شخص نے کہا شاہ صاحب ایک غریب عورت پر چڑھائی ہی فوج کی بیچاری
ہی عمرو نے پوچھا کون کہا دختر سالوس کا حال کھلگیا بس عمرو گھبرایا کنارے کنارے چلا مگر
سوچتا ہوا کہ کیا تدبیر کرون فوج تو نکلگئی یہان ملکہ اندر باغ کے لڑ رہی ہی ادہا لیان لشکر
سنجاب بیتاب و بیقرار ہین دور سے سحر کر رہے ہین ملکہ جواب دیتی ہی کہ ہنگامہ ہوا بڑھکر
ایک سوار نے آواز دی ملکہ اب بہتر ہی کہ چلی چلو مغیلان کوہ پیکر آتا ہی آتے ہی کانٹے بچھا دیگا زمین
و آسمان ہلا دیگا کئی سی نقارہ بجا ملکہ نے بنگاہ یاس طرف یاسمن کے دیکھا کہا لو بوا مغیلان خود
آتا ہی اور زیادہ نام کی بات ہی اگر گرفتار بھی ہوئے تو نام تو رہجائیگا ہر شخص یہی کہیگا کہ ناہید
نے اپنی آبرو کا پاس کیا بقول شخصے اوکھلی مین سر دیا دھمکون سے کیا ڈرنا اور دو رنج و غم کو دل
مین جگہ ہی عیش و راحت سے دور ہوئے راحت و آرام سے مجبور ہوئے نظم

زخم کو ناخن سے چھیڑا درد دل جب کم ہوا
شب گذشتی ہی یہ دہ دار عشق محو غم ہوا
میرے حق مین التفات انکھین بھی سم ہوا
اور دو دل زخم جگر کو انسے ایذا تھی مگر
تھا جو شادی مرگ ہنس ہنس کر مرا ماتم ہوا
عمر کاٹی آرزوے وصل جانان مین صنم

موسم پیری مین اپنا کچھ عجب عالم ہوا
رگ رگ مین آہنی مزاج آرزو برہم ہوا
رات بھر دیکھا تماشا ہمنے برق و ابر کا
ترک صحبت جسنے کی آخر کو اُسکا غم ہوا
پھر وہی سامان ہوا رہتا تھا جسکا ہمکو خوف
کیا کہون کیونکر بسر کی کیا مرا عالم ہوا

مین وہ ایذا دوست تمہاری لعنت سے جگو غم ہوا
جسقدر بڑھتا گیا سن ہر ارادہ کم ہوا
جان لی یا دلب شیرین نے تیری ای صنم
آہ کے شعلو نسے جب دود جگر با ہم ہوا
زخم پر زخم کھائے سینون پہ اہل بزم کے
پھر مزاج زلف جانان اندنون برہم ہوا

یاسمن نے کہا حضور مرنا ایک دن
ضرور تھا لاابتر کے مرے مگر افسوس ہی کہ ہمارا نامہ نہین معلوم پاس شہنشاہ اوج عیاری کے پہونچا یا نہین
پہونچا ملازمان مغیلان جو باغ مین گھسے باغ پائمال ہونے لگا بدعت باغبانان فوج دیکھکر نرگس نے آنکھین بند کین
سنبل نے بال کھولدیے چشم نرگس سے آنسو بہنے لگے شمشاد با بگل ہیتے کف افسوس ملتے ہین شاخین
دست ہوس چھپناے سرسبز و شاداب پائمال عندلیبان خوشنوا کو رنج و ملال قمریان صداے آہ دیتی ہین

نخلہاے سرو جوگرے گویا نشان باغ مٹا علم آہ بلند ہوا صیاد و گلچین کی بن پڑی عندلیبان خوش نوا کو
پھنسانے لگے گلچین نے جھولیان بھرلین صیاد دام بردوش بلبل خاموش ملکہ ناہید نے جو بدعت فوج
مغیلان دیکھی دس بارہ کنیزین بھی قتل ہوئین لاشے اُنکے چمنستان مین گرے ہر در و دیوار سے
رونیکی صدا آتی ہی صبا خاک اُڑاتی ہی ملکہ نے سحر تیار کیا کہا لو بوا ان کانٹون مین یہ پھنسے ہمارے
حال پر گلہاے خود رو ہنستے ہین مگر افسوس خواجہ نے ہماری خبر نہ لی کہ مغیلان کوہ پیکر سحر کرتا ہوا
اژدر آتش فشان اُڑا کر آیا پکار کر آواز دی ای ناہید و یاسمن سرکشی موقوف کرو خدمت مین
خداوند کے چلو یقین ہی خطا معاف ہو جائے تمھارے ہاتھ سے بہت سے لوگ قتل ہوئے جب سحر کرونگا
زمین ہلا دونگا تم دونون کا گرفتار ہونا دشوار نہین ہی ایک سحر مین سحر فراموش ہوگا دریاے
حیرت کا جوش ہوگا خود فریاد کروگی دوڑی ہوئی چلی چلوگی یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ آپ نور چکیدۂ
قدرت ہین ہمکو بڑا پاس ہی ایسا نہ ہو کہ ہمسے بے ادبی سرزد ہو ملکہ نے جواب دیا کہ ای مغیلان
ہم یہ خوب جانتے ہین کہ ساری تیری آتش افروزی ہی قدرت کی دلسوزی ہی اب یہ کیفیت ہی
کہ فوج مغیلان و سنجاب چہار جانب سے گھیرے ہوئے ہی مغیلان کوہ پیکر اور ملکہ سے
باتین ہو رہی ہین تیس کنیزین دونون شاہزادیان گاتیان باندھے ہوئے لتھے خون کے سینے پر
جمے ہوئے نیچے سے خون ٹپک رہا ہی کنیزین گرد حاضر ہین اشارے کی منتظر ہین مغیلان نے بہت
منت و خوشامد کی ملکہ نے کہا ای مغیلان کوہ پیکر ہمپر سراسر تہمت ہی ہم امیر و عمرو کو نہین جانتے
مغیلان نے کہا یہ عذر آپکا اب قابل سماعت نہین ہی مجکو طائر سامری نے خبر دی ہے
اب اسکو کون جھوٹ کہہ سکتا ہی ہمنے جو دریافت کیا طائر سامری نے صاف صاف کہدیا
مگر ہان تمھارا توبہ کرنا پیشگاہ خداوند قبول ہوگا یہ بھی ہمکو طائر نے خبر دی کہ ان شاہزادیون
کے گوہر عصمت پر زوال نہین آیا ہی قدرت کی خطا معاف کرنے کو یہ نکتہ کافی ہی ملکہ نے کہا تم
بکے جاؤ ہم جواب دیتے ہین کہ جو تمسے ہو سکے وہ کرو ہم اصلاح کے خواہان نہین ہین جو تمسے ہو سکے
وہ کرو مغیلان نے جھولی پر ہاتھ ڈالا چاہتا ہی کہ ملکہ پر سحر کرے ملکہ بھی آمادہ ہوئین تمام فوج نے
بھی قصد کیا ہی کہ ملکہ پر جا پڑین کہ ایک آواز ہیبتناک آئی قریب تھا کہ ساحرون کے کلیجے
پھٹ جائین نعرے مین آواز تھی ای کفاران بیحیا و ای نابکاران پر دغا منم خداوند سالوس
سر اُٹھا کر مغیلان کوہ پیکر نے دیکھا تخت پر خداوند سوار منھ مین کوئی نلکی دبائے ہوئے اسطرح
کی آواز دیتے ہین کہ زمین تھراتی ہی ایک جامہ پہنے ہین کبھی سبز کبھی سرخ کبھی اودا دمبدم
رنگ بدلتا ہی تاج یاقوتی سر پر اُسمین گوہر شبچراغ نصب چھوٹ پڑتی ہوئی آواز دی او مغیلان
کیا کرتا ہی خبردار نور چکیدۂ قدرت پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ انقلاب زمانہ کر دونگا لاشون سے
میدان بھر دونگا مگر ملکہ ناہید قمر طلعت نے جو باپ کو آتے ہوئے دیکھا خوف سے تھر تھر
کانپنے لگی مغیلان سے تو سالوس نے یہ کہا اور ملکہ سے آنکھ ملا کے آواز دی کہ ای نور نگاہ
یہ کیا سرکشی ہی خبردار اگر سحر کیا تو جلا کر خاک کر دونگا یاسمن تو گھبرا گئی ہونٹھ کاٹنے لگی سحر
فراموش بیتاب و بیقرار گھبرا کر کہا لو بی بی غضب ہوا خود خداوند آگئے ناہید بھی خاموش

تخت اُڑتا ہوا قریب آیا قدرت تخت سے کود سے کہا ای ناہید اس وقت قدرت عرش معلےٰ پر
جلوہ فرماتھے کہ فرشتگان مقرب نے خبر دی کہ آپ کی دختر پر جفائین ہین مغیلان کو وہ بیکہ جاتا ہی
ہمنے زمین پر ملاقات کی قدرت یون جلوہ دکھاتے ہین کہ عرش اعلےٰ پر بھی جاتے ہین زمین پر
گندے بندون سے ملاقات کرتے ہین قدرت ہر جگہ موجود رہتے ہین دیکھو یہ عطر بہشت سونگھو
اترانا نہین عرش اعلی کی سیر کرائینگے یہان مغیلان وغیرہ مع اسکی فوج والے اس تماشے کو
دیکھ رہے ہین مغیلان کہتا ہی آمنا وصدقنا دیکھو یارو یہ خداوند ہین ہمسے زمین پر ملاقات کرتے ہین
آپ عرش اعلی پر رہتے ہین دیکھیے ابھی تشریف لائے ہین کبھی اس ہیئت سے خداوند کو نہین دیکھا تھا
جامہ اتنی دیر مین کتنے رنگ بدل چکا اس جامے کو دیکھکر یہ خیال آتا ہی کہ گرد فرشتون کے بھی
جمگھٹ ہین قدرت کا ہیکو گرگٹ ہین بعض کہتے ہین منھ مین تیان مارو ایسی بات نہ کہو قدرت
کو گرگٹ سے مثال دیتے ہو قدرت کی کیا بات ہی ہر فعل انکا کرامات ہی ایسا لباس کسی کو
نصیب ہی دیکھو سنائے کی آواز آتی ہی فرشتے اُڑ رہے ہین دہان قدرت نے شیشی عطر کی نکالی
دماغ سے ملکہ ناہید کے لگا دی جیسے ہی بو اُسکے دماغ مین پہونچی سر پکڑ کر بیٹھگئی وہی شیشی
دماغ سے یاسمین کے لگا دی کہا لو جیحون کو قتل کرایا دریا سے مگر بہا یا یاسمین بھی سونگھتے ہی
بیٹھگئی آنکھین بلا سی نکل آئین کنیزون کے ہاتھ پر بھی قطرے ٹپکا دیے کہا لو تم بھی مقبول ہوئین
سب عورتین بجاؤ گی بڑے مرتبے پاؤ گی سبھون نے خوشی خوشی عطر سونگھا اب قدرت نے جسکو اُٹھایا
کمر تک لائے وہ غائب ہوگئی مگر زبان سے فرماتے جاتے ہین ای فرشتو لیجاؤ تیس کنیزین وشاہزادیان
جو کمر کے پاس آکر غائب ہوئین اعتقاد سالوس پرستان اور قوی ہوا سالوس اُچلکر تخت پر آیا
پکار کر آواز دی ای بندگان من سجدہ برو ید قدرت جاتے ہین فرشتے تخت اُٹھاینگے جس کسی کی
نگاہ فرشتے پر پڑ جائیگی جلجائیگا سب واسطے سجدے کے جھک پڑے قدرت جھپٹ کر گرے
تاج سب کے سرون سے لیے ایک لات بھی ماری اور آواز بھی دی ارے فرشتون سے
بچو آنکھ نہ کھولنا بڑی دیر کے بعد آواز دی آنکھین اپنی اپنی کھولدو قدرت گئے اب جو سب نے
آنکھین کھولین اپنے اپنے سر ننگے پائے کوئی کہتا ہی کمر سے روپے غائب ہوگئے کوئی کہتا ہی جنیو
مین انگوٹھی بندھی تھی کیا ہوگئی ایک ہنگامہ ہی مغیلان کہتا ہی یارو خیر ہوئی جو کچھ گذری گذری
چلو پلیٹ چلو یہین تک خیر گذری اگر فرشتے اُٹھا کر لیجاتے تو کیا کرتے اگر جہنم مین ڈالدیتے تخت تو
غائب ہوگیا باغ کو لوٹا پامال کیا مغیلان وسنجاب بیٹھے ٹمکتے ہوگئے کہ یارو آج کرامت خداوندی
ہمپر ظاہر ہوئی وہان فرشتون کو کس شکل سے صورت دکھاتے ہین اور یہان کیونکر آتے ہین وجد
کرتے ہوئے چلے یہان سالوس مہیدری سے پریشان ہی اور زیادہ باعث پریشانی کا یہ ہوا
کہ میان خوش نظر خواجہ سرا یہ حال دیکھکر روتے ہوئے اندر محل کے آئے ملکہ گلشن نیرنگ ساز
تشریف رکھتی ہین گرد انیسین جلیسین جمع ہین کہہ رہی ہین صاحبو آج میرا خود بخود دم گھبراتا ہی
دیکھون فلک شعبدہ گر کیا رنگ دکھاتا ہی دیکھا میان خوش نظر خواجہ سرا شملہ سر سے دے مارا ہی
گریبان چاک کیا ہی منھ پر خاک ملی ہی روتے ہوئے چلے آتے ہین گلشن نے گھبرا کر پوچھا کیون

خبیر تو ہی عرض کی داری کیا عرض کرون وہ زبان کہان سے لاؤن جس سے عرض کرون کاشکے نابینا ہوتا یہ ہنگامہ اپنی آنکھون سے نہ دیکھتا گلشن نے کہا میان صاحب بیان تو کرو تمھارے رونے سے میرا دل ٹکڑے ہوتا ہی کہا بی بی یہ ملعون مغیلان کوہ پیکر جو آیا ہی خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے کیسے کیسے ساحر اسکے مارے آج حرامزادے نے طائر سامری کو بلایا نہین معلوم کہانکا جانور تھا اُسنے یہ کہا کہ ملکہ ناہید حمزہ صاحبقران پر عاشق ہین اور یاسمن دختر جیحون خواجہ عمرو پر جان دیتی ہین اُسنے صاف صاف آکر قدرت سے کہدیا قدرت نے سنجاب جادوگو روانہ کیا وہ آتشخو نازک مزاج اپنے باغ مین تھی تقریب ملاقات مین یاسمن بھی آئی ہوئی تھین فوج نے جو بلوہ کیا پانچ ہزار ساحر ملکہ نے مارے اب خود مغیلان گیا ہی سنتے ہین کہ بڑا ساحر زبردست ہی حضور کو یاد ہوگا مین نے کس ناز و نعم سے پرورش کیا ہی میری بھولی بچی عشق و عاشقی کو کیا جانے ناحق کی اُنپر تہمت لگائی ہی اگر وہ گرفتار ہوکر آئین اپنی جان دینگی اول تو وہین سے وہ زندہ نہ آئینگی اگر مجبور کرکے پکڑا لو یہان آکر جان دینگی یہ خبر وحشت اثر سُنکر گلشن نیرنگ ساز پیٹنے لگین کہ ہی ہی میری بچی پر یہ آفت وہ بھولی بھالی رو کے روٹی مانگنے والی اُسپر یہ جفا ارے بھڑوے سالوس کو تو بلاؤ مین پیٹ کر گھر سے نکلجاؤنگی اپنی جان دیدونگی بازار مین بیٹھکر اس بھڑوے کے مُنھ مین کالک لگاؤنگی اس بھڑوے نے کیونکر حکم دیا ناظر دوڑا ہوا سامنے سالوس کے گیا کہا یا خداوند جلد گھر مین چلیے ملکہ نکلا چاہتی ہین سالوس نے کہا ارے کیا ہوا کہا حضور مغیلان کوہ پیکر کے جانیکی خبر ملکہ کو پہونچ گئی وہ پیٹ رہی ہین سالوس یہ سُنکر دوڑا محل مین آیا اور ہاتھ جوڑنے لگا کہا ملکہ میرے پاس آنے دو مین فوراً اُسکی خطا معاف کرونگا تمھارے پاس پہونچا دونگا ملکہ نے کہا صاحب مغیلان نے فقرہ بنایا ہی کیسا طائر سامری ہم بھی طائر سحر بلاکر یہ کہوا دین کہ مغیلان مسلمانون سے ملگیا زمین آواز دے آسمان سے صدا آئے سالوس نے کہا مین ابھی جاکر فوج کو بلائے لیتا ہون ملکہ نے کہا ہمارا محافہ لگاؤ ہم اپنی بیٹی کو آپ لے آئینگے یہ مصیبتین اُٹھاکر سالوس باہر آیا ہی ملکہ گلشن نیرنگ ساز کا محافہ آراستہ ہو رہا ہی کنیزین تیاریان کر رہی ہین سالوس سناٹے مین باہر نکلا خاموش کھڑا ٹہل رہا ہی کسی سے کلام نہین کرتا جورو سے اپنی بہت ڈرتا ہی خوف ہی کہ وہ باہر نہ نکل آئے یہ بدصورت وہ حسین وجمیل کہ سامنے سے دیکھا مغیلان کوہ پیکر اور کل فوج ایک جانب سنجاب جادو یہ سب غل مچاتے ہوئے کہ یا خداوند تیرے صدقے قدرت کے نثار آج کیا کرامت دکھائی ہی ایک مسلمان نہین اگر لاکھ مسلمان آئین تو کیا کرسکتے ہین جسدن آپ کا جی چاہیگا سب کو دیوانہ بنادینگے سنگ سیاہ کردینگے یہ سُنکر سالوس حیران ہوا کہ یہ سب کیا کہتے ہین مغیلان و سنجاب دوڑکر قدمون سے لپٹ گئے اور کہتے تھے یا خداوند تیری کرامت کے صدقے کیا کیا کرامتین تیری ہین عرش اعلیٰ پر جانا فرشتون کو صورت دکھانا ہمارے سامنے اور شکل مین آنا سالوس نے کہا ارے کیا ہوا بیچیاؤ میری بیٹی کو کیا کیا اگر اُسکا ایک موے جسم میلا ہوا سب کو جلاکر خاک کردونگا صاف صاف کہو یہ کیا بیہودہ بک رہے ہو مغیلان کوہ پیکر نے کہا یا خداوند مین پہونچا پہلے مین نے ملکہ کو

خوب سمجھایا جب اُنھون نے نہ مانا تو مین نے قصد کیا سحر کرون آپ آسمان سے تخت اُڑاتے ہوئے
آئے ملکہ کو مع کنیزون آسمان پر لیگئے ہم سب کے تاج فرشتون نے لے لیے مگر محتاج نہ ہوئے دل
باغ باغ ہین سالوس حیران ہو گیا کہ یہ کیا کہتے ہین دل سے کہتا ہی مین عرش اعلیٰ پر کہان جاتا ہون
پہلے آسمان تک بھی مین نہین جا سکتا ساتون آسمانون کا طی کرنا کیسا تیز رفتار سے کہا ای تیز رفتار
ذرا کنارے آ مین تجھسے کچھ کہونگا سب کے سامنے سر ہلا دیا کہ ہان سچ کہتے ہو اپنے مقام پر
جاکر اُترو اب اس کرامت کو زیادہ مشہور نہ کرو ایسا نہ ہو مسلمان آگاہ ہو کر سالوس پرست
ہو جائین قدرت کو منظور ہی کہ انگوتر سا تر سا کر مار دین تیز رفتار جو کنارے آیا سالوس نے
کہا ای تیز رفتار ای شاطر نامدار جو کچھ یہ لوگ بیان کرتے ہین کچھ سمجھ مین نہین آتا تو جانتا ہی کہ قدرت
یہانسے کہین نہین گئے فوجین بھیجکر دربارگاہ پر ٹہل رہا ہون عجب معرکہ یہ لوگ بیان کر رہے ہین
تیز رفتار نے منہ پیٹ لیا کہا یا خداوند آج عمرو غضب کی عیاری کر گیا مشہور ہی کہ اُسکے پاس تخت
زبرجدی ہی وہ تخت ساختۂ حکمایان اشراقین ہی اور یہ تو سب جانتے ہین کہ اُسکے پاس زنبیل ہی
وہی اُسکے مقدمات کی کفیل ہی تخت اُڑاتا ہوا آیا آپ کی شکل بنا تھا ملکہ کو مع کنیزون زنبیل مین ڈالکر
لیگیا دیکھیے غلام جاتا ہی خبر لیکر فوراً آتا ہی سالوس نے یہ خبر آکر گلشن سے کہی کہا صاحب زبانی
تیز رفتار کے معلوم ہوا کہ عمرو عیاری کر گیا ملکہ ناہید اُسی کے ساتھ گئین اب تم باغ مین
جاکر کیا کروگی باغ پامال پڑا ہی باغ تو ملازمان مغیلان نے لوٹ لیا خود بھی حرامزادے لٹے تاج و
کلاہ کسی کے سر پر نہین ہی سب روتے پیٹتے آئے ہین گلشن نے کہا میرے دل کو کیونکر تسکین ہو سالوس
نے کہا مین نے تیز رفتار کو بھیجا ہی مغیلان کا سحر تیار ہو گیا ہی کل وہ حرز ہیکل بھی لیگا اور تمام
لشکر کو ایک سحر مین مبتلا کرے بلا کریگا سب بیہوش ہو کر گرینگے تیز رفتار بھی مفصل خبر لیکر آئیگا اگر
وہان بھی ہونگی باعزاز بلوائینگے جو کچھ ہوا وہ ہوا اُسکا ذکر بھی زبان پر نہ لائینگے صبح کو قیامت
برپا ہوگی ملکہ تو خاموش ہو ہین سالوس آکر تخت پر بیٹھا مغیلان بلبلاتا پھرتا ہی کہ یارو تیار ہو
کل صبح کو مسلمانون کا مال لوٹو سب خزانے قبضے مین کرو بڑے خزانے ساتھ ہین ملک ابلیس کے ستائے ہین
لوٹ کر آئے ہین تمام فوج مین اسکے کہا گہمی ہو رہی ہی شام کو خدمت سالوس مین آیا کہا یا خداوند
طبل جنگی بجوائیے سالوس کو وہ حیرت ہی کچھ بات نہین کرتا مجبوری حکم دیا کہ طبل جنگی بجے یہان
حمزہ صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ آج لشکر سالوس
مین عجب طرح کا ہنگامہ ہی مغیلان کوہ پیکر وسنجاب جادو فوج لیکر گئے ہین اُسکی مٹی پر ہمت
بگڑی ہی کہ وہ بندگان عالی پر مائل ہی صاحبقران نے گھبرا کر فرمایا اگر اسکو ہمسے محبت ہوئی تو
مطیع اسلام بھی ہوئی ہوگی مین خود اُسکی مدد کو جاؤنگا یہ کہکر باہر نکلے مقبل سے کہا گھوڑا
لاؤ چاہتے ہین کہ سوار ہون کہ دیکھا تخت زبرجدی پر خواجہ عمرو سوار ہنستے ہوئے آسمان سے
چلے آتے ہین وہین سے پکارتے ہوئے اوا میر منم خداوند سالوس آج دل مین آیا کہ قدرت نمائی کرون
صاحبقران نے قبضے پر ہاتھ ڈالا عمرو نے بائین آنکھ کا تل دکھایا صاحبقران ہنس پڑے
بہرام نے کہا لو آقا سحر مین سالوس کے پھنس گئے یا تو غصہ کرتے تھے ہنسنے کا کیا باعث ہے

امیر نے کہا واہی مکار ہی عمرو زمین پر آیا تخت زمین پر رکھا کہا آقا مین لٹ گیا کسی کام کا نہ رہا دو
صندوقچے جواہرات کے میرے پاس تھے وہ جلدی مین رہگئے مین ڈر کے مارے اُٹھا نہ سکا مین
یہی سوچا کہ میرا آقا مدد کریگا صاحبقران نے فرمایا مال بھی آپ نے لوٹا ہوگا وہکی لے لیجیے باقی
داخل خزانہ فرمائیے خواجہ عمرو نے اپنا مُنھ پیٹ لیا کہا حمزہ مین مرجاؤنگا تیری معشوقہ کو لایا ہون
تیس کنیزین بھی سردارون کے ہاتھ بیچونگا اور ملکہ ناہید قمر طلعت کا مین نے بیعانہ بھی لے لیا ہی
ایک سوداگر لاکھ روپیے دیتا ہی کنیزون کو الگ بیچونگا اصل نقصان کا تو پورا ہونا دشوار ہے
جو دمڑی دھیلا مجائے وہی سہی صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ جائیے فروخت کیجیے مگر
سردارون نے کہا خواجہ ہم خدمتگزاری کو موجود ہین خواجہ عمرو نے چادر بچھا دیا کہا خدا
تم سب کو سلامت رکھے میری مشکل کے حل کرنے والے جو جس سے ہو سکے دیدے حب خیر
حبیب خیر اب چادر پر چھنا چھن روپیہ گرنے لگا انگوٹھیان چھلّے پیسا کوڑی سپاہیون سے
خدمتگارون سے فرماتے ہین یارو دو دو چار چار آنے سے پیش آؤ اس وقت مُنھ نہ چھپاؤ
ورنہ صبح کو مہاجن مجکو پکڑ لیجائینگے جلتی ہوئی اینٹون پر کھڑا کرینگے اوپر سے پانی چھڑکینگے ارے
چنّی لال نے ایک دن غضب کیا سینچہ گرم کرکے میری پشت پر رکھا یہی حال اب بھی ہوگا
اس ہنگامے مین تیز رفتار آکر پہونچا صاحبقران نے حکم دیا ای خواجہ شاہزادیون کو
خیمے مین داخل کرو عمرو نے کہا مین تو نہ دونگا چوک مین ایک کمرہ لونگا ایک سال مین میرا روپیہ
وصول ہو جائیگا صاحبقران نے کہا کیا بیہودہ بکتے ہو ایک بارگاہ استادہ ہوئی اٹھا لڑکے
دس ہزار روپیہ عمرو نے صاحبقران سے بھی لیے صاحبقران نے مقبل سے فرمایا
بھئی لا کر اسکو دو یہ تو بارے کا فقیر بنگیا عمرو نے اشارہ کرکے کہا کیسی معشوق پریچہرہ
لایا ہون سب بیبیون کو بھول جاؤگے اسی کے گھر مین پانی بھرا کروگے اور تو سب بیبیان
بیچاریان خاموش رہینگی گردیہ بانو اور بدیع الزمان آکر تمھاری گردن لینگی تو کیا کروگے
یہ کہتے ہوئے خواجہ عمرو بارگاہ مین گئے ملکہ ناہید و یاسمن کو نکالا فرش معقول پر بٹھایا
کنیزین حاضر کردین اب سب کو فتیلۂ رفع بیہوشی سُنگھایا سب کو ہوش آیا ملکہ ناہید نے
گھبرا کر کہا خواجہ ہم کہان ہین عمرو نے کہا ملکہ وہ سالوس بنکر مین ہی گیا تھا اب تم لشکر
صاحبقران مین ہو عمرو بخوبی سمجھا کر اسباب عیش ونشاط مہیا کرکے باہر آیا ایک طرف دیکھا
تیز رفتار بشکل خدمتگار کھڑا اُسکنی لے رہا ہی عمرو اُسکی پشت کی جانب چلا تیز رفتار بھی
سمجھ گیا کہ مجکو عمرو نے پہچانا گھبرا کر بھاگا عمرو نے کہا لینا یہ شخص جانے نہ پائے تیز رفتار
بلا کا دوندہ ہی اور تو سب رہگئے عمرو نے پیچھا نہ چھوڑا جب لشکر سے باہر نکل آگئے پلٹ کر
تیز رفتار نے کہا او ساربان زادے کہان آتا ہی کیا مجکو حلوہ سمجھا ہی آتا ہی تو آ مین تجھسے کچھ
کم نہین ہون یہان صاحبقران کو ہرکارون نے خبر دی کہ تیز رفتار برائے خبر آیا تھا اُسکا تعقب
خواجہ نے کیا صاحبقران نے کہا بیٹا برق ذرا بڑھکر خبر تو لینا برق فرنگی تڑپکر چلا یہان
خواجہ و تیز رفتار سے نیچہ چل رہا ہی تیز رفتار بھی جان دے رہا ہی کسی مقام پر جوکتا نہین

قضائے کار سہمان جادو ملازم مغیلان کوہ پیکر کہین جنگل مین سیر کو گیا تھا وہان سے پلٹتا ہوا آتا ہی
جھناٹے کی صدا جو کان مین گئی سر جھکا کر دیکھا خواجہ عمرو و تیز رفتار لڑ رہے ہین اُسنے پہلے سحر
تیز رفتار پر کیا تیز رفتار لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا عمرو نے چاہا بڑھکر سر کاٹ لون یہ سمجھے تھککر
گرا ہی سہمان نے پھر ہاش کے دانے پھینکے عمرو لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا سہمان آسمان سے
اُترکر زمین پر آیا حیرت مین عمرو کو دیکھ رہا ہی کہ کیون سہمان یہ وہی عمرو ہی کہ جو خداوند سالوس
بنکر آیا تھا کیا غضب کا جعل پھیلایا تھا خیال مین آیا مغیلان کوہ پیکر کے پاس لیچلون وہ اسکو
قتل کریگا زر دگوہر سے میرا دامن بھریگا کمر کے نیچے ہاتھ دیکر اُٹھایا کہ چادرہ بچھاؤن پشتارہ
باندھون لے نکلون کمر سے خواجہ کے ایک ڈبیا گری عقیق سرخ کی ہشت پہل صاف ظاہر ہی
کہ یاقوت احمر کی ہے اب پشتارہ اُٹھانا عمرو کا بھولا عمرو کو پھر زمین پر رکھدیا چادرہ بھی زمین
پر پڑا ہی دل سے کہتا ہی ایسی ڈبیا معقول خالی ڈبیا ہزار دو ہزار کی ہی اگر یاقوت احمر ہی
تو بیش قیمت ہی خداوند سالوس سے ایک ملک لونگا تب دونگا مگر اس ڈبیا مین کیا چیز ہے
بھاری معلوم ہوتی ہی یقین کامل ہی کہ کوئی الماس کی تختی ہی ہماری خوش بختی ہی خوشی خوشی ہاتھ
مین لیے پھولا جاتا ہی ڈبیا کو کھولنے لگا دیکھا ڈبیا مضبوط بند ہی دونون ہاتھون سے پکڑ کے
جھٹکا مارا کہ ڈبیا کھلی ڈبیا سے دھوان اُڑا تا بہ دماغ پہونچا دم سے بیہوش ہوکر گرا اب اس
صحرائے ہول خیز مین تیز رفتار بھی بیہوش ساحر مدہوش خواجہ بھی آنکھین بند دل درد مند
سحر مین ساحر کے مبتلا نہ یہان کوئی یار ہی نہ مددگار ہی کون کسکو ہوشیار کرے قضائے کار برق
پھرتا پھرتا ادھر آنکلا دور سے دیکھا تین آدمی بیہوش پڑے ہین اور ہمارے اُستاد بھی بیہوش
پڑے ہین جی مین کہتا ہی ارے برق یہ اُستاد ہی کا کام ہی کہ بیہوش ہونے پر بھی گرفتار کرین خدا
انکو سلامت رکھے یہ کہکے قریب اُستاد کے آیا دیکھا ڈبیا بیہوشی کی زمین پر پڑی ہی ڈبیا اُٹھاکر
برق فرنگی نے ریت مین چھپا دی سہمان کے ہاتھ مین چاندی کے کڑے تھے وہ بھی اُتار لیے
اب خنجر سے سہمان کا سر کاٹا اسکے مرتے ہی خواجہ نے آنکھ کھولی برق نے کہا اُستاد یہ کیا
معرکہ ہوا عمرو نے برق کے پٹے پکڑے اور کہا بچا یہ تو بتلاؤ کہ ڈبیا کہان ہی پلٹ کر دیکھا
ساحر کے ہاتھ مین کڑے نہین ہین اب تو عمرو نے ایک طمانچہ دیا کہا بچا اسکے ہاتھ کے کڑے کیا
ہوئے اس عرصے مین تیز رفتار بھی ہوشیار ہوا اسنے جو شاگرد و اُستاد کو لڑتے ہوئے دیکھا
اُٹھتے ہی بھاگا عمرو نے پکار کر کہا ابے ٹھہر جا کہان جاتا ہی بخدا مین برق کو منع کردونگا وہ بالکل
دخل نہ دیگا مین اکیلا لڑونگا تیز رفتار نے جواب بھی نہ دیا بھاگ کے نکلگیا خواجہ عمرو برق
کو پکڑے ہوئے سامنے صاحبقران کے آئے صاحبقران نے دیکھا کہ خواجہ برق کے
پٹے پکڑے ہوئے برق روتا ہوا کہتا ہی اُستاد اس قوم کے ساحر کڑے نہین پہنتے ہین ذرا
دریافت تو فرمایئے عمرو کہتا ہی ابے کڑون کو آگ لگے میری ڈبیا کہان گئی کئی ہزار روپئے کی تھی
کوہستان کی سیر مین ایک ٹکڑا عقیق کا پایا لکھنؤ بھیجکر دو ہزار روپیے بنوائی کے دیے برق
ہاتھ باندھکر کہتا ہی اُستاد وہ تیز رفتار کے ہاتھ مین تھی اُسنے اُٹھتے ہی اُٹھالی آپ کے

قدمون کی قسم مین جھوٹھ نہین بولتا ہون مین تو کبھی سچ بولتا ہی نہین عمرو کہتا ہو آقا آپ سنتے ہین
اسکی دیدہ دلیلی صاحبقران نے اپنے خزانے سے ڈبیا منگا کر دی کر ڈون گے بھی دس روپیے
امیر سے لیے اب کرسی ہا ہد پر بیٹھے مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے کہتے جاتے ہین آقا میرا
نقصان ہوا ویسی ڈبیا اب کہان ملیگی صاحبقران فرماتے ہین تو لائیے میری والی ڈبیا پھیر دیجیے
عمرو نے کہا خیر جو ملا وہی سہی اب وہ کہان ہو کہا جنون کے پاس پہونچگئی یہ ذکر تھا کہ جواسیسان
لشکر اسلام حاضر ہوئے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنائے
بادشاہی بجالائے **قطعہ**

الٰہی بخت تو بیدار بادا — ترا دولت ہمیشہ یار بادا
گل اقبال تو دایم شگفتہ — بچشم دشمنانت خار بادا

شہریار کی عمر دراز ہو سالوس کو تو آج بڑا قلق ہی مغیلان نے طبل جنگی بجوایا سحر اپنا تیار کر لیا لشکر بھی اُسکا آگے بڑھا ہی کل
صبح کو اُسکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آرائے نبرد ہو ملبلا رہا ہی کہ کل حرز ہیکل بھی صاحبقران کی
چھین لونگا کل لشکر کو شکست دونگا اپنے آپ سے باہر ہی تیز رفتار بیان برائے خبر آیا ہی
امیر نے فرمایا کہ خواجہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے
یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین ملکہ ناہید و یاسمن کو بھی خبر ہوئی دونون شاہزادیان
گھبرا گئین ملکہ ناہید قمر طلعت نے کہا بوا بُلا کر خواجہ عمرو کو خبر کر دیا سمن نے ایک کنیز کو
حکم دیا کنیز چلی خواجہ بیرون بارگاہ آئے ہین سوارون کو جا بجا بھیج رہے ہین کہ ایک کنیز نے
آکر خبر دی چلیے آپ کو ملکہ یاسمن بلاتی ہین خواجہ آئے ملکہ یاسمن نے خواجہ کا دامن پکڑ لیا
کہا خواجہ آپ کے لشکر مین یہ مصیبت دیکھنے کو آئے تھے صبح کو لڑ بھڑ کے مر جائینگے مگر مغیلان
پر سحر ہمارا اثر نہ کریگا وہ بہت بڑا ساحر ہی خواجہ نے کہا ملکہ جانتا ہون مین اُسی کی فکر مین
نکلا تھا کہ تمھارا مقدمہ پیش ہوا میرے دل نے نہ مانا اس طرح کی عیاریان اور ملکون مین کبھی نہین
ہوئین مگر خیال کر کے دیکھا کہ لاکھون جادوگر جمع ہین دن کا وقت ہی سوائے کھلی ہوئی عیاری کے
اور کوئی بات نہ بن پڑیگی ملکہ رونے لگی کہا خواجہ ہم اسیران طرۂ گیسو و ذبیحان خنجر ابرو کو تم
کیون نکال لائے کفار کے ہاتھ سے مارے جاتے شرف بزرگی پاتے اب بھی لڑینگے بھڑینگے
مگر مغیلان کو وہ پیکر ہمسے زبردست ہی آپ جا کر فکر کرین عمرو نے کہا ملکہ مین جاتا تو ہون مگر میرے
دل کو یقین نہین کہ مغیلان پر ہاتھ پڑے اس عیاری سے آج سب ہوشیار ہو گئے خواجہ عمرو
سمجھا کر باہر نکلے یہ بھی دونون بیچاریان مصیبت کی ماریان سحر تیار کرنے لگین خواجہ ادھر سے
چلے اُدھر تیز رفتار جو بہانسے بھاگا خدمت مین سالوس کی آیا مغیلان بھی ابھی یہین بیٹھا ہی
دربار برخاست نہین ہوا ہی کہ تیز رفتار آکر پہونچا مغیلان نے کہا کیون مہتر صاحب کیا خبر لائے
تیز رفتار نے کہا خبر کو گیا تھا عمرو نے میرا پیچھا کیا جان بچا کر بھاگا سمھان جادو و اجل گرفتہ
نہین معلوم کہانسے اُڑا ہوا آتا تھا اجل نے اُسکا دامن پکڑا ابچیا نے پہلے سحر کر کے مجھکو بیہوش کیا
اُسکے بعد عمرو کو بیہوش کیا پھر غلام کو نہین معلوم کیا ہوا خود بھی بیہوش ہو کر گرا پھر شاگرد
عمرو یعنے برق آیا باطمینان اُسنے سمھان جادو کو قتل کیا شاگرد و استاد آپسمین لڑنے لگے

مین ہوشیار ہو کر بھاگا کہ اب یہ اُستاد و شاگرد مجکو مار لینگے مین اُٹھکر بھاگا جو مین نے عرض کیا تھا وہی
عیاری ہوئی عمرو تخت زبرجدی پر سوار ہو کر آیا ملکہ ناہید و یاسمن کو لیگیا اب وہان بڑی خاطر و
مدارات ہی وہ بھی سحر تیار کر رہی ہین صبح کو نکلکر لڑینگی مغیلان کوہ پیکر نے کہا یا خداوند بھلا وہ
چھوکریان تو کیا ہین اگر سامری و جمشید بھی قبر سے اُٹھکر آئین تو بھی میرے سحر سے مہلت نہ پائین
قدرت آپ ملاحظہ فرمائینگے کہ سحر کا تار باندھ دونگا صاحبقران کو مہلت نہ ملیگی لشکر بھی میرا آمادہ
حرب و پیکار ہی سب تیار ہین کہ مال مسلمانان لوٹین مغیلان نے کہا اس عیاری سے ایک بات ہوئی
کہ اب اگر کسی مقام پر خداوند اصلی بھی آئینگے تو ہم سحر سے دریافت کر لینگے ہمارا دل کانپ گیا کہ
غیر ساحر کو یہ اختیار کہ تخت اُڑاتا ہوا آئے جہان چاہے بلند کرے جہان اُسکا جی چاہے مایل
بہ پستی ہو بصورت خداوند سالوس کیونکر نہ دھوکا کھائین مگر مین اب سمجھ گیا اب مجھپر عیاری
نہ ہوسکیگی سالوس نے کہا ای تیز رفتار تم بھی مغیلان کے ساتھ جاؤ رات کو انکی بارگاہ کا
انتظام کرو کوئی غیر نہ آنے پائے بلطف انتظام کرنا شاگرد بھی تمہارے موجود رہین ساحر بھی
ساتھ ہون جہان خواجہ عمرو کو دیکھو اشارہ کردو ساحر سحر کرکے پکڑ لے آج عمرو ضرور آئیگا
تیز رفتار بھی شاگردون کو ساتھ لیکر در دولت مغیلان پر آیا انتظام کرنے لگا خواجہ عمرو بشکل
خدمتگار لشکر مغیلان مین آئے ٹہلتے ٹہلتے سامنے بارگاہ کے پہونچے ایک خدمتگار جا تا تھا
عمرو نے اُسکو پکارا وہ آیا اُسکو کنارے لگا کر لائے باتین کرتے کرتے حباب مار دیا وہ بیہوش ہوا
خواجہ اُسی کی شکل بنکر مجمع خدمتگاران مین آکر ملے حقے بھر بھر کے سبھون کے پاس لاتے ہین
اور پوچھتے جاتے ہین کیا مغیلان رات کو بھی سحر بناتے ہین ایک شاگرد نے جو سُنا جا کر تیز رفتار
سے کہا کہ بدلوا خدمتگار لوگون سے پوچھ رہا ہی کہ مغیلان کیا کرتے ہین سپاہی سے پوچھنے گیا ہی
کہ ہم اندر جائین تیز رفتار نے کہا وہ عمرو ہوگا یہ کہکے چلا آکے دیکھا تو حقیقت مین وہ خدمتگار
سپاہی سے گھل ملکر باتین کر رہا ہی اور کہہ رہا ہی کہ ہم اندر جائین کہ تیز رفتار نے پکارا ارے بدلوا
کیا کہتا ہی اندر جانیکا ابھی کیا کام ہی عمرو نے پکار کر کہا آپ کو اندر جانیکا بڑا ڈر ہی اگر آپ کی
خوشی نہ ہوگی اندر نہ جاؤنگا ہم تو آپ کی خوشی کے پابند ہین تیز رفتار ہنسا کہا میان بدلو آپ
بڑے ظریف ہین خدمتگار نے کہا مین ظریف و شریف تو نہین جانتا آپ نے جو کہا مین نے اُس بات کا
جواب دیا تیز رفتار نے کہا ذرا میرے پاس آؤ خواجہ عمرو نے کہا اس وقت آپ کے پاس آنے
سے کیا فائدہ نوکری کر رہے ہین آپ یہان کیون آئے تیز رفتار جست کرکے آیا خواجہ عمرو نے
خدمتگارون سے کہا ذرا ہٹ جاؤ تیز رفتار جیسے ہی برابر آیا خواجہ نے کہا جسکی تم تلاش
مین تھے وہ تمہارے پیچھے کھڑا ہی تیز رفتار جیسے ہی پلٹا خواجہ نے ایک دھول لگائی کلاہ
تیز رفتار کی لی جست کرکے بھاگے لینا لینا کہکے عیار دوڑے آپ بھی لینا لینا کہتے ہوئے نکلگئے
تیز رفتار نے خدمتگارون سے کہا او نالایقو تم اُسکے گرد سے ہٹ کیون گئے سب نے کہا
حضور اُسنے کہا ہٹجاؤ ہم سب ہٹگئے کہا ارے مجھے شک ہوا تھا آخر میرا شک پورا ہوا دیکھو کلاہ
لیکر نکلگیا مگر اب ہوشیار رہنا خواجہ کترا کے دوسری طرف سے ایک چوبدار کی شکل بنکر آئے

پہرے کا سپاہی جہان بیٹھا تھا اُسکے پاس آکر بیٹھے گھل مل کے باتین کرنے لگے پوچھا کیون میان
سپاہی تمھارے کی بیٹے ہین کی بیٹیان ہین سپاہی بیان کر رہا ہی کہ پھرتا ہوا تیز رفتار آیا پائجامہ
مشروع کا اُتارا جانگھیا پہنی للکارنا شروع کیا پکارا کہ ارے سپاہی کے پاس کون بیٹھا ہے
خواجہ تو کچھ نہ بولے مگر سپاہی نے جواب دیا کہ ہم جاگ رہے ہین سوئے نہین مرد ہا سرکاری ہمسے
باتین کر رہا ہی تیز رفتار رجھپٹا خواجہ عمرو تو بشکل چوبدار تھے تیز رفتار نے کہا تمھارا نام کیا ہی
عمرو نے کہا آپ جانتے نہین ناحق کو پوچھتے ہین تیز رفتار قریب آیا خواجہ سمجھ گئے کہ یہ بارادۂ
فاسد آتا ہی پیچھے ہٹے کہ تیز رفتار قریب پہونچا خواجہ نے وہی عصا کمر پر تیز رفتار کے مارا
خواجہ پھر کودتے بھاگے کئی مرتبہ خواجہ اسی طرح آئے اور تیز رفتار نے پہچانا کسی طرح
اندر نہ جاسکے اسی ہیر اپھیری مین صبح ہو گئی اور مغیلان کوہ پیکر نے بھی یہ خبر سُنی کہ کئی مرتبہ
عمرو آیا صبح قریب ہی مغیلان باہر نکلا اسباب سحر سے معمور تیز رفتار پہلو مین باتین کرتا ہوا چلا
خواجہ نے جو دیکھا مغیلان باہر نکل آیا کسی تدبیر سے اسکو گرفتار کرون ایک ساحر کی شکل بنکر
دوڑے ہوئے قریب آئے کہا ای شہنشاہ مغیلان قدرت برآمد ہوئے ہین آپ کو یاد فرماتے ہین
اس طرح گھبرائے کہا کہ تیز رفتار نے خود کہا جائیے ہو آئیے شاید قدرت کچھ تقدیر کرین یہ سُنکر
مغیلان بڑھکر چلا تیز رفتار سے کہا تم اسی مقام پر ٹھہرو ساحرون کا انتظام کردو مین آتا ہون
مغیلان ساتھ ساتھ ساحر کے چلا خواجہ گھبرائے ہوئے ہین کہ مین نے رات بھر بڑے بڑے عیاری
کے بند وبست کیئے کہ ذرا بھی دھوکا کھائے تو مین اسکو مارلون نہ ہوسکا اور یاسمن نے بتاکید کہدیا تھا
کہ اگر مغیلان میدان کارزار مین آیا پھر کسی کے روکے سے نہ رُکیگا خواجہ عمرو باتین بناتے ہوئے
مغیلان کو ساتھ لگا کر لیچلے جب ایک خیمے کی آڑ مین پہونچے خواجہ نے حلقہائے کمند مارے
مغیلان ارے کہکر پلٹا حلقہائے کمند جلگئے خواجہ کے پانؤن زمین نے پکڑلیے مغیلان کوہ پیکر
نے عمرو کو گرفتار کیا وہان سے یہ کہکے پلٹا کہ او مکار مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ قدرت مجھکو بلاکر
کیا کرینگے مین قدرت سے سب راز و نیاز کہ چکا تھا اب قدرت سے کیا کام ہی خواجہ کہتے ہین آپ
مالک ہین مجھے خود منظور تھا کہ مین اپنے کو گرفتار کراؤن کسی طرح آپ ایسے افسر کی خدمت مین
جاؤن کہ تیز رفتار بھی آکر پہونچا کہا ای مغیلان اسکی باتون پر نہ جانا تمھارے اقبال نے
یاوری طالع نے مددگاری کی عمرو ایسا مکار پکڑا گیا اب اسکو قتل کرو خواجہ کہتے ہین ای
تیز رفتار تو تو میرا ہم پیشہ ہی تمنے تو چاہا تھا کہ مغیلان کا ساتھ دین اہل اسلام کو گرفتار کرین
تم نہین چاہتے میری بلا سے مجھے کوئی قتل نہین کرسکتا خواجہ عمرو کو سحر مین اپنے پھنسا کر سپرد
ساحرون کے کیا آپ گینڈے پر سوار ہوکر طرف میدان کارزار کے چلا تین لاکھ کا لشکر
اسکے ساتھ ہی سب ساحر اُبلے ہوئے بجر نگ بجر نگ کرتے ہوئے یہان صاحبقران اپنے
مقام پر نماز پڑھکر مسلح ہوکر برآمد ہوئے ہین کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ شہریار
غضب ہوگیا اُستاد صبح کو گرفتار ہوئے بارہ ہزار ساحرون کے بیچ مین بیٹھے ہین بارہ ہزار جادوگر
اسباب سحر لیے ٹہل رہے ہین صاحبقران نے فرمایا اب ہمین یقین کامل ہوا کہ وقت زوال ہی

اب لشکر کا بچنا محال ہی یہ فرماکر سوار ہوئے ایک جانب سے ملکہ ناہید قمر طلعت و یاسمن طاؤس سان
زرین بال پر سوار صاحبقران انکو مانع ہوئے کہ تم لوگ تامل کرو ان سب نے عرض کی ای شہریار
پہلے ہم لوگ سینہ سپر کرینگے سب سے پہلے مرینگے ایک طرف یہ بھی چلین صاحبقران چالیس قدم آگے
بڑھے ہوئے ہر تبہ صاحبقران زیر سایۂ علم شیر پیکر آکر میدان کارزار مین ٹھہرے کہ دیکھا لشکر مغیلان
بڑے زور و شور سے آیا برق فرنگی نے کبھی سنا کہ استاد قید ہوگئے تڑپتا پھرتا ہی صورتین بدلکر
کئی مرتبہ لشکر مغیلان مین آیا دیکھا کہ خواجہ عمرو بارہ ہزار جادوگرون کے بیچ مین بیٹھے ہین سرنگون
کلیجہ خون جادوگر ایسی ہوشیاری کر رہے ہین کہ ادھر کا راستہ بالکل بند کر دیا ہی کہ کسی کو قریب آنے
نہین دیتے جسکو دور سے دیکھا پکار دیا کہ ادھر نہ آنا یہان گنہگار سرکاری قید ہی برق لاچار ہو کر
پھر پلٹ جاتا ہی حیران ہی کہ کیا تدبیر کرون یہ تو اس فکر مین ہی کہ کچھ بن نہین پڑتا یہان لشکر آراستہ ہوا
مغیلان کوہ پیکر نے ایک دستک دی صحرا سے ایک زنگی پہلوان پیدا ہوا آتے ہی صاحبقران
کو للکارا صاحبقران جب چلنے لگے یاسمن روتی ہوئی قریب آئی عرض کی ای شہریار
یہ سحر مغیلان کوہ پیکر ہی فکر حرز ہیکل مین آیا ہی ذرا حضور ہوشیار رہین صاحبقران نعرۂ
شیرانہ کرکے جا پڑے اُس زنگی سے نیزہ چلا صاحبقران نے نیزہ اسکا نکالا اُسنے ہاتھ تلوار کا
مارا امیر نے بارہ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا تلوار چھین لون وہ لپٹ پڑا لپٹے ہوئے زمین
پر آئے اُسنے چاہا ہیکل پر ہاتھ ڈالے صاحبقران نے قبضہ مارا حرز ہیکل کو بھی جنبش ہوئی سر
اُس زنگی خودسر کا پھٹ گیا مغیلان نے کہا اس سے کیا ہوتا ہی ہان رے لینا یہ کہکر پھر کچھ
بڑبڑانے لگا گینڈے کو مہمیز کیا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان ترکی پیدا ہوا صاحبقران
سے لڑنے لگا فرداً فرداً صاحبقران نے سات پہلوان مارے آٹھوان پہلوان جو آیا وہ بھی
لڑنے لگا بعد نیزہ و تلوار کے نوبت کشتی کی پہونچی اُس جوان نے لڑتے لڑتے حرز ہیکل پر ہاتھ
ڈالکر جھٹکا مارا حرز ہیکل اُسکے ہاتھ مین آئی صاحبقران نے چاہا جھپٹ کر چھین لون وہین سے
مغیلان نے اشارہ کیا امیر لڑکھڑا کے فرش خاک پر گرے بیہوش ہوگئے مغیلان نے چاہا
جا کر اُٹھا لون ملکہ یاسمن و ملکہ ناہید قمر طلعت کو تاب نہ باقی رہی سحر کرتی ہوئین جا پڑین
مغیلان نے کہا ارے تمکو کچھ خداوند کا خوف نہین یون بدی بد انکل گئین بڑا تمھارا معین جو
عمرو ہی اُسکو پہلے ہی مین گرفتار کر چکا ہون کل فوج کو اسنے اشارہ کر دیا ادھر سے بہرام لشکر
لیکر آ پڑا ساحر اور غیر ساحرون کا کیا مقابلہ اگر انکا نیزہ چلگیا ساحر مارا گیا اگر انکا سحر چلگیا
دس پانچ گر پڑے مرکب لیے ہوئے دوڑے دوڑے پھرتے ہین مجبوری پشت ہائے مرکب
سے گرتے ہین ملکہ ناہید و یاسمن سے جسقدر سنبھالا جاتا ہی سنبھال رہی ہین صاحبقران
کو ساحرون نے اُٹھا لیا حرز ہیکل مغیلان کی جھولی مین ہی وہ جوان دیگر چلا گیا مغیلان کے
سامنے سے دونون ہٹجاتی ہین آگ برسا رہی ہین چاہتی ہین صاحبقران کو چھین لین بیقرار و
بیتاب ہین مغیلان چاہتا ہی میرے سامنے آئین تو مین گرفتار کرون سیکڑون سردار جا بجا
بیہوش پڑے ہین مغیلان پامال کرتا ہوا چلا آتا ہی جس طرف سے گذرا ہزار کو سحر کرکے گرا دیا

دوہزار کو دیوانہ بنادیا پامال لشکر صاحبقران لٹ رہا ہی عجب لشکر مین تباہی ہی فقط یاسمن و ناہید
نے اختیار و کا ہی کہ بالاعلان لوٹنے والے نہین آسکتے اگر قریب بارگاہون کے جاتے ہین کنیزین بھی سحر
کرتی پھرتی ہین جہانتک ہوسکتا ہی بچاتی ہین ورنہ قتل ہوتی ہین اپنی مصیبت پر روتی ہین ہنگامۂ
گیرودار بلند مغیلان کے سحر نے آفت برپا کردی ہی کانٹے برسا دیے ہین جو جدھر گیا غربال ہوگیا
اہالیان لشکر کا عجب حال ہوا ایک گوشے سے مقبل تیراندازی کر رہا تھا ہزار ہا ساحر خطا شعار اسنے
گرا دیے نخلستان کی آڑ پکڑ لے کے گھٹنے ٹیک دیے سینے کو جھنڈیون سے لگا دیا جب بارہ ہزار تیر چلے
ہزار دو ہزار ساحر مر کے گرے مغیلان نے دیکھا کس گوشے سے تیر آتے ہین زد کو تاک کے اسنے
ایک گولہ مارا مقبل نے دیکھا ایک دو ناٹا بلند ہوا زمین کانپی سب ساتھ والون کے تیر خطا کرنیلگے
تیر خود سہم گئے جان بچاتے تھے میدان کارزار سے بھاگے جاتے تھے کمان مین تو پیشتر سے خم زاغ
کمان اڑتا پھرتا ہی جو تیر سے مارے گئے وہ خود با سامری و جمشید کیلئے اُٹھ کھڑے ہوئے مغیلان
کو دعائین دیتے ہوئے چلے مقبل نے دیکھا تیرانداز بیکار ہوئے تلوار کھینچ کے جا پڑا چاہا
مغیلان پر ہاتھ مارے مغیلان نے ایک اشارہ کیا مقبل لڑکھڑا کے گھوڑے سے
گرا ساحران مغیلان نے اسکو بھی پکڑ لیا ایک سمت بہرام عالیمقام لڑتا ہوا آتا تھا یہی
کہتا ہوا کہ یا تو لڑ بھڑ کر جان دین یا اپنے آقا کو ان دشمنون سے چھڑائین بارہ ہزار جوان اسکی پشت پر بعد
کرو فر لڑتا ہوا جاتا تھا مغیلان کو وہ پیکر کی جو نگاہ پڑی کہ داہنے سے صف لشکر اسلام سے
شور و غریو بلند ہی ہزار ہا ساحر مر مر کر گر رہے ہین پر پرواز پیدا کر کے بلندی پر آیا دیکھا
ایک جوان رستم خصال سہراب جلال گھوڑے پر سوار کس زور و شور سے شمشیر زنی کر رہا ہی
ہزار ہا ساحرون کو مارا ایسی جلدی مین جا پڑتا ہی کہ ساحر نے سحر کا ارادہ کیا بہرام نے جلدی
سے بڑھکر حلق مین نیزہ مارا سحر کرنے کی ہوس دل مین رہگئی واصل جہنم ہوا اس طرح جو
قتل ہوئے لشکر کفار بھی کم ہوا مغیلان نے وہین سے ایک گولہ مارا بارہ ہزار بہرام کے
جوانان جینی ساتھ کے کھیلے ہوئے بچپن سے جنکو لاکھون روپئے کھلائے تھے اُس گولے کے پھٹتے ہی
یہ تاثیر ہوئی کہ سب کے بھاگنے کی بلا وجہ تدبیر ہوئی کچھ بھاگ گئے کچھ گھوڑون سے گرے بعض
کے سر اُڑ گئے بہرام کے مرکب نے ایسی بدلگامی کی کہ بہرام کو لیے ہوئے دوڑا دوڑا پھرتا ہی
ہزار طرح بہرام نے ٹیری جمائی چاہا کہ مرکب کو روکون جب نہ رُکا گلے مین ہاتھ ڈالدیا اُسکو
اُسی کے حال پر چھوڑ دیا گھوڑا انکو لیے ہوئے بھاگا بھاگا پھرتا ہی یاسمن و ناہید نے یہ تباہی
لشکر اسلام کی دیکھی اپنی غربت پر بہت روئین کہا کیون بُوا ہمنے دیکھا فلک نے کیا انقلاب دکھایا
ہمارے آتے ہی لشکر اسلام کا خاتمہ ہوا او ہا ننے تو ہم اپنی جان بچا کر آئے تھے کہ یہان آرام
ملیگا یہان اپنے ساتھ اُنکو بھی مٹایا فلک نے یہ رنگ دکھایا کہ لشکر اسلام تباہ ہوا افسوس
صد ہزار افسوس کیون بُوا ناہید خواجہ عمرو جو معین و مددگار لشکر تھے سب سے پہلے
گرفتار ہوگئے اب کون کسکو بچائیگا یہ زوال دیکھنا ہماری تقدیر مین تھا ہماری تو یہ کیفیت ہی نظم

حشر کو بھی دیکھنے کا اُسکے ارمان رہگیا	دن ہوا پر آفتاب آنکھون سے پنہان رہگیا

بندگی حق مین بھی بھولا نہ مین یادِ صنم
توبہ ہم کی ولیکن داغِ دامان رہگیا

جوشِ وحشت مین بیابان کو گیا مانندِ روح
جسمِ خاکی کی طرح سے میرا زندان رہگیا

پاسِ الفت سے جنون مین بھی نہ کپڑے پھٹ گئے
طوق بنکر میری گردن مین گریبان رہگیا

ای صبا جا دے چمن مین تو تو کہیو یار سے
باغ مین جاکر تو ای سروِ خرامان رہگیا

دوستی پھبتی نہین ہرگز فرومایہ کے ساتھ
روح جنت مین گئی جسمِ گلی یان رہگیا

سامنے ہوتے ہی مژگان کے ہوا دل کو یقین
موت سے اب تیر کے پلّے کا میدان رہگیا

پہلے ہی پرزے اُڑا ہونے نہ پایا سینہ چاک
یار ثابت وقت بد مین اک گریبان رہگیا

حسن مین بھی عزت و ذلت خدا کے ہاتھ ہے
گل کو پیراہن ملا تو شعلہ عریان رہگیا

بستیان ہی بستیان ہین گنبد افلاک مین
سیکڑون فرسنگ مجنون سے بیابان رہگیا

بعد مدت ساتھ اُس گلرو کے جو دیکھا مجھے
اُڑ گئے مرغِ چمن خالی گلستان رہگیا

حال ہے مجھ ناتوان کی مرغِ بسمل کی تڑپ
ہر قدم پر ہے یقین یان رہگیا وان رہگیا

کرکے آرایش جو دیکھی اُس صنم نے اپنی شکل
بند آنکھین ہوگئین آئینہ حیران رہگیا

راہِ الفت مین نہین اندیشۂ پست و بلند
گر کے کب یوسف میانِ چاہِ کنعان رہگیا

جانِ شیرین ہو فراقِ یار سے کیونکر عزیز
مرگ صاحب خانہ ہے فاقہ جو مہمان رہگیا

میری وحشت نے چراغِ راہ جو سمجھا اُسے
آنکھ دکھلا کر مجھے غولِ بیابان رہگیا

لاشہ اُٹھوا کر نہ کر اسکو بھی ای قاتل اُجاڑ
ہے فقط آباد اک گنجِ شہیدان رہگیا

کھینچکر تلوار قاتل نے کیا مجکو نہ قتل
شکر ہے گردن تک آتے آتے احسان رہگیا

کیا بیان عالم زوالِ حسنِ خوبان کا کرون
روشنی جاتی رہی سرو چراغان رہگیا

کاروانِ نکہتِ گل کر گیا گلشن سے کوچ
صورتِ نقشِ قدم گلزار حیران رہگیا

شام ہجر صبح بھی کر کے نہ دیکھا روزِ وصل
سانپ کو کچلا پہ آتش گنجِ پنہان رہگیا

ملکہ ناہید بھی روتی جاتی ہین پکارتی ہین ہان لوا سبز قدم تو ہم ہی ہین ہمارے آتے ہی یہ آفت برپا ہوئی اسی حسرت و یاس مین لڑتی ہوئی آتی ہین کہ مغیلان کا سامنا پڑا مغیلان نے للکارا کہا او چھوکریو مین تمھاری فکر مین تھا کب تک الگ الگ لڑوگی آؤ مجھسے تو مقابلہ کرو دونون شاہزادیان مجبور و لاچار ہوکر مغیلان پر جا پڑین سحر چلنے لگا دو چار سحر چلے آگ برسی پانی برسا شعلے اُٹھے خاک اُڑی جب مغیلان نے دیکھا یہ دونون نہین مانتی ہین غصے مین آکر ایک چیخ ماری ارے ان چھوکریون کو پینا آسمان سے پانی برسنے لگا بیچ پانی سے دو شعلہاے آتش گرے دونون کے سر پر پہونچے دونون نے بیتاب ہوکر آہ کی لڑکھڑا کر گرین بیہوش ہوگئین کنیزین پیٹتی ہوئی دوڑین گود مین دونون کو اُٹھایا چاہا لیکر نکلجائین اسنے ایک دوہتڑ مارا کہ سب کنیزون کے پانون زمین نے پکڑلیے اپنے مقام سے ہل نہین سکتین دونون شاہزادیان کاندھے پر لدی ہوئین پہر بھر کے عرصے مین مغیلان نے سارے لشکر کو بیکار کردیا جدھر نگاہ اُٹھا کے دیکھیے بندگان خدا بیہوش پڑے ہین گھوڑے کوتل دوڑتے پھرتے ہین بارگاہین سرنگون خزانے لیے ہوئے افسران فوج

قتل ہو ہو کر گرے ہزار ہا لاشہ پھڑک رہا ہی بیکس بے بس نہ معین نہ مددگار کون انکی لاش کو
اُٹھائے حسرت و یاس برس رہی ہی جدہر دیکھو دو کانین کھلی پڑی ہین دوکاندار ندار د باب بیع و
شری بند نہ دلال ہی نہ وہ بول چال ہی مغیلان نے چند افسر چن لیے صاحبقران و بہرام و فضل
و عبد الجبار و عبد القہار چالیس افسر اسنے اُٹھوا لیے کہا ان تین روپئے والون کو گرفتار کرکے کیا
کرونگا اگر اطاعت کرینگے فبہا شادان و فرحان دونون شاہزادیون کو بھی لے لیا ہی زبانون مین
سوزن دیے ہین مشکین باندھکر ایک آرابے پر ڈالکر مع کنیزان زرین پوش اس ذلت سے
ان دونون کو لیکر چلا کہ ساتھ والے افسوس کرتے ہین کہ ایک دختر خداوند سالوس ایک
دختر جیجون انکی یہ عزتین انکے واسطے یہ ذلتین دنیا عجب مقام ہی کل ان شاہزادیون کے
حکم سے آدمی گردن مارا جاتا تھا آج اسی گھر کے نوکر گرفتار کرکے لائے ہین کیا انقلاب زمانہ ہی
عبرت ہوتی ہی بہت سے کافر دیتے ہوئے آرابے کے ساتھ چلے جاتے ہین قضاے کار ملکہ
گلشن نیرنگ ساز زوجہ خداوند سالوس محل مین بیٹھی ہی کہ اپنے کنیزون سے کہا کہ ذرا
خبر تو لاؤ کہ لڑائی مین کیا گذری اور کسی سے مجھے کیا کام میری بچی پر کیا ہوا کنیزون نے دست بستہ
ہو کر عرض کی واری سُنتے ہین کہ ادھر والون کی فتح ہوئی عمرو عیار پکڑ لیا گیا کوئی معین لشکر امیر کا
نہ باقی رہا یہ بھی خبر پائی کہ صاحبقران بھی گرفتار ہوئے مغیلان نے حرز ہیکل چھین لی ہمارے
عرض کرنے پر کیا موقوف ہی کوٹھے پر چلکے دیکھیے سُنتے ہین کہ قیدیون کو لیے ہوئے آتے ہین کہ
گلشن نیرنگ ساز یہ سُنکر کوٹھے پر آئی سر اُٹھا کر دیکھا ایک آرابے پر ملکہ ناہید قمر طلعت
موے مشکین پریشان اُلجھے ہوئے گرد و غبار پڑا ہوا ساق بلورین کھلی ہوئی طریقۂ بے پردگی
دوپٹہ ندارد سینہ کھلا ہوا زبان مین سوزن گرد فوج دشمن آرابہ چلا آتا ہی ملازمان مغیلان
طعن و تشنیع کر رہے ہین ملکہ گلشن نیرنگ ساز نے آنکھین بند کرلین اسقدر روئی کہ جل تھل
بھر دیے کنیزین گھبرا گئین آنسو پونچھنے لگین کہتی تھین واری اسقدر کبھی آپ کو بیقرار و مضطر
نہین پایا گلشن نے کہا ارے صاحبو کیون نہ بیقرار ہون نو مہینے پیٹ مین رکھا درد کھائے جننے
مین مرنے کا مزہ اُٹھایا ہم ایسے غیر ہوگئے کہ وہ گرفتار ہین اور ہم چین سے بیٹھین ایسی زندگی
پر لعنت ہی ذرا اتنی تو خبر لاؤ کہ کل افسران فوج حمزۂ صاحبقران پکڑ لیے گئے یا کچھ باقی ہین
لڑائی کا کچھ سلسلہ ہی یا قطع ہوگیا کنیزین دوڑی ہوئی گئین ہانپتی کانپتی ہوئی آئین عرض کی
واری یہ سُنا کہ ایسی شکست کبھی لشکر اسلام پر نہین ہوئی خرد و کلان پیر و جوان ادنی و اعلی سب دام
بلا مغیلان مین گرفتار ہوگئے کوئی افسر اعلی باقی نہین رہا مغیلان نے مال لٹوا لیا سب بارگاہین
خیمے اُٹھ رہے ہین پڑاؤ صاحبقران کا خالی ہوگیا اب مغیلان سر میدان کھڑا ہی وہین میدان
خونی کی تیاری کر رہا ہی خداوند سالوس نے کہلا بھیجا تھا کہ ناہید کو سب سے الگ کرکے یہان
لے آؤ مگر مغیلان نے نہین قبول کیا دارین استادہ ہو رہی ہین جلاد بلائے گئے ہین چہار جانب یہی
ہنگامہ ہی کہ ملکہ ناہید کو قتل کرد مغیلان کے دل مین ایسا کانٹا چبھا کہ خداوند کا بھی کہنا نہین مانا
حضور یہی کدورت کا دخش ہی ملکہ کے قتل کی کوشش ہی نگوڑا بے اولاد ہ جورو اسکی بانجھ بجوق شیطان کی

لنگوٹی وہ کیا جانے اولاد کا کیا صدمہ گذرتا ہی حضور مشہور ہی کہ کلیجے مین ناسور ہوتا ہی اگر کسی کا فرزند آنکھون سے دور ہوتا ہی یہ خبر وحشت اثر سنکر ملکہ **گلشن نیرنگ ساز** بہت روئین دل مین وحدانیت پرستی کا خیال ہوا اس مذہب سے ملال ہوا ملاقات **حمزہ صاحبقران** کا جوش ہوا اُس بیہوشی مین اس نظم کا ہوش ہوا

نظم

شرم ہی وہ شرمگین آنکھین جھکی جاتی نہین
عالم اک دکھلاتی ہی کالی گھٹا گلزار پر
کھینچتا ہی آپ کو دور اسقدر کیون آفتاب
چاہ مین اک پانون ہی اک پانون ہی دیوار پر
حسن کے منہ کی نقاب اُٹھینگے بیماران عشق
طرہ ہی گردن کا ڈورا دوش کے زنار پر
رنگ شب اُڑتا ہی گیسوے سیہ کو دیکھکر
داغ کا دھبا لگا ہی لالہ کی دستار پر
تیرے دانتون سا کوئی موتی سمندر مین نہین
رشک ہی دشمن کو میرے طالع بیدار پر
دام مین لاکر کرے صیاد بے پروا حلال
چور کب منصور بن سکتا ہی کھنچکر دار پر

دم نکلتا ہی نگاہِ چشم مست یار پر
رات بھاری ہوگئی ہی مردم بیمار پر
چھیڑ سکتا ہی کوئی ابرو کو شانہ مثل زلف
سایہ کیا سورج مکھی کا ہی کسی رخسار پر
سرسری سمجھو نہ میری آہ کو اے سرکشو
مہر توڑینگے جو کی ہی شربت دیدار پر
رو دیا ہی عاشقون نے ابر بارانکی طرح
داغ ہی ماہ دو ہفتہ کو ترے رخسار پر
تو جو اے عیسی نفس آیا عیادت کے لیے
لعل لب سا اک بدخشان کے نہین کہسار پر
یار کی فرقت مین رو کر قصر تن کو ڈھاؤنگا
بلبل بیتاب صدقے ہو چکی گلزار پر

نشے کا ڈورا بلاے جان ہی اس تلوار پر
خوشنما ہی چہرۂ محبوب پر زلف سیاہ
ہاتھ پھر سکتا ہی تیغ تیز کی کب دھار پر
کیا کرون پست و بلندِ راہ الفت کا بیان
پھونک ہی دیگی گریگی جبکہ بجلی خار پر
کیون نہ پھانسے عاشقونکے دل وہ طفل برہمن
تمنے مارا ہی قدم جو برق کی تلوار پر
لٹپٹی پگڑی سے قاتل کی مین کیا تشبیہ دون
تندرستون کو ہوئی حسرت ترے بیمار پر
دوست کو لیکر بغل مین رات بھر سوتا ہون مین
پانی پھر جاویگا اس گھر کے در و دیوار پر
خود غلط ناحق ہون تقلید آتش سے ہلاک

قدیم کنیزین جنھون نے ملکہ **ناہید قمر طلعت** کو گود مین پالا ہے بیقرار ہوکر رونے لگین کہا بی بی **نیرنگ** ایک ایک کلمہ آپ کا تیر دلدوز ہی گیا کلام مین سوز ہی ملکہ نے آنسو بھر کر کہا صاحبو انصاف کرو آپ گیلے مین سوئی انکو سوکھے مین سلایا مہمان آنا جانا موقوف کیا اپنے کو آٹھ پہر انھین کی خدمتگزاری مین مصروف کیا تب تصدق سے خداے نادیدہ کے بارہ برس کا سن ہوا اب اس لایق ہوئین کہ دھوم سے شادی کرین چاند سی صورت کا دولہا بیاہ کر لائین بہار کا سہرہ سر پہ باندھین ارمان والیان ساتھ ہون ہاے ہمارا حوصلہ نہ نکلا ان بھڑوے جلادون نے اس بھولی لڑکی پر یہ آفت ڈالی کیسی گھبراتی ہوگی صاحب یہ بات مشہور ہی کہ جب انسان پر تکلیف ہوتی ہی تو مان کو پکارتا ہی خواہ مرد ہو خواہ عورت اُس کمبخت و بدنصیب کے منہ سے تو ابھی دودھ ٹپکتا ہی صاحبو انصاف کرنا ابھی آٹھ دن کا ذکر ہی برس چھ مہینے کا نہین آٹھوان دن گذرا ہی باغ سے شام کو آئین مین نے خفا ہوکر کہا بی بی ہماری انتظار مین جان جاتی ہی کنوارا پنڈا دونون وقت ملتے ہوے نہ نکلا کرو ہزارون طرح کے معاملات ہین کیون صاحبو یہ کیا بات تھی جسپر وہ بلک کر رونے لگی ہچکیان لگ گئین گل سے عارض سرخ ہوگئے اسقدر روئین کہ مین اتنی سی بات کہکر چور بنگئی کہتی تھی ہان ہان بی بی مین نے کیا کہا کہ جو تم ایسی بگڑ گئین واری یہ تو مان کا کلیجہ ہی جب صاحب اولاد ہوگی تب ہمارے غم و الم کا مزہ ملیگا بمشکل چپ ہوئی جسکا ایسا مزاج ہو اُسکا اس بلا مین پھنسنا کیون صاحبو بتلاؤ اُس پر کیا گذرتی ہوگی اب تم سب سے غرض یہ ہی کہ جسکو اپنی جان عزیز ہو گھر بھرا پڑا ہی جو چاہے لے اور چلی جاوے اور جو جان عزیز نہ رکھتی ہو میرا ساتھ دے ساتسی کنیزین یہ سنکر بول اُٹھین کہ واری آپ کی بدولت سلطنت کی

جسدن سے صاحبزادی پیدا ہوئین ہزار ہا روپے پائے ہر مہینے مین تقریبین ہوتی ہین کبھی نام خدا بسم اللہ ہوئی مولوی کو نہال
کر دیا سونے کی تختی سونے کا قلم سونے کی دوات آئے دن یہ تقریبین آپ کیا کرتی تھین سوائے ہمارے کون لینے والا تھا ذرا سا
مولوی کو فقرہ دیا انھین نے دوات ہمکو حوالے کر دی بچے کہا کسی سے کہنا نہین وہ خود منتین کرنے لگے کہ تو کسی سے کہنا نہین
ہماری نواسی کی شادی ہونے کو ہے بلطف ہو جائیگی حضور بی بی کے صدقے مین سیکڑون کنیان بیاہ گئین جسنے انکا
نام لیکر سوال کیا آپ نہال ہو گئین اسقدر دیا کہ اسکے حوصلے سے باہر ہو گیا شیخ کلو جو پہلو مین رہتے ہین جنکے چولھے پر
تو نہین تھا جب انکی نواسی بانو بیاہی گئی ہے حضور گلیان بند ہو گئی تھین آج آپ کے ظاہر مین عرض کرتے ہین
کہ آپ نے ظاہر مین دیا بی بی نے باطن مین اسقدر دیا کہ آج تک وہ روٹیان کھاتے ہین جسدن داماد آتا ہے ذرا کوٹھے
پر چڑھکے دیکھیے پراٹھے پک رہے ہین بالائیان آ رہی ہین مین نے اپنے کانون سے سنا کہ شیخ کلو کی بی بی جنگلو
ہاتھ اٹھا اٹھاکے دعائین دیتی ہین کہ سامری و جمشید بی گلشن و ناہید کو سلامت رکھین کہ جنکے صدقے سے ہماری
مشکل آسان ہوئی دولھا سے کہتی ہین جبتک جمعہ کے روز آیا کرو اب جسدن تم نہ آؤ گے ہم تمھارا کھانا تمھارے گھر پر
بھیجدینگے سمدھی ہمارے دیوانہ ہوا پانچ ہلاکر دو ڈھنگی میان بے تمھارے لڑکی کے منھ سے نوالا نہین اترتا دن بھر چپ
بیٹھی رہتی ہے بیٹا تمھارے آنے سے شگفتہ ہو جاتی ہے کل کہتی تھی میا دولھا بہت بھولا ہے مجھکو بہت چاہتا ہے تو بیٹا تم
محبت مین خلل کیون ڈالو اب تو تمھاری بی بی کا پاؤن بھاری ہے خیر و عافیت سے زمانہ گذرے لوگ سنو انسا کہتے
ہین مین بھی انشا کرونگی خداوند نے یہ دن دکھائے کہ بیٹی اور بیٹی کے پیٹ مین بیٹا یہ تم میری ہول اٹھی کی نشانی ہے
میری البیلی خانم اسکا یہ نام محلے والون نے رکھا تھا یاد آتی ہے وہ ہوتی تو تم دیکھتے آنکھین بچھاتی ہر دن مکان
دوڑی جاتی یہی زبان پر جاری ہوتا ارے میری بچی کا دکھا آتا ہے ہم لوگ شرماکے استقبال نہین کر سکتے منھ
بات نہین نکالتے تم اس زمانے کے مرد ہو ایسا نہو تمھارے خلاف گذرے حضور سارے محلے والے آپکو
اور صاحبزادی کو دعائین دیتے ہین یہ باتین سنکر گلشن خوب بولی کہ حضور اس فیض والی کو خدائے نادیدہ سلامت
رکھے بھر گھل مل گئے ان مکانون مین بیٹھے کنیزین حاضر ہون وہی ناچ وہی گانا ہے پھر ہوئین کمبخت اسکے سامنے مولن
اب صاحبو خدائے نادیدہ کو اختیار ہے کنیزون نے کہا دادی یہ اعتقاد کیسا گلشن نے کہا صاحبو جو مذہب میری
بیٹی نے قبول کیا وہی مذہب میرا ہے مین نے جھوٹے سالوس پر لعنت کی کیسا خداوند ہے جب رات کو آتا ہے اصل
مطلب سے مطلب نہین رات بھر میری جان عذاب مین ڈالے رہتا ہے اگر خداوند ہوتا تو اسکی شے اسکے قبضے مین ہوتی
سر تا پا تک الگ ہو جاتا ہے پھر تو میری سسکیان ہچکیان کیا بیان کرون مگر قہر درویش بجان درویش ایسے
کو خداوند کہون عمر بھر مین شاید ایک مرتبہ یا دو مرتبہ ایسا اتفاق ہوا ہے بچپن سے نگوڑا نامرد ہے اگر خدائے
نادیدہ چاہتا ہے تو اپنی بیٹی کو نکال لاؤنگی اور میان مغیلان پر غالب آؤنگی یہ اعتقاد مین کر چکی وہ جوان ہے
پڑھی لکھی ہے اسنے کتابون مین دیکھا ہوگا جب تو اسنے مذہب خدائے نادیدہ اختیار کیا اور اس جھوٹے کو
چھوڑا کنیزون نے کہا دادی بڑی مشکل ہے کہ اسم اعظم صاحبقران بند ہے حضرت کل بھی مغیلان نے چھپکلی
مثل مردون کے بیہوش پڑے ہین جب تک اسم اعظم نہ کھلیگا ہوشیار نہونگے اشارہ کیا چپ رہو اسکا ذکر نہ کرو
خدائے نادیدہ چاہتا ہے تو غیب سے اسم اعظم کا انکے سر پر جاکے توڑتے ہین ہم تم تو سات سو ہین یقین ہے سات
ہزار کو مارین اگر سات سو کو بھی مار ڈالا جیت لیا سبھون نے کہا حضور اسم اعظم قبضے مین ہے گلشن نے کہا
ارے دیوار و در ہم گوش دارد منھ سے کچھ نہ کہو خدا سے رجوع کرو اسکی قدرت کاملہ سے بعید نہین مسلمان کہتے ہین

جب ایک کلمہ کن کہا تمام چیزین مہیا ہوگئین کنیزون کو سمجھا کر باہر بھیجا کہا اپنے اپنے سحر تیار کرو یہ کہکے خوابگاہ مین گئی شیشۂ اسم اعظم کھودے کے نکالا ملٹی کنیزون نے دیکھا ملکہ تشریف لائی ہین مگر خوش ہین مہیان وہ وقت ہو کہ سب سردار سحر مغیلان سے بیہوش ہین سالوس ایک تخت پر بیٹھا ہو ملکہ مٹی کی خیال سے رنگ رو اُڑا ہوا ہو وزیرون سے کہتا ہو کہ تم ناہید کو لوا الگ کرلو جب مغیلان سے کہا اسنے جھڑک دیا کہا صاحبو قدرت اب یہ چاہتے ہین کہ بیٹی کو بچاؤن ہرچند کہ باعلان لڑچکی ہزارون جادوگر نامی گرامی قتل کرائے آج بھی محبت سے ساحر اُنھین کے سحر سے قتل ہوے مسلمانون پر ایک اشارہ کافی تھا اس کیسو بریدہ کی وجہ سے مین بہت پریشان ہو خداوند کا جی چاہتا ہو کہ مین اسکو ہوشیار کرون وہ منتین کرے آپ اسکو رہا کرو ین کل پھر وہ ایک منج لیکر موجود ہو سالوس یہ سنکر چپ ہو جاتا ہو کہتا ہی مین کیا کرون مجھکو کچھ نہین پڑتا خیال خاطر مغیلان بھی ضرور ہو دل بہت ناصبور ہو جسوقت اسکی مان سنے گی جان دیدیگی مغیلان میرا کہنا نہین مانتا مین خود اُٹھتا ہون خود پکار کر آوازدی ای مغیلان قتل ناہید مجھکو گوارا نہو گا ایسا نہو مزاج قدرت برہم ہو جائے جسوقت اسکا سر کٹکے گریگا مین لڑنے لگونگا مغیلان یہ سنکر تیغہ لیکر طرف ناہید کے دوڑا اور سب کو ہوشیار بھی کردیا اب جو صاحبقران کی آنکھ کھلی اپنے کو اس حال مین دیکھا مغیلان نے اپنے ساتھ والون سے کہا جب خداوند میری طرف چلین تم سب لپٹ جانا ادھر مغیلان تیغہ کھینچکر چلا سالوس نے سیلہ پیچے کا تخت پر پٹکا منظور ہوا اُٹھون مغیلان قریب ملکہ کے پہونچا اس نازنین کے جسم مین ماران آتشین لپٹے ہوے ہین زبانین نکال رہے ہین ایک اژدر کلان کو منہ مین لیے ہوے ہو یعنی ناہید کو اپنے دورے مین لیے ہو لپ لپ زبان نکال رہا ہو بس چمک تیغے کی دیکھکر آنکھین بند کرلین پکار اُٹھی ای رحیم ای کریم وقت مدد ہی

نظم

نوشت کاتب قدرت بہ نامۂ اعجاز
زسوز عشق بہر گوشش میرسد آواز
بہ بند بندگی حق نباشد آن بندہ
بدار و ہر کند بہر کدام عزت و ناز

چرا نہ بندہ کند بر جبین عنایت ناز
جدید صورت و شکل جدید تازہ طراز
خبر ز وحدت حق بے خبر نمیدارد
کہ مبتلاے ہوا باشد و مقید آز
بملک ہند ازین نظم فارسی ہندی

کہ حق قبول کند ناز جملہ اہل نیاز
زنور حسن بہر دیدہ میرسد جلوہ
کہ ہست واقف این رمز نکتہ دان و رباز
غریب و عاجز و مسکین و بندۂ خاکی
نمود تازہ سخن را چو بلبل شیراز

مغیلان نے چاہا دو تین تیغہ مارے کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منم گلشن سحر طراز قسم ہو آسمان کے خداے نادیدہ کی اگر ایک موے جسم ناہید کم ہوا تو سمجھکو تیری قتل کرڈالونگی نام کاٹنے والون کا باغ مین رکھونگی باغ مین کانٹا لیسا ہر وقت کھٹکتا ہی شیشۂ اسم اعظم کو پھینک مارا آواز دی یا صاحبقران یہ کنیز آپہونچی شکر ہو کہ آپ کا مذہب مین نے دل وجان سے قبول کیا سالوس پر لعنت کی سالوس نے بھی غصے مین ایک گولہ مارا صاحبقران نے آواز دی ای نازنین بچنا اگر تیرا اعتقاد کامل ہو تو کیا کوئی کرسکتا ہو رہائی پاؤنگے میرے بھی جسم مین قوت آئی مگر مغیلان نے دیکھا گولے نے سالوس کے اندھیرا ڈال دیا کسیکو اُس گولے نے ہلاک نہین کیا مگر بجلیان چمکنے لگین اُس ہنگامے مین مغیلان تڑپ کر گرا ناہید کی کمر مین پنجہ دیا اس زور سے جھٹکا دیا کہ ناہید کی آنکھین بند ہوگئین مگر صاحبقران اپنے مقام سے اُٹھے اسم اعظم بہ آواز بلند پڑھا اور نعرۂ شیرانہ کیا نعرہ صاحبقران امیر عرب جنبیم روز گار بحکم خدا بستہ شمشیر چار • یکی تیغ صمصام و قمقام نام • یکے تیغ عقرب یکی ذوالحجام • بن کافران از جہان پاک کرد • سر سرکشان جملہ در خاک کرد • اہالیان لشکر نے دیکھا کہ قلب لشکر سے نعرۂ تکبیر کی آواز آئی زمین تھرائی وسط لشکر سے بھی

صدا آئی زور وشور سے صاحبقران گرے اُٹھتے ہوے چلے لیکن مغیلان جو ناہید کو لیکر بلند ہوا گلشن نے
دیکھا موے سر ناہید پریشان ساق بلورین کھلی ہوئی منکا ڈھلا ہوا اس بیدردی سے مغیلان لیے جاتا ہی گلشن
کی جو نگاہ پڑی بلند ہوئی لپٹ کر تیغچہ مارا شانے پر مغیلان کے پڑا شانہ اسکا نشانہ ہوا ناہید نیچے سے
چھوٹی مغیلان زمین پر گرا ناہید کو گلشن نے گود مین لیا ناہید کے حواس درست ہوے گلشن نے
ماران سیاہ جسم سے ناہید کے نوچ کے پھینکے ناہید نے آنکھ کھول کر مان کو دیکھا شرما کے سر جھکا لیا گلشن
نے کہا بیٹا کیون شرماتی ہو جو کچھ کیا خوب کیا جوہر شناس ایسے ہی ہوتے ہین صاحبقران زمان والی قاف و
دنیا شوہر مہرنگار د آسمان مہرنگار دنیا کی شاہزادی ہفت اقلیم کے بادشاہ کی بیٹی ملکہ آسمان پری
پادشاہ پریزادان کی دختر اگر انکی ہو گئی الا کیسی شرف کی بات ہی یہ شاہزادیان استقبال کرینگی جہان کہین جلسہ
شادی ہوگا تمھاری بھی شراکت ہوگی کیون شرماتی ہو مین نے مغیلان کو زخمی کیا دیکھو صاحبقران ہوشیار
ہوے مین نے اسم اعظم کا شیشہ توڑا اب میان مغیلان کو معلوم ہوگا ناہید نے کہا ای مادر مہربان مجھکو
چھوڑ دو میرے وارث پر وقت تنگ ہی یہی ہنگام جنگ ہی گلشن نے چھوڑا ناہید تڑپ تڑپ کر گرنے لگی پہلے
ناہید نے جاکر یاسمن کو رہا کیا یاسمن تو اُٹھتے ہی لڑنے لگی مغیلان نے دیکھا کہ ایک طرف سرداران حمزہ اڑے ہین
نعرہ بہرام کی صدا آتی ہی نعرہ بہرام منم گرد بہرام خاقان چین ؛ کہ از ہیبت من بلرزد زمین ✦ ایک سمت سے
عبد الجبار و عبد القہار حلبی کے نعرے کی صدا آتی ہی ایک سمت شیر بیشہ وفا مقبل وفادار بارہ ہزار تیر اندازون کو
لیے ہوے لڑ رہا ہی ہنگامہ گیر و دار بلند ہی یاسمن تڑپ کر خواجہ عمرو پر گری قریب آکر کئی سحر کیے مگر سحر نہ اترا یاسمن نے
صاحبقران کو پکارا آقاے نامدار خواجہ عمرو سخت سحر مین مبتلا ہین جون جون یاسمن دفعیہ سحر کرتی ہی عمرو کراہتا
ہی اور گھبرا کر کہتا ہی مجھکو نہ ستاؤ ورنہ روح تڑپ کر جسم سے نکل جائیگی یاسمن نے پھر گھبرا کر صاحبقران کو آواز دی
صاحبقران لڑتے ہوے چلے نام یار وفادار کا سنکر بیقرار ہو گئے پکار کر آواز دی بھائی صاحب نہ گھبرانا مین آیا مہیب
صفون کو درہم و برہم کرتے ہوے اسم اعظم بہ آواز بلند پڑھتے ہوے جدھر سے گذر ہوا زمین کانپ گئی پرے کے
پرے درہم و برہم کر دیے برابر خواجہ کے پہونچے گھوڑے سے کود پڑے بازو دیکھ کر اسم اعظم پڑھا منھ پر خواجہ
کے دم کیا خواجہ کے ہاتھ پاؤن مین طاقت آئی جست کر کے الگ ہوے گلشن نے زمین ہلا دی ہزارون باغی
مارے سات سو کنیزین پشت پر سالوس کنارے کھڑا دیکھ رہا ہی کہتا ہی مغیلان نے میرا گھر تباہ کیا بیٹی کو یون
بیوجہ قید کیا اُسی کی وجہ سے جورو نکل گئی دیکھو کس زور وشور سے لڑ رہی ہی ہزارون جادوگر مارے سات سو
کنیزین اُسکی بیباک جست و چالاک کس لطف سے لڑ رہی ہین قدرت تو کچھ دخل نہ دینگے ہم تدبیر کرینگے
خفیف سی تدبیر کی کہ مغیلان مارا جائے باغ صاف ہو باعث انصاف ہوا ایسا بھولا کہ ہمنے جو کہلا بھیجا
اگر دیکھو فساد برپا ہوگا ناہید کو چھوڑ دے قدرت کے کہنے کو نہ مانا جواب سخت دیے ہمارا کہنا نہ مانا ہمین خیال تھا
کہ مان اُسکی جوش محبت مین نکل پڑیگی وہ ہم سے کہہ چکی تھی کہ مین اپنی جان دونگی بیٹی کو نہ قتل ہونے دونگی وہی اُسنے
کیا یہ بیچارا اُسکو چھوڑ دیتا ہم گھر مین وقت بیوقت سزا دیتے بلکہ اُسی کے ہاتھ سے دو طمانچے دو گھونسیان
دلوا دیتے مان کا لینا بیٹی پر تاثیر کرتا ہی اس سزا نے اور برہم کیا ہاے میری جورو نکل گئی اب میرا گھر کیونکر
آباد ہوگا انتہا یہ کہ مجھکو جدائی نہ بھائیگی مین نے ہمیشہ منت و خوشامد سے روک رکھا تھا ہمیشہ اُسی کے مزاج کی
خاطر کا خواہان رہتا تھا جو اُسنے کہا وہی مین نے کیا آج اُسپر صدمہ عظیم گذرا اُسکے کمالات دیکھو اسبدولت تو

خداوند مین جو کچھ ہین بہت اچھے ہین اُسنے جستجو کرکے کسی ترکیب سے پیٹ رکھوایا نام ہوا تو مین چھوٹین نقارے بجے
اپ کا اسکو مجھسے راضی ہوگی وہ تو مسلمان ہوگئی خدائے نادیدہ کا نام لی رہی ہو طرف آسمان کے سر کرتی ہی
خدائے نادیدہ کو پکارتی ہی اب کہنا کا اسکو مانیگی ذرا امر اعرض کرتے ہین خداوند بجا ہی خدائی قدرت کی جو رنہ
سے روشن تھی حقیقت مین رشک گلشن تھی مغیلان بڑا پاجی ہی جنہ یکل ایک پھول لیا ہلو کون نے جو کہا اسکا
برعکس جواب دیا کہنا نہ مانا اب لڑنے دو قدرت نے تقدیر کردی اب نہ پلٹیگی ذرا ابھی کہتے ہین حضور ہی انجو
ہی غازیان دیندار و مجاہدان شہور شعار دریائے لشکر کفار مین ڈوبے ہوئے ہین نہنگانہ پلٹکا نہ لڑ رہے ہین ایک
ایک جوان لاثانی کشتی حیات کافران طوفانی صاحبقران مغیلان کی تلاش کر رہے ہین مغیلان کے بھی تین لاکھ
ساحر جمع ہوئے لڑ رہے ہین سحر کرتے ہین صاحبقران نے اسم اعظم کا دور کیا ہی بہ آواز بلند پڑھ رہے ہین
عمرو نے لاکر ایک شیشہ پانی کا دیا اسپر اسم اعظم پڑھا سرداروں پر جو چھڑکا بتائید خدا انپر سحر تاثیر نہین کرتا وہ
بھی لڑ رہے ہین جس ساحر نے پڑھکر سحر کیا ذرا لڑکھڑائے بدادر ترکیب کیا تجرات چیر کر پھینکدیا اگر مجبور ہوئے
اپنے آقا کو آواز دی صاحبقران نے آکر اسم اعظم پڑھکر قتل کیا اسطرح سا ساحر قتل ہو رہے ہین خواجہ عمرو
ایک طرف آکر جمع اپنے پیک بچون کو آواز دی سات آٹھ سو پیک بچے پشت پر جمع حقہ ہائے آتشبازی چلنے لگے
ساحر اس آگ سے جلنے لگے جو ساحر گرا خواجہ نے بڑھکر گردن ہیالی کاٹ لی جبرق بھی تڑپتا ہوا
ہر گہسا ہی جاتا ہی خواجہ کی بھی برق پر نگاہ ہی جادوگرون کے کپڑے بھی نہین چھوڑتا خواجہ برق کی تیزی
پھرتی پر ہنس رہے ہین پلٹکر کنکھیون سے دیکھا کہ استاد ہنس رہے ہین گٹھر کپڑون کا لیے ہوئے سامنے آیا کہا
استاد یہ حاضر ہی کہا بیٹا مین دیکھتا تھا کنیز مغیلان جو مر کر گری تو نے چھلے اُتار لے وہ تو لاؤ برق نے
کہا استاد جس ملک کی وہ عورت تھی اُس ملک والیان پاؤن مین کچھ نہین پہنتین عمرو نے ایک طمانچہ مارا برق
بھاگا دوسرے غول مین گھس گیا حقہ آتشبازی کا مار دیا کئی جادوگر گرے اُنکی انگوٹھیان چھلے اُتار لیے عمرو
نے کہا ابھی برق مین نے دیکھا برق نے کہا معاف فرمائیے خدمت مین حاضر کرونگا اسوقت دخل نہ دیجیے
آپ کا غلام در پئے جنگ ہی لڑائی کا یہی رنگ ہی اس گھمسان سے تلوار چل رہی ہی تیر پیغام قضا لاتے ہین
نیزے سرکشی دکھاتے ہین تلوارون کے جوہر کھل رہے ہین خنجر اپنی جیا کی و خونریزی پر تل رہے ہین ناگاہ مغیلان
لڑتا ہوا آتا ہی اسنے بھی ہزارون بندگان خدا کو قتل کیا صفین درہم و برہم کردین شانہ زخمی گلشن پر جا پڑا کہا اسکا
سر کاٹ لونگا اس نے میرا شانہ زخمی کیا بیٹی کی محبت کا یہ جوش ہوا چراغ عقل خاموش ہوا اسنے جو للکارا
گلشن بھی پلٹ پڑی آپس مین سحر چلنے لگا جب دو چار سحر چلے مغیلان نے دیکھا کہ گلشن میرے سحر کو نہین
مانتی لڑتی چلی آتی ہی کنیزون نے جو دیکھا کہ مغیلان سحر کر رہا ہی ملکہ آگ مین چھپ جاتی ہین آکے لوٹ پڑین
سب نے جو ملکر سحر کیا مغیلان پر آگ برسی پانی برسا زمین سے دھوان نکلا درختون کے پھول گرنے
لگے غنچے مسکرائے جھونکے ہوائے گرم کے چلے ساحران مغیلان تھرتھرا کر گرنے لگے بعضے متغیر بعضے متحیر
بعضے دیوانہ وار چیخین مارتے تھے سات سو نازنینان مہ جبین پریوش ناز و کرشمے مین طاق شہرہ آفاق لباس
فاخرہ پہنے ہوئے مثل ستارہ سحری چمک رہی ہین جسپر نگاہ ڈالدی لگا ہون مین سحر بھرا ہوا ہی حریف سر نگون نیلگون
ادھر سے ناہید نے دیکھا کہ مان پر آفت ہی مغیلان نے گھبرا ڈالا سات سو کنیزون کو دس ہزار سے گھیرا
سب طرف سے سحر چل رہا ہی گلشن سب کو جواب دیتی ہی جب کنیزین گھبرائی ہین پشت پر آئی ہین تو فرماتی ہین

سحر کرو منے پہلے ہی عہد کیا تھا کہ جسکو جان عزیز ہو ہمارا ساتھ نہ دے میدان وقت جنگ ساز ہی ہے ہمارا پیدا کرنے والا تو ہمسے راضی ہے لیکن ہم پھر جنگ میں مصروف ہوئی ہیں دو پہر اس کشاکش مین گذری صاحبقران نے علم فوج کو سرنگون کیا پہلو مین مغیلان کے گیلان جادو بھائی اسکا بڑے زور و شور سے سحر کر رہا ہے جمال بمثال ناہید پر نگاہ پڑی کہ ڈوبی ہوئی سحر کر رہی ہے ہزاروں جادوگر مارے لاشے گرد تڑپ رہے ہیں بیچ مین یہ ماہ تابان سرگرم جنگ ہے دوپٹہ ڈھلکا ہوا پائچے سنبھالے ہوے گویا آب رواں کی سطح ہوئی جسپر جا پڑی اسکو نیچے مارا دو ٹکڑے کیے اگر دو چار نے ملکر سحر کیا ابر برق چمکائی چاروں مر گرے گیلان نے جو یہ شوکت و شان دیکھی دل مین کہتا ہے اسکی ذات کا سارا فساد ہے اگر اسکو لیلیا ابھی لڑائی مین فتور پڑ جائیگا لشکر حمزہ کے پاؤن اٹھ جائینگے یہ سوچکر بڑھا پکار کر آواز دی اے جان جہان و اے آرام دل اشتیاقان میری جان تمپر جاتی ہے مغیلان کا بھائی ہون تمام لشکر کا مجھکو اختیار ہے اگر تمہاری خوشی ہو کل افسران فوج اگر قید ہوں کریں دم غلامی کا بھرین کسی کی مجال نہین جو تمہارے حکم سے گردن تابی کرے ملکہ ناہید نے دیکھا ایک ساحر سیاہ فام بد انجام ایسی باتین خلاف کہتا ہوا چلا آتا ہے جو کبھی گوش خیال نے بھی نہین سنی تھین ملکہ آواز دی کہ او ملعون کیا بکتا ہے خبردار ایسے الفاظ زبان سے نہ نکال اگر مرتا ہے تو مرنا پڑیگا ہم دیکھین کیونکر مرتا ہے شاید فاقے سے مرتا ہوگا گیلان نے چاہا سحر کرون ملکہ نے نگاہ سحر آگین کو گردش دی ابروے خمدار کو جنبش ہوئی تیغ اوچھل گئی بجلی چمکی ایک طائر اڑا اسنے آواز دی او گیلان ملکہ ناہید فرماتی ہین ذرا گوش بر آواز ہو دیکھ یہ کیا سنتے ہی گیلان نے نگاہ اٹھائی طائر سے انگوٹھی طائر نے جھپکا مارا زمزمہ سرائی کی یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

فراق یار کی کاوش سے دم نکلا	کہ زنجیر ہوا نکر مرے سینے سے دم نکلا	جہین ساقی کو ہم کس حوصلے پر اب تک نکلے
ذرا زلفون مین گم پایا نہ پھر ابروے خم نکلا	بچھڑے تابہت قدیم یاران ابد او وست تو بھی مین	کہ اسکی آب و دیدہ گرفت جگہ میر کو بہم نکلا
پتا ملتا نہین یاں بھی میان یار کیا تھا	یہی کہتا ہوا یہ قافلہ سوے عدم نکلا	نہ ڈوبی کشتی افلاک جوش چشم گریاں سے
بہت سمجھے تھے اس دریا کو ہم افسوس کم نکلا	غضب کیا کیا نہین انکی نگاہ تند ابتری	جتے ہم لطف سمجھے تھے وہ آخر کو ستم نکلا
ابی تک ہے وہی سودا نرے آفتی گیسو کا	طبیعت کو نہین سیری عجب مرغوب سم نکلا	پکارا مجھکو وہ ان اسکو ہوئی منظور جس جا
جو نکلا نام بھی میرا تو مانند قسم نکلا	نہین رہتے ہیں اوے آسمانے یہ بتون	طلب حج ستم پیشہ بھی پامال ستم نکلا
ہوا ہے مشغلہ یاد خداے عہد پیری مین	لیا دیتے تو انکا وہیان کعبے سے صنم نکلا	وہی زور جوانی مین ابھی گشت خمیدہ ہے
کہاں آسمان پیر کا اب تک نہ خم نکلا	سمجھو تو انھو نے خون خاک کیا انکا نشان باقی	نہ دارا قبر سے نکلا نہ اسکندر نہ جم نکلا
ابھی پردے مین ہے جس پر چاہ مرتے ہیں	قیامت اور آنکی اگر باہر تو حد نکلا	زمانہ مسکو نسے اے نسیم آباد رہو ابتو
بہت ڈھونڈھا مگر کوئی نہ اسباب ایم نکلا		

گیلان جادو پھر ایا زبان پر دل ورد منہ پکار کر دوڑا کہ مین غلام ہون کیا مجال جو نام عشق لون یہ ظاہر ہے مبتلا کہ مرتا ہون ملکہ نے کہا تلوار کھینچکر کہو کہ مرتا ہون گیلان نے فوراً تلوار کھینچی گلے پر رکھکر حرکت دی مغیلان نے دور سے دیکھا آواز دی او نادان کیا کرتا ہے او ناہید اگر میرا بھائی مر گیا تو زندہ نہ چھوڑونگا ناہید نے اوراشارہ کر دیا اسنے خنجر پیٹ مین مار لیا اڑ کھڑا کر گرا اندھیرا ہو گیا مغیلان نے منہ پیٹ لیا کہا ارے غضب ہوا میرے شیر جوان بھائی کو مارا ناہید جست کرکے غول سے باہر ہوئی مغیلان نے پیچھا کیا للکارا او گیسو بریدہ کہاں جاتی ہے میرے گھر کا چراغ گل کر دیا مین تجھکو زندہ چھوڑونگا یہ کہکے ایک ڈھیم مارا ناہید ڈگمگا کر گری چاہا کہ سر کاٹ لون گلشن نے دیکھا بیچ مین پھاند پڑی ایک گولہ مارا سینے پر مغیلان کے پڑا مغیلان نے اپنے شانے کا خون گولے پر ڈالا گولہ زمین مین گرا مغیلان نے پھر خون شانے کا چلو مین لیا

گلشن پر پھینک مارا قطرہ خون کا جو گلشن پر پڑا اوٹھ کر لگے گرمی مگر جوش محبت مین سر ہٹی لیے زانو پہ بیٹھا آہ کا نعرہ بلند
دور سے صاحبقران نے دیکھا بیقرار ہوگئے وہین سے آواز دی او نامرد کیا کرتا ہی خبردار انکو قتل نہ کرنا ورنہ بخدا ساحر کا
نام اس ملک مین نہ چھوڑونگا مغیلان نے کہا حمزہ دیکھیو مین تمکو زندہ نہ چھوڑونگا کوئی مسلمان نہ بچیگا صاحبقران
اشقر کو دوڑا کر چلے اسوقت ساحرونکا ہنگامہ جا ہے مجھے صاحبقران کو روکین امیر نیمچہ سہراب یل کھینچے ہوئے
وہ تیغہ دیوکش جسپر چلگیا خواہ پیلہ پڑا خواہ گھاٹ سے آیا گھاٹ کب کرتا ہی دو ہی پر کاٹے کیے اگر سوار تھا تو مع
گھوڑے چار ٹکڑے ہوئے پیدل تھا سر کٹ گیے گر کسی افسر کو حوصلہ نہ پڑتا تھا کہ منہ پر چڑھتے یا آگے بڑھے
مغیلان نے پکار کر آواز دی یارو ایسے بدحواس نہو جاؤ دس ملکر و کو دس ملکر ان دونون کا سر کاٹ لو انکا زندہ
رہنا مجھکو گوارا نہین حقیقت مین گھر خداوند کا برباد ہوتا ہی ایسی زوجہ آفتاب جمال بیٹی خورشید جمال وہ پری پیکر
یہ سمن بر وہ ماہتاب یہ آفتاب یہ بیباک وہ چست و چالاک یہ گل وہ غنچہ یہ شمع وہ چراغ نہ اسکا مثل نہ اسکا مثل
ایسی جورو بیٹی کا جدا ہونا باعث تباہی و بربادی ہی خداوند کی بیقراری جاسے ہی دیکھیو کلیجہ پکڑے بیٹھے ہین تقدیرین
الٹی کر رہے ہین اسوقت تقدیرین بھی قبضے مین نہین بیٹی جورو پر جو کوئی مصیبت ہوتی ہی تو منہ پھیر لیتے ہین نہین
دیکھ سکتے کیونکر دیکھ سکین مگر اب جو کچھ ہو سو ہو مین زندہ نہ چھوڑونگا میرا برابر کا بھائی مارا گیا اُسکی جورو کو کیا جواب
دونگا وہ دروازے پر کھڑی یاد کر رہی ہوگی کیسی معقول عورت ہی محلے بھر مین اُسکی ذات سے چہل پہل رہتی ہی
ہر وقت چار لونڈے لاڑی جوان بوڑھے جمع رہتے ہین مگر واہ ری تیری چالاکی کہ سب کو راضی رکھنا شوہر کو
خوش رکھنا کہ اُسکو خبر نہو دل میلا نہونے پائے سب کا عیب اسی کے منہ مین پوچھتی تھی اب اُسکے عیب کیونکر
چھپینگے مرنے والا مر گیا اُسکو تنہا کر گیا اب مین انکو زندہ چھوڑونگا اسکے غلغلہ کرنے سے اہالیان فوج دوڑ پڑے
خوب اس مقام پر تلوار چلی ساحر و غیر ساحر مارے گئے مگر صاحبقران یہان پر آ گئے گھوڑے سے کود سے سینہ سپر
کر دیا ایک ہاتھ مین سپر گرشاسب ایک ہاتھ مین نیمچہ سہراب یل ناظرین کو یاد ہو گا سفر پردہ قاف مین یہ تیغہ ملتا ہی جب قبر
سہراب پر پہونچے اور فاتحہ پڑھا تو غنودگی ہوئی سہراب نوجوان روتا ہوا سامنے امیر کے آیا امیر نے دیکھا ایک
جوان خوش رو گلے پر خنجر کا نشان سہراب نے سلام کیا امیر نے جواب سلام دیکر فرمایا کیون اے سہراب یل کیا گذری
اُسنے عرض کی یہ ملک عدم ہی یہان کا حال افشا ہونا غیر ممکن جو گذرتی ہی بہت خوب گذرتی ہی آپکو معلوم ہی
کہ عین شباب مین انتقال ہوا باپ کے ہاتھ سے قضا لکھی تھی دشمنون نے ایسی پردہ پوشی کی ہم لاکھو جو یا ہوئے
مگر حال نہ ظاہر ہوا اُنھون نے بھی اپنے نام کو چھپایا مجھے بھی موت گھیرے ہوئے تھی مین نے بھی اپنا نام نہ بتایا
مین غالب آیا مگر معرکہ ہارے دنیوی دیکھئے نہ تھکے چاہا سر کاٹ لون اُنھون نے یہ دھوکا دیا کہ طریقہ نہین ہی
اسی وجہ سے پہلوانان نامی تمسے نہین لڑے ہین اپنے زور بازو پر مجھکو ناز تھا مین سینے سے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے
پہلوان جاؤ دوسرے دن جو وہ آئے تو تائید پروردگار اُنکے شریک تھی وہ غالب آئے چونکہ موت قریب تھی فوراً خنجر
گلے پر پھیر دیا اے شہریار باپ پر دعویٰ کیا کرون مگر معلوم ہوا صاحب القدر یہ ہوا آپ پردہ قاف تشریف لیے جاتے
ہین مین اگر زندہ ہوتا تو ہمراہ رکاب رہتا شاید اس کمترین کے ہاتھ سے بھی کچھ بن پڑتا مگر مجبور ہون نیمچہ میرا اُٹھتی
میری قبر کے دفن ہی وہ لے لیجیے بروقت دیوکشی کام آئیگا غلام کو بہ دعائے خیر یاد فرمائیے گا صاحبقران کی آنکھ
کھلی نیمچہ قبضے مین لیا وہ نیمچہ آج کھنچا ہوا ہی دست بدست صاحبقران نیمچہ سہراب یل فوج مین چار جانب
ہلچل ناہید و گلشن نے آنکھ کھول کر دیکھا کہ ہمارے گرد صاحبقران جسطرح شمع کے گرد پروانہ پھرتا ہی پھر رہے ہین

سر کفاران بیجیا گر رہے ہین ہنگامہ گیر و دار بلند ساحران بیجیا در دست سحر تاثیر نہین کرتا سپاہ گری مین صاحبقران کا کون
مقابل ہو مجمع دیوزادان مین لڑے عفریت وغیرہ سے کیا کیا معرکے پڑے حسب ورزکہ ارجنگ آہن شاخ کو مارا
ہو زمین تھراتی تھی آسمان و زمین سے الامان کی صدا آتی تھی زخم کھا کر ارجنگ کو اٹھا تا اتنے بڑے دیو کو وہ تمثال
کو بارہ کوس تک چرخ دیتے ہوے لیجاتا وہان جا کر اسکا سر کھینچا کمال یہ تھا کہ شاخ ارجنگ ہاتھ مین پیوست تھی
اسکو بھی اپنے ہی ہاتھ سے نکالا دریا خون کا جاری ہوا آسمان پری کا ملک بلک کر روتا شہپال کا ممنون و محجوب
ہونا اس معرکے کی کیا حقیقت ہے پردہ دنیا مین لشکر لقا سے کیسا کیسا لڑے یہ تو مجمع ساحران ناہنجار ہو مکر کرتے ہین
کسی نے گولہ مارا کسی نے ماش کے دانے پھینکے صاحبقران جسپر جا پڑے یا جسے للکارا جو تڑپ کے بسمل زمین پر گرا
لیکن ان ناہید و گلشن موجود ہین فوراً قتل کر ڈالتی ہین بجلیان چمک رہی ہین ناہید نے کہا اے مادر مہربان دیکھو میرا
وارث کس دھوم سے لڑ رہا ہے جواہر کا نگینہ چن لیا مذہب وہ کہ تمام عالم مین مثل آفتاب روشن خارستان دنیا اسکے
فیض و سخا سے رشک گلشن گلشن نے کہا بی بی مین نے تمہاری پیروی کی سالوس مکار پر لعنت کی جب کبھی تنہا بیٹھو گی
تمہاری پیدایش کی صورت بیان کرونگی ناحق یہ جھگڑا میری بیٹی میری بیٹی کہتا ہے کہ دیکھا مغیلان دریاے سحر مین
نہایا ہوا سپر سحر تیغ سحر زرہ سحر لباس تک سحر کا ہے آنکھین لال لال ابلی ہوئی جھپٹتا ہوا آتا ہے مگر بلبلاتا ہوا کہ او حمزہ
اب مجھسے سامری و جمشید بھی مقابلہ نہین کر سکتے تھے کہ یہ پیر مجھکو گھیرے ہوے ہین میرے حریف کی بوٹیان نوچکر
کھا جائینگے گلشن بھی اس حال پر ملال مین پکار اٹھی واری اپنے کو اس مکار سے بچایئے کا سحر کلان تیار کرکے
آیا اسکا وار بیجا نہین ہو ماشاء اللہ آپ خود ہوشیار ہین پشت و پہلو پر نگاہ رہے مغیلان نے قریب آکر تلوار
چمکائی اور آواز دی اے فیلان کوہ تن لینا میرا حریف ہو جانے نہ پائے کہ پہلوے کوہ سے ایک فیل مست
مثل پہاڑ کے چارون کھمبیان ٹیکتا ہوا جھومتا سونڈ اٹھائے ہوے جس مقام پر سونڈ ماردی شعلہ ہائے آتش نکلے
اپنے بیگانے جو سامنے آئے جلکر رہ گئے اپنے بیگانے کی پہچان نہین ہے لشکر مین غلغلہ ہوا اے شہنشاہ وہ جو ہاتھی
کی مثل سنی تھی آنکھون سے دیکھ لی اپنے بیگانے کو نہین پہچانتا سب آپ ہی کے ملازم مرے دیکھیے تڑپ
رہے ہین اسنے کہا بلا سے ہزار دو ہزار مرے دس ہزار ضایع ہو جائین مگر یہ حریف زبردست نہ بچے ملازم اور
ہو جائینگے مرنے والون کے غم کتنے ہین خدا تجھ ظالم کو غارت کرے ہمارے جوان جوان بیٹے بھائی مارے
گئے اسکے نزدیک کھیل ہے جب مالک نہ بچیگا ہمہ تن خاک مین ملائینگا تو جینے کی کون صورت ہے الٹی بات کہتا
ہے حمزہ افسر لشکر ہے ایک ایک خدمتگار کو یون بچاتا ہے جیسے کوئی فرزند کو بچائے یہ نامنصف ہے یہ کہکر بھاگنے
لگے اب ہاتھی جھومتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا ایک دھڑکا مار کر آواز دی او حمزہ اب کہان
جائیگا منم فیل مست سحر مغیلان جادو جس معرکے مین گیا سبز ہوا فتح نصیب ہوئی رنج دور راحت قریب ہوئی
عمرو نے بھی دور سے یہ معرکہ دیکھا کہ مغیلان الگ سحر کر رہا ہے وہ فیل قریب صاحبقران کے آیا امیر اسی طرح
گرد گلشن و ناہید پھر رہے ہین کسی کو قریب نہین آنے دیتے اسم اعظم ورد زبان فصیحان عرب کی فصاحت
مشہور ہے کس قرأت سے اسم اعظم الٰہی پڑھ رہے ہین طائرون نے منقارین کھولدین گوش بر آواز ہین بعضے
چہکارتے ہین بار لزلہ تاف مبہوت کر دیا دل کو فیض اسمائے الٰہی سے بھر دیا ابھی اسطرح اسم اعظم نہ سنا تھا خدا
آپ کو برکت دے ان مکارون پر غالب کرے طاؤس رقصان ہین قدرت باغبان قضا و قدر کے سامان
ہین شاخین جھوم رہی ہین بلبلین عارض گل چوم رہی ہین پہ دنکو دست دعا بنایا ہے یہ اشعار حمد الٰہی زبان پہ

جاری ہین یہ اشعار متعلق بزبان صوفیان ہین جنہون نے وحدانیت مین خلل ڈالا الفاظ سے ناظرین پر کھلجائیگا **نظم**

زہی قادر کہ جون ہر موضع سے ظہور ہر بند سے افزون
گئے مصرع موزون گئے بندش مضمون گئے چہرۂ گلگون
گئے خاطر محزون گئے بندۂ ممنون گئے گوشت گئے خون
گئے کہ گئے افزون گئے آتش کانون گئے عاجز و مدیون
گئے گوہر مکنون گئے دولت قارون گئے عقل فلاطون

گئے دولت مخزون ہے مخزن مدفون گئے عاشق مفتون
گئے لیلی و مجنون گئے شوہر و خاتون گئے خانۂ مسکون
گئے لخت جیحون گئے جوشش ہامون گئے گردش گردون
گئے عاشق مطعون گئے حالت مظنون گئے نسخۂ معجون
گئے حکمت لقمان گئے دیدۂ گریان گئے نالۂ مجنون

ایک بلبل بہ الحان یہ اشعار صفت پروردگار گا رہی ہے ہزار ہا عندلیبان خوشنوا گرد اسکے پھرتی ہین کوئی بوسہ لیتی ہے کوئی ترقی عمر و دولت کی دعائین دیتی ہے ایک ایک کو ان اشعار سرودیہ اگر لیلے ہوتی تو کہتی یہ دشت نجد ہے جیسے ہی وہ ہاتھی صاحبقران پر آیا اسقدر بدمست تھا بھسونڈا اٹھا کر مارا امیر نے ہیچہ سہراب یل کا ہاتھ لگایا اسکے بھسونڈے سے خون کے فوارے بلند ہوے مغیلان نے آواز دی وہ مارا گرد و غبار بھی اٹھا تھا ناہید نے منہ پیٹ لیا گلشن نے ہاے فرزند کہکر گریبان چاک کیا آواز دی اے خالق بے نیاز میرے خویش کو اس آفت ارضی و سماوی سے بچا نا کیا بلا کا سحر کیا ہے مگر جب غبار دفع ہوا دیکھا صاحبقران تیغہ کھینچے ہوے مثل برق اس گنبد غبار سے چمکے اپنے نام کا نعرہ بھی کیا **نعرۂ امیر**

کیا نعرۂ امیر	امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خداوند بستہ شمشیر جابر	یلی تیغ صمصام و قمقام نام
یلی تیغ عقرب یکی دو المحاسہ	این کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد	نعرۂ صاحبقران سکے

زمین تھرائی الامان کی ہر طرف سے صدا آئی تلوار جو بھسونڈے پر فیل کے پڑی سرداروں مین جان آگئی ہر شخص اپنے مقام پر یہی کہتا تھا کہ ہمارے آقا کے نعرے کی آواز آئی مگر دیکھو صاحبو اسقدر خستہ و شکستہ ہین کہ آواز تھرا رہی ہے مگر نہ یہ جرأت و شوکت اس پریشانی مین یہ جرأت و لیاقت وحید عصر ہین انشاء اللہ غالب آئینگے اس کانٹے کو بھی مٹائینگے عمرو قریب آگیا پکار کر آواز دی اے آقاے نامدار و اے مولاے قدر شناس خدا آپکو سلامت رکھے آپ کے نعرے نے دل کو قوی کر دیا خانۂ دل نقد راحت و آرام سے بھر دیا مگر ہاتھ امیر کا بھسونڈے پر ہاتھی کے پڑا اس حال مین ماشاء اللہ یہ نعرہ کوہ شگاف جب کوہ پر معرکہ پڑا ہے اس حال کو واقع مین دیکھا کہ عفریت ایسے بچیا کو شکست دی اس روز ہزارہا نرہ ہاے دیو مارے گئے لشکر دیوان بھاگا کہاں کہاں کا ذکر کرون امیر فرماتے ہین خواجہ جو گذرا وہ گذرا اب خدا اس کانٹے کے ہاتھ سے بچائے فیل کا جو بھسونڈا کٹ کر زمین پر گرا زمین تھرائی تیغہ ہلالی کس زور و شور سے چمک رہا ہے بیچہ پر قتاب کڑک رہا ہے ایک ساحر نے جو سحر کیا کیا ایک ہنگامہ ہوا زلزلہ قاف ثانی سلیمان ہاتھی پر بجبرأت جا پڑے بھسونڈے سے جو اسکے خون ٹپک رہا ہے وہی بھسونڈا پھر مارا اگر بھسونڈا کٹنے سے ایک بات حاصل ہوئی کہ ناہید و گلشن کے ہاتھ پاؤن مین طاقت آگئی دونون مثل ستارۂ سحری چمکین ناہید نے کہا کیون مادر مہربان اب کیا ہوگا خدا اس شیر کو اس بچیا کے ہاتھ سے بچائے امیر کے تمام لباس سے قطرات خون ٹپک رہے ہین امیر نے بھسونڈے پر ہاتھ ڈالدیا رکھکر مکہ مارا مع زرخہ کے گردن کھینچکر زمین پر پھینکدی اندھیرا ہو گیا ایک غبار بلند ہوا ہر کافر خودپسند درد مند ہوا صدائین مہیب آنے لگین بیر غل مچانے لگے جب ہاتھی ہاتھ سے صاحبقران کے مارا گیا مغیلان کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا چہرہ اداس عالم یاس دوست و دشمن امیر کی تعریفین کر رہے ہین محبت کا دم بھر رہے ہین افسران فوج کہتے ہین صاحبو ایسے دیو بند دیو کش نگاہ سے نہین گذرے کس زور و شور سے لڑے کیا خوب معرکے پڑے مغیلان ایسے ساحر کو دنگ کر دیا

مغیلان نے جو یہ غلغلہ سنا غصے مین تیغے پر ہاتھ ڈالا چونکہ نام مغیلان ہے اسوجہ سے تیغہ تول رہا ہے ڈور ڈھول
رہا ہے للکارا او حمزہ میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا ایک مسلمان کو زندہ نہ چھوڑونگا تیرے قتل سے منھ نہ موڑونگا عمرو
نے آواز دی آقا ہوشیار ہو جایئے کانٹا اٹھا ہے اپنی جرات دکھاتا ہے امیر نے فرمایا دیکھا جائیگا جو پروردگار کو
منظور ہوگا وہی ہوگا اپنے نزدیک مغیلان بڑا بہادر ہے مگر موت اسکی دامنگیر ہے اتنے مین مغیلان نے
بڑھکر ہاتھ تیغے کا مارا صاحبقران نے تیغے کو تیغے پر روکا مغیلان نے چاہا اب پلٹون امیر نے الجھادے
سے ہاتھ نکالکر خبردار کہکر ہاتھ مارا برق شمشیر چمک کر گری مغیلان نے چاہا پیچھے ہٹون مگر تلوار کب
امان دیتی ہے تڑپ کر خرمن حیات پر گری سر کو سراسر مغیلان کے کاٹ کر گردن مین در آئی گردن کے
دو پرکالے کیے وہان سے سینہ پر کینہ پر وہان سے مثل برق تڑپ کر گری خرمن حیات مغیلان کو جلادیا
مرنے سے اسکے اتنی بڑی آندھی اُٹھی کہ صدہا ساحر شکار کر مرے سالوس متفکر ہوا کہتا ہوا اچھا ہوا کہ
کانٹا مٹا اسنے بڑا سر اُٹھایا تھا قدرت کو کسی کا غرور پسند نہین اُسنے غرور کیا اُسنے اُسکو مٹا دیا نور چکیدہ خالص قدرت بھی
گئی زوجہ سے بھی ہاتھ اُٹھایا بھاگا ہوا قصر بہزاد مین آیا دیکھا پریزادین ناچ رہی ہین اور گا رہی ہین کہ آج تو بڑا
گلشن مٹا آسمان پر بھی سناٹا ہوا سالوس ایک طرف آکر بیٹھا باتین سننے لگا دیکھا ڈھول بج رہا ہے سب گا رہی ہین نظم

ہوئین جب بند آنکھین خوف پرسش کا یقین آیا
ہوئے بیدار ہم جب وقت خواب واپسین آیا

اُٹھے شعلے درون سینہ سے تعظیم فرقت مین
سرشک دیدہ استقبال کو تا آستین آیا

شب کربات کاٹی بھی مگر افسوس وہ ظالم
نہین آیا نہین آیا نہین آیا نہین آیا

وہ تھا محروم راحت مین وہ مقبول جفا تھا مین
کہ اپنا ڈھونڈھنے کو جو کوئی آیا یہین آیا

نہ پایا کوئی مجھ سا بے زبان شاید زمانے مین
کہ ناصح سرزنش کرنے کو جب آیا یہین آیا

وہان تم گھر مین بیٹھے ہنسنے توبہ کی محبت سے
نہین عصمت کا دھیان آیا نہین کچھ پاس دین آیا

ملا اعلیٰ سے اعلیٰ پست پستی سے ہوا یا ہم
فلک پر روح جا پہونچی بدن زیر زمین آیا

نہ ڈالی آنکھ مین سے اسقدر تیرا تصور تھا
فرشتہ موت کا سو سو طرح بنکر حسین آیا

کہان تک شکر ہو اے صید افگن تیرے احسان کا
کہ جو تیر نظر سینے تک آیا دلنشین آیا

ہوا گلزار ابراہیم دل آتش پرستون کا
ہمارا اپنی دکھائے کون سا خلوت نشین آیا

نہین تن جائے آبادی یہ ویرانہ ہے اے غافل
ہوا اک روز راہی اس مکان مین جب مکین آیا

خدا کی یاد کچھ کرلو جہان سے جانے والون کو
وہی کچھ لیگیا دولت جسے کچھ پاس دین آیا

ادب او نالہ گستاخ بس آگے نہ بڑھ جانا
ٹھہر آہ شرر زا پاس اب عرش برین آیا

خبر اپنی نہ رکھی اور کا کیا حال بتلاتا
ہدف ہو کر گیا اُس کوچے مین جب شانہ بین آیا

غرض کیا تشنہ دیدار کو ہے اس سے اے ساقی
اگر لب تک چھلکتا جام آب آتشین آیا

اذیت دوست ہے ہر چند لیکن دل بہلتا ہے
سبب کیا ہے ابھی تک ناصح مشفق نہین آیا

پھر آئی فصل گل اٹکھیلیان کرتے ہین دیوانے
ترقی پر ترا سودائے زلف عنبرین آیا

کلام معترض کی حاسخن مین ہم نہین رکھتے
گیا محروم ہو کر جب کوئی یان نکتہ چین آیا

نسیم اک اور بھی رنگین غزل اسطرح مین پڑھیے
کہ ابتک جوش مضمون کا طبیعت مین نہین آیا

سالوس سن رہا ہی جی مین کہتا ہی میرے مطلب کی کوئی بات نہین آتی کہ ایک نے کہا بوا خداوند آئے دوسری نے کہا آگ لگے خداوند کو رات سے ہنسے کھاتا نہین کھایا مغیلان نگوڑے نے اپنی جان دی ہمارے دلون کو صدمہ پہونچا ارے نگوڑے نے فیل طلسمی طلب کر لیا ایک نے کہا بوا ہمکو کیا ایک نے کہا بوا دیکھو معلوم ہو جائیگا کیا پردہ رہیگا اب قدرت کو چاہیے کہ بذات خود مقابلہ کرین مگر عمرو کے ہاتھ سے بچین بس بوا مین نے ایک مرتبہ نام لیا اب نام نہ لینا شیطان درگاہ لقا نے جو بات مقرر کی ہی وہی ہوتی ہی اور کچھ باتین بھی کین اور کہا کہ قدرت حبان مین بیٹھین ہوشیار رہین ایک مقام سہت خلاف ہی صبح کو قدرت کمارون مین کانجہ پہنے جاتے ہین ایسا نہو وہان عمرو انپر سواری گانٹھے اتنا کہکے خاموش ہو رہین سالوس اُفتادہ دربار مین آیا سب ساحر شکست خوردہ حاضر ہین سالوس نے پکار کر کہا ای صاحبو سنو اب قدرت خود مقابلہ کرینگے کوئی صاحب غرور نہ کرین ہر وقت ہماری یاد مین مصروف رہین ورنہ دم بھر مین قدرت تقدیر کر کے غارت کر دینگے تیز رفتار خاموش بیٹھا ہی میہان تو یہ رنگ ہین ادھر صاحبقران زمان لڑائی فتح کر کے پلٹے بارگاہ مین آ کر بیٹھے سردارون کی زخمدوزیان ہونے لگین اہالیان فوج حاضر ہوے ہین ملکہ گلشن و ناہید و یاسمن بھی آئین مجراگاہ سے مجرا کیا عمرو نے نذرین دلوائین صاحبقران نے کہا انشاء اللہ اس ملک کو فتح کر کے ای گلشن تمکو بادشاہ کرینگے گلشن نے کہا مین نے کنیزی اسواسطے اختیار کی ہی کہ ہمراہ رکاب رہون طلسم نور افشان تک ساتھ چلون امیر نے فرمایا یہ دستور نہین ہی ساحر ہمارے ساتھ نہین رہتے گلشن خاموش ہو رہی ایک بارگاہ زرنفتی ملی اُسمین جا کر گلشن و ناہید و یاسمن مع اپنی کنیزون کے اُترین صاحبقران کو ہرکارون نے خبر دی کہ سالوس

ہوم خانے مین داخل ہوا امیر بھی مصروف اہتمام ہوے انکا ذکر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان انجم گروہ رستم شکوہ فتح ملک باختر پہلوان تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن فرزند حمزۂ تیغزن تحریر ہوتے ہین باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا خمسہ عوض ساقی نامہ

حقیقت کیا کہون اُس بیوفا کی | شکایت ہو گی بخت نارسا کی | ہوئی تاثیر تک اُلٹی دعا کی

اگر غفلت سے باز آیا جفا کی | تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی

ہوائی صحن گلشن سے اُڑا کی | نہ پروا زناگن اس بلا کی | اجل ہونا جو تھا قدرت خدا کی

نہ کچھ تیزی چلی باد صبا کی | بگڑنے مین بھی زلف اُسکی بنا کی

شروع رسم وره مین خیر تھا عشق | ہوئین جب خلوتین کچھ بڑھا عشق | کنار و بوس نے چمکا دیا عشق

وصال یار سے دونا ہوا عشق | مرض بڑھتا گیا جو جو دوا کی

فقط اُسکی قدمبوسی کو جا کے | تہ تھر خاک مین ہستی مٹا کے | یہ دیکھین بعض بعد آپ آ کے

صبا نے اُسکے کوچے سے اُڑا کے | خدا جانے ہماری خاک کیا کی

سبب یہ ہی جو دل بیچین سا ہی | کف افسوس عالم مل رہا ہی | شرر سا ذرہ ذرہ جل بلا ہی

ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہی | کہے دیتی ہی شوخی نقش پا کی

کٹی کیسی مزے مین شب کو اوقات | ابھی خواب تھا یہ یا طلسمات | کہون کیا ہے کہنے کی نہین بات

وہ سوتے بیحجابانہ رہے رات | انکا و شوق کام اپنا کیا کی

وہ ہٹنے پائنچے کو ٹونون پہ پھیات | ہٹی کرتی چڑھے محرم کھلے گات | جوانی کی بھی میدان کی ہر کیا بات

وہ سوتے بیجا بانہ رہے رات	نگاہ شوق کام اپنا کیا کی	
ملایا جب خدا نے اُس صنم کو	یہ سمجھے تھے پچھاڑا دیو غم کو	کہین کیا چرخ گردان کے ستم کو
نہ آیا وصل مین بھی چین ہمکو	گھٹا کی رات اور حسرت بڑھا کی	
شب فرقت مین کیون جیتا رہا مین	ہوا شرمندہ ناز قضا مین	حریف قسمت فرہاد تھا مین
شب وصل عدم کیا کیا جلا مین	حقیقت کھل گئی روز جزا کی	
کریگا مہر کیا وہ سخت باطن	جفا مین بیسرو وہ شوخ کمسن	سہارا زندگی کا غیر ممکن
کہا اُس بت سے جب مرتا ہے مومن	کہا مین کیا کرون مرضی خدا کی	

چہرہ سیاحان ممالک جنوب و شمال و شہریاران اقلیم جاہ و جلال اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف ناظمان فسانہ الفت ٭ واقفان ترانہ الفت ٭ صاحبان کلام درد آمیز ٭ لکھتے ہین داستان حیرت خیز ٭ ذکر کیا جاتا ہے نور الدہر ایسا فرزند جس شیر کا قید ہوا ہو اُسکے قلب پر کیونکر تاثیر نہو بادشاہ ججاہ مقابلہ دودہ زنگی مین فروکش ہین اکثر مقابلے میہان ہوے کہ جسکا ذکر صندلی نامہ مین ہوگا اُسکی تحریر کی ہمکو ضرورت نہین مگر شاہزادہ بدیع الزمان بارگاہ مین اپنی جلوہ فرما ہین بیٹھے بیٹھے گھبرائے امیہ بن عمرو کہ حاضر خدمت ہے دست بستہ عرض کی آئینہ رخسار پر گرد ملال پائی جاتی ہے خیر خواہان دولت کی طبیعت گھبراتی ہے آج مزاج اقدس کیسا ہے بدیع الزمان نے فرمایا اے امیہ ہمارا دل کیا آرام سے ہے تین پارۂ جگر نور نظر راحت دل تسکین قلب نظرون سے غائب ہوے کچھ حال نہ کھلا کہ ان شیرون نے کیا کیا ایرج گئے قاسم گئے نور الدہر بھی گئے کیا یہ لوگ خالی رہے ہونگے کمسن نوجوان صاحب شوکت و شان ہوا سے لڑین یہ خاموش ہو کر بیٹھنے والے ہین آج بہت بڑا خیال ہے قلب پر خود بخود ہجوم غم و ملال ہے برائے رفع ملال شکار کا سامان کرو یہ کہکے ایک عرضی خدمت مین بادشاہ کے بھیجی بادشاہ نے دستخط فرمایا کہ عمر نامدار بسم اللہ مگر بروقت خاصہ واپس آئیے زیادہ دیر نہ لگائیے حضور آگاہ ہین کہ ایسے ظالم سے مقابلہ ہے شاید بلوہ کردین یا سُن پائین کہ آپ لشکر مین نہین تشریف رکھتے اسکا خیال واجب و لازم آئندہ حضور کو اختیار ہے بدیع الزمان نے چوبدار کو انعام دیا اور کہا کہ عرض کر دینا کہ جیسا ارشاد ہوا اُسی طرح نیازمند کاربند ہوگا یہ فرما کر امیہ کو حکم دیدیا صبح کو اسباب شکار در دولت پر حاضر رہے امیہ نے چار گھڑی رات رہے سے پہلیے قراول میر شکار حاضر کیے جب بدیع الزمان برآمد ہوے سرداروں مین فضل بن گیا ہور وقارن بلند کمان کو ساتھ لیا پشت مرکب گلگون باختری پر سوار ہوے صحرا مین آکر نماز پڑھی بعد فراغ نماز سحر شکار ہوا ہر چند کو پہر دن چڑھے تک ہرن و جانوران ہوائی شکار کیے مگر دل کی وحشت کم نہین ہوتی امیہ سے فرمایا ایک نخل کے سائے مین فرش بچھاو صحرا مین آکر اور وحشت بڑھ گئی امیہ نے فرش بچھایا شاہزادہ آکر بیٹھا فضل وقارن حاضر ہین شاہزادے کو بہلاتے ہین مگر تردد بڑھتا جاتا ہے کہ صحرا سے گرد اڑی ایک کاروان آکر پہونچا میر کاروان کو جو معلوم ہوا کہ فرزند صاحبقران جلوہ فرما ہین کچھ خود زرہین کچھ قبضہ ہاے شمشیر لیکر حاضر ہوا بدیع الزمان ملے فرمایا کہان سے آتے ہو کہا طلسم نور افشان سے آتا ہون بدیع الزمان کے کان کھڑے ہوے کہا بھی وہان کا کیا رنگ ہے کہا حضور ہر چند کہ مقام صدر ہے مگر آجکل وہان بڑا غدر ہے سحر العجائب و سحر الغرائب باغی ہوے کوکب و لاچین کو قید کر لیا تین شاہزادے ہوشربا سے آئے ایک شاہزادہ مہران جوان بخت فرزند نور الدہر

دوسرا ضیغم شیر شکار فرزند اسد تیسرے شاہزادہ سرو سہی قد فرزند بادشاہ اسلام ان تینون شیرون نے بڑی بڑی
کدوکاوش کی آخر مین قید ہوے ایرج نوجوان پہونچے نورالدہر گئے قاسم کا داخلہ ہوا یہ تینون شیر بھی خوب
لڑے مگر طلسم نورافشان تو ایسا طلسم وسیع ہو کہ دو چار ملک کے فتح ہونے کسے کچھ اُسکا ہرج نہین ہوتا
آخر انکو بھی گرفتار کرلیا یہ سب قید مین صاحبقران لڑتے ہوے جاتے ہین پہلے راہ مین خدائی ابلیس خود پرست
کی ملی اُسکو مٹا یا اب کوئی سالوس ہو اُسنے بھی دعوی خدائی کیا ہو اُس سے لڑرہے ہین نورافشان تک
ابھی نہین پہونچے نورافشان مین بھی کھلبلی ہو کہ طلسم کشاے اصلی تشریف لائیگا مگر سحر العجائب و سحر الغرائب
ایسے مغرور ہین کہ کاہن طلسم جو کچھ بیان کرتا ہو اُسکو سنکر چپ ہو رہتے ہین مگر وہ کوہ فلک شکوہ جسکو مقام بت خونریز
کہتے ہین اُس مقام سے انکو ایسا اطمینان ہو کہ وہ کہتے ہین اگر دس ہزار طلسم کشا آئین تو اس پہاڑ سے نگذر سکین
بلکہ خبر مشہور تھی کہ شاہون نے قصد کیا ہو کہ ایرج و نورالدہر کو قتل کرین مگر قتل کرنا ممکن نہین اور شاہ مین
انکو سب طرح کا اختیار بھی ہو ساحر بھی زبردست ہین غلام یہ خبر پا کر چلا آیا اندر طلسم کے ہمارا مال گیا
کئی مہینے حوالات پر پڑے رہے ناچار ہو کر چلے آئے یہ سنکر بدیع الزمان اور زیادہ پریشان ہوے تاجر کا
مال تو لیلیا فرمایا اے فضل یہی باعث پریشانی تھا یہ شیر قید ہون اور ہم آرام سے بیٹھین یہ ممکن ہو فضل نے
عرض کی اے شہریار ارادے کی دیر ہو اگر طلسم وسیع ہو تو کیا خوف ہو ضرور فتح کرینگے ان شیرونکو چلکر چھڑا لینگے یا اپنی
جانین دینگے بدیع الزمان نے فرمایا اب پلٹ کر لشکر مین چلنا مناسب نہین اگر بادشاہ خبر پا جائینگے ضرور روک لینگے
ہو سکتا ہو کہ ارشاد فیض بنیاد رد کرین اور حقیقت مین انکا بھی ارشاد فرمانا بجا ہوگا کہ دودہ زنگی ایسے بادشاہ
سے مقابلہ اور ان ایسے پہلوان کا نکل جانا مین تو سب مین حقیر ہون مگر ایرج و قاسم کا جانا البتہ باعث خرابی
ہو فضل نے کہا بہتر امیہ کو بلا کر فرمایا سب کو رخصت کردو شب کو ہم تم چلینگے امیہ نے پہلے قراول سے کہا
کہ تم چلو شاہزادہ شاہ کو آئیگا سب روانہ ہوگئے بوقت شب یہ ماہ اوج صاحبقرانی مع فضل و قارن و
امیہ طرف طلسم نورافشان کے چل نکلے راستہ دریافت کرتے ہوے صحراؤن کو چھانتے ہوے چلے
جاتے ہین صحراؤن مین اکثر معرکے در پیش آئے شیران صحرا جانوران درندہ حائل ہوے ان شیرون نے
انکو مار ڈالا گئے ایسے ایسے معرکے تو بہت درپیش آئے ایک دشت مین جا کر پھنسے مین شبانہ روز آبدانہ
ممکن نہین ہوا تیسرے دن اُس وادی پر خار سے مہلت پائی ایک صحراے سبزہ زار نواح دلکشا مین
پہونچے دیکھا نہایت سرسبز و شاداب گل خودرو سے جنگل نمونہ گلشن چراغہاے لالہ جابجا روشن شمعہاے
گلستان کے جھاڑ بگولے مثل پہاڑ پتے کنول ہین سبزہ زار کا فرش ہو زمین رشک عرش ہو تینون سردار چوتھا
عیار سیر صحرا مین مصروف ہین وہان کے تکلفات دیکھنے پر موقوف ہین کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا آگے
آگے سر علمدار ایک جوان گینڈے پر سوار چہرا تیغہ کمر سے حائل خود زرین سر پر لاکھ سوار پشت پر سب جوانان نیزہ دار
جنگی طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہین آمادہ جنگ ہو کر جاتے ہین اُس افسر کی نگاہ جو جمال جہان آراے شاہزادہ انجم گروہ
پر پڑی دیکھا مین شیر ایک ہاتھ بان دو جوان قوی تن قوی مین مسلح و کمل پشت پر مودب بیٹھے ہین جس سے
ثابت ہوتا ہو کہ یہ ان دونون کا افسر ہو بہیبت دیکھکر سرو تیز پا عیار پہلو مین تھا کہا دریافت کرو کہ یہ لوگ کون ہین
اگر خواہان ملازمت ہون تو ہم نوکر رکھین عیار چلا جب سامنے آکر پہونچا جلال و شوکت دیکھکر دنگ ہوگیا براے
تسلیم خم ہوا دست بستہ سامنے کھڑا ہو زبان سے کچھ نکلتا نہین بدیع الزمان نے امیہ سے اشارہ کیا پوچھو

کون ہو کیا مطلب ہو عیار نے دست بستہ عرض کی ہمارا سردار آشوب شہر سوار دریافت فرماتا ہو کہ آپ کا نام نامی
اسم گرامی کیا ہو اس صحرائے پر ہول مین تشریف رکھنے کا کیا باعث ہو راہبہ نے کہا یہ فرزند رشید صاحبقران
یہ دونون انکے سردار ہین طرف طلسم نور افشان کے جاتے ہین یہ سنکر عیار پلٹا سامنے اپنے شاہزادے کے آیا
سب کیفیت بیان کی آشوب یہ سنکر ہنسنے لگا کہا ہمکو حکم شہنشاہ طلسم نور افشان آیا تھا کہ فی الحال گشت کرو سیر
کوہ و دشت کرو جو شخص دعوی طلسم کشائی رکھتا ہو اُسکے گرفتار کرکے لاؤ مگر مجھکو خود بخود اس جوان سے محبت
پیدا ہوئی اگر یہ میری نوکری کرینگے تو مین خطا معاف کرا دون جاؤ جاکر کہو عیار نے کہا میری یہ مجال نہین کہ
مین ایسے فقرات کہون دو جوان اُسکے پہلو مین بیٹھے ہین شیر کش و شیر گیر خوف معلوم ہوتا ہو اگر وہ کہین اُنسے
اشارہ کردے تو شیر کی مانند مین چیر ڈالین آشوب نے کہا مین خود جاتا ہون اور ای عیار یہ جوان حسین و خوبصورت
ہو جو کچھ ہین یہی دونون ہین اسکو افسر بنا کر نکلے ہین ہو سکتا ہو اس قد و قامت کے جوان کو یہ زیر کرے
کچھ ڈنڈ و مگدر لیے ہونگے اُسی کا خیال ہو یہ کہکے اسنے اپنے گینڈے کو بڑھایا خلق کے تو یہ پتلے ہین جب
وہ قریب آیا اُٹھ کھڑے ہوئے فرمایا ای برادر آؤ فرو رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ✤ کرم نما و فرود آ کہ خانہ
خانۂ تست ✤ عیار کو اسنے اشارہ کیا کہ دیکھا تو نے مابدولت کے آتے ہی ڈر گیا آکر بیٹھا بدیع الزمان بخلق
باتین کرنے لگے آشوب نے کہا ای شہریار آپ کا حال خیریت مآل مابدولت نے سنا لہذا چاہتا ہون کہ یہ بڑے
امر عظیم پر آپ نے قدم مارا ہو بڑے بڑے بہادر آپ ہی کے لشکر کے آئے اور بڑی بڑی کد و کاوش کی دو دو
چار چار ملک فتح بھی کیے انجام کیا ہوا گرفتار ہو گئے لہذا کد و کوشش بیکار ہو اب جو کچھ بچہ آئی اس گھر مین موجود
ہو اُسے نوش فرمائیے بقیہ عمر اپنا اسی مقام پر صرف کیجیے بدیع الزمان نے فرمایا آپ ایسے ہی جلیل ہین مردان عالم
کے کفیل ہین مگر ہمارا تو یہ قصد ہو فرد یا تن رسد بجانان یا جان ز تن بر آید ✤ دست از طلب ندارم تا کار
من بر آید ✤ آشوب اسپر بہت ہنسا کہا آپ بہت بجا ارشاد فرماتے ہین مگر اب یہ خیال خام تصور ناتمام ہو
اسکو معطل فرمائیے ایسا ممکن نہین ہو بدیع الزمان نے فرمایا خواہ ہو خواہ نہو ہمارا ارادہ یہی ہو آئندہ پروردگار کو
اختیار ہو اور شاید یہ بھی تمنے سنا ہو کہ طلسم طہمورس دیوبند ہمنے فتح کیا بارہ بادشاہان جلیل نے ایک ایک
برج بنایا تھا ایک ایک برج پر ہزار ہزار جانباز متعین تھے غدر رہتے تھے مگر بعنایت پروردگار اُس خارستان کو دفع
کرکے مال طلسمی نکالا جو ضرورت تھی وہ رفع ہوئی نشان اُسکا یہ تیغہ و خود و زرہ و موزے و رانگے و سپر و خنجر اُسی
طلسم کے اشیا ہین اب بھی اگر اُسکی مدد ہوگی یہ بلا بھی بہ آسانی رد ہوگی آشوب نے کہا ہمارا آپ کا ساتھ کیونکر ہو
بدیع الزمان نے کہا یہ صورت ہو کہ لات و منات پر لعنت کیجیے ہمارا ساتھ دیجیے یہ سنکر آشوب برہم ہو گیا
کہا ای جوان تونے ہمارے مذہب کو برا کہا اب مین بے سزا دیے ہوئے نہ مانونگا بدیع الزمان نے کہا بسم اللہ
آئیے ہمارے آپ کے امتحان ہو جائے آشوب اُٹھا اپنے گینڈے پر سوار ہوا بدیع الزمان بھی گلگون بادپا
پر سوار ہوے مرکب کو مہمیز کیا اب آشوب کو تعجب ہوا کہ یہ جوان خود میرے مقابلے مین آیا اسکو کچھ خوف نہ آیا
ہنسکر کہا ای جوان تو مجھسے مقابلہ کریگا بدیع الزمان نے فرمایا اب مضحکہ نہ کیجیے اب زبان نیزہ و شمشیر سے
سوال و جواب ہو آشوب نے کہا مین اس گستاخی کو بھی معاف کرتا ہون مذہب مین بھی تمہارے دخل نہ دونگا
میرا ساتھ دو کل فوج کا افسر کرونگا بدیع الزمان نے فرمایا اب یہ باتین نہ کرو آشوب نے کہا خیر ایک کام کیجیے
سب حربے مجھپر کر لیجیے کہ حوصلہ باقی نہ رہے بدیع الزمان نے کہا یہ ہمارا دستور نہین جب تیرے حربے

پروردگار بچائیگا تو ہم بھی حربہ کرینگے آشوب اور زیادہ حیران ہوا کہ اس جوان کو بھی جرأت پر بڑا دعوی ہے اب
اسنے اپنے گینڈے کو مہمیز کیا نیزہ ہلاتا ہوا آیا نیزہ مارا کہا اے جوان لے ایک ہی ضرب مین خاتمہ ہے بدیع الزمان
نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آشوب حیران کہ ما بدولت کا وار روک لیا نیزہ چلنے لگا المیسوین طعن مین
بدیع الزمان نے نیزہ اُسکا نکال دیا اب تو آشوب نے تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا
بدیع الزمان نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اُسنے گریبان پر ہاتھ رکھا آشوب کو اپنے زور و طاقت پر بڑا
ناز ہے بدیع الزمان کو حقیر سمجھتا ہے یہ نہین جانتا ہے کہ یہ فرزند صاحبقران کشتی گیر بارہ برس اسی کام کو کیا
انہین بھی خوب نام ہوا یہی باعث ہے کہ قاسم کشتی گیر کہتا ہے آشوب نے ہنسکر کہا مجھسے کشتی لڑیگا بدیع الزمان
نے کہا خوشی تمھاری آرزو تو یہ ہے تو نہین کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لون آشوب ہنسا کہا آئیے بدیع الزمان
نے ہاتھ چھوڑ دیا آشوب خوشی خوشی کودا خم مارا جست و خیز کرنے لگا بدیع الزمان بھی مرتے کودے انہو
آشوب کو بڑی خوشی ہے کہ اب زیر کر لینا اس جوان کا کیا بڑی بات ہے بدیع الزمان سامنے آئے فرمایا بھئی
اُچھل کود کیا کرتے ہو یہ نٹ بازی ہمکو پسند نہین کچھ زور بازو دکھاؤ آشوب دوڑ پڑا بایان ہاتھ بائین ہاتھ
سے پکڑا داہنا ہاتھ گردن پر بدیع الزمان کی رکھا بدیع الزمان کو یہ معلوم ہوا کہ جیسے اور پہلوان ہوتے
ہین ویسے یہ بھی پہلوان ہے اپنا داہنا ہاتھ گردن پر آشوب کے رکھا آشوب کو یہ معلوم ہوا کہ گردن پر میری
پہاڑ ٹوٹ پڑا ایک ٹکر لگائی بدیع الزمان نے ٹکر کو سر پر لیا دھڑاکے کی آواز ہوئی قطرے خون کے
ٹپک پڑے آشوب کو چکر آگیا دیر تک ٹھہرا رہا بدیع الزمان نے ہوشیار کیا کہا برادر ہوشیار ہو یہ وقت جنگ
و جدل ہے دیکھو جرأت مین خلل ہے آشوب کے جی چھوٹ گئے جی مین کہتا ہے کہ اس جوان مین تو زور کوٹ کوٹ کے
بھرا ہے یا لات و منات دیکھیے کیا ہوتا ہے لڑنے لگا شاہزادہ بدیع الزمان دیکھ بھال کے بسلامت لڑ رہے ہین
سرداران آشوب بھی آگئے افسران فوج آشوب کہ رہے ہین یہ جوان بہت زبردست معلوم ہوتا ہے ہمارے
آقا سے لڑ رہا ہے آشوب کے لشکر کا سپہ سالار قاموس فیلسوار سب سے آگے بڑھا ہوا کھڑا ہے کشتی کو دیکھ
رہا ہے اور سب پہلوان اسکے قریب ہین کہتا جاتا ہے کہ آقا کمزور پڑے پسر حمزہ بلاے روزگار ہے فنون سپاہگری
مین طاق شہرۂ آفاق کیا کمال کر رہا ہے ایسے فیل پیکر کی اوجھڑین روک رہا ہے کیا کیا توڑ کیے ہین یارو یہ فن دیکھنے کے
لایق ہین وقایع نگار نے لکھا ہے کہ پسران حمزہ کل فنون مین نہایت لایق و فایق ہین میرا جی چاہتا ہے پشت پر جا کر ایک
ہاتھ ماردون سب نے کہا بہتر ہے قاموس فیلسوار چلا فضل کی نگاہ پڑی کہا اے قارن دیکھتے ہو یہ قاموس
کسواسطے آتا ہے قارن نے کہا مین سمجھا تم ٹھہرو مین جا کر سمجھائے دیتا ہون فضل نے کہا تم کھڑے رہو یہ کہکر فضل گھوڑے
سے کودا انگلستان کی آڑ پکڑتا ہوا چلا جب قریب اُن دونون صاحبون کے پہونچا دیکھا کہ قاموس اُٹھا بیٹھا چھپا
چلا آتا ہے جانتا ہے مجھکو کسی نے نہین دیکھا دیکھ رہا ہے ایک مقام پر شاہزادہ بدیع الزمان ریلکر آشوب کو لے دور نکلے
قاموس جھپٹ کر دوڑ پڑا چاہا تلوار کا ہاتھ مارون پہلو سے آواز آئی او نامرد خبردار ہاتھ تلوار کا نہ مارنا یہ سمجھا
کوئی آواز دیتا ہوگا جا ہی پڑا فضل نے جھپٹکر اپنے کو بیچ مین پہونچایا سینہ سپر کر دیا وہ ہاتھ تلوار کا رہا کر چکا تھا
فضل نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا پھیلہ شانے پر پڑا خون ٹپک رہا ہے مگر کچھ اسکا بھی تصور نہوا لپٹ پڑا تلوار چھینلے
چھینکری کشتی ہونے لگی بدیع الزمان نے پلٹ کر دیکھا فضل و قاموس سے کشتی ہو رہی ہے بدیع الزمان
نے آواز دی ای برادر یہ کیا معرکہ ہے عرض کی یہ نامرد چھپ کر آیا تھا کہ آپ پر ہاتھ تلوار کا لگائے جان نثار کیونکر دیکھنے

مین ابھی اسکا فیصلہ کرتا ہون یہ کہکر تڑپ کر لڑنے لگا بدیع الزمان کو بھی جوش آیا آشوب کو نے دوڑ بے اِدھر
فضل نے دوڑا پندرہ سولہ قدم پہ لاکر بدیع الزمان نے پکارا دونون گھٹنے آشوب کے آشنا زمین ہوے فضل نے
پندرھوین قدم پر دوڑا کر کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھالیا چرخ دیکر زمین پر مارا چارون شانے چت کود کر چھاتی پر آیا
یہ غصہ تھا کہ کچھ کلام نہ کیا چیر کر پھینکدیا بدیع الزمان نے بھی چرخ دیکر زمین پر مارا سینے پر چڑھے مگر فضل نے
جو قاموس کو چیر کر پھینکا آشوب کانپنے لگا جیسے ہی بدیع الزمان نے گھٹنا زانو دبایا ہاتھ جوڑنے لگا کہا
حضور مین غلام ہون آپ کا مذہب بھی اختیار کرون میرا ملک و مال بھی لے لیجیے جان چھوڑ دیجیے بدیع
نے فرمایا کیون اسقدر گھبراتا ہی ہم دشمن کے ساتھ دشمنی نہین کرتے اگر تو بصدق مسلمان ہوتا ہی سر تک
تیرے واسطے حاضر ہی ملک و مال ہم کسی کا نہین لیتے ہین آرزوے دلی ہی خواہش رواج دین مبین محمدی ہی
آشوب نے کہا مجھے سب کچھ قبول ہی جو جو آپ سکھائینگے مین سب پڑھونگا اور دل مین کہتا ہی کہ اسکے سردار
نے قاموس کو بیدھڑک چیر کر پھینکدیا ذرا انکار کرونگا یہی میرا بھی حال ہوگا اب تو جان بچاؤ پھر سمجھا جائیگا یہ سوچکر
جو بدیع الزمان نے پڑھایا وہ کلمہ پڑھا استقبال کر کے بدیع الزمان فضل و قارن کو بیچلا امیہ نے
عرض کی آقا مجکو یہ مکار معلوم ہوتا ہی بدیع الزمان نے کہا ای امیہ ہمارے قبلہ و کعبہ کا یہ قول ہی کہ غیب کا
حال سواے پروردگار کے کوئی نہین جانتا جو زبان سے کہتا ہی ہم اُسپر کاربند ہوتے ہین جیسا کریگا اُسکا
معاوضہ پائیگا مگر امیہ کو انتشار رہا حکم مین آقا کے دخل نہ دے سکا آشوب شاہزادے کو لیے ہوے بارگاہ
مین آیا مقام صدر پر بٹھایا آپ حیلے لیے کسی کام کے باہر آیا افسران فوج کو جمع کیا کہا یارو مین اس جوان کو ایسا
نہ سمجھا تھا یہ تو آفت کا پرکالا ہی مگر مین اسکا مذہب نہین اختیار کرونگا صلاح وقت یہی تھی جو مین نے کیا مین
اب انکی فکر کرتا ہون عیار کو ہمارے بلاؤ رہرو تیز پا حاضر ہوا اسنے کہا کچھ شراب و کباب مین بیہوشی ملا رکھنا
جب ہم اشارہ کرین تو لانا عیار نے کہا بہت خوب یہ سامان کر کے آشوب اندر آیا خدمتگزاری کرنے لگا
امیہ چوکنا ہو رہا ہی یہان تک کہ وقت خلصے کا آیا امیہ کو گمان تھا کہ کھانے مین بیہوشی ملی ہی مگر کھانے کو
اسنے پاک و صاف پایا جب دور جام چلا ایک دور بھی اسنے سادہ دیا دوسرا دور جو آیا اسمین بیہوشی تھی پیتے ہی امیہ
نے کہا ای شہریار مکر ہوا میرا سر گردش کرتا ہی بدیع الزمان نے کہا حقیقت مین یہی میرا بھی حال ہی فضل و
قارن نے کہا آپ نہ گھبرائین ہم اسکی گردن لیتے ہین امیہ نے کہا اب کیا ہو سکیگا بیہوشی تاثیر کر چکی مگر یہ دونون
جوان جھوم کر اُٹھے اُٹھتے ہی بیہوشی نے اپنا کام کیا لڑکھڑا کر گرے بدیع الزمان جھلا کر اُٹھے یہ بھی گر کر بیہوش
ہوے امیہ کو پکڑ لیا چارون کو مسلسل و مطوق کیا اعرابے پر چارون کو ڈال لیا طرف اپنے قلعے کے لیچلا تیسری
منزل ہی ایک صحرا مین آکر لشکر اُترا پہر دن پچھلا باقی ہی ساتھ والون سے کہہ رہا ہی کہ ان قیدیان بلا کو خدمت
مین شاہان طلسم کے پہونچاؤنگا سرکار سے انعام آئیگا وہ جوان جو قید ہی جسکا نور الدہر نام ہی یہ اُسکا باپ ہی
شاہ بہت خوش ہونگے پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوے ہین سب سردار جمع ہین کہہ رہے ہین حضور آپ نے بڑا کام
کیا سواے اسکے اور کوئی تدبیر نہ تھی یہ باتین تھین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک جوان کرگدن مست پر سوار اسلاح
ذات پر آراستہ پشت پر بارہ چودہ ہزار سوار و پیدل شکار کھیلتے ہوے چلے آتے ہین آشوب نے کہا بھائی صاحب
تشریف لاتے ہین یہ کہکے واسطے استقبال کے اُٹھا اُسنے جو آشوب کو دیکھا گینڈے سے کود پڑا ہاتھ تھام
لیا بہ خلق ملا پوچھا بھائی صاحب کہان سے آتے ہو یہ جوان جو ابھی آیا ہی اسکا گھراق نیزہ باز نام ہی جب اسنے

پوچھا بھائی صاحب کہان سے تشریف لائے ہو آشوب نے کہا مین برائے شکار آیا تھا عجب معرکہ پڑا پسر حمزہ
بدیع الزمان طرف طلسم نور افشان کے جاتا تھا دو سردار بھی اُسکے ساتھ تھے فضل بن گیاہور خون آشام
رویش دربار گنجاب دوسرا قارن بلند کمان سرداران باختر کہ جنکے نام پر طبل یکتائی بجتا ہو مین نے تینون کو ایک
ایک طمانچہ مارکر زیر کرلیا اب میرے مہمان قید مین ہین اب اُنکو لیے ہوے طرف طلسم نور افشان کے جاتا ہون
بڑا نام ہوگا گہراق نے گھبراکر کہا بدیع الزمان فرزند حمزہ یہ تو اپنے ہمصحبتون مین نہایت نامی و نام آور ہو جسنے
وقایع کو چاک باختر مین دیکھا ہو کہ سات سو ملک سنجان اسی جوان کی کوشش سے فتح ہوے اور اُسنے
جنگ ہفت صف کو فتح کیا کون کون سپہ سالار جمع تھے کہ جنکا عدیل و نظیر ممکن نہ تھا وہ اسکے ہاتھ سے زخمی
ہوے مارے گئے گنجاب شکست کھاکر بھاگا پھر باختر مین جاکر یہ شیر لڑا یہ سب وقایع نگار دروغ گو ہین یہ تواریخین
بالکل غیر معتبر ہین تواریخ نویس کو قسم ہوئی ہو کہ وہ جھوٹ نہین لکھتا خواہ اپنے بھائی کا حال ہو جب لکھیگا اصل لکھیگا
مگر اسوقت تمھارے کہنے سے سب خلاف ہو گیا مین فدا اُس جوان کو دیکھونگا یا تو یہ وہ بدیع الزمان نہین یا تو
تواریخ جھوٹ ہو آشوب نے کہا بھائی صاحب دیکھکر کیا کیجیے گا آپ جائیے مین سمجھا دونگا گہراق نے کہا مین
نہ مانونگا بارگاہ مین چلیے میرے سامنے بلوائیے مین پسر حمزہ کو پہچانتا ہون تصویر تو مین نے ہر پڑ دیکھی ہو جب
اُسنے ملک سنجان تسخیر کیا ہو تو مین نے دیکھا بھی ہو مین بخوبی پہچانتا ہون دیکھون تو اُس جوان کو کیا ہو گیا آشوب
نے ہر چند کہا گہراق نے نہ مانا بارگاہ مین آشوب کی آیا کہا پسر حمزہ کو بلوائیے اب تو آشوب ناچار ہوا عیار
سے کہا سمجھا کر لانا کہ اے جوان مین تجھکو رہا کر دونگا گہراق کے سامنے یہی کہے کہ مجھکو آشوب نے زیر کیا
ورنہ میری بات مین فرق آئیگا عیار نے جاکر بدیع الزمان سے کہا بدیع الزمان نے کہا بہتر ہم یہی اُنسے
کہدینگے عیار تو چلا گیا داروغہ زندانخانہ زنجیر تھام کر بارگاہ مین لایا بدیع الزمان نے مثل اہل اسلام سلام
کیا گہراق نے پہچانا پہچانکر کہا اے فرزند رشید صاحبقران آپکو ہمارے بھائی صاحب میان آشوب
نے زیر کیا بدیع الزمان نے کہا آپکو یقین آیا گہراق نے کہا مجھے تو یقین نہین آتا بدیع الزمان نے
کہا ہوگا گہراق نے کہا اے آشوب دیکھو پسر حمزہ کیا کہتا ہو آشوب نے کہا بھائی صاحب اب زیادہ تکرار نہ کیجیے
قید خانے مین بھیجدیجیے گہراق نے کہا واہ مین اسکی تنقیح معقول کرونگا مجھکو بڑا تعجب ہو جس شخص کے اوصاف
مین کتابین بھری ہوئی ہین اُسکا یون زیر ہونا آشوب نے جھلا کر کہا او پسر حمزہ جو میرے عیار نے کہا ہو
وہی کہ نہین تو ابھی قتل کرونگا بدیع الزمان نے کہا او نامرد مردان عالم قتل سے ڈرتے ہین مشہور
رہیگا کہ ایک نامرد نے ایک پہلوان کو قتل کیا آشوب نے گھبراکر کہا مین کچھ نہین ہون بدیع الزمان
نے کہا آپ اتنے بڑے پہلوان ہین کہ ہم آپ کے سامنے قید ہو گئے جب وقت رہائی آئیگا چھوٹ
جائینگے اے گہراق فضل بن گیاہور خون آشام بھی موجود ہو قارن بلند کمان بھی قید ہو اُنسے بلا کے
پوچھلو مین نہ کہونگا اسکے خلاف گذریگا گہراق نے کہا اے آشوب فضل و قارن کو بلاؤ آشوب نے کہا بھائی
تمھین ضد پڑگئی ہے جسطرح چاہا قید کرلیا گہراق نے کہا صاف صاف کہو خیر تونے جو کچھ کیا وہ کیا مین سمجھ گیا
مگر اے شہریار ہم آپ سے مقابلہ کرینگے اور آپ کو بمردی زیر کرکے سامنے شاہان نور افشان کے لیجائینگے
کہ جسمین جرأت کے آپ بھی قائل ہون یہ ذکر تھا کہ داروغہ جیلخانہ فضل و قارن کو بھی لایا اُنھون نے تو آتے آتے
آفت برپا کردی طرف آشوب کے دیکھکر تھوک دیا کہا او نامرد تونے خوب مکر کیا مسلمان ہوا مگر سے کلمہ پڑھا

سبھو ستی دیکر گرفتار کیا اگر رہائی پائینگے مجھسے سمجھینگے گہراق نے کہا ای فضل کیا معرکہ ہوا کہا صنوبر یہ ہمارے آقا سے
لڑا چار پہر مین زیر ہوا اُسکے بعد مسلمان ہوکر اسنے گرفتار کرلیا اسپر آشوب بہت جھلایا کہا یہ چالین تو دیکھو
مین کیا کرتا ہون فضل نے کہا تو کیا کریگا تیرے کیے کیا ہوسکتا ہی تو ہمارے قتل پر قادر نہین ہی گہراق نے
کہا ای فضل اب زیادہ زبان نہ لڑاؤ ہم تمہارے آقا سے مقابلہ کرینگے اگر زیر ہوے بدل و جان غلامی اختیار
کرینگے اگر غالب آئے اپنا سردار بنائینگے مگر ای فضل و قارن اگر ہم بدیع الزمان کو زیر کرین تم تو عذر نکروگے
فضل نے کہا جس سے تمہارا جی چاہے لڑو ایک کو زیر کروگے سب اطاعت کرینگے یہ آشوب تو بالکل بودا
ہی گہراق نے کہا آہنگرون کو بلاؤ ہتھکڑیان بیڑیان کاٹین بدیع الزمان نے جھلا کر قید توڑ ڈالی گہراق
ہان ہان کہکر اُٹھا کہ ای شہریار جلدی کیا ہی آپ نے اپنے کو غربال کر ڈالا خار واہ لنو تعلون کے پار ہوگئے
بدیع الزمان نے کہا جملہ امورات وقت پر موقوف ہین آشوب تو گھبرا گیا جی مین کہتا ہی مجھپر بڑی مشکل
پڑی ہی بھائی صاحب کو بڑا غصہ ہی مین تو بسا سر چھوٹا شہزادہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہی مگر گہراق نے بدیع الزمان
کو لاکر برابر اپنے دنگل کے بٹھایا رومال سے خون پاک کرنے لگا ساتھ والون سے کہتا ہی کہ بھائی صاحب کی
حماقت کو دیکھا مگر اب مجھسے مقابلہ کرینگے تو احوال معلوم ہوگا کہ پہلوان ایسے ہوتے ہین یہ کہکر اشارہ کیا کہ اکھاڑا
تیار ہو فضل و قارن بھی قیدین توڑ توڑ کر آبیٹھے میان آشوب تو مثل غنچے دن کے حیران بیٹھے ہین گہراق
انتظام کررہا ہی جب خادمون نے عرض کی اکھاڑا تیار ہی گہراق نے بسلاست عرض کی کہ ای شہریار میرے
نزدیک تو مناسب یہ ہی کہ دو چار روز آسایش فرمایے اسکے بعد میرے آپ کے امتحان ہو بدیع الزمان
نے کہا کچھ تساہل کی احتیاج نہین پہلے امتحان ہو جانے پھر دعوت و ضیافت کا سامان شروع کیجیے گا
مگر ایسا نہو کہ آپ بھی مثل آشوب میرے ساتھ پیش آئین گہراق نے عرض کی کیا مجال یا غلام اطاعت
کریگا یا اپنے لشکر کا بادشاہ کریگا بدیع الزمان اسکی سلاست پر بہت خوش ہوے ہاتھ تھام کر طرف
اکھاڑے کے چلے جب قریب اکھاڑے کے پہونچے بدیع الزمان نے کہا ای گہراق آئیے گہراق
اکھاڑے مین پہنچا اُسنے پکار کر آواز دی یارو خبردار اگر مجھکو یہ شاہزادہ زیر کرے کوئی دخل نہ دے مین زیر کردون
تو بھی کوئی نہ بولے مین عہد کرتا ہون کہ اگر مجھکو زیر کرینگے مین اطاعت کرونگا اگر یہ زیر ہونگے مین اپنے
لشکر کا بادشاہ کرونگا بدیع الزمان اکھاڑے مین آئے گہراق و بدیع الزمان سے کشتی ہونے لگی
آشوب حیران حیران دیکھ رہا ہی فضل و قارن مثل فیل مست جھوم رہے ہین کہ اگر کوئی ہمارے آقا پر لگاد
بر ڈالیگا تو اسپر جا پڑین آشوب سے کچھ بن نہین پڑتا کبھی سوچتا ہی حملہ کر دون کبھی چاہتا ہی اکیلا بھاگ
جاؤن مگر دیکھتا ہی ان دونون جوانون کے سبب سے کچھ نہ بن پڑیگا دوپہر گہراق شاہزادے سے لڑا
زوال آفتاب ہوتے ہی بدیع الزمان نے زیادتیان کرنا شروع کین گہراق زور زور کو روک رہا ہی اب
آشوب نے ساتھ والون سے کہا اب بھائی صاحب کے بھی چھوٹے پسر حمزہ نے دبا لیا دیکھیے کیا ہوتا ہی
میرے صید کو کھویا مین نے کسی تدبیر سے پکڑ لیا تھا وہ ہمارے بھائی صاحب کو ناگوار ہوا اب جان پر
بنی ہوئی ہی دیکھون کیا کرتے ہین یہان کشتی اسی طور سے ہو رہی ہی شام تک ایک طور سے کشتی ہوئی وہ
وقت آیا کہ آفتاب با رنگ زرد لرزان و ترسان آشیانہ مغرب مین جا کر چھپا اور ماہ آمد شاہ زنگبار کی لشکر
زنگبار سے شروع ہوئی اعلام نور ظہور پکڑنے لگے ظلمت شاہ خاور چلا اسما پر سے شاہ انجم بھی نکلے اندر سے

ماہ نے موتیون کو رالٹا کیا اور بصورت اُسکا اپنے منہ پہ ملا مشعل نور ہاتھ مین لیکر کہکشان ہمہوار جلوہ گر ہوا
گہراق بدیع الزمان کو روک کر کھڑا ہوا کہا اے جوان گیا کہا تو خوب مجھسے لڑا مگر دن واسطے لڑائی کے اور
شب واسطے عیش و آرام کے اب چلکر آرام فرمائیے مین مصروف خدمتگاری رہونگا صبح کو پھر امتحان ہو جائیگا
بدیع الزمان نے کہا یہ خبر لیکن برسون ہمارے تمہارے یونہین جھگڑا پڑا رہیگا اب فیصلہ کر کے پلٹینگے گہراق
نے کہا اے بہادر فقط خیال یہ ہے کہ شب کو ہم آپ جانبازی کرینگے کون دیکھے گا بدیع الزمان نے فرمایا
یہ خیال خام ہے بادشاہون کو رات کا دن کرتے کیا دیر ہوتی ہے روشنی کراؤ گہراق نے حکم دیا روشنی ہوئی پھر
کشتی ہونے لگی فراش ماہتاب نے فرش چاندنی گسترد کیا ہر طائر آشیانون مین جھنکار اُٹھتے ہین دونون
شیر ایک طور پر لڑ رہے ہین رات بھر یونہین گذری بوقت سحر پہلوان زرین پوش مشرق کے اکھاڑے سے
برآمد ہوا شاگردان ضیا و شعاع ہمراہ تماشا کشتی کا دیکھنے لگا یہان پہر دن چڑھے گہراق یہ کہکر لے دوڑا
کہ اے شہریار آج دوسرا دن ہے کہ لشکر بیخبر و خواب ہین تمام جوان مسلح موجود ہین یہ زور آخر ہے یہ کہا اور ریلتا
ہوا لیچلا بدیع الزمان دم کے بھروسے پر قدم کے شمار پر ہٹتے چلے آتے ہین بارہ قدم تک لایا وہان پر
لا کر بکہ مار دیا ان گھٹنا آشنا زمین ہوا بدیع الزمان نے لنگر قائم کیا گہراق اوپر آکر چھایا ایک زور اسطرح کا
کیا کہ اگر پہاڑ پر کرتا اکھیڑ لیتا مگر انکے لنگر کو حس و حرکت نہ ہوئی پہاڑ تھا کہ قائم ہو گیا اب جنبش کیسی تین زور
گہراق نے کیے تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا کہا اب آپکے زور کا مشتاق ہون بدیع الزمان اُٹھتے ہی
لے دوڑے چالیس قدم ریل کر لائے دشمن بھی صدائے احسنت و آفرین دے رہے ہین فضل و قارن
وجد کرتے ہین کہ رہے ہین کہ آقا سبحان اللہ کس دبو پر دبا کر ڈالا ہے چالیس قدم پر لا کر بدیع الزمان
نے بکہ مارا دونون گھٹنے گہراق کے آشنا زمین ہوے بدیع الزمان نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر زور کیا
پہلے ہی زور مین تا بہ گھٹنا دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا اُسنے جا بغلون مین پیر اڑا کر
پکھوا اون پیچ کرے بدیع الزمان نے چرخ دیا مثل طاؤس آتشبازی چرخ کھانے لگا پھیر کر زمین پر مارا جب
چیت گرا جلدی اُسکا قبہ موے لیٹگیا کہا اے شہریار مین نے غلامی اختیار کی یہی آرزو تھی جو مجھے زیر کریگا اطاعت
کرونگا آج تک کسی نے پشت زمین سے نہ لگائی تھی آشوب جلگیا اپنے ساتھ والون سے کہا یارو ان سب کو
مارلو اسنے تو بڑا غضب کیا مسلمان ہوگیا چارون طرف سے لینا لینا کہکر فوج آپڑی گہراق نے تلوار کھینچی
بدیع الزمان بھی لڑتے ہوے نکلے قارن بلند کمان نے دو چار کو چیر ڈالا مثل فیل مست جھومتا ہوا
چلا فضل نے ایک ستون لیا اُسکو جو گردش دی دو چار کے سر پھٹے گہراق لڑتا ہوا آشوب پر جا پڑا اور
آواز دی او نامرد ایسے شیرون کو تو یون مطعون بنا مد کرتا ہے آشوب نے ہاتھ مارا گہراق نے روک کر
قبضہ مار دیا کہ آشوب کا سر پھٹ گیا افسران فوج گھبرائے گہراق نے پکار کر آواز دی یارو تم کیون تردد
کرتے ہو جن صاحب کو اطاعت منظور ہو وہ چلے آئین خطا معاف مقدمہ صاف جسکو نہ منظور ہو جہان
جاتا ہے چلا جائے کوئی روکنے والا نہین کسیکو کیا غرض سب افسران فوج حاضر حاضر کہکر دوڑ پڑے
قدمون پر جان نثار کرنے لگے بدیع الزمان نے سب کو امان دی کلمہ تعلیم کیا سب کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان
ہوے گہراق نے بدیع الزمان کو اُسی مقام پر اُتارا بارگاہ مین لایا تمام صدر پر جگہ دی ناچ ہونیلگا
پریزادان حوروش آکر حاضر ہوئین صحبت رقص و سرود کا رنگ جما ایک رقاصہ یہ اشعار گا رہی ہے نظم

طلب وصل کس انداز سے ہم کرتے ہین
یار آتا ہی زمین بوس قدم کرتے ہین
ای اجل کاش الٹ جائین شب ہجر ہمین
جس سے لگ چلتے ہین وہ اس سے ہی رم کرتے ہین
دیکھنا اس دہن تنگ کے بوسے کا مزا
آمد نون غیر پہ گر لطف وہ کم کرتے ہین
کیا ہی بیزار ہی ہر اس زیست سے جی ہا ستم
عکس مین تو ہر دل اور تیغ ستم کرتے ہین
جا کے کعبے مین بھی مومن گئی دیر کی یاد

شوق نامہ اسے وصل یہ رقم کرتے ہین
نیم بسمل ہین ہبا چھیڑ ای تپش دل کہ ابھی
وہ دعائین کہ تری جان کو ہم کرتے ہین
محضر قتل ہی مکتوب گنہگارون کا
کہ ہوسناک تمنائے عدم کرتے ہین
نشہ بار ہون اس رشک سے مرتا ہی جان
قتل کرتے نہین وہ اور ستم کرتے ہین
آبرو رہ گئی مرتے ہی کہ روتے تو ہین وہ
جا بے بعینک سا ہا ہے صنم کرتے ہین

جب ترے کوچے کا بیتابی دل سے پہونچا
روے قاتل کا نظارہ کوئی دم کرتے ہین
دم مین مت آئیو ای غیر کہ مانند صبا
ہر قاصد کو وہ فتوے سے قلم کرتے ہین
ہائے قسمت کہ ہوئی مجھپہ جفا اور فزون
وہ بھی کیا ہین جو مری موت کا غم کرتے ہین
اپنے سودے کی نہ پوچھو کہ خریدار کے ساتھ
اشک شادی ہی سے گو چشم کو نم کرتے ہین

خوب جلسہ آراستہ ہی مگر شاہزادہ مکدر ہی امیہ سے فرما رہا ہی ای امیہ سب عیش خاک ہی مجھکو نور الدہر سے زیادہ قاسم و ایرج کا غم ہی نہین معلوم قید خانہ کیسا ہی کیا رنگ ہی اُن لوگون پر کیا گذری ہی ای امیہ گہراق سے کہو بس اب عیش کر چکے کل کوچ ہوگا امیہ نے گہراق سے کہا اسنے کہا جسوقت حکم ہو غلام ہر وقت حاضر ہی یہ خدمتگار ہمراہ رکاب سعادت انتساب رہیگا چاہتا ہون کہ جدائی مجھسے در قدم اقدس سے نہو یہ باتین تھین کہ فضل باہر نکلا رات کوئی ڈیڑھ پہر آئی ہی فضل بیرون بارگاہ آیا تھا کہ آسمان سے ایک پنجہ گرا فضل کو اٹھا لیگیا ہنگامہ ہوا خادم روتے ہوے سامنے بدیع الزمان کے آئے عرض کی ای شہریار فضل کو ایک پنجہ اُٹھا لیگیا خدا اُسکی جان بچائے قارن ملبند کمان گھبراکر اٹھا باہر آیا چہار جانب دیکھنے لگا کچھ نشان نہ پایا پلٹا کہ بارگاہ مین جاؤن کہ پھر آسمان سے ایک پنجہ کڑک کے گرا قارن کو بھی اُٹھا لیگیا بدیع الزمان نے چاہا باہر نکلون امیہ مانع ہوا عرض کی ای شہریار معلوم ہوتا ہی کسی ساحر یا ساحرہ کا گذر ہوا وہ ان شیر دلون کو اُٹھا لیگیا داخلے کی حضور کے خبر عام ہوئی حضور تسلی کرین غلام ہواے خبر جاتا ہی رہرو تیز پا عیار گہراق نے کہا استاد میان سے مین کوس پر ایک قلعہ ہی کہ اُسکو قلعہ نامدار کہتے ہین نامدار جادو وہان کا حاکم و ناظم ہی اگر حکم ہو تو غلام جاکر خبر لائے امیہ نے کہا ای رہرو یہ مقدمہ سحر و ساحری ہی انکے طریقے ہمارے قبلہ و کعبہ نے الگ رکھے ہین ساحرون کے رگ و ریشے کو قبلہ و کعبہ نے پہچانا ہی بہت سمجھ بوجھ کر جانا مین تمھارے انتظار مین رہونگا رہرو ایک ساحر کی شکل بنکر چلا امیہ نے کہا ہان یہ صورت خبر لائیگی رہرو راہ کو طی کرتا ہوا قلعے مین آیا اُسی صورت پر دربار مین پہونچا دیکھا نامدار جادو تخت پر بیٹھا ہوا کہہ رہا ہی ان مسلمانون نے ہمارے شہنشاہ پر بڑا سر اٹھایا ہی دو سردار تو مین نے گرفتار کرلیے اب پسر حمزہ کی فکر مین ہون اُسکو بھی لے آؤن تو خدمت مین شاہان طلسم کی روانہ کرون گہراق کو زیر کیا آشوب مارا گیا ملک کے ملک نو آباد ہوتے جاتے ہین تانتا لگا ہوا ہی یہ کہکر آواز دی ارے کوئی حاضر ہی قید خانے پر سالار جادو موجود ہی اُسکو شراب پہونچاؤ چوبدار پتلہ لیکر باہر نکلا رہرو نے فوراً صورت ایک مزدور کی بنائی سامنے سے مزدور بنکے نکلا چوبدار نے کہا مزدور یہ پتلہ اُٹھائے قید خانہ لال کوٹھی کے پاس ہی وہان جلکے پہونچا دے رہرو پتلہ اُٹھا کر لیچلا ایک فتیلہ ہاتھ مین لیا تھوڑی دور جاکر مزدور گر پڑا فتیلہ بھی گل ہوا کہا میان مزدور ہے صاحب فتیلہ جلا لائیے وہ فتیلہ جلانے گیا رہرو نے پتلہ کھول کے اُسمین بیہوشی

ملا پی مطمئن ہوا کہ مین نے سب کو مارا فرزند شاہ عمرو بہت خوش ہونگے یہ عیاریان انھین لوگون کا کام ہی
اگر وقت پڑے تو کیا ہم عاجز ہین در زندان خانے پر پہونچے سردار نے آواز دی کون آتا ہی مرد ہے نکلے
بڑھکر جواب دیا ای سالار ہم ہین فرستادۂ سرکار سرکار نے تمھارے واسطے شراب بھیجی ہی چالیس سردار وہان
ہین سب دوڑے کہتے ہوئے سامری جمشید ہمارے بادشاہ کو سلامت رکھین اپنے غلامون کا کیسا
خیال رکھتے ہین تپلہ اُتروایا مزدور نے کہا حضور مجھے رتوندھی آتی ہی کہین مین پڑ رہون رات کو حقہ بھر بھر کے
پلاؤنگا مرد رہا تو چلا گیا سب شراب پینے لگے رہرو حقے بھر بھر کے پلا رہا ہی ہر چلم مین بیہوشی جابجا دو کر بیہوش
ہونے لگے وہ بیہوش گرے دو وہان گرے شراب مین بیہوشی حقے مین بیہوشی تاب نہ لاسکے حلق سے اُترنے
کی دیر تھی سالار بیٹھا ہی مگر جھوم رہا ہی باتین بھی خلاف کرتا ہی مگر اپنے مقام سے نہین اُٹھتا آنکھون کے
نیچے اندھیرا آتا ہی رہرو سے کہتا ہی کمیان مزدور صاحب شراب کا بڑا نشہ ہوا کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی سالار
گھبرا کے اُٹھا دھم سے گرا کبھی ایسی عیاری رہرو نے کی نہ تھی پھول گیا چاہا بیچہ لیکر قتل کرون یہ پہلے ہی
دیکھ چکا کہ فضل و قادران اسی قید خانے مین قید ہین جیسے ہی اُٹھا کہ پہلے افسر ہی کو مارون کہ نرسنگے کی آواز
کان مین آئی پلٹ کے دیکھا کوتوال شہر چالیس پچاس پیادے ساتھ حاضر باش و ناظر باش کرتا ہوا آتا ہی
رہرو بھاگ نکلا شبگرد نے آکر دیکھا سالار بیہوش پڑا ہی اسنے اسکو ہوشیار کیا پوچھا یہ کیا ہوا سالار نے کہا
ہمکو خبر نہین ایک مزدور آیا تھا شبگرد کوتوال نے کہا عیارون نے آنا شروع کیا مین ابھی لاتا ہون یہ کہکر سب کو
اُسی مقام پر چھوڑ دیا آپ گھوڑا اڑا کر چلا مگر جب رہرو کو دیر ہوئی تو امیہ بیٹھے بیٹھے گھبرایا یہ بھی چل نکلا جب
اُسکے سامنے قلعے کے پہونچا ایک نخل کی آڑ پکڑ کر بیٹھا دیکھا اسنے رہرو بھاگا ہوا آتا ہی مگر بدحواس ہی زانو پیٹتا
ہوا زبان سے کہتا ہوا ہائے کیا عیاری بن پڑی تھی مگر گیا بگڑ پڑا اُسی نخل کے سائے مین آکر رہرو بھی ٹھہرا
ہانپ رہا ہی کانپ رہا ہی آپ ہی آپ اپنے دل سے باتین کرتا ہی کہ ای رہرو پھر چلون افسوس کہ قیدی بھی
نہ چھوٹے امیہ یہ سب باتین سن رہا ہی کہ دیکھا طرف سے قلعے کے صدائے سم مرکب بلند ہوئی شبگرد کوتوال
گھوڑے کو سرپٹ ڈالے ہوئے آتا ہی رہرو نے چاہا تھا کون چاندنی پھیلی ہوئی ہی بوٹا پتہ سب معلوم ہوتا
ہی شبگرد نے آواز دی او عیار آگے نہ بڑھنا یہ کہکر کمان دوش سے اُتاری تیر تاک کر مارا رہرو نے
پشت کی تیر ران پر پڑا آہ کرکے رہرو بیٹھ گیا شبگرد گھوڑے سے کود کر تیغہ کھینچکر چلا پکار کر آواز دی
او مکار ہم ملازمان شاہی جانباز سرفروش ہین بھاگ کر کہان جائیگا امیہ نے دیکھا رہرو قتل ہوتا ہی ساتھ
کی چال چلکر سائے سے اُس درخت کے ہٹا ایک جھاڑی مین آیا بہ تعجیل رنگ و روغن عیاری کا لگا کے
پیادے کی شکل بنکر تیار ہوا حلقہ ہائے کمند ہاتھ مین لیے پکارتا ہوا دوڑا کوتوال صاحب مین آپہونچا
ابھی قتل نہ کیجیے گا پہلے اس سے پوچھ لین کہ یہ کون ہی اور سب پیادے بھی آتے ہین اسنے کہا ارے
کونسا پیادہ ہی نام بتا امیہ نے کہا حضور نام تو میرا کتاب مین لکھا ہی آپ کا خیرخواہ ہون نام اس مکار
کو پوچھیے اب امیہ برابر آگیا کوتوال صورت دیکھکر کھٹکا کہ ہمارے پیادون مین کا نہین معلوم ہوتا
شبگرد نے کہا نام کیون نہین بتاتا یہ فرزند خواجہ عمرو حاضر جواب کسی بات مین رکنے والے ہین
کہا لیجیے میرا اضاسن بھی آتا ہی وہی اب نام ونشان بتائیگا اب ضد ہی نام نہ بتاؤنگا کوتوال نے منہ پھیرا
کہ کون آتا ہی جیسے ہی کوتوال نے منہ پھیرا امیہ نے حلقہ ہائے کمند مارے ارے کہکر شبگرد پلٹا امیہ نے

حباب مار کر بیہوش کیا رہرو سے پوچھا یہ کیا معرکہ تھا رہرو کا پاؤن زخمی تھا کہا استاد کیا کہون ایسی عیاری
کی کہ تا بہ قید خانہ پہونچا سب کو بیہوش کیا یہ ملعون سدراہ ہوا اسکے خوف سے بھاگ نکلا یہان آکر اُس
کے ہاتھ سے زخمی ہوا امیہ نے کہا تم تو طرف لشکر کے جاؤ اب مین انشاء اللہ اپنے سردارون کو لیکر آتا ہون
کوتوال کے سر نحس کو جدا کیا مگر صورت لغور دکیمی رنگ و روغن عیاری کا لگا کے شبگرد کی شکل بنکر تیار ہوا
سر اسکا ایک عیاری کی صورت کا بنایا اسی گھوڑے پر سوار ہوا طرف قلعے کے چلا دیکھا پیادے بیٹھے ہین
انتظار کر رہے ہین بعض کہتے ہین ہمارے کوتوال صاحب کے مزاج مین بڑا غصہ ہے سر لیے عیار کا نہ پلٹینگے
یہ باتین تھین کہ ہلڑ ہوا کوتوال صاحب آتے ہین سب پیادے دوڑے سالار بھی اُٹھا کہا کہو شبگرد کیا کیا
کہا بھائی اس خود سر کا سر لائے بڑا تیز رو عیار تھا تین کوس تک بھاگا مگر مین نے بھی پیچھا نہ چھوڑا
جب مین قریب پہونچگیا تو ظالم نے ہمیں مارنا شروع کیے مین نے سب وار خالی دیے گھوڑے سے
اُتر کر ایک ہی ہاتھ مین سر کاٹ لیا سب خوش ہو گئے کہتے ہین ہمارا افسر بڑا منچلا ہے سالار نے سر لاکر
ڈالدیا سر پہ عیار کے ٹھوکرین مار رہے ہین اس سر سے تو آگاہ نہین کہ بھید کیا ہے سر کسکا ہے شبگرد
نے پکار کر کہا بھائی سالار ایک جام شراب کا پلاؤ گے یا جامین سالار نے کہا شراب تو اب باقی
نہین رہی اسی مرنے والے عیار نے سب شراب خراب کی کوتوال نے دو روپئے نکال کر پیادے کو دیے
کہا جلد اسکی شراب لاؤ ہم بھی پیین اپنے بھائیون کو پلائین صبح ہوتے یہان سے جائینگے جب دربار مین
بادشاہ آئینگے پہلے ہم یہ سر بطور نذر پیش کرینگے پیادہ گیا تھوڑی دیر مین گلابیان لایا امیہ نے شراب
کو الٹ پلٹ کر کے بیہوشی ملائی کہا بھائیو مین کسی طرح کا تمسے خواہان نہین شاہ سے انعام ملیگا میری
جانبازی و چالاکی بیان کرنا سالار نے کہا بھائی ہم سب چلکر گواہیان دینگے صاف صاف کہینگے
کہ اگر کوتوال صاحب نہوتے ہم سب مارے جاتے اب باتین خوشی کی ہو رہی ہین امیہ نے
پہلے دور سالار سے شروع کیا کہا یہ تو یارون کا پیسہ ہے اس مین سب شریک ہین ایک ایک جام
سب پیین پیادون نے کہا جب تنخواہ ملیگی ہم بھی دعوت شریک ہونگے تیرھوان مہینا چڑھ رہا ہے فاقے کر کر کے
یہ زمانہ کاٹا ہے جبھی نے راستہ چلنا مشکل کر دیا محلے والون سے الگ قرض لیا دوسرا جام پیے بیٹھا تھا
اُسنے کہا کیا یہ مصیبت کی باتین بیان کرتے ہو چار کے سامنے ذلت ہوتی ہے ہم کوتوالی چبوترے کے
پیادے ہین ہزار طرح سے پیدا کرتے ہین آپس مین جوتی پیزار ہونے لگی بیہوش ہونے لگے چار گھڑی کے
عرصے مین سب بیہوش ہوے امیہ نیچہ پکڑ کر اُٹھا ان سب کو قتل کیا قفل کاٹا فضل و قارن کو رہا کیا
گھوڑون پر دونون کو سوار کیا امیہ نے کہا جلد جلد نکل چلو باتین پر ویرانہ ہے یہی جان بچانے کا مہانہ ہے
تم دونون کو مین صحرا مین مل جاؤنگا دونون جوان چلے امیہ ایک طرف چلا جب قلعے سے کوس بھر
نکل آئے امیہ نے دیکھا اب تو کوئی خوف نہین ہے دیکھا رہرو بھی لنگڑاتا ہوا چلا آتا ہے رہرو نے
کہا استاد کیا کیا امیہ نے کہا چھڑا لایا اب دونون سردار دونون عیار ساتھ جاتے ہین رہرو لنگڑاتا
ہوا جاتا ہے مگر شاہزادہ بدیع الزمان جسوقت سے کہ امیہ گیا ہے انکو کب چین پڑتا ہے شب بھر جاگے جب
شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان شکست کھا کر قلعہ مغرب مین محصور ہوا اور شہنشاہ نیر اعظم
بصد شوکت و حشم مع فوج نور بصد سرور بحکم رب غفور تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا ایلچی شب

روپوش مجنون روز بعد جوش و خروش وحشت نجد عالم مین سیر کرنے لگا ہر چند کہ امیہ نے منع کیا تھا کہ ای شہریار بارگاہ کے باہر نہ نکلیے گا یہ تو ظاہر ہو گیا کہ دشمن فکر مین ہی لیکن بدیع الزمان بیقرار ہو کر باہر بارگاہ کے نکل آئے لیکن گھراق پشت پر تیغ بکف ٹھہرا ہی سردار سب گھیرے ہوئے ہین شاہزادہ فرماتا ہی نہین معلوم ہمارے عیار پر کیا گذری کیون ای گھراق یہ مخفی مخفی کسنے دشمنی کی اگر ساحر ہی یا غیر ساحر ہو ہمارے مقابلے مین آئے یہ چوری کیسی کہ دیکھا سامنے سے گرد اڑی فضل و قارن گھوڑے پر سوار امیہ و رہبر و ساتھ ساتھ ہین خوشی خوشی چارون جوان چلے آتے ہین بدیع الزمان خوش ہو گئے پکار کر آواز دی ای یار وفادار دلشاد کر دیا تمہارے آنیکی اسوقت بڑی خوشی ہوئی کیا ماجرا تھا کون لیگیا تھا امیہ نے کہا قریب آؤن تو عرض کرون آپ کو خدا نے صاحب اقبال کیا ہی آپ کے تصدق سے عیاری ہو گئی وہ بھی دونون افسر فضل و قارن گھوڑے پر سے کود پڑے چارون کے چارون چلے دونون گھوڑے کوتل پشت پر لشکر کوئی بیس قدم باقی ہی جاہتے ہین کہ داخل ہون کہ ایک ہوائے تند چلی عیار اڑ گئے جہان یہ جوان تھے وہان اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا سردار و عیار و مرکب غائب ہو گئے بدیع الزمان نے گریبان پھاڑ ڈالا فرمایا ای گھراق عیار نے ہمارے جاکر عیاری کی سردارون کو رہا کر لایا بڑے کوئی مکار لوگ ہین کہ سامنے مقابلے مین نہین آتے مکر و حیلہ دکھاتے ہین بدیع الزمان یہ فرما رہے ہین کہ پہلوے کوہ سے گرد اڑی غبار دامن دشت و کوہ اور رنگ ✦ گردے برخاست طوطیا رنگ ✦ سب دیکھنے لگے ایک پہلوان خود زرین سر پر زرہ عمدہ زیب جسم تیغہ چوڑا حمایل سپر فولادی پشت پر نیزہ طویل ہاتھ مین زبان نیزہ مثل زبان افعی چلتی ہوئی گنبذے کو بڑھائے ہوئے دو سو سواران نیزہ دار پشت پر اسی جانب آتا ہی سامنے لشکر بدیع الزمان کے نیزہ گاڑ دیا گینڈ پیسے اترا پکار کر آواز دی ای فرزند رشید صاحبقران آپ شاہان جلیل کو مکار و فیلسوف بتاتے ہین بس مابدولت کے نام حکم ہی شہنشاہ نامدار کا کہ پسر حمزہ کو مطیع کرکے ہمارے پاس حاضر لاؤ مین آپ کے مقابلے کے واسطے آیا ہون بدیع الزمان نے فرمایا بسم اللہ جسطرح مقابلہ کروگے ہم موجود ہین باتون مین یہ بھی معلوم ہوا کہ اس جوان کا کیوس فیل پیکر نام ہی جاکے اپنی بارگاہ مین داخل ہوا اور دو سو سوار اتر پڑے بدیع الزمان بارگاہ مین تھے فرمایا ای گھراق تم اس پہلوان کو پہچانتے ہو عرض کی مین نے کبھی اسکو نہین دیکھا بدیع الزمان نے فرمایا یہ تو جانتے ہو کہ یہ ساحر ہی یا غیر ساحر ہی علم نیرنج و شعبدہ سے ماہر ہی عرض کی مین نے اسکو کبھی دیکھا ہی نہین مین نہین آگاہ کہ یہ کون ہی بدیع الزمان نے فرمایا کہ اپنے زور بازو پر اسکو بڑا ناز ہی دو سو سوار لیکر ہمارے مقابلے مین آیا خیر معلوم ہو جائیگا دن گذرا شب نے پردہ پوشی کی فرد شب آمد راز دار عشقبازان ✦ شب آمد ساز گار عشقبازان ✦ کیوس نے حکم دیا طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے آکر بدیع الزمان کو خبر دی شاہزادے نے بھی طبل جنگی بجوایا چار پہر رات تیاری مین گذری شہنشاہ انجم سپاہ بعد پریشانی و حیرانی داخل نہانخانۂ مغرب ہوا شہنشاہ زرین پوش بفتح و فیروزی چہرہ روشن تیغۂ مہر کو حمایل کرکے نیزہ خطوط شعاعی ہاتھ مین لیا توسن فلک پر سوار ہو کر بعد کروفر میدان گاہ جہان مین جلوہ فرما ہوا بقول شاعر قطعہ روز دیگر کین جہان پر عنبر ور یافت از سرچشمۂ خورشید نور ✦ ترک روز آخر بایں زرین سپہر ✦ ہندی شب را بہ تیغ افگندہ سر ✦ شاہزادہ والا قدر آسمان جلالت کا بدر برآمد ہوا گھراق پہلو مین آیا سردارون نے چہار جانب سے گھیر لیا

لاکھ سواران جرار تیار ہوے بدیع الزمان نے کہا جرأت کے خلاف ہی کہ دو سی سواروں پر لاکھ سوار چڑھکر
جائین سب صاحب کمر کھول ڈالین دو سی سوار تیار ہوکر آئین زیادہ لشکر کی ضرورت نہین دو سو سوار تیار ہوے
انکو بدیع الزمان ساتھ لیکر میدان کارزار مین آئے دیکھا اُدھر سے گرد اُڑی کیوس فیل پیکر مونچھون پر
تاؤ پھیرتا ہوا گینڈا اُڑاتا ہوا نیزہ چمکاتا ہوا مع دو سی سوارون کے آکر پہونچا اُسنے اپنے شاطر سے پوچھا پسر حمزہ
سب فوج کیون نہین لایا عرض کی حضور جرأت و جلالت مین یکتا ہی چونکہ دیکھ لیا تھا کہ آپ کے ساتھ فوج
کم ہی اسوجہ سے پسر حمزہ بھی دو سو سوار لیکر آیا یہ خبر ہمنے پائی تھی کیوس نے کہا پسر حمزہ کو جرأت کا بڑا
خیال ہی عیار نے عرض کی یہ وہ جوان ہی کہ جسنے سنجان و باختر مین مہلکہ ڈالدیا لقا ایسا بادشاہ جلیل اپنے
پرستارون کا کفیل انکے نام سے تھراتا ہی راتون کو نیند نہ آتی تھی اب بھاگتے بھاگتے تا بہ غروبہ پہونچا
آج کل وہ وہ کہ زنگی سے مقابلہ ہی اتنا بڑا زبردست کہ جسکے چار سی بیٹے پوتے و داماد و فوج بحساب خود
جرأت مین لاجواب اُسکو دنگ کر دیا ہی کیوس نے یہ سنکر اشارہ کیا صفین جمین نقیبون نے نقابت
کی کڑکیتون نے کڑکا کہا اُنکا ہٹنا تھا کہ صفون پر سناٹا آیا کیوس نے گینڈا بڑھایا مست گینڈا ازبسکہ جہان
تاپ مارتا ہی لستے کا طبقہ زمین کا اُڑجاتا ہی نظم

میان ابر و آتش بود لیک شاخ — بجنگ فیل بودی سخت گستاخ
بی نرگر گیدن چون کوہ آہن — اشارت کرد سنگ خارہ کردی
زہر صر تیز در ہنگام رفتن — ہمان دم سنگ اصبیارہ کردی

میدان مین آکر سخ شوری دکھائی اسپ تازی چوگان بازی نیزہ دیر تک ہلایا گینڈے کو خوب دوڑایا
جب خوب عرق عرق ہوا دونون سپرون سے یون پسینہ ٹپکا جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین روک کر گینڈے
کو کھڑا ہوا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان و ای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے نکلکر مقابلہ کرے
فردگران سرکہ را بارِ سر بر تنست ٭ حکیمم علاجش بدستِ منست ٭ مگر سواے پسر حمزہ کے اور کسی کو
نہین چاہتا گہراق نے قصد کیا تھا کہ نکلون مگر شاہزادے نے روکا فرمایا کہ ہمارے قانون کے
خلاف ہی بات بہت صاف صاف ہی جسکو پکارتا ہی وہی جاتا ہی سب کو روک کر گلگون باختری کو بڑھایا
گلگون باختری ایسا مرکب ایسا شہسوار اب جو گھوڑے نے طرارہ بھرا آئین ٹھیکون مین قریب کیوس کے
آکے پہونچے آپسمین تگاور زن ہوے پانچ قدم گینڈا اور تین قدم مرکب بدیع الزمان کا ہٹا کیوس نے
سراپا شاہزادے کا دیکھا حیران جمال و محو دیدار تھا آخر اپنے غرور مین کہا ای شہریار حربہ کیجیے بدیع الزمان
نے کہا یہ ہمارا دستور نہین کہ پیش دستی کرین یا ابتدا کرین جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی
حربہ کرینگے کیوس نے گینڈے کو پیچھے ہٹایا داہنی بغل اور بائین بغل سے نیزے کو پیچ و تاب دیتا ہوا
نام اپنے خداوند کا لیتا ہوا آیا نیزہ مارا بدیع الزمان نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ آپسمین
چلنے لگا دونون لشکر نگران ہین سنان پر سنان زبان پر زبان پڑ رہی ہی بدیع الزمان نے ایک مقام پہ
نیزہ کا نشانہ تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے کیوس کے نکلگیا گہراق نے آواز دی ای شہریار سبحان اللہ آج نیزہ بازی
دیکھی نیزہ بازی اسی کا نام ہی کیوس نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا بدیع الزمان نے باسانی
وار ہو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اُسنے گریبان مین ہاتھ ڈالا ہکے چلے گینڈا اور گھوڑا پیٹ کے بل زمین پر بیٹھ
گئے بہادرون نے آواز دی ای جوانو کب تک کتنا بار تمہارا گاو زمین سنبھالیگی گھوڑے و گینڈے سے اُتر
پڑو ورنہ یہ بیزبان مر جائینگے کیوس نے کہا ای جوان کشتی لڑیگا بدیع الزمان نے کہا کیا مضایقہ ہی

دونون جوان کو دے کشتی ہونے لگی بدیع الزمان نے دیکھا سب مین پیچ باندھتا ہون ہاتھ پاؤن مین رعشہ
آتا ہی قلب تھراتا ہی حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہو لڑتے لڑتے بمشکل دوپہر ڈھلی اُدھر زوال آفتاب ہوا ادھر
زوال زور ماہ صاحبقرانی ہوا کیوس نے دوڑا چار پانچ قدم پر جاکر مکہ مارا دونون گھٹنے شاہزادے کے
آشنا زمین ہوے شاہزادے نے چاہا لنگر قایم کرون حریف زبردست لنگر کب قایم ہونے دیتا ہی
کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر جیسے کوئی پھول کو اُٹھا لیتا ہی اسطرح بدیع الزمان کو اُٹھا لیا شاہزادہ صدمے
سے بیہوش ہوگیا زمین پر مارا جیسے مردہ گرا عیار سے اشارہ کیا اسکا پشتارہ باندھ لو عیار نے اُسی بیہوشی
مین پشتارہ باندھ لیا نوبت نقارے بجاتا ہوا پلٹا گہراق سے پکار کر آواز دی ای گہراق تو اسی اقلیم کا
رہنے والا ہی کارخانہ شہنشاہی کو بھی دیکھا بھالا ہی مگر تونے کچھ سحر العجائب و مصر الغرائب کا خوف نہ کیا
تمھارے بارے مین کچھ حکم قضا شیم صادر نہوا تھا اگر ارشاد ہوگا کل گرفتار کرے جاؤنگا یا جیسا ارشاد
ہو ہمتو پابند احکام شہنشاہی ہین تم لوگون کے واسطے باعث تباہی ہین یہ حکم تو صادر ہو چکا ہی کہ جو کوئی شخص
ارادہ طلسم کشائی کرے اُسکو گرفتار کرکے لاؤ مین حکم سرکاری بجا لایا یہ کہکر بدیع الزمان کو آمدابے پر
ڈال لیا ایک عرضی قبل مین روانہ کی کہ بدیع الزمان کو لیکر آتا ہون جسوقت حکم ہو اُسوقت داخلہ ہو ناصر جادو
کے پاس جو عرضی کیوس کے پہونچی اسنے یہ عرضی سر دربار پڑھی کہا لو صاحبو اسی ملکہ پر یہ لوگ دعویٰ طلسم کشائی
کرتے ہین پسر حمزہ آیا تھا پہلے مین نے اُسکے سردارون کو گرفتار کرایا اُسکے عیار نے آکر عیاری کی مین نے
سامنے سے گرفتار کرا منگایا کیوس فیل پیکر کو روانہ کیا پسر حمزہ کو لیکر آتا ہی شہر آئینہ بند کرو دوکانین رنگی جائین
سارے شہر مین مشتہر کردو کہ قیدی پسر حمزہ آتی ہی اُسی وقت ہرکارون نے صدہا اشتہار چسپان کیے ڈھنڈھورا
قلعۂ نامدار مین پٹ گیا ہر ایک اشتہار کا یہی مضمون تھا کہ تیسرے پہر کو قیدی داخل ہوگی حکم کی دیر تھی
شہر آئینہ بند ہوا تمام خلقت بارگاہ مین جمع ہونے لگی نامدار کا شانۂ عفت مین ایک گوہر بے بہا رکھتا ہی
کہ جسکا نام نامی اسم گرامی ملکہ شبنم گوہر پوش ہی سحر و ساحری کے نام سے نفرت وزیرزادی اسکی کہ نام اسکا
زعفران زعفران پوش ہی عرض کی کنیز کچھ عرض کرے فرمایا کہو کہا حضور آج مین نے خبر پائی ہی کہ شوہر
گوہر ملک شاہزادہ بدیع الزمان فرزند صاحبقران کی قید آتی ہی آپ کے والد نے ایک مکار کو بھیجا تھا
کہ سحر و ساحری خوب جانتا ہی اہالیان دنیا کے سامنے اپنے کو مخفی کرتا ہی وہ جاکر سحر سے گرفتار کر لایا ہی
شہر تمام آئینہ بند ہو رہا ہی میرے نزدیک تو مناسب ہی کہ حضور بھی تشریف لے چلین چوک مین جو سرکاری
مکان ہی اُسکو خالی کرایا جائے وہین فرش ہو جائے سرکار بھی تشریف لے چلین ملکہ نے کہا ای زعفران
تجھے یاد ہوگا کوئی آٹھ دن گذرے ہین کہ مین نے جو الماری کھولی اُسمین سے کتاب نکلی نام کوچک باختہ
مرقوم تھا اُسمین حالات اسی شہریار کے لکھے تھے ملکہ زوجہ کنجاب لندھور پر عاشق ہوئی تھی یہ بھی
لکھا تھا ملکہ ہیچہ خاتون نے اُسی جوش محبت مین ملک سنجان تسخیر کرادیا پھر کیا کہون کہ کیا کیا مقابلے
بدیع الزمان کے اُسمین تحریر ہین بیٹا انکا شاہزادہ نورالدہر از بطن ملکہ گوہر ملک گوہر ملک نے
بڑے بڑے صدمے اُٹھائے زعفران نے کہا حضور وہی بدیع الزمان ہر فتنہ ملک سنجان مشہور
مین بڑے بڑے پہلوان کنجاب کے زیر کیے حضور جنگ ہفت صف کو دیکھینگی تو بہت پسند فرمائینگی
معرکہ عظیم ہی کنجاب کے ساتھ بہت بڑی فوج تھی یہ اور انکے بھتیجے تاسم [illegible] لڑے آخر کنجاب کو

بھگا یا واری مشہور ہی کہ نہایت حسین و جمیل ہین جرأت مین مردون کے کفیل ہین اب قید کیے جاینگے یہ سنکر
ملکہ شبنم گوہر پوش کو اشتیاق پیدا ہوا کہا مکان شہنشاہی مین سامان کرو ہم ضرور چلینگے زعفران نے
فرش وغیرہ روانہ کیا کنیزین پہلے سے پہونچ گئین دوپہر کو ملکہ سوار ہوئین دیکھا گلی کوچہ بھرا ہوا ہی ملکہ
جاکر ایک کوٹھے پر جلوہ فرما ہوئین چلمنین پڑ گئین کیوس نے بدیع الزمان کو آرہ ایے پر سوار کیا
آپ آگے آگے اہتمام کرتا ہوا دو سو سوار بدیع الزمان کو گھیرے ہوئے نیزے ہاتھ مین اسطرح لیکر
داخل شہر ہوئے بدیع الزمان نے دیکھا شہر آباد رعایا دلشاد بازار کھلے ہوئے دوکاندار بیع و شرے پر تلے
ہوئے کٹورہ کھنک رہا ہی گرم بازاریان ہو رہی ہین کمرون مین نازنینان مہ جبین کسبیان اُسکے نیچے صرافہ
بزازہ جوہری بازار جنمین مل بنا لال وغیرہ سبز و سرخ و زرد و کپاسی پگڑیان باندھے ہوئے اپنی اپنی دوکانون
پر بیٹھے ہین گاہک آرہے ہین خرید و فروخت مین معروف بیع جواہرات کی بولی ٹھولی پر دلالون کی موقوف
جب ایسے مقام پر آکر پہونچے بدیع الزمان نے نیزہ دارون سے کہا ذرا میان ٹھہر جاؤ ہم بھی تمھارے
شہر کا تماشا دیکھ لین نیزہ دار خرد ماغ اُنھون نے سختی جواب دیا کہ میان آرام نہ ٹھہر لیگا بادشاہ
ہمارا انتظار کر رہا ہی بدیع الزمان نے کہا ہم ابھی نہ جاینگے ضرور ایسے مقام پر ٹھہرینگے یہ فرما کر دونون
ہاتھ جما کر لنگر پا رکہ پہیے آرہ ایے کے زمین مین دھنس گئے گاڑی بان ہٹ گئے رستیون کے مار رہے ہین
کیا مجال کہ بیل ایک قدم بڑھ سکین ہٹر ہوا کہ قیدی بگڑ گیا زعفران نے ملکہ سے کہا کہ واری قیدا ہو گئی
گوشہ چلمن ہٹا کر جو ملکہ نے دیکھا جمال جہان آرا پر نگاہ پڑی ایک جوان جرأت مین لاثانی حسن و جمال مین
یوسف ثانی ہر چند کہ خود سر پر نہین ہی سر برہنہ موے سر سراسر پریشان رعب و دبدبہ سطوت جلالت مثل
چاکران کمترین ہمراہ فر فریدونی و حشمت جمشیدی چہرے سے ہویدا و ظاہر پیشانی پر گھٹا عبادت کا مثل ستارہ
چمک رہا ہی عارض انور ماہ تابان سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری ہاتھ دونون آرہ ایے پر جمے ہوے اور
بغلون سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہین نیزہ دارون نے نیزے سینے سے ملا دیے ہین قطرات
خون اُبھر آتے ہین جس سے ثابت ہوتا ہی کہ تختہ بلور پر شنجرف کے نکتے دیے ہین جوان رعنا غفص گردن
بلند بالا تنومند درشت چنگال سراپا موزون نگاہ پڑتے ہی برچھیان سی کہ جگر کے پار ہوئین بیساختہ آہ نکلی نظم

۱۵۹

خون بود دل کہ لذت درد نہان شناخت
در خواب ہم خیال ترا میتوان شناخت
رنگ گل و فروغ مے و لعل یار شد
کی تیر بے سراغ محبت نشان شناخت
پیدا است از جبین عدم عشق پیدہ سعی
روزیم نا اضطراب دل پاسبان شناخت
گردی کہ شبنم گل این سرزمین نشد
دیوانہ قدر بستر ریگ روان شناخت
در خواب دیدہ آئینہ عکس مراد من

این غنچہ قطرہ بود کہ رنگ خزان شناخت
در پیش پای پرتو خورشید بر نخاست
ہر کس کہ قدر خویش چو آب روان شناخت
از سیر باغ و بادیہ حاصل نمی برد
این بادہ راز شیشہ خارا توان شناخت
روزی کتاب خانہ غفلت کشودہ دل
کی قرب مہر و منزلت آسمان شناخت
ہر دل کہ در ریاض وفاست خواب شب
خود را اسیر محرم راز نہان شناخت

آئینہ زاست پرتو شمع مزار من
گردی کہ جای خویش دران آستان شناخت
پروانہ سبزہ راہ بمنزل نمی برد
ہر کس کہ گرد ما ز سر و روان شناخت
شب خوابش از فسانہ فکلم بودہ بود
تعبیر خواب الفت اہل جہان شناخت
خوابی کہ میرد برہ شوق را حقیقت
کی لذت صبوحی این گلستان شناخت

لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوئی
مونھون نا پختگی آنکھون مین ابتری حواس مین ابتری آثار حضرت عشق چہرے سے ہویدا اور درد فراق

علامت سے پیدا کنیزون نے ہاتھ کرکے اٹھایا بدیع الزمان کی نگاہ اٹھ گئی جمال جہان آرائے ملکہ دیکھکر ایسے گھبرائے کہ اسی پریشانی مین زبان سے نکل گیا نظم

۱۱۶

دل و جان سیرگاہِ دوست خواہ اینجا و خواہ آنجا	من و ہر جے کہ از خود میرود یاد نگاہ آنجا
طلسمے بستہ از ہر سایۂ مژگان در اقلیمے	کہ چون دیوانہ با زنجیرے گردد نگاہ آنجا
زمین سبزۂ دشتِ محبت تازگی دارد	بمژگان دست در آغوش میرود گیاہ آنجا
بہانہ دوادی وحشت ببالد سینۂ مجنون	ندارد قطرۂ جز چشمِ غزال ابر سیاہ آنجا
محمل مرو در انگشتۂ بحر خطر دارد	ز موج آرمیدن مے شود کشتی تباہ آنجا
نفس در دم چون دل از رشک تماشا سر زمین را	کہ نقشِ پا چو نرگس مے دمد از خاک راہ آنجا
سوادِ دوستی رسمی ندارد غیر دلجوئے	ز مہمان می خرد اسباب مجلس خواہ نخواہ آنجا
زبس فرش ست چون آئینہ چشمم در سرِ کویش	چو نور از جبہ مینا بد غبارِ سجدہ گاہ آنجا
گل افشانی عرق رخساری از بحر کمان دیدم	کہ خود را یافتا و ما کشیدم تیر آہ آنجا
اگر چاک گریبان در شب تاریک بنمائے	کتانی میکند پیراہنش زصد چاک ماہ آنجا
در آن مجلس کہ باشد ہر طرف گلبازی مژگان	چکار آید نہ گردد گرد دل ما دستگاہ آنجا
بہ بزم خود نمائی حرف مجنون در لباس اولی	بہ بے پائی برد چون آب در گوہر پناہ آنجا
ز رنگین افسران عقل چون باغ ہوا خندید	شکست از سایۂ خاری جنون طرف کلاہ آنجا
خوش آن میدان کہ باشد شان دل در جوش گستاخی	فزاید رتبہ در شان پریشانی سپاہ آنجا
اسیر گردش چشمم کہ چون پرسد گناہ از مست	گواہی میدہد او دل زبان عذر خواہ آنجا

یہ اشعار پڑھکر بیہوش ہو گئے آہ ابھی نکلنے پائی تھی دور جاکر ہوش آیا اب جو پلٹ کر دیکھا وہان کیا معلوم ہوتا مگر سیان کنیزین ملکہ کو غش مین دیکھکر ایسا گھبرائین کہ فوراً سوار کرکے طرف ایک باغ کے لیے بھاگین باغ مین جاکر گلاب کیوڑہ بید مشک چھڑکا ہوائے سرد بھی چلی تب ملکہ کو ہوش آیا سر اٹھاکر دیکھنے لگین جب اُس مقام پر اُس دلبر کو نہ پایا سر جھکا لیا کنیزون سے کہا باہر جاؤ سب کنیزین باہر چلی آئین ملکہ نے پردے بارہ دری کے چھوڑ دیے تنہائی مین تڑپنے لگین اُس بیقراری مین کبھی اٹھین کبھی بیٹھین دل بھی بیٹھا جاتا ہی نئے نئے مزے اٹھاتا ہی کبھی خواہش ہوتی ہی کہ گریبان چاک کرون تلوے کھجلاتے ہین کہ طرف صحرا کے چلین وحشت پاؤن پھیلاتی ہی ہوائے دشت نجد آتی ہی لیلی طبیعت جوش پر مجنون مزاج خواہان آوارگی دل پر بیتابی ہاتھ کو آرزوے گریبان چاکی شورش قلب تیزی پر منہ سے دھوئین نکلتے ہین معلوم ہوتا ہی کہ اعضاے جسمی جلتے ہین سلطان عشق کی ضربہ دل پر چڑھائی وحشت دل نے اپنی صورت دکھائی اُس پریشانی مین جو دل کو وحشت ناک پایا کلیجہ منہ کو آیا بے اختیار منہ سے یہ اشعار نکل گئے اشعار

۱۷۷

حجاب ابر مانع ہی گذر کیونکر ہو گلشن تک	وہ شبنم ہون پہونچ سکتا نہین پھولونکے دامن تک
بہاتا ہی سیل گریہ کیا کہ جاتے یار بدن تک	گلا گھونٹا گریبان نے جو اشک آئے بھی دامن تک
کمال ضعف سے گھبرا گئے آنسو مرے کتنے ہین	مدد اے اضطراب شوق پہنچ جا کو دامن تک

وہ کہتے ہیں یہ ہے کس کے دل بیتاب کا شعلہ
کہ بھر جاتی ہے اک بجلی سی آکر میرے دامن تک

ہجوم جوش وحشت سے ہوئے ہیں بے ادب ایسے
گریبان سے الجھکر ہاتھ آجاتے ہیں دامن تک

ہوئے آبو سمہ میں خاک ہو کر بھی پشیمان ہون
ہوا آنے نہیں دیتی کسی کے مجھکو دامن تک

قدم جمنے نہیں دیتی صفائے عارض جانان
پھسلتی ہے نظر ایسی کہ آجاتی ہے دامن تک

ترے چھٹنے سے چھوڑا آنسوؤں نے ساتھ آنکھوں کا
گلے مل مل کے ہمسے چلے آتے ہیں دامن تک

ندامت ہوگی ای دست جنون گر کچھ رہا باقی
غضب آیا جو آیا بخیہ گر کا ہاتھ دامن تک

نگاہ قہر سے کیون گھورتا ہے دمبدم ظالم
قسم لے لے جو میرا ہاتھ بھی پہونچا ہو دامن تک

خوشا قسمت قفس میں ہم قفس پر سیکڑون پر کے
نظر بھی اب تو جا سکتی نہیں دیوار گلشن تک

خطا میری نہیں صیاد میری آرزو لے جا
کہ مجھکو کھینچ لائی یہی دیوار گلشن تک

کبھی گلچین نے للکار کبھی صیاد نے گھورا
نہ ٹھہرا ایکدم گلشن میں جب آیا نشیمن تک

بہار فصل گل آئی ہے میں کنج قفس میں ہون
صبا رکیاد مجھکو ڈھونڈھ جاتی ہے نشیمن تک

نہ کر آزاد ای صیاد لیکن رحم کر اتنا
نظر سے دیکھلون لیچل مجھے اجڑے نشیمن تک

گلون کے آتش رخسار سے شعلے بھڑکتے ہیں
لگی ہے آگ کو سون کسطرح جاؤن نشیمن تک

قفس سے چھوٹ کر دام اجل کی لو اسیری ہے
نہیں ممکن کہ میری روح بھی جائے نشیمن تک

وہ بیتابی کہان ممکن جو چھوڑے دام جسمی کو
وہ آزادی کہان حاصل جو لیجائے نشیمن تک

ادائے رسم ماتم ہم صفیر اپنے میں کر اینگے
صبا لیجائیو دو چار پر میرے نشیمن تک

قفس رکھا ہے اتنی دور صیاد ستمگر نے
کہ میری آرزو بھی جا نہیں سکتی نشیمن تک

ترے عاشق کا لاشہ ناپسند طبع ہے سب کو
نہیں آتا گروہ مور بھی سوراخ مدفن تک

ہمیشہ ہر شگاف قبر سے کچھ دور رہتی ہے
صبا بھی ناز کرتی ہے اگر آتی ہے مدفن تک

تمہاری ہرزہ گردی کا خیال آتا ہے جب دلمین
ڈبو دیتا ہے سیلاب ندامت مجھکو گردن تک

ہجوم کیف مستی سے یہ عالم اب تو ہے ساقی
چلی آتی ہے مر ابلی ہوئی شیشے کی گردن تک

برستا ہے جو ابر تر تمنا میں ٹپکتی ہیں
ڈبو دے آب مے میں آج ساقی مجھکو گردن تک

غنیمت ہے نسیم آزاد ہونا جب میسر ہو
ملینگے ہم صفیر و نسے میہو نچکے صحن گلشن تک

قضائے کار زعفران جو اپنی صحنچی میں آکر بیٹھی دیکھا سب خواصین اپنی اپنی صحنچی میں بیٹھی ہیں آواز دی اسے شفتلو یہ کیا معرکہ ہے ایسی اپنے ہوش سے باہر ہوئی ہیں کہ مالک کی بالکل خبر نہیں کنیزون نے کہا بی وزیرزادی صاحب خطا معاف ہو ملکہ عالم ہمکو کاٹے کھاتی ہیں فرماتی ہیں باہر جاؤ ہمارے سامنے نہ آؤ ناچار چلے آئے زعفران زعفران پوش گھبرا کر اٹھی کہا صاحبو خواہ خفا خواہ خوش ہون ہمکو جانا ضروری ہے یہ کہکر زعفران نے پردہ اٹھایا اندر جو آئی تو ہچکیون کی آواز کان میں آئی گھبرا کے دوڑی ہستی ہوئی کہ وارہی خیر تو ہے آکر جو دیکھا تو ملکہ کے چشمۂ چشم سے قلزم محیط موجزن ہے ہجوم رنج و محن آنکھیں سوجی ہوئی ہیں بیقرار اشکبار زعفران کو جو آتے دیکھا اپنے کو پلنگ پر گرا دیا پکار کر کہا بہن ہمارے پاس نہ آؤ زعفران نے کہا واہ اسوقت نہ آتا کیسا کس حال میں ہم تمکو پاتے ہیں

یہ کہکے قریب آئی سر سے پاتک بلائین لین سر اُٹھاکر زانو پر رکھ لیا کہا واری لونڈی سے تو مفصل حال کہیے
ایسے وقت پر خاموش نہ رہیے جس انتظام کو حکم ہو بجا لائین لونڈی کو تو عقل سے معلوم ہوتا ہی کہین طبیعت
آئی ہے مفصل حال کہیے ہم اُس معشوق کو لاکر پہلو مین بٹھائین براے جستجو جائین اگر عنقا ہو تو ڈھونڈھ کے
لائین اسوقت مین خیر خواہی دکھائین اس دل وہی سے زعفران نے کہا کہ ملکہ بلبلاک کر روئین کہا ای
زعفران کیا کہون دوہا کا کہون کا سے کہون کہون سو کو بتیاے ٭ گونگے کا سا سپنا بھیو کہ سمجھ سمجھ
پچھتاے ٭ یہ دوہا پڑھکر بہت روئین کہا ای زعفران میری زبان سے نہین نکلتا اگر کہتی ہون تو
راز ہاتھ سے جاتا ہی اور اگر نہین کہتی ہون کلیجہ منھ کو آتا ہی اب دامن ضبط دست استقلال سے چھوٹا
شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا اب جان لبون پر ہی مر جانا ہی بہتر ہی زعفران قدمون سے
لپٹ گئی عرض کی واری دہر گز ایسا نہ فرمائیے اب مفصل حال کہ سنائیے نہین یہ لونڈی اپنے کو ہلاک
کریگی بے حال پوچھے بچا نہ چھوڑیگی ہی ہائے یہ گل سا چہرہ مُکھلا گیا آنکھون مین حلقے پڑ گئے صورت دیکھی
نہین جاتی کلائیان سنٹھا ہو گئین اگر اس حال سے آپکی والدہ دیکھین گی تو ہم لوگون کو کیا کہینگی ہم لوگ
کسدن کے واسطے خدمتگزاری مین حاضر ہین کس کام مین قاصر ہین اُسوقت ملکہ شبنم گوہر پوش
نے کہا ای زعفران کہتی تو ہون اگر یہ کام تمھاری پیروی سے نہوا تو اپنی اور تمھاری جان ایک کرونگی
مفت مین خون پانی ایک ہوگا انجام نہ نیک ہوگا صاف تو یہ ہی کہ کل تم سب لوگ مجھکو لیگئے قیدی کا
تماشا دکھانے جب سے قیدی دیکھا ہوش درست نہین حقیقت مین گوہر ملک بڑی صاحب
نصیب ہی بلطف زندگی اُسکے واسطے قریب ہی دیکھا کہ اُس دست نازنین مین ہتھکڑیان پاؤن مین
بیڑیان طوق گلوگیر سے گلا چھلا جاتا ہی مگر واہ ری جرأت ذرا خیال نہین قلب پر ہجوم غم و ملال نہین
ای زعفران مین نے اُس حال مین دیکھا تھا جب چھلا کر لنگر مارا آبلہ چلنے سے رُکا تھا کس شوکت سے
لنگر مارا کہ آبلہ بھی چلنے چلنے رُک گیا بیل و بیل ہوے چل نہ سکتے تھے اس حال نے مجھکو
پریشان کر دیا کہ ایسے مقام پر قید ہوے کہ جہان نہ یار نہ مونس نہ ہمدم مین اور کچھ نہین چاہتی وہ
شخص قید سے چھوٹ جائے اپنے عزیز و اقارب سے جا کر ملے اس مصیبت مین نہ رہے ایسے
شیرون کے واسطے راحت و آرام ہی اگر گوہر ملک دیکھتی کیا حال ہوتا دیکھو زعفران اگر اور کچھ مجکو
خیال ہوتا نام سے گوہر ملک کے نفرت ہوتی مجھے دمبدم وہی یاد آتی ہین زعفران نے کہا واری
یہ تو آپ نے بڑا غضب کیا یہ لوگ دشمن جان تشنۂ خون اُنپر مائل ہونا ایمان کھونا جان کو ضایع کرنا ہے خدا
اس سودا کو ہٹائیے ورنہ غضب ہوگا اگر کہین آپکے والد کو خبر ہوگی اُنھون نے صحراے سیاہ سے
کیوس کو بلایا ساحر پہلوان وضع مشہور ہی کہ سحر ثابت نہو سردارون کو خود گرفتار کرکے لائے شاہان
نور افشان کی یہ تاکید ہی کہ جہان یہ لوگ آئین اُنکو صدمات پہونچاؤ گرفتار کرو یہ دلائل سنکر ملکہ رونے
لگین کہا زعفران ہم جانتے تھے یہ وہ وقت ہی کہ ہاتھ پاؤن جدائی کرتے ہین فقرہ نہ مجھ مین ہی نہ تاب ہی
یار دل میرا ٭ یہ کیا ہوا مرے پروردگار دل میرا ٭ یہ کہکے خوب روئین زعفران نے دیکھا ایسا نہو دم
نکلجائے جوش و خروش میرے سمجھانے سے کم نہوگا ملکہ نے کہا زعفران تم جاؤ ہمین ہمارے
حال پر چھوڑ دو جو گذریگی ہم پر گذر جائیگی تم خبر نہ لینا لیکن تمنے ہمارا نمک کھایا کچھ ہمارے حقوق تم پر ہین اُسکو

یون ادا کرنا آخر یہ راز افشا ہوگا باپ کو خبر ہو چکیگی اس جرم مین گرفتار ہونگے اُس غرور حسن و جمال سے
خبر کرنا کہ ظلم ہے جو قتل کی ٹھیری ہوئی ہے شہر مین سب + ہوا ہے جمع اک عالم یہان تماشے کو + جدھر سنو ہون
حسد اہے ہین چلیو دیکھیو + خدا ہی جانے خبر اُسکو ہو وے یا کہ نہو + کوئی ہماری زبانی تک اُس سے جا کے کہو +
بجرم عشق تو ام میکشند غوغائیست + تو نیز برسر بام آ کہ خوش تماشائیست + اسطرح سے یہ اشعار
پڑھے کہ زعفران کا کلیجہ ہل گیا کہا واری نہ گھبرائیے مین ابھی آپ کو لیے چلتی ہون دیکھ لیجیے کہ آپ کو تسکین
ہو جائے وہان پیر نہ پھیلا دیجیے گا کہ مین یہان رہ ہونگی یا اُنکو بھی لاؤنگی لونڈی جان پہ کھیل کر اس کام کو
کریگی ملکہ بلائین لینے لگین زعفران نے کہا مجھ اُجڑگئی کی بلائین نہ لیجیے صدقے قربان ہونا ہمارا کام ہے
زعفران اُٹھی چار پانچ کنیزون کو بلایا دس بارہ آدمیون کے موافق کھانا پکوایا اُسمین بیہوشی ملا دی سنکھیا چوڑیان
پیس کے جو جو چھ ممکن ہوا سب ملا دیا برتنون مین نکلوایا ملکہ کو سفید چادر اُڑھا کر کنیزون کے سر پہ وہ
خوان رکھوا دیا لیکر طرف قید خانے کے چلی یہان سفاک بدباطن نامے کوتوال زندان خانہ ہے اسنے
پکارا کون آتا ہے زعفران نے جواب دیا او نگوڑے ہم ہین تمھارے زہر مار کرنے کو یہ کھانا لائے ہین
مگر تھوڑا قیدی کو دینا پڑیگا سفاک نے کہا ہم رات کو قفل نہ کھولینگے زعفران نے کہا چپ رہو اپنے
زبان سے اچھا کہدے ہم کہدینگے ملکہ بیمار ہوگئی تھین نذر لات و منات دلوائی تھی اسکو کھالو رکھو نہین
سب نے کھانا لیکر کھایا سب کھاتے ہی بیہوش ہوے زعفران نے سب کے سر کاٹ ڈالے سب کو
زر در و کیا ملکہ سے کہا اندر جائیے صورت دیکھ لیجیے بات کیجیے اور جلدی نکل چلیے ملکہ نے نیمچے سے قفل
کاٹا اندر آئین بدیع الزمان کی نگاہ پڑی یا تو سر زنجیر پہ سر خم کیے بیٹھے تھے سر اُٹھا کر جو دیکھا ایک آفتاب
عالمتاب نظر آیا معلوم ہوتا ہے کہ شمع بے پردہ فانوس سے نکل آئی یا کلک قدرت کہون یا آہ دل عاشقان
یا شعلہ رخسار معشوقان چوٹی کہون زہر بندہ ہے آنکھین نرگس شہلا دہن غنچہ حدیقہ راحت افزا سب اعضا
موزون عارض گلگون بدیع الزمان کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا بے اختیار پکار اُٹھے فرد گر بر سر و چشم
من نشینی + ناز بکشم کہ نازنینی + دیگر مصنف گر بر سر چشم من بیائی + ہر قلب نہم کہ کیمیائی + ملکہ نے شرما کر
سر جھکا لیا فرش خاک پر بیٹھ گئین کہ اسکے خلاف نہو چاہتی تھین پاؤن سے آنکھین ملون خانہ زنجیر مین مین
بھی داخل ہو جاؤن غل نہو ایک شب نم اب تاب نہو جب عرصہ ہوا تو زعفران قریب دروازے کے آئی
کہا واری اب چلیے ایسا نہو کہ صاحبان طلایہ آجائین مسواک بدباطن اسکا بھائی طلایہ دار ہے پہلوان بھی
زبردست ہے اُسکو اپنے زور بازو کا بڑا گھمنڈ ہے ملکہ نے پلٹ کر زعفران کے آگے ہاتھ باندھے کہا بوا
زعفران تمنے بڑا احسان کیا مول لے لیا انکو بھی کسی طرح سے لیچلو یہان انکا رہنا بہتر نہین ایسا نہو کسی
طرح کا دشمنون کو صدمہ پہونچے یہ لوگ جو مارے گئے ہین انکی باز پرس ہوگی خون انھین کے ذمے رکھا
جائیگا یا تم سب چلی جاؤ مین اسی مقام پہ رہونگی جو انپر گذریگی وہی مجھ پر بھی ہونگی زعفران نے کہا واری
دیکھیے جو مین کہتی تھی وہی ہوا آخر آپ نے پاؤن پھیلائے واری اب مین کیا کرون ملکہ نے
گھبرا کر کہا ہاے قید کو کیا کرون ہتھکڑیان کیونکر کٹین بدیع الزمان نے کہا ہم خود تمھارے ساتھ
چلتے ہین یہ کہکر مارا ہتھکڑی ٹوٹی گلے کا طوق مروڑ ڈالا بیڑیان بھی توڑ ڈالین جسم سے سڑانے خون کے
بلند ہوے ملکہ گھبرا گئین دوپٹے سے خون پاک کرنے لگین کہا ہان ہان صاحب یہ کیا کیا بدیع الزمان نے

کہا کچھ مقام تردد نہین سفاک کی تلوار اُٹھالی ملکہ کے ساتھ ساتھ چلے یہ لوگ گلی دکوچہ طے کرتے ہوے جاتے
ہین مسواک بدباطن طلایہ دے رہا ہے رات کم باقی تھی قریب زندانخانے کے آیا آواز دی بھائی صاحب
دو تین مرتبہ پکارا جب آواز نہ آئی اُسنے گھوڑا دوڑایا آگے دیکھا خون کے دریا بہ رہے ہین قیدخانے کا
دروازہ کھلا ہوا ہے ہتھکڑیان بیڑیان ٹوٹی پڑی ہین قیدی ندارد اپنے بھائی کے واسطے روتا ہوا نکلا کہا لو
یارو غضب ہو گیا کوئی نگہبانون کو قتل کرکے قیدی کو لیگیا ایک طرف قطرات خون کے کچھ نشان معلوم
ہوتے ہین ساتھ والون سے کہا کہ یارو مین بڑھتا ہون قیدی اسی طرف گیا بعد تم بھی آجانا اور مین اکیلا
دس پر کافی ہون مجھے کچھ خوف نہین یہ کہکے گھوڑا دوڑاتا ہوا چلا میان بدیع الزمان کوچہ ہاے طویل
طے کرکے ایک مقام پر پہونچے کہ وہان کسی قدر میدان ہے بارہ چودہ عورتین مع ملکہ پشت پر بدیع الزمان
آگے آگے کہ سامنے سے آواز آئی او جوان کہان جاتا ہے مین آپہونچا بدیع الزمان نے عورتون کو گوشے
مین کیا کہ مسواک گھوڑا دوڑا کر آگیا شاہزادے کو تلوار کے سائے مین لیا ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے
خالی دیا بیٹھ کے جو ہاتھ مارا چارون پائون گھوڑے کے اُڑ گئے مسواک کود کر الگ ہوا تلوار پکڑ کے
بدیع الزمان کے سامنے آیا اب پیدل تلوار چلنے لگی اپنے زور پر مسواک کو بہت ناز ہے جیسے ہی شاہزادہ
بدیع الزمان نے ہاتھ مارا اُسنے بارڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا بدیع الزمان نے گریبان مین ہاتھ ڈال کر
ایک ہکہ مارا کہ سر زمین سے ملادیا ملکہ تھرتھر کانپ رہی ہین کہتی ہین اے زعفران انکا خدا اُنکو اس قصائی کے
گتے کے ہاتھ سے بچائے دیکھو کسقدر پھولا ہے زعفران نے کہا واری اُنھون نے تلوار بھی اُسکے ہاتھ سے
گرادی دیکھیے تو اُسکا کیا حال ہے اور یہ کس زور و شور سے لڑ رہے ہین کہا زعفران منھ بھر کے یہ نہ کہو ایسا
نہو نظر لگ جائے میان تو جو لعابھی نہین کہ تمھارے پائون کی خاک چولھے مین ڈال دی جاتی تو دیکھیے
مین خوف سے نگاہ بھر کے نہین دیکھتی میان بدیع الزمان کو اُسنے ٹکر ماری دھڑاکے کی جو آواز آئی
ملکہ نے اپنا سر پکڑ لیا کہا دیکھو زعفران غضب کیا نگوڑے نے کس زور سے ٹکر لگائی ہے میرا دل ہلگیا زعفران
نے کہا واری وہ خود پہلوان جہان دیدہ ہین اُنکو خبر بھی نہین ہوئی کہ کسکے ٹکر پڑی دیکھیے کس طرح سے
لڑ رہے ہین ملکہ نے دیکھا بدیع الزمان کو پکڑ لایا ہے بدیع الزمان زمین پر یون قایم ہین کہ نقش بنے
ہوے ہین مسواک کیسے کیسے ہکے مار رہا ہے بدیع الزمان ایک طور سے زمین کو پکڑے ہوے ہین جب
یہ دو تین ہکے مار چکا اور کچھ نہوا ایک مقام پر سمٹ کے نکلے مسواک کو لے دوڑے ملکہ بھی پکار اُٹھین کہ اے
شہریار اب یہ ملعون نہ بچنے پائے مسواک نے آواز دی کہ او گیسو بریدہ اب مین نے پہچانا دیکھ تو صبح کو
دربار مین کیا حال کرتا ہون بدیع الزمان نے اُکھیڑ کر مارا چارون شانے چت گرا کود کر چھاتی پر سوار ہو گئے
فرمایا کہو شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہے اُس ملعون نے جواب سخت دیا بدیع الزمان غصے مین اُٹھے
ایک پائون دونون پائون سے دبایا ایک پائون کو دونون ہاتھون سے تھام کر شل کر پاس کہنہ
چیر کر پھینکدیا ملکہ دوڑ کر لپٹ گئین کہا شہریار جلد نکل چلیے دیکھیے جلاد فلک چہارم برآمد ہوا چاہتا ہے
شعاع تیغہ مہر ظاہر ہو رہی ہے بدیع الزمان ساتھ ملکہ کے باغ دلکشا مین آئے دیکھا باغ بہشت
آئین گلہاے لالہ کے چراغ روشن جابجا شگوفہ ہاے بوقلمون نہرین جوش مین فوارے چھوٹ رہے
ہین ساون بھادون کی کیفیت معلوم ہوتی ہے عندلیبان زمزمہ سرا مصروف زمزمہ سرائی ہواے عشرت و

فرحت آئی ملکہ خوشی خوشی بدیع الزمان کو ساتھ لیے ہوئے بارہ دری مین پہونچین مقام صدر پہ لاکر شاہزادے کو بٹھایا آپ ایک طرف پہلو مین زعفران مصروف اہتمام مگر بوقت سحر وہان نامدار جادو کو خبر پہونچی کہ زندانخانہ ٹوٹ گیا قیدی چھوٹ گیا مسحور تیز پا عیار بیٹھا ہی کہا کیون مسحور یہ کیا ہوا یہ تو کوئی گھر کا بھیدی تھا جس نے یہ حرکت کی کچھ خوف نہ کیا ذرا دریافت تو کرو ایک کام کرو یہان سے تین کوس پہ رازدار جادو مالک صورت سامری رہتا ہی وہ اُسی وقت دریافت کرکے بتاویگا یہ کہکے نامدار نے ایک فرمان تیار کرایا لکھا کہ ای رازدار قیدی ہمارے یہان سے غائب ہوا تمکو مناسب یہ ہی کہ صورت سامری سے پوچھ کے ہمسے کہلا بھیجو عیار پاس رازدار کے پہونچا فرمان شاہی دیا رازدار نے کہا ای مسحور تم جاؤ ہم نامہ لکھکر بھیجینگے باعث یہ ہی کہ کئی دن سے مین نے پوجا پاٹ نہین کیا ہی ٹھاکر کی تصویر بھی نہین نہلائی گئی کل روز منگل ہی ٹھاکر کی تصویر کو نہلاؤنگا صورت سامری سے حال پوچھو لونگا عیار چلا آیا رازدار نے دوسرے دن ٹھاکر کی تصویر کو نہلایا صورت سامری سے پوچھا کیون یا خداوند بدیع الزمان کو قید خانے سے کون لیگیا تصویر ہنسی کہا شبنم گوہر پوش دختر نامدار قید خانے سے لیگئی اُسی کے باغ مین مصروف عیش و نشاط ہی رازدار بہت ہنسا کوٹھری سے یہ کہتا ہوا نکلا گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے ان شاہزادیون نے سلطنتین ویران کین ہر گھر مین ایسی ہی چنگاری سے آگ لگی اور ایک نامہ اس مضمون کا لکھا تمام کیفیت درج کی مہلیل جادو مصاحب قدیم کو دیا اور کہا کہ نامہ بادشاہ کے ہاتھ مین دینا کسی غیر کو اس راز سے آگاہ نہ کرنا بڑے شرم کی بات ہی کوئی اور آگاہ نہونے پائے مہلیل نامہ لیکر چلا مہلیل تو نامہ لیکر ادھر سے جاتا ہی ملکہ شبنم گوہر پوش بدیع الزمان کو ساتھ لیے ہوئے باغ مین مصروف عیش و نشاط ہین دن عید رات شب برات ہی زعفران گھبرا گھبرا کے کہتی ہی کہ واری لونڈی نے خبر منگائی تھی تلاش ہو رہی ہی کوتوال نے مہترانیون سے اقرار نامے لیے ہین گھر گھر تلاش کرو یہان بھی لونڈی نے یہ انتظام کیا ہی کہ اپنے بیگانے کو آنے نہین دیتی ملکہ نے گھبرا کر کہا ای زعفران آٹھ پہر مجھکو بھی انتشار ہی فردوس گوشہ رنج و عذاب است جان مجنون را وصال صحبت لیلی و فرقت لیلی ٭ جب فراق تھا جان کو عذاب تھا اب یہ خیال ہی راز نہ کھلجائے ہائے کیا کرون اب تو آٹھ پہر یہی خیال رہتا ہی

نظم

قلق سے دم لبون پر خواہش دیدار مین آیا
وہ آیا بھی تو چھپ کر پردۂ اسرار مین آیا

رقیبون کو جلایا آئنے کی دیدہ بازی نے
دل عاشق نئی صورت سے بزم یار مین آیا

سواد حسن گلشن کم نہین تحریر رنگین سے
صحیفہ موسم گل کا خط گلزار مین آیا

برابر عاشق و معشوق کو رکھا مقدر نے
وہ ملک حسن مین ملک عشق کی سرکار مین آیا

ہمارا بھی خدا ہی زاہد و اتنا نہ اتراؤ
وہ کافر ہی جسے شک رحمت غفار مین آیا

مجھے حیرت ہی حالت دیکھکر شیخ و برہمن کی
کہ ہر نادان فریب سبحہ و زنار مین آیا

بہت مشکل ہی رہنا پاکدامن لوث دنیا سے
اُلجھکر رہگیا جو وادی پر خار مین آیا

برہمن دیر کو راہی ہوا اور شیخ کعبے کو
نکلکر اس دو راہے سے مین کوے یار مین آیا

خط شبرنگ نے آکر مثالی حسن کی قیمت
خبر پہونچی کہ بال آئینۂ رخسار مین آیا

برا ہی جان جان دل توڑنا امیدوارون کا
نہین کرتے تمیز نیک دبد کچھ رند بدمشرب
کٹ جاتے ہین شمشاد و صنوبر فرط غیرت سے

خلاف وضع ہی گر فرق کچھ اقرار مین آیا
نے گا محتسب گر صحبت میخوار مین آیا
اُٹھی کونسا سرو روان گلزار مین آیا

قلعۂ نامدار سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی سیران جادو دایہ ملکہ کی اُس قلعے مین رہتی ہی بادشاہ نے
وہ قلعہ اُسکے نام سے آباد کردیا ہی قلعۂ سیرانیہ اُسکا نام ہی ملکہ کی دایہ ہی دودھ پلاکر پالا ہی تیسرے چوتھے
دیکھنے آتی تھی اپنے قلعے مین بیٹھی ہی ایک کنیز نے عرض کی داری کچھ آپ کو قلعۂ نامدار کا بھی حال معلوم ہی گھبرا کے
سیران نے پوچھا کیون خیر تو ہی کہا حضور مین نے یہی سنا ہی کہ آپ کی پلالی پر کسی نے لشکرکشی کی ہی
مجھکو خبر ملی مین نے اُس سے حال کو پہنچی سنا کہ بادشاہ نے اُسکے دوسردارون کو مکر کرکے قید کیا
سیران نے پوچھا آخر افسر لشکر کون ہی کہا حضور مین نے یہ بھی دریافت کیا شاہزادہ بدیع الزمان
فرزند صاحبقران نہین معلوم کہان سے لشکرکشی کرکے آئے بادشاہ نے کیونکر پوچھا اُنکو بھی گرفتار
کرا منگایا اور ایک خبر وحشت اثر مین نے پائی کہ وہ شخص جو اگر اس قلعے مین قید ہوا قیدخانے سے
چوری گیا بعض لوگ مخفی مخفی ملکۂ عالم کا نام لیتے ہین مگر چونکہ ملکہ پاک دامن مشہور ہین کوئی اُنکو کہہ
نہین سکتا مگر سنا ہی کہ اُنکے بھی گھر کی تلاشی ہو تو عجب نہین یہ سنکر سیران گھبرا گئی اُسی وقت
اُٹھی کہتی ہوئی ہی کہ ہی میری پلالی کے نام پر یہ بدنامیان دیکھو مین ابھی جاتی ہون مین اپنا خون پانی
ایک کرونگی میری پلالی کا کوئی نام لے اُسکو تنگ گور مین سلاؤن رو رو کے گھر اُسکا تباہ کردون
امی بوا نافرمان سے تمنے کچھ اور سنا جہان مین گئی وہین بچون کی طرح بیٹھ گئی دائی امان پیسے لائین
مین نے اکثر سمجھایا کہ بی بی نام خدا اب تم جوان ہو تین تمھارے صندوقچہ مین ہزارہا روپے
بھرے ہین مجھ نگوڑی کا پیسہ لیکر کیا کروگی تو اُسکا ہمکو جواب ملا کہ دائی امان تمھارے پیسے کی چیز
میٹھی ہوتی ہی ایک پیسہ دو ایک روپیہ تو نہین تمھاری انگوٹھی لیکر رہن رکھونگی ایسی بچی عشق و
عاشقی کو کیا جانے کیون نافرمان تیری عقل مین کیا آتا ہی فرمان نے کہا دائی امان ایک دن
مین نے سینے پر جو ہاتھ رکھا اور پوچھا کہ بی بی یہ کیا ہی تو کہا بوا نافرمان یہ ورم ہوتا چلا آتا ہی اب
مین حکیمون سے کہکر علاج کرونگی مجھے ڈر ہی کہ پھوڑا نہو جائے تب مین نے باتون مین کہکر یہ
سمجھایا کہ نا بی بی اسکا علاج نہین کرتے یہ نشانی شباب کی ہی تو کھلکھلاکر ہنسین میرے
سینے پر ہاتھ رکھکر کہتی ہین کہ خدا نہ کرے کہ ایسی ہو جاؤن بوا نافرمان میرا تو نوچ کے پھینکدونگی
مجھسے یہ بوجھ نہ اُٹھیگا ایسون کو کوئی عشق و محبت کا دھبا لگائے اُسکا گھر دھوپ مین چھاؤن اوپر
سے پانی برساؤن سیران نے کہا بوا نافرمان تم چپ رہو مین ابھی جاتی ہون مین کسی سے پاپہ
کمی کا نہین رکھتی میری بچی کو جو نگاہ بد سے دیکھیگا گوڑے کی آنکھین پھوڑ ڈالونگی بکتی جھکتی سیران
چلی اس قلعے مین بھی بارہ ہزار عورتین رہتی ہین وہ سب سیران کی رعایا ہین سیران پیر پرواز پیدا
کرکے اُڑی راستہ بارہ کوس کا تھا دو گھڑی کامل اُڑی آخر بازوؤن مین درد ہونے لگا قلعے سے
تین کوس پر ایک پہاڑ تھا اُسپر آکر اُتری ٹہلنے لگی رازدار کا فرستادہ چھلیل جو نامہ لیکر چلا تھا اسی پہاڑ
پر وہ بھی آکر شہر اُلٹ کر دایہ کو جو دیکھا آتا جی کہکر سلام کیا اسکی بڑی آبرو ہی سب اسکا پاس

کرتے ہیں دعا دیکر پوچھا بیٹا مہلیل کہاں سے آئے ہو مہلیل نے کہا تم اسوقت خوب مل گئیں میں فکر میں تھا
کہ کسی کی معرفت ملکہ سے کہلا بھیجوں مگر نامہ رازدار کا میں جا کر شاہ کو ضرور دونگا سیران نے پوچھا کیا
سحر کہ ہو کہا نامدار جادو نے رازدار کو نامہ لکھا تھا کہ قیدی کو ہمارے قیدخانے سے کون لیگیا صورت
سامری سے دریافت کرو صورت سامری نے عجب طرح کی بات کہی اب میں زبانی کیا بیان کروں
لو نامہ پڑھ لو سیران نے جو نامہ پڑھا سر پیٹنے لگی کہا بیٹا مہلیل ہو سکتا ہو کہ یہ نامہ تم چاک کر کے پھینک دو
اور نامدار کو نہ دو مہلیل نے کہا دائی امان یہ تو نہو سکیگا ایسا ہی آپ کا پاس تھا جو میں نے نامہ آپ کو
دکھایا ورنہ یہ نامہ کسی کو نہ دکھاتا پس آپ یہ کیجیے کہ ملکہ کو اس باغ سے بھگا دیجیے اور اس جوان کو چھپا دیجیے
بادشاہ کے ظلم و غضب سے بچائیے پھر بادشاہ سے کہکر خطائیں معاف کرا لیجیے گا میں جاتا ہوں سیران
سوچ یہ گیا اور قیامت برپا ہوگی یہ سوچکر ٹہل ٹہل کر باتیں کرنے لگی باتیں کرتے کرتے کہا مہلیل دیکھو
وہ سامنے ایک ابر گلنار اٹھا ہی معلوم ہوتا ہو کوئی بڑا جادوگر آتا ہو ظاہر ہوتا ہو شاید تمھارے رازدار آتے
ہیں کہاں کہکر مہلیل ملتا سیران نے ایک گولہ مارا کہ اسکا سر پھٹ گیا لاشہ اسکا کھینچکر درہ کوہ میں ڈالدیا
نامہ اسکی بغل سے نکال لیا اب طرف باغ ملکہ شبنم گوہر پوش کے چلی یہاں یہ حال ہو کہ آٹھ پہر دروازہ
بند رہتا ہو محلدار اٹھیں رہتی ہو سیران آکر اتری محلدار نے کہا انا جی ذرا ٹھہر جاؤ سیران نے کہا تمنے
خون اسی واسطے پلایا ہو کہ ہماری روک ٹوک ہو کیوں صاحب محلدار نے کہا ایک ذرا دم بھر ٹھہر جائیے
ملکہ منہ دھو رہی ہیں میں جا کر آپ کی اطلاع کر دوں پھر آپ چلیں سیران ٹھہر گئی محلدار ہانپتی ہوئی کانپتی
ہوئی سامنے ملکہ کے آئی یہاں وہ وقت ہو کہ ملکہ و بدیع الزمان مسند پر بیٹھے ہیں جام چل رہا ہو
نہ فکر دنیا نہ ذکر عقبےٰ آپس میں راز و نیاز ہو رہے ہیں نرگس نے آنکھیں بند کر لیں سوسن سر جھکائے کھڑی
ہو سنبل نے بال منہ پر ڈال لیے لالہ داغدار اسنے کلاہ دے ماری چراغ گل کر دیا کہ اندھیرا رہے
محلدار پہونچی کہا واری دائی امان تشریف لائی ہیں روکنے سے وہ بہت خفا ہوئیں کہتی ہیں ہمنے اسی
دن کے واسطے خون اپنا پلایا ملکہ گھبرا گئیں کہا اے شہریار دم بھر کے واسطے آپ کمرے میں چلے جائیے
میں دو باتیں کر کے دائی امان کو رخصت کر دونگی کنیزوں سے کہا ارے اسباب سب اٹھاؤ رات سے
جلسہ جما ہوا ہو یکایک سب اسباب کیونکر اٹھے اگر دس چیزیں اٹھ گئیں تو دو اسی مقام پر رہ گئیں کچھ جام
ٹوٹے ہوئے پڑے ہیں گلابیاں سرنگوں ہیں گلنار کا کلیجہ خون بدیع الزمان پردے میں چلے گئے
ملکہ اپنے کو چھپا کر بیٹھیں محلدار جا کر سیران کو لائی ملکہ اٹھ کھڑی ہوئیں اب جو سیران کی نگاہ پڑی
دیکھا کہ لڑکی چھوٹ پڑی ہو سینے پر ابھار پیڑ ڈالتی ہو کہیں پٹتا ہو کہیں باغ حسن پر بہار آنکھوں میں نشے کا
خمار سیران نے آکر بلائیں لیں کہا بی بی مزاج کیسا ہو ملکہ نے دیکھکر کہا آپ کو یاد کیا کرتی ہوں صحبت
کو دیکھکر سیران سوچی کہ معلوم ہوتا ہو اس جوان کو کہیں چھپا دیا ہو ہاتھ پکڑ لیا بارہ دری میں لیکر آئی
ایک گھونسا اپنی چھاتی پر مارا کہا کیوں بیٹا یہ دودھ پلانے والی نہ مر گئی ارے بدی بھی کرتے ہیں تو ساتھ
نیکی کے عیب کرنے کو ہنر چاہیے اپنے بیگانے سے خوف و خطر چاہیے تمنے سب کو احمق جانا ارے
کمبخت بتلا کہ وہ نوجوان کہاں ہو اسکی بوٹیاں کاٹ کر کھاؤں اپنی بچی پر سے نثار کروں میں جانتی ہوں
کہ ان مستانی کنیزوں نے تجھکو آوارہ کیا ہو ملکہ رونے لگی کہا دائی امان میں تو نہیں جانتی کہا ارے

اُنہونے مین اپنی صورت تو دکھہ مین دو ہفتے سے جو نہین آئی تو پھٹ پڑی ارے سب کو معلوم ہوگیا
لے یہ نامہ تو پڑھ ملکہ نے نامہ جو پڑھا کانپنے لگی کہا دائی امان یہ نامہ کہان سے پایا دایہ نے اپنا منھ پیٹکر
کہا تیرے واسطے مہلیل جادو کو مار ڈالا خون اپنے سر کیا چاہے میری زندگی ہو تیری بات ہے بس اب یہی بہتر ہی
کہ اُس جوان کو مجھے بتا دے مین سر کاٹ کے سامنے شاہ کے لیجاؤن ملکہ نے کہا دائی امان یہ تو
مجھکو گوارا نہو گا پہلے میرا سر کاٹو اچھا ذرا صورت تو دکھہ لو پھر تمہین اختیار ہی یہ کہکر پکار کے آواز دی
ای شہریار آئیے میری مادر مہربان آئی ہین آپ کو یاد فرماتی ہین بدیع الزمان تیغ بکف کمرے سے
نکلے لپٹ کر جو سیران نے دیکھا جوان رشک آفتاب سپر و شمشیر ہلال و ماہتاب سینہ چوڑا کمر چست
ارادہ درست شیر کہ جھومتا ہوا آتا ہی جی مین کہتی ہی لڑکی نے بڑی جوہر شناسی کی لاکھون جواہرات سے
ایک نگینہ چن لیا دوڑ کر بلائین لین ترقی عمر و دولت کی دعائین دین کہا کہان میرا گل تھا تختہ سنبل کو دیکھا
کہان شمع تھی کہ اُسکا پروانہ دیکھا شاہزادے نے سر جھکا لیا اب تو سیران نے دونون کو لا کر مسند
پر بٹھایا روح کو راحت جان کو چین مسند پہ قران السعدین سیران دیکھہ دیکھکر سوچ رہی ہی کہ کیا کرون
ملکہ نے ہاتھ باندھکر کہا کہ امان جان اب تمھاری جو راے ہو وہ کیا جائے سیران نے کہا بیٹا سوا
لڑنے کے اور کیا چارہ ہی جان دینگے لڑینگے مرینگے میلوے قلعہ مین جو برج سیاہ رنگ ہی اوسمین
اشخاص جادو رہتا ہی بیٹا وہ نہ ہی طلسم کلید کا جب طلسم کلید ٹوٹے تب طلسم نور افشان تک پہونچے
بیٹا لوح سے معلوم کہان ہی مگر لوح محفوظ پاس اشخاص جادو کے ہی کہ اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا یہ کتنی بڑی
بات ہی آئندہ خدا اُسکی صورت پیدا کرے اگا مین جا کے اشخاص جادو کو مار کر لوح لاتی ہون فنا ہی طلسم
کلید پر اپنا رنگ جماتی ہون بدیع الزمان نے کہا دائی امان اگر تا بہ طلسم نور افشان پہونچا جس قدر
ممالک فتح ہونگے سب پر آپ کا قبضہ ہوگا کل کا افسر کرینگے سیران جادو اُٹھی کہا بیٹا تم تو بیٹھو مین لوح
محفوظ طلسم کلید لاتی ہون اشخاص جادو گنبد مین بیٹھا ہی کہ اسنے دیکھا سامنے سے سیران جادو
آتی ہین مغرور جادوگری ہی سب جادوگر یہان کے جانتے ہین اشخاص اٹھ کھڑا ہوا کہا اناجی آئیے
سیران آکر بیٹھی کہا بیٹا تمکو کچھ انقلاب کی فکر ہی بے فکر بیٹھے ہو تمہین معلوم ہی کیا معرکہ در پیش ہوا اسنے
گھبرا کر کہا اناجی کیا ہوا کہا بیٹا تم جانتے ہو ہم نگہبان طلسم کلید ہین یہ وہ خط طلسم نور افشان مین ہو رہی
ہر کہ ہاشان نور افشان نے بھی یہ آواز بلند و غلغلہ کی کہ یہ سال آخر طلسم ہی طلسم کلید بھی فتح ہوگا فتح
ہونے کا ظہور یہی یہ ہوا کہ فرزند حمزہ جسکا یہان گمان بھی نہ تھا وہ آ گئے بڑا معرکہ پڑا گھراق برباطن زیر
ہو کر مطیع ہوا اس اقلیم والون کا مسلمان ہونا بڑی بات ہی اسی ممالک کی سرحد مین سامری و جمشید
پیدا ہوے یہان والے اُنکی آنکھین دیکھے ہوے کہ اتنی دیکھین اُنکے اہل و عیال بھی دیکھے
کھیلتے پھرتے تھے اب جا بجا سناٹے پڑے ہین مگر وہ مقام اب بھی موجود ہین اتنا بڑا پہلوان یون
زیر ہو جائے کیسے افسوس کی بات ہی اب تمسے کہنے آئی ہون کہ پسر حمزہ قید ہوا تھا قید سے
چھوٹ گیا کوئی قید خانے سے چھڑا لیگیا اور آج مین نے خبر پائی کہ لوگ تمکو متہم کرتے ہین دربار
شاہی مین آج ظاہر تمھارے نام کا ذکر آیا مین بول اٹھی کہ وہ صاحب لوح محفوظ ہی وہ اور قتل
ملک شلم کی فکر کریگا طلسم کشا کو بچائیگا بڑا سے سامری ایسا ذکر نہ کرو یہ سنکر اشخاص کانپنے لگا

کہا دائی اماں چرانا کیسا چھپانا کیسا میں نے طلسم کشا کی صورت بھی نہیں دیکھی میں کیوں چھپاتا دائی اماں
یہ کون کہتا ہے سیران نے کہا بیٹا دربار میں تو چلو دیکھو کون کون کہتا ہے آخر یہ بتلاؤ کہ تمنے لوح کو کیا کیا
کہنے والے کہتے ہیں کہ لوح طلسم کشا کو ملگئی مجھسے صاف صاف بتلاؤ لوح طلسمی کہاں ہے اسنے ہاہاہاں پیر
بڑھیا پالا کہا ناجی صاحب دیکھیے میں نے اپنی ران چیر کر لوح محفوظ کو یہاں رکھا ہے سیران نے کہا
بیٹا مجھکو یقین نہیں آتا ہے تمنے خالی یہ نشان زخم کا بنالیا ہے اگر نکالو اور میں دیکھلوں تو مجھکو یقین آئے
اشتخاص نے غصے میں ران کو چاک کیا لوح طلسم محفوظ نکالا سیران کو دکھائی مگر درد کے
سبب سے تڑپ رہا ہے کہا لاؤ بیٹا میں آمین دلکے دیدوں لوح کو اب جھولی میں رکھو اب میں دربار میں
جاکر وہ جو لوگ کہ رہے تھے انکے منھ میں کالک لگاؤنگی اور کہونگی کہ یارون دوستوں کو دشمن بناؤگے
اسی طرح دوست دشمن راہبر راہزن ہوتے ہیں دیکھو تو اب میں جاکر کیسا اُدھم مچاتی ہوں بلکہ تم بھی میرے
ساتھ چلو پھر تمہارا جی چاہے کسی اعضا میں رکھ لینا اشتخاص نے ران میں ٹانکے لگائے پٹی مرہم کی بھی
چڑھائی کہا ناجی دربار شہنشاہ کے چلو لوح مجھے دو سیران نے کہا لوح میں اب نہ دونگی اب یہ
لوح طلسم کشا کے پاس پہونچیگی خواہ برا مانو خواہ بھلا مانو اشتخاص نے کہا طلسم کشا کہاں ہے کہا بیٹا طلسم کشا
میرے گھر میں بیٹھا ہے میں نے تمنے ملکر چرایا ہے بیٹا میں کہا جاؤں طلسم کشا کہاں ہے اُن دشمنوں کا منھ کالا
کرنے کو سب کچھ کہونگی میرے بچے کو سر دربار کہا میں تو سب کو آڑے ہاتھوں لونگی نامدار جادو بھی
فرماتے تھے میں کہونگی طلسم کشا کو چھپا آئے ہیں لوح لیکر آپ کے پاس آئے ہیں لوح یہ ہے اپنے سر
مار ہے اشتخاص نے شراب لاکر رکھی کہا دائی اماں تمنے میری آبرو بچالی سیران نے کہا بیٹا دودھ
تیار ہو چکی تھی بادشاہ خود تشریف لاتے تھے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اشتخاص پر سحر تاثیر نہ کریگا مثل
شش شم گوہر پوش کے مجھکو تمسے بھی محبت ہے ہماری نانی نے تمہارے نانا کو دودھ پلایا تھا اسوجہ سے
یکو محبت ہے لوح تو لیکر اپنی جھولی میں رکھ لی شراب پلانا شروع کیا سارا کنٹر پلا دیا کہتی جاتی ہے میرے بچے
کے درد ہے اب تو اشتخاص گھبرا کر اٹھا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوگیا کف منھ سے جاری سیران نے چھاتی
پر چڑھ کے اشتخاص حرامزادے کو حلال کیا اسباب سب اسکے مکان کا سحر کرکے جلا دیا لوح لیکر سیران
نکلی مکان سے نکل ہے کہ بھائی اسکا خناس جادو ملاقات کو آیا تھا اپنے بھائی کے مکان سے سیران
کو نکلتے دیکھا مگر اس حال سے کہ قطرے خون کے ہاتھ سے ٹپکتے ہوئے قطرات خون جسم پر خناس
نے پکار کر کہا ارے تو کون میرے بھائی کے ساتھ کیا کیا ہے کیا مار ڈالا سیران نے کہا او
بیحیا اسکو بھی مارا تجھکو بھی مارونگی خناس نے جھک کر دیکھا بھائی کا لاشہ تڑپ رہا ہے چیخین مار کے
رونے لگا گولہ مارا سیران نے گولے کو دفع کیا آسمین سحر ہونے لگا مگر خناس ساحر زبردست ہے
تلوار کھینچے ہوئے سیران پہ چھایا ہوا ہے زیر قصر اشتخاص یہ دونوں لڑ رہے ہیں مگر احوال سنیے اسم
قید خانے کا حسین امیہ وہیں وفضل وقارن قید ہیں ممنون جادو وہاں کا نگہبان ہے امیہ نے جو دیکھا
کہ اسوقت ممنون جادو تنہا بیٹھا ہے اشارے سے اندر بلایا کہا بھائی یہ بتلاؤ ہمارے آقا پر کیا گذری
چھوٹ گئے ممنون نے کہا آخر تیرا مطلب کیا ہے اتنا سنے سنا کہ بدیع الزمان قید سے چھوٹ گئے
نہیں معلوم کہاں ہیں اور کسنے اتنا بڑا کام کیا پتہ لگایا جاتا ہے امیہ نے کہا بھائی جو بدیع الزمان قتل ہوگئے

تو بچہ رہا ہو جاب کرینگے ممنون نے کہا ای اُمیہ تم خاص عیار طلسم کشا ہو تم نہین بچ سکتے کل ہی حکم ہوا تھا کہ ان سب کو قتل کرو کاہن طلسمی نے منع کیا آپ قتل کرنے پر انکے قادر نہین ہین اس حوالی مین چھ مہینے کی میعاد ہی آپ بادشاہ ہوکر قانون فراموش کرتے ہین امیہ نے کہا ہمارے پاس روپیہ بہت ہی ہم اُسکو دیدین جو ہماری جان بچائے ممنون سوچا اُسکی پرسش کون کریگا جو دے لے تو ممنون نے کہا ہم تمکو چھپا کر قید سے رہا کر دینگے مگر مال کہان ہی اُمیہ نے کہا یہان ہمارا گھر نہین ہی جنگل مین ایک نخل اُسکے نیچے ہم گاڑ دیا ہی ممنون نے کہا کسقدر ہو گا اُمیہ نے کہا کیا سب لے لیجیے گا آدھا آپ لیجیے نصف ہمکو چھوڑ دیجیے اُسکے سہارے ہماری زندگی ہو جائیگی ممنون سوچتا ہی مین ساحر ہون میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا قید کا ٹی سحر اُتارا چادر سے منھ لپیٹ لیا اب امیہ کو لیکر میان ممنون چلے حد قلعہ سے باہر نکلے امیہ کہتا چلا آتا ہی وہ درخت جو سامنے ہی اُس جگہ گاڑا تھا نشان کیواسطے پائنچا نہ بھی پھر دیا تھا اینٹ بھی رکھدی تھی اب اسوقت بھولا جاتا ہون ایک طرف سے دنا دنے سناٹے کی آواز آئی امیہ نے کہا بھائی دیکھو یہ کیا ہو رہا ہی آگے دیکھا سیران جادوانا ملکہ شعلہ کی اور خناس بھائی اشخاص کا ہی آپسمین بلا کے سحر ہو رہے ہین خناس نے سیران کو زخمی کیا ہی سنائے مین تلوار کے لیا ہی چاہتا ہی سر کاٹ لون سیران پیچھے ہٹتی چلی آتی ہی کچھ شعلے بھڑکا کر اپنے کو بچاتی ہی امیہ نے کہا دریافت کرو یہ کون لوگ ہین لڑائی کا کیا سبب ہی ممنون نے کہا اناجی صاحب یہ کیا معرکہ ہی سیران تو زخم دار ہی کچھ جواب نہ دے سکی مگر خناس نے پکار کر آواز دی ای بھائی ممنون اسکو جلدی مار لو اُسنے میرے بھائی اشخاص کو مارا لوح محفوظ اسکے پاس ہی لشت پر آگے ایک گولہ مارو سر اسکا کاٹ کر بادشاہ کے سامنے لیچلو کھلی ہوئی بات ہی کہ طلسم کشا سے ملگئی ممنون چھپٹا اُمیہ نے کہا ہان بھائی گولہ مارو مین خنجر سے سر کاٹ لونگا اب سیران گھبرائی جی مین کہتی ہی ایک ہی کو جواب نہ دے سکتی تھی جب اس کا بھی سحر ہو گا مجھے کیونکر بچیگا طرف آسمان کے سر کرکے پکار اُٹھی ای آسمان کے خدا بے نادیدہ اسوقت ان ظالمون کے ہاتھ سے بچانے مین نے بدون ہدایت تیری قدرت کا اعتقاد کیا ہی تیرے نزدیک سب آسان ہی یہ وقت امتحان ہی فرشتون کو واسطے مدد کے بھیج مین نحیف و نزار ایک عورت یہ ساحران زبردست ایک تو مین دب رہی تھی دوسرا کہان سے آیا بڑے تعجب کی بات ہی ای کریم کارساز ای بے نیاز نظم

ذرۂ ناکارہ را حق نیّر اکبر کند
خاک را اکسیر سازد قطرہ را گوہر کند

سلطنت سلطان جسم و جان بہ بحر و بر کند
کار فرمائے شہِ عالم بہ خشک و تر کند

روز روشن را بہ بخشد روشنی از آفتاب
ہر شب تیرہ منور از مہ انور کند

نیست کس را زہرہ چون و چرا در حکم او
خالقِ ارض و سما ہر چہ کند بہتر کند

حکم خلاق جہان جاری است اندر نیک و بد
حضرت حق ہر چہ میخواہد بخیر و شر کند

انتظام ظاہری و اہتمام باطنی
حق مہر ملک و مہر شہر و مہر کشور کند

ملک کرچو سیران نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا اُمیہ نے ممنون سے کہا کہ گولہ مارو اسی عورت مکار کا سر اُڑ جائے ممنون نے گولے کو چرخ دیا امیہ قریب ممنون کے آیا جیسے ممنون نے

چاہا کہ گولہ مارے اسم سحر کا پڑھے ہاری امیہ نے لپٹ کر کوکہ پر خنجر مارا ممنون کا شکم چاک قصہ پاک
خناس نے کہا ابے او عیار یہ کیا کیا امیہ نے کہا ابے تو بھی لے یہ کہکے چودہ حلقے کمند کے
مار دیے خناس نے چاہا تڑپ کے نکلون اب قبضے سے ملک الموت کے کب نکل سکتا ہی جھٹکا مارا
خناس لڑکھڑا کر گرا خنجر مارا اسکا بھی شکم چاک ہوا دونون مرکر گرے سیران نے کہا اے عیار تو کون ہی
امیہ دوڑکر قدمون سے لپٹ گیا کہا اناجی یہ بتلاؤ میرا آقا کہان ہی کیون میری نظرون سے نہان ہی
کس کام کو آئے تھے کیا کام ہوا مین شاہزادے کا عیار ہون امیہ بن عمرو میرا نام ہی جادوگرون کا
مارنا میرا کام ہی امیہ نے سب حال جو بیان کیا سیران کے ہوش اڑ گئے کہا اے امیہ بڑا کام کیا
قید خانے سے خوب نکلے اب میرے ساتھ باغ مین ملکہ شبنم گوہر پوش کے چلو اپنے آقا سے
ملو امیہ نے کہا ایسا وقت پھر نہ ملیگا رہبر و عیار فضیل و قارن کو رہا کر الین مین بشکل ممنون بنتا ہون
انکو بھی اب لیتی چلو آقا بہت خوش ہونگے کہ راق بیرون قلعہ پڑا ہی سیران خوش ہو گئی کہا اے فرزند
ممنون کی شکل کیونکر بنوگے وہ جوان تھا تم کمسن ہو امیہ نے کہا دائی امان گھڑی تو رہو مین آتا
ہون یہ کہکے گوشے مین گیا ممنون کی شکل بنکر سامنے آیا پکارکر آواز دی او ضعیفہ غضب کیا اب
میرے ہاتھ سے کہان جائیگی مین نے اپنی صورت کا ایک پتلہ قتل کرا دیا سیران گھبرا گئی منھ پر ہوائیان
اڑنے لگین چاہا کہ اڑکر بھاگون امیہ نے آواز دی دائی امان نہ گھبراؤ تم امیہ بن عمرو سیران نے
دوڑکر گلے سے لگا لیا کہا اے امیہ کوئی دنیا مین تیرا سامنا نہین کر سکتا ہی امیہ نے کہا دائی امان ابھی تمنے
عیاری کہان دیکھی اب بصورت ممنون امیہ سیران کو ساتھ لیکر چلا در زندانخانے پر آیا ساحر جو
بیٹھے تھے وہ سردار سردار کہکر دوڑے امیہ آکر بیٹھا کہا یارو شراب لاؤ مین نے اُس عیار کو راہ مین مار ڈالا
بڑی سرکشی کرتا تھا تم لوگ سب گواہ رہنا لاشہ جنگل مین پڑا ہی مین نے مسلمان جانکر لاشہ نہین چھوڑا وہان
دائی امان ملگئین انکو بھی لیتا آیا شراب مین شریک ہونگی چالیس نوکر تھے دوڑکر شراب لائے پتلا کھلا
بیہوشی جی بھرکر ملا دی سب کو شراب پلائی سب بیہوش ہوے سب حرامزادون کو امیہ نے حلال کیا
سیران کانپ رہی ہی کہتی ہی اے امیہ بلائے روزگار ہو کسی مقام پر رکے نہین سب کو مار کر فضیل و
قارن و رہبر کو رہا کیا ان سب کو ساتھ لیکر طرف باغ کے روانہ ہوے مگر سیران رسم و راہ سے
یہان کی آگاہ ہی شاہراہ راستہ نہین چلتی گلی و کوچہ طے کرتی ہوئی چلی آئی ہی اب باغ کوئی پانچ کوس باقی ہی
قضائے کار عیار شاہ پھرتا پھرتا تلاش مین شاہزادہ بدیع الزمان کے دن بھر پھرا انھین نشان نہ پایا
دل سے کہتا ہی اے عیار اب سوائے مکان ملکہ کے کوئی مکان باقی نہین ہی اُسپر تو ہمارا خیال بھی نہین
جاتا دختر شہنشاہ گیتی ستان کسکے خیال بھی نہین جاتی صاحب عفت و عصمت اُسپر ایسا گمان کرنا بھی گناہ ہی
ایسا نہو سنگ سیاہ ہو جاؤن یہ سوچتا ہوا ایک کوچے کے پہلو مین ٹھہرا ہی کہ کچھ آدمیون کے بولنے کی
آواز کان مین آئی پلٹ کر جو دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا ملکہ سیران جادو و امیہ بن عمرو و رہبر و
عیار و فضیل و قارن سب کے سب باتین کرتے چلے آتے ہین سیران امیہ کی عیاری کی تعریف کر رہی
ہی کہتی ہی اے امیہ کس دھوم دھڑکے سے دونون کو مارا عیار کہتا ہی اناجی تمنے بڑا کارنمایان کیا لوح محفوظ
کو لیا بڑی چیز یہی ہی اب اتنا تو ہوگا کہ ہمارے آقا پر سحر تاثیر نہ کریگا وہ شیر لاکھون مین اکیلا لڑیگا سردار بھی چھوٹے

ممنون کو بھی مارا اشخاص و خناس بھی قتل ہوے یہ باتین جو عیار نے سنین گھبرا گیا دل سے کہتا ہی یہ
کیا غضب ہوا سیران بھی شریک ہو گئی اب معرکہ عظیم پڑ گیا طلسم کلید کی کنجی مل گئی آرزو کی کھلی اب دیکھیے
کیا ہوتا ہی یہ تو چلکر دیکھ لین کہ یہ لوگ کہان جاتے ہین معلوم ہوتا ہی کوئی مقام رہنے کا مقرر ہوا جب تو خوشی
خوشی وہین جاتے ہین مگر اہو عیار بڑا غضب ہوا دیکھیے انجام کار کیا ہو یہ کہکر پیچھے پیچھے ان سب کے چلا
در باغ ملکہ شبنم پر پہونچا سب دروازے پر ٹھہرے سیران پہلے اندر گئی بدیع الزمان سے
سب کیفیت بیان کی اور لوح شاہزادے کے گلے مین ڈالدی عرض کی حضور کا عیار و سردار
در دولت پر حاضر ہین اور سب کیفیت بیان کی کہا حضور عیار لو آپ کا بلاے روزگار ہی بدیع الزمان
نے کہا ای سیران یہ فرزند خواجہ عمرو ہین فضل قارن کا حال سنکر کھڑے ہو گئے در باغ پر آئے
فضل قارن کو گلے سے لگا لیا اندر باغ کے لائے بخوشی بٹھایا مگر عیار یہ رنگ دیکھکر بھاگا آکر بادشاہ
سے سب کیفیت بیان کی بادشاہ خفا ہونے لگا کہتا تھا وہ لوگ تو ابھی قید مین عیار نے کہا اب وہ
قید خانے مین نہین ہین باغ مین ملکہ کے پہونچ گئے کہ کچھ نگہبان زندانخانہ جو قتل سے بچگئے تھے وہ روتے ہوے آ
عرض کی زندانخانہ لوٹ گیا نامدار نے فرمایا کیون ای عیار یہ کیا ہوا عرض کی ملکہ شبنم کے باغ مین
سب گئے جلد فوج تیار کیجیے ابھی انکے ساتھ جمعیت نہین ہی پانچ چھ آدمی ہین مارے جائینگے نامدار
نے شاغل جادوگر کو کہ وزیران سلطنت مین سے ہی دس ہزار فوج دیکر روانہ کیا کہا تم چلکر جنگ آغاز کرو
ہم بھی آتے ہین شاغل چلا میان بدیع الزمان فضل قارن سے باتین کر رہے ہین رہرو کو واسطے
خبر کے بھیجا ہی رہرو باغ سے نکلا دیکھا گردین اڑ رہی ہین شاغل فوج لیے ہوے آتا ہی یہی غلغلہ ہی
کہ چلکر مار لو بلٹ کر اسنے خبر کی شاہزادہ سوار ہوا فضل قارن پہلو مین ملکہ نے کہا ای شہریار باغ
سے آگے نہ بڑھیے گا ورنہ مجھکو بلوہ کر کے گرفتار کرینگے مین سحر بھی نہین جانتی کیونکر جانبر ہی ہوگی
بدیع الزمان نے کہا ہم در باغ سے آگے نہ بڑھینگے یہ کہکر تینون جوان چلے شاغل چلا
آتا ہی نامدار نے عامل کو بھی روانہ کیا اسکے ساتھ بھی دس بارہ ہزار جادوگر ہین افسر گھوڑا بڑھا کر
پہلے آگے پہونچا شاغل سے کہا ٹھہر جاؤ پہلے ہم جائینگے شاغل نے کہا ہم جاکر گرفتار کرینگے
ایسی تکرار پڑھی کہ دونون مین سحر چلنے لگا فوج بھی مصروف حرب و ضرب ہو گئی یہان تک سحر چلے
کہ دونون افسر مارے گئے اور فوجین بھی قتل ہوئین ہرکارون نے یہ خبر بادشاہ کو پہونچائی کہ آپکے
اقبال بلندی طلسم کشائی دیکھی شاغل و عامل لڑ کر مرے فوجین بھی کشتہ ہوئین صرف اس بات
پر تکرار تھی کہ وہ کہتا تھا پہلے ہم جائین آخر لڑ مرے کشتہ ہوے یہ سنکر نامدار خود اٹھا اسکا اٹھنا گویا فتنہ
اٹھا سب افسران فوج تیار ہوتے تین لاکھ ساحر و غیر ساحر تیار ہوے سامنے نامدار گئے آئے
بادشاہ گھوڑے پر سوار ہو کر چلے میان بدیع الزمان نے سیران کو براے حفاظت ملکہ چھوڑا اور
کہدیا ہی اناجی میان تم انکی حفاظت کرو ہم سمجھ لینگے مگر جب نامدار چلا شاہور زنگی سلپہ لار ہی غیر ساحر ہو لگا
افسر نہایت قوی تن قوی من اپنے زور بازو پر ناز ہی گویا اپنے نزدیک بڑا پہلوان سرفراز ہی اسنے بڑھکر عرض
کی کہ حضور جائینگے لوح محفوظ سے عاجز آئینگے غلام جاکر بدیع الزمان کی مشکین باندھے لیتا ہی لوح
محفوظ دستیاب ہوگی لڑائی فتح ہو جائیگی جب سیران سے مقابلہ پڑے تب حضور آجائین اسکو گرفتار

گر یہین سب وزیرون نے کہا بہت مناسب کہتا ہی آپ کے شہر مین آگرا سنے آبرو پائی اب اپنا نام چاہتا ہی
بادشاہ نے کہا اچھا جاؤ شاہور زنگی سامنے بدیع الزمان کے آیا پکار کر آواز دی او پسر حمزہ تو نے
بڑے ہنگامے ڈالدیے اب مجھسے آکر مقابلہ کر بدیع الزمان نے گھوڑا اچکایا لنگاور زن ہوے بعد
لنگاور کے نیزے چلے اتنے عرصے مین نامدار بھی آپہونچا دیکھا کہ شاہور زنگی بدیع الزمان سے لڑ رہا
ہی بدیع الزمان نے نیزہ شاہور کا لنگا لا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا بدیع الزمان نے کمر بتا کر سر پہ ہاتھ
مارا کہ شاہور زنگی کے دو ٹکڑے ہوے بادشاہ کانپ گیا کل فوج ٹوٹ پڑی بدیع الزمان نے تلوار کھینچی
فضل مقارن بھی جا پڑے تلوار چلنے لگی عین گرمی جنگ مین شبرنگ جادو تڑپ کر گرا فضل کو اٹھا لیا لیکن
چلا بدیع الزمان نے تیر مارا مہرہ پشت کو توڑ کر پار گذرا بادشاہ نے دیکھا چالیس افسر اسی طرح مارے گئے
اور باغ کی دیوار سے سیران جادو سحر کر رہی ہی ملکہ جنگ کو ملاحظہ کر رہی ہین ایک ساحر نے پشت سے
تاکا کہ ملکہ صحن باغ مین مصروف دعا ہین سیران دیوار باغ سے سحر کر رہی ہی بدیع الزمان بیرون باغ
لڑ رہے ہین امیہ وزیر و بدیع الزمان کے ساتھ ہین یہ چار ہزار سوار لیکر پشت باغ پر آیا آکر گولے مارے
کہ دیوار باغ گر گئی مقتول جادو اندر باغ کے گھس آیا کنیزون نے تیر مارے پیچھے پکڑ کر کھینچین مقتول نے
بڑھکر سحر کیا کہ کمانین چھوٹ گئین نیچے ہاتھ سے گر پڑے اسنے جھپٹ کر ملکہ کو لیا نگاہ جو جمال جہان آرا پر
پڑی بیقرار ہوگیا لے بھاگا راہ مین آکر ساحرون سے کہا ایک محافہ لاؤ سب جانتے ہین کہ بادشاہ کے
پاس لے چلیگا محافہ سرکاری آیا اُسی مین ملکہ کو سوار کر لیا طرف صحرا کے لے بھاگا ساتھ والون سے
کہا کسی اور سلطنت مین چلینگے وہان چلکر نوکری کر لینگے یہان اگر ہزار ہین تو وہان دو ہزار ہونگے وہان
ہماری تمہاری بڑی قدر ہوگی سبھون نے کہا چلیے ہم آپ کی صلاح پر کام کرینگے مقتول دل مین بہت
خوش ہی کہ ملکہ کو لے نکلا سمجھتا ہی کہ مین نے دولت دنیا پائی ایسی معشوقہ کسے ملتی ہی کسکی کلی آرزو کی کھلتی ہی
مگر امیہ نے بدیع الزمان کو خبر پہونچائی کہ ای شہریار مقتول جادو دیوار باغ توڑ کر ملکہ کو لیگیا بدیع الزمان
نے چاہا لڑائی جلد فتح کر دون اور تعقب مین مقتول کے جاؤن یہ سوچکر تڑپ تڑپ کر لڑ رہے ہین لوح محفوظ
کو گردش دے رہے ہین جسپر عکس پڑا ساحر نابینا ہوگیا بدیع الزمان لڑتے بھڑتے تا بہ نامدار جادو
پہونچے نامدار نے بڑے بڑے سحر کیے بدیع الزمان پر تاثیر نہوئی آخر غیرت مین آکر تخت سے کود پڑا تلوار
کھینچکر برس پڑا پانچ سات ہاتھ تلوار کے مارے بدیع الزمان نے روکے آخر الجھاوے سے ہاتھ
نکالکر کمر کو بچا کے سر پہ ہاتھ مارا کہ نامدار کے دو ٹکڑے ہوے چادر ملنے لگی شبرنگ کہ کل کا افسر ہی وہ
رومال سے ہاتھ باندھکر خدمت مین آیا جمال جہان آرا دیکھکر عاشق ہوگیا مطیع اسلام ہوا بدیع الزمان
نے کل فوج کا افسر کیا فرمایا ای شبرنگ ہوسکتا ہی کہ مقتول کو ڈھونڈھکر لاؤ ملکہ کو لیگیا داغ دیگیا شبرنگ
اسی وقت تیس ہزار ساحر لیکر تعقب مین مقتول کے چلا اگر مقتول کا حال سنیے کہ جب یہ ملکہ کو جبراً اٹھا لیچلا
پائے پر محافے کے ہاتھ رکھے ہوے ملکہ روتی جاتی ہین کہتی ہین ای مقتول مجھکو قتل کر ڈال مجھے کہان
لیے جاتا ہی یہ ہاتھ باندھکر عرض کرتا ہی عمر بھر غلامی کرونگا ملکہ فرماتی ہین ارے کمبخت مان باپ سے
چھڑایا باغ سے یہ ظلم لے آیا اب کہین اور لیے جاتا ہی خدا تجھکو غارت کرے مقتول منتین کرتا ہی مگر
قضا سے کار کوئی پانچ کوس تک راستہ طے کیا تھا کہ یہان ایک قلعہ ہی کہ اسکو قلعہ سہمانیہ کہتے ہین

عالم وہان کا سہمان تاجدار جادو ہی سہمان تاجدار کے ساتھ پچاس ہزار ساحر ساتھ ہین اپنا ملک ہو یہ
برائے حراست نکلا ہی کہ سامنے سے گرد اُڑی مقتول جادو پائے پر محافے کے ہاتھ رکھے ہوے
پشت پر چار ہزار ساحر رہروی کرتا ہوا جاتا ہی اور محافے سے رونے کی آواز آتی ہی اب مقتول جھڑ رہا ہی اور کہتا ہی ملکہ چپ رہو مین قتل کر ڈالونگا اور رونا مجھکو ناگوار ہوتا ہی یہان تمھاری فریاد سننے والا کون ہی
سہمان نے کہا دریافت کرو یہ کون جاتا ہی اور عورت محافے مین کون روتی ہی ہرکارے اُدھر سے
آئے اور سب حال دریافت کرکے آکر بیان کیا سہمان نے کہا او مکرام محافہ یہان رکھدے اور چلا جا
اسی مین بہتر ہی ورنہ قیامت بپا کر دونگا ہرکارے نے آکر مقتول سے کہا مقتول نے کہا واہ واہ
مین نے اپنا گھر بار چھوڑا نوکری چھوڑی محافہ تو مین نہ دونگا سہمان نے پچاس ہزار فوج کو حکم دیا
کہ گھیر کر اسکو مار لو بڑے بڑے افسر سہمان کے ساتھ موجود ہین طویل جادو وابیل جادو ماہیار آسمان
یہ سب سردار مقتول پر جا پڑے ملکہ محافے مین سے دیکھ رہی ہین ایک دم بھر مین اُن چار ہزار کے
ٹکڑے ٹکڑے اُڑا دیے گویا پیدا ہی نہ ہوا تھا اب سہمان ٹہلتا ہوا قریب محافے کے آیا
سہمان تاجدار نے جبر پردہ اُلٹ کر روے زیبا کو جو دیکھا آنکھین سوجی ہوئی اشک حسرت اُن
آنکھون سے جاری نرگس شہلا سے دریا بہ رہا ہی یا صدف کا منھ کھلا ہوا ہی گوہر آبدار اشک متصل جاری
ہین دوپٹہ ڈھلکا ہوا بال پریشان بڑے بدیع الزمان بیقرار قریب تھا کہ سہمان تاجدار بیہوش ہوکر
گرے بمشکل اپنے کو سنبھالا ہاتھ باندھکر عرض کی اے شہنشاہ خوبی واے سرو باغ محبوبی مین بادشاہ
قلعہ سہمانیہ ہون تمھارے باپ سے مجھسے نامہ و پیام رہتا تھا اب چندے سے کچھ سوال و جواب
نہین ہوا اگر مین کہلا بھیجونگا کہ مین نے اُس مکرام کو مار کر تمھاری بیٹی کو قبضے مین کیا میرے ساتھ شادی کردو
بدل و جان قبول کریگا شادی ہو جائیگی بھونری پھوریگی گٹھ بندھن ہوگا ورنہ بقول قمر دشت ہی دامن
کشیدہ مجھ گریبان چاک سے پر قیس ڈرتا ہی مرے صحراے وحشت ناک سے ورنہ اے ملکہ عالم
زیر قدم اقدس جان دونگا گلا کاٹ کر مر جاؤنگا میرا گھر بار ملک مال سب آپ کے واسطے حاضر ہی جو کہیے
ملک مین رہے جسکو کہیے نکال دون خلاف آپکی راے کے کوئی کام نہ کرونگا اب تو دل کی یہ کیفیت ہی موافق غزل نظم

اُلجھے نہ زلف سے جو پریشانیوں مین ہم — کرتے ہین اُس پہ ناز ادا دانیون مین ہم
سرگرم رقص تازہ ہین قربانیون مین ہم — سرخی سے کسکی آئے ہین جولانیون مین ہم
ثابت ہی جرم شکوہ نہ ظاہر کیا رشک — حیران ہین آپ اپنی پشیمانیون مین ہم
مارے خوشی کے مر گئے صبح شب فراق — کتنے سبک ہوے ہین گران جانیون مین ہم
آتا ہی خواب مین بھی تری زلف کا خیال — بے طور گھو گئے ہین پریشانیون مین ہم
دیکھا ادھر کو تو نے کہ بس دم نکل گیا — اُترے نظر سے اپنی نگہبانیون مین ہم
اب قید سے امید رہائی نہین رہی — ہمدرد پاسبان ہین زندانیون مین ہم
در وزبان ہین اُس نگہ سرمگین کے وصف — تلوار کر رہے ہین صفاہانیون مین ہم
اُنھون نے اپنی لو الہوسون کو رُلا دیا — ہین رشک چشم یار فسون خوانیون مین ہم
وہ صید ناتوان ہین کہ اُس اضطراب پر — اُچھلے نہ آب تیغ کی طغیانیون مین ہم

سمور اس قدر ہین ترے وحشیون سے دشت — گھستے ہین شہریون کو بیابانیون مین ہم
پیش نظر ہی کس کا رخ آئینہ گداز — روتے ہین اپنے حال پہ حیرانیون مین ہم
کھا کھائے زخم سوے نمکزار پر دریغ — کھو بیٹھے اپنی جان تن آسانیون مین ہم
مومن حسد سے کرتے ہین سامان جہاد کا — ترسا صنم کو دیکھ کے نصرانیون مین ہم

اسطرح رو رو کر یہ اشعار پڑھے ملکہ نے کہا اے سہمان تاجدار اب مین تیرے قبضے مین ہون چاہے تو لونڈیون مین درج کر خواہ قتل کر مگر ان باتون کا نام نہ لے مین کسی طرح اسکو قبول نہ کرونگی مشیرون نے چپکے سے کان مین کہا حضور آپ کیون منت کرتے ہین گھر مین چلیے راضی ہو جائیگی بہ منت بہ خوشامد بخوف قبول ہی کر لیگی اسی وقت اس سے گھر چھوٹا ہی ایک ظالم نکال لایا اسکو بھی اپنے قتل کیا نہین معلوم اُس سے کسطرح تھی اُسکو قبول کیا تھا یا نہین قبول کیا تھا سہمان نے کہا مین سن رہا تھا کہ اُسکے کلام کرنے پر روتی تھی اُس سے بھی راضی نہ تھی یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا شبرنگ جادو مع تیس ہزار ساحرون کے آ پہونچا محافہ جو رکھے ہوے دیکھا وہین سے نعرہ کیا او ملعون خبردار اسی مین تیری خیر ہی کہ محافے کو چھوڑ کر چلا جا سہمان سوار ہوا محافہ اپنے قبضے مین کیا سردارون کو آواز دی تم اسکو روکو مین محافہ لیکر نکل جاؤن یہ کہکے دو ہزار سوار ساتھ لیے قاموس زہرخوار جو کل کا افسر تھا سب افسرون کو اُسکے ماتحت کیا کہا خبردار نافرمانی نہ کرنا جس طرح بنے ان لوگون کو مار لو پکڑ جانے نہ پائین مابدولت کا رکنا بہتر نہین ہی یہ کہکے بھاگا شبرنگ نے چاہا اسپر جا پڑون مگر قاموس بیچ مین حائل ہوا بھڑ ہونے لگا قاموس کے ساتھ چار سو ساحران زبردست ہین سب نے ملکہ شبرنگ کو زخمی کیا ساتھ والے سب مارے گئے دو ہزار جوانون نے جانبازی کر کے مجمع عام سے نکالا بے بھاگے قاموس نے دو تک تعقب کیا مگر وہ لوگ لڑتے بھڑتے اپنے افسر کو نکال لے گئے قاموس لڑ بھڑ کر پلٹا یہان سہمان نے ملکہ کو لا کر ایک مکان مین اتارا کنیزیان و وزیروا سمجھاتے ہین ملکہ نے ایک خنجر اپنے پاس رکھ لیا ہی ہر ایک یہی جواب ہی کہ اگر سہمان مجھکو ہاتھ لگائیگا زندہ نہ پائیگا کہ قاموس پلٹ کر آیا کیفیت اپنے فتح کرنے کی بیان کی سہمان نے کہا اے قاموس فتح و شکست سب بیکار ہی معشوق سرکش سے سامنا ہی کچھ بن نہین پڑتا اے قاموس دیکھین یہ عشق ہمکو کیا دکھائے بقول شاعر نظم

چمن مین رہنے دے کون آشیانہ نہین معلوم — خدا کا نام سنا ہی نشان نہین معلوم
یہ اشتیاق شہادت مین محو تھا دم قتل — عیان کو جانتے ہین ہم نہان نہین معلوم
بری طرح تو نہین اسکو عشق کا آزار — زمین کدھر ہی کہان آسمان نہین معلوم
خموش ایسا ہوا ہون مین کم دماغی سے — کسے حقیقت ماہ و کتان نہین معلوم

نہال کسکو کرے باغبان نہین معلوم — اخیر ہو گئے غفلت مین دن جوانی کے
لگے ہین زخم بدن پر کہان نہین معلوم — کیا ہی کسنے طریق سلوک سے آگاہ
یہ زرد رہتی ہی کیون زعفران نہین معلوم — سپہر دیکھیے مرے بعد ہو امانت عشق
دہن مین ہی کہ نہین ہی زبان نہین معلوم — کس آئنے مین نہین جلوہ گر تری تمثال

مرے صنم کا کسی کو مکان نہین معلوم — بہار عمر ہوئی کب خزان نہین معلوم
سنا جو ذکر الٰہی تو اُس صنم نے کہا — مرید کسکا ہی پیر مغان نہین معلوم
جہان و کار جہان سے ہون بیخبر مین مست — اٹھائے کون یہ بار گران نہین معلوم
مری تمہاری محبت ہی شہرۂ آفاق — تمہین سمجھتے ہین ہم اپنی آن نہین معلوم

ملا تھا خضر کو کس طرح چشمۂ حیوان
قفس کو جاتے ہین آشیان نہین معلوم
جو ہو تو شوق ہی ہو کوے یار کا ہادی
کمر کا بھید جو پوچھو میان نہین معلوم
سنینگے واقعہ اسکا زبان سوسن سے
شکار ہووے بط مے کہان نہین معلوم
عجب نہین ہی جو اہل سخن ہون گوشہ نشین
جنازہ ہوگا کب اپنا روان نہین معلوم

ہمین تو یار کا اپنے دہان نہین معلوم
طریق عشق مین دیوانہ وار پھرتا ہون
کسی کو ورنہ سبیل جنان نہین معلوم
نسیم صبح نے کیا یہ اسکو بھڑکایا
شہید کسکا ہی یہ ارغوان نہین معلوم
رسائی جسکی نہین اہرمن ید دل تک
کسی زمین مین زبان کا مکان نہین معلوم

کھلی ہی خانۂ صیاد مین ہماری آنکھ
خبر گڑھے کی نہین ہی کنوان نہین معلوم
دہن مین آپکے البتہ ہمکو حجت ہی
ہنوز آتش گل کا دھوان نہین معلوم
کنار آب چلے دور جام با لب کشت
یقین ہی کہ اسکو ترا آستان نہین معلوم
چھپینگے ریختے بھید یہ کسدن ای آتش

قاموس نے کہا حضور صبر کرین دو چار روز مین یہ آہوے وحشی رام
ہوگا مان باپ سے جدا ہوئی ہی مثل قیدیون کے آپ نے رکھا ہی باغ رہنے کو دیجیے کنیزین واسطے
خدمت کے مقرر کیجیے ظاہر مین تو وہ کنیزین خدمتگزار رہین باطن مین نگہبانی کرین سہمان تاجدار نے
کہا یہ راے مناسب ہی باغ خالی کرا دو دوسی کنیزین و چوبدارنیان ترکنین حبشنین لیکر ملکہ کو باغ گلرنگ
مین جائین باغ کی سیر کرین فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہو اور یہ بھی کہدین کہ بادشاہ نے
کہا ہی کہ مین تمھارے سامنے نہ کبھی آؤنگا اب مطمئن رہو یہ باغ تمھین کو دیا ہنسو بولو کھیلو پھرو کنیزین
واسطے خدمتگزاری کے حاضر ہین جس شی کی خواہش ہو ہمسے طلب کرو ہم بھیجدین کنیزون نے ملکہ کو سوار
کرا لا کر باغ مین داخل کیا یہ ہجران رسیدہ آفت کشیدہ باغ سے کب فرحت ہوتی ہی اُترتے ہی نرگس
نے آنکھین نکالین سوسن صد زبان ہنسی مین اُڑانے لگی غنچہ خاموش گلون کو اپنے رنگ و بو کا جوش
شاخین کھینچی ہوئی تلوار گل صد برگ شعلہ جوالہ ہر نخل دشمن جوانان چمن رہزن عندلیبان خوشنوا کی نغمہ
سرائی سے معلوم ہوتا تھا کہ ہمکو گالیان دیتی ہین قمریان سر پھرانی ہین ہر گوشۂ باغ سے رونے کی صدا
آتی ہی زمین باغ تھرانی ہی روتی ہوئی بارہ دری مین آمین کنیزین ہرچند شگفتہ کرتی ہین ملکہ ٹھنڈی سانسین
بھرتی ہین لیکن شہرنگ جادو جو شکست کھا کر بھاگا سامنے بدیع الزمان کے آیا تمام
کیفیت بیان کی عرض کی سہمان تاجدار نے اُس نمکحرام کو مارا ملکہ کا محافہ لیگیا غلام زخمی ہوا جان بچا کر
بھاگا یہ سنکر بدیع الزمان تلوار ٹیک کر اُٹھے کہا انشاء اللہ اگر دربار مین گھسکر سہمان کو نہ مارا
تو نام اپنا بدیع الزمان نہ پایا یہ کہکر سوار ہوے شہرنگ نے کہا غلام بھی چلیگا بدیع الزمان
نے کہا تم زخمدار ہوا انتہا کے بیقرار ہو یہ عاشق جمال شاہزادۂ والاقدر بھی زخم وزہی کر اسکے ساتھ
ہوا فضل بن قارن تو روح روان ہین ہمراہ ہوے امیہ در بہروز رکاب سعادت انتساب پر ہاتھ ڈالے
ہوے ساتھ ہوے طرف قلعہ سہمانیہ کے چلے سہمان تاجدار تخت پر بیٹھا ہی مگر تمام امورات مالی و
ملکی معطل پڑے ہین کاروبار بند خاموش بیٹھا رہتا ہی وزرا امرا ہرچند سمجھاتے ہین جواب نہین دیتا کہتا ہی
صاحبو مجھسے کلام نکرو میرا دل گھبراتا ہی کلیجہ منہ کو آتا ہی انجام سوچتا ہون کہ معشوقہ طلسم کشا کیونکر بیان
رہیگی وہ تو اُسکے نام کا دم بھرتی ہی کنیزون نے بڑی بڑی خاطرین کین مگر کسی سے آجتک بات نہین
کی یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے بے حواس کافرون نے کافر کو بد دعا دی عمر کوتاہ ہو
حال تباہ ہو شہرنگ زخمی ہوکر پہونچا اب خود بدیع الزمان آتے ہین سہمان تاجدار گھبرا گیا

انتظام کرنے لگا ملکہ شبنم گوہر پوش سو کر اٹھی ہیں آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے ہاتھ زندگی سے
دھوئے ہوئے منھ پر پانی ڈالا آبرو ریزی ہوئی کنیزیں سمجھاتی جاتی ہیں واری آپ کی پریشانی سے
ہم لوگ گھبراتے ہیں اب تو بادشاہ آپ کے پاس آنے کو نہیں کہتے فرماتے ہیں اپنے فعل کا
ملکہ کو اختیار ہے صرف اس باغ میں ملکہ تشریف رکھیں ملک پر حکومت کریں ہم اجزا کا انھیں کو اختیار ہے
ہم کسی مقدمے میں دخل نہ دونگا ملکہ نے کہا صاحبو کیسا ملک کیسا مال اپنا تو یہ حال ہے **نظم**

ز چشم تر نمی آید تماشائے که من دانم — نگنجد در دل اندیشه سودائے که من دانم
نسیم از نگر و گلچین ست در راہے که من بودم — بہار از خاک رنگین ست در جائیکه من دانم
جدائی باعث محرومی عاشق نمی گردد — دلم آئینهٔ روئے دلآرائیکه من دانم
تغافل پیشهٔ چشمش با بیمار رازے گوید — به اظہاریکه دل فہمد بایمائیکه من دانم
ز گفتن میر مد صبرے دل آشوبیکه من دارم — ز دیدن مے گریزد چشم شہلائیکه من دانم
بہار از خاک شبنم میخیزد گل پای دامن — در تسلیم نگاہی حسرت آرائیکه من دانم
دعائی می کنم آمین از تاثیرے خواہم — سراپا دل شوم بہر تمنائیکه من دانم
اسے بیانہ ساغرت بوی گل خورشیدی آید — اگر یک قطره نوشیدی ز مینائیکه من دانم

ان اشعار کو پڑھکر اسقدر روئیں کہ دامن و گریبان تر ہو گیا کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی اے
ملکہ عالم قلعے میں گلی کوچہ تمام پر آشوب ہوا اہالیان رعایا بھاگے جاتے ہیں بادشاہ بدحواس ہیں
ملکہ نے پوچھا کیا باعث کہا حضور شبرنگ جو زخمی ہو کر پہونچا شاہزادہ بدیع الزمان نے آکر
تامدار جادو کا قلعہ قبضے میں کیا یہ جو خبر پائی کہ سہمان تاجدار ملکہ کو لیگیا خود شاہزادہ سوار ہوا
قلعے کی جانب آتا ہے یقین کامل ہے کہ کل سامنے قلعے کے پہونچ جائیں بادشاہ تیاری کرتا ہے اہالیان
فوج گھبرا رہے ہیں کئی افسر بھاگ گئے کہتے ہیں ہم بسر حمزہ سے نہ لڑسکینگے اُسکے پاس لوح محفوظ
ہے سحر تاثیر نہیں کرتا ہے شمشیرزنی میں اُسکا کون مقابلہ کرسکتا ہے جو جوان لاکھوں میں اکیلا لڑے
اُس سے کون لڑسکے کئی افسر بھاگ کر نکل گئے مشلول جادو اہل و عیال کو اپنے لیکر بھاگا اُسنے
دو منزل آگے جا کر بدیع الزمان سے ملاقات کی سنتے ہیں جاکر شریک ہو گیا بدیع الزمان نے
اُسکی بڑی خاطر کی واقف کار بھی اُنکے پاس پہونچ گیا کل سے جنگ شروع ہو جائیگی بادشاہ بھی
بہت گھبرایا ہوا ہے یہ سنکر ملکہ سجدے میں جھک گئیں پکارتی تھیں اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز
مجھکو بہ آبرو خدمت میں میرے وارث کی پہونچانا تو نے عجب خبر فرحت اثر سنائی یہ آواز میرے کانوں میں
آئی کہ شاہزادہ آتا ہے اب دیکھوں بخت واژگون و طالع سرنگون کیا وقت دکھاتا ہے ظاہرا تو اقبال
اوج پر ہے آفت سہمان کی فوج پر ہے کنیزوں نے جو ملکہ کو شگفتہ پایا کئی دن سے یہ بھی خدمت میں
ہیں کبھی ہنستے نہ دیکھا تھا آج مسکرا مسکرا کے ایک ایک کو پکارا غنچہ دہن ذرا ہمارے پاس آؤ
اپنا کلام رنگین سناؤ نرگس آنکھیں نہ چھپاؤ تمسے بڑی چشمہ اشت ہوا سوسن بات کرو دل بہلاؤ
سنبل پریشان نہ کرو زلفیں سنوارو دیکھو جوانان چمن اکڑ رہے ہیں منہ ہیں بھی نہایت آبداری سے پرآب ہیں
چشمان معشوق ہیں کہ حباب ہیں فوارے چھٹ رہے ہیں مروارید بے بہا لٹ رہے ہیں سب کنیزیں گرد آگئیں

ہنس ہنس کے ملکہ سے باتین کرنے لگین ملکہ کو شگفتہ دیکھکر نرگس نے آنکھین کھولین سنبل نے
چوڑا باندھا سوسن کی زبان درازی ہوا کی غمازی صبا گوش گل مین آکر کیا کہتی ہی کہ پھول شگفتہ ہو جاتے
ہین غنچے چٹکتے جاتے ہین ملکہ بیچ مین کنیزون کے بیٹھی ہین کنیزین بھی خوش مزاج اسوقت باغ پر
ایک عالم ہی کہ ایسا گلعذار بنیم ہی مگر فلک جفا کار گردون غدار کجباز حیلہ ساز ہمیشہ ایسی فکر مین
رہتا ہی کہ کسکو مٹاؤن ہنستے ہوؤن کو رلاؤن کسی کو خوش نہونے دون عاشقان ثابت قدم کو مصیبت
فراق مین مبتلا کرون یکایک ایک ہوائے سرد چلی ملکہ کا سر اٹھگیا دیکھا ایک ساحر تاجدار تخت
زبرجدی پر سوار گرد چند نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین عہدے ہاتھون مین مگس برانی
کر رہی ہین وہ بادشاہ ادھر متوجہ ہوا اسکی نگاہ جمال بمثال شبنم گوہر پوش پر پڑی اسنے کلیجے پر
ہاتھ رکھ لیا ہاتھ ہلا دیا یا تو روشنی تھی یا اندھیرا ہو گیا تھوڑی دیر اسکے بعد روشنی ہوئی سب نے
دیکھا کہ ملکہ نہین ہین وہ ابر وغیرہ بھی غائب ہو گیا کنیزین سر پیٹنے لگین بادشاہ کو خبر ہوئی کہ باغ محل
ماتم ہی نہین معلوم کیا ہوا جو ہجوم رنج و غم ہی بادشاہ نے کہا ارے دریافت تو کرو کیا ہوا خبر آمد
بدیع الزمان سنکر گھبرا رہا تھا اس عالم مین یہ خبر پہونچی کنیزون نے آکر کہا حضور ملکہ غائب ہو گئین
پوچھا ارے کون لیگیا کہا حضور ہمنے لیجانے والے کو نہین دیکھا ایک اندھیرا ہوا اسکے بعد
روشنی ہوئی دیکھا ملکہ نہین ہین سارا باغ چھان ڈالا اس گل بوستان خوبی کا کہین پتہ نہ ملا یہ سنکر
سہمان تاجدار دوڑا باغ مین آیا ایک ایک سے پوچھتا تھا مگر کچھ حال نہ سمجھ مین آیا کون دشمن سخت
لگا ہوا تھا کہ جو اسطرح آکر وقت پر لیگیا روتا ہوا باہر آیا دربار مین سب وزرا کو جمع کیا کیفیت بیان کی
کہا یارو اب مین پسر حمزہ کو کیا جواب دونگا مین یہ سوچا تھا کہ پسر حمزہ سے مقابلہ کرونگا اگر غالب آیا
تو مار لیا اگر مغلوب ہونگا اس عورت کو دیدونگا اب کیسی خرابی ہی دل کو بیتابی ہی یہ کون تھا کہ جو آکر
لیگیا کچھ سحر کا بھی نشان نہین معلوم ہوتا کہ مین اس سے دریافت کرتا نہین معلوم کیا سحر کہ ہی وزرا
امرا سب دنگ ہو گئے مگر سہمان کو نکر خبر ملی کہ بدیع الزمان آپہونچے کل قریب قلعہ نزول اقبال
ورود اجلال فرمائینگے لاچار حکم دیا لشکر شہر سے باہر نکلے یہ بھی خبر ملی کہ شبرنگ جادو معبدہ
سپہ سالاری ساتھ ہی ساٹھ ہزار ساحر ساٹھ ہزار غیر ساحر ساحرون کا افسر شبرنگ ہی غیر ساحر ہمراہ شاہزادہ
بدیع الزمان ہین اب یہ سب لشکر چلا آتا ہی سہمان کا نپتا ہوا بیرون قلعہ آکر اترا آمین چار لاکھ ساحر
اسکے ساتھ ہین بارگاہ استادہ کرائی لشکر اتر رہا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کئی سو علمدار بصد
شوکت و وقار آگے بڑھے ہوئے ہین انکے بعد کئی ہزار مرکب تازی عجمی عراقی پاکھرین پڑی ہوئی
پڑی ہوئین دو دو سائیس ایک ایک مرکب کے ساتھ مگس برانی کرتے ہوئے اس شوکت و شان
سے لشکر پیدا ہوا سب سامان تزک کے بعد دیکھا شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ سرفتنہ ملک
باختر پہلوان تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن پشت مرکب گلگون باختری پر سوار امیہ بن
عمرو ہمراہ رکاب ایک جانب شبرنگ جادو آمادہ جانبازی پشت پر لشکر ساحران وغیر ساحران
اس کروفر سے آکر مقابلے مین سہمان تاجدار کے اترے شاہزادہ بدیع الزمان نے لشکر دشمن
مقابلے مین دیکھا خیال مین نہین آیا فرمایا یہ لشکر کیا لڑیگا شبرنگ نے کہا اگر غلام کو حکم ہو تو

ابھی جا پڑون سہمان تاجدار کی مشکین باند ھکر لاؤن زیادہ جودت کا یہ باعث ہی کہ مین افسر طرف سے سہمان کے پانچ پانچ ہزار فوج لیکر خود شریک ہوے ہین وہ بھی عرض کر رہے ہین کہ کیا ارشاد ہی مگر بدیع الزمان ملول و حزین فراق دیدہ رنج و ہجران کشیدہ بارگاہ مین آکر بیٹھے سب سردارون سے کہا باہر جاکے ٹھہرو امیہ کو پاس بٹھا لیا ہی فرما رہے ہین کہ ای یار وفادار نہین معلوم ابھی آفت جان پر کیا گذر رہی ابھی تو یہ کیفیت ہی

نظم

اُلجھا ہی دل بتون کے گیسوے پر شکن مین
اُگتی ہی جا بجا سبزہ کنگھی مرے چمن مین

لٹکینگے قفل بنکر دل زلف کی رسن مین
دکھلائیگا پسینا پانی چہ ذقن مین

شیرین زبان ہوئی ہی فرہاد کے دہن مین
لیلی پکارتی ہی مجنون کے پیرہن مین

سطر گلاب گل کر حلقے مین یار بیٹھا
بلبل پکڑنے آیا صیاد انجمن مین

ذکر فقیر آگے اُس بت کے بھولتا ہی
اب کی گرہ مین دو دو لگا زنار برہمن مین

حاصل کیا ہی تونے صدقے سے اسقدر زر
سونے کے بت بندھے ہین بازوے سیمتن مین

آیا تھا بلبلون کی تدبیر مین گلون نے
ہنس ہنسکے مار ڈالا صیاد کو چمن مین

اک تختہ ہفت کشور دہلی کا ہی ہمارے
نہ آسمان ہین اپنے اکبر کے نورتن مین

دو روز ہی یہ لطف عیش و نشاط دنیا
بوے شب عروسی مہمان ہی پیرہن مین

قاتل کا میرے سنکر میدان مین آکے سنئے
آواز الامان ہی اب تک بلند رن مین

میدان کیا گرا کر اشکون نے گھر ہمارا
دکھلائی ہی سیر طوبت سیلاب بہنے دل مین

چشم سیہ سے تیری پردے مین تو نیا کے
تسلیم ہونے آیا مستنہ فریب فن مین

ترک فلک ہی پنہان ظاہر ہی ترک اپنا
حائل کچھ ہو تو کرے تمیز مرد و زن مین

چشم و کمر سے تیری چشم و کمر ملا دین
چھپنے مین کیا لطافت کیا شاخ ہی سرن مین

بازار مصر مین چل یوسف کا سامنا کر
کھونے کمر کے پردہ کھل جائیگا جلی مین

بعد فنا رہیگا علم اپنا اپنے ہمسر
مضمون مردہ ہکو ہاتھ آئیگا کفن مین

اُسکو دکھاکے تونے اُمید جو تیر چھوڑا
پہرون رہی لڑائی شب یار گلبدن مین

دنیا کی زیب و زینت کفار کو مبارک
مسند کے مرے لیٹین کمخواب و گلبدن مین

سنبل سے بال اُسنے جس روز سے منڈائے
کنگھی دوا کے خاطر ٹنکنے لگی چمن مین

آنکھون کے سامنے سے دل کو مرے چرایا
خال سیہ ہی طرار اس سارقی کے فن مین

دل مین خیال حسن محبوب روز و شب ہی
اترا ہوا ہی یوسف مہمان سراے تن مین

سحرا کوئی نیا یا بغض و حسد سے خالی
ساکھو جلا ہی کیا کیا پھولا جو ڈھاک بن مین

کوئی نہین ہی ... عدہ ورسم تو آتش
قسمے رکھ اجورہ وست غسال گور و کفن مین

امیہ بن عمرو نے عرض کی اے شہریار حضور نہ گھبرائین غلام ابھی جاکر خبر لاتا ہی کہ کیا رنگ ہی یہ تو خبر پائی تھی کہ سہمان تڑپتا ہی بیقرار ہوتا ہی مگر ملکہ نے سامنے نہین آنے دیا اب سنا ہی کہ کوئی باغ رہنے کو دیا ہی ملکہ عالم باغ مین جاکر موجود ہوئین مگر شگفتگی حاصل نہوئی تسکین دل نہوئی یہ کہکر تنہا سے

عیاری سے آراستہ ہوکر طرف لشکر سہمان کے چلا ساحر کی شکل بنا ہوا لشکر سہمان مین آیا پھرتا پھرتا بارگاہ مین پہونچا اُسوقت اندر بارگاہ کے پہونچا کہ سہمان تاجدار رو رہا ہی ونیز اسے کہہ رہا ہی نظم

سودا پرست طرۂ آن سیم بر شوم
شربت شوم نبات شوم گلشکر شوم
نفع و ضرر بود گل رعنای باغ من
دریا شوم حباب شوم ابر تر شوم
از بہر گریہ مست غیری نمی کشم
صرصر شوم غبار شوم رہگذر شوم

عنبر شوم عبیر شوم مشک تر شوم
زان چشم و جان نگاہ و فرہ بہر جان خود
صندل شوم علاج شوم درد سر شوم
در دست انقلاب عنانم سپردہ اند
مژگان شوم سرشک شوم چشم تر شوم
از نغمہ تو قصد معانی چشم شہید

لعل لب تو بوسم و گلبرگ تر شوم
پیکان شوم خدنگ شوم نیشتر شوم
خود را ز خود فشانم و جوشم ز خویشتن
زاری شوم فغان شوم آہ سحر شوم
بہر زمین کہ نقش سم اسپ او فتد
گرنے شوم قلم شوم ونیشکر شوم

یا رب مین کیسا پریشان ہون دیکھیے اسکا انجام کیا ہو جو دلپر گذری وہ کہہ نہین سکتا یہ کون دشمن لگا ہوا تھا کہ جو اسطرح پر آ کر لیگیا کہ جسکا ٹھکانا نہین ملتا یہ مضمون سنکر امیہ بہت گھبرایا خدمت شاہزادہ بدیع الزمان مین روتا ہوا آیا کہا مین دربار مین سہمان کے گیا تھا عجب خبر لای کہ جسکو نہ عرض کر سکتا ہون نہ مین چھپا سکتا ہون ملکہ کو کوئی قبضے سے سہمان کے بھی لیگیا آج دربار مین وہ بیٹھا ہوا رو رہا تھا یہ کلمہ کہتا تھا کہ میرا ارادہ یہ تھا کہ اگر مین لڑائی مین بدیع الزمان پر غالب نہ آیا تو ملکہ کو حاضر کر دیتا اس ذریعے سے اصلاح ہو جاتی اب کیا منھ دکھاؤنگا بدیع الزمان نے زانو پر ہاتھ مارا کہا کیون ای امیہ اب کیونکر پتہ لگیگا امیہ نے کہا وہ مسبب الاسباب ہی شام تک بدیع الزمان نے انتظار کیا لشکر سہمان سے صدائے طبل جنگ نہ آئی امیہ سے پوچھا امیہ نے کہا وہ ابھی تیاری کر رہا ہی ابھی طبل جنگی دو چار روز نہ بجویگا بدیع الزمان نے فرمایا حکم دید و سامان صید و شکار در دولت پر حاضر رہے ہم صبح کو براے صید و شکار جائینگے عرض کی بہت خوب بوقت سحر چلیے قراول میر شکار در دولت پر حاضر ہوے بدیع الزمان گلگون بادختری پر سوار ہوے دو ہزار جوان ساتھ لیے واسطے شکار کے چلے صحرا مین آ کر شکار کھیلنے لگے ایک آہوے تیر خوردہ سامنے سے آیا بدیع الزمان نے اسکو شکار کیا عقب مین اُسکے ایک تاجدار آ کر پہونچا اُسنے کہا کیون جوان میرے آہو کو تو نے شکار کیا باتون مین تکرار بڑھی اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے بڑھکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا وہ بادشاہ پیر زمین گیر تھا فورًا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا بدیع الزمان نے اپنا نام و نسب بتایا اسکا نام پوچھا کاؤس تاجدار اُسنے اپنا نام بتایا کہا یہان سے قریب غلام کا قلعہ ہی تشریف لے چلیے رعایا پر بھی سایہ دامن دولت ڈالیے یہ کہکر بدیع الزمان کو اپنے قلعے کاؤسیہ مین لایا عرض کی تخت پر قدم رنجہ فرمائیے بدیع الزمان نے کہا تمھارا تاج و تخت تمکو مبارک رہے ہمین رواج دین کی خواہش ہی یہ فرما کر دولگل پر بیٹھے کاؤس تخت پر بیٹھا صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی شاہزادے کی خاطر بدل و جان کر رہا ہی عین گرمی صحبت مین دیکھا بدیع الزمان نے کہ کاؤس اسقدر روتا ہی کہ رومال پر رومال تر ہو رہا ہی بدیع الزمان نے گائن کو منع کیا فرمایا کیون ای کاؤس خیر تو ہی عرض کی کچھ نہین اس بات کو حضور دریافت نہ کرین غلام کو ایک خیال آگیا حضور ناچ دیکھین رنگ دیکھین اور جو خواہش ہو سامان حاضر ہو یہ نازنینان مہ جبین

سرکار کی خدمتگزار مین تخلیے مین بھی حاضر رہنگی بدیع الزمان نے فرمایا عیش و نشاط کیسا جبتک تمھارے دل کا غم و الم نہ دریافت کرونگا تب تک مجھپر آب و دانہ حرام ہی انشاء اللہ تم بیان تو کرو حل مشکل کی تدبیر کرینگے کاؤس اور زیادہ بیقرار ہوکے رو یا کہا حضور کیا عرض کرون مجھے تو اپنے مشکل کے حل ہونیکی امید نہین ہی بدیع الزمان نے کہا رحمت پروردگار سے منھ پھیرتے ہو تب کاؤس نے عرض کی آپ کو بھی ملال حاصل ہوگا اصل کیفیت یہ ہی پروردگار نے مجھکو ایک فرزند عطا کیا تھا جری و بہادر صف شکن تیغزن اُسکی وجہ سے سلطنت کو بہت ترقی ہوئی میان سے قریب ایک صحرا ہی کہ اُس جنگل مین آہو بچہ بہت ہین سامنے درۂ کوہ ہی پہاڑ پر قلعہ ہی اُسمین سات سو برج بنے ہوے ہین ہر برج مین ایک زنگی قرنا بدست کھڑا ہوا ہی برج کلان مین ایک نازنین نہایت حسین بیٹھی رہتی ہی جو کوئی اُس صحرا مین جاتا ہی اول آہوان صحرا اُسکو گھیر لیتے ہین دانتون سے دامن تھامکے روتے ہین جب وہ جوان وہان سے آگے بڑھتا ہی وہ زنگی قرنا بجاتے ہین اندھیرا چھا جاتا ہی صحرا لھلھراتا ہی بعد عرصہ دراز روشنی ہوتی ہی سامنے درۂ کوہ کے سب دیکھتے ہین کہ ایک تخت زرین بچھا ہی وہی نازنین تخت پر بیٹھی ہی دو کنیزین مگس پرانی کر رہی ہین وہ نازنین اُس جوان کو آواز دیتی ہی کہ مین تیری مشتاق ہون یہ جوان دیوانہ وار اُسکے پاس جاتا ہی وہ نازنین اُسکو جام شراب پلاتی ہی شراب پیکر وہ جوان مبہوت ہو جاتا ہی حرکتین لغو کرنے لگتا ہی چاہتا ہی ہاتھ گلے مین ڈالدون وہ نازنین کنیزون سے کہتی ہی اس جوان کو ہمارے مکان تخلیے مین لیچلو وہ کنیزین ساتھ لیکر جاتی ہین وہ جوان قلعے مین داخل ہو جاتا ہی وہ نازنین بھی غائب ہو جاتی ہی پھر اُس جوان کا پتہ نہین ملتا میرا بھی بیٹا اسی اشتیاق مین گیا اسی طرح جا کر غائب ہو گیا سال بھر مجھکو خاک اُڑاتے گذرا حکیم طبیب عقیل فہیم پہلوان روپیہ دیکر مین نے بھیجے مگر کسی کا پتہ نہ ملا نہ کوئی پلٹ کر آیا اسی شہر اس حال مین مجھکو ایک سال گذرا اسوقت مجھکو وہی ناشاد نامراد یاد آگیا حکما سے یہ سنتا ہون کہ یہ مقام طلسم کلید ہی بدیع الزمان نے فرمایا اے کاؤس عالی وقار مین تو اس طلسم کا جویا تھا ہر چند کہ جو حال ہی وہ لایق بیان نہین مگر توڑنا طلسم کلید کا واجب و لازم ہی فراق محبوب مین راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کٹتی ہین دل کی یہ کیفیت رہتی ہی کہ لایق بیان نہین

تصور سے کسی کے مین نے کی ہی گفتگو برسون
رہی ہی ایک تصویر خیالی رو برو برسون

ہوا مہمان آکر رات بھر وہ شمع رو برسون
رہا روشن مرے گھر کا چراغ آرزو برسون

چمن مین جا کے بھولے سے ہین خستہ دل کراہا
گیا کی گل سے بلبل جیلۂ در و گلو برسون

برابر جان کے رکھا ہی اُسکو مرتے مرتے تک
ہماری قبر پر رویا کریگی آرزو برسون

تلاش مشک مین چین و ختن کی خاک چھانی ہی
پھرے ہین زلف کے سودے مین ہم آشفتہ و برسون

ملی ہی ہمکو بھی غمخانۂ افلاک مین راحت
سرھانے ہاتھ رکھکر سوئے ہین زیر سبو برسون

لبطمی کا شکار ابر و ہوا مین جا کے کھیلا ہی
کیا ہی غم غلط ہمنے کنار آب جو برسون

شراب وصل سے اپنے مجھکو اک جام اے ساقی
پیا ہی جونک بنکر پھرنے تیرے لہو برسون

بسر کی مدت العمر اپنی سیر باغ و بستان مین
سنگھائی گل نے اُس گل پیرہن کی ہمکو بو برسون

دیا ہے حکم تب پیر مغان نے سجدہ خم کا
کیا ہے جب شراب ناب سے ہم نے وضو برسون

فنا ہو جائیگی جان اپنی وہ نازک طبیعت ہو کا
دکھا کر دل مرا پچتائیگا وہ تند خو برسون

ہمارا گل لگی پر بھی نہ سودا جائیگا اپنا
ہمارا ہے ہمین پھیٹ پھیٹ کے ہو ویگا رفو برسون

نظر آیا نہ اک دن راہ مین وہ نور کا ٹکا
اڑائی ہے بھی خاطر خاک ہم نے کو بکو برسون

ملا ہے با وفا بھی کوئی ان لوگون سے سچ کہنا
خراب اپنا دل رہا ہے کشور خوبان مین تو برسون

یہی اب عزم ہے بالجزم دل مین یار کو ڈھونڈین
تلاش اس شمع صحبت مین کر چکے ہم چار سو برسون

اگر مین خاک بھی ہونگا تو آتش گرد باد آسا
رکھیگی مجھکو سرگشتہ کسی کی جستجو برسون

اسطرح شاہزادے نے یہ اشعار پڑھے کہ کاؤس خود رونے لگا کہا ای شہریار غلام تو یہ چاہتا ہے کہ بجای فرزند کے حضور کو سمجھون تاج و تخت کا حضور کو اختیار ہے بدیع الزمان نے کہا ای کاؤس تم حال سے ہمارے آگاہ نہین ہم عجب مصیبت مین مبتلا ہین ہمارے تین نور نظر راحت جان آرام قلب ہم سے جدا ہین اور طلسم نور افشان مین قید ہین انکی رہائی کے واسطے ہم نکلے ہین قلعہ نامدار پر یہ خبر پائی تھی کہ طلسم گلبیہ کے راہ طلسم نور افشان ملحق ہے شکر ہے کہ آج اسکا نشان معقول ملا لوح محفوظ ہم پہلے ہی پا چکے اب فتح طلسم گلبیہ مین دو معاملے ہین رہائی تمھارے فرزند کی اور رہبری سمت طلسم نور افشان انشاءاللہ تم بھی ساتھ ہوگے گمراہون سے مقابلہ کرنا تب تمکو حال معلوم ہوگا ہم کل جائینگے ای امیہ تم ہمارے اہالیان لشکر کو اگر پتہ پڑے تو یہان سے آنا سمھان سے بچانا امیہ نے کہا غلام تو ساتھ چلیگا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا یہ طلسم کا شیوا نہین جو مقامات شکست ہونگے وہان البتہ پہونچو گے کاؤس کا تڑپنا پھر کہنا کہ آقا دو چار روز تو یہان آرام فرمائیے فرمایا ای کاؤس آرام کیا پڑے بھائی کے دو فرزند یا نور نظر گرفتار طلسم ہین تمھین معلوم گمراہون نے انپر کیا بدعت کی ہوگی بچھڑ گئے ہونگے ہمارا فرزند جمشید غیب ملک شمالیہ یعنے شاہزادہ خاور سیاہ ایسا ایسا اگر لڑا زمین ہلادی مگر سحر سے ناچار ہوا گرفتار ہوگیا ابتک فکر ہمکو اپنے فرزند سے سوا ہے شب اسی تذکرہ و حکایات مین گذری صبح کو شاہزادے نے نماز پڑھی کاؤس سے کہا چلو ہمکو وہ مقام بتلاو کاؤس نے چند کس ساتھ لیے امیہ بھی ساتھ ہے قلعے سے نکلا مین کوس نکلے ہونگے کہ قلعہ کا پتہ معلوم ہونے لگا کاؤس نے عرض کی حضور یہی قلعہ طلسمی ہے زیر قلعہ دشت آہوان ہے کاؤس باتین کرتا ہوا گلستان سے نکلا دیکھا ہزار ہا آہوان خوش چشم چرا کرتے پھرتے ہین طرف آسمان کے دیکھ دیکھکر روتے ہین اشکون سے منہ دھوتے ہین سامنے پہاڑ ہے پہاڑ پر قلعہ قلعے کے برجون مین لگی قرنا بدست قلعے کے پڑے بیٹھ مین مہ جبین بیٹھی ہے بدیع الزمان نے کہا ایک گنہگار کو بھیجو علامت دیکھے ایک گنہگار کو بھیجا کہ درہ کوہ کو چھوڑکر چلا آ تیری جان بخشی کرینگے وہ شخص چلا سب دیکھ رہے ہین کہ وہ گنہگار صحرا مین پہونچا سب آہوون نے دانتون سے دامن تھام لیا اور اسطرح بلک بلک کر رونے لگے کہ دل سنگ آب ہو گیا ہی سخت قلب ہو مگر بیتاب ہو وہ شخص انسے دامن چھڑا کر چلا جب درہ کوہ دس پانچ قدم رہگیا زنگیون نے قرنا بجائی تمام دشت مین اندھیرا چھا گیا ہا ہو کی صدا بلند تھی بعد عرصہ دراز روشنی ہوئی دیکھا ایک تخت زبرجدی بچھا ہے اسپر وہی نازنین گنبد نشین بہ ناز و کرشمہ عشق بیکشی کر رہی ہے دو کنیزین لباس فاخرہ پہنے ہوے مگس پرانی کر رہی ہین اس جوان کو اس نازنین نے آواز دی ای جانبوا

ہمارے پاس آ ہم تیرے مشتاق ہین دیکھو تو کہان سے کہان آئے وہ جوان قریب پہونچا نازنین نے
اس جوان کو جام دیا جام پیتے ہی حرکات لغو کرنے لگا چاہتا تھا گلے مین ہاتھ ڈالدے ون اُس نازنین نے
اُس شخص سے کہا مین بھی تیری طالب ہون ان کنیزون کے ساتھ مقام تخلیے مین چل وہان میرا
تیرا سامنا ہوگا مین مدت سے تیری مشتاق تھی میرا تو اب یہ حال ہی عجب طرح کا صدمہ و ملال ہی نظم

داغ بر دل مے گذارم روز و شب
شکوہ از دوست کہ دارم روز و شب
آبرو بسیار مے باید مرا
دل بطاقت می سپارم روز و شب
صبح و شامش گفتہ جای برق ہور
خوش نمازی می گذارم روز و شب

نقد ہستی می شمارم روز و شب
گریہ در کار آہی مے کشیم
گوہر دل می فشارم روز و شب
غفلتم ہر دم بہ نگی جلوہ کرد
تخم امیدی کہ کارم روز و شب
لالہ زار و سنبلستانست اسیر

دوستان از من نمی پرسد کسے
گل بسنبل می شمارم روز و شب
ہستیم چیزے کہ بسپارم بس
لوح از غفلت می نگارم روز و شب
جلوے نیست دل زیادم میرود
وز غمش اشکی کہ کارم روز و شب

اس اشتیاق سے یہ اشعار پڑھے کہ وہ جوان مبہوت ہوگیا اُن دونون کنیزون کے ساتھ قلعے مین داخل
ہوگیا وہ زن مکارہ بھی جا کر درہ کوہ مین غائب ہوگئی پھر قلعہ اُسی طرح پر قایم ہوگیا کاؤس نے عرض کی
ای شہریار اسی طرح میرا فرزند غائب ہوا کئی سو آدمی مین نے بھیجے ای شہریار کوئی پلٹ کر نہ آیا نہین
معلوم وہان جا کر کس بلا مین مبتلا ہوتے ہین بدیع الزمان نے امیہ سے کہا اب کیا کرنا چاہیے امیہ
نے کہا جو آپ کے بزرگون کا طریقہ ہی عبادت خانہ برپا کیجیے شب بھر عبادت کیجیے مدد غیب سے
طلب فرمایے جس طور سے حکم ہو اُس طور سے جائیے ضرور حضور مظفر و منصور ہونگے بدیع الزمان
نے عبادت خانہ برپا کیا بخورات روشن ہوے سجادہ بچھ گیا بعد ادا ے نماز واجب دو رکعت
نماز حاجت پڑھی بعد اُسکے دعا کرنے لگے بلک بلک کے دعا کر رہے ہین دل مثل آئینہ صاف و
شفاف دست دعا بلند آنکھون سے آنسو جاری فتح طلسم کی خواہش رہائی طاؤس تاجدار کی کاہش
روتے روتے بہر رات رہے بیہوش ہوے دیکھا ایک تخت پر ایک بزرگوار صورت نورانی قریب
تشریف لائے بدیع الزمان نے خواب مین اُٹھ کر سلام کیا بعد سلام کرنے کے بدیع الزمان نے خواہش
فتح طلسم کلید عرض کی اُن بزرگ نے ارشاد فرمایا ای شیر بیشہ صاحبقرانی یہ پرچہ کاغذ بطور مکتوب
دیتے ہین موافق اسکی تحریر کے کام کرنا جب تک لوح نہ ملے بجاے لوح کے اس کاغذ سے مطلب
حاصل ہوگا بدیع الزمان نے چاہا کچھ اور پوچھون کہ آنکھ کھل گئی دیکھا تو وقت سحر ہی کاغذ ہاتھ مین تھا
فوراً اُٹھکر نماز پڑھی باہر سب مشتاق تھے شاہزادہ باہر آیا فرمایا ای کاؤس ہم جاتے ہین ہم کو
غیب سے مکتوب ملا سرداروں مین شور گریہ و زاری بلند ہوا یہ ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے
کہ فضل م قارن و غیرہ مع فوج مقابلہ سہمان تاجدار مین فروکش ہین یہان شاہزادے پر یہ معرکہ
گذرا ان لوگون کو اسکی خبر نہین بدیع الزمان بوقت سحر کاؤس سے رخصت ہوکر طرف پہاڑ کے
چلے سب دیکھ رہے ہین امیہ بشکل فقیر ایک طرف آگے تھے الغرض شاہزادہ بدیع الزمان جب دشت
آہوان مین آئے بموجب اپنی عادت کے آہوون نے آکر دامن تھاما بدیع الزمان نے مکتوب
دیکھا ہر ایک آہو کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا ای گرفتاران زندان مصیبت وای قیدیان دام حسرت

انشاء اللہ تمھاری رہائی کی تدبیر مین جاتے ہین ہمارے واسطے دعا کرنا جسوقت تمھارے نگہبان کو مارینگے
تم سب صاحب رہائی پاؤگے یہ کلمہ سنکر وہ آہوان صحرائی بنگاہ حسرت طرف بدیع الزمان کے دیکھنے
لگے دامن چھوڑ دیا طرف آسمان کے منھ اُٹھا کر اشک حسرت بہاتے تھے اپنی کیفیت غریب اپنے
پیدا کرنیوالے کو دکھاتے تھے بدیع الزمان اُس دشت سے گذرے آہو طرف صحرا کے چلے گئے
جا کے وہان چرنے لگے بدیع الزمان جب قریب درۂ کوہ کے پہونچے زنگیون نے قرنا بجائی تلاطم برپا
ہوا اندھیرا ہو گیا سب دیکھنے لگے بعد تھوڑی دیر کے دیکھا وہی زن مکارہ تخت پہ بیٹھی ہوئی ہی اُسنے کچھ
اشعار اشتیاق پڑھکر بدیع الزمان کو بلایا باشتیاق جام دیا بدیع الزمان نے وہ جام لیکر اُسی کے سر پہ
شراب اونڈیل دی وہ عورت جلنے لگی بدیع الزمان پیچھے ہٹے جلنے پر اس نازنین کے وہ زنگی سر
پیٹتے تھے قرنائین ہاتھ سے دے مارین پکار کر آواز دیتے تھے او جوان او جلاد یہ فعل تجھکو کسنے تعلیم کیا
ایسی مہ جبین کو تونے جلایا کچھ تجھکو افسوس نہ آیا اور سب زنگیون نے قصد کیا کہ ہم سب قلعے سے کودین
بدیع الزمان پر حملہ کرین بدیع الزمان نے اسم ثانیہ مکتوب پڑھا آسمان سے ایک طائر پیدا ہوا زمین پر آکر
قایم ہوا بدیع الزمان اُسکی پشت پر سوار ہوے اور فرمایا کہ ای اجل جنی ہم تمھاری رہائی کے واسطے
آئے ہین ہمکو صحرائے حسرت آباد مین پہونچا دو بیچ مین کہین نہ رکنا طائر سر ہلاتا ہوا بدیع الزمان کو لیکے اُڑا
کاؤس چیخین مار کر رونے لگا امیہ نے کہا ای کاؤس سجدۂ شکریہ پروردگار کرو اسی مقام پر ٹھہرو منتظر
شاہزادہ والاتبار رہو مین بھی تلاش مین اُس شیر کی جاتا ہون یہ کہکر امیہ فلک فقیر ایک جانب روانہ
ہوا کاؤس اُسی مقام پر اُتر پڑا پانچ ہزار فوج بھی ساتھ ہی مگر سہمان تاجدار نے جب یہ خبرین سنین
کہ پسر حمزہ نے جاکر کاؤس کو زیر کیا اور ارادہ ہی کہ طلسم کلید مین جاؤن اپنے ہرکارے مقرر کردیے
تھے کہ جو وہان گذرے ہمکو مفصل خبر پہونچانا ہرکارون نے جو یہ سب معرکہ آنکھون سے اپنی دیکھا
پلٹ کر خبر کیواسطے چلے کہ اسکا ذکر وقت پر ہوگا زبانی مہلیے قراولون کی فضل قاران کو بھی خبر سب
پہونچگئی ہی کہ آقا طلسم کلید مین گئے امیہ نے بھی یہ ہر دو سب خبر دیکر روانہ کردیا مگر طائر جو شاہزادہ
بدیع الزمان کو لیکر چلا ابر کہکشان فلک سے بلند ہو گیا پھر مائل بہ پستی ہوا ایک صحرائے سبزہ زار
کے گوشے مین لاکر شاہزادہ بدیع الزمان کو اُتار طائر تو چلا گیا بدیع الزمان خرامان خرامان ایک
جانب چلے مگر مکتوب ملاحظہ کرلیا ہی تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا اس دشت مین پھولون کے
درخت بہت ہین کئی سو جوان خوش رو خوشخو آوارہ مزاج غریب و محتاج زیر نخلستان گلچینی کر رہے ہین
کوئی زیور بناتا ہی کوئی بدھیان بنا رہا ہی کوئی طوق کوئی بجلیان بنا رہا ہی بدیع الزمان ایک گوشے
مین ٹھہر گئے پہرون رہے اُن سبھون نے زیور گل تیار کیے ایک جانب چلے بدیع الزمان
کنارے کنارے چلے آتے ہین مگر اُنکی آڑ پکڑے ہوے یقین ہی حکم مکتوب بھی یہی ہوا ایک مقام پر کو
شاہزادہ ٹھہرا دیکھا ایک قصر کے سامنے آکر ٹھہرے ہا ہو کرنے لگے مثل عاشقون کے اشعار عاشقانہ
پڑھتے تھے نعرے مار کر پکارتے تھے ای جان جہان وای قدردان عاشقان صورت زیبا
دکھاؤ تحفہ جات حاضر ہین اُس قصر سے آواز آئی ارے دیوانو آج تم مین کوئی دراندازی بھی ہی سبھون نے
آواز دی کہ وہی غلامان قدیم ہین دراندازی کیا مجال ہی کہ ہم مین آسکے آپ کے دشمن کی بوٹیان

گاٹ کر کھاتین یکایک قصر کا دروازہ کھلا ایک کنیز نے لاکر کرسی بچھائی تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ اندر در
قصر کے برق چمکی آنکھین سب کی خیرہ ہو گئین مگر بدیع الزمان بنگاہ غور دیکھ رہے ہین بسبب خنجر ہیکل
و بوجہ مکتوب کے آنکھ نہ جھپکی دیکھا ایک نازنین چہاردہ سالہ سمن بر پری پیکر ابرو رشک ہلال آنکھین
چشم غزال پیشانی تختی نور صف مژگان تیر دلدوز کبک رفتار شیرین گفتار سرو قد خورشید خد غنچہ دہن
رشک چمن نازنین ورب بے مہا حسن و جمال مین یکتا اس ناز و کرشمے سے باہر نکلی کہ عاشقون کے کلیجے
پر چھری پھر گئی عاشقون نے بڑھکر زیور گل پیش کیے اُس مغرور نے کسی شی کو ہاتھ نہ لگایا اور پھر
وہی جواب دیا کہ آج کیا ہی تم سب سے مجھے بوے دشمنی آتی ہی کوئی در انداز اس مجمع مین ضرور ہی
خود بخود دل ناصبور ہی مین اب جاتی ہون آج سے تمکو میرا نظارۂ جمال نصیب نہوگا سب رونے
لگے ایک نے پکار کر آواز دی اگر ایک دن جمال بیمثال نہ دیکھینگے تڑپ تڑپ کے مر جائینگے
تمہارے چاہنے والون مین نام اپنا کر جائینگے بقول شاعر نظم

گریبان کفن تک چاک پایا
غزالخنشا تری صید افگنی نے
کہ سر پر سایۂ افلاک پایا
لیا بوسہ تو فرمایا بگڑ کر
کہ جب پایا مجھے بیباک پایا
نہ تھا کچھ زلف برہم ای جنون مین
کہ اسنے جلوۂ حکاک پایا
ٹھہرا ای حسرت دل اور تجھکو
قلم نے بھی جگر کو چاک پایا
محبت مین نسیم دہلوی کو
ملا گیا اور رونے سے مگر اشک
کہ مرکز گوشۂ فتراک پایا
دم خلقت جو ہستی پہ نظر کی
نہایت آپ کو چالاک پایا
کہان خون ریزہ عالم اور ایسا
جو یون ہر تار دامن چاک پایا
دم مستی نہالان چمن کو
انیس خاطر غمناک پایا
وہ گرمی تھی تب سوز نہان سے
غلام سرور لولاک پایا
بھلا کیا خاک زیر خاک پایا
حجاب دیدۂ بیناک پایا
کھلی گر آنکھ بھی تو کچھ نہ دیکھا
بشر کو ایک مشت خاک پایا
زمانے مین زبان یار تھا مین
غنیمت تجکو او سفاک پایا
دل ناخن زدہ کیونکر نہ چھکے
بہت تا کا تو نخل تاک پایا
اثر زا تھا وہ حال وحشت دل
ہما نے استخوان کو خاک پایا

۹۲

سب عاشق تن شعر پڑھنے لگے
مگر وہ نازنین مکدر چوگنی چہار جانب دیکھ رہی ہی بدیع الزمان نے اتنے عرصے مین گلچینی کر کے
ایک گلدستہ تیار کیا اُسکو ہاتھ مین لیکر بڑھے سامنے اُس نازنین کے آئے پکار کر آواز دی ای
گل بوستان حسن و خوبی و ای غنچۂ نو دمیدۂ باغ محبوبی یہ گلدستہ حاضر ہی تحفۂ حقیر قبول کر تمہارا ہی
کام ہی اُس نازنین نے بنگاہ حیرت طرف بدیع الزمان کے دیکھا چاہا کرسی پر سے اُٹھکر بھاگے پر
بدیع الزمان نے دوڑ کر وہ گلدستہ پھینک مارا بر ہوے سر سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے
اعضاے جسمی مثل شمع کافوری جلنے لگے ایک چیخ مار کر آواز دی ارے اس جوان کو مار لو وہ
سب عاشق تن چوب و چماق لیکر بدیع الزمان پر جا پڑے بدیع الزمان نے تلوار کھینچی تیغہ
طلسم طہمورس کو جنبش دی نعرہ کیا نعرہ بدیع الزمان مہ برج خوبی شہ انجمن + بدیع الزمان گردہ
لشکر شکن + بدیع الزمانم کہ در روز کین + تو انم کشم آسمان بر زمین + ز تیغم بسے ملک اسلام شد + کہ سر فتنہ
با ختر نام شد + جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے مگر وہ نازنین مثل سر چراغان جل رہی ہی تمام جسم سے
آگ نکل رہی ہی دو چار جوان جو اس مین کے مارے گئے اور مکتوب مین دیکھ چکے ہین کہ یہ بیچارے بیگناہ

مقیدان طلسم ہیں بچا بچا کے ڈیرے منظور تھا کہ بھگا دوں وہی چار جوان جو مارے گئے سب الامان الامان
کرتے ہوئے بھاگے بدیع الزمان نے پلنگ اُس نازنین کو دیکھا کہ جل کے خاک ہوئی ہاتھ میں اُسکے
کوئی شئے مثل ستارے کے چمک رہی ہے مکتوب تو دیکھو چلے سے بسم اللہ کہکے ہاتھ ڈالا دیکھا لوح
طلسم کلید ہی الماس کی تختی اُسمیں حرف یاقوت احمر سے گئے سجدہ شکریہ پروردگار کیا ایک کنارے
پر آکر لوح کو دیکھا اسم حاشیہ لوح پڑھا دہی طائر آکر موجود ہوا اُسکی پشت پر سوار ہوئے طائر لیکر چلا بدیع الزمان
نے فرمایا مجھکو مقام غزلو جادو پر پہونچا دے راہ میں طائر مثل انسان کے گویا ہوا کہا ای شہریار
بڑا سخت مرحلہ ہے بہت ہوشیار رہیے گا لوح دمبدم قدم بقدم ملاحظہ فرمائیے گا مجھے یہی یقین ہے کہ یہ
طلسم ٹوٹے گا یہ حقیر بھی چھوٹے گا ساری مشقت اس واسطے ہے یہ طائر سمجھاتا ہوا بدیع الزمان کو لیکر ایک
دشت ہولناک میں آیا عجب طرح کا صحرا ہے وحشت تھا کہ دن کو خوف معلوم ہوتا تھا بونڈلے گرد کے
برائے تعظیم طلسم کشا اُٹھ رہے ہیں کانٹے انگلیاں اُٹھاتے ہیں نشان طلسم بتاتے ہیں کہتے ہیں دیکھیے
آپ کی پاؤں میں کانٹا ہوے اپنے دامن کو ہمسے بچائیے ہم دامن سے نہ اُلجھینگے موجہ ریگ روان
خنجر بران کٹ پھوڑے کی آواز آتی ہے اُس مرز بوم وشوم میں جغد و بوم بھی عنقا ہیں اگر کوئی طائر بھٹک کر
آگیا شدت تشنگی سے ہلاک ہوا تڑپ تڑپ کے مرا نخلستان مغیلان بے شمار جسمیں پتے کا پتہ نہیں کانٹے
بڑے بڑے نمایاں معلوم ہوتا ہے شدت تشنگی سے نخل سے زبانیں نکال دیں نخل وحشت سے تھراتا ہے
زبان کے کانٹے دکھاتا ہے اگر کوئی مسافر ادھر سے گذرا پاؤں میں آبلے پڑے کانٹے دامن سے اُلجھے مسافر
کہتا ہے ایسے مصائب بھی ہوتے ہیں کہ میرے پاؤں کے آبلے میرے حال زار پر پھوٹ پھوٹ کے
روتے ہیں یہاں کی فرحت بیکار ہے ہر نخل خاردار ہے بدیع الزمان نے احمل جنی یعنے طائر سے کہا ای
برادر اس صحرا میں کیونکر گذر ہوگا ایک ایک قدم راہ چلنا دشوار ہے پھول یہاں کہاں کانٹوں کی عملداری
پیاسوں کی دوڑ دھوپ کرکے بیقراری پانی کے لیے دوڑ دھوپ کرتے ہیں چشمے تشنج دیتے ہیں یہ بھوت مرتے
ہیں احمل نے کہا ای شہریار آپ جرأت وجلالت میں یکتا ہیں صاحب لوح طلسم کشا ہیں یہ وحشت
اوروں کے واسطے ہے آپ کے واسطے یہ وحشت فرحت ہے لوح میں ملاحظہ کیجیے یہاں کی کیا کیفیت ہے
بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا لکھا تھا ای فتاح طلسم وای سیار این عجائبات جب صحرائے ہول خیز میں
گذر ہو وحشت سے نہ گھبرانا آمین پڑھانا باغبان قضا وقدر کو یاد کرو اسم لوح پڑھو ہوائے سرد آئیگی اس
ویرانے میں کیفیت باغ نظر آئیگی مگر دمبدم لوح کو دیکھنا بدیع الزمان نے احمل جنی سے کہا تم تو
ایک گوشے میں ٹھہرو میں بموجب ہدایت لوح جاتا ہوں ملتا ہے تو غزلو جادو کا سر لاتا ہوں احمل جنی تو
ایک گوشے میں ٹھہرا بدیع الزمان اسم لوح پڑھتے ہوئے چلے حقیقت میں ہوائے سرد چلی اُس
ویرانے سے فرحت تازہ نے صورت دکھائی تھوڑی دور راستہ طے کیا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی ایک
دیو کو دیکھا کہ دار شمشاد ہاتھ میں للکار کر شاہزادے پر آپڑا دار کا ہاتھ مارا اس سردار نے اپنے کو حسبت
کرکے بچایا جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا دیو کے دو ٹکڑے ہوئے اُسنے خود وار شاہزادہ بدیع الزمان کا
اپنی کمر پر اپنا تھا بدیع الزمان اُسکو مار کر بیٹھے تلوار کا خون پاک کرنے لگے کہ ایک دیو کے مرنے
سے صد دیو جنگ تیار ہوئے حربے لیکر چلے پھر بدیع الزمان نے ایک کو مارا تھوڑی ہی دیر میں

لگی سو نیزہ مارے دیو ایک صورت اور ایک وضع کے بدیع الزمان پر آپڑے جون جون یہ قتل کرتے جاتے ہین دیو بڑھتے جاتے ہین خون تک کا زمین پر نشان نہین اُسوقت یاد آیا کہ لوح نہ دیکھی جست کر کے کنارے آئے لوح کو دیکھا لکھا تھا اگر عفریت جادو بہ صورت دیو سامنے آئیگا اُسے تلوار سے نہ قتل کرنا اگر تلوار سے قتل کیا تو مجمع بڑھ جائیگا خیال کرکے دیکھو بیچ مین دیوزادون کے ایک دیو سبز پوش کھڑا ہی پیشانی پر اُسکے خال سیاہ ہی اگر کامل تیرانداز ہو اُسی خال پہ تیر مارو تل بھر کا فرق نہ پڑے وہ بچیا تلملا جائیگا اجل سے مہلت نہ پائیگا اُسی کا عفریت جادو نام ہی اُسکے مرتے ہی سب بیکار ہو جائینگے فوراً فی النار ہو نگے بدیع الزمان نے اسی طرح عفریت کو مارا سب دیو جلکر خاک ہو گئے آواز آئی کشتی مرا نام من عفریت جادو دربان طلسم کلید لو بدیع الزمان وہان سے آگے بڑھے ایک نخل کے سائے مین ٹھہرے کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا فضل بن گیا ہو اور ایک مرکب پر سوار پشت پر پانچ چار سو جوان سامنے سے پیدا ہوا دور سے دیکھتے ہی پکارا آقا اے نامدار مولا اے قدرشناس شکر ہی کہ آپ کو پایا بدیع الزمان فضل کو دیکھکر خوش ہو گئے امیہ بھی ساتھ ہی فضل قریب آکے گھوڑے سے کود ہاتھون کو بوسہ دیا کہا آقا آپ تو شکار کو چلے آئے سہمان نے ہمپر شبخون مارا حضور شب تیرہ و تار کی پریشانی ساحرون کی سحر خوانی قارن زخمی ہو کر کہین نکل گیا مین اسطرف نکل بھاگا قریب ایک باغ کے آیا وہان سے ایک دیو نکلا اُسنے چاہا ہم سب کو کھائے مین نے فرار پہ قرار کیا مگر وہ عفریت جادو تھا آپ کے ہاتھ سے مارا گیا تب ہمنے راستہ پایا آپ کی خدمت مین خدا نے بخیر پہونچایا بدیع الزمان حال شاہی لشکر پوچھتے ہوئے اپنے آنیکے سبب ظاہر کرتے ہوئے چلے کہ ہمارے آنے کا یہ باعث ہوا فضل نے جلد بارگاہ استادہ کرائی امیہ نے اہتمام کیا سپاہیون کو اُتارا بدیع الزمان اندر بارگاہ کے آئے آکر مقام صدر پہ بیٹھے فضل نے عرض کی آقا بڑی جفائین اُٹھائین امیہ کوئی گلابی ہو تو لاؤ آقا کو ایک جام پلاؤ امیہ نے گلابی حاضر کی فضل نے امیہ سے اشارہ کیا کہ ایک جام آقا کو پلاؤ امیہ نے جام لبریز کیا بہ الحان یہ اشعار پڑھنے لگا بقول شاعر شیرین کلام نظم

گہ شمع بزم تو در پیرہن شرر دارد
نہال عشق کہ پرورد و شک من ست
بود کہ دامن نازش ز خاک بردارد
اگر علاج غم عشق نیست جان دادن
کہ بر ندارد و صد شعلہ در جگر دارد
کسیکہ وقف نگاہی بود چو شبنم زار
سری بسوختن از شام تا سحر دارد
ز خامہ ام ہمہ تبخالہ جامی نقطہ چکد
شہید خستہ ما رتبہ دگر دارد

چو من ہمیشہ لب خشک و چشم تر دارد
ز خون دیدہ گل از جنت دل ثمر دارد
بحال کشتہ لب تشنہ رحم کن کہ ہنوز
مجال نیست کہ پروانہ بال و پر دارد
ق
چو منع سیر گلستان کنی بہ بلبل کن
کجا رود کہ نہ پا دارد و نہ سر دارد
ز بار سایہ مضمون ز پیچ و تاب آید
اگر حدیث تب غم چنین اثر دارد

نظر ز سوختن من مگر خبر دارد
مگر بروی تو آئینہ ہم نظر دارد
دلم فتادہ بہ دامش بہ رنگ نقش قدم
لبم چو آب دم تیغ تو نظر دارد
دلم بہ بیکسی شمع طرفہ می سوزد
کہ آشیان خود از شاخ سرو بردارد
دلم بیاد رخ و زلف آن پری چون شمع
رگ خیال کہ باریکی کمر دارد
ہزار جان بہ تن مردہ سید قلمش

اس لطف سے اس غزل کو امیہ نقلی نے گایا شاہزادہ تو چوٹ کھائے ہوئے ہی تصویر ملکہ شبنم گوہر پوش کی آنکھون مین پھر رہی ہے بے اختیار اشک حسرت آنکھون سے ٹپک پڑے کلیجے پہ ہاتھ رکھ لیا فرمایا امیہ بس نیم بسمل کو کیون ذبح کرتے ہو ہمارے حال سے بخوبی آگاہ ہو

چونکہ قید ہونا اپنے فرزندون کا نہایت شاق تھا ورنہ ہم اس لایق نہ تھے کہ طلسم مین آتے دیکھیں اب
فلک کج رفتار کیا دکھائے کیا پیش آئے فلک بر سر آزار ہی ہر نخل ہمارے واسطے دار ہی نہین معلوم اُس
پروردہ مہد ناز و نعم پر کیا گذری گھر سے سہمان گے کون اٹھا لیگیا مگر فضل کیے جاتا ہی حضور جام نو
نوش کیجیے بدیع الزمان فرماتے ہین ای فضل شعر پیتا ہون خون دل نہین خواہش شراب کی ٭ دل
بجھ رہا ہو کسکو ہوس ہو کباب کی ٭ کیا خاک شراب پیین مزاج برہم رنج زیادہ راحت کم شراب نہ پینگے
اب فضل و امیہ منت کرنے لگے کہ حضور ایک جام ضرور نوش کرین ہلوگون نے بھی بڑے رنج و ملال
اٹھائے ہین بمشقت یہان تک آئے ہین ہماری خوشی ہو جائے کہ غلامون کے ہاتھ سے جام پیا انجام
بخیر ہوا بدیع الزمان نے بخاطر فضل کہ فضل کو بہت چاہتے ہین امیہ بھی بچپن کا رفیق ہی جام کو اٹھایا
چاہا نوش کرین کہ آواز آئی افسوس صد ہزار افسوس کیا نادانی ہی جسکے پاس اُستاد موجود ہو اور اُس سے
بے پوچھے کوئی کام کرے معلوم ہوا قضا قریب ہی طلسم کشا بدنصیب ہی بدیع الزمان نے سر اُٹھا کر دیکھا
ایک طائر پر دن سے سر پیٹ رہا ہی آنکھون سے آنسو جاری مثل انسان کے بھی الفاظ پے در پے کہتا ہی جیسے
ہی بدیع الزمان سے آنکھ ملی طائر نے کہا منم اجل جنی برائے خدا لوح دیکھیے جام نہ پیجیے گا بدیع الزمان
نے لوح پر نگاہ ڈالی صاف صاف مرقوم تھا ای طلسم کشا یہ فضل تمھارا اسیر دار نہین ہی یہی غول جادو ہی
دام تزویر مین پھنسانا ہی اگر شراب پی پانی ہو کر بہ جاؤ گے لوح قبضے سے نکل جائیگی پھر کون رہا کریگا یہ دیکھ
بدیع الزمان نے جام ہاتھ مین لیا کہا ای فضل میرا دل نہین چاہتا تمھاری خوشی بھی دل و جان سے
منظور ہی آدھی ہم پیین آدھی تم پیو فضل بہت خوب کہکے بڑھا جیسے ہی قریب آیا بدیع الزمان نے
جام اُسکے سر پر اونڈیل دیا ایک آہ کی کہا او طلسم کشا یہ کیا ستم کیا جسم سے شعلے نکلے سب ساتھ والے
جلنے لگے تب بدیع الزمان نے لوح کو چہرے پر کھینچا کنارے ہوے وہ سب جلکر خاک تمام ہوگئے
آواز آئی کشتی مرا نام مین غول جادو وہ گوشہ صحرا سے ایک بونڈلا گرد کا پیدا ہوا اُس بونڈلے نے لاشہ
غول جادو کا اٹھا لیا ایک طرف آسمان کے چلا گیا کہ اجل جنی نخل سے اُتر آیا کہا ای شہریار کوئی ایسا
کرتا ہی یہ بڑا جادوگر مارا گیا اب خبر بادشاہ طلسم کو پہونچیگی اب ہزار ہا جادوگر آپ کی فکر مین لگینگے بدیع الزمان
نے فرمایا تمنے بڑا احسان کیا غرض کی اپنی جان کا بھی تو خوف لگا ہی اب یہ بھی خبر مشہور ہو جائیگی کہ
اجل جنی شریک طلسم کشا ہو گیا لوگ میری بھی فکر کرینگے غلام تو مخفی ہوتا ہی حضور لوح ملاحظہ کرکے
برائے فتاحی طلسم جائین اجل جنی تو مخفی ہوا بدیع الزمان بموجب ہدایت لوح ایک جانب چلے
اب دو حال لکھنا واجب و لازم ہین اول حال ملکہ شمیم گوہر پوش کا ظاہر کرتا ہون کہ محیط جادو بادشاہ
طلسم کلسید اُس دن برائے سیر نکلا تھا شمیم کو دیکھکر عاشق ہوا اُٹھا لایا طلسم مین پہونچایا ایک قصر مین
تاج یاقوتی بھاری لباس پہنکر ملکہ کا سامنا کیا ملکہ نے منہ پھیر لیا فرمایا ارے نامحرم کون ہی کہ جو تو
بلا تکلف ہمارے سامنے چلا آتا ہی ایک دشمن کے پہلو سے نکلی دوسرے جلاد کے پھندے مین
پھنسی ای مالک حکم دے ملک الموت کو میری قبض روح کرے کہ مین اس کشاکش سے نجات پاؤن
اس طرح ملکہ نے بیقراری کی اور خنجر کھینچکر اپنے گلے پر رکھ لیا کہا ای شخص میرے سامنے سے ہٹ جا
ورنہ مین اپنا گلا کاٹ ڈالونگی صدہا لونڈیان ہان ہان کرکے دوڑین ارے عورت یہ کیا بے ادبی کرتی ہی

یہ بادشاہ طلسم گلبدہ مین شاید محیط تاجدار نام سنا ہو حکومت طلسم تمھکو ملیگی جس شے کی خواہش کروگی مہیا ہوگی بڑی بڑی شاہزادیان آکر سلام کریگی حکومت طلسم مبارک ہو ملکہ نے کہا اگر یہ بادشاہ ہفت اقلیم ہے تو میرے نزدیک فقیر سے بدتر ہے سر میرا کاٹ کے اگر ہاتھ لگائیگا بہت پچتائیگا مجھکو زندہ نہ پائیگا اب تو محیط گھبرایا روتا ہوا باہر آیا دربار مین وزرا امرا کو جمع کیا سب سے رو رو کے اپنا حال بیان کیا کہ یارو میری تو یہ کیفیت ہے بقول آتش نظم

دلکو اپنے کر دیا نازک مزاجی نے حباب
ہاتھ ٹھنڈی ہی سے کسی محبوب کا رنگین ہوا
مرگیا سنتے ہی اسکے نالۂ مرغ سحر
خون ہی ہوتا ترا ای کوہکن شیرین ہوا
روز اول سے دل بیتاب ہے میرے ساتھ ہی
شور دریا سے ہے بہتر چشمۂ شیرین ہوا
عطر ساز آئے جو اُس گل پیرہن کو دیکھنے
کوہ سے ای نازنین بھاری ترا تمکین ہوا
ثابت بھی ملنے کا مرقد مین نہین کل حشر تک
دلکی بیتابی سے عاجز آتش مسکین ہوا

زرد ہو دلسے اسقدر کاہیدہ ہین غمگین ہوا
کاہ کا سایہ بھی ہمپر کوہ سے سنگین ہوا
دم رکی اس ہما لنبر آہ دہون سینے نما
وصل کی شب ہجر حق مین سوہان روح آج آ
عاشقون کے مرغ دل کے خون ناحق پینے
صورت سیماب تن پیدا ہی بے تسکین ہوا
ناز کیا کیا کچھ کیے اُس بادشاہ حسن نے
عنبر سارا دہ گیسو خال مشک چین ہوا
آسمان تک اُڑ کے پہونچے تھے ہما ہر چند آ
خوش نہو گو آج بندہ صاحب قالین ہوا

جسم زار آخر کو تار بستر و بالین ہوا
اپنے خون کی بو ہمین آتی ہے جیسے ای نسیم
آ بھی یان تو سن عمر روان پر زین ہوا
بلبلے بے تاثیر کرو تیا لب تیشہ کو بند
پنجۂ مژگان جانان پنجۂ شاہین ہوا
خرو بنیک انسان عاقل ہو بزرگ بد ہو
عاشقون کے واسطے روز اک نیا آئین ہوا
تول دیکھا ہمنے میزان خرد مین بارہا
کہکشان اک ضعف اک ضعف آئین و پرین ہوا
منہ دکھاتا ہوا سے اللہ سے تسکین جا

وزرا امرا سمجھا رہے ہین ای شہریار طلسم نہ گھبرائیے ابھی ایک آہوے وحشی کا آپ نے سامنا کیا وہ ابھی پریشان ہو رہی ہے ماں باپ سے چھوٹی مہمان تاجدار کے یہان آئی اب وہان سے آپ اُٹھا لائے وہان بھی سنتے ہین یہ ناراض تھی آپ یکایک سامنے چلے گئے اور اسکا رنج و ملال بڑھگیا دو چار روز خاموش رہیے دو چار روز کے بعد کھانا کھائے پانی پیے سے ملے آپ کو قبول کریگی آپکے علم و شان سے آگاہ ہو کہ آپ بادشاہ ہین طلسم ایسا وسیع ہے آپ کا مرتبہ رفیع ہے ابھی نہ ستائیے نہ اُسکے سامنے جائیے ضرور آپ کو قبول کریگی یہ باتین تھین کہ آسمان سے رونے کی آواز کان مین آئی محیط نے جو دیکھا غرید جادو کا لاشہ بوٹنے مین لپٹا ہوا آکر پہونچا لاشہ اسکا دیکھکر محیط گھبرا گیا پوچھا ارے اسکو کسنے مارا ہیرون نے آواز دی طلسم کشا پہونچا بڑے بڑے اسنے مکر کیے مگر کچھ بھی نہ چلا اجل جنی طلسم کشا کا شریک ہو گیا اسی نے آگاہ کیا تب طلسم کشا نے اسکو مارا اور یہان بھی مارا گیا لوح ازقتل ہوئی طلسم کشا اسکے آتا ہے لوح اُسکو ملگئی اور یہ بھی غلام آگاہ کرتے ہین کہ آپ جس عورت کو اُٹھا کر لائے ہین یہ حسن و جمال مین یکتا معشوقہ طلسم کشا ہے ابھی طلسم کشا کو یہ معلوم نہین ہوا جسوقت اسکو دریافت ہوگا اور فتاحی طلسم مین جلدی کریگا یہ سب حالات سنکر محیط جادو سُن ہو گیا کہا کیون یارو اب کیا کرون وزرا امرا سب گھبرا گئے سب نے کہا ای شہریار بڑی مشکل ہوئی لوح مل جانا بڑی آفت پڑی اگر لوح نہ ملی ہوتی جو ساحر جاتا ہزارون میں سے پکڑ لاتا اب جو قصد گرفتاری کریگا لوح بتا دیگی محیط جادو نے کہا یارو دیکھو جسطرح سے بنے لوح طلسم کشا سے چھینلو اور گرفتار کرکے میرے سامنے لاؤ مین اُسکا سر کاٹ کے سامنے معشوقہ کے پیش کرون جب اُسکو یقین ہو میرا عاشق مارا گیا تب میری جانب توجہ کریگی کئی سو جادوگر دعویٰ کر کرکے چلے ہین دوسرا حال اب یہ ظاہر کرنا منظور ہے کہ جب بدیع الزمان نے طلسم

داخلہ کیا تو سہمان تاجدار کے ہرکارے خبرین لیکر بھاگے سہمان بیٹھا ہوا ہی بوجہ جانے بدیع الزمان
کے تردد کم ہی کہ ہرکارے آکر پہونچے کافرون نے کافر کو بہ دعا دی عرض کی ای شہریار طلسم کشا برای
شکار گیا راہ مین کاؤس تاجدار کو زیر کیا اُسنے رو رو کر اپنے بیٹے کا حال بیان کیا کہ طلسم کلید مین
پھنس گیا ہی بدیع الزمان گئے علامت طلسم دیکھی دوسرے دن پشت پر ایک طائر کی سوار ہو کر غائب
ہوئے نہین معلوم کہان گئے کاؤس وہنہ طلسم پہ اُترا ہوا ہی عیار نہین معلوم کہان گیا یہ سنکر سہمان اد
خوش ہوا کہا یارو لشکر طلسم کشا کو تباہ کرو کوئی ساحر حاضر ہی غیر ساحرون کے تباہ کرنے کو بہت سے
اُٹھ کھڑے ہوئے شجر جادو کہ کئی ہزار کا افسر ہی اسنے کہا حضور یہ معاملہ میرے سپرد ہو اگر حکم دیجیے گرفتار
کر دون یا آگ برسا کر جلا دون یا پانی برسا کر ٹھنڈا کر دون سہمان نے حکم دیا جسطرح بنے گرفتار
کر کے حاضر کرو ایک آدمی سے بچنے نہ پائے سب کو گرفتار کر کے لاؤ شجر جادو اُسی وقت مع پانچ
ہزار ساحرون بیٹے مع اپنی شاخون بتون کے مقابلہ فضل مین آکر اترا فضل نے جو خبر پائی کہ یہ ملعون
برای مقابلہ آیا ہی گھبرا گیا قارن سے صلاح کی قارن نے کہا ایک عرضی آقا کو لکھو ابھی دو پہر
چار پہر رات باقی ہی اگر آقا قصد کرینگے تو آجائینگے سب کافر اُنکے نام سے گھبرا جائینگے اُسی وقت
ایک عرضی لکھکر ایک سوار کو دی اور روانہ کیا یہان کاؤس تاجدار وہنہ طلسم پر انتظار مین اپنے آقا کے
فروکش ہی مگر نہایت مشوش ہی کہ سوار نے آکر عرضی فضل کی دی کاؤس نے پڑھکر کہا یارو مین اب
کیا کرون مین بھی گو چہ سحر و ساحری سے واقف نہین قضاے کار پھرتا پھراتا امیہ آگیا امیہ نے جو یہ
حال سنا کہ فضل نے بہ انکسار یہ لکھا ہی کہ ای آقا مین بہت مجبور و ناچار ہون ساحرون سے مقابلہ ہی مدد کا
امیدوار ہون آپ تکلیف فرمائیے جلد تشریف لائیے امیہ نے پشت پر جواب لکھا طرف سے شاہزادہ
بدیع الزمان کے کہ ای سردار خوشخو ای زینت پہلو تم نہ گھبرانا ہم وقت پر پہونچینگے یہ جواب سوار کو
دیدیا سوار روانہ ہو گیا بعد جانے سوار کے امیہ نے ایک نامہ طرف سے کاؤس کے لکھا مضمون
یہ تھا کہ ای شجر جادو ہمنے سنا کہ تم بحکم شہنشاہ سہمان تاجدار مقابلہ مسلمانان مین فروکش ہو ہم پر بھی
لشکر حمزہ نے دباؤ ڈالا قوت مین اُنکے ہمسر نہ ٹھہرے وہ تو برای فتح طلسم کلید گیا ہی نہین معلوم نکلے
یا وہان مارا جائے تم اُن سب کو تباہ کر کے ایک گھڑی بھر کے واسطے یہان بھی مہربانی فرماؤ چند
کس ہمراہیان طلسم کشا یہان موجود ہین اُنکی آکے گردن لو گرفتار کر کے لیجاؤ ہمکو ان ظالمون کے ہاتھ
سے بچاؤ امیہ یہ نامہ لیکر اور ایک جوان کی شکل بنکر طرف لشکر شجر کے روانہ ہوا پھرتا پھراتا دیکھتا بھالتا
لوگون سے پوچھتا ہوا قریب بارگاہ شجر آیا دربان سے کہا عرض کرو کاؤس تاجدار کا نامہ وار در دولت
پر حاضر ہی امیدوار باریابی ہی شجر نے سنتے ہی بلوالیا امیہ نے آکر سلام کیا نامہ ہاتھ مین دیدیا شجر نے
نامہ پڑھا بہت خوش ہوا جی مین کہتا ہی کہ مسلمانون کے مقابلے مین آنے سے یہ مرتبہ ملا کہ اتنے بڑے
بادشاہ نے مجھسے مدد طلب کی کہا برادر تمھارا کیا نام ہی عرض کی سر فروش مجھکو کہتے ہین ہین چوتھی
پشت ہی کہ سرکار کاؤس مین ملازم ہین کچھ باتین رازکی مجھے عرض کرنا ہی امیدوار ہون کہ آپ تخلیے مین
چلین تو مین کچھ عرض کرون شجر کے قتل ہونے کا وقت آگیا شجر اُٹھ کھڑا ہوا ہاتھ پکڑے ہوے سر فروش
کو لیکر تخلیے مین آیا سر فروش نے باتون مین لگایا کہتا جاتا ہی حضور مسلمان بڑے سرکش ہین کیا کیا انکو گونگی

ذات سے فساد اُٹھتے ہین دختر نامدار ملکہ شبنم گوہرپوش سے عشق ہوا اُسکے فساد برپا ہوے اُسی بادشاہ کا
سردار اُس نازنین کو لے بھاگا راہ مین آپ نے چھینا اب یہان سے بھی سنتے ہین کوئی اُٹھا لیگیا کیون
حضور یہ کون دشمن سخت لگا ہوا تھا جو یہان سے لیگیا جبکہ آپ ایسے ملازم اور اُسکے گھر سے اگر اُسکی
معشوقہ کو کوئی لیجائے کیسے افسوس کی بات ہے شجر کے منہ سے نکلگیا اے سرفروش تمکو نہین خبر اب ہملوگونکو
خبر ملی مگر کچھ کر نہین سکتے یعنے محیط جادو بادشاہ طلسم گلمید کا اسطرف سے گذر ہوا وہ ظالم اُٹھا کر لیگیا یہ نہ
سمجھا کہ کسکی بیٹی ہے کسکی معشوق اپنی حکومت دکھائی اگر سلیمانیون سے لڑی نہ ہوتی تو ہملوگ طلسم پر چڑھ
جاتے مگر یہ لشکرکشی ہوگی یہ مقدمہ ملتوی نہ رہیگا محیط جادو نے بڑی گستاخی کی امیہ نے یہ بھی معاملہ
سنا کہ بی شبنم گوہرپوش طلسم گلمید مین پہونچین وہان آفت ابھی سے گئے ہین اُنکو خود پتہ ملجائیگا خیر مجھکو تو معلوم ہوا
یہ باتین کرتے اُٹھ کے ادھر اُدھر دیکھنے لگا جیسے کوئی چوکنا ہوتا ہے شجر نے پوچھا کیون سرفروش تم تو آدمی
لایق معلوم ہوتے ہو بادشاہون کی صحبت کے لایق ہو ادھر اُدھر کیا دیکھتے ہو کہا حضور شراب کہ ہو گو تلخی ختم گھٹی ہے
آج صبح سے گھر سے چلا تھا اسکی نوبت نہین آئی شجر نے میز پر سے گلابی اُٹھا کر دی کہا لو پیو امیہ نے جام
لبریز کیا یہ اشعار پڑھتا ہوا اُٹھا نظم

این سحر تو باشب وصلم چہ کردی آفتاب
کاش سوے مشرق خود باز گردی آفتاب

در شب وصلم رسیدی تلخ کردی آفتاب
آتش افتادہ در چنین گردون نوردی آفتاب

بسکہ زنگار غم از خط تو بر جانش نشست
بر سپہر نیلگون شد لاجوردی آفتاب

عالمی از سر مہر سیمائے تو شد زمہریر
ہر سحر بر خویش می لرزد ز سردی آفتاب

سیلی چوگان گردون می خورد مانند گوے
دم زند گر پیش ترک من بمردی آفتاب

با فروغ صبح ہرگز احتیاج شمع نیست
پیش روے تو شود مائل بزردی آفتاب

کاسہ در کف خستہ تن عریان سرد آتش بجان
چون شہید زار دار در ہرزہ گردی آفتاب

اس لطف سے یہ اشعار پڑھے کہ شجر بیقرار ہوگیا کہا اے سرفروش تمھین علم موسیقی مین بڑا دخل ہے کہا حضور
مین بھی قدردان کا جویا تھا اب مین نے آپ کو پایا بے راضی کیے نجاؤنگا خوشی خوشی شجر جام پی گیا
جام پیتے ہی گھبرایا گھبرا کر کہا اے سرفروش اس جام مین کیا تھا کہا حضور آپ کی گھروالی تھی مین کیا
جانون کیسی تھی ذرا اُٹھکر ٹہلیے شجر اُٹھا اُٹھتے ہی لڑکھڑا کے گرا امیہ خنجر کھینچکر بیخوف جا پڑا شجر کو قلم کیا
ایک ہنگامہ ہوا ساحر دوڑے امیہ سراچہ چاک کرکے نکلگیا یہان فضل پریشان تھا ساحر سب
دوڑے دوڑے پھرتے ہین اب فضل نے ہنگامہ جو سنا بارگاہ سے باہر نکل آیا چونکہ طبل جنگی بج چکا تھا
پریشان ہورہا تھا کنارے پر لشکر کے کھڑا سوچ رہا تھا کہ صبح کو کیا ہوگا یکایک لشکر مین شجر کے ہنگامہ ہوا
دیکھا ہزارون شجر کے نوکر مثل برگ خزان دیدہ مارے مارے پھرتے ہین اور ہاے آقا ہاے آقا کہتے
ہین اور خیمے شجر کے آگ برس رہی ہے یکایک آواز آئی کشتی مرا نام من شجر جادو بو فضل حیران تھا کہ یہ
کیا معرکہ ہے کہ دیکھا سامنے سے امیہ بھاگا ہوا آتا ہے فضل نے پکار کر آواز دی اے یار وفادار و اے عیار نامور
و اے فرزند دلبند خواجہ عمرو یہ کیا معرکہ ہے امیہ نے کہا شجر کو مارا شجر بغض و حسد قلم ہوا اُس بیجا کہ تمسے مقابلہ
کا ارادہ کرکے یہ ثمر حاصل ہوا کہ فوراً جہنم واصل ہوا فضل نے گلے سے لگا لیا گلے لگا کر فرمایا فرزند

ای صبای داستان خبر یار مانگو ۔ احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو ۔ بتلاؤ تو ہمارے آقاے نامدار کہان ہین
امیہ نے تمام کیفیت بیان کی کہ آقاے نامدار طلسم کلید مین داخل ہوگئے مجھکو یقین کامل ہی کہ لوح طلسمی پائی
ہو اور طلسم فتح کر رہے ہون چند چیزین قلعہ طلسمی مین ہین کہ نئے بگڑتے بھی دیکھین ایک تو زنگی جو قرنا لیے ہوئے
کھڑے رہتے تھے وہ غائب ہوے دوسرے وہ آہو جو آیا کرتے تھے وہ غائب ہین مین اب رخصت ہوتا
ہون فکر مین اپنے آقا کی جاؤنگا اگر میری تقدیر مین سعادت ہی تو اپنے کو خدمت مین آقا کے پہونچاؤنگا
فضل نے کہا ای امیہ اب تو بگڑی اُلجھ گئی سردار اُسکا مارا گیا اب وہ زیادہ فساد برپا کریگا امیہ نے
کہا انشاء اللہ جہانتک ہوسکیگا اپنے کو پھر پہونچاؤنگا خبر آپ کی لونگا اور اگر مہلت ہی نہ پائی تو تمکو
پروردگار کے سپرد کرتا ہون یہ کہکے امیہ تو چلا گیا یہان فضل بہ اطمینان اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا وہان
لشکر کفار مین جو زیادہ ہنگامہ ہوا اور ساحرون نے لاشہ اپنے آقا کا دیکھا چیخین مار مار کر رونے لگے
سہمان جادو بارگاہ سے گھبرا کر نکل آیا پوچھا ارے یہ کیا معرکہ ہی ساحرون نے کہا حضور ایک
نامہ دار آیا وہ اندر گیا گھڑی بھر کے بعد خیمہ جلنے لگا جا کے دیکھا کہ لاشہ پڑا ہی سہمان گھبرا گیا شحج کا بیٹا
ثمر جادو روتا ہوا سامنے آیا کہا حضور باپ میرا مارا گیا یہ خوب جانتا ہون کہ مسلمانون کی طرف سے
کسی نے یہ کام کیا مشہور ہی کہ عیاران اسلام بلاے روزگار ہین دیکھیے طبل جنگی بجا صبح نہ ہوسکی ہرچند کہ
سہمان نے منع کیا ای ثمر تیرا باپ مر گیا تو بدحواس ہو رہا ہی اور ہزارون ساحر موجود ہین مسلمانون کا خاتمہ
کر دینگے بلکہ چاہتا ہون مابدولت خود مقابلہ کرین ثمر جادو نے کہا غلام نہ مانیگا کل ہی صبح کو اگر قیامت
نہ برپا کی تو نام اپنا ثمر جادو نہ پایا سہمان نے اس بات پر بمشکل راضی کیا کہ تین دن تامل کرو چوتھے روز
میدان مین نکلنا ای عہدے کہ خلعت ثمر کو ہوا شحج کے مرنے سے یہ ثمر کو ملا یہ خبر مشہور ہوئی فضل و قارن
بارگاہ مین بیٹھے ہین فضل قارن سے ذکر کر رہا ہی کہ امیہ نے آتے کولیا کارنمایان کیا مگر آقا طلسم کلید مین
گئے ہین خدا انکو وہان مظفر و منصور کرے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی شحج کا عہدہ ثمر کو ملا اپنے باپ کے
مقام پر آکے بیٹھا پرسون طبل جنگی بجوائیگا کل کا دن بیچ مین ہی اب وہ ملعون انتظام لشکر کر رہا ہی فضل
نے کہا خدا مالک ہی مگر محیط جادو بادشاہ طلسم کلید نے پچاس ہزار سوار روانہ کیے ہین وزرا نے
جو سمجھایا تو کسی قدر اطمینان ہوا ملکہ کو پیغام دینے لگا جس کسی نے جا کر پیغام دیا ملکہ نے جواب سخت
دیا محیط ایسا گھبراتا ہی کہ ایک دن اسی فکر مین بیٹھا ہی ایک ساحرہ ہی کہ نام اُسکا ملکہ رنگین جادو وہ ہی
وزیر محیط کی بیٹی ہی یہ خبر شکست مرحلہ جات اُڑی یہ بھی اسواسطے خبر کے آئی بادشاہ تخت پر خاموش
بیٹھا ہی وزرا امرا کے آنے کا حکم نہین اکیلا بیٹھا ہوا ہی آنکھون سے آنسو جاری کلیجے پر ہاتھ رکھے
ہوے بیٹھا ہی رنگین نے جو یہ حال بادشاہ کا دیکھا اسکو تنخواہ سرکار سے ملتی ہی نوکری معاف ہی
رنگین نے جھک کر سلام کیا نہایت نازنین حسین قد موزون چہرہ گلگون انکھڑیان قاتل حاجب ابرو
ہمدار خنجر ہر خم آن ہاں عشوہ و ناز دست بستہ ہمراہ قدمون کو بوسہ دیا گرد پھری دست بستہ عرض کی
آج سرکار کے آئینہ رخسار پہ گرد ملال پائی جاتی ہی آج تو مین نے سرکار کو متغیر پایا کنیز رازدار جادو
کی دختر ہو سرکار کے نمک سے پرورش پائی ہون ایسا کچھ سرکار نے میرے باپ کو دیا کہ آجتک
وہی صرف و مصارف ہین وہی سب ملازم ایسے وقت مین عند الامرا پاس نہین لونڈی سے تو فرمایئے

کام مین سرکار کے جان لگا دونگی اگر آپ حکم دین تو آسمان سے تارے توڑ لاؤن تا بہ تحت الثری قطرہ آب بنکر جذب ہو جاؤن سرکار کا مطلب حاصل کرون یقین ہی عنایت سامری و جمشید سے کہ یہ سعادت میری نقد یہ مین ہو محیط تو بھرا ہوا بیٹھا تھا ایک آہ کی اور رونے لگا کہا ای فرزند کیا بیان کرون میری تو اب یہ کیفیت ہی

نظم

سحر وصل کریگی شب ہجران پیدا
در و دیوار سے ہو صورت جانان پیدا
نسبت اُس ستم ایجاد سے نہین کچھ اسکو
آب انگورنے کی آتش پنہان پیدا
اب قدم سے ہی مرے خانۂ زنجیر آباد
کرچکے ابر قرہ بھی کہین باران پیدا
نقش انکا نہ کسی لعل سے لب پر بیٹھا
گاہ خر ہونے لگی صورت انسان پیدا
بیجا ہونگا مگر شہر ہی اقلیم عدم
کونسے وقت ہوا تھا یہ گلستان پیدا

وحشت دل نے کیا ہی وہ بیابان پیدا
صلب کافر ہی سے ہوتا ہی مسلمان پیدا
خار دامن سے اُلجھتے ہین بہار آئی ہی
یہ کلائی تو کرے پنجۂ مرجان پیدا
باغ سنسان نکر انکو بکر صیاد
مجھکو وحشت نے کیا سلسلہ جنبان پیدا
نعرہ زن کنج شہیدان مین ہو بلبل کیطرح
میرے منہ مین ہو تجھے کس لیے دندان پیدا
روح کیطرح سے داخل ہو جو دیوانہ ہی
دیکھتا ہون جسے ہوتا ہی وہ عریان پیدا
موجد اسکی ہی یہ سوزی ہماری آتش

سیکڑون کوس نہین صورت انسان پیدا
دلکے آئینے مین ہی جوہر پنہان پیدا
خاک کرنے کو کیا گل نے گریبان پیدا
نشہ می مین کھلی دشمنی و دست مجھے
بعد مدت ہوے ہین مرغ خوش الحان پیدا
روکے آنکھونسے نکالون مین بخار دلکو
آب آہن نے کیا ہی یہ گلستان پیدا
خوف ناقہمی مروت سے مجھے آتا ہی
جسم خاکی سمجھ اسکو جو ہو زندان پیدا
اک گل ایسا نہین ہو وے نہ خزان جسکی بہار
ہم نہوتے تو نہوتی شب ہجران پیدا

اس خضوع و خشوع سے یہ شعر محیط جادو نے پڑھے کہ رنگین رونے لگی کہا ای شہریار کیا کلام مین آپکے سوز و گداز ہی کہ سنا نہین جاتا قلب ٹھہرا تا ہی واسطہ سامری و جمشید کا مفصل فرمایئے محیط نے سب کیفیت بیان کی کہا اصل مین وہ معشوقہ طلسم کشا ہی اور وہ جوان طلسم کشائی کرتا ہوا آتا ہی یہ معشوق سرکش کسی طرح مجھکو نہین مانتی رنگین نے کہا ای شہنشاہ عورت کی عورت رازدان ہوتی ہی حقیقت مین اُسکا نہ راضی ہونا اسوقت مین کہ وہ طلسم کشا پر مائل ہی کیونکر اور جانب توجہ کرے سرکار میرے سپرد کرین مین اپنے باغ مین لیجاؤن دو چار روز مین اُسکی خدمت مین راز و نیاز پیدا کرون اُسکے بعد اصل امر پر راغب کرون یقین تو یہ ہی کہ مطلب دل حاصل ہو مین یہ کہکر لیجاؤنگی کہ شاہ نے آپ کو میرے پاس قید کیا ہی اول تو یہ کہ وہ بھی شاہزادی ہی مین عرض کرونگی میرے باغ مین چلکر تشریف رکھیے کہ ہوائے باغ سے فرحت حاصل ہو محیط خوش ہو گیا کہا ای رنگین اگر تو نے یہ کام کیا تو مجھکو مول لے لیا رنگین نے عرض کی کہ وعدہ کرتی ہون ای ہفتے عشرے مین راضی کر کے خدمت مین لاؤنگی اور نہین تو ایسا ایک سحر کرونگی کہ قلب اسکا اُلٹ جائے مثل آپ کے وہ بھی بیتاب ہو سوائے ملاحظۂ روئے زیبائے حضور کچھ بھلا نہ معلوم ہو محیط نے کہا اچھا لیجاؤ رنگین جادو خدمت مین ملکہ شبنم کے آئی دیکھا اسنے جمال بیمثال سب اعضا موزون مالک ملک حسن و جمال آفتاب آسمان کمال رنگین نے اُسکے سلام کیا ملکہ نے سر اُٹھا کر کہا ای حور پیکر ای سمن بر ہم خاک نشینون کو سلام کرنے سے کیا فائدہ ملکہ اصل تو یہ ہی فرد ہم خاک نشینون کا ستانا نہین اچھا ❊ ہلجائینگے افلاک جو فریاد کرینگے ❊ رنگین نے کہا کہ آپکے والد نامدار سے اور ہمارے خاندان سے مدت رسم رہا ہمارے بزرگ سرفراز ہے لونڈی نے سنا کہ حضور کا اسوجہ سے آنا ہوا آپکو صحبت ناجنس گوارا نہین بادشاہ نے اب قصد کیا تھا کہ جبر کرون

اُس جلسے مین لونڈی بھی شریک تھی مین نے شاہ سے وعدہ کرلیا کہ مین راضی کر دونگی مگر مین نہین عرض
کرتی کہ حضور اسکو قبول کرین مگر براے چندے میرے باغ پر فضا مین تشریف لے چلین کوئی آپ پر
جبر نہین کرسکتا اس محبت سے رنگین نے باتین کین کہ ملکہ شگفتہ ہو کر بولی کہ اے رنگین احسان تو اور چیز ہی
مین جانونگی کہ مجھکو خرید لیا اور جان بخشی کی رنگین نے کہا کنیزین شاہزادی ہونگی کیا جان بخشی کرینگی مگر البتہ
خدمتگزاری آنکھون سے کرونگی یہ کہکر شبنم کو اپنے تخت پر رنگین نے سوار کرلیا اپنے باغ پر فضا مین
آکر داخلہ کیا ملکہ کو لا کر اُتارا مسند پر بٹھایا خدمتگزاری مین مصروف ہوئی دل رہی جو کرتی ہی تو ملکہ ہر وقت
بدیع الزمان کا ذکر کرتی ہین کہتی ہین اے رنگین فصاحت و بلاغت جلالت و ریاست جرأت و سخاوت
حسن و جمال سب کچھ پروردگار نے اُنکو عطا کیا ہی جب خیال آتا ہی کلیجہ تھرا جاتا ہی یا تو وہ دن تھا کہ کوئی
ہمسر ہو جسکا کلام نہ کرسکتا تھا یا ہر شخص دعوی عشق کرتا ہی مگر وہ شیر سب کی سرکوبی کرتا ہوا آتا ہی سن پایا تھا
سہمان مجھکو لیگیا اُسکے ملک پر چڑھ آئے خبر پائی کہ محیط بادشاہ طلسم کلید اُٹھا لیگیا یکہ و تنہا طلسم مین
گھس آئے اقبال خدا نے یہ دیا ہی کہ لوح محفوظ پہلے ملی اب لوح طلسم کلید بھی حاصل کرچکے کئی مرتبہ حملے
بھی توڑے محیط حرامزادہ گھبرا رہا ہی یقین ہی کہ سب کو قتل کرین طلسم پر قبضہ ہو اگر زندگی ہی تو ہم بھی وہ روز نورونی
دیکھینگے ورنہ اس اشتیاق مین دنیا سے اُٹھ جائینگے ملک عدم مین جاکر ملاقی ہونگے ایسی باتین کرکے کبھی
روتی ہین کبھی ہنستی ہین مگر اس لطف سے یہ جملے بیان ہوے کہ رنگین کو بھی اشتیاق دیدار بدیع الزمان
ہوا ملکہ و رنگین مین تو یہ باتین رہتی ہین رنگین بھی آٹھ پہر یہی چاہتی ہی کہ وہ بات کرون کہ ملکہ کو شگفتگی
حاصل ہو اب حال شاہزادہ بدیع الزمان عرض کرتا ہون کہ شاہزادہ والا قدر غول جادو کو مار کر بموجب
ہدایت لوح ایک جانب چلے دو کوس راستہ طے کرکے ایک مقام پر پہونچے دیکھا ایک قصر سیاہ وسط
صحرا مین تعمیر ہی چند ساحر بطور نگہبانی وہان بیٹھے ہین لوح نے خبر دی کہ یہ زندان طلسمی ہی تمام قیدی
اسی مکان مین ہین جاکر اسکو فتح کرو قیدی رہا ہون سلاح و لباس بھی یہان ملیگا بدیع الزمان یہ
مضمون دیکھ سامنے اُس مکان کے آئے چند جادوگر جو وہان بیٹھے تھے یہ کہکے دوڑے کہ طلسم کشا
آگیا اکیلا ہی گھیر کر مار لو اتفاق سے آہن پوش جادو جو یہان کا داروغہ ہی وہ آج واسطے شکار کے
گیا ہی سات جادوگر یہان چھوڑ گیا ہی بدیع الزمان تلوار کھینچکر اُنپر جا پڑے چشم زدن مین اُنکو مار لیا ایک
جادوگر زخمی ہوکر بھاگا کہ چلکر داروغہ صاحب سے خبر کرین بدیع الزمان اُنکو مار کر قفل در توڑ کے
اندر مکان کے آئے دیکھا ہزارون آہو جو سابق مین ملے تھے پڑے ہوے تڑپ رہے ہین شاہزادہ
بدیع الزمان نے بموجب حکم لوح جسپر عکس لوح ڈالا تڑپ کر انسان بنا تھوڑی دیر مین بارہ سو جوان
کچھ شاہزادے کچھ وزیرزادے کچھ تاجر بچے بشکل انسان ہوے اپنی اپنی مصیبتین بیان کرنے لگے کہ سالہا سال ہمکو اس
مصیبت مین گذرے آپ کے صدقے مین رہائی پائی سب کلمے پڑھ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوے
ایک جوان خوشرو موسوم بہ خسرو زرین پوش شاہزادے پر تصدق ہوا کہا اے شہریار یہ جو کوٹھا مقفل ہی
اُسمین مال طلسم ہی آپ کے واسطے سلاح لباس مرکب آپ کا الگ ہی بدیع الزمان نے کوٹھے کھولے
سلاح طلسمی پائے لباس زمرد نگار دستیاب ہوا گھوڑا خوشخرام تیزرو واسطے سواری کے ملا سب
جوانون کے واسطے مرکب ہاے عربی ملے اسباب چھکڑون پر بار کرایا بارہ سو جوان پشت پر مگر

خسرو کو سب کا افسر کیا اس جاہ و حشم سے اُس قصر سے باہر نکلے قصد ہے کوئی مقام معقول دیکھکر فروکش ہوں
مگر وہ ساحر جو زخمی ہو کر بھاگ گیا تھا شکارگاہ میں پہونچا آہن پوش سے خبر کی کہ حضور غضب ہو گیا طلسم کشا
در زندانخانے پر پہونچا ہمارے ساتھ کے لوگ مارے گئے یہ سنکر آہن پوش گھبرا گیا بارہ ہزار جادوگر
اسکے ساتھ ہیں ایک آواز دی صحرا میں سب شکار کھیل رہے تھے اپنے مالک کی آواز سنتے ہی آکر جمع ہوئے
آہن پوش یلغار کرنے چلا بدیع الزمان ایک دشت میں آکر ٹھہرے فرماتے ہیں کہ اے خسرو اسی مقام
پر اُتریں خسرو کہتا ہے آگے بڑھ چلیے دو کوس پر مقام معقول ملیگا بدیع الزمان آگے بڑھے تھوڑی دور چلے
تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی آہن پوش بارہ ہزار جادوگروں سے آکر پہونچا دور سے آہن پوش نے دیکھا کہ وہی
قیدی ساتھ ہیں طلسم کشا اکیلا ہے یہ جوان کیا مقابلہ کرینگے ایک ایک ساحر دس دس کو مار لیگا طلسم کشا کو بلوہ
کرکے پکڑ لینگے یہ سوچکر وہیں سے نعرہ کیا باش او طلسم کشا غضب کیا قیدیان شاہی کو چھڑا لیا مگر اب بچکر کہاں
جائیگا میرے ہاتھ سے کیونکر امان پائیگا بدیع الزمان نے جب خسرو کو دیکھا فرمایا اے برادر مردانہ باش ساحروں سے
مقابلہ ہے میرے قریب رہنا جو سحر میں پھنسے گا میں اُسپر عکس لوح ڈالونگا سحر دفع ہو جائیگا مگر اول تیر چلیں یہ
خطا شعار نہ بچیں مجھے ان بارہ ہزار سے کچھ ہراس نہیں ہے بدیع الزمان نے بھی نعرہ کیا نعرہ بدیع الزمان
مہ بہ خوبی شہ الحسن ٭ بدیع الزمان گرد لشکر شکن ٭ سب نے کمانیں کاندھوں سے اُتاریں تیروں کی
بوچھار کر دی کئی سو ساحر مارے اب تلوار کھینچکر ساحروں پر بدیع الزمان جا پڑے یہ بارہ سو جوان بھی
شیرانہ لڑتے ہوئے چلے ایسے ساحر گھبرائے کہ پاؤں اُنکے اُٹھ گئے بدیع الزمان لوح کو گردش دیتے
جاتے ہیں جس جوان پر کسی ساحر نے سحر کیا اُسپر عکس لوح ڈالا اُسنے صحت پائی پھر لڑنے لگا اس طرح جوانوں کی
حفاظت کرتے ہوئے ساحروں کو قتل کرتے ہوئے چلے آتے ہیں ساحر کبھی بھاگے کبھی رُکے جب آہن پوش
غیرت دلاتا ہے کہ مارو غیرت کی بات ہے تم ساحر ہو غیر ساحروں سے بھاگے جاتے ہو فرا اُٹھ جاؤ جھک کر سحر کرو
سبکو مار لو بلوہ کرکے طلسم کشا کو پکڑ لینگے لیکن بھاگے ہوئے کہیں رُکتے ہیں تھمے اور پھر بھاگے قضائے کار
ملکہ رنگین جادو ساتھ ملکہ شبنم گوہر پوش کے محبت آرا ہے آج کوٹھے پر فرش بچھوایا ہے یہ بھی ملکہ کو
یقین ہو چکا کہ یہ ہماری خیر خواہ ہے برائی نہ کریگی ملکہ بھی ہنس ہنس کے باتیں کر رہی ہیں کہ ناگہاں صدا کان میں
آئی رنگین نے جو سر اُٹھا کر دیکھا تو ایک ہنگامۂ عظیم برپا ہے ساحر بھاگے آتے ہیں اور غیر ساحر قتل کرتے ہوئے
آتے ہیں غیر ساحروں کے آگے ایک جوان مرکب پری پیکر پر سوار ماہ رخسار کاکلیں عارض انور پر لہرا رہی ہیں
غزال چشم شیر خشم سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری تیغۂ آفتاب دست زبردست میں لوح طلسمی مثل جرم قمر تڑپ
رہی ہے جھپٹ کے ہاتھ مارا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے کیے کسی ساحر کے سینہ پر کینہ پر خنجر مار دیا سینے کو
تو زکر باہر گیند سا اُٹھا کر زمین پر مارا اُستخوان اُسکے چور چور وہ بدبیر فی النار والسقر ہوا لاشے تڑپ رہے ہیں ساحر
سحر بھول گئے لینا لینا کے بدلے بھاگو بھاگو کہتے ہیں کبھی جمے کبھی تھمے کبھی بھاگے آہن پوش خود سحر
کرتا ہے بدیع الزمان عکس لوح ڈال کے دفع کر دیتے ہیں رنگین نے گھبرا کر کہا واری ذرا ملاحظہ فرمائیے یہی
جوان یکتا طلسم کشا ہے شبنم گوہر پوش نے ایک چیخ ماری کہا بجا فرمودہ ایست کہ خون کردہ و دل بردہ ایں ما
بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسی را ٭ رنگین نے کلیجہ تھام لیا کہا واری آپ کا جو کچھ حال ہو مجھکو ہیں جا کے
ان کو الگ کروں ایک سحر میں سب کو بھگا دوں یا مار ڈالوں ملکہ شبنم نے کہا تمھیں اختیار ہے ہم تو بیدست و پا ہیں

رنگین جادو اُٹھی آتے ہی ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہو کر ایک گولہ مارا کہ دوسی جادوگرون کے کلیجے لو
برما گئے لکلگیا لاشے اُنکے دھڑ دھڑ گرے دوسرا سحر کیا برقین گرین گئی سی کے سر اُڑ گئے تین چار سحر دن مین
کئی ہزار ساحر ملکہ رنگین نے مارے بدیع الزمان حیران تھے کہ یہ سحر کون کرتا ہے خسرو زرین پوش نے
بڑھکر عرض کی وہ دیکھیے حضور ایک نازنین سحر کر رہی ہے بدیع الزمان نے پلٹ کر جو رنگین جادو کو دیکھا
نہایت پسند فرمایا ساحرون کے لڑنے سے مہلت بھی ملی رنگین نے بوچھار کر دی بدیع الزمان
لڑتے بھڑتے قریب آہن پوش کے پہونچے آہن پوش نے ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے تلوار کے
قبضے پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھالیا رنگین پکار اُٹھی ماشاء اللہ کوٹھے
سے ملکہ شبنم گوہر پوش بھی دیکھ رہی ہین دعائین کر رہی ہین پروردگار میرے وارث کو دشمنون کے ہاتھ
سے بچانا بدیع الزمان نے آہن پوش کو ہاتھ پر تولکر طرف آسمان کے پھینکا گرتے گرتے ہاتھ مارا
چورنگ ہوا لی کاٹا ساحر تو سب بھاگ نکلے بدیع الزمان بہ فتح و فیروزی سامنے ملکہ رنگین کے آئے
فرمایا اے شہنشاہ فلک خوبی و اے سرو خرامان باغ محبوبی تم اپنا نام نامی تو بتاؤ عرض کی مین سرکار کی خدمتگار
ہون ملکہ شبنم گوہر پوش کی پرستار ہون نام شبنم سنکر شاہزادہ مثل گل کے شگفتہ ہو گیا پوچھا تمھارا کیا نام ہے
عرض کی اس کنیز کو ملکہ رنگین جادو کہتے ہین بادشاہ طلسم کلید کے وزیر کی بیٹی ہون ملکہ شبنم گوہر پوش ا
اس باغ مین ہین وہان تشریف لے چلیے بدیع الزمان نے سایہ باغ مین بارگاہ استادہ کرائی اور جوانان
صف شکن کو اس بارگاہ مین چھوڑا آپ ساتھ رنگین کے باغ مین تشریف لائے دیکھا باغ بہشت آئین
نہایت آراستہ و پیراستہ جوانان چمن اکڑ رہے ہین نرگس کی دیکھا بھالی سوسن کے ہونٹھون پہ لالی طفلان
غنچہ کی دھوم نسیم عنبر بیز اٹھکھیلیون سے چال چل رہی ہے سب شجر سبز پوش نہرون کو بحر الفت کا جوش
سوسن صد زبان خاموش رنگین سر جھکائے ہوئے گلچینی گلشن جمال کی کر رہی ہے ملکہ شبنم کو جو خبر پہونچی
رنگین جادو شاہزادے کو لاتی ہے اپنے کو سنبھال کر اُٹھین برائے استقبال کنارے پر آکر ٹھہرین کہ دیکھا
شاہزادہ سامنے آکر پہونچا مگر بدیع الزمان لڑبھڑ کر آئے ہین دریاے خون مین نہائے ہوئے خانہ ہاے
زرہ خون سے معمور تیغہ ہلالی کو رومال سے پاک کرتے ہوئے سپر کے ٹکڑے اُڑے ہوئے یہ حال دیکھکر
دل کو تاب نہ آئی مگر بسبب رنگین کے گستاخی کرتے حجاب آیا جھک کر سلام کیا عرض کی حضور سب طرح خیر و عافیت
ہے اسوقت بڑی جنگ سخت واقع ہوئی بدیع الزمان نے فرمایا کہ ملکہ ابھی مقابلہ ہاے عظیم باقی ہین ملکہ نے
ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا شاہزادے کو بارہ دری مین لاکر پہونچایا رنگین نے کنیزون کو اشارہ کیا اسباب عیش و
نشاط مہیا ہوا ملکہ شبنم نے کہا اے شہریار ہماری محسن جان بخش تو ملکہ رنگین جادو ہین سہمان جادو کے
قبضے مین تھی وہان سے محیط جادو جو اس طلسم کا بادشاہ ہے اُٹھا لایا اسنے بڑے بڑے ظلم کیے مگر خدا بی بی
رنگین کو سلامت رکھے کہ انھون نے آپ تک ہمکو پہونچایا ورنہ اُس ملعون کا ارادہ یہ تھا کہ جبر کرے سحر کرکے
بیہوش کر دے مگر انھون نے نہایت تکلف سے ہمکو نکالا یہ میری جان بخشی کا احسان ہے رنگین دست بستہ
عرض کرتی ہے ملکہ عالم یہ نہ ارشاد فرمائیے مین شرمندہ ہوتی ہون میری مجال ہے کہ مین آپ پر احسان کرون ا
انسان کا کام انسان سے نکلتا ہے دشمن ہمیشہ کف افسوس ملتا ہے شکر ہے کہ شہریار آ گئے اب کوئی کچھ نہین کر سکتا
ہے مگر حضور مرحلہ جات ابھی باقی ہین بادشاہ طلسم سے مقابلہ پڑیگا صحن باغ مین فرش بچھا ہے باتین ہو رہی ہین

کہ آسمان پر سناتا ہوا بدیع الزمان نے سر اٹھا کر دیکھا ایک ساحر امیہ کو پنجے مین دبائے لیے جاتا ہے شاہزادہ
بدیع الزمان نے گھبرا کر فرمایا ای رنگین میرے یار وفادار کو ایک ساحر لیے جاتا ہے لینا یہ فرمانا تھا بدیع الزمان
کا کہ رنگین تڑپ کر بلند ہوئی برق سنگ اُس ساحر پر گری برق جہندہ سے کب بچ سکتا ہے اُس ساحر کے
دو ٹکڑے ہوے امیہ پنجے سے چھوٹا رنگین نے تڑپ کر اسکی کمر مین پنجہ دبا چشم زدن مین لے اُتری امیہ
بیہوش تھا سامنے بدیع الزمان کے لا کر امیہ کو رنگین نے ڈالدیا کہا یہ حاضر ہے بدیع الزمان نے کنیزون کو
اشارہ کیا کنیزون نے گلاب و کیوڑہ چھڑکا امیہ ہوشیار ہوا اپنے آقا کو بیٹھے دیکھا اُٹھتے ہی قدمون سے
لپٹ گیا عرض کی مین نے حضور کو بخیر و عافیت دیکھا ہزار ہزار شکر ہے بدیع الزمان نے فرمایا ای امیہ
تم پر کیا گذری عرض کی ای شہریار حضور کے آنے کے بعد سہمان کو جو آپ کے داخلہ طلسم کی خبر پہونچی
اُس بیحیا نے شجر جادو کو برائے اہتمام لشکر حضور مقرر کیا اُسنے طبل جنگی بجوایا فضل نے بنام حضور عرضی
لکھی مین اُس شب کو پہونچا شجر کو قلعہ کیا میرے سامنے یہ معرکہ گذرا تھا کہ شجر کا بیٹا ثمر ہے ثمر کو عہدہ باپ کا ملا
اُسنے بادشاہ سے وعدہ کیا تھا کہ مین تین دن مین مسلمانون کو گرفتار کر دونگا یہ غلام سنکر صحرائے طلسم مین آیا
علامت قلعہ کچھ بنی ہوئی دیکھی دامنہ قلعے مین پھر رہا تھا کہ یہ ساحر مجھکو لیکر بھاگا شکر ہے کہ حضور نے مجھکو بچایا
مگر نہین معلوم فضل پر کیا گذری آج معرکے کا دن ہے ثمر نے طبل جنگی بجوایا ہو گا صبح کو میدان کارزار مین
آیا ہو گا فضل بیچارہ کیا کریگا جبھی گھبرایا ہوا تھا بدیع الزمان نے گھبرا کر فرمایا ای امیہ پہونچ سکتے ہین
عرض کی بُعد عظیم ہے بدیع الزمان گھبرا گئے شبنم نے کہا ای شہریار عیار نے کیا خبر کہی کہ آپ پریشان
ہوئے بدیع الزمان نے فرمایا ملکہ کیا کہون میرا لشکر مقابلہ سہمان مین فروکش ہے لشکر سہمان بہت
کر ایگا غیر ساحر ساحرون کا بار کیونکر اُٹھائینگے ملکہ شبنم رونے لگین کہا ای شہریار کنیز سے بار فراق اب
نہ اُٹھ سکیگا اب یہ کیفیت ہے نظم

جا لگو ہے جسکو عشق کا کل پر خم نہین
کیون منزاوار پرستش صورت آدم نہین
نکہت گل کہتی جاتی ہے زبان موج سے
عکس بھی جانان ترا آئینے مین بیدم نہین
زلف سے ملکر کیا غارت دل پر داغ نے
وصل کی شب اور فرو ہجر کو تو امن نہین
قہر ہے ترک نماز آیا نظر ماہ صیام
قامت خم گشتہ اپنا بھی کم از خاتم نہین
کیون مقابل ہے یہ روز ہجر کا پہیل سفید
یہ بخیل اس عہد کے نالے کم از حاتم نہین

صبح فرقت تیرگی مین شام سے کچھ کم نہین
ہو نہ اٹھائے فریب مار مین آدم نہین
ہیر فرقت اسلیے زاہد کہ ہون سب آگ کین
قابل نظارہ رنگ گلشن عالم نہین
مر گیا مین سونگھکر آترا ہوا موباف کا
سانپ اوپر طاؤس سا بچی وہ کن آدم نہین
جام کو کیا دیکھکر حیران ہے بجا شراب
میکدہ مین آج کیون شیشے کی گردن خم نہین
راست ہو تجھسے نہ کیونکہ پیش چشم مست یار
ناتوان ہو مین مریض عشق کچھ رستم نہین

چاند نکلا ہے افق سے نیر اعظم نہین
ایسی صورت پر کیا پیدا ہے اللہ نے
قامت محراب کچھ پہیر تو شمع خم نہین
جان پڑ جاتی ہے آمین جسکے ہوتا ہے دم
یہ غلط مین جانتا تھا عیسی مین ہے دم نہین
شام کے ہوتے ہی کیون آنے لگے آثار صبح
کم ہوئی ہم غفیر ای دل فقط کیا خم نہین
گر سلیمان وہ پری رو ہے دیار حسن مین
جام مین کیا ہے پریزاد شیشے کی گردن خم نہین
شکل انکی دیکھکر ہوتا ہے استغنا مجھے

بدیع الزمان نے اشک ملکہ شبنم کے پاک کیے فرمایا ملکہ فراق صدمہ
میرے سرداران نامی و پہلوانان گرامی پرانے رفیق میرے شفیق ہین جو کوئی جفا سہون اور مین تدارک نکرون
مین فوراً سوار ہوکر مرکب پر جاؤنگا طلسم کے فتح کی صورت پروردگار دیکھا تو پلٹ کر آ جاؤنگا مگر انکی مدد
ہو گر والی شیوۂ محبت سے بعید ہے امیہ مرکب تیار کرو جیسے ہی امیہ اُٹھا رنگین نے کہا ای امیہ ٹھہر جاؤ

کنیز آپ کی جاتی ہی ثمر کی کیا حقیقت ہی سر لاکے ابھی حاضر کرتی ہی جو کچھ اُفتاد گذری ہوگی اُسکو دفع کرونگی بلکہ
اُنکا نام نہ خیریت بھی لاؤنگی بدیع الزمان نے کہا ملکہ تمکو بڑی تکلیف ہوگی عرض کی ای شہریار مین نے نجات
اسی واسطے دامن دولت کو تھاما ہی سامری و جمشید پر لعنت کی بدل و جان اطاعت دین اسلام اختیار کی خدا
چاہے حضور کو تا بہ طلسم نور افشان پہونچائیگا اور اُن نمک حرامون پر آپ غالب آئینگے تو کنیز کلمہ پڑھیگی سحر سے
تائب ہوگی ہر چند سب نے کہا رنگین نے کہا مین چشم زدن مین پہونچونگی کنیزون سے حکم دیا دیکھو خبردار کسی طرح کی
شہریار کو تکلیف نہ پہونچے جسطرح ملکہ شبنم فرمائین بسر و چشم بجالانا انکے حکم کو میرے حکم سے بہتر جاننا شبنم نے
کہا بوا تمھارے احسانات کا ہم شکریہ ادا نہین کر سکتے رنگین نے عرض کی یہ نہ فرمایئے کنیز کو حجاب ہوتا ہی
یہ کہکر فوراً دستک دی جھونکا ہوا کا چلا بوے خوش آئی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہوگیا رنگین غائب ہوئی
بدیع الزمان نے ملکہ شبنم سے فرمایا رنگین کے احسانات تو بڑھتے جاتے ہین کہا ای شہریار کیا عرض
کرون محیط جادو بادشاہ طلسم کے شکنجے سے اسنے مجھکو نکالا ورنہ مجھپر سحر ہوتا اندھا اُس ملعون کے دل مین
آتا وہ کرتا مگر یہ اس لطف سے مجھکو نکال لائین جسطرح وزیر سے انکے پاس آئی کسی طرح کی تکلیف نہین اٹھائی
ہر وقت میری خاطر کی جو یار ہین آپ کو اُنسے دیکھا جاتا ہے ہین کئی ہزار ساحر سارے اب دیکھیے سردارون کو
بچانے گئی ہین اب ثمر جادو کا ذکر کیا جاتا ہی کہ بعد تین دن کے یہ ہوم خانے سے نکلا آگے سمان تاجدار
سے عرض کی سرکار طبل جنگی کو حکم دین غلام نے سب سامان کر لیا کل دیکھیے کہ مسلمانون کا کیا حال ہوتا ہی
ایک سوار میدان مین نکلیگا سب کی تسکین پائیدہ لیگا عام فوج کی اور تدبیر ہو جائیگی سمان نے حکم دیا طبل جنگی
بجا ناظرین کو یاد ہوگا کہ شنگ جادو ہاتھ سے قاموس کے زخمی ہوا آج غسل صحت کے دربار مین آیا ہی فضل و قارن
بھی بارگاہ مین بیٹھے ہین اپنے آقا کے لیے دعا کر رہے ہین کہ پروردگارا آقا کو ہمارے طلسم کلید پر مظفر و منصور کرنا جسدم
انھون نے سنا ہی کہ راستہ طلسم نور افشان کا طرف سے طلسم کلید کے ہی قاسم و ایرج اگر اُترے قید ہوے
اسمین سے یہی بیقراری تھی کہ کیونکر طلسم کلید فتح کرون تا بہ نور افشان پہونچون شکر ہی کہ طلسم کلید مین داخلہ ہوا
یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی ای شہریار ثمر جادو ہوم خانے سے برآمد ہوا
آج تو آپ سے باہر ہو رہی ہے آنکھ نہین ملاتا یہی قول ہی کہ کل لشکر اسلام کا خاتمہ کیے دونگا لاشہ ہاے
مسلمانان سے میدان بھر دونگا طبل جنگی بجگیا فضل و قارن و شنگ متحیر تو ہوگئے مگر فرمایا کہدو ہمارے لشکر مین
بھی بفضل ایزدی و تائید سبحانی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا دونون لشکرون مین تیاریان
ہونے لگین ثمر جادو پھولا ہوا اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ رہا ہی کہ یارو آج چوتھا دن ہی کہ مین نے عمدہ اپنے
باپ کا لیا کوئی عیار مکار میرے پاس نہین آیا ہم پر عیاری نہوئی بابا جان کو ناحق گھیر کر مار لیا ہمارے پاس
آتا تو ہم مزا چکھاتے اب صبح کو کیفیت معلوم ہوگی کہ کیا رنگ ہوتا ہی ساحر اسکے ملبلا رہے ہین انھین کو سہے
ہین کہ یارو چہار طرف سے گھیر لینا مال و اسباب نہ نکلنے پائے بڑا مال جمع کر کے آئے ہین ملکون کو لوٹا ابھی
سلطنت نامدار پر قبضہ کیا وہان کا خزانہ قبضے مین کیا وہ سب ہمارا حصہ ہی اب ناحق کا قصہ ہی اُدھر اہل اسلام
منتشر و پریشان ہر ایک کا قول ہی کہ دیکھین تقدیر کیا دکھائے ان ساحرون سے مقابلہ ہی جان بچانے والے
نکلے جاتے ہین جا کر دیہات و قریات مین چھپتے ہین کوئی کہین رسالہ دار نکلتے ہین رسالون مین اپنا
کمی پلٹنون مین ہر یہی فضل و قارن و شنگ وہمہ دانت رہے پیر دن بارگاہ آئے دیکھا لشکر سے لوگ چلے جاتے ہین

دوکانداروں نے دوکانین بند کردین بازارون مین چراغ گل جا بجا غل کہین سنا ہمارے لشکر مین اندھیرا
ہی وہ مقام کہ جہان رات بھر کٹورہ کھنکتا تھا وہ مقام سنسان فضل و قاران شہزادگی نے جو یہ دیکھا نقیبون سے
کہا ہماری جانب سے لشکر مین پکار دو کہ صاحبو حقیقت مین ہم پر تباہی ہے ساحرون سے مقابلہ ہی ہم خوشی
حکم دیتے ہین تم سب صاحب چلے جاؤ فوج کو لشکر مین پیر نہ اُٹھے ہم بھی جانتے ہین کہ ساحر کا کیا کرینگے ساحرون
پر کیا ذکر اگر رستم و اسفندیار ہوتے اُنسے بھی مقابلہ کرتے مارے جاتے تو بھی نام ہوتا اگر غالب آتے
کام ہوتا میان سوائے شکست کے کوئی صورت فتح نہین معلوم ہوتی آپ سب صاحب چلے جائین اگر
فتح ہوگی چلے آنا تمھارا گھر ہی اور اگر شکست ہو تو کچھ ضرورت نہین اور کہین نوکری کر لینا ہماری خبر نہ لینا
تمام رسالہ دار کمیدان جمع ہو کر روتے ہوے سامنے فضل کے آئے عرض کی اے شہریار آپ یہ کیا
ارشاد فرماتے ہین غلامان جانباز سر کو قدم اقدس پہ نثار کرینگے یہ ہتک اپنے اوپر نہ گوارا ہوگی جب سب
سردار رونے لگے تو فضل نے سب کو گلے سے لگا لیا کہا بھائیو ہم تم سب ساتھ مرینگے مگر میرا یہ سوال
جانے والون سے ہی جو صاحب نہ جائین میرے سر پر ہین آنکھون پر بیٹھین آپ لوگ خلق سے آقاے
نامدار کے بخوبی ماہر ہین مین بھی انھین کا غلام ہون آپ سب صاحبون کی خدمتگزاری کو بدل و جان
موجود ہون کبھی خطا نہ ہوگی یہ کہکے فضل نے جاکر آرام کیا مگر نیند کسکو آتی ہی بصورت مرغ بسمل تڑپ رہا
اور یہی خیال ہی کہ امیہ کسی کام مین جاکر پھنس گیا ہمارا خیال نہ رہا آقاے نامدار کو ہمارے خبر کون پہونچائیگا
کہان طلسم کلید کجا ہمکو یقین ہی اجل قریب ہی کفاران بےحیا سے بچنا دشوار ہی شمر جادو کو زیادہ غصے کا
یہ باعث ہی اتشیچہ جادو باپ اسکا مارا جا چکا ہی اسکو تو پہلے ہی بخل ملا غنچہ آرزو نہ کھلا وہ ضرور قیامتین برپا
کریگا کوئی بات نہ اُٹھا رکھیگا مگر شبرنگ جادو بارگاہ سے اُٹھکر باہر آیا انتظام کرنے لگا ہر مقام پر جاکر پھر امر کرتے
پھرتا ہی کہ آسمان سے برق گری شبرنگ کے دو ٹکڑے ہوے لشکر مین غل ہوا فضل و قاران بھی اپنی بارگاہ سے
باہر آئے یہ معرکہ دیکھکر بہت پریشان ہوے لاشہ شبرنگ کو دفن کرکے اپنے مقام پر آئے آپسمین صلاحین کر رہے ہین
کہ کیون بھائیو ہم تم نہین بچتے پہلے وہ بےحیا ہمین کو پکاریگا اہالیان فوج کو کون بچائیگا بسنے والے باختر و سنجان
اس غیر ملک مین کہان جائینگے ایک ساحر تھا وہ بھی مارا گیا اب سواے جان دینے کے کیا چارہ وہی
یہ ذکر ہو رہا تھا کہ ناگاہ ہو محانہ مشرق سے ساحر سحر ساز زرین پوش بصد جوش و خروش برآمد ہوا قصہ
کہانشان دنیا مغرب خیام گردان کر فوج ضیا و شعاع ہمراہ مصروف سحر خوانی ہو شاہ انجم سپاہ نہانخانہ
مغرب مین جاکر چھپا بیٹھے ستارہ سحری آسمان پر چمکا فضل و قاران لرزان و ترسان برآمد ہوے سوچے
اپنی خوابگاہ سے نکل آئے کہ کوئی ہمارے خوف کا خیال نہ کرے ورنہ اہالیان فوج منتشر ہونگے انکے
برآمد ہوتے ہی سب کمیدان رسالہ دار برآمد ہوے مگر منہ پر ہوائیان اُڑتی ہوئین باپ بیٹے سے وصیت
کرتا ہوا کہ اے فرزند ہمنے نمک صاحبقران کھایا سالہا سال ہمراہ بدیع الزمان جانبازی کی آج وہ لشکر
نہین ہین یہ دونون روح روان شاہزادہ بدیع الزمان ہین انکے ساتھ سے قدم نہ ہٹے جہان جائے
کہ فلان نامدار کے فرزند تھے نمک سرکاری ادا کر گئے اپنے آقا کے نام پر جان دیکر مر گئے نام
رہ جائیگا انشاء اللہ جب آقا بہ فتح و فیروزی پھر آئینگے ہمارے تمھارے نام پر فاتحہ خیر پڑھینگے نہ ماننے
ہمارے رفیق کے ساتھ جان دی پشت ہمین پھیری گردن کی زندگی کو جان بچائین بدنام ہو کر دنیا سے جائین

تلوار کے منہ مرین سپاہیون مین نام کرین فضل نے یہ آوازین سُنین کہا بھائیو مرحبا صد مرحبا خدا تمھاری
جرأت وہمت کو زیادہ کرے آقا ہوتے تو انکو اختیار تھا ہم تمسے چند ساعت پیشتر جان دینگے ہم تمھارے
افسر ہین یہ کہتے ہوے میدان کارزار مین پہونچے دیکھا ثمر جادو پھولا ہوا اسباب سحر جھولی مین بھرا ہوا یہ
دو گھڑی رات رہے سے میدان مین موجود ہی فوج آئی جاتی ہی چہار سمت جتنے جاتے ہین قلعے کے
قریب سیمان تاجدار تخت پر سوار مین ہزار ساحرہ چہار جانب سے گھیرے ہوے مگر اُداس کہتا ہی صاحبو
مین فتح کی کیا خوشی کرون وہ معشوق پریچہرہ میرے قبضے سے نکل گئی کہ تصویر دلپذیر میری آنکھون کے
نیچے پھر رہی ہی جی چاہتا ہی گریبان چاک کرون خاک منہ پہ ملون دشت نجد مین جاؤن استاد مجنون
کی قبر کو بوسہ دون عرض کرون کہ کیون اُستاد ایسے عاشقان ہجر دیدہ کیا کرین کیونکر زندگی ہو وہ بادشاہ
طلسم مگر ہم دونون ایک ہی شاہ کے ملازم ہین دربار مین شاہ کے یہ مقدمہ پیش ہوگا عرض کرونگا کہ میری
معشوقہ کو میان محیط چھین لائے مین نے فساد کرنا مناسب نہ جانا ورنہ طلسم کو فتح کرلیتا مگر سرکار خفا
ہوتے کہ تمنے ہمسے کیون نہ کہا طلسم فتح کرلیا ایک سحر بن مرحلہ جات کے دھوئین اُڑا دیتا ساتھ والے
کہتے ہین نامہ لکھیے جس عورت کو آپ باغ سے لیگئے بھیجدیجیے ہماری جان جاتی ہی اگر اُسکو بھیجدیا بہتر ہی
ورنہ چلے چلیے طلسم کیا چیز ہی یہی سحر جادو ہوتا ہی طلسم فتح کرکے معشوقہ کو چھین لیجیے تب انکو احوال معلوم
ہوگا سیمان کہتا ہی آجکل مجھکو مناسب نہین ہی چہار طرف سے شاہان طلسم پر چڑھائی ہو گئی ہی ملک
فتح ہوگئے طلسم شوکت طلسم خونریز طلسم خنجر پر اس طرح کئی طلسم فتح ہوتے بادشاہ کہینگے ایسے وقت
مین تمنے خلل ڈالا تمکو مناسب نہ تھا یہ باتین الگ تھلگ ہوا کررہا ہی یہان افواجین آراستہ ہوئین نقیبون نے
نقابت کی کڑکیت کرکا کھکہ ہٹے ثمر جادو فوج سے آگے بڑھا اپنے گینڈے کو خوب چمکایا صحرا کی
طرف دیکھکر آواز دی اے شہسوار جلد حاضر ہو تمھاری ضرورت ہی اپنا وعدۂ فردا وفا کرو سب نے
دیکھا صحرا سے گرد اُڑی ایک سوار زرہ پوش سیاہ مرکب پر سوار نیزہ ہلاتا ہوا میدان کارزار مین آیا ثمر جادو
کو سلام کیا پوچھا کیا حکم ہی ثمر نے کہا فرقۂ مسلمانان کو ٹوک دے سوار نے گھوڑا چمکایا پکار کر آواز دی
اے فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنائے مرگ کی ہو میرے سامنے آوے فضل نے یہ سوچکر مرکب نکالا کہ مین
افسر اعلیٰ ہون رسالہ دار نے گھوڑا بڑھا دیا پکار کر آواز دی اے فضل ہم تمکو نہ جانے دینگے تم منظور
نظر آقائے نامدار ہو ہم پہلے نثار ہولین پھر تمھین اختیار ہی فضل نے کہا اے بھائی چند ساعت کا ہیر پھیر
پیش ہی سب کو یہی راہ درپیش ہی رسالہ دار نے نہ مانا کہا تم نظر کردۂ بزرگان بھی ہو پہلے ہمارا تماشا
دیکھلو فضل نے کہا بسم اللہ خدا کے سپرد کیا وہ رسالہ دار جیسے ہی گھوڑا چمکا کر سامنے اُس سوار
کے آیا سوار نے نیزے کو گردش دی کچھ ہونٹھ بھی ہلائے مرکب نے رسالہ دار کے طرارہ بھرا اُسی
تھوڑی دور مین دوڑنے لگا چاہتا تھا اپنی پشت سے سوار کو گرادون یہ سردار ہرچند کوڑے مارتا
ہو لیا راہ نکو مسلا کہ پسلیان گھوڑے کی ٹوٹ گئین مگر گھوڑا نہین تھمتا وہ سوار کھڑا ہوا ہنس رہا ہی
اور ساحر ثمر کی تعریفین کر رہے ہین کہ استاد کیا کہنا واہ واہ کیا تماشا بنایا ہی آخر مرکب الٹ گیا
سوار زمین پر گرا گھوڑا طرف جنگل کے بھاگا اب وہ سوار قصد کرتا ہی اُٹھون مگر اُٹھ نہین سکتا ہی زمین پر
لوٹ رہا ہی اس رسالہ دار کے بھائی نے جو اس کا یہ حال خراب دیکھا گھوڑا ڈالدیا کہ جاکے ایک نیزہ ماردون

کہ سوار شمر کی پشت کو توڑ کر پار نکل گیا قریب تھی اُس سوار کے نہ پہونچنے پایا تھا کہ اُس سوار نے پھر نیزہ ہلا یا کچھ ہونٹھ بھی ہلائے وہی کیفیت اس بیچارے کی ہوئی کہ گھوڑا لیکر دوڑنے لگا ایک مقام پر طرارہ بھرا یہ جوان بھی زمین پر گر کے تڑپنے لگا چند کمیدان چند رسالہ دار اسی طرح گھوڑے دوڑا کر میدان مین گئے اسی بلا مین مبتلا ہوے جب تو فضل کو بہت ناگوار ہوا گھوڑے کو بڑھا کر نعرہ کیا کہ او مردود یہ کیا کرتا ہی کمان کیانی دوش سے اُتاری جب تیر بجر کمان سے پرا ہوا وہ سوار قہقہہ مار کر ہنسا پکار کر آواز دی ای جوان واہ یہ کیا خطا کی جا کر گوشے مین بیٹھو بہت نہ چلاؤ کسی خطا شعار کا سینہ تاکو وہ تیر جلکر گر پڑا فضل نے تین تیر مارے مگر کوئی تیر اُس تک نہ پہونچا جل جل کے گر پڑے نیزے کو ہلا دیا وہی حال فضل کا بھی ہوا کہ گھوڑا لیکر دوڑنے لگا قارن کا قلب اُلٹ گیا کہ فضل ایسے جہاد کا یہ حال کہ جو دریاے آتش مین نہ ڈرے وہ اس مغلوک کے مقابلے مین نہ جا سکے یہ کیسا ستم ہی نہین معلوم کیون قلب پر ہجوم غم و الم ہی خدا جانے اسیر کیا گندی ہی ہی جلکے اس مغلوک کو بلا دوان یہ کہکے گھوڑے کو بڑھایا نعرہ کیا او نامرد ازلی و ابدی مردان عالی سے کیا تشدد کرتا ہی نیزہ تیرے پاس ہی نیزہ بازی خلال بازی تلوار نیام سے کھینچ یہ سنکر وہ سوار ہنسا کہا آپ تشریف لائیے آپ سے تو نہین ڈرونگا جب قارن نے گھوڑا بڑھایا وسط میدان مین پہونچا تھا جہان وہ سوار دوڑ رہے ہین وہان تک قارن پہونچا ہی کہ اُسی سوار فرستادہ شمر نے نیزے کو گردش دی اور آواز دی کہان آتا ہی اپنے بجائی کے ساتھ سیر کر قارن کا بھی گھوڑا دوڑنے لگا اہالیان لشکر نے جو یہ معرکہ دیکھا شور گریہ و زاری کا بلند ہوا پکار رہے ہین ای پروردگار اس بلاے ناگہانی سے نجات دے دس بارہ افسر زمین پر لوٹ رہے ہین دس بارہ کو گھوڑے لیے لیے پھرتے ہین فضل و قارن بھی بدحواس عالم یاس بیقرار اشکبار وہ سوار نیزہ ہلا رہا ہی کچھ بڑبڑا رہا ہی اہالیان لشکر نے بلک بلک کر آواز دی اس خالق ای پروردگار [illegible] بچالے اس آفت سے نجات دے

نظم

از بسکہ فرد فرد کشیدم ز بیخودی
تاراج شد ز خویش و سیما درا وفتاد
شغل خرد ز قاعدۂ کار خود گذشت
سر زد بکوہ دشت بصحرا درا وفتاد
بیزار شد ز عقل کہ مین محو شد
موری ضعیف در تگ دریا درا وفتاد
چون رستمی نمود با فراسیاب تف
یک پختہ سرے کہ بپا درا وفتاد
بہ ہم دیدہ چہرۂ افلاک سر بسر
راز دلش بذروۂ اعلی درا وفتاد
القصہ چون جمال رخ یوسفی بدید
کہ در حضیض گاہ ببالا درا وفتاد
جانم ز سوز عشق بسودا درا وفتاد
پا ہم ز جا برفت و سر ہا درا وفتاد
زحمت و الم بجعبۂ یاسے غم نہاد
عقل ضعیف اے جوانا درا وفتاد
در تنگناے دہر بسی ترک ناز کرد
راہ عدم گرفت بعمدا درا وفتاد
جولان نمود رخش دلش در فضای عشق
مردانہ در صف یلہ تنہا درا وفتاد
عقل ضعیف را در آمد بہ ای کل
اما چو دید راہ بہ جا نجا درا وفتاد
چندان نمود رو کہ سرگشتہ با زمانہ
انا طلب چو میل زلیخا درا وفتاد
یارب درین طلب کہ تمنای احمد است
سرگشتہ و شکستہ بغوغا درا وفتاد
اندر کمند درد و بلا شد اسیر غم
کشتی غم بورطۂ دریا درا وفتاد
خوش وقت آنکسی کہ با صفا این شد است
یک جا نمود و بیجا درا وفتاد
ترک خودی گرفت و در آمد بہ بیخودی
ہمچون تہمتنی کہ در ہوا درا وفتاد
زد آتشے کہ شعلۂ او در جہان گرفت
بیہوش شد ز ماہی چو شید درا وفتاد
ز اسرار بے نہایت او گشت آشکار
و اندر دران نظر بتمنا درا وفتاد
نے صبر نے سکون نہ آرام نے قرار
مقصود دل بجانش چہ بپا درا وفتاد

شور غل ہو کا بلند ہوا سوار نے آگے بڑھکر نیزہ ہلانا شروع کیا سنان و بنان سے چنگاریان نکلکر لشکر پر
گرنے لگین خیمے جلنے لگے سوار پیدلون پر گرین اب تو زیادہ بیقرار ہوے سوار نیزہ ہلاتا ہوا بڑھتا جاتا ہی
جہان نیزہ ہلانے سے رکا ثمر بھی بڑھتا جاتا ہی جہان سوار رکا نیزہ ہلانے مین فرق پڑا ثمر نے آواز دی
کیا فنون سپاہگری فراموش ہوے نیزہ ہلاؤ چوریان کھاتیان نیزہ بازی کی ان سپاہیون کو دکھاؤ
نہ ٹھہراؤ جب ثمر بڑھا تو فوج والے بھی چلے جاتے ہین کہ مال لوٹین خزانے پڑے ہوے ہین گھوڑے
ہزارہا کوتل ہنہناتے پھرتے ہین پیدل منہ کے بل گرے ہین فضل و قارن ملک کر پکار اٹھے اے معبود
اب یہ کشاکش ہمسے نہین دیکھی جاتی حکم ہو ملک الموت کو کہ ہماری قبض روح کرے سرخرو پردہ
دنیا سے اٹھ جائین ہائے اگر چہ دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا سوار چاہتا ہی کہ اہل اسلام پر جا پڑون
فوج مین جا کر نیزہ ہلاؤن کہ آسمان سے ایک برق کڑک کر گری سوار کے دو ٹکڑے ہوے ثمر چھپتا
کہا یارو شہسوار نے پہاڑ اپر مسلمانون پر بجلی گراتا تھا وہ اپنے اوپر گرالی کیسا نادان تھا مین سحر بڑی
کوشش سے یہ سحر تیار کیا تھا مگر اب سب مسلمانون کو سحر کر کے مار لو اُس سوار کے مرتے ہی سب
گھوڑے بھی ساکت ہوے جو زمین پر پڑے تھے وہ بھی اٹھے اپنے اپنے گھوڑون پر سوار ہوے
کفار پر جا پڑے ثمر نے اٹھا کر گولہ مارا یہ پلٹ گئے [illegible]ی کی فوج پر پھینکا دو ہزار جوان جلکر خاک
ہوے چاہا کہ دوسرا گولہ جھولی سے نکالون ایک برق کڑک کر گری کہ میان ثمر کے بھی دو ٹکڑے
ہوے فوج والے گھبرا گئے مگر سہمان دیکھ رہا ہی کہ آسمان سے برقین گر رہی ہین لشکر ساحران کی تباہی
ہزارہا ساحرون کے لاشے گر رہے ہین جب برق چمکی دس دس کے ٹکڑے ہوگئے سر اُڑ گئے اور جب سر کٹ
گئے ثمر کا گرا لاشہ تڑپا سر بلند ہو کر غائب ہوگیا سہمان لاکھ لاکھ ارادہ کرتا ہی کہ دیکھون مگر کچھ علامت نہین معلوم
ہوتی حیران ہی کہ یہ برق چمکانے والا کون ہی ثمر کا سر کسنے شمشیر تن سے قلم کیا زمین سے بلند ہو کر کہان غائب
ہوا ہر طرف نگاہ ڈالتا ہی کچھ علامت نہین معلوم ہوتی فضل و قارن تو رنج و ملال اٹھائے ہوے تھے
ساٹھ ہزار فوج لیکر ثمر آیا تھا تلوارین پکڑے جو تیر گرے جھکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے بڑی حیرت
کی بات یہ ہی کہ ساحرون کا سحر مسلمانون پر تاثیر نہین کرتا گولہ مارا پھٹ کے گر پڑا پاش ہوئے انکے
بیکار روائی سحر سوکھے دانے مثل خاک چہرہ گلزار رنگیبان زمین مین اُڑتے پھرتے ہین جسنے کھایا پیکان کا مارا
ساحرون پہ تیر برسے ابر پانی کا برسایا برائے مسلمانان ابر رحمت بنگیا برائے ساحران قطرات آب
شعلہ ہائے آتش ساحر بھاگے بھاگے پھرتے ہین ساٹھ ہزار کو گھیر کر مسلمانون نے مارا سہمان کے
تخت کے برابر برقین گرنے لگین اُسوقت تو یہ بھی گھبرایا قلعے کے اندر چلا گیا اسکا جانا سب ساحر بھاگے
اہل اسلام نے آکر پڑاؤ لوٹ لیا خیمے بارگاہین کفار کی لدوا لین خزانے خوب لوٹے نوبت نقارے بجاتے
ہوے ملے فضل سے قارن کہتا ہی اے فضل مدد غیبی اسی کا نام ہی اُس سوار کو کسنے مارا ثمر کسنے تو تا
اور نئی بات یہ کہ سحر ساحران ہمپر تاثیر نہ کرتا تھا یہ کسنے مدد کی فضل کہتا ہی خدا نے بلا رد کی مگر اے قارن
عقل مین یہ آتا ہی خدا ہمارے آقا کو سلامت رکھے طلسم کلید مین داخلہ ہی کوئی ساحر یا ساحرہ کامل شریک
ہوئی ہی اور اسی کو آقا نے مدد کو بھیجا یہ تمنے دیکھا سر ثمر بلند ہو کر غائب ہوگیا و کھانے والا ہمارے
آقا کو یہ نشانی دکھائیگا اس سے بخوبی آگاہ کریگا خدا انکو وہان مظفر و منصور کرے اگر کوئی ساحر تھا

حقیقت مین کامل واکمل اپنے کمال مین معمور تھا کس خوبصورتی سے کام کر گیا کوئی جان نہ سکا کہ یہ کون تھا
اور کیا اطوف سے نکلگیا اگر بہمان باہر ہوتا اُنکا بھی علاج ہو جاتا اُسکے تخت کے برابر تک کے لوگ
مارے گئے کیونکہ ساٹھ ہزار ساحر کا کھیت ہوا تھا اپنے میان شمار کیا تو ایک سائیس بھی زخمی نہ ہوا
تھا مین کوس ہٹ کر اُترے خوب مال کفار سپہ مین تقسیم ہوے جب فضل بارگاہ مین آئے پہلو سے ایک
کمیدان اُٹھا کہا اے شہریار مجھے ضرورت ہی اخبار نویس پرچہ لکھیگا آج کی فتح و شکست کا اپنے ہاتھ سے حال
لکھدیجیے فضل سمجھے کہ حقیقت مین اخبار نویس کو ضرورت پڑتی ہی کاغذ اُٹھایا حال لکھا کہ اسطرح ثمر نے
طبل جنگی بجوایا اسطرح ہمارے سردار پریشان ہوے اتنا مال فوج کفار کا لوٹا کب ثمر کا لوٹا ساٹھ ہزار ساحر
قتل کیے عنایت خدا یہ تھی کہ سحر ساحرین کا ہمپر تاثیر نکرتا تھا مال کفاران بھی لوٹا فتح بھی نصیب ہوئی سنہ
تاریخ لکھکر کمیدان کو دیدیا کمیدان باہر نکلے اپنے خدمتگار کو دیا خدمتگار تھوڑی دور جاکر غائب ہوگیا جب
یہ جا چکا تب فضل نے پوچھا کمیدان صاحب اس کاغذ کی تمسے کسنے فرمایش کی کمیدان نے کہا میرے
خیال مین بھی نہین مین نے آپ سے کاغذ کب لیا خدمتگار کو بلایا خدمتگار نے کہا حضور مجھکو نہین معلوم
کیسا کاغذ سب کو حیرت ہوئی کہ یہ کیا معرکہ ہوا لیکن بدیع الزمان ساتھ ملکہ شبنم گوہر پوش کے صحبت مین
مین تھوڑی دیر کے بعد ملکہ رنگین جادو حاضر ہوئین وہ کاغذ اور سر ثمر کا پیش کیا کہا حضور اگر تھوڑی دیر
کرتا اور نہ پہونچتی تو سب لشکر حضور کا تباہ ہو جاتا یہ سر ثمر کا امیہ نے بھیجا نامہ دیکھکر بدیع الزمان نے فرمایا
بیشک یہ لکھا ہوا ہاتھ کا فضل کے ہی کہا ملکہ تمنے بڑا احسان کیا ملکہ نے عرض کی اے شہریار یہ ساحر لوٹ
حقیر تھا افسوس ہی کہ بہمان نے کوئی سحر نہ کیا اگر وہ سحر کرتا تو مزا ملتا وہ بھاگ کر قلعے مین چلا گیا اب صحبت
عیش و نشاط آراستہ ہوئی قضاے کار افلاک جادو ملازم محیط اُڑا ہوا آسمان پر جاتا تھا کہ اُسکے
کان مین طبلے کی آواز آئی جھک کر دیکھا حیران ہوگیا ایک پہلو مین ملکہ شبنم گوہر پوش دوسرے پہلو مین
ملکہ رنگین گرد کنیزین ایک عیار دائرہ بجا کر گا رہا ہی طبلہ بھی بج رہا ہی صحبت عیش و نشاط گرم ہی یہ دیکھکر
افلاک جادو جلا بھنا بھاگا ہوا پاس محیط کے آیا محیط جادو خود پریشان تھا افلاک نے آکر
سلام کیا کہا اے شہریار بی رنگین تو بڑا رنگ لائین معشوقہ طلسم کشا کو یہان سے دم دیکر لیگئین اب
طلسم کشا و معشوقہ خود بی رنگین باغ مین بیٹھی ہین صحبت عیش آراستہ ہی ایک عیار دبلا پتلا تا ننیا دائرہ
بجا بجا کر کیا غزلین گا رہا ہی دل بیقرار ہوگیا جی چاہتا تھا ٹھہر جاؤن لطف صحبت اُٹھاؤن مگر صدمہ
عظیم ہوا کہ بی رنگین کیا رنگ لائین یہ سنکر محیط کانپنے لگا پکار کر آواز دی کہ ارے کوئی حاضر ہی جلد فوج لیکر
جاؤ رنگین و شبنم کو گرفتار کرکے لاؤ ہو سکے تو طلسم کشا کا سر کاٹ لے ورنہ دونون معشوقین ضرور حاضر
ہون ضمیار جادو وزیر اعظم اپنے مقام سے اُٹھا لاکھ سوار و پیدل ساتھ لے یلغار کرتا ہوا چلا یہان بدیع الزمان صحبت
آرا مین دیکھا لکوہاے ابر سامنے سے نمایان ہوے گرد بھی چند طرف سے باغ کے اُڑی بدیع الزمان
نے رنگین سے کہا ملکہ دیکھو یہ کیا معرکہ ہی شاید کوئی ہماری تمھاری فکر مین آتا ہی رنگین بلند ہوئی دیکھا
ضمیار جادو لاکھ سوار و پیدل سے باغ کو گھیرتا ہوا چلا آتا ہی بدیع الزمان سے آکر بیان کیا بدیع الزمان
تلوار ٹیک کر اُٹھے ملکہ رنگین نے گاتی باندھی بدیع الزمان نے فرمایا اے رنگین تم ہماری فکر نکرو
ملکہ کا خیال رکھو رنگین نے کہا لونڈی دونون کی فکر کریگی آپ انتشار نکرین کیا مجال کوئی نگاہ بد سے

ملکہ کو دیکھ سکے نہین معلوم حضور میرے حال سے بھی آگاہ ہوئے یا نہین ہوئے بدیع الزمان نے فرمایا
اے محسن تمھارے احسانات کا ہم شکریہ ادا نہین کر سکتے ملکہ کو نکال لانا ہمارے سردارون کو بچانا بخدا ہم سمجھ گئے
انشاء اللہ بعد فتح طلسم نور افشان معاوضہ کرینگے ہرچند کہ ہمارے خاندان مین آجتک کسی نے ساحرہ
کو قبول نہین کیا ہی مگر بعد تائب ہونے کے البتہ اس امر کا اتفاق ہوگا ہم احسان فراموش نہین ہین اب
نور افشان پر جو لڑائیان پڑینگی آمین تمھاری بھی شراکت ہوگی عیار ہیرا صاحبقران سے عرض کر کے
اس امر کا ظہور کرائیگا دوسرے کلید عقل صاحبقران خواجہ عمرو مرد طماع ہین لاکھ دو لاکھ دیکر اُنسے سفارش
کرائی جائیگی وہ ضرور آمین مدد کرینگے بعد فتح طلسم ہوشربا ملکہ بہار کی شادی ساتھ بادشاہ حمجاہ کے ہوئی
سحر سے تائب ہوئین مخمور کا بھی ایسا ہی رنگ ہوا اور سب مین بڑی شادی ملکہ بران شمشیر زن کی ساتھ
ایرج نوجوان کے ہوئی اُنکی وجہ سے یہ سب سحر کے درپیش ہین دختر کوکب صاحب حسب و نسب
انشاء اللہ یہ امر بھی وقوع پذیر ہوگا ملکہ رنگین نے شرما کر سر جھکا لیا یہان تو یہ باتین ہین بدیع الزمان
مسلح ہو رہے ہین مرکب امیہ تیار کر رہا ہی محیط جادو مضمار کو بھیجکر تھر تھر کانپ رہا ہی وزرا امرا ابھار رہے ہین
کہ حضور غصہ نہ کرین ابھی طلسم کشا آتا ہی مضمار جادو ایسا ساحر نہین ہی لوہے کی دیوارین ہونگی تو اُنکو کھود کر پھینک دیگا
محیط نے کہا یارو پسر حمزہ صاحب لوح ہی سحر تو اسپر تاثیر نہ کریگا وہ جوان جرأت مین شمشیر زن صف شکن
کتابون مین جو چھپ کر آئی ہین بالا با خنجر کو دیکھا جائے تو حیرت ہین بدیع الزمان کی ہر خرد و کلان پر ظاہر ہون بڑا
جوان زبردست ہی اس فوج سے وہ نہ دبے گا ہلڑ جو ہوا ناظر بکا نے یہ خبرین لیکر اُسکے محل مین گئے لالہ رخسار
اسکی زوجہ بیٹھی ہی کشیر جادو کہ جسنے رنگین کو پالا ہمیشہ وزیر کے محل مین رہی ایک چند روز سے خدمت مین
لالہ رخسار کے ہی ناظر نے آکر لالہ رخسار سے خبر کہی کہ حضور آپ نے سنا بی رنگین نے کیا رنگ پھیلایا
طلسم کشا کے ساتھ نیا رنگ جمایا شبنم گوہر پوش کو میدان سے نکال لے گئین اپنے باغ مین بدیع الزمان
کو لیے صحبت آرا ہین بادشاہ نے خبر پائی مضمار جادو وزیر اعظم کو روانہ کیا تمام قلعہ طلسمی مین ہنگامہ پڑا ہی
لالہ رخسار نے گھبرا کر کہا اے کشیر جا کر دریافت تو کرو اور تم اس مقدمے مین دخل دو جہانتک ہو سکے رنگین
کی ذلت نہونے پائے اُسنے بھی ہمارے گھر مین پرورش پائی ہی جب اُسکا باپ مرا تو ہمارے سپرد کر گیا تھا
اگر یہ خطا ہوئی تو معاف کرو ینگے نوجوانون سے ایسے اتفاق ہو جاتے ہین کیا ہم ان افعال سے خالی
رہے رسالہ دار ہیے اب بھی لسر کا چلا جاتا ہی ہمارا شوہر محیط جادو جب کبھی سنتا ہی ٹال دیتا ہی علاوہ ازین
انصاف کیا جائے کہ ہرج کیا ہوتا ہی کہ جسپر ہائے ہائے ہو رہی ہی کشیر نے کہا مین ابھی جاتی ہون مین
جا کر شراکت کرونگی لونڈیا کو کان پکڑ کے لے آؤنگی اُسکی مجال ہی کہ میرے سامنے سر اٹھائے اور وہ
نگوڑی نموہی سحر کرنا کیا جانے بچپن سے اُس کو دیکھنے کا شوق ہی جب ہم لوگ سحر کرنے بیٹھتے تھے منہ پھیر
دوڑی جاتی تھی پنجرے زاغ و زغن کے ماش کے دانے رائی کے دانے مٹر کے دانے قرونے
مردے کے چیتے لا لا کے رکھتی تھی مجھسے پوچھتی جاتی تھی دائی اماں ان چیزون سے کیا مطلب ہی ماش کی
روٹیان پکینگی یا دال پکائی جائیگی مین ہنس کر چپ ہو رہتی تھی یہ کہکر کشیر باہر نکلی بارہ ہی کنیزون کی فہم
ہی ہرچند منع کیا کہ تم کیا کرو گی سب نے کہا ہم بھی ساتھ چلینگے کشیر سامنے محیط جادو کے آئی کہا واری یہ
آپ نے کیا جھگڑا کیا مضمار کے جانے کا کیا کام تھا مین جا کر رنگین کو سمجھا دون طلسم کشا کو بھی لیتی آؤن

شبنم کو بھی لیجیے لڑائی فتح ہو جائیگی طلسم کشا اُسے دوست جانتا ہے وہ شراب پلاکر بیہوش کر لیگی یہ ہنگامہ یہ فساد
کسکے واسطے آپ جانتے ہین کہ مین نے رنگین کو اپنا خون پلاکر پرورش کیا ہے میرے سامنے سر اُٹھا سکتی
ہے کل تک تو روٹی کے روٹی مانگتی تھی آج عاشق و معشوق بنکر بیٹھی اے صاحب مجھے ہنسی آتی ہے اگر وہ طلسم کشا
پر عاشق ہے مین کھونگی چل بن ابھی تیری شادی کسی اچھے جوان کے ساتھ کر دونگی بادشاہ نے کہا ہان
میرے وزیرون کے بیٹے ہین صاحبون کے جوان جوان فرزند اور شہر مین بڑے بڑے جوان حسین
ہین مین اُسکے واسطے گھر داماد لونگا لاکھون روپے کا جہیز دونگا اے کنیز جاؤ ملکہ تم جہانتک ہو سکے مضمار
کو منع کرنا کہ بلوہ نہ کرے جو گڑ دیے مرے اُسکو زہر دینے کی کیا ضرورت ہے کنیز فوراً تخت پر سوار ہوئی
بارہ ہزار لونڈیان گرد نوبت نقارے بجتے ہوئے اس جاہ و حشم سے کنیز چلی یہان مضمار باغ سے
تین کوس الگ ہے فوج کو بھیج رہا ہے کہ چہار طرف سے باغ کو گھیر لون تو بلوہ کرون کہ کنیز آکر پہونچی پکار کر
آواز دی میان مضمار یہ کیا ڈھکوسلے کر رہے ہو ہم مقابلے مین جائینگے سب کو تے آئینگے مضمار کو
یہ باتین بہت ناگوار ہوئین کہ ایک گھر کی لونڈی ہمسے اسطرح باتین کرتی ہے اسنے جھلا کر جواب دیا چلی کنیز تم
پلٹ جاؤ ہم بحکم شہنشاہ آئے ہین تجھے کیا دخل ہے سلطنت طلسم گلگنبد کی تجھی ہے تو ایک گھر کی کنیز ان امور
مین تجھکو کیا دخل ہے کنیز نے کہا اے مضمار تم کیا نشے مین ہو نہین جانتے کہ مین نے رنگین کو پرورش
کیا مین جلا کے رے آؤنگی مضمار نے کہا مین اُس حرامزادی کی ناک کاٹ لونگا یہ جو کہا کنیز جل گئی کہا او
بھڑوے تیری بھی یہ مجال ہوئی کہ شاہزادیون کو ایسے کلمات کہتا ہے نہین جانتا کہ رنگین کا کیا مرتبہ ہے
اسکا باپ رازدار جادو تمام انتظام جسکے ذات سے تھا کبھی پتہ نہ مل سکا اگر آج کو وہ ہوتا طلسم کشا پہلے ہی
حملے پر گرفتار ہو جاتا تجھ ایسا ذلیل اُنکو ناک کاٹنے کو کہے مضمار نے کہا کچھ تماشا نہین تو نہین آئی ہے کنیز
کے ساتھ کی لونڈیان بھی چاؤن چاؤن کرنے لگین ساتھ والون مین مضمار کے کسی نے کچھ کلمہ سخت کہا
کنیز نے ہاتھ چمکا دیا برق کڑک کر گری اُسکے دو ٹکڑے ہوئے کنیزون اور ساحرون مین سحر چلنے لگا ساحر تو عورتین
جانکر جا پڑے گرفتار کرین بے بھاگین یہ تعلیم کردہ کنیز کسی نے ہاتھ ہلایا کسی کا سر اُڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا
کوئی جلکر خاک ہوا کسی نے ہاتھ ہلایا لکہ ابر کا برسا کئی سو راہ دریائے آتش جہنم مین گئے مضمار ہان ہان
کرتا ہے ہزار جادوگر مر کر گرے سو کنیزین بھی گرین لاشے جو اُنکے کنیز نے دیکھے آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا
آواز دی او بھڑوے اپنے حمایتیون کو منع نہین کرتا یہ کنیزین ستارے آسمان کے پڑے ہین مضمار
نے کہا میرے جادوگر بھی تو مارے گئے کہا یہ بھڑوے لونڈی غلام بچے مرے تو کیا نقصان ہوا
اور جیتے تھے تو کیا فائدہ تھا یہ شاہزادیان بیبیان رونق محل بی لالہ رخسار ہے کوئی انکا حال پوچھے
تو کیا جانے مضمار نے کچھ کلمات سخت کہے کنیز نے ہاتھ ہلا دیا برق چمک کر گری سر مضمار کا زخمی ہوا
اب تو مضمار بھی لڑنے لگا یہان بدیع الزمان مسلح ہو رہے ہین کہ دنائے و سنانے کی آواز آئی کہا ملکہ
رنگین دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہے ملکہ رنگین کوٹھے پر گئین دیکھا خوب دنائے سے سحر چل رہا ہے کنیز نے تڑپ
تڑپ کے فوج کے ٹکڑے اُڑا دیے جب گولہ مارا دو چار سو کے سینے کو برما کر گولہ نکل گیا کبھی اُٹھی ترچھی اُڑی
ہزار دو ہزار کے سر اُڑا دیے کبھی زمین پر دو ہتھڑ مارا اژدہا زمین سے پیدا ہوا ہزار دو ہزار کو نگلگیا پھر
اُسی غار مین غائب ہوا مضمار نے چار پانچ زخم کھائے کنیز کا رونگٹا بھی میلا نہین ہوا پانچسو کنیزین

بارہ سو مین قتل ہوئین مگر ہنسا ہزار جادوگر بار کر ڈالے ملکہ رنگین ہنستی ہوئی کو ٹھے سے اترین غرض کی
اے شہریار آپ بڑے صاحب اقبال ہین گوشت خر دندان سگ ہو رہا ہی کثیر و مضمار سے سحر چل گئے
نہین معلوم کس بات پر بگڑی مگر حضور کثیر میری استانی ہو یہ اشارے مین سحر جو حضور نے دیکھے یہ اسی
کے تعلیم کردہ ہین مضمار کی کیا حقیقت ہی محیط جادو کے دربار مین یہ اکیلی ساحرہ ہی مضمار کی کیا لیاقت
و حقیقت ہی حضور ذرا ادھر آگر رنگین ملکہ شمع گوہر پوش شگفتہ ہوگئین یا تو قطرے پسینے کے پیشانی
ٹپک رہے تھے یا تو خوش ہوکر کہا کیون بوا رنگین اب تو شاہزادے کو نہ جانا پڑیگا بدیع الزمان
نے کہا ملکہ اسکی کیا خوشی ابھی مرحلہ جات باقی ہین بادشاہ طلسم سے مقابلہ پڑیگا اس مقابلے کی کیا
حقیقت تھی ملکہ ای رنگین اگر تمہارے نزدیک مناسب ہو تو جلکر کثیر کی مدد کرین رنگین نے کہا
حضور کو تو نہین عرض کرسکتی جو مناسب وقت ہو مگر مین ضرور جاؤنگی یہ بھی مین نے سنا کہ خاص میرے
نام پر فساد ہوا مضمار نے کچھ کلمات سخت کہے تھے انکے مجھکو دودھ پلایا ہی بادشاہ نے مثل اپنی بیٹیون کے
پالا ہی ملکہ کثیر نے منع کیا اسی پر فساد بڑھ گیا مین جو جاؤنگی والی امان خوش ہو جائینگی یہ کہکر ملکہ رنگین
نے طاؤس زرین بال طلب کیا اسپر سوار ہوکر چلین اسوقت میہ چنین کہ کثیر پر ساحرون کا انبوہ کثیر ہی
اس بیچاری کی قتل کی تدبیر ہی مگر بجلی تڑپ رہی ہی رنگین اگر اسی غول پہ گری اور لیکار کر آواز دی
والی امان نہ گھبرانا مین آپہونچی شمع ملکہ رنگین جادو وا مضمار فوج کو اشارہ کرتا ہی خود نہین آتا مقابلے
مین آتو مزا ملے دیکھون تو کیسا وزیر ہی مین تو جاتی ہون بے تدبیر ہی مضمار نے جو رنگین کو دیکھا
رنگ آفتاب طالع ہی یا ماہ شب چہاردہم ساطع ہی ابروون کو جنبش قتل عاشقان کی کوشش جب اشارہ
کیا کسی کو دیوانہ کر دیا کسی نے خود اپنا گلا کاٹ لیا باپ بیٹے پر جا پڑا بیٹے نے باپ کو مارا بھائی سے بھائی
لڑ رہا ہی دوست کی دوست کمر پکڑے رہا ہی کثیر نے جو رنگین کو اس تباہ و حشم سے دیکھا دور سے بلائین لین
کہا مین صدقے قربان بی بی یہ کیا کیا کہ تمام عالم کو اپنا دشمن بنا لیا سارے طلسم مین ہلڑ ہی رنگین نے کیا
رنگ دکھایا بادشاہ طلسم کو رلایا رنگین نے لیکار کر آواز دی والی امان جب اس شیر کو ملاحظہ کرنا جو
مناسب ہو وہ کہنا ابھی خاموش رہنا ورنہ آپ کو اختیار ہی مین وہی آپ کی دودھ پلائی ہوئی ہون
آپ کے حکم سے کبھی گردن تابی نہ کرونگی لوح طلسمی اس جوان نے حاصل کرلی کئی مرحلے بھی شکست
ہوے ابھی کئی مرحلے باقی ہین بادشاہ طلسم کا مقابلہ راہ خدا مین مجادلہ آپ ملاحظہ کرینگی وہ شیر لاکھ
مین اکیلا لڑتا ہی ملک باختر وزیر قسطول لقا ایک کرور چوراسی لاکھ جوان فوج کش تھا اسپر روز شبخون کرے
چالیس روز شبخون مارے قاسم رات کو آتے تھے یہ ڈنکو جاتے تھے لقا انکے نام سے راتون کو رتا
تھا نیند اسکی جاتی رہی تھی ایسے ڈٹکے کہ باختر لے لیا اٹھارہ سو ملک باختر پر اب انکا قبضہ ہی کثیر خاموش
ہو رہی کہا اچھا بیٹا اب دیکھا جائیگا یہ کہکے لڑنے لگی اب دونون نے ملکہ ڈالدیا مضمار نے جو سحر کیا
ملکہ رنگین نے دفع کردیا کبھی کثیر نے دفع کیا دونون نے ملکر زمین ہلا دی مضمار کا سحر جمنے نہین پایا
بھاگتا پھرتا ہی ایک مقام پر آکر رنگین و کثیر نے مضمار جادو کو گھیر لیا کثیر نے گولہ مارا مضمار نے ہاتھ
اٹھایا کہ دفع کرون دوسرے پہلو سے ترنج پڑا کہ شانہ اچھی طرح نشانہ ہوا ایلیٹ کے مضمار نے رنگین
کو دیکھا کہ اسپر جا پڑون کہ بڑھیا نے للکار لیا او بیچیا ادھر آ ادھر کہان جاتا ہی خواہ کچھ حقیقت ہو یا نہو

وزارت تو پاگئے منڈیل تو ہیئتی چار سے نام تو جان لیا لیاقت تو پیدا کرو علم سحر بڑی چیز ہی ہوا کو اپنا
مطیع کرنا یہ ہمارا کام ہی مصمار بد حواس ہو رہا ہی اہالیان فوج پر نعرے مارتا ہی یاروان دشمنون کو مار لو
کنیزون نے خون کے دریا بہا دیے ہر غول مین ایک ایک لڑ رہی ہی جسنے جس غول پر سحر کیے خون کے
دریا بہا دیے عورتین حسین لباس معقول پہنے ہوے مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہین اُنکا صورت
دکھا دینا یہی سحر کامل ہی جسکی نگاہ پڑی دیوانہ ہوگیا پتھرون سے سر ٹکرانے لگا رنگین نے جتنے سحر
کیے سب سحرون کی مراد یہی تھی کوئی دیوانہ ہوا کسی نے گریبان چاک کیا ننگا آگئے نہ بڑھتے تھے بھاگے
جاتے تھے نازنینان مہ جبین کے سحر سے گھبراتے تھے سب طرف آگ برس رہی ہی کہان بھاگ کر
جائین کس طرف امان پائین روتے پھرتے ہین آسمان سے پتھر گرتے ہین کہین آگ برسی کہین پتھر گرے
کہین اولے پڑ رہے ہین کہین بھائی بھائی لڑ رہے ہین اوپر سے اولے گرے دونون ٹھنڈے ہوے
جواب منین دیکھئے کسی پر رنگین نے سحر کیا تھر تھر کانپنا اُٹھین اُبل آئین گریبان چاک کیا یہ شعار عاشقانہ
پڑھتا ہوا بھاگا

نظم

ٹھہری ہی کہ ٹھہرائینگے زنجیر سے اُنکو
نشتر سے علاج دل دیوانہ کرینگے
تشبیہہ نرگس دیتے ہین کبھی بتان کو
ہم چین نرگس شہلا نہ کرینگے
گو دار پہ کھنچین ہمین دلدار زمانے
کیون آب دم تیغ سے ٹھنڈا کرینگے
گھستے ہین یہ ہم جائینگے خاک اسمین ہوگی
رہنے دو در پہ صنم آرا نہ کرینگے
لیکن جو بتون نے ہی جلا آپ کی بابت

توبہ ہی کہ ہم عشق بتون کا نکرینگے
ہم پر بھی زلف کا سودا نہ کرینگے
گر آرزوے وصل نے بیمار کیا تو
مر جائینگے پر منت عیسا نہ کرینگے
گھر لیوینگے پتھر مگر ان سنگ دلونکو
بیتاب نرے زلف چلیپا نہ کرینگے
ہی عہد کہ پھر جانہ پھرین کوے بتان مین
پر اسکو زمین بوس کلیسا نہ کرینگے
اے حضرت مومن مسلم جو ہی ارشاد
پھر آپ ہی فرمائین کہ کیا کیا نکرینگے

لو کرتے ہین اب جو نہ کیا تھا کبھی
ان لیتے ہین مژگان ہین اگر خون ٹپک گیا
پر سیر کرینگے یہ مداوا نہ کرینگے
پھر جانہ تماشے ہم آنکھو کے آگے
چھاتی سے لگانے کی تمنا نہ کرینگے
گر حسن گلو سوز نے پھر آگ لگا دی
پھر جائین اب اس شہر الیا تک نگلے
جون قبلہ نما گرچہ تڑپ ہی کی کٹی عمر
بھولے سے بھی اب ذکر بتون کا نہ کرینگے

جسنے راہ مین روکا اُسکو مار ادھرا

ساحر سحر مین ملکہ رنگین سے جو پھنسا بھاگا ہوا جاتا تھا راہ مین اُسکی زوجہ ملی اُسنے پکارا کہ صاحب کہان
جاتے ہو کیون اسقدر گھبرائے ہو لڑکے رو رہے ہین تم اہل و عیال دار ہو لڑائی سے نکل چلو اگر قتل ہوے
بال بچے تباہ ہونگے جواب دیا کہ تو نے ہمکو کیون روکا ہم عاشق جمال ملکہ رنگین جادو ہین ہمسے نہ بولو
بال بچے کیسے کوے محبوب مین جاکر بسر کرینگے دو گز زمین واسطے دفن کے ملجائیگی تو آرزو کی کھل جائیگی
جورو نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا کہ صاحب تم ہوش مین نہین ہو کہان جاتے ہو گھر مین چلو پلٹ کے
ہاتھ مارا نو جورو کے دو ٹکڑے ہوے آگے بڑھے بیٹا ملا اُسنے پوچھا بابا جان کہان جاتے ہو
کہا اپنی مان کے پاس جاؤ گے اُسنے کہا امان کہان ہین اُسے پائین باپ کے ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے
ہوے چار بیٹے ایک زوجہ کو قتل کیا جا کے پہاڑ سے سر ٹکرانے لگا ملکہ رنگین کا نام لے لیکر
پکارتا تھا جو سامنے آیا اُسے قتل کیا پتھرون سے سر ٹکرا ٹکرا کے اپنی جان دی مصمار نے جو فوج
کا یہ حال دیکھا پڑھا کہ سحر کو دفع کرون فوج والے میرے سر نہ کٹائین چاہتا ہی سحر کرون کہ کنیز کی
نگاہ پڑی پکار کر آواز دی کیا کرتا ہی چھوکری کے سحر کو بے طرف کرتا ہی یہ کہکر گولہ مار دیا مصمار نے چاہا کہ

سحر اُتارون کہ پشت پر سے آواز آئی ابا جان مجھے تو بچاؤ پلٹ کے دیکھا ایک لڑکی دس بارہ برس کی مگر
حسن مین آفتاب چہرے پر بھولا پن حسن رشک چمن غنچہ سا دہن کھلا ہوا پکارتی ہوئی آتی ہی کہ ابا جان مجھکو
بچایئے مضمار جادو نے کہا ارے تو کون ہی کہا ابا جان مجھکو بھول گئے کنیز کے لوگون نے آکر
آپ کا گھر لوٹ لیا مین بمشکل نکلکر بھاگی مضمار حیران ہی کہ یہ کیا کہتی ہی مین اسکو پہچانتا بھی نہین جب وہ
لڑکی دوڑی ہوئی قریب آئی گلے مین ہاتھ ڈالدیئے بوسے لینے لگی غصے مین آکر مضمار نے ایک
طمانچہ مارا وہ لڑکی جلکر خاک ہوئی خاک جو اُڑی کچھ مضمار پر بھی پڑی خاک پڑتے ہی خاک ہوش نرہا
ہاتھ باندھکر سامنے رنگین کے آیا کہا ملکہ کیا کہتی ہو کیا ارشاد ہوتا ہی جو حکم ہو آنکھون سے بجالاؤن
عمر بھر گردن تابی نہ کرونگا ملکہ رنگین نے کہا یہ فوج کسکی ہی جو ہمکو قتل کرنے کو آئی ہی کہا حضور محیط جادو
بادشاہ طلسم کلیدر نے بھیجی ہی کہا ان سب کو قتل کرو یہ سنتے ہی تلوار کھینچکر اپنی فوج پہ جا پڑا جب کو نہ
مارا دس دس آئے سر اُڑادیے رنگین و کنیز کھڑی دیکھ رہی ہین پہر بھر کے عرصے مین ہزارون کو مار لے
گرادیا آخر باقی ماندہ بھاگے کہتے ہوے کہ ایسا افسر اپنی ہی فوج کو قتل کرتا ہی ایسے کا ساتھ دینا سر بسر
حماقت ہی چلکر شاہ سے عرض کرینگے فوج والے تو یہ کہتے ہوے بھاگے مگر مضمار دریاے خون مین
نہایا ہوا اُسی طرح آنکھین اُبلی ہوئی سامنے ملکہ رنگین کے آیا مگر زخمون مین چور چور اپنے ہاتھ والون سے
مجبور تلوار بغل مین دبائے ہوے ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا کہا ملکہ عالم اب مجھکو کیا حکم ہوتا ہی ملکہ رنگین نے
کہا کیا کہنا خوب لڑے مگر لوگ زندہ بچکر بہت نکل گئے اسکا افسوس ہی اب آرزو ہے دل ظاہر کرو
حال دل تردو منزل سے ماہر کرو مضمار نے سر جھکالیا کہا حضور میرے دل سے نہین نکلتا مین عاشق چہرہ
زیبا ہون جان جاتی ہی ملکہ نے کہا جان دیکر دکھا دو یا فاقون سے مرتے ہو مضمار نے تلوار بغل سے لیکر
گلے پر رکھ لی کہا حضور جان دیتا ہون ملکہ نے کہا دیکھین مضمار نے تلوار کھینچلی تسمہ لگا رکھا زمین پر لاشہ
گرا اندھیرا چھا گیا سنگباری و برفباری ہونے لگی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من مضمار جادو بود
اب رنگین نے آکر کنیز کو سلام کیا کنیز نے گلے سے لگالیا کہا بیٹا میرے ساتھ بخدمت محیط جادو بن چلو
مین مقدمے کی صفائی کرادونگی لڑائی کو طول نہونے دونگی کیا تعجب ہی کہ تمھارا مقدمہ بھی صاف ہوجائے
مین صفائی کرادونگی قتل مضمار کا بھی ذکر نہ آنے پائیگا رنگین نے کہا اول باغ مین ہو لیجیے پہلے
طلسم کشا سے ملاقات کر لیجیے پھر جو فرمایئے گا وہ کرونگی کنیز رنگین کے ساتھ ہولی فوج بھی ساری
ساتھ ہو دریاے خون مین نہائی ہوئی وہ باغ پہ آکر پہونچے دیکھا فوج بدیع الزمان فروکش ہی بارگاہ
زرنگار استادہ جوانان شیر دل شل ہیں کنیز نے سب کنیزون کو باہر چھوڑا آپ رنگین کے ساتھ اندر آئی
کنیز رنگین کے ساتھ اکثر اس باغ مین آئی ہی مگر آج کل باغ پر بہار ہی عندلیبان خوشنوا کی پکار ہی سیر دیکھتا شا
دیکھتی ہوئی چلی یہان بدیع الزمان ایک چبوترے پر بیٹھے ہوے ہین پہلو مین ملکہ شبنم گوہر پوش
کنیزین حاضر خدمت بدیع الزمان نے جو کنیز کو آتے ہوے دیکھا بے اختیار اُٹھ کھڑے ہوے
کنیز کی جمال جہان آراے بدیع الزمان پر نگاہ پڑی حیران جمال و محو دیدار ہوگئی جی مین کہتی تھی **فرد**
سنا یوسف کو حسینان جہان بھی دیکھے * ایسا ہمشکل طرحدار نہ دیکھا نہ سنا * سراپا کو دیکھ رہی ہی چبوترے پر آکر
دلا مین لین ترقی عمر و دولت کی دعائین دین کہا اے شہریار یہ کنیز واسطے ہاتھ دُھلانے کے خدمت مین

حاضر کرتی ہون مین بھی اب چلکر باہر اُترتی ہون جو حضور کا دشمن وہ ہمارا دشمن محیط جادو سے سخت لڑائی ہوگی یہ کہتی ہوئی بیٹھ گئی بدیع الزمان کو سمجھانے لگی کیا مجال کسکی کہ جو آپ سے مقابلہ کرے ماشاء اللہ لوح طلسم و لوح محفوظ دونون ممکن ہو مین اب آپ کا کون سامنا کر سکتا ہی فوج بہت کم ہی اگر حکم ہو تو پچر لی جاری کرون بدیع الزمان نے کہا فوج ہماری عنایت رب اکبر ہی ہم یہان اکیلے ہی آئے تھے اسقدر لوگ تو موجود ہین جو آپ نے ملاحظہ فرمائے آپ اپنی فوج کو اُتارین بارگاہین رہنے کو لین باقی دیکھا جائیگا کشیر جادو باہر آئی دربار باغ پر اپنی بارگاہین استادہ کرائین کشیر دین کو اُتار آپ بھی ایک بارگاہ مین اتری یہان ملکہ شبنم و رنگین و شاہزادہ بدیع الزمان و رامیہ صحبت مین بیٹھے ہین باتین ہو رہی ہین مگر یہ لوگ جو بھاگ گئے پاس محیط جادو کے آئے کہا حضور ملکہ کشیر شریک طلسم کشا ہو گئین کوئی ایسا سردار جائے کہ اُنکی مشکین باندھکر لائے محیط جادو نے کہا مین خود تدبیر کرونگا یہ کہکے اُٹھا سب نے دیکھا محیط جادو غائب ہو گیا ایک دو گھڑی کے بعد آیا پسینے پسینے کہا عاجز ہین ستہ باب کرآیا فوج بھیجنا ہی سب انتظام کر لیا بدیع الزمان جو صبح کو سو کے اُٹھے کشیر نے آکر خبر دی حضور محیط نے سحر کیا رنگ طلسم کلید دکھا یا باہر نکلکر بدیع الزمان نے دیکھا ایک پہاڑ اسطرح کا بنکر تیار ہوا ہی کہ جسمین ہزارہا آدمی رہین سر کوہ پر جابجا نخلہائے معقول میوہ دار طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین دم بدم باغبان قضا و قدر کا بھر رہے ہین پہاڑ کا تو یہ رنگ ہی مگر بدیع الزمان نے جو یہ معاملہ دیکھا بعد نماز سحر لوح کو ملاحظہ کیا احکام کو دیکھا لوح کو گلے مین ڈالا کہا لو ملکہ کشیر ہم رخصت ہوتے ہین ملکہ شبنم تمھارے سپرد ہین کشیر نے کہا آنکھون پر سر پر ہم اُنکی حفاظت کرینگے بدیع الزمان لوح کو ملاحظہ کر رہے تھے باغ سے آواز دی اے اجمل جنی آ شہزادے نے دیکھا ایک جوان خوشرو آکر موجود ہوا شاہزادے کو جھک کر سلام کیا کہا ہمکو معلوم ہی زنگار جادو کے پہونچاو کشیر نے کہا صاحب مکارہ کا آپ نے نام لیا خدا آپ کو اُسکے مکر سے بچائے وہ ملا سر زنگار ہی شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا ہمارا حافظ حقیقی ہمارے ساتھ ہی یہ فرما کر اجمل جنی کو کچھ اشارہ کیا اجمل جنی ایک طائر کی شکل بنکر تیار ہوا بدیع الزمان اُسپر سوار ہوئے طائر بدیع الزمان کو لیکر بلند ہوا اُسوقت ملکہ شبنم کی بیقراری تڑپ تڑپ کے یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی تھین نظم

مثل زخمی لوٹتا ہون چادر مہتاب پر
آگیا یاد آہ محبوب نمازی کا رکوع
گلبلے تیرے نظر آتے ہین جیسے آب پر
خیمہ لیلی نظر آتا ہی او مجنون حباب
فوق ہی میرے دل بیتاب کو سیماب پر
زندہ شب اسقدر رکھنے نہین ذوق تپ
گیا شب فرقت مین مجکو رشک سیماب پر
عالم اسباب مین ہر چند ہون ناسخ مگر

مثل ہالہ رات صدمے ہوتی ہی مہتاب پر
آنکھ میری جا پڑی مسجد کی جو محراب پر
چھوٹا پائی یار کا تھوڑا بلا دای طبیب
نجد کے وادی مین میرے اشک کے سیلاب پر
عین دریا مین بھی گردش نہین دم بھر
ہائے کسکا رکھتا ہی غیرت خم خونناب پر
بنگیا نور امراتار نگہ تار شعاع
ہی نظر میری مسبب پر نہین اسباب پر

گیا شب فرقت مین صدمے مین دل بیتاب پر
یہ خط مشکین نہین رخسار عالمتاب پر
گنبد مدفن مرا اسکو نسے یون ہی بعد
ہی شفا موقوف اپنی شربت عناب پر
وہ جو قائم ہو بنا اسکو نام زر سنگ
سعی کرنا ختم ہی اسالکو گرداب پر
کو نہین محبوب کی آواز بھی آتی نہین
جا پڑی جب آنکھ اُس خورشید عالمتاب پر

ملکہ رنگین نے سمجھایا اے ملکہ عالم اگر مرحلہ جات فتح نہ کرینگے تو فتح اس طلسم کی دشوار ہوگی طلسم بدون فتح مرحلہ جات فتح نہین ہوتا

ابھی اس طلسم کے مرحلے باقی ہین جلسہ آراستہ کیجیے ناچ دیکھیے گانا سنیے بعد جانے بدیع الزمان کے
امیہ بھی ایک جانب نکلکر روانہ ہو گیا ملکہ شبنم تو بیقرار رنگین و کشیر ہر وقت حاضر خدمت رہتی ہین سمجھایا کرتی
ہین آگے جنبی راہ مین بدیع الزمان سے باتین کرتا ہوا اُڑتا ہوا جاتا ہی عرض کرتا ہی کہ ای شہریار آپ ایسے
مقام پر جاتے ہین کہ وہ بڑی مکارہ ہی ہر دم لوح دیکھیے گا اگر مین بھی خدمت مین آؤن تو لوح دیکھکر
ملاقات کیجیے گا شاید میری صورت کا کوئی دھوکا دے بدیع الزمان کو لیکر ایک دشت و بیابان
مین پہونچا بدیع الزمان کو اپنے پشت سے اُتارا آپ تو رخصت ہو کر چلا گیا بدیع الزمان بموجب
حکم لوح ایک جانب چلے مگر نگار جادو کہ ایک پہاڑ مین اسکا مقام ہی بیٹھی ہوئی سوچ رہی ہی کہ کیا
تدبیر کرون کہ کنیز نے آکر خبر دی طلسم کشا آتا ہی آپ کو تدبیر کرنا چاہیے نگار جادو سنبھل کر بیٹھی سحر کرنے لگی
کجا سوت کالا دانہ جلا کر دے بنا بنا کر رکھتی جاتی ہی بدیع الزمان چلے آتے ہین کہ ایک طفل دوازدہ سالہ
نے آکر سلام کیا کہا میرے باغ مین چلیے اطفال جادو میرا نام ہی بزرگان دین نے خواب مین آکر مجھکو
مسلمان کیا میرے باغ مین آج محیط جادو آئیگا قتل کر لیجیے گا زیادہ شفقت آپ کو نہ پڑیگی یہ سنکر
بدیع الزمان خوش ہو گئے وہ ہمراہ ہو آگے بڑھا لاتے لاتے قریب ایک باغ کے پہونچایا اندر باغ
کے لایا وسط باغ مین چبوترہ بلور کا اسپر فرش بچھا ہوا لاکر بدیع الزمان کو بٹھایا ایک آواز دی ارے
کوئی حاضر ہی بارہ کنیزین باغ سے ظاہر ہوئین بدیع الزمان کے سامنے بیٹھکر گانے لگین وہ طفل
شراب و کباب لایا جام بھر کے بدیع الزمان کو دیا جب بدیع الزمان نے جام ہاتھ مین لیا کلیجہ
دھڑکا لوح کا خیال آیا لوح کو دیکھا تو نوشتہ پایا کہ یہ غلام نگار مخمور جادو ہی اگر شراب پی لی غش ہو جائیگا
دیکھا مخمور جادو اسی طرف دیکھ رہا ہی لڑکا نہین پھرتا جیسے ہی بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا اور
یہی نوشتہ پایا چاہا جام اسکے سر پر پھینک مارون مگر وہ جھک رہا گا کنیزین قطرات آب بنین کہ اسی مقام پر
جذب ہو گئین بدیع الزمان لاحول پڑھکر چاہتے تھے کہ وہان سے روانہ ہون کہ کان مین رونے کی آواز آئی
گھبرا کے دیکھنے لگے دیکھا امیہ ابن عمرو سامنے سے پیدا ہوا پکارتا ہوا ای شہریار غلام کی فریاد کو پہونچیے
بدیع الزمان امیہ کو دیکھکر گھبرا گئے فرمایا ای برادر نہ گھبرا مفصل حال کہو امیہ نے عرض کی آپ کے آنیکے
بعد عیار بادشاہ کا باغ مین پہونچا تعرب پیدا کیا رنگین و کشیر کو چرا لیگیا ہم لوگ پریشان ہو رہے تھے کہ
بادشاہ نے فوج بھیجی ملکہ شبنم نے اپنے خنجر مار لیا فوج شاہی نے باغ لوٹ لیا غلام نے اتنی مہلت پائی
کہ وہان سے نکل آیا شکر ہی کہ آپ کو پایا مین یہ نہ جانتا تھا کہ آپ اس مقام پر ہونگے جلد تشریف لے چلیے
ابھی ظاہر ہی کہ طلسم کشا سے لوح طلسمی و لوح محفوظ چھینلو شبنم کا جان دینے کا حال سنکر بدیع الزمان بہت
بیقرار ہوے رونے لگے فرمایا امیہ بڑا غضب ہوا آج تک سحر کی بدقسمتین اٹھائین کیا کیا صوبین دیکھائین
اب دیکھین فلک کیا دکھاتے یہ فرما کر امیہ کے ساتھ ہوے تھوڑی دور چلے کہ امیہ نے گھبرا کر کہا ذرا
لوح طلسمی و لوح محفوظ تو مجھکو دیجیے مین دیکھون دیا ہی ہمل تو نہین گئی بدیع الزمان نے دونون لوحین
اتار کر امیہ کو دین ادھر تو چھین ہاتھ مین اسکے آنہین رومال مین لوحون کو چھپایا آواز دی او طلسم کشا اب کہان
جائیگا بدیع الزمان نے چاہا پلٹ کر ہاتھ مارون اسنے سحر کیا تلوار انگلی ہاتھ سے چھوٹ گئی زمین نے
اسکے پاؤن تھام لیے امیہ نقلی نے نعرہ کیا منم ملکہ نگار جادو پنجہ کمر مین دیا اور نگار بدیع الزمان کو لیچلی

لیچلی

اجمل جنی گوشے سے یہ سب معاملے دیکھ رہا تھا بھاگا ہوا جاتا ہی اس فکر مین کہ جا کر امیہ کو خبر کرون یہ سوچتا ہوا جاتا ہی مگر امیہ بعد جانے شاہزادہ بدیع الزمان کے جو عقب مین چلا تھا فقیر بنا ہوا جاتا ہی قریب ایک پہاڑ کے پہونچا کہ وہ پہاڑ مثل دیوار کے آراستہ ہی ہر چند امیہ چاہتا ہی کہ اُسپار جاؤن مگر ممکن نہین ہوتا کوئی درہ کھلا نہین ہی امیہ حیران کہ کیونکر اُسپار جاؤن اس تردد مین فقیر بنا بیٹھا ہی مگر دل خود بخود گھبرا رہا ہی کہ دیکھا اُسی درہ کوہ سے اجمل جنی چلا آتا ہی متردد و متوحش دور سے فقیر کو بیٹھے ہوے دیکھا قریب آکر پوچھا شاہ صاحب آپ کا کیا نام ہی امیہ اجمل جنی کو پہچانتا تھا بدیع الزمان نے ملاقات کرائی تھی امیہ نے اُٹھکر ہاتھ پکڑ لیا کہا اے اجمل جنی مین ہون امیہ بن عمرو یہ جو اجمل جنی نے سنا چیخین مارکر رونے لگا کہا اے امیہ غضب ہو گیا شاہزادہ گرفتار ہوا لوح چھین گئی لنگار جادو دونون لوحین اور شاہزادے کو لیگئی امیہ نے پوچھا لیکر کہان جائیگی کہا اُسپار اس پہاڑ کے اسکا باغ ہی وہین جا کر ٹھہریگی امیہ نے کہا مجھکو لے چلو درہ کوہ سے گذر کیونکر ہو اجمل جنی نے کہا سوا میرے کوئی اور نہین جا سکتا یہ کہکر امیہ کی کمر مین ہاتھ دیا پہاڑ کو پھاندکر اُسپار پہونچا ہاتھ سے اشارہ کیا کہ سامنے باغ لنگار ہی میرا ساتھ رہنا اچھا نہین لیکن جو کوئی افتاد پڑیگی جہانتک ہو سکیگا آپ کو پہونچاؤنگا یہ کہکر اجمل جنی تو چلا گیا امیہ کو جو صورت منظور ہوئی اُس صورت پر چلا لنگار جادو بدیع الزمان کو عالم غشی مین لیے ہوے اپنی باغ مین آئی کنیزین چہار جانب سے دوڑین واری گیا ہوا لنگار نے کہا طلسم کشا کو لائی ہم جاتے اور خالی آتے لیکن اب باغ سے لیکر جانا مناسب نہین مقدمہ طلسم کشا ہی مین بادشاہ کو یہین بلواتی ہون اسی مقام پر قتل کرونگی بدیع الزمان کو ایک طرف ڈالدیا لوحین دونون جھولی مین رکھین کنیزین سب آگر بیٹھین لنگار جادو نے ایک عرضی لکھی کہ اے شہنشاہ طلسم کلید طلسم کشا میرے مرحلے پر آیا تھا مین نے گرفتار کر لیا لوحین چھین لین لیکن سنتی ہون طلسم کشا کے دوست بہت ہین ایسا نہو راہ مین کسی سے مقابلہ پڑے یہ بھی سن چکی ہون کہ بی کشمیر جادو شریک ہو گئی ہین بی رنگین نے اپنا رنگ جما یا ہی مین ان عورتون سے سحر مین کمتر نہین ہون مگر فساد بڑھ جاتا ہی ضرور سرکار تشریف لائین غریب خانے پر کنیز کے آگے طلسم کشا کو قتل کرین لوحین اپنے ہاتھ مین لین یہ چیز ایسی نہین ہی کہ کسی کی معرفت روانہ کرون دیوار و در ہم گوش دارد یہ نامہ لکھکر سہیل نامی کنیز کو دیا کہا خبردار راہ مین کسی سے بات نہ کرنا خاص بادشاہ کے ہاتھ مین یہ عرضی دینا کہنا میرے ساتھ تشریف لے چلیے اپنے ساتھ ہی لانا سہیل نامہ لیکر روانہ ہوئی امیہ بن عمرو ایک نقفہ بنکر ایک مقام پر بیٹھا ہی دور سے دیکھا ایک عورت بھاگی ہوئی آتی ہی امیہ نے جھٹ پٹ اور صورت تبدیل کی سہیل تھوڑی دور اور بڑھی تھی کہ کان مین آواز آئی کوئی دردمند مصیبت کی ماری فلک بلک کے یہ اشعار عبرت آثار درد آمیز گا رہی ہی نظم

نالہ بھی تیرے ہجر مین بے فغان پیدا ہوا
پردہ پوشی قاتل بے رحم کی منظور تھی
آفتاب تیغ دل بے آسمان پیدا ہوا
دیکھنا اسکا بھی مثل یار نا ممکن رہا
اٹھ گئے جب ہم تو پیدا قدردان پیدا ہوا

بی نشان تنگ سے بدہ کا نشان پیدا ہوا
ہر دہان زخم عاشق بے زبان پیدا ہوا
دوست کی آمد مین دشمن کا بھی غرہ ساتھ ہو
شوق اپنے دلکا آنکھون سے نہان پیدا ہو
انتہا اوج کو پستی بھی ہوتی ہر ضرور

عاشقون مین کون مجھسا ناتوان پیدا ہوا
یہ وہ طائر ہی کہ جو بے آشیان پیدا ہوا
خاکساران محبت کو نہین نعمت پسند
جب بہار آئی ہمین خوف خزان پیدا ہوا
یہ ہے قسمت اہل دنیا کی جو ہین مردہ پسند
دیکھلو ہر آسمان پر آسمان پیدا ہوا

ایک صورت پھر رہی صورت نہ مانند خیال
آنکھ جب اٹھی نگاہوں میں دھوان پیدا ہوا

جب ہوئی ہستی مجھے نقل مکان پیدا ہوا
سوز اک آفت ہی ہے اسکے شاید اے نسیم

کس بلا کی شام گیسو کی نظر آئی نہ صاف
خاک کا پتلا بنا آسمان پیدا ہوا

اس سوز و گداز سے یہ آواز سہیل کے کان مین آئی کہ گھبرا گئی پلٹ گئے دیکھا ایک نخل کے سایہ مین پلنگ پوش اوڑھے ہوے کوئی عورت پلک رہی ہے کبھی پکارتی ہے یا سامری و جمشید ملک الموت کو حکم دو کہ ہماری قبض روح کرے آج تین دن گذرے کہ اس دشت ہولناک مین شیر بھیڑیے کا گذر نہوا کہ مجھکو کھا جاتا نہ کسی بندہ خدا کا گذر ہوا کہ وہ کسی کنوئین مین ڈھکیل دیتا سہیل جادو قریب آئی پلنگ پوش منھ سے ہٹا کر کہا کہ اے نیک بخت تو کون ہے تیری تو باتون نے کلیجے کے ٹکڑے کر دیے اپنا حال تو بیان کر اب جو پلنگ پوش چہرے سے ہٹا دیکھا ایک نازنین نہایت خوبصورت ماہ طلعت نازک اندام گیسوے عنبر پریشان عارض انور پر اڑے ہے ہین حیرانی و پریشانی دونون ظاہر شکم پشت سے ملا ہوا ہے بات کرنے مین ہاتھ پاؤن مین رعشہ آتا ہے بات بات مین قلب تھراتا ہے سہیل جادو کا دل بس گیا کہا اے نازنین جلد بیان کر تیرا حال نہین دیکھا جاتا اس نازنین نے ایک ٹھنڈی سانس بھری کہا کیا پوچھتی ہو ایک مصیبت ہو تو بیان کرون جسپر ہزار مصیبتون کا ٹوٹ پڑا ہو وہ کیا بیان کرے جان جائے سب جھگڑون سے چھوٹ جاؤن اب تو یہ کیفیت ہے **نظم**

اب ہلا نام مرے جلاد کو مشکل ہوگا
حشر کو کاغذ اعمال دکھائینگے بشر
نالہ کرنے مین بھی احسان عنادل ہوگا
کہتے ہین قتل کرینگے وہ لحد پر آکر
قتل قاتل کیطرح شوق بھی بسمل ہوگا
آج غنچون نے صدا کی جو نہین وہ شاید
قدح مہر بھی اک کاسۂ سائل ہوگا

ہاتھ پہ جائینگے لاکھون کے دم حشر اے دل
میرے ہاتھون مین فقط آبلۂ دل ہوگا
بوسے ہنسکر جو لب یار کے لیتا تھا
فیصلہ آج ہمارا سر منزل ہوگا
ولولے ہین نفس چند کے تا وسعت عمر
کچھ صبا کو ادب خواب عنادل ہوگا

حشر کے روز اگر داد طلب دل ہوگا
چاک زخمون کیطرح دامن قاتل ہوگا
کیا عجب چونک پڑے خواب گران سے گل بھی
ساقیا جام نہوگا وہ کوئی دل ہوگا
ہوگئی عشق مین تاخیر تو یہ خوش کہان
چھوڑ دونگا نہ یہ لیلی نہ وہ محمل ہوگا
قید رہنے کی نہین بات جو بگڑی اے نسیم

سہیل رونے لگی کہا بی بی صورت سے معلوم ہوتا ہے کہ تم خاندان عالی سے ہو مگر صاف کہو کیا مصیبت گذری کہا ہوا کیا پوچھتی ہو میرا شوہر کمبخت نامرد مجھکو بیاہ کرکے لیے جاتا تھا دیکھنے مین خاصہ جوان ہتھیار لگائے ہوے تو نہین گھڑی گھڑی خونخوار صورت قزاق آکر گرے وہیں سے تھوا بھاگا کر بھاگ گیا موے کو یہ بھی نہ سوجھا کہ ہمارے ناموس پر کیا گذریگی قزاقون نے آکر جو کچھ میرا حال کیا اسکو کیا بتاؤن زمین سخت آسمان دور لاکھ چیخی ہین کہ ارے تلوار مارو سر کاٹ لے ان آنکھ ظالمون نے اپنا کام کیا زیور بھی سب اتار لیا اسی دشت ہولناک مین ڈالکر چلے گئے آج تین دن گذرے آب و دانہ کیا چیز ہے کھیل بھی اڑ کر منھ پر نہین گئی جب بہت گھبرائی ہون تو خاک پھانک لیتی ہون وہ نامرد پلٹ کے بھی نہ آیا اتنا تو دیکھتا ہمارے ناموس پر کیا گذری ہوا تم کون ہو کہان سے آتی ہو کہان جاتی ہو کہا نام ہے سہیل نے کہا مین لگار جادو کی نوکر ہون انھون نے طلسم کشا کو بگڑا ہوا ہے کی تختیان جنبیلین مین نامہ لیکر خدمت مین شاہ طلسم کی جاتی ہون وہان سے بادشاہ کو لاؤنگی طلسم کشا کو قتل کرینگے تختیان کہین چھپا دینگے ہم سبکی جان بچے یہ سنکر اس نازنین نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا ہوا ایک احسان کرو کہ مجھے کھینچکر کسی کنوئین مین ڈالدو اب بھوک پیاس کی مصیبت مجھسے نہین اٹھتی

سوچو تو بوا مین شبانہ روز گذرے کہ ایک کھیل اُڑ کر پیٹ مین نہین گئی دل پر جو گذرتی ہو اُسکو کیا بیان کرین
آٹھ مردون نے جان کے خنجر چھپا ان مارین گوشت کا خنجر کلیجہ پر چلا جسنے کلیجہ بالکل فگار کردیا اسوقت
تک درد ہو کس زبان سے کہون خون کے دریا بہ گئے جہان بیٹھی تھی وہان سے جو وہ اُٹھی سہیل نے
دیکھا خون کا تھالا بھرا ہوا ہو سہیل نے منھ پیٹ لیا کہا بیشک بوا بڑی مصیبت اُٹھائی شوہر تمہارا
بڑا نامرد تھا جسنے پلٹ کر خبر بھی نہ لی اگر آتا اُٹھا کر تو لیجاتا نازنین نے کہا واہ اب مین اُس نامرد کے
گھر جاؤنگی بازار مین جا کر بیٹھونگی یا گلا کاٹ کر مرجاؤنگی سہیل نے کہا بوا یہ تو مجھسے منھ ہوسکیگا کہ تمکو کنوئین مین
ڈالدون نہ مالک کے باغ مین پلٹ کے جاسکتی ہون اُنھون نے مہت تعجیل کو حکم دیا تھا اگر وہ
سن پائینگی کہ مین اتنا ٹھہری اُنکو ناگوار ہوگا لیکن میانسے قریب ایک گانون ہو وہان میری ایک منھ بولی
بہن رہتی ہو ایک زمیندار کی بیٹی ہو وہان تمکو پہونچا دون پھر جو مین پلٹ کے آؤنگی سب انتظام کرلونگی
دائی بلاؤنگی بیچارہ دونگی لیپ لگاؤنگی سب طرح کے کام کرونگی تمکو مین نے بہن کہا نازنین نے کہا
مین وہان تک کیونکر جاسکونگی سہیل نے ہاتھ پکڑ کے اُٹھایا دو قدم پر جا کر وہ نازنین گر پڑی کہا بوا اب
جسم سوجا ہوا ہو قدم نہین اُٹھتا ہو تم دھکیل دھکال کر مجھکو کنوئین مین ڈالدو یہ کہکے رونے لگی سہیل نے
کہا مین کیا کرون نازنین نے کہا اپنے کاندھے پر سوار کر لو سہیل بیٹھ گئی نازنین سہیل کے کاندھے پر
سوار ہولی سب کپڑے خون مین بھرے ہوے دو قدم سہیل اُس نازنین کو لیکر چلی تھی کہ معلوم ہوا گلے
مین کسی نے پھانسی ڈالدی گھبرا کر سہیل نے کہا ارے یہ کیا کیا اُس نازنین نے نعرہ کیا منم امیہ بن عمرو
کاندھے سے کود کر جھٹکا مارا سہیل مثل چھپکلی کے زمین پر گر پڑی امیہ نے سر اسکا کاٹ ڈالا لاش اُس کا
کھینچ کر کنارے لایا جھولی سے اسکی نامہ نکالا اُسکے مضمون کو دیکھا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر اُسی کی
شکل بنکر اُسی نامے کی پشت پر طرف سے محیط جادو کے لکھا کہ ہمنے سہیل کو زبانی بھی سمجھا دیا ہو اور
ما بدولت بھی تشریف لائینگے اسکے کہنے پر کاربند ہونا یہ سب باتین لکھکر نامے کو ملفوف کیا طرف باغ
نگار جادو کے روانہ ہوا یہان نگار جادو باغ مین بیٹھی ہو چند کنیزان حور شکیل حاضر ہین اسباب عیش و نشاط
مہیا کر رہی ہو کہ شہنشاہ طلسم آئین تو طلسم کشا کو قتل کرون تو مین سپرد کر دون مہلت پاؤن ابھی شراب و
کباب کا چرچا نہ کر دیہ ذکر تھا کہ کنیز دن نے عرض کی سہیل آگئی محلدار سے باتین کر رہی ہو نگار جادو
نے کہا جلد بلاؤ امیہ دروازے پر آیا محلدار سے باتین کہین راز کی باتین پوچھ رہا ہو کہ کنیز نے آکر کہا بی
سہیل جلد چلو ملکہ بلا رہی ہین امیہ بلا تکلف اندر باغ کے آیا سیر باغ کی کرتا ہوا سامنے نگار
کے پہونچا نگار جادو نے پوچھا اے سہیل کیا گذری سہیل نے عرض کی کہ بہت کچھ فرمایا ہو اور آپکے
واسطے خلعت عہدہ وزارت آئیگا اور باقی اسمین مرقوم ہو ملاحظہ فرمایئے اور زبانی بھی عرض کرونگی نگار
نے نامہ پڑھا بہت خوش ہوئی کہا اے سہیل زبانی کیا ارشاد فرمایا ہو کہا حضور بادشاہ کے راز کی
باتین مین چلا کے نہ کہونگی حضور تخلیے مین چلین تو مین عرض کرون نگار جادو خوشی خوشی اُٹھی امیہ
اسکو لیکر تخلیے مین آیا بیٹھے تو سراپا کی بلائین لین پھر کہا اے وزیر اعظم و دستور معظم ہم تو آج ہی سے
وزیر کہینگے حضور محیط جادو نے فرمایا ہو ہمنے کل سلطنت کا نگار جادو کو منتظم کیا تمام مہمات ملکی و مالی
کا مختار کو اختیار ہو کیون واری ہمکو کیا عہدہ ملیگا نگار جادو نے کہا مین اپنی وزارت مین ایک

ایک کنیز لو اپنی عہدہ ہاے جلیل دونگی یہ جو مرحلے تو نے مین اپنی کنیزون کو حاکم کرونگی کہ شاہ طلسم پہ میرا دیا وہی رہیگا یہان تو یہ باتین ہین مگر کنیز بیٹھے بیٹھے ملکہ رنگین سے کہا آقاے نامدار بڑے مرحلے پڑ گئے ہین ای رنگین مین جاتی ہون ملکہ شبنم گوہرپوش نے کہا ای کنیز اگر تونے جا کر شاہزادے کی خبر لی اور انکی خیر و عافیت ہمکو پہونچائی تو بڑا احسان ہوگا آمین مجھیر تڑپ تڑپ کے کٹتی ہین اور ای ملکہ کنیز مین تمہارے خوف سے کہہ نہ سکی مین نے رات کو خواب پریشان دیکھا اور شاہزادے کو اس حال مین دیکھا کہ کہہ نہین سکتی اسوجہ سے یہ کیفیت ہی **نظم**

کہتے ہین احباب کیا مجھکو کیا دیکھکر
ای اجل قربان تیرے مجھپہ کیا احسان کیا
تمکو رحم آتا نہین کچھ حال میرا دیکھکر
تیری آنکھونکی ہین وہ مستیان یاد آ گئین
مین نے سمجھا تم خفا ہو مجھکو اچھا دیکھکر
ضبط خواہش گریہ کرتا ہون نہ رستے بار ہا
اور لہرائی مجھے بھی موج دریا دیکھکر
وہ ابھی تو نہین دم کے خدا کیواسطے
آنکھ اب کس پر ہٹی حسن تیرا دیکھکر
دوست دشمن وہ خفا ہر وہ مرگ آسمان
تھرلایا عاشق و معشوق یکجا دیکھکر

تب جی کہتے تھے وہ بیرحم ہی بیدرد ہی
خوش ہوا وہ میرے مرنیکا تماشا دیکھکر
کیا کہون کیسی بلا آئی ہر میری جان پر
وقت بیہوشی صنم تا تیر صہبا دیکھکر
ساتھ تھا اک قافلہ طفلان اپنا دوست کا
کیا کہون کیا دلمین آیا تمکو تنہا دیکھکر
ایک کا ہی ایک شاکی ایک سے آزردہ ایک
ای اجل گھبرا گیا تیرا تقاضا دیکھکر
کیسے بیدرد ہین یارب کہ مدلے ہی کے
رحم آتا ہی ہمین اب حال اپنا دیکھکر
دوستون نے دیا جب شکل دیکھی ای نسیم

مین جو بیخود ہون کسیکا روے زیبا دیکھکر
دل دیا اس بیمروت کو بھلا کیا دیکھکر
دوست رکھتے ہین عزیز و اقربا بیہوش ہین
ای بت کافر تری زلف چلیپا دیکھکر
لو مین پھر بیمار ہوتا ہون کسین رقیبی رہو
وہ بھی کچھ گھبراے میرا جوش سودا دیکھکر
مین نے اک دریا بہایا آنکھ سے بیدل
حال اپنا ہی دگرگون حال دنیا دیکھکر
غیر ممکن ہی کہ خوش آئین ہمین حور جنان
لوگ ہنستے ہین کسیکا مجھکو شیدا دیکھکر
شب جو تھے ہم وہ مہم جوش حسد سے فلک
کیا کہون کیا حال تمکو وہ حال تیرا دیکھکر

کنیز نے گلے سے لگا لیا کہا حضور اسقدر نہ گھبرائین کنیز فوراً جاتی ہی مین نے بسبب متردد ہونے حضور سے عرض نہین کیا میرا ابھی دل خود بخود گھبراتا ہی جی چاہتا ہی نام لیکر شاہزادے کا چیخین مار کر روؤن رنگین نے کہا میرا ابھی دل گھبراتا ہی والی امان مین بھی آؤنگی بے مجھے زیادہ انتشار ہی کنیز تو اسی وقت روانہ ہوئی لیکن امیہ نے باتین کرتے کرتے ذکر شراب کا کیا لنگار جادو نے کہا لو پیو امیہ نے گلابی اٹھائی جام لبریز کیا کہا وزیراعظم کے سامنے کیونکر پیون پہلے آپ نوش فرمائین تو مین پیون لنگار نے جام ہاتھ مین لیا قصد کیا پیون کہ شراب شعلہ بنکر اڑ گئی لنگار نے کہا ارے تو کون امیہ سمجھا کہ راز کھل گیا خنجر پکڑ کر جا پڑا لنگار جادو نے ایک دو ہاتھ مارا امیہ زمین پر گرا لنگار نے ہاتھ ہلا دیا رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا لنگار نے ایک چیخ ماری کنیزین دوڑین دیکھا تو ایک عیار سامنے پڑا تڑپ رہا ہی اٹھ نہین سکتا جب اٹھا کر کھڑا کیے گرا ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی واری یہ کون ہی لنگار نے کہا عیار سارہان زادے کا چیلا مجھکو مارنے آیا تھا مین نے انتظام کر رکھا تھا اگر انتظام نہوتا مار لیا تھا نہین معلوم سہیل کے ساتھ اس ظالم نے کیا کیا میرے نامے مین مضمون لکھ لایا ہی صرف مین نے نامہ روانہ کیا اسیر تو یہ افتاد ہوئی اگر مین نہ روانہ کرتی تو کیا ہوتا اب مین دونون کو قتل کراتی ہون نہ یہ زندہ رہینگے نہ آفت ہوگی تو مین خود سمجھ جاؤنگی طلسم کشا کے بعد کوئی آرزو کوشش کریگا انکا زندہ رہنا بہتر نہین سب کنیزون نے کہا حضور یہی مناسب ہوا امیہ کو تخلیے سے کشان کشان لیکر لنگار مسند پر بیٹھی بدیع الزمان و امیہ کو زیر تیغ بٹھایا

جلاد نے آکر دونون کی گردنون پر کوئلے کا خط دیا تیغہ پکڑ کر سلنگین لگانے لگا آواز دی فر وسلطنت سلطان
کند فریاد بر جلاد جبیت * مرغ را دانہ بلا شد عنبہ بر صیاد جبیت * کسکا سر رشتۂ حیات منقطع ہوا اسکا ساغر عمر لبریز
ہوا کون مغضوب درگاہ سلطانی ہی تیغہ بارہ دار رکھتا ہون بازو پر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے جدا کرتا ہون
قتل کرنا میرا کام ہی جلاد نامیرا کام نہین حکم اول ہی ذرا سمجھ بوجھ کے فرمایے لنگار نے کہا مین نے کرور حکم کا ایک
حکم دیا جلد سر کاٹ کے کہو مین خدمت شہنشاہ مین روانہ کرون اُسوقت کنیزین صورت زیبائے بدیع الزمان
دیکھ کر کف افسوس ملتی تھین کہتی تھین یارو ایسا چاند کا ٹکڑا مٹتا ہی کیا ظالمہ ہی کہ ذرا اسکو رحم نہین کس زبان سے
حکم قتل دیتی ہی کوئی روتی ہی کوئی ہانستی ہی کوئی آوازے کستی ہی کوئی طعن وتشنیع کرتی ہی کہ بوا دیکھا تمنے صاحبقران
زادے اکیلے گرفتار ہوکر آئے اب انکا فوج ولشکر کہان ہی سنا تھا بڑی فوج ہی بڑا لشکر ہی کئی معشوقہ ہین
ایسے برے وقت مین کوئی شریک نہین ہوتا دوسری نے کہا بوا عاشق ومعشوق کون ہین بی شبنم
انپر عاشق ہین کئی گھر دن مین ہو آئین کسی کو مانا نہین جہان گئین غدر ہی مچاتی رہین مگر انپر جان دیتی ہین سنا کہ
اب فراق دیدہ ایک جگہ ہوے تھے اب آج خاتمہ ہوتا ہی اب کیا کرینگی جو وہان مردوا ہوگا اسی کو شوہر
بنا مینگی بالکل جائینگی عورت بے مرد کہین رہ سکتی ہی تنہائی کی جفا سہہ سکتی ہی دوسری کہتی ہی بوا سچ ہی مگر سنا ہی کہ
بہت خوبصورت ہی ایک نے کہا بوا مرد بھی ایسے خوبصورت کہین دیکھے تھے نگ سلیم سے اچھے
جری بہادر صف شکن تیغ زن کیا کیا کارہائے نمایان کیے آج تک کس سے دبے جہان گئے اُس
ملک کو فتح کیا اب دیکھو طلسم مین آئے لوح حاصل کرلی ہر جلسے شکست کیے یہ کام انسان کا ہی رستم کی کیا
حقیقت ہی کہ جوانکے سامنے جرأت کا نام لے لنگار نے پکار کر کہا او جلاد بس نخرے بگھار چکا سر کاٹ لے
اب دیر نہ کر ورنہ تیرے قتل کا حکم دونگی کیون دیر لگائی جلاد طرف بدیع الزمان کے چلا امیہ مثل برق کے
تڑپا پکار کر آواز دی او نامنصف ہم ملازم غلام سرکار کے نمکخوار عیار خنجر گزار پہلے ہمین قتل کر ہم اپنے
آقا کو خاک وخون مین غلطان نہ دیکھین جلاد اُدھر پلٹا بدیع الزمان نے شیرانہ نعرہ کیا کہ او نامرد ہمارے
سامنے ہمارے نوکر کو قتل کرتا ہی پہلے ہمکو قتل کر جلاد دیوانہ ہو گیا لنگار نے کہا دونون کے سر کاٹ لے
جلاد تیغہ پکڑ کے چلا امیہ نے ملک کر دعا کی کہ اے معبود جان ہماری بچا لے آقا قتل ہوتے ہین
اگر شاید مین بچ گیا تو کیا منہ دکھاؤنگا لوگ کہینگے کہ آقا کو قتل کراکے آیا کیسا نوکر ہی نمکحرام آقا مارے گئے
آپ زندہ بچا روسیاہ دکھانے آیا کیسا بیغیرت ہی اسطرح جو ہلاک کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہنچا
کڑک کر برق گری کہ جلاد کے دو ٹکڑے ہوے لنگار پر برقین گرنے لگین لنگار نے سر اُٹھا کر ایک
ساحرہ کو دیکھا سحر کر رہی ہی اسنے گولہ مارا ملکہ کنیز زمین پر آئین بدیع الزمان وامیہ کے گرد پھرنے لگین مگر
لنگار جادو کا گھر ہی سب تحفہ جات تیار صندوقچہ موجود تھا نکال کر سحر کرنے لگی جب کنیز پر سحر کیا کنیز گھبرا گئی
ایسی ہی ساحرہ ہی جو اپنی جان بچا لیتی ہی قیامت کے سحر لنگار کر رہی ہی دو سحر ایسے کیے برقین گرین دو زخم
کنیز نے کھائے اب یہ ملعونہ تیغہ کھینچ کر اٹھی اور کنیز پیچھے ہٹی قصد رکھتی ہی کہ کنیز ہٹے تو سر کاٹ لون کنیز پیچھے
ہٹتی جاتی ہی منہ سے اُف اُف کر رہی ہی شعلے آتش کے بھڑکتے ہین لنگار جادو پر گر رہے ہین لنگار [illegible]
پھر دیکھتی ہی ابر پانی کا قطرہ برستا ہی شعلے کو بجھا دیتا ہی بدیع الزمان وامیہ دیکھ رہے ہین کہ کنیز قتل ہوا چاہتی
ہی فرماتے ہین ہا ہم بدنصیبون کی مدد کو آئی اُسکو بھی فلک نے روز سیاہ دکھایا زخمی ہو چکی قتل ہوا چاہتی ہی

پروردگار ہم پر فضل کرے بیچاری بچے اسپر کوئی زوال نہ آنے پائے یہانتک کہ جو دعا کی رنگین جادو آکر پہونچی
رنگین نے آسمان سے یہ سحر کہ دیکھا کہ بدیع الزمان وامیہ مسلسل و مطوق بیٹھے ہین کنیز سر خمدار بیچھے پیٹھی ہائے چلی
آئی انگار جادو کے سحر نے آفت برپا کی ہے کنیز کو قتل کیا چاہتی ہے یہ سحر تیار کرکے گرک سے جو گری انگار
کے دو ٹکڑے کیے اوچین اٹھاکر بدیع الزمان کے گلے مین ڈالدین تمام کنیزین لڑنے لگین تھیدو ہوئی
بدیع الزمان نے نعرہ کیا جب دس پانچ کنیزین قتل ہوئین کنیز و رنگین کا سحر کنیزین کیا برداشت کرسکتی
ہین فریاد کرنے لگین پکارتی تھین فریاد ہے طلسم کشائی اے طلسم کشا ہمکو امان دے مسلمان ہوتے ہین
اپنی بدبختی پر روتے ہین بدیع الزمان نے ہاتھ روکا سب کنیزین مسلمان ہوئین کنیز قدمون سے لپٹ گئی
رنگین نثار ہوئی بدیع الزمان نے پوچھا اے کنیز تمھارا آنا کیونکر ہوا عرض کی ملکہ شمشم گوہر پوش نے خواب
پریشان دیکھا کنیز کا بھی عجب حال تھا قلب پر ہجوم غم و ملال تھا آخر دلگیر تاب نہ آئی مجھے خیال ہوا کہ چلکر
قدمبوسی کرین اس خیال مین حاضر ہوئی سرکار کو اس کیفیت مین دیکھا شکر ہے کہ اس ملعونہ کو مارا مطلب دلی
حاصل ہوا بدیع الزمان نے فرمایا آپ سب جاؤ جب رخصت ہون مین مرحلۂ ثانی پر جاؤنگا لوح خبر دیتی
ہے کہ آئندہ حشام جادو سے مقابلہ ہے رنگین نے گھبراکر کہا پروردگار آپ کو اُسکے مکر سے بچائے بڑی
بلائے روزگار ہے اس لنگار کو اُسی نے تعلیم کیا تھا اتنا ضرور خیال رہے کہ جو کوئی سامنے آئے آپ بے لوح
دیکھے کوئی کام نہ کرین وہ کسی کا مکر آپ پر نہ چل سکیگا آپ صاحب لوح ہین جسوقت ہوشیار ہونگے کوئی
کچھ نہین کرسکتا اگر غفلت شعار ہین تو سب چیزین بیکار ہین اگر حضور نے لوح کو دمبدم ملاحظہ کیا تو بعد
حشام بادشاہ طلسم سے مقابلہ پڑیگا بڑی سخت لڑائی ہوگی سب ساحر اسی پر آمادہ ہین کہ اگلی جو مرحلہ پر جاے
طلسم کشا کو زنجیرون مین رسیون مین گرفتار کرین سب طرح کے سامان محیط نے ممکن کیے ہین لونڈیان
بھی پہونچینگی مگر حشام سے خدا آپ کو بچائے بدیع الزمان نے سب کو رخصت کیا لوح کو دیکھا تو لکھا
تھا کہ اپنے کو مرحلہ حشام جادو پر پہونچاؤ مگر یکہ و تنہا جاؤ کسی کی اعانت نہ ہو اجل جنبی اگر لیکر جاؤگے گرفتار
ہو جاؤگے بدیع الزمان بوجہ نشان نہ پانے کے پھر لوح کو دیکھا مرقوم تھا باغ سے نکلکر طرف دست
راست کے جاؤ مقام حشام جادو ملیگا بدیع الزمان باغ سے نکلکر اُسی سمت روانہ ہوے یہی قصد
ہے کہ مقام حشام پر پہونچین کوئی دو کوس راستہ طے کیا تھا کہ سامنے سے گرد اڑتی دیکھا چند معشوقان
پریچہرہ چلی آتی ہین قریب بدیع الزمان کے پہونچین جھک جھک کے سلام کیا اُن سب نے دو دو
اشرفیان ہاتھ پر رکھکر بدیع الزمان کو نذر دین کہا آپ کے صدقے مین رہائی پائی آپ نے لنگار
کو قتل کیا ہمنے قید سے فراغت پائی ہم سات بہنین ہین سلطنت طلسم کلید ہمارے باپ کی تھی
اس محیط حرامزادے نے ہمارے باپ کو قتل کیا ہمین قید کرلیا بچپن سے سحر و ساحری سے
نابلد ہین نہ مددگار سات برس کے بعد آج رہائی پائی سحر تک نہین جانتے ہم آپ کی کیا مدد کرینگے
مگر راہ مکان محیط بخوبی جانتے ہین ایسے وقت پر پہونچا دین کہ یکہ و تنہا ملے قتل کر لیجیے سب طلسم
قبضے مین آجائے بدیع الزمان نے اُنکی بھولی بھولی صورتین دیکھین ناخن بڑھے ہوے بال
پریشان کپڑے میلے کچیلے بدن مین دل بیقرار ہوگیا فرمایا ہم تمھاری سلطنت تمکو دینگے اُنھون نے
عرض کی خدا آپ کو سلامت رکھے ہماری یہی سلطنت ہے کہ ہم قید سے رہا ہین کنیزان حضور مین

منسوب کیے جائین اب ہمسے انتظام سلطنت کیا ہوگا کنیزون مین سرکار کی رہینگے مگر آج حضور محیط کو
ضرور قتل کرین بدیع الزمان اُنکے ساتھ چلے ایک چھوٹے سے باغ مین لیکر یہ ساتون بدیع الزمان کو
آئین مگر باغ ویران روشین ٹوٹی ہوئین نخل گرے ہوے عرض کی حضور یہ باغ ہمارے بزرگون نے
ہمارے ٹہلنے کیواسطے بنایا تھا بدیع الزمان نے فرمایا کہ انشاء اللہ یہ پھر آباد کیا جائیگا وہ ساتون
اپنے حال بیان کرکرکے روتی ہین اور کہتی ہین حضور ہمکو بعد آٹھ پہر کے ایک آبخورہ پانی کا اور دو روٹیان
ملتی تھین بدیع الزمان فرماتے ہین نہ گھبراؤ تمھاری خدمت کو کنیزین مقرر کی جائینگی تمھارا ملک موروثی
تمکو ملیگا بارہ دری مین آکر بدیع الزمان بیٹھے اُن سات مین سے ایک نے کہا بوا کچھ طلسم کشا کی دعوت
کرو ایک نے کہا مین ابھی لائی ایک اُنمین سے دوڑی ہوئی گئی ایک پھل توڑکر لائی ہاتھ مین بدیع الزمان
کے دیا کہا حضور یہ پھل اس باغ مین نایاب ہے اس پھل کو ثمر خوشگوار کہتے ہین اسکو نوش فرمائیے وہ پھل
بدیع الزمان نے ہاتھ مین لیکر دیکھا نہایت خوش وضع خوشبودار کبھی ایسا پھل نگاہ سے نہ گذرا تھا
بدیع الزمان اُس پھل کو ہاتھ مین لیکر دیکھنے لگے وہ ساتون یہ کہکر بھاگین کہ ہم اور پھل پھول آپکے
واسطے لائین جب وہ ساتون نیچے اُترگئین پھل خودبخود شق ہوا ایک میمون نے نکلکر چیخ ماری کہ ارے
طلسم کشا آگیا گوشہ ہاے باغ سے ہزارہا بندر بڑے بڑے قد منہ مثل قعر بلا کے کھولے ہوے وہ
بندر بدیع الزمان پر آپڑے چاہتے تھے جسم نوچ ڈالین کہ پہلو سے آواز آئی ای شہریار سبحان اللہ کس
بلامین اپنے کو پھنسایا ارے تو آنکھین کھولے لوح کو ملاحظہ فرمائیے ورنہ یہ جانور ہلاک کرڈالینگے شاہزادہ
بدیع الزمان حسب کہے الگ ہوے اور پلٹ کے دیکھا اجل جنی پکار رہا ہے بدیع الزمان نے لوح
کو دیکھا لکھا تھا لوح انکے درمیان مین پھینکدو پھر تماشاے قدرت پروردگار دیکھو بدیع الزمان نے
لوح کو اُتار کر پھینکا آپسمین وہ لڑنے لگے تھوڑے عرصے مین سب لڑکر ہلاک ہوے ایک میمون کلان
باقی رہا وہ بدیع الزمان پر حملہ آور ہوا بدیع الزمان نے لوح محفوظ اُسکو دکھادی اُسنے ایک چیخ ماری
اُسکے منھ سے شعلۂ آتش نکلا جلکر خاک ہوا سارا باغ آتش مہار ہوگیا سنگباری و برفباری ہونے لگی بعد
عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من میمون جادو بود کہ ایک طرف سے نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا
ایک پہلوان زبردست گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار سوار و پیدل وہین سے للکارتا ہوا
او طلسم کشا غضب کیا میرے غلام کو مارا اپنے نزدیک بڑا بہادر ہے اگر دعوی جرأت ہے میرے سامنے آ
بدیع الزمان سامنے پہونچے وہ گینڈے سے کودا نیزہ مارا بدیع الزمان نے نیزہ توڑڈالا اُسنے ہاتھ
تلوار کا مارا بدیع الزمان نے روک کر ہاتھ مارا کہ سر اسکا زخمی ہوا اسنے اہالیان فوج کو آواز دی کہ اس
جوان کو مارلو سات ہزار جوان بدیع الزمان پر آپڑے بدیع الزمان نے ایک سوار کو مار اسکا اسپ لیا
اب اسپ سوار ہوے فوج پر جا پڑے تلوار چلنے لگی جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے وہ جوان زخمدار
الگ کھڑا پکار رہا ہے یارو طلسم کشا اکیلا ہے بلوہ کرکے گرفتار کرلو مگر بدیع الزمان ہمہ تن چشم بنے ہوے
لڑ رہے ہین بائین ہاتھ مین گرد سپر کا داہنے ہاتھ مین تیغ بیدریغ جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے
چہار جانب سے سوار پیدل گھیرے ہوے ہین اگر ایک مرا دس آگئے دس مارے گئے سوا ہے پہلوان
پر پہلوان ٹوٹ رہا ہے کئی سو جوان اُسی مقام پر بدیع الزمان نے مارے مگر پلٹ کے جو دیکھا لاشہ کسی کا

معلوم نہین ہوتا اب تردد ہوا لڑتے لڑتے لوح کو دیکھا لکھا تھا وہ جوان زخمدار سرہنگ جادو وزیر اعظم
حشام جادو ہی جب تک وہ نہ قتل ہوگا یہ فوج کم نہوگی پہلوان کی وضع بنکر آیا ہی کہ طلسم کشا دھوکا کھائے
آخر لڑتے لڑتے آپ تھک جائینگے اس حال مین وہ آپ کو گرفتار کر لینگے بدیع الزمان نیزہ ہلاتے
ہوے چلے جو بیچ مین آیا غربال ہوا کسی کو ہاتھ تلوار کا مار دیا کسی کو اچھر سپر کی مار دی سامنے جوان زخمدار کے
پہونچے للکارا کہ او نامرد اسی منھ پر دعوی پہلوانی زخمی ہوکر بھاگا اور پھر منھ دکھا رہا ہی شرم نہین آتی اُسنے
خبردار خبردار کہکر ایک ہاتھ مارا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا کہ اُس
کے دو ٹکڑے ہوے تمام اہالیان فوج گھبرا گئے فریاد کرتے تھے کہ ای جوان تو نے کیا غضب کیا ہمارے
افسر کو مارا ہمین پناہ دے نہین اپنی جان دینگے یہ کہکر وہ سب بلوہ کرکے آپڑے بدیع الزمان نے
لوح کو گردش دینا شروع کیا سوار و پیدل جلنے لگے ایک گھڑی بھر مین سب جلکر خاک ہوے صدائین
ہیبت ناک بلند ہوئین دیوارین باغ کی گر گئین سرو اُس باغ کے پا گل نرگس کی آنکھین پتھرا گئین سنبل نے
بال کھولدیے سوسن خاموش ٹھہرون کو بحر الفت کا جوش باغ مین سناٹا ہوگیا بدیع الزمان نے دیکھا
کہ ایک لاشہ ساحر کا پڑا ہی سب غائب ہوگئے لاشہ کسیکا معلوم نہین ہوتا مگر اجمل جنی کو دیکھا کہ سامنے
سے چلا آتا ہی عرض کی ای شہریار بڑی تکلیف اُٹھائی براے خدا لوح کو دیکھ لیا کیجیے یہ دونون سرداران
حشام تھے اب حشام ضرور آئیگا بڑی سرکشی دکھائیگا اجمل جنی سمجھا رہا ہی کہ ای شہریار جو کوئی آئے بے
لوح دیکھے کلام نہ کیجیے آپ کو بالکل اسکا خیال نہین رہتا آپ نے مجھسے کیون کلام کیا لوح نہ ملاحظہ کی
ایک ایک گل و خار آپ کے نام کا دشمن ہی ذرا چوکیے گا غضب ہوجائیگا اگر اب کی مرتبہ لوح گئی پھر ملنا
نہایت دشوار ہوگا یہ کہکے عرض کی غلام رخصت ہوتا ہی میرا عرض کرنا خیال مین رہے فراموش نہو
یہ کہکے اجمل جنی بدیع الزمان سے رخصت ہوا بدیع الزمان ایک جانب چلے اُس باغ ویران سے
نکلکر لوح کو دیکھا احکام کو ذہن مین کرکے سمت دست راست روانہ ہوے ہر مقام دیکھتے بھالتے چلے آتے
ہین تھوڑی دور چلے تھے کہ سامنے سے امیہ پیدا ہوا امیہ نے آگے بڑھکے سلام کیا بدیع الزمان
نے کہا امیہ کہان چلے امیہ نے عرض کی کہ ای شہریار غلام نے خبر پائی کہ حضور گھر گئے غلام چل نکلا شکر
ہی کہ وقت پر پہونچا کہیے کیا معرکہ پڑا بدیع الزمان نے دونون معرکون کے ذکر کیے کہ خدا نے اپنا فضل
کیا اجمل جنی نے بڑا کام کیا کہ پھر مجھکو آگاہ کیا ابھی رخصت ہوگیا ہی مین حشام کی تلاش مین جاتا ہون
یقین ہی کہ اب اُسی سے مقابلہ پڑے امیہ نے عرض کی ای شہریار مین نے ایک خبر وحشت اثر سنی ہی
کہ حضور کی لوحین بدل گئین ذرا مین دیکھون بدیع الزمان اچھا کہکے لوح اُتارنے لگے مگر دزدیدہ نگاہ لوح
پر ہی نوشتہ پایا کہ یہ مکار جادو حشام جادو کا غلام ہی خبردار لوح دینے کا قصد نہ کرنا بلکہ جسطرح بنے
اسکو قتل کرو یہ نوشتہ دیکھکر بدیع الزمان کو بڑا غصہ آیا کہا لو ای برادر لوح دیکھو شاید بدل گئی ہوگی
مگر تم پہچان لوگے جیسے ہی امیہ نے ہاتھ بڑھایا بدیع الزمان نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور ایک
طمانچہ مارا کہ سر امیہ نقلی کا اُڑ گیا لاشہ تھرا کے زمین پر گرا آواز آئی کشتی مرا نام من مکار جادو غلام
حشام جادو بود لاشہ بھی تڑپ تڑپ کے سرد ہوا اب تو شاہزادہ بدیع الزمان آستینین چڑھا کے
آگے بڑھے جی مین فرماتے ہین کہ اس مرحلے مین بڑے بڑے مکار بڑے بڑے فطرتی آئے

۱۱۳

کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی کہ کوئی چیخین مار مار کے رو رہا ہے اس رونے مین یہ اشعار مفہوم ہوتے تھے نظم

صدمے پہونچے ہین ہمارے بازوؤن پر سیکڑون
گم ہوے ہین اپنے یوسف سے برادر سیکڑون

بے نیازی کے ہین کشتے ناز پرور سیکڑون
سو گئے ہین شمشیر تغافل سے برابر سیکڑون

عاشق مفلس تونگر حسن کی دولت کرے
سیر ہون اس خوان نعمت سے قلندر سیکڑون

چشم مستانہ کی گردش سے تہ و بالا ہون دل
عشقبازون کی صفین الٹین یہ ساغر سیکڑون

یہ سعادت لکھی ہے قسمت مین کس کی دیکھیے
خون گرفتہ ایک مین ہون اور خنجر سیکڑون

جستجو اس شوخ کی بدلیگی رنگ آسمان
سبع سیارے سے پیدا ہونگے اختر سیکڑون

کون مجھسا بادشاہ وقت ہے آج اے صنم
کسکے کوچے مین فقیرون کے ہین بستر سیکڑون

کوے جانان کی زمین ہموار ہو اے آسمان
پا برہنہ پھرتے ہین یان خاک بر سر سیکڑون

وہ رگ سودا ہون مین فرقت جنون کے درمیان
لوٹ کر رہ گئے ہین جس مین نشتر سیکڑون

عید کی آمد ہے آرائش کی فکر اس بت کو ہے
ہر طرح کے ہوتے ہین تیار زیور سیکڑون

پھر گئے ہین معرکون مین مجھسے تلوارون کے منھ
سخت جانی نے مری توڑے ہین خنجر سیکڑون

عاشق بے صبر کے دل کو نہ کیجے ناپسند
مال مفلس مول لیتے ہین تونگر سیکڑون

جلوہ گر ہے حسن ہر جا عاشقون کے واسطے
خوبصورت رکھتے ہین یہ ہفت کشور سیکڑون

صاف آئینہ نہ بن سکتا ترے رخسار سا
اک سکندر کیا اگر ہوتے سکندر سیکڑون

اس نشان سے قد کے ہونگے مرد میدان شیفتہ
جان نثاری پر کمر باندھینگے لشکر سیکڑون

کھیلنا آسان نہین ہے کھیتین عشق کا
نقش سے اسکے ہین مثل مہرۂ ششدر سیکڑون

بحر ہستی مین مین وہ کشتی ہون جسنے بیشتر
شوق مین گرداب کے توڑے ہین لنگر سیکڑون

دل دیا چاہیے تو آتش دلربا موجود ہین
خوبتر سے خوبتر بہتر سے بہتر سیکڑون

اے گردون دون وای انقلاب بوقلمون یہ کیا رنگ ہمکو دکھایا کیفیت لونا فشان اب سمجھے حکم دے ملک الموت کو کہ جلد قبض ارواح کرے دیکھین تقدیر کیا دکھاے بڑا تڑپنا پھر کیا ہمکو واسطے شبنم گوہر پوش کے ہے اپنی جان کا ہمکو افسوس نہین بدیع الزمان نے پلٹ کر دیکھا ملکہ رنگین کو ایک ساحر پکڑے ہوے لیے جاتا ہے ملکہ رنگین روتی ہوئی یہ کلمات کہتی جاتی ہے کبھی آنسو پونچھکر یہ کہتی ہے نظم

اس سے مرنا مجھے اپنا قلق جان ہوگا
وصل کی شب یہ گمان شب ہجران ہوگا
ہاے میلا ہوا یہ حال کہ سمجھا بیدرد
شکوہ اسکو نہ سمجھیے کوئی ارمان ہوگا
دم تو نکلا ابھی مگر دل سے نہ پیکان نکلا
کیا جنم مین بھی کوئی کوچۂ جانان ہوگا
تم بھرے آنسو پہ بگڑوگے کہو ہان یا نہ کہو
مجھکو اس جینے سے مرنا بہت آسان ہوگا

کہ نہ دیکھیگا اب مجھے وہ تو پشیمان ہوگا
تو سلامت ہے تو عالم کو گزرتا کیا عجب
خاص اسواسطے آتا ہے کہ پرسان ہوگا
ایکدل اسمین ہوس تیرے ستم سے افزون
یہ بھی شاید اسی بیرحم کا ارمان ہوگا
کیا سبب آپنے دی قیس کو مجنون ستم
اشکو جو نکلے گا منھ سے مرا ارمان ہوگا
مین تو مرتا ہون فقط حشر مین جینے کیلیے

گر یہی آپ کے انکار رہینگے تا صبح
ہاے پھر کون مرے حال کا پرسان ہوگا
مین تو عاشق ہون غلط آپ سے تو کچھ نہ کہا
یہ وہ آئینہ ہے تو دیکھ کے حیران ہوگا
کیون ڈراتے ہین یہ واعظ کہ خدا [illegible]
آدمی ہین ہمی ہون وہ بھی کوئی انسان ہوگا
قتل کر رحم کے بدلے کہین حل مشکل ہوگا
کہ مرے ہاتھ مین وان آپکا داماں ہوگا

دینگی کیون حسرت برخاست ہمارے دل کی
ہم ہی دیگا تو مرے حق مین وہ درمان ہوگا
دیکھین کیا آپ پہ گذرتی ہی خدا رحم کرے
اتنا تو اپنا بھی جگر رشک گلستان ہوگا

جو یہان آئیگا وہ آپکا مہمان ہوگا
بیٹھنے دیگی نہ کونے مین بھی وحشت مجکو
ہاے وہ اشک جو میرے تہ داماں ہوگا

سخت جانون کیلیے موت کہان او ظالم
تیغ کو زیر قدم صحن بیابان ہوگا
کثرت داغ جدائی جو یہی ہی تو نسیم

یہ حال پر ملال دیکھکر بدیع الزمان کا کلیجہ منھ کو آگیا آواز دی او نامرد اس محبوب جانی یار جاودانی کو کہان لیے جاتا ہی چھوڑ دے ورنہ قیامت برپا کرونگا رنگین نے جو بدیع الزمان کو دیکھا عرض کی ای شہریار آپ کے آنے کے بعد محیط جادو باغ مین آگھس پڑا سب کو گرفتار کر لیا مجھکو تو یہ ساحر یہان گرفتار کر لایا ابہا اُس بیحیا نے سحر کر دیا کہ مین سحر سب بھول گئی دیکھیے زبان مین زور نہین مگر کچھ یاد نہین نہین معلوم ملکہ شبنم کو کہان لے گئے خدا انکو آپ سے ملائے ہم تو اب رخصت ہوتے ہین کہ اس ساحر نے ملکہ رنگین کی آنکھ مین پہلے تلوار کا مارا کہ ملکہ رنگین کی آنکھ پھوٹ گئی ملکہ نے ایک چیخ ماری کہ واری غضب ہوا اور آنکھ سے جو خون جاری ہوا تمام جسم خون سے رنگین کا رنگین ہو گیا بلک بلک کے ملکہ رنگین نے رونا شروع کیا بدیع الزمان نے خیال کر کے دیکھا کہ مین ہر چند دوڑتا ہون مگر قریب نہین پہونچتا وہ ساحر کشان کشان ملکہ کو لیے جاتا ہی رنگین کے کلمات حسرت زبان پر کہ ای شہریار میری بدقسمتی ملکہ شبنم کو بیہوش پر بھی ہوگی بدیع الزمان نعرہ کر کے جھپٹے اُس ساحر نے ہاتھ مارا کہ سر کٹ کے ملکہ رنگین کا زمین پر گرا لاشہ بھی دو ہنر سے گرا ہو تڑپا صاف ثابت تھا کہ ستارۂ سحری چمک رہا ہی اور وہ ساحر ملکہ رنگین کو مار کر ایک جانب بھاگا بدیع الزمان نے چاہا پیچھا کرون کہ وہ نخلستان مین جا کر غائب ہوا بدیع الزمان پلٹ کر لاشہ رنگین پر گرے پچھاڑین کھاتے تھے کبھی فرماتے تھے ای عاشق صادق صاحبان ظرف ایسے ہی ہوتے ہین جو تمنے کیا ملکہ شبنم کو بیہوش کو کس لطف سے بچایا قبضے سے محیط کے نکالا ہاے عیش و آرام دنیوی تمنے نہ دیکھا تمہارا داغ عمر بھر کلیجے پر رہیگا کبھی فراغ نہوگا افسوس تمہارا غم ایسا نہین کہ جو فراموش ہو نظم

آغوش رشک حلقۂ اہل عزا ہی آج
جیتے تہے تو لال لبا چوسنے منہ کیا
اب کاٹنے مین ہا کہان وہ مزا ہی آج
آواز ہاے ہاے کی آتی ہی متصل
اپنی خبر نہین مجھے کیا جاتا رہا ہی آج
بیٹے مجھے جو روتے وہ کتنے تھے بارہا
دل آہ زندگانی سے کتنا خفا ہی آج

بسیار شور رعد ہوا آب اشک پر
تغیر رنگ شرم و خجالت فزا ہی آج
مجھکو نہ اپنے ساتھ عدم مین لیے گیا
گردون طلسم گنبد ماتم سرا ہی آج
ای دل خبر لے نغمۂ شادی کو کیا ہوا
کیا روئیے اُسی کا یہین بیٹھنا ہی آج

خمیازۂ عیش کا مرا دل کھینچتا ہی آج
کیسا وفور شیون و جوش و بکا ہی آج
پانی کے بدلے منہ مین بھر آئے ہی لہو
ہر دم شکایت نفس نارسا ہی آج
اتنے کہان حواس کہ تدبیر مرگ ہو
لب پر ہمارے نالہ و احسرتا ہی آج
اُترین گلے سے گھونٹ نہ آب حیات کے

یہ اشعار درد آمیز عبرت خیز حسرت آثار پڑھ کے بدیع الزمان چیخین مار مار کر رو رہے ہین کیا عجب ہی کہ اپنے کو ہلاک کرین ہر مرتبہ مستعد کرتے ہین کہ خنجر اپنے شکم مین مارین کہ پشت سے آواز آئی کہ ای شہریار کنیز کو بچائیے بدیع الزمان نے دیکھا وہی ساحر سیہ فام بدانجام جلاد صاحب بیدار جسنے رنگین کو قتل کیا تھا کثیر جادو کا ہاتھ پکڑے ہوے آتا ہی اور کثیر جادو کا چلانا غل مچانا کہ ای شہریار آپ کی محبت مین یہ حال ہوا کتے کی موت مرے ہین اپنی جان کو آپ پر نثار کرتے ہین فاتحہ خیر سے ہلو فراموش نہ کیجیے گا اس ملعون نے میرے روح روان کو قتل کیا مجھکو قتل کرے تو مین مہلت پاؤن

اپنی پیاری سے جا کر عدم مین ملون آپ کو ہم ایسی خدمتگذارین بہت ملینگی ہم یہ سمجھتے تھے کہ اجل ہماری
قریب ہی یہ لونڈی بدنصیب ہی کچھ خدمتگذاری نہ کرنے پائے فتاحی طلسم کلید بھی نہ دیکھی محیط نے اپنی حکومت
دکھائی کیا ستم کیا کہ ہم کو سحر فراموشس ہی محیط جادو اُسکا اسم ہی سحر بھی اُسکا محیط عالم ہی لونڈی قریب قبر
پہونچ چکی بعد رنگین ایسی بی بی نے ہم زندہ رہین گی کوچون کی ٹھوکرین کھائین قتل ہو جائین تو بہت
بہتر ہی مگر افسوس ہی کہ آپ تنہا ہوتے ہین نہین معلوم ملکہ شبنم گوہر پوش کو کیا کیا اور کہان لیگیا اس
پروردہ مہد ناز ونعم پر کیا گذری ہم تو لونڈیان ہین ہمارا خیال بھی نہ کیجیے مگر اُس شاہزادی والاقدر
اپنی عاشق شیدا کو تلاش کیجیے نجومن سے دشمنون کے بچائیے ہم تو نثار ہوتے ہین اپنی بدنصیبی پہ
روتے ہین مگر آپ کو گواہ کرتے ہین کہ مذہب قدیم پر لعنت کی مذہب وحدہ لاشریک اختیار کیا
کلمہ پڑھنے کی مہلت نہ پائی مگر دل وجان سے مطیع ہوئے درجے ہمارے رفیع ہوئے شاہزادہ
بدیع الزمان دوڑے اُس ساحر نے کہا او پسر حمزہ کیون کد وکاوش کرتا ہی کیون اسقدر کوشش کرتا
ہی ہمارے بادشاہ کا حکم ہی کہ اسکو قتل کرو تم لاکھ جیو ہم نہ چھوڑینگے حکم قطعی ہو چکا ہی کہ انکا سر کاٹ اب
ہم کسکا حکم مانتے ہین تمہارے رونے سے خوشی ہوتے ہین یہی حکم ہی کہ طلسم کشا کو ایسے صدمے پہونچاؤ
کہ تڑپ تڑپ کے مرجائے بدیع الزمان تیغہ کھینچکر دوڑے اُسنے ہاتھ مارا کہ شیر جادو کے دو ٹکڑے
ہوے اور پھر ساحر بھاگ کر غائب ہو گیا یہ کہتے بھاگا کہ تمہاری روح روان کو لاتا ہون بدیع الزمان
کبھی لاشہ شیر پر گرتے ہین کبھی لاشہ رنگین سے لپٹتے ہین پچھاڑین کھاتے ہین کہ پھر رونے کی آواز کان مین
بدیع الزمان کے آئی اب کی یہ صدا اٹھی کہ اے شہریار داغ حسرت لیکر پردۂ دنیا سے جاتے ہین
عدم مین بھی چین نہ ملیگا مگر برائے خدا گاہے گاہے مزار غریبان پر ضرور قدم رنجہ فرمایئے گا شعر
چو آید بہ پیروت بعد مردن بر مزار ما ❊ بہ استقبال تو مستانہ برخیزد غبار ما ❊ بلکہ کیا تعجب ہی کہ کشتۂ حسرت کے
پاس کی تربت سے صدائے درد آمیز آئے شعر اے شہسوار گور غریبان بہ آ نکل ❊ اپنی بھی مشت خاک
ہو تیری رکاب مین ❊ مگر افسوس یہ دن ہمکو نصیب نہوا کہ زبان پر جاری ہوتا باعث رفع بیقراری ہوتا فرد
روشن شد از وصال تو شبہاے تار ما ❊ صبح قیامت است چراغ مزار ما ❊ اس ہستی ناپائدار مین یہ غم والم
لینے آئے تھے اس گذرگاہ کو ایسا قلیل نہ سمجھے تھے بدیع الزمان نے پلٹ کر دیکھا کہ وہی ساحر
سیہ رو بدخو ملکہ شبنم گوہر پوش کا ہاتھ پکڑے ہوے کشان کشان لیے جاتا ہی ملکہ اُفتان وخیزان
گریبان ونالان چہرہ اُداس عالم یاس ساحر منہ پر طمانچے مارتا ہوا آتا ہی بدیع الزمان اُٹھکر دوڑے مگر اُس کے
پاس کب پہونچتے ہین اُسنے زنجیل آکر ملکہ کے گلے مین پھانسی لگا دی درخت مین لٹکا کے چھوڑ دیا آپ بھی
بھاگا بدیع الزمان ہائے جان جہان کہکر دوڑے لاش سے لپٹتے تھے منھ پر منھ رکھتے تھے کبھی
ہچکیان مار مار کر فرماتے تھے نظم

سر پیٹتا ہی شانہ پڑا دونون ہاتھ سے
اس دست رشک پنجہ مرجان کو کیا ہوا
دل مین شکن ہی زلف مسلسل کدھر گئی
کچھ زخم سینہ مین نمکدان کو کیا ہوا

دولی طرح سے یہ بھی چلی جان کو کیا ہوا
کیا جانے اسکی زلف پریشان کو کیا ہوا
شبنم کو پھر ہی جانب خورشید التفات
برہم ہی حال کاکل پیچان کو کیا ہوا
بوئے قبائے یوسف گل ہی نسیم مین

دم بھی نہین ہی ہر دم مرجان کو کیا ہوا
پیتی ہی اپنا خون دل افسوس سے حنا
شرمندہ ساز مہر درخشان کو کیا ہوا
لذت فنا نہین الم اُس لب گیا ہی
اُسکے شمیم عطر گریبان کو کیا ہوا

گردش پہ اپنی ناز ہی پھر روزگار کو
اُس خوش نظر کی جنبش مژگان کو کیا ہوا
عیب و حجاب شمع رخان جہان گیا

اُس چشم رشک فتنۂ دوران کو کیا ہوا
کتان ہی سینہ چاک رخ ماہ دیکھکر
وہ مہر آسمان نکوئی کہان گیا

دعوی ہی شوخیون کا غزالان دشت کو
اُس رو کشی غیرت مہ تابان کو کیا ہوا
اسقدر تڑپے پھڑکے کہ طائران

صحرا بے نکلے رونے پر رونے لگے تھے شعر جانور کہتے تھے یہ آشیان + دل منہوا آہ غیر کے نشیمن دور وکے قمری نے جب کیا نالہ + سرو گلشن کا بھر گیا تھالہ + بال سنبل نے اپنے کھولدیے + چشم نرگس سے آنسو بہنے لگے + سبزۂ خوابیدہ بھی بیدار ہوا نوک سبزہ پر قطرات شبنم نہ تھے سبزے کی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے تھے موجہ ریگ بر روان خنجر بران تھا ہر ریگیات کے آگلے پہ خنجر چل رہا تھا زمین سے عوض خاک اڑانے کے دھوان نکل رہا تھا نخل شاخون سے سر پیٹتے تھے پتے کف افسوس ملتے تھے ہوا کے جھوکون سے جو تھرائی تھی درخت چاہتے تھے زمین پر گرین اس محبوب ماہ رخسار کا ماتم کرین ہر ذرہ بیتاب ہر بوندے کو گرد کے پیچ و تاب خاک اُڑا رہے تھے ہر طرف سے صحرا مین رونے کی آواز آتی تھی گاوِ زمین کا جگر کباب مثل ماہی بیتاب آسمان سے معلوم ہوتا تھا خون برستا ہی بدیع الزمان کا ملکناد ہر بہا ہر ایک پر ناگوار پہاڑ پتھرون سے سر ٹکراتے تھے دامن چاک کرنے کو ہاتھ بڑھاتے تھے ہوا جلتی تھی آتش مصیبت مین جلتی تھی طفلان غنچہ خاموش گلون کو بیقراری کا جوش طائران خوشنوا زمزمہ سرائی بھولے اس محبوب کے غم مین ایسے چپوے ہوا کا سائین سائین چلنا طائران صحرا کا رنگ بدلنا ہر شجر سے رنج و مصیبت ظاہر عندلیب کو بیقراری گلون کی آہ و زاری صاف آواز آتی تھی کہ کس معشوق محبوب نے انتقال کیا فلک ایسے ہی نیرنگ دکھاتا ہی یہ ظالم کسیکو خوش نہین ہونے دیتا ہر مقام پر سنگ تفرقہ پھینکتا ہی دارا ایسے بادشاہ کو سکندر سے شکست دلوائی ضحاک ماردوش نے کیا مصیبت اُٹھائی رستم کا جاہ و جلال سہراب کا باپ کے ہاتھ سے انتقال رستم کا شغاد کے ہاتھ سے مارے جانا زال کی کمر مین خم آنا ایسا شخص دنیا سے اُٹھ گیا اصل تو یہ کیفیت ہی نظم

نہ سکندر رہی نہ آئینۂ حیرت افزا
سیکڑون قافلے ایسے ہی گئے اس رہ سے
کسکو گل کرنہ گئی جنبش دامان قضا
اس گلستان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم
جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا

نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہی
گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا
کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
کہ سلیمان کا بر باد ہوا تخت ہوا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
ٹھنڈی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج اُنکے غبار
اے مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

شاہزادہ بدیع الزمان کا یہ احوال ہی کہ خود کہین زرہ کہین خنجر کہین سپر بے پشتیبانی نہ کی تلوار قبضے مین رہی کمان مین خم آیا خنجر بیدم ہوا اگر لاشہ شبنم کو بیہوش دیکھکر جو قلب بدیع الزمان تھرایا دل سے کہتے ہین کہ ای بدیع الزمان بعد ایسی معشوق خوبرو کے زندہ رہنا بڑی بیحیائی ہی اسی حیلے سے اجل آئی ہی زندگی چند روزہ ہی آج کے جان دینے مین نام ہی عاشق ہمیشہ سے ناکام ہی انھین کے ساتھ عدم مین چلو منازل ملک عدم طے کرین چاہنے والون کے ساتھ مرین ایک دن موت ضرور آئیگی یہ نہ سمجھے تھے کہ محبت یہ رنگ دکھائیگی گھبرا کر اپنے مقام سے لڑکھڑاتے ہوے اُسطرف منھ طرف باختر کے کر کے آواز دی ای والدہ ماجدہ یہ غلام رخصت ہوتا ہی حق شیر بحل فرمایئے گا غم و الم کو دل مین راہ نہ دیجیے گا ہماری بہن زریدہ شبہ گیر کو

دیکھکر دل کو بہلاتے ہے گا کبھی پکارتے ہین بھائی علمشاہ تمھارے فرزند قاسم کو چھوڑانے چلے تھے اجل نے دامن
نچھوڑا الشند مرگ نے گھیر لیا اب نوبت بجان رسید و کارد باستخوان ہین اگر شنا سے ہین اور دیکھو تو تصور فرمائیے گا کہ بھائی ہمارا
مر گیا کبھی بیٹے کا نام لیا کبھی زوجہ کو آواز دی ملکہ گوہر ملک تمنے ہمارے واسطے سلطنت سنجان چھوڑی
فرزند اپنے نور الدہر سے دل بہلانا بیوہ ہونے کا افسوس نہ کرنا وہی تمھاری آس مراد ہی یقین ہی جب قبلہ و
کعبہ طلسم نور افشان فتح کرین تو وہ بھی رہائی پائین آپ کو جب ہمارے مرنے کی خبر پہونچے سجدۂ شکر
پروردگار کیجیے گا چلائیے نہ رونا تمھاری آواز بیرون قلعہ نہ آئے ہماری روح شرمائیگی تمھارے فرزند کو بھی
غیرت آئیگی کیا خدا نے تمکو مرتبہ دیا کہ نور الدہر ایسا فرزند ملا پھر ملک کے آواز دی فرد شک آن روز
کہ بیرفت زدنیا می گفت * ای فلک یار مرا یار ما خواہی کرد * یہ کہتے ہوے جو اُٹھے دیکھا خنجر سامنے پڑا ہی
بیحیث کے خنجر کو اُٹھایا فرمایا اس خنجر سے اے روے دلدار کا پتہ ملتا ہی کشا کش نفس کی نہوگی یہ کہکے خنجر کھینچا
چاہا تھا کہ اپنے پیٹ مین مارلین کہ کسی نے ہاتھ پکڑ لیا کہ اے شہریار یہ کیا غضب ہی آپ نے آفت
برپا کی تھی کوئی ایسا ستم کرتا ہی حضور سے عرض کیا تھا کہ یہ مرحلہ حشام جادو ہی اسپر بلا حیلہ فساد ضرور ہی
ہوگا یہ نہ حضور کی سمجھ مین آیا کہ ایسے لوگون کو یہ کہان سے لے آیا جان دینے پر آمادہ ہوگئے پاس
لوح موجود ہی اُسکو نہین ملاحظہ فرماتے اجل جنی کو بدیع الزمان نے دیکھا کہ بدحواس ہو رہا ہی اگر ایک
لمحہ بھر غلام نہ پہونچتا تو ستم ہو جاتا یہ نمود بے بود طلسم ہی ایسے جھگڑے بہت ہوتے ہین لوح تو ملاحظہ ہو
بدیع الزمان نے لوح کو ملاحظہ کیا صاف مرقوم تھا کہ ان پتلون پر لوح کا عکس ڈالو حال کھلجائیگا
بدیع الزمان نے لوح کا جو عکس ڈالا دیکھا ماش کے آٹے کے پتلے ہین ہوش و حواس پراگندہ ہوگئے
فرمایا اے اجل جنی یہی جی چاہتا تھا کہ اپنی جان دون ایسی معشوقان پریچہرہ سامنے قتل ہوگئین اجل نے
کہا آپ لوح مین احکام دیکھیے کہ کیا کرنا چاہیے بدیع الزمان نے پھر لوح کو دیکھا لکھا تھا اے فتاح طلسم
و اے سیار این عجائبات لابد اپنے کو مقام پر حشام جادو کے پہونچا و جو رنج و خوشی سامنے آئے بدون
ملاحظہ لوح قدم نہ اُٹھانا بدیع الزمان نے فرمایا اے اجل جنی ہم تو رخصت ہوتے ہین تلاش حشام جادو
مین جاتے ہین تم اب ہمسے رخصت ہو انشاء اللہ بعد قتل حشام جادو تمسے ملاقات کرینگے بدیع الزمان
اجل جنی سے رخصت ہوے کہ ایک آواز آئی او اجل جنی نمک حرام تو نے سالہا سال طلسم کلید مین نمک کھایا
تجکو خوف نہ آیا تو ہمیشہ طلسم توڑنے والون کو دھوکا دیتا تھا اس طلسم کشا نے تیرے ساتھ کیا کیا
کہ جو نیکیان کر رہا ہی اور جان بچاتا ہی خیر سامنے شاہ طلسم کے تیری روبکاری ہوگی اجل جنی کانپنے لگا
کہا اے شہریار سنا آپ نے کیا آواز آئی بدیع الزمان نے کہا جو کوئی یہ کہتا ہی جھک مارتا ہی کیا مجال ہی
کہ تمکو کوئی نگاہ کج دیکھ سکے انشاء اللہ تمکو پردۂ قاف روانہ کرینگے اپنی والدہ کے نام نامہ لکھدینگے
وہ تمھارا ملک موروثی تمکو سپرد کرینگی وہی سلطنت قدیم حاصل ہوگی اجل نے کہا اے شہریار آپ کی
نادانی پر دل گھبراتا ہی ایک دو منٹ مین نہ آتا تو خاتمہ تھا مین کدھر کا ہوتا کہان بھاگ کے جاتا اہل لیان
طلسم میری جان چھوڑتے اب در پے آزار ہین دیکھیے کیونکر یہ طلسم فتح ہوتا ہی بدیع الزمان نے کہا کہ
تو بھی خدا حافظ اجل جنی نے کہا بسم اللہ حافظ حقیقی کے آپ کو سپرد کیا یہ فرماکر بدیع الزمان چلے اجل
کھڑا دیکھ رہا ہی کہ صحرا سے ایک شیر پیدا ہوا دھڑ دکا مار کے اجل جنی پر آیا اجل نے ایک چیخ ماری اور پکار کر

آواز دی امی شہریار غلام کو بچایئے بدیع الزمان نے پلٹ کر دیکھا کہ شیر نے اجمل جنی کو اپنی پشت پر لاد لیا
ایکطرف صحرا کے بھاگا اجمل جنی چیختا ہے کہ امی شہریار غلام کو بچایئے جب تک بدیع الزمان دوڑنے کا
قصد کریں وہ شیر آنکھوں سے مخفی ہوا گلستان میں جا کر غائب ہو گیا بدیع الزمان اجمل جنی کے واسطے
بہت بیقرار ہوئے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا اپنے کام میں سرگرم ہو اجمل جنی سے ملاقات ہو گی حشام جادو کا
ایک ملازم لعیس جادو اجمل جنی کو اٹھا کر لے آیا حشام جادو اپنے قصر میں بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہے کچھ تصویرین
کھینچیں انھیں الٹ پلٹ کر رہی ہے کہ لعیس جادو آکر پہونچا کہا حضور یا اسنے طلسم کشا کو بچا لیا ورنہ جب اس کی
معشوق کو قتل کیا اور یہ شعبدہ آکر دکھایا تو وہ جان دینے کو آمادہ ہو گیا تھا خنجر کھینچ لیا چاہتا تھا کہ اپنی کوکھ پہ
مارے کہ اس ظالم نے آکر ہاتھ تھام لیا طلسم کشا کو بچایا میں اسکو پکڑ لایا حشام جادو نے کہا ای لعیس کیسا
بادشاہ طلسم اور کیسا وزیر اپنی اپنی جان کی خیر مناؤ لیجا کے اپنے مقام پر رکھو اگر طلسم کشا کو جینے مارا تو سب
معاملے ٹھیک ہیں ورنہ اپنی اپنی جان کی خیر مناؤ لعیس جادو اجمل جنی کو لیکر اپنے مقام پر آیا ایک کوٹھری
اسکے رہنے کی تھی اسمیں لا کر اجمل کو قید کیا آپ صحرا میں بشکل شیر پھرنے لگا آنکھ اٹھا کر دیکھا طلسم کشا اکیلا
چلا آتا ہے بشکل شیر لعیس جا پڑا جیسے ہی اسنے دونوں پنجے مارے بدیع الزمان نے لوح دکھا دی آپ
الگ ہوئے دیکھا ایک ساحر سیہ فام بد انجام زمین میں پڑا لوٹ رہا ہے بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا
نام من لعیس جادو بود وہ کوٹھری گری شاہزادہ بدیع الزمان نے سجدۂ شکر پروردگار کیا دیکھا سامنے
ایک کوٹھری تھی وہ گر پڑی اسمیں سے اجمل جنی نکلا آکے بدیع الزمان کو سلام کیا کہا ای شہریار سامنے
قصر حشام جادو کا ہے آپ کے ڈرانے ہلکان کرنے کو سحر کر رہی ہے بہت ہوشیار رہیے جانیگا بدیع الزمان
نے فرمایا خدا مالک ہے اجمل جنی تو الگ ہوا کہ آسمان سے آواز آئی او طلسم کشا تو نے بہت سر اٹھایا ہے اس
حال سے تجکو قتل کرینگے کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر روینگے ہمکو رحم نہ آئیگا بدیع الزمان
نے دیکھا کہ ایک طائر قوی الجثہ یہ کہتا ہوا آتا ہے تڑپ کر زمین پر گرا سحر کرنے لگا بدیع الزمان پر آگ
برسی شعلہ ہائے آتش گرے تلوارین برسین چھریان گرین کٹارین پہنچین تیرون کی بوچھار ہوئی مگر بسبب
لوح کے کسی حربے نے تاثیر نہ کی اس طائر نے چاہا پرواز یہ اڑ کے اڑ جاؤن بلکہ بازو پر دیکر اڑا کہ
بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا مرقوم تھا کہ طیران جادو اگر نکل جائیگی تو فساد برپا کریگی بدیع الزمان نے
فوراً کمان کیانی دوش سے اتاری سنبھال کا تیر جگر کمان میں پیوست کیا تاک کر مارا الطائر کے سینے پر پڑا
تو کر پشت کو پار گذرا طائر زمین پر گرا تڑپ تڑپ کے کام تمام ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من طیران جادو بود
سامنے ایک مکان بنا ہے اسمیں سے کراہنے کی آواز آئی بدیع الزمان صدا پر متوجہ ہوئے اندر مکان کے
آئے دیکھا ایک جوان تاجدار مجبور و ناچار زمین پر چت پڑا ہے چھاتی پر اسکی ایک پتھر رکھا ہے اسطرح آہ کرتا ہے اور
بلک بلک کر روتا ہے کہ دل سنگ آب ہوتا ہے بدیع الزمان بیقرار ہو گئے بڑھکر پتھر ہٹایا وہ جوان ہوش
مین آیا قدمون سے لپٹ گیا کہا آپ طلسم کشا ہین نام شاہزادہ بدیع الزمان فرزند رشید صاحبقران
ہین غلام نے عالم خواب مین دیکھا تھا کہ نہ گھبرا نزدیک ہے بہبودی کا آگیا طلسم کشا جری یکتا ساحرون کو قتل کرتا
ہوا آتا ہے تجھے رہا کریگا اب تو اپنے باپ سے ملیگا کیون گھبراتا ہے کل رات سے غلام آپ کا انتظار کر رہا تھا
یہ طیران جادو مجھپر عاشق تھی صدمات پہونچاتی تھی بدیع الزمان نے کہا کلمہ پڑھو عرض کی غلام کو کلمہ

بزرگان دین نے پڑھایا یہ کلمے طاؤس نے کلمہ بہ فصاحت و بلاغت پڑھا بدیع الزمان نے فرمایا اے
برادر میں مقام پر حشام جادو کے جاتا ہوں ساتھ چلنا تو مناسب نہیں تم کس مقام پر ٹھہرو گے طاؤس نے
عرض کی میں ہمیشہ مثل ہمزاد کے ساتھ رہونگا میں بھی کنارے کنارے آتا ہوں یہ کہکر بدیع الزمان آگے بڑھے
طاؤس بھی کنارے کنارے چلا مگر حشام جادو اپنے قصر میں مشغول سحر کر رہی ہے یہ خبر پاکر بہت گھبرائی کہ اجل
اسنے طلسم کشا کو بچالیا اب سوچ رہی ہے کہ کیا تدبیر کروں کہ لاشہ لیس جادو کا اگر ہوچکا پیر روتے پیٹتے آئے
اُسکے بعد لاشہ طیران جادو کا ہوچکا اب تو حشام جادو گھبرائی اپنے قصر سے باہر آئی بیس ہزار جادوگر جنکی
مالک ہے اُن سب کو بلایا کہا صاحبو تمنے سنا کہ لیس جادو و طیران جادو قتل ہوئے طاؤس تاجدار نے بھی
رہائی پائی اب طلسم کشا طرف میرے قصر کے آتا ہے تم سبھوں کی کیا صلاح ہے اگر جرأت رکھتے ہو تو ایک
آدمی کا مار لینا کچھ بڑی بات نہیں ہے بیس ہزار آدمی ہو ایک شخص کی کیا حقیقت و لیاقت ہے جسوقت چاہیے
گرفتار کر لو جانبازی شرط ہے سبھوں نے کہا حضور کے حکم کی دیر ہے زنجیریں کمندیں رسیاں چہار جانب سے
مارکر پکڑ لینگے اکیلا کس کس سے لڑیگا قتل کرتے کرتے تھک جائیگا حشام جادو نے جو سب کو مستعد
پایا فوراً تخت پر سوار ہوئی بیس ہزار ساحروں نے چار جانب سے گھیر لیا اب سب ساحروں کا یہی قصد ہے
کہ جسوقت طلسم کشا آئے گرفتار کر لیں گھیر کر مارین لیس جادو و طیران جادو کا بھی لاشہ آچکا ہے طلسم کشا کا خوف بھی دل میں
ہے مکاری آپ دل میں ہے سب بجے ہوئے کھڑے ہیں ایک کا ایک منہ دیکھ رہا ہے اشارے آپس میں ہو رہے
ہیں کہ جانکو آمادہ رہنا جسوقت طلسم کشا دکھائی دے چار جانب سے ٹوٹ پڑے حقیقت میں ایک شخص کا
گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہے اسلئے طلسم کشائی کرنا مسلمانوں کی کرامات ہے السعادت تو کجا اسلئے غیر مذہب میں
گھس پڑنا اس جرأت و شوکت سے لڑنا ایسا ان حمزہ ہی کا کام ہے اسی جرأت میں ان سب کا نام ہے کس کس ملکوں
میں لڑے عظمی آباد والوں نے کیا کام کیا کچھ بھی نہ لاکھوں جادوگر مارے گئے مالک ابن زرد دہشت
ایسا عقیل و نعیم خود ساحر زبردست اُنکے اقبال کے سامنے کچھ بھی نہ چلی کتے کی موت مارا گیا زرحد نگار
ایسا مالک و دمامہ نے کیا کیا کار نمایاں کیے طلسم بے لوح کا بنایا چاہ الماس میں جا کر اُسکو مارا زمرد شاہ
کی خدائی کو مٹایا یہ ذکر ہو رہا تھا کہ نعرۂ بدیع الزمان کی آواز آئی نعرۂ بدیع الزمان سہ بہ خوبی شد
انجمن * بدیع الزمان گردنشکر شکن * بدیع الزمانم کہ در روز کین * توانم لشکر آسمان بر زمین * زتیغم بسی ملک
اسلام شد * کہ سر فتنہ باختر نام شد * تلوار کھینچکر اُس فوج پر مثل موج بحر جا پڑے تلوار چلنے لگی بدیع الزمان لوح
کو گردش دے رہے ہیں جسپر عکس پڑا جلگیا تلوار کا ہاتھ جسکو مار دیا اُسکے دو ٹکڑے کیے لاشوں کا انبار خون کے
دریا بہادیے ہر طرف سے لینا لینا کی صدا بلند ہے زنجیریں کمندیں رسیاں پڑ رہی ہیں بدیع الزمان ان سب
افسونوں کو جھیل رہے ہیں جان پر کھیل رہے ہیں ساحروں کو قتل کر رہے ہیں تا بہ حشام جادو نہیں پہونچے
حشام کا تخت دور ہے مگر کاؤس تاجدار سامنے طلسم کے اترا تھا لیکا یک دیکھا کہ پہاڑ گرپڑا القلعہ بھی سرنگوں
ہوا محیط جادو کہ اپنے مقام پر بیٹھا تھا یہ علامتیں جو دیکھیں اور یہ بھی خبر پہونچی کہ طلسم کشا حشام جادو سے
مصروف جنگ ہے گھبرا گیا یہ علمی اپنے دریافت کیا کہ کاؤس تاجدار پسر حمزہ کو لیکر آیا اگر ہمکا بیٹا طاؤس تاجدار
بہ قید ہوتا تو یہ طلسم کشائے اصلی نہ آتا ان لوگوں نے قصد کیا تھا ہو گئے یہ حقیقت میں طلسم کشا ہے جرأت
و ہمت میں یکتا ہے سوچتے سوچتے حکم دیا کہ فوج تیار کرو کاؤس کو گرفتار کرو اسی امید میں خوشی خوشی

فرو کش ہو کر اب ملیا ملیگا میں انکو قید کرون بیٹے سے نہ مل سکین ورنہ طلسم کشا لا کر اُنکے بیٹے کو ملا دیگا ملکہ رنگین
نے یہ صدمہ دیا کہ میری معشوقہ کس مکر سے نکال لیگئی طلسم کشا سے ملگئی اور کشیر بھی جا کر شریک ہوئی کس کس
صدمے کو بیان کرون میری تو اب یہ کیفیت ہے بقول ناسخ نظم

بعد ازان گوہر فروش غم رخسے اختر ہو گیا
اُسپری نے جب اُٹھایا سنگ مجھ دیوانے پر
ہو رہا اپنی ٹھوکرون سے کاسۂ سر ہو گیا
دیکھ کر عنبر کو یاد آئی جو وہ زلف سیاہ
نکہت گل کی روش جامے سے باہر ہو گیا
کر رہا ہون شام سے مین انتظار اُس ماہ کا
ایک قدم مین پیش قدمونکے برابر ہو گیا
دیکھکر خورشید سا چہرہ جو غش مین گر پڑے
بھبوُغ روح ہر رگ بہر گ نشتر ہو گیا
جیسے اُس بت کا سنہرا رنگ ہے پیش نظر
آج اس ظلمت کدے مین مین سکندر ہو گیا
جل نہین جاتا جو وصف روئے آتشناک سے
اسقدر مین وادی غربت مین لاغر ہو گیا
وحشت غربت مین بدن ہے کو چہ جاناں سے ہم
مثل باران دامن باد صبا تر ہو گیا

تار مسطر جب ہمارا جسم لاغر ہو گیا
آتش از رنگ حنا سے صاف اخگر ہو گیا
مجھکو یون آئی لب گور غریبان سے صدا
وحشیہ دریا نکلجانے کو اشد در ہو گیا
ایکدم سینا ہین جو آنکھین روئے آتشناک سے
دیدۂ بیدار میرا اک آج اختر ہو گیا
گر پڑی پرواز رنگت بھی ہے ہو غضب نکے جنون
سایہ اپنا کوچۂ جانان مین بستر ہو گیا
تیغ قاتل نے جو کھوئے میرے بھائی کے گواہ
حلقہ اپنی چشم تر کا خانۂ مرد ہو گیا
کسقدر رقت مین ہے میرا سیہ خانہ مہیب
ملا مضمون بھی گویا اب سمندر ہو گیا
گھر مرا ویران ایسا ہے کہ لیا خط یار
جسم بیجان کیطرح خالی مرا گھر ہو گیا
بازو دوران و میان و گردن محبوب کا

پہلے ہر قطرہ عرق کا صاف گوہر ہو گیا
کیا تماشا ہے کا غذ مسطر سے بستر ہو گیا
کر دیا ایسا خمیدہ ناتوانی نے مجھے
کاسۂ سر بھی میرا مانند افسر ہو گیا
تجھکو جس گل پیرہن نے اک نظر دیکھا کبھی
جل گیا تار نظر ہر دیدہ اخگر ہو گیا
ہے عجب راہ عدم بھی جو چلا اُس راہ مین
پیش از رفتن جو لعل تھا اب سنگ مرمر ہو گیا
باغ مین یاد آگئی مجھکو جو اُس گل کی بہار
حسرت دل کے نکلنے کو عجب در ہو گیا
میکدہ مین جا کے بے ساقی نہ پی مین نے کبھی
شمع کے آگے جا کے لو شعلہ شہپر ہو گیا
جانکر کانٹا مسافر کے پکے کھتے ہین قدم
جاندنا آیا تو وہ کالا کبوتر ہو گیا
فصل گل مین اسقدر خم سے ہوا جوش شراب
رشتۂ پیمائش ہے ناسخ برابر ہو گیا

یہ اشعار اس سوز و گداز سے پڑھتے کہ سب سرداران فوج دنگ ہو گئے کہا حضور آپ نہ گھبرائین چلکر کاؤس کو گرفتار کرلین یہ سنکر محیط جادو نے حکم دیا فوج ساحران تیار ہوئی لاکھ فوج ساحران ساتھ لیکر سوار ہو اُڈنکے پر چوب پڑی کئی سو نقارہ بجا کہ زمین تھرا گئی مگر کاؤس تاجدار جسدن سے اسنے دیکھا کہ پہاڑ بھی گرا قلعہ بھی منہدم ہوا سبزۂ خوابیدہ جلگیا صحرا مین ایک رونق معلوم ہوئی اپنے ساتھ والون سے کہا کرتا ہے کہ یار و طلسم کشا جا کر غالب آیا نہین معلوم بادشاہ طلسم قتل ہوا یا نہین ایک دن بیٹھے بیٹھے گھبرایا ہرکارون سے کہا جا کر خبر تو لاؤ دالگ الگ دریافت کرو کہ طلسم کا کلید شکست ہوا یا نہین بادشاہ طلسم پر کیا گذری ہرکارے اُسی وقت روانہ ہوئے دوہ کوہ سے نکلکر آئندہ و روند سے ملاقات کی خبر دریافت کر رہے ہین کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی لکہ ہائے ابر سیاہ نمایان ہوئے ہرکارون نے دیکھا کہ ایک لشکر جلیل سب ساحر ترنج و نارنج اُچھالتے ہوئے چلے آتے ہین ہرکارون نے دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ برائے گرفتاری کاؤس تاجدار جاتے ہین ہرکارے بھاگے یہان کاؤس تاجدار بیٹھا ہے پانچ ہزار سوار پیدل ساتھ ہین کہ ہرکارون نے آکر یہ خبر دی کاؤس گھبرا گیا کہا یارو غضب ہوا ساحرون کو کون جواب دیگا وزرا نے عرض کی اپنے قلعے پر چلیے قلعے کو آراستہ کر کے لڑینگے کاؤس تاجدار بدحواس ہو رہا تھا فوج کو قلعے کیطرف لیکر بھاگا کچھ خیمے چھوٹے خزانہ چھوٹا محیط جادو یہان آکر پہنچا دو خیمے وغیرہ قبضے مین کیے دریافت کیا کہ کاؤس تاجدار کہان گیا ہرکارون نے

خبر دی کہ اب نے قلعے مین جاکر توپین وغیرہ درست کی ہین آمادہ حرب وپیکار بیٹھا ہی محیط جادو بہت ہنسا کہا خبردار سب تیار رہین لاکھ ساحر وغیر ساحر ساتھ ہین اجماع عالم انبوہ خلایق پھر بلغیر کرکے محیط جادو چلا یہان کاؤس تاجدار قلعے کو درست کرکے بیٹھا ہی کہ ہرکارون نے آکے خبر دی کہ محیط جادو آتا ہی کاؤس تاجدار نے گولہ اندازون کو خلعت دیے اور کہا بھائیو وقت جانبازی ہی گولہ اندازون نے عرض کی آپ ناحق یہ فرماتے ہین ہمارا ابھی ناموس قلعے مین موجود ہی کہا ہم جانبازی مین کوئی بات اٹھا رکھینگے کہ سامنے سے نشان لشکر محیط جادو نمایان ہوا خود تخت پر سوار لاکھ ساحر وغیر ساحر ساتھ کاؤس تاجدار نے اشارہ کیا دو چار توپین چلین محیط جادو نے ایک گولہ مارا کہ توپین پھر پہیون سے گر پڑین گولہ انداز کانپنے لگے محیط جادو نے اشارہ کیا فوج چلی آگے آپ تخت پر سوار فوج بلند کیے آتی ہی قلعے سے توپ گولہ و تفنگ سب بند ہوگئے دو گولے محیط جادو نے پھینکے گولہ انداز برق انداز سنگ انداز تیر انداز سب ساکت ہوگئے کسی کے ہاتھ پاؤن مین جنبش نہین سنگ اندازون نے پتھر پھینک دیے تیر اندازون نے تیر کمانین ہاتھون سے چھوڑ دین ہاروت کی بیٹیون سے معلوم ہوتا ہی کہ پانی بہ رہا ہی کاؤس تاجدار پریشان مگر محیط بہ احتیاط آکر پل تختہ گرالیا پھاٹک توڑ ڈالا قلعے مین گھس پڑا قتل عام شروع کیا یہان بدیع الزمان حشام جادو سے لڑ رہے ہین اکمل جنی وطاؤس تاجدار بھی آکر شریک ہوے ہر مرتبہ سحر مین پھنس جاتے ہین شاہزادہ بدیع الزمان عکس لوح ڈالکر بچاتے ہین تلوار چل رہی ہی حشام جادو نے سو سو تدبیرین کین کہ طلسم کشا گرفتار ہو جب لوح دیکھتے ہین لوح اُس مکر کی خبر دیتی ہی شاہزادہ بدیع الزمان اسم پڑھتے ہین وہ تدبیر حشام کی مٹ جاتی ہی جب اسنے دیکھا کہ پسر حمزہ کسی طرح گرفتار نہین ہوتا تخت سے اُتر کر دستک دی کچھ گولے طرف جنگل کے پھینکے کہ بدیع الزمان کے کان مین آواز نعرہ صاحبقران کی آئی نعرہ صاحبقران امیر عرب ضیغم روزگار ۔ بحکم خدا بستہ شمشیر چار ۔ یکی تیغ صمصام وقمقام نام ۔ یکے تیغ عقرب یکے ذوالجام ۔ بن کافران ازجہان پاک کرد ۔ سرکشان جملہ درخاک کرد ۔ بدیع الزمان کے کان کھڑے ہوے دیکھا قبلہ وکعبہ لڑتے ہوے چلے آتے ہین مگر چہار جانب سے تلوارین پڑ رہی ہین زخم بہت کھائے ہین شاہزادہ بدیع الزمان ہائے قبلہ وکعبہ کہکر دوڑے گھوڑا تو صاحبقران زمان کا مارا گیا اشقر دیوزاد نہ تھا اور مرکب عربی پر سوار تھے ایک سایۂ نخل مین کھڑے ہوے زخمون کو باندھ رہے ہین بدیع الزمان بھی گھوڑے سے کود پڑے عرض کی یا قبلہ وکعبہ آپ یہان کہان صاحبقران نے فرمایا ای فرزند مین مقابلہ سالوس مین تھا اسم اعظم میرا بند ہوا نہایت پریشانی حاصل ہوئی اُسنے رات کو آکر شبخون مارا جانتا تھا اسم اعظم بند ہی کیا کرینگے مگر چونکہ حرز ہیکل میرے گلے مین تھی سحر مجھپر تاثیر نہ کرتا تھا رات بھر لڑا لشکر سب تباہ ہوا مجھکو گھوڑا زخمداری مین صحرا مین نکال لایا زخمدوری کرکے اب چلا تھا تمکو جو لڑتے دیکھا دل بیقرار ہوگیا آگے لڑائی مین شریک ہوا زخم کھائے اب زخم باندھ رہا ہون مگر بیٹا چونکہ اسم اعظم بند ہی زخمون مین اسطرح کی سوزش ہی کہ قلب پھنکا جاتا ہی کیا تمھارے پاس لوح طلسمی ہی شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا حاضر ہی یہ کہکے لوح طلسمی گلے سے اُتاری باپ کا کہنا کیونکر ٹالے لوح اُتار کر چاہا تھا کہ دیدون کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ ای شہریار عالم کو بچائیے گا بدیع الزمان نے پلٹکر دیکھا اکمل جنی پر کسی ساحر نے سحر کیا ہی اکمل جنی منہ کے بھل زمین پر پڑا ہی پکار رہا ہی کہ ای آقا ہے نامدار لوح کو نہ کھولیے

اپنے کو مجھ تک پہونچا ہے کہا قبلہ وکعبہ مین لوح لاتا ہون یہ کہکے اجمل جنی پر عکس ڈالا کہا اے اجمل جنی جلد
اٹھو تمنے یہ بھی سنا ہمارے قبلہ وکعبہ آگئے اُنکے زخمون مین جلن ہے لوح مانگی ہے اجمل جنی نے کہا ادا قا
نامدار برائے خدا بے سمجھے بوجھے لوح کسی کو نہ دیجیے گا بدیع الزمان نے کہا معاذ اللہ عجب بات
کہتے ہو باپ سے لوح کو عزیز کرون اجمل جنی نے عرض کی حضور ایک کام کیجیے لوح کو ملاحظہ کرکے
دیجیے کون عرض کرتا ہے کہ عزیز کیجیے دیکھیے لوح کیا خبر دیتی ہے آپ کے ہاتھ مین موجود ہے بدیع الزمان
نے فوراً لوح کو ملاحظہ فرمایا مرقوم تھا کہ اے طلسم کشا خبردار جو بشکل صاحبقران آیا ہے وہ صاحبقران نہین
نہین ہے لوح جا کر اُس سے مس کر دو حال کھلجائیگا اُسکے ہاتھ مین لوح نہ دینا بدیع الزمان قریب صاحبقران
کے آئے صاحبقران نے کہا بابا کلیجہ پھنکا جاتا ہے لوح مجھکو دو بدیع الزمان نے جسم سے صاحبقران
کے لوح کو لگا دیا مجھ سے ایک آواز آئی یہ ثابت ہوتا تھا کہ تودہ بارود مین ایک چنگاری ڈالدی ایک
آہ کا نعرہ کیا سارا جسم جلنے لگا دیکھا بدیع الزمان نے ایک ساحر سیہ فام بد انجام ہر سر مو دہن ہو سے
شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہین تمام اعضا مثل شمع کافوری جل رہے ہین دم بھر مین وہ ساحر جلکر خاک
ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من سر جنگ جادو وزیر حشام جادو بود حشام جادو نے جو یہ دور سے دیکھا
ہوش اُڑ گئے کہا صاحبو مین تو خدمت مین بادشاہ طلسم کی جاتی ہون تم میرے پیچھے چلے آؤ اب پسر حمزہ
کے کوئی مکر تاثیر نہ کریگا اُسکے ہوشیار کرنے والے موجود ہین یہ کہکے اُڑی بدیع الزمان نے لوح کو جو
ملاحظہ فرمایا لکھا تھا حشام جادو نکل جاتی ہے اگر یہ نکل گئی بڑے فساد برپا کریگی اسکی فکر فوراً چاہیے یہ
قندیل فلک ہو کر نکل گئی اور ساحر کچھ بھاگے کچھ نکل گئے اب اجمل جنی و طاؤس تاجدار ہمراہ بدیع الزمان
موجود ہین دس سب جو تانبے مسلمان ہوئے ہین وہ بھی موجود ہین اجمل جنی نے کہا جلد لوح ملاحظہ فرمائیے
بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جلد اسکا تعاقب کرو ورنہ بڑے صدمے پہونچائیگی شاہزادہ
بدیع الزمان اُسی وقت پشت مرکب پر سوار ہوئے اجمل جنی و طاؤس تاجدار کو ساتھ لیا بموجب
ہدایت لوح چلے مگر حشام جادو جو بھاگی دس ہزار ساحر اسکے ساتھ ہین اول قلعہ طلسمی پر آئی خبر لائی
کہ بادشاہ برائے گرفتاری کاؤس تاجدار گئے ہین پر پرواز پیدا کرکے چلی قضائے کار اتفاقات روزگار
ملکہ شبنم گوہر پوش و رنگین جادو و کشیر جادو باغ مین بیٹھی ہین لشکر در باغ پر فروکش ہے بیٹھے بیٹھے ملکہ شبنم
گھبرائین کہا کشیر آج دل بہت گھبراتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے رنگین و کشیر نے کہا رات کو خواب ایسے پریشان ہی دیکھے
ہین ملکہ شبنم نے ایک آہ کی اور کہا اے کشیر کیا کرون زبان سے نہین نکلتا ہے بات کرنے سے کلیجہ جلتا ہے
جی چاہتا ہے چیخین مار کر روؤن یا گریبان چاک کرون رات کی کیا مین کیفیت زبان سے بیان کرون نظم

کل شب آنکھ وصیان آیا جو روئے یار کا
خاصہ پیدا کیا وسنے مزاج یار کا
ایک ساعت مین بدل جاتی ہے سو سو بار یہ
سایہ پا ڈھونڈھتا رہتا ہے سر بیجا کا
اور بھی چشمے شعرا کی صحبت مین مدعا
ہمتوں ہے ہمکو سفر اک منزل دشوار کا

ہو گیا پردہ ہمارے دیدۂ بیدار کا
اس تمنا پر فقط مرتے ہین ایجان جہان
خاصہ نقشہ ہے ہمین ہے پہلوئے دلدار کا
اسقدر لطف تلون دوستی ہر شے مین ہے
حوصلہ نکلا نہین ہے خاطر غمخوار کا
اس غریب کشتہ کے مشتاق ہم بھی ہو گئے

وائے قسمت ایک صورت پر نہین جب دیکھیے
حشر کو دیکھینگے ہم جلوہ ترے دیدار کا
دردمندی کی امید و حسن سے بھی خالی نہین
سر جھکے گھٹ جاتا ہے سایہ بھی تیری دیوار کا
اسطرح آرام سے بیٹھین کہ بعد از چند روز
کسکو آتا ہے یقین ظالم ترے اقرار کا

آج سب پیلا مین دامن جیب قمر تک ہین
آج کچھ عالم دگرگون ہے دل بیمار کا
امتحان کرنا ہو ہمکو چشم گوہر بار کا
ویسے کسطور سے یہ رات کٹتی ہے نسیم

اے رنگین دلگیر مین نے عالم خواب مین دیکھا کہ میرے شاہزادے کو ہزارون جادوگر گھیرے ہوئے ہین وہ شیر یکہ و تنہا ہزارون سے لڑ رہا ہے زخم بھی جسم پر کھائے ہین کوئی نہ مونس ہے نہ ہمدم اکیلا وہ صاحب شوکت و حشم اس طرح پر ملکہ شبنم گوہر پوش نے بیان کیا کہ ملکہ کنیز و رنگین بلک گئین کہا اے ملکہ عالم جی چاہتا ہے ابھی جا مین جا کر اپنے شاہزادے کو تلاش کرین رونے پر ان شاہزادیون کے کنیزین بھی چلا کے رونے لگین بیرون باغ لشکر بارہ ہزار کا فروکش ہے سب کا افسر خسرو زرین کلاہ اسنے جو کنیزون کے رونے کی آواز سنی در باغ پر روتا ہوا آیا محلدار سے پوچھا آج یہ کیا معرکہ ہے کنیزون کی آوازین سنکر ہمارا کلیجہ ہلا جاتا ہے ذرا پردہ کرا دو ہم اندر آئینگے اپنے مالک سے حال پوچھینگے محلدار نے آ کے ملکہ سے کہکر چلمنین چھٹوا دین سب افسران فوج اندر آئے کرسیان بچھ گئین خسرو زرین کلاہ نے پکار کر پوچھا کیون خداوند نعمت آج اس پریشانی کا کیا باعث ہے غلامون سے ارشاد ہو ہم تو سب آزاد کردۂ شاہزادۂ بدیع الزمان ہین وہ اپنا سردار فرماتے ہین ہم غلامان جانباز ہین ہمکو کون قید سے چھڑاتا اور اس مرتبے کو پہونچاتا ملکہ شبنم گوہر پوش قریب چلمن کے آئین فرمایا بھیا خسرو مین نے رات کو خواب پریشان دیکھا وہ خواب دیکھا کہ دل کرو یا اس وقت اسکا ذکر ہوا اے بھیا دل تو بھرے ہوئے ہین سب رونے لگے مین بھی بدنصیب روئی مین بدنصیب ہون شاہزادے سے دور رنج سے قریب ہون جسدن سے یہ مقدمہ واقع ہوا اسدن سے ہمنے آرام نہ پایا کیا کیا مصیبتین پڑین اب فراق ہے انکے دیدار کا اشتیاق ہے بھیا خسرو زرین کلاہ خیال تو کرو ایک جان جسکے لاکھون دشمن خدا انکو بچائے طلسم وسیع ساحر بھی بڑے بڑے زبردست رہتے ہین آٹھ پہر یہی دعا ہے کہ خدا انکو صحیح و سالم لائے ہم مشتاقون کو دیدار انکا دکھائے بھیا اگر ہو سکے تو خبر منگاؤ خسرو زرین کلاہ نے کہا غلام مفصل خبر منگا لیگا ملکہ نے کہا بھیا اپنی تو اب یہ کیفیت ہے بقول نسیم نظم

کسقدر رغبت ہے چپ سا ہو دل مضطر اوج نے
ہم نہین جاتا کسی سے ابرو شمشیر کا
وائے قسمت حسن کی دولت کو تو مین تیرہ روز
خون ہو جاتا تھا قطرہ میرے منہ مین شیر کا
بول اٹھا گو سالہ زر ایک ہی افسون مین خدا
دن کو بجتا ہے جرس فریاد بے تاثیر کا
تھا وہ سوز استخوان چنگاریان آہ رنگین
کوئی کچھ پوچھے مگر چپ ہے دہن تصویر کا
کم نہین وحشت مین بھی رتبہ مری توقیر کا
طوق تک باقی نہین رکھا زبان تیر کا
ہے پریشانی ابھی سے زلف کو دیکھا نہیر
طرہ ہائے شمع رکھتا ہے دہن گلگیر کا
لاکھ دیدہ ہو لیکن عشق سے بچتا نہیر
سامری نے سحر سیکھا تھا تری تقریر کا
پاک وہ ہین کلک قدرت نے نہین مس بھی کیا
آتش افشان ہو گیا لوہا سنان تیر کا
زیب کی حاجت جسینو کو نہین ہوتی نسیم
پاؤن مین سرامر دیک ہے دیدۂ زنجیر کا
راستی ممکن نہین کج طینتو نکے واسطے
حباب سے پہلے اثر پیدا ہوا تعبیر کا
مجھکو طفلی مین بھی فرقت کی غذا ہو جودھی
آفتاب ایک داغ تابندہ ہے چرخ پیر کا
شکوہ اٹھتے ہین دھوئین سینے سے آہ سرد
صاف ہے کاغذ ہمارے نامۂ تقدیر کا
اسکو بھی تعلیم ہے شاید تمہاری شرم کی
پیرہن بے بخیہ ہے خورشید کی تنویر کا

خسرو زرین کلاہ رونے لگا کنیز و رنگین باہر نکل آئین کنیز نے خسرو سے اشارہ کیا بھیا ہرکارے ادھر ادھر بھیجدو خبر اچھی ملکہ کو سنا دو یہ ہرکارے یہ کہین کہ ہم اپنی آنکھون سے دیکھ آئے کہ شاہزادہ بخیر و خوبی ہے ورنہ یہ تو ہاتھ سے جان دیدہ مرجائینگی اسوقت ہمکی لگی ہوئی ہے کنیز و رنگین بیچ مین گرد و تمام سرداران لشکر فوج بھی ہاہر سنکر اندر چلے آئے کنیزین بھی سب گھیرے ہوئے ہین خسرو زرین کلاہ چلمن کے پاس کھڑا ہوا ملکہ کو

سمجھا رہا ہی کہتا ہی حضور مین ابھی جاتا ہون اپنی آنکھون سے دیکھ آتا ہون حضور کو خبر مفصل سناتا ہون خواب و خیال مشہور ہی اسکا اعتبار نہ کیجیے قضائے کار حشام جادو جو ہاتھ سے بدیع الزمان کے شکست کھا کر بھاگی تھی دس ہزار ساحر اسکے ساتھ ہین راہ مین اور بھاگے ہوے ملتے جاتے ہین اب قریب بیس ہزار ساحرون کے ساتھ ہین ایک لوٹے ہوے تخت پر سوار طرف قلعۂ کاؤسیہ کے جاتی ہی خبر پا گئی ہی کہ محیط جادو بادشاہ طلسم اُسی مقام پر ہین اپنے ساتھ والون سے کہتی ہوئی چلی آتی ہی کہ مین بادشاہ کو یہ سمجھاؤنگی کہ آپ قلعۂ کاؤسیہ پر کہان اُترے انکے مارنے اور قتل کرنے سے کیا فائدہ ہوگا چلیے اب کہین اور بھاگ کے نکل چلین اس سرحد مین جہان جائینگے طلسم کشا ہماری تلاش مین آئیگا کیونکر جان بچائین کہ رونے پیٹنے کی صدا اسکے کان مین آئی دیکھا بی رنگین جادو و کثیر جادو و ہزار دو ہزار مرد مسلح کچھ کنیزین سب رو رہے ہین یہ دیکھتے ہی حشام جادو کی آنکھون مین اندھیرا آگیا پکار کر ساحرون سے آواز دی یارو برباد کرنے والے طلسم کے یہ سب عیش و راحت سے موجود ہین کثیر نے تو بڑی بڑی آفتین برپا کین سبھون نے کہا بحکم سامری ابھی سب کو پکڑے لیتے ہین حشام جادو تو تخت پر سے کود ی ایک دیونی تھی کہ جھومتی ہوئی چلی ایک گولہ مارا کہ سب غیر ساحرہ کنیزین بیہوش ہوکر گرین فقط کثیر و رنگین بچین ملکہ شبنم گوہر پوش پردہ اٹھا کر نکل آئین کہ یہ کیا قیامت برپا ہوئی دیکھا ایک دیونی بال سر کے کھلے ہوے کھاروے کی کرتی دھوتی آب روان کی جیب سے تمام ہوے جسم شمار ہو سکتے ہین کبھی وہ بال اُڑ کر منھ پر آ جاتے ہین معلوم ہوتا ہی لکہ ابر تا یہ آہن پر چھا گیا دھوتی جو ہوا سے اُڑتی ہی دونون رانون کے بیچ مین کمی کا ٹکڑا معلوم ہوتا ہی جھومتی پھرتی ہی ملکہ ڈر گئین کہا کثیر یہ کون ہی اسکو سامنے سے ہٹاؤ حشام جادو نے آواز دی تمھاری ملک الموت ہون مین ہنسونگی جان لیکر جاؤنگی یہ کہکے جھپٹی چاہا ملکہ شبنم پر ہاتھ ڈالے شبنم گوہر پوش نے چیخ مار کے آنکھین بند کرلین اُسی مقام پر بیٹھ گئین کثیر جھپٹ کے سر ہوئی بال سر کے نوچ کے پھینک مارے سیکڑون سانپ حشام کے لپٹ گئے حشام جادو نے مارا ن سیاہ نوچ کے پھینکے جاتی ہی کثیر ساحرہ زبردست ہی کار و سحر نکال کے اپنا سینہ کاٹا خون پھینک مارا کثیر پر جو خون پڑا بقول شخصے خون پانی ایک ہو گیا آہ کا نعرہ کرکے گری سیکڑون آبلے بدن مین پڑ گئے ملکہ رنگین جادو جھپٹی ہٹ چھوکری لگے درد سینہ سے بیقرار ہو رہی ہی مگر وہی خون رنگین پر بھی پھینک مارا یہ بھی لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوئی بارہ ہزار جوان جو باہر تھے ہنگامہ سنکر اندر گھس آئے ملکہ شبنم پر سینہ سپر کرنے لگے ہنگامۂ گیر و دار بلند تھا ہزارون نے اپنی جان دی حشام جادو نے ان سب کو پکڑ لیا ایک تخت پر سب کو ڈال کے لے اُڑی جسطرح بجلی اگر خرمن کو جلا دیتی ہی اسطرح آئی تھوڑی دیر مین سب کو لیکے چلی گئی ملکہ کثیر و رنگین کی زبان مین سوزن دے لیا ملکہ شبنم گوہر پوش چادر سے منھ لپیٹے ہوے اوندھی پڑی ہین آنکھون سے آنسو جاری دل مین بیقراری زبان پر یہ اشعار

نظم

ہاتھ مین گر نہ سر زلف گرہ گیر رہے
ہاتھ مین سلسلۂ زلف گرہ گیر رہے
کوے قاتل کو نکلجاؤن نہ مدفن سے کہین
کیون نہ مشہور زمانے مین وہ پیر رہے

تا بہ کی ہجر مین خاموشی یہ تحریر رہے
پاؤن مین تو ترے دروازہ کی زنجیر رہے
نامۂ یار کے مضمون ہین انہ مجھکو
بعد مردن بھی مرے پاؤن مین زنجیر رہے
ضعف سے اُمن صحرا کیطرح جب لنگا

پھر وہ دن ہون کہ مہ را تو نکو تقریر رہے
ایجنون ہی یہی ہوس پاؤن مین زنجیر رہے
جسطرح یاد کوئی نسخۂ اکسیر رہے
نوجوان چھوڑ گیا عالم پیری مین مجھے
ہمنوا وحشت مین گریبان بہت چیر رہے

١٣٢

لب بے شراب آہین کیا کرتے ہین ہم اے ساقی
عرش سے اب نہ ادھر نالۂ شبگیر رہے
اے جنون خواب مین محبوب کے لازم ہی لحاظ
ہاتھ مین زلف رہے پاؤن مین زنجیر رہے
ہاتھ مین نامۂ محبوب جو لے اے قاصد
تیری محفل مین نہ وہ کاذب بے پیر رہے
تیرے ابرو نہین محراب حرم مین قاتل
اب نہ عشاق لعین صاحب تاثیر رہے

نعرہ زن جیسے کوئی کو دل دلگیر رہے
فصل گل مین نہ گل داغ جنون بھی کھلے
پا بزنجیر مرا نالۂ زنجیر رہے
تہی عاشق ہی جو عالم کو مرقع سمجھے
ید بیضا مین ترے رنگ نہ تنویر رہے
شکر کیا اُسنے شرارت سے دیا گرم جواب
کیون نہ خم آنکھ پھر صورت شمشیر رہے
التجا ہی یہی اللہ سے ہر دم ناسخ

غیر بیٹھا ہو ولا یار کے گھر کی پہر آج
لب غنچہ سے ہم اس باغ مین دلگیر رہے
ہون وہ دیوانہ کہ ایمان تمنا ہر کچھ
ہر طرف پیش نظر یار کی تصویر رہے
شعلہ وہ ہے جو کہا مین نے سیہ رو رقیب
شمع کے پاس نہ کیون بزم مین گلگیر رہے
ظلم گر کرتے وہ پیر خم بھی کہتا ہی
جان کب تک کہے ہے مائل شمشیر رہے

ملکہ شبنم گوہر پوش کے رونے پر رنگین جادو کا ملکنا لشکر جادو کا تڑپنا سما تھا اون کا دعا مین لگنا
مگر شاہزادہ بدیع الزمان اجمل حبشی کو ساتھ لیے ہوے مع طاؤس تاجدار رواروی کرتے ہوے آتے
ہین سو دو سو ساحر بھی ساتھ ہین کہ ساحرون نے عرض کی کیون شہریار لوح نے کیا خبر دی کہانتک
چلنا ہوگا بدیع الزمان نے فرمایا لوح خبر دیتی ہی کہ بادشاہ طلسم کا بہ قلعہ کاؤس تاجدار پر ہین وہان
ملاقات ہوگی ساحرون نے عرض کی راستہ بہت دور و دراز ہی تخت سحر تیار کرین اُسپر سرکار سوار ہون
بہت جلد پہونچ جاینگے اجمل حبشی و طاؤس تاجدار نے بھی اسکو قبول کیا شاہزادہ بدیع الزمان
تخت پر سوار ہوے اجمل حبشی و طاؤس تاجدار پہلو مین بیٹھے ساحرون نے تخت کو کاندھا دیا اب
رواروی کرکے چلے باغ رنگین کی یہ کیفیت ہی کہ چند کنیزین اور چند سپاہی جو گوشہ ہاے باغ مین
چھپکر بیٹھے تھے بعد جانے حشام جادو کے وہ سب گوشہ ہاے باغ سے نکلے صحن باغ مین کھڑے
سب رو رہے ہین اپنی حسرت پر رونا آتا ہی کہ یارو افسوس ہم کیسے بدنصیب تھے کہ مالک گرفتار ہو گیا
اور مالک بھی کون کہ معشوقۂ طلسم کشا کاش کے نابینا پیدا ہوتے ان سحرکون کو اپنی آنکھون سے نہ دیکھتے
مگر ایسے بدنصیب ہین کہ آقا کی معشوقہ پر یہ مصیبت پڑی ہم زندہ رہے آقا بھی وہ آقا کہ جسنے جان بخشی
کی ورنہ قید طلسم سے تا قید حیات نہ چھوٹتے ساحر تڑپا تڑپا کے مارتے مگر ان آقاے تاجدار نے
کس آسانی سے رہا کیا عہدہ ہاے جلیل دیے کیسے سرفراز ہوے مگر ہمنے اچھا کام کیا پروردگار
زمین کو حکم دے ہم کو نگل جائے مہلت پاجائین عجب حال بدطلب پر ہجوم غم و ملال ہی کاش کے مر جائین دنیا
کسیکو نہ دکھائین یہ بھی ناممکن ہوتا ہی افسوس ہم کیون بھاگے کیا جانتے تھے کہ زندہ بچ جائینگے ایک قدم
ہٹاتے ہین یہ حیا مین اُٹھائینگے حقیقت مین خوف جان بری چیز ہی کیون قدم ہٹایا الغرض یہ رنگ کھا یا ظلم

رنگ کیا کیا نہ سپہر جفا جو بدلا
ایک پہلو سے نہین دوسرا پہلو بدلا
ہم ملی کونسی منت جو نہین کی لیکن
ڈھنگ وحشی کا ترے کچھ نہ پری رو بدلا
ایک سا حال ہی خونابہ دل کا میرے
آب تابع کبھی شربت آلو بدلا

ہان مگر داد دل بیتاب نہین تو بدلا
لذت ذبح نہ باقی نہ گئی پر سو تک
نہ کسی طرح مزاج بت بدخو بدلا
رونق آب حنا سے نہین ہوتا ہی شباب
آجتلک دیدۂ تر کا نہین آنسو بدلا

گنج مدفن مین یہ تھا کہ جیسے سونے
سالہا سال نہ ہلا دینے زانو بدلا
کیا بلا جوش جنون کو ہی ترقی ہر روز
جب سے ہو پیر تو رنگ سر ہر مو بدلا
کم ہوا جوش جنون کچھ نہ الٹا سے نسیم

بدیع الزمان نے سر جھکا کے دیکھا تو تاج ملکہ نہین معلوم ہوا شاہزادے

فرمایا تخت اُتارو تخت جو اُتارا کنیزوں نے جو شاہزادے کو دیکھا چیخیں مار کر رونے لگیں عرض کی واری ہم تو لٹ گئے کہا ہے ہے کیا ہوا حال تو بیان کرو کنیزوں نے عرض کی واری حشام جادو مالک حلہ طلسم آپ کے ہاتھ سے شکست کھا کے بھاگی تھی یہاں ملکہ شبنم گوہر پوش آپ کے واسطے رو رہی تھیں سب لشکر دار سب کنیزیں جمع تھیں اُسنے اُتر کر ایسا سحر کیا کہ لشکر و ملکہ بیہوش ہو گئیں سب کو اُس جلاد نے گرفتار کر لیا ابھی لیکر گئی ہے بدیع الزمان کے ہوش اُڑ گئے کہا اکمل حبشی سے تمنے سنا فلک شعبدہ باز ہر مرتبہ نیا رنگ دکھاتا ہے قطعہ

حسرتیں عاشق کی اپنی دیکھ لے ہنگامہ آج
رشک فردوس معلی ہے مرا کاشانہ آج
فیصلہ ہو جائے یا ہم اب دھر ہو یا اُدھر
شرم سے پانی ہوا ایسا ترا دیوانہ آج
کیا ادب ہے محفل رندان ساغر نوش کا
پیچھے دیکھیں کدھر کو لغزش مستانہ آج
کسکو گلگشت چمن میں غم ہے نوشی ہوا
ہے بھرا اشکوں سے آنکھوں کا مرے پیمانہ آج
ہجر ہے انجمن بیہوش ہے جانانہ آج
ایک دم تو اور بھی پہلو سے ظالم جانا نہ آج
جان جان ثابت ہو شب فرقت بیداری ہوا
گفتگو کرتے ہیں خود قاتل سے بیباکانہ آج
صورت بسمل طپاں تھا میں فراق یار سے
گر رہی ہے موج صہبا بھی لغزش مستانہ آج
چشم ساغر دل ہے مینا شوق گویا ہے صراحی
دست شاخ گل ہے رنگ گل صورت پیمانہ آج
جوش مستی پاؤں کے لکے نالیگا نسیم
خوب چکر دے رہی ہے گردش پیمانہ آج
صحبت اک حور بہشتی سے جو حاصل ہے مجھے
محو خواب غم ہے کیوں نرگس مستانہ آج
ہنگیا اشک ندامت دیدۂ زنجیر میں
کیا کہوں کیا کیا رہا ہے حال بیتابانہ آج
ہے ہجوم کیف مستی لڑکھڑاتے ہیں قدم
اعدا انفاس میں ہے لغزش مستانہ آج
ہجر جاناں میں نہ دے ساقی مجھے تکلیف جام
گردشیں کیا کیا نہ دیگی گردش پیمانہ آج

افسوس صد ہزار افسوس کیا فلک نے رنگ دکھایا یہ کیا سامنا ہوا خدا شبنم گوہر پوش کی جان بچالے شبنم کا کالوں میں پھنسا اُسپر تو اور بھی بڑ گئی رنگین جادو سحر میں طاق شہرۂ آفاق مگر جب وقت رنج و ملال آیا تو فلک نے یہ سامان دکھایا اب جلد چلو مرکب اسی مقام پر موجود تھا پشت گلگون باختری پر سوار ہوئے سلاح طلسمی ذات پر آراستہ کیے لوح طلسمی گلے میں اکمل حبشی در طاؤس تاجدار معہ ہوکن پر سوار سو ساحرین سرغنہ ساحر کنیزان رنگین طائران ہوائی پر سوار ہوئیں شاہزادہ بدیع الزمان نے گھوڑے کو رو میں ڈالا وہ گھوڑا اکو ڑا کب کھاتا ہے خیال دل مرکب کے واسطے تازیانہ ہے کس روا روی سے وہ باد پا روانہ ہے کشندہ مثل ماہ نو کے کیے ہوئے طرارے بھرتا ہوا چلا ساحرات اُڑتے ہوئے غیر ساحر کمریں باندھے ہوئے تلواریں ہاتھ میں الفاظ جرأت بات بات میں اس زور و شور سے چلے ہیں شاہزادہ بدیع الزمان کو بہت جلدی ہے کہ کنا بھی ناگوار معلوم ہوتا ہے اس جوش و خروش میں جاتے ہیں کہ صحرا سے ایک پہلوان موسوم بہ یلقاے مردار خوار پشت دس بارہ ہزار سوار بڑے زور و شور سے آکر پہونچا حال بدیع الزمان دریافت کر کے گینڈے کو میدان میں نکالا پکار کر آواز دی اے شاہزادہ بدیع الزمان میرے مقابلے میں آ و شاہزادہ بدیع الزمان نے گھوڑا بڑھایا مقابلے میں یلقاے مردار خوار کے آئے بدیع الزمان و یلقاے نیزہ چلنے لگا دو گھڑی میں نیزہ یلقا کا بدیع الزمان نے نکالا یلقاے مردار خوار نے بقہر و غضب تمام تیغ بنام انتقام سے کھینچ لی ہاتھ مارے بدیع الزمان کبھی خالی دیتے ہیں کبھی تلوار پر کاٹ سہتے ہیں مہر بھر کامل اُسنے دم نہ لینے دیا جب بہت سے وار اُسنے کیے بدیع الزمان نے نعرہ کیا او ملعون یہ کیسی سپاہگیری ہے مردان عالم کا تو ایک وار قبول کر منہ نہ پھیر و غافل تا رسیدن ہیجا نعرۂ بدیع الزمان تصنیف مصنف

منم قاتل کافران جہان

نہال گلستان صاحبقران
بدیع الزمان یل شیر دل
کہ سہراب و رستم ز تیغم خجل
ز تیغم شود دو صف کافران

ہمہ ساحران الامان الامان
ز گنجاب گشتہ چو جنگ آزما
فراری شدند کافر بد دغا
علم تیغ دریا ختہ شد بجنگ

بقا گشتہ حیران چو آئینہ دنگ
یل صف شکن نامور پہلوان
بدیع الزمان ابن صاحبقران
نعرۂ شیرانہ کیا خبردار خبردار

کھلکے ہاتھ تلوار کا مارا ایلقاء نے مردار خوار نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ برق تاب جو تڑپ کے گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر سر پہ گرا سراسر کلے و جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مثل قطرۂ آب صندوق سینہ سے مانند سیماب شرمگاہ کے پھاٹک کو ویران کر گئے مع راکب و مرکب چار ٹکڑے کیے اہلیان فوج نے جو لاشہ اپنے مالک کا دیکھا تلواریں پکڑ کے بدیع الزمان پر آ پڑے بدیع الزمان نے تلوار کھینچی لشکر کفار پر جا پڑے تلوار چلنے لگی اسکے ساتھ والے بھی جنگ میں شریک ہوئے ہرچند کہ کفار کا افسر قتل ہوا مگر بجانبازی لڑ رہے ہیں بدیع الزمان کو جلدی ہے کہ اس جنگ سے مہلت پاؤں معشوق کی تلاش کروں یہ جو خیال آیا دل تڑپ گیا اجمل جنی برابر [illegible] کھڑا ہے فرمایا اے اجمل جنی فلک نے تفرقہ پردازی کی ملکہ شبنم گوہر پوش کا گرفتار ہونا دل پر مصیبت شاق ہے دل ملاقات کا اس محبوب جانی یار جاودانی کا مشتاق ہے نہیں معلوم اس معشوق پر کیا گذری اب تو یہ کیفیت ہے

نظم

خیال آیا جو عشق زلف میں دل کی تباہی کا
بندھا فکر رسا سے باب قلم مضمون سیاہی کا

ہوا ہے پیشتر دھوکا دل پر داغ پر میرے
شکار اکثر کیا ہے بار نے طاؤس ماہی کا

سمندر چشم تر باد مخالف آہ و نالہ ہے
یقین ہے کوئی دم میں کشتی تن کی تباہی کا

شب ہجران میں جو دم تھا وہ گویا واپسین دم تھا
گمان تماشا ہے مجھے چراغ صبح گاہی کا

لحد پر یار آتا ہے مرے شرمندہ کرنے کو
نہ منہ دکھلانے کی جا ہے نہ موقع عذرخواہی کا

سراسر شست کا عالم ہیں ہر اک مو میں پاتا ہوں
تری زلفوں کو شانہ چاہیے دندان ماہی کا

کروں تحریر گر میں اپنے رنگ زرد کی حالت
عجب کیا زعفرانی رنگ ہو جاوے نگاہی کا

خدا بھی خوبصورت کو نہایت دوست رکھتا ہے
ارادہ کون سے در پر کروں میں دادخواہی کا

غنیمت جان اے دل جنبش ابروے قاتل کو
بڑی معراج ہے تلوار سے مرنا سپاہی کا

مسافر کو عدم کے روکنے والا نہیں کوئی
نہ کھینچا خار نے دامن کبھی دنیا سے راہی کا

زیادہ زخم سے انسان کو احسان اٹھاتا ہے
نہونا خوف ہے ظل ہمائے بادشاہی کا

دم آخر بھی بالیں پر سے ہمراہ یار آئے
رقیبوں نے محل باقی نہ رکھا عذرخواہی کا

تری شمشیر ابرو سے مگر جو لاگ اسکو بھی
گلا روز ازل سے کیوں کٹا رہتا ہے ماہی کا

جنوں کا لطف اٹھا صحرا کو چل زندان سے دیوانے
نہیں کھلتا ہے بے میدان کے جوہر سپاہی کا

فرشتوں سے لحد میں گفتگو یاں کون کرتا ہے
شہادت نامہ پڑھ لیں چار مومن کی گواہی کا

مرکب ہے یہ سرتا پا خطا سے اور نسیان سے
خیال خام ہے انسان کو دعوی بیگناہی کا

بتان سنگدل کی صورت آتش [illegible] کا مے کھائی ہے
ارادہ کنج عزلت میں ہے اب یاد الہی کا

یہ اشعار بلاک کے جو بدیع الزمان نے پڑھے اجمل جنی تڑپ گیا عرض کی اے آقاے نامدار والا مولائے قدرشناس انشاء اللہ ملکہ شبنم گوہر پوش سے ملاقات ہوگی ہر چند غلام کے رہنے کا

کم اتفاق ہوا مگر از روے تواریخ کے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جس معشوق پہ فرزندان صاحبقران عاشق ہوتے ہیں اُسپر اور کوئی دست انداز نہین ہو سکتا ضرور اُنسے ملاقات ہوگی جو زمانہ گردش کا ہے وہ گذر جائیگا پروردگار ظہور قدرت دکھائیگا سرداران شاہزادہ بدیع الزمان فوج ہزیمت موج مین لڑ رہے ہین سخت معرکے پڑ رہے ہین بدیع الزمان کو اجل جنی کے سمجھانے سے اور زیادہ جوش ہوا جوش جرأت مین علمدار کو للکارا جا پڑے علم فوج قلم کیا صفون کو درہم و برہم کر دیا سرداروں کو ٹوک ٹوک کر مارا اگر کسی سپاہی نے روکا کسی کو تیغہ شمشیر کا مالا دیا کسی کو سپر کی او جھڑ مار دی بارہ ہزار فوج مین ہلچل ڈالدیا فوج نے جب یہ حال دیکھا کہ افسر بھی مارا گیا اور علم فوج قلم ہوا اب کس نشان پر لڑین آخر فوج ملقا سے مردار خوار کے پانون اُٹھ گئے بدیع الزمان نے اڑاو پر آ پڑے مال و اسباب سب لوٹ لیا فوج کفار کو شکست ہوئی فریاد فریاد کرتے ہوے بھاگے بدیع الزمان نے لڑائی کو فتح کیا ایک مقام پر آکے بیٹھے اجل جنی و طاوس تاجدار بھی برابر آ گئے طاوس نے کہا اے شہریار ماشاء اللہ آپ کیا خوب لڑے ہین بدیع الزمان نے ایک آہ کی کہا یہ فتح نہین شکست ہوئی نہین معلوم اُس بیچاری پر گرفتاری مین کیا گذرتی ہوگی دیکھیے فلک پھر غدار گردون غدار کیا رنگ دکھائے میری تو اب یہ کیفیت ہے **نظم**

فکر سے مین نہین خالی غم جانان مین کبھی
نکہت گل سے نہ جنبش ہو گلستان مین کبھی
عالم آہو نکلے شراروں کا یہ ہے پردے کا
ہوا اپنا لگے قاتل کے نہ دامان مین کبھی
راہ پائے ترے کوچے مین جو وہ آنکی
لاشہ اپنا نہ ہے گور غریبان مین کبھی
دن جدائی کا شب وصل سے ہے ہستا ہو دراز
گرم پہلو نہ ہوا فصل زمستان مین کبھی

کبھی زانو پہ مرا سر ہے گریبان مین کبھی
قافلہ کیا کہ جرس کی بھی صدا ہے نہ سنی
جسطرح اُڑتے ہین جگنو شب باران مین کبھی
فائدہ قرب تو نگر سے نہ بے ستون کو
نہ رکھے باد صبا پانون گلستان مین کبھی
بار آیا نہ نظر برسون رہا مین گریان
وصل ہوتا نہین خورشید کا ہے انجمن مین کبھی

ناتوان ایسے ہین ہم سایہ گلو گیر جو پڑے
نہین آتی ہے پریوان بیابان مین کبھی
ہم ہین وہ وحشی عریان کہ اگر قتل بھی ہون
نظر آئے نہ کہہ پنجہ مرجان مین کبھی
شوق قاتل کی گلی کا ہو فرشتہ نقال
برق چمکی نہ ہے سامنے باران مین کبھی
سرو مہری پہ رہی شعلہ خون کی تاسنج

یہ اشعار پڑھکر بدیع الزمان نے اجل جنی سے فرمایا جلد لشکر تیار کرو لشکر اُسی وقت تیار ہوا پھر یلغار کرکے چلے واضح ہو کہ یہ پہلوان بھی بحکم شاہان طلسم تلاش مین طلسم کشا کی نکلا تھا ہاتھ سے بدیع الزمان کے مارا گیا مگر کاؤس تاجدار جان لڑائے ہوے ساحرون سے لڑ رہا ہے محیط دروازہ توڑ کر قلعے مین گھس آیا ہے ہر گلی و کوچے مین تلوار چل رہی ہے ہنگامہ گیر و دار بلند ہے ملازمان کاؤس کوئی ساحر نہین سب غیر ساحر ہین اگر قریب ساحر کے پہونچگئے نیزہ مارا وہ ساحر مر گیا اگر گوشہ پاگئے تیر اندازی کی دو مین سے یون گرایا اسطرح ساحرونکو مار رہے ہین محیط جس کوچے مین آتا ہے دیکھتا ہے دو سو غیر ساحر اور دو ہزار ساحرونکے لاشے پڑے ہین زانو پیٹ لیتا ہے کہ یارو یہ کیا ہوا کیسا بد اقبالی نے گھیرا ہے یہ کہکے خود گولہ وغیرہ مار دیتا ہے اسکے گولے و ترنج کو کون روکے سو دو سو کے سینون کو برما کر نکلگیا جس کوچے مین دیکھا راستہ تنگ و تاریک ہے سحر کرکے مکان گرا دیے جا بجا مکان گرے ہوے پڑے ہین اینٹون کے انبار لگے ہوے ہین مکان ہزارون ساکنان قصر کے کلیجے خون بعضے بیچارے آفت کے مارے عورتون کے ہاتھ پکڑے ہوے لڑکون کو گود مین لیا روتے پیٹتے گھر سے نکلے مراد یہ تھی کہ اس بلوے سے نکل جائین کسی گانون یا قریے مین جا کر چھپ رہین اس آفت ارضی و سماوی سے بچین جب نکلے ساحرون نے گھیر لیا تو جبہ جدا ہو گئی

غل مچاتے پھرتے ہین کہ زوجہ چھوٹ گئی کوئی عورت پکارتی پھرتی ہی میرا بھائی مجھسے چھوٹا کوئی بیٹی کو پکارتی ہی
کوئی بھائی کا نام لیتا ہی کوئی فرزند فرزند پکارتا ہی کوئی چھپ کر چلا کسی گوشے مین گر پڑا کوئی بھاگ کر نکل گیا دیہات
کے دروازون پر زمیندار جمع ہو کر بیٹھے ہین اِنکے دُکھ کی خبر سناتے ہین جسکو جاتے دیکھا لوٹ لیا جان بچانیکی
فکر مین نکل کے گئے وہان ایسے لٹے کہ لباس بھی باقی نہ رہا ننگے لچے پلٹ کے آئے اب جھلا کے لڑائی مین
شریک ہوے ایسے بگڑے ہوے ہین کہ مرنیوالے جان سے بیزار فراق دیدہ ہجران کشیدہ جانداد
جو گھر مین ہی وہ گھر مین رہی جو بیکے نکلے تھے وہ لٹ گئی گھاتے مین عورت چھوٹی لڑکے جدا ہوے آپ
آمادۂ مرگ ہوے پھر مرنے والون سے کون لڑ سکتا ہی ایک ایک نے چار چار ساحر مارے بعض تلوار کھینچکر
نکلے ساحر نے سحر کیا نیچہ ہاتھ سے چھوٹ کر گرا ہاتھ سے ساحر کے مارے گئے حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا سے
اُٹھے عورتین کوٹھون پر سے ساحرون کو ڈھیلے مار رہی ہین بعض اپنے اپنے محلے کے پھاٹک پر کھڑی ہین فریاد
کر رہی ہین سب عورتین جری ہین بہادر ہین جان دینے پر آمادہ ہین ال لٹنے سے جرأت و ہمت زیادہ ہی
لڑ رہی ہین ساحرون کو قتل کر رہی ہین عورتون نے غول کے غول بھگا دیے محیط نے جب جا بجا لاشہائے
ساحران کے انبار دیکھے گھبرا گیا کہتا تھا کہ کیا معرکہ ہی کہ ساحر بہت مارے گئے غیر ساحر جان دینے پر آمادہ ہین
ساحرون سے انکے حوصلے زیادہ ہین اب دیکھیے تقدیر کیا دکھلائے ای محیط مین سمجھا تھا ایک سحر مین سبکو
بیکار کر دونگا یہانکی لڑائی کا تو اور رنگ ہی مجمع ساحرونکا دنگ ہی گر خود سحر کرتا پھرتا ہی اسکے سحر نے آفت برپا
کر دی زمین ہل رہی ہی صدہا مکان اِسنے گرا دیے ہزار ہا دب دب کے مرے ایک سمت نکاوُس تاجدار غم خیال
بدیع الزمان مین ملول و محزون ساتھ والون سے کہتا ہی یارو یہ تو تمنے آنکھون سے دیکھا کہ پہاڑ گر گیا رنگ
قلعہ متغیر ہوا زنگی اسپر کے متے برج قلعے کے گر گئے بیشک طلسم کشا نے جا کے طلسم کشائی کی یہ ملعون وہین سے
بھاگ کے آیا ہی انکی وجہ سے عاجز آیا ہمپر یہ بدعتین کر رہا ہی یارو اگر اڑے اور انکو مار لیا طلسم کشا لینگے کیا
تعجب ہی تمھارا شاہزادہ طاؤس تاجدار اپنے شاہزادے کے ساتھ آگے دیکھیے کیا پردۂ پیش ہی خدا کرے جان
بچ جائے تو بڑی بات ہی طلسم کشا بتائید غیبی ہوئی دیکھے ہم بھی انسے مشرف ہون یا نہ ہون لیکن یارو اگر فتح
ہوئی تو غازیان ویندار و مجاہدان تہور شعار کہلاینگے اگر مارے گئے تو شہید ہوے قلعہ کا وسیہ مین تو یہ حال ہی لیکن شاہزادہ
بدیع الزمان جب باغ رنگین سے خبر حسرت و یاس لیکر چلے نہایت غصہ ہی کہ یہ کیا معرکہ عظیم برپا ہوا وہ جو ساحر تخت
اڑا کر لائے تھے انھون نے عرض کی پھر حضور تخت پر سوار ہون بدیع الزمان نے فرمایا کچھ ضرورت نہین پشت
گلگون باختری پر سوار ہوے اجمل جنی و طاؤس تاجدار ہمراہ رکاب بدیع الزمان روا روی کرتے ہوے
آتے ہین بڑا قلق ہی کہ رنگین و دلگیر و ملکہ شبنم گرفتار ہو گئین فرماتے ہین ای طاؤس جب حشام بھاگ کر نکلی ہی لوح نے
فوراً خبر دی تھی کہ یہ نکلکر جانے نہ پائے اگر نکل کے جائیگی تو فساد برپا کریگی وہ حکم لوح کر سی نشین ہوا ایسا صدمہ
عظیم ہوا ہر چند کہ وہ ملعونہ جہان جائیگی وہین اپنی کو پہونچاؤنگا کبھی اجمل سے فرماتے ہین ہای اجمل جنی تمھارا
سب کہنا ظاہر ہوا حقیقت مین یہ حشام بڑی مکارہ ہی رنگین و دلگیر تو سحر جانتی ہین لڑی بھی ہونگی مگر ہاے
شبنم گوہر پوش کس حال مین ہوگی یارو کیا کہون کہ جو قلب پر میرے گذر رہی ہی اب تو یہ حال ہم پہونچا ہی ظ

نہین شکوہ جدا ہی گو کہ ہر بار مرے دل کا	کیا صانع نے دو ٹکڑے ازل سے لعل قاتل کا
بلا کر لطف سے گردن نہ شمشیر رکھتا ہی	فریب آمیز دیکھا وقت فردن رحم قاتل کا

اجازت دی اگر شوق شہادت نے کہ منھ کھولو | کہا ہمت نے ہم احسان نہ لینگے دست قاتل کا
زبان تک شکوہ بیداد آیا تھا کہ شرم آئی | کہا دل نے یہ کیا کرتے ہو منھ دیکھا ہی قاتل کا
نہ ٹھہرا پاؤن گھر مین وہ اجل کی بیقراری تھی | بشکل جذبہ الفت کھینچ لایا تھا قاتل کا
یہ کسکے قتل سے بالیدگی ایسی ہوئی حاصل | کہ ٹوٹا آج ڈورا خود بخود شمشیر قاتل کا
ہجوم شوق کی بیتابیون نے اسقدر چھوسا | کہ دم رک رک گیا زخمون کے منھ مین تیغ قاتل کا
وہ لذت تھی دہان زخم مین پیرے کہ خون بنکر | ٹپکتا ہی لعاب اب تک زبان تیغ قاتل کا
اٹھاتے ہین مگر کہتے نہین جو کچھ گذرتی ہی | دہان زخم مین بھی ضبط ہی شمشیر قاتل کا
وہ اشک گرم تھے ٹپکے جو وقت ذبح آنکھونسے | نہین جاتا ہی چھالا آجتک شمشیر قاتل کا
عجب اسکا نہین گر چشم گوہر کور ہوجاوے | ٹپک کر اشک ہوگا آبلہ شمشیر قاتل کا
مجھے فریاد کرنی یا نہ کرنی دونون مشکل ہی | ندامت روح سے حاصل لحاظ آتا ہی قاتل کا
اٹھاوے اسقدر رگڑے زمان ذبح گردن کے | کہ چھالا اچھل گیا سینے مین آخر تیغ قاتل کا
خوشی کرتا ہی کیسی لے کے خنجر دست نازک مین | الٰہی تو نگہبان ہوجیو بازوے قاتل کا
بدل کر قافیہ لکھو غزل اک نسیم ایسی | کہ مضمون و معانی مین اثر ہو تیغ قاتل کا

ان اشعار پر رفتار و رہے ہین کہتے ہین ای شہریار خدا اس غم والم کو برطرف کرے حقیقت مین بڑا ستم ہوا یہ تو حشمام نے بڑا ستم کیا وہ باغی اس باغ تک کیونکر آئی کیونکر ان لوگون کو پایا ایسے کچھ سحر کیے کہ رنگین اور کشیر سے کچھ نہو سکا رنگین و کشیر کے سحر نے عجب کچھ مزہ دکھایا ہوگا بدیع الزمان نے فرمایا وہ جلی ہوئی آئی تھی وہ سحر کیے کہ جسکو کوئی دفعیہ نکرسکا سب گرفتار ہوگئے ملکہ نسیم تو بیچاری غیر ساحرہ ہین انکو بھی گرفتار کرلیا اب چلیین انشاءاللہ دیکھین کیا ہوتا ہی بدیع الزمان گھوڑے کو ڈالے ہوے آتے ہین اجلل و طاؤس و چند ساحر اور ساتھ ہین ایک دشت مین پہونچے ہین بدیع الزمان نے اُس پریشانی مین فرمایا کہ پانی کی خواہش ہی سامنے کنوان ہی پانی بھر لین یہ فرماکے بدیع الزمان نے مرکب رد کا سب ساتھ والے رک گئے کہ صحرا سے گرد اٹھی دیکھا اک پہلوان نہایت قوی تن قوی من سلاح جنگی سے آراستہ پشت پر بارہ ہزار سوار و پیدل خیمے بارگاہین لدی ہوئین گینڈے کو اپنے روین ڈالے ہوے آتا ہی فوج بدیع الزمان کو دیکھکر رک گیا ہرکارے سے کہا دریافت تو کرو یہ کون لوگ ہین ہرکارے گئے بعد تھوڑی دیر کے آکے عرض کی فرزند صاحبقران زمان شاہزادہ بدیع الزمان طلسم کلید فتح کرکے بادشاہ طلسم کی تلاش مین جاتے ہین یہان دشت مین ٹھہر گئے ہین نام شاہزادہ بدیع الزمان کا سنکر یہ جوان گینڈے سے اتر پڑا ایک سوار کو حکم دیا کہ پسر حمزہ سے کہو آگے بڑھنے کا ارادہ نہ کرنا اگر اپنی جان بچانیکی فکر چاہتے ہو بسہولت ہمارے پاس چلے آؤ خیر جو کیا وہ کیا ہم خطا معاف کرادینگے نام بھی بدولت کا بتلادینا کہ سہراب گرد لقب ہی اس طرف کے لوگ نام سے ہمارے تھراتے ہین ہمکو حکم ملا ہی کہ اکناف طلسم کی گشت کرو جو ارادہ جنگ و جدل مین ملے اسکو گرفتار کرلاؤ آپ کی بغاوت ظاہر ہی کہ طلسم کلید کو فتح کرلیا سوار نے جاکے بدیع الزمان سے کہا بدیع الزمان نے جواب دیا کچھ دیوانہ ہی کہنا طبل جنگی بجوا اور ابھی میدان کارزار مین آ ہمپر ٹھہرنا بہت شاق ہی ہمارے ناموس کو گرفتار کرکے حشمام جادو لیگئی ہی ہم اسکی تلاش مین جاتے ہین تم ایسے وقت مین ہمارے سدراہ ہو اسیوقت میدان مین نکلو جو کچھ ہونا ہو

ہو جاے سوار نے پلٹ کے سہراب گردسے کہا سہراب خوش ہو گیا کہا ہم بھی موجود ہین یہ کہکے اُسنے گینڈے
کو میدان مین نکالا فنون سپہ گری دکھا کر آواز دی فتاح طلسم کلید کہان جاتا ہی میدان مین آئے تو سارا حال
معلوم ہو بدیع الزمان نے مرکب گلگون باختری کو بڑھایا گھوڑا طرارہ بھر کے چلا سہراب دیکھ رہا ہی اب
جو بنگاہ غور دیکھا ایک جوان آفتاب جمال خورشید جلال ابروے خمدار شمشیر آبدار زلفین عنبرین تا بہ دوش غزال چشم
شیر خشم سطوت و صولت دیکھکر بیقرار ہو گیا جی مین کہتا ہی کہ یہ جوان تو اس لایق ہی کہ اپنے لشکر کا بادشاہ کرون
خود بھی سہراب صاحب لیاقت ہی کاکلین دوش پر خود زرین بر سر لباس فاخرہ در بر کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا
دل سے کہتا ہی یہ کیا مجھسے لڑیگا مگر منچلا ہی کہ پکارتے ہی مقابلے مین آگیا جب بدیع الزمان قریب پہونچے
پہلوان نگاور زن سنوا بلکہ بدیع الزمان کو سلام کیا کہا اے شیر بیشۂ جرأت و یکہ تاز میدان جلالت آپکا نام نامی
و اسم گرامی کیا ہی ہرکارون نے اسطرح خبرین کین کہ دل بیقرار ہو گیا اب آپکو دیکھکر اور کچھ خیال آیا منظور
یہ ہی کہ میرے آپ کے تلوار نہ چلے کیونکہ تلوار کا چلنا اچھا نہین کشتی مین امتحان ہو جاے مجھکو خوف ہی کہ آپ
میرے ہاتھ سے ضایع نہون بدیع الزمان نے فرمایا آپ کی مہربانی اگر آپ کو ہمسے محبت ہوئی تو لات و منات
پر لعنت کرو یہ سنکر سہراب کو غصہ آیا کہا آپ نے غضب کیا ایسا کلمہ کہا کہ معاوضہ اسکا یہ ہی کہ زبان کاٹ ڈالون شاہزادہ
بدیع الزمان نے کہا یہی سزا ہو تو بہتر جب تو سہراب نے نیزہ مارا بدیع الزمان نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا
نیزہ بازی ہونیلگی دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایک مقام پر گانٹھ کے بدیع الزمان نے جھیٹا مارا نیزہ ہاتھ سے سہراب
کے نکل گیا اور غصہ زیادہ آیا قبضے پر ہاتھ ڈالدیا کہا اب مار ڈالو نگا زندہ نچھوڑونگا تلوار کھینچی تیغ بر قراب اٹھا کل کا
پتھا چرا ہوا جیسے اژدر غار سے نکلا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا کہا او پسر حمزہ دل یہ چاہتا ہی کہ تجھکو زیر کرون اپنے
لشکر کا بادشاہ بناؤن مگر تیری قضا ہی دامنگیر ہو تو مجبوری ہی یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے گھوڑا بڑھا یا
چاہا کلائی پر ہاتھ ڈالون وہان پر موش خانہ تھا گھوڑے نے سکندری کھائی خود سر سے گرا گر دا سپر کا ہٹا سر پہ
بدیع الزمان کے تلوار پڑی تا بہ ابرو تیغ پہونچا بدیع الزمان نے دستانہ مارا تیغہ جھنا کر نکل گیا چادر خون کی
چہرے پر آئی مگر اُس عالم زخمداری مین بدیع الزمان نے تیغ طلسم طہمورث دیو بند کھینچا خبردار خبردار کہکر اپنے
گھوڑے کو اشارہ کیا مرکب نے دو نون ٹاپین گینڈے کی مستک پر رکھدین بدیع الزمان نے ایک ہاتھ مارا
سہراب نے سپر کو اٹھا دیا سپر کے دو ٹکڑے ہوے وہان سے تلوار گری سر کو سہراب کے زخمی کیا سہراب
نے دستانہ مارا تیغہ تو نکل گیا لیکن کڑک کے جو گرا گینڈے کی گردن قلم ہوئی گینڈا و سہراب دونون تہ و بالا
اہلیان فوج نے جانا ہمارے افسر کو مار لیا لینا لینا کہکے آپڑے تلوار چلنے لگی ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا اُدھر سے
طاؤس تاجدار و اجل چند سوار و پیدل جو ساتھ تھے اُنکو لیکر جا پڑے دو نون لشکر مل گئے مگر بدیع الزمان
نے اُس حال مین دس پانچ سوار و پیدل مارے زخم سر زیادہ کھل گیا غش آنے لگا ہاتھ گردن مین مرکب کی حمایل کیے
فرمایا اے مرکب مجھکو لے نکل گھوڑا بدیع الزمان کو ایک جانب لیکر نکل گیا یہان سہراب بھی بیہوش ہو گیا تھا
سوار و پیدل سہراب کے زیادہ تھے اجل نے دوپہر ڈھلے کے وقت دیکھا کہ طاؤس تاجدار بھی زخمی ہی ایسا نہو
فوج کے پاؤن اُٹھ جائین تو شکست فاش ہو فوج کو بھاگنے کی تلاش ہو طبل امان بجوایا لشکر پلٹے ہمراہیان سہراب
عاجز ہو رہے تھے سہراب کو لیکر پلٹے طاؤس تاجدار نے اپنے مقام پر آکے دیکھا کہ ہمارے لوگ کم ہین مزاج بھی نکلے
برہم ہین آقاے نامدار کو مرکب نکال لے گیا خدا اُنکو ہمسے ملائے چلو اُنھین کو تلاش کرین یہ کہکے رات کو بارگاہین وغیرہ اپنی

لدوائین تلاش مین شاہزادۂ بدیع الزمان کی روانہ ہوے مگر ملازم سہراب کو زخمداری مین لیے ہوے بارگاہ
مین آکر داخل ہوے سہراب کی زخم دوزی کی جب سہراب ہوشیار ہوا تو اُسنے پوچھا کہ اُس شیر پر کیا گذری
ساتھ والون نے کہا حضور آپ کے ہاتھ کا زخم ایسا تھا کہ بچ سکتا ہی وہ جوان مارا گیا ساتھ والے اُسکے بھاگ گئے
سہراب نے یہ سنکر آہ کی کہا یارو اگر وہ جوان مارا گیا تو بڑا غضب ہوا اُسنے عجب طرح کا کلمہ مجھسے کہا تھا کہ میرے
دلبر چھریان چل رہی ہین اُسنے یہ کہا تھا کہ حشام ہمارے ناموس کو گرفتار کر کے لیگئی ہی مین اُسکے تعاقب مین
جاتا ہون ابھی مقابلہ کرو میرے مقابلے مین آؤ ابھی مقابلہ ہو جائے وہ جو میرا خیال تھا یارو انصاف یہ ہی
کہ وہ باطل ٹھہرا قوت وطاقت مین بھی بے نظیر ہی حسن مین رشک ماہ منیر ہی افسوس ایسا شخص میرے ہاتھ سے
مارا گیا ایک کام کرو پڑاو پر تو اُسکے جاؤ اگر کوئی شخص باقی ہو تو میرے پاس لاؤ سوار یہان سے گئے پڑاو پر
بدیع الزمان کے سناٹا پایا دیکھا کہ ایک بڈھا سپاہی کہ اُسکے پانو پر زخم تھا نہین جا سکا ایک نخل کے سایے مین
پڑا رہ گیا اُسکا بھائی اُسکی حفاظت کو تھا سواران دونون کو لا کر سامنے سہراب کے لائے سہراب نے جو اُنکو
پریشان دیکھا کہا یارو نہ گھبراؤ مین نے تمکو بدنیتی نہین بلایا ہی مین بہادر کا دشمن نہین ہون مین تمھارے
آقا کا عاشق صادق ہون امتحان میرے اُنکے بخوبی ہو گیا ہی وہ زور وطاقت مین بھی مجھپر غالب آئے
اول تو جرأت وجلالت ایسی کہ مجھ ایسے جوان سے لڑنے پر آمادہ ہو گئے نیزہ اُنھون نے میرے ہاتھ سے
نکالا زخمی بھی کیا گینڈا ابھی مارا گیا اب مین اُنکے ناموس کی خبر لونگا تم حال مفصل بیان کرو اُن دونون نے
کہا اے شہریار اصل کیفیت یہ ہی کہ جب آقا ہمارے آپ کے ہاتھ سے زخمی ہوے عرصۂ دراز تک اُس زخمداری
مین لڑے چالیس پچاس آدمی مارے گئے کچھ زخمی ہوے زخم اُنکا بگڑ گیا غش آنے لگا گھوڑا اُنکو لیکر نکل گیا
طاؤس تاجدار نے کہا یارو صاحب اقبال لشکر مین نہین ہی اب مقابلۂ حریف مین ٹھہرنا بہتر نہین ہی چلو چلکر آقا کو
تلاش کرین سب فوج اُسی فکر مین گئی ہی ہم ایسے زخمی تھے کہ نہ جا سکے سہراب نے کہا خیر اگر لات ومنات کو
منظور ہی تو ہمارا اُنکا ساتھ ہوگا کسی حال مین ہون مگر اپنے باپ کے لشکر مین تو جائینگے مین وہان جا کر اُنسے
فیصلہ کر لونگا ان دونون جوانون نے کہا حضور کو اختیار ہی سہراب نے کہا تم بھی ہمارے لشکر مین رہو جراح کو
بلا کر حکم دیا اِنکی زخم دوزی کرو جو کچھ خواہش ہو خزانے سے لو اِنکو کوئی تکلیف نہ پہونچے یہ کہکے سہراب نے
حکم دیا لشکر ہمارا طرف قلعۂ کاؤسیہ کے چلے سہراب اُسیوقت روانہ ہو گیا مگر قدم بقدم ذکر بدیع الزمان
کرتا ہی ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی کبھی کہتا ہی یارو اگر یہ جوان مارا گیا تو بڑا قلق ہوگا یہ تو ادھر سے جاتا ہی
ملکہ محیط نے لڑتے لڑتے ہزارون بندگان خدا کو بیہوش کیا صدہا قتل ہوے اس حال مین حشام جادو آ کے
پہونچی محیط نے پوچھا اے حشام کہان چلین عرض کی اے شہنشاہ مرحلہ فتح ہوا مین نے بڑے بڑے سحر مکر کیے مگر اجل نے
ہر مقام پر طلسم کشا کو بچایا مین نے اُسکے باپ تک کی شکل بنا کے دکھائی جس مقام پر معشوقون کو اُسنے قتل کیا
خنجر اُسنے اُٹھایا تھا کہ شکم چاک قصہ پاک کرے کہ یہ ظالم پہونچ گیا اور کہدیا کہ لوح دیکھیے یون جان طلسم کشا کی
اُسنے بچائی کسی مقام پر اس ظالم کو حضور کا خیال نہ آیا مگر مین وہان سے یہ سوچ کر نکلی کہ اب طلسم کشا پر جب کا
قابض ہونا دشوار ہی تین لاکھ ساحرون کی جمعیت تھی جب مین بھاگی تو یہ چار پانچ ہزار ساحر میرے ساتھ
ہو لیے اور جسکا جسطرف منہ اُٹھا وہ اُسطرف بھاگا کس کس کی شکایت کرون اس حال مین آئی تھی راہ مین باغ پری زمین
کا مالک اُن سبکو مین نے گرفتار کر لیا وہ وہ سحر کیے کہ کسی کے کیے کچھ نہو سکا سب کو پکڑ لیا بی شبنم جو معشوقہ شاہزادہ

بدیع الزمان ہین اُنکی بھی گردن لی اب حضور قلعۂ طلسمی مین چلیین طلسم کشا وہان نہ آئیگا یہان تو آیا ہی چاہتا ہی محیط نے کہا ای حشـام جادو وہ پہر مجھکو یہان لٹتے ہوے گذرے رعایا نے ساحرونکا ستھراؤ کردیا مین نے ہزار ہا مکان گرایا اس حسرت مین ان لوگون کو مارا کہ دم نہ لے سکے پھر محیط نے گھبرا کر کہا ای حشـام اب تو سحر کر مین تو سحر کرتے کرتے گھبرا گیا حشـام نے کہا مین ابھی سبکو گرفتار کیے لیتی ہون مگر اتنا عرض کرونگی کہ آپ حضور چلکر قلعۂ طلسمی مین مقام کرین علامتین درست ہو جاپین قلعے کو نظر سے مردم کی ناپدید کردیجیے چھپکر بیٹھیے کسیکو خبر بھی نہ ہوگی محیط اسپر راضی ہوا حشـام گولہ لیکر برج پر بڑھکر ایک دو گولے مارے اندھیرا ہو گیا زبان کا خون کاٹ کر پھینکا ابر خونی برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا بیہوش ہوا دو گھڑی کے عرصے مین سب بیہوش ہوگئے کہا ان تین روپے والون کو گرفتار کرکے کیا کیجیے گا چند وزرا امرا اور کاؤس کو تخت پر اُٹھا کے ڈال لیا نوبت نقارے بجاتے ہوے چلے راہ مین حشـام نے زہرہ دستی تال جہان آرا ملکہ شبنم محیط کو دکھا دیا محیط مر گیا ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا کہا ای حشـام تونے مار ڈالا اس خانم کی صورت دکھائی مین تمام طلسم کا اسکو بادشاہ کرونگا خاتون محل بناؤنگا یہ جو کسی نے ملکہ شبنم سے کہا تخت اُترے ہوے قیدیان بلا کے جاتے ہین ملکہ شبنم نے رنگین سے کہا ای رنگین تمنے کچھ اور سنا محیط کا عشق پھر پیدا ہوا حشـام سے کہا گیا کہ رہا ہی مین کیا کرون اور کیونکر اہی جہان نہ دون میری تو مارے صدمے کے اب یہ کیفیت ہی نظم

ہمیشہ تلوے کھجلایا کیے شوق بیابان مین — رہی نالان ہمارے پاؤن کی زنجیر زندان مین
عجب چشم سیہ کا ہی رخ رنگین جانان مین — تماشا ہی عوض بلبل کے شاہین ہی گلستان مین
وہ چشم سرمگین ہی فتنہ پردازی کے سامان مین — کھنچی رہتی ہی تیغ ابرو کی صف بندی ہی مژگان مین
یہ مجھ دیوانے کو راحت ملی ہی سنگ باران مین — کہین ہون جمع کو ہو لگا مین بازیگاہ طفلان مین
پری پیکر نہین اس دلربا سا قوم انسان مین — فلاطون کو کرے دیوانہ جا نکلے جو یونان مین
جنون پردہ دری دکھلا رہا ہی داغ سینے کے — تماشا ئے چمن ہی کوچۂ چاک گریبان مین
یہ مجھ دیوانے کی زنجیر سے آواز آتی ہے — وہ کیچڑ مین پھنسا ہی جو ہی آب و گل کے زندان مین
جب آیا سلسلۂ غم نوش بے صرفہ کیا اُسکو — نہ فرق آیا ہماری اشتہاے زیر دندان مین
گرفتاری مین آزادی کی کیفیت رہی حاصل — رہا جامے سے باہر اپنے مین دیوانہ زندان مین
جہان کے کارخانے مین نہین مد نظر تجھا — گئے ہین پردہ ہائے چشم عاشق تیرے ایوان مین
اسیری مین بخار دل جو نالون سے نکالا ہی — بہا ہی موم ہوکر آہن زنجیر زندان مین
جو ہوگا دسترس اپنا کبھی شانہ کی صورت سے — ملینگے عطر مجموعہ کا اس زلف پریشان مین
شب آدینہ چلیے اپنے کشتون کے مزارون پر — چراغ قیس روشن کیجیے گنج شہیدان مین
گلونکا حسن بلبل بے چھری کے ذبح کرتا ہی — ہوا اس ترک کے کوچے کی چلتی ہی گلستان مین
ہوئی ہی روح ناطاقت نہایت سونگھکر دیکھو — بسی ہی سیب کی بو جنسے اس گل کے زنخدان مین
بہار گل کی جو دیوانگی یاد آئی آتش کو — بہت رویا مین منھ کو ڈال کر اپنے گریبان مین
دُر دندان و لعل لب کے مضمون لکھتے ہین آتش — جواہر خانہ ہی ہر بیت موزون اپنے دیوان مین

اور کہا ای رنگین مین بھی جان دینے پر آمادہ تھی جب وہ بیچا میرے سامنے آئیگا مین اپنی جان دیدونگی اور چاہیے

اگر ہاتھ لگنے دون کیا ممکن ہی یہ جسم و جان سب واسطے شاہزادہ بدیع الزمان کے ہی اور دوسرے پر حرام ہی
کہان سوت لے چلی جو منظور پروردگار ہمارا کیا اختیار ہی وہ جو چاہیگا وہی ہوگا ظاہرا تو ثابت ہی کہ موت
ہمکو لیچلی لیکن ایک اُسکی عنایت شریک ہوئی بی رنگین کو ہمپر مہربان کیا اُنکو بھی فلک نے گردش دکھائی ہمارے
واسطے ہوا تم بھی گرفتار ہوئین یہ سب ہوا ہماری بدنصیبی کے سامان ہین گوشۂ عافیت مین بیٹھے تھے حشام
وہان پہونچ گئی اتنے بندگان خدا محبت مین شاہزادے کی قید ہوے نہین معلوم آپپر کیا گذری طلسم فتح ہوا
یا نہین ہوا اتنا ضرور طرفیے سے معلوم ہوتا ہی کہ طلسم مین جاکر ملکہ ذالدیا صاحب اقبال تو وہ ضرور رہی لوح بھی لی
طلسم کا راستہ بھی دستیاب ہوا رنگین نے کہا واری ذکر تو سنیے یہ محیط جادو بادشاہ طلسم ہی ایسی مصیبت
پڑی ہیکو طلسم سے نکلکر بھاگا یہ تو باعث مجبوری ہوا کہ ملازمان شاہزادے کو ڈھونڈھکر یہان آیا واری جاؤن
حشام جادو حاکم مرحلہ ہی ہین تو وہین کی رہنے والی ہون اسکا نام سنا کرتی تھی حشام جادو معین و مددگار
طلسم کا بیدہی وہی رنگ اُسنے دکھایا کہ مرتے مرتے ہزار دو ہزار کی جان لی اب بھی باز نہین آتی اُسی کی کوشش
سے یہ سب کام ہوے بادشاہ طلسم دو پہر لڑے اُسنے آکے تھوڑی دیر مین کام کر لیا سب کو بیہوش کر دیا رنگین
نے کہا واری وہ ایسی کامل و اکمل ہی کہ میرا اور کیشر کا سحر نہ چلا کیا جھٹ پٹ گرفتار ہوے ہمکو بھی دعوی ہی کہ اگر
لڑائی پڑے اور سحر جارا چلے تو ہزار دو ہزار کیسے لاکھ دو لاکھ کو مٹا دین مگر اُسنے عاجز کر دیا کچھ نہ بن پڑا کیا
جلد گرفتار کر لیا میری تو حضور گرتے ہی زبان بند ہوگئی کیشر ایسی جادوگرنی کو بھی کچھ نہ بن پڑا دیکھا حضور نے
کہ گھبرا گئی یہ حیرت کی باتین کرتی ہوئی جاتی ہین مگر حشام ملعونہ نے سب قیدی تو محیط کے سپرد کیے ہین
آپ آگے بڑھ جاتی ہی چہار جانب دیکھتی ہوئی آتی ہی جب دس بیس کوس قلعۂ کاؤسیہ سے نکل کر آئی تو
محیط گھبرا جاتی ہی کہتی ہی اے خیرخواہ دولت ما بدولت کا تشنگی سے عجب حال ہی یہان جنگل مین کسکا خوف ہی
قیدیون لے تخت اُتارو پانی وغیرہ پی کے اپنے کو آراستہ کرین پھر چلین اے حشام سب ساحر بیقرار ہین
حشام نے بڑھکر کنوین سے پانی بھرا پکارنے لگی جل ٹھنڈا مصنف عرض کرتا ہی کیا خوب روزمرہ ہی پہلے جل
پھر ٹھنڈا دونون طرح صورت ہلاکت ہی ساتھ والے پانی پی رہے ہین کنوئین پر ایک دوکاندار بھی بیٹھا ہی
چنے مرمرے بتاشے بک رہے ہین سب خرید کے لیکے کھا رہے ہین بھیلیان گڑ کی رکھی ہین ایک بھیلی گڑ کی
محیط کے بھی ہاتھ مین ہی کھاتا جاتا ہی کہتا ہی اسمین خاک ملی بہت ہی حشام کہتی ہی واری جنگل کے یہی تحفے ہین
اگر ارشاد ہو شربت بنوا دون شربت جو اُن بھیلیون کا بنا ساحر بیٹھ گئے چلو لگا لگا کے پینے لگے محیط جادو
ہنس رہا ہی حشام کہہ رہی ہی بھائیو پی لو اب کھانا پانی چلکر قلعے مین ملیگا شام تک قلعے مین پہونچنگے اب راہ
مین کوئی ایسا مقام نہوگا ملکہ رنگین و کیشر و ملکہ شبنم ایک تخت پر بیٹھے ہین سرنگون غمسے کلیجہ خون کیشر نے
کہا اے کمبختو پانی ہمکو بھی پلا دو وہ بیحیا جواب نہین دیتے کہ حشام نے کہا ارے کمبختو انکو بھی پانی پلا دو
ملکہ شبنم نے کہا ہم یہ پانی نہ پئینگے جان اپنی دیدینگے مگر کفار کے ہاتھ سے پانی کا پینا ناممکن ہی کیشر نے کہا ہم بھی
نہ پئینگے رنگین نے کہا ہم بھی تڑپ تڑپ کے جان دینگے مگر پانی نہ پئینگے حشام نے بڑھکے کلمات سخت و سست
کہے ملکہ شبنم رونے لگین محیط نے کہا اب قلعے مین چلکر سمجھا جائیگا حشام نے کہا حضور وہ بھر کردین کہ آپسے
زیادہ انکا حال ابتر ہوے یہ بھی کوئی بڑی بات ہی ایسی معہبیان اس لونڈی کو یاد ہین کہ حضور ملاحظہ کرینگی
کیسے ابھی وہی کیفیت ہوجاے محیط نے کہا ابھی کیا ضرورت ہی قلعے مین جاکے دیکھا جائیگا حشام نے کہا

حضور دیکھیے نخل پر یہ طائر بیٹھا ہی مین مونہی پہونچکر چھری گاڑ دونگا یہ طائر آکے اپنا گلا کاٹ ڈالیگا محیط تماشا دیکھنے لگا حشتام نے اُسیوقت چھری پر مونہی پڑھی قریب آکے ملکہ شبنم سے کہا ذرا اس شعبدہ کو ملاحظہ فرمائیے منھہ نہ چھپائیے یہی تماشا آپ پر بھی ہوگا ورنہ شہنشاہ محیط کو اپنا شوہر جانیے ملکہ نے کہا ای کنیز جسوقت قلعے مین داخل ہوئی اُسی وقت مجھکو قتل کر ڈالنا زندہ نہ رہون کہ یہ مصیبت دیکھون سب نے دیکھا کہ اُس طائر کی جانب حشتام نے اشارہ کیا طائر نے آکر چھری سے اپنا گلا کاٹ ڈالا لشکر ساحران مین اک غل بلند ہوا کہ ای حشتام کیا کہنا اور محیط تو مارے خوشی کے لوٹا جاتا ہی کہتا ہی ای حشتام مین تو اک قصر عالی مین اس معشوقہ کو لیکر رہونگا خوب خوب عیش کرونگا سلطنت طلسم اور انتظام اور بھر بنا نا مرحلہ جات کا یہ سب تمہین کو اختیار ہوگا مین تو اس معشوق پریچہرہ کو لیکر بیٹھون جو تکلیفین اُٹھائی ہین سب بھول جاؤن ملکہ شبنم نے جو گلا کاٹتے طائر کو دیکھا ہوش اڑگئے سرد دے مارا کہتی تھین ای پروردگار مجھکو دنیا سے اٹھالے کیون کنیز جب مین اپنے آپ مین نہونگی اس روسیاہ کے پہلو مین خوش رہ کر بیٹھونگی ای معبود مجھکو وہ وقت نہ دکھانا کنیز نے کہا واری آپ ناحق گھبراتی ہین مین نے وہ وہ کتابین دیکھی ہین جسمین آپ کے والد کا حال مرقوم ہی ملکہ مہر نگار پر کیا کیا افتادین پڑین نوشیروان نے خود شادی کردی مگر کوئی انکی عصمت کو ہاتھ نہ لگا سکا آخر صاحبقران سے وصل ہوا جس معشوق پر یہ لوگ عاشق ہونگے مین نے بہت سے مقامات دیکھے کبھی کسی کی آبرو نہین گئی آپ ہزار مقام پر جائین لیجانے والے لیجائین مگر کوئی عصمت کو ہاتھ نہ لگا سکیگا اپنے خدا سے دعا کیجیے اسطرحپر کنیز نے کہا کہ ملکہ کے دل کو قرار آگیا تڑپنا موقوف ہوئی محیط نے کہا یارو اب سوار ہو ساحر درست ہونے لگے کہ صحرا سے گرد اڑی محیط نے کہا سہراب گرد ہمارے شاہ کا ملازم ہی وہ آتا ہی سہراب نے جو محیط کو سامنے دیکھا لشکر سے گھوڑا بڑھا کے قریب آیا محیط کو سلام کیا محیط نے کہا ای پہلوان دوران ای گرد نامور کہان سے آتے ہو سہراب نے کہا پہلے آپ تو اپنا حال بیان کیجیے بادشاہ طلسم کلید ہو کر اس صحرا مین آپکا گذر کیونکر ہوا محیط نے کہا بھائی تمکو نہین معلوم پسر حمزہ نے آکے طلسم توڑا سب مرحلے شکست ہوے ہمنے اُس غصے مین آکے ناموس طلسم کشا و مطیعان طلسم کشا کو گرفتار کیا قلعہ کاوسیہ سے پلٹے ہین وہ دیکھو ڈولین تخت پر قید بیٹھے ہین انھون نے بدیع الزمان کو طلسم مین بھیجا اپنے اپنے کمال دکھائے بیٹھے کرے اپنے سب حال سنائے بدیع الزمان نے جا کے زمین طلسم کی ہلا دی سہراب نے کہا ای شہنشاہ مین کچھ عرض کرنا چاہتا ہون اگر شاہان طلسم نور افشان بھی ہوتے تو اُنسے بھی عرض کرتا اور آپ کو میرا کہنا قبول نہ ہوگا اگر قبول نہ کیا تو غلام کو رنج ہوگا محیط نے کہا کہو کہا حضور طلسم کشا آپکی تلاش مین آتا تھا مین سد راہ ہوا مجھسے مقابلہ پڑا نہایت صاحب لیاقت جوان ہی مین نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر اُسکا زخمی ہوا مابدولت کے ہاتھ کا زخم کھاکے اُسنے ہاتھ مارا کہ سر میرا زخمی ہوا اور گینڈا بھی مارا گیا مین تو بیہوش ہوگیا لیکن میرے اُسکے وعدہ ہوا ہی کہ مغلوب غالب کی اطاعت کرے ایسے صف شکن تیغزن میری نگاہ سے نہین گذرے یہ تو آپ خوب آگاہ ہین کہ مابدولت کے ہاتھ کا زخم کھاکر کبھی کوئی جانبر نہین ہوا مگر بعد ہوشیار ہونے کے مین نے سنا کہ مرکب اُس جوان کو نکال کے لیگیا فوج والے بھی اُسکے میرے سامنے سے چلے گئے لہذا آپ سے عرض یہ ہی کہ آپنے اُسکے ناموس کو گرفتار کیا ہی اُسکو مجھے حوالے کر دیجیے مین باآبرو اُسکو اپنے ساتھ خیمے مین رکھون میرے ہاتھ کے زخم سے وہ جوان جانبر نہ ہوگا گھوڑا اگر لاش کو لے بھاگا ہی آخر لاش ملیگی جسوقت لاش ملجائیگی اُسوقت اُسکے ناموس کو آپ کے سپرد کردونگا

پھر آپنیو اختیار ہی محیط یہ سنکر جل گیا کہا یہ تونے کیا بیہودہ بکا ہین مدت سے اُس معشوقہ پہ عاشق ہون مین اسکو
اپنے قبضے مین کرونگا ہر چند کہ وہ مجھسے ناراض ہی مجھسے اُسکو بڑا اغماض ہی مگر میرے حشام جادو خیرخواہ
دولت ایسی موہنی پڑھدیگی کہ وہ خود مجھپر عاشق ہوجائیگی بی رنگین لیکر بھاگ گئی تھین اب مین نے اسکو پایا ہی
اب قلعے مین جاکے چین کرونگا اور تمھارے کہنے سے دلکو قوت ہوئی روح کو راحت ہوئی کہ طلسم کشا مارا گیا
تمھارے ہاتھ کے زخم سے جانبر ہونا دشوار ہی مرکب لاشہ لیکر بھاگا ہی مین ابھی ہرکارے روانہ کرتا ہون
لاش تلاش کرواکے منگواؤنگا تسکین ہوجائیگی ایک بات مین تمنے کمی کی کہ لوح گلے سے طلسم کشا کے اُتار نہ لی
مین اپنی معشوقہ تمکو نہ دونگا یہ تمنے مجھسے کیا کہا تمھین ان باتون سے کیا کام سہراب کے تیورونپر بل پڑگیا
کہا ای محیط جو کہتا ہون یہی ہوگا محیط کے منھ سے نکلا کہ ای سہراب تمھاری کیا مجال ہی مین اپنی معشوقہ کو ہرگز
نہ دونگا ہاتھ بڑھاکے جو محیط نے کہا سہراب نے کلائی پکڑکے محیط کے ایک طمانچہ مارا کہا اُس صفدر و بہادر
کے ناموس کو معشوق معشوق کہے جاتا ہی اگر طمانچہ پورا پڑجاے تو سر اڑجاے محیط کے منھ سے اُف نکل گئی عارض
سخت ہوگیا لڑکھڑا کر گرا ساحر دوڑ پڑے حشام نے ایک دوہتڑ زمین پہ مارا کہ بلا زمان سہراب بھی لڑکھڑا کے گرے
فوج والے کچھ بھاگ نکلے باقی سب پکڑلیے گئے محیط نے کہا اس بھیا کی شامت ہی آئی تھی ان سب کو ایک تخت
سحر پر ڈال کر لیچلو سب کو قید کیا جائیگا طلسم کشا کی طرفداری کرتا ہی یہ تو بھیا اُسکے نام پر مرتا ہی بادولت کو طمانچہ
مارا اگر مین ساحر نہوتا تو سر اڑجاتا دانتون مین درد ہورہا ہی یہ کہکے چالیس تخت تیار کیے پانچ ہزار آدمی ہمراہیان
سہراب ایک تخت پہ سہراب کو سوار کیا ایک تخت پر ملکہ رنگین و کشیر و شبنم ایک تخت پر انکی چند کنیزین اسطرح
چالیس تختونپر کنیزونکو اور ہمراہیان سہراب کو ڈالکر طرف قلعۂ طلسمی کے روانہ ہوے بعد قطع مراحل و
طی منازل قلعۂ طلسمی پہ آکر محیط پہونچا حشام جادو کے تو بڑے مرتبے ہین ہر بات انھین سے پوچھی جاتی
ہی حشام کی راے پر کاربندی ہی شبنم نے جو قلعے کو دیکھا آنکھون سے آنسو جاری ہوے رنگین سے
کہا لو بوا انتظام قلعہ کا آگیا رنگین نے کہا آپ نہ گھبرائیے آپکو پروردگار بچائیگا کبھی آپکی آبرو پر حرف نہ آئیگا
محیط نے حشام سے کہا قلعے کا کیا انتظام ہوگا حشام نے کہا ای شہنشاہ میرے نزدیک تو یہ مناسب
ہی کہ قلعے کے گرد آگ روشن کیجاے اور قلعے پر ایسا سحر ہو کہ قلعہ نظر مردم سے مخفی ہوجاے چند توپون
کو سر کیجیے جب خبر مفصل ملے کہ طلسم کشا نے انتقال کیا لاش دیکھ لیجاے اُسوقت اور تدبیر کیجاے مین لشکر سب
مرحلہ جات درست کرونگی نئے طریقے سے طلسم بنانا پڑیگا مگر کچھ شہنشاہ کو تکلیف نہوگی کنیزین سب کام کرلیگی
محیط بہت خوش ہوا پھولا ہوا ہی کہ اب حشام سحر کریگی شبنم مجھپر عاشق ہوجائیگی مین مکان مین بیٹھکے مزے
کرونگا حشام سب کاربندی کریگی قیدی اندر قلعے کے آئے حشام بالاے قلعہ پہونچی کچھ پانی کے
قطرے خندق مین ڈالدیے شعلہاے آتش بھڑک کر آسمان کو چلے گرد قلعے کے آتش بیشمار شعلہ ور ہی قلعہ
گردش کرنے لگا حشام نے کچھ سحر کیا کہ قلعہ و آتش نظر مردم سے ناپدید ہوے اب حشام خوشی خوشی پاس
محیط کے آئی کہا ایک ساحر مین نے مقرر کردیا ہی کہ وہ آتش اور قلعے کا منتظم ہی وہ سحر کیے جائیگا اب سب
دربار مین آکے بیٹھے سہراب و ہمراہیان سہراب کو قید خانے مین بھیجا محیط آکے تخت پر بیٹھا حشام نے
کہا ملکہ شبنم و کشیر و رنگین کو ایک قصر مین ٹھہراؤ چند کنیزان سرکاری براے خدمتگزاری مقرر کردیجیے سہراب
کو بلاکے دربار میجیے اپنے زہر باز و پر جو اُسکو ناز تھا وہ تو مٹا اب اگر وہ راہ پر آئے اور طرفداری سے طلسم کشا کی

ہاتھ اٹھاے تو اُسکو رہا کیا جاے یہ بھی ایک حضور کی بدنامی ہی اگر وہ دشمن نہ تھا تو اُسنے طلسم کشا کو قتل کیونکر کیا محیط نے حکم دیا سہراب کو قید خانے سے لاؤ دار وغۂ جیل خانہ قید سہراب لینے کو قید خانے مین جاتا ہی کہ ذکر اسکا کیا جائیگا اب حال شاہزادۂ بدیع الزمان گردشکر شکن کا تحریر ہوتا ہی کہ سہراب گرد کے ہاتھ سے زخمی ہوکر جو گھوڑا انکو لیکر چلا ہا ہوے ویران کی صدا کان مین بھری ہوئی ہی مرکب انکا شب بھر بھاگا ہوا گیا صبح ہوتے ہی ایک سبزہ زار مین پہونچا چونکہ شب بھر رہروی کی تھی انتہا کا پیاسا تھا جھیل پر پانی پیا چند چپٹے گھانس کے کھاے جسم کو جنبش ہوئی آفتاب آسمان صاحبقرانی پشت زین سے بروے زمین گرے گھوڑے نے گھٹنے ٹیک دیے زبان سے زخم سر کو چاٹتا ہی مرادیہ ہی کہ آقا آپ مجھے میری پشت پر سوار ہو جیے مگر شاہزادہ بیہوش ہاتھ پانوٗن مین جنبش بھی نہین قبضۂ شمشیر ہاتھ مین جما ہوا لختے ہنون کے تمام جسم پر خانہ ہاے زرہ قطرات خون سے معمور ستارۂ سحری زیر نخل چمک رہا ہی وہ زمین گل گلزار صاحبقرانی کے گرنے سے رشک گلشن ہی نخل پر گمان نخل وادی ایمن ہی شاہزادہ اس حال سے پڑا ہوا ہی مرکب کبھی قریب آتا ہی کبھی چرتا ہوا آگے بڑھ جاتا ہی میلاد صف شکن اس حوالی کا مالک ہی بہادر صف شکن مگر بارہ ہزار قزاقونکا مالک ہی ایک کاروان کو لوٹ کر پلٹا ہو قدمے پر گھوڑے کو ڈالے ہوے مال جو کاروان کا لوٹا ہی قزاقون کے پاس گھوڑ وہیر لدا ہوا آتا ہی چونکہ تھک گیا تھا ساتھ والون سے کہا اُترپڑو گھڑی دو گھڑی یہان آرام کرو پھر اپنے قلعے مین چلینگے یہ کہکے وہ قافلہ اُترپڑا بارگاہ استادہ ہوئی میلاد ٹہل رہا ہی قزاق اُترتے جاتے ہین ایک قزاق کی نگاہ مرکب پر شاہزادے کے پڑی زین ڈھلا ہوا باگین کٹی ہوئین چرا ہی مین مصروف ہی اُسنے کہا اے افسر دیکھیے گھوڑا چرا کر رہا ہی میلاد نے نگاہ اٹھاکے دیکھا مرکب کوہ سرین کوہ کفل گلے مین سونے کی ہیکل آنکھین رشک غزال تھوتھنی غنچۂ گل پٹھا فیل کا چارون سم جیسے گروے سپر کے نعل رشک ہلال میلاد بیقرار ہو گیا کہا یہ مرکب تو بے نظیر ہی ایک سوار نے کہا حضور اسکا سوار بھی نخل کے سائے مین پڑا ہی کسی ظالم نے مارکے ڈالدیا جیسا مرکب ویسا ہی راکب ہی ملاحظہ فرمایئے آفتاب جمال خورشید مثال صاحب سطوت و صولت ہی قبضہ تلوار کا ہاتھ مین جما ہوا ہی میلاد دوڑا جمال بیمثال شاہزادہ والاقدر دیکھکر مثل آئینہ حیران و بشکل زلف پریشان پکارتا ہوا یارو یہ بڑے کمال کی بات ہی صاف ثابت ہی کہ یہ جوان ہزارون سے لڑا ہی زخمہاے تیر و نیزے سے جسم چھلنا ہی سر کا زخم کاری ہی نہین معلوم کس مقام پر گھرا مگر مال اپنا نہین دیا موتیون کے ہارے گنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین موجود ہین ہزارون سے لڑا مگر مال نہین دیا وہ تعریفین کرتا ہوا قریب آیا بمحبت سینے پر ہاتھ رکھا آمد و شد نفس کی پاکر خوش ہو گیا کہا یارو شکر کرتا ہون لات و منات کا کہ یہ جوان زندہ ہی فقط زخمداری سے بیہوش پڑا ہی جلد چارپائی لاؤ بڑے افسوس کی بات ہی کہ ہماری حوالی مین کوئی آکر کسی مسافر کے لوٹ لینے کا ارادہ کرے مگر کیا شیر دلیر ہی خوب خوب لڑا معرکہ پڑا مگر مال نہین دیا چارپائی منگواکر شاہزادے کو اٹھوایا اپنی بارگاہ مین لایا جراح کو بلایا کہا جلدی اس جوان کا زخم دھوؤ ٹانکے لگاؤ جراح نے اسیوقت زخم کو دھویا لختے خون کے علحدہ کیے زخمون مین ٹانکے دیے میلاد سے عرض کی حضور نہ گھبرایئے کوئی رگ پٹھا ایسا نہین کٹا جس سے ہلاکت کا خیال ہو یہ کہکے جراح نے ٹانکے لگائے پٹیان چڑھائین بدیع الزمان کی آنکھ کھلی میلاد قریب آیا کہا اے صف شکن کس مقام پر قزاقون نے گھیرا مگر قبضہ تلوار پر ہاجب مین نے ہاتھ تو آپ کے سینکا تب قبضہ آپکے ہاتھ سے چھوٹا

بدیع الزمان ہنس پڑے فرمایا کہ اے جوان تو اپنا حسب و نسب بیان کر تو مین اپنی کل کیفیت بیان کرون میلاد نے کہا
اے شہریار میلاد قزاق میرا نام ہے یہ بارہ کوس کے گرد مین صحرا و کوہ حقیر ہی کے قبضے مین ہے آپ کو یہان زخمدار دیکھا
مین بہادر کا عاشق ہون مجھکو ناگوار ہوا آپ کو اُٹھا لایا زخم دوزی کرائی ہر طرح بہ جان و مال سے حاضر ہون مگر
بدیع الزمان نے فرمایا اے میلاد تمھارا احسان ہوا تمنے ہماری جان بخشی کی شاید ذکر تمنے سنا ہو زلزلۂ قاف
ثانی سلیمان امیر عالیشان حمزۂ صاحبقران فرزند جو اُنکو پروردگار نے عطا فرمائے ہین اُن سب مین مین
ذلیل حقیر بدیع الزمان ہمسر فتنۂ ملک سبحان سیر لقب ہے ہاتھ سے سہراب کے زخمی ہوا قزاقون کی کیا مجال تھی
جو ہمکو گھیرتے گھوڑا اسطرف نکال لایا تمکو پروردگار نے مہربان کیا کہ ہمکو اُٹھا لائے قلعۂ طلسمی پر جانا منظور ہے
طلسم کلید کو فتح کیا کنجی ہمارے پاس موجود ہے یہ لوح طلسمی گلے مین پڑی ہے میلاد خوش ہو گیا زہے نصیب
میرے کہ آپ ایسا جلیل مجھ ایسے ذلیل کو سرفراز کرے کیونکر نہ غلام اپنی تقدیر پر ناز کرے میرے گھر مین آپکے
قدوم میمنت لزوم ہون شاہزادہ مسند پر آکر بیٹھا میلاد بدل و جان خدمتگزاری مین مصروف کہ صحرا سے گرد اُٹھی
چند سوار و پیدل خستہ و شکستہ نمایان ہوئے شاہزادے نے کہا اُنکو بلالو یہ کون ہین کہان جاتے ہین اُن لوگون
نے جو شاہزادے کو دیکھا فریاد فریاد کرتے ہوئے قدمون سے لپٹ گئے عرض کی غلامون کو حضور نے پہچانا ہم
ملازمان کاوس تاجدار ہین محیط نے جاکے قلعہ لوٹ لیا بادشاہ گرفتار ہوا ہم بھاگ کر ادھر نکل آئے شاہزادے
کو بڑا ملال ہوا تھوڑی دیر کے بعد گرد اُڑی کچھ عورتین کچھ کنیزین کچھ مرد بھاگے ہوئے چلے آتے ہین اُنکو
بلوایا کہا باغ رنگین پر شکست کھائی رنگین و عنبر و شبنم گرفتار ہو گئین ہم لوگ خوف سے بھاگ نکلے شاہزادہ
کو بڑا قلق ہوا اُنکو بھی ٹھہرایا کہ پھر گرد اُڑی دیکھا چند سوار چند پیدل زخمدار چہرے جھلسے ہوئے آبلے اُنکے
چہرون پر پڑے ہوئے چوکتا حیران و پریشان بھاگے ہوئے چلے آتے ہین شاہزادے نے اُنکو بھی بلوایا
یہ سب سوار و پیدل شاہزادے کو دیکھکر خوب روئے عرض کی ہمارے آقائے نامدار سہراب گرد آپ کو
زخمی کرکے بہت پچھتائے رو رو کر فرماتے ہین کہ عجب نقشہ مین نے مٹا دیا اسی فکر مین آپ کو تلاش کرنے
نکلے تھے راہ مین محیط سے ملاقات ہوئی آپ کے ناموس گرفتار ہوئے اُنکی گرفتاری کا حال سُنکر بہت بگڑے
محیط سے کہا اُنکا ناموس ہمارے حوالے کرو اگر ہم انتقال بدیع الزمان کی خبر سُنینگے تمھارے حوالے کر دینگے
اگر وہ شیر زندہ ہے تو ہم اُسکے ناموس کو تباہ نہونے دینگے اسپر فساد ہوا سہراب یل نے محیط کو طمانچہ مارا
اُسنے سحر سے سب کو گرفتار کر لیا اب نہین معلوم کہان گیا ہم لوگ ادھر بھاگ نکلے اپنے آقا کا ہمکو بڑا قلق ہے
اگر کسی غیر ساحر سے مقابلہ ہوتا لڑتے بھڑتے مرتے سحر سے کچھ زور نہ چلا اُسنے ہونٹ ہلا دیے ہزارون
بیہوش ہو گئے کیا زور چلتا ہے مگر آپکا آقا کو بڑا ملال ہے جسوقت آپ کو دیکھینگے بحال ہو جائینگے وہ ملعون
بحسرت گرفتار کرکے لیگیا ہے مگر آقا ہمارے آپ ہی کا دم بھرینگے اپنی ہی کہے جائینگے دیکھیے کیا ہوتا ہے ہمارے آقا
بات کے پابند ہین آپ کے واسطے بہت دردمند ہین ہر چند محیط نے سمجھایا کہ تم طلسم کشا و معشوق طلسم کشا کی طرفداری
نہ کرو مگر اُنھون نے نہ مانا فرماتے ہین ہم کو ناموس طلسم کشا کو دیدو ناموس طلسم کشا کا تمھاری قید مین رہنا
ہمکو گوارا نہین اسی بات پر فساد ہوا وہ ساحر تھے اُنھون نے سحر کرکے پکڑ لیا شاہزادے نے فرمایا بخدا
واسطے اُس پہلوان دوران کے اگر زمین وہان کی نہ ہلا دی اور اُس محیط کو بحسرت نہ قتل کیا تو نام اپنا
بدیع الزمان نہ رکھا میلاد قزاق نے عرض کی غلام بھی چاہتا ہے ہمراہ رکاب رہے شاہزادے نے فرمایا اگر تمسے ہمکو

محبت ہی تو لات و منات پر لعنت کرو مذہب ہمارا اختیار کرو اگر امتحان منظور ہو ہم موجود ہین میلاد نے
عرض کی کیا مجال ہی جو آپ سے امتحان کرون مین نام نامی سنکر مطیع ہوا بدیع الزمان نے کچھ کلمات حمد الٰہی و نعت
رسالت پناہی مین بیان کیے کچھ فقرے مذمت کفر مین ارشاد فرمائے کہ میلاد کے قلب کو سرور ہوا آئینۂ
قلب کو نور ہوا کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا تمام لشکر کی میلاد کا صاحب ایمان ہوا شاہزادہ ان سب کو ساتھ
لیکر اسی رخمداری مین پشت مرکب پر سوار ہوا لوح کو دیکھا صاف صاف لکھا پایا کہ اپنے کو قلعۂ طلسمی پر پہونچاؤ
محیط وحشتشام سے وہین پر ملاقات ہوگی شاہزادہ تو بیان سے بہ بلغر چلا مگر محیط نے سہراب کو طلب کیا دربار
مین سہراب زنجیرین ہلاتا ہوا آیا مگر بدمزاج ابرو پر بل پڑے ہوئے پکار کر آواز دی ہی اسلام اسیر ہو جیو
کہ جو دین بدیع الزمان کو برحق جانتا ہو محیط نے کہا ای سہراب تمکو کیا ہو گیا ہی شاید تیر کسی نے سحر
کیا ہی ارے مذہب نے کیا کیا اسنے جواب دیا او نامرد اگر تو سحر نہ کرے اور ساری فوج تیری مجھکو گرفتار کر
دل و جان سے اطاعت کرون ورنہ مذہب لات و منات پوچ اور لچر ہی تو نامردونکا افسر ہی محیط نے کہا
اسکا سر کاٹ لو سامنے سے ہٹاؤ خداوندونکو کلمۂ سخت کہتا ہی داروغہ نے سر زنجیر کو کھینچا سہراب کو جو غصہ آیا
رکھکر کہہ مارا ہتھکڑی کو توڑا ہتھکڑی داروغہ کو کھینچ ماری داروغہ کا سر پھٹ گیا کسیکو طمانچہ مارا کسیکو ٹکر ماری
کسی کو اٹھا کر دے مارا کسی کو پکڑ کر چیر ڈالا دو چار ساحر جو مارے اندھیرا ہوا سہراب نے ستون بارگاہ کھینچ لیا
کئی سو ساحر دب کے مرے یہ ستون ہلاتا ہوا باہر نکلا جسپر ستون پڑ گیا اسکا سر پھٹا کسیکا ہاتھ ٹوٹا مثل فیل مست
جھومتا ہوا جاتا ہی محیط غصے مین کانپتا ہوا باہر آیا دیکھا سہراب گرد لڑتا ہوا جاتا ہی ساحر منھ پر نہین چڑھتے
بھاگے جاتے ہین گھبراہٹ مین سحر بھولے ہین ڈھول دمامے بجانا بھول گئے طبل کے شکم پر ورم تاشے بدم
یہ بھی مشہور رہی کہ ڈھول اندر اسکے پول بجنے مین کیا بحالی ہو جب پیٹ بالکل خالی ہو شہنا کی آواز مین جیدا
ہین ظاہر ہی کہ اسکے کلیجے مین چھید ہین سقون نے مشکین پھینکین آیرو پر ہی چھینٹے پھرتے ہین ایسے بیکار ہو
کہ پناہ پانی دشوار ہوئی دل پانی پانی ہوا جاتا ہی ضرب سہراب کر و مصیبت جانی محیط نے جو رنگ بیرنگ پایا
پکار کر آواز دی کہ ارے سحر کیون نہین کرتے ہٹجاؤ مین سحر کرتا ہون ایسا سحر کرونگا کہ جوف ہی تم سب نہ
دب جاؤ برف برساتا ہون سہراب کی آبرو مٹاتا ہون سہراب محیط کو دیکھکر گھبرایا قصد تھا لڑتا بھڑتا ہوا
نکل جاؤن مگر دیکھا اسنے کہ اب نکلنا دشوار ہی محیط کے پکارنے سے چہار جانب سے ساحرون نے
بلوا کیا گھبرا کر پکارا ای خدائے نادیدہ آسمان کے ہین لے تیری خدائی کا اعتقاد کیا ہی مجھکو ان ساحرون
سے بچالے ساحر چہار جانب سے بلوہ کرکے چلے ہین سہراب جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی مگر ساحرون کو بھی
دل گھبراتا ہی کہ جب یہ چہار جانب سے بلوہ اور سحر کرینگے ہاتھ پاؤن بیکار ہو جائینگے اور اگر ابکی گرفتار ہوا
تو یہ زندہ نہ چھوڑیگا مگر شاہزادۂ بدیع الزمان بقہر و غضب تمام قریب قلعہ پہونچے لوح کا عکس ڈالا
آگ سب بجھ گئی قلعہ ساکت ہوا چرخ مارنا موقوف ہوا بدیع الزمان نے گلگون باختری کو اشارہ کیا
اسنے طرارہ بھرا خندق کے اس پار آیا لوح کو شاہزادے نے پھاٹک سے لگا دیا پھاٹک گرا اور تو سب
رہگئے مگر میلاد و قزاق ساتھ بدیع الزمان کے پہونچا بدیع الزمان نے پوچھا ای برادر اندر قلعے کے ہنگامہ ہی
کوئی لڑ رہا ہی یہ کہکے گھوڑے کو چمکایا آواز دی کہ ای کفاران بیحیا و ای نابکاران [illegible] شیر بیشۂ اسیر
عالیشان ثانی سلیمان یعنے پسر حمزۂ صاحبقران زمان شاہزادۂ بدیع الزمان نعرہ بدیع الزمان

بدیع الزمانم کہ در روز کین ۔ توانم کشم آسمان بر زمین ۔ زتیغم بسے ملک اسلام شد ۔ کہ سر فتنۂ باختر نام شد
زمین کانپنی طائر آشیانون سے اُڑے محیط نے جو صدا ے نعرۂ بدیع الزمان سنی گھبرا گیا چاہتا تھا کہ سہراب
پر سحر کرون کہا اسکی کیا حقیقت ہی مگر ملکہ حشام کو بلاؤ ملکہ حشام جو سامنے آئی کہا ای حشام غضب ہوا
پسر حمزہ آگیا یہ اُسی کے نعرے کی آواز ہی اور کسکی مجال ہی کہ اس دھوم سے نعرہ کرے حشام سامنے آئی
محیط نے کہا ای حشام تم تو کہتی تھین پسر حمزہ یہان نہ آئیگا مگر وہ یہان پہونچگیا حشام نے عرض کی ای
شہنشاہ اُسوقت ہمارے آپ کے خیال مین نہ آیا یہ نہ خیال کیا کہ لوح طلسمی اُسکے پاس موجود ہی راستہ
بتائیگی لوح دیکھ کے وہ آیا بدیع الزمان لڑتے بھڑتے قریب اُس قید خانے کے پہونچے جہان ملکہ کنیز
و رنگین و شبنم گرفتار ہین رنگین نے جو شاہزادے کو آتے ہوئے دیکھا مثل گل کے شگفتہ ہو گئی شاہزادے
نے بڑھ کے ساحرون کو قتل کیا نگہبان بھاگے منہ سے نہ بھاگو نکلتا ہی نہ لڑو کہتے ہین یہی ہلڑ ہی کہ طلسم کشا آگیا
شاہزادے نے رنگین کی زبان سے سوزن لیا اب جو رنگین نے سحر کیا ماران سیاہ جو بدن مین لپٹے تھے
وہ سب جلکے گرے رنگین نے کنیز کو رہا کیا بدیع الزمان نے کنیز سے کہا تم براے حفاظت ملکہ شبنم رہو
کنیز تو اُسی جگہ سحر کرنے لگی رنگین سحر کرکے بلند ہوئی سہراب ستون لیے ہوے ڈھونڈتا ہوا ہی کہ دیکھا آفتاب
عالمتاب شہریاری و کوکب شہنشاہت افروز جہانداری سر فتنۂ ملک سبحان شاہزادہ بدیع الزمان یکہ و تنہا
لوح چمکاتے ہوے ساحرون کو بھگاتے ہوے تیغۂ خونریز ہاتھ مین جس غول مین گرے درہم و برہم
کر دیا اُنپر وہ نکو ناک تاک کے مارا ساحر بھاگے جاتے ہین بعضے غل مچاتے ہین بھائیو بھاگو طلسم کشا آگیا
اب کیونکر بچین کیونکر سحر کرین لوح کو تو دیکھکر اندھے ہوے جاتے ہین سہراب یل نے جو اس شوکت
و شان سے شاہزادے کو آتے ہوے دیکھا وجد کرتا تھا آواز دی ای شہریار غلام آپکا اس مقام پر
حاضر ہی اس حال کو پہونچا شکر ہی کہ ان نامردون سے لڑ رہا ہون اسوقت تک محفوظ ہون مگر اب
ان ساحرون نے بلوہ کیا ہی بدیع الزمان نعرۂ دلیرانہ شیرانہ کرکے اُس غول پر جا پڑے جن ساحرون
نے قصد کیا تھا کہ سہراب کو گھیر کے قتل کرین اُنپر بدیع الزمان جا پڑے نعرہ کیا او نامردو اب آگے
نہ بڑھنا لوح کو جو گردش دی ساحر اندھے ہونے لگے ہزارون نابینا ہوکے گرے برق شمشیر چمکی جسپر ہاتھ
مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے صدہا لاشے پھڑکنے لگے محیط نے جو یہ معاملہ دیکھا گھبرا گیا بیچیا کو پسینا آگیا پکارتا ہی
ملکہ حشام دوڑو جلد میرے پاس آؤ حشام جھپٹ کر آئی دیکھا تو محیط کانپ رہا ہی گھبرا کر کہا ملکہ مین کدھر
جاؤن اب کیا کرون مین تو سمجھا تھا مہلت پائی طلسم کشا مارا گیا مگر اسکی رسّی دراز تھی پھر زندہ آکر پہونچا
دیکھو سہراب کیا خوش ہی یہ کہکر محیط جادو نے سحر کیا مگر بدیع الزمان نے بڑھکر لوح کا عکس ڈالا سہراب
نے رہائی پائی لڑنے لگا یعنی گرمی جنگ یہ سہراب نے میلاد قزاق کو دیکھا پکار کر آواز دی ای شیر بیشۂ
قزاقان تم یہان کہان میلاد نے کہا مین نے بھی اس شیر کی جرأت دیکھکر اطاعت کی پوچھا کیا تم زیر ہوے
میلاد نے کہا ای سہراب یہ تو بڑی ذلت کی بات ہی اتنا عقل سے سمجھ لیا کہ ہم سب پر غالب ہین شاہزادہ
ان باتون کو سن رہا ہی سہراب نے کہا ہم تو امتحان ضرور کرینگے میلاد نے کہا جرأت دیکھ رہے ہو
کس زور و شور سے یہ شیر لڑ رہا ہی سہراب کے منھ سے نکلا ہم کیا کسی سے کم ہین ہمارے پاس کوئی تھنہ
نہین ہی مگر قید توڑ ڈالی ساحرون سے لڑ رہے ہین شکر ہی کہ ابتک منہ نہین پھیرا اگر آقا لوح ہمکو دیدین

تو ہمارا مزہ دیکھین اُسوقت بدیع الزمان نے سنکر ٹال دیا کہ اسکا بقیہ عرض کیا جائیگا بدیع الزمان اُسی زور و
شور سے لڑ رہے ہین مجیطہ نے جب حشام سے کئی مرتبہ کہا کہ مین کیا کرون کہان جاؤن اُسنے کہا مین لڑائی
مین مصروف ہوتی ہون تم پرواز پیدا کرکے نکل جاؤ مجھپر جو پڑیگی جھیلونگی آخر مین بھی نکل آؤنگی مجیطہ نے کہا
اچھا تم بڑھو حشام نے بڑھکے سحر کیا آگ برسنے لگی کبھی پانی برسا کبھی آگ برسی اندھیرا بھی ہوگیا مجیطہ پر پرواز
پیدا کرکے اُڑا یہان کسی نے سہراب پر سحر کیے بدیع الزمان نے لوح چمکا دی لوح کے چمکانے
مین نگاہ بدیع الزمان کی سرلوح پر پڑی صاف نوشتہ پایا مرقوم تھا اے فتاح این طلسم و ستیارا این عجائبات
بادشاہ طلسم نکلا جاتا ہے اگر نکل گیا فساد عظیم برپا کریگا یہ دیکھکر بدیع الزمان پلٹے دیکھا کہ مجیطہ جادو بلند ہو
پر مارتا ہوا جاتا ہے بس بدیع الزمان نے بتعجیل قربان سے کمان ترکش سے تیر یازدہ مشتی زرنگ خدنگ
سفتہ سوفار زمرد پیکان عقاب پر بجبر کمان مین پیوست کرکے تاک کے مارا سیسر کمان کا کڑکا آواز بلند
ہوئی زہے قوت صاحبقرانی ماشاء اللہ کیا تیر لگایا ہے تودۂ سینہ پر جا کے خطا کار کے بڑا ٹھہرا پشت کو
توڑ کے پار گذرا چرخ کھا کے لاشہ مجیطہ کا گرا اور بدیع الزمان نے لوح چمکا کے سحر حشام کا بھی مٹایا
لاشہ اُس بچیا کا زمین پر گرا اسقدر شعلے جسم سے نکلے کہ کئی ہزار ساحر جلے آواز آئی کشتی مرا نام من مجیطہ جادو
بادشاہ طلسم کلبد بود حشام نے جو یہ صدا سنی گھبرا کے کہا ارے شہنشاہ کیونکر مارے گئے ساحرون
نے بڑھکے کہا اے ملکۂ عالم شہنشاہ بھاگے جاتے تھے پر پرواز پیدا کرکے یہ نہ ہے طلسم کشا نے ایسا تیر مارا
کہ تودۂ پشت سے گذر گیا ہم سبھون کی حفاظت تو نہ چاہی آپ جان بچا کے بھاگے تھے سامری و جمشید
کو ناگوار ہوا اُنھون نے انصاف فرمایا آسمان پر جا کے قتل ہوے آسمان پر بھاگے تھے آفت آسمانی
آئی بقول شخصے بالا بالا قتل ہوے حشام کے حواس پراگندہ ہوے کہ مین کیونکر نکلونگی میلاد و سہراب
نے قیامت برپا کردی حبس غول پر گرے پرے کے پرے درہم و برہم کردیتے گلی کوچے کا لاشون سے بھر دیا
میلاد قزاق لوٹ مار کررہا ہے مکانون مین آگ لگادی مکانون مین ساحرون کے گھس پڑے مال و اسباب
لوٹ لوٹ کے گھوڑون پر لادا حشام نے دو چار سحر پڑھ پڑھ کے پھونکے جب اندھیرا ہوا پر پرواز پیدا کیے چاہا
اُڑکر نکل جاؤن اُمیہ نے بڑھکے بدیع الزمان کو خبر دی اے شہریار حشام جاتی ہے بدیع الزمان نے
پلٹ کے دیکھا گرد سو دو کنیزین بیچ مین خود ہے چرخ مارتی ہوئی جاتی ہے بدیع الزمان نے فرمایا اسکو کہ
تیر پہونچیگا مگر رنگین کی نگاہ پڑی کہ گرد کنیزین بیچ مین حشام جادو و قندیل فلک ہو چلی ہے رنگین نے
کے بلند ہوئی برق بنکر اُس غول پر گری باز وہ پر حشام کے جو گری جا با تھا تراش کے نکل جاؤن حشام
نے اپنے کو بچایا مگر الٹ گئی دھم سے زمین پر گری بدیع الزمان گھوڑے سے پھاند پڑے سن چکے ہین کہ
سب فساد اسی کی ذات سے برپا ہوا ہے ملکہ شبنم کو یہی گرفتار کرکے لائی تھی تڑپ کے اُٹھی تھی کہ بدیع الزمان
مثل اجل برابر اس کے پہونچے اُسنے بچہ مارا بدیع الزمان کو اسقدر غصہ تھا کہ کلائی پر ہاتھ ڈالدیا داہنے
ہاتھ سے طمانچہ مارا سر اسکا چنبر گردن سے اڑ گیا اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من حشام جادو بود اسکے
مرنے سے سب ساحر گھبرا گئے چادر ہلنے لگی آواز الامان الامان بلند ہوئی ہر ایک ساحر یہی پکارتا تھا آپ کا
مذہب اختیار کرتے ہین لات و منات پر لعنت کی سامری و جمشید کے نام سے ہاتھ اٹھایا بدیع الزمان
نے ہزار دو کا ساحر دست بستہ حاضر ہونے لگے بدیع الزمان نے وہ تحفہ ملکہ کیشر کو دیا محافے مین سوار کرکے ملکہ

شبنم کو داخل قصر شاہی کیا خود مع جملہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی داخل دار الامارہ ہوئے کنیز نے تخت پر بٹھایا
کاؤس تاجدار و ملازمان سہراب گرد سب رہا ہو کر آئے کاؤس نے گھبرا کے پوچھا ای شہریار غلام کا فرزند
لایا ہلاک ہوا بدیع الزمان نے فرمایا عنایت سے پروردگار کی اُنکو لایا ملازمون نے بیان کیا کہ جب آپ
ہاتھ سے سہراب کے زخمی ہوئے گھوڑا آپ کو لیگیا طاؤس و اجل فوج کو ساتھ لیکر نکل گئے حضور کی تلاش
مین گئے تھے یقین ہی صحرا مین ہون یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی اجل حبشی و طاؤس
مع دس ہزار فوج کے حضور کے نزول اجلال کی خبر سُنکے آتے ہین بدیع الزمان نے کاؤس کو اشارہ کیا کہ تمھارا
فرزند آتا ہی کاؤس مشتاقانہ دوڑا اور قلعے پر بیٹے سے آکے ملا شعر وہ رو رو کے وہ باہم یون ملے ؛ کہ جسطرح
ساون سے بھادون ملے ؛ بیٹے کو اپنے ہمراہ لیکر خدمت بدیع الزمان مین آیا بدیع الزمان انتظام کر رہے ہین
کہ چوبدار نے بڑھکے عرض کی کہ در دولت پر ایک شتر سوار حاضر ہی کہتا ہی نامہ لایا ہون بدیع الزمان نے کہا
بلالو شتر سوار نے آتے ہی دیکھا تخت پر ایک نازنین تاج شہریاری بر سر چار قبہ شاہنشاہی در بر بدیع الزمان
ونگل شوکت پیر ایک طرف میلاد ایک طرف سہراب گرد شتر سوار نے نامہ پیش کیا طرف سے فضل و قارن کی لکھا ہی
غلامان جانباز کو جسطرح حضور چھوڑ گئے تھے اُسی طرح غلامان جانباز مقابلہ سہمان مین پڑے ہین اب خود وہ
آمادہ ہوا ہی فقط کل کا دن بیچ مین ہی طبل جنگی بجیگا وہ خود سحر کرتا ہوا آئیگا غلامون نے اُڑتی اُڑتی خبر پائی ہی
کہ حضور نے طلسم کلید فتح کیا قلعۂ کلید پر حضور جلوہ فرما ہین غلامان جانباز سحر سے نہایت لرزان و ترسان ہین اگر
مناسب وقت ہو تو اپنے کو حضور یہانتک پہونچائین غلام اس مصیبت سے نجات پائین اگر غلامون کی اسی حیلے
سے قضا ہی تو سرکار بھی مجبور و لاچار ہین اگر حضور آئے تو ملازمت ہوئی ورنہ قدمبوسی ہماری روز قیامت پر ہی
والسلام والاکرام بدیع الزمان نامے کے پڑھتے ہی تلوار ٹیک کر اُٹھے سہراب نے پوچھا کیون شہریار خیر تو ہی
فرمایا ہمارے سرداران نامی و پہلوانان گرامی مقابلے مین ساحرون کے فروکش ہین اب ہمکو جانا واجب و لازم
ہی سہراب نے کہا مین ساتھ چلونگا ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ برائے امتحان عرض کرون مگر رعب بدیع الزمان مانع
ہی بدیع الزمان تیور کو اسکے دیکھتے ہین اور خاموش ہو جاتے ہین لیکن اسی فکر مین ہی کہ مین ان سے کیونکر
مقابلہ کرون میلاد و سہراب ان دو سردارونکو ساتھ لیا سب کو اسی مقام پر چھوڑا صرف دو ہزار سوار پیادے
اپنے ہمراہ لیے رنگین و گیتی نے بہت کہا مگر قبول نہین فرمایا کہا یہان ہمارا ناموس ہی انشاءاللہ ہم بہت جلد
آئینگے سب سے رخصت ہو کر مع اُمیہ برائے مدد فضل و قارن چلے یہان سہمان نے طبل جنگی بجوادیا خود آکے
مقابلے مین اُترا فضل نے بھی طبل جنگی بجوایا اہل اسلام کو بڑا انتشار ہی فضل کہ رہا ہی ای قارن ایک مرتبہ اُمیہ
نے آکے ساحر کو مارا ایک مرتبہ مدد غیب سے ہوئی اور مدد کا کرنے والا ثابت نہوا ابھی دیکھیے پروردگار نے کیا چاہا ہے
آقا کو بھی عرضی لکھی ہی مگر عرضی کی وہان کیا ساعت ہو گی جو خبر سنی ہی اگر اصل مین یہی ہی کہ طلسم کلید فتح فرمایا اہل
طلسمی نکل رہا ہوگا اُسکے شمار ہونگے یہان آقا کیونکر آسکینگے سُنتے تو آخر مین یہ بھی لکھدیا کہ دیدار ہمارا اور آپکا
آخرت پر گیا ابھی زمین ہمارا مشہد و مقتل ہی کل سے طبیعت بہت بیکل ہی دیکھین قضا و قدر کیا دکھائے سہمان تاجدار
کے ساحران زبردست سحر تیار کر رہے ہین کہ وقت پر کمی نہ ہو ہمارے طریقے مین برائی نہ ہو جا بجا خیمون سے
سحر تیار کرینگی صدائین بلند ہین سب ساحر مغرور و خود پسند ہین بعضون نے رات ہی سے اپنا بستر جنگل مین
لا کے لگایا ہی جسوقت آقا سحر کرینگے اُسوقت آگ برسیگی پانی برسیگا جا کے مال اور اسباب لوٹ لینگے ہمین

لڑنے کی کیا ضرورت ہے ایک سحر آقا کا دس ہزار پر کافی ہوگا سہمان تاجدار بھی رات بھر جاگا ہے کہ اے ابر بلائے سحر بڑے بڑے تیار کیے کہ سحر کی بوچھار کرونگا لاشہ ہائے مسلمانان سے جنگل بھر دونگا چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا یعنے سلطان انجم سپاہ باحال تباہ شکست کھا کر داخل قلعۂ مغرب ہوا شہنشاہ زرین کلاہ بصد جوش و خروش مرکب کاہکشان پر سوار تیغۂ مہر حمائل نیزۂ خطوط شعاعی ہاتھ میں بڑے زور و شور سے تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا فوج ضیا و شعاع ہمراہ چہار جانب دیکھ رہا ہے تماشائے جنگ ساحران میں مصروف چہار جانب ہلڑ ہوا لشکر اسلام میں صدائے اذان بلند ہوئی نمازی نماز پڑھنے میں مصروف کہیں جماعت ہے کہیں فرداً فرداً پڑھ رہے ہیں وقت تنگ دیکھکر لوٹا لیکر ایک مقام پر بیٹھ گئے جلدی جلدی وضو کر رہے ہیں ادھر باجا بجا ہو رہا ہے ہر مقام پر ساحر و نکا جماؤ ہے سہمان گینڈے پر سوار ہو کے چلا پشت پر ساٹھ ہزار ساحران غدار ہاتھ میں ترسول و پنجسول بجر نگ بجر نگ کرتے ہوے میدان کارزار میں پہونچے ادھر سے آمد آمد لشکر اسلام کی ہوئی فضل و قارن نے کفن سر سے لپیٹا مشت خاک کو اٹھا کر گریبان میں ڈالا یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ اگر ہماری جنگ کا خاتمہ ہے تو لاچار ہیں ورنہ فتح کرینگے ساحرون کو بچنے نہ دینگے یہ کہتے ہوے میدان کارزار میں پہونچے یہی حال ساتھ والونکا ہے زندگی سے یاس ہے یہی قیاس ہے کہ افسوس بے آئے بگڑے جان جاتی ہے افسوس حوصلہ ولکا نہ نکلا قارن کہتا ہے ہمنے تو کہا تھا اے فضل عرضی کمان لکھے ہو ابھی شتر سوار ہمارا پہونچا ہوگا راہگیرون کی سنی ہوئی خبر اسکا کیا اعتبار فضل نے کہا اے قارن بخدا دل کو یہ تقویت ہے کہ اگر آقا ساتھ ہوں اور فرما دین تو دریائے آتش میں گھوڑے ڈالدین اے قارن یہ بھی اعتقاد کرو کہ اگر آقا نے ہمارے خبر پائی اگر آگ کے دریا میں ہونگے تو وہ اسکو جھیل کے آئینگے اپنے غلامون کو بچا لینگے یہ کہتے ہوے میدان کارزار میں پہونچے بہت سے سوار و پیدل رات ہی کو نکل گئے بہت سے اب آمادہ ہیں کہ نکل جائیں جسطرح ہو سکے اپنی جان بچائیں ساحران غدار سے مقابلہ ہے کچھ بن نہیں پڑتا کہ کیا کرین قارن نے کہا ساتھ والون کو حکم دیدو کہ ملبس رہیں جب ساحر ہمپر بلوہ کرین ہم بھی تیرونکی بوچھار کردین فضل نے سب سوار و پیدل کو حکم دیدیا کہ سب تیار رہو ایک مرتبہ تو سب حملہ کردینگے پھر تلوارین کھینچکر لڑینگے بیچارہ ہیں ناچار پڑینگے جب ہاتھ پانون بیکار ہو جائینگے پھر انکو اختیار ہے ہم مجبور ولاچار ہیں بارہ ہزار کا لشکر تیر و کمان سے آراستہ انتظار کر رہے ہیں کبھی گھبرا کر پکارتے ہیں اے خالق بے نیاز اس آفت و مصیبت سے بچالے تیرے نزدیک کیا دور ہے تیرے نام سے قلب کو سرور ہے یقین تو تیری ذات بابرکات سے یہی ہے کہ عنایت تیری ظاہر ہو ہر کافر تیری وحدانیت سے بخوبی ماہر ہو یہ کہکے یہ غزل پڑھی نظم

نمود چہرۂ روشن ز ہر طرف دلدار
زہے شفیق زہے اشفق و زہی ستار
چسان ز دیدہ بود حسن صورتش پنہان
گہے ز سبزہ شود جلوہ گر گہے از خار
گہے وصال و گہے ہجر گاہ راحت و رنج
گہے بحکم خدا خفتہ میشود بیدار
نہ رفت بر در دیگر روے استغنا

گہے ز خانہ گہ از کوچہ گہ از بازار
خداست عالم و علام و واقف و ستار
کہ نقش اوست نوشتہ بہر در و دیوار
گہے بباغ بتسبیح ہر دو دست کشاد
گہے دوا و گہے چارہ گر گہے بیمار
گناہ بندہ خدا بار بار می بخشد
نہاد ہر کہ سر عاجزی بزمین ہسبار

زہے رحیم زہے راحم و زہے غفار
خداست ہمدم و ہمراز و محرم اسرار
گہے ز شاخ برون آید و گہے از برگ
گہے بگبر دون خود بست رشتۂ زنار
گہے بقدرت حق زندہ میشود مردہ
اگرچہ توبہ خود بندہ بشکند صد بار

ایک ہنگامہ ہے لشکر فضل و قارن

ہین اپنی زندگی سے بیزار سب کھڑے ہین کہ سہمان تاجدار میدان کارزار مین آیا تاج پہنے ہوے بڑی شان و شوکت سے
آگے بڑھا ہوا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان و ای زبردستان ہر چند کہ دو ساحر ہمارے ایسے مارے گئے
کہ دربار بادولت کا خالی ہو گیا اگر وہ بیسے رفیقان جانباز موجود ہوتے تو بادولت میدان کارزار مین کیون
تکلیف فرماتے اب بھی چلے آؤ اور اطاعت کرو خطائین معاف کرو دونگا ورنہ کوئی بادولت کے ہاتھ سے
زندہ نہ بچیگا آسمان پر لکہ ہاے ابر لہرا رہے ہین سحر اپنی صورت دکھا رہے ہین بہت ذلت سے قتل کرونگا
دیکھو چلے آؤ اپنی جان بچاؤ سب کو عہدہ ہاے جلیل دونگا خطا معاف کرو دونگا یہاں سے آواز مین دین او
بیچیا کیا بکتا ہی اگر سحر نہ کر تو تجھکو شمشیر زنی کا مزہ دکھا ہین یہ سنتے ہی سہمان نے جھلا کر تیرہ و تار کو اشارہ کیا
اہالیان فوج سہمان بھی لینا لینا کہکے بڑھے اِدھر سے فضل وقارن نے اشارہ کیا سب نے سیسر کمانی کھینچی
کڑاکے کی صدا بلند ہوئی بارہ ہزار تیر ایک مرتبہ چلے پانچ چار ہزار ساحر ایک مرتبہ مر کر گرے بعض نے سحر کیا
تیرونکو جلا دیا بعض بھاگ نکلے بعض الامان الامان کہتے ہوے بھاگے فضل نے تیر مار کے سینہ سپر کرکے
تلوار کھینچی ہر چند کہ سب کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی سحر نے ساحرون کے دورہ کیا ہی چہار طرف سے ساحر
آپڑے جیسے بارگاہین لٹنے لگین مگر یہ سب خستہ و شکستہ ہین کہ آسمان سے آگ برس رہی ہی زمین سے دھوان
نکل رہا ہی ہر ایک نخل جل رہا ہی پتے شعلہ جوالہ بنگئے شاخین شمع کافوری معلوم ہوتی ہین ایک طرف
برف برس رہی ہی آگ آسمان سے گر رہی ہی زمین و زمان متزلزل و متحرک ہر طرف ہنگامہ ہی ساحرونکی
بن آئی مگر یہ لوگ جو تلوارین کھینچکر گرے جسپر ہاتھ تلوار کا مارا تلوار کاٹتی نہین جھلا کر لپٹ پڑے ساحر کو
اٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے مگر سحر ایسا حادی تھا کہ ہاتھونے دستگیری نہ کی پاؤنونے ثابت قدمی بھی
جدا ہو گئی خود ہی گر پڑے ساحرنے انکو گرفتار کر لیا فضل نے جو یہ دیکھا کہ ہمارے ساتھ کے دس بارہ ہزار
جوانون کو ساحرون نے گرفتار کر لیا مثل جانورون کے کشتان کشتان لیے جاتے ہین فضل کا کلیجہ پھٹ گیا
تلوار کھینچے ہوے اُن ساحرون پر جا پڑا تلوار کاٹ نہین دکھاتی اپنے ہاتھ دانتون سے کاٹ لیتے ہین
بقول شخصے گھات کرتی ہی تلوار قبضے سے نکلی جاتی ہی زمین میدان کارزار کی تھراتی ہی ساحر بہت یہ لوگ کم
اسوقت تو فضل نے مجبور ولاچار ہو کر درگاہ بے نیاز مین ہاتھ اٹھا کے دعا کرنی شروع کی نظم

یک است آن خداوند کون و مکان
ز ہر یک نشان است ظاہر نشان
گہے بیحجاب و گہے پردہ دار
گہے خار باشد گہے بوستان
گہے وحش و طیر و گہے آدمی
گہے ناتوان گاہ اہل توان
گہے در زمین و گہے در فلک

یک است آن شہنشاہ دور زمان
بہر خانہ او خانہ داری کند
عیان باشد و گاہ باشد نہان
گہے رگ گہے پے بود گاہ پوست
گہے جسم خاکی گہے نور جان
گہے مرد محتاج و دریوزہ گر
گہے در سما و گہے در سمک

ز ہر نام نامش عیان میشود
بہر یک مکان است اہل مکان
گہے گل بود گاہ بلبل شود
گہے مغز باشد گہے استخوان
گہے بانوا و گہے بے نوا
گہے شاہ اقلیم دور زمان

سب اہالیان لشکر پکارنے لگے
یارب یا مستغیثنا ہماری ذلت جائز نہ رکھو ہمکو کفار کے ہاتھ سے بچائے سہمان نے جو دیکھا کہ ہمارے
پانچ ہزار ساحر بھی مارے گئے اسنے پکار کر آواز دی یار وخوف نہ کرو مین بڑھکے سحر کرتا ہون کہ کسی کے
ہاتھ مین طاقت نہ رہے آگ تو برس ہی رہی ہی یہ کہتا ہوا باغ کے واسطے لیکر بڑھا بدمعاش دانہ نہ دینے

چلا اکہ سحر کرون جو فروش گندم نما نخود امان دیتا ہی نہ انکو پناہ ملتی ہی سرگشتہ کہ نیکو بڑھا ہی اور اہل اسلام نے بھی بلک کے دعا کی کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل عزیز بے بدل ازہر دو بیابان گکوہ برجاست

شعر از دامن دشت کوہ اورنگ ٭ گردے برخاست تو تیار نگ ٭ از دامن دشت آن غبارے ٭ رخسار نمود شہر یارے ٭ دیکھا سب نے کہ شاہزادۂ انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنۂ ملک باختر پہلوان نہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن دوڑے جو اپنے سردار ونکو اس حال مین دیکھا کہ کچھ پکڑے گئے ہین کچھ سحر مین گرفتار ہوے ہین بعض پر آگ برس رہی ہی ہنگامۂ گیر ودار بلند ہی بدیع الزمان نے وہین سے نعرہ کیا نعرہ

مہ برج خوبی عشہ انجمن ٭ زتیغم بسے ملک اسلام شد
بدیع الزمان گرد لشکر شکن ٭ کہ سر فتنۂ باختر تام شد
بدیع الزمانم کہ در رزم کین ٭ تو آئم کشتم آسمان بر زمین

نعرۂ بدیع الزمان کی آواز سنکر اہل اسلام کے قلب مین قوت روح کو راحت ہوئی جو مثل چونٹی کے پھنسے پھرتے تھے اب مثل فیل دمان نعرے کرکے نکلے ہرچند کہ ہاتھ پانون بیکار ہین مجبور ولاچار ہین مگر کفار پر جا پڑے شاہزادہ بدیع الزمان بھی مع سہراب گرد اور میلاد قزاق لوح محفوظ چمکاتے ہوے آگرے سہراب بل ہوش جرأت مین ہر مرتبہ آگے بڑھجاتا ہی کسی ساحر کی کلائی توڑ ڈالی کسیکو مع گھوڑے اٹھالیا اُٹھاکر مارا استخوان چور چور ہوے نعرہ کرکے بدیع الزمان سے آنکھ ملا دیتا ہی بدیع الزمان کو ناگوار تو ہوتا ہی مگر ٹال جاتے ہین کبھی ہنسکر فرماتے ہین ای سہراب کیا کہنا ہماری اطاعت تمنے محبت کی ہی تمھاری قوت وطاقت بہت بڑھی ہوئی ہی حقیقت مین کس دیو کو مارا اور بہمان کہین سحر ہو گیا چلانے لگے غل مچانے لگے آقا دوڑیے غلام کو بچائیے بدیع الزمان نے آکے لوح محفوظ کا عکس ڈالا سہراب ومیلاد دونون کو بچایا سہمان جادو نے جو یہ معاملہ دیکھا کہ سب سردار ونکو سحر مین پھنسا لیتا ہون کیا سبب ہی کہ بدیع الزمان پر سحر تاثیر نہین کرتا ساتھ والون سے پوچھا یہ کیا معرکہ ہی یہ جو الی طلسم کلید نہین عقل سے بہت بعید ہی کہ وہ اک لوح یہان کچھ کرامت دکھاے کیا باعث ہی کہ پسر حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا سب نے جواب دیا ہماری عقل مین کچھ نہین آتا سہمان نے کہا ما بدولت ابھی دریافت کیے لیتے ہین یہ کہکے طرف ابر کے اشارہ کیا آواز دی کہ ای طائر سامری اس شکل کو حل کر ظاہر کر دے کہ پسر حمزہ پر سحر کیون تاثیر نہین کرتا ساتھ والون نے کہا وہ تو اور ونکو بھی بچا لیتا ہی جیسے وہ آیا ہی سب کے سحر مین کمی ہی مزاج مین بھی برہمی ہی دیکھیے آپ کے ابر آتش فشان سے آگ نہین برستی یا تو شعلے بھڑک رہے تھے یا اب چنگاریان گرتی ہین بدیع الزمان کے گرد پھرتی ہین اور ونکے جسم کو جلاتی ہین پسر حمزہ کے پاس نہین جاتی ہین مگر سہمان نے جو آواز دی ای طائر جمشید کی ابر آتش فشان شق ہوا ایک طائر پیدا ہوا اُسنے مثل انسان کے آواز دی ای سہمان بدیع الزمان پر سحر ہرگز ہرگز تاثیر کریگا اُسکے پاس لوح محفوظ موجود ہی اسیر عنایت معبود ہی اگر ہو سکے کسی فقرے سے لوح محفوظ چھین لے پھر مثل اور ونکے یہ بھی بیکار ہوگا بلکہ گرفتار ہو جاے تو عجب نہین یہ کہکے طائر تو غائب ہوا سہمان نے پلٹ کے اپنے عیار شہاب قطرہ زن سے کہا کیون ای عیار نامدار ہو سکتا ہی کہ لوح چھین لے اُسنے عرض کی اسی فکر مین جاتا ہون یہ کہکے شہاب قطرہ زن دس بیک بچے اپنے ہمراہ لیکے چلا اسطرف اسنے دیکھا کہ عیار انکا اُسیہ طرح گرد گردتا ہی کسی پر حباب مار دیا اور کسی کو حلقہ ہاے کمند مار دیے اسطرح ساحرون کو مارتا پھرتا ہی مگر صورت ہر مرتبہ بدلتا پھرتا ہی کبھی ساحر بنا کبھی خدمتگار کی صورت بنا پھر صورت تبدیل کرکے جوان بنا جہانپر کچھ نہ بن پڑا تو ٹر لیسے اپنے پیچھے بذر نکالی کسی کے گھوڑے

دم مین باندھ دی چھون چھون کرتی ہوائی چھچھوندر چلی گئی سب پامال ہوے اسطرح ساحرونکو مٹاتا پھرتا ہی شہاب نے دور سے دیکھا اب نظر مین اُمیہ کی پھرنے لگا ایک مقام پر اُمیہ کو دیکھا کہ کھڑا ہوا اپنی صورت بدل رہا ہی شہاب دس عیار ونکو لیکر آپڑا اسطرح حلقہ ہاے کمند مارے کہ اُمیہ بچ نہ سکا اُمیہ کو بیہوش کرکے ایک درخت سے باندھ دیا شاگردونکو رخصت کردیا آپ اکیلا بشکل اُمیہ طرف بدیع الزمان کے چلا بدیع الزمان بیچ فوج مین لڑرہے ہین کئی سو جوان مار کر ڈال دیے سہراب ومیلاد الگ لڑرہے ہین ساحرونکا سحر بھلا دیا شہاب بشکل امیہ کانپتا ہوا سامنے بدیع الزمان کے آیا کہا ای شہریار جلد میرے پاس آئیے سہمان نے ایسا سحر کیا میرے کلیجے مین آگ لگی ہوئی ہی ذرا مین لوح محفوظ کلیجے سے لگالون بدیع الزمان گھوڑے سے کود پڑے ایسا یار وفادار مونس وغمگسار اُسکو یون ملول وحزین دیکھا بیقرار ہوگیا فوراً لوح ہاتھ مین اُمیہ نقلی کے دیدی لوح کو سینے سے لگایا کہا حضور دیکھیے سہمان ابر نبار ہا ہی بدیع الزمان اُدھر پلٹے شہاب لوح محفوظ لیکر بھاگا بدیع الزمان نے چاہا گھوڑے پر سوار ہوکر اسکا پیچھا کرون سہمان نے سحر کرکے ہزارونکو بیہوش کردیا سہراب ومیلاد گرے بدیع الزمان گھوڑے پر نہ سوار ہوسکے شہاب قطرہ زن اب چلا کہ جاکے لوح مالک کو دون وہان امیہ بن عمرو کو ایک سوار نے رہا کیا کمندون کے حلقے کاٹے پوچھا ای امیہ کیا ہوا اُسنے جواب دیا مین تو بیہوش ہوگیا مجھکو عیار سہمان کا باندھ کر چلا گیا خدا خیر کرے ہمارے آقا کو اُسکے مکر سے بچاے یقین ہی میری شکل بنکر گیا ہو یہ کہکر بھاگا یہان بدیع الزمان پشت مرکب سے الگ زمین پر کھڑے ہوے جرأت تلوار ہلا رہے ہین اپنے پاس کسیکو نہین آنے دیتے سہراب ومیلاد غل مچارہے ہین کہ آقا جلد آئیے بدیع الزمان آواز دیتے ای بہادرو تم کیون مجھے پکارتے ہو بسند خمسہ

ای ہوس اب کیا کہون منہ مین زبان بیکار ہی	عندلیب گلشن حیرت لب اظہار ہی
چارہ جو مایوس ہی حاجت روا ناچار ہی	جو طبیب اپنا تھا دل اُسکا کسی پر زار ہی

مژدہ باد ای مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہی

ای بھائیو لوح محفوظ اپنے قبضے سے نکل گئی مین کسکو بچاؤن مین خود بچ جاؤن تو بڑی بات ہی مگر امیہ جو چھوٹ کر چلا دور سے اسنے دیکھا کہ شہاب قطرہ زن میری شکل بنا ہوا آتا تھا مگر اب رنگ وروغن پونچھتا ہوا لوح ہاتھ مین خوشی خوشی جاتا ہی کہ جاکر سہمان کو دیدون امیہ نے بتعجیل رنگ وروغن لگاکر اپنی صورت سہمان تاجدار کی بنائی گولے کچھ آتش کے دانے ہاتھ مین لیے اسطور سے چلا دیکھا شہاب جاتا ہی پکارکر آواز دی ای یار وفادار ای عیار طرار کہو کیا کیا اسنے سہمان تاجدار کو دیکھا کہا حضور لیجیے لوح محفوظ چھین لایا امیہ نے کہا کیون دم دیتا ہی ابھی تک پسر حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا مین ابھی سحر کرکے آتا ہون سہراب ومیلاد کو تو اپنے سحر مین پھنسا دیا شہاب نے کہا ای شہنشاہ لوح میرے پاس موجود ہی سہمان نقلی نے کہا مین دیکھون شہاب نے کہا آپ ہی کے دینے کو لایا ہون آپ کیون گھبراتے ہین اس لوح محفوظ کو اپنے پاس رکھیے حسب ضرورت اسوقت عرض کیا جاتا ہی اب ضرور پسر حمزہ پر سحر تاثیر کریگا آپ ناحق اپنے کو پریشان کرتے ہین سہمان جادو نے کہا کہ ای شہاب یہ تو نے حقیقت مین بڑا کام کیا ورنہ سب لشکر پامال ہوجاتا پسر حمزہ بلا کا شمشیرزن ہی لاکھون مین اکیلا لڑتا ہی پہلوان چن چن کر مارے بڑے بڑے پہلوان سرکش مارے گئے دیکھو لاشے پھڑک رہے ہین

شہاب نے قریب آکے لوح دی سہمان نقلی نے لوح لیکر کمر سے دوشالہ کھولا شہاب کو اُڑھا دیا کہا ای شہاب ایسا کچھ دونگا کہ دولت دنیا سے بینیاز کر دونگا علاوہ اِسکے جو کچھ میرے پاس ہی وہ ضرور دونگا تجھکو مین نے منتظم کارخانۂ سلطنت کیا یہ کہکر لوح کو لپیٹا جھولی مین رکھ لیا شہاب پیچھے ہٹا سہمان ایک جانب چلا شہاب نے کہا ای شہنشاہ طرف بدیع الزمان کے جلئیے دیکھیے ہاتھ ہلا رہا ہی کسیکو اپنے پاس نہین آنے دیتا آپ جا کر سحر کیجیے ہاتھ پاؤن اُسکے بیکار کر دیجیے پھر گرفتار کر لیجیے اُمیہ نے پکار کے آواز دی او نامردِ مردان عالم کے پاپوش کی گردنم امیہ بن عمرو دیکھ یون لوح لیتے ہین اب جو اُمیہ نے لوح پاس اپنے آقا کی پہونچا شاہزادہ گھوڑے پر سوار ہوا سہراب و میلاد کو بچایا اب لوح کو گردش دینا شروع کی جسپر عکس پڑا اُسنے رہائی پائی اگر ساحر پہ عکس پڑا باطل ہوا سحر بھولا بعض نابینا ہوگئے سہمان یہ سمجھکر قریب آیا تھا کہ لوح محفوظ تو میرا اعتبار لیگیا اب مین جاکے پسر حمزہ کو مار لون خاتمہ کر دون قریب بدیع الزمان کے جاکے ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا سہمان نے دیکھا سحر مجھکو یاد نہین آتا آواز دی یارو دوڑو مجھکو اس شیر کے پنجے سے بچاؤ سحر مجھکو بالکل فراموش ہوا ہزارہا جادوگر دوڑے بدیع الزمان نے اتھبر اُسکو تول کے طرف آسمان کے پھینکا اُلٹتا پلٹتا ہوا طرف زمین کے آتا تھا لپک کے ہاتھ مار دیا جو رنگ ہوائی قلم کیا سہمان کا مرنا ابر جو آسمان پر چھایا تھا غائب ہوا لوح جو بدیع الزمان نے چمکائی جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من سہمان جادو بود تمام ساحر گھبرا گئے فریاد و الامان کی صدا بلند ہوئی بدیع الزمان نے ہاتھ روکا معرفت سہراب کی وزرا اُمرا آنے لگے مگر سہراب کی وہی کیفیت ہی کہ شاہزادے سے ذکر کرتا ہی کہ کیون ای شہریار فلان غول مین غلام کیسا لڑا اور فلان جوان کو کیونکر زیر کیا شاہزادہ دیکھتا ہی کہ اسکے تیور سے ٹپک رہا ہی کہ اب کہا چاہتا ہی کہ ای شہریار مین آپسے امتحان کرونگا مگر رعب و داب دیکھکر خاموش ہو جاتا ہی سہراب نے میلاد سے کہا کہ ای میلاد سطوت ظاہری تو آقا کو پروردگار نے بہت دی ہی مگر زور و جرأت مین مجھسے زیادہ نہین ہین مقابلہ پڑے تو شاید برابر رہین مجھکو اک لحاظ ہی اور عاشق جمال ہون اسوجہ سے شرماتا ہون ہر بات مین رُک جاتا ہون تم شاہزادہ سے کہو کہ سہراب مقابلہ کریگا امتحان ہو جانا ضرور ہی حضور کے بھی دل کا خیال نکلجائیگا غلام مطمئن ہو جائیگا میلاد نے کہا ای سہراب میری مجال نہین کہ مین عرض کرون کوچک باخبر کہ شایع ہو چکا طبع بھی ہو چکا ذرا اُسکو لیکر ملاحظہ کیجیے اور جرأتین تو منتظر ہین اُنکی مگر گنجاب ہفت صف کی لڑائی لڑے ہین سات صفون مین چوراسی لاکھ فوج تھی ہر صف پر دو دو پہلوان زبردست تھے اُن صفون کو توڑکر برسر گنجاب پہونچے ساتون صفون پر جو دہ پہلوان مارے آخر مین قاہر بن قہرمان عجمی کہ علمدار لشکر گنجاب تھا جو دہ لاکھ فوج اسکے ہمراہ رکاب تھی ای سہراب اُس کل فوج سے لڑکے علم فوج لیا اور قلم کیا قاہر زخمی ہوا کمر بند گنجاب مین ہاتھ دے کے اُٹھا لیا تمام عالم نے دیکھا کہ گنجاب کو اُٹھا لیا مگر موت اُسکی اُس مقام پر نہ تھی کمر بند ٹوٹا لوگ اُٹھا کر لیگئے ای سہراب جوان ہاتون کو دیکھکر مین نابینا ہو جاتا ہون اور اپنے کو اس لایق پاتا تو مقابلہ کرتا مین تو اس لایق نہین ہون تمھارے مقدمے مین ہرگز ہرگز جرأت کہنے کی نکرونگا ہان اگر محل پاؤنگا تو کہونگا تمھارے مزاج مین آئے تم فوراً کہو سہراب نے کہا مجھے حجاب آتا ہی اِسی بات کا خیال آتا ہی کہ جب مقابلہ ہوگا مین اصلی زور کرتے ہوئے شرماؤنگا اسی وجہ مین اگر

برابر رہجائین تو عجب نہین اسکا بڑا خیال ہی میرے دل کو محبت ہی مگر ای میلاد یہ مقدرہ جرأت ہی اتنا تو آقا جان جائین کہ یہ ہمیر غالب ہی مگر ہماری اطاعت کرتا ہی میلاد نے کہا تمکو اختیار ہی ہم تو جانتے ہین کہ فضل و قارن سے بھی مقابلہ نہین کر سکتے قارن بھی دیو ہی شباب مین اسکو زیر کیا باختر سے بہت بلبلاتا ہوا آیا تھا انکو بھی گمان تھا کہ ہمارا ابھی کوئی نظیر نہین ہی ای سہراب یہ فرزند صاحبقران ہین انکو خدا نے سب کچھ دیا ہی سہراب آبدمزاج ہو کر چپ ہو رہا وزرا امرا کو ساتھ لیکر شاہزادے سے ملا ہی مگر شاہزادے نے عہدہاے جلیل سے سب کو سرفراز کیا جابجا مسجدین بنا ہوئین صداے صلوٰۃ بلند ہوئی بدیع الزمان داخل دار الامارۂ شاہی ہوے بدیع الزمان کاؤس تاجدار کو یہان کا بادشاہ بناکے آپ و نگل شوکت پر آکے بیٹھے ناچ سامنے ہونے لگا احکام جدید جاری ہوگئے نہایت خوشی مین ہین عین گرمی صحبت مین شاہزادے نے سر اٹھاکر فرمایا صبح کو وہیلے شکار کے جائینگے اُمیہ نے سب کارخانے درست کیے بھیلیے قراول میر شکار در دولت پر آکے حاضر ہوے سہراب نے کہا مین ضرور ساتھ چلونگا بدیع الزمان نے میلاد و سہراب کو ساتھ لیا واسطے شکار کے روانہ ہوے سہراب ساتھ ہی انتظام سواری کرتا ہوا صحرا مین آکر پہونچا شاہزادے نے دیکھا وقت اول نماز ہی سب نے نماز پڑھی شاہزادے نے ارشاد فرمایا کہ طبل باز پر چوب پڑے

نظم

چو در نالیدن آمد طبل باز
درآمد مرغ صید افگن بہ پرواز
رہا شد بر ہوا باز سبک پر
جہان شد خالی از کبک و کبوتر

باز بحری جتنے یہ سب جانور جو اڑے ہر طائر نے جاکے اپنے اپنے شکار کو شکار کیا سردار گھوڑے دوڑاتے پھرتے ہین شکار کھیل رہے ہین ایک مقام پر چند آہو چرا کر رہے تھے کہ شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا جو جسکے سامنے آئے اسکو شکار کرے کسی کی قید نہین ہی سردارون نے گھوڑے ڈالے ایک آہو کے پیچھے سہراب نے گھوڑا ڈالا ایک طرف بدیع الزمان چلے فضل کہین قارن کہین مگر میلاد نے سہراب کا ساتھ نہین چھوڑا اسکا آہو بھی اُسی طرف چلا ایک مقام پر آکے سہراب نے آہو کو شکار کیا بقربانی پہونچایا کھڑا ہوا تھک رہا ہی ارادہ ہی کہ پسینہ خشک ہولے تو سوار ہون کہ پھر گردا رہی میلاد آکے پہونچا اپنے آہوے صید کردہ کو شکار بندے باندھے ہوے سہراب کو دیکھکر کوڑا سہراب نے پھر وہی تقاضا کیا کہ کیون میلاد یہان شکار مین آقا کو تو کون میلاد نے کہا ای سہراب اب تمھاری شامتین آئی ہین اسطرح شاہزادہ تمکو لڑا دیگا کہ جیسے شاگردون کو لڑا دیتے ہین اپنی آبرو رکھو اسکو غنیمت جانو تمھین کہنے کو ہو گا کہ ہم زیر نہین ہوے اور اطاعت قبول کی بس اسقدر حملہ کافی ہی مقابلہ کروگے زیر ہو جاؤگے یہ بات بھی جاتی رہیگی خبردار یہ گمان دل سے نکال ڈالو ای سہراب بہت ذلیل ہوگے امان نہ ملیگی یہ دونون چچا بھتیجے قاسم و بدیع الزمان جہان لشکر اسلام کہلاتے ہین انھون نے ملک سنجان فتح کیا وہ تتالیہ مین پہونچے دربار سیف الملک مین ہنگامہ ڈالدیا اُس ملک والے جرأت مین وحید عصر تھے مگر کوئی قاسم پر غالب نہ آیا دربار بھر کو دبا لیا اُسکے بیٹی پر عاشق ہوے ماہ تاجدار کو نکال لائے کسی سے کچھ نہو سکا سر فتنۂ ملک شمالیہ کہلانے مراد تو یہ تھی برابر رہین یہ قاسم ہی کا کلیجہ ہی کہ جو انسے برابر رہتا ہی اور کسکی مجال کسکی تاب ہی کہ جو انکا ہم نبرد ہو سہراب خفا ہونے لگا کہ میلاد عجب طرح کے آدمی ہو ہم تمسے ذکر کرتے ہین تم اُلٹے ہمیر دباؤ ڈالتے ہو اب آج رات کو ہم صحبت مین ضرور عرض کرینگے اور نہ کچھ ہوگا بجہ گرو ونگا نال و کمد کے انکا انکو کھونگا اور ای میلاد اگر تمکو کسی طرح کا خوف ہو تو تمسے بھی موجود ہون میلاد نے کہا میری کیا مجال ہی مین تمھارا بھی تابعدار ہون اور وہ آقاے نامدار ہین

یہ دونون آپس مین باتین کر رہے ہین چونکہ ہمصحبت ہین ہنس بھی رہے ہین تکرار بھی ہوجاتی ہی کبھی قبضون پر تلوار کے
ہاتھ جاتے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ایک آہوے تیر خوردہ بھاگا ہوا آتا ہی کسی نے تیر مارا ہی پیچھے پر
تیر چڑا آتا بے سری جا کر غرق ہوا آہو تھپیا تا ہوا آتا ہی سہراب نے کہا ایک شکار راہ رخدا نے بھیجا یہ کہکے تیر مارا
آہو بسمل ہوا تھا لہرا کے گرا سہراب نے کھینچا دیکھا تو تیر نہایت معقول زمرد کے نگینے جبیر جڑے ہوے ہین
کسی رئیس کا تیر معلوم ہوتا ہی سہراب نے اُس تیر کو پشت سے آہو کی نکالا چاہتا ہی کہ نام پڑھون بسبب
خون کے پڑھا نہین جاتا کہ کڑا کے کی سم مرکب کے صدا بلند ہوئی سہراب نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ ایک
نقابدار زمرد پوش بصد جوش و خروش تیر و کمان ہاتھ مین چار جانب اپنے صید کو دیکھتا ہوا چلا
آتا ہی اپنے صید کو جو قریب سہراب کے پایا قہر و غضب مین قریب آیا آواز دی او نامرد تونے ہمارا شکار کیون
شکار کیا تو نہ سمجھا کہ مردان عالم کے ہاتھ کا تیر پڑا ہی سہراب ہنس پڑا کہا واہ سبحان اللہ کیا اچھا تیر آپنے مارا
کہ آہو کے جسم مین بھی غرق نہوا ہمنے اچھا کیا شکار کیا بلکہ تمکو بھی شکار کرینگے اب بچکر کیونکر جاؤگے تمنے
مجھکو نامرد کہا اپنی مردی دیکھاؤ نقابدار نے کہا آ سامنے زبان تیر و کلۂ عمود سے جواب دے خالی کیا باتین
کرتا ہی سہراب نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزہ توڑ ڈالا فرمایا اسی گھسنے ہوے نیزے پر بڑا گھمنڈ تھا اب تو غصہ
مین سہراب نے قبضے پر ہاتھ ڈالدیا کہا او نقابدار تیری قضا ہی لیکر آئی ہی افسوس ہی کہ آقاے نامدار
سامنے نہ ہوے نقابدار نے کہا واہ آپ کے آقا بھی ایسے ہی ہونگے جیسے آپ ہین سہراب نے کہا
خبردار ہوجا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا نقابدار نے بڑھ کر بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سہراب نے گریبان
مین ہاتھ ڈالا کہا ای نقابدار دیوانہ ہوا ہی کہین مردان عالم کے قبضے سے تلوار نکلتی ہی دونو جھٹکے چلے
گھوڑا گیند ا زمین پر بیٹھ گیا میلاد نے آواز دی ای پہلوانو تمھارا بار گاوزمین سنبھالیگی نقابدار نے کہا
کیا ارادہ ہی سہراب نے کہا کشتی مین مقابلہ ہو نقابدار کود پڑا سہراب غصے مین زمین پر آیا کشتی ہونے لگی
میلاد دیکھ رہا ہی نقابدار نے اترتے ہی اُکھیڑ و پنجہ رکھ دیا جمنا تھمنا مشکل کردیا میلاد بنگاہ غور دیکھ رہا ہی
جی مین کہتا ہی یہ جوان کون ہی اسنے اسکے جی چھڑوادیے آقا ہو کہان سے تلاش کرکے لے آؤن مجھے نہین یقین
کہ سہراب غالب آئے نقابدار نے اترتے ہی مرکب سے قیامت برپا کردی میان سہراب ہانپ رہے ہین مگر
نقابدار کو کچھ خبر نہین کہ مین کس سے لڑ رہا ہون پہر دن چڑھے کشتی شروع ہوئی تھی سب بہلیے قراول
ڈھونڈتے ڈھونڈتے آئے میلاد بھی کھڑا ہی نقابدار سے کشتی ہورہی ہی پانچ سو جوان صف باندھے
کھڑے ہوے ہین تماشا دیکھ رہے ہین سہراب کے واسطے دعائین مانگ رہے ہین بعض کہتے ہین کہ
یارو ہمین نقابدار سے کوئی واسطہ نہین اور سہراب ہمارے آقا کا سپہ سالار مگر ہم سب کے سب
نقابدار ہی کی فتح چاہتے ہین شرط بد کہ نقابدار ہی غالب آئیگا آپس مین شرطین ہونے لگین چپکے چپکے
بد رہے ہین مگر نقابدار کیطرف سے بہت بدتے ہین لڑتے لڑتے شام ہوئی سہراب نے رک کر کہا ای
نقابدار تو خوب لڑا بیشک فن سپہ گری کو خوب جانتا ہی اب جا اور جا کے آرام کر کل لشکر شاہزادہ بدیع الزمان
پر قلعۂ سہمانیہ مین آنا آقا بھی ہونگے بلکہ میرے آقا سے مقابلہ کرنا نقابدار نے کہا جیسے تم ہو ویسے تمھارے
آقا بھی ہونگے مین نہین جانے دونگا ایک طرح جانے دیتا ہون کہ یہ دونون آہو اپنی گردن پہ باندھو میرے
گھوڑے کے ساتھ دوڑتے ہوے چلو تو البتہ کیا مضایقہ ہی صید زبون کو چھوڑدین جب تو سہراب

بھلا یا کہا تو نے مجھکو کوئی مرد ور معتبر کیا ہی میری تو جان بھی جائیگی تو یہ کام نہ کرونگا اور رات کو ہماری
تمھاری لڑائی کو کون دیکھیگا نقابدار نے کہا مین تو اکیلا پھرتا ہون اس دشت مین اگر روز شیر و نہنگ
شکار کرتا ہون تمھارے ساتھ ملازم موجود ہین جب زیر ہونا ان سبھون سے اشارے کر دینا نقابدار
کو پکڑ لو دیکھنا کیسا شکار کھیلتا ہون میرا لقب ہی ہزبر شیر ور دو چار شیر روز شکار کرتا ہون اُسمین تو
تنے ہرج ڈالا اب تمھین زیر کرکے لیچلونگا رات بھر خدمت کراؤنگا صبح کو چھوڑ دونگا سہراب نے
پلٹ کے کہا اے میلاد روشنی کراؤ پانچ سو سوار و پیدل ساتھ ہین دیہات و قریات مین دوڑ گئے لیکن
سہراب نے میلاد سے کہا آقا کو بھی تلاش کرو وہ البتہ اس نقابدار کو زیر و زبر کر دیتے اے میلاد
میرے تو تمام جسم مین درد ہوتا ہی دیکھیے کیا ہو میلاد بھی حیران ہی قضائے کار سوار و پیدل دیہات
و قریات جو گئے فضل و قارن بھی واسطے شکار کے آئے تھے بھٹکتے پھرتے تھے فضل نے پوچھا سپاہی سے
کہ نقابدار کی نقاب کا کیا رنگ ہی سپاہی نے کہا زمرد پوش سبز نقاب چہرے پر ڈالے ہی فضل نے
قارن سے کہا اے قارن سمجھے قارن نے کہا خوب سمجھ گئے چلو چلکر تماشا دیکھین روشنی ہوئی کشتی ہو رہی
کہ فضل و قارن بھی آگے پہونچے کشتی دیکھتے ہین اور ہنس رہے ہین کبھی پکار کر کہتے ہین نقابدار کیا کہنا
قارن نے کہا بعد سہراب کے مین بھی نقابدار سے لڑونگا فضل نے جھڑک دیا کہ اے قارن کیا بکتے ہو
سارا کوچک باختر تمنے دیکھا جنگ ہفت صف تمنے ملاحظہ کی کوئی کلمہ نادرست منھ سے نہ نکالنا ورنہ
ہمپر آفت آئیگی میلاد گھبرا گھبرا کے پوچھتا ہی کیا اے فضل تم اس نقابدار کو جانتے ہو فضل نے کہا ہم کیا جانین
اتنا جانتے ہین کہ بہادر بے نظیر ہی اور کس لطف سے لڑ رہا ہی دیکھو میان سہراب کا کیا حال ہی پسینے پسینے ہین
ہانپ رہے ہین صاف ثابت ہوتا ہی کہ نقابدار سہراب کو لڑا رہا ہی جہان پر اُسکا جی چاہے زیر کر لے
میلاد کہتا ہی سہراب ایسا نہین کہ یکایک زیر ہو جائے چار پہر رات اسی طرح گذری صبح کو فضل وغیرہ
نے دیکھا کہ نقابدار زیادہ تیان کرنے لگا جہان سہراب کو پکڑ لایا اُسے دو تین ٹھسے مار دیے کہ اب
سہراب اپنی جان سے بیزار ہو گیا بمشکل سمٹ کر نکلا مگر رنگ زرد چہرہ پر گرد پریشان و بدحواس اپنی
زندگی سے یاس مگر لڑے جاتا ہی پھر دن چڑھے سہراب نے کہا اے نقابدار تو پھر ہمارے تمھارے مقابلے
کو گذر رہے ایک زور آخر کرتا ہون نقابدار نے کہا بسم اللہ وہ زور کس گھڑی مین باندھ آئے تھے
سہراب نے کہا اے نقابدار کیا باتین کرتا ہی وہ زور میرے جسم مین موجود ہی دیکھ تو اب حال کھلجائیگا مین
اگر پہاڑ پر زور کرون اُسکو اُسکے مقام سے اکھیڑ لون نقابدار نے کہا جلدی نہ کیجیے زور آخر دکھایئے فضل و
قارن بھی آگے بڑھ آئے کہ سہراب نقابدار کو بغل کر لے دوڑا آٹھ نو قدم تک بغل کر لایا سہراب نے
ہکہ مارا بایان گھٹنا نقابدار کا جھکا چپ کر لنگر مارا کہ پشت پا تک غرق ہوا اوپر آ کر سہراب چھایا کمر زنجیر مین
ہاتھ ڈالکر وہ زور کیا کہ حقیقت مین اگر پہاڑ پر زور کرتا اُکھڑ آتا مگر اس کوہ وقار کے لنگر مین حس و حرکت
بھی نہ پائی تھک کر ہاتھ اُٹھا کے کہا اے نقابدار اب تیرے زور کا مشتاق ہون یہ سنکے نقابدار اپنے مقام
اُٹھا دونون مونڈھے پکڑ کے سینے مین سر اٹا کے لے دوڑا اکیس قدم بغل کر لایا وہان پر آکے ہکہ مارا دونون
گھٹنے میان سہراب کے آشنائے زمین ہوے سہراب نے چاہا تڑپ کے نکل جاؤن مگر اب کب ممکن ہی نقابدار
نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا آواز دی اے سہراب ہوشیار رہنا یہ کہکے نعرۂ شیرانہ کیا شعر کیے نعرہ زد میر منزل مصاف

کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف افضل نے الامان کی آواز دی قارن کانپ گیا میلاد کے ہوش و حواس مین خلل آیا کہتا ہی
آواز نے نقابدار کی دل پھیر اُلٹ دیا کیا غضب کی آواز ہی خدا سہراب کو بچائے نقابدار نے ایک زور کیا پہلے
زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا داہنا پانون آگے بایان پانون
پیچھے پینترے سے کھڑے ہوکے چرخ دیا مثل طاؤس آتشبازی چرخ کھانے لگا سر کا خود کہین ہاتھ کے دستانے
کہین جا گرے نقابدار نے دے مارا سہراب نے چاہا مونڈھے کی کھا کے سنبھلون نقابدار نے جھپٹ
کے ایک ٹھوکر ماری کہ چارون شانے چت ہوا نقابدار نے چھاتی پر سوار ہوکے زانون سے خوب مسلا
آواز دی کہ اب اطاعت مین کیا کہتا ہی آ ہوا اپنی پشت پہ لاد کر لیچلیگا سہراب رونے لگا کہا ای نوجوان آج
تو مین تجھسے پھنس گیا اور زیر بھی ہوا اطاعت تو جسکی کی اُسکی کی اور یہ بھی یقین کامل جانیو کہ میرا آقای نامدار
تجھکو ڈھونڈھکر زیر کریگا تو مجھکو قتل کر مین اطاعت نہ کرونگا پتا اپنا بتا دے کہ تو کہان رہتا ہی یقین ہی
کہ میرا آقای نامدار و مولای قدر شناس ضرور تجھکو تلاش کرنے جائیگا تب تجھکو احوال معلوم ہوگا کہ بہادر
ایسے ہوتے ہین نقابدار نے کہا جیسا تو ہی ویسا ہی تیرا آقا بھی ہوگا ہمنے امتحان کر لیا بلکہ طریقے سے معلوم
ہوتا ہی کہ جیسے تم زبردست ہو ویسے تمھارے آقا ہونگے سہراب نے کہا ای نقابدار ہرچند کہ مجھسے اور
آقا سے مقابلہ نہین ہوا ہی مگر عرض کرتا ہون کہ اُس شیر کا مثل نہین ای نقابدار جو میرے دل مین غرور تھا
وہ آج تو نے نکال دیا اب جانتا ہون کہ آقا تجھکو زیر کرینگے بس اب جلد مجھکو قتل کر افضل و قارن بھی قریب
آگئے کہ رہے ہین ای نقابدار ہم بھی تجھسے مقابلہ کرینگے جانے نہین دینگے ہمکو زیر کرنے تب تجھکو اختیار ہی
سہراب کو چھوڑدے اُمیہ ہنس رہا ہی افضل نے جھلا کے کہا ای اُمیہ کیا ہنستے ہو ہمارا پہلوان زیر ہوا
ہم نقابدار کو جبتک زیر نہ کرینگے جانے نہ دینگے مضحکہ ایسے وقت مین کرتے ہو ہم اپنی جان سے بیزار ہین
نقابدار نے کہا ای افضل تم کوئی مقابلہ مجھسے نہ کروگے لو دیکھو تو لو یہ کھلے نقاب چہرۂ بینظیر سے الٹی اب سب نے
فرزند دلبند آفتاب عربستان شاہزادۂ بدیع الزمان کو دیکھا سہراب اُٹھکر قدمون سے لپٹ گیا کہ آقا آپنے
سر میدان کاہیکو ذلیل کیا بدیع الزمان نے فرمایا افسردہ ہی جو اپنے سردار پر غالب آئے اگر تم پر غالب
نہ آتے اپنے کو ہلاک کرتے جس روز سے تمنے ہماری اطاعت کی ہم دیکھتے تھے کہ تمھارے تیور سے یہی
ٹپکتا ہی مگر شکر ہی کہ آرزوے دل تمھاری پوری ہوئی افضل وغیرہ نے قدمبوسی کی میلاد قزاق بہت
خوش ہوا اشارے سے کہتا ہی یا آقا یہ احسان تو آپنے مجھپر کیا یہ بہت بلبلایا ہوا تھا ہر مرتبہ مجھسے یہی
کہتا تھا کہ آقا کو تو کون شاہزادے نے کہا ای برادر ہم خوب سمجھتے ہین انکے تیور دیکھا کرتے تھے شکر ہی
کہ خدا نے اپنا فضل شریک کیا کہ یہ زیر ہوے اُس روز بڑی خوشی ہوئی سب سردارون نے جشن کیا
اسی جشن مین تھے کہ خبر پہونچی ملکہ شبنم گوہر پوش و جملہ سرداران نامی مع ملکہ رنگین و کیشر سب حاضر
ہوتے ہین مال طلسمی بھی ہمراہ ہی بدیع الزمان نے سردار واسطے استقبال کے بھیجے مال طلسمی بھی آیا
کئی سو آرابے زمرد ریحانی کے جملہ جو شمار کیا لاکھ سوار و پیدل تھے اور غیر ساحر دو لاکھ ساحر جنگی افسر
ملکہ رنگین و کیشر قرار پائی ہین غیر ساحر ونکا افسر سہراب گرد کو قرار دیا اس جاہ و حشم سے بشوکت تمام
یہ کیفیت ما ما کلام طرف طلسم نور افشان کے کوچ کیا اب انکو راہ مین چھوڑو کہ ذکر انکا وقت پر کیا جائیگا
جلگہ ناظرین والا مقام و مشتاقان بلند احتشام خیال رنگین کہ داستان شوکت بیان شاہزادۂ بدیع الزمان

ایسے وقت پر بیان ہونگی کہ ناظرین بہت پسند فرمائینگے

دو کلمۂ داستان حیرت بیان ملکہ حیرت جادو کہ ہمراہ عقاب ابرسوار کے طرف طلسم ہوشربا کے جاتی ہین اور چالاک بھی انکے ہمراہ ہے جمال عدیم المثال ملکہ حیرت جادو دیکھ لیا کرتا ہے باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

کہان ہے مرے ساقی مہ لقا — خوش آتی ہے میخوار کی یہ ادا
کھلین غنچۂ خاطر دل پسند — کہ یاد خزان کرتی ہے دردمند
برستا جو ابر سیہ فام ہے — تو سبزے کو کیا خواب سے کام ہے
جوانان گلشن نکھرنے لگے — کہ سینے نکھون کے ابھرنے لگے
وہ نرگس کے پھولونکی ہر جا چمن — وہ سوسن کے ہنس ہنسکے رنگین سخن
صبا ہمین گلفشانی کرے — تو ابر گہر بار پانی بھرے
بہار ست ساقی جفا مے کی — خطا مے کنی و خطا مے کنی
جو اک جام صہبا سے سرجوش دے — تو اس بیخودی سے مجھے ہوش دے
تامل نہ کر دل بہت تنگ ہے — کہ یان عقل اور عشق مین جنگ ہے
نہ راحت ملی عاشق زار کو — نہ صحت ہوئی اسکے بیمار کو
جو بلبل ہے نالان تو گل شاد ہے — کوئی قیس ہے کوئی فرہاد ہے
یہ کہتا ہے عشق جلالت پسند — نہو نامرے ظلم سے دردمند
سمجھ لے کہ ظاہر مین بیداد ہے — مگر صاحب عشق آزاد ہے
کبھی عشق گل کا فسانا ہوا — کہ شبنم کو آنسو بہانا ہوا
مجازی سے عشق حقیقت ہوا — کہ یہ صاحب جاہ و حرمت ہوا
بیان محبت رقم ہو گیا — نہال خجالت قلم ہو گیا
گلابی یہ خالی دکھاتا ہے کیون — جلے دل کو ناحق جلاتا ہے کیون

سنا وصل دلبر کی مجھکو خبر — نہال تمنا تو ہو بارور
اٹھا ابر رحمت بصد شدومد — کرے مے پرستون کی ساقی مدد
جلائے گلون نے جو مے کے چراغ — ہوے سرخرو سبز بختان باغ
گلون مین عجب رنگ لیاقت — کہ گلشن کی آباد گلیان ہوئین
ہوائین جو فرحت کی آنے لگین — تو پھر بلبلین رنگ لانے لگین
بہ کی طائرون نے لیکا یک لیکا — مبارک کہ گلشن مین آئی بہار
نہ میخوار محروم بادہ رہے — کہ ہے فصل گل فتنۂ مے جہے
لبالب کوئی جام مے بھر کے لا — کہ رندونکو اب جوش ہے ساقیا
یہ کہتی ہے عقل فراست مآب — کہ ہین عشق مین سیناتین بیحساب
جوانونکا یہ حال ہے سربسر — گریبان دریدہ خمیدہ کمر
جو تلخی الفت کی خواہش ہوئی — تو تلخی سے پھر جان شیرین گئی
مرا ظلم و بدعت صدا کام ہے — کہ آوارگی مین ترا نام ہے
تجھے حال الفت کا حالی نہین — کوئی شی محبت سے خالی نہین
قمر شمع روغن کا بھی ذکر ہے — کہ جلنے کی پروانے کو فکر ہے
تجھے عشق و الفت مین کیا دخل ہے — کہ یان اہل دل کو ترا دخل ہے
پلا ساقیا خون دل کی شراب — کھلا ساقیا مرغ دل کے کباب
یہ منظور ہے اے قمر بیدرنگ — کہ ہو سحر کی آج آغاز جنگ

چہرہ معرکہ آرایان داستان حیرت و سرفروشان رنگین بیان حسرت و عبرت اس داستان سحر عنوان کو اسطرح تحریر فرماتے ہین قطعۂ مصنف

مضامین رنگین بہم ہو گئے — چل اے توسن کلک جادو نگار
کہ حالات حیرت رقم ہو گئے — بچھلاوے کی ہو چال وقت نگار

سابق مین تحریر کیا ہے کہ حیرت گلرنگ کو قتل کرکے طرف ہوشربا کے چلین مگر یہ بھی ظاہر ہوا کہ عشق چالاک کا نقش دل تھے دو منزل حیرت پر جمگیا اکثر ذکر بھی کرتی ہے کہ چالاک نے بڑی جانبازی کی اگر کسی کنیز نے ذکر کیا کہ عمدہ شاطر ہے افریخ جادو کے پاس خدمتگارون مین ملازم ہے تو ملکہ جھلا کے جواب دیتی ہین کہ اری بہار تو کیا جانے وہ خدمتگار نہین ہے فرزند دلبند خواجہ عمرو بن امیہ ضمری چالاک بن عمرو ہے تجھے کیا معلوم کس امید پر جانبازی کر رہا ہے اسکی جانبازی اسکا خدا مقبول کرے عقاب ابرسوار نواب بہت بیتاب ہے ہر بار مین بھی رنجیدہ کبیدہ آتا ہے دف

لباس بدلتا ہی اور کبھی بھاری بھاری کپڑے پہنتا ہی ملکہ عالم پر رنگ جماتا ہی چونکہ زمانہ زیادہ گذرا حیرت نے
بھی ایک دو مرتبہ قدر دہی کرکے بات کی عقاب نہال ہوا بحال ہو گیا ایک دن بارگاہ حیرت مین چلا آیا حیرت
کنیزون سے کہنے لگی کہ صاحب یہ بات مجھکو ناپسند ہی بے پوچھے ہمارے جلسے آنا کیسا آج تو انھون نے بڑی
بے اعتدالی کی آیندہ کیا کرینگے اب حوصلے بڑھ گئے کہ بے بلائے چلے آئے ایسا نہو کسی دن مجھپر دست اندازی ہون
مین جان دیدونگی اور کیا نفع ہوگا جو میرے انکے عہد ہی اُسکے خلاف نہ کرین کنیزون سے سمجھا کے کہدیا وقت پر
شہنشاہ کو سمجھا دینا آج تو مین اُٹھ بیٹھی اگر اور کسی دن ایسی حرکت کرینگے میرے انکے فساد ہوگا تم سب
صاحبونکو بھی یاد ہوگا کہ یہی وعدہ کیا تھا کہ جب تک ہوشربا پر قبضہ نہوگا اور سر قاتل افراسیاب نہ دیگا
کوئی خطا مجھسے سرزد نہوگی اُنھون نے یہ زیادتی کی چالاک بہ شکل کنیز حاضر تھا یہ تو چاہتا ہی کہ عقاب سے
فساد ہو حیرت کو لے بھاگون مدت سے اُسکے ساتھ ہون چالاک نے جاکے عقاب سے کہا کہ حیرت
بہت خفا ہوئی ہین آپ وہان کیون گئے تھے عقاب نے کہا ای نسترن کیا کہون جو مجھپر گذرتی ہی یہ ایّام
ہجر کی تڑپ تڑپ کے گذرتی ہین جب گھڑیال بجتا ہی کلیجے پر چھریان پڑتی ہین ای کنیز اب تو میری یہ کیفیت ہی
یہ نہ سمجھا تھا کہ ایسی ایسی جفاؤن سے اور مجھسے سامنا ہو جائیگا اسکی کسکو خبر ہی کہ میرا حال ابتر ہی قطعہ

دل اک بت پہ شیدا ہوا چاہتا ہی
فلک مثل مینا ہوا چاہتا ہی
دل پاک ایسا حرم ہی کہ حاجی
ارے تجھکو سودا ہوا چاہتا ہی
مین بیدم پڑا تھا جلایا ہی مجھکو
نہین میرا پیالہ ہوا چاہتا ہی
گذر اُس پری کا ہی اکثر چمن مین
ہر اک نخل طوبیٰ ہوا چاہتا ہی
پڑا کنعان مین سرو بالا کے بالا

خدا جانے اب کیا ہوا چاہتا ہی
لحد میں کو پہونچائے کوئی یہ مردہ
فدا اُسپہ کعبہ ہوا چاہتا ہی
جو چنتے ہین پیشانی پر آپ افشان
یہ قاصد مسیحا ہوا چاہتا ہی
فزون چشم جانان کی ہر دم ہی وحشت
درختون کو سایہ ہوا چاہتا ہی
جو زیر قدم غیر نے سر کو رکھا
جنون یان دوبالا ہوا چاہتا ہی

یہ جوش شراب اسبرس ہی کہ ساقی
روان مے کا دریا ہوا چاہتا ہی
سویدا کی جا سنگ اسود کو چوما
یہ صفحہ مطلا ہوا چاہتا ہی
پیالہ مجھ آزاد کا بھر دے ساقی
یہ آہو چکارہ ہوا چاہتا ہی
بہشت آج گلزار ہی حور ہے تو
تو خسار کف پا ہوا چاہتا ہی

چالاک نے کہا حضور بجا ہے
مگر وصل حیرت کا بہت دور ہی کیا تعجب ہی آپ محروم رہین آپ کو یہ بھی خبر ہی کہ اُسکا عاشق صادق
مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو لشکر مین آپکے موجود ہی جسنے طلسم توڑا کس کس مصیبت مین شریک ہوا
منفعت اُسکی بالا بالا نہ جائیگی اُسکی محبت ضرور رنگ لائیگی عقاب نے کہا بی کنیز صاحب کیا مجال ہی
کہ کوئی حیرت کا نام لیوے زبان کاٹ لون میرا گھر بار چھوٹا غریب الوطن جنگلون مین مارا مارا پھرتا ہون
مین بھلا اُنکو چھوڑ دونگا چالاک نے کہا ای عقاب جسدن ایسا ارادہ کروگے جسم پر سر نہوگا وہ تلوار
چلیگی کہ تمکو بھی معلوم ہوگا دیکھو خبردار ایسا ارادہ نہ کرنا عقاب نے کہا ای کنیز تو تو مدعی بنکر آئی ہی کنیز نے
خوب خوب فقرے کہے عقاب کو جلایا چلتے چلتے یہ کہدیا کہ دیکھو براہ خیر خواہی عرض کرتی ہون جو کام
کرنا بہت سمجھکے کرنا ورنہ بہت پچھتاؤگے آیندہ تمکو اختیار ہی چالاک اُسی کنیز کی شکل پر سامنے ملکہ
حیرت جادو کے آیا کہا واری میان عقاب ابر سوار تو بڑی بلند پروازی کرتے ہین کہتے تھے
بی حیرت جادو ولا کھ نہین نہین کرین مین ایک دن رات کو چڑھ دوڑونگا حیرت نے کہا اُنکی شامت مین

آتی ہین بھلا اور تو باتین تری دور ہین وہ ہاتھ تو لگا ئین ہاتھ کنگر بیر دن بار گاہ جاگر یگا وہ سحر کیا کرتے ہین مگر خیر سمجھا جائیگا کہا حضور راز و نیاز مین ایسی باتین کین کہ حیرت کو بھی خوب بھڑکا دیا حیرت کو بھی خوب غصہ ہی کہتی ہی اب عقاب سے ہمسے جدائی ہوگی یہ نہ سمجھین کہ مین تنہا ہون سب کچھ ممکن ہو سکتا ہی جسمان قصد کرونگی لشکر جمع کرونگی یہ کہکے غضب کو آرام فرمایا چالاک دیر تک پاؤن دبایا کیا چالاک کی جانبازیون کے حالات بہت بیان کیے ہین حیرت نے کہا ارے مین کیا کرون یہ مجھکو خیال آتا ہی کہ وہ عیار و بکار افسر ہی اہالیان لشکر مجھکو کیا سمجھینگے اسوجہ سے میرا دل دکھ جاتا ہی ورنہ ہر مرتبہ اُسنے جان اپنی دیدینے مین کچھ اٹھا نہین رکھا مگر خدا اُسکا اُسکو بچاتا ہی سب میرے صفحۂ قلب پر مرقوم ہی اب تو اس بات کی ملکون ملکون مین دھوم ہی کہ چالاک حیرت پر جان دیتا ہی خیر جو مرضی پیدا کرنیوالیکی بڑی رات گئے چالاک جیجی سے اُٹھا اپنے مقام پر جاکے سویا رات بھر رویا کیا دل سے کہتا تھا اے چالاک کیا کرون اب تو میری حالت بیقراری نے بہت سر اُٹھایا ولولۂ جنون کی ترقی ہی تلوے کھجلاتے ہین ہزار طرح کے وسوسے دل مین آتے ہین

عاشقون سے ہی کڑی بات اُس بت بے پیر کی ۔ کاکل پیچان سے آتی ہی صدا زنجیر کی
کیون نہ خاموشی خوش آوے بلبل تصویر کی ۔ لطف کیا میری طرح گر آہ بے تاثیر کی
جوے خون جاری کرے خواہش ہی یہ تقدیر کی ۔ کوہکن کیون تونے جوے شیر کی تدبیر کی
بہر روزی ہی عبث گردش جوان و پیر کی ۔ کسنے طفلی مین بھلا تدبیر کی تھی شیر کی
دم مین تیرے پنجۂ سیمین کو زرین کردیا ۔ اب حنا کے سامنے ہی خاک قدر اکسیر کی
تونے پائی زلف مشکین زلف نے پایا دھوان ۔ تجھکو ہی مقراض کی حاجت اُسے گلگیر کی
پیشتر آنے سے اہر جاؤن مارے شوق کے ۔ روز وعدہ اس لیے آنے مین کچھ تاخیر کی
اسقدر جوش جنون نے مجھکو لاغر کردیا ۔ ہتھکڑی کے بدلے کافی ہی کڑی زنجیر کی
کردیا غم نے لہو بھی پی کے اسدرجہ سپید ۔ سامنے کاغذ مین شباہت ہی مری تصویر کی
خواب اُس غفلت کدے مین اب جو آتے ہین نظر ۔ فکر کرتی ہی لحد مین ایک دن تعبیر کی
آج ہارے جا پڑے تیر نگہ پاسے مراد ۔ آرزو مدت سے ہی قوس قزح کو تیر کی
ٹک چلے گلشن مین گر اُس سرو سیم اندام سے ۔ ہو چمک موج ہوا مین نقرئی زنجیر کی
خاک راہ یار جبتک جی سے ملے ممکن نہین ۔ خاک مین مجھکو ملادیگی ہوس اکسیر کی
گر چھڑانا ہی تجھے پھاہا ہمارے داغ کا ۔ پہلے کرلے فکر اے جراح آتشگیر کی
طاق ابروے صنم جسدم نظر آیا مجھے ۔ ایک مسجد بس وہین راہ خدا تعمیر کی
اُس کمان ابرو کے اُٹھ جاتے ہی میری جان گئی ۔ شعلہ پیکان شمع نظرون مین مرے تھی تیر کی
دانت تیرے دیکھتے ہی ہوگیا ناسخ شہید ۔ ہاے کیا ان موتیون مین آب ہی شمشیر کی

رات بھر چالاک رو یا یہی بڑا خیال ہی کہ ہمین معلوم لشکر مین کیا گذری وہ دو دو زنگی سے مقابلہ بہرہنگ صبا رفتار عیار اُسکا مکار و غدار ہی مگر جواہر بن عمرو و شعبان خنجر گذار کد و کوشش کرتے ہونگے گردوا عیار بڑا ناجہان دیدہ کار آزمودہ جسنے قبلۂ وکعبہ کو دھوکے دیے مگر قبلہ وکعبہ نے بھی کیا کیا کا بنایا ان فرلے موت مانگتا تھا اور موت نہ آتی تھی بڑا غضب ہی کہ صاحبقران بھی لشکر مین نہین خیر خدا مالک ہی

اسکو حقیقی بجائیگا اس فکر مین تھا کہ گریبان سحر چاک ہوا ایک خدمتگار کی شکل بنکر دربار حیرت مین آیا
گلچینی گلشن جمال کی کرنے لگا ایسے ایسے فقرات کیے کہ حیرت کو **عقاب** سے ملال بڑھ گیا اتنے مین میان
عقاب بھی آئے و نکل پر بیٹھے آج سلام بھی نہ کیا حیرت خاموش بیٹھی ہی کہ ہوائے تند چلی سب نے دیکھا
ایک ساحرہ مگر نہایت حسین ابر مروارید کا سایہ سر پر لاکھو جادو گرنیان پشت پر تخت یاقوتی پہ اسی طرف
آتی ہی حیرت جادو کی جو نگاہ پڑی مسکرا کے فرمایا ملکہ **نعمان مروارید پوش** بصد جوش وخروش کہ
ساحران ہوش ربا سے ہین نہین معلوم کہان سے آتی ہین ارے استقبال کرکے لاؤ انیسین جلیسین
نہیں مگر **عقاب** اپنے مقام سے نہ اٹھا نہ کچھ بولا ملکہ **حیرت** کو اور زیادہ ناگوار ہوا دل مین کہتی ہین
بھڑوا کیا سمجھا ہی کئی سو کنیزین مجبور رسالہ دار کچھ میدان جاکے پہونچے تخت کو ملکہ **نعمان** کے گھیر لیا ملکہ
نعمان نے گھبرا کے کہا تم لوگ کون ہو کیونکر آنیکا اتفاق ہوا کنیزون نے عرض کی ہمکو ملکہ **حیرت جادو**
نے بھیجا ہی **نعمان** نام **حیرت جادو** کا سنکر خوش ہوگئی فورا تخت سے اتر پڑی لشکر لاکھون ساحرونکا اسی مقام پر
اتار آپ کنیزون کے ساتھ چلی آکر داخل بارگاہ ہوئی **حیرت** کو دیکھتے ہی قدمون سے لپٹ گئی کہا واری اپنی
لونڈی کو پہچانا **حیرت** نے کہا پہلے ہی دور سے بلکہ پہچان لیا تھا کنیزون نے کہا کہ بی بی **نعمان** نہین ہی جنسے کہا
برسون صحبت رہی ایک مقام پہ صحبت شراب وکباب تھی کیونکر نہ پہچانون **حیرت** بھی لپٹ پٹ کے **نعمان** سے بہت
روئی میان **عقاب** ابر سوار بھی بیٹھے دیکھ رہے ہین جب رونے دھونے سے **فراغت** ہوئی تو **نعمان** کو کرسی
ملی مگر **نعمان** نے پوچھا یہ دنگل پر جو تاج پہنے بیٹھے ہین یہ کون صاحب ہین **حیرت** نے اشارہ کیا کہ خیمے مین
چلکر کہدینگے **نعمان جادو** **حیرت** کا ہاتھ پکڑ کے اٹھی **چالاک** بھی بشکل کنیز ساتھ ہی لیکن پردم بھر ساتھ نہین چھوڑتا
کبھی بشکل ساقی بچہ کبھی مصاحبونکی شکل پر ساتھ ہی ہر رنگ مین موجود رہتا ہی اور ہر وقت **عقاب** کی برائیان
کیا کرتا ہی اسوقت بھی ساتھ موجود ہی **حیرت** کے ساتھ بارگاہ مین آیا **نعمان** نے کہا آخر یہ کون ہی ملکہ نے کہا
یہ قصہ طول وطویل ہی مین طلسم ہوشربا سے بھاگ کر **خورشید نگار** مین گئی مسلمانون نے جاکے اسکو بھی فتح
کیا وہانسے جو بھاگی تو آوارہ ہوئی کوئی مقام استقامت نہین ملتا تھا پھرتے پھرتے پر وہ ظلمات مین پہونچی
وہ ملک سکونت ساحران ہی ہمکو جو تجویز کیا کوتوال آیا چاہا کہ پکڑ کر لیجائے مین نے کنیزون سے اشارہ کردیا بی
غنچہ دہن اسوقت تک موجود تھین **نعمان** نے کہا گلعذار کی بیٹی کہا ہان ہوا جسکو مین نے بمنزلۂ فرزندی پالا
ایسی لڑی کہ کوتوال کو مارا زوجۂ بادشاہ کو قتل کیا اس بھڑوے نے آکر مجھکو پکڑ لیا ایسے نامرد کہ زوجہ کے قاتل پر
عاشق ہوئے خیر بعد مدت بسیار میرا احوال ظاہر ہوا اس ارادے پر انکو لے نکلی کہ ہوشربا فتح کردو مسلمانونکے
سردو یہ راضی ہوگئے راہ مین بڑی بڑی افتادین پڑین یہ کہکے چپکے سے کان مین کہا کہ **عمرو** کا بیٹا **چالاک**
بن **عمرو** ہرچند کام آیا اور اُسنے مجھکو چھڑایا طلسم توڑا اور جا بجا مصیبتین سہین مگر مین نے اسی ملعون کا پاس کیا اسی کے
ساتھ رہی وہ بیچارہ بھی کہین اسی لشکر مین پڑا ہوگا بڑے شخص کا بیٹا ہی **صاحبقران** اسکو فرزند کہتے ہین میرے واسطے
وہ بھی آوارہ ہو رہا ہی مگر میان **عقاب** بہت بلبلائے ہوئے ہین آج کئی روز ہوئے میری بارگاہ مین بے پوچھے
چلے آتے ہین خاموش ہو رہی اب یہ فرماتے ہین کہ ایک دن شب کو قبضہ کرونگا **نعمان** نے کہا حضور کیا کمال ہی ہوشربا
پر قبضہ کرنا ہی مسلمانونکے سر کی بھی خواہش ہی مین حضور سے وعدہ کرتی ہون کہ دونون امر مجھسے ممکن ہین مین فورا
ہوشربا پر قبضہ کرادونگی اسیطرف سے آتی ہون ایک سردار غیر ساحر طرف سے **لاچین** کی وہان مقرر ہے ساحرکا تو وہان

نہین کئی مرتبہ میرا ارادہ ہوا کہ جا پڑون سب کو قتل کر ڈالون مگر پھر سوچی کہ کوئی وارث حقیقی میرے ساتھ نہین
ہی شاہان قدیم اعتراض کرینگے اور جب آپ میرے ساتھ ہون تو پوچھنے کی دیر ہی طلسم پر قبضہ کیجیے بعد اسکے
غروبیہ باختر پر چلیے وہان چلکر اسد کا سر کاٹ لین صاحبقران و عمرو آجکل نہین ہین نعمان کے کہنے سے ملکہ
حیرت راضی ہوئین اور کہا کہ ہان اس بات پر میرا بھی دل گواہی دیتا ہی کہ ساربان زادے کے نہونے سے
کچھ عجب نہین کہ فتح ہو جاے عمرو و حمزہ کے سامنے تو کسی کی مجال نہین ہی یہ کہکے اپنے منہ مین طمانچے مارینگی
کہا کہ بوا خدا کے واسطے اب نام اُس نگوڑے کا نہ لینا سنا ہی کوئی احمق گدھا سالوس شعبدہ باز ہی
اُسنے دعوی خدائی کیا ہی اُس سے صاحبقران لڑ رہے ہین صدہا ساحر اُسکے ساربان زادے نے
مارے ایک بھائی اسکا ابلیس خود پرست مارا ابھی گیا نعمان نے کہا واری نام تو مین نہ لونگی کیا ضرور ہی
بیٹھے بیٹھے اپنے کو کسی آفت مین پھنسانا لیکن یہ عرض کرتی ہون کہ مین وعدہ کرتی ہون کہ چلتے ہی حمزہ اور
اوسکے عیارون کو گرفتار کر دونگی حیرت نے کہا اسے پکڑا تو وہ ضرور جائیگا مگر اسکا یہ شیوہ ہی کہ گرفتار ہوا اور
گرفتار کرنے والے کو مار ڈالے نعمان کس منہ سے بیان کرون کہ افراسیاب جب تجھ عمرو کو پکڑ لایا لیکن
عمرو نے وہ کارہاے نمایان کیے ابھی قید ہوا ابھی چھوٹا جسکے سپرد کیا اُسکو مار لیا ہزارہا ساحر اُسکے
ہاتھ سے مارا گیا نعمان نے کہا واری وہ وقت غفلت کا تھا ہم ہوشیاری کرینگے اب زیادہ کدو کوشش
کرینگے آپ صرف تخت پر بیٹھی رہین حیرت جادو نے کہا خیر سمجھا جائیگا مگر اس بہیا سے تو چھٹکارا ہو یا اب
مجھپر زبردستی قبضہ کرنیکو کہتا ہی نعمان نے کہا کیا مجال چالیس پچاس لاکھ فوج دم بھر مین اُلٹ دونگی
لاکھو ساحر میرے ساتھ ہین یہ ایک لاکھ چالیس لاکھ پر بھاری ہین آپ دیکھین کہ کیا ہوتا ہی اور ادہر یا ہین
حیرت و نعمان سے رہین نعمان کو بڑے اعزاز و اکرام سے اُتار اگرد اپنی بارگاہ کے اُسی کے ملازمونکی
چوکی و پہرے کر دیے نعمان ہر وقت حاضر خدمت رہتی ہی عقاب نے دیکھا جب حیرت بارگاہ مین آتی ہین
نعمان ہر وقت ہمراہ رہتی ہی ایک چار دن تامل کرکے ایک دن شب کو عقاب چلا یہ سوچکر کہ حیرت سے
وصل حاصل کرون خواہ جان جائے خواہ رہے یکہ و تنہا دو پہر رات گئے چلا قریب بارگاہ حیرت کے پہونچا
وقت وہ ہی کہ نعمان سوتی ہی چالاک بشکل کنیز پانون دبا رہا ہی حیرت جاگ رہی ہی چالاک نے قصہ
صاحبقران کا چھیڑ دیا ہی چالاک بشکل کنیز دم بدم قصے کو طول دیتا ہی حیرت سنتے سنتے کبھی اُٹھ بیٹھتی ہی
کبھی کہتی ہی بوا عجب طرح کا قصہ بیان کیا جی چاہتا ہی سنے جائیے چالاک کہتا ہی واری مین نے کتاب مین
دیکھا اسکی کتابین بڑی بڑی ہین جسکو اکثر روسا منشی احمد حسین صاحب قمر سے بیان کراکے سنتے ہین
لکھنؤ مین بڑا چرچا ہی ہر چند منشی صاحب مذکور ایک بہت بڑے طباع اور نامی گرامی ہین مگر کیا بیان کرون
امیر حمزہ کے پاس تین آنکھ کا مرکب ہی اور راوہ تحفہ جات بھی اُنکے پاس ہین اگر لڑائی پڑے کوئی اینر
سحر نہین کر سکتا اسم اعظم الٰہی کے مالک ہین راہ زہد و اتقا کے سالک ہین جری بہادر صف شکن تیغ زن اکیلے
ہزارون مین لڑے ہزارو ٹکو ٹوک کر سر میدان مارا جب تک اُنکا دامن جرأت زرانہ ہی اہل ایمان جرأت و
لیاقت کو اُنکی سطوت پر ناز ہی اسیر دیکھیے یہ کیفیت ہی حیرت کہتی ہی اُنکی مرتبہ او تدبیرین ہونگی بروقت دیکھا
جائیگا نہ یہ کہ ایک دروازے پر ہاہو ہوا خدمتگار نے دوڑکر دیکھا آکے حیرت سے کہا جسقدر نگہبان اپنے بٹھائے
تھے عقاب نے سب کو بیہوش کیا بارگاہ مین آتا ہی حیرت جادو نے گھبراکے نعمان کو جگایا کہا بوا اُٹھو غضب

ہوگیا عقاب ابر سوار آتا ہی نگہبانونکو ہمارے بیہوش کیا قریب دروازے کے پہونچ چکا ہی جلد جا کر روکو ورنہ اندر
گھس آئیگا مین بھی سحر کرونگی نعمان نے دوپٹے کی گاتی باندھی چالاک بشکل کنیز دیکھ رہا ہی کہ نعمان دروازے پر
پہونچی دیکھا ایک شخص سیاہ رو تیرہ درون ساحرون کو بیہوش کرتا چلا آتا ہی نعمان نے سحر کیا للکار کے آواز دی
خبردار ادھر نہ آنا ملکۂ عالم آرام مین ہین اگر خلاف حکم کریگا سزا پائیگا پکار کر عقاب نے آواز دی تم عقاب
ابر سوار سے بچا سامنے سے حیرت سوتی ہی سونے دے ہم جگا لینگے ہمارے لشکر کی بادشاہ ہی کچھ باتین کرنا ہین
نعمان نے کہا اسوقت کوئی ضرورت نہین عقاب نے گولہ مارا نعمان نے گولہ کاٹا باران سحر برسایا اپنے
نگہبانونکو ہوشیار کیا عقاب یہ کہتا ہوا جھپٹا کہ او نعمان تو جسدن سے آئی نہین معلوم کیا ملکہ کو سمجھا دیا
کہ وہ آٹھ پہر بدمزاج رہتی ہین ہمری بات کا جواب نہین دیتی ہین ایسا غرور رہی مین بھی سمجھ لونگا نعمان نے
کہا ای عقاب اصل کیفیت یہ ہی کہ مین نے مسلمانون کے طریقے دیکھے ہین کہ یہ جہان لڑے فتح پائی ان پہ
جانا اور فتح پانا دشوار ہی کیون تو نے اپنا ملک و مال چھوڑا اپنے ملک کو چلا جا جاکے اپنی جگہ کو آباد کر
رعایا پریشان ہوگی عقاب نے آواز دی او خبطی کیا بکتی ہی جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر یہ دونون
تکرار کر رہے ہین کہ غول کے غول غٹ کے غٹ ملازمان عقاب پیدا ہوے آتے ہی نگہبانون پہ
جا پڑے عقاب نے نہ منع کیا سحر چلنے لگا عقاب بھی شریک ہی اب تو نعمان بھی بڑھی حیرت جادو
نے اندر سے سنا کہ لڑائی پڑ گئی فوجین لڑنے لگین ہنگامہ گیر و دار بلند ہی حیرت نے بھی گاتی باندھی پائنچون
مین گرہ دے کے اسباب سحر جھولی مین ڈال لیا جھولی کو بائین ہاتھ پر آراستہ کیا پکار کر آواز دی ای
عقاب دیکھ کیون اپنی آبرو کھوتا ہی پلٹ جا لشکر کو اپنے پردۂ ظلمات پہونچا مین تو ہمراہ نعمان طرف
ہوشربا کے جاؤنگی عقاب ابر سوار نے کہا ای ملکۂ عالم آج وہ سحر کرون کہ تم اور نعمان دونون
جانور بنجاؤ اُس قفس مین بند کرون کہ جسکو سامری و جمشید بھی نہ توڑ سکین یہ کہتا ہوا سحر کرتا ہوا
چلا آتا ہی ملازمان حیرت روکتے ہین ملازمون سے یہ کب رکتا ہی جہان سحر کیا ہزار دو ہزار کے سر کٹ
کے گرے اور آگے بڑھا ہر مرتبہ حیرت کو آواز دیکر پکارتا ہی کہ کیون ملکۂ عالم ہمنے ایک کرور روپیہ
تمھارے واسطے صرف کیا اپنا وطن چھوڑا اُس جانبازی کا یہی معاوضہ ہی کیا آج آپ ہمسے جدائی کرتی
ہین دیکھیے نعمان کو منع کیجیے میرے ساحر بہت سے مارے گئے اگر کل فوج کو حکم دونگا و زمین
تھرا جائیگی ساٹھ لاکھ فوج لیکر نکلا تھا اب بھی بیس لاکھ فوج ہی دریاے قہار کی موج ہی ابھی طوفان
برپا ہوگا حیرت نے جواب دیا کہ ای عقاب یہ بھی حوصلہ نکال لے دیکھ تو آج کیا ہوتا ہی تو نے ہمارے
پاس تنہائی مین آنیکا کیون ارادہ کیا عہد کے سراسر خلاف ہوا ہم کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتے ہین عقاب
نے کہا تو لیجیے یہ بھی یاد رکھنے کی لڑائی ہوگی یہ کہکے عقاب نے افسرون کو آواز دی صمصام صام ہنر سوار
گمنام سرشار روشنا ہو ر ابر باروما ہوار برف خیز ان تین سو افسرون کو آواز دی کہ ہان یارو کل فوج
کو تیار کرو بلوہ کرکے حیرت جادو و نعمان کو پکڑ لو اب یہ زندہ نہ بچین اب ملکۂ عالم پر سحر کرکے اپنا مطلب
حاصل کرونگا یہ جو عقاب ابر سوار نے آواز دی افسرون نے اشارہ کیا کمر بن باندھین کل فوج تیار
ہوگئی ہنگامہ گیر و دار بلند تھا حیرت نے طرف نعمان کے دیکھا اور کہا کیون ہوا اب کیا ہونا چاہیے
نعمان نے کہا حضور یہ لاکھ سوار و پیدل ان بیس لاکھ سوارونکو بھون بھون کر کھا جائینگے زندہ نہ چھوڑینگے تم

واری لونڈی بھی آج کارنامے دکھائیگی بزق جہندہ بنکر گریگی ایطرف حضور سحر کرین ایطرف لونڈی جاتی ہی یہ کہکے اُسنے طلب کیے اُنکو ساتھ لیا سحر کرتی ہوئی چلی جس غول پہ سحر کیا ہزار دو ہزار مر کر گرے حیرت جادو نے جو جنکے سحر کیا لب یاقوتی جو کھولے مسکرا کے سحر کیا غنچۂ دہن وا ہوا نسیم عنبر شمیم چلی دس ہزار ساحر ناک بھلا بھلا کر خوشبو کو سونگھنے لگے حیرت نے زلفین عنبرین کو کھولا معلوم ہوا صحرا ختن مین آگئے خطاکارون نے اسباب سحر ہاتھ سے پھینکے ماہور رہبر فبار جو سب کے آگے تھا خوشبو آتے ہی دماغ الٹ گیا ساتھ والون سے کہا کیون یارو کیا معشوق ہی چہرہ ہی زلفین عنبرین برائے طائر ہوش دام ہین ہزار ہا دل عاشقون کے ان حلقون مین پھنسے پھر نہ نکلے ہمارا بھی دل تردو نہ کر انھین حلقون مین ہوگا ہمتو اسکے ساتھ شادی کرینگے دس ہزار نے کہا حضور آپ کے ذہن مین جو آیا ہی بہت مناسب ہی ہم سب برات والے ہین ساتھ چلینگے بیاہ کے لیے آئینگے چوتھی چالے ہونگے جب سسرال کے دروازے پر جائیگا بڑا ہوگا لڑکا آیا لڑکا آیا سالیان ساس کہتی ہوئی دوڑینگی پردے ڈالو پلنگ کو کسدو دیکھو صاحبو دلھن شرماتی ہی ساس کہینگی بی بی شوہر سے دل کھولکر باتین کرو کل ہی ہمنے سُنا کہ وہ بیچارہ رات بھر پاؤن دباتا رہا کیا اور رتنے کروٹ بھی نہین لی خبردار آج شام ہی سے اصلی بات ان بن جھگڑا کرنے سے کیا فائدہ بالائی پر اٹھے کھائیگا خوب مزے اوڑائیگا ماہور خوش ہوگیا کہا بھائیو سچ کہتے ہو مین جاکر ابھی عرض کرتا ہون دس ہزار جوانو نکو ساتھ لیکر جھومتا ہوا چلا مگر قلب اُلٹا ہوا گریبان چاک چہرہ پر خاک کبھی حالت بیقراری مین یہ اشعار زبان سے نکل جاتے ہین

نظم

بیش رو زندان پس دیوار لیے پھرتی ہی
دیکھنے دیتی نہین اُسکو مجھے بیہوشی
کیون سیاہی یہ شب تار لیے پھرتی ہی
تو نکلتا نہین شمشیر بکف اے قاتل
گردش کافر نہ پندار لیے پھرتی ہی
چال مین اُسکی سراسر ہی کسی کی تقلید
پا برہنہ طلب خار لیے پھرتی ہی
کسی صورت سے نہین جانکو قرار اے آتش
اس مشقت سے اُسے خاک نہوگا حاصل
ساتھ کیا اپنے یہ دیوار لیے پھرتی ہی
مال مفلس مجھے سمجھا ہی جنون نے شاید
موت میرے لیے تلوار لیے پھرتی ہی
رنج لکھا ہی نصیبون مین مرے اے اختر
کبک کو یار کی رفتار لیے پھرتی ہی
سایہ سان عشق کے ہمراہ ہی حسن بے پایان
پلپٹ دل مجھے لاچار لیے پھرتی ہی
حسرت جلوۂ دیدار لیے پھرتی ہی
جان عبث جسم کی بیگار لیے پھرتی ہی
کسی عاشق کے تو منہ کو نہ کریگی کالا
وحشت دل سر بازار لیے پھرتی ہی
کعبہ و دیر مین وہ خانہ بر انداز کہان
خواب مین بھی ہوس یار لیے پھرتی ہی
سنبھلے ہین دیکھکے مجنون کو کبھی صحرائی
ساتھ یہ جنس خریدار لیے پھرتی ہی

اسطرح کے اشعار پڑھتا ہوا چلا جاتا ہی ساتھ والے تعریفین کر رہے ہین کہتے ہین اے افسر کیا کہنا کیا شعر پڑھے ہین اس قافیے کا اب رنگ دیکھا ماہور کہتا ہی مین اپنی معشوق کے سامنے جاتا ہون یقین تو ہی کہ معشوق پسند کرے یہی کہے کہ سب کے عاشقون مین سے بہتر ہمارا عاشق ہی یار ناموافق ہی یہ کہتا ہوا سامنے ملکہ حیرت جادو کے پہونچا جھک کے سلام کیا ہاتھ باندھکر ہین ہین کرنے لگا حیرت نے کہا کیا ہی عرض کی حضور رہتے ہین حیرت نے کہا اگر ہمارے سامنے مرو تو ہم بھی نہ بچین ماہور نے تلوار کھینچی حیرت نے کہا مین یہ جان دینا اچھا نہین سمجھتی ہمارا دشمن عقاب ابر سوار جو ہی اُسکا سر لاؤ ورنہ جھوٹے ہو اگر سر لاتے تو ہم تمھارے ساتھ شادی کرینگے تمھارے گھر بیٹھ جائینگے یہ سنتا تھا کہ ماہور بلائین لینے لگا حیرت نے کہا الگ رہو دشمن کا ہمارے سر لاؤ تب ہمسے بات کرو یہ سنکر ماہور سلام کر کے پلٹا طبل بجے ہوے ہزار سوار و پیدل لشکر بہ جوش و خروش چلا راہ مین جس غول نے روکا اسکو پامال کر کے نکلا جبل

سامنے عقاب کے پہونچا عقاب نے پکار کر آواز دی کیون ماہور مزاج کیسا ہی کہا عرض کرتا ہون قریب آلون جب
قریب پہونچا تلوار تو کھینچے ہوے تھا ایک ہاتھ تلوار کا مارا عقاب نے بہ مشکل اپنے کو بچایا پھیلا پشانے پر پڑا
عقاب ایک نخل کے سایہ مین جا کر ٹھہرا زخم اپنا باندھا دیکھا ماہور نے اتنے عرصے مین بہت لوگ مارے مگر
اُسیطرح ماہور مبہوت ہو رہا افسر گالیان دے کر روکتے ہین مگر وہ کچھ سماعت نہین کرتا جس غول پر
ماہور جا پڑا فوج کو تہ و بالا کر دیا لاشون سے میدان کو بھر دیا عقاب نے دیکھا اگر پہر دو پہر یہ لڑیگا
تو تمام لشکر تباہ ہو جائیگا یہ تو بخوبی ظاہر ہی کہ یہ اپنے ہوش مین نہین ہی سحر بھی حیرت کا متعلق بحیرت ہی
جب پہر دو پہر مشقت کرون تب سحر اُتارون پھر اُسی کو کیون نہ مار ڈالون یہ سوچکر گولہ لیے ہوے بڑھا
ماہور کی اُسطرف پشت تھی اِسکے پشت پہ گولہ مارا سینے کو توڑ کر پار گذرا ساتھ والے ساحر گالیان دیتے
ہوے بڑھے کہ او عقاب یہ کیا غضب کرتا ہی یہ جو لوگ ہوش مین نہین ہین انکو قتل کرتا ہی ایسے بیگناہون
کے خون سے اپنے ہاتھونکو بھرتا ہی ہمارے ہاتھ سے کہان جائیگا یہ کہکے سب نے سحر کیے اور بلوہ کر کے
عقاب پر چلے عقاب نے پیچھے ہٹ کے دو چار گولے ایسے مارے کہ سب کے سر پھٹکے گرے مگر چھاتی
پیٹتا جاتا ہی کہتا ہی ہاے میرے کیا کیا ساحر مارے جاتے ہین افسوس میرے جان نثارون کو یون مٹوایا
جب تلک عقاب نے ان ساحرون کو قتل کیا ملکہ نعمان نے فوج اپنی لیکر اسطور سے جنگ کی جم جم کے اس
طور سے سحر کیے خوب خوب لڑی ڈیڑھ لاکھ ساحر مارے عقاب نے جو پلٹ کے انکی لاشین دیکھین چیخین
مار کر رونے لگا کہتا تھا یارو اس عورت نے میری جان لشکر کو مٹا دیا چراغ لشکر گل ہوا یہ کہکے حرف نعمان
کے چلا سحر چلنے لگے عقاب نے زبان کاٹکر خون جو پھینکا وہ قطرے خون کے نعمان پر پڑے بدن مین آبلے
پڑ گئے زبان بند ہو نیلگی سحر فراموش ہوا دریاے حیرت کا جوش ہوا اُس پریشانی مین اسکے منہ سے
نکلا کہ ملکہ عالم کنیز کو بچائیے آپ کہان ہین اب وقت امتحان ہی لونڈی کا خاتمہ ہوا چاہتا ہی عقاب نے
جو نعمان کا یہ حال دیکھا تیغہ کھینچکر چلا کہ نعمان کا سر اسی حال مین کاٹ لون نعمان تھراتی ہوئی پیچھے ہٹتی جاتی
ہی اُس مقام پر درخت بھی تھے ایک کنیز ترکہ غول سے نکلی پکار کر آواز دی اے شہنشاہ کیا کہنا آپ کے
لشکر کے چار پانچ ہزار آدمی مارے جا چکے اسوقت بی حیرت غافل پڑی ہین یہ تو بیکار ہوئی حیرت
کو لیجیے حقیقت مین دنیا عجب مقام ہی اسیوجہ سے عبرت سرانام ہی آپ نے اسقدر جانبازی کی روپیے
کرورون صرف کیے وطن اپنا چھوڑا محبت سے اہل و عیال کی منہ موڑا اس سرکش کو کچھ خیال نہین تجھ ایسا
جانبنے والا شوہر کہان پائیگی مگر افسوس صد ہزار افسوس نظم

نکلے جان ہوئی سرخ و سفید بن مٹی
خدا کے واسطے ای آسمان حوالے کر
کریگا اینٹ کا گھر اپنا کوہکن مٹی
ہمیشہ جھاڑتے ہین گرد پیرہن غافل
اُڑے گی نہ اپنی کبھی جانب وطن مٹی
ہواے تند سے رہتا ہی بیم بربادی
قبول سینے کے منہ پہ ہزار من مٹی

قدم پڑے جو ترا اے سپاہی گل رعنا
وہ ہے وہ ہے نہ کہین ہو مرا الفت مٹی
جلا رقیب سیہ رو حسد سے مین سمجھا
نہین سمجھتے کہ ہی زیر پیرہن مٹی
قبول خاطر مردم ہو تو بتا کیطرح
تپ درون نے کیا ہی زبس لگن مٹی
نظارہ باز یہ در پردہ کون ہی اسکا

جمال حور و پری پہ ہی طعنہ زن مٹی
زمین شور کی ہو قابل چمن مٹی
یہی جو تیشہ زنی ہی تو ایک دن شیرین
ہوئی ہی گبر کے مردے سے شعلہ زن مٹی
زمانے مین کوئی غربت نہ دے نہین سمجھا
عزیز تیری ہی بن شیخ و برہمن مٹی
نہوے قالب خاکی غبار خاطر روح
دکھاتی ہی کسے چشم و لب و دہن مٹی

زمین سے ہوئیگا ایک آسمان تو پیدا
نہ دیکھا روح کو ہوتے شریک تن ہمی
مآل کار کا اپنے نہین خیال آتا
نہ ہوئیگی مگر آتش یہ انجمن ٹھنڈی

پس از فنا جو ہوئی اپنی چرخ زن مٹی
گرے ہین ہمین صباحت کے سیکڑون کشتے
ملایا کرتے ہین مٹی مین گور کن مٹی

کسی کا یار برے وقت مین نہین کوئی
عجب نہین ہی جو مرے بوے یاسمن کی
کسی نے اف بھی نہ کی شمع جلکے خاک ہوئی

اسطرح سے کنیز نے یہ اشعار پڑھے کہ عقاب نے پلٹ کے کہا تیرا کیا نام ہی کہا حضور میرا نام و نشان پوچھنے سے کیا فائدہ جلکے اس مغرور کو گرفتار کیجیے ساتھ والون کو انکے شکست دیجیے دین و ایمان کا تو خاتمہ ہوا میرا نام ملکہ رنگین گلعذار ہی پرسون شب کو آپنے میرے زانوون پر ہاتھ رکھدیا ہین چپ ہو گئی اب جو رات مین آئے وہ دیکھیے آج رات کو اپنے تخلیہ مین مجھکو بلائیے گا بی حیرت کو جلائیے گا اور چند چیزین میرے پاس ہین کیا انکا حال کہون آپ دیکھینگے تو بہت خوش ہونگے مین سچ کہون مجھکو بہت ناگوار ہوا آپ ایسے جانباز سرفروش کو بی حیرت نہین قبول کرتی ہین سراسر جہالت ہی ابکی مرتبہ قید کرکے انکو تواہنی بتائیے گا یہ کیکے پشت پر ایک دو ہتھڑ مارا کہا تو تو ابھی سے مجھکو لگا ہون مین کھائے جاتا ہی اسطرح نہ گھورو میرا خون بہت ہلکا ہی میرا چہرہ اترا جاتا ہی لے اب آگے بڑھو جیسے ہی عقاب آگے بڑھا کنیز پیچھے پیچھے چرپر باتین بناتی جاتی ہی کبھی کہتی ہی آپکو گنگا کی قسم مجھ مین اور ملکہ حیرت جادو مین کیا فرق ہی ہان کیون ہنو صاحب وہ شاہزادی ہین مین انکی اک کنیز ہون مگر مین آپ کو بہت راضی کرونگی عقاب ہنستا جاتا ہی دل مین کہتا ہی کہ ایسی کنیزین کسکو ملتی ہین حیرت کے جلانیکو یہی بہتر ہی یہ کہتا ہوا چلا آتا ہی ایک محل کے سامنے مین پہونچا کہ کنیز نے کمند کے حلقے مارے عقاب ابر سوار پلٹا اسنے حباب مارا اور نعرہ کیا نعرۂ چالاک

بعیاری من آنم چست و چالاک بچشم دشمن اندازم کف خاک نہ اید یاد گرد تیز گامم خلیفۂ اولم چالاک نامم

حباب مارا عقاب بیہوش ہوا مگر ہزارون ساحر دوڑے حیرت نے نعرۂ چالاک کی آواز سنی پلٹ کر سحر کیا دو چار سحر کے سر اڑ گئے نعمان بھی بڑھی آئے اپنے اپنے کربیے ایک گولہ مار اٹھی سحر ساحر گرے کہا حضور یہ نکلکر جانے نہ پاوے ہر چند ساحرون نے کد و کوشش کی مگر ساحران عقاب ٹوٹ پڑے چالاک نے گوشے مین جاکے خیمے مین آگ لگا دی ساحر اور بھی گھبرا گئے تیس لاکھ فوج کے پاؤن اٹھے فریاد فریاد کرتے ہوے بھاگے حیرت جادو نے خوب خوب سحر کیے نعمان کا بھی سحر چل رہا ہی ہزارون کو جلا دیا ہزارون سر کاٹے بھاگے ہوے نہ ٹھہر سکے خیمے بارگاہین چھوٹین حیرت نے سب لٹوالیین تین کوس تک شکست کھاے ہوون کو مارا ہی ارادہ ہی بغیر قتل کیے نہ پلٹونگی کہتی ہین عقاب زندہ بچکر نہ جانے پاے لیکن نعمان نے ہاتھ پکڑ لیا کہا واری بس بھگوڑو نگا کہان تک پیچھا کیجیے گا حیرت جادو پلٹی نعمان نے سب اپنا لشکر سمیٹا ایک کنیز نہایت حسین لباس معقول پہنے حیرت سے باتین کرتی ہوئی چلی آتی ہی کہتی ہوئی کہ واقعی آج کیا کیا سحر کیے ہین اور کس زور و شور سے بیچا کو بھگایا ہی اب پیچھا کرنا کیا ضرور ہی مگر ایک بات کا حضور کو خیال رہے کہ چالاک نے اس سے لڑائی کو فتح کرایا دیکھیے کسوقت اسکو بیہوش کیا ورنہ نعمان کو زندہ نہ چھوڑتا قتل کرنے پر آمادہ تھا خوب وقت پر پہونچا اسنے کمال کیا آپکا غلام جان نثار ہی حیرت سمجھ گئی کہ یہی چالاک ہی کنیز بنکے آیا ہی فرماتی ہین کہ وہ تین روپے کا پیادہ اسکو یہ لیاقت کہ ہمارے پہلو مین بیٹھے بلکہ مین تلاش کرکے اسکو قتل کرونگی کہ بدنامی میرے نام سے مٹے ہر شخص یہی ذکر کرتا ہی کہ چالاک حیرت کا عاشق ہی مجھکو شرم آتی ہی انکو اقتل ہو جاے تو میری بدنامی مٹے چالاک کہتا ہی سبحان اللہ کیا حضور نے قدر دانی فرمائی

ایسا جانباز سرفروش عاشق صادق الصفات سے خیال فرمائیے کہاں کہاں پہونچا ہر جگہ اپنی جان دیکر گھس پڑا
کیسے کیسے جادوگر مارے اگر اُسکا قدم درمیان مین نہوتا اب تک نہین معلوم حضور کے واسطے کیا ہوجاتا حیرت
نے کہا کیا ہوجاتا اُسنے کیا کمال کیا جو طلسم کو توڑا ہمارے اقبال نے یاوری کی طالع نے مددگاری کی ایسے ایسے
معاملے بہت پڑتے ہین ہمین کوئی قید نہین کر سکتا ہو یہ باتین کرتے ہوے چالاک حیرت کے ہمراہ چلے آتے
ہین کہ ایک دفعتاً ہوا زمین کانپی اندھیرا ہوگیا کئی کنیزین منہ کے بل گرین نعمان سر پکڑ کر بیٹھ گئی اب جو
اندھیرا دفع ہوا دیکھا حیرت جادو ندارد چیخین پڑ گئی کنیزین رونے لگین نعمان یہ کہتی ہوئی دوڑی کہ ارے
یارو غضب ہوگیا حال بتاؤ کیا ہوا یہ کہتی ہوئی اُسی مقام پر آئی کنیزون نے کہا حضور ملکہ غائب ہوگئین آپنے دیکھا
یہ کیا ستم ہوا یکایک اندھیرا ہوگیا اُسکے بعد جو روشنی ہوئی ملکہ نہین معلوم ہوئین نعمان نے کہا لشکر اسی مقام
پر اُتار دو اور پکار کر آواز دی یارو فوراً دریافت کرو وہ عیار صاحب کہان ہین یہ ہمکو ثابت ہوا وہ خیر خواہ
دولت ہین ہم ذرا اُنسے صلاح کرین عقل سے تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ عقاب ابر سوار کی یہ حرکتین ہین مگر یہ نشان
اُسکے سحر کا نہین معلوم ہوتا اُسکے سحر کی اور صورت ہی یہ دفعتاً سناٹا اور رہی کیفیت ہی یہ تو کسی نے بہت پاک و
پاکیزہ سحر کیا ہی بڑے لطف سے لے گیا ہی یہ کہکے نعمان بارگاہ مین آکر بیٹھی ہر مرتبہ یہی پکارتی ہی کہ میان عیار
صاحب کو لاؤ ہم اُنسے صلاح کرینگے ایسا نہو کوئی ایسی خرابی ہو کہ جسکا دفع ہونا مشکل ہوجائے کہ ایک
کنیز نے آکے سلام کیا عرض کی وارمی مین ابھی کھڑے کھڑے بازار مین پکارتی پھرتی تھی کہ میان چالاک صاحب
کہان ہین ملکہ نعمان بلاتی ہین کہ حضور ایک شخص مہاجن کی شکل کا میرے سامنے آیا اُسنے کہا بوا نرگس کیون
لنگاہ بازی کرتی ہو ایک ایک پر نگاہ ڈال رہی ہو چالاک بی نعمان کے سامنے نہ آئیگا مگر تلاش کرنے نکلیگا
یہ کہکے وہ شخص چلا گیا ای ملکہ عالم کیا اُسکے دل کو صبر آئیگا وہ عاشق صادق ہی جمال جہان آرا کا شائق ہر وقت
اُسکو یہی خیال ہی کہ ملکہ عالم کو کوئی صدمہ نہ پہونچے ہمسے ابھی ابھی کہکے گیا ہی مین لشکر صاحبقران مین بھی دُکان
رکھتی تھی اسوجہ سے وہ مجھکو پہچانتا ہی جب مین نے اُسکو تباہ و برباد دیکھا یہ کہا کہ جو ضرورت ہو ہمسے لیلو
قرضہ بھی ادا ہوجائیگا مین ہزار روپے بیچکا ہی ابھی ابھی مین نے خیال کرکے دیکھا کہ اُسنے بیجا صرف نہین کیا
ضرورت روزمرہ مین اسقدر روپیہ صرف کرچکا اُسکی جان پر دو طرح کے صدمے ہین کبھی ملکہ کو یاد کرتا ہے
ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی کبھی اپنے لشکر کے لیے روتا ہی یہ خیال ہی کہ سرہنگ صبا رفتار عیار دو وہ رنگی
بلاے روزگار ہی ایسا نہو کہ بادشاہ کو پکڑ لیجاے اُسکا کوئی کیا کر سکیگا وہ عیار بیباک موسوم بہ مہتر چالاک
کچھ حضور فکر کرین ہرکارے بھیجین یا ساحرون کو حکم دین کہ تلاش کرکے خبر لائین اور چالاک تو یہ کہکے گیا
کہ مین فکر مین ملکہ عالم کی جاتا ہون مگر خبر آپکو ملتی رہیگی ملکہ نعمان نے کئی سو ساحران تیز رفتار بلاے روزگار
بلوائے اُنپر تاکید کی کہ جسطرح بنے ملکہ کا پتہ لگاکے آؤ کئی سو ساحر جانور بنکے اُڑے اور براے تلاش ملکہ حیرت
چلے نعمان سر پٹکتی ہی کہ ہاے میرے کہنے سے ملکہ عقاب ابر سوار سے لڑین اُنکے حال پُر ملال پر افسوس
آتا ہی نہین معلوم کس انتظام مین ہونگی انتقام کر رہی تھین کہتی تھین ہاے ایسے دعوے وارسلطنت کو لیکر
چلی تھی کہ جاتے ہی ہوشربا پر قبضہ کرلی اب مین کیا منہ لیکر جاؤن شرفاے ہوشربا پوچھینگے ملکہ حیرت
کو کیا کیا تو کیا جواب دونگی اب احوال حیرت جادو کا لکھا جاتا ہی ناظرین پر واضح ہو کہ کیا معرکہ گذرا عقاب
خستہ و شکستہ بھاگا ہوا جاتا ہی ہرچند کہ تعاقب کرنے والے رک گئے مگر بھاگنے والون کی وہی کیفیت ہی کہ پتہ کھڑکا

اور بندہ سحر کا اگر کوئی خلل ہل گیا سمجھے حریف آپہونچا پھر بھاگے آگے سب کے عقاب ابر سوار ہی تاج
تو ڈھلکا ہوا کچھ گرد چہرے پر پڑے ہوئے جھولی سحر کی گر گئی ہی سحر کرنیکا اگر ارادہ ہوتا ہی تو سر پہ ہاتھ دھر کے
روتا ہی کہین سے پتہ اٹھا لیا کہین سے سنگ ریزے اٹھا لیے پشت پر پھینک مارے اپنے ہی لشکر پر تیر برسے کچھ
ذرے چمکائے تابش و حدت آفتاب بڑھی اپنی ہی فوج مبتلائے بلا ہوئی ساتھ والون نے غل مچانا شروع
کیا کہ حضور آپ یہ کیا کرتے ہین آپ کے ساتھ والے مرے جاتے ہین واسطہ سامری کا آپ سحر نہ کیجیے یہ سب لشکر
آپ ہی کا پھیلا ہوا ہی عقاب گھبرا کے کہتا ہی یارو نہ گھبراؤ اب سحر نہ کرونگا مین سمجھا تھا کہ حریف آ گئے اسوجہ
سے سحر کیا تھا یہ نہ جانتا تھا کہ میرا لشکر ہی اس بد حواسی مین عقاب بھاگا جاتا ہی اگر لشکر والے کہتے ہین کہ
حضور آپ ٹھہر جائیے حریف نکل گئے عقاب کہتا ہی کہ تھوڑی دور اور نکل آؤ ایسا نہو وہ لوگ پھر آ پڑین
صحرائے خارستان کو طی کر کے صحرائے سبزہ زار مین پہونچا دیکھا پہاڑ مین اک قلعہ بنا ہی اُس قلعے پر ہزارہا
ساحر کھڑے مضحکہ کر رہے ہین آپس مین کہتے ہین یہ کون لوگ ہین جو اسطرح بد حواس بھاگے جاتے ہین
بعضے کہتے ہین بڑا لشکر ہی تمام جنگل مین پھیلا ہوا ہی آگے سب کے افسر ہی وہ اہالیان فوج سے زیادہ تر
بد حواس ہی مگر تاجدار سیہ فام کنارے پر کوہ کے کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا ہی جب عقاب ابر سوار دامن
قلعہ مین پہونچا تو اُس تاجدار نے آواز دی ارے میان بھاگنے والے ذرا ٹھہر جاؤ ہم آتے ہین ہم بھی تمھارا
حال سننا چاہتے ہین اتنے بڑے لشکر کو کسنے ستایا کیا معرکہ درپیش ہوا کیون کمو بیش و بیش ہوا کون ایسا
دشمن تھا جسنے لشکر کو تباہ و برباد کر دیا لشکر اسقدر گھبرایا ہوا ہی آپ اسقدر پراگندہ خاطر ہین
اب آپ ہمارے دامن پناہ مین آئیے نہ گھبرائیے واسطہ سامری و جمشید کا ذرا ٹھہر جائیے عقاب ٹھہرا
وہ تاجدار پہاڑ سے اُترا عقاب نے صورت کو دیکھا کہ مجھسے زیادہ بدصورت ہی مگر غرض بری چیز ہی
عقاب ٹھہر گیا اُس بادشاہ نے آکر ہاتھ پکڑ لیا کہا بھائی بس ٹھہرو عقاب کہنے سے اسکے ٹھہرا اُس
تاجدار نے اپنے ساتھ والونکو آواز دی کہ ایک بارگاہ استادہ کرو فوراً ملازمون نے بارگاہ استادہ کرائی
بارگاہ زربفتی استادہ ہوئی ہاتھ پکڑے ہوئے عقاب کا اندر بارگاہ کے لایا مقام معقول پر جگہ دی شراب
پلائی پوچھا ای برادر تمھارا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی عقاب ابر سوار نے جو نام بتایا اور کہا کہ مین ساحر
منشمنش کا نواسہ ہون وہ تاجدار لپٹ گیا کہا بھائی تمنے نہین پہچانا مین اُنکا پوتا ہون میرا اب ارادہ ہوا تھا
کہ لشکر تیار کر کے مسلمانو پر جا پڑون لپنے بزرگون کے خون کا دعوی کرون مسلمانون کو قتل کر کے پاؤن
مشیرون نے بھی صلاح نیک دی تھی کہ بہت اچھی بات ہی جلدی کیجیے روپیہ بھی بیحساب موجود ہی سب
سامان ہو چکا کیا کہین تمنے مسلمانون سے مقابلہ پڑا عقاب نے اک آہ کی تمنے حالت اپنی تباہ کی تحقیق
بار کے رو دیا کہا بھائی کیا بیان کرون میرا حال کہنے کے قابل نہین ہی میری تو یہ کیفیت ہی بموجب نظم

کیا غرض غیر سے جب یار سے کچھ کام نہین
خنجر ابروے خمدار سے کچھ کام نہین
گھر مین اب چین سے بیٹھیون کہ وہ سودا زدہ
ہجر جانانکی شب تار سے کچھ کام نہین
چمن خلد تک اب چل کے کرون گل گشت

گل سے کچھ کام نہین خار سے کچھ کام نہین
مرض عشق سے دی مجھکو شفا شافی نے
گردش کوچہ و بازار سے کچھ کام نہین
ساغر عمر لبالب نظر آتا ہی مجھے
بوسہ ہائے گل رخسار سے کچھ کام نہین

تیغ کافی ہی مجھے اپنا گلا کاٹنے کو
اب تری نرگس بیمار سے کچھ کام نہین
شب تاریک لحد کا ہی تصور مجھکو
ساقی و خانۂ خمار سے کچھ کام نہین
کیجیے سایۂ طوبیٰ مین بجز ہی آرام

یار کے سایۂ دیوار سے کچھ کام نہین
نالہ و گریہ و داغ اپنے لیے کافی ہین
قد بالاے جفاکار سے کچھ کام نہین
ہوگیا خوف سے خود بال ہمارا تن زار
ایک سے کام ہی دو چار سے کچھ کام نہین

چھوڑنا اُسکو گوارا جو نہوا قاتل کا
نغمہ و بادہ و گلزار سے کچھ کام نہین
روش عمر روان کا مجھے آتا ہی خیال
اب تو موے کمر یار سے کچھ کام نہین

مجھکو اپنے دل افگار سے کچھ کام نہین
روح جاتی ہی کھنچی عالم بالا کی طرف
یار کے جادۂ رفتار سے کچھ کام نہین
اسد اللہ ہین کونین مین کافی ناسخ

یہ بادشاہ زادہ ان اشعار ون کو سنکر رونے لگا کہا بھائی مفصل کہو یہ پہیلی میرے ذہن مین نہین آئی اتنا تو مین سمجھ گیا کہ آپ کسی پر عاشق ہین مگر نام تو بتائیے اگر معشوق آپکا طبقۂ ماہتاب پر ہو تو وہان سے جاکر لاؤن ای بھائی مین نے کبتھاے پارینہ بزرگان سب ملاحظہ کین اور غار افراسیاب مین تین مرتبہ جاکر امتحان دیا ساحران عالم دنگ تھے بیس برس کے سن کے اندر مین نے سب کمالات ظاہری و باطنی حاصل کرلیے اگر شعبدۂ سحر دکھاؤن طبقات زمین کو آسمان پر پہونچاؤن اور شعاع نیر اعظم کی طناب بناؤن حرارت دفع کرکے زمین پر کھینچ لون اس قلعہ کو دیکھ مفقود حرامی ساحر نامی بڑا سحر مین کامل و اکمل بندگان خدا کو آزار پہونچاتا تھا قافلون کو لوٹ لیتا تھا غیر ساحر ونکو شکست دیتا تھا ملکون مین جاکے آگ لگاتا تھا مال وہانکا لوٹ لاتا تھا یہ اُس بیحیا کا کام تھا مین نے جب ہوش سنبھالا اُسی روز میری مان مجھکو لیکر بھاگی تھی کہ جس روز فرعون قتل ہوا اُسدن اکناف فرعونیہ مین قیامت برپا تھی مغلوبہ مین نورالدہر وایرج کے ساتھ والے قیامت برپا کرتے تھے مین دو برس کا تھا منتمش نے مجھکو بیٹا کیا تھا نام میرا عقلاے بن منتمش رکھا مین جب سحر مین کامل ہوکر یہان آیا یہ ایک قلعہ پسند آیا ان نے میری اُس حرامی سے کہلا بھیجا کہ ہم غریب الوطن ہین حال رنج و محن ہین اگر تم حکم دو تو اسی صحرا مین مکان بنالین اُس ملعون بیحیا نے کہا ہم اپنے صحرا مین کسی کا رہنا مناسب نہین جانتے میرے ساتھ دو سو کنیزین دو سو ساحر باقی تھے مین نے جنگ آغاز کی جس سحر پر اُسکے عاجز ہوتا تھا دوسرے دن دفعیہ اُسکا لیکر آتا تھا تین برس کامل اُسکے میرے مقابلہ رہا ایکدن مغلوبہ مین وہ میرے ہاتھ سے مارا گیا سات ہزار ساحر نے اطاعت کی قلعہ قبضے مین آیا پھر مین نے بزور سحر ہاتھ پاؤن پھیلاے عملداری بڑھنے لگی اب بارہ سو کوس کے اندر میری عملداری ہی صدہا دیہات وقریات میرے آباد کیے ہوے موجود ہین مین آپکو صحرا سے لایا یہان اُتارا اب چاہتا ہون آپکی مدد کرون اگر مسلمانون سے بگڑی اُلجھ گئی ہی مین جان و دل سے موجود ہون اُنکے ملنے کا مدت سے طالب تھا اسی حیلے سے مقابلہ پڑیگا ابتک مین فرزند منتمش مشہور ہون اس دلہی سے عقلا نے عقاب سے جو یہ باتین کین عقاب نے بھی پر جھاڑے کندے تولنے لگا چہرے پر سرخی آگئی سب حال اپنا مفصل بیان کیا حیرت کی مصیبتین اپنے ملک مین پہونچنا حیرت کا قید کرنا پھر لیکر چلنا عہدنامہ ہونا سب کیفیت بیان کی اب بگڑنا نعمان جادو کا چالاک کا جزاعلی ہونا اپنا شکست کھانا سب کہ سنایا عقلا ہنسنے لگا کہا بھائی صاحب حیرت کیا چیز ہی اور نعمان کس جانور کا نام ہی آپکو بڑا افسوس یہ ہی کہ معشوقہ آپسے بیزار ہی فقط نگاہ اسپر ڈالدون آپ پر عاشق ہوجائے عمر بھر خدمتگزاری کرے آپ بھی تماشا دیکھیے یہ کہکے اُٹھا چند ملازمون سے کہا کہ بھائی صاحب کی خدمت کرو لشکر کو آپ کے آب و دانہ پہونچاؤ کسی بات کی کسی کو تکلیف نہونے پائے والدہ ماجدہ سے جاکر عرض کردو کہ شہنشاہ عقاب ابر سوار نواسے باجان کے آئے ہین انکے لیے دعوت کا سامان بھیجے یہ کہکے پر پرواز پیدا کیے اُڑتا ہوا چلا وہ وقت تھا کہ حیرت بفتح و فیروزی تہل رہی تھی اور مہتر

چالاک بشکل کنیز موجود تھا باتین آپس مین ہو رہی ہین اُسوقت عقلا پہونچا عقاب نے تقریر مین تصویر دکھادی
تھی اب جو نگاہ اس بدبخت کی جمال بیمثال حیرت پر پڑی دیکھا ایک آفت جان زلفین عارض انور پہ پریشان ہین
انکھڑیان کالی کالی گردش کرتی ہوئین قد بالا موزون عارض گلگون گلوے نازک صراحی میکدۂ حسن وجمال
سینے پر کچھ اُبھار حسن کی بلبلون مین پکار ہنس ہنس کے جو باتین کر رہی تھی گویا غنچہ دہن جہان وا ہوا گوہر فشان
چمکے برق گری کہ خرمن ہوش وحواس کو جلادیا تھرتھر کانپا جی مین کہتا ہی وائے برحال عقاب ابر سوار
ایسی معشوقہ پر کیونکر نہ جان دے مرتا ہی تو مرنے دو واسکے ساتھ مین خود شادی کرونگا اسکو بچاؤ عقاب سے
بے اعتدالی کرینگے بولیگا تو مار کے ہٹا دینگے اس نازنین کے لشکر والے چند ساحر ہین اُنکو جب چاہونگا
مٹادونگا اگر مجھسے اُنھون نے لشکرکشی کی تو ایک سحر مین مٹادونگا میرے ہاتھ سے کہان بچکے جائینگے یہ کہکے
اپنے سحر کیا آندھی چلی اندھیرا ہوگیا حیرت کو اُٹھا لیا اس زور وشور سے گرا کہ حیرت بیہوش ہوگئی سحر بھی
کچھ نہ کر سکی عقلا نے اُڑا راہ مین جمال دیکھتا ہوا دل کو تسکین دیتا ہوا چلا جاتا ہی یہان لشکر مین حیرت کے
قیامت برپا ہوئی چالاک تلاش کو نکلا نعمان نے ہرکارے بھیجے کئی سو مصاحب ڈھونڈھنے کو نکلے
عقلا سوچا اگر دربار مین لیجاؤنگا میان عقاب قبضہ کرینگے لیے ہوئے اپنے قلعے پر آیا ایک قفس آہنی مین
حیرت کو بند کیا وہ قفس ایسے بند وبست کا بنایا کہ قیدی تا قید حیات نکل نہین سکتا اب ملکہ حیرت
کو ہشیار کیا آنکھ جو حیرت کی کھلی دیکھا زندان مین سوزن سامنے ایک ساحر بدفن کہ رہا ہی کہ حضور مین
غلام ہون امیدوار ہون کہ مجھکو غلامی مین قبول فرمائیے دولت دنیا میرے قبضے مین ہی ساٹھ ہزار
گانوٴن میرے پاس ہین عملداری دن بدن بڑھتی جاتی ہی حسب ونسب یہ رکھتا ہون کہ ساحر مستمش کا
پوتا ہون اور سرحد پر بھی قبضہ کرونگا سب سلطنت آپ ہی کو دونگا کبھی غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا گر
حیرت حیران حیران دیکھتی ہی کہ مین کس مصیبت مین پڑی یہ بھڑوا سیاہ رو کون ہی کہ جو ایسی باتین کرتا ہی
گر حجاب سے سر جھکا لیا عقلا نے کہا اے ملکہ عالم کچھ آپنے جواب نہ دیا عقاب ابر سوار میری عملداری
مین فروکش ہی اب اُسکو جواب دیدونگا ملکہ حیرت اپنے حال زار پر روئی جب وہ بہت کچھ بکا کہا اے
عقلا تونے بڑا غضب کیا میرے لشکر سے مجھکو لے آیا میرے ملازم فساد برپا کرینگے خبردار ایسی بیہودہ
باتین نہ کر مین کبھی ایسے امر کو قبول نہ کرونگی اگر مجھکو قتل کرنا ہی جلد قتل کر مین اپنی جان سے خود بیزار ہون
گھڑی بھر کامل دونون سے باتون مین رد وقدح رہی حیرت نے عقلا کو جواب سخت دیا قفس لٹکا دیا
آپ وہان سے زیر قلعہ آیا عقاب کی دعوت ہو رہی ہی سب حاضر ہین ملازمون نے سب سامان حاضر کردیا
عقاب پھولا ہوا بیٹھا ہی سوچ رہا ہی کہ عقلا آکے پہونچا عقاب نے کہا کہو بھائی اُس معشوق سرکش کو
لائے جسکے واسطے مین مرتا ہون دیکھون میرا انجام کیا ہو میری جان پر بنی ہوئی ہی عقلا نے کہا گھبرائیے نہین
مین لشکر حیرت مین گیا تھا سارے لشکر کی سیر کی حیرت اُسوقت اندر بارگاہ کے تھی باہر نکلے تو مین اُسکو
اُٹھا لاؤن اگر اندر بارگاہ کے جاتا فساد برپا ہو جاتا تم قصر سامری مین رہو مین نے بنوایا ہی کئی سو بت
طلائی نقرئی اُسمین موجود ہین گھنٹہ نوازنا قوس نواز سب حاضر ہین سب آپکی خدمتگزاری کرینگے جہان
مناسب ہو وہان ٹھہریے یا اگر آپ کے نزدیک مناسب ہو یہان سے دو کوس ہٹ کے اپنے لشکر مین
فروکش ہو جیسے جب ضرورت ہوگی مین آپکو بلوالونگا یہ باتین سنکر عقاب گھبرایا دل مین کہتا ہی یہ کیا ہوگیا

یا تو یہ زور و شور تھا کہ آفتاب زمین پر کھینچ دون طبقات زمین الٹ دون یا یہ کیا ہو گیا کہین ایسے حیرت جادو
کو تو نہین دیکھ لیا کہین عاشق تو نہین ہو گیا ای عقاب اب مین کیا کرون دل مین سوچ کر کہا نہین بھائی صاحب
مین اسی مقام پر رہونگا الگ کیونکر جا کے رہونگا عقلا نے کہا آپکو اختیار ہی مگر دعوت آپ کے لشکر کی
ہو چکی صبح سے انتظام کریجیے گا میرے ملازم ہلاک ہو گئے فوج میرے ساتھ بہت کم ہی مادر مہربان میری
ملکہ آئینہ دار بہت خفا ہوئین کہتی ہین جب ہم تباہ رہے ہماری مدد کو کوئی نہ آیا لڑکے نے میرے لڑجھگڑ کے
تین برس مین قلعہ لیا اب نگوڑے دعوت کھانے والے چلے آتے ہین یہ مقام کوہستان ہی غلہ یہان بہت
کم ہی یہ کہکے عقلا باہر نکلا ملازمون سے کہا بارگاہ ہماری خالی کرا لو اُنسے کہو اپنی بارگاہ استادہ کرائین
نخلستان مین جا کے اُترین زیر قلعہ یہ مشکل ہی کہ مادر مہربان کے ملازم اکثر برائے سیر نکل آتے ہین انکو تکلیف
ہوگی عقلا تو الگ بارگاہ مین بیٹھا ہی عقاب چپ بیٹھا تھا کہ ملازمون نے آکے کہا کہ بارگاہ خالی کر دیجیے
اپنی بارگاہ استادہ کرائیے نخلستان مین جا کر اُتریے عقاب گھبرا گیا لاچار بارگاہ سے نکلا نخلستان مین جاکے
اُترا مشیران سلطنت و وزیران ابہت کو جمع کیا کہا یارو یہ ستم کسنے دیکھا اس ملعون عقلا نے اعزاز و اکرام
سے مجھکو اُتارا اور عجب ذلت سے نکالا ذرا دریافت تو کرو یہ کیا معرکا ہی ہرکارے جائین اور مفصل خبر لیکر آئین
مجھے اُسکے کہنے کا بڑا قلق ہی فلک درپئے آزار ہی انسان کا سو چند بکار رہی ہم سمجھے تھے کہ گردش فلکی کا اب
خاتمہ ہوا جو خرابیان ہوئی تھین ہوئین اب اپنے گھر چلے جائینگے اس ملعون نے روک کے اور یہ
صدمہ عظیم دیا اب دریافت کرنا واجب و لازم ہی یہ کہکے ہرکارے روانہ کیے ہرکارے بھی چلے لیکن
عقلا نے بعد نکال دینے عقاب کے اپنے وزیرون اور مشیرون کو جمع کیا اُنسے صلاح کر رہا ہی
صاحبو مین حیرت جادو کو لایا ہون گیا تو مین اسواسطے تھا کہ لا کے بھائی صاحب کو دون مگر وہ
معشوق پریچہرہ ہی کون گوارا کریگا کہ دوسرے کے قبضے مین جائے مین کوچۂ عشق و عاشقی کو مہمل
سمجھتا تھا اب اُسی کوچے مین پھنسا یہ کیفیت ہی کہ آنکھین جلتی ہین ہر استخوان بدن سے چنگاریان
نکلتی ہین عقل مین فتور ہی صحبت احباب دل سے دور ہی دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی اپنے دوست
دشمن معلوم ہوتے ہین اور اُنکی ہنسی پر روتے ہین عشقہاے گذشتہ پر طعنہ کرتا ہون قیس کا نام
مٹانے پر مرتا ہون رگین کھنچی ہین تلوے کھجلاتے ہین جی چاہتا ہی جنگل مین خاک اُڑائین ساکنان صحرا مین
شور و غوغا برپا ہو مطلع مصنف   خاک اُڑاتا جو ترا یاد یہ پہنچا آیا   غل ہوا شہر مین جنگل سے بگولا آیا
کبھی دل کہتا ہی کہ کڑی اُٹھائین اُس پہاڑ کو جا کر دیکھین جو کوہکن نے کاٹا شیرین نے جان شیرین دی
دیکھین جا کر کہ انجام کیا ہوا شیرین کو کیا ملا کوہکن کو کیا حاصل ہوا دونون ناشاد نامراد پردۂ دنیا سے
گئے مصاحبون نے جو دیکھا ولولۂ جنون اس پر طاری ہی عالم بیقراری ہی بات کرنے مین منھ سے دھوان نکلتا ہی
چوکنا چہار جانب دیکھتا ہی ہونٹھ خشک آنکھون مین تری حواس مین ابتری بات بات مین آہ کرتا ہی
حیران ہو کر جو یہ کیفیت انہنے ملازمون سے کہی اور یہ بھی کہا کہ وہ مجھسے ابھی کسیطرح نہین ہوتی ہی بڑی سرکش
معلوم ہوتی ہی لاکھ لاکھ سمجھایا وہ نہین مانتی تم سبھون سے صلاح کرنیکو چلا آیا اب تم لوگ کیا کہتے ہو
جبر کرون یا منت و خوشامد کرون جو کہو وہ کرون یارو میرے تو ہوش درست نہین ہین مین کیا کلام
کرون یہ تو یہ باتین کر رہا ہی ہرکارے روانہ کیے ہوے عقاب ابر سوار کے سن رہے ہین مشیرون نے

عرض کی جو مناسب وقت ہوگا عرض کرینگے حضور فوراً پوچھتے ہین کیونکر عرض کرین اتنا تو حضور گذارش
کرینگے کہ حضور عہد کے خلاف نہ کرین عقاب ہی کو سرفراز فرمائین اسپر تو عقلا بہت گھبرایا اور بگڑا
کہا میری جان لینا چاہتے ہو ایسی معشوق خوشخو خوبرو آئینہ جمال حور خصال خوش چشم صاحب قہر وخشم
اتنے بڑے نامی کی زوجہ کسے اس گدھے کے حوالے کردون یہ تو مجھسے کبھی نہوگا ذرا خوب سمجھکے صلاح کرکے
جواب دو فوراً جواب دیدینا سراسر تمھاری عقل سے خلاف ہی مقام انصاف ہی کہ جسکی جان جاتی ہو وہ
کیونکر گوارا کرے کہ اُس معشوق کو غیر کے حوالے کردے یہ مجھسے نہ ہوگا سب وزرا امرا نے عرض کی
کہ غلامان جان نثار انجمن مشاورت منعقد کرینگے شمع عقل روشن کرینگے فکر دفع رنج و محن کرینگے جلسہ برخاست
ہوا ہرکارے بیٹے عقلا تو ایک چھپر کھٹ پر جاکے گرا سب کو پاس سے ہٹا دیا حکم ہوا کوئی ہمارے پاس نہ آئے
مقدمات مالی و ملکی مین ہمسے نہ پوچھے کارگذاران قدیم کو سبطرح کا اختیار ہی جو چاہین کرین ہمسے کچھ نہ پوچھین
ہرکارون نے آکے عقاب سے سب خبر کہی کہ حضور عشق حیرت مین وہ بہت بیقرار ہی یہ صلاحین ابھی
ہورہی ہین وزرا امرا نے یہی صلاح دی تھی کہ آپ کے عزیز ہین دامن پناہ مین آئے اُنکی خاطرداری ضرور ہی
ایک عورت کے واسطے فساد بہت ہوگا اُسکا وہ جواب دیتا ہی کہ میری جان پر بنی ہی یہ سنکر عقاب بستر خواب
سے جھلاکے اُٹھا کہا اس لونڈے کی شامت آئی ہی قلعہ وغیرہ مین آگ لگا دونگا پہاڑ کو سحر کے یون اُڑا دونگا
جیسے روئی کے گالے اُڑتے ہین کیا میرے ہاتھ سے زندہ بچیگا سنم گویا جو دعوی خدائی رکھتا تھا اُس سے تو
مین لڑا اُسکی خدائی کو مٹایا یہ تو ابھی چھوکرا ہی بھاگتے راستہ اسے نہ ملیگا ہمارے میر منشی کو بلاؤ وزیر بتدبیر حاضر
ہوا حکم ہوا ایک نامہ لکھوا انجام ہر فقرے کا یہ ہو کہ ملکہ حیرت کو حوالے کردو خلاف کروگے تو بہت
پچھتاؤگے میر منشی نے نامہ لکھکر پیش کیا سرنامے پر مہر کی شبرنگ سیاہ رو ایک ساحر زبردست
اُسکو نامہ دیا کہا جاکر جواب باصواب لاؤ کسی وجہ مین دب کے کلام نہ کرنا میری جان لینے کا ارادہ ہی
میری جان خالی نہ جائیگی شبرنگ کو بھاگ کر نامہ دیا طرف عقلا کے شبرنگ سیاہ رو روانہ ہوا آج دو دن
کے بعد عقلا دربار مین آکر بیٹھا ہی کنیزین خبر دے رہی ہین کہ حیرت جادو جان دینے پر آمادہ ہی ہمارا
کسی کا کہنا نہین مانتی ہین اور آپ کے نام پر تو ہزارون گالیان دیتی ہین قفس کے قریب کسی کو نہین آنے
دیتی ہین جو کنیز جاتی ہی وہ فرماتی ہین ہمارے پاس نہ آؤ ہمین یہ پیغام نہ سناؤ ورنہ ہم اپنی جان دینگے بھلا
کون اُس سے بات کرے معشوق سرکش ہی اگر زبان مین سوزن نہوتا تو قیامتین برپا کردیتی کوئی اُسکو روک
نہ سکتا زوجہ افراسیاب حسن و سحر مین لاجواب ہی عقلا یہ خبرین سنکر سُن ہو رہا ہی پہلو بدلتا ہی کبھی گھبرا کر
اُٹھتا ہی کہ مین اسیر و باؤلا ہو نگا دس بیس حبشنین ملکہ اسکے بازو باندھین اور ہر فعل پر مجبور کرین کہ چوبدار نے
خبر دی شبرنگ سیہ رو ایلچی عقاب ابرسوار کا در دولت پر حاضر ہی چاہتا ہی حاضر خدمت ہون عقلا
نے جھلاکر کہا بلاؤ شبرنگ اندر آیا بموجب قاعدہ پایۂ تخت کو بوسہ دیا دنگل ملا اُسپر آکر بیٹھا عقلا نے ساقی
کو اشارہ کیا خود تو شراب وکباب ترک کیے بیٹھا ہی شبرنگ سیہ رو نے جب جام پیا دماغ بادۂ ناب سے
گرم ہوا پکار کر آواز دی منم نامہ دار و منم نامہ دار عقلا نے کہا کسکا نامہ لائے ہو شبرنگ نے کہا بادشاہ
پردۂ ظلمات عقاب ابرسوار کا نامہ ہی اسکو ملاحظہ فرمائیے بہتر اسی مین ہی کہ قفس حیرت مجھکو حوالے
کیجیے ورنہ فوراً طبل جنگی بجیگا ہرچند کہ آپ فرزند ساحر محتشم ہین مگر وہ بھی بادشاہ پردۂ ظلمات شہنشاہ عقاب

کسی سے پایہ کمی کا نہین رکھتا عقلا نے نامہ پڑھا مصاحب بھی اسکے سب آکے جمع ہوے مصاحبون نے بھی یہی صلاح دی کہ ایک عورت کے واسطے فساد نہ بڑھیے تو بہتر ہی عقلا نے سب کی جانب سے منھ پھیر لیا کسی کو جواب نہ دیا اور نامے کو پھاڑ ڈالا کہا جاکے کہنا کہ تمھین ہمارے معقدمات مین دخل کیا ہی جو ہمارا جی چاہتا ہی وہ کرتے ہین ایک عورت کو سر بازار سے آٹھا لائے کسی کو اسمین دخل کیا ہی اگر تمھین دعوی ہی نعمان وغیرہ سے دعوی کرو وہ تمکو حیرت کو دینگی خبردار اب ہمارے پاس کوئی پیغام نہ آئے ورنہ مابدولت کے بہت خلاف ہوگا شبرنگ اٹھا بگڑ کے اُسنے کہا ای شہنشاہ آپ نے جو جواب دیا بہت بہتر کیا مضائقہ ہی مگر نامہ کیون چاک کر ڈالا یہ تو بڑی بے ادبی کی اسکا جواب آپکو میدان کارزار مین دونگا عقلا نے کہا تو نمنہ کب بچکر جائیگا کہ جو میدان کارزار مین آئیگا مین ابھی تیرا علاج کرتا ہون ارے اسکو پکڑ لو سلحدان عقلا اُٹھے شبرنگ نے تلوار کھینچی چہار جانب سے شبرنگ پر سحر چلنے لگے یہ سب کے سحر دفع کرکے چاہتا ہی کہ عقلا پر جا پڑون کئی ساحر مارے دو تین زخم بھی کھائے ایک مقام پر سب کے سحر دفع کیے تڑپ کے عقلا پر جا پڑا عقلا نے اُف کرکے ایک اشارہ کیا کڑک کے برق گری کہ شانہ شبرنگ کا نشانہ ہوا شبرنگ نے دیکھا کہ اب گرفتار ہوجاؤنگا شانے کو باندھا بمشکل لڑتا بھڑتا باہر نکلا عقلا نے بھی کہا اسے جیتا کو نکل جانے دو اب نہ روکو سامنے اُس نامرد کے اسیطرح جائیگا شاید اُسکو خوف پیدا ہو چلا جاے اسی مین بہتر ہی شبرنگ اس حال زار سے گرتا پڑتا لشکر مین عقاب کے پہونچا جس فوج کا یہ افسر ہی وہ لوگ دوڑے کہ ای افسر یہ کیا حال ہوا سب سے کیفیت بیان کرتا ہوا سامنے عقاب کے آیا عقاب نے جو یہ حال شبرنگ کا دیکھا غصہ کرنے لگا پوچھا ای افسر یہ کیا ہوا شبرنگ نے تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ حضور وہ مغرور آمادہ حرب و پیکار ہی آیندہ آپ کو اختیار ہی غلام آپکا نامہ چاک کرنے پر بگڑا اسی پہ فساد ہوا مگر عقلا نے اپنے سردارونکو حکم دیا کہ اسکو گرفتار کرلو آپکا غلام ایسا نہ تھا کہ بھاگ نکلتا لڑا بھڑا پانچ ساتھ ساحر مارے اُسی حال مین لڑتا بھڑتا نکل آیا شانہ زخمی ہونے پر یقین تھا کہ گرفتار ہوجاؤنگا مگر آپ کے اقبال سے نکل آیا عقاب نے افسرونکو بلا کر حکم دیا کہ سامان لشکر کشی کرو اُسیوقت تیس لاکھ فوج آکر صحراے سبزہ زار مین جمع ہوئی ہرکارون نے یہ خبر عقلا کو پہونچائی کہ سامان لشکر کشی ہی سب فوج سمت کرآگئی افسر نگہداشت فوج کی کررہے ہین پلٹنین رسالے آتے جاتے ہین عقلا نے حکم دیا کہ ہمارا بھی لشکر تیار ہو مابدولت خود مقابلے مین آئینگے دیکھون تو میدان مین کون آتا ہی بوٹیان کاٹکر کھا جاؤنگا نہین معلوم مجھجر دن کیونکر گذرتا ہی رات کیونکر کٹے شب کو اندھیرا شب فرقت کا دیو سیاہ کا سامنا تھا شعلہ ہاے شمع دود سیاہ پروانونکا حال تباہ لگن مین ہزارون جلے ہوے پڑے تھے اپنی بیخوابی کس صورت کو بیان کرون عجب کیفیت ہوتی ہی

نظم

مجھے ہم کافور ہیئت صبح کے کافور کو
بولے موسیٰ دیکھکر اُس عارض پرنور کو
عکس روے یار نے آویزۂ بلور کو
خواہش دیدار مین یار رنگہ ہی جسم زار
جانتے ہین ہم برابر عکس اور زہر دور کو

لامین گر موسیٰ ید بیضا مین شمع طور کو
کردیا روشن اسی شعلہ نے شمع طور کو
دیتی ہین لفین نزی رخسے زیادہ مجھکو رنج
حلق مین اک تنکے مین کرجاتا ہون ابرو کو
راہ ہی کسقدر مشکل حسینون کا وصال

ہجر مین مرمر کے جب کاٹا شب دیجور کو
کرسکین روشن نہ فرقت کی شب دیجور کو
رنگ اسے کہتے ہین آویزہ کیا یاقوت کا
دن سے افزون رات بھاری ہوتی ہی رنجور کو
قصر ای منعم بنا تا ہی تو اور ون کے لیے
جیتے جی پلتے ہین حق کو بعد دن جو رکو

آنکھ کے ہین پانؤن تیری راہ مین پڑ آبلہ
ہین جو دانشمند جاری رکھتے ہین ناسور کو
بت پرستی مین ہی ناسخ حق پرستی کا خیال

دیکھو اے بدمست چلکر خوشۂ انگور کو
ہون مین وہ زخمی اڑتی تیغ نگاہ مست کا
دیکھتے ہین ہر صنم مین ہم خدا کے نور کو

رنج مین تخفیف کرتی ہی مری طبع روان
مرا بھی ٹپکے جو توڑون زخم کے انگور کو

رفقانے عرض کی حضور نہ گھبرائین آپ میان عقاب کا علاج کرین تب سمجھا جائیگا مین ایسا سحر کرونگا کہ خود بخود ملکہ آپ پر عاشق ہوجائیگی نہین تو قدمونپر سر کاٹ کے ڈالدونگا یہ کہکے بارگاہ مین آگے بیٹھا ناچ رنگ کیسا کلیجہ خون سر نگون اسی حیرت مین دن گذرا رات کو صداے طبل جنگی کان مین آئی عقلانے کہا دریافت نوکر وجا کے کہ یہ کیسا نقارہ بج رہا ہی اتنے مین ہر کارون نے آکے خبر دی کہ حضور عقاب کل صبح کو مقابلہ کرینگے یہ سنکے عقلانے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین رات بھر تیاریان ہوئین جلایہ پر فساد عظیم برپا ہوا بارہ بارہ ہزار ساحر مارے گئے رات بھر دونون لشکرون مین انتہا کا غدر رہا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ آقا سے ہمارے کون کر سکتا ہی اسیطرح ادھر والے کہتے ہین ہمارا افسر عقلا شجاعت پسند ہی اودھر والونکا قول ہی کہ ہمارا آقا عقاب صاحب جاہ و تنومند ہی اسی غدر مین چار پہر رات گذری جلاد نیر اعظم تھراتا ہوا میدان چرخ زبرجدی پر آکے ٹھہرا ابھی شلنگین لگاتا تھا سنان شعاع دکھاتا تھا ادھر سے لشکر عقلا ادھر سے فوج ظفر موج عقاب ابرسوار میدان کارزار مین آگرمی بادشاہون کو تو رفقانے روکا رفقا وزرا امرا جانبین سے نکلنے لگے کبھی عقاب کا سردار قتل ہوا کبھی عقاب ابرسوار کے ملازم نے دو چار سردار مارے ہنگامہ گیر و دار بلند ہی مرنیکی ساحرون کے آواز آرہی ہی کبھی سنگباری برفباری ہونے لگی وہ حریف آتش اشتیاق غریق لجۂ فراق اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو بیقرار و مضطر یعنی چالاک بن عمرو کئی دن سے چہار جانب ڈھونڈھتا ہی کہین نشان نہین ملتا شام کو بشکل کنیز جا کر نعمان سے ملاقات کرتا ہی کہ چالاک آج بھی یہی کہہ گیا ہی کہ ملکہ نعمان سے کہنا ابھی پتہ نہین ملا نہین معلوم ملکہ عالم کو کون لے گیا آج رات بھر چالاک پھرا دیہات و قریات چھانے صبح کو ایک پہاڑ پر چڑھ گیا چہار جانب دیکھنے لگا ایک طرف سے آواز دمامے و شہنائی کی آئی کچھ ساحرون کے مرنے کی بھی آواز سنی صدا کے نشان پر چلا آتے آتے ایک نخل کے سایہ مین پہونچا کہ ایک ساحر کا ادھر گذر ہوا چالاک بھی صورت بدلے کھڑا ہی اس ساحر سے چالاک نے پوچھا یہ کس کس کی فوجین ہین جو اس جگہ پر لڑ رہی ہین باعث مناقشہ کیا ہی ساحر نے سب احوال بیان کیا کہ عقاب ابرسوار عقلا بن ممتش کا سردار خستہ و شکستہ آیا فریادی عقلا حیرت کو لینے کے واسطے گئے وہ خود جاکے حیرت پر عاشق ہوے اب لائے ہین دیتے نہین عقلا و عقاب سے مقابلہ درپیش ہی ساحر ہزارون مر رہے ہین کئی دن سے اسی طرح یہ مقابلے ہوتے ہین شام کو پلٹ جاتے ہین چالاک یہ حال سنکر طرف لشکرون کے روانہ ہوا اُسوقت پہونچا کہ دو دو جادوگر جانبین کے قتل ہوے ہین لاشے پڑے تڑپ رہے ہین چالاک نے دیکھا کہ عقلا کے مصاحب نے کئی سردار عقاب کے مارے عقاب نے جھلا کے اپنے گینڈے کو بڑھایا میدان مین آکر اُس مصاحب کو مارا اور پکار کر آواز دی اے عقلا سرگروہ جہلا روز صدہا بندگان سامری قتل ہوتے ہین تیرے کان پر جون نہین رینگتی تو خود میدان مین آ قفس حیرت تخت پر رکھا ہی معشوق کا سامنا غیرت جو آئی تخت سے کود پڑا اسمار آتشبار ایک سردار کھڑا ہی قفس تو اسکو دیا ایک دستک دی ہزبر آتشین ڈکارتا ہوا سامنے آیا اسپر سوار ہوا تازیانہ مار آتشین کا ہاتھ مین لیا مقابلے مین عقاب ابرسوار کے

آیا آپسمین سحر چلنے لگے ہزارون ساحر جانبین کے جلنے لگے جب **عقاب** ابر سوار نے سحر کیا شعلۂ آتش بھڑک کے **عقلا** گنبد آتشین مین چھپ گیا ہزبر اسکا مار گیا اُسکے گیندے کو اسنے جلایا شعلہ ہاے آتش سے تڑپ کے نکلتے ہی **عقاب** پر جا پڑا آپسمین تلوار چلنے لگی جب ہاتھ **عقلا** نے مارا **عقاب** نے سپر سحر پر روکا ہزارون شعلے بھڑک کے ساتھ والے ہزار دو ہزار جلے **عقلا** نے آگ برسادی دو پہر کامل لڑے آخر **عقلا** کے زمین پر گرے اژدر بنکر لڑنے لگے قین قین کی صدا بلند ہوئی اسقدر شعلے منھ سے نکلے کہ ہزارون ساحر جانبین کے جلے چند نخل بھی جل جلکر گرے آخر مین دونون مین ٹکرین چلنے لگین ہوئے کٹ کٹ کے گر رہے ہین دونون نے ٹکرین جو آپسمین لڑائین اُدھر تو **عقلا** بیہوش ہوا ادھر **عقاب** بیہوش ہوا ساحر جانبین کے دوڑے دونون لشکر ملگئے خوب سحر چلے لاکھ آدمی **عقاب** کے مارے گئے دس بارہ ہزار **عقلا** کے قتل ہوے دونون لشکر پلٹے طبل امان بجے **چالاک** اُس ہنگامے مین ایک ساحر کی شکل بنکر **مسمار** کے ساحرون مین آیا شل خدمتگارون کے کام کرتا ہوا چلا **عقاب** کو اُسکے مصاحب بارگاہ مین لے گئے زخم دوزبان ہوئین مگر **مسمار** قفس **جیرت** لیے ہوے ایک خیمے کے قریب آیا اندر خیمے کے قفس لٹکادیا آپ پچاس ساحرون سے دروازے پر آکے بیٹھا حفاظت کر رہا ہی گھبرا کے اسکے منھ سے نکلا کہ آج شہنشاہ نے ہمارے واسطے شراب نہین منگائی **چالاک** تو بشکل خدمتگار حاضر تھا اسنے بڑھکر عرض کی آج شہنشاہ زخمی ہوے اُنکے علاج مین سب مصروف ہین شراب کی کون خبر لیتا ہی اگر حکم ہو تو غلام جاکر خرید لائے کل جمع و دید بجایگی **مسمار** نے کہا تیرا یہ اعتبار ہی کہا حضور غلام روز تکے کا تھر اپنیا ہی کیا عجب ہی کہ مان جاے ورنہ غلام چاندی کے چھلے پہنے ہی یہ رکھکے لے آئیگا **مسمار** نے کہا جاؤ **چالاک** دوڑا ایک پتلہ اپنی پشت پر لادکے لایا بیہوشی ملاکے بیٹھکے سامنے **مسمار** کے گانے لگا ڈفلی کو خوب تڑپ تڑپ کے بجایا **مسمار** نے کہا میان خدمتگار تمھارا نام بھول گئے کہا حضور کی آنکھون مین چربی چھائی ہی اپنے پرانے سرفروش کو فراموش فرماتے ہین آپ کے باپ کے وقت سے اسی عہدے پر رہے آپکو گودیون مین کھلایا آج آپ فراموش فرماتے ہین نام ہمارا **جان نثار** جادو ہی آپ کے پرانے رفیق ہین بلکہ آپ کے باپ کے شفیق ہین یہ کہکے خوب ڈفلی بجائی گنگنا کے یہ غزل جو گائی سب دنگ تھے گانے کے عجب رنگ تھے

نظم

پاپوش نے سیکھا ہی چلن کبک دری کا
کس مرتبہ مجھکو غم فرقت نے ستایا
عیسی کو ضرر کچھ نہوا بے پدری کا
ہر غنچۂ گل فرقت جانان مین ہی پیکان
خاتم مین نہ کیون نگ ہو عقیق شجری کا

طرفہ چمن حسن مین ہر گل تر احمد
اشکون مین نہین مثل گہر نام تری کا
بو کیسی نسیم سحری لاے چمن مین
ہر شاخ مین عالم نظر آتا ہی سری کا
پیری مین کسے زیست کی امید ہی ناسخ

مہندی سے ہر شعلہ قدم اُس رشک پری کا
گرتا ہی جو ای سرو روان مولسری کا
پاکان ازل کو نہین پرواے مربی
ہر گل مین ہوا رنگ چراغ سحری کا
ہی گلشن خوبی وہ پری رو یہ سلیمان
نادان کوئی جھوٹا ہی نسیم سحری کا

ایسا اس گانے نے رنگ جمایا **مسمار** نے کہا ای **جان نثار** تھین شراب بھی پلاؤ حقے بھی بھر تا جاتا ہی جیسے جس کام کو پکارا تڑپ کر پہونچا سب ساحر تعریفین کر رہے ہین **جان نثار** بڑا مشتعقی ہی آج اسی کی ذات سے شراب پی ورنہ رات بھر پریشان رہتے یہان **مسمار** بڑے صاحب نصیب ہو یہ نوکر ہی کہ تمھارا باپ ہی مہد پری صرف کر رہا ہی ایک ایک کی خدمت کر رہا ہی گانے نے تو اسکے دل بیقرار کردیا **جیرت** جادو اندر قفس کے خیمے مین یہ آواز مین سن رہی ہی پہچان گئی کہ **چالاک** آپہونچا دل سے کہتی ہی اسکی جانبازی حد پر پہونچی مگر ای **جیرت** اگر ابھی اسکو قتل کرتا تو نام انکا ان ہوشربا سے رہجائیگا نقصان ایسی ساحرہ ساتھ ہی یہان **چالاک** نے

شراب پلاکر سب کو بیہوش کیا پھر پاہوا پردہ اٹھاکر اندر خیمے کے گیا حیرت سرنگون بیٹھی ہی کہ پانون کی آہٹ معلوم ہوئی لکنت زبان مین بول نہین سکتی ہاتھ سے دستک دی مراد یہ تھی کہ کون آیا ہی چالاک نے آواز دی کہ آپکا غلام قدیم جان نثار بقصد زیارت حاضر چالاک بن عمرو حیرت جادو نے ناز معشوقانہ کیا منھ پھیر لیا بقول شاعر فرد جنبش تیغ نگہ سے جب کیا بسمل مجھے ❊ ہنسکے قاتل نے کہا یہ ناز معشوقانہ تھا ❊ منھ پھیرنا حیرت جادو کا بہت چالاک پر شاق گذرا اگرچہ جی مین کہتا ہی معشوقان سرکش کا یہی شیوہ ہی رومال سے ہاتھ باندھکے دوڑا مگر دیکھا کہ قفس وہان لٹکتا ہی ہاتھ نہین جا سکتا ایک صندلی کھینچکر لایا ارادہ ہی کہ اسپر چڑھکے قفس اتارون حیرت جادو ہون ہون کرتی ہی کہ تو مجھکو نہ چھڑا اگر قضائے کار عقلاے بن مستمش دو پہر رات گئے تک بیہوش رہا آنکھ کھلی اپنے کو شفاخانے مین پایا جراحون سے پوچھا کچھ یہ بھی معلوم ہی کہ قفس حیرت کون لیگیا جراحون نے کہا حضور مسمار آتشبار کے سپرد کیا تھا اسی نے حفاظت کی ہوگی پہر رات رہے گھبراکر اٹھا ہرچند جراحون نے کہا حضور باہر نہ جائین ایسا نہو ٹانکے ٹوٹ جائین اسنے کہا یارو جو دلپر زخم ہی اسکا علاج مین کیونکر کرون ذرا جاکر اس مقام کو دیکھ لون تو قلب کو ذرا تسکین ہو جب سخت کلامیان اسکی سنتا ہون دلکو مزہ ملتا ہی اسکے دیکھنے سے دل میرا خوش ہو جاتا ہی قلب تسکین پاتا ہی ایسا نہو کوئی افتاد پڑے یہ کہتا ہوا طرف قید خانے کے جاتا ہی دل مین یہی سوچ ہی کہ اگر حیرت رہا ہو جائیگی پھر میرے ہاتھ نہ آئیگی ساحرہ زبردست ہی کہ دفعۃً دور سے اسنے دیکھا کہ سب ساحر بیہوش پڑے ہین وہین سے آواز دی ارے کسنے ان سب کو بیہوش کیا پر وہ بارگاہ کا اٹھایا لگا پڑی ایک شخص صندلی پر چڑھ کے قفس اتارا چاہتا ہی تلوار کھینچکر دوڑا نعرے کرتا ہوا خبردار اگر قفس کو ہاتھ لگایا تو سر نہو گا چالاک یہ کہکے کودا کہ ای ملکہ عالم ابھی آپکی رہائی ہوئی جاتی ہی ایسی جلدی تھی کہ جو ساحر بیہوش کیے تھے انکو بھی نہ قتل کرسکا ایک غار مین پھاند پڑا عقلاے بن مستمش نے بار ان سحر برسا کر سب کو ہوشیار کیا سبکی آنکھ کھلی یہی کہتا ہوا اٹھا ارے یہ کیا ہوا دیکھو قفس عیار ہی یا نہین دیکھا تو عقلا دوڑتا پھرتا ہی کہتا ہی یار وچھلاوہ تھا میری آنکھون کے سامنے غائب ہوگیا جب چالاک نہ ملا تو اسنے آکے مسمار کو بھی ہشیار کیا کہا ای مسمار بڑا غضب ہوا تھا تمنے کیسی حفاظت کی مسمار نے سر جھکا لیا عقلا نے سو ساحر برائے نگہبانی اور دیے کہا اب تو ستارہ سحری چمکا چاہتا ہی ای مسمار بخوبی ہوشیار رہنا یہ جان لو کہ اہالیان لشکر حیرت کو خبر ہوگئی ہے کہ یہان گھیرو کہ جیسے انگشتر کے بیچ مین نگ ہوتا ہی غیر کو اپنے پاس نہ آنے دو ساحر ونکے اسم لکھو ہر وقت ایک ایک کو پوچھے جاؤ شراب وکباب کا چرچا کم ہو اگر اسوقت مین نہ آتا تو قفس اتارا ہی چاہتا تھا اگر وہ سوزن زبان سے حیرت کی لے لیتا تو بڑی لڑائی پڑتی یہ خیال رہے کہ اگر حیرت کی زبان سے سوزن نکلا تمھارے روکے سے نہ رکیگی تڑپ کے نکل جائیگی مین ایسا ہی ساحر زبردست تھا کہ وہان سے اٹھالایا سب کو بخوبی ہوشیار کرکے عقلا اپنے دربار مین آیا سب سردارون سے یہ حال بیان کیا سب نے کہا حضور اب غضب کی لڑائی پڑیگی اب حفاظت بوجہ احسن چاہیے عقلا نے کہا مسمار کو ہشیار کرآیا اور افسرونکو بھی حکم دیدیا کہ ادھر کا خیال رکھنا دل چاہتا ہی کہ قفس کو کلیجے مین رکھ لون اسکی سرکشی نے مجھکو بہت پریشان کیا کسیوقت میل کا کلام نہین کرتی کنیزونکو یہ حکم ہی کہ ہمارے قفس کے پاس نہ آیا کرو کوئی کیونکر سمجھائے کیا بد بہر کرون مین تو عجب مصیبت مین ہون نظم

لبش تبسم الہ سوز و آہ گشت فنا گردد	بیاید گہ گذاشتہ سید اود ل مارا	خدا جبرے دید در کشتن ما قاتل مارا
	اگر در خواب بیند یار مین سوز دل مارا	شد از عکس رخت آئینہ ہا دیوان حیرانی

چه بخوانند بخوان یکبار ہم حال دل ما را
بود ہر موج این دریائے آتش نبض طوفانی
ندارد ہیچ کوشش جز سعی حاصل مارا

گداز موم بخشد سنگ را نقش نگین دل
چه خواہد شد اگر طاقت نہد دست دل ما را

نخاطر بگذران گاہے جنون کامل مارا
غبار طاقت مقصد بود دستی فضول اینجا

سرداروں نے سمجھانا شروع کیا کہ حضور اسقدر نہ گھبرائیں کیسے جھگڑے فساد پڑے ہین عقاب بھی بلا کا ساحر ہی معرکۂ عظیم ہوئیگا سرداران حیرت کو خبر پہونچ جائیگی مگر عقلا سرداروں کے کہنے سے اور فوجین برائے حفاظت بھیج رہا ہی کئی سردار بھی روانہ کیے کہ دیکھو کوئی دقیقہ حفاظت مین باقی نرہے مگر چالاک جو نکلکر بھاگا تو لشکر مین آیا نعمان آنسو آنکھون مین بھرے ہوے در بارگاہ پر ٹہل رہی ہی دیکھا ایک عیار چست و چالاک منہ پر خاک گریبان پھٹا ہوا دوڑا ہوا آتا ہی نعمان نے لوگون سے پوچھا یہ کون شخص ہی جو دوڑا ہوا چلا آتا ہی کنیزون نے عرض کی حضور یہی چالاک بن عمرو ہی معلوم ہوتا ہی کہین سے عیاری کرکے آتا ہی چالاک بن عمرو سامنے نعمان کے آیا جھک کے سلام کیا نعمان نے کہا کون کہا حضور جان نثار سر فروش خدمتگزار حضور نے سنا کہ ملکۂ عالم پر کیا سحر کہ گذرا عقلا بن منمش اس کوہستان کا مالک عقاب اُسکے پاس پہونچا اُسنے اُسکو دامن پناہ دیا حال سنکر کہا مین تیری معشوقہ کو لاتا ہو وہ یہان سے ملکہ کو لیگیا ہی خود اُسپر عاشق ہوا ہی اب عقاب اور عقلا سے سحر کے پڑے ہین مین نے بات کو عیاری کی اپنی جان ستادی پاس حیرت کے پہونچا چاہتا تھا کہ قفس اُتار لون کہ عقلا آگیا خدا نے جان بچائی اب بڑی حفاظتین ہین کئی ہزار ساحر مقرر ہوا ہی کئی افسر بھی ہین اب گذر ہونا دشوار ہی مین کوشش سے ہاتھ نہ اٹھاؤنگا مگر آپ کو بھی اطلاع کردی جو مناسب ہو انتظام فرمائیے چالاک تو یہ خبر دیکر پھر بھاگا مگر نعمان نے سب افسرونکو جمع کیا کہا کیون صاحبو کیا صلاح ہی سب نے عرض کی جو مناسب ہو نعمان نے کہا ہم لشکر کشی کرتے ہین چلکے مقابلہ کرو عقاب و عقلا دونون ہمارے دشمن ہین دونون کو مار کے اپنے مالک کو رہا کرکے لائینگے اہالیان لشکر کو چھوڑ کر مین جاؤنگی آسمان پر چمکونگی اگر میرا پنجہ قابض ہوا تو قفس بھی لے نکلونگی پھر دیکھا جائیگا اگر ملکہ میرے قبضے مین آگئین تو پھر اچھے طور سے لڑائی پڑیگی ملکہ کی زبان سے سب زبان لونگی پھر کسکی مجال ہی کہ ہمکو روک سکے سب سردار اس رائے پر آمادہ ہوے دو لاکھ ساحرونکا لشکر تیار کرکے ملکہ نعمان جادو تخت پر سوار ہوئین دو لاکھ کا لشکر لیکر چلین یہان طبل جنگی بجا رات بھر تیاریان ہین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین جمین طرف سے عقاب ابر سوار کے منصور جادو میدان مین آیا عجائب و غرائب اپنے دکھانے لگا چالاک فقیر بنا ہوا ایک گوشے سے یہ معاملہ دیکھ رہا ہی کہ منصور نعرے مار رہا ہی کہ ای عقلا کسیکو بھیج عقلا نے طرف دست راست کے دیکھا میمون جادو اچکتا ہوا سامنے آیا کہا ای شہنشاہ مین جاؤن اور جاکے منصور کو جواب دون کہا اچھا تمکو اختیار ہی میمون سامنے منصور کے آیا آپس مین سحر ہونے لگے دونون لڑ رہے ہین کبھی الگ ہوتے ہین کبھی مل جاتے ہین کہ آسمان سے ایک برق کڑک کر گری میمون و منصور دونون کے سر اڑ گئے سب گھبرا کے طرف آسمان کے دیکھنے لگے سب نے دیکھا ایک ابر فیروزی نہایت چمک دمک سے ظاہر ہوا گرد طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے ابر تڑپتا ہوا پھٹا اُسمین سے ایک نازنین تاجدار طاؤس زرین بال پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار کنیزین حسین و جمیل ڈیڑھ دو لاکھ جادوگر باز و بط و قرقرے پر سوار بڑی رونق سے نمایان ہوے وہ ساحرہ اپنے لشکر کو الگ لیکر اُتری اب سب کو معلوم ہوا کہ اسی طاؤس سوار نے دونون کو مارا نعمان نے بڑھکر آواز دی ای عقلا

تمنے بڑا غضب کیا زوجۂ بادشاہ طلسم ہوشربا کو قید کیا ہی اب اُنکے ساتھ زبردستی دعوی عشق کرتے ہو گئے
ہمنے خبر پائی ہی لشکر کشتی کرکے آئے ہین بہتر یہ ہی کہ قفس ہمارے مالک کا ہمارے حوالے کرو و عقاب سے
ہم سمجھ لینگے ورنہ جسکا جی چاہے ہمسے مقابلہ کرے اور یہ بھی تمکو آگاہ کرتے ہین کہ ہوشیار رہنا دن رات
صبح و شام جسوقت محل پائینگے اپنے مالک کو رہا کرکے لیجائینگے دشمنون مین نہ چھوڑینگے نعمان جادو
نے جو اسطرح نعرے کیے عقلا نے اپنے سردارونکو آواز دی کہ یاروتم سن رہے ہو تم مین کوئی ایسا نہین
ہی کہ جاکر اس زبان دراز کو جواب دے مختوم جادو زینت پہلو عقلا کا صف سے اپنا اژدہا بڑھا کر نکلا
کہا ای شہریار ابھی اس زبان دراز کی مشکین باندھ کے لاتا ہون عقلا نے اُسکو اجازت دی مختوم جادو
میدان مین آیا نعمان غصے مین کھڑی کلام کر رہی تھی کہ مختوم نے آکے گولہ مارا نعمان نے مسکرا کے اشارہ کیا
گولہ پلٹ کے طرف مختوم کے چلا مختوم تو بیٹھ گیا گولہ جاکر فوج پر گرا پچاس جادوگر جلکر خاک ہوے عقلا نے
آواز دی ای مختوم خیال نہین کرتا مختوم تیغ کھینچکر نعمان پر جا پڑا اور آواز دی او بے ادب اپنے نزدیک
بڑا کارنامہ کیا پچاس آدمی لشکر کے مارے گئے یہ کہکے تیغ مارا نعمان نے ایک چیخ ماری سب نے دیکھا
سامنے سے غائب ہوگئی مختوم چہار جانب دیکھنے لگا کہ یکبیک نخل سے نعمان نے سر نکالا مختوم نے دوڑ
کے تیغ مارا نعمان نے سر آگے کردیا جیسے ہی تیغ سر پر پڑا سر کٹ کے گرا گلوے بریدہ سے اسقدر خون
جاری ہوا کہ مختوم نہا گیا خون مین نہا کر مختوم جھومنے لگا کہ دوسرے پہلو سے نعرہ ہوا نعمان جادو
کیون مختوم اب مزاج کیسا ہی مختوم رقص کرنے لگا کہا ای نعمان مین تو تمھاری شمع جمال کا پروانہ ہون ہی

صورت زیبا پر دیوانہ ہون **نظم**

مصروف تبسم ہین یہ شادی سے اجل کی
مسکن ہی کسی جا نہ کہین ہی وطن اپنا
ہم گریۂ گلرنگ سے یادِ گل تر ہین
پایا نہ کسیکو بھی شریک محن اپنا
وہ اشک سے جو آنکھ سے ڈھلتے ہی ہوئے خشک
بیہودہ سناؤ نہ کسیکو سخن اپنا

پوشیدہ ہی چھپا ہون سے ہر اک زخم تن اپنا
رکھتے ہین کھلا زخم جگر تک دہن اپنا
اللہ ری بیتابی دل بعد فنا بھی
صیاد دبا لینگے قفس مین چمن اپنا
ساقی وہ پلا مر کہ دو عالم ہون فراموش
دم بھر ہوا گوشۂ دامن وطن اپنا

پامال خزان آپ کیا ہی چمن اپنا
ہین وہم فراموش پتہ کچھ نہین ملتا
سو جاتے مشبک ہی مزار کہن اپنا
اک دل تھا سو وہ بھی نہ رہا پاس [illegible] اپنا
ہو جائے خدائی سے نرالا چمن اپنا
خاموش نسیم اب نہ کہو چپ رہو بس بس

یہ اشعار جو مختوم نے سامنے نعمان کے پڑھے نعمان نے ہنس کر کہا
کہ ای مختوم کیا مجھپر عاشق ہو اُسنے شرما کے سر جھکا لیا کہا حضور میری کیا مجال ہی جو آپ پر عاشق ہون مگر پروانہ
شمع جمال ہون جو حکم ہو بجا لاؤن نعمان نے کہا عقلا کا سر لاؤ اُسنے ہماری بی بی کو قید کیا ہی حیرت جادو
کو چھڑا لاؤ جب ہماری بی بی رہائی پائیگی وہی ہماری شادی تمھارے ساتھ کریگی یہ میری مجال نہین کہ
بے اُنکے حکم کے کوئی کام کرسکون مختوم نے دست بستہ عرض کی کہ مین جانتا ہون جہان ملکہ حیرت قید
ہین وہ سامنے خیمہ استادہ ہی مسمار جادو و شاہین جادو نگہبانی کر رہے ہین دونون کو مار کر قفس لاتا ہون
نعمان نے اُسکی پشت پر ہاتھ رکھکر کہا ای عاشق صادق ای یار موافق کیا کہنا اگر ملکہ کو تو چھڑا کر لایا مین
فوراً تیرے ساتھ شادی کرونگی مختوم نے جھوم کر تیغہ کھینچا طرف لشکر مسمار و شاہین کے روانہ ہوا
نعمان کھڑے ہوکر سحر کرنے لگی جون جون سحر کرتی ہی جوش مختوم کا بڑھتا جاتا ہی عقلا نے آواز دی مختوم اپنے
ہوش مین نہین ہی قریب خیمۂ حیرت نہ جانے پاے راہ مین اسکو روکو ساحرون نے بڑھکے روکا مختوم نے

انکو اُٹھکے پہنچی ہزار دو ہزار ساحر نیزے بڑھا بڑھا کے بڑھے کہ اُسکو روکین مگر یہ بلا تکلف ہاتھ مار دیتا ہی کبھی گولہ مارا کبھی
آتش کے دونے پھینک مارے عقاب ابر سوار یہ سب معرکے کھڑا دیکھ رہا ہی بیچ میدان مین نغمان کھڑی ہوئی
سحر کر رہی ہی عقاب ابر سوار ساتھ والون سے کہ رہا ہی دیکھو تو یہ عورت کیا سحر کر رہی ہی کہ قیامت برپا ہی مگر
اُس طرف والے ارادہ کرتے ہین کہ مختوم کو روک لین ایسا نہو قتل ہو جاے اور وہ بیدھڑک لڑ رہا ہی کسی
مقام پر دباؤ نہین کھاتا بڑھتا ہوا طرف خیمے کے جاتا ہی اتفاق سے پردہ خیمے کا اُٹھا ہی حیرت بھی دیکھتی ہی
عقاب ابر سوار بھی اک نخل کے سایے سے دیکھ رہا ہی کہتا ہی یہ ظالم جس دن سے آئی حیرت کا مزاج بدل گیا
اب اُسکو یہ گمان غالب ہی کہ ایسی ساحرہ میرے ساتھ موجود ہی اور کسی کی مجھے کیا احتیاج ہی سامری و جمشید
ایسا کرین کہ نغمان قتل ہو جاے عقلا پر تو بلوہ کر دونگا میری لڑائی کے بار کو تو کیا اُٹھا سکتا ہی نام سے
میرے کانپتا ہی مگر یہ بلاے روزگار ہی یا سامری و جمشید میری دعا قبول کرو ہاے یارو مین کیسا برباد ہوا
زوجہ میری حسین و جمیل قتل ہوئی مین نے اس سرکش سے دل لگایا کچھ پھل نہ پایا اب تو بالکل مجھسے جدا ہو جانا چاہتی
ہی دیکھو مختوم کیسا مبہوت لڑ رہا ہی ابھی جان کا اُسکو پاس نہین نغمان نے اپنے ہم شبیہ کو قتل کرا کے
سحر کیا یہ سحر بڑی مشکل سے اُتریگا دمبدم مبہوت ہوتا بڑھتا جاتا ہی دیکھو نغمان دستک دے رہی ہی یہی فکر ہی
کہ مختوم لڑ بھڑ کر تا بہ خیمہ پہونچے بیشک یہ قفس آتار لائیگا مگر نغمان سحر کرتی ہوئی بھاگی جاتی ہی بیچ میدان مین
کھڑی ہوئی پالو نکا جوڑا باندھا ہی گاتی باندھلی کچھ پاس موجود ہی اسباب سحر بھی سب موجود ہی نغمان جادو
بڑھتی جاتی ہی مختوم اور زیادہ مبتلا تا ہی لڑ رہا ہی چاہتا ہی اپنے کو قریب خیمہ حیرت کے پہونچائے مگر آسمان پر اک
ابر آکے چھایا اُس ابر سے برقین گرنے لگین جسپر برق گری اُسکے دو ٹکڑے ہوے اس جوش مین مختوم جادو
جاتا ہی نغمان جادو سحر کرنے مین مصروف ہی لکۂ ابر آسمان سے گرا نغمان تو بالکل لکۂ ابر مین چھپ گئی کہ دیکھا ایک
تھوڑی ہی دیر مین روشنی ہوئی لکۂ ابر بلند ہوا نغمان کو نہ پایا کنیزین غل مچانے لگین وہان کئی ہزار ساحر
ملکر مختوم پر ٹوٹ پڑے ہاتھون ہاتھ مختوم کو پکڑ لیا گرفتار کر کے سامنے عقلا کے لائے مگر مختوم غل مچاتا ہی کہ
میری معشوقہ کیا ہوئی جب عقلا نے دیکھا کہ مختوم پر سے سحر نہین اُترتا زبان مین سوزن دیا ہاتھون مین ہتھکڑیان
پاؤن مین بیڑیان پہنائین ایک خیمہ مین اسکو قید کیا ادھر کنیزان نغمان فریاد کرنے لگین کہ ہمارے مالک کو
کون لیگیا چالاک نے آکے سمجھایا کہا صاحبو لشکر ایکطرف اُتارو آسمان پر لکۂ ابر آیا تھا یقین ہی کوئی ساحر اُٹھا کر
لیگیا مین جاکر ابھی تلاش کرتا ہون مگر گھبراؤ نہین لشکر سے اپنے بہت ہوشیار رہنا مین تلاش کر کے لاتا ہون
یہ کہکے چالاک چلا جدھر ابر گیا تھا اُسی جانب روانہ ہوا لیکن معرکہ یہ گذرا کہ شہباز بلند پرواز ایک ساحر ہی یہان سے
قریب اُسکے رہنے کا اک باغ ہی کچھ قریات پر قبضہ بھی ہی اسوقت ابر پہ سوار ہو کر سیر کو نکلا تھا نغمان کو دیکھکر
عاشق ہوا ابر گرا کے ملکہ کو لیگیا اپنے باغ مین آیا یہ تو جان چکا تھا کہ ساحرہ زبردست ہی زبان مین سوزن دیا
مسند پر بٹھایا شراب و کباب مہیا کیے گائنین بھی حاضر ہین سحر دفع کر کے ہوشیار کیا نغمان کی آنکھ کھلی زبان مین
سوزن ہاتھ پیرون مین ہتھکڑیان بیڑیان پائین دیکھا ایک ساحر بیٹھا منت کر رہا ہی شہباز بلند پرواز رومال سے اپنے
ہاتھ باندھکر بیٹھا ہی نغمان سے کہا اے ملکۂ عالم شہباز بلند پرواز میرا نام ہی عاشق ہو کر تمکو لایا ہون یہ سب
حکومت تمھارے قدمون پر نثار کرونگا مجھکو بغلامی قبول کرو نغمان غصے مین تھرانے لگی اور کہا او ظالم تو نے بڑا ستم کیا
مجھکو میدان کارزار سے اُٹھا لایا ایسے امر کا خواہان ہی خبردار یہ خیال نہ کرنا شہباز قدمون پر گرتا ہی کنیزون سے

اشارے کرتا ہی کہ ملکہ عالم کو سمجھاؤ کنیزین مصاحبین سب نے نعمان کو سمجھایا مگر وہ قبول نہین کرتی یہی کہتی ہی کہ شہباز
نے بڑا غضب کیا کبھی منھ پیٹتی ہی کبھی آہ کا نعرہ مارتی ہی کبھی کہتی ہی ہائے نہین معلوم مین نے جسپر سحر کیا تھا اسپر کیا گذری یقین ہی
پکڑ لیا گیا ہو لیکن کہان جاتا ہی سحر نہین اُتریگا جب مہلت پائیگا جبہۂ حیرت پر جائیگا ضرور لڑائی پڑی مسند پر بیٹھی ہوئی
یہ سوچ رہی ہی کہ ای نعمان اب اس ظالم کے پھندے سے کیونکر رہائی ہوگی بری بلا مین پھنسے شہباز باغ مین ٹہل
رہا ہی کبھی دروازے تلک باغ کے آتا ہی کبھی صحن مین ٹہلتا ہی کہ کان مین رونے کی آواز آئی پلٹ کے دیکھا بیرون
باغ ایک نخل کے سائے مین ایک عورت ضعیف بیٹھی ہوئی بلک بلک کے رو رہی ہی شہباز کا دل بیقرار ہو گیا نزدیک
قریب نخل کے آیا اور منھ سے ہٹا کر عرض کی ای مادر مہربان رونے کا کیا باعث ہی تمھارے رونے نے دل کو بیقرار
کر دیا اُس ضعیفہ نے آنکھین کھولین جمال بیمثال شہباز بلند پرواز کو دیکھا بلائین لین کہا بیٹا آج تین دن کے بعد
تمکو دیکھا دل بھر آیا ایک فرزند مجھکو لات و منات نے دیا تھا بالکل تمھاری صورت کا تھا آج تیسرا دن ہی کہ
اُسنے انتقال کیا جنگل جنگل ماری ماری پھرتی ہون کہین پتہ نہین لگتا آج اُسکی سی صورت دکھائی دی ہاتھ پانو مین میرے
رعشہ آگیا جی یہ چاہتا ہی کہ آنکھون کے پردون مین رکھ لون یہ کہکے خوب گلے لگایا پیشانی پر بوسے دیے شہباز نے
کہا باغ مین چلیے یہ سب زمین میری عملداری مین ہی خدمتگذاری سے تمکو رکھونگا بڑی بی ساتھ ساتھ شہباز کے
چلین کہا ای فرزند تم ملول کیون ہو کہا ای مادر مہربان کیا عرض کرون ایک زمانہ وہ تھا کہ عملداری تیرہ تختی جاتی تھی
مین عیش مین بسر کرتا تھا اس جوار مین جتنے ساحر ہین سب میرے مطیع ہین مجھکو خراج دیتے ہین کل صبح کو آتا ہوا
مین جاتا تھا ایک نازنین کو سحر کرتے ہوے دیکھا لگا ابر گرا کر اُسکو اُٹھا لایا آج صبح سے منتین خوشامدین کر رہا ہون
وہ نہین مانتی اپنی ہی کہے جاتی ہی ضعیفہ نے کہا سور کو تو نے اپنی چاہ عورت پر ظاہر کر دی اب وہ نخرے کرتی ہی
ناز و کرشمے دکھاتی ہی مین تو ذرا چلکر دیکھون دو باتون مین راضی کر لونگی میرے بھولے بچے کو رولاتی ہی شہباز
کہتا ہی ای مادر مہربان اگر وہ عورت مجھکو قبول کرے دولت کونین حاصل ہو نہایت خوبصورت ہی سحر مین طاق
شہرۂ آفاق ہی انھین باتون پر اُسکی مین مائل ہوا ہون حسن ظاہری کمال باطنی خیال کرکے دیکھا دل بیقرار ہو گیا
جب تو اُٹھا لایا ضعیفہ کہتی ہی بیٹا دو باتون مین راضی کر دونگی باغ مین آکر پہونچے سیر کرتے ہوے شہباز ضعیفہ
کو لیکر قریب نعمان کے آیا کہا ای مادر مہربان اسی ظالم نے مجھکو مار رکھا ہی کسیطرح نہین مانتی منتین بھی کین مگر یہ ظالم
نہین مانتی ضعیفہ نے کہا بیٹا تیری باتون نے خرابی ڈالی سب کو اسکے پاس سے ہٹا دو مین تنہائی مین اس سے
باتین کرونگی دیکھون تو اصل دل مین اسکے کیا بات ہی شہباز نے حکم دیا سب کنیزین یہان سے ہٹ جائین کنیزین
وہان سے ہٹ گئین ضعیفہ ٹہلتی ہوئی قریب نعمان کے آئی کہا کیون بی بی میرے بچے مین کیا برائی ہی جو تم اسکو
قبول نہین کرتی ہو کوئی اپنے چاہنے والے کو یون جلاتا ہی خبردار پہلو مین بٹھاؤ شراب پیو عیش کرو چین کرو
رنج و ملال کیسا نعمان نے جھلّا کر جواب دیا او بڑھاپے ہٹ کیسی باتین کرتی ہی ارے اسنے غضب کیا میری
مالک قید ہو گئی ہی مین نے ایک آدمی کو دیوانہ کرکے یہ چاہا تھا کہ اپنی مالک کو رہا کرا لون اس بیحیا نے عین وقت
پر سحر کیا اگر مین مختوم پر متوجہ نہ ہوتی تو اُسکی کیا مجال تھی کہ مجھکو لا سکتا ضعیفہ نے چپکے سے کہا ای ملکۂ عالم
تنم مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو ایک دم بھر کے واسطے کہدو کہ مین تجھسے راضی ہون مین ابھی رہا کر لونگا
اُسکی اب موت قریب ہی جب تو اسکے منھ سے ایسے ایسے کلمات نکل رہے ہین نعمان نے کہا جو تمھاری خوشی مگر
ای چالاک یہ خیال رہے کہ مجھکو ہاتھ نہ لگانے پاے ورنہ مین اپنی جان دیدونگی مجھکو عصمت کا اپنی بڑا پاس ہی

چالاک نے کہا کیا مجال ہی یہ کہکے چالاک اُٹھا قریب شہباز کے آیا کہا بیٹا تیری کیسی عقل ہی وہ تو خود تجھپر مرتی ہی مگر تیری بدعت کرنے سے البتہ معشوق پر چہرہ جھلا گئی اب وہ کہتی ہی میری جان جاے مگر مین نہ قبول کرون گی ای فرزند اب مین نے بڑی مشکل سے راضی کیا ہی بیٹھو کر شراب پیو کباب کھاؤ بڑھیا وہان بیٹھکر گانے میری دھن کا دو ہا آیا دونون آباد رہین دوست شاد رہین دشمن ناشاد رہین یہ کہکے ضعیفہ نے شراب اُلٹ پلٹ کی کنیزون سے کہا کیا مگر ٹکر دیکھتی ہو کیا ہیرے بچے کے شراب پینے مین نظر لگاؤ گی یہ کہکے قرابہ اٹھا دیا کہا سب جاکر پیو یہان کوئی نوکر چاکر باقی نہ رہنے پائے سب کو ایک سرے سے شراب پلا جاؤ بڑھیا نے یہان دو تین گلابیان درست کرکے ایک جام بھرکے پہلے شہباز کو دیا ضعیفہ گنگنائی یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کردی

غزل

جی مین آتا ہی دکھا دین مستیان پیکر شراب
فرحت و کلدار ہر ساقی ہمین کیونکر شراب
آرزو کیا پوچھتا ہی رند ساغر نوش کی
پی چکے محفل مین تیری او گری پیکر شراب
پھر سنا ہی فرزدہ آمد کسی مہوش کا
آج دے ساقی ہمین جو سب مین ہو بہتر شراب
بھن گیا ہی لخت دل ٹکڑے جگر کے ہین کباب

جلد لا ساقی برنگ لالہ احمر شراب
ابر ہی امڈا ہوا گل دے رہے ہین گلستین
یہ سنا ہی ہین قائل تیغ خنجر شراب
بے تعلق ہو نہین سکتے تعلق آشنا
دھو نہ دھو نہ آج پھر ہے دل مضطر شراب
اسطرف بھی آج بذل مہرباں چاہیے
گر میان کرتی ہی جیسے صورت دلبر شراب

دور رکھ شیشہ نظر سے سرنگون کر جام کو
آج کی شب ہو جدا منہ سے نہ ای دلبر شراب
لے خدا حافظ چلے مسرور ہو کر اپنے گھر
غیر ممکن ہی رہے بے شیشہ و ساغر شراب
وعدہ دیروزہ کا کچھ پاس کرنا چاہیے
ساقی غیرون کے تو ایجان ہے کیجے اگر شراب

شہباز بلند پرواز سنکے گرد پھرنے لگا کہ ای مادر مہربان اس بڑھاپے مین یہ آواز آپ کے گانے مین یہ سوز و گداز اشارے سے کہا بیٹا ابھی تمنے کیا سنا ہی بہت راضی کرونگی جو تمنے مزے اڑائے ہین کبھی تمنے خواب مین بھی نہ دیکھے ہونگے پہلا جمرا دپھکر دیوانے ہوگئے بیٹا ہماری راے پر چلو تو ایسی شغلتین تمھارے مکان کے گرد پھر اگر مین اپنی جاہت عورت پر نہین ظاہر کرتے ہین خیر بیٹا اب تو جسطرح بن پڑے نبا ہوا آیندہ ہم تمکو طریقے تماشہ بینی کے تعلیم کرینگے بیٹا ایک پیسہ صرف نہ کرو اور چھ چھ دروازے پر کھڑی رہین شہباز بہت خوش ہو دل سے کہتا ہی ساحری وجمشید نے بڑھیا سے ملایا معشوق بھی راضی ہی اب نشے مین شراب کے مدعاے دلی حاصل ہوگا دوسرا جام بھرکے بڑھیا نے اور دیا کہ بیٹا اور پی لو تمکو محنت پڑیگی شہباز بلند پرواز وہ جام بھی پی گیا یہان کنیزین چوبدار دروازے پر پی پی کے مبتلائے کوئی منہ کے بل زمین مین گری کوئی زخمت سے پیتی ہوئی ہے والے کر رہی ہی کسی نے نشے کے ہوش مین پاجامہ اُتار کر پھینکدیا ہی ہوا کھاتی پھرتی ہی کوئی چٹکیان بجا بجا کر گا رہی ہی کوئی اُچھل رہی ہی کوئی آرسی مین اپنی صورت دیکھکر اترا رہی ہی آپ ہی کہتی ہی مجھسے زیادہ کون حسین ہی وہ عمدہ میری صورت ہی مین نے اپنے جمال کی قدر نہ کی ورنہ سیکڑون چاہنے والے لٹو گرد مکان کے پھرتے اب بھی بعض بعض بکھرے رہتے ہین مین خیال بھی نہین کرتی کوئی بر بھی نہین جاتی آپ ہی آپ بکتی پھرتی ہی چوبدار آپسمین لڑ رہے ہین کہ سرکار سے شہباز کی انعام ملا تھا تمنے دوہرا حصہ کیون لے لیا اسنے کہا ہم تو جمعدار ہین اسنے اُسکی پگڑی اُچھال دی آپسمین جوتی پیزار لات کی ہو رہی جا بجا لوگ بیہوش ہوکر گرے بڑھیا نے کہا بیٹا تمھارے نوکر بڑے گستاخ ہین دیکھو آپسمین لڑ رہے ہین منع کرو کہ غل نہ کرین شہباز نے آواز دی یارو غل نہ مچاؤ یہ کہکے تلوار ٹیک کر اٹھا کہا مادر مہربان مین جاکر ان سب کو سزا دیتا ہون اُٹھتے ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا دھم سے گر پڑا چالاک نے نعرہ کیا نعمان جادو دیکھ رہی کہ نسرین کرتی جاتی ہی کہ ای عیار

کیا کہنا چالاک نے ایک خنجر مارا شہباز کا سر اُڑ گیا اُسکے قتل کرنے سے باز نہ آیا کنیزون پر خنجر پکڑ کر جا پڑا سب کے سر
کاٹ ڈالے لاشے سب کے چمنستان مین تڑپ رہے ہین باغ بھی جل رہا ہی نخل جل جل کے گر رہے ہین ہنگامہ گیرو
دار بلند ہی چالاک نے نعمان کی زبان سے سوزن لیا کہا اے ملکہ تم تو چلو مین بھی آتا ہون نعمان پرواز پیدا کرکے
روانہ ہوئی چالاک یہان سب کا خاتمہ کرکے صورت بدلے ہوے باغ سے نکلا جب یہان عقلا نے بیٹا مختوم
کو قید کرکے ایک خیمے مین بھیجدیا حیرت کا قفس ایک خیمے مین ہی لشکر والے قتل ہوے مگر مختوم اپنے
خیمے سے سب کو گالیان دے رہا ہی عقلا کے نام پر توبہ چھار کر دی کہ اس بیحیا نے مجھکو کیون قید کیا مین اسکے
باوا کا نوکر ہون مین اپنی معشوقہ کے پاس جاؤنگا زنجیر مین ہلا رہا ہی نگہبان بھی پریشان ہین افسر بھی حیران ہین
عقلا کو جب خبر پہونچتی ہی کہتا ہی یارو میرا بڑا افسر تباہ ہی مین بڑا نہین معلوم اُس ظالم کو کون لیگیا کل صبح کو سحر
کرکے سب لشکر کو مٹا دونگا عقاب کی بلند پروازی دیکھلو لگا پھر اطمینان سے بیٹھکر حیرت کو بہ منت راضی
کرونگا سردار اسکے جواب دیتے ہین کہ حضور آپ نے بڑی جلدی کی اُسیوقت پکڑ کے لائے سوال وصل کرنے
پر مستعد ہوگئے دو چار دن گذرین آپ کی شان و شوکت سے آگاہ ہو آپ ایسے جوان ہین کہ عورت آپ کو
نہ پسند کرے عقلا ہنسنے لگتا ہی تاج سر کو کج کرتا ہی نہایت غصہ ہی دمبدم مختوم کی خبر پہونچتی ہی کہتا ہی یارو اسکی خبر
مجھسے نہ کہو نہین معلوم نعمان پر کیا گذری کون اُٹھا کر لیگیا چراغ سامری روشن کرون شاید احوال روشن ہو آج
میرے دل پر چھریان چل رہی ہین کہ مختوم کو اپنے ہاتھ سے قتل کرون اسکا سودا کیونکر اُترے مگر مسمار و شاہین
دونون سپہ سالار دربارگاہ حیرت پر بیٹھے ہین بارہ ہزار جادوگر ہمراہ مین سوہان جادو دربارگاہ مختوم پر
بیٹھا ہی ساحرون سے کہ رہا ہی یارو چپ رہو تم لوگون کی باتین سنکر مختوم کی وحشت بڑھتی ہی جب تو وہ
خاموش نہین رہتا نعمان کا نام لے رہا ہی زنجیرین ہلاتا ہی دمبدم غل مچاتا ہی کیا کہئے اس ظالم کو سمجھائین کہ ایک
ساحر دوڑا ہوا آیا سوہان سے عرض کی حضور ہمارے بادشاہ کا سحر و ساحری مین مثل نہین ابھی چراغ سامری
روشن کرکے یہ گولی بنا کر دی ہی کہ مختوم کو کھلا دو سودا اُتر جائیگا نعمان کے نام کو فراموش کریگا میری ہی
اطاعت کا دم بھریگا سوہان نے کہا اُسکے سامنے کون جائے کون گولی کھلائے وہ تو لاکھون گالیان
دیتا ہی ایک ساحر نے کہا ہم جاکے دم دے کے کھلا دینگے سوہان نے کہا تم جاؤ ہم تو اندر جاتے خوف
کرتے ہین اگر زبان سے سوزن نکل جائے آفت برپا کرے ساحر نے کہا مین تو کھلا دونگا ٹھونس کے منہ مین
گولی دیدونگا گلے سے ایک ٹکڑا اُترا اور ہوشیار ہوا سوہان نے کہا تم جاؤ جسطرح بنے کھلا دو ہمین کیا کام
ہی ساحر اندر گیا مختوم دیکھکر گالیان دینے لگا کہ ابے تو کون ہی جو یہان آیا ہی ساحر نے جھککے سلام کیا
کہا حضور نے غلام کو نہین پہچانا مجھکو ملکہ نعمان نے بھیجا ہی باغ مین دلھن بنی بیٹھی ہین سب برات جمع ہی افسوس
یہ ہی کہ برات بے دولھا کی ہی مجھسے فرمایا کہ اے خیر خواہ جاکر میرے وارث کی خبر لے کیون تشریف نہ لائے
مختوم رونے لگا کہا اے خیر خواہ مجھے حرامزادون نے پکڑ لیا دس ہزار ساحر مجھپر ٹوٹ پڑے زبان مین میری
سوزن ہی اے خیر خواہ سچ کہ ملکہ دُلھن بنی بیٹھی ہین خیر خواہ نے کہا آپ کے سر کی قسم اسوقت براتیون کے
سامنے روتی تھین اور فرماتی تھین میرا دولھا کیون نہین آیا مین اسی خبر کے واسطے ابتک آیا ہون آپ اب
کیا فرماتے ہین آج جوڑی پھر جائے ایسی تاریخ پھر نہ ملیگی مختوم نے کہا زبان سے سوزن نکالو دیکھو تو ابھی
لڑتا ہوا جا پڑون خیمون مین آگ لگادون عقلا حرامزادے کی ناک کاٹ لون مین حیران ہون کہ اُسنے مجھکو

مجھکو کیون قید کیا مجھے تو چھڑانا حیرت جادو کا منظور ہی ہماری معشوقہ اور حیرت سے بہنا پاہی بڑے غضب
کی بات ہی کہ ہمارے جیتے جی قید رہے ساحر یعنے چالاک نے زبان سے سوزن لیا کہا اب اُٹھیے دلھن بھی آگئی
آتی ہوگی اُسکو دم بھر قرار نہین زبان سے سوزن مختوم کی جو نکالا اب جو سکتا ہی قید ٹوٹ کر گری سوہان
دروازے پر بیٹھا ہی کہ دیکھا مختوم جھومتا ہوا نکلا پکار کر آواز دی او بچیا تو ہمارا نگہبان ہی سوہان بڑھا کہ
روکون مختوم نے ایک طمانچہ مارا کہ سر اُس خود سر کا اُڑ گیا نگہبان بھاگے ہلڑ ہوا مختوم نے رہائی پائی اسمار و
شناہین یہ ہنگامہ دیکھکر کھڑے ہوگئے مختوم اسی جانب چلا آتا ہی گولے ترنج و نارنج پڑنے لگے مختوم گولے
کھاتا جاتا ہی اکثر زخم بھی کھائے ہین مگر جس خیمے کے قریب پہونچا طناب پکڑ کر ہلکا مارا چند ساحر دوڑے
ہوے پاس عقلا کے پہونچے کہا حضور مختوم نے رہائی پائی طرف خیمۂ حیرت کے جاتا ہی روکنے والے روکتے
ہین وہ نہین رکتا ہی دس ہزار ساحر مار ڈالے کئی خیمے گرا دیے کئی ہزار ساحر دب کے مرے عقلا جھلایا ہوا نکلا
دور سے دیکھا مختوم سمار و شناہین کے ملازمون سے لڑ رہا ہی دس بارہ ہزار ساحر مار ڈالے حیرت
قفس سے دیکھ رہی ہی آنکھون مین آنسو ڈبڈبائے ہوے اپنے حال پر رو رہی ہی کبھی کہتی ہی اس خوبصورتی
کی بدولت کس بلا مین پھنسے جو ہی وہ اس فعل کا خواہان ہی دیکھیے میری عصمت کیونکر بچتی ہی مگر چالاک کی
دل سے تعریفین کر رہی ہی عقلا نے یہان مختوم کو للکارا ملکہ نعمان آسمان پر آگے چکی دیکھا اسنے کہ جنس عیارنے
مجھکو رہا کیا تھا اُسنے مختوم کو بھی قید خانے سے چھڑایا قریب دروازہ زندان لڑ رہا ہی نعمان نے اور سحر کیے
اور زیادہ مختوم کو جوش ہوا لڑنے لگا عقلا نے للکارا کہ او مختوم کہان جاتا ہی جیسے ہی للکارا مختوم پلٹ
آواز دی او ملعون تو نے یہ فساد برپا کیا میری معشوقہ سے مجھکو چھڑایا ورنہ ابتک شادی ہو جاتی مست ہاتھی
پر سوار ہوتا ہماری سہرا بندھا جاتا ایک مصاحب جلیل ہماری سہرے کو سنبھالتا او پیچھے کنوتن پر مجھو نری
بھرتی تو نکے نام سے ہوتے سسرال مین زیادہ آبرو ہوتی لڑکا آیا کہکے پکارے جاتے افسوس آجتک محروم
رہے تیرا ہی باعث ہوا عقلا جھپٹ کر آیا تیغۂ آبدار کھینچے ہوے مختوم بھی بجوف جا پڑا آپسمین تلوار چلنے لگی
عقلا نے روکتے روکتے ایک مقام پر جھکائی دے کے ہاتھ مارا کہ سر مختوم کا اُڑ گیا مختوم کا سر اُڑنا اور آواز
آئی کہ کشتی مرا نام من مختوم جادو بود سب ساحر تعریفین کرتے ہوے دوڑے اے شہنشاہ کیا کمال کیا یہ
سرکش کو مارا کئی افسر مارے بارہ ہزار سوار و پیدل قتل ہوے ایسے سے سحر کبھی نہ اترتا چالاک ساحر کی
شکل بنا ہوا ایک گوشے مین کھڑا ہی خیال کرتا ہی کہ نعمان ابھی تک نہین آئی اگر ایسے ہنگامے مین آپڑتین تو رہائی
ملکہ حیرت کی ہو جاتی بڑا ہی نال کیا جیسے یہ سب ساحر تعریف کرتے ہوے قریب عقلا کے آئے سمار
و شناہین بھی چلے آئے ہین بس نعمان کڑک کر قفس حیرت پر گری اور نعرہ کیا با شدید او ساحران غدار دیکھو یون
اپنے مالک کو رہا کرتے ہین عقلا دوڑا سردار جھپٹے مگر نعمان نے قفس کو توڑ کر حیرت کی زبان سے سوزن
نکالا کہا بی بی اُٹھیے اور اپنی فوج پر بھی نعرہ کیا کہ ہان صاحبو فوج عقلا کو گھیر لو دو لاکھ ساحر تلوارین
پکڑ کے آپڑے لشکر عقلا کو قتل کرنے لگے گولے ترنج و نارنج مارے خیمے جلا دیے عقلا چاہتا ہی مین ان
سب کے پیچ سے نکلجاؤن جاکر نعمان کو روکون مگر وہ بلوہ ہی کہ نکل نہین سکتا ابر سحر برس رہے ہین دھوئین
زمین سے اُٹھ رہے ہین حیرت نے جو اُٹھکر سحر کیے آگ برسادی زمین کانپنے لگی ہر طرف دھوئین اُٹھے ہزارون
کے قلب الٹ رہے ہین حیرت جادو عجب عجب طرح کے سحر کر رہی ہی کبھی برق بنکر گری ہزارون کے سر اڑا دیے

کبھی لٹ بالونکی کھولدی بوے مشک و عنبر آئی سیکڑون دیوانے ہوے سر ٹکراتے پھرتے ہین بعض نے اپنا گریبان چاک کیا بعض تعریفین حسن و جمال حیرت کی کر رہے ہین عجب طرح کا اُس میدان کارزار مین ہنگامہ ہی نعمان لڑتی ہوئی قریب حیرت جادو کے آئی غرض کی عقاب بہت بڑا جادوگر ہی یا تو اسکو غفلت دیجیے نکل چلیے جب پیچھا کریگا تو سمجھا جائیگا حیرت نے کہا یہ ضرور پیچھا کریگا کیا کہون کہ جو جو باتین کرتا ہی حقیقت مین یہ سحر مین بلاے روزگار ہی سامری و جمشید اسکے سحر سے محفوظ تھین حیرت جادو نے کہا ای نعمان تو مقابلہ تو کر مین آگر اُسکی تدبیر کرتی ہون کہ نعمان جادو نے بڑھکر للکارا او نامرد مین روپے کے پیادون کو قتل کرتا ہی مجھسے آکر مقابلہ کر تو کچھ لطف ملے وہ بیچارے غریب تجھسے کیا مقابلہ کر سکتے ہین جیسے جانورونکو مارا ویسے ان بیچارون کو قتل کیا یہ سنکر عقلا پلٹا آواز دی آؤ بی نعمان مین تمھارا مشتاق تھا ان دونون مین سحر چلنے لگے عقاب بھی تماشا دیکھ رہا ہی ایک گوشے مین کھڑا ہی کہ عقلا و نعمان سے مقابلہ پڑا ایسے ایسے سحر ہوے کہ اژدہے بنے شیران صحرا ڈکارتے ہوے آئے آہوان سحر لڑنے لگے صحراے فرحت کا تماشا دکھایا نسیم سحری چلی باد سخت شمالی کا بھی عمل ہوا کبھی بہار کبھی خزان کبھی جھونکے ہواے گرم کے چلیے کہ پھول مرجھا گئے کبھی نسیم سحر چلی کہ جسکی وجہ سے مرجھائے ہوے پھول شگفتہ ہوے سبز شاخین لہرائین گلون نے آنکھین کھولین نرگس کی دیدہ بازی سوسن کی غمازی سنبل کی شعبدہ بازی عندلیبان خوشنوا کی زمزمہ سرائی کبھی نالان و زار ہونا کبھی معلوم ہوتا تھا دشت ویران ہی بونڈلے گرد کے اٹھ رہے ہین ہواے گرم چل رہی ہی آواز جغد و بوم کی آتی ہی دیوانے غل مچا رہے ہین لڑکے کلوخ پرست دیوانون کے پیچھے دوڑتے ہین دیوانے بھاگے جاتے ہین کبھی غل مچاتے ہین زنجیرین ہلاتے ہین جب موسم بہار نے کیفیت دکھائی دیوانون کو ہوش آیا باغون مین آکر پھول چننے لگے گلچین و صیاد کا راستہ بند ہوا بلبلون نے آشیان لگایا طائرون نے ل کے مبارکباد گانا شروع کی

اشعار

بہار در چمن انداز گلفشانی کرد
طلوع مہر فروغ سحر مبارکباد
صداے عام تماشاے جشن جمشیدی
کہ مست ساز طرب نغمہ مبارکباد

بشاخ نخل تمنا ثمر مبارکباد
دگر بہ شہر جمعیت کشان موکب خاص
بعہد خسرو جمشید فر مبارکباد

زمانہ بزم طرب را ز انجم آئین بست
روند گل بہ سر رہگذر مبارکباد
بمن کہ از ستم چرخ تیز گردم را

بہار آگئی تو لطف موسم بہار ہی خزان کا رنگ دکھایا تو ویرانے کا رنگ جمایا عقلا حیران ہی کہ جسطرح کا سحر کرتا ہون ویسا ہی جواب ملتا ہی کسی مقام پر یہ عورت کمی نہین کرتی حقیقت مین بلاے روزگار ہی بڑھکے اسنے سحر کیا کہ آسمان سے سر ہر سے ہاتھ کٹ کٹ کے گرے پائون کٹ کٹ کے گرے ادھر ادھر گرے نعمان نے بڑھکر آواز دی او نامرد ڈراتا ہی دیکھ شعبدہ اسکا نام ہی یہ کہکے جو نعمان دستک دی اور آواز دی ای ہزبر بیشہ ساحری و ای ضیغم دشت افسون گری ان بیچارے عقلا کو لینا جنگل سے چار شیر دھاڑ کر کے پیدا ہوئے اور عقلا کی جانب چلے عقلا شیرونکو دھاڑ کے مارتے دیکھکر سحر کر کے زمین سے بلند ہوا شیر تو زمین پر آکے منھ پھیلانے لگے جست کرتے ہین مگر اس تک نہین پہونچتے نعمان نے کہا دیکھ یہی سحر یاد رکھنے کا ہی دستک دی اور آواز دی کہ ای باز بلند پرواز اُسکو لینا چار طائران بلند پرواز قوی الجثہ آسمان سے اڑتے ہوے آئے اُنھون نے اپنے پر مارے کہ یہ زمین پر گرا شیر اسپر جھپٹے اُس بدحواسی مین اسنے گولہ مارا چارون شیرون کے سر پھٹے اور چارون طائر اسپر چلے اسنے بھی آواز دی ای طیران لینا اسکے بھی سحر سے چار طائر آئے ہوا پر منقارین چلنے لگین آٹھون مر کر گرے ان طائرون کے مرنے سے

ساٹھ ہزار ساحر لشکر عقلا سے چلے ایک غریو بلند ہوا اہالیان فوج نے آواز دی ای بادشاہ ہم لوگ تمام ہوے جاتے ہین اپنی جان بچائیے تو ہمارا ابھی خیال فرمائیے عقلا پریشان ہوا ایک ابر سحر بنا کہ سر پر فوج کے پہونچا اب جو سحر لغمان کا جاتا ہی وہ ابر اپنے اوپر روکتا ہی اسوقت ابر مین ایک مہلکہ ہوجاتا ہی اُس عالم اضطرار مین حیرت جمک کے پشت پر آئی گولہ فولادی اپنے خون سے تر کیا پشت پر اُسکی پھینک مارا جب گولہ رہا ہو چکا تب حیرت جادو نے آواز دی کہ او عاشق کاذب بچنا گھبرا کر پلٹا کہ یہ کیا آفت نازل ہوئی گولہ سینے پر آکے پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا عقلا کا گرنا صدا جو اسکے مرنیکی آئی لاکھ ڈیڑھ لاکھ ساحر ملازم اسکا موجود ہی چاہا کہ بھاگین مگر خیال کر کے دیکھا حیرت ولغمان نے چہار جانب سے گھیر لیا ہی آسمان پر جو ابر چھایا ہوا ہی اُس ابر سے ہزارہا لاشہ گرا جسپر گرا اُسکو جلا کر خاک کیا بارہ ہزار ساحر جلکر خاک ہوے اسکے مرنے سے کئی پہاڑ گرے کئی دریا خشک ہوے ہزار دو ہزار بچ چلے مگر ایسے بدحواس تھے کہ سوا صداے الامان الامان کے اور آواز منھ سے نہ نکلتی تھی یہی صدا تھی کہ ای ملکہ عالم ہمکو امان دیجیے ہم اطاعت کرتے ہین گھانس منھ مین دبا دبا کر سامنے لغمان وحیرت کے آئے حیرت جادو ولغمان نے سب کو نجات دی چالاک بصورت مبدل ساتھ ہی راہ مین حیرت نے لغمان سے پوچھا تمکو کون اُٹھا لیگیا تھا تمنے کیونکر رہائی پائی عرض کی وہ عیار چھلاوہ ہی ضعیفہ بنکر وہان پہونچا مجھکو شہباز اُٹھا لیگیا تھا ایسا جھٹ پٹ اسکو مار لیا کہ دیر نہ لگی یہان آکے مختوم کو رہا کیا مین یہ انتظار کر رہی تھی کہ جب یہ مریگا تو سب اسکے دیکھنے کو دوڑینگے عقلا نے جب اُسے مارا تب مین آپ کے قفس پر جا پڑی اب حضور عیار کو بلا کر تسکین دیوین ہر جگہ جان اُسنے اپنی ویدی یہی خیال رہا کہ وہ کام کرون کہ ملکہ حیرت کو رہا کرون اصل یہ ہی کہ اُسی کی کوشش سے رہائی پائی حیرت جادو نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ ابرو پر بل پڑگئے اور کہا کچھ اور ذکر کرو بس ہوچکا سُنا تمنے کہ تین روپے کے پیادے جو کام کرتے ہین وہ کام کیا اوّل تو وہ مکار ہی کہ اب تمکو ملیگا بھی نہین اگر مل جائے ہزار دو ہزار روپیے دیدینا مگر اب کہو کہ عقاب سے کیا گذری لغمان کے ہوش اُڑ گئے بسبب لحاظ کے کچھ کہہ نہ سکی مگر خاموش ہو رہی عقاب کے بارے مین جواب یہ دیا کہ حضور اگر وہ مقابلہ کریگا لڑینگے اگر رنگ اوّل کا وہ خواستگار ہوگا جواب سخت دینگے بلکہ اگر فرمائیے تو آج رات کو اُسکے لشکر پر آگ برساؤن کہ شکست کھا کر چلا جاے حیرت جادو نے کہا ابھی تامل کرو نوبت نقارے بجاتے ہوے بفتح وفیروزی خیمے بارگاہین سراپردے ساتھ ہین خزانے عقلا کے ہمراہ ہین قلعۂ کوہ مین آکر داخل ہوئین حیرت جادو تخت پر ہین جلوس ہوا نذرین گذرین لغمان کو وزیر اعظم قرار دیا یہ سب خبرین عقاب کو پہونچین عقاب نے منھ پیٹ لیا کہا ہاے مین کس بلا مین پھنسا ساٹھ لاکھ کا لشکر لیکر نکلا تھا جا بجا لڑتے بھڑتے دس ہزار فوج رہگئی اب مین ظلمات مین جا کے کیا منھ دکھاؤنگا ظلمات والے کہینگے یہ سیاہ رو آیا ہی ہاے مین نے کیا کیا حیرت کو کیون قید سے چھوڑا ایام بھر قید مین رکھکر مار ڈالتا اب تو میری یہ کیفیت ہی

نظم

ہنسنا ہی خوش آتا ہی نہ رونا مرے دل کو
منظور نہ چاندی ہی نہ سونا مرے دل کو
بیوجہ رولانا نہین دکھلا کے رُخ یار
رکھتا ہی بہت تنگ یہ کہنا مرے دل کو

ٹھیکا ہی نہ بھایا نہ سلونا مرے دل کو
تا صبح تجھے یاد کیا مجھکو جگا کے
آنکھون کو ہی ساتھ اپنے ڈبونا مرے دل کو
یوسف سے حسین ہوئے کوئی طفل جو ہو جان

اکسیر سے بہتر ہی در یار کی مٹی
بھولا نہ ترے ساتھ کا سونا مرے دل کو
بس ہو تو ابھی چیر کے پہلو کو نکالے
کچھ کھیل نہین جانکا کھونا مرے دل کو

بازیچۂ ہستی مین وہ مجنون پری ہون
واغ اوڑھنا ہی داغ بچھونا مرے دل کو
نظارہ کیا کین وہ مین دیدار کو ترسا
بانے مین ترے بھول پڑا نامرے دل کو
انکار ترے قد کی قیامت کا نہو گا
بے وصل کے منھ مین ہی بھگونا مرے دل کو
کچھ خاک اڑانے سے نہین ملنے کا آتش

اطفال سمجھتے ہین کھلونا مرے دل کو
نالون سے نہ اظہار ہو بیتابی جان کا
دن رات رہا آنکھون کا رونا مرے دل کو
خال سیہ یار کا نقش آفت جان ہی
مومن ہون مین کافر نہین ہونا مرے دل کو
گل سے جو ٹپکتے قطرۂ شبنم ہین ٹپکتے
بیکار یہ ہنسی کا ہی دھونا مرے دل کو

پہلو مین نہین ہی جب سے کہ وہ غیرت لالہ
رسوائی ہی اس ٹکڑے کا رونا مرے دل کو
کانٹا سا کھٹک جاتا ہی جب یاد ہی آتا
اچھا نہین اس تخم کا بونا مرے دل کو
ترگ نہ یہ شادی سے رہون گا مین شب وصل
یاد آتا ہی منھ کا ترے دھونا مرے دل کو
یارو مین تو تباہ ہو گیا اتنا فشکر اب

میرے جمع کیے سے بھلا جمع ہوگا بلاؤ میر منشی کو میر منشی حاضر ہوا کہا ملکہ حیرت جادو کو ایک نامہ تحریر کر دین انکا پیچھا نہ چھوڑونگا یا آرزوے وصل مین وصال ہوگا یا دل پر ہجوم غم و ملال ہوگا مین یہ خوب جانتا ہون کہ سحر مین اُنسے کم نہین ہون بی نعمان کے بھی عجائب و غرائب مین نے آج دیکھے ابکی جسدن معرکہ پڑیگا طبقات زمین ہلا دونگا جب مقابلہ پڑا جوش محبت مین مین نے سحر نہین کیا دبیر بد تدبیر نے نامہ لکھا گر عقاب ابر سوار نے نامے کو دیکھا حکم دیا کہ ایک ساحر معقول نامہ ہمارا لیکر جائے ہاتھ مین ملکہ حیرت کے دے شہاب جادو وزمرۂ وزرا سے اُٹھا عرض کی غلام نامہ لیکر جائیگا زبانی بھی بہت سمجھاؤنگا شہاب نامہ لیکر چلا بالاے کوہ پہونچا ملکہ حیرت جادو وتخت پر بیٹھی تھین نعمان بعہدۂ وزارت وزرا اُمرا کوتوال شہر سب حاضر خدمت ہین جہانتک عملداری ہی سب ناظم حاضر ہوئے نذرین گذر رہی ہین ملکہ حیرت نے ہر عہدہ دار کو بحال رکھا ایک ساحر تفنگ جادو یہ جو آیا اور جمال جہان آراے ملکہ حیرت کو دیکھا جھککے سلام کیا اور نذر دی ملکہ نے اُن پتلے پتلے ہاتھون سے نذر جو اُٹھائی اور ذرا ہاتھ سے ہاتھ مس ہوا تفنگ نشانۂ تیر محبت ہوا کانپتا ہوا کرسی پر بیٹھا چالاک بھی ایک کنیز کی شکل پر اُس دربار مین حاضر ہی نعمان نے کئی مرتبہ کہا کہ رعنائی اس دربار کی دیکھنے میان چالاک تشریف لائے حیرت نے پھر منع کیا اور فرمایا کہ نعمان دخل امورات مالی و ملکی مین دو ناظم و چکلے دار حاضر ہین اسطرح کا انتظام کرو کہ رعایا کو تکلیف نہ پہونچے ایک دن وہ تھا کہ اٹھارہ سحر ملک پر سلطنت کرتے تھے آج ہمکو سلطنت کوہستان تلی شکر ہی سامری وجمشید کا نعمان نے کہا واری پھر وہی سلطنت ہوگی یہ ابتدا ہی آپنے جو بیان فرمایا آوارہ ہو کر پردہ ظلمات مین پہونچا اور کوتوال شہر کا دباؤ ڈالنا تو اُس حال سے لاکھ درجے یہ بہتر ہی یہ مقام سکونت ملا مین بے لشکر کشی کرینگے ہوشربا پر گئے اور قبضہ کیا اب تو وہان ساحر بھی نہین شہنشاہ لا تہین کی طرف سے کوئی حاکم ہی اُسکا مار کر ہٹا دینا کتنی بڑی بات ہی کہ ایک چوبدار نے بڑھکر عرض کی شہاب طرف سے عقاب کی بطور ایلچی آیا ہی در دولت پر حاضر ہی امیدوار باریابی ہی حیرت نے کہا بلالو نعمان نے اشارہ کیا ای ملکۂ عالم دیکھیے عقاب ابر سوار نے پھر تحریک کی حیرت جادو نے کہا آنے دو ایلچی دربار مین آیا دربار کی کیفیت دیکھکر گھبرا گیا امرا وزرا ناظم چکلے دار سب حاضر ہین شہاب جادو نے آگے پایۂ تخت کو بوسہ دیا نامہ پیش کر دیا ملکہ نے نعمان کو دیا نعمان نے اس نامے کو پڑھا مضمون یہی تھا کہ اسی طریقے سے ہمارے ساتھ چلو ہوشربا دلوا دینگے قاتل افراسیاب کا سر دینگے اپنے عہد پر ہم قائم ہین آپ نے کیون عہد شکنی کی براہ عجز عرض کرتا ہون کہ تشریف لایئے تاج و تخت آپ کے انتظار مین ہی اسوقت

تخت پر غاشیہ ڈالا ہی اگر ہمارا کہنا نہ مانا تو ہم آمادۂ حرب و پیکار ہین آیندہ آپکو اختیار ہی ملکہ نے فرمایا پشت
پر جواب نامہ جنگ لکھدو شہاب جادو نے کہا حضور کو اختیار ہی مگر یہ بہتر نہ کیا شہنشاہ ہمارے بہت
بگڑے ہوئے ہین فساد عظیم ہوگا لاکھون کی جان جائیگی تفنگ کو بہت ناگوار ہوا کہ پیچکی گلفشن جال کی
کر رہا تھا اسنے پلٹ کے کہا کہ او بھیا ہمارے بادشاہ سے کلام بے ادب کرتا ہی شہاب نے کہا تو
کون ہی کہ شاہون کی بات مین دخل دیتا ہی شہاب و تفنگ سے تکرار بڑھی شہاب جادو نے گولا
تفنگ جادو نے اٹھکر گولہ دفع کرکے سر کاٹ لیا اور سامنے ملکہ حیرت جادو کے لایا کہا حضور غلام
کو حکم ہو جاؤن عقاب ابر سوار کی بلند پروازی بھلادون اس سرحد سے بھگادون نعمان جادو نے
پوچھا ای تفنگ تمکو کیا عہدہ ہی عرض کی حضور کی جانب سے ناظم ہون سب کوہستان کی تحصیل میری
معرفت آتی ہی تین لاکھ فوج ساتھ رکھتا ہون سالہا سال مجھکو لڑتے ہی لڑتے گذرتا ہی جسنے خراج دینے مین
تامل کیا جاکر لڑا بھڑ اخراج لیا اس بھیا سے لڑنا کیا دشوار ہی نعمان جادو نے منع بھی کیا مگر تفنگ جادو
نے نہ مانا کہا حضور غلام یہی چاہتا ہی کہ سرفروشی غلام کی ظاہر ہو ہمراہ رکاب رہون نعمان جادو نے عہدہ
تو قائم رکھا تھا کسی کا عہدہ تبدیل نہین کیا تھا اسکو بھی خلعت ہوا تفنگ جادو پہاڑ سے اترا اپنے ساتھ
کے جو لوگ تھے انکو حکم دیا کہ لشکر ہمارا لاؤ دلیسے اسکو یہ منظور ہی کہ عقاب ابر سوار مکار غدار کو ماردون
ملکہ کے دل مین میری طرف سے جگہ ہو کسی طور سے قبضہ کرون اس حیلے سے خدمت مین تو حاضر ہونگا اِدھر
شہاب جادو کا پھنکوا دیا گیا ہرکارون نے آکر عقاب ابر سوار کو خبر دی کہ تفنگ جادو کہ سرحد
کوہستان کا ناظم ہی اسنے شہاب جادو کو مارا اب لیکر لشکر کو آپ کے مقابلے مین آتا ہی یہ سنکر عقاب
بہت گھبرایا کہا ایک ادنی ملازم کو یہ لیاقت ہوئی کہ ہمارے مقابلے مین آتا ہی یہ کہکر حکم دیا کہ لشکر تیار ہو
لشکر اپنا آراستہ کر رہا ہی بارگاہ آگے بڑھا کر استادہ کرائی پہر دن پچھلا باقی ہی کہ طرف سے پہاڑ کے گرد اڑی
تفنگ کرگدن مست پر سوار تین لاکھ ساحر بارگاہ خیمے لدے ہوئے بڑے زور و شور سے آکے
مقابلے مین عقاب ابر سوار کے اترا مگر عقاب نے سر شام حکم دیا کہ طبل جنگی بجے تفنگ کو بھی خبر
پہونچی تفنگ نے بھی اسیوقت طبل جنگی بجوایا دونون لشکر مین تیاریان ہونے لگین ملکہ حیرت نے حکم دیا
کہ بر سر کوہ ہمارا تخت آراستہ ہو ہم بھی تماشا جنگ کا دیکھینگے بر سر کوہ ایک خیمہ استادہ ہوا پردے جہان جانب
سے اٹھگئے تخت ملکہ حیرت جادو کا بچھا تفنگ نے بھی خبر سنی کہ ملکہ میری جانبازی ملاحظہ فرمائیگی خوب
پھولا ہوا بیٹھا ہی کہ مین نے بڑی جانبازی کی اب یقین ہی کہ ملکہ کے دل مین میری جگہ ہو اگر ملکہ حیرت جادو
نے مجھکو قبول کیا سلطنت کونین حاصل ہوئی خود تیاری لشکر کی کرتا پھرتا ہی انتظام مین مصروف ہی مگر عقاب
خود واسطے طلائے کے رات کو پھر رہا ہی کہ رات گذر جائے کہ دیکھا تفنگ جادو ایک مرکب عربی پر سوار
بارہ چودہ ہزار ساحران غدار ساتھ ہین سب کو جگاتا پھرتا ہی چالاک کا حال سنیے کہ جسوقت سے اسنے تفنگ
کو دیکھا دل مین سمجھگیا کہ یہ ملکہ پر عاشق ہوا ہے جیسے کیا رنگ ہو لشکر مین تفنگ جادو کے بشکل ساحر چالاک
بھی پھر رہا ہی مگر عقاب نے جو تفنگ جادو کو دیکھا جل گیا گرک کے بشکل عقاب ابر سوار بلند ہوا جہان
تفنگ جادو تھا قریب کے گر بھیکر مین دیکر لے اڑا تفنگ جادو نے چاہا کہ سحر کرون اپنے کو بچاؤن مگر
عقاب نے ایک ہگا ایسا مارا کہ تفنگ بیہوش ہوگیا ساتھ والون مین غل ہوا کوئی ہمارے آقا کو لیے جاتا ہی چالاک

دوڑا جنگل میں ایک مقام پر آ کر عقاب آ ترا چالاک بھی اسکے لشکر میں مدت سے رہتا ہے عقاب ابر سوار کے
سب سرداروں کو خوب جانتا ہے شہاب چالاک کے سامنے مارا گیا جیسے ہی عقاب زمین پر آیا چالاک بشکل
شہاب بنکر تیار ہوا پکار کر آواز دی ای شہنشاہ ذرا غلام سے بھی ملاقات کر لیجیے دیکھیے غلام نے آپ کے
کیا کمال کیا جب میں دربارگاہ حیرت پر گیا میرا دل دھڑکا پیر نے میرے تدبیر بتائی کہ آپ پر کوئی افتاد
پڑیگی میں نے ایک پیر کو اپنی شکل بنا کر اندر بھیجا آپ الگ ہو رہا تھا غلام سوچا کہ جو سر دربار آؤنگا لوگ حیران
ہونگے آپ شمشیر کے نواسے ہیں ایسے شعبدات سے بخوبی ماہر ہیں عقاب نے جو شہاب کو دیکھا اور یہ حال
سنا خوش ہو گیا شہاب نے کہا ای شہنشاہ یہ کون ہے کہا ای رفیق قدیم ملکہ حیرت کے کوہستان کا ناظم میرے
مقابلے میں آیا ہے میں جا کر اٹھا لایا شہاب نے کہا آپ کی لیاقت سے دور ہے مجھے دیجیے میں پشتارہ باندھ لوں
عقاب ابر سوار نے سوزن زبان میں دیدیا شہاب نقلی نے اٹھا کر پشتارہ پشت پر لگایا اب جو تفنگ
کی آنکھ کھلی دیکھا زبان میں سوزن ہاتھ پاؤں ریشمی کمندوں سے بندھے ہوئے ہیں عقاب ساتھ ساتھ ہے ایک
مقام پر اسنے کہا ای شہنشاہ اسکا پشتارہ بھاری ہوا جاتا ہے آپ بڑھ چلیں میں لیکر آتا ہوں عقاب ایک
دو ہی قدم چلا تھا پلٹ کے دیکھا شہاب طرف صحرا کے جاتا ہے پکار کر آواز دی ای شہاب اسطرف کہاں
چالاک نے زبان سے تفنگ کی سوزن نکالا آواز دی ای تفنگ ہوشیار ہو جاؤ جیسے ہی زبان سے اسکی
سوزن نکلا ریشمی کمندیں اپنے سحر سے جلا دیں تڑپ کر زمین پر گرا گولہ پکڑ کر سامنے عقاب ابر سوار کے کھڑا ہوا
آواز دی او مکار مجھے لیچلا تھا اب تو سامنے آ چالاک تو ایک غار میں چھپ گیا عقاب ابر سوار و تفنگ
سے سحر چلنے لگا صحرا میں آگ روشن ہو گئی گلستان پر یہ ظاہر و واضح ہوتا تھا کہ جھاڑ بلور کے روشن ہیں پتے
کنول بنگئے ملازمان عقاب اس فکر میں تھے کہ آقا ہمارے آتے ہونگے جنگل سے جو دمامے کی آواز آئی اور
بارہ ہزار ساحر آ کر پہونچے ادھر سے ملازمان تفنگ بھی آ کر موجود ہوئے بارہ بارہ ہزار آپسمیں لپٹ گئے سحر
چلنے لگے مگر عقاب جو سحر کرتا ہے تفنگ اسکو دفع کرتا ہے آپسمیں سحر چل رہے ہیں تفنگ جادو کا بھائی
سرچنگ خبر سنکر لشکر سے دوڑا اسوقت آ کر پہونچا دیکھا عقاب نے سحر کیا شعلہ ہاے آتش گرے ہیں اس
آگ میں تفنگ چھپا ہوا سحر کر رہا ہے کہ باہر نکلوں کہ سرچنگ نے پھینک کر گولہ مارا عقاب نے وہ گولہ ہاتھوں میں
تھام لیا ایک ہاتھ سے طرف تفنگ کے اشارہ کر دیا کہ شعلہ ہاے آتش جمع ہو گئے دوسرے ہاتھ سے وہی
گولہ کچھ اسم سحر کا پڑھکر سرچنگ جادو پر کھینچ مارا سرچنگ نے چاہا بچوں لیکن وہ گولہ بلا کا تھا آ کے لگتا ہی
سینے پر آ کے سرچنگ کے پڑا کہ پشت کو توڑ کر پار گذرا تفنگ جادو شعلہ ہاے آتش کو بجھا کر نکلا بھائی کا لاشہ
دیکھکر آنکھوں کے نیچے اندھیرا چھا گیا آواز دی او بھیا تونے غضب کیا میرے قوت بازو کو مارا عقاب
و تفنگ سے سحر چلنے لگے بڑے زور و شور سے دونوں لڑ رہے ہیں سحر کرتے کرتے دونوں سست ہو گئے تلواریں
پکڑ کر جا پڑے اسقدر تلوار چلی کہ دندانے تلواروں میں پڑ گئے دو زخم تفنگ نے کھائے ایک زخم کاری شانے
پر عقاب کے آیا پلٹتے پلٹتے عقاب نے کہا جا اب تو پلٹ جا صبح کو اب پھر میدان کارزار میں سمجھونگا اسکے
لوگ اسکو لے گئے ملازمان تفنگ اسکو لیکر پلٹے چالاک بشکل خدمتگار ساتھ ہے تفنگ راہ میں جو بیدار ہوا
ایک خدمتگار کو اپنے ہوادار کے قریب پایا کہا او خدمتگار وہ عیار کہاں گیا وہ آتا تو ہم اسکو انعام دیتے
کل ایک بات ہمنے سنی ہے اسکے بارے میں بھی سمجھاتے کہ خبردار یہ خیال خام ہے تصور نا تمام ہے اب دل میں نہ رکھنا

خدمتگار

خدمتگار نے کہا حضور وہ کیا بات ہے کہا کہ بھائی سنتا ہون کہ وہ حیرت جادو پر عاشق ہے اُسی نے فساد
ڈالکر عقاب ابرسوار سے الگ کرایا میری یہی مراد تھی کہ وہ عیار صاحب اگر مل جاتے تو مین سمجھا دیتا
کہ خبردار خبردار اب حیرت کی محبت کا خیال دل سے نکال ڈالو مابدولت آپ پر عاشق ہوئے ہین جب تو
یہ بلائے ناگہانی مین نے اپنے اوپر لی ہے مین ناظم کوہستان ہون مجھے ان لڑائی جھگڑون سے کیا کام مگر دل مین
ملکہ حیرت جادو کے گھر کرنا چاہتا ہون آج موقع نہ تھا ورنہ عقاب کو آج مین مار لیتا یہ سنکر خدمتگار نے
سر ہلایا کہا حضور یہ بات تو مشکل ہے جو جو کار ہائے نمایان آپنے کیے ہین بھلا کوئی کرسکتا ہے ہر مقام پر اپنی
جان لگا دی ہر چند کہ مجھے ان باتون سے کیا کام مین تو ملازم نمکخوار مگر آپنے جیسے بیان کیا کہ جان دونگا اگر ملکہ
حیرت جادو کو نہ لونگا تفنگ جادو نے کہا مین اسکو بچا دونگا اگر میرے سامنے ایسی بات کہیگا تو مین اُسے
قتل کرونگا عقاب ابرسوا نے بڑے دھوکے کھائے تلاش کرکے قتل نہ کر ڈالا مین زندہ نہ چھوڑونگا
خدمتگار نے سر جھکا لیا کہا حضور وہ آپ کے سامنے کاہیکو آئیگا تفنگ نے کہا مین تو دم بھر مین تلاش کرونگا
مین ویسا ساحر نہین ہون کہ ایک عیار کو ڈھونڈھون اور نہ پاؤن حیرت جادو اٹھارہ سو ملک کی مالک
وہ نہین روپے کا پیادہ اپنی حقیقت کو نہین دیکھتا خدمتگار نے فرمایا یہ بجا ہے کہ نیکی کا بدلا بدی ہوتا ہے تفنگ
نے کہا اسیواسطے تو بچا نہیکا ارادہ رکھتا ہون کہ اُسنے میری جان بچائی ہوشیار کرکے بھاگا اگر اسکا قدم اس
امر مین ہوتا تو میری جان بچنا دشوار تھی ایسی ایسی باتین چالاک و تفنگ سے ہوئین چالاک تو ہے کے
چلا مگر دل سے کہتا ہے یہ بڑے غضب کی بات ہے کہ مینے اوس بیچارے کی جان بچائی اور یہ ہمارے قتل کے درپے ہے
حیرت جادو تک پہونچنا تو ناممکن ہے یہ سوچتا ہوا کنارے ہو رہا تفنگ جادو بارگاہ مین آیا رات
ہی کو زخم دوزی ہوئی ساتھ والون سے کہ رہا ہے سویرے عقاب سے مقابلہ پڑیگا لشکر تیار رہے پہر رات
پچھلی باقی ہے کہ چھپر کھٹ پر جاکے لیٹا چالاک قریب بارگاہ پھر رہا ہے عقاب ابرسوار جو پلٹ کے اپنی بارگاہ
مین آیا زخم دوزی ہوئی ہوش مین آیا اُٹھکر بیٹھا ناہید سبک رو اپنے عیار کو بلایا ناہید سبک رو عیار
آیا کان مین کہا اے ناہید تفنگ جادو ساحر زبردست ہے مین نے چالاکی کرکے ایک زخم کھایا وہ زخم
اُسکے لگا مینے اپنے نزدیک بڑا کام کیا مگر اُنکو میدان کارزار مین مشکل پڑیگی اگر تجھسے ہو سکے تو پکڑ لا ناہید
نے حسب ارشاد کی دیر مین گیا اور لباس کیکے ہاتھ سے عیاری سے آراستہ ہوا ایک ساحر کی شکل بنکر چلا
لشکر مین تفنگ کے آیا پشت بارگاہ پر پہونچا یہ تو خبر سن چکا ہے کہ جاکے پلنگ پر لیٹا ہے زخم دوزی بھی
ہوگئی پشت بارگاہ پر ایک مزبلہ تھا وہان سے نقب دینا شروع کی دو گھڑی رات پچھلی باقی ہے جاکے
اسنے دہنہ نقب کا توڑا تڑپ کے نقب سے نکلا شمع ہائے مومی و کافوری روشن تھین اُنکو گل کیا چھپکے مین بیہوشی
رکھکر قریب پلنگ کے آیا دماغ کے برابر بیہوشی لگادی جب اُسنے اوپر کی سانس کھینچی کھینچے کو اور پھونکا
تفنگ جادو بیہوش ہوا دو حلقون سے دونون ہاتھ دو حلقون سے دونون پاؤن باندھے دو حلقون
سے گلے اور کمر کو باندھا پشتارہ دوش پر لگا کر باہر نکلا چالاک ٹہل رہا تھا کہ اسکو کچھ آہٹ معلوم ہوئی دیکھا
پشت خیمے سے ایک سیاہ پوش پشتارہ بدوش جاتا ہے چالاک نے پیچھا کیا وہ تو دبتا ہوا اٹکتا ہوا بیٹھتا ہوا
جاتا ہے چالاک جھپٹ کے اس سے آگے بڑھگیا ایک مقام رہگذر کی جگہ اس طرح تھی کہ سڑک نہایت پختہ بنی
ہوئی دست راست و دست چپ کو جھاڑیان جھنڈیان درست ہین ایک جھنڈی مین چالاک چھپکر بیٹھا

کمند کے حلقے سر راہ بچھائے چست و چالاک ہو کے بیٹھا انتظار مین تھا کہ دیکھا ناہید آتا ہی دل مین اپنے خوش ہی
کہ اب شہنشاہ سے انعام لونگا یہ سوچتا ہوا قریب اُس مقام کے پہونچا دل دھڑکا آتے آتے رُک گیا پکار کر
آواز دی او عیار مکار مین نے تجھکو دیکھ لیا تیرا دھوکا میان عقاب پر چلا تھا مجھسے یہ مکر نہ چلیگا چالاک
سمجھا کہ شاید اسنے دیکھ لیا پھر خیال مین آیا یہ شاید تقدم بالحفظ کرتا ہو ذرا ادھر تو لو ناہید نے دو تین آوازین
دین اُسکے بعد ایک پتھر پھینکا قریب پاؤن کے چالاک کے پتھر گرا اب چالاک کو یقین کامل ہوا ابکی
پتھر ماریگا تو سر اُڑ جائیگا خیال مین آیا کہ نکلکر اِس سے مقابلہ کرون مگر پھر تامل کیا دوسرا پتھر جو اسنے پھینکا
وہ دور جا کر گرا اب چالاک کو یقین ہوا کہ تقدم کرتا ہی دو تین آوازین بھی دین مگر چالاک چپکا بیٹھا رہا ناہید
سمجھا فقط اُسکے خیال سے دل دھڑکا تھا جست کرکے چلا بیچ مین حلقہ ہاے کمند کے آیا چالاک نے شیر کی آواز
دی جھجک کے رُکا چالاک نے جھٹکا مارا منھ کے بھل گرا پشتارہ پشت سے الگ ہوا چاہا تڑپکر اُٹھون لیکن
چالاک مثل برق جہندہ سر پر پہونچا لپک کر حباب مارا ناہید بیہوش ہوا چالاک سوچا تفنگ بھی
دشمن ہی انکی بھی گردن لو سب جانینگے اسی کے ہاتھ سے مارا گیا تحقیق کوئی نہ کہیگا ناہید کے جانے کے بعد
عقاب نے دس بارہ ہزار ساحر خبر کے واسطے بھیجے تھے کہ ناہید براے کار ہر وہی جاتا ہی اسکا خیال رکھنا
چالاک نے چاہا ناہید کا سر کاٹون اور تفنگ کو بھی قتل کرون کہ دس بارہ ہزار جادوگرون نے دور سے
دیکھا کہ ہمارا عیار بیہوش پڑا ہی ایک اور عیار اُسکا سر کاٹا چاہتا ہی وہین سے للکارا کہ خبردار کیا کرتا ہی مگر
چالاک نے چاہا ہاتھ بھاگنا تو ممکن نہین لپک کے اِسنے تفنگ کو حباب دفع بیہوشی مارا اور پکار کر آواز دی کہ
میان رقیب صاحب اُٹھیے آپ کو عیار لیے جاتا تھا مین نے بچایا جیسے ہی حباب مارا گھبرا کے تفنگ نے
آنکھ کھول دیکھا ایک عیار بیہوش پڑا ہی ایک عیار میرے سر پر کھڑا مجھکو ہوشیار کر رہا ہی کہہ رہا ہی کہ اے
شہریار آئیے تفنگ سکتا ہوا اُٹھا کمند مین کو مین بارہ چودہ ساحر جو دوڑے اُنھون نے گولے ترنج و
نارنج مارے چالاک کے تو پاؤن زمین نے پکڑ لیے پکار کر آواز دی اے تفنگ ان بچاؤن نے میرا یہ حال
کیا پاؤن زمین نے پکڑ لیے تفنگ نے پلٹ کر ایک دو پتھر مارا چالاک پاؤن چھوٹتے کود کر بھاگا تفنگ
کہ خود نشانۂ تیر بلا ہو رہا تھا ان بارہ چودہ ہزار ساحرون پر سحر کیا کئی کے سر کٹکر گرے کئی بیہوش ہوے
اب جو باقی رہے وہ سامنے سے بھاگے ناہید کی بھی آنکھ کھلی اُٹھتے ہی بھاگا جاکر عقاب ابر سوار کو خبر کی
کہا اے شہنشاہ مین تفنگ کو چرا لایا تھا مگر راہ مین دھوکا کھایا کچھ ہوشیاری کام نہ آئی اب تو جنگل مین آفت
برپا ہی آپ کے بہت سے جادوگر پہونچ گئے اُنسے سحر چل رہا ہی جلد اپنے کو پہونچائیے عقاب ابر سوار گھبرا گیا
ناہید کہتا چلا آتا ہی کہ آپ جنگ آغاز کرین مین لڑائی مین جاکر ابھی اُسکو مار لونگا عقاب ابر سوار سوار ہوتے
آگے پہونچا کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا صداے مرغ سحر کان مین آ رہی ہی سپیدۂ سحری ظاہر ہو رہا ہی طائر
اپنے اپنے آشیانون سے نکلکر مصروف زمزمہ سرائی ہین اپنے مالک کی تعریف و توصیف اپنی اپنی زبان مین
کر رہے ہین عقاب ابر سوار تفنگ جادو پر جا پڑا لشکر تو مسلح تھا ہی یہ خبر سُنکر آگیا دیکھا تفنگ و عقاب
لڑ رہے ہین فوجین مل گئین سحر چلنے لگے عین گرمی جنگ مین تفنگ جادو نے ایسے ایسے سحر کیے کہ عقاب
گھبرا رہا ہی چالاک پھرتا پھرتا پاس عقاب ابر سوار کے پہونچا بصورت اصلی ملاقات کی کہا اے شہریار آپ
تنپ کر سحر کیجیے مین اس مغرور کو مارے لیتا ہون عقاب نے کہا اے چالاک تیرے تو بڑے بڑے احسان مین

ملکہ حیرت تجھکو عزیز رکھتی ہوگی چالاک کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے کہا حضور شامت ہمارے سر پر سوار ہے مین بادشاہ لشکر اسلام کا عیار ہون ایک لاکھ چوبیس ہزار یکہ بچے کا افسر ہون لگا و مدت سے طبیعت کو سمجھا چلا آیا جو جو کچھ کہ کار نمایان کیے وہ مثل آفتاب روشن ہین جسطرح آپ خرابی مین پڑے ہین ہم بھی مبتلائے مصیبت ہین نظم

ہے تصور مجھے ہر دم تری یکتائی کا
دیکھو قابیل نے کیا حال کیا بھائی کا
عشق کامل جو ہوا ننگ کہان اے کہان
جام کیا کاسہ سر ہے کسی سودائی کا
قدم اغیار کا رکھنا ہو گوارا کیونکر
صاف سیکھا ہے چلن آہوئے صحرائی کا
جسنے دیکھا تجھے اے یار ہوا دیوانہ
سبزہ رنگ اسلیے آتا ہے نظر کائی کا

مشغلہ آٹھ پہر ہے یہی تنہائی کا
جام سائل کی طرح ہین مری آنکھین دو
دھیان بدمست کو رہتا نہین رسوائی کا
مری آنکھون نے تجھے دیکھکے وہ کچھ دیکھا
تیرے در پر ہے مجھے شغل جبین سائی کا
حجر مین پہنچکے جو مجھے ہوئی آوارگی
ہے تماشا ترے ہر ایک تماشائی کا

عشق مین رشک ہمیشہ سے چلا آتا ہے
جیسے عاشق ہون کسی کافر شیدائی کا
ہجر مین گردش بیہودہ جو ہے اے ساقی
کہ زبان تر ہ پر شکوہ ہے بینائی کا
مجھسے رہتا ہے رمیدہ وہ غزال شہری
صحن گلزار ہے میدان صف آرائی کا
سبز رنگون کی یہ ہے خاک مقرر ہجر

یہ اشعار پڑھکر چالاک خوب رویا اور کہا اے شہریار میان تفنگ کو بھی دعوی عشق ہے ہر مرتبہ ہمنے عیاری کر کے بچایا وہ ہمارے قتل کرنے کی فکر مین ہین عقاب نے کہا کیا مجال تم میرے پاس رہا کرو چالاک نے کہا اے عقاب محبت نے مجھکو عاجز کر رکھا ہے کہین نہین رہ سکتا ہون جب تم ایسے جلیل کو اسنے چھوڑا تو میری کیا حقیقت ہے اب نوبی نعمان کے بڑے زور و شور ہین جسدن ہمارے لشکر کے مقابلے مین ہوجینگی عیار یون گھس پڑینگے جیسے چونٹیان رینگا کرتی ہین ایک رات انکو جینا مشکل ہوگا اب تو یہی حوصلہ ہے کہ ہو بشر با پر قبضہ کرین قاتل افراسیاب کو قتل کرین اسکی کیا مجال ہے یہ کہکے پیچھے ہٹا عقاب بموجب فہمائش چالاک بڑھا لشکر و نکو بھی اشارہ کیا خوب وہا ہر سحر چلنے لگا تفنگ جادو بھی لڑ رہا ہے چاہتا تھا کہ عقاب ابر سوار کو قتل کرون مگر ساحر و نکا بلوہ ہے حیرت جادو جو سو کر اٹھین باہر آکر تخت پر بیٹھین دیکھا لشکر مین تفنگ کے سنا ہے ساحر ایک جانب چلے جاتے ہین گھبرا کر کنیزون سے پوچھا یہ سب کہان جاتے ہین میدان کارزار مین فوجین کیون نہین ہین کنیزون نے عرض کی کہ حضور رات قیامت کی تھی عقاب ابر سوار طلایہ پر سے تفنگ کو پکڑے گیا مگر چالاک نے کمال کیا کہ شہاب کی شکل بنکر تفنگ کو بچایا پھر بہر رات رہے عیار عقاب کا آیا پکڑ کر میان تفنگ کو لیگیا راہ مین چالاک نے عیاری کی پھر چھڑایا اب اسی صحرا مین جنگ مغلوبہ ہے سنا ہے بڑی دھوم سے لڑائی ہو رہی ہے حیرت جادو سر کوہ پر آئین سر اٹھا کر دیکھا حقیقت مین وہ دونون لشکر ملے ہوئے ہین تھرا یہین چل رہے ہین عقاب بڑھتا ہوا طرف تفنگ کے آتا ہے تفنگ بھی اسی فکر مین ہے کہ عقاب سے بڑھکر لڑون اگر اسکو مار لیا لڑائی فتح ہوجائیگی ورنہ لشکرون کو جان بچانا دشوار ہے ملکہ حیرت جادو دیکھ رہی ہین مگر وہ دوست بہت دور ہے کچھ ساحر معلوم ہوتے ہین سحر چل رہا ہے چالاک نے عین گرمی جنگ مین آکر تفنگ سے ملاقات کی جو عقاب سے کہا تھا وہی اس سے بھی بیان کیا کہ تم بڑھکر لڑو مین عقاب ابر سوار کو پکڑ لونگا تفنگ لڑتا ہوا بڑھا چمک کے سحر کرنے لگا ایسے دو چار گولے مارے کہ پشتہ عقاب ابر سوار تہ و بالا ہوا کئی ہزار آدمی مارے گئے عقاب بڑھکر سامنے تفنگ کے آیا پکار کر آواز دی او بیحیا کاندھے سے کمان اتارے تفنگ تو نام ہے اپنے تیر مارا عقاب ابر سوار نے تیر کھایا گولہ مارا تفنگ نے گولے کو دفع کیا عقاب نے بڑھکر ایک دو تیر مارا اور ایک گرز زمین پر ماری ایک برق

چمک کر تفنگ پر گری کہ سر زخمی ہوا عقاب ابر سوار تلوار پکڑ کر دوڑ پڑا تفنگ پیچھے ہٹا زبان پر اسنے ہاتھ ڈالا کہ زبان کاٹکر سحر کرون چالاک جھپٹ کر پہلو پر آیا کہا دیکھو وہ گولہ مارا چاہتا ہی جیسے ہی تفنگ نے سر اٹھایا چالاک نے حلقے کمند کے گلے مین ڈال دیے ارے گھنکر پلٹتا تھا کہ حباب مار کر خنجر لپیٹ کے مارا شکم چاک قصہ پاک اور نعرہ اپنے نام کا کیا نعرہ چالاک

بعیاری من آنم چست و چالاک ۔ بچشم دشمن اندازم کف خاک
نہ آید باد گردِ تیز گامم ۔ خلیفہ اولم چالاک نامم

چالاک تو بھاگا عقاب جو گولہ پکڑ کر دوڑا مارے گولون کے لشکر کا ستھراؤ کر دیا فریاد فریاد کرتے ہوئے سب بھاگے حیرت جادو بیٹھی ہی کہ لشکر تفنگ کا بھاگتے ہوئے دیکھا گھبرا کر حیرت نے کہا ارے یہ کیا ہوا کنیزون نے عرض کی تفنگ مارا گیا حیرت نے کہا نعمان سے کہو طبل بازگشت بجوادین کل ہم بھی اسی لشکر مین داخل کرینگے اب عقاب سے مقابلہ پڑیگا نعمان نے پکار کر افسرون کو آواز دی طبل بازگشت بجوادو کمیدان رسالہ دار نے طبل بازگشت بجوایا عقاب ابر سوار نے حیرت جادو کو جو تخت پر بیٹھے دیکھا جھک کر سلام کیا ملکہ نے منھ اپنا پھیر لیا عقاب جھلایا ہوا پلٹا کہتا ہوا کہ اگر مین نے اس سب سلطنت کو خاک مین نہ ملادیا تو کچھ کام نہ کیا سب ممالک کوہستان پھر اسیطرح کے خارستان ہوجائینگے نہین معلوم بی حیرت اپنے دل مین کیا سمجھتی ہین اور نعمان کو تو اس چال زار سے قتل کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اسکے حال پر گریہ و زاری کرین اور مجھکو ذرا ترس نہ آئے بکتا جھکتا اپنی بارگاہ مین آیا چپکے چپکے کہ رہا ہی کہ چالاک کو بلا کر لاؤ اگر وہ میرے پاس آئے تو مین اسے پرورش کرون اسنے آج بڑا احسان کیا کہ تفنگ کو مارا ورنہ بڑی مشکل سے مارا جاتا چالاک بلا تکلف پاس عقاب کے آیا عقاب ابر سوار چالاک کو دیکھکر اٹھ کھڑا ہوا کہا اے مہتر والا گہر اگر حیرت کو گرفتار کردو تو جو مانگو وہ دون دولت دنیا سے نہال کردون مین نے بڑی تباہی اٹھائی ستر لاکھ کا لشکر مٹتے مٹتے آٹھ سات لاکھ جادوگر رہگئے افسر کیسے کیسے مارے گئے کہ جنکا مثل ممکن نہین چالاک نے کہا اے عقاب ابر سوار یہ گستاخی کیونکر ہوسکے کہ ملکہ حیرت جادو کو اپنے ہاتھ سے گرفتار کرون اور تمھارے حوالے کردون عقاب نے کہا اے چالاک عہدہ وزارت دونگا چالاک ہان ہون کرکے خاموش ہو رہا عقاب ابر سوار سے رخصت ہو کر چلا آیا یہان حیرت جادو نے نعمان کو حکم دیا نعمان نے فوج جنگی کو آراستہ کیا مقابلہ مین آکر عقاب کے اتری عقاب کو خبر پہونچی کہ ملکہ حیرت و نعمان مقابلے مین میرے آئی مین اسنے طبل جنگی بجوادیا ملکہ حیرت جادو کو خبر پہونچی ملکہ حیرت نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چالاک لشکر مین ملکہ حیرت جادو کے موجود ہی دو پہر رات گئے جب حیرت نے دربار برخاست کیا خوابگاہ کو چلین نعمان نے عرض کی کہ مین لشکر پر عقاب کے جاکر آگ برساتی ہون اگر وہ عیار ل جاتا تو مین اُس سے کہتی کہ جاکر عقاب کو بیہوش کر ایک کنیز نے جواب دیا کہ حضور وہ چھلاوہ ہی نہین معلوم کہان ہوگا اُسکو کون پاسکتا ہی ملکہ نے کہا کیا ضرورت ہی تم جاکر آگ برساؤ اگر کہو تو مین بھی آؤن نعمان نے کہا مین آپکو تکلیف دینا نہین چاہتی یہ کہکے نعمان بلند ہوئی حیرت خوابگاہ مین آکر بیٹھی کنیزون کو حکم دیا ہمکو خبر پہونچاتی جانا یہان عقاب تو پڑا سو رہا ہی ماہیار مجوا رطلایہ پر پھر رہا ہی یکایک اسنے دیکھا کہ ایک جھونکا ہوائے گرم کا چلا کہ منھ سب کا پھنک گیا ایک شعلہ بھڑک کر آسمان سے گرا ایک خیمے مین آگ لگی دوسرا شعلہ گرا دوسرے خیمے مین آگ لگی چار پانچ شعلے گرے خیمے لشکر عقاب ابر سوار کے جلنے لگے جادوگر بھاگ کر جسطرف

بجاتے ہین دیوار آتش پاتے ہین پانی کھول کر چشمونکا خشک ہو گیا نخل کو ولہ بنکے شاخین جل جلکر گر رہی ہین پتونکا پتہ نہین ہر طرف ہنگامہ ہی کہ لشکر مین آگ کسنے لگا دی ہر طرف دیوار آتش معلوم ہوتی ہی ماہیار گھبرایا ہوا بارگاہ عقاب مین گیا پانون پکڑ کر چلایا کہ ای شہریار اُٹھیے دیکھیے لشکر مین کیا قیامت برپا ہی سارے لشکر مین ایک قیامت برپا ہی گرد لشکر کے دیوار آتش معلوم ہوتی ہی فوج اپنی بدنصیبی پر روتی ہی عقاب ابر سوار آنکھین ملتا ہوا باہر آیا نگاہ اُٹھا کے دیکھا جہانتک پیک خیال جاتا ہی آگ ہی آگ معلوم ہوتی ہی اسنے بہ تعجیل جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک روئی کا گالا نکالا چند قطرے پانی کے اُسپر ڈالدیے اسم سحر پڑھا کہ لکہ ابر بلند ہوا نعمان جادو آسمان سے دیکھ رہی ہی دیکھا اسنے کہ اب یہ لکہ ابر برسیگا آتش سحر کو بجھا دیگا جیسے ہی لکہ ابر بلند ہوا پہلو پر اسکے اگر دونون ہاتھ چمکائے ابر جو معلوم ہوتا تھا اُسپر بجلی کڑک کے گری عقاب ابر سوار نے دیکھا روئی کا گالا اُلٹا پلٹتا چلا آتا ہی گھبرا گیا کہ یہ کیا معرکہ ہی سحر جواب دیتا ہی کہ پہلو سے آواز آئی ای عقاب نعمان جادو کے سحر نے یہ آفت بپا کی ہی پلٹ کے دیکھا کہنے والے کو نہ پایا سمجھا کسی ہیر نے تدبیر بتائی دوسرا لکہ ابر کا بنایا اور سحر کرتا جاتا ہی ملکہ نعمان نے اس ابر پر بجلی گرائی مگر اُسپر بجلی نہ گری الگ کڑک کر گری کہ کئی ساحران عقاب کے سر اُڑگئے لکہ ابر گرج گرج کے برسنے لگا نعمان نے دوسرا سحر کیا عقاب دیکھتا ہی ایک طرف کی آگ برستی ہی ایک طرف سے شعلے پیدا ہوتے ہین گھبرا کر اسنے کہا ارے سحر جس کسیکا ہی محیط ہو چکا ہی اتنی مین نے آگ بجھائی اُسکے دونے ساحر جلے حیران ہو رہا تھا کہ کیا تدبیر کرون جو اس آگ کو بجھاؤن ایکطرف بنگاہ غور جو دیکھا نعمان ستارہ بنی ہوئی سحر کر رہی ہی بس تاک کر اسنے گولہ مارا نعمان نے ہرچند روکا مگر نہ رُکا یہ سحر جو عقاب نے کیا نعمان کے ہوش اُڑ گئے اسنے دو پتھر زمین پر مارا نعمان گری اپنے کو بہت سنبھالا مگر نہ سنبھل سکی زمین پر آکر قائم ہوئی اتنے عرصے مین ابر اس زور وشور سے برسا کہ سب آگ کو بجھا دیا اب نعمان وعقاب سے مقابلہ پڑا عقاب ابر سوار نے لشکر والونکو اشارہ کیا سب سردار جو اسکے جماو رکے آئے نعمان پر سحر کرنے لگے عقاب گھبرا کے دیکھتا ہی کہ حیرت تو نہین ہی سردارون سے کہتا ہی یارو دیکھکے سحر کرنا اگر حیرت بھی ساتھ ہو تو مین جل جانا خیمون کا گوارا کرون سردارون نے کہا حضور اب اُسکا کیا پاس ہی عقاب بیقرار ہو کر رو دیا کہا یارو کسی کے دل کی کسی کو کیا خبر ہی میرا تو اُسکے فراق مین حال بد تر ہی مین کیا بیان کرون میری تو یہ کیفیت ہی بموجب نظم

بہاتا سیل گریہ کیا کہ جاتے یار بد ظن تک
گلا گھونٹا گریبان نے جو اشک آئے بھی دامن تک

حجاب ابر مانع ہی گذر کیونکر ہو گلشن تک
وہ شبنم ہون پہونچ سکتا نہین دیوار گلشن تک

کمال ضعف سے گھبرا کے آنسو میرے کہتے ہین
مدد ای اضطراب شوق لیچل ہمکو دامن تک

وہ کہتے ہین یہ ہی کسکے دل بیتاب کا شعلہ
کہ بھر جاتی ہی اک بجلی سی آکر میرے دامن تک

ہجوم جوش وحشت سے ہوئے ہین بے ادب ایسے
گریبان سے اُلجھ کر ہاتھ آجاتے ہین دامن تک

ہوائے بوسہ مین بن خاک ہو کر بھی پشیمان ہون
ہوا آنے نہین دیتی کسی کو میرے دامن تک

قدم جمنے نہین دیتی صفائے عارض جانان
پھسلتی ہی نظر ایسی کہ آجاتی ہی دامن تک

ترے چھٹنے سے چھوٹا آنسوؤن نے ساتھ آنکھونکا
گلے مل مل کے آپس مین چلے جاتے ہین دامن تک

ندامت ہوگی ای دست جنون گر کچھ رہا باقی
غضب آیا جو آیا بخیہ گر کا ہاتھ دامن تک

نگاہ قہر سے کیون گھورتا ہی دمبدم ظالم
قسم لے لے جو میرا ہاتھ بھی پہونچا ہو دامن تک

خوشنا قسمت قفس مین ہم قفس پر سیکڑون پر دا
خطا میری نہین صیاد میری آرزو لیجا
کبھی گلچین نے للکارا کبھی صیاد نے گھورا
بہار فصل گل آئی ہی مین کنج قفس مین ہون
نہ کر آزاد اے صیاد لیکن رحم کر اتنا
گلون کے آتش رخسار سے شعلے بھڑکتے ہین
قفس سے چھوٹ کر دام اجل کی تو اسیری ہی
وہ بیتابی کہان ممکن جو توڑے دام ہستی کو
ادائے رسم ماتم ہمصفیر آپس مین کر لینگے
ترے عاشق کا لاشہ ناپسند طبع ہی سب کو
غنیمت ہی نسیم آزاد ہونا جب میسر ہو

نظر بھی اب تو جا سکتی نہین دیوار گلشن تک
کہ مجھکو کھینچ لائی تھی یہی دیوار گلشن تک
ٹھہرا ایک دم گلشن مین جب آیا نشیمن تک
ہمارا رہا او مجھکو ڈھونڈھ جاتی ہی نشیمن تک
قفس سے دیکھلون لیچل مجھے اُجڑے نشیمن تک
لگی ہی آگ کو سون کسطرح جاؤن نشیمن تک
نہین ممکن کہ میری روح بھی جائے نشیمن تک
وہ آزادی کہان ممکن جو لیجائے نشیمن تک
صبا لیجائیو دو چار پر میرے نشیمن تک
نہین آتا اگر وہ سو رہی دیوار مدفن تک
لپٹینگے ہمصفیرون سے پہونچکر صحن گلشن تک

یہ اشعار پڑھکر خوب رویا کہا یارو کیا کہتے ہو مین نے کیا کیا جفا اٹھائی میری مصیبت پر تو خیال کرو اُس ظالم کے کشتن کا مٹنا مین کیونکر گوارا کرون وہ مجھکو ستاتی ہین مین انکو آباد کرتا ہون دعائین دیتا ہون قصور پر قصور کی بلائین لیتا ہون سب نے کہا حضور حضرت نعمان ہر اب تو عقاب ابر سوار سحر کرتا ہوا بڑھا نعمان نے دیکھا سب ساحر انبوہ کرکے آتے ہین نعمان نے ایک سحر کیا جھونکے ہوا کے چلنے دو چار ٹکرانے لگے دو چار گھبرانے لگے دو چار غل مچاتے تھے دو چار بھاگے جاتے تھے عقاب ابر سوار پکارتا ہی یارو کہان جاتے ہو مارے سب ملکر سحر کرو اس ظالم کو پکڑ لو بچکر نہ جانے پائے اُسنے پچاس ہزار ساحر میرے پامال کیے خیمے بارگاہین جلین ہاے ظلمات نہین کس مزے سے سلطنت کرتا تھا سترون تک کوئی میرا ہمسر نہین اب ایک ایک عورت میرا مقابلہ کرتی ہی اسوقت مین اب تم لوگ بھی میرا ساتھ چھوڑتے ہو وہ کہتے تھے ہم کیا کرین ہمارے قدم نہین جمتے ہم اپنے ہوش مین نہین ہین یہ کہکے بڑھا سحر و ار منتشر ہو گئے دو چار مرے دو چار زخمی ہوے عقاب ابر سوار و نعمان جادو مین سحر چلنے لگا عقاب نے کارد سحر پھینکی ملکہ نعمان نے شانے کا خون ہتھیلی مین لیا پکار کر آو اژدہی اے کارد سحر بھوگ اپنا لے وہ ہاتھ بڑھا کے گری خون پی گئی اب جو اُسی کارد کو نعمان نے تیار کرکے مارا عقاب ابر سوار نے لاچار ہوکے ہتھیلی سامنے کر دی ہتھیلی کو توڑ کے کارد نکل گئی اور ایک ساحر کے سینے پر پڑی توڑ کر پشت کو پار گذر گئی ساحر اُس کارد سے مرے دو چار سحر ایسے ایسے عقاب و نعمان سے چلے ہتھیلی عقاب کی زخمی ہوئی مگر اُسی ہاتھ سے قبضے پر ہاتھ ڈال کے جا پڑا اجیداری کرکے ہاتھ مارا نعمان جادو کا سر زخمی ہوا عقاب ابر سوار نے چاہا سر کاٹ لون نعمان پیچھے ہٹی اُف اُف کرتی جاتی ہی شعلہ ہاے آتش منہ سے بھڑکاتی ہی چاہا لپک کے ہاتھ مارون پہلو سے آواز آئی اے شہنشاہ کیا کرتے ہو اپنے ایک کمیدان کو دیکھا کہ تیغہ برقتاب ہاتھ مین کہتا ہوا آتا ہی کہ مین اسکو قتل کرونگا اس ظالم نے لاکھ جادوگر مار کر ڈالدیے کئی سو خیمے جلے بارگاہین برباد ہوئین وہ کمیدان جست کرکے قریب آیا کہا دیکھیے طرف سے کوہ کے ابر شمالی اٹھا ہی معلوم ہوتا ہی حیرت آتی ہین آپ اُس ابر کو دیکھیے مین اسے مارے لیتا ہون عقاب ابر سوار طرف کوہ کے پلٹا منہ پھیرنا تھا کہ حلقے کمند کے گلے مین

ڈالدی اور پکار کر آواز دی منم معتبر بن مہتر چالاک بن عمرو ارے کہکے عقاب ابر سوار پٹا چالاک نے حباب بیہوشی مارا عقاب بیہوش ہوا چالاک نے آواز دی ای نعمان لینا ساحر چالاک پہ چنے چالاک پر گولہ مارا نعمان نے گولے کو روکا چالاک تو بھاگ کر نکل گیا نعمان جھپٹی کہ عقاب کو لے لون سردار ٹوٹ پڑے عقاب کو اُٹھا لیا مگر پانون سب کے اُکھڑ گئے چالاک نے جاکر لشکر نعمان مین خبر دی کہ نعمان نے لڑائی فتح کی کہا ہی کہ آکے مال لوٹو ملازمان نعمان ہجوم کرکے پہونچے مال لوٹنا شروع کیا عقاب کو لیکر ملازم بھاگے نعمان نے تین کوس تک سحر کرکے مارا چاہتی تھی عقاب کو چھین لون مگر ممکن نہوا وہ لوگ اکثر پلٹ کے لڑے بھی اور مالک کو لپٹے نکال بھی لے گئے آخر نعمان بفتح و فیروزی پلٹی حیرت پہاڑ سے اُتر آئی نعمان نے آتے ہی سلام کیا عرض کی واری حقیقت مین حضور نے قدر نہین کی عیار تو بلاے روزگار ہی ایسی جھٹ پٹ عیاری کرتا ہی کہ عقاب کو بیہوش کیا جب تو میرا پنجہ قابض ہوا وہ لڑائی اسطرح فتح نہوتی اُسکو شکست فاش ہوئی بھاگنے کی تلاش ہوئی آپ اُسکو بلا کر سرفراز کرین حیرت نے مسکرا کے کہا چپ رہو اس بات کا ذکر نہ کیا کرو نعمان خاموش ہو رہی حیرت جادو نے برسر قلعہ کوہ آکر بڑی دھوم سے جلسہ آراستہ کیا ناظمون کو خلعت دیے چار لاکھ کا لشکر تیار کرکے خود تخت پر سوار ہوئی نعمان جادو کو سپہ سالار کیا نقارے پر چوب پڑی طرف ہوشربا کے روانہ ہوئین اب انکو راہ مین چھوڑ دو وقت پر حال لکھا جائیگا

دو کلمہ داستان نادر بیان امیر حمزہ صاحبقران زمان کہ مقابلہ سالوس مین فروکش ہین بعد قتل مغیلان قیامتین برپا کرنا سالوس کا اور عیاریان عمرو کی باقی حالات متعلقہ داستان ہذا

خمسہ عوض ساقی نامہ موافق مضمون داستان

ربط دیکھے آشنائی دیکھ لی | کج ادائی بیوفائی دیکھ لی | عشق کی ساری رسائی دیکھ لی
وصل بھی دیکھا جدائی دیکھ لی | حق نے جو صورت دکھائی دیکھ لی

ای مصور کیا ترے نقش و نگار | مجھکو دکھلا کر نہ کر حیران کار | غیر سے مطلب نہین ہی زینہار
دل کے آئینہ مین ہی تصویر یار | جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

چشم تر پر ہی وہی دریا کا شک | جوش گریہ سے وہ ہی ساحل تلک | کم ہوئی کب آتش غم کی بھڑک
نالہ کب پہونچا در تا ثیر تک | لاکھ بار اُسکی رسائی دیکھ لی

حشر کا خورشید صورت چاند سی | قامت موزون قیامت ای پری | زندگانی کی نہین صورت کوئی
دیکھ لی ترچھی نگاہ یار بھی | زلف کی بھی کج ادائی دیکھ لی

غیر تو کیا رخ وہ خاطر کے ہین | آشنا بھی آشنا ظاہر کے ہین | اہل بر سنار اُس بت جابر کے ہین
سب طرفدار اب اُسی کافر کے ہین | بس خدا کی بھی خدائی دیکھ لی

عشوہ و نازہ و ادا کچھ کم نہ تھے | اُسپر انداز ستم نہ اگر ہوئے | ہاتھ سے ایسے گئے جی کیونکر بچے
اسلیے ہر دم ہی آئینہ لیے | جب کی کچھ بچ بنائی دیکھ لی

عشق سے اُسکے یہ تھی ہمکو مراد | وصل سے اک دن کرونگا دل کو شاد | ای اجل تو ہی ذرا دے اسکی داد
سخت جانی اُس سے کیا ہوگی زیاد | آمد ہنگام جدائی دیکھ لی

نہ خیال روے نور آگین رکھو | نہ ہواے گیسوے پرچین رکھو | نہ مثال صدر دل غمگین رکھو
مثل آئینہ ما سلاا آمین رکھو | سامنے جو صورت آئی دیکھ لی

چہرہ مرحلہ پیمایان جنگ شوکت و جرأت و طے کنندگان مراحل پر ہول و وحشت توسن کلک کو میدان توصیف جنگ صاحبقران زمان مین یون مہمیز کرتے ہین یعنی مصنف منشیان کلام درد آمیز و نگار بزم داستان ستیز سابق مین تحریر کرچکا ہون کہ مغیلان کوہ پیکر ساحرہ نامی و نامور کی طرف سے سالوس مکار کے اسم اعظم تو صاحبقران کا مدت سے بند تھا سالوس نے حرز ہیکل بھی لے لی اب امیر با توقیر مثل مُردو کے پڑے ہوے ہین جب بوقت سحر یہ بد سیر میدان مین آیا تو ناہید دختر سالوس کی کہ صاحبقران پر مائل تھی اور مغیلان نے اُسکو قید کیا تھا ہر چند کہ سالوس نے بھی کہا کہ ناہید کو ہمارے پاس لاؤ قدرت سمجھائینگے مغیلان نے نہ مانا گلشن سحر طراز زوجۂ سالوس بیٹی کا حال سُنکر بہت گھبرائی کنیزون نے بھی خبر دی تھی کہ صبح کو ناہید قتل ہوگی لشکر صاحبقران کا اختتام ہی خوابگاہ سالوس مین شیشۂ اسم اعظم دفن تھا گلشن نے رات کو کھودا صبح کو عین وقت پر آکے شیشہ توڑا حمزہ کو جیسے ہی ہوش آیا دریاے جرأت کو جوش ہوا تیغ عقرب سلیمانی کے قبضے پر ہاتھ ڈالا نعرہ کرکے گرے ناہید نے بھی رہائی پائی گلشن و ناہید نے خوب خوب سحر کیے لشکر سالوس کو خوب تباہ کیا مغیلان کوہ پیکر مارا گیا سالوس مردار خوار قصر ہرمزدان مین آیا اُنھون نے ہدایت کی کہ خود قدرت طبل جنگی بجوائین اور سحر اپنا تیار کرین کیا عجب ہی کہ فتح ہو سالوس نے آٹھ دن کی صاحبقران سے مہلت لی ہوم خانہ مین داخل ہوا سحر عجائب و غرائب تیار کیے آٹھوین دن ہوم خانے سے نکلا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا مشیران سلطنت و وزیران آہستہ آکر جمع ہوے سالوس نے کہا یارو اب قدرت نے تقدیرین مضبوط کین ایک ساحر موسوم بہ سمنکال کہ بیشۂ قدرت مین قدرت نے اُسکو پرورش کیا آیا چاہتا ہی اُسی کے نام پر طبل جنگی بجیگا قدرت نے لوہے کی زنجیرونکی تقدیر کی ہی ٹوٹنے نہ پائے رشتۂ خام نہین ہی جو ٹوٹ جائے وہ بند و بست ہو کہ مسلمانون کو معقول شکست ہو سب سردار چپ بیٹھے ہین ہر شخص رنج و ملال مین کسی کا بھائی مارا گیا کسی کا بیٹا قتل ہوا سب ملول و حزین ہو رہے ہین اپنی مصیبت پر رو رہے ہین سالوس کہہ رہا ہی یارو تم لوگ جواب نہین دیتے شاید تمھارے دل کو یقین نہین آتا سب نے کہا یا خداوند کیا بولین جتنی تقدیرین قدرت نے کین سب اُلٹی ہوئین سالوس نے کہا کیا ہوا بندگان قدرت قسمتین مل گئے ہین تقدیر کو تدبیر سے پلٹ رہے ہین سردارون نے کہا پھر وہ پلٹ دینگے سالوس نے کہا اسی وجہ سے قدرت نے لوہے کی زنجیرون مین تقدیرین کی ہین کہ ٹوٹ نہ جائین ہر چند سالوس چاہتا ہی کہ یہ لوگ شگفتہ ہون مگر کوئی جواب بھی نہین دیتا کہ آسمان پر اک ابر سیاہ پیدا ہوا بڑے زور شور سے ابر اُٹھا دن کی رات ہوگئی سب دیکھا کیے وہ ابر برسر لشکر سالوس آکر پہونچا بعد لمحہ بھر کے ایک ٹوٹا ہوا ابر شق ہوا ایک ساحر سیہ فام پینسٹھ ارنج کا قد و قامت دیو ہی کہ قالب انسان مین سمایا ہوا ہی بال کمر سے نیچے لٹکے ہوے اسباب سحر تمام تخت پر چنا ہوا پشت پر لاکھو ساحر طائران پرند پر سوار بعضے

ابھر ہر انشستین پر بعضے اژدر آتش فشان پر سر پر تاج پہنے ہی اُسمین ایک تختی الماس کی اُسپر بخط جلی لکھا ہی
کہ سمنکال جادو پرورش یافتۂ بیشۂ قدرت بڑی دھوم سے آکر پہونچا لشکر ون مین تھرتھری پڑی
ملازمان سالوس اب شگفتہ ہوے ایک سے ایک کہتا تھا کہ یارو اب قدرت کو غصہ آیا اس ساحر کا
کبھی ہمنے نام بھی نہین سنا تھا کس زور و شور سے آیا ہی کہ دل کانپ رہا ہی سمنکال نے لشکر اپنا باہر
اُتارا ایک بڑی بارگاہ اسکے واسطے استادہ ہوئی پہلے سمنکال دربار مین آیا پایۂ تخت سالوس کو
بوسہ دیا کہا یا خداوند میرے حریف کہان ہین سالوس نے کہا سامنے جو لشکر مقابلے مین اُترا ہی وہی
سب دشمن ہین ای سمنکال قدرت نے ایک مرتبہ شب کو شراب پی اُس نشے مین فلک قدرت اُٹھ گیا
اور قدرت اُسوقت سو بھی گئے اسوجہ سے تقدیر مین فرق پڑا اب وہ لوگ تقدیر کو تدبیر سے پلٹ
دیتے ہین لیکن ای سمنکال قدرت نے تمکو تکلیف دی ایک عیار مکار ہی اُس سے اپنے کو بچانا عجب
عجب صورتیں بدل کے آتا ہی پہلے اُسکا انتظام کرلینا ورنہ وہ عیاری ضرور کریگا اور اتفاق سے
خواجہ عمرو بھی واسطے خبر کے تشریف لائے تھے ایک گوشے مین کھڑے یہ سب معاملہ دیکھ رہے ہین صورت
سمنکال کی بحیرت دیکھ رہے ہین سمنکال نے کہا یا خداوند اُس عیار کا کیا نام ہی سالوس نے اپنا کان
پکڑ لیا کہا ای سمنکال نام نہ پوچھو اُسکے نام مین یہ تاثیر ہی کہ جہان ہر مرتبۂ اول اُسکا نام لیا مشرق مین ہو
یا مغرب مین ہو اُسکو خبر ہو جاتی ہی جہان دوبارہ نام لیا اُس محفل کی طرف متوجہ ہوکے بیٹھتا ہی جہان تیسری
مرتبہ نام لیا اُس محفل مین آتا ہی پھر اُس کا آنا غضب خداوندی ہی کسی پر جو تبان پڑین کسیکا سر کٹتا
محفل درہم و برہم ہو جاتی ہی مین تو نام نہ لونگا سمنکال نے کہا یا خداوند مین قصد کرونگا کہ جاکر اُسکو پکڑ لاؤن مگر
جب نام نہ معلوم ہوگا کیونکر گرفتار کرونگا ایسے مقام پر قید کرون کہ تا قید حیات اُس زندان
مصیبت سے نہ چھوٹے تڑپ تڑپ کے مرے قدرت کو تو داغ بالاے داغ پہونچے ہین سردار وہ
مارے گئے کہ جنکا مثل ممکن نہین نور چکیدۂ خالص قدرت دختر بداختر ملکہ ناہید نکل گئی مگر مغیلان
نے کیا کارنمایان کیا تھا اسم اعظم قدرت نے بند کیا حرزہیکل اُسنے چھینی ناہید کو گرفتار کیا مگر اُسکو غرور
بڑا ہو گیا قدرت کو کسی کا غرور پسند نہین خود زوجۂ قدرت کو ہدایت کی وہ شیشہ اسم اعظم کا لیگئی عین
گرمی جنگ مین شیشہ توڑا صاحبقران ہوشیار ہوے مغیلان ایسا سردار مارا گیا سمنکال نے
کہا یہ جھگڑے نہ بیان کیجے نام اُس شخص کا ایکبار لیجے مین عہد کرتا ہون کہ دوبارہ نام نہ لونگا اب
سالوس کھڑا ہو گیا کہا ای سمنکال نام اُس ظالم کا لیتا ہون ذرا ہوشیار ہو جاؤ سمنکال نے کہا
کیا قدرت قلعہ فتح کرتے ہین بالقاب سالوس نے نام لیا سمنکال نے کہا واہ خداوند آپ نے بھی
کسکا نام لیا ہم دس مرتبہ نام لیتے ہین عمرو عمرو عمرو عمرو سالوس نے کہا اب وہ ضرور ہی آئیگا
سمنکال نے کہا اگر آئیگا تو زندہ واپس نہ جائیگا سمنکال نے کہا آیا نہین مین نے دس مرتبہ نام لیا
تیز رفتار عیار بھی بیٹھا ہی اسکے منھ سے نکلا کہ یا خداوند کچھ رونمائی تو چاہیے سمنکال نے کہا کہ ایک
توڑا اشرفیونکا رکھدو توڑا اشرفیونکا رکھکر سالوس نے آواز دی کہ یا خواجہ صاحب تشریف لائیے
یہ آپکی رونمائی رکھی ہی زرد زرد جو اشرفیان خواجہ نے دیکھین منھ مین پانی بھر آیا جی مین کہتا ہی اگر یہ
مال نہ لیا تو کچھ کام نہ کیا سمنکال بیٹھا دیکھ رہا ہی کہ زمرۂ خدمتگاران سے ایک خدمتگار توڑے دار پگڑی

سر پر جنی ہوئی چکپن پہنے ہوئے بنی پاک کمر سے لگا ہوا بلبل چشم کا پٹکا جوتا بھاری زردوزی کا
سالوس و سمنکال کو بڑھکر سلام کیا اشرفیونکا توڑہ اٹھا کر مشکل سے کمر تک لایا نذر زنبیل کر لیا
سالوس نے کہا ای سمنکال دیکھا اُسنے کہا یا خداوند مین اُسکی تصویر دیکھ چکا ہون سالوس نے
کہا ای سمنکال خواجہ رونمائی تو اپنی لے چکے صورت اصلی بھی دکھا ٹیگے عمرو نے جست کی پچیس قدم
بلند ہو کر آواز دی نژاد آدم درویش از کل عالم بیش یہ و میری صورت مرحمت ہوا اب جو عمرو زمین
پر آیا سمنکال کی نگاہ پڑی کہ ایک شخص عجیب الخلقت نار بل سا سر کلچہ سے گال موتی مروارید سے
دانت ناگاسی گردن چھ گز کا دھڑ تلے کا اور تین گز کا دھڑ اوپر کا نو گز کا پیادہ مگر شطرنج کا پیادہ ہی
جو شاہ کو گھس کے مارے سمنکال نے چاہا سحر کرون عمرو نے دیکھا سمنکال کے تیور پر بل پڑے مگر یہ
پیرو مرشد بشرہ شناس جہان کسی کی پیشانی پر بل پڑا اسطرح بنا کر مطلب دل حاصل کر لیا جیسے ہی سمنکال نے
ہاتھ طرف جھولی کے بڑھایا عمرو نے پکار کر آواز دی ای شہنشاہ سمنکال جسوقت سے تم آئے
ملکہ ناہید و گلشن کو اسقدر دست آئے کہ مثل مردے کے پڑی ہین آقا میرا حمزہ کانپ رہا ہی
مجھکو بھیجا ہی کہ شہنشاہ سمنکال سے میرا مصالحہ کرا دو اب سحر کا ارادہ نہ کرین یا تو سمنکال کا ارادہ
تھا کہ سحر کرون زمین پاؤن تھام لے پایہ خوشامد سنکر بھول گیا عمرو نے کہا دیکھیے آپ کے پہلو مین
میان مطیر جادو جو بیٹھے ہین یہ میرے پاس آئین مین مفصل حال کہدون سمنکال نے کہا ای مطیر
پاس عمرو کے جاؤ دیکھو خواجہ کیا فرماتے ہین جیسے ہی مطیر قریب عمرو کے آیا عمرو نے چلا کے کہا
ای مطیر وہ دیکھو صاحبقران ہاتھ رومال سے باندھے آتے ہین جیسے ہی مطیر اسطرف پلٹا عمرو نے
خنجر مار اکلاہ اُسکے سر سے گری سمنکال نے چلا کر آواز دی او سار بان زادے یہ تونے کیا کیا عمرو
نے کہا ہمارے آنے کی تو نشانی چاہیے عمرو نے جست کی گلیم اوڑھکر غائب ہو گیا لینا لینا کہکے
ساحر دوڑے سمنکال گھبرا گیا مطیر کا بھائی باران روتا ہوا اٹھا کھڑا ہو کر گالیان دینے لگا
کہ عجب سار بان زادہ پاجی ہی مین تو اسکی بوٹیان کاٹ کاٹ کر کھا جاؤنگا ایک چوبدار بڑھا
کہا ای باران جادو عیار بھی قوم کے اشراف ہین کلمات سخت نہ کہو باران نے کہا او چوبدار
تجھکو کیا چوبدار نے کہا دیکھیے آپ کے افسر صاحب بھی منع کرتے ہین جیسے ہی باران نے منھ اپنا
پھیرا عمرو نے ایک عصا مارا کہ باران کا بھی سر پھٹا جست کر کے گلیم اوڑھ کے غائب ہوا تیز رفتار
عیار جہاندیدہ کار آزمودہ موجود ہی یہی کہہ رہا ہی کہ یارو اب چپ رہو اور نہ و چار کی جان جائیگی
دیکھو چھلاوہ ہی کسطرح جلدی غائب ہو جاتا ہی سمنکال نے کہا یا خداوند آج اگر مین نے اسکو نہ
گرفتار کیا تو اپنا سمنکال نام نہ پایا ابھی جا کے لاتا ہون سالوس نے چپکے سے کہا کہ ای سمنکال
چلا کے نہ کہو اسوقت زیادہ کوشش کرنا بہتر نہین ہی خاموش ہو رہو سمنکال نے تامل کیا کہا خیر
سمجھا جائیگا غصے مین بھرا ہوا ہی سالوس سے کہا آپ طبل جنگی تو بجوائیے بس صبح کو خاتمہ کر دونگا
سالوس نے کہا ای سمنکال اسم اعظم حمزہ کا کھلا ہی حرز سہیل اُسکے پاس ہی قیامت برپا ہو جائیگی
صبح کو حمزہ خود میدان مین نکلیگا کوئی ساحر اُسکا مقابلہ نہ کر سکیگا سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا ہے اسم اعظم
بند کرو حرز سہیل چھین لو سحر مین ناہید و گلشن مقابلہ کرینگی سمنکال ہنس پڑا کہا حضور عورتونکو کیا

دونون

دو نون کو گرفتار کرلاؤنگا اسم اعظم بھی تدبیر کرکے بند کر دونگا یہ کہکے دن ہی سے طبل جنگی بجوادیا عمرو لشکر کفار سے
نکلکر لشکر ظفر اثر حمزہ صاحبقران نامور مین آیا امیر کشور گیر اپنی بارگاہ مین جلوہ فرما ہین ناہید و گلشن
بھی حاضر ہین سمنکال کے آنے کی خبر ہرکارون نے بیان کی یہ بھی ذکر کردیا کہ اُستاد نے ہزار اشرفیان لین دو ساحر
مارے گئے کہ عمرو بھی آگے پہونچے تمام کیفیت بیان کی اور اشرفیون کے مقدمے مین یہ جواب دیا کہ حضور ساحر
سکار ہوتے ہین وہ اشرفیان مپیل کی تھین بیرون لشکر گھورے پر مین نے سب ڈالدین اور طبل جنگی کی بھی خبر
دی اور یہ بھی کہا کہ حضور اسم اعظم سے بہت ہوشیار رہین وہ ملعون فکر مین ہے امیر نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین
بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے جیسا کچھ نقاش ازل و کاتب قدرت نے ترقیم کیا ہے وہی پیش آئی ہے
اس بات کا تردد و انتشار کیا جو ہر کی جھیلینگے جان پر کھیلینگے انشاءاللہ صبح کو حال کھلجائیگا تمام لشکر مین تیاریان
ہونے لگین مگر خواجہ عمرو کو کب چین پڑتا ہے پھر گھبرا کے بارگاہ سے نکلے کنارے پر لشکر ظفر اثر کے کھڑے
ہوے تجویز کر رہے ہین کہ کس صورت سے جاؤن ناگاہ جنگل سے چھم چھم کی آواز آئی خواجہ نے دیکھا ایک
بہلی ناگوری بیلون کی سینگو پر خول چاندی کے گلے مین گھنگرو پڑے ہوے ایک مہ جبین اُسپر سوار رنگ
گلنار پوشش جوان کمسن اُٹھر پنے کے دن حسین جمیل ماہ رخسار قمر پیکر سمن بر بھولی بھولی صورت ڈر ناک مین
پڑا ہوا دریاے جواہر مین غوطہ زن بہلی اُڑتی ہوئی چلی آتی ہے عمرو نے ایک چوبدار کی شکل بنکر بڑھکر پوچھا
میان گاڑی بان ذرا ٹھہر جاؤ گاڑی بان نے گاڑی ٹھہرائی عمرو نے کہا یہ بہلی کہان سے آتی ہے اُسنے
جوابدیا بائی جی چندو مجرائی شہنشاہ سمنکال کی لشکر سویرے سے چلا ہمکو گاڑی کسنے مین دیر ہوئی اسوجہ
سے پیچھے رہگئے لشکر سمنکال مین جاتے ہین یقین ہے بائی جی کی تلاش ہو رہی ہوبے انکے مجرے کے میان
سمنکال کو چین نہین پڑتا دو ہزار روپیہ ماہواری دیتے ہین تم کہان کے مردوے ہو عمرو نے کہا ہمین اسی
لیے ٹھہرایا ہے ہم خداوند کے چوبدار ہین اس بات پر تعینات ہین کہ سب کو قاعدے بتلاتے ہین دل مین
یہ ہے کہ بی چندو ہی کی چندیا گنجی کرون ذرا بی اُترآؤ پیچھے آؤ ہم تمکو سمجھاوین قدرت کے سامنے کیونکر جاؤگی
سلام کیونکر کروگی اگر قدرت کے خلاف گذرا فوراً سنگ سیاہ کردیگے لشکر سمنکال کے دو سو آدمی پتھر
ہوگئے ہمارے پاس نہ آئے قاعدہ نہ پوچھا جا کے سلام کیا قدرت تو بے پروا ہین تمام عالم کی خبر ملتی ہے
اسوقت پریزادین آئی ہوئی تھین دیو زاد آئے تھے جنات فریادین کر رہے تھے کسی نے کسی کا ملک چھین لیا
کوئی جن کسی کے سر پر سوار ہوا اسوقت ملازمان سمنکال مثل انسانون کے سلام کرنے لگے قدرت نے
کہا سنگ شو سب پتھر کے ہوگئے اُنکے عزیز و اقارب رو رہے ہین قدرت کے کان پر جون بھی نہین رینگتی ہے
فرماتے ہین اب یہ پتھر ہی کے رہینگے سمنکال کے کئی مصاحب بھی اُنمین ہین کئی افسر بھی ہین مطیر و باران بھی
پتھر کے ہوگئے ہین بائی جی نے کہا ہان صاحب ہم اُنکو جانتے ہین مردوے نے کہا نہین معلوم اُنسے کیا خطا ہوئی
مین تو باہر تھا اُنکو بھی کہدیا کہ سنگ شو اسواسطے مین نے تمکو ٹھہرایا کہ قاعدے سب تعلیم کردون تمھارے
سن و سال پر رحم آتا ہے تمھین یہان آنے کی کیا ضرورت تھی وہ لڑینگے بھڑینگے مارے جاینگے کیا بچکر وطن کو
جاینگے بائی نے گھبرا کے کہا مردوے صاحب یہ تمنے کیا کہا کہ مارے جاینگے مردوے نے کہا کہ یہان آکر کوئی بھی
بچتا ہے قدرت کو تو روز یہی کھیل ہے ہزار پیدا کیے دو ہزار مارڈالے بندون پر جو گذرتی ہے وہ گذرتی ہے اور آجکل
مزاج قدرت کا ٹھیک نہین ہے مسلمانون سے وہ رنج و ملال اُٹھائے ہین کہ تقدیرین بھول گئے عرش اعلیٰ پر نہین جاتے

نیچے رہتے ہین بائی کو باتین کرتے ہوے ایک درخت کے نیچے لائے کہا دیکھو بی بی اسطرح قدرت کے سامنے جھکنا
لپٹ جانا پائجامہ کھول ڈالنا قدرت کے منھ مین رگڑ دینا قدرت بہت خوش ہوتے ہین نازمین حیران ہی کہ
میان مردے ہے کیا تعلیم کرتے ہین رنڈی کہتی ہی کیون مردے ہے صاحب یہ سب باتین سر دربار ہون کہا ہان صاحب
قدرت کو دربار و غیر دربار کیسا قدرت تو پیدا کرنے والے ہین رنڈی کہتی ہی میان مردے ہے سر دربار تو مجھے
ننگا نہ ہوا جائیگا مردے نے کہا تمکو اختیار ہی پتھر کی ہو جاؤ گی ٹھوکرین کھاؤ گی یہ کہتے کہتے کہا وہ دیکھو کون آتا ہی
رنڈی اُدھر پلٹی خواجہ عمرو نے حلقے کمند کے گردن مین ڈالے حباب مارکے بیہوش کیا رنڈی ذرا اکیلی دیکھی اُٹھا کے
زنبیل مین رکھ لیا کہا لشکر مین بڑے بڑے شوقین ہین کسی کے ہاتھ بیچ لینگے رنگ و روغن عیاری کا نکالا اپنی
بائی کی شکل بنکر بہلی پر سوار گاڑی بان سے کہا تمکو ڑے چل آج ہمکو بڑی بڑی مصیبتین اُٹھانا ہین قدرت
کے منھ مین رگڑنا پڑی مردے نے بڑا احسان کیا گاڑی بان نے پوچھا مردا کہان گیا رنڈی نے کہا ارے یہ
دیکھنے مین آدمی ہین یہ سب فرشتے ہین بشکل انسان کام کرتے ہین اُنکو تو کیا دیکھ سکتا ہی گاڑی بان سے یہ باتین
کرتی ہوئی لشکر مین آئی یہان چوبدار پوچھتا پھرتا ہی کہ بی چندو بائی آئین جیسے ہی بہلی دکھائی دی چوبدار نے
بڑھکر کہا بائی جی اُتریے میان سمنکال یاد فرماتے ہین اُترتے کے ساتھ ہی چوبدار کے ساتھ چلی ایک
ایک مکان کو پوچھتی ہوئی یہ لشکر کسکا اُترا ہی یہ بازار کون ہی کیون صاحبو قدرت کا کب سامنا ہوگا لوگ
کہتے ہین قدرت تو نے نکلت ہین ون کو یہان لشکر مین پھرا کرتے ہین دربارگاہ پر کھڑے رہتے ہین اگر میان
سمنکال کا جی چاہے ابھی ملوا دیجیےین صحبت عیش مین چلے آئینگے دل تو خواجہ کا کانپ رہا ہی کہ ایک جھڑک
اس ملعون سے ہو چکی ہی خدا محفوظ رکھے دل سے یہ باتین کرتے ہوے بارگاہ سمنکال مین آئے دیکھا جملہ
سردار جمع ہین سمنکال تخت پر بیٹھا ہی بائی جی کو دیکھکر شگفتہ ہو گیا پوچھا کیون بائی جی گاڑی کہان پر
رکی تھی کہا صاحب تم ہمسے بات نہ کرو جنگل مین شیر بھیڑیے پھرتے تھے اور ہماری گاڑی چلی آتی تھی
سب جگہ خداوند سالوس نے بچایا یہان سے تین کوس پر ایک جنگل مین ایک شیر ہماری گاڑی دیکھکر
دوڑا بیل چلتے چلتے رک گئے مین تو گاڑی بان سے کہتی ہون ارے گاڑی بھگا اُسنے ڈور یان ہاتھون
سے چھوڑ دین بیل بھی خوف سے شیر کے سر جھکا کے بیٹھ گئے میرے منھ سے نکلا کہ یا خداوند سالوس
وبوس ہمکو اسی واسطے بلایا تھا کہ شیر کھا جاے جیسے ہی مین نے خداوند کا نام لیا دیکھا ایک شخص زرد رو زرد
مو کوتہ گردن تنگ پیشانی حرامزادے کی نشانی آنکھین زرد زرد گربہ چشم کوڑا ہاتھ مین آکر کھڑا ہو گیا
شیر کو للکارا دور ہو یہ ہماری بندی خاص الخاص سمنکال کی معشوقہ ہی تو اسکو کھانے آیا ہی یہان سے
چلا جا نہین تجھکو سنگ سیاہ کر دونگا اتنا کہتے ہی وہ شیر پتھر کا ہو گیا ٹہلتے ہوے وہ بزرگ میرے پاس آئے
مین اُنکے صدقے ہو جاؤن سینے پر ہاتھ رکھا مین نے کہا کیا دودھ بخشیے گا مرد وہ بہت ہنسا وہین سے کھڑے
کھڑے غائب ہو گیا کیون اے سمنکال مین نے تو ابھی دیکھا بھی نہین جو صورت مین نے بیان کی ہی یہی بس
صورت ہی کہ نہین سمنکال دنگ ہو گیا کہا بائی جی آج تو وہ معرکہ گذرا ہمارا اتنا سن آیا کبھی ایسی کرامت
نہین دیکھی مین قدرت کو بلواتا ہون ہر چند اسنے منع کیا مگر سمنکال نے ایک مصاحب سے کہا جاؤ ذرا
قدرت سے عرض کرو کہ آپ کی بندی خاص الخاص آئی ہی جسکی مدد کو آپ خود جنگل مین گئے شیر کو پتھر کر آئے
ذرا آکے اُس بندی سے ملاقات تو کیجیے جا کے مصاحب نے کہا سالوس اُٹھا ہنستا ہوا اکتا ہوا قدرت

نہین معلوم کہان کہان جاتے ہین جانورون کے ہاتھ سے اپنے بندون کو بچاتے ہین اس برنجی نے ہمکو ون سے
پکارا ہم پہونچ گئے اسطرح کی باتین کرتا ہوا دربار سمنکال مین آیا رنڈی نے جو دیکھا پکار اٹھی یہی خداوند ہین مجھکو
انھون نے بچایا شیر کو پتھر کا بنا دیا یہ بڑے حرامزادے ہین ہمارے ساتھ مسخراپن کرتے تھے سالوس پھول
پھول کر ایک ایک سے کہتا ہی قدرت کی یہی عادت ہی یہان بھی سب کے پاس بیٹھے رہے وہان بھی پہونچ گئے
قدرت عرش اعلیٰ پر جاتے ہین بڑے بڑے تماشے دیکھتے ہین بڑے بڑے فرشتے سناتے ہین کھڑے رہتے ہین
بعضے بیٹھے رہتے ہین اٹھنا نہین جانتے ہین اور کیا کیا بتائین گرائی سمنکال گانا سنواؤ کہو اگر قدرت نہ جاتے
تو کیونکر زندہ آتی شیر کے پیٹ مین ہوتی قدرت خاطر سے تمھاری زندہ کرتے پیٹ سے شیر کے نکالتے ٹکڑون کو
جمع کرتے پھر پتلا بناتے روح کو پھونکدیتے ہمارا سردار تمھارے نہ آنے سے بیقرار ہوتا یہ کہتا ہوا تخت پر آکے
بیٹھا پہلو مین سمنکال اور سب سردار جا بجا بیٹھے ہین دربار بھرا ہوا ہی سمنکال نے کہا بائی جی شکر خداوند کا ادا کرو
کسی بندے کے ساتھ ایسی مدد نہین کی جیسے قدرت کو بڑی محبت ہی بائی جی نے منھ پھیر لیا کہا تم نہ ہمسے بولو مین
قدرت کی خاطر کرونگی تمھاری نوکری چھوڑ دونگی سمنکال نے کہا بائی جی ایسا نہ کہو تمکو نہ دیکھونگا تو زندہ نہ
رہونگا رنڈی نے کہا مین قدرت کو راضی کرونگی انکی خاطر سے تم بھی سن لینا یہ کہکے پیشواز پہنی صندوقچہ زیور کا
کھولا سب اسباب جسم پہ آراستہ کیا گت بجنے لگی سارنگی مین لہرا بج رہا ہی طبلے والا ٹکڑے باندھنے لگا بائی نے
گت شروع کی اس لطف سے گت شروع کی گورے گورے ہاتھونکو اٹھانا سینے کا مسکنا توڑے لینا لطف سے

ناچی گت اسطرح وہ ماہ لقا	وجد کرنے لگا در و ادا	سر پہ رکھا الٹ کے جب آنچل	ماہ تابان پہ چھا گیا بادل
جسکی جانب بتا کے سسکی لی	جان اسنے سسک سسک کر دی	دو گھڑی گت ناچی سالوس تعریفین کرتا جاتا ہی سمنکال	

تو صبح ہو رہی بعد گت ناچنے کے یہ غزل شروع کی غزل

		منظور رہی ناپنا کمر کا	پیدا نہ بنا دیتے نظر کا
تھا شام سے دغدغۂ سحر کا	دھڑکا ہی لگا رہا جگر کا	سینے مین سے کچھ آئی آواز	چھوٹا کوئی آبلہ جگر کا
آنسو پونچھینگے کب تک احباب	ٹپکا نہ رکیگا چشم تر کا	دل ہی تو ہی کیا عجب بہل جائے	کچھ ذکر کرو ادھر ادھر کا
کیون زلف دراز کھولتے ہو	کیا خوف نہین تمھین کمر کا	کچھ بے ادبی ہوئی مقرر	سینہ بیدھا گیا گہر کا
تنہا نہین گوشۂ قفس ہی	جھگڑا ہی سا قد بال و پر کا	رہتے نہین ایکدم کسی جا	بتلائین نشان خاک گھر کا
کیا کیا ہمنے نہ خاک اڑائی	پایا نہ غبار تیرے گھر کا	یاقوت کہان مرے دہن مین	ٹکڑا ہو گا کوئی جگر کا
رخصت رخصت جو کہ رہے ہو	ای جان خیال ہی کدھر کا	جب تک ہی ذرا حیات باقی	رستہ دیکھینگے نامہ بر کا
آنکھون مین خیال اور ہی ہی	جلوہ کیا دیکھیے قمر کا	آرام کہان نصیب ہمکو	کھٹکا در پیش ہی سفر کا
پہونچے مرے ہاتھ تک تو قضا	منھ لال کرونگا نیشتر کا	دوڑے لینے قدم اجل کے	دھوکا ہوا یار کی خبر کا
ٹھہرو لاشہ اٹھے تو جانا	جھگڑا ہی ادھر کا اور ادھر کا	کیون آئے نسیم نیند ہمکو	سر رکھ کے زمین پہ یار سر کا

تمام محفل مین سناٹا آگیا سالوس خود بیٹھا ہی کہتا ہی کیون بندی قدرت جو ہم تمکو شیر سے نہ بچاتے تو اسوقت
محفل مین کون گانے آتا ہرچند پیٹ سے شیر کے بھی نکال کے ہم زندہ کر سکتے ہین مگر چالیس دنکا عرصہ
تمھارے زندہ ہونے مین ہوتا مگر ہمنے اپنے سردار کا خیال کیا اسواسطے قدرت پہونچے بائی جی نے
عرض کی ایک بات مجھے اور یاد آئی جب آپ تقاضاے بیغرتی سے قریب بہلی کے آئے تو میرے منھ سے
نکلا کہ خداوند سے ملاقات ہوئی شیر سے بچا لیا شیر کو پتھر کر دیا مجھے کچھ کمال مرحمت فرمائیے آپ کو یاد ہی آپنے

میرے گلے پر ہاتھ پھیر دیا فرمایا علیہم سیقی تمکو مرحمت فرمایا اُسکی برکت یہ ہو کہ آنکھون سے دیکھتی ہون کہ راگ راگنیان سامنے کھڑی ہین دیکھیے پہلو کھڑا ہوا اپنی جورو سے اختلاط کر رہا ہو کہتا ہو میری جنبر گا دو دوسرے یہ فرمایا تھا کہ تجھکو ساقی گری عطا فرمائی مین نے عرض کیا ساقی گری شراب اندیل کے پلانا اسی کو ساقی گری کہتے ہین آپنے فرمایا نہین یہ کمال ہو کہ قاتل ساحران باج ستانندۂ ریش کافران خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو دیا ہو کہ بالون سے نابچے ہاتھ سے بتائے زبان سے گائے سر سے لاکر شراب پلائے بس آپنے میرے سر پر چند بار ہاتھ پھیرا تھا اور کچھ پڑھکے پھونک دیا تھا بس آپ غائب ہوگئے مین اب امتحان کردن کہ جسطرح گانا آیا اسیطرح ساقی گری بھی آئی کہ نہین آئی کنجی میخانے کی مجھکو دیجیے سمنکال نے خوش ہوکر کنجی میخانے کی چھنیلی خواجہ عمرو میخانے مین گھسے شراب کو خراب کیا پکار کر آواز دی جب ہم ساقی ہون کوئی باقی نہ رہے جسقدر جسکو خواہش ہو لیجائے سب وہ ڑے معنت کی شراب قاضی نے بھی حلال کی ہو کوئی بنٹہ اٹھا لیگیا کسی نے قرابہ اُٹھایا کوئی گلابی لے گیا تمام لشکر مین شراب تقسیم ہونے لگی باہر والے تو پینے لگے ہنگامہ بلند ہوا کوئی اوندھے منھ گرتا ہو کوئی اوک ہاہی کوئی گھبرایا ہوا بھاگا جاتا ہو کسی سے بیٹھے بیٹھے سر اپنا جھکا لیا دوسرے نے پوچھا کیون بھائی سر کیون جھکایا کہا بھائی آسمان کی ٹکر نہ لگ جائے بعضے چپ چلے جاتے ہین نشے کا تو جوش ہو مگر ضبط کرنے کا ہوش ہو ایک علت یہ ہو کہ جب راہ مین چلتے ہین تو ٹھمریان غزلین ضرور گاتے ہوئے جاتے ہین گنگنا کے ٹھمری کو شروع کیا گاتے گاتے خیال مین آیا کہ اس ٹھمری مین گٹکری بہت لمبی ہو یہ سوچکر گٹکری جو لی تان جو پڑی پیچ جو ہوا دھم سے گر پڑے ہاے کیا ہوا کہکے بیہوش ہوے کھیتون مین غریب تماشہ بین جو خرچی نہ دے سکتے تھے لے بھاگے خوب مطلب کر رہے ہین جب اصل مطلب کرکے گرے بیہوش ہوگئے ایک طرف رنڈی برہنہ پڑی ہو ایک طرف تماشہ بین صاحب ایک ہنگامہ لشکر مین ہو رہا ہو حلوائی اپنی دوکانون مین بیٹھے ہوے تھے ایک اُن مین سے گھبرایا گولی مین آگ جل رہی ہو جورو سے کہا دیکھو گولی مین خداوند بیٹھے ہین مین ملاقات کو جاؤنگا یہ کہکے دھم سے پھاند پڑا جورو نے کہا مین بھی آئی تم خداوند سے ملاقات کرو مین خدائی سے ملاقات کرونگی یہ کہکے جورو بھی پھاند پڑی بیٹے نے کہا ہماری مین بھی آیا یہ بھی پھاند اب کیفیت یہ ہو کہ دربار والے سب مشتاق ہین کہ بائی جی اب شراب پلائین شاید کوئی جام ہمکو بھی پہونچے بائی جی تو اب تبرک ہوگئین قدرت نے تیرے سے بچایا کیا مرتبہ پایا لیکن بائی جی نے پیشواز پہن کے چوراسی گھنگرو باندھکے گت جو شروع کی کبھی ایک گھنگرو بجا کبھی پانچ بجے کبھی سب بجے کبھی کوئی نہ بجا عجب عجب کمال ظاہر ہوے سمنکال وجد مین ہو کہتا ہو یا خداوند کیا کہنا اے تیری کیا بات ہو جملہ افعال تیرے کرامات ہین تجھ ایسا خداوند نہ دیکھا نہ سُنا یہان صحبت مین بھی بیٹھا ہو اور عرش اعلی پر بھی جاتا ہو بندونکو مصیبت سے بچاتا ہو یہ تیرا ہی کام ہو انھین حرکات مین تیرا نام ہو وہ نابینا ہین جو تیرا اعتقاد نہین رکھتے تو بڑا صاحب کمال ہو اشعار

تیرے جلوے نے بجھایا ہو چراغ آفتاب
مثل شب دن کو نہین ملتا سراغ آفتاب

وانہ انجم چھپا لیتا ہو ہر صبح آسمان
گرم رہتا ہو عبث دن بھر اُجاغ آفتاب

کوئی دم سوزش مین ہو جاتی ہو کچھ تخفیف سی
ابر کے ٹکڑے ہین پھائے بہر داغ آفتاب

جاوۂ عشرت بھلا مینائے گردون مین کہان
آتش حل کردہ سے پر ہو ایاغ آفتاب

ساقیا دیتا دہین منکر ترے اعجاز کے
کہ شب تاریک مین روشن چراغ آفتاب

ایک دم مین ہی بہار اور ایک دم مین ہی خزان
سب شفق کہتے ہین جسکو ہی وہ داغ آفتاب

سوزش اپنے داغ حسرت کی ہی دیکھو انکھون پر
ہی فلک دن بھر فقط جلتا ہی داغ آفتاب

مجھکو پیری مین ملا اُس جان عالم کا نشان
صبحدم جسطرح ملتا ہی سراغ آفتاب

تا بیخ اُسکے عارض تابان سے جو تشبیہ دی
چڑھ گیا چرخ ششم چہارم پیرو داغ آفتاب

اس رنگ مین اس غزل کو گایا کہ تمام محفل کو دنگ کر دیا سالوس پھولا ہوا بیٹھا ہی آنکھون سے اشارہ کرتا ہی کہ جام مجھکو لاے دو بائی صاحب کے گانے کی تمام اہالیان محفل تعریف کر رہے ہین تو ڑے لیے جا رہے ہین کیا مجال جو ایک قطرہ جام سے زمین پر گرے بھرا ہوا جام خرابی جسکا انجام سامنے خداوند کے آکر خم ہوئی کہ ایسے خداوند کو سر سے شراب پلانا چاہیے سالوس تو بے اندیشۂ انجام جام پی گیا دوسرا جام بغیر کے طرف سمنکال کے چلی گو دل دھڑک رہا ہی تمام دربار ساحران زبردست سے معمور ایک ایک ساحر ہی عہد جمشید زمان اپنے اپنے کمال مین طاق شہرۂ آفاق دل مین عمرو کہ رہا ہی کہ اب سمنکال کو بھی پلا لوون تو دل کو تقویت ہو اب اتنے دوسرا جام لبریز کیا خنجر مار کو تیز کیا سہرہ رکھکے گاتے بجاتے ہوے چلے سمنکال بیقرار ہی اشارے کرتا ہی بائی جی جلد لاؤ شراب کے واسطے بیقرار ہون جلد پلاؤ بائی جی کا دل تو نہین چاہتا لیکن بے پلائے چارہ نہین سب ساحر مشتاق ہین ہر ایک کا یہی قول ہی میان یہ تعلیم کردۂ خداوند ہی اسکے نشے مین بھی اور لذت ہوگی ہفت آسمان کی سیر کرینگے قدرت نے ایسا کمال کیا ایک زن بازاری کو ایسے کمال تعلیم کر دیے قدرت ہی کے واسطے ہی کسکی مجال ہی کہ سامنے قدرت کے زبان کھولے ایک کسبی کو یہ کمال دے دیا انھین کا دل گردہ ہی ایسی عورت فاحشہ کو ایسا کمال دے دیا بائی جام لیے ہوے قریب سمنکال کے آئی سمنکال نے موتیون کا مالا بائی کے گلے مین ڈالا اُس مالے سے ایک موتی ٹوٹا جام شراب مین گرا جام سے شراب شعلہ بنکر اڑگئی جام کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے دوسرا موتی چیخ کر عمرو پر گرا گٹھری وغیرہ جلنے لگی عمرو چیختا ہی کہ اے شہنشاہ یہ کیا ستم کیا ارے مجھے بچائے سمنکال نے کہا کیون مری جاتی ہی مکار دیکھو کیا خوبصورت سحر ہی رنگ و روغن جلا ہیگا تجھکو خاک مین ملا دیگا دم بھر کے بعد لباس و رنگ و روغن جل گیا صورت اصلی پیر و مرشد کی نکل آئی محفل مین چہ میگوئیان ہونے لگین کوئی کہتا ہی بد مانس ہی کسیکا قول ہی کہ بھلا مانس ہی اب خواجہ فرماتے ہین کہ مین خانہ بھلا مانس ہون مگر سمنکال نے ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی سالوس گھبرا کر جوش مین اٹھا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہو گیا گرتے گرتے اتنا پکارا یارو مجھکو بچاؤ سمنکال نے جھپٹ کے سر زانو پر رکھ لیا گرد و غبار چہرے کا اُس مخبس کے پاک کیا پانی کے چھینٹے دیے جب سالوس کو ہوش آیا عمرو کو دیکھکر ایک چیخ ماری ارے میری بندی خاص کہان گئی سمنکال تلوار پکڑ کر جھپٹی بہ عمرو کی چیرھا کہا او ساربان زادے بتلا میری معشوقہ کو کیا کیا عمرو نے جواب دیا مین بھوکا تھا کھا گیا میرے بدن مین اُتری ہوئی ہی اگر آپ مجھکو ذبح کرینگے اُسکے گلے پر بھی خنجر پہونچیگا آیندہ آپکو اختیار ہی سمنکال نے خنجر ہٹا لیا ہاتھ جوڑنے لگا کہ اے عمرو واسطے خدا کے میری معشوقہ کو مجھے دے دے مین تجھکو چھوڑ دونگا اگر تو مجھپر عیاری نہ کرے تو مین بھی تجھپر دست انداز نہ ہون ورنہ اے عمرو سمجھ لے ایسے مقام پر قید کرونگا کہ تا قید حیات رہائی نہ پاؤگے موت مانگوگے موت نہ آئیگی عمرو نے کہا مجھکو یقین نہین کہ آپ مجھکو

تکلیف پہونچایئے جو تکلیفین مجھکو پہونچینگی وہی تمھاری معشوقہ پر بھی مصیبت ہوگی سمنکال نے کہا مجھے حوالے
کردے عمرو نے کہا اب تو میرے جسم مین اُتری ہوئی ہے نکلنا تو آسان تھا اُگلنا مشکل ہے سمنکال نے کہا خواجہ
تڑپا تڑپا کے مارونگا عمرو نے کہا آپ ایسا نہ فرمایئے آپ ایسا مہربان میرے ساتھ ایسی حرکت کریگا اسوقت
تو غصہ ہے اُس غصہ مین آپ ایسا فرماتے ہین جو کچھ فرمایئے سمجھ کے فرمایئے مین بھی آپ سے صاف صاف کہدون
مین نے جنگل مین بیہوش کیا ہے وہان درہ کوہ مین چھپا دیا ہے مجھے رہا کیجیے جانے دیجیے مین جا کے اُنکو لے آؤن
سمنکال نے کہا بھلا پلٹ کے آئیگا کہا ہم ایسے آقاے قدردان کو چھوڑ کر کہان جائینگے سمنکال نے
کہا خواجہ تم باتین بناتے ہو خیر جان تو میری گئی لطف زندگی تو گیا مگر تمھارا بھی وہ حال کرون کہ سامری
و جمشید نامہ سب غلط ہو جاے کیسے جھوٹے تھے قلم ہاتھ مین لیا جو چاہا لکھدیا ہمارے خداوند سالوس
سچے خداوند ہین وہ جھوٹے تھے دروغ گو دروغ نویس کاٹے تھو کے سائیس رفیقون نے چپکے سے
کان مین کہا خداوندان گذشتہ کو ایسے کلمات نہ کہیے کہا یارو کیونکر نہ کہین ہماری لکھ گئے کہ ساربان زادہ
کی قضا کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہے اب تم بتلاؤ کہ مین نے گرفتار کیا ہے اسکو بے مارے چھوڑونگا یہ کہکے
پہلے تو کہا جلاد کو بلاؤ جلاد کا نام لیا تھا کہ ڈاکیے نے خط دیا اُس خط کو کھولکر پڑھا کہا لو صاحب اجلال جادو
باپ اُس شخص کے تحریر فرماتے ہین کہ اور مقدمات کا تمکو اختیار ہے لیکن اگر عمرو کو گرفتار کیا تو کوہ لالہ زار
پر روانہ کرنا ہم مجمع عام کر کے اُسکو یہان قتل کرینگے سر تمھارے پاس روانہ کردینگے اہالیان کوہ مذکور
وہ دیکھینگے ساربان زادے کے مشتاق ہین کیون یارو کون ساربان زادے کی قید لیکر جائیگا لیکن یہ سمجھلو
کہ اگر یہ چھوٹ گیا تو قبیلے بھر کو قتل کریگا سب جادوگر کانپنے لگے کہا حضور ہم ڈرتے ہین کہ یہ مکار
مکر کرے اور چھوٹ جاے تو ہم کیا کرین حضور اور کسی طور سے بھیجین تو روانہ کرین ہم نہ لیجائینگے
اسوقت اسکی عیاری دیکھکر ہمارے ہوش اُڑ گئے کہ اتنے بڑے دربار مین خداوند کو چت پٹ کر دیا
کچھ خوف نہ آیا سمنکال نے خوب انتظام کر رکھا تھا کہا یارو جب مین چلا ہون تو باپ نے میرے مجھکو سمجھا دیا
تھا اُنھون نے نوشیروان نامہ کوچک باختر بالا باختر ایرج نامہ لال نامہ صندلی نامہ ساتون
دفتر ہوشربا کے سب ملاحظہ فرمائے ہین اسی کی مکاریون سے بھرے ہین فرمادیا تھا کہ اے نور نظر حمزہ وغیرہ سے
تو جو گذرے گی جھیلوگے جان پر کھیلوگے لیکن عمرو عیار سے اپنے کو بچانا تو مین نے اپنے اعضا اعضا
مین سحر کر رکھا ہے دیکھتے ہی بابا جان قتل کرینگے اُنپر اُسکا مکر نہ چلیگا بہت پچھتائینگے اُنکو دیکھکر خواجہ
فرمائینگے کہ آج مین نے جادوگر دیکھا خواجہ بول اُٹھے کہ اُنکی بھی قضا آئی ہے وقت بربادی کوہ لالہ زار
آگیا ہے ہمارا قدم جائے اور وہ ملک برباد نہو سمنکال نے کہا بھلا ساربان زادے دیکھو تو کیا حال
ہوتا ہے بابا جان خوب تمھارے فریبون سے آگاہ ہین عمرو نے کہا ضرور اُنکی بھی گردن لونگا اس تدبیر سے
مارونگا کہ کسی کو خبر نہو آپ خاطر جمع رکھین اور وہان سے آکے آپکی بھی گردن لونگا سمنکال نے کئی مرتبہ
سردارون سے کہا سب سردارون نے انکار ہی کیا یہی کہے گئے کہ حضور ہم نہ لیجائینگے ایسا نہو کہ
دھوکہ پڑے تو قبیلہ بھر برباد ہو حضور بادشاہ عالیجاہ ہین جسطرح چاہین روانہ فرمائین سمنکال نے
کہا تم لوگ یہ نہ سمجھنا کہ مین کسی کام مین عاجز ہون اس طور سے قید روانہ کرون کہ کسی کو خبر نہو یہ کہکے اپنے
قفس آہنی منگوایا زمین پر قفس رکھا نامہ لکھکر عمرو کے گلے مین باندھ دیا سحر کیا گرد قفس کے شعلہ ہاے آتش

زمین سے دھوان نکلا اُسنے قفس کو اٹھالیا اسطرح قفس چرخ مارتا ہوا طرف کوہ لالہ زار کے چلا خواجہ
نے پکار کر آواز دی او بچیا ہمکو مرتبۂ سلیمانی حاصل ہوا تمام عالم کی سیر کرتے ہوے جاتے ہین
سمنکال جھلا کر رہگیا ذکر کیا جاتا ہی دربار اجلال جادو کا کوہ لالہ زار پر بارگاہ مین اپنی بیٹھا ہوا ہی
وزرا اُمرا سب اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین وہ لطف کی سلطنت ہی کہ کوئی کانٹا نہین رعایا غریب
جسطرح چاہا روپیہ تحصیل کرلیا ایک کو ذرا سزا دی سب گھبرا گئے اسطرح روپیہ تحصیلا جاتا ہی دربار مین
خوش بیٹھا ہی کہہ رہا ہی یارو مفصل کچھ حال نہ کھلا کہ فرزند نے میرے جاکے کیا کیا یہ تو مین خوب جانتا ہون کہ
فرزند میرا طاق شہرۂ آفاق کسی سے سحر مین نہین دبنے کا عجائب و غرائب مین بھی بے مثل ہی کون اس سے
لڑسکیگا لیکن عمرو عیار وہان بلاے روزگار ہی علاوہ ازین یارو خداوند سالوس کا مذہب تو اب
اختیار کیا دس ہی بیس برس گذرے پانچ سو برس سے مذہب سامری و جمشید ہی وہ لکھ گئے ہین
کہ عمرو کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی اگر لڑائی فتح ہوگی تو اُسیوقت ہین کہ جب ساربان زادہ گرفتار
کرکے مار ڈالا جائے اور اگر ساربان زادہ نہ دستیاب ہوا تو مشکل پڑیگی مجھکو بھی جانا پڑیگا سب بجا و در
ست کہہ رہے ہین کہ یکایک آسمان پر برق چمکی اجلال کی نگاہ پڑی کہ ایک شعلۂ جوالہ بھڑکتا ہوا آتا ہی
اُسنے کہا کسی نے کسی پر مونٹھ پھینکی ہی کوئی کہتا ہی قندیل فلک ہی کوئی کہتا تھا ستارۂ سحری روشن ہی ابتک
لیکن وہ شعلہ بھڑکتا ہوا اِسی بارگاہ کی جانب آتا ہی اجلال جادو نے کہا دیکھو حال کھلا جاتا ہی ایک
دم بھر مین وہ شعلہ زمین پر آکے گرا اب سب بنگاہ حیرت دیکھا کیے کوئی ہنسا کوئی مسخراپن کرنے لگا
سمنکال کے باپ نے کہا یہ کاغذ اِسکے گلے سے کھول لاؤ کاغذ کھول کے سامنے اجلال کے لے گئے اب جو
اجلال نے نامہ پڑھا بہت ہنسا بہت خوش ہوا کہا صاحبو میرے فرزند نے وہ کام کیا کہ جسکا مین خواہان
تھا ارے یارو یہ وہی ساربان زادہ ہی قاتل دامہ و مشمش تمام ساحر تھرانے لگے کہا حضور ہم جانتے تھے
کہ جو اُنکا قاتل ہوگا وہ ایسا حقیر و بلا پتلا تا نیتا ہوگا اسکو تو ایک پھونک مارین تو مر جائے تھوک دین
تو ڈوب جائے اِسنے مشمش و دامہ کو کیونکر مارا ہوگا خداوند ساحران جنکے سحر سے زمین و آسمان بھی
تھراتے تھے بڑے بڑے ساحر اُنکے مقابلے مین نہ آتے تھے جتنے دنیا مین ساحران زبردست تھے سب
اُنھین کے شاگرد تھے یہ کمال اُنکے خاندان سے پایا یا اُنسے پایا وہ ایسے کے ہاتھ سے مارے گیے اجلال نے
کہا اس شخص کو بنگاہ حقارت نہ دیکھو فرزند نے میرے لکھا ہی کہ جب مین نے اِسکو گرفتار کیا کیسے کیسے
ساحر میرے فرزند کے شاگرد ہین سب نے انکار کیا کہ ہم اِسکو لیکر نہ جائینگے راہ مین کوئی اُفتاد پڑے
تو ہم مفت کیون بدنام ہون کسی ساحر نے اقبال نہ کیا کہ اِسکی قید کو یہان لائے تب لاچار ہو کر میرے
فرزند نے اسطرح قید کو روانہ کیا کیا اظہار کمال کیا اور کیا جما ہوا سحر تھا کہ اسی مقام پر آکے اُترا راہ مین
کوئی روک نہ سکا یہین آکر قفس اُترا سب ساحران زبردست سمنکال کی تعریفین کرنے لگے اِسنے کہا یارو
اب دن بہت قلیل باقی ہی چاہتا یہ ہون کہ ڈھنڈھورا پٹے اشتہار چسپان ہون تمام اہالیان شہر
و اہالیان قریہ آکر جمع ہون حکم سامری مین خلل ڈالتا ہون سامری نامے مین اٹھا کر دیکھو جا بجا یہی
لکھا ہی کہ ساربان زادے کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی ایسے شخص کو بالفعل باخفاس کرنا دل
نہین قبول کرتا اس پہر بھر مین ڈھنڈھورا بھی پٹے اشتہار بھی چسپان ہون لوگ آجائین یہ نہین ہو سکتا کہ رات کو

قید کیا جاے رات کو اشتہار ہو ڈھنڈورا بھی پٹے بوقت سحر اس قاتل بزرگان دین کو قتل کرین سب ساحرون
نے بوقت اس تقریر کے ہاتھ باندھے کہا حضور ہم اس مکار کو رات کو نہ قید کرینگے میان ہمنکال کے ساتھ کیسے
کیسے ساحر تھے کیا کیا دعوے تھے پھر اسکی قید کو لیکر نہ آئے ہم نہ قید کرینگے اجلال ہنسنے لگا کہا بھائی ہاتھ
پانون باندھ کے کوٹھری مین ڈالدو رات کو خبر کو بھی نہ جاؤ چار پہر گذرنا کتنی بڑی بات ہی باہر در زندانخانے
پر بیٹھے رہو رات بھر جاگ کے کاٹ دو سب نے یہی کہا کہ حضور ہم جاگکر بسر کرینگے لیکن خیال سے دل تھرّاتا ہی
تصور سے ہاتھ پانون مین رعشہ آتا ہی حضور جب تصور کرتے ہین کہ اسنے منتمش ایسے ساحر کو کیونکر مارا
دمامہ ایسی دیونی کو کیونکر قتل کیا ہوش اڑجاتے ہین بیٹھے بیٹھے مفت مین اپنے سر بلا لین کیا ضرور ہی خود حضور کا
قلب ناصبور رہی یہی دل کہتا ہی کہ یہ ظالم چھوٹ جائیگا قتل نہ ہوگا بلاے روزگار ہی دیکھیے کیا ٹکر ٹکر دیکھ رہا ہی
عمرو نے پکار کر کہا اے شہنشاہ اجلال مین بیچارہ منتمش و دمامہ کو کیا مارتا اگر وہ اُف کر دیتے تو مین جل کے
خاک ہو جاتا یہ سارے فعل حمزہ کے ہین نام پر میرے مشہور کر دیے اخبارون مین چھپوادیا حمزہ موٹا تازہ
ابھی ہی بیٹے پوتے سب پہلوان ہین جو کوئی ایک پہلوان آتا ہی چار چار پانچ پانچ مل کے لپٹ جاتے ہین یون
اپنی آبرو بڑھاتے ہین آپ انصاف کرین اگر مین چاہتا کہ خنجر سے اُنکا سر کاٹون ایک مکھی بھی میرے ہاتھ سے
نہین قتل ہو سکتی پھر مین کیونکر مارتا بی دمامہ جنت آرامگاہ دیونی ہین بارہ تھان کا لہنگا پہنتی تھین ایک
گوشہ لہنگے کا مجھپر رکھدیتین تو مین پس کے سرمہ ہو جاتا حمزہ و پسران حمزہ سردار حمزہ کا لندھور کہ جو اقرار کرتے
ہین کاگرہ زانو باندھتا ہی ان سبھون نے مل کے گلا دبا دیا لندھور نے گرز مار دیا خیر اب تو آپ مجھکو برا ہی جانتے
ہین نہین تو مین سب کے حالات بیان کرتا مگر کیا ضرور ہی اتنا جان لیجیے کہ خداوند لقا جو جاگتی جوت کے
خداوند ہین یہ بھی مشہور ہی کہ خود پسند ہین اُنکا پیارا بندہ ہون جہان جی چاہے قید کرو یقین تو یہی ہی کہ
وہ آکر مجھکو بچائینگے اجلال نے کہا او ساربان زادے وہ بیچارا ہون کا خدا ہی ہم لوگ سامری جمشید
نامے کے حافظ ہین اپنے مذہب کے محافظ ہین ہم لقا کو کیا جانتے ہین ابھی کہو تو ہمین سے سحر کر دین
لقا چیختا ہوا چلا آئے لیکن ہمین کیا ضرور ہی کہ کسی کی شان و شوکت مٹائین اب وہ خود بیچارا خود مسلمانون
سے لڑ رہا ہی کیسے کیسے پہلوان جمع ہین صاف صاف خبرین ہمارے پاس آتی ہین عمرو نے کہا خیر اب
آپ کو اختیار ہی پھر اجلال نے سردارون سے کہا سب نے کان پکڑے کہ حضور ہم نہ قید کرینگے اجلال
نے جھلا کر کہا یارو کیا ہم تمھارے بھروسے پر سلطنت کرتے ہین اتنا بڑا ملک بارہ منزل تک ہماری عملداری
ہی عدالت کا حال ہماری جانتے ہو کیا مجال جو کوئی ظالم کسی مظلوم پر بدعت کرے شیر بکری ایک گھاٹ
پانی پیتے ہین ہر مہینے مین ہمکو گشت کرنا واجب ہی کیفیت ہمارے ناخونوں پر لکھا ہی اُس قیدخانے
مین قید کرین کہ جہان سے چھوٹ کے بھی نہ اسکے یہ کہکے خود اٹھا قفس کو کھولا ہاتھون مین ہتھکڑیان اور
پانون مین بیڑیان پہنائین سر زنجیر کو تھام کے خود لیچلا سردار ساتھ ہوے کہا میرے ساتھ کوئی نہ آئے
سب ٹھہر گئے خواجہ کو لیے ہوے پہاڑ سے اُترا گھاٹیون کو طے کرکے ایک درے مین گھس گیا خواجہ
دیکھتے ہین اسقدر تاریکی ہی کہ اپنا ہاتھ اپنے کو خود نہین معلوم ہوتا تھا عمرو گھبرا گیا اُسی درے مین دیکھا ایک
دروازہ مقفل اپنی جیب سے کنجی نکالکر اُس قفل کو کھولا اسکے اندر عمرو کو ڈھکیل دیا اور دروازہ بند کرکے قفل
لگا دیا اندر عمرو نے دیکھا کہ تاریکی قبر کی بھی مات ہو وہ اندھیرا ہی کہ فخر ظلمات ہی خال چہرۂ شب کہون اُلٹے توے

مثال وہ دن اپنی حسرت پر عمرو چیخین مارکے رونے لگا پکارتا تھا او اجلال ارے ملعون و بیحیا مجھکو یہان سے
نکال ورنہ تڑپ تڑپ کے مرجاؤنگا ارے او سامری و جمشید تم دوڑو اگر مجھکو بچاؤ کبھی لات و منات
کو کبھی سامری و جمشید پونے دوسو خداؤن کے نام لیے اسطرح چیخا یہ نہین ثابت ہوتا کہ رات ہی یا دن ہی جب
عمرو چیخ چیخ کے رویا اور پونے دوسو خداوندونکا واسطہ دیا تو پاؤن کی آواز کان مین آئی اب رونے
پیٹنے کسیقدر رنگاہ بھی قائم ہوئی ہی پہلو سے ایک زنگن سیاہ رو بال سفید جھریان پڑی ہوئین ساری کھاروے
کی باندھے ہوئے نیلی چدریا سر پر جھولی بائین ہاتھ مین پڑی ہوئی آتے ہی ساربان زادے پر دو ہتڑ مارا
کہ اہے نگوڑے موئے مونڈی کاٹے تو کون ہی نیند ہماری حرام کردی سنتے سنتے دل پک گیا آخر خیال
مین آیا کہ چلکر دیکھون یہ کون مصیبت زدہ ہی عمرو نے کہا اے شہنشاہ حسینان اے تاجدار معشوقان یہ صورت
موزون یہ عارض گلگون یہ قد یہ چھوٹی چھوٹی آنکھین عقل سے سوچتا ہون کہ شاید آپ نابینا پیدا ہوئی ہین
دایہ بڑی عقلمند تھی جو ہرتی سے نشان کردیے مگر واہ سپیدی اور سیاہی لیل و نہار کو آنکھ دکھاتی ہی نرگس
شہلا ان آنکھون کو دیکھکر شرماتی ہی زنگن نے کہا ارے تو کون ہی جو اس قید خانے مین آکر قید ہوا ہی اور
تعریف جو عمرو نے کی تو زنگن شرما بھی گئی آنکھین جھکالین کہا تو بڑا قدرشناس ہی جوہری ہی تو نے دنیا کے
نشیب و فراز بہت دیکھے ہین آخر تیری کیا قوم ہی تجھسے کیا خطا ہوئی جو اس قید خانے مین قید ہوا اس مین
وہ شخص قید ہی کہ جسکا سحر مین حسن مین مغرب و مشرق و جنوب و شمال مین ثانی نہین ہی عمرو نے کہا نام تو
بتائیے زنگن نے کہا توبہ توبہ نام نہ بتاؤنگی خواجہ سرنے لگے مین ہاتھ ڈالدیے سینے پر بھی ہاتھ پھیرا کہا جانی
مین تو مر گیا ذرا ساری ہٹا دو وہ چھوٹی بی کیسی ہونگی زنگن نے ساربان زادے کا ہاتھ جھٹک کر کہا ارے
کیا مجھے تجھسے انکار ہی ذرا ٹھہر جا عمرو نے ذرا پشت و پہلو جو سہلائے سسکیان لینے لگی کہا ارے نام تو
اپنا بتا عمرو نے کہا مین آپکا بھگت ہون گویا مگر گانے والون مین نامی گرامی تان سین کا پوتا ہون تان نور خان کا
نواسا ہون اور کس کس کا نام لون نانی کی ذات سے اب بھی گلی مین آبادی ہی جتنے انکا سن زیادہ ہی کپڑے
بدلکر جو مکڑی ہوتی ہین پیسے کی ریوڑیان ایک پیسے کی گوڑیان ہاتھ مین لے لین آؤ بیٹا آؤ بیٹا کہکے پکارنا
شروع کیا لڑکے دوڑ کے آجاتے ہین ایسا فیض کیا کہ لونڈون کی بھیری مشہور ہوگئین بڑھیا والی گلی مشہور ہی
حضور مجھکو رات بھر گوایا دن بھر گوایا شام کو ایک اٹھنی دی مین جل گیا کہ میرا مجیرے والا بھی اتنا نہ لیگا اور
تمام محفل کی رنڈیان شاگرد ہوگئین گویتون نے کان پکڑے خود بھی بہت خوش ہوے لیکن دینے کے بڑے
کڑے ہین مگر کیون اے ملکہ عالم یہ مجھے نہ بتلایا کہ یہان کون قید ہی زنگن نے کہا خبردار یہ نہ پوچھنا مجھے تیرے
رونے پر ایسا ہی رحم آیا یہ زندانخانہ مجھی سے متعلق ہی نو برس ہوے مجھکو حفاظت کرتے تیرے واسطے بھی دو
روٹیان لاؤن شام کو جلدی مین ماش کی دال پکالی ہی وہ بھی پیالے مین رکھی ہی دال روٹی اٹھا لاؤن
عمرو نے کہا مین عرض کرونگا اچھا قیدی کا نام تو آپ نہین بتلاتی ہین مگر ایک بات بتلائیے ہمکو قتل کون کریگا
کہا مہتر جلاد عمرو نے کہا جو ہمارے پاس پیسہ کوڑی ہوگا وہ بھی وہی لے لیگا زنگن نے کہا وہ اسی کا حق
ہی کیا تیرے پاس دو چار روپے ہین عمرو نے کہا میرے پاس بہت کچھ ہی روز سو دو سو پیدا کرتا ہون جورو
کے آٹھ آنے روز مقرر کردیے آپ باہر مزے اڑاتے ہین پراٹھے پکواکے کھاتے ہین بالائی لاتے ہین قند کا بورا
اسمین ملاتے ہین جورو تندیا ہی کرتی ہی ہم جہان گھر مین گئے انھون نے پوچھا صاحب کچھ کھایا مین نے جواب

دیدیا کہ پھرے چٹ پٹ ہین لفنج ہی وہ پہلو مین آبیٹھی مین نے منھ پھیر لیا پیر پھیلا کے چین سے سویا اب تو مین تمھاری شمع جمال
کا پروانہ ہون دام گیسو دیکھکے دیوانہ ہون زنگن نے کہا ارے مین بادشاہ سے کہکے تجھے چھڑوا دونگی مگر مال اپنا میرے
پاس رکھدے شاید بادشاہ ہین وقت پر نہ مانین عمرو نے کہا ایک ہاتھ کی ہتھکڑی نکال دیجیے مین کہان جاؤنگا
زنگن نے دونون ہاتھون کی ہتھکڑیان نکال دین عمرو نے کمر مین ہاتھ ڈال کے ایک پوٹلا روپیون کا نکالا زنگن نے
جو دیکھا منھ مین پانی بھر آیا گنے تو نو سو روپے تھے کہا ارے لنگوٹے مین بھی بڑا مال ہی عمرو نے کہا اور مین
مین تو اپنی جان تک تمھارے سپرد کرونگا یہ کہکے اشرفیان نکالین زنگن نے گنین دل مین خوش ہوئی کہ سامری
و جمشید نے کیا عنایت فرمائی کونے مین چدر یلکے باندھتی جاتی ہی پوچھا کچھ اور بھی ہی عمرو نے کہا ابھی کنکر پتھر
بہت ہین یہ کہکے ایک پڑیا نکالی زنگن نے جو کھولا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا دیکھا الماس و یاقوت کے نگینے
ہین کہ بجلی تڑپ رہی ہی کہا کیون میان گوئیے کیا چنی لال کو دکھائے تھے وہ تو ایک لاکھ سولہ ہزار کہتا تھا
ہین وہ لاکھ سے کم کو نہین دیتا تھا یہ مجھکو ایک بادشاہ نے دیے تھے زنگن نے کہا بس اب نہین ہی عمرو نے
کہا ملکہ ایک چیز اور رہی انجام کا خیال کیونکر نہ کرین ایسی شی پاس رکھی ہی کہ قبر مین فرشتے بھی راضی ہو جائین دست
بدعت نہ اٹھائین اگر خداوند کو بھی دیدون تو خدائی اپنی دیدین تکیے مین رکھکے جنگل کو نکل جائین زنگن نے
کہا میان وہ کیا چیز ہی عمرو نے کہا ایک ڈبیا عقیق سرخ کی ہی بہت بیش قیمت زنگن نے کہا لاؤ کہا اچھا یہ
کہکے ایک ڈبیا عقیق سرخ کی نکالی ہشت پہل ڈبیا ہر چند کہ عقیق ہی مگر یاقوت احمر معلوم ہوتا ہی چھوٹ
پڑ رہی ہی زنگن ہلک گئی کہا میان اسمین کیا ہی عمرو نے کہا اسمین سنکھیا ہی زہر ہی اسکو نہ دیکھو اگر ہم پچین
اور قتل ہو جائین تو ہمارا کلیجہ چاک کرنا پیٹ مین رکھدینا جب نکیرین آکر دباو ڈالین گے تو دکھا دونگا کہ ہین
تمھارے واسطے لایا ہون پر دونگا نہین یہ خاص خداوند خدائی کو دونگا کہ لو اسکا جھومر بنواؤ بجلیان اور
بالیون مین نصب کرو زنگن نے کہا کیا بڑے بڑے نگینے ہین عمرو نے کہا ہم تم کیا دکھائینگے نہین زنگن نے کہا ہم کھولکر
نہ دیکھینگے یہ کہکر عمرو کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے خود پیار کرنے لگی عمرو بھی خوب خوب لپٹا سینے پر منھ
رکھکر پا بہت راضی کر رہا ہی اور یہ بھی کہتے جاتے ہین کہ پیاری ڈبیہ نہ کھولو زنگن کب مانتی ہی دونون ہاتھو
سے ... زور کرتی ہی اب جو ڈبیا کھولی بعق سے بیہوشی اڑی دھم سے بیہوش ہو کے زنگن گری عمرو نے
ڈبیا اپنی جیب مین رکھی روپیہ اشرفیان نذر زنبیل کین ہتھکڑیان بیڑیان اپنی نکال ڈالین سحر مین کسی کے مبتلا
نہین ہی جو تو زنگن سے سن ہی چکے ہین کہ قیدخانہ میرے متعلق ہی سمجھے کہ اسکے مرتے ہی دروازہ قیدخانیکا بھی
کھل جائیگا مین نکل جاؤنگا کچھ انجام کا خیال نہ کیا خنجر نکال کر زنگن کا سر کاٹ ڈالا زنگن کا سر کٹنا کہ آفت
برپا ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من سیاہ روے جادو بود دستور ہی جہان ساحر کے مرنے کی آواز آئی
روشنی ہو جاتی ہی عمرو دیکھتا ہی کہ برقین گر رہی ہین دھوان نکل رہا ہی شعلے بھڑک رہے ہین دھنیان جل کے
گرتی ہین شعلے انکے گرد پھر رہے ہین عمرو نے دیکھا کہ قیامت برپا ہی لیکا یک ایسی اندھیرے مین تھر تھر
عمرو کانپ رہا ہی کہ زمین شق ہوئی اور عمرو تھرا کر زمین پر گرا کبھی سر نیچے پانون اوپر کبھی سر اوپر پانون
نیچے وہ دنا تا نا ... نہین موقوف ہوتا معلوم ہوتا ہی ہزارون آدمی ہاے سیہ رو ہاے سیہ رو کہکے
رو رہے ہین عمرو حیران کہ یہ رونیکی کہان سے آواز آتی ہی دو گھڑی کامل عمرو الٹتا پلٹتا گیا بعد دو گھڑی
کامل کے پانون زمین سے آشنا ہوے اب رونے کی آواز بھی نہین آتی شعلے دھوان سب موقوف ہوگئے

اب جو عمرو نے دیکھا کہ وہ مکان تنگ و تاریک ہی نہ وہ مقام ہی ایک باغ مین کھڑا ہون مگر گلہاے بوقلمون
و شگوفہاے رنگا رنگ باغ پر جوش پُر بہار عندلیبان خوشنوا کی پکار طائران زمزمہ سرا جوانان سبز
رنگ و سبز پوش پودے نخلستان کے شاخین دست تمنا بار دار پھولون سے نخل لدے ہوے طائر
پھولون کو دیکھکر پھولون نہین سماتے باغبان قضا و قدر کی مدح و ثنا بیان کرتے ہین نہر و نکا پانی صاف
شفاف حباب نظیر چشم معشوقان موجہ تیغۂ برّان لب گردان صاف و شفاف چمن پھولون سے بھرے
ہوے گلچین و باغبان سے مدہوش صیاد و دام بر روش مگر پریشان دام بے دام کا آخر کس کام کا کیا مجال
ہی کہ جو طائرون پر خیال بھی کر سکین ہر طرف جوش بہار ہی عندلیبان خوشنوا کی پکار ہی طائر پھول پھول کے
پہلوے گل مین بیٹھے ہوے ہین غنچے مسکراتے ہین سرو لب جو بر سر جستجو انگلی سے آمد بہار کا نشان
بتاتے ہین باغبان کی جھولی پھولون سے بھری ہوئی ہی زیور گلون کے جا بجا بن رہے ہین مالنین
حسین پھر رہی ہین کسی کو کسی کی فکر نہین جوش بہار مین خزان کا ذکر نہین نرگس شہلا آنکھون سے سبز چمن
دیکھ رہی ہی سوسن صد زبان برائے صنعت باغبان قضا و قدر زبان کھولے ہی بیلا البیلا جوہی کی وہ
بھینی بھینی خوشبو نسیم بصد آبرو اٹھکھیلیون سے چال چلتی ہی ہواے اعتدال سے عجب لطف ہی جوشش
بہار کا عجب ہنگامہ ہی عمرو نے جو یہ حال باغ کا دیکھا مبہوت ہو گیا گلیم سر سے اوڑھ لی کہ کوئی مجھکو دیکھ
نہ لے ایک طرف کو روانہ ہوا روش پٹری کو طی کرتا ہوا چلا جاتا ہی ہر چمن پھولون سے لدا ہوا ہی یہی
خیال ہی کہ اب دوسرا چمن ایسا نہ ملیگا دوسرا اس سے بہتر ملا ایک چمن کو ایک چمن پر فوق ہی قمری
کے گلے مین محبت کا طوق ہی عمرو دیکھتا بھالتا ہوا چمنستان مین چلا آتا ہی دیکھا کہ وسط باغ مین ایک
بارہ دری مثل طبع عالی ہمتان بلند و مرتفع پردے زربفتی پڑے ہوے ہین شیشہ آلات سے آراستہ
تخت یاقوت نگار وسط بارہ دری مین چار طاؤس الماس کے نر نشہ ہوے چارون کونون مین نصب
ہین اسطور پھر گردش کرتے ہین کہ سر پر بیٹھنے والے کے سایہ ظلن رہین نیز و نگل کرسیان ایک
گوشے مین ایک چھپر کھٹ بچھا ہی اُسپر ایک نازنین مثل مردے کے پڑی ہی دُلائی سے تمام جسم چھپا ہوا
ہی صرف ایک ہاتھ کھلا ہی ثابت ہوتا ہی ستارۂ سحری چمک رہا ہی مگر چار شیر چارون کونون پر چارپائی
کے بیٹھے ہوے ڈکارین لے رہے ہین وسط باغ مین ایک چبوترہ مدوّر بلور کا بنا ہوا ہی عمرو گلیم اوڑھے
ہوے ایک گوشے مین بیٹھا منظور ہوا کہ یہان کے شب و روز کا حال دیکھون اور رہین یہان کیونکر
پہونچا اُس قید خانے مین وہ مکان تنگ و تاریک اُس زنگن کا ار ناستم ہو گیا بموجب مضمون شعر
چمن مین دفن ہوا کوے یار مین نکلا ٭ زمین مین بھی نہ ٹھہرا وہ بیقرار ہوئین ٭ کہان وہ مکان تنگ و تاریک
کہان باغ روح افزا خواجہ یہان کے حالات ضرور دیکھونگا دن کا تو یہ طریقہ ہی رات کو کیا ہوتا ہی اِس
فکر مین خواجہ دن بھر چمنستان مین پھر کر جب بارہ دری مین قریب آتے ہین شیر چوکنے ہو جاتے ہین چارون
طرف اٹھ اٹھکے دیکھتے ہین ڈکارین لیتے ہین پنجون سے خاک اڑاتے ہین اسی انتشار مین عمرو نے سارا
دن بھر کیا قیدی زندان مغرب زنجیر شعاع مین جکڑا ہوا داخل زندان مغرب ہوا شہنشاہ ماہ تابان
بافوج ثوابت و سیارگان سپہر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا عمرو نے دیکھا کہ خود بخود اُس چبوترے
پر بچھونا بچھ گیا ایک شامیانہ باسلک ہاے مروارید استادے الماس نگار خود بخود قائم ہوا طائرون نے

سر آشیانون مین کھینچے کوئی پہر رات گذری ہوگی کہ آسمان پر ابر گلنار پیدا ہوا کمال زینت سے کچھ جانور زمزمہ
سرائی کرتے ہوے ابر سے پھول برستے ہوے مشک و نافے کھلے ہوے بوے خوش سے دماغ جان
معطر و معنبر ہوتا ہی وہ ابر آکر سر باغ پر ٹھہرا پہلے ابر لوٹ کر زمین پر گرا سارے باغ مین وہ ابر لوٹا عمرو
گلیم اوڑھے ہوے ہر گوشے مین چھپتا پھرتا ہی ابر جب سارے باغ مین لوٹا کسیکو نہ پایا تب کڑک کر بلند
ہوا آسمان پر جاکر شق ہوا اب عمرو نے دیکھا کہ ایک تخت زمردی پر اجلال جادو کمال زیب و زینت
سے تاج یاقوت سر پر قباے اطلس زرین جسم پر اور ربت سے عجائب و غرائب طلسم جسم پر آراستہ ہین
جیب مین ایک مار سیاہ منھ نکالے ہوے زبانین نکال رہا ہی چند کنیزان زرین پوش پشت پر اجلال جادو
کی بیٹھی ہوئی مگس پرانی کر رہی ہین ابر اسی طرح سے سر پر چھایا ہوا ہی برقین اسی طرح سے اسپر گر رہی ہین
باغ بھر مین دوڑتی پھرتی ہین اجلال جادو تخت سے اترا مسند پر آگے بیٹھا پکار کر آواز دی ای صحرا نورد
وادی ہنر بر بیشہ سحر و ساحری ای ضیغم شکار گاہ افسونگری جلد حاضر ہو کہتے ہی اسکے جھونکا ہوا کا چلا پردے
خود بخود دوبارہ دری کے بند ہوگئے وہ چارون شیر لوٹ مار کر ساحرون کی شکل بنے اس چھپر کھٹ کو کاندھے
پر اٹھایا حاضر حاضر کہتے ہوے چھپر کھٹ کو لیکر آئے لاکے چھپر کھٹ کو سامنے اجلال کے رکھا اجلال جادو
مسند سے اٹھا دست تجسس سے گوشہ دلائی کا چہرۂ بینظیر سے اس محبوب کے اٹھایا دلائی جو چہرے سے
ہٹی ایک بجلی چمک گئی بعد تھوڑی دیر کے نگاہ قائم ہوئی دیکھا عمرو نے ایک شعلۂ جوالہ کبھی ایسی صورت
نگاہ سے نہین گذری آنکھین ملتی ہوئی اٹھ بیٹھی مگر کراہتی ہوئی اٹھی آواز دی او ظالم کیون مردون کو ستاتا
ہی کیون سرکشی دکھاتا ہی ارے تجھے اپنے سالوس کی قسم ایک ہاتھ تلوار کا مار دے کہ ہم کشاکش سے مہلت
پائین مردونکو ناحق ستاتا ہی اجلال منتین کرتا ہی کہتا ہی ای شہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی ای گل گلزار
حسن و جمال ای ماہ آسمان کمال رحم کو کام فرماؤ ذرا تصور کرو فرد شب آمد ساز کار عشق بازان ۞ شب آمد
راز دار عشق بازان ۞ شب تو مین نے اپنے واسطے عیش و راحت کے رکھی ہی پہلو مین اپنے طالب کے بیٹھو
میری دشمنی کا خیال نہ کرو مین غلام و تابعدار ہون دل و جان سے تمپر نثار ہون وہ مہ جبین چھپر کھٹ سے
تھراتی ہوئی اتری جسطرح شمع سحری لہراتی ہی مسند پر آکے بیٹھی اجلال نے چاہا قریب بیٹھون کہا ارے
او نا منصف قاتل مردگان ہٹ کر بیٹھ مجھے تیرے جسم سے بوے خون مادر و پدر آتی ہی جب تو نے سارے
قبیلے کو قتل کیا تو اس مبتلاے زندان حسرت و یاس کو کیون زندہ رکھا ایک ہاتھ مار دے یہ بار
سر سے اتر جاے اجلال سامنے دست بستہ آکر بیٹھا کہا ملکۂ عالم بڑا ستم ہوا تمھارا شاہزادہ سمنکال جادو
جنگ امیر حمزہ پر گیا ہی عمرو عیار کو اسنے گرفتار کرکے یہان روانہ کیا ہی ایسا عیار مکار تھا کہ کسی سردار
نے اسکا مجھ تک لانا نہ گوارا کیا آخر وہ تو آپ کے باپ کا تعلیم کردہ ہی اسنے قید کو اپنے سحر سے روانہ کیا کیا
سحر جابجا کے کیا تھا کہ قفس میری بارگاہ مین آکر اترا مین نے اپنے سردارون سے کہا کہ اسکو قید کرو کسی سردار
نے قبول نہ کیا تب مین لاچار ہوا سوچا کہ ایسا نہو کہ سردار خیال کرین کہ ہمارے بھروسے پر سلطنت
کرتے ہین تب مین نے زندان سیہ رو مین اسکو قید کیا اس ظالم نے جاکر وہان دام مکاری پھیلایا اور
سیہ رو کو مارا مین حیران ہون کہ سیہ رو کو مار کر کہان گیا آج دن بھر مجھکو اسی انتشار مین گذرا یقین تھا
کہ اس باغ مین پہونچا ہوگا جب آیا تو پہلے ہی ابر سیاہ کو حکم دیا سارے باغ کو ابر نے چھان ڈالا پتا پتا بوٹا بوٹا

چھپاتا باغ بھر مین کہین پتہ نہ ملا اگر اس باغ مین ہوتا جلکر خاک ہوجاتا وہی دل کو پریشانی ہی یہ سنکر وہ نازنین
مسکرائی اور ہنسکر کہا خواجہ عمرو تشریف لائے مین حیران تھی کہ اُنکا یہان کیونکر آنا ہوا کہان مقابلہ سالوس
لجا کوہ لالہ زار مگر واہ واہ کیا اچھی ترکیب ہی اجلال نے ہنسکر کہا کیا شاید آپکو گمان ہی کہ وہ آپ کو رہا کرینگا
ملکہ انجم اختر پیشانی نے ہنسکر کہا او ظالم ہمنے امید رہائی کی ہماری رہائی اُسدن ہوگی کہ جسدن روح
تن پھر قالب خاکی سے نکلے مگر او ظالم اظلم او قاتل بزرگان اتنا احسان کرنا کہ ہماری لاش کو نہ جلانا تھوڑی
زمین کھودکر دفن کردینا اجلال نے کہا ملکہ یہ اعتقاد کیسا ملکہ نے کہا ہمنے اپنی عقل سے دریافت کیا کہ جلا دینے
سے دفن ہوجانا بہت بہتر ہی مردے کا پردہ رہتا ہی کوئی اعتقاد نہین ہی مگر او ظالم دن کو ہمکو اتنی مہلت
دے کہ ہم اُٹھکر منہ ہاتھ دھوئین کوئی لمحہ دو لحظہ باغ مین ٹہلین پھر مثل مردون کے آگر پڑ رہینگے اجلال
ہاتھ باندھنے لگا کہا ملکہ مجھکو کچھ تردد نہ تھا مین دن کے بھی اُٹھنے کا حکم دیتا مگر آجکل یہ معرکہ ساربان زادہ
کا ایسا گذرا ہی ملکہ انجم اختر پیشانی نے ہنسکر کہا او ظالم تونے کتابون مین دیکھا کہ ساربان زادے نے
ششمشش ایسے ساحر کو مارا او نامہ کو قتل کیا بڑے بڑے ساحر مارے اُنکی روحونکو چھوڑ دیتا بس اُن
دونون کو اُسنے قبضے مین کر لیا جہان کوئی مشکل سخت پڑی وہان وہ اُسکو طلب کرتا ہوگا اگر دریاے
آتش ہو یا قلعہ آہن ہو عقل سے سوچ تو کہ نامہ و ششمشش رک سکتے ہین جس مقام پر بلاتا ہوگا وہ فوراً
پہونچتے ہونگے اس زور و شور سے آئے کہ بی سیہ رو کو مارا عمرو کو اُٹھاکے لے گئے جلد ایک نامہ سمنکال
کو روانہ کر اور یہ لکھ بھیج کہ ساربان زادہ چھوٹ گیا ہی تا وہ اپنا انتظام کرے ورنہ ساربان زادہ غفلت مین
پہونچ جائیگا اور عیاری کریگا ہر چند کہ تو ہمارا بدخواہ ہی مگر ساربان زادے کو اس حوالی مین کہان
ڈھونڈھتا ہی ششمشش نے لیجاکر اُسکو سرحد کوہ لالہ زار کے آگے چھوڑا ہوگا ساربان زادہ پہونچ گیا ہوگا
رات ہی کو نامہ روانہ کر ہر چند کہ ہماری جان پر بنی ہی مگر او ملعون تیری مٹنے کے خواہان نہین اگر آگاہ
ہو جائیگا سمنکال انتظام کریگا اگر غفلت مین رہیگا عمرو کی عیاری ہو جائیگی وہ تو جانتا ہوگا کہ عمرو
قتل ہو گیا اور یہان اُسنے رہائی پائی یہ سنتے ہی اجلال نے پلٹ کے ایک کنیز سے کہا راہبر جادو کو تو
بلا لو اور قلم دوات لاؤ ملکہ نے یہ کیا خوب بات کہی ہی اُسیوقت اپنے نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ ای
سمنکال اگر فرزند عمرو زندانخانۂ سیہ رو سے چھوٹ گیا اور سیہ رو قتل ہوئی مین یہ نہ سمجھا تھا ورنہ
اسکا انتظام کرتا سیہ رو کے قتل ہونے سے صاف ظاہر ہی کہ خود ششمشش آیا سیہ رو کو مار ڈالا عمرو
کو اُٹھا کرلے گیا یہ مضمون لکھ چکا تھا کہ کنیز راہبر کو لیکر آئی ایک کنیز مکار غدار بلاے روزگار سحر و ساحری
مین طاق شہرۂ آفاق آکے اجلال کو سلام کیا اجلال نے نامہ دیا کہا جلد اسکو پاس ہمارے فرزند کے
پہونچاؤ عمرو ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کسی کنیز کی شکل بنکر صحبت مین جاؤن جب قصد کرتا ہی دل دھڑکتا ہی یہان
اجلال و ملکہ انجم اختر پیشانی سے بھی صحبت ہی ملکہ کی طرف سے حکایت و شکایت قتل بزرگان کا ذکر
اجلال کا سر جھکانا شرمانا ہاتھ باندھکر عرض کرنا کہ سب برائیان مجھسے سرزد ہوئین مگر آپکا تو خیر خواہ
ہون آٹھ پہر خدمتگذاری چاہتا ہون ذکرہاے گذشتہ نہ کیجیے مین محجوب ہوتا ہون ملکہ فرماتی ہین کہ او
بیحیا اگر یہ حرکات سرزد نہوتے یہ مرتبے کیونکر ملتے بادشاہ بن بیٹھے سلطنت بیکار کرتے ہو کوئی تمہارا ہمسر
نہین انھین باتون مین ساری رات گذری اجلال ستارۂ سحری کو دیکھکر رونے لگا ملکہ انجم اختر پیشانی

سے کہا ای ملکۂ عالم آج کی شب بھی آپ نے حیلے حوالے مین گذرانی ملکہ نے کہا او ملعون یہ حسرت لیکر پردۂ دنیا سے
تو جائیگا یہ کہکے آنکھون سے اشک حسرت ٹپکا اُن گورے گورے ہاتھون سے دامن پکڑ لیا کہا کیون او جلاد او
بانی ظلم و بیداد نہ کھانا مانگتے ہین نہ پانی تجھسے طلب کرتے ہین جو گذریگی ہمپر گذر جائیگی طبیعت ہماری کیونکر تسکین
پائیگی ایک گھنٹے کی مہلت تجھسے دن کی مانگتے ہین کہ اٹھکر منھ دھوئین باغ مین تھوڑی دیر کے لیے ٹہلین جو مثل
مردون کے پڑ رہونگی وہ بھی تجھکو گوارا نہین مارے جو دامن تھام کے ملکہ نے کہا اجلال اٹھکر گرد پھرنے لگا کہا
ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان کس حسرت مین میری راتین کٹتی ہین کیسا مایوس ہوکے پلٹ جاتا ہون
نخل مراد سے پھل نہین پاتا آج آپ نے یہ فرمایش کی مگر اتنا آج مجھکو یقین ہوا کہ آپکو میرے خاندان کا ستانا گوارا نہین
آپہی کی راے سے مین نے اپنے فرزند کو نامہ لکھا چارون ساحرون کی جانب دیکھا جو چھپر کھٹ اٹھا کے لائے تھے
کہا خبردارون کو ملکہ کے ہمراہ رہنا ایک گھنٹہ بھر کے واسطے حوض پر بیٹھکے منھ دھوئین اور پھر آکر پلنگ پر اپنے
لیٹ رہین تم مثل ہمزاد کے ساتھ سے انکے جدا نہو تا چارون نے عرض کی بہت خوب یہ کہکے اجلال جادو ہما
تخت پر سوار ہوا وہ چارون ساحر چھپر کھٹ کو کاندھے پر اٹھا کر بارگاہ مین بارہ دری کے اندر لے گئے اسی طرح
پردے پڑ گئے خواجہ عمرو بہشت بر یہ معرکہ دیکھا کیے کئی مرتبہ قصد کیا کہ ایک کنیز بنکر یا ساقی بچہ بنکر صحبت مین
جاؤن اپنا رنگ جماؤن مگر دل نے گواہی نہ دی اجلال تو اسطرف چلا گیا مگر چلتے چلتے وہی فعل پھر کیا کہ ابر
سیاہ کو اشارہ کیا ابر سارے باغ مین لوٹتا پھرا خواجہ گلیم اوڑھے ہوے تھے انکو کیونکر پاتا چہار جانب
تلاش کرکے ابر بلند ہوا اجلال اُس مین جھپٹ کر روانہ ہوا باغ کے نخل نخل سے آوازین آنے لگین ای شہنشاہ
سامری و جمشید نگہبان رہین عمرو تو اس باغ مین یہ سن چکے کہ ڈنکو واسطے چند ساعت کے منھ دھونے کو
نکلے گی مگر ساحر ساتھ رہینگے اگر ایسی جدائی ہوگی کہ اُس سے کچھ باتین کرین تو کیا عجب ہے کہ کچھ مطلب نکلے
خواجہ تو اسی فکر مین گوشۂ باغ مین بیٹھے ہین وقتاً فوقتاً دو چار پھل توڑ لیتے ہین اُنھین کو کھایا نہر سے پانی پی لیا
اسطرح اپنی اوقات بسر کر رہے ہین مگر نامہ وار جو نامہ لیکر چلا لشکر ظفر اثر کا ذکر کیا جاتا ہے کہ صاحبقران
بارگاہ مین بیٹھے ہین برق و قران گلباد و کلباد و مہتر ابو الفتح اصفہانی و بہرام وغیرہ جملہ عیار و سردار
سب حاضر دربار ہین امیر کشورگیر فرما رہے ہین کہ یہ سمنکال جو آیا ہے اسنے طبل جنگی نہین بجوایا کیا مقابلہ نکریگا
برق نے تڑپ کے کہا خداوند نعمت شب سے ہمارے اُستاد گئے ہوے ہین پلٹ کے نہین آئے ہین مین
تڑپتا پھرتا ہون یہ ذکر تھا کہ نامیان خیبری و تومیان خیبری و سرہنگ مصری و ابو طاہر خونریز
پریشان پریشان آکر حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی ای شہریار بڑا غضب ہوا غلامون نے تمام معاملہ
اپنی آنکھون سے دیکھا کہ خواجہ مجرائی سمنکال کی شکل بنکر پہونچے راہ مین اُسے کسی فقرے سے پکڑ لیا وہ رنگ
جمایا کہ خاتمہ کر دیا تھا مگر سمنکال بد انجام نے انتظام کر رکھا تھا موتیون کا مالا گلے مین استاد کے ڈالا انھین موتیون
نے آبرو لی ایک نے رنگ و روغن جلایا ایک نے گرفتار کرایا غلامون نے اپنی آنکھون سے دیکھا کوئی
کوہ لالہ زار ہے وہان روانہ کر دیا نہین معلوم وہان اُنپر کیا گذری صاحبقران نے گھبرا کے فرمایا برق
خبر تو لو برق تڑپ کر اٹھا شب کا وقت ہے گھبرایا ہوا جی مین کہتا ہے ہاے برق اُستاد نے ہمارا کہنا نہ مانا ورنہ
مین اگر عیاری کرتا تو استاد تو بچ جاتے دیکھون اب فلک کیا دکھاتا ہے جنگل مین کھڑے کھڑے برق کو رات
گذر گئی ایک چشمۂ آب پر ٹہل رہا ہے حیران ہے یکایک ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شہنشاہ انجم سپاہ با حال تباہ

شکست خوردہ افتان و خیزان حیران و پریشان قلعہ مغرب مین جا کر محصور رہا کہ برق نے دیکھا اچھی طرح روشنی
نہین ہونے پائی ہی کہ ایک ساحر آسمان سے اڑتا ہوا آتا ہی برق نے ایک نخل کی آڑ پکڑی طریقے سے معلوم ہوتا ہی
وہ ساحر پیاسا تھا چشمۂ آب دیکھکر جھکا جوش مین پیاس کے موج آئی کہ پانی پیون برق نے ایک ساحر کی
شکل بنکر آواز دی ای شخص پانی نہ پینا آب نایاب ہی مقام گذرگاہ سامری و جمشید ہی اس پانی کے پینے مین
بڑا بھید ہی پناہ پانی مشکل ہوگی آبرو نہ بچیگی نہ پیے گا تو ہمیشہ موج مین رہیگا دنیا مین بڑا انقلاب ہی مثال اسکی
حباب ہی پلٹ کے ساحر نے دیکھا چلو مین پانی لیکر چھوڑ دیا جب قریب آیا برق نے ایک خنجر مارا کہا او نالایق
ہم منع کرتے تجھے تو نے پانی مین ہاتھ ڈالدیا ابھی کچھ انقلاب ہو تو ہم بدنام ہون سامری جمشید پوچھین کہ
کیسا نگہبان تھا تو نے ہمارے کہنے کو نہ مانا اسطرح تباہ ہونے دیا ساحر نے کہا بھائی زبان سنبھالو برق نے
کہا مین جوتا سنبھالونگا زبان سنبھالنا کیسا وہ کسی احمق کا کام ہی مین تجھکو بہت ٹھیک کرتا مگر تیری غربت پر
رک گیا تو ہی کون کہان سے آیا ہی کہان جاتا ہی پانی تجھکو مین پلاؤنگا بلکہ کھانا کھلاؤنگا شراب پلاؤنگا ساحر نے
تھرا کے کہا مین رہنے والا کوہ لالہ زار کا ہون ملازم اجلال جادو اجلال نے سمنکال کو کچھ لکھا ہی اتنے
خبر مین نے اڑتی اڑتی سنی کہ کوئی شخص عمرو عیار قید ہوکر آیا تھا وہ زندان سیہ رو سے غائب ہوا اسکی اطلاع
دی ہی کہا تھا کہ رات ہی کو پہونچنا راہ دور و دراز تھی مجھکو دیر ہوگئی پانی کے واسطے اسوقت بیقرار تھا اسوجہ
سے اتر پڑا پانی پینے کا ارادہ کیا آپ اس پانی کا حال بیان کیجیے کیون منع کیا برق نے کہا ابے گدھے یہان
سامری جمشید سیر کو آتے ہین اژدھون پر سوار ہوکے میان بی بی ٹہلتے ہین آپ تو بی بی کا ہاتھ پکڑ کر اس
درخت مین غائب ہو جاتے ہین اژدہے دونون اسی نہر سے پانی پیتے ہین اسلیے پانی کا پینا بالکل بیکار ہی سراسر زہر
مار ہی بلکہ کف اژدر خونخوار ہی مین تیرے واسطے پانی لاتا ہون ہمین یہان سامری نے واسطے حفاظت کے
چھوڑا کہ سرراہ کا مقام ہی کوئی ہمارا بندہ اسمین ہلاک نہونے پائے تم پانی پانی ہوکے بہ جاتے ہمکو بدنامی
ہوتی سزا پاتے کئی آدمی پانی ہوکے بہ گئے ہمپر غصہ ہوا ہم جانتے ہین کہ دنیا نقش بر آب ہی اکثر ادھر ادھر کو
واسطے ٹہلنے کے بھی چلے جاتے ہین پانی ہمسے لو پیو ٹھنڈے ہو راضی ہوکے جاؤ جلدی منزل پہ پہونچو یہ کہکے
درۂ کوہ مین گھس گیا جام بلورین پانی بھرا نمک سرکاری ملایا لاکر سامنے پیش کیا نام پوچھ لیا نام اُسنے بتایا
کہ نام میرا راہبر جادو ہی قاصدی میرے متعلق ہی وہ پانی پلاکر کہا جاؤ اب یہان نہ ٹھہرو ایسا نہو کہ یہان
ساحران آتی ہون ایک طرف کُتیا مع چار پانچ بچون کے جاتی تھی کہا ابے اندھے دیکھو وہ ساحران مع بال بچون
کے جاتی ہین آنکھین بند کرکے بھاگ اگر تیری نگاہ پڑی تو غضب ہوا یہ بچے سب تیرے لپٹ جائینگے اور
گوشت پوست سب نوچ کر کھا جائینگے اسی لیے جنگل مین پھرا کرتے ہین ہمکو مشکل ہی ساحر اٹھکے چلا بیہوشی
نے تاثیر کی تھرتھرا کے گرا برق نے اسکی جھولی سے نامہ نکال لیا سر کاٹ ڈالا اب بیٹھ کے سوچنے لگا کہ کیا تدبیر
کرون جہان اُستاد ہین وہان اپنے کو پہونچاؤن اُستاد بہت خوش ہونگے یہ سوچکر رنگ و روغن عیاری
کا لگایا راہبر کی شکل بنکر تیار ہوا طرف کوہ لالہ زار کے چلا اب حال خواجہ عمرو کا سنیے کہ گلیم اوڑھے ہوئے
باغ مین پھر رہے ہین اجلال جادو جو حکم دے گیا ہی سوا پہر دن چڑھے ملکہ کی چھپر کھٹ پر آنکھ کھل گئی گھبرا کے
آنکھین دیکھا چار شیر بیٹھے ہین وہ چارون لوٹ کر بشکل انسان بنے ملکہ کو اٹھایا ملکہ آکر کنارے پر حوض کے
ٹھہری منھ دھویا اپنی زندگی سے ہاتھ دھوتے ہین حال اپنا مفصل نہین کہسکتی چارون ساحر پاس موجود ہین

چارون کو حکم دیا چلکر بارہ دری مین ٹھہرو ہم بھی آتے ہین چارون ساحرہ تو بارہ دری مین گئے ملکہ بصدای نحیف و ضعیف
پکارین خواجہ عمرو صاحب مین جانتی ہون کہ آپ یہان موجود ہین اس کنیز بے تمیز سے ملاقات کیجیے چند ساعت
کی مہلت پائی ہی خواجہ عمرو نے آواز سنی سوچے کہ ظاہرا دوست معلوم ہوتی ہی دل نے بھی گواہی دی کہ اسکی
ذات سے کوئی رنج و ملال نہ پہونچیگا خواجہ عمرو بلا تکلف گلیم اُتار کے سامنے آئے پکار کر آواز دی ای شمع انجمن حسن و
جمال ای ماہ آسمان کمال تمھارا گمان صحیح نکلا خوب تمنے اجلال کو بھٹکایا مگر بلا کا ساحر زبردست ہی اُسنے
سب اپنا انتظام کر رکھا ہی میرا حوصلہ نہ پڑا کہ کسی کی صورت بنکر آؤن جب قصد کیا دل دھڑکا نہ قصد کیا ملکہ نے
کہا مجھکو بشارت ہو چکی ہی آپ کے بزرگون نے سب حالات بیان کیے فرمایا وہ آکر تجھکو رہا کرینگے شہنشاہ جلیل
فیروزہ پوش اس ملک کا بادشاہ تھا جسپر سالوس قائم ہوا ہی مین اُسکی دختر بلند اختر ہون یہ اجلال ہمنکال
کارگذار تھے چھپ چھپ کے گھر اُسکا کاٹا سوتے مین اُسکو گرفتار کر لیا گھر بار پر قبضہ کیا مان باپ کو مارا یہ ملعون
مجھپر عاشق ہوا مین کمسن اسکے دھوکے مین آگئی جب دعوی عشق و عاشقی کیا تب مین بگڑی مجھکو دھوکا دیکے
پکڑ لیا نو برس کا زمانہ گذرا کہ مین اس ملعون کی قید مین ہون دن بھر مثل مردون کے پڑی رہتی ہون شب
کے وقت آکے منت خوشامد کرتا ہی مجھے آپ کے بزرگون نے مطیع اسلام کیا آپ کے آنے کی خبر دی مین نے
اُسکے سامنے بھی ہنس کے کہا تھا کہ خواجہ عمرو تشریف لائیے جوش مین منھ سے نکل گیا یہان سے آپ نکل جائین
پانچ کوس پر باغ دلکشا ہی اسکا بھائی محلال خود سر میری وزیرزادی مہر طلعت آہو چشم پر عاشق ہی
اُسکو وہان قید کیا ہی محلال کو قتل کیجیے میری وزیرزادی کو رہا کیجیے وہ آکر میری رہائی کی تدبیر بتائیگی آپ یہان
نہ ٹھہریے گا یہ کہکے ملکہ خواجہ سے رخصت ہوکے گرتی پڑتی طرف بارہ دری کے چلی خواجہ اُسی وقت باغ سے
نکل گئے تلاش مین باغ دلکشا کی چلے مگر برق کا اب حال سنیے کہ راہبر جادو کی شکل بنا ہوا نامے کو خوبصورتی
سے کھولا نکال کے پڑھا پشت پر طرف سے ہمنکال کی لکھا کہ غلام آگاہ ہوا نامے کو جھولی مین رکھ لیا اور
دوڑتا ہوا آتا ہی راہ مین کوہ لالہ زار کا پتہ پوچھتا ہوا ایک مقام پر آکے پہونچا وہان پر دوراہا تھا یہ بھٹک کے
بائین پر نکلا تھوڑی دور راستہ طی کیا تھا کہ سامنے سے ایک باغ دیکھا در باغ پر ایک تاجدار تاج شہریاری
بر سر قبۂ شاہنشاہی زیب جسم خود سر سیہ فام خال چہرۂ شب بے ادب چند ساحر گرد بیٹھا ہوا اُنسے باتین
کر رہا ہی راہبر کو جاتے ہوے جو دیکھا پکار کر آواز دی ای راہبر کہان جاتے ہو برق پلٹا جھک کر سلام کیا
شاہ نے کہا کیون ای راہبر تم حیران حیران ہمکو دیکھتے ہو کیا نہین پہچانا کیا دیکھتے ہو یہ سنتے ہی برق فرنگی
ناچنے لگا گنگنانے کے زور سے ایک تان ماری اور یہ اشعار پر بہار عاشقانہ گانے لگا اشعار

بھر رہا ہی وہ صنم آٹھ پہر آنکھون مین
عارض خور ہی یان مثل قمر آنکھون مین
نشے سے لال ہوئی ہین جو چشمان سیاہ
ڈبڈبے اچھے ہین حیا ہو نہ اگر آنکھون مین
نگہ گرم سے ہو رنج نہ اُس نازک کو
بہر تسکین ہی یان لخت جگر آنکھون مین
اسقدر سرمہ ہوا اُسکو نزاکت سے گران

یان سفر دشت مین ہی اُسکو سفر آنکھون مین
کس سے منظور ہین قاتل کو نرالی آنکھین
آپ کی ہی شفق شام و سحر آنکھون مین
اُسکو پیتے ہین انھین دیکھتے ہی ہوتے ہین مست
ہی یہان تار نظر اسلیے تر آنکھون مین
اسقدر کھپ گئی ہی تیری سنہری رنگت
کہ سلائی نہ پھری بار دگر آنکھون مین

کور ہو جائینگے ہم منھ نہ چھپا ای خورشید
ہر سیاہی نگہ تیغ و سپر آنکھون مین
تیر اگر دل مین نہو دے کہین پتھر بہتر
مے گلگون سے زیادہ ہی اثر آنکھون مین
ہی حجاب سے کہ وہ پارۂ دل آنکھون سے
ای پری اب تو سماتا نہین سر آنکھون مین
ہمکو پیری مین بھی ہی شوق نظر بازی کا

مئے شب کا ہی اترتا یہ سحر آنکھون مین
اک نگہ کرتی ہی قتل ایک نگہ دیتی ہی جان
سچ تو ہی خواب کا کیونکر ہو گذر آنکھون مین
کوٹ کر موتی بھرے ہین تری آنکھون مین اگر
کہ مری مردم دیدہ کا ہی گھر آنکھون مین

جب وہ خورشید درخشان نظر آجائیگا
آپ رکھتے ہین قضا اور قدر آنکھون مین
پھنس گیا گیسوون کے دام مین جا کر ایسا
قطرۂ اشک یہان بھی ہی گہر آنکھون مین
ہاۓ جہان یار وہین آ رکے یہ دیکھ آتے ہین

صدقے ہوینگے وہین شمس و قمر آنکھون مین
رات دن دھوم مچا ہین جو عرض طفل سرشک
پھر ہوا مرغ نظر کا نہ گذر آنکھون مین
تنگ ہین ہی وہ پری خانۂ دل مین بھی ہی جا
مری پلکین ہین ہو گئین پروانہ کبھی آنکھون مین

اس دھن مین یہ غزل گائی کہ بادشاہ اٹھو کھڑا ہوا کہا ای راہبر جادو یہ کمال کہان سے لایا ہی کہا حضور رستے
مین نامہ لیکر جاتا تھا ایک جھیل پہ پانی پینے کو ٹھہرا ایک ساحر نے آواز دی خبردار پانی نہ پینا مین ٹھہر گیا تب
اُسنے مجھسے کہا کہ اسمین کف اژدہا ہی سامری جمشید یہان آتے ہین مین نے نادانا پانی پی لیا ایک درخت سے
گھڑ گھڑاہٹ ہوئی ایک موٹا سا بندر پیدا ہوا بندر نے لوٹ ماری دیکھا مین نے ایک آفتاب عالمتاب ماہ درخشان
اُسمین سے برآمد ہوا اُدھر منھ پھیر دیا مرد بھی حسین عورت بھی جمیل ادھر انگ کا سوانگ تھا اُس آدمی نے مجھکو
اشارے سے کہا ساحرن ہی پلٹ جا یا قدمون سے لپٹ جا جو مانگنا ہو مانگ لے مین بلا تکلف قدمون سے
لپٹ گیا ہان ہان ہی کے جاتے تھے کہ میرے پاس کچھ نہین ہی مین قدمون سے لپٹا ہوا تھا اچھا کہا جو بھونا
چھوٹی ساحرن پر نظر پڑی بس ساحرن نے ایک دھول ماری اور کہا کیون موے مردے موئے کی کتا
تونے کیا شئی دیکھی اندھا ہو گیا جا تجھکو علم موسیقی کا حاکم کیا اور کئی باتین فرمائی ہین مگر گانے کا تو مین نے یہان آکے
امتحان کیا مجھکو گردن پکڑ کر پھینک دیا اس راہ پر آکے گر پچیس کوس تک اُڑتا ہوا آیا اور دنیا کے عجائب و
غرائب دیکھے کہ اُسکو بیان نہین کر سکتا کہین دیو بسے ہین کہین جنات کہین پریزاد اُس بادشاہ نے کہا تیرا
قاف مین گذر ہوا یہ پردۂ قاف کی باتین ہین دنیا مین یہان دیو جن پریزاد نہین ہوتے ہین ای راہبر جادو
بڑا مرتبہ تمھارے واسطے ہوا کہا حضور دنیا والون کو بھول گیا اب آپ کو نہین جانتا آپ کون ہین کہا بھائی
محلال جادو برادر اجلال ادھر کے حوالی کی سلطنت مجھکو دی ہی مین نہین رہتا ہون یہ جگہ مجھکو بہت پسند
ہی برق بہت خوش ہو گیا قدمون سے لپٹ گیا کہا اچھے قدردان کے پاس پہونچا یہ کہکے پھر اپنے لگا غزلین گاتا
ٹھمریان گاتا ہی اشعار عاشقانہ پڑھتا ہی کبھی کہتا ہی دیکھیے یہ ہنڈول راگ ہی اسکو یہ واکہتے ہین ہر ایک
راگ کی چھتیس راگنیان ہین جسطرح ایک مرغ کے سات مرغیان ہوتی ہین اسطرح پھرا کرتے ہین کبھی اُسپر جا پڑے
کبھی اسپر جا پڑے یہی لفظ کہا کیے دیر تک گایا کیا کہ مین گویا ہو گیا ہین گویا ہو گیا ابے او بھیرون کیا بکتا ہی
ای لو بھیرون کو لے بھاگا دونون منھ کے بل گرے ابے تیری جورو ہی گھبراہٹ کیا ضرور حضور راگ جو ے
مزے آ ڑا رہے ہین محلال نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ای راہبر اندر باغ کے چلو اب ہم تمکو دو چار روز مہمان اپنا
رکھینگے نامے کا کیا جواب ملا کہا بھول مین ہی دیکھو لیجیے مجھکو یاد نہین ہین تو دنیا کے سب حال بھول گیا نہین جانتا
میرا گھر کہان ہی جورو کہان ہی لڑکے ہین یا نہین جورو کس کام مین رہتی ہی گھر مین کیا پیشہ ہوتا ہی محلال نے کہا
بھائی یہ سب ہم تمکو سمجھا دینگے کہا ہان بھائی میری جورو کو بھجوا دینا مجھے جو حکم خدا زندہ ہون تو کوئی
بڑا نہ مانے آپ بادشاہ ہین مگر میرا دل چاہتا ہی کہ بیٹا کہون کوئی دیگا نکل جائیگا خفا ہو محلال جادو نے
خط لے کے دیکھا کہا مین ابھی پاس محلال جادو کے روانہ کیے دیتا ہون اور یہ بھی لکھے دیتا ہون کہ راہبر کو
مین نے آٹھون کے واسطے مہمان کیا برق نے کہا آٹھون نہ لکھیے مین آج ہی رات کو آپ کو راضی کرکے نکل جاؤنگا آپ کے

بھائی صاحب بھی بہت مانتے ہین جب سنینگے کہ نذر کردۂ سامری جمشید ہوا بہت خوش ہونگے محلال جادو نے کہا ہم تمھین ابھی دس بارہ دن نہین جانے دینگے تمھارے کمال دیکھینگے تمھاری آنکھون کو چومینگے کہ تمنے چھوٹی سامرن کو دیکھا ہی برق نے کہا کیا خوب ایک جلوہ تھا سامری بڑے خوش نصیب ہین کیا عورت پائی ہی بس کرامات ہی اسکے حسن و جمال کی کیا بات محلال سے باتین کرتے ہوے اندر باغ کے آئے دن قلیل باقی تھا صحن باغ مین فرش بچھوایا شامیانہ استادہ ہوا محلال مسند پر آکے بیٹھا ٹھنڈی سانسین کھینچنے لگا برق نے کہا کیون بیٹا محلال کیون ٹھنڈی سانسین کھینچتے ہو مجھسے کہو اچک کر آسمان کے تارے توڑ لاؤن چاند کو تمھاری کلاہ بناؤن سب کچھ میرے قبضے مین ہی اتنا جو سنا دہائی کرکے برق نے کہا محلال بلک کر رونے لگا کہا بھائی برق کیا کہون یہ کیفیت ہی بموجب مضمون غزل

طوق نے سبب دیا وحشت نے دامان مجھکو
گر نہ غیرت کرے آگاہ اگر حال سے ہو
یاد آئیگا ترا چہرۂ تابان مجھکو
ہائے اس کافر بیجان کی محبت کے عوض
کر دیا یار کی تصویر نے بیجان مجھکو
دولت وصل کی خواہش مین ہو تھا عاشق
بخیہ شیر ہوے بخیہ مژگان مجھکو
واعظا ہی ہی ناسخ کی دعا صبح و مسا

دیدۂ شیر سے نرگس ہی زیادہ پر ہول
شہر آئی ہی جو کہتے ہین سلیمان مجھکو
بعد مرنے کے جہان روح بھٹکیگی
کاش کوئی اتنی پہچان مجھکو
گور مین آنکھین کی روشن نہ ہوئین
ہاتھ آیا نہ بجز گنج شہیدان مجھکو
باغ مین آگ لگی آئی نظر تیرے بغیر
جائے فردوس ملے کوچۂ جانان مجھکو

نہ جنون مین لگی کیا بخت نے عریان مجھکو
ہجر مین وحشت بلا ہی چمنستان مجھکو
شق خورشید قیامت سے ڈرے گی لیکن
ای جنون تونے دکھایا نہ بیابان مجھکو
اسکا دیدار جو ہوگا تو قیامت ہوگی
آگے یاد ہا ہجوم شب ہجران مجھکو
صاف آنکھون کو سمجھتا تھا مین آہو لیکن
سرو دکھلائی دیے سرو چراغان مجھکو

برق نے کہا کیون ای محلال معلوم ہوتا ہی کسی پر عاشق ہو تم اپنے گھر کے ہمراز دان ہو عیب و ہنر ہمارا سب کھلا ہی جب شہنشاہ فیروزہ پوش نے اس گھر کی سلطنت کو مٹایا اور سالوس کی خدائی کو روشن کیا تو اس گھر کو ایسا مٹایا کہ جوان بوڑھے بچے اس گھر کے سب قتل کیے ایک اسکی بیٹی ملکہ انجم اختر پیشانی اور ایک انجم کی وزیرزادی ملکہ مہر طلعت اجلال جادو شاہزادی پر عاشق ہوے مین وزیرزادی پر مائل ہوا انھون نے شاہزادی کو قید کیا ہی کئی برس ہو چکے بجتین کرتے ہین اس وزیرزادی کو اس باغ مین مین نے قید کیا ہی دن بھر مارا مارا پھرتا ہون شام کے انتظار مین شام کو اسکو بلا کر پہلو مین بٹھاتا ہون یہی سلطنت دوجہان ہی مگر وہ سرکش سوائے بگڑنے کے کسی طرح میرے وصل پر راضی نہین ہوتی منت خوشامد کرتے کرتے ہاتھ منہ گھس گیا مگر اس پتھر پر تاثیر نہین ہوتی بت سخن ناشنو بموجب مضمون اس شعر کے فرد آنکھین بتون کی ہوتین تو ہرگز نہ دیکھتے ؛ انکو خدا نے دیکھ کے پتھر بنا دیا ؛ ای برادر کیا کہون کنیزین مصاحبین سمجھاتی ہین مگر وہ خود سر نہین مانتی برق نے کہا تو میان اجلال بھی اسی بلا مین مبتلا ہین مین تو سب کچھ بھول گیا ہون محلال نے کہا بھائی کچھ نہ پوچھو ہم دونون بھائی اس آفت مین مبتلا ہین کہ لطف سلطنت گیا کار گزار تھے غرے اڑاتے تھے دن بھر کام کرتے تھے دو سو پیدا کیے پانچ سو پیدا کیے کہین سے ہزار کا پیغام ہی کہین سے دو ہزار کا پیغام روز ایسی گفتگو مین رہا کرتی تھین شہنشاہ فیروزہ پوش ہم دونون بھائیون کو اپنا قوت بازو زینت پہلو جانتے تھے بس ایسے انتظام تھے کہ ایک دن مین سلطنت کو مٹا دیا سالوس کو خداوند بنایا رعایا کو یہ فقرہ دیا کہ سامری و جمشید خواب مین کہ گئے کہ ہمارا بھائی ہی سب اسکو سجدہ کرو پہلے ہم دونون بھائیون نے سجدہ کیا ہم سب کے افسر ہین

ہمکو دیکھکے سب نے سجدہ کیا کوئی عذر نہ کر سکا خدائی اسکی روشن ہوگئی ہملوگ یا کارندے تھے یا بادشاہ بن بیٹھے
مگر ای بھائی جسدن سے کہ بادشاہ ہوے لطف زندگی گیا آٹھ پہر یہی فکر ہی یہی ذکر ہی ان ظالمون کو جو جو
قید مین زمانہ گذرتا ہی سرکشی بڑھتی جاتی ہی رات کو جو مین نے وزیر زادی کی بہت منت خوشامد کی جھلا کے
جواب دیا کہ الگ رہو مجھکو ہاتھ نہ لگانا اب میری رہائی کا زمانہ قریب آیا جب تم لوگون نے ہمارے گھربار
کو تباہ کیا ویسا ہی تم بھی تباہ ہوگے ہمارے بزرگون کے لاشے نور عایا نے اٹھائے تمھارے لاشے
پڑے پڑے سڑینگے کوے گدھ بھی نہ کھائینگے مین نے گھبرا کے اس باب مین تکرار کی ہنس کے کہا ارے
دل کے بخار نکالتے ہین ہاے ہمین کون چھڑائیگا کون ہماری مدد کو آئیگا اب تمھارے قبضے مین ہین بات
اتنی مجھسے مشتاق تو ہوئی مگر معشوق کا کیا کر سکتا تھا جب مین نے تکرار کی تو رونے لگی کہا ارے بھیا ہم خیالی
پلاؤ پکاتے ہین تجھسے کلام کرنے مین شرماتے ہین یہ سنکر راہبر نقلی نے کہا میری زبان مین تاثیر بھی دی گئی ہی
اگر ابھی راضی نہ کیا تو اپنا نام نذر کردہ سامری نہ پایا محلال. بلائین لینے لگا کہا ای راہبر سب سلطنت لے لو
ملک ومال پر حکومت کرو مجھکو گھڑی گھڑی کا رنج ہے کہ دوگر یہ معشوق پہلو مین ہو برق نے کہا وہ ظالم کہان ہی
کہا اس بارہ دری مین مثل مردون کے پڑی ہی برق نے کہا اس سے بات کیونکر کرون محلال نے انگشتری
ہاتھ سے اتار کر دی کہا یہ انگوٹھی اسکے جسم سے مس کر دینا وہ اٹھ بیٹھیگی جو کلام چاہنا کر لینا اگر اسنے اقرار کر لیا
تو ای راہبر وہ جشن کرونگا کہ روح سامری نثار ہو تمام ملک ومال لٹا دونگا رعایا کو جوڑے بانٹونگا اور
مسافرخانے جاری کر دونگا اس باغ کو کوئی پہچان نہ سکیگا کئی برس ہمکو مصیبت جھیلتے ہوے گذرے ہین
اب کوئی ہوس باقی نہین فقط یہ معشوق پریچہرہ ہو آٹھ پہر یہ جمال عدیم المثال دیکھا کرون سر پر مکان بناؤن
اس مکان مین اسکو بٹھاؤن برق نے دیکھا کہ انتہا کا جوش وخروش ہی نام وصل سنکر بحال ہو گیا برق نے
انگوٹھی لیکر قصد چلنے کا کیا محلال نے کہا چار شیر وہان بیٹھے ہونگے پہلے عکس اس انگوٹھی کا ادھر ڈالنا وہ جلکر
خاک ہو جائینگے تب قریب پلنگ کے جانا ورنہ شیر سرکشی دکھائینگے برق بسم اللہ کہکے اٹھا جیسے ہی قریب
بارہ دری کے آیا چارون شیر غرانے لگے برق نے پکار کر کہا کہ ہمکو محلال نے بھیجا ہی اور عکس انگوٹھی کا
ڈالا چارون شیرون کے سر سے آگ پیدا ہوئی جل جل کے خاک ہوے آواز آئی او ظالم پہلی بینا
خرابی کی یہی ہی کہ خیر خواہونکو مارا اب یہ گھر نہ بچیگا برق ٹہلتا ہوا قریب پلنگ کے آیا یہ چہرے سے
ولائی جو اٹھائی حقیقت مین ایک آفتاب عالمتاب کو دیکھا آنکھ کھولتے ہی آواز دی کیا میان برق صاحب
آگئے بے اختیار بول اٹھا غلام حاضر ہی اس نازنین نے آنکھ کھولی کہا فرمائیے کچھ حکم دیجیے آپ کے بزرگان
دین خدا ان سب کے مرتبے اعلے کرے دولت کو بین دے گئے نشان تمھاری آمد کا بتلا یا تھا کہو کیا
کہتے ہو برق نے کہا آج گھڑی بھر کے واسطے کلام اصلاح کیجیے مہرطلعت نے کہا ای برق یہ خیال خام
تصور ناتمام دل سے نکال ڈالو جو شی کھلاؤ پلاؤگے یہ سارا باغ سحر سے مملو ہی ایک پتہ پھول غنچہ مکار ہی
پہلے ایک کام کرو بائین پر جو چمن نرگس ہی ایک نخل کلان کے بیچ کو کھودو وہان ایک شیشہ پانی کا نکلیگا
اس پانی کو لیکر سب درختو پر چھڑکو اور شیشہ مثل دل کے پہلو مین رہے جسوقت تم شراب پلاؤگے
ہرچند کہ پانی چھڑک چکے پھول چشم پوشی کر گئے غنچے بھی زبان نہ کھولینگے زمین باغ آواز دے تو عجب نہین
جسوقت زمین سے آواز آئے وہ کہیگا ارے تو کون ہی تو خبردار منھ سے پورا کلمہ نہ نکلنے پاے وہی خالی

شیشہ اسکی پیشانی پر کھینچ مارا جسم سے اسکے شعلہاے آتش پیدا ہونگے جل کے تمام ہوگا اور تمکو اطلاع دیتی
ہون تمہارے استاد وہ الاتزاد کے آنے کی خبر سنی ہی انھون نے زندان سیہ رو کو توڑا باغ اجلال مین
پہونچے ہماری بی بی سے باتین بھی کین بی بی نے فرمایا پہلے باغ دلکشا مین جاؤ وہ ہماری وزیرزادی جب آئیگی
تو ہماری رہائی کی تدبیر بتائیگی وہ بھی اسی طرف آتے ہین مگر باغ کا راستہ انکو نہین معلوم اور مین آج اُنسے
اصلاح کلام کرونگی بس جاؤ اب زیادہ یہان نہ ٹھہرو ایسا نہو کوئی آفت آپڑ جاے دوسری جانب سے
انگشتر کو جسم سے اُس نازنین کے مس کیا دُلائی سے چہرہ ڈھانک دیا اتر بیٹا ہوا باہر آیا محلال منتظر بیٹھا تھا
مگر برق کے باہر آتے ہی وہاں چارون ٹھیر موجود ہوگئے [illegible] رہتے ہین مگر سُست ہین چہرون پر مردنی
چھری ہوئی ہی محلال نے جو برق کو آتے دیکھا دوڑ پڑا آنکھون کو چومنے لگا کہتا ہی اے راہبر ان آنکھون نے
کیا کیا دیکھا اسوقت میرے محبوب کے جمال کو دیکھا اور پھر پوچھا اے برق کہو اُس سرکش نے کیا کہا کہا
اُسنے تو وہی باتین سرکشی کی کین مگر مین نے چھوٹی سامرن کو یاد کرکے تلوے سہلائے بس گھبرا کر اٹھ بیٹھی
کہا اے راہبر افسوس کی بات ہی کہ محلال ہمسے دعوی عشق بھی کرتا ہی اور اس مصیبت مین قید بھی کیا ہی
ہماری تو اسیر خود جان جاتی ہی مگر اُسنے جو ظلم کیا تو اسپر بھی گران گذرا تم ہماری اُسکی صفائی کرادو مین نے
کہا ملکہ صفائی یہ کہ وہ ہاتھ جوڑے قدمون پر سر رکھے در محبوب پر جبہہ سائی کرے نہ کہ محبوب کے قدمون پر
آنکھین ملنا اُسنے کہا جب وہ آنکھین ملیگا ہم اُسکو سینے سے لگا لینگے صفائی ہوجائیگی اے راہبر ہماری بات
رہے بات مین فرق نہ آنے پائے اے شہنشاہ اب تیاری کرو سارے باغ کو مین اپنے ہاتھ سے آراستہ کرونگا
روشنی بھی مین ہی کرون چھڑکاؤ بھی مین دون ہر نخل کو نخل وادی ایمن بناؤن ان باتون کا مجھی کو اختیار
ہے محلال نے کہا اے راہبر تمکو تکلیف بہت ہوگی مین نے اپنی سلطنت تمکو دی برق نے کہا ہم تو خدمتگار
ہی بنے رہینگے سب کام اپنے ہاتھ سے کرینگے محلال نے کہا اختیار ہی اے راہبر مین تو اب توشہ خانے
جاتا ہون آج تو لباس بھاری پہنون برق نے کہا کلاہ زر پہن لباس زربفت ہاتھون مین مہندی آنکھون مین
سرمہ سفید ڈاڑھی موچھ مین خضاب خوب بن ٹھن کے آئیے گا اور جو کسی بات مین کمی ہوئی تو آپکی ڈاڑھی
نوچ ڈالونگا یہ کہکے میاں راہبر نے جھاڑ اُٹھائے انکو صاف کرنے لگے محلال تو سہ منزلے کے اوپر جاکر
توشہ خانے مین داخل ہوا پہلے تو جلدی سے ہاتھون مین مہندی لگائی خدمتگارونکو پکارتا ہی کہ ارے وسمہ لاؤ
خدمتگارون نے کہا وسمہ لگانے سے کالے بال ہوجاینگے موے ریش وبروت سیہ روئی دکھائینگے خضاب
ہی کیا کچھ رنگ بدلا نہ بدلا دھو ڈالا آئینہ اُٹھاکے دیکھا بال بھی سیاہ منہ بھی سیاہ سیہ رو سیہ بخت بد چون مثل
خال ہندو بھی کپڑے پہنکے گھبراتا ہی خدمتگارون سے کہتا ہی ارے کمبختو عطر نہین لگایا قرابہ لاؤ وہ کنٹر بھی
لیتے آؤ پورا قرابہ لیکر سر پر ڈال لیا سب کپڑون پر بہا خدمتگارون نے کہا حضور یہ کیا کیا کہا یارو تم کیا جانو بہت
عطر کیونکر لگاؤن دس ہزار روپیے کا مین عطر تھا لگالیا ابھی کیا پتہ ہی آج معشوق کا سامنا ہی یہی سر عطر بھرا
ہوا سینے سے لگائیگی چھوٹی مہر طلعت کو چوم چوم لونگا آنکھین ملونگا اے راہبر تیرے صدقے جاتا ہون
ابھی راہبر راہبر رٹ رہا ہی سفید کپڑے پہنے پھر اُتارکے پھینکدیے کہ یہ بڑی بدشگونی ہی وہ دولھا کو رنگین کپڑے
پہننا چاہیے لال رنگا ہوا انگرکھا پہنا ٹوپی بھی لال ہی ایک کنٹر اُسپر بھی انڈیل لیا عجب عجب حرکتین
کررہا ہی اگر مفصل لکھون داستان کو طول ہو ایسا نہو کہ دل ناظرین کا ملول ہو مگر برق کا حال سنیے کہ وہ

درختون مین جھاڑ کنول لٹکتا ہوا چمن نرگس مین پہونچا سب کارگزار و نکو اپنے پاس سے ہٹا دیا کہ تم
اس چمن سے ہٹ جاؤ جا کر جھاڑ لٹکاؤ کنول درست کرو پھول پھل سڑے گلے سب نکال ڈالو خبردار کوئی
خلاف شے نہ رہے جب لوگ ہٹ گئے تب برق نے بیخ نخل نرگس کو کھودا دیکھا ایک شیشہ مملو از آب سرخ
نکلا برق نے شیشہ نکال لیا سب درختو پر چھڑکتا پھرا اپنے خیال مین کوئی درخت پھول کا یا پھل کا باقی
نہین رکھا شیشہ خالی بغل مین رکھا گر ہاتھ پاؤن مین رعشہ کہ ای برق خدا خیر کرے انتظام بہت سخت
ہی زمین آسمان سحر بند ہی بڑا ساحر خود پسند ہی خدا اسپر غالب کرے یہ انتظام کرکے برق بصورت راہبر
ایک انگوچھا سر پر لپیٹے ہوے بیٹھے ہین مگر لوٹی بوٹی بھڑک رہی کنیزین گرد بیٹھی ہین اُنسے مسخرا پن
کر رہے ہین وہ دیکھو بھیرون آئی لو بھیرون دوڑا ادھر سے کلیان آتا تھا کلیان کا وقت تھا بھیرون کا
وقت نہ تھا کلیان نے اُٹھا کر بھیرون کو دے مارا اُسکا سر پھٹ گیا ہی بھیرون رو رہی ہین راوین وہ
لڑائی ہو رہی ہی سب راگنیان بھی آگئین خوب دانت اکلکل ہو رہی ہی راگنیون نے تو بھٹیاریون کی لڑائی
کا مزہ دکھایا کیا لطف ہو رہا ہی ای لو ایک بی کالی نکلین اونکے ہاتھ مین کونڈا ہی انھون نے پکار کر
کہا اے بی چپ رہو اب کل لڑائی ہوگی مین کونڈے کے تلے ڈھانکے دیتی ہون سب اپنے اپنے
گھر گئے اب میرے گانے پر کہو تکرار آئینگے کیونکر مزہ دکھائینگے کنیزین ہنس رہی ہین برق نے بھی
کسی کے چہرے پر ہاتھ ڈال دیا کسی کا منھ چوم لیا کسی سے لپٹ گئے کنیزین بھی گلے مین ہاتھ
ڈال کے کہتی ہین ای نذر کردۂ سامری کیتے کسی کو انکار نہین جسکو چاہو آغوش مین لو جسپر چاہے
نگاہ ڈالو پھر ایک مٹنے راحتی ہی آمین کیا جنل قاضی ہی کہ دیکھا جامہ خانے سے میان محلال دولہا بنے ہوے
سہرا بھی اپنے ہاتھوں سے باندھ لیا برق نے ہنسکر کہا سبحان اللہ کیا قدرت سامری ہی گیسو آئے دھوم سے
نکالو سوم سے سب کنیزون سے کہا یہی مصرع پڑھے جاؤ سب کنیزین مصاحبین یہی مصرعہ پڑھنے
لگین محلال شرمندہ ہو گیا کہا میان راہبر یہ کیا بکتے ہو جواب دیا کہ میری بات کا برا نہ مانیے گا میری جو
بات ہی سامری و جمشید کی کرامات ہی سامری جمشید کو گالیان دو اس حرامزادے کو برا کہو اب تو میرے
قبضے سے نکل ہی ابکی ملیگی تو ٹکڑے اڑادونگا راہبر نے پکارے کہا آئیے آئیے کنیزون نے بھی یہی کہا
محلال نے کہا ای راہبر تم تو مجھکو مسخرا بناتے ہو برق نے کہا حضور اس مین کیا فرق ہی کچھ بنیے مگر معشوقہ
ملے ہم آج کرامات ساحرن کو دیکھتے ہین نگاہ دیکھتے ہی انکے مزاج کا رنگ بدل گیا اُٹھتے ہی کہا ای نذر کردہ
ساحرن جو تو کہو وہی بجا لائین مین نے آپکی مصیبت کا حال کہا کیا کہون کہ جو جواب ملا محلال نے کہا
ای راہبر تمھین ہمارے سر کی قسم یہ کہا کہ مین وصل پر راضی ہون برق نے کہا اُسنے تو یہ جواب دیا کہ
مین مرتی ہون میری جان اُس کا لیبہ پر جاتی ہی مگر اُسنے ایسا ستایا کہ دل مین محبت کا مزہ نہ رہا اب
سامنا ہوتے ہی حکایتین شکایتین شروع ہو جائینگی آپکو عذر ہی مناسب ہوگا محلال بہت خوشی خوشی
مسند پر آکے بیٹھے کہا میان راہبر اب تمھین جاؤ اور اُس سرکش کو لاؤ برق نے کہا انگوٹھی دیجیے محلال
نے بلا تکلف انگوٹھی اُتار کر دیدی برق وہ انگوٹھی پہن کے آیا بارہ دری کا پردہ اُٹھایا عکس انگوٹھی کا
شیرون پر ڈالا شیر جلے ایک نے جلتے جلتے آواز دی افسوس وقت تباہی آگیا ہاے ظالم نے خیر خواہ
و بد خواہ کو نہ پہچانا آخر نیکی کا درجہ نیکی بدی کا درجہ بدی کس ظالم کے ہاتھ سے جلے حسرت لیکر دنیا سے چلے

برق نے اسپر تھوک دیا اور جھلا کر کہا چپ بیٹھا کیا راز کھول دیگا پھر اسی خاک سے آواز آئی کہ راز کھلیگا راز
کھلیگا میان خوب رنگ جمایا برق کانپنے لگا گھبرا گیا کہ یہ کون آواز دیتا ہی بلا کے سحر ہین جب تو انسان ان
نے مغرور ہو کر دعوی خدائی کیے ایسے ایسے سحر اختیار مین ہین ان بیچارونکا گھمنڈ غرور بجا ہے ہی برق نے
اگر انگوٹھی جسم سے مس کی آنکھ کھلتے ہی مہجبین نے کہا خدا خیر کرے برق نے کہا ای ملکہ عالم ع جس طرح کا
سحر کہ ہوا سب تو کام مین کر چکا شیشہ نکالا پانی سب درختون پر چھڑک دیا شیشہ خالی بغل مین موجود ہی اگر
چند اچھا ہیگا تو ہان کرتے ہی پیشانی پر ماردونگا وزیرزادی نے کہا ہان تم ایسے ہی ہو اور تمنے بڑے
مزے سے کام کیا اور بڑا نام کیا مگر خدا انجام بخیر کرے ہر چند کہ بدعتین سالوس و اجلال و محلال کی جب
خیال مین آتی ہین اور شہنشاہ فیروزہ پوش ہمارے آقا کا مارا جانا سالوس کا تخت خدائی پر بیٹھنا اور
ہمارے متقین کا گرفتار ہونا اجلال و سمنگال و محلال جمع تھے دار استاد کی یہ بچا ہی کہتے جاتے تھے
کہ اسکو دار پر کھینچو اسکو نیزہ و خنجر بتھا ہا سر شہزادون کے ٹکڑے کرین کہاتے تھے ہم اور ہماری شہزادی کی کنیزین
مجمع مین منہ چھپائے ہوئے بزرگون کے لاشے دیکھتے تھے اور ظلم ظالم اعظم سے تیغ کے رو نہ سکتے تھے
بدعت کا معاوضہ تو سرکار حافظ حقیقی سے ہونا چاہتا ہی لیکن تمنے جس وقت مجھکو جگایا ادل پر ایک صدمہ
عظیم پہونچا کہ اُسکو زبان سے بیان نہین کر سکتی حالا تمھاری مشقت کو رائگان نہ کرینگے تمنے بڑے لطف
کے ساتھ عیاری کی تمھاری جانبازی کا معاوضہ ہم تو نہین کر سکتے لیکن مجھے نہین معلوم اُستاد کہان ہین
وزیرزادی نے کہا مین تمکو خبر دیتی ہون کہ اُستاد تمھارے ہماری شاہزادی سے ملاقات کر چکے ہین اب
حوالی باغ مین آگئے مگر نہین معلوم کیا سبب ہی کہ اندر نہین پہونچے یا تشریف لانیکی فکر مین ہونگے یہ کہکے
آواز دی ارے کوئی پلنگ نہ اُٹھائیگا انھین شیرون کی خاک سے چار جوان پیدا ہوئے برق ای
پٹی پر ہاتھ رکھے ہوئے پلنگ کے ساتھ ہی ملکہ اپنی پیشانی کو دفع کرتی ہین اور کہتی جاتی ہین ای برق
کیا کہون مین چاہتی ہون کہ آج شگفتہ ہو کر کلام کرون دام سخن مین اُسکو پھنساؤن تمھارا مطلب پورا
ہو مگر نہین ہو سکتا دل ہاتھ سے نکلا جاتا ہی کلیجہ تھرّاتا ہی جب خیال آتا ہی کہ یہ ہمارے بزرگون کا قاتل ہی
دل یہی کہتا ہی کہ سخت کلامی کرون برق اشارے کرتا ہی کہ ملکہ خاموش ہو رہو یہان محلال رنگین کپڑے
پہنے ہوئے کنیزون کو بھی لیے ہوئے پھر رہے ہین تمام باغ مین روشنی ہو رہی ہی دن سے بہتر معلوم
ہوتا ہی جھاڑ روشن ہین کنول جل رہے ہین مگر ملکہ کے دل کا کنول بجھا ہوا ہی اپنی محفل مین اسقدر رونق
کی ہی شمعہای مومی و کافوری روشن ہین چشم نرگس بشکل آئینہ حیران چراغ لالہ روشن ہی سنبل نے زلفین
عنبرین کو کھول دیا ہوا اٹکھیلیان کرنے کو گوش گل مین نہین معلوم کیا کہتی ہی کہ ہر کلی شگفتہ ہو جاتی ہی
محلال پھولا ہوا بیٹھا ہی کنیزون سے کہ رہا ہی کہ راہبر بیشک مقبول بارگاہ سامری و جمشید ہوا اب
مین اسکو اپنی صحبت مین رکھونگا بڑے لطف حاصل ہوئے ہین خوب خوب غزلین گاتا ہی حقیقت مین
راگون کی صورت دکھاتا ہی حقیقت مین سامری و جمشید نے اسپر بڑا کرم کیا ہمارے مذہب کے بڑے
مرتبے ہین مگر ہم لوگون نے بڑی بدعت کی سالوس کی خدائی کو روشن کیا نام سامری و جمشید اب کوئی بھی
نہین لیتا اب مین بجاتیہ صاحب کے پاس جاؤن اور کہون کہ مذہب قدیم کو نہ چھوڑیے سامری و جمشید
کی تصویرین رکھیے انھین کے نام کے بھجن گائے جائین مذہب سامری و جمشید کو رونق ہو سالوس کا

نام یون لیا جاے کہ پوجے پاٹ مین نام لے لیا کیا خاک جاگتی جوت کے خداوند ہین اپنے مقدمے مین آپ درماندہ
ہین ایسے کو خداوند کہین کہ جو اپنے مقدرات ضروری مین حیران رہے سلیمانون نے ناک مین دم کر دیا
جبی چڑھا دیے سیکڑون سردار مارے گئے اب تک جان کو آرام نہین ہی ہر جگہ ہی ہنگامے ہین ایسا ستم
کہین سنا ہی کہ زندان سپہ رو کو توڑ کر عمرو نکل گیا بیشک ممتنش و دمامہ اُسکے ساتھ ہین جب اُسپر کوئی بڑی
مصیبت پڑتی ہی اُسکی مدد کرتے ہین یہ سب برکتین سامری و جمشید کی ہین ایسے شہر بنا گئے کہ ایک
ایک خداوند روے زمین ہوا اغاز افراسیابی مین کیسے کیسے ساحر آتے ہین ایک ایک اپنے کو وحید عصر
اور کیمیاے زمانہ جانتا ہی مگر اُنھین کی کتابون سے فیض پاتے ہین اُنکی بھی کوئی بات مشہور ہی اُنھون نے
بھی کوئی سحر ایسا ایجاد کیا کوئی شعبدہ بنایا میرے واسطے تو یہ روز عید ہی وقت سعید ہی دیکھون آج
باتین کیسی کرتی ہی یہ ذکر تھا کہ میان راہبر تنتے ہوے آئے گنگناتے ہوے بوئی بوئی پھڑکتی ہوئی تانین
ہر وقت اڑاتے ہین محلال نے کہا ہمارے دوست صادق آپ سونچ کیوں بیٹھے سرکش کا کیا قبل ہی کہا
حضور وہی باتین اپنی محبت کی شکایتین مگر معشوق غنچہ دہن ہی اسوجہ سے کم سخن ہی آپ چاہتے ہین باتین
بازاریون کے وہ شگفتہ ہو جاے یہ تو کبھی نہ ہوگا عیتن رشک چمن گیسو دام ز نہاے عاشقان اپنے جوہری
پر خنجر بران کلام مین دانائی باتون مین مسیحائی مگر آپ دونون بھلائی نصیب صاحب نصیب ہین کہا ایسے
معشوقان پر یچہرہ ملین آپ سے آنکے صفائی کرا دون تو جانے انجم کی خدمتگذاری کرون اپنے اوستاد کو
قبول ہوے دون محلال پھولا ہوا ہی اپنے جی مین کہتا ہی آج مطلب حاصل ہوگا ملکہ کو کسیقدر شگفتہ
بھی پایا کچھ سمجھا کہ آج راضی ہو جائیگی مین بھی خوشامد کرونگا چار ون ساحرون نے اِنکے آگے قریب بٹھایا
محلال اپنے مقام سے اُٹھا کہا ملکہ عالم تشریف لائیے ملکہ نے منھ بنا کر کہا صاحب تشریف رکھیے کہ جو
بادشاہت کرے ہم تو شاہان معزول کے رشتہ دار ہین تشریف آپ رکھئین ہم حاضر ہوتے ہین اس گفتگو
محلال خوش ہو گیا کہا آپ کی محبت و عنایت یہ فرما کر ملکہ پلنگ سے اُتری مسند پر آکے بیٹھی برق کیطرف
دیکھکر کہا کہ کیون میان راہبر تم نذر کردہ بزرگان ہو یہی چاہتے ہین کہ صاحبان لیاقت کو دنیا مین چین نہ ملے
تمھاری آنکھونسے پردہ ہاے حجاب اُٹھ گئے ہین ہمکو خداوند دکھائی نہین دیتے کہ جب ہانک کر اُسنے
عرض کرتے ہین ہماری بات کا فوراً جواب سنتا ہی ہم قدرت سے تمھاری فریاد کرینگے کہ آپکے نذر کردہ
نے ہمین رنج و ملال دیا ہماری قدر نہ ہوئی اب کدھر جائین کیونکر جان بچائین یہ سنکر محلال ہاتھ باندھ کے
کہا ملکہ مین تو غلام و تابعدار ہون جو حکم ہو آنکھون سے بجا لاؤن کہا او ظالم جلاد صاحب جفا و بیداد تو
ہمارا کہنا کیا بجا لائیگا تجھسے بس یہی ہوگا کہ ہمکو دار پر کھینچ دیگا ہم اپنے دل مین سونچ چکے کہ قہر درویش بر
جان درویش دل سے مجبور و لاچار ہین سر اسیر سکتا ہین بلکہ اگر تو ہمارا سر کاٹ لے تو بار ہمارا اُتر جاے تیرا ظلم
سے بزرگون کے موصول ہونا اپنی اوقات کا کھونا ہی مگر دل سے لاچاری ہی دیکھیے انجام کار کیا ہوتا ہے

محبت سے بنا لیتے ہین اپنا دوست دشمن کو	تجھ کہ کافی ہی ہماری عاجزی سرکش کی دشمن کو
بیان کچھ تو کرے آگے ہمارے حال گلشن کو	خدا نے وصل دیا ہین اُنکے ہم مرغ کی ہین شورش کو
دل بیتاب بسمل کیطرح سے رقص کرتا ہے	بجھری ہی اک کی جھڑکی ہی ناک کر دامن کو
نقاب اُس آفتاب حسن کا ناصبر کرتا ہی	رخ روشن چھپا کر شب کیا ہی روز روشن کو

اڑاتے دولت دنیا کو ہیں ہم عشق بازی میں
ملاحت کا تمھاری دور دورا فسانہ پونچا ہے
یہی سودا ہا شمشیر قاتل کی تمنا ہیں
قبائے سرخ وہ اندام نازک دوست رکھتا ہے
مجھے ملوا کے مستی باغ ای محبوب لے چلتے
کوئی شمشیر چوبین جو نظر آئی ہے میلے میں
نہایت زخم کے سینے میں کرتی ہے یہ بیدردی
تصور لالہ و گل کار ہا کرتا ہے آنکھوں میں
سوا اُس شعر ان کو دیکھتا ہے جو وہ کہتا ہے
کمی ہوگی نہ بعدِ مرگ بھی بیتابی دل میں
قدم مردانگی کے ساتھ مارا دستداری میں
دگرگون رنگ رہتا ہے مرا شوق شہادت میں
تبسم میں نظر آتا ترے دندان کا آفت ہے
حقیقت ہم سے پوچھے کوئی اس عشق مجازی کا
یہ قیصر یار کو پیغام دینا ای صبا میرا
پڑے ہو غش میں کیا مر دے سے آتش آنکھ کو کھولو

طلائی رنگ پر صدقے کیا کرتے ہیں کندن کو
چمن سے باغبان نے کھو د کر پھینکا ہے سوسن کو
پیا پانی بجھایا لال کر کے جبکہ آہن کو
ملا تا خاک میں عاشق کا ہے شغل اُنکے دامن کو
گھڑی بھر کو جو ملتی چشم نرگس روتے سوسن کو
کیا ہے یاد ہمنے اپنے قاتل کے لڑکپن کو
کسی مژگان سے تو کچھ رشتہ داری ہو سوزن کو
قفس میں بھی سلام شوق کر لیتے ہیں گلشن کو
ہمارا خون حاضر ہے اگر رنگواؤ توسن کو
قیامت تک رہیگا زلزلہ سا بہر مدفن کو
کیا ہشیار غافل پا کے اکثر ہمنے دشمن کو
گران ہے دوش کو گردن تو بھاری سر ہے گردن کو
جھکنے سے لگاتی ہے یہ بجلی آگ خرمن کو
بہت دیکھا ہے تصویر نگی کے رنگ و روغن کو
نگاہیں ڈھونڈھتی ہیں تیرے دیوار دگے روزن کو
خبر کے واسطے اُس بت نے بھیجا ہے برہمن کو

اس غزل کو سنکر محلال بیقرار ہو گیا کہا صاحب مجھکو شرمندہ کرتے ہو میں تمھارا غلام تابعدار ہوں سلطنت وغیرہ آپکے قدم پر نثار ہے مجھے کیا عذر رہا ہے آپ نے اس رنگ میں مطلب دل سمجھا یا کہ کلیجہ منھ کو آیا قلب تھرایا یہ باتیں مجھکو کرنا چاہیے آپکو زیبندہ نہیں ہیں ملکہ نے کہا میاں راہبر تمھاری باتوں نے ہمارے دل کو تسکین دی پھر اب تم کیوں چپکے بیٹھے ہو یہ سُننا تھا کہ میاں راہبر آگے بڑھے کہا ای شہنشاہ حکایتیں شکایتیں آپکے اسکے عمر بھر کی ہیں مگر شکر ساحری وجمشید پہ ہے کہ جسطرح ملکہ طالب ہیں ویسے ہی آپ بھی عاشق ہیں ملکہ کو بڑی شکایت یہ ہے کہ تمنے ہمارے بزرگو نکو بڑی رسوائی سے قتل کیا ہر چند تمہ مائل ہیں تمھاری تیغ ابرو کی گھائل اب ان ذکروں کو بالائے طاق رکھیے یہ کہکے میاں راہبر نے طبلہ کھینچا ٹھیکا چھیڑنے لگے عاشق و معشوق کا دل رغبت کرانے کے واسطے یہ غزل گائی اور کہا کہ دونوں صاحب اب میری جانب بدل متوجہ ہو جائیں اور تعریف کریں نظم

ہوے نہ عشق میں جبتک وہ مہربان ہیچ ا
ہزار شکر کہ اسدم وہ بدگمان نہوا
وہ آئے بہر عیادت تو میں تھا شادی مرگ
تمھارے سامنے یہ ماجرا بیان نہوا
ہے غنیمت ہمیں یہ عنایت میں گو نہ گو نہ ستم
تو بیمزہ تھا کہ حسرت کش بتان نہوا

بلائے جان ہے وہ دل جو بلائے جان نہوا
ہنسے نہ غیر مجھے بزم سے اُٹھانے پر
کسی سے چارۂ بیداد آسمان نہوا
دم حساب بہار و خشر بھی یہی فکر
کبھی محبت دشمن کا امتحان نہوا

خدا کی یاد دلاتے تھے نزع میں احباب
سبک ہے وہ کہ تری طبع پر گران نہوا
وہ حال زار ہے میرا کہ گاہ غیر سے بھی
ہمارے عشق کا چرچا کہاں کہاں نہوا
امید وعدۂ دیدار حشر پر مومن

اس نغمے سے اس غزل کو برق نے گایا کہ محلال کی آنکھوں سے

یناہ

آنسو ٹپکنے لگے کبھی جھک جاتا ہی قدمون سے لپٹ جاتا ہی تلون سے آنکھین ملتا ہی ملکہ یہ کہلے پہر ہٹا لیتی ہین کہ صاحب اِسکے شعر سنئے و و تمھاری بیتابی ہماری بیحجابی کو بڑھاتی ہی بعض باتون کے خیال سے شرم آتی ہی برق نے جام کبر پُر کیا اور لگائی اُسے پڑ یا بیہوشی کی ڈالی گر ہاتھ پانون مین برق کے رعشہ ہی ملکہ کا بھی اشارہ ہی کہ بہت ہوشیاری سے جام جو محلال کو دیا محلال اس جوش مین ہی کہ اب وقت وصل آیا چاہتا ہی کہ غنچے چٹکے پھول ہنسے زمین سے دھوان اُٹھا اور آواز آئی کہ او محلال ہوشیار ہو جا سارا باغ لاچار و مجبور رہی تونے اپنے قتل کی صورتین آپ بتلا دین او ظالم کوئی ایسا راز کھولتا ہی بس یہ صدا آنا برق نے چاہا کہ بغل پر ہاتھ ڈالون شیشہ نکالون برق کو محلال نے جو بنگاہ قہر دیکھا تو اسکا ہاتھ کانپا شیشہ زمین پر گرا محلال نے وہی جام برق پر دے مارا وہ شراب جو روے برق پر پڑی چھن سے ایک آواز ہوئی ملکہ کا چہرہ فق سے ہو گیا جسم برق کا جلنے لگا بجلیان تھین کہ برق کو لپیٹ گئین رنگ روغن و لباس سب جل گیا لباس اصلی جسم پر پہنے پتلون و جاکٹ ایک سیاہ بوٹ پیر مین مثل گنہگارون کے سامنے کھڑا ہی ملکہ کا چہرہ زرد ہاتھ پانون سرد اتنا تو کہا کہ کیون نگوڑے تو کون ہی میرے وارث کے قتل کرنے کو آیا تھا محلال تیغ کھینچکر اُٹھا کہا دیکھو ملکہ ابھی اسکی سرکشی نکالے دیتا ہون پانون تو برق کے زمین تھامے ہوے تھی جنبش غیر ممکن آگ جو بدن مین لگی کچھ آبلے بھی پڑ گئے آہ آہ کر رہا ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی محلال نے اُٹھکر برق کو دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھا کہا او بیحیا تو کون ہی برق کی آنکھون سے آنسو بہنے لگے کہا حضور میرا برق فرنگی نام ہی عمرو نے مجھکو سمجھا کے بھیجا تھا اگر آپ میرا کہنا مانین تو مین اُسکو پکڑ لاؤن میرے قتل کرنے سے کیا فائدہ ہوگا وہ ساربان زادہ قیامت برپا کریگا آپ کو زندہ نہ چھوڑیگا اور مین تو مبتلاے مصیبت ہون میرے بادشاہ کو مسلمانون نے مارا ہین بے والی و بے وارث ہو گیا مرزوق شاہ فرنگی بادشاہ فرنگستان کا عیار تھا ساربان زادے نے مجھکو پکڑا بادشاہ کو میرے حمزہ کے بیٹے نے مارا مجبور ہو کے سوچا اب کہان جاؤن کون میری قدر کریگا ولایت کا جانا چھوٹا نیم صاحب میری مجھسے چھوٹین ساربان زادہ جہان بھیج دیتا ہی چلا جاتا ہون جب اسطرح رو روکر برق نے باتین کین تو محلال کسیقدر پھر نرم ہوا کہا ساربان زادہ کہان ہی کہا حضور اپنے لشکر مین ہی اسیر اور جھلایا کہا ادہ ماجی سمنکال نے گرفتار کرکے یہان بھیجا زندان سیہ رو سے غائب ہوا کہا حضور یہین سے بھاگ کر لشکر مین گیا ہی اپنے آقا سے اُسنے کہدیا کہ مین اب سمنکال کے سامنے عیاری کرنے نہ جاؤنگا مجھکو یہان پھینک مارا کہا جاکر محلال کو مار و راہ مین مین نے راہبر کو فقیر بنکر پکڑ لیا اسکو تو ایک گوشے مین ڈالدیا اُسکی شکل بنکر آپ کے پاس چلا آیا محلال نے کہا مین ایک بات مین بہت حیران ہون کہ اس باغ کے غنچہ و گل ثمر شاخین جو کچھ ہین سحر سے تیار کیا ہی کیا سبب تھا کہ ان سبھون نے آواز دی اور زمین سے دھوان نکلا برق نے کہا یہ حضور جانین مجھکو اسمین دخل نہین ایک کنیز نے کہا حضور یہ ایک شیشہ بھی تو پڑا ہی اب جو پلٹ کے اسنے دیکھا مثل بید کے کانپنے لگا طرف ملکہ کے پلٹا کہا او شوخ دیدہ گیسو بریدہ یہ سارے فساد تیری ذات کے ہین ابے سچ بتلا کہ شیشہ تونے کیونکر پایا کہا حضور یہ شیشہ تو مدت سے میرے پاس تھا ملکہ سے دیکھکر کہا کہ او ظالم سرکش ایک ہاتھ تجھکو مارونگا اور پھر ایک ہاتھ اس برق فرنگی کو اور وہی خنجر اپنے گلے پر پھیر لونگا بلکہ ایک کام کرتا ہون کنیزون سے کہا تین کہ جاؤ بے

بڑے لاؤ مین چولھے بناؤ اُنمین تیل ڈال دو حکم کی دیر تھی کہ بڑے بڑے لگڑ لگا دیے تیل کھولنے لگا برق تو اُسیطرح بحبس و حرکت زمین پر پڑا ہی مثل برق تڑپ رہا ہی کبھی گھبرا کے کہتا ہی آپکی خواصون نے مجھکو حکم دیا ہی کہ محلال کو مار ڈالو تب مین نے یہ حرکت کی خواصین قسمین کھاتی ہین محلال نے کہا کیون ملکۂ عالم تمکو ہمارے ستانے پر کچھ افسوس نہ آیا یہ شیشے کا راز تمنے بتایا مین حیران تھا کہ سارا باغ کیونکر خاموش ہی معلوم ہوا کہ اسکا بند و بست پہلے ہی کیا گیا خیر ملکۂ عالم ہم حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا سے جاتے ہین کسی عاشق نے معشوق کو آجتک قتل نہ کیا ہوگا بعد تمھارے مٹنے کے زندگی تو بیکار ہی لطف زندگی تو جاتا رہیگا مزہ اُٹھ گیا ملکہ سر جھکائے ہوے کچھ جواب نہین دیتین مگر یہ کہتا جاتا ہی کہ اس کڑھاؤ مین تمکو ڈالونگا اس پہلو کے کڑھاؤ مین برق کو بیچ کے کڑھاؤ مین مین پھاندونگا مگر حسرت وصل مین عجیب حال ہے

نظم

خرمن عمر جلے تیرے لب خندان سے
لیگئی کعبہ کو قسمت نہ مجھے ہندوستان سے
روز مولود سے ہی اصل حقیقت کا خیال
تخم امید نہ سرسبز ہوا باران سے
نیک طینت کو بدی کا نہین منظور عوض
کب مسافر کو ملا چین وہ ویران سے
صحبت یار و رقیب آنکھون مین پھر جاتی ہی
صاحب خانہ نظر آنے لگین مہمان سے
دامن جھاڑے تو نہ رکھو عالم اسباب سے کچھ
جسطرح سے حرکت گوے کو ہو چوگان سے
عشق آنکھون کو تراوٹ کے بنا کے بیٹھے
ہون وہ افتادہ زمین جو نہ اُٹھی ہو جبتک
سجدہ آدم کو فرشتون نے کیا خوب کیا
دل سنور ہی اگر روشنی ایمان سے
بخت خفتہ کو جگا کر اُسے نوکر رکھون
رطب و یابس کوئی باہر نہین ہی قرآن سے

برق کا کام تبسم نے لیا دندان سے
الحذر گردش چشم سیہ جانان سے
بوے خون آتی تھی دایہ کے مجھے پستان سے
حالت شمع حرارت سے بہم پہونچی ہی
انتقام اپنا نہ یوسف نے لیا اخوان سے
زمہریر اور جہنم ہو مجھے بے محبوب
داغ ہوتا ہی مجھے لالۂ نعمان سے
پست فطرت کو نہو رتبۂ اعلیٰ حاصل
ہاتھ آتا ہی کفن دزد کو کیا عریان سے
خط نورس نے جھلک کی رخ رشک گل پہ
حسن انصاف طلب ہوتے اگر میزان سے
رنج دنیا مین زیادہ ہی تو راحت کم ہی
قدرت اللہ کی ظاہر ہوئی ہی انسان سے
نازکش جب سے ترے حسن کو مطلوب ہوے
خواب کا روکنا ممکن ہوا دربان سے
شہر ہم اور نیستان ہی حصیرای آتش

زلف سے چھٹکے نگہ اُلجھی رخ جانان سے
درہم اک خلق ہی برہم زدن مژگان سے
مثل گل یار کو خندان نہ کیا گریہ نے
سر کٹے پر نہ ہٹے پانون مرا میدان سے
وحشت آباد جہان مین نہ کر آرام طلب
استراحت ہی زمستان سے نہ تابستان سے
آخر کار جہان سے ہوا گر آگاہ ہی
ایک تہ خانے کو دیکھا نہ بلند ایوان سے
تیغ قاتل سے اُڑا یون سر شوریدہ مرا
آشنا سبزۂ بیگانہ ہوا بستان سے
آسمان سے ہی توقع کسے سرسبزی کی
وصل کا روز ہی کوتاہ شب ہجران سے
شمع کافوری کی حاجت نہین ہی کفن سے
عشق گل ترک ہوا بلبل ہندستان سے
کونسا لطف ترے روے کتابی مین نہین
سلسلہ فقر کا اپنے ہی شہ مردان سے

برق فرنگی نے کہا ای شہنشاہ مین تو گنہگار ہون میرا تو قتل واجب و لازم ہی مگر مجھکو یقین ہی کہ آپ قتل نہ کرینگے خطا ہوئی ہی معاف فرما دینگے مگر ایسی معشوق خوبرو خوش خو سلیقہ دار عقلمند ہرچند کہ ہم لندن کے رہنے والے ہین وہ وہ بتان فرنگ جنکو دیکھکے بھوک پیاس جاتی رہے زاہد صد سالہ کی رال ٹپک پڑے دیکھنے والے کے ہوش درست نہ رہین مگر قسم ہی خداوند بقیاے زرین تن کی کہ یہ صورت زیبا آج تک نگاہ سے نہین گذری ایسی محبوبہ مطلوبہ کو قتل کرنا اور تیل مین جلانا آپکا دل کیونکر گوارا کریگا محلال جادو نے کہا ای برق فرنگی اسیواسطے یہ قبول کیا ہی کہ گود مین لیکر اس ظالم سرکش کو پھینکون اور آپ بھی پھاند پڑون تپک کر رہجاؤن آرزوے وصل مین وصال ہو برق نے

کہا سامری نامہ مین لکھا ہی کہ عمرو کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی اگر کسی نے کوشش کر کے قتل کیا تو اسنے
ہم پر احسان کیا حکم اُن مکارون کا باطل ہو آپ کو سعادت حاصل ہو مین سرخرو ہون ابھی تو آپ مجھکو اپنا ہی مین
جانتے ہین پھر دوست جانیے گا کہ ایسے مکار کو یہ پکڑ لایا اور پیرا دھوکا وہ فوراً اُٹھا جائیگا مین جا کے
سب کیفیت بیان کرونگا کہونگا ایک عیاری ہمآیا ہون اب جا کر قتل کرونگا اس دھوکے مین
لگا کر اُسکو زیر دیوار باغ لاؤنگا آپ پکڑ لیجیے گا فوراً اگر دھاؤ مین ڈال دیجیے گا مگر عنایت یہ ہو کہ پھر
دیر نہ فرمائیے گا اگر قید کیجیے گا تو وہ قید سے نکل جائیگا آپ ہی ذکر کرتے ہین کہ زندان سے وہ
نکل گیا مگر مین اُسکو لشکر ہی مین چھوڑ کر آیا تھا ابھی بلا لاؤنگا محلال نے کہا او مکار کیون باتین بناتا ہی
برق نے کہا مین تو صاف دل سے عرض کرتا ہون آپ مجھکو مکار کہتے ہین محلال جادو نے کہا تیری
نیت کا حال سنوا دون اے گلہاے باغ دلکشا صاف صاف بتلاؤ کہ یہ مجھسے صاف صاف باتین
کہتا ہی یا دام مکر پھیلاتا ہی یہ کہنا تھا کہ پھولون نے آواز دی کہ اے شہنشاہ یہ وہ شخص ہی کہ اگر اسکو
قتل کر کے خون اسکا اور کافر کا ایک طشت مین رکھیے تو خون بھی اسکا رنگ ہو جائیگا اور اسکے
مکر کو کیا پوچھتا ہی اتنے عرصے مین تیل بھی کھولنے لگا ملکہ کا چہرہ سرخ و سفید متغیر ہوا صاف ثابت تھا
کہ جو بوقت سحر کیفیت ماہ تابان ہوتی ہی یا ستارۂ سحری جھلملاتا ہی یا شمع مومی لہرا رہی ہی آستین رومال
کر کے محلال جادو نے کہا کیون مکار تو نے سنا برق نے کہا آپ ساحر ہین جو جس سے چاہیے کہوا لیجیے
خیر قتل کر کے تو پچھتائیے گا کیا آپ کے ہاتھ آئیگا مین آجتک اپنے خداوند لقیا کا معتقد ہون مگر کلیجہ برق
کا دھڑک رہا ہی آستین رومال کر کے برق کو گود مین اُٹھایا اور برق کا تڑپنا پکارنا اے ملکۂ عالم خدا حافظ و
ناصر مگر انشاء اللہ استاد والانژاد خلیفہ ہمارے مہتر قران ایک لاکھ چوراسی ہزار بھائیون کا بھائی ہون
مثل چیونٹیون کے گھر مین گھس پڑینگے اس بھیا کو زندہ نہ چھوڑینگے ہڈیان بھی انکی پھینکینگی یہانسے تا بہ ملک
سالوش صاف کر دینگے بھائی میرا ابو الفتح اصفہانی و عمران خطائی و مہتر برک خطائی وغیرہ یہ ایسے ہین
کہ کسی مقام پر رک جائین کیون اپنے اوپر زندگی تنگ کرتا ہی مجھے کیا ہیکو تنگ کرتا ہی خطا معاف کے لائق
ہی محلال جادو نے کہا او مکار مین نے تیری مکاری کے گواہ گذران دیے دیکھا تو نے ابھی گلہاے
باغ نے کیا شہادت دی برق فرنگی نے عرض کی حضور یہ آپکا سحر ہی اب تو ملکہ کو بھی تاب نہ آئی بول اُٹھی
کہ او جلاد بانی ظلم و بیداد ارے کیا کرتا ہی خبردار اسکو تیل مین نہ ڈالنا محلال جادو نے پٹ کے آواز دی
او گیسو بریدہ تو اسی کے واسطے تڑپتی ہی ابھی تو پہلے خیر منا بموجب مضمون شعر شعر اے دوست
بر جنازۂ دشمن چو بگذری شادی مکن کہ بر تو ہمین ماجرا رود ❊ یہ دوسرا کڑھاؤ جو گرم ہو رہا ہی یہ
آپ کے واسطے تیار ہی تیسرا کڑھاؤ میرا حصہ ہی اب اسمین کیا قصہ ہی ہم تم یہ تینون کباب ہو گئے
رہ جائین محلال جادو چاہتا ہی کہ دوڑ کے برق فرنگی کو اب یہ کڑھاؤ مین ڈالے کہ ایک آواز
مہیب آئی زمین باغ تھرائی صدا یہ تھی کہ او محلال بد مآل کیا کرتا ہی خبردار اس بندۂ خوابی کو ہمارے
آگ مین ڈالنے کا ارادہ نہ کرنا اگر یہ جل گیا تو اسی تیل مین ساری دنیا کو جلا دینگے کنیزین کانپ گئین
اور بعضی اُچھل پڑین گود سے محلال بد خصال کی برق فرنگی چھوٹ کے زمین پر گرا محلال جادو گھبرا کے
طرف آسمان کے دیکھنے لگا دیکھا کہ خداوند سالوس دیوس تخت پر سوار تخت اُڑا ہوا آتا ہی پھولون سے

آوازین آنے لگین مبارک مبارک مبارک اجی آگئے لو اجی آگئے محلال جادو ہاتھ باندھکر کھڑا ہو گیا
تخت اُترکر زمین پر آیا محلال جادو چیخین مار کے رونے لگا کہا یا خداوند فریاد ہے فریاد ہی وقت امداد
ہی سالوس ٹہلتا ہوا چبوترے پر آیا کنیزین دوڑ دوڑ کے سجدہ کرنے لگین محلال نے طرف اُس
نازنین مہ جبین مہر تمکین حور خصال پری تمثال کے دیکھا اور کہا ارے یہ تین کرٹھاؤ کیسے بنائے کہا کہ یا
خداوند کہا عرض کیا جاوے ایک شرم کی بات ہی مگر آپ نے پیدا کیا ہی آپ سے کیا پردہ ہی پانچ برس
گذرے مجھکو اسیر عاشق ہوے کوئی منت اور خوشامد نہین اُٹھا رکھی مگر اس ظالم نے نہین مانا یہ
برق فرنگی نہین معلوم کیونکر آیا دیکھیے خداوند یہ شیشہ رکھا ہی اسمین آب دمیدۂ سحر تھا وہ اسنے بتلا دیا ہی
برق فرنگی نے شیشہ نکالا پانی سب باغ پر چھڑکا سحر بیرا بند ہوا اگر یہ شیشہ مجھپر پھینک مارتا تو مین
جل بھن کر خاک سیہ ہو جاتا اسکا ہاتھ کانپا شیشہ اسکے ہاتھ سے گرا زمین سے دھوان نکلا تب مین نے
اسکو گرفتار کیا اس معشوق سرکش کو یہ خیال نہ آیا کہ ہمارا عاشق ہی جاننے والا بنا ہی اس سے کیونکر راز کہا گیا
سالوس نے کہا آج قدرت سب فیصلہ کرکے جائینگے ہمنے پیدا کیا ہی دل کا قفل کھول دینگے تیرے
پہلو مین لیٹ کے سوئے جسطرح تم عاشق ہو یہ عاشق ہو جائیگی یہ سنکر قدمونسے سالوس کے محلال
لپٹ گیا آنکھون سے تلوے لگانے لگا کہا یا خداوند فرد تونے ایسی خبر سنائی ہی ٭ تن بیجان مین جان
آئی ہی ٭ جان و دل سے ہوا مین تجھپہ نثار ٭ اے مسیحا مین تیرے منھ کے نثار ٭ کیا خداوند نے بات کہی
دل کو قوت روح کو راحت ہوئی سالوس نے پیٹھ پر ہاتھ رکھا کہا مین بالکل فیصلہ کردونگا شیشے کو
ہاتھ مین اُٹھا لیا کہا اسکی تونے کیا کیفیت رکھی تھی محلال جادو نے کہا یا خداوند یہ میری جان و روح ہی
اگر میری پیشانی پر پڑ جائے تو مین جلنے لگون مگر ایسا سحر میرا کامل تھا کہ اسنے سب درختو پر پانی
چھڑکا گر زمین باغ نے آگاہ کردیا دھوان نکلا اُس سے آواز آئی اگر اسوقت بھی شیشہ مار دیتا تو میرا
کام تمام تھا اب اگر کوئی مار دے تو مین جل جاؤن سالوس نے کہا ہم تیری پیشانی پر مارینگے یہ کہکے
ہاتھ مین تولنے جاتے ہین محلال جادو کہتا ہی خداوند ہمارے پیدا کرنیوالے ہین اسوقت قدرت کو کیونکر
خبر ہوئی کہا او بیحیا احمق ہم تیرے بھروسے پر خدائی کرتے ہین یہان تیرے پاس کھڑے ہین پردۂ
غفلت کی خبر لے رہے ہین آج چالیس ہزار دیو زاد و پریزاد پیدا ہوئے محلال جادو نے عرض کی یا خداوند
مین اس دھوکے مین پھنسا کہ اس ظالم نے کہا کہ مین نظر کردۂ سامری و جمشید ہون ساحرن کی صورت
کے پتے دیے کہا آپ پہلو مین معشوقہ کے بیٹھو تو ہم شیشہ تیری پیشانی پر مارین ارے بیحیا مین قہر
پریزادان مین بیٹھا تھا پریزادون نے آگاہ کیا کہ محلال جادو یہ حرکت کرتا ہی برق فرنگی کو قتل مین
ڈالتا ہی خود بھی جل جائیگا مین سمجھا اگر اور کسی کو روانہ کردونگا تو اُسکا کہنا نہ مانیگا خود ہی چلون آج تونے
یہ بھی دیکھ لیا کہ اسی تخت پر سوار ہوکر ہم عرش اعلیٰ پر جاتے ہین فرشتون سے ملاقات کرتے ہین
اس تخت کو تونے کبھی نہ دیکھا ہوگا سالوس شیشہ ہاتھ مین لیے ہوے ٹہل رہا ہی محلال جادو
نے عرض کی یا خداوند بیٹھ جائیے برق فرنگی کے مقدمے مین کیا تقدیر ہوتی ہی سالوس نے کہا ہم
اسکو زندہ جہنم مین ڈالینگے برق فرنگی حیران ہی کہ سالوس یہان کیونکر آیا عین وقت پر پہونچا اصل تو
یہ ہی کہ اسی نے مجھکو بچا لیا سالوس نے کہا پہلو مین معشوق کے بیٹھ جا مین قفل اسکے دل کا کھول دون

بخوبی تاثیر ہے کہ نہین محلال جادو نے عرض کی یا خداوند خوب تاثیر ہے ڈرتے ڈرتے پہلوے معشوقہ مین بیٹھا سالوس نے بایان ہاتھ بڑھا کر قلب پر نازنین کے رکھا اور پکار کر کہا او سرکش آج سے ہماری بندگی خاص کو آزردہ نہ کرنا اسکے حکم کی تعمیل کرنا یہ کہکے پلٹے کہا دیکھ مجھسے آنکھ ملا قفل دل کا اس سمن بر کے کھولدیا دیکھو کن نگاہون سے تجھکو دیکھتی ہے جیسے ہی محلال جادو نے سر اٹھایا سالوس نے کہا او مکار و دغاباز دیکھون تو باغ سحر بند کیا کرتا ہے نعرہ

تراشندۂ ریش گفتار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہان گرد طرار ہون

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہے جہان
ہر اک تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

یہ کہکے شیشہ جو کھینچکر مارا زمین سے بھی دھوان نکلا گلون نے بھی آنکھین کھولین غنچے بھی چٹکنے لگے مگر شیشہ جو پیشانی پر اس مردود کی پڑا ایک دنّاتا ہوا اتنے شعلے سر سے نکلے کہ جا کے گلستان پر گرے درخت جلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے لگے آوازین ہیبت ناک آئین ہر طرف یہی صدا تھی کہ تباہ ہوے برباد ہوے ہاے افسوس باغ مین ہواے خزان چلی طائر جلکر گرے زمین کے طبقے اڑ گئے ملکہ مہر طلعت نے اٹھکے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی بلائین لے لین برق تڑپ کر اٹھا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری تو مال لوٹنے لگے جو گھڑے جنگیر عطر گردان پاندان سب اٹھا لیے برق نے کنیزون کی انگوٹھیان چھلے کچھ کمر مین چھپائین دو تین منھ مین ڈال گیا کچھ وہین ریت مین چھپا دیے خواجہ عمرو نے دیکھا کہا کیون بے انگوٹھیان چھلے ان کنیزون کے کیا ہوے برق نے کہا استاد یہ لوگ انگوٹھی چھلے نہین پہنتے پہننا انگوٹھی چھلے کا عیب جانتے ہین عمرو نے برق فرنگی کا منھ پھولا ہوا دیکھا ایک طمانچہ مارا چار انگوٹھیان منھ سے نکل پڑین خواجہ نے اٹھا کر زنبیل مین ڈال لین برق فرنگی نے کہا استاد یہ تو مین نے رو پیہ دیکر چار انگوٹھیان بنوائی تھین مین نے بڑی مشقت کی اپنی جان لگا دی شیشہ مارنے کے وقت البتہ ہاتھ پاؤن کانپ گئے اس نگاہ قہر و غضب سے اس بجیانے دیکھا اور زمین سے دھوان نکلا کہ مجھسے کچھ نہو سکا قضا تھی کی آپکے ہاتھ سے تھی مگر آپ خوب وقت پر آئے ملکہ مہر طلعت خوب روئی کہا خواجہ عمرو خدا تمکو سلامت رکھے آج آپنے عجب مژدہ سنایا آپ کے قدمون کی برکت سے مجھکو بھی بشارت ہوئی جب برق فرنگی نے مجھکو بیدار کیا تب بھی مین نے کہا تھا کہ میان برق فرنگی آگئے آپ کے بزرگ مجھکو آگاہ کر گئے تھے مگر یہ بھی فرمایا تھا کہ برق آئیگا مگر بیکار رہیگا خواجہ مین کانپتی تھی کہ اگر اسکا رنگ بگڑیگا تو اسوقت کیا ہوگا اب دیکھیے اس ملعون نے تین کڑھاؤ تیل کے گرم کیے تھے برق فرنگی کو تو وہ مکار پھینکنے چلا تھا ایک کڑھاؤ مین یہ ظالم مجھکو ڈالتا ایک مین آپ اپنے تئین گرا دیتا اور خود نہین معلوم گرتا بھی یا نہ گرتا مگر اب آپ طرف باغ اجلال جادو کے تشریف لے چلین کنیز بے تمیز بھی سامان کر کے حاضر خدمت فیضدرجت ہوتی ہے خواجہ یہ اجلال کا چھوٹا بھائی تھا کہ جسنے باغ سحر بند کر رکھا تھا برق فرنگی نے کیا کار نمایان کیا مگر پھر زمین نے اسکو آواز دی مگر اجلال ملعون نے زمین آسمان سحر بند کر رکھا ہے اسکا قتل بہت دشوار ہے لیکن آپکا کمال یہ ہے کہ ملکہ کو بیدار کر دین جب مین اور وہ مل کر لڑونگی تب شاید اجلال جادو مغلوب ہو ئین زمین و آسمان اسنے سحر بند کر رکھا ہے کوئی کھانے پینے کی چیز اسکو نہ دیجیے گا مگر ملکہ کو بیدار کر دیجیے گا

عمرو نے کہا ملکہ کے بیدار ہونے مین تو بڑی ہی مصیبت اور جھگڑے پڑینگے ملکہ مہر طلعت وزیرزادی نے کہا مین ابھی لاتی ہون یہ کہکے طرف اُسی باغ ویران کے دیکھا سب جلا ہوا ٹوٹا ہی قصر تمام گرے پڑے ہین ایک دالان چھوٹا سا باقی ہی ایک نخل کہ ابھی سرسبز و شاداب ہی وزیرزادی نے اُسطرف اشارہ کیا کہ لا انگشتر سامری قسم ہی تجھکو سامری و جمشید کی نخل اُکھڑ کر گرا بیچ سے اُسکی ایک ڈبیا نکلی مہر طلعت نے وہ ڈبیا کھولی ڈبیا سے ایک انگوٹھی مثل ستارۂ سحری چمکتی ہوئی نکلی وہ انگوٹھی مہر طلعت نے خواجہ عمرو کو دی اور کہا خواجہ صاحب جہانتک آپ سے ہوسکے اس انگشتر کو جسم سے ملکہ عالم کے مس کیجیے گا ملکہ کو ہوش آئیگا سحر بھولا ہوا یاد آجائیگا اور دوسری انگشتر حاضر کرتی ہون اپنے ہاتھ کی جسوقت ملکہ کو ہوشیار کرنا منظور ہو لوبان روشن کرکے اس انگشتر کو آگمین ڈالدیجیے گا ایک شعلہ بھڑک کے نکل جائیگا وہ شعلہ ہمکو خبر پہونچائیگا ہم جس حقیقت سے آئینگے آپ ملاحظہ فرماوینگے اس اجلال جادو کی ذات سے فساد پھیلے ہمارے بادشاہ جم جاہ جنت آرامگاہ کو پکڑ لیا گرفتار کرتے ہی قتل کر ڈالا برکت سے آپ کے مذہب کی ہم بھی اسپر غالب آئین تب دل ٹھنڈا ہو اُسیطرح اسکے خاندان کو مٹائین تب روح کو راحت ہو مگر مدد سے آپ کے خدای نادیدہ کی سب کچھ ہوگا بزرگان دین نے آپ کے اس قید مین ہمکو اور ہماری ملکہ کو بشارت دی کہ خواجہ عمرو آکے سب مشکل آسان کرینگے یہ بھی فرمایا کہ انجام بخیر ہی سب امورات بخوبی سمجھا دیے کان مین بھی کچھ کہدیا اور کہا بسم اللہ آپ تشریف لے جائین اس حوالی مین جہان جہان پہ ہمارے کارگذار قید ہین اُن سبکو چلکے رہا کیجیے اب ہم سامان آپ کی خدمت مین آنیکا کرینگے خواجہ عمرو بخوبی ملکہ سے عہد واثق کرکے باغ سے باہر نکلے برق فرنگی ساتھ ساتھ ہی برق فرنگی نے کہا اُستاد انگوٹھی مجھکو دیجیے مین جاتے ہی ملکہ کے جسم سے مس کر دون عمرو نے جواب دیا ابے گدھے مین آٹھ پہر باغ اجلال مین رہا گلیم اوڑھے رہا گلیم نہین اُتاری تو جاکے کیا کریگا برق فرنگی نے کہا بہت اچھا ساتھ نہ لیجائیے مگر مین اُڑونگا عمرو نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ابے جاتے ہی پھنس جائیگا برق نے کہا آپ چھڑا لینگے عمرو نے کہا وہان مین بھی مجبور ولاچار ہون میرا کچھ زور نہین چلتا باغ اُسکا سحر و ساحری سے آراستہ ہی سنا تو نے کہ ملکہ نے کیا کہا برق فرنگی نے کہا اجی واہ اُستاد ڈراتے ہو آپکی بات کا کیا اعتبار عمرو نے کہا تو لشکر مین جا اور جاکے دیکھو کہ سمنکال بد آل نے کیا کیا برق نے عرض کی اُستاد وہان تو مین نہین جاؤنگا یہ ہنگامے یہان کے مین نہ دیکھون عمرو نے کہا تو میرے ساتھ سے تو جائیے برق نے کہا ادھر کے صحرائے خارستان ہین کچھ کھانے کو نہین ملتا عمرو نے کہا ابے کیا کچھ مین نان بائی ہون میرے پاس کیا رکھا ہی برق فرنگی نے عرض کی اُستاد مین منزلون مین مرجاؤنگا جب برق بہت تڑپا تب خواجہ نے ایک سوکھی خمیری روٹی اور سوکھے سوکھے دو کباب نہین معلوم کس زمانے کے پڑے ہوئے دیے برق نے کہا اُستاد یہ تو ایک وقت کا بھی نہین کہا بیٹا بس جاؤ لڑکو تمکو زیادہ ضد کرنا نہین چاہیے برق فرنگی روتا ہوا روانہ ہوا دل سے کہتا ہوا کہ ای برق باغ مین اجلال جادو کے گھس جاؤن اور جاتے ہی عیاری کرون یہ سب نخرے یونہین رہجائین باغ سحر سے معمور ہی تو ہو کیا ہوا اُستاد ظاہر مین تو نہ کہینگے دل مین تو فرمائینگے کہ ایسی عیاریان نہین ہوسکتی ہین دل مین تو ضرور سمجھتے ہونگے جوہر شناس فلک اسا ہین

خوب سمجھتے ہونگے راہ مین دریافت کرتا ہوا جاتا ہی کہ باغ شہنشاہ اجلال جادو کا کہان ہی سب لوگ نشان بتلا دیتے ہین آتے آتے راستہ طی کرتا ہوا سامنے باغ دلکشا کے پہونچا در باغ پر ایک سڑک کی سڑک نخلہاے شہتوت کی ہی ایک فقیر کی شکل بنکر ایک نخل کے نیچے بیٹھ رہا در باغ کو دیکھ رہا ہی تھوڑی دیر مین ایک کنیز کو دیکھا باغ سے نکلی معلوم ہوتا ہی کہ کچھ سودا لینے طرف بازار کے جاتی ہی برق فرنگی نے جھٹ پٹ کنارے پر آکے رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک جوان معقول کی صورت بنکے تیار ہوا کھڑی کھڑی موچھین کتری کتری داڑھی گورے گورے عارض انگرکھا چست پہنے ہوے پاجامہ مشروع کا بھاری جوتا ایکطرف کترا کے آواز دی بی جانے والی ذرا ادھر بھی دیکھنا کنیز نے پلٹ کے ایک جوان خوبصورت کو دیکھا بے اختیار ہنس پڑی کہا کیون میان کیا کہتے ہو کہا بی بی آٹھ دن سے دن دن بھر یہان کھڑے رہتے ہین بڑی بڑی جفائین سہتے ہین تمھین دیکھکر دل کو تسکین آتی ہی ورنہ خود بخود طبیعت گھبراتی ہی یہ کہکے آنچل دوپٹے کا پکڑ لیا آنکھون سے آنسو جاری ہوے رو رو کے یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگا اور عرض کی کہ اب تو میری یہ حالت ہی نظم

پانی ہی پردہ ہی دیدار کے لیے
آنکھین مری کلیم ہین دیدار کے لیے
قول اپنا ہی یہ سبحہ و زنار کے لیے
کیفیت شراب ہی میخوار کے لیے
آئی ہی نو دمرے پیار کے لیے
پیدا غ لالہ رو گل جنار کے لیے
دو آنکھین چہرے پر نہین تیرے نظر کے
اکسیر یہ سفوف ہی بیمار کے لیے
بے یار سر ٹپکنے سے ہلتا ہی گھر مرا
سایہ پری کا ہی تری دیوار کے لیے
ای شاہ حسن زلف و رخ و گوش و چشم و لب
طاؤس نے قدم ترے رہوار کے لیے
حاجت نہین بناؤ کی ای نازنین تجھے
کیا چاشنی ہی شربت دیدار کے لیے
سودائے زلف یار مین کافر ہوا ہون مین
سودا ہی اُس پری کے خریدار کے لیے
معشوق کی زبان سے ہی دشنام دلپذیر
مہتاب ہی لحد کی شب تار کے لیے
خلوت سے انجمن کا کہان یار کو دماغ
کیا کیا شگوفے پھوٹتے ہین یار کے لیے

ورنہ کوئی نقاب نہین یار کے لیے
فتنے بہت اُس ابروے خمدار کے لیے
دو پھندے ہین یہ کافر و دیندار کے لیے
سیری ہوگی نشۂ دیدار کے لیے
شہرہ ہی جسقدر مرے اشعار کے لیے
شمشاد اپنے طرے کو بیچے تو لیجیے
دو ٹھیکرے ہین بھیک کے دیدار کے لیے
حلقے مین زلف یار کے موتی پروئیے
رہتا ہی زلزلہ در و دیوار کے لیے
بلبل ہی کو بہار کے جانیکا غم نہین
کیا کیا علاقے ہین تری سرکار کے لیے
آیا جو دیکھنے ترے حسن و جمال کو
زیور ہی سادگی ترے رخسار کے لیے
اُس بادشاہ حسن کی منزل مین چاہیے
سنبل کا تار چاہیے زنار کے لیے
چونا بنینگے بعد فنا اپنے استخوان
شیرینی زہر ہی تری گفتار کے لیے
وہ مست خواب چشم ہی کوئی بلاے بد
وہ جنس بے بہا نہین بازار کے لیے
جھگڑا ہوے ہین سوچ کے راہ وفا مین پانون

طور تجلی ہی ترے رخسار کے لیے
جو رنگ کی کمی نہین تلوار کے لیے
لطف چمن ہی بلبل گلزار کے لیے
پانی نہین چہ ذقن یار کے لیے
وحشت عدم سے آتے ہین باغ جہان مین
اُس لالہ رو کی پٹی دستار کے لیے
سرمہ لگا لیجیے آنکھون مین مہربان
دندان ضرور ہین دہن مار کے لیے
بیٹھا جو اُسکے سائے مین دیوانہ ہوگیا
ہر برگ ہاتھ ملتا ہی گلزار کے لیے
پامال ابر کی چلا جو گلستان مین جھوم کر
پکڑا گیا وہ عشق کی بیگار کے لیے
بیمار تندرست ہو دیکھے جو روے یار
بال ہما کی پرچھتی دیوار کے لیے
زنجیر و طوق جو کہ ہی بازار دہر مین
دولت سراے یار کی دیوار کے لیے
جان سے عزیز تر ہی مرے دل کو داغ عشق
کیا مرتبہ ہی فتنۂ بیدار کے لیے
پہنا ہی جب سے تو نے شب ماہ مین آ
پہیے لگائیے انھین رفتار کے لیے

جو مشتری ہی بندہ ہی اُس خوش جمال کا
مقصود رہا جو بلبل گلزار کے لیے
اندھیر ہی جو دم کی نہ اسکے ہو روشنی
کچھ انتہا نہین کرم یار کے لیے

یوسف بنے غلام خریدار کے لیے
گلہاے زخم سے ہون شہادت طلب ہی
یوسف مرا چراغ ہی بازار کے لیے

سونیکے پتّے ہو وین ہر اک گل کے کان مین
توفیق خیر ہو تری تلوار کے لیے
احسان جو ابتدا سے ہی آتش وہی ہی آج

کنیز ہنسنے لگی کہا تم تو بڑے شاعر معلوم ہوتے ہو جوان نے کہا مین ہمیشہ
شاعرون ہی مین رہا کرتا ہون میرا تخلص میان جلیبلی ہی ولد لاؤبالی ہی کنیز خوب ہنسی کہا میان بڑے ظریف تم ہو
جوان نے کہا ظریف تو نہین شریف ہون لئیق ہون تمھارا طالب ہی غالب کنیز سے خوب مسخرے بن کیے
کنیز بھی چہلین جاتی ہی کبھی شرماتی ہی کبھی ہنستی ہی کبھی آدا وے کستی ہی کبھی بلاتی ہی کبھی ہٹاتی ہی برق ہنسی ہنسی مین لگاکر
اک نخل کی آڑ مین لایا انگور سے آنکھ ملاکر ایک حباب مار دیا کنیز بیہوش ہوکر گری برق فرنگی ٹانگ پکڑ کر کنارے
لایا کپڑے اُسکے اُتار کے آپ پہنے اور اُسی کنیز کی شکل بنے ہنستے ہوے طرف باغ کے چلے یہ نہ یاد رہا کہ
پینے کو کیا آئی تھی جیسے دروازے پر پہونچے محلدار نے کہا ارے سکھ چین بیری ڈلیان لائی چھو چھو پانون
کے لیے کہہ رہی ہی برق فرنگی نے کہا وہ سب پیسے مہری مین گر پڑے جب سے یہ ننگوڑے بننے لگے ہین
مہریان خراب ہوگئین جا بجا کھڑی ہوئی ہین زور نہین چلتا محلدار نے کہا اگر پیسے گر گئے تھے تو پلٹ کیون
آئی تھی اُلال تنبولی سے میرا نام لیکر لے لیے ہوتے کہا بوا محلدار ایک اور سنو کہ گذر رہا تھی تو مہری مین گر
مہری سے ایک بد مہری نکلی مجکو دیکھکر ہنسی مین نے کہا بی بد مہری کیا ہنستی ہو بد مہری نے کہا مین بہن یہین رہی
بھولی سامری کی آشنا ہون وہ بھی رات کو یہین آتے ہین روتے ہوے جاتے ہین مگر بڑے مزے اُڑاتے ہین جا مجکو
تو اب ہولینے نہ اُٹھا ہمارے یہان رات کو تیل جلانے کو نہ تھا اُسکی جمع آگئی مین وہان سے گھبرا کے
بھاگی میری آنکھون کے پردے اُٹھ گئے ہونے دو سو خداوندون کی صورتین معلوم ہوتی ہین سب ایک
تخت پر بیٹھے ہین مجکو بلاتے ہین اب تو سکھ چین نذر کرو سامری جمشید ہوئی یہ سوچتے ہی سب نے اسکو
گھیر لیا کوئی کہتی ہی بوا مین مانتی تھی اچھی ہو جاؤگی سکھ چین کہتی ہی اب آج مر جاؤنگی کسی نے کہا میرے لڑکا
ہوگا پیٹ پر ہاتھ رکھ دیا کہا کل ہی لڑکا ہوگا کہا دیکھو پیٹ مین دوڑ رہا ہی ایسی ایسی باتین کرتے ہوے
مراد مندون نے گھیر لیا کسی نے ہار پہنایا کسی نے عطر لگایا یہ جو سب کے بیچ مین باتین بناتے ہوے
اس صورت سے باغ مین آئے اجلال جادو فرش پر آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بیٹھا ہی رات بھر
کی مصیبت اُٹھاے ہوے کلمات معشوق سخت و سُست سُنے ہوے وصل سے مایوس وصال کا طالب
رفیقون سے شکایت معشوق کر رہا ہی کبھی کہتا ہی کیون صاحب میرا نامہ بر گیا تھا پلٹ کے نہ آیا نہین معلوم
راہبر پر کیا گذری رفقا کہتے ہین نہین معلوم اُستاد اُسپر کیا پڑی جب تو پلٹ کے نہین آیا اجلال کہتا ہی تعجب
کیا ہی جو اُسپر کوئی آفت نازل ہوئی ہو راہبر کا حال سنیے کہ برق فرنگی نے بیہوش کرکے دُرہ کوہ مین ڈال دیا تھا
کار فرشون نے ہوشیار کیا نامہ اپنی جھولی مین نہ پایا اُٹھ کے بھاگا دل سے کہتا ہی یہ مجھکو کیا ہوگیا مین نے
اپنے شہنشاہ جمجاہ کے نامہ کو کیا کیا خراب بہت ہی بُری چیز ہی نشے مین یہ کیفیت ہوئی گرتا جھکتا ہوا چلا
حیران پریشان در باغ پر آیا محلدار نے کہا میان راہبر جاؤ تمھین اجلال جادو یاد کر رہے ہین یہ بلا تکلف اندر
باغ کے آیا راہبر کو دیکھتے ہی غنچے چٹکے پھول ہنسے بلبلون نے غل مچایا درخت وجد مین آئے سارا باغ شگفتہ
ہوگیا ہر سمت سے صدائین آتی تھین کہ میان راہبر آئے رسم و راہ سے آگاہ نہ تھے خوب بچے یہان

سکہ چین کی خاطر مدارات ہو رہی ہے کہ اتنے میں راہبر آتا ہی اجلال جادو نے کہا جلد لاؤ یہ سنکر برق فرنگی کے
ہوش اُڑ گئے کہ راہبر سامنے آیا اجلال جادو نے راہبر کو اپنے پاس بلا کے دریافت کیا ای راہبر جادو
تجھکو کہان دیر لگی اُسنے عرض کی کہ خداوند کیا بیان کرون عجب معرکہ گذرا مین جاتا تھا ایک چشمے پر پہونچا
ایک ساحر نے مجھکو منع کیا کہ خبردار پانی نہ پینا برق فرنگی تو کنیزون کے پیچھے ہٹا اور نکلکر بھاگا اجلال نے
کہا ارے سکہ چین کہان گئی ابھی تو ہار پھول پہنے کھڑی تھی کنیزین دوڑین کہ ابھی تو نکلکر گئی ہی اجلال
نے کہا بلا لاؤ باہر نہ جانے پائے برق فرنگی برابر مخلدار کے پہونچا ہی مخلدار نے کہا سکہ چین کہان جاتی ہی
برق نے گھبرا کے کہا وہ سامنے خداوند بلاتے ہین یہ کہکے نکلکر بھاگا خواصین جو دوڑی ہوئی آئین مخلدار نے
پوچھا کیا ہی کہا سکہ چین کو اجلال جادو بلاتے ہین برق فرنگی بھاگ کے ایک غار مین جاکے چھپا مگر تھر تھر
کانپ رہا ہی جی مین کہتا ہی ای برق یہ رنگ مٹا وہان راہبر نے یہ سب حال اپنا اجلال جادو سے بیان
کیا اور کہا حضور خط کسی نے جھولی سے نکال لیا مجھے ہیزم فروشون اور کاوکشون نے ہوشیار کیا دماغ پر
بیجی بیہوشی چڑھی تھی بھوک کے مارے مر رہا ہون مین نہین سمجھا کہ وہ کون شخص تھے اجلال نے کہا بڑا
غضب ہوا اجلال جادو نے پکار کر آواز دی ای باغ جمشیدی یہ کیا معرکہ تھا سکہ چین کیونکر بھاگ کے
نکل گئی ما بدولت کو مفصل ظاہر ہو یہ جو پکار کے کہا گل بوٹے ہنسنے لگے شاخین جھومین درخت وجد مین
آئے نرگس نے آنکھ کھولی پکار کر کہا کیون بوا سوسن یہ کیا معرکہ ہی صد زبان ہو کیون حیران و پریشان ہو
سوسن نے جواب دیا کہ بوا باعث انقلاب یہ ہی کہ برق فرنگی شاگرد عمرو نے میان راہبر کو بیہوش کرکے
ڈال دیا تھا نگوڑا سکہ چین بنکر آیا تھا تو نے دیکھا نہین بھاگ گیا ہمارے شاہ تو بیہوش ہین آٹھ پہر اسی فکر مین
رہتے ہین کہ معشوق کا مزاج کیسا ہی ای بوا نرگس آنکھ پھر دیکھتے ہین جلتے ہین منھ سے نہین بولتے ہین کہ کہین
کسی سے کہین اجلال تو اچھلنے لگا کودنے لگا کہا ارے اس عیار کا کلیجہ دیکھو میرے باغ مین یون گھس آیا
اور پھر یون نکل گیا تم سب نے کیون جانے دیا کنیزون نے کہا داری ہم کیا جانتے تھے کہا جاؤ باغ کے قریب دیکھو
کنیزین تو تلاش کرنے چلین برق فرنگی غار سے نکلا ہی ایک جھنڈی کی آڑ مین بیٹھا ہی کہ دیکھا اپنے بارہ چودہ
کنیزین نکلین سمجھ گیا کہ میری تلاش مین نکلین ہین اور زیادہ چھپ گیا کنیزین ڈھونڈھنے لگین شعلہ نامے
کنیز ڈھونڈتی ہوئی اُس طرف آئی برق فرنگی نے نکلکر حلقہ ہاے کمند مارے گرتے ہی بیہوش کیا اُسی کی شکل
بنکر کہتا ہوا دوڑا ای بوا وہ نگوڑا کہین نہین ملتا چلو پلٹ چلین ایسا نہو کوئی شیر نکل آئے کوئی جانور درندہ
ستائے سب خواصین کہتی ہوئی پلٹین بوا شعلہ گھبرائی کیون ہو کہا بوا مین نے نیولے اور سانپ کو لڑتے
ہوے دیکھا آخر نیولے نے سانپ کو مار ڈالا اُسوقت سے میرا دل کانپ گیا اسطرح کی باتین کرتا ہوا چلا
بلا کلفت باغ مین چلا آیا اجلال غصہ مین بیٹھا ہی کنیزون سے پوچھا ارے کہین پتہ لگا برق نے سب سے
آگے بڑھکے عرض کی حضور وہ تو کہین نہین ملتا سارا باغ جنگل چھان ڈالا کہین پتہ نہین ملتا نہین معلوم نگوڑا
کہان بھاگ گیا یہ کہکے پاس بیٹھ گیا پیر دبانے لگا اجلال نے کہا شعلہ آج تجھکو کیا ہو گیا کیا کہتی ہی کہا حضور مین نے
رات کو ایک خواب دیکھا آپ سے کہنے کو تھی مگر موقع نہ پایا تھی اُسوقت جو آپ کو شگفتہ دیکھا مین بھی قصہ
لے بیٹھی مین نے خواب مین دیکھا کہ آپ اور ملکہ بیٹھی ہین آپ ہاتھ جوڑتے ہین ملکہ سرکشی کر رہی ہین ایک طرف سے
ایک آواز ہیبت ناک آئی مین نے گھبرا کے اُس طرف دیکھا ایک شخص سیہ فام بہت بڑا قد چہرہ جلاد کس کا

ایک سونڈ لٹکتی ہوئی مجھسے کہنے لگا کہ بیٹھی ہی اور اس معشوق سرکش کو نہین سمجھاتی ہی تیرے سمجھانے سے یہ ضرور
ضرور مان جائیگی تیرے کہنے کے ہرگز خلاف نہ کریگی مین صورت دیکھکر کانپ گئی تھی ہاتھ پانون مین رعشہ تھا
بول نہ سکتی تھی بس پھر جو مین نے پلٹ کر دیکھا وہ غائب ہوگئے جب مین کچھ نہ بولی اور آپ نے جلسہ برخاست
فرمایا ایک ہاتھ میرے گلے پر قائم ہوگیا اور آواز آئی کہ ہمنے علم موسیقی بھی عطا کیا آج وہ تمکو جلسہ جمائین
اور ملکہ کو بلائین گانے مین بھی تیرا امتحان کرین دیکھیے کچھ تاثیر ہوئی یا نہین ہوئی اجلال جادو نے کہا تونے
سارا نقشہ صورت سامری کا بتلایا یہ وضع اور صورت زیبا تو خداوند کمنہ کی ہی ہرچند کہ ہم مطیع مذہب خداوند
سالوس ہوے مگر دل سے بزرگی مذہب سامری کی نہین گئی مین ابھی جلسہ جماتا ہون پہلے گانے کا تو امتحان کر
تجھے کبھی اول بھی گانے کا شوق تھا کہا حضور آواز میری بُری تھی جب کبھی گانا ہوتا تھا مین کنارے جا بیٹھتی تھی
دیکھیے سینے مین ابھی سُناتی ہون باجان کھینچ کر ٹھیکہ بجانے لگی کہا حضور دیکھیے یہ بھی نئی بات ہی اس ٹھیکے پر تو
ٹھیک ہون خیال تو یہی ہی کہ گانا بھی آگیا ہو راگ راگنیان تو دکھائی دیتی ہین سب کے نام بتاؤن راگنیون
کے ذکر کرون اجلال نے کہا مجھکو تیری باتون مین سوز و گداز ہی یقین ہی کہ خوش آواز ہی برق فرنگی کو تو جلدی
ہی تڑپ رہا ہی کہ استاد نہ آلے یا مین اپنا کام کر گذرون کہ استاد آکر کہین کہ برق نے یہ کام کیا یہ سوچ کے
یہ اشعار عبرت آثار شور انگیز عشق آمیز میان نسیم کے گانا شروع کر دیے اور خوب ہوا باندھی اشعار

ہو رہی گلتی ہی تیرا عارض پہ نور شمع
دیکھ تو کیا دیکھتی ہی او بت مغرور شمع

پارسائی کے ہین دعوے کیون نہو مغرور شمع
پردۂ فانوس مین ہی شاہد مستور شمع

جلوۂ عارض سے تیرے کیون نہ بھاگے دور شمع
سامنے خورشید کے رکھتی نہین ہی نور شمع

کون سے وقت اسکو یاد سوز پروانہ نہین
کب بھلا رکھتی ہی ٹھنڈا سینۂ محرور شمع

شعلہ کاہے کو ہی سر پر ہی یہ جولی نور کی
جب یہ جلوے ہون نمایان کیون نہو مغرور شمع

خون بہا دیتی ہی جب ناسور کو بھر دیجے
جانتی ہی ننگ اپنے زخم پر انگور شمع

عکس تیرے عارض شفاف کا جو پڑ گیا
کسقدر رنگین ہی گویا ہو گئی بلور شمع

جم گیا ہی جا بجا وہ جسکو پروانے کا
شرمگین رکھتی ہی ہر ہر دیدۂ ناسور شمع

کس قدر انداز کے تیر نظر کا خوف تھا
کیون ہوئی تھی پردۂ فانوس مین مستور شمع

آنکھ بھی پائی ہی قسمت سے تو وہ ناسور کی
کسکو دکھلاے یہ اپنا دیدۂ بے نور شمع

شیدایان شعلہ رو کو کوچہ گردی عیب ہی
دوسرے پاسے ہوئی ہی اسلیے معذور شمع

لن ترانی کر رہا ہی تاج شعلہ فرق پر
آج تو دکھلا رہی ہی کچھ فروغ طور شمع

ہٹ گیا منھ سے ڈپٹا روشنی عارض نے دی
آفتاب حسن چمکا ہوگئی بے نور شمع

قصد میرا دیکھکر کہتی ہی سو سو ناز سے
کچھ حیا کر دیکھ تو وہ دیکھتی ہی دور شمع

صدقے مین اُس تیرگی کے جسمین تم ہو بیحجاب
جلد اٹھو گل کر دو ایجاد نہین منظور شمع

یاد آئی ہی جو اسکو صحبت پروانہ ہائے
رو رہی ہی ہمکو تمکو دیکھکر مسرور شمع

منھ سے اتنا بھی نہ نکلا کیون جلاتے ہو مجھے
ہوگئی ایسی تمھارے سامنے مجبور شمع

سر پہ پایا شعلہ دامن مین کچھ اشکون کا ہجوم
آکے محفل مین تمھاری بن گئی مزدور شمع

سوز میرا سا تمھارے حسن کی سی روشنی — دونون باتین کی ہین پیدا کیون ہو مغرور شمع

یہ بھی سیکھی ناز معشوقی تمھاری شرم سے — پردۂ فانوس مین رہنے لگی مستور شمع

زخم ملتا ہی حسینون کو بھی جور چرخ سے — رکھتی ہی سینے مین اپنے جا بجا ناسور شمع

شعلہ رویون کی محبت نے اثر اتنا کیا — بعد مردن بھی ہی اپنی پاسبان گور شمع

واہ ری قسمت حصول دید غیرون کے لیے — آنکھ تو رکھتی نہین کیا دیکھے اپنا نور شمع

اسکو شب بھر سوز حاصل اسمین شعلے مانندن — کب بھلا رکھتی ہی میرا سا تن محرور شمع

آپ دھولیتی ہی چہرہ اپنے آب اشک سے — احتیاج خدمتی رکھتی نہین منظور شمع

صورت موسے عشق ہی صاحبان بزم کو — مانگ لائی ہی کہان سے جلوہ ہاے طور شمع

واے قسمت بے بضاعت سے حذر کرتے ہین — بھاگتی ہی خانۂ مفلس سے کوسون دور شمع

ہان اسے معشوق عاشق حسال کہنا چاہیے — رکھتی ہی سینے مین اپنے جا بجا ناسور شمع

مجھ پہ وہ روتی ہی مین روتا ہون تیرے خوف سے — اسطرف مجبور مین ہون اسطرف مجبور شمع

کب ہین محتاج صبا سے غیر عاشق ای نسیم — داغ تن تابندہ ہین دکھلائیگی کیا نور شمع

اس رنگ مین یہ غزل برق فرنگی نے گائی کہ اجلال کا قصد ہوا گلے سے لگالے کہا او شعلہ تیز رو یا ے
صادقہ تمھا بیشک خدا ور نہ تشریف لائے کمال بھی تجھکو دے گئے یقین ہی کہ ہمارا بھی خوش ہونیکا دن
آیا ہم ابھی جلسہ جماتے ہین جلاّد صاحب بیداد کو بلاتے ہین یہ کہکے کنیزون کو حکم دیا کہ سامان عیش و نشاط
مہیا کرو کنیزون نے فوراً پنجۂ مژگان سے جاروب کشی کی فرش مشجر بچھایا شراب و کباب لاکر موجود کیا
کشتیان کباب کی گلابیان شراب کی گلدستہ ہاے گل چنگیر جو گھڑے عطردان پاندان جب یہ سامان
مہیا ہوا برق بنگاہ غور دیکھ رہا ہی کہ اجلال نے ایک دستک دی چار عقاب بلند پرواز آسمان سے
پیدا ہوے بارہ دری مین گئے پلنگ کو ملکہ انجم اختر پیشانی کے اٹھا کر باہر لاے برق فرنگی کے ہوش
اڑ گئے کہ یہ کیا معرکہ ہی دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین حور پیکر سمن بر مثل مردے کے پلنگ پر پڑی ہی چارون
عقاب تو پلنگ کو رکھکر غائب ہوگئے پھر اس نے دستک دی آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ایک طائر گر
ہفت رنگ یاقوت منقار نہایت طرار و فرار زمزمہ سرائی کرتا ہوا یا شہنشاہ یا شہنشاہ کی صدا زبان پر
آگے سرہانے ملکہ کے بیٹھا مثل کنیزان سلیس کے گرد پھرا قدمون کو بوسہ دیا پنکھا پرون سے جھلا کیا جب نازنین
بیدار ہوئی طائر اڑکر چلا گیا برق نے دیکھکر کہا ای شہنشاہ صرف ملکہ کے بیدار ہونے مین یہ سامان ہوتے ہین
اجلال جادو نے کہا ای شعلہ کوئی میرے باغ مین غیر نہین آسکتا مگر اس حقنے مین کچھ دل کو شک گذرا
چار ساحرہ بصورت عبیر قریب پلنگ آئے تھے مین نے انکو موقوف کیا بلکہ ان ساحرون کو بھی جلادیا
وہ بہت کچھ تڑپے پھڑکے کہ ہم پرانے ملازم ہین ہمنے کیا خطا کی مگر مجھکو شک گذر چکا تھا شعلہ مین نے
قہر و غضب مین انکو جلا دیا اب یہ مقرر کیا کہ چار عقاب آسمان سے آئین وہ پلنگ اٹھا کر لائین اور
پانچوان یہ طائر عجائب و غرائب جب آگے آنکھین قدمون سے ملکہ کے ملے تب یہ بیدار ہون ہر وقت
اسی انتظام مین رہتا ہون سب امورات ملکی و مالی چھوٹے آٹھ پہر اسی خیال مین رہتا ہون کہ انکو راضی
کرون ایک بڑی خطاے فاحش سرزد ہوئی اگر وہ نہ کرتا تو یہ سلطنت کہان سے ملتی انکا باپ میرے ہاتھ سے مارا گیا

سب وزیرزادون اور شاہزادون کو گرفتار کرکے سامنے خداوند سالوس کے لایا وہ اس بدعت پر راضی نہ تھا مگر
مین نے کہا بقول سعدی دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد ٭ دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ٭ کار گزارون تک کو مین نے قتل کیا
کہ یہ کارمے اپنے شاہ کو یاد کرینگے اُس سلطنت کو خدائی بنایا اب خدائی یہ خداوند سالوس کے بھی زوال آیا بیٹے
کو میرے بلایا ہی وہ مقابلہ مسلمانان مین اُترا ہوا ہی اُسنے ساربان زادے کو گرفتار کرکے بھیجا تھا یہان سے اُسنے
رہائی پائی آجتک پتہ نہین ملتا کہ کہان گیا ملکہ عالم کو مجھسے بھی ملال ہی کہتی ہین اپنے بزرگون کے قاتل کو پہلو مین
نہ بٹھاؤنگی ترپ ترپ کے جان دونگی ای شعلہ رخسار اگر آج تیرے کہنے سے اس سرکش نے ران لیا جانو تکا دولت
کو مین حاصل ہوئی امتحان تیرے تیغ پڑتے ہین علم موسیقی مین ایسا دخل ہوا اس رنگ مین تونے غزل گائی
کہ دل پہ چوٹ لگی ملکہ نے جیسے ہی آنکھ کھولی دن کو دیکھکر کہا کیون صاحب آج کیا ہی کہ جو مردون کو زندہ کیا
ہم لوگ تو مرات کو زندہ ہوتے تھے اجلال نے کہا ملکہ عالم دل گھبرایا ہی دل چاہا کہ لحہ بھر حضور تمہین دیکھیے ہماری کنیز
شعلہ رخسار کیا خوب گاتی ہی ملکہ نے اُسکی طرف دیکھا کچھ کہ نہ سکی ٹھنڈی سانس بھر کے اتنا کہا کہ یہ بیچاری گانا
کیا جانے برق نے کہا ایسا نہ فرمائیے سنیے تو ملکہ اگر منہ پھیرتی ہین برق نے فوراً یہ غزل شروع کردی غزل

کب چھوٹتے ہین اس ستم ایجاد کے قدم
جمتے نہین ہین لشکر برباد کے قدم
پابوس یار کرتے ہوئے کھینچ دیتے تو
اُٹھتا نہین ہی کوہ صیاد سے قدم
سر پر یہ کوہ غم نہ اُٹھاتا تو بوجھ سے

سر ہی ہمارا اور ہین جلاد کے قدم
اب تک گیا نہ باغ مین تو پھر انتظار
تصویر پری چوم لے بہزاد کے قدم
تلوار لیکے گھر سے جو نکلا وہ جنگ جو
دھنس جاتے بیستون مین فرہاد کے قدم

کیا ٹھہرے فوج غم کے مقابل فغان و آہ
سُن ہوگئے کھڑے کھڑے شمشاد کے قدم
ای ہمدمان باغ رہا ہون پہ کیا کرون
تا تیر نے لیے مرے فریاد کے قدم

اسطرح سے یہ غزل برق نے ترپ
ترپ کے گائی اجلال نے تو اپنا دامن و گریبان چاک کردیا ہر مرتبہ یہی کہتا ہی کہ اب واسطے وصل کے ملکہ
سے کہو بہت بیقرار ہون سلطنت و ملک و مال سب لے لے مگر اسکو میرے پہلو مین سلادے
جان جاؤن کہ دولت کو مین پائی شہنشاہ فیروزہ پوش کو مٹایا سلطنت کا مزہ نہ پایا برق اشارہ ہیے
کہتا ہی تامل فرمایئے ابھی صحبت بے نمک ہی وقت گردش فلک ہی ایک جام شراب پیجیے آپ ہی کیا
موقوف سب کنیزین بھی پیین یہ بھی واضح رہے کہ برق کی جب آنکھ ملکہ سے مل جاتی ہی تو ملکہ آنکھ سے
نہین کا اشارہ کرتی ہی برق نہین مان کو کب مانتا ہی بہ تعجیل جام شراب بھر کر پیش ہی کردیا اور اشارے سے
کہا شراب محفل مین چلے یہ معشوق دیکھکر مست ہو خواہان وصل ہو لطف یہ ہی کہ معشوق کو عاشق سے کیفیت ملے تا تیر
زبان ظاہر ہو آخر ساحری کے سرفراز کرینگے یا نعم یہ کہکر جام شراب بھر کے جیسے ہی ہاتھ مین اجلال کے دیا ملکہ نے ایک
ٹھنڈی سانس کھینچی بے اختیار منہ سے نکل گیا افسوس ابھی مشقت ضایع کی برق نے اُسکے جواب مین اجلال سے
کہا دیکھیے رضامندی شروع ہوگئی ملکہ نے برق سے ہاتھ ملا کر ہاتھ زمین پر دے مارا اور کہا او بدنصیب کچھ نہوگا
یہ کہکے اپنا ہاتھ کوٹ لیا جیسے ہی اجلال کے ہاتھ مین جام شراب آیا اور برق نے اشعار پڑھنا شروع کیے
کس کس طرح کی تانین ماری کہ اجلال کا قلب اُلٹ گیا گھبرا گھبرا کے کہتا تھا ای شعلہ رخسار تونے تو کلیجہ
جلادیا حقیقت مین ضرور ساحری و جمشید نے تجھکو کمال دیا برق اپنی ہی کہے جاتا ہی کہ خوب راضی
کرونگا جب ملکہ نے بغور دیکھا کہ یہ میری کسی بات پر توجہ نہین کرتا اور جام ہاتھ مین اجلال لیے ہوئے ہی تو
گھبرا کر کہا ای شعلہ رخسار ہمکو تو شراب نہ پلاؤگی اگر ہمکو پہلے جام دیتین انجام بخیر ہوتا برق فرنگی نے اشارہ کیا کہ لو

شہنشاہ قفل دل کا کھلنے لگا سختی دفع ہوئی جلد پی جاؤ آمادہ بیٹھا ہی کہ یہ شراب پیے اور مین خنجر مارون
اجلال نے جیسے ہی منھ جھکایا ایک دناٹا آسمان پر ہوا طفلان غنچہ ہنسے گلون کے رنگ متغیر ہوئے
عندلیبان خوشنوا پرون سے سر پیٹنے لگے درخت تھرائے اجلال نے ہاتھ روک لیا برق حیران
حیران اس معاملے کو دیکھ رہا ہی یہی کہے جاتا ہی ای شہنشاہ پیجیے دیر نہ کیجیے دیکھیے وقت جاتا ہی اس
دناٹے کے بعد وہی طائر جسنے ملکہ کو جگایا تھا یا تو آسمان سے آیا تھا یا زمین سے پیدا ہوا پہلو مین اجلال
کے ظاہر ہوا اور مثل انسانون کے آواز دی ای شہنشاہ کیا کرتے ہو جام نہ پینا انجام برا ہی بہروپ
سے یہ عیار بیٹھا ہی آپ نہین پہچانتے ملکہ نے کہا لو سب بات بنگئی اجلال نے وہی جام برق پر پھینکا
برق تڑپا خنجر کھینچکر چاہی پڑا سارے باغ سے نہین نہین کی آواز آرہی ہی طفلان غنچے کی یہی ہی آواز
ہی شراب نہ پینا اشک شبنم ٹپک رہے ہین طائر مثل مرغ بسمل پھڑک رہے ہین برق نے خنجر کھینچکر
نعرہ کیا او بیحیا نعرہ برق منم برق رفتار و خنجر گذار + منم یکہ لیکن گران بر ہزار + بھلا اجلال خنجر کب
کھاتا ہی طائر نے پر اپنا آگے کر دیا چند قطرے شراب کے جسم پر برق کے پڑے رنگ و روغن عیاری
چھٹنے لگا اب سب نے دیکھا کہ ایک انگریز سامنے کھڑا ہی پاؤن زمین تھامے ہوئے ہی اجلال اٹھا کہا
کہ کیون او مکار تو نے مجکو کوئی بازاری سمجھا تھا بڑا دھوکا مین نے کھایا کنیزون سے کہا دیکھو صاحبو جو
مجکو شک ہوا تھا آٹھ دن پیشتر اسکا ظہور ہوا مین حیران تھا کہ میری طبیعت کیون گھبراتی ہی عقاب
بھی آسمان سے ملول و غمگین آتے تھے طائر کی زمزمہ سرائی مین فرق تھا طائر نے مثل انسان کے
آواز دی ای شہنشاہ آپ نے دن کو ہمکو طلب کیا ہم جب ہی سمجھ گئے کہ کچھ انقلاب ہی نہ آتے تو حکم مین
فرق پڑتا اجلال نے پشت پر طائر کے ہاتھ پھیرا کہا تم حافظ جان ہو اول تو اب ایسا موقع نہ ہوگا کہ
مین کسی کا دھوکا کھاؤن اور اگر شاید ایسا اتفاق ہو اور مین تمکو خلاف وقت طلب کرون ہرگز نہ آنا مین
سمجھ جاؤنگا ملکہ سے کہا آرام فرمائیے ملکہ روتی ہوئی پلنگ پر جا لیٹی طائر نے پاؤن سے آنکھین ملین
اسی طرح بیہوش ہوگئی اب طائر کی طرف متوجہ ہوا کہ چار دن عقاب آوین یہ طائر غائب ہوا چار دن
عقاب تڑپ کر آئے پلنگ اٹھا کر ملکہ کا لے گئے قلب سے ملکہ کے آہ آہ کی آواز آتی تھی چھپر کھٹ تو
بارہ دری مین داخل ہوگیا برق سامنے دست بستہ کھڑا ہی کہا کیون او بیحیا مکار یہ نہ سمجھا کہ ہمارے
باغ مین کوئی ہمکو قتل کر سکتا ہی یہ بتلا کہ تو یہان کیونکر پہونچا عرض کی سرکار قدر دانی فرمائین کہ مین نے
کیا کارنمایان کیا کچھ مجکو خوف جان نہ ہوا اگر حضور مجکو اپنا ملازم کرین تو خداوند سالوس کو صدق
دل سے سجدہ کرون عمرو کو ڈھونڈھ کے پکڑ لاؤن ساری بدعتین عمرو کی ہین اجلال نے کہا یہ تو بتا
کہ عمرو کہان ہی برق رونے لگا کہا ای شہنشاہ وہ تو یہان سے چھوٹ کے خدمت مین اپنی آقا کے
پہونچا مجسے کہا جا کر باغ اجلال مین عیاری کر مین پہلے سکھ جین بنکر آیا مین ہی نے راہبر کو بھی
بیہوش کیا تھا اسکو دیکھا گھبرا کے بھاگا شعلہ رخسار کو بیہوش کیا جنگل مین بیچاری پڑی ہی اسکو
اٹھوا بیجیے کنیزین گئین شعلہ رخسار کو اٹھا لائین برق نے جو میٹھی میٹھی باتین کین دل اجلال کا
نرم ہوا اسکی محبت پر سرگرم ہوا کہا ای برق اگر تو ساتھ عمرو کا چھوڑ دے اور میری نوکری کرے
تو بہتر ہی گانا تیرا مجکو بہت پسند ہی وہ مرتبہ کرون کہ عالم عالم رشک کرے برق نے کہا ای شہنشاہ

عمرو کو پکڑ لاؤن صاحبقران کا سر لاؤن وہ تماشا آپ کو دکھاؤن علاوہ اس فن عیاری کے بہت سے
کام جانتا ہون وہ وہ کمال دکھاؤن کہ آپ کو راضی کردن بدون رضامندی کیے آپ کا دامن نہ چھوڑون
عمدہ کھانا پکاتا ہون شمعین ڈھالتا ہون آتشبازی بناتا ہون عمرو نے مجکو ذلیل کیا مین بادشاہ
فرنگستان کا عیار تھا اس ظالم نے مجکو گرفتار کرکے اس بلا مین پھنسایا آج تک اعتقاد خداوند
لقا ہے زرین تن دل سے نہین گیا مین خداے نادیدہ کی نہین پرستش کرتا آپ مجکو چھوڑ دیجیے
مین ابھی عمرو کو پکڑ لاؤن جاکر سمنکال کو اُس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤن مجکو اسنے یہان بھیجا وہ
سمنکال کی فکر کر رہا ہوگا تمام ممالک حمزہ پر آپ کی عملداری کرا دونگا ناموس مین حمزہ کے کیا
کیا شاہزادیان ہین نور بانو وطور بانو ومہر گہر تاجدار دختر نوشیروان عالیوقار وملکہ
گردیہ بانو وملکہ گوہر ملک دختر گنجاب گیتی افروز وجہان افروز ومہر افروز دختران لقا
یہ سب ایسی خوبصورت ہین انکی تصویرین لاکر آپ کو دکھاؤن جسکو پسند کیجیے اُسکو چرا لاؤن
ایسا اجلال کو باتون مین برق نے راضی کیا کہ اجلال نے قصد کیا برق کو رہا کردن آسمان کا
تڑاقا ہوا وہی طائر روتا ہوا آیا اور سر پر اجلال کے آکر آواز دی او بیوقوف اس مکار کی باتون
پر نہ جانا صاف تو کہتا ہے کہ تجکو راضی کرکے جاؤنگا مراد یہ ہے کہ تجکو قتل کرونگا تو نہین سمجھتا
ارے یہ وقت انقلاب ہے جہانتک ہوسکے احتیاط کر اپنے سایے کو بھی اپنا دشمن جان یہ شاگرد عمرو
ہے اب یہ دام پھیلاتا ہے تجکو دام کلام مین پھنساتا ہے زندہ نہ چھوڑیگا مگر اندر دو ہفتے کے تو اسکو
قتل نہ کرنا اس طرح طائر چیخا پیٹا برق کا مکر ظاہر کیا یہ کہکے طائر تو غائب ہوا اب اجلال نے منہ
پھیر لیا کہا او برق بس اب نہ کلام کر مجکو تیری مکاری کھلگئی مین اب تجکو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے
کنیزون سے اشارہ کیا فلان نخل مین اسکو باندھ دو کنیزون نے برق کو درخت سے باندھ دیا اور
ہتھکڑیان بیڑیان پہنا دین مار سیاہ سحر کے بدن مین لپٹا دیے برق تو اس حال پر ملال مین ہے بعد
تھوڑی دیر کے برق تابان زرین پوش یہ حال پر ملال دیکھکر لرزان وترسان با رنگ زرد آشیانہ
مغرب مین جاکر چھپا شہنشاہ انجم سپاہ بصد شوکت وجاہ برآمد ہوا ہر طرف صداے مبارکباد
بلند ہوئی اجلال جادو صحبت آراستہ کرکے مسند پر بیٹھا اُسی طرح ملکہ کو طلب کیا اُسی طائر نے
آکر ملکہ کو بیدار کردیا ملکہ جو اُٹھی برق کو جو نخل سے بندھے دیکھا بہت بیقرار ہوئین مگر مجبور ولاچار
کچھ زور نہین اختیار نہین رفع حاجت کے حیلے سے چمن مین گئین برق کے قریب سے ہوکر نکلین کہا
او ظالم ہمنے تو اشارے کیے کیسا عیار ہے کچھ نہ سمجھا ارے تو کہان بیچ مین پھاند پڑا یہ تو بتا کہ تیرے
اُستاد کہان ہین برق رونے لگا کہا حضور مین آپ کی بات کو نہین سمجھا ملکہ نے کہا مین نے اُنکو طرف
باغ دلکشا کے بھیجا تھا تجکو کچھ خبر ہے کہ وہان کیا گذری برق نے کہا اُس باغ مین مین نے
اپنا رنگ جمایا وہان بھی پکڑا گیا تھا یہان بھی یہ حال ہوا اب استاد دیکھیے آکر کیا کرین ملکہ نے
کہا اتنی بات اور کہدے کہ مہر طلعت رہا ہوئی برق نے کہا سب کچھ ہوگیا اتنے عرصے مین
کنیزین آگئین ملکہ تھراتی ہوئی پلٹ گئین یہان رات اُسی خرابی سے گذری اجلال کی منتین و
خوشامدین ملکہ کا غصہ کرنا اور کہنا کہ تو قاتل ہمارے بزرگون کا ہے خدا تیرے پہلو مین ہمکو جگہ ندے

بوقت سحر بصد حسرت پلنگ کو روانہ کیا اجلال سر جھکا کر بیٹھا برق اُسی طرح درخت سے بندھا ہوا ہے
کہ خواجہ عمرو راہ کو طی کرکے گلیم اوڑھے ہوئے باغ مین آئے دیکھا میان برق بندھے ہوئے ہین
کنیزین جابجا کھُسر پھُسر کر رہی ہین برق کی عیاری کے ذکر ہین جی مین کہتا ہی ای عمرو اس ظالم نے میرا
کہنا نہ مانا ایک کنیز کی شکل بنکر محلدار سے پوچھا محلدار نے تمام کیفیت آمد برق کی بیان کی اور گرفتار
ہونیکا بھی ذکر کر دیا عمرو نے سب حال سُنا اب حیران ہی کہ کیا تدبیر کرون باہر آکر ایک نخل کے سایہ مین
بیٹھے سوچ رہے ہین کہ خواجہ ہمنے اس ناہنجار کو کیسا کیسا منع کیا اس ظالم نے ہمارا کہنا نہ مانا اجلال کو
ہوشیار کر دیا اب کیا تدبیر کرون سوچ رہے تھے یاد آیا کہ خواجہ ملکہ مہر طلعت کو طلب کرو
گوشۂ صحرا مین آکر اُس انگشتر کو لوبان دیا آسمان پر بجلی چمکی دیکھا کہ مہر طلعت فوراً آکر پہونچی کہا کیون
خواجہ کیا حکم ہی مین نے اپنا سب سامان تیار کر لیا آپ کے حکم کی دیر ہی اس ملعون سے لڑینگے ہر چند
کہ ہم بخوبی جانتے ہین سب کمالون مین یہ بچہ یا ہمسے زیادہ ہی تمھاری ملکہ کی آبرو لینے پر آمادہ ہی مگر
جان لگا دینگے زمین کے طبقے ہلا دینگے صرف آپ کا اتنا کام ہی کہ وہی انگشتر سامری جسم سے ملکہ کے
مس کر دو کہ باعث قوت جسم ملکۂ عالم ہو جنکے سحر سے یہ بچہ یا بیدم ہو یہ کہکے مہر طلعت رخصت ہوئی
خواجہ نے کمر ہمت کو مضبوط باندھا ہاتھ کو دیکھا ہاتھ کی پشت کو دیکھا تین سو ساٹھ مکر تازہ دم دست بستہ
سامنے آئے غواص عقل بحر بے پایان عقل مین غوطہ زن ہی دل پر ہجوم رنج و محن ہی جال الیاسی
کاندھے پر ڈالا قصد ہوا ہی کہ باغ مین چلون جس درخت کے نیچے کھڑے تھے موجۂ ریگ بلند ہوا
یقین ہوا کہ یہ دریاے ریگ ڈبو دیگا عمرو نے جست کی چاہا الگ جاکے گرون کہ ایک ریگ ماہی
تڑپ کے نکلی عمرو کی کمر مین لپٹ گئی لاکھ عمرو نے زور کیا مگر اُسکے پنجے سے نہ چھوٹا اور ریگ ماہی
کہ ماہیت سے بھی ماہر نہ ہوئی کما ہی حال نہ کھلا عمرو کو لیکر غرق زمین ہوئی عمرو کو کسی قدر غنودگی بھی
حاصل ہوئی اب آنکھ کھولکر دیکھا ایک چھوٹا سا کمرہ ہی اُسمین ایک عورت سیہ فام اور مین بیٹھے
سامنے کھڑا ہون وہ ریگ ماہی تڑپ کے انسان بنی عورت کی شکل پر ہی کہ رہی ہی کہ اے ملکہ
عمان موجہ پوش نہین معلوم یہ کون شخص ہی زیر نخل ساختۂ حضور کسی سے باتین کرتا تھا اتنی لونڈی
کو دیر ہوئی کہ اُسکو تو نہین دیکھا کہ وہ باتین کرنیوالا کون تھا جب پہونچی تو اسکو تنہا پایا عمان جادو
نے کہا ای شخص تو کون ہی عمرو بلک کر رونے لگا کہا ای شہنشاہ ساحران و ای والی غریبان و ای
وادرس بیکسان مین ایک مرد مسافر ہون ملکون ملکون پھرا کہین نوکری نہ ہوئی اپنے دل سے
شکایت کر رہا تھا دوسرا تو کوئی میرے پاس بات کرنیوالا نہ تھا کہ یہ بی ریگ ماہی صاحب جا کر
لپٹ گئین مجکو کھینچ کے آپ کے سامنے لائین یہ تو البتہ خطا ہوئی کہ مین اس نخل کے سایہ مین ٹھہرا اب
کبھی ایسا اتفاق نہ ہوگا عمان نے کہا ای ریگ ماہی جو تم سمجھی ہو وہ وقت ابھی نہین ہی عرض کی
واری مین شراب پی رہی تھی اُس شراب نے یکایک جوش مارا اور گلابی سے آواز آئی کہ دشمن آگیا
درخت کے نیچے کھڑا ہی حضور مین جا پڑی مین نے اسکو پایا مین کیونکر چھوڑتی پکڑ لائی اب آپ سحر مین
دریاے ذخار ہین عمان موجہ پوش نے کہا ای ریگ ماہی میرا کوئی کیا کر سکتا ہی کاہن صاحب
کے پاس اسکو لیچلو کل وہ صاف صاف کہہ چکی تھی کہ وقت قتل اجلال آگیا عمرو اس حوال مین پہونچا

عمرو نے کہا حضور مین تو اس امر سے بالکل آگاہ نہین مین تو آپ کے گھر کا فقیر ہون سُن لیجیے مگر پانون کو تو حکم دیجیے کہ میرے قابو مین ہو جائین عمان نے ریگ ماہی سے کہا کہ دروازے کمرے کے بند کر دو ریگ ماہی نے دروازے سب بند کر لیے عمان نے پانون عمرو کے کھولے عمرو بیٹھ گیا کہا ملکہ سُنیے ریگ ماہی سامنے عمان کے بیٹھی رہی کمرہ سب طرف سے بند ہی عمرو نے گنگنا کے یہ چند اشعار گانا شروع کیے نظم

تا اندکے بہوے تو ترشد دماغ ما
خیزد شمیم عنبر سارا ز داغ ما
از دود سینہ نکہت زلف تو سر کشد
در پلے عشق جوش زدہ است از ایاغ ما
قفل سخن کشاد شہید حزین کجا

پیک صبا نیافت چو شبنم سراغ ما
لخت جگر چو برگ گل تازہ می برند
اخگر بجائے پنبہ نہی گر بداغ ما
ہر شب چراغ خانہ چشم عدم شود
حاصل نشد ز تنگدلیہا فراغ ما

زلف تو کرد بسکہ معنبر دماغ ما
یسمین بر آن روضہ رضوان زباغ ما
تا قطرۂ ز معرفت تو چشیدہ ایم
اشک ست گوئیا کہ ہر شب چراغ ما

عمان نے کہا ارے وبلیے تو تو خوب گاتا ہی عمرو نے کہا دو چار ٹھمریان دو چار غزلین دل لگا کے سُنیے تو آپ کو مزہ ملے اس کمال پر چھپے پھر کہین نوکری نہ ہوئی اب پلٹ کے گھر چلا جوان عورت خوبصورت گھر مین چھوڑ آیا ہون مزاج مین اُسکے بڑا فیض ہی کسی سے انکار نہین وہ کہا کرتی ہی کہ جو جیسا دیگا ویسا پاویگا ہمارا فیض ہمارے کام آویگا عمان نے کہا میان گوّیے صاحب تم جانتے ہو کہ اُسکے پاس اور مرد آتے ہین عمرو نے کہا حضور میرا کیا ہرج ہی اگر کوئی نہین آتا ہی تو مین آپ بُلا لاتا ہون کہ دیتا ہون کہ یہ میری جورو ہی جو یہ کام کرے وہ کر و مسخرے ہین کی جو عمرو نے باتین کرنا شروع کین عمان جادو ہنستی جاتی ہی کہا کہ میرا ارادہ تھا کہ تجکو پاس کاہن کے بھیجون مگر ہمکو معلوم ہوا کہ تو گوّیا ہی پہلو مین ایک شمع روشن ہی عمرو نے کہا حضور شراب منگائین گھنگرو اور پیشواز ہو تو دیکھیے کس مزے کی شراب پلاتا ہون عمان نے کہا ای ریگ ماہی جو جو گوّیا کہے وہ وہ چیزین مہیا کر دو آج انھین کا تماشا دیکھین کہا نتک کتابین دیکھا کرین شہنشاہ نے سلطنت فیروزہ پوش بہادر اُنکی بیٹی کی آبرو لینا چاہتے ہین جب اُنکے ملک پر آفت آئیگی ہم نکل جائینگے یہ کہکے عمان نے گلے سے موتیون کا مالا اُتارا کہا لو میان گوّیے یہ دو ہزار کی قیمت کا ہی دو چار مہینے اپنے گھر مین بیٹھ کے کھانا عمرو نے جھککر جو موتیون کا مالا لیا جیسے ہی عکس عمرو کا اُس شمع پر پڑا لو لہرائی عمان نے پلٹ کے دیکھا صاف ظاہر ہی کہ شمع کی آنکھ مین چربی چھائی گل ہو گئی عمرو کے بھی کان کھڑے ہوئے بعد شمع گل ہونے کے قلیل سا دھوان نکلتا ہی اُس دھوئین سے آواز آئی ای عمان ہوشیار ہو جا گیا گانا سُنتی ہی یہ اسکا سحر ہی عمان کے مُنہ سے اتنا نکلا کہ او سار بان زادے مین نے پہچانا عمرو نے جیب مین ہاتھ ڈالکر دو ترنج سبز نکالے مگر بتعجیل جیسے بجلی چمکتی ہی ایک ریگ ماہی پر پھینکا ایک جوش مین عمان پر پھینک مارا یا سامری کہکر آواز دی دونون نے ترنجون پر ہاتھ مارے وہ سمجھی یقین کہ ترنج سحر کے ہین جیسے ہاتھ مارے وہ ترنج پھٹے پانی کے قطرے مُنہ پر عمان و ریگ ماہی کے پڑے دونون بیہوش ہو گرین عمرو نے ایک ضرب خنجر سے عمان کو اور ایک ضرب سے ریگ ماہی کا سر کاٹا گیر و دار کی آواز ہونے لگی عمرو نے کمرے کا مال لوٹا نقش بوریا بھی نہ چھوڑا چاہا دروازہ کھولکر نکلون کہ زمین شق ہوئی ایک غار سا ہو گیا ہر چند عمرو نے سنبھالا نگر نہ سنبھلا اُس غار مین گرا دیر تک افتان و خیزان رہا بعد عرصہ دراز پانون زمین پر قایم ہوئے اب جو دیکھا تو ایک صحرائے سبزہ زار نواح دلکشا ہی عمرو حیران ہی کہ مین کس مصیبت مین آکر پھنسا نہین معلوم یہ

کون مقام ہی اور وہ دونون کون تھین جنکو مارا یہ سوچ رہے تھے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ خواجہ مین
آپھو بجی گھبرانا نہین عمرو نے پلٹ کر دیکھا ایک عورت سیہ فام ہنستی ہوئی چلی آتی ہی کہتی ہوئی کہ ای
خواجہ کیا کمال کیا عمان و رنگ ماہی کو کس کیفیت سے مارا یہ کہکے قریب آئی عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا کہا چلیے
آپ کو کاہنہ نے بلایا ہی عمرو نے کہا مین آپ کے ساتھ چلتا ہون آپ نے ہاتھ کیون پکڑا کیا مین
کوئی چور ہون اُچکا ہون تب تو اُس عورت نے ہاتھ اُٹھایا کہا ایک طمانچہ مارون کہ تیرا سر اُڑ جائے
باتین بناتا ہی عمان و رنگ ماہی کو مارا اور مال اُنکے گھر کا لوٹ لیا مین نہ آئی تو آپ کہانسے کہان پہونچے
پھر مین کہان کہان ڈھونڈھتی پھرتی عمرو نے کہا مجھپر یہ بھی تہمت ہی مین نے نہ کسی کو مارا نہ کسی کا گھر لوٹا
زبردستی آپ یہ باتین بناتی ہین پھر عمرو نے کہا اب مجکو کہان لیچلوگی اُسنے کہا زلف آرا میرا نام ہے
کاہنہ طلسم کی کنیز ہون مجھسے فرمایا کہ عمرو کو بلا لاؤ اور بتاکید یہ فقرہ کہا کہ وہ نکل کے جانے نہ پائے لہذا مین
آپ کو پایا چلیے عمرو نے کہا دیکھیے وہ خود آتی ہین جیسے ہی وہ پلٹی عمرو نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے
جھٹکا مارا وہ زمین پہ گری عمرو نے حباب مار کر بیہوش کیا چاہا قتل کر دن مگر دل کانپا دماغ پر پٹی بیہوشی کی
چڑھا دی کپڑے اُتار کر اسکے آپ پہنے اپنے کپڑے اسکو پہنائے اُسکی صورت آپ بنے اپنی صورت اُسکو
بنایا پاؤن مین رسی باندھکر کھینچتے ہوئے لیچلے جنگل کو طے کیا تھا دیکھا سامنے ایک عمارت بنی ہی اُسکے در دیے
پر چند کنیزین ٹہل رہی ہین کوٹھے پر کمرے مین ایک عورت کتاب ہاتھ مین لیے بیٹھی ہی اُسکو دیکھ رہی ہی
جس وقت زلف آرا کو یہان عمرو نے پکڑا تو اسنے منہ پیٹ لیا اور کھڑی ہو گئی کہا لو صاحب زلف آرا
پکڑی گئی بشکل زلف آرا عمرو زلف آرا کو لیے ہوئے آتا ہی خبردار دم نہ مارنا تماشا دیکھنا آنے دو
عمرو اپنے دل مین یہ سمجھے کہ مین بشکل زلف آرا ہون اب پریشانی مین کون پہچانیگا سب مجکو زلف آرا
سمجھے ہے کیا بال بال گنہگار ہی پریشانی مین یہ حال ہی جیسے ہی کنیزون نے دیکھا دور سے آواز دی ای
زلف آرا بڑا کام کیا قاتل عمان کو پکڑ لیا عمرو نے ویسی ہی آواز بناکر کہا وہان زیر نخل کھڑا تھا جاتے ہی
مین نے پکڑ لیا بہت اُچھلا کودا آخر مین نے یہ کیا کہ رسی انکی ٹانگ مین باندھی کھینچتی ہوئی لائی ہون کنیزون
نے کہا لو آؤ جیسے ہی خواجہ سامنے آکر پہونچے کاہنہ نے آواز دی ارے لینا عمرو نہ جانے پائے عمرو
نے زلف آرا پر تو خنجر مارا سمجھ گئے کہ مین پہچانا گیا زلف آرا کا سر کاٹنے سے اندھیرا ہوا اُس اندھیرے
مین عمرو نے حقہ آتشبازی مارا کنیزون کے منہ جلے کاہنہ کوٹھے سے کودی ایک کنیز جھپٹ کر قریب
عمرو کے آئی جیسے ہی اُسنے ہاتھ پکڑا عمرو نے کوکھ پر اُسکے خنجر مارا وہ مر کر گری کاہنہ نے ایک دو ہتڑ مارا
عمرو نے چاہا تھا گلیم اوڑھلون مگر نہ اوڑھ سکا لڑکھڑا کے گرا کاہنہ کی کنیزین ٹوٹ پڑین عمرو کو ہاتھون
ہاتھ پکڑ لیا کاہنہ عمرو کو لیکر اندر قصر کے آئی دیکھا تو وہ مکان مثل قلعے کے ہی بارہ ہزار عورتین بسی ہین
جادوگرنیان بھری ہوئی ہین کاہنہ نے کہا فیروز جمعدار کو بلاؤ ایک جوان مسلح آیا کہا فیروز اسکو
لیجاؤ ہم نامہ خدمت مین شہنشاہ اجلال کے روانہ کرین اور شکایت لکھین کہ آپ کی صاحبزادی نے
عمرو کی قید یہان بھیجکر یہ مہلکہ ڈالا کہ اس اقلیم مین بھی فساد پڑا عمان جادو کے مقدمے مین یقین کامل تھا
کہ جب یہ لڑیگی تو دریا بہادیگی مگر کچھ بھی نہ ہوا اگر مین کتاب نہ دیکھتی ہوتی تو مجکو بھی خبر نہ ہوتی اب عمرو
کو پکڑا ہی جیسا ارشاد ہو بجا لائین ایک کنیز نے کہا واری یہ بہت خوب بات ہی مجکو بہت پسند آئی یہ بات

دل سے بھائی لگنا ہے آخر وقت روانہ کیجیے کاہنہ چپ ہو رہی لیکن فیروز جمعدار نے اندر کوٹھری کے عمرو کو ڈھکیل دیا اور دروازہ بند کر لیا جمعدار صاحب دروازے پر بیٹھ گئے بایان بجانے لگی کہ عمرو نے پکار کر کہا جمعدار صاحب لائیے سٹکیہ مین چھیڑون آپ مجن گائیے جمعدار نے کہا قیدی کیا تو بھی جانتا ہے عمرو نے کہا ہان گسیان دوستون مین اکثر اتفاق ہوا ہے جمعدار نے دروازہ کھولدیا قریب آکر بیٹھا کہا ہان میان کچھ گاؤ عمرو نے کہا جمعدار صاحب کو سنا موقع ہے ہاتھ مین ہتھکڑیان پانون مین بیڑیان آپ بجائیے مین زبان سے بول بتا تا جاؤن جمعدار کو رحم آیا سوچا کہ دبلا آدمی کہان جائیگا ہتھکڑیان ہاتھ سے نکال لین کہا لے بجاؤ اور ایک چیز گاؤ عمرو نے کہا ہان کچھ آمین بائین شائین بچپن مین کھیلتے کودتے مین یہ بھی اختیار کیا تھا یہ کہکے بائین کو بجا کے اپنا کمال خوب دکھلایا جمعدار لوٹے جاتے ہین اور یہی کہے جاتے ہین کہ میان کچھ منہ سے تو کہو خواجہ عمرو نے گنگنا کے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

منظور نظر غیر سہی اب ہمین کیا ہے
گو دور سے پھر جائے طبیعت تو مزا ہے
بس بس نکرو بات کہ یاد آتی ہے مجھکو
نظرون مین مروت ہو نہ آنکھون مین حیا ہو
یارب کوئی معشوقہ دلجو نہ ملے اب
یہ بھی کہین دل دیکے گنہگار رہا ہے
پرہیز ہے اُسکے گئی بیماری دل آہ
معلوم ہے یار و مجھے جو رنگ مزا ہے
مین ترک وفا سے بھی وفادار ہوں شہرہ
وہ بت ہے جو اور دن کا تو اپنا بھی خدا ہے

پھر دیر تری آنکھ سے دل پہلے بھرا ہے
جب گھر مین بنو تم تو رہین کوچے مین ہم کیون
ناصح سے جو کچھ ہجو دیوان مین بھی سنا ہے
اب شوق سے تم محفل اغیار مین بیٹھو
جو انکی دعا ہے وہی اپنی بھی دعا ہے
آزردہ حسرت ملاقات سے کیا
بیگانگیون مین بھی عجب ربط رہا ہے
چاہا کئے دل لاکھ نہ بولونگا جو ہمدم
کہین تجھسے جو اے دشمن ارباب وفا ہے

کھائی ہے قسم ہمنے کہ پرہیز کرینگے
شکوہ جو تمھارا تو ہمارا بھی بجا ہے
کسطرح نہ اُس شوخ کے رونے پہ ہنسو مین
یان گوشۂ خلوت مین عجب لطف اٹھا ہے
توبہ گنہ عشق سے فرمائی ہے واعظ
یعنے کہ نہ ملنا ہے نہ ملنے کی سزا ہے
تھا محو رخ یار مین کیا آئنہ دیکھون
وہ میرے منانے کو رقیبون سے خفا ہے
مومن نہ سہی بوسہ پا سجدہ کرینگے

جمعدار بہت خوش ہوا کہا بھائی خوب گاتے ہو حقیقت مین دل بہلاتے ہو گانجہ پیو تو پھر دن عمرو نے کہا بھائی یہ بالزادی وہان کا ہمکو ملیگی ہم بھی جانتے ہین جسنے نہ پی گانجے کی کلی اُس بیٹے سے بیٹی بھلی بھائی ہمیشہ کہارون سے صحبت رہتی ہے دن بھر مین دس دس چلمین اُڑتی ہین ایک ٹرا تم بھرو ایک ٹرا ہم بھی پلاتے ہین جب دم لگاؤ گے تو حال معلوم ہوگا جمعدار نے گانجہ بھرا اُپلے کی آگ رکھی جمعدار نے کڑا کڑا کے دم لگایا دو بالشت کی لو اُٹھی عمرو نے اسی مین اپنا بھی ٹرا ملا دیا کہا بھائی ایک دم اور لگاؤ اب جو جمعدار نے دم لگایا گر کر بیہوش ہوا عمرو نے اتنے عرصے مین بہ تعجیل تمام جمعدار کو اپنی صورت بنایا اور آپ اُسکی صورت بنکر باہر نکلے گلے مین اُسکے گیند عیاری کا ٹھونس دیا کہ بول نہ سکے ٹہلتے ہوئے باہر نکلے لوگون نے کہا کیون جمعدار صاحب مزاج کیسا ہے خواجہ سب سے صاحب سلامت کرتے ہوئے کاہنہ کا پتہ پوچھتے ہوئے اُسکے دربار مین پہونچے کاہنہ بیٹھی ہے سب سردار جمع ہین اُسکا ارادہ ہے کہ نامہ روانہ کرون جمعدار آکے پہونچے جھککر سلام کیا کہا گسیان تیرا افسانہ قیدی آپ نے ہمکو دیا ہے بڑا غل مچا رہا تھا گسیان آئین تو مین کچھ عرض کرون کاہنہ نے کہا ہم تمھاری کوئی بات نہین سنینگے جو ہم کہین اُسکا جواب دو جمعدار نے کہا فرمائیے کہا ہمنے قیدی تمھارے سپرد کیا تم یہان کیون آئے نہین جانتے کہ قیدی کون شخص ہے جسنے شمشاد دمامہ کو مارا تمام شہر مین

مشہور ہو گیا کہ مستمش ایسے ساحر کو دریاے قلزم مین گھس کے مارا اب ہمین تمپر شک ہوتا ہی جانا
نہین حاضر حاضر کہکر خواجہ بھاگے کاہنہ نے کہا جانے دو کہان جائیگا لڑکھڑا کر یہین گر پڑیگا جیسے ہی
چوکھٹ سے جست کی دم سے لڑکھڑا کے گرے جادوگر دن سے دوڑ کر پکڑ لیا کشان کشان سامنے کاہنہ
کے لائے عمرو نے کہا ملکہ دُہائی ہی مین وہی پُرانا ملازم ہون جسکو آپ نے عہدہ جمعداری دیا فقط
آپ کے فرمانے سے مجکو ڈر پیدا ہوا بھاگا کہا او ظالم مین جانتی تھی کہ افتاد پڑیگی آج دربار سے مین اٹھی
نہین دربار برخاست نہین کیا بیٹھی رہی جانتی تھی کہ عمرو آئیگا یہ کہکے منہ پر ہاتھ پھیر دیا رنگ و روغن اڑ گیا
صورت اصلی نکل آئی کاہنہ نے کہا کیون صاحبو ہمارا قول کرسی نشین ہوا مین کہہ رہی تھی کہ عمرو آتا ہوگا
سبھون نے تعریفین کین کہ آپ کا مثل نہین کہا صاحبو مین ایک ہفتے سے کہہ رہی تھی کہ عمرو عیار بھی
ضرور آئیگا اور بڑے بڑے فتور ہونگے اب سامری انجام بخیر کرین مجکو اصل ذات سے بڑا ڈر ہی مگر اسکو
ابھی قتل کرونگی اب زندہ نہ چھوڑونگی جمعدار کو قید خانے سے بلایا کمند اُسکے گلے سے نکالا وہ فریاد
کرتا ہوا آیا ملکہ اسنے باتون باتون مین مجکو بیہوش کیا کاہنہ نے کہا یہان آیا تو پھر کیا کیا دھرا گیا
مین اسکے آنے کے قبل کہہ رہی تھی عمرو آتا ہی میرے ساتھ کیا رنگ لائیگا مین چھ مہینے پیشتر کی بات
بتا سکتی ہون مگر ہان زمانِ انقلاب ہی دونون کو مثل زلف مہوشان پیچ و تاب ہی ہمارے شہنشاہ اجلال
کی بدعت حد کو پہونچی جسکے عزیز و اقارب قتل کیے اُسی پر عاشق ہین وہ کیونکر قبول کرے جب وہ خیال
کرتی ہوگی کہ یہ میرے بزرگونکا قاتل ہی کیسا اُسکا دل تڑپتا ہوگا کیونکر اسکے پہلو مین بیٹھے بڑی مشکل
یہ ہی کہ وہ درپے آزار ہی اور ملکہ انجم اختر پیشانی اپنے باپ کے اشیاے نادرہ کی حاکم ہی جسوقت
مقابلہ پڑیگا شاہزادی اور وزیرزادی ملکر زمین ہلا دینگی پناہ نہ ملیگی جب لڑائی طول کھینچیگی زمین
شریف کہ جو آج تک اجلال سے مکدر رہین اسکی سلطنت و حکومت سے آزردہ ہین یہی چاہتے ہین کہ
بیٹی کو سلطنت ہو جائے بڑی لڑائی پڑیگی میان اجلال کس کس کو قتل کرینگے وہ بات تو آج مین
سنا دون کہ جو دو سو برس سے کتابون مین درج ہی اسکا سب کو حوصلہ ہی سب نے کہا ملکہ وہ کیا
بات ہی کہا صاحبو اسی عمرو کے مقدمے مین لکھا ہی کہ کسی ساحر کے ہاتھ سے قضا نہین دیکھو ابھی مٹتا ہی
مگر ہم لوگون کا بھی ساغر عمر لبریز ہوا جب کتاب دیکھتی ہون یہی نکلتا ہی کہ دشمنون کی عملداری ہو جائیگی
ساحرون کا وقت اختتام ہی عمرو نے ہرچند فریاد کی مگر کاہنہ نے نہ سنا دار استادکرائی جلادون کو
طلب کیا ہلڑ ہوا سب شہروالے جمع ہونے لگے کاہنہ نے پکار کر آواز دی دیکھو صاحبو یہ وہ شخص
قتل ہوتا ہی جسنے مستمش و دمامہ کو مارا ملک کے ملک ویران کر دیے میری ہی بیدار مغزی تھی
کہ جو مین نے اسکو گرفتار کیا عمرو گنگنایا کئی شعر بھی پڑھے الحان بھی اپنا سنایا مگر کاہنہ منہ پھیرے
کھڑی رہی متوجہ بھی نہ ہوئی یہی کہہ گئی کہ دشمن کے کمال کا کیا سننا جو اپنی جان دے وہ اسکا گانا
سنے ہمین کیا ضرورت جو اسکا گانا سنین او ساربان زادے اب دام کلام پھیلاتا ہی جسپا جاننے والی
تونے نہ دیکھی ہوگی عمرو جب تعریفین کرتا ہی تو یہ منہ پھیر لیتی ہی کوئی فقرہ خواجہ کا نہ چلا کاہنہ نے
اشارہ کیا کہ اسکے پاؤن مین زنجیر باندھ کے دار پر کھینچ دو جلادون نے زنجیر باندھ کے کھینچ دیا پشت
پر ستر اسی ساحر ہزار کنیزین اسکی تیر و کمان لیکر قریب آئین کاہنہ نے بھی ہاتھ مین تیر و کمان لیا

جب اُسنے تیر جوڑا ہزار کمانین کڑکین مگر غم مین خواجہ کے کمان مین خم زاغ کمان بیدم تیر سہمے ہوئے ترکش
سے سینین نکلنے ہی چاہتے ہین اور طرف بھاگ جائین مگر انکے پاس نہ جائین عمرو کے جسم کو غربال کرین اسوقت
عمرو کی بیقراری کہ ای معبود میرے تیرے کوہ سراندیب پر وعدہ ہوا مین نے تو بری چیز کا خیال
بھی نہین کیا اسوقت تو ملک الموت کا سامنا ہی مدد کر اس بلاے ناگہانی کو رد کر ای معبود حقیقی

نظم
ای رب تحقیقی تیری ذات ہے اب امید ہر

بکار خویش مدبر چرا کند تدبیر
کہ منہدم بدو بیگفتہ گردد این تعمیر
بگو بگوش کس ای دوست راز پوشیدہ
رقم بدفتر تقدیر ہر چہ کرد دبیر

خدا بدست عنایت چو بکسلد زنجیر
کہ ہست نقد مرادش بہ بخیہ تقدیر
نماند فر فریدون نہ طاقت رستم
مکن بہ پیش دگر آشکار حال ضمیر

ز دام رنج و مصیبت شود خلاص اسیر
چرا بلند بر و بام قصر دولتمند
نماند خنجر و گرز و نہ نیزہ و شمشیر
قلم بصفحۂ ایجاد حرف حرف نوشت

کاہنہ نے اس بلکنے پر بھی خیال نہ کیا بارہ ہزار تیر جوڑے گئے کمانون
لے سیسر کرکے عمرو نے تو آنکھین بند کرلین عقاب تیر پر کھولکر طرف سینہ بے کینہ عمرو کے چلے قریب
سینے کے پہونچے تھے کہ تیر دعاے عمرو ہدف اجابت پر پہونچا ایک برق کڑک کر گری کہ تیر قلم ہوئے
اور پیکان مثل برق تڑپتے ہوئے سینون پر کنیزون کے پڑے کہ توڑ کر پشت کو پار گذرے بارہ سے کنیزین
ایک مرتبہ گرین کاہنہ نے اپنے کو بمشکل بچایا کہتی تھی یہ کیا آفت ہی کہ دوسری برق کڑک کر گری اُسنے زنجیر
دار کو کاٹا جتنی چیزین عمرو کے جسم مین لٹکی تھین سب اُس برق نے جلادین خواجہ عمرو نعرۂ شیرانہ کرکے
اُٹھے نعرۂ خواجہ عمرو

بباغ دین ز نکرش اب باری
عمرو ان شاہ عیاران عیار

کز ان استاد عیاران عالم
جہان سرہنگ در خنجر گذاری

سراپا دانش و عقل مجسم
بہر کشور بلاے جان کفار

نعرہ کرکے اُٹھا کہ جست کرکے نکلون کاہنہ نے کہا کہان جاتا ہے
پہلے تجکو مٹالون تو اس برق گرانے والے کا علاج کرون یہ کہکے دو ہتڑ مارا عمرو پھر منہ کے بھل گرا جلاد
سے کہا سر کاٹ لے کاہنہ نے ایک گولہ طرف آسمان کے پھینکا تلوارین برسین آیا۔ گولہ طرف آسمان کے
پھر مارا ایک لکہ ابر سیاہ جو حائل تھا وہ پھٹا اب تو سب نے بنگاہ غور دیکھا کہ مہر طلعت وزیر زادی ملکہ
انجم اختر پیشانی کو دیکھا کہ بارہ ہزار کنیزان زرین پوش پشت طاؤس زرین بال پر سوار سحر کررہی ہی
مہر طلعت کو دیکھکر کاہنہ گھبرا گئی اتنا تو منہ سے نکلا کہ اس ظالم نے کیونکر رہائی پائی ہائے محلال پر کیا
گذری وہ ملک ویران ہوئے دیکھیے تقدیر کیا دکھاے صاحبو جبکہ لڑد مہر طلعت سحر کرتی ہوئی زمین پر
آئی جو جلاد عمرو کو قتل کرنے چلا تھا اُس جلاد کو مارا عمرو تو اُٹھتے ہی کنارے ہوا نخل کی آڑ پکڑ کے تماشا دیکھنے لگا
پکار کر مہر طلعت نے آواز دی ای ساکنان شہر مربع حصار محلال واصل جہنم ہوا تم آگاہ ہو یہ وہ لوگ
ہین کہ جنھون نے سلطنت قدیم کو ہماری مٹایا عزیز و اقارب کو دار پر کھینچا بازار کو مزبلہ قصابان بنایا
جوان و طفل و پیر کے حال پر رحم نہ آیا اب تم لوگ کیون اسکے شریک ہوئے مین اب اجلال کے قتل کو
جاتی ہون یہ حرامزادی تمہاری امام مجھسے کیا مقابلہ کریگی یہ کہکر چھیٹی اہالیان رعایا کلام حسرت انجام مہر طلعت
پر چیخین مار کر روئے صاحبان اولاد نے کلیجون پر ہاتھ رکھ لیے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اُس بدعت کا اب
انتقام ہوا جیسے ہی کاہنہ کا سامنا ہوا رئیسان شہر سے مہر طلعت نے کہا اس حرامزادی کے جھوٹے
پکڑ کے میرے سامنے لاؤ مین اسکو جوتیان مارون رعایا والے طرف کاہنہ کے چلے ملکہ نے صرف آنکھ سے

اشارہ کیا ایک برق کڑک کر گری اُس برق سے خنجر نکلا صدہا سحر کرکے کاہنہ نے روکا مگر خنجر نہ رُکا سر پر پڑا کہ سر اسکا زخمی ہوا اب رعایا نے بلوہ کیا کہ اسکو پکڑ لین پلٹ کے دیکھا کہ زمین و آسمان دشمن مہر طلعت خرامان خرامان آتی ہی صاف ثابت ہی کہ ستارہ سحری کو اپنے مقام پر جنبش ہر یا اول وقت شب ہے ستارۂ زہرہ اپنے مسکن سے نکلا ہی قلعہ مربع حصار مین ہلکہ برپا ہی جسنے سُنا کہ ملکہ مہر طلعت محلال کو قتل کرکے آئین مشتاق دیدار ہوکر اپنے اپنے گھرون سے چلے کاہنہ کو کچھ نہ بن پڑا دیکھا کہ اگر بلند ہوکے جاؤنگی تو مہر طلعت نہ جانے دیگی سوچی کہ مین اپنے کو پاس اجلال کے پہونچاؤن دونون پاؤن زمین پر مارے غرق زمین ہوئی مہر طلعت نے کہا کہان جاتی ہی زمین نے اسکو اُچھالا تین مرتبہ گر گر کے نکل نکل کے زمین پر گری قریب ایک اندارہ تھا اُسمین پہاند پڑی سب شہر والے دست بستہ کھڑے تھے کہا ای وزیرزادی ہم لایق مقابلۂ سالوس نہ تھے بیشک تمہارے شاہ کو قتل ہوتے دیکھا آنکھین ہماری نہ پھوٹ گئین مجبور ولاچار رہے مہر طلعت نے کہا آپ لوگ اپنے اپنے گھرون مین جاکر آباد ہون دیکھو اس حرامزادی کے کچھ مصاحب ہین خبر گذری کہ وہ پہلے ہی سب بھاگ گئے اُن ظالمون مین سے کوئی باقی نہین رہا ورنہ ہم گرفتار کرکے لاتے کہ اتنے عرصے مین خواجہ بھی سامنے مہر طلعت کے آئے مہر طلعت نے کہا خواجہ ماشاء اللہ اس غفلت مین کیا کیا کارنمایان کئے ہین کسی مقام پر نہین رہے اپنی عیاری کے زور دکھائے لیکن اب وقت کلام نہین ہی آپ اپنے کو جلد ہماری ملکہ کی بارہ دری مین پہونچائیے اُسی انگشتر سے ملکہ کو بیدار کیجیے کان مین ہمنے آپ کے اسی دربند کی باتین کین تھین عمرو نے کہا خدا نے فضل کیا مگر مین پاس ملکہ کے کیونکر پہونچون ملکہ نے کہا یہ تخت جو قصر مین بچھا ہی اسکو آپ اپنے دست حق پرست سے ہٹائیے مُہرہ نقب کا ظاہر ہوگا زیر پلنگ ملکہ پہونچیے گا جو عجائب و غرائب گذر رہی گھبرایئے گا نہین انگشتر کو بہت جلد مس کیجیے گا کاہنہ پہونچگئی اجلال سے ہمارا آپ کا حال بیان کر رہی ہی ایسا نہ ہو ملکہ کے ساتھ کوئی حرکت کر گذرے سوتے مین مار ڈالے تو سب مشقت خاک ہوگی عمرو نے آستینین رومال کین تخت ہٹایا مہرۂ نقب پختہ کا ظاہر ہوا عمرو نے کہا لو اے مہر طلعت ہم جاتے ہین کہا بسم اللہ مجکو اپنے ہمراہ جانیے اب مین سایہ سان ساتھ ہون مربع حصار مین بھی عمل ہوا کچھ تحفے بہانسے بھی پائے بتعجیل مہر طلعت نے کسی کو یہان کا حاکم کیا کہ انتظام مین خلل نہ پڑے اور آپ بھی ایک عقاب پر سوار ہوکر کنیزین انیسین جلیسین کچھ رئیسان شہر سب ملاکر ساٹھ ہزار جادوگر جادوگرنیان پشت پر ایک پنجہ سنہرا علم زرنگاری کی چھڑ کو لیے ہوئے چار سو نقارہ خود بخود بجتا ہوا اس تزک و احتشام سے مہر طلعت بھی چلی مگر اول حال اجلال عرض کرنا ضرور ہی کہ شب بھر تو ملکہ سے حکایت و شکایت مین رہتا ہی یہ بھی کہا کہ ای ملکہ عالم آپ آنے سے برق کے بخوبی آگاہ تھین ملکہ نے کہا پھر کیا کرتے تو نے مجکو کسی کام کا رکھا ہی کہ مین اُسکو گرفتار کرتی یا قتل کرتی اب تو نے اسکو نخل سے باندھا ہی کہا میرے سحر نے خبر دی کہ دو ہفتے اسکو قتل کرنا چاہیے ملکہ نے کہا شاید اُسکی قضا ہی نہ ہو یا ہو مین کیا دخل ہی تم کامل و اکمل رازدار سالوس پرانا و لوس تو سب کچھ جانتا ہی اجلال آج شب کو صحبت مین بہت ملول رہا بوقت سحر ملکہ کو بارہ دری مین بھیج کرسی پر بیٹھا مصاحب کنیزین آفتابہ لیکر آئین جیسے ہی اسنے مُنھ پر پانی ڈالا چمن سوسن سے قہقہے کی

آواز آئی ایک پھول نے آواز دی میان اجلال صاحب رنگ گل بے ثبات ہو آپ کے حکم کی کیا بات ہم
منہ دھوتے ہوا ایسا نہ ہو زندگی سے ہاتھ دھونا پڑے آج ہمین بڑا افسوس ہی ہر چند کہ راز نہان ہی مگر آمد فصل
خزان ہی پہلوے گل مین عندلیب ہی مگر کیا بد نصیب ہی وصل گل سے محروم رہی کیا کیا جفا سہی اجلال
نے کچھ جواب نہ دیا آنکھین دھونے لگا شاخ نرگس کو جنبش ہوئی پھولون نے آنکھین کھولین ایک پھول نے
بنگاہ حسرت اجلال کے دیکھا کہا ای اجلال ہمکو ہنسی نہین آتی اپنے انجام پر روتا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی
فرد نرگس کی آنکھ بھر گئی بلبل جدا پھری + چلئے اس چمن سے کہ یان کی ہوا پھر گئی + ای شہنشاہ ہمین آپ سے
اب کیا چشم داشت ہی ذرا آنکھ تو ملاؤ چار باتین آخر کی سن لو موسم بہار مین پھولے رہے یاد بھی نہ تھا
کہ کبھی خزان آئیگی اب جب جھونکے ہوائے گرم چلے تب آنکھ کھلی اب آنکھ کھولنا بیکار ہوا اس ہوائے
گرم سے کیونکر بچین مردم چشم دشمن پلکین رہزن پردہ پوشی بیکار غافل ہوشیار اجلال نے اُدھر سے
بھی منہ پھیر لیا کنگھی ہاتھ مین لی تھی کہ سنبل نے آواز دی ای شہنشاہ آداب و تسلیمات مبارک ہو شانہ پھر کا
ہم تو جانتے ہین نشانہ ہوا اب کاکلین نہ بنائیے بار مصیبت سر پر اُٹھائیے سراسر ظلم کیا بہار مین مزے
اُڑائیے خزان کا خیال بھی نہ کیا دیکھیے کاکلون پر آج غبار پڑ رہا ہی حلقہ حلقہ ماتم ہی پریشانی بالون
کی نشان ہجوم غم والم ہی اب کدھر جائین کہان چھپین روز بدعت یہ خیال نہوا کہ کوئی حاکم حقیقی مالک تحقیقی
کہ جسنے تمام دنیا کو پیدا کیا وہ خدا ہی ظالم سے انتقام ضرور ہوگا اجلال نے منہ پھلا کر کہا کہ تمھین صاحب کیا
کام ہی کہ سر سروے قمری نے کوکو کی آواز دی سروے نے سر ہلایا انگلی اُٹھائی کہا او غافل کو کو کیون کرتی ہے
ہوائے گرم کا سامنا ہو گیا اب کدھر جائین کہان چھپین کسکو مدد کو بلائین بہار مین اکڑنے کا خیال رہا یہ
نہ تصور ہوا کہ ایک دن باد خزان چلیگی دیکھو ہوائے گرم نے قد کو خم کر دیا اجلال نے پکار کر آواز دی کیا
بیہودہ بکتا ہی اتنے عندلیبان خوشنوا نے زبانین کھولین آپسمین بحث ہونے لگی ایک نے کہا کیون بُوا
آج کیون چپ ہو دوسری نے کہا بُوا مجھے یاد آتا ہی کہ جمشید جم کی سلطنت نے اسقدر زور پکڑا کہ سب
طرح کی چیزین ایجاد کین تاج و تخت حاجب دربان چوبدار نیسا ول خبردار سب ایجاد کیے سامان سلطنت
بنایا جب بہت عظم و شان ہوا تو ایک دن بلبلا کے بول اُٹھے کہ مین خداوند روے زمین ہون مین نے
حیوانون کو جامۂ انسانیت پہنایا مثل جانورون کے جھٹون مین رہتے تھے جنگل کے پھل خوراک تھے نخلستان
کے پوشاک تھے مین نے علم سوزن نکالا روئی کو ساتھ خوبروئی کے پیدا کیا عقلا نے کہا اسکا وقت زوال قریب
آگیا جہلا کہتے تھے اسکا کون ہمسر ہی کون اسکا زوال دولت کریگا مگر حاکم حقیقی نے ضحاک ماران کو جمشید
پر غالب کیا ضحاک نے گرفتار کرا کے جمشید کو آرے مین چروا ڈالا ایک سال کم ضحاک نے ہزار
سال سلطنت کی ظلم و بدعت سے دنیا معمور ہوئی اسکو بھی حاکم حقیقی نے مٹایا فریدون فرخ کا زمانہ آیا مگر ای

طائران زمزمہ سرا قطعہ
فریدون فرخ فرشتہ نبود | ز مشک و ز عنبر سرشتہ نبود
کہ مشہور شد او باین نیک وین | تو داد و دہش کن فریدون توئی | دیکھ جھونکا ہوائے گرم کا چلا

ہم کدھر جائین آشیانے کے تنکے اُڑنے لگے اور کہین جا بسینگے یہ چمن رہنے کے لائق نہ رہا لشکر خزان کی
آمد ہی دیکھو سبز پوشان چمن کس حال مین ہین پریشانی نے سب کو گھیرا ہی اجلال گھبرا گیا نہر کے قریب آیا
دیکھا نہر کو جوش حیرت حبابون کی آنکھین سوجی ہوئین موجۂ آب دم شمشیر سے تیز گرداب سپر مصیبت خیز

کنارہ کنار عدم اُسمین سے ایک مچھلی تڑپ کے نکلی کہا او اجلال ہوشیار ہو جا اب وقت امتحان ہی
آمد فصل خزان ہی دیکھ سارے باغ مین گرم ہوائین چلنے لگین شاخہاے سرسبز و شاداب جلنے لگین اجلال
نے سر اُٹھا کے دیکھا حقیقت مین تمام باغ نمونۂ مصیبت ہر کنج سے صدا رونے کی آتی ہی نخل شاخون سے
سر پٹک رہے ہین یہی آواز ہی کہ ظلم و بدعت نے جہاز ڈبویا ارے کیسا ستم ہی جسکے باپ کو اس ظلم و
بدعت سے مارا اُسکی بیٹی کی آبرو لینے کا ارادہ ہی اگر وہ صاحب عصمت اپنی آبرو بچائی تو اُسپر غصہ ہوا
اجلال نے کنیزون سے کہا ارے دیکھو یہ کون روتا ہی کنیزون نے کہا حضور سارا باغ چھان ڈالا
رونیوالا معلوم نہین ہوتا صدا کان مین ہمارے بھی آتی ہی تب تو اجلال پریشان ہوا ٹہل رہا ہی کبھی
کہتا ہی ہر سال فصل خزان آتی تھی ابکی سال کچھ رنگ اور ہی فصل خزان کا بڑا دور ہی خزان آتے ہی
ابکی کچھ رنگ اور ہی ہواے خزان کا دور دور ہی اس پریشانی مین گلون کو دیکھ رہا ہی دیکھتا ہی طفلان
غنچہ نے منھ کھولدیے غنون خان بھولے رونے کے اشارے کر رہے ہین نرگس کی آنکھ مین آشوب
گل سوسن خاموش سنبل کا کلیجہ چاک بالون پر خاک جدھر نگاہ اُٹھاتا ہی سامان تباہی نظر آتا ہی بلبلون نے
غل مچایا ہی باغ کو سر پر اُٹھایا ہی گلچین و صیاد خوش خوش پھر رہے ہین پھول درختون سے
گر رہے ہین ہر نخل کے پاس پھولون کے انبار ہین خشک سوکھے ہوئے بالکل بیکار ہین کبھی بیقرار ہو کر
کہتا ہی کہ کیون یارو مین کیا کرون اب تو میرا دم گھبراتا ہی آج سارے باغ کا رنگ دگرگون نظر آتا ہے
گلون کا کلیجہ خون ہی ارے باغبانون کو بلاؤ تھالون مین درختون کے پانی بھرین برگہاے درخت گرد و
غبار سے پاک کرین باغبان دوڑے دوڑے پھرتے ہین پانی جو تھالون مین ڈالا سن سن کی آواز ہوئی
پانی زمین مین غائب ہو گیا نخل سرسبز و شاداب نہ ہوا اجلال اور زیادہ گھبرایا کہ کنج باغ سے زیادہ
رونے کی آواز آئی گھبرا کے پلٹا دیکھا کاہنہ کا سر زخمی کپڑے پھٹے ہوئے جھولی جلگئی ہاتھ پاؤن مین رعشہ
اجلال نے گھبرا کر پوچھا ای کاہنہ یہ کیا حال ہی رو کر کہا ای شہنشاہ خوب عیش کیے ہاے یہ نہ سمجھے کہ
کوئی منتقم حقیقی انتقام کریگا آپ کو تو ایک فکر ہی جسدن سے آپنے سلطنت لی کبھی تخت پر بھی بیٹھنا
نصیب نہوا اجلال نے کہا حرامزادی تجھے ان باتون سے کیا کام کیا معرکہ ہوا مین آپ گھبرا رہا ہون
سارے باغ پر بلا نازل ہی سب طرف سے رونے کی آواز آتی ہی تو اور طرہ لیکر آئی کاہنہ نے جھلا کر کہا
مہر طلعت نے رہائی پائی محلال مارے گئے عمان جادو کو یون مارا کہ کسی کو خبر نہ ہوئی اُسی کے ساتھ
رنگ ماہی بھی قتل ہوئی مین نے کیا کیا کوشش قتل عمرو مین کی مگر کچھ بھی نہ ہوا آپ اپنا انتظام کیجیے
مہر طلعت کی تو آبرو بچگئی اُسی کے اشارے کا یہ زخم ہی اب تدبیر کیجیے وہ آیا چاہتی ہی اجلال نے
گھبرا کر کہا ای کاہنہ افسوس ہی کہ مین وصل انجم اختر پیشانی سے محروم رہا بیہوشی مین خراب کر ڈالون
کاہنہ نے کہا یہی بہتر ہی تمام کنیزین غلام دروازے پر کے چوبدار حاجب و دربان خزانون کے نگہبان
یہ خبر سُنکر گھبرا گئے کوئی طرف صحرا کے بھاگا جاتا ہی کوئی کہتا ہی یارو ایک دن وہ وقت انقلاب
تھا جسدن شہنشاہ فیروزہ پوش کو پکڑا آج اُس دن کا جواب ہی چلو یارو بھاگ چلو کوئی طرف
قریہ کے بھاگا جاتا ہی وردیان اُتار کر پھینکین اشیاے عمدہ جا بجا پڑے ہین عصے ٹھوکرون مین
مارے مارے پھرتے ہین چنگیر و چوگھڑے عطردان پاندان جا بجا زمین مین پڑے ہین بعضے دیوارین کود کود

بھاگے جاتے ہین ہر ایک کی زبان پر یہی ہے کہ مہر طلعت آتی ہے لیکن اجلال نابکار اس بات پر آمادہ ہو کر
کہ غفلت مین ملکہ کی آبرو لون جب آبرو لیچکون تب ہوشیار کرون اور کہدون کہ لو اس گوہر ناسفتہ کو
سفتہ کیا اس غنچۂ ناشگفتہ کو شگفتہ کر دیا خیر یہ تو مشہور رہیگا کہ وصل سے محروم نہین رہے ہاے ای
کاہنہ آج مجکو یہ خیال آیا پہلے سے یہ کام مین نے کیون نہ کیا جب آبرو بگڑجاتی خوشی سے مانتی کیسی
لاچار ہوتی مگر اب بھی خیر ہے یہ کہکے اسنے پردہ اُٹھایا یکایک پایہ پلنگ کے برابر زمین شق ہوئی بجرأت
وشوکت آواز آئی خبردار او مردود آگے نہ بڑھنا صاحبان عصمت کی عفت پر کہین حرف آتا ہے
شہنشاہ فیروزہ پوش کا خون رنگ لایا محلال نمکحرام واصل جہنم ہوا اجلال نے دیکھا عمرو نے زمین
سے سر نکالا اجلال نے کہا ای کاہنہ غضب ہوا عمرو آگیا اسنے ہاتھ مین گولہ لیا کہ عمرو پر ماردون عمرو
نے انگشتر جسم سے ملکہ کے مس کردی ملکہ یہ کہکر اُٹھین کہ خواجہ کیا کہنا منم ملکہ انجم اختر پیشانی آسمان
سے نعرہ ہوا منم ملکہ مہر طلعت اجلال نیچے بارہ دری کے اُترا ملکہ مہر طلعت پر سحر کیا خواجہ تو کلیم
اودھر کنارے ہوئے ملکہ نے اُٹھتے اُٹھتے گاتی باندھی مہر طلعت نے اُتر کر ایک جام پلایا پیتے ہی
طاقت آئی سحر رفتہ یاد ہوا سحر چلنے لگے اجلال نے دیکھا کہ وزیرزادی وشاہزادی ایک مقام پر ہوگئین
کاہنہ نے چاہا مین تڑپ کے نکلجاؤن ملکہ نے جھپٹ کر کلائی تھامی کہ بوا کہان جاتی ہو خوب سلطنتین لین
اور دونون ٹانگین پکڑکے چیرڈالا اُسوقت اجلال نے آواز دی ای طیران شعبدہ گر کہان گیا
جلد آ آسمان پر سناٹا ہوا ایک طائر اُڑتا ہوا آیا اُس طائر پر کچھ اشارہ کیا طائر جلا غبار بلند ہوا غبار
سے گنبد سیاہ پیدا ہوا دو گنبد تھے ایک گنبد سیاہ ملکہ مہر طلعت پر گرا ایک گنبد ملکہ انجم اختر پیشانی
پر دونون گنبدون کے گرد آگ روشن تھی اندر گنبد کے دونون مہ جبینین تڑپ رہی تھین ہزارون
جادوگر جاتے ہوئے مارے اجلال نے چاہا ابکی سحر کرون کنیزون کو بھی بیکار کردون لیکن ملکہ انجم
اُسی حال مین تین مرتبہ اندر گنبد کے تڑپین کہ مارے نہ نکل سکین جب دیکھا زور نہین چلتا
گاتی باندھے ہوئے ہونٹھ سوکھے ہوئے سحر کی آگ حدت قید رہنے کی حرارت مگر جام آب نایاب
پیا کسیقدر قلب کو تسکین ہی مگر اندر ہی گنبد کے تڑپ کر ایک ٹکر ماری کہ گنبد کے ٹکڑے اُڑ گئے
گنبد سے نکلتے ہی آواز دی کہ او زغن صحرائی کیا مرگئی اس نمکحرام کو لینا یہ جانے نہ پائے اور دوسری
ٹکر جھپٹ کر دوسرے گنبد پر لگائی کہا او مہر طلعت نکل مہر طلعت خود بشکل نیر اعظم تڑپتی تھی
شعاعون کی جو ضیا پڑی گنبد پُرزے پُرزے ہوا ایک دناٹا ہوا کہ باغ ہلگیا زمین کانپی ملکہ نے
زغن صحرائی کہکے جو آواز دی ایک چیل اُڑتی ہوئی آئی اُسنے آواز دی کہ ای شہنشاہ اقلیم حسن وجمال
وای ماہ حسن کمال کیا حکم ہے زمین ہلادون نمکحرام کو خاک مین ملادون پر مار کر جلادون یا منقار سے
بھیجا کھالون یا یہان سے اُٹھالیجاؤن زغن تڑپ کے اجلال پر گری اجلال نے آواز دی اے
شہباز اوج شعبدہ بازی وای بلند پرواز سحر طرازی اس زغن حقیر کو لینا ایک باز اُڑتا ہوا آیا
گنبد سے باندھکر زغن پر گرا زغن نے پرون کا طمانچہ مارا باز اُلٹ گیا مگر منھ سے شعلہ چھوڑا زغن
کے پر جلنے لگے اجلال نے جواتنی مہلت پائی کہ زغن وباز لڑنے لگے ایک گولہ طرف صحرا کے ماردیا
آواز دی ای ہر بر صحرا اسے سحر طرازی وای شیر بیشہ دغابازی ان سب کنیزون کو آکے کھاجائے

گمی ہزار شیر صحرا سے پیدا ہوئے ملکہ نے جو شیرون کو آتے ہوئے دیکھا آواز دی اومردود آہو کہ شیر کا
شکار ہو وہ آگے انکو مارے لے بُوا مہر طلعت شیران بیشۂ وغا بازی آتے ہین آہوان چراگاہ نمکحلالی کو طلب کر
مہر طلعت نے یہی لفظ کہکے آواز دی کہ ای نمک خواران شاہی دوسری جانب سے اُسی قدر آہو
پیدا ہوئے جس شیر نے آہو پر حملہ کیا آہو نے سینگ مارا کہ شیر کا شکم چاک ہوا زمین پر گرا تڑپ تڑپ کے
جان دی آہوون نے اس زور و شور سے شیر دشت سے مقابلہ کیا کہ دیکھنے والے دنگ ہوگئے کہتے تھے کیون
نہ ہو شہنشاہ فیروزہ پوش کی دختر بلند اختر ہی اجلال نمکحرام بدانجام ہی اُس آغاز ظلم کا یہ انجام ہی
اجلال ہر مرتبہ چوکتا ہوتا ہی کہ اُلٹا بھڑ کے نکلا جادون بلا سے ملک و مال چھوٹے خادم و خدمتگار ساتھ
نہ رہین یکہ و تنہا جنگل مین بسر کرونگا وہ دہ سحر ہو رہے ہین کہ زمین تھرا رہی ہی نمکحرام ہزار دن جلے
جو غول سمٹ کے برائے طرفداری اجلال آتا ہی اور مہر طلعت نے یہ کہکر ڈانٹا او نمکحرامو کہان
جاتے ہو کیون اپنی آبرو مٹاتے ہو اُس غول والون نے پناہ طلب کی کہ دہائی ہی ملکہ انجم کی ہم بطلم
اسکے شریک تھے اب بدل و جان آپ کے شریک ہین ہمسے کسی طرح کا ملال سرکار کو نہ ہو یہ کہکے
یہ کہا اور فوج اجلال کو قتل کرنا شروع کیا قبیلے کے قبیلے غول کے غول غٹ کے غٹ اسی جانب
شریک ہوتے جاتے ہین فریاد و غل مچاتے ہین ایک ایک کو یہی آرزو ہی کہ اپنی بادشاہ زادی
کے شریک ہون اور اُس لڑائی مین جسکی نگاہ جمال جہان آرا پر پڑ گئی حیران جمال و محو دیدار
ہوا اجلال کا چھوٹا بھائی اشمال جادو تین ہزار ساحرون کو ساتھ لیے ہوئے نوجوان رعنا
تلوار کھینچے ہوئے کہتا ہوا نکلا کہ بجائیے صاحب گھبرائیے گا نہین جیسے ہی اسنے چمک کے قصد کیا کہ
فوج ملکہ پر جا پڑون اور اسنے کئی مرتبہ للکارا کہ بجائیے صاحب نہ گھبرائیے گا میرے رفقا وہ ہین کہ
زمین ٹلجائیگی اور یہ نہ ٹلینگے ثابت قدمی مین پہاڑ ہین جسوقت یہ مقابلہ کرینگے آپ دیکھینگے کہ ان عورتون کو
بھاگتے راستہ نہ ملیگا مہر طلعت نے پکار کر کہا واری اجلال کا بھائی اشمال جادو ساحر بد خو بڑے
زور و شور سے آیا ہی سُنیے کیا پُکار رہا ہی نمکحرامون کا سرتاج ہی یہ سُنا تھا کہ ملکہ نے پکارا بھیا
اشمال کہان جاتے ہو یہ کنیزان ماہرو حسین و خوشخو نوجوان کمسن ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار
خوش کردار تمھارے واسطے لائی ہون اپنے رفقا کو بانٹ دو ذرا اس طرف بنگاہ غور دیکھو پھر
تمھین اختیار ہی یہ جستجو سراسر بیکار ہی ملکہ نے جو بصد سوز و گداز پُکارا اشمال نے سر اُٹھا کر
جمال جہان آرا کو دیکھا چہرہ خوشی سے گلنار صاف معلوم ہوتا ہی کہ ابھی ابھی غنچۂ گل شگفتہ ہوا
دہن غنچۂ گل مژگان مین سر تیزی کا تسلسل زنگیون کی فوج صف آرا ہی مردم دیدہ افسر پیشانی النور اختر
آسمان خوبی قد موزون سرو باغ محبوبی سینے پر اُبھار گاتی بندھی ہوئی صاف ثابت ہی دو سنان ہین
دل کے پار ہوتی ہین کمر نازک چست ارادہ درست پتلے پتلے ہاتھ گوری گوری انگلیان اُنمین اشیائے
سحر گر اشیائے سحر معقول کچھ پھول کچھ ستارے چمکتے ہوئے کبھی ثابت ہوتا ہی کہ نیر اعظم گرد پھر رہا ہی
کبھی گہتا ہی کہ ماہتاب ان نثار ہو رہا ہی نازک اندام شیرین کلام حسن مین بےنظیر عارض رشک ماہ منیر
ایک ایک اعضا مین سو سو خوبیان ادا مین دلربائی محبوبیان نگاہ جو اشمال کی پڑی اور کنیزان
ملکہ نے اُبھر کے اپنے جمال کو دکھایا تنتی ہوئی سامنے آئین ہنستی ہوئی نکل گئین اُس ہنسی سے

تلوارین چل گئین اشتمال نے ایک آہ کی یہ اشعار بیقرار و مضطر ہو کے پڑھنے لگا غزل آتش

تری یاد بت دلخواہ بھولا
اُف اُف کیا جو آہ آہ بھولا
زنار ڈالا تسبیح پھینکی
جو ذرہ تیری درگاہ بھولا
دیکھے سے تیرا روے منور
اپنے گدا کو جو جاہ بھولا
شرط وفا کی کس بیوفا سے

ہاے اللہ بھولا وا اللہ بھولا
کچھ رکھ نہ جا دل سے غافل
عشق صنم میں اللہ بھولا
زلف رسا کو سمجھا جو افعی
ہم مہر بھولا ہم ماہ بھولا
بتخانہ چھوڑا باز آئے بت سے
آتش سا عارف آگاہ بھولا

فرقت کی شب میں جانسوز دل نے
پھیر اُسنے کھایا جو راہ بھولا
خور نے گرایا اُسکو نظر سے
جو کا وہ قصہ کوتاہ بھولا
محروم رکھا ساقی نے ہمکو
وہ شہر بھولا وہ شاہ بھولا

ملکہ نے پکار کر پوچھا کیون خیرخواہ مزاج کیسا ہی کہا اے ملکہ عالم والی شہنشاہ اقلیم حسن وجمال والی بادشاہ ممالک جاہ وجلال میں اجلال حرامزادے سے پوچھونگا کہ لے تو ولیعمت پر عاشق ہوا تونے بے ادبی کا ارادہ کیا سزا دون ملکہ نے کہا بھیا انصاف کر واس ملعون نے ہمکو بڑے بڑے صدمے دیے رات بھر ہمکو ستاتا تھا ہنسنی ستی نہ رونا آتا تھا ہمنے تو کہا تھا کہ ہم بھیا اشتمال سے فریاد کرینگے تمھارے پاس فریادی آئے ہین تمھارے مزاج مین انصاف ہو ذراسی توجہ مین مقدمہ صاف ہو یہ کہنا تھا کہ اشتمال اپنے ساتھ والون کی طرف پلٹا کہا صاحبو سُنتے ہو اس اجلال بھیانے کیا بے ادبی کی ولیعمت سے یہ گستاخیان کین سب نے کہا ہم آپ کے شریک ہین آپ کے خیالات بہت ٹھیک ہین تین ہزار جوانون کو لیکر اشتمال چلا اجلال لڑ رہا ہی سحر کائنات کے کر رہا ہی تحفہ جات نکالے ہین طائر سحر کے بنائے ہین اُنکو اُڑاتا ہے فوج ملکہ پر گنبد ہاے آتشین گراتا ہی کہ پہلو سے نعرہ ہوا اونا انصاف ہم تو بادشاہ زادی کے تابعدار ہین تجھسے ہم پوچھتے ہین تونے کیون بدعت کی اپنی توبہ کیفیت نظم

مہر و خورشید گشتم احسان کم ساختم
بے تو گل بر روے من خندید و من شبنم
گر خورم ہود نشاط دہر با غم ساختم
[illegible] ہر دولی در دست ہود
[illegible] دیدم گردانی خم ساختم
نیست مقصودم اثر در دست شغل خویش را
دل کہ از دیدار و گہ از بوسہ خرم ساختم
نیست صہبائی چو جام جم نصیبم گو مباد

مردم و در چشم مردم عالمی تاریک شد
گریہ کردم آنقدر کش شور ماتم ساختم
راز دل دیدم چو بوے غنچہ در عالم فگند
نی نمک بردم بزخم و نی بمرہم ساختم
جرم عشقم راجزا شد چار دمن از ہجر دوست
داغ بر دل سوختم با دیدہ نم ساختم
آنچہ گرمی بود یارب آنچہ نم کا خراز و
می زخون دل کشیدم خویش را جم ساختم

ہمچو شبنم خویش را فارغ ز عالم ساختم
من نگر شمع حور فتم بزم برہم ساختم
عیش عالم نیست باب من در ماتم زدم
با صبا راز غلط رفتم کہ یکدم ساختم
کفر در کیشم سپاس نعمت دیدار اوست
داغ بر دل بردم و خلد بن جہنم ساختم
شب بدہم آنکہ دارم در کنارت از رخت
سینہ آتشخانہ کردم و دیدہ را نم ساختم

اجلال نے کہا کہ ارے تجھکو کیا ہو گیا اشتمال نے جواب دیا کہ ابے تو دیوانہ ہو گیا مین براہ انصاف تجھسے پوچھتا ہون کہ تونے ملکہ عالم کو بڑے بڑے صدمے دیے عاشق بنکے بیٹھا تھا ہی شرط کہ جوتیان ماردن سر میدان تجھکو ذلیل کردن تجھکو گدھے پر سوار کرکے تشہیر کرونگا او بے پیر دست درازون کے دستگیر او شریر پھر آنکھ چار کرکے بات کرتا ہی تجھکو شرم نہین آتی ادر مجھے تو ملکہ عالم نے اقرار کیا ہی اشارون مین بات پختہ ہو گئی مجھ کمسن کے ساتھ شادی کرینگی یا تجھ جیسے دیوث کے ساتھ تجھکو شرم نہین آتی اجلال نے ایک گولہ مارا اشتمال نے

اُس گوے کو کاٹا آپس مین سحر چلنے لگا اشمال مبہوت ہو رہا ہی ہر طرف سے ملکہ کی طرف تن تن کے دیکھتا ہی
کبھی کہتا ہی حضور دیکھیے مین جانبازی کر رہا ہون تین ہزار جوان میرے ساتھ والے آمادۂ حرب وپیکار ہین
یہ سب مستعد خدمتگزاری ہین ملکہ نے کہا بھیا کیون گھبراتے ہو ایک ایک کنیز یہ بھی لین سب صاحب
زوجہ بن بن کے بیٹھین تمھارے کہنے سے کسی کو انکار نہ ہوگا ان باتون کو سنکر اور زیادہ جوش وخروش
مین ہی حماسِ چمک کے لڑ رہا ہی ہزارون ملازمان اجلال کو مارا اجلال کہتا ہی او مردود میرا لشکر تباہ
ہوا جاتا ہی اشمال کہتا ہی تیرے تباہ کرنیکو تو مین آیا ہون ابے مردود کیا تیرے قتل سے منھ موڑ دونگا یہ
کہتا ہوا جا پڑا اسقدر قریب ہوئے کہ بجائے مین تلوار چلنے لگی اسقدر شعلے بھڑکے کہ ابر کے کڑکے
ہزارون جادوگر اجلال کے ملازم جل جل کے مرے فریاد کرتے تھے کہ ای بادشاہ جو تونے ظلم کیے
اُسکا بدلا ہمسے ہوتا ہی تیری بدنصیبی پر ہر خرد وکلان روتا ہی مگر اجلال دوچار وار کرکے جھوما اور ایک
چیخ ماری چیخ مارتے ہی اسکے صحرا سے ارنا بھینسا پیدا ہوا برابر فیل مست کے پھنکارے مارتا ہوا
وہین سے اجلال نے پکارا ای لائق سواری سامری وجمشید اشمال کو لینا یہ بچنے نہ پاوے وہ ارنا بھینسا
طرف اشمال کے چلا اشمال نے ہاتھ ہلا کر اسپر برقین گرائین تلوارین چمکائین خنجر گرائے مگر وہ نہین رُکتا
چلا ہی آتا ہی اسکے ساتھ والون کو پامال کرتا ہوا جسکو سینگون پہ اُٹھایا زمین پر مارا استخوان چور چور
جھنجوڑ کر پامال کیا ہڈیان تک سرمہ کردین اسطرح مٹاتا ہوا فوج اشمال کو آتا ہی جب دیکھا اشمال نے
کہ یہ میرے روکے نہین رُکتا ہی تب اسنے آواز دی ای زر رنگ وخدنگ یہ بلا مجبر آئی ہی اسکو آکر
روکو سر میدان دو کو دو جوانان زنگی بصورت یکرنگی موٹے موٹے ہونٹھ گھونگر والے بال سینے چوڑے
لباس کالے پہنے ہوئے تلوارین ہاتھ مین آکر اس ارنے بھینسے پر تلوارین مارنا شروع کین اجلال
اس حرکت کو دیکھکر خوب ہنسا پکار کر آواز دی او ناہنجار یہ سحر تونے اس مقام کے لیے سکھایا تھا تیری
قضا ہی دامنگیر ہی تیرے قتل کی یہی تدبیر ہی جیسی تونے بغاوت کی ویسی سزا پائی اس ہوس کے
عشق مین صدہا مر گئے اور صدہا اب مر جاینگے اسکے نخل قد سے ثمرہ پاینگے تیری بھی جان اسنے
لی اسی کے سحر کا باعث ہی دیکھ اب بھی سنبھل سحر کو پھیر دو ان اشمال نے کہا تجھسے عجز کرون آنکھ ملا کر تجھسے
بات نہ کرون اپنی معشوقہ خوبرو خوشخو سے عذر کرونگا شکایت وحکایت کے دفتر کھلینگے اعمال ہمارے
تمھارے کانٹے مین تلینگے اُن دونون زنگیون نے اُس ارنے بھینسے پر تلوارین مارنا شروع کین جب
تلوار مارتے ہین تلوار جسمن سے اُچٹ جاتی ہی خط تک نہین پڑتا ارنے بھینسے کا جوش وخروش بڑھتا
جاتا ہی یا تو مثل پہلوانون کے تلوارین مار رہے تھے ذرا رُکے بھینسے نے دونون کو سینگ پر اُٹھایا
اُٹھا کر زمین پر مارا جھنجوڑ کر پامال کیا ہڈیان تک توڑ ڈالین اب اشمال پر جا پڑا اشمال نے کئی گولے
مارے بھینسے نے گولے منہ مین لے لیے نگلگیا جو سحر اشمال نے کیا بھینسے نے کھا لیا آخر اشمال لاچار ہو کر
جا پڑا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا اسنے سینگ مارا تلوار ٹوٹی سینگون پر اُٹھا کر اشمال کو مارا دم سے زمین پر
گرا چاہا لوٹ مار کر بھاگون بھینسا کب جانے دیتا ہی رگڑ کر ہڈیان سرمہ کر ڈالین اسکا مرنا اور ساتھ والے
سپہ نے پکار کر آواز دی اوبے اجلال نمک حرام شہنشاہ فیروزہ پوش کو قتل کیا تجھکو شرم نہ آئی آج برادر
کے بھائی کو مارا تجھکو افسوس نہ آیا تجھکو خدا غارت کرے یہ کہکے جنگ کے لڑنے لگے کئی ہزار جوان مارے

اجلال نے کہا ارے ان بدنصیبون نے فوج کو مٹا دیا ایک طائر کو اشارہ کیا وہ طائر چمک کر چلا آسمان پر گیا ایک چیخ ماری ایک گنبد سیاہ آسمان سے گرا تمام اہالیان لشکر اشمال گنبد مین بند ہو گئے تڑپتے تھے مگر نکل نہ سکتے تھے اندر اُسی گنبد کے جل جل کے خاک ہوئے تین ہزار جادو گرون کے مرنیکا ایک مرتبہ ہنگامہ ہوا آوازین مرنے کی ساحرون کے بلند ہوئین سب نے کہا یارو اجلال بڑا زبردست ساحر ہے ہمراہیان اشمال کو کس ذلت سے قتل کیا اُسکو رحم نہ آیا اور کسی کو وہ کیا چھوڑیگا جسکو پائیگا فوراً مار ڈالیگا ملکہ نے جو یہ معرکہ دیکھا مسکرا کر آواز دی کیون اجلال کچھ مزا ملا آخر اشمال کیا ہوا اجلال نے منھ پیٹ لیا کہا او دشمن جان تیرے عشق نے خاک چھنوائی ہمکو امی کی سلطنت کا مزا نہ ملا اب تو نے یہ بدعت کی تیرا داغ دل پر لیجائینگے دل سے کہتا ہون کیون محبت کی مگر مجبور رہا اصل مین اپنی تو یہ کیفیت ہے نظم

تیغ بے آب ہے بازوے قاتل کمزور
نہ نشان مجکو دیا ہے نہ تو نوبت دی ہے
کوئی اکسیر غنی دل نہین رکھتے ایسی
عمل حب کی بہت ہمنے بھی دعوت دی ہے
فرقت یار مین رو رو کے بسر کرتا ہون
حسن نیت نے مجھے عشق سی نعمت دی ہے
لطف دل بستگی عاشق شیدا کو نہ پوچھ
زلف خوبان سی رسا ہمکو طبیعت دی ہے

اے صنم جسنے تجھے چاند سی صورت دی ہے
پھر گران جانی ہے مجھ موت نے فرصت دی ہے
سانپ کے کاٹے کی لہرین ہین شب و روز آتین
خاکساری نہین دی ہے مجھے دولت دی ہے
جسم کو زیر زمین بھی وہی پہونچا دیگا
زندگانی نے مجھے کیا دی ہے مصیبت دی ہے
گوش پیدا کیے سننے کو ترا ذکر جمال
دو جہان سے اس اسیری نے فراغت دی ہے

اسی اللہ نے مجکو بھی محبت دی ہے
اسقدر کیلیے یہ جنگ و جدل اے گردون
کاکل یار کے سودے نے اذیت دی ہے
آہ کا اپنے فتیلہ نہین کس رات جلا
روح کو جسنے فلک سیر کی طاقت دی ہے
یاد محبوب فراموش نہووے اے دل
دیکھنے کو ترے آنکھون مین بصارت دی ہے
کمر یار کے مضمون کو باندھو آتش

ملکہ نے منھ پھیر لیا کہا او بیحیا ابھی ہوس باقی ہے شیشہ ہے نہ ساقی ہے آب عروس مرگ سے ہمکنار ہوگا دنیا کا حوصلہ بیکار ہوگا اجلال نے کہا اے جان جہان اگر چند ساعت عمرو دیر کرتا مین تو اور ہی کچھ سوچا تھا مہر طلعت نے بڑھکر ترنج مارا کہا او بیحیا ہمارے مالک سے زبان لڑاتا ہے ترنج جو پھٹا ایک چادر سیاہ اجلال پر گری کہ اُس چادر نے اجلال کو چھپا لیا چہار جانب ہلڑ ہوا مہر طلعت نے اجلال کو بیکار کیا انکے رفیق و شفیق گھبرائے مگر ایک چشم زدن مین اجلال تڑپ کر چادر سے نکلا چادر کو جلا دیا یہ سب لڑائیان ہوا پر ہو رہی ہین مہر طلعت کبھی عقاب بنکر جا پڑی کبھی باز بنکر لڑی ہر سمت ہنگامہ گیر و دار ہے اجلال سراسر بیکار ہے قضاے کار ایک حملہ اور عرض کرتا ہے سمنکال نے جب قید عمرو کو روانہ کیا سالوس قصر پریزادان مین گیا دیکھا شاہزادیان بیٹھی ہین ڈھول بج رہا ہے غزلین اُڑ رہی ہین ایک ناچ رہی ہے جیسے ہی سالوس اندر آیا ایک نے کہا بوا خداوند آئے ایک نے کہا خداوند کو آگ لگے ایک نے کہا نگوڑا اجاڑ مین پڑے نگوڑا روتی صورت کا روتا ہوا آتا ہے اپنی خبر نہین رکھتا میان سمنکال نے بڑا کام کیا عمرو کو قید کرکے کوہ لالہ زار مین بھیجا اور دل پر داغ بڑا کیا نفع ہوا وہان جاکر اُسنے زندان سیہ رو کو توڑا محلال کو مارا عمان جادو دریا دل اُسکو کتے کی موت مارا اُس اقلیم مین بڑا فساد ہو رہا ہے ایک نے کہا بوا صاف صاف کہو ملکہ انجم اختر پیشانی نے قید سے رہائی پائی شاہزادی وزیرزادی نے قیامت برپا کر دی اجلال گھبرایا ہوا مارا مارا پھرتا ہے عمرو اپنے طور سے لڑ رہا ہے اگر خبر نہ لی ابھی تو میان سمنکال اپنے باپ کو

زندہ نہ پاؤ گی بہت پچتاؤ گی سالوس گھبرایا ہوا بارگاہ سمنکال مین آیا سمنکال کھڑا ہو گیا کہا کیون خداوند اب آپ نہ گھبرایئے سر عمرو کا آتا ہو گا مین نے سحر تیار کر لیا ایک دن مین مسلمانون کا خاتمہ کر دونگا آپ کی خدائی قایم کر کے چلا جاؤنگا سالوس نے کہا اے سمنکال ذرا کنارے آؤ کنارے لیجا کر کہا اے سمنکال جادو بدمآل تجکو کچھ خبر ہی کہ وہان کیا گذری زندان سیہ رو کیا چیز تھا وہ عمرو نے جا کر مٹایا فرشتگان زمین نے مجکو ابھی خبر پہونچائی ہی چچا صاحب تمھارے مارے گئے انجم اختر پیشانی و مہر طلعت وزیرزادی نے رہائی پائی ہنگامہ گیر و دار بلند ہی لڑائی ہو رہی ہی اشمال مارا گیا اور نئی بات یہ ہی کہ اجلال نے قتل کیا لڑائی ہو رہی ہی شاہزادی کے سحر نے زمین کو ہلا دیا تو جلد اپنے کو وہان پہونچا یہ سنکر سمنکال گھبرا گیا کہا یا خداوند جاتا ہون ابھی پلٹ کے چلا آؤنگا ایک بات کا تردد ہی زندان سیہ رو کا ٹوٹنا محلال کا مارا جانا یہ بہت مشکل ہی مگر ہاے بابا جان نے اپنے کو محبت مین تباہ کیا ایک دن چین سے تخت پر نہ بیٹھے دن بھر باغ مین رہتے تھے رات کو منت و خوشامد مین بسر کرتے تھے آپ نے فرمایا مگر مجکو یقین نہین آیا یہ سنکر سالوس نے کہا ایک حرف بھی اسمین جھوٹ نہین ہی سمنکال نے کہا یا خداوند محلال بڑا ساحر زبردست ہی اُسنے بڑے سامان کر رکھے ہین سالوس نے کہا ابے گدھے یہین سے باتین بناتا ہی وہان جلکے سب معرکہ دیکھ لے مجکو یہ سب خبرین فرشتگان زمین نے پہونچائی ہین بیر غل مچاتے پھرتے ہین تمکو کیا فکر ہی جاکے باپ کی شراکت کر سمنکال گھبرا کے نکلا ایک چیخ ماری کہ یارو جلد لشکر تیار کرو عجب طرح کا جملہ خداوند نے فرمایا ہی جو ناممکن باتین تھین وہ ہوئین کیونکر یقین لاؤن مگر حکم خداوند سے گردن تابی نہین کر سکتا جلد تیار ہو جاؤ ساٹھ ہزار ساحر تیار ہوئے ہرکارون نے بڑھکر صاحبقران کو خبر دی کہ لشکر سمنکال تیار ہو رہا ہی سب افسر تیار ہوئے ساٹھ ہزار سوار آراستہ ہوئے تخت پر سوار ہو کر سمنکال چلا سالوس پیٹ پکڑے پکڑے بارگاہ مین پھر رہا ہی سردار پوچھتے ہین کیون خداوند مزاج کیسا ہی آپ کو بہت ملول پاتے ہین خیر خواہان دولت گھبراتے ہین سالوس نے کہا یارو اقلیم اجلال مین بڑا فساد ہو رہا ہے عمرو نے جا کر قیامت برپا کر دی محلال کو مارا انجم اختر پیشانی و مہر طلعت وزیرزادی ان دونون کو دونون بھائیون نے پسند کیا تھا معشوق بنا کر لیکر بیٹھے تھے اب اُنھون نے رہائی پائی جن ساحرون نے اُنکے سحر کو بند کیا تھا وہ مارے گئے اب انجم کے سحر کا کون جواب دے سکیگا میان سمنکال گئے ہین بعضے سردار کہتے ہین ہم جاتے ہین یہ کہتا ہی کہ یارو یہان بھی تو مقام خوف ہی ایسا نہ ہو حمزہ تیار ہو کر یہان آپڑے تم لوگ آمادہ رہو لشکر حمزہ بڑھنے نہ پائے سالوس نے تو یہ انتظام کیا مگر اجلال قریب ہی کہ شکست کھاکے بھاگے کہ آسمان سے لکۂ ابر سیاہ پیدا ہوا ملکہ انجم نے مہر طلعت سے کہا اے مہر طلعت لو غضب ہوا سمنکال آپہونچا مہر طلعت نے دیکھا کہا حضور نہ گھبرائین تھوڑے ہی عرصے مین فتح کرتے ہین اب تو فوجین زمین پر رہگئین سحر چل رہا ہی کہ سمنکال کا نعرہ ہوا مہر طلعت نے کہا نمکحرام کامل آگیا سمنکال آپہونچا ملکہ عالم ہوشیار ہو جایئے یہ ذکر تھا کہ سمنکال آکر پہونچا باپ سے آنکھ ملا کر پوچھا اے والد نامدار خیر تو ہی عم نامدار پر کیا گذری نام بھائی کا سنکر اجلال نے منھ پیٹ لیا کہا اے فرزند کیا کہون قضا و قدر نے عجب معاملہ دکھایا دل کی دل ہی مین رہی نمکحرامی کر کے مزہ نہ ملا افسوس شہنشاہ کا قول رنگ لایا عمان جادو کہ جسکی دریادلی مشہور خاص و عام وہ یون قتل ہوئے کتنے کی

موت مار بگیے عمرو نے آکر مہلکہ ڈالدیا تمنے قید بھیجکر آفت برپا کی وہین قتل کیا ہوتا یہان کیون بھیجا
زندان سیہ رو شکست ہوا اپنا بند وبست ہوا اُٹھین کیونکر خبر ہوئی سمنکال نے کہا خداوند نے خبر دی
فرشتگان زمین نے خبر پہونچائی اجلال نے کہا وہ مردود جھوٹا ہی ہمنے اُسکو خداوند بناکر اپنا اعتقاد
مٹایا سامری وجمشید کی قدرت کے آپ ہی ظہور ہوتے ہین خاک قبر کام آتی ہی انگشتر نے اُنکے عمرو
کی دستگیری کی اتنی مدد لیکر پہونچا کہ عقاب آتے آتے جلگئے طائر راز دار نہ پہونچ سکا طائر وہم وخیال
کے پر جلے ای فرزند ہم اکیلے رہگئے اب تمکو سامری وجمشید آباد کرین ان سب پر عملداری کر دھنگ کو
موقوف رکھو لڑتے بھڑتے نکلجاؤ ہم اس گیسو بریدہ سے سمجھ لینگے یہ سُنتے ہی سمنکال نے چاہا پیچھے ہٹون
زمین پر آگے کھڑا ہوا تھا ملکہ مہر طلعت نے آواز دی او نمک حرام اصلی تو کہان جاتا ہی یہ کہکے ترنج مارا سحر
آپسمین چلنے لگا مگر سمنکال تو بلاے روزگار ہی اسنے ایک سحر کیا کہ ایک دھوان زمین سے نکلا اُس
دھوئین نے چہار جانب سے ملکہ مہر طلعت کو گھیرا ملکہ برق بنکر دھوئین سے نکلی تھین ایک برق آنکے
سر پہ گری کہ سر زخمی ہوا دوسرے ملکہ انجم اختر پیشانی نے دیکھا کہ وزیرزادی ہاتھ سے سمنکال کے
زخمی ہوئی وہین سے آواز دی کہ او نمک حرام بدانجام خوف پیدا کرنیوالے کا اب بھی دل سے دور ہی اسقدر
مغرور ہی دیکھ مین آپہونچی یہ کہکے کڑک کر گرین ایک طرف سے اجلال نے سحر کیا سمنکال نے سحر کا کوڑا
زمین پر مارا اس مردود کے سحر سے پھر دھوان نکلا مہر طلعت نے آواز دی ملکہ وہی سحر ہی اپنے کو جلد
بچائیے ملکہ نے چاہا چمک کر نکلون کچھ پھول پھینکے ہنس پڑین موتی برسنے لگے اجلال اب بھی ایک
ایک ادا پر نثار ہو رہا ہی کبھی نثار ہوتا ہی کبھی بلائین لیتا ہی کبھی ترقی حسن وجمال کی دعائین دیتا ہی کبھی
آواز دیتا ہی ای ملکہ عالم مین تو وہی تابعدار ہون مگر دو طرف کے سحر نے ملکہ انجم کو پریشان کیا چمک کے
نہ نکل سکین ایک لوہے کا چکر شانے پر پڑا کہ شانہ نشانہ ہوا آہ کی صدا نکلی ساتھ آہ کے ایک طائر
پیدا ہوا اُس طائر نے پر اپنا زخم پر مس کیا زخم کو اندمال ہوا یہ چلین تھین کہ سمنکال بڑھا اجلال نے پھر
آواز دی ای فرزند نکل جا زمانہ انقلاب ہی دل کو پیچ وتاب ہی تو نہ ٹھہرا رہے میرا نام تو باقی رہجائے
ای فرزند جب محل پانا لشکر کشی کرنا مین ناکامیاب ہوا تو اس سے وصل حاصل کرنا میری روح کو راحت ہوگی
جہنم مین روح کی بیچینی مٹجائیگی طبیعت آرام پائیگی ملکہ چلین مگر اُداس چہرے پر ہوائیان اُڑتی ہوئین کہ پہلو
سے آواز آئی فرزند گھبرانا نہین مین بھی آپہونچا اب تجکو تکلیف نہ ہوگی پلٹ کے مجلال اپنے چچا کو دیکھا کہا
عم نامدار یہان تو مشہور ہی کہ آپ قتل ہوئے اسنے کہا ای فرزند تیرا باپ دیوانہ ہی مجھے کون مار سکتا ہی
مین نے ایک پتلا اپنی شکل کے آئے کا قتل کرا ڈالا اور تیری مدد کو آیا دیکھ عثمان جادو بھی آپہونچی جیسے ہی
سمنکال پلٹا کوکھ پر خنجر مارا اور نعرہ کیا او ملعون دیکھ یون قتل کرتے ہین ایسے نامردون کے خون
سے یون ہاتھ بھرتے ہین سمنکال کا شکم چاک قصہ پاک ایک ابر سیاہ اُٹھا آگ برسنے لگی عمرو پکار کر
بھاگا منم مہر سپہر عیاری وقطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار اجلال نے
جو پلٹ کے دیکھا کہ سمنکال مارا گیا گریبان پھاڑ ڈالا ملکہ انجم اختر پیشانی نے آواز دی ای مہر طلعت
تو نے دیکھا خواجہ نے کس زور وشور سے سمنکال کو مارا تاج لے لیا کمر ٹٹولی انگوٹھی چھلے اُتار لیے دیکھا
مہر طلعت نے کہ ایک ساحر دبلا پتلا مردون کو ٹٹولتا پھرتا ہی جسکی کمر مین کچھ پایا نکال لیا جسکی کمر مین

کچھ نہ ملا ایک لات ماردی کہا او دنی ہمارے حصے کا کچھ نہ رکھا ملکہ نے گھبرا کر کہا مہر طلعت یہ کون شخص ہے
کہا حضور یہی شہنشاہ اوج عیاری ہین مگر طلسم انکی مشہور خاص و عام مین ہی کسی مقام پر نہین رُکتے
عمان کا گھر یون لوٹا کہ نقش بوریا تک نہ چھوٹا ملکہ ہنس پڑی موتی برسنے لگے جسپر مروارید گرا اسکو
توڑ کر نکلگیا اجلال نے کہا اب اس گیسو بریدہ کے سحر سے بچنا بہت محال ہی ہاے جو مین نے کہا تھا
وہ میرا کہنا فرزند نے نہ مانا نکل جاتا ہمیشہ کا نٹا بنکر کھٹکا کرتا جب اسباب شوکت نصیب ہوتا اُسوقت
لشکر کشی کرتا عورتون کی سلطنت مٹاتا کتنی بڑی بات تھی اس طرح بھاگتین کہ نشان نہ ملتا افسوس
وہ بھی مارا گیا مین قیامتین برپا کرونگا یہ کہکے طرف ملکہ کے چلا مگر چوکنا چہار جانب دیکھتا ہوا ایکایک
ملکہ نے سحر کیا اجلال کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا دل بھی کسی قدر گھبرایا جب اسکا دل پریشان ہوا اور ہاتھ
پاؤن کانپنے لگے گھبرا کر بھاگا وہان پر آیا جس مقام پر سمنکال مارا گیا تھا اسکے گرد کی خاک اُٹھائی اُسکو
سونگھ کر آواز دی اے فرزند تم زندہ تھے تو ہمکو سب تدبیرین بتلاتے تھے اب بھی تم مرکر شیطان ہوئے
سامری و جمشید سے ملوگے ذرا جواب تو دو کہ مین کیا کرون اب اُس ظالم گیسو بریدہ کا سحر مجھپر تاثیر
کرنے لگا ابھی جو اُسنے ہنس کر سحر کیا اور موتی برسائے اُسوقت سے میرا دل گھبرانے لگا دل چاہتا ہی
رومال سے ہاتھ باندھ کر سامنے چلا جاؤن اگر ایسا کیا تو بڑی ذلت ہوگی اس ذلت سے قتل ہونگا کہ تمھاری
بھی روح تڑپیگی خاک سے جو اجلال نے یہ باتین کین تو اُسی خاک سے ایک بیضہ سفید پیدا ہوا اُس
بیضے کو اجلال نے اُچھالا وہ بیضہ پھٹا سفیدی اور چھلکا زمین پر گرا زردی سے ایک طائر پیدا ہوا
طائر نے آواز دی اے اجلال سمنکال کی روح کو اب تک آرام نہین ملا بھٹکتی پھرتی ہی ابھی تو مجمع زاغ و
زغن مین شراکت ہی آیندہ دیکھیے کیا ہو مگر انجام برا ہی آپ کو مناسب یہ ہی کہ مہران مہر صورت کو
بلا لیجے آپ کا ملک برباد ہوا اور وہ آباد رہے بڑے افسوس کی بات ہی اول تو یقین ہی کہ مہران مہر صورت
کو دیکھتے ہی یہ سب مبہوت ہونگی اُسکا سحر حکم سامری و جمشید ہی شعبدہ باز نیرنگ ساز صورت ہے
اُسکی صورت مین کیا کم تاثیر ہی ایک ہی بے پیر ہی یہ کہکے وہ طائر جلگیا بس اجلال پیچھے ہٹا فوج کو اشارہ کیا
کہ ارے ان سب کو مار لو فوج والے کنیزون سے لڑنے لگے مگر ملکہ انجم و مہر طلعت اسے ڈھونڈھتی
پھرتی ہین خواجہ عمرو کبھی اپنے کو ظاہر کرتے ہین کبھی چھپ جاتے ہین اس ہیر پھیر مین ہین مگر اجلال نے
ایک دستک دی ایک زاغ سیاہ اُڑتا ہوا سامنے آیا کاؤن کاؤن کرنے لگا اجلال نے قلم سحر نکالا
کاغذ پر بخط سنسکرت لکھا زاغ کو دیدیا زاغ چلا مہر طلعت کی نگاہ پڑی کہا اے ملکہ عالم غضب ہوا زاغ
پیغام لیکر جاتا ہی معلوم ہوتا ہی مہران مہر صورت کو اسنے بلایا ہی اب کوئی اور معین باقی نہین ہے
ملکہ نے کہا اے مہر طلعت یہ زاغ جانے نہ پائے مہر طلعت نے ایک دستک دی باز پیدا ہوا وہ باز
طرف زاغ کے چلا زاغ نے کاؤن کاؤن کرکے ایک چیخ ماری اجلال نے دیکھا اور ایک ٹکر زمین پر ماری
آواز دی او باز سیاہ ایک باز سیاہ پیدا ہوا باز سیاہ اور باز سفید لڑنے لگے زاغ نکلگیا ملکہ نے کہا لو
مہر طلعت باز مفت مین لڑ رہے ہین باز نہین آتے مگر زاغ نکلگیا مہر طلعت نے کہا مین راستہ روکتی ہون
یہ کہکر ایک گوشے مین آئی سحر کیا کہ پانی برسنے لگا ایک چھوٹی سی پہاڑی تھی اُسپر اسقدر پانی برسا کہ
پہاڑی بلند ہوگئی سد راہ ہوئی اب پھر سحر چلنے لگا تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ دیکھا وہی زاغ سیاہ بلند ہوکر

آسمان پر کاؤن کاؤن کرنے لگا مراد اُسکے کلام کی یہ ہی کہ مہران مہر صورت آپہونچا راستہ نہین ملتا
اجلال نے بڑھکر پہاڑی پر گولہ مارا پہاڑی بیچ مین سے شق ہوئی زاغ نے اپنے کو اُس شگاف مین گرا دیا
جلکر خاک ہوا ایک درہ بنکر تیار ہوا اندر درے کے روشنی ہوئی ملکہ انجم اختر پیشانی نے دیکھا کہ میدان
کارزار مین حرارت بڑھنے لگی نیر اعظم نے حدت دکھائی شعاع چمک کر زمین پر گری اُس درۂ کوہ مین یا تو
روشنی ہوئی تھی یا ہزارہا زاغ سیاہ پرے سے پر ملائے ہوئے کاؤن کاؤن کرتے ہوئے پیدا ہوئے اور
لشکر ملکہ انجم اختر پیشانی پر چلے کنیزون نے بڑھکر گولے ترنج ونارنج مارے بعض تو جلکر خاک تمام
ہوئے بعض اُسی حالت پر کاؤن کاؤن کرتے پھرتے تھے اُنکی کاؤن کاؤن سے کنیزین کر و گنگ ہونے لگین
ملکہ سے بڑھ بڑھ کے اشارے کرتی ہین کہ ہم بول نہین سکتے کسی کی بات ہمکو سنائی نہین دیتی ملکہ بھی
زاغان سیاہ پر سحر کرنے لگین جب ہاتھ ہلا دیا برق تڑپ کر گری دو چار کے سر اُڑ گئے کہ درۂ کوہ سے
ایک جھونکا ہوائے گرم کا چلا ملازمان ملکہ کے مُنہ پھُنک گئے ملکہ نے کہا لو غضب ہوا ارے
مہر طلعت یہ جھونکا ہوائے گرم کا دیکھا مہر طلعت نے کہا واری مین تو اپنی موافق حقیقت کے
زور کر چکی آتا ہی تو آنے دیجیے اُس نمکحرام سے بھی سمجھا جائیگا پریشانی مین منہ سے نکلگیا دیکھا جائیگا
یا تو ہوائے گرم چلی تھی کنیزین اُف اُف کرنے لگین ملکہ نے مینہ برسایا بوندیان آگ کی چنگاریان معلوم
ہوتی تھین کچھ پانی نے ہوائے گرم پر تاثیر نہ کی اب جو دیکھا درۂ کوہ سے ایک شخص بلند بالا ہاتھ پاؤن درخت
کے ٹہنے سینہ چوڑا سیاہ لباس پہنے ہوئے مگر چہرہ بصورت نیر اعظم شعاعین بلند مُنہ سے دھوان چھوڑتا ہوا
وہی ہوائے گرم ہی کہ ملازمان ملکہ کو بیتاب کرتی ہی آتے ہی ایک نعرہ کیا ارے یارو شہنشاہ اجلال
کہان ہین ذرا ہمارے تو سامنے آئین یہ جوان نے للکار کر کہا زمین کانپ گئی اکڑتا ہوا طرف ملکہ انجم
کے چلا انجم نے آواز دی مہر طلعت لینا مہر طلعت نے بڑھکر گولہ مارا گولہ پھٹکر زمین پر گرا ملکہ انھین کی
کنیز کے سر پر گرا کہ سر اُسکا پھٹ گیا چند کنیزین دیوانہ دار وحشی مثال سر ٹکراتی طرف صحرا کے نکلگئین اُسی
درے مین غائب ہوگئین مہر طلعت نے پکار کر کہا واری سحر جواب دیتا ہی اُلٹی تاثیر دکھائی مہر طلعت
سامنے گری للکار کر آواز دی او نمکحرام بد انجام قتل شہنشاہ کا تو نے انجام دیکھا اب بہتر یہ ہی کہ اپنا
انجام سنبھال اپنے ولینعمت کو مار کر کیا مزا پایا آج تمھاری قضا اس میدان مین لائی ہی یہ کہنا تھا کہ وہ جوان
مثل ابر کے گرگڑایا زور سے چیخا کہ زمین کانپی اور چہرے پر اپنے ہاتھ ڈالا معلوم ہوتا ہی کہ مثل نقاب
کے کوئی شی چہرے پر تھی چھڑ چھڑاہٹ کی آواز آئی یہ معلوم ہوا کہ نیر اعظم زمین پر آگیا وہ روشنی تھی کہ درخت
جلنے لگے ذرے چمکے خورشید خاوری چہرخ مارتا تھا وہ جوان مہر طلعت کا نام لیکر للکارا تھا جیسے ہی اُسکے
رودے نحس پر نگاہ پڑی مہر طلعت لہرائی خاموش ہوئی ڈوپٹہ سر سے سرکا موے مشکین پریشان ہوے
آئینہ رخسار پر حیرانی زلفون سے ظاہر پریشانی پکار کر آواز دی ملکہ عالم لونڈی کا خاتمہ ہوا سحر نے
جواب دیا سب سحر فراموش ہوگیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی قلب کانپ رہا ہی ملکہ انجم بیچین ہوئین مگر مُنہ سے
یہ نکلا کہ اگر مہر طلعت کو سحر فراموش ہوا تو مین کیا کر سکونگی اس مہران مہر صورت کی صورت مین
وہ سحر ہی کہ جسکی نگاہ پڑیگی مبہوت ہوگا کیا مجال ہی اور کیا تاب و طاقت ہی کہ سحر کر سکے مگر افسوس
نہین معلوم اسوقت شہنشاہ اوج عیاری کہان ہین ایک راز دل تھا وہ اُنسے بیان کر دیتی کہ

ایک کنیز برابر کھڑی تھی اُسنے کہا واری مجھسے کہیے مین خواجہ سے کہدونگی کہا تو اگلاب تجسے کیا کہون مگر صاف ظاہر کرتی ہون کہ جب مجکو اور وزیرزادی کو خواب مین ہدایت ہوئی اور بشارت ہوئی کہ وقت رہائی تمھارا قریب آیا اُسی حال مین بزرگان دین نے جمال باکمال صاحبقران بھی ہمکو دکھایا ہم دونون مشتاق دیدار فرحت آثار صاحبقران زمان ہوئے قید خانے مین اکثر بیقرار رہے راتون کو تڑپتے تھے پھڑکتے تھے یہی خیال تھا کہ دیکھین کب رہا ہون مگر اب تو ضبط کو کام کیا راتون کو بیقرار ہوتے تھے اپنی بدنصیبی پر روتے تھے راتون کی نیند اُڑ گئی ہم نہین جانتے کہ آرام کسے کہتے ہین یہ کہکر دلکو سمجھاتے تھے نظم

بہ رنگ آئینہ یان رہ نہین عشق مجازی کو / صفائے قلب نے حاصل کیا ہو پاکبازی کو
ہماری خاک کو ای شہسوار دعرش دکھلایا / خدا ہمت زیادہ دے تمھارے ترکتازی کو
مآل کار ہی دعوی باطل تھا کہ پشیمانی / خدا سے ای بتو سیکھو طریق کارسازی کو
جلا کرتی ہی گھل گھلکر ہمیشہ شمع کافوری / یہ کس گورے بدن کی اسنے دیکھا ہو گدازی کو
نہین غم تیغ ابروے صنم سے قتل ہونے کا / شہادت بھی بمنزل فتح کے ہو مرغ غازی کو
فزون کعبہ سے بھی سجدہ طلب محراب ابرو ہی / جھکانی پڑتی ہو گردن نمازی بے نمازی کو
انھون نے کج ادائی کی تو کی شکوہ نہین اسکا / خدا بھی کام فرماتا ہی ہمسے بے نیازی کو
خیال زلف مشکین روح کو قالب مین آفت ہی / مکان تنگ مین تھوڑا غضب ہی اسپ تازی کو
دلادین یاد خورشید قیامت کو وہ رخسارے / بھلا دے زلف شبگون روز محشر کی درازی کو
کفن خلعت ہو مین دولھا جنازہ تخت دامادی / براق نوحہ گر ہمراہ ہین شہنا نوازی کو
زبان کو بند کر آتش بس اب اس یاوہ گوئی سے / گوارہ کیجیے تا کی تری بے امتیازی کو

اتنا ہمارا خیال رکھین کہ بعد ہمارے انتقال کے اگر ہو سکے تو ہمارے مزار پر تشریف لائین فاتحہ خیر تو پڑھ دین کیا عجب ہی کہ روح مجروح تڑپکر آواز دے مطلع روشن شد از وصال تو شبہائے تار ما صبح قیامت است چراغ مزار ما + افسوس اس ستمگر ام نے ایسے مردود کو بلایا کہ جبکا دفعیہ ہمارے پاس نہین والد نامدار فرمایا کرتے تھے کہ جبکو مہران مہر صورت صورت دکھائیگا کیسی ہی ساحرہ ہو مگر اپنے آپ سے باہر ہو جائیگی ای گلاب دیکھ رہی ہو کہ مہر طلعت ایسی ساحرہ کس طرح اپنے کو بیہوش ہونے سے بچا رہی ہو لیکن مثل شمع سحری لہرا رہی ہو اب مین بھی اُس مردود کے سامنے جاتی ہون مگر گلاب فراموش نہ کرنا ہمارا پیام ضرور پہونچانا گلاب نے کہا واری خدا نہ کرے کہ آپ کے دشمن قتل ہون اور ہم زندہ رہین ہم بھی اپنی جان دینگے زندہ رہکے کہان بسر کرینگے کون ایسی ہماری قدردانی کریگا حضور نے قدر افزائی کی آبرو بڑھائی مگر پی جاؤ جو ہوا سو ہوا سحر کرو انشاء اللہ اگر اسے بھی مارتا ہون ملکہ نے گھبرا کر کہا کیا خواجہ ہو عمرو نے کہا گھڑی گھڑی یہ نہ کہو ایسا نہ ہو کوئی ہرکارہ چھپا ہو ان باتون کو سنکر بادشاہ سے کہدے خبر مشہور ہو جائے دیوار دارد و درہم گوش دارد یہ سنکے ملکہ بہ حسین کنیز ایک جانب غائب ہوئی کھڑی ہوئی مہر طلعت جھوم رہی ہی گرا چاہتی تھی ملکہ نے بڑھکر ایک چھینٹا پانی کا منھ پر مارا ذرا حواس درست ہوئے آنکھین کھولدین آنسو بھر کر کہا واری خدا حافظ و ناصر کنیز رخصت ہوتی ہی قوت نے جواب دیا روح کو راحت نہین سحر فراموش ہوا دیکھیے وہ

بیحیا پھر آتا ہی ہمکو قتل ہونے دیجیے اب جسطرح ہو نکلجائیے اپنے کو تا بہ صاحبقران پہونچائیے ملکہ نے
نام صاحبقران کا سنکر آہ کی کہا ای وزیرزادی ہم تم دونون بدنصیب تھے وہان کیا پہونچ سکتے راہ
مین موت آئی

نظم

تا زنگ زدای دل ما صیقل عشق است
چندان کہ کنی خرد تو دست طلب ما
چندانکہ زدم تیشہ چو فرہاد درین کوہ
بیہودہ مکن فکر ز اصل و نسب ما

تا لب نگذارد لب ساغر بہ لب ما
خورشید برد نور ز مہتاب شب ما
تا صبح بود نشۂ مستی بودش یاد
شیرین نشد از شربت مقصود لب ما

افسردہ شود شیشۂ بزم طرب ما
از دامن امید تو کوتاہ نگردد
ہر کس کہ کشد جرعۂ ما را بلب ما
ما زادۂ خاکیم چو خاکی شدہ مخفی

مہر طلعت بھی رونے لگی کہا داری بدنصیب وصل سے دور فراق
کے قریب آپ کو یاد ہوگا بزرگون نے یہ بھی فرمایا تھا کہ لشکر کشی کرکے طلسم نور افشان مین جانا
فلک نے کہان مہلت دی یہ ذکر تھا کہ ڈھہر دکی آواز آئی دیکھا مہران مہر صورت فوج کو پامال کرتا ہوا
آتا ہی پکارا ای انجم ٹھہر جاؤ اجلال ہی نے اپنے کو آپ کی محبت مین برباد کیا کیا اچھا پھل پایا ملکہ انجم نے کہا
او ستمگر ام کیا بیہودہ باتین کرتا ہی ہمارے بزرگون کا خون ایسا مفت تھا کہ بزرگون کو قتل کرکے ہمکو
معشوق بنائے مہران مہر صورت نے کہا اب خاتمہ ہی اجلال پکارا ای مہران تسخیر کردے دل ان
دونون کا میری محبت سے بھر دے یہ دونون مجھپر مائل ہوجائین یہ بھی تو سر الکمال ہی سامری و جمشید تجکو
سب کچھ بتلا گئے مہران مہر صورت نے آواز دی ای اجلال بس یاوہ گوئی نہ کر یہ وہ شوخ دیدہ
گیسو بریدہ ہی اگر تو تمام عمر جبہہ سائی کریگا تجھ سے کیا آواز آئیگی ہمیشہ ذلیل رہیگا اجلال نے کہا ای
بھائی مہران مہر صورت سلطنت کے واسطے اپنے کو ستمگر ام بنایا تمام دنیا مین برائی مشہور ہوئی
سمنکال آنکھون کے سامنے مارا گیا کیا صدمۂ عظیم اٹھایا مگر کوئی مطلب حاصل نہین ہوا ایک دن تخت
پر بیٹھنا نصیب نہ ہوا اسی ظالم کی خدمت مین مصروف رہے وہی باغ مسکن ہوا اسنے ایک دن محبت کی
بات نہ کی مہران نے کہا پھر تسخیر کو کہتا ہی ملکہ مسکرا رہی ہین سحر تیار ہوتا جاتا ہی مگر صورت اس نامرد کی
دیکھکر قلب تھرّاتا ہی وزیرزادی کی صورت دیکھکر رونا چلا آتا ہی ہر مرتبہ ملکہ فرماتی ہین کیون مہر طلعت
کیسا مزاج ہی بی بی کچھ جواب دو ہم ابھی اُس سے سامنا کرتے ہین تمھارے واسطے مرتے ہین افسوس ہم تم
دونون دنیا سے محروم چلے خدا خواجہ کو سلامت رکھے کہ وہ بخیر یہان سے نکلجائین ایسا نہ ہو کہ وہ بھی
پھنس جائین مہران مہر صورت نے کہا ای انجم لو ملکہ بڑھکر مسکرائین گوہر دندان چمکے درج دہن کھلا
موتی برسے مہران پر گرے مگر اُسکا چہرہ مثل آفتاب کے ہی جو موتی گرا مثل قطرۂ شبنم تھا گویا توے پر
پانی کی بوند پڑی چھن چھن کی آواز آئی قطرے جمکر رہگئے کئی مرتبہ پھول برسائے پھولکر رہگئے دستک دی
بلبلین پیدا ہوئین بلبلون نے سر پیٹا منقار سے زمزمہ سرائی کی غزلین بہاریہ گائین مگر کسی شی نے
تاثیر نہ کی لاچار ہوکر چکرا گئین سحر کرنا موقوف کیا زانو پر ہاتھ مارا کہا لو مہر طلعت خاتمہ ہوتا ہے
مہران مہر صورت نے نقاب چہرے سے اُلٹی چہرۂ نحس پر جو اسکے نگاہ ملکہ کی پڑی تھر تھر کانپی
اور ایک چیخ ماری زمین تھرا گئی مثل وزیرزادی کے ملکہ انجم بھی لہرانے لگین صاف ثابت تھا کہ دو
ستارہ سحری مائل بہ سفیدی ضو ندار دتھرا رہے ہین یا دو شمع سحری بھڑک کر لہرا رہی ہین گل
ہوا چاہتی ہین مہران مہر صورت ہر مرتبہ آواز دیتا ہی ای نازنینان مہجبین برمن نگر

جون جون نگاہ اسکے چہرے پر انکی پڑتی ہی مبہوت ہوتی جاتی ہین ہونٹھ جو مثل یاقوت احمر ہین اُنمین جنبش نہین
سحر کرنیکی کوشش نہین کنیزون مین شور و غل بلند ہی رنگین ڈوپٹہ منھ پر رکھکے رو رہی ہین پکارتی ہین اے
ملکہ عالم ذرا تو بولیے ہم آپ سے کلام کرنا چاہتے ہین آپ ہماری قافلہ سالار ہین ہمکو بھی ساتھ لیجیے
آپ کے ساتھ ہمارا رہنا بہتر ہی آپ کے بعد ہمارے واسطے سامان ذلت ہی نہین معلوم یہ کافر
ہمارے ساتھ کیونکر پیش آئین آپ جانتی ہین یہ سب ہمارے دشمن و رہزن ہین دس یہ کلام کہتی ہین
دس چیخین مار کر روتی ہین اور کہتی ہین صاحبو کاشکے قید رہتے قید سے چھوٹ کر دوسری بلا مین پھنسے
اُس وقت لشکر مین ملکہ انجم کے غل بلند ہی سرداران نامی جو جو سحر مین زبردست ہین وہ مہران مہر صورت
پر بڑھ بڑھ کے سحر کر رہے ہین جسنے آکر سحر کیا اسنے صورت دکھا دی اُسنے گریبان چاک کیا کچھ بیہودہ
بکتا ہوا اُسی درۂ کوہ مین جاکر غائب ہوا سیکڑون سردار اسی طرح دیوانہ وار وحشی مثال جا جاکر
غائب ہوئے مگر نہین رکتے خیر خواہ جانباز سرفروش اپنی شاہزادی و وزیرزادی کو دیکھا کہ چپ
کھڑی ہین اجلال نے جو یہ معرکہ دیکھا گولہ پکڑ کر فوج پر جا پڑا کوئی رکتا نہین چند کنیزین کہ محرم راز
ہین شاہزادی کی دمساز ہین اُسی باغ مین یہ بھی قید تھین جب ملکہ چھوٹین یہ بھی چھوٹین انھون نے
جو یہ حال مصیبت مآل دیکھا سر کھولدیے ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے پکارتی ہین اے خالق بے نیاز
و اے رب کارساز تیرا اعتقاد کیا ہی اپنی قدرت کا واسطہ رحم اپنا شریک کر ہماری بی بی کو بچالے
اس ملعون کی صورت کسی کو نہ دکھا نہین معلوم یہ بیچا کیا صورت تجسس دکھاتا ہی کہ ہر شخص دیوانہ وار
وحشی مثال جاکر درۂ کوہ مین گرا اور غائب ہو گیا درۂ کوہ کان نمک ہی کہ جو گیا وہ غائب ہو گیا
پلٹ کے نہ آیا کیسے کیسے ساحر لڑے کسی کا زور نہین چلا ہم بیچاریان کیا کر سکینگے ملکہ کی ہمراز ہین کیا ہم
شعبدہ باز ہین خدا انکو سلامت رکھے جنکی ذات سے ہماری آبرو و عزت ہی شاہان اولوالعزم آکر
سلام کرتے اور در دولت پر ہمارا چوکی پہرا ہوتا کہ شہنشاہ فیروزہ پوش قتل ہوئے تھے انکی
صاحبزادی نے اپنی سلطنت لی ملک آباد ہوا تو یہ سب سامان دکھا دے اس ظالم کے ہاتھ سے
ہمارے مالک کو بچالے اجلال فوج کو قتل کر رہا ہی ہزارون کو اس ناری نے پھونک دیا
جس غول پر گرا آگ لگا دی زمین و آسمان آتشبار فریاد و فریاد کی پکار مہران مہر صورت بڑھا
کہ دونون کی گردن کھینچکر پھینکدون اُسوقت کنیزون نے گولے ترنج و نارنج مارے مہران مہر صورت
ادھر پلٹ پڑا اُن دونون کو دیوانہ کیا برہمن نگر برہمن نگر کہتا ہوا چند قدم بڑھا کہ ایک آواز ہیبتناک
آئی زمین تھرائی آواز یہ تھی کہ او مہران مہر صورت کیا ہمارے حکم سے خلاف ہوا تو سمجھا کہ آج
انھون نے اجلال و محلال کو کیون نہین قبول کیا یہ معشوقان قدرت ہین قدرت نور قدرت
ان دونون کے پیٹ مین اُتارینگے وہ شخص پیدا ہو گا کہ تاثیر خدائی تمام عالم مین پہونچے یہ سنکر
اجلال تو کانپ کر گوشہ گیر ہوا مہران مہر صورت نے سر اُٹھایا دیکھا خداوند سالوس
بصد قہر و غضب تخت کو اُڑائے ہوئے آتے ہین ایک جامہ پہنے ہین کبھی سرخ کبھی زرد کبھی اُودا
کبھی کبود وہ جامہ رنگ بدلتا ہی تاج یاقوتی سر پر مروارید بے بہا کے گنٹھے ایک ایک مروارید
برابر بیضۂ عقاب کے تختیان الماس کی خوشبو آتی ہی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہوتا ہی مہران نے

جو دیکھا جی مین کہتا ہی سار بان زادہ آپہونچا کس رنگ سے آیا ہی چلتے وقت میرے پیر نے کہا تھا کہ عمرو
کسی نہ کسی صورت پر ضرور آئیگا ایسے کی شکل پر آیا کہ جسکا سب لحاظ کرین آیا اور مین نے گردن لی مگر
تخت پر ایک چھتری سی لگی ہوئی ہی چار ستون تخت پر قایم ہین اُس چھتری کا قدرت پر سایہ ہی تخت آکر
زمین پر قایم ہوا مہران مہر صورت نے کہا یا خداوند آئیے مین تو آپ کا دیر سے مشتاق تھا اب جو
خواجہ دیکھتے ہین مہران کے ابروون پر بل ہی خواجہ حیران ہین کہ یہ تو مجکو پہچان گیا پیشانی پر جو اُسکے
شکن پڑی خواجہ نے اُسی کو سطر بنایا مطلب دل حاصل کر لیا سمجھ گئے کہ اسنے مجکو پہچانا مہران ٹہلتا ہوا
چلا کہ یا خداوند قدمبوسی تو کر دون آپ نے بھی ہاتھ پھیلا دیے آواز دی کہ آ قدرت کے گلے سے
لگ جا جو تم سمجھے ہو وہ قدرت کے بھی ذہن مین ہی مہران حیران ہی کہ سار بان زادہ کیا کہتا ہے
جب قدمبوسی کو گر دنگا ٹانگ پکڑ کر کھینچ لونگا خواجہ فرما رہے ہین کہ بندۂ خاص الخاص آؤ ہم تمھارے
بہت مشتاق ہین مگر افسوس کہ دل تمھارا صاف نہین ہی کیا سمجھتے ہو مہران کہتا ہوا چلا آپ ہمارے
خداوند ہین ہماری خطا پر خیال نہ کیجیے ہمارے دلون مین ہزار طرح کے خیال آتے ہین چار عنصر سے
آپ نے بنایا کبھی آگ غالب ہوئی کبھی پانی ہماری حماقت کو خیال نہ فرمایئے سجدہ کر دون تو دل
کو خوشی ہو خواجہ جی کہ رہے ہین اے فرزند آؤ اے قوت بازوے قدرت تمھاری باتون سے دل
خوش ہوتا ہی کیا پاک طینت ہو بڑے خوبصورت ہو اب آنے مین کیفیت یہ ہی کہ ادھر تو خواجہ نے
پہچانا کہ بیشک اسنے مجکو پہچان لیا اُدھر مہران مہر صورت بھی یہی جانتا ہی مگر اتنا سمجھے ہوئے ہے
کہ میرے حال دل کو سار بان زادہ کیا سمجھ سکتا ہی ٹانگ پکڑ کر چھاتی پر چڑھ بیٹھونگا کلام نہ کرنے دونگا
سر کھینچ کر پھینک دونگا یہ سوچتا ہوا قریب تخت پہونچا اور دل مین بڑا خوش ہی کہ آج یہ تخت مین پاؤنگا یہ
وہ تخت ہی کہ ملکہ دمامہ جادو نے حکماے اشراقین کو جمع کر کے یہ تخت واسطے زبرجد شاہ کے
تیار کرایا تھا وہ تخت عمرو نے پایا جہان چاہتا ہی اسی پر سوار ہو کر جاتا ہی کیونکر دیکھنے والا کرامات نہ سمجھے
سحر کی اسکے آگے کیا حقیقت ہی جہان چاہے وہان چلا جائے کوئی روک نہین سکتا جب تخت کے برابر آیا
تو کہا یا خداوند اب مین قدمبوسی کر دون عمرو نے پاؤن پھیلائے ہاتھ کھینچے جیسے ہی اسنے ستون پر ہاتھ
رکھا وہ ستون بارگاہ دانیالی کا تھا جسپر سحر تاثیر نہین کرتا یہ بھی ہمیشہ سے نشان دیے ہین اس حقیر نے
خواہ مہران ہفت دفاتر آگاہ ہون یا نہ ہون مگر حقیر نے ہوشربا مین بھی پتہ دیا ہی کہ بارگاہ دانیالی
وہ چیز ہی کہ اکثر اسکی عیاری ہوشربا مین بھی حقیر نے کرائی ہی جسقدر چاہین بلند کر دین جسقدر چاہین
پست کر دین یہ سب خواجہ کے اختیار مین ہی جیسے ہی مہران مہر صورت نے ستون پر ہاتھ رکھا
کسی نے چوتڑون پر ہاتھ دیکر دھم سے دے مارا پھر طناب مین بندھ گئے سر نیچے پیر اوپر عمرو نے
زنبیل سے گرگے کو نکالا چند پاگے اُسکے بال اُڑے ہوئے سیہ فام لدھیانے کا بھربھونجہ ایک
ہرتی سیلی باندھے ہوئے دن بھر لوکری ڈھوتا مار پڑتی ہی تین پیسے روز سرکار خواجہ سے ملتے ہین
اسمین اچھی طرح بسر نہین ہوتی شکم و پشت ملا ہوا حاضر جانہ کہکر باہر آیا مہران تڑپ رہا ہی جون جون
تڑپتا ہی اور زیادہ پیر بندھے جاتے ہین عمرو نے پکار کر گرگے سے کہا ارے دریافت کرو کہ یہ کیا ہنگامہ
ہی کارخانے مین گھسا کیا ہی یا نہین گرگے نے عرض کی بہت قلیل باقی رہگئی ہی دس مین ساحر اور اسکی محبت مین

دوڑ پڑے ہین وہ بھی لٹکے ہوئے ہین گرگے کا سونٹا چارجانب چل رہا ہی ساحرون کے مرنے کی صدا بلند ہی
ہلڑ ہی کہ عمرو نے مہران مہر صورت کو پکڑ لیا گرگے نے ساحرون کے دماغ مین سونٹے سے چھید کر دیا ایک
انگیٹھی مین آگ روشن کی ایک چینی کا پیالہ رکھدیا بھیجا ٹپک ٹپک کر گرنے لگا اس طرح سومیائی بنتی ہی
گرگون نے عرض کی حضور اصل سومیائی یہی ہی سوا حضور کے کارخانے کے اور کہین اسکا ذکر بھی نہین ہی بلکہ
کوئی جانتا بھی نہین خواجہ خوش ہوتے جاتے ہین گرگون کا سونٹا چل رہا ہی بعضے گھبرائے ہوئے آتے ہین
عرض کرتے ہین حضور ساحرون کا بڑا اجماع ہی چلے ہی آتے ہین سدباب کی تدبیر کیجیے حکم ہوا اچھا آنے دو
دم بھر مین تدبیر ہو جائیگی جیسے ہی ساحرون نے قدم رکھا گرگون کا سونٹا چلا وس مبین مرے جو عقلمند تھے
وہ تو رک گئے اور جو جوش محبت مین گرے پڑتے ہین اُنپر سونٹا پڑ رہا ہی ایک مرا اور دو مرے اردلی والون
نے جوش مین آکر گھوڑے اٹھائے سامنے تخت کے پہونچے گھوڑون سے کود دے چاہا تا ٹانگ پکڑ کر
عمرو کی کھینچ لین جیسے ہی ستون مین ہاتھ لگایا کسی نے چوتڑون مین ہاتھ دیکر دے مارا اُلٹے لٹک گئے
گرگے نے سونٹا مارا سر پھٹگیا مرنے کی ساحرون کے صدا بلند ہی کئی گرگون نے کئی سونٹے مہران
کو مارے تڑپگیا پکارتا ہی اے عمرو دہائی ہی دونون شاہزادی و وزیرزادی یہ معاملہ دیکھکر ہنس رہی ہین
مگر اختیار مین نہین ہین دمبدم گھبراتی ہین اشارے کر رہی ہین خواجہ سے کہ خواجہ ہمکو تو رہا کرو بس عمرو
اپنے مقام سے اُٹھا گرگے سے کہا اس ملعون کا سر کاٹ لے اُس وقت اسکی بیقراری اجلال جو گوشے
مین چھپا تھا یہ تو سمجھا تھا کہ خداوند سالوس آئے یہان دوسری صورت ٹھہری اب جو اسنے گوشے سے سُنا کہ
ساحرون کے مرنیکی آواز آرہی ہی سمجھا کہ مگر قدرت نے آشوب کیا کچھ تقدیر کی اب ساحر کیون مرتے ہین
اپنے کو ناحق مطعون و بدنام کرتے ہین نکلکر گوشے سے جو دیکھا مہران مہر صورت کی چھاتی پر عمرو
چڑھا بیٹھا ہی ہزارون لاشے گرد پڑے ہین ہر طرف ہنگامہ گیر و دار بلند ہی ملکہ انجم نے بنگاہ یاس
طرف خواجہ کے دیکھا کہا خواجہ کنیزین بہت بیتاب ہین عمرو نے اپنا خنجر نکالا اجلال نے جو خنجر دیکھا
وہین سے آواز دی میرے رفیق کو قتل نہ کرنا عمرو نے ادھر سے منہ پھیر لیا اٹھاکر خنجر مارا کہ مہران کے
دو ٹکڑے ہوئے ملکہ انجم اختر پیشانی و مہر طلعت کو ہوش آیا اپنے مقام سے تڑپین اب جو جھپٹ کے
سحر سے اجلال گھبرایا بھاگا بھاگا پھرتا ہی عمرو اسکو مار کر اسی طرح تخت پر سوار ہزارہا ساحر خواجہ عمرو
کو گھیرے ہین عمرو اُسی طرح تخت اُڑاتا ہوا ایک جانب نکلگیا ساحر تھک کر بیٹھے یہی غل و شور تھا
کہ یارو سماربان زادہ بے زخم کھائے نکلگیا اتنے بڑے ساحر کو مار گیا جسکا تمام عالم مین عدیل و
نظیر نہ تھا ہر طرف سے صدا اردو لانے کی آتی ہی بڑی دیر تک سنگباری برفباری رہی بعد عرصہ دراز
کے آواز آئی کشتی مرا نام من مہران مہر صورت جادو بود جادوگرون کے جی چھوٹ گئے آپسمین
کہتے ہین یارو ایسا ستم بھی کہین سُنا ہی کس قہر و غضب سے خواجہ عمرو نے آکر مہران مہر صورت کو
مارا سماربان زادہ غضب کر گیا ساحرون کا گھر بیچراغ ہوا یہ بہت بڑا داغ ہوا اجلال نے جب اپنے
بیدست و پا پایا غصے مین کمر باندھکر جا بجا سحر کرنے لگا کبھی ملکہ کو ٹوکا کبھی وزیرزادی پر جا پڑا کبھی
کسی کنیز سے اُلجھ گیا جہان اسکا سحر چلا زمین ہلگئی ہر طرف یہی ہلڑ ہی کہ اس ظالم سے خدا بچائے ہزارون
بندگان خدا کو پامال کرتا پھرتا ہی یارو یہ وہ بیحیا ہی کہ جسنے شہنشاہ کو دار پر کھینچا اسکو رحم نہ آیا اب

آج چاہتا ہی اُنکی نشانی کو بھی مٹا دے اس جلاد سے خدا بچائے کسی کا اسکو خوف نہین مگر اجلال جادوگر
لڑتا بھڑتا جاتا ہی ملکہ نے کہا ای مہر طلعت اب کیون ڈرتی ہو ارے بیخوف لڑو جسپر ہم غالب نہ آئینگے
اُسکو خواجہ عمرو مارینگے خدا اُنکو سلامت رکھے یہ تو ایسا کار نمایان کیا کہ آنکھون کے نیچے نقشہ پھر رہا ہے
کیون مہر طلعت یہ تخت کیا چیز ہی یہ جامے نے رنگ کیونکر بدلا کہا ای بی یہ تحفہ جات بزرگان ہین
حضرت آدمؑ نے دیو جامہ دیا اُس جامے کی تاثیر ہی کہ اُسمین جتنے پیوند ہین اُتنے ہی رنگ بدلتا ہی
اگر اسکو پہنکر آگ مین پھاند پڑین جسم نہ جلنے پائے جسم پر آنچ بھی نہ آئے ملکہ انجم اختر پیشانی کے
ہوش اُڑ گئے وزیر زادی نے یہ بھی بتلا دیا کہ یہ تخت زبرجدی زبرجد شاہ کو مار کر لیا تھا اُسکے
قصر معلق پر پہونچے وہان جا کر اُسکی گردن لی اُسی تخت پر سوار ہو کر زیر قیطول آئے صاحبقران کو
بہت ڈرایا بھلا وہ شیر کب ڈرنے والے تھے آخر حال کھلا کہ خواجہ ہین حضور اس طرح تحفے
پائے ان چیزون کا کون سامنا کر سکتا ہی ملکہ انجم اختر پیشانی کے ہوش اُڑ گئے کہا جسکو خدا نے
یہ طاقت دی ہو اور یہ تحفے بہم ہون اُس سے کون مقابلہ کر سکتا ہی کہا نہین واری یہ نہین یہ صرف
جان بچانے کی چیزین ہین کبھی کبھی ان چیزون سے عیاری کرتے ہین مگر اجلال نے باران سحر برسایا
سیکڑون کو پانی برسا کے ٹھنڈا کیا ملکہ انجم اختر پیشانی نے یہ حال دیکھا اور بہت جھلائین
اجلال پر جا پڑین خوب آپسمین سحر چلے باز و عقاب پیدا ہوئے شیران صحرا ٹکرائے نکلگئے آگ خوب
برسی ملکہ انجم آگ مین چھپ گئین آگ کو بجھا کر نکلین سب آگ پانی ہو گئی اجلال گھبرایا دوسرے
پہلو سے ملکہ مہر طلعت نے بڑھ کر سحر کیا ایک ابر سفید پیدا ہوا اُسمین سے ایک چادر سرخ
ظاہر ہوئی جدا ہو کر اجلال پر گری اجلال نے اُس چادر کو توڑا توڑ کر چلا تھا کہ مہر طلعت نے
آواز دی اسکو لینا ایک ببر آتشین پیدا ہوا اُس شیر نے اجلال پر حملہ کیا اجلال نے طمانچہ مارا
شیر اجلال کو لپٹ پڑا دونون لپٹے ہوئے زمین پر آئے شیر سے اور اجلال سے کشتی ہونے لگی
آخر اجلال نے شیر کو چیر ڈالا دوسرے پہلو سے اژدہا پیدا ہوا اُس اژدہے نے آکر اجلال جادو
پر دم ماری اجلال نے چاہا اژدر کے گلے چیر ڈالون مہر طلعت نے ایک کوڑا مارا آتشین کا پشت
اژدر پر مارا اژدر نے ایک چیخ ماری کہ زمین تھرائی دم کھینچا اجلال کو اپنے مُنہ مین لے لیا رینگتا ہوا
پشت پر ملکہ انجم اختر پیشانی کے آیا ملکہ انجم نے کہا ای مہر طلعت تمنے خوب اجلال کو قید کیا
اب اسکے پیٹ مین بیہوش پڑا ہی اہالیان فوج نے جو یہ ماجرا دیکھا اور ملکہ نے سحر کرنا شروع کیا
عجب کیفیت ہوئی بعضے عشق کا دم بھرتے ہین بعضے کہتے ہین ہم بے موت مرتے ہین ملکہ نے آواز دی
ای ساحران غدار ہر چند کہ تم لایق سزا ہو مگر ملک کا مٹا دینا منظور نہین اس سلطنت دو روزہ پر
غرور نہین تصدق سے خواجہ عمرو کے لڑائی فتح ہوئی یا اطاعت ہماری کر دیا ہمارے ملک سے
نکلجاؤ یارو یہ بھی جانتے ہو کہ یہ صاحبزادی شہنشاہ فیروزہ پوش کی ہی حاکم وراثت یہ سنتے ہی
تمام ساحران غدار رومال سے ہاتھ باندھ کے سامنے ملکہ کے حاضر ہوئے عرض کی ہم غلامان
جانباز ہین اور قتل شہنشاہ سے مجبور تھے ایسے ایسے سامان آپکے ساتھ نہ ہوتے تو اُس
مردود پر کیونکر غلبہ ہوتا کیا بلائین لیکر آیا تھا مہر ان مہر صورت یہ گمان تھا کہ کوئی غالب ہوگا

خواجہ عمرو نے کس صورت سے اسکو مارا یہ سب سامان جب خدا نے آپ کو دیے تب آپ نے اسکو مارا
خدا نے یہ دن دکھایا کہ آپ کی سلطنت کو استحکام ہوا اب ساحر ملکہ انجم اختر پیشانی و مہر طلعت کے
پیچھے پیچھے نوبت نقارے بجاتے ہوئے طرف دارالامارہ شاہی کے چلے جب طرف تختگاہ کے آئے
خواجہ کا انتظار ہی خواجہ ابھی واپس نہین آئے ہین ملکہ انجم اختر پیشانی تخت پر بیٹھین اور کرسی جواہر نگار
پر ملکہ مہر طلعت سلام کر کے بیٹھین ملکہ نے فرمایا اژدہے کو لاؤ ایک ساحر کان پکڑے ہوئے اژدہے کا
سامنے ملکہ کے لایا اژدہا سامنے آکر بیٹھا ملکہ نے فرمایا کہ کیون اجلال اپنا انجام دیکھا نمک حرامی کی یون
سزا ہوتی ہی تمھاری تقدیر تمھارے حال پر روتی ہی اژدہے نے آنکھین نکالین مراد یہ تھی کہ مین ہرگز
اطاعت نہ کرونگا کہ آسمان پر ایک لکہ ابر سیاہ پیدا ہوا آواز آئی او انجم غضب کیا تو نے میرے
دوست صادق کو پکڑ لیا وہ سار بان زادہ کہان ہی جسنے مہران مہر صورت کو مارا دیکھ تو تجکو
کس ذلت سے مارتا ہون منم مسطور جزیرہ نشین دیکھون تو تو تخت پر کیونکر بیٹھتی ہی سب سامان
خاک مین ملا دون ہائے اجلال و محلال و سمنکال و عمان و مہران مہر صورت یہ ملک خالی ہوا
ہمسے نہ دیکھا جائیگا کہ تجکو تخت پر دیکھین سامری و جمشید کی خدائی مین آگ لگے کہ تجھ ایسی عورت کو
پھر سلطنت دی انکو افسوس نہ آیا جب تک ملکہ سر اٹھائین مہر طلعت اپنے مقام سے اٹھین ایک
برق کڑک کر گری کہ اژدر کے دو ٹکڑے ہوئے شکم سے اسکے اجلال نکلا دھڑ دکا مارتا ہوا مثل
شیر غضبناک جست و چالاک و بیباک لڑنے لگا مسطور جزیرہ نشین بھی بارگاہ مین گرا سب نے
دیکھا ایک ساحر بڑے قد و قامت کا کئی سو رفقا ساتھ لاکھ ساحر پشت پر جر ہمارے سحر ہاتھ مین
گرتے ہی انکے سحر چلنے لگا ملکہ انجم کی کنیزین بھی سبھون سے لڑ رہی ہین ہاتھ پاؤن مین طاقت نہین ان
ساحرون کے سحر اٹھائین اب جو مسطور جزیرہ نشین کے دنائے اور ستائے چلے مسطور نے اجلال
کو بیچ مین لے لیا رفقا سے کہا اسکو بچاؤ یہ دعوی دار ریاست ہی اسکو لیکر بخدمت خداوند
سالوس چلینگے تمام ساحر کانپ رہے ہین ایک ایک کا یہی قول ہی اب لڑائی بگڑی مگر ملکہ انجم
نے ہنس ہنس کے وہ وہ سحر کیے کہ سیکڑون ناہنجار دیوانے ہوئے بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے
بیٹے کو لڑکا را جب مار چکا تو ہوش آیا کہ ہائے میرے ہاتھ سے بیٹا مارا گیا منہ پیٹ رہے تھے مہر طلعت
تو غول مین ساحرون کے گھسی ہوئی لڑ رہی ہی وہ دستی بنجہ چل رہا ہی کئی مرتبہ مسطور نے اجلال سے
کہا نکلچلو ہاتھ سے ان نازنینان مہ جبین کے بچنا دشوار ہی سب تحفے بزرگون کے ملگئے اب کون
انسے آنکھ ملائے کسکی مجال ہی کہ ان تحفون کو رد کرے پھر سمجھ کے لشکر کشی کرینگے اجلال نے کہا
بھائی مین نے تو یہی سمنکال سے کہا تھا مگر قضا اسکا دامن پکڑے تھی مہران مہر صورت آکر
لڑا اسکو عمرو نے مارا کتے کی موت مارا گیا مگر ملکہ انجم جو لڑتے لڑتے تھک گئین وہ نازنین مہ جبین
فرد وہ رخسار نازک کہ ہو جا مین لال + اگر انپہ بوسے کا گذرے خیال + سالہا سال سے قید مین
صبح سے لڑتے لڑتے بھر دن بچلا باقی ہی ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا ہاتھ سیاہ ہوگئے ایک گوشے
مین ٹھہر کر ہانپنے لگین مہر طلعت جو لڑتی ہوئی آئی پوچھا کیون وارثی خیر تو ہی کہا ای مہر طلعت
تو جان تیرکام جانے ہمسے اب اسوقت سحر نہین ہو سکتا بڑی دل کو پریشانی ہی دیکھین تقدیر

کیا دکھاتی ہو مہر طلعت نے کہا واری پریشان نہ ہو جیسے مسطور جزیرہ نشین کا خیال نہ تھا
اجلال کا یہ بڑا دست ہو خراج بھی اس سے لیتا تھا اس اقلیم کی سلطنت سے اسکو بڑا نفع تھا یہ
اپنی جان لگا دیگا نہین معلوم خواجہ پر کیا گذری ایک کنیز نے کہا مین خواجہ کو بلا لاؤن مگر خواجہ
اسکا کیا کرینگے ملکہ نے کہا کوئی صورت اسکے واسطے تجویز ہو گی کنیز نے کہا بہت خوب یہ کہکر پیچھے ہٹی
اب ملکہ انجم اختر پیشانی نے دیکھا کہ کنیز نے ایک ساحر کی شکل بنائی ہٹو ہٹو کرتی ہوئی چلی سامنے
مسطور کے پہونچی آواز دی ارے شاہزادی و وزیرزادی سحر کرتے کرتے تھک گئی ہین اس وقت
گھیر کر مار لو میرے ساتھ آؤ مین گرفتار کرا دون لیکن اگر یہ دونون قتل ہو جائین اور سلطنت سے ملے
تو عہدہ وزارت ہمکو دینا ہم اسی کے خواہان ہین اسمین فرق نہ آئے اجلال نے کہا تمھارا نام کیا ہو
کہا حضور نے فراموش کیا سرکوب ساحران میرا لقب ہو ہمیشہ آپ کے دربار مین حاضر رہا آج حضور
بھولتے ہین ابھی ابھی خاتمہ کر دون لاشون سے میدان بھر دون مین دونون کو گرفتار کرا دون
آپ میرے ساتھ آئیے مسطور بڑھا راہ مین کئی کنیزون کو ساحر نے مارا جسنے سحر کرنیکا ارادہ کیا
ساحر نے تیر تاک کر مارا حلق مین پڑا گدی کو توڑ کے پار گذرا یہ تیز دستی جو مسطور نے دیکھی
کہا بھائی سرکوب ساحران کیا کہنا بڑے ساحر زبردست ہو کہا حضور اسی طرح ملکہ انجم کو
مارونگا اتنا فرق ہو کہ میرا سحر کمزور ہی آپ سحر کو اپنے مضبوط کرین لڑتے بھڑتے بلوون کو جھیلتے
ہوئے چلے سرکوب ساحران جنکا لقب ہو کبھی بیٹھ گئے کبھی لیٹ گئے غلطاک مار کر نکلے ہاتھ ہلا دیا
دو چار کے پیر اڑ گئے مسطور جزیرہ نشین نے کہا بھائی صاحب آپ نے اپنے ساتھ والون کو
مارا ذرا پہچان کے قتل کیجیے کہا بھائی اسکا خیال نہ کرو جب تلوار کھینچی اپنا بیگانہ کچھ نہین سوجھتا
اسکا خیال نہ فرمایئے ہمپر اعتراض نہ کیجیے مسطور نے کہا مین تو ضرور کہونگا ساحر نے جواب دیا
آپ خاموش رہیے چپکے چلے آیئے انجم کا ستارہ گردش مین ہو اسکا سر مجھسے ایسے ساحر
خوش ہو گئے سمجھے کہ اب لڑائی فتح ہوئی سرکوب ساحران نے میدان مین آکر کہا دیکھو بھائی
وہ انجم تھکی ہوئی کھڑی ہو ہر چند وزیرزادی تھکی ہوئی ہو مگر لڑ رہی ہو پہلے اسکو لو مہر شاہزادی
کو مین جال مین گرفتار کر دونگا یہ سوچکر تو ساحر صاحب لائے تھے ساحر آگے بڑھا پکار کر آواز دی
او مہر طلعت ادھر آ ذرا ہمسے آنکھ چار کر جیسے ہی مہر طلعت پلٹی سمجھ گئی کہ یہ تو خواجہ عمرو
بشکل ساحر ساتھ ہین مسکرا کر گولہ پھینکا مگر خواجہ کو بچا کر کہ ایسا نہ ہو خواجہ کے پڑ جائے خواجہ
بھی سمجھ گئے کہ مہر طلعت نے مجھکو پہچانا ایک ترنج پھینکا مہر طلعت نے اسکو دفع کیا ساحر نے
پلٹ کر کہا اے مسطور دیکھتے ہو کیسا نرم سحر مہر طلعت کا آیا بڑھکر گولہ مارو کہ سر پھٹ جائے
مین بڑھکر جال مین پھانس لونگا مسطور نے جیسے ہی بڑھکر گولہ مارا وہ گولہ پھٹا ملکہ مہر طلعت
نے اسی گولے پر سحر کیا کہ وہ گولہ پلٹ کر زمین پر گرا مسطور نے بڑھکر دوسرا ترنج پھینکا ترنج
پھینکنے سے سرکوب ساحران نے پلٹ کر کہا بھائی خوب سحر کیا دیکھو مہر طلعت خاموش ہوئی
تم بڑھکے اسکا سر کاٹو مین تمھارا سر کاٹون مسطور جزیرہ نشین نے کہا بھائی یہ کیا کہا کہا بھائی بات
برابر رہے میرے مزاج مین دل لگی ہو برا نہ ماننا مسطور جھپٹا مہر طلعت کو دیکھا بھی تھا کہ سست

کھڑی ہی جیسے ہی تیغہ کھینچکر جھپٹا سرکوب ساحران پیچھے ہٹتے کہا ہان بھائی ایسی تیزی سے چلو جیسے ہی مسطور دو قدم آگے ہوا سرکوب نقلی نے حلقہائے کمند گلے مین مسطور کے ڈالدیے یہ ارے کہکے پلٹا عمرو نے لپٹ کر خنجر مارا نعرہ عمرو

تراشندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
زوندہ جہان گرد طرار ہون

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اگر ادون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے ملک سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پائے مری گرد پا پوش کو

سب نے نعرہ عمرو کی آواز سنی ملکہ نے پکار کر آواز دی سبحان اللہ خواجہ بڑے سرکش کو مارا ایسا اندھیرا ہوا کہ اپنا ہاتھ اپنے کو خود نہ سوجھتا تھا آواز آئی کشتی مرا نام من مسطور جادو بود دہرا ہیان مسطور گھبرا گئے غل ہوا کہ یار و غضب ہوا افسر ہمارا مارا گیا اجلال نے تاج سر سے دے مارا اجلال سر پیٹتا ہی دہرا ہیان مسطور کہتے ہین ای اجلال نہ گھبرا ہم لڑ بھڑ کر زمین ہلا دینگے انکو چین نہ لینے دینگے لڑائی تو خوب لڑو اجلال نے کہا ہمارا سحر جواب دیتا ہی ساحرون نے کہا آپ نہ گھبرائین ہم لڑ لینگے یہ کہکے بلو کرکے بڑھے ملکہ انجم اختر پیشانی جب کھڑی تھین پکار کر آواز دی خواجہ برائے خدا میرے پاس آؤ تمھارے چہرے کی بلائین لون خواجہ بصورت اصلی بڑھے ملکہ انجم چاہتی ہی کہ دوڑ کر ہاتھ خواجہ کا پکڑ لون تڑپ کر ایک پنجہ گرا خواجہ کو اٹھا کر لیگیا ملکہ انجم نے پکار کر کہا ای مہر طلعت غضب ہوا ایک پنجہ آسمان سے گرا خواجہ کو اٹھا کر لیگیا نہین معلوم یہ کون ظالم تھا مار آستین ہوگی بغل اپنا کام کر گیا مہر طلعت نے کہا آپ اب ہوشیار ہو کر لڑین مین تعقب مین جاتی ہون ملکہ نے کہا ای مہر طلعت زیادہ کد و کاوش کا وقت نہین ہی اجلال ابھی زندہ ہی اگر اُسنے جہالت کی اور ہم گرفتار ہو گئے خواجہ کو خدا کے سپرد کرو لڑائی کو سنبھالو مہر طلعت نے کہا واری افسوس کا مقام ہی کہ عمرو نے کس کس طور سے ہماری جان بچائی ملکہ انجم اختر پیشانی نے کہا سچ ہی مگر خدا اُنکا مالک ہی وہی انکو بچائیگا یہ کہکے دونون سحر کرنے لگین مگر خواجہ کا احوال سنیے متموج ہوا سے بیہوش ہو گئے تھے اب جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک نازنین چہاردہ سالہ آفت جان جنبش ابرو خنجر سر تیز لب نازک موجہ آب تبسم دلربائی عارض انور ماہ آسمان مسیحائی لباس معقول زیب جسم تاج سر پر رکھا ہوا یاقوت احمر کا جھلکی چھوٹ پڑ رہی ہی معلوم ہوتا ہی شفق نے گرد تخت اپنا مسکن کیا ہی آب لطافت سے سارا مکان بھرا ہی اُس مہ جبین نے مسکرا کر کہا کیون خواجہ آپ کو کیا فائدہ ہوا کہ اقلیم کی اقلیم کو بیچراغ کر دیا عمرو نے پیچھے پھر کر دیکھا کہا آپ کس سے فرماتی ہین اور دل مین عمرو حیران ہی کہ یہ کیا مقام ہی آپ نے کس امر کا ذکر کیا مین بالکل نہین سمجھا اُس وقت خواجہ ایک ساحر کی صورت بنے ہوئے تھے جب پنجہ اٹھا لایا مین بیچارہ در در مانگنے والا آپ کے در دولت کا بھیک کچھ آئین بائین شائین گانا کچھ سارنگی بجانا دو چار پیسے رئیسون سے مانگ کر لیجانا یہ تو آپ نے وہ مسئلہ بیان کیا کہ کوئی مولوی بھینہ وغیرہ کھا چکا ہو اور ہضم بھی ہو گیا ہو اُس نازنین نے ہنس کر کہا تو کون ہی عمرو نے گنگنا کے ہمیشہ دلبر سجان مبارک باشد اس رنگ مین اس لفظ کو کہا کہ اُس نازنین نے کہا کیون قمار جادو اس غریب کو کیون اُٹھا لائی ارے تجکو پتہ بتلایا تھا کہ جو تخت کے سامنے کھڑا ہی اسکو اُٹھا لا کہا واری تخت کے

سامنے بھی تھا یہ نازنین کہ نام اسکا سنجاب ابر بار ہی کہا ای قمار سنو ہکو محلال وسمنکال وغیرہ کا
مارا جانا بہت ناگوار ہوا افسوس ہی کہ ہمکو اُس وقت خبر پہونچی کہ جب خاتمہ ہو گیا خبرداردن نے
کمی کی علاوہ ازین ہمکو اپنے امورات سے فرصت کہان وزیر زادیان جو گرد شبھی ہین اُنھون نے
عرض کی واری حقیقت مین جب سے سحر العجائب ومصر الغرائب نے سلطنت نور افشان پر
قبضہ کیا اسقدر انتظام آپ کے سپرد ہوا کہ آٹھ پہر گشت ہی کرتے گذرتا ہی سنجاب جادو نے کہا
اس ہفتے کے اندر جو فرمان آیا اُسکی بھی خبر ہی کاہن نے آکر اسمین حکم لگایا ہی کہ آج تک جو لوگ
خروج کر کے آئے اُنمین کوئی طلسم کشا نہین ہی طلسم کشا اس سال مین ضرور آئیگا تو میرے نام حکم
آیا ہی کہ طلسم کشا کو اچھی طرح تلاش کرو اور تلاش کر کے گرفتار کرو اور ہمارے پاس روانہ کرو ہمکو
تلاش کرتے ایک ہفتہ گذر اگر طلسم کشاے اصلی کا پتہ نہین ملتا مگر آخر کہان جائیگا اب یہ جس شخص
نے سالوس پر دباو ڈالا ہی اُسکی خدائی ہمکو بھی ناگوار ہی لیکن ہماری اقلیم سے ڈانڈا ملا ہی بعد
بربادی اقلیم سالوس اس ملک کی جانب بھی ضرور آئیگا مگر میان گویے صاحب آپکو بی قمار جادو
دھوکے سے اُٹھا لا ئین ہمکو بہت شاق ہوا اگر تم کہان رہتے ہو عمرو نے کہا حضور جہان کی سلطنت
بی انجم اختر پیشانی لی ہی اُنھین کی عملداری مین ایک گانون ہی کہ اُسکو ویران آباد کہتے ہین وہان
یہ غریب رہتا ہی خبر جو پائی کہ نئی نئی سلطنت ہوئی شہنشاہ فیروزہ پوش کے قاتل قتل ہوئے
اپنا ساز لیکر دوڑا اب ارادہ کیا تھا کہ مین یہان آگیا بس آج گھر مین فاقہ ہوگا روز کنوان کھودنا
اور پانی پینا سنجاب نے کہا نہین محروم نہ جاؤگے کچھ گاؤ ہم بھی تمھارا گانا سنین کہا حضور میرے
ساتھ والے سب وہان رہگئے سازندون کو حکم ہو ملکہ سنجاب نے اشارہ کیا دو سارنگی والیان
ایک طبلہ بجانے والی ایک مجیرے لیکر حاضر ہوئی ساز ملائے آپسمین اشارے کرتی ہین کہ یہ
نگوڑا کیا گائیگا کچھ اُچھلے کودیگا مسخرا پن کریگا سب نے ساز ملائے خواجہ عمرو نے بیٹھکر بہ تکلف

تمام یہ غزل شروع کی نظم

وفا سکھلا رہیگا دل ہمارا
اُٹھاؤن کیونکر اس بار گران کو
پسینے کی جگہ آنے لگا خون
نہ پایا محرم اپنے راز دان کو
نہین آتا وہ لیلی وش سکھاوے
نہ کھولے طرۂ عنبر فشان کو
دل مضطر کی بیتابی نے مارا
نہ کہنا کفر ہی عشق بتان کو

یہ قدرت ضعف مین بھی ہی فغان کو
تمھاری خاطر نامہربان کو
کہان ہی تاب ناز برق ای کاش
چھپاؤن کسطرح زخم نہان کو
عدو کے گھر مین ہی تصویر شیرین
کوئی مجنون کا قصہ ساربان کو
دیا اُس بدگمان کو طعنۂ غیر
کہان سے لاؤن اُس آرام جان کو

کہ دے ٹپکے زمین پر آسمان کو
پڑی ہی اُس گلی مین لاش دشمن
جلا دے آتش گل آشیان کو
سمجھتا کیونکہ دیوانے کی باتین
دکھاؤن کسطرح اُس بدگمان کو
ہمارا عشق تو کیا مرجائین تو بھی
غضب ہی کیا کہون اپنی زبان کو
سن ای مومن یہ ایمان ہی ہمارا

سنجاب کا یہ حال ہوا کہ آنکھون سے آنسوون کا تار بندھ گیا
کہا بڑے میان کیا کہنا واہ واہ واہ گانا نہین قدم چومنے لگین کوئی کان پکڑتی ہی کوئی گڑ گڑاتی ہی
کوئی اُستاد کہتی ہی کوئی کہتی ہی اُستاد اس غزل کے بتانے مین کیا خوب تکلف کیا اور آخر تک
اُسے کیا نباہا عمرو نے کہا حضور ابھی آپ نے کیا سنا زمانے مین شہنشاہ فیروزہ پوش کے جب ہم

تو پا انداز بچھائے جاتے تھے وزرا ہمارے استقبال کو جاتے تھے اور ہمارے چار پیسے ملنا تو کجا ان سے ساحرون کے ہی مسلمان ٹکا نہین دیتے سب گھر ساحرون کے مٹ گئے میان ششمش بلاتے تھے تو تخت ہماری سواری کو آتا تھا ساحر لینے کو آتے تھے وہی گھر چین باقی ہی کہ جس سے ابتک بسر کرتے ہین میان سالوس سے لڑ رہے ہین وہ صاحبقران کہلاتے ہین ایک دن اُنکے دربار مین گئے تو حکم ہوا کہ کچھ گاؤ نہین تو ہماری نماز کا وقت ہی ہمارے یہان غنا پر ترانہ نا ہی خدمتگار کو حکم ہوا اُسنے پانچ ٹکے پیسے ہمکو دیدیے اُن پیسون کو دیکھا اور آسمان کو دیکھا روتے ہوئے گھر چلے آئے گھر مین جو گئے جورو نے پوچھا کہ کیون میان آج تو بہت روپے ملے ہونگے دربار صاحبقران مین گئے تھے مین نے حال بیان کیا کہ صاحب وہان تو نمازی لوگ ہین مین نے طبلے پر تھاپ دی خادم و خدمتگار دوڑے کہا چپ رہو رسالدار داروغہ نماز پڑھ رہے ہین بی بی خوب روئی ہم بھی اُس دن رات بھر رویا کئے کہ ان نمازیون کی عملداری مین ہماری کیونکر بسر ہوگی ای ملکہ عالم اُن لوگون کے عجب طریقے ہین سال مین ایک مہینا ہی اُسکا نام رمضان رکھا ہی دن بھر بھوکے پیاسے شام کو پانی پر گرتے ہین کسی نے دو گھڑے پیے کسی نے چار گھڑے رات بھر کھایا کرتے ہین دن کو حقہ تک نہین پیتے چلار بھی نہین کرتے کہتے ہین عطر کی خوشبو بھی دماغ مین نہ جائے اب غلام چاہتا ہی کہ ایک اور کمال اپنا ظاہر کرے جب ششمش نے کئی مرتبہ لاکھ لاکھ روپئے دیے محفل بھر کو راضی کرتا تھا چاہتا ہون کہ وہی کمال آپ کے سامنے بھی ظاہر کرون ہاتھ سے بتاؤن پاؤن سے ناچون منھ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن سنجاب نے کہا بڑے میان یہ تو بہت مشکل ہی کہا ضرور دیکھیے یہی خیال مین خواجہ کے ہی کہ مار دینا یہانسے چلو ملکہ انجم کیسی گھبراتی ہونگی سنجاب نے کنجی میخانے کی عمرو کے آگے پھینکی یہ بھی پوچھ لیا کہ یہان کتنے لوگ ہین ملکہ سنجاب نے کہا کہ یہان تو مین جریدہ آئی ہون بارہ ہزار ساحر یہان رہتے ہین کچھ چوبدار ہین دربار پر کچھ نیادول کچھ حاجب ہین میرے رہنے کا مقام اور یہی رات کا جلسہ وہین ہوگا اب ہم آپ کو دو چار دن نہ جانے دینگے بروقت روانگی جھگڑے تمھارے ساتھ کرینگے عمرو نے میخانے مین آکر مغبچون سے کہا تم جاکے باہر پکارو جب ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہین رہتا اگر شراب لیجائین پہلے کنیزین گلابیان بھرنے لگین خواجہ بھی کسیر حبشی کے ساتھ تقسیم کر رہے ہین ہر فرقے کے افسر آتے ہین اپنا اپنا نام بتاتے ہین پیلے کنٹر لے جاتے ہین تھوڑے عرصے مین سب کو تقسیم کر کے جلسے تو نگاہ مین تول لیا کہ پچاس ساٹھ کنیزین ہین خود ملکہ دس گلابیان تکلف سے آراستہ کرلین مے ارغوانی سے بھرلین ایک کشتی مین لگایا بیہوشی خوب ملائی دل مین خوش ہین کہ ابھی چلکر اس محفل کو مٹائے دیتا ہون دل سے یہ باتین کرتے ہوئے محفل مین آئے ملکہ سنجاب نے مسکرا کر کنیزون سے کہا دیکھو مرد کار دان ہی بزرگون کی صحبتین دیکھے ہوئے ہی دیکھو کس سلیقے سے شراب لایا ہی اگر زاہد صد سالہ ہو تو رال ٹپک پڑے خواہش کرے کہ ہم بھی شراب پینگے ساتھ والیان بھی تعریفین کرنے لگین کہ واری حقیقت مین بڑا سلیقہ دار ہی بزرگان دین کی صحبت مین اسکی بڑی قدر ہوتی ہوگی عمرو کو تو جلدی ہی آتے ہی صحبت مین رنگ پھیلا دیا کچھ گاتے بھی مین کچھ بتاتے بھی جاتے ہین کچھ اشعار شراب لانے کے

پڑھتے جاتے ہین پیشواز طلب کی پیشواز پہنی چوراسی گھنگرو پانون مین باندھے بھاری دوپٹہ ملکہ نے اپنا اُتار کے دیا خواجہ عمرو نے وہ دوپٹہ اوڑھا عالم ایجنے لگا عمرو نے گانا شروع کیا گانے گانے یہ مطلع مصنف پڑھا مطلع ناچنے مین جو لیا یار نے ہنسکر توڑا + اہل محفل نے کیا اُسپہ نچھاور توڑا + یہ مطلع پڑھکے جھکے جام بلورین سر پر ملا بڑے بڑے ساحرون سے لڑتے بھڑتے خواجہ عمرو چلے آتے ہین مگر یہ خیال نہ ہوا کہ پرائے گھر مین آئے ہین ابھی بخوبی حال بھی نہین معلوم ہوا جام بسر کر کے سامنے سنجاب کے جھکے کہا ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے سنجاب نے جام ہاتھ مین لیا خواجہ نے آنکھ ملادی سنجاب کو دیکھ دیکھکر یہ غزل گاتے ہین اور اشارہ کرتے کہ شراب پیو

نظم

دامن زین چھوا ہی جو اُس شہسوار کا
پھندا بنا رہا ہون گریبان کے تار کا
سیری مین داغ عشق کبھو مگر عزیز ہو
آنکھون کو رنگ دیگئے ہو انتظار کا
فصل بہار آئے کہین قطع ہو چکے
ان ابروون مین معجزہ ہی ذوالفقار کا
چلتی رہی چھری تری اے ترک صید سے
ڈانڈا ملا دیا ہی حلب سے تتار کا
بار آوینگے نہ مرکے بھی صورت کے عشق سے
دیتا ہی صدمہ روح کو بت فنکار کا
پیکر شراب موسم گل مین ہوا مین مست
ہر ذرہ اک چراغ ہی اپنے غبار کا

باغ طلسم چہرۂ رنگین ہے یار کا
ہی عرش پر دماغ ہمارے غبار کا
اس بادشاہ حسن کے در کا فقیر ہون
بے فصل کا ثمر ہی یہ گل بے بہار کا
آتی ہی مجکو شہر خموشان سے یہ صدا
دامن سے سلسلہ یہ گریبان کے تار کا
بعد فنا ہی کوچہ گیسو کی جستجو
فوارہ چھوٹتا رہے خون شکار کا
پیچھے نہ پانون معرکہ عشق سے ہٹے
آئینہ ہوگا سنگ ہمارے مزار کا
بے یار داغ ہوتا ہی لالہ کو دیکھکر
حاصل کیا پیادے نے رتبہ سوار کا
آتش نہ پوچھ ہجر مین اک نونہال کے

رہتا ہی چار فصل مین موسم بہار کا
سودا ہوا ہی مرغ جنون کے شکار کا
ظل ہما سواد ہے جسکے دیار کا
وعدہ خلاف یار سے کہیو پیامبر
تاریکی لحد ہی سواد اس دیار کا
دست علی کی ضرب کا جنبش مین ہی اثر
سودا آتو دیکھو مرے مشت غبار کا
گیسو نے قرب آئینہ روے یار سے
تلوار کھاکے بوسہ لیا دست یار کا
پھندے مین زلف یار کے جب سے پھنسا ہی دل
آتا ہی خوش کسے یہ شگوفہ بہار کا
اس شمع رو کی بعد فنا بھی ہی جستجو
سوز دروں سے حال ہی کہنہ چنار کا

خواجہ تو چاہتے ہین کہ شراب پیجائے مگر سنجاب جام ہاتھ مین لیکر سر سے پانون تک خواجہ عمرو کو دیکھ رہی ہی گلے مین بہت سونے چاندی کے جو پڑے ہین اُنپر ہاتھ پھیرتی جاتی ہی اور کہتی جاتی ہے کیون صاحب مین شراب پی لون خواجہ کہتے ہین پیجیے بس اسنے موتیون کا مالا گلے سے اُتار ہنسکر کہا یہ تو پہن لیجیے عمرو جو خیال کرتا ہی تو سنجاب کے تیور پر بل پڑے ہوئے ہین مگر اب کیا کرین مجبور ولاچار ہین یہ خواجہ سمجھ گئے کہ راز کھلا لاچار سر جھکا دیا موتیون کا مالا اُسنے گلے مین ڈالدیا خواجہ کو یہ معلوم ہوا کہ طوق آہن گلے مین پڑگیا اسقدر گرانی ہوئی کہ بیٹھ گئے ملکہ سنجاب نے کہا کیون اب نہین گایا جاتا او پاجی ساربان زادے تین روپئے کے پیادے ہمین بڑا تعجب تھا کہ قمار دھوکا کھاے او پاجی تو نے سب کو دیوانہ بنادیا اور پھر ہمکو شراب پلاتا ہی تجکو شرم نہین آتی کئے جاتا ہی کہ پیو عمرو نے پلٹ کر پیچھے دیکھا کہا حضور کس سے کہہ رہی ہین جب تو سنجاب نے گلے سے ایک پتلا سنہرا اُتارا کہا اے تصویر سامری جو میرے کان مین کہا وہ پکار کے کہو کہ یہ نگوڑا موڈی کا ماشر مندہ تو ہو یہ تو ظاہر ہی کہ یہانسے زندہ بچ کے نہین جائیگا پتلی نے

پکار کر کہا خواجہ یہ بندہ سامری ہین سب انکے تابعدار ہین انکو کون دھوکا دیسکتا ہی ہمنے سب
حال اس سے کہدیا بتلا دیا کہ دھوکا نہ کھائیے گا شراب نہ پیجیے گا شراب مین بیہوشی ملی ہی جو شراب کو
پیے گا تڑپ کر مرجائیگا ملکہ ذرا اسکے مُنہ پر ہاتھ پھیر دیجیے اسکی صورت ابھی بدلجائے ایک کنیز
نے خواجہ عمرو کے مُنہ پر ہاتھ پھیر دیا رنگ و روغن عیاری کا اُتر گیا سامنے آئینہ لگا تھا خواجہ نے
دیکھا کہ مین بصورت اصلی سامنے بیٹھا ہون اور بارسے اُس مالے کے اُٹھ نہین سکتا صورت
اصلی ہوتے ہی خواجہ کی محفل مین ہلڑ ہو گیا کنیزین بھاگ گئین کوئی لاٹھی ہاتھ مین لیے ہُش ہُش
کرتی ہی کوئی کہتی ہی بن مانس آیا ہی کوئی کہتی ہی جل مانس کا گندہ ہی کوئی کہتی ہی کسی جزیرے کا
جانور ہی مگر دیکھو تو مادہ ہی یا نر ہی سنجاب نے کہا خواجہ تمنے بڑے بڑے کام کیے بڑے بڑے
ساحرون کو مارا ملکون مین آپ کے نام کے شُہرے ہین مگر یہان آپ کو قضا لائی تھی یہ حرکت
تمہاری سب پر شاق ہوئی یہ گستاخی جھٹ پٹ بیہوشی لیکر دوڑ ہی پڑے کچھ خوف نہ کیا اور اب
بھی ہی تاکید تھی کہ شراب پیلو آپ نے ہمارے کمال دیکھے جام کو تو سنجاب نے پھینکدیا وہ
شراب سب پھنکوا دی گئی بیرون باغ سے خبر آئی کہ جو شراب لے گئے تھے اور پی رہے تھے
اُنمین جوتی چل رہی ہی سنجاب نے کہا ای قمار باہر جاؤ اُن سب کی بیہوشی اُتار دو دس پانچ
آدمی مرجائینگے اس ساربان زادے نے زہر سنکھیا ملا دیا قمار باہر گئی جاکر سب کی بیہوشی اُتاری
اتنے عرصے مین دس چوبدار مرگئے جاکے درختون پر ٹکر ماری قمار نے آکر عرض کی کہ دس
چوبدار سرکار پر نثار ہوگئے سنجاب نے کہا کیون خواجہ اب زیادہ طول نکرون ہان ہم قمار
ڈھنڈورہ پٹوا دے کہ صبح کو عمرو عیار قتل ہوگا جسکو دیکھنا ہو آکر دیکھے یہ تماشا قابل دید ہے
کل سامری پرستون کو عید ہی جو سامری و جمشید لکھ گئے اُسکے خلاف ہوتا ہی قمار اُٹھی خواجہ
سرنگون بیٹھے ہین کچھ مُنہ سے نہین بولتے اُس موتیون کے مالے نے ہڈیان توڑ دین تمام اعضا
پر بار ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ استخوان جسم شکست ہوگئے سنجاب جادو دامن جھاڑ کر اُٹھی اور
کنیزون سے کہا مین مکان پر جاتی ہون اسکو کسی صحنچی مین قید کرو مگر اسکے مکر سے محفوظ رہنا
خبردار اسکے پاس نہ جانا جو اسکے پاس جائیگا مبتلائے بلا ہوگا مین غافل نہ رہونگی مگر تم لوگون
کو بھی ہوشیار رہنا واجب و لازم ہی دیکھو اتنے ہی عرصے مین دس آدمی مرگئے جو کوئی اسکے
قریب جائیگا ایسی ہی جفا اُٹھائیگا بخوبی سب کو سمجھا کر سنجاب تو چلی گئی کنیزون نے اُسی طرح
عمرو کو رہنے دیا ہتھکڑیان بیڑیان نہین پہنائین ہاتھ پکڑ کر کشان کشان لیچلین جب عمرو راستہ چلا جھنجھنانے
کی آواز آئی صداقت ثابت ہوتا ہی کہ مین ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہون مگر ثابت نہین ہوتا حیران ہے
کہ ای عمرو یہ کیا معرکہ ہی عجب عجب مقام مجاتے ہین ایک کنیز عمرو کو لیکر گئی اور ایک صحنچی مین
بٹھا دیا عمرو نے منت کرکے کہا بُوا ذرا بیٹھ جاؤ مین کچھ حال دل کہونگا کنیز نے کہا او بیحیا تونے
وہ حرکت کی ہی کہ ملکہ کو تیرے نام سے نفرت ہی فرما گئی ہین کہ اس سے کوئی بات نہ کرے ہمکو
خوف معلوم ہوتا ہی کہ کسی بلا مین نہ پھنس جائین عمرو نے کہا بُوا مین تو ساحر بھی نہین ہون صرف
تمسے بات کرونگا دو باتین سُن لو کنیز نے کہا فرمائیے عمرو نے کہا یہ مالا ذرا میرے گلے سے اُتار لو

میری ہڈیان ٹوٹی جاتی ہین جو کہو گی تمکو دونگا اُسنے کہا کیا دیگا خواجہ عمرو نے کہا روپے اشرفی جواہر
سب کچھ میرے پاس موجود ہی مین کیا محتاج ہون ہزارون ساحرون کے گھر لوٹے وہ سب مال میرے
پاس بھرا ہی اُسی مین سے تمکو بھی دونگا اب موت کا وقت قریب ہی اپنے پاس رکھکر کیا کرونگا یہ کہکر
عمرو نے ایک پوٹلی جیب سے نکالی کہا اسقدر تو لیجیے اور بھی حاضر کرونگا اُسنے مالے کو عمرو کے گلے
سے اُتار لیا عمرو کو معلوم ہوا کہ جان آگئی ایک پوٹلی اور بڑی سی نکالی کنیز نے اُسکو بھی کھولا دیکھا کچھ
کشمش پستے بادام چھوہارے برفی کی ڈلیان موتی چور کے لڈو کنیز نے پوچھا خواجہ یہ کیا ہی عمرو یہ سنکر
رونے لگا کہا بی بی کیا کہون صبح کو جب شہزادے تشریف لاتے ہین تو دس پانچ لڑکے بھی سرفراز
کرتے ہین کسی کو برفی کی ڈلی دیدی کسی کو لڈو دیدیا آج صبح کے بانٹنے کی سب چیزین یہین تھین رکھی
رہگئین ایک لڈو چکھو شیخ کولی کے یہان کی مٹھائی ہی کنیز نے ایک لڈو دکھا یا منھ مین رکھتے ہی
گھلگیا جیسے ہی شیرہ حلق سے اُترا لڑکھڑا کے گری عمرو نے ٹانگ پکڑ کے کھینچا بجلیان بالیان
اُتار لین اسکو اپنی صورت بنا کے وہی موتیون کا مالا پہنا دیا آپ بشکل کنیز صحنچی سے نکلے اب جو
باغ مین آئے باغ کا دروازہ نہین ملتا چہار طرف ڈھونڈھتے پھرتے ہین دروازہ نہین ملتا
رات ہوگئی دروازہ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے کمند مار کر دیوار پر چڑھے جیسے ہی چاہا کو دون کہ
آسمان سے نعرہ ہوا منم ملکہ سنجاب جادو مجکو غافل سمجھا تھا عمرو نے چاہا کہ کودون دیوار نے
پانون تھام لیے کمند کے پھندے مین پڑ گئے سنجاب نے اُترکر خواجہ عمرو کو پکڑا کشان کشان
اُسی صحنچی مین لائی کنیزین خبر سُنکر دوڑین ہلڑ ہوا ملکہ آئین کنیزون نے دیکھا کہ عمرو کو پکڑے
طرف صحنچی کے لائی ہین ملکہ نے پکار کر کہا دیکھو صاحبو ہمنے منع کیا تھا گلبدن نے نہ مانا مجھے
مکان پر بھی جاکر خیال رہا اگر مین غافل ہوتی یہ ساربان زادہ نکلجاتا کنیز کے گلے سے موتیون کا
مالا اُتارا عمرو کو پہنایا گلبدن کو ہوشیار کیا کہا کیون گلبدن ہمنے منع کیا تھا ہمارا کہنا
نہ مانا دیکھا انجام کیا ہوا گلبدن رونے لگی کہا واری میری بجلیان بالیان تو دلوا دیجیے لاکھ
لاکھ کا عمرو نے کہا مین نہین جانتا سنجاب نے کہا رہنے دو کل جب قتل ہوگا تو سب چیزین
ملجائینگی اب تو عمرو کو اُسی صحنچی مین ڈالدیا اور سب کنیزین اپنے اپنے مقام پر جا لیٹین
اگر کوئی رفع حاجت کو نکلتی ہی خواجہ اُسکو پکارتے ہین کہ بُوا ایک بات سُن لو وہ ڈر موئے کہکر
چلی جاتی ہی خواجہ پر تو اس طور سے رات کٹ رہی ہی اب حال دربار دُربار ملکہ انجم اختر پیشانی
تحریر ہوتا ہی کہ جب عمرو کو پنجہ اُٹھا لیگیا برق فرنگی بھی رہا ہو کر آیا مہر طلعت رونے لگی کہا
صاحبو انصاف یہ ہی کہ عمرو کی ذات سے لڑائی فتح ہوئی ہم لوگ لڑتے لڑتے مرجاتے مگر یہ
ساحر نہ مارے جاتے خواجہ نے کیا کیا کار نمایان کیے مگر نہین معلوم کون دشمن لگا ہوا تھا کہ
خواجہ کو لے گیا ملکہ انجم نے کہا صاحبو کیون گھبراتے ہو تم لوگون نے دیوانہ بنا دیا مراۃ الغیب
اُٹھا کر لاؤ یہ سامنے ڈالا کوٹھا کھولو ابھی سب حال آئینہ ہو جائیگا اول تو ہم سمجھ گئے ہین کہ خواجہ
کو جو لیگیا بتلا سکتے ہین مگر مراۃ الغیب مین مفصل حال معلوم ہو جائیگا مہر طلعت نے وہ
کوٹھا کھولا دیکھا ایک تخت یاقوت احمر بچھا ہی اُسپر ایک آئینہ قد آدم اُسپر گرد پوش پڑا ہے

مہر طلعت نے عرض کی داری یہ مقام حاضر ہے ملکہ تخت سے اُٹھین منھ ہاتھ دھویا سر برہنہ پابرہنہ
سامنے آئینے کے آئین گردپوش ہٹایا دیکھا ایک شخص سیہ فام اُسمین بیٹھا ہے اپنا عکس اپنے کو
نہین معلوم ہوتا ہے ملکہ نے کہا اے ہمشبیہ سامری سچ بتادے کہ عمرو کو کون لیگیا اور اس وقت
عمرو کس حال مین ہے ایک تڑاقا ہوا اُس جوان نے بھی اندر سے اُف اُف کی آخر کو چیخ مار کر آواز دی
اے دریشہ دار ملک اعظم و اے محترم و محتشم بستے کیا پردہ ہے اب جو ملکہ انجم اختر پیشانی نے دیکھا کہ
پہلو مین آئینے کے ایک باغ ہے نہایت آراستہ اور ایک صحنچی مین خواجہ بیٹھے پیچ رہے ہین
کوئی خواجہ کے پاس نہین آتا ملکہ نے پکار کر آواز دی کیون خواجہ تمکو کسنے قید کیا عمرو نے کہا
سنجاب جادو نے ملکہ نے آئینے پر گردپوش ڈالدیا باہر نکلین کہا مہر طلعت تمنے سُنا
سنجاب جادو حرامزادی کی شامتین آئی ہین اُسنے خواجہ کو قید کیا ہے ابھی کل کا ذکر ہے کہ آکر
قدمون پر لوٹتی تھی چند روپیے والد نے دیے تھے کہ اسکا اہتمام کر وجب یہ اہتمام معقول ہوگا
تو ہم تمکو ملک کا مالک کرینگے اہالیان نور افشان نے کچھ اسکو زمین دی ہے اُسپر بڑی مغرور ہے
بتصدق پروردگار برلے اعانت صاحبقران جس وقت نور افشان مین داخلہ ہوگا
تو سب کو دیکھ لینگے ایک ایک کا حال کھلجائیگا مگر اب کانٹے ہمارے دامن سے ابجھتے ہین اگر
بی سنجاب سے منھ موڑین اور ظالمون کو بھی حوصلہ پڑیگا بی سنجاب کو اپنے سحر پر بڑا ناز ہے
کنیزون کی زبانی معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو نے جاتے ہی عیاری کی مگر یہ ذہن مین اُنکے نہین آیا
کہ پرایا گھر ہے اسنے باغ مین بڑا انتظام کیا ہے مگر سب حال کھلجائیگا خدا چاہیگا تو امان نہ ملیگی
مہر طلعت نے عرض کی داری حضور تکلیف نہ کرین کنیز جاتی ہے کہا نہین تو اتم انتظام کردین
لیکر خواجہ کو آتی ہون مین بھی ذرا سنجاب کا سحر دیکھون اُنکو بڑا اپنے سحر پر ناز ہے دیکھ لیا جائے
جو کچھ ہوگا یہ کہکے ملکہ اُسی وقت اسباب سحر آراستہ کرکے طرف باغ سنجاب کے روانہ ہوئین
یہان چار پہر رات گذر کر سنجاب ضیا بار مغرب آب باران رحمت برساتا ہوا چرخ زبرجدی پر برآمد
ہوا ضیا باری نور کی کرنے لگا تاریکی شب مع فوج ظلمت کو شکست حاصل ہوئی لشکر نور وضیا نے
اپنا عمل کیا شعاع مہر تابان کا جھنڈا اگڑا تاج کہکشان سر پر رکھکر گرجتا ہوا برستا ہوا بارش نور
از زمین تا چرخ برین اس دھوم سے تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا رعد نے نوبت بجائی
برق نے چشمک زنی کی ابر رحمت ضیا بار عالم نے تمام عالم کو سرسبز و شاداب کیا نقیبان رعد نے
آواز دی سیاہی شب دفع ہوئی مصرع سحر ہوگئی لو سحر ہوگئی اشعار

سحر چون زاغ شب پرواز بر داشت — خروس صبحدم آواز بر داشت
لحاف غنچہ از رو بر کشیدند — سمن از آب شبنم روے خود شست
عنادل لحن دلکش بر کشیدند — بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست

باغ مین غلغلہ ہوا نرگس نے آنکھین کھولین غنچے مُسکرائے حسینان گل نے منھ آب شبنم سے دھوئے
جام گلاب گردش مین آیا شراب شبنم نے کیفیت دکھائی عندلیب نے صدا داد بلا کی بلند کی
سنبل نے بال اپنے کھولدیے ہر نخل ماتم دار ہے برگ و بار بیقرار ہے پھل درختون سے گرنے لگے
پھول مرجھائے غنچون نے صدا نہ دی تمام کنیزین جمگھٹ کھڑی ہین کوئی ڈر کے مارے قریب

عمرو کے نہین جاتی کہ ایک ابر برستا ہوا آسمان سے ظاہر ہوا رعد کی گرج برق کی چمک باغ پر آ کے خوب برسا اس برسنے نے سنبل کی پریشانی کو بڑھا دیا پھول سرسبز و شاداب نہ ہوئے غنچے نہ چٹکے عندلیبان خوشنوا کی بیقراری گلون کی اشکباری تخت سنجاب کا اُس ابر سیاہ سے برآمد ہوا نقارہ رعد بجا برق سے چشمک زنی کی سنجاب نے آواز دی اسباب سیاست جمع کرو ہر سمت ہائے ہوا جلاد کو بلاؤ جلادان خرس طینت میمون خصلت خر سہلے بادیہ ضلالت خنجر ہاے برہنہ ہاتھ مین شلنگین لگاتے ہوئے غلغلہ کرتے ہوئے شعر سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد جیست + مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد جیست + ایک جانب کنیزون نے دارین استاد کین ایک جانب آرہ کش تسمہ کش چشم کن سب جمع تھے باغ مین ہنگامہ ہو سنجاب نے اشارہ کیا ساربان زادے کو لاؤ ایک جلشن گئی خواجہ عمرو کو کشان کشان لائی عمرو رات بھر مین کانٹا ہو گیا اُس ہنگامے کو دیکھکر گھبرا گیا سنجاب جادو ایک کرسی پر آ کے بیٹھی کنیزین سب دست بستہ کھڑی ہین جلاد غلغلہ کر رہے ہین دارین استاد ہین سب اسباب سیاست موجود ہر طرف سے یہی غلغلہ ہو کہ عمرو کو قتل کر لو اب یہ ساربان زادہ نہ بچے یہان بھی آ کے عیاری کی کنیزین کہہ رہی ہین کہ واری اب جلدی کیجیے عمرو کو قتل کرا کے پھر گانا ہو سنجاب جادو نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا صاحبو یہ بلاے روزگار ہو اگر رات کو کوئی تم مین سے اسکے قریب جاتا آفتین برپا ہوتین گلبدن کہتی ہو واری مجھپر کیا آفت نازل کی مگر آپ نے کیا کار نمایان کیا اگر ذرا بھی آپ غفلت کرتین تو یہ ظالم نکلجاتا دیوار تک تو پہونچ ہی چکا تھا سنجاب نے کہا مین رات بھر اسی خیال مین رہی کہ ایسا نہ ہو میری کسی کنیز کو پھانس لے آخر جو مجکو خیال تھا وہی ہوا مگر جلاد کو بلاؤ ایک جلاد صاحب ظلم و بیداد خنجر برہنہ ہاتھ مین کھینچے ہوئے تڑپ کر مجمع جلادان سے نکلا پکار کر آواز دی جسے حکم ہو مجھے اُسکو قتل کر دون سنجاب نے کہا عمرو کو قتل کر اور کیسے قتل کریگا کہا حضور مین سمجھا شاید کوئی اور بھی گنہگار ہو نگے ہاتھ وہ بھی قتل ہو جائے اشارہ کیا عمرو کو قتل کر جلاد نے ہاتھ پکڑ کے عمرو کا کھینچا عمرو نے کہا اے جلاد یہ جو موتیون کا مالا میرے گلے مین پڑا ہوا اسنے ہڈیان توڑ ڈالین اگر تجھسے ہو سکے پہلے اسکو گلے سے نکال لے میرا قلب تسکین پائے جلاد نے پکار کے آواز دی اے ملکۂ عالم اب اس شخص کا وقت قتل قریب ہو حکم ہو تو اسکے کپڑے اُتار لون یہ سب میرا حق ہو سنجاب نے اشارہ کیا جلاد نے موتیون کا مالا گلے سے اُتارا جب مالا اُتار کر ہاتھ مین لیا معلوم ہوتا تھا کہ کلائیان ٹوٹ جائینگی جلاد نے وہ مالا زمین مین ڈالدیا چپکے سے کہا آپ سر جھکا کر بیٹھیے ایک جلاد دگر مین مارون ایک کو آپ اُٹھکر قتل کیجیے خواجہ نے کہا بیٹا بڑا کمال کیا ہماری خبر ملکہ انجم کو بھی معلوم ہوئی برق نے تمام کیفیت چپکے چپکے بیان کی اور کہا ملکہ انجم اختر پیشانی بھی تشریف لائی ہین سنجاب جادو نے پکار کر آواز دی او جلاد یہ کیا باتین کرتا ہو جلد قتل کر برق نے اشارہ کیا کہ استاد اب مطلب خراب ہوتا ہو عمرو نے ایک ساحر کو خنجر مارا ایک کو برق نے قتل کیا ساحر کے مرنے سے اندھیرا ہوا اُس اندھیرے مین دونون بھاگے خواجہ

در باغ سے نکلے برق کمند مار کر کود ا سنجاب نے ابر کو اشارہ کیا خواجہ عمرو چاہتے ہین جست و خیز
کرکے نکلون کہ ابر سے چند قطرے پانی کے گرے دونون عیار منھ کے بھل زمین پر آرہے کنیزون نے
آکر دونون کو گرفتار کر لیا کشان کشان لیکر سامنے ملکہ سنجاب کے آئین سنجاب جادو نے کہا
کیون او ساربان زادے ہمارے اختیارات کو دیکھا ہمارا قیدی کہین بھاگ کے جا سکتا ہے
ارے بلاؤ جلاد کو دونون کو قتل کرے بلکہ ان دونون کو دار پر لٹکا دو جلادون نے پکڑکر برق و
عمرو کو دار پر لٹکا دیا سنجاب نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ تیر و کمان لاؤ چار سو کنیزان خاص
جو اسکی پشت پر کھڑی ہین تیر و کمان لیکر سب لیس ہوئین آمادہ ہین کہ ہماری ملکہ کا تیر چلے
تو چار سو تیر چلین خواجہ عمرو نے کہا کہ اب کوئی صورت بچنے کی نہین معلوم ہوتی ہر چند کہ
برق کہہ رہا ہے کہ استاد گھبرائیے نہین ملکہ انجم آیا چاہتی ہین خواجہ نے کہا یہان ملک الموت
کا سامنا ہے تو ملکہ ملکہ کیے جاتا ہے کیا ہمارا لاشہ آکر دیکھینگی اب فقط تیر مارنے کی دیر ہے
مگر وہ کارساز بچالے تو اسکے نزدیک سب کچھ آسان ہے خواجہ عمرو بلبلا بلبلا کے دعائین
مانگ رہے ہین بیتاب و بیقرار ہین دونون استاد و شاگرد اشکبار ہین خواجہ عمرو
پکار رہے ہین ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی اس آفت سے نجات دے آج تو کوئی صورت
زندگی کی معلوم نہین ہوتی برق خوب وقت پر پہونچا تھا مگر نکل نہ سکے ہر طرف ہنگامہ ہے
ایک ایک کا یہی قول ہے کہ آج خواجہ عمرو و برق نہین بچتے معلوم ہوتے سنجاب نے
کنیزون کو اشارہ کیا کنیزین کمانین لیکر برابر آئین چلے کھینچنے لگین تیر تین تین بھال کے چلا
چاہتے ہین سنجاب نے تیر چھوڑا چار سو طائران تیر پر کھولکر چلے اس وقت خواجہ عمرو و برق
تہ دل سے یا ملک کر دعا کر رہے ہین تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا قریب دار کے پہونچے تھے کہ
تیر پلٹے کنیزون کے سینون پر پڑے مہرہ پشت کو توڑکر پار گذرے سنجاب جادو نے تو
تیر کو قلم کیا آسمان سے برق کڑک کر گری زنجیر دار قلم ہوئی خواجہ عمرو چھوٹ کر ایک جانب
گرے برق تڑپ کر بھاگا ایک غار مین جاکر چھپا خواجہ عمرو نے گلیم اوڑھ لی آسمان سے
نعرہ ہوا انم ملکہ انجم اختر پیشانی ساٹھ سو کنیزان زرین پوش پشت پر سحر کرتی ہوئی غلغلہ ہے
کہ سنجاب جادو ہوشیار ہوجاؤ ملکہ انجم نے جو خواجہ عمرو و برق کو زیر دار نہ پایا بیقرار و
بیتاب ہوگئین سمجھین کہ خدانخواستہ عمرو و برق مارے گئے چہار جانب بیقرار ہوکر آواز دیتی ہین
کہ ای خواجہ برائے خدا آواز دو اگر قتل ہوگئے تو یہان کی زمین تک اڑا دونگی ہائے ایسا
محسن ایسا جان بخش ہمارا معین و مددگار کہان ہے کسی طرف سے آواز نہین آتی ملکہ لڑتی بھڑتی
ہوئی زمین پر آئین وہ وہ سحر کیے کہ زمین کے طبقے ہلا دیے سنجاب جادو بھاگتی پھرتی ہے
ملکہ انجم نے لڑتے لڑتے کنیزون سے کہا برائے خدا خواجہ کو دریافت کرو کہ کدھر
تشریف لیگئے میرے قلب پر چھریان چل رہی ہین اس حرامزادی نے شاید کہین خواجہ عمرو
کو چھپا نہ دیا ہو مین نے جب تک زنجیر دار کو کاٹا جب تک تو وہ لٹکے ہوئے تھے ہائے اگر
مین بدنصیب ہجران قریب خدمت مین صاحبقران کے کئی پوچھینگے کہ میرے عیار وفادار کو

کہا کیا مین کیا جواب دونگی قید خانے مین جمال باکمال کو دیکھا راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کاٹین کہا کرتی تھی وہ دن بھی ہوگا کہ ہم خدمت صاحبقران مین پہونچین کیا معقول سلسلہ ملا غنچۂ آرزو کھلا مگر فلک درپئے آزار ہے یہ کیا سامان دکھایا ہمارا کلیجہ منھ کو آیا قلب بھر آیا راتین طولانی ہوئین انکا گننا دشوار جدائی مین خواجہ کے یہ کیفیت ہے نظم

موسم گل ہے جنون ہے شور و شر پر اندلون
جن چڑھا رہتا ہے دیوانون کے سر پر اندلون

روے روشن یار کا پیش نظر ہے روز و شب
آنکھ کسکی پڑتی ہے شمس و قمر پر اندلون

بوسۂ لب ہاے شیرین کا ہے دل کو اشتیاق
رال ٹپکی پڑتی ہے شہد و شکر پر اندلون

پہلوؤن مین درد رہتا ہے فراق یار سے
گاہ دل پر ہاتھ ہے گاہے جگر پر اندلون

بادشاہ وقت ہے حسن جوانی سے کبا
لال پر وہ ہے لٹکتا اُنکے در پر اندلون

دیکھتے ہین ہنس کے دانتون کی چمک وہ آنجل
کوندتی بجلی نہین کس کس کے گھر پر اندلون

رخ سے پہلے کار عاشق کرتے ہین گیسوے یار
شام کا قصہ نہین رہتا سحر پر اندلون

بانس لگواتا ہے اکثر جاکے وہ بالا بلند
سرو و شمشاد و صنوبر کے شجر پر اندلون

سرخ کندن سے ہے رگھنا نشۂ می رنگ یار
زر طلب مرجاتے ہین اس سیمبر پر اندلون

عشق دندان نے نہایت کر دیا ہے ناتوان
دوڑتی نیت ہے معجون گہر پر اندلون

کوٹ کر ہی زور سودا ہے پری نے بھر دیا
دیو بھی چڑھتا نہین اپنی نظر پر اندلون

متصل عاشق روانہ ہوتے ہین سوے عدم
ہاتھ رکھے پھرتے ہین وہ بھی کمر پر اندلون

کون اُس محبوب کو لکھتا نہین حالات شوق
مار رہتی ہے خطون کی نامہ بر پر اندلون

موم آہن کرتے تھے یا دل پگھل سکتا نہین
آہ کیا پتھر پڑے تیرے اثر پر اندلون

کون فصل گل مین اے آتش نہین پیتا شراب
بھیڑ سی ہے بھیڑ میخانے کے در پر اندلون

جب ملکہ نے بیقرار ہوکر یہ کلام کئے تو ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی کہ واری آپ کیون اسقدر گھبراتی ہین مین عمرو کو دیکھ آئی خواجہ عمرو اسی مجمع مین ہین آپ نہ گھبرائین یہ کہتے ملکہ انجم کو بائین آنکھ کا تل دکھا دیا یا تو رنگ روے ملکہ انجم اختر پیشانی متغیر تھا یا غنچۂ گل شگفتہ ہوا چمک چمک کے لڑنے لگین سنجاب جادو نے سحر کرکے ابر سیاہ گرایا ابر سے ہزارہا تلوار گری ملکہ کی کئی سو کنیزین قتل ہوئین لاشئے زمین پر گرے صاف ثابت تھا کہ ستارہاے سحری چمک رہے ہین پلیٹ کے جو ملکہ انجم نے یہ دیکھا تیغچہ کھینچکر بقہر و غضب سنجاب جادو پر چاپڑین اُسنے بھی تیغچہ کھینچا دونون مین تیغچہ چلنے لگا ہر مرتبہ بجلیان لپٹ جاتی ہین سپرون کی سیاہی اُڑ رہی تھی پھول سپرون کے مرجھا گئے سپرون نے دامن سے پھول گرا دیے ملکہ انجم نے دو چار وار کرکے کہا او سنجاب دیکھ یہ کیا آتا ہے سنجاب نے سر اُٹھایا دیکھا شاخ نخل پر ایک طائر زمزمہ سرائی کر رہا ہے جیسے ہی نگاہ سنجاب کی طائر سے ملی طائر نے آواز دی او سنجاب تجکو شرم نہین آتی شہنشاہ فیروزہ پوش کی دختر سے مقابلہ کرتی ہے شہنشاہ فیروزہ پوش اپنے بادشاہ عالیجاہ تھے ایک خوف سا دل مین سنجاب جادو کے آیا اتنا ہی کہنا کہ ملکہ نے

نیمچہ مارا کہ سر اُسکا زخمی ہوا سنجاب جادو بد حواس ہو گئی پیچھے ہٹی ملکہ انجم نے سامنے مین اسکو
تلوار کے لیا ہر مقام پر چاہتی ہین کہ نیمچہ مار دون کہ سر کہ سکان تن سے اُڑ جائے سنجاب جادو
کبھی بیٹھ جاتی ہی کبھی اُٹھ کھڑی ہوتی ہی کبھی لوٹ مار کر نکل جاتی ہی مگر ملکہ انجم پیچھا نہین چھوڑتین ہر گز
یہی قصد ہی کہ نیمچہ مار دون اسکے دو ٹکڑے ہون ایسا موقع پھر نہ ملیگا سنجاب اُنے بیقرار ہو کر
ایک چیخ ماری کہا سب خیر خواہ مر گئے مثل ابر کے سنجاب گڑ گڑائی پہلو سے آواز آئی بیٹا نہ
گھبرانا مین آپہونچا اب سب نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بال سر کے بڑھے ہوئے بالون کو
چہرے سے ہٹاتا ہوا ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی آواز دی او انجم خبردار کیا کرتی ہی منجم
سکان جادو اگر سنجاب قتل ہو گئی ان قلعہ جات کو بہا دونگا اُڑا دونگا ملکہ انجم اختر پیشانی
طرف سکان کے پلٹین دیکھا کہ ایک ساحر بڑے قد کا کف افسوس ملتا ہوا جھپٹ کے بیچ مین
آپڑا سنجاب کے سر سے خون بہ رہا ہی کئی ہزار کنیزین قتل ہو چکین ملکہ انجم نے زمین ہلا دی
رفقا اسکے سب بھاگے بھاگے پھر رہے ہین بعضے دیوانے ہو گئے گریبان پھاڑے ہوئے ہاے
ملکہ انجم ہاے ملکہ انجم کرتے پھرتے ہین سکان جادو جو مقابلے مین ملکہ انجم کے آیا پہلے اسنے
کئی گولے مارے ملکہ جب مسکرائین گولہ پھٹ گیا اُلٹا پلٹ کے اُسی کی فوج پر گرا بیس ہزار
ساحر بھی اسکے ساتھ آئے ہین جب گولہ پھٹ کر پلٹا دو ہزار کے کلیجے پھٹ گئے آدھے
ساحر سکان کے بھی مارے گئے سکان نے دیکھا میرا سحر کرنا مضر ہوتا ہی میری فوج تباہ
ہو گئی لڑتے لڑتے سامنے سے بھاگا ملکہ انجم نے کئی مرتبہ للکارا پلٹ کر اُسنے جواب بھی نہ
دیا سنجاب گھبرا گئی کہ بابا جان بھاگے جاتے ہین کنیزون سے کہا مجھکو بڑی قوت ہوئی تھی کہ
بابا جان اسکو مار لینگے کنیزون نے کہا واری حقیقت مین ملکہ انجم کا سحر بڑے قیامت کا ہی
شہنشاہ فیروزہ پوش ہر ہفتے مین امتحان لیتے تھے انجم سب پر غالب آتی تھی سکان نے
ایسے سحر کبھی دیکھے نہین سنجاب جادو نے کہا بابا جان کے عجائب و غرائب سے تم لوگ
آگاہ نہین ہو تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ سکان جادو غل مچاتا ہوا پیدا ہوا اور للکارا کہ
او انجم کہان جاتی ہی یہ سنکر انجم پلٹ پڑی سکان کو دیکھکر مسکرائی مسکراتے ہی پھول
برسے کئی ہزار ساحر اسکے پھر جل گئے سکان جادو جھپٹ کے قریب آیا جیسے ہی ملکہ نے
تیغہ کھینچا قصد ہوا کہ اسکا سر کاٹ لون سکان نے ایک چیخ ماری ملکہ انجم کو اسکی آواز
سے ایک سکتہ سا ہوا اسنے منھ کے سامنے ملکہ کے جو کہ ڈبیا ہاتھ مین لیے تھا کھولکر خاک
قبر سامری کو اُڑا دیا غبار اُڑا وہ زرد خاک جو منھ پر ملکہ انجم کے پڑی رنگ رو متغیر ہوا لہرانے
لگین لڑکھڑا کر گرین بیہوش ہو گئین اب جو سکان فوج پر گرا سنجاب سے اشارہ کیا انجم کو
گرفتار کرے مگر خبردار زبان مین سوزن نہ دینا میرا سحر میری زندگی مین باطل نہین ہو سکتا
جب تک کوئی مجکو نہ قتل کریگا اسکے حواس درست نہ ہونگے سب دیکھنے والے دیکھ لین کہ مین
اتنے عرصے مین قبر سامری پر گیا غبار قبر سامری جاروب کشی کر کے لایا اُسی سے مین نے
اسکو بیہوش کیا سنجاب لئے آتے ہی ملکہ انجم اختر پیشانی کو مسلسل کیا ہاتھ مین ہتھکڑیان

پاؤن مین بیڑیان چند اسباب جہالت زیور آہن جسم پر ملکہ انجم کے آراستہ کردیا ملکہ انجم کی جو
آنکھ کھلی حیران حیران چہار جانب دیکھتی ہین کوئی سحر یاد نہ آتا تھا درہ رہ کے دل گھبراتا تھا
کنیزین بھاگ کے درہ ہاے کوہ مین مخفی ہو مین ہر ایک کا یہی قول تھا کہ جسنے ملکہ کو بیہوش کرلیا
ہم اُس سے کیا مقابلہ کرسکتے ہین کس بلا کی خاک لایا کہ جب سے ملکہ کو بیہوش کرلیا سنجاب
نے گلنار کنیز سے کہا کہ تو قید کو لیے رہ جیسا والد فرمائینگے ویسا کرنا میرے زخم مین زیادہ
درد ہو مین مرہم جمشیدی لگاؤن گلنار کنیز قید ملکہ انجم لیے ہوئے الگ کھڑی ہو جیسے ہی
شفا خانے کے دروازے پر سنجاب جادو پہونچی دیکھا ایک بڈھا جراح ہاتھ پاؤن مین رعشہ
عینک لگائے ہوئے چپکا کھڑا ہو سنجاب کو دیکھکر سلام کیا کہا حضور کے سر پر یہ زخم کہانسے
آیا سنجاب کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا بڑے میان صاحب کیا کہون انجم کے ہاتھ سے
زخمی ہوئی ایسا خنجر بدعت سر پر لگا کہ ابھی تک زخم مین سوزش ہو رہی ہو بڈھے نے کہا
لائیے مین ٹانکے لگادون میرے پاس مرہم جمشیدی ہو اُس مرہم کی یہ تاثیر ہے کہ پٹی
چڑھائی اور صحت حاصل ہوئی اُستادی یہی کہ پٹی چڑھائی مرہم لگے آپ اچھی ہوگئین
آپ بادشاہزادی ہین آپ کی زندگی سے خلقت کو آرام پہونچتا ہو ہم قبر مین پیر لٹکائے
بیٹھے ہین سرکار پر نثار ہو جائینگے مرہم جمشیدی کی پٹی حضور کے سر پر ضرور چڑھائینگے درد
ابھی جاتا رہیگا خنکی حاصل ہو ٹھنڈک پڑ جائے مگر ذرا تنہائی مین تشریف لے چلیے
پہلو مین ایک خیمہ استادہ تھا سنجاب بڑے میان کو ساتھ لیکر اندر چلین اور یہ کہتی ہوئین
کہ بڑے میان صاحب جو تمنے کہا ہو اگر یہی ہوا دولت دنیا سے تمکو نہال کردونگی عمر بھر
کسی کے محتاج نہ رہوگے بڑے میان نے کہا کہ حضور ایسی خدمت کردون کہ آپ بہت
راضی ہون سنجاب جادو خوشی خوشی خیمے مین گئی چند کنیزین ساتھ تھین بڑے میان
نے کہا تم سب یہین ٹھہرو یہ علاج معرکے کے ہین تل کی اوٹ پہاڑ ہو ابھی ابھی خنکی
حاصل ہوگی کیا مجال جو زخم مین درد ہو ایک ایک ٹانکے پر آپ کو معلوم ہوگا کہ
برف کی ڈلیان سر پر رکھدین سنجاب جادو خیمہ مین آئی بڑے میان نے سر کے
زخم کو دیکھا بیٹھ کر ٹانکے لگائے سنجاب نے سسکی بھری بڑے میان نے اپنے ڈبے
سے ایک پڑیا نکالی کہا اس سفید دوائی کو سونگھ لیجیے پھر ٹانکے لگانے سے درد نہ ہوگا
سنجاب جادو جب سے زخمی ہوئی ہو ہوش و حواس اسکے پراگندہ ہین بلکہ اسکو
خیال تھا کہ یہ زخم میری جان لیگا بڈھے نے جو تسکین کی باتین کین وہ پڑیا اسنے ہاتھ مین
لی بڈھے نے کہا ملکہ کھلی ہوئی بات ہو کہ یہ پڑیا بیہوشی کی ہو چند ساعت کے واسطے
آپ بیہوش ہو جائینگی جس طرح میرا جی چاہیگا ٹانکے لگاؤنگا مجکو بڑا خیال یہ ہے کہ یہ
جو پتلے سونے کے آپ کے گلے مین پڑے ہین یہ ضرور آپ کو منع کرینگے آپ کے دل کو
شک ہوگا اس واسطے مین نے آپ سے صاف صاف کہدیا کہ مجکو بیہوش کرنا منظور ہو
براے چند ساعت ان پتلون کو گلے سے اُتار ڈالیے سنجاب کو زخم اچھے ہونے کی

ایسی خوشی ہی کہ اسنے گلے کے پتلے اور بازو کے پتلے سب اُتار کر رکھ دیے پتلے نہین نہین کرکے
سر ہلاتے جاتے ہین سنجاب جادو نے کہا ارے کمبختو تم کیون گھبراتے ہو اُس بیچارے نے
تو صاف صاف کہدیا لمحہ بھر مین میرا کیا ہرج ہو گا بُرا نا نوکر سرکاری برسون سے ہمارے
گھر کا نمک کھاتا ہی اس سے ہمین کیا خوف ہی پتلے ساکت ہو گئے ایک پتلہ زیادہ سر ہلاتا ہی
سنجاب جادو نے ایک دھول ماری کہا نگوڑے اس وقت بھی نہین نہین کرتا ہے جب
انجم نے پنجہ مارا تب سر اپنا نہ آگے کردیا ہمین ہو جاکر تے کرتے عمرین گذرین جو کھایا وہ کھلایا
روز شراب پلائی اس وقت سر ہلاتا ہی وہ پتلہ سر ڈال کر ساکت ہوا اب بڈھے نے پڑیا بیہوشی
کی سنگھائی سنجاب نے اوپر کی جو سانس کھینچی قاتل بیہوشی دماغ مین پہونچی چھینک مار کے
بیہوش ہوئی بڈھے نے بسہولیت تمام دماغ پر اسکے پٹی بیہوشی کی چڑھائی زخمون مین بھی اسکے
ٹانکے لگا دیے گود مین اُٹھا کر نذر زنبیل کیا رنگ و روغن عیاری کا پاس سے نکالا سنجاب
کی شکل بنکر تیار ہوے۔ یہی لباس وہی زیور جسم پر آراستہ کیا ایک پٹی مرہم کی سر پر چڑھائی
ہنستے ہوئے خیمے سے نکلے کنیزون نے کہا واری بڈھا جراح کہان گیا کہا حرامزادیو چپ رہو
اُسنے سر مین میرے ٹانکے لگائے ننگا کھلا مجھے دیکھا مین نے اُسکو غرق زمین کردیا اپنے اپنے
کام کو جاؤ مین جا کر بی انجم کو قتل کرون یہان سکان لڑائی فتح کرکے پلٹا دیکھا گلنار قید ملکہ
انجم اختر پیشانی لیے کھڑی ہی سکان جادو نے کہا ارے سنجاب کہان گئی کہا حضور شفاخانے
مین تشریف لے گئی ہین سر کے زخم نے اُنکو بہت پریشان کیا تھا کہا جلاد کو بلاؤ انجم کو قتل کرے
مین جا کر عمرو کو تلاش کرون جب تک عمرو نہ مارا جائیگا معرکہ صاف نہ ہو گا وہ بھاگ کر میرے
ہاتھ سے کہان جائیگا جہان جائیگا وہان سے پکڑ کر لاؤنگا جب تک مجکو چین نہ پڑیگا اور
پکار کر آواز دی کہ سنجاب جادو کو بلاؤ وہ دارین استاد کرائے قتل مین انجم کے دیر نکرے
کنیزین دوڑین سنجاب نقلی خیمے سے نکلی ہین کہ کنیزون نے بڑھکر عرض کی کہ آپ کے
والد نامدار یاد فرماتے ہین سنجاب نقلی نے کہا صاحبو آج باباجان نے بڑا کام کیا کیا
جلد اسکو گرفتار کرلیا جو لوگ زخمی ہوکے بھاگے اُنکی زبان پر یہی تھا کہ انجم کے سامنے سے
سکان بھاگے جاتے ہین صاحبو صاف تو یہ ہی کہ مین بھی نہین سمجھی کہ بھاگنے مین کیا راز ہے
مگر کیا جلد قبر سامری پر گئے اور غبار لیکر آئے کیا خاک اُڑائی اس ظالم کو اپنے سحر پر بڑا
ناز ہی مگر وہ شہر لائے کہ جسکا توڑ ہی ممکن نہین کیا جلد گرفتار کرلیا انجم نے اپنے نزدیک اپنے
بزرگون کا بدلا لیا اجلال و محلال بھڑوے جاہل واجبل مارے گئے ہماری سلطنت کو کون
مٹا سکتا ہی ہینے کس زور و شور سے سلطنت لی عملداری قایم کی کہ چند ساحر بھی دوڑے
ہوے آئے پکار کر آواز دی ملکہ اب دیر نہ کیجیے آپ کے والد یاد فرما رہے ہین چلکر ملکہ
انجم کو قتل کیجیے ملکہ سنجاب نقلی چلین کنیزین سب ساتھ ساتھ سکان جادو لڑائی فتح کرکے
پلٹا ہی کیسا پھولا ہی بیٹی کو جو آتے ہوے دیکھا کہا بی بی میدان خوبی کی جلد تیاری کرو اسکے
قتل مین دیر نہ ہو بی بی اگر خیال کرو تو اسنے بڑی اقلیم کو مٹایا کیا جھٹ پٹ ان سب کا

خاتمہ ہوا ایسی ساحرہ نامی وگرامی ایسی جلد قتل ہوئے کہ زور نہ چلا ملکہ انجم اختر پیشانی سرنگون چہرہ زرد ہونٹھون پر آہ سرد آنکھون سے اشک حسرت جاری بحر فراموش دریاے حیرت کا جوش حیران حیران چہار جانب دیکھ رہی ہین کبھی دل سے کہتی ہین خواجہ عمر وکہان گئے افسوس اس وقت مین اُنھون نے بھی ساتھ چھوڑا ہماری خبر نہ لی کہ سنجاب نقلی نے آگ سر زنجیر کو ہلایا ہنسکر کہا کہو بی بی کیا گذری عاشقون کو قتل کر آئین یہان تو تمھارا کوئی عاشق نہین ہی سحر کا خاتمہ ہوا کچھ خوف نہ آیا دیکھو اب ساربان زادے کو بھی گرفتار کرکے لاتے ہین اب کیا وہ ساربان زادہ بچیگا گھوڑا چھوٹ گیا ملکہ انجم نے کچھ جواب نہ دیا شرما کے سر جُھکا لیا کلیجہ دھڑکنے لگا کنیزون سے کہا جلادون کو بلاؤ جلاد حاضر ہونے لگے اب سنجاب نقلی کو یہ بڑا خیال ہی کہ ملکہ انجم سے دریافت کرون کہ مرتے ہی سکان جادو کے آپ کو سحر یاد آجائیگا کنیزون نے جھٹ پٹ دارین استاد کین جو ساحر کہ سکان کے ساتھ آئے ہین وہ اکڑتے پھرتے ہین مال لوٹتے ہین کمرین اشرفیون سے بھری ہین ملکہ کی کنیزون کو تاک رہے ہین کوئی کہتا ہی اسکو ہم لینگے کنیزین اپنی جان سے بیزار ہین دعائین مانگ رہی ہین کہ خداوندا ہماری آبرو کو بچانا ہم ان نامردون کے قبضے مین ہین یہ بیحیا بنگاہ بد دیکھ رہے ہین خدا ہماری عصمت کو انکے ہاتھ سے بچائے جس طرح تو نے ہماری ملکہ کو ہاتھ سے اجلال کے بچایا اُسی طرح ہم پر بھی رحم کر کلیجے دھڑک رہے ہین قلب پھڑک رہے ہین اب تو یہ کیفیت ہی نظم

روز ازل کہ گشت غمت آشناے دل ، دل مبتلاے غم شد و غم مبتلاے دل
طوفان گریہ در گرد یک بہانہ است ، از من مپرس حال کسے ماجراے دل
دل پارہ پارہ کردہ بزاغان صلاد ہے ، گر قدر دل بہ پیش تو نیست داے دل
ترسم کہ تاب پرسش فردا نیاوری ، امروز یک دو بوسہ بدہ خونبہاے دل
ہمچون سپند پیش تواے مختصر پسند ، در نالہ ہم تمام کنم مدعاے دل
بیرون روی ز خانۂ آئینہ بیدماغ ، خوش کردہ براے چہ گلگشت سراے دل
می نالم از براے دل و میکنم دعا ، یارب کسے مباد اسیر بلاے دل
ز انسان کہ طفل در پئے دیوانہ می فتند ، اشکم برہنہ پاے دوید از قفاے دل
او پہلویم کجا نشیند کہ از غرور ، پیکان او و مے نہ نشیند بجاے دل
جانان بیا ببین کہ چسان میدہم آب ، از گریہ لختہاے جگر پارہ ہاے دل
واقف مپرس حاصل سوداے زلف ما ، یعنی خریدہ ایم بلائے براے دل

اس طرح کنیزین بلک رہی ہین کہ سُننے والون کے کلیجے پھٹتے ہین پکار پکار کے کہتی ہین او بیحیاؤ ہمکو نظر ذلت سے نہ دیکھو تین برس اجلال کے دام تزویر مین گرفتار رہے اُنکے ملازمون نے کیسے کیسے دباؤ ڈالے لیکن اللہ نے ہماری آبرو کو بچایا کبھی کسی سے ملوث نہین ہوئے جب دارین استادہ ہوچکین جلاد حاضر ہوئے سکان جادو نے پکار کر کہا اے فرزند قتل انجم کو حکم دو سنجاب نقلی نے ایک کنیز کو اشارہ کیا کنیز نے

ملکہ کو لاکر سامنے بٹھایا جلاد تلوار کھینچکر سر پر آیا سکان بے ایمان نے پکار کر آواز دی او جلاد اس عورت کو قتل کر اُس جلاد نے پکار کر آواز دی ای شہنشاہ یہ دختر شہنشاہ فیروز ہی ہر چند کہ اُن ساحرون کو قتل کیا کہ جنکا عدیل و نظیر ممکن نہ تھا اجلال و محلال و ہمنکال در مان کہ جنکا مثل ممکن نہ تھا اپنے زمانے کے سامری و جمشید تھے انکو اس ظالم نے یون قتل کیا کس حسرت و یاس سے بیچارے مارے گئے اجلال کو اپنے سحر کا کیا دعویٰ تھا اقلیم کی اقلیم بیچراغ پڑی ہر حکم اول ہی سمجھ بوجھ کے حکم دیجیے گا قتل کرنا ہمارا کام ہے جلانا ہمارا کام نہین سکان نے کہا لاکھ حکمون کا ایک حکم دیا تو کیون ڈرتا ہے کون شہنشاہ فیروز کوئی اُس بادشاہ کا اب نام بھی نہین لیتا مقام افسوس ہی کہ ایسی مہ جبین کے قتل کا یون حکم ہوتا ہی سکان نے کہا بیجبا تیرا کلیجہ کیون دکھتا ہی ملکہ سنجاب جادو دوڑ کر باپ کے پاس آئی شانے پر ہاتھ رکھدیا سینے سے سینہ ملادیا سکان جادو نے سسکی لی سنجاب نے کہا باباجان جس بات کو جی چاہے مین حاضر ہون جی مین کہتا ہی اگر سکان کیا غضب کی بات ہی کہ پال پوس کے غیر کو حوالے کردین اب کیا ہم اس بات مین عاجز ہین کہا بیٹا دل بہت خوش ہوا اس فتح کی مبارکباد مین کچھ ہمکو نذر دو گی چھوٹی سنجاب کا سامنا ہوگا اُس وقت انکار نہ کرنا سنجاب نے مُسکرا کے کہا مین تو مدت سے آرزو رکھتی ہون آپ کچھ ایسی بیوفائی فرماتے ہین کہ اب تک مطلب نہ نکلا سکان نے کہا بی بی آج شب کو جشن ہوگا انجم کے قتل کی بڑی خوشی کرو اُسی خوشی مین یہ مطلب بھی ہو جائیگا سنجاب نے اور زیادہ لگاؤ کیا سکان مر گیا دل سے کہتا ہی یہ مسئلہ ہمارے علما دستخط کر چکے ہین کہ جو کوئی تخم بوئے اور وہ نخل بار لائے تو پہلے آپ ہی کھائے صاف صاف تو لکھا ہی کھالو بی بی ذرا حکم دو کہ جلاد اُسے قتل کرے سنجاب نے ٹھنک کر کہا دیکھیے بڑے زور و شور سے ابر سیاہ اُٹھا اسکی وزیر زادی آتی ہی جیسے ہی سکان پلٹا کہا کہ ارے کون آتا ہی سنجاب نقلی نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے جاہا اسنے کہ تڑپ کر نکلون حباب ما سا بیہوش ہوا عمرو نے خنجر کھینچکر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک آگ برسنے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من سکان جادو بود ہر سمت سے صداے احسنت و آفرین بلند ہی کنیزان ملکہ کو سحر یاد آیا ملکہ انجم اختر پیشانی نے جلاد کو طمانچہ مارا سر اُسکا اُڑ گیا تین لاکھ جادوگر کھڑے تھے وہ ملکہ انجم پر آپڑے ملکہ انجم اختر پیشانی آمد فوج دیکھکر ہنسی انکا ہنسنا اُنکا رونا دس ہزار جادوگر پکار اُٹھے نظم

ہماری آہ وہ شنا جو واہ کرتے ہین	غزل سرا ہوئے ہین ہم کہ آہ کرتے ہین
سزا ملیگی جو انسان چاہ کرتے ہین	بیان فرشتون کو محبوس چاہ کرتے ہین
کبھی جو ہم شب فرقت مین آہ کرتے ہین	دھوین سے اور جہان کو سیاہ کرتے ہین
جو عشق زلف صنم کا گناہ کرتے ہین	عذاب گور مین مار سیاہ کرتے ہین
ہم اپنے رونے سے فرقت مین بزم طوفان خیز	ہم آج کشتی مر کو تباہ کرتے ہین

گدائے میکدہ کس چین سے ہین خاک نشین
خبر نہین جنہین کچھ انقلاب گردون کی
نہ کیسے گور غریبان کو شہر خاموشان
ہم اُس صنم کی پرستش مین محو ہین زاہد
غنیم موت ہی اُس سے بھلا لڑیگا کون
یہ ہمکو سوجھے ہین زلف سیاہ کے مضمون
کسی کے دل مین رہے تا نہ حسرت شاہی
لبشری کچھ نہین کا ہیدہ اُسکے قامت پہ
سیاہ کار جو ہم مست ہین تو کیون ساقی
فراق مین مرے اشعار ایسے ہین پُر درد
ہم اب ہین عاشق خط پیش ازین تھے عاشق رُخ
دلا نہ چین ہو دن رات اگر ہے دعوی عشق
بھلا تکبر و غیبت سے زاہد و حاصل
ترے جمال کو دیکھین زمین پر آ کر
جو نا امید ہین اہل ورع ہین ای ناسخ

یہ عیش تخت پہ کب بادشاہ کرتے ہین
غرور نیر اقبال و جاہ کرتے ہین
کہ داد داد فری دادخواہ کرتے ہین
خدا کا جسپہ بشر اشتباہ کرتے ہین
عبث جناب فراہم سپاہ کرتے ہین
کہ آج دستے پہ دستہ سیاہ کرتے ہین
فقیر اسلیے نام اپنا شاہ کرتے ہین
وہ دم مین سرو کو بھی برگ کاہ کرتے ہین
سفید ریش کو زاہد سیاہ کرتے ہین
کہ سامعین عوض واہ آہ کرتے ہین
جو گل نہین ہی تو سیر گیاہ کرتے ہین
کہ محکمے مین طلب دو گواہ کرتے ہین
یہ رند کیا ہی مزے کے گناہ کرتے ہین
فلک کی سیر عبث مہر و ماہ کرتے ہین
امیدوار شفاعت گناہ کرتے ہین

سر ٹکرانے لگے کسی نے تلوار سے اپنا گلا کاٹا خواجہ عمرو نیچہ پکڑ کر گرے ملکہ انجم حیران ہین کہ خواجہ نے سنجاب کی شکل بنکر سکان جادو کو مارا سنجاب کیا ہوئی خواجہ جو لڑتے ہوئے قریب آئے ملکہ انجم نے ہاتھ پکڑ لیا کہا خواجہ سنجاب کو کیا کیا عمرو نے کہا حال کُھل جاینگا دیکھین سحر ملکہ انجم نے ایسا کیسے کہ ڈیڑھ لاکھ جادوگرون نے اپنی جان دی سر ٹکرائے تھے شور و غل مچاتے تھے تلوار چل رہی تھی جب ڈیڑھ لاکھ جادوگر داصل جہنم ہوئے افسران فوج نے آپسمین صلاح کی کہ یار دیکھئے بھروسے پہ لڑ رہے ہو سکان قتل ہوا ملکہ سنجاب کا پتہ نہین ملتا علم فوج تک قتل ہوا آخر کسکے بھروسے پہ لڑین سب نے عرض کی آپ لوگون کو اختیار ہی ہم سب تابعدار ہین جسکی آپ اطاعت کرینگے ہم بھی اُسی کے شریک ہونگے افسران فوج نے جھکر ملکہ انجم سے عذر کیا کہ ہم آپ کی تابعداری کرتے ہین جنگ سے عاجز آ گئے جو آپ نے کہا تھا وہی ہوا سب ساحر آ کر قدمون پر گرے خواجہ عمرو بھی ساتھ ہین سب کو مطیع اسلام کیا بارگاہ سنجاب کی استادہ تھی اُسی مین آ کر داخلہ کیا تخت پر آ کر ملکہ انجم جلوہ فرما ہوئین سنجاب کو خواجہ عمرو نے زنبیل سے نکالا ستون سے باندھ دیا زبان مین سوزن دیا اب ہوشیار کیا سنجاب کی آنکھ کھلی دیکھا ملکہ انجم اختر پیشانی تخت پر بیٹھی ہین تمام سردار حاضر ہین خواجہ عمرو کرسی پر بیٹھے ہین عمرو نے پکار کر آواز دی ای ملکہ سنجاب جادو تُمنے قدرت خدا کو دیکھا کہ اجلال و محلال سب واصل جہنم ہوئے جبکا حق خدا کی طرف سے تھا اُسکو پہونچا یہ کل اقلیم ملکہ انجم اختر پیشانی کے قبضے مین آئی ای سنجاب دیکھا سکان کو کیونکر مارا

تمھاری شکل بنکر اُسکو بھی ستایا کیا بد باطن بکھا بیٹی سے وصل پر راضی ہو گیا ای سنجاب جادو تمکو
مناسب یہ ہی کہ ملکہ انجم اختر پیشانی کی اطاعت کرو اب سالوس پر سامان لشکر کشی ہوگا انشاء اللہ
چلکر اُسکی خدائی کو مٹا اینگے مغرور کو اپنی خدائی پر بڑا ناز ہی انشاء اللہ اب وقت مرگ اُسکا
بھی قریب آیا زوجہ و دختر اُسکی شریک اہل اسلام ہین ان سب سے معرکے پڑینگے کیا
تم لوگون کا مذہب ہی یا تو سامری و جمشید کو مانتے تھے یا اب سالوس کو مانتے ہو سالوس
مین کون شان خدائی کی ہی بجز دے کو اپنی پشت کی خبر نہین مگر ہمکو کون نے اُسکی خدائی کو
مشہور کیا پروردگار وہ ہی کہ جسنے زمین کو پانی پر بچھایا آسمان کو بے ستون بلند کیا اس طرح
ثوابت و سیارگان ماہ و خورشید کو کیا مرتبہ بخشا اس طرح خواجہ عمرو نے مذمت کفر و صفت
رب اکبر بیان کی کہ زنگ کفر آئینۂ دل سے سنجاب کے دور ہوا قلب کو سرور ہوا تصدیق
دل مطیع اسلام ہوئی خواجہ نے زبان سے سوزن نکال لیا چھوٹتے ہی قدمون پر ملکہ انجم
کے گری کرسی سرکار سے مرحمت ہوئی یہ کرسی پر آکے بیٹھی خواجہ عمرو نے فرمایا مہر طلعت
گھبراتی ہوگی اب چلنے کی تدبیر کرو اُسی وقت ملکہ انجم نے حکم دیا کہ لشکر تمام آراستہ و پیراستہ
ہوا نیا اور پرانا لشکر سب ملا کر ساٹھ ستر ہزار فوج ہوئی ان سب کو ساتھ لیکر کوچ کیا
سنجاب جادو منتظم لشکر ہی مہر طلعت کو خبر ہوئی کہ لشکر آتا ہی دریافت کیا کہ کون منتظم ہے
ہرکارون نے کہا ملکہ سنجاب جادو مہر طلعت گھبرا گئین کہ سنجاب جادو کیونکر مطیع ہو گئی
اور لشکر کا تماشا دیکھنے لگین دیکھا کس جس دھج سے لشکر ساحرون کا آکر پہونچا آگے آگے
ملکہ سنجاب جادو انتظام کرتی ہوئی ملکہ انجم اختر پیشانی تخت پر چار طاؤسان زرین بال کسے
ہوئے حیران جمال و محو دیدار ہو گئی سب دیکھنے والے بنگاہ حسرت انجم کو دیکھ رہے ہین
کہتے ہین حسن مین اسکا کوئی مثل نہین جملہ اعضا درست سحر مین چالاک و چست تاج سر پر
رکھا ہوا چھوٹ جسکی پڑ رہی ہی مہر طلعت قصر سے اُتر آئی جھک کے سلام کیا پایہ تخت
کو بوسہ دیا ملکہ انجم تخت سے کود پڑی مہر طلعت کو گلے سے لگا لیا کہا ای مہر طلعت بلا
کی لڑائی پڑی مگر خواجہ عمرو کو خدا سلامت رکھے کیا کیا کارنمایان کیے کہ لایق بیان کے
نہین آخر مین سکان جادو باپ اسکا آکر پہونچا جب سحر مین عاجز آیا خاک قبر سامری
لایا اُس سے مجکو بیہوش کیا خواجہ نے کس زور و شور سے اُسکو مارا ای مہر طلعت سچ
یہ ہی کہ خواجہ اپنا مثل نہین رکھتے کس دھوم دھڑکے کا کام کیا یہ کہکر فرمایا ارے دیکھو تو
خواجہ عمرو کہان ہین ایک کنیز برابر کھڑی تھی وہ بول اُٹھی کہ کوئی خواجہ کے پیچھے پیچھے
پھرتا ہی ملکہ نے کہا اری ٹراتی کیون ہی معلوم ہو تو بتلا دے نہ معلوم ہو تو دور ہو کنیز نے
تیور بدلکر کہا تم خود دور ہو زبان درازی نہ کیجیے گا مسٹنڈی نے کوئی ذات نہین بچی ایسے
ہاتھ بیچا ہی جو چاہا کہ بھیجین مہر طلعت یہ کہتی ہوئی دوڑین اری گل اندام تجکو کیا ہو گیا
گل اندام نے کہا آپ نہ بولیے ملکہ کو حسن پر بہت غرور ہو گیا اس بات پر تو ملکہ انجم بہت
بگڑین کہا تو نے حسن و جمال کا کیون نام لیا اُس کی ناک کاٹ ڈالو گی گل اندام نے کہا

جیسی کیجیے گا ویسی سنیے گا آپ کی بھی ناک کاٹی جائیگی ملکہ مارے نے بڑھی تھین کہ مہر طلعت بیچ مین آگئین ہان ہان کرکے گل اندام کو ہٹایا جب کنیزون نے گل اندام کو ہٹایا تو ملکہ نے چاہا سحر کر دون اسکو جلا دون جب تو گل اندام نے ہا مین آنکھ کا تل دکھایا تب تو ملکہ انجم دوڑ کر لپٹ گئین کہا خواجہ غضب کرتے ہو میری زبان خراب کرنے ہو دوڑ کر خواجہ بھی لپٹ گئے لوگ حیران ہین کہ یا تو گل اندام پر یہ غصہ تھا یا خود دوڑ کر لپٹ گئین خواجہ عمرو کا ہاتھ پکڑ کے بارگاہ مین لیگئین تمام شب جلسہ بڑے تکلف سے آراستہ ہوا عمرو نے کہنے سے ملکہ کے یہ غزل گائی نظم

دل سے اب وحشت کو رخصت سوے ہامون کیجیے ۔ داغ سودا کو چراغ گور مجنون کیجیے
عشق ابرو مین روان اشک جگر گون کیجیے ۔ چشمۂ خنجر سے جاری قلزم خون کیجیے
دل کو ہجر یار مین اشک جگر گون کیجیے ۔ گوہر نایاب کو اک قطرۂ خون کیجیے
فرقت محبوب مین کرتے ہین شب بیداریان ۔ بادہ خواری ہو چکی اب شغل افیون کیجیے
بند گر کیجیے کسی حکمت سے خم مین میکشو ۔ جی مین آتا ہے کہ واعظ کو فلاطون کیجیے
بیجیے تحت الثرے کو پستی ہمت اگر ۔ اپنے قبضے مین اجی اب گنج قارون کیجیے
چپکے چپکے رویئے تا کھل نہ جائے راز عشق ۔ ہر شرار آہ کو بھی قطرۂ خون کیجیے
اژدہاے کاکل پیچان کے مضمون باندھیے ۔ آج پیدا نظم مین تاثیر افسون کیجیے
کیا سیہ ہے ہجر مین تار شعاع آفتاب ۔ کیون نہ اب دن بھر خیال زلف شبگون کیجیے
ہو اگر ساقی خرابات جہان مین دسترس ۔ بادۂ گلگون سے پر مینائے گردون کیجیے
ہجر ساقی مین دکھاتا ہے فلک ہمکو شفق ۔ رویئے ایسا کہ اس شیشے کو پرخون کیجیے
بھاگی جاتی ہے شب وصل اشک خون برسائیے ۔ آج اس شبدیز کو جی مین ہے گلگون کیجیے
خانۂ دل کا دہن دروازہ ہے سو بند ہے ۔ اور کیا تدبیر اے دزدان مضمون کیجیے
اڑکے پہونچین طائر مضمون مثال فاختہ ۔ سرو قامت پر اگر اشعار موزون کیجیے
دل سے لب تک شعر اے ناسخ نہ آنے دیجیے ۔ گوہر مضمون کو مثل در مکنون کیجیے

چونکہ ملکہ انجم اور مہر طلعت چوٹ کھائے ہوئے ہین جمال جہان آرا پر صاحبقران کے عاشق ہین دونون کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے ایک ایک شعر دو دو مرتبہ پڑھوایا عمرو نے بھی انکو کشتۂ تیغ الفت جانکر کس کس لطف سے ان اشعار کو گایا تمام اہل محفل دنگ ہو گئے صداے آہ و واہ بلند کوئی آواز نہ تھی بعد گانا موقوف کرنے کے دو گھڑی محفل مین سناٹا رہا رات بھر تو یہ جلسہ آراستہ رہا صبح کو خواجہ عمرو نے کہا ملکہ جلد چلو اب آقا بہت بیقرار ہونگے ملکہ انجم اختر پیشانی کو بڑی خوشی ہے کہ بڑے لطف سے صاحبقران سے ملاقات ہوگی چلتے ہی سالوس پر ٹوٹ پڑینگے اپنے کمال بھی دکھائینگے سالوس کو بے مارے بیچھا نہ چھوڑینگے وہ بھڑوا سحر کرنا کیا جانے ان سبھون نے خداوند بناکر بٹھا یا تھا ہماری آمد ہی دیکھکر بھاگ نکلیگا جان بچاکر کہان جائیگا مہر طلعت کہتی ہین ہم آپ اگر گھیر لینگے لشکر کی تیاری کا حکم ہوا اور وزرا اول ہی پہر دن چڑھے لشکر تیار ہوا ملکہ سوار ہوئین

خواجہ عمرو سے کہا آؤ تخت پر سوار ہو لو لشکر چلا قصر کے پاس سے لشکر چلا ہی دن بھر لشکر
نے رہروی کی شام کو اُسی مقام پر آ کے اُترے ملکہ انجم گھبرائین کہا کیون صاحبو یہ کیا
معرکہ ہوا دن بھر رہروی کی لشکر چلا دلیل لشکر کو بلایا ملکہ نے فرمایا مقدمۃ الجیش یہ کیا
معرکہ ہوا عرض کی غلام کے خیال مین یہ آتا ہی کہ اس طرف سے راستہ پلٹ کر اسی طرف آیا
دن بھر چلے پھر اسی مقام پر آ کر پہونچے کل مین شمار رکھونگا پھر رات رہے سے لشکر تیار ہوا
کوچ کے نقارے پر چوب پڑی مقدمۃ الجیش بتلاتا ہوا جاتا ہی کہ دیکھیے یہ جنگل ملا نشان
بتلاتا جاتا ہی جب دن قلیل رہا مقدمۃ الجیش بتاتا بھولا اب جو دیکھا اُسی قصر کے پاس آ کر
پھر اُترے مقدمۃ الجیش روتا ہوا خدمت مین ملکہ کی آیا عرض کی حضور یہ کسی نے شعبدہ
کیا ہی اسکو سمجھیے کہ آج دو دن ہو گئے دن بھر رہروی کرتے ہین اور شام کو پھر اُسی مقام
پر پہونچتے ہین معلوم ہوتا ہی کسی نے مخفی آپ پر سحر کیا اُسی کا یہ باعث ہی کہ غلام دن بھر تو
ہوشیار رہا جنگل و صحرا بتاتا تھا کتنے جنگل ملے آخر وقت غلام غافل ہو گیا پھر جو دیکھا تو اُسی
مقام کو پایا بارگاہ استادہ ہوئی ملکہ پریشان پریشان بارگاہ مین آئین سنجاب جادو و مہر طلعت
و خواجہ عمرو و تمام وزرا و امرا دربار مین آئے ملکہ انجم نے کہا صاحبو ماشاءاللہ سب ساحر
ہوشیار ہین ہم تو تین برس قید رہکر بالکل انسانیت کے خارج ہو گئے دن بھر مثل مردون کے
پڑے رہتے تھے رات کو جفاے صحبت ناجنس سہتے تھے اجلال کی باتین جب یاد آتی ہین تو
دل پر چھریان چلتی ہین آپ سب صاحب اس مقدمۂ خاص مین صلاح کرین سنجاب جادو نے
کہا داری مین جاتی ہون تلاش کر کے خبر مفصل لاتی ہون بوقت سحر اسباب سحر جسم پر آراستہ کر کے
ملکہ گئین دن بھر انتظار کیا پلٹ کے نہ آئین شام کو جب سب جمع ہوئے معلوم ہوا کہ سنجاب
واپس نہین آئی ملکہ انجم نے کہا لو صاحبو غضب ہوا سنجاب جادو پلٹ کے نہ آئین معلوم ہوتا ہی
کہ جاتے ہی کسی بلا مین پھنس گئی چار دن مین چار افسر فرداً فرداً گئے کوئی واپس نہ آیا
علوم جادو و نجوم جادو و قاقم جادو و راقم جادو یہ چار دن گئے واپس نہ آئے پانچ چھ
دن گذر گئے اسی مقام پر لشکر اُترا ہوا ہی ملکہ نے خواجہ سے کہا عمرو نے کہا ملکہ مین تو دن بھر
گلیم اوڑھے رہتا ہون کہ مجکو کوئی اُٹھا نہ لیجائے دن بھر بارگاہ مین آپ کی حاضر رہتا ہون
بخوف جان باہر نہین نکلتا آپ فرماتی ہین فکر کرو مین اسکی کیا فکر کرون ملکہ انجم نے کہا
مین خود جاتی ہون افسر سب رونے لگے کہ حضور اگر آپ کے دشمنون پر کوئی افتاد پڑی
تو ہم لوگ کدھر کے ہونگے ملکہ انجم اختر پیشانی نے کہا یقین تو یہ ہی کہ دست اندازی نکرسکے
مین نہایت ہوشیاری سے جاؤنگی مہر طلعت نے کہا داری مین کس دن کے واسطے
ہون اُسی وقت اسباب سحر جسم پر آراستہ کر کے روانہ ہوئین مہر طلعت جنگل مین
ٹہلتی ہوئی آتی ہی چہار جانب خیال کر کے دیکھا درۂ کوہ سے ایک اژدہا پیدا ہوا ملکہ نے
کیلنے کی اژدہے کے عبارت پڑھی سامنے اژدہے کے آ کے دستک دی اژدہے نے
ایک چیخ ماری دم زمین پر دے ماری ایک غبار بلند ہوا غبار نے مہر طلعت کو گھیر لیا

اب اژدہے نے دم کھینچا مہر طلعت زمین پر گری گرتے گرتے بیہوش ہوئی اژدہے نے دم کھینچا
مہر طلعت کو نگلگیا چند کنیزین کہ پشت پر تھین اژدہا درہ کوہ مین جاکر غائب ہوگیا کنیزین روتی
پیٹتی سامنے ملکہ انجم کے آئین کہا داری اس طرح پر ملکہ مہر طلعت کو اژدہا نگل گیا ملکہ انجم یہ سنکر
روتی پیٹتی اٹھین کہا ارے چلکر مجکو بتاؤ وہ اژدہا کس مقام پر ہے یہ کہکر ملکہ نے خنجر کمر سے لگایا
اسباب سحر خوب لے لیا کنیزون سے کہا وہ مقام چلکر مجکو بتاؤ کنیزون نے صحرا مین جاکر
عرض کی اس مقام پر اژدہا آیا تھا ملکہ انجم اختر پیشانی نے کنیزون سے کہا تم یہانسے دور جاکر
کھڑی ہو دیکھو مجہپر کیا گذرتی ہے قریب درہ کوہ کے آکر آواز دی او اژدر مہیب اب نہین آتا
دیکھا اندر سے درے کے آواز آئی ادر رہی اژدہا شعلہ ہاے آتشین منہ سے چھوڑتا ہوا درے
کے باہر آیا جیسے ہی چاہا ملکہ پر حملہ کرے ملکہ نے گولہ مارا اژدہے نے گولہ منہ مین لے لیا
تب تو ملکہ نے غصے مین آکر پیشانی پر نشتر مارا قلیل سا خون لیکر اور گولے پر چھڑک کر پھر
گولہ مارا ابکی جو گولہ پھٹا اژدر کے سر پر پڑا اژدر کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے آواز آئی کشتی مرا
نام من ماران جادو بود ملکہ جھپٹ گئے درہ کوہ مین آئین دیکھا اس طرف جانے کا راستہ
نہین ہے دن بھر اسی جنگل مین پھرین اور کسی کو نہ پایا سامنے دیکھا ایک فقیر آتا ہے ہو حق کرتا ہوا
یا سامری و جمشید و لات و منات کا نام لیتا ہے ایسی ایسی باتین کرتا ہوا چلا آتا ہے
قریب ملکہ کے آکر کہا لات و منات تیرا بھلا کرین فقیر تین دن کے فاقے سے ہے کچھ فقیر کو
دلوادو اس طرح فقیر نے کہا کہ ملکہ کا دل دکھ گیا کمر سے نکالکے دو روپئے فقیر کو دیے فقیر
روپیہ دیکھکر جلگیا کلمات ناشایستہ کہنے لگا ملکہ انجم نے بڑھکر کلائی پہ ہاتھ ڈالا کہا او
خسرو مسندے اپنی ہی کہے جاتا ہے دوسرے کا بھی حال معلوم ہے نہین معلوم ہم کس تردد
مین ہین شاہ صاحب اب تو یہ لے جاؤ اپنی ضرورت رفع کرو یہانسے تین کوس پر
ہمارا لشکر اترا ہے وہان آنا بہت کچھ ملجائیگا ہر شخص اپنی اپنی اوقات کے موافق دیگا
فقیر نے روپئے اٹھاکر پھینکے اور کہا کہ روپئے اپنے لیجا جیسے ہی وہ روپئے ملکہ انجم
پر آکر گرے آسمان سے ایک دناٹا ہوا فقیر نے کچھ خاک بھی اڑائی ملکہ انجم بیہوش ہوکر
گرین ساحر نے بڑھکر ملکہ کو اٹھالیا لیکر بھاگا درہ کوہ مین جاکر غائب ہوا خواجہ عمرو نے
تین دن ملکہ کا انتظار کیا جب تین دن ملکہ انجم اختر پیشانی نہ آئین اب خواجہ عمرو بہت گھبرائے
سب رفقا و امرا جمع ہوئے سب نے خواجہ سے یہی کہا کہ خواجہ بڑا غضب ہے ملکہ گئین پلٹ کے
نہ آئین مہر طلعت بھی گئین پلٹ کے نہ آئین خواجہ عمرو نے کہا بھائیو کیا کہون مین بھی بہت
گھبراتا ہون مجکو سمنکال نے قید کرکے یہان بھیجا آقاے نامدار نے جو یہ خبر سنی ہوگی کیسا
گھبراتے ہونگے برق فرنگی نے کہا استاد مین جاؤن خواجہ عمرو نے برق کو ایک تھپڑ مارا
کہا اے نالائق تو ہر بات مین بول اٹھتا ہے چاہے ہو سکے چاہے نہ ہو سکے بڑے بڑے
گئے انکا پتہ نہ لگا یہ جائینگے برق اپنا کلہ سہلا کے چپ ہو رہا خواجہ عمرو نے سب سے
وعدہ کیا کہ مین صبح کو انشاءاللہ ضرور جاؤنگا برق سوچا کہ مین رات ہی کو تدبیر کرون

صبح نہ ہونے پائے جو کوئی ہو اُسکو مار پیٹ کر سب کو نچھڑا لاؤن یہ سوچ کے چلا یہ تو خبر فصل
پا چکا تھا کہ فلان مقام سے اژدہا نکلا تھا پھر وہین نقیب آیا ملکہ انجم کو لیگیا یہ جسبین سُن چکا تھا ایک
گوپے کیسے لڑکے کی شکل بنکر چونکہ شب ماہ تھی اُسی جنگل مین بیٹھکر گانا شروع کیا ایک دو
چیزین گائی تھین کہ دیکھا درکا کوہ مین روشنی ہوئی ایک جادوگر چلا آتا ہے آگے آگے ایک خدمتگار
لالٹین لیے ہوئے برق نے اپنا منھ اُدھر سے پھیر لیا سر جھکائے ہوئے جنگلہ گا رہا ہے
تانین لگا رہا ہے جادوگر کھڑا اُسنا کیا جب برق نے تھوڑی دیر کے بعد گانا موقوف کیا
اور انگڑائی لیکر اُٹھا اور حسرت سے یہ کہتا ہوا کہ افسوس ملک ساحرون کے مسلمانون نے
لے لیے کہ جو کسی کو ایک پیسہ نہین دیتے نانا نے مجکو سمجھا دیا تھا کہ بیٹا جب کبھی پریشان
و مفلس ہونا تو ویران جنگل مین جانا پرانا ڈیہہ دیکھکر وہان بیٹھکر گانا ماران سیاہ پیدا ہونگے
ہر سانپ کے منھ مین ایک ایک روپیہ دبا ہوگا تیرے آگے ڈالکر چلے جائینگے جب ہم
بہت مفلس ہوتے ہین تو یہ ہماری برت ہے آج کیا بری ساعت سے نکلے تھے کہ برت وہ
بھی نہ آئی اسپر کوئی سخی داتا نہ آیا مسلمانون کے یہان جائینگے یا ایک روٹی یا ایک پیسہ وہ
دے دینگے وہ لوگ دینا لینا کیا جانین جہانتک بنتا ہے وہ لوگ لے لیتے ہین دینا ہرگز
نہین جانتے یہ کہتا ہوا چلا اُس جادوگر نے لالٹین خدمتگار سے لیکر جنبش دی برق کو یہ
معلوم ہوا کسی نے شانہ پکڑا ارے کہکر چاہا کہ غل مچاؤن آنکھین بند ہو گئین اب جو آنکھ
برق کی کھلی دیکھا کہ ایک باغ بہشت آئین نہایت عمدہ سجا ہوا لالٹینین مثل ستارہاے
نور لٹک رہی ہین وہی ساحر مسند پر بیٹھا ہے چند مصاحب گرد بیٹھے ہین گلابیان شراب کی
کشتیان کباب کی رکھی ہین وہ جادوگر مصاحبون سے کہہ رہا ہے کہ کیا آج ملکہ عالم تشریف
نہ لائینگی برق فرنگی نے اُٹھکر سلام کیا اور گھبرا کر کہا مین تو جنگل مین تھا یہان کیونکر
آگیا یا خواب دیکھ رہا ہون اُس ساحر نے کہا کیون گھبراتا ہے جنگل مین تو اپنی غربت
پر روتا تھا ہمین تیرے حال پر رحم آیا ایسا کچھ تجکو دینگے کہ نہال ہو جائیگا تیرا مکان
کہان ہے کہا حضور جہان ببول کے پیڑ بہت ہین بھینسین بندھتی ہین ساحر سمجھا
کہ بہت بیوقوف ہے گانون کا نام تو نہین بتاتا بھینسین بندھتی ہین ببول کے پیڑ
ہین یہ کیا پتہ ساحر ہنسنے لگا کہا تمھارا نام کیا ہے کہا حضور ابھی نام کیا چھوٹے میان
چھوٹے میان سب کہتے ہین اگر پتہ نشان آپ پوچھا چاہتے ہین تو چھوٹی نانی صاحبہ
فرمایا کرتی ہین ابھی ذرا نمک اُنکے چہرے پر باقی ہے ہمارے نانا کا نام تان رس خان
بتلاتی ہین اور میرا نام حضور تان دراز خان بھی ہے تانین بہت لمبی لیتا ہون تین گز
کی چار گز کی ساحر ہنسنے لگا مصاحبون سے کہتا تھا یہ تو بالکل نادان ہے بیوقوف ہے
کوئی بات سمجھتا نہین کہا حضور مجکو محتاج نہ جانیے گا چھوٹی نانی اب بھی دو چار روپیے
ہیٹ لیتی ہین بڑے بڑے صاحب آتے ہین روپیے اشرفیان دیجاتے ہین چینی لال
تو جان دیتا ہے کئی نگینے جواہر کے دیے مین نے دو دو آنے چار چار آنے بیچے ساحر

ہنسنے لگا مصاحبون سے کہا کہ یہ بیوقوف ہی جواہر کے نگینے دو دو چار چار آنے کو بکتے ہین کہین سُلیمانی کے ہو گئے یہ کہکر کہا میان تان دراز خان صاحب آپ کی وہ حسرت کی باتین ہین نے سُنین حقیقت مین نانا تمھارے جنگل مین گانے جاتے ہونگے برق نے کہا حضور چھوٹی نانی میری بیان کرتی ہین کہ جب نانا تمھارے پریشان ہوتے تھے تو جنگل مین جاکر گاتے تھے سانپ آکر ایک ایک روپیہ دیجاتے تھے بلکہ وہان ایک دن سانپ نکلا تو چھوٹی نانی نے کہا ارے اسکے سامنے گاؤ وہ مار سیاہ بلبلا کے ایک بل مین گھس گیا تھوڑی دیر مین ایک اشرفی لیکر آیا میرے آگے رکھکر چلا گیا حضور اسکو مین نے بھُنا کے انگرکھا پاجامہ بنایا جورو کو بہت اچھے کپڑے بنا دیتا ہون وہ دروازے پہ کھڑی رہتی ہے آج تک آپنے کسی کا دل نہین دکھایا مین نے بھی اُس سے کہدیا کہ رات کو میرے پاس سو دن کا تجھے اختیار ہی مین بھی حضور خالی ہاتھ گھر مین نہین جاتا کہین نہ کہین سے دو چار پیسے مانگ لاتا ہون سب لوگ مجھے بخوبی پہچان گئے ہین جدھر سے نکلا لوگون نے کہا تان دراز خان صاحب جاتے ہین جہان کسی نے ٹوکا مین رُک گیا اور حضور سے تو آج بہت کچھ لونگا کہا میان نہ گھبراؤ مین تمکو سب کچھ دونگا ایک صاحب کا انتظار کر رہا ہون بدون اُنکے تشریف لائے صحبت مین سناٹا رہیگا تھوڑی دیر اور تکلیف کرو برق نے کہا مین حاضر رہونگا آپکو بے راضی کیے نہ جاؤنگا آپ خاطر جمع رکھین اورنگ جادو اس ساحر کا نام ہی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا تخت پہ ایک ساحرہ سوار دو چار مصاحبین پانچ چار کنیزین بڑے سج دھج سے آکر پہونچی اورنگ کھڑا ہو گیا کہا ای ملکہ عالم آئیے آج وہ تحفہ آپ کے واسطے لایا ہون کہ آپ خوش ہو جائینگی میان تان رس خان کے نواسے میان تان دراز خان انکا نام ہی خوب گاتے ہین اُسنے کان پکڑ کر کہا او اورنگ تو نے چھپ کر یہ کام کیا ہی کیسے کیسے نامی و گرامی گرفتار ہوئے غیر شخص کو تو اپنے گھر مین لے آیا تو نے نہین سُنا کہ وہ مکار بھی اس جلسے کے ساتھ ہی کہ جسکا نام لینا مناسب نہین خبردار جو کام کرنا ہے بوجھ کے کرنا ہین اسی واسطے دیر کرکے آئی کہ اب کل چالکرت کا انتظام کرینگے لشکر کا تباہ کرنا کتنی بڑی بات ہی یہ امید تھی کہ یہ کام اس طرح بن پڑیگا سامری و جمشید نے مدد کی دیکھ غیر شخص کے ہاتھ سے شراب وغیرہ نہ پینا اورنگ جادو نے کہا یہ لڑکا تو بالکل بیوقوف ہی اس سے خوف کرنا کیا ضرور ہی بات نہین سمجھتا یہ بیچارہ مکر و حیلہ کیا جانے آپ بیٹھیے اسکا گانا سُنیے کیا خوب گاتا ہے صبح کو ہم آپ دونون ملکر لشکر کو چلکر تباہ و برباد کرینگے قبضے سے ساحرون کے یہ اقلیم جانے نہ پائے شبرنگ مسند پر آکے بیٹھی اورنگ جادو پھولا نہین سماتا ہے گلابیان اُٹھا اُٹھا کے اپنے ہاتھ سے رکھ رہا ہی کبھی کہتا ہی میان تان دراز خان وہی غزل گانا جو تم گا رہے تھے میرے دل پر وہ اشعار لکھ گئے برق تو اشارے کا امیدوار تھا سازندون سے اشارہ کیا کہ ہان صاحبو ساز درست کرو سازندے آپسین

ستار کیا برق نے بیچ مین بیٹھکر ایک معشوق پریچہرہ بنا ہوا ہی گنگنا کے یہ غزل گانے لگا نظم

غضب ہی سرو باندھا اُس نے کے قد گلگون کو
یہ کس شاعر نے ناموزون کیا مصراع موزون کو

ذرا دیکھے کوئی ابرو تو سمجھے قدر شاعر کی
لکھا ہی مصحف رخ پر خدا نے بیت موزون کو

نہ کوئی مال دنیا کا اُٹھا لیجائیگا سر پر
زمانے مین نصیب ایسے ملے بس ایک قارون کو

یقین ہوا کہ جہان کو مشک اس کاغذ مین کہا ہی
کرون تحریر مین جسپر تری زلفون کے مضمون کو

کسی کے گوشۂ دل پر تصور سخت مشکل ہے
یہ ممکن ہی مسخر کوئی کرلے ربع مسکون کو

ہوا دل مشرق خورشید معنی اہل فہم مو سے
کیا ہی ہمنے حاصل بارے اشراق فلاطون کو

جو آہو گیسو مین وہ شرم سے آنکھین چراتے ہین
کیا ہی مین نے جو موزون تری آنکھون کے مضمون کو

ہوئے ہین شاعرونکے پست کیون طالع مین حیران ہو
کہ ہی باغ جہان مین سربلندی سرو موزون کو

معلق ساتھ ہی ہمراہ جلجانے کی دہشت سے
کیا ہی گرم میری گرم رفتاری نے ہامون کو

جو شیرین بے ستون پر جائیگی تو جوش مین آکر
کریگا گرد خون کوہن خسرو کے گلگون کو

یقین ہوتا ہی عالم کو گلوے شیشہ ہی کا
لگاتا ہی گلوے ز سے جب وہ لعل میگون کو

ہوا ہی تو کبھی ای ماہ رو پر تو فگن شاید
کہ عکس آفتاب اُن روزون داغ دل ہی جیحون کو

اگر ایسی ہی ان اہل دول کی پستی ہمت
یقین ہی رفتہ رفتہ لینگے سر پر گنج قارون کو

کوئی بیدرد گل ایسا نہ ہوگا باغ عالم مین
سمجھتا ہی گل لالہ وہ میری چشم پر خون کو

زمین شعر کو جو تھا فلک مین نے بنایا ہے
لکھا ہی آفتاب روے جانان کے جو مضمون کو

جو اُس حور رشید رولے عشق مین ہاتھ آئے ای ناسخ
تو ذرون کی طرح دم مین اُڑا دون گنج قارون کو

اس لطف سے برق نے اس غزل کو گایا کہ وہ نازنین بیچین ہوگئی گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا ای اورنگ حقیقت مین کیا شئ تلاش کر کے لائے ہو اسکا گانا دل بیقرار کرتا ہی برق سوچا کہ میدان مار لیا کہا حضور ابھی آپ نے کیا سُنا صحبت بے نمک ہی دو دو جام شراب کے پیجیے لیکن میرا حال تو آپ نے پوچھ لیا مگر اپنا حال تو بتلائیے کہ آپ دونون صاحب کون ہین مفصل حال کہیے ورنہ اب نہ گاؤنگا چھوٹی نانی نے یہ بھی سمجھا دیا ہی کہ جہان کہین جانا پہلے اُنکا نام و نشان دریافت کرلینا تب گانا اورنگ جادو نے کہا تم تو بیوقوف ہو تمھین ہمارے حال سے کیا کام ہی برق نے کہا واہ آپ نے میرا نام و نشان کیون پوچھا آپ بھی اپنا نام و نشان بتایئے ورنہ مین اپنی جان دونگا یہ کہکے چیخین مار کر رونے لگا ٹوپی سر سے دے ماری انگرکھا بھی جھر سے پھاڑ ڈالا یہ باتین جو لڑکے نے کین اورنگ گھبرا گیا شبرنگ جادو بھی ہان ہان کرتی ہی کہ ارے خانصاحب یہ کیا ضد ہی لڑکا نہین مانتا یہی کہکے روتا ہی کہ جو میری چھوٹی نانی نے کہا تھا اُسکے خلاف ہوا اب مین نانی کو کیا مُنھ دکھاؤنگا میری بی بی مجکو دودھ نہ پلائیگی مین کیونکر جیونگا میری جورو بڑی بدمزاج ہی رات کو پلنگ پر سے لات ماردیگی ہاے مین نیچے گر پڑونگا میرے ہاتھ پاؤن ٹوٹ جائینگے شبرنگ نے چاہا سر اُٹھا کے زانوؤن پر رکھے لڑکے نے شبرنگ کا پائجامہ پھاڑ ڈالا شبرنگ جادو نے کہا کہ ارے یہ کیا کیا

شبرنگ کی رانون مین منہ ڈالے دیتا ہی اور چیخین مار مار کر روتا ہی جب دیکھا لڑکا اپنی جان
دیے دیتا ہی قریب آکر کہا میان تان دراز خان صاحب چپ رہو مین ابھی اپنا حال
مفصل بیان کیے دیتا ہون آج تک مین نے اپنے ملازمون کو بھی اپنے حال سے آگاہ نہین
کیا مگر تمھارے رونے سے گھبرا گیا برق کہتا ہی اجی مین تو تباہ ہو گیا اسی مین بہتر ہے
کہ حال اپنا سُنا دیجیے اور رنگ کہتا ہی ایک آدھ چیز گا ڈالو گانے کے نام سے وہ منہ بنتا ہی
کہتا ہی گانا بجانا کیسا میرا تو گھر تباہ ہوتا ہی جورو میری مجھسے چھوٹتی ہی آپ نے پہلے
مجھے گوا لیا اگر کہین جورو دشمن لیگی تو گھر مین نہ آنے دیگی تب مین کہان جاؤنگا سب طرح
پر مجبور ہون آپ کو ذری سی بات کہنا مشکل ہی مین نے تو اپنا کمال سُنا دیا اور ابھی مجکو
آپ نے کیا سُنا بہت راضی کرونگا اور میان اور رنگ صاحب ایک کام آپ کو اور
کرنا ہوگا بی شبرنگ آپ کی جورو ہین اگر جورو ہین تو انکا پائجامہ اُتار لیجیے وہ مطلب کیجیے
مین بغور دیکھون جورو نے کہا تھا بیٹا سب باتین باہر سے سیکھ آؤ آپ سے زیادہ مجکو
کون مہربان ملیگا سب باتین مجھے سکھائیے نہین تو زہر دے کے اپنی جان دونگا اور جو کوئی
سامنے آئیگا اُسکی بھی جان لونگا چھوٹی نانی نے جو کچھ سکھایا پڑھایا ہی اُسکے خلاف
نہ کرونگا شبرنگ ہنسنے دیتی ہی کہ واہ میان نانی والے نانی آپ کی کون بڑی معزز و مکرم
ہین سب کچھ تمکو سمجھا دیا میان تان دراز خان اب ہمارا حال سُنو انکا نام ہی اور رنگ جادو
میرا نام ہی ملکہ شبرنگ جادو یہ اقلیم جو تباہ ہوئی یہ اُسکے وزیر اعظم ہین مین دوسرے
وزیر کی بیٹی ہون ہمسے دونون سے آپس مین آشنائی ہی اب دونون میان بی بی ساتھ
رہتے ہین ہم دونون نے ملکر سحر کیا کہ لشکر انجم کا آگے نہ بڑھ سکے ساحران معقول ساتھ
تھے بی انجم و مہر طلعت دسنجاب گرفتار ہو کر آگئین اب لشکر کا تباہ کرنا کتنی بڑی بات ہے
ایک سحر مین تباہ کر دینگے جو بڑے ساحر تھے اُنکو تو پکڑ لیا بس اب آپ راضی ہوئے یا
ابھی اور کچھ چاہیے برق نے کہا بس اب مجھے کچھ ضرورت نہین اب گانا سنیے گلابی کھینچکر
جام لبریز کیا اور آپ ہی اُسکو پی بھی گئے کہا اب ہم کسی کو شراب نہ دینگے ہمین بہت
ہلاک کیا روتے روتے ہماری آواز پڑ گئی اب ہمارا دل نہین لگتا شبرنگ جادو نے
موتیون کا مالا اُتار کر گلے مین ڈالدیا کہا اجی یہ دمڑی کی چیز لیکر مین کیا کرونگا میری
چھوٹی بہن رحیمن گڑیان کھیلتی ہی روز صبح کو ششے موتی والا آتا ہی دن بھر سب سے کھیلتی ہے
شام کو انھین پاسخانے مین پھینک آتی ہی رات بھر جن سے کھیلتی ہی صبح کو لڑکیون مین
لٹا دیتی ہی حضور کیسی بلا کی حرامزادی نکلی ہی دیکھ دیکھ کے سسکیان لیتا ہون ایک دن
کونے مین لیگیا اور گلے سے لگایا وہ بھی حرامزادی بھبیا کہکے لپٹ گئی مین نے چاہا چھوڑ دون
چھوٹی نانی پائجامہ ہلاتی ہوئی آگئین وہ چلائین کہ ارے نگوڑے یہ کیا کرتا ہے اسکی ذات
سے ابھی پانچ سو روپیہ نقد اور ایک جوڑا لینا ہی جب تو حضور مین جھلا کے چھوٹی نانی پر
جا پڑا اور رنگ و شبرنگ ان باتون پر ہنس رہے ہین کہا مگر حضور نے ایک بات نہین سُنی

چھوٹی نانی بہت خوش ہوئین کہنی تھین لونڈے تو تو بڑے کام کا ہوگیا خوب بیٹھتا ہے دل کو مزہ ملتا ہو اب برق اشتیاق دلا رہا ہی شبرنگ کہتی ہی میان تان دراز خان صاحب بس اب شراب پلایئے بہت باتین نہ بنایئے ایک اور غزل گایئے برق دل مین سوچ رہا ہے کہ میرے دام مکر مین گرفتار ہو چکے اب انکا مار لینا کتنی بڑی بات ہی اور زیادہ مسخرا پن کرنے لگا جب شبرنگ نے بہت کہا تو اشتیاق دلانے کو یہ غزل گنگنا کے گانے لگے نظم

آنکھین عاشق کو نہ تو ای گل رعنا دکھلا
پتلیون کا کسی نادان کو تماشا دکھلا

یار کی آنکھ سے تو آنکھ ملائی تو نے
گردش چشم بھی ای نرگس شہلا دکھلا

آسمان اور زمین کا ہی تفاوت ہر چند
ای صنم دور ہی سے چاند سا مکھڑا دکھلا

ای جنون تجھسے مری آنکھ جھپکنے کی نہین
قید خانہ تو دکھایا مجھے صحرا دکھلا

قلزم عشق مین کب تک رہون ای حسن تباہ
لب دریا جو نہین تو تہ دریا دکھلا

ہوئی اُس حور کی ایڑی سے بھی بڑھ جلنے لگی
صبح محشر بھی پھر اب ای شب یلدا دکھلا

باغبان کون سی صورت مرے جی لگنے کی
ایک تو مجکو قد یار کا بوٹا دکھلا

ایک مدت سے ہون آفت طلب ای گردش چرخ
کوئی معشوق مجھے آگ بگولا دکھلا

کالے کوسون نظر آتی ہی دلا منزل گور
آہ کا ابلق ایام کو کوڑا دکھلا

عاشقون سے ترے کرتا ہی نہایت گرمی
روے خورشید قیامت کو کف پا دکھلا

دھیان آتا ہی جو چوٹی کا کسی کافر کے
کہتی ہی فکر رسا باندھ کے جوڑا دکھلا

چرخ نیلی ہی بہت اپنے شفق پر نازان
لب بام آن کے تو بھی لکف پا دکھلا

بندۂ شاہ نجف آتش دل خستہ ہے
یا الٰہی اسے اب مرقد مولا دکھلا

اورنگ جادو و شبرنگ جادو دونون بیقرار ہو گئے کہا میان تان دراز خان جی چاہتا ہی کہ تم چپ نہ ہو لیکن جام ای ہمکو پلاؤ اب برق نے ارادہ کیا ہی کہ مین شراب مین بیہوشی ملاؤن کہ آسمان پر برق چمکی ایک لکہ ابر سیاہ پیدا ہوا سب دیکھنے لگے اور اورنگ نے جو اُس ابر سیاہ کو دیکھا کہا بڑے بھائی صاحب آتے ہین سر باغ پر آکے وہ لکۂ ابر چھٹا برق نے دیکھا کہ ایک جادوگر سیہ فام بہت بڑا قد تاج پہنے ہوئے گرد بارہ چودہ مصاحب چند خدمتگار پشت پر اورنگ کھڑا ہوگیا پکار کر آواز دی بھائی صاحب اس وقت کہان تشریف لیے جاتے ہو مرچنگ جادو اسکا نام ہی اورنگ کا بڑا بھائی ہی اُس ساحر نے پکار کر آواز دی بھائی صاحب مین نے سُنا ہی کہ آپ کو آجکل بڑی مہم درپیش ہی مین گھبرا گیا جانتا تھا کہ اس وقت آپ باغ مین ہونگے اورنگ نے کہا بھائی مرچنگ ایک ہفتے سے مین نے اسی باغ کو مکان سکونت قرار دیا ہی دن رات یہین رہتا ہون بھابھی صاحبہ نے تمھاری منع کیا کہ اُس مکان ویران مین رہنا کیا ضرور کہین جانے نہین دیتین مرچنگ نے کہا بھابھی صاحبہ بھی ہین جنکا مدت سے ذکر سُنا کرتے تھے آج ہم بھی قدمبوسی کرین اورنگ جادو نے کہا حضور وہ خود آپ کی مشتاق تھین اکثر کہا کرتی تھین کہ اپنے بھائی صاحب کو بلواؤ انکا تو یہ قول تھا

کہ اپنے بھائی کو اس مہم مین شریک کر لو اب اُس ساحر کا تخت زمین پر آیا اور ناگ جادو نے
ہاتھ پکڑ لیا باتین کرتا ہوا چلا مرجناگ نے پوچھا بھائی ان ایسے ظالمون کو کیونکر گرفتار کیا
مین نے خبر سُنی ہی کہ ملکہ انجم اختر پیشانی سحر مین بڑی طاق شہرۂ آفاق جسنے اجلال و
محلال کو مارا اورناگ نے کہا بھائی اسمین بہت سی باتین ہین وہ عیار اُسکے ساتھ سے
کہ جسنے رکن اعظم مذہب گرا دیے بڑے بڑے جادوگرون کو اُسنے مارا مین نے تو بھائی
یہ کیا کہ راستہ اُنپر روکا اُسی تدبیر مین فکر کرلی ماران جادو اژدر بنکر جاتا تھا وہ
مارا گیا ملکہ کو دوسری صورت مین گرفتار کیا بھائی مین نے سحر بھی کیے علم شعبدہ بھی صرف ہوا
تب جا کے ان لوگون کو گرفتار کیا آپ کا بھی آنا اس وقت بہت مناسب ہوا آج رات
کو عیش کیجیے شراب پیجیے صبح کو اُن سب کو قتل کیا جائے آپ بھی قتل مین شراکت کرین
عجب لطف ہوگا یہ اقلیم اب آپ کے اور ہمارے قبضے مین آئی اجلال و محلال والی
بڑی سلطنت ہی اب تو سب ملک ویران پڑے ہین کچھ کچھ لوگ بستے جاتے ہین اب ہمکو
اور آپ کو بڑی مشقت پڑیگی رعایا بسائینگے کارگذارون کو شہر بشہر روانہ کرینگے وہانسے
آدمی بلوائینگے رعایا کے لوگ عمدہ عمدہ بسائینگے مرجناگ جادو نے کہا بھابھی صاحبہ
کہان ہین آج ہم بھی اُنکی صورت دیکھ لین اورناگ نے پکار کر آواز دی ملکہ عالم
بھائی صاحب آپ کو یاد فرماتے ہین تمھارے جیٹھ ہین شبرنگ جا کر چھپ گئی تھین اور
کہتی تھین بڑے بھائی صاحب کے سامنے نہ جاؤنگی مجھے پردہ کرنا مناسب ہی جیٹھ کے
سامنے جانا کچھ اچھی بات ہی اورناگ نے مرجناگ کو لاکر مسند پر بٹھایا برق سر جھکائے
بیٹھے ہین کہ یہ اور نیا جملہ در پیش ہوا اب انکو تسخیر کرون مگر دیکھو تو کیا ہوتا ہی جب کئی مرتبہ
اورناگ نے پکار کر کہا ملکہ آؤ بھائی صاحب بہت مشتاق ہین شبرنگ یا تو کمرے
مین جا کر چھپ گئی تھی یا اپنے کو درست کرکے ڈوپٹے سے مُنھ چھپائے ہوئے گرد کنیزین
کمرے سے نکلی اورناگ نے کہا دیکھیے آپ کی بھابھی صاحبہ تشریف لاتی ہین دیکھیے
تو کیا معشوق ہی جب سے مین نے اس سے آشنائی کی سب جگہ جانا آنا چھوٹ گیا
آٹھ پہر اسی کے پاس رہتا ہون معشوق عاشق خصال مجکو بہت چاہتی ہی بھائی صاحب
اس معشوقہ سے امی جان کا مزہ ملتا ہی بڑی خدمتگزار کہنا ماننے والی جس وقت کہا
اُسی وقت موجود ذرا اشارہ کیا پائجامہ اُتار ڈالا بھائی صاحب کیا کہون جو اس
معشوق سے مزے ملتے ہین مرجناگ ہنستا جاتا ہی کہ شبرنگ قریب آکر پہونچی مرجناگ
کو دیکھکر ڈوپٹہ چہرے سے ہٹایا برائے سلام خم ہوئی مرجناگ کی جو نگاہ پڑی جوان
عورت چھوٹے چھوٹے گال انگیا کے بند خوب کسے شلوکا چست پہنے ہوئے پائیجے
جو ہوا سے اُڑے رانین کھل گئین مرجناگ یہ وضع دیکھکر مر گیا ہاتھ پانون مین رعشہ آیا
قلب تھرایا پیشانی پر پسینہ آیا اُٹھ کھڑا ہوا کہا بھابھی صاحبہ آئیے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا
ہاتھ مین چٹکیان لینے لگا کبھی ڈوپٹہ سنبھال لیتا ہی کبھی ہاتھ تھام لیتا ہی کبھی چپکے سے

کہتا ہی مین تو غلام ہون بھابھی صاحبہ تمھارے دیکھنے کو آیا تھا ورنہ میرا یہان کیا کام تھا
شبرنگ اور شرمائی جاتی ہی مسکراکر بھائی صاحب بھائی صاحب کہے جاتی ہی کبھی کہتی ہے
تشریف رکھیے برق حیران حیران دیکھ رہا ہی جی مین کہتا ہی ای برق باغ مین نیا گل پھولا یہ
نئی بہار ہی شبرنگ نے جو بڑے قدر کا آدمی دیکھا دل مین کہتی ہی اس سے نئے طور کا مزہ
ملیگا دیکھون اب کیا ہوتا ہی اگر اورنگ جادو مان لے تو اُسکا کیا نقصان ہے
پہلو سے پہلو ملا کے مرجنگ کے بیٹھ گئی ران پر ہاتھ رکھکر کہا بھائی مرجنگ صاحب
روز خبر سُنتے تھے کہ بڑے بھائی صاحب بڑے شوقین ہین اور نئی نئی رنڈیان بلاتے ہین اُنکے
ساتھ خوب مزے اُڑاتے ہین ہم حیران تھے کیا بات ہی روز نئی عورت کو بلانا ایک بھی
ایسی نہین آتی کہ تمکو راضی کرے ہمسے سابقہ پڑے تو پھر دوسرے کی خواہش نہ ہو یہ سُنکر
مرجنگ گھبرا گیا دل مین کہتا ہی بڑی کاردان عورت ہی اس بات مین بھی اُستاد ہوگی بڑا
مزہ ملیگا اورنگ جادو یہ رنگ دیکھ دیکھ کے گھبرا رہا ہی دل سے کہتا ہی مین نے اسکو
کاہیکو بلایا یہ بھیا نہ آتا تو یہ آفت کیون برپا ہوتی یہ تو دونون گھل مل گئے آپسمین اشارے
کنائے بھی ہونے لگے برق سر جھکائے بیٹھا ہی سوچ رہا ہی کہ اب کیا کرون اسکو بھی
تسخیر کرنا پڑیگا جما ہوا رنگ مٹا اب کیا کرون اورنگ چُپکا بیٹھا ہی اپنی معشوقہ کے حرکات
دیکھ دیکھ کے جل رہا ہی کہ مرجنگ نے کہا بھائی صاحب آپ کیون خاموش بیٹھے ہین
مین کچھ آپ سے عرض کیا چاہتا ہون آپ میرے چھوٹے بھائی ہین بجاے فرزند کے ہین
معشوقہ آپ کی بجاے دختر بلند اختر ہی افسوس جب کیجیے کہ جب ہم ہمیشہ کا ارادہ کرین کچھ آپکا
ہرج نہ ہوگا اورنگ نے کہا فرمایئے کہا مین چاہتا ہون کہ بارہ دری مین چھپ رہو تم
بچھ جائے ایک دو گھڑی کے واسطے بی شبرنگ کو لیکر یا بدولت اندر جا ٹھنگے اور بہت
جلد چلے آئینگے بعد اُسکے آپ کو آپ کی معشوقہ مبارک ہو اور بھائی اگر اسکے خلاف کروگے
تو یا بدولت کو بڑا رنج ہوگا اورنگ یہ سُنکر جل گیا بڑی دیر تک سر جھکائے بیٹھا رہا
بعد عرصہ دراز کے سر اُٹھایا کہا بھائی صاحب آپ یہ کیا فرماتے ہین یہ تو آپ کی بات
مجکو نہ بھائی اب ایسی بات منھ سے نہ نکالیے گا ورنہ مجکو بڑا ملال ہوگا میرے ملال سے
آپ کو رنج پہونچیگا آپ بڑے بیغیرت معلوم ہوتے ہین یہ کہکے شبرنگ سے کہا کہ
ملکہ ادھر آ کے بیٹھو ورنہ مجکو ملال ہوگا تم کہان اس بھیا کے پاس گھس کے بیٹھین مین نے
اسی خیال سے آج تک اس بھیا کا سامنا نہ کرایا تھا کئی مرتبہ اس مردود کا ذکر آیا کہ جنبھ
سے ملاقات ہو مگر مین ٹال گیا آج سامنا ہوتے ہی یہ آفت برپا ہوئی شبرنگ نے کہا
مین اُٹھ کر کہان آؤن مرجنگ کے پاس بیٹھی ہون وہ تو اپنی بیٹی بناتے ہین دل تمھارا
ناحق جلگیا مگر ناحق گھبراتے ہو تمھارے بڑے بھائی بجاے تمھارے باپ کے ہین اُنکو
ذراسی بات کے لیے آزردہ کرتے ہو مین گھڑی بھر مین چلی آؤنگی تمھارا کیا نقصان ہوگا
آیندہ خوشی تمھاری یہ سُنکر اورنگ جل گیا کہا او گیسو بریدہ تو بھی یہ باتین کرتی ہے

دکھڑے کو دیکھکر راضی ہو گئی یہ کہکے اُٹھا کہا بھائی صاحب جائیے میرے گھر پر نہ ٹھہریے
مرجینگ نے کہا بھائی صاحب انسانیت کو کام فرمائیے اپنے آپ سے نہ گذریے اورنگ
نے ہاتھ پکڑکر شبرنگ کا کھینچا کہ ادھر میرے پاس آؤ اُس بھیا کے پاس نہ بیٹھو تمھاری ران
پر ہاتھ رکھتا ہی مجھے حیران کرتا ہی اب اُدھر دیکھیگی تو آنکھ پھوڑ ڈالونگا مرجینگ نے کہا
او بھیا اپنا زور دکھاتا ہی تیری شامتیں آئی ہین چند ساحرون کو جو مکر سے پکڑ لیا تو
اپنے آپ سے باہر ہی یہ جو تو نے لڑکون کا گھروندا بنایا ہی ابھی بگاڑ دونگا شبرنگ
اُٹھو ہمارے باغ مین چلو گل بوٹے دیکھکر چلی آنا جی چاہے وہین رہنا اب اس مردود
مکار کے پاس رہکے کیا کروگی شبرنگ اُٹھ کھڑی ہوئی برق نے دیکھا دونون بھائیون
مین بگڑی یہ تو اُس کمرے کو تاک رہا ہی باتون مین یہ بھی اسنے اورنگ سے پوچھ لیا تھا
کہ سب کی زبان مین سوزن ہین اورنگ نے جواب دیا تھا کہ سوزن کی کیا ضرورت ہے
جب تک کوئی مجکو قتل نہ کریگا وہ لوگ ہوش مین نہین آسکتے سب بیہوش پڑے ہین جب
اورنگ قبضے پر ہاتھ ڈالکے اُٹھا یہ کہتا ہوا کہ او گیسو بریدہ تیری ناک کاٹ لونگا اور
او مرجینگ تیرا تو وہ حال کرونگا کہ اُٹھنے بیٹھنے سے معذور ہو مین اجلال جادو کا شاگرد
رشید ہون جنھون نے اجلال کو مارا اُنسے تو مین بند نہین ہوا تیری کیا حقیقت ولیاقت ہے
مرجینگ بھی یہ کہتا ہوا اُٹھا کہ تیری قضا ہی مجکو لائی ہی اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا
وہ لوگ غافل تھے اس وجہ سے تیرے ہاتھ سے پکڑے گئے ورنہ تیری کیا حقیقت ہے
بھائیون مین گولہ چلنے لگا شبرنگ کھڑی دیکھ رہی ہی حیران ہی کہ کیا ہوگا مگر مرجینگ
نے وہ وہ سحر کیے کہ اورنگ گھبرا گیا چاہا پر پرواز پیدا کرکے نکل جاؤن مگر غیرت نے
تقاضا نہ کیا برابر لڑے جاتا ہی مرجینگ نے جھلا کر ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا ایک برق
لڑک کر گری کہ سر اورنگ کا زخمی ہوا اب گھبرا گیا مرجینگ تیغہ پکڑکے جا پڑا تلوارین
مارتا ہی مگر اورنگ تلوار پر روک رہا ہی باغ مین ہنگامہ ہو گیا نرگس نے پامالی باغ
دیکھکر آنکھین بند کرلین سنبل نے بال کھولدیے چشم نرگس سے آنسو بہنے لگے قمریان
سر پیٹتی تھین سرو پا بگل ہر پھول منفعل ہوا ائین خلاف چلین رنگ پھولونکا متغیر نرگس نے
عصاے آہ ہاتھ مین لیکر جا با باغ سے نکلجاؤن بلبلون کو بیقراری پھولون کی اشکباری
جوانان سبز پوش مدہوش نہرون کی آبروشی موجون کے کلیجون پر خنجر چلے حباب چشم
حیرت سے نگران ہر گرداب حیران و پریشان طائرون کو پریشانی چشم نرگس کو حیرانی
لیکن یہ دونون لڑ رہے ہین شعلہ ہاے آتش بھڑک کر گرے کہ نخل جلنے لگے زمین سے
شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے ہر سمت حیرانی و پریشانی چمن پامال ہو رہے ہین اورنگ
زخم کھاکر مثل شعلۂ آتش بھڑکا تیغے پر اپنا خون ڈالکر جھپٹ کے جا پڑا اُسکے منھ سے بھی
بڑبڑاتا جاتا ہی یا سامری و جمشید کہکے تیغہ مارا مرجینگ نے سپر سحر کو اُٹھایا لیکن سپر
کٹی پھول دامن سے سپر کے گرے سیاہی پر اندھیرا چھایا سپر کو کاٹ کے تیغہ گرا سر

اس غود سر کا زخمی ہوا اب تو شبرنگ گھبرائی سوچی کہ اگر اسنے مرجناگ کو مار لیا تو نہین معلوم
مجھپر کیا بدعت کریگا اور اب یہ بھڑوا ڈھیلا بھی ہو چکا ہی مطلب بھی اس سے نہین نکلتا ہے
یہ جوان ذرا بڑے قد و قامت کا ہی ناک بھی بڑی ہی یہ سوچکر ایک گولہ جھولی سے نکالا اور
اُسپر اپنا خون ڈالا خوب سحر کیا سحر کرکے پیچھے ہٹی سینہ اورنگ کا تاکا اسم سحر کا پڑھکر
چھینک مارا وہ گولہ سینہ پر گینیے پڑا اورنگ کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا اورنگ کا گرنا
پلٹ کے مرجناگ نے کہا جان جہان کیا کہنا کیا ملعون کو مارا یہ کہکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے
بوسہ بازی کرنے لگا شبرنگ نے ہاتھ جھٹک دیا کہ بیہودہ اب تجھے کیا جلدی ہے
اب تو تو ہی تو ہی دس برس کے آشنا کو مین نے تیری محبت مین مار ڈالا کچھ مین نے اسکا پاس
نہ کیا کہ دس برس سے آشنا تھا یہ کہنا تھا کہ مرجناگ نے کہا کیون ای جان جہان پیر ابھائی
سن مین چھوٹا تھا ار دیے والا ابھی مجھسے زیادہ تمھارے تجکو کچھ پاس نہ آیا شبرنگ نے
تیکے پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہا بھڑوے ہمنے تو بڑی ناک دیکھ کے یہ کام کیا الٹا ملعون
تشنیع کرتا ہی او بھڑوے اسکا ذکر کیا حقیقت مین جب تو ڈھیلا ہو جائیگا ہم گھر سے تیرے
نکلجائینگے کیا تیرے ساتھ مر جائینگے پھر ہم تیری بھی جان لینے کو آئے ہین دیکھ ایک
بات کا خیال رکھنا دو مرتبہ دن کو سامنا ہوا اور تین مرتبہ شب کو اور جس دن اسمین
فرق پڑیگا اُس دن ہم تیرا منہ کالا کرکے چلے جائینگے مرجناگ خوب ہنستا ہی کہتا ہے
جان جہان تمنے بڑا کمال کیا ایسے سرکش کو مار لیا مگر برق کا حال سنیے کہ زبانی اورنگ
کے سن چکا تھا کہ میرے مرنے پر ان سب کو ہوش آجائیگا اُس کرے مین دوڑا ہوا پہونچا
جاکے دیکھا کہ ملکہ انجم اختر پیشانی و مہر طلعت وزیرزادی و سنجاب جادو یا تو بیہوش
پڑی تھین یا اُٹھ کے بیٹھی ہین مگر حیران کئی دن سے بے آب و دانہ ہین اور چار پانچ
ساحر جو بیہوش تھے وہ بھی کروٹین لے رہے ہین برق نے پکارکر آواز دی کہ منم مہتر
برق فرنگی آپ کا گرفتار کرنے والا مارا گیا جلد اُٹھیے یہ سننا تھا کہ ملکہ انجم نے کہا
کہ ای مہر طلعت ہوشیار ہو جاؤ یہ سنتے ہی مہر طلعت اُٹھی پانچ چھ سردار وہ بھی اُٹھے
پیلے کرے سے ملکہ انجم نے سر نکالا دیکھا دونون آپسمین مسخراپن کر رہے ہین مرجناگ نے
شبرنگ کے سینے پر ہاتھ رکھا ہی وہ کہتی ہی انکو کیون چھوتا ہی کیا بھوکا ہی دودھ پیے گا
کہ نعرہ ہوا منم ملکہ انجم اختر پیشانی او ملعون اُس نمکحرام کا ل نے تو سزا پائی تمھاری
دونون کی فکر باقی ہی پلٹ کے جو مرجناگ نے ملکہ انجم اختر پیشانی کو آتے ہوئے دیکھا کہا لو
جان جہان ہوشیار ہو جاؤ شبرنگ تڑپی اور چلا ہا نکلجاؤ ان لوگون سے مین کیا مقابلہ
کرونگی مہر طلعت نے للکارا او فاحشہ کہان جائیگی شبرنگ نے گولہ مارا ملکہ مہر طلعت
نے اُس سحر کو دفع کیا پانچون چھون مصاحب سحر کرکے جا پڑے ہنگامہ گرم ہوا سنجاب نے آگ
لگادی کنیزون تک کو نہ نکلنے دیا جسپر جا پڑی اُسکو ٹوک کر مارا بڑے زور و شور سے لڑ رہی ہے
مرجناگ کمر باندھے ہوئے لڑائی مین مصروف ہی ہر مرتبہ چاہتا ہی کسی مکر سے ملکہ انجم کو

قتل کرون جہان یہ سامنے آیا ملکہ نے اوسکو الزام کہکر للکارا کہ تو سامنے سے بھاگتا ہی ادھر سے ملکہ سنجاب نے گھیرا ادھر سے مہر طلعت جا پڑین سب سے سحر ہو رہے ہین شبرنگ نے چاہا کنج باغ مین جاؤن اور دیوار توڑ کر نکلون ملکہ مہر طلعت کی نگاہ پڑ گئی للکارا کہ او فاحشہ کہان جاتی ہی کیا سحر کرنے سے عاجز ہوئی اُس دھگڑے کا لاشہ دیکھا اس دھگڑے کا لاشہ نہ دیکھیگی یہ سنکر شبرنگ پلٹ پڑی ملکہ مہر طلعت پر سحر کرنے لگی ملکہ مہر طلعت دفع کرتی جاتی ہین جب پانچ چار سحر شبرنگ نے کیے ملکہ مہر طلعت نے دفع کیے جب دیکھا کہ یہ نہین مانتی گرجتی ہی برستی ہی جھولی سے کارد نکالی اُسپر سحر کر کے کھینچ ماری شبرنگ نے چاہا بچون خاص سینے پر آکے بڑی توڑ کر پشت کو پار گذری مرگ شبرنگ گری اندھیرا ہو گیا بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام مین شبرنگ جادو بود مرینگی جو اُسکے آواز آئی مرجینگ نے پلٹ کر دیکھا بیقرار ہو گیا پکار کر آواز دی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان افسوس کا مقام ہی کہ تمھارے وصل سے شادکام نہ ہوا یہ حسرت رہگئی ملکہ انجم نے للکارا تجھے بھی اُسکے پاس پہونچائے دیتے ہین سحر ہونے لگے ملک کرم جینگ نے آواز دی کہ یا خداوند سامری و جمشید اس وقت تو اپنی قدرت دکھا دیجیے اپنے بندگان خاص کو نہ ترسائیے ملک گرجو اسنے چیخ ماری اور ایک گولہ زمین پر مارا زمین سے دھوان نکلا مہر طلعت نے آواز دی ای ملکہ عالم ہوشیار ہو جائیے اُسنے سحر سامری کیا ملکہ انجم اختر مپشانی نے چاہا پر پرواز پیدا کر کے بلند ہو جاؤن مگر دھوین نے مہلت نہ دی اُس مردود کے سحر نے دھوین کو بلند کیا دھوان جو آنکھون مین لگا ملکہ انجم لڑکھڑا کر گرین اسنے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزون نے ملکہ کی زبان مین سوزن دیا مہر طلعت نے چاہا تڑپ کر نکلون کہ دھوین سے ایک شعلۂ آتش نکلا وہ شعلہ آنکھون کے سامنے چمکا یہ معلوم ہوا کہ آنکھون مین کسی نے نشتر مارا آہ کر کے یہ بھی گرین کنیزین جھپٹین کہ زبان مین سوزن دین سنجاب جادو نے سینہ سپر کر دیا کڑک کر گری گئی گولے مرجینگ کو مارے مگر جسوقت سے یہ دھوان نکلا ہی اور تمام لشکر مین پھیلا ہو رہا ہی جو کوئی سحر اسپر کرتا ہی دھوین سے شعلہ نکلکر اُس سحر کو جلا دیتا ہی جو گولے سنجاب جادو نے مارے یہی ہوا کہ گولے کو شعلے نے جلا دیا مرجینگ تک نہ پہونچے کہ جسم پر تاثیر کرتے گولون کو رد کر کے اسنے پھر سر ہلایا زبان کا خون کاٹ کے گولے پر پھینکا دھوین نے ترقی کی شعلہ بھڑک کر سنجاب پر گرا یہ بھی لڑکھڑا کر گری اور سردارون نے بلوہ کیا وہ تو گرے اور بیہوش ہوئے اُس وقت کا ہنگامہ کہ سردار پر سردار گر رہا ہی مگر جو گرا دھوین مین مردود کے پھنسا شعلے دھوین سے نکل رہے ہین نخل مثل شمع کافوری جل رہے ہین فریاد فریاد کی صدا بلند ہی برق فرنگی ایک گوشے مین چھپا تڑپ رہا ہی جس وقت ملکہ انجم اختر مپشانی گرین برق بیقرار ہو گیا جی مین کہتا ہی کہ ای برق فرنگی کیا غضب ہوا ملکہ انجم سی ساحرہ یون گرفتار ہو جائے

سب ساحرون پر آفت ہو رہی ہی کیا تدبیر کرون جو رنگ مین نے جمایا تھا اُسکے بھی
سراسر خلاف ہوا اگر اس ملعون نے ان سب کو گرفتار کر لیا ایک لمحہ پھر کسی طرح زندہ نہ
چھوڑیگا شبرنگ کے قتل ہونیکا اسکو بڑا ملال ہی اُسی غصے مین آفت برپا کریگا
کیا تدبیر کرون ابھی تو چند سردار لڑ رہے ہین جاکر اُستاد سے اطلاع کرون شاید
وہ آکر کچھ تدبیر کرین روتا ہوا برق باغ کے باہر نکلا ایک ساحر کی صورت بنا ہوا
روتا ہوا باہر نکلا جی مین کہتا ہی ای برق جب تک مین خدمت مین اُستاد کی پہونچونگا
اتنے عرصے مین یہان خاتمہ ہو جائیگا افسوس باغ پُر بہار پر کیا خزان آئی کیا رنگ
جما تھا فلک کجرفتار نے یون مٹایا ایک تھوڑی ہی دیر مرجنگ نہ آتا مین خاتمہ
کر چکا تھا اس ملعون نے تو آکر قیامت برپا کر دی روتا ہوا تھوڑی دور نکلا ہی کہ صحرا سے
گرد اُڑی ایک مقام پر اُستاد کو دیکھا کہ ایک مسافر کو مارا ہی اُسکے کپڑے وغیرہ
اُتار رہے ہین برق دوڑا جھک کر سلام کیا کہا استاد مین شریک ہو جاؤن عمرو
نے کہا آپ الگ رہیے برق کب مانتا ہی چادر کمر سے کھولکر اُستاد کو دی کہ اُستاد
لیجیے یہ چادر نئی ہی پاؤن کے چھلے اُتار لیے عمرو نے کہا ابے چھلے تو لا برق فرنگی نے
ریت مین دبا دیے کہا اُستاد اسکے پاؤن مین چھلے نہ تھے عمرو نے ایک تھپڑ دیا کہا
کہ ابے پاؤن مین نشان تو چھلون کے بنے ہین اور کہتا ہی کہ یہ نہین پہنے تھا برق نے
کہا اُستاد غضب ہو گیا عمرو نے پوچھا کیا ہوا برق نے تمام کیفیت بیان کی کہا استاد
مین نے سب کو رہا کر لیا تھا مگر مرجنگ نے غضب کیا کچھ دھوان پیدا ہوا اُس دھوین نے
آگ لگا دی ملکہ انجم اختر پیشانی بیہوش ہوئین جب ملکہ انجم کو گرفتار کر چکا ہی اور چند سردار
لڑ رہے ہین میرے سامنے تک پانچ سردار باقی تھے جانبازی کر رہے تھے مین گھبرا کر آپ کی
تلاش مین نکلا کہا ابے چھلے تو دیدے برق نے کہا اُستاد اب ان واہیات باتون کا ذکر
نہ کیجیے خواجہ نے کہا بجا بڑے حرامزادے ہو برق عمرو کو ساتھ لیکر چلا راہ مین سب
حال خواجہ عمرو پوچھتے جاتے ہین برق اپنی عیاری کا حال بیان کرتا ہی خواجہ کہتے ہین
ابے یہ تجھسے کون پوچھتا ہی تو نے بڑی عیاری کی اسکو تو الگ کیجیے جہان سے شکست
ہوئی ہی وہ حال کہیے برق نے مرجنگ کا آنا اور رنگ سے مقابلہ پڑنا سب بیان کیا
خواجہ عمرو سر ہلاتے جاتے ہین جب باغ قریب رہا کہا اے اب آپ تو جائیے مین آتا ہون
برق تو الگ ہوا ادھر باغ مین پہونچا اب تین سردار لڑتے لڑتے باقی رہ گئے ہین مرجنگ
اُسی طرح سرلار رہا ہی سردار لڑ کھڑا رہے ہین ایک طرف سے آواز ہیبتناک آئی
کہ ای بندۂ خاص الخاص ای باج گذار با اخلاص ان سب کے سر کاٹ لے تیرے
واسطے وہ نعمت لایا ہون کہ جس حسرت مین سامری وجمشید مر گئے وہ کام آج ہوا پھر کر
مرجنگ نے پلٹ کر دیکھا کہ خداوند سالوس عمرو کی ٹانگ مین رسی باندھے ہوئے کشان
کشان لیے آتے ہین منھ پر ہاتھ رکھکر آواز دیتے ہین کہ زمین تھرا جاتی ہی مرجنگ جادو

نہال ہوگیا پکار کر آواز دی یا خداوند تصدق ہو جاؤن کہا اے تو نے انجم کو زندہ کیون
چھوڑا ان لوگون نے میری بندی خاص کو مارا شبرنگ تیرے وصل کی حسرت لیکر دنیا سے
گئی قدرت کو اسکا بڑا افسوس ہی اسکے پیٹ مین قدرت نے بھی اپنا نور اُتارا تھا ابھی
قدرت اسکو زندہ کرینگے مرچناب نے کہا یا خداوند اگر شبرنگ کو آپ نے زندہ کیا
تو غلام پر بڑا احسان ہوگا کہا اے گدھے تجھپر کیا احسان ہوگا قدرت بھی نور قدرت اسکے پیٹ مین
اُتارینگے فرزند قدرت اسی کے پیٹ سے پیدا ہوگا تمام دنیا مین خدائی کریگا
مرچنگ جادو نے کہا قدرت کو اختیار ہی یہ کہتا ہوا قریب مرچنگ کے پہونچا
کہا اے اپنے سحر کو روک لے میرا بدن جلا جاتا ہی کیون حرامزادے ایسے ایسے سحر سیکھ
رکھے ہین کہ جو قدرت پر تاثیر کرتے ہین ہی شرط کر تجکو سنگ سیاہ کر دون پاس شبرنگ
کے جائیگا جاکے دیکھ تو وہ کیا کر رہی ہی کس کس سے آنکھین لڑاتی ہی اُنکے نام نہ لونگا شرم
آتی ہی شبرنگ کے بڑے مرتبے ہوئے مرتے دم بھی اُسنے قدرت ہی کو یاد کیا مرچنگ
کے سحر کو رد کا دھوان کسی قدر کم ہوا خداوند قریب پہونچے کہا او مرچنگ شبرنگ کے
پاس جانے سے کیون انکار کرتا ہی یہ تو دیکھ لے کہ وہ کس مکان مین بیٹھی ہی باتین پڑھ دیکھ اور
نام ہمارا پڑھتا جا یہ کہنا تھا کہ مرچنگ جادو باتین طرف پھرا جیسے ہی مرچنگ نے باتین
پر سر اٹھایا بنگاہ غور دیکھنے لگا خواجہ عمرو نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے کہا دیکھ
اسی باغ مین بیٹھی ہی تجکو بلاتی ہی پہچان لے نعرہ عمرو

ازان اُستاد عیاران عالم

سراپا دانش و عقل مجسم	بباغ دین زکرمش آب بارن
بہر کشور بلاے جان کفار	عمرو آن شاہ عیاران عیار

جہان سرہنگ در خنجر گذاری

جھٹکا مارا منہ کے بھل زمین پر گرا گرتے گرتے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک ملکہ انجم اختر پیشانی و ملکہ مہر طلعت و زیرزادی
و ملکہ سنجاب جادو نے دیکھا کہ یکایک اندھیرا ہوا ہوائین خلاف چلنے لگین آواز آئی
کشتی مرا نام من مرچنگ جادو بو ملکہ انجم بھی اُٹھین و زیرزادی نے بھی اُٹھتے ہی
نعرہ کیا سنجاب جادو بھی کڑک کر ابر کے ٹکڑے گرانے لگی جسپر ٹکڑہ ابر کا گرا جلکر خاک ہوا
ملازمان اور نگ و شبرنگ و مرچنگ ایک طرف کھڑے ان لوگون سے لڑ رہے ہین
سحر اپنی حقیقت کے موافق کر رہے ہین خرچنگ نامے سب مین نامی سردار ہی اُسنے
سب کو اپنی پشت پر لیا اور لڑ رہا ہی بڑھ بڑھ کے سحر کرتا ہی ملکہ مہر طلعت نے جو دیکھا
کہ کئی سردار ہمارے زخمی ہوئے خیال کیا کہ خرچنگ بڑھ بڑھ کے سحر کرتا ہی اُسکے
سحر کا جو خنجر گرا کسی کو زخمی کیا کسی کا ہاتھ پاؤن کاٹ کے نکلگیا کئی سردار قتل ہو چکے ہین
مہر طلعت نے کہا واری تماشا دیکھیے یہ کہکے مہر طلعت آگے بڑھی للکارا کہ او خرچنگ
کہان جاتا ہی اب جو پلٹا نگاہ جمال ہمیشال پر پڑی آنکھ سے آنکھ لڑی اور لوگ تو سب سحر
کر رہے ہین آگ برس رہی ہی ملکہ مہر طلعت نے جو ہنس کے سحر کیا ایک طائر نے آکر آواز دی
ای خرچنگ ذرا اس محبوب جانی و یار جادو دانی کو دیکھ کیون غافل ہی نہ ہنستا ہے

نہ روتا ہی دنیا مقام ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی سامری و جمشید نے بھی چولہ تبدیل کیا ہمیشہ دنیا مین مقام نہ فرمایا بڑے بڑے رستم وش سکندر نژاد حاتم مراد ضحاک طینت فریدون خصلت خاک مین ملگئے نام کو بھی اُنکا نشان نہین صاحب فوج وعلم تھے کیا کیا جاہ و حشم تھے قبرون کے نشان نہین ملتے کوئی نہین جانتا کہ کہان گئے اہالیان دنیا کو دنیا سے کیا محبت ہوتی ہی اہل وعیال پر جان دیتے ہین بعد مرنیکے کہان جاتے ہین ایک کے بعد ایک تانتا لگا ہوا ہی کوئی پلٹ کے نہ آیا کہ حال ملک عدم سُناتا وہان کی کیفیت بیان کرتا وہان جاکر کسی شغل مین پھنس جاتے ہین اہل وعیال بھی نہین یاد آتے اگر تکلیف مین ہین تو کوئی کام نہین جب پیوند خاک ہوئے پھر محبت کہان یہ جو طائر نے آواز دی خرچنگ جھوما اتنا تو جواب دیا کہ او طائر بس دل کو غم والم سے بھر دیا تیری آواز نے تو پریشان کر دیا طائر تو غائب ہوا اب اُسنے جمال جہان آرائے ملکہ مہر طلعت کو دیکھا بے اختیار پکار اُٹھا ای شہنشاہ اقلیم خوبی وای گوہر بے بہائے بحر محبوبی نظم

نکلتی کس طرح ہی جان مضطر دیکھتے جاؤ ہمارے پاس سے جاؤ تو پھر کر دیکھتے جاؤ
نسیم نوبہاری کی طرح آتے ہو گلشن مین تماشائے گل وسرو وصنوبر دیکھتے جاؤ
کدھر جاتے ہو ہر گھر مین سے یہ آواز آتی ہی مسیحا ہو تو بیمارون کو دم بھر دیکھتے جاؤ
قدم انداز سے باہر ہوئے جاتے ہین صاحب ستم رفتار مین کرتی ہی ٹھوکر دیکھتے جاؤ
ملین وہ راہ مین اکی تو کہتا ہون جو ہوسو ہو دکھاؤ گھر مجھے اپنا مرا گھر دیکھتے جاؤ
خرام ناز مین عاشق سے ہو اسکا اشارہ بھی کچھ اپنی تیغ ابرو کے بھی جوہر دیکھتے جاؤ
روش مستانہ چلتے ہو قدم مستانہ پڑتے ہین خدا کے واسطے پھر پھر کر دیکھتے جاؤ
کوئی اُنسے کہے منھ پھیر کے جو قتل کرتے ہو تڑپتا ہی تمھارا کشتہ کیونکر دیکھتے جاؤ
نگاہ لطف کا شائق ہی تحت و فوق کا عالم کبھی نیچی نظر ہوگاہ اوپر دیکھتے جاؤ
کبھی الجھاتے ہین ابرو کبھی جنبش ہی مژگان کو دکھاتے ہو ہمین شمشیر وخنجر دیکھتے جاؤ
نقاب اکدن اُلٹ کر منھ سے نہ فرمایا جمال آفتاب ذرہ پر ذرہ دیکھتے جاؤ
نہ پھیرو اُس سے منھ آتش جو کچھ درپیش آجاوے دکھاتا ہی جو آنکھون کو مقدر دیکھتے جاؤ

اس طرح بلک بلک کر یہ اشعار پڑھے کہ ساتھ والون نے اسکے دست بستہ عرض کی کیون ای شہریار مزاج کیسا ہی یہ شعر کسکے پڑھے کہا یار دکیا کہون مہر طلعت نے مارا سُنتا ہون عالال اسیر تین سال عاشق رہا مگر اس سرکش نے اُسکو مار کر چھوڑا مین تو جاکر اسکے قدمون پر گرتا ہون تصدق ہوکر گرد پھرتا ہون اگر مانا تو مانا نہین تو سر کاٹ کے قدمون پر رکھدونگا آنکھین حدقۂ چشم سے نکالکر بطور نذر پیش کر دونگا جو کچھ کیا آنکھون نے کیا دل تڑپ رہا ہی قلب پھڑک رہا ہی جی چاہتا ہی گریبان چاک کرون خاک منھ پر ملون قبر مجنون پر جاؤن فقیر بنکے بیٹھون قبر لیلی کا طواف کرون اپنی حقیقت عاشقان سابق پہ ظاہر کردون مدد کرین یا نہ کرین سبھون نے کہا بہت مناسب ہی پہلے معشوق سے

نذر کر دیجیے ہاتھ جوڑ لیے کہا مین کیا کوئی دقیقہ اُٹھا رکھونگا ملکہ مہر طلعت نے اُدھر سے منھ پھیر لیا
فوج ساحران نے چہار جانب سے گھیر لیا قریب آ کر خرجنگ پکارا اے معشوق مغرور
ذرا ایک دفعہ ادھر چہرہ پھیر دو ہمکو سب مشکل ہی یہ کہکے چلا چلا کر پکارا حضور ذرا ادھر دیکھیے
مہر طلعت نے مسکرا کر کہا اے عاشق جانباز معشوق کی عزت و آبرو بڑھانے والے
سب سے منھ پھیرا اب تمہر توجہ ہی جہان کہو تمھارے ساتھ چلین مگر یہ کہو عاشق صادق ہو
یا خالی باتین بناتے ہو کہا حضور کے قدمون کی قسم جان تک بطور نذر حاضر ہی فرمایا ذرا
تلوار تو کھینچو ہمراہیان خرجنگ نے کہتے رہے ہین کہ خرجنگ نے تلوار کھینچی مہر طلعت
نے کہا گلے پر رکھو شرمانا نہین گھبرانا نہین مردانہ وار جان دو کہا حضور ثابت قدم کہین
ڈر کتے ہین تلوار کو گلے پر رکھا کہا غلام رخصت ہوتا ہی مہر طلعت نے کہا اچھا جاؤ
جہنم واصل یہ سنتے ہی اسنے تلوار کو کھینچا سر کٹ گیا تسمہ لگا رہا لاشہ زمین پر گرا اُسکے
ساتھ والون نے گریبان پھاڑ ڈالے اور کہا ہاے آقاے نامدار ہم تو آپکو بجاے مرجنگ
کے جانتے تھے یہ نہ سمجھے تھے کہ یون جان دیجیے گا ان معشوقان پر بھرہ نے ملک
کے ملک ویران کر دیے جو اِنپر عاشق ہوگا حسرت و یاس لیکر یہ وہ دنیا سے جائیگا
اپنے حال پر افسوس کریگا بے وجہ مریگا ملکہ انجم اختر مینا مثال نے بڑھکر مسکرا کے
فرمایا تم لوگ کس فکر مین ہو یہ کہکے نگاہ سحر آگین ہلائی دس بارہ جادوگر کہ افسر کلان تھے
تڑپنے لگے بیقرار ہو کر اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے آگے نہ بڑھتے تھے ایک ہی مقام پر
جھگڑتے لڑتے اڑتے ختم ہوگئے سب کا ایک ہی طریقہ تھا ہر سمت سے یہی آواز آتی تھی نظم

تری ابروے پیوستہ کا عالم مین فسانہ ہی
کسی اُستاد شاعر کی بیت عاشقانہ ہی

کفن دزدون مین قبر اہل دولت کا فسانہ ہی
تمامی کی ہی چادر بادلے کا شامیانہ ہی

جو دیوانہ ہی صحرا مین وہ بھاگے میرے سایے سے
سوار شیر ہین مجنون ہون افعی تازیانہ ہی

گریبان پھاڑ کر دیوانے نے زنجیر کیون پہنی
کرے کیا عقل دخل اسمین جنون کا کارخانہ ہی

کبھی کچھ ہی تلون سے کبھی کچھ ہی تلون سے
مزاج یار بھی نیرنگ سازی مین زمانہ ہی

کہا مجنون نے دنیا سے گذرنا سنکے لیلی کا
کوئی آگے روانہ ہی کوئی پیچھے روانہ ہی

نظر آتی نہین آنکھون کو باریکی کے باعث سے
کمر سے یار کی ہمکو محبت غائبانہ ہی

صفا کا اُس رُخ زیبا کی ہی حیران آئینہ
لٹک پر گیسوون کی ہینا دانت اپنے شانہ ہی

سمند حسن کو وہ ترک اُڑا دے جسدم چابک
گرد مہمیز ہی گیسوے مشکین تازیانہ ہی

پھراتا ہی عبث واعظ سر اپنا پاک رندون سے
تکلف برطرف یان لاابالی کارخانہ ہی

یا ہی دور کر دل کی تو پیدا نور عرفان ہو
سرافعی کو کچایا جسنے مال اُسکا خزانہ ہی

بلند اختر بلند اقبال قصر یار کو کہیے
ہوا سے بام رکھتا ہی وہ عالی آستانہ ہی

چمن کی سیر مین لطف شکار آنکھون کو اُٹھیگا
ترے تیر نگہ کا بلبل اے گل و نشانہ ہی

گلے مین اپنے باہین ہنستے ہنستے ڈال سکتے ہو
کرم ڈھونڈھے تمھارا تو بہانہ ہی بہانہ ہی

نہ مطلب کشت سے رکھیے نہ خرمن سے غرض آتش	سمجھ لے اپنے منھ مین مور جو قسمت کا دانہ ہے

یہ اشعار پڑھ کے بارہ چودہ جوان دست بستہ سامنے انجم کے کھڑے ہوے کہا جان نثارون کو کیا حکم ہوتا ہے ملکہ نے کہا جس پہاڑ پر کوہکن نے اپنی جان دی جا کے شیرین اپنی کھوئی وہانکی خبر مفصل لاؤ پہاڑ کتنا کاٹا تیشہ کس مقام پر مار لیا تصویر کھینچکر لانا بارہ سردار سر پیٹتے خاک اڑاتے اشعار عاشقانہ پڑھتے کبھی پکارتے تھے فرد فرہاد جنون پیشہ بر سنگ تجرد تیشہ ⁂ میگفت باندیشہ سنگ آمد و سخت آمد ⁂ یہان میدان پاک ہو گیا کوئی دشمن باقی نہ رہا خواجہ عمرو نے سارا باغ لوٹ لیا بارہ دری مین ملکہ انجم اختر پیشانی آکے ٹھہرین دیکھا فرش و فروش کیسا نقش بوریا بھی نہین کہا خواجہ عمرو یہان فرش وغیرہ نہ تھا خواجہ نے کہا ملکہ نہ ہوگا ہمکو اس ذکر سے کیا کام جادوگر تو لالچی تھے ملکہ مہر طلعت نے منع کیا کہ حضور یہ ذکر نہ کیجیے خواجہ عمرو کے خلاف ہوگا وہ اسی طرح مکان کو لوٹتے ہین مردے تک تو برہنہ پڑے ہین چونکہ شام ہو چکی تھی شب کو اسی باغ مین مقام کیا ناظرون کو یہان کے بلوایا سب نے دست بستہ عرض کی اور جو ارشاد ہوا اُنھین حاکمون کو مقرر کیا شب بھر یہی انتظام رہا کچھ زمیندار کچھ تعلقہ دار ساتھ ہوے نوبت نقارے بجاتے ہوے بفتح و فیروزی چھکڑون پر مال و اسباب لدا ہوا خواجہ عمرو و برق شلنگین لگاتے ہوے ملکہ انجم کو لیکے تختگاہ اجلال پر چلے یہان سب لشکر فرد کش تھا سب کو انتظار ہے کہ کوئی پلٹ کے نہین آیا ہرکارون نے آکر خبر فتح و ظفر سنائی تمام سردار واسطے استقبال کے چلے راہ مین آکر دیکھا کہ ملکہ انجم اختر پیشانی تخت پر سوار ہین پہلو مین مہر طلعت وزیرزادی ملکہ سنجاب جادو کا ملکہ ابر نیا کی پشت پر تمام ساحران نمدار خواجہ عمرو و برق فرنگی آگے آگے نقیب آوازین لگاتے ہوے سب افسرون نے بڑھکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا بڑے دھوم سے ملکہ انجم کو لاکر داخل تختگاہ اجلال جادو کیا بڑے دھوم سے ملکہ انجم نے جشن کیا دو پہر رات گئے خواجہ عمرو نے جا کر آرام کیا صبح کو ملکہ انجم تخت پر بیٹھین تمام سردارون سے دربار بھرا ہوا ہے کہ دیکھا خواجہ عمرو تشریف لائے مگر حال یہ کہ پریشان چہرہ اداس گریبان پھٹا ہوا آنکھون سے آنسو جاری تھا کمر بیقراری برق بھی ترڑپتا ہوا پس پشت چلا آتا ہے ملکہ انجم اختر پیشانی یہ حالت دیکھکر گھبرا گئین تخت سے اُٹھ کر گلے مین ہاتھ ڈالدیے پوچھا کیون اے شہنشاہ عیاران خیر تو ہے ہم آپ کو عجب حال مین پاتے ہین آپ کا حال زار دیکھکے گھبراتے ہین خواجہ عمرو نے کہا ملکہ کیا کہین جی چاہتا ہے پر پرواز پیدا کرون اور خدمت مین اپنے آقا کی پہونچون رات کو جب مین جا کر سویا دیدۂ ظاہری بند تھے دیدۂ باطنی وا ہوے ہمین خواب مین یہ دیکھا کہ گرد تودۂ لشکر کے اندھیرا ہے صاحبقران ایک پلنگ پر پڑے ہین آہ آہ کی صدا قلب سے آتی ہے سردار سب رو رہے ہین مین اُسی حال پر ملال مین روتا ہوا قریب پہونچا عرض کی آقا کو کس حال مین پاتا ہون آنکھین تیری گور ہون مگر اس حال مین آپ کو

نہ دیکھون مقبل نے کہا آپ کیسے پکارتے ہین سالوس نے بڑے سامان کیے ہین اپنی بیٹی
اور زوجہ کو پکڑ لیگیا پھر ناہید کی شکل بنکر آیا فقرہ دیگر حرز ہیکل لی اسم اعظم بند کیا آج
تیسرا دن ہی کہ صاحبقران بات کرنیکے لایق نہین گرد لشکر کے ایک دیوار دھوئین کی چھائی
ہوئی ہی سب لشکر والے بیہوش پڑے ہین ہم چند کس صاحبقران کو لیکر بارگاہ سلیمانی
مین چلے آئے اس وجہ سے سحر سے محفوظ ہین آب و دانہ ہم سب پر بند ہے جو باہر
بارگاہ سلیمانی کے نکلا مبتلاے بلا ہوا جب سے بیدار ہوا روتے روتے مجھکو یہ وقت
گذرا برائے خدا مجھکو جانے دو ملکہ انجم اختر پیشانی رونے لگین کہ خواجہ خواب اسقدر
سچا نہ جانو خواب کبھی اسقدر ٹھیک ٹھیک نہین ہوتا یقین ہی کہ صاحبقران کو آپ
بفتح و فیروزی پائینگے جس حال سے خواب مین دیکھا یہ رنگ نہ دیکھینگے عمرو نے کہا ای
ملکہ عالم میرے قلب کو آرام نہین صاحبقران کا خون اور میرا خون ایک ہی اتنا خوب
جانتا ہون کہ جو کچھ مین نے خواب مین دیکھا یہ سب معاملہ درپیش ہوگا سالوس لشکر
مین تھا کوئی فکر ہو گئی ہوگی ملکہ گلشن و ناہید کا گرفتار ہونا گلشن زوجہ سالوس کے
ناہید اُسکی دختر بلند اختر ناہید صاحبقران عالیشان پر عاشق ہوئی بیٹی کی محبت مین
گلشن نے کار نمایان کیا وہ ایسی بصدق دل مطیع اسلام ہوئی ہین کہ سالوس
سے کلام سخت کرینگی جان دینے سے وہ نہ ڈرینگی ایسا نہ ہو خدا نخواستہ اُنکو قتل
کرڈالے تو مین کیا منھ دکھاؤنگا ملکہ انجم اختر پیشانی نے کہا خواجہ عمرو جنھا اس دن
کے واسطے تمھارا ساتھ نہین دیا ہی کہ دامن دولت ہمارے ہاتھ سے چھوٹے ہمکو اپنے
ساتھ لیچلیے خواجہ عمرو نے کہا اب مین ایک لمحہ نہ رکونگا وہ کیفیت دیکھی ہی کہ دل کو ایک
دم آرام نہین ایک ایک دم مجھپر زیر دم شمشیر گذرتا ہی آپکے چلنے کے سامان مین
ضرور دو چار روز گذر رہینگے کہین جاتے ہی کچھ فکر کرونگا اگر خدا نے فضل کیا تو جاتے ہی
ناہید و گلشن کو قید سے چھڑاؤنگا یہ میرے قلب کو گوارا ہوگا کہ خدا نخواستہ
وہ قید رہین صاحبقران کے دشمن پہ جفا سہین اور مین آرام سے بیٹھون مگر آپ
لشکر تیار کرکے بسامان معقول قریب قلعۂ سالوس تشریف لائیے انشاء اللہ تعالےٰ
صاحبقران کو بخیر و عافیت اگر دیکھا تو آپ سے ملاقات بہت اچھی طرح سے ہوگی
آپ اس سے خاطر جمع رکھیے مین سب آپکی فکر کر رکھونگا صاحبقران کو بھی معلوم ہو
کہ ہان کوئی آیا اگر خدا نخواستہ جو مین نے خواب مین دیکھا ہی اور وہی سامان ہے
تو آپ بھی آکر جنگ مین مصروف ہو جیے ہرچند ملکہ انجم اختر پیشانی نے خواجہ کو
روکا مگر خواجہ عمرو نے قبول نہ کیا ملکہ نے مال بہت سا پیشکش کیا برق کو بھی بھاری
خلعت دیا خواجہ اُسی وقت با ہنائے عیاری سے آراستہ و پیراستہ ہوکر مع مہتر
برق فرنگی آپ ایک گوّیے کی صورت بنے برق ایک لڑکے کی شکل بنکر ڈفلی ہاتھ
مین اسطرح گانے بجاتے ہوئے طرف قلعۂ سالوس کے خواجہ روانہ ہوئے کہ ذکر

انکا وقت پر کیا جائیگا بعد جانے خواجہ کے ملکہ انجم اختر پیشانی نے ڈیڑھ لاکھ ساحر و غیر ساحر کا لشکر بڑے تکلف سے آراستہ کیا کہ آراستگی اُس لشکر کی وقت پر پہونچنے کے بیان کیجائیگی ملکہ مہر طلعت و ملکہ سنجاب منتظر لشکر ہین ابر ہاے ضیا بار لشکر پر سایہ فگن اس تکلف سے ملکہ انجم اختر پیشانی بھی براے ملاقات صاحبقران چلتی ہین کہ ذکر انکا بھی وقت پر تحریر ہوگا انکو اسی حال پر ملال مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان شوکت نشان شاہزادۂ خاور سپاہ کے سرکشی انکی قید خانے مین شاخسار کا ارادۂ قتل قاسم و سمک عیار کرنا راہ مین عیاری سمک کی اور مارا جانا گرگ جسے شاخسار نے براے قتل ہمراہ کر دیا تھا باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام آتش فشان ۔ کہ رندون کو منظور ہے امتحان
گلابی اٹھا ساقی سیمبر ۔ کہ ہے میکدے مین بڑا شور و شر
کہ مدرجو ہی ساقی خورش بیان ۔ کہ ہے بر سر جنگ پیر مغان
جو محفل مین اسوقت کاہش ہوئی ۔ تو کیا دختر رز کو خواہش ہوئی
جو ساقی پیمان شکن دور ہے ۔ تو کیا دختر رز بھی مغرور ہے
جو پیر مغان ہے حماقت پسند ۔ تو ہین بد مشرب بھی راحت پسند
یہ ہر میکدہ یا کہ ماتم کدہ ۔ کہین اہل حرمان اسے غمکدہ
یہ سامان راحت نظر آئیگا ۔ کہ رندون کو دور اپنا دکھلائیگا
شہنشاہ جمشید فیروز بخت ۔ نکالا اسی نے یہ سب تاج و تخت
یہ ہے گردش چرخ بیداد گر ۔ کہ ضحاک اس شے پہ پائے ظفر
فلک رات دن رہتے جنگ ہے ۔ ہر اک اہل دل اس سے دلتنگ ہے
وہ ضحاک کی دہشتین بیحساب ۔ رعیت کو تھا دمبدم پیچ و تاب
اگر شاہ جمشید دیوانہ وار ۔ زمانے کی گردش سے تھا خوار و زار
فلک کی گردش کا سامان ہوا ۔ گرفتار وہ شاہ شاہان ہوا
گئے سامنے لیکے ضحاک کے ۔ کہ جمشید آرے سے چیرے گئے
سکندر نے دارا کا پایا نشان ۔ ہوا گردش چرخ کا امتحان
نہ رستم ہے باقی نہ سہراب ہے ۔ یہ دنیا و دون خواب ہے خواب ہے
عدالت کا ذکر آگیا درمیان ۔ تو یاد آگیا شاہ نوشیروان
جو طاقت مین ہے رستم باہنر ۔ سخاوت مین ہے حاتم نامور
عدالت سخاوت مین بیباک تھے ۔ مگر موت آئی تو سب خاک تھے
جوان پیر طفلان بازی پسند ۔ ہوئے ہاتھ سے موت کے دردمند
نہ پائی کسی نے بھی اتنی خبر ۔ کہ ہے کونسے وقت اپنا سفر
بہت عقل حیران ہے اس عنگ مین ۔ ہین شاہ و گدا ایک ہی رنگ مین
گدا ہے جو بیمار اے خوش نصیب ۔ تہی بید ممکن نہ آیا طبیب
اگر دفع جسوقت کلفت ہوئی ۔ اسی حال مین اسکو صحت ہوئی
جلالت ہوئی شاہ کو جب نصیب ۔ ہوئے جمع صدہا حکیم و طبیب
یہ تیر اجل کا نشانہ ہوا ۔ جہان سے بحسرت روانہ ہوا
گدا کو جو صحت ہوئی بے دوا ۔ وہ اکسیر کھا کھا کے کشتہ ہوا
زہے صنعت خالق بے نیاز ۔ کہ ہر دم ہے ظاہر نشیب و فراز
مرے دلربا مہ لقا ساقیا ۔ اٹھا ابر اک جام لا کر پلا
غنیمت شمر صحبت دوستان ۔ کہ گل سبزہ و زیست در بوستان
نہیں رنگ گلشن کا کچھ اعتبار ۔ خزان کی ہے آمد سے دل بیقرار
قمر ہنسنگئے جب بکنج قفس ۔ غنیمت شمر راحت یک نفس

چہرہ جلالت شعاران شیرین مقال و تنور نگاران میدان فرخ فال اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر جلالت شعاران فرخندہ بیان کی رہ صعب کرتے ہین طی + گزارش کرچکا ہون کہ شاہزادہ ملک قاسم و ایرج نوجوان و نور الدہر بن بدیع الزمان باغ ویران مین قید ہین ایک دن براے رفع حاجت ایرج بھی نکلے ہین اُدھر سے نور الدہر آتے تھے ایک طرف سے قاسم بھی آتے تھے نگہبان ساحر

سب کے ساتھ ہین کہ قاسم نے پکار کر آواز دی ای فرزند اگر مرتبہ جو خدا رہائی عطا کرے تو ونگل رستم پر قبضہ کرنا ایرج نے کہا قبلہ وکعبہ ونگل رستم پر قبضہ ہی جو کوئی نام لے اُسکا سر توڑ ڈالون نورالدہر نے کہا چھوٹے قبلہ وکعبہ میری کیا مجال جو آپ کی بات کا جواب دون لیکن کوئی بنیا بقال کے پاس فروش بازاری اگر ونگل رستم کا نام لے تو منھ بگاڑ دون پینگر ایرج نے کہا او کشتی گیر زیادہ تیری شامت آئی ہی جو قبلہ وکعبہ سے زبان لڑاتا ہے نورالدہر نے کہا یہ تو مین پہلے ہی کہچکا کہ وہ چھوٹے قبلہ وکعبہ ہین جو چاہین فرمائین تمہارا سر توڑنے کو موجود ہون اور اگر انصاف کرو تو جناب ہفت صفت مین کیا گذری قاسم نے کہا او ڈالا ابو مجھپر طعن کرتا ہی مارے گھونسون کے پسلیان توڑ ڈالونگا نورالدہر کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا حضور ایسا نہ فرمائین ورنہ پھر صاحبقران کو دیکھ لونگا یہ کہنا تھا کہ قاسم نے کہا او ایرج تو سن رہا ہی اسکا سر نہین توڑ ڈالتا یہ کہنا تھا کہ ایرج نے قید توڑ ڈالی نورالدہر نے کہا او دیوانے دونون باپ بیٹے ملکر آؤ تو مزہ چکھاؤن قاسم نے بھی قید توڑ ڈال اب تو نورالدہر نے بھی نعرۂ شیرانہ کیا نظم

گرمی بازار عشق از شرف خون منست
بر سر دار فنا خانۂ غم ہائے من

خانۂ تاریک و تنگ بستہ بزنجیر عشق
بشکنم این بند را وقت جنون منست

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من
باک ندارم ز دار چوب ستون منست

قید کو مثل تارہائے عنکبوت کے توڑ کر پھینکدیا جو ساحر ایرج نوجوان پر نگہبان تھے ہان ہان کہکے بڑھے جو ساحر بڑھا ایرج نے کسی پر ٹھوکر ماردی اُسکا سر پھٹ گیا اندھیرے مین کسی کی ٹانگین پکڑکر چیر ڈالین پچیس ساحر ایرج نے مارے نورالدہر نے بھی چھبیس ساحر مارے قاسم نے ستائیس ساحر مارے کچھ کم سو ساحر مارے گئے ایک ساحر معقول جادو کہ سب کا افسر تھا قاسم سے لپٹ پڑا قاسم نے اُٹھاکر دے مارا چھاتی پر چڑھکے گردن دبانی منظور ہوا کہ اسکے گھونسا ماردن اسکا سر پھٹ جائے ہنوز شاخسار جادو دوڑی ہوئی آئی دیکھا قاسم معقول کی چھاتی پر چڑھے ہوئے اُسکا گلا گھونٹ رہے ہین زبان نہین ہلسکتی کہ سحر کرے ایرج و نورالدہر کو دریاے خون مین نہائے ہوئے شاخسار نے دیکھا قاسم پر سحر کیا کہ قاسم گر پڑے اسنے سب کو سحر مین گرفتار کیا ایرج و نورالدہر و قاسم تینون کو پکڑ لیا خود جھلائی ہوئی پاس سحر العجائب و مصر الغرائب کے آئی سرگشتی قاسم کی بیان کی شاہون نے کہا ہم مجبور ہین جب قتل کا ارادہ کرتے ہین کاہن طلسم آکر منع کرتا ہی شاخسار نے کہا اگر آپ کا حکم ہو قاسم و سمک اُسکے عیار کو حد سے آگے لیجاکر قتل کرون سحر العجائب و مصر الغرائب کہنے لگے کہ ای شاخسار بہت اچھی بات ہی تو قاسم و سمک کو پہلے لیجا بعد ایرج و نورالدہر کو لیجانا شاخسار نے کہا مین تو نہ جاؤنگی برگ جادو اپنی بہن کو بھیجتی ہون وہ دونون کو قتل کرکے چلی آئیگی پارہ کوس پر کوہ مقناطیس ہی وہ حد طلسم سے باہر ہی اُسی پر لیجاکر قتل کرکے چلی آئیگی سحر العجائب و مصر الغرائب نے اس بات کو منظور کیا شاخسار

قید خانے مین آئی اپنی جہن برگ جادو کو بلایا کہا قاسم و سمک کو لیجا کو وہ مقتنا قیس پھر جائے قتل کرنا مگر اتنا خیال رہے کہ اسکی خبر کسی کو نہ ہونے پائے ذکر اسکا کسی سے نہ کرنا ان غلامون کو بڑے احتیاط سے لیجانا اہ جن حفاظت کرنا عیار جو اسکے ساتھ ہے یہ اُسکا بیٹا ہو جسکے مقدمے مین سامری و جمشید لکھ گئے ہین کہ اُسکی قضا کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی برگ جادو قید خانے مین آئی قاسم و سمک کو تخت پر سوار کیا ایرج نوجوان نے جو دور سے دیکھا بلک کر پکارا قبلہ و کعبہ یہ مکارہ آپ کو کہان لیے جاتی ہو اُس وقت قید خانے مین ایک بلڑ ہوا نور الدہر بھی بیقرار ہو کر رونے لگے پکار کر آواز دی چھوٹے قبلہ و کعبہ کچھ اس غلام کو تو جواب دیجیے اگر بڑے قبلے مجھے پوچھینگے کہ میرے فرزند کو کیا کیا تو غلام کیا جواب دیگا غلام کی وہ صورت نہ دیکھینگے فرمایا کرتے ہین کہ اگر ہزار فرزند ہون تو اپنے بھائی کے فرزند پر نثار کر دون غلام مغضوب درگاہ بزرگان ہوگا یہ دو لوگون شیر جو چلا کے روئے کوکب دہتران کو بھی خبر ہو گئی کہ برگ جادو قاسم کو قید خانے سے لیے جاتی ہو نہین معلوم کیا حکم ہوا ہو بتران بلک کر رو دین کہا ای والدنا ماہار ہماری تقدیر پھوٹی ہو ادل مین کیا کیا صدمے اُٹھائے اب مطمئن ہو کر بیٹھے اولاد یون ضایع ہوئی شوہر مصیبت مین گرفتار قبلہ و کعبہ قید خانے سے بھی جدا ہوئے ہین کیا بےلسبی و بیکسی ہو نظم

شور آدم خاکی سے یہ ہمکو یقین آیا   تماشا انجمن کا دیکھنے خلوت نشین آیا
گیا بلقیس تک مکتوب شوقیہ سلیمان کا   قران مشتری و ماہ کا دورہ قرین آیا
بنین تیرے کرم سے جام مثل برق ای ساقی   مبارک ہو وے ہمکو ابر باران آفرین آیا
پری شیشے مین اُتری کیسے یا قالب مین روح آئی   عجب انداز سے آغوش مین وہ نازنین آیا
ہمیشہ نقش حب کا مشتری کے روز لکھتا ہون   ستارہ نیک ہی میرا تو وہ زہرہ جبین آیا
حنا دکھی تو ہوش چشم تیرے دست نازک تھے   تری انگشتری یاد آئی جب نام نگین آیا
مبارک کشتیان مے کی بتان ہند کو ہووین   جہاز و مین فرنگستان سے آب آتشین آیا
نہ گھبرا چار دن کیواسطے ای روح قالب مین   گیا جب اس مکان سے پھر نہین اسکا مکین آیا
نہایت تشنۂ دیدار ہین خوب اُسکو چوسینگے   اگر اپنے لبون تک کوئی لعل آتشین آیا
یہ جنس دل مقرر اک نظر اسکو دکھا دینگے   جو کوئی مشتری بازار عالم مین حسین آیا
نہ چھوڑیگا کسی کو آسمان بے گور مین بھیجے   بھجہ زیر زمین اُسکو جو بالائے زمین آیا
سگ کو سے شکار اُسکا بتان خوش نگہ کرتے   نہ شہر ہند تک زندہ کوئی آہوے چین آیا
مری آنکھونے اُس آئینے کی صورت نہ دیکھیگا   کھلیگی حسن کی قلعی جو کوئی قبح بین آیا
گریبان تک بھی دامن سے جنون پر رہنما اسکا   بغل سے ہو کے دامن تک جو چاک آستین آیا
تصور کو تری تصویر کا سودا مبارک ہو   مقام گیسوے مشکین و نال عنبرین آیا
رجوع اپنے دل روشن سے کر آتش جو مضطر ہو   گیا خرم جب اُس درگاہ مین اندوہگین آیا

کہا ای والدہ نامدار کاتب قدرت نے کلک قدرت سے صفحۂ تقدیر پر سوائے غم و الم کچھ تحریر

نہین فرمایا وہی پیشانی ہر ایرج نے حال اپنا بہت ابتر کیا ہی سر زنجیر سے ٹکرا رہا ہے
نور الدہر اٹھا کے بیقرار یہ خبر کسی نے سکندر سے کہی سکندر قیدخانے مین بیٹھا ہی
کہ یکایک خبر ملی کہ آج برگ جادو قاسم و سماک کو قیدخانے سے لیگیی ہلاک کر دیا باپ
سے کہا ای والد نامدار حقیقت مین وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی جرأت و ہمت مین لاثانی ہے
افسوس کا مقام ہی ہر چند کہ سب مبتلاے جفا ہین لیکن خیر ایک مقام پر تو تھے مرنا جینا
ایک طور پر تھا وہ بھی فلک نے نہ چاہا ہر چند کہ ایرج نوجوان جرأت و جلالت مین ہمثل
ہین اپنا مثل نہین رکھتے مگر قاسم کی صولت و سطوت آنکھون کے نیچے پھرتی ہر کس سیاست
کی لڑائی جمی ہوئی تھی ہوئی جب لڑکا تب افسر ہی کو ٹوکا ہر کس و ناکس پر ہاتھ نہین اٹھاتے
باپ سے لپٹ لپٹ کے خوب رویا اس وقت بھی سکندر نے یہ کلمہ کہا کہ کیون ای
والد نامدار ایرج نوجوان نے جو کچھ کہا تھا حقیقت مین صورت تو میری ایرج نوجوان
سے بہت ملتی ہی مین اسکا اعتبار نہین کرتا مگر آپ نے اس بارے مین مفصل نہ فرمایا
سلطان زرین پوش نے کہا ای فرزند ایرج نوجوان وغیرہ تمکو بہکاتے ہین ایسی
ایسی باتین سناتے ہین تم اسکا کچھ خیال نہ کرو تم تو میرے نور نظر پارۂ جگر ہو زور و طاقت
مین خداوند شجر کی عنایت کہ تمکو یہ قوت و طاقت مرحمت فرمائی کسی کا کیا اجارہ ہے
وہ لوگ تمکو بہکاتے ہین مثال مین اپنے حال سناتے ہین سکندر نے کہا قاسم کے
واسطے میرا دل روتا ہی جی چاہتا ہی گریبان چاک کرون جستجو مین اُس شیر کی نکلون اور
اُنکا ساتھ دون اُنھون نے افسوس ہمسے کبھی ملاقات نہ کی اول مین بروقت ملاقات وہ
پرورش فرمائی کہ مہر پدری کا مزہ ملتا تھا غنچۂ دہن کی گلریزی سے غنچۂ آرزو کھلتا تھا
یہ کہکے پتھرون سے سر ٹکرانے لگا باپ نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ای فرزند بس صبر کرو اپنے
حال کو دیکھو کس بلا مین قید ہین دیکھیے قید حیات مین اس زندان مصیبت سے نکلین یا
نہ نکلین یا قضا لیکر آئی ہی کل قیدخانے مین یہی چرچا ہی کہ قاسم کو برگ جادو لیگئی
نہین معلوم کیا حکم صادر ہوا صبح کے فساد نے یہ آفت برپا کی پچاس جادوگر بھی مارے گئے
اُنکا کچھ معاوضہ ہوا شاہان طلسم نے کچھ حکم دیا مگر اب احوال برگ جادو کا عرض کیا جاتا ہی
کہ برگ جادو نے قاسم و سماک کو تخت سحر پر ڈال لیا یہ دونون جوان مسلسل و مطوق
زنجیرین ہلاتے ہوئے ہر مرتبہ سماک عرض کرتا ہو ای شہریار سمجھ مین نہین آتا کہ کیا
معرکہ ہی مین تو ایک جھگڑا پھیلاتا ہون اگر بن پڑا تو برگ جادو کی گردن لیتا ہون
قاسم نے کہا بھئی تمکو اختیار ہی سماک نے چیخنا شروع کیا او حرامزادی ٹھہر جا
ارے تخت کو اس پہاڑ پر اُتار میرا پاخانہ نکلا جاتا ہی اگر آقا اس تخت پر نہ ہوتے
مہلت کر لیتا لیکن آقا کے سامنے ایسی بے ادبی نہین چاہیے برگ جادو نے جب
یہ گالیان سنین تخت اُتارا کہا کیون رے تو ہمکو گالیان دیتا ہی ایک طمانچہ ماردون
کہ سر اُڑ جائے لیکن ضبط کر کے تخت کو پہاڑ پر اُتارا تخت کو رکھکے کہا کیون او عیار

کیا کہتا ہی تو نے تو تنگ کر ڈالا یہی جی چاہتا تھا کہ تخت کو چھوڑ دون کبھی جی چاہتا ہی کہ ایک گولہ ماش کا مار دون کہ سر تیرا اچھٹ جائے لیکن حکم مالک کا خیال رہا ہمشیرہ نے کہدیا تھا کہ ان لوگون کا خیال رکھنا یہ لوگ خاندان عالی سے ہین اس وجہ سے تامل کیا سماک نے کہا ملکہ یہ ایسا کڑا پیادہ ہی کہ اس سے زور نہین چلتا اس زور سے پائخانہ لگا ہی کہ کچھ نہ پوچھو جب تو جینا پیتا ضبط جب کیا جاتا ہی کہ انسان سے ہو سکے ہمسے نہین ضبط ہو سکا اب احسان کرکے کیون لڑاتی ہو کنارے جاؤ مین پائخانہ پھرونگا تم ہٹ جاؤ مین پائخانہ پھرون ہم کہتے ہین تم ہٹتی نہین ہم یہین پائخانہ پھرنا شروع کر دینگے مگر تو تو بڑی بیحیا معلوم ہوتی ہی یہ کہکے سماک نے پائجامہ کھولا برگ جادو گھبرائی کہا ارے ذرا ٹھہر جا سماک نے کہا ارے پھر کیا کرین تم ہٹتی نہین بیغیرت ہو ہشیار دیکھو گی دیکھو تو کیا اچھا ہی تمھارے جسم پر ٹھیک اُتریگا یہ جو سماک نے کہا برگ جادو بہت جھلائی جھلا کے سماک کو ایک طمانچہ مارا وہ طمانچہ مارنا تو قیامت ہو گیا سماک تھرتھرا کانپا تھرا کے زمین پر گرا مُنھ سے نیلا نیلا پانی نکلنے لگا کان کی لوین پھر گئین ناک کا بانسا پلٹ گیا آنکھون مین سیاہی غائب سفیدی ظاہر زمین پر اینڑیان رگڑنے لگا قاسم یہ حال دیکھکر بیقرار ہوکر رونے لگے اب تو برگ جادو بھی گھبرائی کف افسوس ملنے لگی ایک دم بھر کے بعد مینکا ڈھلگیا طائر ارواح قفس جسم خاکی سے نکلگیا قاسم چیخین مار کر رونے لگے برگ جادو حیران ہوگئی کہ یہ کیا ستم ہو گیا برگ جادو بھی سر پیٹنے لگی قاسم نے کہا او ظالم کیون سر پیٹتی ہی میرے عیار کو تو نے مار ڈالا میرا بازو توڑا اور پھر روتی ہی تجکو کچھ خوف خدا نہ آیا یہ سُنکر برگ جادو گھبرا گئی اور کہا ای شہر یار مین نے تو آہستہ سے طمانچہ مارا یہ نہ سمجھی تھی کہ اسکا دم نکل جائیگا قاسم نے کہا کہ دبلا پتلا قید خانے کی جفا اُٹھائے ہوئے تو نے بیدردی سے طمانچہ مار دیا برداشت اُسکو نہ ہوئی برگ جادو نے کہا ای شہر یار اب کیا کیا جائے مجکو یہی تردد ہی کہ اب کوہ مقناطیس یہا نسے دور ہی قلب خود بخود نامبور ہے ابھی لونڈی کو وہان چلنا ہی آپ چلکر وہان کی سیر کیجیے قاسم نے کہا ہمکو وہین جاکر چھوڑ دوگی برگ جادو نے کہا مین مفصل حال آپ سے وہین کہونگی جب آپ باطمینان تمام بیٹھین گے تو کہونگی اس وقت حال ظاہر کرنیکا مجکو حکم نہین ہی قاسم بہت بیقرار ہین سماک کے مُنھ پر مُنھ رکھے ہوئے رو رہے ہین کبھی پکارتے ہین ای یار وفادار و ای مونس غمگسار اس وقت مین تمنے ہمارا ساتھ چھوڑا ہماری محبت سے مُنھ موڑا کچھ یہ بھی خیال نہ کیا کہ ہم کس حال مین ہین اکیلا ایکی ہمسے آنکھین پھیر لین یہ بھی خیال نہ کیا کہ ہمارے آقا قید ہین اب قید مین کون ہماری خبر لیگا برگ جادو چپکی کھڑی ہی اور کانپ رہی ہے آخر اسنے قاسم سے کہا کہ ای شہر یار موت سے سب مجبور و لاچار ہین آپ تامل کیجیے سیر کیجیے آپ کی اگر قضا آتی تو آپ کیا کرتے نہین معلوم کسکی کس وقت قضا ہے اس راز سے بھی کوئی آج تک آگاہ نہ ہوا جس وقت تک انسان کا دم نکلنے کو ہوتا ہے

یہی چاہتا ہی کہ کوئی ایسی دوا ملجائے کہ طبیعت ٹھہرے اسی واسطے حکیم کہتے ہین کہ بیمار کے منھ پر کسی شی کا ذکر نہ کرو ایسا نہ ہو کہ اُسکا قلب اُلٹ جائے برگ جادو نے قاسم سے کچھ اشارہ کیا قاسم نے بھی کچھ باتین کین کہا ای برگ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے یہان دفن کرنے کا دستور ہی صندوق شامیانہ ہوتا غربت مین انکو دفن کردیتے اب یونہین لاشہ چھوڑ کے چلے جائین غیرت وہمت تقاضا نہین کرتی کہ ہم انکو یونہین چھوڑ جائین کوئی تدبیر دفن کرنے کی واجب ولازم ہی یہ کہکے قاسم نے چاہا کہ جوڑ کے بٹور کے دفن کی تدبیر کرین مگر تقدیر نہین چاہتی شیر چلیے لپٹ کے لاش سے خوب روئے کہا لو بھائی خدا حافظ ہم جاتے ہین تمھین خدا کے سپرد کیا اور فرمایا ای برادر یہ راہ سخت وصعب سب کو درپیش ہی کوئی آگے کوئی پیچھے اس راہ سے کسی کو انکار نہین بڑے بڑے شاہان جلیل حکیم وندیم جب انتقال کا وقت آیا کچھ نہ بن پڑا سر جھکائے چلے گئے نہ حکیم نے روکا نہ کچھ طبیب کرسکا ای شاہزادہ خاور سیاہ صبر کیجیے اگر نہ صبر کیجیے گا تو اور زیادہ طبیعت بیتاب ہوگی قاسم ہرچند چاہتے ہین مین نہ روؤن مگر نہین ممکن دل بھر آتا ہی باغ مین پہونچتے ہی یہ فساد ہوا کہ اس وقت تک خیال ہی برگ جادو نے بتعجیل سحر کیا قاسم کو بیہوش کرکے تخت پر ڈالا سوچی کہ طرف کوہ مقناطیس کے چلون تخت کو ہاتھ پر اٹھا لیا لیکر قاسم کو کوہ مقناطیس پر چلی اسکے جانے کے بعد سمک اٹھا یہ بھی اُسی سمت چلا یہ خیال ہی کہ اس سے قبل پہونچون کوئی ایسی عیاری ہو کہ برگ بھی مان جائے اور مطلب بھی نکل آئے کسی طرح اسکو قتل کرون اور اپنے آقا کو رہا کرون سمک بلداقی یہ سوچتا ہوا جاتا ہی برابر کوہ مقناطیس کے پہونچا سمک تو اس فکر مین ہی برگ جادو نے قاسم کو لا کر اُتارا جمال بیمثال دیکھکر گھبراتی ہی یہی خیال ہی کہ اس ماہتابان کو کیونکر مٹادون پتھر کا کلیجہ ہو تو اسکو قتل کرون کاشکے جلاد ہوتا کہ جنکا یہ پیشہ ہی وہ قتل کرتا مین کیا تدبیر کرون کسی وجہ مین اس ظالم سے تکرار ہو اُس تکرار مین تلوار کا ہاتھ مارون کبھی کوئی باعث ایسا نکلے کہ اس وجہ مین تکرار بڑھے برگ جادو ٹہل رہی ہی کہ کسی صورت مین تکرار کرکے قتل کرے قاسم پوچھتے ہین کہ کیون ای برگ جادو ہمین یہان کس واسطے لائی ہی برگ جادو نے کچھ جواب نہ دیا جب قاسم نے بہت کہا تو اسنے جواب دیا کہ ایک ضرورت ہی مین عرض کرونگی قاسم بھی حیران ہین کہ یہ کیا سحر کہ ہی سمک بلداقی کا تو ضرور خیال ہی کہ عیاری کرکے نکالگیا یقین ہی کہ آئیگا مگر یہ کس واسطے مجکو یہان لائی ہی کیا چھوڑ کے چلی جائیگی شاید ایسا ہی ہو ناحق کو مجھسے خطا بھی ہوئی اس سوچ مین بیٹھے ہین برگ جادو ٹہل رہی ہی یہی سوچ رہی ہی کہ اس ماہتابان کو کیونکر مٹاؤن کیا حیلہ کرون کہ ایک طرف سے آواز آئی ارے ہمارے پہاڑ پر کون ٹہل رہا ہی یہ مقام تو کسی کے آنیکا نہین یہ مقام گذرگاہ بزرگان دین ہی خداوند سامری وجمشید اس مقام پر آتے ہین اور کلمات سخت

کہے کہ ارے یہ تو کوئی عورت معلوم ہوتی ہی اسکے واسطے ببول کی بے چھلی لاؤن گستاخ
کو خاک مین ملاؤن ای پہاڑ تو نے کیون جگہ دی شیر بنکے کھالے اسکو برگ جادو
نے پلٹ کے دیکھا کہ ایک ساحر کالی کالی صورت مار سیاہ تڑپتا ہوا ہاتھ مین
اسکو چرخ دیتا ہوا زبان پر کلمات ناشایستہ او پہاڑ اس حرامزادی کو نگل جا
منہ سے آگ لگے سراپا مثل ہیزم خشک جلے او پہاڑ آج تجھپر بھی آفت نازل ہوگی
برگ جادو نے کہا میان ساحر صاحب اسقدر کیون خفا ہوتے ہو ذرا تامل فرمائیے
ہم لمحہ بھر کو ٹھہر گئے چلے جائینگے آپ اسقدر غصہ کیون کرتے ہین آخر یہ کیا مقام ہی
جو یہان کوئی نہین آتا ساحر نے کہا تمھارے باپ سامری و جمشید یہان آتے ہین
اس پہاڑ پر کسی کو آنے کی اجازت نہین ہی میان بی بی دونون آتے ہین تجھے سوجھتا نہین
وہ دیکھو سامری ٹہل رہی ہین ایک سوار اور چند بچے ٹہل رہے ہین برگ جادو اُدھر
پلٹی ساحر نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے ارے کہکر برگ جادو پلٹی سمک نے حباب
مارا بیہوش کر کے فوراً سر کاٹ ڈالا مرنا برگ جادو کا ہنگامہ برپا ہوا آواز آئی کشتہ مرا
نام من برگ جادو بود قاسم و سمک پہاڑ سے اُترے ایک نخل کے سایے مین آکر
کھڑے ہوئے فرما رہے ہین کہ ای سمک یلداقی شکر ہی کہ سرحد طلسم سے نکل آئے مگر ہم پھر
سرحد مین جائینگے کچھ سامان ممکن ہو کیون ای سمک کیا تدبیر کرین سمک کہتا ہی حضور
یہان تشریف رکھین مین کہین سے مرکب تلاش کر کے لاؤن اُسپر سوار ہو کے چلیے
اور سامان بھی موجود ہو جائیگا سب پروردگار لشکر وغیرہ ممکن کر دیگا قاسم نے کہا
اچھا جاؤ مگر بھی کیا بے سامانی ہی ہتھیار بھی پاس نہین اور یہ جو سامنے قریہ معلوم ہوتا ہی
جاکر زمیندار پر دست انداز ہو سمک جا رہا ہی کہ قاسم سے رخصت ہو کر طرف
قریے کے جائے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا آگے آگے پچاس علم نشان پچاس ہزار
سوار کا علم کے پھریرون پر تعریف لات و منات مرقوم آمد فوج کی دھوم قاسم
فقط ایک کرتہ جسم مین پہنے ہین کھڑے دیکھ رہے ہین کہ علمدار سامنے سے گذرے
بعد علمدارون کے دیکھا ایک تاجدار پشت مرکب پر سوار پشت پر پچاس ہزار سوار
و پیدل گھوڑے کو مہمیز کیے ہوئے آتا ہی نیزے سبھون کے ہاتھ مین معلوم ہوتا ہی
کہ کسی جنگ پر جاتے ہین اُس بادشاہ کی نگاہ جو جمال بیمثال قاسم پر پڑی دیکھا
زیر نخل ایک جوان آفتاب مثال خورشید جمال سر برہنہ پریشان کھڑا ہی تماشا فوج کا
دیکھ رہا ہی حیران ہو کر اس جوان نے شاطر سے کہا دیکھ تو زیر نخل یہ کون جوان کھڑا ہی
جلد اسکا نام دریافت کر عیار اسکا محیل حیلہ ساز لباس عیاری سے آراستہ
قریب قاسم کے آیا جمال جہان آرا دیکھکر دنگ ہو گیا منھ سے بات نہ نکلتی تھی
قاسم نے پوچھا کہ ای عیار کیا تیرا مطلب ہی عیار نے کہا ہمارے آقا شکوہ زرین قبا
جرأت و شوکت مین یکتا شاہان طلسم کا اسکے نام نامہ آیا پسر حمزہ بدیع الزمان نے

کچھ ملک فتح کر لیے ہین حکم ہوا ہی ہمارے آقا کے نام کہ پسر حمزہ کی مشکین باندھ کے روانہ کرو
اسی جنگ پر جاتے ہین قاسم کو یہ سنکر غیرت آئی کہ یہ مقابلے مین اس کشتی گیر کے
جاتا ہی نام کا چھپانا شیوۂ جرأت سے بعید ہی اگر سنے گا تو طعن وتشنیع کریگا یہ سوچکر
فرمایا کہ شکوہ سے کہدو کہ شاہزادہ خاور سپاہ اتفاق سے یہان آگئے ہین
زیر نخل کھڑے ہین عیار نے جاکر جو شکوہ سے کہا شکوہ زرین قبا خوب ہنسا کہا
لو ہمیشہ بدیع الزمان کا یہان ملا پہلے انکو تو گرفتار کر لو پھر اس سے بھی چلکر مقابلہ
کرینگے ایک سوار کو اشارہ کیا کہ جاکر نیزے پر اٹھالے وہ سوار گھوڑے کو کڑکا کے
قریب قاسم کے آیا کہا ای جوان مجکو تیرے حال پر رحم آتا ہی آقا بلاتے ہین چلا چل
وہ خود بہادر ہین کچھ نہ کہینگے کیا عجب ہی کہ آزاد کر دین قاسم نے کہا کیا جھک مارتا ہی
سوار نے گھوڑا بڑھایا نیزہ مارا قاسم نے سنان نیزہ بچا کر الکو پر ہاتھ ڈالکر جھٹکا مارا
نیزہ چھین لیا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے اپنے کو بچایا قبضے پر اسکے ہاتھ ڈالدیا
تلوار چھین لی ٹانگ پکڑ کے اسکو زین پر سے کھینچ لیا آپ جست کرکے پشت مرکب پر آئے پشت

مرکب پہ سوار ہوکر نعرہ کیا نعرۂ قاسم	ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ	زنم تیغ برابر و نیزہ بہ ماہ
ز آب دم تیغ شستہ زمین	ہمہ باختر شد بزیر نگین	تلوار پکڑ کر فوج شکوہ زرین قبا

پر جا پڑا پانچ سات افسر مار ڈالے سمک بھی لڑائی مین مصروف ہی حقہ ہای
آتشبازی مار رہا ہی کسی پر کمند ماردی کسی کو حباب مار الپشت پر اپنے آقا کے کسی کو
آنے نہین دیتا شکوہ نے جو یہ رنگ دیکھا پکار کر آواز دی یار دست جاؤ مین
آکر اس جوان کو مارے لیتا ہون یہ کہکے جا پڑا سوار و پیدل الگ ہوگئے شکوہ
خبردار خبردار کہتا ہوا سامنے آیا قاسم نے بسبب زرہ نہ ہونے کے کئی زخم بھی
کھائے ہین اسنے نیزہ مارا قاسم نے چند طعن مین نیزہ ہوائی کیا اسنے ہاتھ تلوار کا
مارا قاسم نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کے الگ پھینکدی کمر زنجیر
مین ہاتھ ڈالکر قاش زین سے شکوہ زرین قبا کو اٹھا لیا اسنے آواز دی الامان
عیار نے بھی اسکے اشارہ کیا کہ اس وقت کچھ عذر نکیجیے شکوہ نے کہا کہ اے
شہریار مین مسلمان ہوتا ہون قاسم نے ہاتھ سے رکھدیا کمر سے کلمہ پڑھکے بمکر
مسلمان ہوا فوج والون کو بھی اشارہ کردیا سب افسر آکر قدمون پر گرے قاسم
وسمک کو باعزاز طرف اپنی بارگاہ کے لیچلے سمک نے قاسم سے عرض کی اے
شہریار یہ مکار معلوم ہوتا ہی عیار سے کچھ اشارے ہوتے تھے قاسم نے فرمایا جو مکر و فریب
کریگا ویسا بدلا پائیگا شکوہ زرین قبا قاسم کو لیے ہوئے بارگاہ مین آیا خدمتگذاری
کر رہا ہی جب جلسہ جم چکا تو جام شربت لیکر سامنے آیا عرض کی ہمارے خاندان کا دستور
ہی کہ ہمارے ہاتھ سے شربت نوش فرمائیے تب ہم جانین کہ حضور نے ہماری خطا معاف فرمائی
قاسم نے وہ جام پیا اس شربت مین بیہوشی ملی ہوئی تھی پیتے ہی دماغ گردش کرنے لگا ادھر

سماک کو اسکے لوگون نے گرفتار کر لیا یہان ہاتھون ہاتھ قاسم کو بھی پکڑ لیا گرفتار
کر کے مسلسل و مطوق کیا شکوہ زرین قبا نے کہا اس جوان نے غضب ہی کیا تھا حقیقت
مین جو سُنتے تھے کہ پسران حمزہ بلاے روزگار ہین آج آنکھون سے دیکھا کیون صاحبو یہ
اُس جوان کا بھتیجا ہی جسپر مین لشکر کشی کر کے چلا ہون وہ اس سے زیادہ زبردست ہوگا
واقف کارون نے کہا اے شہنشاہ پسران حمزہ سب صاحبان طاقت و قوت ہین اسنے
کہا تو ایک عرضی مین خدمت مین شاہان طلسم کے روانہ کرتا ہون مضمون اُسکا یہ ہو کہ اے
شہنشاہ طلسم غلام نے راہ مین قاسم و سماک کو گرفتار کیا چار پہر کشتی لڑا مجکو یقین
تھا کہ غالب نہ آونگا مگر آپ کا اقبال شریک ہوا کہ قاسم کو گرفتار کیا اور بجرأت
زبر کیا لیکر خدمت مین حاضر ہوتا ہون بدیع الزمان کے واسطے جو حکم ہو اب خیال مین
آتا ہی کہ وہ اسکا چچا ہی اس سے زیادہ زبردست ہوگا اگر مناسب وقت ہو تو ایک
ساحر کو کہ سحر مین کامل و اکمل ہو میرے پاس روانہ کر دیجیے کہ مین اُسکو اپنے ساتھ
لیکر برسر بدیع الزمان جاؤن وہ ساحر میرا زور بڑھائے اُنکا زور گھٹائے
مین زیر کر لونگا سب کو لیکر خدمت مین آؤن یہ عرضی لکھکر ایک واقف کار کو دیکر روانہ
کیا دربار سحر العجائب و مصر الغرائب کا ذکر کیا جاتا ہی کہ شاخسار جادو روتی ہوئی
سامنے دونون کے آئی عرض کی اے شاہان طلسم فریاد ہی عجب معرکہ گذرا مین نے برگ جادو
کو ساتھ قاسم کے روانہ کیا تھا اُسکے ہاتھ کا بنا ہوا گلدستہ ابھی جلگیا معلوم ہوتا ہی
کسی نے بہن کو میری مارا سحر العجائب و مصر الغرائب حیران ہین کہ دونون قید مین
تھے سحر مین برگ جادو کے مبتلا تھے نہین معلوم برگ جادو کیونکر قتل ہوئی یہ سوچ
رہے ہین کہ وزیر و امیر سب بیٹھے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ حضور سمجھ مین نہین آتا کہ کیا
معرکہ گذرا یہ ذکر تھا کہ ایک چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ نامہ دار شکوہ زرین قبا
در دولت پر حاضر ہی امیدوار ہی کہ دستگیری فرمائی جاوے ساحر کو جلد روانہ کیجیے
سحر العجائب نے کہا لو اب احوال معلوم ہوا مگر برگ جادو کے قتل کا پتہ نہ لگا خیر کسی
طور قتل ہوئی پکار کر آواز دی تم مین سے ایک ساحر واسطے مدد شکوہ زرین قبا کے
جائے صمصام جادو ایک جادوگر مصاحبان سحر العجائب سے اُٹھا عرض کی غلام
بہت خوبصورتی سے شکوہ کو لڑوائیگا حضور کسی کو ثابت نہ ہونے پائے کہ ساحر
بھی ساتھ ہی یا نہین اس لطف سے سحر کرونگا اُسی وقت پانچ ہزار ساحر اسنے اپنے ساتھ لیے
صمصام تخت پر سوار ہو کر چلا مگر شکوہ کا حال عرض کیا جاتا ہی کہ قاسم کو گرفتار کر کے
ساحر کے انتظار مین اُسی مقام پر فروکش ہی نہایت قاسم کے گرفتار کرنے سے خوش
ہوا لاشہ اسکو پہاڑ پر برگ جادو کا بھی معلوم ہوا کہ برگ کو یہ مار کر نکل چلے تھے
خوب مین وقت پر پہونچا ساتھ والے بھی تعریف کر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی اُسکو
شکوہ دیکھنے لگا دیکھا ایک جوان نہایت قوی تن قوی من کرگدن پر سوار پشت پر

بارہ ہزار سوار و پیدل روارد ی کرتا ہوا آتا ہی شکوہ نے کہا بھائی صاحب آتے ہین
مقبول زرین قباشاہد برای شکار آئے ہین حقیقت مین مقبول کے ساتھ پہلے
قرادل میر شکار ہین اسکو بھی خبر ملی کہ بھائی صاحب کا لشکر بیان فرو کش ہی شکوہ
زرین قبا واسطے استقبال کے نکلا مقبول زرین قبا بھی گینڈے سے کود پڑا شکوہ
بھائی کو لیکر بارگاہ مین آیا مقام صدر پر جگہ دی موچھون پر تاؤ پھیرنے لگا کہا
بھائی صاحب آپ نے سنا برای مقابلہ بدیع الزمان چلا تھا نبیرہ حمزہ ملگیا
میرے اُسکے مقابلہ پڑا جب نوبت کشتی کی آئی تو مین نے ایک طمانچہ مارا چرخ کھا کے
گرا مین نے مشکین باندھ لین اب مین نے شاہان طلسم کو عرضی لکھی ہی دیکھون وہانسے
کیا جواب آتا ہی مقبول زرین قبا ہنسنے لگا کہا بھائی قاسم نام ہی کہا حضور ہان
سر فتنہ ملک سنجان و باختر نہین معلوم وہان کے پہلوان کیسے تھے جو اسکے
ہاتھ سے زیر ہو گئے مین نے تو ایک طمانچے مین زیر کیا مقبول نے کہا ذرا بلواؤ تو مین
کچھ اُس سے ذرا باتین کرونگا شکوہ نے کہا مین خود جا کر لاتا ہون قید مین قاسم
بیٹھے تھے کہا ای جوان سُن میرا ارادہ تھا کہ خدمت مین شہنشاہ طلسم کے لیجاؤن مگر اب
قید سے رہا کر دونگا مین نے بھائی صاحب سے کہا ہی کہ مین نے ایک طمانچے مین زیر کیا
وہ جو پوچھین تو اقبال کرنا وہ چلے جائینگے تو مین تمکو قید سے چھوڑ دونگا تمھاری جان بخشی
کر دونگا قاسم نے کہا بہت خوب شکوہ نے دارو غہ سے کہا قاسم کو لیکر دربار
مین آؤ جیسے ہی دربار مین شکوہ زرین قبا کے آئے مثل اہل اسلام کے قاسم
نے صاحب سلامت کی مقبول نے کہا ای قاسم کیا بل کرتے ہو میرے بھائی نے
تمکو ایک طمانچے مین زیر کیا قاسم نے مسکرا کے کہا ایسا ہی ہوگا مقبول نے کہا
مجکو یقین نہین آتا آپ کی جرأت مین کتا بین دیکھین ملک سنجان پر شبخون کیسے
کیسے مارے ہر روز ایک پہلوان نامی کو قتل کر کے نکلجاتے تھے مین کیونکر یقین لاؤن
قاسم نے کہا نہ ہوگا شکوہ نے کہا او جوان اب کیون مکرتا ہی صاف صاف
کہدے مقبول نے کہا آپ کو قسم ہی صحیفہ ابراہیمی کی سچ سچ کہیے کہ آپ کس طرح
گرفتار ہوئے قاسم نے کہا ای مقبول مجکو برگ جادو اس پہاڑ پر قتل کرنے کو
لائی تھی میرے عیار نے عیاری کر کے اُسکو مارا مین پہاڑ سے اُترا اسقدر بے سامان
تھا کہ کلاہ تک سر پر نہ تھی اسنے ایک سوار کو اشارہ کیا مین نے سوار کو مار کر
سلاح دمرکب لیا سوا فسر اسکے لشکر کے میرے ہاتھ سے مارے گئے انکی بھی
مین نے گردن لی یہ مکر سے مسلمان ہوئے بیہوشی دیکر مجکو پکڑا ہی اُسپر ناز کرتے ہین
صاف صاف تو یہ ہی مقبول نے کہا کیون شکوہ یہ یاوہ گوئی کیسی آہنگر دان کو
بلاؤ انکی قید کاٹین ہم مقابلہ کر کے زیر کرینگے شکوہ تو جھلانے لگا کہا بھائی صاحب
یہ سراسر جھوٹ کہتا ہی مقبول نے کہا اب آپ خفا نہ ہو جیسے ہم انکو زیر کر کے تمھارے

حوالے کرینگے یہ کہکے آواز دی آہنگرون کو بُلاؤ قاسم نے کہا ای مقبول اگر وقت رہائی ہمارا
آگیا تو آہنگرون کی کیا ضرورت ہی یہ کہکے قاسم نے قید کو توڑ ڈالا جسم سے خون بہنے لگا
مقبول ہان ہان کرتا ہوا اُٹھا کہا ای شہریار یہ جلدی کیون کی اب آپ دس پانچ روز آرام کیجیے
جب آپ بصحت و عافیت ہونگے تو سب حال عرض کیا جائیگا قاسم نے فرمایا کہ اے
مقبول زرین قبا کچھ اسکی ضرورت نہین جو طاقت پروردگار نے مرحمت فرمائی ہی وہ جسم
مین ہر وقت موجود ہی ہم بھی برسر راہ ہین چاہتے ہین ہمارے تمھارے جلد فیصلہ ہوجائے
مقبول زرین قبا نے عرض کی کہ میرا تو یہ اعتقاد ہی کہ شاید اگر حضور پر غالب آؤن اپنے
لشکر کا بادشاہ بناؤن اگر حضور غالب آئین خواہ قتل کرین خواہ بخشین جو رائے اقدس
مین آئے اُسی وقت مقبول زرین قبا نے اکھاڑا تیار کرایا مگر شکوہ زرین قبا غصے
مین کانپ رہا ہی اپنے ساتھ والون سے کہہ رہا ہی کہ مین بھائی صاحب کی بھی گردن لونگا
کیا انکو چھوڑ دونگا خوب اس وقت باتین بنا رہے ہین بڑے پہلوان بنکر بیٹھے ہین اکھاڑا
تیار ہوا مقبول زرین قبا نے عرض کی اکھاڑا تیار ہی قاسم اُٹھ کھڑے ہوئے
مقبول کو ساتھ لیکر اکھاڑے پر آئے اب تو مقبول زرین قبا نے چٹ لنگوٹ کسا
اکھاڑے مین اُترا گیارہ ڈنڈ پیلے کہا ای شہریار آئیے قاسم وہی کُرتہ شبخوابی کا
پہنے ہوئے اکھاڑے مین پھاندے کہا ای برادر آؤ ہمارے تمھارے امتحان ہوجائے
مقبول زرین قبا سامنے آیا بایان ہاتھ بڑھا کر بایان ہاتھ پکڑا داہنا ہاتھ گردن پر
رکھا قاسم کو معلوم ہوا کہ پہلوان زبردست ہی اکثر ایسو نسے مقابلہ پڑا ہی جب قاسم
نے ہاتھ گردن پر مقبول زرین قبا کے رکھا لوہے کبر جو کاسۂ دماغ مین بھری تھی نکلگئی
جی مین کہتا ہی دیکھیے کیا ہو حقیقت مین یہ لوگ شیران دشت نبرد ہین انپر غالب آنا
بہت مشکل ہی کشتی ہونے لگی شام تک اُلجھ اُلجھ کے قاسم سے لڑا ادھر رنگ آفتاب
زرد ہوا ادھر زور مقبول ہونے لگا کہا ای شہریار ایک زور اخیر کرتا ہون قاسم
نے فرمایا بسم اللہ مقبول قاسم کو ریل کے لیچلا پانچ سات قدم پر لاکے ہکہ مارا بایان
گھٹنہ قاسم کا جھکا قاسم نے لنگر مارا لیفت پا تک غرق ہوئے اوپر آکے مقبول چھایا
کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے کیسے کیسے زور کیے کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو زمین سے اُکھیڑتا مگر
لنگر مین اس کوہ وقار کے حس و حرکت نہ پائی تھک کے ہاتھ اُٹھا لیا کہا اے
شہریار اب آپ کے زور کا مشتاق ہون قاسم ریل کے لے دوڑے بیس قدم
تک یون ریل کے لائے جیسے پتہ باد تند سے اُڑتا ہی بیس قدم پر لاکے ہکہ مارا دونون
گھٹنے مقبول زرین قبا کے آشنا بزمین ہوئے چاہا لنگر قایم کرون حریف زبردست
لنگر کب جمنے دیتا ہی دونون ہاتھ ستون کیے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اللہ اکبر کی صدا
کہی پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا
شکوہ زرین قبا تھر تھر کانپ رہا ہی مقبول نے پکار کر آواز دی ای شہریار جسکو سرسے

بلند کرتے ہین اُسکو زمین مذلت پر نہین گراتے ہین قاسم نے بسہولیت زمین پر رکھدیا مقبول
گرد پھرا قاسم نے کلمہ بتلایا کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا پلٹ کر بھائی سے کہا کہ بھائی صاحب
آپ بھی مشرف باسلام ہو جیے کیا چپکے دیکھ رہے ہین اگر کچھ دعوی ہو تو آقا کا مرتبہ تو بہت ہے
اس غلام سے امتحان ہو جائے تمھارا دل تردد مین نہ رہے اب اگر مکر کروگے تو سزا ے
کامل پاؤ گے شکوہ نے کہا نہین بھائی صاحب مین تو دل وجان سے غلام ہون جس سے
آپ زیر ہوئے اُس سے مین کیا لڑسکتا ہون شکوہ نے پھر کلمہ مکرر پڑھا شب کو
صحبت مین لیکر آیا دوڑ دوڑ کے خدمت کرنے لگا پکار رہا ہی شراب وکباب لاؤ گلابیان
لاکر سامنے چن دین کشتیان کباب کی سامنے رکھین اول جام بھر کے سامنے اپنے بھائی
کے لایا کہ بھائی صاحب آج مجکو بڑی خوشی ہی مین اپنے ہاتھ سے سب کو شراب پلاؤن
عیار اسکا محیل حیلہ ساز میخانے مین ہی بیہوشی ملا ملاکر شراب بھیج رہا ہی مقبول نے
جام پیا قاسم سے کہتا جاتا ہی بھائی صاحب کی خطا کا خیال نہ کیجیے گا قاسم کہتے جاتے ہین
ہمارا یہ دستور نہین جو کیا وہ کیا مگر اب کوئی مکر نہ ہو شکوہ زرین قبا کہتا ہی آقا اب تو
مین اپنے بھائی کی پیروی مین ہون دونون قلعون پر چلکر قبضہ کیجیے شکر ہی کہ آپ ایسا
آقا ہمکو ملا غنچہ سر بستۂ آرزو کھلا دل کو خوشی ہی جان و دل سے نثار ہون عجب ہنگامہ
ہی سردار بھی اسکے مصروف بہ حیلہ بازی یہ آمادۂ شعبدہ بازی ایک دم بھر مین
اس ملعون نے سب کو شراب پلائی سمک نہ پیتا تھا اسکے دل کو کھٹکا تھا شکوہ نے
قاسم سے شکایت کی کہ دیکھیے آپ کے عیار صاحب مجکو نہین سرفراز فرماتے
قاسم نے جھڑک کر کہا کہ بھئی شراب پیو اگر نہین بھی جی چاہتا تو اُسکی خوشی پیو ہم اپنے
احبابون کی دلشکنی نہین چاہتے لاچار سمک نے بھی شراب پی باہر ملازمان مقبول
کو بھی ملازمان شکوہ نے شراب پلائی مگر چند کس کہ طریقے سے سمجھ گئے تھے پیشاب کے حیلے
سے نکل گئے ایک جانب آوارہ ہو کر بھاگے یہان وہی گھڑی مین رنگ محفل دگرگون ہوا
سب سے پہلے مقبول زرین قبا بلبلا کے اُٹھا کہتا ہوا کہ ای شہریار کوئی مجکو آسمان پر
لیے جاتا ہی سمک بھی کانپ رہا تھا اتنا پکار کر کہا کہ آپ کے بھائی صاحب نے پھر وہی
مکر کیا مقبول بگڑ کے اُٹھا کہ او باغی کہان جائیگا اُٹھتے اُٹھتے گرا قاسم اُٹھے یہ بھی
گر رہے اب تو میدان وسالہ دار جو اُٹھا وہ گرا شکوہ زرین قبا نے پکار کر آواز دی
ہان یارو سب کو گرفتار کر لو ایک دم بھر مین آہنگرون نے آکر سب کو مسلسل و مطوق کیا
باہر اہالیان فوج گرفتار ہوئے کچھ کم پانچ ہزار آدمیون کو مسلسل و مطوق کیا اسی وقت
سب کو ارابے پر سوار کیا ساتھ والون سے کہا کہ اب مین جواب عرضی کا بھی انتظار
نہین کرتا مین نے نمک شاہی کا پاس کیا بھائی کا بھی خیال نہ کیا جو شاہ کا دشمن ہے
وہ ہمارا رہزن ہی شاہ کے سامنے میان مقبول زرین قبا کو قتل کرونگا جلادی کا
کام میرے متعلق ہی سب کہتے ہین آپ نے بڑا کام کیا میان مقبول نے تو بڑا غضب کیا تھا

رہا بھی کر دیا مقابلے کو بھی موجود ہوئے زیر ہوتے ہی مسلمان ہو گئے یہ نہ خیال آیا کہ ہمنے شاہ کا نمک کھایا ہی شاہ بھی وہ شاہ کہ جنھون نے سلطنت بجبر لی کس تکلف کا انتظام ہی تمام طلسم میں یہی ہنگامہ ہی کہ ایسا سلطنت کا انتظام کبھی نہ ہوا تھا خود وہ سحر کیے کہ میان کوکب روشن ضمیر نے کبھی خواب مین نہ دیکھے تھے ایسون کی سلطنت سے انکار کرنا ایک غلام اگر انکا آجائے ان ایسے دس ہزار کو گرفتار کرلے راوی راتا شکوہ زرین قبا نے کوچ کیا منظور ہی دو منزلہ سہ منزلہ کرکے نکلا جاؤن اب حال شاہزادۂ بدیع الزمان کا لکھا جاتا ہی کہ قلعہ سہمانیہ سے کوچ کرکے تین منزلین برابر طی کین چوتھے دن صحراے سبزہ زار مین پہونچے بدیع الزمان نے فرمایا ہرچند کہ دن زیادہ باقی ہے مگر آج بعد کئی دن کے یہ صحراے پُر فضا ملا اسی مقام پر اُتر پڑو دو دن لشکر کو آرام ملے سب ساتھ والے پریشان ہو رہے ہین اگر راہ کی خستگی غالب رہیگی طبیعت جماے تازہ سہیگی مقابلے مین شاہان طلسم کے یہ خستہ و شکستہ کیا کر سکین گے سب خوش ہوگئے پندرہ بیس سردار گرد شاہزادے کے سب ملے ہوئے بارگاہ کا انتظام کر رہے ہین بارگاہ استادہ ہو رہی ہی شاہزادۂ بدیع الزمان کنارے پر ٹہل رہے ہین کہ صحراے گرد اُڑی چند سوار باحال پریشان چلے آتے ہین مگر حیران حیران پریشان پریشان ہر طرف دیکھتے ہین صورت سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ کہین سے بھاگے ہوئے ہین اس لشکر کو دیکھکر سامنے سے ہٹ گئے اور گھبرا گئے اور چاہا کہ بھاگین بدیع الزمان نے سوارون سے اپنے یہ کہا کہ یہ لوگ جو آتے ہین انکو بُلا لو پکار کے کہو کہ پلٹ کے نہ جاؤ دس بیس سوار بہانسے دوڑے اُن سوارون کو گھیر لائے وہ بیچارے لرزان و ترسان حیران و پریشان شاہزادۂ بدیع الزمان کو دیکھکر رونے لگے کہتے تھے ہمارے آقاے نامدار سے بہت صورت ملتی ہی حضور کا نام نامی اسم گرامی کیا ہی ہم مصیبت زدون کو کیون طلب کیا ہی بدیع الزمان نے فرمایا گھبراؤ نہین یہان کوئی تمھارا دشمن نہین ہی تمکو بمحبت بلایا ہی تم لوگ کون ہو کہان سے آتے ہو سبھون نے عرض کی ای شہریار ہم لوگ مقبول زرین قبا کے ملازم ہین جو بادشاہ قلعۂ گلشن آباد کا ہی اپنے مالک کے ساتھ واسطے شکار کے نکلے اُنکے ایک بھائی صاحب شکوہ زرین قبا مالک قلعۂ چمن زار پہلے ہی سے اُس صحرا مین موجود تھے نبیرۂ صاحبقران شاہزادۂ خاور سیاہ کسی وجہ سے قید خانۂ طلسم سے نکل آئے تھے شکوہ نے انکو مکر سے گرفتار کیا اور سمجھا کہتا تھا کہ مین نے بزور پکڑا ہی ہمارے آقا نے اُس شیر سے مقابلہ کیا بجرأت زیر ہوکر بصدق دل مسلمان ہوئے اُس مکار نے شراب مین بیہوشی ملا کر سب کو گرفتار کرلیا اب یقین ہی خدمت مین شاہان طلسم کے لیکر جائیگا وہ دونون نمک حرام بد انجام جنھون نے اپنے مالک کو قید کرلیا کچھ خوف پیدا کرنے والے کا نہ ہوا نہین معلوم وہ اُنکے ساتھ کس طرح پیش آدین

ہم لوگ کچھ سمجھ گئے اُس جلسے سے بھاگ نکلے آپ کو دیکھکر وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی یاد آیا
جی چاہتا ہی آپ کے تصدق ہون قدمون سے لپٹین بالکل وہی صورت ہی سن مین البتہ
کچھ فرق پایا جاتا ہی بدیع الزمان بے اختیار ہو کر رونے لگے فرمایا بھائیو وہ میرے
کلیجے کا ٹکڑا ہی یہان سے کتنی دور ہین عرض کی پہر دو پہر کا راستہ ہی یہ سنتے ہی شاہزادہ
بدیع الزمان نے فضل دقارن کو طلب کیا شاہزادہ سوار ہوا فضل دقارن غیرہ
بہشت ہائے مرکب پر سوار ہوئے یہ خبر لشکر ساحران مین پہونچی کہ شاہزادہ کہین لڑائی
کو جاتا ہی سب تیار ہونے لگے کشیر و رنگین دوڑی ہوئی خدمت مین آئین عرض کی
ای شہریار کہان جانیکا قصد ہی کنیزین ضرور ساتھ چلینگی اُس مقام پر آپ کا گذر
ہی کہ جہان کا بوٹا بوٹا پتہ پتہ سحر و ساحری سے مملو ہی ایسا نہو راہ مین کوئی ساحر ملجائے
سرکار کو آزار پہونچائے کنیزین الگ الگ ساتھ رہینگی بدیع الزمان نے فرمایا
تمھارا کام نہین میرا فرزند ایک مقام پر قید ہو گیا ہی مین اُسکی رہائی کے واسطے جاتا ہون
ایک ایک لمحہ مجھے شاق ہی ہر چند کہ وہ آتش خو شعلہ مزاج جاہلون کے سر کا تاج
مجکو دیکھکے بہت بگڑیگا مجکو اُسکا غصہ بھی گوارہ ہی آپ لوگ لشکر مین رہین خدا چاہتا ہی
تو مین بہت جلد واپس آتا ہون ہر چند کہ کشیر و رنگین نے عجز و انکسار کیا شاہزادے
نے بجز دو ہزار سوار کے اور کسی کو ساتھ نہین لیا چارون سرداران نامی خود بہشت مرکب
پر سوار ہوئے اُن سوارون کو واسطے نشان بتانے کے ساتھ لیا مرکب کو مہمیز کیا وہ
مرکب کہ جو کبھی عکس تازیانے سے بھی آگاہ نہ تھا اُسپر کوڑے پہ کوڑا پڑ رہا ہے
ساتھ والے بگٹٹ گھوڑون کو ڈالے ہوئے عقب مین چلے آتے ہین دن قلیل باقی تھا
پانچ کوس پر جا کے شام ہو گئی سوارون نے عرض کی صحرا کا واسطہ ہی شب کو راستہ
فراموش ہو گا بدیع الزمان نے کہا کہ تم آگے بڑھو پیش رو لشکر ہو مگر رکنے کا
قصد نہ کرو ایسا نہ ہو کہ وہ قید کو لیکر نکل جائین اگر بھائی رستم سنینگے فرمائینگے
ہمارا فرزند قید تھا تمنے دن رات کا خیال کیا مین اُنکو کیا جواب دونگا وہ سوار
آگے بڑھے شاہزادے سے ہر مرتبہ عرض کرتے ہین درخت نشان کے جو خیال
مین رکھے تھے وہ اس وقت نہین ملتے معلوم ہوتا ہی راہ ہمنے فراموش کی بدیع الزمان
گھبراتے ہین مگر رکتے نہین چار پہر رات ایک طرح گھوڑون کو ڈالے ہوئے چلے آئے
سحر ایک دشت ہولناک مین ہوئی شاہزادہ بدیع الزمان واسطے نماز کے اُترے
ایک چشمہ پر آ کے سب نے وضو کیا نماز ادا کر کے پھر کمر باندھی چاہتے ہین کہ گھوڑون کو
مہمیز کرین لیکن سوار عرض کر رہے ہین حضور جلدی مین راستہ فراموش ہوا بر وقت
آنے کے ہمنے یہ صحرائے بلاخیز نہ دیکھا تھا سارے دشت مین ایک چشمہ آب اُسمین بھی
پانی اسقدر قلیل تھا کہ سب ملازمان حضور وضو نہ کر سکے کیچڑ نکل آئی اب فرمائیے آپ
یہان پر ٹھہر جائیے غلام آگے بڑھ کے دریافت کرین کہ کس طرف جائین کیونکہ منزل

حصول مطلب سے دور ہوتے جاتے ہین بدیع الزمان ٹھہر گئے گھبرا رہے ہین فرمایا
تم لوگ کہتے تھے کہ دو پہر کا راستہ ہی چار پہر برابر ہوئے ایک رنگ مین آئے ابھی تک
منزل مقصد پر نہ پہونچے دیکھیے تقدیر نے کیا چاہا ہی دیکھین وہان تک کیونکر پہونچنا ہوتا ہی
سوارون نے شاہزادے کو ٹھہرایا آپ اُس دشت ہولناک مین دوڑتے پھرتے ہین
نشان نہین ملتا پھر پلٹ آتے ہین کہ اتنے عرصے مین بائین پر سے گرد عظیم بلند ہوئی
ایک لکہ ابر سیاہ گرگتا ہوا ظاہر ہوا قضائے کار صمصام جادو فرستادہ شاہان طلسم
جو برائے مدد شکوہ زرین قبا چلا تھا نمایان ہوا صمصام جادو کی نگاہ جو لشکر
بدیع الزمان پر پڑی اسنے ایک ساحر کو حکم دیا کہ دریافت کر یہ لوگ کون ہین اور
کہان سے آتے ہین اور کہان کو جاتے ہین ساحر نے آکر ایک سوار سے پوچھا سوار نے
مفصل حال کہدیا اُس ساحر نے جا کر صمصام جادو سے سب حال بیان کیا اور
یہ بھی کہا کہ پسر صاحبقران برائے رہائی شاہزادہ قاسم جاتا ہی اور شکوہ
زرین قبا کی فکر مین ہین یہ سُنتے ہی صمصام جادو نے کہا ہم تو انکی فکر لین لو
یارو خوب شکار ملا یہ کہکے ساحرون سے اشارہ کیا کہ ان سب کو گرفتار کر لو یہ سب
جانے نہ پائین گولے لیکر ساحر گرے ان شیرون نے بھی تلوارین کھینچین دس پانچ
ساحر بدیع الزمان نے مارے اگر قارن نے کسی ساحر کو پکڑ لیا مثل کرباس
کہنہ اُسکو چیر کر پھینک دیا اپنے نزدیک بڑے دھوم سے لڑتا ہوا آتا ہے
بدیع الزمان نے بھی لاشش پر لاش گرادی امیہ ایک غار مین جا کر چھپا
دیکھ رہا ہی کہ صمصام جادو نے بڑھکر جو خیال کیا معلوم ہوا کہ ہزار ساحر
قتل ہوئے اپنے ہاتھ سے سحر کرنے لگا جب گولہ مارا دو چار کے سر پھٹ گئے شاہزادہ
بدیع الزمان کی فکر مین جاتا ہی شاہزادے نے سیکڑون ساحر مار کر گرادیے
اندھیرا ہو رہا ہی ہنگامہ گیر و دار ہر طرف بلند ہی بدیع الزمان لڑتے بھڑتے قریب
تخت کے پہونچے صمصام جادو نے دیکھا کہ یہ شیر بیشہ صاحبقرانی شیرانہ و رستمانہ
لڑتا ہوا آتا ہی کسی ساحر کے سینے پر برچھا مارا توڑ کر پشت کو پار گذرا اکھیڑ کر مارا استخوان
چور چور ہوئے کسی کو ہاتھ تلوار کا مار دیا دیکھا کہ یہ ساحر سحر پڑھتا ہوا آتا ہے
بدیع الزمان نے تیر مارا تیر نے خطا نہ کی حلق پر پڑا توڑ کے گدی کو پار گذرا یہ سرکشی
بدیع الزمان کی صمصام جادو نے دیکھی گھبرا گیا گولہ جھولی سے نکالا اُسپر
کچھ کلمہ سحرون پڑھکر گولہ طرف بدیع الزمان کے پھینکا بدیع الزمان نے سینہ
سپر کر دیا سینے پر تو گولہ نہین پڑا زمین پر آکر پھٹا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا پٹری
جماتے ہین ران نہین لڑتی لاچار ہو جاتے ہین صمصام جادو نے کچھ ماش کے دانے
پھینکے اب تو شاہزادہ بدیع الزمان گھوڑے سے گرے صمصام نے اشارہ کیا
کہ گرفتار کر لو چہار طرف سے ساحر ٹوٹ پڑے بدیع الزمان کو گرفتار کرنے چلے

فضل وقارن نے جو دور سے دیکھا قلب تھرا گیا فضل وقارن وہان پر خوب لڑے
آخر صمصام جادو نے سحر کیا یہ بھی دونون گرے سہراب و میلاد بھی زمین پر گرے
صمصام نے آواز دی یارو پسر حمزہ زمین پر گرا ہی اسکو جلد گرفتار کرلو انجام جادو
بھائی صمصام جادو کا اکڑتا ہوا قریب آیا بقدرت پروردگار لوح محفوظ شاہزادے
کے گلے مین ہی لوح زیر لباس تھی اس وجہ سے گھوڑے سے گرے اب لوح کو جو
جنبش ہوئی عکس جو اسماے الہی کا پڑا شاہزادہ اُٹھ بیٹھا جیسے ہی انجام جادو نے
چاہا کہ ہاتھ پکڑے بدیع الزمان نے اسکے ہاتھ کو جھٹک کے کلائی پر ہاتھ ڈال کر ایک
طمانچہ مارا کہ سر انجام جادو کا اُڑ گیا مر کر انجام گرا انجام کے مرنے کی آواز کان
مین صمصام کے آئی پلٹ کر دیکھا اپنے بھائی کا لاشہ تڑپتا ہوا پایا جیسے ہی قریب گیا لوح محفوظ
چمکی آنکھون مین اسکے خیرگی آنے لگی پیچھے ہٹا بدیع الزمان لوح محفوظ چمکا کے کھڑے ہوگئے
اُسنے تیغۂ سحر کا مارا بدیع الزمان نے تلوار کو آگے کردیا جھنجھنانے کی آواز بلند ہوئی
معلوم ہوا کہ دو بجلیان لپٹ گئین اور سب ساحر دوڑے مگر بدیع الزمان نے ہاتھ
تلوار کا مارا کہ سر صمصام جادو کا زخمی ہوا صمصام چیخ مار کر بھاگا سرداران بدیع الزمان
بھی اُٹھے شمشیر زنی کرتے ہوے چلے ہنگامۂ گیر و دار بلند ہوا جو ساحر سامنے
بدیع الزمان کے آیا ہلاک شمشیر ہوا لوح محفوظ چمک رہی ہی بجلی شمشیر کی کڑک رہی ہے
کس فکر مین نکلے تھے کس سے مقابلہ پڑا صمصام جادو جو زخمی ہو کر ہٹا بھائی کے بھی مرنے کا
قلق ہوا مصاحب جمع ہوئے سب نے اسنے کہا کہ یارو یہ کیا معرکہ ہی کہ میرا بھائی
بدیع الزمان کے ہاتھ سے مارا گیا وہ ایسا نہ تھا کہ کسی مقام پر ہار جاتا یارو اسکا
سبب دریافت کرو مصاحبون نے عرض کی آپ خود ہمہ دان ہمہ گیر ہین دربار مین
شاہان طلسم نور افشان کے صاحب توقیر ہین اپنے سحر سے دریافت کیجیے کہ کیا
سبب ہی جو بدیع الزمان پر سحر تاثیر نہین کرتا فوراً ظاہر ہو جائیگا یہ سُنکر صمصام جادو
پیچھے ہٹا مصاحبون سے کہا تم سحر کرو مین دریافت کرتا ہون وہ پیر بلاؤن کہ جو کسی
کام پر نہین رُکتا حب و بغض و جنگ و جدل حفاظت میری اسی پر موقوف ہی یہ ایک
ساحر صحرائی تھا میرے ہاتھ سے مارا گیا مین نے اسکو اپنا پیر بنایا ہی یہ کہکے
آواز دی ای قلتبان فیل پیکر ای شیطان مجسم ایک بوتل شراب کی روز تجھکو
دیتا ہون ایک پوری ایک کچوری یہ بھی رکھدیتا ہون بو تجھکو گوگل کی پسند آئی ہی
جلد حاضر ہو کچھ مابدولت کو ضرورت ہی یہ جو پکار کر صمصام جادو نے کہا سب نے
سُنا جنگل سے ایک غرانے کی آواز آئی جیسے کوئی گنوار کہتا ہی پڑ پڑ دھڑ دھڑ
یہ آواز سُنکر سب مصاحب گھبرا گئے عرض کی کہ حضور یہ بائی کسنے چھوڑی اور
آخر مین کیا سریلی آواز آئی ہی چون چون پون پون غون غون سب حیران تھے
کہ یہ کیا معرکہ ہی صمصام جادو نے کہا چپ رہو میرا دوست اسی طرح آتا ہے

کیا لطف دکھاتا ہی اب سب نے دیکھا کہ ایک لڑکا سیہ فام ناک بہتی ہوئی کان ٹوٹے ہوئے
مُنہ جھلسا ہوا بدن پر بڑے بڑے آبلے ایک لنگوٹی باندھے ہوئے کہ جس سے موے زہار
باہر نکلے ہوئے ٹانگین گوہ مین بھری ہوئین لنگڑاتا ہوا چلا آتا ہی صمصام جادو نے گھبرا کر
کہا ارے بدن پر یہ آبلے کیسے پڑ گئے ہین وہ لونڈا رونے لگا کہا رات کو ایک شخص
سیہ فام آتا ہی چنگاریان میرے بدن پر رکھ جاتا ہی رات بھر اُس آگ سے جلا کرتا ہون
نہ جیتا ہون نہ مرتا ہون مسلمان جو صبح کو اذان دیتے ہین جب وہ آواز کان مین میرے
آتی ہی تو طبیعت کسی قدر تسکین پاتی ہی اس وقت ان آبلون کو پانی سے ٹھنڈا
کر رہا تھا آپ کی آواز جو گونجی مین نے مارے خوف کے ہگ دیا بھربھراہٹ کی
آواز آپنے سُنی تھی آخر مین آواز سریلی ہوتی ہی وہ باعث میری تسکین کا ہوتا ہے
پیٹ خالی ہو گیا کچھ کھلوائیے صمصام جادو نے جلدی سے اپنی اُنگلی پر نشتر مارا اور
ایک قطرہ خون کا اُس لڑکے کے مُنہ مین دیا اُسنے ڈکار لی مُنہ سے دھوان نکلا معلوم
ہوتا تھا کہ مست ہو گیا خون پی کے بڑا زبردست ہو گیا کہا پوچھیے کیا پوچھتے ہین حکم ہو
تو ہفت طبقات زمین کا حال بتلاؤن مشرق و مغرب کا ذکر کرون جنوب و شمال کو
ایک مقام پر کر دون صمصام جادو نے کہا یہ بتلاؤ کہ میرا بھائی بدیع الزمان کے
ہاتھ سے جو مارا گیا کیا سبب ہوا وہ لڑکا قہقہہ مار کر ہنسا کہا کہ ای صمصام جادو
مین آٹھ پہر دعا کرتا ہون کہ مرنے کے بعد تجکو بھی کوئی ساحر قبضے مین کرے شیطان
کا ہم پہلو ہو بدیع الزمان نے جب طلسم کلید فتح کرنیکا ارادہ کیا تو اول اُنکو
لوح محفوظ ملگئی جب تک وہ لوح اُنکے پاس ہی تب تک اُنپر سحر کسی کا تاثیر نہین کریگا
بہت سمجھ بوجھ کے لڑنا دھوکا نہ کھانا مُنہ پر نہ جا پڑنا لے بس اب مین جاتا ہون اب
دن کو کبھی نہ بلانا ورنہ تمھاری بوٹیان کاٹ کر کھا جاؤنگا یہ کہکے وہ لڑکا جنگل مین
جا کر غائب ہوا صمصام جادو نے مصاحبون سے کہا کہ یار دلپسر حمزہ سے
بچنا سحر سمجھ کے کرو اور سردارون کو اُنکے مار لو سردار اسکے سحر کرتے ہوئے
بڑھے فضل لڑتا ہوا آتا تھا صمصام نے سحر کیا فضل گھوڑے سے گرا صمصام
نے چاہا جا کر قتل کرون کہ فضل نے آواز دی ای شہریار غلام بیکار ہوا سحر مین
صمصام بد انجام کے مبتلا ہون ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی تلوار میرے قبضے سے
نکلی جاتی ہی سپر پشتی بانی نہین کرتی ہی کمان مین خم خنجر بیدم تیر سہمے ہوئے ترکش
سے نہین نکلتے بدیع الزمان یہ آواز سُنکر جھپٹے آواز اپنے رفیق کی سُنکر
بیقرار ہو کر دوڑے گھوڑے سے کودے قارن نے پوچھا کیون شہریار خیر تو ہی
فرمایا ای قارن غضب ہوا فضل بن گیا ہور وہ شیر دلیر ہی کہ اگر آرے
اُسکے سر پر چل جائین مُنہ سے اُف نہ کرے اُسنے بیقرار ہو کر آواز دی کہ غلام
بالکل بیکار ہوا اس بیقراری مین جاتا ہون قارن جنگ مین معروف ہی جس ساحر نے

سحر کیا لپٹ کر اُٹھا کے دے مارا اٹا نگین ٹکڑے کے چیر ڈالا گئی ساحر قارن نے مارے
بدیع الزمان اُس وقت پہونچے کہ صمصام جادو چھاتی پر فضل کی چڑھا تھا اور
خنجر گردن پر رکھے تھا بدیع الزمان نے اُس کی پیشانی مین جھپٹ کر ایک لات زور سے
ماری کہ صمصام چھاتی سے فضل کی زمین پر گرا شاہزادہ بدیع الزمان نے لوح چمکائی
فضل نعرہ کر کے اُٹھا بدیع الزمان پیچھے صمصام جادو کے چلے صمصام بھاگا ہوا جاتا ہے
ہر مرتبہ بدیع الزمان یہی چاہتے ہین کہ مین اسکے قریب پہونچون یہ جست و خیز کرتا ہوا
نکلا جاتا ہے جب دیکھا صمصام جادو نے کہ بدیع الزمان میرا پیچھا نہین چھوڑتے گھبرا کر
آواز دی ای پرند سحر مجکو بچا لو دو نون شانون پر اسکے پر پیدا ہوئے غلطک مار کر اُڑا
بدیع الزمان نے دیکھا کہ جاتا ہے بتعجیل تمام قربان سے کمان ترکش سے تیر یازدہ مشتی
زرنگ خدنگ سفتہ سوفار زمرد پیکان عقاب پر بجر کمان مین پیوست کر کے سینہ پر کینے کو
صمصام جادو کے تاکا تیر مارا وہ تیر سینے پر پڑا مہرہ پشت کو توڑ کر پار گذرا صمصام
زمین پر گرا لاشہ اسکا جلنے لگا اسکے مرنے کی جو آواز بلند ہوئی ساحر اسکے ساتھ والے
گھبرا گئے بدیع الزمان نے گھیر گھیر کے اُنکو مارا چند ساحر علم نیرنگ کے ماہر دو
تڑپ تڑپ کے گرے لاشہ صمصام جادو کا بمشکل اُٹھایا طرف طلسم نور افشان کے
بھاگے سرداران شاہزادہ بدیع الزمان انکے تعقب مین چلے تین کوس تک پیچھا کیا
جب اُنکو نہ پایا ٹھہر گئے سب سردار دریاے خون مین نہائے ہوئے پلٹے بدیع الزمان
ایک ایک سردار کو اپنے دیکھتے جاتے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی سیماب مشت زن
ایک پہلوان کرگدن مست پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار سوار و پیدل ہمراہ شاہزادہ
بدیع الزمان کو دیکھکر گینڈے کو روکا شاطر سے اشارہ کیا دریافت تو کرو کہ یہ کون
جوان ہے شاہزادہ بدیع الزمان فوج کو دیکھکر فرما رہے ہین ای فضل وغیرہ بڑے
افسوس کی بات ہے کہ ہم براے رہائی قاسم چلے تھے راہ مین یہ معرکہ پڑا اب
کیا تدبیر کرین اور پہلوان مقابلے کو آگیا شاطر نے اُسکے جا کر خبر دی کہ پسر حمزہ
صمصام جادو کو مار کر پلٹا ہے سیماب مشت زن گینڈے سے کود پڑا کہا پسر
حمزہ نے بڑا غدر ڈال دیا ہے صمصام ایسے جادوگر کو مارا عیار سے کہا جا کے پسر حمزہ
سے کہو کہ ہمارے تمھارے مقابلہ ہو اور جو اپنی جان بخشی چاہتے ہو تو رومال سے ہاتھ باندھکر
چلے آؤ خطا تمھاری معاف کرا دونگا ورنہ مشکین باندھ کر لیجاؤنگا عیار نے آکر شاہزادہ
بدیع الزمان سے کہا بدیع الزمان لاچار ہو کر آنکھون مین آنسو بھر لائے اور اُسی مقام
پر اُتر پڑے قاسم کے واسطے انتہا کے بیقرار ہین دن بھر تو اس انتظام مین گذرا شام
کو سیماب نے طبل جنگی بجوایا بدیع الزمان کو ہرکارون نے خبر دی بدیع الزمان
نے ٹھنڈی سانس کھینچ فرمایا کیون ای فضل و قارن افسوس ہے کہ تا بہ قاسم
نہ پہونچے وہ شیر کیا کہیگا کیسا گھبراتا ہوگا آتشخو شعلہ مزاج قید مین کیسا پریشان ہوگا افسوس ہے

کہ ہمکو خبر ہو بچے اور ہم نہ جائین اپنے نور نظر کو آفت سے نہ بچائین خدا نے اپنا فضل کیا اگر
زندان طلسم سے نکلے مگر پھر بلا مین پھنسے کہ ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ سیماب نے
طبل جنگی بجوایا ہی بدیع الزمان نے کہا کہد و ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی اتفاق
رزمی بجے یہان بھی طبل جنگی بجا شاہزادہ بدیع الزمان کے ساتھ صرف دو ہزار
سوار ہین اُسکا ساٹھ ہزار کا لشکر دریا موج مار رہا ہی دشمنون نے جو بدیع الزمان کا
لشکر کم دیکھا ہی بلبلا رہے ہین کہتے ہین مسلمانون کی کیا حقیقت ہی صبح ہوتے ہی ان
سب کو مار لینگے ایک انمین سے زندہ نہ بچیگا چند کس ہین ایسون کا مار لینا کتنی
بڑی بات ہی لشکر بدیع الزمان مین یہ انتشار ہی کہ دو ہزار سوار ساتھ لیکر
آئے تھے کچھ ساحرون کے ہاتھ سے مارے گئے کچھ زخمدار بالکل بیکار صرف
ہزار جوان لڑنے کے لایق ہین سہراب گرد سبھون سے کہ رہا ہی انشاء اللہ کل ان سب کو
دم نہ لینے دینگے ایک ایک شیر ہمارا سو سو کو شکار کریگا آقا اگر حکم دین سیماب کیا
لڑیگا گرمی دیکھ کے بھاگ جائیگا یا کشتہ ہوگا اگر کشتہ ہوا تو اکسیر ہی ہی اُسکے قتل کی
تدبیر ہی فضل بھی تیاری کر رہے ہین قارن رات سے درستیان کر رہا ہے
سہراب گرد و میلاد قواق کہ رہے ہین کہ یہ بھیا کیا لڑ سکینگے خدا اچھا ہیگا تو یہ سب
لوگ دم ہو کر بھاگین گے خدا کرے کہ آقا کو نام لیکر نہ پکارے تو مین جا کر سیماب
کو سمجھاؤن اگر آقا کا نام لیکر پکارا تو مجبور و لاچار ہین فضل نے کہا ہماری نوبت آئیگی
وہی اسکو دو تین گھسے ایسے مارینگے کہ حمی چھڑوا دینگے مگر ظاہر مین بڑا تن و توش ہے
تھوڑی ہی دیر لڑیگا سانس بھول جائیگی بدیع الزمان نے دربار سویرے سے
برخاست کیا فرمایا سب صاحب آرام فرمائین اب صبح کو میدان مین ملاقات ہوگی
سردار سب اپنی اپنی خوابگاہ کو روانہ ہوئے بدیع الزمان اپنے مقام پر آئے
امیہ بن عمرو ساتھ ہی شاہزادے نے آکر خاصہ نوش فرمایا خاصہ نوش کر کے
خوابگاہ مین آئے جب لیٹے تو محبت ملکہ شبنم گوہر پوش کی یاد آئی فرمایا کہ امیہ
ملکہ شبنم کیسی گھبراتی ہونگی آج کی شب اُنکو آرام کہان خوابگاہ مین تڑپ رہی ہونگی
یہان تو یہ رنگ ہی مگر سیماب مشت زن کا حال سنیے کہ طبل جنگی بجوا کے جو بیٹھا سب
سردار باتین کرنے لگے ایک واقف کار بول اُٹھا کہ یہ جوان فرزند صاحبقران
ہی گنجاب سے کیا کیا لڑا ہی گنجاب کا بیٹا تریدخان بن گنجاب کہ بڑے قد و قامت کا
جوان ہی بیٹون مین گنجاب کے وحید عصر کہلاتا تھا مگر اس جوان نے اُسکو بھی زیر کیا
اور بہت سے پہلوان مارے گیا ہور خون آشام کہ پہلوان وحید عصر تھا کہ جسکا
بیٹا فضل موجود ہی کہ آج اُسکا مثل و نظیر نہین ہی اسکو بھی سر میدان زیر کیا گیا
اُسکو دعوی یکتائی نہ تھا جس دن یہ چڑھکر آیا ہی زمین کانپتی تھی مگر پسر صاحبقران
کو کچھ خوف نہین ہوا نکلکر اس سے لڑا باپ نے جب اسکے خبر سُنی کہ بیٹا مسلمان ہو گیا

بہت زور شور سے چڑھکر گیا کہتا تھا قتل کرونگا زندہ نہ چھوڑونگا کچھ بھی نہ ہوا آخر
یہ بھی جاکر مارا گیا دیکھیے ہمارے آقاے نامدار سے کیا گذرے یہ ذکر جو اسکے دربار مین
ہوئے اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا گھبراہٹ مین کھانا بھی نہ کھایا طرف خوابگاہ کے چلا
عیار نے چاہا رخصت ہو سیماب نے ہاتھ پکڑ لیا کہا مجھے کچھ کہتا ہی خوابگاہ مین آیا
کہا ای نسیم تیز رو تو نے سُنا سب سردار اسکا ذکر کرتے تھے کہ پسر حمزہ کا زور و قوت
مین مثل و نظیر نہین ہی عیار کے مُنہ سے نکلا کہ ای شہریار اتنا تو مین بھی جانتا ہون کہ
شاہزادہ عجم قاہر بن قہرمان عجمی کہ جسکا مشرق و مغرب مین کوئی مثل نہ تھا اُسکو تو مین نے
دیکھا تھا کہ اسی شیر کے ہاتھ سے زخمی ہوکر آیا تھا شرم کے مارے سر پٹکتا تھا کہتا تھا
ہائے کیا غضب ہوا کہ میرا پسر حمزہ پہ زور نہ چلا اسی غم مین بیمار ہو گیا اور کئی پہلوانون کو
مین نے دیکھا کہ جو انکے مقابلے مین گیا وہ زندہ پلٹ کے نہ آیا یا تو مارا گیا یا مسلمان ہوا
سیماب مشت زن نے کہا ای نسیم اب مجھسے مقابلہ ہی کیون ای نسیم تیز رو اب
کیا ہوگا نسیم نے کہا حضور اگر ہم جانتے کہ اُس نوجوان سے آپ سے مقابلہ پڑیگا تو آپ کو
گھر سے نہ آنے دیتے بڑی مشکل پڑیگی پسر حمزہ کا زیر ہونا مشکل ہی کبھی ہمنے سُنا ہی نہین
کہ یہ لوگ کسی سے زیر ہون سواے حمزہ صاحبقران کے اور انکو کوئی زیر نہین کر سکتا
یہ قید مقرر ہی مین سابق مین پسر گنجاب کا نوکر تھا اور ملک بربر پہ بہت دن رہا وہان
بھی دیکھا کہ جو پہلوان آیا انکے ہاتھ سے مارا گیا اگر زخمی ہوے دوسری مرتبہ اُسپر
غالب آئے یہ کبھی نہین سُنا کہ انکو کسی نے قتل کیا ہو یا زیر کرکے بجز ات لیگیا ہو
کوچک باختر کی کتاب جو ہی ساری کتاب کو ملاحظہ فرمائیے کہین کسی مقام پر یہ مرقوم
نہ ہوگا کہ حمزہ کا بیٹا کبھی کہین کسی سے زیر ہوا ہو یہ باتین سُنکر سیماب کانپنے لگا
کہا ای نسیم پھر کیا ہوگا میرا تو اب دل گھبراتا ہی طبل جنگی بجوا چکا ہون اگر نہ مقابلہ کرون
تو بڑی بدنامی ہی اگر پہلے سے مجکو معلوم ہوتا تو کچھ حیلہ کرکے چلا جاتا اقبال تو انکا دیکھو
سحر نہین جانتے اور ساحر کو مارا نسیم نے کہا حضور ان لوگون نے بڑے بڑے کارہاے
نمایان کیے آپ اسپر غالب نہین آسکینگے یہ کہنا تھا کہ سیماب مشت زن نسیم کے قدمون پر
گر پڑا کہا ای نسیم کوئی تدبیر کر و رات ہی کو مین کہین چلا جاؤن شاہان طلسم کے سے مجکو
بڑی خفت ہوگی سمجھا جائیگا یہ سُنکر نسیم نے کہا آپ نہ گھبرائیے آرام فرمائیے مین جاکر
پکڑے لاتا ہون لیکن اگر پکڑ لاؤن فوراً قتل کر ڈالیےگا دیر نہ کیجیےگا انکی مدد غیب سے
پیدا ہوتی ہی ہر طرح رہا ہو جاتے ہین مین نے ملک بربر پر بڑے بڑے سامان
دیکھے ہین وہ سب آنکھون کے نیچے پھرتے ہین دس برس شاہ بربر کا ملازم رہا روز
یہی طور دیکھا کیا بادشاہ بربر سے کچھ بھی نہ بن پڑا اتنا بڑا بادشاہ تھا کہ اُسکے بیٹے
جب آکے دربار مین بیٹھتے تھے دربار معمور ہو جاتا تھا ایک ایک اپنے وقت کا رستم
و اسفندیار تھا مگر جب ان لوگون سے مقابلہ پڑا بالکل بیکار تھا یا مسلمان ہوا یا مارا گیا

مگر آپ نے اسکا مجھسے ذکر کیا بہت مناسب ہوا ابھی سرحد طلسم مین نہین پہونچے ہین فوراً گرفتار
کرکے قتل کر ڈالیے مین جاتا ہون یہ کہکے بانہا ے عیاری اپنے جسم پر آراستہ کیے شب
تیرہ و تار مین ایک فقیر کی شکل بنکر مانگتا ہوا چلا قریب بارگاہ بدیع الزمان پہونچا عیارون
نے وہین سے ٹوکا کہ او بڈھے اس طرف نہ آنا وہانسے نسیم پلٹا پھرتے پھرتے پشت
بارگاہ پر پہونچا دیکھا کہ وہان کوڑا بہت سا پڑا ہی وہین سے بیٹھکے نقب بنا شروع کی
تھوڑی دیر مین نقب کنج بارگاہ شاہزادہ بدیع الزمان مین توڑی سر نکالکر دیکھا
کہ شاہزادہ سو رہا ہی تڑپ کے نکلا شمع ہاے مومی و کافوری کو گل کیا صرف ایک
شمع روشن رہی کہ پانون کسی ظرف پر نہ پڑے کہ کمظرفی ثابت ہووے قریب پلنگ
شاہزادے کے پہونچا نفیچے مین بیہوشی رکھکے برابر دماغ کے لگا دیا دماغ مین جو بیہوشی
پہونچی بدیع الزمان بیہوش ہوے بس اسنے پشتارہ باندھا اُسی طرح نقب سے
لے نکلا مگر گھبرایا ہوا امیہ بن عمرو اپنے مقام پر پڑا ہوا سو رہا تھا عالم خواب مین
دیکھا کہ ایک سگ سیاہ آقا پر حملہ کر رہا ہی خواب پریشان دیکھکر آنکھ امیہ کی کھلگئی
بدحواس ہوکر قریب بارگاہ آیا عیارون نے آواز دی امیہ نے قریب آکے کہا
یارو خیریت تو ہی سب نے کہا حضور خیریت ہی امیہ نے کہا یارو تمکو بھی حال نہین
معلوم امیہ دروازے پر پوچھ رہا تھا کہ سہراب گرد بھی یہ خواب پریشان دیکھکے
آیا امیہ بن عمرو سے کہا اندر بارگاہ کے جاو امیہ اندر جو گیا دیکھا پلنگ خالی پڑا ہی
مہرہ نقب کا بھی دیکھا پیترہ عیار کا پایا کہا یارو غضب ہوا آقا نہین ہین عیار آکے
اپنا کام کر گیا ای سہراب گرد تم تونشکر کا خیال رکھو مین آتا ہون سہراب نے کہا
مین بھی چلونگا امیہ نے کہا اب بھی فوج کلان کفار کے یہان جمع ہی تم چلکر کیا کروگے
ابھی تامل کرو سہراب گرد نے کہا اچھا جاو مگر سہراب عاشق جمال بیمثال شاہزادۂ
بدیع الزمان ہی فوراً گھوڑے پر سوار ہوا عقب مین امیہ کے چلا فضل بن
گیا ہور خون آشام نے بھی یہی خواب دیکھا یہ بھی گھبرائے نکلا دروازے پر آکے
خبر سنی کہ امیہ بن عمرو بھی گیا اور سہراب گرد بھی عقب مین گیا فضل بھی چلا مگر
اب رات جو قلیل باقی ہی انکو عادت ہی کہ جاگ کر اتنی رات کو بسر کرتے ہین
قارن اُٹھا باہر آیا یہ غلغلہ سنا کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو کوئی چرا لیگیا یہ تو بالکل
شاہزادے کے نام پر جان دیتا ہی گھوڑے پر سوار ہوکر چلا عقب مین میلاد قزاق
بھی چلا فرداً فرداً یہ سب سردار جاتے ہین کہ انکا ذکر وقت پر کیا جائیگا سیماب کو
ایسا خوف پیدا ہوکہ رات کو اسکو نیند نہ آئی دو گھڑی رات رہے سے بارگاہ مین
آبیٹھا سردارون نے جو خبر سنی کمیدان رسالہ دار بھی آبیٹھے شمع ہاے مومی و کافوری
روشن مین گھبرا گھبرا کے یہ کہتا ہی کہ نسیم ایک کام کو گیا تھا ابھی تک پلٹ کے
نہین آیا ارے ذرا بڑھ کے دیکھو کہ زنگ کی آواز کان مین آئی سر اُٹھا کر دیکھا

کہ نسیم تیز روپشتارہ بدوش کہتا ہوا آتا ہی کہ آقاے نامدار مین نے تو کام کیا مگر
اب آپ جلدی کیجیے اول تو آہنگرون کو بلوائیے کہ انکو مسلسل و مطوق کرین اس شیر
کو کمندون مین باندھ کے لایا ہون بیدار ہوتے ہی قیامت برپا کریگا آہنگر آئے
بدیع الزمان کو عالم غشی مین مسلسل و مطوق کیا کہا اب انکو بیدار کیجیے جلاد بلا کر کھڑے
کر لیے شاہزادے کو بیدار کیا آنکھ جو کھلی دیکھا کہ سیماب مشت زن تخت پر بیٹھا ہی
بہ نخوت کہہ رہا ہی کیون پسر حمزہ یہ دن یاد نہ آیا بدیع الزمان نے جواب دیا او نامرد
تو نے عیار کو بھیجکر گرفتار کرایا اسپر یہ ناز کرتا ہی اسنے جلاد سے کہا کہ جلد اسکو
قتل کر عیار بھی اشارے کر رہا ہی کہ دیر نہ کیجیے جلاد ریگ کا چبوترہ بنانے لگا کہ
در بارگاہ پر ہلڑ ہوا سب نے دیکھا ایک جوان دیوخصال جلو خانے مین کھڑا ہوا
لڑ رہا ہی چاہتا ہی اندر بارگاہ کے گھس جاوٗن چوبدار بیدار دل روک رہے ہین
دس بیس آدمی اسنے مار کر ڈال دیے فرق زنجیر کو قلم کیا پردۂ زنبوری توڑ ڈالا
بارگاہ مین گھس آیا اندر آکے اپنے آقا کو مسلسل دیکھا نعرہ کیا کہ منم سہراب گرد اور
کہا ای آقاے نامدار اُٹھیے شاہزادۂ بدیع الزمان نے قصد کیا کہ اُٹھین سیماب
نے جلاد سے کہا کہ ارے سر کاٹ لے جلاد چلا بدیع الزمان نے ہتھکڑی ماردی جلاد
کا سر پھٹ گیا بدیع الزمان نے قید توڑ ڈالی ایک شخص کو مار کر تلوار لی لڑائی میں آپ
مصروف ہوے کہ فضل آکر پہونچا یہ بھی شریک جنگ ہوا زمین تھرائی تلوار چلنے لگی دم بھر
مین لاش پر لاش گرادی یہی چاہتے ہین کہ سیماب پر جا پڑون لوگ بیچ مین آجاتے ہین
کہ اوچھا سا زخم سر پر بدیع الزمان کے آیا فضل قریب آگیا کہا آقا زخم باندھ لیجیے
ایسا نہ ہو دشمن لڑتے لڑتے گر پڑین بدیع الزمان نے کہا تم نہ گھبراوٗ مین تخت
سیماب اُلٹتا ہون جیسا پھر مناسب ہو تامل نہ کرنا قارن و فضل جان و دل سے
کوشش کر رہے ہین ہر مرتبہ یہی چاہتے ہین کہ کفار کا نام مٹے ترقی دین اسلام ہو ہر مرتبہ
بیچ پڑتا ہی چارون سردار جان دیے ہوئے لڑ رہے ہین کئی سو سردار مارے بارگاہ مین
دریاے خون بہ رہا ہی بدیع الزمان فرماتے ہین ای قارن و فضل کیا کہنا کفار کے جی
چھٹوا دیے عرض کی آقا اب لڑتے ہوئے نکلیے شاہزادۂ بدیع الزمان لڑتے ہوئے طرف
در بارگاہ کے چلے ساتھ والے بھی خوب لطف سے لڑ رہے ہین بدیع الزمان نے چوب
بارگاہ پکڑ کر جنبش جو دی بارگاہ لہرائی سیماب کود کر بھاگا بدیع الزمان نے بارگاہ کو
چھوڑ دیا کئی ہزار آدمی بارگاہ مین دبے بدیع الزمان لڑتے ہوئے باہر بارگاہ کے آئے
ہر طرف سے یہی غلغلہ ہی کہ پسر حمزہ کو مار لو جانے نہ پائے فوجون نے بلوہ کیا اب تو شاہزادہ
بدیع الزمان پریشان ہوئے سردارون کو دیکھا گھر گئے سیماب مشت زن نے جو
خیال کیا تو اتنے ہی عرصے مین ہزار دو ہزار جوان مارے گئے ہر مرتبہ سیماب مشت زن
غلغلہ کرتا ہی کہ ای یارو تم پچاس ہزار آدمی ہو ایک مرتبہ ملکر بلوہ کر دو یہ تو چند کس ہین جب وہ

آجاتے تو انکو کون سنبھالیگا سردار اسکے بڑھ بڑھ کے لڑرہے ہین کہ کسی کو اپنی پشت پر
نہین آنے دیتے سیماب حیران ہی کہ کیا لطف کی جنگ ہی کہ ہر ایک لڑنے والا تنگ ہی
یہان تو لڑائی کا یہ رنگ ہی کہ سیماب ہرچند چاہتا ہی کہ بدیع الزمان کو گرفتار کرے
ممکن نہین ہوتا امیہ بن عمرو نے جو یہ معرکہ دیکھا لڑائی سے نکلکر بھاگا پڑاو پر آیا بارہ سو جوان
صحیح و سالم تین سو زخمدار یہ سب پرے جماکر آگے کھڑے ہوئے ہین انتظار ہی کہ آقا ہمارے
کہان گئے کہ امیہ نے آکر اُن سب سے کہا بھائیو جلد چلو آقا تمھارے کو عیار پکڑ لیگیا تھا
لیکن رہائی پائی اب شاہزادۂ والاقدر لڑائی مین مصروف ہین کیا مجال کہ کوئی اُنپر
ہاتھ ڈال سکے ان سب شیرون نے تنگ مرکبون کے چست کیے اور سنبھل سنبھل کے
بیٹھے کمانین کاندھون سے اُتارین اس طرح مسلح ہوکر یہ بارہ سو جوان بھی چلے یہان شاہزادۂ
بدیع الزمان لڑرہے ہین

نظم

تو آن رفیع مکانے کہ ساکنان فلک	بر آستان تو دارند میل دربانے
چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن	کہ حال خستہ دلانرا تو خوب میدانی

بلک گرچہ دعا کی تیر دعا ہدف مراد
پر پہونچا پندرہ سو جوان آکر پہونچے آتے ہی اُنھون نے تیرون کا وار کیا پندرہ سو تیر جو
ایک بار چھوڑے پندرہ سو جوان واصل جہنم ہوئے اب ملازمان سیماب بھی سنبھلے چاہا شاہزادۂ
بدیع الزمان کو پکڑ لین بدیع الزمان جھپٹ کے لڑنے لگے جس غول پر جا پڑے درہم و برہم کردیا
اس طور سے جنگ ہورہی ہی جب سب فوج والے آپڑے اُس وقت سے لڑائی کا ایک طور ہی
جم جم کے وار ہورہے ہین جو لوگ مارے گئے اُنکی حسرت پر رورہے ہین کہتے ہین یارو
کل شادی ہوئی آج مارے گئے افسوس کوئی لاش پر بھی رونے نہ آیا غرض شاہزادۂ بدیع الزمان
لڑتے بھڑتے قریب سیماب کے پہونچے سیماب نے ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان
نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کے پھینکدی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا چاہا
زمین پر مارین خائف و ترسان تو یہ رات ہی سے ہورہا ہی گھبرا کر پکار اٹھا الامان الامان
بدیع الزمان نے فرمایا امان بایمان عرض کی جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی
نہ کرونگا بدیع الزمان نے ہاتھ سے رکھدیا کلمہ فرمایا مکر سے کلمہ پڑھ کے دل مین کینہ
رکھگئے یون مسلمان ہوا فوج والون کو بھی آواز دی یارو خبردار اب کوئی نہ لڑے مین نے
غلامی شہریار کی اختیار کی سب رُک گئے سیماب شاہزادے کو استقبال کرتا ہوا
چوب و چماق ہاتھ مین زر و جواہر نثار کرتا ہوا اس عظم و شان سے شاہزادے کو لیکر
بارگاہ مین آیا کہا حضور تخت پر قدم رنجہ فرمایا کیے بدیع الزمان نے فرمایا یہ ہمارا دستور
نہین سیماب کو تخت پر بٹھایا آپ دنگل پر بیٹھے سب سردار اپنے اپنے مقام پر آکے
جلوہ افگن ہوئے سیماب نے جلد بتعجیل تمام عیار سے اشارہ کیا کہ ناچ گانے کا سامان کرو
ایک حسین ومہ جبین غارت گر دین بھاری لباس پہنے ہوئے دریاے جواہر مین غرق
سامنے آکے بدیع الزمان کے کھڑی ہوئی جمال جہان آرا دیکھکر آئینۂ رخسار کو حیرت سے
دیکھ رہی ہی ضبط کرکے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی غزل

دکھا کر آنکھ بیہوشون کو وہ ہشیار کرتے ہین — اثر شرروئی سے انکی نشے مستون کے اترتے ہین
گرفتارون نے تیرے لطف اسیری مین اٹھایا ہی — چلے منقار قینچی کی طرح تو پر کترتے ہین
لہو ہی گاہ گاہے اشک اپنے دیدۂ تر مین — کبھی پانی کبھی اس طشت مین ہم رنگ بھرتے ہین
خیال آیا ہی شانے کا انھین آئینہ دیکھا ہی — بلا نازل ہوئی بکھرے ہوئے گیسو سنورتے ہین
حسینون کا تکلف انکی آرایش نہین گھٹتی — نظر آتی ہی میلی چاندنی جب وہ نکھرتے ہین
تمھارے خط لورس کی طرح ہی جبکہ لہراتا — عجب رغبت سے آہو سبزۂ صحرا کو چرتے ہین
لب جان بخش کا بوسہ نہین دیتے ہین عاشق کو — مسیحا ہین مگر بیمار سے پرہیز کرتے ہین
گلے سے جاتے ہین گہ سنسناتے گاہ تھراتے — ترے کوچے مین پا سے رہروان کیا کیا بسرتے ہین
دل انکی زلف پیچان کی طرح کیا کھائیگا سنبل — وہ ایسے بدبلا بھنے کی چوٹی کو کترتے ہین
حیا وشرم آنکھین سامنے کرنے نہین دیتین — لڑکپن ہی ابھی وہ صورت عاشق سے ڈرتے ہین
خوش آئی ہو یا وہ تیری تیغ تیز مین قاتل — سر حباب کیا کٹتے ہین اس سے بوجھ اترتے ہین
ہمیشہ منھ کے اوپر مردنی سی چھائی رہتی ہی — نہین زندہ نہین ہم اسدن سے تجھپر جب سے مرتے ہین
تصور سے ترے موجین رہا کرتی ہین لہرون مین — ہوا بھر کر ترے سر مین حباب بحر ابھرتے ہین
لگا کر عیب وہ دن مین اسے تم چھیر چھوڑوگے — جو خط کش لو تو ہم قیمت کا دل کے نام دھرتے ہین
کہانتک پردہ ای آتش کہو اس لاابالی سے — محبت کا تری ہم بھی دم ای محبوب بھرتے ہین

اس رنگ سے غزل گائی ہر چند کہ بدیع الزمان مکدر ہو رہے ہین تصویر قاسم کی آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی ہر مرتبہ یہی فرماتے ہین کہ نہین معلوم ہمارے فرزند پر کیا گذری اسکی یاد مین دل کے ٹکڑے ہوتے ہین دیکھیے وہانتک کیونکر پہونچین ای سیماب ہم آج کی شب تو تمھارے مہمان ہین مگر کل سویرے سے ہمکو رخصت کرو ہم بہت بے لطف ہو رہے ہین سرداران سے فرما رہے ہین دیکھو بھائیو راستہ اس واسطے پوچھ رہے تھے کہ صمصام کی ہمارے ہاتھ سے موت تھی انکو مشرف بدین اسلام ہونا تھا مگر استغفار اللہ کل تو ہم پاس اپنے شہر کے پہونچ جاوینگے اگر اسکا ایک موے جسم بھی کم ہوا واللہ مجھپر زندگی حرام ہوگی سیماب اسپر جواب دیتا ہی ای آقاے نامدار غلام ساتھ رہیگا اب مین دامن دولت عمر بھر نہ چھوڑونگا دو پہر رات گئے جب اسنے دیکھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان و سرداران شاہزادہ والا قدر وامیہ بن عمرو ناچ کے دیکھنے مین دل وجان سے مصروف ہین نسیم کی تدبیر مین ہوا بندھی ہوئی ہی اشارہ کیا کہ دسترخوان بچھواؤ دیگران سب کے واسطے کھانے مین بیہوشی ملا کر لاؤ نسیم پہلے ہی تدبیر کرچکا تھا کھانا آغشتہ بہ بیہوشی آیا دسترخوان بچھا شاہزادہ تو یاد مین قاسم کی مبہوت ہو رہا ہی کچھ خیال بھی نہ کیا خاصہ نوش فرمایا باہر ملازمون نے نوکرون کا انتظام کرلیا سب بیہوش ہوئے شاہزادہ بدیع الزمان کھانا کھا کے اٹھے یہ بھی بیہوش ہوکے گرے سیماب نے سب کو مسلسل و مطوق کیا کہتا جاتا ہی ای نسیم بڑا غضب ہوا تھا یہ شمشیر تر میرے قبضے سے نکل ہی چلا تھا

نسیم کہتا ہی آقا آپ نے بڑا کام کیا رات کو ایک خیمے مین سب کو قید کیا مایوس کر کے دن بعد
اسکا سردار ہی اُسکو بطور نگہبانی مقرر کیا صبح کو شاہزادہ بدیع الزمان کی آنکھ کھلی اپنے
کو اس حال مین پر ملال مین پایا امیہ بن عمرو نے کہا آقا مجکو اس ملعون سے کھٹکا تھا مگر آپ کے
مزاج کے خیال سے کچھ کہہ نہ سکا سیماب نے سفر کی تیاری کی آرابے تیار ہوئے
شاہزادے کو مع سردارونکے آرابے پر سوار کیا آپ مونچھون پر تاؤ پھیرتا ہوا گینڈے پر سوار جسوقت کہ
بدیع الزمان کو آرابے پر سوار کیا شاہزادے نے جو سیماب سے آنکھ ملا کر فرمایا کہ او
مکار اگر خدا نے فضل کیا اور ہمنے رہائی پائی تو تجھسے سمجھا جائیگا گربہ مسکین بنکر تو نے یہ
کام کیا اسنے کہا او پسر حمزہ اب مین تجکو زندہ بھی چھوڑونگا اب لیے چلتا ہون خدمت مین
شاہان نور افشان کے کہ جہان کا قیدی تا قید حیات نہین چھوٹتا چھوٹنا دشوار ہی شاہزادہ
بدیع الزمان نے فرمایا او بیحیا اگر ہماری حیات مستعار باقی ہی تو تو کیا کر سکتا ہی مگر افسوس ہی
کہ جس کام کو چلے تھے وہ کام نہ ہوا بدیع الزمان کو سیماب نے آرابے پر سوار کیا
ساتھ والون کو بھی انکے ایک ایک آرابے پر پچاس پچاس کو ساٹھ ساٹھ کو سوار کیا
چاہتا ہی کہ لیکر چلے بدیع الزمان کو بڑا قلق ہی کہ افسوس برائے رہائی شاہزادہ خاور سیاہ
نہ جا سکے نہین معلوم اُس شیر پر کیا گذری اگر وہ شیر خبر پائیگا کہ ہم بھی قید ہوگئے تو انھین
تسکین ہوگی اور اگر خبر نہ پائی تو شکایت رہی سیماب مونچھون پر تاؤ پھیرتا ہوا آگے
بڑھا لشکر اسکا تیار ہو چکا ہی چاہتا ہی کہ چلے صحرا سے گرد اُڑی سیماب ٹھہر گیا اپنے
عیار سے کہا دیکھین یہ کون آتا ہی نسیم تیز رو نے کہا کہ مین بڑھ کے دریافت کرون یہ
کہکے نسیم بڑھا ہوا چلی جھپٹ کے نکل گیا دیکھا دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا آگے آگے ایک مرکب
پر شکوہ زرین قبا پھولا ہوا خوشی مین اپنے کو بھولا ہوا ایک آرابے پر قاسم اور
ایک آرابے پر اسکا بھائی مقبول زرین قبا اور چند آرابون پر اسکے ملازم سیماب
نے جو شکوہ زرین قبا کو دیکھا گینڈا دوڑا کر بڑھا نسیم نے بھی پلٹ کے خبر دی کہ
شکوہ زرین قبا لیے ہوئے قاسم کو آتا ہی حضور شکوہ نے کیا کار نمایان کیا
اُسکا بھائی قاسم سے زیر ہو کر مسلمان ہوا اُسنے بھائی کو مکر کر کے پکڑ لیا اُن سب کو
لیے ہوئے آتا ہی سیماب آگے بڑھا شکوہ اُدھر سے آیا دونون مکار آپسمین بغلگیر
ہوئے ذکر ہونے لگے شکوہ زرین قبا اپنی جرأت بیان کرتا ہی کہ مین نے بھائی کو اور
قاسم کو دونون کو دھوکا دیا سیماب کہتا ہی میرے عیار نے بڑا کام کیا اب تنہا ہا
طلسم کے پاس چلو ہمارا اور تمھارا ساتھ رہیگا بھائی ساتھ چلنے مین بڑا مزہ ہوگا بقول شخصے
شعر دو دل یک شود بشکند کوہ را + پراگندگی آرد انبوہ را + سیماب کہتا ہی مینے
عرضی لکھی تھی وہان سے ساحر آیا وہ بھی ہاتھ سے بدیع الزمان کے مارا گیا اب اے
شکوہ یہ لوگ بڑے بہادر ہین ساحر نہین ہین مگر ساحر کشی کرتے ہین نگاہ شاہزادہ
بدیع الزمان کی جو شاہزادہ خاور سیاہ پر پڑی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوگئے

قاسم قہقہہ مار کر ہنسے اور پکار کر آواز دی او کشتی گیر اپنے کو کس حال مین پاتا ہی خبردار اب
کبھی دنگل رستم کا نام نہ لینا یا تو حالت قاسم دیکھکر بدیع الزمان رو رہے تھے یا اس
جہالت کی باتون پر بے اختیار ہنس پڑے فرمایا او ترک تنگ چشم اپنی جان کی تو خیر منا
اُن ظالمون کے سامنے قید جاتی ہی کہ جہان جان بچنا مشکل ہی قاسم نے کہا جان تم
ایسون کی لیگا ہم اُسکی بھی چھاتی پر چڑھ بیٹھین گے بدیع الزمان نے کہا اپنے ہوش درست کر
آپ سے باہر نہ ہو مین تیری رہائی کو چلا تھا کہ اس مکار کے ہاتھ سے قید ہوا قاسم نے کہا
خدا نہ کرے کہ تم ایسے ہو، اگر مین خود تمکو اس قید سے چھڑا دون تا شکوہ زرین قبا نے
پلٹ کر زنجیر دار سے کہا اس قیدی کو چپ کر کیا بیہودہ بکتا ہی زنجیر دار نے سر زنجیر کو
جھٹکا دیا اور سونٹا اُٹھایا کہا او قیدی چپ نہین رہتا دیکھ مالک خفا ہوتے ہین سونٹا
جو اُس زنجیر دار نے اُٹھایا شعلۂ غضب کانون سینے مین مشتعل ہوا زنجیر دونون ہاتھون
سے پکڑ کے جھٹکا مارا کہ زنجیر دار منھ کے بھل زمین پر آیا قاسم نے ہتھکڑی مار دی
کہ سر اُسکا پھٹ گیا بدیع الزمان نے دیکھا کہ قاسم قید توڑا چاہتا ہی یہ بھی بگڑے
زنجیر دار کو جھڑکا زنجیر دار نے غصہ کیا چاہا سونٹا ماردن شاہزادہ بدیع الزمان
نے قید توڑ ڈالی قاسم نے دیکھا کہ کشتی گیر نے قید توڑی قاسم نے بھی نعرہ کیا
شعر خلیل اللہ بسم اللہ بر گفت + بہ نعرۂ اولین این قید بشکست + قید کو توڑ کر مانند
تار عنکبوت کے پھینکدیا بدیع الزمان لشکر سیماب سے لڑنے لگے قاسم لڑتے بھڑتے
برابر مقبول زرین قبا کے پہونچے کہا اے برادر اُٹھو وقت رہائی آگیا مقبول نے بھی
جھٹکا مار کر قید کو توڑا قاسم نے اور سردارون کو رہا کیا کسی نے اُٹھکر درخت اُکھیڑ لیا
کسی نے کسی کو مار کر تلوار لی ہنگامہ گیر و دار بلند شکوہ گھبرایا ہوا پاس سیماب
کے آیا کہا اے پہلوان دوران اب کیا تدبیر کرون کچھ بن نہین پڑتا سیماب نے کہا
تم نہ گھبراؤ فوج ہماری بہت ہی گھیر کر سب کو مار لو یہ کہکے آواز دی ہان یارو یہ قیدی
بچنے نہ پائین فوج شکوہ زرین قبا و سیماب نے بلوہ کیا ایک طرف شاہزادہ
بدیع الزمان لڑ رہے ہین ایک طرف قاسم نے لاش پر لاش گرادی مگر فوج دونون
کی بیحساب ہی فوج شکوہ و فوج سیماب نے گھیرا ہی ایک ایک سردار پر پانچ پانچ سو
جوان نیزے اور تیر مار رہے ہین دم لینے کی مہلت نہین خود سر پر نہ دارد زرہ بدن
جسم مین نہین تیر جو خطا شعارون نے چہار جانب سے مارے تمام جسم مشبک ہو گیا
وہان زخم سے صدائے الامان آتی ہی قاسم نے جب مقبول زرین قبا کو رہا کر لیا
اور اسکے ساتھ والے بھی چھوٹے تو مقبول نے عرض کی اے شہریار ہمارے نزدیک
تو یہ بہتر و مناسب ہی کہ فوج دشمنون کی بہت ہی ایسا نہ ہو گرفتار ہو جائین قاسم
نے کہا اے برادر گرفتار تو کیا کریگا اگر موت اسی سرزمین پر لیکر آئی ہی تو مجبور و لاچار ہین
ورنہ ہمنے یہ قصد کیا تھا کہ لڑ بھڑ کر تا بہ تختگاہ شاہان نور افشان پہونچین یہان یہ

افتاد پڑی کہ گرفتار ہوئے مگر ای برادر جنگ سے مجکو نکلجانا باعث ہتک ہی کشتی گر
لڑے اور مین چلا جاؤن بہت بلبلائے گا یہ سے یہ ہمارے قبلہ و کعبہ کے ہین مگر مقصد یہ
جرأت و شوکت مین کوئی دخل نہین دیسکتا ایسا نہ ہو کہ یہ سوچے کہ کیون قاسم نکلگیا
مقبول زرین قبا نے کہا ای شہریار یہ مقام جنگ مغلوبہ ہی ایک جانب رخ کیجیے
دو ہزار سوار و پیدل ساتھ ہین کوئی مونھ پر نہ آئیگا قاسم نے ایک سوار کو مار کر گھوڑا
بھی لیا ہی اُسپر سوار ہو کر لڑ رہے ہین مقبول نے جو قاسم سے یہ کہا قاسم کے
بھی ذہن مین آیا کہ خیر خواہ دولت ہی زخم بھی کھا چکے ہین تلوار کھینچکر ایک جانب بڑھے
مقبول داہنے پر آیا دو ہزار سوار سمٹ کر اپنے آقا کے سامنے ہو لیے قاسم نعرہ
شیرانہ کرتے ہوئے جاتے تھے کہ شکوہ نے بڑھکر روکا زخمون مین چور چور دیکھا
خیال مین آیا کہ اس حال مین مار لونگا پشت پر زخم ہی تمام جسم پر تیر پڑے ہین سارے
خون کے بلند اس بھروسے پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا ہر چند کہ قاسم کی آنکھین بند
ہوئی جاتی ہین مگر ضبط کرکے تلوار کو شکوہ کی روکا اور خبردار خبردار کہکے
تیغہ بر قتاب کا ہاتھ مارا شکوہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ جو گرا سپر کے
دو ٹکڑے کیے خود و دو بلغہ عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹ کر تلوار سر پر گری کہ سر اسکا
سر اس خود سر کا زخمی ہوا پکار کر آواز دی یارو دوڑو یہ جوان مجکو مارے ڈالتا ہی
سوار و پیدل ٹوٹ پڑے شکوہ زرین قبا الگ ہٹا دو تین سو جوان اس
مقام پر مارے گئے دریاے خون جاری ہوا شکوہ نے کہا یارو جاتا ہی تو اسے
نکلجانے دو اب روکنے سے کیا فائدہ ساتھ والے رُک کے قاسم لڑتے بھڑتے
ایک جانب نکلگئے مقبول زرین قبا انکے ساتھ ہی دو ہزار جوان زخم کھائے ہوئے
مگر لڑتے بھڑتے چلے جاتے ہین ادھر بدیع الزمان نے دیکھا کہ قاسم نے مہلکہ
ڈالدیا اور لڑتا بھڑتا نکلگیا شاہزادہ بدیع الزمان پشت مرکب پر بیٹھی جما کے
بیٹھے لڑتے ہوئے چلے سیماب نے ہر چند چاہا کہ روکون سامنے مقابلے پر نہین جاتا
دور سے لینا لینا کر رہا ہی بدیع الزمان لڑتے بھڑتے ایک جانب چلے جب سیماب
پیچھا کرتا ہی پلٹ پڑتے ہین سو دو سو کو مارا پھر آگے بڑھے جب ہزار دو ہزار جوان اسطرح
مارے گئے یا تو سیماب کے للکارنے سے سپاہی جا پڑتے تھے اب جو غلغلہ کرتا ہے
کوئی نہین بڑھتا بعض کہتے ہین آپ بڑے پہلوان ہین تو آپ خود بڑھ کے مقابلہ کیجیے
ایک شیر گرسنہ ہی کہ لڑتا ہوا جاتا ہی اسکو کون روکے سیماب نے سر پیٹ لیا کہا
یارو سب ملکر بلوہ کرو تیر برساو و برق شمشیر چمکاو دو گھیر کر اس جوان کو مار لو تعقب مین چلے
نقیبون نے بھی اشعار عبرت آثار پڑھ کے عبرت دلائی شاہزادہ بدیع الزمان ایک جانب
فضل ایک طرف قارن ایک جانب سہراب گرد پشت پر میلاد قزاق بھی پشت پر پانچون
شیر اوسپی بنے ہوئے جسم سے خون جاری جہان پر جھکگئے سو دو سو کو مار کر گرا دیا چاہا چلاکر

دامنۂ کوہ مین ٹھہر کر آسودہ ہون کہ پہلو سے گرد اڑی بدیع الزمان سمجھے وہی کافر آتے ہین
تلوارین پکڑ پکڑ کے سنبھل گئے قضاے کار مختار حیلہ گر قریب یہان سے قریہ ہی اسکا حاکم
کچھ پاسی کچھ گانون والے اسکے ساتھ ہین نگہبانی زراعت کو نکلا ہی اپنا علاقہ دیکھتا پھرتا ہے
مختار حیلہ گر کی نگاہ پڑی پانچ چھ جوان دامنۂ کوہ مین پشت ہاے مرکب پر اپنے زخم
باندھ رہے ہین ایک پاسی سے اسنے کہا دریافت تو کر کہ یہ کون لوگ ہین شاید انکو قزاقون
نے زخمی کیا ہی سیماب بھی تعقب کیے ہوئے آتا ہی مگر دو تین کوس پر ہی پاسی نے جو
آکے پوچھا شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہدو کہ بدیع الزمان فرزند صاحبقران
ہمین قزاق کیا گھیرینگے سیماب کی فوج کو شکست دیکر آئے ہین یہ مقام فرح افزا تھا
ٹھہر گئے پاسی نے جاکر جو مختار سے کہا اسنے کہا یارو فرزند صاحبقران تو کئی آچکے ہین ہمارے
شاہون کے دشمن ہین بلوہ کرکے انکو پکڑ لو علاقہ ہمکو بطور معافی ملیگا چہار طرف سے
پاسی تیر کمٹھے لیکر بڑھے بدیع الزمان نے کہا ای فضل ان گنوارون نے بھی ہمسے
لڑنے کا قصد کیا ای برادر سنبھل جاؤ فضل نے کہا حضور نے نام اصلی کیون بتایا
آپ کا نام نامی مثل آفتاب کے تمام عالم مین روشن ہی سب آپ لوگون کی فکر مین ہین
کہ مختار آپڑا انھون نے تیر مارنا شروع کیے شاہزادہ بدیع الزمان نے کھڑے ہوکر
تیر قلم کیے دو چار پاسی جو مارے گئے سب رام رام کرتے ہوئے بھاگے کہتے ہوئے
ٹھاکر صاحب آپ کو بڑا پہلوانی کا دعوی ہی آپ مقابلے مین جائیے نیزہ بازی بھی تو آپ نے
سیکھی ہی برچھی آپ کے ہاتھ مین ہی اسی کی نوک پر اٹھا لیجیے یہ کہنا تھا کہ مختار حیلہ گر کو
غصہ آیا کہا ابے حرامزادو مین نے تو بنوٹ سیکھا ہی اور کسی کی چوٹ نہ کھاؤن ابھی
بنوٹ ماردون یہ کہکے کانے ٹٹوے کو بڑھایا ڈانٹ کر آواز دی او پسر حمزہ منم
مختار حیلہ گر اس دس بیس گانون مین میرا کوئی ہمنبرد نہین ہی کئی پاسیون کو زیر کیا ہی
کوئی اکھاڑہ اس دس بیس گانون کے اندر کھدنے نہین دیا شاہزادہ بدیع الزمان
نیزہ ہلا کر سامنے آئے مختار نے کن سے برچھے کا ہاتھ مارا بدیع الزمان نے سنان
نیزے سے سنان کو برچھے کی اڑا دیا اسنے ڈانڈ کو ہلایا بدیع الزمان نے جو دیکھا
کہ ڈانڈ امینڈی پڑی بس جلدی سے ڈانڈ مار دی کہ ڈانڈ برچھے کی ٹوٹی اب تو
میان مختار حیلہ گر گھبرائے مگر کھانڈا کھینچا کہا ای جوان اسکے وار سے کبھی کوئی نہین
بچا کئی راجپوت اسی کھانڈے لیے مارے برہمن دیوتا کا خون بہایا یہ کہکے ہاتھ مارا شاہزادۂ
بدیع الزمان نے ایک اوچھی سپر کی ماردی کھانڈا قبضے سے نکلگیا بدیع الزمان
نے ہاتھ مارا بڑی سی سپر اسنے چہرے کی پناہ کی مگر تیغ برقتاب دست زبردست شاہزادۂ
بدیع الزمان سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سر کا کٹنا کہ مختار ٹٹوے سے کود کے بھاگا کہتا ہوا
کہ بھائیو یہ بھی بنوٹ جانتا ہی کسی بڑے استاد کا سکھایا ہوا ہی پاسی بھی بھاگے دس بیس
پاسی فضل نے مارے اسی قدر قارن نے قتل کیے سہراب گرد نے کئی کو

چیر چیر کے پھینکدیا میلاد قزاق بڑے زور و شور سے لڑا اب یہ سب بھاگے اگر سر کا کھیت
سامنے تھا کچھ تو کھیت مین گھس گئے کچھ درختون پر چڑھ گئے باقی بھاگے جاتے ہین شاہزادہ
بدیع الزمان اُنکو بھگائے ہوئے جاتے ہین کہ فضل نے بڑھکر کہا کہ آقا بس اب پلٹیے
زخمون نے بہت بیقرار کیا ہی ہر دہان زخم منھ کھول کے رہجاتا ہی کسی گوشے مین چلکے
ٹھہرین تو زخمدوزی ہو بدیع الزمان نے اُنکا تعقب چھوڑا تیرون کے زخم سب کے
جسم پر ہین جسم فوارے بنے ہوئے ہین خانہائے زرہ چھنے ہوئے پانچون جوان یہ
پلٹے ہین مرکب ہائے بادرفتار پر جھومتے ہوئے آتے ہین چاہتے ہین کہ کوئی مقام
استراحت ملے تو وہان ٹھہرین کہ صحرا سے گرد اُڑی شکوہ زرین قبا و سیماب
اسّی ہزار فوج کی جمعیت سے ڈھونڈھتے ہوئے آتے ہین دور سے انھون نے جو
دیکھا کہ پانچون جوان جاتے ہین شکوہ نے کہا ای سیماب اب یہ وقت کارگزاری
ہی کہ پانچون جوان انتہا کے زخمی ہین اگر اب ابھی نہ گرفتار کرو تو بڑے افسوس کی بات
ہی ہماری تمھاری فوج ملاکر اسّی ہزار جوان ہین پانچ جوان زخمیون کا گرفتار کرنا کتنی بڑی
بات ہی شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا ای فضل اب مشکل ہوئی کل فوج سے دونون
بچیا آ پہونچے فضل کی بھی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا ای شہریار حقیقت مین اب
ان نامردون سے بچنا دشوار ہی مگر بسم اللہ شاید پروردگار فتح نصیب کرے شکوہ
و سیماب نے کل فوج کو اشارہ کیا کہ ان جوانون کو گرفتار کرلو چہار طرف سے
اسّی ہزار جوان ان پانچ زخمیون پر چلے ان شیرون نے مرنے پر چیت کمر باندھی
پانچون جوان تلوارین کھینچکر فوج پر شکوہ و سیماب کے جا پڑے شکوہ زرین قبا
نے سیماب سے کہا کہ نسیم عیار سے کہو کمند اندازون کو لیکر جا پڑے نسیم سے جو کہا
نسیم نے اپنے تین سو پیکیے جمع کیے کمندین رسنین زنجیرین لیکر نخلستان مین آکر چھپے
شکوہ کا نے دور سے للکارا بدیع الزمان گھوڑا چمکا کے جا پڑے شکوہ زرین قبا
تو بھاگ کے نکلگیا نخلستان کی آڑ سے کمند اندازون نے نکلکر کمندین رسنین وغیرہ
جو پھینکین نیزے تیر بھی چلے آخر یہ پانچون جوان کمندون مین پھنسکر زمین پر گرے
گرتے گرتے کئی سو جوان مارے آخر کشاکش سے کمندون کی بیہوش ہوگئے ازروے
بلوے کے پانچون شیرون کو پکڑ لیا امیہ بن عمرو نکل بھاگا انھین کے لشکر والون کی
صورت بنکر ساتھ ہولیا شکوہ نے بڑھکر سیماب سے کہا لشکر سب تیار ہے
جلادون کو بلائیے ان سب کو قتل کیجیے حقیقت مین انکی مدد غیب سے پیدا ہوتی ہی
لہذا انکا زندہ رکھنا اور قید کرنا مناسب نہین ہی سیماب نے کہا بھائی تمکو
اختیار ہی ان بھیاؤن نے اُسی وقت جلادون کو طلب کیا کہا ان پانچون جوانون
کو قتل کرو جلادون نے فوراً پانچ چبوترے ریت کے تیار کیے ان پانچون
جوانون کو اُن چبوترون پر بٹھایا امیہ بن عمرو حیران ہی کہ مین کیا کرون اگر

رات ہوئی تو کوئی عیاری کرتا دن کو کیا کرون جلاد شلنگین لگانے لگے آوازین
دیتے تھے فرد سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست + مرغ را دانہ بلا شد
ملعنہ بر صیاد چیست + کسکا سر رشتۂ حیات منقطع ہوا کسکا ساغر عمر لبریز ہو گیا
کون مغضوب درگاہ سلطانی ہے تیغہ باڑھ دار بازو پر قوت رکھتے ہین ایک ہاتھ مین
سر کو تن سے قلم کرتے ہین قتل کرنا ہمارا کام ہے جلانا ہمارا کام نہین حکم اول سے
سمجھ بوجھ کے دیجیے گا یہ لوگ وہ ہین کہ جنکے ہزارون دعوی دار خون کے ہین
شکوہ نے کہا او بھیاؤ کیا بکتے ہو ہم انکو قتل کرکے اپنے ملک کو جائینگے
کسکی مجال ہے کہ ہمارے ملک پر آسکے ہمارے ممالک سے طلسم نور افشان بہت
قریب ہے اگر زبان ہلا دین ہزارون ساحران غدار وہ آئین کہ جو طبقات زمین کو بالائے
آسمان پہونچائین ہمسے کون بول سکتا ہے ان مقامون سے ہم نکلجائین پھر کوئی ہمارا کیا
کر سکتا ہے جلد قتل کر خبردار یہ باتین نہ بنا اب تو جلاد دلیر ہوئے پانچون کی گردن
پر کوڑے کے خط کھینچے اُس وقت امیہ کی بیقراری گھبرا کے لشکر سے نکلا اس تلاش مین
کہ اگر قاسم ملجائین تو اُنھین سے کہون بلا سے احسان ہوگا مگر جان تو بچ جائیگی
خیال کرتا ہے کہ وہ تو بہت دور نکلگئے ہونگے شاید کہین ٹھہرے ہون ملجائین روتا ہوا
ہچکی لگی ہوئی دل بھی یہان سے جانیکو نہین چاہتا خیال یہ تھا کہ جب شاہزادے کو
قتل کریگا مین بیچ مین کھینچکے جا پڑونگا کہ پہلے مجھکو قتل کر بعد کا اختیار ہے اسے یہ شرف بھی
جاتا ہے زندہ دیکھنے والے کہتے کہ غلام اپنے آقا پر نثار ہو گیا کوس بھر آکے ایک
نخل کے سائے مین ٹھہرا حیران چہار جانب دیکھ رہا ہے کہ ای امیہ اب مین کیا
تدبیر کرون وقت بہت قلیل باقی ہے اگر دور بڑھ جاؤن اور پھر ملیٹون آقا کو زندہ
نہ پاؤن سب کیے دکا دش بیکار ہے کہین سامنے لشکر قاسم ہوتا ہر چند کہ آقا کے
خلاف کند ارشاد فرماتے کہ مرنے سے یہ بدتر ہے سر دربار طعن و تشنیع کرتا ہے
اس فکر مین کھڑا تھا کہ صحرا سے بونہ لا گردکا اُڑا دیکھا نقابدار زرین پوش مرکب
حبشی پر سوار عیار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے پشت پر کچھ بہلیے قراول میر شکار
اقل درجہ کوئی پانچ سو جوان ہونگے امیہ بن عمرو کے جان مین جان آگئی دوڑ کے
قریب آیا جھک کے سلام کیا نقابدار نے اپنے عیار سے پوچھا کہ یہ کون ہے عیار
نے عرض کی امیہ بن عمرو شاہزادہ بدیع الزمان کا عیار فرمایا ہمسے کیا ضرورت
ہے امیہ چیخین مار کر رونے لگا کہا ای شہریار ہمیشہ سے آپ کو دیکھتا ہون کہ آپ
خیر خواہ دولت صاحبقران ہین شاہزادہ بدیع الزمان کو مکر سے پکڑ لیا ہے
قتل کیا چاہتے ہین یہ سُنکر نقابدار کی آنکھون سے آنسو ٹپکنے لگے اتنا تو گھبرا کے
پوچھا کتنی دور امیہ نے عرض کی سامنے وہ نخلستان جو معلوم ہوتے ہین اُسی مقام
سکان لشکر ہے یہ سُنتے ہی نقابدار زرین پوش نے پشت مرکب پر بڑی جمائی عبا سے

عرض کی آپ کا لشکر نہین ہی یہ جو ہمراہ ہین چند بیلیے قراول میر شکار انکو جنگ و جدل مین کیا
دخل ہی نقابدار نے فرمایا ای عیار بخدا اگر مین جانون کہ میری جان جائیگی تو کبھی تساہل نہ کرون
ایسے شیر کا بلا مین مبتلا ہونا لشکر مین صاحبقران کے بدیع الزمان ایک جوان ہے
کیا اپنا مثل رکھتا ہی اور افتاد پڑجانا یہ اتفاق کی بات ہی امیہ بن عمرو نے سب حال
بیان کیا کہ اس طرح لڑائی پڑی اور اس طرح گرفتار ہوئے آخر مین اسنے کمند اندازون
کو حکم دیا گرفتار ہو گئے ای نقابدار بہادر مقام خوف ہی کہ وہ اسی ہزار جوان ہین نقابدار
نے کہا اگر اسی لاکھ ہوتے تو مین جاتا اور اس شیر کو چھڑاتا مجھے اپنی جان دینا منظور ہی
یہ کہکے نقابدار زرین پوش نے تیغ و تنہا گھوڑا بڑھایا نخلستان سے نکلکر دیکھا کہ جلاد سرون
پر پانچون جوانون کے کھڑے ہین نقابدار نے پوچھا یہ پانچون جوان کون ہین امیہ نے
سب کے نام بتلائے نقابدار نے کمان کیانی دوش سے اتاری تیر بھی کمان مین پیوست کیا
جو جلاد کہ سر پر بدیع الزمان کے تھا اسکو تاک کے تیر مارا تو وہ سینے پر پڑا مہرہ پشت
کو توڑکر پار گذرا دوسرا تیر دوسرے جلاد پر پانچ تیر مین پانچون جلادون کو مارا وہان
دیکھنے والے حیران ہین کہ یہ تیر کہان سے آتا ہی کہ پہلو سے نعرہ ہوا یا شیدای کفاران
پُر دغا و ای نابکاران بیحیا غضب کیا تمنے کہ فرزند رشید صاحبقران کو قتل کرنے کا
ارادہ کیا او نامردو دیکھو تو کیا سزا دیتا ہون امیہ و عیار نقابدار نے بھی
نیچے کھینچے نقابدار کے ساتھ یہ دونون بھی جا پڑے شاہزادہ بدیع الزمان نے جو
نعرہ نقابدار کی صدا سنی حجاب آیا خانۂ زور مین آکر قید کو توڑ ڈالا بدیع الزمان کا
اٹھنا کہ فضل بھی قید توڑ کے اٹھا قارن نے بھی قید کو توڑا بدیع الزمان لڑتے
بھڑتے طرف سیماب کے چلے باز سفید سر پر نقابدار کے سایہ فگن ہی جسپر عکس
ڈالدیتا ہی وہ جلجاتا ہی کسی کو پر مار دیا کسی کو منقار سے زخمی کیا نقابدار اس مجمع
عام مین لڑتا ہوا سامنے سیماب کے پہونچا بدیع الزمان نے دیکھا کہ نقابدار قریب
سیماب کے پہونچگیا ہر چند کہ زخمدار تھے شیرانہ جنگ کرتے ہوئے برابر شکوہ
زرین قبا کے پہونچے سیماب نے نقابدار پر ہاتھ مارا نقابدار نے باڑھ بچا کے
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا بدیع الزمان بھی جان دیکر شکوہ سے لپٹ پڑے دونون جوان
گھوڑون سے کودے [illegible] بدار نے اکھیڑکر سیماب کو مارا بدیع الزمان شکوہ کی
چھاتی پر چڑھ بیٹھے نقابدار نے گردن کھینچکر پھینکدی بدیع الزمان نے نقابدار سے
آنکھ ملاکر شکوہ زرین قبا کو چیر کر پھینکدیا چارون سردارون نے چار افسران کلان
کو مارا ان دونون کے قتل ہوتے ہی لشکر مین ہلکہ پڑگیا یہ بھی اہالیان فوج نے
دیکھا کہ سیماب و شکوہ کے علاوہ افسران اعلے مارے گئے کوئی لڑنے والا
باقی نہ رہا فوج کے پیر اٹھے نقابدار تعقب نہین چھوڑتا کہ صحرا سے گرد اڑی بارہ ہزار
سرداران نقابدار اثاثہ بارگاہ زربفتی کا آرالون پر لدا ہوا آگے جو پہونچے اپنے

آقا کو لڑتے دیکھا یہ بارہ ہزار بھی جا پڑے انھین آٹھ سات جوالون سے دہ بجائے بجائے پھرتے تھے بارہ ہزار جوان اس گردفر سے آگر گرے جمکر جو شمشیر زنی کی سب کے پیر اُٹھ گئے دو کوس تک اُنکو بھگا یا نقابدار زرین پوش نے بدیع الزمان سے کہا بس ٹھہر جائیے اب بھاگے ہودن کا پیچھا نہ کیجیے بدیع الزمان رُکے نقابدار بھی ٹھہر گیا وہ سب گئے سب شکست خوردہ دامن صحرا کو مثل دامن مادر کے جانکر منتشر ہو کر بھاگے کچھ جا کر نالاون مین گرے کچھ جھیلون مین ڈوبے تلوار کے گھاٹ نہ ٹھہر سکے نقابدار نے پلٹ کے اپنے ملازمون سے اشارہ کیا بارگاہ جلد استادکرو ملازمون نے جھٹ پٹ بارگاہ استاد کی بدیع الزمان نے خیال کر کے دیکھا شمسہ بارگاہ کا مثل بارگاہ سلیمانی اُسپر کارجواہر کیا ہوا بڑے تکلف سے بارگاہ استادہ ہوئی صاف ظاہر تھا کہ یہ بارگاہ جوڑ ہے بارگاہ سلیمانی کی نقابدار بدیع الزمان کو لیے ہوئے بارگاہ مین آیا بیچ مین دنگل زرنگار بچھا تھا بدیع الزمان کو نقابدار نے اشارہ کیا بدیع الزمان نے کہا نہین یہ مقام آپ کا ہی دست راست پر دوسرا دنگل بچھا تھا بدیع الزمان اُسپر بیٹھ گئے فضل و قارن و سہراب و میلاد بھی آکر اپنے اپنے مقام پر بیٹھ گئے نقابدار نے اشارہ کیا رشتہ و سوزن آیا اپنے ہاتھ سے سب کے زخمون مین ٹانکے لگائے پٹیان مرہم سلیمانی کی چڑھائین اب رقاصہ کو اشارہ کیا ایک نازنین شوخ و شنگ غنچہ دہن سمنبر قمر پیکر سامنے آکر کھڑی ہوئی شاہزادۂ بدیع الزمان سے آنکھ ملا کر یہ غزل عاشقانہ گائی نظم

غبار راہ ہین گو آج ہم ان نے سوار و مین
ہمنشین عمر منزل طے کریگا و طرار و مین

گئے بتخانہ پوجا کہ کیا طوف حرم ہمنے
اُڑائی تیرے خاطر خاک کن کن رہگزار و مین

ازل ہی سے مری قسمت مین تھی سر گشتگی لکھی
کیا طفلی مین بھی ہر روز مین اک دو کنار و مین

اجل آورنہ اب یہ رشک مجکو قتل کرتا ہی
عزیزان پانون پھیلائے سوتے ہین مزار و مین

ہوائے کوے قاتل کا کبھی عالم نہین پایا
چمن کو بارہا دیکھا ہی جا جا کر بہار و مین

نہ وہ آنسو گرے یاد الٰہی مین ان آنکھون سے
اُڑا کی خاک ہی میرے چمن کے آبشار و مین

امانت روح کی چھینو کے عزرائیل سے تونے
ہمارے نام کو لکھوا دیا بے اعتبار و مین

نہایت عید کی نوروز نے اُس گل کو شادی ہی
لڑائے جائینگے کیا بیضۂ بلبل قطار و مین

ہوا ہی قحط کیون عالم مین موسیٰ و تجلی کا
وہی پتھر نظر آتے ہین اب تک کوہسار و مین

ہین وہ غم دوست ہون جب کوئی تازہ غم ہویدا
نہ نکلا ایک بھی میرے سوا امیدوار و مین

نہ کر شبدیز و گلگون پر غرور اتنا کبھی اے خسرو
پیادے رووینگے کل آج ہو تو شہسوار و مین

جو آنا ہی تو آ جیتے جی ورنہ لطف پھر کیا ہی
جگہ جب تجھ دکھائینگی رہی مجکو نہ یار و مین

بہانہ درد سر کا آپ کو کیا ہے کرنا تھا
تپ غم نے ہماری جان کھو دی دو چار و مین

ہا مثل خس شعلہ مجھے ربط اہل عالم سے
وہی دشمن ہوا جسکے بنا مین دوستدار و مین

ہراسان ہو تے ہین کیسے مرد یکہ تاز کثرت سے
کوئی دو چار ہی جانباز ہوتے ہین ہزار و مین

سمجھتا اہل عالم مین زبان کوئی تو میری بھی	خدا یا کاش مین پیدا ہوا ہوتا گوار و نمین
کبھی کچھ کام بھی تو آئے تیری ہمت عالی	اگر چہرہ ہی لکھوایا ہی ای آتش سوار و نمین

شاہزادہ بدیع الزمان نے کلیجہ تھام لیا سب اہالیان محفل خوش ہو گئے تعریفین کرنے لگے
بدیع الزمان نے مشت بھر اشرفیان دین اب تو بتانے پر ابل پڑی ایک ایک چیز کو
چار چار طرح چھ چھ طرح بتا رہی ہی آخر بدیع الزمان نے اُس ہنگامے مین نقابدار سے
متوجہ ہو کر فرمایا کہ آپ نے بڑی عنایت فرمائی عین وقت پر سرفراز کیا ماشاءاللہ
سامان شوکت پروردگار نے خوب عطا فرمایا مگر آمد و رفت پردۂ قاف زیادہ رہتی ہی
نقابدار نے کہا ہان دہان تو مسکن و ماوا ہی اکثر جب مین نہین ہوتا تو کریت بن قہقہہ
چڑھ آتا ہی ملازم نے میرے مجکو لکھا کہ کریت چڑھ آیا ہی دیہات و قریات پامال کیے
اب قلعہ لینے کا ارادہ ہی اتنے بڑے قد و قامت کا دیو ہی کہ اہالیان پردۂ قاف
کہتے ہین کہ عفریت اسکی ایک ٹانگ تھا خدا کی عنایت سے کئی مرتبہ اسکو شکست دی
جب اُس سے مقابلہ پڑا اُسکو زخمی کیا کبھی صحیح و سالم پلٹ کے نہین گیا شاہزادہ
بدیع الزمان سر جھکائے ہوئے ہان ہان کر رہے ہین فرماتے ہین ای نقابدار کیا
کہنا تمھاری جرأت و لیاقت کے سب بہادر مقر ہین نقابدار نے عیار کو اشارہ کیا
کہ وہ کشتی لاؤ چند دیوزاد ایک کشتی لیکر آئے جب وہ کشتی لا کر نقابدار زرین پوش
نے تورے پوش ہٹایا دیکھا ایک کمان کیانی نہایت تکلف سے رکھی ہی نقابدار نے
بدیع الزمان سے کہا اس کمان کو لیتے جائیے جب لشکر مین پہونچیے گا اور صاحبقران
سے ملاقات ہو تو میری جانب سے اُنسے عرض کیجیے گا کہ اس کمان کو کھینچے جب کبھی ہم وہان
آئینگے آپ سے دریافت کر لینگے بدیع الزمان نے ہر چند انکار کیا کہ آپ اپنے ساتھ
لائیے گا نقابدار نے نہ مانا شام تک اُسی مقام پر رہا شب کو بدیع الزمان نے چاہا کہ
رخصت ہون نقابدار نے کہا آج شب کو اسی مقام پر رہجائیے زخم ذرا اچھا ہو لے تب
تشریف لیجانیکا اختیار ہی بدیع الزمان نے کہا مین آپکے خروج کا سب صاحبقران
سے ذکر کرونگا نقابدار زرین پوش نے کہا کہ ابھی تھوڑے دن ہوئے کہ مین خدمت مین
حاضر ہوا تھا اصل تو یہ ہی کہ اس ضعیفی مین وہ وہ کارہائے نمایان اُنسے سرزد ہوتے ہین
کہ جوانون سے بھی وہ کام ممکن نہین ایک بات البتہ خیال مین رہے کہ اب جو یہان سے
آپ کا جانا ہو آپ اُنکے فرزند دلبند ہین کیفیت سمجھائیے کہ نقابدار زرین پوش خیرخواہ
دولت ہی اس سے حضور مقابلہ نہ کرین کسی امتحان پر قرار پا جائے کوئی طلسم یا قہقہہ سے جسمی
کہ لڑ رہا ہی اُسکے قتل پر عہد کر لیجیے جو اُسکو قتل کرے وہ ہمارے صاحبقرانی لے یہ سنکر
بدیع الزمان نے کہا یہ میری مجال نہین کہ مین صاحبقران سے ایسے امورات
عرض کر سکون کمان ہی کا پیش کرنا میرے نزدیک شاق ہی مجکو حکم ہو تو مین زور کر دن
مین یون بھی خدمتگزاری کو حاضر ہون نقابدار زرین پوش نے کہا کہ مین کسی سے

مقابلہ نہین کرونگا مین تو صاحبقران زمان کا جویا ہون مگر اُسمین شرط یہ ہی کہ چاہتا ہون
سر میدان مقابلہ نہ ہو دو بزرگان دین خوش آئین فراش راہ دین اسلام یعنے اوج
دینے والے دین اسلام کے اُنکی ذات سے کہان کہان فیض نہین پہونچا ایسے بزرگ
سے ایسا دعوی کرنا مجکو حجاب آتا ہی چاہتا ہون الگ الگ امتحان ہو جائے شاہزادہ
بدیع الزمان نے کہا یہ تو کبھی نہ ہوگا صاحبقران بے مقابلہ کیے جانے نہ دینگے نقابدار
نے کہا ای شہریار اگر آپ نہ کہینگے تو ہم اور طرح کہلا بھیجینگے کسی طور سے صفائی ہو ہی
جائیگی کئی سال سے مین آتا ہون یہ مقدمہ صاف نہین ہوتا آخر کوئی تو صورت ایسی
نکل آئیگی کہ صفائی ہو جائیگی بدیع الزمان نے کہا کہ چاہتے تو ہم بھی تھے رات بھر
یہی جلسہ رہا چار پہر رات گذر کر ستارہ سحری آسمان پر چمکا شاہزادہ بدیع الزمان
نے کہا کہ اب مین رخصت ہونگا نقابدار نے کہا بسم اللہ واسطے ان سب کے مرکب
منگائے پانچون جوان سوار ہوئے امیہ بن عمرو کو خنجر اور کمند بن دین بدیع الزمان
کو رخصت کیا نقابدار زرین پوش اُسی طرح تخت پر سوار ہوا دیوزادون نے سائبان
زربفتی سر پر کھینچا بیرقین ہاتھ مین نوبت نقارہ بجتا ہوا اس شوکت و شان سے
طرف پردۂ قاف کے روانہ ہو گیا مگر شاہزادہ خاور سیاہ اُن سوارون کو ساتھ
لیکر نکلگیا صحرائے سبزہ زار مین جا کر بارہ کوس پر مقام کیا بارگاہین استادہ ہوئین قاسم
آکر بارگاہ مین داخل ہوئے ناچ ہو رہا ہی بیٹھے ہین کہ خبر پہونچی مفتاح زرین کمر اس
حوالی کا ناظم خود پہلوان زبردست چار سو پہلوان ہمراہ ہین آپہونچا قاسم یہ سنکر
باہر نکل آئے اب جو دیکھا تمام صحرا فوج سے بھرا ہوا ہی چار لاکھ فوج کی آمد چار سو
سردار نامی و گرامی ساتھ ہین بارگاہون کے اونٹ لدے ہوئے آگے آگے سب کے
مفتاح زرین کمر بڑے کرگدن مست پر سوار خود زرین سر پر فوج قاسم کو بہ حقارت
دیکھتا ہوا یہان فقط دو ہزار جوان ایک مقام پر اُترے ہوئے ہین مقبول زرین قبا منتظم
قاسم تو دیکھا کیے مگر مقبول زرین قبا تھرا گیا عرض کی ای شہریار اتنا بڑا بادشاہ
صاحب فوج و لشکر اس حوالی مین تو نہین ہی اور خود بھی پہلوان زبردست ہے
قاسم نے کہا آیا ہی تو آنے دو جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا قاسم نے پوچھا اسکی سلطنت
کا مالک کہان ہی مقبول نے عرض کی یہان سے بارہ کوس پر قلعہ ہی قلعۂ نہنگان لقب
ہی یقین ہی کہ ببران فیل پیکر اپنے بھائی کو وہان کا حاکم کرکے آیا ہی معلوم ہوتا ہی حضور
کی خبر مشتہر ہو گئی شاہان طلسم نور افشان کا نامہ اسکے پاس پہونچا اتنا ضرور غلام
عرض کریگا کہ اسکی فکر واجب و لازم ہی آیندہ جیسا مناسب ہو قاسم نے کہا
کوئی فکر نہین صبح کو مقابلہ کیا جائیگا ای برادر جب مرنے پر آئے تو ایک اور دو کرور
سب برابر ہین تم کچھ تردد نہ کرو اگر کثرت فوج دیکھکر دل گھبراتا ہی تو چلے جاؤ اگر ہم
فتح پائینگے چلے آنا شکست کی خبر سننا نہ آنا مقبول زرین قبا نے دست بستہ عرض کی

یہ تو ہمارا کام نہین براے خیرخواہی عرض کرتے ہین ماننا نہ ماننا آپ کا کام ہی دو پہرے آمد
لشکر مفتاح کی شروع ہوئی تھی شام تک آیا کیا تمام صحراے نخلستان فوج سے معمور ہوگیے
سرداران کی بارگاہین جابجا استادہ ہین ہر سردار اپنے زمانے کا رستم و اسفندیار
آمادۂ حرب و پیکار مفتاح سے کہ رہے ہین ای پہلوان دوران دائی گرگنا سب جہان
شاہان طلسم نے کیا سمجھ کے آپ کو نامہ لکھا کہ قاسم سے مقابلہ کرو اُس بیچارے کے
ساتھ تو چند مفلوک ہین برگ جادو پر عیاری چلگئی اُسے مار لیا چند کس ممکن ہوگیے اپنی
جان بچائے ہوئے پڑا ہی آپ بارگاہ مین عیش کیجیے صبح کو غلامان جانباز میدان کارزار
مین جا پہنچینگے اور مشکین باندھکر اُسکو لے آئینگے جوان حسین وجمیل ہی اسکے قتل کا قصد
نہ ہو چلیکے خطا معاف کرادیجیے گا اپنی جان بچائینگی سب تدبیر کرتے ہین مفتاح زرین کمر
نے کہا یارو اس جوان کو بنگاہ حقارت نہ دیکھو یہ نبیرۂ صاحبقران سرفتنہ ملک سنجان
و باختر ہی اسکا ایک چچا ہی شاہزادہ بدیع الزمان انھین دونون خنلے ملکر زوال
دولت لقاے باختری کیا شمالیہ باختر کہ بہادرون سے وہ ملک بھرا ہوا تھا وقایع مین شمالیہ باختر
کے مرقوم ہی کہ یہ جوان یکہ و تنہا دربار مین صیف الملک صف شکن تیغ زن شمالی کے گھس گیا اُسکی بیٹی کو
طلب کیا ایسے ایسے معرکے اُس سرحد مین پڑے کسکی مجال تھی کہ اُن ملودون کو روکتا
اسی جوان نے تمام شمالیہ باختر کو تسخیر کیا اس جوان کے نام کے وہان ڈنکے بجتے ہین یہ
ذکر لشکر کفار مین ہو رہے ہین دن بھر انھین باتون مین گذرا شام کو مفتاح زرین کمر نے
حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے لشکر قاسم کے جو حاضر تھے
خبرین لیکر بھاگے سامنے حاضر ہوئے ہاتھ اُٹھاکر دعا و ثناے بادشاہی بجالائے اشعار
آستانت طالبان را قبلۂ مقصود باد + اختر فضل تو ہمچون فال تو مسعود باد + دائما
گردون مطیع و دہر معمور تو باد + دشمن دین دائما مغلوب و مقہور تو باد + شہریار
عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو مفتاح زرین کمر نے طبل جنگی بجوادیا کل
اُسکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آراے نبرد ہو آتش کینہ و عناد و فساد کو دہکالاے
یہ سنکر قاسم نے فرمایا ای سمک کہدو کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی
طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا مگر ہمراہیان قاسم جادو اُسکے لشکر کا
دیکھکر پریشان ہو گیے یہی جابجا ذکر ہی کہ یارو کل خدا ہمارے آقا کی آبرو رکھے چار لاکھ
کا لشکر ہم دو اڑھائی ہزار جوان اگر مغلوبہ ہوئی تو کیسی مشکل ہوگی اُدھر والے
بلبلا رہے ہین آپسمین یہی ذکر ہی کہ کل مسلمانون کو لوٹ لینگے مقبول زرین قبا
بڑا خزانہ لیکر شریک ہوا ہی کل وہ سب لوٹینگے اسی چرچے مین رات تمام ہوئی شہنشاہ
اقلیم چہارم فوج شہنشاہ ثوابت و سیارگان کو شکست دیکر مع فوج ضیا و شعاع
تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا ادھر مفتاح زرین کمر بڑے دھوم سے سوار
ہوا چار لاکھ فوج دریاے قہار کی فوج گینڈے کو بڑھاے ہوئے میدان کارزار مین

اگر سہو بیجا جہانتک نگاہ کام کرتی ہی لشکر ہی لشکر معلوم ہوتا ہی ادھر خاور سپاہ نماز سحر سے فراغت
حاصل کر کے برآمد ہوئے مقبول اُس قلیل فوج کو ساتھ لیے ہوئے در دولت پر حاضر ہوا جھکگر سلام کیا
قاسم نے مقبول کو گلے سے لگایا فرمایا مین کل سے تمکو انتشار مین پاتا ہون یہ سب جانوران
شکاری ہین تمھارے دو ہزار انپر بھاری ہین مقبول نے عرض کی ای شہریار فوج بیحساب ہے
بسقدر حضور کے ہمراہ ہین چرخ جلالت سپہ گری کے ماہ ہین ایک ایک کو جوش جرأت ہی
ہر ایک کو یہی حسرت ہی کہ اس فوج سے مقابلہ کرین سب کمیدان و رسالدار آمادۂ حرب پیکار
ہین قاسم نے کہا ای مقبول انشاء اللہ مغلوبہ کی نوبت آنے پائیگی اگر مفتاح ہمارے
مقابلے مین آیا سر میدان اُسکو زیر کرینگے فوج اپنے مقام سے بڑھنے بھی نہ پائیگی تم دیکھو لو
کیا انتظام کرتے ہین یہ فرماکر پشت مرکب پر سوار ہوئے مقبول بھی گینڈے پر سوار ہوا مع دو ہزار
سوار دنکے میدان کارزار مین آئے دیکھا تمام جنگل فوج مفتاح سے بھرا ہوا ہی مفتاح
گینڈے کو بڑھائے ہوئے آمد فوج قاسم دیکھ رہا ہی ساتھ والونسے کہتا ہی یارو ہمراہیان
قاسم بڑے جری و بہادر ہین دیکھو کسطرح جمکر آئے ہین سینے سپر کیے کھڑے ہین کہ تلوار چلے
شمع حیات دشمن جلے سماک نے قاعدے سے فوج کو آراستہ کیا مفتاح نے جب
دیکھا کہ فوجین جم چکین قاسم چالیس قدم آگے بڑھے ہوئے کھڑے ہین گینڈے کو اپنے
بڑھا کر میدان کارزار مین آیا فنون سپہ گری دکھا کر گینڈے کو روکا لشکر قاسم کو دیکھا کہا
کہ کیا ثابت قدمان میدان جرأت ہین کیا صاحبان لیاقت ہین میرے لشکر کی آمد دیکھکے
حریف بھاگ جاتا ہی دشمن کا دل کانپ جاتا ہی مگر یہ سب مقابلے مین کھڑے ہین دیکھ کے لشکر
قاسم کو آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان وای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے
مین آئے مین نے ہزارون ملک بیچراغ کر دیے لاشہائے دشمن سے جنگل بھر دیے مقبول
نے چاہا کہ مین نکلون قاسم نے اپنا مرکب بڑھایا فرمایا کہ تم حفاظت فوج مین رہو انشاء اللہ
مین اسکو باندھ کے لاتا ہون یہ کہکے مرکب کو اُڑایا مرکب بادرفتار قاسم ایسا سوار دہانہ چباتا
ہوا دم سے چنور کرتا ہوا کلائیان مارتا ہوا تین ٹھیکونمین میدان مین آگر کھو سنپا مفتاح سے
تکاور چلی سات قدم گینڈا مفتاح کا اور چار قدم مرکب قاسم کا ہٹا مفتاح اس جرأت پر
عش عش کر رہا ہی کہ یہ جوان میرے مقابلے مین آیا کثرت فوج کا کبھی خیال نہ کیا دیکھکر آواز دی
ای جوان مین تیری جی داری پر ناز کرتا ہون شاہان طلسم نے مجکو مامور کیا ہی کہ کوئی طلسم
مین نہ آنے پائے تجسے خطا بھی سرزد ہوئی کہ برگ جادو کو مارا نہین معلوم شاہ کسطرح تمھارے
ساتھ پیش آئین مین وعدہ کرتا ہون کہ شاہ سے خطا معاف کرا دونگا اور اگر آپ اپنے مذہب
سامری پرستی اختیار کیا دونون بھائی بڑے قدر دان ہین نہایت عزت کرینگے اور اگر
آپ نے سرکشی کو کام فرمایا انجام اسکا بہتر نہین بڑی بڑی خرابیان پڑینگی آپ کو مناسب یہ
ہی کہ میرا کہنا قبول کیجیے اپنی جان بچائیے کسی جانب نکلجائیے قاسم نے کہا ای مفتاح ہم سنتے تھے
کہ دونون شاہزادے نہایت جلیل ہین ساحران طلسم نور افشان کے بدل و جان کفیل ہین

انسون سے دشمنی پیدا کرنا عقل کے سراسر خلاف ہی میل کر لیجیے میرے ہاتھ سے کبھی کوئی پہلوان بچا نہین جس
مہم پر گیا فتح کر کے آیا یہ نیزہ دل کوہ مین درآتا ہی اگر تلوار کھینچون زمین کانپے دشمن امان نہ پائے میرا قلعہ افلاکیہ
متعلق بہ کوہستان ہی بڑے بڑے کو ہی قتل کیے پہلوانون کے نام سنا دیے قاسم نے کہا ای مفتاح بس
یاوہ گوئی ہو چکی یہ میدان کارزار ہی یا وہ گوئی بیکار ہی زبان تیر و تلوار عمود سے کام لو کچھ فن اور جرأت ظاہر ہون ہم بھی
آپ کی لیاقت سے ماہر ہون زبان تیغ کی روانی تو دیکھین مفتاح نے کہا ای جوان مجھکو افسوس آتا ہی کہ تجھ ایسا
شیر میرے ہاتھ سے قتل ہو یہ کہکر مفتاح نے نیزہ قاسم پر مارا قاسم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا
آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی قاسم دیکھ رہے ہین کہ بڑے لطف سے نیزہ بازی کر رہا ہی دو گھڑی کامل نیزہ چلا
تین سو ساٹھ ملعین نیزہ بازی کی رد و بدل ہوئین چو رنگ پھیریان ہو رہی ہین ایک مقام پر قاسم نے نیزہ
گانٹھا تھا پیترا مارا نیزہ ہاتھ سے مفتاح کے نکل گیا مفتاح کا یہ احوال ہوا کہ مثل ابر کے گرگرایا چہرے کے
اُڑ نے لگین ثابت ہوتا تھا کہ نیزہ اسکے سینے سے نکل گیا للکار کر آواز دی او جوان تو نے غضب کیا دو دو بار
لشکر موج مار رہے ہین ان سب کے سامنے تو نے نیزہ میرا ہوائی کیا یہ کہکر تیغہ بیدریغ کھینچا دو سو سوا دو سو
من کا تیغہ جسکا آٹھ انگل کا پھل چوڑا ہوا ہی للکار کر آواز دی او نبیرہ حمزہ یہ وہ تلوار ہی کہ اگر پہاڑ پر لگاؤن تا بہ گنج
گاؤ جائے یہ تلوار کبھی خالی نہین گئی ہی یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا ارادہ تھا
کلائی پر ہاتھ ڈالدون مگر اس جلدی مین مفتاح نے ہاتھ مارا کہ گوشہ سپر کاٹکر تلوار نے خود کو کاٹا
گری دو انگل سر مین درآئی قاسم نے دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کے نکلا چادر خون چہرے پر آئی قاسم نے
بھی تیغہ برقتاب نیام انتقام سے کھینچا خبردار کہکے گھوڑے کو رانون مین دبایا دونون ٹاپین مرکب نے
سر پر گینڈے کے رکھدین نعرہ شیرانہ کر کے ہاتھ تلوار کا مارا مفتاح نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ جوہر نگار
گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹکر تلوار گری خود و دو بلغہ و عرق چین وغیرہ کو کاٹ کر تا دہ ابرو تیغہ پہونچا
اگر جلدی دستانہ نمارے تو مع گینڈے چار ٹکڑے ہون مفتاح نے بہ تعجیل دستانہ مارا نکالا ایسی بہ سختی
کہ غش آنے لگا تیغہ سر سے نکلا گینڈے کی گردن پر پڑا گینڈے کی گردن قلم ہوئی مفتاح گینڈے سے
گرا اہالیان فوج نے جانا ہمارا آقا مارا گیا چار لاکھ سوار پیدل لینا لینا کہکے دوڑ پڑے قاسم نے جو دیکھا
گھٹا فوج کی آتی ہی بیری جمالی شمشیر ہاتھ مین لیکر نعرہ کیا نعرۂ قاسم

شہسوار لال پوش خاوری	منم نور عینین صاحبقران	ز تیغم شود الامان الامان	آفتاب مشرق دین پروری مقبول نے جو یہ معرکہ

دیکھا کہ چار لاکھ فوج نے قاسم پر حملہ کیا گینڈے کو تو بڑھایا مگر بد حواس ہو گیا اہالیان فوج کو آواز دی
یارو شاہزادے کو بچاؤ دو ہزار جوان تلوارین کھینچکر جا پڑے جاتے ہی گھر گئے جہان اُسکے دس ہزار
جوان ہین دس جوان اُس غول مین لڑ رہے ہین اہل اسلام نے داد مردی دی ہی دریا خون کے بہا دیے
طبقہ زمین کے ہلا دیے شاہزادہ ملکت قاسم تیغہ برق مثال ہاتھ مین رسالے پر جا کر گرے رسالدار
کو مارا اگر پلٹن پر پہونچے کپتان کو لوٹ کے مارا تین روپیہ کے سپاہی پر ہاتھ نہین اُٹھاتے کئی سو افسر کو
لوٹ لوٹ کے مارا ٹھیک دوپہر کا وقت ہی نیر اعظم کی حرارت دھوپ کی شدت دوڑنے سے معرکہ کی
خاک اُڑ رہی اگر کوئی ذرہ بدن پر پڑتا ہی چھالا پڑ جاتا ہی قاسم نے جو اس زنجداری مین بڑھ بڑھ کر
وار کیے مجمع کفاران بھیا مین لڑے فوج کے پیر اُٹھا دیے مگر چار لاکھ جوان اُنکا بھاگنا اور ثابت نہین ہوتا

جاتے ہین بھاگین نقیب جب آواز لگاتے ہین ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید فرور جنگ است جنگ
باید کرد ۞ کوشش نام وننگ باید کرد ۞ کہان ہی رستم کہان ہی برزو کہان ہی بیژن ان پہلوانون کے نام صفحۂ ہستی سے
مٹا دو اپنے بزرگون کے نام روشن کرو پھر بھاگے ہوے پلٹ پڑتے ہین چونکہ مفتاح بیہوش ہی اکثر سبب
مارے گئے کوئی لڑوانے والا فوج کا نہین آپ ہی بھاگتے ہین آپ ہی پلٹ پڑتے ہین خود بخود لڑتے ہین
پرینگ عیار نے دیکھا مقبول کی رکاب پر ہاتھ ڈالا کہا ای شہریار فوج دشمن کے جی چھوٹ گئے ہین آپ کے
لشکر کے بھی دو چار ہی جوان مارے گئے اگر جگر گھڑی دو گھڑی آپ لڑیے فوج دشمن کا اب کوئی سر پرست
نہین ہی شکست فاش کھا کر بھاگ جائیگی مقبول نے گھبرا کر کہا ذرا خبر تو لے کہ آقاے نامدار کسطرف ہین فوج نے
ہمارے گھیر لیا ہی بڑے غرے سے لڑ رہے ہین یہ ذکر تھا کہ دیکھا سمک سامنے سے نمایان ہوا مقبول نے
گھبرا کر پوچھا ای متھر والا گہر تمھارے آقاے نامور کہان ہین سمک نے بھی گھبرا کر کہا مین نے آقا کو نہین دیکھا
مقبول نے کہا تلاش کرو لشکر مین کفار کے طبل بازگشت بجا چاہتا ہی سمک نے کہا مین تلاش کرتا ہون
پر کیونکے سمک چلا قاسم نے چند سردار قتل کیے زخم سر کا کھل گیا خون بھی بہت جاری ہوا آنکھون کے نیچے اندھیرا
آیا قلب شاہزادے کا ٹھہرا یا جب تک کہ گرتا ہی مرکب اصیل ہو سکے تو مجکو بے تکلف اب مجھ مین طاقت جنگ وجدال نہین
ہی مرکب نے جانے راکب کو ست پایا دولتیان مارتا ہوا چلا اگر کوئی قریب آگیا اسکو پشتک ماردی اسطرح
بھاگتا ہوا قاسم کو لے نکلا ہر چند کفار نے چاہا کہ اس گھوڑے کو نہ جانے دین مگر گھوڑا نہ رکا لیکر ق ہم کو طرف
صحرا کے نکل گیا کہ اسکا ذکر کیا جائیگا دو پہر برابر گھوڑا اڑتا ہوا آیا ایک صحرا سے سبزہ زار مین آکر پہونچا کچھ پتے کھا کر
کے کھائے جھیل سے پانی پیا بدن کو جنبش دی شاہزادہ پشت زین سے زمین پر گرا قضا سے کار یہ سرحد
شہر افلاکیہ ہی مفتاح جہان کا حاکم ہی اسکا بھائی بہران فیل پیکر طرف سے مفتاح کے سلطنت کرتا ہی صبح کا
وقت ہی واسطے شکار نشیبے کے نکلا ہی دیکھتا بھالتا چلا آتا ہی ایک سوار کی نگاہ گھوڑے پر پڑی باگین
کٹی ہوئی زین ڈھلکا ہوا لٹکتے خون کے چھپے ہوے دوسرے سوار نے آواز دی شہریار اسکا سوار بھی زمین
پر پڑا ہی بہران نہایت سپاہی دوست ہی گھنیڈے سے کود پڑا ٹہلتا ہوا قریب شاہزادہ خاور سپاہ کے آیا دیکھا
تمام جواہرات جسم پر شاہزادے کے آراستہ ہین قبضہ ہاتھ مین جما ہوا حیران جمال و محو دیدار ہو گیا ساتھ والون سے
کہا بارے یہ تمنے کہین سنا یا دیکھا ہی کہ تمام اسباب بچایا ہزارون سے لڑا زخم کتنے کھائے بھائی صاحب افلاک شہر مین
نہین ہین مین بدنام ہو جاؤنگا اس جوان کو اٹھا کر لے چلو مین حال اس سے دریافت کرونگا قزاقون کو سزا
دونگا جن لوگون نے ایسے جری کو یون زخمی کیا مگر داد دیرے دلیر کی سب کو جواب دیا مال کی اپنے حفاظت
کی یہان آکے گھوڑے سے گر پڑا گھوڑے نے دیکھا کہ میرے آقا کے پاس لوگ جاتے ہین گھوڑا
جھپٹکر قریب اپنے آقا کے آیا شیہا بھرنے لگا سر دے دے مارتا تھا بہران نے نزدیک آکر کہا ای مرکب
اصیل ہم تیرے آقا کے دشمن نہین ہین واسطے علاج کے لیے چلتے ہین گھوڑا ساتھ ہوا مگر بہران کبھی سینے پر
ہاتھ رکھتا ہی کبھی آمد وشد نفس کی دیکھتا ہی کبھی کہتا ہی شکر ہی لات و منات کا کہ ابھی تک تو یہ جوان زندہ ہی
وہان سے قلعۂ افلاکیہ مین لایا قصر شاہی مین آکر پہونچا ایک قصر مین پلنگ بچھوایا خود رومال ہاتھ مین لیکر
بیٹھ گیا مگس رانی کر رہا ہی کہتا ہی یارو جراح کو بلاؤ مین اسکی زخم دوزی کراؤن جراح حاضر ہوا جراح سے
بخوشامد کہا ای برادر اس زخمی کے ٹانکے لگاؤ اگر تمھارے ہاتھ سے اسنے صحت پائی تو دولت دنیا

نہال کر دونگا جراح نے بہ تعجیل زخمون کو دھو کر ٹانکے لگائے آمد و شد نفس کو دیکھا کبھی زانو پر ہاتھ مارتا ہی
کبھی کہتا ہی یارو خداوند سامری و جمشید اسکو بچالین بہت کچھ مال پاؤنگا مالک سے بھی عرض کرتا ہی حضور
نہ گھبرائین بہت جلد صحت دونگا کوئی رگ پٹھا کٹنے نہین پایا جان کا نقصان نہوگا مین نے رنگ جمالیا سب
طرح پر اپنا قابو کر لیا بعد دو پہر کے بہران میٹھا مگس رانی کر رہا ہی کہ قاسم کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک مقام
معقول پر پایا ایک تاجدار میٹھا مگس رانی کر رہا ہی اٹھنے لگے بہران نے کہا ای شیر بیشۂ جرأت ابھی آپ
اپنے مقام سے نہ اٹھین ایسا نہو ٹانکے ٹوٹ جائین قاسم نے نہ مانا اٹھ بیٹھے بہران نے گھبرا کر کہا
ای جوان کن کمبختون نے تمکو گھیرا اور اسقدر زخمی کیا مگر سبحان اللہ آپ نے کیا کار نمایان کیا کہ مال اپنا
بچا لیا کس مقام پر لڑائی ہوئی قاسم نے ہنسکر کہا ای بہران کیسی لڑائی اور کیسے قزاق قزاقون کی یہ مجال تھی
کہ ہمکو گھیرتے مگر ہین طلسم نور افشان کے کسی وجہ مین چھوٹا صحرا مین بڑے بڑے سپہ گرے پڑے مگر مفتاح
نہین معلوم کہان سے پھرتا پھرتا آتا ہماری طرف آنکلا ہماری فوج قلیل دیکھکر اسنے طبل جنگی بجوایا مین اسی کے
ہاتھ سے زخمی ہوا مگر میرا زخم اوچھا ہی اسکا زخم بہت کاری ہی یقین ہی بعد دیر کے صحت پائے انشاء اللہ
یہان سے جا کے سمجھینگے اسکو بھی ہم سے مقابلے کی بڑی ہوس ہی انشاء اللہ پھر لڑائی پڑیگی سیف الملک
کہ بڑا پہلوان زبردست تھا وہ بھی آکر ہمارے ہاتھ سے زیر ہوا انشاء اللہ یہ بھی سر ہوگی بہران کو
سناٹا آگیا کہ یہ کیا غضب ہوا بھائی میرا اسکے ہاتھ سے زخمی ہوا اگرچہ برائی کرون مردان عالم مین بدنام
ہو جاؤنگا مگر اب مناسب یہی ہی کہ اسکا علاج کرون خدمتگاری مین اسکی نام ہی اگر کچھ آزار پہونچا یا مردان عالم
مین بدنام ہو گئے اسنے چلکے سے عرض کی کہ ای شہریار اس ملک کا بادشاہ مفتاح زرین کمر ہی شاہ طلسم
نور افشان کی کا خط آیا کہ ان اطراف طلسم کی گشت کرو عزیزداران حمزہ یا فرزندان حمزہ جس مقام پر ملین انکو گرفتار
کرکے لاؤ مین کل لشکر کا سپہ سالار ہون مجھکو نائب کر کے تشریف لے گئے ایسا نہو یہ لوگ سن پائین اب
اسکا ذکر نہ کیجیے گا قاسم نے کہا ای بہران اس ذکر مین کوئی بڑی نام آوری نہین ہی زخمی ہونا زخمی کرنا مرد ہی
کے واسطے ہوا ہی کرتا ہی اگر ہمسے کوئی نہ پوچھیگا ہم نہ بیان کرینگے بہران نے کہا حضور نام بھلا کرتا ہین
اپنا لڑنا بھڑنا کچھ قزاقون کا نام لیتے ہین قاسم نے کہا اب تو کہہ چکے بات کا بدلنا شیوۂ جرأت سے بعید
ہی بہران خاموش ہو گیا یہ سمجھ گیا کہ یہ جوان بالکل جاہل ہی ایک بات کی دل مین بہران کے بڑی خوشی تھی
کہ اگر لات و منات کو منظور ہی اور یہ صحت پا کر اپنے لشکر مین جائے اس لشکر مین ہفت اقلیم کے پہلوان موجود
ہین تیرا بھی ذکر ضرور آئیگا کہنے والے کہینگے بھائی کے دشمن کو صحت دی کوئی برائی نہ کی یقین ہی کہ مین اپنا
نام ہوگا ایسی ایسی باتین سوچکر اچھی طرح شاہزادے کی خدمت کرنے لگا روز تاکید ہی کہ جلد اس
جوان کو صحت دو جراح بھی اپنی جان لگا رہے ہین تیسرے دن جو جراح نے پٹیان اتارین زخمون کو
خشک پایا بعضے زخم سرخ ہو رہے تھے بعضے خشک تھے کہ جراح نے کہا ای شہریار ملاحظہ فرمائیے کہ
تین دن مین کیا ظہور ہوا جو سرخ ہین وہ مائل بصحت ہین اور جو خشک ہو گئے وہ اچھے بھی ہو گئے لہذا
غلامون نے بڑی محنت کی بہران خوش ہو گیا کچھ انعام جراحون کو دیا قاسم نے جو زخمون کو ایسا خشک
پایا فرمایا کہ ای بہران دل بیٹھے بیٹھے زیادہ گھبراتا ہی اگر تمھاری بھی خوشی ہو تو ذرا شکار کھیل آیا کرین بہران
نہین چاہتا تھا کہ قاسم کہین جائین یہی چاہتا تھا کہ صحت پائین اور اپنے گھر جائین عرض کی ادھر کے جنگلون مین شکار

بہت کم ہی جب دن بھر ڈھونڈھیے گا تو ایک دو جانور ملینگے اکثر یہان کے شاہ و شہریار زادے جاتے ہین دو دو دن تباہ رہتے ہین اور حوالی مین جیسا شکار آپ نے دیکھا ہی کہ فوراً اطائر یا آہو مل جاتے ہین وہ کیفیت یہان نہین ہی بیرون شہر غلام کا باغ ہی اُسمین مین نے دس بیس آہو چھوڑ دیے ہین سو پچاس جانور بھی چھوڑ وادیے ہین اُس باغ مین شکار کھیلیے ایک دو آہو بھی مل جائینگے دو چار جانور ہوائی بھی ہاتھ آ جائینگے قاسم نے کہا بہتر دوسرے دن سویرے قاسم اُٹھ بیٹھے کہا بھئی کوئی آدمی ساتھ کر دو کہ ہمین اُس باغ کا نشان بتا دے دو خدمتگار ہمراہ کیے کہا کہ آپ کو لیجا کر اُس باغ پر پہونچا دو پھر چلتے وقت عرض کی کہ اتنا قصور رہا کہ مین نے شکارگاہ بنوائی ہی جانور چھوڑ وادیے ہین بہت احتیاط سے شکار کھیلیے گا قاسم نے کہا بہت احتیاط سے کھیلینگے قاسم خدمتگار سے باتین کرتے ہوے چلے تھوڑی دور چلے تھے اکے خدمتگارون نے رونا شروع کیا کہا حضور آپ کے تشریف رکھنے مین ہمکو بڑا نفع ہوتا تھا دس بیس روپیہ روز ملجاتے تھے قاسم نے فرمایا اگر تم بے لطف ہو ہمارے ساتھ چلے چلو کہا حضور یہ ہمارا وطن ہی اہل و عیال ہین انکو ترک کر کے نہین جا سکتے آپ سے ایک محبت ہو گئی ہی اسی شہر یار اسی باغ کے پہلو مین ایک اور باغ ہی اُسمین شکار بھی بحساب ہی مگر اُس باغ مین حضور کوئی جا نہین سکتا قاسم نے کہا کیا وجہ کہا حضور مفتاح کی بیٹی شیرین ادا نہایت حسین و جمیل کہ جسکے حسن کا تمام عالم مین شہرا ہی اکثر بڑے بڑے بادشاہون کے خط بھی آتے ہین مگر مفتاح ایسا حرامزادہ ہی کہ بیٹی کی شادی نہین کرتا چار جانب سے خط پر خط چلے آتے ہین اُسکے باغ مین ایک محل جہار ہی اُس محل مین ایک قفس لٹک رہا ہی اُس قفس مین ایک طوطی زرین بال بند ہی آٹھ پہر قفس مین چرخ مارا کرتی ہی پیشانی پر اُسکی ایک خال سیاہ ہی ملکہ شیرین ادا نے شرط کی ہی کہ کوئی ایسا تیرانداز ہو کہ اُس طوطی کی پیشانی پر تیر مارے اُسی خال سیاہ پر پڑے اگر اور مقام پر تیر لگا تو گنہگار ہوگا قتل کیا جائیگا ہمارے سامنے تو اکثر شہریار کئی شاہزادے آئے ہر شب کو آواز پر تیر لگاتے تھے گفت سے جانور کی حیران رہے تیر نشانے پر نہ پہونچا آخر قتل کیے گئے اُسکے باغ کے دروازے پر حضور اشتہار لگا ہی جو کوئی شخص تیر لگانے کا ارادہ کرتا ہی تمام شہر کے لوگ جمع ہوتے ہین انصاف کرتے ہین مگر آخر ہر شخص عاجز رہتا ہی ہمنے آجتک کسی کو فیضیاب ہوتے نہین دیکھا قاسم سنکر خاموش ہوے مگر بیان نے اُنکے دل کو گداز کیا مشتاق جمال شیرین ادا ہوے دل ہی دل مین باتین کرتے ہین کہ اُس ظالم بیباک کو کیونکر دیکھین اب قاسم جو جو اُنسے پوچھتے ہین وہ احوال بیان کرتے جاتے ہین قاسم ابھی کھود کھود کے پوچھ رہے ہین دروازے پر باغ کے آئے خدمتگارون نے قفل کھولا دیکھا چار جانب گملے رنگا رنگ شگوفہ ہاے بوقلمون حوض بنا ہی تکلف سے آراستہ و پیراستہ ہی فوارے ہزارے چھوٹ رہے ہین ساون بھادون کی کیفیت معلوم ہوتی ہی جوش بہار کی باغ مین دھوم ہی قمریان غزلین گا رہی ہین یہ اشعار عاشقانہ زبان پر قمریون کی جاری ہین اشعار

حضور آج تو تجھسے دو چار ہم بھی ہین ۔ تمھارے تیر نظر کے شکار ہم بھی ہین

کبھی ہمین بھی ہو شب وصل نصیب ۔ تری خدائی مین پروردگار ہم بھی ہین

جو ذرہ خاک در بوتراب کا ہو مہر ۔ تو مرتضیٰ کی گلی کے غبار ہم بھی ہین

سمند ناز کو کر اسقدر نہ گرم عنان	تری رکاب مین ای شہسوار ہم بھی ہین
صفات چشم مین جادو نگاریان کی ہین	جو عین سحر ہی وہ منظر سحر کار ہم بھی ہین
چمن مین آمد فصل بہار ہی گلچین	صبا سے کہدو ذرا ہوشیار ہم بھی ہین
تمہارے گیسوے مشکین و روے روشن پر	نثار صورت لیل و نہار ہم بھی ہین
وصال ہجر مین رعنا سا ہو گیا آخر	لبون پہ جان ہی اور بے قرار ہم بھی ہین

ہر طرف جوش بہار پھولون پر نسیم کا چلنا بھی بار ہی ہر طرف صیاد و گلچین بھاگے بھاگے پھرتے ہین باغبانیان حسین و جمیل بھاری لہنگے پہنے ہوے چند ریان اوڑھے ہوے بیلچے ہاتھ مین انتظام کرتی پھرتی ہین صاف ثابت ہوتا ہی کہ حوران بے قصور باغ رضوان مین ٹہل رہی ہین قاسم تماشا دیکھتے ہوے طائر کی تلاش مین مصروف ہوے عندلیبان خوشنوا کی زمزمہ سرائی سے ہوش اُڑتے ہین بڑا خیال ہی کہ انپر تیر نہ جائے اس خیال سے تیر نہین لگاتے جس گوشے مین جاتے ہین نرگس آنکھ لڑاتی ہی سنبل اپنی زلفون کا پیچ و تاب دکھاتی ہی اگر کوئی طائر لائق شکار بعد جستجوے بسیار سامنے آیا تو باحتیاط تیر لگایا طائر تیر کھا کے گرا جھپٹکر اُسکو بقربانی پہونچایا اس طرح دو چار طائر دستیاب ہوے مگر انکو شکار کر کے قاسم کو بہت افسوس ہوا اب آہو کی تلاش مین مصروف ہوے پھرتے پھرتے ایک مقام پر دیکھا ایک آہو نہایت خوشنو جھول زربفت کی پشت پر چمنستان مین ٹہل رہا ہی قاسم نے اُسکو دیکھکر چمکایا وہ اُنکی طرف چلا قاسم نے حلقہ ہاے کمند لٹکائے جیسے ہی کمند لگائی اُسنے جست کی دو تین درخت فراکر میدان پکڑا یا تو گھوڑا قاسم کا کوتل تھا پا بشت مرکب پر سوار ہوے تعقب مین آہو کے چلے جس چمن مین یہ جاتا ہی قاسم درختون کو پامال کرتے ہوے وہین پہونچتے ہین صدہا درخت پامال ہو گئے شرماتے ہین کہ عندلیبان چمن پر انکے ہاے گل کا پامال ہونا بار ہوگا باحتیاط گھوڑا دوڑاتے ہین آہو پھرتے پھرتے قریب دیوار کے پہونچا کڑاکے کی سم مرکب کے آواز سنکر آہو نے جست کی دیوار کو فراکے اُسپار گیا یہ خود آتشخو شعلہ مزاج ہین گھوڑے کو جوش کے کوڑا مارا چارون پٹھیان جھاڑکر گھوڑا بھی اُسپار گیا اب جو دیکھا تو ایک باغ بہشت آئین گلہاے رنگارنگ شگوفہ ہاے بوقلمون سرو چمن اپنی قد کی رعنائی پر اکڑ رہے ہین سبزپوشان چمن جھوکون سے ہوا کے لڑ رہے ہین بہرت طائران بے زبان بزبان بے زبانی تعریف ایزد منان مین مصروف ہین باغبان قضا و قدر کی صفت کر رہے ہین بلبلون کا ہجوم اشعار خوانی کی دھوم آہو چمنستان کی بو لیتا ہوا ٹہل رہا ہی قاسم نے دیکھا سم مرکب کی آواز سے یہ بھاگتا ہی گھوڑے سے کود پڑے تعقب مین آہو کے چلے قضاے کار دیکھیے ایک چمن باغ مین چبوترہ ہی اُسپر آکر بیٹھی ہین چند کنیزین گرد چمن کی نظارہ بازی مین مصروف ہین نرگس سے آنکھین لڑ رہی ہین سوسن کی زبان درازی منادی سنبل کی زلف شکون کو پیچ و تاب کہ ملکہ کی نگاہ پڑی آہو ہمارا گھبرایا ہوا چلا آتا ہی مگر چوکنا پلٹ پلٹ کے بھی دیکھتا ہی ملکہ نے کہا ارے کنیزے ہمارے آہو کو ستایا دیکھو ہانپتا ہوا آیا ہی یہ کہکے پنجۂ نگارین سے اشارہ کیا آہو اشارے پر جان دیتا ہی قریب اپنے مالک کے چلا قاسم نے نخل کی آڑ سے دیکھا آہو خرامان خرامان جاتا ہی تیر و کمان تو ہاتھ مین تھا عرصے سے اسکی تلاش مین تھے تاک کے جو تیر مارا اس پٹھے پر پڑا اُس پٹھے کو توڑ کر پار گیا ملکہ نے کہا ارے

یہ کیا ہوا کسی خطا شعار نے میرے آہو کو تیر مارا قاسم نے جو آہو کو تڑپتے دیکھا چھپنے کہ ایسا نہو ہرن ہلاک ہو ملکہ نے کڑکنا کمان کا سنا تھا اُسی جانب دیکھ رہی ہین دیکھا چمن مین روشنی ہوئی حیرت مین فرما رہی ہین ارے کسنے تیر مارا اُن ہاتھون کو قلم کرون میرا پالا ہرن یون مارا گیا جسم سے اسکے سر اُڑا خون کا بلند ہے کالی کالی آنکھین گردش کرتی ہوئی تڑپ رہا ہے فرد یہی اشارہ ہے اُن کالی کالی آنکھون کا ؎ شکار شیر نہ کیسلین تو رہم غزال نہین ؎ شکار ہو چکا مگر اب بھی شکار کرتا ہے تڑپنا اُسکا دل کو فگار کرتا ہے قاسم جو گلستان سے نکلے کمان خالی ہاتھ مین ملکہ نے گھبرا کر کہا ارے یہ کون قاسم کی نگاہ آہو سے پھری جمال جہان آرا سے شیرین ادا پہ پڑی دیکھا رشک سرو قد خورشید خد قد موزون آنکھین جام خون گردش کر رہی ہین نرگس شہلا پہ آپ ہی طعن ہے کہ اسکی رعنائی بیکار ہے نرگس شہلا نہین یہ نرگس بیمار ہے نظم

نرگس کی بھی ہے میری نظر مین نظر آنکھ
پھر جاتی ہے آنکھون مین تری ناز بھری آنکھ
ناوک ہے نگہ ترک کی او تیغ ہے ابرو
دیکھا ہے کہ کرتی ہے بہت بدنظری آنکھ
خون آنکھ سے کیا کرتا ہون نال جگر کے نظارا
دیتی ہے مجھے جام مئے بیخبری آنکھ
ہے جسم تو آنکھون کا مگر دیکھیے رعنا
ہے صاد کے قابل تری اے رشک پری آنکھ
غنچے سے جو جھانکے پڑے دہن مین حیرت
دنبالہ ہے سرمے کا جو کھٹکا تو بھری آنکھ
نظرون مین سمایا ہے مری وہ رخ روشن
کر دیتی ہے جب بند نسیم سحری آنکھ
ہے موت کا یہ نیند مسمر کی سو نہ
اُلفت مین گرفتار ہے دل اور ہری آنکھ
آئی ہے نظر باغ مین جب نرگس شہلا
پردے سے جو دیکھون تو کرے پردہ دری آنکھ
آنکھین نہ لڑایا کرو آہو سے مری جان
پکھو طور کے شعلے سے جھپکی نہ ذری آنکھ
کیا اُس بت خوش چشم کی الفت مین رہے ہوش
دیتی ہے ہمیشہ خبر بے خبری آنکھ

سینے پہ اُبھار نار پستان میوۂ باغ رضوان سراپا خوب معشوق محبوب ہر دل کو مرغوب ادھر سے ملکہ کی نگاہ جمال باکمال قاسم نوجوان پر پڑی دیکھا ایک جوان لاثانی حسن مین یوسف ثانی نہایت حسین مہ جبین ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار لب نازک کو برگ گل کہون چاہ ذقن کو کس سے مثال دون آئینہ رخسار کو دیکھکر حیران ہون زلفین خلیلی دوش اقدس پر لہرا رہی ہین سینہ بے کینہ پیشانی کا بتا رہی ہین اُدھر تو قاسم نے آہ کی ملکہ نے واہ کی قاسم رعب حسن و جمال سے اُس محبوب یکتا کے بیہوش ہوگئے زمین پر گرے آنکھین بند دل دردمند ملکہ تو یہ کہکے ہائین کہ ارے اس جوان کو کیا ہوا اُٹھ کر جو لگی لڑکھڑا کے گر پڑی بیہوش ہوئین کنیزون مین ہلڑ ہوا کسی نے سر زانو پہ رکھ لیا کوئی تلوے سہلانے لگی کوئی بیقرار ہوکے چلانے لگی کوئی تصدق ہوتی تھی کوئی بیقرار ہوکر روتی تھی ایک نے دوڑ کر شیشہ گلاب کا اُٹھایا چہرۂ انور پر گلاب چھڑکا ملکہ کی آنکھ کھلی پہلے اُسی جانب دیکھا اُس شہسوار عرصہ یکتا زی کو دیکھا زمین پر ایڑیان رگڑ رہا ہے عارض غبار آلود آنکھین بند گھبرا کر کہا ارے کمبختو مہمان کی پہلے خبر لیتے ہین تم کیا مر گئی تھین تمہاری یہ حرکت مجھکو بہت ناگوار ہوئی یہ کہکر اپنے مقام سے لڑکھڑاتی ہوئی اُٹھی قدم نہین اُٹھتا دل بیٹھا جاتا ہے قریب قاسم کے پہونچکر فرش خاک پہ بیٹھ گئی سر قاسم کا اُٹھا کر زانو پر رکھ لیا انتشار مین آنکھون سے آنسو جو ٹپکے عارض انور پر شاہزادے کے وہ اشک پڑے کام گلاب کا کیا بوے زلفین عنبرین دماغ مین پہونچی اُس بو نے کام غلغلے کا کیا قاسم نے آنکھ کھولدی زیر سر تکیۂ زانوے محبوب پایا دماغ کو اپنے عرش اعلیٰ پر پہونچا پایا چاہا آنکھین بند کرون تھوڑی دیر تو اسی طرح لیٹا رہون ملکہ نے شرما کے زانوون کو ہٹا لیا جب وہ زمین پر سر قاسم کا گرا شرما کر اُٹھ بیٹھے ملکہ دامن جھاڑ کر اُٹھین جب یہ مغرور حسن و جمال پشت پھیر کر چلین

المجوری چوٹی گندھی ہوئی آب روان کا سرخ دوپٹہ صاف ظاہر ہے کہ ماران سیاہ زبانین نکال کر گتھ گئے
ہین جیسا شیخ ناسخ صاحب فرماتے ہین مطلع چوٹی نہین ہے پشت پر اس نونہال کے ✤ دو مار گتھ گئے ہین
زبانین نکال کے ✤ قاسم بیقرار ہو کر اٹھے بڑھکر ہاتھ تھام لیا کہا اے شہنشاہ اقلیم خوبی واے سرو خرامان باغ محبوبی
جسکو شکار کرتے ہین اُسکا علاج بھی واجب ولازم ہے ہمکو تیر نگہ نے شکار کیا نذر دیدہ لگا ہون نے کلیجہ فگار
کیا منھ سے بول نہین سکتے اوصاف تیر مژگان مین زبان کھول نہین سکتے نگاہ مہر ومحبت سے ادھر دیکھے
چاہنے والون سے یہ رکھائی مناسب نہین ہاتھ تو جوش محبت مین بڑھا دیا لیکن زبان سے یہ فرمایا واہ
صاحب یہ الٹی شکایت میرا پالا آہو کس بیدردی سے اسکو تیر مارا بدلا تو اسکا یہ تھا کہ تیر مارنے والے
کے ہاتھ قلم ہوتے پھر نہ کبھی ایسی خطا ہوتی الٹی شکایت نہ فرمایے قاسم نے شرما کر سر جھکا لیا ملکہ بھی کچھ
گھبرائی ہوئی ہاتھ قاسم کا تھامے ہوے بارہ دری مین لیکر آئین آپ مسند پر بیٹھین کہا صاحب بیٹھ جاؤ
قاسم زانو سے زانو ملا کر بیٹھے ملکہ شیرین ادا پسینے پسینے قطرے پسینے کے پیشانی سے ٹپک رہے ہین
آنکھین نظارۂ جمال سے محبوب کے نہین پھرتین دل تپان دونون سر جھکائے بیٹھے ہین گل اندام وزیرزادی
نہایت طرار وفرار ہے اُسنے جام وگلابی کھینچکر سامنے ملکہ کے رکھدیا کہا واری مہمان کی خاطر کیجیے ایک دو
جام دیجیے کیفیت حاصل ہو پردہ شرم وحجاب کا ہٹے کسی مسافر کا اسطرح آجانا غنیمت جانیے مین کیفیت
مزاج اقدس سمجھ گئی ہون ملکہ نے جھنجھلا کے جواب دیا بی گل اندام صاحب آؤ نہ ہمپر نہ پھبتیے آپ کے
طعن وتشنیع سے دل گھبراتا ہے اگر مہمان ہین تو ہمارے خواہان ہین تمھیرے مجھ بدنصیب کے واسطے وہ شرط
مقرر ہے کہ ہر قادر انداز مضطر ہے قاسم نے کہا پھر اسکی کیا ضرورت ہے ہم شرط پوری کرینگے گل اندام صاحب جس بات
کا ذکر کیا مفصل فرمایئے وہ شرط کیا شرط ہے ملکہ نے کہا صاحب ان باتون کو نہ پوچھیے بی گل اندام کو تو
بیٹھے بیٹھے ایک چوچلا سوجھتا ہے نگوڑی شرط کا بیان کیا ذکر ہے ایسی باتون کے بیان کرنے سے
کیا فائدہ قاسم نے کہا نہین صاحب ہم ضرور سنینگے ہم بھی تو آگاہ ہون وہ کیا شرط ہے ملکہ نے ہرچند
نہین نہین کی قاسم نے کہا بی گل اندام صاحب وہ اشتہار ہمکو بھی دکھایے گل اندام نے ایک کنیز
سے اشارہ کیا دیکھو الماری مین بہت سے رکھے ہین ایک اشتہار اٹھا لے کنیز اشتہار اٹھا کر لائی قاسم
نے چاہا پڑھون ملکہ نے کئی مرتبہ ہاتھ سے چھینا کہا صاحب اسکے دیکھنے سے کیا فائدہ کسی نے
چھپوا کے رکھدیے بی گل اندام کو بیٹھے بیٹھے یہ بھی ایک کھیل تھا شرط کو بیان کس بات مین سہل تھا
قاسم نے زبردستی اشتہار کو پڑھا آگاہ تو پہلے ہی ہو چکے تھے وہی مضمون لفظاً لفظاً لکھا پایا پڑھکر اشتہار
کو ڈالدیا زبان سے فرمایا انشاء اللہ کل ہی اس شرط کو پورا کرینگے ملکہ نے کہا صاحب خدا کیواسطے
کسی نے کسی کو لکھا ہوگا آپ کو ان باتون سے کیا واسطہ ہے قاسم نے کہا جو شرط مقرر ہے انشاء اللہ
اسکو پورا کرینگے جسمین کوئی جھگڑا باقی نہ رہے ملکہ نے اس ذکر کے بہلانے کو جام شراب لبریز کیا
کہا آپ اس جام کو نوش فرمایئے قاسم نے مسکرا کے جام پر ہاتھ رکھدیا ملکہ شیرین ادا نے کہا
کیون صاحب کیا ہمارے ہاتھ سے شراب پینے مین انکار ہے قاسم نے کہا مذہب مین ہمارے تمھارے
فرق ہے لات ومنات کیا چیز ہین پتھر کے پتلے بالکل ناچیز ہین اور ہمارا خدا وحدہٗ لاشریک ہے
بس یہی اعتقاد ٹھیک ہے جنپا اوصاف پروردگار کے زبان معجز بیان سے بیان کیے ملکہ شیرین ادا نے

مسکرا کے کہا آپ کیون کتابین کی کتابین پہانکے جاتے ہین جو کیجیے وہ آپ کی خوشی کرین قاسم نے کلمہ فرمایا ملکہ نے شتلاً اشتلار کے کلمہ پڑھا اب جام گردش مین آیا خیال خیر و شر ہیچ سے رفع ہوا جو جو ملکہ محبت باتین کرتی ہین گل اندام پریشان ہو کر اشارے کرتی ہو قاسم نے کہا ای ملکہ عالم اس شرط کے ادا کرنے مین کیا صورت ہوگی ملکہ شیرین ادا نے کہا آپ کو ان باتون سے کیا کام ہی اس شرط پر دست انداز ہونا مناسب نہین ہی جب قاسم نے بہت کہا تو گل اندام نے کہا ای شہریار اصل کیفیت یہ ہی کہ مفتاح زرین کمر نہایت بدمزاج مہیلوال ہی جو بیٹیان پیدا ہوتین انکو مار ڈالا بیٹی کو جینے نہ دیتا تھا ہماری بی بی جب پیدا ہوئین اور قصد اُسنے کیا کہ جانے ہلاک کرون عقلانے کہا ای شہریار کیون آپ خون معصوم کا اپنی گردن پہ لیتے ہین ابھی مدت کے لایق اسکے ہو نگی کہ کوئی پیغام دے آپ اسقدر کیون پریشان ہوتے ہین جب آٹھ نو برس کا سن ہوا پیغام آنے لگے شہرہ حسن و جمال کا عالم مین ہوا جا بجا سے نامے آنے لگے تب پھر اُسنے قصد کیا کہ قتل کرون اور شیرزن پہ بہت خفا ہوا اور کہا ابھی جا کے قتل کرتا ہون تب شیرزن نے عرض کی کہ کوئی ایسی شرط مقرر کیجیے کہ جو کسی سے وہ شرط نہو سکے ایک ساحر کو بلا یا کئی لاکھ روپیہ اُسکو دیے اُسنے یہ طائر و قفس بنا دیا کہ طائر ہمیشہ دوڑا کرتا ہی قفس مین قائم نہین ہوتا کہ کوئی تیر مار دے دروازے پر ایک نقارہ رکھوا دیا ہی کہ صاحب شرط نقارہ بجا کے چلا جائے دوسرے دن تمام اہالیان شہر جمع ہون دس ہزار سوار متعلق جہیز کے کیے اگر وہ شخص تیر لگائے اور خال سیاہ پر پڑے طائر مرے تو دس ہزار آدمی جو متعلق جہیز ہین وہ دولہا کے ساتھ ہو جائینگے جہیز کا اسباب جمع ہی وہ سب دولہا کے ساتھ کر دیا جائے اور اگر تیر نشانے پر نہ پہونچے تو اُسی وقت اُس جوان کو قتل کیا جائے کئی سو جوان قتل ہوے جس مقام پر اُن لوگون کی قبرین ہین اُس مقام کا نام مزار عشاقان رکھا ہی سال مین ملکہ ایک دن لباس و زیور پہنکر وہان جاتی ہین جمال رعنا اُن ہجران دیدہ کی روحون کو دکھاتی ہین کیا عرض کرون جو جو دن سے صدائین آتی ہین کیسے کمبخت عاشقان صادق تھے ملکہ نے اگر چہرے سے پھول توڑ کے کسی قبر پر پھینکے تو یہ آواز آئی فرد آہستہ برگ گل بفشان بر مزار ما ✤ بس نازک است شیشہ دل در کنار ما ✤ دوسری قبر ہلی تختے جلنے لگے قبر سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے آواز آئی مطلع روشن شد از وصال تو شبہاے تار ما ✤ صبح قیامت است چراغ مزار ما ✤ اور ملکہ آگے بڑھین کسی ناشاد نے

قبر سے آواز دی نظم

ہماری خاک پہ کیتی تھی گل یہ بلبل زار
عدم کے خواب سے مجنون ہو کہین بیدار
غم فراق کی سوزش سے تھی بدے والین

پاس سے آواز دی نظم

شہر شہر کے ہر ایک آشنا کی تربت پر
تو مہ نکون بری بھلا کسلیے بخاک مزار
اگر کلام ہی گل نرگس کا گلستان مین

پڑھوں غزل وہ جو ہوں خنجر کے تلے
اٹھو اٹھو کہ چمن مین پھر آئی فصل بہار
جو می پست مرین چاہیے کہیں شوخان
کفن مین قبر سے میری ہوا دھوان اٹھا
بقول شاعر شیرین کلام سن کے نقل
جو دیکھتا ہون تو اک قبر پہ ہی نرگس زار
تب اُسنے ہو متبسم جواب مجھکو دیا
سوا اسکا گور غریبان مین انکے ہو گلزار

رہے نہ ایک گریبان عاشقان مین تار
پڑھوں مین قصہ لیلی کو کیا یہ بانگ بلند
بنائے تاک کے سایے تلے سبھو مزار

ایک قبر تھرائی گشتہ حسرت نے

ہوا جو شہر خموشان کی سمت میر گذار
کیا سوال یہ مین نے کہ ای گل نرگس
غریب تو مجھے نرگس نہ جانیو زنہار
مین اسکی آنکھین ہون جس شخص کا یہ مرقد ہی

بزیر خاک بھی ابتک ہی حسرت دیدار | حضور عجب ہنگامہ گرم ہوتا ہی کہ دیکھنے والون کے کلیجے پھٹتے ہین کیسے عاشقان صادق تھے مرنے کے بعد بھی یہ جوش وخروش ہی کہ قبرون سے آوازین آتی ہین وہین طائر سنکر جوش وخروش دکھاتی ہین یہ حال سنکر قاسم نے فرمایا ہم ابھی جاکر نقارہ بجاتے ہین شب کو تامل کرینگے صبح کو مجمع عالم مین آکر تیر لگائینگے انشاءاللہ تمکو بیاہ کے لیے چلینگے ملکہ رونے لگی کہا صاحب خدا کے واسطے اس سودے کو سر سے نکال ڈالو کئی سو جوان شاہزادے وزیرزادے تاجران جلیل آکر کشتۂ تیغ حسرت ویاس ہوے پلٹ کر گھر نہ گئے آپ کا اس ملک مین کیونکر آنے کا اتفاق ہوا قاسم نے کہا مین طلسم نور افشان مین قید تھا برگ جادو بلے قتل مجھکو اور میرے عیار کو لیکر کوہ مقناطیس پہ آئی میرے عیار نے عیاری کرکے اسکو مارا ہم کئی ہنگامے ہوے شکوہ نے قید کیا مقبول انکے بھائی نے آکر رہا کیا اب سب مصیبتین جھیل کر مع دو ہزار جوانون کے صحرا مین فروکش تھے ارادہ تھا بسر طلسم نور افشان جائین اپنے عزیزون کو قید سے چھڑائین کہ تمھارے والد نامدار پہونچے مین اُنکے ہاتھ سے زخمی ہوا انکو بھی زخمی کیا مرکب مجھکو اس طرف نکال لایا تمھارے چچا جان بہران نے علاج کیا برائے شکار یہان آیا آہو کی فکر مین تمھارے سامنے پہونچا اب اسیر طرۂ گیسو وزنجیر خنجر ابرو ہوا شرط نہ پوری کرنا کیا معنے ملکہ بہت روئین کہا گل اندام یہ تو سراسر جاہل ہین حال سنکر اور زیادہ آمادہ ہوے الٹا جواب دیتے ہین قاسم خاموش ہو رہے ملکہ مجبین سب خبرا بیان سن چکے اب کارہ ہونگے نقارے کے پاس نہ جائینگے بقول شخصے نقارخانے مین طوطی کی آواز کون سنتا ہی اب باتین ہونے لگین چند ساعت کے بعد قاسم نے کہا اب ہم جاتے ہین انشاءاللہ کل اچھی طرح ملاقات ہوگی ملکہ مجبین اسی طرح اُٹھینگے قاسم تھے ملکہ ساتھ ہوئین مگر پریشان دوپٹہ ڈھلکا ہوا اپنے ہاتھ سے چھوتے ہوے دمبدم قدم بقدم دامن پکڑتی ہین فرماتی ہین ای شہریار یہ شب فراق کیونکر کٹےگی ہمارا تو دل قابو مین نہین ہی کلیجہ دھڑکتا ہی یہ شب تنہائی بیقرار ہو کر راتو نکو پکارونگی بقول شاعر

نظم

زندگی بھر ہی رہی وصل کی حسرت مجھکو
یاد مین زلف پریشان کی پریشان ہوگئین
ہی عجب طور کہ شعلے سے ہی وحشت مجھکو
دل پھنسا زلف مین یا درخ پر نور کہان
دخل اغیار سے آتی ہی ندامت مجھکو
چھوڑ کر ملک عدم آپ سے کب آیا ہون
دیکھ کر جو سے رواں آتی ہی رقت مجھکو
دہن وعارض گلرو کی جو پائی ہی شکل
عمر گذری ہی کہ ہی صدمۂ فرقت مجھکو

دہن ودست ہین نظرون مین مری دونو بلا
روے جانان کے تصور مین ہی حیرت مجھکو
غیر کا دخل ہوا اب مرا جینا معلوم
لیلئ زنگ جلت ہی مری قسمت مجھکو
شب فرقت مین عجب کیا جو نکلجائے جان
کھینچ لائی ہی یہان بھی تری الفت مجھکو
خاکساری ہی مرے حق مین مغز اکسیر
اسلیے غنچہ وگل سے ہی محبت مجھکو

نہ ملی گردش ایام سے فرصت مجھکو
اسے ہر وار دہ ادا انکے مروت مجھکو
حسن کے رعب سے اوسان اُڑ جاتے ہین
روے جانان سے نظر آتی ہی جلت مجھکو
سرجھکائے در جانان پہ پڑا رہتا ہون
ہوش اُڑ جاتے ہین غالب ہی یہ وحشت مجھکو
کوہ پر محنت فرہاد کا آتا ہی خیال
ہاتھ آتی ہی مقدر سے یہ دولت مجھکو
قطع امید بھلی یار سے یہ ای عنقا

قاسم نے کہا انشاءاللہ اس رات کے سوا پھر ہجر کی رات نہ آئیگی یا وصل ہوگا یا وصال ہوگا دو روز کا رنج وملال ہوگا ملکہ اسکو بھی سمجھین خیال مین آیا کہ ابھی آنیکا وعدہ کرتے ہین شاہزادہ باہر نکلا ملکہ کے باغ سے وہ تالاب جہان نقارہ رکھا ہی وہین دس ہزار جوان

فروکش ہین مکانات مین اسباب جھنیر رکھا ہی کارندے سب وہان موجود ہین قاسم نے جاتے ہی نقارہ بجادیا
لوگ ہان ہان کرتے رہے کہ اے جوان کیا کرتا ہی یہ نقارہ شرطیہ ہی اسکو نہ بجا اسکا انجام جان دینا ہی مگر
قاسم نے کچھ جواب نہ دیا چوب لگا دی کمیدان رسالہ دار دوڑ پڑے صورت زیبا کو دیکھکر حیران ہوگئے
ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اے شہ بیشۂ جرأت و اے یکہ تاز میدان جلالت یہ آپ نے نقارہ کیون بجایا یہ
نقارہ شرطی ہی وہ شرط پوری کرنا ہوگی اس وقت تک خیر ہی کہ آپ فرار پر قرار کیجیے اگر خیال کیجیے تو
ایک نکتے کا فرق ہی ہر خرد و کلان یہی کہتا ہی کہ ہمارے مکان مین چلکر مخفی ہو جیے ہم آپ کو چھپا رکھینگے
اگر یہ ذکر تا بہ بہران فیل پیکر پہونچیگا تو وہ وعدہ ایفا کرنیکی کوشش کریگا قاسم نے فرمایا ہم خود بہران
کے مہمان ہین سب لوگ غل مچاتے رہے مگر قاسم گھوڑا اڑا کر چلے گئے راہ مین دونون خدمتگار ملے
پوچھا کہ کیون شہریار شکار کھیلا قاسم نے کہا خوب سیر ہوئی شکار کیا شکار ہوے خدمتگار اس بات کو
کیا سمجھتے ایک نے رکاب پر منہ رکھکر پوچھا حضور دوسرا باغ جو اس باغ سے ملحق تھا اُسمین تو جانے کا
اتفاق نہین ہوا قاسم نے کچھ جواب نہ دیا اگر فرمایا تو یہ فرمایا کہ ابھی کچھ یاد نہین مہمان قاسم کے پہونچنے
سے قبل شہر مین غلغلہ ہو گیا کہ کسی شخص نے نقارہ بجایا ہی کل صبح کو شرط پوری کریگا شرط تو کیا پوری کریگا
جان دیگا مگر ابھی یہ عاشق بعد مدت کے آیا اب سننے والون کو یقین ہو گیا کہ وہ شرط پوری نہین ہو سکتی
اسوجہ سے کوئی نہین آتا عاشق تو بہت ہین مگر خوف جان سے نہین آتے کئی تو صحرا مین دیوانہ وار
بیٹھے ہین کئی رویا کرتے ہین کوئی تلوار کھینچے بیٹھا ہی کوئی سنکھیا کھاتا ہی کوئی بلبلاتا ہی حوالی کوچہ
محبوب مین آٹھ پہر الغیاث کی صدا رہتی ہی عاشق تن جمع رہتے ہین شرط ادا کرنے پر قدم نہین مارتے
شہر مین تمام جانب غلغلہ ہو گیا کہ آج ایک عاشق آیا ہی اُسنے نقارہ بجایا ہی تمام خلقت کو آرزو ہی کہ کل چلکر
تماشا دیکھینگے بہران دروازے پر کھڑا ہوا شاہزادے کا انتظار کر رہا ہی کہ ابھی تک شاہزادہ نہین پہونچا
خدمتگارون سے کہہ رہا ہی فوراً جاکر دریافت تو کرو کہ شاہزادہ کیون نہین آیا میرا مہمان خیر و عافیت سے
اپنے مکان چلا جائے تو مین جانون کہ بڑی بات ہوئی مین نے بڑی خدمتگزاری کی خاص مراد یہ ہی
کہ جب وہ اپنے لشکر مین جاوینگے تو ہمارا بھی ذکر ضرور کرینگے صفت و تسلیم کے وہان آدمی جمع ہین اُنمین
ہمارا بھی ذکر خیر ہو جائیگا اس لایق تو وہ نہین ہوا کہ شکار کو آج گیا ہی یہ ذکر تھا کہ دیکھا شاہزادہ خاور سیاہ
گھوڑا اڑائے ہوے چلے آتے ہین مگر رنگ کیا ہی کہ عطر سہاگ بدن مین ملا ہوا الکھا گلوریون کا جما ہوا
چولی مسکی ہوئی خاموش سرنگون تصویر خیالی محبوب آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی بہران نے
بڑھ کے سلام کیا عرض کی کیسا شہریار شکار کھیلا قاسم نے کہا شکار کیا بھی اور شکار بھی
ہوے یہ کہکے رک گئے بہران نے کہا غلام اس مطلب کو نہین سمجھا کہین حضور شہر سے تھے
قاسم نے کہا وہان کہان شہر سے دو طائر بسمل شکار کیے ہین شکار ہوتا ہی کہ جستجو انکو پایا اب کسی اور
صحرا کا نشان بتاؤ کہ وہان جاکر شکار کھیلین بہران نے کہا کل شکار کو کہان جایئے گا کل آپ کو ایک
نیا تماشا دکھائینگے کوئی عاشق صاحب آئینگے نقارہ بجا گئے ہین ابھی مین نے خبر پائی ہی کہ کوئی شامت
آفت مین مبتلا ہوا معلوم ہوتا ہی مفصل حال سے آگاہ نہین قاسم نے کہا کیا تماشا ہوگا کہا اے شہریار
ایک قفس مین ایک طائر بند ہی یہ کوئی نہین جانتا کہ وہ ساحر کا بنایا ہوا ہی ایک مقام پر قرار نہین لیتا

پھر نشانے پر تیر کیونکر پڑے بڑے بڑے تیر انداز تیر اندازی سیکھ کر آئے ہین شب تار مین پانو پر مور
کے تیر لگاتے ہین مگر یہان آکر خطا وار ہوتے مین سہم جاتے ہین گوشہ گیر ہوتے ہین کشاکش مین
پڑ جاتے ہین اسی طرح یہ جوان بھی سیکھ کے آیا ہوگا لیکن کچھ نہ ہو سکیگا وہ بھی جوان پر ارمان قتل ہوگا کل
یہ تماشا ضرور ملاحظہ فرمائیے قاسم نے کہا کیون ہمران ہم بھی تیر لگائین ہمران نے کہا ای شہریار
ایسی خطا نہ کیجیے گا غلام چاہتا ہی خیر و عافیت سے آپ اپنے گھر کو جائین یہان سے مین آپ کو
طرف آپ کے لشکر سفر عشرت روانہ کرونگا حضور کبھی لاکھو روپیے دیکر یہ طائر بنوایا چالیس دن وہ جادوگر
یہان رہا مفتاح لیے یہ امر ناممکن سمجھ لیا ہی اور حقیقت مین ناممکن ہی کبھی تیر نشانے پر نہ پڑیگا مین آپکو
اپنے ساتھ لیجاؤنگا الگ کھڑے ہوکر تماشا دیکھیے گا مین مسلم وہ جوان کون ہی میرا دل بیقرار ہوتا ہی مین
تو حضور سپاہی دوست ہون کسی سے مجھے بغض نہین ہر شخص کا خیر خواہ ہون قاسم ہمران کے
ساتھ قصر مین آئے کہا ای برادر آج ہماری عبادت کا دن ہی ایک مکان مین بخورات رکھوا دو سجادہ بچھوا دو
ہمران نے سجادہ بچھوا دیا سب انتظام کر دیا قاسم خاصہ کھا کر اس مکان مین داخل ہوے ملک ملک کے
دعائین کرنے لگے ہر مرتبہ عرض کرتے تھے کہ ای کارساز تیر میرا نشانے پر خطا نہ کرے مجمع عام مین
ذلیل نہون تیری کارسازی و بے نیازی کا بھروسہ ہی تو نے عزت و آبرو عطا کی اس مجمع عالم مین بھی سرخرو کرنا
روتے روتے قریب سحر بیہوش ہو گئے گو دیدہ ظاہری بند ہوے دیدہ باطنی کوا تھے دیکھا ایک
بزرگ تشریف لائے محبت فرماتے ہین کیون فرزند کیا بات درپیش ہی کیسا پس و پیش ہی عرض کی چاہتا ہون
اس قفس کے طائر کو تیر مارون تیر میرا خطا نہ کرے نشانے پر پڑے فرمایا یہ اسم تمکو بتلاتے ہین
اس اسم کو پڑھکر تیر مارنا تیر خطا نہ کریگا قاسم کی تو آنکھ وا ہوئی دیکھا رات کسی قدر باقی اسم یاد ہی
بہت خوش ہوے آرام فرمایا یہان ملکہ کو کنیزون نے خبر دی کہ وہ تو نقارہ بجا کے چلے گئے اگر
یہ سنتا تھا کہ ملکہ نے سر پیٹ لیا کہا صاحبو ہاے جو کہا تھا وہی کیا مین جانتی تھی حال سنکر لجا جائینگے
ہاے میرا کہنا نہ مانا مجھکو یہ فکر کھا جائیگی یہ شب کیونکر کٹیگی اصل مین یہ کیفیت میری ہی نظم

دن کی اس نہین ہوتی جو شب ہوتی ہی
ہجر محبوب مین تکلیف غضب ہوتی ہی

آشنا لب سے اگر نسبت عنب ہوتی ہی
بیخودی لذت وصلت کا سبب ہوتی ہی

چشم عاشق مین نہ کیونکر ہو زمانہ اندھیر
الفت گیسوے شبرنگ غضب ہوتی ہی

گالیان دیتے ہین مین لیتا ہون بوسے منھ کے
سخت گوئی سبب ترک ادب ہوتی ہی

ذائقہ تا دم مردن نہین جاتا دل سے
وصل کی شب بھی عجب لطف کی شب ہوتی ہی

دن نکل آتا ہی رخ سے جو اٹھاتے ہین نقاب
زلف عارض پہ جو آجاتی ہی شب ہوتی ہی

خوف عشاق کے نالون سے تمھین لازم ہی
آہ مظلوم کی واللہ غضب ہوتی ہی

آبلہ دل کا ٹپکتا ہی خدا خیر کرے
ٹیس اس پھوڑے مین رہ رہ کے غضب ہوتی ہی

خاک کاٹے سے کٹے لو شب تار فراق
غیرت عمر خضر ہجر کی شب ہوتی ہی

کنیزین سمجھانے لگین بعض عرض کرتی ہین واہ ری ایک اور بات ان لوگون کی دیکھیے بڑے بڑے
ملک ساحرون کے فتح کیے ہین یہ لوگ صاحب اقبال ہین آخر سوچیے تو کیا بات ہوتی ہی

جو ساحر اُنکے ہاتھ سے مارے جاتے ہین عظلی آباد ایسا ملک حیران شہرہ ہزار جادوگر رہتے تھے صاحبقران
نے اُن سب کو فتح کیا بڑے بڑے جادوگر مارے گئے اُنھون نے کچھ سمجھ کے دعوی کیا ہوگا
کہا صاحبو یہ خود پہلوان زبردست ہین لیکن مزاجین جہالت ہی اول تو یہ کیا بات ہی کہ مفتاح سے
تو مقابلہ پڑا اور بہران کے گھر مین سکونت پذیر ہوے ملکہ نے کہا صاحبو بہران عم نامدار بڑے
عمدہ سپاہی ہین کیسے کیسے پہلوانون سے اس ملک مین خطائین ہوئین بابا جان نے اُنکو نکالدیا
اُنھون نے سب کی خطائین معاف کرائین اُنکے مزاج مین سپاہگری بڑے لطف کی ہی
دیکھو اب صبح کو حال کھلجائیگا اتنا ہم تم لوگون کو آگاہ کرتے ہین کہ جسوقت اُنھون نے تیر لگایا
اور تیر نے خطا کی بہران اُنکے قتل کا قصد کریگا علاوہ بہران کے یہ دس ہزار جو ملازم ہین اُنکو
سب طرح کا اختیار ہی یہ نہین زندہ چھوڑتے فوراً آمادۂ قتل ہوتے ہین یہ بھی خواہش کرینگے
کہ فوراً قتل کرو اُسوقت مین اپنے کو تجھ سے گرا دونگی اول تو گرتے ہی گبرتے کام تمام ہوگا
اور اگر بچ گئی تو مین خود خواہش کرونگی کہ مجھکو قتل کرو بعد ایسے جوان صاحب شوکت و لیاقت سکے
زندہ رہنا بڑی بے حیائی ہی اگر شاید زندہ رہے تو چین نہ ملیگا تم لوگ اتنا کرنا کہ میرے مقدمے مین
کسی طرح دخل نہ دینا جو میرا جی چاہے وہ مین کرون اب مین اپنے اختیار مین نہین ہون نظم

ز عشق مرتبۂ حسن دلنشین پیداست
طپیدن دل از آئینۂ جبین پیداست
نہان بباغ خیالت صبوحی زدہ اند
نشان آبلہ روی ز انگبین پیداست
فگندہ شور غشیدم کسی بقلب ربا
فروغ دستۂ چون آب در نگین پیداست
ہوای حسرت مین بادہ خوردہ پنداری

ز شیشہ جوہر این آب آتشین پیداست
شگفتہ در لب خاموش حرص طول امل
ز چہرۂ گل دسیمای یاسمن پیداست
دلی نہ باختہ باشی نہ آشنائی خویش
اسیر تو بشکن بود آتشین پیداست
ہوای دعوی جوہر چہ احتیاج گناہ
دلم گداختہ زان روی آتشین پیداست

غمت نہان ز لہ دارم کہ ہیچو قبلہ نما
نشان جادۂ رہواری زمین پیداست
مخور فریب ز شیرین لبان کہ زیر نقاب
ز چہرۂ ہندی آئینہ آتشین پیداست
کنند چو شوخیست انگشتری ز حلقۂ اعت
چو تیغ دستی اگر ہست آستین پیداست

دل تو زندہ رہنا کیسا لیلی و شیرین
کا ذکر نہ کرو یہ پتھر کی عورتین تھین شیرین تو بالکل ناانصاف تھی کہ اپنے عاشق کی دلدہی نہ کی اپنی جان
ناحق کو دی لیلی عمر بھر گرفتار زندان ہجران رہی کیا کیا جفا سہی جان نہ دیدی کمبخت کو خیال نہ آیا مجنون
کو یون تباہ کیا اپنا لطف زندگی کھویا ہم اب آہ مین اپنی جان دینگے بقول جناب میر حسن بند

کہا تھا اُنے مجھسے کل کہ آونگا مین کل
جو پوچھا مین کہ تری کل کو ہی کہین بھی کل
جو کل کا وعدہ کیا پھر اسو کل کو کہتا ہون کل
ملا جو آج تو کل کا وہی پھر آیا خلل
تو ہنس کے کہنے لگا عبث نہ کر کل کل
غرض کہ اُسکا ہی مطلب کہ کرکے لیت و لعل

دہر فریبم و بسازد امیدوارم را
کہ تا بہ حشر نشاند در انتظارم را

دیکھون صبح کو کیا ہوتا ہی کون ہنستا ہی کون روتا ہی لقد یہ ہماری اتنے نوجوان آئے کسی پر توجہ قلبی مہلی
اس کی دو گھڑی کی صحبت نے دل و جگر کو پامال کر دیا خانۂ دل غم و الم سے بھر دیا اب مین لاکھ
سنبھالتی ہون لیکن نہین سنبھلتا دیکھون تقدیر کیا دکھائے ملکہ نے تڑپ تڑپ کے رات کاٹی
مجنون نیر اعظم قلعۂ مغرب سے بصد شوکت و حشمت برآمد ہوا فرہاد ماہ تابان سر ٹکراتا ہوا فوج

انجم سے وداع ہوکر کہسار مغرب میں جاکر چھپا ملکہ رونق ہوئی اٹھیں کنیزیں دوڑیں کوئی منھ دھلا رہی کوئی
پانی لاتی ہو کوئی تلووں سے آنکھیں ملتی ہی ملکہ کسی کو کچھ جواب نہیں دیتی ہیں سر جھکائے بیٹھی ہیں
پھاٹک پر جو بنگلہ بنا ہی اسمیں آکر جلوہ فرما ہوئیں تمام کنیزیں گرد انکے بیٹھیں چلبلیں ہر چند شگفتہ کرتی ہیں
مگر غنچۂ خاطر شگفتہ نہیں ہوتا طبیعت رنگ پر نہیں آتی جب ٹھنڈی سانسیں کھینچتی ہیں منھ سے
دھواں نکلتا ہی معلوم ہوتا ہی کلیجہ جلتا ہی فرد مہر آہی کہ از دل بر کشیدہ ہی ✤ کستان بوی کباب دل
شمیدہ ہی یہاں شاہزادۂ خاور سیاہ بعد شوکت و جاہ نماز سحر سے فارغ ہوئے ہتھیار جسم انور پر
لگائے مسلح ہوکر ٹہلنے لگے کہ بہران محل سے برآمد ہوا آکر شاہزادے کو سلام کیا تمام خلقت شہر
کی طرف ملکہ کے باغ کے چلی جاتی ہی ہر گلی کوچے میں یہی ہلڑ ہی کہ آج کوئی عاشق صادق نیا آیا ہی
بعضے کہتے ہیں اب چلکر دیکھو لینگے سپاہیوں کی زبانی سنا کہ وہ جوان نہایت خوبصورت صاحب شوکت
و لیاقت ہی بعضے کہتے ہیں حال کھلجائیگا یہاں بہران نے شاہزادے کو سلام کیا کہا حضور آج آپ بہت
سویرے اُٹھے آپ کو تماشے کا بہت اشتیاق رہا بسم اللہ سوار ہو جیے آپ تو اسطرح ساتھ ہیں
جیسے کوئی لڑائی پر جاتا ہی کمان کیانی دوش پر ہزار تیروں کا ترکش مثل دم طاؤس کے بائیں ہاتھ
پر لٹکتا ہوا ترکش تیروں سے بھرا ہوا کمان کیانی نہایت عمدہ بہران بیقرار ہوا جاتا ہی قاسم کو جو
مسلح دیکھا گرد پھرنے لگا کہا اے شہریار صاف ظاہر ہی کہ یہ زیور ہیں آپ کی ذات کے واسطے خدا نے
بنا یا ہی ماشاء اللہ کیا غریب ہی قاسم نے سر جھکا لیا بہران نے کہا جلدی چلیے مجھکو انتظام و دیگر
امور متعلق ہیں وہ کرنا ضرور ہو گئے قاسم بہران کے ساتھ ہوے اب جو باہر نکلے فوجوں نے
بہران کو گھیر لیا کمیدانوں رسالہ داروں نے بڑھ بڑھ کے کہنا شروع کیا کہا اے شہریار آپ نے کچھ
خبر اپنے بھائی صاحب کی بھی منگائی سنا ہی کہ بڑا زخم کاری کھایا علاج ہو رہا ہی زخم کو ابھی صحت
نہیں ہوئی سنتے ہیں نبیرۂ حمزہ سے مقابلہ پڑا زخمی ہوگئے اُسنے ہاتھ مارا اُسپر یہ تاثیر ہوئی کہ اب تک
زخم نہیں اچھا ہوا بڑے بڑے جراح علاج کر رہے ہیں کل ایک مسافر کی زبانی یہ حال سنا تھا
آپ بھی کچھ ہرکارے روانہ کیجیے سرکار کے ہاتھ کا لکھا ہوا آئے تو زیادہ دل کو تسکین ہو بہران
اتنا کہدیتا ہو کہ مجھکو سب حال معلوم ہی مگر ٹال جاتا ہی جب وہ لوگ بہت کہتے ہیں تو جواب دیتا ہی کہ
لڑائی میں یہی ہوتا ہی زخم کھانا جوہر جرأت ہی کہ سردار نے کہا حضور سنا ہی کہ وہ جوان زخمی ہوکر نکلگیا
اور گھوڑا اسی طرف نہیں لیکر آیا ہی اسپر بہران بہت منفعل ہوتا ہی ڈرتا ہی کہ کوئی کہہ نہ بیٹھے کہ آپکے
ساتھ جوان کون ہی یا کوئی پہچان لے تو بڑا غضب ہو اس سوچ میں چپکا چلا آتا ہی جب مجمع میں پہونچا
دس ہزار جوان قریب قصر جو اُترے ہوے تھے مسلح ہوکر سامنے بہران کے آئے یہ نہیں کہہ سکتے
کہ آپ حریف کو اپنے ساتھ لیکر آئے ہیں حیران حیران وہ سب دیکھ رہے ہیں کہ یہ کیا معرکہ ہی
کہ جو جوان کل نقارہ بجا کے گیا تھا وہ تو ہمارے بادشاہ کے ساتھ ہی مگر چپ ہیں لحاظ سے
کوئی کچھ کہتا نہیں ہی آپسمیں اشارے ہو رہے ہیں کہ یہ کیا کیفیت ہی پہلوان دوران گرشاسب
جہان حریف کو اپنے ساتھ لیکر آئے ہیں بڑے افسوس کی بات ہی کیا اس جوان کو سزا نہ ملیگی
جو چاہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ جوان تو انھیں کا مہمان ہی کئی دن سے انھیں کی یہاں خاطر مدارات

کرتے ہین جراح جو علاج کرتا ہی وہ بھی ساتھ ہی اُسنے کہا رسالہ دار صاحب مین ہی نے تو علاج
کیا ایسا زخم بیڈھب تھا اسقدر میان ہبران کو پاس ہی کئی ہزار روپئے تو مجھکو دیے اب زخم خشک
ہوگیا ہی یہی باتین کرتے ہوے اُس مقام پر پہونچے کہ جہان اجماع عالم انبوہ خلایق تھا قاسم کو
دیکھکر ہڑبڑ ہوا رسالہ دار کمیدان نے کہنا شروع کیا کہ وہ جوان صاحب شرط ہبران فیل پیکر کے
ہمراہ ہی یارو یہ کیا سحر کو ہی یقین ہی کہ اس جوان کو سزا انھوا ہالیان فوج نے کہا یہ ہبران کی تو
مجال نہین ہی کہ سزا سے کسی کو بچا لے ہم دس ہزار کو مفتاح زرین کمر کا حکم ناطق صادر ہی وہ سزا
سے کسی کو بچا نہین سکتے اگر وہ سزا نہ دینگے تو ہم سزا دینگے اور اگر وہ تامل کرینگے تو ہم جلاد کو طلب
کرکے فوراً انکو قتل کرا سکتے ہین اگر شاہد شرط پوری کرے تو ہم اس جوان کے ساتھ ہو جائینگے
اور فوراً ملکہ شیرین ادا کو سوار کر دینگے پھر کسی کے روکے ملکہ کی سواری رک نہین سکتی یہ تو آجتک
دیکھا نہین تین سو شاہزادے قتل ہوتے دیکھے وہی فکر کر رہے ہین لیکایک ایک رسالہ دار بڑھا
اُسنے مثل نقیبون کے آواز دی وہ کون جوان دلیر ہی بیشۂ تیر اندازی کا شیر ہی کہ جسنے کل نقارہ
بجایا تمام شہر جمع ہوا اب اسوقت سامنے آئے کہ ہم اُسکو دولھا بنائین اسباب جہیز ساتھ کرین
پھر تیر لگا کے اگر تیر اُسکا نشانے پر پہونچے طائر شکار ہو تو ملکۂ عالم کو سوار کرادین یہ آواز دیتا تھا
کہ قاسم نے مرکب مہمیز کیا ہبران نے گھبرا کر کہا آپ کہان جاتے ہین قاسم نے ہبران کو تو
کچھ جواب نہ دیا اُس رسالہ دار سے آواز دی کہ اے برادر ہم موجود ہین تمام رسالہ دارون نے
اور کمیدانون نے گھیر لیا اپنے ساتھ لیکر طرف حمام کے چلے ہبران بیقرار ہو گیا دوڑ کے
قاسم کا دامن پکڑا کہا اے شہریار آپ ان لوگون کے سامنے کہان جاتے ہین حقیقت
مین یہ دولھا بنائینگے اس ہنسنے کا انجام رونا ہی عروس مرگ سے ہمکنار ہونا ہی افسرون سے
کہا یارو یہ میرا مہمان عزیز ہی آپ لوگ معاف کرین سب نے کہا اے شہریار کل جب انھون نے
نقارہ بجایا ہمنے انکو منع کیا انھون نے ہمارا کہنا نہ مانا ہر چند کہ طول تقریر بیجا ہی ملا جان بچنے کی
یہ تدبیر ہی کہ یہ مرکب کو بھگا کر ایک طرف نکل جائین ہم لینا لینا کا غل کرینگے ملا لگے پیچھے دوڑ کر
نجائینگے مشہور کر دینگے کہ ایک جوان دیوانہ آیا تھا دفعتہ بھاگ گیا اس زمانے مین بادشاہ
یہان کا شہر مین نہین ہی آپ بھی ہم لوگون کے قول سے موافقت کیجیے گا جب ہم دس ہزار
ایک قول ہو گئے تو پھر کون اعتراض کر سکتا ہی ہمکو بھی اس جوان کا حسن و جمال دیکھکر ترس آتا ہی
ہبران نے کہا اے شہریار خدا حافظ آپ گھوڑے کو ڈالکر نکلجائیے مین اگر جانتا کہ آپ باغ
مین شکار کھیلنے آئینگے اور یہ گل کھلائینگے تو مین برائے شکار نہ آنے دیتا ملا خیر اب گھوڑا ڈالکر
نکل جائیے پانچ کوس پر یہان سے کوہ رنگین ہی وہان شہر جائیے گا مین لوگ بھیجدونگا
وہ آپ کو بہ حفاظت تا بہ غروب بآخر پہونچا دینگے قاسم نے کہا اے ہبران تم اسمین دخل
نہ دو کھڑے ہو کر تماشا تو دیکھو کہ کسطرح نشانہ اُڑتا ہی ہبران نے اپنا منہ پیٹ لیا کہا اے
شہریار وہ طائر سحر کا بنا ہوا ہی وہ سامنے منہ پھیر کے دیکھیے قرار نہین لیتا قفس مین چرخ
مار رہا ہی اور نزاکت یہ ہی کہ تیر پیشانی کے خال سیاہ پر پڑے تل بھر کا فرق نہ ہووے

قاسم نے کہا انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا ہم تمہارا کہنا نہ مانینگے یہ کہکر کسبیدالون سے کہا چلو چلیکر ہمین دولھا بناؤ تم لوگ تکرار نہ کرو جس عہدے پر مشہور ہوا اُس کام کو بجالاؤ اُس مقام پر بازار یوسفی ہوگیا ہر شخص اس یوسف مصر شجاعت کا خواہان تھا یہی کہتا تھا کو میرے مکان مین چلیے مین چھپا رکھونگا بڑے بڑے مہاجن کھڑے ہوے کہ رہے ہین کہ ہماری کوٹھی مین چھپ رہیے گا برسون پتہ نہ ملیگا ملکہ نے بالاے قصر سے دیکھا کہ ایک مقام پر ہجوم عالم انبوہ خلایق ہیچ مین قاسم کھڑے ہین کچھ تکرار کر رہے ہین کنیزون سے کہا ہاے خدا ذرا خبر تو لاؤ کہ باتین کیا ہو رہی ہین میرا دل گھبراتا ہے ایک کنیز نے جا کر عرض کی واری مین گئی تھی سب کسبیدان رسالہ دار سمجھا رہے ہین کہ آپ کب کو اُڑا کر نکلجایے وہ ضد کر رہے ہین کہ ہمکو دولھا بناؤ آپ کے عشق مین مبہوت ہین ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین اسی باغ کی جانب بحسرت دیکھ رہے ہین ملکہ نے منہ پیٹ لیا کہا صاحب مجھ بدنصیب کی قسمت مین یہی رنج و ملال اُٹھاتا ہو اس شرط مقرر کرنے والے کو خدا غارت کرے کہ جسکا ہونا غیر ممکن کنیزین دوڑ دوڑ کے جاتی ہین خبر لیکر آتی ہین کہ واری بیران سے کچھ ایسا بگڑ کے کہا کہ بیران نے کہا بسم اللہ جائیے دولھا تو بنیے ہوس تو نہ رہجائے مشہور ہو کہ یہ بھی شہر مین ادا کے شوہر ہین یہ کہکر بیران ہٹ رہا افسرون نے قاسم کو گھیر لیا حمام مین لیکر آئے قاسم نے لباس اُتارا کیسہ وغیرہ ہونے لگا غلامان حمام خدمت مین مصروف ہین نہلا کے جامہ خانے مین لائے شاہانہ لباس پہنایا زرتار کا بجا یہی سہرا لگا کر چہرے پر آراستہ کیا گائین جو حاضر تھین اُنھون نے بہ الحان یہ سہرا گانا شروع کیا نظم

ہر لڑی نور کی ہی نور کا سارا سہرا
پھر اودھر کہتی ہی دولھا سے پیاری منزل
آسمان نے ذرا انجم کا اُتارا سہرا

ہے بلا مین رخ نوشاہ کی آ صدقے ہو
دیکھ لین سہرے کے مشتاق دوبارا سہرا
دو لوا اللہ کی قدرت کا تماشا ہی جلال

وارتے سلک گہر جسپہ وہ پیارا سہرا
حسن خوبان سے یہ کرتا ہی اشارا سہرا
دیکھیو موتیون کا سہرا رخ تابان پر
جیسا دولھا ہی حسین ویسا ہی پیارا سہرا

بیران پھر آکر پہونچا کہا ای شہریار اب تو دولھا بننے کی ہوس نکل گئی خوب غلام کو آپ نے ذلیل کیا آپ کے دربار مین آپ کے سردار یہ ذکر کرینگے کہ بیران بڑا مکار پہلوان تھا اپنے گھر مین اُتارا مہمان کو مکر سے قتل کرایا قاسم فرماتے ہین ای برادر تم تماشا تو دیکھو انشاء اللہ تعالےٰ یہ تیر ٹھیک لگیگا بیران منہ پیٹ لیتا ہی اور کہتا ہی ای شہریار ہائے قیام نہین کرتا کیونکہ تیر نہ خطا کریگا ہاے مین بدنام ہوا قاسم نے نہ مانا گھوڑے پر سوار ہوے نقیب و چوبدار آگے بڑھے آوازین لگانے ہوے یہ اشعار پڑھتے ہوے نظم

تمام بزم ہی گل پیرہن مبارک ہو
نبے کو دیتی ہی مژدہ گھڑی یہ شادی کی
تجھے بھی وصل عروس چمن مبارک ہو
ترانہ سنج ہی خود مطرب طرب شب روز
پکارتے ہین یہی مرد و زن مبارک ہو

چٹک کے کہتی ہین باغ مراد کی کلیان
لہ ساز کار ہو سہرا دولھن مبارک ہو
بنا ہی کون یہ نوشہ کہ خوش ہی اب جہان
کہ راگ رنگ کی یہ انجمن مبارک ہو

کھلا کے حسن نے سطرفہ چمن مبارک ہو
وصال شاہد غنچہ دہن مبارک ہو
کھلے مین پھول کسی رشک گل کے ای بلبل
پکارتا ہی سپہر کہن مبارک ہو
بلند چار طرف شور تہنیت ہی جلال

یہ اشعار سن سن کے بیران چین مار مار کے روتا ہی ہر مرتبہ قریب آکر کہتا ہی برائے خدا اب بھی نکل کر چلے جائیے جسوقت آپ نے تیر و کمان ہاتھ مین لیا

پھر نہ کوئی روک سکیگا تنتر فاگرنا پڑیگی قاسم نے کہا تم کیون ہنستے ہو تماشا تو دیکھو اور اگر اسی حیلے سے موت ہی تو لطف زندگی فوت ہی ہیران پیچھے پیچھے مرکب کے روتا ہوا چلا آتا ہی سب افسر بھی یہی کہتے ہوئے چلے آتے ہین کہ کیا جوان جاہل اجہل ہی اسکی بیوقوفی پر دل بیکل ہی بعضے یہ کہتے ہین کچھ تو بھروسہ ہی کہنے والے لاکھ کہتے ہین وہ نہین مانتا اور لوگون کو کسی نے آگاہ نہ کیا تھا کہ یہ طائر سحر کا ہی انپر تو یہ بھی ظاہر کردیا مگر نہین معلوم کیا باعث ہی دھیلو تیور پر ہیر اس نہین کسطرح پڑی جاتے ہوئے گھوڑے پر بیٹھے ہین ایک داروغہ نے بڑھکر عرض کی امیدوار ہون کہ اسباب جہیز ملاحظہ فرمایئے پلنگ چھپر کھٹ مسہری سب چیزین موجود ہین قاسم فرماتے ہین دیکھ لینگے ابھی تمہارے سپرد ہی جب ہمارا قبضہ ہوگا شمار کرلینگے کسی کو ہنسے عہدے سے معذور نہین کیا جو جس عہدے پر ہی قائم رہے کوئی کارگزار فرد دیتا ہی ہمارے صندوق ملاحظہ فرمایئے جوڑے گن لیے جائین قاسم سب کو یہی جواب دیتے ہین کہ آپ اپنے قبضے مین رکھین اب ملکہ کو کنیزون نے خبر دی کہ برات لیکر آتے ہین جھپٹ کے ملکہ چلین کہ اپنے کو کوٹھے سے گرادون کنیزین سب لپٹ گئین ملکہ نے کہا صاحبو مین کیا کرون میرا دل نہین مانتا یہی جی چاہتا ہی کہ چیخین مار کے روؤن

نظم

تا کے از شام جدائی ماجرا خواہد گذشت
خود نمیدانی کہ بر وزم چہا خواہد گذشت

بسکہ می ورزم نفس در سینہ بی تحریک عشق
کار من از پرسش روز جزا خواہد گذشت

دیدہ ام خوابے پریشانی چہ تعبیرش کنم
نگذرد و برخاطرش گریا دما خواہد گذشت

از غبار ما صبا حیرت بگلشن مے برد
درمیان قمری و بلبل چہا خواہد گذشت

کارہا دارد جنون با میر با نہیا مے من
نالۂ زنجیر از عرش دعا خواہد گذشت

در طلسم اشک عالم گرد دارم وحشتے
نیست بیرون از دل من ہر کجا خواہد گذشت

شبنم گل را خیال گرد کلفت مے کند
بگذرد از خاطرش یادم کجا خواہد گذشت

از خدا برگشتہ دل تکلیف ساحل می کند
کشتی صبرم زخون نا خدا خواہد گذشت

تام الفت شد نفس نقش بیر صیادی کجاست
تا کی از خاطر کسے دیر آشنا خواہد گذشت

گر چنین خواہد گذشتن عمر بیتابی اسیر
کار فار غبالی از چون و چرا خواہد گذشت

صاحبو مجھے نہ روکو میرا پہلے مرجانا بہتر ہی مجھسے نہ دیکھا جائیگا کہ جلاد اس شیر کو قتل کرے کاشکے نابینا پیدا ہوتی یا بدصورت ہوتی کہ مجھکو دیکھکر نفرت ہوتی نہین معلوم اس شخص کے دل پر کیا گذر رہی ہی ہائے اگر کسی وجہ سے ایک بار پھر سامنا ہوتا تو کہدیتی کہ ای جوان جو ہوش ہو وہ نکال لے سب طرح تیری خوشی کی خواہان ہون ارے کیا میرے لال توڑ لیتا ہائے نہین معلوم اُس جوان کے دل پر کیا گذر رہی ہی کیونکر دریافت کرون آج ہماری ملاقات کو آنے کو تھے کہ گئے تھے کہ کل ضرور آؤنگا یون تشریف لائے جان دینا منظور ہوا ایک مرتبہ کی ملاقات سے یون قلب ناصبور ہوا قصر پر ہنگامہ ہی بیان پر ملکہ کے کنیزین بھی رو رہی ہین بعض گھبرا کر کہتی ہین کہ حقیقت مین ایسے خوبصورت نگاہ سے نہ گذرے تھے کبھی ملکہ فرماتی ہین دیکھو سامنے دولھا بنے کھڑے ہین

کیسے خوش ہو رہے ہین افسوس صد ہزار افسوس ہوا اسوقت کیسے لطف سے چل رہی ہی شاید یہ حقیقت ہی بقول شاعر نظم

کوچۂ گیسوئے محبوب سے کیا آتی ہی
بڑھ کے جب تا بہ قدم زلف رسا آتی ہی
منھ چھپا لیتے ہین تھوڑا کے وہ سر زانو پر
لب نازک پہ جمی ہی ترے مسی کی دھڑی
جی مین آتا ہی طبیبون سے مین اک دن پوچھون
لام الف کو جو ملا کر کبھی لکھتا ہون مین
اسطرح بکھری ہوئی ہین ترے منھ پر زلفین
تارے افشان کے تصور مین گنا کرتا ہون
آج کیا میرے گل اندام نے کھولے ہین بال
چاند کو دیکھتا ہون جب مین شب فرقت مین
نور اغیار سے کرتا نہین وہ آنکھین چار

تجھ مین جو مشک کی بو باد صبا آتی ہی
تب زمین پر سر گردون سے بلا آتی ہی
نام سے عاشق بیدل کے حیا آتی ہی
چشمۂ مہر پہ بھی کالی گھٹا آتی ہی
تکو درد دل عاشق کی دوا آتی ہی
یاد اُس بت کی مجھے زلف دوتا آتی ہی
جسطرح چاند پہ ای ماہ گھٹا آتی ہے
نیند شب کو نہین ای ماہ لقا آتی ہی
نکہت مشک جو ای باد صبا آتی ہی
یاد صورت تری ای ماہ لقا آتی ہی
شکر کی جا ہی کہ غیرون سے حیا آتی ہی

ملکہ کی ان باتون پر ہنگامہ گرم ہی کنیزین بھی حال تباہ کر رہی ہین میہان شاہزادہ خاور سپاہ نے مہاری سہرا سر پر لپیٹا اُس وقت بھی بہران کہتا ہی ای شہریار رہا سے خدا کمان نہ کاندھے سے اتاریے تیر نشانے پر نہ پڑیگا بہت حضور پچتائینگے قاسم نے بہران سے کہا تماشا دیکھو انشاءاللہ تیر نشانے پر پڑیگا اگر قضا ہی تو مجبور ہین یہ کہکر قربان سے کمان لی دیکھنے والے کہتے ہین قربان اسکی جرأت پر کیا صاحب حوصلہ ہی قاسم نے تیر بہت باریک سا نکالا مگر تیر یازدہ مشتی زرنگ خدنگ سفتہ سوفار زمرد پیکان عقاب پر بجر کمان مین پیوست کر کے اب نشانے کو شاہزادے نے تاکا بہران فیل پیکر کا قلب تھرایا چلا اُٹھا کہ ای شہریار اب بھی خبر ہی اگر آپ ایک طرف گھوڑا ڈال کے نکل جائیے مین سنبھال لونگا اپنی جان دونگا آپ کو خطا سے بچاؤنگا آپ بدنام ہونے پائینگے قاسم نے کچھ جواب نہ دیا اُس اسم کو پڑھنا شروع کیا تاک کر تیر مارا طائر تیر پر کھول کے چلا جا کر قفس کی تیلی پر پڑا تیلی قفس کی ٹوٹی طائر نے خود اپنا چہرہ سامنے کر دیا اُسی خال سیاہ پر تیر جا کر پڑا طائر نے ایک چیخ ماری کہ سب کے ہوش اُڑ گئے غلغلہ ہوا وہ تیر نے طائر کو مارا غلغلہ جو ہوا ملکہ سمجھین تیر نشانے پر نہ پہونچا شاید قتل کرنے لیے جاتے ہین چاہا اپنے کو کوٹھے سے گرا دون ایک نے کہا واری ذرا ملاحظہ تو فرمائیے دس ہزار سوار و پیدل خوشیان کر رہے ہین سب اُنکی پشت پر آ گئے طائر دیکھیے مرا پڑا ہی قفس شکستہ ہوا کبھی ایسا طائر کو دیکھا تھا طائر کو مردہ دیکھکر سب کے ہوش اُڑتے ہین قادر انداز ایسے ہوتے ہین جو کہا تھا وہی کیا اب تو ملکہ خوشی خوشی کوٹھے سے اُتریں کہا بو النسیم تم بھی چلو گی ایک بڑھیا کہتی ہوئی دوڑی واری اپنی چھوچھو کو نہ چھوڑیے گا ایک بڑھیا پکارتی ہی واری مین اپنی پن کٹی توڑے لون ایک کہتی ہی میری گٹھری رہی جاتی ہی باغ مین ایک ہلڑ ہو گیا بہران کو سناٹا آگیا

چپ سر جھکائے ایک جانب کھڑا ہی کمیدان رسالہ دار دس ہزار سوار و پیدل کے افسر لشت پر آگئے
عرض کرتے ہین حضور نے شرط پوری کی دوسی نقارے پر چوب پڑی ہر ایک کا یہی قول تھا
فرزند صاحبقران ہین جو کہتے ہین وہی کرتے ہین طائر خود نشانہ بن گیا کیا تیر پڑا طائر سہمگیا سر اُسنے
آگے کر دیا محافۂ زرین آگے اسباب جہیز ہمراہ روپیہ لٹتا ہوا سائلون کی آوازین بلند ارے
پھینک ارے پھینک قاسم نے مٹھے اشرفیون کے پھینکنا شروع کیے ملکہ دروازے پر باغ
کے کھڑی دیکھ رہی ہین کبھی پلنگ کے فرماتی ہین یا نسرین ہمارے گہنے کا صندوقچہ تو لے لو
اری سنگار دان اُٹھا لا کوئی آئینہ اُٹھا کر حیران ہوئی کوئی بال بنا کر پریشان ہوئی کوئی کہتی ہی
سبحان اللہ کیا کار نمایان کیا مگر نوبت نقارے بجتے ہوے برات کو ساتھ لیے ہوے قاسم
در باغ ملکۂ عالم پر آکے پہونچے محافۂ زرین دروازے پر لگا دیا قاسم نے دامن گردانے کہ اندر
باغ کے جائین دولھن کو گود مین لیکر سوار کرین اُسوقت ہیران فیل پیکر محجوب و مضطر تلوار کھینچکر چوکھٹ
پر باغ کے کھڑا ہو گیا عرض کی مین کچھ گذارش کرونگا اگر غلام کی خدمت کچھ قبول ہوئی ہو تو اُسکا
بدلا چاہتا ہون قاسم نے فرمایا بھئی تم ہمارے محسن ہو تم ہمارے جان بخش ہو جو کہو قبول کرین
جان تک تمہارے واسطے حاضر ہی عرض کی ای شہریار اصل تو یہ ہی کہ بیشک آپ نے شرط کو
پورا کیا ان دس ہزار سوار و پیدلون کو بھی حکم ناطق مل چکا ہی کہ جو طائر کو مارے ہم تم اُسی کے نوکر ہین
حقیقت مین آپ نے طائر کو مارا اب کس کی مجال ہی کہ نہین کر سکے ملکہ آپ کا مال ہو مین مگر اتنا
امیدوار ہون کہ مالک شہر مین نہین ہی مین اُسکی طرف سے مالک ہون حضور ملکہ کو نہ دیکھین اور
اندر نہ جائین یہین باغ مین ملکہ کو رہنے دیجیے مین ایک عرضی لکھکر جواب اسکا منگا لون کہ
فرزند صاحبقران نے شرط کو پورا کیا دس ہزار سوار و پیدل اُنکے مطیع ہوے سارا شہر
انصاف کر رہا ہی اب کوئی جائے کلام نہین ہی مگر ذرا اشارہ مالک کا کافی ہی ملکہ شیرین ادا
نے جو یہ سنا پیٹنے لگین کہا صاحبو یہ نگوڑا اب کیون دخل دیتا ہی مین سمجھی شاہزادے مار ڈالے
اُس وقت تلوار کھینچکر نہ گلے پر رکھی اب آج مرحبا اپنی دکھاتے ہین غنچہ دہن تم جاؤ جا کے
شاہزادے سے کہو کہ آپ کسی کا کہنا نہ مانیے گا آپ نہ آئیے مین سوار ہولی کہون ارے
جوڑا میرا بھاری نکال لے وہان ملکہ گیتی افروز دختر لقا سے ملاقات ہوگی بڑی سوت میری
وہی ہین اُنکے یہان بڑی آبرو سے جانا چاہیے ارے میرے کپڑے بھی نکال لے زیور سب
عمدہ نکالو مگر اس نگوڑے کے جھگڑے سے تو فیصلہ ہو جو اپنا گلا کاٹے ڈالتا ہی اور وہ تو سیدھے
سپاہی ہین جو وہ کہیگا اچھا اچھا کہے جائینگے جھٹ دین مین اندر آ نے نہ دونگی کیا مجال جو میرے
باغ مین قدم رکھے اب مجھے ان کافرون سے کیا کام مین کیون انکا لحاظ کرون اُس شیر نے
اپنی جان کو مٹا کر شرط کو پورا کیا سارا شہر اقبال کر رہا ہی انکو کچھ نخرہ ہی یہ کیون بولتے ہین مگر مین
حیران ہون کہ وہ اسکی بات کیون مانتے ہین جھٹک دین کہ صاحب ہٹ جاؤ تمہین ہمارے
معاملے مین کیا دخل ہی شرط پوری کی اب ہمکو اختیار ہی کنیزین بھی ہیران کو کوس رہی ہین
خوب نگوڑے نے نخرہ نکالا اپنا گلا کاٹتے ہین کاٹتے دیجیے دیکھین تو گلا کیونکر کٹتا ہی جب

تین سو جوانون کو قتل کیا تب نہ گلا کاٹا اب گلا کاٹتے ہین شرط پوری ہوگئی اب کسی کو اختیار نہین
ہبران نے جب قاسم سے یہ کہا تو قاسم نے یہ فرمایا اے ہبران جو تم کہو ہم قبول کرنے کو
موجود ہین ہمین تمھارے کہنے سے عذر نہین مگر ہم ملکہ کو یہان نہ چھوڑینگے اب یہ ہمارا ناموس ہے
اور ہم بھی تو اُسی مقام پر جاتے ہین جہان میان مفتاح فرو کش ہین وہین سامنا ہو جائیگا
اب تو وہ ہمارے بزرگ ہوے اب ہم اُنسے کیا لڑینگے آئندہ اُنکو سب طرح کا اختیار ہے
ہم عذر ضرور کرینگے عرض کر دینگے کہ شرط تمنے پوری کی آئندہ اب آپ کی جیسی مرضی ہو ملکہ کو ہم
سوار کرائے ہین تم عرضی روانہ کرو اور یہ لکھ بھیجو کہ برات لیے ہوے آتے ہین جیسی آپ کی مرضی ہو
وہ کیا جائے وہ تو ایک شرط عام کر چکے اب اُنکو کیا دخل ہے سوارون و پیدلون نے بھی یہی کہا
کہ بہت مناسب ہے ملکہ کو سوار کیجیے ہبران نے کہا ایک تو میرا کہنا مانیے آپ ملکہ کو دیکھیے نہین اس
بات کو قاسم نے کہا مین نے قبول کیا ملکہ عالم سوار ہو جیسے ملکہ فوراً محافے مین سوار ہوئین مگر
ہبران نے چند فقرے عرضی کے لکھے عرضی ہاتھ مین شتر سوار کے دی اور کہا کہ ہاتھ مین مفتاح
کے دینا شتر سوار تو قبل مین روانہ ہوا اب بڑی دھوم سے برات لیکر قاسم چلے مگر اب حال
مفتاح و لشکر قاسم کا عرض کرنا ضرور ہے قاسم تو زخمی ہو کر اس طرف نکل آئے مگر مقبول زرین قبا
لشکر کو لیکر پلٹا جب داخل بارگاہ ہوے تو سماک ایلداقی نے خبر دی شاہزادہ ہمارا زخمی ہوا گھوڑا
کہین نکال لیگیا دوپہر تک مین نے اُس شیر کو لوٹتے دیکھا مین فکر ترتیب جنگ مین مصروف ہوا
پلٹکے جو آیا شاہزادے کو نہ پایا اب زبانی ہرکارون کی ثابت ہوا کہ گھوڑا شاہزادے کو لے نکلا
یہ سنکر مقبول زرین قبا نے کہا اے سماک اب یہ کہو کہ جنگ کا انتظام کیا ہوگا جسوقت اُس
ملعون نے صحت پائی ہر چند کہ مین مقابلہ کرونگا مگر وہ ملعون آقا سے دبا اور مقابلہ برابر کا پڑا آقا نے
زخمی ہو کے اُسکو زخمی کیا سماک تمنے جنگ شاہزادۂ خاور سپاہ کو ملاحظہ نہین کیا سماک ہنس پڑا
کہا اے شیر بیشۂ جرأت اس شیر نے سات برس کے سن سے خروج کیا وہ وہ پہلوان زیر کیے کہ
جنکا عدیل و نظیر ممکن نہ تھا اگر زخمداری کا جھگڑا نہ نکلتا تو اسکو چار پہر مین چھ پہر مین دس پہر مین زیر
ضرور کرتے مگر خوش نصیب تھا کہ بچ گیا اے شہریار مین تو شاہزادے کی تلاش مین جاتا ہون اگر وہ
طبل جنگی بجوائے تو اے برادر مقابلہ کرنا مین ڈھونڈھ کر اُس شیر کو لاتا ہون وہ جہان جائینگے خالی
نہ بیٹھے رہینگے ایک دو کو زیر کرکے لائینگے خالی نہ آئینگے اکیلے گئے ہین دس بیس ہزار فوج لیکر
آئینگے کچھ فساد ضرور کرینگے خالی نہین بیٹھے رہینگے یہ کہکر سماک یلداقی برائے تلاش قاسم
عالیشان چلا یہان مقبول کو بڑا انتشار ہے مگر یہ خبر مفتاح زرین کمر کو ہرکارون نے پہونچائی
کہ قاسم زخمی ہو کر کہین نکل گیا یا آپ کے ہاتھ سے مارا گیا مسلمان سب بیقرار ہین تلاش مین اُنکا
عیار گیا ہے مفتاح نے کہا میرے ہاتھ کا زخم کھایا ہوا اب کیا بچ سکتا ہے گھوڑا ادھر سے کو لیگیا
ہوگا میرے ہاتھ کے زخم سے کوئی بچتا نہین ذرا میرے اس زخم کو صحت ہو تو ان سنیون کی گردن
لون یہ کہکر زخمون مین ٹانکے سلوائے دوسرے دن اسکو مفصل خبر پہونچی کہ مقبول زرین قبا
لشکر کو لیے اترا ہے قاسم کی تلاش ہو رہی ہے مفتاح نے حکم دیا طبل جنگی بجے ہرکارے جو

بہ امر جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے مقبول سے آکر عرض کی ای شہریار مفتاح نے فتح کی فکر
کی طبل جنگی بجوادیا ہر چند کہ مقبول زرین قبا گھبرا گیا مگر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بتفضل ایزدی و
بتائید ربانی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا مقبول کو بڑا انتشار ہی بیرون بارگاہ آیا
سب افسرون کو بلایا افسران فوج حاضر ہوے مقبول نے کہا یارو آپ لوگون کو معلوم ہی کہ رستم
کا نام کیون مشہور ہوا اکیلا ہزارون مین جا کے لڑا اب جرأت و شوکت یہ ہی کہ تم لوگ بہت کم ہو
خود بھی پہلوان زبردست ہو بادۂ کبر و نخوت سے مست ہو مقابلہ تو اُس سے مین کرونگا اگر شاید مغلوب ہو
تو گھبرانا نہین انشاء اللہ اس لڑائی کو فتح کرینگے اور آقا بھی آیا چاہتے ہین سمک کہ گیا ہی کہ وہ خالی نہ بیٹھے
ہونگے فساد ضرور برپا کیا ہوگا سب حال کھل جائیگا سب نے کہا ای شہریار جان ہماری آقا کے نام پر قربان
ہی کسی مقام پر غلام کمی نہ کرینگے سب افسرون کو جب ثابت قدم پایا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات
گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شہنشاہ چرخ چہارم بصد شوکت و جلالت تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ
فرما ہوا فوجین میدان کارزار مین آکر جمنے لگین مفتاح چار لاکھ فوج سے سوار ہوا کہتا چلا آتا ہی کہ آج ایک
مسلمان کو زندہ نہ چھوڑونگا میان مقبول سے کہونگا کہ قاسم کو حاضر کرو اسی جرم پر قتل کرونگا یہ کہتا ہوا
میدان کارزار مین آیا ادھر سے مقبول دو ہزار جوان آمادۂ حرب و پیکار تلوارین سپرین لیے ہوے جان
دینے پر آمادہ جرأت مین ایک سے ایک زیادہ جھومتے ہوے قبضۂ شمشیر چومتے ہوے آگے
پہونچے مفتاح کھڑا ہوا ہنس رہا ہی کہتا ہی ان سب کو قضا گھیر کر لائی ہی آج میرے ہاتھ سے سب مارے
جائینگے اور میان مقبول کو دیکھیے بھائی کو قتل کرا کے بڑے بہادر بنے ہین شگوہ کے خون کا بدلا لونگا
جب لشکر جم چکے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے مفتاح نے گینڈا
صف سے بڑھایا اڑا کر گینڈے کو میدان مین آیا سراپا دکھا کر آواز دی ای فرقۂ خداپرستان وای زبردستان
جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے افسران کلان مین میان مقبول بڑے جانباز ہین وہی نکلین تو
کیفیت دریافت ہو بھائی کو قتل کرا کے بہت پھولے ہین اپنی جرأت پر بہت بھولے ہین یہ سنتے
ہی مقبول نے افسرون سے آواز دی کہ یارو خدا حافظ افسران فوج کی بیتابی ہر ایک کا یہی قول تھا
کہ یہ کلیجہ آقا سے نامدار کا تھا کہ جو اس مردود سے مقابلہ کیا دیکھیے مقبول پر کیا گذرے لیکن اگر
ہمارے افسر پر کوئی چشم زخم پہونچا اور تو کچھ نہ کر سکینگے ہم دو ہزار دس ہزار کو مار کر مرینگے علم فوج
قایم رکھینگے مقبول نے کہا یارو اتنا غور کرنا کہ جم کے ایک ہی مقام پر لڑنا تم لوگ کم ہو اگر منتشر ہوا کے
لڑے گھر جاؤگے بلوے سے اُن بچیاؤ ان کے مہلت نہ پاؤگے اگر مجمع بندھا رہا تو دو ہزار سے
لیکا یک دست انداز ہونا مشکل ہوگا سب افسرون کو سمجھا کے مقبول زرین قبا نے گھوڑا بڑھایا مقابلے
مین مفتاح زرین کمر کے آیا لگا ورزن ہوے مقبول کا گھوڑا زیادہ ہٹا مفتاح نے کہا ای مقبول
تو نے بھائی کو قتل کرایا کچھ افسوس نہ آیا اب مین شگوہ کے بھی خون کا طالب ہون ورنہ قاسم کو حاضر
کرو یہ بھی تمکو معلوم ہی کہ قاسم کہان ہین مقبول نے کہا جہان کہین ہونگے تمہارے سر کو بلا تو آتے
ہونگے تمہارا پیچھا نہ چھوڑینگے نہ تمہارے قتل سے منہ موڑینگے ہنگامہ ڈالدینگے مفتاح نے کہا او
مقبول یہ خیال خام و تصور ناتمام ہی ما بدولت کے ہاتھ کا زخم کھایا تڑپ تڑپ کے جان دیگا گھوڑا

مردسے کو لیکر بھاگ گیا مین نے بھی سرکار سے بھیجے ہین جنازہ اُنکا تمکو دکھا دونگا مقبول نے کہا خاک
تیرے دہن مین دیکھو حال کھلجائیگا مفتاح نے کہا اب تم برابر مقابلہ آئے ہو اگر اصلاح کے طالب
ہو تو اصلاح نہین ہوگی مقبول نے کہا اصلاح کیسی مین تیری جان کا ملک الموت ہون جب تو
مفتاح نے غصے مین نیزہ اُٹھایا مفتاح و مقبول سے نیزہ چلنے لگا دونون لشکر نگران ہین کہ کس
زور و شور سے مقبول لڑرہا ہو سنان و سنان چولڑ رہی ہین چنگاریان اڑرہی ہین گھوڑے وگنیڈے نے
زمین کو روندکر غبار بلند کردیا برج خاکی بنکر تیار ہوا دونون جوان اُسی گرد مین چھپے ہوے ہین مفتاح
نے دیکھا گرد کا اندھیرا ہوا اُس اندھیرے مین اسنے ایک نیزہ شانے پر مقبول کے مارا شانہ
اس بہادر کا نشانہ ہوا زخم کی طرف مقبول متوجہ ہوا تھا کہ اسنے گانٹھا مقبول کا نیزہ ہوائی گیا
مقبول نے اُسی زخمی ہاتھ سے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا مفتاح نے سپر پہ لگا نکو لیا
اپنا تیغہ چوڑا کھینچا تیغہ لنگردار جوہردار جوان پر قوت خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا مقبول کی سپر کٹی سر بھی
اچھی طرح زخمی ہوا مقبول کا سر جھک گیا مفتاح نے چاہا سر کاٹ لون منصور نامے ایک
رسالہ دار اُسکی جو نگاہ پڑی بیقرار ہوگیا گھوڑے کو بڑھا دیا اس جلدی مین آیا کہ اپنے افسر کو بچایا
سینہ سپر کرکے سامنا کیا مقبول کو سردار صف پر لائے زخم باندھا مقبول ہوشیار ہوا دیکھا اسنے
کہ منصور سے مقابلہ ہو کہا یارو فلک نے گردش دکھائی تلوار نے کمی کی مزاج نے برہمی کی
تلوار ہماری خالی گئی اُسکا وار پورا پڑا سر زخمی ہوا مگر انشاء اللہ اگر مغلوبہ ہوئی تو مردہ بھی ہمارا اس پر
بھاری پڑیگا مفتاح نے ایک ہاتھ تلوار کا منصور کو بھی مار دیا یہ بھی زخمی ہوا کمیدان جا پڑا منصور کو
زخمداری مین ہٹالایا کمیدان سے دو چار وار رد و قدح ہوے تھے کہ مفتاح نے سر کو بتا کر
ہاتھ مارا کمیدان کے دو ٹکڑے ہوے لکھا ہو کہ سات سردار اسی طرح فرداً فرداً ہاتھ سے مفتاح
کے سیار گلشن جہان ہوے ٹھیک دو پہر کا وقت ہو کہ بڑا مقبول کا بند ہوا اب کوئی مقابلے
مین مفتاح کے نہین جاتا ہر چند مقبول آوازین دیتا ہو کہ یارو بڑی ہتک کی بات ہو کہ حریف
پکارے اور کوئی مقابلے مین نہ جائے یارو مقابلے مین جاکر دور سے تیراندازی کرو نیزہ بازی
کرکے اپنی جان بھی بچاؤ جسطرح بن پڑے اُسنا دن کاٹ دو کل مین پھر مقابلہ کرونگا کوئی مگر
جواب نہین دیتا مفتاح گھنیڈے کو پھیر کر کے لکار رہا ہو اور جسکی موت ہو میرے مقابلے مین
آئے سات لاشے میدان مین پڑے تڑپ رہے ہین قضاے کار شاہزادہ بدیع الزمان
فرزند صاحبقران صرف چار سردار ساتھ ہین فضل و قارن و سہراب و میلاد طرف اپنے لشکر کے
جاتے ہین صحرا مین پانی نہ ملا پیاس کے جوش مین فضل سے فرمایا اس پہاڑ پر چڑھکر دیکھو نگاہ کو
دوڑاؤ جسطرف پانی ہو اُسطرف چلین فضل پہاڑ پر آیا ہیبت نگاہ کو دوڑایا ایک طرف نگاہ پڑی کہ ایک
لشکر عجب جما ہوا ہو کچھ آواز فریاد آرہی ہو فضل پہاڑ سے جلدی اُترا عرض کی اے شہریار یہان سے
کوئی کوس بھر پر ایک لشکر گران جما ہوا ہو کچھ صدا فریاد کی بلند ہو چلکر دیکھیے پر کسکا لشکر ہو بدیع الزمان
مع چارون سردارون کے اُسی طرف روانہ ہوے یہان مفتاح مبارزطلبی کررہا ہو مقبول کا بڑا
بند ہو ہر چند یہ پکارتا ہو کوئی مقابلے مین نہین آتا مگر وہ لوگ بار بار تشنتشا کر رہے ہین فضل نے کہا

حضور شکست اہل اسلام کی ہے پھر افضل نے گھوڑا بڑھا دیا بدیع الزمان ہان ہان کرتے رہے اور
فرماتے ہین بھئی یہ تو دریافت کر لو کہ یہ اہل اسلام کون ہین اور کسکے ملازم ہین اور یہ لشکر گران کسکا ہے
میدان مین پہلوان ہے افضل نے کچھ جواب نہ دیا اور مقابلے مین مفتاح کے جا پڑا للکار کر آواز دی
او بچیا دہ لوگ کم ہین تو اپر دباو ڈالتا ہے مگر بدیع الزمان جب صف پہ آئے مقبول جمال جہان آرا
دیکھکر حیران ہو گیا اسکو گمان تھا کہ شاہزادہ خاور سپاہ ہین خال مین خط مین وضع مین طرح مین
کسی مین فرق نہین فقط سن و سال مین البتہ فرق ہے مقبول نے سلام کرکے پوچھا آپ کا نام نامی
و اسم گرامی کیا ہے بدیع الزمان نے فرمایا انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنہ ملک باختر پہلوان تہمتن بدیع الزمان
گردن لشکر شکن نام نامی سنکر مقبول نے ہاتھون کو بوسہ دیا عرض کی حضور یہ آپ کے فرزند کا
لشکر ہے شاہزادہ خاور سپاہ زخمی ہو کر نکل گئے ہم لوگون پر یہ دباو ڈالتا ہے نہین معلوم ہمارے آقا پر
کیا گذری یہان تو سب بدیع الزمان کی زیارت کر رہے ہین وہان مفتاح و فضل سے مقابلہ
پڑا فضل بھی پستی طالع سے زخمی ہوا قارن جا پڑا افضل کو بچایا آپ سینہ سپر کر دیا قارن کا بھی شانہ
نشانہ ہوا سہراب گرد جا کر لڑا اسکا بھی سر زخمی ہوا میلاد قزاق کا شانہ ٹوٹا اب تو مفتاح زرین کمر
پھر دن رہے بلبلا بلبلا پکار کر آواز دی وہ جوان حسین ہم شبیہ قاسم میدان مین کیون نہین آتا یہ جو اسنے
للکار پکارا شاہزادہ بدیع الزمان نے مرکب کو مہمیز کیا گھوڑا طرارہ بھر کے مقابلے مین مفتاح کے
آیا فرمایا او ملعون وہی شیر آ کے تیری گوشمالی کریگا میرا فرزند ارجمند ہے کہین جائیگا مگر اسی مقام پر
آئیگا مفتاح نے نیزہ مارا شاہزادہ بدیع الزمان نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے
لگا بدیع الزمان نے چند طعن مین اسکا نیزہ ہوائی کیا غصے مین آگرا اسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار
کہکر ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر مرکب کو مضطر کرکے چاہا کہ زیر بغل جا کے
لپٹ پڑین مگر وہان پر موشخانہ تھا گھوڑے نے سکندری کھائی ہاتھ سپر کا ہٹا خود سر سے گرا سر برہنہ
پر تلوار پڑی تا دو ابرو تیغہ پہونچا بدیع الزمان نے دستانہ مارا تیغہ چھینتا کے نکلگیا مگر چادر خون کی
چہرے پر آ لی آشنا پر زخم کاری کھا کر خون کو رومال سے پونچھا ہاتھ تیغہ طلسم طہمورس دیو بند کا
جھپٹکر مارا سر تا سر خود سر کا زخمی ہوا اور گنبد ابھی مارا گیا اسکے چند ملازم دوڑ پڑے ادھر سے
فضل و قارن بھی زخم باندھ باندھ کے پہونچے دس پانچ سوارون نے قصد کیا تھا کہ شاہزادہ
بدیع الزمان کو پکڑین فضل و قارن نے پچیس سوار اسی مقام پر مارے اپنے آقا پر کسی کو
دست انداز نہونے دیا اپنے آقا کو پھیر لائے فوج مفتاح کا حوصلہ نہ بڑہا کہ مفتاح زخمی ہو چکا
تھا مغلوب کرین بیچ مین اپنے آقا کو لیکر پلٹ گئے ادھر مقبول نے شاہزادے کو بیچ مین لیا
رنجیدہ کبیدہ بیٹھے اگر شاہزادہ بدیع الزمان کی زخمدوزی کی چارون سردارون کے تو
زخم اوچھے تھے مگر بدیع الزمان کا زخم کاری ہے بمشکل زخمدوزی کی علاج کرنے لگے مگر
مفتاح جو پلٹ کر اپنی بارگاہ مین آیا جب زخمدوزی ہوئی تو ہوشیار ہوا کہا یارو فرزندان حمزہ
سب فنون سپاہگری مین طاق شہرہ آفاق ہین اس جوان نے زخم کاری لگا کے مجھکو زخمی
کیا اگر مین زخمی نہوتا تو ایکی وار مین انکا کام تمام تھا مگر بلا کے سپاہی ہین فنون سپاہگری کو خوب جانتے ہین

ہرکارون سے کہا خبر تو لاؤ کہ اُس جوان کا کیا حال ہو اگر وہ صحیح و سالم ہو تو ابھی طبل جنگی نہ بجواؤن اور تو مین سب کو مار لونگا مگر اس جوان سے البتہ مقام خوف ہو یہ تو قاسم سے بھی زیادہ صاحب لیاقت معلوم ہوتا ہو یہان تو ہرکارے واسطے خبر کے چلے مفتاح کی زخم وزیر بدی ہوئی ہو بدیع الزمان کے بھی زخم کا علاج ہو رہا ہو مگر اب احوال سمک یلداقی کا عرض کیا جاتا ہو کہ جو تلاش مین اپنے آقا کی چلا تھا دن بھر جنگلون مین پھرا کچھ نشان نہ ملا آخر خوف سے جانورون کے ایک پہاڑ پر شام کو چڑھ گیا رہا سویرے اُٹھا چشمے مین سے وضو کیا نماز پڑھ کے کھڑا ہوا چہار جانب بیباک نگاہ کو دوڑانے لگا کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی سمک نگاہ غور دیکھنے لگا وہ معاملہ دیکھا کہ باغ باغ ہو گیا دیکھا کہ ایک محافۂ زرین آگے آگے ایک پہلوان دیو خصال اُس محافے کا پایہ پکڑے ہوے بارہ ہزار فوج پشت پر ایک طرف عقب مین محافے کے شاہزادہ عماد سیاہ دولھا بنے ہوے سہرا بگڑی پر لپیٹا ہوا بارہ ہزار جوانان جنگی انکی پشت پر سمک یہ سہرا دیکھکر دوڑا دوڑا ہوا قریب قاسم کے آیا جھک کے سلام کیا کہا آقا نے تو شادی کی غلام کا بھی حصہ ہو یہ کہکر محافے کے پاس دوڑا ہوا آیا محافے کے پردے مین سر ڈالدیا کہا حضور مین آقا کا عیار ہون وزیرزادی کو دیکھکر ہاتھ پکڑنے لگا کہا تم میرا حصہ ہو گل اندام نے ہاتھ جھٹک دیا کہا دور ہو تو موش صحرائی کا بچہ معلوم ہوتا ہو سمک نے کہا ٹھیک ہو مگر آپ میرے حصے مین آئینگی ملکہ نے شرما کے سر جھکا لیا کہ بہران نے بڑھکر کہا میان عیار صاحب گستاخی نہ کیجیے ہمنے ابھی عرضی روانہ کی ہو سمک قریب قاسم کے آیا قاسم نے کہا بھئی بہران سے گفتگو نہ کرو یہ ہمارے جان بخش مین اور سمک سے سب حال بیان کیا کہا کہ ابھی عرضی اسکی گئی ہو جواب آنے کو ہو لشکر کا حال کہو سمک نے کہا میرے سامنے تو خیر و عافیت تھی لیکن مفتاح آمادہ ہو لشکر مین آپ کے کوئی لایق مقابلہ نہین قاسم نے بڑھکر بہران سے کہا بھئی جلد چلو ایسا نہو وہ ہمارے لشکر کو تباہ کرے تو نہایت مشکل ہو گی اب لشکر بڑھتا ہوا چلا یہان مفتاح نے ہرکارے روانہ کیے تھے کہ خبر لشکر بدیع الزمان ملے ہرکارے آنے پائے تھے کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی در دولت پر ایک نامہ بر حاضر ہو بہران کا بھیجا ہوا امیدوار باریابی ہو مفتاح نے کہا بلا لو شتر سوار اندر آیا مگر گھبرایا ہوا نامہ مفتاح کے ہاتھ مین دیا مفتاح نے جو نامے کو پڑھا چہرہ سرخ ہونے لگا کبھی تو قبضے پر ہاتھ ڈالتا ہو کبھی خنجر پر کبھی کہتا ہو واہ مین نے اپنے مذہب والون کے واسطے یہ شرط مقرر کی تھی مسلمان کا وہان لیا ذکر تھا میرے شہر مین جا کر دیوانہ بن گیا کبھی اس شرط کو نہ مانونگا غیرون کے واسطے یہ شرط نہین ہو سردار مفتاح کے سب حیران ہین کہ یہ کیا بک رہا ہو کیا نامے مین لکھا ہو کہ دیوانہ ہو گیا مفتاح نے نامہ پڑھکر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا شتر سوار سے کہا جاؤ ما بدولت خود آتے ہین یہ کہکر مثل فیل مست جھومتا ہوا نکلا لکا گینڈا ما بدولت کا لاؤ پشت گینڈے کی گردن پر سوار ہوا سردارون نے دیکھا آقا نے کچھ حکم نہین دیا یہ بھی تیار ہو کے پیچھے پیچھے چلے اہالیان لشکر نے جو دیکھا کہ ہمارے سب افسر گئے یہ بھی چل نکلے چار لاکھ کا لشکر پشت پر بلغر کیے ہوے چلا کوس بھر فوج سے آگے اپنا گینڈا اُڑاے ہوے مفتاح زرین کمر جاتا ہو گینڈے کو کوڑے مارنے مارتے دیوانہ کر دیا یہان بہران قاسم سے کہہ رہا ہو کہ اے شہزادہ

مین توتا بعدار ہون مین نے توہمراہی حضور کی قبول کی مقابلے تک مفتاح کے البتہ اُنکی ہی کہو لگا مجھے آپ کا مذہب بھی پسند آیا جرأت پہ بھی آپ کی ہزار آفرین کہ دوڑتے ہوئے طائر پر تیر مارا اور تیر نے خطانہ کی قاسم سر ہلاتے ہوئے چلے آتے ہین یہان ہرکارون نے بدیع الزمان اور مقبول کو خبر دی کہ ایک نامہ دار ابھی آیا اُس نامے کو پڑھکر مفتاح بہت جھلایا مع فوج طرف صحرا کے گیا ہی بدیع الزمان نے کہا اے مقبول لشکر جلد تیار کرو شاید قاسم کے آنے کی اُسنے خبر پائی مقبول نے بھی دو ہزار سوار تیار کیے بدیع الزمان کے سر پر چتر مرصع کی چڑھی ہوئی پشت مرکب پر سوار ہوے سب سردار و سوار انکے ساتھ چلے یہان شاہزادہ خاور رسپاہ برات بے ہوے آتے ہین سب سوار و پیدل انکے ساتھ ہین انھین کی محبت کا دم بھرتے ہین ایک گلستان سے نکلے ہین کہ دیکھا گرد عظیم بلند ہوئی جب دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا سب نے دیکھا مفتاح زرین کمر گینڈے پہ سوار گینڈے کو مارتا ہوا چلا آتا ہی جیسے ہی قاسم کو اس جاہ وحشم سے دیکھا پکار کے آواز دی او نبیرۂ حمزہ تو نے میرے شہر مین جا کر ایسی بدوضعی کی اور پھر یہ سوانگ بنا کر کے چلا ہی خبردار او بیران مجھسے مجبور لگا میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا میدان مین میرے سامنے آ تو حال معلوم ہو یہ کہکر گینڈے کے چمکانے لگا نیزہ ہلانے لگا قاسم ایسا تُند خو شعلہ مزاج اسکا پکارنا تھا کہ قاسم نے گھوڑے کو بڑھایا مفتاح کے سامنے آکر جھکے کے سلام کیا ہاتھ باندھکر عرض کی مجھسے کیا ایسی خطا سرزد ہوئی کہ جو آپ قتل کرنے کو فرماتے ہین کیا آپنے کسی سے سنا کہ مین نے نان و نفقہ نہین دیا یا کوئی اور خطا سرزد ہوئی کچھ ملکۂ عالم نے شکایت فرمائی ہی آپ کے غصے کا کیا باعث ہی اسپر مفتاح اور زیادہ بگڑا کہا کیون او پسر حمزہ میرے ساتھ مضحکہ کرتا ہی قاسم نے کہا آپ جو مجھکو قتل کرنے کو کہتے ہین ہمارے مذہب مین تو نہین درست ہی کہ بزرگ کے ساتھ خورد بے اعتدالی کرین ہم تو بزرگ پہ ہاتھ نہ اُٹھائینگے مفتاح تو بگڑتا ہی مگر قاسم ہاتھ جوڑے کھڑے ہین کہ صحرا سے پھر گرد عظیم بلند ہوئی لشکر مفتاح کا کب ان رسالہ دار سب ظاہر ہوے قاسم نے کہا لیجیے آپ کے حمائتی بھی کل سب آ گئے اسپر مفتاح بہت بگڑا ہلپٹ کے کہنے لگا کہ تم لوگ یہان کیون چلے آئے کیا مین اکیلا کسی سے کم ہون یہ باتین تھین کہ دوسری طرف سے گرد اُڑی دیکھا شاہزادہ بدیع الزمان مع چارون سردارون کے اور دو ہزار سوار مقبول زرین قبا وغیرہ سب ہمراہ ہین مقبول زرین قبا گھوڑے کو بڑھا کر قریب آیا جھک کے سلام کیا قاسم نے منھ پھیر لیا اور کہا کیون صاحب پیشتی گیر کہان سے آیا کہا اے شہریار جب مفتاح نے دبا کو ڈالا تھا اُسوقت یہ ہماری مدد کو آئے مگر ہاتھ سے مفتاح کے زخمی ہوے قاسم نے کہا یہ کشتی گیر ہمیشہ سے شکست نصیب ہی یہان کیون آیا مقبول نے عرض کی جب لشکر چلا وہ بھی ہمراہ چلے آئے شاید آپ کا ذکر کسی سے سن لیا ہوگا قاسم نے کہا ہم کسی کی مدد کے طالب نہین ہین اپنے پروردگار کی مدد کا خواہان ہون کہا جاؤ صف پر جا کے کھڑے ہو مقبول تو ہٹ گیا مفتاح نے پھر قاسم سے تقاضا کیا کہ تلوار اُٹھائیے قاسم نے کہا کہ میرا ہاتھ تو آپ پہ نہ اُٹھیگا مگر قتل کرکے پچھتائیگا بقول شاعر فرد سر مرا کاٹ کے پچھتائیگا ٭ جھوٹی پھر کسکی قسم کھائیگا ٭ ملکہ ضرور آپ سے

دریافت کریگی کہ کیون میرے شوہر کو قتل کیا آپ کو جواب دینا ہوگا جب اسنے مہرت دباؤ ڈالا جب قاسم نے گھوڑے کو جھکایا کہا اب مین ناچار ہون مین عذر کر چکا آپ نہین مانتے مین حاضر ہون مفتاح بدیع الزمان کو صف پر دیکھ رہا ہو کہ وہ بھی آمادہ کھڑے ہین جب قاسم نے گھوڑا جھکایا تب مفتاح گھبرایا دل مین سوچا کہ عالم عالم یہان جمع ہی اول تو اس جوان پر غالب آنا مشکل ہی اور اگر شاید غالب آیا تو پسر حمزہ پیچھا نہ چھوڑیگا وہ اس سے زیادہ زبردست ہی اگر نہ بھی ہوا تو ہتنک ہولی سب فوج والے دیکھینگے اسنے کہا ای شاہزادہ خاور سیاہ خیر جو تمسے حرکت ہوئی اسکی سزا تو دونگا مگر اب وقت مقابلہ باقی نہین ملکہ کا محافہ میرے قبضے مین کر دیجیے شب کو طبل جنگی بجے اور صبح کو مقابلہ ہو سب ہمکو تمکو دیکھینگے قاسم نے کہا یہ تو آپ کو اختیار ہی مگر ملکہ کا محافہ تمھارے قبضے مین نہین آئیگا اگر تم شب کو قتل کرڈالو تو تمھارا کون ہاتھ تھامنے والا ہی اس بارے مین اگر ہمکو کلام کرنا ہو تو عم نامدار ہمارے نہر گب موجود ہین اُنسے عہد و پیمان کر لو وہ تمکو جواب باصواب دینگے یہ کہکے آواز دی ای عم نامدار ذرا یہان تشریف لائیے دیکھیے میان مفتاح کیا ارشاد فرماتے ہین بدیع الزمان گھوڑے کو جھکا کے قریب آئے قاسم نے کہا حضور یہ کہتے ہین کہ ملکہ کا محافہ ہمارے قبضے مین کیجیے غلام رخصت ہوتا ہی اب آپ کلام کر لیجیے یہ کہکر قاسم صف پر آئے بدیع الزمان نے فرمایا ای پہلوان دوران علاوہ قاسم کے ہم بھی مقابلے کیواسطے موجود ہین خواہ ہمسے مقابلہ کرو خواہ قاسم سے لڑو کوئی تمسے باہر نہین اشتہار تمنے عام دیا اسمین خصوصیت نہین شرط ادا ہوئی آپ کے بارہ ہزار سوار گواہ موجود ہین جہنڈ والے قاسم کے شریک ہوے کیونکر ہو سکتا ہی کہ محافہ آپ کے قبضے مین دیا جائے بقول قاسم اگر آپ قتل کرڈالین تو کوئی کیا کرے اب تصفیہ ہم کرتے ہین کہ جب تک تمسے فیصلہ نہوگا قاسم ملکہ کے خیمے مین نہ جائینگے مفتاح نے کہا بہتر مین کل مقابلہ کرونگا خواہ آپ سے خواہ اُنسے یہ کہکر مفتاح پلٹا مگر سناٹے مین ہی کہ کیا کرون یہان بدیع الزمان نے آکر ایک بارگاہ استادہ کرائی اُسمین ملکہ کو اتروایا پیران سے کہا تم یہان پہرا دو مگر بڑے لطف سے حفاظت کیجیے گا مفتاح رنجیدہ ہو کے گیا ہی ایسا نہو کچھ فساد برپا کرے فضل کو بھی اُسی مقام پر مقرر کیا اب بدیع الزمان قاسم کو ساتھ لیکر پلٹے قاسم نے بدیع الزمان کی بڑی خاطر کی ناچ راگ رنگ ہوا مگر مفتاح جو پلٹ کے آیا بارگاہ مین گیا اکیلا سرنگون بیٹھا سلیم مکر و عیار اسکا جب اسنے خبر پائی کہ آقا اکیلے بیٹھے ہین کسی کے جانے کا حکم نہین سلیم دروازے پر بارگاہ کے آیا سپاہی نے روکا اسنے کہا جا کے عرض کر دو کہ سلیم دربارگاہ پر حاضر ہی کچھ عرض کیا چاہتا ہی مفتاح نے کہا بلا لو سلیم اندر آیا جھک کے سلام کیا قدمون کو بوسہ دیکر گرد پھرنے لگا کہا ہزار جان ہماری آپ پر تصدق ہو سرکار کو بہت منتشر پاتا ہون آپ کے انتشار سے بہت گھبراتا ہون یہ کہنا تھا کہ مفتاح بیقرار ہو گیا کہا ای سلیم کیا کہون جو کچھ قلق ہی پسر حمزہ نے میرے شہر مین جا کر یہ فساد برپا کیا اسوقت مجھکو یہ خبر اخبار گذرا واقعات سے پیران کے یہ آفت برپا ہوئی کہ پیران زخمی کو اپنے گھر مین لیگیا وہین سے اس آگ کا شعلہ بھڑکا یہ بھی مین نے سنا کہ پسر حمزہ ملکہ شیرین ادا کے پاس ہو آیا اُسکے اسطے سبب ہی بروز شہر ٹھہری

جان دینے پر آمادہ تھی مین یہ چاہتا ہون کہ یہ گیسو بریدہ میرے قبضے مین آجائے مین اسکو قتل کر کے خدمت مین شاہان نور افشان کی چلا جاؤن وہ وہان سے ایسے کسی ساحر کو بھیجینگے وہ آکر پکڑ لیجائیگا سلیم نے کہا ملکہ کو مین پکڑ لاؤنگا آپ کیون گھبراتے ہین مگر ان لوگون کے مقابلے کی کیا تدبیر ہوگی منقار کج نے کہا مین شبخون مار کے نکل جاؤنگا سلیم یہ سنکر اُسی وقت بانہ ہاے عیاری سے آراستہ ہوا طرف لشکر شاہزادہ خاور سپاہ کے چلا ایک خدمتگار کی صورت بنا ہوا اول بارگاہ قاسم مین آیا دیکھا قاسم نے بدیع الزمان کے واسطے کس دھوم سے سامان دعوت ممکن کیا ہے ایک رقاصہ پریچہرہ سامنے کھڑی ہوئی بصد ناز و کرشمہ یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہے غزل

انکے ترسنے کے بھروسے پر جو شادان دل ہوا — زندگی خوش ہے کہ اب مرنا مجھے مشکل ہوا

راحت مرگ محبت اُس سے پوچھا چاہیے — جو یہ سمجھے اپنے جی مین مین بھی اس قابل ہوا

موت بھی قسمت نے کھوئی کیا بری شئے ہے امید — جب جھکی گردن مری وہ اور کا قاتل ہوا

مہربانی مجھپہ کیون کی تھی کبوتر نے کہ ہاے — مین رہا زندہ وہ میرے واسطے بسمل ہوا

بلبے ظالم جو نہ پوچھے یہ بھی تیرے ناز سے — کسطرف کوئی موا کس جا کوئی بسمل ہوا

نوجوانی کا برا ہو اُسکو ہر جا لے گیا — جی ہٹا جاتا ہے جب وہ پیار کے قابل ہوا

قدر مینا غرت جام و سبو جاتی رہی — جو تمھاری بزم مین ٹوٹا وہ میرا دل ہوا

بیمروت تند خو نا آشنا برہم مزاج — روئیے اُس بخت پر جو تجھسے کچھ سائل ہوا

گھیرے رہتے ہین عزیز و اقربا اُ نکلے انھین — اے نسیم اب دیکھنا بھی یار کا مشکل ہوا

سلیم کھڑا دیکھا کیا دو فقیر ایک بیٹھے مین دیکھے شوکت ان جوانون کی دیکھکر جی مین کہتا ہے کہ خوف ہمارے آقا کا جاسے ہے حقیقت مین جوانان بے نظیر ہین ہمارے آقا پر غالب آسکتے ہین قاسم سامان دعوت مہیا کر کے باہر نکلے ایک خدمتگار سے کہا کہ بہران و فضل جو یہ ملکہ کے نگہبان ہین یہ خوان کھانے کے وہان بھجوا دو خدمتگار پیچھے ہٹا سلیم نے اُسکا پیچھا لیا چونکہ خود بھی خدمتگار بنا ہوا تھا لپکار کر آواز دی بھائی صاحب کیا ضرورت ہے اُسنے کہا دو مزدور چاہیے ہین سلیم نے کہا آپ یہان تشریف لائیے مین دو مزدور بلا دون خیمے کی آڑ مین لیجا کر اُسکو بیہوش کیا اُسکی صورت بنکر چوبدار سے کہا دو مزدور بلا دو چوبدار جا کے دو مزدور لایا خاصے نے خوان اٹھوا کر سلیم ساتھ چلا راہ مین اسنے مزدورون سے کہا خوان اس مقام پر رکھدو ادھر بڑھکے دیکھو تو کوئی چوبدار تو نہین آتا ہے مزدور اُسطرف گئے اسنے خوان کھول کر سب کھانے مین بیہوشی ملائی مزدور جب پلٹ کے آئے کہا خوان اُٹھا لو اب لیکر یہ چلا یہان مقبل و بہران بیٹھے ہین آپسمین باتین ہو رہی ہین بہران کہہ رہا ہے کہ اے فضل مین تو مسلمان ہوا تمکو دیکھکے اسوقت طبیعت بہت خوش ہوئی فضل نے کہا ہے برادر مین نے اطاعت شاہزادہ بدیع الزمان کی کی باپ میرا گیا ہو رخون آشام کو لیاقت و شوکت مین دربار گنجاب مین وحید عصر تھا اُسنے اگر مجکو زخمی کیا سات بھائی میرے ہین وہ سب لڑے زخمی ہوے آخر قلعہ بند ہوے گیا ہو رخون آشام نے یورش کیا اور مشکل یہ تھی کہ اسی باغ مین ملکہ کو ہر ملک موجود تھین خوف یہ تھا کہ اگر خدانخواستہ قلعہ فتح ہوگیا ہم تو مرد ہین اگر ہم

اڑے بھڑے مارے گئے کوئی ہرج نہین ہی مگر وہ شاہزادی والا قدر نقاب چہرۂ بے نظیر بے
مثل بدیع الزمان کے انتظام کرتی پھرتی تھین اور ایک ایک سے یہی کہتی تھین کہ یارو نہ گھبرانا
یہ نہ سمجھنا کہ مجھکو گیا ہو گرفتار کرلیگا اور اگر خدا نخواستہ پھاٹک ٹوٹا اور وہ اندر آیا تو مین تم سب کے
ساتھ لڑ بھڑ کر مرجاؤنگی کنیزان بدیع الزمان قید ہونگی مین صاحبقران کی بہو ہون خدا نخواستہ
مجھکو نامحرم دیکھین آپ لوگ یہ گمان نہ کیجیے گا مین خود گیا ہو خون آشام سے مقابلہ کرونگی
مگر جب گوہون کو طے کرکے گیا ہو قریب خندق پہونچا کہ اسوقت آقا ہمارے آکر ہیک نیچے بہ یک ضرب
شمشیر گیا ہو خون آشام کے دو ٹکڑے کیے ای ہبران ان شیرون کی لڑائی عجب قسم کی ہی حقیقت
مین یہ فراش راہ دین اسلام ہین ہر ملک مین انکے نام ہین یہ باتین تھین کہ سامنے سے دیکھا ایک
خدمتگار دو خوان لیے آتا ہی فضل نے پکار کر پوچھا کون آتا ہی اُسنے بڑھکر کہا دو خوان کھانے کے
آقاے نامدار نے واسطے ملکۂ عالم کے بھیجے ہین فضل نے اُتروا لیے سلیم ایک جانب کھڑا ہو رہا اب
سوچ مین ہی کہ یہ کھانا ملکہ کھائینگی ضرور بیہوش ہونگی مگر مین کیونکر اندر جاؤن او دیکھتا ہی کہ فضل و ہبران
بڑے لطف سے نگہبانی کررہے ہین جب اسنے دیکھا کہ اندر جانیکی کوئی صورت معلوم نہین ہوتی تب
فضل سے یہ کہکر ہٹا کہ مین تو رخصت ہوتا ہون آپ خوان اندر بھجوا دیجیے یہ کہکے ہٹا گرد بارگاہ
کے پھرنے لگا پھرتے پھرتے ایک مقام پر دیکھا کوڑا بہت سا پڑا ہی اُسی مقام پر یہ بیٹھ گیا کوڑے کی
آڑ پکڑ کے نقب لگانے لگا وہان خوان کھانے کے اندر پہونچے ملکہ نے کھانا کھایا اُسی کھانے کا
بقیہ خواصون کو ملا سب کھا کھا کے بیہوش ہوئین سلیم نے پہر رات رہے نقب لگا کر گوشۂ خیمے
مین جو نقب کا توڑا سر اُٹھا کر دیکھا شمعہاے مومی و کافوری روشن ہین عطر کی شیشیون کے منھ
کھلے ہین ملکہ چھپر کھٹ پر بیہوش پڑی ہین کنیزین جا بجا بیہوش پڑی ہین سناٹا پڑا ہی سلیم نے بہ اطمینان
لگا دوپٹہ جو چہرے سے ملکہ کے ہٹا دیا کلیجہ پکڑ لیا جی مین کہتا ہی کہ سلیم ایسے جمال کو دیکھکر تین ہی
جوانون نے جانین دین کہ مزار عشاقان بنگیا اب کھڑا ہو کر سوچنے لگا کہ اگر قفا اس محبوب پہ پردو کو
پاس اُس نامرد کے لے جائیگا وہ فوراً اسکو قتل کر ڈالیگا کیا ملک و مال کیسی نوکری بقول شاعر
فرزن پاک و خوش سیرت و پارسا * کند مرد درویش را بادشاہ * کسی اور کی نوکری کرینگے وہان
اسکو زوجہ بنا کر رکھینگے یہ سوچ کر بند نقاب چہرے کے درست کیے ایک ایک اعضا پر تصدق
ہوا چادر مین اپنی پشتارہ باندھا پشتارہ باندھکے نکلا اُسی نقب مین کو دکر نکلا خیمون کی آڑ لیتا ہوا
لشکر سے باہر آیا جا بجا لوگ طلایہ کے پھر رہے تھے صداے حاضر باش و ناظر باش بلند تھی جب
بچتا ہوا بیرون لشکر آیا صحرا کا راستہ لیا یہان امیہ کے پھرتے پھرتے خیال مین آیا چلکر بارگاہ ملکہ کو
بھی دیکھ لینا واجب و لازم ہی یہ سوچتا ہوا آتا ہی کہ راہ مین سماک سے ملاقات ہوئی سماک
نے پکار کر کہا کون آتا ہی امیہ اپنا نام بتا کر قریب آیا امیہ نے کہا ای سماک دو سردار خیمۂ ملکہ
پر ہین تمنے بھی کچھ فکر کی سماک نے کہا مین ایک دوکان مین پڑا سو رہا تھا ابھی میرا خود بخود دل
گھبرایا اب طرف خیمے ملکہ کے چلا تھا چلیے مین بھی چلون امیہ و سماک دونون دیکھتے بھالتے
قریب نقب کے پہونچے سماک نے کہا لو برادر غضب ہوا کسی نے نقب دیکھو لگائی ہی امیہ دوڑ کر

برابر نقب کے آیا پیر اعیار کا پایا امیہ نے کہا تم اندر نقب کے جاؤ مین یہان کھڑا ہون نہین کہو تو مین
جاؤن سماک نے کہا مین عیار شاہزادہ خاور سپاہ ہون مین شیر سے بھی نہین ڈرتا امیہ نے
کہا جاؤ اپنا کام کرو تمہارے آقا کو کہین فتح بھی نصیب ہوئی سماک نے کہا ایک بیچہ مارونگا کہ اب کا
سر اڑ جائیگا ہر مقام پہ آقاے نامدار فتحیاب رہے بفخر یہ آپ لوگ ذکر جنگ ہفت صف کا
کرتے ہین کوئی غیرت دار ہوتا تو چینی بھر پانی مین ڈوب مرتا بدیع الزمان فوج لیکر لڑے قاسم
یکہ و تنہا شمشیر زنی کر رہے تھے صفین درہم و برہم کردین بڑی بات ہے اٹھا لینا کنجاب کا قاسم نے
بھی جاکر ہاتھ مارا ان دونون نے چلا چلا کے جو باتین کین فضل انکی آواز سنکر اٹھا ٹہلتا ہوا
اس مقام پر آیا دونون مین نیمچے کھنچا چاہتے ہین فضل نے امیہ کا ہاتھ پکڑ لیا کہا ارے کمبختو
غضب ہوگیا برا ہے خدا خیمے کی تو خبر لو یہ کون وقت تکرار کا ہے امیہ نقب مین کود اندر خیمے
کے پہونچا دیکھا سب کنیزین بیہوش پڑی ہین اور پلنگ خالی ہے امیہ روتا ہوا باہر نکلا اب ہر ان
بھی یہین آگیا چند سپاہی دوڑے ہوے آئے اب تو غل ہوا امیہ نے کہا اے سماک مین لشکر
مفتاح مین جاتا ہون اپنی جان دونگا مگر ملکہ کو لیکر آؤنگا یہ کہکے امیہ بھاگا جب امیہ جاچکا
تو سماک نے مشعلچی کو بلایا نشان پیرے کا دیکھتا ہوا چلا باہر لشکر کے آکر دیکھا نشان طرف صحرا
کے گیا ہے فضل وغیرہ بھی ساتھ ہین کہا اے فضل وہ عیار لشکر مین اپنے نہین گیا شاید جمال
جہان آرا دیکھکر وہ خود دیوانہ ہوا اور کہین لیگیا یہ کہکے سماک تعاقب مین بھاگا رات تو بہت قلیل
باقی تھی سلیم کو دو کوس پر صبح ہوئی پشتارہ لے کو چھپائے ہوے بھاگا ہوا جاتا ہے یہان امیہ
لشکر کفار مین گیا خدمتگار کی صورت بنکر بارگاہ مفتاح مین پہونچا دیکھا مفتاح چپ بیٹھا ہے اکثر
مصاحب بھی آگئے ہین وہ کہ رہے ہین حضور کو بڑا تردد ہے مفتاح کے منہ سے نکلگیا کہ سلیم کو واسطے
ایک کار ضروری کے بھیجا ہے اسی کا انتظار کر رہا ہون بس امیہ سمجھ گیا کہ وہ یہان نہین آیا گھبرا کے
باہر نکلا لشکر مین اپنے آیا دیکھا فضل وغیرہ حیران کھڑے ہین امیہ نے پوچھا فضل نے بیان کیا
اے امیہ طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ عیار مذکور طرف صحرا کے گیا ہے سماک صورت بدلتا ہوا اسی جانب
گیا ہے امیہ بھی ادھر ہی بھاگا مگر صورت بدلتا ہوا چلا سلیم کا حال سنیے چار کوس اسنے راستہ طے
کیا تھا کہ آفتاب نکل آیا قضاے کار اس حوالی مین ایک قلعہ ہے سلطان ببرپوش یہان کا حاکم
ہے اسوقت بالاے قلعہ بیٹھا ہے صحرا کی سیر کر رہا ہے ملازم و مصاحب پشت پر حاضر ہین کہ سلطان ببرپوش
نے بالاے قلعہ سے دیکھا کہ ایک شخص پشتارہ بدوش مگر چوکنا گھبرایا ہوا قلعے کو دیکھکر اسی جانب
آتا ہے سلطان ببرپوش نے ایک خدمتگار سے کہا ذرا بڑھکر دریافت تو کرو یہ شخص کون ہے پشتارہ کسکا
باندھے ہے قلعے مین ہمارے آتا ہے آنے کو نہ روکنا باتون مین دریافت کر لینا سلیم سبکر وہ در قلعہ پر
پہونچا کھڑکی کھلی تھی اندر قلعے کے آیا خدمتگار نے بڑھکر پوچھا کیون صاحب تم کون ہو یہ پشتارہ
کسکا ہے سلیم تو عیار ہے اسنے حواس اپنے جمع کرکے کہا کہ حضور یہان سے بارہ کوس پر ایک
قلعہ ہے اسکو قلعۂ آبگینہ کہتے ہین بعد سال بھر کے وہان خوب برف پڑتی ہے اگلی مرتبہ اسقدر
برف پڑی کہ ہزارون بندگان لات و منات وب سے مر گئے ہین اپنی زوجہ کا پشتارہ باندھکر

سے بھاگ کر گل سے یونہین آوارہ پھر رہا ہون آج یہ قلعہ دیکھا خیال مین آیا کوئی مکان کرایہ کا لیکر یہین رہونگا ایک مکان کرایہ کا چاہتا ہون خدمتگار نے کہا شہر مین جاؤ مکان کرایہ کے بہت ملینگے ہمارا شاہ بڑا قدردان ہے تمھین نوکر بھی رکھلیگا سلیم طرف شہر کے گیا خدمتگار پلٹ کے بخدمت سلطان ہیرہوش آیا تمام کیفیت جو سنی تھی وہ بیان کی سلطان کا عیار ہے نام اسکا وہیم سکرو ہے وہیم نے کہا حضور یہ تو کچھ بات بنائی ہوئی معلوم ہوتی ہے اس بات مین کچھ فکر ضرور ہے یہ کہکر وہیم چلا سلیم نے شہر مین آکر ایک مکان بہ کرایہ لیا اُسی وقت کھڑے لٹے ایک چاندنی ایک آوری لیکر مکان مین بچھائی ملکہ کا پشتارہ رکھا وہیم پشت مکان پر کمند مار کر چڑھا نگاہ غور دیکھ رہا ہے کہ عیار نے پشتارہ کھولا پشتارے سے ایک آفتاب طالع ہوا اب جو بنگاہ غور دیکھا ایک حور پیکر سمن بر غنچہ دہن رشک گلشن کو اس پشتارے مین سے اسنے نکالا فرش پر اسکو بٹھایا فتیلہ رفع بیہوشی دیا ملکہ کو ہوش آیا عیار ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا ملکہ کی جو آنکھ کھلی اپنا خیمہ نہ پایا ایک خالی عیار دست بستہ سامنے کھڑا ہے ملکہ نے چادر سے منھ چھپا لیا کہا ارے تو کون ہے قدمون پر گر پڑا کہا اے ملکۂ عالم مین مفتاح زرین کمر کا عیار ہون سلیم سکرو میرا نام ہے آپ کو اُسنے چرانے کیواسطے بھیجا تھا مین جو آیا جمال جہان آرا دیکھکر عاشق ہوا اگر اُس سفاک کے پاس لیجاتا وہ فوراً قتل کرڈالتا مین آپ کو قلعۂ ہیرانیہ مین لے آیا یہ مکان مین نے کرایہ کو لیا ہے مجھکو اپنا غلام جانو کبھی غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا مین نے جان حضور کی بچائی ورنہ وہ بیجا فوراً قتل کرڈالتا مین عیار ہون یہان کے شاہ کی نوکری کرونگا سب سامان مہیا ہو جائیگا ملکہ نے یہ سنکر کہا او مردود یہ تو نے کیا حجاب مارا خبردار اگر ایسا کبھی خیال کریگا تو بہت پچھتائیگا اب پاؤن کی جوتی سر کو آنے لگی تو بھی اس لایق ہوا کہ ہم تجھکو شوہری قبول کرین ہرچند سلیم نے منتین کین خوشامدین کین مگر ملکہ نے جواب سخت دیے کہا مین ہرگز نہ کچھ کھاؤنگی نہ کچھ پیونگی تڑپ تڑپ کے اپنی جان دونگی عیار یہ سمجھا ابھی تازہ تازہ قاسم سے چھوٹی ہے یہ کہکر نکلا کہ مین اب کیواسطے سامان ضروری تو مہیا کرون ملکہ نے اُٹھکر زنجیر دروازے کی بند کرلی بیٹھکر رونے لگین کہتی ہین اے فلک تو نے یہ کیا سامان کیا کسکے قبضے مین مجھکو پھنسایا ایک گھر کا پیادہ اگر شاہزادے ہمارے قریب ہوتے دامن تھام کے عرض کرتے

نظم

ولا ہرچند ساحر منھکو اکثر بند کرتے ہین
ہزارونا بھلا دیکھون تو کیونکر بند کرتے ہین

نہین پروا اگر وہ روزن در بند کرتے ہین
تصور کے لیے ہم دیدۂ تر بند کرتے ہین

اسیری کا جو وقت آیا کہا رو رو کے یوسف نے
مجھے اب کنج زندان مین برادر بند کرتے ہین

درازی عمر کی ہے ہر کسی کی خاکساری سے
نہین بجھتے جو خاکستر سے اخگر بند کرتے ہین

تجھے اے ماہ دیکھا خاک پھر خورشید کو دیکھین
ہمیشہ صبحدم آنکھ اپنی اختر بند کرتے ہین

سنا ہے کربلا کا حال رندون مین غضب واعظ
مے گلگون تو کیا پانی یہ کافر بند کرتے ہین

نہ کر پرواز بھی اے طائر جان ایک دم رہجا
وہ باہر آنے پر ہین اب کبوتر بند کرتے ہین

یہان صیاد الیا رشتۂ نازک خیالی سے
ہزارون طائر مضمون کو ہم پر بند کرتے ہین

وہ رشک حور جب رخسار تابان کھول دیتا ہی ملائک اپنی آنکھین چوندھیا کر بند کرتے ہین
مرے چاک گریبان سے جنون جو تنگ آئے ہین دوکانین چوک کی سارے رفوگر بند کرتے ہین
اسی صندوق مین کل انکی لاشین بند ہوتی ہین یہ حیران ہون کہ غافل کیلیے زر بند کرتے ہین
تعجب کیا کوئی ادنی اگر غالب ہوا اعلے پر پیادے بھی شہ شطرنج کا گھر بند کرتے ہین
نہ دم مارو اگر غواص دریاے محبت ہو کہ غواصی مین دم اپنا شناور بند کرتے ہین
بہت گرکر کے گرمی غیر سے وہ سوخت دیتا ہی جبھی واسوخت کے مضمون ہم اکثر بند کرتے ہین
اُڑا لیجائیگا شوق چمن تکیے کے تکیے کو عبث صیاد تکیے مین مرے پر بند کرتے ہین
ترے قاتل بھنوون پر چھوٹتی ہین کیا مری نبضین کہ خنجر غش مین آکر چشم جوہر بند کرتے ہین

اسطرح بلک بلک کے ملکہ رو رہی ہین کہتی ہین ای فلک یہ تو نے کیا کیا مگر دہیم یہ معرکہ دیکھتا بھاگا خدمت مین سلطان بہرپوش کی آیا کہا حضور عجب طرح کا معرکہ ہی یہ شخص عیار ہی ایک شاہزادی غنچہ دہن سیمتن حسن مین بے نظیر چہرہ رشک ماہ منیر میری تو آنکھین چوندھیا گئین اُسکے جمال جہان آرا پر نگاہ نہ پڑی آنکھون کو خیرگی حاصل ہوئی لیکن اُس عیار سے آزردہ ہی اُسی کے گھر کا نوکر ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی نمکحرامی کی ہے بھاگا ہی مگر وہ شاہزادی بات نہین کرتی ہی یہ سنکر سلطان بہرپوش گھبرا گیا کہا اُس عیار کو بلا لاؤ اُسکو قید کرین اُس محبوب مرغوب پر ہمارا قبضہ ہو دہیم نے کہا اب تو وہ حضور ہی کے ہی یہ بیجا دعوی کرتا ہی کہا ڈھونڈھکے ہمارے پاس اُسکو لاؤ دہیم چلا بازار مین آیا دیکھا سلیم کھڑا ہوا اشیاے ضروری خرید رہا ہی دہیم نے کہا ای برادر چلو تمکو ہمارے شاہ بلاتے ہین سلیم نے کہا مین گھر کا انتظام کرلون دہیم نے کہا تم چلو تو وہ شاہ ہین کل سامان تمکو اپنے گھر سے دینگے فرش و پلنگ وغیرہ سب ممکن ہو جائیگا سلیم ناچار دہیم کے ساتھ ہوا مگر پریشان یہ بھی سوچتا ہی کہ اگر بدبختی نجاؤن غیر ملک مین آئے ہو وہ گرفتار کرکے لیجائے تو کیا ہو اول تو ناراضی ملکہ کا بہت خیال ہی پریشان پریشان دہیم کے ساتھ سامنے سلطان بہرپوش کے آیا سلطان نے دیکھتے ہی کہا کیون او بردہ فروش تو کس شاہزادی کو چراکے لایا سچ بتا ورنہ ابھی تجھے قتل کرونگا سلیم کانپنے لگا سر جھکا کے اتنا بولا کہ حضور شاہزادی کیسی مین اپنی زوجہ کو لایا ہون بادشاہ نے کہا اسکو لے جاکے قید کرو مابدولت دریافت کرلینگے ہرچند سلیم چیخا چلایا وہان کون سنتا ہی سلیم کو لیجاکر قیدخانے مین قید کیا بادشاہ نے لباس فاخرہ زیب جسم کیا کہا ای دہیم مجھکو لے چل مجھے اُسکو دکھا دے دہیم سلطان بہرپوش کو لیکر چلا یہان ملکہ نے دروازہ بند کرلیا ہی اپنے حال مصیبت مآل پر رو رہی ہین کہ بادشاہ دروازے پر پہونچا مصاحب و رفقا سب ساتھ ہین ڈنکے پر چوب پڑی ملکہ گھبرا گئین سمجھین کچھ گل پھولا دہیم نے دروازے پر آکے آواز دی ای ملکۂ عالم آپ کے لینے کو بادشاہ تشریف لائے ہین اُس دزد کو قید کیا آپ سلطنت کے گھر مین چلیے خود شاہ تشریف لائے ہین آپ دروازے کی درار سے ملاحظہ فرما لیجیے اسقدر حضور کیون بیقرار ہین اگر حکم دیجیے کنیزین وغیرہ بھی جائین یہ مکان آپ کے رہنے کے لایق نہین ہی محافۂ زرین حاضر ہی ملکہ نے درار سے دیکھا اب بادشاہ تاج پہنے

گھبرا ہی ملکہ نے کہا ای شخص بادشاہ نے کیون تکلیف فرمائی ہم آوارہ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار ہم ایسے مصیبت زدون کو منھ لگانا لیاقت سے شاہ کی سراسر خلاف ہی اگر عنایت فرماتے ہین تو پوری مہربانی فرمائین اگر اُس ناہنجار کو قید کیا مجھکو لشکر شاہزادۂ خاورسیاہ مین پہونچوا دیجیے وہ لوگ آپ کے ممنون ہونگے اس فصاحت سے ملکہ نے یہ باتین کین کہ سلطان ببر پوش مرگیا کہا ای وہیم اسکی فصاحت نے تو مجھکو حلال کر ڈالا میرے کلیجے پر چھریان چل گئین تو نے ذکر کیا تھا کہ تو بتیاب کیا تھا اب تو مجھپر خنجر کلام چل گیا یہ تو مسلمان کا نام لیتی ہی خاورسیاہ تو حمزہ کا لقب ہی ارے یہ تو پوچھ کہ آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی یہ وہ قتال عالم تو نہین ہو جسکے واسطے ہزار عشاق بنگیا ہین سر شیر نوجوان مارے گئے اب جو وہیم نے کلام کیا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا کہا مین ہرگز زنجیر نہ کھولونگی بادشاہ مجھین خوشامد کرتا ہی کہ آپ اکیلے مکان مین ہین کچھ کنیزین بھیجدی جائین ملکہ نے کہا کنیزین میرے پاس آکے کیا کرینگی کسی سے خدمت لینے کی خواہش نہین جان بچانے کی کاہش نہین جو شاہ کے مزاج مین آئے وہ کرین مگر یہ امید دل سے نکال ڈالیے کہ مین آپ کے قبضے مین آؤن میرے اوپر سوا ایک شخص کے تمام دنیا کے مرد حرام ہین وہیم نے پوچھا وہ کون صاحب ہین کہ جو آپ پر حلال ہین ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا فرد آفتاب مشرق دین پروری ۞ شہسوار لال پوش خاوری ۞ یہ سنکر بادشاہ اور زیادہ جھلایا ناچار ہو کے پلٹ گیا تخت پر آکے بیٹھا حکم دیا شہر مین ڈھنڈورا پٹ جائے اشتہار چسپان ہون کہ جو کوئی عورت یا مرد اس عورت کو ہمسے راضی کر دے جو مانگے وہ دون اگر سلطنت کہے تو انکار نہ کرون ملکہ نے منھ پیٹ کے کہا او شخص کیا بیہودہ بکتا ہی خبردار اب کوئی کلام مہمل زبان پر نہ لانا جو تجھسے ہو سکے وہ کر ہمارے جو باطن مین تھا وہ ہمنے ظاہر کر دیا میان شہر مین ڈھنڈورا پٹا کچھ عورتین کٹنیان چلین اتفاقات قضا و قدر میان محمود نامے خواجہ سرا جسنے ملکہ کو گودیون مین پالا چند سے کچھ مفتاح کی خفگی ہو گئی نکلگیا کچھ تجارت کرنے لگا یہ بھی سرا مین اترا تھا غلامون نے خبر دی میان صاحب آپ نے سنا کوئی شاہزادی اسطرح شاہی مکان مین بند ہی وہ اپنے تک کسی کو آنے نہین دیتی بادشاہ سے ناراض ہی اپنے حسن و جمال پر بڑا اغماض ہی بات کا جواب تک نہین دیتی یہ سنکر میان محمود چلے کہتے ہوے کہ ہمتو شاہزادیون کے رازدار ہین بادشاہ سے اسی وقت چلکر سلطنت لیتے ہین یہ باتین سوچکر محمود خواجہ سرا پاس بادشاہ کے آیا پوچھا حضور وہ بیزار عورت کہان ہی ہم لوگ ہمیشہ شاہزادیون کے ہمراز رہتے ہین انکو ملتے ہی راضی کر دینگے آدمی کو ساتھ کر دیجیے مکان ہمکو دکھا دے ہماری بات کوئی نہ سنے ہم اپنے طریقے مین اُسکو سمجھا لینگے بادشاہ نے وہیم کو حکم دیا کہ مکان دکھا کے چلے آؤ وہیم عیار ساتھ آیا اُسنے آکے مکان دکھایا کہا سامنے دیکھو وہ مکان ہی دروازہ اُسنے بند کر لیا ہی کوئی کہا جائے وہ دروازہ نہین کھولتی محمود چلا قریب دروازے کے آیا درار سے جو جھانک کے دیکھا کہ ملکہ شیرین ادا صحنخانہ مین بال موے پریشان بلک رہی ہی پکار کے آواز دی ارے او ظالم دروازہ کھولدے مین ہون محمود خواجہ سرا تیری آہ و زاری نے مجھکو میان تک پہونچایا ملکہ نے جو آواز آشنا پائی ہم شکل

قریب دروازے کے آئی فرمایا محمود تمہارے ساتھ تو کوئی نہین ہی کہا ارے ظالم میرے
ساتھ کون ہوگا مین اکیلا مہمان آیا ہون تو مہمان کہان مجھے جب سے تیرے باپ نے
نکالدیا ملک بملک تجارت کرتا پھرتا ہون مہمان بھی سرا مین اترا تھا بادشاہ نے ڈھنڈھورا
پٹوایا مین بھی خبر سنکر آیا جب ملکہ کو اطمینان کامل ہوا کہ محمود اکیلا ہر طرح سمجھ لیا کہ تیرا کیا کر سکتا ہی
دروازہ کھولا محمود اندر آیا ملکہ کو اسنے برسون گودیون مین کھلایا ہی لپٹ کر ملکہ خوب روئین خواجہ
نے کہا ارے یہان تک تیرا آنا کیونکر ہوا ملکہ نے قاسم کا آنا شرط پوری کرنا راہ مین مفتاح
نکارو کنا سلیم عیار کا پیرا انا اس ملک مین آنا سلیم کا قید ہونا سب لفظا لفظا بیان کردیا محمود کے
ہوش اُڑ گئے جی مین کہتا ہی کہ بادشاہ تو میرا دشمن ہی وہان کاہے کو لیجاؤن جس بادشاہ کو نذر
دیدونگا یہ تو ایک لال ہے بہا ہی لاکھون روپئے ملینگے جو دیکھیگا بحال ہو جائیگا حسن کا اسکے
تمام عالم مین شہرہ ہی تمام عالم مین مشہور ہی کہ اسکے واسطے تین سو شاہزادون نے جان دی
ہزار عشاق کی بنا ہوا ہی تمام عالم مین مشہور ہی جو سن پائیگا کہ یہ وہی شیرین ادا ہی یہ وہی معشوق یکتا ہی
دولت دنیا سے نہال کردیگا دامن خواہش تیرا زر و جواہر سے بھر دیگا دل مین تو اس ظالم نے یہ سوچا
ظاہر مین کہا اے ملکۂ عالم مین تو آپ کے باپ کا نمکخوار ہون قاسم کے پاس تو نہ لیے چلونگا آپکے باپ
کے پاس پہونچا دونگا یہ ذمہ کرتا ہون کہ ہاتھ نہ لگا سکینگے پہلے سب کو بیان کرلونگا تب آپ کو ظاہر کرونگا
ملکہ نے کہا خیر تمکو اختیار ہی اسنے کہا کہ آج دن کو مین بادشاہ سے کہونگا کہ مین نے تھوڑا تھوڑا راضی کیا
ہی آج رات کو بالکل راضی کرلونگا دوسرے دن مین آپ کے پہلو مین بٹھا دونگا مین رات کو آؤنگا تم کو
نکال لیے چلونگا ملکہ سے بخوبی وعدہ کرکے دل رکھنے کو یہ بھی کہدیا کہ نہ گھبراؤ مین تمکو قاسم کے
پاس پہونچا دونگا ملکہ نے کہا اے محمود اگر ایسا کیا تو دولت دنیا سے تمکو بے نیاز کرادونگی خوب
باتین کرکے محمود چلا گیا پاس سلطان پیرپوش کے آیا عرض کی اے شہریار رہا کوب تو شاہزادی کے
راز دان ہین آپ کے کہنے مین فرق پڑا تھا جوان عورت مرد کے نام کی جویا ذرا راہ پر آئی ہی مین
کل تک لا کے آپکے پہلو مین بٹھا دونگا بادشاہ بہت خوش ہوا محمود کو خلعت دیا اسنے کہا
کہ یہ حکم ہو جائے کہ مین جسوقت جی چاہے جاؤن راہ گلی مین مجھکو کوئی روکے ٹوکے نہین بادشاہ
نے یہ بھی حکم دیدیا کہ محمود جسوقت چاہے جائے خبردار کوئی روکے ٹوکے نہین محمود آکے
سرا مین جتنا مال و اسباب تھا پا لدوا کے غلامون کو سوار کراکے روانہ کردیا صرف دو مرکب
رہنے دیے جب دن گذر چکا معشوق ماہ تابان نے انجمن انجم آراستہ کی اور زہرہ رقص کرنیلگی
صحبت عیش ونشاط گرم ہوئی دو پہر رات گئے محمود خواجہ سرا کو مرکب باد رفتار پہ تھا لیکر
دروازے پر ملکہ کے آیا ملکہ بھی منتظر تھین دیکھتے ہی دروازہ کھولدیا محمود نے کہا آئیے سوار
ہو جیے ملکہ پشت مرکب پر سوار ہوئین ایک گھوڑے پہ محمود سوار ہوا نقاب ملکہ نے اپنے
چہرے پہ ڈال لی ساتھ محمود خواجہ سرا کے قلعے سے نکلکر طرف صحرا کے روانہ ہوئین سلطان
رات بھر انتظار مین رہا نیند نہین آئی کبھی گھبرا کے اٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی کبھی چیخین مار مار کر روتا ہی **نظم**

کسی طرح گل رخسار یار دکھلادے	ترس رہی ہین یہ آنکھین بہار دکھلا دے	بلا دے صورت گوارہ آسمانون کو

اثر تو آہ دل بیقرار دکھلا دے
نظارۂ رخ روشن ہی زیست کی صورت
وہ گل جو حسن کی اپنے بہار دکھلا دے
نشانہ تیر ادا کا ہو آہوے صحرا
تجلی رخ انور جو یار دکھلا دے

پڑا رہوں ترے در پر بہ رنگ نقش قدم
پھر اپنی شکل مجھے ایکبار دکھلا دے
گروں زمین خاک پہ مثل کلیم غش کھا کر
وہ اپنی آنکھیں جو وقت شکار دکھلا دے

نہ امکان اگر کوئی یار دکھلا دے
نہ تڑپے پھر قفس تن میں میرا بلبل دل
جو شکل پردۂ انور سے یار دکھلا دے
غش آئے صورت موسی ابھی مجھے اے نور

یہ اشعار اس طرح سلطان نے بلک کر پڑھے کہ وہیم ہو نہ سمجھا تاہی کہ اے
شہریار آپ کیوں اسقدر گھبرا رہے ہیں آہوے وحشی کو رام کر رہا ہو کا جب گریبان صحرا اسکے
غم میں چاک ہوا گھبرا کے کہا اے وہیم اب تو میرا دم لبوں پر آیا ہی جا کے دیکھو تو کیا سبب کہ ہی وہیم
جو پہونچا جا کے دیکھا دروازہ مکان کا کھلا پڑا ہی کہ جو لوگ رہتے تھے اُنسے جو پوچھا اُنھوں
نے کہا کہ کچھ رات باقی تھی کہ وہ خواجہ سرا دو گھوڑے لیکر آیا ملکہ کو سوار کر کے لیگیا یہ خبر وحشت
اثر اگر عیار نے بادشاہ سے کہی یہ سنکر سلطان بیہوش گھبرا گیا کہا جلد ہمارا لشکر تیار ہو وہ نازنین
تو ہماری جان لے گئی سینے میں دل نہیں روح کو راحت نہیں قلب میں قوت نہیں بارہ ہزار
فوج کو تیار کر کے سلطان چلا شہر بھر میں ہنگامہ ہی سلیم قید خانے میں قید ہی مگر سماک ملیدانی
آوارۂ دشت ادبار زندان مصیبت میں گرفتار پھرتا پھراتا قریب قلعہ بر انبہ پہونچا فقیر بنا ہی شہر
میں آیا دیکھا جا بجا دو کاندار بازاری کچھ چرچے کر رہے ہیں سماک نے ایک شخص سے پوچھا
معلوم ہوا ایک عورت کو ایک عیار لایا اب اُسکو ایک خواجہ سرا نکالکر لیگیا بادشاہ اُسکی تلاش میں
گئے ہیں سماک چھپتا اور سوچا کہ یہ اُسی ظالم کا ذکر ہی مگر محمود خواجہ سرا جو ملکہ کو لیکر چلا تھا کہیں پر
جا کے صبح ہوئی ملکہ نے گھبرا کے پوچھا کیوں میاں اب مجھکو کہاں لیے چلتے ہو خواجہ سرا نے
کہا اے ملکۂ عالم قاسم بیچارہ کیا ہی اور مفتاح کی کیا حقیقت ہی تمھارے حسن عالم سوز کا چرچا اور
شہر ہفت اقلیم میں پہونچ چکا ہی جس بادشاہ کے یہاں لیچلو نگا مجھکو بھی نہال کر دیگا اور تمھیں
عہدۂ سلطنت ملیگا ملکہ کو یہ کلمہ بہت ناگوار ہوا کہ یہ بیچیگا مجھکو کسی کے ہاتھ فروخت کریگا اسنے تو
عجب بات سوچی ہی اگر مجھکو یہ منظور ہوتا تو سلطان بھی سلطنت دیتا تھا میں تو عاشق جمال
شاہزادۂ خاور سیاہ ہوں انھیں کی جستجو میں تباہ ہوں دیکھوں تقدیر کیا دکھائے دل سے
یہ باتیں کر کے خاموش ہو رہیں محمود کو کچھ جواب نہ دیا آنکھوں میں آنسو بھر آئے ضبط کر کے
رہگئیں ٹھنڈی سانسیں بھرنے لگیں کبھی فلک کو دیکھتی تھیں انتظار میں شاہزادۂ خاور سیاہ
کے یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے

نظم

وحشت وحشت میں یہ میری چشم تر پوشاک ہی
خواہش نظارہ کو ضعف بصر کا باک ہی
خوار ہی نکلا جو کوئی صحبت ہمجنس سے
فاش اخفا میں ہوا جاتا ہی اپنا راز عشق
سیکڑوں نخچیر آتے ہیں جلو میں خود بخود
کھینچتا ہوں جوش گریہ میں اگر میں آہ سرد

داغ سر پر پاؤں میں خار و بدن پر خاک ہی
رات دن آنکھوں کے آگے روبروے آشنا کہ ہی
جب تلک دریا سے قطرہ متصل ہی پاک ہی
زخم سے بہتر ہی ہنسنا دل اگر غمناک ہی
اے شکار افگن تجھے کیا حاجت فتراک ہی
ہنسکے کہتا ہی ہوا ابر سمات کی نمناک ہی

ختم ہو شیرین وہانی تجھپر اے شیرین دہن
بھاگتے ہین پاؤن مین چبھ چبھ کے پا کے اپنے خار بھی
پیرہن کی نوجوانی مین اُڑتی ہین دھجیان
ہو عیان جلوہ خدا کا ان بتان ہند مین
ہو رہا ہے اک جہان تیرا شکاری شہسوار
عشق اُسکی جامہ زیبی کا ہے کچھ سودا نہین
آگے افتادون کے عالی منزلت ہوتے ہین خاک
عالم بالا سے ہم پست پاتے ہین جو رزق
تیر سے آگے رنگ گلشن ہو گیا ایسا سفید
مو سے مژگان ہو گئے بالی مین رہنے سے سفید
گو نما ہے خاک کے پتلے ہین سب یکسان مگر
ہے یہی حسرت کہ ہو یہ خون اُڑ کے کوے یار مین
ہون سوار توسن معنی زمین شعر مین

نیشکر سے بھی فزون شیرین تری مسواک ہے
کیا مرا صحرا معاذ اللہ وحشت ناک ہے
جسم گل مین یہ مری اُتری ہوئی پوشاک ہے
سوجھے کیا زاہد تجھے آنکھون کے آگے ناک ہے
صید کیا صیاد بھی یان بستۂ فتراک ہے
مثل گل یان جیب بدست جنون صد چاک ہے
دیکھو ہر بانی کے نیچے گنبد افلاک ہے
اپنے آگے آسمان اک داربست تاک ہے
جیب ہر گل مثل جیب صبح صادق چاک ہے
انتہا رونے کی کچھ اے دیدۂ نمناک ہے
کوئی ہے اکسیر ان مین اور کوئی خاک ہے
بعد مردن خاک مین بھی مجھکو راحت خاک ہے
صید مضمون جو ہے ناسخ بستۂ فتراک ہے

اس رنج و غم مین ساتھ محمود کے چلی جاتی ہین کہ گذشت سے گرد اُڑی محمود نے گھبرا کے کہا ملکہ معلوم ہوتا ہے سلطان لشکر کو لیکر آ پہونچا اب دونون کا ساتھ رہنا مناسب نہین آپ داہنے بہ جائیے مین بائین بہ جاتا ہون ملکہ یہ سنتی ہی جس جانب اسنے نشان بتلایا تھا اُسی جانب روانہ ہوگئین ایک مقام پر چند نخل تھے ملکہ گھوڑے سے اتریں گھوڑے کی لجام اُتار کے مرکب کو واسطے چرنے کے چھوڑ دیا آپ نخلستان مین چھپکر بیٹھین محمود جو بھاگا تو ایک درخت پر چڑھ گیا گھبراہٹ مین گھوڑا زیر نخل ہی رہ گیا ملازمان سلطان بیہوش ڈھونڈھتے ہوے آ پہونچے گھوڑے کو دیکھکر بالاے نخل دیکھا پوچھا بتا تو نے ملکہ کو کیا کیا یہ کچھ اُلٹی پلٹی باتین کرنے لگا مگر ملازمان سلطان نے اسکو قتل کیا لاشہ یہین ڈالکے چلے گئے ملکہ گھڑی دو گھڑی کے بعد جو وہان سے نکلین اُسی مرکب پر سوار ہوئین ایک جانب چل نکلین دن بھر اُسی دشت مین پھرتے ہوے گذرا شب کو ایک نخل کے سایے مین بیٹھ رہین خیال مین گذرا ایسا نہو کہ شب کو کوئی شیر یا بھیڑیا آوے خدانخواستہ ہلاک کرے مرکب کو زیر نخل چھوڑا آپ نخل پر چڑھ گئین شب کو شیر آیا اُس مرکب کو شکار کیا ملکہ دیکھا کین ڈر ہوا کہ مین گر نہ پڑون کمر مین کمندین باندھ لین بوقت سحر لرزان و ترسان بیدل جی بیکل ایک جانب روانہ ہوئین پیدل چلنے کا کبھی اتفاق نہین ہوا خار صحرا پابوسی کرنے لگے آبلے پھوٹ گئے رو رہے تھے کہ ہمارے مالک پر کیا جفا گذر رہی کبھی ملکہ بیقرار ہو کر آہ کرتی ہین

نظم

ہو گیا آبلۂ دشت غربت ہر آنسو
جسم سے روح نکلتی ہے یہ نکلا آنسو
ایک اک قطرہ مین ہے قیس تصور سے مرے

یاد قد مین جو گرین ہین برابر آنسو
دست بیضا کا دکھانے لگا جوہر آنسو
آنکھون سے شوق رخ یار مین نکلے ہین سما کے
بن گئے سحر طلسمات کے گوہر آنسو

گر وہین پیدا ابھی ہنگامۂ محشر آنسو
باعث ضعف ہے فرقت مین مرا ہر آنسو
ہو گئے مری طرح جامے سے باہر آنسو
ہو گئے منہ جو ساقی کی رکا دیکھ کبھی

اڑ پڑے آنکھوں سے میری کئی ساغر آنسو
دل سے آنکھوں میں گئے آنکھوں سے دامن میں گرے
مردم چشم کی صورت ہے مرا گھر آنسو
روؤنگا فوج حسینی کے جو ماتم میں بغیر

یہ بھی آفت ہیں قیامت ہیں بلا ہیں صنما
اوج پر آ کے ابھی کھا گئے ٹھوکر آنسو
یہی رونا ہے تو نکلیگا لہو رگ رگ کا
ایک اک قطرہ پہ نکلینگے بہتر آنسو

کیا ہیں کچھ نوح کے طوفان سے کمتر آنسو
فرقت اک لڑکی کی ہے خون رلاتی مجھکو
چند روزوں میں کرینگے مجھے لاغر آنسو

روتے روتے ایک نخل کے نیچے بیٹھ گئیں چونکہ صحرا میں سناٹا ہی ہوا بند تھی گرمی کے جوش میں چادر سر سے ڈھلکی ہوئی پانی کی خواہش دل پر ہزار طرح کی کاہش سر جو اٹھا کر دیکھا دور سے بڑے بڑے درخت معلوم ہوئے ملکہ اٹھکر گرتی پڑتی اسی جانب چلیں جب قریب پہنچیں تو دیکھا تکیہ ہے لڑکھڑاتی ہوئی تکیے کے اوپر چڑھ آئیں دیکھا ایک فقیر نہایت کبیر سن یاد خدا میں سر جھکائے بیٹھا ہے ملکہ نے اس فقیر کو جا کر سلام کیا فقیر صورت زیبا دیکھکر دنگ ہو گیا ملکہ نے کہا بابا جی میں پیاسی ہوں درویش نے کہا بیٹا آؤ بیٹھو کیا معرکہ ہے ملکہ نے کہا شاہ صاحب میری ماں مر گئی باپ نے اور نکاح کیا وہ عورت میرے ساتھ بغض و حسد کرنے لگی میں پریشان ہو کر نکل آئی کئی روز سے تباہ ہوں فقیر نے بیٹی کہکر اپنے پاس بٹھا لیا ملکہ تو اس فقیر کے پاس رہنے لگیں بہت لطف سے یہ تو آتا ہے سماک ملیداقی پھرتے پھرتے اسی شہر کے دروازے پر فقیر بنا ہوا آ کے بیٹھا سلطان پریوش چوتھے دن ڈھونڈھکر پلٹ آیا سماک نے دریافت کیا سماک کو معلوم ہوا کہ خواجہ سرا مارا گیا ملکہ کا پتہ نہیں ملا سماک روتا پیٹتا ملتا کہ اب جا کر آقا کی تو کیفیت دیکھوں کہ اُن پر کیا گذری یہاں قاسم پہ گذری کہ جب قاسم نے سنا کہ ملکہ کو کوئی لیگیا قاسم گھبرا کر بارگاہ سے نکلے کہا مرکب میرا لاؤ ابھی جا کر اسکی بارگاہ میں دریائے خون بہا دونگا بدیع الزمان نے جو یہ سنا اور آ کر دیکھا قاسم آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے کھڑا ہے قبضۂ شمشیر پہ ہاتھ جملہ سردار آ کر جمع ہو گئے فضل سے یہ فرما رہے ہیں کہ بھئی تمنے خوب حفاظت کی برادر بھی ہاتھ باندھے کھڑا ہے بدیع الزمان نے آ کر گلے سے لگا لیا فرمایا کہ بابا دریافت تو کرو اگر وہ پاس مفتاح زرین کمر کے پہونچی تو ابھی چلکر آفت برپا کر دیں کیا مجال کہ وہ ملکہ کو دیکھ سکے کہ امیہ بن عمرو اسی وقت پلٹ گئے آبادیاں کیا اور شہر یار وہاں جانا سراسر بیکار ہے وہ خود عیار کے انتظار میں ہے عیار اسکا ملکہ کو لیکر وہاں نہیں گیا میں نے خوب خبریں دریافت کیں ملکہ کا نشان وہاں نہیں ملتا بدیع الزمان نے قاسم کو روکا کہا مفتاح مجھسے بھی مقابلہ کرنے کو تھا میں اسکو جا کر لڑونگا فرمایا کہ بھئی وہ میدان میں آئیگا سنا تو تمنے میرے عیار کی زبانی کہ وہ اپنے عیار کے انتظار میں بیٹھا ہے دو دن قاسم کو اسی طرح حیلے حوالوں میں روکا مگر قاسم کی بیقراری بڑھتی جاتی ہے راتوں کو جب تنہا بیٹھتے ہیں پڑھتے ہیں ہائے سماک پر کیا گذری ہائے سماک ابھی تک پلٹ کے نہ آیا اپنی تو اب یہ کیفیت ہے نظم

ایسے بیرحم پہ کیا خاک دل اپنا آئے
سخت گوئی پہ تری کیوں نہ اچنبا آئے
دید بھوؤں میں جو سوا تیر سے کسیکو چھوئے
شرم کی بات ہے کس طرح نہ غصا آئے

مر بھی جائیں تو اٹھانیکو نہ لاشا آئے
صورت غنچہ شگفتہ ہو دل ناشگفتہ
لال ہو جائے زبان لب پہ جو شکوا آئے
درد دل کہتا ہوں اُنسے تو وہ ہنس دیتے ہیں

آشنا کان نہیں گالیوں کے سننے کے
سیر گلشن کو اگر وہ گل رعنا آئے
وصل کے نام سے ہے تیوری چڑھ جاتی ہے
اپنی قسمت پہ نہ کیونکر مجھے رونا آئے

لوٹ لون اور بہار گل بیجار کا لطف
جان بچ جائے اگر یار کا نام آئے
گور کی شکل سے تا بیک شب فرقت ہی نظر آئے
کوئی چیونٹی بھی اگر زیر کف پا آئے
مرض عشق نہین ہی مرض الموت ہی یہ
ہنچ اُٹھانے کے لیے جانب دنیا آئے

کیا تکلف ہو جو عارض پہ نہ سہرا آئے
رقص بسمل کا جو غل کا نہین ہو جائے اُٹھکے
چاندنی چھٹکے جو وہ چاند کا ٹکڑا آئے
لب مرنے کے بھی احسان کیا یار دن نے
کیون مداوے کو مرے حضرت عیسیٰ آئے
تو رہے بعد فنا حق سے یہ دعا ہی میری

اشتیاق خط دلبر سے ہر دم ہو بھنور آئے
آپ مقتل مین وہ خود مہر تماشائی آئے
ہم وہ منصف ہین کہ خود قطع کرین یا جزام
میری میت کے اُٹھانے کو احبا آئے
ہم جو تھے ملک عدم مین تو بڑی حسرت تھی
قبر مین مجکو نظر یار کا جلوا آئے

تیسرے دن صبح کو رو کے قاسم اُٹھے ہین فرما رہے ہین کہ عم نامدار منع کرتے ہین ورنہ اب تک مین نے اس بیجا سے فیصلہ کر لیا ہوتا سردار گرد جمع ہین سب سمجھا رہے ہین کہ اے شہریار آپ کے بزرگ ہین اُنکے خلاف کرنا مناسب نہین قاسم فرماتے ہین مین اب نہ مانونگا اُسنے عیار کو بھی چھپا رکھا جب میرے اُسکے مقابلہ پڑیگا سب حال کھلجائیگا قارن سے جھڑک کر فرمایا ہمارا مرکب لا دو قارن گھبرا گیا مرکب تیار کرکے لایا چاہتے ہین قاسم کہ سوار ہون کہ بدیع الزمان نے اُنکے ہاتھ پکڑ لیا فرمایا اے فرزند دربار مین مفتاح کے اسکا ذکر ابھی نہین اُس سے مقابلہ پڑیگا تم تامل کرو ہم ابھی جاتے ہین یا اُسکا سر لاتے یا اپنی جان دیتے ہین قاسم نے تیوری پر بل ڈالکر کہا آپ نے کیے چھپا رکھی ہین کی لی آپ کنارے بیٹھیے ہم سمجھ لینگے بدیع الزمان نے فرمایا ہمکو اکیلا نہ جانے دینگے قاسم کتنے ہین مین کسی کی نہ مانونگا یہ ذکر تھا قاسم چاہتے ہین کہ مین گھوڑے پر سوار ہون اور میدان مفتاح کی گردن لون کہ صحرا سے گرد اُڑی سب اُسنے دیکھا سمک عیار ابتری سامنے سے پیدا ہوا مگر چہرہ اُترا ہوا اُداس پریشان بدیع الزمان نے کہا لو سمک بھی آگیا قاسم نے پکار کر آواز دی قربان ای پیک راستان خبر یار مابگو + احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو + سمک روتا ہوا قریب آیا عرض کی اے شہریار سب پتے غلام نے لگائے مگر ملکہ عالم کا پتہ نہین ملا تمام عالم چھان ڈالا وہ عیار ملکہ کو لیکر اپنے آقا کے پاس نہ گیا طرف صحرا کے روانہ ہوا قلعہ بیرانیہ مین جا کر قید ہوا ملکہ کو ایک خواجہ سرا لیکر نکلگیا بادشاہ وہان کا تلاش مین گیا نئی بات ہوئی اُس خواجہ سرا کو مار اسیر لائے مگر ملکہ کو نہ پایا یہ سب دریافت کرکے غلام آپ کا واپس ہوا حضور تامل فرمائین غلام کو رخصت کرین خدا چاہیگا تو اُس ہمارے اوج حسن وجمال کو لیکر آؤنگا قاسم نے کہا اب تم کہان جاؤگے جو اوسکی تقدیر مین ہی وہ ضرور ہوگی مگر قلعہ بیرانیہ مین بھی اسشکل آبرو بچی کہا اے شہریار ملکہ ثابت قدم گو سے تحت ہین صاحب محبت ولیاقت ہین سوا سے حضور کے وہ اور کسی کو قبول نہ کرینگی قاسم نے ہچکی لی اور چپکے سے کہا وہ کفتی کیر کمر اہی سنیگا تو مضحکہ کریگا شب کو تم سے باتین کرینگے ہرکارے مفتاح زرین کمر کے جو تمام جاسوسی حاضر تھے اُنھون نے بھی یہ خبر مفصل دریافت کی طرف مفتاح کے چلے مفتاح زرین کمر بھی نہایت پریشان ہی اپنے رازدارون سے کہتا ہی بار و مجکو بڑی مشکل ہی نہ روے رفتن نہ راہ ماندن کیا دل کی کیفیت کہون اگر مقابلہ کرون سمجھ گیا ہون کہ وہ جوان زبردست ہی نہ مقابلہ کرون تو بنتا نہین مصاحبون سے یہ باتین کر رہا تھا کہ ہرکارے آکر پہونچے

ہرکارون نے سب کیفیت بیان کی کہ اے شہریار یہ کیا معرکہ گذرا آپ کے عیار نے بڑی نمک حرامی کی
خود عاشق ہوکر ملکہ کو لے بھاگا اب قلعۂ بہرانیہ مین قید ہی مفتاح نے کہا اگر مجھسے موافق ہوتا
تو سلطان ہر پوش کی کیا حقیقت تھی کہ ہیرے عیار کو قید کر سکتے مگر وہ ملعون اسی لایق تھا
شب کو اسنے ایک صحبت جمع کی وزیران سلطنت و مشیران اہمیت جمع ہوے چراغ عقل
سب کے روشن ہوے مفتاح نے کہا یارو اگر تم سب کی خوشی ہو تو لشکر میرا بہت ہی اور
دشمن کا لشکر بہت کم ہی ہر چند کہ بہران بھی شریک ہوگیا ہی مگر وہ کیا کر سکتا ہی بدیع الزمان و
قاسم نہ ہون مین سب کو جواب دے سکتا ہون اگر تم سب صاحبون کی صلاح ہو تو آج رات کو
شبخون مارکر ان تاریکی شب مین سب کو مار لونگا جان بچانا سب کو دشوار ہوگا سب نے کہا حضور
بات تو بہت اچھی ہی بیشک فوج آپ کی غالب آئیگی اگر آپ کے لوگ دلدہی کرکے غل ہی
مچائین تو مسلمانون کے کلیجے پھٹ جائین چنگی چنگی خاک ڈالین تو سب مسلمان دب جائین
مفتاح نے کہا سب افسرون کو حکم دیدو کہ فوج تیار رہے جالب تو سب بیشک رہے ہین
دو دو سو چار چار سو طرف صحرا کے چلے جائین جب ہمکو ضرورت ہوگی اپنے ساتھ بلا لینگے
اسی وقت سے لشکر مین کھلبلی پڑگئی لشکر اسکا فرداً فرداً طرف صحرا کے جانے لگا خود بھی جاگ رہا
قاسم کو ہرکارون نے خبر دی کہ آج لشکر کفار مین کچھ سرگوشی ہوئی ہی چیلے سے لشکر کے سوار و
پیدل طرف صحرا کے چلے جاتے ہین امیہ نے کہا حضور ہم سمجھ گئے وہ شبخون آئینگے قاسم نے
کہا آج ہم خود ملا یہ دینگے ہر چند کہ ہم جانتے ہین کہ وہ شبخون آئینگے تو روکا جائیگا انشاءاللہ ہی بلے
تلوار چلیگی لشکر مین نہ آنے پائینگے فضل و قارن نے عرض کی غلامان جانباز واسطے کد و کاوش
کے موجود ہین آپ کیون تکلیف فرمائین بدیع الزمان نے بھی کہا اے فرزند تم کیون تکلف
کرو حقیقت مین فضل و قارن جہاندیدہ کار آزمودہ ہین بہت لطف سے ملا یا دینگے امیہ
بیرون لشکر انتظام کریگا اندر لشکر کا انتظام فضل و قارن کرینگے آخر قاسم نے قبول کیا
فضل و قارن و سہراب و میلاد و بہران کے یہ پانچون سردار مسلح ہوکر پشت ہاے مرکب پر
سوار ہوے بدیع الزمان نے فضل سے کہدیا کہ جسوقت وہ ملعون شبخون لیکر آئے ہمکو
ضرور جگا لینا فضل و قارن نے عرض کی انشاءاللہ ایسا ہی ہوگا سمک و امیہ نے آگے
بازار بزازان و بازار صرافان بند کرایا تاجرون کی دوکانون کا انتظام کرلیا کہا آپ لوگ
آج سویرے سے دوکانین بڑھاوین دوکاندار دوکانین بڑھا بڑھا کے چلے گئے امیہ و
سمک پھر رہے ہین مگر مفتاح زرین کمر دو پہر رات گئے سوار ہوا چار لاکھ فوج از مشرق تا بہ
مغرب از جنوب تا بہ شمال آدمی ہی آدمی معلوم ہوتے تھے مفتاح نے چار غول کیے ایک
غول پر خود دوسرے غول پر عیوق سردار تیسرے غول پر مہزاد زنگی چوتھے غول کا سردار
صنوبر صف شکن تین غول تین طرف روانہ کیے اپنا غول لیکر طرف لشکر اسلام کے چلا یہان
قاسم و سہرام اپنے ساتھ والون سے کہتے ہین معلوم ہوتا ہی مفتاح شبخون نہ آئیگا رات بھائی صاحب
کی غلطی ہی ہر مگر یہان امیہ نے دیکھا کہ صحرا سے روشنی پیدا ہوئی بڑھ کے فضل کو خبر دی

فضل وقارن وسہراب ومیلاد وبہران گھوڑون کو چمکا چمکا کے آگے بڑھے دیکھا خود مفتاح گینڈے پر سوار لاکھو سوار وپیدل پشت پر ان پانچون جوانون نے نعرے کیے کون ہی جو اسطرف آتا ہی مفتاح نے نعرہ کرکے گینڈا بڑھا دیا یہ پانچون جوان بھی جا پڑے مفتاح نے پہلوانون کو وفوج کو اشارہ کیا یہ جوان دل فوج مین در آئے لڑائی ہونے لگی ابھی اس غول کو نہ ہٹا سکے تھے کہ دوسرا غول آ کر گرا پانچون سردار زخمی ہوے چوتھا ہین رن مچتا ہین روشن ہوگئین امیہ نے جو یہ ہنگامہ دیکھا بھاگا بارگاہ بدیع الزمان مین آیا قدمون پہ ہاتھ رکھکر جگایا بدیع الزمان نے آنکھ کھولی پوچھا خیر تو ہی امیہ نے عرض کی حضور مفتاح زرین کمر شبخون آگیا فضل وغیرہ زخمی ہوے مگر انھون نے روکا فوج بیحساب ہی بدیع الزمان گھبرا کر اٹھے فرمایا انشاء اللہ ابھی چلکر روکتے ہین یہ کہکر اٹھے گھوڑے پر سوار ہوکے نکلے گھوڑے کو دوڑا کر سامنے فوج مفتاح کے پہونچے نعرہ کیا

نعرہ بدیع الزمان	بدیع الزمانم کہ در روز کین	توانم کشم آسمان بر زمین	زتیغم کسی ملک اسلام شد
کہ سر فتنہ را ختم نامہ شد	نعرہ کرکے فوج ہزیمت موج پہ جا پڑے سماک نے جو دیکھا کہ		

بدیع الزمان جا پڑے دریاے فوج مین غوطہ مارا یہ بھی بھاگا کہ جاکر شاہزادہ قاسم کو کو پیدا کرون یہان قاسم خود بیقرار ہین تصویر ملکہ شیرین ادا آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی دل سے تمہین کر رہے ہین ای قاسم افسوس تمہین معلوم اس حور طلعت پر کیا گذر رہی دشت نوردی کا عذاب اٹھاتے ہجر کی راتین ہمسے کاٹ ہے گو کہ تنگی عشق مین اصل ہی ہے النظم

وہ دل اللہ نہ کبھی وصل یار مین دیکھا
تو شکل ہی نہین رکھتا ہی باغ عالم مین
اثر نہ خاک بھی صورت ہزار مین دیکھا
گمان تھا غنچہ خورشید کا زمانے کو
یہ داغ تازہ عروج بہار مین دیکھا
تڑپ گئے مرے نالے وہ ہجر مین سنکر
کوئی گھر نہ وہ شاہوار مین دیکھا
خزان نے وہم مین فضا چمن کو کو
اٹھا ہوا سے سیر دن غبار مین دیکھا
زہے کرم نہ خدا نے حساب تنگ دیکھا
یہ لطف صنعت پروردگار مین دیکھا
سفید بال ہوے موسم جوانی مین
جمال مہر امانت مزار مین دیکھا

کسی مین نام کو بوے وفا نہین باقی
ترا نظیر نہ اے گل ہزار مین دیکھا
شگفتہ ہوگئے گل صورت دل نوشاد
فروغ رنگ حنا دست یار مین دیکھا
جھکائے سر کو وہ بیٹھے رہے ناسف سے
اثر یہ آہ دل بیقرار مین دیکھا
نہ زلف یار کی بو باس ایک تن پائی
نسیم صبح کا عالم بہار مین دیکھا
صفاے حسن جھکا چوند کا ہوا باعث
جو مضطرب مجھے روز شمار مین دیکھا
براے فاتحہ آیا جو وہ حسین شب کو
خزان کا رنگ شروع بہار مین دیکھا

مزا جو ہمنے شب انتظار مین دیکھا
ہر ایک گل چمن روزگار مین دیکھا
کبھی مسیحا نہ ناتوان پہ دل کسی گل کا
یہ لطف ہمنے عروس بہار مین دیکھا
نہ آیا سیر چمن کو وہ غیرت لالہ
مجھے جو کشمکش احتضار مین دیکھا
تمھارے گیسو ہزار وندان آئے حسین بڑھکر
ہر ایک سو نکہ کے نافہ تتار مین دیکھا
ہوا نہ شیشہ دل صاف گر کلفت سے
جو منھ کو آئینہ روے یار مین دیکھا
مین رنگ تاک کے باغ جہان مین گل بوتے
فروغ مہر چراغ مزار مین دیکھا
نصیب بعد فنا نور ہوگئے یاور

سماک نے بڑھکر عرض کی ای شہریار مفتاح زرین کمر شبخون آگیا اور کل فوج لیکر آیا ہی شاہزادہ بدیع الزمان جا پڑے فضل وقارن وسہراب ومیلاد وبہران زخمی ہوے مگر آپ کے ملازم بھی جانبازی کر رہے ہین آپ کے آنے ایک

ملازم نے دس دس کا فرمارے قاسم گھبرا گیا ہے مگر آنسو پونچھتے ہوے سمک نے کہا ای
شہریار آپ استغفہ بقرار ہون غلام تلاش کر کے ملکۂ عالم کو لائیگا قاسم باہر نکلے دیکھا تو چارون
غولون نے آکر چارون طرف سے لشکر کو گھیر لیا اہل اسلام بھی جمے ہوے تن رہے ہین ایک
ایک جانباز سرفروش بادۂ جرأت کا جوش دو ہزار آدمی فضل و قارن و سہراب و میلاد و دبیران
کو گھیرے ہوے ہین ایک ایک جوان نے چار چار زخم کھائے ہین لڑنے پر آمادہ ہین چاہتے ہین
قدم نہ ہٹائین لڑ بھڑ کر مر جائین ایک غول مین بدیع الزمان مصروف جنگ ہین لاش پر لاش گرا دی
جب مار الوک کر افسر ہی کو مارا اگر پیادہ یا سوار سامنے آگیا منھ پھیر لیا اگر اُسنے تیر یا نیزہ مارا زخم کھایا
مگر جواب نہ دیا قاسم نے کہا ای سمک آج تو کشتی گیر بڑی جرأت دکھا رہا ہے یہ کہکر نعرہ کیا نعرہ

شاہزادہ قاسم
ہمہ باخنجر شد بزیر نگین

ملک قاسم آن شاہ خاور پناہ | ز نم تیغ برابر و نیزہ بلا | از آب دم تیغ شمشیر زن

نعرہ کر کے جا پڑے لاکھ سوار و پیدل پر قاسم جا لگے گرے جسکا افسر
مہزاد زنگی ہے مہزاد نے چاہا بڑھکر روکون قاسم نے آواز دی ہٹ وہ قوی تن قوی من کب
مانتا ہے تبر مارتے ہین تھا مہر بہ قاسم کے مارا قاسم نے تلوار سے تبر کو کاٹا تبر کاٹ کے خبردار خبردار
لکہ ہاتھ مارا مہزاد نے مہر چہرے کی پناہ کیا تیغ بزمتاب ابر سپر سے کب رکتا ہے ابر سپر کے ٹکڑے
اُڑا دیے ابر سپر کو پراگندہ کر کے تیغ بزمتاب نے زمین کو بوسہ دیا مہزاد زنگی کے دو ٹکڑے
ہوے اس غول والون کے رنگ کٹ گئے قاسم مہزاد کو مار کر آفتاب مثال ابر فوج مین درآئے
برق شمشیر چمکی الامان الامان کی صدائین بلند ہوئین مگر قاسم کے ہوش درست نہین تصویر ملکہ
شیرین ادا کی آنکھون کے سامنے پھر رہی ہے لاکھ سوار و پیدل سے جنگ ہے مگر تیور پریشان ہے پہا
نہین جس پلٹن پر جا گرے ڈگ کر گئی ان کو مارا رسالے پر پہونچے رسالدار کو مارا فوج کا ستھراؤ
کر دیا ایک سمت فضل بن گیا ہو رخون آشام و قارن بلند کمان و سہراب گرد و میلاد و قزاق
و دبیران فیل پیکر یہ چھیون شیر جانبازی کر رہے ہین انتہا کے زخمدار ہین مگر آمادۂ حرب و پیکار ہین
پلک نہین جھپکتی جسنے ٹوکا اُسی پر جا پڑے مگر قاسم لڑتے ہوے جاتے ہین اُدھر بدیع الزمان
نے نعرۂ قاسم جو سنا پلٹ کر دیکھا پشت و پہلو سے ہوشیار سب کو جواب دیتا ہوا چلا آتا ہے خوش
ہو گئے فضل جو لڑتا ہوا قریب آیا فرمایا دیکھو ای فضل فضل خدا شریک ہے کس رنگ سے قاسم
جنگ کر رہا ہے فضل نے کہا حضور ایسا ہی شیر ہے مگر بدیع الزمان جرأت قاسم دیکھکر پشت مرکب
پر سنبھلے تیغ خونچکان کو چمکایا علمدار فوج کو تاک کر لڑتے بڑھتے طرف علمدار لپک کے چلے اون
جسنے ٹوکا اُسکو مارا قاسم کی جو نگاہ پڑی کہ بدیع الزمان طرف علمدار کے جاتے ہین بیقرار ہو گیا
جی مین کہتا ہے کہ ای قاسم ہی کشتی گیر نے اُونچ کی لی للکار کر آواز دی او کشتی گیر طرف علمدار کے
نہ جانا ورنہ آج تیری قلعی آجائیگی بدیع الزمان کب سنتے ہین اتنا تو پلٹ کے جواب دیا
کہ او خاور ہی تو ہمیشہ پیروی کریگا مگر کبھی کچھ نہ سکیگا دیکھ شیر یون جاتے ہین کہکے مرکب کو
اُڑایا گھوڑا باد رفتار پایا شہسوار گھوڑا طرارے بھرنے لگا صفین کی صفین پامال کر دین ہر مقام
پر افسرون کی لاشین گرا دین جسنے ٹوکا اُسکی اجل آئی قاسم نے جو دیکھا کہ بدیع الزمان

قلب فوج مین جا کر شمشیر زنی کرنے لگے چاہتے ہین جان پر کھیلکر علم فوج قلم کرون علمدار علم کو جلوہ دیتا ہوا آتا ہی کہ نعرہ شیر کی صدا کانمین آئی خبردار او ملعون کتان جاتا ہی نشان کو اگر وہش نہ دیتا یہی نشان جنگ ہی علمدار نے ہاتھی بڑھایا پانچ سو سوار گرد شمشیر زنی کرتے ہوے بڑھے قاسم تلاش کرتے ہوے جاتے تھے کہ قریب مفتاح کے پہونچون کہ پلٹ کے دیکھا بدیع الزمان اپر فوج کا یورش ہی دل بیقرار ہو گیا وہین سے نعرہ کیا کہ عمر نامدار نہ گھبرائیے گا مین آ پہونچا طرف سے مفتاح کے منہ پھیرا بدیع الزمان پر پانچ سو پہلوانون کا ہجوم ہی اس جوان کو پکڑلو یہی دھوم ہی قاسم بھی اُسی غول پر جا کے گرے پہلوان طرف قاسم کے متوجہ ہوے بدیع الزمان نے صفون کو درہم و برہم کر کے صف علمدار لشکر پہ جا پڑے اکیس جوان اُس مقام پر مارے گئے سرداران بدیع الزمان بھی آ کر اُس مقام پر خوب لڑے بدیع الزمان نے جو اتنی مہلت پائی قریب علمدار کے پہونچے کئی پہلوانون کو مار کے علمدار پہ جا پڑے علمدار کے ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے رنگ کر ہاتھ جو تلوار کا اُٹھایا برق شمشیر جو چمکی الامان الامان کا کفار مین غل ہوا چراغ عقل سیہ بختان گل ہوا قاسم نے جو دیکھا کہ بدیع الزمان جا کر علمدار سے بھڑ پڑے بیقرار ہو گئے سمجھے کہ اگر اس کشتی گیر نے علمدار کو مارا یا علم فوج قلم کیا ناز کریگا کہ ہمنے لڑائی کو فتح کیا گھوڑے کو کوڑا مارا کہ گھوڑا طرارہ بھر کے چلا کئی زخم بھی کھائے مگر کسی کے رو کے سے نہ رُکے بدیع الزمان کا جو ہاتھ پڑا علم و علمدار کے دو ٹکڑے ہونے کو تھے تا بہ جگرگاہ تلوار کاٹ چلی تھی کہ قاسم نے آ کر کمرگاہ پہ ہاتھ مار دیا بدیع الزمان نے پلٹ کے کہا کہ مرد کشتی تمہاری خو گئی قاسم نے کہا مین نے تمہاری جان بچائی ورنہ اُسنے خنجر نکالا تھا کوکھ پہ مارتا شکم چاک قصہ پاک ہوتا مین نے آ کہ ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے چچا جان آپ بڑے احسان فراموش ہین ہمنے تو جان بچائی تمنے کیا خوب انعام دیا ہر چند کہ بدیع الزمان غصے مین تھے مگر ہنس پڑے فرمایا بڑے مکار ہو ہر وقت یہی فکر رہتی ہی قاسم نے کہا بس زبان روکیے ورنہ ایک ہاتھ مارونگا کہ دو ٹکڑے ہونگے سہراب گرد تو اس راز سے آگاہ نہین ہی قریب آ کرا سنے کہا ای شہریار بس زیادہ بزرگون سے زبان نہ لڑائیے مفتاح نے جو اتنی مہلت پائی اپنے کو مردہ سمجھے ہوے تھا کہ ان لوگون کے ہاتھون سے کیونکر زندہ بچونگا ایک طرف گھوڑا ڈالدیا بھاگ نکلا علم فوج گر چکا کل فوج بھاگی دن ہو چکا تھا جب سہراب نے قاسم کو یہ کہا کہ زبان نہ لڑائیے قاسم نے ایک ہاتھ مارا شانہ سہراب کا جھول پڑا چاہا سر کاٹ لون بدیع الزمان کو بہت غصہ آیا قبضے پہ ہاتھ ڈالا کہا او قاسم تیری شوخی نہین جاتی قاسم نے ہاتھ تلوار کا بدیع الزمان پر بھی مارا بدیع الزمان اگر نہ روکین تو دو ٹکڑے ہون قاسم و بدیع الزمان سے تلوار چل رہی ہی اس زور و شور سے تلوار چل رہی ہی کہ سب کو یقین ہی کہ دونون مین سے ایک قتل ہو جائے جب تلوار بدیع الزمان کی چلی معلوم ہوا سر قاسم کا اڑ گیا مگر دیکھا کہ قاسم نے بہ تکلف وار کو رد کیا جب قاسم نے وار کیا تو بدیع الزمان نے وار کو گانٹھا آپس مین بڑے زور و شور سے تلوار چل رہی ہی بڑے بڑے سردار کہتے ہین کہ یار و شہر و کسی کا قدم نہین رکتا لاکھ سردار غل مچاتے ہین بھاگنے والے بھاگے جاتے ہین

اور عرصہ ہوا مفتاح بہت دور نکل گیا کچھ سوار و پیدل اسکے ساتھ مین بھی پہونچے کچھ اب بھاگے
جاتے ہین مگر بڑھکر سب نے دیکھا کہ فوج مفتاح کی دور نکل گئی ہر ان شیر دلون کے آپسمین اُنہون
نے اُنکو مہلت دی کہ وہ چل نکلے اور میدان لڑتے لڑتے ایک مقام پر بدیع الزمان نے
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا قاسم نے گریبان مین ہاتھ ڈالا دونون لپٹے ہوئے زمین پر آئے کشتی
ہونے لگی اب فضل و قادر کو بڑا تردد ہی کہ ان دونون کو کون جدا کرے کسی مقام پر کوئی
کمی نہین کرتا وہ شیر بیشۂ صاحبقران یہ ماہ آسمان رستم نوجوان ہنگامہ گرم ہی دیکھنے والے
کانپ رہے ہین خراش ناخن دونون کے جسم پر بنے ہوئے زرہین ٹکڑے ٹکڑے عجب نوبت
بہم پہونچی۔ اُستادان سخنور نے بیان کیا ہی کہ تمام دن اسی ہنگامے مین گذرا جب دن قلیل
باقی رہا بدیع الزمان نے ایک دو زیادتیان کین قاسم نے جھلا کر خنجر پر ہاتھ ڈالا کہا یہ
خنجر کہ مارون خنجر آہنین تیری ڈھیر ہو جائین بدیع الزمان نے بھی قرولی کھینچی یہ جو سردارون نے
دیکھا بیٹھنے لگے کہ جسکا وار چلجائیگا زندہ کیونکر بچیگا۔ ہر کسکی مجال ہی کہ بیچ مین آسکے الگ سے
جو کچھ عرض کرتے ہین کون سنتا ہی یہی قول ہی بابو کیا کرے ہوا ای شاہزادگان والا قدر
ہم لوگون پر رحم کرو اُسکا یہ جواب دیتے ہین کہ تم لوگ جاؤ ہمارے مقدمے مین دخل ندو
اب جہالت کی بھی باتین ہونے لگین قاسم نے کہا چھوکرے کو منع کر دینا کبھی دنگل رستم
کا نام زبان پہ نہ لائے بدیع الزمان نے کہا اُس کرپاس فروش بازاری سے کہنا کہ اگر کبھی
نام دنگل رستم زبان سے لیا تو زبان کاٹ ڈالونگا قاسم نے کہا کلمۂ حق زبان پہ جاری ہی
نام اُسکا دنگل رستم ہی وہ میرے قبلہ و کعبہ کا لقب ہی بدیع الزمان نے کہا تجھ خاوروالون کا
نام لو رستم تو ہمارے بھائی کا نام ہی کوئی اپنے خاوروالون کا نام لو کیسی کا ایسا لقب ہوا
کہ اُسکا نام لیا جاتا رستم نام تو ہمارے برادر جان برابر کا ہی سر فتنۂ ملک فرنگستان علمشاہ نوجوان
ہم فخر کرین تم کون ہو فخر کرنے والے اب سردار دعائین مانگ رہے ہین آپسمین چھری خنجر
چلا چاہتا ہی دیکھین تقدیر کیا دکھائے قاسم نے چاہا کہ خنجر کھینچکر جا پڑون بدیع الزمان بھی
قرولی لیے کھڑے ہین کہ اگر یہ خنجر مارے تو قرولی چلے کہ صحرا سے کڑاکے کی سم مرکب کے
صدا آئی سب نے دیکھا نقابدار زرین پوش بصد جوش و خروش اس جلدی مین اُنکے بیچ مین
کود پڑے بائین ہاتھ سے قاسم کا ہاتھ پکڑا اپنا ہاتھ سینے پر بدیع الزمان کے اور کہا ای
شیران دشت نبرد ای غازیان فرد آج تمہارا ہمسر دنیا مین کون ہی آپسمین لڑنا کیسا اس زور سے
کلائی پر قاسم کے ہاتھ نقابدار کا پڑا کہ قاسم حیران حیران جمال نقابدار دیکھنے لگے کہ حقیقت
مین یہ تو پنجۂ فولادی ہی بدیع الزمان نے بھی چاہا کہ ریل کر بڑھون ہاتھ نقابدار کا خم نہوا سراپا سے
نقابدار کو بحیرت دیکھنے لگے جی مین کہتے تھے کہ یہ تو شوکت قبلہ و کعبہ مین دیکھی تھی کہ جب کبھی ہم
لوگون کے بیچ مین آگئے ایساہی اتفاق ہوا فرمایا ای شاہزادہ بدیع الزمان تم قاسم کے چچا
ہو تمہین اسقدر جہالت لازم نہین بدیع الزمان نے کہا اسکو دریافت کر لیجیے کہ مین ہمیشہ طرح
دیتا ہون قاسم نے زور کیا کہ ہاتھ چھڑالون جب ہاتھ نہ چھوٹا تو آنکھون سے آنسو ٹپکنے لگے کہا ای

نقابدار سہا در طلسم فوج میں نے ظلم کیا یہ مردہ کشی کرتے ہیں نقابدار قاسم کا ہاتھ پکڑے رہے بدیع الزمان سے کہا کہ اپنے سرداروں کو تو ساتھ لیجیے آپ کے اہالیان لشکر آپ کو یاد کر رہے ہیں ساحر و غیر ساحر سب فریاد کر رہے ہیں آپ اپنے کو جلد پہونچائیے اور قاسم سے ہنس ہنس کر باتیں کرنا شروع کیں کہا اے شیر بیشۂ رستم تمھارا زور و طاقت میں کون عدیل و نظیر ہے جس غم میں پریشان ہوا اب اُسکی فکر کر وان زوائدات کا خیال نہو جب بدیع الزمان دو تین کوس نکل گئے تب نقابدار نے کہا یہ مال و خزانہ جو کافرون کا موجود ہے اسکو قبضے میں کیجیے سپاہی جولڑے ہیں حقیقت میں انھوں نے کیا کار نمایان کیے ہیں مفتاح کا بھی تعقب کرنا ہے کہکر پشت مرکب پر نقابدار سوار ہوا طرف صحرا کے چلا گیا قاسم نگاہ غضب دیکھا کیے بہران سے فرمانے لگے آج کشتی گیر کو مار ڈالتا زندہ نہ چھوڑتا اس نقابدار مغلوب نے آکر بچا لیا مگر طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے خاندان کا خیرخواہ ہے زور و طاقت میں اپنا مثل نہیں رکھتا ہم دونون جوانون کو کس خلوص سے روکا بہران نے دست بستہ عرض کی یہ فتح خدا نے عطا فرمائی مگر آپ کو بہت اداس پاتا ہوں قاسم نے فرمایا اے بہران کیا کہوں میرے دل کی عجب کیفیت ہے بقول شاعر نظم

جہان میں کی نفس پیری سے مغز طالع نے کم پایا — کہ پشت تیغ قاتل کو ہمیشہ ہمنے خم پایا
مکان ہو تو مکین ہوتے ہیں از خود غیب سے پیدا — کہ چشم مردہ کو بھی منزل خواب عدم پایا
بشر کا ایک صورت پر ارادہ رہ نہیں سکتا — کبھی دیکھا دل ممسک کبھی ابر کرم پایا
الٰہی دیکھی نہ ہرگز اشک ریزی کی ترقی نے — مری آنکھوں کو دامن نے سدا ابر کرم پایا
نہیں ممکن جدائی رات اور دن کے تسلسل میں — بشکل عاشق و معشوق دونون کو بہم پایا
کھلا اوج زمین کا حال ہمکو بعد مرنے کے — اسے بالائے سر دیکھا جسے زیر قدم پایا
رہا ترک ادب کا پاس مجھکو اسقدر باقی — مین دوڑا سر پہ لینے کو جسے تیرا ستم پایا
بشر سے قالب آہن زیادہ عمر رکھتا ہے — ہمیشہ سینۂ شمشیر قاتل کو دو دم پایا
ہزارون نشتین کین پر خلاف اُسکے نہیں دیکھا — تمہاری ہٹ کو بھی ای جان جان ہمنے قسم پایا
جہان سینے مین دل ہے آرزو بھی ساتھ ہی ہے — ہمیشہ دو لبون کی طرح دونون کو بہم پایا
جھکا دیتی ہے حاجت بیشتر عالی مزاجون کو — سدا اپنے سر مضمون کو پابوس رقم پایا
نکل جائینگے دل میں حوصلے جو جو کہ آئینگے — کہ گردش کے مضمون نے میدان قلم پایا
تصور میرا مجھسے ہر طرح قسمت میں بہتر ہے — کہ جب میں نے اسے دیکھا ہم آغوش صنم پایا
فراموشی ہوئی قالب سے اپنی روح کو حاصل — ہجوم خواب کو بھی ہمنے سامان عدم پایا
تصدق جانیے سو سو طرح تقدیر عاشق کے — ملی راحت نہ دنیا مین نہ آرام عدم پایا
نسیم اب شکر کی جا ہے لحاظ انکار کا لوٹا — ملی ہمکو اجازت لطف پہلوے صنم پایا

بہران نے عرض کی آقا حقیقت میں ملکہ کا غائب ہو جانا بڑا ستم ہوا سماک یلداقی نے عرض کی کہ مجھے مفتاح کے فساد کا بڑا خیال تھا اسوجہ سے غلام بہت جلد پلٹ آیا اب اگر حضور فرمائیں تو میں براے تلاش جاؤن اگر خدا چاہے تو تلاش کر کے لاؤن قاسم نے کہا بسم اللہ جاؤ

اگر کہین تمکو نشان معلوم ہو تو فوراً ہمکو خبر کرنا قاسم تو لشکر کو لیکر اس مقام پہ اُترے ہین سمک جستجو مین
ملکہ کی چلا مگر ملکہ کو ایک ہفتہ اُس فقیر کے مکان مین گذرا آٹھ پہر درویش خاطرداری مین ملکہ کی مصروف
رہتا ہی کسی غیر کو اپنے تکیے پر آنے نہین دیتا ملکہ بھی باپ کہتی ہین فقیر کسی کام مین انکو ہاتھ نہین
لگانے دیتا اپنے ہاتھ سے کھانا لیکے کھلاتا ہی ایک دن صبح کو فقیر بیٹھکر کھانا پکانے لگا فقیر کے
منھ سے نکلا آج مین نے پانی نہین بھرا ملکہ نے کہا کنوان تو قریب ہی اگر حکم ہو تو مین پانی بھر لاؤن
فقیر نے کہا بابا تمہارا پانی بھرنا مجھکو گوارا نہین تم بیٹھو مین بھر لاؤنگا تم اس حجرے سے باہر نکلا
کرو مجھکو ہر وقت خوف آتا ہی کہ یہ مقام شاہراہ ہی ایسا نہو کہ کوئی آ جاے اور تمکو دیکھ لے حسن تمکو
خدا نے ایسا دیا ہی کہ جو دیکھیگا وہ ضرور مائل ہوگا اے فرزند یہ جو کنوان زیر تکیہ ہی اسی سے بھر لو اور
کنوین پہ نہ جانا ملکہ ڈول و رسی لیے ہوے تکیے سے اُترین جو کنوان قریب تھا دیکھا وہ سائے
مین نخل کے ہی پتے اُس مین پڑے ہین سوچین پانی مین بو آتی ہوگی صحرا مین جو کنوان خام ہی
اُسپر سایہ کسی نخل کا نہین ہی وہان سے پانی بھر لائین رسی و ڈول لیے ہوے پا برہنہ
آنکھون مین آنسو بھرے ہوے صحرا کو دیکھکر فرماتی ہین حضرت عشق نے اس انجام کو پہونچایا
مگر شکر ہی کہ کسی ظالم کے قبضے مین تو نہین ہین اس فقیر کو خدا سلامت رکھے نہایت محبت
سے پیش آتا ہی کھانے مین بھی ہاتھ نہین لگانے دیتا ہمین غیرت آتی ہی کہ مفت مین بیٹھے
بیٹھے اُسکا کھانا کھاتے ہین دل سے باتین کرتی ہوئی ٹھنڈی سانسین بھرتی ہوئی دوسرے
کنوین پر آ کے پہونچین ڈول کنوین مین ڈالا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی اس حوالی کا جو بادشاہ ہی
جمشید ترسا آتش پرست ایک آہو کے تعاقب مین آتا ہی آہو بھاگا ہوا قریب اُسی کنوین کے
آیا ادھر آہو فرار کا تھا کہ جمشید نے تیر مارا آہو گرا یہ گھوڑے سے کودا قرولی سے آ کے شکم
آہو کا چاک کیا ملکہ چھپ کر ایک نخل کی آڑ مین کھڑی ہوئین جمشید ترسا نے جو دیکھا کہ کوئی
عورت نخل کی آڑ مین گئی ہی چھپ کر اُس طرف آیا ملکہ کھڑی تھر تھر کانپ رہی تھین دوپٹہ سر سے
ڈھلکا ہوا نگاہ جو جمشید کی جمال جہان آراے ملکہ شیرین ادا پہ پڑی قلب پہ ہجوم غم و الم ہوا
آہ کر کے جو گرا بیہوش ہو گیا ملکہ تو ڈول کو ہاتھ مین لیکر طرف تکیے کے بھاگین ملازمان جمشید نے
جو اپنے آقا کو پڑا ہوا پایا دیکھا کہ ہمارا آقا زمین پر پریشان رگڑ رہا ہی تلوے سہلانے لگے کسی نے
گلاب کیوڑہ بید مشک چھڑکا جمشید ترسا نے گھبرا کر آنکھ کھولی دیوانے پن کی حرکتین کرنے لگا
کبھی گریبان پر ہاتھ ڈالا کبھی اشعار عاشقانہ پڑھے کبھی روتا ہی کبھی چہار جانب گھبرا گھبرا کے دیکھتا
ہی ملازمون نے عرض کی اے شہریار کیون آپ اسقدر بیقرار ہین حال دل تو فرمایئے کہ آپ کا
علاج کرین جمشید نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوے

نظم

چھپ چھپ کے وہ پردے سے نظارا نہین ہوتا
مدت ہوئی اے جان اشارا نہین ہوتا

کب جاتے ہین ہم دولت دشنام سے خالی
کس روز یہ احسان تمہارا نہین ہوتا

دربان گھڑکتے ہین خفا ہوتے ہین اغیار
کس کس کا ترے در پہ اجارا نہین ہوتا

فرماتے ہین اغیار سے کیونکر نہ ملین ہم
آتے ہین احبا تو گوارا نہین ہوتا

اتنا تو کہو حشر مین دکھلاؤ نگے صورت
رکھتے نہین دم پھر بھی اُسے سینۂ عشاق
دکھلاتے ہین گو شمع صفت شعلۂ پنہان
کیون کھینچ کے شمشیر لگاتے نہین اک ہاتھ
برسون سے سسکتے ہین کہان صورت آرام
آتے ہین نسیم آپ سے وہ گھر پہ ہمارے

مرجاتا ہی انسان جو سہارا نہین ہوتا
وہ دل جو ترے سر سے اُتارا نہین ہوتا
لیکن تری محفل مین گزارا نہین ہوتا
مرجاؤن مین یہ بھی تو گوارا نہین ہوتا
مدفن مین کبھی اپنا تو اُتارا نہین ہوتا
گردش مین جو طالع کا ستارا نہین ہوتا

ساتھ والون نے عرض کی مفصل فرمایے کہا اس کنوئین پر ابھی ایک نازنین مہ جبین پانی بھر رہی تھی مین اُسکو دیکھکر بیہوش ہوگیا وہ بھاگ کے تکیے پر چلی گئی ساتھ والون نے کہا حضور شاہ صاحب سے دریافت کرین کہ وہ نازنین کون ہی اگر شاہ صاحب کی عزیزدار ہی بیٹی یا پوتی اُنکو نذر کرنا چاہیے یا اگر کوئی اور ہی تو آپ سے کسی کو انکار نہین جمشید ترسا گھبراتا ہوا تکیے پہ چلا ملکہ گھبرائی ہوئی آئین پانی ایک طرف رکھدیا سر جھکاکے بیٹھین مگر تھر تھر کانپ رہی ہین فقیر نے کہا کیون بیٹا کیا ہوا مجھسے تو حال بیان کرو ملکہ نے گھبراکر کہا کہ مین پانی بھرنے گئی بادشاہ شکار کھیلتا ہوا آیا مجھکو دیکھکر بیہوش ہوگیا جب اُسکے ملازم آئے تو مین بھاگ کے یہان چلی آئی لیکن ہی میری جستجو ہو مجھکو یہ بڑا خوف ہی ایسا نہو ڈھونڈھتا ہوا یہان آئے باباجان میری آبرو بچایے گا سر کا شکر ہیر الجھائے تو بہت بہتر ہی یہ ذکر تھا کہ آواز آئی شاہ صاحب یہان آئیے شاہ صاحب گھبراکے باہر نکلے دیکھا جمشید ترسا بادشاہ اس حوالی کا کھڑا ہی شاہ صاحب نے دعا دی جمشید نے کہا ہماری جان بچائیے ابھی کنوئین پر پانی بھرنے کون عورت گئی تھی ہم بہت بیقرار ہین دل کو ہمارے تاب و توانائی نہین اگر آپ کی صاحبزادی ہون تو ہمکو فرزندی قبول فرمائیے سلطنت کی حکومت لیجیے جو کہیے لکھدون سب کچھ حکم گوارا ہی شاہ صاحب نے سر جھکالیا روتے ہوے اندر حجرے کے آئے کہا بی بی جمشید ترسا یہان کا بادشاہ ہی شاید آپ کو دیکھکر عاشق ہوا ہی کہتا ہی مجھکو فرزندی قبول کیجیے یہ بھی کہتا ہی کہ مقدمۂ سلطنت مین جو کچھ کہیے لکھدون بی بی کیا نقصان ہی پچاس کوس کے گردے مین اُسکی عملداری ہی عدم قبول مین جبر بھی کرسکتا ہی ملکہ شیرین ادا نے منہ پھیر لیا کہا باباجان انھین آفتون کی وجہ سے مین نے سکونت اپنی گوشۂ تنہائی مین اختیار کی تھی نہین معلوم مین کون ہون اور کیونکر آوارہ ہوکر یہان تک آئی بد نصیب ہون قریب موت سے دور کا نکلے مجھ کمبخت کو موت آجائے کہ اس کشاکش سے چھوٹون مفتاح زرین کمر بادشاہ جلیل ہزائنی ہین دختر بلند اختر ہون عاشق جمال شاہزادہ ملک ثنا سیم نبیرۂ صاحبقران ہون آپ مجھے کیا سمجھاتے ہین میری تو یہ کیفیت ہی آپ کچھ نہ سمجھایے نظم

جہان تک چاہے تو تب سے لکھو لو لگا زبان ناصح — خموشی میری ہوئی خود بڑا قفل دہان ناصح
نہ مجنون نے کیا بیجا نہ تھا فرہاد آوارہ — لگا لا کر لحد مے مردون کی تو یہ بیان ناصح
بڑھی ہی بحث باتون مین ہو یہین میلے تو ہی — الٰہی خیر ہو مین ناتوان ہون پہلوان ناصح
مرا سر کھا گیا اک روز مجھکو مار ڈالے گا — نہو جائے کہین تو آخر آخر نوحہ خوان ناصح

تجھے تحقیق کی عادت بیان قصہ طلب اسکا — شب غم خوب گذریگی ملا ہی قصہ خوان ناصح
مئے جان بخش کی اتنی مذمت تجھکو سودا ہی — یہ وہ شی ہی جو رکھے پیر کو ہردم جوان ناصح
نہین معلوم تجھکو مطلب سعدی دگر باشد — پڑھی تونے نہین شاید گلستان بوستان ناصح
صفیر ایسی زمین مین ایسی باتین ای جزاک اللہ — کہان الفت کی تقریرین کہان ہم تم کہان ناصح

اس طرح بیقرار ہو کر ملکہ نے یہ اشعار پڑھے فقیر رونے لگا کہا جی مین بے اختیار ہون مگر جا کر کہتا ہون اسقدر وہ بیقرار ہی کہ کوئی بات نہ مانیگا روتا ہوا فقیر باہر آیا کہا ای شہنشان گردون پناہ یہ تقصور فرما ئیے وہ گھر مین فقیر کے مہمان ہی دختر مفتاح زرین کمر معشوقۂ قاسم نامور نہین معلوم کیا اُفتاد پڑی کہ گھر مین فقیر کے آکر چھپی مراد یہ ہی کہ وہ حضور کو قبول نہین کرتی جمشید اتر سا تو بدحواس ہو رہا تھا گھوڑے سے کود پڑا دو کوڑے فقیر کو ایسے مارے کہ فقیر بیچارہ دُہائی دینے لگا جمشید تر سا فقیر کو مار کر حجرے مین گھسا ملازمون سے کہا محافۂ زرین لاؤ ملکہ تو منہ چھپا کر بیٹھ گئین آنکھون سے اشک حسرت جاری عالم بیقراری کوئی فریاد کا سننے والا نہین دشمن عصمت لینے پر کھڑا ہی یہی کہہ رہا ہی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان مین گوشہ گیر ہون سلطنت کا تمکو اختیار ہوگا یہ عاشق صادق تمہارا کسی بات مین دخل نہ دیگا مگر ملکہ کچھ جواب نہین دیتین ملازمان جمشید محافۂ زرین لیکر آئے دروازے پر حجرے کے لگا دیا جمشید تر سا نے کہا ای جان جہان وای آرام دل عاشقان جلد سوار ہو ورنہ گود مین لیکر سوار کرو نگا ملکہ ڈری کہ ایسا نہو جسم مین ہاتھ لگا دے تمام تکیہ فوج سے بھرا ہوا ہی سوار و پیدل چلے آتے ہین ہنگامہ برپا ہی ملکہ نا چار محافے مین سوار ہوئین مگر اشک حسرت آنکھون سے جاری عالم بیقراری کبھی روتی ہین کبھی حیران کبھی پریشان عجب کیفیت ہی دل مین یہ صورت ہی

نظم

آتا ہی نہین ہی وہ تو کسی ڈھب سے داؤن مین
سب سے نرالی وضع ہی سب سے نئی طرح
تاب ہجر مین ہی نہ آرام وصل مین
قربان تیرے پھر مجھے کیلئے اسی طرح
جائے وان نہ ہی نہ بن جائے چین ہی
کرتا ہی کون ظلم کسی پہ کسی طرح

رو پا کرینگے آپ بھی پہرون اسی طرح
بنتی نہین ہی ملنے کی اُسکے کوئی طرح
مرجائین کہین کہ تو غم ہجران سے چھوٹ جائین
کمبخت دل کو چین نہین ہی کسی طرح
پامال ہم ہوئے فقط جور چرخ سے
کیا کیجیے ہمین تو ہی مشکل سبھی طرح
ہون جان بلب بتان ستمگر کے ہاتھ سے

لگتا کہین جو آپ کا دل بھی مری طرح
تشبیہ کس سے دون انکی طرحداری کی طرح
کہنے کو ہین بھلے کی و لیکن بُری طرح
لگتی ہین گالیان بھی ترے منہ سے کیا بھلی
آئی ہماری جان پہ آفت کئی طرح
معشوق اور بھی ہین بتا دو جہان مین
کیا سب جہان مین جتنے ہین ہون اس طرح

جمشید پایے پر محافے کے ہاتھ رکھے ہوے عرض کرتا جاتا ہی کہ ای ملکۂ عالم آپ کیون گھبرائی ہین سلطنت کا اختیار دون مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون قاسم اگر آئینگے تو میرا کیا کرینگے باپ تمہارے اگر نہین ہین خود بادشاہ طلسم کو لکھ بھیجون کہ اُنھون نے ہاتھ سے نبیرۂ حمزہ کے شکست کھائی اگر مجھکو بلا کے مدد بلاتے مین لڑائی فتح کرا دیتا ملکہ کچھ جواب نہین دیتین قضائے کار مہتر سمک بلداقی جو تلاش مین نکلا تھا پہلے تو اُس مقام پر آیا جہان محمود خواجہ سرا مارا گیا تھا اس مقام کو دیکھا آگے بڑھا کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی سمک نے بڑھکر دیکھا ایک تاجدار مضطر و بیقرار گرد محافے کے پھرتا ہوا پشت پر سوار و پیدل نوبت نقارے بجاتے ہوے اور

روشن چوکی بجانے والے مبارکباد بجاتے ہوے چلے آتے ہین سمک حیران ہوا کہ یہ بادشاہ
کون ہی محافے سے رونے کی آواز بھی سنی محافہ سامنے سے گذر گیا سمک کچھ دریافت نہین کرسکا
اسی سوچ مین آگے بڑھا قضاے کار قریب تکیے کے پہونچا ایک درویش جگر ریش کو دیکھا کہ چیخین
مار مار کے رو رہا ہی پیٹھ پر کوڑون کے نشان سمک نے قریب آکر پوچھا خیر تو ہی مین آپ کو بہت
پریشان پاتا ہون آپ کی بیقراری پر گھبراتا ہون فقیر کا دل بھرا ہوا تھا سمک نے جو دلدہی کرکے
پوچھا فقیر نے کہا بابا ایک شاہزادی چاند کا ٹکڑا حور پیکر قمر منظر آوارہ ہو کر میرے پاس آئی مین نے
جو بیٹی کہا وہ خوش ہوگئی آج جمشید ترسا زبردستی مجھسے چھینکر لیگیا مین اپنے معبود سے فریاد کرتا ہون
سمک نے سب نشان پوچھا سمجھ گیا کہ ہماری ملکہ کا ذکر ہی فقیر نے یہ بھی کہدیا کہ بابا وہ ایسی صاحب
عصمت ہی کہ جان دیگی اور اُسکو قبول نہ کریگی مگر افسوس اُس بی بی کی جان مفت مین گئی سمک
یہ خبر مفصل دریافت کرکے بھاگا یہان قاسم بیقرار و بیچین بیٹھے ہین ہمراہان سے فرما رہے ہین
نہین معلوم ہمارے یار وفادار مونس و غمگسار سمک بلہاقی فرزند خواجہ عمرو نامدار پر کیا گذری
کچھ احوال مفصل نہ معلوم ہوا کئی دن ہوے اُسکو گئے ہوے لیکن وہ خبر لے ہی کے آئیگا یہان تو
یہ ذکر ہی سمک خبر لیے ہوے آتا ہی مراد اُسکی یہی ہی کہ جا کر آقا سے عرض کرون وہ لشکر کشی کرکے
آئین معشوقہ کو اپنی چھین لین اور جمشید ترسا اپنے سردارون سے کہتا ہوا کہ یارو صورت تو وہ ہی کہ
کبھی نگاہ سے نہین گذری خواب مین بھی کسی نے نہ دیکھی ہوگی مگر آہوے وحشی ہی لاکھ لاکھ مین نے
سمجھایا یہان تک کہدیا کہ عہدہ سلطنت مین جو کچھ کہو لکھدون فقیر کی زبانی یہ معلوم ہوا کہ نبیرہ حمزہ
پر جان دیتی ہی آخر حال کھلیگا یہ کہتا ہوا جاتا ہی کہ صحرا سے گرد اُٹھی اپنے بھائی ناہید ترسا کو دیکھا
تاج سر پر پہلیے تو اول ساتھ شکار کھیلکے ملتا ہی پانچ کوس کے مفاصلے سے دو قلعے ہین ایک کا
حاکم جمشید ایک کی سلطنت کرتا ہی ایک قلعے کا نام گل دوسرے قلعے کا نام بلبل قلعۂ بلبل پر
ناہید حاکم ہی ناہید نے جو بڑے بھائی کو جاتے دیکھا گھوڑے سے کود پڑا سلام کرتا ہوا قریب آیا
پوچھا بھائی صاحب آپ کہان سے آتے ہین جمشید تو مکدر ہو رہا تھا ایک ٹھنڈی سانس بھر کے کہا
براے سیر گیا تھا شکار ہوا ناہید نے کہا بھائی خیر تو ہی کسکی مجال جو آپ کو ستائے نہایت اسوقت
آپ پریشان ہین مجھسے تو کہیے یہ کہکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے منہ پر منہ رکھکر بہ محبت کہا بھائی خداوند آتش کی
قسم ہی میرا جان و مال جو کچھ تمھارے کام آئے وہ سب حاضر ہی مین آپ کو اپنا باپ جانتا ہون مجھسے
حال رنج و ملال نہ چھپایے مین ابھی تدبیر کرونگا اسطرح دلدہی کرکے ناہید نے پوچھا کہ جمشید
رونے لگا کہا اے بھائی کیا کہون عیش و راحت مین خلل پڑ گیا جنگل مین شکار کے واسطے گیا تھا
مفتاح زرین کمر کی بیٹی ملکہ شیرین ادا کسی وجہ سے آوارہ ہو کر جنگل مین ایک فقیر کے چھپر مین سکونت
اختیار کی تھی مین دیکھکر عاشق ہوا فقیر کو دو کوڑے مار کر چھین لایا وہ کسی طرح میرا وصل نہین قبول
کرتی یہ اعلان کہتی ہی کہ اپنی جان دونگی مجھکو ہاتھ نہ لگانا یہ بھی معلوم ہوا کہ نبیرہ حمزہ قاسم نوجوان
پر عاشق ہی اسی کسی وجہ مین بھاگ نکلی اس صحراے ویران تک پہونچی اب سوچتا ہون
کہ بیٹھے بیٹھے کس مصیبت مین پھنسا لاکھ لاکھ خوشامد کرتا ہون وہ اپنی ہی کہے جاتی ہی اُس

خیال مین نہایت پریشان ہون ناہید نے کہا بھائی صاحب عورت کی کیا حقیقت ہر ایک جھڑکی
مین ڈرجاتی فوراً قبول کریگی آپ مجھے دکھا دیجیے مین ابھی راضی کردونگا خنجر برہنہ چمکاؤنگا قدمون پر
گرپڑیگی آپ کیون پریشان ہوتے ہین یہ باتین کرتے ہوے قریب قلعۂ گل پہونچے جمشید تو
صورت زیبا طلعت جہان آرا دیکھ چکا ہی مبہوت ہو رہا تھا کہا بھائی صاحب اچھا شیش محل مین
اُتروائیے پہلے آپ ہی جائیے جسطرح سے راضی کردیجیے مین عمر بھر غلام رہونگا بلکہ کہیے تو
قلعۂ گل کا بیعنامہ لکھدون ناہید نے کہا یہ کوئی ضرورت نہین یہ کہکر قریب شیش محل گئے آئے
محافہ رکھوا کر کہا ملکۂ عالم اُتریے ملکہ روتی ہوئی ہچکی لگی ہوئی مجبور وناچار اُس مکان مین اُتر پڑین
ناہید تلوار کھینچے ہوے اندر آیا گوشۂ ردا جو ملکہ کے چہرے سے ہٹ گیا صاف ثابت تھا ماہ تابان
یا مہر درخشان پردۂ ابر سے نکل آیا ناہید نے کلیجہ پکڑ لیا یا خداوند علم الشق کہتا ہوا بیٹھ گیا تلوار ہاتھ سے
چھوٹی سرکشی بھولا قدمون پر ملکہ کے گر پڑا کہا اے شہنشاہ حسن خوبی وائے سرو باغ محبوبی اگر آپ
بھائی صاحب کو نہین قبول فرماتین مین غلام راسخ الاعتقاد ہون قلعۂ بلبل نہایت سرسبز
وآباد ہی ایک باغ وہان کا رشک روضۂ رضوان ملک زرریز زمین حسن خیز آب وہوا معتدل
رہنے والے وہان کے عاقل وکامل عدالت کا میری وہان شہرہ ہی شیر وبکری وہان ایک
گھاٹ پانی پیتے ہین وہان چلکر حکومت کیجیے اس قلعے پر بھی قبضہ کرلونگا بھائی صاحب کو سرکشی کی
سزا دونگا ملکہ نے جواب نہ دیا بلکہ جو اسکے ہاتھ مین تلوار برہنہ تھی وہ جو زمین پر گر پڑی ملکہ نے اُٹھالی
جب ناہید نے بہت کہا تو ملکہ نے جواب دیا او ناہید کیون اپنے کو مبتلاے بلا کرتا ہی خدا
شاہزادہ خاور سیاہ کو سلامت رکھے مجھپر کوئی قبضہ نہین کرسکتا اگر تجھکو جبر منظور ہی ابھی سر کاٹ کر
دیے دیتی ہون وہی تلوار برہنہ ملکہ نے گلے پر رکھ لی ہان ہان کرکے ناہید قدمون پر لوٹنے لگا
کہا اے ملکۂ عالم واسطہ خداوند آتش کا ایسا نہ کیجیے مین ابھی جاتا ہون یہان جمشید مبہوت بیٹھا تھا
اس امید مین کہ بھائی صاحب میرے واسطے سمجھانے گئے ہین کہ دیکھا ناہید گھبرایا ہوا آیا کہا بھائی صاحب
آپ کے نام سے تو وہ جلتی ہی مجھپر البتہ توجہ کرتی ہی مین سوار کراکے قلعۂ بلبل مین لیے جاتا ہون
وہان کے باغات وغیرہ دکھا کر خوش کرکے آپکو بلوا بھیجونگا یا خود آؤنگا اب تو اس عورت کو
میرے ساتھ کر دیجیے یہ سنکر جمشید ترسا بہت بگڑا اور کہا مین آپ کو اسکا سمجھکر جواب دونگا اب تو
سوار ہو جائیے اپنے قلعے مین جا کر ٹھہریے ناہید نے کہا مین اکیلا نہ جاؤنگا میرے کلیجے مین
آگ بھڑک رہی ہی مجھکو وہان چین آئیگا جمشید نے کہا واہ بھائی صاحب یا تو آپ میرے واسطے
راضی کرتے تھے یا خود مبہوت ہوے بس اب ٹھنڈے ٹھنڈے چلے جائیے اسی مین خیر ہی
ناہید نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی مین تو کمسن تھا علاقہ کورٹ مین ہو گیا ہی [illegible]
تڑپ تڑپ کے اُسکے سامنے جان دونگا جمشید نے کہا واہی ہو لیا ہی ناہید نے تیغہ کھینچا
چاہا ان سر کاٹ لون جمشید نے بھی تلوار کھینچی رفقا دونون کے ہان ہان کرکے دوڑے مگر
دونون مین تلوار چل گئی جمشید بڑا بھائی زبردست بھی تھا ایک ہاتھ جو مارا ناہید کا سر اُڑ گیا
رفقا اسکے چیخین مار مار کے رونے لگے جمشید نے کہا لاشہ اسکا اُٹھا لو یہان سے چلے جاؤ

بیچیا وہان سے باتین بناتا ہوا آیا قضا اُسکو گھیرے ہوے تھی رفقا لاشۂ ناہید لیکر بھاگے جمشید
وہی تیغۂ خون آلود لیے ہوے اُس مکان مین چلا جسمین ملکہ شیرین ادا بیٹھی رو رہی تھین آکر
اُسنے کہا کہ ای جان جہان تمھارے محبت کے جوش مین مین نے بھائی کو مار ڈالا ملکہ نے
سر جھکا دیا کہا یہ سر حاضر ہی کاٹ لے یہ تیرا بڑا احسان ہوگا جمشید نے کہا ای ملکۂ عالم اب
مجھسے انکار نہ بن پڑیگا میرے سر پہ خون سوار ہی اب مجھسے انکار بیکار ہی سلطنت روپیہ جیسیہ
جو طلب کرو وہ حاضر ہی ملکہ نے کہا ای جمشید یہ تو ناممکن ہی تو جو تیغۂ خون آلود دکھا کر مجھکو
دھمکاتا ہی میری بیماری کا یہی علاج ہی تیرا احسان ہوگا یہ کہکر ملکہ کے رونے مین جمشید کانپنے لگا
حبشیون کو بلا کر حکم دیا کہ تمکو انپر تعینات کرتا ہون آج دن بھر مین انکو راضی کرو شب کو ہمارے
پہلو مین سونے کا اقرار کرین اگر اسکے خلاف ہوا تم سب کو قتل کرونگا یہ کہکر باہر آیا وزیر وامیر کانپتے
ہوے حاضر ہوے کہا صاحبو جسکو اپنی جان بچانا ہی وہ جا کر ملکہ کو راضی کرے اگر یہ دن گذر گیا
سب کو قتل کرونگا آج شب کو اُسنے اگر میرا کہنا قبول نہ کیا تو سب کو قتل کرونگا اور اپنی بھی جان
دونگا جب خود نہ رہا تو کسی کا جینا مرنا برابر ہی رفقا سب خاموش ہو رہے کچھ جواب نہ دے سکے
اب ملکہ شیرین ادا کے پاس اجماع عالم انبوہ خلایق ہی رفقا کی عورتین سوار ہو ہو کر اُتر رہی
ہین قدمون پر سر رکھتی ہین کہ واری ہماری جان بچائیے وہ ظالم جلاد کو جب اپنے بھائی کے
قتل کرنے پر رحم نہ آیا نہین معلوم ہمارے ساتھ کیا کریگا اُسکے تیور سے معلوم ہوتا ہی کہ جو
کہا ہی وہی کریگا ملکہ شیرین ادا چپ خاموش کسی کی بات کا جواب نہین دیتین سر جھکائے
رو رہی ہین جب لوگون نے بہت کہا تو ایک ٹھنڈی سانس کھینچکر یہ جواب دیا

نظم

ماہ بے مہر مہربانم نیست
درد دل بر کہ گویم ای یاران
صبر از روی خوب نتوان کرد
دوستان کار من ز حد بگذشت
جان من از فراق شد بیرون
چون من آشفتہ و سراسیمہ
احمد از درد خویش نالی چند

چلکنم بخت ہمعنانم نیست
دردمندی چو در جہانم نیست
طاقت صبر در روانم نیست
از شما شفقتی بجانم نیست
ہیچ رحمی ز دوستانم نیست
در زمین و در آسمانم نیست
ز دلش چون اثر فغانم نیست

خواستم درد خود بشرح دہم
خلق گویند صبر کن دو سہ روز
کشتی صبر غرق گشتہ ہنوز
در جہان ہیچگہ نبود وفا
خلق گویند بار یار فلانست
عیش و راحت نصیب ما نبود

شرح غم قابل بیانم نیست
چون توانگر دچون توانم نیست
قلزم شوق را کرانم نیست
یا لہ بو دوست و نشانم نیست
ہرگز از بخت این گمانم نیست
چونکہ از چنگ غم امانم نیست

وزیر زادیان شاہزادیاں قدمون پر سر رکھتی ہین
کہ بی بی وہ ظالم سب کو مار ڈالیگا برابر کے بھائی کو قتل کیا کچھ اُسکو خوف نہ آیا ہم لوگ تو
غیر ہین ہمارے قتل کرنے مین اُسکو کیا خوف ہوگا ہم سبھون کی جان بچائیے ظالم در پے
آزار ہی اور انکار کا کیا باعث وہ بھی تو بادشاہ جلیل ہی جمشید جو نام ہی اُسکا یہ باعث ہی کہ یہ سب
نسل مین جمشید کی چلے آتے ہین سلطنت کو ہمیشہ ان لوگون کی زور رہا دونون بھائی ملکر سلطنت
کرتے تھے اب اکیلا بادشاہ ہوا اور زیادہ اُسکو غرور ہوگا نشۂ شراب غفلت سے چور ہوگا ملکہ کہتی
ہین صاحبو میری آبرو کا خدا نگہبان ہی تم سب ملکر مجھکو قتل کر ڈالو زندہ دفن کرو جسطرح چاہو میری
جان لے لو مین تو اپنی آبرو دینا گوارا نہ کرونگی اُس قصر مین ایک ہنگامہ برپا ہی جمشید بیٹھا ہوا

ملبلا رہا ہی ایک ایک کو یہی سنا رہا ہی کہ کیون صاحب ہو راجی کیا بسبب خوف کے لوگ کہ دیتے ہین حضور ہمنے اپنی عورتون کو اندر بھیجا ہی مان بہنین ہماری سمجہا رہی ہین سب زنان پاک طینت خورشید طلعت جاکر اُسکے پاس بیٹھی ہین میان تو یہ رنگ ہی مگر ملازمان ناہید ناہید کا لاشہ لیے ہوے جنگل مین بہاگے جاتے ہین قریب ایک تالاب کے پہونچے وہان لاشہ رکھدیا سبھون نے منہ دھویا ایک رفیق نے کہا یارو اب کہان جاتے ہو قلعے سے تو بخوف جان نکل آئے زخ کہان تک جاؤگے کسی کے عزیز کو تجویز کرو کچہ تو سوچ لو اب سب کے کان کھڑے ہوے کوئی کچہ کہتا ہی کوئی کچہ کہتا ہی قضا ے کار شاہزادہ ملک قاسم اپنے لشکر مین بیٹھے ہین بہران سے باتین کر رہے ہین کہ سمک آکر پہونچا سب حال مفصل بیان کیا قاسم نے اُسی وقت مرکب طلب کیا سوار ہوکر طرف قلعہ گل کے روانہ ہوے سمک ہمراہ رکاب ہوا لشکر بھی پشت پر بقہر و غضب تمام روا روی کرتے ہوے چلے جاتے گھوڑے کو آگے اُڑاتے ہوے جاتے ہین جب سمک عرض کرتا ہی کہ اے شہریار بہت جلدی نہ کیجیے فوج تو قریب آئے قاسم کہتے ہین فوج کی کیا احتیاج ہی ہم اکیلے جان دینگے دیکہین تو وہ جمشید کون ہی جسنے ہمارے معشوق کو اپنے قبضے مین کیا یہ کہکے قاسم نے مرکب کو بڑہا گھوڑے کو کوڑا مارا گھوڑا تڑپتا ہوا چلا عیار سے کہتے ہوے اے سمک جلد مجھکو پہونچا میرا دل بیقرار ہی یہ کہتے ہوے قریب اُس تالاب کے پہونچے دیکھا ایک لاشہ رکھا ہی سو پچاس آدمی حیران و پریشان گرد تالاب کے پھر رہے ہین لاشہ چارپائی پر رکھا ہی خون کے قطرے ٹپک رہے ہین اُن سبنے جمال جہتال قاسم کو جو دیکھا جھک جھک کے سلام کرنے لگے قاسم نے کہا تم کون لوگ ہو کیون پریشان یہان کھڑے ہو یہ لاش کسکی ہی اُن سبھون کے دل بھرے ہوے تھے بیتاب ہوکر رونے لگے کہا اے شہریار کیا بیان کرین فلک ہمپر ٹوٹ پڑا خیال مین ملک کے لاشہ مالک کا لیکر نکل آئے اب کچہ نہین پتا کہان جائین ایک عورت کے واسطے یہ سارا فساد ہوا بھائی نے بھائی کو مارا اب نہین معلوم وہان کیا سحر کہ شہزادہ وہ عورت بھی قبضے مین آئی یا نہین آئی یہ حال پر ملال جو قاسم نوجوان نے سنا چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا فرمایا کہ قلعہ یہان سے کتنی دور ہی عرض کی دو کوس پر قلعہ ہی قاسم نے کہا اے سمک سنا تونے کیا سحر کہ گذرا یہ ذکر تھا کہ سوار و پیدل بھی قاسم کے آئے قاسم کو دیکھا غصہ اور بڑہ گیا ہی تھر تھر کانپ رہے ہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے یہ اشعار زبان پر جاری ترقی بیقراری نظم

درد و تپ فراق کے حاصل بیان سے کیا ۔ کیا جانیے کہ رنج مین نکلے زبان سے کیا
منہ سے مرے نکلتے ہین شعلے جو آہ کے ۔ دل جل رہا ہی آتش ہجر بتان سے کیا
ادنی کے بوجہ بھار سے اعلی کو واسطہ ۔ بار زمین اُٹھیگا بھلا آسمان سے کیا
مین زندگی مین نذر سگ یار کر چکا ۔ زاغ و زغن کو کام مرے استخوان سے کیا
انکار پھر وہی ہی وہی پھر رکھا سان ۔ کچہ یاد ہی تمھین کہ کہا تھا زبان سے کیا
کہتے ہین سنکے قصۂ درد فراق کو ۔ کچہ ذکر اور کیجیے اس داستان سے کیا
زیبا نہین ہین اتنی تلون مزاجیان ۔ کل کیا کہا تھا آج ہو کہتے زبان سے کیا

صیاد عندلیب کو آنے دے باغ میں — لیجائیگی بہار چمن بوستان سے کیا
جب تک ہی حسن اوج پہ پھر کا ہوا ہی دم — مطلب بہار سے ہی غرض ہی خزان سے کیا
جو دل میں تھا وہ آپ کے منہ سے نکل گیا — ثابت ہوا حضور کے طرز بیان سے کیا
دل ہی مزے اُٹھاتا ہی درد فراق کے — صدمہ ہی جو کہ روح پہ کہیے زبان سے کیا
ظاہر ہی جو کہ حال ہی میرا فراق میں — حاصل طبیبی کی جگر کے بیان سے کیا
شادی و غم قفس کے اسیرون کو ایک ہی — صیاد بلبلون کو بہار و خزان سے کیا
موے کمر کو تار شعاعی سے دے مثال — پیدا کیا ہی ذہن نے مضمون کہان سے کیا
شب بھر فراق یار میں گھڑیان گنا کیا — وحشت ہوئی ہی رات کو خالی مکان سے کیا
پھرتے ہیں آسیا کی طرح فکر رزق میں — اسکی نہیں خبر کہ ملیگا کہان سے کیا
دنیا ہی ترک کی تو کہان کی نزاکتیں — دریا دلون کو شبنم و آب روان سے کیا
ای دل عبث جرس کی صدا دردناک ہی — یوسف بچھڑ گیا ہی کوئی کاروان سے کیا
غم خوریان سکوت تحمل فروتنی — جو پیر سے ہوا ہی وہ ہوگا جوان سے کیا
لگتی ہی دن کو آنکھ نہ سوتا ہون رات کو — دیکھون جواب لاتا ہی قاصد وہان سے کیا
گردون سے کیا میں شکوہ جور قمر کرون — جز داغ کے ملیگا بھلا آسمان سے کیا
کافی ہی نور تحفہ داغ فراق یار — لیجائیں سوے ملک عدم اور یہان سے کیا

ان اشعار پڑھنے پہ قاسم کے سمک نے عرض کی ای شہریار آپ اپنے کو جلد قلعے پہ پہونچائیے سنتا ہوں اب اُسنے ملکہ پہ بدعت کی ہوگی قاسم نے مرکب مہمیز کیا ہمراہیان لاشہ سے تنہا کہا کہ تم لوگ اپنے کو آوارہ نہ کرو پلٹ کے قلعے میں آؤ تحسین مقام سکونت ملیگا لاشہ اس ناری کا جلا دیا جائیگا بعد جانے قاسم کے وہ سب لاش لیکر پلٹے یہان جمشید تیرسا تخت پہ بیٹھا ہی رئیسان شہر خدمت میں حاضر ہیں اور عورتیں اُن سب کی پاس ملکہ شیرین ادا کے منت خوشامد کر رہی ہیں ملکہ کہتی ہیں صاحبو تمھارا سمجھانا سراسر بیکار ہی میں اپنی عصمت ضایع نکرونگی یہ جسکا حصہ ہی اُسی کا ہی جسنے طائر کو مارا شرط ادا کی اگر موت آئی ہی قتل کرو جمشید کے دربار میں ہجوم عالم انبوہ خلایق ہی مگر قاسم نے قریب قلعے کے آکر ایک نعرہ کوہ شگاف کیا او جمشید پوچھا قلعے سے نکل ورنہ میں وہیں آتا ہون ہرکارون نے بڑھکر جمشید کو خبر دی کہ عاشق ملکہ شیرین ادا جرأت و شوکت میں یکتا کسی نے پتہ بتلادیا وہ جوان سامنے قلعے کے کھڑا ہوا نعرہ کوہ شگاف کر رہا ہی جمشید اُٹھا کہا اُس جوان کی شامت آئی ہی جب میں نے اپنے بھائی کو مار ڈالا تو اور کسی کی کیا حقیقت ہی اس جوان کو ابھی جاکر قتل کرتا ہون ہرکارون سے پوچھا اُسکے ساتھ کسقدر لوگ ہیں کہا حضور ابھی تو دو ہزار آدمی ہیں ایک پلٹن ایک رسالہ لیکن ایک ایک دو دو کر کے چلے آتے ہیں تار بندھا ہوا ہی جمشید نے حکم دیا سب فوج تیار ہو ساٹھ ہزار جوان مسلح و مکمل ہوے اُن سب کے آگے آگے جمشید تیرسا گھوڑے کو اُڑاتا ہوا قلعے سے نکلا قاسم کو دیکھا ایک شیر دلیر نیزہ ہلا رہا ہی ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ قلعے پہ جا پڑے ون جمشید نے

جو صورت زیبا دیکھی کہا یارو یہ تو معشوق سے زیادہ خوبصورت ہی یہ جو میرے پاس رہیگا بھائی کا
غم بھول جاؤنگا یہ کہکے گھوڑا بڑھایا نگاورزن ہوے سات قدم اسکا مرکب تین قدم مرکب
قاسم کا پیچھے ہٹا جمشید نے سراپا قاسم کا دیکھکر کہا ای جوان کیا مطلب ہی قاسم نے کہا بہتر یہ ہی
اگر اپنی جان بچانا چاہتا ہی تو ملکہ شیرین ادا کو سوار کرکے ہمارے حوالے کر دے ورنہ قلعے مین ایک
دیہات کو زندہ نہ چھوڑونگا جمشید نیزہ پکڑ کے قاسم کے سامنے آیا کہتا ہوا ای جوان مجھسے خوف کر
اپنے حقیقی بھائی کو مین نے مار ڈالا قاسم نے کہا وہ بھی ایسا ہی نامرد ہوگا کہ جو تیرے ہاتھ سے
مارا گیا جمشید نے کہا تجھکو بھی قتل کرونگا یہ کہکر نیزہ مارا قاسم نے نیزے کو نیزے کی سنان پہ لیا
نیزہ چلنے لگا ساتوین جھین مین قاسم نے تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے جمشید کے نکلکر دور جا کے گرا جمشید
نے غصے مین قبضے پہ ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے بہ آسانی کلائی پہ ہاتھ ڈالا
تلوار چھینکر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا فرمایا ہی شرط کہ زمین پہ ماروں کہ استخوان چور چور
ہو جائین جمشید کانپنے لگا سوچا کہ اگر اس جوان نے زمین پہ مار دیا استخوان چور چور ہو جائینگے
کہا ای شہریار الامان ابھی ملکہ کو سوار کرکے حاضر کرتا ہون میری جان بخشی فرمایئے قاسم نے
ہاتھ سے رکھدیا کلمہ فرمایا یہ بچپا طوطے کی طرح دل مین کینہ رکھکر مسلمان ہوا عرض کی حضور قلعے
مین چلین ملکہ آپ کے جمال کی مشتاق ہین قاسم تو عشق مین شیرین ادا کے مبہوت ہو رہے
تھے فوج کو بیرون قلعہ چھوڑا صرف سمک کو ساتھ لے لیا سمک نے کئی مرتبہ عرض کی ای
شہریار یہ مکار معلوم ہوتا ہی قاسم نے کہا کوئی کسی کے دل کے حال سے ماہر نہین جو جیسا کریگا
ویسا صدمہ اٹھائیگا یہ کہتے ہوے ساتھ اسکے قلعے مین آئے فوج کو بیرون قلعہ چھوڑا آپ مع سمک
اندر قلعے کے آئے جمشید مکار انتظام کرتا ہوا آتا ہی سارے شہر مین ہلڑ ہی کہ نبیرہ صاحبقران نے
جمشید کو زیر کیا وہ لیے ہوے قاسم کو آتا ہی سب مشتاق تماشا دیکھنے کو بازار مین آئے جمشید
کا شانہ عفت مین ایک گوہر بے بہا رکھتا ہی ملکہ نسیم گلگون پوش حسن مین بیمثال شہنشاہ اقلیم حسن و
جمال عارض بدر کمال ابرو رشک ہلال کنیزون نے اسکو آکر خبر دی کہ واری وہ عورت جو جنگل سے
آئی تھی اور چچا صاحب آپ کے باپ کے ہاتھ سے مارے گئے اس عورت کا آشنا نبیرہ
صاحبقران قریب قلعے کے آگیا مگر حقیقت مین حضور بہت خوبصورت ہی اس عورت کا
پھنسانا بیجا نہ تھا اب آپ کے باپ اسکو لیے ہوے قلعے مین آتے ہین نسیم تعریف و
توصیف حسن و جمال قاسم سنکر سوار ہوئی ایک مکان مین آکر بیٹھی چلمنین پڑ گئین اپنے باپ کو دیکھا
مثل چاکران کمتر بہ اہتمام سواری قاسم کرتا ہوا دو کانون مین خلقت کا اجماع نسیم کی جو نگاہ جمال بیمثال
قاسم پہ پڑی رعب حسن و جمال سے بیہوش ہو گئی کنیزین روتی ہوئی لیکر بھاگین باغ مین لاکر ملکہ کے
پہونچایا وہان ملکہ کو ہوش آیا خاموش سر جھکائے ہوے بیٹھین تصویر قاسم صفحۂ دل پہ ثبت ہی تصویر
مین کھینچی گلشن جمال کی کر رہی ہین کنیزون نے بہت بہت پوچھا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا کہا تو یہ کہا
صاحبو تم الگ جا کے بیٹھو تنہائی مین دل سے باتین کر رہی ہو ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہی وہان
قاسم دربار مین جمشید کے پہونچے ظاہر مین اسنے بڑی دعوت و مدارات کی ہر مرتبہ قاسم

قصد کرتے تھے کہ ملکہ شیرین ادا کے پاس جاؤن یہ منت کرکے ٹھہراتا ہو آخر شراب مین بیہوشی ملا کے
قاسم وسمک کو بیہوش کیا قاسم وسمک کو قید خانے مین بھیجا آپ اُس قصر مین پہونچا جہان ملکہ کو
جو وہین سمجھا رہی ہین کہا اے ملکۂ عالم مین نے قاسم کو پکڑ لیا مین صبح کو قتل کرونگا اب تو مجھکو قبول کرو
اب کس بھروسے پر یہ غمزے ہین ملکہ نے یہ سنکر منھ پیٹ لیا کہا او مکار مجھے بھی اُسی قید خانے مین
بھیجدے جان لے عصمت لینے کا ارادہ نہ کر اگر تو اُنہین قتل کریگا مجھے بھی قتل کر مین کیا اب
زندہ ہونگی مین اپنے عاشق صادق کے ساتھ جان دونگی یہ کہکر ایک خنجر اُٹھا لیا چاہا اپنے گلے پر
پھیرون جمشید نے کہا ملکہ اپنے کو ہلاک نہ کرو مین جاتا ہون یہ کہکر روتا ہوا باہر آیا رفقا سے کہا یارو
مین نے سب کچھ انتظام کیا مگر وہ آہوے وحشی مجھے نہین قبول کرتی سب نے کہا حضور جب قاسم
قتل ہو جائیگا آپ ہی قبول کریگی جمشید ترسا سرنگون بیٹھا اسی سوچ مین ہے کہ اب کیا ہوگا وزرا امرا کہتے
ہین حضور جب قاسم قتل ہو جائیگا مایوس ہو کر ضرور آپ کو قبول کریگی واضح رہے ناظرین والا مقام ہو کہ
بہران قاسم کے ساتھ نہین آیا تھا وہ پہر رات گئے بہران بھی آکر پہونچا دیکھا بارگاہین استادہ ہین
فوجین اُتری ہوئی ہین مگر آقا نہین ہین سردارون نے تمام کیفیت بیان کی کہ قلعے مین جاکر قید ہو گئے
یہ سنکر بہران جھلایا حکم دیا طبل برق بجے میری زندگی مین میرے آقا کو قید کرے جاتے ہی پھاٹک
قلعے کا توڑونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا طبل برق پر چوب پڑی جمشید کو ہرکارون نے جاکر
خبر دی سردار قاسم کا بہران فیل پیکر دیو ہے کہ قالب انسان مین سمایا ہوا ہے اُسنے طبل برق
بجوایا ہے خبردار قاسم کو قتل نہ کیجیے گا وہ صبح کو یلغار کرکے آئیگا جمشید نے بھی طبل جنگی بجوایا قلعے کو
آراستہ کیا توپین لگائین گولہ انداز برق انداز مقرر کیے آپ بھی پہر رات رہے سے انتظام مین مصروف
ہوا بہران رات بھر مثل ماہی بے آب تڑپا ہے دو گھڑی رات رہے اُٹھا نماز سے فراغت حاصل
کرکے سلاح جنگی ذات پر آراستہ کیے فوج کو لیکر میدان مین آیا دیکھا قلعے کو جمشید نے خوب
آراستہ کیا ہے گولہ انداز مثل رہے ہین بہران نے طرف فوج کے دیکھا پچاس ہزار فوج پشت
پر آراستہ سب نے کہا حضور چلیے آنکھ جھپکی بھر خاک ڈالدینگے قلعہ پاٹ دینگے بہران
نے جو فوج کو آمادہ پایا کہا یارو لینا پچاس ہزار سوارون نے باگین اُٹھا دین لینا لینا کہتے
ہوے چلے جمشید ترسا نے موشک پران کھینچے ہوائی کو داغا گولہ اندازون نے توپون کو
جھکا کے توپین جو فیر کین زمین کانپ گئی پانچ ہزار سوار لشکر بہران کے اُڑ گئے توپ پر
توپ پڑ رہی ہے شکست کھا کر پلٹے غلغلہ کرتے ہوے کہا اے افسر ہم مجبور و ناچار ہین گوشت و مٹی کی
لڑائی ہے انکا حربہ ہم تک آتا ہے ہمارا حربہ اُن تک نہین پہونچتا بہران نے کہا یارو مین تمھارے
بھروسے پر نہین آیا ہون یہ کہکر گرز گران سنگ ہاتھ مین لیا سپر فولادی چہرے پر کھینچی گینڈے کو
صف کیا پکارکر آواز دی او جمشید ملعون دروازہ کھولدے جمشید کب مانتا ہے کہا اس جوان کو بھی
گولے مارو توپ پڑنے لگی بہران کا یہ حال ہے کہ گینڈے کو کاوے ایڑن پر ڈالے ہوے
گولون سے بچتا ہوا میدان کو طے کرتا ہوا برابر خندق کے پہونچا نعرہ کیا او بیحیا تو پلٹن کیون خراب
کرتے ہو منم بہران فیل پیکر اب جو ہا تو رہ کا دھوان ہر طرف ہوا دیکھا بہران ٹھہرا ہوا جھوم رہا ہے

جمشید گھبرا گیا فوج بہران بھی وہان سے چلی یہ جو جمشید نے دیکھا مشیرون سے کہا یارو کیا کرون کوئی کچھ کہتا ہی کوئی کچھ اتنے مین ایک مشیر بول اٹھا حضور قاسم کو بلا کر زیر تیغ بٹھا دیجیے اور کہیے اگر قلعے مین آؤ گے تو ہم تمھارے آقا کو قتل کر ڈالینگے یقین ہی کہ یہ جوان گھبرا جائے اس صلاح پر جمشید راضی ہوا وہی مشیر دوڑا تیغہ ہاتھ مین کھینچا گردن پر قاسم کے رکھدیا کہا اے بہران دیکھ ہم تیرے آقا کو قتل کرتے ہین بہران نے جو سر اٹھا کر دیکھا کہ قاسم سرنگون بیٹھے ہین ایک جلاد صاحب بیداد تیغہ برہنہ لیے کھڑا ہی قتل کیا چاہتا ہی قاسم فرماتے ہین ای بہران تم میرے قتل کا خیال نہ کرو اپنی مشقت کو دیکھو جب اسقدر بندگان خدا قتل ہوگئے تب تم یہان تک پہونچے اگر ہماری موت آئی ہی اسی نامرد کے ہاتھ سے قضا ہی تو کیا چارہ ہی بہران نے گرز پٹک دیا کہا ای شہریار میرا قدم نہین اٹھتا جمشید نے پکار کر آواز دی ای بہران پلٹ جاؤ ورنہ تمھارے آقا کا سر کاٹ کر پھینکدونگا بہران کلمات سخت کہنے لگا کہ او بیحیا باہر تو نکل مگر تو نامرد ہی یہ کہکر روتا ہوا پلٹا جمشید قید قاسم لیکر قلعے مین آیا پریشان ہو رہا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی کیون یارو اب کیا ایک قاسم کو قتل بھی کہ نہین کرسکتا کیا تدبیر کرون ایک مشیر نے کہا یہان سے بارہ کوس پر ایک دشت ہولناک ہی نام بھی اسکا دشت ویران رکھا ہی وہان پہلوان رہتا ہی کہ نام اسکا سنجاب جرم پوش ہی اسنے سیکڑون قافلے لوٹ لیے اسکی عملداری مین کچھ زراعت نہین ہوتی اکثر لڑائیان بھی جھگڑے پر کرتا ہی اسکو نامہ لکھیے کہ ہم تمھارے صحرا مین زراعت کرادینگے دس پانچ لاکھ روپیہ نقد بھی ملیگا سردار نبیرہ حمزہ کا ہمکو گھیرے ہوے ہی تم اپنی فوج لیکر آؤ بہران کو گرفتار کرو یا قتل ہو ہم نبیرہ حمزہ کو قتل کرین ہمیشہ تمھاری رعایت ہوگی وہ روپیہ کا لالچی ہی فورا دوڑ پڑیگا بہران کی کیا حقیقت ہی جب وہ بہران کو مار لے اسی ہاتھ سے نبیرہ حمزہ کو قتل کرائیے جمشید کو یہ رای بہت پسند آئی فورا نامہ لکھنے کو حکم دیا سہیل نیرہ غبار کو نامہ دیا کھڑکی کھول کر قلعے کی سہیل نکلا اب دو کلمے اس گرفتار کے بیان کیے جاتے ہین ملکہ نسیم گلگون پوش دختر جمشید جو قاسم پہ عاشق ہو گئے آئی تین شبانہ روز بے آب و دانہ گذرے انھین جلیسین و ہمدم سمجھاتی ہین واری کچھ اپنے مزاج کا حال کہیے ہم لوگ بہت گھبراتے ہین تین شبانہ روز گذرے کہ آپ نے کچھ نوش نہین فرمایا ناچ و گانا بھی نہین سنا ہم سب پر آب و دانہ حرام ہی آج تو کچھ ضرور نوش فرمائیے ہم لوگ بھی کھائین ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا صاحبو مین کیا کسی کو منع کرتی ہون تم لوگ کھانا کھاؤ پانی پیو مین کیا بیان کرون میری تو کیفیت ہی

نظم

شب غم فرقت ہمین کیا کیا مزے دکھلاے تھا — دم رکے تھا کبھی سینے مین کبھی جی گھبراے تھا
یا تو دم دیتا تھا وہ یا نامہ بر بہکاے تھا — تھے غلط پیغام سارے کون یاں تک آے تھا
ملیے عیاری عدو کے آگئے وہ پیمان شکن — وعدۂ وصل آج پھر کرتا تھا اور شرماے تھا
سنکے میری مرگ بولے مرگیا اچھا ہوا — کیا برا لگتا تھا جب دم سامنے آجاے تھا
یار و دشمن راہ مین کل دیکھنا کیونکر ملے — وہ ادھر کو جاے تھا اور یہ ادھر کو آے تھا
بات شب کو اس سے منع بیقراری پر بڑھی — ہم تو سمجھے اور کچھ وہ اور کچھ سمجھاے تھا

کوئی دن تو اُسپہ کیا تصویر کا عالم رہا
سوے صحرا لیچلے اُس کو سے میری نعش ہاے
ناز شوخی دیکھنا وقت تظلم دمبدم
ہوگئی دو روز کی الفت میں کیا حالت ابھی

ہر کوئی حیرت کا پتلا دیکھکر بیجا سے تھا
تھا یہی در اندرون تلوا مرا کھجلاے تھا
مجھسے وہ عذر جفا کرتا تھا اور جھنجلاے تھا
مومن وحشی کو دیکھا اسطرف سے جاے تھا

صاحبو کیسا کھانا کیسا پینا نہیں معلوم مجھپر کیا گذرتی ہی شمشاد نے وزیرزادی کچھ مطلب اصلی کو سمجھی سب کنیزون کو ہٹا دیا قدمون پر گر پڑی کہا واری کچھ تو میرے ذہن مین آیا ہی گستاخی نہین کرسکتی اس لونڈی سے مفصل فرمایئے مین آپ کی شراکت کرونگی جان اپنی لڑا دونگی یہ تو سمجھ گئی کہ آپ کسی پر عاشق ہوئین جہانتک ہوسکیگا معشوق کے ملانے مین کوشش کرینگے آپ اپنے کو کیون گھلاتی ہین شاہزادیون کو اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہی کوئی اپنی جان کھوتا ہی اسطرح دلدہی کرکے جو وزیرزادی نے کہا نسیم کا دل بیقرار ہوگیا کہا اے شمشاد کیا کہون جفاے تازہ فلک نے دکھائی نظم

خیال دام و قفس انتظار آزادیست
کہ دام حلقۂ آن چشم سار آزادیست
نفس گسستہ تپش از کار صید بیرون
کہ صیدگاہ محبت حصار آزادیست
ہوس گداختہ گردش بیاد سیہ نہ رود
تسلی دل خجلت شعار آزادیست

بخون خویش طپیدن شکار آزادیست
طپیدن دل ویا دہہار و شوق سفر
غبار وحشت ہوس شہسوار آزادیست
چگونہ وحشی دام ترا شکار کند
کسی کہ خار و گل گشت خار آزادیست
اسیر الفت و ہیچ گرفتاری

شکار تشنہ لبم جان فدا صیاد لیست
ہزار عقدہ باطل بکار آزادیست
زباغ حسن بخیدی گلی نمیدانی
بدام خویش فتادن زکار آزادیست
تبسم گلی بعد از بہار شو خرست
زدام ہر کہ گریزد عیار آزادیست

اے شمشاد جس روز مین سنگری کہ شیر حمزہ کو والد لائے ہین اور میری نگاہ اُس قتال عالم پر پڑی ناوک مژگان نے دلدوزی کی ہوش مین نہ رہی تم لوگ مجھکو اُٹھاکر باغ مین لے آئے اب جبوقت سے مین نے یہ سنا ہی کہ والد مکر سے مسلمان ہوے اُس جوان کو قید کرلیا میرے ہوش درست نہین مین شمشاد نے کہا آج کا ہی آپ نے معرکہ سنا اسکا سردار ہی ہیران فیل پیکر وہ قلعے پر چڑھ آیا مکارون نے قاسم کو زیر تیغ بٹھایا ہیران سے کہا پلٹ جاؤ ورنہ تمھارے آقا کو قتل کرینگے وہ بیچارہ روتا پیٹتا پلٹ گیا اب آپ کے والد نے سحاب جسم پوش کو بلایا ہی سہیل عیار نامہ لیگیا ہی آج ہمارے والد محل مین بیان کرتے تھے مین نے بھی یہ حال سنا آج رات کو چلیے اُنکو قید سے چھڑا لین آپ یہین باغ مین رہیے ہم اپنی جان پر کھیلینگے یقین ہی کہ اُس شیر کو لیکر آئینگے یا اپنی جان دینگے کسی طرح آپ کا معشوق آپ سے ملائینگے ملکہ بلائین لینے لگین کہا اے شمشاد یہ کام اگر تجھسے بن پڑے تو مین تیری لونڈی ہون شمشاد نے کہا واری ایسی باتین نہ کیجیے ہم آخر کسدن کے واسطے ہین کہ کوئی مشکل پڑے تو کام آئین یہ کہکہ شمشاد اُٹھی کھانا تیار کرایا اُس کھانے مین بیہوشی وسنکھیا وغیرہ ملاکر پکایا نکلوا کر خوانون مین رکھا خود ڈولی مین سوار ہوئی طرف قید خانے کے چلی یہان دروازے پر قید خانے کے سرشار آتش پرست بعہدہ نگہبانی بیٹھا ہی چالیس آدمی اور ساتھ ہین سرشار نے جو ڈولی کو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی کون آتا ہی وزیرزادی نے اک کنیز سے اشارہ کیا اُسنے بڑھکر سرشار سے کہا وزیرزادی ملکہ

کھانا لیکر آتی ہیں سرشار کھڑا ہو گیا وزیرزادی نے ڈولی رکھوادی کہا میاں سرشار ملکہ کی طبیعت
علیل ہو گئی تھی یہ کھانا نذر سامری و جمشید کا ہی ارشاد ہوا کہ قیدیوں کو تقسیم ہو جائے خبر پائی کہ دو
قیدی یہاں بھی ہیں دروازہ کھلواؤ سرشار نے کہا یہ قیدی ایسے نہیں ہیں کہ یہ وہ قیدی ہیں
کہ خود بادشاہ برائے حفاظت آتے ہیں یہ دروازہ نہیں کھل سکتا نہ اسوقت قیدی کو کھانا کھلانیگے
وزیرزادی نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی کیسا قیدی تم لوگ بانٹ لو ہم ملکہ سے کہدینگے لیکن یہ کھانا رکھنے کا
نہیں ہی یہ کہکر سب کو تقسیم کرنا شروع کیا کھڑے کھڑے سب کھا رہے ہیں لیکن سہیل عیار جو نامہ
لیکر چلا تھا کہ جا کر سنجاب جرم پوش کو لائے یہ تو ادھر سے نامہ لیکر نکلا بہران کا عیار کفیل بنات
تیز رو ہی جب قلعے پر سے بہران ہلتا ہتھیار کھول کے رونے لگا کہا یارو میں اپنی جان مٹاؤں اس
مکار نے یہ غضب کیا کہ آقا کو زیر تیغ بٹھایا خدا انکو سلامت رکھے وہ یہی فرماتے تھے کہ ای بہران
تم چلے آؤ اپنی مشقت کا خیال کرو مگر ہمارا قدم کب اٹھتا تھا ای کفیل کچھ کفالت کرو کسی طرح ہم لوگ
اندر قلعے کے پہونچا دو پھر تو میں لڑ بھڑ کر اپنے آقا کو چھڑا لونگا کفیل فکر میں نکلا چہار جانب قلعے کے
پھرا کچھ مطلب حاصل نہوا تھک کر ایک نخل کے سائے میں آ گئے شہر اکھڑا رو رہا ہی کہ ای
کریم کارساز ای بندہ نواز رحم اپنا شریک کر تیرا بندۂ خاص نبیرۂ صاحبقران کہ تیری راہ میں جہاد
کرتا ہی کوئی بات ایسی ہو کہ اسکو رہا کرین مکاروں کو شکست دین کہ دیکھا ایک عیار پشت قلعہ سے
نکلا طرف صحرا کے چلا کفیل نے صورت اپنی تبدیل کی ایک زمیندار کی صورت بنکر آگے بڑھا اور
شاہرہ پر آ کے ٹھہرا اب سہیل سامنے آیا کفیل نے پکارا میاں جانے والے ذرا ہمارے پاس آؤ آجکل
جابجا غدر ہی راستے کا انتظام ہمارے سپرد ہی سہیل قریب آیا کہا ٹھاکر صاحب میں جمشید ترسا کا عیار
ہوں فرمان شاہنشاہی لیے ہوئے طرف دشت ویران کے جاتا ہوں زمیندار نے کہا دشت ویران
میں کیا ہی سہیل نے کہا سنجاب جرم پوش پہلوان کو وہاں سے لاؤنگا وہ بہران کو قتل کریگا بادشاہ
قلعے سے نکل آئینگے بعد قتل بہران کے قتل قاسم کا آسان ہو گا زمیندار نے کہا میں سمجھ گیا حقہ تیار ہی دو
گھونٹ پیلو کفیل نے جھٹ پٹ حقہ بھرا جیسے ہی سہیل نے دم لگایا بیہوش ہو کے گرا کفیل نے نامہ
تو بڑے سے نکال لیا سہیل کو ایک درہ کوہ میں ڈالدیا وہ نامہ لیکر خدمت میں بہران کی آیا
کہا ای بہران جلد تیار ہو میں تمکو قلعے میں لیچلوں بہران ہتھیار لگا کر تیار ہوا کفیل نے صورت سہیل
کی بنائی فرمان ہاتھ میں لیکر بہران کو لیچلا در قلعہ پر آ کر آواز دی ارے دروازہ کھولو نگہبانوں نے
پوچھا تم کون ہو کہا میں ہوں مشہر سہیل سنجاب جرم پوش کو ساتھ لیکر آیا ہوں وہ کہتا ہی بادشاہ سے
میں خود کلام کرلوں سب لڑائی میرے سپرد کیجیے میں سمجھ لونگا نگہبانوں نے سہیل کو پہچان کے
دروازہ قلعے کا کھولدیا بہران و کفیل چلے جب بہران اندر قلعے کے آیا کہا ای برادر محبوب خدا نخاستہ
پیر بھل میں اپنے آقا کو ابھی لڑ بھڑ کر چھڑا لونگا اسی طرف بہران کو لیکر کفیل چلا یہاں وزیرزادی نے
سب کو کھانا کھلا کے بیہوش کیا نیمچہ لیکر سب کو قتل کر ڈالا اب وزیرزادی نے آ کر قفل کاٹا
دیکھا شاہزادہ خاور سیاہ سر زنجیر پہ سر خم کیے بیٹھے ہیں وزیرزادی نے جھک کر سلام کیا عرض
کی ای شہریار میں مشقت شاقہ کر کے آئی ہوں ہماری ملکۂ عالم نے آپ کو یاد کیا ہی کیلئے ہتھکڑی کاٹی

قاسم نے قید توڑ ڈالی ساتھ وزیرزادی کے لیے قید خانے سے نکلے قضائے کار آشام شنگرد کوتوال
شہر دو ہزار جوانون سے طلایہ دے رہا تھا اسطرف بھی آیا لپکار کر آواز دی ای ہمرشتار بھاگنے نہ پاوے وزیرزادی
نے چپکے سے آواز دی ای شہریار غضب ہوا کوتوال شہر آگیا قاسم نے کہا تم نہ گھبراؤ وزیرزادی کو
پشت پر لیا خود تیغ لیکر آگے بڑھے جواب مین آواز دی او بیحیا ہمرشتار او اصل جہنم ہوا ہم شاہزادہ ملک
قاسم نعرہ قاسم آفتاب مشرق دین پروری ٭ شہسوار لاپوش خاوری ٭ ایک سوار نے آشام
سے کہا نگہبانون کے لاشے پڑے ہین قیدی باہر کھڑا ہوا نعرہ کر رہا ہی آشام نے کہا یارو غضب
ہوا گھیر کر اسکو پکڑ لو چہار جانب سے سوار و پیدل آپڑے وزیرزادی کنیزون کو ساتھ لیکر ایک گوشے
سے تیر اندازی کرنے لگی قاسم گھوڑے پر سوار ہوکر صف دشمنان پر گرے نہ سر پر خود نہ جسم مین زرہ
آشام نے اشارہ کیا خطار شعار تیر مارنے لگے اگر دس تیر قاسم نے قلم کیے چار ضرور جسم پر پڑے مگر
قاسم گھُنے جو گھس گھس کے شمشیر زنی کی آشام نے ایک سوار سے کہا اس جوان کا گرفتار ہونا دشوار ہی
نہایت کم دجبار ہی بادشاہ سے جاکر اطلاع کر سوار دردولت شہنشاہی پر پہونچا جمشید کو اطلاع ہوئی
آنکھین ملتا ہوا باہر آیا سوار نے سب کیفیت بیان کی جمشید سوار ہوا بارہ ہزار فوج لیکر چلا قاسم کو زیادہ
مشکل یہ پڑی سمک بلداقی عیار پشت پر مثل اپنی حقیقت کے پشتی بانی کر رہا ہی قاسم عورتون کو بھی
بچا رہے ہین قاسم کو بڑا یہ خیال ہی عورتین نہ گرفتار ہو جائین اسوجہ سے زیادہ زخمی ہو رہے ہین کہ نقارے
پر چوب پڑی جمشید کترسا بارہ ہزار فوج لیکر پہونچا فوج والون سے کہا یارو قاسم کو جسطرح ہو سکے
گرفتار کرلو کچھ سوار پیدل طرف عورتون کے چلے قاسم بڑھکر سینہ سپر ہوے سب سے زیادہ یہ فکر ہی
کہ ان عورتون کو بچائیے قضائے کار بہران جو اپنے عیار کو لیے ہوے آتا تھا نقارے کی آواز
کان مین آئی عیار سے کہا نقارہ بج رہا ہی کہین لڑائی ہو رہی ہی عیار آگے بڑھ گیا مثل پیک نگاہ پلٹکر
آیا عرض کی قاسم کو کسی نے رہا کیا تمام فوج کا اُنپر یورش ہی دیکھیے کیا رنگ ہو جلد چلیے بہران اُس
وقت آکر پہونچا اُنکو دیکھا قاسم پر تمام فوج کا یورش ہی مگر وہ شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت اس
ہجوم عام مین شیرانہ نہنگانہ پلنگانہ لڑ رہا ہی زخمون مین چور چور جسطرف رخ کرتا ہی فوجین بھاگتی پھرتی
ہین ایک گوشے سے کچھ عورتین تیر مار رہی ہین بہران بھی نعرہ کرکے آپڑا قاسم نے جو نعرۂ بہران
کی صدا سنی ہر چند کہ زخمون مین چور چور تھے قلب کو تقویت ہوئی فوج والے چاہتے ہین کہ قاسم کو گرفتار کرین
سب سپہ سالار جمشید کے یہی کد کر رہے ہین کہ قاسم کو پکڑ لین کسی طرف سے کمندین پڑتی ہین
کہین سے تیر چل رہے ہین بہران لڑتا بھڑتا قریب قاسم کے پہونچا آواز دی آقا غلام آگیا قاسم
نے ملکر فرمایا ای یار وفادار خوب وقت پر پہونچے لیکن زخمون سے حال ہمارا ابتر ہی اور
بڑی مشکل یہ ہی کہ ان عورات نے ہمکو رہا کیا یہ بیچاریان نہ گرفتار ہو جائین بڑا مقام تردد ہی
بہران نے عرض کی غلام انکی حفاظت کرے فرمایا بھئی جو ہو سکے وہ کرو مین تو جمشید کی
فکر مین ہون اگر اسیر قتل ہو جائے تو لڑائی فتح ہو اس لڑائی کا فتح ہونا دشوار معلوم ہوتا ہی اب
ہاتھ دستگیری نہین کرتے پاؤن کو ثابت قدمی نہین انتہا کے زخم کھائے بہران طرف
مستورات کے چلا کچھ افسران فوج نے زنجیرین اور رسنین جو لگائین بہران گرفتار ہوکے گرا

لیکن مثل ماہی بے آب تڑپ رہا ہے جو کوئی قریب آیا اُسکو مارا کسی کو گھونسا مار دیا کسی کو پکڑ کر چیر ڈالا اُس بیقراری مین آواز دی اے آقا بے نامدار غلام بیکار ہوا قاسم نے پلٹ کے دیکھا ہیران یہ پکار رہا ہے آدمی ٹوٹے ہوئے ہین قاسم چلنے کو تھے کہ مین جا کر ہیران کو بچاؤن کہ ایک طرف سے لینا لینا کی آواز آئی قاسم نے دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش تین سو جوانان نیزہ دار پشت پر نیزے ہلاتے ہوئے چلے آتے ہین آگے آگے سب کے نقابدار بادلہ پوش شمشیر زنی کرتا ہوا اول تو نقابدار نے آکر عورتون کو اپنے ساتھ لیا قاسم کو بڑی خوشی حاصل ہوئی نقابدار بادلہ پوش نے پکار کر آواز دی اے شہریار نہ گھبرائیے گا جان نثار آ پہونچا عورتون کو قبضے مین کر کے نقابدار اُس غول پر آ کے گرا کہ جہان ہیران گرفتار ہوا چاہتا تھا وہان پر جا کر شمشیر زنی کی کہ وہ لوگ بھاگ گئے ہیران اُٹھکر گینڈے پر سوار ہوا نقابدار نے تین سو جوانون سے فوج جمشید ترسا کو درہم و برہم کر دیا ہے کبھی شمشیر زنی کرتا ہے کبھی گوشے مین آکر تیر اندازی کی ہزار دو ہزار جوان تیرون سے گرا دئے دور سے نیزے مارے پھر الگ ہو گیا قاسم دیکھ رہے ہین کہ کس لطف سے نقابدار لڑ رہا ہے غول مین دھنستا نہین لڑتا قاسم نے جو اتنی مہلت پائی دریا خون کا جسم سے جاری ہے مگر لڑتے بھڑتے جنگ رستمانہ کرتے ہوئے قریب جمشید پہونچے . ملازمان جمشید نے چار جانب سے قاسم کو گھیرا چاہتے تھے کہ اپنے آقا تک نہ جانے دین نقابدار بھی اُسی مقام پر آ پڑا تیر اندازی جو کی سرداروں کا مجمع متفرق ہوا قاسم قریب جمشید کے پہونچ گئے جمشید نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار پروانہ وار گرد قاسم کے پھر رہا ہے قاسم نے بڑھ کے بچا کر کلائی پر جمشید کی ہاتھ ڈالدیا اُس زخمداری مین ایک جھٹکا مارا کہ تلوار اُسکی قبضے سے نکل گئی تلوار کو پھینک کر کمر زنجیر مین جمشید کی ہاتھ ڈال کر نعرہ شیرانہ کر کے جمشید کو اُٹھا لیا چاہا زمین پر ماریں جمشید نے آواز دی اے شہریار الامان قاسم نے کہا امان بہ ایمان جمشید نے جواب دیا جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا قاسم نے کلمہ فرمایا کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا نقابدار بادلہ پوش نے جو دیکھا کہ جمشید مسلمان ہوا افسرون کو لا کر قدمون پر گرا رہا ہے شمشاد وزیر زادی کو ساتھ لیکر جدھر سے آیا تھا اُدھر ہی چلا گیا کوئی نہ سمجھ سکا کہ یہ نقابدار کون تھا کہان سے آیا اُڑ بھڑ کر نکل گیا اب جمشید قاسم کو لیکر طرف بارگاہ کے چلا ہیران بھی ساتھ ساتھ ہے سمک یلداق عیار و کفیل عیار بھی ہمراہ ہین جمشید ہیران سے پوچھتا ہوا کہ تمھارا قلعے مین کیونکر آنا ہوا ہیران نے سب کیفیت بیان کی جمشید کہتا چلا آتا ہے کہ اے شہریار حقیقت مین آپ کا خدا آپ کی مدد کرتا ہے کس ترکیب سے پہونچے مگر یہ نقابدار کون تھا قاسم نے کہا مجھکو احوال نہین معلوم ہوا مگر بڑی جرأت سے لڑا یہ کہتے ہوئے دارالامارہ مین تشریف لائے جمشید کو قاسم نے تخت پر بٹھایا گھبرا کر حال ملکہ شیرین ادا کا پوچھا جمشید نے دست بستہ عرض کی حقیقت یہ ہے کہ ایسے عاشقان صادق ہماری نگاہ سے نہین گذرے جو زبان سے کہا وہی کیا جان کا خوف نہ آیا قاسم کی زخمداری ہو لی جس قصر مین ملکہ شیرین ادا تھین کنیزون نے جا کر خبر دی کہ وارثی مبارک ہو قاسم نے شہر تسخیر کر لیا جمشید بصدق مسلمان ہوا ملکہ دوا سطے سجدے کے جھک گئین کہ اے کارساز تو نے اپنا رحم شریک کیا میری عصمت بچالی کہ قاسم آ پہونچے

ملکہ کو بڑی خوشی ہوئی حکایتیں شکایتیں ہوئیں ملکہ شیرین ادا نے سب مصیبتیں اپنی بیان کیں اور قاسم افسوس کرتے جاتے ہیں جمشید کو وزرا نے خبر دی آپ سمجھے کہ نقابدار یا دلہ پوش کون تھا آپ کی صاحبزادی ملکہ نسیم گلگون پوش انہون نے رہائی کی بھی ترکیب کی آخر اسقدر بیقرار ہوئیں کہ نقابدار بنکر آئیں اٹھ کر گلے ملیں جمشید نے کہا مقام شکر ہے جمشید اُسکے باغ میں ملکہ نسیم کے آیا کہا اے نور نظر مجھکو زبانی وزرا کی معلوم ہوا اب میں تصویر تمھاری اور غرض اپنی سامنے آقا کے پیش کرتا ہوں ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا جمشید نے آکے وزرا سے کہا سب نے یہی صلاح دی کہ بہت مناسب ہے تصویر ملکہ نسیم اپنی غرض پیشگاہ قاسم کی قاسم نے پسند فرمایا قاسم نے اول ملکہ شیرین ادا سے عقد کیا بعدہ ملکہ نسیم سے سنجاب جرم پوش نے جو یہ خبر سنی کہ قاسم نے آکر قلعہ جمشید کو تسخیر کرلیا یہ بھی شاہان طلسم نور افشان کی جاگیر گنا تا ہے سنتے ہی قہر و غضب میں آ اٹھا بارہ ہزار فوج سے مقابلہ قاسم میں آیا قاسم نے بھی حال سنا بہران و جمشید کو ساتھ لیکر بیرون قلعہ آئے سنجاب نے طبل جنگ بجوایا صبح کو قاسم کے مقابلہ ہوا بعد نیزہ و تلوار کے آخر نوبت کشتی کی پہونچی دو دن میں قاسم نے سنجاب کو زیر کیا سنجاب بصدق مسلمان ہوا اب سنجاب و بہران و جمشید و دیو لاکھ فوج قاسم کے ساتھ ہوئی سماک سے فرمایا تیاری کرو ہم طلسم نور افشان پر جائینگے سماک نے کہا ٹھہریا ابھی سامان لشکر آپ کا ٹھیک نہیں ہے وہاں کا خانہ سحر و ساحری ہے قاسم نے فرمایا اے سماک دیوانے ہو وہ کشتی گیر تو جائے اور سامان لشکر کشی کرے اور میں نہ پہونچوں اے بھائی جب تلوار کھینچی کوئی بھوت پلید سامنے نہیں آتا ہرچند سماک و جمشید نے منع کیا مگر قاسم نے بہران و سنجاب و مقبول کو سپہ سالار کیا جمشید کو تخت پر سوار کیا آپ بعدہ صاحبقران قلب لشکر میں طرف طلسم نور افشان کے کوچ کیا ایک صحرا میں جاکر فروکش ہوئے حکم دیدیا ہے کہ بوقت سحر کوچ کرینگے مگر مفتاح جو ہاتھ سے قاسم کے شکست کھاکر بھاگا تھا اسی صحرا میں عقب کوہ اترا ہوا تھا خبر آمد لشکر قاسم سنکر گھبرایا وزیر اعوان نے صلاح دی کہ آج شبکو شبخون ماریے صبح ہوتے ہوتے نکل چلیے اسکو یہ راے پسند آئی شتاب کو اہتمام کرکے مع فوج لشکر قاسم پر جا پڑا خوب چمک تلوار چلی ہٹ جو ہوا قاسم اپنے خیمے سے اُٹھے دریافت کیا معلوم ہوا کہ کوئی شبخون لایا فوراً پشت مرکب پر سوار ہوکے لڑائی میں مصروف ہوئے ایک مقام پر مفتاح و قاسم سے تلوار چلی قاسم نے بگتنے وکتے ایک مقام پر سر کو بتاکر کمر پر ہاتھ مارا کہ مفتاح کے دو ٹکڑے ہوئے فوج والے اسکے لاشہ لیکر بھاگ گئے بعد کئی روز کے قاسم نے طرف طلسم نور افشان کے کوچ کیا ملحوظ رہے کہ بدیع الزمان اپنے لشکر میں پہونچے لشکر ساحران و غیر ساحران ساتھ لیکر طرف طلسم نور افشان کے کوچ کیا ان دونوں شیروں کا حال وقت پر تحریر کیا جائیگا

دو کلمہ داستان شہر بنگالہ کہ بادشاہ وہاں کا مغرور ساحری پرست ہی اسکا کوچ کرکے نکلنا اور جابجا مقابلے پڑنا و باقی حالات متعلقہ داستان ہذا مخمس عوض ساقی نامہ موافق مضمون مقام

دور ایام دگر شرم و حجابی دارد	فلک از ابر بہ رخسار نقابی دارد		بخت سیراب نگاہان سر خوابی دارد
	انکہ از سنبل او غالیہ تابی دارد	باز با دل شدگان ناز و عتابی دارد	

گرچہ ہر بوسے سے ہم کرتے ہیں سو جان نثار ہر ہمین زندگی تازہ ملے ہی ہر بار جان لیجا دے اجل تو بھی اگر ناخوش ہو

آب حیوان اگر اینست کہ دارد لب یار روشن است این کہ خضر بہرہ سرابی دارد

جستجو میں تری ہر سو ہی رواں سیل سرشک دیکھتی ہی ترے پاؤں کے نشاں سیل سرشک تو جہاں جاتا ہی ہو جیسے ہی وہاں سیل سرشک

چشم من کرد ہمہ گوشہ روان سیل سرشک تا سہی سرو ترا تازہ بآبی دارد

زندگانی سے ہوں بیزار جدائی میں اشد شاد ہوتا ہوں جب احوال نظر آتے ہیں بد ہوں تو بیجرم پہ تنبیہ سے خوش ہوتا ہوں

غمزۂ شوخ تو خونم بخطا می ریزد فرصتش باد کہ خوش فکر صوابی دارد

سینہ آتش کدہ ہے آہ سے جب نکلے ہیں شرر اک تب و تاب میں آتا ہی دل افسردہ نظر اب تک اس خام کو ہی حاجت داغ دگر

چشم خونریز تو دارد ز دلم قصد جگر ترک مست است مگر میل کبابی دارد

لب پہ لا سکتا ہی بابی نرہا طاقت سوال کیا کہوں کیسا ہی سینے میں بھرا شوق وصال دل کی دل ہی میں رہی عرض تمنا محال

جان بیمار مرا نیست ز تو روی سوال ای خوش آن خستہ کہ از دوست جوابی دارد

ایک دشمن ہی یہ مومن کو خدا دم کرا سخت بدخواہ عزیزان ہی کہیں جلد مرے اسے کتنا ہی کہا خاموش ہو پا آہ بھرے

کی کند سوی دل خستہ حافظ نظرے چشم مستت کہ بہر گوشہ خرابی دارد

چہرہ ساحران عجائب نگار و نیرنگ بازان غرائب آثار داستان شوکت بیان شاہ بنگالہ کو بعد نیرنگ سازی یوں تحریر فرماتے ہیں نسخہ مصنف راقمان فسانہ شوکت + می نگارند چون بعد حیرت ملا مصنف بخدمت ناظرین والا تمکین عرض کرتا ہی ہر چند کہ یہ مقام داستان سے خارج ہی مگر حقیقت میں داخل ہونا اس داستان حیرت بیان کا ناظرین کو ملاحظے میں لطف دکھائیگا پڑھنے والا مزا اٹھائیگا ملک بنگالہ کہ نام سحر و ساحری سے مملو ایک ایک شیطان خصلت سحر و ساحری میں طاق شہرہ آفاق ہر کس اپنے کو سامری جمشید جانتا ہی لات و منات کو کون خدائی مانتا ہی کہتے ہیں لات و منات سے زیادہ ہم قدرت رکھتے ہیں بادشاہ وہاں کا مغرور نیرنگ باز شعبدہ ساز سحر و ساحری میں طاق شہرہ آفاق بجا اسکی سلطنت ہی کسی نے آج تک کبھی ساحران بنگالہ سے جنگ کا ارادہ نہیں کیا مغرور کو یہ بھی خبریں پہونچیں کہ قشمش و دمامہ مارے گئے غیر ساحروں نے ان ایسے ساحروں کو مارا ملک ویران ہو گئے عملداریاں مسلمانوں کی ہوئیں مغرور نے سنکر جواب دیا اگر قشمش ایسا ناچار تھا تو اسنے مابدولت سے مدد طلب کی ہوتی ایک ساحر کو مابدولت بھیجدیتے وہ جا کر سب کو مار ڈالتا جب انہنے ہمسے مدد نہ مانگی تو ہمیں کیا غرض ہاں ہمیں کب فرض ہی کہ ہم انکے خون کا دعوی کریں اگر وہ مسلمان ہمارے کسی قریے کی جانب رخ کریں تو ہم قیامتیں برپا کریں ایک گنوار ہمارا انکی کل فوج پر کافی ہی ایسے ایسے غرور کیا کرتا ہی بڑے بڑے ساحر علم نیرنج و شعبدے کے ماہر دربار میں حاضر رہتے ہیں کہ نام ان پہلوانوں کے وقت پر عرض کرونگا ایک دن تخت پر بیٹھا ہی کہ ہرکارے نے عرض کی اے شہنشاہ بنگالہ مسلمانوں کا حال سنیے مسلمانوں نے طلسم ہوشربا کو بھی فتح کر لیا افراسیاب مارا گیا خورشید کا برباد ہوا خورشید روشن تن کا حال سنکر مغرور بہت ہنسا کہا اس بیچا کو اپنے سحر پر بڑا ناز تھا چند پتلے بصورت خداوندان سابق بنا کر اپنے صحبت میں بٹھائے تھے انسے اپنی خدائی کے

اظہار کرتا تھا مسلمانون نے خوب گردن لی پھر پرچۂ اخبار گذرا کہ حیرت جادو زوجۂ افراسیاب
آوارہ ہوکر پردۂ ظلمات مین پہونچی عقاب ابر سوار کو ساتھ لیکر اپنا ملک لینے جاتی ہی یہ سنکر مغرور
نے کہا اگر حیرت جادو مابدولت سے رجوع کرتی ملک بھی دلا دیتے قاتل افراسیاب کا سر
کٹ کے منگا دیتے پھر خبر گذری کہ عقاب ابر سوار سے حیرت جدا ہوئی راہ مین بڑے
بڑے مصائب اُٹھائے نعمان جادو کہ ساحران ہوشربا سے ہی وہ حیرت کو اپنے ساتھ لیکر بارادہ
دلانے ملک و مال کے چلی ہی یہ خبر سنکر مغرور نے کہا واہ قدرت سامری جن لوگون نے افراسیاب
کو مارا اُنکے قتل کرنے کو یہ نعمان جاتی ہین کیا کر سکینگی مسلمان بڑے بڑے زبردست ہین ساحرون
نے کہا حضور علاوہ زبردستی کے ایک عیار مسلمانون کے ساتھ ایسا ہی کہ قاتل ساحران لقب پایا
مغرور وسرداران مغرور ہنسنے لگے کہا ساحر آج تک اُنھون نے دیکھا نہین غیر ساحر کی یہ مجال ہی کہ
ساحر کو قتل کرے مابدولت کا بھی یہی دل چاہتا ہی کہ لشکر کشی کرین حیرت کو سلطنت دلا دین
اُسکے ساتھ شادی کرکے اُسکو بنگالے مین لائین ساحرون کی صورت دکھائین کہ دیکھو ملکۂ عالم
ساحران اُنکا نام ہی اور یہ بھی سنتے ہین کہ حیرت کا حسن مین مثل نہین ہی ایک وزیر نے کہا حضور ایک
سوداگر تصویر حیرت کی میرے ہاتھ فروخت کر گیا تھا اگر حکم ہو تو لاؤن مغرور نے کہا مابدولت
ضرور ملاحظہ کرینگے وزیر نے لاکر حیرت کی تصویر دکھائی مغرور نے دیکھا ایک نازنین سہی قد
خورشید خد حسن مین بے نظیر چہرہ رشک ماہ منیر اُنگلیان قتال عالم ابرو خنجر محکم عارض چاند کے
ٹکڑے ہونٹھون مین مسیحائی باتون مین دلربائی کسی ایسے مصور نے تصویر کھینچی ہی کہ ہر مرتبہ ثابت
ہوتا ہی کہ تصویر بکلام کیا چاہتی ہی بقول جناب شیخ ناسخ مرحوم و مغفور فرد نقشہ بنا کے مانی نے مانگی
جو اپنی داد ✦ تصویر بول اُٹھی مرے حاضر جواب کی ✦ مغرور کا یہ حال ہوا کہ سارا غرور و تکبر بھولا
آہ کرکے کلیجے پہ ہاتھ رکھ لیا کہتا تھا یارو یہ تصویر کس قتال عالم کی ہی وزیر اعظم دستور معظم
مہران کہکشان سوار کو بلا کر حکم دیا کہ تھوڑا سا لشکر مابدولت کا تیار کرو ہرکارون کو روانہ کرو
راہ مین ہمکو خبر دین کہ ملکہ حیرت کس طرف سے آتی ہین ہرکارے اُسی وقت روانہ ہو گئے مہران
نے جلدی مین چار لاکھ ساحرون کا لشکر تیار کرکے عرض کی جو ساحر کہ حاضر در دولت تھے
صرف اُنکو ہمراہ لے لیا لشکر تیار ہی مغرور جادو سوار ہوا عیار اسکا مہناک سحر نگاہ ہم ساحر و ہم
عیار مکار و غدار بلا ہے روزگار چار سو رفقا و وزرا امرا اکابر ایک ایک ساحر زبردست بادۂ کبر و
نخوت سے مست کلنکھاے آتشین و اژدر نشین پر سوار ہوے تخت شہنشاہ کو گھیرے ہوے
عجائب و غرائب دکھاتے ہوے شعلہ ہاے آتش اُڑاتے ہوے لکہ ہاے ابر سرخ و سفید
سرون پر سایہ فگن جادونگاہ پرفن اس دھوم سے مغرور چلا بڑے زور و شور سے لشکر جاتا
ہی سو کوس کی منزل طے کی ڈیرھ سو کوس پر جا کے اُترے چوتھی منزل تھی کہ ہرکارے سامنے
آکر حاضر ہوے بعد دعا دینے کے عرض کی اے شہنشاہ بنگالہ ملکہ حیرت جادو بڑے
زور و شور سے کوچ کیے ہوے طرف ہوشربا کے جاتی ہین ملکہ نعمان جادو سپہ سالار
میدان سے بارہ کوس پر صحراے ہول خیز ہی وہان اُتری ہین ترتیب لشکر ہو رہی ہی اور

ایک ہفتے کا مقام مقرر کیا ہے بعد ہفتے کے وہان سے کوچ کرینگی یہ سنکر مغرور نے حکم دیا کہ اُسی جا
لشکر اُتارا چلے مہران کو حکم ہوا مہران نے اُسی وقت اُتارا بارگاہ زربفتی کا لدوایا مغرور کوچ کر کے
طرف ملکہ حیرت جادو کے چلا ملکہ حیرت جادو اُس صحراے خارستان مین فروکش ہین ایک دن جو
سیر کو نکلین ویرانی صحرا کی دیکھکر افسوس ہوا کہا کیون نعمان اس صحرا کو آراستہ کرادو یہ بھی ذکر رہیگا
کہ ملکہ حیرت کا اسطرف گذر ہوا اور صحرا ویران رہا نعمان ملک نے گلشن کنیز کو حکم دیا گلشن نے جابجا
چمن بندی کی درختون پر پانی برسایا چشمے جاری کیے للہ ہاے ابر سحر سے بنائے کہ ہر وقت
ابر برسا کرے چار پانچ دن کے عرصے مین تمام صحرا سبزہ زار ہو گیا طائر جابجا سے آگئے بسیرا
لینے لگے چشمے موج مارتے ہین ملکہ حیرت نے حکم دیا بارگاہ کے آگے سائبان زربفتی کھنچا و
تخت یاقوت احمر آکے بچھا گلدستے چنے گئے گائنین خوش گلو حاضر ہین ناچ ہونے لگا ناچ دیکھتی
تھین جب ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوا ایک نازنین گلنار پوش تڑپ کر اپنے مقام سے اُٹھی پہلے گت
ناچی کہ اہالیان محفل کی بڑی گت ہوئی سننے والے پریشان تعریفین کر رہے ہین کہ گت کو تمام
کر کے اب اُس نازنین نے کھڑے ہو کے ملکہ حیرت سے آنکھ ملائی یہ غزل عاشقانہ گائی غزل

اُٹھانا بار منت شاق تھا پیراہن تن کا — ہوئے خشک آنکھ مین آنسو لیا احسان نہ دامن کا
نہ دیتے ہستی کے بوسو لف مین بھی کار بخیہ کرتے ہین — کہ از خود لب سے لپٹا ہوا ہے چاک دامن کا
یہانتک لاغری دیوانگی نے مجھکو بخشی ہے — اُتر کر پاؤن کی بیڑی بنا ہے طوق گردن کا
مرے بیتابی فریاد کے جب زور کرتے ہین — کلیجہ منہ تک آجاتا ہے ناقوس برہمن کا
ہر دم سے غیر کی فریاد کر لیتے ہین جیسی بھی — کہ روح قالب ناقوس پایا دیر برہمن کا
مجھے حیرت ہے کیون قسمت سپہر دام کرتی ہے — کہ آنکھین بند ہین منہ تک نہین دیکھا ہے کفن کا
وہ دور مست ساقی مین یہ زنجیر و نگے حلقے مین — ہمارے پاؤن کا عالم ہوا شیشے کی گردن کا
صدا دی سینۂ بلبل مین دل نے لوٹ جائیگی — سحر کو دست گلچین نے جو توڑا پھول گلشن کا
گداز ایسا کیا آہن کو خون گرم نے دیکھو — کہ کٹ سکتا نہین خنجر سے تسمہ میری گردن کا
کہین کیا ہم فروغ زیست اپنا بعد مردن بھی — جلاتا ہے ہمین ہنسکر شرارہ سنگ مدفن کا
تری شمشیر نے پیدا کیا خم سجدہ کرنے کو — لہو جاتا جو ہے کافر مسلمانون کی گردن کا
نہایت ناتوان ہون زیر خنجر اہل سکون کیونکہ — ہوے بالاے گردن بوجھ ہے دیوار آہن کا
نہ گھبرا اے دل نالان بڑی مدت مین ہم سوچے — بلا لیتے ہین اب انکو ارادہ ہو گئے دشمن کا
جھکی جاتی تھی گردن نیند کے جھونکون سے محشر مین — تعلق تھا جو کچھ آنکھون مین باقی خواب مدفن کا
مبارکباد کا انجام بھی آغاز ماتم ہے — چھری صیاد کی دیکھی جو منہ دیکھا تھا گلشن کا
زبان سے حسرت پیری کی باتین کیون سناتے ہو — ابھی تو نوجوانی ہے دکھاؤ دل نہ جوبن کا
نسیم ایسی غزل لکھی تصدق روح سامع ہے — بشکل مہر چمکا نور مضمون بلیغ پرفن کا

اُس وضع سے یہ غزل گائی سامنے صحراے سبزہ زار طائرون کی اُچھل کود مین موج مار رہی ہین
اسطرح کے اشعار جو اُس نازنین گلنار پوش نے گائے حیرت کا بھی دل بھر آیا آنکھون سے آنسو

جاری ہوئے اُس نازنین نے جو اپنی جانب متوجہ پایا دوپٹہ چٹکی سے تھام کے بیٹھ گئی گاتی جاتی
ہی مطلع بلبلو اُتنا اثر پیدا کرو فریاد میں * چاہیے منقار چٹکی لے دلِ صیاد میں ۔ اس شعر کو جو بتانا
شروع کیا اثر پیدا کرو فریاد میں اس لفظ کو جو پکڑ لیا کبھی چہرہ اُداس ہوا کبھی غصہ آیا کبھی ابروے
خمدار ملے تلواریں کھنچیں بندوقیں بھری گئیں ایک اثر کی لفظ کو پکڑ لیا خوب خوب بتایا حیرت نے
موتیوں کا مالا گلے سے اُتار کر نازنین کو دیا سب اہل محفل گانے پر رجوع ہیں نازنین گلنار پوش نے
قیامتیں برپا کر دیں اُسوقت صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ چار سو علم نشان چار لاکھ فوج
کا ہی علمہاے زرنگاری گیے پھر ہروں پر تعریف سامری و جمشید لکھی ہوئی بعد علمداروں کے
ساحران غدار زہر بہاے آتشین پر سوار بعد انکے گذرنے کے دیکھا مغرور جادو بادشاہ بنگالہ
بڑے دھوم سے ظاہر ہوا اُدھر عیار نے مغرور کے پاؤں پہ ہاتھ رکھکر اشارہ کیا کہ دیکھیے ملکہ عالم
زیر سائبان زرنگفتی جلوہ فرما ہیں اسوقت گانا ہو رہا ہی مغرور نے یا تو تصویر دیکھی تھی اب جو
جمال جہان آرا پر نگاہ پڑی بے اختیار چھاتی پہ ہاتھ مارا کلیجہ تھام لیا اپنے کو بہت سنبھالا مگر
نہ رک سکا آہ کرکے بیہوش ہو گیا سب ساحر دوڑے قریب آکر گلاب و کیوڑہ و بید مشک چھڑکا تب
مغرور کو ہوش آیا رفقا نے عرض کی حضور کو ہم بہت بیقرار پاتے ہیں کہا ہماری جانب سے ایک
نامہ محبت شمامہ ملکہ حیرت جادو کو لکھو مضمون یہ ہو کہ آپ نے بڑے رنج و ملال اُٹھائے یہ عاشق
صادق چاہتا ہی کہ سلطنت اقلیم بنگالہ قدم اقدس پہ نثار کروں خدمت میں مثل چاکران کمترین حاضر
رہوں فوراً نامہ تیار ہوا آخر میں یہ بھی لکھا کہ جو حضور کی خواہش ہی قبضہ طلسم ہوشربا اور سر قاتل
افراسیاب حاضر خدمت کرونگا نہیں یہ کہ جو طلسم مثل سب عجائب و غرائب اُسی طرح تیار
کردینگے کبھی خدمتگزاری سے گردن تابی نہ کرونگا دونوں اقلیموں کی سلطنت کنیزان شاہی کو مبارک
ہو جب یہ نامہ تیار ہوا بڑے اہتمام سے اسکو چوکی پہ رکھا پکار کر آواز دی ایک نمکخوار ہمارا اس
نامے کو لیکر جائے زبرجد سیاہ پوش اپنے مقام سے اُٹھا عرض کی یہ نامہ غلام لے جائیگا
زبرجد نے نامہ دو بلغے سے باندھا ساٹھ ہزار ساحروں کو ہمراہ لیکر چلا زبرجد تخت پہ سوار ہولیا
چلا ساٹھ ہزار ساحر اسکے ساتھ اس جوش و خروش سے زبرجد چلا ملکہ حیرت ناچ دیکھ رہی ہیں
زبرجد نے لشکر اپنا بیرون لشکر حیرت چھوڑا آپ اکیلا بل کرتا ہوا اُسی جلسۂ عیش و نشاط میں آیا
چوبدار نے جاکر ملکہ حیرت سے عرض کی ملکہ حیرت نے نامہ دار کو اندر بلوالیا کرسی حیرت نے
دی زبرجد اُسپر بیٹھا بیٹھتے ہی اسنے نامہ پیش کیا ملکہ حیرت نے ہاتھ میں وہ نامہ ملکہ لقمان کے
دیا لقمان نے وہ نامہ پڑھکر ملکہ حیرت کو سنایا ملکہ حیرت نے وہ نامہ ہاتھ سے لقمان
کے لیکر چاک کر ڈالا اور کہا اے ساحر پلٹ جا جاکر اُس مغرور و متکبر سے کہنا کہ ہمیں کچھ نہیں چاہیے
ہمارا پیدا کرنے والا جو ہمارے واسطے مناسب جانیگا وہ کریگا ہمیں تمھاری مدد نہیں منظور
زبرجد نے جو دیکھا کہ نامہ پھٹا پڑا ہی اور ایک عورت ایسے ایسے کلمات مغرور کو کہتی ہی یہ
بگڑنے لگا ملکہ حیرت نے ہنسکر کہا جاؤ تم جاکر اپنے مالک سے کہدینا تمھیں کیا دخل ہی جیسا
اُنکا حکم ہوگا ویسا کرنا زبرجد چلا کر اُٹھا کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ میاں جانے دو تمھیں

غصے کی کیا ضرورت تمھارا کوئی برابر کا ہوتا تو البتہ جاے کلام تھا عورت سے کیا کلام کروگے اپنی
حقیقت تو دیکھو یون جوز برجد پلٹا دیکھا ایک نازنین گائن شعلۂ جوالہ مجھکو دیکھ دیکھ مسکرا رہی ہی جوانی
کی بلا تکلف وضع دوپٹہ سینے سے سرکا ہوا بال جوڑے کے کھلے ہوے آنکھون مین لال ڈورے
نشۂ وحشت کے کچھ ہنستی جاتی ہی کبھی ماتھا کوٹ لیا کبھی کنپٹی واہ واہ بی حیرت کو اتنی سرکشی نہین
مناسب مرد کا مزاج ہی جو بگڑ جائے تو کیا ہو دیکھو بوا نرگس مرد کے غصے سے خدا بچائے جب تک
نہین آتا تب تک نہین آتا یہ عورتون کا غصہ نہین ہی کہ کلکلائین چلچلائین چپ ہو رہین مرد کے غصون سے
خون کے دریا بہ جاتے ہین ہمارے مالک نے بے سمجھے بات کہدی جیسے ہی زبرجد نے پلٹکر
دیکھا مسکرا کر کہا صاحب جاؤ عورت کے منہ نہ لگو بکتی ہی بکنے دو زبرجد ان باتون پر مر گیا جھپٹ کر
نازنین نے ہاتھ پکڑ لیا کہا صاحب چلو عورت سے کلام نہ کرو مثل تمنے سنی ہی یا نہین کہ عورت کی ناک
نہو تو کیا کرے تمھین کیا غرض ہی جواب انکی سرکار سے ملیگا زبرجد کا ہاتھ پکڑے ہوے کبھی ٹھنڈھی
سانسین بھرتی ہی کبھی حیرت پر جھلاتی ہی کہ واہ اچھا بی بی کو سلطنت کا دعوی ہی جو منہ مین آیا وہ کہدیا
بات کو نہ سمجھا نہ بوجھا مرد کو غصہ آجائے دریا خون کے بہین لبہولبت جواب دیتین اسطرح کی باتین
سن سن کے زبرجد کا رنگ رو متغیر دزدیدہ نگاہون سے سراپا کو دیکھ رہا ہی ایسی مہ جبین کبھی نگاہ
سے نہ گذری تھی شوخ بیباک چست و چالاک بولی بولی پھرتی ہی گنگناتی جاتی ہی شعر بھی استادان
سخنور کے زبان پر ساتھ ساتھ اس نازنین کے چلا ملکہ حیرت کا بھی گانے مین دل لگا ہوا تھا
پلٹ کر فرمایا ارے یہ گانے والی کہان گئی کنیزون نے عرض کی میان زبرجد سے باتین کرتی ہوئی
جاتی ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی شاید جان پہچان ہوگی ملکہ حیرت نے نعمان سے باتین کرنے
لگین نعمان نے عرض کی واری اب فساد ہوگا اس مغرور کے سحر کے بڑے شعبدے ہین کبھی
نکلنے والے اپنے ملک سے نہ نکلے تھے اسکو یہ سودا سوار ہوا کہ ہزارون کوس سے کوچ
کرکے آیا نہین معلوم دماغ مین کیا سمائی ملکہ حیرت نے آنکھون مین آنسو بھرکے فرمایا کہ فساد
تو ہماری تقدیر مین لکھا ہی عمرین گذری ہین جھگڑے فساد دیکھتے ہوے جسدن سے اہل اسلام سے
بگڑی الجھی پھر چین نہ ملا اپنے ملک کی تباہی دیکھی خورشید روشن تن کی خدائی کے زور و شور
تھے جو کہتا تھا وہی ہوتا تھا ایسے معرکے پڑے کہ وہ قتل ہوگیا ہم چھپ رہے بھاگے کہان کہان
مارے مارے پھرے فساد نے دامن نہ چھوڑا چندے میان عقاب کے ساتھ رہے انکے
ساتھ بھی جابجا فساد برپا ہوے تمنے آکے یہ صلاح دی کہ اپنا لشکر و فوج ہوتے غیر کا کیون
احسان اٹھائیے وہ قبول کیا اب فلک نے یہ سامان دکھایا اچھا پھر فساد ہوگا تو ہو وہ
نازنین جوز برجد کو لیکر چلی ملکہ حیرت کا لشکر ہی صدہا خیمے بارگاہین استادہ ہین ایک تنہائی کے
خیمے مین زبرجد کو لے گئی کہتی ہوئی صاحب ادھر آؤ ہمارے تمھارے تنہائی مین باتین ہون
تمھاری نگاہون نے تو دل کو مشتاق کر دیا ہنستے ہو تو بجلی گرتی ہی یہ گدڑے بال کیا اچھے معلوم
ہوتے ہین وضع تو خوب بنائی رنڈیون کے ذبح کرنے کو اب ہماری بات کا جواب نہین دیتے
زبرجد کہتا ہی ہین تو غلام ہون تمھارے حکم سے کیا باہر ہون تخلیے کے خیمے مین لیجا کے

کہا صاحب میاں دم بھر ٹھیرو زبرجد نے کہا میرے ساتھ ساٹھ ہزار جادوگر آئے ہین بیرون لشکر حیرت
ٹھہرے ہین وہ انتظار کرتے ہونگے اُس نازنین نے پٹے پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہا اچھا نگوڑے
چلے جانا چھری تلے دم تو لے کیا کوئی ٹکو لگتا ہے کہ میاں مر رہنا گرمی مین آئے ملک سے باتین سخت
ہو ہین دم بھر ٹھیرو ذرا طبیعت کو فرحت ہو تو چلے جانا یہ کہکے جام بھر کہا لو ایک جام تو پیلو زبرجد نے
ٹال کیا اپنے پکڑ کے پھر ایک طمانچہ مار دیا ایک دو ٹھہر اپنے منھ پر لگایا کہا کیون اے تو نے مجھکو کیا کر دیا
مین ایسی بے لحاظ ہوئی تو جی چاہے پیو جی چاہے نہ پیو بس اب جائیے چلتے پھرتے نظر آئیے زبرجد
حیران ہے کہ یہ نازنین کون ہے اسنے تو محبت کے انبار لگا دیے بیشک مجھپر عاشق ہوئی یہ سوچکر جام
ہاتھ سے لیا پی گئے پیتے ہی دل گھبرایا بدن سے چنگاریان نکلنے لگین گھبرا کر کہا کیون صاحب
یہ شراب کیسی تھی نازنین نے کہا شراب تو اچھی تھی مگر تم گرمی مین تھکے ماندے آئے ہو ذرا اٹھکر ٹہلو
زبرجد اٹھا ارادہ ہوا کہ ٹہلون دو قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا دھم سے گرا تو وہ پنجہ لگا رہین
تھا پانیچہ چلا و نکلا کمر سے خنجر کھینچکر نعرہ کیا نعرہ چالاک

بعیاری منم امروز چالاک
بچشم دشمنان اندازم کف خاک
نیاید باد گر در دہر کامم
خلیفہ اول چالاک نامم

نعرہ کر کے خنجر مارا سر چاک قصہ پاک زبرجد کا مرنا کہ وہ خیمہ جلنے لگا اندھی سیاہ اٹھی سنگباری و
برفباری ہوئی آواز آئی لکٹی مرا نام من زبرجد سیاہ پوش بود چالاک نے ٹاٹ پکڑ کے کھینچا خیمے
کے باہر ڈالدیا اسکے لشکر کے چار پانچ جادوگر اپنے آقا کے مرنے کی آواز سنکر دوڑے آکے دیکھا لاشہ
پڑا ہے اٹھا کے لیگئے روتے پیٹتے طرف اپنے لشکر کے چلے وہ نازنین ہنستی ہوئی پھر سامنے حیرت
کے آئی حیرت نے کہا اے ہے زبرجد کو کس نے مارا نازنین ہنس پڑی کہا حضور صاف تو یہ ہے کچھ گھبرائے
ہوئے سے مجھے نیچی نیچی نگاہون سے دیکھتے تھے بھلا مجھے کیا کام تھا جو انسے بات کرتی انکا
ساتھ تھوڑی دور چلی گئی مجھسے کہنے لگے مین مرتا ہون ایسے گھبرائے ہوئے تھے کہ اپنے خنجر
مار لیا حیرت کو بڑی حیرت ہوئی چالاک نے جو ہنس ہنس کے باتین کین حیرت سمجھ گئی اتنا تو
مسکرا کر کہا کہ آپ نے فساد برپا کیا زیر سائبان زرنگار سے اٹھکر خیمے مین حیرت چلی گئین چالاک
وہان سے چلا آیا مغرور اپنے تخت پر بیٹھا ہے کہ یہان زبرجد خالی نہ آئیگا اُسکو ہماری بیقراری بہت
ناگوار ہے ساحر بدمزاج ہے جاتے ہی الجھ پڑیگا کہ رونے کی صدا آئی مغرور نے گھبرا کر پوچھا ارے
خیر تو ہے یہ کیا معرکہ ہے ملازمون نے لاکر لاشہ زبرجد کا سامنے رکھا کہا حضور ہم سب کو بیرون لشکر
چھوڑ گئے تھے یکایک ہمارے کان مین آواز انکے مرنے کی آئی جاکے دیکھا لاشہ پڑا ہے یہ نہ
ثابت ہوا کسنے مارا مغرور طرف ٹھمناک سحر نگار کے متوجہ ہوا کہ کیون اے شاطر کچھ تیری عقل مین آیا
ٹھمناک نے کہا حضور یہ بات تو مشہور ہے چالاک بیٹا عمرو کا لشکر حیرت مین موجود ہے اُسکے کسی
شعبدے سے چڑھ گیا اسنے مار لیا مغرور نے کہا دیکھو نامہ کیا ہوا مگر سے زبرجد کی چپٹے ہوئے
پڑے ملے ٹھمناک نے کہا حضور معلوم ہوتا ہے کہ حیرت نے نامہ چاک کیا جواب صاف ملا
چالاک نے انکو دم دیکر مار لیا حضور اپنے مقام پر بیٹھین ہرچند مغرور نے کہا کہ اے ٹھمناک
کیا ضرورت ہے یہ سمجھ لو کہ کل ہی بی حیرت قبضے مین آجائینگی ٹھمناک نے نہ مانا بانہ ہاسے عیار لیسے

آراستہ ہوکر چالاک کی تلاش مین چلا ایک فقیر کی شکل بنا ہوا صندلی رومال ہاتھ مین کوڑی کوڑا مانگتا
ہوا چلا چالاک ایک خدمتگار کی شکل بنا ہوا آتا ہی اسکو بھی خیال ہی کہ زبرجد کسی نے بھیجا ہے اب فساد
ہوگا ادھر سے مہنگ آتا تھا خدمتگار کو دعا دی داتا بھلا ہو مقرب شاہی ہو چالاک نے سراپا
دیکھا اتنا تو سمجھا کہ یہ فقیر نہین ہی پوچھا باباجی کہان سے آنے کا اتفاق ہوا مہنگ نے کہا
داتا جہان سے سب آگئے ہین وہین سے فقیر بھی آیا ہی چالاک نے کہا آخر تکیہ کہان ہی کہا بابا
تکیہ پیدا کرنے والے پر اپنا تو یہ قول ہی فرد فقیرون کا ماوا و مسکن کہان ٭ جہان تھک کے بیٹھے وہ
گھر ہوچکا ٭ میان ظہور قدرت معبود کا دیکھنے چلے آئے کہ دیکھین کسکا لشکر ہی مگر کیون بابا ابھی
تھوڑی دیر ہوئی ہی کہ زبرجد جادو بطور ایلچیون کے آیا نہین معلوم کسنے اسکو مار ڈالا شاد بنگالہ
کو بڑا قلق ہی چالاک نے کہا میرے ساتھ چلیے مین قاتل کو بتا دون مہنگ سمجھ گیا کہ بیشک
یہی عیار ہی کہا بابا مین قاتل کو کیا کرونگا یو نہین آمد سخن مین پوچھا چالاک نے کہا دیکھیے وہ قاتل
آتا ہی جیسے ہی مہنگ پلٹا چالاک نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے یہ چالاک نہ جانتا
تھا کو یہ ساحر بھی ہی اُسنے سحر کیا حلقے کمند کے جل گئے ایک ماش کا دانہ پھینک مارا چالاک
گرا مہنگ نے پشتارہ باندھ کیا لیکر بھاگا جب لشکر سے حیرت کے نکلا اسکا شاگرد مسرور تیز پا
اپنے استاد کی تلاش مین نکلا تھا استاد کو دیکھا پشتارہ بدوش آتے ہین کہا استاد کسکو لائے مہنگ
نے کہا چالاک کو لینے گیا تھا لے آیا بلا کا عیار ہی اے مسرور تیز پا تم اسکو لیکر خدمت مین شاہ
کے لیچلو مین حیرت کو بھی لیکر آتا ہون آج ہی فیصلہ کردون شاگرد کو پشتارہ چالاک کا دیا آپ
پھر ایک ضعیفہ کی شکل بنکر چلا راہ مین ہوا جو لگی چالاک کو ہوش آیا دیکھا ایک شخص میرا پشتارہ لیے
جاتا ہی بسہولت پوچھا بھائی تمنے ہماری کیون مشکین باندھی ہین مسرور نے کہا تمنے زبرجد کو
مارا ہمارے استاد مہنگ سحر لگا کہ تمکو پکڑ لائے اب حیرت کو گرفتار کرنے گئے ہین مین تمکو خدمت
شاہ مین لیے چلتا ہون وہان تمھاری سزا ہوجائیگی چالاک رونے لگا کہا مجھ غریب کو ناحق
گرفتار کیا ہی مین تو ملکہ حیرت کے مصاحب کا نوکر ہون اُنکی تحویل میرے پاس رہتی ہی اب وہ
گھبراتی ہونگی مسرور نے پوچھا تحویل مین تمھارے پاس کیا ہی چالاک نے کہا وہ میان مصاحب
دو ہزار روپیے ماہوار کے نوکر ہین سب کچھ میرے ہی پاس رہتا ہی اب وہ ایک ایک پیسے کو
حیران ہونگے مسرور نے کہا اب اسوقت کیا موجود ہی چالاک نے کہا بھائی اشرفیان ہین
روپئے ہین پیسے ہین تم دیکھو گے میرے ہاتھ پانون ذرا کھول دو تمھین سب چیزین دکھادون
مسرور سوچا یہ دبلا پتلا کہان جائیگا ایک ہاتھ کمند سے کھولدیا پشتارہ زمین پر رکھا کہا لاؤ
نکالو دیکھین کیا مال ہی چالاک نے کچھ اشرفیان نکال کر دین ہاتھ سے جھک جھک کے
حلقے کھولتا جاتا ہی مسرور خوش ہوگیا کہا بھائی اور بھی کچھ ہی چالاک نے کہا یہ اشرفیان ایک
رشوت کی ہین یہ خاص میرا مال ہی اُنکا مال اب نکالتا ہون یہ کہکر اور اشرفیان نکالین وہ اشرفیان
گننے لگا چالاک نے کہا دیکھو تمھارے لشکر سے کوئی آتا ہی وہ پلٹا چالاک نے حلقے کمند
کے گلے مین ڈالدیے یہ پلٹا جناب مار دیا مسرور کو بیہوش کر کے آپ اُٹھا مسرور کا سر کاٹا

اسی درخت مین لٹکا دیا لاشہ زیر نخل ڈالدیا آپ بصورت مبدل بھاگا کا یہی خیال تھا کہ ای چالاک کہین
حیرت کو گرفتار نہ کرے یہ سوچتا ہوا بھاگا کہ میان نہنگ سحر نگاہ دربارگاہ پر آیا ایک کنیز کو اشارے
سے بلایا الگ بلا کر اُسکو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکے اندر آیا ملکہ حیرت سے کہا واری مین نے سنا ہی
نہنگ سحر نگاہ عیار مغرور کا آپ کے لشکر سے چالاک کو پکڑ کر لیگیا ملکہ حیرت گھبرا گئین نعمان سے
فرمایا یہ چالاک تھا جسنے زبرجد کو مارا جھٹ پٹ عیاری کرنا دشمن کو مار لینا یہ اُسی کا کام ہی نام چالاک
کا لیکر مسکرائین نہنگ سحر نگاہ باتین کر رہا ہی چاہتا ہی کنارے لیجاؤن اور لیجاکر بیہوش کرون اور
لے نکلون نہ چالاک جو مسرور کو مار کے پلٹا اسکو بھی تردد تھا کہ ایسا نہو نہنگ جاکے ملکہ
حیرت پہ ہاتھ ڈالے تو بڑا غضب ہوگا مگر صورت بدل کر چلا مسرور کا سر درخت مین لٹکا دیا ہی
لاشہ اسکا صحرا مین پڑا ہی در دولت پر آ کے پہونچا ایک خدمتگار سے پوچھا ملکہ عالم کیا کر رہی ہین کہا
کنیز جو ہی سوسن اُس سے کچھ چپکے چپکے باتین کر رہی ہین چالاک سمجھا کہ نہنگ پہونچا ادھر ادھر
ڈھونڈھنے لگا دیکھا پشت خیمہ پر سوسن کنیز بیہوش پڑی ہی اب تو چالاک کو یقین کامل ہوا اور
سوسن کنیز کو ہوشیار کیا آپ اور کنیز کی صورت بنکر چلا اندر آ کے دیکھا کہ نہنگ نے اپنا رنگ جمایا ہی
کہ ملکہ سے سرگوشی کر رہا ہی چپکے چپکے کہ رہا ہی کہ حضور مغرور آپ پر عاشق ہی چاہتا ہی مجھسے مدد لے
مین چلکر ہوشربا فتح کرا دون قاتل افراسیاب کا سر دون بنگالہ و ہوشربا پر قبضہ آپ کا ہو ملکہ ہنستی
جاتی ہین فرماتی ہین دیوانہ ہی ہوشربا پر قبضہ ہونا تو آسان ہی مگر قاتل افراسیاب کا سر ملنا بہت مشکل
ہی ایسا ایک شخص لشکر مسلمانان مین ہی کہ اُسکے نام سے تصور کے پر جلتے ہین اُسکی مکاریان جو
جو خیال مین آتی ہین تو دل سے شعلے نکلتے ہین کہ چالاک پشت پر پہونچا ہنستا ہوا مسکراتا ہوا جوانی
کی چال کسی کے ٹھوکر ماروی کسی کو دھکا دیدیا کسی کے چٹکی لے لی پشت پر نہنگ کے پہونچکر حلقہ
کمند کا مارا آواز دی او مکار کہان جاتا ہی نہنگ پلٹا حلقہ اُسکے گردن و کمر مین آئے تھے کہ
نہنگ نے سحر کیا حلقہ ہائے کمند جلکر گرے چاہا پلٹکر چالاک پر ہاتھ مارے چالاک نے
پلٹکر آواز دی ای ملکہ عالم یہ ملعون ساحر بھی ہی حیرت نے چاہا ہاتھ ہلائے نہنگ نے جست کی اور
سراپردے کو پھاڑ کر بھاگا چالاک بھی چلا جب وہ لشکر سے نکلا اور راستہ سے چلا چالاک نے اور
راستہ لیا نہنگ چلا آتا ہی راہ مین اسکا شاگرد ملا صیقل تیز رو اسنے کہا ارے صیقل کہان سے
آتا ہی کہا حضور مسرور کو آپ نے قتل کرایا نہنگ سنکر گھبرا گیا کہا کیا ہوا کہا لشکر کے قریب جو نخل ہی
اسپر سر مسرور کا رکھا ہوا ہی نہنگ نے کہا مین خود حیران تھا کہ مین نے چالاک کو روانہ کیا
راہ مین چالاک نے اُسکو دھوکا دیکر مار لیا ای صیقل مین نے سمجھا دیا تھا کہ ہوشیار نہ کرنا اُسنے
ہوشیار کیا فرزند رشید خواجہ عمرو ہی اسکو عمرو نے سب کا خلیفہ کیا ہی اشارے مین عیاری کرتا ہی
مجھکو پکڑ لیا مین ہی ایسا ہی طرار تھا کہ سحر کر کے نکلا ای صیقل اگر مین ساحر نہوتا تو اُسنے گرفتار ہی
کر لیا تھا نہین معلوم مسرور کو کیونکر مارا مگر تو خبر لیکر آنا کہ اب وہان کیا چرچا ہو رہا ہی صیقل کو
طرف لشکر حیرت کے روانہ کیا آپ سوچتا ہوا چلا ایک طرف سے آواز آئی کہ لات و منات
بھلا کرین نہنگ نے پلٹکر دیکھا کہ ایک بیمار بعارضہ سل مین مبتلا ایک گٹھری اوڑھے ہوے

ریتی مین پڑا لوٹ رہا ہی پکار کر کہتا ہی کہ بھائی آج تیسرا فاقہ ہی لات و منات کے نام پر کچھ دو
مہنگ کو بڑا رحم آیا فقیر کے قریب پہونچا کہا ای بندۂ لات و منات یہ کیا حال ہی بیمار بلک کر رونے
لگا کہا بابا کیا پوچھتے ہو مین ایک سوداگر جلیل تھا جب سے یہ عارضہ ہوا لاکھون روپیے صرف
کیے اب یہ نوبت ہوئی کہ مثل فقیرون کے پڑا ہون اگر کسی سخی داتا نے کچھ دیدیا یا سامنے گالون ہی
کسی کے دروازے پر پڑا رہتا ہون پیسا کوڑی جو ملا صاحب خانہ کو دیا اگر اسکو رحم آیا کھانا پکا دیا
دو دو دن کھانا ممکن نہین ہوتا آج تیسرا دن ہی کہ کھانا دانا ممکن نہین ہوا تم سخی داتا کو دیکھا سوال کیا
مہنگ نے دو روپیے پاس سے نکالے کہا لو میان بیمار نے کہا ذرا ملاحظہ تو کیجیے مین کیونکر لون
مہنگ نے دیکھا کہ انگلیان ہاتھ کی گر گئی ہین تمام جسم سے پیپ بہ رہا ہی حال اپنا دکھا کے
فقیر رونے لگا مہنگ نے کہا پھر روپیے کیا کرون آج کہین تمھارا ذکر شاہ سے کرونگا وہانسے
جو کچھ ملیگا وہ بھی لا کر تمھین کو دونگا یہ کہکر ہاتھ بڑھایا جھولی بیمار کی بغل کے نیچے لگی ہوئی تھی ہاتھ
اُٹھا کر کہا داتا اسمین روپیے ڈالدیجیے مہنگ جھکا جیسے ہی اسنے روپیے جھولی مین ڈالے
جھولی ہاتھ مین لپٹ گئی اسنے دوسرا ہاتھ لگایا دوسرا ہاتھ بھی پھنسا جھلا کر مہنگ نے کہا اے
فقیر کیا اس جھولی مین گوند لگا ہی ہاتھ پھنسے جاتے ہین فقیر نے پیر سمیٹے حلقہ مارے کمند پانون مین
لگی ہوے تھے پانون سمیٹ کر حلقے مارے ہاتھ تو مہنگ کے پھنسے تھے گردن مین حلقے جو
پڑے چاہا سحر کرون فقیر نے منھ سے حباب مارا دماغ پر مہنگ کے پڑا لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا
چالاک نے نعرہ کیا منم مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو عیار نامور خلیفہ عیاران حمزۂ دلاور گٹھری
وغیرہ پھینک کر اُٹھا رنگ و روغن جسم کا دور کیا پشتارہ مہنگ کا باندھنے لگا اب چالاک بصورت
اصلی ہی پشتارہ مہنگ کا باندھ رہا ہی صیقل لشکر حیرت مین گیا کچھ خبر معقول نہ پائی وہان سے
پلٹا ہوا آتا تھا اسنے دور سے دیکھا کہ چالاک استاد کا پشتارہ باندھ رہا ہی وہین سے اسنے
للکارا کہ او چالاک کیا کرتا ہی ارے اُستاد کو ہمارے کیونکر بیہوش کیا ہمارے استاد عیار
بھی ہین اور ساحر بھی ہین چالاک نے کہا جا دور ہو کیون شامتین آئی ہین تمکو بھی باندھکر
لیجاؤنگا صیقل نے پتھر مارا چالاک نے جست کر کے خالی دیا صیقل نے غل مچایا کہ یارو
دوڑو چالاک استاد کو لیے جاتا ہی پانچ چار شاگرد مہنگ کے کنارے پر لشکر مغرور کے
پھر رہے تھے اُنھون نے جو آواز صیقل کی سنی دوڑ پڑے آکے چالاک کو چھ عیارون نے
گھیرا چالاک کو پشتارہ اُٹھانا مشکل پڑا عیارون سے لڑتا بھی جاتا ہی پشتارے کو بھی بچا رہا
ہی دہیم جادو ملازم مغرور رات کو طلایہ پر تھا کنارے پر لشکر کے آگے کھڑا ہوا ایک ساحر
کہا ای افسر یہ ابھی خبر پائی ہی کہ جنگل مین عیارون سے مقابلہ ہی دہیم چلا اُسوقت آکے پہونچا
کہ چالاک نے تین عیار مار کر ڈالدیے تین کو روک رہا ہی ہر مرتبہ یہی قصد ہی کہ پشتارہ اُٹھالون
وہ تینون عیار اُٹھانے نہین دیتے تیر مار رہے ہین کمندین چل رہی ہین کبھی پنجہ بازی کرتے ہین
چالاک نے پیچھے ہٹکر ایک کو تیر مارا ایک کا سر اُڑ گیا دو ہٹے چالاک نے جھپٹ کر چاہا پشتارہ
اُٹھالون کہ دہیم جادو کا نعرہ ہوا خبردار او عیار کیا کرتا ہی پشتارہ مہنگ کا نہ اُٹھانا چالاک نے

جو دہیہیم کو دیکھا گھبرا گیا چاہا بھاگ کر نکل جاؤن دہیہیم نے ایک دو ہتھڑ مارا چالاک گھبرا کر زمین پر گرا دہیہیم نے آواز دی ارے اسکی مشکین باندھ لو دو نون عیار چلے کہ چالاک کا پشتارہ باندھین اور دہیہیم الگ کھڑا ہی عیارون کو ترغیب دے رہا ہی یہان ملکہ حیرت نے کہا ارے نعمان ذرا خبر تو لے چالاک پیچھے پیچھے ہمنگ کے گیا تھا نہین معلوم کیا سانحہ گذرا نعمان نے کہا مین ابھی خبر لاتی ہون یہ کہکے تڑپ کر صنوبر نامے خواص سے کہا ذرا جھپٹ کے خبر تو لا صنوبر تنتنی ہوئی چلی دس مین کنیزین بھی ساتھ ہین یہان دہیہیم جو آیا اسلئے بھی دس بیس جادوگر آ گئے کہ رہے ہین کہ حضور اس عیار کے سر پر خون زبر جد جادو ہی یہ خون بالا بالا نہ جائیگا شاگردون نے بڑھکر پہلے اپنے استاد کو ہوشیار کیا چالاک تو زمین پر پڑا تڑپ رہا ہی پاؤن زمین پکڑے ہین ہاتھ بیکار آنکھون مین بصارت نہین روح کو راحت نہین اٹھ نہین سکتا دہیہیم عیارون کو پکار رہا ہی کہ جلد اسکا پشتارہ باندھو ہمنگ جو ہوشیار ہوا اسنے کہا اے دہیہیم بڑا کمال کیا کہ تمنے آ کے مجھکو بچا لیا ورنہ اب تک یہ باندھ لے جاتا مین اسکا سر کاٹے لیتا ہون انکا سر دیکھکر آقا بھی خوش ہونگے اسنے اپنے کو عاشق حیرت مشہور کیا ہی صنوبر تلاش مین چالاک کے دیکھتی بھالتی آتی ہی حیرت جب صنوبر کو روانہ کر چکین کہا اے نعمان عنایت سے سامری و جمشید کے کسی بات کی تکلیف نہین کسی شی کی کمی نہین مگر کچھ خود بخود دل گھبراتا ہی آج صبح کو منہ دھوتے ہی دل مین خار الم کھٹکتا تھا خود بخود سکتا تھا انی الحال یہ کیفیت ہی آٹھ پہر مزاج درہم و برہم ہر وقت یہی خیال ہی نظم

اٹے آتے کیون نہ اُلٹے پاؤن بھاگے دور سے / صبح ڈرائی ہی بہت میری شب دیجور سے

طالب دیدار جسکا ہی دلا وہ تجھ مین ہے / جلوہ برق تجلی تھا شرار طور سے

خلق لے اعمال بد کرتے ہین ایسا انقلاب / جائے آتش جوش پانی کا ہوا تنور سے

منعم موذی کے گھر کو اہل حاجت لوٹ لین / مانگتا ہی کب کوئی جا کر عسل زنبور سے

وعدۂ دیدار اُسنے حشر پر رکھا تو ہی / طالع خفتہ بھی ہون بیدار لیکن صور سے

باعث الفت ہی جنسیت گریزانی ہی کیون / نرگس بیمار کو میرے دل رنجور سے

ہو گیا ہی مجھکو سودا اک تجلی دیکھکر / کہدو لڑکون سے بھرین دامن وہ سنگ طور سے

بعد مردن بھی ہی ایسا خوف قاتل کا مجھے / بات کر سکتا نہین جنت مین اگر حور سے

کیون نہین آتی صدا سے نالۂ مرغ سحر / کیا وہ ملکر مر گئے میری شب دیجور سے

جسم خاکی کا مکان باقی ہی ساکن ہی خدا / اپنے رہنے کا بنوا ہی گھر مزدور سے

غور سے ٹیکے کی سرخی کچھ نظر آتی نہین / رنگ پیشانی صنم کا ملگیا سیندور سے

بانٹ لے کوئی کسی کا درد یہ ممکن نہین / بار غم دنیا مین اٹھواتے نہین مزدور سے

قتل مو ظاہر ہی پشت دست سے رنگ حنا / کم نہین اُسکی ہتھیلی ساغر بلور سے

خون ہی ہم میکشون کا اُنکے سر پر واعظا / جانے مے سرکہ بناتے ہین جو لوگ انگور سے

دیکھتا ہون جب کلام اُسکو بہت آتا ہی یاد / انس تھا مجھکو نہایت ناسخ مغفور سے

نعمان نے کہا واری ملکہ چھوٹا منہ بڑی بات آواری حاصل ہوئی کون پوچھنے والا ہی حیرت نے کہا

اے نعمان ذرا ٹھہر کر دیکھو تو کیا گذرتی تمکو جانبازی چالاک کا بڑا خیال ہے حقیقت مین ایسے ایسے
مقام پر پہونچا اُسنے جان دینے مین کوئی بات اُٹھا نہین رکھی انتہا یہ ہے کہ اپنے کو طلسم مین گرادیا
سارا طلسم فتح کیا اگر اُسنے مجھکو بڑے زور و شور سے بچایا میان عقاب ابر سوار نیچے مین اُسنے
دیوار کو گرایا جب شاہ طلسم کو چالاک نے مارا تب دیوار گری نعمان نے کہا لونڈی ابھی خبر لاتی ہے
نعمان کو تو خود اس بات کی خواہش ہے کہ چالاک سے شادی کرین وعدہ اُس سے پختہ کرین
نعمان چلی یہان صنوبر و دہیم سے سحر چلنے لگا دہیم نے ایک گولہ اُٹھا کر مارا صنوبر کا سر پھٹ گیا
منہنگ نے کہا اے دہیم کیا کام تمام کیا کنیزین بیچاری بھاگین دہیم تعقب مین کنیزون کے
چلا تھا منہنگ نے منع کیا کہ آپ کنیزون کے تعقب مین کیون جاتے ہین مطلب تو اس ظالم
سے ہے اسکا سر لیجیے مین زندہ سامنے شہنشاہ کے نہ لیجاؤنگا سر پہونچاؤنگا چالاک نے دیکھا
کہ منہنگ آمادہ قتل آتا ہے پکار کر آواز دی اے منہنگ تمکو عیاری کا دعویٰ ہے اُسمین ایک لطف
اُٹھتا ہے اگر مجھکو بیہوش کیا تھا اگر قتل کر ڈالتا کون روکنے والا تھا ہمکو قید کرو دیکھو ہم قید خانے سے
کیونکر نکلتے ہین بلطف عیارون کے دیکھو کہ تمنے کیا کیا اور تمنے کیا کیا مجھ ایسے ہزارون غلام لشکر
مین ملکہ حیرت کے پڑے ہین ایک مین نہونگا تو کیا ہوگا منہنگ نے کہا تیرے نہونے کیسے
بڑا نفع ہوگا کہ ہم حیرت کو پکڑ لیجائینگے چالاک نے کہا اے منہنگ وہ ساحرہ زبردست ہے سحر سامری
اُسکے سامنے پست ہے دختر افراسیاب عالیجناب سعادت انتساب نور العین حیات جادو
ہمشیرہ نیرنگ و گیرنگ جس نے سوسن زبان دراز کا دودھ پیا ہے کسیکی مجال نہین کہ اُسپر دست انداز
ہو منہنگ نے کہا تمکو قتل کرونگا ابھی جاکر پکڑ لاؤنگا ہر چند چالاک نے باتون مین فقرے دیے
منہنگ نے نہ مانا کہ نعمان آسمان پر آگئی تھی دیکھا سنجے کہ دہیم کھڑا ہے ایک جانب لاشہ صنوبر
کا پڑا ہے وہین سے اپنے ہاتھ ہلایا برق کڑک کر گری منہنگ نے چاہا الگ ہو جاؤن برق سر
گری سر اُسکا خود مع کمر زخمی ہوا منہنگ تو بھاگا نعمان نے چاہا چالاک کو اُٹھالون دہیم نے
گولہ مارا نعمان ہٹین یہی گولہ پھٹ کر زمین پر گرا مگر اُسکے ہاتھ ہلایا دہیم کے دو ٹکڑے ہو گئے
دہیم کا مرنا کہ چالاک کے ہاتھ پاؤن مین طاقت آئی چالاک تو کود کر بھاگا نعمان نے چاہا کہ
دہیم تو ابھی قتل کیا چالاک تو بھاگ گیا نعمان نے پکار کہا بھی کہ اے چالاک ٹھہر جاؤ چالاک
نے کہا کب ٹھہرتے ہین نعمان پلٹ کے خدمت مین حیرت کے آئی سب حال بیان کیا حیرت خوش
ہوئین کہا اے نعمان اب مغرور ملعون سے پگڑی اُلجھ گئی دو ساحر اُسکے نامی و گرامی مارے گئے
ضرور فساد برپا کریگا چالاک گبتری کی شکل بنکر دربار مین آیا ملکہ حیرت سے باتین کرنے لگا کون اسکو
سمجھ سکتا ہے جس کے کہہ رہا ہے کہ اے ملکہ عالم مغرور لوائی سحر و ساحری پہ بڑا نازہ ہے منہنگ عیار
اگر ساحر نہ ہوتا اب تک مار لیا ہوتا وہ سحر کرکے نکل جاتا تھا حضور چالاک بلا کا عیار ہے حیرت بھی
تعین کر رہی ہے کہ حقیقت مین چالاک کا مثل نہین وہان لاشہ دہیم ساحر لیکر سامنے مغرور
کے پہونچے منہنگ بھی آیا سب کیفیت بیان کی مغرور نے غصے مین کہا اے منہنگ اب تم
تماشا دیکھو ہم مجھ لینگے ایک ہی دن مین لشکر حیرت کو شکست دینگے منہنگ نے کہا اے شہریار

حیرت بھی کسی بات مین بند نہین ہر سحر و ساحری مین طاق حسن مین شہرۂ آفاق ہر وقت سحر و ساحر یکا دم بھرتی
ہی کیا کوئی بات اُٹھا رکھیگی اسوجہ سے چاہتا ہون کہ سرکار کو تکلیف نہو مین حیرت کو عیاری سے
پکڑ لاؤن جسوقت آپ سوال وصل کرینگے شاد ہو جائیگی اُسکو یقین ہوگا کہ افراسیاب زندہ ہوگیا روسا نے
عرض کی حضور حیرت پر بڑی بڑی اُفتادین پڑین صنم گویا کہ دعوی خدائی رکھتا تھا کیسی کیسی جو شامل
کی قید بھی کہا حیرت نے نہین مانا یقین ہی کہ آپ کے سے بھی انکار ہو وزرا تقریر یقین کرنے لگے
کہ وہ بدصورت تھا آپ کے جمال باکمال کو دیکھکر عاشق ہو جائیگی مغرور ان باتون پر خوش ہوتا ہی
نہنگ سے کہا کہ تم کنارے بیٹھو حکم ہو طبل جنگی بجے لشکر مین مغرور شاہ بنگالہ کے طبل جنگی بجا
ہرکارے جو لشکر حیرت کے لگے ہوئے تھے خبرین لیکر بھاگے چالاک ہنس ہنس کے باتین
کر رہا ہی کہ ہرکارے آکر پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ لشکر مین مغرور کے طبل جنگی بج گیا کل
اسکا ارادہ ہی کہ لڑکر معرکہ آرا ہے نبرد ہو حیرت نے کہا ای نعمان تلاش کرکے چالاک سے کہو کہ
جاکر خبر لائے کہ کل میدان مین کون لڑیگا چالاک نے زانو پر ہاتھ رکھدیا کہا حضور بی نعمان کو کہان
چالاک ملیگا مین تلاش کرکے کہدونگی یہ کہکر سامنے سے ہٹ گیا برائے خبر چلا حیرت سمجھ گئی کہ یہی
چالاک تھا نعمان ہو مخانہ آراستہ کرو تم بھی سحر تیار کرو ہم بھی آتے ہین بنگالے والون کو بڑا غرور ہی
ہمارے ہوشربا سے بڑھکر کہین رنگ سحر کا نہین ہے میدان مین حال کھلجائیگا میان جب مغرور طبل جنگی بجوا چکا
کر دربارگاہ سے رونے کی آواز آئی کوئی ہائے بھائی ہائے بھائی کہکے روتا ہی مغرور نے کہا
دیکھو یہ کون ہی سب نے دیکھا دربارگاہ سے ایک ساحرہ بڑے قد کی عورت کالی کالی صورت
آکر پایۂ تخت مغرور کو بوسہ دیا قدمون پر سر کو رکھکر رونے لگی کہا حضور پیارا جوان بھائی مارا گیا اُسکے
خون کا معاوضہ ہونا چاہیے کل میدان کارزار مین لونڈی لڑیگی حیرت کو گرفتار کرکے آپ کو دونگی
نعمان کو مین قتل کرونگی مغرور نے مصاحبون سے پوچھا یہ کبھی مابدولت کے سامنے نہین آئی
اسکا کیا نام ہی مصاحبون نے عرض کی حضور معکوس جادو اسکا نام ہی ہمیشہ غار افراسیاب مین رہی
وہان کے بڑے بڑے ساحر اسکے شاگرد ہین امتحان مین وہان کے ساحران نامی نے یہ لکھا ہی کہ
نام سحر ساحری اسکے نام سے روشن ہی بڑی ساحرہ پر فن ہی مغرور نے کہا کیا مضائقہ ہی ای معکوس
کل تمھاری جانبازی دیکھینگے بیس ہزار ساحر معکوس کو ملے مغرور نے اسکو خلعت ماتم پرسے کا دیا
مغرور نے جو ہنس ہنس کر معکوس سے باتین کین معکوس کہتی چلی آئی ہی کہ شہنشاہ جسکے عشق مین شہر
بنگالہ سے نکلے اور اُسے بھول گئے مین اُنکو نہین مانونگی چالاک ایک ساحر کی شکل بنا ہوا لشکر
مین پھر رہا تھا کہ اسنے دیکھا ایک ساحرہ نے کنارے پر لشکر کے بارگاہ استادہ کرائی پکار کر کہہ رہی ہی
ارے ایک خیمہ استادہ کرو اسباب سحر ہمارا وہان رکھدو صبح کیواسطے سحر تیار کرینگے پہلے بی نعمان
کو للکارونگی پھر بی حیرت کو پکارونگی چالاک نے دیکھا ایک بارگاہ استادہ ہوئی اسکے جانب ایک
خیمہ استادہ ہوا اسمین اسباب سحر رکھا جانے لگا چالاک اُن جادوگرون کے ساتھ ملکر اسباب سحر
رکھنے لگا ماش کے دانے رکھے سرسون کے دانے مٹر کے دانے پھر جانور پرند رکھدیے گئے
جب اسباب سب رکھدیا گیا تو چالاک چوکی کے نیچے چھپکر بیٹھ رہا معکوس جادو آئی اُسکے

چوکی پر بیٹھی روئی کے گالے جھولی سے نکالے تھوڑا پانی اُسپر ڈالا چھوٹی چھوٹی چھریان و کٹاریان
روئی کے اندر رکھین اب اسنے ارادہ کیا کہ سحر کرون چالاک نے بسہولت چھریان کٹاریان نکال لین
کچھ موم کے ٹکڑے رکھدیے اب جو معکوس نے سحر کیا وہ روئی کے گالے اُڑتے ہوے چلے
کچھ ماش کے دانے اُٹھائے زمین پر رکھے جوش مین اپنے سحر کے پکار اُٹھی یہ سب فولاد کے
ہوے ہنگ لشکر حیرت پر گرین چالاک نے اُن دانون مین مٹی کے ڈھیلے رکھدیے ماش کے
اُڑ گئے معکوس آنکھین بند کرے بیٹھی چالاک نے چوکی کے نیچے بیٹھے بیٹھے اپنی صورت بدلی
شکل مہیب بنکر تیار ہوا جب معکوس نے آنکھ کھولی چالاک چوکی کے نیچے سے تڑپ کے نکلا
آواز دی منہم نیرنگ شعبدہ ساز ملازم سامری و جمشید معکوس نے نگاہ اُٹھاکر جو دیکھا ایک ساحر
تاج سر پر پہنے ہوے پیشانی پر ایک تختی الماس کی لگی ہو اُسپر بخط جلی لکھا ہو کہ یہ نازنین نظر کردہ
سامری و جمشید ہو اسی کو شعبدۂ سامری بھی کہتے ہین معکوس کھڑی ہو گئی کہا اے شعبدہ سامری
اسوقت کنیز کو کیونکر سرفراز فرمایا سامری و جمشید کو اپنے بندون پر رحم آیا شعبدۂ سامری نے کہا
او نالایق یہ جو تو نے ابر بنایا ہے یہ ابر کیسا ہے کی معکوس نے کہا اسمین تلوارین بھری ہین اب جو
شعبدۂ سامری نے نگاہ اُٹھاکر دیکھا کہا او اندھی تلوارون کا تو ابر مین نام نہین یہ سنکر معکوس
گھبرا گئی اب ابر کو جو گرایا اُس سے موم کے ڈھیلے برسنے لگے ماش کے دانون پر جو خیال کیا
اُنمین بھی کے ڈھیلے بھرے ہوے ہین شعبدۂ سامری نے کہا کیون او معکوس دیکھا تو نے
اسوقت سامری نے بیٹھے بیٹھے یہ راز بتلایا فرمایا ہماری بندی خاص سحر بھول گئی سحر نے اُسکے
نام کی تاثیر دکھلائی جاکے اُسکو تعلیم کرو اور ایک غضب ہوا کہ جمشید و سامری سے بڑی گستاخی کشتنا
ہوئی جمشید کہتے ہین حیرت ہماری بندی خاص ہو سامری نے کہا معکوس ہماری خدمتگار اربابِ اختصاص
ہو جمشید نے ملک الموت سے کہدیا کہ معکوس کی روح قبض کرلو سامری نے اپنا القاب تعلیم کیا
کہ اسکو پڑھکر جام معکوس کو پلا دو عمر اُسکی بڑھ جائے ملک الموت کچھ نہ کر سکے معکوس کچھ نہ کہہ سکی کہا
مین سامری کے صدقے جمشید بھڑوا بڑا ظالم ہو سامری نے میری جان بچالی جمشید بھڑوے
مین نے کیا لیا تھا جو میری جان لیتا ہو نگوڑے کے نام پر کبھی دمڑی نہ چڑھاؤنگی پوجا پاٹ
سامری کا کرونگی جمشید کے نام پر جوتیان نگوڑا بڑا مغرور ہوگیا ہو سامری سے اُسکی مجال
نہین کہ رد و قدح کرسکے مذہب سامری کی پرستان کہلاتا ہو جمشید کا کون نام لیتا ہو ان حرکتون پر
جو لوگ تھوڑا بہت نام لیتے ہین وہ بھی موقوف ہو جائیگا چالاک نے کہا شراب منگاؤ دور کے
معکوس نے آواز دی ارے گلابی لاؤ ہم سحر تیار کرینگے کنیزون نے گلابی شراب کی دی شعبدۂ
سامری ٹہل رہی ہین چارجانب دیکھ بھی لیا کہ نکل جائیگا کون سا راستہ ہو شاید کوئی افتاد پڑے
معکوس نے گلابی دی چالاک نے کھائی سے پڑیا بیہوشی کی نکالی جام مین ملا کر کہا ملکہ پیو
ایک سانس مین پینا معکوس بہت خوش ہو پوچھتی ہو کیون شعبدۂ سامری اسکے پینے سے دنون کی
عمر بڑھیگی چالاک نے کہا ہر جام مین سو برس مین تمکو کئی جام پلاؤنگی حکم ہو سامری کا کہ ہزار
برس عمر بڑھاؤ یہ کہکے جام ہاتھ مین دیا نگاہ ملاکر ایک تان ماری معکوس نے کہا اے

شعبدۂ سامری کہا کتنا دل تم نے خوش کر دیا اعضا سے سبھی کو تکلفات سے بھر دیا یہ کہکر چاہا کہ جام لو
پہلون ایک تڑاقے کی آواز ہوئی جام ٹوٹا شراب زمین پر گری معکوس نے کہا ارے تو کون ہے
چالاک نے نعرہ کرکے خنجر مارا معکوس ہنس پڑی کہا او نگوڑے مین جب ہی سمجھ گئی تھی سحر بھرے
کیونکر بگڑے ارے تم لوگ عیار عیاری بھی کرتے ہو سحر بھی جانتے ہو چالاک کے پاؤن
زمین نے تھام لیے رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا کنیزون کو آواز دی کہ ارے اس مکار کو لے جاؤ
پانچ سات کنیزین اندر آئین دیکھا ایک عیار کے پاؤن زمین تھامے ہوے ہے معکوس بیٹھی
ہنس رہی ہے کنیزون نے پوچھا واری یہ کون ہے میان کہان سے آیا کہا صاحبو کیا کہون اس نگوڑے
مونڈی کاٹے نے میرے سحر گاز سے شعبدۂ سامری بنکر سامنے آیا کیا کیا باتین سنائین
مین پہلے ہی پہچان گئی تھی یہ سحر مین نے پہلے ہی کر لیا تھا کہ جو کوئی مجھکو کھلائے پلائے
حال پہلے ہی کھلجائے معکوس نے کہا تم اسکو لیجا کر قید کرو مگر خبردار اسکے دام مکر مین نہ پھنسنا اب
کنیزین چالاک کو لے کر نکلین سمینہ جادو سب کی افسرہ ہے ایک خیمے مین لا کر چالاک کو قید
کیا سمینہ خود دروازے پر بیٹھی ایک دو گھڑی کے بعد سمینہ کے کان مین آواز رونے کی آئی
اسنے پردہ اٹھا کر دیکھا چالاک رو رہا ہے سمینہ نے کہا میان چالاک کیون روتے ہو تمکو کچھ خوف
نہ آیا اتنی بڑی ساحرہ پر جا پڑے یہ نہ سمجھے کہ یہ مقابلہ لشکر حیرت مین آئی ہے کچھ تو سمجھ لیا ہے چالاک
نے کہا بی سمینہ بیٹھ جاؤ تو مین اپنے دل کا حال کہون سمینہ بیٹھ گئی چالاک نے کہا ہمکو خدا نے ہر
ملک نے گروا دیجیے آج ہی ہم حیرت کو پکڑ لا دینگے اگر نعمان و حیرت کو پکڑ لیا سارا لشکر بیکار ہے
سب گھبرا کر بھاگ جائینگے کوئی آئین اس لایق نہین ہے کہ آپ کے لشکر سے مقابلے کرے سمینہ
نے کہا ہے چالاک اگر تو ایسا کرے تو بادشاہ بھی تجھسے راضی ہونگے بادشاہ کی حیرت پہچان
جاتی ہے آٹھ پہر رویا کرتے ہیں فرماتے ہیں صاحبو مین کیا کرون میرا دل نہین مانتا آٹھ پہر یہی جی
چاہتا ہے کہ چیخین مار مار کے روؤن یا کسی جنگل مین نکل جاؤن کیونکر حیرت کو سمجھاؤن اس سرکش
کو ہمارا کیونکر خیال ہو وہ تو رنج و ملال ہے ہر وقت ایک کیفیت ہے کس شخص کو دیکھکر دل بہلاؤن یا قبر
مجنون پر جاکر بیٹھون اسے دریافت کرون کہ کوچۂ عشق کی کیا راہین ہین یا خود اس ظالم سے
دامن پکڑ کر پوچھون گا کہ ہمارا بالکل خیال نہین اپنی تو اصل مین یہ کیفیت ہے کیا کہین کہ کیا حالت ہے

نظم

اٹھتے ہی تیرے بزم سے سب اٹھ گئے ہائے — وہ بار رہ گئے کہ جو تھے خوش بیٹھے ہوئے
نالون سے میرے ہو گئے رنگین ادا سے ہم — بلبل کو سنکے کان گلون کے کھڑے ہوئے
بے نشۂ شراب محبت نہ جا بنگے — ساقی کے در پہ ہاتھ ہین ہم بھی اڑے ہوئے
ٹھیک آئی تن پہ اپنے قبا بے تنگی — باقی لباس چھوٹے ہوئے یا بڑے ہوئے
جو بچ گئے ہین جنبش مژگان یار سے — اڑ رہے کے نیچے حشر مین ہونگے کھڑے ہوئے
دیوانگان عشق جو زینت پسند ہون — سونے کی بیڑیون مین ہاتھ ہیرے جڑے ہوئے
بے مہر یار کا نہ گلہ ہم سے ہو سکا — چھوٹے نہ تھے جو ملین پھپھولے پڑے ہوئے
کشتون کی طرح تربت مین تیرے نیاز مند — شمشیر ناز سے مرے بیدم پڑے ہوئے

آئینے نے کیا ہی جو صورت سے آشنا — گردن مین انکی ہاتھ ہین اُنکے پڑے ہوئے
باتون مین انکی ہو گئے عاشق غریب قتل — تلوار کیطرح جو وہ منھ کے کڑے ہوئے
روز وصال آنکھون کو اپنی دکھائیگا — روز شب فراق کے طعن جھڑے ہوئے
ساقی کی بندگی نے کیا خاتمہ بخیر — خم کے تلے ہین میکدے مین ہم گڑے ہوئے
اب پاؤن رکھکے وہ نہین چلتے زمین پر — اک اک کڑے کے ساتھ ہین دو دو چھڑے ہوئے
بوسہ جو خال لب کا لیا یار نے کہا — اس تل کا تیل پیکے ہو چکنے گھڑے ہوئے
نہ فکر شعر ہی نہ وہ مضمون تلاشیان — آتش سے تو نہین ہمین خواجہ اڑے ہوئے

بادشاہ کو یہ بقراری سوجھی ہی اگر تو حیرت کو گرفتار کرلاویگا تو شہنشاہ بہت خوش ہونگے دولت دنیا سے نہال کردینگے چالاک نے باتین کرتے کرتے حباب ہاتھ مین رکھا جب یہ باتون مین خوب مصروف ہوئی چالاک نے حباب ماردیا یہ بیہوش ہوئی چالاک نے ہتھکڑیان نکالین ہاتھ مین پہنے کے پہنائین رنگ و روغن عیاری کا لگاکر اسکو اپنی شکل بنایا آپ اصلی صورت بنکر تیار ہوا گلے مین گنبد عیاری کا ٹھونس دیا اسی کی شکل بنکر باہر نکلا کنیزون نے پوچھا حضور کیا تھا کہا منت کرتا تھا کہ ہمین قید سے رہا کردو بھلا مین ایسی باتون کو کب مانتی ہون یہ کہکے چالاک اپنے مقام پر بیٹھا کبھی کنیزون سے کہا تم مجھوہم ذرا لشکر کی خبر لے آئین اور سب طرف پھرا چپا جانب دیکھا تیاریان ہو رہی ہین صبح کے سب اشتیاق مین ہین لشکر حیرت سے حاضر باش و ناظر باش کی صدا آتی ہی نعمان طلایہ پھر رہی ہی ہر طرف یہی ہنگامہ ہی کہ صبح کو مقابلہ ہی دیکھین یار و کیا گذرے فلک تفرقہ پرواز گردون جبار کسکو شکست دے کسکو فتح نصیب ہو یقین ہی حیرت بھی خوب لڑیگی سحر اور علم پڑیگا ہمارا بادشاہ مغرور سحر مین طاق شہرہ آفاق اگر زبان ہلا دیگا طبقات زمین آسمان پر پہونچا دیگا کئی مرتبہ چالاک نے ارادہ کیا کہ مین بارگاہ مغرور مین جاؤن مگر لوگون کی زبانی سنا کہ شب کو انکی ملاقات کو کوئی نہین جاتا دربار برخاست ہوگیا اسی سوچ مین چالاک تھا کہ ستارہ سحری آسمان پر چمکا مرغ سحر کی آواز آئی تمام ساحر پوچھے پاٹ کو شوالون مین جانے لگے گھنٹہ و ناقوس کی صدا آئی لشکر طرف میدان کے روانہ ہونے لگے چالاک نے آکر کنیزون سے کہا تم لوگ قید خانے کے دروازے سے کہین نہ جانا مین ایک انتظام کرلون تو آتی ہون سب نے کہا آپ مالک ہین چالاک ایک طرف کو روانہ ہوا ایسے مقام پر آکے ٹھہرا کہ میدان کارزار کا احوال معلوم ہو کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی دونون لشکر میدان کارزار مین آگئے صفین جمین نقیب نقابت کر گئے ہاتھی معکوس نے اپنا طاؤس بڑھایا قریب تخت مغرور آئی عرض کی اجازت میدان مغرور نے کہا ای معکوس اور ساحر کھڑے ہین میدان مین جائینگے تم نہ جاؤ معکوس نے عرض کی ای شہنشاہ بھائی کی صورت آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی ہر رات کو عیار نے کام تمام کردیا ہوتا مین نے انتظام اپنا کر رکھا تھا جام ٹوٹ گیا اب میدان سے پلٹکر اسکو قتل کرونگی مغرور نے کہا مین دیکھ رہا ہون تم جاؤ اگر حیرت میدان مین آئے تو خبردار مقابلہ نہ کرنا معکوس نے کہا ایسا ہی ہوگا مہلت اجازت لیکر میدان مین آئی سراپا میدان کا دکھایا عجائب و غرائب سحر

اپنے ایجاد کردہ دکھائے پکار کر آواز دی ای ملازمان ملکہ حیرت جسکو تمنا مرگ کی ہو ہمارے
مقابلے مین آئے اور ہمارے سحر کا جواب دے ملکہ حیرت جادو نے طرف لعمان کے دیکھا ملکہ
لعمان نے ایک کنیز کو اشارہ کیا تیز رو اسکا نام ہی تیز رو چمک کر درمیان سے کنیزون کے نکلی جواب
دیا کہ او مغرور ہم آ پہونچے ملکہ حیرت کے ملازمان کامل کو کیا ضرورت ہی کہ تجھ ایسی فاحشہ کے
مقابلہ مین آئین ہمکن ایک کنیز ادنی ہون تیری سرکوبی کو کافی ہون یہ کہتی ہوئی سامنے معکوس
کے پہونچی آپس مین سحر ہونے لگے معکوس نے جب دیکھا کہ کنیز نے دو چار سحر دفع کیے اور یہی
چاہتی تھی کہ معکوس کو زخمی کرون کئی مرتبہ برق چمکائی تلوارین گرائین معکوس نے اشارون مین دفع
کردین ایک مقام پر چھپا کر بڑھتی تھی کہ کنیز نے سحر کیا کہ طاؤس اسکا مارا گیا طاؤس کے مرتے ہی معکوس
کو غصہ آیا اسی طاؤس کا پر پھینک مارا سینے پر کنیز کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا غصے مین معکوس نے
ایک دو تھپڑ مارا شعلہ بھڑک کر آسمان سے گرا لاشہ کنیز کا جلکر خاک ہوا لعمان کو بہت ناگوار گذرا چاہا
کہ جا پڑون حیرت نے منع کیا کہا ای لعمان یہ ساحرہ زبردست ہی مین خود اس سے مقابلہ کرونگی
سلسلہ جادو ایک کنیز پہلو سے ملکہ حیرت کے نکلکر سامنے آئی ملکہ حیرت سے دست بستہ عرض
کی یہ لونڈی آپ کی جاکر مقابلہ کریگی حیرت نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا ای سلسلہ جادو اگر یہی
سلسلہ ہی تو ہم مجبور رونا چاہین اس بادشاہ کے مقابلے کو ہمارے شہنشاہ ہوتے ابھی زمین و آسمان
متزلزل و متحرک ہو جاتے مغرور کو مزا ملتا کہ سحر اسکا نام ہی مگر بہت سمجھکر مقابلہ کرنا یہ ساحرہ بلاے
روزگار ہی مین چند ساعتین دیکھ رہی ہون ہمارے شہنشاہ نے یہ بھی ایک امر قرار دیا تھا کہ جب
دشمن سے مقابلہ کرو ساعت نیک و بد دیکھ لو از روے ستارہ شناسی کے مجھکو ثابت ہوا کہ بعد اس ساعت
کے جواب شروع ہوگی ستارہ معکوس کا گردش مین آئیگا لوٹ نے مرنیکا ارادہ نہ کرنا و گھڑی ٹال دے
سلسلہ نے عرض کی واری میرا سلسلہ جادو نام ہی اگر زنجیر میری پڑ گئی پھر کیا نہ سلسلہ کی ہتھکڑیان
ہاتھون مین بیڑیان پاؤن مین مثل قیدیان مصیبت اسی جنگل مین دوڑتی پھرے یہ شخص یہ کہے
کہ یہ سر ٹکرا کے مر جائیگی ملکہ حیرت نے کہا اسکے سامنے یہ عجائب و غرائب نہ چلینگے اسکے
سامنے سحر کرنا مشکل ہوگا کیسا ہی ساحر جائیگا پاگل ہوگا کچھ ہاہین سلسلہ جادو کو سمجھا دین سلسلہ
مقابلہ معکوس مین آئی جیسے ہی معکوس نے سحر کیا سلسلہ جادو نے سلسلہ اپنے سحر کا شروع
کیا یعنے ایک بال اپنے سر کا توڑ اچھالدیا زنجیر آہنی بنی وہ زنجیر پھینک ماری وہ زنجیر کمر پر معکوس
کے پڑی مغرور نے وہان ہاتھ ہلایا برق گری زنجیر کٹی ٹکڑے ٹکڑے ہوئی وہی مونے سر تھا
کہ میدان مین اترتا پھرتا تھا حیرت نے لعمان سے کہا اور مزہ دیکھیے معکوس خود زبردست ہی
مغرور بھی مدد کر رہا ہی اسی نے زنجیر کو سلسلہ کی جلایا لعمان نے بڑھکر آواز دی ای شہنشاہ کیا
کسنا پادشاہ بنگالہ ہو کنیز پر کیا خوب سحر کیا زنجیر کو بڑے لطف سے جلایا مغرور نے پکار کر آواز دی
ای معکوس ہوشیار رہنا لعمان طعن کرتی ہی ما بدولت اب دخل نہ دینگے وقت پر سمجھ لینگے آج
بی حیرت کہان جائینگی لطف سحر وہ ہی کہ قفس آہنی بنے اس قفس مین بی حیرت جا بیٹھین معکوس
نے کہا مین بہت ہوشیار ہون حضور دخل نہ دین کنیز کی سرفروشی ملاحظہ فرمائین سلسلہ نے

دو سرا ہوئے سر توڑا ہر چند جھٹکے دیئے زنجیر آہنی نہ ہلی معکوس نے ہنسکر کہا ای سلسلہ تمھارے سحر کا
سلسلہ توڑتا ہر چند سلسلہ نے چاہا زنجیر سحر بناؤن زنجیر نہ بنی معکوس نے جھک کر سحر کیا ایک تلوار گری
سلسلہ کے دو ٹکڑے ہوئے اور لاشہ بھی جلا دیا حیرت کو بڑا قلق ہوا تخت سے اترنے لگین قصد
کیا کہ مین مقابلے مین جاؤن لغمان نے کہا واری مین نہ جانے دونگی پہلے مین جا کر مقابلہ کرون
جب مجھسے کچھ نہو سکے تب حضور کو اختیار ہی حیرت نے کہا ای لغمان بے مہرے گئے کچھ نہوگا پہلو
مین تخت کے ایک کنیز کھڑی تھی اُسنے قدمون پر سر رکھدیا کہا واری واسطہ سامری و جمشید کا آپ
اپنے کو مخفی کر دین مین آپ کی شکل بنکر جاؤن بی معکوس کو اُلٹا سحر دکھاؤن اگر جاتے ہی نہ
مار لون تو نمکخوار نہ کہیے گا اس طرح منت کرکے اُس کنیز نے کہا حیرت نے طرف لغمان کے
دیکھا لغمان نے کہا یہ بھی تماشا دیکھ لیجیے آخر مین دیکھا جائیگا اسکے بعد لونڈی لڑ گئی حیرت نے
ایک چٹکی خاک کی اپنے اوپر ڈالی ہر چند کہ ملکہ حیرت تخت پر بیٹھی رہین مگر نظر مردم سے غائب
ہوگئین اُس کنیز نے اتنے عرصے مین آئینہ مین کھڑے ہو کر اپنی صورت ملکہ حیرت کی بنائی اور پکار کر
آواز دی او معکوس کیون بلبلاتی ہی منم ملکہ حیرت جادو زوجہ افراسیاب بادشاہ طلسم ہوشربا
معکوس نے جو حیرت کو آتے ہوئے دیکھا قہقہہ مار کر ہنسی کہا ملکہ عالم یہ وقت ہی کہ آپ خود میدان مین
پیدل آتی ہین ایک طاؤس لو بنا بھیجیے حیرت نقلی نے جواب دیا تجھ ایسی فاحشہ کے سامنے سوار
ہونے کی کیا ضرورت ہی یہ کہکر کمر مین ہاتھ ڈالا ایک ترنج سبز نکالا مغرور بھی یہ رنگ دیکھ رہا ہی
کہ حیرت نے کہا ای معکوس اس ترنج کو روک یہ وہ سحر ہی کہ ہماری لونڈیان کرتی ہین ذرا سنبھلکر
روکنا تمھارے بادشاہ بھی شریک ہو جائین یہ کہکر وہ ترنج سبز پھینکا معکوس نے منت سے
سحر پڑھے سمجھی کہ یہ ترنج سحر حیرت جادو ہی اسمین سے بڑی بڑی چیزین نکلینگی جیسے ہی ترنج قریب
سینے کے آیا ہاتھ مارا ہاتھ مارنا تھا کہ ترنج پھٹا پانی کی چھینٹین اُڑین وہ چھینٹین منھ پر پڑین معکوس
چرخ کھا کر گری اُس حیرت نقلی نے نعرہ کیا منم مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو مثل برق کے
تڑپا اس جلدی مین خنجر مارا گویا بجلی چمکی خنجر شکم پر پڑا شکم چاک قصہ پاک اتنی بڑی ساحرہ کا مرنا
اندھیر ہو گیا مغرور نے کہا ارے یہ کیا ہوا چالاک تو قید خانے مین ہی اُسی اندھیرے مین
چالاک غائب ہوا حیرت تو تخت پر اچھل گئی کہا کیون لغمان چالاکی اس کمبخت کی دیکھی ساحر
کی کیا حقیقت ہی کیونکر قید سے چھوٹا اسکی عیاری کی کیا بات ہی عیاری ہی کہ کرامات ہی کیا
کارنمایان کیا لغمان نے کہا واری حقیقت یہ ہی کہ آپ کے نام پر جان دیتا ہی حقیقت مین
قید سے کیونکر چھوٹا یہان کیونکر آیا جب اُسنے کہا تھا کہ آپ مخفی ہو جائیے مین سمجھ گئی تھی کہ یہ
چالاک ہی یہ بھی آگاہ تھی کہ بلا کا بیباک ہی جو کہتا ہی وہی کریگا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی
کشتی مرا نام من معکوس جادو بود اب جو روشنی ہوئی مغرور نے دیکھا لاشہ معکوس تڑپ تڑپ کر
ٹھنڈا ہوا کہی میدان مین کسی کا نام نہین حیرت اپنے تخت پر ہنس رہی ہین مغرور نے
غصے مین حکم دیا ہان یارو لینا چار لاکھ ساحر کا لشکر لینا لینا کہکر بڑھا حیرت نے کہا ای
لغمان غضب ہوا لشکر نے بلوہ کیا لغمان بڑھی اُدھر کے ساحرون نے ترنج و نارنج مارے

لگہ ہاے ابر گرائے لشکر حیرت کے بہت لوگ مارے گئے حیرت کڑک کر تخت سے اٹھی نعمان بھی
بڑھی حیرت تا شکر مغرور پر گری برق جہندہ ہنگامی ہزاروں کے سر اڑا دیے لاشے سب کے جلے
ایک برق ہر گہ تڑپ رہی ہے جس غول پر گری دو سو کو کاٹ کر بلند ہوئی چار سو کے سر اڑا دیے
کفیل جادو ایک ساحر زبردست ہے اسنے جو یہ رنگ دیکھا کر بارہ چودہ ہزار ساحروں کے سر کٹ گئے
اسنے گولہ مارا برق کو کڑک کر گری ہٹی گولہ جو پڑا برق کے کئی ٹکڑے ہوئے برق کے بیچ سے
ماہ آسمان حسن و جمال و رنگ و بوئے گل حدیقہ کمال گوہر دریائے عصمت و عفت صاحب شوکت
و لیاقت ملکہ حیرت بصد رعنائی ظاہر ہوئی کفیل نے آواز دی اے ملکہ عالم آپ کا سحر دیکھا بھالا
آپ معشوقہ شہنشاہ بنگالہ ہم آپ کا پاس کرتے ہیں کیسے دیوانہ بنا دوں ملکہ حیرت کسی قدر اسکے
سحر سے گھبرائی ہیں مگر زمین پر گری ہیں اب جو کفیل کی نگاہ پڑی ایک محبوب پری پیکر آنکھیں بلا کے
جان غنچہ دہن سیمتن رشک لیلی دیکھنے والا مجنون ہو جنگل میں سر ٹکرائے انکا عاشق آفت سے
نجات نہ پائے کفیل سمجھا اسکو دیکھنے لگا ملکہ نے اول ہاتھ سے ایک طائر چھوڑا وہ طائر گرد سر کفیل
پھرا خوب زمزمہ سرائی کی اب کفیل کے ہوش اڑے طائر کو دیکھ رہا ہے مغرور صفوں پر گرا ہوا ہے
اسکو خبر نہیں کہ کیا ہو رہا ہے کفیل کے طائر کو دیکھکر ہوش اڑے اسی کی طرف متوجہ ہے دل سے
اسکی زمزمہ سرائی کو سن رہا ہے جب حیرت نے دیکھا کہ طائر پر یہ متوجہ ہو چکا اپنے موتیوں کے
مالے سے ایک گوہر بے بہا نکالا طرف کفیل کے پھینکا کفیل کانپنے لگا ہونٹھوں پر خشکی آنکھوں میں
تری حواس میں ابتری آہ سرد دل پر درد سے نکلی ایک آہ کر کے پکار اٹھا اے شہنشاہ حسن خوبی
وائی رنگ و بوئے گل حدیقہ محبوبی یہ عاشق صادق مرتا ہے اپنے کو مطعون و بدنام کرتا ہے تم میں
لذت ہیں کہ جمال باکمال کو دیکھکر شیدا ہوا دل زندہ منزل میں شوق وصل پیدا ہوا یہ کہکر جھوما جھولی
اتار کر پھینکدی یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری تھے

نظم

آگئے تیرے مسیح کے منہ میں زبان نہیں
پروانوں کو جلا کے کھا گیا رشک ہما
موج وہ ہے گنبد اگر نردبان نہیں
نیچی نگاہ انکی ہے صیاد کی کمین
سنگ روان ہے کم مری عمر روان نہیں
طاق بلند پر اسے رکھتا ہے آسمان
گرچہ ترا چمن ہے مگر ارغوان نہیں
زانو وہ آئنے ہیں جسمیں جانرنگ
کب فیل غرور سب کے اونشان نہیں
کس دشت میں گیا ہے قضا نے مرالگد
کن کا بلند بام سے پان آستان نہیں
آتش ہی مہر دمند نشین مغنی سے تر

اس غیرت پری کا فسانہ کہاں نہیں
شمعیں ہیں اپ سوز غم سے مر استخوان نہیں
گھٹ جائے وہ زبان جو کہے شمع یار کو
اٹی شکار کی ہے حجاب بتان نہیں
بوسہ غریب مسے کرے تو نہ ہر رحیف
کلغی و تاج یار ہے یہ کہکشان نہیں
بعد فنا کھلیگی تجھے قدر زندگی
ساقین تری وہ شمعیں ہیں جسمیں دھواں نہیں
اے دل نہ بیقرار ہو موقوف وقت ہے
گرد و غبار ہے اثر کاروان نہیں
رکھا ہے جب سے ہمنے تری راہ میں قدم
اس خوان پر وہ کون ہے جو میہمان نہیں

تجھ سا کوئی زمانہ میں معجز بیان نہیں
وہ نرمی گفتگی ہے کہ یہ داستان نہیں
عاشق کو درد جان نہ اے ماہ پشت بام
ہر گز زبان یار سے باہر زبان نہیں
معلوم کچھ نہیں کہ چلے جاتے ہیں کہاں
لیتے ہیں تیرے تکوے پر استخوان نہیں
دو چار زخمیوں کا بھی ہونا ضرور ہے
کوڑی کے مول بکتے ہے استخوان نہیں
بخت بلند رکھتے ہیں گردن بلند لوگ
مفلس نہیں ہیں قیمت یوسف گران نہیں
ہر حسین کا عرش کے اوپر دماغ ہے
ان معشوقوں کو رتبہ شک نشان نہیں
یہ اشعار عاشقانہ پڑھکر

جیسے اچھے عاشقان صادق مبہوت ہوتے ہین اسطرح تھرایا پیشانی پر پسینا ہی آیا گلبنی گلشن جمال کی کرتا ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی جمال جہان آرا کو جو دیکھتا ہی سودا بڑھتا جاتا ہی ملکہ حیرت نے ہنسکر پوچھا کیون بھیا مزاج کیسا ہی کفیل نے ہنسکر جواب دیا مین غلام تابعدار ہون حیرت نے کہا اے کفیل افسوس کا مقام ہی تم ایسا چاہنے والا ملے اور غنچۂ آرزو نہ کھلے مغرور جادو بادشاہ بنگالہ ہمارے قتل پر آمادہ ہوکر آیا ہی اگر ہمین چاہتے ہو تو اُس بھیا کا سر لاؤ ورنہ وہ ہمکو قتل کریگا ہمارے خون سے ہاتھ بھر لیگا تمسے دیکھا جائیگا کہ ہمارا لاشہ خاک و خون مین غلطان ہو کفیل نے کہا کیا مجال مغرور کی کیا حقیقت ہی ملکہ حیرت نے کہا وہ حقیقت مین مغرور ہی عقل و فراست سے بہت دور ہی جلد اُسکا سر لاؤ پھر ہمارے ساتھ شادی کرو کفیل غصے مین بیٹا کہنے نے حیرت کی بڑھکر گلے مین اُسکے موتیون کا مالا ڈالدیا فخر کرتا ہوا چلا کہتا تھا میری آبرو بڑھی موتیون کا مالا معشوق نے دیا مغرور بگڑا ہوا لڑ رہا ہی ہزارون کو جلا کر خاک کیا جدھی بھر کرتا ہی بہرے کے بہرے بیکار ہوتے ہین سوار اپنی نوبت پر روتے ہین کہ دیکھا نے کفیل تیغہ کھینچے ہوے آتا ہی چہرہ سرخ آنکھین اُبلی ہوئی تلوار کو جنبش دیتا ہوا دل پر ہاتھ رکھے ہوے دور ہی سے پکارا کہ کیون بے مغرور بھیا تو ہماری مدخولکا کیون دشمن ہوا یہ کہکر تیغہ کھینچکر جا پڑا کئی ہزار جادوگر مارے مغرور یہان کو تلی ہو کہتا ہوا ارے کچھ دیوانہ ہوا ہی کیون اپنے آپ سے باہر ہو دیکھ مارا جائیگا ہنسے حواس درست کر کفیل تیغہ پکڑکے جا پڑا ہاتھ تلوار کا مغرور پر مارا مغرور نے کئی وار روکے جب دیکھا یہ نہین مانتا سحر کرکے کلائی پر ہاتھ ڈالا تلوار چھینکر پھینکدی ایک طمانچہ مار دیا اس زور سے طمانچہ پڑا کہ کفیل چرخ کھاکے گرا بیہوش ہوا مغرور نے چاہا سر کاٹ لون اور ساحر اسکے مصاحب وغیرہ چلائے ہان ہان شہریار آپ کیا کرتے ہین کفیل کی کفالت کیجیے بیہوشی مین اسکو قتل کیجیے وہ اپنے ہوش مین نہین ہی اسیر ملکہ حیرت نے سحر کیا ہی پہلے اسکو ہوشیار کیجیے دیکھیے کیا باتین کرتا ہی یہ سنکر مغرور نے کفیل کو ہوشیار کیا آنکھ جو کفیل کی کھلی آنکھ کھولتے ہی ایک چیخ ماری اور بیقراری مین پکار اُٹھا نظم

تا عشق در دم قرار گرفت	برگ گل شعلہ در کنار گرفت	خویش آتش ز گل نمیدانست
دل مارا نا حکار گرفت	سرو رفتار غنچہ گفتار	چہ قدر از تو اعتبار گرفت
دل بیک رنگ خویش برا نازم	خویش را تنگ در کنار گرفت	بتو دیگر چہ مے توان گفتن
چشم آمیزہ اغبار گرفت	بوفا ے ہر شک خود نازم	نہ گلاب از گل مزار گرفت
جوش بیگانگی چنین افروخت	نفت بہ دلبستگی عیار گرفت	الحذر الحذر ز ساختگی
نتوان خو سے روزگار گرفت	تا شدم خاک راہ یار اسیر	اعتبار من اعتبار گرفت

نام حیرت کا لیکر رونے لگا پکارتا تھا اے جان جہان وائے آرام دل مشتاقان تم دلہن بنی بیٹھی ہوگی یہان ہم گرفتار دام مصیبت ہوا مغرور گھبرا گیا سمجھانے لگا بھائی کون حیرت حیرت جادو میری معشوق ہی تم نہ نام لو بڑی بدنامی کی بات ہی ایسا نہو یہ رفتہ رفتہ خبر اُڑے دشمن اگر سن پائین تمام دنیا مین مشہور کرین کہ جسپر آقا عاشق ہین اُسی پر نوکر بھی عاشق ہوا لوگ بدنام کرینگے کفیل گالیان دینے لگا کہتا تھا کیون بے اپنا سر کاٹ کر مجھکو نہین دیتا اُلٹی سیدھی

یاتین بناتا ہی اُٹھا کہ مغرور کو مارون اگر مغرور ہاتھ نہ پکڑے تو طمانچہ مارا تھا کہ مغرور کا سر اُڑ جاتا مغرور
نے پھر سحر کرکے بیہوش کیا چاہا گلے سے موتیون کا مالا اُتارون رشتہ نہین ٹوٹتا ڈر ہی کہ رشتۂ عمر گسستہ
نہو مغرور ٹھہر جاتا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی یار وہین کیا کرون لیجا کر اسکو قید کرو یہ کہکر ہتھکڑیان و
بیڑیان پہنا مین ساحر کشان کشان کفیل کو لیکر طرف قید خانے کے چلے زنجیرین پہنے ہوے غل مچاتا
تھا مغرور کو اسقدر گالیان دیتا تھا کہ سننے والے کانون پر ہاتھ رکھتے تھے کہتے تھے اے کفیل بس
شاہ کے حال پر رحم کرو ایسے کلمات نہ کہو سب لوگ بُرا کہتے ہین عجب رنگ کا سحر حیرت نے
کیا خوب شہنشاہ ذلیل کہو سے میان کفیل خوب کفیل ہوے جب قید خانے مین کفیل کو پہونچایا
زبان مین سوزن دیا گیا ہی بول نہین سکتا سر دیوے دے مارتا ہی لیکن مغرور یہ حال مصیبت تال دیکھکر
غصے مین چلا اُٹھتا ہوا بی حیرت نے بڑا شعبدہ دکھایا دیکھو تو کیا آفت برپا کرتا ہون یہ کہکر صفون کو
غراتا ہوا غل مچاتا ہوا حیرت کو لکارتا ہوا کہ اے ملکۂ عالم یہ سحر مجھے کیجیے تو مناسب ہی کفیل بیچارے
کی کیون جان لی آپ کو مجھسے مقابلہ کرنا چاہیے مین حریف آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق اسیر
طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو ہون راتین ہجر کی یہ مشکل کٹتی ہین عجب صورت ہی اب یہ کیفیت ہی نظم

می ندانی تا قیامت راز ما
بر زمین پر مے کشد پرواز ما
ما امانت دار نفت وحدتیم
سینہ صافی ترک تیر انداز ما

نقش بر لوح دل اندازیم ما
در تغافل صید دلہا مے کند
در دل عالم نہ گنجد راز ما

بے حجاب ناز نگاہ چشم ما
شیوہ ہا دارد شکار انداز ما
بستہ ایم از بے نیازی صف اسیر

ادھر سے بی حیرت لڑتی ہوئی آتی ہین ہزارون کو دیوانہ کرکے
مار ا سیکڑون کو لکارلیا ہزارون کو اب اشارے مین مارلیا کہ مغرور نے اُڑ کر ایک گولہ مارا آسمان سے
ہزارون طائر نغمہ سرائی کرتے ہوے پیدا ہوے نغمہ سرائی کرنے لگے کچھ اشعار عبرت پڑھتے
تھے کبھی عشرت کا ذکر کبھی مذمت دنیا کی غرض ایک جھونکا بھی ہوا کا چلا حیرت کو ایک سناٹا سا آیا
تھا کہ حیرت نے دستک دی ایک مرغ سفید آسمان سے پیدا ہوا طائرون نے چاہا مرغ کو دیکھکر بھاگین
وہ مرغ مثل بلا کے بیرحم اُن طائرون پر گرا جسکو پکڑ لیا اُسکو چیر پھینکا وہ طائر جس جگہ گرا صدہا ملازم
مغرور کے جلگئے جب دس پانچ طائرون کو مرغ نے چیر کر پھینکا ہزار دو ہزار ملازم مغرور کے جلے
تو اسنے اپنے سحر کو آپ ہی دفع کیا طائر غائب ہوے مرغ بھی اُڑتا ہوا چلا گیا مغرور نے جھلا کر
کہا معشوق سرکش سے مقابلہ ہی دیکھون تقدیر کیا دکھائے یہ ظالم کیونکر ہاتھ آئے کون سا وقت
بد تھا کہ جو اسیر طبیعت آئی تقدیر نے یہ پریشانی دکھائی گھر بار چھوٹا عشق خانہ خراب نے ہمکو
یون لوٹا یہ کہکر کچھ انگلیون پر شمار کرنے لگا حیرت نے اتنے عرصے مین نصف لشکر پامال
کر ڈالا ہزارہا ملازمان مغرور دیوانہ وار وحشی مثال سر ٹکراتے پھرتے ہین کبھی منھ کے بل
گرتے ہین کوئی اشعار عاشقانہ پڑھتا ہی کوئی اپنی حد سے آگے نہین بڑھتا ہی مغرور انپر سے سحر
اُتارتا ہی جو زیادہ بے اعتدالی کرتے ہین اُنکو مارے ہارے ہزار دو ہزار کے سر کچھ
بھاگے بیٹھے اسی پر غصے مین جا پڑتے ہین چاہتے ہین ہلاک کر ماریں مغرور اُنکی چوٹ کب
کھاتا ہی سامنے سے ہٹ جاتا ہی پھر طرف ملکہ حیرت کے چھپا ایک گولہ طرف حیرت کے پھینکا

آسمان سے ایک نازنین زمین پر آئی حیرت نے چاہا منہ پھیرون مگر نہ پھیر سکا وہ نازنین سامنے ملکہ حیرت کے آکے ناچنے لگی یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی **نظم**

خدا بخشے صنم یہ کسلیے مجھکو یاد کرتے ہین ۔ دعاے مغفرت میرے لیے جلاد کرتے ہین
بہار رنگ گلبرگ خزانی یاد کرتے ہین ۔ جرس کی طرح سے واماندگان فریاد کرتے ہین
نوازش مجرمان عشق کی جلاد کرتے ہین ۔ خدا اجرا نکو دے اسکا اسیر آزاد کرتے ہین
بلاے جان ہین پتلے خاک کے بیداد کرتے ہین ۔ پری کو بند شیشے مین یہ آدم زاد کرتے ہین
خدا محفوظ رکھے دل کو اُن زلفون کے سودے سے ۔ گرفتار بلا یہ سلسلے آزاد کرتے ہین
قفس مین جسم کے مرغ دل اپنا سر پٹکتا ہی ۔ کسی پازیب کے دانے کہین فریاد کرتے ہین
قد موزون رخ رنگین دکھا قمری و بلبل پر ۔ قیامت سرو گلہاے چمن بیداد کرتے ہین
عجب کیا ہی جو لوہے لو مین پیشانی مجنون کے ۔ توجہ کسقدر شاگرد پر استاد کرتے ہین
خدا جانے یہ آرایش کریگی قتل کس کس کو ۔ طلب ہوتا ہی شانہ آئینے کو یاد کرتے ہین
یہ شاعر ہین یا الہی یا مصور پیشہ ہین کوئی ۔ نئے نقشے نرالی صورتین ایجاد کرتے ہین
بتون کے عشق نے آخر دکھایا دل کو انکے بھی ۔ برہمن پردۂ ناقوس مین فریاد کرتے ہین
نبرد عشق مین اللہ حامی ہی غریبون کا ۔ پیادون کی سوار غیب یان امداد کرتے ہین
قدم رہتا ہی ثابت جسکا اُس سختی دوران مین ۔ بہادر ہین وہی سر قلعۂ فولاد کرتے ہین
زبان سے اپنی دیوانہ نکہ ای ماہرو مجھکو ۔ وہی ہوتا ہی جو صاحب کمال ارشاد کرتے ہین
کوئی ذرہ تو اسکا تا بدامن اُڑکے پہونچیگا ۔ یہ مشت خاک تیری راہ مین برباد کرتے ہین
عجب نعمت عطا کی ہی خدا نے اہل غیرت کو ۔ عجب یہ لوگ ہین غم کھاکے دل کو شاد کرتے ہین
پہنتے ہی کفن میلا ہوا جاتا ہی ای آتش ۔ ہمارے گور ویران آن کے اُسے آباد کرتے ہین

یہ اشعار اُس نازنین نے اس دُھن مین گائے کہ ملکہ حیرت جھومنے لگین حیرت کا مبہوت ہونا کہ مغرور نے دوسرا گولہ طرف آسمان کے پھینکا دیکھا ایک حبشن لباس عمدہ پہنے ہوے ایک قفس آہنی ہاتھ مین رقص کرتی ہوئی چلی آتی ہی اور جواب دیتی ہوئی کہ حاضر ہوئی حاضر ہوئی شہنشاہ تکلیف نہ فرمائین یہ کہکر حبشن زمین پر اُتری اس نازنین اول نے اور اشعار عاشقانہ کچھ انسانکی موت کا ذکر کچھ ناپایداری دنیا کی فکر کیا یک پکار اُٹھی **بند مخمس**

ہمنے دیکھا ہی تواریخ مین ای اہل نظر	ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر	وجہ ہو اُسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر
یعنی وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلاکر	زاد رہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم	سفر دور و دراز است و بکجا پیچیم ہم

حیرت کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے نازنین نے گانے مین اور ترقی کی پکار اُٹھی کہ شیخ سعدی کیا خوب فرماتے ہین **فرد** ہر کہ آمد عمارت نو ساخت ٭ رفت و منزل بدیگری پرداخت دیکھیے کیا انقلاب ہوا بیان سے جسکے قلب تھراتا ہی ذکر سے کلیجہ منہ کو آتا ہی افراسیاب ایسا بادشاہ جلیل ہاتھ سے غیر ساحرون کے مارا گیا اب تک اُسکے خون کا بدلا نہوا یہ جو نازنین نے بیان کیا حیرت جادو شوہر کا نام سنکے چیخین مارکر بولی اُس شدت گریہ مین اُس حبشن نے قفس آہنی

سامنے کیا حیرت کانپتی ہوئی آنسو پونچھتی ہوئی بے اختیار قفس مین داخل ہوئین اُس جشن نے
کھڑکی بند کی پکار کر آواز دی ای شہنشاہ یہ قفس حاضر ہے کنیز زیادہ ٹھہرنے سے قاصر ہے مغرور
نے جو قفس آہنی ہاتھ مین جشن کے دیکھا بیتاب ہوگئے دوڑا کہتا ہوا ای سیہ بخت ای راندۂ ار
پردۂ ظلمات کیا کارنمایان کیا ہے تیرے نام سے پردۂ ظلمات مین اندھیرا ہوجائیگا وہان کی
علمداری تیرے سپرد کی تیرا مرتبہ بڑھایا جشن دعائین دیتی ہوئی آسمان پر غائب ہوئی وہ قفس
ترکان ابرسوار وزیر اعظم کے سپرد کیا کہا دیکھو وہ عیار چھوٹا ہوا ہے مین بی نعمان کی بھی گرفتار
ہون تب دل کو آرام آئے نعمان نے جو یہ معرکہ دیکھا ملک گئی سحر کے ساٹھ ستر ہزار جادوگر
مارے پڑے کے پڑے درہم وبرہم کردیے کسی مقام پر نہ رکتی تھی مغرور کو ڈھونڈھتی ہوئی
جاتی تھی آخر دور سے آواز دی او مغرور کہان جاتا ہے مین مالک کو لیجانے دونگی جان
اپنی مٹاؤنگی یہ کہکر نعمان نے ایک سحر کیا ترکان ابرسوار جو قفس لیے ہوے جاتا تھا
چھو لنگا ہوا کا چلا زمین کانپی ترکان ابرسوار کے کان مین آواز آئی صاحب کہان جاتے ہو
دیکھو تو مجھپر کیا مصیبت ہے اس سیہ رو کے ہاتھ سے مجھکو بچاؤ ترکان نے پلٹکر دیکھا اسکی زوجہ کا
نام ہے ثمرہ یہ شعبدہ باز بلائی ساحرہ ہے دیکھا کہ ثمرہ کو ایک ساحر پکڑے ہوے بوسہ بازی کر رہا
ہے بہ ترسہ ازار بند پر ہاتھ ڈالتا ہے تب یہ غل مچاتی ہے ترکان کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا
پکارتا ہوا دوڑا او سیہ رو بدخو خبردار اسکے دامن عصمت کو ہاتھ نہ لگانا ورنہ بہت پچتائیگا قبیلے مین
تیرے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ جھپٹ کے چلا تھا کہ مغرور کی نگاہ پڑی کہا ای ترکان
کیا کرتا ہے خبردار اسکے پاس نہ جانا ارے عقل سے سوچ تیری زوجہ کہان یہ ساحر کہان وہ گھر مین
بیٹھی ہے یہ کہکر جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک آئینہ چھوٹا سا نکالا اُس ساحر کو دکھادیا آئینہ دیکھتے ہی
اُس ساحر پر برق گری ساحر و عورت دونون جلکر خاک ہوے ترکان نے سر پیٹ لیا
کہا ای شہریار یہ آپ نے کیا غضب کیا میری زوجہ کو بھی مار ڈالا مین اپنی جان دونگا مغرور
نے بڑھکر ترکان کو آئینہ دکھایا آئینے مین اسکو یہ آئینہ ہوا اپنے مکان کا نقشہ دیکھا گھر مین
اسکی زوجہ بیٹھی ہے کنیزین گرد بیٹھی ہین کنیزون سے کہ رہی ہے دیکھا چاہیے نہین معلوم سفر مین ہمارے
وارث پر کیا گذری مغرور نے کہا کیون حال اپنی زوجہ کا دیکھا یہ آئینہ ساحرای کہلاتا ہے
تمام عالم کا حال اسی مین دکھادون کسکی مجال ہے کہ تیری زوجہ کو گرفتار کرے وہ نعمان
کا سحر تھا ترکان کو تسکین ہوئی مغرور نے کہا قفس لیجا نعمان نے سر پیٹتے زمین کے ہلا دیے
فوج کے افسر جن کے مارے مگر چالاک نے جو یہ معرکہ دیکھا جہان کفیل قید تھا اُس
طرف چلا سو جادوگر برائے نگہبانی بیٹھے تھے کفیل کی زبان مین سوزن ہے ٹھکی ہاتھ پیر پاؤن
مین ہتیار زنجیرین ہلا رہا ہے منہ سے تو بول نہین سکتا مگر اشارون سے یہ ثابت ہے کہ حیرت کا
دم بھر رہا ہے چاہتا ہے قید توڑ ڈالون زبان سے سوزن نکلے تو مغرور کا غرور نکالون چالاک
ساحر بنا ہوا پاس ان ساحرون کے آیا کہا کیا ظالم ہے زنجیرین ہلا رہا ہے مین دو باتین اسکو
سمجھادون اسکی بیقراری موقوف ہوجائے ساحرون نے کہا بھائی ہم بھی جانتے ہین

کہ ہمکو گالیان دیتا ہی حیرت کا دم بھر رہا ہی یہ سید ھا ہمکو گا بیشک قتل کیا جائیگا ساحرون نے کہا دیکھیو تو ایک شعبدہ شہنشاہ نے مجھکو بتلایا ہی اُس سحر کا امتحان بھی ہو جائیگا اسکا بھی قلب تسکین پائے ساحرونکو حقہ بھر کے پلایا ایک ساحر نے کہا بھائی خوشامد نہ کرو ہم جانتے ہین تم ہمارے واسطے کہتے ہو ہمکو ڈر ہی کہ زنجیرون سے سر ٹکرا کے جان اپنی دیدیگا ہمارے آقا نے حیرت کو پکڑ لیا ساحر نے کہا دیکھیو ابھی چپ ہو جائیگا باتون مین سب کو تسخیر بھی کر چکا جھپٹ کے اندر پہنچا کفیل کو جھک کر سلام کیا چپکے سے کہا ای شہنشاہ ساحران مجھکو آپ کی معشوقہ حیرت جادو نے بھیجا ہی آپ سے فریاد کی ہی کہ مجھکو مغرور نے قید کر لیا کفیل رونے لگا اشارہ کیا کہ زبان سے میری سوزن نکالدے چالاک نے ساحرون کی طرف متوجہ ہو کر کہا دیکھیو ہمارے شہنشاہ وس دھوم سے اتر رہے ہین وہ لوگ اودھر متوجہ ہوے چالاک نے یہ کہا زبان سے کفیل کی سوزن لیا کہ بھائی مجھکو حیرت نے بھیجا ہی فرمایا ہی ہمارے عاشق صادق کو رہا کرو کہ ہمکو آکر بچائے تمہارا ہی نام لیکر رو رہی ہین سوزن جو زبان سے کفیل کے نکلا سحر جو کرتا ہی قید تھا ہین ٹوٹ گئے زمین پر گری وہی کہ زنجیرین ہلاتا ہوا نکلا جس ساحر پر زنجیر ماری کسی کا سر پھٹا کوئی دیوانہ ہوا کوئی چیختا ہوا بھاگا کہ ای شہنشاہ دوڑیے بڑا غضب ہوا کفیل رہا ہو گیا مغرور یا تو تغمان پر چلا تھا ترکان کو قریب بارہ ہزار ساحر گھیرے ہوے کھڑے ہین قفس حیرت لیے کھڑا ہی حیرت اُس قفس آہنی مین پھڑک رہی ہی زبان مین سوزن گڑ رہی ہین تڑپتی ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ اشعار مصیبت خیز حیرت آمیز پڑھ رہی ہی

اشعار

ملا لیا اور رونے سے مگر اشک
کہ مرکر گوشہ فتراک پایا
وہ خلقت جو ہستی پر نظر کی
سناکیت آپ کو چالاک پایا
کہاں خون ریز عالم اور ایسا
جو یون ہر تار دامن چاک پایا
وہ مستی سنالان چمن کو
انہیں خاطر غمناک پایا
وہ گرمی تھی تب سوز نہان سے
غلام سر در لولاک پایا

بھلا کیا خاک زیر خاک پایا
حباب دیدۂ نمناک پایا
کھلی گر آنکھ بھی تو کچھ نہ دیکھا
بشر کو ایک مشت خاک پایا
سنانے مین زبان یار تھا مین
غنیمت تجھکو او سفاک پایا
دل ناخن زدہ کیونکر نہ چھلے
محبت تا کا تو نخل تاک پایا
اثر ایسا تھا وہ حال وحشت دل
ہما نے استخوان کو خاک پایا

گریبان کفن تک چاک پایا
مزہ بخشا تری صید افگنی نے
کہ سر پر سایۂ افلاک پایا
لیا بوسہ تو فرمایا بگڑ کر
کہ جب پایا مجھے بیباک پایا
تھا کیا زلف برہم الجھنون مین
کہ اسنے جلوہ ہا چالاک پایا
شہر ای حسرت دل اور تجھکو
قلم کے بھی جگر کو چاک پایا
محبت مین نسیم دہلوی کو

دیکھنے والون کے کلیجے پھٹتے ہین ایسی شاہزادی کا اسطرح بے بس ہو کر قید ہونا ہر ایک کو ناگوار ہی ہر ایک دیکھنے والا اشکبار ہی مگر کفیل جو قید خانے سے نکلا قتل کرنا شروع کیا پکار پکار کے آواز دیتا ہی ارے مغرور ملعون کہان ہی اُسنے میری معشوقہ منظور نظر کو قید کیا قوم کو اُسکی قتل کرونگا اب نام مقابلے مین نہین آتا آئے تو درستی کرون مغرور نے جو یہ آواز سنی اور پلٹ کر دیکھا کفیل نے قیامت برپا کر دی کسی کے روکے نہین رکتا جہان ترکان کھڑا ہی اُسی جانب جاتا ہی ترکان کو پکار رہا ہی او وزیر بد تدبیر میرے

ستاتے ہیں آقفس کو لیے کھڑا ہی جواب نہین دیتا میری معشوقہ کو چھوڑ دے کیون شامت آئی ہی
ترکان قصد کرتا ہی کہ مین جا پرون ساحر جو گرد ہین وہ سوگ رہے ہین کہتے ہین ای وزیر اعظم
دیوانے کی بات کا برا نہ مانیے وہ دیوانہ ہی اُسکی بات کا خیال نہ فرمایئے شہنشاہ کو گالیان
دیتا ہی ترکان نے جس ساحر کو اشارہ کیا وہ ساحر گیا کفیل نے اُسکی کفالت کی سنگریزے
اُٹھا کر مارو پیے وہ ساحر جلکر خاک ہوا الغرض ترکان بھی مصروف جنگ ہین گولے پھینکتا جاتا
ہی ایک طرف سے نعمان نے قیامت برپا کی ہی کفیل بھی زمین ہلا رہا ہی یہی چاہتا ہی کہ حیرت
کو جا کر خنجر الون مغرور نے بہک کر غصے مین زبان اپنی کاٹ ڈالی خون لیکر نعمان پر پھینک مارا
نعمان بیہوش ہو کر گری نعمان کو بھی پکڑ لیا چاہا کفیل کو بھی پکڑ لون لیکن کفیل بلا سے روزگار ہی
جدھر مغرور جاتا ہی کفیل ادھر سے ہٹ جاتا ہی غولون پر گر رہا ہی جس افسر کو تاکا اُسی کو مارا مگر
ترکان ہٹ جاتا ہی بڑا اسکو انتشار ہی کفیل یہی چاہتا ہی کہ ترکان کو مارون حیرت کو خنجر الون
مغرور بیچ مین آیا پکار کر آواز دی اے کفیل کیون شامتین آئی ہین اُسوقت کفیل نے کمر سے
خنجر نکالا پیشانی پر اپنی نشتر مارا وہ خون ہاتھ پر خنجر کی ملایا سامری کہکر خنجر پھینک مارا وہ خنجر چاک
گیا اور مغرور کا زخمی ہوا چہرہ تمام رنگین ہوگیا کفیل جھپٹا اُس زخمداری مین بھی مغرور لوٹ گیا
کفیل سے تلوار چلنے لگی جب دو چار حربے رد و قدح ہوے تو مغرور نے پکار کر آواز دی اے
نگہبان ما بدولت کیا سب مر گئے دیکھا پہلو سے آواز آئی غلام حاضر ہین ایک جوان نوخاستہ
تلوار برہنہ ہاتھ مین پکارتا ہوا اس کفیل کی کیا حقیقت ہی مین ابھی اسکو گرفتار کرائے دیتا ہون
اسکی کیا حقیقت ہی کہ سرکار سے لڑ سکے عمر بھر سرکار نے مجھکو مونہن بھوگ کھلایا اس رتبے کو
پہونچایا کہ روح سامری کہلاتا ہون مغرور نے آواز دی اے روح سامری لینا اسکو یہ جانے
نہ پائے وہ جوان جست کر کے سامنے کفیل کے آیا جو ہاتھ مین تھا اُسکا وار کیا کفیل نے
تلوار کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ مارا اُس جوان نے سر آگے کر دیا تیغہ پڑا سر کو کاٹا جگاہ پہونچ کے
تیغہ سر کا صندوق سینہ کھلا ایک طائر صندوق سینہ سے نکلا اُسنے آواز دی یا سامری مدد کیجیے
یہ کہکر جلگیا وہ خاک جو سر پر کفیل کے پڑی چرخ مار کے زمین پر گرا بیہوش ہوگیا بھلا اگر
مغرور رہا پڑا اُسی غشی مین اسکا سر کاٹ لیا سردار ہان ہان کرتے رہے کہ غشی مین سر کاٹنا
اچھا نہین مغرور نے نہ مانا سر کاٹ لیا سر کفیل کا کٹنا کہ آندھی سیاہ اُٹھی پر غباری و سنگباری
ہوتی بڑی دیر کے بعد آواز آئی کفیل مرا نام کفیل جادو بو کفیل کا لاشہ دیکھکر مغرور بہت
رویا کہا یارو یہ تو دریافت کرو وہ جو چالاک عیار ہی وہ کون ہی معکوس کو کسنے مارا اُسی وقت
سمینہ کو طلب کیا کنیزون نے کہا وہ تو کہین گئی ہین کہا قیدی کو لاؤ چالاک کو لوگ لیکر
سامنے آئے گلے مین اُسکے گنبد عیاری کا شنشا ہوا ہی غین غین کر رہی ہی بول نہین سکتی
کچھ اشارے کر رہی ہی مغرور نے کہا دیکھو یا معبود یہ اشارے کیا کرتا ہی کسی نے کہا گلا کیون
پھولا ہی سمینہ نے منھ کھول دیا اب جو منھ کھولا اور گنبد عیاری کا جو منھ سے نکالا سمینہ
رونے لگی کہا اے شہنشاہ لونڈی ہی چالاک مجھکو بیہوش کر کے اپنی شکل بنا گیا رات سے

پڑی رو رہی ہون وہ تو سر شام ہی نکلگیا مجھکو کمبخت نے دم دیا باتین کرنے کے لیے بلایا نہین
معلوم کیا کر دیا کہ مین بیہوش ہوگئی پھر مجھکو نہین معلوم کہان چلا گیا منہ اپنا مغرور نے پیٹ لیا کہا یارو
معکوس غفلت مین قتل ہوئی مین عیار کی طرف سے بالکل بیخبر تھا جانتا تھا کہ وہ تو قیدی ہو مگر ابھی
بلواتا ہون جھلاتا ہوا پلٹا بارگاہ مین آیا قفس حیرت و لغمان ترکان لیکر آیا کہا حضور کفیل نے
کیا بلوے کیے یہی چاہتا تھا قفس سے لون مگر غلام الگ ہی الگ رہا کفیل کا جو نام آیا کہا صاحبو
اسی مکار نے قتل کرایا اگر وہ قید سے نہ رہا کرتا تو یہ آفت کاہیکو ہوتی مجھے بالکل خیال نہ رہا مگر ابھی
بلواتا ہون جو میرا مطلب تھا مین نے حیرت کو تو قید کر لیا ترکان بڑا ناز کر رہا ہو کہ حضور مین نے
قید کو خوب بچایا جب کفیل کا ذکر آتا ہو مغرور چیخین مار مار کے روتا ہو کہتا ہو میرا قوت بازو و
زینت پہلو تمھارے بخیطا میرے ہاتھ سے مارا گیا یارو مین کیا کرون عاجز ہو چکا تھا یہ کہکے
جھولی مین ہاتھ ڈالا ایک مکان لوہے کا بنا ہوا نکالا تین طرف تین دیوارین ایک طرف راستہ
کھلا ہوا کہا جہان کہین چالاک ہوگا اسی راہ پر چلا آئیگا خود ہتھکڑیان بیڑیان مسلیگا یہ کہکے
اُس مکان کو آسمان پہ اُڑا دیا ایک دستک دی وہ مکان آسمان پر جا کر غائب ہوا سب انتظار
کر رہے ہین حیرت قفس مین سے دیکھ رہی ہو آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے زبانین سوزن
ماران سیاہ جسم مین لپٹے ہوئے مگر جب لشکر حیرت کو شکست ہوئی ساحرون نے چاہا جاکر
نکل جائین ایک افسر مینوش جادو چالاک نے دیکھا کہ بعد گرفتاری لغمان و حیرت جادو
مینوش انتظام کرتا پھرتا ہو علم فوج کو بڑھاتا تھا اشعار عبرت آمیز پڑھتا فوج کو روکتا تھا
اور وہ یہی چاہتا تھا کہ حیرت کو چھین لین چالاک نے مینوش کو الگ بلا کر بیہوش کیا
آپ مینوش کی شکل بنکر مصروف جنگ ہوا آخر پکار کر آواز دی یارو بھاگو نہین طبل بازگشت
بجوا کر پلٹ چلو مقابلے مین اُترینگے شاید کسی وجہ مین ہمارے مالک کی رہائی ہو اگر مغرور
لڑیگا تو مقابلہ کرینگے فرداً فرداً اپنی جان دینگے اگر تم سب صاحبو کی صلاح ہو گی تو رات کو شبخون
مارینگے لغمان و ملکہ حیرت کو رہا کرینگے اسطرح کے بندوبست کیے چالاک نے طبل اِن
بجوایا گوشے مین اگر مینوش کو بھی ہوشیار کیا کہا تم اور صورت بناؤ مین تمھاری شکل ہو انتظام کر رہا
ہون مینوش نے سحر سے اور صورت بنائی بشکل مینوش چالاک آگے آگے لشکر کے افسران
فوج کو سمجھاتا ہوا اول سب کے بڑھاتا ہوا یہی سب سے صلاح ہو کہ اسی رنگ مین تمھاری فلاح
ہو اگر کوئی تدبیر بن پڑے تو آج ہی رات کو ملکہ حیرت کو رہا کرونگا اگر تقدیر مین اُسکی رہائی نہین ہو
تو کل شبخون مارینگے افسر کہ رہے ہین کہ اے مینوش ہم تمھارے ساتھ ہین جسطور سے کہوگے ویسی
کرینگے لڑینگے مرینگے حقیقت مین بھاگنا اچھا نہین چالاک کا لشکر لیکر مغرور آیا تھا حیرت و لغمان
نے دو لاکھ کو دیوانہ کرکے مارا یہ باتین کرتے ہوئے بارگاہ مین آئے چالاک نے چاہا
کرسی پر بیٹھون سب نے کہا میان مینوش آپ تخت پر بیٹھیے سب نے ملکر چالاک کو تخت پر
بٹھایا اب افسران فوج جمع ہین ہرکارون کو روانہ کیا کہ خبر لاؤ کہ حیرت اور مغرور مین کیا گفتگو ہی
ایکبایک ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے کہا حضور ابھی مغرور نے تخلیہ کیا تھا قفس حیرت

تخلیے کے طبقے مین گیا تھا حیرت سے سوال وصل کیا اور یہ بھی کہا کہ ملک ہوشربا دلا دونگا قاتل
افراسیاب کا سر دونگا ایک مسلمان علاج کو زندہ نہ چھوڑونگا سب طرح پر آپ کی خوشی کرونگا ملک
بنگالہ و ہوشربا مین آپ ہی کی سلطنت ہوگی مگر یہ بھی سنا کر حیرت بہت غصے مین آئین
جواب ہائے سخت دیئے قبول نہین کیا یہی فرمایا کہ ہمکو قتل کر یا قید رکھ تجھکو اختیار ہے ترکان
کو قید سے وکی چالاک نے کہا اب کل شبخون مارینگے یا ترکان کو مارا یا اپنی جان دی اگر
ترکان کو مار لیا تو ملکہ حیرت کو چھڑا لیا چالاک تخت پر بیٹھا ہوا بشکل مینوش یہ باتین کر رہا تھا
کہ آسمان پر دھنا تا ہوا ایک طائر زمزمہ سرائی کرتا ہوا پیدا ہوا ایک مکان چرخ مارتا ہوا آسمان پر
پیدا ہوا سب نے آنکھون سے دیکھا کہ آسمان پر ایک مکان لوہے کا بنا ہوا ٹھہرا ہے دیوارون سے
آواز آتی ہے اے مہترین مہتر چالاک بن عمرو تمکو بادشاہ بنگالہ نے یاد فرمایا ہے دیر نکرو جلد ہی چلو
تمہاری بڑی آبرو کرینگے سب نے اس آواز کو سنا چالاک تخت سے اٹھا کہ مین کہین جاتے
مخفی ہون افسرون نے کہا آپ کہان جاتے ہین آپ کی وجہ سے دل کو تسکین ہوتی ہے جس
مینوش کی شکل چالاک بنے ہین وہ بھی دنگل پر بیٹھا ہے مگر اور ساحر کی شکل پر ہے اس نے چپکے
سے کہا اے چالاک تم اسوقت بیٹھے بیٹھے کیون گھبرائے چالاک نے کہا صاف ظاہر ہے
کہ مغرور نے کوئی سحر کیا یہ مکان جو لوہے کا ابھی دکھائی دیا تھا اُسکے در و دیوار سے آواز آئی
اسوقت سے میرا دل گھبرا رہا ہے کوئی کان مین میرے کہہ رہا ہے کہ جلد چلو شہنشاہ بنگالہ نے بلایا ہے
مینوش نے کہا ساحری و جمشید خبر کرین یہ علامت سحر کی معلوم ہوتی ہے یہ ذکر تھا کہ پھر آسمان پر
سناٹا ہوا وہی مکان ظاہر ہوا پھر آواز آئی کہ اے چالاک جلد چلو کیا غضب کر رہے ہو شاہ
ہو بیٹھے مین بس چالاک اٹھا مینوش اصلی نے کہا مہتر صاحب نہ جاؤ چالاک نے کہا مین
شاہ بنگالہ کے پاس جاتا ہون مہمان رہنا مجھکو اچھا نہین معلوم ہوتا ہر چند سردارون نے
روکا چالاک تخت سے کود کر چلا مینوش اصلی نے اپنی صورت اصلی بنائی ہاتھ باندھتا ہے کہ اے
چالاک نہ جاؤ جب چالاک تخت سے کودا بیرون بارگاہ آیا ایک برق چمکی رنگ و روغن عیاری کا
اُڑ گیا ایک جوش ہے چالاک کو کہ چلا جاؤن اپنے اطوار کو اپنی زبان سے کہتا ہوا کہ یارون نے
خطا کی کہ معکوس جادو کو مارا دوسری خطا یہ ہوئی کہ کفیل کو ساحر نکر رہا لشکر کا شہنشاہ بنگالہ
کے بڑا نقصان ہوا اب مین خدمت مین جاتا ہون مالک کو سب طرح کا اختیار ہے خواہ قتل
کرے خواہ بخشے مین حاضر ہونا ضرور چاہیے چشم پوشی کرنا اچھا نہین یہ کہتا ہوا چلا جاتا ہے
اور چالاک کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تین طرف میرے دیوارین ہین سامنے کا راستہ کھلا ہے ساحر
لشکر مین غل ہوا کہ لو صاحب جسکا بڑا بھروسا تھا وہ سحر مین معذور کے مبتلا ہو کے جاتا ہے ترکان
نے قید حیرت و لقمان کی ایک حجرے مین رکھی ہے ترکان نے صبح کو قفس حیرت اٹھایا
سمجھا رہا ہے کہ اے ملکہ عالم ہمارے شہنشاہ آپ پر مائل ہین اپنے ملک سے خاص آپ کے
واسطے نکلے ہفت اقلیم مین کوئی اتنا بڑا بادشاہ نہین ہے سحر و ساحری مین اپنا مثل نہین رکھتے
ایسے بادشاہ کو نہ قبول کرنا یہ آپ کی عقل کے خلاف ہے کوئی عیب ہمارے بادشاہ کا

بیان کیجیے آپ کس وجہ سے نہین قبول کرتین حیرت نے کچھ جواب نہین دیا کہ ہرکارے دوڑے
ہوے سامنے ترکان کے آئے عرض کی اے افسر ساحران چالاک صاحب بادشاہ بنے ہوے
تخت پر بیٹھے تھے ہمارے شہنشاہ نے سحر کیا اب مبہوت ہوکر آتے ہین اُنکے خیر خواہ سمجھا رہے
ہین کہ نہ جاؤ چالاک اپنے ہوش مین نہین نعمان نے پریشان ہوکر طرف حیرت کے دیکھا اشارے سے
حیرت نے کہا چالاک کے چھوٹے رہنے سے بڑی قوت تھی اب یقین کامل ہوا کہ موت لیکر یہان
آئی ہے اب جان بچنا مشکل ہے بیقراری مین اپنا تو یہ حال ہے

نظم

سوز دل کے ہاتھ سے ڈھونڈھتا ہون جو مامن ہین ۔ ہو وے ہر ہر قطرہ داغ افزا گلخن آب مین
گر وہ ہو دست حنائی عکس افگن آب مین ۔ ہو وے مرجان جون حباب آتش تن آب مین
بیکسو دیکھو وفور اشک غیرت سے ہوا ۔ بعد مردن جون غریق اپنا بھی مدفن آب مین
وہی دل سوزان کو تشبیہ سمندر ہین نے اب ۔ چھوڑ کر آتشکدہ ڈھونڈھے ہے مسکن آب مین
بھیجا بانہ یہ رویا کون مجلس ہین کہ ہے ۔ غرق جون آئینہ وہ شوخ حیا فن آب مین
دوستو مرتا ہون اُس روے عرق آلودہ پر ۔ لاش بھی میری بہانا بعد مردن آب مین
یاد چشم یار مین دریا بہ رویا بن گئین ۔ مردم آبی کی پلکین شمع روشن آب مین
کون ڈوبا تشنگ آکر غرق دریاے الم ۔ کیون سدا شور تموج سے ہے شیون آب مین
تشنہ کام آب تیغ یار ہون گرمی تو دیکھ ۔ بہر تسکین تیرتا ہون تا بگردن آب مین
اشک چشم و گریۂ زخم دل اب مین کیا کرون ۔ ہو گئین سب آستین تر خون مین دامن آب مین
کشتۂ غیرت ترے پانی جو آنے سے ہی غیر ۔ مرتے دم پاتا ہون ذوق خون دشمن آب مین
ڈوب مرتے کیون نہ غیرت سے حباب [illegible] ۔ غیر کے ہمراہ وہ طفل برہمن آب مین

نعمان نے کہا واری صبر کیجیے معلوم ہوا ہمارا ستارہ زوال مین آیا نقص ہمارے کمال مین آیا حقیقت
ہین اگر چالاک چھوٹا رہتا تو امید رہائی تھی اُسکا گرفتار ہونا بڑی خرابی ہے حیرت نے کہا تقدیر
اُسکی حقیقت مین بڑی جانبازی کر رہا ہے یہ ذکر تھا کہ خود حیرت نے دیکھا کہ چالاک مبہوت چہرہ
سرخ گھبرایا ہوا دوڑا چلا آتا ہے طرف بارگاہ مغرور کے جاتا ہے حیرت کو دیکھکر بھی نہ رُکا اُسی طرح
چلا گیا حیرت نے کہا وہ سحر مین مبتلا ہے حقیقت مین مغرور کا گمان بیجا نہین ہے کس ستم کا سحر کیا ہے کہ
چالاک دوڑا ہوا چلا جاتا ہے نعمان نے کہا اے ترکان یہ تو خبر منگاؤ کہ یہ جاکر کیا کرتا ہے ترکان نے
ہرکارون کو اشارہ کیا کہ دیکھو بارگاہ مین یہ جاکر کیا کرتا ہے مغرور تخت پر بیٹھا ہے تمام افسران فوج
جمع ہین خبر مل چکی کہ چالاک آتا ہے مغرور انتظار کر رہا ہے کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیکھا چالاک سامنے
آیا مغرور کو جھک کر سلام کیا مغرور نے کہا اپنا حال بیان کرو کہ تمسے کیا کیا خطائین ہوئین اول
چالاک نے زبرجد کے مرنے سے حال شروع کیا تمام خطائین اپنی بیان کر گیا مغرور نے
کہا اے چالاک تمکو خوف نہ آیا چالاک نے کہا مین جانتا تھا کہ حضور معاف فرمائینگے اب غلام
حاضر ہوا جس سزا کے لائق ہون وہ تجویز ہو یہ سنکر مغرور نے آہنگرون کو حکم دیا آہنگرون نے
ہتھکڑیان بیڑیان سامنے چالاک کے رکھدین چالاک نے ہتھکڑیان بیڑیان خود پہنلین

مغرور نے کہا اسکے منھ پر ذرا ہاتھ پھیر دو ایک ساحر نے بڑھکر منھ پر ہاتھ پھیرا چالاک کو ہوش آیا فریاد کرنے لگا کہ ای شہنشاہ مجھے قید سے رہا کیجیے مین نے کوئی خطا نہین کی اب مغرور کب مانتا ہی حکم دیا کہ اسکو لیجا کر قید کر دو دیکھو ای چالاک تمھارے واسطے وہی قید خانہ تجویز ہوتا ہی جہان ملکہ حیرت قید ہین مگر بہتر یہ ہی کہ ملکہ حیرت کو سمجھا نا کہ ہمکو قبول کرین چالاک نے کہا آمین مجھکو کیا دخل ہی وہ شاہزادی ہفت بادشاہ طلسم ہوشربا میرا کہنا کاہیکو مانیگی میرا کیا اختیار ایک ساحر بولا اسمیں شعور یہ نہ سمجھا نیگے یہ خود ملکہ حیرت پر عاشق ہین یہ خود حیرت کے عشق کا دم بھرتے ہین مدت سے بی حیرت پر مرتے ہین چالاک نے کہا میری کیا حقیقت ہی ذرہ کہین آفتاب سے آنکھ ملا سکتا ہی مغرور نے کہا اسکا قتل کرنا مجھپر واجب و لازم ہی آج تو لیجا کر قید کرو لشکر مین مشہور ہو ڈھنڈھورا پٹے اشتہار چھپا ن ہو جائین کل صبح کو اسکو قتل کرونگا دیکھون اس عشق کا کیا مآل ہی شعر کسی شاعر کا میرے حسب حال ہی شعر رقیب یار کے گھر کے قریب رہتا ہی ✤ نصیب اسکو الٰہی وصال یار نہو ✤ حکم دیا چالاک کو قید خانے مین لیجاؤ پاس ملکہ حیرت کے قید کرو اُنکو بھی صدمہ ہو کہ ہمارا عاشق قتل ہوگا ملکہ حیرت تو انتظار مین تھین تنکا ن بیٹھا ہی کہ قید چالاک کی آکر پہونچی جہان حیرت کا قفس لٹکا تھا وہین لاکر قفس چالاک بھی لٹکا دیا حیرت نے چالاک کو دیکھا سر جھکا لیا چالاک نے آنکھون مین آنسو بھر کر بیقراری مین یہ غزل بصد سوز و گداز پڑھی غزل

تسلی دم واپسین ہو چلی
امید اجل آفرین ہو چلی
یہان دم نہین شوق سے قتل کر
کہانتک ستم پیشہ کین ہو چلی
وہ ہمدوش ہوگا تو ہمی غیر سے
نزاکت بس ای نازنین ہو چلی
ثوابت ہین سیارہ مثل شرر
کہ اک جوش ہی مین زمین ہو چلی

ہمین ہو چلے جب نہین ہو چلی
بلا اس سیہ روز کو ہم مین
مری خون سے تر آستین ہو چلی
کہو مرگ سے ہان نوازش کرے
مری قسمت ای شانہ بین ہو چلی
خیال اجل سے تسلی کرون
مری آہ کرسی نشین ہو چلی
الٰہین بین ہی مومن وہ کافر صنم

قلق کشتہ سخت جانی ہی بس
شب عیش ای مہ جبین ہو چکی
مری تعزیت مین نہ لا غیر کو
کہ اُس سے زیادہ نہین ہو چکی
اب اغیار سے ہاتھا پائی ہی کہین
وہ طاقت تھی جان حزین ہو چلی
جنون مین بھلا کوئی کیا خاک اڑائے
بس اب پاسبانی دین ہو چکی

حیرت نے کچھ جواب نہ دیا چالاک نے کہا ای ملکۂ عالم آپ پریشان ہوتے ہین اپنی غربت پر روتے ہین کہ آپ کا حال مصیبت مآل سنتے ہی دوڑے آئے شکر ہی جو جو ارادہ کیا وہ وہ پورا ہوا یہ نہ سمجھتے تھے کہ موت دامنگیر ہی قبلہ و کعبہ ساتھ صاحبقران کے گئے ہین اُنھون نے بھی وہان قیام نہین بہ پاکین کا شکے اُنکے پاس چلے جاتے سعادت دارین پاتے مگر بقول شاعر فرد تجھے چاہ کے ہمتو خدا کی قسم نہ ادھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے ✤ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے ✤ اب دیکھین کیا تقدیر دکھائی ہی حیرت کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے اشارے سے اتنا فرمایا ای چالاک تمھارا خدا ناصر ہے نادیدہ تمھاری مدد کرے اس بلا کو تمھارے سر سے رد کرے چالاک و حیرت مین عجب حسرت کی باتین ہو رہی ہین مغرور نے سرداروں سے کہا حیرت پر قید مین وہ جفا کرونگا کہ تڑپ تڑپ کے مر جائے

رقیب کو رنج مل قتل کرونگا کارگزارون کو حکم دیا لشکر مین ڈھنڈھورا پٹا اشتہار چسپان ہوئے کہ کل صبح کو چالاک قتل کیا جائیگا سب آکے تماشا دیکھین تمام لشکر مین مشہور ہوا پہر رات رہے سے میدان خونی کی تیاری ہوئی ارہ کش تسمہ کش جلادان خرس طینت میمون خصلت جمع ہوئے کل اسباب سیاست موجود ہی کہ ترکان کے نام حکم آیا قفس چالاک لیکر میدان خونی مین جاؤ اسکا سر کاٹ کر نخل مین لٹکا دو لاشہ صحرا مین پھنکوا دو ترکان نے قفس چالاک لیا خود مغرور نہین سوار ہوا ترکان قفس چالاک لیے ہوے میدان خونی مین آیا قفس سے چالاک کو نکالا جلادنے چالاک کا شانہ پکڑا چبوترہ ریت کا بنایا اُسپر چالاک کو بٹھایا گردن پر کوئلے کا خط کھینچا ترکان شل رہا ہی اُسوقت چالاک کی بیقراری اشکباری ہاتھ طرف آسمان کے اٹھائے دل کو اپنے بخشوع وخضوع رجوع کیا دعائین مانگ رہا ہی کہ اے رب بے نیاز واے کریم کارساز اس بلا سے رہائی دے بامان امان دے نظم

اےکہ برنام تو قند زبان جسم ما و جان ما
تازہ از فیضان حسنت ہر گل بستان ما
باوجود قرب ماہستیم از بساط وصل دور
بس توئی در دین و دنیا اے خبر گیر جہان
ہست عجز و انکسار و عذر تقصیر و سجود
از زبان خاصہ عرض حال داغ دل کنیم
گرچہ سرتاپا گنہگاریم یا مولیٰ مگر

وے بذات تو تصدق دین ما ایمان ما
روشن از شمع جمالت کلبۂ احزان ما
حیف بر مہجوری ما وائے بر حرمان ما
مالک ما صاحب ما شاہ ما سلطان ما
غوث ما حرمت ما عظمت ما شان ما
چون نہ ریزد جوش خون کلک گہرافشان ما
صرف احوال کمالت ہست اطمینان ما

بلک بلک کے دعائین مانگ رہا ہی ترکان سے اشارہ ہی کہ حکم دیجیے جلاد اسی فکر مین کھڑا ہی کہ حکم ملے اور قتل کرون ترکان نے ہرکارے مقرر کیے ہین جاکر مغرور سے پوچھا مغرور نے کہا قتل کرو دیر نہو بھلا ایسے شخص کو مین زندہ چھوڑونگا کہ جو ہماری معشوقہ سے دعوی عشق کرے اُسکا زندہ رہنا بہتر نہین چوبدار نے آکر ترکان سے کہا حکم اول شہنشاہ نے دیا جلاد تیسرے حکم کا مشتاق ہی ترکان حکم دے رہا ہی چالاک کی بیقراری بڑھتی جاتی ہی ترکان چاہتا ہی جھٹ پٹ فیصلہ کرون پلٹ کے خدمت مین شاہ کی جاؤن سابق مین گزارش کیا تھا کہ ملکہ فیروزہ جادو دختر عقاب شعبدہ باز صاحبقران پہ عاشق ہی چالاک سے وعدہ پختہ کرکے طرف طلسم نورافشان کے جاتی ہی چالیس کنیزین پس پشت ابر فیروزی کڑکتا ہوا جاتی ہی کہ صدا غل کی کان مین آئی جھک کے دیکھا چالاک بن عمرو زیر تیغ بیٹھا ہی چالاک کو بخوبی دیکھ چکی تھی چالاک کو پہچانا کنیزون سے کہا اور غضب ہوا دیکھو چالاک بن عمرو زیر تیغ بیٹھا ہی لشکر ساحران جمع ہی اسی کی معرفت ملاقات ٹھہری تھی اگر یہ قتل ہوگیا غضب ہوگا سب کنیزون کو ابر فیروزی مین مخفی کیا آپ طاؤس کو اڑا کر الگ ہوئی ہنگامہ غور دیکھ رہی ہی کہ چالاک زیر تیغ بیٹھا ہی یہان آکر چوبدار نے حکم پہونچایا ترکان نے کہا اے جلاد سر کاٹ لے جلاد تیغہ کھینچکر بڑھا کہ سر چالاک کا کاٹ لون ملکہ فیروزہ تڑپ گئی ذہن سے ہاتھ ہلایا

برق کڑک کر گری جادو کے دو ٹکڑے ہوے دوسری برق گری کہ ترکان کا زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی اسنے گولہ مارا آسمان پر جاکے گولہ پھٹا حجاب جو سامنے تھا وہ دفع ہوا سب نے دیکھا ایک نازنین مہ جبین جوڑا بھاری پہنے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے طاؤس پر سوار ہاتھہ ہلا رہی ہی ترکان نے یہ جو دیکھا دوسرا گولہ مارا ملکہ فیروزہ نے بنگاہ قہر گولے کو دیکھا وہ گولہ فوج پر ترکان کے گرا کئی سو آدمی ہلاک ہوے ہنگامہ بلند ہوا ترکان نے دوسرا سحر کیا کہ اس نازنین کو زمین پر اُتار لون ملکہ فیروزہ نے موے سر توڑ کر لٹکایا چالاک کی کمر مین زنجیر پڑی کشان کشان اپنے تخت پر کھینچلیا چالاک اس کشاکش مین بیہوش ہو گیا ملکہ نے تخت پر ڈال لیا چاہا کہ چل جاؤن ترکان نے سحر کر کے روکا ایسا ایک ترنج مارا کہ ملکہ کے سینے کو تاکا تھا ملکہ نے اپنے کو بچایا طاؤس کو سامنے کر دیا طاؤس جو مر کر گرا ایک ہنگامہ برپا ہو گیا کئی ہزار ساحر جلکر خاک ہو گئے ملکہ زمین پر آئین ترکان سے سحر چلنے لگا ترکان نے ایک کارد پھینک ماری کہ فیروزہ کا سر زخمی ہوا سر کا زخمی ہونا سخت ناگوار ہوا غصے مین وہی سر کا خون لیکر ترکان پر پھینک مارا برق چمک کر گری کہ ترکان کے دو ٹکڑے ہوے لشکر پر برقین گرنے لگین جسپر برق گری دو ٹکڑے ہوے دس ہزار جادوگر مارے گئے غبار بلند ہوا آندھی سیاہ اُٹھی ہوا تند چلی ملکہ فیروزہ ترکان کو مار کر سمجھین اپنے ذہن مین کہ یہی بادشاہ لشکر تھا اسکو مین نے قتل کیا وہان سے دو کوس ایک پہاڑ تھا وہان آکر ٹھہرین چالاک کو ہوشیار کیا فیدکا لی جب چالاک کو ہوش آیا فیروزہ کو دیکھکر قدمون سے لپٹ گیا کہا ملکہ عالم آپ کا کیونکر گذر ہوا ملکہ رونے لگین کہا اے چالاک تم سے وعدہ کیا تھا آخر دل خانہ خراب نے نہ مانا آوارہ دشتِ ادبار کیا تقدیر نے اس مقام پر پہونچایا نظم

زبس در عشق شد صرف خموشی روزگار من | نفس در خاک میریزد پس از مردن غبار من
بخاطر نگذرانم ہرگز آن صیاد وحشی را | بدام اضطراب خویش می افتد شکار من
بدام آسمان گم کردہ ام سررشتۂ خود را | سراز ہر جا بر آرم صد گرہ افتد بکار من
بدل از رشک غیرم نیست دیگر حیرتی باقی | کہ از باطن شکست آئنہ رشکِ مزار من
ادب در عشق میگوید خضر راہ امید است این | نیاید دور گردون ہا مین بگرہ بکار من
غبارم بعد مردن بانسیمی ہم نیا میرد | پریشان اختلاطی در محبت نیست کار من
ہوای ابر و گلگشت چمن ارزانی مستان | زفیض گریہ چشم تر بود باغ و بہار من
چہ خواہم گفت با این بی نیاز بیہا اسیر آخر | گرفتم صد رہ آن بیرحم شد تنہا دو چار من

اپنی سب کیفیت سامنے چالاک کے بیان کی کہا اے چالاک یہ بتلاؤ کہ تم کہان قید تھے چالاک نے سر زمین پر دے مارا کہا اے ملکہ عالم جس بلا مین آپ نے مبتلا دیکھا تھا اُسی ظالم سے سامنا ہی جسکو آپ نے قتل کیا بادشاہ بنگالہ کا سردار تھا تمام کیفیت چالاک نے بیان کی ملکہ کو سنا ٹا آگیا کہ بادشاہ بنگالہ کہان آیا چالاک نے کہا بلا سے روزگار ہی اپنے قید ہونے کی کیفیت ملکہ حیرت کا گرفتار ہوتا سب لفظاً لفظاً بیان کر دیا اور کہا جب سے

آج تک لشکر جانے کی نوبت نہین آئی ایسی ساعت سے نکلے کہ آج تک جانا نصیب نہین ہوا
عیاران بادشاہ عالمپناہ انتظار کر رہے ہونگے فیروزہ نے پوچھا کہ اے چالاک اب یہ بتاؤ کہ
صاحبقران کہان ہین مین چاہتی ہون ایسے وقت پہونچون کہ طلسم نور افشان مین صاحبقران
کا داخلہ ہو مین بھی کچھ جانبازی کرون ساحران طلسم نور افشان کے سے لڑون چالاک نے
کہا اے ملکہ ابھی تک صاحبقران تا بہ طلسم نور افشان کی نہین پہونچے سالوس شعبدہ باز
سے لڑ رہے ہین برادر ابلیس خود پرست کا اُس ملعون نے بھی دعوی خدائی کیا ہو وقایع مین
دیکھا ہوگا کہ وہان بڑی لڑائیان پڑین صاحبقران اب تک مصروف جنگ ہین اور فرزندان
صاحبقران کی خبر نہین کہ اُن سب صاحبون نے لشکر ہاے گران پیدا کیے ہین قاسم و
بدیع الزمان بھی لڑ رہے ہین ہر ایک کا یہی ارادہ ہو کہ طلسم نور افشان پر جائین خواہ جئین
خواہ مرین مگر کوکب کو رہا کرین کوکب کے صاحبقران پر بڑے بڑے احسانات ہین اُسکا
گرفتار ہونا سب پر شاق ہو اہل اسلام اُسکی رہائی کے مشتاق ہین عرصہ دراز تک ملکہ فیروزہ و چالاک
سے باتین رہین ملکہ نے بہت کہا کہ اے چالاک ہمارے ساتھ چلو چالاک نے کہا ملکہ مین کیونکر
جا سکتا ہون ملکہ حیرت قید ہین کب دل گوارا کرتا ہو کہ وہ اس بلا مین مبتلا ہون اور مین خبر نہ لون اگر
خدا کو منظور ہو تو انکو رہا کرونگا یا جان دونگا اب آپ کی منزل کھوٹی ہوتی ہو مگر آپ اگر صاحبقران
زمان کی ملاقات کی مشتاق ہین تو ابھی نور افشان پہ نہ جائیے ہر چند کہ مرجع سب کا وہی مقام
ہوگا مگر سالوس سے مہلت پا کے وہین جائینگے ملکہ نے چالاک کو رخصت کیا چالاک تو
طرف لشکر حیرت کے چلا ملکہ فیروزہ نے اُسی طرح ابر فیروزی تیار کیا تلاش مین صاحبقران
زمان کی چلین کہ انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا چالاک ایک ساحر کی شکل بنا ہوا لشکر حیرت مین
آیا مینوش جادو وہی منتظم لشکر ملکہ حیرت ہو مقابلے مین لشکر مغرور کے اترا ہوا ہو سب کیفیتین
اسکو دریافت ہوئین چالاک نے مینوش سے ملاقات کی مینوش نے حال پوچھا کہ اے
چالاک کیونکر رہائی پائی چالاک نے سب کیفیت ملکہ فیروزہ کی بیان کی چالاک نے کہا اب
دفعہ مین ملکہ حیرت کے کیا ہوگا مینوش نے کہا اے چالاک کیا کرون یہ تو ظاہر ہو کہ اُسکا
لشکر بھی زیادہ ہو ساحر بھی بڑے بڑے جمع ہین اب مین نے خبر پائی کہ زریان ابر بار نگہبان
ملکہ حیرت ہوا بعد قتل ہونے ترکان کے یہ خدمت زریان کو سپرد ہوئی اگر بن پڑا تو مین انکو
عیاری کر دونگا تم شبخون مارو اگر بن پڑا تو ملکہ حیرت کو رہا کر لینگے اگر عیاری چلگئی اور زریان کو
مارا تو ملکہ حیرت کو رہا کر لیا یا جان دی اس رائے پر مینوش بھی راضی ہوا چالاک بخوبی مینوش
سے وعدہ کر کے رخصت ہو کر روانہ ہوا مینوش نے لشکر تیار کیا زریان ابر بار دربند الخانے
بیٹھا ہو مغرور نے کئی مرتبہ کہلا بھیجا کہ ملکہ حیرت کو راضی کرو جسنے حیرت سے کہا حیرت نے
جواب سخت دیا زریان نے کئی مرتبہ بخوشامد ملکہ حیرت کو سمجھایا مگر ملکہ حیرت نے قبول نہین کیا
جب اسنے کہا جواب سخت ملا زلف لیلاے شب کمر سے گذر چکی ہو زریان بیٹھا ہو سو ساحران
زبردست گرد خیمے کے پھر رہے ہین کہ دیکھا ایک گنوار ایک گگڑا شراب کا کاندھے پر رکھے ہوے

دھوتی آدھی لٹکی ہوئی آدھی باندھے ہوے ایک آستین شلوکے کی پہنے ہوے ایک لٹکتی ہوئی ایک جوتا پاؤن مین ایک راہ مین پگڑی سر کی لٹکتی ہوئی گھڑا شراب کا کاندھے پہ بہرہے گاتا ہوا ہاتھ مٹکاتا ہوا چلا آتا ہی نریمان نے ساتھ والون سے کہا یارو یہ شخص نشے مین شراب کے ہی گھڑا شراب کا لیے ایک جادوگر نے بڑھکر کہا آج کہان سے آتے ہو فرا ٹھہر جاؤ گنوار نے گھڑا رکھدیا گھڑے ہو کر بہرہے گانے لگا گھنگری جولی دھم سے گرا بیہوش ہوگیا سپاہیون نے وہ گھڑا شراب کا اٹھا لیا شراب آپسمین تقسیم ہونے لگی کوئی کہتا ہی ہمین دو سرا حصہ دو کسی نے تین آبخورے پیے نریمان نے اپنے برتنون سے بڑا سا پیالہ نکالا کہا مین افسر کاران ہون اس جام مین مین پیونگا پیا پیے مین شراب بھری خوب خوش ہو کر لبون سے لگا کر پی گیا وہ گنوار زمین مین پڑا لوٹ رہا ہی اپنی بر چھا مین سے لپٹا ہوا ہی مار لیا مار لیا کہہ رہا ہی یہان شراب پیتے ہی آپسمین جوتی پیزار چلنے لگی نریمان تیغہ پکڑ کر اٹھا کہ یارو کیا غدر مچایا ہی کیا تمنے ہمارے جلسے کو بازار سمجھا ہی اٹھتے ہی یہ بھی جہان سے اٹھا اب وہ گنوار نعرہ کر کے اٹھا منم مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو منیوش فوج کو لیکر آپڑا چالاک نے بڑھکر نریمان کا سر کاٹا مغرور پڑا ہوا سو رہا ہی منیوش تو فوج کو لیکر آپڑا اتنا تو چالاک نے پکار کر آواز دی کہ یارو تمنے جلدی کی مین حیرت کو چھڑا لیتا شبخون آتے چالاک ساحرونکو قتل کرتا ہوا طرف قفس ملکہ حیرت کے چلا پردہ خیمے کا الٹ دیا ملکہ حیرت کو آواز دی اے شہنشاہ خوبی وای رنگ و بوے گل حدیقہ محبوبی یہ گنہگار حاضر ہی جان تمہارے نام پر نثار کی اب تو میری یہ کیفیت ہی

نظم

باہم آمیزش او الفت موج ست و کنار
تا بکی سرکشی از سر و خرامان از من
نیست پر ہیزمن از زہد کہ خاکم بسر
کہ بہ بخشیم بود از ملک سلیمان از من

نہ ہمی می رمد آن نوگل خندان از من
روز و شب با من و پیوستہ گریزان از من
نتکلم بہ خموشی نہ تبسم بہ نگاہ
تہ ہم آلودہ شود دامن عصیان از من
اشک بیہودہ مریز اینہمہ از دیدہ کلیم

می کشد خار درین بادیہ دامان از من
قمری ریختہ بال مہ بپناہ کہ روم
میتوان برد بہ مہر شیوہ دل آسان از من
گرچہ موروم ولی آن حوصلہ با خود دارم
کہ دو عمر را نتوان شست بطوفان از من

حیرت مہتر پری ہر چند کہ زبان مین سوزن ہی بول نہین سکتین طرف سے چالاک کے ہنسکر منہہ پھیر لیا مگر ان اشارے کر رہی ہی ادھر چالاک جلد آ منیوش نے میان مہلکہ ڈالدیا ہنگامہ گیر و دار بلند ہی جب کئی لاکھ آدمی مارے گئے تو نہنگ سحر نگاہ دوڑا ہوا خوابگاہ مغرور مین آیا پیر تھام کے آواز دی اے شہنشاہ اٹھیے ملازمان حیرت شبخون آئے ہین لاکھون آدمی آپکے لشکر کے مارے گئے قریب ہی شکست فاش ہو بھاگنے کی لشکر کو تلاش ہو اندھیری رات کے شبخون نے سب کو پریشان کردیا وہ لوگ ہوشیار آئے ہین یہ سب سوتے سوتے اٹھتے ہین خیمے ملازمان حیرت نے پھونک دیے ہزارون ملازم آپکے مارے گئے مغرور گھبرا کر اٹھا سامنے منبر پر گلدستے رکھے تھے ایک گلدستے کو دیکھا اسنے کہ جلگیا سر پیٹ کے کہا اے نہنگ بڑا غضب ہوا نریمان محافظ ملکہ حیرت مارا گیا یہ کہکر کر کا نہنگ بھی چلا چالاک قریب پردے کے پہونچا ہی چاہتا ہی قفس حیرت اتارے کہ آسمان پہ برق چمکی آواز آئی او مکار کھیل کرتا ہی پہلو سے نہنگ پیدا ہوا آسمان سے مغرور ظاہر ہوا چالاک نے چاہا حسبت کرون نہنگ نے

حلقے کمند کے مارے مغرور نے سحر کیا چالاک ڈگمگا کے گرا حلقے گردن و کمر میں پڑے مغرور کے سحر نے یہ تاثیر کی کہ زمین نے پاؤں تھام لیے مغرور آسمان سے اترا ایک قفس آہنی بنا یا چالاک کو بھی اسمیں بند کر کے لٹکا دیا چالاک اپنی غربت پر ہائے ہائے کر روتا تھا کہتا تھا اے ملکۂ عالم غلام نے جانبازی کی انجام بخیر نہوا مغرور آگیا اب مینوش کیا کرسکیگا اپنی تو یہ صورت ہے بقول شاعر نظم

ایسے سے کیا درستی پیمان گسستہ ہو
جو قول دے تو رنگ حنا کا شکستہ ہو

دم ہی الٹ گیا جو سنا ہے ترا مریض
کیا حضرت مسیح سے درمان خستہ ہو

پروانہ وار گرم تپش ہیں قلق سے ہم
تم شعلہ خیون سے شعلۂ بیتاب خستہ ہو

ممنون جوش گریہ یہ شادی ہوں چشم تر
صبح شب وصال کا گر بند رستہ ہو

کب جان دے یہ بسمل ابرو نہ جب تلک
خنجر کا تیرے شاخ غزالان کا دستہ ہو

شاید کبھی وہ میکش بدمست منہ لگائے
خاک اپنی کاش دردتہ خم نشستہ ہو

مومن نہ توڑ رشتۂ زنار برہمن
مت کر وہ بات جس سے کوئی دل شکستہ ہو

نعمان نے ہنسکر کہا اے چالاک گھبراؤ نہیں زندگی شرط ہے تمھاری جانبازی کا ملکہ کو خیال ہے مگر اب دیکھیے جان ظالموں سے جان بچے ہزاروں جھگڑے درپیش ہیں یہ نیا معاملہ سامنے آیا کہ جب اٹھ ہنگامہ کیا یہ جاہیان تو یہ عاشق و معشوق اپنی مصیبت پر رو رہے ہیں مغرور چالاک کو قید کرکے جو باہر نکلا سر اٹھا کر دیکھا کہ مینوش نے مہلکہ ڈالدیا ہے ہزاروں جادوگر قتل ہوے لاکھوں لاشے تڑپ رہے ہیں ساحران مغرور بھاگتے پھرتے ہیں لشکر مینوش بڑے تکلف سے لڑ رہا ہے پرے جما جما کے لڑ رہے ہیں مغرور مینوش پر جا پڑا مینوش نے گولہ مارا مغرور نے یا سامری کہکے اسی گولے پر چٹکی ماردی وہ گولہ سر پر مینوش کے چمکا شق ہوا اسمیں سے ایک خنجر نکلکر سر پر مینوش کے گرا سر مینوش سراسر زخمی ہوا مینوش کو چرخ آیا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا قریب تھا کہ بیہوش ہو ساتھ والے مینوش کے ٹوٹ پڑے جانیں اپنی دیکے لڑے خوب اس مقام پر تلوار چلی سحر بھی بڑے بڑے ہوے لیکن مینوش کو اٹھا لیا ہوا دار پر ڈال لیا مغرور کے سحر نے آفت برسا دی جدھر جاتے ہیں پریشان پلٹتے ہیں کبھی پیچھے ہٹتے کبھی بڑھکر دو چار سحر بھی کر دیتے کبھی تلوار چلی قرولی کی نوبت آگئی مگر مغرور کے سحر نے پیر اٹھا دیے لشکر حیرت کو شکست فاش ہوئی مینوش نے بھی اس عالم زخمداری میں ہوشیار ہو کے کہا یارو غضب ہوا اب بھاگ چلو مغرور کا سحر نہیں رکتا بھاگ کر سب پڑاؤ پر آئے مغرور نے پیچھا نہ چھوڑا پڑاؤ پر آ پڑا مینوش مارا گیا مینوش کے مرتے ہی فوج بیدل ہوئی متفرق ہو کے بھاگے کوئی کہیں کوئی کہیں دس ہزار آدمیوں کو ساتھ لیکر ابلق شبرنگ سوار طرف صحرا کے بھاگا مغرور لڑتا بھڑتا لڑائی کو فتح کرکے پڑاو پر آئے بارگاہیں خیمے لٹوا لیے خزانہ قبضہ میں کیا نقیح و فیروزی پلٹا آ کر اپنے مقام پر اترا کہا یارو یہ زمین بڑی نحس ہے میری فوج کا انتظام بنا لاکھوں ساحر مارے گئے اب یہاں رہنا بہتر نہیں فتانہ فتنہ ساز کو بلا کر حکم دیا کہ کل پہر رات رہے سے کوچ ہو فتانہ کو حکم ہوا قیدیان حیرت و نعمان و چالاک اپنے پاس رکھو فتانہ فتنہ ساز نے ایک خیمے میں حیرت و چالاک و نعمان

رکھا پھر رات سے لشکر با ہوا کوچ کرکے طرف ہوشربا کے چلے لیکن ابلق نہنگ سوار جو
دس ہزار جادوگرون کو لیکر بھاگا تھا صحرا مین اُترا تھا آپسمین گفتگو ہو کہ بھئی کہان جائین ہر کسی کا
یہی قول ہو کہ کیا کرین ظاہر تو کہین ٹھکانا نہین کسی کے ملک پر ٹوٹ پڑین کسی سے لڑین شہر تسخیر
کرین مگر یہ بھی مشکل ہو اس فکر مین تھے کہ ایک ابر سیاہ آسمان پر نمودار ہوا قریب آکر وہ ابر شق ہوا دیکھا
ایک ساحرہ نہایت خوبصورت تخت پر سوار گرد لاکھ ساحر طائران پرند پر سوار اس شوکت وشان سے
وہ لشکر آیا اس ساحرہ نے ان لوگون کو دیکھکر اپنے ایک ساحر کو حکم دیا کہ انھین جو کوئی افسر ہو اسکو
ہمارے پاس بلالاؤ ہم دریافت کرین کہ یہ کون لوگ ہین کس مراد سے جنگل مین اُترے ہین لوگون نے
آکر کہا ابلق نہنگ سوار بارگاہ مین آیا جاہ وجلال دیکھکر سلام کیا اس ساحرہ نے بیٹھنے کا حکم دیا
احوال پوچھا کہ تم کون ہو یہان صحرا مین اُترنے کا کیا باعث ہے ابلق نے بیان کیا کہ ہم ملازمان
ملکہ حیرت سے ہین راہ مین بادشاہ بنگالہ نے ملکہ حیرت ولقمان وچالاک کو پکڑ لیا ہم آوارہ
ہوکر یہان آ بیٹھے والی ووارث اُترے ہین ہمارا کوئی سرپرست نہین نام ملکہ حیرت کا سنکر وہ
ساحرہ تخت نشین بہت روئی کہا او برادر ہم بھی ملازمان ملکہ حیرت سے ہین رہنے والے طلسم
ہوشربا کے جس روز شہنشاہ قتل ہوئے اُسی ہنگامے مین آوارہ ہوکر نکلے آج تک تو آرام نہین ملا
اب اپنے نوکرون سے یہ صلاح کی کہ کسی ملک مین چلکر دعوی خدائی کرین مخفی ہوکر رہین تم لوگ
سب آکر سجدہ کرنا شاید نام تمنے سنا ہوگا ملکہ حیران آئینہ دار ہر چند کہ ملازم شہنشاہ کے رہے مگر
ہماری ذات کا واسطہ ملکہ عالم سے رہا انھین کے ساتھ ہمیشہ خدمتگار رہی ہین مدت رہے
بادشاہ بنگالہ کی کیا حقیقت ہے اور کیا لیاقت ہے کہ ہمارے مالک کو قید کرے تم لوگ ہمارے
ساتھ واپس چلو فقط مقام ہمکو بتلا دو ہم لڑ بھڑ کر ملکہ کو رہا کرینگے اب سب طرح کا سامان ہمکو پڑیگا
کہ مالک تخت وتاج دستیاب ہوئین ہوشربا پر قبضہ کرینگے یہ کہکر ملکہ حیران آئینہ دار نے ابلق کو
مع دس ہزار سوار کے اپنے لشکر مین بلا لیا خیمے بارگاہین مرحمت ہوئین دوسرے دن ملکہ حیران
نے قصد کیا کہ کوچ کرین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ بادشاہ بنگالہ اسی طرف آتا ہے کل اس مقام
پر آکر فروکش ہوگا ملکہ حیران آئینہ دار نے لشکر آراستہ وپیراستہ کیا صبح سے آمد لشکر کا انتظار تھا
کچھ تھوڑا دن باقی تھا کہ آمد لشکر ظاہر ہوئی مغرور بادشاہ بنگالہ تخت پر سوار فتانہ فتنہ ساز ایک
تخت پر تینون قفس رکھے ہوئے بڑے جاہ وجلال سے پیدا ہوا اسنے بھی ہرکارون کو بھیجا
احوال دریافت کرکے اُتر پڑا آپسمین نامہ وپیام ہوئے نامہ وپیام سے کچھ مطلب نہ نکلا آخر
مغرور نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے خبر ملکہ حیران آئینہ دار کو پہونچائی کہ مغرور کو اپنی
سحر وساحری پر بڑا غرور ہے اُسنے طبل جنگی بجوا دیا کل اُسکا ارادہ ہے کہ لشکر مقابلہ کرے ملکہ حیران
نے شگفتہ ہوکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بعنایت سامری طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین
تیاریان ہونے لگین ملکہ حیران آئینہ دار نے ابلق سے پوچھا چالاک کون شخص ہے دمبدم تمنے
اسی کا ذکر کیا ابلق نے کہا سامری وجمشید کی قدرت ہے ایسے عیار کسی کے نگاہ سے
کاہیکو گذرے ہونگے سحر نہین جانتے مگر ساحرکش ہین ساحر سے آنکھ ملی اور اسکو مارا گیا کیا

عیاریان کی ہین فرزند خواجہ عمر وہی مگر اُسکے دل مین محبت ملکہ حیرت کی ایسی پڑ گئی ہے کہ ہر مقام پر جانبازی کی اُنکی ابھی رہا کرچکا تھا مغرور پہونچ گیا وہ بیچارہ ناچار ہوا کھاگ نہ سکا پکڑ لیا گیا وہ کچھ نہ کچھ فتور کریگا کیا قید مین بیٹھا رہیگا قید ہونا تو انکے واسطے بڑا شرف ہے قید ہوے اور حریف کو مارا ہلاک اسی وجہ سے اتر رہے ہے کہ شاید بلوہ ہو تو ہم بھی جا پڑین مگر کوئی افسر کلان باقی نہ رہا ملکہ حیران سب حال دریافت کرکے ہو مخانے مین داخل ہوئین سحر تیار ہونے لگے دونون لشکرون مین گوگل جل رہا ہے بتیون سے شعلے بھڑک رہے ہین مرچون کے جلنے کی بو آرہی ہے ہنگامہ گیر ودار بلند ہے چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ساحر زرین پوش ہو مخانۂ مغرب سے برآمد ہو کر تخت چرخ زبرجدی پر جھولی ضیا کی ڈال کر فوج شعاع ہمراہ اس کروفر سے تماشا دیکھنے میدان گاہ جہان مین جلوہ فرما ہوا اُدھر سے لشکر حیران آئینہ دار ادھر سے لشکر مغرور فتح جو بالی ہے اُبلے ہوے گرد نہالے آتشین پر سوار ساتھ ساتھ تخت مغرور کے چلے آئے ہین ملکہ حیران نے بھی آکر صفین باندھین بڑے بڑے ساحر سکندر صولت ہمراہ رکاب ہین میدان مین آکر جو نگاہ اُٹھائی دیکھا ایک تراپے پر ملکہ حیرت ونعمان وچالاک قفس مین بند ہین فتانہ فتنہ ساز بطور نگہبانی کئی ہزار ساحرون کو ساتھ لیے ہوے یہ خبر ملکہ حیرت کو سنائی گئی کہ آپ کے خیرخواہان دولت آپ کے واسطے لڑنے آئے ہین بی حیران آئینہ دار بڑی ساحرہ زبردست ہے شہنشاہ بنگالہ سے ارادہ مقابلے کا کیا ہے ایک سحر مین بھاگتی پھرتی حیرت نے فتانہ کو تو کچھ جواب نہ دیا مگر نعمان سے اشارے مین کہا کہ حیران کسی بات مین کم نہین ہے یہ کہکر آنسو ٹپک پڑے منھ سے یہ نکلا کہ در بند ہاے طلسم باطن پر بھی جاتی تھی اسی وجہ سے حیران آئینہ دار نام ہوا ایک ملک تھا کہ اُسکو آئینہ سکندری کہتے تھے وہان کی جو حکومت ملی ملکہ حیران آئینہ دار لقب ہوا تحفہ جات طلسمی سے اکثر اشیا اُسکے پاس ہین خواہ مخواہ بھاگنے مین رہگئے ہون اگر اس گھر اسٹ مین وہ تحفہ جات چھوٹے تو مجبوری ہے نہین تو میان مغرور کا سارا غرور سر سے نکل جائیگا ایک سحر مین آفت بپا کریگی خیال سلطنت ہوشربا مین خوب ہے وہین نعمان سمجھانے لگی کہا اے نعمان یہ خیال عمر بھر دل سے نہ جائیگا جب کسی کی سلطنت کا جاہ وجلال دیکھیگے شوکت وجلالت ہوشربا ضرور یاد آئیگی یہ خیال کیونکر بھولے میان لشکر آراستہ ہوے لقیبون نے میدان کارزار مین آکے اشعار عبرت آثار پڑھے اشعار

چرا ہست سرکش تو مغرور این نمونہ خاک
کجاست رستم وکیخسرو وکجا ضحاک
بہ پر وبال محبت چو عاشق مولی
ہمی برہنہ کند لطف جامۂ پوشاک
میان سینہ نظر جلوۂ خدا آید
چرا چو ممسک ناکارہ میکنی امساک
نگون بہ سجدۂ اخلاص کن بہ تسلیم
کہ ہست حضرت مولی محافظ تو عاک

چراست جابر وبیرحم وسنگدل سفاک
نہ ملک ماند نہ مالک نہ شاہ ماند نہ تخت
بہ نیم لحظہ رسد از سمک تا اوج سماک
خدا ز ظلمت شب میکند منور روز
کند چو صبح اگر اہل دل گریبان چاک
چو روح پاک عنایت خدا بتو کردہ است
کہ سر منہ بپای نیاز تو افلاک

کجا سکندر ودارا کجاست افریدون
نہ فوج ماند نہ لشکر سوار ماند نہ شاک
خدا ہست آنکہ مہر گرسنہ دہد روزی
عیان ز نطفۂ ناپاک کرد صورت پاک
چو حق خزانۂ دولت بتو عنایت کرد
چرا کنی ز خیانت تو پاک را ناپاک
ز شر نفس شریر چہ باک ای بندی

جب یہ اشعار پڑھکر نقیب ہٹے ساحرون کی آنکھون مین نشہ آگیا

بادشاہ بنگالہ نے طرف دست راست کے دیکھا افہام چوب گردان ایک ساحر زبردست اژدہے کو
اپنے بڑھا کر نکلا سامنے تخت شہنشاہی کے آکر کورنش بستہ عرض کی اے شہنشاہ ساحران اجازت
میدان مغرور نے افہام چوب گردان کو اجازت دی افہام اژدر آتش فشان پر سوار ہوا بڑے
کروفر سے میدان میں آیا پکار کر آواز دی اے ملازمان ملکہ حیرت جسکو تمنا مرگ کی ہو میدان میں آکر
مجھسے مقابلہ کرے ملکہ حیران آئینہ دار نے طرف اپنی کنیزوں کے دیکھا دست چپ سے ایک کنیز موسوم بہ
نیرنگ سحر ساز پرے سے بڑھی ملکہ کو سلام کیا ملکہ نے مسکرا کر کہا اے نیرنگ یہ کمبخت بڑی شوکت
دکھا رہا ہے اپنے نئے رنگ میں اسکو لینا سر ٹکراتا پھرے کہا واری یقین تو یہی ہے کہ قدموں پر گرے
رومال سے ہاتھ باندھکر خدمت میں حضور کی آئے یا اجل اُسکے سر پر سوار ہے عدم کا راستہ لے
حیران آئینہ دار سے اجازت لیکر میدان میں آئی افہام چوب گردان نے گولہ پھینکا نیرنگ نے
مسکرا کر آواز دی اے افہام چوب گردان یہ تیر اول گردہ ہوا کہ ہمپر گولہ پھینکتا ہے یہ گولہ تو مٹی کا ہے
نیرنگ کے یہ کہتے ہی وہ گولہ زمین پر گرا حقیقت میں مٹی کا تھا خاک میں ملگیا نقاب چہرے
پر نیرنگ کے پڑی ہی میدان میں خاموش کھڑی ہے جھولی سے کچھ اشیاے سحر نہیں نکالے
افہام چوب گردان نے ترنج پھینکا مسکرا کر نیرنگ نے کہا اس ترنج سے مجھکو کیا ثمر ملیگا یہ تو
پھل سڑا ہوا ہے یہ کہتے ہی وہ پھل زمین پر گرا حقیقت میں بیکار تھا اسی طرح کے پانچ چار سحر جب
ردو قدح ہوے نیرنگ نے آواز دی اے افہام تمنے تیرے حربے رو کے ذرا ہمسے تو آنکھ ملا
یہ کہکر جو نقاب چہرے سے اُٹھی افہام چوب گردان نے جو چہرۂ زیباے نیرنگ کو دیکھا
صاف ثابت تھا کہ آفتاب طالع ہے تمام صحرا نمونۂ باغ بے نظیر تھا طائروں کی اُچھل کود [illegible]
مرغان آبی کی آبروداری حبابوں کا دریا سے ظاہر ہونا آنکھیں دریائی تھیں بنگاہ غور دیکھا تو
معلوم ہوا آب رواں کا دوپٹہ اوڑھے ہوے کپڑے عمدہ زیب جسم زیور جواہرات کا پہنے ہو
نقاب اُٹھا کر مسکرائی بجلی چمکی آنکھیں افہام چوب گردان کی جھپک گئیں اب جو آنکھیں کھولکر
دیکھا وہی نازنین مہ جبین سمنبر رشک قمر ماہرو خوشخو ہاتھ اُٹھا کے کہہ رہی ہے اے عاشق صادق
میں مدت سے تیری مشتاق تھی یہ جو نیرنگ نے مسکرا کر کہا افہام چوب گردان بیقرار
ہو گیا دل پر قابو باقی نہ رہا گریبان چہرے سے پھاڑ ڈالا تلوار کمر سے کھینچکر ایک ہاتھ مارا کہ
نیرنگ نے مسکرا کے کہا واہ صاحب تمنے غضب کیا تھا اگر ہمارا سحر بیچ میں حائل نہوتا
تو تمنے ہمکو زخمی کیا تھا یہ تمھارے دل نے کیونکر گوارا کیا اس تلوار کو اپنے گلے پر رکھو
ہمیں تمھاری خبر کرنا منظور ہے ملکہ حیران آئینہ دار مشتاق ہیں تمھارے ملنے کا بڑا اشتیاق ہے
افہام چوب گردان نے وہ تلوار اپنے گلے پر رکھ لی ملازمان مغرور نے آواز دی اے افہام
کیا کرتا ہے تلوار کو گلے سے ہٹا ہرچند سب چیخے چلائے مگر اسنے خیال بھی نہ کیا نیرنگ نے مسکرا کر
کہا صاحب تلوار کھینچا وہ لوگ بیہودہ بکتے ہیں افہام نے تلوار کھینچلی سر کٹکر دھڑ سے زمین
پر گرا ہاے شہنشاہ لشکر اور لوگ چیخیں مار کر روئے لشکر میں مغرور کے غل بلند ہو گیا
نیرنگ نے پکار کر آواز دی او بیحیا اُسکے حال پر کیا روتے ہو اپنے حال پر رو بقول شاعر

فردای دوست بر جنازۂ دشمن چو بگذری ۔ شادی مکن کہ بر تو ہمین ماجرا رود ۔ اور کسی اجل گرفتہ کو بھیج
جسے آگے مقابلہ کرے مالک کا تو حکم یہ ہی کہ تمھاری گردن لین مگر پہلے تماشا ہماری نیرنگسازی کا
دیکھ لو مغرور بائین جانب پلٹا سکان دیو الی سوار اپنے ہاتھی کو چھیڑ کر سامنے آیا مست ہاتھی زمین پر
سر کو بلند کیے ہوے دانت بڑے بڑے مستی مین چارون بھٹیان بہلتا ہوا طرف نیرنگ کے
چلا نیرنگ نے نقاب چہرے پر ڈالی سکان نے آکر سر پر ہاتھی کے کھاپ ماری ہاتھی چنگھاڑا سر سے
ہاتھی کے ایک شعلہ چمکا ملکہ نیرنگ پر گرا نیرنگ نے ایک دستک دی مسکرا کر کچھ کہا وہ شعلہ الٹا
پلٹا فیل کے سر پر گرا فیل نے بیقرار ہو کر ایک زٹیل ماری جسم سے شعلہ ہاے آتش پیدا ہوے
فیل آتشبازی بنگیا سکان کو دیوالا کھولا کہ تدبیرین کین سامری و جمشید کو للکارا مگر بجز کھنا آگ کا
موقوف نہوا بدم آگ کو ترقی تھی جب ہاتھی جلکر خاک ہوا سکان نے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ولی
کا گولا نکال کے طرف نیرنگ کے پھینکا نیرنگ پر برف برسنے لگی نیرنگ آتشخو شعلہ مزاج نے منھ سے
اُف جو کی شعلہ ہاے آتش نکلے خود برف کو ٹھنڈھا کیا ایک سل کلان لہراتی ہوئی آسمان سے
آتی تھی نیرنگ نے اُس سل کو کچھ اشارہ کیا وہ سل پلٹکر سر پر سکان کے گری کہ سر کے اسکے
ہزار ٹکڑے ہوے اسکے مرنے کی بھی آواز آئی شام تک نو ساحران زبردست نکلے ہاتھ سے ملکہ
نیرنگ کے واصل جہنم ہوے شام کو مغرور نے آواز دی اچھا نیرنگ اب تو صحیح و سالم پلٹ جاؤ
صبح کو تمھاری خدمت کرونگا یہ شعبدے تمھارے ناوانون کے واسطے تھے نیرنگ نے کہا
دیکھنا تیرا کیا حال کرتے ہین ابھی مین خیر ہو کہ قید ہمارے مالک کی ہمارے حوالے کردے مغرور
نے کہا قید تو میری جان کے ساتھ ہی جب لشکر پلٹے فتانہ تھرتھر کانپتی ہوئی قید ملکہ حیرت کی
لیے ہوے پلٹی قید خیمے مین بھیجدی آپ بطور نگہبانی بیٹھی مغرور نے آتے ہی طبل جنگی بجوایا اور
آپ ہوا خانے مین داخل ہوا سحر تیار کررہا ہی کچھ لکھا ہے اور بنائے بڑے بڑے سحر تیار کیے یہان
لشکر مین ملکہ حیران آئینہ دار کے طبل جنگی تو بجا نیرنگ نے ملکہ حیران سے صلاح کی کہ وار ہی کل
میدان مین خود مغرور نکلیگا آج تو آپ کے اقبال سے غالب آئے مغرور سے بڑی محنت پڑیگی
اگر ارشاد ہو تو مین جاکر رہائی ملکہ حیرت کی تدبیر کرون حیران نے کہا اب تو ہم سحر تیار کر چلے کل ہم
میدان مین اُس سے مقابلہ کرینگے فتانہ فتنہ ساز در خیمہ پر بیٹھی ہوئی نگہبانی کررہی تھی کہ اسنے دیکھا
ایک نازنین نہایت خوبصورت زیور پہنے ہوے سامنے سے چلی آتی ہے مگر نکلا آنکھون مین آنسو
بھرے ہوے دوپٹہ بھی کئی جگہ سے پھٹا ہوا گریبان آب روان کی مسکی ہوئی زیور بھی اکثر ندارد قریب
آکر قدمون پر فتانہ کے گر پڑی کہا اے ملکہ عالم فریاد کرنے آئی ہون آپ کے لشکر مین فلان مقام
رہتی ہون فلان رسالہ دار کے بیٹے سرکش ہین مجھکو طلبرے کے نام سے بلا بھیجا قصد کچھ اور کیا میرے
آنکے ہاتھ پاؤن ہوئی مین نے نہین قبول کیا میرا اتنا زیور اتار لیا امیدوار ہون فریاد کو پہونچون
بلکہ یہ بھی خوب آگاہ ہون کہ آپ وزیر شہنشاہ بنگالہ ہین اگر آپ مدد کرینگی تو رسالہ دار صاحب
عمیر زبردستی نہ کرسکینگے اگر آپ کا حکم ہو تو ساتی رات لشکر سے نکلجاؤن ان شہزادون کی وجہ سے
ہلاک خراب کیونکر رہ سکینگے ہمکو نہین منظور کہ ہم انکا کہنا مانین فتانہ فتنہ ساز نے کہا اسکی کیا مجال

ہمارے شہنشاہ کی یہ عدالت ہی کہ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہین وزد خنا تک کے ہاتھ باندھے جاتے
ہین ظالم ظلم کرنے کی سزا پاتے ہین اے نازنین مجھ جا ہم ابھی انتظام کرتے ہین نازنین نے کہا
ہو آپ کو پرورش منظور ہی تو آپ بھی چلیے رسالہ دار صاحب نے اپنے رسالے مین فرما کرائی ہی ایسا
نہو کہ بھاگ کر سوار لیکر میرے مکان پہ جا پڑین بڑھیا نانی سہم کے مرجاینگی ایسے ظالم کے ہاتھ سے کیونکر
امان پاینگی فتانہ ٹھکڑی ہوئی کہا بوا نہ گھبراؤ مین تمھارے ساتھ چلتی ہون فتانہ اٹھی کہتی ہوئی
کہ دیکھون تو وہ جاہل سوار کیا کرتے ہین بوا نہ گھبراؤ آنسو پونچھ ڈالو نازنین کی ہچکی لگی ہوئی ہی اسکے
رونے پر فتانہ کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا ہی جب فتانہ ساتھ ہوئی اُس نازنین نے ایک خیمے کی
آڑ مین آکر کہا وہ سامنے دیکھیے رسالہ تیار ہو گیا ہمارا گھر لوٹنے جاتے ہین جیسے ہی فتانہ پلٹی اُسی
نازنین نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے سحر بھی کیا کمند کو بھی جھٹکا مارا فتانہ زمین پر گری تڑپ
تڑپ کر بیہوش ہوئی نیرنگ نے اسکی زبان مین سوزن دیا ایک درخت سے اسکو باندھا سحر کرکے اُسی کی
شکل بنی مٹکتی ہوئی قریب خیمہ قید خانے کے آئی کنیزون نے پوچھا واری کیا ہوا رسالہ دار کو جھڑک
جھڑک دیا فتانہ نقلی نے کہا وہ نگوڑا کیا بول سکتا تھا یہ خود لگا نہ دفاحشہ ہی وہان جا کے حال
معلوم ہوا کہ رسالہ دار سے خرچی لی اب وقت پر انکار کرتی ہین اُس بیچارے کے روپیہ دبا رکھے
مین نے فیصلہ کر دیا یہ کہکر کرسی پہ بیٹھی دم بھر کے بعد کہا کہ صاحب شہنشاہ کا حکم آیا تھا کہ ملکہ حیرت کو
راضی کرو ہر چند ہمارا سمجھانا نہ سمجھانا سب برابر ہی مگر حکم شہنشاہ تو بجا لائین یہ کہتی ہوئی نیرنگ
اندر آئی ملکہ حیرت کو جھک کر سلام کیا قفس مین ملکہ کو دیکھکر رونے لگی کہا واہ ری تقدیر نے
اس حال سے آپکو دکھایا لقمان نے اشارہ کیا زبان سے ملکہ کے سوزن نکال چاہتی ہی بڑھکر
سوزن زبان سے ملکہ حیرت کے نکالے چالاک بھڑک رہا ہی کہ مین پہلے چھوٹون اس جادوگر
نے تو کام عیارون کا کیا مگر قضا سے کار شہناگ سحر نگاہ عیار طلایہ پھرتا ہوا اُس طرف بھی
آیا کہ جہان فتانہ فتنہ ساز درخت سے بندھی تھی عیار جھپٹ کر قریب آیا دیکھا فتانہ بندھی ہی
شہناگ نے اسکی زبان سے سوزن نکالا دیکھا سحر مین مبتلا ہی بہ تعجیل ہوشیار کیا پوچھا اے ملکہ عالم
یہ کیا ماجرا ہی فتانہ فتنہ ساز نے کہا عجب معرکہ گذرا ایک نازنین میرے پاس آئی تم سنتے کچھ ایسے
فریب کیے کہ مجھے لگا کر گوشے مین لائی عیار بھی قید ہی مین جا کر دیکھون یہ کیا معرکہ گذرا عیار الگ
ہوا فتانہ سحر کرکے بلند ہوئی دیکھا اُسنے میری کنیزین دروازے پر بیٹھی ہین پردہ خیمے کا چھوٹا ہوا ہی
فتانہ تڑپ کے زمین پر آئی کنیزین فتانہ کو دیکھکر گھبرا گئین کہا حضور یہ کیا معاملہ ہی آپ تو ابھی
اندر تشریف لے گئی تھین فتانہ نے پردہ اُٹھایا دیکھا اُسی نازنین نے قفس حیرت اُتارا زبان سے
سوزن نکالا ملکہ حیرت کہہ رہی ہین کہ اے نیرنگ تو نے بڑا کام کیا کہ فتانہ کا نعرہ ہوا آواز دی خبردار
ملکہ حیرت جادو نے جھپٹ کر سحر کیا فتانہ پر بجلیان گرنے لگین اُسنے کنیزون کو پکارا صاحبو جلد
ہوشیار ہو جاؤ اُس عورت نے حیرت کو آکے چھڑا لیا جلد آکر گرفتار کرو سو جادوگرنیان
بلوہ کرکے اندر آئین دیکھا کہ حیرت قفس توڑ کے نکلی ہی فتانہ فتنہ ساز پر بجلیان گر رہی ہین
قصد ہی کہ نعمان اور چالاک کو ہلاک کر دین مگر فتانہ بھی بلا سے رونگا رہی سحر کرکے حیرت کو

قفس کے پاس سے ہٹا دیتی ہی حیرت نے پنکھ ہاتھ ہلایا برق جو کڑک کر گری اُسنے قفس چالاک کے
ٹکڑے اُڑا دیے چالاک جو زمین پر گرا اُسنے گرتے ہی نعمان کی زبان سے سوزن لیا نعمان
سحر کرکے قفس کو توڑ کے نکلی کنیزون پر جا پڑی تینون لڑنے لگے خیمے کو جلا کر باہر نکلین سو
کنیزان فتانہ فتنہ ساز چہار جانب سے حیرت و نعمان و نیرنگ کو گھیرے ہین ان تینون نے
آفت برپا کر دی مہنگ سحر لگا عیار نے جو دور سے آکر یہ معرکہ دیکھا کہ سب قید سے رہا
ہوے فتانہ کی کنیزین قتل ہو رہی ہین بھاگا کہ جا کے شہنشاہ سے اطلاع کرون یہان حیرت
سے نعمان کہہ رہی ہو واری یہ قصد نہ کیجیے کہ فتانہ کو قتل کرین لڑتی بھڑتی نکل چلیے ایسا نہ ہو
کہ مغرور آ جائے حیرت و نعمان و نیرنگ نے جب سحر کیا دس کنیزون کے سر کٹے فتانہ
یہ بہ یقین گرین فتانۂ فتنہ ساز غرق زمین ہو جاتی ہو اس طرح اپنے کو بچاتی ہو نصف لشکران
تینون نے طے کیا فتانہ گھبرائی لشکر بھی اب جمع ہو گیا ہو ہر طرف سے ساحر چلے آتے ہین
جو آیا فتانۂ فتنہ ساز نے آواز دی حیرت جاتی ہی جانے نہ پاتے گولے ترنج و نارنج حیرت پر
پڑ رہے ہین انکے سحر کو حیرت کب مانتی ہو چشم کو گردش دی وہ سحر اُلٹے پلٹے سحر کرنے والونکے
سینے پر پڑے پشت کو توڑ کر پار گذرے ہر سحر مین سو دو سو قتل ہوتے ہین فتانہ کو بڑا قلق ہو کر
اگر حیرت لڑ بھڑ کر نکل گئی شہنشاہ میرے دامن گیر ہونگے جو مجھپر گذری اسکا کسی کو حال معلوم نہین
کمر چست باندھکر نیمچہ ہاتھ مین ہلاتی ہوئی بڑھی نیرنگ نے بڑھکر سحر کیا تھا کچھ سوار و پیدل
مارے گولے پھینکے جسپر گولہ پڑا سر اسکا پھٹ گیا فتانہ نے بڑھکر ہاتھ چمکائے ایک خنجر
آسمان سے گرا سر نیرنگ کا بخوبی زخمی ہوا خون سر کا بہ کر بہ دو چشم ہوا فتانۂ فتنہ ساز نے
جو نیرنگ کو نیم بسمل دیکھا نیمچہ کھینچکر جھپٹی کہ نیرنگ کا سر کاٹ لون مگر افسرون نے فوج کو طرف
حیرت و نعمان کے اشارہ کیا فوج نے اُدھر منھ پھیرا فتانۂ فتنہ ساز نے قصد کیا کہ سر کاٹ لون
پہلو سے آواز آئی کہ ملکۂ عالم ای خیر خواہ دولت سمجھ گئے سحر کرنا پلٹ کے اسنے مغرور کو دیکھا
کہ تیغہ برہنہ کھینچے ہوے آ پہونچا کہتا ہوا آتا ہو کہ ای فتانۂ فتنہ ساز تیرا ہی کام ہو حیرت کے
سحر کو کوئی روک نہین سکتا اب تو ہٹ جا مین سمجھ لونگا بد دولت کے سامنے کیا مجال ہو
کہ جو زبان کھول سکے فتانۂ فتنہ ساز کی مغرور قریب فتانہ کے آیا قریب آ کے کہا دیکھو
کل فوج بلوہ کرکے آئی ہو جیسے ہی فتانہ پلٹی مغرور نقلی نے لپٹ کے خنجر مارا فتانہ کا شکم
چاک قصہ پاک حیرت نے بڑھکر سحر کیا کئی سو ساحر گرے فتانۂ فتنہ ساز جب قتل ہوئی تو
نعرہ بھی اپنے نام کا کر دیا منم مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو عیار باشوکت غلام ملکہ حیرت
نعمان نے کہا واری آپ نے دیکھا چالاک نے کیا کار نمایان کیا کس لطف سے آ کر
فتانۂ فتنہ ساز کو مارا حیرت جادو نے کچھ جواب نہ دیا لیکن ہرکارے جو حیران آئینہ دار
کے یہان موجود تھے یہ ہنگامہ دیکھکر بھاگے حیران آئینہ دار کو خبر پہونچائی کہ ملکہ حیرت جادو
رہا ہو گئین نیرنگ سحر ساز نے جا کر بڑا کار نمایان کیا حیران آئینہ دار گھبرا کے اُٹھی سر اُٹھا کر
دیکھا لشکر مغرور مین ہنگامہ گرم ہو حیران آئینہ دار نے آواز دی یارو جلد تیار ہو اسی وقت

نقارون پر چوب پڑی کل لشکر کو لیکر حیران آئینہ دار چلی یہان جب فتانۂ فتنہ ساز مری قریب تھا کہ نیرنگ درد زخم سے گرے حیرت نے آگے سنبھالا کہا اے نیرنگ ہوشیار رہو غافل نہو نیرنگ نے دوپٹہ پھاڑ کے زخم سر باندھا ساتھ ملکہ حیرت کے لڑنے لگی نعمان نے قیامت برپا کر دی ہے جس غول پر گری دو چار سو کو قتل کیا پھر آسمان پر چمکی کنارے تک لشکر کے لڑتی ہوئی ملکہ حیرت جادو آئین یہ بھی پلٹ گئے دیکھا کہ ہمارا لشکر آتا ہے حیران آئینہ دار سب کے آگے اپنے طاؤس کو بڑھائے ہوئے پکارتی ہوئی آتی ہے کہ صاحبو نہ گھبرانا مین آ پہونچی قریب ہی حیران آئینہ دار حیرت جادو سے جا کے ملے کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا شعلہ ہائے آتش بھڑکنے لگے ہائے ابر کڑکے بقہر و غضب تمام آواز آئی یا شیدائی مقیدان زندان بلا بس آگے نہ بڑھنا ما بدولت کو تکلیف کرنا پڑی دیکھا مغرور جادو بڑے زور و شور سے سحر کرتا ہوا آتا ہے ساحر جو بھاگ رہے تھے انکو للکارا کہ کہان جاتے ہو خبردار اگر اب کسی نے قدم ہٹایا تو آتش قہر و غضب مین جلا دونگا بھاگتے ساحر کے حیرت جادو کنارے پر لشکر کے پہونچ چکی تھین مغرور بھی جھپٹ کے پہونچا حیرت نے بھی سامنا کیا مغرور و حیرت سے سحر چلنے لگا نعمان و نیرنگ بھی مغرور پر سحر کر رہی ہین مگر مغرور کیسے سحر کو نہین مانتا اشارون مین سب کے سحر دفع کر رہا ہے پلک نہین جھپکاتا آخر حیرت پر اسنے تلوارین برسائین ایک تلوار سر پر حیرت کے گری سر ملکہ حیرت کا زخمی ہوا نعمان نے سینہ سپر کر دیا حیرت نے زخم سر کو باندھا ہوش درست نہ رہا مغرور جادو نے چاہا جھپٹ کر حیرت کو گرفتار کرلون حیران آئینہ دار آ پڑی مغرور جادو پر سحر کیا ذرا جو مغرور کی پلک جھپکی حیران آئینہ دار نے ملکہ حیرت جادو کو ہوادار پر سوار کر لیا گریبان سحر بھی غم مین ان کشتون کے چاک ہو چکا تھا مغرور جادو نے دیکھا کہ حیران آئینہ دار حیرت جادو کو لے گئی لشکر پر ان لوگون نے ایسے سحر کیے تھے کہ اہالیان لشکر کا حوصلہ نہین کہ آگے بڑھین حیران آئینہ دار نے طبل بازگشت بھی بجوا دیا لاچار مغرور جادو پلٹا کہتا ہوا کہ یہ مکارہ بڑا کام کر گئی کل صبح کو گرفتار کر لونگا دیکھونگا وہ عیار مکار کہان جائیگا اس جادوگرنی نے یہ کام عیار کا کیا اپنے عیار سے غصے مین کہا دیکھ او نامرد تجھ مین دو کمال ہین نہین ہو سکتا کہ چالاک کو پکڑ لا آج دس بارہ ہزار جادوگر بھی مارے گئے فتانۂ فتنہ ساز ایسی ساحرہ ماری گئی کہ لشکر مین اسکا کوئی مثل نہ تھا یہ کہتا ہوا پلٹا حیران آئینہ دار حیرت جادو کو لیکر لشکر مین آئی نعمان و نیرنگ ساتھ ہین حیرت آکر تخت پر بیٹھین حیران نے قدمبوسی کی قدمون سے لپٹ کے بہت روئی حیرت نے کہا بوا کیون روتی ہو تم نے ابھی ہمارا حال نہین سنا کہان کہان نعیر رہے کیا کیا ظلم سہے ہر کس و ناکس ہم سے عشق کا دعوی کرتا ہے اب یہ میان جنگالے کے بادشاہ عاشق ہو گئے آتے ہین جان دینے پر آمادہ ہین حیران آئینہ دار نے عرض کی کیا مجال اس ملعون کی کہ کنیزان شہنشاہی پر نگاہ ڈالے نیرنگ نے وہ کارنمایان کیا کہ دل میرا شاد کر دیا بڑا بھاری خلعت نیرنگ سحر ساز کو ملا ملکہ حیرت جادو کی زخم دوزی ہوئی نعمان عرض کر رہی ہے کہ حضور کارنمایان تو چالاک نے کیا کیا جلد فتانۂ فتنہ ساز کو مارا منہ پھیرتے ہی قیامت برپا ہو گئی

ملکہ حیرت جادو کچھ جواب نہین دینے پائی تھی کہ ایک کنیز نے بڑھکر کہا داری یہ تو ایک جادوگرنی تھی آپ کے اقبال سے چالاک مغرور جادو کو قتل کریگا حیرت نے سمجھا کہ یہ خود چالاک ہے مسکرا کر منہ پھیر لیا کہا اس گستاخ کو باہر نکال دو چالاک پشت پر آگئے کھڑا ہوا ذرا دروازے کی آڑ میں بگڑی صورت بدل گئی پھر ہنستا ہوا کہتا ہوا آیا کہ حضور اُسے نکال دیا لغمان نے پوچھا ملکہ عالم اُس کنیز کو کیون نکلوا دیا کہا یہی چالاک تھا چالاک شانے پر ہاتھ رکھے ہوے کھڑا ہو کہ یہ کہا ہے کہ حضور بڑا گستاخ ہے یہان تو یہ ہنسی دل لگی ہو رہی ہے مغرور جو رنجیدہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا رنگ بہ متغیر مصاحبون سے کہا مجھسے بار فراق نہین اُٹھتا میری تو اب یہ کیفیت ہے بقول شاعر نظم

گل کو جب دیکھا وہ گلگون پیرہن یاد آگیا
یاسمن کو دیکھکر اسکا بدن یاد آگیا

آج مجھکو دشت وحشت مین وطن یاد آگیا
بوے گل کو بعد بربادی چمن یاد آگیا

گھر بناؤن خاک اس وحشت کدہ مین ناصحا
آئے جب مزدور مجھکو گورکن یاد آگیا

ہون وہ وحشی زیست ہو جو بار ہا پوشاک کو
جب کفن پہنا تو مجھکو پیرہن یاد آگیا

سر سے پا تک اپنے شعلے کیطرح تھرا گئی
شمع کو جس شب مرا بیت الحزن یاد آگیا

تنگ جب مجھپر ہوا ایام فرقت مین جہان
اے پری رو دیکھا مجھے تیرا دہن یاد آگیا

وادی غربت مین جسدم ہو گیا جوش جنون
ہاے کیا مجھکو وہ طفل برہمن یاد آگیا

توڑ ڈالا مین نے جو پیمانہ مے میکشو
میکشی مین ساقی پیمان شکن یاد آگیا

اے عزیزو آج میرا جی نہ ڈوبا جاے کیون
اپنے یوسف کا مجھے چاہ ذقن یاد آگیا

ہوگیا جوش جنون چلنے لگی باد بہار
لالہ کو دیکھکر داغ کہن یاد آگیا

اپنے سر کو دیکھکر اب جان شیرین کیون نہ دون
بے ستون پر مجھکو تیشۂ کوہکن یاد آگیا

یہ اشعار پڑھکر خوب رویا کہا اب سحر کا تماشا دیکھو سحر اسکا نام ہے اگر سامری بھی ہوتے حلقہ غلامی کان مین ڈالتے یہ سحر ہمارے خاندان کے ایجاد کردہ ہین سب ساحر گرد بیٹھے ہین مغرور نے جھولی سے ایک کاغذ نکالا اُسکے دو طاؤس کاٹے اُنپر سحر کیا کہا خبردار خبردار چالاک و نیرنگ کو اپنے اوپر سوار کرکے لاؤ لاکھ کوئی روکے نہ رکنا دونون طاؤس اُڑتے ہوے چلے یہان بارگاہ مین حیرت تخت پر لغمان پہلو مین نیرنگ سامنے کھڑی کہہ رہی ہے حضور اگر چالاک ملے تو مین اُسکو اپنے ساتھ لیجاؤن مغرور پر عیاری کرون کہ دربار گاہ پر غل ہوا سب نے دیکھا دو طاؤس ٹہلتے ہوے چلے آتے ہین مثل انسان باتین کرتے ہین ایک ایک سے پوچھتے ہوے کہ بی نیرنگ و میان چالاک کہان ہین شہنشاہ نے بلایا ہے چالاک نے جو یہ آواز سنی کود کر بھاگا ایک غار مین جا کر چھپا نیرنگ ٹھٹکر دیکھنے لگی کہ طاؤس تڑپکر بارگاہ مین آیا کہا اے نیرنگ شہنشاہ بنگالہ نے تمکو یاد فرمایا ہے نیرنگ نے گھبرا کر حیرت سے کہا اب میرا رکنا مناسب نہین اتنے بڑے بادشاہ عالیجاہ نے بلایا ہے دیکھون کیا فرماتے ہین حیرت نے کہا تم نہ جاؤ کہا واری بڑے افسوس کی بات ہے سرگردہ ساحران طلب کرے اور مین نہ جاؤن حیرت و لغمان و حیران ہان ہان کرتی رہین نیرنگ جھپٹکر طاؤس پر سوار ہوئی طاؤس سناٹا بھرکر اُڑا حیرت و لغمان و حیران نے سحر کیے کوئی سحر قریب طاؤس کے نہ پہونچا جب حیرت سحر کرتی ہے تو

طاؤس مثل انسان کے ہنستا ہی اور سے کہتا ہی کہ ملکہ آپ تکلیف نہ فرمائین یہ ہوشربا نہین ہی اس صحرا کا
نام صحراے نرگستان تھا ہمارے شہنشاہ کے ملازمون نے ویران کیا مقام عملداری شہنشاہ ہی وہ
شہنشاہ چرخ سحر و ساحری کا ماہ ہی یہ کہتا ہوا طاؤس نیرنگ کو لیکر نکلگیا دوسرا طاؤس سر اُٹھا اُٹھا کر
بارگاہ مین دیکھنے لگا حیرت سے آنکھ ملا کر پوچھا وہ کنیز جو آپ کی پشت پر کھڑی تھی وہ کہان گئی
وہی چالاک تھا مگر کہان جائیگا مین ابھی ڈھونڈھکر لاتا ہون چالاک ایک غار مین چھپا ہی جو وہ
حلقے کمند کے انگلیون پر لگے ہوے دسون انگلیون مین دس حباب دبے ہوے بیٹھے اور خاک
اپنے اوپر ڈال لی ایک آنکھ سے فقط دیکھ رہا ہی جب طاؤس بارگاہ حیرت سے نکلگیا نعمان سے
حیرت نے کہا بڑے غضب کا سحر تھا میرے بھی دل مین یہی خیال تھا کہ چالاک کو ڈھونڈھکر حوالے
کرون ہرکارون کو روانہ کرو خبر لائین نیرنگ تو گئی چالاک بھی ملا یا نہین ملا یہ کہکر حیرت کھڑی
ہوگئین دیکھا جنگل مین طاؤس دوڑا دوڑا پھر رہا ہی چہار جانب پھر کر اُسی غار پر پہونچا سر جھکا یا منھ کھولا ہی
کہ آواز دون چالاک نے حلقے کمند کے مارے گردن مین طاؤس کی چودہ حلقے پڑے حیرت نے
دیکھا کہ طاؤس منھ کے بھل گرا چالاک نے دسون حباب مارے ہر چند کہ طاؤس نے منھ پھیرا آٹھ حباب
خالی گئے دو حباب منھ پر طاؤس کے پڑے تڑپکر گرا چالاک نے نکلکر خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک آندھی
سیاہ اُٹھی آواز آئی گشتی مرا نام مین طاؤس جادو بود طاؤس کو مارکر چالاک بھاگا حیرت نے نعمان سے
کہا دیکھو کیا کارنمایان کیا کہ طاؤس کو چالاک نے مارا طلسمان کی آگ بکتا ہوا بھاگا اُسکا خدا اُسکو بچائے
یہان بارگاہ مغرور مین یہ معرکہ گذرا کہ طاؤس نے نیرنگ کو لاکر اُتارا نیرنگ نے جھک کر مغرور کو سلام
کیا مغرور نے کہا بی نیرنگ مزاج اچھا ہی نیرنگ چاہتی ہی کچھ جواب دے کہ وہ طاؤس پھڑک کر زمین
پر گرا جلکر رہگیا مغرور نے زانو پر ہاتھ مارا کہا یار وغضب ہوا عیار نے طاؤس جادو کو مارا کہان
جائیگا یہ کہکر ایک دستک دی دو ہتھڑ زمین پر مارا لکار کے آواز دی چالاک نہ جانے پائے
اے سحر موہوم جلد چالاک کو لا سب ساحرون نے دیکھا ایک پرچھائین انسان کی بہت خوب
لکر غائب ہوئی چالاک تین کوس نکل گئے کیا ہی قصد یہی ہی کہ دس بیس کوس بھاگ کے
نکل جاؤن کہ سر اُٹھا کے دیکھا ایک پہاڑ سامنے ظاہر ہوا ورے اُس پہاڑ کے سب بند ہین
چالاک گھبرایا کہ مین بھٹک کے کسطرف نکل آیا یہان تو راستہ بند ہی بائین پر پلٹا دیکھا اُدھر تو
لوہے کی دیوار کھنچی ہوئی ہی ارے کہکر داہنے پر پلٹا دیکھا چار پانچ اژدہے منھ پھیلائے
ہوے کھڑے ہین قلابۂ آتشین منھ سے چھوڑ رہے ہین اس طرح منھ پھیلائے بیٹھے ہین
کہ ہمارے قریب آئے تو نگل جائین چالاک پھر پیچھے پلٹا اُدھر کا راستہ کھلا ہوا ہی چالاک اُدھر ہی
بھاگا جدھر جانے کا ارادہ کرتا ہی دیوار آہن پہاڑ اژدہے شیر معلوم ہوتے ہین پشت پر
راستہ کھلا ہی خیال جو کیا معلوم ہوا کہ یہ راستہ لشکر مغرور جادو کا ہی مگر مجبور و ناچار اُسی
جانب دوڑا ہوا جاتا ہی تھوڑی دور نکلا تھا کہ دیکھا دور سے لشکر مغرور جادو معلوم
ہوتا ہی ساحر انتظار مین کھڑے ہوے ہین کہ چالاک سامنے سے نمایان ہوا لشکر مین
مغرور جادو کے ہلڑ ہوا کہ چالاک آتا ہی چالاک سرنگون کلیجہ خون مجبور و ناچار لشکر مین داخل ہوا

بارگاہ مغرور جادو کی معلوم ہوئی مغرور کہہ رہا ہے ارے چالاک آیا ساحرون نے بڑھکر عرض کی حاضر ہے شبرنگ
بھی دست بستہ کھڑی ہے کہ چالاک سامنے آیا مغرور نے کہا کیون او مکار تونے غضب کیا کہ طاؤس جادو
کو مارا خیر کہان جائیگا آہنگرون سے کہوان دونون کے واسطے زیور لائین آہنگرون نے ہتھکڑیان بیڑیان
لاکر رکھدین شبرنگ نے خود اپنی زبان مین سوزن دیا ہتھکڑیان بیڑیان دونون نے اپنے ہاتھ سے پہنین
مغرور نے کہا کیون بی شبرنگ سحر مابدولت کا دیکھا اگر قصد کرون آسمان و زمین کو ایک کرون یہ جو مغرور
نے کہا اب شبرنگ کو ہوش آیا چالاک یہی سمجھا کہ مین قید ہوگیا شبرنگ جادو سامنے کھڑا ہے کہا ان دونون کو
لیجاؤ لیکن ہوش مین رہین کہ اپنے حال زار کو دیکھین اور افسوس کرین اس عذاب عظیم سے ان دونون کو قتل کرون
کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا انکی حالت پر گریہ و زاری کرین اور مجھکو ذرا ترس نہ آئے چالاک نے دل کو
مضبوط کر کے جواب دیا کہ او مغرور عقل و فراست سے دور کیون اسقدر غرور کرتا ہے موت و زیست پروردگار
کے اختیار مین ہے مغرور نے کہا خیر آنکھون سے دیکھنا دیکھین اب تمھارا خدا کیا کرتا ہے شبرنگ نے
قفس اٹھایا سو جادوگر ہمراہ لے گیا اسکو لیکے خیمے مین لاکے اپنے قفس لٹکائے چالاک نے ٹھنڈی سانس
بھرکے کہا کیون بھائی شبرنگ ہم کچھ عرض کیا چاہتے ہین شبرنگ نے کہا اے چالاک تمنے بڑا غضب کیا
طاؤس کو مارا چالاک نے کہا خیر جو گذرا سو گذرا ہم تمسے عرض کرتے ہین کوئی صورت بھی ایسی ہے کہ ہم قید سے
نجات پائین شہنشاہ ہماری خطا معاف کرین شبرنگ نے کہا بہت دشوار ہے چالاک نے کہا آپکی عقل مین نہین آیا
مین حیرت و نعمان و حیران کو گرفتار کرکے لے آؤن بی حیرت کو وصل پر شہنشاہ کے راضی کرون شبرنگ
نے کہا اگر حیرت راضی ہوجائین تو کیا عجب ہے کہ مغرور خطا معاف کرین شبرنگ نے کہا اے چالاک وہ کیا صورت
ہے چالاک نے کہا حضور تنہائی مین فرماتی تھین کہ مین نے انکار کیا اسی وجہ سے مقابلہ ہو رہا ہے مگر اس سے بہتر
کوئی امر نہ لیگا بادشاہ ملک بنگالہ ہے بڑا روپے والا ہے جسکے آج دس بارہ لاکھ آدمی ملازم ہین ایسے بادشاہ کا
کیا کہنا دل سے وہ راضی ہین مگر زبان سے چونکہ انکار کیا اسی کی پیروی کر رہی ہین مین اس طور سے سمجھاؤنگا
کہ اسیوقت راضی ہوجائینگی شبرنگ نے کہا اے چالاک اگر یہ کام تمھارے ہاتھ سے نکلا تو کیا عجب
ہے کہ شہنشاہ خطا معاف کرین چالاک نے کہا مین وعدہ کرتا ہون کہ ملکہ کو راضی کر دونگا اے شبرنگ مجھے ذرا
قفس سے نکالو تو میرے پاس ایک رقعہ ہے ملکہ حیرت کا جب شہنشاہ اول مین تشریف لائے تو ملکہ نے یہ
رقعہ ایک کنیز کو دیا تھا نعمان نے منع کر دیا کہ تو رقعہ لیکر نہ جانا وہ رقعہ مین نے چھین لیا اسمین کچھ مضمون
لکھا ہے ملکہ کے ہاتھ کا ہے اور کنیز سے یہی فرمایا تھا کہ تنہائی مین شہنشاہ کے ہاتھ مین دینا اور کوئی اس حال سے
آگاہ ہونے پائے اتنا تو مین ضرور کہونگا کہ فساد سارا ذات سے نعمان کی برپا ہوا جب ملکہ نے فرمایا کہ کیون
نعمان مصالحہ بہتر کہ جنگ اس حرامزادی نے یہی کہا کہ جنگ کیجیے ملکہ حیرت کے مزاج مین اصلاح ہے جبتک
نعمان قتل نہوگی انتظام معقول نہوگا اتنا آپ ضرور شہنشاہ سے کہدیجیے کہ جسطرح آپنے مجھکو اور شبرنگ کو
گرفتار کیا اسیطرح نعمان کو گرفتار کرا منگائیے نعمان قید ہوئی اور فیصلہ ہوا آج ہی ملکہ نے یہ فرمایا تھا کہ
چاہنے والے ممکن نہین ہوتے ناحق کو لوگ چاہنے والے سے لڑواتے ہین نعمان نے پھر بیچ مین شاخ گھسیڑ دی
اور یہ کہا کہ حضور اگر اصلاح ہوگی وہ ملک بنگالہ لیجائیگا بنگالہ بہت عجب شہر ہے شبرنگ نے کہا شہنشاہ فرماتے
ہین کہ ہم ملک ہوش ربا پر قبضہ کرکے ملکہ کو بادشاہ کرینگے یہ ہمیشہ ہوشربا مین رہین چالاک نے کہا ہاتھ بڑھا

ہاتھ پر ہاتھ مارے بس فیصلہ ہوگیا اب ملکہ سے ملاقات ہونا کتنی بڑی بات ہی ملکہ کو اسی بات مین تردد تھا کہ مین شہر
بنگالہ نہ جاؤن جب یہان رکھنا منظور ہوگا تو ملکہ کو بھی دل وجان سے منظور ہوگا شبرنگ نے چالاک کا
قفس آتار چالاک کو قفس سے نکالا چالاک نے کہا مین کاغذ نکالون شبرنگ نے کہا ہان بھائی نکالو
چالاک نے کہا ایک ہتھکڑی تو نکالو اب تو ہمارے تمھارے فیصلہ ہوگیا مگر اتنا عرض کرتا ہون کہ شہنشاہ
مہربانی کرین مجھکو ضرور زمرۂ خدمتگاران مین رکھین شبرنگ نے کہا بھائی جو شاطر کا عہدہ ہی وہ تمکو ہم
دلوا دینگے تمھاری آبرو بڑھائینگے ہم تمھاری سفارش کرینگے چالاک نے جیب مین ہاتھ ڈالا اور ایک
کاغذ نکالا کاغذ نکال کے شبرنگ کو دیا شبرنگ نے کاغذ کو دیکھا لفافے پر لکھا تھا مرسلۂ ملکہ حیرت بخدمت
شہنشاہ بنگالہ لفافہ جوڑا نہین یونہین بند کردیا ہی شبرنگ نے ارادہ کیا کھولون چالاک نے کہا بھائی ادہر آ کے
بیٹھ کر کھینچ لو شبرنگ نے جیسے ہی کاغذ کھینچا کاغذ سے دھوان نکلا شبرنگ بیہوش ہوکر گرا نیرنگ نے کہا
اہی چالاک مین نے دیکھا مجھکو بھی نہ چھوڑنا چالاک نے نیرنگ کو بھی نکالا شبرنگ کو تو اپنی صورت بناکر
قفس مین بند کیا گلے مین گنبد ٹھونس دیا ایک اور جادوگر کو بلا کر بیہوش کیا اسکو بصورت نیرنگ بنایا
اسکو بھی قفس مین بند کردیا چالاک بصورت شبرنگ باہر آیا ساتھ والون نے پوچھا حضور کیا صلاح
ہو رہی تھی کہا چالاک کے لیے فکر کرتے ہین نیرنگ سے چالاک نے وعدہ کرلیا کہ ہم کنارے پر آتے
ہین تم سحر سے اڑکر اسی مقام پر آؤ وہان ہمارے تمھارے صلاح ہوگی چالاک کنارے پر آیا نیرنگ
بھی اڑتی ہوئی آئی ایک نخل کے سایے مین دونون بیٹھے چالاک نے کہا ای نیرنگ تم دل کڑا کرو تو آج
مغرور کو پکڑ لین نیرنگ نے کہا مجھکو ہمیشہ سے عیاری کا شوق ہی مین نے ہزار ہا روپے خرچ کرکے یہ چکمے
سیکھے چالاک نے کہا مین تمکو بصورت حیرت بناتا ہون اور مین ساحر بنکر پاس مغرور کے جاتا ہون اسکو
لگا کے لاؤنگا اگر خدا نے چاہا ہم تم دونون ملکر پکڑ لینگے نیرنگ نے کہا بہتر مگر ای چالاک حفظ آبرو مین
فرق نہ آنے پائے چالاک نے کہا کیا مجال کہ ہاتھ لگا سکے خوب آپسمین صلاح کرکے نیرنگ کو بشکل حیرت
بنایا اور باتین تعلیم کردین کہ یہ کہنا کہ نعمان وحیران سے مجھسے فساد ہوگیا اب مین صحرا نورد ہوتی ہون کلام
خوب سمجھکے کرنا نیرنگ نے کہا مین سمجھ لونگی مین اسکے ساتھ جانے مین بہت قیل لاؤنگی پہر رات پچھلی باقی
ہی کہ چالاک نے ملکہ نیرنگ کو بصورت حیرت بنایا آپ ایک ساحر کی شکل بنکر چلا قضائے کار ادہر سے
پیک صحر نگار آتا تھا یہ بھی اس فکر مین نکلا ہی کہ جاکر حیرت پر عیاری کرون چالاک پیک کو دیکھکر خوش
ہوگیا پکار کر آواز دی میان جانے والے کہان جاتے ہو میان شاطر صاحب ذرا ٹھہر جاؤ مجھے کچھ عرض
کرنا ہی عیار نے پلٹ کے دیکھا ایک ساحر دوڑا ہوا آتا ہی پیک ٹھہر گیا چالاک قریب آیا کہا شاطر صاحب مین
اسوقت لشکر حیرت سے آتا ہون بی نعمان وحیران وحیرت سے فساد ہوا اور جو معاملہ درپیش ہوا
اسکو ابھی نہ کہونگا سامنے شہنشاہ کے سن لیجیے گا یہ کہکے باتین کرتا ہوا ساتھ پیک کے چلا پیک سحر نگار
نے کہا مین تمھاری ابھی ملاقات کروا دونگا چالاک کہتا ہوا چلا میان پیک صاحب شہنشاہ خوش ہو جائینگے
ہمکو تمکو انعام ملیگا انعام مین ہم تم شریک رہے مژدۂ ملاقات شہنشاہ و حیرت ہی شہنشاہ کا اقبال و شوکت ہی
پیک کہتا ہی ای برادر مجھسے تو کہو چالاک ہنسکے دیتا ہی کہتا ہی بھائی ابھی نہ سنو سامنے شہنشاہ کے چلکر
سن لینا بہت خوش ہوگے حقیقت مین شہنشاہ بنگالے کے بڑے صاحب اقبال ہین بی نعمان وحیران

نے قصد کیا تھا کہ بی حیرت کو گرفتار کرین مگر خیال سے اُنکے سحر کے اُنپر ہاتھ نہین ڈال سکین حیرت ایسی نہین ہی
کہ ایسی جادوگرنیان اُسپر دست انداز ہون حیرت نے اور کچھ سامان کیا ہی جب تھوڑی دور چلے اک نخل کے
پاس آگے چالاک بہت ہنسا کہا لو میان شاطر صاحب تم میری بات کو خلاف جانتے تھے دیکھو نعمان آئی ہی اور
رومال سے ہاتھ باندھے ہی کچھ اسباب سحر بھی ساتھ ہی دوسری کنیزین چلی آتی ہین خدمت مین شاہ بنگالہ کی جاتی ہین
پیک سحر نگاہ پیتا چالاک نے حلقے کمند کے گلے مین ڈال دیے جھٹکے کے جواب مارا پیک سحر نگاہ بیہوش
ہوا چالاک نے اُسکی مشکین باندھ لین قتل کرنے کے خیال سے دل کانپا کہ ایسا نہ ہو مین اسکو قتل کرون اور
مغرور کو خبر ہو جاے پشتارہ باندھ کے ایک درہ کوہ مین ڈال دیا پتھرون سے چھپا دیا اب پیک سحر نگاہ
کی صورت بنکر چالاک چلا کنارے پر لشکر کے پہونچا جتنے دیکھا مہتر صاحب کہکر سلام کیا مگر یہ چھپتا ہوا بارگاہ
مغرور مین آیا دروازے پر خادم و خدمتگار حاضر ہین سب نے پوچھا کیون مہتر صاحب خیر تو ہی اسوقت کہان
آئے کہا ایک کار ضروری ہی یہ کہکے اندر گیا مغرور کے قدمون پر ہاتھ رکھا مغرور نے آنکھین کھول دین پوچھا کیون
اے شاطر کیا ہی عرض کی تکلیف تو ہوگی مگر حضور اُٹھین تو مین کچھ عرض کرون مغرور اُٹھ بیٹھا پیک نقلی نے دست بستہ
عرض کی اے شہنشاہ مبارک ہو آپکا اقبال یاور ہی طالع مددگار ہین آج شام سے بی نعمان و حیران حیرت جادو
دباؤ ڈال رہی ہین کہ ظاہر مین طبل جنگی بجے مغرور مطمئن ہوگا یہان سے نکل چلے حیرت نہین معلوم کیا کیا کہتی تھین
مگر اتنی مجھکو خبر ملی کہ فرماتی تھین مجھکو کیا خوف ہی مغرور میرا چاہنے والا ہی اگر مجھکو گرفتار کریگا تو کیا مضایقہ ہی
وہان بھی میرے واسطے سامان سلطنت ہی مین کیون بھاگون مجھپر کیا مصیبت ہی طول کلام عرض کرنا کیا ضرور ہی
آخر باتون مین تکرار بڑھی حیرت جادو لشکر سے نکلین یہ کہکر کہ مین اب صحرا نوردی کرونگی تمھارے ساتھ نہ رہونگی
ہر چند نعمان و حیران نے سمجھایا مگر حیرت جادو نے کہا مجھکو یقین ہو گیا کہ تم لوگ میرے درپئے آزار ہو میرے
چاہنے والے سے مجھکو لڑواتے ہو مین اُسکے ساتھ چلی جاؤنگی جو کہونگی وہی کریگا جسنے میرے واسطے ملک و مال
چھوڑا سلطنت کو ترک کیا وہ میری راے کے خلاف کریگا تم لوگ بیچ مین ناحق کو درانداز ہو مجھکو کیون اُسکے ملنے سے
منع کرتے ہو مین نے اُسکا لڑائی کر کے امتحان بھی کر لیا کہ وہ میرا ملک و مال دلوا دیگا قاتل افراسیاب کا سر بھی لیگا
پھر مین کیون اور کسی کے ساتھ جاؤن یہ کہکے نکلین صحرا مین بھٹکتی رہی ہین کہ ظالمون نے مجھکو شرمندہ کیا میرے
چاہنے والے سے مجھے لڑا دیا اب مین کیا منھ لے کے جاؤن مین بارگاہ مین اُنکی موجود تھا سب حال دریافت
کر لیا تھا مین صحرا مین آکر قدمون پر گرا اور مین نے کہا براے خدا آپ صحرا نورد نہون شہنشاہ بخوشی
آپکو لیجائینگے جو جو آپ کے خیال مین باتین ہین وہ کچھ نہونگی آپ شہر بنگالہ نہ جائیے ہمیشہ ملک ہوشربا
مین رہیے دونون ملکون کی سلطنت آپ کے نام ہوگی سب جگہ کا باج و خراج آپ کے نام سے آئیگا غرض
دراز مین مین نے اُنکو سمجھایا آخر مین یہ فرمایا کہ مین آپ سے لشکر مغرور مین نہ جاؤنگی وہ مجھکو دشمن جاننے لگے
ہاے اے پیک سحر نگاہ کیا کیا معرکے پڑے کوئی بات مین نے اُسکے قتل کرنے مین اُٹھا نہین رکھی کوئی معشوق
اپنے عاشق کا دشمن نہین ہوتا ہی مین نے کہا حضور چند ساعت یہان ٹھہرین سب غم و ملال دفع ہو جائیگا
بمشکل ٹھہری ہین آپ جلد چلیے حضور وہ جو کچھ کہین سواے بہت خوب کے اور کچھ نہ فرمائیے گا حقیقت
مین بہت مکدر ہو رہی ہین اور حضور اصل یہ ہی کہ اُنکا مکدر ہونا چاہیے ہی گھر چھوٹا ملک ترک ہوا
جا بجا ماری ماری پھری ہین کیا کیا مصیبتین اُٹھائین جا بجا قید رہین عورت حسین حسن مین بے نظیر صاحب جاہ و حشم

جب خیال آتا ہوگا قلب تھراتا ہوگا اب دل شکنی نہ کیجیے گا مغرور پھول گیا کہا اے پیک سحر نگاہ تو نے
اسوقت مجھکو مول لے لیا ہاں ہاں کرنا کیسا مین تو قدمونپر سر رکھدونگا جو فرمائینگی وہ قبول کرونگا
اور سخن اے پیک سحر نگاہ ہوشربا کا کھڑے کھڑے فیصلہ کرادونگا اول تو وہان کوئی ساحر نہین ہے سب
غیر ساحر ہین اور اگر ہونے بھی تو کیا تھا ایک سحر مین خاتمہ کرتا اب تو لاچین بھی قید ہوگئے ساحرون نے
سحر سے توبہ کی چند ساحر برائے نام باقی تھے وہ کچھ کاروبار کرتے ہین انکی یہ لیاقت ہے کہ بادولت سے
مقابلہ کرین ایک غلام ہمارا چلا جائیگا انتظام کرکے چلا آئیگا یہ کہکے مغرور اٹھا خوشی خوشی ہمراہ پیک سحر نگاہ
کے چلا لشکر سے نکلکر دور سے دیکھا ملکہ حیرت جادو لباس جابجا سے پھٹا ہوا ایک نخل کے نیچے سر جھکائے
ہوئے رو رہی ہین مغرور کا کلیجہ پھٹ گیا کہا اے پیک سحر نگاہ حیرت جادو رو رہی ہے کہا حضور آج انکو
بہت بڑا صدمہ پہونچا نعمان نے انکو کلمات سخت کہے بی حیران نے قصد کیا کہ گرفتار کرلین مگر حیرت جادو
پر ہاتھ نہ ڈال سکین حیرت نکل آئین کچھ کنیزین ساتھ چلی تھین انکو منع کیا کہ خبردار میرے ساتھ کوئی نہ آئے
تم لوگ تو نعمان کے ملازم ہو میرے ساتھ کیا ضرورت ہے مین تنہا طرف صحرا کے جاؤنگی مغرور بیقرار ہوگیا
ملکہ عالم ملکہ عالم کہتا ہوا دوڑا مدت کا ہجران دیدہ آفت کشیدہ دوڑ کر قدمونپر گرپڑا حیرت نقلی ہان ہان
کرتی ہے اے شہنشاہ یہ کیا بات کرتے ہو قدمونپر گرنا کیسا ہین صاحب خود تمھارے قدمونپر گرون ناحق تمکو
آزار پہونچا بالشکر کسقدر آپکا قتل ہوا مین خود شرمندہ ہون بمشکل قدمونپر سے مغرور اٹھا ہاتھ باندھ کے
سامنے بیٹھا کہا اے ملکہ عالم بارگاہ مین تشریف لے چلیے صحرا مین آپکا بیٹھنا بہت خلاف ہے ملکہ حیرت
نے کہا صاحب کیا ضرورت ہے اب ہمارا صحرا النورد ہونا بہتر ہے مغرور نے کہا مین نہ مانونگا آپ کو صحرا مین نجانے
دونگا آپکی سلطنت آپکے نام پر نثار ہے ابھی چلکر ہوشربا پر قبضہ کیجیے کس شخص کی مجال ہے کہ آپ سے تکرار
کرسکے ایک سحر مین زمین ہلادونگا یہ کہکے ہاتھ پکڑ لیا عیار نے کہا اے ملکہ عالم آپس کی خطا اور بخطا کیا جو ہوا
سو ہوا گذشتہ را صلواۃ آیندہ را احتیاط جب مغرور نے بہت منتین کین تب ملکہ حیرت نقلی اپنی مقام سے
اٹھین یہ کہکے کہ خیر صاحب جو کچھ کیا اسکا بدلا پایا اب آیندہ ہمارے تمھارے فلک تفرقہ نہ ڈالے مغرور
پھولا جاتا ہے کہ آج معشوق دستیاب ہوا کبھی جمال جہان آرا دیکھتا ہے کبھی آنکھون پر نگاہ پڑتی ہے کل اعضا
چالاک وچست ملکہ نے ہاتھ مین ہاتھ جو ڈال دیا معلوم ہوا دولت کونین ہاتھ مین آئی راہ مین عیار
بھی بختگی کرتا ہوا کہ اے شہنشاہ ملکہ کی مراد یہ ہے کہ اب آیندہ ہمارے آپکے فساد نہو جو گذرا وہ گذرا درانداز
کو دخل نہ ملے کسی کی بات نہ سنی جائے مغرور کہتا ہے بھلا اے ملکہ عالم آپکے مقدمے مین بھلا مین کسی کی بات
سنونگا کسی دراندازکی کیا مجال ہے جو آپکے مقدمے مین زبان ہلائے بڑا آپ کو خیال یہ ہے کہ ملک بنگال
جس مقام ہے مدت سے ساحرون کا قبضہ ہے آپ ہمیشہ ہوشربا مین رہین مین خود دوسرے تیسرے
مہینے امورات سلطنت سے مہلت کرکے حاضر ہوا کرونگا چھ مہینے یہان رہونگا چھ مہینے سلطنت بنگال
کو سنبھالونگا غلام سب طرح پر راضی ہے حیرت نقلی سر جھکائے ہوئے چالاک ہر مقام پر قصد کرتا ہے کہ
حلقہ ہائے کمند مارون لیکن حوصلہ نہین پڑتا ہر مرتبہ یہی خیال آتا ہے کہ ایسا نہو مین حلقہ ہائے کمند
مارون کچھ افتاد پڑجائے معاملہ بگڑ جائے تو باعث خرابی ہے رنگ پر رنگ بھی متغیر ہے ہر مرتبہ
چالاک سے اشارہ ہے کہ ہم تم دو ہین یہ اکیلا ہے مین سحر کرون تم حلقہ ہائے کمند مارو مگر ہمارے سحر کو یہ کیا

از سرم تا بقدم گشتہ ہمہ جوہر تیغ	بسکہ پیکان خدنگ تو نہان در بدن ست
بعد مرگم بلحد خجلت عریانی نیست	کشتۂ عشق ترا جامہ خونین کفن ست
بعد ازین وصف رخ و زلف بتان خواہد کرد	مختصا بر سر مویم کہ باعضائے تن ست

دیوانہ وار وحشی شمال طرف صحرا کے بھاگا پتھرون سے سر ٹکرانے لگا حیران نے پکار کر کہا
ارے مراد تیری کیا ہی اسنے کہا کہ آپ کا تابعدار ہون جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن تب اسنے
پکار کر کہا کہ بادشاہ بنگالہ ہمارا دشمن ہی ہمارے تمھارے رسم و مراسم ہین بہتر یہ ہی اسکا
سر لاؤ یہ مارا جائے تو نہ بیچ کا جھگڑا مٹے اس ملعون کا سر جلد لاؤ یہ سنتا تھا کہ مثل شعلہ جوالہ
طرف مغرور کے چلا مغرور مجمع عام مین لڑ رہا ہی کہ پشت سے نعرہ ہوا او ملعون و بیدین
تجکو بادشاہ کسنے بنایا ہی ملکہ حیران جادو تیرا سر طلب کرتی ہین مغرور نے پلٹ کے دیکھا کہ
یہ تو اپنے آپ سے باہر ہو گیا کیا کلمات خلاف شان کہہ رہا ہی پلٹ کر آواز دی اے
اقلیم سنگتر اش تمھارا کیا حال ہی کہا او بیحیا ہمارے اور ملکہ کے درمیان مین سنگ
تفرقہ پھینکا ہی اسپر باتین بناتا ہی یہ کہکے مغرور پر جا پڑا اکی ہاتھ تلوار کے مارے جب
مغرور نے دیکھا کہ یہ نہین مانتا ہاتھ چلے ہی جاتا ہی مغرور نے سحر کر کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا
ایک طمانچہ مارا کہ اقلیم بیہوش ہو گیا اسنے زبان کھینچکر سوزن دیا ہاتھون مین ہتھکڑیان پاؤن
مین بیڑیان پہنائین مسلسل و مطوق کر کے آواز دی شبرنگ لڑتا ہوا سامنے آیا کہا اے
شبرنگ اسکو بھی لیجا کر قید کرو اقلیم کو جب کشان کشان لیچلا راہ مین جب یہ ہوشیار ہوا
مغرور کو گالیان دیتا تھا یہی قول تھا کہ یارو مجکو قید سے رہا کرو مجھے اس ظالم نے زبردستی
قید کیا ہی ملکہ حیران جادو کے قلب پر صدمہ پہونچا رہا ہی کون جواب دیتا ہے سب
خاموش ہر ایک کا یہی قول ہی اقلیم کو کیا ہو گیا اپنے آقا کو برا کہتا ہی کون جواب دے
مغرور کو یہ مقدمہ بہت ناگوار ہوا اقلیم کو قید کر کے ملکہ حیران آئینہ دار پر جا پڑا حیران
نے آئینہ دکھلایا مغرور نے اٹھا کر آئینے پر گولہ مارا آئینہ ٹکڑے ٹکڑے ہوا آئینے کے
ٹوٹتے ہی حیران گھبرا گئی مغرور نے دوسرا ہاتھ ہلایا برق کڑک کر گری کہ حیران آئینہ دار
کے دو ٹکڑے ہوئے اسکا مرنا تھا کہ اقلیم کو ہوش آگیا غل مچانے لگا کہ یارو مجکو کیون
قید کیا ہی مین اپنے شاہ کا خیر خواہ ہون مغرور کو خبر پہونچی مغرور نے کہا اب رہا کردو
اقلیم کو رہا کیا اسی طرح یہ پتھر برسانے لگا ملکہ حیرت نے جو پلٹ کے دیکھا کہ حیران
قتل ہوئی کہا ای نعمان غضب ہوا حیران آئینہ دار کو اس ملعون نے مار ڈالا نعمان نے
کہا داری ہم سب نے ہتھیلی پر سر رکھا ہی موت کا مزا چکھنا ہی حقیقت مین بنگالے کا سحر ہمارے
ہوشربا کے سحرون سے بالکل الگ ہی اور ہمارے سحرون سے اچھا ہی یہ اگر ایسا نہ ہوتا تو ان لوگون
پر سلطنت کیونکر کرتا حقیقت مین حیران کا قتل ہونا بڑا باعث خرابی ہی مگر داری اب مین اس سے
مقابلہ کرتی ہون حیرت نے کہا ای نعمان تو ایسا قصد نہ کرنا مجھسے اس سے مقابلہ پڑیگا تو خیر
یاد رکھیگا کہ کسی سے سحر ہوا یہ ذکر تھا کہ دیکھا مغرور سامنے لڑتا ہوا چلا آتا ہی جیسے ہی سامنے

ملکہ حیرت کے آیا ملکہ نے چند دانے موتیون کے پھینک مارے اور آواز دی کہ گلشن فصاحت نشان اس باغی کو لینا یہ جو پکار کے ملکہ حیرت نے کہا مغرور پلٹ کے دیکھنے لگا دیکھا چالیس پچاس نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین ایک ایک حسین و جمیل کوئی غنچہ دہن کوئی رشک چمن کوئی قمر عذار کوئی کبک رفتار شیرین گفتار کوئی ماہوش مہر تمکین تاج سرون پر لباس فاخرہ زیب جسم دف و دائرے بجتے ہوئے اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی چلی آتی ہین ناز و انداز معشوقانہ دکھاتی ہوئین کبھی شرماتین کبھی دوڑ کے چلین کبھی ٹھہر گئین نظم

ہاتھ قاتل کا مرے خنجر تک آکر رہ گیا — کہنیون تک آستینون کو چڑھا کر رہ گیا
باغ مین مین بلبلون کو جو اڑا کر رہ گیا — خندہ زن گل ہو گئے غنچہ مسکرا کر رہ گیا
ہو چکی تھی میرے نالون سے قیامت آشکار — خواب سے سر فتنۂ محشر اُٹھا کر رہ گیا
کاروان یارون کا پہونچا منزل مقصود مین — مین بگولے کی طرح سے خاک اُڑا کر رہ گیا
پڑ چلے تھے دست گستاخ اُس کمر کے درمیان — شوق وصل یار دل کو گدگدا کر رہ گیا
سوزش دل سے جلے لیکن زبان نے اُف نہ کی — صورت تبخالہ دل ہونٹھون پہ آکر رہ گیا
کر چکی تھی موسم گل کی ہوا نشتر طلب — خون جتنا تھا بدن مین جوش کھا کر رہ گیا
جو کسی لیلی شمائل کا سنا نالون سے ذکر — بید مجنون کی طرح مین تھرتھرا کر رہ گیا
ہنس پڑے تیری طرح سے گل جو مجھپر باغ مین — پانی پانی ہو گیا آنسو بہا کر رہ گیا
شہر خوبان مین رہا کرتا ہون مین خانہ بدوش — شب ہوئی جس کوچے مین بستر لگا کر رہ گیا
چپ نہ رہنا تھا دلا فکر دہان یار مین — بول اُٹھنا تھا جگہ حجت کی پا کر رہ گیا
ٹھوکرون سے راہ کی از بسکہ حالت غیر تھی — پانون اپنا یار کے کوچے مین جا کر رہ گیا
سامنا شوق شہادت نے کیا چھوٹا جو تیر — جب کھنچی شمشیر مین گردن جھکا کر رہ گیا
تو نے منھ پھیرا سوال بوسے پر مجھسے جو یار — ہونٹھ کیا کیا اپنے دانتون سے چبا کر رہ گیا
شمعسان اظہار کا یارا نہ آتش کو ہوا — سرگذشت اپنی زبان تک اپنی لا کر رہ گیا

جو سب کی افسر ہے تاج مکلل بجواہر سب اسکی پشت پر مثل کنیزان کمترین پری وش غنچہ دہن ہوے میان تار پستان خنجر ابرو خال ہندو دام گیسو زبان نہین کہ ذکر عارض انور کرون ان گالون کو چاند سے کیونکر بہتر کہون دہن غنچہ گلزار طوبے کمر کو عدم کہون یا خاموش رہون جس سے صاف ثابت ہے کہ آئینۂ شکم مین بال آگیا مغرور کو جھککر سلام کیا مسکرا کر فرمایا ہم دور سے تمھارے مشتاق ہو کر آئے ہین تم مصروف جنگ ہو مغرور اُس طرف چلا کہ جھومتا ہوا آنکھین سُرخ چہرہ اُداس افسران فوج نے جو بادشاہ کا یہ حال دیکھا پکارتے ہوئے دوڑے کہ ای شہنشاہ آپ کہان جاتے ہین طریقے سے معلوم ہوتا ہے یہ سحر ملکہ حیرت ہے ملکہ حیرت کے گورے گورے ہاتھ اُسمین مہندی لگی ہوئی اُن ہاتھون سے دستک دیتی جاتی ہین آوازدی کہ ای گلشن دام گیسو مین پھنسا لے خون حیران کا معاوضہ ہو یہ کہکے مثل آئینہ حیران رہی یا زلف معنبر مین پریشان رہی وہ نازنین مسکرا کر مغرور کو بلا رہی ہے کبھی بافسوس مغرور سے کہتی ہے کیون صاحب تمکو ہمارا

خیال نہین مغرور بڑھتا جاتا ہی جب چند قدم چل چکا تو بنگاہ محبت اُسکو دیکھ رہا ہی کہ اقلیم نے
بڑھکر ایک طائر چھوڑا ایک بیضہ جھولی سے نکالکر سامنے کیا وہ بیضہ دندان فیل تھا جیسے ہی وہ
بیضہ ہاتھ مین مغرور کے آیا ہر چند کہ مبہوت لب پر مہر سکوت بنگاہ محبت طرف اُس نازنین
کے دیکھ رہا ہی کبھی بلائین لین کبھی ترقی حسن وجمال کی دعائین دین اُس بیضے کو کاردے کاٹ کے
پھینکدیا اُس بیضے سے زردی نکل بلند ہوکر ایک گنبد کلان ظاہر ہوا وہ گنبد اُن نازنینان مہ جبین
پر گرا وہ سب نازنینان مہ جبین اُس گنبد مین بند ہوگئین حیرت نے کئی گولے اُس گنبد پر
مارے مگر گنبد کو خبر نہ ہوئی چاہیے تھا کہ گولون سے ملکہ حیرت کے شق ہوتا تھرا تھرا کے
رہگیا ملکہ نے مسکرا کے ایک گولہ پھینکا گنبد ٹوٹا ایک برق جہندہ گری کہ سب نازنینون کے
سر اُڑ گئے حیرت نے قہ آہ کا نعرہ کیا اُن نازنینون کے سر کٹتے ہی مغرور کو ہوش آگیا
غصے مین طرف حیرت کے پلٹا جا بجا جسم پر نشتر مارے ہر مقام کا خون لیکر ملکہ حیرت پر
پھینک مارا ایک گنبد یاقوت احمر ملکہ حیرت پر گرا حیرت اُس گنبد مین بند ہوگئی سب
دیکھنے والے دیکھ رہے ہین کہ بعد تھوڑی دیر کے ایک برق چمکی برق نے گنبد کے ٹکڑے
اُڑا دیے تڑپ کر حیرت جادو نکلین مگر پسینے پسینے انگلیون سے قطرے خون کے ٹپکتے
ہوئے پیشانی عرق آلودہ دونون ہاتھ جو غصے مین ہلائے برق گری مغرور نے سر سامنے کیا
سب نے دیکھا کہ مغرور کے دو ٹکڑے ہوئے حیرت نے کہا وہ مارا آندھی سیاہ چلی ملکہ
حیرت تو آندھی کو دیکھنے لگین پہلو پر حیرت کے ایک نخل تھا اُسکے بیچ سے مغرور نے
سر نکالا دام جمشیدی حیرت پر مار آرے کہکر حیرت جادو ہٹین پڑیا خاک کی مغرور کے
ہاتھ مین تھی وہ خاک اُڑا دی حیرت بیہوش ہوکر گرین مغرور نے نعرہ کیا کہا کیون
صاحبو تمنے دیکھا مین نے اپنے ہم شبیہ کو قتل کرایا اپنے کو بچایا نعمان نے جو دیکھا کہ ملکہ
حیرت جادو گرفتار ہوئین فوج بیدل ہو رہی ہی اُسی وقت اپنے لشکر کو الگ کیا کہا
صاحبو جلدی نکلچلو مالک ہمارا گرفتار ہوا لڑائی بگڑ گئی کیا کیا تدبیرین کین مگر کسی طرح
مغرور نے پیچھا نہ چھوڑا طبل امان بجوا کر نعمان لشکر کو ساتھ لیے ہوئے طرف صحرا کے
فرار برقرار کیا مغرور جادو و بادشاہ بنگالہ بفتح و فیروزی پلٹا ملکہ حیرت جادو کو بھی
ایک قفس مین زبان مین سوزن دیکر بند کیا ملحوظ خاطر ناظرین ذرا لا مقام رہے کہ حیرت
وچالاک ونیرنگ پاس مغرور جادو کے قید ہین دو روز مین لشکر کو آراستہ کیا
شکست کو درست کرکے شیر دلان اور وزیرون سے صلاح کی سب نے یہی صلاح دی کہ چلکر
ہوشربا پر قبضہ کیجیے قاتل افراسیاب کا سر لیکر حیرت جادو کے سامنے لائیے یقین ہی
سر قاتل افراسیاب دیکھکر آپ کی اطاعت کریگی سرکار کے ساتھ دھوم سے شادی ہوگی
بڑے لطف سے خانہ آبادی ہوگی اس رائے کو مغرور جادو نے پسند کیا اور بہت خوش ہوا
اُسی وقت لشکر تیار کرکے یہ بھی طرف ہوشربا کے روانہ ہوا کہ ذکر اسکا وقت پر
کیا جائیگا اب انکو راہ مین چھوڑ دیے

دو کلمہ داستان شوکت بیان صاحبقران کہ مقابلہ سالوس مین فرو کش
ہین خواجہ عمرو اجلال و محلال وغیرہ کا خاتمہ کرکے چلے ہین ملکہ انجم اختر پیشانی
دختر ملک فیروز بادشاہ سابق اُس ملک کا جسپر سالوس خدائی کرتا ہے
و وزیرزادی مہر طلعت و سنجاب جادو حقیقت مین بڑی عمدہ جادوگرنی ہے
لشکر گران تیار کرکے یہ سب برائے امداد صاحبقران چلی ہین سب کا
ذکر اس داستان مین کیا جائیگا ساقی نامہ مصنف

کدھر ہے مرے ساقی خوش ادا / مجھے جام صہبائے عشرت پلا
پلا دے مجھے جام صہبائے عشق / مرے دلمین آکر جگہ پائے عشق
نگاہین لڑین ہین گلابی کھلے / کہ پھر حال دل کا نشانی کھلے
قسم تجکو جام و صبوحی کی ہے / کہ یہ منزل سخت کر جلد طے
قسم گیسوے مشکبو کی تجھے / دکھا سیر دشت جنون کی مجھے
پئے تیر دلدوز مژگان یار / پئے خنجر ابروے دلفگار
پئے بیقراری آشفتگان / پئے مار زلف جلالت نشان
سلامت رہے ساقی عشوہ گر / پلاتا ہی جام شراب ہنر
چلے جام صہبا فرقت نشان / کہ لکھنا ہے پھر لطف کی داستان
نہال مضامین ہوئے سبز پوش / ہوا فکر کو بحر الفت کا جوش
جو قمری کی کوکو سے سر پھر گیا / تو سرو چمن آنکھ سے گر گیا
بہار مضامین کی آمد ہوئی / تو اس باغ کے سیر کی کد ہوئی
ہوا جوش ان بحر طبع روان / لکھون صفت خواجہ کی عیاریان

فدا تجھپہ یہ جان و ایمان ہے / سراسر ترا سر پر احسان ہے
لکھون راز سربستۂ عاشقان / گلابی اٹھا جلد اے مہربان
مرے حال دل سے تو آگاہ ہے / قمر ساقی مہروش ماہ ہے
تجھے یار پیر مغان کی قسم / کہ لے جام صہبا لطف و کرم
تجھے غمزہ و ناز کی دون قسم / دکھا دے مجھے آج سیر ارم
پئے آہ جانکاہ الفت پسند / پئے زخم خندان محنت پسند
نہ ہو سکے مین کبھی شور و شر / ستانا نہ عاشق کو غم کی خبر
شراب مضامین کا ذکر آگیا / کہ مضمون نو کلک نے لکھدیا
خبر لے مرے ساقی مہربان / کہ آئی ہے پھر رنگ پر داستان
کھلی چشم نرگس کی پھر خواب سے / دھوان پھر اٹھا جان بیتاب سے
ہوئی نغمہ عندلیبان کی دھوم / کہ جاری ہوئے رنگ گل کے رسوم
مضامین نو کی ہوئی دھوم دھام / کیا کلک نے غنچۂ گل کا کام
قلم طبع روشن بھی چالاک ہے / تو یہ توسن کلک بیباک ہے

چہرہ رستم دلان میدان یکہ تازی و سہراب وشان معرکۂ جانبازی اس داستان شوکت بیان کو
اس طرح تحریر فرماتے ہین شعر مصنف راقمان فسانہ ہاے عجیب + مینگارند داستان غریب +
سابق مین گزارش کرچکا ہون کہ صاحبقران زمان مقابلہ سالوس شعبدہ باز مین فرو کش ہین
سمنکال نے آگ قید خواجہ کی طرف کوہ لالہ زار کے روانہ کی تھی وہان جاکے خواجہ نے
قیامتین برپا کین ملکہ انجم اختر پیشانی کو رہا کیا کہ یہ دختر بلند اختر ملک فیروز شاہ ہے ملک فیروز
بادشاہ اس حوالی کا تھا اُسکو گرفتار کرکے ان کارگذارون نے مارا سالوس کو خداوند بنایا آپ
بڑی بڑی سلطنتین لیکر بیٹھے خواجہ کے ہاتھ سے یہ سب نمکحرام مارے گئے تحریر کرچکا ہون کہ اس داستان
مین معرکہ ہاے عظیم پرے خواجہ کی عیاریان یادگار ہوئین ناظرین دیکھکر بہت پسند فرمائینگے
خواجہ نے بمقدمۂ صاحبقران خواب پریشان دیکھکر برق کو ساتھ لیکر خود تو روانہ ہو چکے ہین

ملکہ انجم سے کہا کہ تم بعد ہمارے آنا بعد جانے خواجہ کے ملکہ انجم تخت پر بیٹھین مہر طلعت بعہدۂ
وزارت سنجاب جادو سپہ سالار لشکر تین لاکھ جادوگرنیان و ساحران نامی ہمراہ اس گرد فر
سے لشکر کو لیکر چلین مگر سالوس شعبدہ باز جب اسکو یہ خبر ملی کہ سمنکال وغیرہ قتل ہوئے
حیران و پریشان قصر پریزادان مین آیا دیکھا سب پریزادین خاموش بیٹھی ہین سالوس ایک
گوشے مین آکر بیٹھا چاہتا ہی کہ کچھ بات کرے میرا مطلب نکلے مگر پریزادین خود خاموش ہین
کہ پریزادان دردرگوش و مرصع پوش بیٹھے بیٹھے ہنسین ایک نے کہا ہوا خداوند آئے ہین
دوسری نے کہا کہ وہ تو قابو پرست ہین تیسری نے کہا بادۂ کبر و نخوت سے مست ہین چوتھی
نے کہا ہوا کچھ اور باتین کرو پانچوین نے کہا میرا دل گھبراتا ہی چھٹی نے کہا چاہو گھبراؤ خواہ
خاموش رہو ہوگا وہی جو ہونا ہی ناحق کا رونا ہی ساتوین نے کہا ہوا اب خداوند سے کہو
کہ جاکر خود طبل جنگی بجوائین ہم بھی شراکت کرینگے اس جنگ مین یا خاتمہ مسلمانان یا خداوند
کو چولہ تبدیل کرنا پڑیگا افسوس ہی کہ مذہب قدیم کو بھلا یا نئے مذہب کی پیروی کی اسی کی
یہ سب خرابی ہی ہمکو ناحق کی بیتابی ہی یہ کہکر سب خاموش ہوئین سالوس رنجیدہ اُٹھا دربار
مین آیا مشیر و وزیر جمع ہوئے کہا صاحبو تمنے سُنا پرچۂ اخبار سے معلوم ہوا کہ خواجہ نے
جاکر اجلال جادو کو مارا محلال کو قتل کیا نازنینان مہ جبین نے رہائی پائی ایک
اخبار سے معلوم ہوتا ہی اُن سبھون نے اپنی جان کا بچنا غنیمت جانا کسی طرف
نکل گئین ایک خبر سے یہ معلوم ہوا کہ یہان آئی ہین اگر اس طرف آئین تو معرکہ عظیم
پڑیگا اور اگر کسی طرف نکل گئین تو خس کم و جہان پاک بقول شاعر شعر بلبل برد اشت
آشیان را + گل گفت کہ خس کم و جہان پاک + مین طبل جنگی بجواتا ہون پریزادان
دردرگوش و مرصع پوش نے وعدہ کیا ہی کہ ہم بھی شراکت کرینگے لیکن میان تیز رفتار
کو تو بلاؤ تیز رفتار سامنے آیا سالوس نے کہا کیون اے تیز رفتار تو نے خبر سُنی کہ
مہتر زود رفت قتل ہوا بجائی صاحب ہر چند کہ دروغ گو تھے مگر خدائی نے اُنکی کیا
زور پکڑا تھا اُنکو مسلمانون نے قتل کیا یہان بھی عمرو نے کیا کیا آفتین برپا کین تمنے
کوئی عیاری ایسی نہ کی اس زمانے مین عمرو بھی یہان نہین ہی اگر ہوسکے تو آج حمزہ کو
پکڑ لاؤ اے تیز رفتار سلطنت کا خاتمہ ہوتا ہی مین نے سب تدبیرین کین آج پریزادان
دردرگوش نے کہا کہ ہم بھی شراکت کرینگے تمسے صرف اتنے طلبگار ہین کہ حمزہ مالک
اسم اعظم محترم و محتشم ہی اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا اگر اُنکو تو گرفتار کرکے لا تو کل مین ایک
کو زندہ نہ چھوڑون کل ہی سب کا خاتمہ کردون تیز رفتار نے کہا یا خداوند جاہ و جلال
قدرت کی قسم کھاتا ہون کہ آج اپنی جان لگا دونگا جس طرح سے بنے گا حمزہ کو
گرفتار کرکے لاؤنگا یہ کہکے بانہا سے عیاری اپنے جسم پر آراستہ کرکے دن ہی کو چلا
لشکر اسلام مین آکے داخل ہوا ایک بڑھیا کی شکل بنکر پھرنے لگا قریب بارگاہ امیر
کے آیا صاحبقران بارگاہ مین جلوہ فرما ہین ابوالفتح وغیرہ حاضر ہین صاحبقران

فرماتے ہین کہ یارو تم لوگون نے ہمارے یار وفادار کا حال دریافت نہ کیا نہین معلوم خواجہ پر کیا گذری ابو الفتح کہتا ہی کہ اتنا تو غلام کو معلوم ہوا کچھ ایسی خبر وحشت اثر آتی تھی کہ سمنگال گھبرا کے چلا گیا آج دربار سالوس مین جا کر دریافت کرونگا تیز رفتار کھڑا ہوا سُنا کیا کبھی باہر آتا ہی کبھی اندر جاتا ہی عیارون کو لیجاتا خادم و خدمتگارون سے آشنا ہوا شام کو سالوس نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے پریزادین بھی تو وعدہ کر چکی ہین کہ ہم اپنی جان لگا دینگے ایسا وقت ہی کنیزان سامری نے اقرار کیا وہ بھی شراکت کرینگی طبل جنگی بجا تیز رفتار دربار مین صاحبقران کے حاضر تھا کہ ہرکارے آکر حاضر ہوئے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی قطعہ

الٰہی بخت تو بیدار بادا
ترا دولت ہمیشہ یار بادا
گل اقبال تو دایم شگفتہ
بچشم دشمنانت خار بادا

شہریار کی عمر دراز رہے دشمن کو سوز و گداز رہے سالوس نے طبل جنگی بجوایا ہی اور یہ بھی غلامون نے خبر پائی ہے کہ تیز رفتار عیار آج حضور کی فکر مین آیا ہی سرکار ہوشیار رہین اور یہ بھی خبر لی کہ اُستاد نے اُس اقلیم کو جا کر تہِ تیغ کیا نہین معلوم کیا سبب ہی کہ تشریف لانے مین عرصہ ہوا دربار سالوس مین ذکر تھا کہ کنیزان سامری نے بھی آج عہد کیا ہی کہ ہم مصروف جنگ ہونگے کسی مسلمان کو زندہ نہ چھوڑینگے صاحبقران نے فرمایا خداے ما بزرگ است کیا مقام خوف ہی جو وہ معبود چاہیگا وہی ہوگا اپنے یار وفادار کے نہ آنیکا بڑا قلق ہی اگر ہمارا وقت انتقال ہی قریب آگیا ہو تو خواجہ عمرو کا ہونا ضرور ہی وہ ہمارے جنازے کو بلطف اُٹھواتے آج کے دن وہ بھی جانبازی کرتے ابو الفتح وغیرہ نے عرض کی اے شہنشاہ گیتی ستان اُس عیار بدکار کی کیا حقیقت ہی کہ قریب بارگاہ شہنشاہی آئے یہان بھی طبل جنگی پر چوب پڑی تیز رفتار یہ باتین سُنکر باہر نکل آیا فقیر کی شکل بنکر ایک نخل کے نیچے بیٹھا مقامات بارگاہ صاحبقران دیکھ رہا ہی پشت و پہلو تاک لیا اتنا سمجھ گیا کہ پشت پر بارگاہ کے مزبلہ ہی کہ اُسی مقام سے نقب لگاؤنگا اپنے کو بارگاہ صاحبقران مین پہونچاؤنگا اگر پنجہ قابض ہوا تو لے نکلا ابو الفتح اصفہانی و گلباد عراقی باتین کرتے ہوئے باہر نکلے آپسمین کہتے ہوئے یارو آج حفاظت مین صاحبقران کے کوئی دقیقہ نہ رہجائے اگر ذرا بھی غفلت ہوئی تو عیار تدبیر کریگا اپنے کو پہونچا دیگا گلباد نے ابو الفتح سے کہا یہ بڑھیا جو زیر نخل بیٹھی ہی ای برادر کئی مرتبہ آج اسکو بازار مین بھی دیکھا اس وقت یہان بیٹھی ہوئی بارگاہ صاحبقران کو دیکھ رہی ہی گلباد نے کہا میری عقل مین بھی یہی آتا ہی کہ یہ کوئی جاسوس ہی ابو الفتح نے کہا مین دریافت کرتا ہون ابو الفتح بڑھیا سے دریافت کرنے چلا وہان سالوس نے بعد طبل جنگی بجوانے کے جو قصر پریزادان مین جا کر دیکھا ایک پریزاد اُٹھی ہی سرنگون غم سے کلیجہ خون آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے رو رہی ہے سالوس نے کہا تمھاری سب بہنین کہان گئین اُسنے کہا تمھاری حفاظت کو سب نکلی ہین وہ بیبیان شاہزادیان کہ جنھون نے سواے عیش و جشن کے کبھی نام رنج و غم

نہین سُنا وہ آج پریشان ہوکر نکلی ہین دیکھیے اُنپر کیا گذرے ابو الفتح قریب اُس بڑھیا
کے آیا اتفاق سے صاحبقران بھی باہر نکل آئے ہین مقبل کے ہاتھ سے کمان کیانی لیکر
تیر بکمان مین پیوست کر رہے ہین کہ ابو الفتح نے قریب بڑھیا کے جا کے پوچھا بڑی بی صاحب
کس فکر مین بیٹھی ہو دوپہر کو تمکو بازار بزازان مین دیکھا تھا تیز رفتار نے کہا بیٹا ایسی بدنصیب
ہون کہ یہ لشکر زر ریز زمین حسن خیز دن بھر پھری اور کچھ نہ ملا تو اسی گھر مین روتی ہوئی بیٹھی
دروازے پر انتظار کر رہی ہون جب خالی ہاتھ جاؤنگی بچیان روئینگی کلیجہ پھٹتا ہے جوان بیٹی
بیوہ شوہر اُسکا سوار دن مین نوکر تھا تین روپے مہینا گھر مین آتا تھا گھر مین آبادی
رہتی تھی اب یہ بڑھیا بیدست و پا جو کچھ مانگ جانچ کر لے جاتی ہے اُسمین بسر اوقات ہوتی ہے
بیٹا اسی تصور مین بیٹھی ہون ابو الفتح نے کہا بڑی بی صاحب ہمارا لشکر ایسا نہین ہے کہ
کوئی سائل اگر خالی پلٹ جائے سب دوکاندار پیسہ پیسہ دو دو پیسے دیتے ہین بڑھیا نے
گڑگڑا کر کہا بیٹا مجکو تو کچھ نہین ملا ابو الفتح نے کہا چلو تمکو صاحبقران سے کچھ دلوا دین بڑھیا
اُٹھی ابو الفتح ساتھ لیکر چلا مگر تیز رفتار چوکنا ہو رہا ہے جب بڑھیا سامنے صاحبقران کے
پہونچی ابو الفتح نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے اور نعرہ کیا او مکار مین نے پہچانا کہ تو
بیشک کوئی عیار ہے جھٹکا مارکے ابو الفتح نے حباب مارا حباب تو اسنے ہاتھ پر روکا یہ حرکت
دیکھکر ابو الفتح نے کہا اب یقین کامل ہوا حباب میرا روکا بڑھیا گری ابو الفتح نے چاہا
چھاتی پر چڑھ بیٹھون تیز رفتار تڑپا ابو الفتح جست کرکے چھاتی پر چڑھ بیٹھا کہ آسمان پر
برق چمکی ایک پریزاد تڑپ کر گری ایک پنجہ کمر مین ابو الفتح کے ایک پنجہ کمر مین تیز رفتار کے
دیکر لے اُڑی ابو الفتح نے آواز دی ای شہریار غلام کو پریزاد لیے جاتی ہے صاحبقران کے
ہاتھ مین تیر و کمان تھا لیس کھڑے تھے سینہ پر کینہ اُسکا تاککر تیر مارا سینے پر پریزاد کے تیر
پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا ابو الفتح پنجے سے پریزاد کے چھوٹا صاحبقران طرف ابو الفتح کے
چلے تیز رفتار زمین پر گرا ایک طرف لاشہ پریزاد کا گرا تیز رفتار نے چاہا اُٹھ کے بھاگون
دوسری پریزاد تڑپ کر گری تیز رفتار کو اُسنے اُٹھا لیا صاحبقران نے چاہا دوسرا تیر مارین
وہ قندیل فلک ہوئی لاشہ جو پریزاد کا زمین مین گرا تھا یا تو بصورت پریزاد تھی یا دیکھا
ایک ساحرہ سیہ فام بد انجام نیلی تہمد بندھی ہوئی تڑپ تڑپ کے جان دی صاحبقران
نے فرمایا ابو الفتح وہ نکلگیا ہرکارون نے جو خبر دی تھی کہ آج پریزادین قصر پریزادان
سے نکلی ہین اُسکا یہی ظہور ہوا یہ کہکر صاحبقران اندر بارگاہ کے گئے آئے ابو الفتح و گلباد
و چند عیار براے حفاظت آکر بیٹھے ایک عیار کو طرف مزبلے کے بٹھا دیا سوار و پیدل
جا بجا مقرر کیے پریزاد لیکر تیز رفتار کو صحرا مین آئی ایک پہاڑ پر اُتار رکھا ہے تیز رفتار
یہ کیا معرکہ تھا ہم تو اتفاق سے وہان گئے ورنہ ہمارے جانیکی وہان کیا ضرورت تھی ایک
بہن قتل ہوئی حمزہ صاحب اسم اعظم ہے اُسکے تیر نے خطا نہ کی سینے پر پریزاد کے پڑا ہم سب
بہنین انھین کی فکرون مین نکلے ہین تیز رفتار نے کہا مین آج اپنی جان دونگا یا صاحبقران کو

گرفتار کرکے لاؤنگا پریزاد نے ایک موے سر توڑ کے دیدیا کہ جب کسی بات مین لاچار ہونا
اس موے سر کو آگ دکھانا کوئی بہن تمھارے پاس آجائیگی تیز رفتار نے موے سر پریزاد
اپنے پاس رکھا ایک مرد ضعیف کی شکل بنکر چلا لشکر مین صاحبقران کے آیا دیکھا اسنے سب
جگہ طلایہ دار مگر سب ہوشیار کچھ بیٹھے ہین کچھ پھر رہے ہین حاضر باش ناظر باش کی صدا بلند ہے
تیز رفتار دیکھتا ہوا سامنے بارگاہ کے آیا دیکھا ابوالفتح اصفہانی وغیرہ پانچ ساتھ عیار
بانے ہاے عیاری سے آراستہ قریب دربارگاہ پھر رہے ہین تیز رفتار پھرتا ہوا پشت بارگاہ
پر پہونچا دیکھا قریب مزبلے کے بھی ایک عیار بیٹھا ہے اب تیز رفتار مایوس ہوا بیرون لشکر آیا
کھڑا ہوکر سوچنے لگا کہ دربارگاہ پشت و پہلو سب عیارون نے روک لیے اب مین کدھر سے
جاؤن کیا تدبیر کرون اب اسکو یاد آیا کہ پریزاد نے موے سر اپنا دیا ہے اُن پریزادونکا
سحر قیامت کا ہے یہ سوچ کے گوشے مین آیا موے سر پریزاد کو آگ دکھائی ایک پریزاد
فوراً آکر حاضر ہوئی پوچھا کیون تیز رفتار ہمکو کیون طلب کیا تیز رفتار نے تمام کیفیت
بیان کی کہ آج دن کو یون پہچانا گیا عیارون نے انتظام کر لیا پشت و پہلو بارگاہ کا روک لیا
اب کیا صورت کرون کہ مین اندر بارگاہ صاحبقران مین پہونچون پریزاد نے کہا ای
تیز رفتار اب تو بگڑی اُلجھ گئی ایک بہن بھی ہماری قتل ہوئی ہم تمکو ابھی بارگاہ حمزہ
مین پہونچاتے ہین مین آسمان سے جاکر سحر کرتی ہون جب یہ سب سوجائین تم پشت سے
سراپچہ چاک کرکے اندر چلے جانا جو تمسے بن پڑے وہ کرنا یہ سنکر تیز رفتار چلا پریزاد بھی
بلند ہوئی سحر کرنے شروع کیے ابوالفتح وغیرہ یا تو پھر رہے تھے جھونکا ہواے سرد کا جو
چلا جس مقام پر جو کھڑا تھا وہین بیٹھ گیا بیٹھتے ہی آنکھ بند ہوئی اس طرح کی ہواے سرد جو
چلی سب خادم و خدمتگار عیار سوار و پیدل غافل ہوگئے تیز رفتار بڑھا پردے کے
قریب آکر دیکھا چار خدمتگار چپی پر ہین پروانے بیہوشی کے پھینکے پروانے شمع پر گرے
جلے دھوان انکا بلند ہوا چارون خدمتگار بیہوش ہوگئے تیز رفتار جھپٹ کے قریب
پلنگ کے آیا دوشالہ چہرۂ زیباے صاحبقران سے ہٹایا دیکھا ایک شیر ببر عالم خواب مین
ہے پیچھے ہٹا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا بیہوشی کے لخلخے مین رکھی برابر دماغ کے لگا دی جب
اوپر کا دم صاحبقران نے کھینچا بیہوشی دماغ مین پہونچی صاحبقران زمان چھینک مارکر
بیہوش ہوگئے ہاتھ پاؤن مین تیز رفتار کے رعشہ ہے دل مضبوط کرکے دو حلقون سے
دونون ہاتھ دو حلقون سے دونون پاؤن ساتوین حلقے سے گولا لاٹھی کرکے پشتارہ چادر
عیاری مین باندھا سراپچہ چاک کرکے لے نکلا جب یہ نکلگیا تب یہان سب کو ہوش آیا
ابوالفتح نے دیکھا ہمنے تو حفاظت کی لیکن سوار و پیدل سب سوگئے تھے اب اُٹھتے جاتے ہین
ابوالفتح نے کہا یارو خدا خیر کرے یہ کیا سبب ہوا کہ یکایک سب سوگئے اب بیدار ہوتے
جابجا عیار بھی اُٹھتے جاتے ہین وہ جو عیار مزبلے کے پاس تھا وہ بھی دوڑا ہوا پاس
ابوالفتح کے آیا کہا مہتر صاحب مین ابھی سوگیا تھا اب آنکھ کھلی ابوالفتح نے کہا کون باعث خرابی کا ہے

گھبرا کے اندر بارگاہ کے آیا دیکھا خدمتگار بیہوش پڑے ہین صاحبقران زمان پلنگ پر ندارد ابو الفتح نے نکلکر ایک چیخ ماری کہا یار وغضب ہوا کوئی صاحبقران کو چرا کر لیگیا لشکر مین ہلڑ ہوا بہرام وغیرہ سردار سب آگئے ابو الفتح نے سب کو روکا سب کا یہ ارادہ تھا کہ لشکر پر سالوس کے جا پڑین ابو الفتح نے کہا ہرکارے مقرر کرو دمبدم انکی خبر ملے مین تدبیر مین صاحبقران کی جاتا ہون جب تک مین پلٹ کے نہ آؤن بلوہ کرنیکا ارادہ نہ کرنا سردارون کو روک کر ابو الفتح ایک جانب چلا تیز رفتار کو بھی گمان غالب ہوا کہ جب یہ عیار ہوشیار ہونگے میرا پیچھا کرینگے تین کوس چڑھ گیا صحرا کو طی کرتا ہوا آتا ہی شاہراہ کو ترک کیا دیہات و قریات کو طی کرتا ہوا خلاف راہ سے چلا آتا ہی جب کئی کوس راستہ طی کر چکا صبح ہو چکی قریب ایک جھیل کے پہونچا خیال مین آیا پانی پی لون اپنے تئین آراستہ بھی کر لون اگلی چلونگا تو لشکر مین پہونچ جاؤنگا پشتارہ کنارے رکھدیا پانی پیا ہاتھ منھ دھویا تیز رفتار ٹہل رہا ہی لیکن مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری جو ملکہ انجم اختر پیشانی سے رخصت ہو کر چلے تھے برق تو کسی مقام پر ٹھہر گیا خواجہ عمرو آگے بڑھ آئے دور سے دیکھا ایک عیار ٹہل رہا ہی اور کنارے پر جھیل کے پشتارہ رکھا ہی خواجہ نے جو خواب پریشان دیکھا تھا کلیجہ دھڑک رہا تھا یقین کامل تھا کہ کوئی افتاد آقا پر پڑی خیال کر کے جو دیکھا چادر چہرے سے صاحبقران کے ہٹ گیا ہی خواجہ عمرو نے پہچانا کہ یہ پشتارہ ہمارے آقاے نامدار کا رکھا ہی قلب تھرا گیا جی مین کہتا ہی ای عمرو وہ جو خواب پریشان دیکھا تھا اسکا ظہور ہوا ایسا بدحواس ہوا کہ نعرہ کر کے جا پڑا آواز دی او مکار و غدار خبردار کہان جاتا ہی تیز رفتار نے پلٹ کر جو عمرو کو دیکھا روح نکلگئی مگر پلٹ پڑا عمرو نے پتھر مارا تیز رفتار نے خالی دیا قریب پشتارے کے آکھڑا ہوا ایک پریزاد آسمان پر اڑی ہوجاتی تھی نیچہ دو لون مین چلنے لگا جھنائے کی آواز پریزاد نے سنی جھک کے دیکھا کہ ایک عیار تیز رفتار پر پیچھے مار رہا ہی وہ روک رہا ہی سمجھ گئی کہ عمرو عیار ہی وہین سے اسنے نعرہ کیا ای تیز رفتار نہ گھبرا منم پریزاد قدرت یہ ساربان زادہ جانے نہ پائے عمرو نے سر اٹھا کر دیکھا ایک پریزاد کمندے باندھے ہوئے آتی ہی قصد ہی کہ خواجہ پر گرون اور اٹھا کر لے جاؤن عمرو نے جیب مین ہاتھ ڈالا ایک ترنج بیہوشی نکالا اور آواز دی او حرامزادی کیا مین صرف عیار ہون سحر بھی کرتا ہون بھلا اس ترنج کو تو روک یہ کہکے پھینکا ادا جیسے وہ جھکی ہوئی آتی تھی اسنے ترنج پر طمانچہ مارا ترنج پھٹا قطرے پانی کے منھ پر پڑے دھم سے لڑکھڑا کر گری خواجہ عمرو نے لپک کر خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک تیز رفتار کے تو ہوش اڑ گئے ایک چیخ ماری کہ ارے شاگردون کیا کر رہے عمرو نے مجکو گھیرا ہی چالیس شاگرد اسکے جنگل مین چھپے بیٹھے تھے پریزاد کے مرنے کی جو آواز آئی اپنے استاد کی آواز سنی سب جنگل سے نکل آئے دیکھا استاد کو عمرو نے گھیرا ہی چالیسون دوڑ پڑے تیر عمرو پر مارے کئی تیر عمرو نے کھائے مثل شیر غضبناک انپر جا پڑا

لئے پیکیچون کو مار اب ان سب کے بیچ مین عمرو گھرا ہوا ہی تیز رفتار چاہتا ہی کہ مین پشتارہ
لیکر نکلجاؤن جب تیز رفتار قریب پشتارے کے جاتا ہی عمرو نیمچہ لیکر برابر پہونچتا ہی عیا حلقہ ہاے کمند
مار رہے ہین عمرو کو ہر مرتبہ للکار رہے ہین مگر عمرو مجبور ہی پشتارہ صاحبقران کا دستیاب نہین ہوتا
ایک مقام پر عمرو نے پتھر مارا تیز رفتار ذرا ہٹا عمرو نے کئی نیزے کئی تیر کھائے مگر پشتارہ
صاحبقران کا اُٹھا کر نذر زنبیل کیا یا تو تیز رفتار کا یہ ارادہ تھا کہ پشتارہ صاحبقران کا
لیکر نکلجاؤن اب جو پشتارہ عمرو نے غائب کیا کئی نیزے کھائے تلوار کے زخم اُٹھائے
لیکن پشتارہ صاحبقران کا نذر زنبیل کر لیا تیز رفتار نے کہا یارو ساربان زادے
نے حمزہ کا پشتارہ لیا اب یہ نہ جانے پاے بڑی بات ہی کہ آقا اور عیار ایک جگہ ہو گئے
چند پیکیچے مار گئے مگر پیچھا عمرو کا نہین چھوڑتے حلقہ ہاے کمند خواجہ عمرو پر پڑ رہے ہین
حلقہ ہاے کمند سے عمرو سبک ہو کر نکلتا ہی قصد ہی ذرا بھی الگ ہون تو نکلجاؤن مگر عیار
پیچھا نہین چھوڑتے قضاے کار برق فرنگی اُڑتا ہوا چلا آتا ہی کان مین اسکے آواز گیرودار
کی آئی بلندی پر چڑھ کے دیکھا کہ اُستاد کو پیکیچے تیز رفتار کے گھیرے ہوئے ہین بیقرار ہو گیا
نیمچہ پکڑ کے آ پڑا آواز دی اُستاد مین آ پہونچا عمرو نے کہا ای فرزند پشتارہ تو مین نے آقا کا
لیا لیکن یہ لوگ مجکو نکلنے نہین دیتے برق جب نیمچہ لیکر گرا تیز رفتار نے اسکو بھی زخمی کیا
ہنگامۂ عظیم گرم ہی پریزاد کے مرنے کی جو آواز بلند ہوئی سو پریزادین قصر پریزادان
سے نکلی ہین جا بجا اُڑتی پھرتی ہین بہن کے مرنے کی آواز جو کان مین آئی اسی طرف
پلٹی یہان برق و عمرو انتہا کے زخمی ہوئے ہین سر پر جو زخم کھائے برق تھرایا آنکھون کے
نیچے آندھیرا آیا گھٹنے زمین پر ٹیک دیے بیٹھ بیٹھ کے پالٹ کے ہاتھ مار رہے ہین
تیز رفتار کہتا ہی یارو اب تو انتہا کے دونون زخمی ہین کمندین مار کر پکڑ لو جانے نہ پائین
چہار جانب سے حلقہ ہاے کمند پڑتے ہین عمرو و برق حلقہ ہاے کمند کاٹ کر اپنے کو بچاتے ہین
لڑے جاتے ہین تیز رفتار حیران ہی کہ مین کیا کرون دو تین پتھر بھی عمرو نے مارے مگر یہ
پیچھا پیچھا نہین چھوڑتے کہ پریزاد آگے آسمان پر چمکی سر جھکا کر اسنے دیکھا کہ ایک بہن کا لاشہ
پڑا ہی وہی نیلی تہمد باندھے کالی صورت بال سر کے وبال جان دو عیار بیچ مین گرد عیار
تیز رفتار کے گھیرے ہوئے حلقہ ہاے کمند مار رہے ہین خواجہ عمرو و برق فرنگی اپنے کو
بچاتے ہین وہین سے اسنے نعرہ کیا ای تیز رفتار یہ کیا معرکہ ہی اس ساربان زادے
کو کیون گھیرا ہی یہ تو گرفتار ہو گئے کوہ لالہ زار پر گیا تھا تیز رفتار نے کہا مین کیا جانون
عین وقت پر آ گیا اُس پریزاد نے چاہا کہ مین زمین پر آؤن تیز رفتار نے کہا یہان
آنیکا ارادہ نہ کیجیے گا وہین سے سحر کیجیے یہان آنے پر آپ کی ایک بہن قتل ہو چکی ہین
پریزاد نے وہین سے سحر کیا عمرو و برق زخمی تو ہو ہی چکے تھے بیہوش ہو کر گرے پریزاد
تو سحر کر کے چلی تیز رفتار نے اشارہ کیا عیاران تیز رفتار نے عمرو و برق کی مشکین
باندھ لین سحر سے پریزاد کے دونون بیہوش ہو گئے ہین اُسی عالم مین عیارون نے گرفتار کر لیا

لیکر روانہ ہوئے یہان سالوس لشکر کو تیار کئے ہوئے بیرون بارگاہ آچکا ہی پریزادین
بھی سب آمادہ ہین کہ سالوس نے دیکھا پریزادین رونے لگین سالوس نے پوچھا ارے
کیا ہوا سب نے کہا ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ دو بہنین ہماری قتل ہوئین سالوس نے وزرا
وامرا سے کہا ارے دریافت کرو کہ یہ کیا معرکہ ہوا یہ ذکر تھا کہ دیکھا تیز رفتار آکر پہونچا کئی
زخم اسنے بھی کھائے ہین عمرو برق کا پشتارہ اسکے شاگرد باندھے ہوئے سالوس نے خوش ہوکر
تیز رفتار سے پوچھا ان دونون کو کیونکر پایا تیز رفتار نے کہا یا خداوند آپ کی خدائی لو
ابھی عرصے تک قیام رہیگا مین حمزہ کو گرفتار کرکے لایا عمرو وہی کے پاس صاحبقران
بھی ہین سالوس نے کہا ان دونون کو لیجا کر قید کرو مین جاکر لشکر مسلمانان کو تباہ کرون
خوش ہوکر طرف پریزادون کے متوجہ ہوا کہا دیکھو قدرت نے کیا تقدیر کی عمرو و حمزہ
دونون گرفتار ہوئے عمرو کے پاس حمزہ موجود ہی جب اسپر دباؤ ڈالینگے صاحبقران
کو دیدیگا یہ کہکے تخت پر سوار ہوا اژدہون نے تخت اُٹھایا پریزادین سالوس کو
گھیرے ہوئے ناز و کرشمے دکھاتی ہوئین سامنے سالوس کے انگلیان چمکاتی ہوئین
ایک کہتی ہی واہ قدرت بڑا کمال کیا ایک کہتی ہی میرا دل گھبراتا ہی ایک کہتی ہی مجکو
سامری و جمشید نظر آتے ہین ایک کہتی ہی بوا مجکو معلوم ہوتا ہی کہ سامری و جمشید
ایک قصر مین کھڑے ٹہل رہے ہین اُس مکان مین آگ بھری ہی فریاد کر رہے ہین
سوزش آتش سے مر رہے ہین ہمارے نزدیک تو آج رنگ دگرگون ہی سہام خطاکار
پہلو پر سالوس کے حاضر ہی سالوس نے کہا لشکر آراستہ کرو سہام نے بڑھکر تیر اندازون
کو آراستہ کیا ابراہم بن آسمان فیل سوار سے اشارہ ہوا کہ لشکر کو بڑھاؤ ابو الفتح
اصفہانی عیار لاثانی لشکر کفار مین برائے خبر آیا تھا اپنی آنکھون سے قید ہونا خواجہ عمرو
کا دیکھا یہان بہرام جملہ سردارون کو ساتھ لیے ہوئے پریشان ٹہل رہا ہی کہ ابو الفتح آکر
پہونچا کہا ای بہرام غضب ہوا مامون جان کو وہ لالہ زار سے پلٹے ہوئے آتے تھے راہ مین
عیارون سے لڑے گرفتار ہوگئے برق و مامون جان گرفتار ہوئے سالوس نے قید کیا
سالوس لشکر ساحران لیکر آتا ہی پریزادین ہمراہ ہین آج بلا کی لڑائی پڑیگی بہرام نے
حکم دیا کہ لشکر آراستہ ہو میدان مین نہ جانا بھی بڑی حقارت ہی بہرام کل لشکر کو لیکر
میدان مین آکر ٹھہرا سالوس نے جو آکر دیکھا کہ بہرام لشکر کو لیے کھڑا ہی سہام سے
اشارہ کیا کہ مسلمانون کو لوٹ لے سہام خطاکار اژدر کو اُڑاکر میدان مین آیا آواز دی
او فرقہ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے جیسی ہی سہام نے یہ نعرہ کیا ملکہ گلشن زوجہ
سالوس صف سے تڑپ کر نکلی پکار کر آواز دی او بیحیا تیری قضا لیکر آئی ہی یہ کہکے گولہ
مارا سہام کے ہاتھ مین تازیانہ مار آتشین کا تھا اسنے سر پر اژدر کے مارا اژدر نے ایک
چیخ ماری مُنھ کھول کے گولہ دہن مین لیا مُنھ سے قلابہ آتشین چھوڑے ملکہ گلشن نے
اپنے کو بچایا اژدر نے دم کھینچا ملکہ گلشن زمین پر گرین جیسے تنکا اُڑتا ہوا جاتا ہے

اُس طرح اژدرنے ملکہ گلشن کو منھ مین لے لیا ناہید نے جو مان کا یہ حال دیکھا تاب نہ آئی بہرام سے اجازت بھی نہ لی بہرام ہان ہان کرتا ہی کہ صاحبو تم لوگ دخل نہ دو ہم اس بلا کو جھیلینگے جان پر کھیلینگے ناہید نے کہا ای بہرام مقدمہ سحر و ساحری ہی تم لوگ غیر ساحر کہان کر سکو گے یہ کہکر ناہید کڑک کر تڑپکر سہام پر گری سہام نے وہی حرکت کی کہ کوڑا مار آتشین کا سر پر اژدر کے مارا اژدر نے ایک چیخ ماری منھ سے قلابہ آتشین چھوڑے ناہید نے اپنے کو بچایا تین مرتبہ سہام نے تازیانہ مارا کئی شعلے چمکے ناہید نے دفع کیے چوتھی مرتبہ جو کڑک کر گری اژدر کے دو ٹکڑے کیے پیٹ سے اژدر کے ملکہ گلشن نکلین لیکن بیہوش سہام چاہتا ہی کہ مین اُٹھا لون ناہید چاہتی ہی کہ مین اپنی مان کو بچاؤن گلشن کے جسم مین حس و حرکت نہین بیہوش پڑی ہی سالوس نے جو دیکھا کہ ناہید نے قیامت برپا کی سہام پر دو چار سحر ایسے کیے کہ سہام گھبرا گیا سالوس نے ایک پریزاد سے کہا ارے اس شوخ دیدہ گیسو بریدہ کو لینا سنے تو سہام جادو کے جی چھڑوا دیے ای پریزاد جا کر ناہید کو پکڑ لے وہ سہام کے قتل پہ در پی ہی چاہتی ہی سہام خطاکار کو مارون یہ ظالم بچنے نہ پائے پریزاد کہنے سے سالوس کے اُڑی آسمان پر آ کے اسنے سحر کرنا شروع کیے یا تو ناہید زور و شور سے لڑ رہی تھی یا لہرانے لگی کڑک کر پریزاد گری ناہید کی پلک جھپکی پریزاد پنجہ کر مین دبکر اُٹھا لگئی گلشن کو سہام نے اُٹھا لیا دونون کی زبان مین سوزن دیا ملکہ یاسمن عاشق خواجہ عمرو یہ حال دیکھکر بیقرار ہو گئی سہام للکارنے لگا یاسمن اس زور و شور سے سہام پر گری کہ خطا نہ کی سہام کے دو ٹکڑے ہوئے سالوس نے جو دیکھا کہ سہام مارا گیا آواز آئی کشتی مرا نام من سہام جادو بود سالوس نے جھلا کر ابرام فیل سوار سے اشارہ کیا ابرام جا پڑا یاسمن سے سحر چلنے لگا پریزاد دھوکا دیکر اسیر بھی کر گئی ان تینون نازنینان مہ جبین کا گرفتار ہونا ابرام نے لشکر اسلام پر گولے مارنا شروع کیے چار گولے چار طرف مارے دھوان بلند ہوا دھوئین نے لشکر اسلام کو گھیرا ابر فتین چمکنے لگین سالوس نے خود اشارہ کیا کہ آسمان سے پانی برسا جسپر قطرہ گرا بیہوش ہو کر گر پڑا لشکر اسلام پر آفت برپا ہوئی اہل اسلام سے صدائے یا ربا یا مستغیثا بلند ہی کوئی پکارتا ہی

ای کریم کارساز ای بندہ نواز رحم اپنا شریک کر نظم

فقیر تابع فرمان تو شہان محتاج — ضعیف سایل درگاہ تو جوانان محتاج
تو شاہ دور زمانے زمانہ محکومت — تو ئی خدائے جہان و جہانیان محتاج
تو بے سوال دہے گنج و مال سایل را — چہ حاجت است کشاید بدان زبان محتاج
گدا بلطف تو سلطان ملک و مال شود — غنی شود بعطائے تو ناتوان محتاج
تو بحر فیضی و مخلوق تشنہ دم آب — تو خوان نعمتی و خلق بہر نان محتاج
نمودہ صورت گردن سر نیاز نگون — پئے حصول مقاصد بر آستان محتاج
ہمیشہ صاحب حاجت کشادہ دست دعا — نہادہ گردن تسلیم ہر زمان محتاج

سران ودر زمان بندگان حلقہ بگوش	بخاک بوسی در بار سروران محتاج
مدار بار خدایا غریب ہندی را	بفضل و مرحمت خویش درجہان محتاج

ہر شخص کو یقین ہی کہ اب نہ بچین گے عیاران اسلام جو لشکر سے نکلکر بھاگ گئے ہین دعائین
مانگ رہے ہین سالوس تو جلا ہوا تھا بڑے بڑے صدمے اُٹھا چکا ہی ماش کے دانے
پھینکنے لگا جسپر ماش کا دانہ پڑا کوئی جلگیا کوئی مُنھ کے بھل گرا کسی پر برق گری دو ٹکڑے ہوئے
کسی پر تلوار چمکی ہنس ہنس کر کہتا جاتا ہی بندگان من دیدی قدرت کیا تقدیر پر جستہ کرتے ہین
اس تقدیر کو کوئی پلٹ نہین سکتا لوہے کی زنجیرون مین تقدیر کو باندھ دیا کون توڑ سکتا ہی
دیکھو میرے سحر سے روح سامری کو بھی سکتا ہی قیامتین برپا کر دونگا مسلمانون کو جلادونگا
ان لوگون نے بڑے صدمے پہونچائے اژدرون کو اشارہ کیا تخت سالوس بڑھا جوش مین
آکر تخت سے کودا تلوار ہاتھ مین کھینچے ہوئے بڑھا سب اہل اسلام مثل تصویر تصور کے
خاموش دریاے حیرت کا جوش تلوارین قبضے سے نکلگئین سپرین پشتی بانی نہین کرتین کمانون مین
خم خنجر بیدم تیر سہمے ہوئے ترکشون مین گویا مار مردہ سوراخ سے مُنھ نکالے ہین سالوس
قتل کرتا ہوا جاتا ہی جس پریزاد نے عمرو و برق پر سحر کیا تھا اُسنے کہا کیون تیز رفتار عمرو
و برق ہوشیار بھی ہوئے تیز رفتار نے کہا آپ کا سحر ہی ہوشیار کیونکر ہونگے اُسی حال
سے قیدخانے مین پڑے ہین کچھ عیار سوار و پیدل حفاظت کر رہے ہین اُس پریزاد نے
کہا مین اُنکو ہوشیار کیے دیتی ہون کہ اس مصیبت کو دیکھین سمجھین کہ ہم قید ہوئے مسلمانون
کے رونے کی صدا سنین یہ بھی اُنکو ظاہر ہو کہ لشکر پر آفت آگئی تیز رفتار نے کہا بہتر ہے
قیدخانے سے وہ نکل نہین سکتے سو سوار و ساحر چالیس پیچھے وہان موجود ہین اگر عمرو سر بھی
ہلائے تو وہ قتل کر ڈالین پریزاد نے ایک ماش کا دانہ جھولی سے نکالکر زمین پر پھینکدیا
وہان عمرو و برق کو ہوش آیا عمرو نے برق کو دیکھا کہا ہی استاد یہ کیا معرکہ ہوا ہم اور
آپ کیونکر گرفتار ہوئے عمرو نے کہا ہمپر سحر ہوا اسی وجہ سے بیہوش ہوگئے سپاہی سامنے
بیٹھے ہین ایک جانب چند ساحر ہین ایک جانب چند عیار کہ رونے پیٹنے کی آواز کان مین آئی
عمرو نے گھبرا کر عیارون سے پوچھا کہ یارو یہ کیا معرکہ ہوا اُنھون نے کہا لشکر اسلام کے
قتل کی تیاری ہی خداوند نے جاکر پھونک دیا اور تمام کیفیت بیان کی کہ تینون جادوگرنیون
کو قدرت نے گرفتار کرلیا اب غیر ساحرون کو بجبر قتل کر رہے ہین وہ لوگ فریاد کر رہے ہین
اب قدرت جابر ہے ہزارہا بندگان خدا کو پامال کر ڈالا یہ سُنکر عمرو کے ہاتھ پاؤن مین
رعشہ آگیا پوچھا وہ تینون جادوگرنیان کیونکر گرفتار ہوئین کسی نے کہا قدرت نے ملکر سحر کیا پریزادین
جا پڑین جب وہ گرفتار ہوئین ورنہ اُنکا گرفتار ہونا دشوار تھا ملکہ گلشن و سوسن و [illegible]
خوب لڑین جب پریزادون نے جاکر سحر کیا ہی تب گرفتار ہوئین عمرو کی آنکھون سے آنسو
جاری ہوئے نہایت بیقرار ہوا اور ساحر پلٹ پلٹ کے چلے آتے ہین نگہبانون سے
ذکر کرتے ہین آج قدرت نے صفتِ جلادی دکھائی رحم بالکل دل مین نہین اپنے

بندون کو قتل کر رہے ہین کس کس ظلم و ستم سے قتل کیا ہزارہا ساحر مارے گئے اب قدرت پامال
کرتے ہوئے جاتے ہین اہل اسلام مین شور گریہ و زاری بلند ہی کوئی توبہ توبہ کر رہا ہی
کوئی دعا مانگتا ہی ہنگامہ گرم ہی اُس وقت عمرو کی بیقراری کہاں کیا کہون اے برق اب مین
کیا کرون ساحرون نے دروازہ بھیڑ لیا عمرو کہہ رہا ہی کیون برق برق نے کہا اُستاد
بہت آسان تدبیر ہی جو ہوسکے حمزۂ صاحبقران آپ کے پاس قید ہین اُنکو نکالکر
ہوشیار کیجیے اسم اعظم اُنکا کھلا ہوا ہی یقین ہی ساحرون پر جا پڑین اُنکی تیغ کو بھلا کون
روک سکیگا یہ سُنکر عمرو کو جیسے ہوش آگیا کہا بیٹا برق اصل تو یہ ہی کہ میرے ہوش
درست نہین حقیقت اہل اسلام کی سُنکر ہوش پراگندہ ہوگئے یہان سالوس
لڑتا ہوا قلب فوج مین پہونچا ہی آفت برپا کردی گولے ترنج و نارنج اپنے ہاتھ سے
پھینک رہا ہی صفین کی صفین پامال کرڈالین جدھر گولہ پھینک دیا ہزار دو ہزار جلکر
رہ گئے بعضے سردار جا پڑتے ہین بڑھکر نیزہ مارا اُسنے سنان نیزے کو توڑ کر ڈالا اژدہا بنکر
سحر گیا کہ مار سیاہ بنکر گلے مین اُس سردار کے پڑگئی اُسکی بیکسی نے لسبی مار سیاہ کا کاٹنا
سردار کا بلکنا دوسرا سحر نہین کرتا کہ خاتمہ ہوا ایسے ایسے سختی کے سحر کر رہا ہی جملہ سردار
اسکے قتل مین مصروف ہین ان ظالمون کے دل مین رحم کہان جسکو جس طرح پایا اُسکو
قتل کرڈالا عیاران لشکر اسلام جو پہاڑون پر کھڑے ہین اُنھون نے بیقرار ہوکے
دعا کی اے معبود رحم اپنا شریک کر بندے تیرے ہلاک ہوتے ہین یہ کہہ رہے تھے
کہ نوبت و نقارے کی آواز آسمان سے آئی سر اُٹھا کر عیارون نے دیکھا ایک ابر
دھوندھکار رعد کی گرج برق کی چمک آسمان سے نمایان ہوا قریب لشکر اسلام کے
آکر پھٹا دیکھا ایک شاہزادی حور خصال زہرہ جبین مہر تمکین تخت پر سوار پہلو مین
وزیرزادی ماہ رخسار لکہ ہاے ابر گلنار سرون پر سایہ فگن پشت پر کنیزان رشک چمن
اسکے بعد ساحران غدار علمہاے سُرخ و سفید ہاتھ مین بڑے زور و شور سے
اُس تخت نشین نے جو یہ ہنگامہ دیکھا ایک کنیز سے کہا دیکھ یہ کیا معرکہ ہے کون
قتل کر رہا ہی غیر ساحرون پر یہ بدعت کنیز گئی روتی ہوئی سامنے آئی عرض کی حضور
صاحبقران زمان قید ہوگئے سالوس لشکر کو پامال کر رہا ہی وہ دیکھیے قلب مین
کھڑا ہی یہ سُنکر ملکہ انجم اختر پیشانی طرف وزیرزادی کے بلٹین کہا لو اُسنا تمنے
اس بے پیر نے قیامت برپا کی غیر ساحرون پر سحر کرتا ہی اپنا کمال دکھانے پر مرتا ہی
کون روکے وہ سحر جانتے ہین اور مزہ دیکھیے کنیزان سامری بھی شریک ہین ان سب
حرامزادیون کو کیا سوجھی یہ بھی جا پڑین مہر طلعت انکی فکر کرنا مہر طلعت نے کہا وارثی
اب تو دشمنون سے سامنا ہی اپنے نزدیک تو سالوس نے بڑا کام کیا سلطنت لیکر
بہت بھولا اپنی حقیقت کو بھولا مہر طلعت و انجم اختر پیشانی نے طاؤسان زرین بال
طلب کیے اُسکی پشت پر سوار ہوئین سنجاب سے کہا لو اشکار نہ کھیلو گی سنجاب نے کہا

حاضر سنجاب نے اپنا لکۂ ابر سیاہ طلب کیا ملکہ انجم اختر پیشانی نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کیون بوا سنجاب تمکو روز بربادی بھی یاد ہے جس شب کو والد گرفتار ہوئے ان نامردون نے کیا قیامتین برپا کین والد کو دار پر کھینچا کیسے کیسے شاہزادے قتل ہوئے اشفاق گلگون پوش ہمارے چچا کا بیٹا کہ اُس سے ہمارے والد نے ہمکو منسوب کیا تھا اُسکا فوج لیکر نکلنا مصاحبون نے اُسکے اُسکو گرفتار کر لیا زبان تک نہ ہلا سکا بیکسی و بےبسی اُسکی مستورات مین اُس ملعون کا گھسنا دست ظلم کی درازی ساحران نمکحرام کی شعبدہ بازی سنجاب اس بیان پر ملکہ کے رونے لگی کہا اری وہ دن حقیقت مین خدا کسی کو نہ دکھائے ظلم کی حد ہوگئی اجلال و محلال آپ کو اور مہر طلعت کو قفسہاے آہنی مین گرفتار کر کے لیگئے کنیزون کا گرفتار ہونا خیر خواہان دولت کا بلک بلک کے رونا ہر طرف سے بہی فریاد تھی کہ ارے سلطنت لوٹی لی آبرو تو نہ لے ان بیحیاؤن نالائقون نے نہ مانا آپ لوگون کو قید کیا آج لونڈیان کیا کوئی بات اُٹھا رکھین گی سنجاب نے اپنا لکۂ ابر سیاہ الگ کیا ملکہ انجم کے ابر مین ستارے چمک رہے ہین مہر طلعت کا ابر گلگون ساٹھ ہزار کنیزین گولے ترنج و نارنج لیکر بڑھین یہان خواجہ عمرو نے قید خانے مین صاحبقران کو زنبیل سے نکالا حباب دافع داروے بیہوشی مار کر ہوشیار کیا امیر کی جو آنکھ کھلی اپنے کو قید خانے مین پایا عمرو و برق کو مسلسل و مطوق دیکھا فرمایا خواجہ یہ کیا معرکہ ہے عمرو نے کہا مین سب حال عرض کرونگا لشکر آپ کا قتل ہو رہا ہے جلد باہر نکلیے صاحبقران لشکر کے باہر نکلے نعرہ امیر

بحکم خدا بستہ شمشیر جبار
بن کافران از جہان پاک کرد

لیے تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

امیر عرب ضیغم روزگار
لیے تیغ عقرب لیکے ذوالحجام

عمرو کی قید برق نے نکالی برق کو عمرو نے رہا کیا یہ بھی دونون جست و خیز کر کے نکلے صاحبقران نے نگہبانون کی تلوار لی اور نگہبانون سے لڑائی پڑی عمرو نے نکلکر حقۂ آتشبازی مارا صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوئے آگے بڑھے اور سوار و پیدلون نے روکا امیر نے ایک سوار کو مارکے گھوڑا لیا شمشیر زنی کرنے لگے وہان انجم نے جو اشارہ کیا ساٹھ ہزار کنیزون کے سحر چلے سنجاب نے ابر سیاہ گرایا مہر طلعت کا ابر گلگون ملکہ انجم کے ابر سے ستارے جو گرے جسپر تارہ پڑا وہ جلکر خاک ہوا چشم زدن مین تہلکہ پڑ گیا سالوس نے کہا دیکھیے اُلٹی تقدیر ہوگئی مین نے تقدیر کی تھی مضبوطی اُسکی مسلمانون نے مٹائی تقدیر مین جھول آگیا مگر یاروان عورتون کو مارلو اُنھون نے بڑی قیامتین برپا کین ساحر سحر کرتے ہوئے چلے جس بہزاد نے گلشن و سوسن و ناہید پر سحر کیا تھا وہ بہزاد طرف انجم کے بڑھی جھپٹے کے للکارا او دختر فیروز شاہ بعد کئی برس کے کروٹ لی اب آنکھ کھلی یہ کہکے اپنے گولہ مارا ملکہ انجم نے ایک ستارے کو اشارہ کیا وہ ستارہ ٹوٹکر اُسی بہزاد پر گرا مثل ہیزم جلنے لگی تھوڑے ہی عرصے مین آواز آئی کشتی مرا نام من بہزاد قدرت بود اسکا مرنا گلشن و ناہید و سوسن کو ہوش آیا یہ جو [illegible]

تڑپ کر اُٹھین ایک غول پر جا پڑین ملکہ انجم اختر پیشانی نے جوان تینون جادوگرنیون کو اڑاتے ہوئے دیکھا کہا صاحبو یہ کیا باعث کہ زوجۂ سالوس و دختر سالوس دیوث وسوسن دختر جیحون دشمنون کو قتل کر رہی ہین چند جادوگرنیون نے بڑھکر عرض کی حضور ان تینون نے بڑے کارنمان کیے ہین انجم نے کہا یہ دریافت کرو کہ صاحبقران کہان قید ہین کہ ایک طرف ہلڑ ہوا ملکہ انجم کی نگاہ پڑی کہ صاحبقران زمان ہرچند کہ خود سر پر نہین ہی مگر وہی سر ریاست رعب و دبدبہ سطوت و صولت مثل جاگران کمترین ہمراہ رکاب سعادت انتساب عمرو و برق لڑتے ہوئے ہمراہ ہین ملکہ نے شرما کے سر جھکا لیا مہر طلعت نے کہا شہنشاہ اوج عیاری بھی لڑ رہے ہین سنجاب نے جو آفتاب عالمتاب عربستان کو دیکھا جمال جہان آرا دیکھکر دنگ ہوگئی دل مین اپنے انصاف کیا کہ ملکہ انجم کی بیقراری جا سے تھی دل پر قلق جان دینے پر آمادہ سالوس کا بلوہ گوے ترنج و نارنج چل رہے ہین کنیزون نے بھی جان لڑا دی ساحرون کو گھیر گھیر کر مار اسب ساحر لڑ رہے ہین صاحبقران شیرانہ نہنگانہ لڑتے ہوئے چلے آتے ہین خواجہ نے حلقہ ہاے کمند سے سیکڑون کو مارا برق کی کرچ چل رہی ہی مگر ملکہ انجم اختر پیشانی چاہتی ہین کہ سالوس پر جا پڑون سپہ سالاران سالوس بڑھ بڑھ کے سینے سپر کرتے ہین جب ملکہ انجم پر سحر کیا انجم نے دستک دی ستارہ ٹوٹکر اُسی ساحر پر گرا وہ جلکر خاک ہوا صدہا سردار سالوس کے مارے گئے کنیزان سامری بڑھ بڑھ کے سحر کرتی ہین ملکہ انجم کے سامنے جب جاتی ہین ستارہ گردش مین آتا ہی قلب تھراتا ہی اُلٹی بھاگتی ہین یا ستارہ ٹوٹکر گرا اُسنے جلا یا ابر سنجاب سے برف گر رہی ہی وہ برف ٹھنڈا کرتی ہی صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوئے آتے ہین بہرام وغیرہ کے جو ہاتھ پاؤن قابو مین آئے تلوارین کھینچکر جا پڑے ساحرون سے لپٹ پڑے اگر اُنکا سحر چلگیا سردار گھوڑے سے گرا اُسنے چاہا قتل کرون نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی اسم اعظم الٰہی پکار کر پڑھا اُس ساحر کو بڑھکر مارا سردار کے ہاتھ پاؤن مین طاقت آئی سالوس نے جو یہ قیامت دیکھی کہ صاحبقران نے بھی رہائی پائی خواجہ عمرو نے قریب صاحبقران کے پہونچکر آگاہ کیا کہ ای شہریار ملکہ انجم اختر پیشانی دختر ملک فیروز کہ ان ملکون کا حاکم تھا تمھوامون نے اُسکو مار کر اُسکے ملک پر قبضہ کیا یارے وہ سب مارے گئے یہان جو ہمراہ سالوس موجود ہین وہ جانبازی کر رہے ہین سالوس کا قصد ہوا لڑ بھڑ کر نکلجاؤن ہر مرتبہ قصد کرتا ہی حیران ہی کہ کدھر جاؤن سنجاب نے قیامتین برپا کردین کوئی ساحر نکلکر جانے نہین پاتا ہی سالوس نے پچاس کنیزون کو اپنے قریب بلاکر کہا کیون اب تمھارا کیا ارادہ ہی بدولت یہ چاہتے ہین کہ لڑ بھڑ کر نکلجائین فتح ہوتے معلوم نہین ہوتی تم سب ملکر سحر کرو مین بھی سحر کرتا ہون اگر لوگ ہٹجائین تو لڑ بھڑ کر نکل چلین ایک پریزاد نے بڑھکر کہا یا خداوند جان دینے مین عذر نہین لیکن آپ کی خدائی کا خاتمہ جنکی خدائی آپ نے مٹادی وہی آپ کو یاد کر رہے ہین دیکھیے آگ مین سر نکالے بیٹھے ہین سالوس نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کئی گولے آہنی نکالے کنیزین پشت و پہلو پر آئین سحر ہونے لگا

دو چار گولے سالوس نے ایسے لگائے ملکہ انجم نے پلٹ کر دیکھا کئی سو کنیزین قتل ہوئین اب جو
بڑھکر کنیزان سامری نے سحر کیا تو کنیزان ملکہ انجم اختر پیشانی بھی بڑھین کئی سو کنیزان ملکہ
انجم ہاتھ سے پریزادان قدرت کے قتل ہوئین سالوس انجام کے سحر کر رہا ہی تخت کو ترک کیا
زمین پر کھڑا لڑ رہا ہی اور سب پریزادان در در گوش مرصع پوش بھی گولے مارتی ہوئی بڑھین
ملکہ انجم نے وہ ابر کہ جو سر پر سایہ فگن تھا اُسکو بیچ مین حایل کیا جو سحر کنیزان سامری کا آتا ہی
ستارے اُسکو روک لیتے ہین انکا سحر اُنپر پڑتا ہی اُنکا سحر انکے پاس نہین آتا سالوس نے جو
یہ ہنگامہ دیکھا سر پیٹ لیا کہا ارے کمبختو سحر تو پاس انجم کے پہونچاؤ سمجھ کے لڑو کنیزون نے
جھلا کے کہا اتنے دنون خدائی کی یہ بھی سلیقہ نہ آیا یہ وقت ایسا ہی کہ ہم کوئی بات بھلا
اُٹھا رکھین گے کتنی بہنین ہماری قتل ہوئین ہمارا سحر ہمکو جواب دیتا ہی ہم کیا کرین کیسے
کیسے سحر کیے ابر انجم نے ہمارے سحر باطل کر دیے ایک کنیز نے بڑھکر کہا لو امین اسکا علاج
کرتی ہون تم سب کے واسطے مرتی ہون اگر ابر نہ مٹایا تو میرا نام کنیز سامری نہ رکھنا
یہ کہکر وہ پریزاد آگے بڑھی خنجر کمر سے کھینچا ملکہ انجم اختر پیشانی نے جو اُسکے تیور بُرے دیکھے
پلٹ کے کہا ای مہر طلعت اسکو روکو ابر میرا مٹانے آتی ہی مہر طلعت بڑھی اُس کنیز نے
خنجر سے اپنا گلا کاٹا لاش کو اپنی ابر پر گرا دیا ابر ستارہ پوش جلنے لگا ابر کے جلتے ہی اُن
پریزادون نے ملکہ انجم پر بلوہ کیا چار طرف سے گولہ ترنج نارنج پڑنے لگا ملکہ انجم و مہر طلعت
تڑپ رہی ہین کسی کا سحر دفع کیا کسی پریزاد کے قریب پہونچین کلائی پکڑ کے طمانچہ مار دیا
کسی کا سر اُڑ گیا کسی کو سحر سے جلایا مگر ملکہ انجم زخمی ہونے لگین مہر طلعت نے سینہ سپر کیا
ہر مرتبہ سر آگے کر دیتی ہین اپنے مالک کو بچاتی ہین جب دو چار زخم مہر طلعت نے بھی کھائے
گھبرا گئی یقین ہوا کہ اب ملکہ انجم لڑتے لڑتے گر پڑینگی مجبور ہو کر مہر طلعت نے آواز دی
ای شہریار یا صاحبقران نامدار آپ کی کنیزین قتل ہوتی ہین صاحبقران نے دیکھا حقیقت
مین انجم و مہر طلعت پر بڑا بلوہ ہی اشقر لا کر مقبل نے پہونچایا ٹھکرا کر جا پڑے للکارا
سالوس دیوث اپنے ولینعمت پر دست اندازی کرتا ہی اب بھی نمک حرامی پر مرتا ہے
سالوس نے پلٹ کر صاحبقران کو دیکھا تیغہ خون آلودہ ہاتھ مین لیے خون کے جسم پر
جمے ہوئے لڑتے چلے آتے ہین سالوس نے سحر کرنے شروع کیے گولے صاحبقران پر
پھینکے پریزادون کو اشارہ کیا پریزادین صاحبقران پر ٹوٹ پڑین چاہتی ہین مرکب سے
اُتار لین صاحبقران کلائی پر ہاتھ ڈالکے طمانچہ مار دیتے ہین اُسکا سر اُڑ جاتا ہی کسی کو
پکڑ کے چیر ڈالا سالوس نے دیکھا کہ صاحبقران پر سحر کسی کا تاثیر نہین کرتا تیغہ سحر نیام
سے نکالا اُسپر خوب سحر کیے اژدر کو ٹھکرا کے آواز دی یا صاحبقران یہ سحر وہ ہی کہ جو زمین
و آسمان کو ہلا دے اب آپ نہ بچینگے اپنا خون بھی کاٹ کے دم شمشیر پر لگایا سحر بھی زبان سے
پڑھے قریب آکر خبردار خبردار کہکے تیغہ مارا صاحبقران نے تیغہ عقرب اُٹھا دیا اسم اعظم
باواز بلند پڑھا جھناٹے کی آواز ہوئی ہزارہا شعلے ہزارہا تلوارین ہزارہا خنجر امیر پر گرے

لیکن صاحبقران پر تاثیر نہ ہوئی اُسی اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر صاحبقران زمان نے
سالوس پر مارا سالوس نے سپر سحر کو اُٹھا دیا سمجھا تھا کہ یہ سپر نہ کٹیگی ببرکت اسم اعظم
سپر کے دو ٹکڑے ہوئے تڑپ کر تیغۂ عقرب سر پر گرایا تو قبۂ سپر پر تلوار چمکی تھی یا زمین کو جا کر
بوسہ دیا سالوس کے مع اژدر چار ٹکڑے ہوئے مرنا سالوس کا ایک آندھی سیاہ
اُٹھی پتھر برسنے لگے آگ برسی ملکہ انجم اختر پیشانی و مہر طلعت وسنجاب نے پریزادون کو
گھبرا مرتے ہی سالوس کے پریزادون پر شعلہ ہائے آتش گرے یہ بھی سب جلنے لگین
جل جلکر خاک ہوئین کوئی جلگئی کسی پر خنجر گرا کسی نے آپ اپنا گلا کاٹ لیا کسی نے سر زمین پر
دے مارا وہ قصر پریزادان بھی گرا انھین سبھون کے سحر سے بنا ہوا تھا جو کچھ وہان تھین
زیر قصر دبین عرصے تک ہنگامہ برپا رہا وہ اندھیرا تھا کہ اپنا ہاتھ آپ نہ معلوم ہوتا تھا بعد
عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من خداوند سالوس بود افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب خود
نرسیدیم ہزارہا زاغ و زغن اسکی خاک سے پیدا ہوئے سر پیٹ پیٹ کے چلے گئے بعضے چیلے
ساحران غدار جو باقی رہے اُنھون نے جو دیکھا کہ سالوس مرا ملکہ انجم اختر پیشانی سحر
کرتی ہوئی چلی آتی ہین انکے سحر کو کون روک سکتا ہے ان نمک حرامون پر غصہ تھا ہزارون کو
جلا دیا یہی منظور تھا ان سب کو مٹا دیجیے نئی رعایا ملک مین بسے وہ سب چادرین ہلانے لگے
ہر طرف سے صدائے الامان الامان بلند ہوئی ملکہ انجم نے تخت سے اُترکر صاحبقران کو
سلام کیا عرض کی ای شہریار یہ سب نمک حرام ہین ان سب کا مٹا دینا ہی بہتر ہے امیر نے
فرمایا کہ ہمارے مذہب کے سراسر خلاف ہے اگر محل ہوتا تو مفصل بیان کرتا مگر خلاصہ یہ ہے کہ ایک
شخص موسوم بہ فرامرز بن قارن عدی اُسنے مجکو نو مہینے پنجرے مین قید کیا جو بدعتین کین
وہ لایق بیان کے نہین پوست بز کا و تازہ جسم پر چڑھا دیا جب وقت آیا اور وہ گرفتار ہوا
مین نے اُسکی خطا معاف کی ان لوگون نے ایسی بدعت تمھارے ساتھ نہ کی ہوگی ہماری خاطر
سے خطا انکی معاف کرو ملکہ نے شرما کے سر جھکا یا مہر طلعت نے بھی سفارش کی افسران
فوج حاضر خدمت ہوئے صاحبقران ملکہ انجم اختر پیشانی کو ساتھ لیکر نوبت و نقارے
بجاتے ہوئے داخل دار الامارۂ شاہی ہوئے ملکہ انجم کو تخت پر بٹھایا پہلے خود نذر دی ملکہ
انجم کھڑی ہوگئین عرض کی ای شہریار یہ بے ادبی ہے حضور کے تصدق سے یہ سب ملک و مال ملا
حضور تشریف رکھین مین نذر دون صاحبقران نے فرمایا مین دعوی سپہگری رکھتا ہون
کبھی تخت پر نہین بیٹھا یہ تاج و تخت تمھاری بوراثت ہے خدا تمکو مبارک کرے امیر کی
نذر دینے سے سب نے نذرین دین خواجہ عمرو دامن پھیلا کر کھڑے ہوگئے کہ مین بادشاہ کا
خدمتگار ہون نذرین لین اور زنبیل مین رکھتے جاتے ہین ملکہ انجم کو بھی خواجہ عمرو سے حجاب ہے
مہر طلعت منع کرتی ہین کہ خواجہ یہ کیا حرکت ہے خواجہ جواب بھی نہین دیتے افسران فوج
کو عہدے مل رہے ہین جو افسر موافق رہے تھے خوف سے سالوس کے سالوس پرست ہوئے تھے
اُنھون نے اگر اپنے حقوق ظاہر کیے مطیع اسلام ہوئے ملکہ کی طرف سے پیغام ہوا کہ بزرگان دین نے

بھی

مجکو مژدہ دیا تھا کہ صاحبقران کی وجہ سے تمھارا ملک ومال ملیگا مین چاہتی ہون کنیزان سرکاری
مین منسوب ہون امیر نے خواجہ عمرو کی معرفت جواب دیا کہ ای ملکہ عالم مجکو وہ مہم درپیش ہے
کہ جسکے خیال سے دل کو پس وپیش ہی شہنشاہ کوکب روشنضمیر طلسم نور افشان مین قید ہی
چند عزیز دار بھی میرے جاکر پھنسے ہین مجکو جانا واجب ولازم ہی شکر ہی کہ حق بحقدار رسید یہ ملک
تمھارا تمکو ملا آپ سب صاحب اسی ملک پر حکومت کیجیے اگر حیات مستعار باقی ہی تو وہان سے
واپس ہوکر حکم تمھارا بجالاؤنگا مجھے بھی انتہا کی توجہ ہی ملکہ انجم نے پیغام سنکر سر محفل عرض کی
ای یاور غریبان وای دادرس بیکسان اس سالوس وغیرہ کی وجہ سے ہمکو بڑے صدمات
پہونچے آپ کے قدم کی برکت سے رہائی پائی سلطنت ملی لیکن ہماری آرزو یہ ہی کہ اس مہم مین
ہم بھی آپ کے ساتھ رہین یعنے طلسم نور افشان کا سحر دیکھین صاحبقران نے فرمایا یہ امر
تو میرے خلاف ہی مین کبھی ساحر کو اپنے ساتھ نہین رکھتا میرا تکیہ عنایت پروردگار پر ہی
مین اپنے ساتھ کسی کو نہ لیجاؤنگا یہی جو لشکر میرا ہی یہ میرے ساتھ رہیگا مین کبھی اسکو گوارا
نہ کرونگا کہ تم میرے ساتھ رہو اس بات مین جب صاحبقران سے تکرار پڑی ملکہ گلشن نے
کان مین ملکہ انجم کے کہا حضور کیون تکرار کرتی ہین انکو جانے دیجیے دوسرے دن ہم آپ سب
لشکر گران لیکر چل نکلین گے جس وقت اس شہریار کا داخلہ طلسم نور افشان مین ہو ہم لوگ
حوالی طلسم مین جنگ کے بین زندانخانے پر چلین جو جو ہوسکے اسمین تامل نہ ہو ملکہ انجم نے کہا ای
شہریار جو آپ کے مناسب ہو وہ کیجیے ملکہ انجم اختر پیشانی ومہر طلعت وزیرزادی وملکہ
سنجاب جادو وملکہ گلشن ویاسمن وناہید ان سب مین اشارے اور صلاح ہوگئی کہ امیر
کو جانے دیجیے ہم آپ لوگ انکے بعد خروج کرکے چلینگے چلکر جنگ طلسم نور افشان مین شریک
ہونگے صاحبقران سے سب نے یہی عرض کی کہ جو حضور کی رائے اقدس مین ہی وہی سب کو
منظور ہی صاحبقران نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار کرو بہرام نے اپنے غیر ساحر الگ کرکے
لشکر آراستہ کردیا چوتھے دن صاحبقران بشوکت جمشیدی وبفر فریدونی مع خواجہ عمرو طرف
طلسم نور افشان کے کوچ کیا جب امیر جاچکے ملکہ انجم آکر تخت پر جلوہ فرما ہوئین ملکہ ناہید کو
جو پریشان دیکھا پوچھا کیون ملکہ ناہید مزاج کیسا ہی ناہید نے کہا ای ملکہ عالم گیا اپنے مزاج کا
حال کہین ہم سمجھے تھے اس لڑائی کی فتح کے بعد صاحبقران یہان تشریف ضرور رکھینگے
لیکن بعد قتل سالوس فلک نے یہ سامان دکھایا فراق نصیب ہوا ملکہ ناہید نے جو یہ کہا
یہ کہا اشک حسرت آنکھ سے ملکہ انجم اختر پیشانی کے ٹپک پڑے کہا ہوا ہجر کی راتین بسر ہونا
دشوار ہین اب اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

حسن سے دنیا مین دل کو رنج پیدا ہوگیا	آگے اس بازار مین یوسف کا سودا ہوگیا
بوسہ لینے نے کیا ثابت دہان یار کو	جسکو ناپیدا سمجھتے تھے وہ پیدا ہوگیا
موسم گل کی ہوا کرنے لگی نازپری	سکہ بازار جنون کا داغ سودا ہوگیا
ہوش اڑائے صورت آبادجہان کی دیکھنے	تیلیون کو دیکھکر محو تماشا ہوگیا

دل تصور کا ترے مسکن ہوا ای بحر حسن
جلوہ فرمائی نئی صورت سے کی ہر رنگ مین
سچ ہی جو جیسا کرے ویسا ہی آجاتا ہی پیش
اشک افشانی سے مجھ مجنون کے ہین اطفال محو
تو جو آ نکلا چمن کی سیر کو ای رشک حور
گوش زد کی اُس صنم کی داستان شرح شوق
عشق کرتے ہی ہوئے خواہان جان سوز و گداز
تونے ٹپکایا جو گچھا موتیون کا کان مین
ہوسکا ممکن نہ دام فکر آتش سے شکار

بسکہ جذب عشق سے کوزے مین دریا ہوگیا
تونے جس جامے کو پہنا تجکو زیبا ہوگیا
عشق کو بدنام کرکے حسن رسوا ہوگیا
کھیلنا لڑکون کا لڑکون کو تماشا ہوگیا
گل ہوئے گلہاے جنت سرو طوبا ہوگیا
دل مرا نالون سے ناقوس کلیسا ہوگیا
قرض خواہان محبت کا تقاضا ہوگیا
آسمان حسن پہ طالع ثریا ہوگیا
مرغ مضمون دل ان بار عنقا ہوگیا

اُس وقت عاشقان صادق جمع ہین ملکہ یاسمن نے کہا صاحب عمرو کمال کرتا ہی حقیقت مین ایک سرہزار سودے اگر اُسکا قدم درمیان مین نہ ہوتا تو یہ لڑائی فتح نہ ہوتی ملکہ انجم نے کہا ایسی ترقی نہ فرمایئے اگر زلزلہ قاف ثانی سلیمان صاحب اسم اعظم نہ ہوتے سالوس وہ مکار و غدار تھا کہ اُسنے قصر پریزان کو خالی کردیا کنیزان سامری کو لیکر نکلا صاحبقران کے اسم اعظم نے یہ شرف دکھایا کسی کی لیاقت تھی کہ جو سالوس کو قتل کرسکتا کنیزون نے بھی اپنی جان لگادی ایک جملہ ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ جب سالوس قتل ہوا تیز رفتار تین سپیچون کو ساتھ لیے ہوئے مصروف جنگ تھا جب اسنے یہ معرکہ دیکھا تین سپیچون کو ساتھ لیکر معرکہ جنگ سے باہر نکلا گیا یہ جملہ مقام معقول پر تحریر ہوگا ان شاہزادیون نے بعد ایک ہفتے کے سامان لشکر کشی ممکن کیا مگر ساحر چھانٹ چھانٹ کے لیے تین لاکھ ساحران غدار ہزبر ہاے آتشین پر سوار علمہاے زنگاری کے پھرہرے کھلے ہوئے قطع منازل و طی مراحل کرتے ہوئے چلے جس مقام پر لشکر اُترتا ہی شہر آباد کی کیفیت ہوتی ہی انشاء اللہ پہونچنا انکا طلسم نور افشان پر تحریر ہوگا انکو بھی راہ مین چھوڑ دیے اب دو کلمے داستان بطور مجمل عقاب ابر سوار کے گزارش ہوتے ہین کہ جب عقاب ابر سوار نے شکست کھائی لشکر شکست خوردہ ہمراہ ایک صحراے وحشت خیز مین آکر اُترا مشیر و وزیر سب ہمراہ ہین جب بارگاہ استادہ ہوئی تخت پر نہ بیٹھتا تھا وزیرون نے دست بستہ عرض کی سامری و جمشید آپ کے ملک کو آباد رکھین اتنی بڑی سلطنت ہی کہ بادشاہان عالم رشک کرتے ہین اگر حضور جنگ سے عاجز آگئے اپنے ملک کو چلیے چلکر عیش کیجیے آپ کے واسطے وہ شاہزادیان ممکن کرینگے کہ حیرت سے ہزار درجہ بہتر ہون عقاب بے اختیار رونے لگا کہا یارو دل میرا عشق حیرت سے پھیرتے ہو مین کیا کرون میرا دل پر قابو نہین ہرچند دل کو سمجھاتا ہون دل تردد منزل نہین مانتا یہ دل چاہتا ہی گریبان چاک کرون خاک منہ پر ملون جنگل مین نکلجاؤن قبر پر اُستاد مجنون کے پہونچون جاکر پوچھون کہ فراق لیلی مین کیونکر عمر بسر کی کیا کھاتے تھے کیا پیتے تھے آخر فراق محبوب لیلی مین کیونکر جیتے تھے اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

عشق مژگان کا مزہ بھی کوئی دم بھر ملتا | کاٹتے اپنا گلا ہمکو جو خنجر ملتا
تیرے مستانوں کو جنت میں کہیں گھر ملتا | ہاتھ سے حور کے جام مے کوثر ملتا
دہن یار نہ آنکھوں کو دکھائی دیگا | زندگی میں ہی کسے چشمۂ کوثر ملتا
فی الحقیقت تری زلفوں کی جو ہوتی خوشبو | مشک ملتا نہ کسی کو نہ تو عنبر ملتا
واہ ری پست و بلند رہ الفت آئین | کوئی تختہ جو زمین کا ہو برابر ملتا
خلعت بال ہما دیکے روانہ کرتے | نامۂ شوق کا حامل جو کبوتر ملتا
سامنا آنکھ اُٹھا کر نہیں نرگس کرتی | جھک کے اُس سرو روان سے ہی صنوبر ملتا
دل بہت سینے میں بیتاب ہی اسپر سکتے | صبر سے بھی کوئی بھاری سا جو پتھر ملتا
ابر نیسان کا کرم رہتا ہی ہر سال اسپر | تیرے دندان سا صدف کو نہیں گوہر ملتا
کیا سمجھکر اُسے اخوان نے کنوین میں پھینکا | خوبصورت نہیں یوسف سا برادر ملتا
دھجیان خوب ہی لیتا میں بہار گل میں | مجکو آتش جو گریبان رفوگر ملتا

وزرا و امرا سمجھا رہے ہین دل بہلانے کو عقاب کے پردے اُٹھا دیے سیر صحرا دیکھ رہا ہے صحرا کو دیکھ کے اور وحشت بڑھتی ہی کہ ایک طرف سے دنانے اور سناٹے کی آواز آئی چھتائے آتشبازی داغ رہے ہین عقاب بنگاہ غور دیکھنے لگا دیکھا سنے کہ ایک عیار طرار خنجر گذار پشت پر تین سی پیکچے حلقہائے کمند آپسمین چلتے ہوئے جست و خیز مین مصروف پرے جمائے ہوئے چلے آتے ہین عقاب نے شاہور اژدر سوار سے کہا اس عیار کو ہمارے سامنے لاؤ یہ سنکر شاہور گیا جاکر عیار سے ملاقات کی پیغام دیا شہنشاہ عقاب ابر سوار بادشاہ پردۂ ظلمات عزیز دار ملکہ دمامہ بلائے روزگار ہین ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو یہ تیز رفتار کمند انداز تین سی پیکچون کو ساتھ لیکر بعد قتل سمالوس نکلا تھا کہ اور کسی بادشاہ کی جاکر ملازمت کرون نام عقاب ابر سوار سنتے ہی خوش ہو گیا عیارون کے پرے کنارے پر لشکر نے جما دیے اور آپ بہ قواعد تمام سامنے عقاب ابر سوار کے آیا جھککر سلام کیا اور پایۂ تخت کو بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر دعا دی کہ سلطنت و جاہ و جلال کو ترقی ہو جو دل مین آرزو ہو وہ پوری ہو یہ لفظ تیز رفتار نے کہی عقاب کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے تیز رفتار نے کہا کیون ای شہنشاہ سرکار اسقدر بیکدر کیون ہین غلام نے کیا ایسی بات کہی کہ سرکار گریان ہوئے عقاب اسقدر بیقرار تھا کہ ہچکی لگگئی کلام کرنے کی طاقت نہ تھی جب تیز رفتار نے بہت عاجزی سے کہا کہ ای شہنشاہ کچھ تو فرمائیے عقاب ابر سوار نے ضبط کرکے یہ جواب دیا **نظم**

شاید کہ نالہ گرم کند جاے خویش را
زان بیشتر کہ گریہ شود درد شناس ما
دیدم بہار آنکہ پاے خویش را

فرصت ستم خریدۂ بازار محنتم
شستیم سرنوشت مداواے خویش را
ما دفتر زبسکہ بدل داشتم اثر

ور دل گداختیم تمناے خویش را
امروز میخورم غم فرداے خویش را
آخر دو چار کوے تو شد گرد ترہم
بگداختم چو شمع سراپاے خویش را

تیز رفتار نے عرض کی کسی قدر تو غلام سمجھا مگر زبان پر نہین لا سکتا اتنا ثابت ہوا کہ حضور کسی پر عاشق ہین امیدوار ہون کہ اُسکے نام نامی سے آگاہی ہو غلام تدبیر کرے اگر معشوق حضور کا آسمان پر ہو

ستارۂ سحری بنکر چمکون اگر تحت الثری مین ہو قطرۂ آب بنکر جذب ہو جاؤن حضور کے معشوق کو لاؤن
تیز رفتار نے جو یہ کہا عقاب اور بیقرار ہو گیا کہا ای عیار نامدار ملکہ حیرت جادو زوجہ افراسیاب
تباہ برباد ہو کر میرے ملک مین پہونچین انتہا کی لڑائی پڑی زوجہ میری اُنکے ہاتھ سے قتل ہوئی
مین اُنپر مائل ہوا مین نے عہد کیا کہ ملک ہوشربا کی سلطنت دلادونگا قاتل افراسیاب کا سر
لادونگا یہ عہد کرکے بادشاہ اپنے لشکر کا کیا راہ مین جو مصائب اُٹھائے اگر اُنکو بیان کرون
تو ایک کتاب طولانی ہو پھر نوبت ہر جگہ مین نے اپنی جان لگا دی ہر جگہ سے بچا با نعمان سحر کا
ایک ساحر ہوشربا کی آکر شریک ہوئی نہین معلوم اُسنے کیا سمجھا دیا مجھسے بگڑ کر الگ ہو گئین
نہین معلوم اب کہان ہین میری آنکھون سے نہان ہین مجھپر راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کر کٹتی ہین
آب و دانہ ترک ہوا ایک عیار بھی اُنکے شریک ہے اُسی کی مکاری ہے مین نے شکست کھائی
ای عیار طرار اس بلا مین مبتلا ہون تیز رفتار نے کہا حضور غم نہ کرین لشکر درست کر کے
چلین روز اول ہی گرفتار کرلاؤنگا جب دباؤ پڑیگا تو کسی عیار کا زور میرے سامنے نہ چلیگا
مین نے عمرو سے برابر مقابلے کیے مگر کیا کہون خداوند سامری قتل ہونے مین بھاگ کر
اس طرف نکل آیا تیز رفتار کمند انداز میرا نام ہے اب حضور ہی کے ساتھ عمر اپنی بسر کرونگا
عقاب ابر سوار خوش ہو گیا کہا ای تیز رفتار اگر یہ کام تو نے کیا اور ملکہ حیرت مجھے مل گئی
ہوگئی دولت دنیا سے نہال کردونگا وہ مرتبہ تیرا کرونگا کہ شاہان عالم رشک کرین اے
تیز رفتار حقیقت مین یہ بڑی ضرورت ہے اگر یہ کام کرلائے تو تجھپر بڑا احسان ہوگا سلطنت مین جو
شریک کرون وزیر اعظم بناؤن پردۂ ظلمات مین اپنی بڑی سلطنت ہے کہ شاہان عالم کو حیرت ہے
ای تیز رفتار جب پردۂ ظلمات چلو گے تو وہاں کی رعنائی و زیبائی دیکھنا کہ مین نے کیا کیا وہان
انتظام کیے ہین باغات متعدد و کار گذار عمدہ اُس ظالم کی محبت نے مجکو آوارہ کیا غریب الوطن ہوا
اپنے ملک و مال کو چھوڑ کر یہان آیا اب واپس جاتے ہوئے شرم آتی ہے اہالیان ظلمات کہینگے
کہ ایک عورت کے واسطے یہ شاہ آوارہ و رسوا ہو کر واپس آیا مجکو کیسی شرم آئیگی اس وجہ سے
اس صحرا مین پڑا ہون جس طرح بنے معشوق کو لیکر جاؤن ای تیز رفتار اس کام پر دل و جان سے
کمر باندھے ہون کہ مال مٹے جان پر زوال آئے مگر معشوقہ کو پاؤن تیز رفتار نے عرض کی کہ
سرکار نہ گھبرائین ایک دن مین سب انتظام کردونگا عمرو ایسے عیار سے مجھے مقابلہ رہا کسی مقام
پر پلک نہین جھپکی اور کسکی مجال ہے کہ جو مجھسے مقابلہ کرے قدرت کا قتل ہونا میرے واسطے باعث
خرابی ہوا کہ مجبور و لاچار ہو کر بھاگ نکلا یہ بھی قدرت نے تقدیر کی کہ آپ ایسے قدردان کو پایا
لڑائی بھی درپیش ہے ایسے ہی مقام پر جان نثارون کا حال کھلتا ہے عقاب نے بخلعت سرفراز
کیا تیز رفتار رہنے لگا عیار بھی اسکے آکر شریک ہوئے عقاب کا ارادہ ہے کہ لشکر تیار کرکے
مقابلے مین ملکہ حیرت کے جاؤن تیز رفتار نے عرض کی حضور ہرکارون کو روانہ کرین جب
ہرکارے آکر خبر دین کہ ملکہ فلان مقام پہ فروکش ہین شاید اُسی مقام پر ہون یا ہوشربا کا
قصد کیا ہو ہرکارے مفصل عرض کرین تب سرکار کو چلکر ہین کہ یہ حقیقت جائے یا نہ جائے میری خبر

مشہور نہ ہونے پائے چلتے ہی اپنا کام کرو عقاب نے اس رائے کو پسند کیا ہرکارے روانہ ہوگئے تیسرے دن ہرکارے واپس آئے آتے ہی پایہ تخت کو بوسہ دیا ہاتھ اٹھا کر دعا دی عرض کی ای شہنشاہ گیتی ستان عجب مقابلہ درپیش ہوا بادشاہ بنگالہ ملکہ حیرت جادو کی تصویر دیکھکر عاشق ہوا اپنے ملک سے لشکر لیکر چلا بڑے بڑے مقابلے پڑے اُسکے عرض کرنے کی کیا ضرورت ہی آخر کے مقابلے مین ملکہ حیرت و چالاک عیار کو گرفتار کرلیا یہ بات اصل ہی کہ ملکہ حیرت بے خواہان وصل ہی ملکہ حیرت کی وہی باتین ہین کہ اُس بادشاہ جلیل سے بھی انکار کرتی ہین وہ کہتا ہی کہ قید مین مار ڈالونگا زندہ نہ چھوڑونگا کیا میرے ہاتھ سے بچینگی اب اُسنے طرف ہوشربا کے قصد کیا ہی کل اسی طرف سے لشکر آئیگا اسی صحرا مین آکر اُتریگا سرکار ملاحظہ فرمائینگے یہ سُنکر عقاب بیقرار ہوگیا کہا ای تیز رفتار تمنے سُنا کیا افسوس کی بات ہی کہ وہ معشوقہ پریچہرہ ایسی ہی حسین و جمیل ہی کہ جو جمال جہان آرا کو دیکھیگا جان و دل سے آمادہ خدمتگزاری ہوگا میرے ملک مین تو وہ عجب طور سے پہونچی تھین اُس روز عجب ایک قیامت برپا ہوئی زوجہ بھی میری قتل ہوئی لیکن جان پر میرے بنگئی ای تیز رفتار یہ کالی راتین ہجر کی مجکو کھا جائینگی آٹھ پہر تڑپتا ہون جب صورت زیبا یاد آتی ہی کلیجے پر چھری پھر جاتی ہی نظم

محو کر دیتا ہی سرتاپا اے یار
عشق بیخود حسن بے پروا اے یار
مصلحت ہو واسطے اپنے وہی
عاشق دلدادہ و شیدا اے یار
آئینے سے یہ ہمین روشن ہوا
کیجیے پیدا تو ناپیدا اے یار

ہیت ہین دو ابروے زیبائے یار
کیا مناسب تن کے ہین اعضائے یار
آجکل سے کچھ ہین دیوانہ نہین
جور رضائے یار ہی جور اے یار
ساقی وے شیشہ و ساغر ہین سب
محو حیرت رہتے ہین مینائے یار
خود کمی بوجہ آتش کی نہین

مصرعہ برجستہ ہی بالائے یار
دو لون ہین اپنے لیے ایذا دہند
سر نہ تھا جب سے کہ ہی سودائے یار
شہر خوبان مین ہین دو میرے خطاب
خالی ہی یا دشت بجز اک جائے یار
باندھیے مضمون تو مضمون دہن
یہ بھی ہی میری طرح جویائے یار

تیز رفتار نے بہت تسکین دی کہا سرکار مطمئن رہین غلام چلتے ہی انتظام کردیگا بادشاہ بنگالہ کا گرفتار کرلینا کتنی بڑی بات ہی تیز رفتار نے باتون مین بڑی تسکین دی تیسرے دن عقاب بیرون بارگاہ آیا سائبان زربفتی کھینچ گیا تخت زبرجدی بچھا اسپر آکر بیٹھا وزیران سلطنت و مشیران ابہت اپنے اپنے مقام پر آکے بیٹھے تیز رفتار پشت پہ حاضر ہی کہ نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی عقاب دیکھنے لگا تیز رفتار بھی پشت پر حاضر ہی دیکھا کہ گرد عظیم بلند ہوئی ابر سیاہ چرخ مارتا ہوا بجلیاں چمکتی ہوئین وہ ابر آکر شق ہوا گرد پھٹی دیکھا تین سو علم سیہ رنگ نشان آہن لشکر کفار ظاہر ہوا وہ علمدار سامنے سے گذر گئے اُسکے بعد دیکھا سامان ماہی و مراتب سامنے سے گذر گیا کئی ہزار مرکب تازی کچھی بمبئی اعراقی موتیون کی پاکھرین پڑی ہوئین دو دو سائیس نقیس مگس پرانی کرتے ہوئے اُنکے بعد ایک بادشاہ عالیجاہ تخت یاقوتی پر سوار ایک تخت پر قفس ملکہ حیرت و چالاک و ملکہ گلرنگ و نعمان جادو رکھے ہوئے بارہ ہزار ساحر اُس تخت کو گھیرے سامری و جمشید کا نام لیتے ہوئے مگر لشکر کو اُترنے کی فکر ہی اُس بادشاہ نے اشارہ کیا لشکر اُترنے لگا وہ بادشاہ تخت سے اُترا بارگاہ زربفتی استادہ ہوئی وزرا و امرا نے آکر گھیر لیا

ٹھنڈی سانسین بھرتا ہوا ہونٹھون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری بارگاہ مین داخل ہوا
وزرا و امرا گرد آکر بیٹھے گیہان حیلہ ساز کو حکم ہوا ایک خیمے مین قید گنہگاردن کی رکھو گیہان نے
قفس اُٹھا لیے ایک خیمہ بڑا استادہ ہوا چار دن قفس اُسمین لٹکا دیے مغرور نے اُترتے ہی پوچھا
کیون ای وزیران سلطنت یہ کسکا لشکر ہی جو سامنے اُترا ہوا ہی وزرا نے عرض کی غلامون نے پہلے ہی
خبر پائی حضور سے عرض نہین کیا عقاب ابر سوار جو ملکہ حیرت جادو کو ساتھ لیکر چلا تھا کہ سلطنت
ہوشربا دلا دونگا ملکہ حیرت کے ہاتھ سے شکست کھا کے یہان فروکش ہی اب گرفتاری حیرت
کی خبر سُنی بندگان عالی سے آمادۂ حرب و پیکار ہی بہت اُسے شاق ہوا کہ ملکہ حیرت کو کیون گرفتار کیا
یہ سُنکر مغرور غصے مین کانپنے لگا کہا لوانڈھیر ہی کہ بادشاہ ظلمات بھی مجھسے مقابلہ کرے یہ ذکر تھا
کہ عقاب ابر سوار نے ایک ساحر کو ایلچی بنا کے روانہ کیا چوبدار نے بڑھکر عرض کی ایلچی عقاب
کا در دولت پر حاضر ہی مغرور نے حکم دیا کہ بلا لو سہمناک جادو ایک ساحر سامنے مغرور کے آیا
کرسی بیٹھنے کو ملی ساقی کو حکم ہوا ساقی نے جام دیا جام پیکر سہمناک نے آواز دی منم نامہ دار
مغرور نے کہا کسکا نامہ لائے ہو کہا نامہ شہنشاہ ظلمات نواسے ملکہ و نامۂ جادو کا لیکر حاضر ہوا ہون
یہ کہکے نامہ پیش کیا مغرور نے وہ نامہ میر منشی کو دیا میر منشی نے نامہ پڑھا بعد تعریف سامری
و جمشید مرقوم تھا کہ ای مغرور عقل و فراست سے دور بدولت نے سُنا کہ تمنے ملکہ حیرت کو
قید کر لیا بہتر یہ ہی کہ اُنکو قید ہمارے حوالے کرو ورنہ ہزارہا بندگان سامری و جمشید قتل ہونگے
مغرور نے نامہ لیکر پھاڑ ڈالا سہمناک کو جواب دیا کہ عقاب سے کہنا کہ جنکے ہاتھ سے تمنے
شکست کھائی وہ ہمارے پاس قفس مین قید ہی بدولت سے کیا مقابلہ کروگے ای سہمناک اپنے
بادشاہ سے کہدینا بہتر اسی مین ہی کہ اپنے ملک کو چلے جاؤ اپنی سلطنت کو غنیمت جانو ورنہ ایسی
خرابی ہوگی کہ بہت پریشان ہوگے تا بہ ظلمات جانا مشکل پڑیگا ایک ایک ساحر ہمارا طبقے
زمین کے اُلٹ دیگا سہمناک کو خلعت دیکر رخصت کیا سہمناک نے آکر عقاب سے کہا
عقاب نے کہا اُسکی شامتین آئی ہین تیز رفتار نے بھی وعدہ پختہ کیا کہ آج ہی رات کو یا مغرور
کو گرفتار کر لاؤنگا یا ملکہ حیرت کا قفس آپ کی خدمت مین پہونچاؤنگا عقاب نے طبل جنگی
بجوا دیا ہرکارون نے خبر مغرور کو پہونچائی مغرور بہت اُچھلا کودا کہا عقاب کی شامتین
آئی ہین بدولت کے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے یہان تو طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین
تیز رفتار پہر رات گئے صورت بدل کے لشکر مغرور مین آیا پھرتے پھرتے پشت بارگاہ
پر پہونچا ایک زرغۂ نخلستان کا دیکھکر جھاڑی مین چھپا جوڑی خنجر کی نکالی نقب دینے لگا دو پہر
بجتے بجتے مہرۂ نقب کا بارگاہ مغرور مین توڑا دیکھا کہ مغرور پڑا سوتا ہی چار خدمتگار جیتی پہرہ
ہین پروانے بیہوشی کے اُسنے شمع پر پھینکے خدمتگار بیہوش ہوئے تیز رفتار تڑپ کر قریب پلنگ
کے آیا داروے بیہوشی کپڑے مین رکھکے برابر دماغ کے لگائی قریب تھا کہ مغرور بیہوش ہو دیکھا ایک
پتلی سنہری ٹہلتی ہوئی چلی آتی ہی قریب تیز رفتار کے آکر ہاتھ پر تیز رفتار کے تھپکی ماری
تیز رفتار کو ڈھکیل دیا پچھلے سے کہا ادبیا شہنشاہ آرام فرماتے ہین تو چاہتا ہی نیند مین خلل پڑے

خبردار جلد جا تیز رفتار لوٹ مار کر بھاگا وہ تیلی پاس پلنگ کے ٹہلا کی قضائے کار نہنگ سحر نگاہ طلایہ
پھرتا ہوا قریب اُس زر غنے کے آیا مٹی وہاں دیکھکر مہرہ نقب کا دیکھا خیال مین آیا کہ نقب مین کودون
کہ دیکھا ایک عیار گھبرایا ہوا بارگاہ شاہی سے نکلا نہنگ سحر نگاہ تڑپ کر ایک صحنچی کی آڑ مین آیا
تیز رفتار نے چاہا کہ بڑھون نہنگ سحر نگاہ نے پہلو پر آکے حلقہائے کمند مارے اور نعرہ کیا او
مکار ستم نہنگ سحر نگاہ بارگاہ شاہی مین کہان گیا تھا تیز رفتار نے چاہا جست کرکے نکلون
نہنگ نے حباب مارا سحر بھی کیا تیز رفتار لڑکھڑا کے گرا نہنگ سحر نگاہ نے تیز رفتار کی مشکین
باندھین پشتارہ در دوش پر لگکے اندر بارگاہ کے آیا دیکھا بادشاہ باطمینان سو رہے ہین ایک
سنہری تیلی سرہانے ٹہل رہی ہے جیسے ہی نہنگ سحر نگاہ سامنے آیا تیلی نے کہا واہ میان نہنگ
اس طرح عیاری کرتے ہین اپنے شاہ سے ایسے غافل ہوئے ایک نگوڑا مکار و غدار شاہ کو
سوتے مین ستاتا تھا مین نے اُسے مار کر نکالدیا مین جانتی تھی کہ شاطر شہنشاہ اسکی گردن لیگا اب سحر
قریب ہے شہنشاہ کو بیدار کرو اس نگوڑے بے ادب نے بڑی بے ادبی کی بھلا پوچھو تو کہ تو کون ہے
یہان کیون آیا تھا نہنگ نے قدمون پر شاہ کے ہاتھ رکھا مغرور نے آنکھ کھولی تیلی نے جھککر سلام کیا
کہا اے شہنشاہ یہ نگوڑا مکار یہان آیا آپ کو بیہوش کرتا تھا مین نے مار کر نکالدیا مگر شاہ نے اسکو گرفتار کیا
اب اس سے پوچھیے کہ تو کون ہے یہان کیون آیا نہنگ نے تمام کیفیت عرض کی کہ اے شہنشاہ یہ تیلی
کے ہاتھ سے بھاگ کر چلا تھا مین نے اسکو گرفتار کرلیا حکم ہوا ہوشیار کرو نہنگ نے اپنا سحر اُتارا
چھینٹا پانی کا دیا تیز رفتار نے آنکھ کھولی مغرور نے پوچھا ارے تو کون ہے تیز رفتار کانپنے لگا اب
ہلڑ ہوا چوبدار و یساول اندر آنے لگے شاگردان تیز رفتار بصورت مبدل جو دروازے پر حاضر تھے
چوبدارون کے ساتھ اندر آئے دیکھا کہ اُستاد کی مشکین بندھی ہین مغرور و نہنگ پوچھ رہے ہین کہ تو
کون ہے کیون آیا شاہ کے ساتھ کیون بے ادبی کرتا تھا یہ سمجھا کہ شاہ بنگالہ ہے نیند و بیداری انکی یکسان
ہے جب نہنگ بہت خفا ہوا تب اسنے کہا کہ مین خداوند سالوس کا عیار ہون اب عقاب بر سوار
کا ملازم ہوا مجھے حکم فرمایا کہ جا کر شہنشاہ بنگالہ کو گرفتار کرلاؤ مین حاضر ہوا بے ادبی سرزد ہوئی اب اگر
حضور مجبور ہا کر دین تو کبھی ایسا قصد نہ کرونگا مغرور بہت ہنسا کہا کیون صاحب یہ دمامہ و شمشش والے
ایسے سحر مین جاہل ہین یہ اُسکے ذہن مین نہ آیا کہ اتنا بڑا بادشاہ عالیجاہ غافل سوتا ہوگا بس ہمکو ثابت
ہوگیا کہ دمامہ و شمشش والے بالکل جاہل و اجہل ہین جب ہی تو ہوشربا کی شاہزادی کو گرفتار کرلیا
انکی کیا حقیقت ہے آج میدان کارزار مین تماشا دکھاؤنگا حکم کیا قفس آہنی لاؤ اس عیار کو اسمین بند کرو
جہان حیرت و چالاک و نعمان قید ہین اُسی خیمے مین اسے بھی قید کرو تیز رفتار ہر چند چیخا چلایا کہ
مجھے مجبور کیجیے مین تو ایک غیر شخص ہون آپ ہی کی ملازمت کرونگا اگر حضور حکم دینگے تو عقاب کو
پکڑ لاؤنگا انکا گرفتار کرنا کچھ بات نہین ہے سوتے مین سوائے حضور کے ہمنے کہین ایسا انتظام نہین دیکھا
خداوند سالوس شعبدہ باز دعوی خدائی کرچکے تھے اور سحر بھی اُنکے بہت عمدہ عمدہ تھے لیکن خواب کا
کوئی انتظام نہ تھا حضور کا انتظام نیا دیکھا ہر چند تیز رفتار نے میٹھی میٹھی باتین کہین مگر مغرور نے
کچھ نہ مانا قفس آہنی آیا اسمین تیز رفتار بند ہوا سحر نگاہ قفس لیکر قید خانے مین آیا چالاک نے جو

عیار کو دیکھا پوچھا مہتر صاحب تم کون ہو کیون گرفتار ہوئے تیز رفتار رونے لگا کہا مہتر صاحب کیا کہون
ہاتھ سے ساربان زادے کے ایسے صدمے اُٹھائے کہ دل چاہتا ہی کہ عیاری سے توبہ کرون یہان
آکر ملازم ہوا عقاب ابر سوار نے حکم دیا کہ شہنشاہ بنگالہ کو پکڑ لاؤ یہان آکر گرفتار ہوا عقاب
برائے ملکہ حیرت بہت بیقرار ہی آٹھ پہر رویا کرتا ہی جس وقت سے اُسنے یہ خبر سُنی کہ ملکہ حیرت
قید ہوگئین آب و دانہ ترک کیا بمقابلہ شہنشاہ بنگالہ اُترا ہوا ہی کہتا ہی یا جان دونگا یا ملکہ کو
رہا کرونگا چالاک نے کہا اُسکی کیا لیاقت ہی کہ شہنشاہ بنگالہ کو شکست دے اور ملکہ عالم کو رہا کرے
اگر خدا کو منظور ہی تو ہم رہا کرینگے کیر سحر نگاہ یہان آنے لگا آج یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ مغرور
خواب مین بھی بیدار رہتا ہی اُسکے نگہبان موجود ہین تیز رفتار کو جو معلوم ہوا کہ یہ عمرو کا فرزند ہی
جابجا بڑی بڑی عیاریان کین یہان بلا مین پھنسگیا ہاتھ جوڑتا ہی منتین کرتا ہی کہ ای چالاک مین تمھارا شاگرد
ہونگا جب رہا ہونا تو مجکو بھی رہا کرنا چالاک کے ہنسنے پر حیران ہی کہتا ہی آپ اس
قید شدید مین بھی ہنستے ہین چالاک نے کہا ای بھائی قید ہونا ہمارا کام ہی ہمارے قبلہ و کعبہ کو خدا
سلامت رکھے قید ہوئے اور حریف کو مارا اس طرح ہمین یقین ہی کہ ہمین کوئی قتل نہین کر سکتا اگر کسی نے
ایسی گستاخی بجا لانیکا ارادہ کیا تو بہت پچتائیگا اپنے خدا کے احکام کے معتقد ہین اس مصرع
پر ہمارا اعتقاد ہی یہ بخوبی یاد ہی مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست + وہ سب کا
حاکم ہی کسکی مجال ہی کہ اُسکے حکم کے خلاف کرے جب وقت آئیگا چھوٹ جائینگے تیز رفتار کو بھی اعتقاد
ہوا کہا ای چالاک مین عہد کرتا ہون کہ اگر قید سے رہائی پاؤن بصدق مسلمان ہو جاؤن
تمھاری خدمتگزاری کرون اس وقت تمھاری باتون سے دل کو قوت ہوئی یہان تو قید خانہ
مین یہ باتین ہین مغرور تخت پر سوار ہوا رفیقون کو ساتھ لیکر مع فوج میدان مین آیا وہان عقاب
نے رات بھر تیز رفتار کا انتظار کیا صبح کو وزرا نے خبر دی کہ لشکر میدان کارزار مین پہونچگیا اب
حضور بھی سوار ہون عقاب نے کہا مین انتظار تیز رفتار کر رہا ہون یہ ذکر تھا کہ شاگردان
تیز رفتار روتے ہوئے آئے عرض کیا کہ اُستاد قید ہوگئے یہ سُنکے عقاب کے ہوش اُڑے کہا
یارو غضب ہوا مجھے تیز رفتار کا بڑا بھروسا تھا ایسا عیار قید ہوگیا جسنے عمرو سے عیاریان کین
وزرا نے کہا حضور عمرو کا نام نہ لیجیے سُنتے ہین کہ عمرو کے نام مین تاثیر ہی جہان تین مرتبہ نام اُسکا
لیا گیا وہ اُس محفل مین آجاتا ہی آج آپ نے ذکر کیا ہمین خوف پیدا ہوا عقاب بمجبوری تخت
پر سوار ہوا تمام فوج کو ساتھ لیا میدان کارزار مین آیا دیکھا لشکر مغرور بنہایت تکلف سے آراستہ ہی
مغرور کے تخت کے برابر ایک اژدہا قلابہ آتشین چھوڑ رہا ہی خود آمادہ ہی کہ اگر عقاب میدان مین نکلے
تو مین خود میدان مین جاؤن خاندان دمامہ کے سحر دیکھون نقیبون نے نقابت کی اشعار عبرت آثار
پڑھے عقاب نے طرف وزیرون کے دیکھا صیقل خود پسند ایک ساحر زبردست ٹھکرا کر اپنے
گینڈے کو سامنے عقاب کے آیا کہا حضور کیون تردد کرتے ہین مین ابھی جا کر میدان مین قیامت برپا
کرتا ہون دیکھون تو بنگالے کے سحر کیسے ہین عقاب نے اجازت دی صیقل سحر کرتا ہوا میدان مین آیا
پکار کر آواز دی ای ساحران بنگالہ جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے منم وزیر اعظم شہنشاہ عقاب ابر سوار

بادشاہ پردۂ ظلمات نبیرۂ دمامہ یہ سنکر مغرور نے کہا بار دیپرے واسطے باعث ہتک ہی کہ مقابلے مین ایک ملازم کے جاؤن اگر خود عقاب نکلتا تو مین جاکر بلند پروازی بھلا تا کوئی اور جاکر اس سے مقابلہ کرے مسکن فیل جنگ کہ مشیران سلطنت سے تھا اپنے فیل مست کو بڑھا کر نکلا سامنے مغرور کے آکر عرض کی ای شہنشاہ جاکر صیقل کا سر لاؤن مغرور نے کہا ذرا ہوشیار رہنا اسکا وزیر اعظم ہی مسکن نے کہا سمجھا جائیگا یہ کہکے فیل کو گجاب ماری فیل میدان مین آیا صیقل نے پیچھے ہٹکر گولہ مارا مسکن ہنسا کہا ارے بیوقوف یہ کیسا سحر کیا یہ کیا چیز ہی یہ کہکے مسکن نے ایک چیخ ماری گولہ اُلٹا پلٹا سر پر اژدر کے پڑا صیقل نے ہر چند رد کا گو دکر الگ ہوگیا اژدر کا سر پھٹا پیدل ہو کر برق چمکائی کہ فیل کا سر اڑ گیا مسکن نے گرتے گرتے آواز دی ای فیل شہر بنگالہ تیرا لاشہ یہان گرا اکیلا ہی خدمت مین سامری و جمشید کے جائیگا سنکر چاک ہوا ایک پتلی رقص کرتی ہوئی نکلی یہ اشعار عاشقانہ اُسکی زبان پر تھے نظم

پھر بہار آئی چمن مین زخم دل آلے ہوئے
پھر مرے داغ جنون آتش کے پرکالے ہوئے

ہوگئی کیا آتش حلک دہ بے ساقی شراب
تاک مین بھی دانۂ انگور تبخالے ہوئے

کسطرح چھوڑون بیکا یک تیری زلفونکا خیال
ایک مدت کے یہ کالے ناگ ہین پالے ہوئے

واہ کیا تاثیر ہی رخسار آتشناک کی
شعلۂ جوالہ تیرے کان کے بالے ہوئے

کسقدر مین ہیلے بڑھا یا اُس بت خونریز کو
پیش ازین جو تیر مژگان تھے سو اب بھالے ہوئے

ہوگیا ہون انتظار آمد ساقی مین کور
[illegible] کے ڈورے بھی جا آنکھونمین اب جالے ہوئے

میرے خرمن پر اگر بجلی گرا نے کو ہوا
سب ستارے بہر کشت آسمان ژالے ہوئے

تھپیر ای رشک چمن نرگس اگر بیمار ہی
باغ مین لالے کو اپنی زیست کے لالے ہوئے

جابجا اُس ماہ تابان کا جو پرتو پڑگیا
جتنے تھے گرداب دریا مین وہ سب ہالے ہوئے

وہ پری پیکر کہا کرتا ہی اکثر مجھ سے
انتو ناسخ بھی ہمارے چاہنے والے ہوئے

اپنی دھن مین اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ صیقل جھومنے لگا نازنین نے کہا ای صیقل کیا چاہتا ہی صیقل نے کہا مین تو مرتا ہون میری جان جاتی ہی ای جان جہان وہ آرام دل مشتاقان جی چاہتا ہی کہ گرد پھرون تصدق ہون نثار ہون نازنین نے کہا مجھے فیلان فیل جنگ نے تیرے واسطے مقرر کیا اُسکے شکم سے پیدا ہوئی مین خود تیرے نام پر شیدا ہوئی لیکن ایک مشکل در پیش ہی اسکا طریق یہی ہی کہ عقاب ابر سوار ہمارے ستانیکو آیا ہی ہمارے شاہ سے مقابلہ کرتا ہی اُسکا سر لادے یہ سنکر صیقل پلٹا جھومتا ہوا چلا عقاب نے جو دیکھا کہ صیقل آتا ہی وزرا نے عرض کی حضور صیقل ہوش مین نہین ہی اسکے شر سے اپنے تئین بچائیے عقاب زمین پر گر کر تڑپا بالشکل عقاب جب اُسکے سر پر صیقل کے سایۂ الا صیقل پلٹ پڑا اُبکارتا ہوا کہ او فاحشہ تو نے غضب کیا میرے شاہ سے مجکو شرمندہ کرایا تھا یہ کہکے ہاتھ جھٹکا یا نازنین نے چاہا بھاگون مگر برق چمکر گری نازنین کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی اُسکے اندھیرا چھا گیا آواز آئی گشتی مرا نام من دختر فیلان فیل جنگ بود مسکن نے جو دیکھا کہ میری کنیز کو صیقل نے قتل کیا مغرور نے بھی آواز دی کہ او مسکین سنبھلکر سحر کر مسکن دوڑ پڑا جیسے ہی پاس صیقل کے آیا صیقل نے ہاتھ تلوار کا مارا مسکن نے سر آگے کر دیا مسکن کے دو ٹکڑے ہوئے

مرتے ہی مسکن کے فوارۂ خون کا نکلا صیقل خون مین نہا گیا ایک چیخ ماری رقص کرنے لگا یہ اشعار گاتا تھا نظم

کس طرح اُن خبر مین کوے جانان دور ہی — نکہت گل آ نہین سکتی گلستان دور ہے
ناتوانی ہو پہونچ سکتا نہین ہاتھ ای جنون — دامن صحراے بھی اپنا گریبان دور ہی
روبرو تو ہی مگر خورشید تابان کی طرح — میری نظرونسے تمھارا روے تابان دور ہی
کسطرح سیراب ہون مین تشنۂ دیدار یار — چاہِ زمزم کی طرح چاہِ زنخدان دور ہی
بوسۂ لب کیا ابھی زلفون ہی مین الجھا ہو دل — ہو گیا ثابت ختن سے بھی بدخشان دور ہی
وہ کتابی رو دلا بے جستجو ملتا نہین — پاس ہی پر مثل اوراق پریشان دور ہی
زندگی کی اب مجھے صورت نظر آتی نہین — مثل عیسی وہ طبیب درد ہجران دور ہی
آپ کو مردہ نہ سمجھون کیون فراق یار مین — دور وہ مجھسے نہین ہی جسم سے جان دور ہی
رات دن ناسخ ہی میری چشم باطن کے حضور — گر بظاہر روضۂ شاہِ شہیدان دور ہی

اس غزل کو گاتا ہوا پلٹا عقاب نے جو دیکھا کہ صیقل کی پرقلعی کھولی اسکی انتہا کا مبہوت ہی رقص کرتا ہوا آتا ہی ایک طرف سے نعرے کی آواز آئی کہ منم مسکن حیلہ ساز صیقل کو اور زیادہ جوش ہوا عقاب نے ماش کے دانے مارے کئی سحر کیے لیکن صیقل نہ پلٹا عقاب کو گالیان دیتا ہوا قریب تخت آیا چاہا کہ ہاتھ تلوار کا مارون عقاب نے جھولی سے نکالکر گولہ مارا سینے پر صیقل کے پڑا توڑ کر پشت کے پار گذرا آواز آئی کشتی مرا نام من صیقل جادو بود عقاب صیقل کو مار کر بہت رویا کہتا تھا یارو مین نے غضب کیا صیقل ہوش مین نہ تھا بے گناہ کو مارا اُسی غصے مین مسکن پر جا پڑا مسکن نے چند دانے ماش کے مارے شعلہاے آتش چمکے عقاب نے اُن شعلون کو بجھایا کارد سحر جھولی سے نکالی مسکن پر پھینک ماری مسکن نے چاہا کہ غرق زمین ہوجاؤن ممکن نہ ہوا کارد سینے پر پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری مغرور کا جو رفیق مارا گیا تخت سے کود کر اژدر پر سوار ہوا تازیانۂ مار آتشین کہ ہاتھ مین تھا اژدر کے مارا اژدر نے دم کھینچا عقاب زمین پر گرا شل تنکے کے اُڑتا ہوا قریب دہن اژدر پہونچا مغرور تو کود کر الگ ہو گیا عقاب نے دونون کلے اژدر کے پکڑے چیر کر پھینکدیا مغرور تیغہ کھینچکر عقاب پر جا پڑا آپسمین تلوار چلی بڑے بڑے عجائب وغرائب ہونے لگے ہزار عقاب کے ملازم جلے اسی طرح کئی ہزار مغرور کے بھی ملازم جلے مگر آخر مین عقاب نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغے نے سپر کو کاٹا سر عقاب زخمی ہوا ہالیان فوج نے دیکھا کہ ہمارا آقا زخمی ہوا لینا لینا کہکر جا پڑے دونون لشکر ملگئے عقاب کو غش آنے لگا وزرا نے ہوادار پر ڈال لیا مغرور نے پرے کے پرے درہم و برہم کردیے لڑتا ہوا جاتا ہی افسرون کے روکے سے کب رُکتا ہی جس افسر نے بڑھکر مقابلہ کیا اُسی تیغے سے مغرور نے قتل کر ڈالا کئی سو افسر عقاب کے مارے گئے عقاب ہوادار پر سوار ہی زخم کے باعث سے آنکھون مین اندھیرا ہی فوج مصیبت نے گھیرا ہی چند افسر اسکے ہوادار کے پاس آکے کہا ای شہنشاہ آپ تو بیکار ہوے زخمی ہوکر مجبور و لاچار ہوئے مغرور کا سحر ہمسے نہین رُکتا اگر حکم ہو تو طبل امان بجوا دین جب حضور صحت پائینگے تب مقابلہ ہوگا عقاب نے لاچار ہوکر طبل امان بجوا دیا مغرور پلٹا مگر کہگیا کہ او عقاب اب میدان مین سمجھکر آنا ابکی مرتبہ پھونک دونگا عقاب نے بلکر جواب دیا کہ او بیحیا اتفاق سے سر میرا زخمی ہوگیا ورنہ

کیا مین تمکو زندہ چھوڑتا مغرور اپنے رفقا سے کہتا ہوا اٹھا یہ دولت نے کوئی سحر نہین کیا ابکی مرتبہ
قیامتین برپا کرونگا رفقا کہتے ہوئے حضور سے وہ کیا مقابلہ کرسکتا ہی دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر
پہونچے عقاب کی زخمدوزی ہوئی مغرور نے اپنے مقام پر بیٹھکر کہا دو روز کی عقاب کو مہلت دیتا ہون
اگر اس زمانے مین آکر قدمون پر گرا تو بہتر ہی خطا معاف کردونگا ورنہ ابکی مرتبہ ما بدولت خود میدان مین
نکلینگے ایک رفیق میرا قتل ہوا آجتک صدمہ ہی دس ہزار فوج بھی قتل ہوئی اب ایسا اتفاق نہین ہوگا
مین خود میدان مین نکلونگا یہ خبر ہرکارون نے عقاب کو پہونچائی کہ مغرور نے آپکو دو روز کی
مہلت دی ہی عقاب نے کہا وہ کیا مہلت دیگا میرے ہاتھ سے شکست کھائیگا سر میدان مارا جائیگا
تیاریان سحر کی ہونے لگین عقاب روز ہومخانے مین جاتا ہی سحر نئے تیار کرتا ہی لیکن نہنگ سحر نگاہ عیار
ایک دن ٹہلتا ہوا در زندانخانے پر آیا شاہور سحر سوار کہ نگہبان قیدخانے کا ہی پوچھا مہتر صاحب
آج کہان چلے نہنگ نے کہا واسطے سمجھانے ملکہ حیرت کے آیا ہون ہمارے شاہ بہت بیقرار ہین یہ
حکم ہوا ہی کہ حیرت کو سمجھاؤ شاہور نے کہا ظاہر مین وہ معشوق بیہوش ہی ظالم قتال عالم نہایت سرکش
ہی وہ نہ مانیگی نہنگ نے کہا وہ قبول کرلیگی یہ کہکے نہنگ اندر آیا حیرت نے نہنگ کو دیکھکر منھ
پھیر لیا چالاک نے جھککر سلام کیا کہا مہتر صاحب آئیے ہمنے بڑے بڑے عیار دیکھے مگر آپ ایسا عیار
طرار خنجرگذار ہوشیار مکار آنکھ سے نہین گذرا آرزو ہی کہ بقیہ عمر اپنی زیر سایۂ دامن دولت بسر کرون
آپ کا شاگرد ہون اب ہمکو یقین کامل ہوا کہ سحر سیکھنا بھی ضرور ہی نہنگ خوش ہوگیا دل مین کہتا ہی
عمرو کا بیٹا جو شہنشاہ عیاران ہی اُسکا بیٹا میرا شاگرد ہو کیسے فخر کی بات ہی قریب آکر کہا مہتر صاحب
تمھارا کیا کہنا تم فرزند شہنشاہ عیاران ہو مذہب سامری و جمشید قبول کرو ہم وعدہ کرتے ہین
کہ خطا تمھاری شہنشاہ سے معاف کرا دینگے چالاک نے کہا بھائی صاحبقران کے خوف سے منھ
ہی سے نہین نکالسکتے ورنہ کیا ہم نادان ہین عقل سے نہین سمجھتے کہ پونے دو سو زیادہ یا ایک زیادہ
لیکن کیا کرین صاحبقران کے سامنے کسکی مجال ہی کہ نام مذہب لات پرستی لے دل مین سمجھ گئے
خاموش ہو رہتے ہین آپ کے فرمانے سے اور زیادہ اعتقاد ہوا چالاک نے کہا اب ہمین قفس
سے نکال لیجیے تو مفصل دل کا حال آپ سے کہین کچھ مال ہمارے پاس ہی وہ بھی آپکے سپرد کرین
ہیر پھیری کا مزہ آپ سے ملا غنچۂ آرزو کھلا نہنگ نے قفس چالاک اُتارا مال کا نام سنکر خوش ہوگیا
چالاک کو قفس سے نکالا چالاک نے کچھ روپئے کمر سے نکالے نہنگ کو دیے نہنگ خوش ہوگیا
چالاک نے ایک برفی کی ڈلی نکال کہا دیکھیے اُستاد ایسی ڈلیان بیہوشی کی بناؤنگا چکھیے تو اسکا مزہ
کیسا ہی نہنگ نے آدھی ڈلی چکھی چکھتے ہی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا کہا ای چالاک یہ برفی کیسی
تھی مجکو کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی چالاک نے کہا بیہوشی آپ کو کھلا دی نہنگ ارے کہکے اُٹھا
لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا چالاک نے اُسکی زبان مین سوزن دیا اُسکو اپنی صورت بنا یا قفس مین
بند کردیا آپ بشکل نہنگ باہر نکلا شاہور نے پوچھا ملکہ کیا فرماتی ہین نہنگ نقلی نے کہا راضی ہین
عقاب کا حال سنکر گھبرا گئین یہ کہتا ہوا بارگاہ مین مغرور کے آیا دیکھا یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہی نظم

غیر ممکن ہی آنکھ وہ دکھا دیکھین	زہر چشم دکھلا مین پھر ذرا دیکھین	لب نمک جبین یارب ہا ہجر حیرت مین

صبح اٹھ کے منھ کب تک آفتاب کا دیکھین
غیر کو دکھاتا ہون چاک دل تماشا ہے
یار کو ان آنکھون سے غیر پر جفا دیکھین
کسنے اور کو دیکھا کسکی آنکھ جھپکی ہی
صحن بتکدے مین ہم خاک پر پڑا دیکھین

تا صبح انکو گر مری شکل سے تنفر ہے
گر وہ روزن در سے آنکر ذرا دیکھین
ٹکٹکی لگائی ہی اب تو کو ہو رسوائی
دیکھتا ادھر آؤ پھر نظر ملا دیکھین

تو بھی کم نگاہی کبھون جانب وفا دیکھین
دیکھیے خدا کب تک پھر وہ دن دکھائیگا
تا وہ گر ادھر دیکھین مجکو دیکھتا دیکھین
نکلے آرزو اپنی مومن آہ جب تجکو

آنکھون سے آنسو جاری کبھی رفقا سے کہتا ہی یارو مین نے غضب کیا
بنگالے کی سرحد مین بڑے شاد ہین جوگی جیپال کا بیٹا شعبدہ باز سحر ساز بلا ے روزگار اُسکے کئی
قریے ہماری عملداری مین دبگئے تھے اب دولت کے خیال سے سر نہ اُٹھا سکا اب جو سُن پائیگا شہنشاہ
چلے گئے یقین ہی کہ ضرور لشکر کشی کریگا ملازم ہمارے کیا سنبھال سکینگے جسکے عشق مین آوارہ ہوکر نکلا
اُسکو بالکل خیال نہین کہ نہنگ نقلی نے آکر سلام کیا کہا ای شہنشاہ آج غلام نے اس سرکش کو شیشے مین
اُتارا حضور کنارے چلین تو عرض کرون مغرور اُٹھا چالاک ایک گوشے مین لیگیا پھر اگر مغرور
نے پوچھا ای شاطر کچھ کہو کیا ہوا نہنگ نقلی نے کہا ای شہنشاہ وہ عقاب سے بھی راضی نہین
ہی ہزارون باتین سناتی ہی لیکن آپ کے نام پر اتنا کہا کہ شہنشاہ بنگالہ اقرار کرین ملک
ہوشربا مجکو دلادین اور قاتل افراسیاب مجکو ملے بربادی مسلمانان آنکھون سے دیکھون
تو مین شاہ بنگالہ کو قبول کرون اُسنے مجھپر جبر بہت کیا اس وجہ سے خوف آتا ہی کہ ایسا نہ ہو
میل کرکے کوئی مکر کرین یہ چالاک کو بخوبی یقین ہی کہ کھلانا پلانا اسکو ناممکن ہی خواب مین بھی سنہری
پتلی نگہبان رہتی ہی چالاک نے باتین کرتے کرتے کہا دیکھیے کوئی آتا ہی جیسے ہی مغرور پلٹا چالاک
نے جلدی کمند گلے مین ڈالدی ارے کہکے مغرور پلٹا چالاک نے حباب مارا مغرور بیہوش ہوا
چالاک نے زبان مین سوزن دیا مشکین باندھنے لگا منظور یہ ہی کہ مشکین باندھلون تو اسکی صورت
بنکر تدبیر کرون قضاے کار پلنگ شعلہ رخسار ایک جادوگرنی کہ مغرور کی آشنا ہی رات سے مغرور
محل مین نہین گیا یہ گھبرائی ہوئی بارگاہ مین آئی مشیرون سے پوچھا کہ شہنشاہ کہان ہین لوگون نے کہا
تخلیے مین گئے ہین یہ پردہ اُٹھاکر اندر آئی دیکھا نہنگ شہنشاہ کی مشکین باندھ رہا ہی پلنگ نے
للکارا کہ او نا عیار کیا کرتا ہی چالاک بھاگا کچھ کلام نہ کرسکا پلنگ نے ایک دوہتھڑ مارا چالاک
لڑکھڑا کر گرا پلنگ شعلہ رخسار قہقہہ مار کر ہنسی ہنسنے مین اسکے منھ سے شعلہ نکلا وہ شعلہ چالاک
پر گرا رنگ و روغن عیاری کا جلگیا پلنگ نے ایک عیار دیکھا دبلا پتلا نا تا پوچھا ارے تو کون
چالاک نے کچھ نہ بتایا پلنگ نے غل مچایا اور سردار دوڑ پڑے چالاک کو دیکھکر پہچانا کہا
تو ہی فرزند عمرو ہی یہ تو قید خانے مین قید تھا مغرور کی زبان سے سوزن نکالا ہوشیار کیا
مغرور نے اُٹھتے ہی پلنگ کو جھڑکا کہ محل مین جاؤ پلنگ قدمون سے لپٹ کر رونے لگی کہا ای
شہنشاہ اس وقت کنیز کا آنا باعث خیریت ہوا ورنہ یہ عیار حضور کو گرفتار کرچکا تھا مغرور نے کہا
یہ مجھ تک کیونکر پہونچا نگہبان جا ہین وہان جاکر دیکھین نگہبان گئے جاکر قفس لائے دیکھا چالاک
اُسمین بیٹھا ہی پوچھا ارے تو کون ہی نہنگ سحر نگاہ عنین عنین کرنے لگا منھ سے بولا نہین جاتا
آخر اسکے منھ سے گیند عیاری کا نکالا تب اسنے عرض کی ای شہنشاہ مین ہون غلام آپ کا نہنگ

چالاک نے مجکو پکڑ کے قفس مین بند کر دیا مین نے بڑا دھوکا کھایا چالاک کو اُسی قفس مین بند کیا نمنگ
کو نکلا مغرور سراپا ہوا بارگاہ مین آیا حکم دیا طبل جنگی بجے کل عقاب کا خاتمہ کرون بعد اُسکے چالاک
وغیرہ کو قتل کرکے صرف قفس حیرت لیکر وطن کو جاؤن مجکو خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو فرزند جگر جیسا
میرے ملک کا ارادہ کرے تو بڑی مشکل پڑے اُسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے روتے ہوئے
سامنے عقاب کے آئے عرض کی اے شہنشاہ بڑا غضب ہوا آج چالاک عیاری کرکے نکلا مغرور کو
پکڑ لیا تھا ملنگ شعلہ رخسار اُسکی معشوقہ اتفاق سے آگئی ورنہ حیرت کو چھڑا لیتا حیرت کے
رہا ہونے پر قیامت برپا ہوتی لشکر اُسکا تباہ ہو جاتا اب اُسنے طبل جنگی بجوایا ہے کہتا ہے عقاب
کا خاتمہ کرکے چالاک و تیز رفتار و نیرنگ و نعمان کو قتل کرونگا صرف قفس حیرت لیکر طرف وطن
کے جاؤنگا طبل جنگی بجوا دیا تیاریان ہو رہی ہین کل اُسکا ارادہ ہے کہ مقابلہ کرے عقاب یہ خبر سُنکے
گھبرا گیا لاچار ہوکر حکم دیا کہ یہان بھی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل جنگی پر چوب پڑی تیاریان ہونے لگین
لشکر مغرور مین ہلڑ ہے کہ کل لشکر حریف لوٹ لینگے ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے بادشاہ پردۂ ظلمات
ہے خزانہ اُسکے ہمراہ بہت ہے خوب لوٹینگے ہر ایک ساحر تیاری کر رہا ہے لشکر عقاب مین ہنگامہ ہے
دوکاندار بھاگے جاتے ہین تاجرون کی دوکانین بند ہو رہی ہین بعض سپاہی حیلہ کر رہے ہین اپنے
افسرون کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہین ایک خط بھی تیار کرلائے ہین دکھلا رہے ہین یہان سے
قریب دو کوس پر ایک قریہ ہے وہان سسرال ہے ساس ماندی ہے جورو بھی وہین آئی تھی اُسکو درد زہ
لگا ہے لڑکا ہوا چاہتا ہے غلام اگر نہ جائیگا دونون عورتین تڑپ تڑپ کے مر جائینگی علاج کرنیوالا وہان
کوئی نہین ہے افسر نے کہا صبح کو مقابلہ ہے حریف زبردست کا سامنا ہے کل جانبازی کرنا ہوگی غرض کہ
ہم لاچار ہین اگر مہلت نہ ملے استعفا قبول ہو ایسے ایسے حیلون سے اہالیان لشکر بھاگے جاتے ہین
یہ خبر عقاب کو پہونچی کہ لشکر مین بھگدڑ ہے ساحر بھاگے جاتے ہین سرکار کچھ تدبیر کرین عقاب گھبرائے
باہر آیا دیکھا پلٹنین رسالے خالی ہو گئے ساحرون کا تانتا لگا ہوا ہے افسرون سے کہا ارے انکو روکو
افسرون نے بہت تدبیرین کین مگر نہین رُکتے بھاگے جاتے ہین نامردی دکھاتے ہین رات بھر مین
بارہ ہزار ساحران غدار لشکر عقاب نابکار سے نکل گئے جبکہ عقاب ماہتاب مع فوج ثوابت و
سیارگان ہاتھ سے سلطان زرین پوش کے شکست کھا کے قلعۂ مغرب مین داخل ہوا سلطان
زرین پوش بصد جوش و خروش مع فوج ضیا تخت زبرجدی فلک پر جلوہ فرما ہوا مغرور نے رات بھر
سحر تیار کیا افسر بھی اُسکے ہوتھاتے ہین رہے صبح کو حمامخانے سے نکلا غصے مین کانپتا ہوا افسرون سے
اشارہ کیا لشکر جلد تیار کرو مابدولت لباس وغیرہ پہنکے آتے ہین افسرون نے فوراً لشکر تیار کیا
طرف میدان کارزار کے چلے وہان عقاب حیران و پریشان اپنی بارگاہ سے نکلا افسرون کو دیکھا
متردد کھڑے ہین آپسمین صلاح کر رہے ہین کہ یار دیکھو افسر ہین خیمے سے بھی نہ نکلے کیونکر نکلجاتے
پلٹنین رسالے خالی ہوئے نام سے مغرور کے ساحر کانپتے ہین بخوف جان بھاگے جاتے ہین کہ
عقاب نے حکم دیا لشکر تیار ہو تخت سواری کا آیا خاموش ہے اُسی تخت پر سوار ہوا افسرون نے
آکر تخت کو گھیرا بڑے زور و شور سے میدان کارزار کو چلا ساحر لرزان و ترسان ہین میدان مین آکر دیکھا

مغرور بھی بڑے زور و شور سے میدان مین آیا ہی قلب فوج مین قیام ہی سردارون کو اپنے ترغیب
دے رہا ہی جب دونون لشکر میدان کارزار مین پہونچے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت
گرد کا کھکھیڑے مغرور نے طرف دست راست کے دیکھا میلاد دراز دندان ساحر زبردست بادۂ کبر و
نخوت سے مست مرکب پرند اڑا کر سامنے تخت شاہی کے آیا کہا ای شہنشاہ غلام نے ایسے سحر تیار کیے ہین
آج اہالیان ظلمات کے اوپر اندھیرا آجائیگا غلام کے سحر سے قلب تھرا جائیگا مغرور نے اجازت
دی میلاد غریو کرتا ہوا میدان کارزار مین آیا عجائب و غرائب سحر کے اپنے دکھائے پکار کر آواز دی
ای اہالیان ظلمات بہتر اسی مین ہی کہ آکر اطاعت کرو ہمارا شاہ آج کسی کو زندہ نہ چھوڑیگا جب کچھ
جواب نہ ملا تو پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے عقاب نے پلٹکر طرف ساحرون کے دیکھا
اشفاق مار گیر جھکا کر اپنے مرکب کو نکلا عرض کی ای شہنشاہ اجازت میدان اس ملعون کا سر کاٹ لاؤن
عقاب نے حکم دیا کہ ای اشفاق سمجھکر مقابلہ کرنا مین بھی خیال رکھونگا اشفاق نے کہا حضور تردد
نہ فرمائین ان الیسون کا مار لینا کتنی بڑی بات ہی یہ کہکے طرف میدان کارزار کے چلا میلاد نے جو
اشفاق کو آتے دیکھا مرکب پرند کو اڑا آیا کچھ ماش کے دانے مارے شعلۂ آتش بھڑکنے لگا اشفاق پر گرے
اشفاق نے ہاتھ ہلایا قطرے پانی کے گرے شعلے بجھے ایسے ایسے دو چار سحر آپس مین ہوئے آخر کار
تلوارین کھینچکر جا پڑے تلوار چلی اشفاق نے کئی ہاتھ مارے میلاد نے روکے شعلے سحر کے نکل جاتے ہین
لشکرون پر گرتے ہین جانبین کے کئی سو ساحر جلے کچھ برقین گرین میلاد نے پیشانی پر اپنے ایک نشتر مارا
خون دم شمشیر پر لگایا اس تلوار کا جو ہاتھ مارا سپر اشفاق کی کٹ گئی یا تو وہ قبۂ سپر پر گری تھی یا ربرنگ
تلوار نے بوسہ دیا اشفاق کے مرنیکی علامت بلند ہوئی میلاد نے پکار کر آواز دی ای اہالیان
ظلمات اور کسی مرنیوالے کو بھیجو مین اکیلا سب پر کافی ہون ایک ادنی ملازم شہنشاہ بنگالے کا ہون
اگر خود شہنشاہ قصد کرین زمین کے طبقے ہلا دین آج ہم سے کوئی امان نہ پائیگا میدان کارزار ملجائیگا
ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ مغرور نے حکم دیا ہی ای شاہور پردے اُس خیمے کے اٹھا دو
کہ ملکہ حیرت بھی اپنے عاشق کی شکست کو دیکھین کہ کیا گذر رہی ہی اپنے نزدیک میان عقاب
بڑے بلند پرواز ہین اب حال کھلیگا دیکھو تو آج کیا کیفیت کرتا ہون شاہور نے پردے خیمۂ قید
حیرت کے اٹھا دیے ہین مہتر چالاک و حیرت جادو و ملکہ شیرناب و ملکہ نعمان یہ سب قید خانے
سے تماشا دیکھ رہے ہین جسوقت اشفاق جادو مارا گیا تو حیرت نے آنکھون مین آنسو بھر کے
کہا دیکھو غضب ہوا ساحر طرف کا عقاب کے مارا گیا بنگالے کے ساحر بڑے بڑے زبردست
ہین ہمین تو امید تھی کہ عقاب کی فتح ہوگی چالاک نے کہا ای ملکۂ عالم آپ نہ گھبرائیے
پروردگار مدد کریگا حیرت نے کہا ای چالاک تمنے کیا کوئی بات اُٹھا رکھی لیکن مغرور بڑا ہوشیار
ہی تمھین گرفتار ہوئے تیز رفتار سے بھی بڑا زور مارا تیز رفتار نے کہا حضور مین تو سمجھا تھا
کہ سوتے مین بڑے بڑے بادشاہون کو گرفتار کیا مین جس کام پر گیا کبھی خالی نہین پلٹا خداوند
سالوس کی خدائی کا انتظام میری ذات پر تھا عمرو سے بڑے بڑے معرکے پڑے اب ہر طرح
طبیعت کو ناامیدی ہی اگر اس لڑائی کو اسنے فتح کر لیا تو ہمپر بڑی جفا کریگا میرے تو قتل کو لیتا ہی

تمام سردار آمادہ ہین یہ سنکر ملکہ حیرت نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا صاحبو سارا جھگڑا میری ذات کا ہی مجھکو قتل کرے مین مہلت پاؤن اُس حرامزدے کے دل مین یہ کیا چڑھی ہی مجھکو کیون قتل نہین کر ڈالتا جھگڑا پاک ہو بعد افراسیاب اپنی یہ کیفیت ہی نظم

آبلے پاؤن کے کیا تو نے ہمارے توڑے ۔ خار صحرائے جنون عرش کے تارے توڑے
ذقن و رخ مین نہ جا بوسون سے باقی رکھی ۔ ثمر و گل چمن حسن کے سارے توڑے
سلسلہ اپنی گرفتاری کا کب قطع ہوا ۔ پہنی پازیب اُنھون نے جو اُتارے توڑے
مست مجھسا بھی کوئی نشے کا ہو گا نہ حریص ۔ پی کے می جام کے دانتو لسے کنارے توڑے
شربت وصل ہی تشفیہ کے خاطر موجود ۔ تپ ہجر آ کے بدن کو نہ ہمارے توڑے
آگیا وہ شجر حسن نظر جب ہمکو ۔ بوسے لیکر لب شیرین کے چھوہارے توڑے
عشق بیدرد سے کر نیکو کہا تھا کسنے ۔ سر کو ٹکرا کے نہ دل درد کے مارے توڑے
کنج عزلت مین بٹھایا ہی خدا نے آتش ۔ اب جو تم پانسے ملے پاؤن تمھارے توڑے

چالاک ان باتون پر حیرت کی رونے لگا کہا ای ملکۂ عالم اسقدر نہ گھبرائیے دل کو پیدا کرنیوالے سے رجوع کیجیے خدا سے دعا مانگیے پیدا کرنیوالا مدد کریگا اس بلا کو رد کریگا حیرت نے شرما کے سر جھکا لیا ملکہ حیرت چالاک کی بات کا جواب نہین دیتی میلاد میدان کارزار مین بلبلا رہا ہی پکار رہا ہی کہ ای عقاب کسی کو بھیج عقاب نے پھر دست راست کی طرف دیکھا سہیل ابر سوار اپنے ابر کو چھیڑکر سامنے تخت کے آیا عقاب سے اجازت لی میدان کارزار مین سامنے میلاد کے آیا میلاد نے دیکھتے کیا گولہ مارا آواز دی کہ اب ملازمان عقاب کو نہ تھمنے دونگا ایک ایک کو قتل کرونگا وہ گولہ سہیل نے کاٹ دیا دو چار سحر آپسمین چلے میلاد تلوار کھینچکے جا پڑا خوب آپسمین تلوار چلی ایک مقام پر میلاد نے ایک طائر مٹھی سے چھوڑا اُس طائر نے سر پر سہیل کے چرخ مارا چرخ مارتے ہی سہیل سحر کرنے سے رُکا اوپر سے میلاد نے ہاتھ مارا سہیل کے بھی دو ٹکڑے ہوئے لکھا ہی چار سردار عقاب کے میلاد کے ہاتھ سے فردا فردا مارے گئے ابتو برا عقاب کا بند ہوا ہر چند میلاد للکارتا ہی کوئی مقابلے مین آگے نہین آتا جب عقاب نے دیکھا کہ کوئی سردار نہین جاتا سب سر جھکائے کھڑے ہین عقاب نے کئی مرتبہ آواز دی کہ ارے جاکر اس زباندراز کو جواب دو اسکو قتل کرو کوئی سردار صف سے نہین نکلتا جب تو عقاب تخت سے کودا دل اسکا بھی نہین چاہتا حیران ہی کہ شکست ہوئی جاتی ہی یہ بڑا خیال ہی پکار کر آواز دی کہ مابدولت کا گھوڑا لاؤ اب لشکر مین عقاب کے ہلڑ ہوا کہ شہنشاہ ظلمات مقابلے مین میلاد کے جاتے ہین سب سرداروں نے آگھیر لیا عرض کر رہے ہین ای شہنشاہ آپ قصد نہ کرین ہم جاکر اسکا سر لاتے ہین عقاب نے کہا یارو اب تمھاری کچھ ضرورت نہین ہے اسکی کیا حقیقت ہی اسکو مار کر مغرور کو للکارونگا یہ سمجھا اپنے دل مین کیا سمجھا ہی ایک ملازم کو بھیجکر مخفی مخفی مدد کر رہا ہی ظاہر مین مقابلہ پڑیگا تو احوال کھلیگا یہ کہکر پشت مرکب پر سوار ہوا چاہا مرکب کو بڑھاؤن کہ سہمناک فیل پیکر نے آکر رکاب پر ہاتھ ڈالا کہا ای شہنشاہ آپ تامل کرین مین جاکر میلاد کا سر لاتا ہون عقاب نے کہا اب تامل کرنا بہتر نہین وہ بہت بلبلا رہا ہی جب اسکا سر کاٹونگا

تو میان مغرور بگھیلے سہمناک نہین مانتا حیرت نے جو قفس مین یہ معاملہ دیکھا پریشان ہوگئین کہا
کو صاحبو عقاب خود میدان مین آتا ہی سردار اُسکے روک رہے ہین چالاک نے ملک کردعا کی
کہ ای کارساز عقاب کی مدد کر اگر عقاب مارا گیا یہ ملعون ہمکو قتل کریگا ہمارا بچنا دشوار ہی ہر
قفس سے رونیکی آواز آنے لگی چالاک نے جو ملک کردعا کی اور بکا یک پکار اُٹھا قطعہ

تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک	بر آستان تو دارند میل زر بانے
چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن	کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی

فوراً تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یعنا بیت پروردگار صحرا سے
گرد اُڑی نوبت و نقارے کی آواز آئی سب اُسکی جانب دیکھنے لگے دامن گرد کا شگافتہ ہوا سب نے
دیکھا تین سو علم نشان تین لاکھ سوار کا علمہاے زنگاری کے پھریرون پر تعریف الٰہی نعت رسالت پناہی مرقوم
علمدار علمون کو جلوہ دیتے ہوئے سامنے سے گذرے اسباب ماہی و مراتب گئی ہزار مرکب تازی
و رومی و یمنی و عراقی عمدہ پاکھرین موتیون کی مرکبون پر پڑی ہوئی ہین دو دو سائیس باگ پکڑے ہوئے
سامنے سے گذرے مغرور بھی بحیرت دیکھ رہا ہی رفقا سے کہتا ہی کس رئیس کی سواری آتی ہی
کیا عمدہ لشکر ہی نہین معلوم کون افسر ہی جب یہ سب اسباب تزک سامنے سے گذر گیا سب نے دیکھا مرکب
سیہ چشمی کی پشت پر آفتاب آسمان عربستان زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان
پشت پر بہرام گرد بن خاقان چین خواجہ عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے پشت پر تین لاکھ کا
لشکر بفر فریدونی و بحشمت جمشیدی غبار راہ چہرے پر پڑا ہوا تشریف لاتے ہین امیر کی نگاہ پڑی
کہ دو لشکر آمادۂ حرب و پیکار کھڑے ہین ایک ساحر میدان کارزار مین مبارزطلبی کر رہا ہی کئی لاشین
میدان مین تڑپ رہی ہین صاحبقران نے بلکر خواجہ سے فرمایا دریافت تو کرو یہ کون لوگ
مصروف جنگ و جدل ہین عمرو نے ہرکارون کو اشارہ کیا ہرکارے گئے خبرین لیکر آئے دست بستہ
عرض کی کہ ای شہریار بادشاہ بنگالہ ملکہ حیرت کو قید کیے ہوئے لیے جاتا ہی عقاب ابر سوار نے
اُسکو روکا ہی عقاب بادشاہ پردۂ ظلمات ہی لیکن عجب بات ہی عقاب کے لشکر پر شکست واقع
ہی یہ میدان مین ساحر مغرور کا مبارزطلبی کر رہا ہی سب حال ملازمون نے دریافت کر لیا کئی ساحر
عقاب کے جو مارے گئے ہین طرف سے عقاب کے کوئی نہین نکلتا سُنا ہی کہ بمجبوری عقاب میدان مین
آیا چاہتا ہی لیکن ساحران بنگالہ بہت زبردست ہین اور چالاک بھی قید ہی ملکہ حیرت کا اگر شریک ہو اتھا
عمرو نے کہا اچھا ہوا پاجی قید ہو گیا بھیا عشق مین حیرت کے مرتا ہی مین کہلا بھیجونگا کہ اسکو قتل کر ڈالو
ہرکارون نے عرض کی کہ اُستاد راہ مین بڑے بڑے معرکے پڑے چالاک نے بڑے کام کیے طلسم توڑا
حیرت کو چھڑایا اب پھنس گیا عمرو نے کہا وہ کیون آیا امیر نے فرمایا خواجہ چپ رہو فرزند کے بارے مین
ایسی باتین کہتے ہو مجھکو بہت ناگوار ہوا اُسے بیچارے چالاک کو کیون قید کیا یہ کہکر اشقر کو ٹھکرایا
سب سردار قدمون سے لپٹ گئے عرض کی آقا غلامون کے ہوتے آپکا جانا بہتر نہین امیر نے فرمایا مقدمۂ سحر و
ساحری مین تم لوگ جا کر کیا کروگے عمرو منع کرتا ہی آقا آپ اس مقدمے مین دخل نہ دین اپنی منزل کو
کھوٹا نہ کرین امیر نے فرمایا غیر ممکن ہی حیرت کا خیال مجکو بوجہ ملکہ بہار ہی کل دامن پکڑیگی کہ حضور
نے سُنا ہماری بہن قید رہی اور دخل نہ دیا وہ بھی تو سرکار کی کنیز ہی کیا جواب دونگا سردار خاموش ہوگئے

صاحبقران نے گھوڑے کو ٹھکرایا عمرو کہے جاتا ہے کہ آقا بڑا جھگڑا پڑیگا امیر نے کہا خواجہ جو کچھ ہو مین نہین چاہتا
کہ چالاک وحیرت قید رہین اور مین چلا جاؤن یہ فرما کر نعرہ شیرانہ کیا نعرہ صاحبقران سے زمین تھرائی
طائر درختون سے اُڑے مغرور نے ہمنگ سے کہا دریافت تو کر یہ کون جوان ہے ہمنگ گیا دریافت کرکے
آیا عرض کی اے شہنشاہ یہ جوان قاتل دمامہ وساحر مشمش ہے اس جوان نے نام ساحرون کا پردہ دنیا
سے مٹا دیا حمزہ اسی جوان کا نام ہے مغرور قہقہہ مار کر ہنسا کہا لو اور مزہ دیکھیے کیا خداوند جوگی جیپال
کی قدرت ہے کہ اس جوان کا دامن پنجۂ اجل مین پھنسا یہا تنگ کشان کشان آیا اب کیونکر زندہ بچیگا میلاد
کے سامنے جو صاحبقران پہونچے میلاد نے گولہ مارا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا گولہ باطل ہو کر
زمین پر گرا چالاک تو قفس مین خوشیان کر رہا ہے کہتا ہے کیون ملکہ عالم آپ نے قدرت پروردگار کو دیکھا
صاحبقران آگئے اب میان مغرور کی قضا آئی قبلہ وکعبہ بھی ساتھ ہین اب میان ہمنگ کی گردن لینگے
اگر مین رہا ہوتا تو قبلہ وکعبہ سے حالات اپنی عیاری کے بیان کرتا کہ آپ نے طلسم نہین توڑا مین نے
طلسم شکست کیا حیرت جواب نہین دیتی امیر سحر میلاد کا دفع کرتے ہوئے نیزہ ہلاتے ہوئے
سامنے پہونچے میلاد تلوار کھینچکر جا پڑا الٹی ہاتھ تیغہ سحر کے مارے امیر روک رہے ہین اسم اعظم الٰہی
ورد زبان ہے جب کئی وار اسکے روکے للکار کر اپنے نام کا نعرہ کیا تیغہ عقرب کو نیام انتقام سے
کھینچا آنکھین میلاد کی جھپک گئین برق جہندہ چمکی خبردار کہکر ہاتھ مارا اُسنے اپنے سحر کے زور مین سر کو
چھرے کی پناہ کیا مگر تیغہ عقرب ایسی تلوار دست زبردست صاحبقران عالیوقار سپر کے دو ٹکڑے ہوئے
چاہا میلاد نے اپنے کو بچاؤن تڑپکر نکلجاؤن تیغہ عقرب سلیمانی کاٹ مین لاثانی یا توقبہ سپر چمکی تھی یا زیر
تنگ تلوار نے بوسہ دیا امیر نے نعرہ کیا آواز دی او مغرور اور کسی کو بھیج مغرور نے اشارہ کیا شبدیز تیز رو
مشیران سلطنت سے ہے اژدر آتش فشان اُڑکر سامنے امیر کے آیا وہین سے گولہ مارا ماش کے
دانے جیسے شعلہاے آتش بھڑکے تلوار رین حمزہ پر گرین بسبب اسم اعظم کسی سحر نے تاثیر نہ کی امیر نے
نیزے کو گردش دی تا کمر سینہ پر کینہ شبدیز کا نیزہ مارا مہرہ پشت کو توڑکر نیزہ پار گذرا یہ بھی مصنف کو
خوف رہتا ہے کہ ناظرین کا دل نہ اُٹھے متوجہ عبارت پر رہین چالیس ساحر فردًا فردًا مقابلے مین صاحبقران
کے آئے ہاتھ سے امیر کے واصل جہنم ہوئے شام کو امیر نے مرکب پھیر گیا آواز دی او مغرور اب تو
پردہ شب حائل ہوا تیرا پردہ رہگیا آج کی رات اور چین کرلے مغرور رنجیدہ وکبیدہ پلٹا عقاب نے
اپنے مشیرون سے صلاح کی مین جاکر صاحبقران کا شریک ہو جاؤن جا کر دامن تھام لون عرض کرون
کہ اے شہریار آپ نے میری مدد کی تھی آپ کے ساتھ جانبازی کو موجود ہون مشیرون نے کہا
آپ دخل نہ دین امیر سمجھ لینگے عقاب اپنی جانب پلٹا لیکن کف افسوس ملتا ہے کہ چالاک حیرت بری طرح
ہے اگر امیر حیرت کو رہا کرینگے تو اپنے عیار کو دینگے مین کیا کرون میرا دل نہین مانتا میرے دل کو چھوبان جل رہی ہین نظم

وہی چتون کی خونخواری جو آگے تھی سو اب بھی ہے | تری آنکھون کی بیماری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی نشو ونماے سبزہ ہے گور غریبان پر | ہواے چرخ زنگاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
تعلق ہے وہی تا حال اُن زلفون کے سودے سے | سلاسل کی گرفتاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی سر کا پٹکنا ہے وہی رونا ہے دن بھر کا | وہی راتون کی بیداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی جی کا جلانا ہی پکانا ہی وہی دل کا	وہ اسکی گرم بازاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
جنون کی گرمجوشی ہی وہی دیوانون سے لپٹنے	وہی داغون کی گلکاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
وہی بازار گرمی ہی محبت کی ہنوز آتش	وہ یوسف کی خریداری جو آگے تھی سو اب بھی ہی

افسران فوج نے عرض کی کہ آپ نہ گھبرائین امیر مغرور کو شکست دینگے جنگ مغلوبہ ہوگی حیرت ہی آپ قبضہ کیجیے گا عقاب خاموش ہو گیا لیکن مغرور جو ملبگر اپنی بارگاہ مین آیا اسنے کہا یارو یہ کیا باعث ہی کہ ایسے ایسے ساحر ہاتھ سے امیر کے مارے گئے کسی کے سحر نے تاثیر نہ کی مجکو بڑی حیرت ہی مصاحبون نے عرض کی معلوم ہوتا ہی مسلمان بھی کچھ سحر جانتے ہین ایک رفیق نے کہا سرکار دریافت کرین آپکو معلوم ہو جائیگا یہ سنکر مغرور نے جھولی سے ایک سنہری پتلی نکالی اور کہا کہ ای ہمشبیہ جوگی جیپال مفصل بتلا کیا سبب ہی جو حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا پتلی قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا ای مغرور تو نے اپنی جان پر یہ کیا آفت لی حمزہ عرب سے مقابلہ شروع کیا حمزہ صاحب اسم اعظم محترم و محتشم قاتل ساحران سرکوب کافران اگر تم بھی تمامی سحر کرو گے تو تاثیر نہ کریگا کیا مجال ہی جو حمزہ سے کوئی مقابلہ کر سکے چالیس جادوگر کیا چالیس ہزار جائین تو حمزہ کے ہاتھ سے قتل ہون کوئی سحر ایسا نہین کہ خدے نادیدہ کے نام پر غالب آئے البتہ بعض ساحران نامی اسم اعظم حمزہ بند کرتے ہین وہ تدبیر یہ ہی کہ زبان پر قبضہ کرتے ہین جب زبان مین لکنت ہوگی حرف پورا نہ نکلیگا کبھی تاثیر نہ ہوگی اسکو اسم اعظم کا بند کرنا کہتے ہین اگر تجسے ہو سکے اسم اعظم حمزہ کو بند کر و ملکہ ای مغرور بہتر تو یہ ہی کہ اپنے ملک کو چلا جا یہ وہ شیر دلیر ہی کہ اسنے دمامہ و مشمش کو مار ڈالا گھر کے گھر ساحرونکے ویران کر دیے مغرور نے سر جھکایا سوچنے لگا کہ نہنگ سحر نگاہ اپنی کرسی سے اٹھا اور کہا کیسا اسم اعظم مین ابھی قید کرلاتا ہون آپ قتل کیجیے قید مین مار ڈالیے عمرو کے بھی چونا لگاؤنگا کہان میرے ہاتھ سے بچکر جائیگا ہر چند مغرور نے کہا کہ ای نہنگ خدا وند کچھ سمجھکر فرماتے ہین نکلجانا ہی بہتر ہی مسلمانون سے بگڑی نہ الجھاؤ نہنگ نے کہا حضور دیکھیے مین کیا کرتا ہون یہ کہکر با نہایت عیاری جسم پر آراستہ کیے اسباب سحر جھولی مین ڈال لیا کہا حضور عمرو کس فن مین مجھسے مقابلہ کریگا وہ عیاری کریگا مین سحر کرونگا سحر سے گرفتار کرلونگا میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا مین نے جوگی جیپال کو خواب مین دیکھا تھا خواب مین یہی فرمایا کہ تو عمرو کا قاتل ہی عمرو نے تمام دنیا کے عیار مارے تیرے ہاتھ سے مارا جائیگا اس حکم سے دل میرا مضبوط ہی قدرت فرما چکے ہین سرکار ابلیس خود پرست ہین مہتر زرد درفت کو میرا انجانا تھا مگر عمرو کو جان بچانا مشکل پڑ گیا کہ ایک افسر بول اٹھا مہتر صاحب یہ حال تو آپ نے نہین سنا کہ مہتر زرد درفت کو عمرو نے شہر بدر کر دیا گدھے پر سوار کر کے سارے شہر مین پھرایا عمرو سے سمجھکر مقابلہ کیجیے گا نہنگ نے کہا آپ لوگ اسمین دخل نہ دین یہ کہکر تلاش مین عمرو کی نکلا خیال مین ہی کہ لشکر امیر مین چلون عمرو کی فکر مین پنجہ دیگر اٹھالا دن راہ مین صحرائے سبزہ زار ملا ایک نخل کے سایے مین ٹھہر افراش ماہتاب نے فرش چاندنی صحرا مین بچھا یا ہی جانور آشیانون مین چہک اٹھے ہین جانتے ہین صبح ہو گئی آسمان سے بارش شبنم ہو رہی ہی گلون نے آب شبنم سے منہ دھویا سنبل نے زلفین عنبرین کو درست کیا نرگس شہلا نے آنکھین کھولین سوسن صد زبان سو زبانون سے تعریف باغبان قضا و قدر کر رہی ہی ہر نخل پا بگل سرو چمن کا اکڑنا پپیہے کا پی پی کرنا آواز دینا پی کہان پی کہان اس آواز سے

دل دکھتا ہی کلیجہ منہ کو آتا ہی قلب بھر اتا ہی خود بخود جی گھبراتا ہی نہنگ تماشا دیکھ رہا ہی دل مین یہی خیال ہی کہ عمرو کو گرفتار کر لاؤن عیر ساحر کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی اسی سوچ مین کھڑا تھا کہ کان مین آواز آئی کہ کوئی خوش آواز بصد ناز یہ شعر گا رہا ہی نظم

قوی دماغ رہے بلبل خوش الحان کا
پھرا ہی ہمسے رُخ اُس بادشاہ خوبان کا
اُن ابروون سے اشارہ یہی ہی مژگان کا
ہنسا وہ گل تو یقین ہی چمک گئی بجلی
جگہ ہی دل مین ترے داغ عشق کی خالی
وہ اپنی زلفون مین کھڑا ہین ہی کرتے مین کنگھی
نقاب اُسکے لٹکے کھا یار چہرہ رنگین
جنون کے جوش مین روتا جو ہون مین لوا
سنا ہی اپنا جو دیوانہ اُس صنم نے مجھے
چھڑکنے سے رُخ پُر نور پر ترے ای ماہ

قفس مین بھی ہی وہی چہچہا گلستان کا
کچھ اعتماد نہین ہے مزاج سلطان کا
کمان ہو تو کرے قصد تیر باران کا
لبون کے کھلنے ہی پردہ کھلیگا دندان کا
جو سر فراز کرے تو یہ گھر ہی مہمان کا
خیال جو کبھی آتا ہی مجھ پریشان کا
کبھی تو کھولدے دروازہ اس گلستان کا
ارادہ کرتا ہی طفل اشک طوفان کا
اشارہ رہتا ہی لڑکون کو سنگباران کا
ستارہ بنگیا ہر ایک ذرہ افشان کا

نہنگ نے جو یہ آواز سوز و گداز سنی بیقرار ہو گیا اُس آواز پر چلا سامنے آکر دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین کمسن مگر عاشقون کی صورت زیر نخل بیٹھی ہوئی جنگلا گا رہی ہی تانین اُڑا رہی ہی کبھی ہاتھ مین ایک کاغذ ہی اُسکے بوسے لیتی ہی کبھی کلیجے پر رکھتی ہی کبھی اُٹھنا کبھی بیٹھنا حرکات عاشقانہ نہنگ دیکھکر اُس نازنین کو مر گیا کلیجہ پکڑ لیا لڑکھڑاتا ہوا لہراتا ہوا مست مے محبت حیران و ششدر بیقرار و مضطر قریب پہونچا چاندنی نے جو کھیت کیا ہی عارض انور مثل ماہ فلک چمک رہے ہین نہنگ جاکر سامنے کھڑا ہوا ہاتھ باندھکر عرض کی ای شہنشاہ خوبی و ای رنگ و بوے گل حدیقۂ محبوبی تمہارا کیا نام ہی یا تو وہ نازنین طرف ماہتاب ان کے دیکھ رہی تھی نہنگ کے بولنے سے پلٹی ایک آہ کی چیخ مار کر کہا نظم

بوے تو گر از سازم ہوا را
دہد بال پرواز من خار و خس را
ز داغش چہ آئین کہ در دل بستم
ندانستہ ام کم ز خود ہیچکس را

چو آئینہ در دل گدازم نفس را
بیاد تو گلدستہ بندم نفس را
دو چارم نشد نالہ و گریہ گاہے
چراغان کنم تا گلستان قفس را

شکستن مبادا طلسم قفس را
ز بلبل نہ پروانہ این جذبہ دارد
کہ سازم پریشان دماغ جرس را
اسیر محبت مرا میشناسید

یہ اشعار عبرت آثار پڑھ کے ایک چیخ ماری زمین پر گر کر بیہوش ہو گئی کاغذ ہاتھ سے چھوٹکر زمین پر گرا نہنگ نے جو کاغذ اُٹھا کر دیکھا اپنی تصویر کھینچی ہوئی پائی حیران ہو گیا زمین پر بیٹھا سر اُسکا اُٹھا کر اپنے زانوؤن پر رکھ لیا آنکھون سے آنسو جاری ہوئے اپنی صورت کو دیکھ رہا ہی کلاہ کو درست کرتا جاتا ہی اُس نازنین نے آنکھ کھولی صورت کو دیکھکر ہاتھ بڑھایا نہنگ کے پٹے پکڑ لے ایک طمانچہ گورے ہاتھون سے مارا کہا کیون ظالم یہ خواب ہی کہ بیداری مین زندہ ہون کہ مردہ میرا سر تکیۂ زانوے محبوب میرا دماغ عرش اعلے پہ پہونچا لیکن دل کو یقین کامل نہین ہوتا کہ یہ امر حقیقت مین واقع ہوا یا خواب دیکھ رہی ہون ارے کمبخت

جواب تو دے کلیجے کی دھڑکن موقوف ہو جی چاہتا ہے اُٹھکر گرد پھروں لیکن تجھ ایسے جلاد کے گرد پھرنا سراسر حماقت ہے یہ لات و منات کی قدرت ہے کہ ایسا امر ہوا ایسا نہ ہو کہ یہ صورت زیبا آنکھوں سے چھپ جائے ارے ظالم جواب تو دے نہنگ نے کہا میں غلام ہوں کہا غلام تو اپنی جورو کا ہو گا میرے دل کو تسکین دے کہ میں نے تجکو دیکھا خواب تو نہیں ہے عین بیداری ہے یا ترقی پر بیقراری ہے نہنگ نے کہا اے ملکۂ عالم نہ گھبراؤ میں سامنے بیٹھا ہوں تمہارا تابعدار ہوں ہر طرح ہر برائے خدمتگزاری حاضر ہوں مگر کیوں اے جان جہان و آرام دل مشتاقان میری تصویر تمنے کیونکر پائی کہا یہاں سے راہ دور و دراز پر شہر مہرانیہ ہے وہاں میرا باپ تاجر جلیل بندگان سامری کا کفیل شہنشاہ تاجران مشہور ہے خواجہ رشید لقب صاحب زر کثیر اپنے گھر کا امیر لاکھ دو لاکھ روپیے کی تجارت ہوتی ہے نہیں معلوم وہ صندوقچہ باپ کے پاس کیونکر آیا مجکو یہ کہکر دیا کہ اس صندوقچے میں کھلونے ہیں میں نے لے لیا اُسے کھولا کھلونوں سے بھرا ہوا تھا ایک دن کھیلتے کھیلتے ایک خانہ جو اُسکا کھولا یہ تصویر نکلی میرے ہوش اُڑا دیے دل پر تیر الم پڑا ہاتھ پاؤں میں رعشہ آیا قلب تھرایا ہر چند ضبط کیا نہ ہو سکا آخر خیال گذرا کہ چلکے خود تلاش کرو ماں باپ کو چھوڑا گھر بار برباد ہوا اندھیری رات میں اس تصویر کو لیکر آئی جنگل میں ماری ماری پھرتی ہوں کیوں صاحب یوں ملاقات بدی تھی اپنا گھر ہوتا یا تمہارے مکان پر پہونچتے اب یہ بتلا دو کہ اتنا فراق نہ ہو گا اُس ساعت کو نہیں بھولتی کہ اس تصویر کو دیکھا دمبدم ولولۂ جنون بڑھتا تھا یہاں تک کھینچکر لایا مگر دل نے کیا رہبری کی منزل مقصد پر پہونچایا تجھ ایسے بیوفا سے ملایا نہنگ خوشی سے پھولگیا ہے جی میں کہتا ہے کیا معشوق پریچہرہ ملی کلی آرزو دل کی کھلی کس عیش سے بسر ہوگی معشوق عاشق ہو یہ قدرت سامری و جمشید ہے میں سمجھا بھی تو تھا کہ دشمنان خداوند کو قتل کر دوں اُسکا پھل ملا غنچۂ آرزو کھلا اُس نازنین نے گلے میں ہاتھ ڈالدیے کہا کیوں اے بیمروت دل میں کیا سوچتا ہے میں تجکو نہیں پسند آئی مجھے کسی شے کی ہوس نہیں فقط ایک نظر دیکھ لیا کرو جہاں جا ہو رہو افسوس ہے کہ اس وقت کوئی کنیز و غلام بھی نہیں ایک گلابی ہوتی ہزار ہا روپے دیکر گانا بھی سیکھا سامنے اپنے بیمروت کے کچھ گاتی جلاد کا دل لبھاتی صاحب ایک بات کا خیال اور رکھو کوئی اگر خلاف لفظ نکلے برا نہ ماننا میں اپنے ہوش میں نہیں ہوں نہنگ نے کہا میں ہر طرح تمہاری خوشی کا خواہاں ہوں عمر بھر گردن تابی نہ کرونگا میں ابھی گلابی شراب کی لاتا ہوں میرے بھی دل میں ہوس وصل ہے میں خود تمہارے جمال جہان آرا کو دیکھکر مبہوت ہو گیا ہوں دل سے باتیں کرتا ہوں یہ کہکر بھاگا میخانہ قریب تھا وہاں سے ایک گلابی لی برائے گزک کباب بھی لیتا آیا لاکر سامنے رکھدیے کہا صاحب یہ تو حاضر ہے ایک جام خود پیو اور ایک جام مجکو پلاؤ نازنین نے بتعجیل جام بھر کر کہا کہ کیوں صاحب تم پیوگے کہ ہم پییں نہنگ نے کہا کہ میں تمہارے ہاتھ سے طالب ہوں نازنین نے وہ جام لبوں سے نہنگ کے ملا دیا نہنگ خوشی خوشی اُس جام کو پی گیا دو جام پلائے نہنگ نے کہا صاحب مجھے کوئی آسمان پر لیے جاتا ہے خود بخود دل گھبراتا ہے نازنین نے کہا صاحب اُٹھکر ٹہلو نہنگ اُٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا دھم سے گرا نازنین نے نعرہ کیا نعرہ

عمرو ہوں میں عیار صاحبقران
مرے مکر سے کانپتا ہے جہاں
تراشندۂ ریش کفار ہوں
زمانہ کا مکار و غدار ہوں
مرا تیز رفتار ہو گر قدم

صبا ٹھوکرین کھائے ہر قدم | اُڑادون صبا کے بھی ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون | نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہان گرد طرار ہون

زبان مین اسکی سوزن دیا پشتارہ باندھکر لے بھاگا اپنے لشکر مین خواجہ آئے
چند عیارون سے کہا اسکو مخفی قید کر دیجھا جائیگا ایک مکان مین خواجہ نے لاکر قید کیا چند عیار وہان
مقرر کیے اب سوچے کہ اسی کی شکل بنکر سامنے مغرور کے چلون بن پڑے تو اُسکو پکڑ لاؤن خواجہ عمرو بسواے
ہمنگ سحر نگاہ براے گرفتاری مغرور چلے لشکر مین جو آکر پہونچے جا بجا شاگردون سے ملاقات
ہوئی اُستاد اُستاد کہکے ایک ایک نے پوچھا کہ براے گرفتاری خواجہ گئے تھے کچھ نشان نہ پایا
خواجہ ایک ایک کو جواب دیتے ہوئے کہ مین نے اب پتہ لگایا ہے یہ اقبال شہنشاہی ہے ابکی مرتبہ
جاکر گرفتار کر لاؤنگا میرے ہاتھ سے سار بان زادہ بچ نہین سکتا نسیم نامے ایک شاگرد اِسکا
باتین کرتا ہوا ساتھ چلا کہتا ہوا کہ اُستاد آج مین براے ملاقات شاہور گیا تھا حیرت وغیرہ کا وہ
نگہبان ہے چالاک ملک کر رو رہا تھا تیز رفتار سے کہتا تھا کہ یہ ہماری بدنصیبی کہ قبلہ و کعبہ
تشریف لائے ہین اگر ہم قید سے رہا ہوتے اُنکا ساتھ دیتے کوئی عیاری کرتے ہمکو بدنصیبی نے
گھیرا ہے تیز رفتار نے کہا کہ مہتر صاحب ہم تک اُنکا آنا بہت دشوار ہوا ہے چالاک ہماری تمہاری
رہائی مشکل ہے بلکہ یہ خوف آتا ہے کہ شاید ہمنگ مغرور کو ترغیب دے کہ چالاک وغیرہ کو قتل کر ڈالے
مغرور آمادہ ہو جائے تو عجب نہین اُسکو بھی یہ خوف ہے کہ اگر چالاک چھوٹیگا باپ بیٹے ایک مقام
ہونگے قیامت برپا کرینگے یہ حال سُنکر عمرو گھبرا گیا خیال مین آیا کہ چلنکر چالاک کو رہا کر دین نسیم کو رخصت
کر دیا کہا جاکے لشکر کی حفاظت کرو ہر وقت بازارون مین پھرو اگر وہ ایسا نہ ہو سار بان زادہ آکر کوئی
عیاری کرے بازار صرافان کی زیادہ خبر رکھنا عمرو کا لالچ مشہور ہے نسیم بہت خوب کہکر اُدھر گیا عمرو وقت
در زندانخانہ آیا شاہور نے اُٹھکر پکارا مہتر صاحب کہان جاتے ہو ہمنے سُنا تھا کہ عمرو کو گرفتار کرنیکو
گئے تھے عمرو ٹھہر گیا قریب شاہور کے آیا فرمایا دیکھو بھائی کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھنا ورنہ بدنام ہوگے
آج مین نے کئی مرتبہ دیکھا کہ عمرو عیار بصورت مبدل ہمارے لشکر مین پھر رہا ہے ہمکو تردد ہے
کہ ایسا نہ ہو کوئی عیاری کر بیٹھے جانتے ہو کہ عمرو کی عیاری کے شہرے ہین کہا مہتر صاحب کیا مجال ہے
کہ سار بان زادہ اسی طرف سے نکلسکے مین آٹھ پہر ہوشیار رہتا ہون عمرو نے کہا بھائی تم کیا
پہچان سکتے ہو تمھین کچھ معلوم ہے کہ اسوقت عمرو کہان ہے ابھی مین نے مارکر بھگایا بازار صرافان
مین الگھوری بنا ہوا پیسہ دوکان مانگتا پھرتا تھا فقیر ہے شاہور نے کہا یہان نہین آسکتا اسطرح
کی باتین خواجہ نے شاہور سے شروع کین باتین کرتے کرتے کہا آج سارا دن مجکو عمرو کی فکر مین
گذرا رات کو بھی اسی تردد مین رہا اگر ممکن ہو تو ایک جام شراب کا پلاؤ یا پان بھی تو رکھا ہے تم بڑے
زندہ دل ہو بڑے لطف سے اوقات بسر کرتے ہو یہ کہکے پان چبایا گنگناکے یہ غزل گانا شروع کی نظم

مری آنکھون کے آگے آئیگا کیا جوش مین دریا | ہمیشہ صورت ساحل ہے یان آغوش مین دریا
وہ حد کمظرف ہین جو ایک ساغر مین بہکتے ہین | نہین قطرہ بھی پایا ہنگام نوشانوش مین دریا
نکالا چاہے ای غواص تو جلد اب نکال اسکو | خدا جانے کہ کیا پھونکے صدف کے گوش مین دریا
خموشی اور گویائی مری اک سے بہتر ہے | سکوت مین یہ قطرہ ہے گہر تو جوش مین دریا

سر کجا وے جو روے چشم تر سے گوشہ دامن کا | نہ دیکھا ہو کسی نے ایسا اپنے ہوش مین دریا
کیا جو ضبط گریہ تو کیا دریا کو کوزے مین | کبھی دل کھولکر رویا تو آیا جوش مین دریا
اگر موتی نہ بنتے قطرہ ہاے ابر نیسان سے | تو حلقہ ڈالتا آتش صدف کے گوش مین دریا

شاہور بیقرار ہو گیا کہا مہنر صاحب تمنے دل بیقرار کر دیا خواجہ نے کہا ای شاہور ابھی کتنے کیا سنا ہی
آج تمکو بہت راضی کرینگے شاہور نے خادمون سے اشارہ کیا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی
سامنے رکھین انتظام کرنے لگا چالاک نے وہان تیز رفتار سے کہا ای برادر یہ اشعار جو اسوقت
نہنگ نے گائے طریقہ کانیکا قبلہ وکعبہ کا آنکھون کے نیچے پھر گیا انتظام شراب ہو رہا ہی خادم و
خدمتگار دوڑ دوڑ کر جو گھڑے چنگیرین عطردان پاندان وغیرہ لاکر رکھ رہے ہین کیا عجب ہی کہ قبلہ کعبہ
آگئے ہون ای بہتر والا گھر دل کو نہین گوارا کہ قبلہ وکعبہ آکر رہ جائین ہائے کیا تدبیر کرون کچھ بن نہین
پڑتا کیونکر قفس سے نکلجاؤن تم اس وقت شاہور کو بلاؤ شاید میرا دام اسیر پڑ جائے تو قفس سے
نکلجاؤن تمکو بھی رہا کرونگا تیز رفتار نے شاہور کو آواز دی میان افسر صاحب ذرا یہان
تشریف لائیے مجھے کچھ عرض کرنا ہی شاہور نے کہا ای نہنگ مین ابھی حاضر ہوتا ہون دیکھون
قیدی کیا کہتا ہی عمرو نے کہا قیدیون کے بات کی سماعت نہ کرو کہا مہنر صاحب حقیقت مین قیدیون
کی بات کا بقول آپکے جواب کیا بڑا خیال مجکو حیرت کا رہتا ہی کہ شاید دباؤ پڑے اور راضی ہو جائے
بادشاہ اسکے واسطے بہت بیقرار ہین انتہا یہ کہ اُسکی خواہش مین ملک و مال چھوٹا بیکار کے جھگڑون
مین آکر پھنسے ہمارا ملک بنگالہ وہ مقام ہی کبھی کسی نے آج تک لشکر کشی نہین کی جہان کہین قصد کیا
ہمارے آقا نے کسی ساحر کو بھیجدیا یون ملک مسخر ہوئے یہ ایسی بلا نازل ہوئی کہ اپنا ملک چھوڑا
شاید کسی وجہ سے حیرت راضی ہو جائے عمرو نے کہا اچھا جا کر سن آؤ خواجہ بھی اپنے دل مین
سمجھ گئے ہین کہ چالاک بیقرار ہوگا شاید اُسکا کوئی فقرہ بن پڑے شاہور اندر آیا چالاک نے
کہا میان افسر صاحب مجھے کچھ آپ سے عرض کرنا ہی مطلب کی بات ہی شاید ہماری بھی رہائی ہو
شاہور قریب آیا چالاک نے کہا میرا قفس اُتار لیجیے مجھے گوشے مین لیچلیے ایک بات عرض کرونگا
یہ کہکے اشارہ طرف ملکہ حیرت کے کر دیا شاہور خوش ہو گیا قفس اُتارا ایک گوشے مین لایا چالاک
نے کہا آج تین مرتبہ حیرت نے یہی کہا کہ قید مین مجھپر بڑا صدمہ گذرتا ہی اب مجھسے صدمہ قید کا
نہین اُٹھتا ہی تو مین نے کہا جو شہنشاہ کہتے ہین قبول کیجیے اُسنے یہ جواب دیا کہ ابتو وہ نہین کہتا ہی
مین اپنی طرف سے کیونکر کہون غیرت آتی ہی پھر مین نے دوپہر کو پوچھا کہ ملکہ عالم مین تقریب کرون
معشوقانہ طور سے جواب دیا کہ تمھین اختیار ہی ذرا مجکو باہر نکالیے تو مین مفصل حال کہون
آج مجھسے خوب کھل مل کے باتین ہوئین مین نے بھی اُنکے مزاج کے موافق ہان ہان کر دی
شاہور نے چالاک کو قفس سے نکالا کہا ای چالاک اصل تو یہ ہی کہ سب کا قول یہ ہی کہ چالاک
کو قتل کرو لیکن اگر تمھاری معرفت یہ معاملہ ہو تو مین وعدہ کرتا ہون کہ تمھاری خطا معاف کرا دونگا
لیکن تم عمرو کے شریک نہ ہونا چالاک نے کہا بھلا مجھے عمرو سے کیا کام ہی غروب یہ باخنزیر چلا جاؤنگا
اتفاق سے اِدھر آیا بلا مین پھنسا چالاک قفس کے باہر تو نکل ہی چکا تھا کہا افسر صاحب ایک مونتو نکالا

مجکو حیرت نے دیا ہی اسکو آپ اپنے پاس رہنے دیجیے شاہور نے کہا مین دیکھون چالاک نے موتیونکا مالا کمر سے نکالا کہا دیکھیے کئی لاکھ روپے کا ہی اسکو احتیاط سے رکھیے بلکہ بن پڑے تو یہ مالا شہنشاہ کو دکھایئے گا معشوق کا زیور وہ دیکھکر خوش ہو جاینگے شاہور نے مالا ہاتھ مین لیا موتیون کی آب و تاب دیکھنے لگا تعریف کرتا جاتا ہی کہ ان موتیون کا کیا کہنا گرمی جو ہاتھ کی پہونچی ہوتی سلاخ سے ٹوٹے اُن موتیون سے دھوان نکلا کچھ پانی وغیرہ بھی شریک تھا شاہور بیہوش ہو کر گرا چالاک نے قید اپنی اُتاری شاہور کی زبان مین سوزن دیا گنبد عیاری کا گلے مین ٹھونسا اپنی صورت بنا کر شاہور کو قفس مین بند کیا آپ شاہور کی شکل بنکر لباس جسم پر آراستہ کرنے لگا یہان خواجہ پکار رہے ہین ای برادر شاہور کیا کرتے ہو ہمکو فرصت نہین ملتے بڑی دیر لگائی ہم بھی دربار شاہی مین جانے کو ہین ہمین شاہ سے کچھ عرض کرنا ہی چالاک وہان سے حاضر حاضر کہتا جاتا ہی جب شاہور کو قفس مین بند کر چکا اُسکی صورت بنچکا قفس لٹکا دیا تیز رفتار بھی سمجھا کہ عیاری ہو گئی چالاک ٹہلتا ہوا باہر آیا عمرو کو ایک گھنٹہ تو گذرا لیکن خیال نہین کیا چالاک نے بیٹھتے ہی جام سادہ لبریز کیا گھائی سے بڑا یا بیہوشی کی ملائی خواجہ کو جام دیا خواجہ اس خیال سے پینے لگے کہ جام سادہ ہی اگر مین نہ پیونگا تو اسکو کیونکر پلاؤنگا پیتے ہی جام کے کلیجے مین آگ لگی عمرو حیران تو بہت ہوا مگر سوچا کہ جب گلابی مین بیہوشی ملائی تھی شاید وہ جام حصے مین آگیا جیب مین ہاتھ ڈالکر ایک سوکھا سا کباب نکالا کہا ای شاہور ہم عیار ہین جابجا پھرتے ہین ایک آدھ کباب جیب مین پڑا رہتا ہی اُس کباب نے بیہوشی دفع کی اب تو عمرو نے جام لبریز کیا کہا میان شاہور یہ جام تم پیو مبہوت کرنے کو دو چار اشعار بھی گائے چالاک نے جام لیا فورًا پھینکا جیب مین سے چار پانچ الائچیان نکالین اُسکے دانے چھیلکر نوش کیے عمرو نگاہ ڈالتے ہین آنکھون پر سُرخی نہین معلوم ہوتی حیران کہ ای عمرو یہ کیا معرکہ ہوا گیا بیہوشی نہین پڑی دوسری پڑیا نکالکر گلابی مین ڈالی گنگنا کر یہ اشعار بھی گائے نظم

لب پر اک پردہ نشین کا شکوہ بیداد ہی ۔ میرے نالے ہین اچھوتے پارسا فریاد ہی
ہو چکی رسم اسیری دل نہایت شاد ہی ۔ حلقۂ زنجیر آغوش مبارکباد ہی
بھولتی ہین کب نگاہین چشم جادو خیز کی ۔ ہمکو سامان فراموشی سب اپنا یاد ہی
گھر کہان ویرانیان بستی ہین ہجر یار مین ۔ اب ہمارا خانۂ دولت خراب آباد ہی
وہی صدائے کوس رحلت ضربت شمشیر ہے ۔ خندۂ زخم جگر شور مبارکباد ہی
صورت گل جلوہ گر ہین داغہائے دوستی ۔ کعبۂ دل مین بہار گلشن شداد ہی
لفظ بس سے پاک ہوتی ہی حدیث عاشقی ۔ اپنا افسانہ تو قید ختم سے آزاد ہی
خاکساری مین بھی ہو ممکن اسقدر عالی مزاج ۔ ہم غریبان ہلال اب دامن فریاد ہی
پوچھ لے گر پوچھتا ہی خون عاشق کے مزے ۔ چند ساعت تر زبان خنجر جلاد ہی
غم نہین گر چپ دہان زخم ہین وہ خندہ زن ۔ مین ہون آزردہ بلا سے میرا قاتل شاد ہی
دیکھیے کیونکر گذرتی ہین جفا کی صحبتین ۔ مین اسیر تو ہون نا واقف مرا صیاد ہی
سبزہ رنگان جہان کو روز و شب دیکھو نسیم ۔ دیدے کے قابل بہار گلشن ایجاد ہی

چالاک مسکراتا جاتا ہی عمرو حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی کہ بیہوشی تاثیر نہین کرتی عمرو نے اوکی مرتبہ جام مین
بیہوشی ملائی کہا میان شاہ ہو رہے جام نوش کرو چالاک نے کہا لائیے ہم تو میان نہنگ آپنے ایسے
تمھارے بہت خوش ہوئے یہ کہکے جام پہنکیا آنکھ بچا کر پھول سونگھے آنکھین صاف تھین اب تو عمرو نے
جھلا کر ہاتھ پکڑ لیا کہا سچ بتا تو کون ہی چالاک نے ہنسکر کہا پہلے اپنا نام بتائیے تو مین بھی بتاؤن عمرو
نے چپکے سے کہا منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری یعنے عمرو نامدار قاتل کفار چالاک نے کہا
جبرت کو رہا کیجیے عمرو نے جھڑکی دیکر کہا مین جبرت کو رہا نہ کرونگا بلکہ قید کرکے خدمت مین حمزہ
کی لیجاؤنگا چالاک نے کہا کیا وجہ عمرو نے کہا مین تجکو چھڑانے آیا تھا بس اب خادمون کو مارکر
نکل چلو ہمین قیدیون سے کیا کام چالاک نے کہا مجھے خوف خدا ہی اُسکا جاہ و جلال یاد آتا ہے
افراسیاب کے زمانے مین کوئی جبرت کو سلام نہ کرنے پاتا تھا نام سے انکے قلب تھراتا تھا وہ آج
مصیبت مین ہی کہ ہر کس و ناکس دعوی عشق کرے خواجہ نے کہا مین تو جاتا ہون جاگے شاہ کی
گردن کٹے ن تم جاؤ اور یہ خدمتگار وغیرہ چالاک نے منھ پھلا کر کہا بسم اللہ جائیے مجھے کیا ضرورت
ہی خواجہ عمرو تو چلے گئے طرف دربار مغرور کے یہ بھی خیال ہی کہ اگر مغرور کو پکڑ لیا تو لڑائی کا خاتمہ ہی
چالاک نے یہان سب خدمتگارون کو شراب پلائی بیہوش کرکے سب کے سر کاٹے اندر قید جانے
کے آیا پہلے زبان سے جبرت کی سوزن لیا ہاتھ باندھکر عرض کی اپنے جانباز کی جانبازی خیال
مین رہے جبرت نے مسکرا کر منھ پھیر لیا جواب بھی نہ دیا چالاک نے ٹھہر کر تیز نگ کی زبان
سے سوزن لیا یہ بھی قفس توڑ کر نکلی نعمان جادو کو بھی رہا کیا تیز رفتار کو بھی نکالا تیز رفتار
بصدق مسلمان ہوا کہا حضرت صاحب اب ساتھ تمھارے رہونگا یہان تو چالاک سب کو رہا کر رہا ہی
خواجہ گھبرائے ہوئے بارگاہ مین پہونچے مغرور بیقرار اشکبار سر جھکائے بیٹھا ہی وزرا امرا
سمجھا رہے ہین کہ ای شہنشاہ نہ گھبرائیے مغرور کہتا ہی یارو مین کیا کرون میرا دل کسی طرح
نہین مانتا مثال مرغ لبسمل تپان ہی ہر چند چاہتا ہون ضبط کرون نہین ہو سکتا اب تو یہ کیفیت ہی نظم

کیا مرتے دم کے لطف مین پنہان ستم نہ تھا ۔ وہ دیکھتے تھے سانس کو اور مجھ مین دم نہ تھا
بیخود تھے غش تھے محو تھے دنیا کا غم نہ تھا ۔ جینا وصال مین بھی تو مرنے سے کم نہ تھا
شاہد کہ دست غیر رہا رات شانہ کش ۔ اُس زلف تابدادہ مین کچھ آج خم نہ تھا
جوش قلق نے اُسکو بھی دیوانہ کر دیا ۔ پہلے تو ورنہ طبع تحمل مین رم نہ تھا
کیون جور متصل سے ترے غیر کھنچ گئے ۔ بن کیا حریف کشمکش دمبدم نہ تھا
مین مر گیا وہ چشم جو یاد آئی اور یار ۔ حیران ہین کہ مے بھی پیالے مین سم نہ تھا
چھوڑا نہ دل مین کچھ بھی تپ ہجر نے کہ رات ۔ روتے تھے زار زار اور آنکھو مین نم نہ تھا
دربان کو آنے دیتے پہ میرے نہ تھے قتل ۔ ورنہ کہینگے سب کہ یہ کوچہ حرم نہ تھا
مومن چلا گیا تو چلا جائے اے بتو ۔ آخر قدیم خادم بیت الصنم نہ تھا

آنکھون سے آنسو مغرور کے بہ رہے ہین ہچکی لگی ہوئی کہ اگر نہنگ نے سلام کیا مغرور نے پوچھا
کہ ای نہنگ کہا سے آتے ہو عمرو نے کہا کہ حضور ایک مژدہ لیکر آیا ہون دیکھیے انجام بخیر ہو

آہوے وحشی کو رام کیا مغرور اٹھکھڑا ہوا خواجہ اُسکو ساتھ لیے ہوئے تنہائی مین آئے کہا حضور ملکہ
حیرت راضی ہوئی ہین اقرار نامہ مانگتی ہین کہ ہوشربا پر قبضہ ہو اور سر قاتل افراسیاب ملے
مغرور نے کہا ای نہنگ مین جان و دل سے اس اقرار پر قایم ہون اب جا کر قفس میرے سامنے
لا مین ابھی اقرار نامہ لکھدون عمرو نے باتین کرتے کرتے گلابی کھینچلی کہا حضور چہرے پر کسی قدر
اداسی ہی ایک جام نوش کیجیے کہ طبیعت بحال ہو یہ کہکر جام مین بیہوشی ملائی جام مغرور کو دیا جام
مغرور نے ہاتھ مین لیا چاہا کہ پیون پہلو سے آواز آئی ای شہنشاہ جام نہ پینا یہ عمرو عیار ہی
جانے نہ پائے مغرور طرف پتلی کے پلٹا عمرو نے تاج مغرور کا لیا جست کرکے گلیم اوڑھی مغرور
نے دیکھا سنہری پتلی چلی آتی ہی کہتی ہوئی ای شہنشاہ آپ نے ساربان زادے کو نہ زد کا مغرور
نے کہا دہ تو برق جہندہ ہی پتلی نے کہا قید خانے کی خبر لیجیے وہان بھی کچھ انقلاب ہوا میرے کان مین
آواز آئی تھی یہ بھی عرض کرتی ہون کہ حیرت رہا ہو گئی یہ سنکر مغرور دوڑا غل مچاتا ہوا یارو لینا میرے
نہنگ عیار پر کچھ افتاد پڑی عمرو اُسکی شکل پر مجکو بیہوش کرنے آیا تھا روح جوگی جیبال نے مدد کی
لیکن ساربان زادہ نکل گیا نہین معلوم نہنگ کہان ہی افسران فوج یہ آواز سنکر دوڑے جب قریب
قیدخانے کے مغرور آیا چالاک سب کو قیدخانے سے لیکر نکلا ہی حیرت سے کہ رہا ہی کہ آپکا لشکر تو پراگندہ ہوا
اب لشکر امیر مین چلیے امیر بسبب بہار کے آپکی بڑی خاطر کرینگے قبلہ و کعبہ مغرور کو پکڑنے گئے ہین
حیرت کہتی ہی مین لشکر امیر مین نہ جاؤنگی مجھے امیر سے حجاب ہوگا ایک دن وہ تھا کہ امیر نے مجھے سمجھایا
میرے ذہن مین نہ آیا اب مین آپ سے جاؤن کیسا امر خلاف ہی چالاک کہتا ہی امیر کو برائے استقبال
لاؤنگا کہ مغرور کا نعرہ ہوا خبردار ای قیدیان بلا کہان جاتے ہو چالاک اور تیز رفتار کود کود
کر بھاگے حیرت و نیرنگ وغیرہ سحر کرنے لگین لشکر مغرور نے چہار جانب گھیرا سحر چلنے لگا صبح کا وقت
ہی امیر بارگاہ سے نکلے ہین کہ دیکھا عمرو بھاگا ہوا آیا کہا ای شہریار جلد سوار ہوجیے آپ
جانتے ہین کہ چالاک بڑا متفنی ہی حیرت کو رہا کیا مغرور کو خبر ہوگئی دیکھیے وہ سحر چل رہا ہی دیکھیے
نہنگ کو مین نے قید کیا امیر تو پشت مرکب پر سوار ہوکر طرف لشکر مغرور کے چلے ہرکارون نے
بہرام کو خبر دی بہرام فوج لیکر پہونچا امیر اُسوقت پہونچے کہ حیرت مجمع ساحرانمین گھری ہی لیکن
مثل برق چمک رہی ہی نیرنگ و نعمان بھی بلا کے سحر کر رہی ہین دونون طرف حیرت کے جانثار
ہین یہ سب کا قول ہی کہ دار کی نکل چلیے یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی حیرت نے یہی ارادہ کیا ہی
کہ زمین تھرائی نعرہ صاحبقران کی آواز آئی پلٹکر حیرت نے دیکھا آفتاب عالمتاب آسمان عرب زمین
بصد شوکت و شان لڑتے ہوئے آتے ہین حیرت نے جھککر سلام کیا صاحبقران نے بخلق فرمایا
کہ ای ملکہ عالم مین نے خاص تمھارے ہی واسطے کوشش کی حیرت نے کچھ جواب نہ دیا امیر شمشیر بازی
کرنے لگے اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین جہان زیادہ بلوہ ہوتا ہی اُسی جانب کا قصد ہی لیکن حیرت
نے جو دیکھا کہ اب لشکرون نے یہ ارادہ کیا کہ صاحبقران کو گھیر کر پکڑ لین حیرت بیس ہزار
ساحرون کو ساتھ لیکر الگ ہوئی صاحبقران لڑتے بھڑتے سامنے مغرور کے پہونچے مغرور نے سحر کرنا
شروع کیا کیسے کیسے گولے مارے آگ برسائی زمین تھرائی تلوارین برسائین خنجر گرائے صاحبقران پر

تاثیر نہ ہوئی بلکہ لشکر مغرور کا تباہ ہوا کئی ہزار ساحر جلکر رہگئے کچھ تلوار سے مارے گئے مغرور نہایت شرمندہ
ہوا غصے مین تلوار کھینچکر صاحبقران پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے اسم اعظم پڑھکر تلوار کو تلوار پر
رو کا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا مغرور نے سپر سحر کو سامنے کیا سحر
کیون نہ کٹے کیا سنف فراق عاشقان تھی تیغہ عقرب نا وابرو مغرور کے پہونچا مغرور نے اپنے کو
گینڈے سے گرا دیا گینڈا ابھی مغرور کا مارا گیا ہا کیان فوج دوڑ پڑے مغرور کو اُٹھا کر ہوادار
پر ڈالا افسران فوج کھڑے سحر کر رہے ہین لڑائی مین مصروف ہنگامہ گیرودار بلند ہے حیرت نے اُس
جنگ مین بیس ہزار ساحرون کو اپنے ساتھ لیا کچھ بارگاہ مین بھی لدوا کر اپنے ساتھ لین ملازمان مغرور نے
دیکھا کہ افسر ہمارا بیہوش ہوا صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے ہین اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا مجبور
ہو کر طبل بازگشت بجوا دیا صاحبقران اپنے لشکر کو لیکر پلٹے حیرت بیس ہزار ساحرون کو اپنے ساتھ لیکر
ایک طرف صحرا مین آگر اُتری لغمان نے بارگاہ آراستہ کرائی شیر رنگ مصروف اہتمام عقاب ابرسوا
یہ ہنگامہ دیکھکر ایک طرف یہ بھی اُترا ہوا ہے اس معرکہ مین شریک نہین ہوا حیرت کے رہا ہونے سے
بہت خوش ہوا جب حیرت صحرا مین آکر اُتری اُسنے دور سے سلام کیا ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا
اور یہ پکار کر عرض کی مین وہی غلام قدیم ہون ہر چند کہ دردمند ہون مگر آپ کی محبت کا پابند ہون نظم

قابو مین نہین ہے دل کم حوصلہ اپنا
پھر شیخ و برہمن مین ہے کیون غلغلہ اپنا
اُلجھاتے ہی اغیار نکل آتے ہین باہر
سو آپ ہی پامال کیا قافلہ اپنا
زندہ نہ ہوا ہائے دل مردہ اگرچہ
حیران ہین کہ یہ چرخ ہے یا آبلہ اپنا

اس جور پہ چپ کہتے ہین تجھسے گلہ اپنا
تھا روز نخستین غم شبہائے دراز آہ
زنجیر در یار ہے یا سلسلہ اپنا
اس حال کو پہونچے ترے قصے سے کہ اب ہم
تھا شور قیامت سے فزون ولولہ اپنا
انصاف کے خواہان ہین نہین طالب رحم

لبیک حرم ہم ہین نہ ناقوس کلیسا
طفلی سے ہے اختر شمری مشغلہ اپنا
تھے دشت مین ہمراہ مرے آبلہ چند
راضی ہین گر اعدا بھی کرین فیصلہ اپنا
صورت وہی ظلمت وہی گردش وہی گیسی
تحسین سخن فہم ہے مومن صلہ اپنا

حیرت نے کچھ جواب بھی نہ دیا عقاب نے ٹھہر ٹھہر کر کئی مرتبہ عرض کی کہ مین تباہ و برباد ہوا وطن چھوٹا
ان جفاؤن مین پھنسا اُن وعدون پر قایم ہون ہوشربا پر لڑ بھڑ کر جان دونگا مگر آپ کا قبضہ کرا دونگا قاتلان
افراسیاب کو چین نہین لینے دونگا حیرت نے لغمان سے اشارہ کیا اسکو جواب دو کہ تو قاتلان
افراسیاب کو کیا قتل کریگا قاتل افراسیاب کے بزرگون نے میری مدد کی ابتک مغرور نے ہمکو مٹا دیا تھا
کنیزون نے بڑھکر جواب دیا ملکہ داخل بارگاہ ہوئین عقاب اپنی بارگاہ مین آیا یہ بھی اسنے خبر سنی کہ
تیز رفتار نے رہائی پائی حیران ہے کہ ہمارے پاس آیا یہان چالاک و تیز رفتار بصورت مبدل داخل لشکر
ملکہ حیرت ہین چالاک ملاقات صاحبقران کو نہ گیا لشکر مین حیرت کے آکر اُترا لیکن مغرور کو جو لیکر
ساحر اسکے ملئے بارگاہ مین آکر زخمہ وزنی کی جب اسکو ہوش آیا افسرون سے کہا مجکو کیون اُٹھا لائے
مین حمزہ کو جلا کر خاک تمام کرتا افسرون نے کہا حضور حمزہ پہ سحر تاثیر نہین کرتا سرکار اُنکے ہاتھ سے
زخمی ہوئے گینڈا مارا گیا اگر ہم لوگ نہ پہونچتے نہین معلوم سرکار کا کیا حال ہوتا مغرور نے کہا یارو
میرے شرف سے آگاہ نہین ہو روح خداوند جوگی جیپال ہر وقت میری مددگار اور رہبر حال مین
کفیل ہے کیا کسی کی جرأت و لیاقت ہے کہ مجھ ایسے ساحر زبردست کو قتل کر سکے وہی سنہری تیلی آکر بچاتی

ساربان زادے نے غضب کیا سحر نگاہ کو گرفتار کر لیگیا مین ابھی عمرو کو بلاتا ہون دیکھو یارو یہ حملہ یادگار رہجائیگا کہ عمرو خود ہی آوے اور سحر نگاہ کو ساتھ لاوے مغرور کے سر پر مرہم کی پٹی چڑھی ہوئی ہو فراق حیرت مین بفراست محو محبت جھومتا ہوا ایک خیمے مین آیا بچہ خوک ذبح کیا اُسکا خون لیکر چہرے پر ملا اُسی خون سے چوکا دیا وہ بچہ خوک سامنے پڑا ہی چوکے مین بیٹھکر منتر جنتر پڑھنے لگا ہر مرتبہ آواز دیتا ہی یا خداوند جوگی جیپال میری مدد کیجیے ساربان زادہ آئے سحر نگاہ کو ساتھ لائے لیکا یک وہ بچہ خوک جو سامنے پڑا تھا سر اُسکا جسم سے ملا تڑپکر اُٹھا سامنے مغرور کے ٹہلنے لگا مثل انسان کے آواز دی اے شہنشاہ کیا حکم ہی کہا جلد جا عمرو کو لا تو مگر مع سحر نگاہ آنا یہ کہکر اپنی انگلی کو چاک کیا قطرہ خون کا سمت مین بچہ خوک کے دیا بچہ خوک ایک طائر بنکر اُڑگیا یہان خواجہ عمرو دربار مین صاحبقران کے بیٹھے ہین باتین کر رہے ہین صاحبقران فرما رہے ہین خواجہ تمنے سحر نگاہ کو قید کیا ہی اُسکو بلا کر دربار سمجھو شاید مسلمان ہو خواجہ کہ رہے ہین کہ بلاتا ہون کہ سامنے بارگاہ کے ایک طائر آکر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا تھا

اشعار

تونے شہباز نگہ کو جو ادھر چھوڑ دیا
مین نے گھر ڈھونڈھ نکالا تو وہ گھر چھوڑ دیا
آگیا کچھ بھی زبان پہ اثر زہر فراق
مین نے گو گلیۂ دربان سے یہ در چھوڑ دیا
ذبح کر ڈالو نگا گر بکی تو بولا شب وصل
حسن نے کاہ کو شعلے یہ مگر چھوڑ دیا
قتل کرتا رہا اغیار کو قاتل ناسخ

ہمنے بھی طائر دل باندھکے پر چھوڑ دیا
قفس تن مین رہیگا نہ مرا طائر روح
غنچے چٹکنے ہی مرا خون جگر چھوڑ دیا
اثر زہد و قناعت نے بنایا اخگر
مین نے سو بار تجھے مرغ سحر چھوڑ دیا
تونے جس روز سے قاتل مرے کوچے کا
نہ کوئی ہاتھ سر وہی گا ادھر چھوڑ دیا

اُس ستمگر کو یہانتک تو مرے ساتھ ہی ضد
دام کاکل سے مجھے تونے اگر چھوڑ دیا
سایہ یسان اب پس دیوار گرونگا جاکر
ہاتھ مین لیتے ہی بس مین نے تو زر چھوڑ دیا
خط نکلتے ہی ہوا اور سبھو کا چہرہ
بوالہوس نے ترے کوچے کا گذر چھوڑ دیا
یہ آواز جو کان مین عمرو کے

پہونچی چہرہ سرخ ہوا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا اپنے مقام سے چپکے اُٹھے صاحبقران نے فرمایا خواجہ تم کہان جاتے ہو عرض کی حاضر ہوتا ہون یہ کہکر عمرو باہر نکلا جس خیمے مین سحر نگاہ قید تھا بارہ عیار بطور نگہبانی بیٹھے تھے عمرو کو دیکھکر سب نے سلام کیا عمرو نے کہا ذرا بازار بزازان کی خبر لو ایسا نہو کچھ عیار آئے ہون مین یہان بیٹھا ہون وہ عیار اُٹھکر طرف بازار بزازان کے گئے جب وہ جا چکے تو عمرو اندر خیمے کے آیا سحر نگاہ سر زنجیر پہ سر خم کیے بیٹھا تھا عمرو نے کہا مہتر صاحب چلو تمکو شہنشاہ نے بلایا ہی سحر نگاہ نے دیکھا کہ چہرہ عمرو کا سرخ ہو رہا ہی سمجھ گیا کہ ہمارے شہنشاہ کے سحر نے دیوانہ کیا ہی اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکالو عمرو نے زبان سے سحر نگاہ کے سوزن نکالا سحر نگاہ نے قید اپنے جسم کی دور کی عمرو نے سحر نگاہ کا ہاتھ پکڑ لیا کہا برادر مین تمسے بہت شرمندہ ہون مین نے تمکو ناحق قید کیا تم شہنشاہ کے عیار ہو معاف کرنا سحر نگاہ تو خود عیار ہی کہا خواجہ جو گذرا وہ گذرا اب چلو شہنشاہ نے یاد فرمایا ہی عمرو سحر نگاہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے کھل کھلکر باتین کرتا ہوا لشکر سے نکلا کوئی پاؤ کوس راستہ طے کیا تھا کہ ادھر سے ملپٹا ہوا برق فرنگی آتا تھا لیکن بصورت اصلی تھا دیکھا اُستاد سحر نگاہ سے باتین کرتے ہوے جاتے ہین جی مین کہتا ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی شاید سحر نگاہ مطیع اسلام ہو گیا استاد کا تابع ہوا ایسے ایسے خیال کرکے سامنے آیا جھک کر سلام کیا

کہا اُستاد کہاں تشریف لیچلیے عمرو نے برق کا ہاتھ پکڑ لیا کہا بیٹا برق حمزہ کی دوستی مین کیا نفع ہی مگر
مغرور بادشاہ بنگالہ ساحر زبردست ہی ہمتو اُسکے پاس جاتے ہین رات کو حمزہ کو پکڑ لیجائینگے جیرت کو
بھی گرفتار کر لیجائینگے وہ ہمسے راضی رہا تو امیر کر لیگا برق یہ باتین سنکر گھبرایا یہ تو سمجھ گیا کہ استاد سحر مین
مبتلا ہین سحر نگاہ کو ساتھ لیے ہوے جاتے ہین سوچا کہ اگر خلاف کہونگا اور زیادہ خرابی ہوگی کہا استاد
بجا ارشاد فرماتے ہین حضور نے مجھکو انگریز سے مسلمان کیا مرزوق شاہ فرنگی سے چھڑایا لذت دین
اسلام سے آگاہ ہوا اب حضور بجا ارشاد فرماتے ہین کہ حمزہ کی رفاقت مین کوئی مزا نہین اگر آپ وہان
جاتے ہین مجھکو بھی ساتھ لیچلیے مین لشکر مین حمزہ کے رہکر کیا کرونگا حضور کے ساتھ چلونگا عمرو نے
کہا بیٹا چلو برق نے کہا استاد اس درہ کوہ مین میرا اسباب رکھا ہی وہ تو اُٹھا لون بلکہ آپ اُسکو لیکر زنبیل
مین رکھ لیجیے سحر نگاہ سے کہا مہتر صاحب ہمکو بھی ساتھ لیچلیے ہمارا توسل اُستاد سے ہی جہان استاد
رہینگے وہان ہم بھی رہینگے کل جا کر جالاک کا سر کاٹ لائینگے جیرت کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی اب تو
سحر نگاہ بہت خوش ہو جی مین کہتا ہی کہ شہنشاہ نے ہمارے کیا سحر کیا عمرو ایسا گرگ باران دیدہ کیسا
مبہوت ہی برق اسطرح کی باتین کرکے درے مین کوہ کے دونون کو لایا کچھ مال اُٹھا کے عمرو کے سامنے
رکھا کہا اُسکو اُستاد زنبیل مین رکھ لیجیے خواجہ عمرو خوشی خوشی زنبیل مین رکھتے جاتے ہین برق نے بتعجیل تھوڑا
شربت تیار کیا ایک پیالہ سامنے سحر نگاہ کے پیش کیا کہا مہتر صاحب دھوپ مین چلے آئے ہو یہ
شربت تو پیلو سحر نگاہ شربت پیگیا دوسرا جام برق نے خواجہ کو دیا کہا اُستاد آپ بھی نوش فرمائیے
عمرو نے بھی جام پیا دونون کا جام پینا کہ دونون گھبرا کر اُٹھتے اُٹھتے ہی بیہوش ہوے برق نے
سحر نگاہ کی زبان مین سوزن دیا خواجہ کے دماغ پر بھی بیہوشی کی چڑھائی دونون کو چھپا کر درہ کوہ
سے نکلا اب برق وہان سے ایک ساحر کی شکل بنکر ٹہلتا ہوا لشکر مغرور مین آیا دیکھا بارگاہ اسکی استاد
ہی ساحرانہ رچاتے ہین برق بارگاہ مین آیا مغرور تخت پر بیٹھا ہی کہ دیکھا آسمان پر فراٹا ہوا وہ طائر بلبکر
آیا زمزمہ سرائی کرنے لگا مغرور نے کہا او بیچارا زمزمہ سرائی کیا کرتا ہی عمرو و سحر نگاہ کہان ہین عرض کی
حضور دونون حاضر ہوتے ہین برق سن رہا ہی طائر پھر زمزمہ سرائی کرنے لگا سامنے مغرور کے
بیٹھا ہی مغرور کہتا ہی ارے کیون دیر ہوئی طائر عرض کرتا ہی لشکر سے چل چکے ہین حاضر خدمت ہوا
چاہتے ہین برق گھبرا کر نکلا صحرا مین آیا دو گنوار جاتے تھے برق نے جھپٹکر دونون کو بیہوش کیا ایک
کو بصورت عمرو بنایا ایک کو بصورت سحر نگاہ بنا کر تیار کیا اب دونون گنوارون کو ہوشیار کیا آپ
بصورت ملک الموت بنا دونون کے سامنے آیا دونون گنوار کانپنے لگے کہا ارے کمبختو کیون
کانپتے ہو سامری و جمشید نے تمکو بڑے مرتبے دیے ایک کو عمرو بنایا ایک کو سحر نگاہ عیار شہنشاہ
بنگالہ قرار دیا یہ کہکر دونون کو آئینہ دکھایا ایک نے اپنے کو بصورت عمرو پایا ایک نے اپنے کو
بصورت سحر نگاہ لباس بھی برق نے عمدہ پہنا دیے تھے کسی خال و خط مین فرق نہین رکھا
دونون گنوار قہقہہ مار کر ہنسے کہا گستیان تمنے ہمکو بڑا مرتبہ دیا برق نے کہا تم خوشی خوشی بارگاہ
مغرور مین جاؤ جو بصورت سحر نگاہ ہی پشت پہ مغرور نے مگس پرائی کرے لاکھون روپیے ملینگے
بادشاہ وزیر اپنا کرلیگا جسکو عمرو بنایا تھا اُس سے کہا کہ تو جاتے ہی نعرہ کرنا منم مہر سپہر عیار ری

مین وہ عمرو ہون کہ ساحرون کو جوتیان مارتا ہون لقا کی ریش تراشی کی سامری و جمشید کے چونا
لگایا جب مغرور خفا ہوا اُسکی خفگی سے نہ ڈرنا وہ تمکو دار پر کھنچوایا جلاد کو حکم دے کہ قتل کرو سر جھکا دینا
جسوقت جلاد ہاتھ ماریگا یا دار پر کھینچے جاؤگے اُسوقت سامری و جمشید آئینگے تمکو بادشاہ
بنائینگے اُسکے سر پہ تلوار پڑیگی تم کوچ کرکے شہر بنگالہ چلے جانا عمر بھر کی سلطنت ہی اب تمھارے
واسطے سامان شوکت و لیاقت ہی اُتنکے مردانہ وار کلام کرنا کسی بات سے خائف نہونا مین غائب
موجود رہونگا فوراً تمکو تخت پر بٹھاؤنگا لیکن ای سحر نگاہ تم پشت پر بادشاہ کے حاضر رہنا شاید
اگر موقع آئے اور وہ بیجا پوچھے کہ تم کون ہو یہ کہے جانا مین سحر نگاہ جب عمرو بادشاہ بنگالہ ہوگا
تمکو سلطنت کا نوروز دیس ملیگی دونون بھائی ملجل کر سلطنت کرنا محلات مین جانا بیبیان شاہ کی
اُٹھینگی تمکو اپنے پاس سلائینگی راتون کو مزے اُڑانا دن کو سلطنت رات کو یہ راحت ہم بھی ملاقات کو
کبھی آئینگے ہمکو نہ بھولنا دونون گنوار جھومنے لگے برق نے کہا جلد جاؤ اب دیر نہ کرو وہ دونون
گنوار پھولے ہوئے دوڑتے ہوئے چلے برق بصورت مبدل کنارے ہوگیا جیسے یہ دونون
لشکر مین داخل ہوئے ظاہر ہوا عمرو و سحر نگاہ آتے ہین ہرکارون نے بڑھکر مغرور کو خبر دی کہ حضور
دونون آپہونچے کس جوش و خروش مین آتے ہین طائر نے زمزمہ سرائی کرکے آواز دی کہ ای شہنشاہ آپنے
غلام کی جانبازی کو ملاحظہ کیا جب عمرو بارگاہ حمزہ سے نکل چکا سحر نگاہ کو رہا کیا تب غلام یہان آیا
سب اپنے شعبدے تمام کیے یہ ذکر تھا کہ عمرو و سحر نگاہ نقلی اندر آئے گنوار نے تنکے سلامی مغرور
کے نذر کیا او مغرور بیجا منم عمرو عیار قاتل کفار ریش تراشندہ لقا بے مکار تو کیا بیجا ہی سحر نگاہ تو
پشت پر آکے رومال ہلانے لگا مغرور نے کہا او عمرو اب کہہ کیا حال کرون عمرو نقلی نے کہا کہ تیری
کیا مجال ہی مین سلطنت بنگالہ کرونگا تیری جورو کے پاس سوؤنگا تیری بہن کو بھی پھانس لونگا تو جہنم
مین جائیگا میرے واسطے تاج و تخت ہی مغرور سمجھا کہ عمرو سحر مین مبہوت ہو رہا ہی ایسی واہیات
باتین کرتا ہی آواز دی کہ جلد جلاد کو بلاؤ برق ایک گوشے مین کھڑا دیکھ رہا ہی جلاد کا جو مغرور نے
نام لیا عمرو نقلی نے کہا ابے جلاد کو بلا تیرا سر کٹے مین سلطنت کرون مغرور ہنس رہا ہی سحر نگاہ
نقلی مونچھون پر تاؤ پھیر رہے ہین کہ جلاد آیا عمرو نقلی کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا عمرو نے جلاد سے کہا ابے
ہاتھ کیون تھامتا ہی تلوار سر پر لگا دیکھنا کیسا کنکا سامری و جمشید کے صدقے ہوجاؤن مغرور
نے کہا قدرت خداوند جو کی جیبال دیکھو یارو عمرو کا کیا حال ہی طائر کو چمکار رہا ہی کہتا جاتا ہی کہ ای
شعبدہ مین خوب مبہوت کیا عمرو اپنے ہوش مین نہین ہی جلاد نے کوٹلے کا خط بھی گردن پر نہ کھینچا
شالنگ لگا کے ہاتھ تلوار کا مارا سر کٹکر عمرو کا گرا طائر نے ایک چیخ ماری زمزمہ سرائی بھولا
منھ سے شعلہ ہائے آتش نکلے جلکر خاک ہوا مغرور نے کہا سر و لاشہ عمرو کا جنگل مین پھینکدو
کوے کتے اسکی لاش کو کھائین بڑے بڑے ساحرون کے خون اسکی گردن پر تھے آج
زمانہ پاک ہوا سحر نگاہ نقلی نے دیکھا عمرو مارا گیا مین ابھی تک تخت نشین نہین ہوا رومال ہلاتے
ہلاتے مغرور سے کہا ابے تخت پر سے اُتر میان ملک الموت یہی کہہ گئے تھے مغرور نے
کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی سحر نگاہ نقلی نے ہنسکر کہا تو دیوانہ تیرا باپ دیوانہ کا نوروز دیس تو بڑی دور ہی

معلوم ہوتا ہی بھائی صاحب کا نور ودیس گئے وہ تو وہان تخت پر بیٹھے ہم ابھی سلطنت کو لینگے زیادہ
بولیگا تو بہت پچھتائیگا مغرور نے کہا اے وزیران سلطنت مین نے عمرو پر سحر کیا تھا میرے عیار کو کیا
ہو گیا یہ کیا بیہودہ بکتا ہی وزیرون نے کہا میان نہنگ کسطرح کے کلام کرتے ہو بادشاہ نے تمھارے
واسطے یہ جفا اٹھائی ایسا سحر کیا کہ عمرو یہان تمکو لیکر خود دوڑا ہوا آیا ورنہ تمکو رہائی ممکن نہو تی ایسی بلا مین
مبتلا تھے نہنگ نے کہا کیا بیہودہ بکتے ہو مجھکو حکم سامری و جمشید کا ہو چکا ہی سلطنت کا نوروز میں
ملیگی وہان تو میرا جانا ہی گیا مین یہان تخت پر بیٹھون تم لوگ تکرار کیون کرتے ہو اے مغرور زیادہ غرور نہ کر
جب تو مغرور نے حکم کیا اس عیار کو جوتیان مارو یہ بدولت کی برابری کرتا ہی تخت پر بیٹھنے کو مرتا ہی
مصاحبون نے پکڑا میان نہنگ پر مار پڑنے لگی پکارتا ہی میان ملک الموت دوڑو آپ کے حکم
کے برابر خلاف ہوتا ہی یہ گنہگار آپ کا ملک گر روتا ہی آپ نے بادشاہت دی یہ سلطنت نہین دیتے
بھائی تو میرا چین کر رہا ہی مین یہان مصیبت مین پڑا ہون جب تو مصاحبون نے کہا اے نہنگ کیا بیہودہ
بکتا ہی کیسی سلطنت بادشاہ کی بات کا جواب دیتا ہی پھر ایک نے قبضہ مارا ایک نے تلوار گلے پر رکھی
گھبرانے لگا کہا کسیان ٹھہر جاؤ مین اپنا حال بتلاتا ہون مین تمھارا زمین جوتنے والا ہون جہل پور کا
رہنے والا ہون ملک الموت نے جو سمجھا دیا تھا وہ کہتا ہون یہ نہ جانتا تھا کہ شاہ کے سامنے جوتیان
پڑینگی اتنے جادوگرون نے گرم پانی منگا یا منہ جو دھولایا ایک گنوار کو دیکھا سامنے کھڑا ہی حال اس سے
پوچھا نہ بتلاتا تھا جب بہت سمجھایا منت خوشامد کی تب اُسنے حال بتلایا کہ اسطرح راہ مین مجھکو ملک الموت ملے
اُنھون نے ہمین عمرو و نہنگ بنایا یہ بھی سمجھا دیا تھا کہ تم بادشاہ بنگالہ ہو گے وہی ہمکو ہوس ہی یہ نہ
سمجھے تھے کہ بدلے سلطنت کے جوتیان پڑینگی وہ بھائی ہمارا مفت مارا گیا جب تو مغرور بہت جھلایا
کہا یارو تمنے سنا بڑا غضب ہوا میرا سحر مٹایا مین میدان مین سمجھ لونگا آخر یہ حیرت وغیرہ میرے مقابلے
مین نکلینگی بڑی بادولت کو تکلیف پہونچی یہان تو اسنے طبل جنگی بجوایا برق نے خواجہ عمرو کو آکر
ہوشیار کیا سارا حال بیان کیا عمرو نے برق کو گلے سے لگایا کہا بیٹا بڑا کام کیا یہ عیاری نہین کرامات
ہی بڑے لطف سے ہمکو بچایا مگر بیٹا نہنگ کو کیا کیا برق نے کہا وہ بھی حاضر ہی عمرو نے نہنگ
کو اسی طرح گرفتار کر کے قید خانے مین قید کیا یہ خبر اگر صاحبقران سے کہی صاحبقران کو بھی بڑا
تعجب ہوا فرمایا حقیقت مین یہ ساحران بنگالہ بڑے ساحران زبردست ہین برق کو بڑا بھاری
خلعت ملا کہ ہر کارے آکر پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ مغرور نے جھلا کر طبل جنگی بجوایا
ہی حیرت و عقاب کو بھی یہ خبر ہر کارون نے پہونچائی یہ خبر سنتے ہی سب نے طبل جنگی بجوائے
چارون لشکرون سے صدائے طبل جنگ بلند ہوئی مگر صاحبقران فرماتے ہین کیون خواجہ ان
ساحرون کو تو انہین دعوی ہی حیرت پر عاشق ہین میان عقاب حیرت سے دعوی عشق کرتے
ہین مغرور بھی اسی فکر مین ہی حیرت نے رہائی پائی مجھے اب کیا ضرورت ہی کہ مین دخل دون
عمرو نے کہا آپ کو یہ غرض ہی کہ اپنے شراکت کی چالیس افسر مارے میدان مین چلکر تماشا دیکھیے
اگر کوئی آپ پہ نعرہ کرے یا طلب کرنے کو ہو یا کوئی آپ کا نام لیکر پکارے ضرور میدان مین
جائیے ورنہ ملاحظہ کیجیے کہ گوشت خر و ندان سگ ہوتا ہی آپ بھی تماشا دیکھیے صاحبقران نے

اس بات کو قبول کیا رات بھر جادو لشکرون مین تیاریان رہین صبح کو مغرور بڑے زور وشور سے میدان
کارزار مین آیا ایک طرف سے لشکر عقاب آکر صف آرا ہوا عقاب بھی بصد پیچ وتاب میدان کارزار
مین پہونچا ایک طرف سے حیرت جادو تخت پہ سوار نعمان و نیرنگ پایہ تخت پہ ہاتھ رکھے ہوے
چالاک و تیز رفتار صورت ساحرون کی بنائے ہوے ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرے حیرت کا
لشکر صف آرا ہونے لگا مغرور نے بھی صف بندی کا حکم دیا صاحبقران بھی سرداران نامی کو ہمراہ لیے
ہوے میدان کارزار مین آکے ٹھہرے خواجہ عمر و گلیم عیاری اوڑھے ہوے پہلوے اشقر مین کھڑے
ہین برق والو الفتح وغیرہ ایک سمت صف باندھے ہوے ہین مہنگ سحر نگاہ ایک خیمے مین قید ہے سوا ان
صاحبقران کا وہان پہرہ ہے جب صف بندیان ہوچکین تب مغرور نے آواز دی تم مین سے کوئی میدان
مین نکلیگا یا بدولت خود نکلین مسلمانون سے مجھے کیا کام اگر وہ دخل دینگے جواب دیا جائیگا مطلب
تو حیرت وعقاب سے ہے عقاب کو سزا دیجائے کہ نام ہماری معشوقہ کا زبان پہ نہ لائے حیرت کا
گرفتار کرنا واجب ولازم ہے سرپرین اسرار جادو صف دست راست سے اژدہا بڑھا کر نکلا سامنے مغرور
کے آیا دست بستہ عرض کی غلام نہ گوارا کریگا کہ ہمارے ہوتے سرکار میدان مین جائین اجازت
مرحمت فرمائیے مغرور نے کہا اے سرپرین اسرار تیرے بزرگ بڑے بڑے ساحر تھے آج تو
نمونہ اپنے بزرگون کے سحر کا دکھادے میدان کارزار کو ہلادے سرپرین اسرار نے کہا سرکار ملاحظہ
کرینگے بادشاہ نے اجازت دی یہ ملعون تنہا ہوا میدان مین آیا عجائب وغرائب سحر کے دکھائے
پکار کر آواز دی مردان عالم کا یہ کام نہین کہ لشکر پر عورت کے دباؤ ڈالین اے عقاب تو کسیکو بھیج یا ہمارے
مقابلے مین آ عقاب نے اپنے ملازمون کو فوراً اشارہ کیا شداد بن ارشد گینڈے پر سوار برنج
و نارنج جھولی مین بھرے ہوے بادشاہ سے اجازت لیکر مقابلے مین سرپرین اسرار کے
آیا آپسمین سحر چلنے لگے شداد نے بڑے بڑے سحر کیے لیکن سرپرین نے اٹھا کر ایک سنگریزہ مارا
شداد کا سر پھٹ گیا چار ساحر طرف سے عقاب کے نکلے ہاتھ سے سرپرین اسرار کے مارے گئے
بلبلا کر آواز دی او عقاب تو خود نہین نکلتا کہ مزہ سحر کرنے کا ملے کیون ان غریبون کو قتل کراتا
ہے عقاب کو غصہ آیا تخت سے کودا مرکب پہ ند طلب کیا مرکب پہ سوار ہوکر سامنے سرپرین اسرار
کے آیا سرپرین اسرار نے آگ برسائی عقاب نے سحر کیا کہ ابر سیاہ سر پہ قائم ہوگیا پانی برسنے
لگا تلوارین گرائین عقاب نے ہر ایک سحر کو دفع کیا تلوار کھینچکر جا پڑا یا سامری کہکر ہاتھ مارا سرپرین
کے دو ٹکڑے ہوے دو پہر ڈھل چکی تھی کئی ساحر جو مارے گئے مغرور تخت سے کودا مقابلہ
عقاب مین آیا ان دونون مین سحر کا نات کے ہونے لگے برج ہاے آتشین آسمان سے
گرے ابر سیاہ برسے گینڈا وطاوس دونون کے مارے گئے پیدل دونون لڑنے لگے منہ سے
اسقدر آگ چھوڑی برج ہاے آتشین بنے دونون چھپے مغرور نے ایک دستک دی بعد عرصہ
دراز ایک ساحر اڑتا ہوا میدان مین آیا پکارتا ہوا منم ہوادار شہنشاہ بنگالہ بیچ مین کودا عقاب نے
ہاتھ تلوار کا مارا اسنے سر اپنا آگے کردیا تلوار عقاب کی اچٹ گئی اپنے سر پہ پڑی کہ زخمی
ہوا وہ ساحر تو غرق زمین ہوکے غائب ہوا مغرور تیغہ کھینچکے چلا کہ عقاب کا سر کاٹ لون ہم اسیان

عقاب کو تاب نہ باقی رہی اژدر اُڑا کر سب ان مین آ گئے کئی ہزار ساحرون نے اُس مقام پر جان دی عقاب کو اُٹھا کر ہوا پر ڈال لیا مغرور نے وہ وہ سحر کیے کہ ہزارون جلے آخر قریب شام لشکر نے عقاب کے شکست کھائی مغرور نے پیچھا نہ چھوڑا وہ سب بھاگ کر پڑاؤ پر آ ٹوٹے یہ سب وہان بھی جا پڑے پڑاؤ پر خوب جمکر تلوار چلی ہزار ہا ساحر مارا گیا ملازمان عقاب لشکر بے سردار تھا زخمدار بیقرار ہو کر طرف صحرا کے بھاگ گئے دو کوس تک مغرور نے پیچھا کیا وہ لوگ لڑتے بھڑتے نکل گئے طرف صحرا کے روانہ ہوئے مغرور نے آکر پڑاؤ لوٹ لیا بہ فتح و فیروزی نوبت نقارے بجاتا ہوا پلٹا حیرت کی طرف دیکھ کے آواز دی اے ملکۂ عالم آپ کے عاشق قدیم کا تو خاتمہ کیا عقاب اس زخم سے جانبر نہوگا اُسکے ملازم لیکر بھاگ گئے اب آپ اپنی فکر کیجیے حیرت نے غصے مین چاہا کہ جا پڑون نعمان نے منع کیا کہ اسا حضور اب وہ دن باقی نہین ہین کل سمجھا جائیگا حیرت نے لشکر پلٹایا صاحبقران پلٹکر اپنے مقام پر آئے مغرور اپنی بارگاہ مین جوا یا عشق مین حیرت کے بیقرار ہی چین نہین پڑتا آ کر بیٹھا آہ آہ کر رہا ہی یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری

نظم

روے جانان کا تصور مین جو نظارا ہوا / دل مین تھا جو داغ حسرت عرش کا تارا ہوا
وہ مہ خانہ نشین گلیون مین آوارا ہوا / اے منجم دیکھنا ثابت مین سیارا ہوا
کس ادا سے تو نے شانہ اپنے بالون مین کیا / سیر جو ہر محبوب کے خط مانگ کا آرا ہوا
گرم ہی کیا عکس تیرے روے آتشناک کا / آئنے کی پشت کا معدوم سب پارا ہوا
رات غائب ہوگئی ظاہر ہوے آثار صبح / وصل مین خورشید گویا شام کا تارا ہوا
چشم بد دور آج آتے ہین نظر کیا گال صاف / سبزۂ خط کیا غزال چشم کا چارا ہوا
ابر کو نسبت بھلا کیا چشم دریا بار سے / ایکدم روئے کنارے پر جو ہم دھارا ہوا
شب ہوا سے ہلگئی جو اُسکی زلف عنبرین / دم مین ہر موم شمع بہار اخگر بسارا ہوا
اسقدر ہی تیز ظاہر آتش رنگ حنا / سنگ پا لگتے ہی بس تلوون سے انگارا ہوا
جوش وحشت تیری آنکھون پہ یہ خوش چشم کو ہی / مثل آہو دشت مین ہر ایک آوارا ہوا
ہوگئی ہی شمع تیرے سا شئہ خلوت سے آب / شمعدان گویا تری محفل مین فوارا ہوا
چین سے سویا نہ دنیا مین کبھی جز خواب مرگ / بعد مرنے کے جنازہ مجھکو گہوارا ہوا
زاہدا ہم جانتے ہین عشقبازی ہی گناہ / گھر لٹایا ہی جو وحشت مین وہ کفارا ہوا
ہو رہا ہی کب بہ ستی کا یہ دنیا مین عذاب / مجھکو ہر داغ جنون دوزخ کا انگارا ہوا
پیچھے پیچھے پھرے بد کہنے سے زاہد یہ ملا / پیٹھ پہ بار گنہ سے جمع پشتارا ہوا
دور پھینکا ساقیا لیتے ہی تیرے ہجر مین / ہاتھ مین جام مئے گلرنگ انگارا ہوا
ہجر ساقی مین نہین اے میکشو آواز رعد / فوج غم مین پھر خونریزی یہ نقارا ہوا
جب نہانے کو ہوا عریان وہ پتلہ نور کا / حوض مین روشن بہ رنگ شمع فوارا ہوا
دوستو جلدی خبر لینا کہین ناسخ نہو / قتل آج اُسکی گلی مین کوئی بیچارا ہوا

مصاحبان مغرور سمجھاتے ہین کہ اے شہنشاہ صبر کیجیے اب حیرت کہان جائیگی مغرور کہتا ہی یارو

میرے دل کو آرام نہین ہی ابھی بلواتا ہون دیکھون ا ہالیان ہوشربا کیسے ساحر ہین یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا تنہائی کے خیمے مین آیا جھولی سے اسباب سحر نکالا اسم سحر پڑھکے ماش کے دانے چہار جانب پھینکے جوگی جیپال کا نام لیکر پکارا گیا تھوڑی دیر کے بعد ٹہلتا ہوا نکلا کہا یار و کیا کہون نہنگ سحر نگاہ کا گرفتار ہونا مجھے بہت شاق ہوا کوئی جاکر خبر تو لائے کہ وہ شہنشاہ حسن و خوبی سرو باغ محبوبی کس شغل مین ہی شاگردان نہنگ کھڑے ہین وزرا نے عرض کی یہ سب تعلیم کردہ نہنگ سحر نگاہ ہین فوراً خبر لا دینگے چند شاگردان نہنگ برائے خبر چلے صورت بدلکر بارگاہ حیرت مین آئے دیکھا ملکہ حیرت تخت پر بیٹھی ہین نعمان و نیرنگ بعہدہ مصاحبت چالاک و تیز رفتار خدمتگارون مین ملے ہوئے کھڑے ہین کہ ایک جھونکا ہوا سے سرکا چلا نیرنگ نے کہا کیون ملکۂ عالم اب مغرور سے کیا گذریگی ہماری تو یہ صلاح ہی کہ مغرور سے مصالحہ کیجیے ورنہ بڑا جھگڑا اٹھیگا حیرت نے بلبلا کر کہا ای نیرنگ یہ تونے کیا کہا خبردار اب ایسی بات نہ کہنا جو جس سے ہو سکے وہ کرے مین کسی بات مین پایہ کمی کا نہین رکھتی چند طائر اُڑتے ہوئے بارگاہ مین آئے سناٹا بھر کر نکل گئے نعمان نے کہا ملکۂ عالم آپ نے نیرنگ کی بات پر کیون اعتراض کیا جاسے کہتی ہی کہ مغرور بڑا ساحر زبردست ہی اگر یہ شوہری قبول کیجیے تو کیا عیب کی بات ہی اقلیم بنگالہ کا بادشاہ ہی چرخ سحر و ساحری کا ماہ ہی دولت ثروت لیاقت حقیقت اُسکی کسی سے کم نہین مکدر ہو کر حیرت نے کہا ای نعمان تمتو ایسی بات نہ کہو تمھاری وجہ سے عقاب سے جدا ہوئی وہ بھی بادشاہ پردۂ ظلمات تعلیم کردۂ و مامہ اسقدر لشکر لیکر نکلا تھا کہ گاوزمین بار نہین سنبھال سکتی تھی جابجا لڑائیان پڑین ساحر اُسکے قتل ہوگئے وہ ابھی کسی سے کم نہین ہی زخمی ہو گیا بڑے بڑے بادشاہ زخمی ہوتے ہین تمنے اسوقت ایسی بات کہی کہ دل کو ناگوار ہوا نعمان نے کہا وارے بڑے صدمے ہوتے ہین نیرنگ و نعمان دونون ایک زبان ہین اور کنیزین پس پشت حاضر ہین وہ نیرنگ و نعمان کی باتون پر ویسے جواب دینے لگین و صدہا ایک ایک کا یہی بیان ہی کہ حضور مغرور سے ملجائیے حیرت نے گھبرا کر کہا اچھا اسوقت کیا معرکہ ہی کہ سب ایک زبان ہو گئین میری بات کو سب ملکر رد کرتی ہین مین تو لڑ بھڑ کر جان دونگی مغرور کے ساتھ نہ جاؤنگی جسکو اپنی جان کا خوف ہو مین بخوشی کہتی ہون وہ نکلجائے نیرنگ و نعمان اپنی کرسی سے اُٹھین کہا حضور ہمتو جاتے ہین اُنکی مقابلہ ہی قیامت برپا ہوگی ہمتو نکلجائین کسی طرح اپنی جان بچائین حیرت نے کہا بیبیو نکل جاؤ نیرنگ و نعمان یہ چالیس کنیزین یہ کہتی ہوئی اُٹھین کہ حضور ہم جاتے ہین حیرت نے کہا بہتر ہی ٹھنڈے ٹھنڈے نکل جاؤ مجھے اپنی جان کا خوف نہین ہی نعمان نے بڑھکر کہا حضور کیا ہم اکیلے جائینگے آپ کو بھی چلنا ہوگا حیرت نے کہا کیا مجال یہ ذکر تھا کہ ایک طائر قنات پر آکر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا حیرت نے کہا مین سمجھی یہ کہکر اپنا پاندان سونے کا کھولا کاغذ نکال کر ایک مرغ کاٹا پکار کر آواز دی ای مرغ زرین ساحری اس طائر کو لینا نعمان و نیرنگ کھڑی ہین کہا حضور بے ادبی مناسب نہین جو آپ سمجھی ہین وہی بات ہی یہ طائر شہنشاہ نے بھیجا ہی ہمکو بلانے آیا ہی حیرت نے اشارہ کیا وہ مرغ کاغذ کا اُڑتا ہوا قریب اُس طائر کے پہنچا طائر نے چاہا کہ زبان کھولے مرغ زرین اسطرح تڑپکر گرا جیسے باز عصفور پر یا شیر آہو پر منقار سے اُسکا سر توڑا دونون پنجون سے پاؤن تھا مگر اُس جانور کو چیر ڈالا طائر زمین پر گرکے تڑپا ٹکڑے خون کے اُڑے نعمان و نیرنگ پر

ایک ایک قطرہ خون کا پڑا لہرا کر کافیمن حیرت کے سامنے ہاتھ باندھنے لگین کہا ملکۂ عالم معاف فرمائیے آپ نے بڑا احسان کیا ہم سحر مین اُس شعبدہ باز کے پھنس گئے تھے یہی جی چاہتا تھا کہ آپ کو پکڑ کے پاس مغرور کے لیجائین ہکارون نے سب معاملہ آنکھون سے دیکھا فلک بھاگ گئے سامنے مغرور کے آئے تمام کیفیت دربار حیرت کی بیان کی کہ ملکہ حیرت نے آپ کے طائر کو مارا انعمان و نیرنگ بگڑ چکی تھین مغرور نے زانو پہ ہاتھ مارا کہا یارو مین عشق مین بدنصیب ہون **بند وا سوخت**

دوستان شرح پریشانی من گوش کنید
گفتگوے من و حیرانی من گوش کنید

قصۂ بے سر و سامانی من گوش کنید
داستان غم پنہانی من گوش کنید

شرح این آتش جانسوز نگفتن تا کے
سوختم سوختم این سوز نہفتن تا کے

روزگاری من و دل ساکن کوئے بودیم
عقل و دین باختہ دیوانہ روئے بودیم

تابع خوی بت عربدہ جوئے بودیم
بستۂ سلسلۂ سلسلہ موئے بودیم

کس دران سلسلہ غیر از من دلبند نبود
یک گرفتار ازین جملہ کہ ہستند نبود

یارو اس آگ کو کیونکر بجھاؤن کیونکر صبر کرون دل پر کسطرح جبر کرون ہجر کی راتین تڑپ تڑپ کے کٹتی ہین ایکدن دیو شب غم کھا جائیگا دل کو آرام نہ آئیگا کس سے اپنا حال دل کہون اب تو یہ نوبت ہے کہ دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل بدعت سنگ عشق سے لوٹا سب نے عرض کی حضور بہت جلد وصل ہوگا مغرور کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے کہا یارو مین تو یہ جانتا ہون **نظم**

اجل ہی آئے کہین جلد یار کے بدلے
زبانین نکلی ہین گلبن کی خار کے بدلے
وہ مست ہون مری ٹھوکر لگے جو ساقی کی
عطا کیے مجھے یا دام انار کے بدلے
مریض ہوتے ہی کیون مر گئے نہ ہم آہ

ہوا احتضار مجھے انتظار کے بدلے
شہید تیغ جفا ہین ہماری تربت پہ
شرار سنگ سے نکلے شرار کے بدلے
جو ہو سعد فرس وہ کریم ابن کریم
رقیب آئے عیادت کو یار کے بدلے

برائے مرحمت گل رکھو یار گلشن مین
لہو کی چھینٹین ہون نقش و نگار کے بدلے
دکھائین یار نے آنکھین چھپا کے چھاتی
بلند ابر کہ ہم ہو غبار کے بدلے
سب خاموش ہین کوئی سر نہین

اُٹھاتا مغرور نے کہا یارو سب سے زیادہ یہ حیرانی ہے اگر جنگ مین حیرت ہر دبائو بڑا صاحبقران ضرور دخل دینگے اپنی سحر تاثیر نہین کرتا ممتاز سحر باز مشیر ان سلطنت سے مغرور کے ہے کرسی سے اُٹھا کہا اے شہنشاہ اگر یہ معرکہ غلام کے سپرد ہو مین سرکار سے وعدہ کرتا ہون کہ تین دن کے اندر لشکر سلیمانی کا اگر خاتمہ نہ کردون ممتاز سحر باز نہ کہیے کا حسب و عامہ سے فساد ہوا اور صاحبقران چاہ المالماس مین داخل ہوے جا بجا مقابلے پڑے جب مقابلہ دمامہ مین پہونچے اور ملکہ و عامہ نے اسم اعظم صاحبقران بند کیا اُس جلسے مین غلام بھی شریک تھا اور سحر مجھکو بخوبی یاد بھی ہین مشقت کرکے ایکدن مین اسم اعظم بند کردونگا دوسرے دن سب کے سر کاٹ لاؤنگا مغرور نے ممتاز کو گلے سے لگا لیا کہا اے ممتاز اگر تو نے یہ کیا تو تیرہ گان دین کے خون کا معاوضہ لیا مین بہت خوش ہونگا ممتاز نے عرض کی پچاس ہزار ساحر مجھکو ملین مین جا کر تدبیر کرون کنارے پر لشکر کے ایک بارگاہ استادہ ہوئی پچاس ہزار

ساحران غدار اُسی مقام پر اُتر پڑے ہوا کہ ممتاز جادو برائے قتل مسلمانان بادشاہ بنگالہ سے حکم لیکر آیا ہی کل کوئی جوان زندہ نہ بچیگا بیٹھتے ہی طبل جنگی بجوایا صاحبقران نے بھی طبل جنگی بجوایا بارگاہ حیرت مین سب بیٹھے ہین اور مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو ایک کنیز کی شکل بنے ہوے ملکہ حیرت سے باتین کر رہے ہین کہتے ہین ای شہنشاہ طلسم ہوشربا ای ساحرہ یکتا مغرور کی کیا حقیقت ہی آپ سمجھا کون جواب دیسکتا ہی حیرت کہرہی ہین ساحران بنگالہ کا سحر سامری پرستون سے علیحدہ ہی اسطرف کے ملک والے سامری و جمشید کے سحر بنائے ہوے کرتے ہین اور بنگالے مین کوئی شخص جوگی جیپال گذرا ہی اتنا بڑا ساحر تھا کہ اپنے کو خداوند کہوایا نئے نئے سحر بنائے اور سحر ایسے بنائے کہ سامری و جمشید سے الگ مگر حقیقت مین برق نے بڑا کمال کیا کہ اُسی کے ہاتھ سے اُسکا سحر مٹوایا ورنہ خواجہ عمرو جاکر دم شمشیر گلا رکھتے وہ اسوقت عمرو کو قتل کر ڈالتا اپنے نزدیک اُسنے عمرو کو قتل کیا تب اپنے سحر کو مٹایا تب خواجہ بچے اب میدان کارزار مین وہ نئے طور کے سحر کریگا جسکا توڑ ہمارے یہان نہین ہی ہم اُسکا کیا جواب دینگے چالاک کہ رہا ہی حضور آپکا اقبال شہریار حال ہی وہ سحر ہی نہ کرنے پائینگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے دعا دیکر عرض کی ممتاز جادو وزیر شہنشاہ پچاس ہزار ساحر لیکر الگ ہوا ہی اُسنے طبل جنگی بجوایا اپنے شاہ سے وعدہ کیا ہی کہ دو دن مین سب کو مٹا دونگا یہ سنتے ہی چالاک اپنے مقام سے اُٹھا کہا واری مین جاکر لشکر کو تیار کراؤن اور جھپٹکر کاندھے پہ ہاتھ رکھدیا کان مین جھک کے کہا واری مین جاکر چالاک کو تلاش کرون وہ نگوڑے کی گردن لیگا حیرت نے بہ ناز معشوقانہ ہاتھ جھٹک دیا کہا اچھا صاحب جاؤ جو تمسے بن پڑے وہ کرو چالاک باہر نکلا ایک اور کنیز پیچھے پیچھے چلی وہ تیز رفتار ہی تیز رفتار سے کہا بھائی تمنے سنا طبل جنگی بجگیا اسکی فکر چاہیے اگر صبح کو میدان مین آئیگا آفتین برپا کریگا مین ایک نازنین کی شکل بنتا ہون مجھکو چلکر بیچ آؤ مین سمجھ لونگا تیز رفتار نے کہا اُستاد ایسا نہو تم گرفتار ہو جاؤ تو مین کیا کرسکونگا مین عورت بنون آپ مجھکو بیچ آئیے چالاک نے کہا تمسے نہ بن پڑیگا مین اُسے مار لونگا تیز رفتار نے کہا استاد آپ کو اختیار ہی چالاک اُسی وقت تیز رفتار کو ساتھ لیکر کنارے آیا رنگ روغن عیاری کا لگا کر ایک نازنین چہاردہ سالہ کی شکل بنکر تیار ہوا تیز رفتار سے کہا تم ایک عرب کی شکل بنو تیز رفتار رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک عرب کی شکل بنا بڑا سا عمامہ سر پہ عبا پہنے ہوے ایک لکڑی ہاتھ مین نازنین کا ہاتھ پکڑے ہوے طرف لشکر کفار کے چلا یہ تو ادھر سے جاتے ہین اب حال خواجہ کا سنیے کہ جسوقت خبر سنی کہ طبل جنگ بجا خواجہ عمرو باہر نکلے بشکل خدمتگار بارگاہ مغرور مین آئے دیکھا مغرور بیٹھا ہوا کہ رہا ہی اب ممتاز قیامتین برپا کریگا اسکا باپ جوگی جیپال گرو کی خدمت مین برسون حاضر رہا سحر بنانے مین شراکت کرتا تھا اسنے وراثت مین سحر پائے ہونگے سابق مین بادشاہ کالو رودلیس کے ایک ناظم نے قبضے سے میرا تھانہ اُٹھا دیا تھا مین نے اسی کو بھیجا تھا اسنے جاکر کالو رودلیس والون کو جاکر بھگا دیا کوئی اسکے سحر کا جواب نہ دیسکیگا مسلمانون پر بھی آفت برپا کریگا بہر رات تک دربار مین بیٹھا چونکہ فراق مین حیرت کے بیقرار رہتا ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے اُٹھا وزیرون نے عرض کی سرکار نے خاصہ ابھی نوش نہین فرمایا بہت جلد دربار برخاست کیا کہا میری کیا ضرورت ہی ممتاز نے سب معاملہ اپنے ذمے لے لیا

مجھے اب دخل دینے کی کیا ضرورت ہے میرا دل گھبراتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے میری تو یہ کیفیت ہے نظم

گنتا ہون سر کو پوچھتے ہین ناکام دوش پر ۔ رکھتا ہے جب سے تیغ گل اندام دوش پر
جالی کی آستین نہین اے نازنین تری ۔ عاشق کے مرغ دل کو ہے یہ دام دوش پر
تو وہ حسین ہے دیکھ لے گر طفل بھی تجھے ۔ گودی مین چین سے ہو نہ آرام دوش پر
کیا منہ سے نیک و بد مین نکالون کہ رات دن ۔ اخبار کوئی کرتے ہین ارقام دوش پر
اے میکشو نزاکت ساقی کو دیکھنا ۔ لاتے ہین رکھکے مثل سبو جام دوش پر
پاس حرم نہ چاہیے اے شیخ جسقدر ۔ بارگران ہے جامۂ احرام دوش پر
تعمیر پہ جو مرتے ہین نافہم یہ مگر ۔ لیجائینگے اٹھاکے در و بام دوش پر
بالون کا کچھ اثر بغل یار مین نہین ۔ تڑپا ہے عکس زلف سیہ فام دوش پر
زورا مرے صنم کی جو گردن کا دیکھ لین ۔ زنار رکھین صاحب اسلام دوش پر
یہ التجا ہے پیر مغان کی جناب مین ۔ رکھون مین ساق ساقی گلفام دوش پر
شک ہے مین کوئی نہین ہے مگر کوہکن کیطرح ۔ تیشہ لیے کھڑا ہون مین ناکام دوش پر
بس ہے اُسی کا نقش قدم مجھکو سجدہ گاہ ۔ ناسخ نبی کے جسنے رکھا گام دوش پر

سب نے سر جھکا لیا کہا حضور ممتاز جادو کل حیرت کو پکڑ لائیگا ایکمرتبہ وہ آئی اور قبول کیا اکثر پیغام آتے ہین جب عمرو نے دیکھا خوابگاہ مین مغرور داخل ہو گیا اور یہ بھی کہ گیا ہے کوئی ہمارے پاس نہ آئے تب خواجہ بیٹھے اب یقین ہو گیا کہ مغرور نہ نکلیگا تنہائی مین بیٹھکر حکایت و شکایت اپنے دل سے کرتا رہیگا خواجہ نے کنارے آکر تدبیر کی کہ جاکر ممتاز کی گردن لون خواجہ تو اپنی تدبیر کرکے جاتے ہین کہ ذکر انکا وقت پر کیا جائیگا مگر تیز رفتار چالاک کو لیکر چلا دروازے پر ممتاز کے پہونچا چوبدار یساول وغیرہ بیٹھے تھے تیز رفتار نے ایک عرضی مرتب کر دی کہ یہ عرضی ہماری ممتاز جادو کو پہونچا دو چوبدار نے جاکر ممتاز کو عرضی دی کہا حضور ایک عرب دروازے پر آیا ہے ایک عورت چادر لپیٹے ہوئے ساتھ ہے ممتاز نے کہا بلا لو وہ عرب اندر آیا عجمی زبان مین باتین کرنا شروع کین بڑے سلیقے سے باتین کر رہا ہے کہتا ہے اے شہنشاہ من تاجر جلیل بودم جہازمن غرق شد یک دختر حقیر جانبر شدہ این دختر را می فروشم حضور تخلیہ فرمایند ممتاز نے سب کو ہٹا دیا عرب نے بلا تکلف نقاب چہرۂ زیبائے نازنین سے اٹھائی ممتاز کی نگاہ پڑی دیکھا ایک نازنین مہ جبین ماہ رخسار گلعذار غنچہ دہن ابروے خمدار ہونٹھون مین مسیحائی طریقے مین دلربائی سرو قد خورشید خد نار پستان دریائے قمار زنخدان سیاہ گیسو دندان چہرہ ماہ تابان مسکرا کر سلام کیا پھر نقاب مین چہرہ چھپا لیا ممتاز صورت زیبا دیکھکر مرگیا کہا میان تاجر صاحب جو ارشاد ہو بجا لاؤن اس مہ جبین پر جان و مال نثار ہے یہ تو بلا ہے آفت ہے عرب رونے لگا کہا اے شہنشاہ ساحران این دختر در کائنات من است جان خود صرف نمودہ این را پرورش کردم جان خود را می فروشم میدانم بخدمت حضور براحت آرام خواہد ماند در سال یک مرتبہ آمدہ جمال جہان آرا را خواہم دید ممتاز نے کہا تاجر صاحب مین خانۂ چشم مین اسکو جگہ دونگا خلوتی محل قرار دیا اگر شہنشاہ منکر و رجادو بھی طلب کرین تو نہ دون

مین اپنی سرکار مین وزیر اعظم دستور المعظم ہون وہ مہم میرے سپرد ہوئی ہی کہ چار سو سردار حاضر دربار تھے
کسیکا حوصلہ نہ پڑا کہ اس مہم کو قبول کرتا ایک عورت پہ سرکار عاشق ہین وہ معشوق مہوش نہایت سرکش ہی
سرکار کو نہین قبول کرتی دوسرے لشکر مسلمانان یعنے صاحبقران زمان آمادۂ حرب پیکار ہین ان دونون لشکرون کو
تباہ کرون حیرت کو گرفتار کرکے حاضر خدمت کرون صاحبقران زمان کو گرفتار کرون اسم اعظم بند ہو ہر
مسلمان ورد مند ہو میرا بھائی لوہن سحر بند وہ اگر میان اسم اعظم حمزہ بند کریگا تو ہین اُسکا نام ہی وہ
سنفرزوری کرے بگدھر بان دکھائے طرارے بھرے مسلمانون کو دنگ کردیگا یہ سب کارہائے
عظیم مینے اپنی ذات پر قبول کیے ہین بادشاہ میری خاطر نہ کرینگے اور حقیقت مین جس عورت پر شاہ
عاشق ہوے ہین اُسکا بھی اقلیم ہوشربا مین مثل نہین ہی سحر مین طاق حسن مین شہرۂ آفاق ایسی معشوقہ پہ
کیون نہ جان دے عرب نے کہا بابا این ہمہ رانمیدانم جان خود رامی فروشم ممتاز تڑپا جاتا ہی کہتا ہی ای
سوداگر صاحب جو کچھ فرمائیے بجالاؤن آپ کو جہاز خرید دون جیسی تجارت آپ کی تھی وہ سب سامان
درست کردون آپ پھر تجارت کرین یہ آپ کا گھر ہی جب آپ تشریف لائینگے خدمت سے روگردانی نکرونگا
عرب نے کہا ای وزیر اعظم درخانہ دختر آمدن ننگ میدانم گاہے ماہے بہ اشتیاق دیدن کنیز حضور
خواہم آمد عرب و ممتاز سے قیمت مین تکرار ہو رہی ہی عرب کہتا ہی قیمت دیجیے عقد میرے سامنے
کریجیے اگر عقد مین تامل ہو در دولت پر کنوان بنا ہی کہ سنبند صن ہو جائے جیونری پھر سے طرح
پھیری تسکین ہو جائے ایسا نہو میرے بعد اس کنیز سے بے لطفی ہو پڑے ناز سے رہنے پہ ورغ پائی
ممتاز کہتا ہی مین زیر پا اُسکے آنکھین فرش کرونگا اُسکا خیال نہ فرمائیے اور مین جیونری کو بھی موجود
ہون یہ ذکر تھا دروازے پر حاجب دربان حاضر ہین کہ سب نے دیکھا تخت اُڑتا ہوا آسمان سے
پیدا ہوا اُسپر مغرور سوار دروازے پہ آکر تخت اُترا تخت کو اُٹھا یا کمر تک تخت آکر غائب ہو گیا سب
جھک جھک کر سلام کرنے لگے مغرور نے پوچھا ممتاز کیا کرتا ہی کہا حضور ہم جاکر عرض کرین کہ سرکار
آئے ہین مغرور نے کہا ہم آپ جاکر دیکھ لینگے کیا ہمسے کسی بات کا پردہ ہی ہمکو معلوم ہی کوئی سوداگر آیا ہی
اُس سے باتین کر رہے ہین مابدولت جاکر سب رنگ بنا دینگے یہ کہکر مغرور اندر گھسا کسکی مجال تھی جو اسکو
روکتا خادم تو دروازے پر رہگئے مغرور اندر پہونچا ممتاز نے جو دیکھا کہ شہنشاہ آتے ہین بہ تعظیم اُٹھا
جھک کر سلام کیا تاجر سے کہا چپ رہو نازنین کا چہرہ چھپا لو تاجر تو سر جھکا کے بیٹھا نازنین تھر تھر
کانپنے لگی مغرور نے بہ نگاہ غضب تاجر کو دیکھا کہا ارے تو کون ہی جو تو میرے وزیر کے پاس آیا
ممتاز نے کہا حضور آپ کا جہاز تباہ ہو گیا میرے پاس واسطے صلاح کے آئے ہین حضور اسمین
دخل نہ دین بے وقت حضور نے کیون سرفراز فرمایا کہا مجھسے کیا کہتا ہی دیکھ حال معلوم ہو جائیگا یہ کہکر
مغرور بیٹھا ممتاز سے اشارہ کیا سحر تیار کر ہم نواب قسم کھا چکے کہ حیرت کے سامنے اسحر کرینگے وہ
سحر کرون کہ بی حیرت خود دوڑی ہوئی چلی آئین مینے سحر تیار کر لیا ممتاز درست درست کرتا جاتا ہی
چاہتا ہی جلد جائین تو مین معشوق سے باتین کرون مغرور نے کہا کیون تاجر صاحب آپ کا اسم شریف
کیا ہی تیز رفتار نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا مارا کاؤس بن طاؤس ترکانی می گویند مغرور نے
پوچھا یہ جو منہ لپیٹے بیٹھی ہین یہ کون ہین چالاک نے گوشۂ نقاب چہرے سے اُٹھایا مغرور نے کو

اپنا جمال جہان آرا دکھایا مغرور نے تاجر سے کہا دیکھیے ہمارے ملازم سب آپ کے مشتاق ہو گئے
آئے ہیں جیسے ہی تیز رفتار پلٹا مغرور نے حلقے کمند کے اسطور سے مارے کہ ایک حلقہ گلے میں تاجر
کے اور ایک حلقہ گلے میں نازنین کے پڑا دونوں نے چاہا کہ جست کر کے نکلیں مغرور نے جھٹکا دیا کہ دونوں
گر پڑے ممتاز ہاں ہاں کہتا ہوا اٹھا کہ شہنشاہ آپ یہ کیا کرتے ہیں تاجر صاحب میرے مہمان ہیں آپ
میرے مہمان کو نہ ستائیے مغرور نے کہا ابے گدھے تو کیا جانے یہ دونوں عیار ہیں سحر کرنے کی
میں تو قسم کھا چکا ہوں ایک شعلہ گرا دے کہ دونوں کے چہروں سے رنگ و روغن عیاری کا اڑ جائے
یہ کہکر آواز دی ارے کوئی حاضر ہے گرم پانی لاؤ چوبدار گرم پانی لیکر آیا تیز رفتار و چالاک نے ہر چند
فریاد کی مغرور کب مانتا ہے دونوں کا منہ دھلا دیا رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا اب تو ممتاز نے بھی
دیکھا کہ جو نازنین بنا ہوا تھا وہ چالاک بن عمرو ہے اور جو تاجر صاحب بنکر آئے تھے وہ تیز رفتار
عیار ہے اب تو تلوار پکڑ کر اٹھا کہ دونوں کے سر کاٹ لوں مغرور نے ہاتھ پکڑ لیا ممتاز قدموں پر گرا کہ
اے شہنشاہ آپ نے میری جان بچائی ورنہ میں ایسا مبہوت ہو رہا تھا کہ جو یہ کہتی وہی کرتا مغرور
نے کہا کیا میں تمھارے بھروسے پر سلطنت کرتا ہوں مجھکو اختیار ہے کہ میں دعوی خدائی کروں کئی
مرتبہ جوگی جدیپال میرے خواب میں آئے یہ ہدایت فرما گئے کہ میرے عہدے کو تو حاکم ہے لیکن میں نے
قبول نہیں کیا آج مجھکو ثابت ہوا کہ میں خداوند ہوں اپنی خوابگاہ میں تھا کہ فرشتے نے آکر کہا ممتاز کو تیز رفتار
و چالاک قتل کیا چاہتے ہیں جب تو مابدولت نے تکلیف کی مجھکو آنا پڑا ممتاز نے کہا حضور بڑی
خیر ہوئی دونوں کو ستون سے باندھا ممتاز کا قدم بوسی کرنا گرد اپنے شاہ کے پھرنا ہر مرتبہ یہ کہنا
کہ حضور نے جان بچائی اس ظالم نے جمال ظاہری دکھا کر ایسا مجھکو بیقرار کیا تھا کہ میں کہہ رہا تھا لاکھ
دو لاکھ روپیہ لو اگر تھوڑی دیر حضور نہ آتے روپیہ دیتا اس نازنین کو خلوت میں لیجاتا نہیں معلوم مجھ پر
کیا گذرتی آپ نے بچایا مغرور کہہ رہا ہے اے ممتاز میرے ساتھ کیا کوئی عیاری کر سکتا ہے یہ لوگ
جوانی سے شکر میں باتیں کرتے ہیں میرے نگہبان مجھکو خبر پہونچا دیتے ہیں کئی مرتبہ ایسا اتفاق ہوا
سنہرے پتلے کہ میرے نگہبان ہیں انسے آکر مجھکو بچا لیا مابدولت نے ابھی خاصہ کھایا پلنگ پر
جاکر لیٹتے ہی یہ خبر ملی کہ تمھارا خاتمہ ہوا چاہتا ہے جام شراب کل ہاتھ میں تھا اسکو نہیں پھینکا دوڑ
پڑا گلابی شراب کی جلد لاؤ مابدولت شراب پینگے ممتاز دوڑ کے گلابی لایا لا کر سامنے مغرور
کے رکھدی چالاک کی مشکیں بندھی ہوئی ہیں تیز رفتار سے کہتا ہے اے تیز رفتار نہ گھبراؤ
اب دم بھر میں رہا ہو جائینگے ہمارا اپنا بنایا کام قبلہ و کعبہ نے بگاڑا مگر اب قبلہ و کعبہ نے گردن اسکی
پی میرا جی چاہتا ہے کہ رنگ قبلہ و کعبہ کا مٹاؤں پکار اٹھوں کہ شراب نہ پینا قبلہ و کعبہ کا بھی رنگ مٹے
پھر کبھی ایسی تیزی نہ کریں جیسے دروازے پر آئے تھے اور سنا کہ سوداگر باتیں کر رہا ہے چلے جائے
کیوں اندر گھس آئے تیز رفتار نہیں نہیں کر رہا ہے چالاک آنکھیں ملائے ہوئے دیکھ رہا ہے مغرور
نے اٹھکر ایک طمانچہ مارا کہ او مکار کیا دیکھتا ہے چالاک چپ ہو رہا طمانچہ پڑنا بہت ناگوار ہوا عمرو نے
نے جام بھر کہا ممتاز لو پیو ممتاز نے ہاتھ بڑھایا تھا کہ چالاک پکار اٹھا اے ممتاز خبردار شراب نہ پینا
یہ مغرور تمھارا بادشاہ نہیں ہے عمرو عیار ہے ممتاز نے یہ سنتے ہی وہ جام شراب مغرور نقلی پر پھینک مارا

عمرو نے چاہا تھا کہ جست کرکے نکل جاؤں قطرے شراب کے چہرے پر پڑے رنگ وروغن عیاری کا اڑ گیا زمین نے پاؤں خواجہ کے تھام لیے ڈگمگا کر زمین پہ گرے چالاک کو یہ نگاہ غضب دیکھا کہا کیوں بچہ یہ کیا تو نے حرکت کی چالاک نے کہا آپ کی بات کا جواب تھا ممتاز نے جو عمرو کو دیکھا جلگیا کہا او ساربان زادے تو نے غضب کیا مار لیا ہوتا چالاک نے کہا حضور میں آپ کی نوکری کرنا چاہتا ہوں سب کی مشکیں باندھ کرکے اڑن میں نے آپ کو کیسا بچایا نا مگر اس ساربان زادے کو ابھی قتل کیجیے ورنہ پھر یہ نکلجائیگا دام مکر پھیلائیگا ممتاز نے کہا تم سب میرے دشمن ہو خوب جانتا ہوں جو تم میں سے بچیگا میری جان لیگا میں سبھوں کو قتل کرتا ہوں ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر تیغ کھینچا طرف عمرو کے چلا خواجہ کہتے ہیں اے وزیر اعظم اے دستور معظم یہ چالاک بڑا مکار ہی چاہتا ہی میرا رنگ مٹائے اپنا رنگ جمائے پہلے اسکو قتل کیجیے ایک چوبدار گولے دار پگڑی باندھے ہوئے عصا ہاتھ میں ستون کے پاس کھڑا یہ سب معاملہ دیکھ رہا ہی ممتاز تیغ بکف ہو کر طرف عمرو کے چلا خواجہ ہاں ہاں کرتے ہیں کہ او ظالم کیا کرتا ہی اپنے خیر خواہ کے قتل کرنے پر مستعد ہی پہلے اس مفسد کو قتل کر میرے خون سے ہاتھ نہ بھر میرے خون کے بہت دعوی دار ہیں صاحبقران میرے خون کا دعوی کرینگے فرزندان حمزہ دم شمشیر پر گلا رکھدینگے ممتاز نے کچھ نہ سنا یہی کہتا ہی کسکی مجال ہی جو اب میرے پاس آئے یا عیاری کرے میں سمجھ گیا تم سب مکار و غدار ہو دشمنان کفار ہو یہی چاہتے ہو کہ ساحروں کو مٹائیں اپنا رنگ جمائیں آج حکم سامری میں رخنہ ڈالتا ہوں جابجا ساحری لکھ گئے ہیں کہ عمرو کی قضا کسی ساحر کے ہاتھ سے ممکن ہی دیکھو ساحر یوں قتل کرتے ہیں عمرو کے خون سے ہاتھ بھرتے ہیں چاہا کہ دوڑ کر ہاتھ مارے چوبدار دوڑا ہوا آیا اے وزیر اعظم یہ کیا کرتے ہو میں نے اپنے کانوں سے سنا کہ شہنشاہ مغرور نے فرمایا عمرو کو گرفتار کرکے بنگالہ روانہ کرونگا قتل نہ کرنا شہنشاہ خفا ہونگے آپ کے مراتب میں فرق آئیگا ممتاز نے دیکھا چوبدار جست کرکے برابر آیا کہا دیکھیے شہنشاہ خود آتے ہیں جیسے ہی ممتاز نے سر اٹھایا چوبدار نے نعرہ کیا نعرہ مہتر قران نامدار

سریع السیر چون باد ہوائی
جہان پر سنگ و خنجر گذرانی
منم مہتر قران شیر ربانم
ہمیدان اژدر آتش فشانم

یہ کہکر نیمچہ مارا ممتاز کا سر جھٹ گیا چالاک و تیز رفتار رہا ہوئے عمرو ایک جانب بھاگا مہتر قران کو دیکر ایک جانب نکلگئے غرضداران ممتاز دوڑے ہوئے آئے علامت ممتاز کے مرنے کی بلند ہوئی بارگاہ جلنے لگی خواجہ نے جو گھوڑے جنگیر وغیرہ جال مار کر بیٹے چالاک تو نقد جان لیکر نکلگیا سرداران ممتاز دوڑکر بارگاہ میں آئے دیکھا لاشہ افسر کا پھڑک رہا ہی بارگاہ جل رہی ہی آواز آرہی ہائے گیتی مرا نام من ممتاز جادو بود سرداروں نے لاشہ ممتاز کا اٹھایا روتے پیٹتے طرف بارگاہ مغرور کے چلے میاں مغرور نے ہنگامہ جو سنا یا تو فراق حیرت میں پڑا ارو رہا تھا گھبرا کر بارگاہ سے نکل آیا ایک ایک سے پوچھتا ہی یارو یہ کیا ہو رہا ہی کیسا ہنگامہ ہی ارے خبر تو لو دیکھو تو ممتاز جادو پر کیا گذری ساحر دوڑے ابھی پلٹکر نہ آئے تھے کہ رونے کی صدا آئی دیکھا ملازمان ممتاز جادو لاشہ ممتاز جادو کا لیے ہوئے روتے پیٹتے آتے ہیں مغرور نے گھبرا کے پوچھا ارے کسنے میرے وزیر کو مار اکہا اے شہنشاہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا پہلے تو چالاک و تیز رفتار سوداگر و نازنین بنکر آئے حضور پہونچے پھر حضور بھی پکڑے گئے

ہمیں نہیں معلوم کیا ہوا بارگاہ جلنے لگی شعلہ ہائے آتش آسمان سے گرے ہیرون نے آواز دی ہم لوگ
گھبرا کر اندر گئے جا کے دیکھا کہ لاشہ پڑا ہے آخر اٹھا کر لائے مغرور یہ سنکر گھبرا گیا کہا یارو بڑا غضب ہو گیا
ایسا وزیر مارا گیا حقیقت میں سب معاملہ اپنے سر لیا تھا بیشک وہ دو دن میں سب کا خاتمہ کر دیتا اور
سب سردار دوڑے یہ جو خبر پائی کہ شہنشاہ تشریف لائے ہیں توسن سحر بند بھائی ممتاز جادو کا
روتا ہوا آیا کہا اے شہنشاہ میرے بھائی کو کسنے مارا مغرور نے کہا اگر روح جوگی جیپال کو تکلیف
دوں تو مفصل دریافت کروں کیا ضرور ہے عیاروں نے جمع ہو کر مارا یہ مجھکو ثابت ہوا توسن نے کہا یا
خداوند یہ خدمت غلام کے سپرد ہو دیکھیے تو کیا قیامت برپا کرتا ہوں سب کا خاتمہ کرونگا جو جو میرے
بھائی نے اقرار کیا تھا میں سب اقرار پورے کرونگا مغرور نے کہا اب تم کیوں تکلیف کرو صبح کو میدان کی
ہو میں سمجھ لونگا توسن قدموں سے لپٹ گیا کہا اے شہنشاہ غلام کے ہوتے سرکار کو تکلیف نہو ہم میدان میں
سمجھ لینگے یہی فوج یہی لشکر یہی بارگاہ غلام کو ملے میں سب انتظام کر لونگا ہر چند مغرور نے منع کیا توسن
نے نہ مانا وہی لشکر اسکے سپرد کیا سلطان زرین پوش ہو مخانہ مغرب سے برآمد ہو کر جھولی ضیا کی داہنے
ہاتھ پر ڈالے ہوئے فوج شعاع ساحران ہمراہ چرخ زبرجدی پر آگیا قائم ہوا میدان کارزار میں کوئی
نہیں آیا میاں صاحبقران سوار ہونے کو تھے ہرکاروں نے خبر دی کہ عیاروں نے ممتاز جادو
کو مارا اسکے مقام پر توسن سحر بند آیا ہے اسکا ارادہ ہے کہ اسم اعظم حمزہ بند کروں ملکہ حیرت کو گرفتار کروں
کوئی ابھی تک میدان کارزار میں نہیں آیا صاحبقران خوش بیٹھے ہیں کہ خواجہ عمرو منھ پھلائے
ہوئے آئے امیر نے پوچھا خواجہ خیر تو ہے عرض کی حضور سے اطلاع عرض کرتا ہوں کہ یہ لونڈا چالاک
میرے ہاتھ سے مارا جائیگا آپ شکایت نہ کیجیے گا صاحبقران نے فرمایا چالاک نے کیا کیا
عمرو نے سب کیفیت بیان کی امیر نے کہا خواجہ میاں چالاک صاحب عشق معشوق میں ایسے
مبہوت ہو رہے ہیں کہ ہمارے سلام کو بھی نہ آئے مگر خواجہ جو تمنے کیا اسکا اُسنے جواب دیا عمرو نے
کہا میں نے تو رنگ جمانے کو انکو گرفتار کرایا برق کھڑا تھا بول اٹھا کہ حضور چالاک نے اپنا
رنگ جمایا سب اپنا اپنا نام چاہتے ہیں عمرو نے برق کو ایک طمانچہ مارا کہا ابے پاجی تو کیوں بولتا
ہے یہ میاں چالاک کے ہوا خواہ ہیں میں آپ کی کچھ حقیقت نہیں جانتا یہ ذکر تھا کہ چالاک بھی
آکر پہونچا صاحبقران کو سلام کیا قدموں سے لپٹکر رونے لگا عرض کی حضور قبلہ و کعبہ ناحق کو خفا ہیں
میں نے چاہا تھا اپنا رنگ جماؤں اس ملعون کو قتل کروں اُنسے نہ مارا خلیفہ صاحب بہو بگڑے انکا
اندیشہ چلا شکر ہے آپ نے بھی رہائی پائی میں بھی قید بلا سے چھوٹا اب خفگی کیا ہے عمرو نے کہا میں
مار ڈالونگا چالاک نے توبڑے سے ایک تاج نکالا ہاتھ پر رکھکر پیش کیا کہا سر بھی کاٹ لیجیے
مگر یہ تاج تو حاضر ہے مغرور کے سر سے لیا تھا خواجہ نے جو تاج کو دیکھا نگینے یاقوت والماس کے
نصب ہیں کئی ہزار موتی بے بہا قیمت خوش ہو گئے چالاک کو گلے سے لگا لیا کہا اے فرزند یہ خفگی
ظاہری تھی تو سب میرے فرزندوں کا افسر ہے زنبیل وغیرہ تجھی کو ملیگی یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے
ہوئے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی توسن سحر بند نے طبل جنگی بجوا دیا کل اسکا ارادہ ہے کہ سرکار
سے مقابلہ کرے یہ بھی معرکہ اسکو دریافت ہو گیا کہ صاحبقران نے ممتاز جادو کو مارا اسوجہ سے

اُسنے گرد بارگاہ کے آگ روشن کردی وہ انتظام کیا کہ کوئی اندر بارگاہ کے نہ آسکے یہ سنکر صاحبقران
نے فرمایا کہ خواجہ تمنے سنا کہ اِس بچیانے کیا انتظام کیا خواجہ نے کہا کہ اگر آپ کا اقبال یاور ہو اور
طالع مددگار ہی تو آگ مین گھسکر مار ینگے یا بیرون بارگاہ موت ہوا امیر نے چالاک و عمرو کو بلایا
کہا خبردار یہ حرکت نہو ایک کی ایک برائی نہ کرے اُنہین ملکر کام کرنا چالاک سلام کرکے روانہ ہوا
برق بھی اُٹھا عمرو نے کہا آپ کہان جاتے ہین برق نے کہا مین کہان جاؤنگا انتظام لشکر دیکھنے
جاتا ہون عمرو نے کہا آپ میہان بیٹھیے مجھے ڈر ہی کہ آپ جائینگے تو چالاک کے شریک ہونگے
عیاری کی خرابی ہوگی برق نے کہا مین نہین جاؤنگا یہ کہکر باہر نکلا چالاک انتظار مین کھڑا تھا
چالاک نے کہا بھائی برق چلو ہم تم دونون ملکر چلین چالاک و برق صورتین بدلکر لشکر مغرور مین
آئے دیکھا توسن کی بارگاہ ایک طرف استادہ ہی سات ہزار ساحر جابجا اُترے ہوے ہین دونون نے
اگر دیکھا کہ گرد بارگاہ توسن کے خندق کندہ ہی اُسمین آگ روشن ہی چار ساحر اُتر دے بھی بیٹھے ہین
منہ سے فلاخن آتشین چھوڑ رہے ہین اب چالاک و برق حیران ہوے کہ کیا تدبیر کرین برق نے
کہا ابھی مین پہونچتا ہون چالاک نے کہا کیونکر جاؤگے کہا آپ دیکھیے بعد میرے آپ بھی
چلے آئیے گا مین بلوا لونگا چالاک نے کہا اے برق ایسا نہ کرنا ہمین ضرور بلانا ہم تم ملکر کام کرینگے
قبلہ و کعبہ کف افسوس ملینگے برق نے کہا ایسا ہی ہوگا یہ کہکر برق کنارے آیا رنگ و روغن
عیاری کا لگاکر ایک ساحر کی شکل بنا ایک نامہ مغرور کا ہاتھ مین لیا قریب آگ کے آیا اژدہون نے
منہ پھیلایا برق نے پکار کر آواز دی میان توسن صاحب یہ نامہ شہنشاہ کا لیکر آئے ہین ہمین اندر
بلائیے جواب نامے کا مرحمت فرمائیے توسن نے آواز سنی ٹہلتا ہوا در بارگاہ پہ آیا دیکھا ساحر کھڑا
ہی پکار کر آواز دی ارے کیا ہی اُس ساحر نے دست بستہ عرض کی شہنشاہ کو کچھ خبر ملی آپ کیواسطے
نامہ لکھا ہی اسکو ملاحظہ فرمائیے توسن نے سحر کیا اژدہا ہٹا شعلہ ہاے آتش ہٹے راستہ پیدا ہوا
چالاک دیکھ رہا ہی کہ برق کو توسن نے اندر بلا لیا برق نے جاکر سلام کیا توسن برق کو ساتھ لیکر
اندر بارگاہ کے گیا چالاک کو بڑا افسوس ہوا برق نے جاکر نامہ دیا توسن نے نامہ پڑھا طرف سے
مغرور کے لکھا تھا اے قوت بازو و اے زینت پہلو عیارون نے تمہارے پاس آنے کا ارادہ کیا ہی ذرا
ہوشیار رہنا کسی بارے مین غفلت نہ کرنا مین ہر وقت تمہارے حال کو دیکھا کرتا ہون ایسا نہو
عیار تمہارے پاس پہونچ جائین توسن نے نامہ پڑھکر کہا میری جانب سے عرض کرنا کہ حضور
خاطر جمع رکھین عیارون کی کیا مجال جو مجھ تک وہ آسکین برق نے کہا مین کچھ عرض کیا چاہتا ہون
ابھی لشکر مین آکر آپ کے یہ معرکہ دیکھا اگر آپ کی معرفت یہ معاملہ ہو تو شہنشاہ بہت خوش ہونگے
ملکہ حیرت نے اپنی کنیز کو بھیجا ہی کہ توسن کی معرفت ہمارا معاملہ کرو آپ کے نام سے بہت ڈرتی
ہین مسلمان بھی بھاگے جاتے ہین حیرت کے لشکر مین یہ انتشار ہی کہ لقمان و نیرنگ الگ ہوئے ہین
کہہ رہی ہین کہ ہم خدمت مین شہنشاہ بنگالہ کی جاتے ہین تب حیرت نے ناچار ہوکر کنیز کو بھیجا کنیز یہان
آئی آگ دیکھکر ڈر گئی ایک ایک سے پوچھتی پھرتی ہی کہ میان توسن سحر بند تک ہم کیونکر جائین
مین جو ملا مین نے اسکو ایک نخل کے سایہ مین ٹھہرا دیا کہ مین تمکو بلواتا ہون وہ وہان کھڑی ہی

اگر حکم ہو تو بلالون توسن نے کہا جاؤ راہ مین تسکین دینا ہماری جانب سے کہنا کہ ہم بہت لطف سے
ملاقات کرا دینگے برق نے کہا ایسا نہو آگ مجھکو جلائے یا اژدہا کھا جائے توسن نے ایک انگشتری
برق کو دیکر کہا تمکو کوئی صدمہ نہ پہونچاینگا یہ انگوٹھی دستگیری کریگی برق تڑپکر باہر نکلا پاس چالاک
کے آیا کہا ای چالاک مین نے یہ تدبیر کی ہی یہ سنتے ہی چالاک ایک نازنین کی صورت بنکر تیار
ہوا اگرچہ نہایت حسین محمودی کی چادر سے چہرہ لپیٹا برق کے ساتھ ٹھلاتا ہوا چلا توسن خوش ہو
ہی تخلیہ بھی کرلیا حکم بھی دیدیا کہ اسوقت کوئی نہ آوے برق و چالاک اندر آئے برق نے
بڑھکر کہا حضور یہ حاضر ہی آپ انسے باتین کرلین توسن نے کہا کیون صاحب ملکہ حیرت نے
کیا کہا ہی اُس نازنین نے نقاب چہرۂ زیبا سے ہٹائی توسن نے دیکھا ایک پری زاد خوشخو پری رو
غنچہ لب چشم جادو خال ہندو کبک رفتار شیرین گفتار ماہ جبین تا لی حسن مین لاثانی سینے ہی دو حباب
نور کے یا گنبد بلور کے یا حباب دریاے حسن کہون درج معجون مہی سے مثال دون یا انار باغ
رضوان کہون توسن کو پسینا آگیا کہا صاحب بیٹھو کیا پیغام لائی ہو ملکۂ عالم نے کیا فرمایا ہی نازنین
نے سر جھکا کر کہا جسوقت سے خبر پہونچی کہ تمنے طبل جنگی بجوایا اُسوقت سے نعمان و نیرنگ بھی
کہ رہی ہین کہ ہم توسن سحر بند سے نہین لڑ سکتے ہم جاکر توسن سے ملے جاتے ہین جب وہ دونون
اُٹھکر چلی گئین تب ملکہ نے فرمایا کہ مین آخر کسے بھیجون یا خود دوڑی جاؤن کیونکہ یہ مہم سر ہوتی مین نے
عرض کی لونڈی جائیگی مہاراج جو آئی یہ معرکہ دیکھا یہ بھی ملکہ حیرت نے کہا تھا کہ توسن کی معرفت
گفتگو کرنا مین نے یہان آکر آپ دیکھی سامری و جمشید ان میان کو سلامت رکھین کہ آپ تک
پہونچایا اگر آپ ارشاد فرمائین تو ملکہ حیرت کو بلالاؤن توسن نے کہا اگر ملکۂ عالم مجھکو سرفراز کرین
مین بہت لطف سے ملاقات کراؤنگا ملکہ کی بات مین فرق نہ آنے پائیگا شہنشاہ کمغرور سرگو
یہان بلاؤن یہ اعزاز کو اکرام ملکہ کو لیجائین کنیز نے کہا بہت خوب اب آبرو ہماری ملکہ کی آپکے
ہاتھ ہی توسن کہتا ہی صاحب نہ گھبراؤ برق سے اشارہ کیا اس کنیز کو میرے واسطے راضی کرتے
جو کہے وہی دونگا برق نے کچھ کان مین کنیز کے کہا توسن نے دیکھا کہ کنیز نے منہ پھلا لیا کہا واہ
صاحب مین ملکہ کے پیغام کو آئی ہون کہ اپنا پیغام لائی ہون میان توسن صاحب کچھ دیوانے ہین
ایسا خیال نہ کرین توسن نے کہا مین وزیر شہنشاہ بنگالہ ہون میرے نام حکم ہی کہ عمرو کو گرفتار
کرکے طرف شہر بنگالہ کے روانہ کرو اسم اعظم حمزہ کا بند ہو ملکہ حیرت کے واسطے بھی ایسا ہی
حکم تھا شکر ہی خداوند جوگی جیپال کا کہ یہ مقدمہ آسان ہوا تمکو خاتون محل قرار دونگا اُس نازنین
نے شرما کر سر جھکا لیا کچھ اشارہ کیا اُسی اشارے مین توسن مر گیا مراد اُس اشارے سے
یہ تھی کہ اس ساحر کے سامنے ہمسے بات نہ کرو تخلیے مین چلو جو کہوگے اُسکا جواب دینگے توسن
اُٹھا برق سے کہا تم بیٹھو مین اس سے دو باتین کرلون برق نے کہا بہت خوب اب چالاک
توسن کے ساتھ تنہائی کے خیمے مین آیا چادر اُتار کر پھینکدی توسن نے دیکھا آب روان کا
دوپٹہ کاندھے پر ڈھلکا ہوا کرتی چست ازار درست مسکرا کر کہا کیون صاحب کیا کہتے تھے
انکو بیان کرو توسن نے کہا مین تابعدار ہون دل بیقرار ہی عجب عالم ہی دل پر ہجوم غم و الم ہی

اسوقت دل کی یہ کیفیت ہے کیا بیان کروں دل نہیں مانتا جب سے روئے زیبا دیکھا ہے دل مثل سیماب بے تاب رہا ہے

نظم

ہو گیا ہے تیری فرقت میں جہاں ایسا سیاہ
چین میں گویا گیا ہوں نظر آیا مجھے
زعم میں اپنے لیکے یار سے سو بار رات
ساغر اپنی عمر کا مملو نظر آیا مجھے
شمع ہے فانوس میں یا جو میں عکس شاخ گل
پیرہن اک دن بھی بہ رنگ بو نظر آیا مجھے
جسکو سمجھا تھا سویدا ہے وہ خال عنبریں
یار کا آئینہ زانو نظر آیا مجھے
بعد مرگ ایسا ترے گو کمر کا ہے خیال
اُس پر لکا کاسہ زانو نظر آیا مجھے
سب طرف سے دیدۂ باطن کو جب یکسو کیا
وہ صنم طفلی میں چار ابرو نظر آیا مجھے

گم ہوا میں جیسے تیر ابرو نظر آیا مجھے
ماہ نو بھی صورت ابرو نظر آیا مجھے
جب رخ مہپارہ چوٹی میں موباف ڈالا یار نے
دن ہوا تو تلیہ مہپلو نظر آیا مجھے
رشک قد یار سے جو سرو گلشن میں چلا
آستین سے یا ترا بازو نظر آیا مجھے
نشے کے ڈورے وہ چشم یار کے یاد آ گئے
جا کے دل پہلو میں وہ مہ رو نظر آیا مجھے
فکر میں سوجھے یہ مضمون رو آشنائی کے
جام کوثر بھی جو دیکھا مو نظر آیا مجھے
یہ تصور ہے کیا جب دم گریبان تار تار
جسکی خواہش تھی یا وہی ہر سو نظر آیا مجھے
شاید آ نکلے وہ خوش قد اشک گلنار ہے

آئینہ جب میں نے دیکھا تو نظر آیا مجھے
حلقۂ گیسو سے آنکھ اُسکی نظر آئی مجھے
سنبلستان میں گل شبو نظر آیا مجھے
کس ادا سے آپ نے خالی کیا جام شراب
بیضۂ قمری وہیں کو کو نظر آیا مجھے
گو اُسی گل سے گلستان جہان معمور ہے
دام میں جب دم کوئی آہو نظر آیا مجھے
میری خود بینی کجا مجمع عشاق ہے
آتشی آئینہ زانو نظر آیا مجھے
ساغر مے کی رہی اب کسکو حاجت ساقیا
ہاتھ میں محبوب کا گیسو نظر آیا مجھے
عکس ہاتھوں پر جو دونوں ابرو کا پڑا
سرو باغ اکثر کنارے جو نظر آیا مجھے

نازنین یہ اشعار سنکر کہنے لگی کہا صاحب تمکو تو دیوان کے دیوان یاد ہیں میں نہیں سمجھی کہ اشعار سے مراد کیا ہے یہ باتیں میری عقل میں نہیں آتیں توسن قدموں پر گر پڑا کہا اے جان جہان جسوقت سے تمکو دیکھا ہے دل قابو میں نہیں چاہتا ہوں مجھکو قبول کرو نازنین نے کہا میرا حال بھی معلوم ہے کہ میں کون ہوں تم وزیر شہنشاہ ہو میں کنیز ملکہ حیرت کی ہوں میرے تمہارے کیا نسبت کیونکر بنیگی جب تمکو خیال آئیگا کہ میں وزیر اعظم ہوں یہ ملکہ حیرت کی کنیز تمکو غرور ہوگا علاوہ ازین ملکۂ عالم کا مقدمہ ہو جائے اُنسے کہکر مجھکو مانگ لیجیے گا باقی میں سب طرح پر حاضر ہوں میں چوری سے آیا کرونگی یہ سنتے ہی توسن خوش ہو گیا کہا بہتر یہ کہکر گلابی کھینچی کہا لو جان جہان آرام دل مشتاقان شراب پیو چالاک نے گلابی کو کھینچا کھائی سے پڑیا بیہوشی کی ملائی یہان برق پردے کے پاس سے دیکھ رہا ہے چالاک نے کہا صاحب پہلے تم پیو دوپٹہ سینے سے کھسکا دیا شکم صاف و شفاف تختۂ الماس سینے پہ اُبھار بقول مصنف فرد نار پستان کی کیا لکھوں تعریف ✤ یہ تو میوہ ہے باغ رضوان کا مد توسن اور زیادہ بیقرار ہو گیا کبھی روئے زیبا کو دیکھتا ہے کبھی شکم صاف و شفاف پر نگاہ پڑتی ہے نہایت بدحواس ہے چالاک نے ناز و کرشمے کی باتیں کہیں توسن نے چاہا جام پیوں زمین سے دھوان نکلا آواز آئی خبردار شراب ہاتھ سے گر پڑی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا توسن نے کہا ارے تو کون چالاک سمجھ گئی کہ جا پڑا برق نے پردہ اُٹھا کر دیکھا توسن نے اپنے کو بچایا زمین پر ایک دو ہتھڑ مارا چالاک لڑکھڑا کے گرا توسن نے چاہا سر کاٹ لوں برق نے دیکھا غضب ہوا خلیفہ صاحب قتل ہوتے ہیں اور چالاک کی بیقراری جب ارادہ اُٹھنے کا کیا زمین پر گرا زمین پاؤں نہیں چھوڑتی توسن سحر بند

تیغہ کھینچے ہوے جاتا ہی برق نے سر سے گوپھن گھولا سنگ گران کلہ گوپھن مین دیا چرخ دیکر آواز دی
او ملعون خبردار کیا کرتا ہی سناٹا جو ہوا توسن ادھر ملٹا پیشانی پر پتھر پڑا کہ سر توسن کے ہزار ٹکڑے ہوے
چالاک کے پاؤن زمین نے چھوڑ دیے آندھی سیاہ اٹھی غل آوازین مہیب آنے لگین ستارہ سحری
چمک چکا تھا جسوقت یہ ہنگامہ ہوا مغرور سو کر اٹھا ہی آنکھین ملتا ہوا باہر آیا ساحرون سے پوچھا ہاے
کہ یارو کچھ معلوم ہوا توسن نے کیا کیا مین بہت پریشان ہون یکایک کان مین آواز آئی کشتی مرا نام
مین توسن سحر بند بود مغرور نے گھبرا کر کہا یارو یہ کیسی آواز آئی ساحر دوڑے کہ جا کر خبر لائین
برق و چالاک تو مار پیٹ کر نکل گئے اژدہے پانی ہو کر بہہ گئے آگ بجھ گئی ساحران توسن
دوڑے اندر آ کر دیکھا لاشہ توسن کا پڑا ہی سب نے سر پیٹ لیا ناچار و مجبور لاشہ اٹھایا مگر خواجہ
رات بھر گرد اس بارگاہ کے پھرے کسی صورت سے رسائی نہوئی کہ دیکھا ساحر لاشہ توسن کا
لیے ہوے جاتے ہین خواجہ نے بصورت مبدل بڑھکر ساحرون سے پوچھا تمھارے آقا کیونکر
مارے گئے ساحرون نے کہا حضور ہم نہین جانتے اتنا آگاہ ہوے کہ ایک نامہ دار آیا تھا
پھر کوئی عورت منھ لپیٹے ہوے آئی اب صبح کو یہ افتاد پڑی خواجہ سمجھ گئے برق و چالاک
نے ملکر اسکو مارا چلکر دیکھین اب مغرور کیا کرتا ہی ان سبھون کے ساتھ روتے پیٹتے چلے یہان
مغرور دربارگاہ پر کرسی بچھا کے بیٹھا ہی سب مصاحب اسکے آگئے کہ رہا ہی یارو یہ کیا بات ہی
عیاری ہی کہ کرامات ہی توسن سحر بند پرانا ساحر تھا جا بجا لڑا کالور و دیس والون سے معرکہ
پڑا اسنے کیونکر دھوکا کھایا مین بہت حیران ہون مصاحب کہ رہے ہین کہ حضور ہمارے ذہن
مین نہین آتا بندرالون کی جاتی رہی اب وہ دانہ ترک ہوا اپنے سائے کو عیار جانتے ہین یہ ذکر تھا
کہ رونے پیٹنے کی صدا بلند ہوئی دیکھا لاشہ توسن کا ساحر لیکر آئے مغرور کو بہت ملال ہوا کہا
یارو جو ساحر قصد کرتا ہی عیارون کے ہاتھ سے مارا جاتا ہی زندہ پلٹکر نہین آتا ہی اب مین کسی کو حکم
نہین دیتا کل اگر میدان کارزار مین لاشون کے انبار نہ کر دیے تو اپنا نام نہ پایا یہ کہکر حکم دیا کہ لاشہ
توسن کا جلاؤ ارتھی بنا کر ساحر لیگئے مغرور بقہر و غضب تمام تخت پر آ کر بیٹھا سب رفقا حاضر ہین مغرور
غصہ کر رہا ہی کہ آسمان پہ گھٹا لگی ہاے ابر آئے ابر کو دیکھکر مغرور تڑپ گیا بے اختیار پکار اٹھا نظم

ابر مژگان ہی جدائی مین گھٹا برسات کی — اپنی ٹھنڈی سانس گویا ہی ہوا برسات کی
قبل بارش روتے روتے گور ہو جاؤن کہین — ہجر مین صورت نہ دیکھون اے خدا برسات کی
اہل مجلس کہتے ہین روتا ہے مجھکو دیکھکر — خانہ ویرانی کو کیا کم تھی بلا برسات کی
رعد قلقل موج ہی بجلی کف مے ہی سحاب — میکشون کو کب ہی حاجت ساقیا برسات کی
باغ و مے ابر و غنا مہتاب و نہر و وصل دوست — ایک دل ہی اور حسرت ہی بڑا برسات کی
تیرے آگے ابر مین بجلی چھپا لے آفتاب — اے پری کیا رنگ دیتی ہی ہوا برسات کی

ان اشعار کو پڑھکر خوب رویا وزرا سمجھانے لگے مغرور نے کہا یارو تم کیا جانو جو کچھ میرے
دل پہ گذرتی ہی جی چاہتا ہی گریبان چاک کرون خاک منھ پہ ملون طرف صحرا کے جاؤن وزرا
نے عرض کی حضور زمانہ ہجر کا کٹ جائیگا ملکہ حیرت کو سنتے ہین کہ حضور کا اکثر ذکر کرتی ہی معشوق بھی

اپنی ابرو پر بل ڈالتی ہے حضور ایسا اوج انکو کہان ملیگا انکو بڑا ناز ہے کہ افراسیاب وحید عصر تھا اُنکے
سامنے اُسکے سحر کی کیا حقیقت ہے حضور جب سحر کرتے ہین تو تھرا اُٹھتی ہو آسمان سے الامان کی
آواز آتی ہی خواجہ عمرو بصورت مبدل دربار مین کھڑے ہوے یہ سب باتین سن رہے
ہین مغرور کے منھ سے یہ بھی نکلا کہ یارو مہنگ سحر نگاہ کا گرفتار ہونا مجھ پر بڑا شاق ہوا
وہ ہوتا اب تک حمزہ کو پکڑ لاتا مغرور نے جھلا کر کہا طبل جنگی بجے خواجہ تو یہ بات دیکھ بیٹھے ہرکارے
نے صاحبقران کو خبر دی کہ مغرور نے طبل جنگی بجوایا حیرت کو بھی خبر مل گئی تھی کہ عمرو نے سن کو
جا کر چالاک نے مارا تعجب یقین کر رہی ہین کہتی ہین کیا عیار جانتا ہے کیا جلد پہنچتا ہے کیا اور
اپنا کام کیا کہ ہرکارے نے خبر دی مغرور نے طبل جنگی بجوایا ہی کل خود میدان مین آئیگا ملکہ
حیرت نے حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا مگر بعد جانے عمرو کے مغرور نے کہا یارو تم مین کوئی
ایسا ہے کہ میرے عیار کو چھڑا لائے مہنگ سحر نگاہ رہا ہو تو حمزہ کو پکڑ لائے ایکدن مین لڑائی
کا خاتمہ ہے سفاک جادو مصاحبان مغرور سے ہی اپنے مقام سے اُٹھا کہا شہنشاہ غلام
جا کر رہا کریگا مغرور نے کہا کیا تدبیر کروگے کہا حضور قریب قید خانے کے جا کر نگہبانون پر
سحر کرون جب وہ بیہوش ہو جائین قید خانے سے کھسکے آؤن یہ کتنی بڑی بات ہے مغرور نے
کہا اے سفاک اگر یہ تو نے کام کیا دولت دنیا سے نہال کر دونگا دامن مدعا زر و جواہر سے
بھر دونگا سفاک یہ سنکر چلا جب پاؤ پہر رات گذر چکی پر پرواز پیدا کرکے لشکر صاحبقران مین آیا
چار جانب دیکھنے لگا پھرتے پھرتے اس مقام پر آیا کہ جہان مہنگ سحر نگاہ قید ہے کچھ سوار
کچھ پیادے کچھ عیار بلاے سحر نگہبانی دروازے پر حاضر ہین پیادون نے رات کے جاگنے کے
لیے ایک گھڑا دھرا کے رکھا ہے چراغ رکھدیا سو ہی کھیل رہے ہین کوئی ایکا لڑتا ہے کہتا ہے آئے
ایک کتا ہی گیارہ ہین یہ داؤن ہمارے کا ہی کوئی کہتا ہے آٹھ آئے ایک چھوٹا کھلاڑی کہہ رہا ہی
یارو رنگ کھیل رہی ہی جی چاہتا ہے جہان تک بد دون یارو اگر دو مرتبہ رنگ کھلجاے سلطنت کو
جیت لین ہم کہین تنگ داے ہین جو ہمارے ساتھ بدلا کرتا ہے گھر کا مال و اسباب ہار چکے
بازار کے قرضدار ہین جان بازی بدتے ہین ہمسے کوئی کیا کھیل سکتا ہے سفاک ملعون نے
بشکل عقاب ایک شاخ نخل پر بیٹھکر سحر کرنا شروع کیا ایک گھڑی بھر کے عرصے مین جو جہان پر
بیٹھا تھا سو گیا کوئی کہین لیٹ گیا کسی نے ہاتھ سر کے نیچے رکھا اسی مقام پر سو گیا ایک تھوڑی
ہی عرصے مین سب غافل ہوے سفاک نخل سے اترا بلا تکلف اندر قید خانے کے گیا دیکھا
مہنگ سحر نگاہ کی زبان مین سوزن سلاسل مطوق آہ آہ کر رہا ہی سفاک نے کہا اے
مہنگ مین آپہونچا خاص تمھارے لینے کو آیا ہون بادشاہ کو تمھارے قید ہونے کا بڑا قلق ہے
عشق نے انکو مبہوت کیا ہی تمھارا ذکر جب آتا ہی تو فرماتے ہین کہ ہمارا آشنا قید ہو گیا افسوس کہ
ابتک ہمسے کچھ نہوا جب مین نے عرض کی کہ مین رہا کرلاؤن بادشاہ خوش ہوگئے سفاک نے
زبان سے مہنگ کی سوزن نکالا مہنگ نے اسم سحر پڑھا کہ قید آہن ٹوٹ کر گری اب مہنگ
و سفاک ہاتھ پکڑے ہوے باہر نکلے باتین کرتے ہوے چلے لشکر مین جہان طلایہ ٹھیرہ

دیکھا اترائے نکلگئے سفاک کہتا ہی کیون ہٹتے ہو مین ابھی سحر کرونگا سب دیوانے ہو جاینگے بلکہ ہمکو اور تمکو تا بہ لشکر پہونچا دین مہنگ کہتا ہی بھائی مین ڈرتا ہون کہین سارہ بان زادہ نہ ہمکو اور تمکو دیکھ لے تو قیامت برپا کریگا کسی نہ کسی فطرت سے ہمکو پکڑ لیگا ای سفاک الساطار فرار عیار ہماری نگاہ سے نہین گذرا کس فطرت سے مجھکو گرفتار کیا میرا کچھ زور نہ چلا آخر گرفتار ہو گیا یہ باتین کرتے ہوے لشکر سے نکلے اب تو میدان پکڑا شب ماہ ہی ذرے صحرا کے چمکتے ہین ماہ تابان سے آنکھ ملاتے ہین صحرا مین سناٹا کیفیت بہار دیکھتے ہوے ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہرے یہی آپس مین باتین کر رہے ہین کہ ای سفاک تمنے بڑا کام کیا سفاک کہتا ہی ای مہنگ تم ہمارے ہی خیمے مین رہنا عمرو دو ہاتک نہ پہونچیگا ہین پہلے امیر عمرو کو گرفتار کرونگا قضا ے کار خواجہ عمرو فکر مین سفاک کی لشکر کفار مین آئے بشکل خدمتگار بارگاہ مغرور مین پہونچے دیکھا مغرور تخت پر بیٹھا ہی ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی کہتا ہی آج ہمارا عیار رہا ہو کے آئیگا سردار جو پوچھتے ہین کہ ای شہریار کون سی صورت رہائی مہنگ کی ہی مغرور نے کہدیا ہمارا سردار نامی سفاک جادو ہمارے رہائی مہنگ گیا مغرور نے کہا یارو ہمارے عیش و راحت مین خلل آ گیا کئی دن ہوتے آب و دانہ بھی چھوٹا اتو یہ کیفیت ہی نظم

آج کیا انداز بسمل اضطراب دل مین ہی — قبضہ شمشیر بنا ہی پنجہ قاتل مین ہی
کیا اثر ہوا ی پری رو تیرے گل رخسار کا — سب تلون مین تیل ہی پر عطر اسکے تل مین ہی
مجھسے کیا نسبت بھلا شیرین کو ای شیرین ادا — تو دلون مین ہی منقش نقش شیرین سل مین ہی
کیا فقط طالع بشر کے عشق کر دیتا ہی پست — چسپ رخ سے ہستن فرشتون کا چہ بابل مین ہی
فصل گل کا دیتی ہی مژدہ صبا واقف نہین — کیا ہر رنگ غنچہ لالہ ہمارے دل مین ہی
کم نہین دریا سے نظرون مین ہمارا سیل اشک — اپنے دامن مین بھی ہی جو دامن ساحل مین ہی
کی ہو اران عدم کو حال دل کی اطلاع — نامہ اپنا شاہ بال طائر بسمل مین ہے
خیر جاری ختم ہی آتو مینکشو خمار پہ — موجزن دریاے مہر کشتی سائل مین ہی
ای پری تونے تو لیلی کو بھی مجنون کر دیا — نغمہ ساز جرس اب پردہ محمل مین ہی
کچھ ہی تجھ مین ای پری رو کچھ ہی مجھ دیوانے مین — بان بھی ہی عشق ازل سے جوہر کامل مین ہی
ہو چکا آخر سفر جب آپ سے باہر ہوے — وصل اس جان جہان کا پہلی ہی منزل مین ہی
کوئی جز معشوق عاشق کے تصور مین نہین — ہو اگر مجنون تو پھر لیلی ہی ہر محمل مین ہی
خال جانان کے تصور مین غضب رقبا ہین — جاے رونق کیا سمندر چشم تر کے تل مین ہی
تل کے بدلے میری آنکھون مین جھلکو تلکے ہی — آپ کی چشم سیہ جاے سویدا دل مین ہی

ان اشعار عاشقانہ کو پڑھکر مغرور اور زیادہ غمگین ہوا رفقا سمجھاتے ہین مغرور کچھ جواب نہین دیتا بڑا خیال تو اپنے ملک کا ہی جو مین ساحر کو چھوڑ کر آیا ہون ایسا نہو کوئی حریف چڑھ آئے کون اسکا جواب دیگا ناظم ہمارا قوت سحر نہین رکھتا ہی مصاحب عرض کر رہے ہین اس اطراف والے آپکے نام سے ڈرتے ہین کوئی نہ قصد کریگا مغرور نے مصاحبون کو اشارہ کیا ذرا دریافت تو کرو کہ ملازم

۱۸۳

سفاک جادو ابھی تک کیون نہین آیا وزیرا بار بار نکلے ایک ایک سے پوچھتے ہین کچھ حال نہین کھلتا
میان سفاک و مہنگ سارے مین تحمل کیے کھڑے تھے خواجہ وہان سے پلٹے یہ بھی سن لیا کہ
سفاک برائے رہائی مہنگ گیا ہی یہی خیال کرتے ہوے صحرا مین پہونچے دور سے عمرو نے دیکھا
دو شخص ایک مقام پر کھڑے ہوے باتین کر رہے ہین خواجہ نخلستا نکی آڑ لیکر بڑے ہوے بمشکل اتنے
قریب پہونچے کہ اُنکی باتون کی آواز کان مین آئے سفاک نے جو یہ کام کیا یہی دمبدم کہتا ہی
کہ اگر ہم نہ پہونچتے تم قید خانے مین تڑپ تڑپ کے مرجاتے مہنگ کہتا ہی حقیقت مین بھائی تمنے
بڑا کام کیا مین شاہ کے سامنے تمھاری تعریف کرونگا بہت کچھ انعام و اکرام ملیگا سفاک بہت خوش
ہی کہ مہنگ مجھسے دبا خواجہ یہ حال دیکھکر پلٹے اب کیا منہ لیکر لشکر مین جائین یہ سوچکر ایک جانب چلے
یہ تو خوب جانتے ہین کہ اگر یون مقابلہ کرونگا وہ سحر کرکے پکڑ لینگے خواجہ دل سے یہ باتین کرتے
ہوے ایک جانب چلے گئے مہنگ و سفاک چل نکلے تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا ایک نازنین
حور پیکر قمر منظر چہرہ خورشید خاور جنگل مین دیوانہ وار وحشی مثال دوڑتی پھرتی ہی کبھی کسی درخت پر چڑھ جاتی
ہی اُسپر سے کودی ریت کا میدان ہی پھر لوٹ پٹکر اُٹھی آہ کرتی ہی ذرہ معلوم ہوتا ہی کہ صحرا نہ جلنے لگے
سفاک و مہنگ دونون صورت زیبا دیکھکر حیران ہو گئے قلب کانپ رہے ہین سفاک و مہنگ
آگے بڑھے سفاک نے کہا ای مہنگ مین نے تمپر وہ احسان کیا کہ مجھسے کبھی گردن تابی نہ کرو مطلب
یہ ہی کہ اس نازنین کو ہم لینگے مہنگ نے کہا تم بڑے شعلہ مزاج ہو سو مرتبہ یہی ذکر کر چکے اب مجھکو ناگوار
ہوتا ہی ہم تم دونون ایک عمر تحصیل کے چشمے بٹے ہین ای سفاک یہ کبھی نہوگا اس نازنین کو مین لونگا
وہ نازنین دونون سے آنکھ ملاتی ہی گنگناتے یہ اشعار دردآمیز گاتی ہے

نظم

سرنگیم چقدارم پاے دردامان نگہدارد	عنان خویش را گر گوہر غلطان نگہدارد
ہر دو رشک آن بیمار ہیمیرم کہ از غیرت	تپ شوق ترا از استخوان تنہا نگہدارد
ز دوست راحتی دارم کہ در گفتن نمی آید	خدا این درد را از آفت درمان نگہدارد
چسپانم ابر شد با من ظرف در اشکبار بیا	مگر عشق آبروے دیدۂ گریان نگہدارد
الٰہی آتش افتد در نقابش تا یکے بینم	چراغ رنگ او را دیدہ داماں نگہدارد
سیاہی گروہ باشد کو غنیم خط کہ چشم او	سواد ناز را با لشکر مژگان نگہدارد
بجانم دشمنی دارد کہ آن شیطان بسی سنہست	گذشتم من ز جان واقف خدا با آن نگہدارد

اس عرصہ مین یہ اشعار پڑھے کہ مہنگ و سفاک بھی رونے لگے مہنگ نے کہا کہ ای سفاک
کسی ملک کی شاہزادی ہی سڑن ہو کر نکل آئی اب مین بڑھکے سحر کرون اسکو گرفتار کرون وہان ہم
علاج کر لینگے سفاک نے کہا ای مہنگ پھر تمنے وہی بات کہی خبردار اُسطرف نہ دیکھو مین سحر کرکے
گرفتار کرونگا علاج وغیرہ کا مجھے اختیار ہی مہنگ نے کہا بھائی تمھاری غاقتین آئی ہین
یہ نہ سمجھنا کہ مین مصاحب شاہ ہون خوشی کرو تمھاری بھاوج ہوئی کسی اور خیال سے نگاہ
نہ ڈالو تم ساحر ہو مین ساحر بھی ہون اور عیار بھی ہون میرے ہاتھ سے جان بچانا دشوار ہوگی
تمکو قتل کرونگا یہ سننا تھا کہ سفاک جھلا گیا قصد کیا تھا کہ جھولی پر ہاتھ ڈالون مہنگ نے کہا

اے دیوانہ ہوا ہی جبتک سفاک اشیاے سحر نکالے مہنگ نے حلقے کمند کے مارے گردن
مین سفاک کی پڑے چاہا تڑپ کے نکلون بھلا مہنگ کب مہلت دیتا ہی اسنے جھٹکا مارا بیہوشی
بھی اُڑا دی سفاک بیہوش ہوکے گرا مہنگ جھلا یا ہوا تھا خنجر سے اسکا سر کاٹ ڈالا اب طرف
نازنین کے پلٹا کہا اے جان جہان دیکھو تمھارے لیے مین نے اسکو مار ڈالا یقین ہی بادشاہ دستگیر
ہون خوشی خوشی میرے ساتھ چلو مین شہنشاہ بنگالہ کا مقرب ہون وہ مرتبہ دونگا کہ شاہزادیان
تمھارے رتبے پر رشک کرین نازنین قہقہہ مار کر ہنسی کہا او جھوٹے عاشق کیون دیوانہ ہوا ہی
مین آوارہ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار جنگل مین ماری ماری پھرتی ہون مجھسے اب گوشے مین
نہ بیٹھا جائیگا مہنگ نے ہاتھ باندھے کہا اے گل باغ وفا حسن و جمال مین یکتا چلتے ہی وہ علاج
تیرا کرون کہ سب وحشت دفع ہو جائے بڑے بڑے ملا سیانے ہمارے لشکر مین رہتے ہین تیری
غرض سنکر دوڑ پڑینگے سب جانتے ہین کہ یہ مقرب شاہی ہی مین لشکر مسلمانان مین قید ہو گیا تھا
اس بہیا کو مین نے مار ڈالا کہ تجھپر نگاہ بد ڈالتا تھا مجھکو بہت ناگوار ہوا آخر مین نے اُسے
قتل کیا نازنین نے منھ پیٹ لیا کہا ارے جلاد تجھسے تو ڈرنا چاہیے اپنے محسن جان بخش کا خیال
نہ کیا میرے ساتھ تو کیا وفا کریگا تیسرے دن نکالدیگا مین ماری ماری پھرونگی کہان بیٹھونگی
اور میرے علاج کی کچھ ضرورت نہین ہین بیکار خود ہوشیار ہون تیری خدمتگزاری بدل و جان کرونگی
یہ کہکر مہنگ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا نگوڑے تیری آنکھ مین موہنی ہی تیری زلفین دیکھکر سودا
سر کا اُتر گیا مجھکو تو ہوش آگیا مہنگ پھول گیا نازنین نے کہا شاہراہ سے ہٹ چلو تنہائی مین
چلکر بیٹھین مہنگ کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا ہاتھ پکڑ لیا ایک زرغے مین آکر بیٹھے نازنین
رونے لگی کہا اے عاشق صادق مقام افسوس ہی ہمارے مکان پر ہوتے یا تم بھی مقرب شاہ ہو
تمھارے خیمے مین یہ جلسہ ہوتا کنیزین ساقی بنکے حضور حاضر ہوتے افسوس ہی کہ ایک گلابی شراب
کی بھی میسر نہین مہنگ نے کہا مین ابھی شراب لاتا ہون نازنین نے کہا تمھارا جانا تو مجھپر شاق ہی
دل وصل کا مشتاق ہی مہنگ نے کہا مین بہت جلد حاضر ہونگا یہ کہکر بھاگا میخانے مین آکر شراب
خریدی ایک دونے مین کباب لیے دوڑا ہوا آیا کہا ملکۂ عالم مین گلابی شراب کی لایا ملکہ نے کہا
صاحب بیٹھ جاؤ مہنگ نے کہا مین اور تکاریان لیے آؤن یہ کہکر مہنگ پھر بھاگا وہ
نازنین اُسی صورت بر نخل کے سائے مین بیٹھی ہی قضاے کار عقیل جادو اُڑا ہوا آسمان پر
جاتا تھا اُسکی نگاہ پڑی کہ ایک نازنین مہ جبین دریاے جوانی مین غوطہ مارے ہوے گلابی
شراب کی آگے رکھی ہی صورت زیبا دیکھکر مر گیا تڑپ کے گرا پنجہ کمر مین دیکر لے بھاگا مہنگ جو
بعد تھوڑی دیر کے آیا دیکھا گلابی اُسی طرح رکھی ہی یہ حال دیکھکر رونے لگا کہ ہاے ملکہ کدھر گئین
مغرور کو بھی بھولا گریبان چاک کیا خاک منھ پر ملی اُسی جنگل مین دیوانہ وار دوڑتا پھرتا ہی کبھی رک گیا
کبھی پیچھے آگے بڑھا دل سے کہتا ہی ہاے مہنگ ایسی معشوقہ یون چھوٹی پھر جو ولولے نے
ترقی کی گھبرایا ہوا اُسی مقام پر آیا دیکھا گلابی رکھی ہی ایک طرف دو چار دانے ماش کے بھی پڑے
ہین سمجھ گیا کوئی جادوگر لے گیا تڑپنے لگا چیخین مار مار کر رونے لگا اُس بیقراری مین یہ اشعار زبان پر جاری نظم

طمع نہین مجھے ہرگز کہ سیم و زر ملجائے
مری نظر سے جو تیری کبھی نظر ملجائے
نکل چلا ہون کہ اُسکی کہین خبر ملجائے
بلا سے جان ہی نظر سے اگر نظر ملجائے
دل اپنا ہوا ابھی دریا جو وہ گہر ملجائے
یہ جی مین آتا ہی اس بحر مین ہون پھر غواص
ملے وہ مجھسے یہ امکان کیا کہ ہو نہ ملال
ہزارون چاک گریبان چاک دل تو دیے
مری طرح پھرے کبتک خراب دشت بدشت
جسیح تیغ جدائی ہون ہاتھ مین باندھون
ہم ایسے گم شدہ دشت بے نشانی ہین
مین ناز دل نہین لکھتا کچھ اپنے نامے مین
دکھاؤن عشق کی دولت کلیم کا اعجاز
تصور اس گل تر کا یہ ہی کہ فرق فہو
مغیلو ابھی پاؤن مین تیغ غمسے نجات
شب فراق مین ہو چاک پیرہن ایسا
جو مجھسے دشت مین ناصح وہ صاحب عصمت

کسی طرح سے الٰہی وہ سیمبر ملجائے
تو جان جانسے دل دل سے سیمبر ملجائے
خدا کرے مجھے رستے مین نامہ بر ملجائے
اگر ہی لطف بڑا دل سے دل اگر ملجائے
دماغ پہونچے فلک پہ جو وہ قمر ملجائے
کہ شاید اب کوئی مضمون کا گہر ملجائے
یہ مشت خاک مری خاک مین اگر ملجائے
فلک مجھے کوئی اب اُسکا چاک در ملجائے
کہین الٰہی مری آہ کو اثر ملجائے
مجھے کوئی کسی سر خاب کا جو پر ملجائے
کہ مغتنم ہی اگر یار کی خبر ملجائے
یہ خوف ہی نہ رقیبون مین نامہ بر ملجائے
ابھی جو گنگ مین خونناب چشم تر ملجائے
اگر گلون مین مرا پارۂ جگر ملجائے
تمہاری طرح جو دف کی مجھے سپر ملجائے
کہ تیرے چاک گریبان سے ای سحر ملجائے
برائے پردہ شجر سے نہ کیون شجر ملجائے

بلک رہا ہی حیران ہی کہ کہان جاؤن کدھر تلاش کرون میرے گوہر بے بہا کو کون لے گیا اس پریشانی مین دوڑتا پھرتا ہی قضائے کار کہین سے پھرتے پھراتے میان برق آتے تھے دور سے دیکھا شہنگ سحر نگاہ عیار جنگل مین مارا مارا پھرتا ہی یہ خبر تو لشکر صاحبقران کی سن چکے تھے کہ شہنگ کو بھی ساحر پکڑ کر لیگیا بڑا تردد ہوا تھا بلکہ اسی فکر مین نکلا تھا کہ دریافت کیجئے شہنگ سحر نگاہ کو کون پکڑ کر لیگیا اسی فکر مین پھرتا ہوا صحرا مین آگیا بہ نگاہ غور جو دیکھا ایک شخص دوڑتا پھرتا ہی اور حال بھی تباہ ہی بخوبی پہچانا شہنگ سحر نگاہ ہی جو یہ کہتا ہی کہ ای برق یہ کیون اسقدر بیقرار ہی اسپر کیا سانحہ گذرا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک ساحر کی شکل بنا لکارتا ہوا قریب آیا منتہی عیار ذرا ٹھہر جائیے آپکو شہنشاہ نے یاد فرمایا ہی شہنگ نے دیکھا ہمارے لشکر کا کوئی ساحر ہی برق نے بہ ادب سلام بھی کیا کہا ای شاطر شہنشاہ اس شعر کا مضمون ہمارے لشکر مین ہی

فرو زیبد چنین شہریاری جہان + جہان چون نہ گیرد فراے جہان + شہنگ نے کہا ای بھائی کیا کرون اس مصیبت مین مبتلا ہون کہ جسکا بیان نہین ہو سکتا اگر کہون تو یہ مثل شہک کی نقصان مایہ و شماتت ہمسایہ مجبور تو غم و الم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہی کیا کہون ای برادر سفاک جادو مجھکو پکڑ کے لایا عمرو کے عیارون کے چوٹ لگایا ہم اور وہ ساتھ آتے تھے میان جنگل مین پہونچے ایک نازنین حسن مین لاثانی لیکن ظاہر مین دیوانی مین دیکھتے ہی اُسپر عاشق ہوا میان

سفاک بول اُٹھے اس نازنین کو مین لونگا مجھکو قید سے چھڑا کر لائے تھے بڑا غرور تھا مین نے سمجھایا بھی کہ بھائی تم فقط جادوگر ہو ہم ساحر بھی ہین عیار بھی ہین اُسنے جھولی پر ہاتھ ڈالا تھا کہ سحر کرے ون مین نے حلقہ ہائے کمند مار کے خنجر مار دیا جب اُس نازنین کے پاس پہونچا وہ خود مجھپر عاشق ہو گئی گوشے مین لیجا کر بٹھایا اُس نازنین کے منھ سے بحسرت نکلا کہ افسوس شراب نہین مین بیقرار ہو کر دوڑ گیا شراب و کباب لایا پھر مجھکو خیال آیا کہ اُس نازنین نے بحسرت ترکاری کو کہا مین ترکاری لینے کو گیا پھر وہان سے جو پلٹکر آیا نازنین کو نہ پایا یار نہین معلوم کون جلاد لگا ہوا تھا کہ اُس نازنین کو اُٹھا لیگیا اب مین انتہا کا بیقرار ہون میری عجب کیفیت ہے نظم

گیا اثر میری سیہ بختی کے آگے نور کا
ماہ ہے اک خال رخسارہ شب دیجور کا

مر گیا ہون دیکھکر جلوہ رخ پرنور کا
میری لوح قبر کو دینا ہے تختہ طور کا

پاس ہون یارون کے جبتک مجکو غفلت ہے عجب
غیر آتا ہے نظر انسان کو انسان دور کا

اُس پری کے چہرے کو تشبیہ کس سے دیجیے
جبکہ ہر نقش قدم دکھلائے نقشہ حور کا

ترک لذت کر دیا پہونچے نہ تا جو گزند
نوش تو سمجھے ہے پہلے نیش ہے زنبور کا

شب جو دھیان اُس ماہ کا آیا وقت فکر سخن
صبح تک مضمون نہ ہاتھ آیا شب دیجور کا

مجھسے اول خانۂ زندان مین تھا مجنون کو گیا
ہر محل مین پہلے ہوتا ہے گذر مزدور کا

ہجر مین ساغر سے آئی مجکو ساقی بوے خون
بادہ کھنچوایا ہے شاید زخم کے انگور کا

دل ہمارا اسقدر سوزش طلب پروانہ ہے
شمع سے بھاگے جو اُس مین میل ہو کافور کا

تیرہ بختی سو دیون پر کرتی ہے نازل بلا
شہد لٹتا ہے شب تاریک مین زنبور کا

ہو بجا نزدیک والے مجھسے گر واقف نہین
میرے سر شہرے نے کیا ہے اب ارادہ دور کا

دعوی باطل سے ہو جاتے ہین اکثر نامور
شہرہ کیا بانگ انا الحق نے کیا منصور کا

مین ترا عاشق ہون اے عیسی نفس بیجا رشک
گور لیتی ہے بغل مین لاشہ مجھ رنجور کا

اسقدر مشرب مین وسعت رکھتے ہین ہم مے پرست
اپنے گلشن مین فلک اک خوشہ ہے انگور کا

ہین جو صاحب درد ایسے دور ہو سامان عیش
بادہ کھنچا ہے کسی نے زخم کے انگور کا

میرے سینے پر تو کی سرد مہر لگا ہے داغ
مشک نے پہنا ہے جامہ کافور کا

کوئے قاتل مین پہونچکر سر ہوا مجھکو وبال
بوجھ اُترنے جگہ دم چڑھ گیا مزدور کا

کب ہماری فکر سے ہوتا ہے سودا کا جواب
ہان تتبع کرتے ہین تاسحر ہم اُس مغفور کا

اسطرح رو رو کے مہنگ سحر نگاہ نے یہ اشعار پڑھے کہ برق تڑپ گیا کہا میان مہنگ صبر کرو آخر معشوقہ ملیگی کہان جائیگی ہم بھی تلاش کرینگے یہ کہکر مہنگ کے ساتھ برق بھی باتین کرتا ہوا چلا مگر راہ مین یہ پوچھتا ہوا کہ یہ آپ کو کیونکر ثابت ہوا کہ جادوگر لیگیا مہنگ نے کہا جہان وہ نازنین بیٹھی تھی وہان چند دانے ماش کے ملے ثابت ہوا کہ سحر کرکے ساحر اُٹھا لیگیا برق نے باتین کرتے کرتے کہا وہ سامنے دیکھو ایک عورت دوڑی ہوئی چلی آتی ہے ساحر بھی اُسکے ساتھ ہے مہنگ پلٹا برق نے حلقہ ہائے کمند گلے مین ڈالدیے مہنگ نے چاہا کہ

تیر پکڑ نکلوں برق نے حباب بیہوشی مارا ہشتارہ باندھا لیکر بھاگا میاں ابوالفتح وغیرہ کنارے پر
لشکر کے حیران و پریشان پھر رہے ہیں برق کو جو دیکھا کہ ہشتارہ بدوش آتا ہی سب دوڑے
کہتے ہوئے میاں برق کیا لائے برق نے کہا میاں ہمنگ لاڈلے کو لایا مگر ای ابوالفتح طریقے سے
معلوم ہوا کہ استاد نے ہمارے رن سودائی بنگران ساحروں کا سامنا کیا سفاک کو تو اسی کے ہاتھ سے
قتل کرایا اب اسکی فکر میں تھے اسی سے شراب منگائی نازنین تو بے ہوئے تھے کسی ساحر کا گندہ ہوا
رہ عاشق ہو کر لے بھاگا ابوالفتح نے کہا اسکی موت کا حیلہ ہی ہمارے ماموں جان جانے ہی قتل کرینگے
برق نے کہا تلاش کرنا واجب و لازم ہی میں ضرور جاؤنگا ہمناک کو لاکر اسی قید خانے میں قید کیا
نگہبان مقرر ہوئے صاحبقران نے جو سنا کہ ہمنگ پھر پکڑ آیا لاکر قید خانے میں قید کیا فرمایا کہ
ذرا برق کو میاں بلالو برق خدمت صاحبقران میں حاضر ہوا امیر نے پوچھا ہمنگ کو کہاں
پایا برق نے سب کیفیت بیان کی اور عمرو کا بھی ذکر کیا اور کہا اب ہم انکی تلاش میں جاتے ہیں
امیر نے فرمایا کہ اگر کوئی افتاد پڑے تو خبر کرنا میں خود اپنے یار وفادار کے واسطے جاؤنگا حقیقت
میں جو طریقہ تمنے بیان کیا صاف ثابت ہی کہ خواجہ عمرو تھے جاتے ہی اُسکی گردن لینگے کیا زندہ
چھوڑینگے برق آداب عرض کرکے پیچھے ہٹا بیرون بارگاہ آیا تلاش میں خواجہ کی چلا مگر اب خواجہ عمرو
کا حال عرض کیا جاتا ہی کہ عقیل جادو جو خواجہ کو اُٹھا کے لیگیا ہی تخت پر اپنے ڈال لیا ہی صورت
زیبا دیکھکر بلبلا گیا آنکھوں کے نیچے اندھیرا فوج غم والم نے گھیرا سراپا کو دیکھتا ہی کہتا ہی کیا معشوق
پریچہرہ ملی یہ عنایت سامری و جمشید ہی بڑے عیش سے بسر ہوگی یہ دل میں سوچتا ہوا اپنے
باغ میں آیا بارہ دری میں مسند بچھائی اسباب عیش و عشرت چن دیا چوگھڑے چنگیر عطردان پاندان
گلابیان شراب کی مہیا کیں اُس نازنین کو ہوشیار نہیں کیا دوسرے کمرے میں آکر اپنے کو آراستہ کیا
صبت بھاری تاج سر پر رکھا قبائے مکلل کار بہنی مشروع کا پائجامہ پہنا خوشی میں سارا قرابہ عطر کا
سر پر اپنے انڈیل لیا دریائے عطر میں نہاکر تنتا ہوا باغ میں آیا جب یہ بارہ دری میں پہونچا مسند پر
آکر بیٹھا ایک طرف انیس جلیس غلامان ترکی وردی دست بستہ حاضر ہیں عقیل نے اب اس
کو ہوشیار کیا آنکھ کھلتے ہی جھک کر سلام کیا آپ ہی کہا کیوں صاحب سلام کا جواب بھی نہیں ملتا
سامری و جمشید فرما گئے ہیں ساحروں کے بڑے شرف ہیں مگر کیوں بھیا کہاں بھاگ گئے
تھے ہمیں تو قزاقوں نے گھیر لیا تھا تم بوڑھے کو بڑھا کر بھاگ گئے کیوں بھیا ابا جان پر کیا گذری
امی جان کے تو کان نوچ لیے تھے اُنکے کان نہ ہوئے کو بُندے لگیں ایک قزاق انکو بھی پکڑ لیگیا
مگر تم خوب بچے بڑی دور بھاگ کر نکل گئے تھے تمنے بڑا کمال کیا عقیل نے گھبرا کر کہا ای جان جہان و
ای آرام دل مشتاقان آپ نے مجھکو نہیں پہچانا میں آپ کا بھائی نہیں ہوں نہایت بیقرار و مضطر
پروانہ شمع جمال روئے انور ہوں نازنین نے کہا مجھکو دھوکا نہ دو بھیا تم کیوں ملتے ہو
کیا پہچانتی نہیں ایک ساتھ کھیلکر بڑے ہوئے ایک پیٹ ہیں پاؤں پھیلائے عقیل بھاگ کے
مجھکو اپنا بھائی سمجھتی ہی کیا ہرج ہی کہا بہن میں تمہارا ہوں نازنین نے اُٹھکر چہرے کی بلائیں
لیں کہا بھیا موئی مٹی کی نشانی ہو ماں باپ کہاں پیدا ہونگے جو پھر بھائی ملیگا عقیل بھی

مین مہین کرنے لگا نازنین نے کہا بھیا ہم تم ایک ہی پلنگ پر سوئینگے تنہائی مین پلنگ بچھاؤ شراب و
کباب منگاؤ جب ہم تمہارے ساتھ کوٹھے پر جاتے تھے امی جان خفا ہوتی تھین کہ مہین بھائی اوپر گیا
کرتے ہین اب تو وہ خفا ہونے والی مرگئین عقیل جادو خوشی خوشی دوڑا گیا کنیزون سے کہا
چھپر کھٹ آراستہ کرو کنیزین اُدھر گئین عقیل گلابی شراب کی لایا لاکر رکھی کہا لو مہین پیو نازنین نے جام
لبریز کیا کہا بھیا تمکو مشقت پڑی تم پہلے پیو مین صاف صاف بات کہتی ہون عقیل نے کہا کیا عنایت
سامری و جمشید کہ اپنی بہن کے ہاتھ سے جام شراب پیون عمرو نگاہ سے نگاہ ملائے ہی عقیل جام
پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا ہمشیرہ صاحبہ میرا سر گھومتا ہی کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی کہا بھیا اُٹھکے ٹہلو
شراب تو تند تھی اُسنے گرمی زیادہ کی عقیل گھبراکے اٹھا دو قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا
دھم سے گرا عمرو نے اپنے نام کا نعرہ لیا منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری عمرو بن
امیہ ضمری یا تو بیچہ لگا رہن تھا یا بیچہ جلاد بنگیا خنجر کھینچکر جا پڑے جیسے ہی عقیل کا سر کٹا سنگباری و
برفباری ہونے لگی چمن جلے کئی مکان گرے جو جو چیزین متعلق سحر تھین وہ سب مٹین بعد عرصۂ دراز
آواز آئی کشتی مرا نام من عقیل جادو ویہ داب جو روشنی ہوئی عمرو نے دیکھا سارا مکان اسباب سے
بھرا ہی عمرو کے منھ مین پانی بھر آیا ہر چیز اُٹھانے لگے جس مکان مین گھسے جال الیاسی مار النقش بوریا
تک نہ چھوڑا دوسرے مکان مین گھس گئے اُسکو لوٹا بارہ دری کے جھاڑ کنول تک اُتار لیے اب
بارہ دری سے باہر نکلے دیکھا اور بھی قصر سجے سجائے ہین اُن مکانون کی طرف چلے کہ انکو بھی لوٹ لون
کہ ایک طرف سے آواز رونے کی آئی صدا بلند تھی کہ او ظالم تو نے چراغ ہمارے گھر کا بجھا دیا ایسے
ساحر زبردست کو مٹایا یہ صدائے ہیبت ناک سنکر عمرو نے چاہا بھاگون کہ گوشۂ باغ سے ایک
اژدہا نکلا شعلۂ آتشین چھوڑتا ہوا اسپر ایک ساحرۂ سیہ رو سوار تھی ماتی ہوئی چلی آتی ہی ہائے بھیا
عقیل تمھین کسنے مار ڈالا ہین تو بزور علم نجوم آگاہ ہوئی تھی کہ بھائی صاحب عمرو کو لائے ہین
جسکو نازنین مہ جبین سمجھتے ہین فوراً کوہ لاجورد سے چل نکلی راہ مین تھی کہ بیرون نے آواز دی میان
عقیل مارے گئے ہائے بھائی مجھے راہ مین دیر لگی عمرو نے قصد کیا کہ جست کرون پاؤن زمین
نے تھام لیے وہ ساحرہ قریب آئی اژدہے سے کود پڑی لاشہ عقیل پر گری خوب بین کرکے روئی
آخر لاشہ عقیل کا اُٹھا کر اژدہے پر ڈالا قریب عمرو کے آئی کہا او ساربان زادے تو تو اکیلا ہی یہ
کروڑون روپیہ کا اسباب کون لیگیا عمرو نے کہا حضور مین نے چھوا بھی نہین لالہ غدار جادو نے
کہا تھے بڑے ساحر زبردست نے دھوکا کیونکر کھایا عمرو نے کہا مین صاف صاف عرض کرون
مین عورت بنا ہوا جنگل مین بیٹھا تھا مجھے زبردستی اُٹھا لائے مجھسے اُس بات کو کہتے تھے مین نے
ہاتھ باندھکر کہا کہ مین اس قابل نہین ہون تلوار کھینچکر اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ ڈالا تب مین
سوچا کہ نکل جاؤن اے ملکۂ عالم مین سراسر بیچا ہون جیسا ارشاد فرمائیے مین سامری و جمشید کو
سجدہ کرون لالہ غدار نے کہا او ساربان زادے شاہ بنگالہ جو عشق مین حیرت کے مبہوت ہین
مین بھی اُنکی خراجگزار ہون تجھکو اُنہین کے پاس پہونچاؤنگی خود تیری قید لیکر جاؤنگی وہ تجھکو قتل کرینگے
تیرے مکر کی تمام عالم مین دھوم ہی طلسم آباد کو مٹایا دمامہ ایسی ساحرہ کو مارا تجھکو کچھ خوف نہ آیا

اب اُن سب کے خون کا بدلہ لیا جائیگا یہ کہکر عمرو کا ہاتھ پکڑا اُٹھا کر عمرو کو اسی اژدر پر ڈال لیا اژدہا
اُڑاتی ہوئی چلی عمرو منت کرتے جاتے ہین کبھی فرماتے ہین اے ملکۂ عالم اگر آپ مجھکو نوکر رکھیے سب
ساحرون کو مارکر تمکو بادشاہ کرون ہفت اقلیم مین تمھارے نام کا گز و سکہ جاری ہو کوئی تمسے مقابلہ نکر سکے
لالہ عذار کے دل مین مزہ تو آجاتا ہے لیکن خائف ہے کہ ایسا نہو یہ ساربان زادہ کچھ فتور کرے دوستی کے
پردے مین بھی اسنے سیکڑون کو مارا و مامہ ایسی ساحرہ کامل و اکمل تھی نہین معلوم کیونکر مارا ایسے
ایسے ملک اس ظالم نے تباہ کیے شمشمش ایسا ساحر نامی کہ دریاے قلزم مین رہتا تھا اسکو جا کے
دریاے قلزم مین مارا الغرض خواجہ عمرو خاموش ہین کہ دور سے کوہ لاجورد معلوم ہوا اس پہاڑ پر بڑا شہر آباد ہے
ہزارون ساحر جا بجا پھر رہے ہین کنیزان زرین پوش ایک قصر عالی پر ٹہل رہی ہین لالہ عذار کا تخت جو آتے
ہوے دیکھا صف باندھکر کھڑی ہوئین لالہ عذار آگے پہونچی کنیزون نے دیکھا اژدر پر لاشۂ عقیل جادو
لگا پڑا ہے ایک شخص دبلا پتلا چپ بیٹھا ہے مشکین بندھی ہین کنیزین ہنسنے لگین کوئی کہتی ہے یہ بد مانس کہانسے
آیا کوئی کہتی ہے جل مانس ہے کوئی کہتی ہے لو امر چیا جن ہے خواجہ کہتے ہین صاحبو مین تو خاصہ بھلا مانس
ہون مجھکو قید سے چھڑوا دو سامری و جمشید تمھارا بھلا کرین آخر کنیزون نے پوچھا اے ملکۂ عالم یہ کیا
معرکہ ہوا ہمارے شاہزادے صاحب کو کسنے مارا یہ نگوڑا موا موندی کا ناکون ہے لالہ عذار نے سرپیٹ لیا
کہا صاحبو مین کیا کہون نہین معلوم یہ ساربان زادہ کہان سے آیا کیونکر وہان پہونچا مین مہمان بیٹھے
بیٹھے گھبرائی موتیون کا مالا گلے مین تھا گوہر کلان ٹوٹا مین سمجھ گئی میرے بھائی کو کسی نے مارا
برق بنکر روانہ ہوئی اُسوقت پہونچی کہ یہ ظالم اُنکا گھر لوٹ رہا تھا مجھکو دیکھکر چاہا بھاگ جاؤن
ہرچند کہ بھائی صاحب مارے گئے مگر عمرو کوہ لالہ زار کا چراغ گل ہوا کوہ زبرجدی ویران ہوا ایسے صاحب
حوصلہ تھے جس ملک کو سنا کہ بادشاہ غافل ہے اُس ملک پر چڑھ گئے اپنی عملداری کا گز و سکہ مجھ بدنصیب
کے نام کا جاری کرتے تھے مین نے اکثر کہا کہ بھائی صاحب تاج آپ پہنین اپنے نام کا گز و سکہ جاری کیجیے
خراج کا انتظام مین کرونگی شاید اُنکو خبر تھی کہ ہم پہلے خدمت سامری و جمشید مین جائینگے مجھ بدنصیب
کو تنہا چھوڑینگے ہین اسکو اب پکڑ لائی سامری نامے مین مرقوم ہے سب ساحرون مین یہی دھوم ہے
کہ عمرو قاتل ساحران ہے عمرو کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہے شہر کوہ لاجورد مین سب جگہ
خبر بھیجی جائے اہالیان قریات و قصبات آگاہ ہون کل سب آکر جمع ہو جائین سب کے سامنے
سامری نامہ کھولون اور سب سے پکارکے کہون کہ دیکھو حکم سامری مٹتا ہے اُلٹی تو یہی تحریر ہے
صاف صاف لکھا ہے کہ عمرو کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہے ہرچند کہ ہم سحر کو نہین جانتے
نام تو کتاب ساحران مین مرقوم ہے ساحران نامی ہماری آبرو کرتے ہین سب دیکھ لینگے کہ ملکہ
لالہ عذار نے بھائی کے قاتل کو قتل کیا دشمن ساحران کو مارا اچھا جواب دن بہت کم باقی ہے اتنے
عرصے مین سب جگہ خبر نہین ہو سکتی رات کو اسکو کوئی لیکر قید رکھے صبح کو میدان خونی مین لیکر آئے
اس عذاب الیم سے قتل کرون کہ دیکھنے والے عبرت کرین کنیزون نے کانون پر ہاتھ رکھا کہ واری
جسنے آپ کے بھائی ایسے ساحر کو دم دیکر مار لیا ہماری قید سے نکل جائے یا دام مکر پھیلائے
ہم اسکو اپنے ذمے نہ قبول کرینگے یہ انتظام کیے دیتے ہین کہ اشتہار چسپان ہون ڈھنڈھورا پھرا

ہر کس وناکس یہ مژدہ پائے کہ کل عمرو قتل ہوگا جو ایسا ایک حربہ کریگا سیدھا جہنم مین جائیگا ساحری
خوش ہو گئے جب سب کنیزون نے قید عمرو سے انکار کیا لالہ عذار نے کہا کیا مین سلطنت تمھارے
بھروسے پر کرتی ہون جلد جاؤ ملکہ مکار ابلیس پرست کو بلا لاؤ وہ اس نگوڑے کو شب بھر قید
رکھینگی کنیزون نے کہا حضور خوب تجویز کیا چند کنیزین گئین عمرو چپکا بیٹھا دیکھ رہا ہی کہ ہلڑ ہوا ملکہ مکار ابلیس پرست
آتی ہین عمرو نے دیکھا ایک ضعیفہ کبر و نخوت مین لاثانی پیر فلک کی ثانی سر پر ایک بال نہین جھریان
پڑی ہوئین لالہ عذار اٹھ کھڑی ہوئی کہا نانی امان آئیے آپ نے کچھ سنا بھائی عقیل جادو کو
سامری و جمشید نے اپنے پاس بلا لیا لیکن اس شخص کو گرفتار کر کے لائی ہون کہ جسنے ہزارون
جادوگر مارے ملک کے ملک بے چراغ کر دیے یعنے عمرو عیار کو مکار ابلیس پرست نے کہا ای
لالہ عذار تو نے بڑا کام کیا آج تیسرا دن ہی کہ مین کتاب سامری دیکھ رہی تھی یہی لکھا ہوا تھا کہ لوح لاجورد
پر وہ ہنگامہ ہوگا کہ کسی ساحر کو چین نہ ملیگا گھر گھر آفت برپا ہوگی مین حیران تھی کہ کیا اس ملک پر کوئی لشکر کشی
کریگا آج سبب معلوم ہوا ای لالہ عذار بہتر تو یہ ہی کہ اس ساربان زادے کو رہا کر دے اسکا رسنا بہتر
نہین اسکا قتل ہونا دشوار ہی لالہ عذار نے کہا نانی امان ایسی باتین نہ کہیے مین اسکو قتل ضرور کرونگی
مکار نے کہا مین ایک شرط سے لیے جاتی ہون رات کو مین اسکی قید اپنے گھر مین رکھون اگر کوئی بھی
شب کو مانگے گی تو مین قید نہ دونگی لالہ عذار نے کہا نانی امان آپ کو اختیار ہی رات کو کوئی قید لیکر
کیا کریگا مکار ابلیس پرست نے کہا بیٹا اس ظالم کے مقدمے مین زمین سے سامان پیدا ہوتا ہی
دوست دشمن ہو جاتے ہین اسکی عیاری چل جاتی ہی مین شب بھر جاگونگی تب رات کٹیگی لالہ عذار
نے کہا آپ لیجائیے کوئی دخل نہ دیگا جسطرح چاہیے حفاظت کیجیے بوقت سحر میدان خونی مین لائیے گا
قید اسکی لیتی آئیے گا شب کو کوئی دخل نہ دیگا مکار نے خوب عہد لیا قفس آہنی منگوا کر عمرو کو اسمین
بند کیا قفس لیکر اپنے مکان پر آئی دیکھا عمرو نے کیا مکان جا بجا جالے لگے ہوے دو پلنگ اچھے
پڑا ہوا چولھے پر کالی ہانڈیان رکھی ہین کچھ پتے گھاس کے چولھے کے پاس رکھے ہوے عجب ہیبتناک
مکان معلوم ہوتا ہی اس ضعیفہ نے قفس عمرو کا صحن مین لٹکا دیا آپ چولھے کے پاس گئی ماش کی
کھچڑی ہنڈیا مین پکائی کونڈے مین انڈیلی دو سیر کھچڑی اکیلی کھا گئی ڈکار لی منہ سے دھوان
نکلنے لگا چھپریا سے اتار کر پھینکدی صحن خانہ مین ایک مٹی کا چبوترہ بنا ہوا ہی اسپر ٹاٹ بچھایا
ایک چھپریا مین پیال لپیٹ کے تکیہ بنایا مسند آراستہ کی چھپر مین سے جا کر ایک کالی بوتل اٹھا کر
لائی ایک تنبورہ بھی لا کر رکھا مٹی کے پیالے مین شراب انڈیلی لال مرچین بڑی بڑی کنکریان نمک کی
بجاے گزک رکھین پیالے مین شراب انڈیل کر پی مرچین چبانے لگی خواجہ عمرو دیکھ رہے ہین
دل سے کہتے ہین خواجہ دیکھیے اس ملعونہ کی قید سے رہائی ہو یا نہ ہو موت لیکر آئی ہی ضعیفہ جب
ساری بوتل پی چکی بوتل ڈھلکا دی پیالہ اوندھا کر اب تنبورہ اٹھایا موٹے موٹے لوہے کے
تار اسمین لگے تھے اپنے طور پر اسے درست کیا بجاتی مین بد قطع آواز پیدا ہوئی مکار نے
اپنی آواز تنبورے سے ملائی اب اترانے لگی کبھی ملار گائی کبھی برائی خواجہ عمرو کی جان مصیبت مین
کبھی آپ ہی وجد کرتی ہی کبھی صحن مین دوڑتی ہی کبھی پھر چبوترے پر بیٹھکر بھجن سامری و جمشید گے

گاتی ہی اپنا نشہ بہلاتی ہی جب خوب گگرے مین مصروف ہوئی عمرو نے کیلنا کر ایک تان لگائی مکار
چپ ہوئی دل پر نشتر پڑا چہار جانب دیکھنے لگی جب کوئی نہ معلوم ہوا پھر گانے لگی عمرو نے پھر تان لگائی
اب کی بڑھیا نے دیکھ لیا کہا کیون رے قیدی تو گانا بھی جانتا ہی عمرو نے کہا مین گانا کیا جانون کہا
یہ آواز تو نے لگائی تھی عمرو نے نہین نہین کی بڑھیا نے قفس اُتار ا شکنجہ آہن کا گرم کر کے بدن پر
عمرو کے رکھدیا کہا ہم فرمائش کرتے ہین تو نہین نہین کیے جاتا ہی عمرو ناچار ہوا دل سے کہتا ہی کمال
باعث زوال ہوا اپنی بیکسی پر بہت روئے مکار ابلیس پرست کہے جاتی ہی ارے عمرو گا مجھے
اسوقت بہت نشہ ہی یہ تو خوب سمجھ لے کہ میرے ہاتھ سے بچ نہین سکتا عمرو نے ناچار لنگنا کے مجبوری
یہ غزل گانا شروع کی

غزل

ہوا ہی عشق ہمکو اُسکے حسن پاک سے پیدا ۔ کیا ہی نور کے بکون کو جسنے خاک سے پیدا
کلام صاف کو اپنے جو دیکھے اُسکو حیرت ہو ۔ یہ آئینہ ہوا ہی جوہر ادراک سے پیدا
ہمارے خلق مین ونزات ذکر ذات اقدس ہی ۔ قضا نے کی ہی یہ تسبیح خاک پاک سے پیدا
ہراک جانب سے اُس محبوب کو خط لکھتے ہین عاشق ۔ عرق پیہم ہوتے ہین چارون طرف کی ڈاک سے پیدا
اسیر آزاد ہون ای جان جان تیری محبت سے ۔ دماغ ودلکشی ہووے الف ہی ناک سے پیدا
بخیلون سے موافق ہو طبیعت کیون نہ دنیا کی ۔ حلاوت ہوتی ہی ہر قحبہ کو امساک سے پیدا
غم اپنے قتل ہونیکا نہین غم ہی تو یہ غم ہی ۔ نہوگا کشتنی مجھ سا مرے سفاک سے پیدا
غنیمت ہی سمجھیے حلقۂ احباب گرد اپنے ۔ یہ دور اب پھر نہوگا گردش افلاک سے پیدا
صدا یہ صیدگاہ عشق مین آتی ہی ہر سو نسے ۔ نشانہ تیر کا ہورا ہ گرفتاک سے پیدا
دل صد پارہ کے ہر پارے پر نقش محبت ہی ۔ کہان ہو سکتے ہین ایسے نگین حکاک سے پیدا
ترے اغنی گیسو سو نگھو کے گھنٹے مین افیونی ۔ یہ کیفیت نہوگی نشۂ تریاک سے پیدا
پیام مرگ سے ہوتی ہی غمگین روح کس خاطر ۔ ملیگا خاک مین وہ جو ہوا ہی خاک سے پیدا
مرے خورشید رو کا ایک عالم ہوگا دیوانہ ۔ ہزارون ہوونگے صبح گریبان چاک سے پیدا
مسیحا سے ہمارے عیسیٰ مریم کو کیا نسبت ۔ شفا ہوتی ہی کسکے آستان کی خاک سے پیدا
قدم سے تیرے دیوانون کے آباد یکا باعث ہی ۔ ہوا ہی شہر اک صحرائے وحشتناک سے پیدا
ہنر سے نیاریون کے حال یہ ظاہر ہوا ہمکو ۔ مقدر مین جو دولت ہو تو زر ہو خاک سے پیدا
غریباز جان نہ رکھین داغ عشق زلف خط کیونکر ۔ یہ گل ہیننے کیے ہین کس خس وخاشاک سے پیدا
کنارہ بحر ہستی سے نہین بے جان سے گذرے ۔ کنارہ گور رہا اسکا جو ہو پیراک سے پیدا
دعائے آتش خستہ یہی ہی روز محشر کو ۔ یہ مشت خاک ہووے کربلا کی خاک سے پیدا

اسطرح عمرو نے یہ غزل گائی دل تو بھرا ہوا تھا خود بھی روتے جاتے ہین اچکا رہے ہین آواز بلند ہی
قضائے کار ملکہ ماہ رخسار بہن لالہ عذار کی اپنے باغ سے واسطے سیر کے نکلی تھی سیر چاندنی
کی مرکھنی ہوئی جاتی ہی اس کوچے مین گذر ہوا آواز گانے کی کان مین پہونچی علم موسیقی مین بڑا
سواد رکھتی ہی ٹھہر گئی کنیزون سے کہا ارے یہ کون ظالم گا رہا ہی کلیجہ نکالے لیتا ہی نشتر دل کے پار

ہوتے ہین پیارا گاتا ہے غزل مین پپیے کا مزہ آتا ہی کیا خیال ہی کس دھن مین ہی اس گانے کو گرتا نسین سنتے
کانون پہ ہاتھ رکھتے نہین معلوم کون کامل ہی کدھر سے آواز آتی ہی طبیعت گھبراتی ہی ارے واسطہ سامری
وجمشید کا تلاش تو کرو کنیزون نے کہا تلاش کی کیا احتیاج ہی آپ کی نانی امان کے مکان سے آواز آتی
ہی ماہ رخسار کے ساتھ پچاس کنیزین ہین ماہ رخسار دروازے پر آئی پکاری نانی امان دروازہ کھولو
مکار نے کہا ارے رات کو کون آیا ہی کنیزون نے آواز دی آپ کی صاحبزادی ملکہ ماہ رخسار تشریف
لائی ہین مکار نے قفس تو لٹکا دیا آپ اُٹھکر دروازہ کھولا ماہ رخسار اندر آئی دیکھا مکار اکیلی بیٹھی ہی
جھک کر سلام کیا مکار نے اُٹھکر بلائین لین کہا ارے چھوکری رات کو کہان ماری ماری پھرتی ہی
ماہ رخسار نے کہا نانی امان باغ مین بیٹھی تھی چاندنی دیکھنے کو دل چاہا ٹہلتی ہوئی چلی آئی یہ
آپ کے گھر مین کون گاتا تھا مکار نے کہا بیٹا مین ہی گا رہی تھی ماہ رخسار نے کہا مجھکو دھوکا نہ دیجیے
آپ کی خوش آوازی کا سارے شہر مین شہرہ ہی اسوقت اس غزل نے کلیجے مین چھید کر دیے غزل مین
پپیے خیال کا مزہ تھا کان اُسی آواز کے مشتاق ہین کہا بی بی یہان تو سوائے میرے کوئی نہین ماہ رخسار
حیران ہی عمرو نے جو حسن روز افزون اس معشوقہ کا دیکھا سمجھ گئے کہ ہمارے گانے کی مشتاق
ہو کر آئی ہی اپنی آواز اسکو سنائی عمرو نے گنگنا کے اُسی وقت کی دھن مین یہ الحان یہ مطلع پڑھا مطلع
بلبلو آشنا اثر پیدا کرو فریاد مین ٭ چاہیے منقار چشکی دل صیاد مین ٭ ماہ رخسار نے سر اُٹھا کر
دیکھا کہا اس شخص یہ تو گاتا تھا عمرو نے کہا گاتا کیا ہاتھ پاؤن بندھے ہوئے اپنی زندگی سے بیزار
ہون اپنا دل بہلا رہا تھا ماہ رخسار نے پوچھا نانی امان یہ کون شخص ہی قفس ذرا مجھے دیجیے کیون
اسکو قید کیا مکار نے کہا ہاے جو مین سوچتی تھی وہ فتور ہوا ارے بدبخت یہ عمرو عیار ہی عقیل جادو
اسی کے ہاتھ سے مارا گیا کوہ زبرجدی مین ہنگامہ برپا ہی تمھاری بہن اسکو گرفتار کرکے لائین ایسا
ظالم ہی کسی نے رات کو قید کا رکھنا گوارہ نہ کیا تب تمھاری ہمشیرہ نے مجھکو بلا کے قید سپرد کی مین
صبح کرا کے میدان خونی مین لیجاؤنگی اسکو قفس نہ دونگی ماہ رخسار نے کہا نانی امان مین کیا بہن
کی دشمن ہون اسکو اپنے باغ مین لیجاؤنگی جو غزل گا رہا تھا اسے لکھ لونگی نئی غزل ہی جی کھل گیا ہی صبح کو میدان
خونی مین پہونچا دونگی مکار ابلیس پرست نے کہا بی بی بس جاؤ میری زبان سے کچھ برا بھلا
سنوگی ماہ رخسار نے کہا نانی امان تمھین کیا ہو گیا ہی کہ مجھسے ایسی باتین کرتی ہو کیا عقیل جادو
میرا بھائی نہ تھا کوہ زبرجدی مین میرا حصہ نہین ہی مکار ابلیس پرست نے کہا مین تو عمرو کا
پنجرہ نہ دونگی لالہ غدار کا رقعہ لاؤ ماہ رخسار نے کہا واہ مین کیا بی لالہ غدار کی نوکر ہون کہ انسے
رقعہ لکھوا کے جاؤن مین قفس لیکر جاؤنگی اب تو مکار سنبھلی کہا ماہ رخسار کیا تیری شامتین آئی ہین
مکار نے جو یہ بگڑ کے کہا ماہ رخسار نے کنیزون سے کہا ارے تم سنتی ہو یہ شفقت کیا کیا باتین کہتی
ہی اسکو جوتیان مارو مکار نے چاہا تڑپ کر آسمان پر جاؤن سب لونڈیان لپٹ گئین ماہ رخسار
نے پنجہ کھینچ اُٹھی اسطرح منہ دبایا مکار ابلیس پرست کا کہ زبان نہ ہلا سکی ماہ رخسار نے پنجہ مارا
سر پر مکار کے پڑا سر زخمی ہوا کنیزون نے مشکین باندھین زبان پکڑ کے کھینچلی کہ زبان نہ ہلا سکی
دوسرا پنجہ ماہ رخسار نے مارا سر اُس خودسر کا اڑ گیا آندھی سیاہ چلی تاریکی چھا گئی بعد عرصہ دراز کے

آواز آئی کشتی مرا نام ہی مکار ابلیس پرست بو وملکہ نے کنیزوں سے کہا قفس اُتار لو دیکھیں یہ لالہ عذار
کیا کرتی ہیں کنیزوں نے کہا واری آپ مالک ہیں وہ کبھی کچھ نہ کہینگی یہ شغل ہمنوں سے فساد کراتی تھی
خوب کیا آپ نے مار ڈالا قفس کو لیکر ماہ رخسار چلی راہ میں ماہ رخسار نے خواجہ سے کہا آپ نے
نگر کے شہر سے ہیں دیکھا آپ نے کہ میں نے قفس کسطرح لیا ہمشیرہ صاحبہ سے اب ضرور فساد ہوگا
میں اپنی زندگی میں تمھیں نہ دونگی خواجہ عمرو فرماتے ہیں اے شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی میں تمھارے
ساتھ دھوکا نہ کرونگا ماہ رخسار قریب باغ کے پہونچی دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا تھا
اندر باغ کے جو آئی عمرو نے دیکھا کہ کھلے رنگارنگ شگوفہ ہائے بوقلمون عندلیبان خوشنوا پھولی
ہوئی پہلوے گل میں سامان وصل گل وبلبل ہیں نرگس نے آنکھیں کھولیں قمریان ہر سر سرو ہیں ملتفت
غنچہ کی زبان بند ہی دل سے صفت باغبان قضا و قدر کر رہے ہیں شگوفے دم محبت کا بھر رہے ہیں
سوسن صد زبان صفت گل قدرت رب اکبر میں تر زبان رطب اللسان وعذب البیان گلوں نے
آب شبنم سے منھ دھویا سنبل نے پیچ زلف عنبریں کا کھولا بوے مشک وعنبر آنے لگی صاف
ظاہر تھا کہ نافہ ہائے مشک چین کھلگئے نہروں کو بحر محبت کا جوش طائران خوش الحان میں آمد بہار کا
خروش موجۂ نہر شمشیر بران کا مزہ دکھاتے ہیں حبابوں کو کنارے آتے آتے اپنی ناپایداری کا خیال
حسینان چمن کا جاہ وجلال جوانان چمن سبزپوش پھولوں کو اپنی بیہوشی کا ہوش سرو چمن اشارے ہی
کسی سے باتیں کر رہا ہی کبھی انگلیاں اٹھاتا ہی نشان آمد بہار بتاتا ہی کانٹے بھی تر زبان اپنی رنگ
بہکانے میں تل رہے ہیں راز گلشن ہتیار کے کھل رہے ہیں روش پٹری آراستہ سارا باغ اسباب
عیش ونشاط سے پیراستہ طاؤس رقصان آمد بہار کے سامان ملکہ ماہ رخسار نے حکم دیا صحن باغ
میں فرش بچھا وصحن میں فرش بچھا ملکہ ماہ رخسار آکر بیٹھیں پانچ ہزار کنیزیں گرد صف باندھکر کھڑی ہوئیں
ماہ رخسار نے کہا خواجہ وہی غزل گاؤ عمرو نے کہا اسوقت خیر ہوگئی مکار میرے قتل پر آمادہ
تھی وہ زندہ نہ چھوڑتی ماہ رخسار نے کہا خواجہ میرا سر تمھارے سر کے ساتھ ہی بالکل گانا سنا و عمرو
نے کہا ری ملکہ عالم میں بھی تمسے دغا نہ کرونگا ملکہ نے قفس کھولدیا خواجہ باہر نکلے گلچینی گلشن جمال
ماہ رخسار کی کر رہے تھے دیکھتے ہیں کہ محبوب مطلوب سب اعضا درست چالاک وچست جمال میں
رعنائی پلٹ میں دلربائی یہ غزل خواجہ نے شروع کی نظم

خاک میں ملکے بھی میں اسکو نہ دشمن سمجھا — گردش چرخ کو اک گردش دامن سمجھا
چوٹ جو دل کو لگی اسکے سہے سے بے یار — خندۂ کبک کو میں سنگ فلاخن سمجھا
چھوڑتا میرے گریبان کو نہیں دشت جنون — کیا یہ اسکو کسی محبوب کا دامن سمجھا
بسکہ تھی اس سے عیان سینۂ عارف کی صفا — چہرۂ یار کو میں نے دل روشن سمجھا
زلفیں سنبل ہیں تو پھر نرگس شہلا آنکھیں — جسنے دیکھا ترے مکھڑے کو وہ گلشن سمجھا
کیا جگہ کوچۂ محبوب ہی سبحان اللہ — کوئی کعبہ کوئی جنت کوئی گلشن سمجھا
یاد آئی جو مجھے اپنی بیابان مرگی — گنبد قصر فلک گنبد مدفن سمجھا
سنگ در جان گئے تیرا نہ کیا سجدہ نہیں — کچھ حقیقت کو بتوں کی نہ برہمن سمجھا

سینے سے مثل چمن مین نے لگایا جو اُسے — داغ سودا کو مرا دل گل سوسن سمجھا
موم دونون کو کیا نالۂ آتش خو نے — سنگ کو سنگ نہ آہن کو یہ آہن سمجھا
ہو گئی یار کے ہاتھون مین جو مہندی کالی — انگلیون کو مین زبان گل سوسن سمجھا
سنبل تر مجھے بے زلف صنم دود ہوا — بے رخ یار مین گلزار کو گلخن سمجھا
محفل یار مین دیکھا جو سر اُسکا کٹتے — گردن شمع کو عاشق کی مین گردن سمجھا
کیون نہ معراج محمد کا ہو قائل آتش — مہ و خورشید کو نقش سم توسن سمجھا

خواجہ نے اس زور و شور سے اس غزل کو گایا کہ ملکہ ماہ رخسار بیقرار ہو گئین آشیانون سے طائر پھڑک پھڑک کے گرنے لگے باز کے پہلو مین عصفور کیا مجال جو شکار کرے تمام کنیزین رو رہی ہین ملکہ ماہ رخسار نے فرمایا کہ خواجہ آج تک ہمنے ایسا گانا نہین سنا خواجہ نے کہا ملکۂ عالم اسوقت کیا گانا خوف جان لالہ عذار بادشاہ شہر سے دشمنی دیکھین تقدیر کیا دکھائے آپ کیا کرینگی اُسکو میری جانب سے اسقدر ملال ہی کہ راہ مین چاہتی تھی کہ قتل کرے ماہ رخسار نے کہا خواجہ آپ گھر مین مکار ابلیس پرست کے قید تھے صرف میری کنیزین ہمراہ تھین جو کوئی اُس مکان مین آئیگا اُسکا لاشہ دیکھیگا تمکو نہ پائیگا میرے باغ مین کوئی دراندازنہین میری کنیزین سب مجھسے موافق ہین اُسکو خبر کون پہونچائیگا شغل ہوئے گل عمر بھر اس باغ مین رہیے جب چاہیے گا نکلجائیے گا مین خود آپ کو کوہ زبرجدی سے باہر کرودنگی وہ دن خدا نہ کرے کہ میرے آپ کے جدائی ہو مگر میرے ساتھ کوئی دغا نہ کیجیے گا بلکہ مین خود اب میدان خونی مین جاتی ہون دیکھون اب کیا ہوتا ہی آپ میہان رہیے کنیزین برائے خدمتگذاری حاضر ہین مین خبر لیکر حاضر ہوتی ہون جسپر فرمائیں آپ کہیے گا حد کوہ زبرجدی سے باہر کر دونگی اس سرحد سے باہر نکلنا بھی دشوار ہی یہ کہکر ماہ رخسار نے خواجہ کو باغ مین چھوڑا کنیزون پر تاکید کردی کہ خدمتگذاری مین خواجہ کی فرق نہو طاؤس زرین بال پر سوار ہو کے روانہ ہوئی یہ بھی واضح رہے کہ لالہ عذار بڑی بہن ہی ماہ رخسار چھوٹی ہی لالہ عذار سلطنت کرتی ہی صبح کو لالہ عذار سوار ہوئی میدان کوہ زبرجدی مین آئی دیکھا تمام لوگ جمع ہین دیہاتی قریاتی خبر قتل عمرو سنکر آئے ہین میدان خونی آراستہ دار بن ایستادہ ہین جلاد جوجو شکلین لگائے پھرتے ہین لالہ عذار کو سب نے سلام کیا کہا حضور ابھی تک ملکہ مکار نہین آئین لالہ عذار نے کہا آتی ہونگی کہ آسمان پر برق چمکی ماہ آسمان سحر و ساحری یکہ تاز میدان افسونگری نامی و نامدار ملکہ ماہ رخسار بھی آکر پہونچین پایۂ تخت لالہ عذار کو بوسہ دیا جھک کر سلام کیا پوچھا بہن عمرو قتل ہو گیا لالہ عذار نے کہا ابھی تا ئی امان قیصہ لیکر نہین آئین انھین کے پاس قید عمرو کی ہی ماہ رخسار نے کہا کسی ساحر کو بھیجو سب اسی انتظار مین کھڑے ہین کہ عمرو دار پر کھینچا جائے یہ لوگ بھی فراغت پائین اپنے اپنے گھر جائین پریشان ہو رہے ہین لالہ عذار نے چند ساحرون کو حکم دیا مکان پر مکار ابلیس پرست کے جاؤ کہنا کہ قفس عمرو کا لیکر آؤ ساحر خوشی خوشی گئے بعد دم بھر کے روتے پیٹتے آئے لالہ عذار گھبرا گئی پوچھا ارے یارو کیا ہوا ساحرون نے عرض کی حضور کسی سے دریافت کرین آپ کی تائی امان کا لاشہ مکان مین پڑا ہی قفس عمرو کا کہان کوئی کنیز بھی وہان نہین کہ جس سے پوچھین

یہ خبر وحشت اثر سنکر لالہ عذار گھبرا گئی اتنا تو کہا اگر اسکا کوئی دوست یہان تھا اور آسنے نانی امان کو مارا عمرو کو نکال کر لیگیا حد کوہ زبرجدی سے باہر نہ جاسکیگا گرفتار ہو کر آئیگا یہ کہتی ہوئی مکان پر سوار ہو کے آئی مکان پر سناٹا پایا لاشہ مکار کا پڑا ہی کنیزون کو حکم دیا نانی امان کا لاشہ ارتھی بناکر جلاؤ کئی ہزار ساحرون کو ہمراہ لیے تلاش عمرو بھیجا کہ جا تلاش کرین ہے عمرو کو تلاش کرو ساحر بہت خوب کہکر بھاگے ماہ رخسار اپنے باغ مین آئی دیکھا کنیزین رو رہی ہین ملکہ نے پوچھا ارے کیا ہوا سب نے عرض کی بعد حضور کے جانے کے خواجہ عمرو بھی غائب ہو گئے ہمنے سارا باغ چھانڈالا کہین پتہ نہ ملا ماہ رخسار رونے لگی کہا دیکھو صاحبو مین نے تو عمرو ہی کیواسطے بہن سے فساد پیدا کیا وہ مجھکو دغا دیگئے میرے دل پر قلق ہی اگر جانا ہی منظور تھا مجھسے کہکر جاتے افسوس انھون نے ہمارا خیال نہ کیا ہم گرفتار زندان رنج و الم ہوے پہلو سے آواز آئی ملکہ ماہ رخسار عمرو ایسا نہین ہی کہ تمکو چھوڑ کر چلا جائے ملکہ نے گھبرا کے دیکھا خواجہ ایک کمر پیسے چلے آتے ہین ماہ رخسار دوڑ کر لپٹ گئی کہا خواجہ تمھین ہمارے سر کی قسم بے میرے کہے نہ جانا کئی ہمی ساحر تمھاری تلاش مین نکلے ہین گلی گلی ڈھونڈھتے پھرتے ہین مادیہ ملک بہر کوہ آیا ہی اسی وجہ سے میانسے جانا دشوار ہی عمرو نے کہا اے ملکہ عالم مین بغیر اطلاع نہ جاؤنگا ملکہ نے اسی وقت جلسہ آراستہ کیا خواجہ نے بیٹھکر بڑے زور و شور سے نے بجائی تمام اہالیان محفل بیقرار ہو گئے ملکہ ماہ رخسار کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے تمام اہالیان محفل واہ اور آہ کر رہے تھے خواجہ تو سیان جلسے مین مصروف رہتے ہین ایک دن شب بھر جلسہ رہا صبح تک ماہ رخسار کہتی ہی خواجہ آج دل نہین قبول کرتا ایک غزل اور گاؤ ستارۂ سحری چمک چکا بھیرون کے سُرون مین گلے ملے ہوے یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

چاندنی مین جب تجھے یاد اے مہ تابان کیا
رات بھر اختر شماری نے مجھے حیران کیا

قامت موزون تصور مین قیامت ہو گیا
چشم کی گردش نے کار فتنۂ دوران کیا

پھر گئی آنکھون مین وہ مژگان برگشتہ تو پھر
ذکر ابرو تھا جو آہ و نالہ و افغان کیا

شام سے ڈھونڈھا کیا زنجیر پھانسی کیلیے
صبح تک مین نے خیال گیسوے پیچان کیا

سلک دندان سے دل مہتاب پر بجلی گری
تلخ حسرت نے لب شیرین کی کام جان کیا

یاد ابرو و ذقن مین اڑ گئی آنکھون سے نیند
یہ کسوان جھانکا کبھی تلوار کو عریان کیا

چہرے کو آتشکدہ سمجھا دل دیوانہ نے
گوش و بینی پر گمان اخگر سوزان کیا

دھیان مین ساقون کی شمعون کے جلا پروانہ وار
زانوون کے تم ستونون نے رات بھر حیران کیا

کر دیا مدہوش گردن کی صراحی نے مجھے
ناف نے جام شراب تند سے طوفان کیا

دست و بازو کے تصور مین ہوا آتش مین قتل
پاے بوسی کی ہوس نے خاک سے یکسان کیا

اُسوقت ملکہ ماہ رخسار و جملہ کنیزین اشتیاق مین خواجہ کے گانے کے مبہوت لب پر مہر سکوت آہ اور واہ کر رہی ہین ایک جادوگر ملکہ لالہ عذار کا موسوم بہ افلاک جادو کمین سے اُڑا ہوا چلا آتا تھا اُسکے کان مین جو آواز پہونچی ٹھہر گیا جھک کر دیکھا خواجہ عمرو بیٹھے ہوے سامنے ماہ رخسار کے

گا رہے ہیں ملکہ ماہ رخسار سن رہی ہیں سب کنیزیں تعریف میں مصروف جلسۂ عیش و نشاط روز روشن پر بھی
دیکھتے ہی جل گیا جی میں کہتا ہے اس ظالم نے بڑا غضب کیا بھائی کے قاتل کو گھر میں جگہ دی اسی نے
سرکار کو بھی مارا اب چلکر لالہ عذار سے عرض کروں لالہ عذار بارگاہ میں بیٹھی ہے ساحروں پر تاکید ہے کہ
یارو غضب کی بات ہے کہ نانی اماں قتل ہوں قاتل انکا نہ ملے جلد تلاش کرو ورنہ اس جرم میں سب کو
قتل کرونگی سب ساحر تھرا رہے ہیں کہ افلاک بیباک آکر پہونچا پایۂ تخت کو بوسہ دیا دست بستہ سامنے
کھڑا ہوا لالہ عذار نے پوچھا کیوں اے خیر خواہ جو خواہش ہو عرض کرو عرض کی غلام اڑا ہوا آتا تھا سارا باغ
باغ میں ملکہ ماہ رخسار کے بیٹھا ہے نج رہا ہے بی ماہ رخسار رو رہی ہیں ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے
نہ حجاب ہے نہ شرم ہے لالہ عذار نے کہا اے افلاک تو نے کسی سے یہ خبر سنی یا اپنی آنکھوں سے دیکھا
افلاک نے عرض کی اگر خلاف نکلے گردن ازمو بار نایب سزا کا سرکار کو اختیار ہے یہ سنکر لالہ عذار نے
بلنکر طرف دست راست کے دیکھا کہا صاحبو میں کیا جاؤں مجھے شرم دامنگیر ہے کوئی افسر جائے سب کا
سر کاٹ لائے سہراب اثر ور سوار کہ وزیران سلطنت سے ہے تیک کر تلوار کو اٹھا کہا غلام جائیگا سب کے
سر لائیگا اگر ایک زندہ بچے غلام کو سہراب نہ فرمائیے گا لالہ عذار نے سہراب کو خلعت حقیقی دیا ساٹھ
ہزار ساحر ہمراہ کیے سہراب اثر ور آتش فشاں پر سوار ہوا سمت باغ ملکہ ماہ رخسار چلا یہاں تک جب
جلسہ رہا جب جلسہ برخاست ہوا ملکہ نے آرام فرمایا خواجہ بھی رات کے جاگے ہوئے تھے بارہ دری
میں جا کر سوئے ایک کنیز کسی کام کو بازار گئی تھی اسنے جو یہ ہنگامہ دیکھا ایک سے پوچھا یہ فوج کہاں
جاتی ہے ساحر نے کہا باغ ملکہ ماہ رخسار میں عمرو کا پتا ملا ہے سہراب وہیں جاتا ہے یہ سنکر کنیز کے
ہوش اڑ گئے بیقرار ہو کر بھاگی دوسری راہ سے باغ میں آئی آتے ہی رستے پہلے خواجہ کو جگایا
کہا خواجہ ہوشیار ہو جاؤ فوج لیکر سہراب آ پہونچا باغ چہار جانب سے گھر گیا عمرو نے کہا آتے ہیں
تو آنے دو جیسی موت آئیگی وہ آئیگا عمرو نے تو منع کیا مگر کنیز نے جا کر ملکہ ماہ رخسار کو بھی جگا دیا
کہا واری اٹھیے فوج شاہی آ پہونچی ماہ رخسار گھبرائی ہوئی پاس خواجہ کے آئی کہا خواجہ آپ نے
سنا عمرو نے کہا آپ جا کر آرام کیجیے میں سمجھ لونگا ماہ رخسار نے کہا خواجہ ساٹھ ہزار ساحر لیکر
سہراب آیا ہے میرے یہاں جملہ سات ہزار کنیزیں ہیں کیا کیفیت ہوگی خواجہ نے اسی وقت بانۂ
عیاری جسم پر آراستہ کیے گلیم عیاری کاندھے پر ڈالی حلقہ ہائے کمند آصفائے باصفا بازو پر باندھے
حقہ ہائے آتشبازی ہاتھ میں لیے ملکہ بھی طاؤس زرین بال پر سوار ہوئیں سات ہزار کنیزیں اسباب
سحر سے آراستہ پشت پر تیر و تیغ و نارنج سب نے ہاتھ میں لیے خواجہ حسبنا و خیر کرتے ہوئے بیرون باغ
آئے سو قدم باغ سے آگے بڑھکر انتظار سہراب کرنے لگے سہراب جب قریب باغ کے پہونچا
ایک ساحر سے کہا بڑھکر دیکھو تو ایسا نہو نکلکر بھاگ جائیں وہ ساحر چلا آگے دیکھا بیرون باغ
سو قدم آگے بڑھے ہوئے خواجہ کھڑے ہیں قریب در باغ ملکہ طاؤس پر سوار پشت پر تمام کنیزیں
کھڑی ہیں، اور ملکہ پکار رہی ہیں خواجہ ہٹ آؤ ساحروں سے مقابلہ ہے اگر کوئی ساحر سحر کر دیگا تو
ہاتھ پاؤں بیکار ہو جائینگے عمرو نے کہا ہم بھی سحر کرینگے ہم ساحر سے بسحر مقابلہ کرتے ہیں غیر ساحر
پر عیاری کرتے ہیں اس ساحر نے جو یہ معاملہ دیکھا سہراب کے پاس آ کر کہا حضور عمرو تو باغ سے

سو قدم آگے بڑھا ہوا کھڑا ہی ہر چند ملکہ منع کرتی ہین عمرو نہین مانتا یہ سنکر سہراب ٹھہر گیا کہا یارو عمرو کو بڑا
دعوی ہی یہ کہکر شور بڑھایا بیس ہزار ساحر اسکی پشت پر پرا باندھے ہوئے یا سامری و جمشید کی صدا
بلند سہراب نے دیکھا عمرو آمادہ کھڑا ہی ماہ رخسار بلاتی ہین عمرو کہتا ہی ملکہ تم جاکر بیٹھو مین میان
سہراب کا سر لیکر آتا ہون ساٹھ ہزار ساحرون کی کیا حقیقت ہی ایک سحر کرکے سبکو مٹا دونگا سہراب
نے للکارا کیون ملکہ ماہ رخسار تمنے مکار کو مارا عمرو کو چرا کے لے آئین کچھ خوف ملکہ لالہ عذار کا
نہ کیا عمرو نے کہا او بیحیا عورت پر کیا دباؤ ڈالتا ہی مردان عالم سے آنکھ چار کر کوئی سحر کر تو ہم بھی
سحر کرین سہراب کے پہلو مین محراب جادو کھڑا ہی کہا جاکر عمرو کا سر کاٹ لے یہ سحر کیا جانے ادھر
اُڑ رہا ہی محراب بڑھا پکار کر آواز دی او عمرو سنبھل جا عمرو نے جھولی سے گولہ نکالا کہا سنبھلے ہمارا گو
سحر رد کر محراب جب تک سحر پڑھے عمرو نے گولہ پھینکا جب گولہ قریب آیا محراب نے گولے کو ہتھیلی
دی اسمین سے پانی کی چھینٹین اُڑین بوند قطرے منھ پر محراب جادو کے پڑے لڑکھڑا کے زمین پر گرا
عمرو نے جھپٹ کر خنجر مارا محراب کا شکم چاک قصہ پاک سہراب نے جو یہ معاملہ دیکھا غصے مین کانپنے لگا
ساحرون سے کہا یارو کیا دیکھتے ہو سب ملکر عمرو کو پکڑ لو تمام ساحر بلوہ کر کے چلے پشت و پہلو پہ سہراب
کے جو ساحر کھڑے تھے انھون نے بھی گولے باغ پر پھینکے ملکہ ماہ رخسار اُنکے سحر کا جواب دینے لگین
مگر عمرو نے جیسے ہی دیکھا کہ ساحرون نے بلوہ کیا حقہ آتشبازی داغکر مارا حقہ جو پھٹا کئی سو ساحر جلکر
گرے سہراب بھی سحر کرتا ہوا بڑھا عمرو نے اسقدر حقہ ہاے آتشبازی داغے کہ کئی ہزار ساحر جلکر بے
کبھی سب کی نظرون سے پنہان ہو گئے گلیم عیاری اوڑھ لی ساحر غل مچاتے ہین کہ یارو عمرو کہان گیا
جہان کوئی افسر اعلی کھڑا تھا وہان پر جاکر عمرو نے گلیم اُتاری کوکھ پہ اُسکے خنجر مارا وہ مرکر گرا خواجہ
نے لباس اُتار لیا اس زور و شور سے خواجہ لڑ رہے ہین جو بڑے ساحران زبردست ہین اُنکے بھی
حوصلے پست ہین سہراب نے پلٹکر دیکھا ہزارون لاشے ساحرون کے تڑپ رہے ہین ملکہ ماہ رخسار
کا بھی سحر چل رہا ہی غصے مین یہ چھدینا زبان اپنی کاٹی الو نے خون چلو مین لیا جس غول مین ماہ رخسار
لڑ رہی ہین خبردار خبردار کر کے اُسی طرف پہونچا خون چھینٹ مارا ماہ رخسار نے دیکھا ایک ابر گلنار
بھر چھایا اس ابر سے قطرہ خون کا گرا ماہ رخسار نے جھولی شانے سے اُتار کر پھینکدی ایک چیخ
ماری کہ زمین ہلگئی کنیزین آواز دردناک ملکہ کی سنکر دوڑین جو قریب پہونچی اُسپر قطرہ خون کا گرا
سحر مین پھنسی سب کنیزین اسی طرح خاموش ہو گئین سہراب نے پکار کر آواز دی مین نے ماہ رخسار
کو مع کنیزون کے گرفتار سحر کیا ارے نامردو اب تو قتل کرو اب وہ سحر کرنے کے لائق نہین ہین عمرو
گلیم اوڑھے ایک درخت کے سائے مین کھڑا تھا دیکھا ملکہ ماہ رخسار جھولی پھینک کر خاموش کھڑی
ہین کنیزین بھی بیکار ہو رہی ہین سہراب تیغ خون آلود لیے ہوے طرف ماہ رخسار کے جاتا ہی مدعا
یہ ہی کہ ماہ رخسار کو گرفتار کر لون یا تلوار سے سر کاٹ لون عمرو بیقرار ہو کے جھپٹا صورت تبدیل
کر لی چند حقہ ہاے آتشبازی مارے کئی سو ساحر جلے سہراب نے چند قدم طے کیے تھے کہ غیب سے
آواز آئی اے سہراب کیا کہنا کیا سحر کامل کیا آداب بی ماہ رخسار کیونکر پھنسینگی بال پکڑ کر کھینچتا
ہوا لا ساربان زادہ کدھر گیا سہراب نے پلٹکر دیکھا ملکہ لالہ عذار تاج سر پہ رکھے چلی آتی ہین

سہراب نے جھک کر سلام کیا کہا حضور ہزاروں ساحر مارے گئے سیاربان زادے کا پتہ نہیں ملتا
ہر طرف تلاش کیا وہ تو چھلاوا ہی ہر چند کوہ زبرجدی سے کہاں جائیگا لالہ عذار جھپٹ کر قریب
آئی کہا دیکھو عمرو وہ چھپا بیٹھا ہی ایک گولہ مار کہ سیاربان زادے کا سر پھٹ جائے سہراب نے
پلٹ کر کہا کہاں لالہ عذار نقلی سحر سے حلقہ ہائے کمند گلے میں ڈالدیے سہراب ارے کہکر پلٹا عمرو
نے حباب مارا سہراب چرخ کھا کے گرا عمرو نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک مرتے ہی سہراب کے
آندھی سیاہ اٹھی ابر گلنار جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام میرا سہراب جادو بہر ماہ رخسار کو ہوش
آیا کنیزیں تڑپ کر ساحروں پر جا پڑیں ماہ رخسار نے دو چار گولے ایسے مارے کہ ساحر گھبرا گئے
آخر بمشکل لاشہ سہراب کا اٹھا یا روتے پیٹتے طرف لالہ عذار کے چلے ماہ رخسار نے پڑاو لوٹ لیا
خیمے بارگاہیں قبضے میں کیں چھکڑے خزانے کے لدے ہوئے ساتھ تھے عمرو نے انپر قبضہ کیا
ماہ رخسار بفتح و فیروزی پلٹیں خواجہ کو ساتھ لیے ہوئے دمبدم فرماتی ہیں خواجہ بڑا کمال کیا
خواجہ کہتے ہیں ملکہ یہ تمنے کیا کہا سہراب کا مارنا کیا مشکل تھا خدا نے مدد کی تو ہی لالہ عذار کو
گرفتار کر کے لاؤنگا تخت پر تمکو بٹھا دونگا ماہ رخسار کہتی ہی خواجہ مجھے ہوس تاج و تخت نہیں ہی
مجھے تو آپ کی سلامتی سے کام ہی خواجہ فرماتے ہیں ملکہ انشاء اللہ صاحبقران سے ملاقات
ہوگی جسم خالی یہاں ہی میری روح وہاں ہی تمہیں معلوم مقبر و نے آقا کے ساتھ کیا کیا لشکر
وہاں مصروف جنگ ہیں ملکہ حیرت جادو زوجہ افراسیاب دعقاب ابر سوار بادشاہ ظلمات
و مغور بادشاہ بنگالہ مجھے ساحر اسطرف لے آیا ملکہ ماہ رخسار نے در باغ ہر بارگاہ استاد
کرائی ملکہ ماہ رخسار و خواجہ عمرو نامدار داخل بارگاہ ہوئے کنیزیں گرد اتریں لیکن لالہ عذار
سہراب کو بھیجکر اپنی بارگاہ میں بیٹھی ہی انتظار کر رہی ہی ساحروں سے کہتی ہی سہراب خالی نہ پلٹیگا
بی ماہ رخسار کو گرفتار کر کے لائیگا بی ماہ رخسار کو کچھ ہمارا خوف آیا باغی ہوگئیں خیر دیکھو کیا جلال
کرتی ہوں انکو دعوی وراثت سلطنت کوہ لاجورد سے ایک حبہ نہ ملیگا قید کر کے ہلاک کرونگی
یہ ذکر تھا کہ رونے کی آواز کان میں آئی گھبرا کر کہا ارے خبر تو لو یہ کون روتا ہی کہ ساحر لاشہ
سہراب لیے سامنے حاضر ہوئے گھبرا کر پوچھا ارے یہ کیا ہوا کہا حضور سہراب نے جا کر
قیامتیں برپا کر دیں ملکہ ماہ رخسار کو دام سحر میں پھنسا یا ابر گلنار بنایا اتنی خبر سنی کہ حضور
آگئیں انکا باپ مرنے کی سہراب کے آواز آئی پھر تو بی ماہ رخسار بس پڑیں ہم لوگ کیا جواب
دے سکتے تھے شکست کھا کر بھاگے لاشہ سہراب لے آئے یہی بڑی بات ہوئی لالہ عذار نے
جھلا کر حکم دیا کل لشکر تیار ہو ہم خود جا کر سر عمرو و صاحبہ کا لائینگے دیکھیں تو سیاربان زادہ
کیا کرتا ہی ہمارے سامنے کیا عیاری کریگا احوال کھلجائیگا ساٹھ ہزار ساحر تیار ہو کر سامنے آئے
لالہ عذار تخت پر سوار ہوئی کئی ہزار نقارے بجے کئی سو علمہائے زرنگاری کے پھریرے کھلے
ہوئے اس زور و شور سے لشکر لیکر چلی یہاں ملکہ ماہ رخسار بارگاہ میں بیٹھی ہیں اس فتح کی بڑی خوشی
ہوئی گانے پر خواجہ کے جان دیتی ہی کہا خواجہ خدا نے بڑا فضل کیا سہراب ایسا ساحر مارا گیا
اسوقت تو کوئی چیز گانے جلسہ عیش و نشاط آراستہ ہی خواجہ نے کہا گیا مجھکو تو بامغز کیا ہی تمہاری

خوشی سے ایک آدھ غزل گا دیتا ہون جب ملکہ نے بہت کہا تو خواجہ نے یہ غزل گائی غزل

دل چھوٹ کے جان سے گور کی منزل مین رہ گیا
کیسا رفیق ساتھ سے مشکل مین رہ گیا

آئے بھی لوگ بیٹھے بھی اُٹھ بھی کھڑے ہوئے
مین جا ہی ڈھونڈھتا تری محفل مین رہ گیا

ناقص ہی دوستداری مین کامل نہین ہی تو
دشمن سے بھی غبار اگر دل مین رہ گیا

قاتل سنبھل کے تیغ لگا جا کہ شرم ہی
تسمہ لگا جو گردن بسمل مین رہ گیا

آزادی سے زیادہ اسیری مین لطف ہی
دل مرغ روح کا قفس گل مین رہ گیا

سبقت جو زندگی مین سکندر سے کی تو کیا
ای خضر پیچھے مرگ کی منزل مین رہ گیا

مجنون برہنہ کرتا اُسے اپنی طرح سے
لیلی کا پردہ پردۂ محمل مین رہ گیا

پار اُترا جو کہ غرق ہوا بحر عشق مین
وہ داغ ہی جو دامن ساحل مین رہ گیا

کافر ہی منکر اُسکی کریمی کی شان کا
خالی پیالہ کب کف سائل مین رہ گیا

آتش کو دست و تیغ سے ممکن ہوا نہ زخم
بیچارہ مر کے حسرت قاتل مین رہ گیا

اس رنگ مین خواجہ نے اس غزل کو گایا کہ ملکہ ماہ رخسار بیقرار ہو گئین تمام اہل محفل تڑپنے لگے پردے بارگاہ کے اٹھے ہین رنگ محفل مین جما ہی باہر والے سردار اندر چلے آتے ہین کہ دیکھا صحرا سے گرد اڑی قرنائی آواز آئی لکہ ہائے ابر سبز و سرخ ظاہر ہوے ماہ رخسار نے اشارہ کیا کہ دیکھو یہ کون آتا ہی کنیزین واسطے خبر کے دوڑین کہ دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا لالہ عذار تخت پر سوار پشت پر ساحران غدار علمہائے زرنگاری لیے پھریرے کھلے ہوے لکہ ہائے ابر اپنی شان دکھاتے ہین بڑے زور و شور سے لالہ عذار آ پہونچی سامنے بارگاہ ماہ رخسار کے آکر بارگاہ استادہ کرائی لشکر اُترا لالہ عذار نے اترتے ہی ایک نامہ واسطے ماہ رخسار کے لکھا مضمون یہ تھا کہ ہمشیرہ یہ کیسا فساد ہی بھائی کے قاتل کو گھر مین جگہ دی بڑے افسوس کی بات ہی اب مین نے خود تکلیف کی بہتر اسی مین ہی کہ عمرو کی مشکین باندھکر لاؤ تم ہاتھ باندھکر چلی آؤ خطا معاف کرونگی اگر اسکے خلاف کیا تو صبح کو قیامت بپا کرونگی ساربان زادے کے واسطے مین نے تدبیر کر دی ہی اگر وہ چاہے کہ بھاگ کر نکلجائے سرحد کو وہ زبردستی سے نہ نکل سکیگا تھک تھک کے اسی سرحد مین رہیگا تم اپنے کو تباہ نہ کرو نصف سلطنت تمھاری ہی اگر فساد کرو گی ایک حبہ نہ دونگی یہ نامہ لکھکر پشت پر پھینکدیا ایک طائر زمین سے پیدا ہوا کاندھے پہ ماہ رخسار کے آ بیٹھا زمزمہ پردازی کرنے لگا ماہ رخسار نے دیکھا اُسکے گلے مین ایک نامہ بندھا ہوا ہی ماہ رخسار نے وہ نامہ کھولکر پڑھا مضمون سے آگاہ ہوئین خواجہ سے کہا خواجہ نے فرمایا کیا بیہودہ بکتی ہی جواب لکھدو جسطرح سہراب کو ہمنے مارا اُسی طرح تجھکو بھی مارینگے ماہ رخسار نے وہی جواب لکھدیا طائر اُڑ گیا یہ معاملہ دیکھکر سب کے ہوش اُڑے خواجہ اپنے مقام سے اُٹھے ماہ رخسار نے کہا خواجہ کہان چلے عمرو نے کہا تدبیر لالہ عذار کی ضرور ہی قلب ناصبور ہی ماہ رخسار نے کہا خواجہ لالہ عذار بہت ہوشیار ساحرہ ہی کسی عیاری کا ارادہ نہ کیجیے گا ایسا نہو آپ کے دشمن پھنس جائین ہر چند خواجہ نے قصد کیا ماہ رخسار نے نہ جانے دیا یہان لالہ عذار کو جب جواب نامے کا پہونچا غصے مین کانپنے لگی

علم دیا طبل جنگی بجے صبح کو بی بی ماہ رخسار کی گردن لوٹیگی طبل جنگی بجا ہرکارون نے آکر ماہ رخسار کو
خبر دی ماہ رخسار نے طبل جنگی بجوایا تیاریان ہونے لگین ماہ رخسار خواجہ کا ہاتھ پکڑ کے اُٹھی
خواجہ کو باغ مین لیکر آئی کہا خواجہ باعث میرے انتشار کا یہ ہی اُسنے اپنی حفاظت کر رکھی ہی
کسی بات سے غافل نہین صبح کو میدان کارزار مین سمجھا جائیگا دونون لشکرون مین طبل جنگی بج رہے ہین
ساحر سحر تیار کر رہے ہین ماہ رخسار باغ مین خواجہ کا گانا سن رہی ہین مگر خواجہ کو بڑی بیقراری ہی کہ
جلد مہلت پاؤن خدمت مین اپنے آقا کی جاؤن دیکھون وہان کیا معرکہ ہی گانے بجانے مین شب
بسر ہوئی لشکرون مین ہلہ ہوا سحر ہوئی لو سحر ہوئی لشکر شہنشاہ انجم سپاہ نے شکست کھائی شہنشاہ
زرین پوش بصد جوش و خروش نقیع و فیروزی فوج ضیاء و شعاع کو ساتھ لیکر تخت زبرجدی فلک پر جلوہ فرما
ہوا ملکہ ماہ رخسار تخت پر سوار ہوئین آٹھ نو ہزار کنیزین چہار جانب سے تخت کو گھیرے ہوئے
اس شوکت و شان سے میدان کارزار مین پہونچین خواجہ عمرو بصورت مبدل ہمراہ لشکر ہین اُدھر سے
امداد لشکر لالہ عذار آئے آگے لالہ عذار پشت پر سات ہزار ساحران غدار نہایت غصے مین میدان
کارزار مین آکر ٹھہرین جانبین مین صفین جمین نقیب نقابت کرکے ہٹے لالہ عذار نے سمت دست راست
کے دیکھا ایک ساحر موسوم بہ سیہ تاب اژدر کو اپنے چھیڑ کر صف سے نکلا دست بستہ عرض کی ای
ملکۂ عالم غلام میدان کارزار مین جاتا ہی ابھی جاکر سب کو سمجھا دونگا دشمنون کا سر لاؤنگا لالہ عذار
نے اجازت دی سیہ تاب چلا میدان کارزار مین آیا عجائب و غرائب سحر کے دکھانے لگا آواز دی
جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے ماہ رخسار نے طرف فوج کے دیکھا یاسمن آہو چشم طاؤس کو چمکا کر نکلی
اجازت لیکر سامنے سیہ تاب کے آئی سیہ تاب نے گولہ مارا یاسمن نے گولے کا دفع کیا دو چار سحر جب
آپسمین چلے سیہ تاب تلوار کھینچکر جا پڑا ہاتھ یاسمن پہ مارا یاسمن نے سپر سحر کو اُٹھایا سپر کٹ گئی سر
یاسمن کا زخمی ہوا یاسمن نے سر کا خون لیکر سیہ تاب پر پھینک مارا سیہ تاب مثل شمع خشک
جلنے لگا یاسمن آہو چشم نے تنکر آواز دی وہ مارا او لالہ عذار اور کسی کو بھیج لالہ عذار کو تمنا یاسمن
کا سخت برا معلوم ہوا غضب سے کود کے دوڑ پڑی للکارا او کنیز بد تمیز کیا زمانے کا انقلاب ہی کہ
پاؤن کی جوتی سر پہ آتی ہی اس زور و شور سے بجلی گرائی کہ یاسمن کے دو ٹکڑے ہوے
سوسن زبان دراز جا پڑی پانچ چار گولے لالہ عذار پہ مارے لالہ عذار ان سحرون کو کب مانتی
ہی اشارون مین دفع کر دیتی ہی لالہ عذار نے جھپٹ کر نیمچہ مارا اس ساحرہ کے بھی دو ٹکڑے
ہوے صنوبر خوش رفتار جا پڑی کئی ہاتھ تلوار کے مارے لالہ عذار روکتی جاتی ہی اُلجھاوے
سے ہاتھ نکال کر وار کیا بیچاری صنوبر کے بھی دو ٹکڑے ہوے مصنف عرض کرتا ہی کہ لالہ عذار
کے ہاتھ سے شام تک چالیس کنیزین قتل ہوئین شام کو لالہ عذار نے آواز دی بی ماہ رخسار
یہ تیل ماش بھیجے خود نہ نکلین کل کہان جاؤگی اب تو یہ دُو شب حائل ہوا تھا رات ابھی پردہ رکھلیا
کل صف پر آ پڑونگی جس تخت پر سوار ہو کے آئی ہو اسکو تختہ تابوت بناؤنگی وہ فساد برپا کرنیوالا
کہان ہی اُسکی بوٹیان کاٹ کر چیل کوون کو دونگی خوب اُسنے لگا بجا کے دام مکر مین پھنسایا کلمات
سخت و سست کہتی پلٹی ملکہ ماہ رخسار رنجیدہ و کبیدہ پلٹین کنیزون کے لاشے دفن کرائے

اب اپنی بارگاہ مین آئین خواجہ عمرو جو سامنے آئے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آپ نے دیکھا آج یہ ملعونہ کیسی لڑی کل مجھکو للکار گئی مین جاکر مقابلہ کرونگی عمرو نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا اے ملکۂ عالم آج حقیقت مین بڑا قلق ہوا اپنی بیقراری کو کیا ظاہر کردن آب ودانہ ترک ہوا نیند اڑگئی تصویر جمال آقاے نامدار کی آنکھون کے پیچھے پھرتی ہے ساحرون سے مقابلہ ہر طرح رنج وملال نے گھیرا ہے نظم

در قفس نہ گل نہ گلشن یاد مے آید مرا
آنقدر تر سیدہ چشم من ازین مردم کہ من
زخم تہنیت بہ شد واز یاد رفت اما ہنوز
نالہ خیزد از رگ جانم بسان تار ساز
بس کہ ناسازست با من عیش بے آن دلنواز
ہیشود واقف جہان بیت الحزن از گریہ ام

گاہ گاہے از نشیمن یاد مے آید مرا
دوست مے بینم ز دشمن یاد مے آید مرا
انچہ با من کرد سوزن یاد مے آید مرا
ہر کہ آن ناخن بدل زن یاد مے آید مرا
بشنوم گر نغمہ شیون یاد مے آید مرا
ہر کہ انگم گشتہ من یاد مے آید مرا

ملکہ ماہ رخسار نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری کل ہمارا خاتمہ کرائے چلے جائیے گا عمرو کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا اے ملکۂ عالم ایسی حسرت کی باتین نہ کہو ماہ رخسار نے کہا کیونکر مین کہون کہ اسکے ہاتھ سے بچونگی ساحرہ زبردست وہان فوج زیادہ میان کم مزاج برہم کون اسکے سحر کا جواب دیگا یہ ذکر تھا کہ لشکر لالہ عذار سے صداے طبل جنگ آئی ہر کارون نے آکر عرض کی لالہ عذار بڑے غصے مین گئی عرصے تک سرنگون بیٹھی رہی خواجہ نے کہا مین ذرا لشکر کو دیکھ آؤن عمرو کو بیقراری ماہ رخسار کی بہت شاق گذری عمرو نے کنارے آکر رنگ روغن عیاری کا نکالا جو منظور تھا وہ صورت بنکر تیار ہوے تخت زبرجدی نکالا اسپر سوار ہوے طرف لشکر لالہ عذار گئے چلے لالہ عذار تخت پر بیٹھی ہے کبھی طرف آسمان کے دیکھتی ہے کہ دیکھا ماہ رخسار تخت پر سوار یکہ وتنہا آتی ہے لالہ عذار نے کہا آنے دو ماہ رخسار دربارگاہ پر آکر اتری ساحرون نے کہا حضور اندر جائیے آپ کی ہمشیرہ صاحبہ آپ کو یاد کرتی تھین ماہ رخسار رونے لگی کہا صاحبو مین نے جیسا کیا ویسا پایا یہ کہکر رومال سے ہاتھ باندھے اندر آئی کہا ہمشیرہ صاحبہ خطا معاف کرو عمرو نے مجھکو بہکایا تھا سامری وجمشید نے بچالیا عمرو میرے پاس قید ہے اگر حکم ہو سر لاؤن یا زندہ حاضر کرون نہین بہتر یہ ہے کہ سر میرا کاٹ کر جہان مناسب ہو بھیجدیجیے اب مجھسے ایسی خطا نہ ہوگی لالہ عذار نے ماہ رخسار کے ہاتھ کھولے گلے سے لگالیا کہا بہن جو ہوا سو ہوا خطا کیا چیز ہے عمرو کو کل قتل کرو تمام اہالیان کوہ زبرجدی دیکھ لین کہ بھائی کے خون کا بدلہ لیا ماہ رخسار نے کہا جو آپ کے نزدیک مناسب ہو وہ کیجیے ذرا آپ چلیے کچھ راز کی باتین عرض کرونگی لالہ عذار اٹھ کھڑی ہوئی ماہ رخسار لالہ عذار کو ساتھ لیکر ایک خیمے مین آئی ادھر ادھر کی باتین کرکے کہا مین نے کل سے بسبب ہجوم غم والم شراب نہین پی لالہ عذار نے گلابی منگائی ماہ رخسار نے جام لبریز کیا کہا بہن پہلے تم پیو لالہ عذار نے بہت عذر کیا ماہ رخسار نے نہ مانا لالہ عذار نے جام پیا پیتے ہی گھبرائی کہا بہن میرا دل پریشان ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے کوئی مجھکو آسمان پر لیے جاتا ہے کہا بہن ٹہلو ہوا لگے مزاج کو فرحت ہو لالہ عذار اٹھی بیہوشی تاثیر کرچکی تھی لڑکھڑا کے گری

عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا لالہ عذار کو اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لیا نقلی لالہ عذار بیرون بارگاہ آکے
تخت پر بیٹھے مشیران سلطنت و وزیران امہت کو جمع کیا سب سامنے آکر حاضر ہوے کہا صاحبو مین تمسے
ایک صلاح پوچھتی ہون حقیقت مین ماہ رخسار سے بڑی خطا ہوئی مگر وہ بھی وارث سلطنت ہی
سکار کو قتل کیا اُسکے حکم سے خلاف کیا ہوگا شاہزادی تھی اُسکو ناگوار ہوا قتل کر ڈالا کل مین نے
بڑے صدمے پہونچائے کے چالیس جادوگربان اُسکی مین نے قتل کین کیسا صدمہ پہونچا ہوگا مین
اُس سے اصلاح کرون جو اُنسے کیا بہتر کیا جواب مناسب ہوگا وہ کرینگی مین اُسکو آزردہ نہونے
دونگی چھوٹی بہن بجاے فرزند کے ہی علاوہ ازین جناب دو سردار دا گر مقابلہ ہوا سحر اُسکا بھی
چلگیا اور مین نے شکست کھائی تو کیسی بدنامی ہوگی بات بناے سے پھر بن پڑیگی مین اُس سے
صلح کرون جھاک کے ملنے سے میری ہتک نہین ہی یہ بھی ظاہر ہی کہ عمرو ایسا عیار اُسکے ساتھ
ہی ہر ارضلہ تین کریگا اگر اُسکی کوئی عیاری مجھپر چلگئی تو بھی باعث ذلت ہی اب بہتر یہی ہی کہ مین
اُسکے پاس چلی جاؤن کہدون لو اتملو اختیار ہی چلکر تخت پر بیٹھو سلطنت کا انتظام کرو یقین ہی
کہ وہ بھی یہی کہے کہ عمرو کو گرفتار کر لودین سامری پرستی مین خلل نہو فساد مین سب طرح برائی
ہی سب نے کہا بہت بجا ارشاد ہوا کہا تخت لاؤ سحر کی تو مین نے قسم کھائی ہی تمھین لوگ سحر لیے
ہوے چلو یہ کہکر تخت پر لالہ عذار نقلی سوار ہوئی چار سی ساحران نامی کو ساتھ لیا لشکر سے نکلکر
چلے ماہ رخسار کو ہرکارون نے خبر دی کہ آپ کی ہمشیرہ بہ ارادہ اصلاح آتی ہین ماہ رخسار
واسطے استقبال کے گئی تو لکی کنیزون سے کہتی ہی خواجہ عمرو کہان ہین مین اُنسے صلاح کرون
اگر انکا حکم ہو ملون نہ حکم ہو تو نہ ملون کنیزون نے کہا عرصہ دراز سے اُنکا پتہ نہین اب ماہ رخسار
چند مصاحبون کو ساتھ لیکر کنارے پر لشکر کے آکر ٹھہری حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی لالہ عذار غالب
بھی آئی اب برائے اصلاح آتی ہی خدانخواستہ کوئی مکر نہو خواجہ فرمائین کہ تم کیون ملین مگر انکا
نشان نہین تخت سامنے لالہ عذار کا آکے پہونچا ماہ رخسار نے جھاک کے سلام کیا لالہ عذار
تخت سے کود پڑی کہا بہن میری سرکشی کو معاف کرو دشمنون نے بہکایا شکر ہی کہ میرا تمھارا
مقابلہ نہین ہوا دونون مین سے ایک کی خرابی تھی اب تمھین اختیار ہی جو مناسب ہو وہ کرو
کوہ زبرجدی کی سلطنت جسکو چاہو دو یہ باتین کرتے کرتے ماہ رخسار کو بائین آنکھ کا
تل بھی دکھایا ماہ رخسار نہال ہو گئی کنیزون سے پلٹ کر کہا لو صاحبو مبارک ہو خواجہ عمرو نے
شاید ہمشیرہ صاحبہ کو پکڑ لیا لالہ عذار بنکر تشریف لائے ہین ہمراہ لیکے لالہ عذار نقلی کو بارگاہ مین
آئین تخت پر بٹھایا لالہ عذار نقلی نے سب افسرون کو ماہ رخسار کے قدمون پر گرایا اور کہا
کہدیا کہ جو ماہ رخسار کے حکم سے گردن تابی کریگا اُسکو سزا ملیگی سب نے عرض کی حضور
ہماری کیا مجال ہی ہمارے نزدیک جیسے آپ ویسے ملکہ ماہ رخسار ہمیشہ خدمتگزاری کرتے
تھے اب بھی حاضر خدمت رہینگے جو حکم ہوگا بجا لائینگے تمام لشکر مین جا کر منادی نے ندا کی
ملکہ لالہ عذار نے ماہ رخسار کی اطاعت کی سلطنت ماہ رخسار کو ملی سب ساحر خوش ہو گئے
دن تو اسطرح گذرا شب کو خواجہ ماہ رخسار کو لیکر تخلیے مین آئے ماہ رخسار کو کرسی پر بٹھایا

الغرض

لالہ عذار کو زنبیل سے نکالا ستون سے باندھکر ہوشیار کیا لالہ عذار کی آنکھ کھلی ماہ رخسار کرسی پر
خواجہ عمرو کو دیکھا کوڑا لیے کھڑے ہین اپنی زبان مین سوزن مشکین بندھی ہوئین خواجہ عمرو نے
آواز دی ای لالہ عذار قدرت پروردگار کو دیکھا اگر چاہتا قتل کر ڈالتا کون میرا ہاتھ تھامنے والا
تھا اب بہتر یہ ہی کہ سامری و جمشید پر لعنت کرو ماہ رخسار کی اطاعت پر کمر باندھو اگر اسکے خلاف
کروگی قتل کر ڈالونگا چند کلمے صفت و وحدانیت پروردگار مین چند مذمت کفر مین بیان کیے زنگ کفر
آئینہ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا مین اطاعت کو حاضر ہون ماہ رخسار نے منع بھی
کیا کہ خواجہ ابھی اسے رہا نہ کرو عمرو نے کہا اسکی پیشانی روشن ہی دل سے مطیع ہوئی زبان سے
سوزن نکال لیا لالہ عذار قدمون پر خواجہ عمرو کے گری ماہ رخسار سے بہ محبت ملی اب خواجہ
کے ساتھ دونون بیٹھین بارگاہ مین آئین آکر تخت پر بیٹھین حکم و احکام کو زبر جدی کا جاری ہوا
عمرو نے کہا ای ملکہ ماہ رخسار ہم اب رخصت ہوتے ہین نہین معلوم ہمارے آقا پر کیا گذری ایک
سفاک کے قتل کرنے پر یہ بلائین نازل ہوئین ماہ رخسار و لالہ عذار نے عرض کی ای شہنشاہ
اوج عیاری اسواسطے ہمنے اطاعت نہین کی ہی کہ آپ کا دامن دولت ہمارے ہاتھ سے چھوٹے
صاحبقران کی بھی زیارت سے مشرف ہون مغرور مقہور سے مقابلہ کرین ثواب جہاد مین شریک
ہون ہمارا ابھی انجام بخیر ہی عمرو نے کہا مین آگے بڑھتا ہون اگر تمھارا جی چاہتا ہی کہ صاحبقران کی
زیارت سے مشرف ہو لشکر لیکر آنا دونون شاہزادیون نے کہا ہم آپ کے ساتھ چلینگے خواجہ عمرو
نہ قبول کرتے تھے کہ ماہ رخسار رونے لگی کہا خواجہ اس کنیز کو خدمت سے جدا نہ کرو یہ بھی ہمکو ثابت
ہوا تمھارے کلام سے کہ صاحبقران تا طلسم نور افشان جاوینگے ہم وہان بھی چلکر شریک
ہونگے نور افشان والون سے مقابلہ کرینگے کہ سعادت دارین حصول ہو آخر یہ صلاح ہوئی کہ عمرو کو
تخت پر سوار کیا ماہ رخسار و لالہ عذار بھی اسی تخت پر سوار ہوئین چار سو ساحران زبردست گرد تخت
کے ستر اسی ہزار ساحران غدار پشت پر نوبت نقارے بجتے ہوے اس عظم و شان سے طرف لشکر
صاحبقران کے چلے انکو تو راہ مین چھوڑو اب حال صاحبقران تحریر ہوتا ہی کہ جو ساحر بھونے
ہوے جنگل مین پہونچے لاشہ سفاک صحرا مین پایا اٹھا کر لاشہ سفاک کا سامنے مغرور کے
لائے کہا حضور یہ نہین معلوم کہ کسنے انکو قتل کر ڈالا اب یہ بھی خبر ملی کہ بھنگ سحر لگا وہ بھر قید ہو گیا
مغرور بہت جھلا یا کہا صاحبو یہ معاملے سمجھ مین نہین آتے ما بدولت خود تکلیف کرینگے یہ کہکر حکم
دیا کہ طبل جنگی بجے لشکر مین مغرور کے تیاریان ہونے لگین جاسوس خبرین لیکر بھاگے امیر لوجہ
برق ڈھونڈھتا ہوا آیا کہا حضور استاد کا پتہ نہین ملتا نہین معلوم کیا معرکہ گذرا امیر نے فرمایا خدا
انکا نگہبان ہی عقاب ابر سوار و ملکہ حیرت نے بھی سنکر طبل جنگی بجوایا تینون لشکر وکن مین تیاریان
ہونے لگین چار پہر رات گذر کر ستارہ سحری آسمان پر چمکا قطعہ

فوج انجم ہوئی گریزان سب
ہوا میدان چرخ سے یک بار
شہ خاور سپہر گرد ہوا
مہ انجم سپاہ رو بفرار
علم آفتاب نکلا جب
رونق تخت لاجورد ہوا

تینون لشکر بقاعدۂ قدیم آ کے
میدان کارزار مین ٹھہرے جب صفین جم چکین نقیب و کڑکیت ہٹے مغرور نے مرکب بادرفتار اپنا بڑھایا

میدان مین آئے نعرہ کیا یا صاحبقران زمان آپ کے ہاتھ سے بڑے بڑے صدمے اُٹھائے
آج میدان کارزار مین آئے ہیں تو معلوم ہوا امیر نے اشقر کو صف سے نکالا سردار چاہتے تھے کہ ہم
جائین امیر نے سب کو بہ آسانی روکا ہر ایک کو یہی جواب دیا کہ ساحر زبردست سے مقابلہ ہے آپ
لوگ تماشا دیکھین کہ کیا گذرتی ہے آج مغرور بڑے غیظ و غضب سے آیا ہے اتفاق کی بات
کہ خواجہ عمرو بھی لشکر مین نہین ہین اگر وہ میدان کارزار مین ہوتے ضرور کوئی عیاری کرتے اب
پروردگار سے دعا کرو کہ مظفر و منصور ہون رنج و الم دل سے دور ہون سب کو سمجھا کر صاحبقران
مقابلہ مغرور مین آئے مغرور نے جب دیکھا کہ صاحبقران قریب پہونچے ایک دستک دی
زمین سے دھوان نکلا اُس دھوئین مین مع مرکب چھپ گیا بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی دھوان
غائب ہوا مغرور نے مرکب کو مہمیز کیا سامنے صاحبقران کے پہونچا تلوار کھینچے ہوئے منہ سے
شعلہ ہائے آتش چھوڑتا ہوا صاحبقران کے مقابل ہوا کئی ہاتھ تلوار کے لگائے امیر نے
تلوار کو تلوار پر روکا اسم اعظم الٰہی پڑھ رہے ہین جب کئی ہاتھ مغرور نے لگائے صاحبقران
نے نعرہ شیرانہ کیا تلوار کا ہاتھ بہ سر مغرور لگایا مغرور نے گرد اسپر کا نہ اُٹھایا سر آگے کر دیا
تلوار نے سر اسر سر کو کاٹا صراحی گردن سے گذر کر صندوق سینہ تک پہونچی صندوق سینہ کھلا ایک
طائر ہفت رنگ سینے سے نکلا گرد سر صاحبقران چرخ مارنے لگا مغرور نقلی تو زمین پر گرا دوسرے
پہلو سے نعرہ ہوا منم مغرور جادو صاحبقران خاموش ہو گئے زبان مین لکنت آئی اسم اعظم
فراموش مغرور نے جھپٹ کر دست بستہ عرض کی امیدوار ہون کہ برائے چند ساعت حرز ہیکل مجھکو دیتے
ہو مین ابھی واپس دونگا اس پریشانی مین صاحبقران کو یہ ثابت ہوا کہ خواجہ عمرو مجھسے ہیکل
مانگ رہے ہین گلے سے اُتار کر دیدی ہیکل کے جاتے ہی ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا امیر آہ
کر کے پشت اشقر سے گرے بہرام وغیرہ نے جو یہ معرکہ دیکھا جسطرح بن پڑا جان اپنی دیکے
صاحبقران کو اُٹھا لیا لشکر پر مغرور جا پڑا بارگاہ تک سب کو نہ جانے دیا جارگو لے چہار سمت
لشکر کے پھینکے ایک غبار بلند ہوا اُس غبار نے لشکر صاحبقران کو گھیر لیا لشکر صاحبقران کا
یہ حال کر کے طرف لشکر عقاب ابر سوار کے پلٹا پکار کر آواز دی اے بادشاہ ظلمات عشق
حیرت سے ہاتھ اُٹھائیے ورنہ میرے مقابلے مین آئیے عقاب بھی جوش عشق حیرت مین
پریشان کھڑا تھا نہ ہون سے کہہ رہا تھا دیکھا تمنے فلک نے کیا گردش دکھائی صاحبقران
گرفتار ہو گئے سارا لشکر اُنکا سحر مغرور مین پھنسا اب چھوٹنا دشوار ہے میری تو اب یہ کیفیت ہے نظم

فرش ہو اے یار خاکِ دست دشمن زیر پا
ہم گریبان پھاڑ نکلے آیا جو دامن زیر پا
منکر روز قیامت ہین محبت بے اعتقاد
لا رکھی اے سرو قامت اپنا مدفن زیر پا
رنگ گل سے خون ہمارے آبلون کا سرخ ہے
نقش پا سے پھولتا جاتا ہے گلشن زیر پا
خار کا کھٹکا نہین رکھتے ہین ہم آتش قدم
موم ہو جاوے اگر آ جائے آہن زیر پا
انگلیان کانون مین دیتا ہے وہ رفتار پا
ہر قدم پہ آتی ہے آواز شیون زیر پا
جنت پرستی ہم اگر تیری طرح کرتے تو بھی
سنگ رہ کو بھی نہ لاتے اے برہمن زیر پا

شاہراہ ہستی موہوم میں وہ چال چل
اپنی آنکھوں کو بچھا دیں دوست و دشمن زیر پا

سرکشی زیبا ہے ہم دلدادگان عشق کو
خم ہوئی ہے سیکڑوں کانٹوں کی گردن زیر پا

رہگذر میں دفن کرنا اے عزیزان تم مجھے
شاید آجائے کسی کے میرا مدفن زیر پا

پابرہنہ ہی رہے ہم خاکساری کے لیے
گوش زد ہووے ہمارے تا نہ دشمن زیر پا

اس قدر تو ناگوارا ہے تکبر اپنی خلق کو
کفش سے رکھتے ہیں مردم نعل آہن زیر پا

سر فرو یاں تک تو آتش خاکساری نے کیا
صورت نقش قدم ہے اپنا مدفن زیر پا

اشعار پڑھ پڑھ کے رو رہا ہے کبھی گلچینی گلشن جمال حیرت کرتا ہے کبھی ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہے کہ مغرور
نے آواز دی او عقاب اگر ہمسے مقابلہ کر ورنہ نام حیرت کبھی زبان پر نہ لانا عقاب جا پڑا مغرور سے
سحر چلنے لگا دو چار سحر اسمین چلے مغرور تیغ کھینچکر عقاب پر جا پڑا عقاب نے ہاتھ مارا مغرور نے
روک کے جواب مین ہاتھ مارا کہ سر عقاب کا زخمی ہوا گینڈا بھی مارا گیا عقاب زمین پر گرا اہالیان
فوج عقاب دوڑ پڑے کئی ہزار نے اپنی جان دی عقاب کو اٹھا کر ہوادار پہ ڈالا مغرور پر گولے
مارنے لگے مغرور سب کے سحر دفع کرتا جاتا ہے مغرور کی فوج والے بھی آپڑے ہزاروں جادوگر
مغرور نے عقاب کے لشکر کے مارے غول کے غول تباہ کر دیے شام تک ملازمان عقاب
جھگڑے چونکہ افسر زخمی ہو چکا تھا آخر قدم اٹھے جا بجا جا کر پڑاؤ پر ٹھہرین مغرور نے پیچھا چھوڑا
پڑاؤ لوٹ لیا خیموں مین آگ لگا دی آخر ملازمان عقاب نے بڑی جانبازی کی کبھی سحر کیا کبھی
تلوار سے لڑے عقاب کو بچاتے رہے جب مغرور نے دیکھا کہ نیر اعظم بابنگ زیر دلیران و
ترسان قلعہ مغرب مین جا کر چھپا آمد آمد شاہ انجم سپاہ کی شروع ہوئی فوج ثوابت و سیارگان میدان
چرخ زبرجدی مین جمی ناچار ہو کر مغرور نے پیچھا چھوڑا ساتھ والوں سے کہا پلٹ چلو حمزہ کا بھی
خاتمہ کیا میاں عقاب کو ملنے پر واری بھلائی یقین ہے اسکے ملازم اسکا لاشہ اٹھا کر لیگئے عقاب
جانبر ہو گا یہ کہتا ہوا بالفتح و فیروزی پلٹا ملکہ حیرت جادو اپنے لشکر مین تخت پر سوار یہ زور و شور
مغرور کا دیکھ کر لقمان جادو سے کہا تم نے دیکھا آج تو مغرور نے قیامت برپا کر دی حقیقت
مین سحر ملک بنگالہ کے نئے طور کے ہین صاحبقران اپنے لشکر مین بیہوش پڑے ہین سارا لشکر مبتلائے
مصیبت و محنت مین ہے سحر کے مردود نے پھنسایا عقاب کو شکست دی پر شام ہو چکی ہے اب دیکھیے
ہمسے کیا لڑے لقمان نے کہا واری حقیقت مین بڑا ساحر زبردست ہے نیر ماک ابھی منتشر ہو رہی ہے
سب اہالیان لشکر حیرت گھبرا رہے ہین کہ دیکھا مغرور تاج پہنے ہوئے دریائے سحر مین غرق
پشت مرکب پر سوار مع لشکر میدان مین آکر پہونچا پکار کر آواز دی اری ملکہ عالم ایک تمہارے واسطے
دونوں لشکروں کو مٹایا آپ کی محبت اسی طرح دل مین ہے اب بھی کچھ نہین گیا ہے صلح در رسائی جلی ہے
جو حکم ہو آنکھوں سے بجا لاؤں سلطنت ہو شہریار افسر مسلمانان کا مین نے خاتمہ کر دیا انکو
تباہ و برباد کرتے افسوس آتا ہے یہ جو لشکر آپ کے ساتھ ہے ایک سحر مین بھاگتا پھریگا آپ سے
کچھ چوٹ چلیگی خوب سمجھ لیجیے ہزاروں ہزار کا خون ہو گا جنگ و جدل موقوف رکھو یہ تک مغرور
نے پکار پکار کر سمجھایا لقمان نے بڑھ کر جواب دیا او بیحیا کیا غرور کرتا ہے ہم سب جان دینے پر

پڑا مادہ ہین لڑ بھڑ کر مر جائینگے اطاعت تیری نہ کرینگے مغرور نے منہ سپٹ لیا کہا ہاے کیا کرون دل نہین مانتا آٹھو پہر اسی ظالم کا خیال رہتا ہی آئین ہجر کی کالی جان لینے والی ہین تڑپ تڑپ کے کاٹتا ہون نظم

رات ایسا انتظار یار مین بیتاب تھا
بستر گل پر نہ تھا مین آگ پر سیماب تھا

میرے اشکون کا فلک پر موجزن سیلاب تھا
ہالۂ مہ کی جگہ شب حلقۂ گرداب تھا

نرم دل محبوب جیسے تھے ہوے ہین سخت دل
سنگ میری جان کو ہر پیش ازین جو آب تھا

رات مجھکو تیرے آنے سے جو مایوسی ہوئی
انتظار مرگ تھا یا اشتیاق خواب تھا

شب چمن مین کین کف پا سے یہ نور افشانیان
جو ترا نقش قدم تھا سو گل مہتاب تھا

تیری محفل مین جو پاس رازپوشی تھا مجھے
مثل رنگ گل روان آنکھونسے ہان خونناب تھا

کچھ سمجھ کر ناتوانی نے دیا ہر خم اُسے
قصر تن میرا بنا ہر جب سے بے محراب تھا

جلوہ فرما بام پر جو عارض جانان ہوا
چاند اُسکے سامنے اک کرمک شب تاب تھا

تیرے روے آتشین کو دیکھتے ہی اڑ گیا
اضطراب دل جسے سمجھے تھے وہ سیماب تھا

ہو گئی بالکل ہماری عمر غفلت مین بسر
عرصہ اپنی زندگانی کا مگر اک خواب تھا

گل کہین دیکھا نہ مین نے داغ حسرت کے سوا
میرے اشکون سے مگر باغ جہان شاداب تھا

کی سیہ کارون نے میرے نور عرفان کی قدر
شہرہ سے خلق مین خورشید عالمتاب تھا

کس لیے ہر شب یہ ہوتا ہر گرفتار فراق
ہجر مین کیا اپنا مرغ نامہ بر سرخاب تھا

رات دن فرقت مین رہتا ہر مجھے رونے سے کام
یاد آتا ہر کہ اک آنسو در نایاب تھا

ذبح کرنے مین مرے ناسخ ہوا قاتل کو رنج
بخیۂ ناوک مین اُسکے خنجر بے آب تھا

دل سے بہت ناچار ہون مگر اب دل کو پتھر بناؤنگا بس آج کی شب مہلت ہی کل کسی کی بناؤنگا افسوس ہا یہ ہی کہ دل نازک پر صدمہ پہونچیگا آپ کو اختیار ہی ملکہ حیرت کے ملازمون نے جواب سخت دیے مغرور جھلاتا ہوا طبل بازگشت بجاتا ہوا پلٹا لشکر صاحبقران کو اس حال مین چھوڑا برق بھاگ کر درۂ کوہ مین چھپا تھا جب شام کو سناٹا ہوا تو برق ٹہلتا ہوا لشکر حیرت مین آیا چالاک سے ملاقات کی چالاک کو مضطر پایا برق نے کہا خلیفہ صاحب آپ نے دیکھا مغرور نے کیا آفت برپا کی استاد کا کہین پتہ نہین نہین معلوم کون اٹھا کر لیگیا ہر چند کہ مین شہنگ سحر لنگاہ کو پکڑ لایا استاد نے عورت بنکر عیاری کی تھی پھر نہ پتہ ملا کہ انپر کیا گذری مگر چالاک نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا بھائی برق کیا کہون دل پر میرے تو چھریان چل رہی ہین نظم

دین و دل بردند و قصد جان کنند
ای مسلمانان چہ درمان الغیاث
ہر زمانم درد دیگر می رسد
گشتہ ام سوزان و گریان الغیاث

درد ما را نیست درمان الغیاث
الغیاث از جور خوبان الغیاث
داد مسکینان بدہ ای روز وصل
زین حریفان بر دل و جان الغیاث

ہجر ما را نیست پایان الغیاث
خون ما خوردند این کافردلان
از شب یلدا ای ہجران الغیاث
ہمچو حافظ روز و شب بیخویشتن

برق نے کہا خلیفہ صاحب اب وقت صبر و جبر ہی اسقدر بیقرار نہو جیے

کچھ تدبیر فرمایئے کل مغرور لشکر حیرت پر سحر کریگا اسم اعظم صاحبقران بند ہوگا حرز ہیکل باتون مین لے لی
تمام لشکر کو بیکار کردیا چالاک نے کہا ای برق استاد تو دریافت کرو کہ شیشۂ اسم اعظم و حرز ہیکل کسکے پاس
ہر حیلہ کچھ عیاری کرین بار سحر مغرور لشکر حیرت نہ اٹھا سکیگا اگر صاحبقران رہا ہے شاید مغرور
پہ کوئی آفت آئے قبلہ و کعبہ کسی اور اقلیم مین جا گئے برق نے کہا بھائی وہ جہان کہان جائینگے مال لوٹینگے
انشاء اللہ کسی وقت بچ نکلینگے اب آج تو میان قیامت ہے برق نے کہا مین جاکر دریافت کرتا ہون
برق تڑپ کر چلا چالاک صحرا مین ٹھہرا اب سوچ رہا ہے کہ کیا تدبیر کرون یہان مغرور جو پلٹ کر آیا
آتے ہی طبل جنگی بجوا دیا شیشۂ اسم اعظم اپنے وزیر سرشار کے سپرد کیا کہا اے سرشار عمرو کا اب تک
پتہ نہین مین نے سحر سے دریافت کیا اس صحرا مین عمرو نہین ہے کسی جانب تنگ ہوکر نکل گیا سرداروں نے
کہا اے شہریار اسے کیا پروا ہے جہان جائیگا اسکی قدر ہوگی طبل جنگی جو لشکر مغرور مین بجا حیرت کو بھی خبر ہوئی
حیرت نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا ساتھین خیمے ہو خانے کے آراستہ ہوئے ایک مین حیرت داخل
ہوئین سحر اپنے تیار کرنے لگین ایک خیمے مین نعمان گئی سحر تیار کر رہی ہے ایک مین نیرنگ جھلکے بیٹھی
کر رہی ہے برق فرنگی ایک خدمتگار بنا ہوا بارگاہ مغرور مین حاضر تھا سرشار جادو شیشۂ اسم اعظم
و حرز ہیکل لیکر نکلا برق سوچا بن پڑے تو شیشہ توڑ دو حرز ہیکل اس سے لو چالاک سے کون اطلاع
کرے وہ جھگڑا اپھیلا بیٹھینگے یہ سوچکر برق سرشار کے خدمتگارون مین ملکر چلا چالاک نے جب دیکھا
کہ عرصہ ہوا برق پلٹکر نہ آیا سوچا کہ برق بھلا کاہیکو پلٹ کر آئیگا یہ کہکر چالاک بھی چلا لشکر مین مغرور
کے آیا دیکھا ایک نئی بارگاہ استادہ ہو رہی ہے دس بیس ہزار ساحر خیمے استادہ کر رہے ہین چالاک نے
دریافت کیا معلوم ہوا کہ سرشار جادو وزیر مغرور شیشۂ اسم اعظم و حرز ہیکل لیکر آیا ہے یہ اسی کا لشکر
اترا ہے ایک جانب دیکھا میان برق خدمتگار بنے ہوئے جاتے ہین چالاک سمجھا کہ برق فکر مین
عیاری کی ہے تم اپنی فکر کرو انکے مقدمے مین دخل نہ دو ایک جانب ایک نخل دیکھا اسکی آڑ مین کے
بیٹھا بارگاہ کو تاک کر نقب کھودنے لگا یہان سرشار جادو بارگاہ استادہ کرا کے اندر بارگاہ
کے آیا سامنے میز پر گلدستے چنے ہین گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی رکھی ہین اسی میز پر
اپنے شیشۂ اسم اعظم رکھدیا حرز ہیکل شیشے کے گلے مین لپیٹ دی آپ مسند پر آکر مصاحب سے
کہا باہر ٹھہرو کوئی غیر قریب بارگاہ نہ آنے پائے طبل جنگی بج چکا ہمارے شہنشاہ سحر تیار کر رہے
ہین کل بی بی حیرت گرفتار ہو جائینگی سب آگئے ہمارے ساحر ہونگے خوب مال لوٹینگے برق
بیتڑپ رہا ہے کہ سرشار اکیلا اندر بیٹھا ہے ای برق کس حیلے سے جاؤن زلف لیلاے شب کمر سے
گذر چکی ہے یہ سوچکر پیچھے ہٹا ایک طرف دیکھا ایک چوبدار پکارتا پھرتا ہے ارے کوئی مزدور ہے برق
مزدور بنکر سامنے آیا پوچھا مرد ہے صاحب کہا ہم مرد ہے نے کہا بھائی یہ کشتی اٹھانا ہے ہمارے
سرکار نے میوہ واسطے سرشار کے بھیجا ہے برق نے کشتی اٹھائی تقبلہ بھی اپنے ہاتھ مین لیا
مرد ہے سے باتین کرتا ہوا چلا کہتا جاتا ہے میان مرد ہے صاحب ہار گئے ہار گئے جی چھوٹ گئے
ہمارے ساتھ یاری نہین کرتا آج بھی گئی روپیہ ہار گئے ہم تو حضور رنگ باز ہین جو ہمارے
رنگ کا داؤن ہو جان تک بدین ایسے رنگ سے ورق گار رات ہو گیا رات گئے کا دن ہوا

مردے صاحب ہنستے جاتے ہیں برق نے ایک مقام پر ٹھوکر کھائی منھ کے بھل زمین پر گرا فتیلہ گل ہوا مردے
نے ہاتھ پکڑ کر سنبھالا برق نے کہا حضور سب طرح خیر ہے کہا فتیلہ روشن کر لا ہے تو پھر میں چلوں
میرے پاؤں میں چوٹ لگی دیکھیے انگوٹھے سے خون جاری ہے مردے صاحب بجھے ہوئے فتیلہ
لیکر روشن کرنے گئے برق نے کشتی کھولکر میوے میں بیہوشی ملائی کہ مردے صاحب فتیلہ روشن
کر کے آئے برق نے کشتی سر پر رکھی باتیں بناتے ہوے چلے جب قریب بارگاہ سرشار آئے
ساحروں نے آواز دی کون آتا ہے مردے نے بڑھکر اپنا نام بتایا کہا شاہ نے میوہ بھیجا ہے سرشار
نے اندر طلب کیا مردہا اندر گیا برق باہر ٹھہرے ساحروں سے کہا مجھکو رتونددی آتی ہے رات بھر
آپ لوگوں کو حقے پلاؤنگا وہاں سرشار نے کشتی رکھوائی مردے کو انعام دیکر رخصت کیا یہاں برق
نے حقے پلانا شروع کیے پہر رات رہے سب بیہوش ہوے برق ایک خدمتگار بنکر اندر گیا
دیکھا سرشار بیٹھا ہے کتب دیکھ رہا ہے برق نے دست بستہ عرض کی اے وزیر اعظم میوہ جو شاہ نے بھیجا
تھا مردے نے یہ کہا یہ میوہ وہ ہے کہ جو کھائیگا صحیح و سالم رہیگا کبھی کوئی آسپر عیاری نہ کر سکیگا
سرشار نے کہا ارے کشتی اٹھا لا برق نے کشتی سامنے رکھی خوشۂ انگور اپنے ہاتھ سے اٹھا کر
سرشار کو دیا سرشار نے انگور دیکھے کہا حقیقت میں ایسے انگور نگاہ سے نہ گذرے تھے قصد کیا
خوشے سے دانہ توڑ کر کھاؤں برق باتیں بنا رہا ہے کہ پہلو سے آواز آئی اے وزیر اعظم انگور نہ نوش
فرمائیے گا یہ خدمتگار نہ جانے پائے سرشار نے پلٹکر دیکھا ایک ساحر گوشۂ بارگاہ سے آتا ہے
پکارتا ہوا منم فرستادۂ شہنشاہ اے سرشار ہوشیار ہو جاؤ برق گھبرا گیا کہ یہ کیا غضب ہو گیا برق
بارگاہ پھر واپس کہا ارے تو کون ہے برق نے کہا حضور پیٹ کے واسطے چلا آیا سرشار نے منھ سے
شعلۂ آتش چھوڑا وہ شعلہ منھ پر برق کے گرا سنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا صورت اصلی سرشار نے
دیکھی ایک انگریز پتلون جاکٹ پہنے کھڑا ہے تیغہ لیکر سرشار اٹھا وہ ساحر قریب آیا کہا حضور
شہزادہ ہے اسکو قتل نہ کیجیے خیر خواہ جادو میرا نام ہے جنگل میرا مقام ہے صحرائے خارستان میں بھیجا
تھا کہ حکم شہنشاہی معرفت ایک طائر کے پہونچا کہ شہنشاہ طلب فرماتے ہیں بہت جلد حاضر ہو
سو کوس کا راستہ چشم زدن میں طے کیا یہ نامہ مرحمت ہوا کہ برق فرنگی پاس ہمارے وزیر کے پہونچ چکا
ہے جلد جا کر اسے آگاہ کرو یہ کہکر نامہ ہاتھ میں دیا سرشار نے نامہ کھولا اسمیں سے ایک دھواں
نکلا سرشار لہرایا ساحر نے لپٹ کے خنجر مارا نعرہ کیا نعرۂ چالاک

بہ عیاری منم آن چست و چالاک
بچشم دشمن اندازم گہی خاک
نہ آید باد گرد خنجر کامم
خلیفۂ اولم چالاک نامم

شکم چاک قصہ پاک چالاک کود کر بھاگا کا شیشے پر ایک پتھر مار دیا چلتے چلتے چالاک نے
حسنہ شکل لی دوسری طرف سے نکلکر بھاگے خیمہ جلا آندھی سیاہ اٹھی سنگباری و برفباری ہونے لگی
شیشہ ٹوٹا اسم اعظم چھوٹا صاحبقران اس دھوئیں کے اندر بیہوش پڑے تھے ہوش آیا اسم اعظم
بآواز بلند پڑھتے ہوئے اٹھے جدھر اسم اعظم پڑھکر دم کیا سحر باطل ہوئے لگا امیر نے پکارا کہ
جو اسم اعظم پڑھا جسکے کان میں آواز پہونچی کلمہ پڑھکر اٹھا ایک مقام پر اشقر دیو زاد سر ٹکرا رہا تھا
امیر نے جو آواز دی اشقر بیقرار ہو کر دوڑا شیشے پھوڑتا ہوا چلا امیر پشت اشقر پر سوار ہوے لشکر

بہرام و بشکر واسے سرۂ جون جون امیر اسم اعظم پڑھتے ہین دھوان غائب ہوتا جاتا ہی روشنی ہوتی جاتی
ہی امیر لشکر کو لیکر چلے مغرور منصور بڑا ہوا سو رہا تھا ہڑبڑا کر جو ہوا گھبرا کر آنکھیں ملتا ہوا اٹھا کان مین آواز
آئی گشتی مرا نام من سرشار جادو بود کہا یارو غضب ہوا میرا فرزند اعظم مارا گیا پریشان باہر آیا اب
ساحرون نے بھی بڑھکر عرض کی حضور خیمہ سرشار جل رہا ہی زمین سے شعلۂ آتش نکل رہا ہی کہا ارے
بڑھکر خبر تو لو یہ کیا معرکہ گذرا ہرکارے دوڑے مہیان ملکہ حیرت سحر تیار کرکے منتظر بیٹھی ہین نعمان
اپنے خیمے سے نکلی نیرنگ بھی آئی ملکہ حیرت نے فرمایا کیون نعمان سحر تیار کیا عرض کی واری
لگہ ہائے اہر تیار ہین ملکہ حیرت نے کہا ای نعمان اصل تو یہ ہی کہ بڑے ظالم سے مقابلہ پڑیگا بڑے
افسوس کا مقام ہی کہ صاحبقران زمان بھی مبتلائے بلا ہین افسوس صد ہزار افسوس نظم

ای آرزوئے قتل ذرا دل کو تھامنا
ہی کام اُنسے شوخ شمائل کو تھامنا
مضطر ہون کس کا طرز سخن سے سمجھ گیا
مشکل ہوا ہی بیدۂ محمل کو تھامنا
یہ زلف خم بخم نہو کیا تاب غیر کی
گرتا ہی دیکھو جام ہلاہل کو تھامنا

مشکل پڑا مرا مرے قاتل کو تھامنا
دیکھی ہی چاندنی وہ زمین پر نگر پڑے
اب ذکر کیا ہی سامع قاتل کو تھامنا
سیکھے ہین مجھسے نالۂ آسمان شکن
زنجیر جنون زد ہی سلاسل کا تھامنا
مت مانگیو امان تو ان سے کہ ہی حرام

تاثیر بیقرار ہی ناکام آفرین
ای جذب خ اپنے توسن کامل کو تھامنا
ہو صرصر فنا انسے نہ کیونکر وہ مضطرب
صیاد اب قفس مین عنادل کو تھامنا
ای ہمدم آہ تلخی ہجران سے دم نہین
ہو منہ زبان بیہدہ و سائل کو تھامنا

نعمان نے عرض کی حضور وہ لڑائی پڑیگی کہ مغرور کو بھی مشکل ہوگی کنیزون نے بھی سحر تیار کیے نیرنگ
عرض کی لونڈی نے آپ کی جو سحر تیار کیے ہین مغرور کی ہیبت پر وہ ہوگئے ہم تو اسی سے لڑینگے یا جان
دی یا شہر بنگالہ کو بے چراغ کیا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی
حضور چالاک دبرق نے ملک سرشار کو مارا اسم اعظم صاحبقران کھلا لشکر صاحبقران رہا ہوا امیر
لشکر مغرور پر آپڑے مغرور بھی سوار ہوا یہ سنتے ہی ملکہ حیرت نے فرمایا جلد لشکر تیار کرو ای نعمان
حقیقت مین اسوقت اگر چالاک مغرور کو مار لیا یا صاحبقران کے ہاتھ سے قتل ہوا تو جانبری ہی ورنہ
وہ فنا مجھے بھی برپا کریگا ہمارا سمجھانہ چھوڑیگا کہان بھاگ کر جائینگے ابھی تو ہوشربا پر بھی قبضہ نہین ہی
ایک سحر مین سب بھاگینگے لشکر تیار ہوکر سامنے آیا حیرت و نعمان و نیرنگ سوار ہوئین لشکر کو
لیکر چلین میان صاحبقران مع لشکر ظفر اثر لشکر مغرور پر آپہنچے نعرۂ صاحبقران کی جو مغرور نے
آواز سنی اژدر آتش فشان پر سوار ہوا اڑتا ہوا چلا دیکھا سامنے سے آفتاب آسمان عربستان زلزلۂ
قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان تیغ عقرب سلیمانی کھینچا ہوا جنگ ریشانہ کرتے
ہوئے آتے ہین ساحر بھاگ رہے ہین مغرور نے نعرہ کیا ای ساحرو کہان بھاگے جاتے ہو ارے
کمبختو فقط صاحبقران پر سحر تاثیر نہین کرتا لشکر کو تو مارلو یہ سنکر ساحر سحر کرنے لگے صاحبقران نے
پلٹ کر دیکھا بہرام گردن خاقان چین یا تو آپ مع فوج کے لڑتا ہوا آتا تھا ساحرون نے سحر جو کیا
مثل تصویر تصویر خاموش ہوکر رہگیا تمام فوج بھی حیران ہوگئے رہگئی حربہ کسی کا نہین چلتا صاحبقران
اسم اعظم پڑھتے ہوئے چلے جسکے کان مین آواز گئی ہوشیار ہوا پھر لڑنے لگے ساحرون کے ہاتھ
بے موت مارے جاتے ہین جب سحر چلگیا سپاہی گھوڑے سے گرا ساحر نے بڑھکر دانہ ماش کا مارا

وہ بیچارہ جلکر رہگیا اسطرح ہزار ہا بندگان خدا ہاتھ سے ساحرون کے مارے گئے اکیلے صاحبقران
کدھر کدھر جاتے کس کسکو بچاتے مغرور نے دس ہزار ساحرون کو حکم دیا ہی کہ حمزہ پہ سحر کرو نیزہ و تلوار سے
لڑو دس ہزار ساحر نیزہ و تیر و تفنگ سے صاحبقران سے جنگ کر رہے ہین اس آمد و رفت
مین صاحبقران بھی زخمی ہوے مگر اپنے سردارون کو صاحبقران بچاتے ہین لیکن نہایت پریشان ہین یقین
ہی کہ اس آمد و رفت مین جانبری غیر ممکن ہی بیقرار ہو کر اپنے پروردگار سے عرض کر رہے ہین اے خالق
بے نیاز و اے رب کارساز وقت مدد ہی اکیلا کس کس سے جنگ کرون بندے تیرے بے کس و
بے بس ہوکے قتل ہوتے ہین بعض اپنی بیکسی بیبسی پر روتے ہین ہنگامہ گیر و دار بلند ہی صاحبقران
نے جو بلک کے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بہ قدرت سبحان لم یزل و عز بیبدل آسمان پر
لکہ ہاے ابر سرخ و سبز نمایان ہوے کفار دیکھنے لگے وہ ابر آگے بڑھا سب نے دیکھا خواجہ عمرو
تخت پر سوار دو نازنینان مہ جبین حور مثال پری جمال پشت پر ساٹھ ہزار جادوگرنیان بازو [illegible]
پر سوار جلسہاے زرنگاری کے چھپر ہر سے نکلے ہوے خواجہ عمرو نے جو اپنے آقاے نامدار کو
دیکھا کہ بارہ ہزار ساحرون مین گھرے ہوے ہین لالہ عذار و ماہ رخسار سے کہا مجھکو جلد تخت سے
اُتارو لشکر کفار نے آقا کو گھیرا ہی ملکہ نے تخت کو اتارا عمرو تخت سے کودا نعرہ کرکے حقہ ہاے آتشبازی
مارنے لگا ماہ رخسار و لالہ عذار نے اترتے اترتے سحر کیا کہ زمین تھرائی ہزار ہا ساحر مر کے گرا
آوازین ساحرون کے مرنے کی آنے لگین ایک طرف سے نعرہ ہوا انہم ملکہ حیرت جادو جھپک کے
جو گولہ مارا کئی ہزار ساحرون کے سینون کو برما کے گولہ نکلگیا دو چار سحر جو جگر کیے اور برق نکلے کہ بیس
بیس پچیس ہزار ساحر لشکر مغرور کے واصل جہنم ہوے حیرت نے زمین ہلادی عمرو جو نعرہ کرکے
گرا عیارون نے جو استاد کی آواز سنی ہر طرف غل ہوا کہ استاد آگئے جانتے ہین کہ اگر ہملوگ حیران
کریگا یا اگر ہمکو کسی نے سحر مین پھنسایا استاد فوراً بدلہ لینگے دل کو قوت دیگر کئی سو ساحرون کو مارا انہین حقہ
آتشبازی چلا کسی کو کمند سے مارا کسی پر حباب مارا دیا ماہ رخسار و لالہ عذار بھی کائنات کے سحر
کر رہی ہین صاحبقران نے جو بلوے سے ساحرون کے مہلت پائی گھوڑے کو تھکا کر طرف مغرور
کے چلے ایک بات حقیر نے فراموش کی تھی اب اسکو عرض کرتا ہون کہ جب مغرور نے صاحبقران
کو سحر مین پھنسایا تھا لشکر کو دھوئین مین بند کیا تھا نہنگ سحر نگاہ کو قید سے رہا کر دیا تھا نہنگ نے
جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ مغرور پر چہار جانب سے ہنگامہ ہی کسی طرف سے حیرت نے سحر کیا مغرور آدھر
ہٹا دوسری جانب سے لالہ عذار و ماہ رخسار نے دباؤ ڈالا حیرت نے جو ماہ رخسار و لالہ عذار
کو دیکھا کہا اے نعمان اقبال صاحبقران پر رشک ہوتا ہی نہین معلوم کس ملک کی شاہزادیان ہین عمرو
تسخیر کرکے لایا ہی کس جانبازی سے جنگ کر رہی ہین صورت مین بیمثال سحر بھی شستہ و رفتہ
کس لطف سے لڑ رہی ہین مغرور جادو چاہتا ہی کہ لالہ عذار و ماہ رخسار پہ جا پڑون کبھی پکارتا ہی
اے شہنشاہ ملک خوبی و اے سرو خرامان باغ محبوبی حیرت تو ہوے وحشی ہی تم مجھکو قبول
کرو شہر بنگالہ کا بادشاہ ہون کل ملک بنگالہ کا اختیار دونگا ماہ رخسار نے آواز دی او بیحیا
کیا بیہودہ بکتا ہی اپنی صورت تو دیکھ تو اس لایق ہی کہ کوئی تجھکو اپنے پہلو مین بٹھائے عمرو نے

پیلک بجون کو پیسے ساحرون سے لڑ رہا ہی کہ پہلو سے نعرہ ہوا منم شہنگ سحر لنگاہ باش او ساربان نژاد
مین تیری فکر مین تھا کئی دن سے کہان بھاگ گیا تھا عمرو نے کہا کہین تجھے تمھاری گردن دبانے کو
موجود ہون شہنگ نے چاہا سحر کرون عمرو نے کہا ای شہنگ عیاری سے لڑو سحر کرنے کو
یہان بھی ساحر موجود ہین لالہ غدار نے آواز دی خواجہ مین حاضر ہون اُس مکار سے مقابلہ کرون
خواجہ نے کہا تمھاری کچھ ضرورت نہین شہنگ نے سر سے گوپھن کھولا کلہ گوپھن مین پتھر رکھکر خواجہ
کو مارا خواجہ نے بھی پتھر مارا دونون پتھر لڑکے زمین پر گرے شہنگ اس چالاکی پر اچھل پڑا اساتھ
والون سے کہتا تھا یارو عمرو کا مثل نہین ہی دیکھا تمنے کیا کار نمایان کیا اگر یہ میرا شاگرد ہو تو اسکو سحر
سکھاؤن بعد پتھر کے تیر چلے جو اسنے تیر مارا خواجہ نے بھی تیر پھینکا تیر آپس مین یون لڑے کہ ایک کا
پیکان ایک کا سوفار طائر تیر کی بلند پروازی کسی کا تیر خطا نہ کرتا تھا دیکھنے والے سہمے ہوے کھڑے
تھے بعض قربان ہوتے تھے بعض گوشہ گیر بعد ہا تیر آپس مین چلے کسی کا تیر کسی پر نہ پڑا شہنگ سحر لنگاہ
نیچہ کھینچکر عمرو پر جا پڑا عمرو بھی نیچہ کھینچکر لڑنے لگا یہ اسپہان شہنگ بھی لڑنے لگے لڑائی عمرو کی
دیکھکر عش عش کر رہے ہین کہتے ہین کہ عمرو فنون سپاہگری مین طاق شہرۂ آفاق ہی لڑتے لڑتے
عمرو نے دیکھا کسی مقام پر دھوکا نہین کہا تا کئی شاگرد عمرو نے مارے لا تجھ پھونک رہے
ہین شہنگ نے بڑھکر نیچہ مارا عمرو نے خالی دیا عمرو نے کہا اسکا سر کاٹ لے شہنگ سمجھا
میری پشت پر شاید کوئی شاگرد عمرو کا آیا شہنگ پلٹا عمرو نے حلقہ ہای کمند مارے حلقے
گردن مین پڑے شہنگ نے چاہا جست کر کے نکلون عمرو نے حباب مارا شہنگ بیہوش ہو کے
گرا عمرو نے چاہا شہنگ کو اُٹھا لون شاگردان شہنگ ٹوٹ پڑے اُدھر سے برق و چالاک
پہونچے خوب وہان پر تلوار چلی شاگرد شہنگ کو لے بھاگے اپنی جان مین دین اُستاد کو اپنے نہ چھوڑا
عمرو نے آواز دی وہ بھگایا شاگردون سے کہا او نامردو کدھر لئے بھاگے کہان جاتے ہو مگر وہ
نہ ٹھہرے شہنگ کو لیکر فرار برقرار کیا عمرو نے پیچھا لیا چونکہ شہنگ بیہوش تھا یہی خیال تھا
کہ اسکو چھینلون شاگردون نے غل مچایا عمرو ادرکے یہان کا سپہ سالار ہی سرمست شراب خوار سرمست
نے جو دیکھا کہ ہمارے لشکر کے عیار بھاگے جاتے ہین عیاران اسلام قتل کرتے ہوے چلے
آتے ہین کئی سو پیک بجے مارے گئے اسنے جھپٹ کر سحر کیا چالیس پیک بجے عمرو کے آگے
بڑھے ہوے تھے وہ منھ کے بل زمین پر گرے اسنے للکار کر آواز دی ارے انکو شمار لو دور سے
ملکہ لالہ غدار نے دیکھا کہ عیاران عمرو قتل ہوا چاہتے ہین طاؤس کو بڑھا کر مقابلے مین سرمست کے
آئین سرمست نے خنجر کھینچکر مارا سر ملکہ کا زخمی ہوا جیسے شیر زخمی ہو کر بھرتا ہی لالہ غدار نے زخمی
ہوتے ہی جھولی سے کچھ پھول نکالے سفید پھول تھے انکو اپنے خون سے رنگین کیا رنگین بنا کر کے
پھینک مارے پتلے پتلے ہاتھوں سے دستک دی بجلیان چمکین ایک ابر چرخ مار کر آسمان پر آیا وہ
ابر قلیل سا برسا کچھ بوندیان پڑین جس جنگل پر بوندی پڑی زرد پتے سبز ہوے پھولون نے آنکھین
کھولین غنچے مسکرائے چٹکنے لگے ہر گل کا کٹورہ شراب شبنم سے معمور کیفیت انتظار سے عجب
سرور درختون پر طائران زمزمہ سرا زمزمہ سرائی مین یہ اشعار عاشقانہ گاتے تھے (نظم

گل کو جب دیکھا تری تصویر کا دھوکا ہوا ۔ بولی جب بلبل تری تقریر کا دھوکا ہوا
دھیان اسکو کہتے ہین آیا نظر جو طفل اشک ۔ دیدۂ تر کو اسی بے پیر کا دھوکا ہوا
ہون وہ مجنون خون سے جب ہو گئی زنجیر لال ۔ خاک صحرا پر مجھے اکسیر کا دھوکا ہوا
ہم جو بے قاتل پھرے گلگشت گلشن کو گئے ۔ شاخ گل پر خون بھری شمشیر کا دھوکا ہوا
بھاگے ہم زاہد تری مسجد کو زندان جانکر ۔ دیکھکر تسبیح کو زنجیر کا دھوکا ہوا
بڑھ گیا وہ نوجوان ہم پیر پیچھے رہگیا ۔ راہگیرون کو کمان و تیر کا دھوکا ہوا
سنگ اڑا اسباب میکون ساقی سے حضور ۔ جام مے پر مجھکو جام شیر کا دھوکا ہوا
ہجر مین آلودۂ خون گل ہین مثل کوہکن ۔ آب جو پر مجھکو جوئے شیر کا دھوکا ہوا
صاف دیکھی تیری صورت نے صورت دیکھکر ۔ آئنے پر صفحۂ تصویر کا دھوکا ہوا
رات دن سمجھے ترا رخسار جانان چاند کو ۔ چاندنی دیکھی تری تنویر کا دھوکا ہوا
ہین نئے دیکھی رات بدلی مین جو بجلی کی چمک ۔ دود آہ و نالۂ شبگیر کا دھوکا ہوا
جابجا دیکھین جو نہرون اشک ناسخ کی روان ۔ کوچۂ محبوب پر کشمیر کا دھوکا ہوا

یہ جب اشعار رنگین بے زبان نے زمزمہ سرائی مین گائے سرمست جھومنے لگا کلاہ اتار کر پھینکدی گریبان پہ ہاتھ ڈالا گریبان کی دھجیان اڑائین ہر چند ساتھ والون نے کہا اُسنے بیقرار ہوکر جواب دیا

مطلع مصنف

تنگ جامہ دری کا پاس عزیزان کیسا ۔ دامن یار سے چھوٹے تو گریبان کیسا ۔

یہ شعر پڑھکر مین سو ساحرون کو ساتھ لیکر بڑھا پکار کر آواز دی اے جان جہان وا آرام دل مشتاقان میری جان جاتی ہی میرے دل کی یہ کیفیت ہی

نظم

محفل فروز تھی شب و تاب نہان شمع
لیکن کیا جلا ہی صبح تلک بی زبان شمع
صحبت مین ایک رات کی کیا محو ہو گئی
ہر چند موم جسم ہوا و شعلہ جان شمع
حیرت فزا ہی حسن محبت کیا عجب اگر
گھلجائے سوز رشک سے تا استخوان شمع
لائین نہ تاب حرف بتان کافران عشق
پروانہ جلگیا کہ نہین رازدان شمع
اے سوز گریہ آنکے تری آب و تاب کے
اس بزم مین سحر کو نہ پایا نشان شمع
ہون داغ بدگمانی دل بسکہ یار پر
بجھجائے تیری بزم مین اشک روان شمع
اتنک سوز دل ہی کہ میرے مزار پر
پروانے کو جسم ہی موجین زبان شمع
تھا شب چراغ خانۂ دشمن وہ شعلہ رو
پانی بھرے ہی جلوۂ آتش فشان شمع
پہونچے تری نزاکت و گرمی کو کیا مجال
پروانیکو ہی سادہ دلی سے گمان شمع
گر دیکھ لے رخ عرق آلودہ کو ترے
مائل ہوا زمین کی جانب دخان شمع

ملکہ نے مسکرا کر منہ پھیر لیا کنیزون نے بڑھکر آواز دی کیا بکتا ہی سرمست تانے سب کے آگے ہاتھ جوڑے کہا میری جان جاتی ہی ملکہ جو فرمائین آنکھون سے بجا لاؤن جی چاہتا ہی یہ قدم اقدس پنجۂ مژگان سے جاروب کش ہون ملکہ نے پلٹ کر کہا اگر ہمسے دعوی عشق ہی دیکھ رہا ہی کہ شرور ہمارے قتل کا ارادہ کرتا ہی نہین ہو سکتا کہ اسکا سر کاٹ لے جھوم گیا کہا اب زبان معجز بیان سے ارشاد ہوا ابھی اس خود سر کا سر لاتا ہون یہ کہکر مین سو ساحرون کو ساتھ لیکر طرف شرور کے چلا شرور ایک مقام پر کھڑا ہوا لڑ رہا ہی کبھی حیرت پر سحر کیا کبھی ماہ رخسار کے جادوگرون پر جا پڑا کبھی صاحبقران کے اسم اعظم کی تدبیر کرتا ہی چہار جانب سحر چل رہا ہی کبھی آگ برسائی کہین برف گرائی بلا کے سحر کر رہا ہی کہ دیکھا سرمست کو

کہ چہرہ گلنار گریبان پھٹا ہوا سر کھلا ہوا تین سو ساحر پشت پر بشغل ورد مضطر جھومتا ہوا آتا ہے مغرور نے پکار کر آواز دی اے سرمست کیا کہنا خوب لڑے ماہ رخسار کے سحر کو روکو مین لشکر حیرت کا خاتمہ کردون یا اسم اعظم حمزہ بند کرون سرمست نے کہا حاضر ہوا حاضر حاضر کہتا ہوا قریب پہونچا تلوار کا ہاتھ مارا تین سو ساحرون نے سحر کیے کئی سو ساحر مغرور کے مر گر رہے مغرور نے ہرچند روکا مگر سرمست برابر کاساحر ہے سر مغرور کا زخمی ہوا اور ساحر جو مر کر گرے دل تمام لیا سر کا خون لیکر غصے مین سرمست پر پھینک مارا وہ خون جو سرمست پر پڑا مثل ہیزم خشک جلنے لگا تین سو ساحرون کو گولے مار مار کے گرایا جب لاشہ سرمست کا دیکھا بہت رویا کہتا تھا غضب ہوا یہ بیچارہ اپنے ہوش مین نہ تھا مفت مین میرے ہاتھ سے مارا گیا جو جو ساحر مرے اب انکا مثل ممکن نہو گا دل پر قلق ہے غم مین ان دوستون کے کلیجہ شق ہے کیا کرون صدمۂ عظیم ہے یہ کہتا ہوا طرف ملکہ لالہ عذار کے چلا ماہ رخسار نے بڑھکر لالہ عذار کو خبر کی کہ ہمشیرہ ہوشیار رہنا مغرور سرمست کو مار کر کف منھ مین بھرا ہوا کانپتا ہوا جاتا ہے کہ اُدھر سے لڑتی ہوئی ملکہ حیرت آئی حسین جمال جہان آرا ہے حیرت پر جو نگاہ پڑی عجب سج دھج سے لڑتی ہوئی آتی ہے دوپٹہ ڈھلکا ہوا ایک دوپٹے کی گاتی بندھی ہوئی زلف عنبرین کو پیچ و تاب صاف ثابت ہوتا تھا کہ چشمۂ خورشید مین مار سیاہ لہرا رہے ہین یا ناگنیان بل کر رہی ہین بقول المصنف نظم

موے خوش رنگ پیچ کھانے لگے
لال ڈورے کھنچا کھنچا نقشا

بال بکھرے ہوے وہ چہرہ پر
سانپ جسطرح غصے مین ہوئے
قاتل خلق و کافر پر فن

ایمہ ہو جسطرح سے گرد قمر
چشم مستانہ وار حد سے سوا
تھا یہ ظاہر کہ ہین یہ دو رہزن

مغرور کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا پیشانی سے پسینا ٹپکنے لگا دل قابو مین نہ رہا نظم

چنون بوی گل افسانۂ کیست
قفل ساقی معنانۂ کیست
نمید انم مراز ساغر گل از جام
دل ویرانہ نگہت خانۂ کیست
زجوش صورت و معنی خرابے
نمیدانستم چراغ خانۂ کیست
نمیدانم جبابیکا نگہبان است

محبت گردش پیمانۂ کیست
سر شکم دیدہ امشب خواب سیلاب
بہار جلوہ مستانۂ کیست
مئی نظارہ در دل سلیم صاف
چہ میدانی مئی میخانۂ کیست
باستغنای تو مہری بنازم
اسیر بینوا دیوانۂ کیست

نگہ روشنگر آئینہ یار ست
خرابی خوش نشین خانۂ کیست
پریشان کردا وراق محبت
ز شرم نرگس مستانۂ کیست
شنیدم خاطر اسودۂ ہست
نمی گویم جبان و یرانۂ کیست

یہ اشعار جو مغرور نے چلا کے پڑھے بانو حیرت لڑتی ہوئی جاتی تھی یا مینٹ پڑی مغرور نے ہاتھ باندھکر کہا اے شہنشاہ ملک خوبی اے اورنگ نشین تخت محبوبی مجھے تم پر سحر کرتے شرم آتی ہے خداوند جوگی جیپال کا صدقہ میری عرض قبول ہو مین اپنے ہوش مین نہین ہون پاؤن کو تڑپتا ہون آپ پروانۂ ترک ہوا کوئی صحبت ابھی نہین معلوم ہوتی دوستون سے نفرت تنہائی سے رغبت اسیر کمان نہ کرنا کہ صاحبقران چھوٹے مدد کو آنکی یہ دو جادوگر نیان آئین ایک سحر مین سب کا خاتمہ کر دونگا لاشون سے دشمنون کے میدان کارزار بھر دونگا ملکہ حیرت نے گولہ مارا مغرور پر آگ برسنے لگی مغرور شعلہ ہاے آتش کو بجھا رہا ہے وہ صدم پکارتا ہے دیکھو ملکہ سرکشی نہ کرو مین نہین چاہتا آپ کی

صدمہ پہونچے سلطنت ملک بنگالہ و ہوشربا کی بھی سلطنت لو ابھی حمزہ کا سر حاضر کرتا ہوں آپ نے
آنکھوں سے دیکھا کہ لشکر عقاب پر کیسا اشکار کھیل جاتے تھے اُنکو راستہ نہ ملتا تھا یہ کہتا ہوا بڑھا
ملکہ حیرت نے ابرو سے خدا رہلائے مغرور پر تلواریں گرنے لگیں مغرور نے سر آگے کر دیا ایک
تلوار تڑپ کر گری مغرور کا سر کٹ کے الگ ہوا لاشہ زمین پہ تڑپا حیرت نے ہجوم کے آوازہ ہی
وہ مار اکبیر دن نے عرض کی حضور اسکا سر لیکر نوک نیزہ پر رکھا جائے سب لشکر والے دیکھیں ابھی
بھگدڑ پڑ جائے لعمان و نیرنگ وزیرن پکارتی ہوئیں کہ ملکہ کیا سحر کیا حیرت طاؤس سے کود کے
جیسے ہی قریب لاش کے پہونچیں لاشہ تڑپ رہا تھا قطرے خون کے اُڑ کے جسم پر ملکہ حیرت کے
پڑے ہر چند چاہا اپنے کو بچاؤں ممکن نہوا قطرات خون کے جسم پر ملکہ حیرت کے پڑے آنکھوں کے
نیچے اندھیرا آیا لاکھ چاہا اپنے کو روکوں نہو سکا چرخ کھا کر گریں بیہوش ہو گئیں سامنے ایک نخل تھا
اُسکی بیخ سے مغرور پیدا ہوا آواز دی منم مغرور جادو شہنشاہ بنگالہ یہ کہتا ہوا طرف ملکہ حیرت
کے چلا منظور تھا کہ ملکہ کو اُٹھاؤں لعمان و نیرنگ نے بڑھکر گولے مارے کئی سو کنیزوں نے جانیں
دیں لعمان و نیرنگ نے حیرت کو اُٹھا لیا ہوا دار پر ڈالا لیکر بھاگیں مغرور نے نعرہ کیا یارو
یہ جانے نہ پائے میں نے بڑے ہیر کو قتل کرایا حیرت پر وہ سحر کیا کہ اُنکو تکلیف نہو میرے
قبضے میں آجائے ساحروں نے بلوہ کیا اُدھر سے صاحبقران لڑتے ہوئے آتے تھے دیکھا
حیرت بیہوش ہے لعمان و نیرنگ لیے بھاگی جاتی ہیں ساحر جاتے ہیں چھینلیں مغرور بھی سحر کرتا
ہوا آتا ہے ہزارہا کنیزیں قتل ہوئیں سب سے پکار کر کہدیا کہ یارو نکل چلو جب ملکہ حیرت پر اسکا سحر
غالب آیا تو ہماری کیا حقیقت ہے صاحبقران تلوار پکڑ کے آپڑے چالاک ایک گوشے سے
یہ معرکہ دیکھ رہا تھا کلیجہ منہ کو آگیا ایک ساحر کی صورت بنکر لشکر حیرت کے ساتھ ہوا مغرور جادو
چاہتا تھا اُنکو نہ جانے دیں صاحبقران نے جو حملہ شمشیر زنی کی ساحر گھبرا گئے تعقب حیرت
چھوڑا صاحبقران پر جا پڑے لعمان و نیرنگ ہوا دار حیرت کا لیکر نکل گئیں دس بارہ ہزار
ساتھ رہے باقی مارے گئے پڑاؤ پر آکر خیمے دربار گاہیں لیں پہلے ڈیرہ پڑا مناسب نہ جانا
یہی خیال تھا کہ مغرور پیچھا نہ چھوڑیگا دامن صحرا کو تل دامن ماور جانکر نکل گئیں مغرور نے دیکھا
حیرت کا تعقب اگر کرتا ہوں حمزہ سے جان بچنا دشوار ہوگی آخر پلٹ پڑا دیکھا سرداران
حمزہ نے ہزاروں ساحروں کو مارا مغرور سنا چار مجبور سحر کرتا ہوا طرف صاحبقران کے چلا
خواجہ عمرو صورت بدلے ہوئے ایک ساحر کی شکل بنے ہوئے یہ سب معاملہ دیکھ رہے
تھے حیرت کا معاملہ دیکھا یہ بھی دیکھا کہ مغرور نے تعقب نہ کیا ملازمان حیرت نے پڑاؤ
چھوڑا بارگاہیں اُکھڑوا کر لے گئے مغرور نے اسم اعظم صاحبقران سے خائف ہو الگ ایک
سحر کر رہا ہے ایک ساحر سپہ سالاران مغرور سے موسوم حیلہ ساز جنگ کر رہا تھا مغرور نے
اُسکو بلایا کہا اے موہوم حیلہ ساز حیرت کو لعمان وغیرہ نکال لے گئیں فکر کرونگا ضرور تلاش کرونگا
کیا کہوں جو کچھ دل پر گذر رہی ہے افسوس صد ہزار افسوس نظم

بس بو چلیں کا گل پہچان برائے من	ضعف من و گرانی زنجیر وائے من

چشمے دہد مہر سر موجو نبہاے من
خوش ساختی بخانہ زنجیر می رود
ہوشی بصدور منتظران زانکہ میبدہد
شامہ ایدگنہ غنت لصبد خواب غفلتم
گفتم سر من از چہ زگردن بریدہ است
یارا وہر و گرمی سوز درون نہ رفت
ما شبنمی ز باغ وفائیم گو مباد
صہبائیا بیاد کہ رفتیم ز خود مگر

تیغ نگاہ و قاتل زخم آزماے من
جوش صد افسون گران خواب پاے من
صبح قیامت از نفس جانگزاے من
شد نیستی اخافت از ہیچ خوابہاے من
سر برکشید و گفت ز تیغ جفاے من
چون صبح باد میشود اخگر بہاے من
جز خار دشت سایۂ بال ہماے من
بیگانۂ خودی برستم آشناے من

موہوم حیلہ ساز نے عرض کی ہمت بجا ارشاد ہوا یہ وقت جنگ وجدل ہے حضور کے ہوش وحواس مین خلل ہوا ہے کو سنبھالیے ایسا نہو حمزہ سے مقابلہ پڑے وہ اسم اعظم پڑھکر ہاتھ مار دے کچھ زور نہ چلیگا شکست واقع ہوگی غلام سے جو ارشاد فرمائیے وہ بجا لاؤن مغرور نے کہا حمزہ کے پاس جا جس ترکیب سے تجھکو بن پڑے حرز ہیکل مانگ لے مین اسم اعظم بند کرونگا موہوم چلا صاحبقران لڑ رہے ہین عمرو کی بھی نگاہ صاحبقران پر پڑ رہی ہے صاحبقران لڑتے ہوئے جاتے تھے کہ ایک طرف سے آواز آئی یا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان آپ کو خدا سلامت رکھے مین کچھ عرض کرونگا صاحبقران پلٹے ایک فقیر تھا کہ وہ سامنے صاحبقران کے کہتا ہوا آتا ہے کہ ای شہریار میرے جوان فرزند کو ایک پریزاد اٹھا کے لیگئی تھی اب گھر مین ڈال گئی وہ دیوانہ ہوگیا ہے مین ناچار ہون حکما نے مجھسے کہا کہ صاحبقران بڑے فیاض ہین راہ خدا مین سر دینے مین انھین عذر نہین تو انسے جاکر حرز ہیکل مانگ لا راہ و دوا نظر کرکے حاضر ہوا ہون راہ خدا یہ مجھکو حرز ہیکل دیجیے کل واپس دونگا امیر نے جو یہ سنا کانپ گئے حرز ہیکل گلے سے اتار ہی کہا ای برادر یہ حاضر ہے جو دن مین تمھارا مطلب نکلے اپنا کام کر لینا تب لا کے دینا جیسے ہی صاحبقران نے اسکے ہاتھ مین حرز ہیکل دی فقیر نے قہقہہ مارا آواز دی باش او حمزہ منم موہوم حیلہ ساز دیکھو یون لیجاتے ہین صاحبقران تلوار پکڑ کے چلے موہوم نے کہا حمزہ اب مجھے کہان پاؤگے یہ کہکر اپنے کو زمین پر گرایا پر پرواز پیدا ہوے اڑکر چلا امیر نے پکار کر فرمایا یارو یہ حیلہ ساز حرز ہیکل لیے جاتا ہے ختم ساحر نے قصد کیا موہوم نے انگلی وہ جلکر رہگیا عمرو نے جو دیکھا یہ بھیجا حرز ہیکل لیے جاتا ہے تاک کر نیچے جست کی پچیس گز بلند ہوکر خنجر مارا موہوم کا شکم چاک قصہ پاک عمرو نے مردے کے کپڑے اتار لیے حرز ہیکل لا کے صاحبقران کو دی کہا ای آقاے نامدار ساحران مکار سے مقابلہ ہے سمجھکر لڑیے کوئی یون غافل ہوتا ہے امیر حرز ہیکل پہنکر پھر مصروف جنگ ہوے مغرور نے دور سے یہ ماجرا دیکھا گھبرا گیا ساتھ والون سے کہا یارو دیکھا تمنے موہوم ایسا ہوشیار مارا گیا مین نے حرز ہیکل لینے کو بھیجا تھا وہ یون مارا گیا عمرو نے پچیس گز بلند ہوکے خنجر مارا ساحرون کے ہوش اڑتے ہین مایوس جادو نے کہا مین جاکر ہیکل لاتا ہون اس طریقے سے مایوس چلا

سامنے صاحبقران کے آکر پہونچا فریاد کرتا ہوا یا صاحبقران فریاد ہے مین ملکہ حیرت کا ملازم
ہون وہ تو لشکر لیکر نکل گئین مغرور نے مجھپر سحر کیا میرے کلیجے مین آگ جل رہی ہے ذرا خنجر پیکل
مجھے دیجیے میری مشکل آسان ہو عمرو نے جو دور سے دیکھا امیر نے پکارا ارے ساحر میرے
پاس آ مین خنجر پیکل تیرے جسم سے مس کردون پھر کوئی تکلیف نہوگی مایوس بڑھا عمرو نے
دور سے دیکھا حمزہ پھر دھوکا کھاتا ہے مارے گوپھن گھولا سنگ تراشیدہ و خراشیدہ
سوا پانچ سیر کا چرخ دیکر کھینچ مارا مایوس کی پیشانی پر وہ پتھر پڑا سر پاش پاش ہوا زمین پر
گرا آواز آئی کشتی مرا نام تھا مایوس جادو لہذا امیر کو غصہ کرکے آواز دی او حمزہ کیون دیوانہ
ہوا ہے دوست و دشمن کو نہین دیکھتا یہ بھی دشمن تھا خنجر پیکل لینے آیا تھا خدا نے فضل
کیا امیر نے فرمایا خواجہ خدا نے بچایا مغرور نے جو یہ سحر کہ دیکھا پریشان ہو گیا سحر کرتا ہوا
چلا فوج کو بھی آواز دی ارے یارو کیسے نامرد ہوا ایک شخص کو نہین مار سکتے تم سب ملکہ حمزہ کو تیر و
تفنگ سے مار لو سب لشکر کو حمزہ کے ایک سحر مین بیکار کردو لگا کئی ہزار ساحر تیرہ و تیر و تفنگ تلوارین
لیکر چلے سرداران صاحبقران نے جو دور سے دیکھا کہ آقا پر ساحرون نے بلوہ کیا بہرام کرد بن
خاقان چین نے اپنے چیلون کو آواز دی یارو ہوشیار ہو جاؤ آقا پر ساحرون کا بلوہ ہے اکہ ایک
طرف عبدالقہار و عبدالجبار حلبی لڑ رہے تھے انپر آمینہ ہوا کہ آقاے نامدار کو ساحرون نے
چار جانب سے گھیرا ہے شاید ناظرین کو یاد ہو یہ دونون سردار عاشقان قدیم ہین امیر کے بچپن
سے شریک ہین جا بجا لڑے ہین مقام پر پہونچے کے بڑے سفید داڑھیان جسم پر جھریان لیکن شیرانہ
لڑ رہے تھے یہ جو ہنگامہ دیکھا کہ آقا گھر گئے ساحر تلوارین لیکر جا پڑے دونون بھائی تلوارین
کھینچے ہوے فوج حلب لیکر پہونچے ساحرون کے جی چھوٹ گئے چیلون نے حملہ کیا شمشیرزنی
کی بہرام نے صف شکنی کی خواجہ عمرو بھی اس بلوے مین لڑ رہے ہین حقہ ہائے آتشبازی
مار رہے ہین کسی پر کمند کا حلقہ مار دیا کسی پر حباب مارا اہرہا جادوگر مارنے ساحر مرکے گرا غل اسکی
شور نے لگے سیکڑون کو برہنہ کر دیا برق نے کہا استاد کافر کی لاش کو چھوا سردی کا زمانہ ہے غسل
کرنا پڑیگا عمرو نے کہا ابے دیوانے غسل کرلینگے کئی جادوگرون کی کمر مین میسے نکل آئے
آقا کے حمام مین نہا لینگے وہ ہمسے کچھ نہ لینگے جب برق نے زیادہ کہا ایک طمانچہ مار دیا کہا ابے
تو کیون دخل دیتا ہے کیا تیرا اجارہ ہے برق گال سہلاتا ہوا بھاگا ایسی حملہ تلوار چلی ساحرون سے
غیر ساحر لڑ رہے ہین جب اسنے سحر کو منہ کھولا اتنی جلدی جھپٹ کر نیزہ مارا وہ سحر نہ کرنے پایا نیزہ
جاکر حلق مین پڑا گدی کو توڑ کر پار گیا بعض پہلوان منچلے ساحرون کو لپٹ پڑے اکھڑ ماری چیر کر
پھینکا یا اگر ساحر کا سحر چلگیا تلوار ہاتھ سے چھوٹی پشت مرکب سے گرے ساحر نے چاہا کہ
تاتیغ کا وانہ مارکے جلادون جو سپاہی لڑتا ہوا پہونچ گیا یہ سمجھا ہے کہ کسی کے سحر سے ہمارا بھائی
بیہوش ہوا ہے ڈھونڈھلا اسی ساحر کو مارا جو گرا تھا اس سے بھی ہوش آیا پھر اٹھ کے لڑنے لگا
غیر ساحرون نے وہ جی داری کی کہ حملہ کرتے نقیبان کفار پکار رہے ہین اے مردان
بکوشید تا جامہ زنان نہ پوشید قدم بڑھاکر بزرگون کا نام روشن کرو اگر پشت پر تلوار کھائی

قدم

بدنام ہوے سینے پر زخم پڑے ہیں کھیت میں جگلے اُڑ و دیکھنے والے دیکھیں کہ یہ جوان سورمین دشمن
کے دل میں ناسور ہیں حریف کو ٹکو ٹکو قاتلوں کو رو رو کر دنیا ناپائدار ہی اسکا عیش و طیش بے اعتبار
ہی سکندر سا بادشاہ جلیل نہ رہا آب حیات کی فکر میں تھا جتنے تک پہونچا پیاسا رہا جانوروں کو
دیکھا کہ اُنکے بال و پر گر گئے ہیں زمین پر بے آب و دانہ تڑپتے ہیں اُنھوں نے پکار کے
منع کیا کہ اے سکندر پانی نہ پینا اُس مالک نے موت مقرر کی ہو وہی بہتر ہی دیکھو ہاتھ پاؤں میں
طاقت نہیں ہی آنکھوں میں بصارت نہیں ہی خواہاں ہیں کہ موت آئے مگر موت نہیں آتی افسوس
کر رہے ہیں کہ کیوں پانی پیا آبرو کھوئی قطرے کا چوکا گھڑے ڈھلکائے تو پیا ہوتا ہی یا زندگی
کی ہوس تھی یا موت مانگتے ہیں سکندر نے لاحول پڑھا اور پکار کر کہا یہ پانی ہم نہیں پیتے ہم نے جو
ملک فتح کیے ملک و مال لے لیے اگر میں اس حال کو پہونچا اولاد اہل لشکر کشتی کریگی اسباب
آنکھوں میں بصارت نہوئی ہاتھ پاؤں میں طاقت نہوئی کون انتظام کریگا وہ گرفتار کر کے
لیجائینگے کیسا ذلیل کرینگے بھرا ہوا شیشہ توڑ ڈالا آب حیات نہ پیا یارو جہان دنیا ہی تہمت
ہی جور و ستم سے خلاف ہوا اپنے جوان بیٹے کا قاتل بنا شغاد کے ہاتھ سے بحسرت مارا گیا ہر چند کہ
شغاد کو بھی مارا تڑپ تڑپ کے جان دی میدان کارزار میں حملہ کرو پیچھے نہ ہٹو بعد تمھارے
نیکی نام رہے ہر شخص ذکر کرے کہ کیا جری و بہادر تھے ہر چند نقیب غل مچاتے ہیں ملازم
بھاگے جاتے ہیں کہتے ہیں یارو ہم کیا کریں رود ساحری و جمشید میں تاثیر نہ رہی جس سے ہوا
نے سحر کیا بحسرت مارا گیا اپنے ہاتھ سے بھی اپنے عزیزوں کو مارا عیاران عمرو کیا بیباک ہیں سب
چست و چالاک ہیں لڑائی میں کیسے بیباک ہیں حقہ ہائے آتشبازی چل رہے ہیں زمین سے
شعلے نکل رہے ہیں کوہ سنگ سحر نگاہ بڑے غیظ و غضب سے آیا عیاروں کو ساتھ لیکر گیا خواجہ عمرو
نے زنبیل بجائی اُنکے بھی شاگرد اگر جمع ہوے مہنگ کا قصہ ہی کہ صاحبقران کو گرفتار کروں
دولت دنیا سے نونہال ہو جاؤں اگر مغرور نے صاحبقران کو پایا بہت خوش ہوگا لیکن عمرو
نعرہ کر کے جا پہنچا عیاران مہنگ کو سو کا عیاروں سے تلوار چلنے لگی عمرو لڑتا ہوا قریب مہنگ کے
پہونچا کہا واہ رے بھگوڑے پھر یہ سیاہ لیکر آیا ایک مرتبہ جوتیاں کھا کر بھاگا اب بھی ویسا
ہی ہوگا مہنگ نے حلقہ ہائے کمند عمرو پر مارے حلقہ ہائے کمند گلے میں پڑے عمرو نے
سبک ہوکر جست کی حلقہ ہائے کمند سے یوں نکلا جیسے شرارہ سنگ سے یا ہوائی گنج سے یا
عینک سے نگاہ یا دل عاشق سے آہ مہنگ کے ہوش اُڑ گئے مہنگ کے شاگرد
نے عمرو کو نیمچہ مارا عمرو نے خالی دیکر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے مہنگ نے
کلیجہ پکڑ لیا کئی وار عمرو پہ کیے برق فرنگی ایک نخل کے سائے میں کھڑا تھا دیکھا اُستاد
پر شہنگ نیمچے مار رہا ہی خواجہ ہنستے ہیں چاہتے ہیں یہ کنارے لشکر کے نکل آئے تو اسکو
ماردوں برق نے تڑپ کے حلقہ ہائے کمند مار دیے اور نعرہ کیا منم مہتر برق فرنگی عیار
تک نگی مہنگ نے دیکھا میں حلقہ ہائے کمند میں پھنسا سحر گر کے نکلا الگ جا کے گرا
برق نے کہا یارو گھیر کر اسکو مار لو ابوالفتح دکھلا دو کلیا دو چہار طرف سے اسیر

شہنگ نے سحر کرکے سب کو گرا دیا چالاک ابوالفتح کا سر کاٹ لوں عمرو کا کلیجہ منہ کو آگیا کہ میں کا بیٹا
مارا جاتا ہے جھپٹ پڑے سینہ سپر کردیا شہنگ کا ہاتھ شانے پر عمرو کے پڑا شانہ نشانہ ہوا
اب تو عمرو کھسک پڑا جیسے شیر زخم کھا کے پھرتا ہے برابر پہنچکر شہنگ کو آواز دی کہ ای قران
اسکا سر کاٹ لے شہنگ سمجھا میرے پیچھے قران آگیا نام قران سنکر پلٹا عمرو نے کمر پر ہاتھ
مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے شہنگ مرگرا ساحر بھی تھا آندھی سیاہ اٹھی پیرون نے
غل مچایا کشتی مرا نام من شہنگ سحر نگاہ بود مغرور کا اور دو سر بڑھا بیقرار ہو گیا ہرکارون سے
کہا دریافت تو کرو یہ کون مارا گیا ہرکارے دوڑے چشمزدن میں واپس آئے عرض کی
شہنگ سحر نگاہ ہاتھ سے عمرو کے مارا گیا بڑا قلق ہوا آگ برساتا ہوا چلا ادھر سے ملکہ
ماہ رخسار و لالہ عذار لڑتی ہوئی آتی تھیں مغرور نے للکارا کہ ارے کمبختو تمنے بڑے برے
وقت میں آکر مسلمانون کی مدد کی ورنہ خاتمہ کردیتا لاشون سے میدان کارزار بھر دیتا مغرور
پر دونون نے سحر کیا آگ برسائی مغرور ان سحرون کو کب مانتا ہے اشارون میں دفع کر دیے
کنیزین بھی ان دونون کی آگئین سب طرف سے جوگو نے اسپر پڑے جھلا کر ایک چیخ ماری
یا گرو جوگی جیپال تمہارا بندہ والیا خبیر ہوا کہ ان دونون چھوکریون نے مجھپر سحر کیا لونڈیان
مجھسے مقابلہ کرتی ہین یہ جو اسنے کہا سب نے دیکھا آسمان سے دو گنبد سنگی چیخ مارتے ہوے
آتے ہین ماہ رخسار و لالہ عذار نے اُن گنبدون پر سحر کیے گولے مارے برقین چمکائین اُن
گنبدون پر تاثیر نہوئی ایک گنبد لالہ عذار پر گرا دوسرا ماہ رخسار پر گرا دونون کو گنبدون مین
بند کرکے طرف کنیزون کے پلٹا ادھر انکی آواز دی ارے لونڈیان مجھسے لڑتی ہین اب کے
ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا جھولیان پھینک کر گرد گنبدون کے چیخ مارنے لگین ایک کو
ایک منھین پیٹتی غل مچا رہی ہین اے ملکۂ عالم اس سنگدل نے سحر کیا آپ کو گنبد سحر مین
بند کیا آپ کو کون روئیگا اتنے مین بھڑک کر نکل چلیے اندر سے گنبد کے آواز آتی ہے ہم بڑی کدو کاوش
کر رہے ہین جان پر صدمے گذر رہے ہین قفس جسم خاکی مین پھڑکتی ہین یہ گنبد نہین ٹوٹتے
سب کنیزین سحر کر رہی ہین گنبدون پر ہزارون گولے مارے بارے تو وہ گنبد ٹوٹے تھے
یا کنیزون نے سحر جو کیے سب نے آنکھون سے دیکھا گنبد مثل شیشے کے چمک رہے ہین صاف
ثابت ہوتا ہے کہ گنبد شیشے کے بنے ہوے ہین دونون شاہزادیان اندر اُسکے بیہوش پڑی
ہین ہلڑ جو ہوا عمرو نے بھی بڑھکر دیکھا کہ دونون شاہزادیان گنبد سحر مین چھپ گئین عمرو
بھاگتا ہوا قریب صاحبقران کے آیا رکاب کو بوسہ دیا صاحبقران نے فرمایا خواجہ خیر تو ہے
عمرو نے کہا آقا غضب ہو گیا لالہ عذار و ماہ رخسار سحر مین مغرور کے پھنس گئین جلد چلیے
چلکر اسم اعظم پڑھیے گنبد ٹوٹین وہ بیچاریان اس قید بلا سے چھوٹین صاحبقران عمرو
کے ساتھ لڑتے بھڑتے چلے ہر مقام پر ساحرون کے جماؤ ہین سحر سے آگ برس رہی ہے
امیر اسم اعظم پڑھتے ہوے جاتے ہین اگر کسی ساحر نے روکا امیر نے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے
ہوے چند ساحر جو مارے گئے غلغلہ کرتے ہوے بھاگے ہر ایک کی زبان پر یہی نعرہ تھا

سامری و جمشید کی بات مین فرق آتا ہی حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا تیغ زنی مین بے نظیر کون مقابلہ کرے
ایسے شیر کو یون رو کیے ہوے سے پرے کے پرے درہم و برہم کر دیے ہزارون جادوگر مارے گئے علاوہ
اس ملک کے زبرجد نگار مین کیسا لڑے دہانہ ایسی جادوگرنی کو مارا شمشہ ایسا ساحر قتل ہوا
ہمارے آقا کو جوگی جیپال بچاتین یہان مغرور کھڑا اسم کر رہا ہو اُن گنبدون پر ماش کے دانے
پھینکتا ہی جون جون سحر اُسپر پڑتا ہو گنبدون سے شعلے نکلتے ہین ملازمان لالہ عذار و ماہ رخسار
جلنا گوارا کرتے ہین چاہتے ہین گنبدون کو توڑین ہزار طرح کے سحر کنتی مین کر رہی ہین لیکن گنبدون کا
تاثیر نہین ہوتا مغرور کھڑا ہوا ہنس رہا ہی کہتا ہی یارو یہ سحر خداوند جوگی جیپال کے بنائے ہوے ہین
اس سحر پر کیون کد و کاوش کرتے ہو کیون مٹانے کی کوشش کرتے ہو عمرو نے صاحبقران
کو اسی مضمون کی خبر دی کہ دو گنبد مشکین مغرور نے ماہ رخسار و لالہ عذار پر گرا دیے آپ چلکر اسم اعظم
پڑھین امیر لڑتے ہوے آتے ہین مغرور نے جو دیکھا کہ صاحبقران مضمون کو درہم و برہم کرتے
ہوے آتے ہین یہ آتے ہی اسم اعظم پڑھینگے بیشک گنبد ٹوٹ جائینگے شتر سوار سامنے کھڑا تھا
ایک پرچہ لکھکر دیا کہا اسی صحرا کے پہلو مین ایک بیشہ ہی وہان پہلوان ہمارا محیط فیلدر اکھاڑے مین
کشتی لڑ رہا ہوگا یہ نامہ اُسے دینا وہ فوراً سوار ہو کے آئیگا حمزہ کی مشکین باندھکر لیجائیگا اسم اعظم
کی زور مین کیا تاثیر ہوگی شتر سوار نامہ لیکر چلا پاس محیط فیلدر کے پہونچا نامہ مغرور کا دیا محیط فیلدر
نہایت قوی تن و قوی مین ہو نامہ مغرور کا پڑھکر بہت ہنسا کہا سالہا سال سے تنگ سرکار کا
کھاتا ہون ای شتر سوار تو چلکر خبر دے مین ابھی آتا ہون اگر دیو ہوگا تو اُسکو بھی باندھکر لے آؤنگا
آج تک کوئی پہلوان مابدولت سے سر بر نہین ہوا کیسا ہی زبردست ہوگا مین زیر کرونگا یہ کہکر
شتر سوار کو رخصت کیا اپنے قصر مین آ کے سلاح جسم پر آراستہ کیے اپنے پٹھون کو ساتھ لیکر
گینڈے پر سوار ہوا یہان صاحبقران لڑتے بھڑتے سامنے گنبدون کے پہونچے چاہتے ہین
جا کر گنبدون پہ اسم اعظم پڑھون سب لشکر جانبین کے لڑتے بھڑتے آ کے جمع ہو گئے ہین تماشا
گنبدون کا دیکھ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اٹھی سب نے دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار
پشت پر دو ہزار جوان سوار و پی مین آتے ہین وہ جوجوان سب کے آگے ہی خود آہنی سر پہ
زرہ موٹی کڑیون کی پہنے ہوے چوڑا تیغہ حمائل نیزہ ہلاتا ہوا سامنے پہونچا مغرور کو سلام
کیا مغرور نے پکار کے کہا ای محیط فیلدر آج مین نے تمکو تکلیف دی حمزہ کو لڑک لے
یہ کہنا تھا کہ محیط فیلدر گینڈے کو بڑھا کر میدان کارزار مین آیا گینڈے کو مہمیز کیا پکار کر آواز دی
یا صاحبقران زمان میرے مقابلے مین آ ہیے تو احوال معلوم ہو منم محیط فیلدر صاحبقران
نے اشقر بڑھایا عمرو نے رکاب پر ہاتھ رکھا صاحبقران مرکب اُڑا کر مقابلے مین محیط
کے آئے دنگا ورن ہوے پانچ قدم گینڈا محیط کا تین قدم اشقر ہٹا نیزہ ہلاتا ہوا محیط
سامنے آیا مثل ابر کے گرگڑایا آواز دی یا صاحبقران سنتا ہون کہ آپ نے بڑے بڑے
پہلوان زیر کیے جو فن آپ نے عمر بھر مین حاصل کیے ہین وہ سب مجھپر صرف کیجیے مابدولت
کا حربہ غضب ہی خداوند جوگی جیپال کا کبھی ایسا نہین ہوا کہ میرا حربہ خالی جائے آپ کے

دل مین ہوس رہجائیگی امیر نے فرمایا او مغرور اتنا غرور نہ کر جب تو حملہ کریگا تب مین حملہ کرونگا مین قدیمی
ہمارے مذہب مین جائز نہین ہی اگر تقدم ہمارے مذہب مین جائز ہوتا ہیچ کفر کو اکھیڑ کر پھینکدیتے
تو شوق سے نیزہ لگا یہ سنکر محیط بہت ہنسا کہا یا صاحبقران بھیجے نیزے کو ہلاتا ہوا سامنے
آیا نیزہ مارا صاحبقران نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا دیکھنے والے اُچھل پڑے کہنے
لگے یا صاحبقران سبحان اللہ ایسے پہلوان کا وار روکنا آپ ہی کا کام تھا اب نیزہ صاحبقران
سے اور محیط فیلدر سے چلنے لگا جان دیے ہوے محیط نیزہ بازی کر رہا ہی تین سو ساٹھ
طعنین جب رد و بدل ہوئین اب چوبیان کھائین ہونے لگین صاحبقران نے فرمایا ای محیط
ہوشیار ہو جا مشت تیری سست ہی محیط خوب ہنسا کہا ما بدولت کی مشت کی سستی کو کون دیکھ سکتا
ہی امیر نے جھپنکر نیزہ کا تھا کا تھکر تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے محیط کے نکلگیا زمین پر گرا غریو بلند ہوا
سب پہلوان تعریفین کرنے لگے محیط نے غصے مین قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغہ بر فتاب کھینچا
محیط کو اپنی جرأت پر بڑا غرور ہی مغرور بھی پکار رہا ہی ای محیط مردانہ باش تامل نہ کرنا حمزہ
کی مشکین باندھ لینا زندہ نہ بچنے پائے محیط نے خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے گردا
سپر کا اُٹھا دیا اشقر کو بڑھایا جب تلوار قریب سر چلی واستانہ مارا تیغ ہٹ پڑا امیر نے کلائی پر
ہاتھ ڈالدیا محیط کے ہوش اُڑ گئے گریبان مین امیر کے ہاتھ ڈالدیا کشاکش کے زور ہونے لگے
امیر جھاڑتے ہین تلوار چھینلون محیط کہتا ہی یا صاحبقران مردان عالم کے قبضے سے تلوار نہین
نکلی کیا ارادہ ہی امیر نے فرمایا کہ ای محیط مجھے افسوس آتا ہی ایسا نہو تجھ ایسا پہلوان میرے
ہاتھ سے مارا جائے میرے تیرے کشتی مین مقابلہ ہو تجھکو زیر کرکے مسلمان کرون یہ سنکر محیط فیلدر
بہت ہنسا کہا او حمزہ کشتی مین آج تک کوئی مجھپر غالب نہین آیا اگر آپ کو ہوس ہی آئیے یہ کہکر
گینڈے سے کودا امیر بھی پشت اشقر سے اُترے محیط نے بایان ہاتھ تھام کے داہنا
ہاتھ گردن پر صاحبقران کے رکھا امیر کو معلوم ہوا ایک پہاڑ گردن پر پھٹ پڑا امیر نے بھی
داہنا ہاتھ گردن پر محیط کے رکھا بوے کبر و نخوت جو کاسہ دماغ مین تھی نکل گئی معلوم ہوا آسمان
گردن پر پھٹ پڑا زمین و آسمان کا فرق تھا محیط نے ٹکر ماری صاحبقران نے سر سامنے کردیا
پوست ماتھے کے اُڑ گئے کشتی ہونے لگی دونون لشکرون سے تعریفین ہونے لگین محیط چاہتا ہی
صاحبقران کو زیر کرلون مگر ممکن نہین ہوتا جب پیچ باندھتا ہی صاحبقران توڑ کرتے ہین محیط
کے ہوش اُڑ جاتے ہین کہتا ہی اس پیچ کا توڑ خلق نہوا تھا آپ نے کہان سے توڑ پیدا کیا
صاحبقران فرماتے ہین ای محیط یہ پیچ اور توڑ پردہ قاف مین دیوزادون پر صرف ہوچکے
تو اپنے زور و جرأت پر کیا ناز کرتا ہی اس عبد ذلیل نے کبھی کسی سے منہ نہین پھیرا
محیط جمال باکمال دیکھکر دنگ ہوگیا ہی کہتا ہی یا صاحبقران آپ ایسا پہلوان میری نگاہ سے
نہین گذرا مین نے کئی ہزار پہلوان زیر کیے مگر آپ ایسا سپاہی بے نظیر نگاہ سے نہ گذرا تھا یہ
ثابت ہوتا ہی کہ مین کچھ نہین جانتا آپ نے دنگ کردیا آپ سے وعدہ کرتا ہون اگر زیر کرونگا
اپنے لشکر کا بادشاہ قرار دونگا تجھ ایسا بادشاہ مجھ ایسا پہلوان تمام عالم کو تسخیر کرلونگا

امیر نے فرمایا اے برادر شاید ہم غالب ہوے محیط نے کہا مین اطاعت کرونگا بہرام کو دیکھکر
پوچھتا ہے یہ پہلوان جو سامنے کھڑا ہے یہ آپ کے زیر کردہ ہین صاحبقران فرماتے ہین بہرام میرا
بچپن کا رفیق ہے دربار نوشیروان مین اسکو زیر کیا تھا اسکا شباب میرا بچپن محیط کہتا ہے کیا کمال
کیا جو ایسے پہلوان کو زیر کیا تڑپ تڑپ کے لڑ رہا ہے سب پہلوان تعریفین کر رہے ہین شاگردان
محیط کہتے ہین استاد پر کبھی ایسی مصیبت نہین پڑی آج استاد گھبرائے ہوے ہین کس زور وشور سے
صاحبقران لڑ رہے ہین تمام شاگردان محیط رطب اللسان تعریفین کر رہے ہین ہر ایک کا یہی قول
ہے کہ آج استاد بڑے پہلوان سے پھنسے ہین دیکھیے کیونکر جان بچے یہ معلوم ہوتا ہے کہ استاد فن کشتی کو
بالکل نہین جانتے کیا الجھ الجھ کر لڑ رہے ہین مصنف عرض کرتا ہے کہ محیط جان دیکر لڑ رہا ہے امیر
بھی آج اسطور سے لڑے ہین جسطرح دیوزادون سے جنگ کرتے تھے پسینے پسینے چہرہ سرخ
نبضین غلیلی پیچ وتاب کھا رہی ہین ابروے حمدانکو جنبش قتل دشمن کی کوشش چاہتے ہین بہت جلد
اسکو زیر کرون محیط بھی بڑے لطف سے لڑ رہا ہے جب دوپہر ڈھلی ادھر زوال آفتاب ہوا ادھر
زوال زور محیط ہوا ہانپ رہا ہے کانپ رہا ہے جب صاحبقران پکڑ لاتے ہین دو دو گھڑی رگڑتے ہین
بڑی مشکل مین الجھ الجھ کے نکلتا ہے جب صاحبقران کو محیط پکڑ لاتا ہے صاحبقران مثل برق
تڑپ کے نکل جاتے ہین محیط حیران ہوتا ہے کہ کیونکر روکون حمزہ فنون سپاہگری مین طاق شہرۂ
آفاق ہے مثل یہ جوان کشندۂ دیوان قاف ہے یہ تعریف صاف صاف ہے کہ اسنے سمندون عزارد
کو مارا اور جنگ آہن شاخ کو للکارا صاحبقران ہر مرتبہ چاہتے ہین کہ زیر کرون پہر دن پچھلا باقی
تھا کہ محیط نے آواز دی یا صاحبقران میرے آپ کے جنگ مین تین پہر گذر رہے دونون لشکر
دیکھ رہے ہین ایک زور آخر کرتا ہون اسکو روکیے امیر نے فرمایا بسم اللہ زور آخر کمان رکھ آئے
تھے محیط نے کہا میرے جسم مین ہی وقت پر موقوف ہے مجھے زیر کرنے کا وقوف ہے یہ کہکر دونون
مونڈھے پکڑے سر سینے مین اڑایا ریل کرے دوڑا صاحبقران دم کے بھروسے ہر قدم کے شمار
ہٹتے چلے آتے ہین سات قدم ریل کر لایا وہان پر آ کے ہکہ مارا بایان گھٹنا صاحبقران کا جھکا
تڑپ کر لنگر مار الپشت پاتک غرق ہوے محیط تو پہر آکے چھایا ایک ایک زور ایک ایک ریلہ اسطرح کا کہ
اگر پہاڑ پر کرتا اسے بھی اکھیڑ لیتا مگر اس کوہ وقار کے لنگر مین جس وحرکت نہ پائی غصہ کے
ہاتھ اٹھا لیا کہا یا صاحبقران اب آپ کے زور کا مشتاق ہون امیر تڑپ کر اٹھے دونون مونڈھے
تھام کرے دوڑے پندرہ قدم تک ریل کر لائے وہان آکے ہکہ مارا دونون گھٹنے محیط کے
آشنائے زمین ہوے صاحبقران نے دست حق پرست بڑھایا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا نعرہ کوہکاف
کیا کہ زمین تھرائی پہلے ہی زور مین تا بہ گھٹنا دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے
اس خود سر کو بلند کیا محیط نے چاہا بغلون مین پاؤن اڑا کر کچھ داؤن پیچ کرون امیر نے اپنا
قدم آگے بڑھایا بایان قدم پیچھے رکھا تیر سے کھڑے ہو کر چرخ دینا شروع کیا مثل
طاؤس آتشبازی چرخ کھانے لگا اکھڑ کر مارا چاہا مونڈھے کی کھا کر سنبھلون امیر نے ایک ٹھوکر
ماری گرو برد چارون شانے چت گرا صاحبقران کود کر چھاتی پر سوار ہوے کندہ زانو سے دبایا

فرمایا ای محیط حفاظت میں پروردگار کی کیا کہتا ہی محیط نے عرض کی جب تک زندہ ہون غلامی سے
گردن تابی نہ کرونگا امیر نے کلمۂ طیبہ فرمایا محیط کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا اپنے ساتھ والون سے
آواز دی یارو مین مسلمان ہوا جسکو میرا ساتھ دینا ہو مسلمان ہو اگر یہ مذہب قبول نہو میرے لشکر سے
نکل جائے سب نے پکار کر آواز دی ہم آپ کے غلام ہین محیط اپنے کل لشکر کو لیکر پشت پر امیر
کے کھڑا ہوا کہا ای شہریار شکر کرتا ہون آج مین نے دولت کونین پائی صاحبقران بھی بہت
خوش ہوئے مگر مغرور نے جو یہ معرکہ دیکھا غصے مین کانپنے لگا رفیقون سے اپنے کہتا تھا یارو
محیط کی نمک حرامی دیکھو عمر بھر میرا نمک کھایا کبھی مین نے کوئی کام نہین لیا آج آتے ہی لڑا کیا جلد
مسلمان ہوگیا اگر نہ مسلمان ہوتا حمزہ قید کرتا مین چھڑالاتا محیط نے صاحبقران سے کہا ارشاد
ہو تو مین جاکے مغرور کا کان پکڑکر خدمت حضور مین لاؤن امیر نے فرمایا وہ ساحر ہی اسیر
نہو جلیگا عرض کی ای شہریار جب مردان عالم کی تلوار کھینچی کوئی بھوت پلید سامنے نہین آتا ہر چند
امیر نے منع کیا محیط نے نہ مانا جھومتا ہوا طرف مغرور کے چلا مغرور ایک مقام پر کھڑا ہی محیط
جھومتا ہوا آیا کہا ای مغرور اب تکبر و غرور کو دور کر خدمت مین آقا کی چلکر حاضر ہو مغرور نے کہا کیون
شامت آئی ہی سامنے سے ہٹ جا ورنہ ابھی دیوانہ بنادونگا محیط نے کہا تمہاری گردن پکڑکر
لیچلونگا مغرور نے کئی مرتبہ کہا محیط کب مانتا ہی چاہا گردن پکڑ لون جب تو مغرور کو غصہ آیا اُف جو کرتا ہی
ایک شعلہ بھڑک کے منہ سے نکلا سر پر محیط کے گرا مثل ہیزم جلنے لگا پکار کر آواز دی ای آقائے نامدار
مجھکو بچایئے صاحبقران اشقر کو بڑھاکر دوڑ پڑے مغرور نے بھی لشکر کو اشارہ کیا چہار جانب سے
ساحر دوڑے اُدھر سے سرداران امیر آپڑے دونون لشکر آپس مین ملگئے سحر چلنے لگے مگر صاحبقران
لڑتے ہوئے قریب محیط کے پہونچے حرز ہیکل گلے مین ڈالدی جیسے ہی حرز ہیکل محیط کے گلے
مین پڑی ایک شعلہ بھڑک کے سر سے نکلگیا محیط کو صحت حاصل ہوئی برابر ایک جادوگر کھڑا
تھا اُسکو لپٹ کر دے مارا ٹانگین چیرکر پھینکدین ہنگامہ بلند ہوا ساحر و غیر ساحر ملگئے تلوار چلنے لگی
محیط بھی لڑتا ہوا جاتا ہی جسکو پکڑلیا توڑکے پھینکدیا مغرور کہتا ہی دیکھو حمزہ کی طرف سے کیسا خوشی
خوشی لڑرہا ہی سردارون کو اشارہ کیا محیط کو مارلو جو سردار یا ساحر محیط کے قریب آتا ہی محیط
نے پکڑا اور چیرڈالا کسی کو تیغہ مارا فعر ٹکڑے کیے کسی کو نیٹ پر آچیرکر پھینک دیا ہنگامہ ڈالدیا چہار
جانب ساحر سحر سے آگ لگا رہے ہین مگر محیط حرز ہیکل پہنے ہوئے ہی بخوف آگ مین گھس جاتا ہی
جس ساحر نے سحر کیا اُسی کو لوٹ کر مارا ہنگامہ ڈالدیا مغرور کہتا ہی مین تو اُسکو بلا کر پچھتایا حمزہ
کا بڑا دوست بنا ہی کس زور و شور سے لڑرہا ہی بڑے بڑے سحر مغرور نے کیے محیط پر
کوئی سحر تاثیر نہین کرتا حرز ہیکل گلے مین جہان ساحرون نے بلوہ کیا صاحبقران خود جا پڑتے
ہین محیط کو بچاتے ہین محیط جانب صاحبقران پر عاشق ہی کہتا ہی ای آقائے نامدار کیا پرورش
فرمائی ہی اپنے غلام کو آپ بچاتے ہین یا مغرور بھی چاہتا ہی کسی طرح محیط مارا جائے صاحبقران
کو محیط کا بڑا خیال ہی ہر مقام پر جاکے بچاتے ہین مگر صاحبقران کو بڑا خیال ہی کہ لالہ عذار
و ماہ رخسار گنبد ہائے سنگین مین پھنسی ہین گنبدون مین بیچاریان سحر کر رہی ہین کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا

آگ برسائی تلوارین گرائین کسی شے نے تاثیر نہ کی صاحبقران لڑتے بھڑتے کئی ہزار ساحرون کو مارکر
برابر گنبدون کے پہونچے مغرور نے فوج کو آواز دی یارو بڑھکر روکو حمزہ قریب گنبدون کے نہ جانے
پائے ہزارون جادوگر سحر کرتے ہوے دوڑے سرداران صاحبقران نے بھی جان لڑا دی مگر
صاحبقران کو لڑ بھڑکر برابر گنبدون کے پہونچا یا خوب اُس مقام پر تلوار چلی ہزارون آدمی
مارے گئے ساحر بھی ہزارون مرے مہرام نے کئی زخم کھائے محیط بھی خوب لڑا آخر برابر
گنبدون کے صاحبقران پہونچ گئے لالہ عذار نے گنبد سے آواز دی کنیز کو بچایئے میرے بدن سے
چنگاریان نکل رہی ہین قریب ہے کنیز ہلاک ہو صاحبقران نے اُسی گنبد پر ہاتھ رکھا جیسے ہی
اسم اعظم پڑھا ایک دناتا ہوا گنبد کے ٹکڑے ٹکڑے ہوے ساحر جو مغرور کے قریب کھڑے
تھے کسی کا سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا گویا دنا مے کی آواز سنکر سہمکر زمین گرا لالہ عذار جو اندر سے
نکلی شعلہ جوالہ بنی ہوئی عرض کی حضور اب یہ مغرور مقہور نہ بچنے پائے ہین زندگی کی امید نہ تھی
خدا آپ کو سلامت رکھے آپ کی وجہ سے زندہ نکلے امیر نے کہا ماہ رخسار کو بھی چھڑا لون
عمر و انتہا کا بیقرار ہے کہتا ہے اے آقا ہے نامدار ماہ رخسار کو بچایئے دیکھیے تڑپ رہی ہین اُسکی
جان بچانا دشوار ہی دیکھیے چہرہ اُداس زندگی سے یاس حیران حیران آپ کی جانب دیکھ رہی ہین
امید دار مددگار ہی ہین ایسا نہو تڑپ کے دشمنون کا دم نکل جائے لالہ عذار نے نکلتے ہی مغرور
پر آگ برسا دی مغرور دفع کر رہا ہی کنیزون نے بھی حملہ سحر کیے لکہ ہاے ابر آسمان پہ آئے برسنے
لگے سلین برف کی گر رہی ہین مغرور نے قصد کیا جس گنبد مین ماہ رخسار ہی وہ گنبد نظرون سے
صاحبقران کی مخفی کر دون مگر سحر لالہ عذار سے مہلت نہین پاتا اسقدر برف گری کہ پہاڑ
بنگئے سحر گر کے شعلے آتش کے بھڑکائے پہاڑ برف کے گرائے صاحبقران برابر گنبد کے پہونچے
اسوقت مغرور نے دو پتھر زمین پر مارے جوگی جبپال کا نام لیکر پکارتا ہی یا خداوند آئیے
اپنے سحر کو روکیے لاکھ چیخا پیٹا صاحبقران نے قریب آکر جیسے ہی گنبد پر ہاتھ رکھا ایک
دناتا ہوا معلوم ہوا کسی نے کئی سو توپین ایک مرتبہ فیر کر دین ساحرون کے دل کانپے بیہوش
ہو ہو کے گرے مغرور نے کانون مین انگلیان دے لین رہ رہ کے پکارتا تھا یا خداوند
الامان نام خدا ہے نا دیدہ مین بڑی تاثیر ہی اس سحر کو کوئی دفع کرتا کبھی نہ دفع ہوتا مگر یہ سحر
اسم اعظم نے مٹا دیا ایسے شخص سے کیونکر مقابلہ ہو محیط کو دیکھا مثل فیل مست جھومتا ہوا چلا آتا
ہی جو ساحر قریب آگیا پکڑا اور چیر ڈالا مغرور کو بڑا ملال ہی کہتا ہی محیط کے ہاتھ سے ہزارون
ساحر مارے گئے حمزہ کو کیا محبت ہی اپنی ہیکل پہنا دی ورنہ محیط کو یہ دن نہ نصیب ہوتا جو
ساحر قصد کرتا ہی مارا جاتا ہی پہلو مین ہنگام جادوگر کھڑا ہی نہایت زبردست ساحر ہی ہاتھ
پانون بڑے بڑے مغرور نے کہا اے ہنگام تو دیکھتا ہی کہ محیط نے کیا تمہرا می کی تیرے
ہاتھ پانون بڑے بڑے ہین محیط کی گردن اکھیڑلے سحر بھی کام کرتا ہنگام نے کہا مین تو
حکم کا منتظر تھا محیط ایسے دس کو چیر کے پھینکدون مجھکو اسکی حرکت بہت ناگوار ہوئی حمزہ
کے سوال کرتے ہی مسلمان ہو گیا لڑنے مین حمزہ سے وعدہ کر چکا تھا کہ جو زبر ہو وہ اُسکی اطاعت کرے

حمزہ کی صورت وزور دیکھکر عاشق ہوگئے تھے جب تو زیر ہوتے ہی مسلمان ہوے یہ کہتا ہوا
چلا سامنے آکر للکارا او محیط خبردار کہان جاتا ہی منتظم ہنگام جادو محیط نے جو ہنگام کو آتے
ہوئے دیکھا کہا آئیے آپ کی بھی قضا آئی ہے ہنگام نے چاہا کلائی پکڑلون محیط نے ایک طمانچہ
مارا تڑاقے کی آواز ہوئی ہنگام کے عارض پر عارضہ ہوا منھ سوج گیا ہنگام نے چاہا پلٹ پڑون
محیط نے اکھڑ ماری دھم سے گرا اٹھنے کا قصد کیا جست کرکے چھاتی پر سوار ہوا کہا اب مسلمان
ہونے مین کیا دیر ہے ہنگام نے کہا لاکھ جان میری خداوند جوگی جیپال پر نثار ہی ایسا جاگتی جوت
کا خداوند کہ جسنے چولا تبدیل کیا کرامتین اب تک باقی ہین ایسے خداوند کو چھوڑدون محیط جھلاکر
اٹھا ایک پاؤنکو دونون پاؤن سے دبایا ایک پاؤن کو پکڑکے جھٹکا مارا طرف مغرور کے
پھینکدیا اندھیرا ہوگیا سنگباری و برفباری ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام مین ہنگام جادو بود
مغرور سمت جھلا گئی گورے محیط پر مارے محیط نے آواز دی او ملعون یہ جو تیرے حمایتی لڑتے
ہین انکو بٹھا مقابلے مین مردان عالم کے آ تیرا ابھی یہی حال کرون مغرور جھومتا ہوا چلا ماہ رخسار
و لالہ عذار نے سحر کی بوچھار کردی مغرور کو روکنا دشوار ہوگیا مغرور نے جھلاکر ایک دستک دی
پکارا اٹھا یا خداوند جوگی جیپال مشہور پنجہ کش کو بھیجے محیط نے بڑا صدمہ پہونچایا پہلو سے
آواز آئی حاضر کیا ارشاد ہوتا ہی شب نے دیکھا ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون تو ہی تن قوی من
بدصورت تیغہ ہاتھ مین لیے ہوے مغرور نے اشارہ کیا محیط کو مارلے وہ زنگی محیط پر جا پڑا
آپسمین تلوار چلنے لگی ہر مرتبہ محیط چاہتا ہی کلائی پر ہاتھ ڈالدون ممکن نہین ہوتا محیط نے
زنگی کی گردن پر ہاتھ ڈالا جھٹک کر زنگی نے حرز ہیکل پر جھٹکا مارا ریشمی ڈورا توڑ لیا محیط کو
چھوڑکر بھاگا مغرور جادو نے تکبیر کی آواز دی دونون ہاتھون سے لالہ عذار و ماہ رخسار
کے سحر دفع کر رہا ہی محیط کے پاؤن زمین نے تھام لیے محیط نے بیقرار ہوکر آواز دی ای
آقاے نامدار غلام کو بچائیے پاؤن میرے زمین نے تھام لیے حرز ہیکل یہ سیہ رو لیے جاتا
ہی صاحبقران ساحرون سے لڑ رہے تھے آواز جو محیط کی کان مین پہونچی بیقرار ہوگئے
پلٹ کر دیکھا محیط ایک مقام پر گھرا ہی ساحرون کے نیزے پڑرہے ہین تمام جسم فوارہ بنا ہوا
زنگی حرز ہیکل لیے جاتا ہی وہین سے نعرہ کیا او سیاہ رو تیرہ درون تیغہ پکڑکر سد راہ ہوے
برابر زنگی کے تو پہونچ گئے تھے اسم اعظم جو بہ آواز بلند پڑھا زنگی کے بدن مین آگ لگ گئی
مثل ہیزم خشک جلنے لگا امیر نے بڑھکر حرز ہیکل لی قریب محیط کے آئے حرز ہیکل گلے مین
پہنادی محیط کے پاؤن زمین سے چھوٹے صاحبقران پر ساحرون نے ہلہ کیا ماہ رخسار
و لالہ عذار نے اپنے دو چیلے بھاڑکر مغرور پر پھینکے لکہ ہاے ابر اسپر گرے چاہتا تھا
تڑپون لکہ ہاے ابر کو توڑدون کہ محیط برابر پہونچا جو ساحر بیچ مین آیا اسکو مارا مغرور
نے جو دیکھا محیط ببرے قریب آگیا ماہ رخسار و لالہ عذار کے سحر نے بھی ترقی کی گلے
ابر سرخ و سبز کے سر پہ لہرا رہے ہین تیر برستے ہین ہزارون ساحر برف سے ٹھنڈے ہوے
میدان تنگ آگ برسی کہ نخل جلنے لگے محیط پر مغرور نے ہاتھ تلوار کا مارا محیط نے

تلوار کو تلوار پر روکا اُٹھا و سے سے ہاتھ نکال کے وار کیا مغرور نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا محیط
کی تلوار تڑپ کے گری حمزہ سکل کو بھی جنبش ہوئی سپر کے دو ٹکڑے ہوئے تلوار جو گری تاج کٹا تا د وابرو
تیغہ پہونچا مغرور نے ایک چیخ ماری اپنے کو زمین پر گرا دیا لالہ عذار و ماہ رخسار چلین کہ اسکو
پکڑلین مغرور مردود دھوان بنکر بلند ہوا امیر نے تیر مارا اُس خطاکار کا پانون بھی زخمی ہوا استاد
بنکر آواز دی یارو ہٹ آؤ وقت شکست ہے بھاگنے کا بندوبست ہو لاکھون ساحر طائران ہوائی بنکر
اسکے پیچھے چلے مغرور یہ کہتا ہوا نکلگیا یہ آواز دی کہ او حمزہ ہوشیار رہنا حیرت پر میری جان
جاتی ہے ضرور آسپے معشوق کو لونگا ایک مسلمان کو زندہ نہ چھوڑونگا جب ساحرون نے دیکھا
کہ شہنشاہ بنگالہ بھاگ گئے ماہ رخسار نے بڑھکر آواز دی اے تم لوگ کیون اپنی جان دیتے
ہو صاحبقران زمان کی اطاعت کرو ہزارون جادوگر جادورین ہلانے لگے الامان الامان کی
آواز دیتے تھے بعضون نے گھانس منہ مین دبائی آواز دیتے تھے کہ آپ کی گؤ ہین صاحبقران
نے ہاتھ روکا ملکہ ماہ رخسار سب ساحرون کو لیکر آئین ساٹھ ستر ہزار ساحر مطیع ہوئے اُسی صحرا
پر آشوب مین بارگاہ استادہ ہوئی خواجہ نے آگر نذر فتح دکھائی امیر نے ہاتھ بڑھایا کہ نذر لین عمرو
نے ہاتھ ہٹا لیا کہا بس زبان سے قبول کیجیے یہ غریبون کی رقم ہے ہاتھ نہ لگائیے ماہ رخسار و
لالہ عذار نے بھی نذرین دین صاحبقران نے بہ خلعت سرفراز کیا خواجہ عمرو نے ان دونون
شاہزادیون کا حال بیان کیا صاحبقران نے فرمایا ساٹھ ستر ہزار ساحر جو مطیع ہوئے ہین
یہ بھی خدمت مین ملکہ ماہ رخسار و ملکہ لالہ عذار کی حاضر رہین دونون شاہزادیون نے
شکریہ صاحبقران ادا کیا امیر سب کو ساتھ لیے ہوے بارگاہ آسمان جاہ مین آئے صحبت
عیش و نشاط آراستہ ہوئی صاحبقران نے فرمایا خواجہ تمھارے گانے کی ملکہ ماہ رخسار
بہت مشتاق ہین کچھ گائیے جب صاحبقران نے بہت فرمایا خواجہ عمرو نے زنبیل سے نے
نکالی سامنے صاحبقران کے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

سرو عاشق ہوگیا اُس غیرت شمشاد کا
غل مچایا قمریون نے بھی مبارکباد کا

دیکھتا ہون اپنے خون آلودہ خنجر کی بہار
خنجر قاتل مجھے آئینہ ہے فولاد کا

الفت ابرو مین کھینچا ہے یہ ماتھے پر الف
ڈھیر بھی ہو سرو کے سائے مین مجھ آزاد کا

دیکھکر موج ہوا کو کہتے ہین غربت مین ہم
بوریا اُڑتا ہے اپنے خانۂ برباد کا

جائے قاصد وہ پری بھیجے اگر پیک صبا
ٹوٹنا ملجائے میرے خانۂ برباد کا

عشق دل مین ہے نہ دل سینے مین داغون کے سوا
ان چراغون سے نشان ہے خانہ آباد کا

کوئی غنچہ ہے کوئی گل ہے کوئی پژمردہ ہے
دیکھتے ہین ہم تماشا گلشن ایجاد کا

کھینچتا ہے جو ترے رخسار تابان کی شبیہ
شمع روشن بنگیا ہے موقلم بہزاد کا

قید ہوتے ہی ہوا فارغ ہین قید زیست سے
کام نکلا ہے جنون حداد سے حداد کا

محو عشق ایسا ہون کرتے ہین اگر اعدا بھی ظلم
شبہ ہوتا ہے مجھے محبوب کی بیداد کا

کوے جانان سے نکلجاتے ہین وحشت مین ہم
بیڑیان ڈالین بڑا احسان ہے حداد کا

شرم سے پوشیدہ رکھتے ہین پریزاد آپ کو
چاک ہین دل خوش قدون کے رشک قد یار سے
خندۂ دندان نما جز زخم کاری ہی محال
عاشق و معشوق ہین دام محبت مین اسیر
رہگذر ہو یہ اگیرون کی گرفتاری کو دام
عاشق جانباز کا ضائع نہین جاتا ہی خون
بلبلین کیا گل بھی دیوانے ہین تیرے عشق مین
جو ملے تجھ سے تجھے سمجھون ترا عاشق اسے
باغ سے وحشت ہوئی یاد قد دلدار مین
رنگ عشرت باغ عالم مین نظر آتا نہین
تو نے جو پانی پیا ہی اے بت شیرین دہن
کون سی طرز سخن ہی جو اسے آتی نہین

جیسے آشوب جہان ہی حسن آدم زاد کا
جا ہے دل گویا بغل مین شانہ ہی شمشاد کا
نشانہ ہوتا ہی یونہین اپنے دل ناشاد کا
شل بلبل صید ہی ہر گل مین اس صیاد کا
حلقہ ہائے ہر نقش پا گویا مرے صیاد کا
خسرو شیرین سے پوچھو ماجرا فرہاد کا
خار ہی ہر رگ گل نیشتر فصاد کا
خود فراموشی نشان ہی یار تیری یاد کا
دیو کا سایہ ہوا سایہ مجھے شمشاد کا
گل کو گلچین کا خطر بلبل کو غم صیاد کا
آبخورے مین ہی عالم کوزۂ قناد کا
کیون نہو شاگرد ہی ناسخ ہر اک استاد کا

امیر نے فرمایا اے خواجہ جلد تیاری کرو ہمیں ایک لمحہ شاق ہی ماہ رخسار و لالہ عذار سے کہ اپنے ملک کو تشریف لیجائین ہم اپنے ساتھ ساحر کا رکھنا مناسب نہین جانتے عمرو نے ملکہ ماہ رخسار و ملکہ لالہ عذار سے اشارہ کر دیا کہ صاحبقران سے کہدو کہ ہم نہ جائینگے ہمارے جانے کے بعد چلی آنا دونون نے یہی کہا صاحبقران نے دوسرے دن مع محیط فیلد بطرف طلسم نور افشان کے کوچ کیا حقیر نے اسی مقام پر اس دوسری جلد کو ختم کیا اب تیسری جلد شروع ہوگی ناظرین والا تمکین ملاحظہ فرمائینگے اس تیسری جلد مین داخلہ امیر کا طلسم نور افشان مین ہوگا

قطعہ تاریخ از طبع زاد مصنف طلسم ہذا منشی احمد حسین قمر در صنعت توشیح از سر ہر مصرع یک یک حرف بگیرند تا سنہ ۱۳۱۳ ہجری واضح و لائح شود این صنعت را ناظرین ملاحظہ فرمایند قطعہ

چل اے کلک خوش رنگ مستہ لجام
ملبت دل کو مضمون سے قوت ملی
ہو امید ہی دل سے اے خوش مزاج
قمر آفرین آفرین سب کہین
صنائع بدائع مین ہی بے شمار
ملے مجھکو پھر خلعت مرحبا

کہ جلد دوم کا ہوا اختتام
عجائب غرائب کے مضمون لکھے
ملا ہی جنھین قصہ خوانی کا تاج
قمر عرض کرتا ہی اے منصفو
یہ تاریخ توشیح ہو آشکار
دلم مضطرب گشت اے خوش نہاد

کتاب مضامین جو شائع ہوئی
قمر کی ذہانت کے جھنڈے گڑے
نظارۂ مضامین پر جب کرین
کہ تاریخ کا صاف مضمون ہو
خطا کو چھپائین جو اہل عطا
دکھالے یہ مضمون سے اتحاد

یہ رنگ چمن سے بھی ظاہر ہوا
گل فتنۂ نور افشان کھلا

خاتمۃ الطبع الحمد للہ والمنۃ کہ جلد دوم طلسم فتنۂ نور افشان مصنفۂ شاعر نازک خیال شیرین مقال جناب منشی احمد حسین صاحب قمر مدظلہ مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بعلو ہمت جناب منشی پراگ نرائن صاحب مالک مطبع بماہ مئی سنہ ۱۸۹۶ء مطابق ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۳ھ بحسن و خوبی طبع ہوئی

